نجمین
تحریر : تحریم ارشد

" ـَ ـَ ـَ ـَ !!"

روشنیوں کے شہر کراچی کے ای متوسط طبقے کے اسکوائ میں غراروں کی آوازوں نے صبح سو یرے اسکوائ والوں کا جیناڈو بھر کر رکھا تھا۔۔۔

"ارے بھائی یہ کون ہے؟"

" کیا مصیبت ہے یہ؟"

اسکوائ میں واقع ای بلڈ کی پہلی منزل کی بالکونی میں ای درمیانہ عمر آدمی کھڑے ہاتھ میں ـَ ٹ وی پکڑے زور زور سے گلا کھنکار کر غرارے کر رہے تھے۔۔ یہ تھے جہان ی ب صا ب ۔۔ پیشے کے قصائی تھے۔۔ ای عرصے سے روز معاش کے سلسلے میں سعودی عرب رہا کرتے تھے۔۔ اب سعودیہ کی بڑھتی مہنگائی نے اُنہیں مزی وہاں ٹھہرنے نہیں دی تھا۔۔ لہٰذا ب چھوڑ چھاڑ کر وہ پہلی فلائ ٹ پکڑ کر واپس اپنے دیس آ پہنچے تھے۔۔ اسکوائ میں فلیٹ اُن کی بیوی ربیعہ بیگم کے میکے والوں نے اُن کو ی ٹ کر کے دی تھا۔۔ آج سالوں بعد وہ پہلی مرتبہ اپنے فلیٹ میں آئے تھے، اِس لیے وہ اسکوائ کے کچھ اصولوں اور قوا سے بے خبر تھے۔۔۔ غراروں کی آوازوں نے اسکوائ والوں کے کانوں میں چھید کر کے رکھ دیئے تھے۔۔ تبھی اپنی بلڈ سے نکل کر ای آدم زاد ب ہر چلے آئے اور جھر جھری ی کانوں پ ہاتھ رکھے اُنہوں نے چون کر جہان ی ب صا ب کی جا ب دیکھا۔۔ یہ تھے ہارون انکل۔۔ اسکوائ کے ب سے سنجیدہ سو ب اور دانش مند رہا ۔۔ اُن موصوف کو تو وہ پہچان نہیں پ ئے تھے فلیٹ اور ب لکونی دیکھ کر سمجھ گئے تھے کہ وہ کون تھے۔۔۔

وہ پتّ یں سکیڑ کر اُنہیں دیکھتے کہنے لگے۔۔

"غالباً چاند کے اباّ ہیں یہ!!"

تبھی بالکونی میں ایک درمیانہ عمر عورت گھبرائی ہوئی سی دوڑی چلی آئی۔۔وہ اُن کا بازو متفکر انداز میں ہلاتے بولیں۔۔

"ارے چاند کے اباّ یہ کیا کر رہے ہیں۔۔؟"

وہ رُکے اور پلٹ کر اچنبھے سے اُنہیں سوالیا نگاہوں سے دیکھتے بولے۔۔

" کیوں؟"

وہ اُنہیں اندر لے کر جاتے ہڑبڑی میں کہنے لگیں۔۔

"چلیں چلیں۔۔۔پہلے اندر چلیں۔۔۔بتاتی ہوں۔۔" اور وہ ناسمجھی سے اُنہیں دیکھتے اندر چل پڑے۔۔

اندر لاؤنج میں آئے تو دروازے پر دستک اور باہر کی بیل کی گھنٹیاں سُنائی دینے لگیں۔۔

"ربیعہ باجی!" باہر سے عورتیں خفگی سے اُنہیں پکار رہی تھیں۔۔۔

جہانزیب صاحب اُلجھ کر دروازے کو دیکھتے بول پڑے۔۔

"ارے ان لوگوں کو مسئلہ کیا ہے بھئی؟"

ربیعہ بیگم نے گھبراتے ہوئے پیشانی پر ہاتھ مارا۔۔

"لو بس مل گیا موقع اِن کو!!"

اُنہوں نے سب سے پہلے جہانزیب صاحب کو غسل خانے میں بھیجنا چاہا۔۔وہ اُن کی جانب متوجہ ہوتے بولیں۔۔

"چاند کے ابا۔۔آپ تو جائیں غسل خانے میں۔۔اپنے غرارے کریں۔۔۔"

"ہاں ہاں !" وہ یہ کہتے فوراً سے لاؤنج سے نکل کر جانے لگے۔۔۔ ربیعہ بیگم نے اُنہیں جاتے دیکھا تو اُن کی سانس بحال ہوئی۔۔ وہ اب دروازہ کھولنے کے لیے تیزی سے بڑے بڑے ڈگ بھر کر دروازے کی جانب بڑھیں۔۔ لاک میں چابی گھما کر اُنہوں نے لاک کھولا اور خشک لبوں پر زبان پھیر کر ہینڈل نیچے کرتے دروازہ کھولا۔۔ تو سامنے غصے سے بھرا عورتوں کا ہجوم دیکھ کر بدقت مسکرائیں۔۔۔

"معذرت خواہ ہوں۔۔۔ آئندہ نہیں ہوگا۔۔ دراصل چاند کے ابو تہجد کے وقت ہی آتے ہیں آج۔۔"

کہنا تو وہ بہت کچھ چاہتی تھیں۔۔ مگر ربیعہ بیگم کے اُس ادب بھرے عذر خواہانہ انداز نے اُنہیں خاموش کروا دیا تھا۔۔ ربیعہ بیگم ایک سادہ سی مہذب خاتون تھیں۔۔ جہانزیب صاحب ان کے برعکس ذرا سخت مزاج تھے۔۔۔ خاندان میں بہت عزت تھی۔۔ ہر کوئی کوئی بھی کام کرنے سے پہلے اُن سے مشورہ کیا کرتا تھا۔۔ اور اگر وہ نہ کہہ دیتے تو بس نہ ہو جاتی۔۔ ہم یہ کہہ سکتے ہیں کمان سے نکلا ہوا تیر اور جہانزیب صاحب کی زبان سے نکلی ہوئی بات ایک سی تھی۔۔۔ ہر دھرم پر ایک ہٹ دھرم ہوتا ہے۔۔ اور وہ تھا اُن کا اپنا ہی سپوت خضر جہانزیب۔۔۔ اسکوائر کی آن بان شان اور جان۔۔۔

☆.....☆.....☆

"دُعا اُٹھو۔۔۔!!"

"دُعا!!!"

کوئی زور زور سے پلنگ پر سوئی نوجوان لڑکی کا منہ تھپتھپا رہا تھا۔۔ اُس نے خوابیدہ آنکھیں ہولے ہولے کھولیں۔۔

ہرنی جیسی بڑی بڑی سیاہ آنکھیں۔۔ سیاہ بدلوں کی طرح سایہ کرتی َ ن پلکیں۔۔ سرخ

گال۔۔ پنچ فٹ دو اِنچ قد۔۔ بریہ اور چھوٹے چھوٹے ش۔۔ چھوٹے چھوٹے

ہاتھ۔۔ اپنی عمر سے وہ کافی چھوٹی دِ تی تھی۔۔ میڈ کے دوسرے سال کی طالبا تھی۔۔

اسکوا ٔ میں ڈی۔کے کےنم سے بلائی جاتی تھی۔۔

اُس نے سامنے کھڑے ا ن کو دیکھا تو جھلا کر پ س پڑا کشن اُٹھا کر اُس کے منہ پ مارا۔۔۔

اور وہ جھلا کر پیچھے ہوا۔۔۔

"دُعا!!"

دراز قد وجیہ نوجوان۔۔ نوک میں کٹے خوبصورت سیاہ بل ماتھے پ پڑ رہے تھے۔۔ پ جلال

چہرہ اور.. اس کی آنکھیں.. اس کی آنکھیں بھی خضر تھیں۔اسکوا ٔ کے بچے اُسے چانٰ بھیا کہہ کر

پکارتے تھے۔۔۔ پکستان کر ٹ انٹر ربیئنٹین ٹیم کا کھلاڑی تھا۔۔۔ سارا اسکوا ٔ اور سارا

خانٰ ان اُس کی اِس اعلیٰ کار َ دگی سے واقف تھے۔۔۔ سوائے اُس کے اپنے والد کے۔۔۔۔

وہ کر ٹ میں نہیں تھا۔۔ کر ٹ اُس میں تھی۔۔ اور جتنی اُس میں تھی جہانٰ یب صا ب سے وہ

اتنی ہی کوسوں دور تھی۔۔ سعودیہ کی مصروف ت ین زن گی میں اُنہیں اتنا وقت بھی میسر نہیں تھا کہ

پکستان کر ٹ کی کچھ خبر ر ت، وہ تو پھر انٹر ربنٹین میں تھا۔۔۔ دراصل جہانٰ یب صا ب

ای غیر تعلیم یفتہ شخص تھے۔۔ جنہیں روز معاش کے لئے در در کی ٹھوکریں کھانی پڑی تھیں۔۔

اور اب وہ چاہتے تھے۔۔۔ کہ جو اُنہوں نے جھیلا وہ اُن کی اولاد کو نہ جھیلنا پڑے۔۔

دُعا پلنگ پ آلتی پلتی مار کر بیٹھی اور جماہی یت بولی۔۔

"کیا ہے؟"

پلنگ کی دیوار پ ڈھیر ساری اُس کی اور خضر کی ا کیمرہ سے بنائی چھوٹی چھوٹی تصویریں

لگی تھیں۔۔۔ وہ دُعا تھی۔۔ دُعا ادریس۔۔ خضر کے چچا کی بیٹی۔۔۔ دُعا کی ولادت سے پہلے ہی ادریس صا ب کا انتقال ہو َ ی تھا اور ب وہ چار سال کی تھی ت ب اُس کی والدہ بھی سرطان کے مرض میں مبتلا ہو کر چل بسی تھیں۔۔۔ ت ب سے ربیعہ بیگم نے اُسے اپنی اولاد سمجھ کر پالا تھا۔۔۔ ی ٹ ک کے بعد سے اُس کے ن ی ل والے مسلسل اُن سے اُس کا ہاتھ ما ن رہے تھے۔۔۔ اور اُن کا ب سے ڑا مسئلہ تھا خضر۔۔۔ اُس کے ن ی ل والے اُنہیں ساتھ دیکھتے تو ب تیں بنانے لگ جاتے۔۔۔ آئے دن اُس کے ماما اور ن نی اُنہیں ی ن آ جاتے۔۔۔ دو سال ت تو اُنہوں نے یہ سارا تماشہ خاموشی سے دیکھا۔۔۔ پھر حد کی بھی ا ی حد ہوتی ہے۔۔۔ لہٰذا ب کے منہ پ قفل لگانے کے لیے اُنہوں نے اسکوائ میں خضر کا نکاح دُعا سے پ ڑھوا دی۔۔۔ دونوں کے لیے مشکل تھا۔۔۔ نکاح سے قبل دونوں نے ا ی دوسرے سے بہت سے عہد و پیمان کیے تھے۔۔۔

"ہم وہ ہر وقت insecure رہنے والے کپلز نہیں بنیں گے۔۔"

"ہم دونوں ہمیشہ بچپن کی طرح اچھے دو ت بن کر رہیں گے۔۔"

"نکاح کا مطلب دوستی بھی ہو ت ہے۔۔ محبت دوستی بھی ہوتی ہے۔۔۔"

خضر کو علم تھا یہ نکاح ن کر ت تو اپنی دو ت کو کھو دیتا۔۔ وہ واقعی ا ی کپل نہیں تھے۔۔۔ وہ ا ی دوسرے کے دو ت تھے۔۔ بہترین دو ت۔۔۔ ا ی دوسرے کے ہم عمر۔۔۔ بچپن کے ساتھی۔۔۔ خضر فکرمندی سے چہرے پ ہاتھ پھیرتے پلنگ پ اُس کے رو ب و بیٹھا اور اعلا ن ازمیں کہنے لگا۔۔۔

"آپ کی اطلاعات کے لیے عرض ہے کہ JF-17 Thunder سرزمینِ پ کستان میں صبح تہجد کے وقت لینڈ کر چکے ہیں۔۔۔"

دُعا کا منہ   کے مارے آہستہ آہستہ کُھلا اور وہ چیخ مار کر اُچھلی۔۔۔

"اللہ!!"

اُس نے نوچتے ا ازمیں چہرے پہ ہاتھ رکھ لیے۔۔۔

"اب میں کیا کروں؟" وہ روہا   ہو گئی۔۔۔

اُس نے پونی میں بندھے تھوڑے سے بال پکڑ کر دیکھے۔۔

"میں نے تو بال بھی کٹوا دیئے۔۔"

دُعا کے بال آج سے چند سال قبل کمر کے نیچے   تے تھے۔۔ . . سے اُس کی ڈاکٹری تعلیم شروع ہوئی تھی وہ اُنہیں ٹھیک سے سنبھال نہیں پاتی تھی اور اُس کے بال جھڑنے بھی بہت لگے تھے۔۔ کبھی کبھی تو وہ دو دو دن بھی کنگھی نہیں کیا کرتی تھی اور بس ایسے ہی لپیٹ کر کیچر لگا لیا کرتی تھی۔۔۔ اور . . ربیعہ بیگم کو اُس کے بال سیدھے کرنے بیٹھتی تو گچھوں کے گچھے ا   تے تھے۔۔

بس پھر ربیعہ بیگم نے روز روز کے جھنجھٹ سے   ت کے لیے اُس کے بال کٹوا کر بس شانوں سے ذرا نیچے نیچے   چھوڑ دیئے تھے۔۔۔ جہا . صا . . بال کٹوانے اور بھو   بنوانے کے سخت خلاف تھے۔۔ بھو   تو وہ خیر سے نہیں بناتی تھی   بال کٹوا چکی تھی۔۔۔

وہ خضر کی جا . کھسک کے متفکر ہو کر بولی۔۔

"چا میرے بال تو   ٹ گئے۔۔"

جواباً وہ خفگی سے اُس پہ چیخا۔۔۔

"تمہیں اپنے بالوں کی پڑی ہوئی ہے؟ میرا یہاں پورا کیریئر داؤ پہ لگا ہے۔۔"

خضر کو جہا . صا . سے کر   ٹ کے . . بچپن میں جوتے ڈ   ٹ ے ڈوئی بٹلن کی چپل

ہینگروا سٹیل کے چمچ سے مار پڑی تھی۔۔ وہ ڈھیٹ نہیں آیا تھا۔۔۔ دونوں باپ بیٹے کا چھتیس کا آنکڑا تھا۔۔ اگر جہانزیب کہتے دائیں تو خضر کہتا بائیں۔۔ اگر وہ کہتے مشرق تو وہ کہتا مغرب۔۔۔ اپنی بات ثابت کرنے کے لیے وہ روئے زمین کی تہہ تک جاتا تھا اور ایسے ایسے دلائل لاتا تھا جسے جہانزیب کی دماغی استطاعت کسی صورت قبول نہیں کر سکتی تھی۔۔۔ فلحال جناب کو ربیعہ بیگم نے یہ بتایا تھا کہ وہ Engineering Telecommunication کر رہا ہے۔۔۔ جھوٹ بولنے کے لیے وہ ہر گز تیار نہ تھا۔۔ اِس لیے یہ کام دونوں ساس بہو نے اپنے سر اُٹھایا تھا۔۔ کچھ سوچ کر خضر فیصلہ کن انداز میں بولا۔۔۔

"بس اب۔۔۔ میں ابو کو سچ بتا دوں گا۔۔ اب بات کبھی بھی باہر نکل سکتی ہے۔۔۔ امی کہہ رہی تھیں۔۔۔ اب وہ سعودیہ نہیں جائیں گے۔۔۔"

دُعا اگلا سانس نہیں لے پائی۔۔۔ جانتے تھے دونوں کہ عیش کے دن گئے۔۔۔ رات رات فلمیں دیکھنا۔۔۔ ۔۔۔ ختم۔۔۔

"میں اب جھوٹ نہیں بول سکتا۔۔۔"

اُس نے بڑی سنجیدگی سے میں سر ہلایا۔۔۔ دُعا جھٹ سے بولی۔۔

"تو میں بول لوں گی۔۔" اُس نے اُس کے سر پر ایک طرف تھپڑ رسید کیا۔۔۔ جواباً دُعا نے بھی اُس کے سر پر تھپڑ رسید کیا۔۔۔ یہ کوئی کوئی نئی بات تھی۔۔ بچپن سے دونوں ایک دوسرے کو مار کھلاتے اور ایک دوسرے سے مار کھاتے آ رہے تھے۔۔۔ دُعا نے کچھ سوچتے ہوئے اُسے اطمینان رکھنے کا کہتے ہاتھ دکھائے۔۔

"ریلیکس۔۔۔ میں کچھ کرتی ہوں۔۔ ڈونٹ وری۔۔ ڈی۔ کے کے ہوتے فکر نہیں۔"

"چاچو ۔۔۔" تبھی باہر سے ربیعہ بیگم کی اُسے پکارنے کی آواز اُسے سنائی دی۔۔ دونوں نے گردن موڑ کر دروازے پر دیکھا۔۔
دُعا نے اشارہ کرتے کہا۔۔
"جاؤ امی بلا رہی ہیں۔۔"
تائی اماں اُس نے اُنہیں کبھی کہا ہی نہیں تھا۔۔۔ وہ اُس کی امی ہی تھیں۔۔۔
"خضر بیٹا جاؤ۔۔۔ دودھ لے آؤ۔۔۔"
وہ پٹ پٹا کر بیزارگی سے گہری سانس لیتا اُٹھا۔۔۔
"پتا نہیں۔۔ کب وہ دن آئے گا۔۔۔ جب کسی کو دودھ منگوانے اور لینے جانے کے متعلق فکر نہیں کرنی پڑے گی۔۔" یہ کہتے وہ کمرے سے جانے لگا۔۔ دُعا آنکھوں میں بڑے بڑے خواب لیے اُسے جاتا دیکھ کر ذرا مسکرا کر بولی۔۔
"انشاءاللہ۔۔۔ ضرور آئے گا۔۔"
اُسے کرنے کا کچھ نہیں پتا تھا۔۔ اپنے دوست کی کاوشوں پر اعتماد کسی کامل پختہ ایمان سا تھا۔۔ اُس کا صرف نام دُعا نہیں تھا، وہ خضر کے لیے واقعی ایک کامل دُعا تھی۔۔۔ ایک دوسرے کی حمایت اور اُس کا ساتھ دینا اُنہوں نے اُس عمر میں شروع کر دیا تھا جس عمر میں خود اُنہیں کسی کے ساتھ کی ضرورت تھی۔۔ کوئی ایک دوسرے کے سامنے اُنہیں کچھ کہہ کر جاتا تو بچ کر جاتا کہاں۔۔۔ وہ اُس کی ڈھال تھا اور وہ اُس کی ریڑھ کی ہڈی تھی۔۔۔
نہا دھو کر باہر لاؤنج میں وہ جہانزیب صاحب کے ساتھ بیٹھا اُن کی بات سن رہا تھا۔۔
"تمہاری اماں بتا رہی تھی۔۔۔ کہ اسکوائر میں دُکان خالی ہوئی ہے۔۔"
اُس نے بڑے ادب سے اثبات میں سر ہلا دیا۔۔

"جی۔۔"

"تو میں نے سوچا بس اب اپنے ہی ملک میں رہتے ہیں۔۔کچھ نہیں رکھا باہر۔۔"

تبھی ربیعہ بیگم کی ڈانٹ ڈپٹ کرنے کی آوازیں سنائی دینے لگیں۔۔

"ارے دُعا۔۔۔کتنی مرتبہ سمجھایا ہے۔۔نہا کر فرش سے بال اُٹھا لیا کر۔۔۔دیکھو توبہ توبہ۔۔۔ اتنے بال گرے ہیں اِس کے۔۔۔گنجی ہو جائے گی یہ لڑکی۔۔۔اِس کی نانی مجھے باتیں سنا سنا کر کہیں کا نہیں چھوڑے گی۔۔"

دُعا کا ذکر سُنا تو وہ اُسے متلاشی نگاہوں سے دیکھتے بولے۔۔

"یہ شہزادی کہاں ہے؟"

دُعا کا شمار اُن چند لوگوں میں ہوتا تھا جو اُن کی گڈ بکس میں آیا کرتے تھے۔۔وہ اُسے پکار کر بولے۔۔

"شہزادی!!"

خضر نے سلگتی نگاہوں سے کنکھیوں سے اُنہیں دیکھا۔۔

"شہزادی!!"تبھی وہ سر پہ دوپٹہ ٹھیک کرتے لاؤنج میں چلی آئی۔۔

"آ گئی آ گئی ابو!"

اُسے آتے دیکھا تو وہ فوراً سے اُس کے لئے اُٹھ کھڑے ہوئے۔۔۔بلاشبہ اُن دونوں میاں بیوی نے اُسے خضر سے زیادہ محبت اور توجہ دی تھی۔۔۔

دونوں کو وہ تعلیم کی تلقین کرتے کہہ رہے تھے۔۔

"پڑھو گے لکھو گے بنو گے نواب۔۔کھیلو گے کودو گے ہو گے خراب۔۔دیکھا۔۔میں کچھ پڑھا نہیں۔۔تو کیسے در در کی ٹھوکریں کھانی پڑی ہیں مجھے۔۔۔اِس لیے بچوں۔۔خوب پڑھائی

کرو۔۔دن دگنی رات چوگنی محنت کرو۔۔۔"

اب وہ خضر کو دیکھتے ہوئے شکر ‌اری سے ہاتھ اُٹھا کر چھت پ دیکھتے بولے۔۔

"اللہ کا ‌اشکر ہے کہ اُس نے اِن نواب صا کو بھی تعلیم کی توفیق دی۔۔۔ورنہ میں تو اِس کے کر کے شوق کے رات کو ٹھیک سے سو نہیں پ تھا۔۔"

خضر اور دُعا کا سر شرمندگی سی جھک ‌ی تھا۔۔۔اُنہیں ایسا لگا تھا وہ اب کبھی ‌یں نہیں اُٹھا پ گے۔۔۔ ‌شتے کے بعد وہ دُعا کو میڈ کالج چھوڑنے جا رہا تھا۔۔جہا ‌ نے ذرا چو کر اُسے دیکھتے کہا۔۔

"چا !"

وہ دونوں چو ۔۔

خضر نے جواباً پوچھا۔۔

"جی ا ؟"

" کدھر جا رہے ہو؟" وہ پ ‌یں سکیڑے ‌پیشانی پ بل ڈالے بغور اُسے دیکھتے پوچھ رہے تھے۔۔وہ اِس سے پہلے کچھ کہتا دُعا قت مسکرا کر جھٹ سے بولی۔۔

"یونی۔"

"ایسے جاؤ گے؟" اُنہوں نے آنکھوں پ پہنی عینک ‌ک پ کرتے سختی سے پوچھا تھا۔۔

خضر نے ا ‌ی او پ سے نیچے خود کو دیکھا۔۔کپڑے تو ٹھیک تھے۔۔دُعا نے جھٹ سے پوچھا۔۔

" کیوں؟ کیا ‌ ابی ہے ابو؟ ٹھیک تو ہے۔۔"

وہ خفگی سے خضر کو دیکھتے بولے۔۔۔

"ایسے جائے گا پڑھائی کرنے؟ کاغذ قلم۔۔ کوئی کاپی۔۔"

دُعا احتجاجاً ہنسی۔۔

"وہ۔۔۔ہاہا۔ابو۔۔آج کل ایسا ہی ہوتا ہے۔۔"

اِس مرتبہ اُنہوں نے راضی سے اُس کے بیگ کی جانب اشارہ کرتے پوچھا۔۔۔

"تو پھر تم کیوں بستہ لے کر جا رہی ہو؟"

خضر نے دُعا کو کہنی ماری۔۔۔اشارے کا مطلب تھا۔۔" بھگتو اب۔۔"

دُعا اب بھی احتجاجاً مسکرا رہی تھی۔۔

"وہ انجینیئر ی اور میڈ کی پڑھائی میں فرق بھی تو ہوتا ہے ابو۔۔"

سمجھ تو اُنہیں کچھ نہیں آیا۔۔ پھر بھی اُنہوں نے سر ہلا دیا۔۔

"اچھا۔۔"

اب وہ خضر کو جھڑکتے بولے۔۔

" کل سے کتابیں لے کر جانا سمجھے۔۔"

وہ ڈھیٹ ڈھیٹوں کی طرح خاموشی سے اُنہیں دیکھ رہا تھا۔۔۔اور اب پھر دُعا نے کہا۔۔

"ہاں ہاں لے جائے گا ابو۔۔۔میری گار ۔۔۔"

اب مزید وہاں ٹھہرنا اپنا بھانڈا خود پھوڑنے کے مترادف تھا۔۔۔وہ الوداعی انداز میں اوسا بولی۔۔

"اوکے ابو امی۔۔۔اللہ حافظ!!"

اور خضر کا ہاتھ غصے سے پکڑ کر باہر نکلی۔۔۔باہر کا دروازہ بند کیا تو اُس نے غصے سے اُس کی پشت تھپڑ رسید کیا اور دبے دبے غصے سے بولی۔۔

"چاہتے کیا ہو تم؟ ہاں... چاہتے کیا ہو؟ ا ن کچھ بول ہی ی ہے۔۔"

اُس نے اُسے ڑی سادگی سے انگشت شہادت دکھاتے کہا۔۔

"میں نے پہلے ہی کہا تھا۔۔ میں منہ کھولوں گا تو سچ کے لیے کھولوں گا۔۔"

اور اَ وہ سچ کے لئے منہ کھولتا تو پھر اُس فلیٹ میں کچھ ق نہیں رہتا۔۔۔ دونوں سیڑھیاں اُ کر نیچے آئے تو بلڈ َ کے نیچے ہی خضر کی ئیک کھڑی تھی۔۔۔ اُسے دیکھتے ہی دُعا ہاتھ ہلا کر ش سے بولی۔۔

"ہیلو دھنو!!" فی الحال اُن کی استطا اتنی ہی تھی کہ وہ ئیک ی ۔۔

ئیک پ ی خضر اُسے کید کر رہا تھا۔۔۔

"دھیان سے بیٹھنا۔۔۔ پچھلی ر بھی تم نے ٹ میں عبایہ دے دی تھا۔۔"

دُعا اُس کے شانے پ ہاتھ ر خفگی سے کہنے لگی۔۔

"او کے او کے!! صبح صبح چک چک مت کرو۔۔"

اور خضر نے کِک مار کر ئیک اسٹارٹ کی اور لحظہ بھر میں ئیک اُڑا لے ی۔۔۔

☆.....☆.....☆

دوپہر کے وقت وہ کالج کے ہر خضر کو دیکھنے آئی تھی۔۔۔ تبھی ق رفتاری میں ئیک پ بیٹھے آدمی نے اُس کے پ س سے ر تے جھپٹ کر اُس کے کندھے سے بیگ کھینچا۔۔ وہ بیگ دِ میں جتنا ہلکا پھلکا لگتا تھا ر سے وہ اتنا ہی بھاری تھا۔۔۔ اُس آدمی نے زور لگا چاہا کام رہا۔۔ اور اِس سے پہلے وہ َ ر دُعا نے اُسی لمحے اُس کے منہ پ اُڑا کر بیگ دے مارا اور وہ آدمی ئیک کے ہینڈل چھوڑ کر کراہتا ہوا زمین پ دھڑام سے َ ا۔۔۔ دُعا فکرمندی اور معصومیت سے اُسے دیکھتے سر جھکا کر بولی۔۔

" کیا ہوا انکل؟" جھکی تو اُس نے زور سے اُس کے منہ پہ بیگ رسید کیا۔۔۔

" آہ!!!"وہ تلملا یہ۔۔

"اوہ انکل کیا ہوا یہ؟"

یہ کہتے وہ ذرا قریب آ کر پھر سے جھکی اور بیگ سیدھا اُس کی ٹھڈی پہ لگا۔اب وہ گھوم کر دوسری جانب جانے لگی تو اُس کے ٹانگوں پہ پڑھ کر کُچلتے ہوئے آگے بڑھی اور وہ آدمی ٹانگیں اُٹھا کر پکڑ کر۔۔ یہ۔۔۔

"اوہ ہو ہو!!"دُعا گھبرا کر یہاں وہاں دیکھتے ذرا جھک کر بیٹھی اور اِدھر اُدھر دیکھتے لوگوں کو پکار کر کہنے لگی۔۔

" کوئی ہے کوئی ہے؟"

وہاں دکھا تو کوئی نہیں تو اُس نے شتابی سے سیدھا اُس کے پیٹ میں مُکا مارا۔۔اور وہ آدمی دیوانہ وار یہ۔۔۔

" آہ!!!!!"

یہ مُکا بزی خضر کی کرم نوازی تھی۔۔پچھلے آٹھ سال سے وہ اُسے بکسنگ سکھا رہا تھا۔۔اور ہمیشہ وہ اُسے سکھاتے ہوئے کہتا تھا۔۔

"میں تو جایا کروں گا کرٹ کھیلنے ملکوں ملکوں میں۔۔۔لہٰذا اپنا دفاع تمہیں خود کرنا ہے۔۔"

بلا آخر اُس آدمی کے شور پہ سڑک پہ لوگ جمع ہو گئے تھے۔۔وہ آدمی تڑپتے ہوئے دُعا کے سامنے اشارہ کرتے کرتے کہہ رہا تھا۔۔

" بہت بہت مارا اس نے۔۔بہت مارا۔۔"

دُعا فکرمندی اور معصومیت سے اُسے دیکھ رہی تھی۔۔۔ بلوگوں نے حیرت سے ایک دُعا

کو دیکھا جو اپنے قد اور ش کی وجہ سے اپنی عمر سے کافی کم دِکھا کرتی تھی۔۔کم از کم یٹ ک کی طلباء۔۔ای آدمی نے اُسے دیکھ کر قہقہہ لگای۔۔

"یہ۔۔۔یہ۔۔اِس نے مارا؟"

آگے سے دُعا نے آنکھوں میں ڈھیر سارا پنی لاتے کہا۔۔۔

"میں؟ میں کیسے مار سکتی ہوں؟"

"ایکسکیوز می!!"

"پلیز ہٹیئے!!"

تبھی بھیڑ کو چیرتے ہوئے گھبرای ہوا سا خضر دُعا کو تلاشتے ہوئے آی۔۔۔

"بہت بہت پیٹ اِس نے مجھے۔۔" کوئی بھی شخص اُس آدمی کی بت پ یقین کرنے کو تیار نہیں تھا۔۔

"بھئی اتنی سی بچی تمہیں کیسے مار سکتی ہے؟" وہاں کھڑا وہ شخص جا تھا کہ واقعی ب اُسی کا کیا دھرا تھا۔۔اُس نے خاموشی سے دُعا کا ہاتھ اپنی َ فت میں لیا۔۔اُس نے ذرا چونٔ کر اُسے دیکھا اور پھر ذرا مسکرا پڑی۔۔زن گی اُس شخص کو دیکھ کر جھلملا پڑتی تھی۔۔۔وہ اُسے بنا کچھ کہے وہاں سے لے کر نکل رہا تھا۔۔وہ آدمی اُسے جات دیکھ کر رہا تھا۔۔

"مارا اِس نے مجھے۔۔" بئیک پ نی ت ہوئے دُعا کے معصوم سے فرشتہ صورت چہرے پ ای ابلیسیانہ مسکراہٹ نے َ ٹ ھا ڈالا۔۔۔

"مت کیا کرو ایسے۔۔۔"

خضر سنجیدگی سے کہتا فوراً سے اُدھر سے بئیک نکال کر لے َ ی۔۔۔

☆.....☆.....☆

گھر پہنچے تو . دروازہ کُھلا تو سامنے صوفے پ بیٹھے س کو دیکھ کر وہ بے اختیار مسکرا کر اُن کی جا . دوڑ پڑی۔۔۔

"۔ نی!!"

خضر نے ا رآ کر . ہر کا دروازہ بند کیا اور پھر گھوم کر ذرا مسکراتے اُن کی طرف آتے بولا۔۔

"السلام علیکم۔ نی۔۔کیسی ہیں آپ؟"

دُعا کو ساتھ لگائے ای بے اعتنائی سے اُنہوں نے اُسے دیکھا اور کہا۔۔

"وعلیکم السلام۔۔ٹھیک۔۔"

دُعا کے ۔ یل والوں کا خضر سے رویہ یونہی سرد مہر ہی رہتا تھا۔۔دُعا نے اُلٹا ہاتھ ہلکے سے اُن کے . زو پ رسید کیا اور . ۔ائی۔۔

"۔ نی!"

چند لمحوں بعد جہا ۔ . صا . بھی . ہر آ بیٹھے۔۔دُعا اُن کا سعودیہ عرب سے ساتھ لا ی سامان کھول رہی تھی۔۔۔ نی بیگم نے جیسے ہی جہا ۔ . صا . کو دیکھا تو اپنے گِلے شکوے شروع کر ڈالے۔۔ربیعہ بیگم کچن میں کھانے کی تیاری ں کر رہی تھیں۔۔

"اتنا نہیں کیا تمہاری بیگم نے کہ بہو کے گھر سے آئی ہوں۔۔۔ رگ ہوں۔۔کوئی نیلا پیلا ہرا شر . ۔ ہی پلا دیتی۔۔"

دُعا ۔ لا کھول کر بیگ کی زپ کھولتے جھٹ سے بولی۔۔

"۔ نی کھا ۔ لگا رہے ہیں ۔۔"

۔ نی بیگم کہاں خاموش رہیں۔۔۔

"۔ ہم سے پوچھا ۔ مشورہ کیا۔۔ ۔ ہمارا انتظار کیا۔۔۔بس کر دی نکاح۔۔۔"

سامنے بیٹھے خضر کا خون اُبل کر آنکھوں میں آ ـَ یـ تھا۔۔۔

"اتنا نہیں انتظار کیا۔۔۔کہ میں ملتان سے آجاتی تو نکاح کر یـ تـ ۔۔"

اُن دنوں وہ اپنی کسی رشتے دار کے ہاں ملتان گئی تھیں۔۔۔

"دل میں تو بـ ڑی بـ تیں ہیں۔۔لیکن خیر۔۔۔یہ ٔ نی پھر بھی رونق لگائے گی شادی پـ ۔۔۔کسی کو نہیں پتا چلنے دے گی اٰ رسے کس قدر اِس کا دل فگار ہے۔۔"

"ٔ نی بس بھی کر دیں یـ ر۔۔۔"دُعا نے انتہائی شرمندگی سے کہا تھا۔۔۔جہا ٔ یـ بـ صا بـ نے بـ ت بـ لنے کی سعی کی اور دُعا سے کہنے لگے۔۔۔

"ون ڈے آفر تھی۔آئی فون کا وہ ماڈل نہیں آ یـ ۔۔بـ ڑا استامل رہا تھا۔۔لیا تھا تم دونوں کے لیے کہ بھیجوں گا کسی کے ہاتھ اب خود ہی آ ـَ یـ ۔۔۔"

دُعا اور خضر ذرا چو ۔دونوں نے ایـ دوسرے کو خوشگوار حیرت سے دیکھا اور دُعا فوراً سے بولی۔۔

"آپ کا مطلب آئی فون ا ابو؟"

وہ ٔ م سُن کر دم بھر میں بولے۔۔

"ہاں ہاں وہی۔۔"

بـ کا دل جلا جلا کر بـ ٔ نی بیگم گئیں تو دُعا کمرے میں قیلولہ کرنے کے لیے چلی گئی۔۔۔

آ بـ لگی کوئی اٰ ازہ نہین تھا تبھی ہی یخ ٹھنڈی بو ٔ وں کی طوفانی بـ رش ہوئی اور وہ کر اُٹھ بیٹھی۔۔۔

"قیامت آ گئی!!"

اُس نے پـ نی سے بھاری آنکھوں سے سامنے کا دُھندلا منظر دیکھا اور منہ کھول کر بمشکل سانس

لی۔۔اگلے لمحے آنکھیں صاف ہونے لگیں تو سامنے خضر جگ پکڑے کھڑا اُسے دیکھتے ہوئے بولا۔۔

"عصر کا وقت جا رہا ہے۔۔ نماز پڑھ لو۔۔"

یہ کہتے وہ کمرے سے جانے کے لیے پلٹ گیا۔۔۔دُعا نے غصے سے زور سے آنکھیں بھینچ لیے۔۔یہ اُس کے ساتھ کوئی پہلی مرتبہ نہیں ہو رہا تھا بلکہ یہ تو اُس کے ساتھ آئے دن ہوا کرتا تھا۔۔ نماز پڑھ کر وہ لاؤنج میں آئی تو وہ صوفے پر بیٹھا ٹی۔وی اسکرین پر نگاہیں مرکوز کیے ہوئے تھا۔۔غالباً وہ خفا تھا۔۔ اُس سے نہیں۔۔۔شاید اُسے نانی بیگم کی باتیں بُری لگی تھیں۔۔

"خفا ہو چاند؟" وہ فکرمندی سے پوچھتے اُس کے ساتھ صوفے پر آ بیٹھی۔۔۔جواباً اُس نے بے نیازی سے کہا۔۔

"It doesn't matter Dua."

دُعا نے بیزاریت سے اُسے ہاتھ دکھاتے کہا۔۔۔

"Chand, Please.. Stop acting like a 'Typical' husband!"

اب وہ ذرا چونکا۔۔اُس نے بے یقینی سے اُسے دیکھ کر پوچھا۔۔

"Did I? Really?"

دُعا نے منہ کا زاویہ بگاڑ کر سر ہلایا۔۔

"اونہوں۔۔"اور اُس نے معذرت خواہانہ انداز میں کہا۔

"سوری۔۔"

دُعا ذرا سی گردن پھیر کر مسکرائی۔۔۔اُن کا ہر لڑائی جھگڑا اور گلہ ہمیشہ اِس ایک نقطے پر آ کر

ٹھیک ہو جای کرت تھا۔۔دُعا کچھ سوچ کر کہنے لگی۔۔

"آئی فون کی سیٹنگ کریں اپنے؟"

اور اُس نے َ دن ہلا کر اکتفا کرتے کہا۔

"ہاں کرتے ہیں۔۔"

سیٹنگ تو کر لی کور اور پ وٹیکٹر لگانے کے لیے وہ اپنا اور اُس کا مو. ہر لے جانے لگا تو ربیعہ بیگم جھٹ سے بولیں۔۔۔

"رکھ کے جا۔۔۔"

جواباً اُس نے .ڑی سادگی سے کہا۔۔

"امی کور اور پ وٹیکٹر لگوا ہے۔۔"

ربیعہ بیگم نے دوٹوک ا از میں کہا۔۔

"نہیں۔۔۔ابو کے ساتھ جا ۔۔۔ا َ جا ہے۔۔کوئی مار کر لے جائے گا ۔۔۔پھر سر پکڑ کر پھرتے رہنا۔۔"

خضر نے ای ٹھنڈی آہ بھری اور کہا۔۔

"اچھا۔۔"

تبھی دُعا لاؤنج میں دوڑی چلی آئی اور جوش سے بولی۔۔

"امی کل سے ویکنڈ شروع ہو رہا ہے۔۔چا نے کہا تھا شام میں سمندر لے کر جائے گا۔۔۔۔ ہم جا گے ۔۔"

"نہیں۔۔"جواب دوٹوک آ تھا۔۔۔

دُعا کا چہرہ آزردگی سے لٹک َ ی۔۔وہ سر جھٹک کر اُداسی سے بولی۔۔

"ٹی۔وی میں تو ہیروئنیں رات رات کو اکیلی اکیلی سمندر چلی جاتی ہیں۔۔۔ہمیں تو یہاں دن کے وقت بھی نہیں جانے دیا جاتا۔۔"

شام کو مغرب کے بعد جہان ۔ صا ۔ اپنے کمرے میں بیٹھے خضر کو نصیحتیں کر رہے تھے۔۔

"اب محنت کرو خوب۔۔۔ پڑھ لکھ کر اچھی پو ٹ پر لگ جاؤ۔۔ دیکھا چچا ما ۔ کا کیا حال ہوا ہے۔۔ کہتا تھا اُسے پڑھائی کر لے۔۔ پڑھائی کر لے۔۔ لندن جانے کے شوق نے کیسا مروا یا اُسے۔۔۔لندن تو ۔۔اب ٹیکسی کر ارا کر رہا ہے۔۔ بت نہیں مانی اُس نے بڑے بھائی کی۔۔۔ ذلیل ہو رہا ہے۔۔ بڑا بھائی باپ بجا ہوتا ہے۔۔"

چچا ما ۔ اُس کے وہ چچا تھے جنہیں اُس کے دادا نے اپنی حیات میں ہی گھر سے بے دخل کر دیا تھا۔۔ کیو لندن جانے کے لئے اُنہوں نے اپنے ہی گھر میں ڈکیتی کروائی تھی اور پکڑے جانے پر وہ گھر سے فرار ہو گئے تھے۔۔

تبھی اُنہیں ای ۔ ری سی کی آواز سنائی دی تو ذرا چو اور خضر سانس نہیں لے سکا تھا۔۔ ہر لاؤنج میں دُعا نے بھاگ کر سر پر دوپٹہ لیا اور بالکونی میں چلی آئی۔۔۔اُس نے دن جھکا کر نیچے دیکھا تو نیچے تین نوجوان کھڑے تھے۔۔وہ نہیں تھی۔۔ بلکہ وہ خضر کو نیچے بُلانے کا سگنل تھی۔۔۔وہ تینوں اُس کے بہترین دو تھے۔۔ای تھا وقاص۔۔ خضر کا بچپن کا دو اور اسکوائر کا وہ کنوارا جس کے ہر آ اپنی بیٹی کے لیے خواہش مند تھی۔۔ دوسرا تھا شُریم، وہ بھی اُس کا بچپن کا دو تھا۔۔۔ا ن دل کا بہت اچھا ز ن میں لکنت تھی۔۔۔اور تیسرا تھا زین۔۔ جسے پیار سے وہ ۔ زُلفی پکارا کرتے تھے۔۔دراصل پہلے اُس نے کسی اداکار کی طرح زُلفیں رکھی تھیں جن کو وہ اکٹھا کر کے پونی بنایا کرتا تھا۔۔خیر سے ہیئر اسٹائل تو اب اُن تینوں کی سنگت میں بڑا مہذب اور سو تھا م زُلفی ہی پڑ ی تھا۔

اسکوائڈ میں آئے اُسے چند ماہ ہی ہوئے تھے۔۔ تعلق اُس کا پنجاب سے تھا۔۔ کچھ ہی ماہ قبل وہ سندھ آئے تھے۔۔۔ بچپن میں دُعا خضر وقاص اور شُریم اپنے اسی محلے میں کھیلا کرتے تھے۔۔

اب دُعا کی اس سے کوئی بات پتہ نہیں تھی۔۔ دُعا نے اُنہیں ہاتھ دکھا کر آگاہی کرتے کہا۔۔

"اب یہاں یہ نہیں چلے گا۔۔ یہ حرکتیں بند کردو۔۔۔ نہیں تو بہت بُرا ام ہوگا۔۔"

جواباً وقاص نے اچنبھے سے اُسے دیکھتے پوچھا۔۔

" کیوں؟"

دُعا نے ماتھے پر بل ڈالے پوچھا۔۔

" تمہیں نہیں پتا؟ ابو آگئے ہیں۔۔"

زین نے حیرت سے دیکھتے پوچھا۔۔

" کس کے ابو؟"

شُریم ہکلا کراوپر دُعا کی جانب اشارہ کرتے بتانے لگا۔۔۔

"وہ وہ۔۔۔"

زین حیرانگی سے بولا۔۔

"دُعا کے ابو؟ وہ کیسے آ تے ہیں یار!!"

شُریم نے ہکلا کر ہاتھ ہلایا۔۔

"نن نن۔"

وقاص جھٹ سے بولا۔۔

"زین کے ابو؟"

"نن۔۔۔۔"

زین نے فوراً سے کہا۔۔۔

"بھلا میرے ابو کیوں اِن کی طرف آ گے؟"

دُعا نے ای زین کی طرف دیکھا اور پھر وقاص کو۔۔

"نن نن نہیں۔۔"شُریم نے اب وقاص کو دیکھ کر ہاتھ ہلای تو زین نے پوچھا۔۔

"وقاص کے ابو؟"

دُعا نے اُکتا کر پیش نی پہ ہاتھ مارا۔۔۔

"نن نہیں یار۔۔"

اب قیاس کرنے کے لیے کوئی بچہ نہیں تو وقاص اور شُریم دونوں ای ساتھ ٹھٹھکتے ہوئے بولے۔۔۔

"چان کے ابو؟"

اور شُریم نے زور زور سے سر ہلای۔۔

"ہا۔۔ہاں۔۔ہاں۔۔۔"

دُعا بلکونی سے چلی گئی اور زین اور وقاص نے پھر بڑے بے تکلفانہ ا ازمیں کہا۔۔

"اچھا۔۔تو ایسے بول یار۔۔"

چند لمحوں بعد خضر نیچے اُن سے ملنے آ ی تھا۔۔اُسے دیکھ کر وہ تینوں کی چہرے چینی پھول کی ما کِھل اُٹھے تھے۔۔۔ خضر کا چہرہ پژمردہ اضطراب بھرا اور فکرمند تھا۔۔وقاص نے اُس کے شانے کے د ہاتھ پھیلاتے کہا۔۔

"کیا بات ہے سا ؟"

خضر نے بڑی سنجیدگی سے د بتے سر ہلایا اور پھر کھول کر کہا۔۔

"بڑا برا پھنس چکا ہوں یار!"

زین نے ماحول کو تھوڑا خوشگوار بناتے کہا۔۔

"اچھا ایک بات بتاؤ؟" تینوں نے اُسے دیکھا اور خضر نے بھویں اُٹھا کر کہا۔۔

"ہوں؟"

"اگر آلو کو بخار ہو جائے تو وہ کیا ہوا؟"

وقاص نے اچنبھے سے پوچھا۔۔

" کیا؟"

خضر نے بڑی سادگی سے سر جھٹکے جواب دیا۔۔

آلو بخارہ۔۔مت کرو زُلفی۔۔مُوڈ نہیں ہے۔۔"

شُریم نے بھی کہنا چاہا۔۔

"یار۔۔یار۔۔ایک کو۔۔"

وہ اُس کے کہنے سے پہلے اُس کی بات مکمل کرنے کے غرض سے بولا۔۔

" آج نہیں بتا سکتا۔۔۔سعودیہ عرب کی گرمی اور مہنگائی کھا کر آئے ہیں۔۔۔تھوڑا رُکنا پڑے گا۔۔۔" وقاص نے کچھ سوچتے چہرے پر ہاتھ پھیرتے کہا۔۔

" ٹھیک ہے۔۔۔پھر ہم ایک کام کرتے ہیں!!"

" کیا؟" خضر نے جھٹ سے پوچھا۔۔

" ہم اپنی اپنی بلڈنگ والوں اور اسکواڈ والوں کو سمجھا دیتے ہیں کہ آپ کوئی بات نہیں کریئے گا۔۔"

"صحیح۔۔" اُس نے ٹھنڈی سانس بھرتے کہا تھا۔۔

زین نے اب پھر اُس کا موڈ ٹھیک کرتے کہا۔۔

"اُستاد کے پ س چلتے ہیں۔۔"

اور وہ چہرہ اُن موصوف کے ذکر پ کھل اُٹھا تھا۔۔

"ہاں چلو۔۔"

وہ تینوں اُسے دیکھ کر مسکرا پڑے۔۔۔اُستاد اور اُس کا رشتہ بہت پ ان تھا۔۔۔کہتے ہیں ا ن کے تین ب پ ہوتے ہیں۔۔ای جو اُسے اِس د میں لے کر آ ہے، دوسرا جو اُس کی اہلیہ کا ب پ ہو ہے، اور تیسرا وہ جو آپ کا اُستاد ہے۔۔۔جسے ہم روحانی ب پ بھی کہتے ہیں۔۔اُستاد تو اُسے بہت ملے ب پ اُسے لقمان علی خان میں تھا۔۔ یہ میں اُس کے قرآنِ کریم محفوظ تھا۔۔ بچپن میں۔ ب اسکوائ میں اُن سے پہلی مرتبہ قات ہوئی تھی، تو ب کے سامنے تو اُس کے حافظِ قرآن ہونے پ اُنہوں نے اُسے خوب سراہا، پھر کچھ لمحوں بعد وہ اُسے ای کنارے پ لے گئے اور اُنہوں نے بڑے پیار سے پوچھا۔۔

"کیا تم جا ہو لاریب فیہ ھدی للمتقین کا معنیٰ کیا ہو ہے؟"

ت ب زندگی میں پہلی مرتبہ اُس نے ای ب ت محسوس کی تھی کہ اُس کے دل میں کلام اللہ محفوظ ہے، وہ کلام جو آسمانوں سے آ ہے۔وہ کلام جو اُس کے عرش پ محفوظ ہے۔ وہ اُسے سمجھ نہیں پ ۔ وہ اُس کا ای بھی لفظ نہیں سمجھ پ ۔۔بس ت ب سے اُنہوں نے اُسے قرآن پڑھا شروع کیا تھا۔۔۔اُستاد کا کہنا تھا۔۔

"آج کل والدین اپنے بچوں کو کلام اللہ تو حفظ کروا دیتے ہیں لیکن اس کو سمجھا ضروری نہیں سمجھتے۔بعض جگہ بچہ اتنی خوش الحانی سے تلاوت کر رہا ہو ہے اور لوگ اُسے ماشاء

اللہ، سبحان اللہ کی تسبیح پڑھ رہے ہوتے ہیں لیکن نہ ہی قرأت کرنے والا جانتا ہے اور نہ ہی سننے والا کہ اللہ کہہ کیا رہا ہے۔ اور بہت سی جگہ تو دردناک عذاب کا ذکر ہوتا ہے۔ جہاں اللہ پاک بڑے غصے سے بات کر رہے ہوتے ہیں۔ اور وہ بچہ اُسے بے خبری سے پڑھے جاتا ہے۔"

پہلے وہ اُسی اسکوائر میں رہتے تھے۔۔ اب اُن کا قریب ہی میں مکان تھا۔۔۔ دینی تعلیمات دینے کا سلسلہ اُنہوں نے ایک کمرے سے شروع کیا تھا جو کہ اب ایک قائم انسٹیٹیوٹ بن چکا تھا۔۔۔ دُعا اور خضر کا نکاح بھی اُنہوں نے ہی پڑھایا تھا۔۔۔ بلاشبہ خضر کی زندگی میں وہ ایک بہت خاص اہمیت رکھتے تھے۔۔ وہ لوگ انسٹیٹیوٹ میں آئے تو اُستاد کی کلاس کا معلوم کر کے خاموشی سے اُس کلاس میں جا کر پیچھے کی ٹیبل پر بیٹھ گئے۔۔۔ لیکچر چل رہا تھا۔۔

سامنے وائٹ بورڈ کے قریب اُستاد سیاہ پینٹ کوٹ میں ملبوس تھے۔۔ چہرے پر داڑھی۔۔ فٹ اور مضبوط جسامت۔۔ دیکھ کر واضح طور پر اندازہ کہہ سکتا تھا۔۔ دنیا کے ساتھ دین کو ساتھ لے کر چلنے والی شخصیت تھے وہ۔۔ اُنہوں نے بورڈ پر سیاہ مارکر سے لکھے لفظ 'مفلحون' کو انڈر لائن کرتے کہا۔۔

"مفلحون کون ہوتا ہے؟"

پیچھے بیٹھے خضر آنکھوں والے نوجوان کو جواب معلوم تھا مگر اُستاد کہتے تھے جس سے پوچھا جائے وہی جواب دے۔۔ اور اگر اُس کے علاوہ کوئی جواب دے گا تو اُستاد اور درس گاہ کے آداب کے خلاف جائے گا۔۔

جس سے اُستاد نے پوچھا اُس نے جواب دیا تھا۔۔

"فلاح پانے والا۔۔" اُستاد نے اُسے سراہا اور بورڈ پر نیچے معنیٰ لکھا۔۔

"بلکل۔۔۔ کامیاب ہونے والا۔۔ success پانے والا۔۔"

اب وہ اُن کی جا ب گھومے۔۔اور انہوں نے بتایا۔۔

"مفلحون فلاح سے بنا ہے۔۔"ساتھ اُنہوں نے فلاح لکھا۔۔

"فلاح کا مطلب کامیابی کے لئے استعمال ہوتا ہے۔۔لیکن فلاح کا ای مطلب عربی میں ہوتا ہے کسان۔۔"

اب وہ مارکر بند کرتے اُن کی جا ب مکمل طور پ گھوم گئے۔۔

"اب ت ب کرنے والی ب ت ہے۔۔کہ اللہ تعالیٰ نے کامیابی کے لیے فلاح لفظ ہی کیوں استعمال کیا؟"

وہ ذرا مسکرائے۔۔اُنہوں نے ای گہری سانس لی۔۔

"ہرا ن فلاح چاہتا ہے۔۔ہرا ن پھل چاہتا ہے۔۔۔ محنت کا کیا؟ کسان ای وہ شخص ہے جسے فلاح سال میں ای ی دو مرتبہ میسر ہوتی ہے۔۔۔ پھر ایسی ہوتی ہے کہ وہ پورے سال کی محنت اور مشقت کو کور کرلیتی ہے۔۔اَ کوئی ا ن ب ی ب ی کامیابیاں چاہتا ہے۔۔ ب ی ب ی بلندیوں پ پہنچنا چاہتا ہے۔تو اُسے کسان کی طرح۔۔۔ دبنا پ ے گا۔۔۔ پ ی پ ے گا۔۔ ب دا ش ت کر پ ے گا۔۔۔ بھاری بھاری آزمائشوں سے اُسے ز ر پ ے گا۔۔ اور ڈر نہیں ہے۔۔۔کیو ۔۔۔جو ہار سے ڈرتا ہے خواہ اللہ نے اُسے کتنی صلا ی ت دی ہو۔ وہ کبھی ب اا ن نہیں بن سکتا۔۔۔

جیسے ٹ یکٹر کھیتی پ سے َ ز رتے ہیں۔۔۔ت پ ت دھوپ میں جلنا پ ے گا۔۔۔کیڑے مکوڑوں سے اپنی فصل کا تحفظ بھی کر پ ے گا۔۔۔نیند بھی ب د کرنی پ ے گی۔۔یعنی دل کو، کی شہوات کو، قر ب ن کر پ ے گا۔۔اور پہلے دن کی طرح ہر روز محنت اور ب دا ش ت رکھنا پ ے گا۔۔۔اور ہاں اُف بھی نہیں کر ہو گا۔۔۔مسلسل شکر کر ہو گا۔۔۔جو ا ن تھوڑے میں بھی شکر نہیں کرتا

وہ ز یدہ ملنے پ بھی نہیں کرتے کیو شکر ٰاری اور ٰ شکری ا ن کی فطرت میں ہوتی ہے۔۔ یہاں بیٹھے جو لوگ ذرا ذرا سی آزمائش پ لگے ہیں وہ ا یک مرتبہ اپنا اور اپنی ز گی کے حالات کا جائزہ لیں۔۔کیا ابھی آپ اِن مرحلوں سے ر گئے ہیں؟ پہلی ہی آزمائش پ تھک چکے ہیں؟ دوسروں کی کامیابی پ ہمیں اپنی آزمائشیں تیزاب کی ما جلتی ہوئی محسوس ہوتی ہیں۔۔ہم اُن کے حصے میں آنے والی فلاح تو دیکھتے ہیں ہم یہ نہیں دیکھتے کہ فلاح پ نے کے لیے پہلے وہ فلاح بنے تھے۔۔۔ دھوپ میں آبلہ پ پیادہ میلوں چلے تھے۔۔ا آپ اللہ سے فلاح چاہتے ہیں تو پہلے آپ اُسے فلاح بن کر دکھا ۔۔اور پھر وہ آپ کو اتنا دے گا۔۔کہ آپ اُس سے راضی ہو جا گے۔۔"

وہ سانس ی کے لیے ٹھہرے اور عرض کیا۔۔

"میں آ ھیوں کے پ س تلاش صبا میں ہوں

تم مجھ سے پوچھتے ہو مرا حوصلہ ہے کیا؟"

ادا جعفری

"ابھی سے پ ؤں کے چھالے نہ دیکھو

ابھی ی روں سفر کی ابتدا ہے۔۔"

اعجاز رحمانی

اُن کی اچا پیچھے بیٹھے نوجوان پ گئی۔۔جسے اُنہوں نے اپنی اولاد سے کم نہیں سمجھا تھا۔۔ کچھ ٹ بھی، چہرہ دیکھ کے معلوم پ ی تھا۔۔۔

اُنہوں نے آ ی کوٹ کی۔۔۔

" کیا ہم نے نہیں کھول دی تمہارا سینہ؟" سورہ الم نشرح (۱)

اُس نے ذرا چونک کر اُنہیں دیکھا۔۔۔

"اور اتار رکھا ہم نے تجھ پر سے بوجھ تیرا؟" سورہ الم نشرح (۲)

"جس نے جھکا دی تھی پیٹھ تیری؟" سورہ الم نشرح (۳)

وہ آیتیں ڈی کوڈ کر رہا تھا۔۔

" کیا اللہ نے تمہیں صاحبِ علم نہیں بنایا؟ کیا اُس نے تمہیں بھلے ساتھیوں سے نوازا؟"

"اور بلند کیا مذکور تیرا؟"

" کیا تم مسلسل فلاح نہیں پا رہے؟ کیا تم اپنا موجودہ کرسٹ میں بڑھتا مقام نہیں دیکھ رہے؟ کیا تم دن بدن کامیابی حاصل نہیں کر رہے؟"

وہ کے . . روح بے چین تھی۔۔۔اُستاد کی نگاہیں اُس پر مرتکز تھیں۔۔

"اور اُن لوگوں کو اچھی بدلہ سے نوازے جنہوں نے نیک رویہ اختیار کیا ہے۔جو بڑے بڑے گناہوں اور کھلے کھلے قبیح افعال سے پرہیز کرتے ہیں۔۔ یہ کہ کچھ قصور اُن سے سرزد ہو جائے بلاشبہ تیرے رب کا دامن بہت وسیع ہے۔۔"

کونسلنگ کا آدھا کام اُستاد کر چکے تھے۔۔۔

لیکچر ختم ہوا تو سبھی طلباء کلاس سے باہر نکل گئے۔۔اُستاد ریوالونگ چیئر پر ٹانگ پر ٹانگ رکھ کر بیٹھے اور پشت کرسی سے لگا لی۔۔

اُنہیں بنا دیکھے وہ کہنے لگے۔۔

"خضر خاموشی سے سامنے آؤ۔"

اُس نے ایک گہری سانس لی اور تیزی سے بڑے بڑے ڈگ بھر کر سامنے والی سیٹ پر آ بیٹھا۔۔۔ پیچھے وہ بقیہ تین بھی آ گئے۔۔

اُس نے خشک لبوں پ ز بن پھیری اور ب کھولے۔۔

"اُستاد وہ۔۔"

"پتا ہے ابو آ گئے ہیں۔۔اور آج تم نے بہت جھوٹ بولے ہیں۔۔" وہ جھٹ سے قسم کھاتے بولا۔۔

"Ustad, I swear... I didn't!"

ت ب اُنہوں نے اُسے دیکھتے کہا۔۔۔

"پھر یقیناً اُس جھوٹوں کی نی نے بولے ہوں گے۔۔"

وہ بھی اُن کی شاگ دہ رہ چکی تھی۔۔۔

اب اُنہوں نے غصیلے پن سے اُن تینوں کو دیکھا۔۔

"اور تم اسکوائ والوں کا منہ بند کروا رہے ہو؟"

مارے امت کے اُنہوں نے سر جھکا لیا۔۔

اب وہ خضر کی جا ب متوجہ ہوئے اور خفگی سے کہنے لگے۔۔

"مجھے یقین نہیں آ ت کہ ہارون صا ب ت تمہارا ساتھ دے رہے ہیں۔۔"

اُس کی خاموشی پ وہ جھنجھلا پڑے۔۔

"کچھ ا ازہ ہے تمہیں کہ یہ بت کتنی بڑی ہے۔۔"

چند لمحے وہ خاموش رہا اور پھر ارش کرتے کہنے لگا۔۔

"اُستاد۔۔۔پلیز آپ ابو سے بت کریں۔۔آپ بھی تو چاہتے تھے یُوسف بھیا انسٹیٹیوٹ ۔۔ وہ میڈ میں چلے گئے۔۔"

وہ اُن کے بیٹے کی بت کر رہا تھا۔۔

"ا بہت ماریں گے۔۔ بہت سخت ہیں وہ۔۔ پلیز اُستاد۔۔"

"پودے کی دیکھ بھال سے پہلے کو دفن کرنا پڑتا ہے۔ محبت کے ساتھ ساتھ سختی بھی ضروری ہوتی ہے۔ پ سنگ دل نہیں ہوتا، اُسے سنگ دل بنا پڑتا ہے۔"

وہ مزید کچھ نہیں کہہ پائے۔۔۔

"ہر انسان کی ایک بیک اسٹوری ہوتی ہے۔۔ جس طرح حضرت موسیٰؑ کی مصر میں رہائش کی اسٹوری تھی۔۔۔ اسرائیلؑ اگر مصر نہ آتے اور حضرت یوسفؑ اگر اُن سے جدا نہ ہوتے تو بنی اسرائیل کبھی مصر نہ آتے۔۔ اور ہر ظالم کو یونہی فرعون نہیں کہہ دیتے۔۔ ایک مرتبہ فرعون کا دور دیکھتے ہیں اور پھر اُس فلاں کا اُس سے موازنہ کرتے ہیں۔۔۔ کسی کو جانے سمجھے بغیر جانے کے وجود بھی۔۔۔۔ یو آر نو ون ٹو جج اینی ون۔۔۔ کلئیر؟ اور میں اُنہیں کیا جا کر سمجھاؤں؟ کوئی سوالی اگر آپ کے سامنے اپنا مسئلہ رکھتا ہے تو اُسے یہ نہیں بتانے لگ جاتے میرے ہاں تو یہ ہوتا ہے۔ وہ ہوتا ہے۔۔ اگر وہ سوالی بن کر آپ کے سامنے کھڑا ہے۔ تو وہ اِسی لیے ہی کھڑا ہے کیونکہ وہ آپ کی state میں نہیں ہے۔۔ اگر آپ اُسے اُس کے مسئلے کا حل نہیں دے سکتے تو بجائے اُسے low self-esteem اور inferiority complex کا شکار بنانے کے براہ کرم خاموش رہیئے۔۔ سوالی کا سوال کیسا بھی ہو؟ ہم اُس کا ٹھٹھا کرتے ہیں۔ اُسے جھڑکتے ہیں۔۔ جتنا جلدی ہوسکتا ہے اُنہیں بتا دو سچ سچ بتا دو۔۔ میں تمہارا ساتھ صرف تبھی دوں گا جب تم سچ بولو گے۔۔۔"

وہ سانس لینے کے لیے رُکے اور پھر کہنے لگے۔۔۔

"اُس نکمی کو میرا پیغام دے دینا۔۔ اگر فجر میں الارم بجنے کے باوجود بھی آنکھ نہ کُھلے تو نیند کو مورِد الزام ٹھہرائے۔ کیونکہ وہ کی رات پر دہ چشم بھاری ہوتا ہے۔۔"

جواباً اُس نے بڑی تابعداری سے سر ہلا دیا۔۔۔

"جی۔"

اب اُنہوں نے زین کو ایک نظر دیکھا جس نے آج ہی شیو کی تھی۔۔

"گنجی بھیڑ پر کشش نہیں لگتی۔۔"

خضر کو ہنسی آئی مگر ضبط کر گیا۔۔ڈانٹ ڈپٹ کر اب وہ خضر کے ساتھ کوریڈور میں چل رہے تھے۔۔ باقی دو پہلے ہی جا چکے تھے۔۔۔اُنہوں نے خضر کی پیٹھ تھپتھاتے کہا۔۔

"تمہاری استانی ماں نے چائنیز بنایا ہے، کھاؤ گے؟" اُستاذہ اُن کی اہلیہ تھیں۔اُستاد کا غصہ ٹھنڈا ہو گیا تھا۔۔اُس نے تعجب سے اُنہیں دیکھا تو وہ مسئلہ سمجھ گئے۔۔کچھ سوچتے اُنہوں نے ذرا مسکرا کر کہا۔۔۔

"چلو۔۔۔کل صبح دونوں زیادہ ورک آؤٹ کر لیں گے۔۔"

اور وہ ہنس پڑا۔۔۔

"As you command Master!"

☆.....☆.....☆

اسے گماں ہے کہ میری اڑان کچھ کم ہے
مجھے یقیں ہے کہ یہ آسمان کچھ کم ہے
ا لوی

اُفق کے نجوم زمین کے اُن دو سنہرے نجوم کو دیکھ رہے تھے۔۔ماہ کامل کی ماہتاب کا اُن پر احاطہ تھا۔۔وہ چھت کی ٹیرس پر منڈیر پر ہاتھ رکھے ایک دوسرے کے آمنے سامنے کھڑے تھے۔۔ کھانے کے بعد رات کا یہ وقت تھا۔ دن میں جو کچھ اُن کے ساتھ پیش آیا اُس وقت ایک

دوسرے کو بتایا کرتے تھے۔۔۔

"کیا اُستاد زیادہ ناراض تھے مجھ سے؟" دُعا نے متفکر ہوتے پوچھا۔۔

جواباً خضر نے شانے اچکا کر سادگی سے کہا۔۔

"تھے تو! "اِس سے پہلے وہ مزید پریشان ہوتی اُس نے بات بدلنے کی سعی کی۔۔۔

"ایک گڈ نیوز ہے میرے پاس۔۔" یہ کہتے وہ ذرا مسکرایا۔۔۔اُس نے متعجب ہو کر اُسے دیکھتے پوچھا۔۔

" کیا؟" اُس کا دل زور سے دھڑکا۔اُس نے محظوظ ہوتے اُسے دیکھ کر کہا۔۔۔

"میں دبئ جا رہا ہوں۔۔"

دُعا غشی کی اداکاری کرتے گرنے لگی تو اُس نے چونک کر اُسے پکڑا۔۔

"دُعا!"

اُس نے شوخ ہوتے آنکھیں کھول کر کہا۔۔

"اِس سال پی۔ایس۔ایل میں ہم تمہیں بھی دیکھیں گے نا؟"

اُس نے خفگی سے اُسے سیدھا کھڑا کیا۔۔۔

"ڈرامے باز!"

وہ جوش میں آکر اُسے کہنی مار کے بولی۔۔

"پہلے کیوں نہیں بتایا؟"

"آج ہی کنفرم ہوا ہے۔ سب سے پہلے تمہیں بتا رہا ہوں۔۔"

بچپن میں کرکٹ اکیڈمی جانا۔۔۔انڈر سکسٹین انڈر نائنٹین ٹیم کا حصہ بننا۔۔۔ ہر ہفتے لگاتار انتھک گھوڑے کی طرح محنت کرنا۔۔۔ڈومسٹیک میچ کھیلنا۔کرکٹ کلب جوائن کرنا۔۔۔یہ

. تو ابتدائی مراحِل تھے۔۔۔جنہیں ہر کھلاڑی طے کر یتے تھا۔۔ اُسے کچھ الگ کرنا تھا۔۔اُسے بہت آگے جانا تھا۔۔اُسے ایک چمکتا ستارہ بننا تھا۔۔سالوں سے وہ اِس اُمید میں تھے۔۔۔کہ اِس مرتبہ، اِس مرتبہ اُسے اِس ٹورنامنٹ کا حصہ بنایا جائے گا۔۔ ہمیشہ مایوسی کا سامنا ہوا کرتا۔۔۔اور آج۔۔آج اُسے یقین نہیں آ رہا تھا۔۔کہ جس خبر کے لئے اُس نے رورو کر دُعا کی تھیں۔وہ سُن لی گئی تھیں۔۔

"میرے لیے کیا لاؤ گے؟"اُس نے پرجوشی سے پوچھا تھا۔۔

اُس نے یں پھیر کر ناراضی سے اُسے دیکھا۔۔۔دُعا کو غصہ چڑھا،اُس نے اُس کے بازو پر تھپڑ رسید کیا۔۔

"چھچوندر!"

آگے سے اُس نے بھی اُس کے ہاتھ پر دھیرے سے مار کر کہا۔۔

" بھنبھیری۔"

دُعا کو ہنسی آئی۔اُس نے اُس کے دوسرے ہاتھ پر تھپڑ مارا۔۔

" کھٹمل۔"

اُس نے بھی اُس کی دوسرے ہاتھ پر تھپڑ مارا۔۔

"جُوں۔"

مار مار کا کھیل چل رہا تھا۔۔

"چھپکلی۔۔"

"چمگادڑ۔۔"

فضا میں

روزمرہ کی گفتگو چلی۔۔۔ سرد فضا میں چا نی مسرت انگیز لگتی تھی۔۔۔وہ اُسے پ ا کر کہہ رہا تھا۔۔

"قدر ہو جائے گی تمہیں میری۔۔۔ جاؤں گا۔۔"دُعا نے پ یں سکیڑ کر خفگی سے اُسے ہاتھ دکھایا۔۔

"ڈو ٹیل می۔۔۔لڑکیاں تمہارے پیچھے دیوانی ہو جا گی۔۔" یہ کہتے اُس نے شکل بگاڑی۔۔

"میں نے تو ایسا نہیں کہا۔۔"جواباً اُس نے صاف دلی سے فوراً کہا تھا۔دُعا ذرا رخ موڑ کر ی بے زی سے کہنے لگی۔۔

"اسکرین پ ویسے ہی ا ن تھوڑا۔اچھا لگتا ہے۔۔دیکھیں ا چہرہ یہاں آ کر۔۔" اُس نے شوخ ہوتے سرگوشی کی۔۔

"Are you acting like a 'Typical' Suspicious Wife?"

اُس نے کنکھیوں سے اُسے دیکھا اور ہاتھ ھ کر ہم ہوتے بولی۔۔

"نہیں تو۔۔"

"ہاں تو۔۔"

دُعا پ گئی۔۔۔

"اوکے بس اب تم مجھے embarrass کر رہے ہو۔"

خضر کو ہنسی آئی۔۔وہ بمشکل ضبط کرتے کہنے لگا کہ وہ فوراً بولی۔۔

"زیدہ خود کو حسین مت سمجھو۔۔سمجھ آئی ہے۔۔ما د میں صرف دو فیصد لوگوں کی آنکھوں کا ر سبز ہوتا ہے۔۔"اب کے اُس نے دن موڑ کر تند خوئی سے کہا۔

" نی کہتی ہیں۔۔۔رَ نگی آنکھوں والے لوگ ے ہوتے ہیں۔۔"
پتا نہیں وہ جلن تھی کہ پڑ تھی یغصہ۔۔ خضر کے لیے طانگیز تھا۔۔۔
چند لمحے وہ بولتی رہی۔۔اور پھر مستقبل کے خواب بُننے لگی۔۔جنہیں وہ خاموشی سے سُن رہا تھا۔
"زیدہ بڑا گھر نہیں لیں گے۔۔۔ کسی پ سکون اور اچھے علاقے میں لیں گے۔۔مجھے تو شدت سے انتظار ہے۔۔اُس دن کا۔۔۔۔۔۔ ہمارا زمین کا مکان ہوگا۔۔اپنا مکان۔۔ جہاں اسکوائر کی طرح کوئی رُولز نہیں ہوں گے۔۔۔۔اور انگریزی فلموں کی طرح ۔۔رات کو رُوف پ پڑھ کر بیٹھ کے کافی پیا کریں گے۔۔"چہرہ ہشاش بشاش تھا۔۔
"لیکن پھر بھی چان ۔۔۔بہت یاد آئے گا۔۔کمپاؤنڈ میں بچوں کا شور۔۔۔کسی بھی فنکشن پ عورتوں اور بچوں کا اکٹھا ہون۔۔۔بقرہ عید پ سے بڑا جانور یے نے والی خواہش۔۔۔ محرم میں کے گھروں سے روح افزاء اور د مشروبات کا آن۔۔۔اسکوائر میں حلیم کی دیگوں کا ۔۔ساری ساری رات جاگ کر گپے لگان اور دَ میں گھوٹنا ۔۔وہ چان رات کو مہندی لگانے کے لیے پ رلر میں گھنٹوں بیٹھے رہنا۔۔۔اور۔۔۔اپنی شادی پ زیدہ چہ نہیں کریں گے۔۔بلکہ پیسے بچا کر ورلڈ ٹور پ جا گے۔۔۔چاہے مہنگے سے مہنگا جوڑا یے نے کی استطاعت ہمیں اللہ دے دے۔۔ ۔۔۔طارق روڈ اور اللہ والے بازار والی شاپنگ والا مزہ کہیں نہیں آئے گا۔۔ہاں۔۔گاڑی یِ کی بہت چاہ ہے۔۔ دھنو کو ہمیشہ ہم اپنے ساتھ رکھیں گے۔۔۔زندگی سے کچھ زیدہ نہیں مانگتی۔۔بس۔۔۔۔۔۔مرنے سے پہلے جینا چاہتی ہوں۔۔۔"
آزمائشیں ہولے ہولے رہی تھیں۔۔۔زندگی میں اُنھوں نے وہ وقت بھی دیکھا تھا۔
ربیعہ بیگم کی سلائی سے اُن کی اسکول کی فیس نکلا کرتی تھی اور اردو بازار جا کر اُنہیں کتابوں کا

بھاؤ کرواتے مغزماری کرنی پڑتی تھی۔۔ پھر بھی اُن کا ماننا تھا۔۔وہ دن اُن کی زندگی کے سب سے حسین دن تھے۔۔

اگلے روز وہ کالج سے آئی تو ویک اینڈ شروع ہو جانے کی الگ ہی خوشی تھی۔۔اسکوائر میں اُن کی بلڈنگ میں کسی لڑکی کی ڈھولک تھی۔۔۔اسکوائر میں جب بھی کوئی فنکشن ہوتا تو ربیعہ بیگم ہمیشہ آگے آگے رہتی تھیں۔۔یوں تو وہ اب ضرورت کے تحت کپڑے کی سلائی نہیں کرتی تھیں۔۔ ہاتھ میں اِس قدر صفائی تھی کہ عورتیں اب بھی اُنہی کے پاس آیا کرتی تھیں۔۔اپنی سہیلیوں کے لیے وہ کپڑے سلائی کر رہی تھیں اور ساتھ ساتھ دُعا کو جھڑک رہی تھیں۔۔۔

"جا کر وہ چار کول والا ماسک نکال۔۔منہ پہ کچھ لگا لے۔۔۔کل لڑکیاں اتنا تیار ہو کر آئیں گی اور یہ بے ڈھنگی۔۔کہیں سے نہیں لگتا لڑکی ہے۔" وہ خضر کے ساتھ صوفے پر بیٹھی کُشتیاں دیکھ رہی تھی۔۔ایک ہینڈز فری خضر کے کان میں اور ایک اُس کے کان میں لگا تھا۔۔

اُس نے زور سے صوفے پہ ہاتھ مار کر کہا۔۔

"مار مار اِس کو۔۔"

بچپن سے وہ خضر کے ساتھ رہ رہ کر باطنی طور پر ایک لڑکا ہی بن چکی تھی۔۔۔لڑکوں کی گیمز، پلے اسٹیشن۔۔ریموٹ کارز، کُشتیاں۔۔۔پلے کارڈ، یہ سب اُس کی تفریح کے اوقات میں پسندیدہ کھیلنے والی چیزیں تھیں سوائے کرکٹ کے۔۔ چونکہ وہ خضر کو پسند تھی تو وہ اُسے بھی پسند تھی۔۔۔

ربیعہ بیگم نے تاسف سے مشین کی موٹر کو پیر سے دباتے ہوئے کہا۔۔

"سو بار سمجھایا ہے۔۔کانوں میں ٹونٹیاں مت لگایا کرو اِن بچوں نے میری نہیں سُننی!!"

کچھ دیر کُشتیاں دیکھ کر پھر وہ کل کی ڈھولک پہ پہننے کے لئے کپڑے نکالنے چلی گئی۔۔خضر

کمرے میں الماری کے آ ئی ٘ کے سامنے کھڑا اپنے ٘ ل بنا رہا تھا۔۔دُعا بلّی کی چال چل کر کمرے میں آئی اور سنگھار میز سے خضر کا سن بلاک اُٹھا کر جانے کے لیے پلٹی تو سامنے خضر کو دیکھ کر بھونچک گئی۔۔اُس نے اُکھڑی اُکھڑی وں سے اُسے دیکھا اور پھر اُس سے اپنا سن بلاک چھینا۔۔

"یہاں دو۔۔"

دُعا تلملائی۔۔

"تھوڑا سا دے دو۔۔"

"پ گل ہو؟ یہ لڑکوں کا ہے۔۔میں نہیں دے رہا۔۔۔"

٘ بھی وہ کھیلنے جا تا تھا صرف تبھی اُسے لگا تا تھا۔۔خاصا مہنگا اور اچھے ٘ ا ٹ کا اُس کا سن بلاک تھا۔۔۔

"نہیں پلیز تھوڑا سا دے دو۔۔"

خضر نے گھوم کر اُسے ٘ زو اور ہاتھوں کو اکٹھا کر کے ی ٘ سے لگا کر چھپا لیا۔۔

"نہیں۔۔میں نہیں دے رہا۔۔۔اپنی تمہاری اتنی کریمز ہیں۔۔۔میری تم سے ای ٘ دا ٘ ت نہیں ہو رہی۔۔نہیں۔۔"

وہ اُس کے آگے پیچھے گھومتے منتیں کر رہی تھی۔۔

"نہیں پلیز تھوڑا سا دے دو۔۔بچپن میں تمہیں بھی تو امی لڑکیوں والی کریم لگاتی تھیں۔۔"

اُس نے ای ٘ سُنی اور ہاتھ او ٘ کر کے کہا۔۔

"لو پکڑ لو۔۔"

دُعا نے ٘ دن اُٹھا کر اُسے دیکھا اور اُچھلی تو خضر نے اور او ٘ کر لیا۔۔دُعا نے غصے سے اُسے

دیکھا۔۔

" کھمبا۔۔چِٹا حبشی!!"

اور غصے سے تیزی سے .ڑے .ڑے ڈگ بھر کر .ہر نکل گئی۔۔۔

لاؤنج میں وہ چارکول ماسک لگا کر بیٹھی تھی تو خضر آتے جاتے اُسے دیکھ کر کہتا۔۔

"امی بھاؤ!"

جواباً وہ بھی اُسی کے ا از میں دونوں ہاتھ اُٹھا کر خوف زدگی کا ت ثر دیتے کہتی۔۔

"امی بھاؤ!"

چہرہ دھو کر نکلی تو چہرے پ اب بھی ماسک کے ذرے لگے تھے۔۔۔تبھی خضر ہڑ.ڑی میں ہاتھ میں اُس کی چادر پکڑے اُس کی جا.   آ ی۔۔

"دُعا چلو۔۔۔"

" کہاں؟" وہ ذرا چو   ۔۔

"زُلفی کی طرف۔۔۔وہ استخارے والے پھر آ گئے ہیں اُس کی بہن کا رشتہ لے کر!"

دُعا نے فوراً اُس سے چادر لے کر اوڑھی۔۔۔چلتے چلتے اُس نے اُسے ساری روداد سُنائی۔۔

دونوں گھر سے .ہر   لگے۔۔تو ربیعہ بیگم موڑ سے پیر ہٹا کر چشمے سے اُنہیں جات دیکھ کر بولیں۔۔۔

"دُعا یہ کالی توڑی بن کر کدھر جا رہی ہو۔۔"

خضر نے اُنہیں ہاتھ دکھاتے اشارہ کر کے کہا۔۔

" آتے ہیں امی۔۔"

اور اُس نے دروازہ بند کر دی۔۔

دُعا اور خضر فوراً تیزی سے ۔ ہر نکلے اور ۔ ا۔ والی بلڈ َ۔ میں جا کر پہلے فلیٹ کا دروازہ کھٹکھٹا کر اُنہوں نے کھولا اور فٹافٹ بنا کسی تکلف کے ا۔ ر چلے آئے۔۔لاؤنج میں مہمان بیٹھے چو ۔۔جو کہ زین کی بہن کا رشتہ دیکھنے آئے تھے۔۔کہہ رہے تھے استخارے میں ۔ آئی ہے پھر بھی اُن کے ہاں آ گئے تھے۔۔ژلفی کی والدہ اُنہیں دیکھ کر ذرا چونکیں۔۔کیو وہ پہلی مرتبہ ایسا کچھ نہیں کر رہے تھے۔۔ایسا وہ پہلے بھی کر چکے تھے۔۔زین نے خضر کو مسکرا کر دیکھا اور خضر نے گلا کھنکار کر اُنہیں دیکھا۔۔اور بلا تمہید کہنے لگا۔۔

"آپ تو کہہ رہے تھے۔۔استخارے میں ۔ آئی ہے۔۔پھر آپ یہاں کیا ۔ آئے ہیں؟"
ژلفی کی والدہ نے خفگی سے اُسے جھڑکا۔۔

"چا۔ ۔۔"
خضر نے ۔ڑے ادب سے اُنہیں دیکھ کر لبوں ۔ انگلی رکھ کر کہا۔۔
"آپ خاموش رہیں۔۔آپ کو بھی موقع ملے گا۔۔"
وہ پھر سے اُن کی جا۔ ۔ متوجہ ہوا۔۔
"آپ کو پتا بھی ہے استخارہ ۔ اور کیوں کرتے ہیں؟ آپ کو پتا بھی ہے استخارہ کیا ہو۔ ہے؟ استخارہ ۔ کرتے ہیں۔ ۔ خود کسی ۔ت کا فیصلہ آپ ۔ کر ۔ رہے ہوں اور اللہ کی مدد کے طلبگار ہو۔۔استخارہ اللہ تعالیٰ سے کسی مسئلے ۔ سمجھ ۔ آنے ۔ فیصلہ کرنے کے لئے کیا جا۔ ہے۔۔۔ اور ۔ کر لیا جا۔ ہے۔ ۔ کر لیا جا۔ ہے۔۔پھر اُس سے پیچھے نہیں ہٹا جا۔ ۔۔پھر اللہ تعالیٰ کی رضا کے آگے سر جھکا لیا جا۔ ہے۔۔
یہ جو آج کل ہمارے معاشرے میں رشتہ توڑنے کے لئے اور لڑکی والوں ۔ جہیز کا د۔ ۔ؤ ڈالنے کے لیے استخارے کی scheme ۔ ئی جاتی ہے ۔۔۔یہ ہمیں اچھے سے پتا ہے۔۔"ابھی وہ

اُنہیں دھمکی خیز انداز میں متنبہ کرتے بولا۔۔

"اگر ابھی آپ کی اِس حرکت کے بارے میں میں نے تھانے میں رپورٹ کردی نا۔۔تو ابھی کے ابھی پولیس آپ کو لے کر جائے گی۔۔۔"

"چاند!!!" زین کی والدہ اُٹھ کھڑی ہوئیں۔۔اُنہوں نے قہر برساتی نگاہوں سے زین کو دیکھا۔۔۔

"بے غیرت انسان۔۔۔اِس سٹلی کو لے کر جا ادھر سے۔۔" مگر زین کے کانوں پر تو جوں تک نا رینگی۔۔۔

لڑکے والے بڑے غصے سے کہتے اُٹھنے لگے۔۔

" کیا آپ نے ہمیں یہاں ذلیل کرنے کے لیے بُلایا تھا؟"

خضر محظوظ ہوا۔۔۔

"ذلیل تو آپ اب ہوں گے۔۔۔ بلکہ میں تھانے میں آپ کے خلاف رپورٹ لکھواؤں گا۔آپ کو حوالات کی ہوا کھلواؤں گا۔۔آپ کو مُکے ٹھڈے گھُسے لاتیں پڑواؤں گا۔۔۔"لڑکے والے باہر نکلنے لگے تو خضر اور زین فوراً سے دروازے کے سامنے آ کھڑے ہوئے۔۔لڑکے کی ماں بھڑک اُٹھی۔

"تم لوگ اِس قابل ہی نہیں ہو کہ میں اپنا اتنا قابل انجینیئر بیٹا تم لوگوں کو دُوں۔۔"

اب دُعا کی باری آئی تھی۔۔

"ہر انسان ڈاکٹر انجینیئر نہیں بن سکتا محترمہ۔۔اور ساری دنیا ڈاکٹر اور انجینیئر کی ہی بنا پہ نہیں چل سکتی۔۔۔بڑا بول رہی تھیں آپ کہ لڑکی بس سمپل بی۔اے پاس ہے۔۔۔ویسے آپ کو پتا بھی ہے بی۔اے کے فوائد؟ جس شخص نے بی۔اے کیا ہوا اُسے باہر کے ملکوں کا ویزا بآسانی

بلا کسی مشقت اور بھاگ دوڑ کے مل جاتا ہے۔۔۔عرب ممالک میں جس کسی نے بی۔کام بھی کیا ہو، اُسے بھی ٹیچنگ کے لیے کہا جاتا ہے کہ بیٹا جی پہلے بی۔اے کر کے آؤ۔۔ہاں جی سمپل والا۔۔تبھی ہی ٹیچنگ کی جاب ملے گی۔۔۔ آپ کو کیا پتا۔۔بی۔اے کیا ہوتا ہے۔۔ہونہہ پدی نہ پدی کا شوربہ۔۔۔"اب دُعا نے لڑکے کو اوپر سے نیچے ہاتھ ہلا کر دیکھتے منہ کا زاویہ بگاڑ کر کہا۔۔۔

"اور یہ آپ کا ثبوت یونہی نہیں انجینیئر بن گئے۔۔۔یقیناً اِسے پہلے ایک ٹیچر نے اے بی سی سکھائی ہوگی۔۔اور جہاں سکھائی ہوگی یقیناً کسی عمارت میں بیٹھ کر سکھائی ہوگی۔۔جو کہ ایک معمار اور مستری نے بنائی ہوگی۔۔کوئی بھی کام کوئی بھی تعلیم چھوٹی نہیں ہوتی۔۔۔اور کم ازکم ایک تعلیم یافتہ انسان تو ایسی بات نہیں کر سکتا جو کہ آپ کر رہی ہیں۔۔ازدواجی زندگی کے اصول کبھی ایک طرفہ نہیں ہوتے دو طرفہ ہوتے ہیں۔اُنہیں دونوں اطراف کی صحمتی اور سمجھوتے سے بنایا جاتا ہے اور اگر وہ یک طرفہ ہوتے ہیں تو وہ اصول نہیں بوجھ ہوتے ہیں۔۔"

اب پھر سے گھوم کر باری خضر کی آئی۔۔

"اور آپ کو تو ڈیٹ فکس کرنے کل آنا تھا۔۔ساتھ یہ بھی کہا سارے اہل خانہ کو لے کر آرہے ہیں۔ آپ نے بنا وجہ بتائے کل کال کر کے کہہ دیا کہ آپ نہیں آسکتے۔۔۔۔۔اتنا نہیں سوچا کہ لڑکی والوں نے تیاریاں کی ہوں گی۔۔جس گھر سے بیٹی لیتے ہیں۔۔اُن کا احترام کرتے ہیں اور اُس بیٹی کے ساتھ آنے والے تمام محرم رشتوں کی عزت بھی کرتے ہیں، یہ ہمارے آخری نبی کی تعلیمات ہیں۔۔آپ نے یہ تو پوچھ لیا کہ لڑکی کا وزن کیا ہے؟ حتیٰ کہ لڑکی کو یہ کہا چل کر تو دکھاؤ۔۔۔ آپ نے یہ نہیں بتایا کہ آپ کا بیٹا smoke کرتا ہے یا نہیں۔۔آپ کے بیٹے کے کوئی ناجائز تعلقات ہے یا نہیں؟ آپ کو تھوڑی بھی تمیز ہے؟ تھوڑے بھی آداب

ہے کسی لڑکی کے گھر رشتہ لے کر کیسے جایا جاتا ہے؟ اور اپنا پینتیس سال کا بیٹا آپ کو نہیں آ
رہا؟ لیکن لڑکی کی پچیس سال عمر آپ کو کانٹے کی طرح چبھ رہی ہے۔۔۔ ساتھ آپ کو یہ بھی
تکلیف ہے کہ اتنی دیر کیوں کر دی۔۔۔ ویسے۔۔ ذرا یہ تو بتائیں آپ کے ابو جی کا کیا جا رہا ہے
اگر دیر کی ہے؟ گھر بیٹھی ہے تو اپنے والد کے گھر بیٹھی ہے۔۔۔ آپ کے تو نہیں بیٹھی۔۔"
لڑکے والوں کو تو اُنہوں نے خوب ذلیل کر کے باہر نکال دیا۔ زین کی والدہ نے جو شور مچایا وہ
ہر کسی نے سُنا تھا۔۔ شور پر پہلی منزل سے ہارون انکل بھی نیچے آ گئے تھے۔۔
"اللہ معاف کرے یہ زمین سے جو بونا نکلا ہے۔۔۔ یہ سارا کیا دھرا اِس ٹِڈک کا ہے۔"
خضر آگ ببولا ہوتے زین کو تنبیہ کرتے بولا۔۔
"زُلفی اپنی امی کو سمجھا لو۔۔۔ میں لحاظ نہیں کروں گا اپنی بیوی کے معاملے میں۔۔"
جواباً زین کی والدہ بولیں۔۔
"او چُپ کر جنگی جہاز کے منہ والیا۔۔۔ بیوی کا چمچہ ہے یہ۔۔ وہ بھی بڑا باہڈی والا۔۔۔ زن
مریدا!!"
دُعا کا دماغ بھک سے اُڑا۔۔۔
" کیا کہا آپ نے؟ کیا کہا؟"
وہ غصے سے اُن سے پوچھتے اُن کے قریب چلی آئی۔۔
" آپ کی ہمت کیسے ہوئی چاند کے متعلق ایسی نازیبا بات کرتے ہوئے؟"
خضر نے فوراً دُعا کو پکڑتے پیچھے کیا تو ہوا میں اُس کے پیر لہرائے۔۔
" کتنی بدتمیزی کر رہی ہیں آپ۔۔ اور ہم کب سے آپ کی باتیں سُن رہے ہیں۔۔ تمیز تہذیب
نام کی چیز آپ میں ہے بھی کہ نہیں؟"

ہارون انکل نے مداخلت کرنا اب ضروری سمجھا۔۔
"دیکھیئے بہن جی۔۔اب آپ حد پار کر رہی ہیں۔۔۔بچوں نے جو کیا ہے ادب میں رہ کر کیا ہے۔۔"
وہ مزید بھڑک گئیں۔۔۔
"او کیا ادب سے کیا ہے؟ میری بیٹی کا پانچواں رشتہ ختم کروا دیا ہے۔۔۔اِن دونوں میاں بیوی نے میری بیٹی کا گھر نہیں بسنے دینا۔۔" وہ تڑپ اُٹھی تھیں۔۔۔
"سارے اسکوائر کو اِن دونوں نے پیچھے لگایا ہوتا ہے۔۔پتا نہیں کب میری جان چُھٹنی مرنی ہیں اِن سے۔۔ہائے غلطی ہو گئی جو میں اپنا پنجاب چھوڑ کر کراچی آ گئی۔۔"
دُعا خود کو کمپوز کرتے بولی۔۔
"آنٹی آپ ہمارے کراچی کو کیوں بیچ میں لا رہی ہیں۔۔"
اُنہوں نے بڑی بے لحاظی سے کہا۔۔
"او تیرا کراچی کہاں سے؟ مُلتان کی ہے تو۔۔" دُعا نے ضبط سے مٹّھیاں بھینچ لی۔۔
"اپنا کارتوس یہی ہے نا اِس کا۔۔۔کوئی نہ دیتا کبھی اِس ترکی میلی کچیلی کو اپنا مُنڈا۔۔"
خضر غصے سے چیخا۔۔
"بس کر دیں آنٹی۔۔۔۔" اور اِس کے بعد اُنہوں نے ایسا شور مچایا تھا کہ خبر پھر سیدھی جہانزیب صاحب تک پہنچ گئی تھی۔۔۔اُنہوں نے باقاعدہ اُن کے گھر آ کر اُن کی شکایت لگائی تھی۔۔۔
"ایسا زبان دراز ہے آپ کا بیٹا۔۔۔ذرا تمیز نہیں ہے اِسے۔۔"
دُعا نے آنکھیں نکال کر قہر برساتی نظروں سے اُنہیں دیکھا۔۔۔اور اُن کی نظر دُعا پر گئی تو وہ ہاہ ہاہ

کرتے کہنے لگی۔۔

"اور ہائے!!! یہ بونفتنا!"

جہانزیب صاحب نے گردن موڑ کر دُعا کو دیکھا تو اُس نے معصومیت سے نظریں جھکا لیں۔۔

دُعا کو تو وہ نہیں دیکھ پائے مگر خضر کی آگ سے بھری آنکھیں دیکھ لیں۔۔ جہانزیب صاحب بنا کچھ کہے غصے سے لاؤنج سے نکل گئے۔ ربیعہ بیگم نے ہمیشہ کی طرح معافی تلافی کی۔۔ جیسے ہی وہ گھر سے نکل کر جانے لگی۔ دُعا اُس کے پیچھے باہر نکل کر اُن کے روبرو آئی اور طیش کے عالم میں تنبیہ کرتے بولی۔۔

"آئندہ اگر میرے چاند کے بارے میں کوئی بات کی نا تو ٹوکے سے اتنے چھوٹے ٹکڑے کروں گی کہ پتا چل جائے گا قصائن سے پالا پڑا ہے۔۔" وہ ایک پل کے لئے سانس نہیں لے سکی تھیں۔۔۔

"اور ہمت ہے نا۔۔ تو ابھی جا کر سب کو اکٹھا کر کے بتائیں۔۔ کسی نے اگر یقین کر لیا نا۔۔۔ تو اپنا نام بدل لوں گی۔۔"

یہ کہتے اُس نے بڑی ادا سے چٹکیاں بجائی تھی۔

دُعا کو تو کسی نے کچھ نہیں کہا مگر اُس کے حصے کی ساری ڈانٹ خضر نے کھائی تھی۔۔

"ایسا بدبخت اور بے غیرت ہے یہ لڑکا۔۔ میں یہاں اِن کاوشوں میں لگا ہوں کہ اسکوائر والوں سے اچھے تعلقات بناؤں۔۔۔ تاکہ وہ جو دُکان خالی ہوئی ہے وہ مجھے مل جائے۔۔۔ اور یہ بے حیا یہاں میرا نام ڈبونے میں لگا ہے۔۔۔"

"اور وہ پنجابن تو بدتمیزی کر کے گئی سو گئی۔۔ جب اپنا ہی سکہ کھوٹا اب ہو تو دوسروں سے کیا کہیں!"

کچھ دیہ جہانزیب صاحب اُسے سناتے رہے اور پھر نماز کے لیے باہر نکل گئے۔۔دوپہر کو دُعا نے کھانا نہیں کھایا تھا تو کچن میں جا کر۔ اُس نے دیگچی ہٹا کر دیکھی تو آلو مونگرے بنے آئے۔۔اور پھر اُسے یاد آیا کہ یہ جہانزیب صاحب کی فرمائش پر بنائے گئے تھے۔۔اُس نے منہ بنا کر دل ناراضی سے کہا۔۔۔

"ہمارے یہاں پر موٹے دل لنے آ گئے ہیں۔۔کیا یہ کم تھا؟ جو مونگرے بنوا ڈالے۔۔"

دوسروں سے تو وہ خضر کے لیے لڑ لیتی تھی اُن سے کیسے لڑتی۔۔بس اِسی بات کے باعث وہ دل ہی دل میں کڑھی جا رہی تھی۔۔۔

☆.....☆.....☆

نماز کے بعد جہانزیب صاحب اور ربیعہ بیگم اپنے کسی رشتے دار کی عیادت کے لیے گئے تھے۔۔دُعا لاؤنج میں زمین پر کتابیں بکھیرے بیٹھی تھی۔۔خضر صوفے پر بیٹھا موبائل پر گیم کھیل رہا تھا۔۔شور کے باعث وہ بار بار ڈسٹرب ہو رہی تھی۔۔۔اُس نے دبے دبے غصے سے کہا۔۔

"چاند آواز کم کر دو۔۔۔میں پڑھ رہی ہوں۔۔"

اُس نے بنا کوئی توجہ دیئے مزید آواز بڑھا دی۔۔

اُس نے ایک دم گردن موڑ کر اُکھڑی اُکھڑی نظروں سے اُسے دیکھا۔۔پھر کچھ سوچ کر بولی۔۔

"مجھے بھوک لگ رہی ہے۔۔پتا نہیں امی بابا کب آئیں گی۔۔جاؤ پلیز۔۔میرے لئے اور اپنے لیے روٹی بنا لو۔۔"

یہ سنتے اُس نے ٹیڑھی نظروں سے اُسے دیکھا۔۔دُعا نے پلکیں اُٹھا کر اُسے دیکھتے دیدے پھیلا کر کہا۔۔

" کیا؟"

خضر کی یں اُسی پہ مرکوز تھیں۔۔ غصے سے اُس نے بھینچے ہوئے تھے۔۔ دُعا پلکیں جُھکا کر کتاب پہ دیکھتے ا ایہ ان از میں بولی۔۔

"بیوی ہوں تمہاری۔۔ فیڈ می اِز یور جاب ینگ مین!!"

"سارے مطلب کے کام اِسے میری بیوی کے لیے ہی یاد آتے ہیں۔۔"

یہ کہتے وہ فوراً سے اُٹھا اور نکل کر لاؤنج سے جانے لگا۔۔۔

ربیعہ بیگم نے اُن دونوں کو کم از کم اتنا کام سکھایا تھا کہ وہ اُن کے بغیر کچھ نہ کچھ کر یتے تھے۔۔۔ اور اُس گھر میں لڑکی لڑکے والے کوئی قوا نہیں تھے کہ دُعا ہی کام کرے گی اور خضر کام نہیں کرے گا۔۔۔ روٹی گول تو نہیں بنا کرتی تھی پھر بھی کھانے لائق بہتر بن جایا کرتی تھی۔۔۔

ابھی کھانا کھا ہی رہے تھے کہ ربیعہ بیگم اپنے پاس رکھی چابی سے دروازہ کھول کر اندر چلی آ اور پیچھے سے جہانزیب صا ب۔۔۔ دُعا اُنہیں دیکھ کر جھٹ پٹ سے بولی۔۔

"امی میں نے روٹی بنائی۔۔"

ربیعہ بیگم اور جہانزیب صا ب خوشگوار حیرت سے اُسے دیکھتے اُس کے قریب چلے آئے۔۔۔

"ماشاءاللہ!"

"ماشاءاللہ، کیا بات ہے ہماری شہزادی کی۔۔"

خضر نے کوئی تبصرہ نہیں دیا۔۔ بس خاموشی سے کھاتا رہا۔۔ کھانے کے بعد دُعا نے جہانزیب صا ب سے شکایت کرتے کہا۔۔

"ابو میں نے پچھلے ہفتے کا چاند کو کہا ہے مجھے آئسکریم کھلانے لے جائے۔۔ وہ مجھے نہیں لے کر گیا۔۔"

جہا یہ صا نے خفگی سے خضر کو دیکھا۔۔

"چا !"

اُس نے مو سے یں ہٹا کر اُنہیں دیکھ کر کہا۔۔

"جی؟"

"چل لے کر جا!!"

اُس نے اثبات میں سر ہلا دیا۔۔

"جی۔"

دُعا بھاگ کر مسکراتے ہوئے تیار ہونے کے لیے لاؤنج سے نکل گئی۔۔اور پھر اگلے ہی منٹ عبایہ پہن کر سر پہ سے حجاب لیے ہر آتے بولی۔۔

"ابو میں نے آپ والا عبایہ پہنا ہے۔۔"

خضر نے راضی سے اُسے دیکھا اور زیرِ ا۔۔

" تعریف کروانے کے تو اِسے بہانے چاہیں۔۔۔" منہ کا زاویہ بگڑا۔۔" کیا ز گی ہو گئی ہے میری۔۔۔ بیوی کو کھلاؤ۔۔۔ بیوی کو گھمانے لے کر جاؤ۔۔ بیوی کو شاپنگ کرواؤ۔۔ بیوی کی کتابیں لے کر آؤ۔۔ بیوی کو مناؤ۔۔۔ بیوی کی ہاں میں ہاں ؤ۔۔ بیوی کے میکے والوں سے عزت الگ کرواؤں۔۔۔"

نیچے اُس نے ئیک اسٹارٹ کی تو دُعا نے چہک کر کہا۔۔

"میرے لیے دبئ سے ای عبایہ لا ٹھیک ہے؟"

" ٹھیک ہے۔۔"

خفا اور موڈ اب کتنا بھی ہو۔۔ وہ دُعا پ کبھی نہیں تھا۔۔۔

"اپ ی ٹ ہو؟" اُس نے شوخ ہوتے اُس کا شانہ تھپتھایا اور ذرا اُچھلی۔۔وہ خفا ہوا۔۔

"دُعا صحیح سے بیٹھو۔۔َ جاؤ گی۔۔"

" کچھ جل رہا ہے شام سے!!" وہ .ز نہیں آئی۔۔۔

جواباً خضر نے .ڑی سرد مہری سے کہا۔۔۔

"تو .ٗل لگا دو۔۔"

وہ قہقہہ لگا کر ہنسی تو اُس نے پھر سے ذرا ٗ راضی سے کہا۔۔

"دُعا سڑک پ ایسے نہیں ہنستے۔۔"

اُس نے ٗک سکوڑی۔۔۔

"تمہارے ساتھ تو بیٹھنا ہی نہیں چاہیے۔۔"

"ز ٗ گی میں کبھی کسی اور کے ساتھ بیٹھی ہو جو یوں کہہ رہی ہو؟"

" کی بہ ٗ کی جواب آ یٗ تھا۔۔

" کچھ جل رہا ہے!!" دُعا نے پھر سے کہتے اُس کا کان کھینچا۔۔۔

اِس مرتبہ اُسے ہنسی آئی ضبط کرَ ی۔۔ہلکی ہلکی بو ٗ ا ٗ ی ہو رہی تھی۔۔ .ئیک کو ا یٗ طرف کھڑا کر کے اُس سے ٹیک لگائے ہاتھ میں آئسکریم پکڑے وہ ا یٗ ساتھ کھڑے تھے۔۔دُعا نے اپنی آئسکریم چکھتے خضر کو دیکھتے کہا۔۔

"اپنی والی پ یٗ کراؤ!"

اُس نے خاموشی سے اُس کی جا ٗ .ڑھادی۔۔اُس نے ذرا چکھتے لطافت سے کہا۔۔

"یہ ز یٗ دہ اچھی ہے۔۔" ساتھ رو ہا ہو گئی۔۔

"اچھا تم یہ لے لو۔۔" خضر کی پلیٹ میں یٗ اُس کے حصے جو چیز آتی وہ اُس کی من پسند یٗ ہ بن

جای کرتی تھی۔۔آئسکریم کا مبادلہ کرلیا۔۔واپسی کی تیاری کی تو دُعا نے اُسے انگشت شہادت دکھاتے اُسے اشارہ کیا۔۔

"مجھے تم سے بلکل بھی محبت نہیں۔۔"

جواباً اُس نے . یئک پ نی ت کہا۔۔

"ہائے فایوہ، مجھے بھی نہیں۔۔"

وہ بچپن سے اُس کے حصے کی مار کھات آ ی تھا۔۔۔وہ بچپن سے اُس کی ڈھال بنت آئی تھی۔۔۔

پھر بھی دونوں ای دوسرے سے روزانہ کہتے تھے کہ اُنہیں ای دوسرے سے محبت نہیں۔۔

. . ت گھر پہنچے تو وہ صبح کی تھکی جماہی لیتی وا آنکھیں کھولے سیڑھیاں پ ڑھ رہی تھی۔۔

خضر نے متاسف سے اُسے دیکھا اور پھر اُس کا ہاتھ تھام کر سیڑھیاں پ ڑھنے لگا۔۔فلیٹ میں . . داخل ہوئے تو اُس نے ربیعہ بیگم کو دیکھتے کہا۔۔

"پلیز اِس کے دا ت صاف کروادیں امی۔۔۔نہیں تو ایسے ہی سو جائے گی۔۔"

ربیعہ بیگم اُسے غسل خانے لے کر گئیں۔تو پیچھے وہ کسی شرارت کے سوجھنے پ آ ی۔۔ربیعہ بیگم نے . ش کو ت کرنے کے لیے گیلا کیا تو خضر نے پیچھے سے مٹھی میں پ نی بھر کر دُعا کے منہ پ چھڑکا اور نیند اُڑ گئی اور وہ جھنجھلائی۔۔

"امی!!"

ربیعہ بیگم نے اُسے کر چاہا۔۔

"چا !!"

وہ مسلسل اُس پ پ نی رہا تھا۔۔

"امی کریں اِسے!!"

یہ پڑنا پڑا۔۔۔لڑنا جھگڑنا۔۔ایک دوسرے کی ڈھال بننا۔۔ایک دوسرے سے چپکے چپکے محبت کرنا۔۔۔ہمیشہ کی کہانی تھی۔۔۔زندگی جیسے بھی گزر رہی تھی اور جیسے جن حالاتوں میں گزری تھی۔۔اُنہوں نے اُس کا ہمیشہ شکر کیا تھا۔ساتھی اگر وفادار سچا اور مخلص ہو۔۔تو زندگی کا کوئی بھی امتحان بہ آسانی بڑے بڑے طوفانوں میں سے گزر جاتا ہے۔۔اب جو تھا بہت تھا۔۔ اُن دوستاروں کی خواہش آسمان چھونے کی تھی۔۔اتنے میں وہ ہار ماننے والے نہیں تھے۔۔وہ فلاح بن کر فلاح پانے والوں میں سے تھے۔۔۔

☆.....☆.....☆

ویکنڈ کی چہکتی صبح مہکتی اُفق پہ پڑھ چکی تھی۔۔دُعا گیلے بال آگے شانے پہ کیے غسل خانے سے نکلی۔۔کمرے میں جارہی تھی کہ سامنے خضر آگیا۔۔اُسے دیکھ کر اُس نے محظوظ ہوتے اُس کے چہرے پہ اُلٹے ہاتھ کی چار اُنگلیاں ماریں۔۔۔

"Hello Little Lady!"

دُعا نے غصے سے زور سے بال بھینچ لیے۔۔۔

" کیسا ہے چھوٹا سا فتنا؟"

اب اُس نے ایسے ہی دوسرے گال پہ کیا۔۔۔ہمارے لیے یہ bully کرنا تھا۔۔اُن کے لیے یہ انداز محبت۔۔۔جسے ہم کبھی نہیں سمجھ پاتے تھے۔۔ایک گال سے دوسرے گال پہ وہی ترتیب چل رہی تھی۔۔

"پستی۔۔موٹی چھلی۔۔۔شورٹ لائٹ۔۔۔۔چھوٹی د۔۔

..shrimpy... smurfy... dwarfy... Fire cracker...

pumpkin... munchkin"

اب اُس نے اُس کے بالوں میں ہاتھ پھیر کر اُس کے بال بگاڑے۔۔اور اُس کی پیشانی پہ انگوٹھا دباتے کہا۔۔

"اچھی لگ رہی ہیں مسز تھمب۔۔"

اور یہ کہہ کر وہ پلٹ گیا۔۔دُعا نے سخت خفگی سے اُسے جاتے دیکھا اور چہرے پہ بالوں کو پھونک مار کر اُڑایا۔۔

"فُو!!"

دوپہر کو ڈھولک کے فنکشن کے لیے وہ تیار ہو رہی تھی۔۔لڑکی بن کر آج وہ واقعی اچھی لگ رہی تھی۔۔ربیعہ بیگم اُس کی آنکھوں میں سرمہ ڈالنے لگیں تو وہ فوراً سے پیچھے ہوئی۔۔

"نہیں نہیں امی۔۔سرمہ نہیں ڈالتے۔۔سائنس کہتی ہے۔۔"

اُنھوں نے اُسے ڈانٹ کر چپ کروایا۔۔

"چپ کرو۔۔مجھے نہ بتاؤ سائنس کیا کہتی ہے!"

اور اُس نے خاموشی سے اُن سے سرمہ لگوالیا۔۔تیار ہو کر وہ اپنا کیمرہ پکڑے بھاگ کر خضر کے کمرے میں گئی تو وہ بھی سیاہ شلوار قمیض میں ملبوس تیار تھا۔۔لڑکوں کا فنکشن نیچے کمپاؤنڈ میں تھا۔۔سنگھار میز پہ پڑا وہ اپنا چشمہ اٹھانے لگا تو دُعا نے اُس کا چشمہ اُٹھا کر لگایا اور باہر کھڑکی سے آتی روشنی کے سامنے منہ کر کے کہنے لگی۔۔

"سن رِکسڈ سیلفی!!"

اپنا ہاتھ بڑھا کر اُس نے اپنا کیمرہ اوپر کیا۔۔پیچھے سے خضر نے آ کر اُس سے اُس کا کیمرہ لیا لمبا سا ہاتھ اوپر کیا۔۔۔جیسے تصویر اُتاری دُعا نے اُس سے کیمرہ لیا اور فوراً سے اُسے پوائنٹ نکالنا چاہا اور وہ فٹافٹ باہر آ گئی۔۔خضر نے اپنا چشمہ اُس کی آنکھوں سے اُتار لیا۔۔دُعا نے

ننھی تصویر کو بغور دیکھا پھر مسکرا کر اُس کی طرف متوجہ ہوتے پوچھنے لگی۔۔

"میں کیسی لگ رہی ہوں چاچو ؟"

خضر نے اُسے دیکھتے سنجیدگی سے کہا۔۔

"سچ بتاؤں؟"

وہ بتیسی نکال کر مسکرائی۔۔

"ہوں!"

اُس نے ذرا جھک کر اُس کے کان میں سرگوشی کی۔۔

"Shrek needs his face back!!"

اور دُعا شور و غل مچاتے بولی۔۔

"چاچو !!"

اُس نے ذرا مسکرا کر کہا۔۔

"ھمم؟"

"دفع ہو جاؤ۔۔"

یہ کہتے اُس نے دھکا دیا۔۔

"اُلو۔۔گدھا۔۔بندر۔۔مینڈک۔۔"

وہ غصے سے تلملاتے کمرے سے جانے لگی تو فوراً اُس کا ہاتھ کھینچتے کہا۔۔

"اچھا اچھا۔۔صحیح بتاتا ہوں۔۔" دل تو نہیں کیا کہ کچھ بھی مزید سُنتی پھر بھی پلٹ کر بڑے موڈ سے بھنویں اُچکا کر بولی۔۔

"ہوں؟"

"شہزادی لگ رہی ہو۔۔"

دُعا نے سرخ ہوتے رخسار سے اُسے دیکھا۔۔

"اور پتا ہے کو ؟"اُس نے متا ت سے کہا تھا۔۔اُس نے ذرا شرما کر کہا۔۔

" کون سی؟"

"The Princess and the frog والی!!!"

"چا !!!"دُعا جوالہ مُکھی کی طرح پھٹ کر دیوانہ وار ئی اور خضر کو لگا وہ اب کبھی سُن نہیں پ ئے گا۔۔

"بس اب۔۔بس اب۔میں نہیں ت کروں گی تم سے۔۔بس کُٹی !" وہ اُسے چھوٹی انگلی دکھا کر ہر نکل گئی۔۔

☆.....☆.....☆

رات کو وہ پلنگ پ بیٹھی کتابیں بکھیرے بیٹھی تھی۔۔تبھی کمرے میں گیند رینگتی ہوئی چلی آئی۔۔
دُعا نے پلکیں اُٹھا کر اُسے دیکھا اور پھر یں جھکا لیں۔۔کمرے میں خضر آ ۔۔دُعا نے کوئی ردِعمل نہیں دی۔۔ ہی کوئی ت کی۔۔وہ اُس کے ساتھ آ بیٹھا۔۔ یں کتاب پ ہی مرکوز تھیں۔۔اُس نے ای گہری سانس لے کر اُسے دیکھتے کہا۔۔

" کیا ا ن صرف لڑکیوں کی تعریف کرت ہے؟"

دُعا نے یں پھیر کر اُسے دیکھا اور ہمی سے پوچھا۔۔

"تمہارا میرا مذاق ہے؟"

خضر نے ذرا مسکرا کر میں سر ہلا ی۔۔

"اونہوں۔۔"

اُس نے واپس کتاب پہ توجہ کرلی۔۔

"تعریف تو ا ن تب کرتا ہے جب اُسے کوئی چیز اچھی لگتی ہے۔۔"دُعا نے جھٹ سے سرخ پڑتے چہرے سے اُسے دیکھا۔۔۔غصے سے بھرتا چہرہ دیکھ کر خضر جھٹ سے بولا۔۔

"تم تو روز ہی اچھی لگتی ہو۔۔"

اس سے پہلے کہ چنگاری آگ بنتی اُس نے بات سنبھال لی۔۔۔دُعا نے سر ہلا دیا۔۔

"اچھا۔۔"

مزید وہ صبر نہیں کر سکی اور پٹاخ سے بولی۔۔

"کیا میں آج بلکل بھی charming اور attractive نہیں لگ رہی تھی۔۔کہ مجھے کوئی دیکھ کر spellbound ہو کر رہ جاتا۔۔۔"

'تم' کہتے تو اُس کی ان سے عداوت ہو جاتی۔۔۔

"تمہیں اچھا لگنے کے لیے دوسروں کی طرح بننے کی ضرورت تو نہیں دُعا۔۔"

اُس نے بن دیکھے اُسے بڑی سادگی سے کہا تھا۔۔دُعا نے اب گِلہ کیا۔۔۔

"تمہیں مجھ سے ڈر نہیں آیا دوپہر کو وہ بھی کہتے؟"

"میں ہر نماز کے بعد آیت الکرسی پڑھتا ہوں دُعا۔۔"

"Tease کر رہے ہو؟"

وہ جھلاہٹ سے بولی تھی۔۔۔جواباً اُس نے کچھ نہیں کہا۔۔کچھ سوچتے اُس نے کہا۔۔

"ویسے تم کیا کہہ رہے تھے۔۔تعریف صرف لڑکیوں کی ہی کرتا ہے انسان...ھمم؟"

خضر نے فی الفور اُسے دیکھا۔۔

"چلو آج تعریف کے اصول بدلتے ہیں۔۔"

خضر نے مشکوک   وں سے اُسے دیکھا۔۔۔اُس نے شوخ ہوتے خضر کا ہاتھ پکڑا۔۔

"چا ۔۔تمہارے یہ فولاد جیسے مضبوط ہاتھ۔۔"

خضر نے جھرجھرا کر اپنے ہاتھ اُس سے چھڑائے۔۔۔

"پ گل ہوگئی ہو۔۔" وہ خفگی سے سرخ پڑتے چہرے سے کمرے سے ب ہر نکل گ ی ۔اور ڈ عا سر جھٹک کر کھلکھلا کر کہتے ہنس پڑی۔۔

"Ice Man!"

☆.....☆.....☆

ب دوم: رشتہ تینَ ہوں کی ڈوری کا

اپنا زمانہ آپ بناتے ہیں اہل دل
ہم وہ نہیں کہ جن کو زمانہ بناَ یے
(جگر مراد آ ب دی)

خضر دُعا کو میڈ کالج سے لے کر آ رہا تھا۔۔ ب ئیک آج جہانٰ یے ب صا ب کسی ضروری کام کے سلسلے میں لے کر گئے تھے۔۔ وہ اُس کا بستہ شانوں پہ رکھے اسکوائ میں داخل ہوتے ب ڑ ا کر اُس سے بولا۔۔

"ڈی۔۔ کے پلیز!! اپنا بیگ لے لو یہ ر!!" وہ اُس سے دو قدم آگے چلتے چلتے رُکی۔۔ خضر کو اُس کا گلابی جامنی رنَ کا بستہ اُٹھائے شدی قسم کی شرم آ رہی تھی۔۔۔ وہ متفکر سا دا ب ر ہا دیکھ رہا تھا کہ کہیں کوئی اُسے اِس طرح دُعا کا بیگ اُٹھائے دیکھٰ لے۔۔

دُعا نے دھیرے سےَ دن موڑ کر بغور اُسے دیکھا اور سادگی سے بولی۔۔

"بیوی ہوں تمہاری۔۔۔ میرا بوجھ اٹھاٰ فرض ہے تمہارا۔۔" اُس نے غیر ت ش انہ وں سے اُسے دیکھا اور ای گہری سانس لے کر چلنے لگا۔۔

"اچھا۔۔" دُعا چلتے چلتے وہی دو ہزار اٹھارہ جیسے اسکوائ کو دیکھتے کہہ رہی تھی۔۔

"جانے کتنے لوگوں نے نیو ایئر ریزولیشنز بنائے۔۔ اور ای ہفتے بعد وہ پہ جوش بٰ بے ٹھنڈے پڑ گئے۔۔ ہمیں خود کو ب لنے کے لئے کسی نیو ایئر ریزولیشن کی ضرورت نہیں ہے۔۔ جوا ن اپنے حال کو کنٹرول نہیں کر سکتا وہ اپنا مستقبل کیا کنٹرول کرے گا؟ اَ ہمیں کچھ کرنٰ ہے۔۔ خود

کو. لنا ہے۔۔تو ابھی سے. لنا ہے۔ورنہ ابھی نہیں تو کبھی نہیں۔۔"

چلتے چلتے وہ اپنی بلڈ‌نَ ت پہنچے کہ اُنہیں آواز سنائی دی۔۔

"زُلفی۔۔۔مہا. قصائیوں سے نمک تو لے کر آ٠ !!!" دونوں ٹھٹھک کہ رُکے۔۔۔کھڑکی میں کھڑی زین کی والدہ. ہر کھڑے زین سے کہہ رہی تھیں۔۔

دُعا اگلے ہی لمحے پلٹی۔۔۔اور غصے سے آگ ببولا ہو کر ئی۔۔

"یہ مہا. کِسے کہا؟"

زُلفی کی والدہ نے یہ اُس کی چھیڑ رکھی تھی۔۔زُلفی نے چو٠ کر اُسے دیکھا۔۔۔دُعا کا خون کھول اُٹھا تھا۔۔۔خضر نے اُسے غصے میں بے قابو ہوتے دیکھا تو پیچھے کھینچا۔۔

"دُعا دُعا!!"

دُعا اُنہیں دیکھتے غصے سے تنبیہ کرتے کہہ رہی تھی۔۔

"مہا. کِسے کہا آپ نے؟ اِس ملک میں رہتے ہیں۔پ کستانی۔این۔آئی۔سی ہیں ہمارے۔حکومت نے ہمیں سارے پ کستانی شہری کے قانون دیئے ہیں۔۔ہم یہاں پیدا ہوئے ہیں۔۔۔مہا. کِسے کہہ رہی ہیں آپ؟"

وہاں کھڑے وہ.٠.ت سے اِس قدر شور. پ کر چکی تھی۔۔کہ ہارون انکل بھی بلڈ٠َ سے. ہر نکل آئے اور حیرت زدگی سے اُسے دیکھتے بولے۔۔

"اوہو اوہو ہو ہو ہو۔۔کیا ہوَ ی ہے بچہ لوگ؟"

خضر نے اُنہیں دیکھا تو بول پ ڑا۔۔

"انکل زُلفی کی امی. تمیزی کر رہی ہیں!!"

زین کی والدہ پٹاخ سے بولیں۔۔

"ہاہائے۔۔۔ تمیزی تو اِن لوگوں کو ثواب سمجھ کے لگتی ہے۔۔وے میں کی آخیا ہے؟"
دُعا کو مزید تپ چڑھی۔۔۔وہ ہارون انکل کو سرخ خونی نظروں سے دیکھتے کہنے لگی۔۔۔
"انکل اِنہوں نے ہمیں مہا۔ قصائی کہا ہے۔۔آتے جاتے ہمیں ٹُنٹنے لگاتی ہیں۔۔یہی لوگ ہیں جو ہم میں تفریق کرتے ہیں۔۔۔انکل آپ سمجھا دیں اِنہیں۔۔۔آئندہ نہیں۔ داشت کروں گی اور ٹوکا لے کر گُھس جاؤں گی اِن کے ہاں۔۔۔پھر پتا چل جائے گا قصائی کیسے ہوتے ہیں۔۔۔" یہ کہتے اُس نے تنفر سے زین کی والدہ کو دیکھا۔۔
ہارون انکل نے خضر کو دیکھتے اُسے وہاں سے لے جانے کا اشارہ کیا۔۔دُعا کی غصے سے سانس پُھول گئی تھی۔۔چہرہ سرخ پڑ گیا تھا۔۔۔
"چلو دُعا!!" دُعا بڑبڑاتی ہوئی۔۔
"ٹھہرو تو ذرا!!" ہارون انکل نے اُسے دیکھتے نرمی سے کہا۔۔
"ڈی۔کے بیٹے، میں کرتا ہوں اِس مسئلے کو حل۔۔تم جاؤ!!" خضر اُسے وہاں سے لے جانے لگا۔۔ وہ مڑ مڑ کر غیظ و غضب سے بار بار زین کو دیکھتی۔۔زین کی والدہ بھی کھڑکی سے جا چکی تھیں۔۔
دُعا سیڑھیاں چڑھتے غصے سے کہہ رہی تھی۔۔۔
"کرلیں کرلیں جو کرنا ہے۔۔ہمارا بھی دن آئے گا۔۔۔ جب ہم بڑے لوگ بن جا گے۔۔پھر ہماری اور ذات پات کسی کو نہیں آئے گی۔۔کاش میں اُنہیں کچھ سنا سکتی۔ بس امی کی خاطر رُک گئی۔نہیں تو پھر لوگ پیچھے پڑ جاتے۔۔"
لہجے میں غصہ بھی تھا اور عزم بھی۔۔کُڑھ کُڑھ کر وہ اپنا خون جلائے جا رہی تھی۔۔۔خضر ایک گہری سانس لے کر رُکا اور بولا۔

"دُعا!!" تو وہ سیڑھی پڑھتے پڑھتے رُکی، اُس نےَ دن موڑ کر اُسے دیکھا اور غصے سے بولی۔

"ہاں؟"

وہ سادگی سے کہنے لگا۔۔ "ہم کیوں سوچتے ہیں لوگ کیا کہیں گے؟ ہم کیوں سوچتے ہیں ایسا؟ ہم کیوں مایوس ہوتے ہیں؟ ہمارا تعلق تو اُس مذہب سے ہے جس نے آ کر۔۔ پ اپنے بے تکے cultural اور societal norms کو ختم کیا تھا۔۔ ت ۔ اَ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم یہ سوچتے کہ لوگ کیا کہیں گے۔۔ تو آج ہم کہاں ہوتے؟ ہم کون ہوتے؟ ہمیں اِس taboo کو ختم کرنہ ہے۔۔

ہماری ذات پت رنَ و مذہب و فرقہ ۔ سے ہم ا نوں کا standard طے کرنے لگ َ ی؟ ایسی ۔ت جس سے اپنی ذات حقیر لگے۔۔ تو مسئلہ اُس ۔ت کا نہیں۔۔ مسئلہ ہمارے خود کے ا۔ رہے۔۔ وہ اِس لئے کہ آپ نے خود کو حقیر جا۔ تو کیسے جا۔؟ کیا ہمیں یہ نہیں بتا َ ی کہ ہمیں ہر دوسری مخلوقات پ اشرف قرار د َ ی ہے؟

Don't you know? We human beings are the crown of creation."

اُس نے خفگی سے اُسے دیکھا اور پلٹ گئی۔۔

وہ گھر آ کر صوفے پ بیٹھی تھی۔۔ خضر نے لاؤنج میں آتے سرگوشی کرتے پوچھا۔۔

"Where is my bat Ducky?"

دُعا نے اسکرین پ نگاہیں مرکوز کیے بغور خبریں سُنتے کہا۔۔

"پلنگ کے نیچے چھپا ہے۔۔ اپنا عالم چنے جتنا ہاتھ مار کر نکال لو۔۔"

وہ لاؤنج سے ۔ لگا تو تبھی پی۔ایس۔ایل کی خبر چلنے لگی۔۔ پی۔ایس۔ایل ٹور۔ منٹ میں شمولیت کرنے والے کھلاڑیوں کے ۔م بتائے جا رہے تھے۔۔ ۔ ہر کا دروازہ کُھلا اور

جہانزیب صاحب اندر چلے آئے۔۔۔

"اور ایک نئے کھلاڑی خضر۔۔۔" خضر سانس نہیں لے سکا۔۔دُعا نے فوراً سے ٹی۔وی بند کر دیا۔۔۔اور خضر کی بمشکل سانس بحال ہوئی۔۔جہانزیب صاحب اِس سے پہلے کچھ پوچھتے یا تصدیق کرتے دُعا جھٹ سے بولی۔۔

"ابو آج ماموں کے ہاں لے جائیں گے۔۔۔مجھے عفیفہ کی بہت یاد آرہی ہے!!!"

عفیفہ اُس کے ماموں کی بیٹی تھی۔۔ساتھ اُس نے آزردہ سا چہرہ بنادیا۔۔وہ بات گول مول کر گئی۔۔۔دوپہر کے کھانے کے بعد اپنے کمرے میں جانے لگی تو عقب سے کانوں میں آواز ٹکرائی۔

"تھینک یو۔۔" یہ سُن کر وہ محظوظ ہوتے پلٹی۔۔اور اُسے دیکھ کر کہنے لگی۔

"تھینک یو نہیں چلے گا۔کل صدر لے کر جانا پڑے گا۔۔چلو کباب کے کباب کھلانے پڑیں گے۔۔اور نمکین کے ساتھ کچھ میٹھا بھی تو ہونا چاہیئے ساتھ میں...ہممم۔۔ہاں ساتھ میں پشاوری آئسکریم کھلا دینا۔۔اور جانے سے پہلے مہران سجی والوں کی سجی اور مچھلی۔۔اور۔۔اور ٹورنامنٹ کے بعد پی۔سی ہوٹل سے کھانا کھلا دینا۔۔بس۔۔۔اتنا بہت ہے۔۔اتنے میں ہو جائے گا ہاں۔۔"

خضر بےتاثر چہرے سے بنا دیکھے اُسے دیکھ رہا تھا۔۔

"بس بہت ہے۔۔"دُعا نے اختتامیہ انداز میں اُسے بتایا تھا۔۔

خضر نے ایک گہری سانس باہر خارج کی اور پھر بڑی سنجیدگی سے پوچھا۔۔

"دُعا۔۔کیا تمہیں کوئی ٹیٹنس میں مہذب پن کے ٹیکے لگاتا ہے؟"

"کیوں؟" اُس نے ناسمجھی سے پوچھا تھا۔۔وہ بنا کچھ کہے تاسف سے نفی میں سر ہلاتا پلٹ کر

اپنے کمرے میں جاتے .ڑ .ڑانے لگا۔۔

"بُھکڑ۔۔ ہمیشہ بُھوکی رہتی ہے۔۔۔ اتنا ٹھونستی ہے۔ پھر بھی نہیں لگتا۔۔ اور میں یہاں۔۔۔ ہوا قری . سے رجائے تو وزن .ڑھ جاتا ہے۔۔"

شام کو ربیعہ بیگم اور دُعا کو جہا . صا . اُس کے ماموں کے ہاں چھوڑ آئے تھے۔۔ وہ لاؤنج میں بیٹھی تھی۔۔ اُس کے ماموں زاد بھائی کے بچوں کو اُس کی بھابھی کھا کھلاتے کہہ رہی تھیں۔۔

"دیکھو بھائی . ی ... ی ۔۔۔ نمبر بھی اچھے آ گئے اُس کے۔۔ رہ گئے تم پیچھے۔۔"

چند لمحوں بعد بچوں کو کھا کھلا کر وہ اُٹھیں اور اُنہیں کمرے میں چھوڑ کر آ تو ربیعہ بیگم نے اِدھر اُدھر دیکھ کر اُسے پکارا۔۔

"ہا ؟"

اُس نے مسکرا کر کہا۔۔

"جی آ ؟"

ربیعہ بیگم نے ای گہری سانس لی اور .ڑی می سے بلا تمہید کہنے لگی۔۔

"ڑ بچوں میں ہر چھوٹی .ت پ مقابلہ نہیں ر ت۔۔ ای مقام ت تو یہ ٹھیک ہوتا ہے۔۔ لیکن پھر اِس کے نقصا ت بھی بہت ہوتے ہیں۔۔۔ ہر بچہ ای جیسا نہیں ہوتا۔۔ ای ہی گھر میں ای سائنسدان بھی ہوسکتا ہے ای آرٹسٹ بھی ہوسکتا ہے۔۔ ای اسپورٹس مین بھی ہوسکتا ہے۔۔ ای عالم بھی ہوسکتا ہے۔۔ بعض دفعہ یہ مقابلے بچوں کے دل میں ای کینے کا بو دیتے ہیں۔۔ جو رتے وقت کے ساتھ پ وان پ ڑھتا ہے۔ اور پھر یہی . . ہوتا ہے . . بچے والدین سے کہتے ہیں۔۔ اماں یہ مجھ سے .ت نہیں کرتا۔۔ اماں وہ مجھ سے نہیں ملنا

چاہتا۔۔ ہرا ن ای جیسا نہیں ہوتا اور نہ ہی ہو سکتا ہے۔۔ اپنے بچوں کو ہمیشہ کسی اور بچے جیسا بننے کی تلقین نہ کریں۔۔ بار بار ایک ہی جملہ سُن کر وہ آپ سے اُکتا بھی سکتا ہے۔ اور پھر والدین کا مسئلہ ہوتا ہے ہمارا بچہ ہماری سُنتا نہیں۔۔ اپنے بچے کے چھپے ہوئے فن کو پہچاننا آپ کا کام ہے آپ کی ذمے داری ہے۔۔ اُسے سراہیں اگر وہ کسی غلط پیشے کا انتخاب کرنا چاہے تو ہاں آپ ٹوکیں۔۔ لیکن بلاوجہ اپنے بچوں کے فن کو پوشیدہ نہ رہنے دیں۔۔ کیونکہ یہ اللہ کی جانب سے عطا کردہ تحائف ہیں۔۔ نعمتیں ہیں۔۔ اور نعمت کو اگر نہ استعمال کیا جائے تو پھر وہ اُنہیں واپس لے لیتا ہے۔۔ اپنی دی نعمتوں کی نا قدری نہیں ہونے دیتا۔"

یہ صرف وہ کہتی نہیں تھیں۔۔۔ اُس پر عمل بھی کیا کرتی تھیں۔۔۔ اور یہ اُنہوں نے ثابت کیا تھا۔ ایک گھر میں دو الگ الگ پیشے رکھنے والوں نوجوانوں کو پال کر۔۔

گھر آ کر ربیعہ بیگم زمین پر مشین رکھ کر اپنی سہیلی کا سوٹ سینے لگیں۔۔ کچھ ہی روز بعد اسکوائر کی ایک رہائشی کی بیٹی کی شادی تھی۔ ربیعہ بیگم نے منہ کا زاویہ بگاڑا اور پھر کہنے لگیں۔۔

"بڑی چالاک ہے ویسے تمہاری ممانی۔۔ کھادی میں سیل لگی تھی تو ہمیں بھی بتا دیتی۔۔ میں بھی اپنے اور تمہارے لیے کچھ کپڑے لے لیتی۔۔ نہ بتا کر کو وہ پوری فیکٹری ساتھ لے آئی ہے۔"

دُعا اور خضرا اوپر صوفے پر بیٹھے ہاتھوں میں جوائے اسٹک پکڑے کوئی وڈیو گیم کھیل رہے تھے۔۔۔ دُعا نے لاپرواہی سے کہا۔۔

"چھوڑیں نا امی۔۔۔ بارش ہوتی ہے۔۔ اور خواتین لڑ بھی رہی ہوتی ہیں۔۔۔ دھکے مُکے الگ سے کھانے پڑتے ہیں۔۔۔"

جہانزیب صاحب کو اسکوائر میں دُکان مل گئی تھی۔۔ وہ آج کل صفائی اور سیٹنگ کروا رہے

تھے۔۔او کسی کام سے آئے تو دُعا گیم میں محو تھی۔۔۔خضر نے جھٹ سے خاموشی سے پ س
ڑی اپنی ٹوپی اُلٹی کر کے دُعا کے سر پ پہنا دی۔۔سر سے دوپٹہ سرکا ہوا تھا اور اَ وہ اُسے اِس
طرح دیکھتے تو سمجھ جاتے کہ اُس نے ل کٹوائے ہیں۔۔وہ دونوں ای دوسرے کو خاموشی
سے آج تی محفوظ ر آئے تھے۔

☆.....☆.....☆

خضر اپنی ٹیم کے anthem کی شوٹنگ کر کے آی تو نیچے اسکوا کے بچے نوجوان اُس کے
ارد دجمع تھے۔۔وہ اُنہیں اپنی مور کھلاڑیوں کے ساتھ لی گئی تصاو یں دِکھا رہا تھا۔۔وہ بینچ
پ بیٹھا تھا۔۔چھوٹے لڑکے اُس کے شانے پ ہاتھ رکھے سر جھکا جھکا کر مو اسکرین پے
یں مرکوز کیے ہوئے تھے۔۔

"چا بھیا مجھے بھی دکھا ۔مجھے بھی!!"

مو پ چھینا پ الگ سے شروع ہوئی تھی۔۔

جہا صا دُکان کی صفائی کروا کے آئے تو خضر کو بھیڑ میں دیکھا۔۔اُنہوں نے
تی یں سکیڑ لیں۔۔

"یہ چا کیا کر رہا ہے؟"

وہ ذرا آگے چل کر آئے۔۔تو وہیں سے اُنہوں نے ای دھاڑ لگائی۔۔

"چا !!"

یکدم رُکے۔۔خضر نے آواز پ پلکیں اُٹھا کر سرد نگاہوں سے اُنہیں دیکھا۔۔

" کیا کر رہا ہے یہاں؟" وہ سختی سے اُسے دیکھتے پوچھ رہے تھے۔۔خضر نے شانے اچکا کر اشارہ
کرتے کہا۔۔

"بیٹھا۔۔ہوں۔"

اُس کے اس جواب پہ اُنہیں شدید غصہ آیا۔۔

"چل جا اندر۔۔پڑھ جا کر۔۔۔ایک دن میں نے تجھے کتاب کھولتے نہیں دیکھا۔۔یہاں میرا کما کما کر کوئی حال نہیں رہا اور یہ بے غیرت عیاشی کر رہا ہے۔۔چل جا یہاں سے۔۔۔ دیکھو مُفت کی روٹیاں توڑتا رہتا ہے۔۔"

خضر کو اندر ہی اندر اتنا شدید غصہ آ رہا تھا جس کی کوئی مثال نہیں۔۔اسکوائر والے خاموشی سے اُس کے ساتھ ہوتی یہ بدسلوکی دیکھ رہے تھے۔۔وہ تو وہاں کا ہیرو تھا۔کسی کی ہمت نہیں پڑتی تھی جو اُس سے ایسے بات کرتا۔۔خضر بمشکل غصہ ضبط کرتے اُٹھا اور خاموشی سے اندر جانے لگا۔۔۔

اوپر دُعا اور ربیعہ بیگم بیٹھیں منصوبہ بندی کر رہی تھیں۔۔۔"دُعا اب کیا کریں گے، کیسے بتانا ہے چاند کے ابو کو؟" ربیعہ بیگم فکرمندی سے اُس سے پوچھ رہی تھیں۔۔تبھی دھماکے سے دروازہ کُھلا۔۔تو وہ دونوں چونکیں۔۔خضر نے غصے میں زور سے دروازہ بند کیا۔۔اور اُن کے سامنے آتے بڑبڑاہٹ سے بولا۔۔۔

"ابا نے تو میری بے عزتی کرنے کا اپنا وتیرا ہی بنا لیا ہے۔۔کہتے ہیں میں مفت کی روٹیاں توڑتا ہوں۔۔مُفت کی روٹیاں توڑتا ہوں میں یار؟

ابھی پھر نیچے مجھے اتنی سنائی ہے! مجھے نہیں پتا، میں بتانے لگا ہوں اُنہیں سب سچ۔۔۔"

وہ یہ کہتے مُڑا تو دونوں ساس بہو کا کلیجا منہ کو آیا۔۔

دُعا فوراً سے اُٹھی اور برق رفتاری میں بولی۔۔

"ایک منٹ ایک منٹ!!"

اُس نے اُس کا . زو اپنی َ فت میں لیا اور اُس کے سامنے آ کر . ڑے اعتماد سے بولی ۔۔

"میں ۔۔ میں کرتی ہوں کُچھ ۔۔ ڈی ۔ کے ہے ۔۔۔ ڈی ۔ کے کے ہوتے ہوئے کوئی فکر نہیں ۔۔" . ڑی مشکل سے اُس نے اُسے خاموش رہنے پ آمادہ کرلیا تھا ۔۔ ربیعہ بیگم اور وہ اِنہی سوچوں میں لگی تھیں کہ جہا ۔ یں . صا . کو وہ بتا تو بتا کیسے؟

"میرا خیال ہے ۔۔ ہمیں اب د یر نہیں کرنی چاہیے دُعا . یٹ ! اور زیدہ سے زیدہ کیا کرلیں گے جا ۔ کے ا ؟ اب یہ خبر چھپا ۔ انتہائی مشکل ہو رہا ہے ۔ اور دن بھی قری . آ رہے ہیں !"

تبھی . ہر کی گھنٹی بجی ۔۔ اُن دونوں نے َ دن موڑ کر دروازے کی جا . دیکھا ۔۔

"میں د یہ ہوں !!"

وہ اُٹھی اور دروازہ کھولنے کے لئے آگے . ڑھی ۔۔ اُس نے ا یڑیں اُٹھا ۔ اور ہاتھ او کر کے کُنڈی کھولی ۔۔۔ دروازے کا ہینڈل نیچے کیا اور دروازہ کھولا تو سامنے ۔ نی بیگم غصے سے بھری اُسے دیکھتے ا ۔ ر چلی آ ۔۔۔

"السلام علیکم !!!"

دُعا نے ذرا چو ۔ کر د یہ ے پھیلاتے اُنہیں دیکھا اور دروازہ بند کیا ۔۔۔ ربیعہ بیگم اچا ۔ اُن کی آمد پ ذرا حیران رہ گئی تھیں ۔۔۔

"وعلیکم ۔۔۔ اسلام ۔۔ خالہ آپ !!" وہ بن بتائے یوں آ یہ نہیں کرتی تھیں ۔۔ ۔ نی بیگم اُنہیں دیکھتے کمر پ ہاتھ رکھ کر درشتی سے کہنے لگیں ۔۔

" . تہ چلے گا یہ تماشہ؟" دُعا کا دل زور سے دھڑکا ۔۔۔

"۔ نی !!" ۔ نی بیگم نے خفگی سے َ دن موڑ کر اُسے ٹوکا ۔

"تُو خاموش رہ !!!"

آواز پہ خضر لاؤنج میں آ یـ۔۔۔ یہ کو پہلی مرتبہ ہو رہا تھا۔خا ان میں کوئی اُنہیں دُعا خضر
کے متعلق کچھ کہہ دیتا اور نی بیگم حاضر ہو جاتیں۔

نی بیگم ربیعہ بیگم کی جا پھر سے متوجہ ہو اور اُنہیں ہاتھ دکھاتے سختی سے کہنے لگیں۔۔۔

"دیکھو ربیعہ۔۔۔یہ نہیں چلے گا۔۔۔جہا ۔ کو اب سچ بتا دو۔۔۔اور اپنے ٹے کا کوئی علاج کرو۔۔۔ابھی بھی وقت ہے چھوڑ دے یہ اِسٹار کے خواب دیکھنا۔۔۔ ٹے دیکھے اُس جیسے جو آئے ای مرتبہ اور پھر ہوا ہوئے۔۔۔ہونہہ۔۔۔کر ٹ اِسٹار بنے گا۔۔وہ اِسٹار جس کا مقدر ہے بلیک ہول ۔۔۔"

"نی!!!" دُعا کا چہرہ سرخ پڑ یـ۔۔ نی بیگم خاموش ہو ۔۔۔ربیعہ بیگم ٹے ضبط سے کچھ سُن رہی تھیں۔۔۔خضر کے ماتھے پہ بل پڑے۔۔۔

"یہ جس خیالی د میں تمہارا ٹ جی رہا ہے۔۔۔بتا دیتی ہوں اِس سے پیٹ نہیں پلتا۔۔۔دُعا ابھی بچی ہے جو اُس کا ساتھ دے رہی ہے۔۔۔بعد میں پچتائے گی۔۔۔اور میں یہ ہونے نہیں دُوں گی۔۔ہاں !! بتا دیتی ہوں۔۔۔" خضر کی ساری یشانی غصے سے آلود ہو گئی۔۔۔

دُعا دلَ فتگی سے کہہ پڑی۔۔۔

"نی وہ کامیاب ہوگا۔۔ضرور کامیاب ہوگا۔۔"

نی بیگم نے یہ سُنتے پلٹ کر اُسے دیکھتے کہا۔۔

"ٹھیک ہے۔۔اَ یہ کر ہے تو ساتھ میں نواب صا کوئی اور متبادل بھی ڈھو ٹیں۔۔میں تمہاری ز گی داؤ پہ نہیں لگا سکتی۔۔خود کا کچھ ا پتا نہیں اور اَ کبھی کچھ ا نخواستہ ہوَ یـ تو میری بچی کے لیے کیا اسٹینڈ یَ ؟"

"۰نی۔۔۔اپنے لیے اسٹینڈ لڑکیوں کو خود ۔ ۰ ہوتا ہے۔۔جو کسی کی آس میں رہتی ہیں وہ در در کی ٹھوکرے کھانے والا پہیا بن جاتی ہیں۔۔۔میں اپنے لیے اسٹینڈ خود لے سکتی ہوں۔۔۔اپنی آواز خود بن سکتی ہوں۔۔۔ ۔ اپنے لیے آواز اُٹھاتے ہیں تو کارواں ۔ جاتا ہے۔۔ اور پھر آواز گونج بن جاتی ہے۔۔۔لیکن ۔ سے پہلے اپنے لیے اسٹینڈ خود ۔ ۰ ہوتا ہے۔اور آپ ایسا کیوں سوچ رہی ہیں۔۔۔مجھے یقین ہے اُس پ ،وہ ضرور کامیاب ہوگا۔"

"۔ ۔ ہوگا۰ کامیاب ۔ دیکھیں گے۔۔تُو چل ابھی میرے ساتھ!!"

اُنھوں نے اُس کا ہاتھ اپنی َ فت میں ۔ یہ کہا تھا۔۔۔ربیعہ بیگم کے حیرت سے دیے پھٹ گئے۔۔

"خالہ!!"

"مرحومہ بہن کا منہ مارتا ہے مجھے۔۔نہیں تو کچہری میں ملتی۔ بہلا پھسلا کر میری بچی کو جھا میں لے لیا ہے۔"

خضر خاموشی سے ہنوز وہیں کھڑا اُسے دیکھ رہا تھا۔۔

دُعا نے کرب سے اُنہیں دیکھا اور پھر بولی۔۔

"۰نی۔۔۔جو لڑکی مرد کے ۔ ے وقت میں اُس کا ساتھ نہیں دیتی ۰۔۔۔وہ اُس کے اچھے وقت میں بھی اُس کے ساتھ رہنے کے مستحق نہیں ہے۔۔۔مجھے نہیں جا۰۔۔" اُس نے اُن سے ہاتھ چھڑوا۰ چاہا۔۔

"مجھے نہیں جا۰ اُسے چھوڑ کر!!"

۰نی بیگم کا حیرانگی سے منہ کُھلا۔۔

"ہاہ۔۔دیکھو دیکھو۔۔۔کیسے منہ کھول کر ۔ تیں کر رہی ہے۔۔۔یہ ۔ تمہارا کیا دھرا ہے

ربیعہ۔۔۔مجھے اِسے تم سے پہلے ہی لے ۔ چاہیے تھا۔۔۔"

ربیعہ بیگم کو ایک لمحے کے لئے سمجھ نہ آیا کہ کیا جواب دیں۔۔۔وہ ایسے کیسے یہ بات کہہ سکتی تھیں۔۔۔اب تک اُنھی نے تو اُسے پالا پوسا تھا۔۔۔ایسا بھی کیا غضب ہوا تھا جو وہ اتنی بڑی بات اُنہوں نے کہہ دی تھی۔۔

" کرتی ہوں میں جہانگیر سے بھی بات۔۔تم تو چلو۔۔" وہ دُعا کا ہاتھ اپنی گرفت میں لیے باہر نکلنے لگی۔۔۔

" نانی یہ کیا کر رہی ہیں!!"

ربیعہ بیگم گھبرا کر پیچھے جانے لگی۔۔

"خالہ!!"

خضر تیزی سے بڑے بڑے ڈگ بھر کر اُن کا تعاقب کرتے پیچھے آیا اور اُس نے جھٹ سے دُعا کا ہاتھ پکڑ کر پیچھے کھینچا تو نانی بیگم ذرا چونکیں۔۔۔اور دُعا کُھلے منہ سے حواس باختگی سے اُسے دیکھے گئی۔۔خضر ماتھے پر بل ڈالے اُنہیں دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔۔

" نہیں جائے گی یہ کہیں۔۔۔بیوی ہے میری۔۔بالغ ہے۔۔یہیں رہے گی میرے ساتھ۔۔یہ اُس کا شرعی اور قانونی حق ہے۔۔۔"

نانی منہ کا زاویہ بگاڑتے ٹھٹھا کرتے بولیں۔۔

" آہاہاہا۔۔یاد آ گئی بیوی کی۔۔پتا چل گیا بیوی بھی کوئی ہے۔۔۔تو پھر ایک کام کرو۔۔۔یا کچھ بن جاؤ یا دُعا کو چھوڑ دو!!ایک آپشن دیتی ہوں تمہیں۔۔۔"

اُس کا چہرہ کمپوزڈ تھا۔انداز بھی متحمل۔۔۔دُعا یک ٹک اُسے دیکھ رہی تھی۔۔۔

اُس نے ایک گہری سانس لے کر بات کھولے۔۔۔

"دُعا میرے لئے کوئی آپشن نہیں ہے۔۔۔وہ میری priority ہے۔۔۔میرے لیے معتبر ہے۔۔بہت معزز ہے۔۔۔"

"تو پھر چھوڑتے ہو یہ ۔ اُس کے لیے؟"

۔نی بیگم نے سختی سے بھوں اچکا کر پوچھا تھا۔۔۔

ربیعہ بیگم کا دل لرز اُٹھا تھا۔۔۔دُعا دی ے پھیلائے بغور اُسے دیکھے جا رہی تھی۔۔۔

"اَ اتنا ہی مرتے ہو تو مارتے ہو اپنے خواب؟ بتاؤ؟"

"میں اپنے خوابوں کے لئے سمجھوتہ کر سکتا ہوں۔ اپنے خواب کا سمجھوتہ نہیں کر سکتا۔۔۔"

وہ سانس ی۔ کے لئے رُکا۔

"I live for my family.

اور جن کے لیے جینا ہو۔۔اُن پہ مرا نہیں کرتے۔۔"

سادگی سے وہ یہ کہتے ۔ ہر نکل َ ی اور ۔نی بیگم دم سادھے وہاں کھڑی اُسے جاتے دیتے رہ گئیں۔۔۔زندگی خانہ ان کے نام کر دی اور خود کو خوابوں کے۔۔سمجھ نہیں پائی تھیں کون جیتا تھا کون ہارا تھا؟

☆.....☆.....☆

ت ری رات کی اوٹ میں اُفق پہ چاند جو اُتا۔تو ۔ دلوں کے ہالے نے اُسے اپنی آغوش میں چھپا دیا۔۔سڑکوں پہ ہر جانب کراچی کی مصروف ترین زندگی کا شور ۔ پا تھا۔وہ چھت پہ منڈیر والی دیوار سے ٹیک لگا کر زمین پہ بیٹھا تھا۔۔کسی خیال سے اُس نے دھیرے سے سر اُٹھا کر بغور اُفق پہ دیکھا۔۔

"آج تو ستارے بھی نہیں آئے!!"

ہم کلامی کرتے اُس نے شا اچکا ی۔۔۔

"چلو۔۔آج نہیں۔۔کل آ گے!!"

تبھی اُسے دا جا سے کسی کے قدموں کی چاپ سنائی دی۔۔اُس نے دن نہیں موڑی۔۔ ساری توجہ اُن ڑھتے قدموں کی آواز پر مرکوز کرلی جو کہ دھیرے دھیرے ڑھتی جا رہی تھی۔۔چند ہی لمحوں میں ای سایہ دیوار کی دوسری جا تے اُسے آ ی۔۔اُس نے بنا مُڑے اُسے دیکھتے میں سر ہلا کر کہا۔۔

"I will fight... until I win... I'm not going to give up on my goals... I won't quit... not now, not ever!"

وہ سانس ی کے لئے رُکا۔۔

"د میں کسی ا ن میں اتنی طاقت نہیں جو آپ کو مَنزِلِ مَقصُود سے غافل کر دے۔۔۔ ۔۔ سوائے خود کے۔۔ یہ جو سنگ پھینکتے ہیں لوگ میری جا ۔۔اِنہی سے سنگِ میل بناؤں گا۔۔۔"اُس نے سر اُٹھا کر عزم کرتے کہا۔۔۔

"خضر جہا ی وہ ہے۔۔جو ٹھا ہے۔۔۔تو کر دِکھات ہے۔۔اور جو کر دکھائے وہ خضر نہیں۔۔میری commitment ہے خود سے۔۔میرا ہدف ہے ی ت ۔۔اِس سے مزی کم اور کچھ نہیں۔۔۔میں تھوڑے پر فُل اسٹاپ نہیں لگاؤں گا۔۔۔میں اپنی پوٹینشل کی حدود ت جاؤں گا۔۔میں ستارہ بنوں گا۔۔زرد ستارہ۔۔وہ ستارہ جو میری پہچان بن کر میرے یونیفارم پر چمکے گا۔۔"

وہ سایہ دھیرے دھیرے جُھکتا محسوس ہوا۔۔اُس نے اپنے قری اُس لمس کو محسوس کیا تو بولا۔۔

"سوری!!"

"یوڈونٹ ہیوٹو!" دُعا نے آہستگی سے کہا تھا۔۔

"دو ت کو ایکسکیوز دینے کی ضرورت نہیں ہوتی۔۔جن دوستوں کو ایکسکیوز دیئے جا وہ دو ت نہیں اجنبی ہوتے ہیں۔۔دو ت کو ۔ پتا ہو ۔۔جن کی ۔ تیں گھڑی گھڑی میں بُری لگ جا ۔۔اور دل سے لگالی جا ۔۔وہ دو ت نہیں ہوتے۔۔دو ت تو آئینہ ہوتے ہیں۔۔بلکہ۔۔شیخ سعدی کہتے ہیں۔میں اور اِ دو ت یوں اکٹھے رہتے تھے جیسے اِ چھلکے میں دو ۔ دام۔۔۔یہ کہہ ت ہیں۔۔۔two peas in a pod.... ۔ دوستوں کو وضا ت دینی پڑ جا ت ۔ دوستی اور دو ت دونوں ہی شبے میں آنے لگتے ہیں۔۔ہم...ہم آئینہ ہیں۔۔ہم راہ ہیں۔۔ہم راز ہیں۔۔ہم ساز ہیں۔۔"

وہ ٹھہری۔۔۔اُس نے اُسے دیکھتے اُس کا ہاتھ ہلایا اور پُر جوشی سے بولی۔۔

"دیکھنا۔۔اِ دن آئے گا۔۔ ۔ سامنے اسٹیڈیم میں چاروں اطراف سے تمہارا ہی ۔م گونجے گا۔۔اور تمہارا ۔ عوام کی جا ۔ سے دیا لقب ہوگا۔۔"اُس نے مزی excited ہوتے آسمان کو دیکھا۔۔

"قطار در قطار تمہارے مداح آٹو اف کے لئے کھڑے ہوں گے۔ہاتھ تھک جا گے مداح کم نہیں ہوں گے۔۔یہی آسمان ہوگا۔۔یہی شہر ہوگا۔۔گواہ رہنا اِس ۔ ت کے۔۔دُعا صدا لگاتے ۔ اکر رہی ہے!!" وہ سانس ۔ کے لیے رُکی اور پھر بولی۔۔

"گواہ رہنا ستاروں!" ۔ دلوں میں چھپے ستارے مدھم مدھم سے جگمگائے۔۔خضر سر جھکائے بیٹھا بغور اُس کی سن رہا تھا۔۔

"تم مانو ۔ مانو مجھے چا ۔ پ یقین ہے۔۔'پورا یقین'!!" آ ۔ ی فقرہ کہتے اُس نے زور دی تو خضر کے لبوں پ تبسم در آ ۔۔

"میرے والے ستارے کی چمک وہاں سے زیدہ ہے۔۔اچھا!! پتا نہیں۔۔ پھر یہ چاند ہو کر ستاروں پہ کیوں رشک کرتا ہے؟"

اُس نے خود سے اُن کی اداکاری کی۔۔اور پھر بولی۔۔

"چاند تو چاند ہے۔۔پھر وہ ستاروں پر رشک کیوں کرتا ہے؟"

اُس نے اب دن موڑ کر اُسے دیکھا۔۔اُس کی نسبت وہ کم گو تھا۔۔روز معاش اور مستقبل کی فکر نے اُسے ہر جانب سے گھیر رکھا تھا۔۔خاندان والوں اور لوگوں کی باتوں کا الگ ڈر اُس کے سر پر سایہ کیے تھے۔۔زندگی دلدل میں پھنستی محسوس ہو رہی تھی۔۔دُعا کے رشتے اُس کی نانی بیگم کے ہاں آئے دن آیا کرتے تھے۔کسی کو بھی اُس سے کوئی اُمید نہیں تھی۔نانی بیگم کا بس چلتا تو آج ہی خلع کا کیس عدالت میں دائر کر دیتیں۔

وہ اُس سے کہنے لگی۔۔

"پتا ہے۔۔انسان کو ماہر نفسیات کی ضرورت کب پڑتی ہے؟ جب کوئی سُننے والا نہ ہو۔۔شیئر کرنے والا نہ ہو۔۔اور اُس کے دل کا غم پہاڑ بن جائے۔۔اور چاروں اطراف سے وہ ججمینٹل قسم کے لوگوں سے گھرا پڑا ہو۔۔ہر کوئی تمہیں تمہارے مسئلوں پر ویلیں اور اپنی رائے گھڑ کر دے رہا ہو۔۔کسی کو اِس سے کوئی سروکار نہ ہو کہ تم کیا چاہتے ہو؟ کوئی یہ نہ سمجھے کہ میں کیا ہوں۔۔میں کیا چاہتا ہوں۔۔اور جب سُننے والے نہ ہو تو سنانے والا بھی خاموش ہو جاتا ہے اور inner conflict اور ذہنی پریشانی کا شکار ہو جاتا ہے۔۔"

دُعا نے اب جتاتے کہا۔۔

"جِسے اچھا ساتھی مل جائے اُسے کونسلر کی کیا ضرورت؟ وہ نفسیات کا مرض سُن کر خود ہی ہر نکال لاتا ہے۔۔ایسا ساتھی ہر کسی کو نہیں ملتا۔اب بتاؤ، کیا دُعا کسی دوا سے کم ہے؟" خضر کو ہنسی

آئی تھی۔۔اُس نے اُس کے شانے پ ہاتھ ر ت اُسے پ امید اور تسلی بخش ا ازمیں کہا۔۔

"ڈی۔کے ہے ۔۔ڈی۔کے کے ہوتے ہوئے فکر نہیں!!"

وہ اُس سے کہہ رہی تھی۔۔

"ڈی۔کے تمہیں تنہا نہیں چھوڑے گی۔۔ڈی۔کے کو تم سے بہت مفاد ہیں۔۔ڈی۔کے کو تو ابھی تمہاری کیش پ بہت عیش کرنی ہے۔۔" خضر کے لبوں پ ہنسی اُ آئی۔۔وہ دھیرے دھیرے سر اُٹھا کر اب اُسے دیکھنے لگ یا تھا۔۔۔ہر ا ن کی ای چار بیٹری ہوتی ہے۔۔جس سے مل کر، جس سے بت کر کے اُس کے وی پڑے سیل منٹوں میں چارج ہو جاتے ہیں۔۔دُعا اُس کی بیٹری تھی۔۔اُس نے پلکیں اٹھا کر اُسے دیکھا۔۔

(دُعا؟ دُعا کیا ہے یہ؟ خود میں پوری ہے۔دُعا جو ہے۔۔میرے لیے کیا ہے؟ میری لائف ٹائم بیٹری۔۔میری شو پ ر ۔۔ا نی ڈائ ی۔۔میری رازدار۔۔)

ماتھے پ ے بلوں سے ہوا ٹکرائی تو وہ ملنے لگے۔۔

سمجھ نہیں پ یا تھا۔۔اُسے جانے دیتا تو کیا کرتا؟ زہر لگتی تھی پھر بھی اُس سے زیدہ ممکن الشفاء اُس کے لئے کوئی نہیں تھی۔۔دُعا تھی۔۔دوا تھی۔۔شفاء بھی تھی۔۔وہ یں اُس پ مر کیے اُسے دیکھ رہا تھا۔۔

(کیسے یہ اتنی سفاکی سے اِسے مجھ سے دُور لے کر جا چاہتے ہیں۔۔۔کیا کروں گا میں اَ اِسے وہ لوگ مجھ سے لے گئے؟ کیا کروں گا؟)

ہر بر کی طرح جواب ڈھو نے نکلا تھا۔ پھر ای نقطے پ آ کر لگا۔۔اِس سوالیہ ن کا کوئی وجود نہیں تھا۔۔وہ سوالیہ ن نہیں تھا۔۔وہ فجائیہ تھا۔۔اُس کا اظہارِ بے بسی تھا۔۔ کچھ کر پ تو اُسے کھو دے گا!!

خضر یہ سوچ کر اچا   کہنے لگا۔۔

"میری تو سمجھ سے ب ہر ہے تمہاری ن ی اتنی ٹ وی کسیلی ب تیں کر کیسے لیتی ہیں؟ اور اُن کے پلان ۔۔ ز رگ ہو کر اُن کو یہ سارے شیطانی پلا کیسے آتے ہیں؟"

دُعا نے لاجوابی سے د ب ئے اُسے دیکھا۔۔اور وہ خود ہی اپنے سوال کا جواب دیتے بولا۔۔

"میں کیسے بھول َ ی ؟ پُرانی گیندوں اور Reverse swing کا تعلق بہت پُرا ہے!!" یہ کہہ کر وہ دھیرے سے ہنس پڑ ا اور دُعا بھی مسکرا پڑ ی۔۔

☆.....☆.....☆

ربیعہ بیگم دُعا کے ب لوں سے اُ نکال رہی تھیں۔۔

"آہ آہ!!" وہ درد سے ب رہی تھی۔۔

ربیعہ بیگم اُس کے ٹوٹتے ب ل دیکھ کر خفگی اور پ یشانی سے کہہ رہی تھیں۔۔

"کیا بنے گا تیرا بونی!!"

اُنہوں نے سف سے ساتھ میں سر ہلا ی تھا۔۔

"سستی اور کاہلی کے ب ب بیٹھے رہنے سے ہمارا metabolism system کمزور ہو جا ہے۔۔اُسی طرح ب لوں میں بھی روز کنگھی   کرنے سے ب ل بھی کمزور ہو جاتے ہیں۔ یہ ب لوں کی ورزش ہے۔۔جو خود کو فِٹ نہیں ر وہ کمزور ہو جا ہے۔اور جو ب لوں میں روز کنگھی نہیں کر ۔اُس کے ب ل کمزور ہو جاتے ہیں۔"

"آہ۔۔امی!!" اُس نے درد سے ب کے کہا۔۔

"نہیں سہا جا امی!!"

"تو روز کنگھی کیا کر ۔۔۔Pending پڑ ا ہوا کام سر پ پہاڑ لگتا ہے ۔۔یہ تو پھر ب ل ہیں۔۔

تکلیف تو ہوگی!!!" ساتھ ٹی۔وی پ خبریں چل رہی تھیں۔دُعا نے ہیڈ لائن سُنی تو تبصرہ کیا۔۔

"پتانہیں ۔ یہ بچوں کواغوا کرنے کی اور بچیوں کے ساتھ زیـ دتی کی دردنـ ک وارداتیں ہو بند ہوں گی؟ پتانہیں یہ زہریلے کھانوں کے ۔۔ معصوم بچوں کی اموات ۔ بند ہوں گی؟ مجرموں کولاکھ سزا مل جا ۔۔ یہ لوگ عبرت کیوں نہیں پکڑتے ؟اور...اور والدین... والدین اپنے بچوں کا خیال کیوں نہیں ر ؟اورکوئی کچھ کرت کیوں نہیں ہے؟"

ربیعہ بیگم کا یکدم ہاتھ رُکا۔اُنہوں نے ا اُسے دیکھا اور رقت انگیزی سے مسکرا کر بولیں۔۔

"دُعا!" اُس نے یکدم َ دن موڑ کراُنہیں دیکھا اور دیـ ے پھیلائے۔۔

"جی؟"

"ایسی ٹیس اُٹھتی ہے میرے دل میں۔۔ ۔ یہ جملہ سُنتی ہوں۔۔کہ والدین اپنے بچوں کا خیال کیوں نہیں ر ۔۔کیسے لوگ یہ ۔ت منہ سے نکال یـ ہیں کہ والدین اپنے بچوں کا خیال نہیں ر ؟ بچے کی ماں نو ماہ اُسے اپنے خون سے سینچتی ہے۔۔موت کے منہ میں جا کر اُسے ز گی دیتی ہے۔۔ ۔پ اپنی سکون کی ز گی مار کر ضرورت سے زا کام کرت ہے۔۔ مستقبل کے لئے سیو َ کرت ہے۔۔اور لوگ کہہ دیتے ہیں والدین خیال نہیں ر ۔والدین کو فکر نہیں؟ کس کے لئے کر رہے ہوتے ہیں وہ یہ ۔ ؟ اُنہیں آپ سے زیـ دہ اپنی اولاد کی فکر ہے۔زخم پ مرہم نہیں بن تو بے لیکن پھر اُس زخم پ نمک بھی چھڑکیں۔آپ یہ محسوس نہیں کر کہ۔ ۔ کسی کا بچہ اغوا ہوت ہے تو اُس پ کیا َ رتی ہے۔ ۔تیں ہر کوئی کریـ ت ہے محسوس ہر کوئی نہیں کر سکتا۔"

دُعا کے گال سرخ پ ڑ گئے۔۔اُسے یہ سُن کر پشیمانی ہوئی تھی۔۔

"دوسری بات۔۔۔ ڈے ہ اور م کسی دور میں ہو بند نہیں ہوتے۔۔ یہ د کا حصہ ہیں۔ اِس پہ کنٹرول ضرور پہ جا سکتا ہے۔۔ لیکن اِسے مکمل طور پہ ختم نہیں کیا جا سکتا۔۔ یہ ہ ہی اچھائی اور ائی کے درمیان تفریق کرتے ہیں۔۔ ائم اور ہ اُس وقت میں بھی ہوتے رہے تھے۔ اِس د میں د کی بہترین حکومت تھی۔۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دور کی حکومت۔ اُن کے پ س بھی مقدمے آیا کرتے تھے۔۔۔ یہ سوچو ذرا۔۔ بھی مکمل طور پہ ائی ختم نہیں ہوئی تھی۔ ہم کیا چاہتے ہیں حکومت سے کہ وہ ہمیں د بنا کر دے دیں! ا ن ہیں وہ بھی چندا۔۔ دن رات کام کر رہے ہیں۔ آئے دن ہر چھوٹی ت کو پکڑ کر سارا ملبہ اُن پہ ادینا کہاں کی عقلمندی ہے؟ تھوڑا صبر رکھو۔۔ بہار کی پتی کو کھلتے کچھ وقت درکار ہو ہے۔۔ یہاں بھی ہوگا۔۔ اور بہتر ہوگا۔۔ ا ءاللہ!"

وہ ذرا سا مسکرا تو دُعا بھی مسکرا پڑی۔ "ا ءاللہ!"

وہ پھر سے اُس کے ل کنگھی کرنے لگیں۔۔

"چا سے کہوں گی تیرے لیے sebamed کا شیمپو لے کر آئے ابوظبی سے۔۔ ابو جو لائے تھے وہ تو ختم ہونے والے ہیں۔۔ اور وہ ہیئر میونیز کی تصو بھی بھیج دینا اُس کو۔۔ کیا بنے گا تیرا بونی!! ابھی تو شادی بھی نہیں ہوئی۔۔ ابھی سے اتنے ل جھڑتے ہیں تیرے۔۔ پھر ڈاکٹری تعلیم، ھتی عمر۔۔ آگے شادی۔۔ شادی کے بعد بچے۔۔ کیا ہوگا تیرا دُعا؟ کیا ہوگا؟" ربیعہ بیگم اُس کی فکر کرتے تھکتی نہیں تھیں۔۔

اچا آئے خیال سے وہ بولیں۔۔

"تیرے ل۔۔ اور چا کی کر ٹ!"

"کیا کہا؟"

آواز پہ وہ منجمد ہو ۔۔جہانزیب صاحب لاؤنج میں آتے اچنبھے سے اُنہیں دیکھتے بولے تھے۔۔

دُعا جھٹ سے بولی۔۔

"گِرَ ٹ ابو گِٹ!!"

"کیا؟" سمجھی سے اُن کے دیے پھیلے۔۔

ربیعہ بیگم کا دل زور زور سے ڈ ب ڈ ب بج رہا تھا۔۔دُعا بات سنبھالتے جھٹ سے بولی۔۔

"ابو چا نے نئ ضد لگائی ہے۔۔گِرَ ٹ یے گا۔۔لو بتا ۔۔گِرَ ٹ بھی کوئی یت ہے؟ طوطا لائے بندہ کبوتر لائے۔۔بلّی لائے۔۔لیکن گِرَ ٹ لا ہے نواب صا ب کو!"

جہان یب صا ب نے خفگی اور افسوس سے میں سر ہلا یا۔۔

"ایسی کوئی بے غیرت اور بد بخت قسم کی اولاد ہے میری۔۔پتا نہیں میری کون سی خطا کی سزا ہے یہ گندا ا ٹ ا؟"

دُعا کو ا رہی ا ر بے تحاشا شرم آئی تھی۔۔۔

اُسے لعن طعن کرنے کے بعد اُنہوں نے ربیعہ بیگم سے پوچھا۔۔

"خالہ کیوں آئی تھیں؟"

دُعا کے سر میں تیل سے مالش کرتے وہ بولیں۔۔

"دی تھی پھر کسی نے چابی۔۔وہی دھمکیاں دے رہی تھیں۔۔"

جہان یب صا ب نے راضی سے ذرا سر ہلا یا۔۔

"خالہ کو بھی اللہ نیک ہدایت دے۔۔۔کہتا ہوں اِس بے غیرت کو کہ پڑھ لے پڑھ لے۔۔ کچھ بن جا۔۔کل مو ہے۔۔۔ا یک دن میں نے اِسے پڑھتے نہیں دیکھا۔۔۔"بات کوئی بھی

ہو۔گھوم پھر کر اُن کی ٹ َ خضر پہ ہی ٹوٹتی تھی۔۔وہ سُناتے گئے۔۔بُرا بھلا کہتے رہے۔۔اور وہ دونوں بے بسی سے دل ہی دل میں کُڑھتے سُنتی رہیں۔۔

☆.....☆.....☆

اب دُعا نے ۔ سے فرمائش کی تھی تو اُسے پورا بھی تو کر تھا۔۔اگلے روز وہ صدر سے شام کو واپس بلڈ َ کی جا ۔ آ رہے تھے۔۔تو سامنے سے زین آ ۔۔اُسے دیکھ کر خضر رُک ۔ اور دُعا آگے چل پڑی۔۔ابھی ذرا ڈھی ہی کہ زین کی آواز اُس کے کانوں میں پڑی۔۔

"یر پتنگ اُڑاؤ گے؟"

"پتنگ!!!" وہ ہیجان خیزی سے پلٹ کر بولی تھی۔۔خضر نے خفگی سے اُسے دیکھا۔۔زین نے پلٹ کر اُسے دیکھا۔۔وہ فوراً سے خضر کے ساتھ آ کھڑی ہوئی۔۔

"ہاں میں بھی اُڑاؤں گی۔۔"

خضر نے دوٹوک از میں انکار دیا۔۔

"نہیں۔۔۔یہاں پتنگ نہیں اُڑا ۔۔یہ اسکوا کے رُولز کے خلاف ہے۔۔" دُعا شوخ ہوئی۔۔

"رُولز توڑنے کے لئے ہی تو ہوتے ہیں۔۔چوکیدار کو تھوڑی سی رشوت لگا دیتے ہیں۔۔اور ویسے بھی رُولز آر فار فُولز!" خضر نے سادگی سے اُسے دیکھتے دھیرے سے کہا۔

"Don't try to be cool!"

اُس نے اُسے از کر دیا۔

"دُعا!!" اب کی ر وہ سخت خفگی سے بولا تھا۔۔

وہ مزید کچھ کہتا، وہ لی بجا کر فیصلہ کن از میں بولی۔۔

"ٹھیک ہے زُلفی تم لے کر آؤ۔۔میں ثناء آمنہ لوگوں کو بُلاتی ہوں۔۔"

وہ اسکوائر میں رہنے والی اپنی سہیلیوں کا کہہ کر چل پڑی۔۔۔خضر نے ایک گہری سانس لی اور زین کو ناراضی سے دیکھتے کہا۔۔

"کیا ضرورت تھی اُس کے سامنے بولنے کی؟"

جواباً وہ مدافعانہ انداز میں بولا۔۔

"مجھ پہ کیا بھڑک رہے ہو؟ اُسے تو کچھ کہا نہیں۔۔۔"

زین پتنگیں لینے کے غرض سے گھر کو چل دیا۔۔۔گھر آیا تو بڑا سا پتنگوں والا شاپر پکڑ کر باہر نکلنے لگا جو کہ وہ پنجاب سے لے کر آیا تھا۔۔سوچا تھا بسنت اِس سال کراچی میں منائے گا۔۔

اسکوائر کے رُولز سے بخوبی وہ واقف تھا۔۔گھر سے نکلنے لگا تو اُس کی والدہ جھٹ سے پیچھے آتے تفتیشی اور مشکوک انداز میں بولیں۔۔

"کتھے جا رہیا ایں!!"

وہ جلدی میں بولا۔۔۔

"پتنگ اُڑانے۔۔"

"اکیلا جائے گا؟" اُنہوں نے فکرمندی سے پوچھا۔۔

"نہیں نہیں۔۔وقاص دُعا چاند آمنہ سب ہیں۔۔"

"اسکوائر میں اُڑائے گا؟" اُنہوں نے متعجب ہو کر پوچھا تھا۔۔

"ہاں چاند چوکیدار سے بات کرنے گیا ہے۔۔"

وہ بڑی سادگی سے کہہ کر تیزی سے بڑے بڑے ڈگ بھر کر چل پڑا۔۔۔ابھی وہ چھت پہ پہنچے ہی تھے۔۔۔کہ تبھی اُنہیں شور سنائی دیا۔۔

"یہ کیا ہو رہا ہے!!!"

سبھی نوجوان چونک کر پلٹے تو اسکوائر کے آدھے سے زائد انکل اور آنٹیاں سختی سے اُنہیں گھورتے سامنے کھڑے تھے۔۔وقاص کو غصہ چڑھا وہ ضبط کرتے ساتھ کھڑے زین سے بڑبڑاتے بولا۔۔

"یہ ۔ تمہاری امی کا کارنامہ ہے۔۔لکھوا لو مجھ سے۔۔"

اُس نے معذرت خواہانہ انداز میں اُسے دیکھا۔۔۔دُعا بھی ۔ انکل لوگوں کو دیکھ ہی رہی تھی کہ تبھی اُسے ہارون انکل کے ساتھ اُستاد کھڑے آئے۔۔وہ اب وہاں کے رہا نہیں تھے اپنے دوستوں سے ملنے ہفتے میں کم از کم دو مرتبہ تو ضرور آتے تھے۔۔۔دُعا نے اُن سے یں پ ا ۔۔۔جہان ۔ صا ۔ کا خضر کو دیکھ کر خون کھول رہا تھا۔۔وقاص کی والدہ ۔ ہم ہوتے بولیں۔۔

"او چھوکرو۔۔معلوم نہیں۔۔اسکوائر میں پتنگ بازی allowed not is!"

اِس سے پہلے کسی ایک کو موردِ الزام ٹھہرایا جاتا وقاص خضر شریم ایک ساتھ بول پڑے۔۔

"میں نے کہا تھا۔۔"

"سوری میری غلطی ہے۔۔"

"سسس سس سوری۔۔"

زین نے فوراً سے کہا۔۔

"نہیں نہیں میری غلطی ہے۔اِن ۔ کا کوئی قصور نہیں۔۔"

دُعا بھی پٹاخ سے سمجھی کا ۔ دیتے بولی۔۔

"اور پتنگ؟ وہ کیا ہوتی ہے؟ میں نے تو پہلی بار نام سُنا ہے۔۔" خضر نے خفگی سے اُس کے

سامنے پتنگ لہرائی تو وہ جھٹ سے بولی۔۔

"اوہ اچھا!! یہ ہوتی ہے پتنگ۔۔۔اوا چھا۔۔ایسی د ہے پتنگ۔۔"

خضر نے راضی سے پ یں سکیڑ کر اُسے دیکھا اور دل میں بولا۔۔

"ڈرامے ز!!"

"ذُلفی تمھیں کیا ضرورت تھی پتنگ نکال کر لانے کی؟" ہارون انکل نے اُس سے سختی سے پوچھا تھا۔۔زین پ پڑھائی کرنے لگے تو زین کی والدہ آگ بگولا ہوتے بول پڑیں۔۔

" کو میرا پُتر آ رہا ہے۔۔کسی کو قی نہیں آ رہے۔۔خاص طور پ یہ شٹلی چا اور یہ ڈی۔۔کے گٹکو۔۔"

اُن دونوں کے م پ اُس نے اُنہیں چُبھتی وں سے دیکھا۔۔۔

"ما یہ چا اب ا۔۔۔" تبھی دُعا دونوں ہاتھ سے سر پکڑے کراہی۔۔

"میرا سر!!" ساتھ وہ دیوانہ وار ئی اور کے دل دہل گئے۔۔خضر حواس ختگی سے اُسے دیکھتے مڑا۔۔ہاتھ سے پتنگ چُھوٹ گئی۔۔

"دُعا!!"

اُستاد بغور اُسے دیکھ رہے تھے۔۔۔وہ د ہوتے پیچھے نے لگی۔خضر نے اُسے بمشکل پکڑا۔۔دونوں کا رُخ دوسری جا تھا۔۔دُعا آنکھیں مو ے ائی۔۔

"جلدی جلدی اُٹھا کر بھاگو۔۔پول کُھل جائے گی۔۔"

خضر کا دل منہ میں آ پھنسا تھا۔۔

"جلدی!!!"

چھت پ ربیعہ بیگم اور جہا صا نے ہنگامہ کر دیا تھا۔۔دُعا کو اُٹھا کر وہ دوڑتے نیچے

جانے لگا تو اُستاد نے اُس کے چہرے کا. لاہوار دیکھا جو اُسے اُٹھانے سے پہلے بلکل اُڑ
چکا تھا۔۔وہ اُن بچوں کی ش یے دیکھ کر بتا تے تھے کہ اُن کے دماغ میں کیا چل رہا تھا اور وہ سمجھ
چکے تھے کہ یہ ٹ اُنہوں نے کیوں رچایا تھا۔۔نیچے دُعا کو لے کر آئے تو ہارون انکل نے
ڈاکٹر کو کال کی تھی۔۔جہا یے . صا . خضر کو مارنے پِٹنے لگ گئے تھے۔۔۔

"تو رُک جا۔۔چھوڑوں گا نہیں میں تُجھے۔۔"

ہارون انکل اور اُستاد آگے آگے ہو کر اُسے بچا رہے تھے۔۔

"جہا یے . صا . ۔۔۔جانے دیں۔۔بچہ ہے۔۔۔"

دُعا کمرے سے تے بولی۔۔۔

"امی سر پھٹ رہا ہے!!!"

آواز پ جہا یے . اُسے مارتے مارتے رُک گئے اور واویلا کرتے بولے۔۔

"یہ ڈاکٹر کیوں نہیں آیا ابھی ت ۔۔"

ہارون صا . نے اُن کا شانہ تھپتھپاتے اُنہیں تسلی بخش ا از میں کہا۔۔

"آجاتا ہے۔۔" وہ مزی کچھ کہے پ یشانی سے ا رچلے گئے اور اُستاد نے راضی اور ت سف
سے خضر کو دیکھتے کہا۔۔

"بہت ہی افسوس کی بت ہے۔۔۔اتنا ٹ اڈرامہ۔۔اتنا ٹ اڈرامہ۔۔کل لے کر آ اُسے۔۔"

خضر نے امت سے سر جھکائے کہا۔۔

"I'm sorry on her behalf Ustad!"

"میں نے کہا۔۔کل اُسے لے کر آ ۔۔" رے سالوں میں پہلی مرتبہ اُسے اتنی سختی سے اُن
سے ڈان ٹ پڑی تھی۔۔ڈاکٹر صا . پیی کر کے گئے تو اُن کا کہنا تھا۔۔

"ویسے تو ۔ ٹھیک ہے۔۔لیکن آپ پ کروا لیں۔۔کیو آنکھیں دھندلا جا ، سر دُکھنا۔۔آنکھوں سے پ نی آ ۔۔ کمزور ہونے کی علامتیں ہیں۔۔"

اسکوائ والے ۔ اپنے اپنے گھر جا چکے تھے اور خضر کی شامت پھر سے آئی تھی۔۔ جہا ۔ ۔ صا ۔ اپنا ۔ اسا جوت اُ ت رکر اُس کے پیچھے بھاگ رہے تھے۔۔دُعا اب میں آ گئی۔۔

"ابو پلیز!!!"

خضر متفکر ہوتے اُسے شانوں سے تھام کر پیچھے ہٹاتے بولا۔۔

"دُعا پیچھے ہٹ جاؤ لگ جائے گی۔۔۔"

جہا ۔ ۔ صا ۔ نے بھی فکرمندی سے کہا۔۔

"شہزادی تُو پیچھے ہٹ جا۔۔"

وہ اُس چھپانے کی ا بے سود کوشش کیے کھڑی کہنے لگی۔۔

"نہیں ابو۔۔آپ چا کو ہاتھ نہیں لگا گے۔۔"

ربیعہ بیگم منہ کو آتے کلیجے سے کہہ رہی تھیں۔۔

"چا کے ا بس کر دیں۔۔جانے دیں۔۔" اُنہوں نے ا سنی۔۔

وہ دا جا ۔ ۔ ھتے تو دُعا خضر کو چھپاتے دا ہو جاتی اور جو وہ ۔ جا ۔ ۔ ھتے تو وہ ۔ ہو جاتی۔۔وہ اُکتا کر تلملاہٹ سے خضر کو لعن طعن کرتے کہنے لگے۔۔

" کچھ تو شرم کر جا۔۔۔بے غیرت۔۔۔پہلے ماں کے پلو میں چھپتا تھا۔۔اب بیوی کے پلو میں چھپتا ہے۔۔شرم سے ڈوب مر۔۔" خضر نے دُعا کو غصے سے پیچھے کیا۔۔

"نہیں نہیں ابو پلیز۔۔پلیز چا کو مت ماریں۔۔"

ابھی اُسے مار پڑی نہیں تھی اور اُس کی جان پ بن آئی تھی۔۔

اِس سے پہلے وہ جوتا کر مارتے وہ اُس کا ہاتھ پکڑ کر تیزی سے اپنے کمرے میں بھاگ گئی۔۔۔جہان ی صا نے غصے سے ای دھاڑ لگائی۔۔۔

"رُک جا۔۔۔۔"

دروازہ ٹھک سے بند ہوا۔۔

"دُعا مجھے ہر جانے دو!!!"

پیچھے ربیعہ بیگم دوڑی آ ۔۔۔

"دُعا دروازہ مت کھولنا۔ ت میں نہ کہوں۔۔"

ا رخضر کا چہرہ بھی غصے سے لال پیلا ہو رہا تھا۔۔

"دُعا میں کہہ رہا ہوں آگے سے ہٹو۔۔"وہ طیش کے عالم میں ی تھا۔۔اُسے مزی کنٹرول کر اُس کے لیے مشکل ہو رہا تھا۔۔ ہر سے جہان ی صا کی آوازیں سنائی دے رہی تھیں۔۔

"بے غیرت۔۔ مرد۔۔چھپ کر بیٹھا ہے۔"
نوجوان خون جوالا مُکھی کی ما اُبل رہا تھا۔۔

"دُعا ہٹو!!!"

پ ٹے کی اس سے پہلے لڑائی ہوتی دُعا نے لا لگا کر کمرے سے چابی نیچے دی۔۔۔

"امی چابی۔۔"ربیعہ بیگم نے فوراً سے چابی پکڑ کر دوپٹے میں چھپالی۔۔

"تمہیں سُنائی نہیں دے رہا وہ مجھے مرد کہہ رہے ہیں دُعا!!!"وہ گلا پھاڑ کر ی تھا۔۔

جواباً وہ بھی کر بولی۔۔۔

"تو اُن کے کہنے سے تم ہو جاؤ گے؟"

غصہ جیسے کسی نے کھینچ کر ب ہر نکال پھینکا تھا۔۔

"ای جاہل اور عاقل میں پھر کیا فرق رہ َ ی۔۔اَ وہ اُسی طرح react کرے جیسے ای علم سے محروم بندہ کرتا ہے۔۔"اُس نے اُس کا ب زو اپنی َ فت میں لے کر اُسے پلنگ پ بٹھای اور جھک کر سائیڈ ٹیبل پ پڑا جگ اُٹھا کر گلاس میں پ نی ا ٹ یلا۔۔گلاس پکڑ کر اُس نے گلاس اُس کی جا ب ڑھای۔۔تبھی ب ہر سے آواز آئی۔۔۔

"بیوی کے پلو میں چھپا ہے!!"

ابھی آگ بُجھنے ہی لگی تھی کہ چنگھاری پھر سے شعلہ بن گئی اور وہی بیٹھا دھاڑا۔۔

"میں نہیں چھپا!!!!" وہ اتنی زور سے ی تھا کہ َ دن کی تمام رگیں واضح ہو گئی تھیں۔۔دُعا نے پھٹتے کانوں سے زور سے اُس کے منہ پ پ نی دی تو وہ لحظے بھر کے لیے سانس نہیں لے پ ی۔۔غصہ بُجھ َ ی۔۔آہستہ آہستہ وہ اپنے حواس میں لوٹ۔۔دُعا اُس کے ساتھ ی ت گہری سانس لے کر بولی۔۔

"تم بولو گے۔۔وہ بولے گیں۔۔ب ت ب ڑھتی جائے گی۔۔۔کسی ای کو خاموش ہو پ ڑے گا۔۔۔ پ پ ہو جاؤ۔۔تھوڑی دی بعد وہ بھی ہو جا گے۔۔یہ جو غصے کی آگ ہے اِسے کبھی ب کبھی بُجھنا ہے۔۔یہ کسی کی لگائی ہوئی نہیں ہے۔۔ یہ ہماری ہی بھڑکائی ہوئی ہوتی ہے۔۔ اِسے اتنا مت بھڑکاؤ۔۔کہ بُجھنے پ سوائے شرمندگی کے کچھ ب رہ جائے۔۔۔رجوع کے لیے کوئی راستہ چھوڑ دو۔۔پلیز!!"

وہ سر جھٹکے اب خاموش بیٹھا تھا۔۔ب لوں سے اور چہرے سے پ نی کی بو یں ٹِپ ٹِپ َ رہی تھیں۔۔دُعا نے اپنے دوپٹے کے سرے سے اُس کا چہرہ تھپتھپای۔۔۔

"تمہیں یہ ڈرامہ نہیں کر چاہیے تھا۔۔اُستاد کو پتا چل َ ی ہے۔۔" وہ ٹھٹھکی۔۔۔وہ بمشکل

بولی۔۔۔

"کھاؤ قسم!"

اُس نے ہنوز سر جھٹکے کہا۔۔

"کھائی قسم!"

دُعا نے پچھتاوے سے گال پ زور سے ہاتھ مارا۔۔

"بیڑا غرق!!"

کچھ دی وہ یونہی خاموش بیٹھے رہے۔۔وہ دُعا سے خفا تھا۔۔ویسے اُس کا غصہ ٹھنڈا ہو چکا تھا۔۔

کچھ دی بعد دُعا نے پ س پڑا مو. اُٹھا کر ربیعہ بیگم کا نمبر ڈائل کیا اور کان سے مو. لگا لیا۔۔دوسری گھنٹی پ ہی کال اُٹھا لی گئی۔۔

"ہیلو!"

"آپ کے شوہر کا غصہ ٹھنڈا ہوا؟"

اُس نے .ڑے رسمی ا ازمیں پوچھا تھا۔۔جواباً اُنہوں نے بھی کہا۔۔

"ہاں ہو َی ۔۔اور تمہارے؟"

"ہاں ہو َی ہے۔۔"

چند منٹوں بعد . ہر کی طرف سے ربیعہ بیگم نے دروازے کے نیچے سے چابی پھینکی تو دعا نے دروازہ کھولا۔۔۔جہا ن ی . صا . عشاء کی ز پڑھ کر آئے تو گھر کا ماحول رمل تھا۔۔دُعا خضر کو منانے کے غرض سے خضر کے کمرے میں چلی آئی۔۔۔وہ پلنگ پ آلتی پ لتی مار کر منہ بسورے بیٹھا تھا۔۔

"چا. تمہیں ی د ہے۔۔" وہ ذرا مسکرا کر بولی تھی۔۔اُس نے پلکیں اُٹھا کر .ڑی سرد مہری سے

اُسے دیکھا۔۔

دُعا نے بات جاری رکھی۔۔

"بچپن میں۔۔۔ بس میرے ساتھ کوئی بھی بیوٹی پارلر۔۔ بیوٹی پارلر نہیں کھیلا کرتا تھا۔۔تو میں تمہیں امی کا میک اپ کیا کرتی تھی۔۔"وہ پڑھی۔۔

"شٹ اپ!!!"

یہ ایک واحد لڑکی والا کھیل تھا۔۔جو اُس نے کچھ مدت کے لیے۔۔بس صرف کچھ مدت کے لیے لڑکی بن کر کھیلا تھا۔ بات اُس نے اب بھی جاری رکھی۔۔

"تو میں سوچ رہی تھی۔۔کہ میں آج پھر سے اُن پرانے دنوں کو تازہ کرلوں۔۔"

خضر نے چونک کر اُسے دیکھا اور دُعا نے دوپٹے میں سے اپنا بیوٹی بکس نکالا۔۔۔حیرت کے مارے خضر کے دیدے پھٹنے لگے۔۔

"اور دیکھو بچپن میں تو میں ہر چیز کو کریم پوڈر کہہ دیتی تھی۔۔ اب تو مجھے بہت چیزوں کے نام آتے ہیں۔۔highlighter، contouring، concealer اور primer...!!"یہ کہتے وہ اُس کی جانب بڑھی۔۔

"چلو پھر کروں میک اپ!!"

"دُعا!!!"

اور خضر کر باہر دوڑا اور دُعا اپنا بیوٹی بکس پلنگ پر کر اُس کے پیچھے بھاگی۔۔۔

"چاند تھوڑا سا!!"

وہ کبھی اپنے کمرے میں اُس کے پیچھے دوڑی پلنگ پر چڑھی پردوں سے لڑی۔۔۔الماری میں اُسے ڈھونڈا۔۔۔تبھی وہ دروازے کے پیچھے نکل کر باہر نکلا۔۔۔کبھی لاؤنج میں صوفوں پر

پڑھا۔۔

"بہت ماروں گا۔۔" وہ اُسے تنبیہ کرتے کہہ رہا تھا۔۔

دُعا شریانہ انداز میں مسکراتے بولی۔۔

"چلو تھوڑا سا۔۔"

وہ جان بچا کر صوفے سے اُٹھ کر باہر کا دروازہ کھول کر بھاگ گئی۔۔

"چاچو !!" اور وہ   تے ہوئے اُس کے پیچھے بھاگ گئی۔۔

☆.....☆.....☆

نیچے کمپاؤنڈ میں وہ دونوں ٹہل رہے تھے۔۔ دُعا پیچھے تھی وہ آگے۔۔

"چاچو ناراض ہو اب بھی؟"

اُس نے معصومیت سے پوچھا تھا۔

"یہ تو کل اُستاد بتا   گے تمہیں۔۔"

وہ غصے سے بولا تھا۔۔۔

آنکھوں میں پانی اُتر آیا۔۔ دل انتہا کا بُرا ہو چکا تھا۔۔ اُس نے دل سوزی سے اُسے دیکھ کر کہا۔۔

"بس اب میں جا رہی ہوں۔۔"

یہ کہتے وہ پلٹ گئی۔۔ آواز میں اُسے اُس کی نمی محسوس ہوئی تھی۔۔ وہ فوراً سے پلٹا۔۔

"اچھا سُنو !!"

"نہیں !!!" وہ غصے سے چلتی جا رہی تھی۔۔۔ تو اب اُسے پیچھے جانا تھا۔۔ اب وہ اُس کے ساتھ ساتھ چل رہا تھا۔۔

"دُعا!

دُعا؟" وہ اُسے انگلی سے شانے پہ پوک کرتے بلا رہا تھا۔

دُعا نے رُک کر خفگی سے اُسے دیکھتے پوچھا۔۔

"کیا ہے؟ کیوں پوکی مین بن رہے ہو؟"

یہ کہہ کر وہ پھر سے چل پڑی۔۔ وہ اُس کے ساتھ آیا۔۔ تو وہ دو قدم پیچھے ہو گئی۔۔ وہ دو قدم پیچھے ہوا تو اُس نے دو قدم آگے بڑھا لیے۔۔ وہ دو قدم آگے بڑھا تو وہ جھنجھلا کر بولی۔۔

"یا آگے چل لو۔۔ یا پیچھے۔۔"

اُس نے بڑی سادگی سے کہہ دیا۔۔

"تم بھول رہی ہو کیا معاہدہ ہوا تھا۔۔"

وہ ٹھٹھکی اور اُسے خضر کے الفاظ یاد آئے۔۔

"نہ کوئی جونیئر ہوگا نہ کوئی سینیئر۔۔ نہ کوئی دو قدم آگے ہوگا۔۔ نہ کوئی دو قدم پیچھے۔۔ چلیں گے تو شانہ بشانہ۔۔۔ قدم سے قدم ملا کر۔"

چنانچہ۔۔ لڑائی تو ختم ہونی ہی تھی۔

چھت پہ وہ روز کی طرح کھڑے تھے۔۔۔ دور سے اسے کراچی اسٹیڈیم کی بتیاں بند ہوتی دکھائی دیں تو وہ مسکرا پڑی۔۔ اُس نے گال پہ ہتھیلی رکھے محویت سے کہا۔۔

"تو فائنل ہمارے کراچی میں ہوگا۔۔ کراچی کی رونقیں لوٹ آئیں گی۔۔"

کُچھ سوچتے اُس نے کہا۔۔

"صحیح کہا ہے بِل گیٹس نے۔۔ اگر انسان غریب پیدا ہو تو اِس میں اُس کا کوئی قصور نہیں ہوتا۔۔"

"کیا یہ واقعی اُس کا قول ہے؟" خضر نے اشتباہاً پوچھا تھا۔۔ دُعا نے منہ بگاڑ کر کہا۔۔

"عمم۔۔پتا نہیں۔۔"

کسی خیال سے دُعا نے فکرمندی سے اُسے دیکھا۔۔

"چاند۔۔"

اُس نے دھیرے سے سر ہلا کر کہا۔

"ہاں؟"

"اچھی وائبس نہیں آ رہیں۔۔۔ابو کو بتا دیتے ہیں۔۔۔تمہیں پتا ہے ۔۔اُستاد کیا کہتے ہیں۔۔۔gut feeling کو کبھی بھی اِگنور نہیں کرتے۔۔جیسے حضرت یعقوب علیہ السلام نہیں کر رہے تھے۔۔۔ اُنہیں ڈر تھا کہ حضرت یوسف علیہ السلام کو بھیڑیے کھا جائے۔۔یہ چھٹی حس آتی نہیں ہے یہ اللہ کی جانب سے نازل ہوتی ہے۔۔۔"

جواباً خضر نے بیزاری سے اُسے ہاتھ دکھا کر کہا۔۔

"ٹھیک ہے۔۔ٹھیک ہے۔۔اِس ویکنڈ پہ بتا دیں گے۔۔"

دل اب بھی بے چین تھا، بے سکون تھا۔۔

اگلے روز جھوٹ بولنے کی سزا اُسے یہ ملی کہ اُسے میڈ کالج سے چھٹی کرنی پڑی۔میڈ پیپر کے لیے جانا پڑا۔۔اسکوائی کی ہر آنے آ کر اُس کا حال دریافت کیا۔۔۔اور پھر عصر کے بعد اُسے اُستاد سے ملنے جانا پڑا۔۔۔

"سامنے آؤ!!" اُستاد نے اُسے سختی سے کہا تھا۔۔۔

وہ خضر کے پیچھے چھپی اُس کی پیچھے سے شرٹ کھینچ رہی تھی۔۔۔اشارے کا مطلب تھا۔۔۔

"مجھے بچا لو۔۔" خضر نے گلا کھنکارا۔۔

"اُستاد پلیز!!"

اُنہوں نے جھڑکتے اُسے کہا۔۔

"You better keep your mouth shut!"

اب وہ اُسے پکارتے بولے۔۔

"سامنے آؤ دُعا!"

وہ امت سے سر جھکائے زور سے د ئے اُن کے سامنے آئی۔۔رواں رواں خوف سے لرز رہا تھا۔۔اُنہیں اُسے یوں دیکھ کر کوئی افسوس نہیں تھا۔۔وہ اُن کی سے شریشاَ دہ تھی۔۔وہ اُسے چُبھتی وں سے دیکھتے بولے۔۔

"یہ تمہارا ہی پلان تھا۔۔جہا ی صا کو کچھ نہیں بتانے کا؟"

جواباً وہ کچھ نہیں بولی تو وہ سخت خفگی سے بولے۔۔

"I am asking something from you!!"

اُس نے اُن کے خوف سے جھرجھرا کر سر ہلایا۔۔

"ہوں۔۔۔یس یس اُستاد۔۔دیٹ واز مائی پلان!"

اب اُنہوں نے خود کو کمپوز کرتے ای گہری سانس لی اور پوچھا۔۔

"قرآن بُھول گئی ہو؟"

وہ بمشکل اُٹھا کر بولی۔۔

"نو نو اُستاد!" اُس نے جھٹ سے کہا تھا۔۔۔

"کسی کو مشورہ دینے کا کیا مطلب ہوتا ہے؟"

"نصیحت۔"

"نصیحت کس زبان سے اخذ کردہ لفظ ہے؟"

"عربی نصیحة سے۔۔"

وہ فوراً فوراً جواب دے رہی تھی۔۔

اب اُنہوں نے سختی سے پوچھا۔۔

"رُوٹ ورڈز کیا ہے اُس کے؟"

وہ سہم کر تیزی سے بولی۔۔

"ن ص ح۔"

خضر نے گِلہ کرتی وں سے اُستاد کو دیکھا۔۔ اُنہوں نے اُسے ا ازکرتے کہا۔۔

"نصیحة کیا ہوتی ہے؟"

"خیر خواہ دل سے کی جانے والی خالص محبت۔"

اُنہوں نے ہاتھوں کی مٹھّیاں آپس میں لی اور متا سے اُسے دیکھا۔۔

" کسی کو نصیحت کرنے کا مطلب ہو ہے۔۔اُس سے خالص محبت کر ۔اُس کی خیر خواہی کر ۔۔اُس کے درد کی دوا دینا دُعا۔۔ایسی دوا جو ہر قسم کی ۔ ائی سے پ ک ہو۔۔اور تم نے کیا کیا؟ اِسے جھوٹ بولنے کی کیب دی؟"

اُنہوں نے یہ آ ی جملہ متاسفانہ ا از میں کہا تھا۔۔دُعا کا سر شرمندگی سے مزی جھک ی۔۔۔

"اور دی بھی تو کِسے؟ اور تم کہتی ہو یہ تمہارا بہترین دو ہے؟ تمہیں اِس سے محبت ہے؟"

ای ہو تھا شرمندگی میں ڈبو دینا اور ای ہو تھا شرمندگی میں ڈبکیاں لگا لگا کر مار ، وہ اُسے شرمندگی میں ڈبکیاں لگوا لگوا کر مار رہے تھے۔۔۔

"دُعا تمہیں پتا ہے۔۔۔میرے پ س لوگ آتے ہیں۔۔میرے پُرانے شاَ د آتے ہیں۔۔

اور ہمیشہ مجھ سے ای ہی بت کی شکای کرتے ہیں۔۔۔ہمارے بچے ہماری بت نہیں سُنتے۔۔ہم جو کہتے ہیں وہ نہیں کرتے۔۔۔ڈعا ایسی بتیں کبھی دل پ نہیں ات تیں جن کی لوگوں کو تلقین کی جائے خود اُس پ عمل نہ کیا جائے۔۔اِن ساری حرکات کے بعد تم اپنا مستقبل کیسا دی ہو؟ ہمارے بچے ہمارے بہترین mimic ہوتے ہیں۔۔سیکھنا تو بہت آسان ہے۔۔ عمل کرنے کا کیا؟ تم جا ہو ابو جہل کا ای م ابوالحکم تھا۔۔یعنی حکمت کا بپ۔۔وہ قریش والوں میں ب سے زیدہ حکمت ر والا شخص consider کیا جا تھا۔۔ کیا ہوا؟ اُس کے بعد آنے والے لوگ حکمت اور علم میں سبقت لے گئے۔۔۔جا ہو کیوں؟ کیو اُس نے عمل نہیں کیا۔۔تم سارا قرآن ی میں لے کر پھرو گی ا عمل نہیں کرو گی تو تم بھی جہل ہو جاؤ گی۔اور کوئی ا ای آی کا بھی فہم کر کے عمل کرے گا تو وہ حکم بن جائے گا۔۔ تم پورا قرآن نہیں پکڑ پ رہی۔تو کم از کم اُس کی ای آی پکڑ لو۔۔فرق تم خود میں خود دیکھو گی۔۔۔روز پورا پورا پ رہ نہیں پڑھ سکتی۔۔جا ہوں مصروف ہو۔۔ کم از کم ہر روز ای آی پڑھ کر اُسے اپنی عملی ز گی میں تو تلاش کر ہی سکتی ہو؟ اللہ کو ہمارے عربی میں پڑھے رٹے رٹ ئے الفاظ نہیں چاہیے۔۔اُسے عمل چاہیے۔۔فہم چاہیے۔۔۔غور و فکر چاہیے۔"

شرمندگی سے سر جھکا ہوا تھا۔۔

"ا تم اپنے ابو کو بہت پہلے ہی سچ بتا دیتی تو کیا ہو؟ ڈا پڑتی۔۔جھکنا پڑ جا۔۔اور اور کیا کرن پڑ؟ وجہ کچھ بھی ہو۔۔کوئی بھی ہ ٹھوس دلائل اور وضا پیش کرنے کے بوجود بھی ہ ہی رہتا ہے۔رہی بت جھک جانے کی تو۔۔"وہ سانس ی کے لیے رُکے۔

"کسی فصل کی طرح دا ب ڈگمگاتے ہوئے۔۔ راستہ طے کرنے والا ہی مومن ہو ہے۔۔جھکا ہوا۔۔پست سا۔۔اور جو ب گد کے پیڑ سا بلند اور اکھڑ ہو ہے۔وہ مومن نہیں

ہوت ۔۔جھکا ہوا کبھی ۔کبھی اُٹھ جات ہے۔۔ ا ٹ اہوا اُکھاڑ دی جات ہے۔۔"
اُن کی ۔ت ختم ہوئی تو وہ جھٹ سے بولی۔۔۔
"اُستاد اِس ویکنڈ کو ۔ سچ سچ بتا دیں گے۔۔آئی ایم سوری۔۔ریئلی سوری۔۔"
"Revision کرتی رہتی ہو؟"
"جی جمعے کے بعد کرتی ہوں۔۔"
اچھی خاصی ڈا ٹ کھانے کے بعد گھر آئی تھی۔۔ز گی میں کبھی اُسے کسی سے ڈا ٹ پڑی تھی۔۔تو وہ بس اُستاد سے پڑی تھی۔۔۔ہفتہ ر ی تھا۔۔وہ کالج سے آ کر بیٹھی تو اگلے روز چھٹی کے خیال سے خندہ پیش نی سے بولی۔۔
" کل میں کھا بناؤں گی۔۔چھٹی ہے ۔۔"
دوسرے صوفے پ بیٹھے خضر نے بے زی سے کہا۔۔
"تمہارے ہاتھ کا کھانے سے بہتر ہے میں غسل خانے میں جا کر فنائل کی گولیاں پھا لوں اور او پ سے ہارپک پی لوں۔"
دُعا نے تلملاتے ہوئے دن موڑ کر اُسے دیکھا۔۔
"اور تمہارے ہاتھ کا کھا کھاتے ہوئے یوں لگتا ہے۔۔جیسے مرچی انتقال کر گئی ہے اور بقیہ مرچ مصالحوں نے ۔ سے کا سوگ رکھا ہوا ہے۔۔"
" کاش تمہیں پتا ہوت کہ تیز مصالحوں کا استعمال وزن لُوز کرنے میں کس قدر دشواری پیدا کرت ہے۔۔"
یہ کہتے وہ اُٹھا اور اُس کی پونی کھینچ کر لے ی۔۔جواباً دُعا جھنجھلا کر ۔لوں میں ہاتھ پھیرتے بولی۔۔۔

" کھمبا!!"

☆.....☆.....☆

چھٹی کا دن تھا۔۔دُعا نے آج کھانے کی تیاری کی تھی۔۔اُس نے جہانزیب صاحب کی پسندیدہ ہر چیز بنائی تھی۔۔

خضر نے سارے گھر کی صفائی کی تھی۔۔وہ vacuum cleaner سے صفائی کر کے اُسے صوفے کے پیچھے چھپا کر رکھ رہا تھا۔۔تبھی باہر کی گھنٹی بجی۔۔ربیعہ بیگم فوراً سے لاؤنج میں چلی آئی۔۔

"چانڈ بیٹے تمہارے ابا آ گئے!"

"ہاں ہاں اچھا۔۔" اُس نے vacuum cleaner کا برش نیچے زمین پر لِیٹا کر رکھا۔۔ ربیعہ بیگم نے دروازہ کھولا تو جہانزیب صاحب اندر چلے آئے۔۔خضر اُن کی جانب بڑھ کر ذرا مسکرا کر اُنہیں دیکھتے بولا۔۔

"السلام علیکم ابا!"

جہانزیب صاحب نے انگارے اُگلتی نظروں سے اُسے دیکھا۔۔خضر کو کچھ عجیب محسوس ہوا۔۔ دُعا بھاگ کر لاؤنج میں آئی۔۔۔دُعا ذرا مسکرائی تو بتیسی باہر آ گئی۔۔دونوں باپ بیٹے میں یہ سلوک دیکھنا اُسے اور ربیعہ بیگم کو کسی عید کے چاند دیکھنے سے کم نہیں لگا کرتا تھا۔۔جہانزیب صاحب تنفر بھری نظروں سے اُسے دیکھ رہے تھے۔۔کانوں میں اُن کے چند لمحے پہلے کہی کسی خاتون کی آواز گونجی۔۔۔

"بھائی جان آپ کو بے وقوف بنایا جا رہا ہے۔۔میں تو کتنے دن کی لگی تھی آپ کو بتانے۔ موقع ہی نہیں مل رہا تھا۔۔۔کام تو ویسے ماشاء اللہ چانڈ بڑا چنگا کر رہا ہے۔۔ماشاء اللہ بڑا

talented ہے۔۔۔ اُسے آپ سے جھوٹ نہیں بولنا چاہیے تھا۔۔"

اور اُنہوں نے ای رکھ کر ای زوردار طمانچہ خضر کے منہ پ رسید کیا۔۔دُعا کا منہ یکدم کُھلا۔۔

ربیعہ بیگم نے بے یقینی سے اُنہیں دیکھتے منہ دوپٹے سے چھپا لیا۔۔۔

کانوں میں جیسے ہی طمانچے کی آواز ٹکرائی اُس کی سما ت کھو گئی۔۔۔جہا ن ی. آگ. ساتے اُس پ دھاڑے۔۔۔

"تُجھے شرم نہیں آئی!!"

خضر گال پ ای طرف ہاتھ رکھے سر جھکا کر کھڑا تھا۔۔دُعا کی آنکھوں میں آ اکٹھے ہو گئے۔۔۔

"اتنا ب ا جھوٹ بولا تُو نے مجھ سے۔۔"

اُنہوں نے ی ن پ ہاتھ مار کر اُسے ت سف سے دیکھتے کہا۔۔

"او ن ا۔۔ای ہی ا ٹ ا۔۔وہ بھی گندا۔۔۔کیسا چار سو بیس ہے ہاں تُو۔۔۔مجھے یہ تو بتا اتنی دی ت اتنی ب ی ب ت چھپا کیسے ی؟ ت ب ہی کہوں۔۔۔ت ب ہی کہوں۔۔۔یہ کدھر غا ئ ب ہو جات تھا ن پ میں۔۔کہتے تھے َ وپ اِسٹڈی کر رہا ہے۔۔اب سمجھ آ ی یہ کو َ وپ اسٹڈی کیا کرت تھا۔۔

تُجھے شرم نہیں آئی ہاں؟ کہاں کہاں آوارہ َ دی کرت رہا ہے میرے پیچھے سے؟"

یہ کہتے اُنہوں نے طیش بھری وں سے ربیعہ بیگم کو دیکھا۔۔

"کس قدر ن فرمان عورت ہو تم۔۔۔اپنے شوہر سے ب ت چھپائی تم نے اتنی ب ی!"

اور اب اُنہوں نے دُعا کو دیکھا تو دُعا نے سر جھکا لیا۔۔

"ساری ز ن گی میں نے اپنا پیٹ کاٹ کاٹ کر تم لوگوں کا پیٹ بھرا اور تم لوگوں نے سوائے دغا

بزی اور دھوکے بزی کے مجھے کچھ نہیں دیا۔۔اور یہ خضر۔۔اِس خضر کو غلطی سے بڑھاپے کا سہارا سمجھ بیٹھا تھا۔۔سوچا تھا کچھ دم نکال دے گا۔۔ اِس نے تو واقعی میرا دم نکالنے کا تہیہ کیا ہوا ہے۔۔اِس اُلو کے پٹھے کے ہونے سے بہتر تھا۔۔کہ کاش اللہ مجھے ایک بیٹی دے دیتا۔۔۔ اچھے سے پرورش کر کے بیاہ دیتا عزت سے۔۔"

اُنہوں نے خضر سے پوچھتے ہوئے پوچھا۔۔۔

"کچھ پتا ہے تُجھے کیا کیا ہے تُو نے؟ ایک تو یہ خبیث کہیں کی کرکٹ ہماری جڑوں میں بیٹھ گئی ہے۔۔۔کتنا سمجھایا میں نے اِسے۔۔کتنا سمجھایا۔۔۔کہ بیٹا پڑھ لے۔۔کچھ پڑھ لے کچھ بن جا۔۔ اِس بے غیرت نے میری نہیں سُنی۔۔اِس خبیث نے بھی کہا۔۔ابا تُو بول بول کر مر بھی جائے گا۔۔تب بھی نہیں سُنوں گا۔۔۔وہ کہتے ہیں نہ، کتے کی دم سو سال تک نلکی میں دبا کر رکھی نکالی تو ٹیڑھی ہی نکلی۔۔۔وہ حساب ہے اِس کا۔۔۔لیکن پتا ہے۔۔۔میں کہتا ہوں۔۔کتے کی دم بھی سیدھی ہو سکتی ہے۔ یہ کتا ابن نہیں سیدھا ہو سکتا۔"

وہ سانس لینے کے لیے رُکے۔۔اور پھر اُنہوں نے پوچھا۔

"حرام کمائی کھائے گا؟"

اب کے خضر بھی ضبط توڑ کر بولا۔۔

"حرام نہیں ہوتی۔۔خود سے فتویٰ مت دیں ابا۔۔اور آپ بھی تو مفت پر بی اور کھالیں رکھتے ہیں نہ۔۔وہ آپ کو کبھی حرام نہیں لگیں؟"

جہانزیب صاحب ایک پل کے لئے کچھ کہہ نہیں پائے۔۔۔میں نے کہا تھا نہ۔۔وہ جہانزیب صاحب کے سامنے اپنی بات ثابت کرنے کے لئے ایسے ایسے دلائل لے کر آیا کرتا تھا جنہیں اُن کی دماغی استطاعت بالکل بھی قبول نہیں کر سکتی تھی۔

"میری کمائی حلال ہے ای دم۔۔غور کرن ہے تو مہر نی فرما کر اپنی پ کریں۔"

"میں ماروں ای ۔۔"وہ ہاتھ اُٹھانے لگے۔۔دُعا فوراً ن میں آئی۔۔

"نہیں۔۔۔ابو پلیز!"

خضر نے دُعا کو پیچھے کرتے سختی سے کہا۔۔

"پیچھے ہٹ جاؤ دُعا!!"دونوں پ ٹ طیش کے عالم میں ای دوسرے کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالے کھڑے تھے۔۔ربیعہ بیگم کا دل پھڑ پھڑا رہا تھا۔صورتحال اب مزاحیہ نہیں سنجیدہ ہو چکی تھی۔

جہان   صا نے منہ کا زاویہ بگاڑ کر طنزاً اُس سے پوچھا۔۔

"سمجھتا کیا ہے خود کو؟نواب کی اولاد ہے؟"

خضر نے مسکرا کر یخ ٹھنڈے ا از میں کہا۔۔

"اونہوں۔۔قصائی کی!!!"

جوابی حملے نے اُنہیں اُ ل کر رکھ دی تھا۔۔۔

جہان   صا نے ای گہری سانس ی فیصلہ کن ا از میں کہا۔۔

"بس فیصلہ ہو ی ۔۔یہ کر کِٹ وِر ٹ اِس گھر میں نہیں چلے گی۔۔"

خضر نے غصے سے مٹھیاں بھینچ لیں۔۔

"کتنے ایسے اچھے کھلاڑی ہیں۔۔جو ای مرتبہ آئے۔۔اور پھر اُنہیں موقع ہی نہیں ۔۔ت کیا کرے گا؟ذرا سا بلا کیا پکڑ لیا۔خود کو شہنشاہ ہی سمجھ بیٹھا ہے۔۔۔"

دُعا بے اختیار بولی۔۔

"ابو وہ بہت اچھا کھیلتا ہے۔۔۔ا ٹ ر ئنٹین ٹیم میں جا کوئی مذاق کی ت نہیں ہے۔"

جہانزیب صاحب نے اُسے غضبناکی سے دیکھتے انگشت شہادت دکھائی۔۔

"تُم بیچ میں مت بولو۔۔"

" کیوں نہ بولے!!" خضر غیظ سے بولا تھا۔۔۔

" آپ ایسے بات نہیں کر سکتے دُعا سے!" دُعا نے آنسوؤں سے سر جھکا لیا۔۔

" جو کیا ہے میں نے کیا ہے۔۔۔ میری ماں اور میری بیوی کی کوئی غلطی نہیں۔۔۔ لہذا اُنہیں کُچھ کہنے سے پہلے سو مرتبہ سوچیئے گا۔۔ سمجھے آپ۔۔ یہ ڈرتی ہوں گی آپ سے۔ میں نہیں ڈرتا۔۔ اپنا کماتا ہوں اپنا کھاتا ہوں۔ اور کیا غلط کیا ہے میں نے؟ کھیلوں گا۔ کھیلوں گا کرکٹ سب کے سامنے کھیلوں گا۔۔۔ ڈنکے کی چوٹ پہ کھیلوں گا۔ اب آپ کی یہ ڈکٹیٹر شپ نہیں چلے گی ادھر۔۔"

جہانزیب صاحب نے ایک رکھ کر اُس کے دوسرے گال پہ بھی طمانچہ رسید کیا۔۔ دُعا نے چونک کر سر اُٹھایا۔۔۔ جہانزیب صاحب اُسے زور زور سے پشت اور سر پہ تھپڑ مارنے لگے تھے۔۔ ربیعہ بیگم اور دُعا نے پھٹتے دل سے اُنہیں اُس سے چھڑوانا چاہا۔۔۔

"استرا لے کر آؤ۔۔۔ بڑا گھمنڈ ہے اِسے خود پہ۔۔ کرتا ہوں میں اِس کی جھنڈ!"

" چاچو کے ابا چھوڑ دیں۔۔"

" ابو پلیز!!!!"

" زبان لڑاتا ہے مجھ سے زبان لڑاتا ہے؟"

اُنہوں نے پھر سے اُس کے منہ پہ تھپڑ رسید کیا۔ چہرہ اُس کا سرخ آنکھیں مرطوب ہو چکی تھیں۔ خضر نے تھپڑ کھا کر بےنیاز انداز میں کہا۔۔

" آپ کو جو کرنا ہے کر لیں۔۔ میں کرکٹ نہیں چھوڑوں گا۔۔"

دوسرے گال پہ پھر سے تھپڑ پڑا۔۔ربیعہ بیگم آ ؤں سے بلکتے بولیں۔۔

"چا ۔ت مان لے ۔پ کی۔۔۔"

وہ اُسے وقتی طور پہ ہامی بھرنے کا کہہ رہی تھی۔۔ وہ ڈھیٹ کسی صورت ۔ت ماننے کو تیار نہیں تھا۔۔ظاہر تھا نوجوان اور اڑی ۔کرے۔جہا ۔ی ۔ صا ۔ بھی کسی صورت اُس پہ سے ہاتھ نہیں روک رہے تھے۔۔ ۔ل اُڑ گئے تھے، چہرے پہ تھپڑوں کے ن واضح تھا۔اُنہوں نے مار مار کر اُس کا کوئی حشر نہیں چھوڑا تھا۔چہرے اور کان سے شدی قسم کا سیک اُٹھ رہا تھا۔۔

" نہ لگا ۔آ ۔نہیں۔۔کر ٹ کھیلے گا۔۔۔"

خضر نے فوراً سے ٹی۔وی ٹ الی سے ریموٹ اُٹھا کر دور پڑی صوفے کے ساتھ پڑی میز پہ رکھے گلاس پہ شہ لگا۔ اور گلاس کا شیشہ ٹھک سے زمین پہ کر ری ہ ری ہ ہو ی۔۔جہا ۔ی ۔ صا ۔ نے اُس کے سر پہ پیچھے تھپڑ مارا اور اُس کا ۔زو پکڑ کر اُسے گھر سے ۔ہر نکال دی۔۔۔

"ابو یہ کیا کر رہے ہیں!!"دُعا تلملاہٹ سے آہ وزاری کرتے اُس کے پیچھے جانے لگی ربیعہ بیگم نے اُس کی ۔زو اپنی فت میں لے لی۔۔

"نکل جا اِدھر سے۔۔دفع ہو جا۔۔"

"اُس کے پ س مو ۔ بھی نہیں ہے۔۔۔ابو۔۔۔بٹوہ بھی نہیں ہے۔۔۔"دُعا کی آنکھوں سے آ اُبل اُبل کر رہے تھے۔۔۔ جہا ۔ی ۔ صا ۔ نے ای نہیں سُنی اور ۔ہر کا دروازہ بند کر دی۔۔۔

مصیبت کا پہاڑ آ ۔کسی دن ٹ ہی جائے گا
مجھے سر مار کر تیشے سے مر جا ۔نہیں آ ۔
نہ چنگیزی

جہان۔ صا . . ہر کا لا لگا کر چابی ساتھ لیے مزی کچھ کہے اپنے کمرے میں چلے گئے۔۔ ربیعہ بیگم بھی اُن کے پیچھے جانے لگیں۔۔دُعا نے آ پونچھے اور لکونی میں جانے لگی۔۔ ہر بجلی ڑکنے کی آواز سنائی دی۔۔اُس نے افسردگی سے ہر دیکھا۔۔

"اوہ ا۔۔ پہلے کبھی ای بو نہیں ٹپکائی۔۔آج کیوں؟ آج کیوں؟"

وہ اپنے کمرے میں آئی۔۔اُس نے کھڑکی کھولی اور نیچے متلاشی نگاہوں سے دیکھا۔۔تبھی اُسے نیچے۔ یہ ہوا خضر آ ی۔۔اُس نے زور سے اُسے آواز لگا کر اُسے پکارا۔۔

"چا !!" وہ نہیں پلٹا۔۔دُعا کو غصہ پڑھا۔۔وہ اب دوڑ کر خضر کے کمرے میں جانے لگی۔۔اُس کے کمرے میں آ کر اُس نے ہڑ ۔ٹی سے چارج پ سے اُس کا مو اُ ٹ را۔۔ یوں تو وہ ای دوسرے کا مو نہیں پکڑا کرتے تھے آج مجبوری تھی۔۔اُس نے ٹی ہمت جٹا کر ای گہری سانس لی اور واٹس ای پ آن کیا تو پہلی چیٹ جو اُسے او پ آئی وہ Duckling م کی تھی۔۔آنکھوں میں آ آئے۔اُس نے اسکرین اسکرول کی۔نیچے اُس کا اور اُس کے دوستوں کا وپ تھا۔۔اُس نے وہ چیٹ آن کی اور لکھنے لگی۔۔

"ہیلو!! دُعا ہئیر۔۔زُلفی۔۔۔تمہاری اماں کی جان کو کیوں سکون نہیں ہے؟ تمہاری وجہ سے ابو نے چا کو گھر سے ہر نکال دی ہے۔۔اور رش ہو رہی ہے۔۔۔قسم اکی ا اُسے کچھ ہو ی ۔۔تو میں تم لوگوں کی جان لے لوں گی۔۔اگلے ای منٹ میں مجھے تم نیچے اُس کے پ س ملو۔۔نہیں تو میں تم تینوں کے والدین کو تم تینوں کی تمام حرکات و ت بتا دوں گی۔۔" اُس نے میسج سینڈ کر دی۔۔۔تین سیکنڈز کے ا را روہ میسج بلو ٹِک میں تبدیل ہوا تھا اور اُن تینوں دوستوں کے گھر طوفان آ ی تھا۔۔۔

وقاص پلنگ سے چھلا لگا کر ہر آ ی۔۔۔اُس کی والدہ اُسے یوں جلدی میں دیکھ کر بولی۔۔

"اے چھوکرا اتنی تنکڑ میں کدھر جا رہا ہے؟"

وہ ہڑبڑاہٹ میں بیرونی دروازے کی جانب جاتے بولا۔۔

"چاند کو مارا ہے اُس کے ابا نے۔۔ذُلفی کی اماں نے چغلی کر کے بتا دیا۔۔"

اُنہیں شدید قسم کا غصہ چڑھا۔۔

"چھو؟ چھو ماریو آھی؟"

(کیوں؟ کیوں مارا؟)

(وقاص سندھی تھا)

وقاص نے پلٹ کر کہا۔۔

"بس انکل۔۔۔ایسے تو مارا اوپر سے گھر سے نکال دیا۔۔۔بارش ہو رہی ہے۔۔ٹورنامنٹ شروع ہونے والی ہے، بیمار ہو گیا تو یہ بھی نہیں سوچا۔۔"

اُس کی تو حیرت کی کوئی انتہا نہیں رہی۔۔

"کیا! پیو آچھا؟"

(کیا پاگل ہے؟)

"دماغ تہ صحیح اتھس نہ؟"

وقاص نے بھاگ کر تیزی سے دروازہ کھولا۔۔اُس کی والدہ غصے میں بڑبڑا رہی تھیں۔۔۔

"اور وہ ذُلفی کی ماں۔۔۔جنگلی جاہل عورت۔۔۔بڑی آئی ہے۔۔اسکواڈ کا سُکھ چین چھن گیا ہے۔۔"

وقاص اتنی جلدی میں باہر نکلا کہ دروازہ بند کرنا ہی بھول گیا اور وہ خفگی سے باہر دیکھتے بولیں۔۔

"اے چھوکرو۔۔۔دروازو بند کر!"

زین اُدھر خفگی سے اپنی والدہ سے کہتے . ہر نکلا۔۔

"اماں چنگا نہیں کِتا تُسی!"

شریم . ہر چھات پکڑے . سے پہلے دوڑا اُس کے قری . آ ی۔۔اُس نے خضر پ چھتر چھا ی کی۔۔تبھی وہ دونوں بھی چلے آئے۔۔دُعا نے زین کو آواز دی۔۔

"زُلفی!"

اُس نے َ دن موڑ کر او پ دیکھا۔۔دُعا نے رسی سے ٹوکری . ھ کر آہستگی سے نیچے پھینکی۔۔۔

"اِس میں تولیہ کپڑے مو . بٹوہ اور . ئیک کی چابی ہے۔۔"

خضر نے . ہمی سے ہاتھ دکھا دی۔۔

"مجھے نہیں چاہیے۔۔"

زین نے اُس کی ان سنی کر کے ٹوکری میں پڑا شا پ اُٹھا ی۔۔وقاص اُسے سمجھا رہا تھا۔۔

"چلو او پ چلو!!"

"کھا . نہیں کھا یا اِس نے!" دُعا متفکر ہوتے بولی تھی۔۔۔

خضر . کا اب َ دن موڑ کر پلٹا۔۔اُس نے سخت غصے سے اُسے گھورا اور دُعا نے ڈر کر کھڑکی بند کر دی۔۔۔اُن کے ساتھ وہ او پ جانے کے لیے کسی صورت تیار نہیں تھا۔۔وقاص نے اُسے سمجھاتے ہوئے کہا۔۔۔

"تندرستی ھزار نعمت آھي سا ۔۔۔غصے میں ہوش . کھو بیٹھو۔چلو اُٹھو۔۔اگلے ماہ ٹور . منٹ ہے۔۔ڈا مسئلہ ہو جائے گا جو صحت بگڑ گئی۔۔چلو اُٹھو سا ۔چلو اُٹھو!"

. لآ . وہ مان ہی َ ی تھا۔۔۔. ڈی مشکل سے وہ اُسے او پ لے کر گئے تھے۔۔۔ غصہ اُس کا اب بھی ویسے کا ویسا ہی تھا۔۔۔

وہ نگواری سے رُخ پھیرے وقاص کے لاؤنج میں بیٹھا تھا۔۔وقاص کی والدہ اُسے سمجھا رہی تھیں۔۔

"ارے تُو کیوں اتنا ڈھیٹ ہے؟ ۔ سے سمجھا رہے ہیں۔۔غصہ تھوک دو۔۔غصہ تھوک دو۔۔ ۔ت سمجھ میں نہیں آتی۔۔۔"

زین نے اُس کا مزاج کچھ ٹھیک کرنا چاہا۔۔

"اچھا ر۔۔یہ تو بتاؤ۔۔وہ کو میوہ ہے جو دیوار پ لگتا ہے؟"

خضر نے اُس کی ۔ت پ توجہ نہیں دی۔۔ وقاص اور شریم فوراً اُس کی جانب متوجہ ہوئے۔۔

"کیا؟"

جواباً وہ بولا۔۔

"Walnut!"

ساتھ احتجاجاً ہنس پڑا۔۔

وقاص نے منہ بگاڑ کر کہا۔۔

"ہنسی ۔لکل بھی نہیں آئی۔۔۔"

خضر نے اُسے دبے دبے غصے سے تنبیہ کرتے کہا۔۔

"اپنی بتیسی ان ر رکھو۔۔نہیں تو کچھ ہوا تو میں ذمے دار نہیں ہوں گا۔۔"

اُس نے ۔قت مسکرا کر کہا۔۔

"اچھا ای اور ہاں۔۔یہ تو بتاؤ وہ کو مرغا ہے جو صرف مٹر کھاتا ہے۔۔"

خضر غیظ و غضب سے اُس پ ۔ٹ لگا کہ شریم نے اُسے پکڑ لیا۔۔

"مر جائے گا یہ آج میرے ہاتھوں۔۔"

زین اب کچھ نہیں بول پ یا تھا۔۔

وقاص کی والدہ نے متجسس ہوتے پوچھا۔۔

"ویسے اِس کا جواب کیا ہے؟"

اُس نے بڑی سادگی سے کہہ دی ۔۔

"Peacock."

وقاص نے فوراً کہا۔۔

"ای لڑکی تھی قرۃ العین۔۔" زین کے اُس لڑکی کے نام پر کان کھڑے ہوگئے۔۔

" اُسے عینی پکارا کرتے تھے۔۔ پھر اُس کی شادی اُس کے پھپھو کے بیٹے شاہد سے ہوگئی تو وہ کیا ہوئی؟"

زین آگ بگولا ہوتے اُس پر پڑنے لگا۔۔

"اِس کی تو میں۔۔"

شریم نے اب وقاص کو پکڑا۔۔۔

"ٹھ۔۔ٹھ۔ٹھنڈ۔۔ٹھنڈا ہوجا!!"

وقاص خفگی سے زین کو دیکھتے بولا۔۔

"اب آرام ہے؟ کوئی پوچھے اِس سے کہاں سے لاتا ہے یہ اتنی بکواس پہیلیاں۔۔"

چند لمحوں کے لیے اُن کے درمیان خاموشی حائل ہوگئی۔۔ پھر شریم نے ہکلاتے ہوئے کہا۔۔

"اِس اِس اِسے چاچا ہیے۔۔" نے متوجہ ہوکر اُسے دیکھا۔۔

"اپنے گھر۔۔"

وقاص جھٹ سے بولا۔۔

"اپنے گھر سے بھاگ جائے؟"

"نن نہیں۔۔"

وہ خفا ہوا۔۔

آگے سے زین بولا۔۔

"اپنا گھر چھوڑ دے؟"

"نن نن نہیں۔۔۔" وہ جھلا کے بولا تھا۔۔وقاص کی والدہ نے بھی قیاس کر کے کہا۔۔

"بپ کی بت مان لے؟"

"نن نہیں نہیں۔۔" وہ پڑ َی۔۔خضر نے باطمینان پوچھا۔۔

"اپنے گھر واپس جاؤں؟"

اُس نے زور سے اثبات میں سر ہلا دی۔۔

"ہا۔۔ہاں۔۔"

اُس نے اُنہیں خاموش رہنے کا اشارہ کیا۔۔

"بس خاموش۔۔کثرت کلام بے عملی کا ذریعہ بن جات ہے۔۔۔خاموش ہو جاؤ۔۔مجھے سوچنے دو کہ اب آگے کیا کرن ہے۔۔"

تبھی کسی کے موب کی گھنٹی بجنے لگی۔۔خضر نے پس پڑے موب کی اسکرین کو جلتے دیکھا جس پ Duckling کالنگ لکھا آ رہا تھا۔۔اُس نے موب اُٹھا کر اسکرین سلائ کی اور موب کان سے لگای۔۔

"ہاں دُعا؟"

"اُستاد بلا رہے ہیں۔۔"

اُس نے دوٹوک انداز میں کہا تھا۔۔وہ ذرا چونکا اور اُٹھ کر بیٹھ گیا۔۔

"تم نے اُستاد کو بھی فون کھڑکا دیا؟" اُس نے سخت غصے کے عالم میں کہا تھا۔۔آگے سے دُعا نے بھی چڑھائی کر دی۔۔

"زیادہ اوور ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔۔۔میرا شکر کرو۔۔جو تمہیں بائیک کی چابی پکڑے اور یہ موبائل دے دیا۔۔ایسے ناشکرے انسان ہو تم۔۔جھوٹے منہ تھینک یو بھی نہیں کہا۔۔"

اُس کی آواز موبائل سے باہر تک سنائی دے رہی تھی۔۔۔

"آگے سے کیا رہے ہو؟ ساری دنیا بھی چھان لو گے نا۔۔۔تب بھی مجھ جیسی لڑکی نہیں ملے گی۔۔۔جاؤ اُستاد سے مل آؤ۔۔۔اور اب مجھے پریشان مت کرنا پڑھ رہی ہوں!!" یہ کہہ کر اُس نے ٹھک سے کال کاٹ دی۔۔خضر نے شرمندگی سے سر اُٹھا کر وہاں بیٹھے اس کو دیکھا اور بس پھر دیکھتا ہی رہ گیا۔۔۔

☆.....☆.....☆

خضر وقاص کو لے کر اُستاد سے ملنے آیا تھا۔۔وہ اپنی کرسی پر بیٹھے افسوس زدہ انداز میں کہہ رہے تھے۔۔۔

"پتا نہیں کیا بنے گا آج کل کے بچوں کا۔۔ابھی ایک بچے کا باپ آیا تھا۔۔اُس کا تین سال کا بیٹا اُسے دھمکی دیتا ہے۔۔کہ ابا مجھے موبائل دے دو۔۔نہیں تو میں خودکشی کر لوں گا۔میں نے پوچھا ایسا کیا ہے تمہارے فون میں جو تمہارا بچہ خودکشی کرنے کے لیے تیار ہے۔۔۔وہ کہتا ہے۔۔اُس میں اینگری برڈ والی گیم ہے۔۔"

اب اُنہوں نے خضر کو دیکھا۔۔

"اور تم۔۔تمہیں اُس دن سمجھا کر بھی بھیجا تھا۔۔جھک جانا بہتر ہے۔۔۔مومن کی نشانی ہے۔۔

جھکنے میں ہی بھلائی ہے۔۔۔ تم پھرا ٹکرا آگئے۔۔تمہیں ۔ صحیح کرنے کے لیے بھیجا تھا تم مزی۔ اب کر آئے ہو۔۔دو چار ۔ پ نے لگا بھی دیں تو گھر سے نکل آئے۔۔۔میرے خیال میں تو۔ اب ہم والدین کو بھی ای تحری نی پڑے گی۔والدین کی ۔ تیں دل پ ی۔ بند کرو۔"

وقاص میز پہ رکھی مٹھّیاں بھینچ کر دا۔ کچکچاتے بولا۔۔

"یہ سارا کچھ زُلفی کی امی کا کیا دھرا ہے۔۔کروں گا میں ۔ ت اُن سے۔۔"

اب اُنہوں نے ۔ راضی سے اُسے دیکھا اور کہنے لگے۔۔

"وقاص تم جا ہو کہ قرآنِ کریم میں اللہ تعالٰی نے کسی بھی منافق کا۔ م کیوں نہیں لیا؟ ۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی حیاتِ طیبہ میں کسی کو پِن پوائنٹ کر کے منافق کیوں نہیں کہا؟ اللہ چاہتا تو اُن لوگوں کو سرِ عام رسوا کر سکتا تھا اُس نے ایسا کچھ نہیں کیا۔عزت دینے والا بھی وہ ہے۔اور ذ دینے والا بھی وہ ہے۔کسی کو کوئی حق نہیں پہنچتا کے کوئی کسی کے اُس ۔ ہ کو بے ب کرے جسے اللہ نے خود رکھ لیا ہو۔ نہیں۔۔ہمیں تو دوسروں پہ فنگر پوائنٹ کرنی ہیں ۔۔کیو ہماری تو کبھی کوئی غلطی ہی نہیں ہوتی۔۔ہم تو کبھی غلط نہیں ہوتے۔۔کبھی دیکھا ہے تم نے کوئی ا ن خود کو ہی غلط کہتا ہو؟ یہ ہوت ہے کا دھوکا۔۔کسی کو بیٹھک میں بٹھا کر۔۔۔ پنچای ۔ لگوا کر۔۔شرم کے پ دوں کو چاک کر دینا۔۔۔ہم کیا سمجھتے ہیں۔۔۔ڑی بہادری کا کام ہے؟ کوئی دلیری کا کام ہے؟ اور پھر سامنے سے یہ کہنا۔۔میں نہیں ڈرت تم سے۔۔تمہارے منہ پہ یہ ۔ ت کر رہا ہوں۔۔خود مختاری اور آزاد خیال رائے کے۔ م پہ چار لوگوں میں کسی شخص پہ کمنٹ پ س کر۔۔۔ڑی ۔ لحاظی کا مظاہرہ ہے۔۔مطلب ای ا ن نے غلطی کی۔۔ پھر تم لوگوں نے کیا کیا؟ آگے سے خود کے دفاع میں کہنا نہیں ہم تو اِس کو بے ب کر رہے تھے۔۔

جسے صرف کی لگی ہو پھر اُسے کچھ نہیں آتا۔۔اور ا۔ اِنم رہ جاتی ہے۔۔ کو مار نہی عفو درگزر رہے۔۔۔عفو کیا ہوتا ہے؟ کیا مطلب ہوتا ہے اُس کو ترک کر دینا۔۔اور پھر ایسا ترک کر دینا کہ دل سے نکال دینا۔۔اگر آپ ایسا نہیں کرتے۔۔تو یہ کہیں کہ ہم ایسا نہیں کرتے، پھر یہ مت کہیں کہ اُس نے میرے ساتھ یہ کیا۔ اُس نے میرے ساتھ وہ کیا، کیوں دُ میں اب بھی ایسے لوگ باقی ہیں۔۔جو عفو کرتے ہیں۔۔۔آپ کوئی مختلف تو نہیں ہیں۔۔۔ آپ سے کوئی زیادہ تو نہیں مانگ لیا گیا۔۔کوئی ہمیں کچھ کہہ دے سہی۔۔ردِعمل تو ہم یوں دیتے ہیں۔۔جیسے کوئی تلوار سے ہم پر وار کر رہا ہو۔۔۔پھر صبر پر ہم سے درس بھی بڑے سن لیں۔۔ ہم سنا گے۔۔۔ عمل نہیں کریں گے۔۔۔پتا بھی ہے صبر کیا ہے۔۔لیکن ہاں کرنا نہیں ہے۔۔جو مرضی کرلو۔۔"

وقاص نے ندامت سے اُنہیں دیکھا۔۔۔وہ سانس لینے کے لیے رُکے اور پھر کہنے لگے۔۔

"۔ ۔ آپ کو یہ معلوم ہو کہ جن لوگوں سے آپ کا سامنا۔۔آپ کا اُٹھنا بیٹھا روزمرہ کا ہے۔۔تو کبھی بھی کوئی ایسی بات نہیں کہتے جس سے شرم و حیا کے پردے چاک ہو جا ۔۔۔ہر اُبلتا ہوا پانی تھوڑی دیر میں ٹھنڈا ہو جاتا ہے۔۔تم تو پھر اشرف المخلوقات ہو۔۔۔ہاں کوئی دل دُکھائے تو دل دکھتا ہے۔۔ تم لوگوں نے کبھی غور و فکر کیا ہے۔۔۔ چوٹ لگتی ہے تو کچھ ہی دنوں میں بھرنے بھی لگتی ہے۔۔پتا ہے کیوں؟ کیونکہ انسان زندہ ہے۔۔خون گردش کرتا ہے۔۔انسان کے دل زندہ ہیں۔۔۔دُکھ اور آزمائش ۔ اللہ دیتا ہے تو صبر بھی دیتا ہے۔۔اگر انسان صبر کرنا چاہے تو صبر آجاتا ہے۔۔اور اگر کوئی کہتا ہے کہ اُسے صبر نہیں آتا تو میں نہیں مانتا۔۔معاف ہر انسان کر دیتا ہے۔۔ مومن وہ ہوتا ہے جو اُسے بُھلا کر دل صاف کرتا ہے۔۔اور اِس میں کسی کا کوئی نفع نہیں۔۔۔کیونکہ ایک خالی پُرسکون دل اور ایک

بغض سے بھرا ہوا دل کبھی بھی ا یـ جیسا نہیں ہوت ۔وہ ہم کہتے ہیں۔ لوگوں کا تو کام ہے کہنا۔۔

بجا فرما یـ،لوگوں کا کام ہے کہنا بعض دفعہ یہ بھی سوچ یـ۔ چاہیے کہ ہم لوگوں کو موقع ہی کیوں دیں۔۔اَ ہر مرتبہ غلطی آپ کی نہیں ہوتی تو ہر مرتبہ لوگوں کی بھی نہیں ہوتی۔۔"

اب وہ خضر کی طرف متوجہ ہوئے۔۔

"رشتوں میں اُونچ نیچ ہو جاتی ہے۔۔دل میں کٹھاس بھی پیدا ہو جاتی ہے۔۔محبت اور اپنائیت میں کمی و پیشی بھی آ جاتی ہے۔۔جس پودے کو موسمِ سرماں کی تپتـَ می میں ہر روز پ نی د یـ جائے وہ کبھی نہیں مرت ۔۔پہل کرنے کی کوشش کریں۔۔۔ ۔ calcium کی کمی ہوتی ہے تو calcium کی گولیاں دیتا ہے طبیب۔۔۔احساسات کی کمی پ ڑ جائے تو اپنے دل کو ماضی کی خوبصورت یـ دوں سے nourish کریں۔۔دوسروں کی غلطی تو ہر کوئی پکڑ یـ ت ہے۔۔کبھی اپنی پکڑیں تو کچھ کمال ہو۔۔۔"

اُستاد نے ہمیشہ کی طرح اُنہیں خاموش کروا دیـ تھا۔۔

"ابھی تمہارے ابو غصے میں ہیں۔۔کل ب ت کر۔ اُن سے۔۔وقت تو لگے گا سمجھ جا گے۔ ا ءاللہ۔۔"

☆.....☆.....☆

دُعا کو ربیعہ بیگم نے جہا۔ ۔ صا ۔ سے چھپکے چابی دے دی تھی۔۔رات ہونے کو آئی تھی۔۔دُعا ۔ رہا کھڑکی سے ۔ ہر دیکھ رہی تھی کہ خضر اُسے بلڈ۔ میں آتـ آئے تو وہ اُس کے بیل بجانے سے پہلے دروازہ کھولے۔۔تبھی اُس کے مو ۔ پ beep ہوئی۔۔اُس نے فوراً سے دھڑکتے دل سے اسکرین پ دیکھا۔۔

"پ نچ منٹ تـ آ رہا ہوں۔۔"

کسی مرجھائے پودے پہ جیسے کسی نے آب حیات کی بوچھاڑ کر ڈالی تھی۔۔

"شکر ہے تیرا اللہ!" وہ ہیجان خیزی سے اُچھل کر بولی تھی۔۔

اُس نے مو بہ کر فوراً سے صفائی والا بہ ش پکڑا۔۔اور دروازے پہ ٹیک لگا کر کھڑی ہوگئی۔۔۔جیسے دروازے پہ ہلکی سی دستک ہوئی اُس نے دروازہ کھول کر سیدھا ڈبٹ اھو لے سے اُس کے یہ پہ پیو یہ کیا۔۔وہ ٹھٹھک کر پیچھے ہوا۔

"دُعا!!"

اُس نے اب پیٹ میں مارا، وہ اُچھل کر پیچھے ہوا۔۔

"شوہر ہوں۔۔کچھ تو خیال کرو۔۔"

"آؤ تو ذرا اند ر۔۔"

وہ سخت غصے میں چبا چبا کر بولی تھی۔۔کون یقین کرسکتا تھا۔۔یہ وہی لڑکی تھی جو اُس کے آنے کی خبر پہ جھوم اُٹھی تھی۔۔۔

عجب خبطی لڑکی تھی۔۔
خود اقرار کرتی تھی۔۔
کسی کو کرنے دیتی تھی۔۔۔
عجیب محبت کرتی تھی۔۔۔
بظاہر د بے پہ واہ سی تھی۔۔
طن سے اُس کی فکر میں
حال بے حال کر لیتی تھی۔۔

عجب خبطی لڑکی تھی۔۔

(تحریم ارشد)

اُس کا ہاتھ کھینچ کر اُسے ا رلائی۔۔اُس نے دروازہ بند کر کے چابی لگائی۔۔اور ڈ ٹ اخفگی سے کر کمرے میں جانے لگی۔۔

"دُعا!!"

اُس نے آزردگی سے اُسے پکارا تھا۔۔۔وہ لحظے بھر میں پلٹی اور اُس نے دونوں ہاتھ کسی پنکھے کی طرح زور زور سے ہلاتے اُسے تھپڑ رسید کیے۔۔۔

وہ دونوں ہاتھ او پ کیے اطمینان سے کہہ رہا تھا۔۔

"اوکے۔۔۔اوکے۔۔۔مارلو۔۔اوکے اوکے!!"

اُس کے اپنے ہاتھ سرخ ہو گئے وہ ڈھیٹ کھڑا رہا۔۔۔اُس کی آنکھیں سرخ ہونے لگیں۔۔

اب وہ مزی ضبط نہیں کر پ رہی تھی۔۔۔جیسے یکدم شروع ہوئی ویسے رُک گئی۔۔۔اور پلٹ کر صوفے پ جا کر بیٹھی۔۔اُس نے بغور اُس کی آ ؤں سے بھری آنکھیں دیکھی۔۔۔اُس نے . کھولے۔۔۔

"ابو اتنے ظالم کیسے ہو تے ہیں۔۔اُنہوں نے تمہیں ایسے کیسے گھر سے نکال دی !!!" آ ٹوٹ کر گال پ لڑھکے۔۔خضر کو جانے کیوں ہنسی آئی تھی۔۔۔

"میرا بہت دل چاہ رہا تھا۔۔ابو سے کہوں آپ کو پتا ہے۔۔۔ابو۔۔۔. . muscle پھولتا ہے۔۔۔تو کیسا لگتا ہے؟". . وہ زی دہ رونے لگتی تو ہچکیاں ی لگ جا ی کرتی تھی۔۔

اُس نے ی پ ہاتھ رکھا۔۔

"میں نے۔۔میں نے۔۔۔دیکھا تھا۔۔۔. میرے چا کا۔۔muscle۔۔۔

پُھولا تھا۔۔۔"

خضر خاموشی سے اُسے دیکھتے اُس کے رو. و بیٹھ ی۔۔۔

"میرا۔۔۔ بہت۔۔ بہت۔۔ دل۔۔ چاہا تھا۔۔۔ کہ۔۔۔ کہ۔۔۔ میں اُنہیں بتاتی۔۔۔ کہ۔۔۔ شروع شروع۔۔۔ میں۔۔ چا. کے۔۔۔ ہاتھ میں۔۔۔ کیسا۔ کیسا۔۔۔ درد ہوتا تھا۔۔۔ وہ۔۔ وہ۔۔۔ کتنی۔۔۔ کتنی۔۔ محنت کرتا۔۔ تھا۔ کہ۔۔۔ کہ۔۔۔ ہمارے حالات۔۔۔ ل۔۔ ل جا ۔۔"

لاؤنج میں بس اُسی کی سسکیاں اور اُسی کی آوازیں گونج رہی تھیں۔۔۔

"میرا۔۔۔ میرا۔۔۔ بہت دل۔۔۔ چاہا تھا۔۔۔ کہ۔۔۔ کہ۔۔ میں۔۔۔ اُنہیں بتاتی۔۔۔ کہ۔۔ چا. ۔۔ چا. نے پچھلے چار سال سے۔۔۔ چم۔۔۔ چم ۔۔ چک۔ چکھی۔ نہیں۔۔۔ اور۔۔ اُسے۔۔ حتیٰ۔۔ کہ۔۔۔ چم۔۔ چم کتنی۔۔۔ پسند ہیں۔۔ ۔۔۔ ۔۔ وہ۔۔ وہ۔۔۔ بہت۔۔ خیال۔۔ رکھ۔۔ ر تھا۔۔۔ کیو ۔۔ کیو ۔۔ ہم مِڈل کلاس۔۔۔ لوگوں کے پ س۔۔ سوا۔۔۔ سوائے۔۔ محنت۔۔۔ اور۔۔۔ لگن۔۔۔ کہ۔۔۔ کچھ۔۔ کچھ نہیں۔۔"

اُس نے میز پ ڑی پ نی کی بوتل پکڑی اور اُس کا ڈھکن کھول کر اپنا لمبا ہاتھ اُس کی جا. . بڑھایا۔۔ جا تھا وہ نہیں پیئے گی۔۔۔ اور اُس نے اُس کی جا. دیکھا بھی نہیں تھا۔ اُس نے بوتل اُس کے سامنے رکھ دی اور واپس بیٹھ ی۔۔

"میرا۔۔ میرا۔۔۔ بہت دل چاہا۔۔ تھا۔۔۔ کہ۔۔ کہ۔ میں۔۔ ابو۔۔ سے کہتی۔۔ . ۔۔ . ۔۔۔ چا. کو۔۔ اپنی۔۔ پہلی۔۔ پہلی۔۔ ٹور. منٹ پ۔۔۔ پیسے ملے تھے۔۔۔ ت. ۔۔ ت ۔۔ ہم نے۔۔۔ اُن پیسوں کو۔۔ کتنے۔۔ کتنے اعتدال سے۔۔۔

استعمال ۔۔۔ کیا تھا۔۔ میرا۔۔ میرا۔۔ بہت ۔۔ دل چاہا۔۔۔ تھا۔۔۔ کہ۔۔ میں ۔۔ ابو۔۔ سے ۔۔ کہتی ۔۔ کہ۔۔ میں ۔۔ نے ۔۔ آج بھی ۔۔ کچھ ۔۔ کچھ اُن ۔۔ پیسوں ۔۔۔ میں ۔۔ سے ۔۔ پیسے ۔۔ بچا۔۔ کر۔۔ رکھے ۔۔ ہیں ۔۔۔ ابو۔۔ ابو۔۔ کبھی ۔۔ کبھی ۔۔۔ اُن ۔۔ احساسات ۔۔ اُن ۔۔ مشقتوں ۔۔ کو۔۔ سمجھ ۔۔ سمجھ ۔۔ نہیں ۔۔۔ پ ۔۔۔ گے ۔۔۔ جو۔۔ جو۔۔ میرے ۔۔ چا ۔۔ نے ۔۔ بہت ۔۔ چھوٹی ۔۔ چھوٹی عم ۔۔۔ عمر۔۔۔ میں ۔۔ کی تھیں ۔۔"

جتنا رو تھا۔۔ رو چکی تھی ۔۔ اُس نے آ پونچھے ۔۔ ک سکوڑی ۔۔ غصے سے بھیگی پلکیں اُٹھا کر اُسے دیکھا۔۔ وہ سامنے بیٹھا ے سادگی سے اُسے دیکھ رہا تھا۔۔

"تم بے حِس ہو۔ تمہیں پتا ہے؟"

اُس نے ی سنجیدگی سے سر ہلا دی ۔۔

"ہُوں ۔۔"

" تمہیں ذرا بھی فرق نہیں پ رہا کیا؟" اِس مرتبہ اُس نے اچنبھے سے پوچھا تھا۔۔ اُس نے ذرا مسکرا کر میں سر ہلای ۔۔

"اونہوں ۔۔ اِن فیکٹ ۔۔ آج کی رات مجھے سکون سے نیند آئے گی ۔۔"

" کیوں؟" وہ متعجب ہوئی ۔۔ اُس نے ای گہری سانس لی ۔۔۔

"د میں ہر چیز فانی ہوتی ہے ۔۔۔ جھوٹ بھی د وی چیز ہے ۔۔ اُسے بھی ختم ہو تھا۔۔۔ تمہیں پتا ہے دُعا۔ لوگ جھوٹ اِس لیے بولتے ہیں ۔۔ کہ وہ کسی مصیبت سے بچ جا ۔۔ دراصل وہ جھوٹ بول کر خود کو ای ی مصیبت کے لیے تیار کر رہے ہوتے ہیں ۔۔ جھوٹ بولنا کوئی معمولی ت تھوڑی ہے؟ یہ تو ے effort کی ت ہے ۔۔ روز

چہرے پر مکھوٹ پڑ ھانا۔۔اپنے دن کا چھوٹے سے چھوٹا کام کرتے اُٹھتے بیٹھتے حتیٰ کہ سوتے ہوئے بھی محتاط رہنا۔۔۔بات بات پر دھڑکا لگ جانا۔یہ سب کہاں آسان ہے؟ دکھاوا کتنا خوبصورت ہو وہ دکھاوا ہی ہوتا ہے۔۔اور انسان قدرت کی بنائی فطرت پر پیدا ہوا ہے۔۔وہ حقیقت سے زیادہ دیر نہیں بھاگ سکتا۔۔"

آنسو خشک پڑ رہے تھے۔۔دُعا نے کچھ سوچتے اُسے دیکھتے کہا۔۔

"چاند؟"

"ہاں؟"

"آئی لو یو۔۔"

تبھی جھٹ سے اُس کی جانب انگلی دکھا کر بولی۔۔

"لیکن صرف فرینڈ زون والا۔۔"

اور دونوں بے آواز ہنس پڑے۔۔

☆.....☆.....☆

صبح دُعا خضر کے کمرے میں استری اسٹینڈ کے سامنے کھڑی خضر کی پینٹ شرٹ استری کر رہی تھی۔۔خضر اُس کے ساتھ کھڑا اُسے موبائل پر اُس کی ٹیم کی anthem وڈیو دِکھاتے بتا رہا تھا۔۔

"پتا ہے اِس کے بعد ۔۔اِنھوں نے مجھے کہا تم نے گھوم کر بیٹ کندھے پر رکھ کے یوں آنا ہے۔۔"دُعا نے کنکھیوں سے اُسے دیکھتے مسکرا کر کہا۔۔

"اچھا؟"

اُس نے استری کھڑی کی اور گردن جھکا کر موبائل اسکرین پر دیکھنے لگی۔۔اور وڈیو کو بغور

دیکھتے وہ ذرا ہنس پڑی۔۔

باہر لاؤنج میں جہانزیب صاحب بیٹھے اپنی چھری کو ایک خاص قسم کے پتھر پر بڑی مہارت سے مار کر تیز کر رہے تھے۔۔ چھری کے پتھر سے ٹکرانے کی شے شے قسم کی آواز سارے لاؤنج میں پھیل رہی تھی۔۔

بظاہر گھر کا ماحول نارمل ہو رہا تھا۔۔ تبھی ربیعہ بیگم لاؤنج میں چلی آئیں اور جہانزیب صاحب کے سامنے آتے ہاتھ بڑھا کر بڑے موڈ سے بولیں۔۔۔

"چابی کے ا۔۔ کچھ پیسے دینا۔۔ حلوہ پوری منگوانی ہے۔۔۔ دُعا نے فرمائش کی ہے!!" وہ یکدم رُکے۔۔۔ لاؤنج میں شے شے کی گونجتی آواز رُک گئی۔۔۔ اُنہوں نے دھیرے سے گردن اُٹھا کر اُنہیں دیکھا اور پھر ایک گہری سانس لے کر دوبارہ سے چھری پتھر سے رگڑتے بولے۔۔

"جاؤ اُس کے شوہر سے مانگو۔۔۔ کل تو بڑی میں میں کی ڈینگیں ہانک رہا تھا۔"

اندر وہ دونوں ٹھٹھک کر رُکے۔۔۔ دُعا نے استری کے ہولڈر پر گرفت مضبوط کر لی۔۔۔ خضر خاموشی سے سر جھکائے کان باہر لگائے کھڑا تھا۔۔

"اپنا کماتا ہے اپنا کھاتا ہے۔۔ اب کیا ہوا؟ بیوی کو حلوہ پوری نہیں کھلا سکتا؟"

خضر وہیں سے زور سے بولا۔۔۔

"امی مجھ سے مانگیں نہ پیسے!!!"

دُعا نے فی الفور خضر کے سرخ ہوتے چہرے کو دیکھا۔۔۔ ہر ایک دن دوسرے ان کے لیے اُس کی زندگی میں کسی مقصد کے لیئے آتا ہے۔۔ اُن دونوں باپ بیٹے کا بھی ایک دوسرے کی زندگی میں ایک مقصد تھا۔۔۔ اور وہ تھا۔۔ ایک دوسرے کا جینا حرام کرنا!!!

ربیعہ بیگم نےَ دن موڑ کرا ٗ رکی جا ٗ دیکھا۔۔

جہاٗ ٗ یٗ صا ٗ تبھی چھری رکھ کر پ س پ ٗ ابٹوہ اُٹھاتے ٗ ٹی سادگی سے بولے۔۔۔

"ہمیں نہیں چاہیے مُجرے کے پیسے!"

اٗ رٗ دُعا کا یکدم منہ کُھل َ ی۔۔۔

"ہوہ!!"

ٗ ہر کھڑی ربیعہ بیگم حر ت نہیں کر پ ئی تھیں۔۔وہ سا ت دم بستہ کھڑیں جہاٗ ٗ یٗ صا ٗ کو پیسے نکالتے دیکھ رہی تھیں۔۔۔خضر نے مُٹھیاں بھینچ کر زور سے آنکھیں سکیڑ لیں۔۔۔کن پٹی کے قری ٗ سے نیلی نسیں واضح طور پ دِ ٗ لگیں۔۔۔چہرہ شدی قسم کا سرخ ہو َ ی۔۔اُن کا اشارہ anthem تھا۔۔۔

"حلال کماتے ہیں حلال کھاتے ہیں۔۔۔لو بتاؤ بھئی؟ لڑکیوں کو نچوانے کی کیا ضرورت تھی ت انے میں؟"جہاٗ ٗ یٗ صا ٗ سخت خفگی سے ہاتھ جھلا کر بولے تھے۔۔

خضر شدی غصے سے کمرے سے نکلا۔۔۔دُعا اُسے ٗ ہرٗ ت دیکھ کر سانس نہیں لے سکی اور فوراً استری کھڑی کر کے ٗ ہر دوڑ کر اُس کے سامنے تیزی سے آئی۔۔۔وہ اُسے دیکھ کر رُکا۔۔۔اور اُسے انگشت شہادت دکھائے سخت غصے سے تنبیہ کرتے بولا۔۔

"دُعا ہٹ جاؤ۔۔۔درمیان میں نہ آ ٗ!!"

دُعا سامنے ڈٹے ہوئے اٗ از میں کھڑی ٗ ٹی ہمت دِکھاتے بولی۔۔۔

"اَ ا ی قدم بھی آگے ٗ ٹھا ی۔۔۔تو مُکا مار کر ٗ ک ڈاؤن کردوں گی!!"

اپنی خود کی ٹانگیں کاٗ پ رہی تھیں۔۔اُس کے شانوں سے بھی وہ نیچے آتی کمزور سی لڑکی گہری گہری سانسیں ی ت اُس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالے کھڑی تھی۔۔خضر نے بے ت ش چہرے

سے بغور اُسے دیکھتے دونوں ہاتھ بڑھا کر اُس کا سر پکڑا۔۔دُعا کا خوف سے سارا وجود لرزنے لگا۔۔اُس نے اُس کا سر ذرا زور سے ہلایا۔۔دُعا کا چہرہ سرخ پڑ گیا۔۔دل زور زور سے دھڑکنے لگا۔۔خضر اُسے دیکھتے بڑی سفاکی سے دھیرے دھیرے بولا۔۔

"نیچے میں نے آپ کو۔۔۔ducky!!"

اُس نے اُس کے سر سے ہاتھ ہٹائے اور برق رفتاری میں باہر نکل گیا۔۔دُعا کرنٹ کھا کر پلٹی۔۔ وہ جا چکا تھا۔۔وہ باہر آ کر بڑی سنجیدگی سے اُنہیں دیکھتا دوٹوک انداز میں بولا۔۔

"ہاں؟ کیا کہہ رہے ہیں آپ؟ میں حرام کماتا ہوں؟"

جہانگیر صاحب اور ربیعہ بیگم نے چونک کر اُسے دیکھا۔۔جہانگیر صاحب کے ماتھے پر بل پڑے۔۔خضر کے چہرے پر اُنہیں انتہا کی بیزاری نظر آئی تھی۔۔دُعا نے فٹافٹ کمرے میں جا کر خضر کی شرٹ استری اسٹینڈ سے اُٹھائی اور اُس کی شرٹ میں سنگھار میز سے بائیک کی چابی اُٹھا کر رکھی۔۔اب اُس نے چارجنگ سے اُس کا موبائل اور پلنگ کی سائیڈ ٹیبل سے اُس کا بٹوہ اُٹھا کر شرٹ میں چھپا کر حفاظت کے طور پر پہلے ہی رکھ لیا۔۔

"بتائیں نہ ذرا مجھے؟ میں نے کون سے حرام کے پیسے کمائے ہیں ابا؟ اور میرے کون سے مُجرے مشہور ہو گئے ہیں؟" ربیعہ بیگم یہ سُنتے غصے سے بول پڑیں۔۔

"چُپ کر جا چاند!!" خضر نے فوراً گردن پھیر کر اُنہیں دیکھتے پوچھا۔۔۔

"میں نے کیا کیا ہے؟ یہی لفظ ابا نے بھی تو بولا تھا۔۔اُن کو تو آپ نے کچھ نہیں کہا؟"

ربیعہ بیگم نے اب اُن دونوں باپ بیٹے کو دیکھا اور دلخراشی اور کرب سے کہہ پڑیں۔۔۔

"شرم کریں تھوڑی سی۔۔۔جوان بچی گھر میں ہے اور آپ کس قسم کی گفتگو کر رہے ہیں!!"

جہانزیب صاحب ناراضی سے کہنے لگے۔۔۔

"لو۔۔" ساتھ اُنہوں نے دیے پھیلائے۔۔۔خضر نے اُنہیں دیکھا۔۔۔

"جو جناب کر کے آئے ہیں اُنہیں کر کے آتے تو شرم نہیں آئی۔۔۔ہمیں کہتے کیوں آئے؟"

"ابو میں نے کیا کیا ہے؟"

خضر دل بداشتگی سے پوچھ پڑا تھا۔۔۔جہانزیب صاحب اُسے عتاب سے دیکھتے تنفر سے بولے۔۔۔

"ارے تُو نے کیا کرنا ہے؟ کروں گا تو میں۔۔وہ بھی عاق۔۔۔تُجھے اپنی جائیداد سے!!"

ان رکھڑی دُعا نے مضطربی سے منہ پہ ہاتھ رکھ لیا۔۔۔ربیعہ بیگم شدید پریشانی میں آ چکی تھیں۔۔ کبھی وہ داماد کو دیکھتیں تو کبھی بیٹے کو۔۔

سامنے کھڑے خضر نے ایک گہری سانس باہر خارج کی اور بڑے اطمینان سے اُنہیں دیکھتے بولا۔۔

"واہ۔۔بڑی حرص پڑ رہی ہے!!"

ساتھ وہ طنزاً مسکرایا۔۔

"کہیں قارون کا خزانہ تو نہیں مل گیا؟ جو مجھے عاق کرنے کے خواب دیکھے جا رہے ہیں؟"

جہانزیب صاحب یہ سُنتے ہی دیوانہ وار اُس پہ دھاڑے۔۔

"خضرے!!!" وہ تیزی سے اُٹھ کھڑے ہوئے اور اُس کی جانب آتے اُسے گدی سے پکڑ کر بیرونی دروازے کی جانب لے جانے لگے۔۔۔ربیعہ بیگم کا دل پھٹ پڑا اُٹھا۔۔۔تبھی دُعا باہر دوڑی آئی۔۔۔

"ابو!!!"

وہ اُس کی شرٹ اپنی ۔ زو پ ڈالے فوراً سے اُنہیں دیکھتے ۔ راضی سے بولی۔۔

"ایسے ۔ نکالیں ۔ ہر۔۔۔" یہ کہتے اُس نے اُس کی آدھی آستین والی ویسٹ شرٹ کی جا ۔ اشارہ کیا۔۔

"میری دوستیں مذاق اُڑا گی۔۔"

خضر نے ذرا چو کر۔ سمجھی سے بھوں اُچکائے اُسے دیکھا۔۔

"یہ۔۔"

جہا ۔ یہ ۔ صا ۔ نے اُس کی دن سے ہاتھ ہٹا دیے۔۔۔اور دُعا فوراً سے خضر کے سامنے آتے اُسے شرٹ پکڑانے لگی۔۔ ۔ اُس نے شرٹ پکڑی تو ہاتھ میں اُس میں پوشیدہ بٹوہ اور مو ۔ آ ی۔۔وہ ٹ ۔۔دُعا ۔ د ۔ ئے ذرا مسکرا کر اُسے دیکھ رہی تھی۔۔اور وہ ۔ نہیں دے سکا۔۔۔کیا تھی وہ لڑکی۔۔۔ساری پلاننگ کر کے چلتی تھی۔۔۔دُعا نے ساتھ ہی خفگی سے اُشارہ کرتے کہا۔۔

"چلو جاؤ۔۔۔ تمیزی ۔ کیا کروا بو سے۔۔۔نہیں تو میں بھی نہیں بچاؤں گی!!"

ربیعہ بیگم کی سانسیں ہموار ہو ۔۔۔اور جہا ۔ یہ ۔ صا ۔ کا غصہ بھی تھم ی۔۔۔خضر بے ۔ ش چہرے سے اُسے دیکھتے او پ شرٹ پہن کر ۔ ہر جانے کے لیے گھومنے لگا۔۔۔دُعا نے بھوؤں سے اشارہ کیا۔۔

"جاؤ!!"

خضر نے خاموشی سے سر کو خم دی اور چابی گھما کر دروازہ کھولتے ۔ ہر نکل ی۔۔۔جیسے وہ نکل ی جہا ۔ یہ ۔ صا ۔ بھی لاؤنج سے نکل گئے۔۔۔اب دُعا ربیعہ بیگم کی جا ۔ متوجہ ہوئی۔۔

"امی۔۔۔میں بتا رہی ہوں۔۔۔اپنے شوہر پ ر ی۔۔۔میں چا ۔ کے حصے سے ای پ ئی

بھی کسی کو نہیں ۔ ۔ ڈوں گی !!" جواباً ربیعہ بیگم داد دیتے طنزاً بولیں ۔۔

"واہ واہ ۔۔۔ دوسروں کو نصیحت خود میاں فضیحت ۔۔۔ اب یہ پنچ فٹ کی بونی مجھے بتائے گی کہ مجھے اپنے شوہر کے ساتھ کیا معاملہ کرنا ہے؟ تم ایک کام کرو چھوکری ۔۔۔ تم اپنے شوہر پہ رکھو ۔۔ نہیں تو پتا ہے کہیں باپ سے !!"

دُعا سادگی سے اُنہیں دیکھتے پوچھنے لگی ۔۔

"امی یہ بیک وقت میں آپ ساس اور ماں کیسے بن جاتی ہیں؟ یہ بس آپ ہی بن سکتی ہیں ۔۔"

اور وہ تأسف اور ناسمجھی کی کیفیت سے میں سر ہلاتے لاؤنج سے جانے لگی ۔۔۔ ربیعہ بیگم نے اُسے جاتے دیکھا تو ٹھنڈی آہ بھر کر صوفے پہ بیٹھیں ۔۔

"جہانزیب صاحب تو ۔۔ آنتیں ہی بن کر گلے پڑ گئے ہیں !!"

☆.....☆.....☆

خضر سرخ پیلی شرٹ میں ملبوس تھا ۔۔ اُس نے پرجوشی سے ہاتھ ہوا میں ہلائے تو شرٹ فضا میں لہرائی ۔۔ اندر پہنی سفید ویسٹ شرٹ صاف واضح دِکھ رہی تھی ۔۔ نوک میں کٹے بال ماتھے پہ رہے تھے ۔۔ چہرے پہ تیز چلچلاتی دھوپ پڑ رہی تھی ۔۔ اُس نے اسکوائر کے بچوں کو اکٹھا کر لیا تھا ۔

" گیند ڈال مُنّے !!"

وہ ہاتھ میں بلا پکڑے بڑے جنون میں بول رہا تھا ۔۔ مقصد جہانزیب صاحب کو اپنا کہا پورا کر کے دکھانے کا کہا تھا ۔۔ جہانزیب صاحب غصے سے گھونٹ پیتے دُکان سے اُس کی ڈھٹائی اور بے باکی کا نظارہ کر رہے تھے ۔۔ بچہ گیند ڈالتا اور وہ بڑی قوت سے بلا گھماتا ۔۔۔ گیند اُڑ کر اوپر جاتی اور گویا بادلوں میں کہیں کھو جاتی ۔۔۔ ایک بھی ایسی گیند نہیں تھی جو اسکوائر

میں ٹھہری تھی۔۔جوش اور ولولہ خیزی کے عالم میں اُس نے ساری گیندیں گھما دی تھیں۔
جہانزیب صاحب کا اب ضبط جواب دے رہا تھا۔۔اِس سے پہلے اسکوائر میں کوئی تماشا
لگتا۔۔ہارون انکل نے اُس کے سامنے جا کر ہاتھ جوڑ لیے تھے۔۔
"بیٹے خدمت کرو باپ کے ساتھ۔۔آرام سے بات ہوسکتی ہے۔۔کیوں اپنی انرجی ضائع کر رہے ہو۔۔غلطی تو تمہاری ہے نا۔۔اتنے مہینے سے وہ یہاں ہیں اور اُنہیں بھنک بھی نہیں لگی کہ یہاں کیا ہو رہا ہے۔تصور کرو نا اُن کی جگہ خود کو رکھ کر۔۔بھلا کس کے لئے وہ فکر مند ہیں؟ تمہارے لئے نا۔۔تمہارے لئے ہی کما رہے ہیں نا۔"
خضر نے بلا ہچکچاہٹ پر اُنہیں دیکھا اور جواباً بولا۔۔
"میں بھی اکیلا خود کے لئے یہ سب نہیں کر رہا۔۔میں یہ سب اپنے خاندان کے لئے کر رہا ہوں۔۔۔اچھی زندگی دینا چاہتا ہوں اُن کو۔۔ایک بار میرے perspective سے دیکھیں نا تو سمجھ جائیں گے کہ میں یہ کیوں کر رہا ہوں۔۔مجھے پتا ہے وہ ایک حقیقت پسند انسان ہیں۔۔امید اور گمان باندھ کر زندگی گزار نہیں جا سکتی۔۔مجھ پر بھروسا تو کر سکتے ہیں نا۔ایک بار کوشش ہی کر لیں۔۔کل مجھے گھر سے نکال دیا۔۔صبح جائیداد سے عاق کرنے کی دھمکی دے رہے تھے۔۔پتا نہیں مجھے نہیں سمجھ آ رہا میں نے کونسی غلطی کر دی ہے۔۔جس کی مجھے اتنی بڑی سزا دی جا رہی ہے۔میرے والد کو مجھ پر یقین نہیں۔میری بیوی کے میکے والے آ کر خلع کے لئے مجھے الگ پریشان کر رہے ہیں۔مجھے نہیں سمجھ میں آتا میں نے ایسا کون سا گناہ کر دیا ہے۔ایک دن ایک سال میں میں کیسے ہو سکتا ہوں؟ مجھے بار بار میرے خواب ترک کرنے پر مجبور کیا جا رہا ہے۔۔کل مجھے گھر سے نکال دیا گیا۔۔دُعا کو یہاں سے لے جانے کی دھمکی ملتی ہے۔۔آپ بتائیں مجھے میں اور اِس صورتحال میں کیا کروں؟ سر پر چھت کی گارنٹی نہیں

میری۔۔بیوی میری کا مجھے پتا نہیں۔۔وہ ۔ ت یہاں ہے۔۔اِس ۔ میں میں کیسے سمجھوتہ کروں کسی بھی صورتحال میں۔۔مجھے تو اب ڈو اور ڈائی کرنا ہے۔۔اور اس کے علاوہ میرے پاس اور کوئی چارہ بھی نہیں ہے۔۔"

یہ کہہ کر اُس نے کرب سے سر جھٹک دیا۔۔اور ہارون انکل سامنے کھڑے بس لاجواب رہ گئے۔۔

☆.....☆.....☆

اگلے روز ۔ لاؤنج میں بیٹھے تھے۔۔جہانزیب صاحب کو صبح ہارون انکل اور اُستاد نے بہت سمجھایا تھا جہانزیب صاحب اُن کی ایک بھی سُننے کو تیار نہیں تھے۔خضر ۔ بھی اُنہیں اپنی صفائی پیش کرنا چاہتا تو وہ اُسے کچھ بولنے نہ دیتے۔۔وہ اُسے تنبیہ کرتے کہہ رہے تھے۔۔

"دیکھ۔۔یہ ۔ کرنا ہے تو کر۔۔ پڑھائی ساتھ شروع کر۔۔۔"خضر نے ۔ت سے بولا۔

"ابو مجھے نہیں پڑھنا۔۔میں نے جتنا پڑھنا تھا میں نے پڑھ لیا۔۔۔"اِس پر وہ بگڑ گئے۔۔۔

"ٹھیک ہے پھر۔۔میرے ساتھ دُکان پر بیٹھے گا۔۔یا تو پڑھائی کر ساتھ کھیل۔۔یا پھر دُکان پر بیٹھ۔۔"

خضر پڑتے ہوئے جھنجھلا کر بولا۔۔

"یار ابا آپ بات کو کیوں نہیں سمجھ رہے؟ میں نے نہیں پڑھنا۔۔میں نے نہیں پڑھنا۔۔تو کیوں ضد کر رہے ہیں۔۔"

جہانزیب صاحب نے حتمی انداز میں کہا۔۔

"ٹھیک ہے پھر۔۔یہیں سڑے گا تو۔۔"

"میں کوئی چھوٹا مُنا نہیں ہوں ابا۔۔جو آپ مجھ پر روک ٹوک لگا گے۔"دال نہ گلی تو خضر

متفکر ہوتے جھٹ سے بولا۔۔

"ا. میں ایڈوانس لے چکا ہوں یـ ر۔۔ میں اب بچہ نہیں رہا۔۔۔پلیز میری .ت کو سمجھیں۔اَ آپ چاہیں میں وہ پیسے آپ کو دے دیتا ہوں۔۔اور جو پیسے آپ میرے لیے بھیجتے تھے۔۔ بینک میں وہ بھی جمع ہیں۔۔ یـ را. پلیز!"

" پـ پـ کر جا!!" وہ َ جے تو وہ یکدم خاموش ہو َ یـ ۔۔ساتھ بیٹھی دُعا کو جھرجھری آئی۔۔ربیعہ بیگم تو منہ پـ قفل لگا کر بیٹھی تھیں۔۔۔چاہے کچھ بھی ہو جائے اُنہوں نے تہیہ کیا ہوا تھا وہ اُن دونوں کے درمیان میں نہیں بولیں گی۔۔۔

" یـ رہوں میں تیرا؟ خبردار جو تُو نے مجھے یـ ر کہہ کر بلا یـ ۔۔۔"

کوشش بہت کی۔۔ وہ اپنے فیصلے پـ ڈٹے رہے۔۔شام کو وہ مغرب کی ـز پـ ڑھ کر واپس آ رہا تھا۔۔ پورا دن وہ یہی سوچ رہا تھا کہ وہ اب کیا کرے گا۔۔جہانـ یـ .صا .کو کیسے راضی کرے گا۔۔۔ تبھی اُسے شریم اور اُس کے .قی دو ساتھی اُس کی بلڈَ کے نیچے کھڑے آئے۔شریم ایـ چمچماتی نئی ـر گاڑی پـ کپڑا پھیر رہا تھا۔۔۔اور وہ .قی دو اُسے حیرت انگیزی سے دیـ ے پھاڑ پھاڑ کر دیکھ رہے تھے۔۔وہ تیزی سے اُن کے قریـ. آ یـ ۔۔۔

"یہ کس کی گاڑی ہے؟" شریم نے پلٹ کر اُسے دیکھا اور ہکلا کر یـ پـ ہاتھ ر ـتے کہا۔۔

"مم....."

تبھی وقاص نے کہا۔۔

"اِس کی۔۔"

شریم نے اُسے جھٹ سے دیکھتے میں سر ہلا یـ ۔۔

"نن۔۔"

زین نے چونک کر کہا۔۔

"چوری کر کے لایا ہے؟"

شریم کو غصہ پڑھا۔۔

"نن نن نہیں۔۔"

"پھر سیکنڈ ہینڈ لی ہے کیا؟" یہ پوچھتے وقاص مزید چونکا۔۔۔

"نن نہیں نہیں۔۔"

شریم جھنجھلا اُٹھا۔۔۔

خضر نے اُنہیں دیکھتے ناراضی سے کہا۔۔

"یار کبھی سُن بھی لیا کرو اُس کی۔۔۔"

خضر نے کچھ حمایت کی تو اُس نے اکتفا کرتے کہا۔۔

"ہاں۔۔۔سُن۔۔سُنو۔۔۔کک۔۔کرائے۔۔۔ پ۔۔لی ہے۔"

زین نے محظوظ ہوتے بھو اُچکا کر اُس کی کھچائی کرنی چاہی۔۔

"کیوں ہاں۔۔کدھر جا رہا ہے؟"

خضر کو اُن کی باتوں میں کوئی دلچسپی نہیں تھی۔۔وہ بوجھل متفکر سا اندر بلڈنگ میں داخل ہونے کے لیے چل دیا۔۔۔چند ہی لمحوں میں نیلگوں آسماں پر اُداسی کی رُت چھا گئی۔۔اُفق سیاہ افسردہ لگ رہا تھا۔۔۔وہ چھت پر تنہا کھڑا تھا۔۔۔تبھی اسکوائر کی تمام بتیاں بند ہو گئیں۔۔ اور گھروں سے اُسے متاسفانہ آوازیں سنائی دی۔۔

"اوہو۔۔"

"لائٹ چلی گئی۔۔"

کچھ عورتوں کی آوازیں بھی سنائی دیں۔

"احمد اوپ آجاؤ بیٹ !!"

"خالد!"

غالباً وہ اپنے بچوں کو اوپ بُلا رہی تھیں۔۔۔

"چاۓ !!" عقب سے اُسے دُعا کے پکارنے کی آواز آئی۔

وہ فوراً پلٹا۔۔۔گمان ہو رہا تھا وہ عجلت میں تھی۔۔رات کے ت ری ان ھیرے میں اُس نے اُس کے ہاتھ میں بیگ پکڑا ی۔۔وہ ٹھٹھکا۔۔

"یہ کیا ہے؟"

"اِس میں تمہارے کپڑے چار. ۔۔ ہر چیز ہے۔۔نیچے شریم سے میں نے گاڑی منگوائی ہے۔۔"

وہ کہتی جا رہی تھی اور اُس کی حیرت ۔ڑھتی جا رہی تھی۔۔۔کانوں میں اُس کے ای کرب زدہ آواز گونج رہی تھی۔۔۔

"ابھی وقت نہیں۔۔۔ہم ابو کو منا لیں گے۔۔ ابھی تمہارا جا ضروری ہے۔۔پیچھے سے فکر کر ۔۔میں دیکھ لوں گی۔۔فکر نہیں۔۔ڈی۔۔کے کے ہوتے ہوئے فکر نہیں۔۔ ۔لکل نہیں۔" آواز میں نمی ۔ڑھتی جا رہی تھی۔۔

اب اُس نے اُس کے ہاتھ میں ای لفافہ پکڑا ی۔۔

"یہ۔۔کچھ۔۔میرے پیسے ہیں۔۔"

لفافہ پکڑ کر اُسے ایسا محسوس ہوا تھا۔۔جیسے ا رنوٹوں کی گڈی تھی۔۔۔وہ چونکا۔

"اتنے پیسے؟"

وہ جھٹ سے بولی۔۔

"میں نے کچھ چوری نہیں کیا۔۔ یہ میرے پیسے ہیں۔۔"

اور خضر کا دماغ ماؤف ہونے لگا۔۔

" کیا تم نے چچی کا۔۔"

اُس کی آنکھوں کے آگے بے اختیار دُعا کی امی کا ای لا ٹ ی ٹ آی تھا۔۔ وہ اُس کے پ س اُس کی امی کی ای اکلوتی اور آ ی نی تھی۔۔ جو کہ چچا ادریس نے اُنہیں تحفے میں دی تھی۔۔۔

"میں یہ نہیں لے سکتا۔۔"

" تمہیں ضرورت پ ڑے گی۔۔"

اُس کی آواز بھیگ چکی تھی۔۔

"میرے پ س پیسے ہیں دُعا!"

یہ ن قابلِ قبول تھا۔۔ وہ اُسے اپنا مقروض بنا رہی تھی۔۔۔

"جن حالات میں تم یہاں سے نکل رہے ہو۔۔ ضرورت پ ڑ سکتی ہے چا ن!!"

سیاہ رات کے ان ھیرے میں ای ٹمٹمات ستارہ اُس کی آنکھوں سے ٹو ٹ تھا۔۔

"ابو ن راض ہوں گے۔۔ شای وہ ہم سے ب ت بھی نہیں کریں گے۔۔ لیکن۔۔ ای دن۔۔ ای دن ب ٹھیک ہو جائے گا۔۔ یہ ہم صرف خود کے لیے تو نہیں کر رہے۔۔ ب ٹھیک ہو جائے گا۔۔ تم جاؤ۔۔" اُس نے اُس کا شانہ تھپتھپای۔۔

"ٹھیک ہو جائے گا۔۔ ھمم۔۔ ڈون ٹ وری۔۔ جاؤ۔ اللہ کے امان میں رہنا۔۔ تم اپنے خوابوں کے پیچھے رہنا۔۔ میں تمہارے پیچھے رہوں گی۔۔"

خضر نے بمشکل ای گہری سانس لی۔۔

"ٹھیک ہے۔۔میں   جات ہوں۔۔تم یہی چاہتی ہو ۔۔میں جاؤں۔۔۔تو میں   جات ہوں۔۔ ای وعدہ کرو۔۔۔"

"چا !!"وہ کرب سے بولی تھی۔۔وہ جا تھی وہ کیا کہنے والا تھا۔۔

"تم ا سے قطعاً یہ نہیں کہو گی۔۔۔کہ۔۔۔" سانس ی مشکل تھا۔۔کہنا ٹ امشکل تھا۔اُس نے گول کرتے بمشکل کہا۔۔

"تم اِس   میں اپنا م نہیں لو گی۔۔نہیں تو میں یہاں سے نہیں جاؤں گا۔۔"

وہ جاتے جاتے قرض اُت رر رہا تھا۔۔۔وہ کسی کا احسان ی والوں میں سے نہیں تھا۔۔۔وہ خضر تھا۔۔خضر جہا ی ۔۔۔۔ ا ی کے رشتے بنانے والا۔۔۔ ا ی کی ی د پ رشتے نبھانے والا۔۔اور۔۔اور۔۔ہمیشہ کی طرح دُعا کی غلطیوں کو اپنے سر پ ی والا۔۔۔

"اَ وعدہ توڑو گی۔۔میں ا کی قسم۔کبھی تمہارا چہرہ بھی نہیں دیکھوں گا۔۔۔"

وہ متا ت سے بولا تھا۔۔۔اُس نے چھوٹی انگلی اُس کی چھوٹی انگلی سے پکڑی۔۔

"وعدہ؟"دُعا سسک کر بولی۔۔

"و۔۔وعدہ۔۔" آ   قطار در قطار آنکھوں سے َ رہے تھے۔۔اب اُس نے اپنا انگوٹھا اُس کے انگوٹھے سے ی۔۔

"مہر۔۔"

"مم۔۔مہر۔"

اُس نے اُس کا ہاتھ چھوڑا اور آزردہ دل سے پوچھا۔۔

"جاؤں؟"

جا تھا۔۔اب وہ ساتھ نہیں رہ پ گے۔۔۔ہجر و فراق کی گھڑی شروع ہونے والی تھی۔۔۔جنہوں نے کبھی ۔ ا۔ ہونے کا سوچا بھی نہیں تھا۔۔آج ای دوسرے کے لیے اُنہیں بچھڑ۔ پڑ رہا تھا۔۔۔

دُعا نے ۔ د۔ کر بمشکل آ ضبط کرنے چاہے۔۔۔ کوشش بے سود۔۔

"بھولو گے تو نہیں ؟" اُس نے زخمی ا۔ از میں ذرا مسکرا کر پوچھا تھا۔۔جواباً وہ بھی زخمی سا مسکرای۔۔۔اُس نے دا ہاتھ کی تین اُ۔َ یں اُسے دکھا تو دُعا نے آ وَں سے ہچکی ی۔ اُس سے اپنی تین اُ۔َ یں اور دونوں ای ساتھ بولے۔۔

"A cord of three strands is not going to break so easily."

وہ ہاتھ گھما کر اُن دونوں نے ئے۔۔

دُعا بمشکل مسکرائی اور گہری سانس بھر کر بولی۔۔

"I'll always be your backbone!"

جواباً اُس نے ۔ د۔ ئے۔ڑی سنجیدگی سے سر ہلای۔۔۔

"I'll always be your shield!"

ز۔گی میں پہلی مرتبہ اُسے اُس کا کہا یہ جملہ انتہائی ای ارساں لگا تھا۔۔خضر نے اُس کا ہاتھ چھوڑا۔

"چلتا ہوں۔۔۔اپنا اور ۔ کا خیال رکھنا۔۔" وہ جانے کے لیے آگے ۔ڑھا۔۔۔اُس نے ای قدم اُٹھای۔۔۔

دُعا کو ایسا لگا تھا جیسے کسی نے رسی ڈال کر اُس کا دل کھینچ ڈالا تھا۔۔۔وہ دور جا رہا تھا۔۔۔دل کہیں کھنچتا جا رہا تھا۔۔۔

"یہ کچھ دی کی ب ت ہے۔۔یہ کچھ دی کی ب ت ہے۔۔ ب ٹھیک ہو جائے گا۔۔"

اُس نے سر جھٹک کر گہری گہری سانسیں ی تے خود کو سمجھا ی۔۔۔ وہ جا تھی۔۔۔

" آئی ایم سوری چا ۔!!!"ضبط ٹوٹ ی ۔۔وہ چہرے پ ہاتھ رکھے آہستگی سے زمین پ ی لگی۔۔۔

"ابو تمہیں۔۔"

وہ جا تھی۔۔۔وہ بلڈ کی سیڑھیاں اُ تے دل شکستگی سے بولا۔۔

" کبھی معاف نہیں کریں گے۔۔"

"جیسے چچا کو اُنہوں نے معاف نہیں کیا۔۔۔"

اُدھر دُعا بھیگی آواز میں آنکھوں سے اشک بہاتے کہہ رہی تھی۔۔

" کیسے کر ی تے ہو تم چا ایسا؟"

ساتھ ہچکی لی۔۔

" کیسے کر ی تے ہو؟"

" ب کچھ خاموشی سے کیسے سُن ی تے ہو؟"

" ب کچھ خاموشی سے دل میں کیسے رکھ ی تے ہو!!"

"وہ ز ب ن کے پکے ہیں۔اُن کے اصول اُن کا ب کچھ ہیں۔۔۔وہ مجھے کبھی معاف نہیں کریں گے۔"

وہ سیڑھیاں اُ ت رہا تھا۔۔

"وہ میرا چہرہ بھی نہیں دیکھیں گے۔"

سا ت ساوہ نیچے گاڑی میں آ کر بیٹھا تو شریم نے گاڑی اسٹارٹ کی۔۔۔گاڑی کی ہیڈ لائٹس

نے اسکوائی کو ذرا ذرا منور کیا۔۔۔ پیچھے بیٹھے وقاص نے پوچھا۔۔۔

"تم . اِس کا ا م جا ہو۔۔تو پھر کیوں ایسا کر رہے ہو؟"

اُس نے َ دن موڑ کر اُسے دیکھا اور ۔ڑی سادگی سے پوچھا۔۔

"حکم دی تھا اُس نے۔۔۔کیسے عدولی کرت ؟"

اور وہ تینوں اُس کی اِس سادگی پ گنگ رہ گئے تھے۔۔۔

چند لمحوں بعد شریم نے خاموشی توڑی تھی۔۔

"وہ وہ وہ وہ ببب بہت چاچا چاہتی ہے ہے تمہیں۔۔"

وہ ی ٹ سے پیچھے سر لگا کر آنکھیں مو ے بولا۔۔

"پتا ہے۔لیکن بولے گی کبھی نہیں۔۔" زین نے یہ سُنتے اُسے دیکھ کر کہا۔

"اِس سفر میں جس پ تم نکل پڑے ہو۔۔اُس لڑکی کو کبھی بھولنا مت دو ت !"

وہاں وہ ٹیرس پ زمین پ بیٹھی تھی۔۔وہ جا چکا تھا۔۔۔اُس نے آ پو پ ت مو پ نمبر ڈائل کرتے کان سے مو لگا ی۔۔

"انکل۔۔۔لائٹس آن کر دیں۔۔اور شکریہ۔۔"

"ٹھیک ہے بٹیا!" اُس نے کان سے مو ہٹا ی۔۔۔آنکھیں پھر سے ۔ی لگیں۔۔اُس نے د لیے۔۔آواز پ پ ئی۔۔ز ن لڑکھڑائی۔۔

"امی!!"

آج کچھ بچھڑا تو ماں ی د آئی تھی۔۔۔

وہ ای رشتہ جس میں اُس نے رشتے تلاش کر لیے تھے۔۔وہ آج بچھڑا تھا۔۔۔

اُفق کے ستارے غم زدہ تھے۔۔ماہتاب آج مدھم تھی۔۔چلتی ہوا کے قدم رُک رہے تھے۔۔

بہار ہو کر بھی بہار کہیں کھو گئی تھی۔۔۔ ۔ کچھ ویسا تھا۔۔ ہر شے خضر تھی۔۔۔ ۔ کچھ وہیں رہ
َ ی تھا۔۔ ۔ کچھ وہاں موجود تھا۔۔ کچھ ہو کر بھی کچھ نہیں تھا۔۔ وہ خضر تھا۔۔

سمٹ گئی تو شبنم پھول ستارہ تھی

بکھر کے میری لہر لہر انگارہ تھی

کل ت ی خواہش ۔ اتنی بنجاری تھی

تو سرت پ آ تھا میں رہ تھی

میں کہ جنوں کے پ وں پہ اڑتی خوشبو تھی

رَ رَ کے آکار میں ڈھلتا پ رہ تھی

میں دھرتی ہوں اسے یہی بس ی درہا

بھولَ ی میں اور بھی اک سیارہ تھی

تو ہی تو اذن تھا تو ہی ا م ہوا

ت انچھڑ ۔ اور میں پ رہ پ رہ تھی

(عذرا پ وین)

☆.....☆.....☆

دل کے دیوار و در پہ کیا دیکھا

بس ت ا ۔ م ہی لکھا دیکھا

(سدرشن فاکر)

۔ گھر لوٹی تو اپنے کمرے میں آئی تھی۔۔۔ ہر سو اُسے وہی آ ی۔۔ کبھی اُس کی پونی کھینچ

کر بھاگ جاتے۔۔وہ جھنجھلائی۔۔

"چان !!"

کبھی کپڑے اُتار کر۔۔۔کبھی اُس کی بالوں کی بنی چوٹی کی پونی کھینچ کر۔۔

پلنگ کی جانب سے آواز آئی۔۔وہ پلنگ کی جانب دیکھتے ماضی میں گئی۔۔۔

وہ اُسے انگشت شہادت دکھا کر کہہ رہا تھا۔۔۔

"دیکھنا۔۔کتنا مس کیا کرو گی مجھے۔۔۔ ب کوئی بازار نہیں لے کر جائے گا۔۔۔ ب کوئی فرمائشیں پوری کرنے میں۔۔ خیر کرے گا۔" اُس نے بھیگی پلکیں اُٹھا کر پلنگ کی دیوار پہ دیکھا۔۔ جہاں اُس کی اور خضر کی انسٹینٹ کیمیرہ سے لیں بے تہاشا چھوٹی چھوٹی تصویریں لگی تھیں۔۔۔اُن تصویروں کو بغور دیکھتے اُس کی ایک تصویر پہ ٹھہری۔۔۔وہ سادہ ہلکے گلابی شیفون کے سوٹ میں ملبوس تھی۔۔۔سر پہ لیے دوپٹے کے گول موتی ماتھے پہ رہے تھے۔۔

اُسے بے اختیار وہ دن یاد آیا تھا۔۔۔جس دن وہ دونوں ایک بندھن میں بندھے تھے۔۔

نکاح پڑھوانے سے پہلے اُستاد خضر کو درس دے رہے تھے۔۔۔اور وہ دیوار کے پیچھے چھپی سُن رہی تھی۔۔۔

"اللہ کہتے ہیں اُس نے ہمارے ازواج کو ہمارے لیے ہم سے بنایا ہے۔تم سمجھتے ہو اِس رشتے کی ذمے داری۔۔تم سمجھ رہے ہو۔۔۔اِس بات کا معنیٰ۔۔۔وہ تم سے بنی ہے۔۔ خضر تب ہی ہے۔۔۔ ب دُعا ہے۔۔تمہیں تو ہونا ہی تھا۔۔کیونکہ اُسے تم سے ہونا تھا۔۔زندگی کا کوئی بھی مرحلہ ہو۔۔تمہیں اُس کا ساتھ نہیں چھوڑنا۔۔نہیں تو پکڑ ہو گی۔۔کوئی چیز۔۔۔تمہیں اُسے الگ نہیں کر پائے گی۔۔ہاں۔۔۔ اکی رضا کو چھوڑ کر۔۔وعدہ کرو مجھ سے۔۔تم اپنی تمام ذمے داریاں نبھاؤ گے۔۔"

وعدہ وہ اُس سے کر رہے تھے۔۔زیرِ . ب ڈاتی دُعا نے آہستگی سے خود سے بھی ای وعدہ کیا تھا۔۔

"وعدہ۔۔میں تمہارا ساتھ کبھی نہیں چھوڑوں گی۔۔"

نکاح کے بعد دونوں . گھر آئے تھے تو دکھا یوں جار ہا تھا کہ کچھ نہیں۔۔۔ . لا تو کچھ بھی نہیں۔ . کچھ . ل چکا تھا۔۔۔ . لڑ کو پہنچے تو اب وہ وقت آ تھا . اُنہیں ای دوسرے سے دوری بنا کر ر تھی۔۔احساسات اور . ت کتنے پ ک اور مقدس ہوتے۔۔

ا کے حکم اور فیصلے کے آگے کوئی وضا نہیں چلتی۔۔وہ جیسی ہوتی ہے۔جس طرح دی جاتی ہے۔۔سر تسلیم خم کر پڑ تہ ہے۔۔اور اُنہیں بھی کر پڑا تھا۔۔وہ نہیں جا تھی وہ عقد کیسا عقد تھا۔۔کس نوعیت کا تھا۔۔ ہاں اُسے بس ای ت پتا تھی کہ اُس کا دو اُسے واپس مل چکا تھا۔۔۔وہ بھی دائماً اور مستقلاً۔۔

"تصو بنواؤ گے؟"

اُس نے سنگھار میز سے اپنا انسٹینٹ کیمرہ اُٹھا کر مسکرا کر پوچھا تھا۔۔۔

وہ حال میں کھڑی ماضی کو دیکھتے سنگھار میز کے قر . آئی۔۔

اپنی صورت لگی پ ائی سی
. . کبھی ہم نے آئینہ دیکھا
(سدرشن فاکر)

چند لمحوں کے لیے تو کسی شش و پنج میں مبتلا ہوَ ۔۔۔

"بتاؤ؟؟"

اُس نے جھٹ سے پوچھا اور اُس نے فوراً سے کہہ د ۔۔

"ہاں۔۔"

"اوکے !!" اُس نے مسکرا کر اپنا کیمرہ اُٹھا کر موڑا اور بتیسی نکال کر کیمرے کے لینز میں دیکھا۔۔تصو یُت رنے لگی کہ اُس نے ای   خضر کے سادہ سے بےت ث چہرے کو دیکھا۔اور ذرا خفگی سے بولی۔۔

"سے چیز!!!"

وہ ذرا مسکرای۔۔تو دُعا کیمرے کی جان پھر سے متوجہ ہوئی۔۔۔

"مسکرا بھی نہیں آت ۔۔"

اُس نے چہرہ ٹھیک کیا اور کیمرے کا بٹن دب نے لگی   د نہیں۔۔وہ ذرا چو ۔۔

"یہ کیا!!"

اِس سے پہلے وہ دت خضر نے اُس سے کیمرہ پکڑا۔۔

"ارے میرا کیمرہ۔۔"

اُس نے اُس کے گلے میں کہنی پھنسا کر پکڑا۔۔۔وہ غصے سے   ئی۔۔

"میرا گلا۔۔"

اور اُس نے محظوظ ہوتے کہا۔۔

"ہر وقت duckling کی طرح quack quack نہیں کرتے۔۔ducky!!"

اور ساتھ اوپر کر کے تصو یُت رلی۔۔۔آنکھوں سے ای ستارہ ٹوٹ کر گال پَ ا۔۔۔

"فوکس فوکس دُعا!" آواز پر وہ پلٹی۔۔اُسے سامنے دیوار سے ٹ ی پچنگ بیگ جھولتا ہوا آی۔۔وہ اُسے پکڑے کھڑا تھا۔اور وہ غصے اور جنون کی کیفیت میں اُس پر زور زور سے مُکے رسید کر رہی تھی۔

ماضی کا منظر آنکھوں سے یکدم اوجھل ہوَ ی۔۔وہ ای ٹھنڈی آہ بھر کر پلنگ پ آ بیٹھی۔۔اُس نے سائیڈ ٹیبل دراز کھولا۔۔جس میں اُسے پیلے رَ کی چھ چھوٹی بطخیں ا رکھیں آ ۔۔جسے د تے تو پیپ پیپ آواز آتی۔۔۔

اُسے بطخیں بہت پسند تھیں۔۔۔اُسے دیکھتے اُسے بے اختیار وہ دن ی د آی۔۔ای روز وہ ی اری کے لیے زار گئے تھے۔۔دونوں بہت چھوٹے تھے۔۔بجٹ آؤٹ ہو چکا تھا۔۔ ربیعہ بیگم پ یشانی سے سامان کو دیکھتے سوچ رہی تھیں کہ کیا رکھیں کیا نکالیں۔۔کچھ سوچتے اُنہوں نے دُعا کا بطخوں والا کھلو نکال کر اُسے دیکھتے ٹے پیار سے کہا۔۔

"دُعا۔۔"

"جی امی؟" اُس نے ٹے ادب سے کہا تھا۔۔نگاہیں اُن بطخوں پ ہی تھیں۔۔۔

تبھی خضر نے اپنی گاڑ یں نکال دیں۔۔

"امی مجھے یہ نہیں چاہیے۔۔۔"

اُسے یہ ت سمجھ نہیں آئی۔۔کہ اُس نے ایسا کیوں کیا تھا۔۔واپس لوٹتے اُس نے پوچھا بھی۔۔

"تم نے اپنی گاڑ یں کیوں رکھ دی تھیں چا ؟ پچھلی ر بھی نہیں لیں۔۔اور اِس ر بھی۔"

اُس نے منہ بنا کر کہا۔۔

"بس موڈ نہیں تھا۔۔۔"

وہ سمجھ نہیں پ ئی تھی کہ کیوں اُس کا کھلونے دیکھ کر موڈ نہیں کیا کرتا تھا۔۔کچھ عرصہ رات تو سمجھ آئی۔۔اور پھر ایسی آئی کہ اُس نے اپنی خوشی۔۔ ی بطخوں سوفٹیز میں تلاشنی ترک کر دیں۔۔۔

پھر۔ ربیعہ بیگم کھلونے دیتے وقت اُسے سمجھاتیں۔۔

"دُعا یہ لڑکیوں کے لیے نہیں ہے۔۔"

اور وہ بضد بولتی۔۔

"لیکن مجھے تو یہی پسند ہے۔۔"

دونوں ایک دوسرے کے لیے قربانی دیتے آئے تھے۔۔ ۔۔ چھپکے سے۔۔ بن بتائے۔۔ بن کہے۔۔ اور بن جانے۔۔۔ اُس نے اُن بطخوں میں سے ایک بطخ اُٹھائی اور اُسے آہستگی سے دبایا۔۔

"پیں پیں!!" آواز اُس کے کانوں میں سنائی دی۔

وہ آنسوؤں سے مسکرائی۔۔ اُس نے اُس کا رخ اپنی طرف کیا اور کہنے لگی۔۔

"تم بھی میری فیورٹ تھی۔۔ لیکن۔۔ تمہاری وجہ سے۔۔۔ چاند کا دل بہت ٹوٹ جاتا تھا۔۔۔"

جس دن سے اُسے یہ سمجھ آیا تھا کہ اپنی گاڑیاں اُس نے کیوں رکھی تھیں۔۔۔ اُس دن سے وہ اُن کے ساتھ پھر کھیل نہیں پائی تھی۔۔۔ قربانی ہوتی ہوگی لوگوں کی محبت میں محبت کا حسین مقام۔۔ اُن کی محبت میں ایک دوسرے کے لیے دی جانے والی قربانی تھی۔۔۔ وہ بھی بنا ریاکاری کے۔۔۔ اُس نے دراز بند کر کے دوسرا دراز کھولا تو اندر اُسے اپنے واٹر کلر اور ایک پینٹنگ بک نظر آئی۔۔ جو کہ کافی پرانی تھی۔۔ اب تو پینٹنگ کے لیے وقت ہی نہیں تھا۔۔ اُس بک میں بہت سی یادیں تھیں۔

وہ اپنے واٹر کلر کلر بکس اور پانی کا گلاس لیے کچھ بکھیر کر زمین پر بیٹھی کلر کر رہی تھی۔۔ فاصلے پر بیٹھا خضر اپنی گاڑیاں قطار میں لگا رہا تھا۔۔ دُعا پینٹنگ بک پر نگاہیں مرکوز کیے اپنے دھیان میں بولی۔۔

"چان اَ تم اِس میں کلر کرو گے۔۔اور ذرا سا بھی ہر نہیں نکالو گے۔۔تو میں تمہیں دس روپے دوں گی۔۔"

اُس نے بنا دیکھے ڑی بے زی سے کہا۔۔

"اور میں تمہیں پچاس روپے دوں گا۔۔۔اَ تم اپنا منہ بند رکھو گی۔۔"

وہ حال میں آتے ذرا ہنس پڑی۔۔

کھانے کا وقت ہوا تو جہان نے خضر کو پ تو اُسے متلاشی نگاہوں سے ڈھونڈتے کہنے لگے۔۔

"یہ چان کہاں ہے؟"دُعا نے روٹی کا نوالہ توڑتے ڑی سادگی سے کہا۔۔

"یے ہے وہ۔۔"

اور جہان صا کے حواس گم ہو گئے۔۔دُعا نے ا اُنہیں دیکھا۔۔

"آپ کو سمجھا تھا ت مان لیں۔۔اُس کی۔۔اب آپ اُسے ٹی۔وی پہ ہی دیکھیں گے۔"

ربیعہ بیگم نے تو یوں د یے۔۔جیسے اُنہوں نے کچھ سُنا ہی ہو۔۔۔چند لمحوں کے لئے جہان صا حواس ختہ منجمد بیٹھے رہے۔۔لوگوں کو دن میں رے آتے تھے دُعا نے اُنہیں رات میں سورج دکھا تھا۔۔

پھر آہستہ آہستہ حواس لوٹنے لگے اور وہ بلند آواز میں بولے۔۔۔

"خضرے!!"

"تُو اب واپس آ۔۔آ تو اب واپس۔۔"

دُعا نے ڑے ضبط سے د لیے۔۔۔

وہ غصیلے پن سے طیش میں نے لگے تھے۔۔

"مرَ یہ میرے لیے۔۔۔سارے رشتے ختم میرے اُس سے۔۔۔"

".پ کی ۰ فرمانی کر کےَ ی ہے۔۔۔اللہ غرق کرے۔۔" ربیعہ بیگم ٹپ کر دونوں ہاتھ ہلاتے منت کرتے بولیں۔۔

"نہیں نہیں۔۔ایسے مت کہیں بچہ ہے۔۔"

جہاں ی . صا . اپنے غیظ و غضب میں بولتے جارہے تھے۔۔

"کبھی کامیاب نہیں ہوگا۔۔۔ اکرے اِس کی پیش نی خاک آلود ہو!!"

دُعا نے زور سے قری . پڑا چمچ اسٹیل کی پلیٹ میں مارا اور اُٹھ کر تیزی سے .ٹے .ٹے ڈگ بھر کر لاؤنج سے نکل گئی۔۔ساری رات جہاں ی . صا . نے واویلا کیا تھا۔۔صبح ہوئی تو . بھی بلکل بھی ۰ لحاظ کیا۔۔۔کبھی وہ جا جا کر اُس کے تینوں دوستوں سے لڑتے۔کبھی اُستاد کو کال کر کر کے کچھ کہتے کبھی ہارون انکل کی شامت آجاتی تو کبھی ربیعہ بیگم کی۔۔پیچھے بچی خالی بس اب دُعا تھی۔۔اُستاد نے دُعا کو کال کی تھی۔۔وہ سخت پ یشانی کے عالم میں اُس سے کہہ رہے تھے۔۔

"یہ تم نے کیا کر دی دُعا!! کیوں تم بچے میری .ت نہیں سُنتے؟؟"

وہ واقعی اُن بچوں سے اُکتا چکے تھے۔۔بہت . ی طرح کا اُکتا چکے تھے۔۔۔

"تمہیں اپنی والدہ کی آ ی نی نہیں پی چاہیے تھی دُعا!!"

دُعا کو غصہ پڑ ھا۔غصہ شریم پ آ ی تھا۔۔۔اُس نے اِی گہری سانس لے کر کہا۔۔

"شکر کریں اُستاد کہ میں نے تو پ دی۔۔شریم تو کہہ رہا تھا سود پ رکھوا دوں!"

"اللہ اکبر!!" وہ صدمے کے عالم میں بے اختیار بولے تھے۔۔

"قرآن پڑھ کر۔۔مجھ سے پڑھ کر۔۔۔یہ حر ت۔۔توبہ۔۔استغفر اللہ..استغفر اللہ!"

وہ شکایت کی سائیکل ایسی چلتی تھی۔۔خضر کی دُعا۔۔دُعا کی شریم شریم کی وقاص۔۔۔وہ چاروں اُن کے شانے دجور ہے تھے۔۔۔۔

کچھ لمحوں بعد وہ خود کو کمپوز کرتے بڑے گھمبیرانداز میں کہنے لگے۔۔۔

"اب میری بات غور سے سُنو۔۔۔اب اگر ابو کچھ کہیں۔۔۔تو بڑے صبر واستقامت کا مظاہرہ کرنا۔۔۔نہیں تو بابا کیا سوچیں گے۔۔۔ایسی ہے لقمان کی بیٹی۔۔۔کچھ بھی ہو جائے۔۔۔آگے سے جواب مت دینا۔۔۔تمہیں یاد ہے سورہ بنی اسرائیل میں ہم نے کیا پڑھا تھا والدین کے حقوق کے متعلق۔۔۔وہ کونسا حکم آیا تھا جہاں تمہاری طاقت اور کندھوں کو پروں سے اللہ نے تشبیہ دی تھا؟"

"ایک منٹ بتاتی ہوں۔۔"

وہ چند لمحوں کے لیے سوچنے لگی اور پھر اُس نے اُنہیں آیت سنائی۔۔

"اور جھکا دے ان کے آگے پر۔۔عاجزی کر۔۔"(۴۲)

اور اِس ایک آیت کو پڑھتے اُسے اُن کا دیا ہوا سارا لیکچر یاد آگیا تھا۔۔۔

"بچوں اس آیت میں جو لفظ کندھوں کے لیے استعمال ہوا ہے اِس کا معنیٰ پر ہے۔۔۔جی ہاں۔۔wings... lower your wings.۔ذرا تصور کریں۔۔۔ایک پرندے کا بچہ تھا۔۔۔نہ اُڑ سکتا تھا۔۔نہ خود کھا سکتا تھا۔۔نہ کہیں جا سکتا تھا۔۔۔پھر اس دنیا میں آیا۔۔اور بڑا ہو کر جوانی کو پہنچا۔۔تو پر اُٹھانے لگا۔۔۔بڑے افسوس کی بات ہے اُن بچوں کے لیے جن کے والدین اُن کے آگے بات کرنے سے ڈرتے ہیں۔۔اُن کے پروں سے ڈرتے ہیں۔۔اور بڑے ہی افسوس کی بات ہے۔ بہ وہ بڑی درخواست کر کے آپ سے کہتے ہیں۔۔۔بیٹا ذرا پلیز ٹائم نکال دو میرے لیے۔۔مطلب وہ جانتے ہیں کہ تم طاقت کو پہنچ گئے ہو۔۔تم پر اُٹھا

تے ہو۔ تمہیں ہماری ضرورت نہیں۔۔۔ تم بڑے ہو گئے ہو۔۔ بڑے آدمی بن گئے ہو۔ کیا تم بہ اہ کرم اپنے پر جھکا تے ہو۔۔ صرف تھوڑی دیر کے لیے۔۔ صرف تھوڑی دیر کے لیے تم اپنی اُڑان ملتوی کر تے ہو۔۔ کیسا ذ تے آمیز منظر ہے۔۔ نہیں؟ اور جسے یہ محسوس نہیں ہوتا۔۔ تو پھر اُس کے ینے میں دل ہی نہیں۔۔ خود کا ذرا جائزہ لیں کہ کس قدر سنگ بن چکے ہیں آپ۔۔۔ بلندیوں پر اُڑتے اُڑتے۔۔

بلندیوں کی چاہ اگر ر تے ہیں تو اُڑان میں اتنا نہ کھو جا ۔۔۔ کہ جانے پہ زمین کے رہیں اور نہ ہی آسمان کے۔۔ بیٹے ذرا پلیز ٹائم نکال یں میرے لیے۔۔ یہ کہنے کی نوبت کیسے آئی؟ یہ ٹائم دینے والی ذمے داری تو ہم پر عائد ہوتی ہے۔۔ اُن کو جو کرنا تھا وہ کر چکے۔۔۔ یقین کریں دس منٹ مو بہ چھوڑ کر اپنے والدین کے پاس بیٹھنے سے ہمارا کچھ نہیں جائے گا۔۔ اور اُنہیں وقت نہ دینے سے کوئی خزانہ بھی ہمارے ہاتھ نہیں لگ جائے گا۔۔"

جہانزیب صاحب کو ابھی خاندان والوں کی باتوں سے بھی ڈر تھا۔۔ اگر تو وہ اُسے معاف کر دیتے تو لوگ کہتے اپنے بھائی ماں کو تو معاف نہیں کیا۔۔ بات بیٹے کی آئی ہے تو فوراً سے موم ہو گئے۔۔ اور پھر بات کچھ حکم عدولی اور انا کی بھی تھی۔۔ رات سے وہ غصے سے بھرے ہوئے تھے۔۔ جو آتے اُس پر نکال دیتے۔۔ غصہ کسی صورت ختم نہ ہوتا۔۔۔ ابھی یہ کم نہیں تھا کہ نانی بیگم بھی شور مچاتے ہوئے چلی آ ۔۔۔ وہ متفکر ہوتے واویلا مچا رہی تھی۔۔

"ہائے اب میری دُعا کا کیا بنے گا؟"

"پہلے میری بیٹی کے ساتھ یوں کیا۔۔ اور اب اُس کی بیٹی کے ساتھ بھی یہی ہوا۔۔ بلکل صحیح کہتے ہیں نوازش صاحب ۔۔۔ تم لوگوں سے رشتہ نہیں جوڑنا چاہیے تھا۔۔"

ماں بچپا کی منگنی دُعا کی والدہ سے ہوئی تھی پھر چونکہ نانی بیگم جہانزیب صاحب کی خالہ

تھیں۔۔تو ایسے رشتے پھر یوں اتنی آسانی سے بھی تو نہیں توڑے جاتے ۔۔تو بس اس لیے۔۔۔صائمہ بیگم کی شادی ادریس صا ۔ سے کر دی گئی۔۔ ۔ تیں دلوں میں رہ ہی جاتی ہیں۔۔۔اور کبھی ۔کبھی منہ سے ۔ ہر نکل ہی آتی ہیں۔۔۔دُعا نے اُنہیں کہنی مار کر پ کروا

چاہا۔۔

"۔نی!"

وہ کسی صورت خاموش ۔ ہو ۔۔

"کہا تھا میں نے۔۔کہا تھا میں نے اپنے حسیب سے بیاہ کرواؤں گی اِس کا۔۔کتنے ارمان تھے میرے۔۔۔ ۔۔نہیں سُنی میری اِس ربیعہ نے۔۔۔"

اُنہوں نے نخو ت سے ربیعہ بیگم کو دیکھا تھا۔۔۔حسیب اُن کا پو تا تھا۔۔

اُنہوں نے آ پونچھ کر ۔ تی ہوتے دُعا کی کلائی پکڑی۔۔۔

"چل شہزادی۔۔۔چلیں ہم۔۔چھوڑ اِن لوگوں کو۔۔۔کو رخصتی ہوئی تھی۔۔دفع کر۔۔۔"

دُعا سانس نہیں لے سکی اور سرخ ہو کر بے اختیار بولی۔۔

"۔نی کیا کہہ رہی ہیں۔۔۔"

جہا ۔ ۔ صا ۔ بھی بھڑک اُٹھے۔۔

"جا جا خالہ۔۔لے جا ۔۔جاتی ہے تو۔۔" ربیعہ بیگم چو ۔ کر رہ گئی۔۔

"یہ کیا کہہ رہے ہیں چا ۔ کے ا ۔!"

جواباً وہ طیش سے ئے۔۔۔

"ارے مت کہو مجھے اُس خبیث کا ۔پ!"

اب وہ ۔نی بیگم کی طرف متوجہ ہوئے اور طنزاً مسکرا کر بولے۔۔

"خوب سمجھوں میں تمہارے پینترے خالہ۔۔۔پہلے تو تمہیں بچپن میں نواسی کی ی دکبھی ۰ آئی۔۔۔اور اب ۔ میں نے اِسے اتنا پڑھا لکھا دیا ہے۔۔ہاتھی ر ی ہے اور پونچھ رہ گئی۔۔تو اب تم دوڑی چلی آئی۔۔۔"

۰ نی بیگم کا پ رہ آسمان کو جا لگا تھا۔۔

"آئے تمیز اور لحاظ تمہارے آس پ س سے رتا ہے کہ نہیں بِلو؟ ای ا ن نے تمہیں اپنی عزت دے دی اُسی سے ۔ تمیزی کرتے ہو؟ آئے بِلو۔۔تیرا منہ ۰ ٹوٹ ۔۔خالہ کو یہ ۔ت کہتے؟ دیکھو تو کیسے ۔ڑھ ۔ڑھ کر مجھ سے ۔ت کر رہا ہے۔۔۔ماں بجا ہوتی ہے خالہ!!"

۔ت بگڑنے لگی تو ربیعہ بیگم نے فوراً سے کہا۔۔

"بس کر دیں ۰ چا ۰ کے ا ۔۔۔خوامخواہ ضد لگا رہے ہیں آپ۔۔معاف کر دیں۔۔"

جہا ۰ ی ۔ صا ۔ نے سختی سے اُنہیں انگشت شہادت دکھاتے کہا۔۔

"خاموش۔۔ای دم خاموش۔۔۔"

دُعا نے غصے سے ۔ بھینچ لیے۔۔

"تمہاری وجہ سے بچے بگڑ گئے ہیں۔۔ ۔ڑی غلطی کر دی تمہارے پ س اپنے بچے چھوڑ کر میں نے۔۔"

دُعا اب مزی خاموش رہ نہیں سکی۔۔

"بس کر دیں ابو۔۔کو چا ۰ نے کوئی شراب خانہ کھول لیا ہے؟"

ربیعہ بیگم کا دل منہ کو آ ی ۔۔اور ۰ نی بیگم جہا ۰ ی ۔ صا ۔ کو دیکھ کر تمسخرانہ ا ۰ از میں مسکرا ۔۔

"ی کو جوئے کا اڈا کھولا ہے؟ جو صبح سے ہم ۔ کا جینا حرام کیا ہوا ہے آپ نے؟ کیوں آپ

دم نہیں ۔ یہ ۔ ؟"

جہان ۔ یہ ۔ صا ۔ بیٹھے حیرت زدگی سے اُسے دیکھ رہے تھے۔۔

" کیوں آپ ہمیں دم ۔ یہ نہیں دیتے ہاں؟"

چند لمحوں کے لیے لاؤنج میں خاموشی چھا گئی۔۔وہ ۔ بیٹے ہوتے ہیں جنہیں لگا دی جاتی ہیں۔ بیٹیوں کے لیے فطرت نے ۔ پ کے دل ۔ م کر دیئے ہوتے ہیں۔اُن کی ۔ تیں بُری نہیں لگتیں۔جہان ۔ یہ ۔ ۔ یہ ۔ پہ ہاتھ رکھے ۔ سف سے دُعا کو سُنا کر کہہ پڑے۔۔

" کہتے ہیں قرآن پڑھا ہے۔۔احادیث پڑھی ہیں۔۔مطلب کی ساری حدیثیں آتی ہیں۔۔ ۔ پ والی حدیث لگتا ہے اِن کے اُستاد نے انہیں نہیں پڑھائی۔۔۔کہ ۔ پ کی رضامندی میں اللہ کی رضامندی ہے۔۔ایسی ۔ تمیز ز ۔ ن ۔ اش اور ز ۔ ن دراز اولاد ہے میری۔۔ماں کو کیا ذرا ۔ ت کر دی۔مرچیاں لگ گئیں۔۔اِس کی محبت اِس کی قر ۔ ں آتی ہیں۔۔اور میں جو ساری ز ۔ گی پر دیس میں ذلیل وخوار ہوا اُس کا کوئی ۔ کرہ نہیں۔۔"

ربیعہ بیگم بھی ضبط توڑ کے ہاتھ دکھا کر بول پڑیں۔۔

" بڑے افسوس کی ۔ ت ہے چا ۔ کے ا ۔ ۔۔سر میں چا ۔ ی اُ ۔ نے کو آئی ہے۔۔ ابھی ۔ آپ حاضر جوابی اور ۔ تمیزی کے مابین فرق کر ۔ ۔ سیکھ پ ۔ یے!"

۔ نی بیگم یکدم فیصلہ کن ا ۔ از میں بول پڑیں۔۔۔

" مجھے کچھ نہیں پتا۔۔میں لے کر جا رہی ہوں اپنی نواسی کو۔۔۔تم لوگ جیو ۔ مرو۔۔میرا تم لوگوں سے کوئی ۔ یہ ۔ دینا نہیں۔۔۔ویسے بھی ۔ ۔ سے میری بہن مری ہے۔۔تم لوگوں نے کبھی میرا احساس نہیں کیا۔۔۔ ۔ سیدھے منہ مجھ سے ۔ ت کی۔۔اب تم دیکھیو۔۔میں کیا حال کرتی ہوں تم لوگوں کا۔۔۔کچہری لے کر جاؤں گی۔۔۔اِسی سال خلع دلواؤں گی اور اِسی سال اپنے

حسیب سے شادی کرواؤں گی اِس کی۔۔"

دُعا کی جان پہ بن آئی تھی۔۔

"نانی۔۔"

"کرکٹ بھی کوئی کام ہے بھلا۔۔میرا بچہ تو ڈاکٹر ہے۔۔۔یہ ہوتا ہے صحیح پیشہ۔۔۔پتا نہیں کل کو کیا کیا کرے۔۔اوپر سے یہ باپ بیٹے کی لڑائی۔۔نا۔۔ میں اپنی بچی کو اِس جنجال میں نہیں رہنے دے سکتی۔۔"

دُعا فوراً سے نانی بیگم کا ہاتھ پکڑے نشست سے اُٹھی۔۔

"نانی اندر چلیں۔۔۔"

اُنہوں نے خفگی سے اُسے دیکھتے کہا۔۔

"ارے بات کر رہی ہوں نا۔۔"

"نانی پلیز!!!" وہ تڑپ کر بولی تھی۔۔مجبوراً نانی بیگم کو اُٹھنا پڑا۔۔وہ اُنہیں اپنے کمرے میں لے آئی۔۔۔اُس نے دروازہ بند کیا۔۔اور پلٹ کر مرطوب ہوتی نگاہوں سے اُنہیں دیکھتے بولی۔۔

"نانی کیوں میرا گھر خراب کر رہی ہیں!!"

نواسی کے منہ سے یہ بات خاصی ایذارساں لگی تھی۔۔

"آئے میں نے کیا تیرا گھر خراب؟"

وہ جھٹ سے اُن کے سامنے ہاتھ جوڑ کر پھوٹ پھوٹ کر رو پڑی اور سسک سسک کر کہنے لگی۔۔

"نانی پلیز مجھے مت لے کر جائیں۔۔۔وہ میرے ساتھ بلکل ٹھیک ہے۔۔بہت اچھا ہے

وہ۔۔میں بہت خوش ہوں اُس کے ساتھ۔۔اُسے میں نے بھیجا ہے۔۔۔آجائے گا وہ۔۔۔
میں نہیں رہ سکتی اُس کے بغیر۔۔۔پلیز٠نی مجھے مت لے کر جا !!!"

اُبلتے غصے پ اُس کے آ ے تو غصہ کچھ ٹھنڈا ہوا۔۔وہ پلنگ پ بیٹھ گئیں۔۔وہ اُن کے سامنے ہاتھ جوڑ کر سر جھکائے کھڑی کہتی جا رہی تھی۔۔۔

"وہ جیسا ہے جو ہے۔۔مجھے اچھا لگتا ہے۔۔پلیز٠نی مجھے مت لے کر جا ۔۔مجھے حسیب بھائی سے شادی نہیں کرنی۔۔مجھے بہت محبت ہے اُس سے۔۔پلیز پلیز٠نی۔۔۔وہ جہاں ہو گا میں وہیں رہوں گی۔میں کہیں بھی رہ لوں گی اُس کے ساتھ۔لیکن مجھے اُسے چھوڑنے کا مت کہیں٠نی۔۔۔پلیز٠نی!!!"

اُنہوں نے اپنی چادر سے ۔لوں میں ہاتھ پھیرا اور متا٠۔ سے بولیں۔۔

"پہلے ہی شک تھا مجھے۔۔کہ یہ نکاح ۔ہمی پسند کی بنا پ ہو رہا ہے۔۔ ۔ ۔ مجھے سارے خا٠ ان نے ۔تیں سنا ۔۔کہ تمہاری وجہ سے یہ ۔کیا ہے۔۔تم جو پیچھے پ ڑی تھی۔۔۔"

٠نی بیگم نے اُسے بھی خوب سنا اور پھر چلی گئیں۔۔۔دُعا رات کو پلنگ پ بیٹھی تھی۔۔۔آنکھیں کل رات سے رو رو کر متورم تھیں۔۔۔اُس نے یں موڑ کر دوسرے سائ ٹیبل دراز کی جا٠ ۔ دیکھا جہاں ہو بہو خضر جیسے آدم زاد کی ای تصو ی پ ڑی تھی۔۔وہ خضر جیسے نہیں تھے بلکہ خضر اُن جیسا تھا۔۔وہ ادریس صا ۔ تھے۔۔۔وہیں ش۔۔وہی خضر آنکھیں۔۔دراز قد۔۔۔وہ کہتے ہیں٠ ای لڑکی اپنے شوہر میں اپنے والد کو تلاشتی ہے۔۔اُسے اُس میں ہر رشتہ تھا۔۔ہر لحاظ سے۔۔اُس نے اُداسی سے اُنہیں دیکھا۔۔۔

"آپ کو پتا ہے۔۔آج میرے دونوں ابوؤں نے میری بہت قوالی لگائی ہے۔۔۔بس اب آپ رہ گئے ہیں۔۔نکال لیں کسر آپ بھی۔۔آپ بھی ای کام کریں۔۔خواب میں آجائیے

گا۔۔اور اپنے حصے کی سنا دیجیئے گا۔۔۔ٹھیک ہے؟"

خضر سے مختصر سی بات ہوئی تھی۔۔وہ وقاص کے ماموں زاد بھائی کے ہاں ٹھہرا تھا۔اگلے ہفتے اُس کی دبئی کی فلائیٹ تھی۔۔خضر کی تھوڑی دیر بعد پھر سے کال آئی تھی۔۔وہ کھڑکی میں بھیگی آنکھوں سے اُفق پر نگاہیں مرکوز کیے کھڑی تھی۔ستارے آج بھی مدھم تھے۔۔۔یا شاید آنکھوں میں دُھند تھی۔

"بابا ٹھیک ہے؟" اُس پار وہ متفکر سا پوچھ رہا تھا۔

"یوں تمہیں اور امی کو چھوڑ جانے پر بلکل دل رضا مند نہیں تھا دُعا میرا!!" دُعا نے بمشکل دبے خود کو نارمل ظاہر کیا۔۔

"ارے مت ٹینشن لو۔۔کچھ نہیں ہوا۔۔ڈی۔کے ہے نا۔۔ڈی۔کے کے ہوتے ہوئے فکر نہیں۔۔"

آنکھوں سے دو آنسو ٹوٹ کر گال پر بہے۔۔وہ آنکھیں موندیں خود کو کمپوز کرتے بولی۔

"چلو۔۔اپنا خیال رکھنا۔۔رکھتی ہوں۔۔کل کالج ہے۔۔"

دو آنسو مزید ٹوٹ کر بہے۔۔اُس نے کال کاٹی تو سسکتے ہوئے اپنا اُلٹا ہاتھ گال پر پھیرا۔۔

"کیسے بے درد لوگ ہیں۔۔کیسے کٹھور ہیں یہ لوگ۔۔میں بابا تصور بھی کرتی ہوں نا۔۔" فضا میں سسکی کی آواز گونجی۔

"اِس ڈی۔کے کے 'کے' کو خود سے الگ کرتے۔۔میری روح کانپ جاتی ہے۔۔ literally میری روح کانپ جاتی ہے۔۔اور یہ کس طرح اُس شخص کو مجھ سے علیحدہ کرنے پر تلے ہیں۔۔"

ننھے کاندھے بابا سنبھال سنبھال کر تھک چکے تھے۔

"دُعا بہت مضبوط ہے۔۔" اُس نے آہستگی سے خود سے کہا۔۔ پھر بولی۔۔

"میں مضبوط ہوں۔۔ یہ بات کہاں پہ قلم بند ہیں؟ کہ جو مضبوط ہو وہ تھکتے نہیں؟ میں مضبوط ہوں۔۔ میں تھک گئی ہوں۔۔"

☆.....☆.....☆

ب سوم: النجم الثاقب

" نراوقات کرتے ہے یہ کوہِ و بیاں میں
کہ شاہین کے لیے ذ ت ہے کار آشیاں بندی"
(ڈاکٹر علامہ اقبال)

آنکھیں متورم تھیں۔۔ ک سرخ پڑ رہی تھی۔۔ زُکام کے وہ ر ر ک سکوڑ رہی تھی۔۔ چھوٹے چھوٹے ہاتھوں میں کچھ کاغذ اور دا ہاتھ کی اُنگلی میں پینسل تھی۔۔۔ سر پ اوڑھنی اوڑھی ہوئی تھی۔۔ پلکیں بھیگ رہی تھیں۔۔۔ چہرہ پژمردہ تھا۔۔۔ ہون خشک پڑ رہے تھے۔۔۔ وقت نکال کر وہ آج نی کر رہی تھی۔۔۔ اُس کے ہاتھ میں اُستاد کے نوٹس تھے۔۔ اُستاد سے اُس نے وعدہ کیا تھا۔۔۔

"وعدہ کرو۔۔۔ میڈکل میں اللہ کو نہیں بھولو گی۔۔"

اُس نے اُ ت ہوئے اُن سے کہا۔۔

"اُستاد وقت!!"

تبھی وہ بولے۔۔

"دُعا، دُ میں ا ن کے پ س وقت ہی تو ہوت ہے۔۔۔ وقت کے سوا اور کیا ہوت ہے ہمارے پ س؟ وقت ہی تو د ہ ہے ہمیں اِس دُ نے۔۔ وقت ہے بس صحیح طرح اُسے مینیج کرن اور utilize کرن آن چاہیے۔۔"

وہ نوٹس پ سے پڑھ رہی تھی۔۔

"اور البتہ تحقیق بنائے ہم نے آسمان میں کئی ستارے اور مزین کیا ہم نے اِسے۔" (سورۃ الحجر)

لبوں پا ای م سی مسکراہٹ دوڑ گئی۔۔وہ اگلی لائن میں لکھی وضا پڑھنے لگ گئی۔۔۔

"لوگ ستاروں سے بہت کچھ مراد لے یتے ہیں۔۔ ۔ کہ ستاروں کے وجود کا ای certain مقصد ہوتا ہے۔۔۔بعض لوگ تو اُن سے اپنی قسمت کا حال بھی دریافت کرتے رہتے ہیں۔۔کوئی کہتا ہے میں aries ہوں،کوئی کہتا ہے میں libra ہوں۔۔کوئی کہتا ہے میں کینسر ہوں۔۔۔ شیکسپیئر کا ڈائلاگ ہے۔۔

The fault, dear Brutus, is not in our stars, but in ourselves.

زِچ کردو اِن ستاروں کو۔۔اور اپنے فیصلوں کو اپنی فت میں لے لو۔

دُ میں ایسا کچھ نہیں جو بنا کوشش کے مل جائے۔۔

نہ ہی آپ taurian ہے نہ virgoian۔۔نہ ہی آپ نے خود کو اِن ناموں سے بلانا ہے۔۔ ا ن جیسا سوچتا ہے۔۔اُس کا دن ویسا ہی گزرتا ہے۔اور اگر وہ مثبت ہوگا۔۔تو ڈ لیس نہیں ہو پائے گا۔۔ای تحقیق کے مطابق ہمارے دماغ میں موجود biochemicals ٹینشن اور خوشی کے ای جیسے ہوتے ہیں۔یہ ا ن پر منحصر کرتا ہے کہ اب وہ اُنہیں کیسے perceive کرتا ہے۔۔اگر ا ن صبح اُٹھتے ہی اخبار پر ستاروں کا حال پڑھتا ہے اور اُس میں مثال کے طور پر لکھا ہے کہ آج آپ کا نا انخواستہ ا ٹ ہوگا۔تو اگر آپ کا ا ٹ نہیں بھی ہونا تو یہ سوچ سوچ کے turbulence میں آ کر آپ کا ا ٹ ہو جائے گا کہ آج آپ کا ا ٹ ہونا ہے۔۔تقدیر اللہ لکھتا ہے۔۔دُعا کا اختیار ہمیں دیتا ہے۔۔دُعا اور تقدیر کی مسلسل کی جنگ رہتی ہے،کبھی تقدیر جیت جاتی ہے کبھی دُعا۔۔ ہوگا وہی جس میں اللہ کی رضا

ہے۔۔ای ٹ اہی مشہور فقرہ ہم اپنی روزمرہ کی گفتگو میں استعمال کرتے ہیں۔۔لگتا ہے اِس کے ستارے َ دش میں ہیں۔۔یہ فلکیات پ اعتبار ہم مسلمان نہیں کرتے۔۔اِن پ ایمان ر ن والوں کا تعلق مختلف مذاہب سے ہوت ہے۔۔جو اپنی قسمت کا حال دری فت کرواتا ہے ی کرنے کے لیے palmist کے پ س جات ہے، اللہ اُس کی ز چالیس دن ت قبول نہیں کرتے۔۔۔یہ ای حدی ث ہے۔۔پہلے جو ہوَ ی سو ہوَ ی۔۔اب آگے ٹ ھیں اب اَ آپ یہ جاننے کے ٹ وجود پ ھیں گے۔۔تو پھر آپ جا اور آپ کا ن اجانے۔۔۔

بھلا یہ ستارے ہماری قسمت کا حال کیسے بتا گے؟ یہ تو خود َ دش میں ہیں۔۔۔علامہ اقبال رحمتہ اللہ فرماتے ہیں۔۔ستارہ کیا میری تقدی کی خبر دے گا؟ وہ خود فراخی افلاک میں ہے خوار و زبوں۔

ہم غصے میں اکثر انگری ی کا ای ٹ اہی مشہور فقرہ بولتے ہیں۔۔جو کہ ہمیں نہیں بولنا چاہیے۔۔اور وہ ہے۔۔disaster۔۔یہ لفظ اطالوی ز ن کے لفظ dis-astro سے ماخوذ ہے۔۔۔dis یعنی ٹ اور astro یعنی ستارہ۔۔۔تو disaster کا معنی ہوا ٹ ستارہ۔۔۔تو ٹ ہم کسی کو disaster کہتے ہیں تو اُس کا مطلب ہوت ہے ٹ ستارے کے نیچے جنم ی ن والا۔۔۔ہمیں علم بھی نہیں ہوت ہم اپنی ز ن سے کیا کچھ کہہ دیتے ہیں۔۔خصوصاً انگری ی کے الفاظ کہتے۔۔لوگوں کے لیے یہ ٹ ی ڈیل نہیں ہو گی۔۔ میرے لیے یہ بہت ٹ ی ٹ ت ہے۔۔کیو روزِ محشر میں اپنے منہ سے نکالی ای ای ٹ ت کا ذمے دار ہوں گا۔۔لوگ بھی ہوں گے۔۔ یہ اُن کا اور اللہ کا معاملہ ہے۔۔۔مجھے میرا عمل کرن ہے۔۔"

اُس نے یہ پ ڑھتے ای گہری سانس لی اور دھیرے دھیرے پلکیں اُٹھا کر کھڑکی کی جان ٹ دیکھا۔۔۔بے اختیار وہ ماضی کے جھروکوں میں جانے لگی۔۔۔

وہ اور خضر چھت پ کھڑے ای دوسرے کو سبق سُنا رہے تھے۔۔۔

خضر کی . ری تھی۔۔وہ ہاتھ . ۂ ھے .ڑی خوش الحانی سے اُسے سنا رہا تھا۔۔۔

"تُجھے معلوم ہے کہ وہ نمودار ہونے والی چیز کیا ہے؟" (سورۃ الطارق ۲)

دُعا کی اچان اُفق پ گئی اور اُسے سیاہ ت ری آسمان پ . ق رفتاری میں ای شہاب ث قب دوڑت ہوا دکھائی دی۔۔۔اُس کے دی ے پھیل گئے اور وہ محوی ت سے بولی۔۔

"النجم الثاقب!!" (سورۃ الطارق ۳)

(وہ روشن ستارہ ہے!!)

خضر کے ماتھے پ بل پڑے۔۔اُس نے خفگی سے اُسے دیکھتے کہا۔۔

"دُعا میں سنا رہا تھا ۂ!!"

دُعا َ دن موڑ کر اُس دور جاتے جھلملاتے ہوئے ستارے کو دیکھتے اُچھل کر بولی۔۔۔

"النجم الثاقب چا ۂ!!!"

اُس نے َ دن موڑ کر دیکھا تو اُس دور جاتے ستارے کی چمک اُس کی آنکھوں میں اُ ت ی۔۔۔

جہاں جہاں سے وہ َ ۂ ر رہا تھا۔۔۔وہاں وہاں سے اُفق مسرور ہو رہا تھا۔۔۔

اُس نے اُسے دور جاتے دیکھا تو وہ بولا۔۔

"ا َ ہم کچھ ما َ ت تو تم کیا مانگتی؟"

(اُستاد نے اُنہیں شہاب ث قب کو دیکھ کر وِش کرنے سے کیا تھا۔۔)

دُعا نے دی ے پھیر کر اُسے دیکھتے .ڑے موڈ سے کہا۔۔

"Follow your own star!"

وہ سانس ی ۂ کے لئے رُکی اور پھر بولی۔۔۔

"اَ میں ماَ سکتی تو میں مانگتی کہ مجھ میں eleutheromania پیدا ہو جائے!!" یہ کہتے اُس نے مسکرا کر آسمان پ دوڑا کر دیکھا جہاں جہاں سے شہاب ثاقب َ را تھا۔۔

خضر نے ٔ سمجھی سے ا. و ن کر پوچھا۔۔

"مطلب؟" دُعا کی یں اب بھی آسمان پ مرکوز تھیں۔۔لبوں پ مسکراہٹ گہری تھی۔۔۔

"Eleutheromania یعنی آزادی کے لیے شدی اور بے حد قوی ر والا بہ۔۔۔ میں چاہتی ہوں مجھے اِس معاشرے کا بنای کوئی بھی بے تکا قا ہ bound کر کے رکھ سکے۔۔۔

I want to be my own star... and I will be my own star!"

اُس نے اب یں پھیر کر خضر کو دیکھا۔۔

"پتا نہیں اُستاد کو اِن ستاروں میں کچھ کیوں نہیں آت؟ کتنا دل آو ہے یہ ستاروں کا حُسن۔۔ ہے۔۔۔"

خضر نے د بئے ای اُسے دیکھا اور پھر سر اُٹھا کر آسمان پ ستارے تلاشتے کھولے۔۔

"نہیں۔۔۔شای تم philoaster ہو۔۔"

(philoaster یعنی ستاروں سے محبت کرنے والے۔۔)

کچھ سوچتے خضر ای دم سے کہنے لگا۔

"النجم الثاقب اور کامیابی۔۔۔دونوں ای جیسے ہیں۔۔ ت ا ن اپنے کمفرٹ زون سے نکل کر محنت و مشقت نہیں کرے گا۔ڈگمگا کر واپس کھڑا نہیں ہوگا۔۔وہ کبھی بھی استقامت نہیں پ ئے گا۔۔وہ کبھی اپنی استطا ت اور اپنے ہنر کو نہیں پہچان پ ئے گا۔۔آزمائشیں ہمیں

ہمارے ہنر۔۔ہمیں ہماری احتمالی طاقتوں سے متعارف کرواتی ہیں۔۔۔ ۔ ا ن ٹوٹ کر بھی قائم رہتا ہے۔۔وہ دُ فتح کر یتے ہے۔۔اور خوبصورت بن جا ہے۔۔ ۔لکل ٹوٹے ہوئے رے کی طرح۔۔"

آ میں دھیرے سے ای ستارہ نمودار ہوا۔۔اور وہ حال میں سرخ پڑے لبوں سے بولی۔۔

"اور تم وہ ستارہ جہاں اب اِس philoaster کی رسائی نہیں۔۔۔"

وہ خود ی تھا۔۔ ستارے چھوڑ ی تھا۔۔اور اُسے اب لگنے لگا تھا کہ وہ philoaster کے ساتھ ساتھ Uranophile بھی بن گئی تھی۔۔۔وہ جو ستاروں کے ساتھ ساتھ چا سے بھی محبت کرنے لگ جا ہے۔۔۔وہ Uranophile بن جا ہے۔۔

☆.....☆.....☆

ہارون انکل کمپاؤ میں بینچ پ بیٹھے تھے۔۔اِردَ د بچے اور نوجوان اپنی من موجیوں میں مگن تھے۔۔ہارون انکل کو زین 'منٹو' مووی کا یلر دِکھا رہا تھا۔۔

یلر کا اختتام ہوا تو زین نے کراہت انگیزی سے اُن سے پوچھا۔۔

"انکل یہ منٹو کس قسم کے ا ن تھے؟" ہارون انکل نے اُنہیں یں پھیر کر دیکھا اور ذرا پ یں سکیڑ لیں۔۔

"ای تو یہ ہماری نوجوان نے۔۔منٹو کو کبھی پڑھا نہیں۔۔اور لوگوں سے جو سُن لیا اُسے ہی سچ مان لیا۔۔" اُنہوں نے سر جھٹک کر سف سے سر ہلا ی اور پھر سر اُٹھا کر اُسے دیکھتے کہنے لگے۔۔

"بیٹ منٹو نے تو آزادی کی تحری کے لئے ۔ا کام کیا ہے۔۔وہ تو بندہِ آزادی تھا۔۔

اُس کے لکھے کردار انتہائی بے ۔ک اور مستقبل کے حوالے سے مثبت تھے۔۔چاہے وہ ای

مفلوج بچہ ہو۔ یہ صغیر کا ایک ہندو غلام۔ رہی بات اُس کی چند تحریروں کی، جنہیں لوگوں نے فحاشی کا نام دیا۔ وہ فحاشی نہیں آگاہی تھی۔ یہ اُس دور میں نہ ٹی وی تھا۔ نہ انٹرنیٹ۔ اور ریڈیو بھی کسی کسی کے ہاں ہوتا تھا۔ لڑکیوں کی تعلیم کا تو کوئی concept ہی نہیں تھا۔ لڑکیوں کی تعلیم کیا بلکہ ان کا ہی کوئی concept نہیں تھا۔ والدین اپنے بچوں سے آج کے وقت کی طرح frank بھی نہیں ہوا کرتے تھے۔ اب اگر اُس قسم کی صورتحال میں ایک لڑکی کے ساتھ یا بچی کے ساتھ کوئی چھیڑ خانی یا زیادتی ہو جاتی۔ تو اُن معصوم بچیوں کو اندازہ بھی نہیں ہوتا تھا کہ یہ ان کے ساتھ ہوا کیا تھا۔ awareness ہی نہیں تھی۔ نوجوانوں کو کچھ پتا ہی نہیں تھا۔ کیا کرنا ہے۔ منٹو نے اُس وقت اپنی تحاریروں کے ذریعے والدین کو اور نوجوانوں کو یہ بتایا تھا کہ اِس معاشرے میں برائی ہے۔ عورتوں کو اُن کے والدین کو اور مردوں کو حفاظتی عمل بتائے تھے۔ منٹو پر تنقید کرنے والے لوگ وہی لوگ ہیں۔ جو اِن دنوں social awareness والے ڈِراموں پر تنقید کرتے ہیں۔ اور اُسے فحاشی کا نام دیتے ہیں۔ یہ فحاشی تو آئٹم نمبر دِکھانے سے بھی پھیل رہی ہے نا۔ اِس معاشرے میں انہی لوگوں سے منٹو برداشت نہیں ہوتا۔ جن سے یہ معاشرتی آگاہی کے موضوع پر بنے ڈرامے برداشت نہیں ہوتے۔ برصغیر پاک و ہند کی اکثریت بچیوں میں اُن کے والدین نے اُن میں شعور inculcate نہیں کیا تھا۔ انہیں ہر صورتحال کا سامنا کرنے کے لئے تیار نہیں کیا تھا۔ اپنے ساتھ ہوئے ظلم پر آواز اُٹھانے کی آزادی نہیں دی تھی۔ بچی گھُٹ گھُٹ کر ہی مر جاتی تھی اور کسی کو بتا نہیں سکتی تھی کہ اُس کے ساتھ کسی بھیڑیے نے کیا کیا تھا۔ جو وہ بچی نہیں کہہ سکتی تھی۔ وہ منٹو نے کہا تھا۔ جو شعور صحافی لوگوں میں inculcate نہیں کر پائے تھے۔ وہ منٹو نے کیا تھا۔ برائی کو جاننا اور برائی کو دیکھنا۔ دونوں باتیں الگ ہیں۔ اللہ

اپنی کتاب میں خود بتا ت ہے کہ فحاشی ا ی ہ ہے۔۔ . ت . ائی کا علم نہیں ہو گا تو ا ن
اِس سے اجتناب کیسے کرے گا؟ یہ معصومیت نہیں ہے۔۔لا علمی ہے۔۔عدم تو جہی ہے۔۔"وہ
سانس ی کے لئے رُکے اور پھر کہنے لگے۔۔

"جو قوم اپنی بچیوں سے آواز کا حق چھین لیتی ہیں۔۔وہ خود پ بغاوت کے دروازے کھول دیتی
ہے۔۔اور ت ریخ گواہ رہی ہے۔۔بغاوت کے ت سے کبھی خیر نہیں پھوٹتی۔۔فیمینزم کے جنم کی
تعریف بس اتنی سی ہے۔۔۔۔ . عورت کو اُس کے جا ئ حقوق اور جا ئ مطالبات پ آزادی
نہیں ملتی۔۔۔ت . وہ. ا. ی کے م پ انتہا پسندی پ اُ ت آتی ہے۔۔"

دِن ر رہے تھے۔۔ جہا ی . صا . کی خفگی میں کوئی تبد نہیں آئی تھی۔۔وہ دُکان
سے آئے تھے۔۔ربیعہ بیگم اُنہیں بتا رہی تھیں۔۔

"چا کے ا ۔۔عفیفہ کا رشتہ دیکھا جا رہا ہے۔۔"

وہ پ نی پی کر میز پ گلاس رکھ کر سادگی سے کہنے لگے۔۔

"اللہ عزت دار گھرانے سے ہر لڑکی کو نوازے۔۔ پی آ بھی جا ت ہے۔۔ بھی جا ت ہے۔۔
عزت۔۔۔ ہر صورت قائم رہتی ہے۔۔۔ ا عزت سلامت رکھے۔۔ . قی . کی خیر
ہے۔۔"

دُعا کمرے میں بیٹھی ہاتھ میں کتاب پکڑے بیٹھی ٹھنڈی آہ بھر کر کہنے لگی۔۔

"پتا نہیں مجھے یہ anatomy کیوں سمجھ نہیں آتی۔۔مستقل چار گھنٹے سے پ ھ رہی ہوں۔۔
لگ رہا ہے ا ی لفظ بھی کھو پ ی میں داخل نہیں ہوا۔۔۔کہاں ملتی ہیں وہ لڑکیاں ا ی؟
جنہیں میڈ کل میں ہونے کے ساتھ گھر کے کام کرنے کا بھی موقع مل جا ت ہے۔۔۔سگھڑا پ اُن
میں سر ت پ ہو ت ہے۔۔پکوان اُنہیں ر ر کے پکانے آتے ہیں۔۔اور تو اور سلائی ٹ ھائی

بھنائی۔۔ ۔ کچھ۔۔ ۔ کچھ کرلیتی ہیں۔۔" اگلے ہی لمحے اُس نے ای گہری سانس لی اور بولی۔۔

"شای صرف کہانیوں میں!!" ساتھ اُس نے شانے اچکا دیئے۔۔۔

تبھی اُس کی مو کی گھنٹی بجی۔۔اُس نے چو کر دن موڑ کر دیکھا۔۔۔ پ س پڑے مو کی اسکرین 'نواب صا ' کے م سے جگمگا رہی تھی۔۔اُس نے فٹافٹ سے فون اُٹھای اور اسکرین سلائ کر کے کان سے لگای۔۔۔

"ہیلو!!" وہ چہکی تھی۔۔اُس پ راُس نے سنجیدگی سے پوچھا۔۔

"دُعا کہاں ہو؟ ی دھی میرے جانے میں تین دن رہ گئے ہیں۔۔"

یہ سُنتے لبوں پ سے شی اوجھل ہونے لگی۔۔

"ہاں۔۔ پتا ہے!!"

"میں اسکوائ کے ہر ہوں۔۔۔ ملنے آ سکتی ہو؟"

یہ سُنتے وہ جھٹ سے اُٹھی۔۔

"ہاں ۔۔۔ ابھی آ رہی ہوں!!" دوڑ کر وہ سر پ دوپٹہ ی ت ہر لاؤنج میں آئی اور یکدم رُکی۔۔۔ لاؤنج میں آتے اُس کی پہلی جہا ی صا پ گئی تھی۔۔ وہ ٹی۔وی اسکرین پ نگاہیں مرکوز کیے رات کی خبریں بغور سُن رہے تھے۔۔ بنا کچھ کہے وہ پ مردہ چہرے سے اُمید ہوتے واپس لوٹی۔۔۔ کبھی تصور بھی نہیں کیا تھا اُس نے کہ اُنہیں کبھی ملنے میں ی ت کرنے میں ایسی دُشواری ہوگی۔۔

اُس نے کان سے مو لگاتے ے ضبط سے کہا۔۔۔

"سوری جا ۔۔۔ میں نہیں آ سکتی!!" ساتھ اُس نے بھینچ لئے۔۔۔ اور اُس پ رخضر کا دل

بُجھ َ یـ۔۔۔کچھ سوچتے اُس نے ایـ گہری سانس لی اور بولا۔۔۔

"اوکے۔۔۔نو پ ابلم!!!!" یہ کہہ کر اُس نے کال کاٹ دی۔۔سر پ اُس نے بیس بـ ل کیپ . ا. کی۔۔نوک میں کٹے بـ ل ماتھے پ سے غائـ ہو گئے۔۔۔وہ پینٹ کی جیبوں میں ہاتھ پھنسا کر سر جھکائے چلنے لگا۔۔۔ بـ زووٗں تـ مڑی آستینوں سے رگیں صاف واضح ہو رہی تھیں۔۔

یـ دوں کے پ دے نے ایـ یـ د پ سے دھیرے دھیرے پ دہ ہٹایـ۔۔۔

"چاۓ کینجھر جھیل۔۔۔کینجھر جھیل star gazing کے لیے سندھ میں بہترین لوکیشن ہے۔۔"

وہ ٹیرس پ کھڑے تھے۔۔۔دُعا موبـ پ سے دیکھتے اُسے بتا رہی تھے۔۔۔

" کراچی سے ایـ سو بـ کلو یـ ٹ کی مسافت پ ضلع ٹھٹہ میں واقع ہے۔۔۔دو ڈھائی گھنٹے لگیں گے بس!!!" خضر دونوں بـ زو کہنیوں سمیت منڈ یـ پ رکھے اسکوا ئـ کی خالی سڑکوں پ دُور دُور یں دوڑا رہا تھا۔۔۔رات کی تـ ریکی نے سارے اسکوا ئـ کو اپنے پ دہ خواب میں لے رکھا تھا۔۔۔دُعا نے اصرار کرتی وں سے اُسے دیکھا اور متا تـ سے بولی۔۔

"چاۓ چلیں پھر یہاں؟"

جواباً وہ بن دیکھے سادگی سے بولا۔۔

"امی بہت جُوتے ماریں گی۔۔۔اَ اُن سے ذکر کیا۔۔۔بہت ۂ چہ ہو جائے گا۔۔" یہ سُنتے دُعا کے پ جوش چہرے کی جوت دھیمی ہونے لگی۔۔اُس نے سر اُٹھا کر اُفق کی جاۓ بـ دیکھا۔۔ سیاہ رات پ ایـ ستارہ دھیرے سے جگمگایـ۔۔۔اُس نے کرب سے اُسے دیکھا اور بولی۔۔

"ہم philoaster ہیں۔۔تمہارے حُسن کی قدر جا ہیں۔۔۔ہمیں پتا ہے۔۔۔کتنا خوبصورت ہوتـ ہے ستاروں کو دیکھتے رہنا۔۔۔ستاروں کو دیکھنے میں ایـ سکون ہے۔۔۔دل چاہتا ہے اِنہیں دیـ تـ رہوں اور اِن میں کھو جاؤں۔۔۔کسی ایسی جگہ چلی جاؤں جہاں

meteor شاؤر کا رہ کر سکوں۔۔۔کاش میں بھی صحرانشینوں کی طرح polaris کے سنگ سفر کر سکوں۔۔۔"

یہ سُنتے ایِ دم خضر نے ذراَ دن پھیر کر اُسے دیکھا اور ا. واچکا کر پوچھنے لگا۔۔

ُ"Polaris یِ د ہے تمہیں؟"

دُعا نے سر جھکا کر اُسے دیکھا اور مشکوک وں سے اُسے دیکھ کر بولی۔۔

" لگتا ہے تم بھول گئے ہو!!!"

یہ سُنتے خضر جھٹ سے بولا۔۔

"نہیں۔۔۔جا ہوں۔۔Polaris ایِ ستارہ ہے۔۔قُطبی را۔۔روشن ستارہ۔۔۔صحرا نشینوں کے لئے navigation کا . .۔۔۔ا نوں کو قدرت کا دیِ GPS۔۔اُنہیں ہر ستارے کے متعلق علم ہو ہے اور اُنہیں ہر ستارے کی ڈا ئریکشن معلوم ہوتی ہے۔۔۔کہ کو ستارہ کہاں سے کہاں لے کر جائے گا۔۔۔آج بھی عرب کے صحرانشین ستاروں کے ذریعے سفر کرتے ہیں۔۔۔کتنا fascinating ہو ہوگا یہ اُن کے لئے۔۔"یہ کہتے اُس نے بھی دلچسپی محسوس کی تھی۔۔۔دُعا نے اکتفا کیا۔۔

"ہاں۔۔۔وہ اُس آیِ کو پیکٹیکلی دیکھتے ہوں گے۔۔۔'اور وہ ایسا ہے جس نے تمہارے لئے ستاروں کو پیدا کیا کہ تم ان کے ذریعہ سے ا ھیروں میں خشکی میں اور دریِ میں راستہ معلوم کر سکو۔'"(سورۃ الأ م ۹۷)

وہ خاموشی سے بغور اُسے دیکھ رہا تھا۔۔۔وہ سانس یِ کے لیے رُکی اور پھر کہنے لگی۔۔۔

"میری بہت خواہش ہے چا میں یو نیوں اور عربوں کی طرح constellation (ستاروں کے مجمعے) کے ساتھ سفر کروں۔۔۔ایِ ایسی جگہ جہاں ڈھیر سارے ستارے ہوں۔۔. لکل

مِلکی وے۔۔ستاروں کا جھرمٹ۔۔" ہیجان خیزی سے اُس کے دیے پھیلے۔۔اچانک کسی خیال سے وہ بولی۔۔

"اِس constellation سے مجھے اقبال کی یاد آ گئی۔سرودِ انجم (ستاروں کا گیت)!"

یہ سُنتے خضر نے میں سر ہلایا۔۔

"شش۔۔!!"

چونکہ علامہ اقبال کی شاعری قرآن سے منسلک تھی اِس لیے وہ اُنہیں پڑھا کرتے تھے۔

وہ گنگنانے لگی۔۔

"ہستی ما م ما

مستی ما ام ما!!"

خضر نے ماتھے پہ بل ڈالتے احتجاجاً کہا۔۔

"ترجمہ پلیز!!"

دُعا رُکی۔۔اُس نے ناراضی سے اُسے دیکھا۔۔

"بولا تھا نا یاد بھی کرلو!!"

یہ کہتے اُس نے ایک گہری سانس لی اور کہنے لگی۔۔۔

"سرودِ انجم میں علامہ اقبال ہمیں ستاروں کا گیت سُناتے ہیں اور کہتے ہیں۔۔ہمارا م اور ہمارا معمول کے مطابق چلنا ہی زندگی ہے۔۔ہمارا دھیرے دھیرے سفر کرنا ہی ہماری مستی ہے۔۔ہمارا کسی منزل کے بنا سفر کرتے رہنا ہی ہماری دا زندگی ہے۔۔"وہ ٹھہری اور پھر اُسے بتانے لگی۔۔۔

"جو مشکلات پہ firm رہتا ہے، گِو اپ نہیں کرتا۔۔جو جائے وہ نہیں ہارتا جو کرنا اُٹھے

وہ ہار جاتا ہے۔۔۔ چلتے رہنے میں ہی زندگی ہے۔۔۔
جو چلنا نہیں چھوڑتا، دھیرے دھیرے ہی صحیح کوشش جاری رکھتا ہے۔۔ اللہ تعالیٰ اُسے معتبر بنا دیتا ہے۔۔۔ اُسے عزت سے نواز دیتا ہے۔۔"
خضر بنا پلکیں جھپکے خاموشی سے اُسے دیکھ رہا تھا۔۔
"پھر ستارے کہتے ہیں۔۔ ہم اِس دنیا میں میدان جنگ کی لڑائیوں کی شدت کو دیکھتے ہیں۔۔ ہم اِس دنیا میں عقل مندوں کی نادانیوں اور تجربہ کاروں کی غلطیوں کو دیکھتے ہیں اور ہم اِس دنیا میں تخت و تاج اور پھانسی کے تختوں کو دیکھتے ہیں۔۔۔ بادشاہوں کی ذلت اور رسوائی کو دیکھتے ہیں۔۔" ستاروں کے گیت نے اُفق کے ستارے کو اپنی جانب متوجہ کر دیا تھا۔۔
"ستارے اپنا گیت گاتے ہوئے کہتے ہیں۔۔ یہ انسان جو سادہ مٹی سے بنا ہوا ہے۔۔ دنیا میں ہنگامہ اور شور وغل برپا کیے رکھتا ہے۔۔ اگرچہ یہ فطرت کے لحاظ سے ضعیف ہے مگر سخت مشقت بھی کرتا ہے۔ کبھی عیش و عشرت کی محفل میں بیٹھا عیش کر رہا ہوتا ہے اور کبھی اس کا جنازہ دوسروں کے کندھوں پر جا رہا ہوتا ہے۔ ستارے کہتے ہیں۔ کبھی ہم انسانوں کی عقل مسائل کی گرہ کشائی کر لیتی ہے۔ اور کبھی بے بس ہو کر رہ جاتی ہے۔۔ ہم ستارے تمہاری ہر صورتحال کو دیکھتے ہیں اور چلتے ہیں۔۔"
چاند سمیت ستارے نیچے اُتر آئے تھے۔۔ فضا میں اُمید کا ترنم تھا۔۔۔
وہ پھر سے ٹھہری اور اگلے ہی لمحے کہنے لگی۔۔
"کوئی بات نہیں جو غم آئے۔۔۔ یہ جیسے آئے ہیں ویسے چلے بھی جائیں گے۔۔ کوئی غم مستقل طور پر نہیں رہتا۔ کوئی خوشی مستقل طور پر نہیں ٹھہرتی ہے۔۔۔ اِن آزمائشوں سے ملنے والے غموں کو نا سور نہ بناؤ۔۔۔ مسکراؤ۔۔ اور اِن غموں کو مایوس کر دو۔۔ اور اُنہیں بتا دو۔۔۔ جو ہم

فانی ہیں تو تم بھی فانی ہو۔۔ جو ہم فنا ہوں گے تو تمہیں بھی فنا ہو جا۔ ہے۔۔غموں کے خوف کو ہرا دو۔۔۔اور ذرا سا مسکرا دو۔۔اپنی وقعت کو جان جاؤ۔۔۔اَ آج کامیابی نہیں اور ڈگمگا نے لگو تو رُکنا مت۔۔۔ڈگمگانے پہ گھبرا۔ نہیں۔۔۔بڑے بڑے دانشوروں سے بھی غلطی ہو جاتی ہے۔ کچھ بُرا نہیں ان کے آنے میں۔۔ چاہے کچھ بھی ہو جائے رُکنا نہیں۔۔۔دھیمی چال چلو۔۔ چلتے رہو۔۔۔

کیو ۔۔۔ہستی۔۔۔ما م ما۔۔۔مستی۔۔۔۔۔ما۔ ام ما (ہمارا م اور ہمارا معمول کے مطابق چلنا ہی ز۔ گی ہے۔)"

آ۔ ی جملے پہ وہ مسکرا دی۔۔۔سر جھٹکے وہ بھی دھیرے سے مسکرا دی۔۔۔ یدوں کے جھروکوں سے وہ اُسے آج بھی ویسے دیکھ رہا تھا جیسے اُس دن دیکھ رہا تھا۔۔مثبت مضبوط اور خود اعتماد۔۔ وہ تیز تیز قدم اُٹھانے لگا۔۔۔

"چا۔ !!"

عقب سے کانوں میں آواز ٹکرائی۔۔۔وہ ذرا چونکا۔۔دُعا سر پہ دوپٹہ سنبھالتے ہوئے اُس کے پیچھے آنے لگی۔۔وہ دھیرے سے پلٹا۔۔۔وہ اُس کی جا۔ چلی آ رہی تھی۔۔وہ سا ت کھڑا بنا پلکیں جھپکائے اُسے اپنی جا۔ چلے آتے دیکھ رہا تھا۔۔کتنے دن بعد۔۔کتنے دن بعد وہ دیکھ رہا تھا اُسے۔۔۔۔نگاہ اُس ستارے میں محو تھی۔۔

"یہ دُعا کی دُعا ہے جو خضر کو خضر کرتی ہے۔"

دُعا اُسے دیکھ کر بے اختیار مسکرائی۔۔۔

سر پہ لیا دوپٹہ ساتھ ساتھ وہ سنبھال رہی تھی۔۔۔

"یہ دُعا ہے جو مجھے خضر کرتی ہے۔"

لمحے بھر کے لئے وہ اُس پر سے نظریں نہیں ہٹا سکا تھا۔۔

بہار کی رُت چھائی تھی۔۔

"یہ دُعا ہے تو خضر ہے۔"

چاندنی نے اُس پورے رقبے پر احاطہ کیا۔۔۔

"خضر کو تو خضر ہونا تھا۔۔

یہ دُعا کی دُعا ہے۔"

وہ مسکراتی ہوئی اُس کے روبرو آ کھڑی ہوئی۔۔

"جو یہ بنجر

خضر ہے۔۔"

"آ گئی!!"

اور وہ سمجھ گیا تھا۔۔۔دُعا ادریس اجوڑ تھی۔۔۔اُس سے کی جانے والی محبت بھی اجوڑ تھی۔۔۔ ہر کسی سے نہیں کی جاتی تھی۔ ہر کسی سے نہیں ہو جاتی تھی۔۔۔ وہ ملے تو وہی روزمرہ کی طرح گفتگو شروع ہوئی۔۔۔دُعا اُس کے ساتھ چلتے چلتے اُسے بتا رہی تھی۔۔۔

"چاند تم نے پب جی گیم ٹرائی کی؟ کیا شاندار گیم ہے؟ ہر کوئی دیوانہ ہوئے جا رہا ہے اُس کے پیچھے۔۔۔" تبھی اُسے اپنی میڈ کی کتابیں یاد آ ۔۔۔

"میں تو زیادہ کھیل ہی نہیں پائی۔۔" لہجے میں افسردگی تھی۔۔

" سے پڑھ رہی تھی۔۔"وہ ہمیشہ کی طرح ساتھ چلتے خاموشی سے سُن رہا تھا۔۔اُستاد کہتے تھے۔۔۔عورت بولے تو سُنتے رہو۔۔۔نہیں تو اگر یہ چُپ ہو گئی۔۔۔تو ساری د بہت سُونی لگے گی۔۔

"اور پتا ہے آج ۔بی سی والی آنٹیں آئی تھیں۔۔ کہہ رہی تھیں۔۔ ربیعہ تم تو امیر ہونے والی ہو۔۔ اِس ماہ کی اپنی بی سی مجھے دے دو۔ ہمیں ضرورت ہے!!" ساتھ وہ ہنسی اور وہ اُس کے ساتھ چلتا چلتا پینٹ کی جیبوں میں ہاتھ پھنسائے اُسے دیکھتے ذرا ذرا مسکراتا رہا۔۔۔

"امی نے تو انکار کر دیا۔۔۔ کیو ا عفیفہ کا رشتہ پسند آیا تو ۔نی نے کہا ہے نکاح ساتھ ہی کر دیں گے۔۔۔ امی نے کہا نہیں بھئی نہیں۔۔ ہمیں ضرورت ہے۔ صوفے ۔ لنے ہیں۔۔ اور ا نکاح ہوا عفیفہ کا تو کپڑے بھی تو بنانے پڑیں گے۔۔ پھر ساتھ کچھ دینا بھی ہوگا۔۔۔ اور پھر پتا ہے کیا ہوا؟ زُلفی کی امی نے کیا کہا۔۔۔ وہ فُل اپنے پنجابی avatar میں آ گئیں۔۔ اور کہنے لگیں۔۔"

وہ پنجابی اردو تے ۔ڑی مشکل سے اُن کی اُ رتے بولی۔۔

"اج توں بعد میں اِن چولوں کے ساتھ کمیٹی نہیں پنی!!" خضر کے گلے سے دھیما سا قہقہہ نکلا۔۔۔ اور پھر اگلے لمحے وہ ۔م مسکراہٹ میں تبدیل ہوا۔۔۔ ز۔گی کچھ دیر کے لئے ۔رمل ہو گئی تھی۔۔۔ وہ لڑکی نہیں تھی FM تھی۔۔ نہیں نہیں۔۔۔ بلکہ انٹرٹیننگ FM۔۔۔ چلتے چلتے وہ اسکوائر کے ۔ہر آ پہنچے اور دُعا ایدم سے بولی۔۔

"چا۔ ۔۔ یہ صدر والی ice berg کی آئسکریم کیوں seal کر دی؟ کتنے مزے کی تھی۔۔"

خضر نے اُس کا آئسکریم کو تصور کرتے حریصانہ چہرہ دیکھا تو بولا۔۔۔

"چلو کچھ اور کھا کر آتے ہیں۔۔"

دُعا نے چو۔ کر اُسے دیکھا۔۔۔

"ابھی!" اُس کے دیدے پھیلے۔۔۔

خضر نے سادگی سے اُسے دیکھتے سر ہلایا۔

"ہوں۔"

اُس نے اپنے کپڑوں کی جانب اشارہ کیا۔۔۔

"ایسے؟"

"ہاں ایسے ہی چلو!!" خضر نے جھٹ سے اُس کا ہاتھ پکڑا اور چل پڑا۔۔

"لیکن!!" تھوڑا آگے گئے تو سامنے بائیک کھڑی تھی۔۔دُعا نے حیرانگی سے بائیک کو دیکھتے اُسے دیکھا اور پوچھنے لگی۔۔۔

"یہ یہ؟ کیسے؟" اُس نے اب غور سے بائیک کو دیکھا تو وہ اُسے دیکھی دیکھی سی لگی اور پھر اچانک سے وہ اُسے دیکھ کر بولی۔۔

"یہ تو حسیب بھائی کی بائیک ہے۔۔" جواباً خضر نے دھیرے سے سر ہلایا۔۔

"ہوں۔۔۔" اُس نے ایک گہری سانس لی اور اُسے بتانے لگا۔۔۔

"اُنہوں نے گاڑی لی ہے نا۔۔مجھ سے ملے تھے۔۔کہہ رہے تھے بائیک تب تک پاکستان میں ہوں استعمال کرلوں۔۔"

آئے وہ نانی بیگم کی خلع والی بات پہ معذرت کرنے تھے۔۔خیر وہ ابھی اُسے بتا کر شرمندہ نہیں کرنا چاہتا تھا۔۔۔

"چلیں پھر؟" خضر نے پوچھا تھا۔۔۔دُعا خود کو کمپوز کرتے مسکرائی۔۔

"ہاں!!" وہ بائیک پہ بیٹھا تو دُعا پیچھے بیٹھی۔۔۔بائیک کے ساتھ حسیب بھی دے کر گیا تھا۔۔۔

"پہنو!!" دُعا نے ربیب سے کی جانب اشارہ کرتے کہا تھا۔اُس نے پہنا اور گردن موڑ کر پوچھا۔۔

"اوکے؟" دُعا نے سر ہلا دی۔۔۔

اور اگلے لمحے وہ بئیک اُڑا لےَ ی۔۔

"ہیں یہ تو دُعا ہے، !!" ای خاتون آنکھیں سکیڑ کر اُس دور جاتی بئیک کو دیکھ رہی تھیں۔۔ ساتھ ہی اُس کے ای آدم زاد بھی کھڑے بغور اُس بئیک کی پلیٹ کو دیکھتے بولے۔۔

"یہ تو حسیب کی بئیک ہے!!"

یہ تھے عامر صا ۔ پیشے کے وکیل۔۔ رشتے میں خضر کے خالو اور حسیب کے ماموں۔۔ ساتھ خاتون ی بیگم تھیں۔۔۔ خضر کی خالہ۔۔۔ ۔ سے خضر فرار ہوا تھا۔۔ ی بیگم کا اپنی بہن کی طرف چکر نہیں لگا تھا۔۔

"یہ دُعا اِس وقت حسیب کے ساتھ کدھر جا رہی ہے؟" وہ متفکر سی بولی تھیں۔۔

یہ سُنتے عامر صا ۔ کہنے لگے۔۔

"ہو سکتا ہے خضر ہو۔۔۔ بئیک نہیں ہے، اُس کے پ س۔۔ دے دی ہو گی خضر کو!!"

یہ سُنتے ی بیگم، راضی سے بولیں۔۔

"ہاں اتنا سخی سرور آپ کا بھا !"

" ی بیگم، تصو یکا دوسرا رُخ بھی دیکھا کریں۔۔۔" وہ وضا ت دینے لگے۔۔

"اور اپنے بھانجے کی کرتوت آپ کو نہیں آتی؟ مفرور بنا بیٹھا ہے۔۔۔ لیکن ہاں بھئی۔۔ اپنی چھاچھ کو کون کھٹا کہتا ہے؟ سارے خا، ان کو پ یشان کیا ہوا ہے۔۔۔ کیا جا مان ی جہا، ی ۔ بھائی کی ۔ت؟ ساتھ ساتھ پ ڑھائی بھی کر ی ۔۔۔ کر ٹ تو اُسے سائیڈ آپشن رکھنا چاہیے تھا۔۔ اِس میں قسمت کُھل گئی تو کُھل گئی۔۔ نہیں تو بندہ بیکار!!"

چلتے چلتے منمناتے ہوئے دونوں میاں بیوی اسکوا میں چلے آئے۔۔ او پ جانے سے پہلے

عامر صا ب نے ی بیگم سے کہا۔۔

"اب جہان . . بھائی کے سامنے کوئی ب ت ۔ کریئے گا۔نہیں تو خوامخواہ گلے لٹک جا گے۔"

ی بیگم سخت خفگی سے اُنہیں ہاتھ دکھا کر بولیں۔۔

"یہ لگائی بُجھائی کے کام میں نہیں کرتی سمجھے آپ!!"

او پ گئے تو ربیعہ بیگم چائے بنانے لگیں۔۔ ی بیگم اُن کے ساتھ کھڑی یہاں وہاں متلاشی نگاہوں سے دیکھتے پوچھنے لگیں۔۔"آ پ یہ دُعا کدھر ہے؟" ربیعہ بیگم پلیٹ میں بِسکٹ ر تے بتانے لگیں۔۔

"یہ . ا . والی بلڈ . میں اپنی سہیلی آمنہ کے ہاں گئی ہے۔۔۔"

ی بیگم ٹھٹکیں۔۔اُنہیں اپنے کانوں پ یقین نہیں آ تھا۔۔

"بیچاری . سے پ ڑھ رہی تھی بچی۔۔بہت محنت کرتی ہے۔۔اور ہر وقت پ ڑھتی رہتی ہے۔۔ اتنے ب ل جھڑنے لگ گئے ہیں ۔ اُس کے۔۔۔سوچ رہی ہوں کسی herbalist کو دِکھا دوں۔۔۔"

ربیعہ بیگم کہتی جا رہی تھیں۔۔اور ی بیگم کا چہرہ سفید پ ڑتا جا رہا تھا۔۔سُن اُنہوں نے . کچھ لیا بولی کچھ نہیں۔۔۔ ب ہر جہان . . صا ب عامر صا ب سے پوچھ رہے تھے۔۔۔

"عامر کیا۔۔۔کوئی ایسا قانون ہے۔۔جس میں اولاد کو عاق کیا جا سکے؟" وہ ہچکچا کر پوچھ رہے تھے۔۔

یہ سُنتے عامر صا ب نے ای گہری سانس لی اور اُنہیں چشمے سے دیکھتے میں سر ہلا کر کہنے لگے۔۔

"نہیں بھائی۔۔۔جائ اد سے اولاد کو عاق کرنے کا پ کستانی اور اسلامی قانون میں کوئی قانون

نہیں۔۔یہ بس ای خود ساختہ ب ت ہے۔۔۔"

"تو جو اولاد ب ت نہ مانے اُس کا کیا علاج ہون چاہیے؟" وہ جھٹ سے پوچھ پڑے۔۔۔جواباً اُنہوں نے کچھ سوچ کر اُنہیں دیکھا اور کہنے لگے۔۔

"Legal remedy آپ یہ لے تے ہیں۔۔۔کہ آپ اُن کا حقہ پ نی بند کر دیں۔۔۔"

"ہیں؟" یہ سُن کر جہان ی ب صا ب کی حیرت کی کوئی حد نہیں رہی تھی۔۔

"ہاں جی۔۔۔بھائی صا ب ۔۔ن فرمان اولاد اور ن فرمان بیوی ن چے کی مستحق نہیں۔۔یہ میں نہیں کہہ رہا۔۔یہ قانون ۲۰۱۱ کی سالانہ قانونی رپورٹ سولہا سو بتیس میں موجود ہے۔۔اور ہمیشہ رہے گا!!"

بطور وکیل اُنہوں نے اپنا حق ادا کر دی ۔۔۔لیکن بطور ای رشتے دار اُنہوں نے ب ڑا ہی کام اب کر دی تھا۔۔واپسی پ وہ ی بیگم کو بتا رہے تھے۔۔۔

" آپ کے بہنوئی مجھ سے مشورہ ما ن رہے تھے کہ اولاد کو جائ اد سے عاق کیسے کیا جائے۔۔ میں نے کہہ دی ایسا کوئی قانون نہیں۔۔۔"

"یہ تو اچھا کیا۔۔۔" ی بیگم دُعا کے متعلق سوچتے بولی تھیں۔۔اُنہوں نے کہا تھا وہ ایسی خاتون نہیں تھیں جو لگائی بجھائی کا کام کرتیں۔۔وہ واقعی ایسی ہی خاتون نہیں تھیں۔۔وہ ب ڑی سے ب ڑی ب ت کو بھی یونہی پی جاتی تھیں۔۔اور آج بھی پی گئی تھیں۔۔لیکن ا ن رہی ا ن ر پ یشان تھیں کہ دُعا نے جھوٹ کیوں بولا تھا۔۔۔

"لیکن پھر میں نے legal remedy بھی بتائی کہ ن فرمان اولاد اور ن فرمان بیوی ن چے کی مستحق نہیں۔۔"یہ سُن کر ی بیگم اپنی سوچوں سے یکدم ب ہر نکلیں۔۔

"ن ای !!!ن اگنجے کو خن ن دیں۔۔۔عامر صا ب یہ کیا کر دی آپ نے؟ ویسے ہی ب ڑے ن

دماغ ہیں جہانزیب بھائی۔۔اور آپ نے اُنہیں آپریشن کا چیپٹر بند کرنے کا مشورہ دے دیا۔۔۔"

"تو بھئی اُنہوں نے مجھ سے ایک وکیل ہونے کی وجہ سے سوال کیا تھا، میں نے ایک وکیل ہونے کی حیثیت سے جواب دے دیا۔۔"عامر صاحب نے بڑی سادگی سے کہا تھا۔۔۔

"اب میری بہن کا کیا ہوگا؟" بڑی بیگم فکرمند ہوگئی تھیں۔۔۔کسی خیال سے اُنہوں نے اُنہیں دیکھا اور کہنے لگیں۔۔۔

"اب یہ بات جا کر اپنی بہن سے مت کریئے گا۔۔اگر نوازش صاحب کو معلوم ہوگیا۔۔بھونچال کھڑا کر دیں گے۔۔۔"

"اچھا!!"

جواباً اُنہوں نے یہ کہتے سر ہلا دیا اور وہ پھر چلتے رہے۔۔۔

☆.....☆.....☆

عامر صاحب کے مشورے کے اگلے روز ہی جہانزیب صاحب نے اُن کے مشورے پر عمل کرنا شروع کر دیا تھا۔۔دوپہر کے وقت وہ لاؤنج میں کھڑے ربیعہ بیگم اور دُعا سے کہہ رہے تھے۔۔

" آنگن کی ڈائننگ پر کوئی میچ ہوا تو وہ اِس گھر میں نہیں لگے گا۔۔۔بلکہ اِس گھر میں اِس ٹی۔وی پر کوئی میچ نہیں لگے گا۔۔"دُعا کو غصہ چڑھا۔۔۔ وہ بولی نہیں۔۔۔لیکن ربیعہ بیگم ناراضی سے پوچھ پڑیں۔۔

" کیوں جی؟ کیوں نہیں لگے گا؟ یہ گھر ہم سب کا ہے۔۔۔سمجھ نہیں آئی تھی چاند کی بات؟اب آمریت نہیں چلے گی یہاں۔۔۔لگے گا بلکل لگے گا میچ۔۔اِسی گھر میں لگے گا۔۔"

"پھر اِس ہٹ دھرمی کا ا م بھی تم لوگ دیکھ ۔!!" جہا ۔ صا ۔ نے چبھتی وں سے اُنہیں دیکھتے یہ کہا تھا۔۔۔

دُعا کی یکدم ا۔ واُٹھی۔۔اُسے ٹ لگی۔۔۔

"کیسا ا م؟"

جواباً جہا ۔ صا ۔ کہنے لگے۔۔

"۔ فرمان اولاد اور ۔ فرمان بیوی ۔ چے کی مستحق نہیں۔۔۔ یہ ۲۰۱۱ کا قانون ہے!!" اور اُن دونوں ساس بہو کا منہ حیرت سے یکدم کُھلا۔۔۔ جہا ۔ صا ۔ آتے جاتے اُنہیں دھمکی خیزا ۔ از میں دھمکی دے رہے تھے۔۔۔ دُعا آگے سے کچھ بولتی تو ۔ ٹ اتے۔۔

"ا تو پہلے ہی ہفتے میں ا دن آ ہے اتنا اچھا ڈرامہ ہے۔۔۔۔او پ سے پھی نہیں آ ۔۔ ۔ ہی مجھے اُس کی ریپیٹ ٹمنگ کا پتا ہے۔۔۔ چاہے کچھ بھی ہو جائے۔۔۔ آ ۔ ھی آئے۔۔ طوفان آئے۔۔۔ سیلاب آئے۔۔۔ میں نے کسی کو آنگن کی ٹمنگ پ ریموٹ کو ہاتھ نہیں لگانے دینا۔۔۔"

جہا ۔ صا ۔ کھانے کے بعد کمرے میں بیٹھے پیسے گنتے ۔ ہر لاؤنج میں بیٹھی دُعا سے او او کر کے کہہ رہے تھے۔۔

"شہزادی۔۔۔ میں یہ دو مرتبہ پیسے گن چُکا ہوں۔۔ ابھی تو چار ہزار او پ بیس روپے کچھ تھا۔۔ ابھی نو ہزار ہو ہے۔۔ یہ کیا ما ۔ اہے؟ ذرا یہاں آ ۔!"

۔ ہر خفا خفا سی بیٹھی دُعا بیزار ی سے بولی۔۔

"ابو عینک لگا ۔۔۔ گوگل ۔ بنیں۔۔ کوئی نہیں ۔ ٹھی کر ۔۔"

ا ۔ ر بیٹھے جہا ۔ صا ۔ یہ سُن کر غصے میں آ گئے۔۔

"اے دُعا پھر۔ فرمانی کر رہی ہے۔ میری!!"

یہ سُنتے دُعا بھی اُٹھ کھڑی ہوئی اور تیزی سے ا۔ رچلی آئی اور۔ ورچی خانے کو دیکھ کو بولی۔۔

"امی ابو کو دیکھ لیں۔۔"

ربیعہ بیگم۔ ورچی خانے سے نکلیں۔۔اور اپنے کمرے میں آ ۔۔ پیچھے دُعا بھی روہا سی چلی آئی۔۔

"امی ابو کو دیکھ لیں۔۔"

یہ سُنتے جہا۔ یہ۔ صا ۔ نے نوٹ پلنگ پ رکھے اور سائیڈ ٹیبل سے چشمہ اُٹھا کر اُنہیں دیکھتے طنزاً کہنے لگے۔۔

"لو۔۔یہ مجھے کیا دیکھے گی؟ اِس کا بس چلے تو یہ ساری ز۔ گی میرا چہرہ۔ دیکھے۔۔۔ پتا ہے مجھے۔۔ زِحا۔ ت پڑھی جاتی تھیں۔۔کہ میرا و۔ ا آ جائے۔۔اور اَ میں غر۔ واپس آ جا۔ تو نوافل پڑھنے کی مانی جاتی۔۔کہ بس کسی طرح واپس جاؤں۔۔اِس قدر تو یہ عورت مجھ سے عا۔ آئی ہوئی ہے۔۔"

ربیعہ بیگم کمر پ ہاتھ رکھے سختی سے بول پڑیں۔۔

"جہا۔ یہ۔ صا ۔ ۔۔۔میں خالہ کو۔۔" تبھی وہ اُن کی۔ ت کاٹ کر بولے۔۔

"مجھے پتا ہے تم خالہ جان کو یہ۔ ت قطعاً نہیں بتاؤ گی۔۔میں یہ بھی جا ہوں کہ تم اُس ڈڈو کو ۔ لکل بھی پ یشان نہیں کرو گی۔۔"

ربیعہ بیگم۔ راضی سے اُنہیں انگلی دِکھا کر کہہ پڑیں۔۔

"جہا۔ یہ۔ صا ۔ ۔۔خبردار جو آئندہ آپ نے میرے ۔ ٹی کو ڈڈو کہا۔۔"

(وہ اُسے سبز آنکھوں کی وجہ سے یونہی بنا تک کے مینڈک سے تشبیہ دے دیا کرتے تھے۔۔)

ای ڈرامہ کم نہیں تھا۔۔ جہان ی . صا . نے بیٹھے بٹھائے مزی چند مور ڈراموں کی فہر ت اُن کے آگے پیش کردی تھی۔۔ جہان ی . صا . نے اُس گھر میں ا ھیر نگری مچادی تھی۔ منٹ منٹ بعد اُن تینوں کی آپس میں بحث ہو رہی تھی۔ سہا جا رہا تھا اُ گلا جا رہا تھا۔
عجیب ہی حا ت ہوگئی تھی اُن ساس بہو کی۔
شام کو جلی بُھنی دُعا ربیعہ بیگم سے کہہ رہی تھی۔۔
" آپ کو پتا ہے امی۔۔ مجھے ہمارے یہ پ کستانی ڈرامے کیوں نہیں پسند؟ اِن میں اکثر ی ت یہ ای چیز دِکھاتے ہیں۔۔ کہ عورت میں . دا ش ت ہو۔۔ عورت میں . دا ش ت ہو اچھی . ت ہے۔۔ لیکن صرف عورت میں؟ اور جن میں عورتوں کو مضبوط دکھا ی جا ت ہے اُنہیں . غی بنا دی جا ت ہے۔۔ میں ہی ا کے موافق ہوں ہی Patriarchy کے۔۔۔ میرا ووٹ equality کو ہے۔۔ اور women empowerment جیسا لفظ مردوں کو suppress کر دیتا ہے۔۔ اور Patriarchy عورتوں کو۔۔ اور اِن دونوں وہوں سے والے مرد اور عورت جو جنسی تعصب کا پھن پھیلاتے ہیں۔۔ اُس سے یوتھ مرد اور عورت کے رشتے کی تکریم سے محروم ہو جاتی ہے۔۔ ایسے مرد اور ایسی عورتیں اِس معاشرے کو اُن کے own پ کھڑا ہو نہیں سکھا رہے۔۔ بلکہ اُنہیں اِس د اور اللہ کے م سے غافل کر رہے ہیں۔۔ یہ . ت ہمیں سمجھ لینی چاہیے۔۔ کہ اِس دُ میں ہونے کا ہرا ن کا ای مقصد ہے۔۔ ا ن چاہے تو ہر کام کر سکتا ہے۔۔ مرد اور عورت دونوں . کام کر ت ہیں۔۔ اپنے own پ ۔۔ لیکن اللہ نے ہرا ن میں ای skill رکھی ہے۔۔ جسے پ فیکشن سے صرف وہ ہی کر سکتا ہے۔۔"
وہ سانس ی کے لئے ٹھہری اور پھر کہنے لگی۔

"ہم پ کستانیوں کے خیال میں پ کستانی ہیروئن وہ ہے جس نے خود کو . دا ث ت کی زنجیروں سے . ڈھ لیا ہے۔۔نو۔۔یہ ما یٹ کو . لنا ہے۔۔ tolerance یعنی . دا ث ت یہ . بہ ہم . کو خود میں خود پیدا کر ہے۔۔

And there is no Discrimination of gender.

۔۔آپ جا ہیں۔۔ . سیکنڈ ورلڈ وار ہوئی تھی تو اُس کی صورت میں د بھر میں وسیع پیمانے پ تباہی ہوئی تھی۔۔اور اُس کا ازالہ پتا ہے کیسے ہوا تھا؟ اُسے ر رم کیسے کیا ی تھا۔۔ . دا ث ت سے۔۔ا ی دوسرے کے اختلافات کو . دا ث ت کر کے۔۔ . . دا ث ت ا ی ا ن کرتے ہے تو وہ ا فی بن جاتی ہے اور . . مل کر ا ی دوسرے کو . دا ث ت کر ت ہیں تو وہ cooperation بن جاتی ہے۔۔یہ سوچ کا فرق ہے ہم میں اور مغربیوں میں۔۔۔ بس۔۔"

دُعا کو جہا ی . صا . نے اتنا پ یشان کر دیا تھا کہ وہ اُکتا کر بول پ ڑی۔۔

" آپ ہارے، بہو کو مارے!! خارا پنی۔۔نکال آپ مجھ پ رہے ہیں!"

سامنے بیٹھے جہا ی . صا . نے مزہ ی ا ازمیں پ ی ں مٹکا کر کہا۔۔

" کیوں؟ تم وہی نہیں؟ جو اپنی ماں اور شوہر کا دفاع کر رہی تھی!! اور . پ کی ساری قر . ں بُھول گئی تھی!!"

دُعا نے بمشکل ضبط کرتے مُٹھیاں بھینچ لیں۔۔۔

"میں چا ن کو بتاؤں گی جہا ی . صا . !!" ربیعہ بیگم لاؤنج میں آتے تبھی بولی تھیں۔۔۔یہ سُنتے اُنہوں نے لا پ واہی سے ہاتھ جھلا ی۔۔۔

"ارے جاؤ بتاؤ اُس مردود کو۔۔مجھے کوئی ڈر نہیں اُس کا۔۔دیکھ ی ا ء اللہ ہار کر آئے گا۔۔

فیلوں میں فر ٹ آئے گا۔۔۔ دلی میں دوسرے نمبر پہ آئے گا۔۔۔اور پتا ہے پہلے پہ کیوں نہیں آئے گا؟"دُعا جھٹ سے پوچھ پڑی۔۔

"کیوں؟"

جواباً اُنہوں نے اُسے دیکھتے انگلی ہلا ہلا کر کہا۔۔

"کیو وہ ای دل آوارہ مغرور ہے!!"دُعا کا دماغ بڑی بُری طرح کھول چکا تھا۔۔وہ جا تھے وہ کبھی خضر کو یہ بتا کر پریشان نہیں کرے گی۔۔اِس لئے اُنہوں نے یہ ٹ یکب اپنائی تھی۔۔رات کو جہا صا سو گئے تو دُعا روہا ہو کر ربیعہ بیگم سے کہہ پڑی۔۔

"امی ابو آتے جاتے یں لگا رہے ہیں مجھے۔۔۔میں بتا رہی ہوں امی۔۔ابو نے اَ یہ بند کیا۔۔میں نے نی کو کال کر دینی ہے۔۔۔"یہ سُنتے ربیعہ بیگم ٹھنڈی آہ بھر کر بولیں۔۔

"ہائے۔۔۔س ہو اِس عامر کا۔۔۔کیا بتا یہ ہے اِن کو۔۔سویرے سے جینا محال کر رکھا ہے ہمارا۔۔اب میں بھی کیا کروں شہزادی۔۔۔دبی بلّی چوہوں سے کان کٹواتی ہے۔۔۔میں چا کو بتا سکتی ہوں یہ ت۔۔۔ ہی خالہ کو!!"

خیر حل ہوتا ہے۔۔ہر مسئلے کا حل ہوتا ہے۔۔۔دُعا نے بھی حل سوچ لیا تھا کہ وہ لیپ ٹ پ پہ اہ را میچ لگا لیں گی۔۔۔ہاں ٹی۔وی اسکرین والا مزہ ٹی۔وی کا ہی تھا۔۔۔لیکن ڈوبتے کو تنکے کا سہارا بھی غنیمت ہی لگتا ہے۔۔۔خضر جا چکا تھا۔۔ربیعہ بیگم اُس سے مل نہیں پائی تھیں۔۔موقع ہی نہیں مل پایا تھا۔۔۔البتہ فون پہ ت ہو گئی تھی۔۔۔دُعا اگلے دن معمول کے مطابق کتابیں پکڑیں پلنگ پہ بیٹھی تھی۔۔سامنے پڑے مو کی یکدم گھنٹی بجنے لگی۔۔۔اُس نے فوراً سے کتاب چھوڑ کر مو کی جا دیکھا اور اُسے پکڑا۔۔اُس نے سر جھکا کر

پتہ نہیں سکیڑ کر بغور اسکرین پہ دیکھا۔۔وہاں پہ کوڈ لکھا تھا۔971+۔۔یہ پڑھتے وہ سوچنے لگی۔۔۔

"سعودیہ کا 966 ہوتا ہے۔۔۔یعنی۔۔۔" یہ کہتے اُس کے لبوں پہ مسکان آئی۔۔اُس نے جھٹ سے کال اُٹھائی اور کان سے موبائل لگاتے عربوں کی نقالی کرتے کہا۔۔۔

"ھلا مرحبا حبیبی !!" اُس پار وہ پبلک پے فون والی جگہ پہ کان سے رسیور لگائے کھڑا باہر لوگوں کو دبئ ایئر پورٹ پہ آتے جاتے دیکھ رہا تھا۔۔۔

"کیسا ہے دبئ؟" وہ چہکی تھی۔۔۔

"بہت خوبصورت !!!"

یہ کہتے اُس نے ایک نظر گھما کر ایئر پورٹ کی جلملاتی ہوئی بتیوں کو اپنی آنکھوں میں سمویا۔۔۔

اُس نے کچھ سوچتے تیزی سے اُس سے کہا۔۔

"اچھا امی کو فون دو۔۔"

"ہاں۔۔۔دیتی ہوں۔۔۔" دُعا اُٹھی اور شور مچاتے ہوئے کمرے سے باہر نکلی۔۔۔

"امی۔۔۔چاچو پہنچ گئے۔۔"

وہ بھاگتی ہوئی باورچی خانے میں آئی۔۔ربیعہ بیگم سِنک کے سامنے کھڑی برتن دھو رہی تھیں۔۔۔اُنھوں نے گردن موڑ کر اُسے دیکھا۔۔وہ دوڑ کر اُن کے قریب آئی اور اُس نے اُن کے کان سے موبائل لگایا۔۔۔

"ہاں چاند بیٹے !!" ربیعہ بیگم ٹونٹی کھول کر صابن کی جھاگ سے بھرا ہاتھ دھوتے مسکرائیں۔۔۔

"اپنا خیال رکھنا۔۔" اُس پار وہ ذرا مسکرایا۔۔

"جی امی !!" ہاتھ دھو کر اُنھوں نے ٹونٹی بند کی اور دُعا سے موبائل لیتے ہاتھ سِنک میں ٹ۔

شروع کیا۔۔۔

"ٹھنڈا پانی مت پینا اچھا۔۔۔" پانی کی بوندیں تیزی سے سِنک میں گر رہی تھیں۔۔دُعا کی ہیجان خیزی سے دل کی دھڑکن تیز تھی۔۔۔

"ٹھنڈا کچھ نہ کھانا ٹھیک ہے۔۔۔کسی سے فضول میں بات مت کرنا۔۔۔"

"جی امی!!" وہ تابعداری سے کہتا جا رہا تھا۔۔۔اِس سے پہلے بھی اُنہوں نے اپنے لختِ جگر کو خود سے دُور بھیجا تھا۔۔ اِس بار صورتحال کچھ اور تھی۔۔

"چلو بیٹے خیر سے جاؤ۔۔۔فتح پا کر لوٹنا۔۔"

"جی۔۔۔"

بس میں اُسے ایک سینئر نے مور کھلاڑی سے پتا چلا تھا۔۔۔دبئی تو ایک شہر کا نام ہے۔۔لوگوں نے بس اُسے ملک بنا رکھا ہے۔۔۔دبئی تو ابوظبی کا ایک شہر ہے۔۔زندگی۔۔۔نئے مقابلے۔۔ نئے امتحان لیے سامنے کھڑی تھی۔

وہ بس میں بیٹھا دبئی کی سرمئی سڑکوں کو دیکھ رہا تھا۔۔۔۔ . . . نگاہ اُٹھتی۔۔۔تو قد آور . جوں پہ جاتی۔۔۔۔اُسے بے اختیار وہ دن یاد آیا تھا. . وہ پاکستان میں ایک ٹورنامنٹ کا پہلا میچ ہار کر لوٹا تھا۔۔۔وہ سر جھٹکے رنجیدگی اور مایوسی کے عالم میں پیشانی پکڑے بیٹھا تھا۔۔

اور دُعا اُس کے ارد گرد مکھی کی طرح منڈلاتے ہوئے چٹک دار آواز میں کہہ رہی تھی۔۔۔

"عقابی روح . . بیدار ہوتی ہے جوانوں میں
عقابی روح . . بیدار ہوتی ہے جوانوں میں
آتی ہے اُن کو اپنی منزل آسمانوں میں۔۔"

اُس نے ہاتھ بڑھ کر بڑے موڈ سے بھوں اچکا کر اُسے دیکھتے کہا۔۔

"اقبال!!!

تیرے اِس شاہین کا کیا ہوگا؟

منہ لٹک جاتا ہے

اِس کا بہانوں بہانوں میں!"

خضر نے سفاکانہ نظروں سے دھیرے دھیرے پلکیں اُٹھا کر اُسے دیکھا۔تو وہ ڈر کر اُس کا شانہ تھپتھپاتے اُسے سراہتے ہوئے کہنے لگی۔۔۔

"یہ ہار نہیں جو ہمیں ہرا دے۔۔یہ احساسِ ہمتِ شکن ہے جو ہمیں ہرا دیتا ہے۔"

حال میں آتے وہ مسکرا پڑا تھا۔۔

"جو میں چاند ہوں۔۔تو تم میرا آسمان ہو۔۔تم نہ ہوتی تو میں طلوع نہ ہوتا۔۔" کچھ ڈرا تھا کچھ سہما ہوا تھا۔۔اپنی ٹیم میں وہ سب سے چھوٹا اور غیر تجربہ کار تھا۔

ہر طرف پی۔ایس۔ایل کی دُھوم تھی۔۔دُعا اپنے ماموں کے ہاں آئی تھی۔۔۔عفیفہ اور اُس کی بھابھی اپنے ملتان والے ... سے پی۔ایس۔ایل کے موضوع پر بحث کر رہی تھیں۔۔۔

موبائل کا اسپیکر کُھلا تھا۔۔

"دیکھنا تم۔۔۔اِس بار ٹرافی پنجاب آئے گی۔۔۔لاہور جیتے یا ملتان اپنے پنجاب کو ٹرافی ضرور ملنی چاہیے۔۔۔"

دُعا پلنگ سے ٹیک لگائے بیٹھی نمک پارے کھاتے بیزاری سے بولی۔۔

"کم آن یار۔۔۔اِٹس آ ہوم کراؤڈ۔۔۔کوئی بھی جیتے۔۔۔"

عفیفہ نے یہ سُنتے بے یقینی سے اُسے دیکھا۔۔

"تم یہ کہہ رہی ہو؟"

جواباً دُعا نے بے زی سے شانے اُچکاتے کہا۔۔۔

"ہاں بھئی۔۔۔کیو مجھے معلوم ہے میرے چا کی ٹیم ہی یت والی ہے۔۔" وہ سانس ینے کے لیے رُکی اور سیدھی بیٹھ کر کہنے لگی۔۔

"بحث کو بحث ہم خود بناتے ہیں۔۔نہیں تو بحث تو کوئی لفظ ہی نہیں ہوت ۔۔وہ تو ہر ا ن کا موقوف ہوت ہے اور نقطہ ہوت ہے۔۔۔د میں ایسی کوئی argument نہیں۔۔۔ایسا کوئی اختلاف نہیں جو ہمارے اور ہمارے عزیز و اقارب کے درمیان آ جائے۔۔اُسے ہم اپنے اپنوں کے درمیان لانے والے خود ہوتے ہیں۔۔۔ ہر ا ن مختلف ہے۔۔۔اور اِس میں دُ کا حسن ہے۔۔۔ساؤتھ امریکی سبز رَ کو موت کی علامت کہتے ہیں۔ کہ ہم پ کستانیوں کے لئے سبز رَ بہ وجنون کی علامت ہے۔۔۔وؤی بلیڈ ین۔۔۔ای وقارا ن وہ ہوت ہے جو اپنے موقوف پ اٹل رہے اور دوسرے کے موقوف سے رضامندی چاہے ظاہر کرے ی کرے۔۔البتہ اُس کا احترام ضرور کرے۔۔۔اور جو ایسا کرت ہے۔۔وہ کامیاب اور مثبت ا ن بن جات ہے۔۔۔"

عفیفہ پلنگ پ بیٹھی اچا آئے خیال سے کہہ رہی تھی۔۔۔

"میرا eye serum ختم ہو َ ی ہے۔۔پھر سے حلقے آ گئے ہیں!"

جواباً عفیفہ کی بھابھی بولی۔۔

"رات کو سو جا ی کرو جلدی۔۔۔"

دُعا نے مو استعمال کرتے ای اُنہیں دیکھا اور پھر مو کی جا متوجہ ہوتے کہنے لگی۔۔

"ڑی معذرت کے ساتھ آپ کی ت کاٹ رہی ہوں۔۔ آپ کی اطلاعات کے لیے۔۔ ڈارک سرکلز صرف رات کو دیر سے سونے کی وجہ سے ہی نہیں ہوتے۔۔۔بلکہ dehydration, stress, oversleeping اورضرورت سے زیادہ ہر سورج میں کی وجہ سے ہوتے ہیں۔۔۔اور تو اور بعض لوگوں کو heredity میں ملتے ہیں۔۔۔"

عفیفہ ساتھ ساتھ لیپ ٹاپ پر آن لائن کوئی موؤی تلاش کر رہی تھی۔۔۔اچھا وہ بولی۔۔

"دُعا تمہارے ما چچا کی بیٹی۔۔۔" اُس نے آہستگی سے پلکیں اُٹھا کر لیپ ٹاپ اسکرین کی جا دیکھا۔۔۔سامنے تصویر میں ای دراز قد دوشیزہ جینز اور فر اوؤر کوٹ میں ملبوس انتہائی خوبصورت لگ رہی تھی۔۔۔دُعا نے ای گہری سانس لی اور پلنگ سے ٹیک لگاتے بولی۔۔۔

"پتا نہیں یہ لڑکیاں فر والے کوٹ پہن کر ماڈلز کیسے لگتی ہیں۔۔۔میں اگر اِنہیں پہن لوں تو فانی رِیچھ بن جاؤں۔۔" اُس نے ڑی سادگی سے اپنا دُھکڑا رویا تھا۔۔۔وہ خوبصورت تھی۔۔۔

وہ وہ لڑکی نہیں تھی جسے ہر کسی کی میں خوبصورت تھا۔۔۔پمپلز۔۔ڈارک سرکلز۔۔ لوں کا کثیر تعداد میں جھڑنا۔۔۔عید کا سوٹ اب ہو جا۔۔لوگوں کی تیں ی لگ جا۔ یہ سارے مسائل اور دوسری لڑکیوں کی طرح اُس کے ساتھ بھی پیش آتے تھے۔۔۔ اُس نے آج تک اِن توں کے لئے کوئی تماشہ نہیں کیا تھا۔۔۔وہ کہتی تھی۔۔۔

"زندگی ای ڈرامہ ہے۔۔اینڈ آئی ہیو نورُوم فار اینی ادر ڈرامہ!"

اب نی بیگم کے ہاں آئی تھی۔۔۔کیسے کوئی ہنگامہ کرتی نی۔۔۔۔اُس کے ماموں اور نی ہر لاؤنج میں بیٹھے تھے۔۔۔

"دیکھو ذرا۔۔۔یہ تو مجھ سے مل کر جا۔۔۔ نہیں۔غفلت میں تھا۔کیسے بُھول گیا۔۔۔ کہ اِن دنوں تو نواب صا کا غرور ساتویں آسمان پر پہنچا ہوا ہے۔۔دیکھ رہے ہیں کیا کرتے

ہے۔۔"

ماموں زورزور سے ۔ ہرلاؤنج میں دُعا کو یہ سُنا سُنا کر کہہ رہے تھے۔۔

جواباً دُعا او سا بولی۔۔۔

"مجسمے نُکتہ چینیوں کے نہیں ۔ تے۔۔اُن کے بس ٹویٹرا کاؤنٹس ۔ تے ہیں۔۔۔"

عفیفہ نے ذرا چو ۔ کر اُسے دیکھا۔۔۔یہ سُنتے ہی ۔ نی بیگم غصے میں د ۔ تی ہوئی اُس کے کمرے میں چلی آ ۔۔

"اے دُعا، اپنے ماما سے ۔ تمیزی کرے گی۔۔۔شرم نہیں آتی تُجھے ایسے منہ زوری دِکھاتے؟"

دُعا نے یہ سُنتے وہیں پلنگ پ بیٹھے ہاتھ ۔ ھ لئے اور اُنہیں دیکھ کر ا ۔ گہری سانس لے کر دی ے پھیلاتے کہا۔۔۔

"تو وہ بھی میرے شوہر کے لیے کوئی قصیدے نہیں پ ھ رہیں ۔ نی!!"

۔ نی بیگم نے ۔ راضی سے اُسے دیکھتے کانوں کی لو چھو ۔۔

"توبہ توبہ۔۔دیکھو ذرا یہ ربیعہ نے تمہیں کتنا بےلگام چھوڑا ہوا ہے۔۔ہمارے زمانے میں خواہ نکاح ہوجا ۔۔۔رُخصتی سے پہلے دُولہا دلہن ۔ ت نہیں کیا کرتے تھے۔۔"

دُعا نے یہ ۔ ش چہرے سے بغور اُنہیں دیکھا اور پھر چند لمحوں بعد بولی۔۔

"تو کیا کروں؟ ۔ چوں؟" ۔ نی بیگم کا تو پ رہ ہی شوٹ کر ۔ ۔۔۔

"اے دُعا!! ۔ تمیزی کر رہی ہے۔۔۔شرم نہیں آتی تُجھے؟ ایسی بے حیائی کا مظاہرہ کرتے ہوئے۔۔۔ ۔ ڑوں سے یوں ز ۔ ن لڑاتی ہے؟"

دُعا اب سنجیدہ ہوگئی اور سیدھی اُٹھ کر ۔ ۔ کہنے لگی۔۔۔

"۔ نی آپ نے بھی تو میری ساس کو غلط کہا ہے ۔ ۔۔۔ذرا ایمان داری کی ساتھ یہ ۔ ت بھی

بتا ۔۔

جو آپ نے اُن کے متعلق کہا ہے اُس کا شمار کو اخلاق اور تمیز کے زُمرے میں ہو ہے۔۔"

عفیفہ صمٌ بکمٌ دُعا کی دیدہ دلیری پر حیران تھی۔۔۔نی بیگم تو . . . میں شور کرنے لگ گئی تھیں۔۔۔

" آئے دیکھو دیکھو۔۔۔یہ اپنے ہاتھوں کی پلی چھوکری اب مجھے اخلاقیات کا سبق پڑھائے گی۔۔ ہائے۔۔پہلی مرتبہ دیکھی ہے لڑکی۔۔۔سسرالیوں کے لئے میکے والوں سے لڑ رہی ہے۔۔"دُعا نے . . . کی بہ . . . کی جواب دیں۔۔

"تو جا کر شکرانے کے پڑھیں۔۔۔۔"

نی بیگم کے ضبط کا پیمانہ لبریز تھا۔۔۔

" قینچی پکڑ اور اپنی جیب کاٹ لے۔۔۔ضرورت سے کچھ زیادہ ہی لمبی ہو گئی ہے۔۔"

دُعا نے ایک ٹھنڈی آہ بھری۔۔وہ بات ختم کرنا چاہتی تھی نی رُکنے کا نام نہیں لے رہی تھیں۔۔دُعا نکان سے اُنہیں دیکھتے ذرا مسکرا کر بولی۔۔

"نی کٹوا تو لوں۔۔۔ پھر خان ان والوں کو کون ہینڈل کرے گا؟ یہ جیب نہیں ہے . . . ری کی دُکان ہے۔۔لوگوں کو لگتی رہے۔۔۔آرام رہتا ہے۔۔"

اُس کی ڈھٹائی اور صاف گوئی پر نی بیگم کے چہرے کا رنگ بھک سے اُڑ گیا۔۔وہ پلنگ سے اُٹھنے لگی اور عفیفہ سے کہنے لگی۔۔۔

" چلتی ہوں۔۔۔نہیں تو پتا نہیں خان ان والوں کا۔۔راتوں رات مجھے scandalize کر دیں۔۔"

" تمہیں چان نے کیا ہے؟" وہ بمشکل پوچھ سکی تھی۔۔دُعا نے دن موڑ کر اُسے دیکھا اور

پھر ذرا مسکرا کر میں سر ہلایا۔۔

"نہیں۔۔۔کم ظرف ہوتے ہیں وہ مرد۔۔۔جو عورت کے پیروں میں بیڑی ڈال دیتے ہیں۔۔۔اور یہ سمجھتے ہیں وہ چھوڑ کر نہیں جائے گی۔۔۔اُسے جانا ہو۔۔۔تو وہ سارے بندھن توڑ کر جائے گی۔۔ڈ کی چوٹ پہ جائے گی۔۔۔اور اَ اُسے رہنا ہو۔۔۔تو دُ میں ایسی کوئی طاقت نہیں۔۔۔جو اُسے مجبور کر پائے گی۔۔"اُس نے دن موڑ کر نی بیگم کے سپاٹ چہرے کی جانب دیکھا۔۔۔اُس نے سر کی چادر. ا. کی۔۔۔نی اُسے شدید غصے سے دیکھتے بولیں۔۔۔

"ابھی نادانیوں اور اٹکھیلیوں میں مگن ہو۔۔۔ ہوش آئے گا تب معلوم پڑے گا کہ کس قدر خطا میں تھی۔۔۔دیکھوں گی کیسے بیڑا اُٹھاتا ہے تیرا۔۔"دُعا نے جھک کر پلنگ سے اپنا پرس اُٹھایا اور کندھے پہ ڈالتے بولی۔۔

"بیڑا اُٹھائے یا اُٹھائے بیڑا غرق نہیں کرے گا۔۔"

نی بیگم مزید کچھ کہے کمرے سے باہر نکل گئیں۔۔۔عفیفہ نے اُنہیں جاتے دیکھا اور پھر پلنگ سے اُٹھ کر اُس کے قریب آتے بولی۔۔۔

"دُعا۔۔۔د میں ایسا کوئی نہیں جس سے ہرا ن پلیز ہو جائے اور وہ ہرا ن سے پلیز ہو جائے۔۔۔ ہرا ن کی زندگی میں کچھ ایسے موقع شناس ہوتے ہیں جو معمولی باتوں کو بھی ہوا دیتے ہیں۔۔۔بڑی بڑی خیر کی باتوں میں سے وہ شر نکال لیتے ہیں۔۔۔ موقعے کی تاک میں بیٹھے رہتے ہیں کہ یہ ابھی کچھ کہے اور ہم فوراً اُس پہ اپنے ریمارکس دیں۔۔اور ایسے دیں کہ تمہاری روح تک جل جائے۔۔پتا ہے بُرا ہرا ن کو لگتا ہے، ایسا کوئی ا ن نہیں جسے بُرا نہ لگے۔۔۔ایسے لوگوں کو ہوا نہیں دینی۔۔۔ایسے لوگوں کو موقعے

نہیں دینے۔۔۔اِنہیں بڑی ادا سے ان ازکرن ہے۔۔۔اور اپنی کلاس۔قرار ر ہے۔۔"

وہ سانس ی کے لئے رُکی اور پھر معذرت خواہانہ ان از میں بولی۔۔۔

"دادی اور ابو کی جان سے معذرت خواہ ہوں۔۔"

جواباً دُعا نے دھیرے دھیرے سے سر ہلا ی۔۔۔

" کوئی نہیں۔۔۔کوئی نہیں۔۔۔جو ڈی۔کے کو چھیڑیں گے۔۔۔تو ڈی۔کے پھر اُنہیں چھیڑے گی۔۔ایسے تو ایسے صحیح۔۔"

ابھی وہ گھر پہنچی بھی نہیں تھی۔۔نی بیگم نے پیچھے سے ہی ربیعہ بیگم کو فون کر کے کسر نکال دی تھی۔۔

" کون سے تعوی گنڈے کروائے ہیں تم نے میری بچی پ۔۔۔ہیں؟ جو چان چان کا کلمہ پڑھے جا رہی ہے۔۔۔ ماشاء اللہ سے دِکھا رہی ہے تمہاری سنگت میں پلنے کا اث۔۔۔دیکھے آج سارے خان ان نے اُس کی زبان کے جوہر۔۔۔دیکھ لیتی ہوں میں تمہیں اور تمہارے اُس نواب ثبوت کو۔۔کتنی دی اور مزی اُسے اپنے جال میں پھانس کر ر ہو۔۔اُس کی ماں کی زمین پ ہے۔تمہاری۔۔۔معلوم ہے مجھے!!!"۔ دُعا گھر پہنچی تو اُس نے ربیعہ بیگم کو غصے سے بھرا پڑا پای۔۔وہ ان ر آتے ہی ہر کا دروازہ بند کرتے پوچھنے لگیں۔۔

" کیا ہوا ہے امی؟"اور ربیعہ بیگم جھلا کر بولیں۔۔۔

"یہ تو تمہیں ہی پتا ہوگا کہ تمہارے ساتھ کیا مسئلہ پیش آی تھا۔۔"دُعا نے ای گہری سانس لی اور اُنہیں دیکھتے کہا۔۔۔

"۔ حملہ عزت پ ہو اور مقصد ہماری تذلیل کرن ہو۔۔۔تو در ر کی کوئی گنجائش نہیں رہتی۔۔میں اب بچی نہیں ہوں۔۔۔میچور ہوں۔۔۔"

ربیعہ بیگم اُسے دیکھتے خفگی سے کہہ پڑیں۔۔۔

"دُعا میچورٹی یہ نہیں ہے کہ چار باتیں پڑھ کر سیکھ لیں اور دوسروں کے منہ پر طمانچے کی طرح دے ماریں۔۔۔ میچورٹی یہ ہے۔۔۔ لوگوں کو اُن کے بنائے بے سروپا اِشوز پر اُنہیں تحمل اور عاجزی سے ڈیل کرنا۔۔۔ لفظوں کا استعمال کم اور جان بخشی کرنا۔۔۔ لوگوں کی چشم پوشی کرنا۔۔۔ پتا ہے دُعا ہماری قوم کے نزدیک لبرل کون ہوتا ہے؟"

وہ خاموش کھڑی بےبسی سے چہرے سے اُنہیں دیکھ رہی تھی۔۔ اور انہوں نے اپنے سوال کا خود ہی جواب دیا۔۔

"منہ پھاڑ کر بدتمیزی کرنے والا!"

وہ سانس لینے کے لیے رُکیں۔۔

" کیا لگتا ہے لوگوں کو؟ جو منہ میں آئے وہ بولنے سے یہ بڑے لبرل بن گئے ہیں۔۔ جی نہیں۔۔ آپ لبرل نہیں، آپ بہت بڑے جاہل بن گئے ہیں۔۔ لبرل کون ہوتا ہے؟ بیباک، آزاد خیال، بےتعصب، کشادہ دل، صاف دل اور حوصلہ مند آدمی۔۔

حیرت ہے مجھے اِن کی سو کالڈ liberalism پر۔۔ کیا سکھا رہے ہیں ہم یہ نوجوان نسل کو۔۔ اور تصور کریں وہ مستقبل کی نوجوان نسل کو آگے کیا سکھائیں گے؟ کہ بڑے اپنے حق کا دفاع بدتمیزی کر کے کرنا ہے۔۔۔ اگر ہمارے نزدیک لبرل ہونے کا مطلب منہ پھاڑ پھاڑ کر بدتمیزی کرنا ہے تو۔۔ ہمیں ایسے لبرلز کی ضرورت نہیں ہے۔۔۔ قطعاً نہیں ہے۔۔ لبرل ہونے کی عمدہ مثال یہ ہے۔۔ یہود کا ایک گروہ آ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو مر جانے کا کہہ دیتا ہے۔۔ اور لبرل ہونے کی یہ ادا تھی کہ وہ بس سادگی سے کہہ دیتے ہیں اور تم بھی۔ اِس سے زیادہ ایک لفظ نہیں۔۔ (صحیح مسلم۔ کتاب السلام 2165)

اور آج کے لبرل۔۔منہ توڑ جواب دینا ہے۔۔۔بڑے بے لحاظ ہیں آپ۔۔" ساتھ وہ تمسخر سے کہتے مسکرائی تھیں۔۔

"ایک بے لحاظی۔۔ساتھ میں بے شرمی کی انتہا۔۔اور کہتے ہیں ہم ہیں لبرل۔۔نہیں چاہیے بھئی ایسے لبرل!"

دُعا نے بنا کوئی تاثر دیتے سادگی سے کہا۔۔

"شکر کریں میری نانی تھیں وہ۔۔۔اِس لئے کچھ کیا نہیں۔۔۔کوئی باہر والا ہوتا۔۔۔تو۔۔۔"

"دُعا!!" وہ اُس پر گرج پڑیں تھیں۔۔۔ اُس کے کان پر جوں تک نہ رینگی۔۔۔وہ بول رہی تھی۔۔

"ہر بندہ اپنی زندگی کا مقصد رکھتا ہو۔۔۔ہمیں یہ بھولنا پڑتا ہے لوگ کیا کہتے ہیں۔۔۔ہم کسی کو فورس نہیں کر سکتے کہ کوئی ہماری عزت کرے۔۔لیکن بلا شبہ ہم اتنا ضرور کر سکتے ہیں کہ کسی کو اپنی تذلیل نہ کرنے دیں۔یہ ہر انسان کا حق ہے۔۔اور اُس حق کو مجروح ہونے کی کوشش میں دفاع کی ضرورت ہوتی ہے۔۔اور اُسے دفاعِ ذات کہتے ہیں۔۔

بڑی مشکل سے ہمیں چاند کی یہ کامیابی نصیب ہوئی ہے۔۔۔اپنی کامیابی پر خود خوش ہوا جاتا ہے۔۔۔اُس پر خود فخر کیا جاتا ہے۔۔۔دُنیا کبھی خوش نہیں ہوتی۔۔۔دُنیا کبھی نہیں سمجھ سکتی۔۔ کیونکہ وہ اُس محنت کے مراحلوں پر سے نہیں گزری ہوتی جس پر سے ہم گزرتے ہیں۔۔۔اب یہ خیال کرنا چھوڑ دیں کہ آپ کسی دن کسی کو پلیز کر لیں گے۔۔زندگی بہت چھوٹی ہے۔۔۔اِسے اپنے لیے جیتے ہیں۔۔سیلف لو بہت ضروری ہے۔۔اور اِس میں کوئی خود غرضی نہیں۔"

یہ سُنتے ربیعہ بیگم کے اعصاب شل پڑنے لگے۔۔۔اُس کی بات اب بھی جاری تھی۔۔۔

"میں نہیں سُن سکتی آپ کے خلاف کچھ۔۔۔میں مقروض ہوں آپ کی۔۔۔" اُن کے وجود

سے ای کرنٹ ر کے رہوا۔۔۔ربیعہ بیگم کی ا یں پ ئی تھیں۔۔۔

"آپ نے ہمیشہ اپنی اولاد کا پیٹ مار کر میری پسند کو ترجیح دی۔۔ ت عید کی شاپنگ کی ہو ی ماہوار کھلون دلانے کی۔۔۔ ت اسکول کی فیس کی ہو ی بے وجہ فرمائشیں پوری کرنے کی۔۔۔ چا کی فیس کی خیر تھی۔۔پہلے دُعا کی فیس دے دُوں۔۔۔"

دھیرے دھیرے آمنے سامنے کھڑی اُن دونوں آنکھوں میں ستارے نمودار ہونے لگے۔۔۔

"خوف تھا۔۔کوئی یہ کہہ دے۔۔۔بچی کے ساتھ غیروں سا سلوک ہے۔۔۔غلطی میری ہوتی۔۔۔ وہ نواب۔۔۔آ جاتے۔۔۔"دُعا نے آ ضبط کرنے کی کوشش کرتے دی ے پھیلائے۔۔۔

"کام ابو کا اچھا چلتا کے نہیں۔۔۔سیزن لگتا کہ نہیں۔۔۔ بھی کوئی آ ۔۔۔کسی کے لئے کچھ آ ی آ ۔۔۔دُعا کے لئے کچھ کچھ ضرور آ ۔۔"

ربیعہ بیگم دم سادھے اُسے دیکھ رہی تھیں۔۔وہ مزی ضبط نہیں کر پ ئی تھی۔۔۔آ سے آ ٹوٹ کر تیزی سے گال پ پھسلا۔۔

"ایما اری سے بتایئے گا۔۔۔ڈی۔۔کے کیسے سُن لیتی ایسے لوگوں کے متعلق کچھ؟ضمیر مرا نہیں ہے ابھی میرا۔۔۔"دوسری آنکھوں سے آ ٹو ۔۔۔اُس نے کرب سے آنکھیں مو کر ای دم کھولیں۔۔۔

"اِس گھر کے لوگوں نے مجھے اپنی ستی میں بھی شہزادی بنا کر رکھا ہے۔۔۔میرے لیے بہت مرتبہ اپنے دل مارے ہیں۔۔۔اور اَ کوئی اِن کے متعلق حق ت کرے گا ۔۔۔میں۔۔۔ نہیں خیال کروں گی۔۔میں۔۔نہیں پ واہ کروں گی۔۔۔کہ سامنے کون ہے۔۔۔"وہ پلٹی اور تیزی سے دروازہ کھول کر ہر نکلی۔۔

"دُعا!!" ربیعہ بیگم نے اُسے روکنا چاہا۔۔ وہ زور سے بہر کا دروازہ بند کر کے چلی گئی۔۔۔

☆.....☆.....☆

وہ ٹیرس پہ تنہا منڈیر پہ دونوں بازو رکھے کھڑی تھی۔۔۔آنکھوں سے آنسو قطار در قطار بہہ رہے تھے۔۔۔

"یاد کرو گی مجھے تم۔۔ جب میں چلا جاؤں گا!!" اُس نے منڈیر سے بازو اُٹھا کر ہاتھ گال کے قریب کیا اور آنسو صاف کیا۔۔۔

اُسے آج بھی وہ دن یاد تھا۔۔۔اسکول میں بریک ٹائم تھا۔۔بچوں نے ہر جگہ اسکول میں افراتفری مچا رکھی تھی۔۔۔وہ کلاس کے باہر لنچ بکس پکڑے بینچ پہ بیٹھی خضر کی منتظر تھی۔۔۔۔ دونوں ایک ساتھ ہی لنچ سے کھایا کرتے تھے۔۔۔خضر اسپورٹس ٹیچر اور اپنے ساتھیوں کے ساتھ کرکٹ میچ کھیلنے گیا تھا۔۔کچھ دیر گزری تو اُس نے اچانک سر اُٹھا کر دیکھا۔۔وہ ڈھول میں لپٹی ہوئی آلودہ شرٹ میں ملبوس۔۔سر کے بال بکھرے۔۔۔چہرے پہ بھی دھول لگی ہوئی۔۔ عجیب حال بنائے وہ اُس کی جانب آیا اور اُس کے ساتھ بیٹھا۔۔دُعا کے حیرانگی سے دیدے پھیل رہے تھے۔۔۔اِس سے پہلے کچھ کہتی۔وہ بینچ کے پیچھے دونوں ہاتھ جمائے سر جھٹک کر بولا۔۔

" کوچ کہتے ہیں میں کرکٹر نہیں بن سکتا۔۔۔ٹیم سے نکال دیا مجھے۔۔دیکھنا تم۔۔ایسی گوگلی کرواؤں گا اِن لوگوں کو یاد رکھیں گے۔۔۔کہتے ہیں مجھ میں skills نہیں۔۔" لہجہ غصے سے بھرا پڑا تھا۔۔۔۔

حال میں دُعا کی آنکھوں سے دو آنسو ٹوٹے۔۔اُسے لگ رہا تھا وہ سر جھٹکے اُس منڈیر میں ماضی کو دیکھ رہی تھی۔۔۔وہ اُسے دیکھتے جنون اور عزم بھرے انداز میں کہہ رہا تھا۔۔

"دیکھنا وہ دن آئے گا۔۔۔ . میں ٹپ پہ ہوں گا۔اور یہ میرے نیچے۔۔۔کون صحیح ہوگا کون غلط ہوگا اِس کی کوئی پ واہ نہیں کی جائے گی۔۔۔مجھے یہ پسند کریں گے یہ نہیں کریں گے اِس سے د اور کامیابی کو کوئی پ واہ نہیں ہوگی۔۔۔ت . بس میں ہوں گا۔۔۔میری کامیابی ہوگی۔۔میرا زمانہ ہوگا اور میرا پ چا ہوگا۔۔"

اُسے یہ دتھا اُس نے گلی محلوں سے یہ شروع کیا کھیل اکیڈمی میں دن رات محنت کر کے اپنے لئے رزق بنا یہ تھا۔۔جسم میں کھلیاں پڑ جاتیں۔۔۔مسل اکثر پھول جا ۔۔تقریباً سبھی انگلیوں پہ بینڈ تیج لگی ہوتی۔۔۔چھوٹی عمر میں ہی ہاتھ فولاد کی ما سخت پڑنے لگ گئے۔۔یہ . کے ساتھ ہو تھا وہ الگ نہیں تھا۔۔ دُعا کے لیے یکتا تھا۔۔

"تم کیوں اتنی محنت کرتے ہو؟" دُعا نے اُس سے پوچھا تھا۔۔

وہ . ہر کمپاؤ ٹ میں . ر . رتیزی سے گیند رہا تھا اور وقاص اُسے کیچ کر رہا تھا۔۔۔

وہ گیند کر رُکا۔۔وقاص نے گیند کیچ کی۔۔۔نوک میں کٹے . لوں سے پسینے کی بوچھار چھم چھم ہوئی۔۔۔ماتھے سے . ل چپکے ہوئے تھے۔۔خضر کی آنکھیں دھوپ میں جگمگا ۔۔۔

اُس نے ای گہری سانس لی۔۔

"محنت نہیں کروں گا تو اللہ کبھی حالات نہیں . لے گا۔۔میرے پ س کوشش اور محنت کا اختیار ہے۔جو محنت اور کوشش کرت ہے۔۔۔اور اللہ پہ یقین ر ہے۔۔۔اللہ اُسے کبھی ضائع نہیں ہونے دیتا۔۔"

حال میں دُعا نے . د . لیے دو آ ٹوٹ کر گال پہ ے۔۔۔وہ دھیرے دھیرے بولی۔۔

"اللہ اُسے کبھی ضائع نہیں ہونے دے گا۔۔۔"

. کوئی گاڈ فادر تھا۔۔ . کوئی سہارا۔۔۔وہ تھا، اُس کی محنت تھی اور اُس کا . اتھا۔۔۔دُعا نے

بھیگی پلکیں اُٹھا کر آسمان پہ ستاروں کو دیکھا اور سسک کر بولی۔

"دیکھا تم لوگوں نے، میں ڈٹی ہوئی ہوں۔۔ میں لڑتی رہوں گی اُس کے لئے۔۔۔" اُس نے دونوں اُلٹے ہاتھ گال پہ پھیرے اور ناک سکوڑ کر پھر سے دن اُٹھا کر انہیں دیکھا۔۔۔

"سوتے آسمان کے خوابوں!! کیا سُن رہے ہو مجھے تم ستاروں؟"

نجانے کیا لطف ملتا تھا اُسے اُن سے گفتگو کرتے۔۔ اُن سے وہ ہر بات کہہ دیتی تھی۔۔۔ لبوں پہ تبسم در آیا۔۔ ستاروں سی آنکھیں جھلملا رہی تھیں۔۔

"میں یقین سے کہتی ہوں۔۔۔ اگر لوگ ہر روز کچھ وقت ستاروں تلے گزاریں۔۔۔ تو

they will not be the same person, who they used to be!"

اچھا دوست ستارہ ہوتا ہے۔۔ وہ ظاہر ہو نہ ہو۔۔۔ وہ موجود ضرور ہوتا ہے۔۔ وہ خضر کے ساتھ نہیں تھی لیکن اُس کے لئے ہر جگہ تھی۔۔ واپس نیچے آ رہی تھی تو موبائل پہ بیپ ہوئی۔۔ دیکھا تو اُستاد کا میسیج تھا۔۔ سمجھ گئی تھی۔۔ لگ چکی تھی اُس کی شکایت۔۔ وہ میسیج پڑھنے لگی۔۔۔

"ہما کو کامیابی کی علامت اِس لئے کہا گیا ہے کیونکہ وہ دوسروں کا حق نہیں مارتا۔۔ وہ دوسروں کو اذیت نہیں پہنچاتا۔۔ بلکہ وہ مردہ جانوروں کی ہڈیاں کھاتا ہے۔۔۔ وہ کسی نہ کسی طرح صبر و شکر کرتا ہے۔۔ وہ برداشت کرنا جانتا ہے۔۔ تم انبیاء اکرام کا کوئی بھی قصہ اُٹھا لو۔۔ تمہیں اُس میں دو ہی چیزیں ملیں گی۔۔ صبر اور شکر۔۔ جو صبر اور شکر نہیں کر سکتا۔ وہ کامیابی کے خواب دیکھنا چھوڑ دے۔۔ کیونکہ جو اپنی زندگی میں یہ دو چیزیں نہیں لا سکتا وہ کبھی بڑا انسان نہیں بن سکتا۔"

نیچے آئی تو باورچی خانے میں اُس کی طلبی ہو گئی۔۔

ربیعہ بیگم شکر قندی اُبال رہی تھیں اور ساتھ ساتھ کُڑھ رہی تھیں۔۔

"ہمارا دل جلا ہے۔۔ تو دوسرے کیوں خوش رہیں؟ آپ کا دل جلتا رہے گا جناب۔۔ اور اللہ

آپ کو جلاتا رہے گا۔۔اپنی خلق کے ساتھ وہ ناانصافی نہیں ہونے دیتا۔۔اُس کی محبت انسانوں کی محبت سے کئی درجے بڑھ کر ہے۔۔انسان انسان کی محبت میں کیا کچھ کر جاتا ہے۔۔ وہ تو پھر میرا اللہ ہے۔۔وہ دیکھنا وہ کیا کرے گا!!"

اور دُعا شرمندگی کے باعث بنا کچھ کہے خاموشی سے اپنے کمرے کو چل دی۔۔

☆.....☆.....☆

کِھلکھلاتی ہلکی ہلکی دھوپ ماہِ بہار کی صبح نے دبئی کو روشن کیا تھا۔۔خضر اپنی ٹیم کے ہمراہ دبئی اسٹیڈیم پریکٹس سیشن کے لئے جا رہا تھا۔۔اُسی صبح ایک عجیب واقعہ پیش آیا تھا جس کا موضوع صبح بیدار ہوتے ہی زیرِ بحث آگیا تھا۔۔۔مخالف ٹیم کے ایک نامور کھلاڑی پر میچ فِکسنگ کے ملزم ماخوذ کیا گیا تھا۔۔کرپشن اِنویسٹیگیشن ٹیم اُسے اُن کے اُٹھنے سے پہلے ہی بازپرس کے لئے لے گئی تھی۔۔ ہر ایک کو خضر بغور تبصرہ کرتے سُن رہا تھا۔۔وہ اُن میں کم عمر تھا۔۔۔کچھ کہنے سے پہلے بہت مرتبہ سوچتا تھا۔۔۔بڑی دیر بعد اُس نے آہستگی سے کپتان سے پوچھا۔۔۔

" آپ کو کیا لگتا ہے؟" اُنہوں نے ایک آدھی گردن موڑ کر اُسے دیکھا اور پھر شانے اُچکا کر منہ کا ذرا زاویہ بگاڑا۔۔۔

"مے بی۔۔۔اُسے پھنسایا گیا ہو۔۔" یہ کہہ کر وہ مُڑ گئے اور خضر کے حیرت سے ذرا دیدے پھیلے۔۔۔

"پھ۔۔۔پھنسایا؟"

اُس کی حیرت پر اُنہوں نے ذرا اچنبھے سے بھوں اُٹھا کر دیدے پھیلاتے اُسے دیکھا اور پھر خود کو کمپوز کرتے بولے۔۔

"یہ دُ ہے ینگ مین۔۔۔کامیابی آئے گی۔۔۔کردار شکنی کرنے والے بھی آ گے۔۔۔ تم اوپ جاؤ گے۔۔۔بہتان ‑ اشیاں ہوں گی۔۔۔تمہارا پ چا عام ہوگا۔۔نکتہ نگاروں کا تم پ وار ہو گا۔۔تُم بلندیوں پ جاؤ گے۔۔۔تمہیں َ انے میں کوئی ٠ کوئی گھات میں لگا ہو۔۔۔ اِسے میری ا ی وصیت سمجھو۔۔۔کامیابی رشک اور حسد کے بغیر نہیں آتی۔۔۔ ہرا ن تم سے مطمئن نہیں ہو گا۔۔اور ہرا ن کو مطمئن کرنے والا کبھی کامیاب نہیں ہو گا۔۔ ۔ میں newbie تھا۔۔‑ ۔ مجھے میرے سینیئر نے نصیحت کی تھی۔۔اور کہا تھا۔۔اِس د میں تم سے عشق کرنے والے ہوں۔۔اور لوگ تم سے حسد ٠ کریں۔۔کس فینٹیسی میں جیتے ہو صا ۔ ؟"

بہت تلخ ۔ تیں تھیں۔۔۔انتہائی تلخ ۔ تیں تھیں۔۔۔۔کیریئر کے آغاز میں ہی اتنا تلخ دماغ ہلا دینے والا واقعہ سُننا۔۔ ۔ دا ‑ ‑ سے ۔ ہر لگا تھا۔۔اُنہوں نے اُسے دیکھتے َ دن لڑھکا کر اشارہ کیا۔۔

"چلو!!" کر ٹ َ اؤ ٹ میں مخالفہ ٹیم اور اُس کی ٹیم فٹ ۔ ل کھیل رہی تھی۔۔۔اِس کا شمار بھی پیکٹس سیشن میں ہوت تھا۔۔صحافی وقتاً فوقتاً اُن کا انٹرویو ی ‑ پکستان دبئ کی موجودہ صورتحال سے نیوز ہیڈ کوارٹر والوں کو آگاہ کرتے تھے۔۔۔

ماہ فروری کا انتظار تو ۔ کو تھا کسی کو

ویلینٹائن ڈے کا اور کسی کو پی۔ایس۔ایل کا۔۔

جہاں دُ بھر میں چودہ فروری کو لوگ اپنے محبوب کے ساتھ ویلینٹائن ڈے منا رہے تھے۔۔۔

وہیں دُ بھر میں کر ٹ کے پکستانی شائقین پی۔ایس۔ایل کی اوپنگ سرمنی دیکھ رہے تھے۔۔

تو پھر ۔ لآ ٠ پی۔ایس۔ایل ٹور ٠ منٹ کا آغاز ہوا تھا۔۔۔اسکوا ٔ میں خوب دھوم مچی تھی۔۔

بچے بوڑھے جوان مرد حضرات عورتوں کے لبوں پر بس ایک ہی بات تھی۔۔۔
"ہمارے اسکوائر کا بچہ کھیلے گا۔۔ہمارے اسکوائر کا بچہ۔۔"
فاتح کراچی میں تھا اِس سے زیادہ خوشی اُنہیں خضر کے کھیلنے پر تھی۔۔۔اور وہ سبھی اُسی ٹیم کو سپورٹ کررہے تھے جس میں وہ تھا۔۔
خضر کی ٹیم کا پہلا میچ تھا۔۔۔جہانزیب صاحب نے ٹی۔وی لگانے سے اُنہیں سختی سے منع کیا تھا۔۔ربیعہ بیگم کمرے میں تسبیح پکڑ کر بیٹھ گئی تھیں۔۔ساتھ بیٹھی دُعا نے لیپ ٹاپ پر آن لائن براہ راست میچ لگا لیا تھا۔۔۔دل کی دھڑکنیں تیز تھیں۔۔بہت تیز۔۔۔۔بیٹ پر خضر آیا تو اُن دونوں کے چہرے خوشی سے کھِل گئے۔۔۔
"ماشاء اللہ میرا بچہ!!" ربیعہ بیگم نے نظر اُتاری۔۔دُعا کو پیاس لگی۔پانی کی طلب ہوئی تو کمرے سے باہر نکلی۔۔۔کچن میں جانے لگی تو ذرا ٹھٹھکی۔۔۔ٹی۔وی پر اسپورٹس چینل چل رہا تھا۔۔جہانزیب صاحب اسکرین پر نگاہیں مرکوز کیے محویت سے بڑبڑا رہے تھے۔۔
"بغیرت آہستہ کھیل۔۔آہستہ۔۔آہستہ۔۔آرام سے۔۔۔او۔۔نواب۔۔۔نواب صاحب آؤٹ ہوجاؤ گے۔۔"
ہم میں آئی تبدیلی کو ہمارے چاہنے والے۔۔کبھی نہ کبھی۔۔ایک نہ ایک دن قبول کرتے ہیں۔۔۔اللہ ان کے دل ہمارے لئے کھول دیتا ہے۔۔محبت اور اُنس کے عنصر اُس نے پیدا کیے ہیں۔۔وہ وقتی آزمائش بنا کر اُنہیں روک ضرور دیتا ہے۔۔لیکن اُنہیں ختم نہیں کرتا۔۔۔ہمارے اپنے ہم سے رُوٹھ تو سکتے ہیں۔۔لیکن وہ ہمیں چھوڑ نہیں سکتے۔۔وہ ذرا مسکرا کر خاموشی سے کچن کو چل دی۔۔اِس وقت وہ اُنہیں اُن کے میچ سے دور نہیں کرنا چاہتی تھی۔
خضر کی بیٹنگ چل رہی تھی۔۔۔ابھی چار گیندیں ہی ہوئی کے مخالف جانب سے برق رفتاری

میں گیند آئی اور وِ ٹ اُڑ گئی۔۔وہ ٹھٹھک کہ رُکا۔۔ای پل کے لیے سمجھ ہی نہیں آ ی کہ یہ کیا ہوا
تھا۔۔وہ فلمیں ہوتی تھیں جہاں ہیرو ہمیشہ چار ۔ٹ رہتا تھا۔۔۔یہ حقیقت تھی۔۔۔کبھی کبھی تو
ایسی صورتحال ہو جاتی کہ اپنی گیم سے بہتر گلی کے بچے کی کر ٹ لگتی۔۔۔۔مسئلہ آؤٹ ہون
نہیں تھا۔۔۔مسئلہ عزت افزائی تھی جو کہ ہونی تھی۔۔۔۔خصوصاً ٹیم فاو ٹ ر سے۔۔۔کچھ
نئے کھلاڑیوں پ بھی ہو تھا۔۔جھڑکیں بھی سُنیں۔۔نصیحتیں بھی کیں۔۔وہ کوئی قوم کے
لئے نہیں کھیل رہا تھا جو ہار کر ڈھیٹ بن کر آجا ۔۔یہاں معاملہ اور تھا۔تھک ہار کر ۔ رات
کو اپنے ہوٹل رُوم میں آ ی تو اپنا کر ٹ کِٹ بیگ پلنگ پ کر شکستہ سا پلنگ پ اُچھل کر
اَ ا۔۔اور چادر سے منہ لگائے ٹھنڈی آہ بھرتے دھیرے سے بولا۔۔۔
"اور آج مجھے احساس ہوا ہے۔۔دن کے اختتام میں۔۔۔میں کچھ الگ نہیں ہوں۔۔۔
دوسرے لوگوں سے۔۔حقیقت سے پناہ تلاش کرنے کے لیے خوابی دُ کی پناہ ی ہوں۔۔"
۔ٹ اسوچا تھا یہ کرے گا وہ کرے گا۔۔۔ قسمت نے آج کے دن اُسے صرف چار گیندیں ہی
دی تھیں۔۔۔کچھ دی خالی دماغ سے وہ ی ٹ رہا۔اور پھر سوچنے لگا۔
"کیوں ڈرتے ہے ا ن؟ رزق کی وجہ سے؟ ۔ فرمان نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔۔اَ تم
لوگ اللہ پ توکل کرو جیسا کہ اُس پ توکل کرنے کا حق ہے تو تمہیں اِس طرح رزق ملے گا جیسے
کہ پ وں کو ملتا ہے کہ صبح کو بھوکے ہیں اور شام کو آسودہ واپس آتے ہیں۔"
تھوڑی دی َ ری تو مو ۔ کی گھنٹی بجی۔۔وہ ای گہری سانس لے کر ای ہی جھٹکے میں
اُٹھا۔اُس نے پ س پ ڑے بیگ کی زِپ کھولی اور اُس سے شتابی سے مو ۔ نکال کر
دیکھا۔۔اسکرین پ اُستاد کا لنگ لکھا آ رہا تھا۔۔اُس نے بغور اسکرین پ دیکھتے دھیرے سے
اسکرین سلائیڈ کی اور کان سے مو ۔ لگا ی۔۔۔

"ہیلو!!" بہت لوساؤنڈ کر رہا تھا۔۔

اُس پر اُستاد پُر امیدی سے بولے۔۔

"اِٹ واز جسٹ آ بیڈ ڈے مائی بوائی!!" خضر نے ایک ٹھنڈی آہ لی اور پھر بمشکل کھینچ کھینچ کر تکان سے کہا۔۔

"آئی ئی ئی۔۔۔نو!!" اور اُستاد جانتے تھے 'ڈیڈ ہی ڈونٹ'۔

اُنہوں نے ایک گہری سانس لی اور کہنے لگے۔۔

"جانتے ہو۔۔اُن کہانیوں میں مزہ نہیں آتا جہاں تکالیفیں نہ ہوں۔۔جہاں آزمائشیں نہ ہوں۔۔۔جہاں صرف سہل راستے ہوں۔۔۔آسان زندگیاں رہنے والوں پر کبھی بائیوگرافیز نہیں لکھی جاتیں۔۔۔"

وہ سانس لینے کے لیے رُکے۔۔

"اپنا مقصد مت بھولو!!" یہ سُنتے ہی اُسے یاد آیا تھا۔۔ بہت ماضی میں اُس سے اُستاد نے پوچھا تھا۔۔

"کیوں بننا چاہتے ہو کرکٹر؟" اور اُس نے پرجوشی سے کہا تھا۔۔

"بتانا چاہتا ہوں زمانے کو۔۔۔ یہ فن کسی کے باپ کی جاگیر نہیں۔۔۔کامیابی کسی مخصوص طبقے کا قومی حق نہیں۔۔۔یہ فن ہے جو کوالٹی اور اسٹینڈرڈ کے درمیان تفریق کرے گا۔۔کامیابی اُسی کی ہوگی۔۔جو اپنے فن میں جتنا ماہر ہوگا!!"

اُستاد اُس سے کہہ رہے تھے۔۔۔

"کامیاب انسان کبھی بھی موجودہ صورتحال کے تحت فیصلہ نہیں کرتے۔۔۔وہ خود کو مستقبل میں جہاں دیکھنا چاہتا ہے وہ اُس حساب سے فیصلے کرتا ہے۔۔۔تم ستارہ ہو کر تاریک رات سے

ڈرتے ہو؟" وہ الفاظ نہیں تھے۔۔وہ جادو تھا۔جادو۔۔جو روح پہ تسکین بن کر اُتر رہا تھا۔۔۔

"جانتے ہو کامیابی کیا ہوتی ہے؟ ڈیل کرنا۔۔۔کامیابی ہوتی ہے۔۔۔بُرے وقت کو ڈیل کرنے کا فیز۔۔

When you have big goals.. you have to face huge troubles man.

۔۔۔مثبت انسان یہ سوچتا ہے کہ کل بہتر ہے۔۔منفی انسان یہ سوچتا ہے کہ کل ہار نہیں۔۔یہ جو ہارنے کا ڈر ہے نا۔۔اِسے نوچ کر خود سے باہر نکال دو۔۔۔سارے اندھیرے دھواں ہو جائیں گے۔۔۔اپنی کوتاہیوں اور خامیوں سے بھاگو نہیں۔۔۔اِنہیں analyze کرو۔۔۔ اِن کے بعد مایوس ہو گئے نا۔۔تو کبھی بڑے آدمی نہیں بن پاؤ گے۔۔۔ناکامی تمہاری بہترین اُستاد ہے۔۔کبھی ایسا بھی وقت آئے گا جب تمہیں نہ دوست سمجھیں گے۔۔نہ والدین۔۔۔ تب تنہائی میں بیٹھ کر گھبرانا نہیں ہے۔۔Analyze کرنا ہے خود کو۔۔۔تنہائی وحشت نہیں ہے۔۔یہ سیلف کیئر ہے۔۔۔اپنا critic تمہیں خود بننا ہے۔اور انسان ہوتا ہے اپنا خود کا critic۔۔تبھی تو بہتر رمستقل improvement کرتا ہے۔۔وہ کہتے ہیں نا اقبال۔۔

بات سمجھو نہیں، مجھ سے تو ایسا ہو نہیں سکتا

کہ میں خود بھی تو ہوں اقبال اپنے نکتہ چینوں میں۔"

خضر کے لب تبسم سے ذرا پھیلے۔۔۔آنکھیں جگمگائی تھیں۔۔۔

"دوسروں کے کمنٹس کو اپنے سر پہ سوار مت کرنا۔۔۔ہر انسان آؤٹ پُٹ اپنی اِن پُٹ کے مطابق دیتا ہے۔گلاب کا پھول گلاب رس دیتا ہے۔۔۔زہر نہیں۔۔۔اور زہر سے تم کبھی

یہ توقع نہیں کر   تے کہ وہ تمہیں آبِ حیات دے دے۔۔مایوسی کوئلے کی کان کی ت ریکی جیسی ہے۔۔اور اِس کا پ   لے کر اِس سے لڑ کر آ گے ن والا ہیرا۔۔"

کون تھا وہ آدمی؟ جو اپنی مصروف ت ین روٹین سے وقت نکال کر اُس سے اتنی رات گئے ب ت کر رہا تھا۔۔بچپن میں کوچ نے ن اعتبار کیا۔۔لڑ   میں ب پ نے اعتماد ن کیا۔۔۔ وہ آدمی۔۔وہ آدمی ہر وقت اُس کے لیے کھڑا تھا۔۔جِسے وہ اُستاد کہتا تھا۔۔اُستاد؟ کون ہوت ہے اُستاد؟ کیا رشتہ ہے اُستاد ن م سے ہمارا۔۔یہ ن م سُن کر کچھ زی دہ اچھے لمحات ہمیں ی د نہیں آ گے۔۔۔اُستاد وہ دی ہے۔۔۔جو جلتا ہے۔۔روشن ہوت ہے اور بُجھنے کے بعد بھی اپنی روشنی کبھی لے کر نہیں جات ۔۔۔وہ ہمیں روشن کر جات ہے۔۔۔"

پہلا میچ تو خضر کی ٹیم فتح نہ کر پ ئی خضر کی بیٹنگ اور ب ؤلنگ پ اسکوا ئ کے سبھی لوگ پ چہ کر رہے تھے۔۔اُستاد کے بعد ب خضر سے دُعا کی ب ت ہوئی تو اُس نے کر ٹ کی کوئی ب ت نہیں کی اور ب ڑی سادگی سے پوچھا۔۔

"دبئ کیسا ہے؟"

وہ ذرا چونکا۔۔

"مجھے ان ازہ نہیں تھا۔۔تم یہ پوچھو گی دُعا۔۔"

جواباً وہ جھٹ سے بولی۔۔

"تو کیا کروں۔۔وہی ..typical لائنز بولوں۔۔کوئی ب ت نہیں۔۔ہار ب ی ت کھیل کا حصہ ہے۔۔ٹھیک ہے۔۔نہیں میچ جیتے۔۔تو کیا ہو سکتا ہے۔۔ویسے ہاں۔۔۔ب ت سچی کروں گی۔۔۔میچ تو ی ہی ہاتھوں سے۔۔۔ لڑکیوں کو ای   کرش ضرور مل ی ۔۔"

اُدھر اُسے ہنسی آئی تو وہ فی الفور سے بولی۔۔

"بس بس مذاق کر رہی ہوں۔۔سنگین مت ہو جاؤ۔۔"

اور خضر کا موڈ چٹکیوں میں ریلیکس ہو گیا تھا۔۔

"اور سب ٹھیک ہے؟"

"ہاں سب ٹھیک ہے۔۔بس زین کے والد کی طبیعت ذرا ٹھیک نہیں۔۔" اُس نے سادگی سے اُسے بتایا تھا۔۔

"دُعا؟"

"ہاں؟" اُس نے مسکرا کر پوچھا۔وہ کہنے لگا۔

"تم نے یہ کیوں پوچھا تھا بھول تو نہیں جاؤں گا؟"

وہ لمحے بھر کے لئے حیران رہ گئی۔۔اُس پر اُس نے ایک گہری سانس لی اور کہنے لگا۔۔

"دُعا۔۔لوگ یہ کیوں سمجھتے ہیں کہ ہم اُنہیں ریپلیس کر دیں گے۔۔انسان کوئی کسی مشین کا spare پارٹ تو نہیں ہے۔۔جو کسی کی آ کر جگہ لے لے۔۔کوئی رہے نہ رہے۔۔کوئی کسی کی جگہ آ بھی جائے۔۔وہ سابقہ انسان کی جگہ کو بھر تو سکتا ہے لیکن ٹھیک اُس جگہ پر فِکس نہیں ہو سکتا۔۔"

☆.....☆.....☆

(کچھ روز بعد)

دُعا کو جہانزیب صاحب کالج چھوڑنے جا رہے تھے۔۔دُعا بلڈنگ سے پہلے باہر نکل آئی تو اُسے دیکھ کر ایک آنٹی نے اُس سے کہا۔۔

"ویسے ماشاءاللہ باؤلنگ اور بیٹنگ دونوں ہی بڑی اچھی کرتی ہے۔۔"

دُعا ذرا مسکرا کر جتا کر بولی۔۔

"ہاں، آل راؤ ڈ رہے!" پیچھے سے جہا ی صا آئے تو دُعا فوراً سے خاموش ہوگئی۔۔۔

کالج پہنچی تو کوریڈور میں اپنے دھیان میں چل رہی تھی۔ تبھی سنائی دیا۔۔

"وہ پلیئر دیکھا ہے،۔۔"

اُس نے دن موڑ کر دیکھا تو کچھ لڑکیاں تبصرہ کر رہی تھیں۔۔ ذرا مسکرائی اور چل پڑی۔۔

"آنکھیں سرمئی سی ہیں، اُس کی۔۔"

اب وہ رُکی۔۔ اُس نے ڈی ادا سے اُنہیں دیکھتے کہا۔۔

"سبز ہیں۔۔" اُنہوں نے ذرا چو کر اُسے دیکھا۔۔

اُن میں سے ای لیب کوٹ پکڑے اُس کی جا چلی آئی اور شوخ ہوتے بولی۔۔

"اچھا۔۔ تمہیں ڈا پتا ہے۔۔ پھپھو کا یڈ ہے کیا؟"

دل گُد گُدا ی۔۔ وہ ہنسی د کر چلنے لگی۔۔

"نہیں۔۔ ت ی کا!!"

اور وہ اُسے جات دیکھ کر منہ بنا کر ہنس پڑی۔۔

"پگلی!"

وہی خا ان کے لوگ جو کبھی اُس کے کر ٹ کے جنون پ ربیعہ بیگم کو تیں سنایا کرتے تھے۔۔ آج کالوں پ کال کر کے اُس کی تعریفوں پ پل ھ رہے تھے۔۔۔ دُعا کو ربیعہ بیگم کی عا ی اور انکساری دیکھ کر غصہ پڑھ رہا تھا۔۔۔

"امی آپ کیوں ت کر رہی ہیں اِن لوگوں سے؟"

جواباً اُنہوں نے ذرا مسکرا کر کہہ دیا۔۔ "تکبر ڈائی اور عظمت صرف اللہ کے ہی شایانِ شان ہے۔ ک دشاہ کی ہو ی غلام کی۔۔ سجدے میں جھک جاتی ہے۔۔۔ت سارے بھرم ٹوٹ

جاتے ہیں۔۔۔"

اور وہ کچھ کہہ نہیں سکی۔۔ساتھ ہی اُسے اُستاد کی بات یاد آئی۔۔

"ہم سب کو معلوم ہے تکبر جھوٹ حسد اور غیبت کیا ہوتی ہے۔۔ انسان کو ریما ئنڈر چاہیے ہوتا ہے۔۔ اِس میں انسان کا کوئی قصور نہیں کہ وہ یہ باتیں بھول جاتا ہے۔۔انسان کا لفظ نسیان سے نکلا ہے۔۔اور نسیان کا تو معنیٰ ہی بھول جانا ہوتا ہے۔۔۔لہٰذا جب گناہ کا احساس ہو جائے تب توبہ کر لیں۔۔۔"

وہ ایک عام لڑکی تھی۔۔ایک عام انسان۔۔۔غلطی ہو جاتی تھی۔۔۔ وقتاً فوقتاً اصلاح بھی ہو جاتی تھی۔۔۔

شام کو جب خضر سے بات ہوتی تو سُننے کو ایک بات ضرور ملتی۔۔

"دُعا یہاں بہت سختی ہے۔۔میچ کے بعد ہمیں ایک دوسرے سے ملنے نہیں دیا جاتا۔۔۔"

☆.....☆.....☆

دُعا اور ربیعہ بیگم لاؤنج میں بیٹھیں نشاستے کا حلوہ کھا رہی تھیں اور ساتھ ساتھ خبریں سُن رہی تھیں۔۔دُعا اُنہیں اُس کے ٹِک ٹاک پر بنائی پرانی وڈیوز دکھا رہی تھی اور اُن کے دل کا دُھکڑا ابھی رو رہی تھی۔ "شکر ہے امی بند نہیں ہوا۔۔عفیفہ اور ہاجرہ بھابی تو اِس کے بند ہونے کی خبر پر بہت پریشان ہو گئی تھیں۔۔"

اور اِس پر ربیعہ بیگم نے کہا۔۔

"اُمید ہم تبدیلی کی کرتے ہیں اور آئینِ نو بھی ہمیں برداشت نہیں۔۔۔۔کاش یہ سچی خبر ہوتی!"

"تو جی ناظرین یہ میڈیکل کالج کا وہ ہال ہے۔۔۔یہ وہ جگہ ہے جہاں ثوبان علی نے زندگی کی تلخیوں سے فرار حاصل کرنے کے لئے تیسری منزل سے کود کر خودکشی کر لی۔۔"

وہ کسی میڈکل کے پ ائیوٹ اسٹوڈ ٹ کی خبر چل رہی تھی۔۔

ربیعہ بیگم نے آزردگی سے اُس نوجوان کی ٹی۔وی اسکرین پ چلتی تصو یں دیکھتے کہا۔۔۔

" اپوچھے اِن پ ائیوٹ کالجوں کو۔۔"

اُس کی وجہِ خودکُشی فیس اسٹرکچر میں تبد کی وجہ بنی تھی۔۔

دُعا نے یں پھیر کر اُنہیں دیکھا تو کہنے لگی۔۔

"امی۔۔ پ ائیوٹ کالجز کا قصور بہت بعد میں آ ہے۔۔اِن صورتحال کے اصلِ ذمے وار تو گورنمنٹ سیکٹر والے کالجز ہیں۔۔۔صرف خالی میڈ کالجز کو موردِ الزام ٹھہرا در نہیں۔۔۔اَ پچھلے کچھ سالوں میں گورنمنٹ کالجز خود کو expand کر تو پ ائیوٹ کالجز تشکیل دینے کی نو ہی آتی۔۔ نہیں۔۔۔اَ وہ خود کو وسیع کرتے تو faculty کو بھی ڈبل کر پڑ تا۔۔۔لہٰذا اُنہوں نے بھی سوچا ہمیں کیا؟ ہمیں تو پیسے کمانے ہیں ۔۔۔عوام اور غریبوں کا خون نچوڑ ہے۔۔ہمارے پ س اور دوسرے حربے ہیں۔۔۔اور پھر اِس صورت میں یہ ہوا کہ پ ائیوٹ میڈکل کالجز جنم لگے۔۔لوگوں نے اِس کے ذریعے مجبور عوام کا خوب فائ ہ اُٹھای۔۔اور اب ضروری بھی نہیں کہ ہر امیر پیسے والا بندہ ہی پ ائیوٹ کالجز میں اڈمشن لے گا۔۔۔اور پ ائیوٹ کالجز میں بھی ایڈمشن ملنا اب خالہ جی کے گھر جانے والا حساب نہیں۔۔۔جن پ ائیوٹ کالجز میں ایڈمشن ایگزیمز ہوتے ہیں اُن کا لیول اے لیول او لیول کا ہوت ہے۔۔۔جس وجہ سے بہت سے بچے وہاں سے بھی فیل ہو جاتے ہیں۔۔پھر ای اور طر ہوت ہے جیسے ہم ... م کر کہتے ہیں۔۔۔۔اب آپ ہی بتا ۔۔اَ اے لیول او لیول کی تیاری ہمارے بچوں کی ہوتی اور اُنہوں نے کیا ہوت تو وہ یہاں کیوں پڑھتے؟ وہ ہر یورپ پڑھنے نکل جاتے؟ اب کیا کرے غری عوام۔۔اپنے مستقبل کے لیے سوچتی

ہے۔۔آج ہاتھ تنگ کر یتے ہیں۔۔کل سکون کی زنگی اریں گے۔۔۔بُرا وقت کیسے کیسے ارلیں گے۔۔اچھے دِنوں کے خواب دیکھتے دیکھتے اپنے دل مار یتے ہیں۔۔اور اللہ اللہ کرکر کے پرائیوٹ کالجز میں اپنے بچوں کو اڈمشن لے دیتے ہیں۔۔کتنے معصوم ہے اِس ملک کے لوگ۔۔۔ پرائیوٹ سیکٹر میں یہ لوگ ظلم کا وہ بازار م کرتے ہیں جس کی کوئی مثال نہیں۔۔آپ کو تو پتا ہے امی۔۔۔یہ لوگ اڈمشن کے وقت اسٹوڈنٹ سے ای پر فورما سائن کرواتے ہیں جس پر فیس کی اماونٹ فِلکس ہوتی ہے۔۔اور وہ سال سال کر کے کم سے کم ہوتی چلی جاتی ہے۔۔۔ اب جن اسٹوڈنٹس کی فیس بڑھائی گئی ہے وہ تھرڈ ایئر فورتھ ایئر کے اسٹوڈنٹس ہیں۔۔اور یہ illegal ہے۔۔۔جبھی تو ا ای ہو رہی ہے۔۔۔فیس صرف فریش ایئر والوں کی بڑھائی جاسکتی ہے۔۔۔ تھرڈ ایئر اور فورتھ ایئر والوں کی بھی بڑھادی گئی ہے۔۔فیس بڑھانے کا یہ بلکل بھی مطلب نہیں۔۔کہ یہ محض پنچ سے چھ ہزار روپے فیس بڑھارہے ہیں۔۔بلکہ یہ تو لاکھ لاکھ کے حساب سے اضافہ کر رہے ہیں۔۔اب بتا ای mediocre کہاں سے اتنے پیسے لائے؟ اب آپ تصور کریں ہم میڈکل کے طلباء کیسے ڈپ میں مبتلا ہوں۔۔۔آئے دن میڈکل اسٹوڈنٹس کے حوالے سے ایسی وارداتیں سُننے کو ملتی ہیں۔۔یہ پیشہ کیا کسی کو heal کرے گا۔۔ہم ڈاکٹرز تو خود ڈپ میں ہیں۔۔صرف اِس فیس اسٹرکچر میں تبد کی وجہ سے کتنے طلباء کی تعلیم چُھوٹ گئی ہے۔۔اور اُن میں سے کتنے لوگ اُ رہے ہیں۔۔۔اور صرف یہ ہی نہیں ملک میں رہنے والوں کو تو سیٹیں ملتی نہیں، بہر سے آنے والوں اوورسیز پرکستانیوں کو کیا خاک ملنی ہے؟ بس پھر پتا ہے کیا ہوتا ہے؟ اُنہیں بھی پیسے دینے والا درخت تصور کرلیا جاتا ہے۔۔۔اور فورن اسٹوڈنٹس کے فیس اسٹرکچر میں بھی اضافہ کر دیا جاتا ہے۔۔اور باقاعدہ اُنہیں لیبل کیا جاتا ہے کہ یہ فورن اسٹوڈنٹس

ہیں۔۔کوئی اِن عقل کے دشمنوں کو یہ بات سمجھائے کہ اگر اُن کے پاس اتنا ہی پیسہ ہوتا تو وہ ڈاکٹری کے لیے پاکستان کیوں آتے؟ تعلیم تو جو مشکل سو مشکل۔۔اِس پر میں یہ crisis، اب بتاؤ بندہ pass کیسے ہو؟"

رنجیدگی اور افسوس سے اُس کا چہرہ پژمردہ پڑ چکا تھا۔۔۔غصے میں بولنے کے سوا وہ کر کیا سکتی تھی۔۔۔

"ایک بار میں اپنی تعلیم کر لوں۔۔۔بس پھر دیکھنا آپ امی۔۔۔میں کیا کرتی ہوں۔۔میں کچھ کروں گی۔۔۔میں ضرور کچھ کروں گی ڈاکٹرز برادری کے لئے۔۔۔" وہ عزم کرتے کہہ رہی تھی۔۔۔

"یو نو امی۔۔۔آئی کین۔۔آئی کین literally فیل دیئر پئین!! یہ تو ابتدائی مسائل ہیں۔۔۔آگے انٹرن شِپ اور پھر اعلیٰ تعلیم۔۔اسپیز لائزیشن میں درپیش آنے والی مصیبتیں۔۔اور لوگ کہتے ہیں ہم ڈاکٹر پیسہ چھاپنے والی مشینیں ہیں۔۔۔ڈودے ہیوا اینی آئیڈیا۔۔۔کہ ہم کیا کیا suffer کرتے ہیں؟؟"
وہ سانس لینے کے لیے رُکی۔

"اور آپ کو پتا ہے۔۔حسیب بھائی کا ایک دوست ہے۔۔اُس نے FCPS پارٹ ون کے پیپر دیئے۔۔۔آگے وہ Specialization کے لئے انٹرویو پر گیا۔۔اور آپ کو پتا ہے پروفیسرز نے اُس سے کیا سوال پوچھے؟ ایک بھی سوال میڈیکل کا نہیں پوچھا۔۔ایک بھی سوال۔اور جو سوال پوچھے وہ تھا۔تمہاری ذات کیا ہے؟ تمہارا فرقہ کیا ہے؟ تمہارے پاس reference ہے؟ چنانچہ اُس کے پاس کوئی پیسہ یعنی سپورٹ نہیں تھا۔۔اِس لئے اُس کا سلیکشن نہیں ہو پایا۔۔تین سال تک وہ خوار ہوا۔۔اور چونکہ FCPS پارٹ ون کی پاس

ہونے کے بعد validity تین سال ہوتی ہے۔۔اور اَ اُس ٹائم پیریڈ میں FCPS پ رٹ
ٹو کے پیپر میں appear نہیں ہوتے۔۔تو FCPS-I کا اسٹیٹس null ہو جاتا ہے۔۔اب
FCPS ٹو میں تو ۔ appear ہو گا بندہ۔ ۔ ٹ ینگ کے لئے جائے گا۔۔"
"ب ٹ مت ِکلس!!"
لیکن وہ ِکلستی رہی۔۔اور ربیعہ بیگم خاموشی سے اُسے دیکھتے اُس کی سُنتی رہیں۔۔۔

☆.....☆.....☆

خضر کے آنے میں ابھی دِن تھے۔۔ دُعا نے پہلے ہی ربیعہ بیگم سے کہہ دی تھا۔۔
"مجھے نہیں پتا۔۔وہ آئے گا۔۔۔تو مجھے بھی اُسے ی جا ہے۔۔آپ اُستاد کو بولیں۔۔مجھے بھی لے کر جا ۔۔"
یہ کہہ کر وہ اپنے کمرے میں آئی تو اچا اُس کی اپنے سنگھار میز پ گئی۔۔وہ پ ں سکیڑ کر بغور دیکھتے آگے چلی آئی۔۔اُس نے ذرا سر جھکا کر دیکھا تو د ہے۔۔میز پ نوز اِسٹرپس کا پیکٹ۔۔دُعا کے چہرے کا زاویہ بگڑا۔۔۔پھر گئی۔۔گولڈ ماسک کے ڈبے پ ۔۔۔مزی بگڑی۔۔۔فیشیئل اووِل کلینز ٹون ۔۔اب ذرا منہ کُھلا۔۔۔تیوری پ ھی۔۔۔اور ٹشو ماسک پ ڑے ہوئے آئے تھے۔۔
"ی رامی یہ کیا ہے؟" وہ پ ڑ کر زور سے بولی تھی۔۔۔
"پہلے ہی چار کول ماسک مجھ سے ختم نہیں ہو ۔۔کیوں لے کر آئی ہیں۔۔۔" ربیعہ بیگم اُس کے لیے سامان لا لا کر نہیں تھکتی تھیں۔۔کہ کسی طرح۔۔۔کسی طرح وہ لڑکی لڑکیوں والے کام کر لے۔۔ نہیں۔۔۔وہ ٹ م بوائی تھی۔۔۔اِن چیزوں سے اُسے کیا سروکار؟
ربیعہ بیگم کمرے میں کہتی ہوئی چلی آ ۔۔

"ارے کیا ہوگیا ہے۔۔۔چہرے پہ لگانے کے لیے لائی ہوں۔۔۔حلیہ درست کر کے بیٹھا کرو بیٹے۔۔لوگ آتے جاتے ہیں ہمارے گھر۔۔کیا سوچتے ہوں گے، کیسے بھکاریوں جیسا حلیہ ہوتا ہے تمہارا۔۔۔اور چاند بھی تو آرہا ہے!!"

خضر کے ذکر پہ وہ دیدے پھیلا کر بھویں چڑھاتے بولی۔۔

"تو؟؟"

جواباً ربیعہ بیگم نے سادگی سے کہا۔۔

"تو شکل ذرا درست کر کے جاؤ!!"

دُعا کے ماتھے پہ بے تہاشا بل پڑ گئے اور وہ بے بسی سے دوٹوک اُنہیں ہاتھ دِکھا کر بول پڑی۔۔۔

"امی۔۔۔یہ کام نہیں ہونے والے مجھ سے۔۔۔ایک تو مجھے پہلے ہی اتنا آکورڈ لگتا ہے یہ سجنا سنورنا وہ بھی چاند کے سامنے۔۔۔اگر اُسے پتا چل گیا۔۔۔تو وہ مجھے مذاق کر کر کے ہی فوت کر دے گا۔۔"ربیعہ بیگم خفا ہوئی۔۔

"ارے۔۔۔کیا الم غلم بول رہی ہو۔۔۔"

دُعا نے ایک نہیں سُنی۔۔

"نہیں یار امی۔۔۔ایک تو بچپن سے ہم ایک لڑاکا جھگڑالو بہن بھائی کی طرح بن کے رہے ہیں۔۔۔اینڈ یو نو۔۔۔ڈیٹ واز سو آکورڈ۔۔۔جب آپ نے ہمارا نکاح کروادیا۔۔۔تھینک گاڈ آپ نے بچپن میں مجھے اُسے کبھی چاند بھیا نہیں کہلوایا۔۔۔۔میں اُسے شوہر تصور کرتی ہوں تو۔۔۔تو مجھے۔۔۔سمجھ نہیں۔۔سمجھ نہیں۔۔آتی۔۔کہ میں کیا کروں۔۔" اُس نے جھنجھری لیتے اپنی آنکھیں بلیوں کی طرح موڑ لی تھیں۔۔

ربیعہ بیگم خاموشی سے اُسے دیکھ رہی تھیں۔۔۔دُعا نے خود کو ٖ رمل کر ٖ چاہا۔۔

"او کے ٹھیک ہے۔۔ہم دونوں میاں بیوی ہیں۔۔۔ہمیں سمجھ آ گئی ہے یہ بات۔۔۔لیکن یہ سولہا سنگھار ی ر!! ساؤ ٹ ز لائ وہ سج دھج کے رجھا ٖ ۔۔۔اینڈ اینڈ دِس اِز ڈرائیو ٖ می کر ٖ ی ٹو دا نیکسٹ لیول امی!!"

اُس نے ہچکچاہٹ سے ربیعہ بیگم کو دیکھا اور متا ٖ ٖ سے التماس کرتے ا ٖ از میں کہا۔۔

"آئی ہوپ آپ میری صورتحال سمجھ رہی ہیں۔۔" ساتھ اُس نے مود بانہ ا ٖ از میں انہیں دیکھتے ہاتھوں کی ا ٖ یں آپس میں لیں۔۔۔ربیعہ بیگم خاموشی سے اُسے ی ٹ دیکھ رہی تھیں۔۔

دُعا نے ماحول میں ٖ شائستگی کو محسوس کیا تو اُنہیں دیکھتے بقت مسکرا کر بولی۔۔

"ڈو ٖ ٹ وری امی۔۔۔ڈی۔کے کے ہوتے فکر نہیں۔۔" اُس نے ہاتھ ی ٖ سے لگا کر اُنہیں دکھا کر ہلا یا تھا۔۔

"ا خضر ساری دُ بھی چھان لے گا ٖ ۔۔ت ب بھی اُسے دُعا اِدریس جیسی صاب انہ متحمل اور سپورٹنگ بیوی نہیں ملنے والی۔۔۔اُسے ہر روز شکرانے کے نوافل پڑھنے چاہیں۔۔کہ میں نے اُس سے نکاح کر لیا۔۔"

وہ ہنوز ویسے ہی کھڑی اُسے دیکھے جا رہی تھی۔۔

"ارے اب کیا کر دیا اُس ٖ مراد نے؟؟"

آواز پر دونوں نے چو ٖ کر دروازے کی جا ب دیکھا۔۔جہا ٖ ی ب صا ب دہلیز پر کھڑے خفگی سے پوچھ رہے تھے۔۔ربیعہ بیگم نے یہ سُنتے ہی زور سے پیشانی پر ہاتھ مارا۔۔

"اوہووہ۔۔۔میں کیا کروں گی آپ کا جہا ٖ ی ب صا ب!!"

جواب میں دُعا جھٹ سے بولی۔۔

" کچھ نہیں کیا اُس نے ابو۔۔۔ ہر وقت آپ اُس کے پیچھے پڑے ہوتے ہیں۔۔"

ربیعہ بیگم نے بات ٹالنے کی سعی کی اور اُن سے پوچھا۔۔

" آپ چھوڑیں۔۔ یہ بتائیں۔۔ آمد کی غرض کیا ہوئی؟"

اُنہیں تبھی یاد آیا۔۔

"ہاں۔۔ وہ خالہ کہہ رہی تھیں آئیں گی۔۔" یہ سُنتے دُعا کا حیرت سے منہ کُھل گیا۔۔۔ جہانزیب صاحب اُسے دیکھتے گزارش کرتے کہنے لگے۔۔

"شہزادی۔۔ تم خود ہی چلے جایا کرو اُن سے ملنے۔۔ آتی یہاں ہیں تھرتھلی سارے اسکوائر میں مچتی ہے۔"

ربیعہ بیگم آگے بڑھتے اُن سے کہنے لگیں۔۔

"اچھا چلیں نہ۔۔ اب کیا ہو سکتا ہے۔۔ جائیے ذرا سموسے جلیبیاں لے آئیے۔۔۔"

"اچھا۔۔" جہانزیب صاحب یہ کہتے مڑے۔۔۔ اور ربیعہ بیگم نے پلٹ کر دُعا کو دیکھا تو اُس کے دیدے پھیلے۔۔ وہ اُسے انگشت شہادت دِکھاتے سختی سے بولیں۔۔

" کرتی ہوں میں اُستاذہ سے بات!!" اور دُعا نے روہانسا ہو کر جھنجھلاتے سر جھٹک لیا۔۔

"ہاں ہاں امی!!!" ربیعہ بیگم کمرے سے جا چکی تھیں۔۔ وہ بے دلی سے سنگھار میز کی جانب آئی۔۔ اور اِسٹول کھینچ کر بیٹھی۔۔۔ اُس نے دھیرے دھیرے پلکیں اُٹھائیں۔۔ سامنے میز پر رکھی فریم میں خضر اور اُس کی تصویر کو دیکھا۔۔۔ اُس نے میز پر کہنی ٹِکا کر ہاتھ ٹھڈی سے لگایا۔۔ اُس نے بغور اُس تصویر کو دیکھا۔۔ اور وہ تصویر اُسے ماضی میں لے گئی۔۔۔

"دُعا دُعا!!!" ربیعہ بیگم کے بلانے کی آواز باورچی خانے سے آ رہی تھی۔۔ دُعا ضرورت سے

زیدہ لمبی سرخ مردانہ پیی شرٹ اور ساتھ ٹراؤزر میں ملبوس سر پہ اُلٹی پی کیپ پہنتے دوڑی کچن میں آئی۔۔

"کیا کیا ہوا امی؟" لڑ کا زمانہ تھا۔۔غالباً عمر چودہ پندرہ سال تھی۔۔۔

"بیٹے یہ دیکھو یہاں کتنی بڑی چھپکلی ہے۔۔چاچو کو بلاؤ!!" ربیعہ بیگم بورچی خانے کی بیرونی دیوار پہ اشارہ کرتے خوفناکی سے کہہ رہی تھیں۔۔

وہیں سے خضر کے نے کے بھی آواز آرہی تھی۔۔

"امی میری شرٹ نہیں مل رہی۔۔مجھے نِکلنا ہے۔۔میچ ہے یار!!!"

دُعا نے فٹافٹ بھاگ کر دیوار سے چھپکلی کو اُس کی پونچھ سے پکڑا اور یہ منظر دیکھ کر ربیعہ بیگم کی چیخ نکل گئی۔۔

"دُعا!!" وہ چھپکلی کو اُس کی پونچھ سے پکڑے، ہوا میں لہراتے اُنہیں دکھا رہی تھی۔۔۔

"امی یار چھپکلی ہی تو ہے!!" وہ محظوظ ہوتے بولی تھی۔۔۔۔۔ربیعہ بیگم منجمد کھڑی حواس بختگی سے اُسے دیکھے جا رہی تھیں۔۔اس نے چھپکلی کو ذرا اوپر کر کے دیکھتے گُنگنا کر کہا۔۔۔

"سیلفی تو بنتی ہے!!"

اور وہ بھاگ کر کمرے میں آئی اور میز پہ سے ا کیمرہ اُٹھا کر تصویر یں لگی۔

"دُعا!!" خضر کمرے میں غصے میں لال پیلا ہوتے داخل ہوا۔۔دُعا نے ا کیمرہ پکڑے گردن موڑی۔۔۔

"تم نے میری شرٹ پہنی ہے؟" یہ کہتے اُس نے اُسے گردن سے دبوچا۔۔اور ا نے میں اچانک تصویر بن گئی۔۔۔حال میں بیٹھی دُعا سر جھٹک کر زور سے ہنس پڑی۔۔۔بڑے دن بعد وہ یوں کھلکھلا کر ہنسی تھی۔۔۔لبوں پہ سے ہنسی سمٹی۔۔اُس نے ایک گہری سانس لی

گھما کر ای سارے کمرے کو دیکھا۔۔

"کمرہ میرا۔۔۔ یدیں تمہاری۔۔۔ جلدی آجاؤ۔۔۔ ہم . تمہیں بہت مِس کرتے ہیں۔"

☆.....☆.....☆

دُعا پ پتی ٹ نگوں سے کسی سوچ میں لاؤنج کے صوفے پ بیٹھی تھی۔۔ وہ خاصی کنفیوز لگ رہی تھی۔۔ ربیعہ بیگم نے اُسے دھمکا ی نہیں تھا کہ وہ اُستاذہ کو اُس کی شکا ی لگا گی۔۔ اُنہوں نے سچ کہا تھا، وہ واقعی اُنہیں اُس کی شکا ی لگا چکی تھیں۔۔ اُستاذہ اُستاد کی اہلیہ تھیں۔۔۔ ویسے اُن کے گھر طلباء کا آ جا نہیں تھا۔۔ اُستاد خضر اور دُعا کے لئے کہتے تھے۔۔ دُعا اور خضر gifted بچے ہیں۔۔۔ وہ خاص ہیں۔۔۔ یہی وجہ تھی اُن دونوں کو اُن کی زن گی میں ب ٹ ی اہمیت حاصل تھی۔۔۔ چند لمحے وہ وہاں بیٹھی تھی۔۔۔ تبھی ای دراز قد خاتون لاؤنج میں ٹ ے میں جُوس کا گلاس لیے چلی آ ۔۔۔ ٹ ی ب ٹ ی آنکھیں۔۔ صاف چہرہ۔۔۔ گھرے ش۔۔ ب ل کیچر میں جُوڑا بنا کر بندھے ہوئے۔۔۔ گلے میں دوپٹہ پھیلا کر لیا ہوا۔۔۔ وہ اُستاد کا پ فیکٹ میچ تھیں۔۔ دین اور دُ کو ساتھ لے کر چلنے والی خاتون۔۔۔ وہ ٹ ے اُس کے سامنے میز پ ر ت اُس کے رو ب وبیٹھیں اور ای گھری سانس لے کر مسکراتے ہوئے بولیں۔۔

"لیس ڈی۔ کے؟ کیسے مدد کر سکتی ہوں میں آپ کی؟"

ڈر استاذہ کا نہیں تھا۔۔ ڈر اُستاد کا تھا۔۔ اُن کے آنے کا وقت ہو رہا تھا۔۔ اُس کے ہاتھ پ ؤں ٹھنڈے پ ڑ رہے تھے۔۔ تبھی ب ہر کی بیل بجی۔۔ اور دُعا کے دل میں زور سے بیل بجی۔۔ اُس نے چو ن کر دروازے پ دیکھا۔۔ اُستاذہ وہیں بیٹھیں َ دن موڑ کر دروازے کی جا ب دیکھتے بولیں۔۔

"کُھلا ہے دروازہ!!"

تبھی دروازہ کھلا۔۔اُستاد ہاتھ میں بوٹ پکڑے ا ردا خل ہوتے بلند آواز میں بولے۔۔

"السلام علیکم!!"

اُنہیں دیکھ کر دُعا کے دیے پھیل گئے اور اُس کے سارے وجود پ لرزہ طاری ہوَ ی۔۔۔

اُستاذہ نے ش ت سے جواب دی۔

"وعلیکم السلام!!"

"پتا نہیں کون جوتے پ اکر لے جا ہے۔۔"اُستاد خفگی سے سر ہلاتے اپنے بوٹوں کو دیکھتے کہہ رہے تھے۔۔اچا اُن کی دُعا پ گئی۔۔اور دُعا کے چہرے کا رَ مکمل طور پ اُڑ ی۔۔۔

وہ بغور اُسے دیکھتے بھوں اٹھا کر اُستاذہ سے پوچھنے لگے۔۔۔

"کیا کیا ہے اِس نے؟"

دُعا کو لگا تھا اب اگلا دم نہیں آئے گا۔۔۔اُستاذہ اُن سے خفا ہو ۔۔

"بس اب آپ شروع مت ہو جا ۔۔۔ایسے ہی آئی ہے۔۔"دُعا نے گلے سے تھوک نگلا۔۔ اُستاد ہنوز ی وں سے اُسے دیکھ رہے تھے۔۔۔

"ایسے نہیں آتی یہ۔۔۔کوئی کوئی کاروائی ہوتی ہے۔۔۔ ہی آمد ہوتی ہے۔۔معلوم نہیں کیا آپ کو؟ کہ وقت نہیں ہو ممکنہ ڈاکٹر کے پ س اب۔۔۔"

جواباً اُستاذہ مدافعانہ ا از میں کہنے لگیں۔۔

"نہیں۔۔کوئی کاروائی نہیں ہوئی۔۔۔آپ جا فریش ہو کر آ ۔۔"

اُستاد نے خود کو کمپوز کرتے اثبات میں سر ہلا ی اور ڑے ڑے ڈگ بھرتے لاؤنج سے لگے۔۔۔جیسے وہ لاؤنج سے گئے تو دُعا کی سانس بحال ہوئی۔۔

اُستاذہ اب اُس کی جا متوجہ ہو ۔

"ہاں جی۔۔۔فرمایئے؟"اب اُنہوں نے سرگوشی کی۔۔

" کیوں امی کو پ یشان کرتی ہیں آپ؟ پہلے کیا وہ کم پ یشان ہیں خضر کی وجہ سے۔۔اور اب آپ بھی۔۔۔"

یہ سُنتے دُعا روہا ہوگئی۔۔

" کو میرا قصور آ ہے۔۔میری پ ابلم کسی کو نہیں آتی؟ امی کہتی ہیں میں تیار ہو کر بیٹھوں۔۔۔لڑکی بن جاؤں۔۔۔لڑکی ہی تو ہوں۔۔اور کیا ہوں؟ کیوں ہوں میں تیار؟"

اُستاذہ سادگی سے بولیں۔۔۔

" کیو اللہ جمال ہے اور اُسے جمال پسند ہے۔۔"وہ بھونچکی۔۔۔

وہ سانس ی کے لیے رُکیں اور پھر اُس سے کہنے لگیں۔۔

"اپنا مسئلہ بتا پہلے آپ؟"

دُعا نے بمشکل ہمت جٹا کرا ی گہری سانس لی اور بتانے لگی۔۔۔

"میرا بھی دل کرت ہے میں اچھے سے تیار ہو کر آئیڈیل بیٹیوں کی طرح اپنا ویکنڈ امی ابو کے ساتھ َ ارا کروں۔۔ مجھے وقت ہی نہیں مل پ ی شا ی وقت ہی مینج نہیں ہو مجھ سے۔۔کالج کے دِنوں میں نیند پوری نہیں ہوتی۔۔ویکنڈ میں نیند آتی نہیں۔۔۔ہمیشہ سوچتی ہوں صبح اُٹھ کر اُن کے ساتھ بیٹھوں ب تیں کروں۔۔کچھ کام کروں۔۔۔ سُستی نہیں جاتی۔۔۔سارا ویکنڈ netflix اور پلنگ میں Pjs پہنے َ رجات ہے۔۔۔بہت فیملی گولز ہوتے ہیں دل ہی نہیں جات ۔۔بے رغبت سی ہے۔۔۔اور چا ۔۔۔چا آرہا ہے تو میں کیوں تیار ہوں اُستاذہ؟ چا ہی آرہا ہے !!"

"لیکن 'چا ' آرہا ہے!!"انتہائی پ ا ش اور سادہ لہجہ تھا۔۔۔دُعا چند لمحوں کے لئے کچھ کہہ نہیں

سکی۔۔۔

ٹھیک ہی تو کہہ رہی تھیں۔۔چا ہی آ رہا تھا 'چا ' آ رہا تھا۔۔اُس نے اُ ت ہوئے سر جھٹک کر گال پُھلا لئے۔۔ہاتھوں کی اُ یں وہ آپس میں مروڑنے لگی۔۔۔د ے مسلسل دا پھرنے لگے۔۔۔اُستاذہ نے ا گہری سانس لی اور پھر تمہید ھی۔۔

"ہر امتحان دُ کا سے مشکل ین امتحان ہی لگتا ہے۔۔ وہ اپنا ہو۔۔" یہ سُنتے اُس نے یکدم پلکیں اُٹھا کر اُنہیں دیکھا۔۔

"پتا ہے دُعا۔۔اللہ نے ا ن میں بہت کھچاؤ رکھ دیا ہے۔۔بہت elasticity ہے ا ن میں۔۔۔وہ تنگ اور زیادہ دونوں میں مینج کر تے ہے۔۔۔اور اِس جہاں میں ایسا کیا ہے؟ جو ا ن ٹھان لے اور کر رے۔۔اللہ نے ا ن کو احسن بنایا ہے، بہت خوبصورتی سے mould کیا ہے۔۔۔اور اِس خوبصورتی کا سے زیادہ حقدار وہ اور پھر تم ہو۔۔۔وہ کہتا ہے۔۔ز وز اختیار کر کے ز پڑھو۔۔ سے بہترین جوڑا پہن کر۔۔اللہ اِس کا حقدار ہے۔۔

Beautify yourself, pamper yourself اپنے لئے۔۔۔اللہ کے لئے۔۔ہم لوگ کتنی تیں کرتے ہیں پڑھائی میں دل نہیں لگتا۔Dull اور بور روٹین رہتی ہے۔۔۔۔ جس کے حل میں جواب ملتا ہے۔۔یہ پڑھ لیا کرو وہ پڑھ لیا کرو۔ایسا سوچ لیا کرو۔ویسا سوچ لیا کرو۔۔یہ روحانی تیں ہیں۔۔ کسی بھی چیز پ فوکس اور عمل اور اُس میں کامیابی دو چیزوں سے آتی ہے۔۔ا سوچ دوسرا عمل۔۔۔Pjs میں نہیں بیٹھنا۔۔اچھا لباس ز تن کر ہے۔۔۔۔پھر دیکھنا کیسے سُستی غائ ہوتی ہے۔۔اللہ چاہتا ہے ہم خوبصورت دِ ھیں اور سے زیادہ وہ یہ چاہتا ہے کہ ہم اُس سے ملتے وقت خوبصورت دِ ھیں۔۔اللہ ہمیں

قرآن میں خود techniques بتا رہے ہیں۔۔کہ کیسے ہمیں اُس سے اور لوگوں سے قات
کرنی ہے۔۔۔یہ ای غلط قسم کا خیال ہے جو آج کل لوگوں کے ذہن میں پ پ رہا ہے۔۔کہ
زی وز اختیار کر مسلمانوں کے لئے ممنوع ہے۔نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پسندی ہ
چیز میں جو چیز تھی وہ خوشبو تھی۔۔۔خود کو سنوار ا ن کو خوبصورت کے لئے نہیں کر ۔۔وہ
بہت خوبصورت ہے اپنے اپنے ا از میں۔۔بس اُسے ذرا خود کو لش کر ہے۔۔۔مجھے تو
سجنے سنورنے کا پتا نہیں۔۔۔۔۔فیشن سے مجھے کیا سروکار۔۔۔یہ کوئی دینی تیں نہیں ہیں۔۔
یہ خود کو isolate کر ہوتا ہے۔۔۔ایسا جیسے ای بند گیٹ زن گی ار ۔۔آپ دیوان کے
دیوان پڑھ لیں۔۔اپنی سوچ کو کتنا مثبت کر لیں۔۔لیکن اگر آپ عملی اقدام نہیں اُٹھا گے تو
دُ کی ہر کتاب آپ کے لئے ردی ہے۔۔اپنی ا کبھی مت کھو دُعا۔اللہ نے آپ کو
لڑکی بنایا ہے۔آپ ڈم بوائی نہیں ہیں۔آپ ای بہت پیاری لڑکی ہیں۔۔"

دُعا اُن میں نگاہیں مر کیے اُنہیں دیکھے جا رہی تھی۔۔

"جو کام کر ہے اُس کے لئے۔۔میک آٹو ڈو لسٹ بنا ۔اور اُسے سنگھار میز کے آ ی سے
چپکا دیں۔تحقیق سے ای ت ہے۔۔ا ن کو ر راپنے مقاصد آ تو
وہ ت قدمی اختیار کر تے ہے۔۔"

دُعا موم ہوتی چمکتی آنکھوں سے معصومیت سے اُن کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے بولی۔

"تھینک یو اُستاذہ!" اور وہ ہنس دیں۔۔

"یو آر ویلکم ڈی۔کے!"

☆.....☆.....☆

دُعا نے روٹی کا رومال اُٹھاتے ی نی کا دم کھولا۔ای دم تیز پدینے کی خوشبو اُس نے محسوس

کی۔۔پہلی . ینی کے نِکھرے اور کِھلے کِھلے چاولوں پ پڑی۔۔وہ چمچ سے چاول ہلاتے خوش طبعی سے بولی۔۔

"10 ایرز چیلنج میں ایسی کوئی چیز ہے جو نہیں . لی تو وہ ہے . ینی!!"

اب اُس نے ڈھکن سے پتیلے کو ڈھا اور . ورچی خانے سے نکل کر لاؤنج میں آتے بولی۔

"ہاں امی کر د ی!!"

ربیعہ بیگم حسبِ معمول لاؤنج میں مشین رکھے زمین پ بیٹھیں۔۔ہاتھ میں قینچی پکڑے اپنی سہیلی کی قمیض کاٹ رہی تھیں۔۔

وہ اُن کے سامنے صوفے پ آ کر بیٹھی۔۔اور اُنہیں دیکھتے گھٹنے پ ہاتھ ر ت کہنے لگی۔۔

". دیکھیں سہیلیوں کے سُوٹ ی ت رہتی ہیں۔۔ملنا آپ کا کبھی کبھار ہوت ہے۔۔۔یہ بھی کوئی دوستی ہے؟" وہ قمیض کاٹتے رُکیں۔۔اُنہوں نے سر اُٹھا کر اُسے دیکھا۔آنکھوں پ چشمہ لگا تھا۔اُنہوں نے . کھولے۔۔

"ہاں بھئی۔۔آج کی یوتھ کے لئے تو دوستی یہی ہے۔ اچھا پہن کر سیلفیاں بنا لیں۔۔اچھا کھا کر تصو یں پو ٹ کر دیں۔لوگوں کو ذرا لعن طعن کر لیا۔۔اور memes میں مینشن کر د ی۔۔ تم لوگوں کے خیال میں یہ . کرنے والے بیسٹیز ہیں۔۔۔ ٹ یہ بیسٹیز نہیں۔۔یہ بیسٹیز کی بے عزتی ہے۔"

دُعا یہ سُن کر ی ٹ اُنہیں دیکھ رہی تھی۔۔ربیعہ بیگم زمانے کے ساتھ چلنے والی خاتون تھیں۔۔زمانے بھر میں کیا ہو رہا تھا . کی خبر اُنہیں ہوتی تھی۔۔اُستاذہ کہتی تھیں۔۔آج کے بچوں کے ساتھ چلنا ہے تو اُن کے ساتھ اُن کے لیول پ آ کر چلنا ہوگا۔۔۔فیس . ی سمارٹ فون نے کا اُنہیں کوئی شوق نہیں تھا۔ اپنے بچوں کی نگرانی کے لئے اُنہوں نے

سیکھا تھا۔۔

وہ اب ذرا مسکرا اور سر جھکا کر قمیض کاٹنے لگیں۔۔

"حقیقی دو یں ہر روز ملنے کی اور ہر روز ت کرنے کی محتاج نہیں ہوتیں۔۔حقیقی دو یں وہ ہوتی ہیں۔۔جن میں خوشی میں تو نہیں لیکن غمی میں دو موجود ضرور ہو ہے۔۔اور ایسے ہی لوگ خوشی کے موقعے پ سے پہلے د آتے ہیں!"

دن ق رفتاری سے رر رہے تھے۔۔۔ہار ہار کے نشیب وفراز طے کرتے۔۔خضر کی ٹیم آگے آگئی تھی۔۔۔

شارجہ میں کراچی بمقابلہ اسلام آ د میچ تھا۔۔دُعا منہ میں ا یں د ئے بیٹھی گھبراہٹ سے اسکرین پ دیکھ رہی تھی۔۔۔

میچ اختتامی مرحلے میں جانے لگا تھا۔۔۔دل ڈ ڈ جا رہا تھا۔۔۔

چھکے پ چھکا لگا۔۔۔

"نہیں کیچ مت ہو !!" دُعا منہ چھپا کر بولی۔۔۔اور کیچ چھوٹ ۔۔

ربیعہ بیگم سے بولیں۔۔

"اِس رو نے تو کھر ونچ د کراچی کو۔۔"

دُعا نے میم کی۔۔

"امی رو !"

ہر لکونی سے نیچے لڑکوں کی بھی ہلڑ زیوں کی آوازیں سنائی دیں۔۔

تبھی لاؤنج میں ا ڑق سنائی دی۔۔

"یہ کیا ہو رہا ہے؟"

اور دونوں چپ کر رہ گئیں۔۔

جہانزیب صاحب نے خفگی سے اُن دونوں کو دیکھا اور پھر اندر چلے گئے۔۔۔ ربیعہ بیگم تاسف سے اسکرین پر دیکھ رہی تھیں۔ ربیعہ بیگم کو دُعا نے دیکھا اور تیوری چڑھا کر بڑبڑائی۔۔

"سیمی آؤٹ ہو تو امی کو بُرا لگتا ہے۔۔ لاہور کی ٹیم ہارے امی کو بُرا لگتا ہے۔۔ کراچی اپنی شہر کی ٹیم ہے۔ وہ نہ جیتے آف کورس بُرا لگتا ہے۔۔ کوئٹہ میں فیورٹ کپتان ہے۔۔۔ اسلام آباد فیورٹ ٹیم ہے اِس لئے سپورٹ کرنا بنتا ہے۔۔ اور رہی ملتان سلطانز کی بات۔۔ لالہ تو او بیوٹی ہے!! کِسے سپورٹ کر رہی ہیں امی یار؟"

خضر کی ٹیم کا آخری میچ تھا۔۔ باقی میچ پاکستان لاہور اور کراچی میں ہونے تھے۔۔۔ یوں تو اسکوائر میں نیچے سب مل کر ہر میچ دیکھا کرتے تھے۔ لیکن اسکوائر کے بچے کی بات کچھ اور تھی۔۔ ربیعہ بیگم بڑے اشتیاق سے مسکراتے خضر کو باؤلنگ کرتے دیکھ رہی تھیں۔۔ نیچے وقاص زین اور شریم کسی دُکان میں بھیڑ میں کھڑے تھے۔۔ وقاص بےتابی سے کہہ رہا تھا۔۔

"بھاؤ آؤٹ کر۔۔ آؤٹ۔۔۔ Hattrick کر لے!!"

تبھی خضر نے گیند ڈالی۔۔۔۔ چھکا لگایا اور گیند ہوا میں اُڑی۔۔ وقاص چیخا۔۔

"پکڑ پکڑ۔۔۔ اے سالے پکڑ!"

بھاگ کر آتے خضر نے کیچ کر لیا۔۔

اور وہ بے نوجوان اچھل پڑے۔۔ اگلے ہی لمحے وہ شاٹ review کر کے دیکھا۔۔ خضر کا باؤلنگ کرتے پاؤں crease سے باہر نکل گیا تھا۔۔۔ زین نے یکدم دونوں ہاتھ پیچھے گردن پر رکھ لیے۔۔

"اُوششش!!"

شریم ہکلا۔۔

"نن نن نو ل !!"

تبھی وقاص کے مو کی گھنٹی بجی۔۔اُس نے بند مٹھی سے ہاتھ کھولا۔۔اور مو چہرے کے سامنے کیا۔۔آ ربیعہ کالنگ لکھا آ رہا تھا۔اُس نے کال اُٹھا کر مو کان سے لگای۔۔

"وقاص یہ دھا لی ہو رہی ہے۔۔میرے بچے نے آؤٹ کیا ہے۔۔"

پیچھے سے جہا صا کے کہنے کی آوازیں آ رہی تھیں۔۔

"جس طرح یہ کھیل رہا ہے۔۔ا ءاللہ۔۔ا ءاللہ۔۔دیکھنا۔۔واپس آ کر۔۔اپنے کراچی کی سڑکوں پہ تمہیں یہ چنگچی ہوا آئے گا!!"

ربیعہ بیگم نے خفگی سے اُنہیں پ کروای۔۔

"ارے آپ تو پ کریں۔۔۔"

"نہیں آ یہ رُول ہے، یہ نو ل ہوگئی ہے۔۔یہ لکیر سے پیر ہر نکالنے کی penalty ہے!"

اُس نے اُنہیں سمجھا چاہا۔۔ ربیعہ بیگم خفا سی بولیں۔۔

"ارے۔۔۔میرے بچے نے کیچ پکڑ لیا اور یہ لوگ لکیر کو رو رہے ہیں!!"

"آ وہ۔۔"

"لو بھئی۔۔۔لکیر پیٹ رہے ہیں۔۔کیچ نہیں آ رہا۔۔ اپوچھے اِن کو!!"

اور وقاص بے بسی سے بس جی جی کرتے ہنس پڑا۔۔

"پھر کر رہی ہو تم میری فرمانی!" جہا صا سخت راضی سے ربیعہ بیگم سے کہہ رہے تھے۔اُنہوں نے اُنہیں انگلی دِکھاتے کہا۔۔

"قانونی طور پہ بیوی کی ذمیداری ہے کہ شوہر کی بعدار رہے اور خاو کی ہر جا ت مانے۔۔

یہ میں نہیں کہہ رہا۔ یہ دو ہزار دو کا قانون ہے۔۔" جہانزیب صاحب نے ٹی۔وی بند کر دیا تھا۔۔جس پہ ربیعہ بیگم اور جہانزیب صاحب کی بحث ہو رہی تھی۔تبھی دُعا لاؤنج میں چلی آئی۔۔اُس نے جھک کر میز پہ پڑا ریموٹ اُٹھایا اور ٹی۔وی کی جانب مُڑتے ٹی۔وی آن کیا۔جہانزیب صاحب اُسے یکدم دیکھ کر چونکے اور پھر بول پڑے۔۔

"شہزادی نافرمانی کر رہی ہے میری!!" ربیعہ بیگم سادگی سے بےتاثر چہرہ لئے اُسے دیکھ رہی تھیں۔۔

" کرتا ہوں میں تیرا حقہ پانی بند!"

یہ سُنتے دُعا نے کمر پہ ہاتھ رکھا اور دھیرے سے گردن موڑ کر اُنہیں دیکھا۔چہرے پہ اطمینان تھا اور وہ کہنے لگی۔۔

"شوہر کی غیر موجودگی میں بیوی شوہر کے باپ سے خرچہ وصول کر سکتی ہے۔۔یہ دو ہزار پانچ کا قانون ہے۔۔"

جہانزیب صاحب کے چہرے پہ ایک رنگ آ رہا تھا تو ایک رنگ جا رہا تھا۔۔دونوں ساس بہو ایک دم ٹھنڈے انداز میں بےفکر کھڑی تھیں۔۔دُعا نے جھک کر ریموٹ واپس میز پہ رکھا اور پھر سیدھی کھڑی ہو کر اُنہیں دیکھا۔۔

"چونکہ میرا شوہر اِس وقت ملک سے باہر ہے تو میں آپ سے خرچہ پانی مانگنے کی حقدار ہوں۔۔ اور اگر آپ نے مجھے ڈرپ کیا، وہ بھی اِس صورتحال میں کہ میرا شوہر باہر ہے، دوسرا کہ آپ میرے گارڈیئن بھی ہیں۔تو آپ پہ ایک انتہائی شاندار قسم کا لاءسُوٹ فائل ہو سکتا ہے!"

وہ بنا مزید کچھ کہے اندر کو جانے لگی۔اور جہانزیب صاحب اُسے جاتا دیکھ کر دل گرفتگی سے کہہ پڑے۔

"اے دُعا، بہوؤں والا رویہ کیا ہے تُو نے میرے ساتھ۔۔اب دیکھ تُو ذرا میں کیا کرتا ہوں۔"
اور وہ سر جھٹک کر مسکراتے لاؤنج سے نکل گئی۔۔تبھی ہی ہر شور بلند ہوا۔۔اور وہ سمجھ گئی تھی
یقیناً خضر نے hattrick کر لی تھی۔۔

کمرے میں آئی تو پلنگ پہ میڈ کی کتابیں بکھری تھیں۔۔کتابوں کی طرف واپس لوٹی تو
سوچا ذرا مو بائل کو بھی ایک دیکھ لیا جائے۔۔پڑھائی کے دوران 'مو بائل' بھی
تو نوجوان پہ وا بتھا۔۔ سب سے پہلے اُس نے واٹس ایپ اسٹوری کھولیں۔۔پہلی
اسٹوری ماموں جان کے نام سے کُھلی۔۔جسے پڑھتے ہی اُس کے کان غصے سے سرخ ہو
گئے۔۔

"شہر کی بڑھتی آلودگی نے گردنواح کے ساتھ ساتھ اپنوں کا خون بھی سفید کر دیا ہے۔۔"
بس اتنی سی دیکھی۔۔ماموں جان نے اُسے بہت سے کلسا کر رکھ دیا تھا۔۔وہ غصے سے بولے
جا رہی تھی۔۔

"سوشل میڈیا پلیٹ فارم اپنے احساسات کی ترجمانی کرنے کے لئے ہے۔۔ اِس کا ہر گز
مطلب یہ نہیں کہ انسان کا جیسے دل چاہے۔ دل چاہے کسی بھی بات پہ کچھ بھی اُٹھا کر پوسٹ
کر دے۔۔اپنی بِپتا ہر کسی کو سُنانے سے۔۔اپنی پسند نا پسند کا ضرورت سے زیادہ اظہار کرنے
سے۔۔اور میں میں کی ڈینگیں ہانکنے سے۔۔ہم کسی کے دل عزیز نہیں ہو جا تے۔۔اپنی
ذاتی زندگی اور سوشل سرکل کو ایک ساتھ لے کر علیحدگی سے چلنا ایک ہنر کی بات ہے۔۔بڑا
انسان صرف بڑی بڑی باتیں کرنے سے نہیں بنتا۔۔بڑا انسان اپنی ذاتی زندگی کے مسائل کو
خود پہ حاوی نہ ہونے سے بھی بنتا ہے۔۔"
ربیعہ بیگم اُسے سمجھا رہی تھیں۔۔

"بیٹ نہ چیخ۔۔ ٹینشن نہ لے۔۔ پہلے ہی بال جھڑتے ہیں تیرے بہت!!"

ربیعہ بیگم کا تو مسئلہ نمبر واحد ہی یہی تھا۔ دُعا کے کثرت سے ٹوٹتے بال۔۔۔

"کیا مطلب ہے اِس کا ماموں؟"

دُعا سے اب رہا نہیں گیا اور اُس نے اُن سے میسج کر کے پوچھ ہی لیا۔۔۔ دو منٹ بعد جواب آیا تھا۔ گمان ہوتا تھا بڑے سوچ بچار کے بعد جواب آیا تھا۔۔ وہ پڑھنے لگی۔۔

"جو لوگ صرف اپنے اچھے دِنوں اور اپنی آسودہ حال صورتحال کے متعلق لوگوں سے اُسے سوشل میڈیا پر شیئر کرتے ہیں۔۔ اُن سے میری گزارش ہے۔۔ براہ کرم اپنے بُرے دِنوں کے متعلق بھی لوگوں کو اطلاعات دیا کریں۔۔ اِس طرح۔۔ وہ آپ کو خلائی مخلوق نہیں سمجھیں گے۔۔۔"

یہ دیکھتے وہ مزید جل گئی۔۔ ماموں کا طعنہ خضر کے Hattrick کرنے پر اُس کی لگائی گئی اسٹوری پر تھا۔۔ دُعا کا کُڑھ کُڑھ کر برا حال ہو گیا تھا۔۔ ربیعہ بیگم فکرمندی سے کہہ رہی تھیں۔۔

"اِسی لیے تیرا وزن نہیں بڑھتا۔۔"

دُعا کا وزن اُس کی عمر اور قد کے مقابلے کافی کم تھا۔۔ وہ ڈاکٹر کو بھی اُسے کئی مرتبہ دکھا چکے تھے۔ اُس کے کھانے کی روٹین اور کھانے کی تعداد بھی ایک دم ٹھیک تھی۔۔ پھر بھی وہ یہ سمجھنے سے قاصر تھیں کہ اُس کا وزن کیوں نہیں بڑھتا تھا۔۔ اب کچھ کچھ سمجھ آ گئی تھی۔۔

زُلفی کی طرف گاجر کی کھیر بنی تھی۔۔ تو اُس کی والدہ اُن کے ہاں دینے آئی تھیں۔۔

اُنہوں نے اُسے صوفے پر بیٹھے مسلسل زور زور سے ہلتے اور غصے میں بڑبڑاتے دیکھا تو سمجھ گئیں اور ربیعہ بیگم کو دیکھتے بولیں۔۔

"فھیر بنا ماری اے اِس نے لوں سے!"

ربیعہ بیگم نے سادگی سے اُنہیں دیکھتے سر ہلایا۔۔

وہ اُس کے پیلے زرد چہرے کو دیکھتے انگلی سے اشارہ کر کے بولیں۔۔

"تـ ہی کیس ہے یہ۔۔منہ چوئی تے ٹئیڈ کھوئی!"

دُعا نے یکدم ناسمجھی سے اُنہیں دیکھا۔۔

اُن کا کہا ایک لفظ اُسے سمجھ نہیں آیا تھا۔اُس نے بھوں اُچکا کر پوچھا۔

"یہ کی کی کیس کیا ہے؟" بولنے میں دشواری آئی تھی۔

جواباً اُنہوں نے ہنس کر کہا۔۔

"اپنے ابا سے پُوچھیں۔۔" اور وہ چل دیں۔۔

(جہانزیب صاحب سعودیہ میں چھڑوں کے ساتھ رہتے تھے جن میں سے اکثریت پنجابیوں کی تھی۔۔اِسی وجہ سے اُنہیں بہت اچھی پنجابی بولنی آتی تھی۔۔)

جہانزیب صاحب واک پہ گئے تھے۔۔ جب لوٹے تو دُعا نے پوچھا۔۔

"ابو یہ کی کی۔۔کیس کیا ہوتا ہے؟" بولنے میں پھر سے دشواری آئی تھی۔۔

جواب میں اُنہوں نے اُسے بتایا۔

"وہ جو بڑھتا نہیں۔۔جیسے تم!!" اور دُعا کا منہ کسی پھٹتے ہوئے آتش فشاں کی مانند انتہا کا سرخ ہو گیا۔۔وہ اشتعال انگیزی سے ربیعہ بیگم کو دیکھتے نہایت تیزی سے کہنے لگی۔۔

"امی میں بتا رہی ہوں۔۔۔میں کسی دن زُلفی کے گھر ٹوکا لے کر گھس جاؤں گی۔۔ایک قصائن سے پنگا لیتی ہیں نا رضیہ آنٹی۔۔ابھی اِنہیں پتا نہیں ہے قصائیوں کا۔۔۔"

دم بہ دم غصہ بڑھ رہا تھا۔اب اُس نے جہانزیب صاحب کو دیکھا۔۔دونوں میاں بیوی خاموشی سے اُس کی سُن رہے تھے۔۔

"میں نے کسی دن ٹوکا لے کر چیر دینا ہے اُنہیں۔۔"

جہانزیب صاحب خفگی سے بولے۔۔

"بس دُعا!!"

آنکھوں میں تیزی سے آنسو آئے۔۔دل دل سوختہ تھا۔۔گال سرخ پڑ گئے تھے۔۔اُس نے کرب سے کہا۔۔

"اِس میں میرا کیا قصور ہے جو میرا قد چھوٹا ہے؟"

آواز مرطوب تھی۔۔

وہی ہم عام لڑکیوں کی طرح کچھ دیر آنسو بہائے۔۔اور پھر خضر کا کہا ایک فقرہ دہرا کر خود سے کہا۔۔

"Don't you know? We human beings are the crown of creation!"

وہ رات کو خضر کو اپنی اور اُس کی دس سال پرانی تصویریں دِکھا رہی تھی۔۔اُس پر وہ اُنہیں دیکھتے بولا۔۔

"یہ بھی کوئی ten years challenge ہے؟"جواباً دُعا نے مسکرا کر پوچھا۔۔

"اچھا پھر یہ چیلنج نہیں تو کیسا چیلنج ہو؟"

خضر چند لمحوں کے لئے خاموش رہا۔۔غالباً کچھ سوچ رہا تھا۔اب اُس نے ایک گہری سانس لی اور کہنے لگا۔۔

"دس سالوں میں مجھ میں یہ بدلا۔۔پہلے صبر کرنا مشکل تھا۔۔پہلے کامیابی پانے کی جلدی تھی۔۔اب صبر نے کامیابی کی وقعت سمجھا دی ہے۔۔پہلے چیزیں بہت جلدی مل جاتی تھیں۔۔کیونکہ وہ معمولی تھیں۔۔بڑی چیزوں اور بڑے اہداف نے اب بڑی

achievements کا راز سکھا دیا ہے۔۔"
یہ سُنتے دُعا کی آنکھیں جگمگا اور وہ امید سے بولی۔۔
" کیا ۔ وہاں تمہیں پسند کرتے ہیں؟"
خضر کی آنکھوں میں سفیدی چھائی۔۔ چند لمحے خاموش رہا اور پھر خود کو کمپوز کرتے بولا۔۔
"یہ قوم ای newbie کا کچھ زیدہ اچھا استقبال نہیں کرتی!"
دُعا لمحے بھر کے لئے کوئی ردِ عمل نہیں دے پ ئی۔۔ کچھ اذ رت چُبھ سا ی تھا وہ لہجہ۔۔ خضر ۔ت ۔ لتے کہنے لگا۔۔
"اور دس سال میں مجھ میں یہ ۔ لا کہ مجھے چیزیں اچھی لگنا اور پیاری لگنے کے مابین فرق سمجھ میں آ ی ہے!"
دل میں اُس ل انگیز تیر کا نشتر اب بھی پیو ت تھا۔۔ دل سا سا کر رہا تھا۔۔ اُسے تو مسکرا ۔ تھا۔۔ اپنے چا ۔ کا حوصلہ ۔ڑھا ۔ تھا۔۔ وہ لبوں پ مسکراہٹ واپس سے لاتے پوچھنے لگی۔۔
"جناب ۔قی ۔ تو ٹھیک ہے۔۔ ۔ اہ کرم یہ اچھی اور پیاری کے مابین فرق کی وضا ت کر دیں۔ نوازش ہوگی۔"
اُس پ راب وہ بھی مسکرا ی۔۔
"جو ای میں بھلی لگ جائے۔۔ وہ چیز اچھی ہے۔۔ جو ہر حال۔۔ ہر صورت اچھی لگے وہ پیاری ہے۔۔ جا ہوا ی لڑکی کی ۔ سے ۔ڑی غلطی کیا ہوتی ہے؟ ای ایسے مرد کو اپنا دل دینا۔۔ جسے صرف اُس کا ظاہری حسن چاہیے تھا۔۔ سوچتا ہوں۔۔ جو آدمی اپنی بیوی سے محبت اُس کی جوانی کی خوبصورتی کی وجہ سے کرتے تھے۔۔ وہ پندرہ بیس سال بعد اب اُس سے محبت

کیسے کرتے ہیں؟ وہ اُن سیاہ ریشمی بالوں میں چاندی دیکھ کراب کیا ردِعمل دیتے ہیں؟ وہ ماضی کے شفاف اور صاف چہرے پر جھریاں دیکھ کراب محبت کے متعلق کیا سوچتے ہیں؟ کیو وہ حسن جس نے اُنہیں محبت کے لئے آمادہ کیا تھا۔۔وہ تو وقت کے ساتھ پیچھے رہ گیا۔تو پھر اب وہ کس چیز سے محبت کرتے ہیں؟"

وہ سانس لینے کے لئے ٹھہرا اور پھر بولا۔۔

"مجھے تم اچھی نہیں لگتی دُعا۔۔مجھے تم ہر بار اچھی لگتی ہو۔۔"

اُس پر وہ بند دبائے بیٹھی خاموشی سے سُن رہی تھی۔۔

ٹھیک ہی تو کہہ رہا تھا۔۔ہر روز اُس کے ٹوٹتے بال دیکھتا تھا۔۔بنا سنگھار کئے اول جلول کپڑوں میں ملبوس اپنے گرد منڈلاتے ہوئے اُسے پتا تھا۔امتحان کے دِنوں میں آنکھوں کے نیچے شدید قسم کے حلقے دیکھنے کے بعد بھی۔۔اُسے دُعا ادریس سے اچھا اور کوئی نہیں لگتا تھا۔۔

اِس سے پہلے وہ کوئی رنگ جھاڑتی وہ بولا۔۔

"پوچھو گی نہیں کیا ہر بار اچھا لگتا ہے مجھے تم میں؟"

اُس نے سادگی سے گود میں کشن رکھتے کہا۔۔

"ھمم؟"

اُس پر سے بھی سادگی سے جواب آیا۔۔۔

"بونی کا بونا ہونا۔"

یہ سُن کر تو وہ مزید مضمحل ہوگئی۔۔بُرا لگا تھا اُسے۔۔ آج اُس نے کوئی شور نہیں مچایا۔۔کسی کو اکٹھا نہیں کیا۔۔وہ گِلہ کرتے کہنے لگی۔۔

"اِس میں میرا کیا قصور ہے۔۔اَ میرا قد چھوٹ ہے۔۔"

"تمہارا قد چھوٹ نہیں۔۔تمہارا قد کیوٹ ہے!"

اُس نے تبسم سے کہا تھا۔۔

دُعا کے چہرے کا زاویہ بگڑا۔

"Ewe Chand.. What are you saying?"

اُس پ روہ سر جھٹکے بے آواز ہنسا۔۔وہ سے دُور تھی۔۔ یں اور خبریں اُس کی گھڑی گھڑی کی موصول تھیں۔۔دُعا روئے اور خضر زخم پ مرہم لگائے۔۔ایسا ہونے کیسے دیتا۔۔ کرکٹر تھا۔۔موقعہ دیکھ کر چوکا مارا کرتا تھا۔۔

"آئندہ مت بولنا ایسے۔۔" وہ خفا ہوئی تھی۔۔ ات بت چھپا کر د ئے مسکرائی بھی تھی۔۔

"اچھا سمجھے؟" تھوڑا ر بھی جھاڑا تھا۔۔ اُس پ ر گلے سے بے اختیار قہقہہ نکلا۔۔دُعا نے مسکراہٹ د تے د لئے۔۔

تعریف۔۔اظہارِ محبت اور اظہارِ تشکر۔۔وہ بھی ا معمولی کپل کی طرح۔اہنہ۔۔اُن کا وتیرا نہیں تھا۔۔

تو پھر وہ دن آ تھا۔۔۔ خضر کی پکستان واپسی تھی۔۔۔

دُعا آ ئ کے سامنے عبایہ پہنے کھڑی تھی۔۔چہرے پ سے اسکارف لیا ہوا تھا۔۔ سامنے سنگھار میز پ ڑی اُس نے عِطر کی بوتل اُٹھائی اور اُسے کھول کر دھیرے دھیرے شانوں پ لگای۔۔اُس کی خوشبو پ فیوم کے مقابلے انتہائی کم تھی۔۔ ہونے کے ا۔۔۔عِطر کی بوتل اس نے واپس رکھی اور میک اپ ش ٹ سے بھو ی ڈ کرنے والا ش نکالا۔۔

. ش پکڑ کر اُس نے بھوؤں کو سیدھا کیا۔۔تیار ہو کر اُس نے الماری سے اپنا پ س نکالا۔۔

جوت پہنا اور مسکراتی مسکراتی . ہر نکل گئی۔ . ہر لاؤنج میں آئی تو ربیعہ بیگم صوفے پ بیٹھیں اُسے پ لک کاٹتی آ ۔اُس نے اُنہیں دیکھتے ۔ . ب سے پوچھا۔۔

"آپ۔۔آپ نہیں چلیں گی؟"

وہ تیزی سے پ لک کترتے آزردگی سے مسکرا اور پلکیں اُٹھا کر اُسے دیکھتے بولیں۔

"جا سکتی ہوں بھلا میں؟" دُعا کو بُرا لگا تھا، دُعا کو بہت بُرا لگا تھا۔کیسا اذی ۔ ک لمحہ ہوت ہے وہ۔۔ . دو پیاروں میں سے کسی ای کو چُننا پ ڑ جائے۔۔اور . پہلے کو چھوڑا جائے۔۔ . دوسرے کے بغیر رہا جائے۔۔۔ . پ . ڈ کے چکر میں ممتا اور زو . گھن کی طرح پس رہی تھی۔۔ای روح کا حصہ تھا دوسرا خون سے سینچا ی تھا۔۔آزمائش ڑ ی تھی۔۔۔

اسکوا میں سو یرے سے چہل پہل تھی۔اُستاد، ہارون انکل اور اُس کے تینوں دو ت خضر کو ایئرپورٹ ی . جانے کے لیے نکل رہے تھے۔۔اُستاد گاڑی میں ی . لگے تو پیچھے سے ای انی آواز اُنہیں سنائی دی۔۔

"اُستاد!"

اُنہوں نے دن موڑ کر دیکھا تو سامنے دُعا عبایہ میں ملبوس اُن کے سامنے معصوم چہرہ لیے کھڑی . ارش کرتے بولی۔۔

"پلیز مجھے بھی لے جا ۔۔"

وہ کہنے ہی لگے '..' پھر آنکھوں کے آگے خضر کا چہرہ آی ۔۔ہوتے ہیں . کچھ اسٹوڈنٹس۔۔ جن کے لیے دل میں محبت کا . ہ۔۔۔بہت خاص۔۔۔بہت ہی اہم ہوت ہے۔۔خضر کا شمار بھی اُسی فہر ت میں ہوت تھا۔اُنہوں نے زین اور شریم کو دیکھ کر سادگی سے کہا۔۔

"تم دونوں بیک پہ آجاؤ۔۔"

دُعا خندہ پیشانی سے مسکرا کر کہہ پڑی۔۔

"تھینک یو اُستاد!!"

ایئرپورٹ کے باہر وہ کھڑے تھے۔۔دُعا کو اُستاد نے گاڑی میں ہی   کا کہا تھا۔۔

"   آئے گا۔۔   باہر آ   ۔۔ابھی بہت بھیڑ ہے۔۔"

اُس نے بڑی سمجھداری سے اثبات میں سر ہلا دیا۔۔

"اوکے۔۔"

جیسے ہی خضر کی ٹیم کے کھلاڑی قطار میں لگے باہر آئے تو ہر طرف سے شور و غل مچا۔۔لوگ اُنہیں شور غوغا کرتے کندھوں پہ بٹھا کر لا رہے تھے۔۔۔رش کے   اُنہیں آدھا گھنٹہ وہاں انتظار کرنا پڑا۔۔   لا   ایک چمکتا ہوا سنہرہ ستارہ اُن کے رو   اماں   آتے اُنہیں دکھائی دیا۔۔اُستاد نے بنا پلٹے آہستگی سے گاڑی کی کھڑکی کا دی۔۔جیسے وہ اُن کے قریب آئے۔۔   سے پہلے اُستاد نے اُسے بڑی   م جوشی سے گلے لگایا اور اُس کے   لوں میں ہاتھ پھیرتے کہا۔۔

"Well played my boy!!"

   سے مل کر وہ آگے بڑھا تو ذرا چونکا۔۔گاڑی کا دروازہ کُھلا۔۔اُس کی پیشانی پہ بل پڑے۔۔   یں سکڑ گئیں۔۔   م سی مسکراہٹ لیے ایک چمکتا ہوا سنہرہ ستارہ اُس پر سے بھی اُجاگر ہوا تھا۔۔۔خضر آنکھیں خوشگوار حیرت سے مسرور ہونے لگیں۔۔۔۔کتنے دن بعد آج وہ اُسے دیکھ رہا تھا۔۔۔خضر آنکھیں حقیقتاً آج خضر تھیں۔۔

وقاص نے گلا کھنکارا۔۔تو زین فوراً اُسے کہہ کر شریم کے ساتھ   لگے۔۔

"اچھا یار اسکوائر میں ملتے ہیں۔۔"

وہ مبہوت نگاہوں سے اُسے دیکھ رہا تھا۔۔اُس کی آمد کسی ھدیے سے کم نہیں تھی۔۔اُستاد، وقاص اور ہارون انکل فی الفور گاڑی میں بیٹھ گئے۔۔

" کیسا لگا میرا سرپرائز؟"

دُعا چہکی تھی۔۔

"بہت اچھا۔۔"

اُس نے بھی جواباً مسکرا کر سادگی سے کہہ دیا۔۔۔

اب خضر ایک گہری سانس لے کر اُسے دیکھتے بولا۔۔

"مجھے زیادہ مس مت کیا کرو!"

دُعا نے ذرا چونک کر اُسے دیکھا اور پھر انجان بن کر بولی۔۔

"مِس؟ کسے؟ تمہیں؟" اُس نے بھویں مٹکا کر۔۔تیوری چڑھائی۔۔

" تمہیں کیسے پتا میں نے تمہیں مس کیا تھا؟"

خضر نے اُسے دیکھا اور ذرا مسکرایا۔ پھر سنجیدہ ہوتے بولا۔۔

"I got a lot of hiccups because of you!"

دُعا نے خود کو کمپوز کرتے بغور اُسے دیکھا اور کہنے لگی۔۔

"دبئ کا موسم اِن دنوں یہاں کراچی سے زیادہ گرم رہا ہے۔۔اِس لئے تمہیں dehydration ہو گئی تھی۔جس کی وجہ سے تم نے زیادہ سے زیادہ پانی پیا ہوگا۔۔اور مستقل ہچکیوں کے آنے کی بڑی وجہ ضرورت سے زیادہ اور تیزی سے پانی پینا ہوتا ہے۔۔پانی پینا کم کر دو ہچکیاں بند ہو جائیں گی۔۔" خضر بمشکل دبائے ہنسی چھپائے کچھ نہ بولا۔۔۔ دل میں اُس

نے دھیرے سے کہہ دی ۔۔

(اور ای میڈ کی طا ب علم سے توقع بھی کیا کی جا سکتی ہے؟)

وہ اُس سے اُس سے زی دہ محبت کرت تھا جتنی وہ جتات تھا۔ وہ اُس سے اُس سے کہیں زی دہ محبت کرتی تھی جتنا وہ بتاتی تھی۔۔

گاڑی میں وہ وقاص کے ساتھ بیٹھا اور ساتھ وٹ وی ٹ پ دُعا بیٹھ گئی۔۔

دُعا نے دن موڑ کر اُسے دیکھا۔۔

"ابو کا نہیں پوچھو گے؟"

وہ ب ہر دیکھتے کہنے لگا۔۔

"جا ہوں اب بھی خفا ہیں۔۔"

دُعا نے ذرا چون کر جھٹ سے پوچھا۔۔

"تمہیں کیسے پتا؟"

ب ذرا پھیلے۔۔ اُس نے نگاہیں اُس پ مرکوز کیں۔۔

"مشکلات سے کشادگی ب آتی ہے. ب ا ن لوگوں سے اُمیدیں لگان چھوڑ دیتا ہے۔۔"

اور دُعا نے اُداسی سے سر جھٹک دی ۔۔

"سوری۔۔" تبھی کسی خیال سے خضر نے بیگ کی زپ کھولی۔۔ اور ان رسے ای خاکی لفافہ نکالا۔ غالباً وہ وہی لفافہ تھا جو دُعا نے اُسے دی تھا۔ اُس نے وہ اُس کی جان ب ڑھا دی ۔۔

"لو۔۔"

اُس نے خفگی سے اُسے دیکھتے ب کھولے۔۔

"میرے لیے یہ ب کرنے کا بہت شکریہ۔۔ مجھے اِن کی ضرورت نہیں تھی دُعا۔ اُس وقت

کہنے کا وقت نہیں تھا۔۔یہ پیسے بلکل ویسے کے ویسے ہیں۔۔شریم سے میں نے کہا تھا۔۔اُس دکان والے سے بات کرے۔ چچی کا وہ پیٹ اگلے روز ہی بِک گیا تھا۔۔"

یکدم آنکھوں میں آنسو آ گئے۔۔اُس نے بنا کچھ کہے اُس سے وہ لفافہ لے کر گردن موڑ لی اور باہر دیکھنے لگی۔۔

خضر نے ناراضی سے اُسے دیکھتے گردن جھکا کر سرگوشی کرتے کہا۔۔

"تمہارا رونا مجھے کوئی نفع نہیں دے گا۔"

دُعا نے فی الفور گردن موڑ کر آنسوؤں سے بھری آنکھوں سے اُسے دیکھا۔۔

"مطلب؟"

وہ محظوظ ہوا۔۔

"تم کیا خود کو جل پری سمجھ رہی ہو جو روؤ گی تو موتی بہیں گے؟"

اُس نے ہنسی دبا کر آنسو پونچھتے کہا۔۔

"مطلبی۔۔خود ساختہ۔۔۔خود غرض۔۔۔ پ ت ۔۔۔خود پسندی کا مجسمہ۔۔"

اور خضر مسکرا کر وقاص کی طرف متوجہ ہو گیا۔۔۔

☆.....☆.....☆

نوٹ: (یہ کہانی خیالی ہے۔۔اور اِس میں موجود پی۔ایس۔ایل کے تمام سینز خیالی ہیں۔)

ب چہارم: تلاشوں میں من وسلویٰ

"غمیں نہ ہو کہ بہت دَور ہیں ابھی ۔قی
نئے ستاروں سے خالی نہیں سپہرِ کبود"
(ڈاکٹر علامہ اقبال)

۔ ۔ وہ خضر کو لے کر اسکوائ پہنچے تو شور مچ َ ی ۔۔

"آ َ ی !!"

"چا ٗ آ َ ی !!"

۔ نے ۔ڑی َ م جوشی سے اُس کا استقبال کیا تھا۔۔

ہر کوئی ۔ڑے اشتیاق سے آگے آگے آ ت اُسے دیکھتا مبارک دیتا گلے لگا ت ۔۔ربیعہ بیگم نے اُس کی اُ ت رکر اُس کا ماتھا چوما۔۔دُعا مسکرا کر خضر کو دیکھ رہی تھی۔۔کتنے دن بعد وہ اُسے دیکھ رہی تھی۔۔۔ یں چاہ کر بھی ہٹا نہیں پ رہی تھی۔۔زین کی والدہ بھی آگے آ اور ۔ڑی کشادہ دلی سے اُنہوں نے اُس کے سر پ ہاتھ ر ت کہا۔۔

"جیندا رے!!"

تبھی ا ی چنگھاڑ سارے اسکوائ میں َ جی ۔۔

"دُعا!!"

اور دُعا اور ربیعہ بیگم فوراً سے بلڈ ٗ َ میں چلی گئیں۔۔۔خضر نے سخت خفگی سے سامنے کھڑے

جہا ۔ ی ۔ ب صا ب کو دیکھا۔۔زین نے منہ بگاڑ کرت سف سے کہا۔۔

"اتنی د یر بعد ملے تھے۔۔۔اُس کا بھی سِکھا نہیں ہوا اِنہیں۔۔"

ہارون صا ب بڑے ادب اور سنجیدگی سے جہا ۔ ی ۔ ب صا ب سے کہنے لگے۔۔

"جانے دیں جہا ۔ ی ۔ ب صا ب ۔۔ بچہ ہے۔۔ بڑا talented ہے۔۔ اِس نے تو بڑا ا م روشن کیا ہے آپ کا۔۔۔"

"میرا اِس کا کوئی تعلق نہیں۔۔۔" اُنہوں نے بڑی سفا کی سے اُس کے منہ پر کہہ دیا تھا۔۔

"میرے گھر میں اور میری ز ندگی میں اِس کی اب کوئی جگہ نہیں۔۔"

خضر نے بڑی سادگی سے شانے اُچکائے۔۔

"او کے!!"

اور پھر ساتھ کھڑے اُستاد کی جا ب متوجہ ہوا۔۔

"اُستاد کیا آپ مجھے گود لے لیں گے۔۔"

ہنسی تو اُنہیں بہت آئی بمشکل ضبط کرتے وہ اُسے جھڑک کر بولے۔۔

"چپ رہو۔۔ ب تمیزی کرتے ہو۔۔سوری کروا ب سے۔۔"

خضر نے فوراً سے جہا ۔ ی ۔ ب صا ب کو دیکھا اور اُن کے قری ب آ کر معذرت خواہانہ ا ند از میں بولا۔۔

"سوری ا ب !"

جہا ۔ ی ۔ ب صا ب بنا کچھ کہے پلٹ گئے اور بلڈ نگ میں جانے لگے۔۔۔خضر نے پلٹ کر منہ پھلائے اُستاد کو دیکھا۔۔

اور وہ بھی ن سمجھی اور پ ر یشانی سے اُسے ہی دیکھتے رہ گئے۔وقاص کے ابو خضر کو اپنی طرف لے

آئے تھے۔۔۔اپنی طرف بُلانے کی کوشش باقی دونوں دوستوں نے بھی کی تھی۔۔لیکن وقاص کے ہاں چونکہ کوئی اور بہن بھائی نہیں تھا۔۔۔اِس کے علاوہ اُس کا آنا اُن کے لئے کوئی تکلف اور دِقت کا باعث بھی نہیں تھا۔۔اِس لئے اُس نے اُن ہی کے ہاں ٹھہرنا مناسب سمجھا تھا۔۔۔

وہ نہا کر غسل خانے سے باہر نکلا تو زین اُسے کمرے میں آتا دیکھ کر تالی بجا کر زمین پر بیٹھا۔۔

"شروع ہو جاؤ!!"

وقاص نے کہا۔۔

"چڑیا اُڑی!!"

تینوں دوستوں نے انگلی اُٹھائی۔۔وقاص اور زین بولے۔۔

"اُڑی!!"

خضر نے پتلیاں سکیڑ کر اُنہیں دیکھا۔۔

"مینا اُڑی!"

"اُڑی!"

"طوطا اُڑا!"

"اُڑا!"

اُسے سمجھ نہ آئی کہ وہ تینوں کر کیا رہے تھے۔۔

"کبوتر اُڑا!"

"اُڑا!"

"دوپٹہ اُڑا!"

"اُڑا!"

"چاند اُڑا!"

وہ چونکا۔۔۔

"اُڑا!!"

وہ فوراً سے بول پڑا۔۔

"چاند ...چاند کیوں اُڑا!"

وقاص نے بناوٹی بیچارگی سے ہاتھ جھلا کر کہا۔۔

"بڑے لوگوں کی بڑی بڑی باتیں۔۔وہی جانے۔۔ہم غریب کہاں جانے۔۔"

اُس نے بھی سے اُنہیں دیکھتے میں سر ہلایا۔۔۔

" کیا احمق پن ہے۔۔کچھ بھی مت بکا کرو۔۔"

یہ کہتے وہ اُن کے ساتھ بیٹھ گیا۔۔۔

زین اب اُس سے پوچھنے لگا۔۔

"نئے دوست بنے؟"

خضر نے ذرا مسکرا کر اُسے دیکھا اور کہنے لگا۔۔۔

"ہر ایک سے روح نہیں ملتی۔ ہر کسی کو دوست نہیں بنا لیا جاتا۔۔ہر کوئی دوست نہیں بن جاتا۔۔"وہ سانس لینے کے لئے رُکا اور پھر کہنے لگا۔۔

"ٹیم میں میرے ساتھی بہت اچھے ہیں۔۔۔بہت خیال کرنے والے ہیں۔۔۔لیکن ہر کوئی دوست نہیں بن جاتا دوستوں۔۔۔۔ ہم پروفیشنل لیول پہ کام کرتے ہیں تو ہمیں اپنے رفیق کاروں کے ساتھ دوستانہ ماحول رکھنا پڑتا ہے۔۔ایک دوسرے کی خیر خیریت بھی طلب

کرنی ہوتی ہے۔۔لیکن اُس کی بھی ای حد ہوتی ہے۔۔اور یہی چیز ا ن کو پ وفیشنل اور پ سنل زن گی سے الگ کرتی ہے۔۔۔۔ ہی پ وفیشنل لیول پ ا ن کو اپنے رفیق کاروں سے ٹ جا ن چاہیے ہی ب لکل اُن کے ساتھ جُڑ جا ن چاہیے۔۔۔کیو ں چاہتے ہوئے ی سوچتے ہوئے بھی ہمارا اُن سے مقابلہ ہو ہے۔۔وہ ہمارے competitor ہوتے ہیں۔۔جہاں مل کر سارے ادارے ی ساری ٹیم کی پ فارمنس دیکھی جاتی ہے وہاں ا ادی طور پ بھی دیکھی جاتی ہے۔۔پھر اُسی حساب سے بونس ملتا ہے۔۔ مین آف دا میچ ا ن ہے۔۔۔۔ . ایسی صورتحال میں دوستی آ جائے تو ا ن بے لوث نہیں ہوسکتا۔۔ایسی صورتحال میں ا ن کو اپنے متعلق سوچنا پ ٹ ہے۔۔۔جو لوگ پ وفیشنل زن گی میں بیوجہ دوسروں کے لئے قر ب ں دیتے ہیں۔۔وہ انتہائی unprofessional رویے کا مظاہرہ کرتے ہیں۔۔۔اور ای unprofessional ا ن کبھی کامیاب نہیں ہوسکتا۔۔اِس کے ساتھ ساتھ ب ہمارے رفیق کار ہمارے ضرورت سے کچھ زی دہ ہی اچھے دو ہوتے ہیں۔۔۔تو ا ن چاہتے ہوئے بھی کمپلیکس کا شکار ہو جا ہے۔۔۔اِس لئے ای حد میں فاصلہ بنا کر کام کر بہت ضروری ہو ہے۔۔اور خود کو ہمیں اتنا مثبت اور مضبوط بنا ہو ہے کہ اختلاف پسندگی کو ب دا ش کر کے ای اچھا ماحول بنا ی جائے۔۔دوسروں کی خوشی میں خوش ہوا جائے۔۔اور اِس میں اپنی ذات اور اپنی پسندگی کو ہر بھولا جائے۔۔۔۔"

جیسے اُس کی ب ت مکمل ہوئی وہ زین کی طرف متوجہ ہوا۔۔

"اور انکل کی طبیعت کیسی ہے؟ ٹھیک ہے اب وہ؟"

ب ٹے دن بعد ساتھ بیٹھے تھے۔۔ پ ش لگائی۔۔پھر کچھ د ی آرام کیا۔۔رات کو اُسے اُستاد کو اُن کے لیے لا ی تحفہ دینے جا تھا۔۔۔وہ اپنی بلڈ کے نیچے آ ی ۔۔اُس نے دُعا کی کھڑ کی

میں زور سے کاغذ میں لپیٹی گیند پھینکی۔۔۔تھوڑی د ی بعد وہ غصے سے کھڑکی میں آئی۔۔۔پیغام پ ڑھ چکی تھی۔۔اُس نے . ئیک کی چابی پھینکی تو خضر نے اُچھل کر . ڑی ادا سے کیچ کی۔۔دُعا نے رکھائی سے اُسے دیکھا اور پلٹ گئی۔۔۔رات کو . گھر آئے تو آج سارے دو ت وقاص کے کمرے میں تھے۔۔خضر نے دُعا کو میسیج کیا تو بلُو ٹِکس آئے۔۔ جواب ٠ آ ی۔۔ پھر اُسے کھڑکی میں آ ی وہ خفگی بھرا چہرہ ی دا ی۔۔

"دُعا خفا ہو کیا؟"

اُس نے فوراً سے میسیج لکھا۔۔

"میں کیوں ہونگی خفا؟ میں کیا لگتی ہوں تمہاری؟ لہٰذا خفا ہو میری کولہا پوری؟"

وہ حیرانگی سے اُس کا فوراً سے آ ی جواب پ ڑھ کر اُٹھ بیٹھا۔۔۔

"یہ میری بیوی کا میسیج ہے!!" وہ پ یشانی و فکرمندی سے بولا تھا۔۔

وہ تینوں دو ت چو ۔۔اور پھر اُٹھ بیٹھے۔۔

"یہ میسیج میری بیوی نے کیا ہے۔۔"

وقاص منہ بگاڑ کر بولا۔۔

"ڈ ڑھ سال سے کیا پ یکٹس چل رہی تھی؟"

وہ فوراً سے اُٹھ کھڑا ہوا۔۔

" ی رسیڑھی نکالو۔۔مجھے دُعا سے ملنا ہے۔۔وہ مجھ سے ٠ راض ہے۔۔"

شُریم بولنے لگا۔۔۔

"اِس اِس اِس۔۔" وقاص نے پ ڑ کر اُسے پ پ رہنے کا اشارہ کیا۔۔

" پ پ کر جا ہکلے!!"

سیڑھی لے کر وہ خضر کی بلڈنگ کی جانب جا رہے تھے۔۔۔زین نے سیڑھی اُٹھائے دا اضطرابیت سے دیکھا۔۔۔

"ڈ کا پہلا جوڑا دیکھ رہا ہوں۔جو نکاح کے بعد چھپ چھپ کر مل رہا ہے۔۔"

خضر نے اُس سے سیڑھی لے کر دُعا کی کھڑکی کے نیچے لگائی۔۔خضر سیڑھی پہ چڑھا۔۔شریم نے اُسے تحائف والا شاپ پکڑایا۔۔خضر اُنہیں تاکید کرتے بولا۔۔

"دھیان سے پکڑنا۔۔اور جب تک میں واپس نہ آؤں۔۔یہیں رہنا۔۔"

زین نے تاسف سے میں سر ہلایا اور اردو کو اپنی صوبائی زبان کے تلفظ میں استعمال کرتے بولا۔۔

"جے تے اس کے ابے کو پتا چل گیا۔۔کہ یہ یہاں آیا ہے۔۔۔تو اُنہوں نے اِس کی چھترول کر کر کے گنج کر دینی ہے۔۔"

وہ سیڑھی چڑھ کر اوپر آنے لگا۔دُعا کھڑکی بند کرنے آرہی تھی۔۔تبھی سامنے سے اُس کا چہرہ دِکھا۔وہ چیخنے لگی تو خضر نے فی الفور اُس کے منہ پہ ہاتھ رکھ دیا۔۔

"پ پ !!"

اُس کے دیدے پھٹنے لگے۔۔دل خوف کے مارے زور زور سے بج رہا تھا۔۔۔

اُس نے اُس کے چہرے سے ہاتھ ہٹایا تو وہ گھبرائی ہوئی سی سرا سے اُسے دیکھتے بولی۔۔

"تم۔۔تم یہاں کیسے؟"

"سیڑھی لگائی ہے۔۔۔"

وہ سرگوشی کرتے کہہ رہا تھا۔۔

یہ سُنتے اُس نے حیرت سے گالوں پہ ہاتھ رکھا۔۔۔"تم میرے لیے آئے؟"

"نہیں تو!" اُس نے بڑی سادگی سے کہا تھا۔۔دُعا نے غصے سے چہرے سے ہاتھ ہٹا لیے اور بڑے موڈ سے بولی۔۔

"اچھا تو کیوں آئے ہو؟"

اُس نے تحائف والا شاپ اُس کی جانب بڑھایا۔۔

"یہ دینے آیا تھا۔۔"

تحائف والا شاپ دیکھ کر موڈ جھٹ سے ٹھیک ہوگیا۔۔

"اِس میں تمہارے لیے عبایہ ہے۔۔اماراتی چاکلیٹ۔۔تمہارا شیمپو اور بالوں والی جو کوئی کریم کہی تھی۔۔امی کے لیے اماراتی عطر۔۔ابو کے لیے برانڈڈ گھڑی ہے۔۔تم اُنہیں مت بتانا میں لایا ہوں۔ٹھیک ہے۔۔" اُس نے شاپ لے کر سر ہلا دیا۔۔

"اچھا۔۔"

"ویسے۔۔۔" پوچھتے ہوئے وہ ہچکچایا۔۔

"ہاں!" دُعا شاپ کھول کر دیکھتے اُس میں کھوئی بولی تھی۔۔

"تم چیٹ پہ کچھ عجیب لگ رہی تھی۔۔"

اُس نے وہیں کے وہیں چاکلیٹ کا ڈبہ کھول کر کھڑے کھڑے کھانا شروع کر دیا تھا۔۔اُس نے خضر کو جھوٹے منہ پیشکش کی۔۔۔

"کھاؤ گے؟"

اُس نے نفی میں ہاتھ ہلا دیا۔۔

"نہیں نہیں۔۔تم کھاؤ۔۔"

اُس نے پھر سے پوچھنا چاہا۔۔

" کیا تم مجھ سے ناراض تھی؟"

"ہاں تھی تو۔۔ اب نہیں ہوں۔۔" اُس نے انگوٹھے پر لگی چاکلیٹ چاٹتے کہا تھا۔۔

" تمہیں آنا چاہیے تھا یہاں۔۔ ابو کی تو خیر ہے۔۔"

اُس نے بڑی سنجیدگی سے اُسے دیکھا۔۔

"دُعا وہ ایسے نہیں مانتے۔۔"

"تو نہ مانتے۔۔ تمہیں آنا تو چاہیے تھا۔۔" وہ خفا ہوتے بولی تھی۔۔

" تم اور امی کل صبح مل لینا۔۔"

دُعا نے دوسرے ہاتھ سے اُس کا کان مروڑا۔۔ وہ بغیر کسی بنا کوئی ردِعمل کے سامنے کھڑا تھا۔۔

" چلو گھر آ جاؤ۔۔ فلم دیکھتے ہیں۔۔"

" نہیں آ سکتا!!"

دُعا نے آزردگی سے پوچھا۔۔

" کیوں؟"

"بس تم نہیں سمجھو گی۔۔"

اُس نے اداسی سے مسکرا کر کہا تھا۔۔ اُس نے بات بدلنے کی سعی کرتے پوچھا۔۔

"اور تمہاری نانی کیا کہہ رہی تھیں؟"

دُعا کا مارے حیرت کے منہ کھل گیا۔۔ اُس نے تو اُسے نہیں بتایا تھا۔۔ نانی بیگم کی آمد کے متعلق۔

" تمہیں کیسے پتا؟"

اُس نے جھٹ سے پوچھا۔۔

اُس نے بڑی سادگی سے شانے اُچکائے۔۔

"بس پتا ہے۔۔"

دُعا برہم ہوئی۔

"تم میری مخبری کرواتے ہو؟ تم نے مجھ پر مخبر چھوڑے ہیں؟"

"ہاں۔۔" اُس نے دوٹوک کہا تھا۔۔

"یہ معاہدے کی خلاف ورزی ہے چاند!" وہ بپھرتی ہوگئی۔۔ خضر بھڑک گیا۔۔

"معاہدہ مائی فُٹ۔۔ تمہاری نانی آ کر تمہیں یہاں سے لے کر جا رہی تھیں۔۔ اور تم نے مجھے بتایا نہیں۔۔۔ لے کر جانا بھی ٹھیک تھا خلع والی بات انتہائی احمقانہ بات تھی۔۔"

دُعا نے ہاتھ باندھ کر ناراضی سے ناک سکوڑی۔۔

"شاید تم بھول رہے ہو۔۔ وہ تمہاری بھی کچھ لگتی ہیں۔"

"ایسے وہ ہمارے گھر آ کر اتنی بدتمیزی کر کے گئیں۔۔ اور تم اُن کی طرفداری کر رہی ہو؟"

خضر نے چُبھتی نگاہوں سے اُسے دیکھتے پوچھا تھا۔۔ دُعا نے تکی بہ تکی جواب دیا۔۔

"تمہارے ابو نے بھی کم نہیں کی۔"

وہ بھونچکا۔۔۔

"ویسے ابو۔۔ یہ کہتے میرے ابو ہوگئے دُعا؟" اُسے بُرا لگا تھا۔۔

دُعا جھنجھلائی۔۔

"چاند ہم کیوں لڑ رہے ہیں اُن کی لڑائی میں؟"

یہ سُنتے خضر نے بھی بات کو رفع دفع کیا اور پھر دُعا کو دیکھا۔۔ ماتھے نکال کر چوٹی بنائی

تھی۔۔۔ ل سیدھے سلجھے ہوئے تھے۔۔ گلے میں دوپٹہ بھی طر سے پھیلا کر لیا تھا۔۔۔
کچھ مختلف لگ رہی تھی۔۔۔وہ ماتھے پ بل ڈالے تشویش بھری وں سے اُسے دیکھتے بھوں
اُٹھا کر پوچھنے لگا۔۔۔

"یہ تم اتنی صاف صاف کیوں لگ رہی ہو؟"

دُعا نے اُسے دیکھا اور یت سفاک چہرے سے بولی۔۔۔

"صاف میں پہلے سے ہی تھی۔۔بس تمہاری یں آج صاف ہوئی ہیں۔۔۔"

خضر نے سنجیدگی اور پیچیدگی سے اُسے دیکھتے میں سر ہلایا اور پھر سر جھٹکا۔۔

"نہیں۔۔۔"اب اُس نے سر اُٹھا کر اُسے دیکھا۔۔

"تم میں کچھ چینج آیا ہے۔۔۔مجھے صبح بھی کچھ چینج لگی تھی۔۔"

دُعا کو غصہ پڑھا۔۔۔

" لگ رہا ہے تو اب بولنے کا مقصد؟"

خضر نے سادگی سے کہا۔۔۔

"سیانے کہتے ہیں۔۔کسی کی حد سے زیدہ تعریف مت کرو کیو زمانہ تغیر پذیر ہے۔۔"

چہرے پ ای جلا دینے والی مسکراہٹ اُبھری۔۔۔دُعا نے ای گہری سانس لے کر غصہ ضبط
کیا۔۔سمجھتی تھی۔۔۔اِس وقت شور شرابہ کرنا مناسب نہیں تھا۔۔۔

تبھی اُس کے کمرے کا دروازہ کھٹکا۔۔

"کس سے بات کر رہی ہو دُعا؟"

جہانزیب صاحب سختی سے کہتے دروازہ کھٹکھٹا رہے تھے۔۔دُعا کا دل جیسے کسی نے مٹھی میں بھینچ
لیا۔۔چہرے کا رنگ بھک سے اُڑا۔۔وہ گھبرا کر ہڑبڑی میں کھڑکی بند کرنے لگی تو خضر نے

کھڑکی پکڑ لی۔۔۔

"بند کیوں کر رہی ہو؟"

"جاؤ۔۔جاؤ۔۔تم۔۔" اُس نے ہوا میں ہاتھ جھلاتے گھبراہٹ سے کہا۔۔

"میں کیوں جاؤں یـ ر؟ میں کو کوئی غلط کام کر رہا ہوں۔۔" وہ تـ پ اُٹھا تھا۔۔

"دُعا!!" دروازہ پھر سے کھٹکا۔۔

"چاۓ ا کے لیے جاؤ!!" دُعا نے منت کرتے کہا تھا۔وہ ٹی ہٹ دھرمی سے کھڑکی پیچھے کر کے اُس میں یـ تے بولا۔۔

"نہیں میں نہیں جا رہا۔۔اور میں کیوں جاؤں؟ گھر میں داخلا ممنوع ہے ۔۔یہاں تو نہیں۔۔"

"دُعا کس سے ت کر رہی ہو؟"

خضر اُدھر سے ی۔۔۔

"اپنے سسر کے ٹے سے۔۔۔کوئی مسئلہ ہے آپ کو؟"

جہانـ صا آگ ببولا ہوتے اُدھر سے ئے۔۔

"تو ٹھہر جا بے غیرت۔۔کرتا ہوں میں تیرا کچھ۔۔اتنی ہمت تیری۔۔آدھی رات کو میرے گھر میں گھسا۔۔۔"

جواباً اُس نے اُنہیں مزیـ تپاتے میم کی۔۔۔

"غلط جہانـ صا ۔۔۔اپنی بیوی کے کمرے میں۔۔"

دُعا نے ہاتھ جوڑتے کہا۔۔

"چاۓ اللہ کا واسطہ ہے چلے جاؤ۔"

وہ کھڑکی سے نکل کر سیڑھی پہ پڑھا۔۔

"دُعا میں کہتا ہوں دروازہ کھولو!!"

جہانزیب کے عتاب کی کوئی انتہا نہیں رہی تھی۔۔خضر نے جاتے جاتے آگ میں گھی ڈالا اور دروازے کو دیکھتے محظوظ ہوتے بلند آواز میں بولا۔۔

"گڈ بائے جانو!!"

"اللہ اکبر!!!!"اُس پر وہ دھاڑے تھے۔۔۔

اور وہ ہنستے ہوئے سیڑھیاں اُتر کر جانے لگا۔۔۔

"بہت سکون کی نیند آنے والی ہے۔۔۔قسم سے!!"

جہانزیب صاحب سو گئے تو دُعا نے ربیعہ بیگم سے اُسے ملنے کے لئے دوبارہ بُلایا تھا۔۔خاموشی سے وہ ماں کے ساتھ لاؤنج میں بیٹھا تھا۔۔دونوں ماں بیٹے کے درمیان خاموشی حائل تھی۔۔

خضر نے اُنہیں دیکھتے پوچھا۔۔

"کیا آپ میری کارکردگی سے خوش نہیں ہو امی؟"

اُنہوں نے سادگی سے اُسے دیکھا اور پھر ایک گہری سانس لی۔۔

"نہیں ایسا تو نہیں ہے۔۔۔اچھا کھیلا ہے تم نے۔۔لیکن تم اور بہتر کھیل سکتے تھے۔۔۔تھوڑی اور ضبطی دِکھا سکتے تھے۔۔مجھے یہ بھی معلوم ہے۔۔اِس ٹورنامنٹ میں تمہاری کارکردگی کا شمار بہترین کھلاڑیوں میں ہوا ہے۔۔۔لیکن تم اور اچھا کھیل سکتے تھے۔۔۔"خضر کے ماتھے پہ بل پڑے۔۔۔بُرا لگا تھا شاید اُسے۔۔۔اِس سے پہلے وہ مایوس ہوتا ربیعہ بیگم نے اُسے دیکھا اور کہنے لگیں۔۔۔

"اللہ تمہارے جان کو میں اعلیٰ مقام دے۔۔۔تمہیں پتا ہے۔۔۔ امتحان کا نتیجہ آ

تھا۔۔۔میں ہمیشہ اوّل آیا کرتی تھی۔۔۔اور ہمیشہ سب سے پہلے ابا جان کے پاس جایا کرتی تھی۔۔۔کہ دیکھیں ابا میں کلاس میں اوّل آئی ہوں۔۔۔ابا خوش ہوتے لیکن ایسا لگتا جیسے کبھی راضی نہیں ہوئے مجھ سے۔۔۔اُنہیں راضی کرنے کی چاہ نے مجھے بارہ جماعتیں کروا دیں۔۔۔دِن رات کتابیں کھول کر بیٹھی رہتی۔۔۔بس ایک ہی لگن تھی۔۔۔کچھ کرنا ہے۔۔۔اپنے خاندان کو کچھ کر کے دِکھانا ہے۔۔۔اور میں اپنے خاندان کی وہ پہلی لڑکی بن گئی جس نے بارہ جماعتیں پڑھیں۔۔۔آہستہ آہستہ سمجھ آیا۔۔۔ابا تو راضی تھے مجھ سے۔۔۔لیکن وہ مجھے کچھ بنتے ہوئے دیکھنا چاہتے تھے۔۔" خضر بغور اُن کی سُن رہا تھا۔۔ربیعہ بیگم نے گردن موڑ کر بالکونی کی جانب دیکھا۔۔۔

"وہ مجھے ستارہ نہیں۔۔۔وہ مجھے قطبی ستارہ بنتے دیکھنا چاہتے تھے۔۔جو والدین اپنے بچوں کو ضرورت سے زیادہ appreciate کرتے ہیں نا بیٹا۔۔۔وہ اپنے بچوں کو مفلوج کر دیتے ہیں۔۔کچھ کر دِکھانے کی چاہ اُن سے چھین لیتے ہیں۔۔وہ بچے تھوڑے میں راضی ہو جاتے ہیں۔۔۔اور کامیابی تھوڑی میں نہیں ملتی۔"

اُنہوں نے واپس اُسے دیکھا اور ذرا مسکرائیں۔۔

"زندگی ایک دوڑ ہے بیٹا۔۔۔ خود کی پچھلی کارکردگی سے۔۔۔تمہیں دوسروں کو نہیں اپنے ماضی کی غلطیوں کو زیچ کرنا ہے۔۔۔کامیابی کسی کی کمر توڑ کر نہیں ملتی۔۔۔کسی کو پیچھے چھوڑ کر انسان کامیاب نہیں ہوتا۔۔۔انسان اصل میں تب کامیاب ہوتا ہے جب وہ اپنے پرانے ورژن سے مقابلہ کرتا ہے۔۔۔جو انسان اپنا مقابلہ خود سے رکھتا ہے وہ سکون میں رہتا ہے۔۔۔اور حسد میں کم مبتلا ہوتا ہے۔۔اور یہ مت کہنا۔۔۔مجھے حسد نہیں ہوتا۔۔۔اللہ نے انسان میں یہ عنصر پیدا کیا ہے۔۔۔سب کو ہوتا ہے۔۔۔اِس کا ہونا بھی ایک امتحان ہے۔۔اور اِس سے

ت پ ۔۔اُس امتحان میں کامیابی۔۔اور کامیابی آسودگی لاتی ہے۔۔" خضر کے لبوں پ

ای م سی مسکراہٹ دوڑ گئی۔۔

"میں اپنے بچے کو محض ستارہ نہیں۔۔قطبی ستارہ بنتے دیکھنا چاہتی ہوں۔۔۔ ب وہ چمکے۔۔۔

تو۔۔آسمان کے سبھی ستاروں کی جوت اُس کے مقابل مدھم ہونے لگے۔۔۔جو سپہر کبود پ

ب سے منفرد ہو کر سفر کرے۔۔۔اور دوسروں کے لئے مشعلِ راہ بنے۔۔۔"

(سپہر کبود = نیلا آسمان)

وہ سانس ی لے لیے رُکیں اور کہنے لگیں۔۔۔

"لوگوں کی کمر توڑ کر کامیابی کی چاہ مت کیا کرو۔۔اللہ سے اپنے نصیب کی مانگا کرو۔۔اور یہ کہہ کر مانگا کرو کہ تم اُس سے راضی رہو۔۔ ہر حال میں۔۔ ہر صورتحال میں دو طرح کے لوگ ہوتے ہیں۔اِسی لئے ہی ہوتے ہیں۔۔ ب ہوا میں اُڑنے لگو۔۔تو اُن کی پ واز دیکھ کر عا آجاؤ۔۔اور جو زی دہ مایوس ہونے لگو تو خود سے نچلے طبقے کو دیکھ کر مطمئن ہو جاؤ۔۔ہم متوسط طبقے کے رہنے والے ہیں۔اللہ نے ہمیں کسی انتہا پ پیدا نہیں کیا۔۔اور یہ اونچے اور نچلے طبقے سے ب سے زی دہ طاقت ر والا اور بہتر طبقہ ہے۔۔۔ہر لحاظ سے۔۔"

خضر نے سنجیدگی سے سر ہلا کر کہا۔۔

"جی!"

☆.....☆.....☆

بقیہ تمام میچیز کراچی میں ہو رہے تھے۔۔۔ہار ب ی کرتے کرتے خضر کی ٹیم final میں qualify کر گئی تھی۔۔۔

پی۔ایس۔ایل فا کی تیاریں زوروں شوروں سے ہو رہی تھیں۔۔

کراچی کی وہ رونق جو کہیں کھو گئی تھی۔۔ایک سال بعد پھر سے لوٹ آئی تھی۔۔۔اسکوائر میں رات کو میچ کے بعد بہت رونق ہوا کرتی تھی۔

مرد حضرات کمپاؤنڈ میں جمع ہوئے تھے۔۔

ہارون انکل بھی وہیں موجود تھے۔۔۔اُنہیں تبھی کسی نے نوجوان اور نئے آنے والے کرکٹرز کے متعلق بنی meme دِکھائی۔۔جس پر وہ برہمی کا اظہار کرتے بول پڑے۔۔

"یہ جو لوگ ہمارے نوجوان اٹھارہ اٹھارہ اُنیس سال کے کھلاڑیوں کو بچہ بچہ بول رہے ہیں۔۔ یہ ذرا اپنے دماغ کی کھڑکیاں کھول لیں۔۔اور ایک بات سمجھ لیں۔۔یہ جو آج کے ہمارے ہر شعبے میں موجود اسٹارز ہیں۔۔۔یہ بھی کبھی بچے تھے۔۔اور یہ پُرانے منجھے ہوئے اسٹارز کتنے سال تک چلیں گے؟ کچھ سالوں تک تو انہوں نے ریٹائر ہونا ہی ہے۔۔۔یہ نوجوان ایک ٹیلنٹ ہیں جو پروان چڑھ رہا ہے،اور جب اُڑان بھرے گا تو سارا جہان روشن کر دے گا۔۔ یہ ہمارا مستقبل ہیں۔اِن کا حوصلہ بڑھائیں۔۔اِن کا ساتھ دیں۔۔لوگوں سے بس کسی کی خوشی نہیں دیکھی جاتی۔۔۔ایک ٹیلنٹ اُبھر رہا ہے تو برداشت نہیں ہو رہا۔۔"

اب اُنہیں پاکستان بمقابلہ بھارت کی طنزاً memes دکھائی گئیں تو وہ مزید خفا ہوئے۔۔

"بڑے افسوس کی بات ہے کہ۔۔ہماری قوم کو آج تک Patriotism کا مطلب ہی سمجھ میں نہیں آیا۔۔Patriotism ہوتا ہے ایک مثبت قسم کا جذبہ۔۔اپنے ملک کی فلاح و بہبود کی خواہش اور اُسے دل و جان سے بلاتفریق کا جذبہ۔۔۔نہ کہ بھارتیوں سے نفرت کرنے کا۔۔یاد رہے۔۔بھارتیوں اور بھارت سے نفرت رکھ کر کے آپ ایک سچے محب الوطن نہیں بن سکتے۔۔اور اپنی حب الوطنی کو ظاہر کرنے کے لئے اگر آپ کو کسی کے متعلق خود میں احساسِ نفرت پیدا کرنا پڑے تو یہ Patriotism نہیں Jingoism ہے!! دونوں ملکوں کا مذاق

اپنی جگہ۔۔لیکن ای دوسرے کا ای دوسرے کوَ انے کا غیر اخلاقی رویہ قابلِ افسوس ہے!"

☆.....☆.....☆

موسم بہار ا کی نرم نرم ٹھنڈی سنہری دوپہر ڈھل رہی تھی۔۔۔

ڈوبتے آفتاب کا رخ اُن کی جان تھا۔۔دُعا کو اپنا اور خضر کا بلند سایہ زمین پ دکھا تو اُس نے مسکرا کر موب   پ اُس کی تصو ی اُت ری۔۔خضر نے کنکھیوں سے اُسے دیکھا اور رُخ پھیر لیا۔۔وہ موب   بند کرتے اُس کی جان متوجہ ہوئی۔۔

"پتا ہے ساری ٭٭٭ مجھے میسیج کر رہی تھیں۔۔"

"ابھی تو گاؤں بسا بھی نہیں۔۔"

اُس نے ذرا مسکرا کر کہا تھا۔۔دُعا نے ذرا چون کر پوچھا۔۔

"کیا مطلب؟"

اُس نے ای ٹھنڈی آہ بھر کر اُسے دیکھا۔۔

"ابھی تو کچھ بھی نہیں ہوا دُعا۔۔۔ابھی تو بہت محنت کرنی ہے۔۔وہ فلموں ڈراموں میں ہوت ہے ای ہی مرتبہ میں آ کر چھا جان ۔۔حقیقت اِس سے کوسوں پ یں ہے۔۔"

اور پھر یں پھیر لیں۔۔

"وہ بھی ہو جائے گا!!"

وہ بڑے اعتماد سے بولی تھی۔۔

"ہمیں تو محنت کرنی ہے۔۔ہم تو جو کر ت ہیں وہ کریں گے۔۔" بسر و چشم تبسم آنکھوں میں اُمڈا۔۔۔تبھی پن ے پ پھیلا کر اُفق پ اُڑتے آئے۔دُعا نےَ دن اُٹھا کر اُنہیں دیکھا۔۔

"اِن پن وں کو اُڑت دیکھ کر مجھے شاہی تتلیوں کی ہجرت ی د آ گئی۔۔پتا نہیں کیوں؟"

(شاہی تت یں امریکہ میں موسم سرما کی آمد پ دوسرے ممالک میں ہجرت کرتی ہیں۔۔)

"شاہی تت یں۔۔۔تبد لاؤ کی علامت ہیں۔۔۔پتانہیں میں اُنہیں دیکھوں گی۔۔ جھرمٹ کی جھرمٹ۔۔ہاں تبھی دیکھوں گی۔ حالات بہتر ہو جا گے، اب سے بہت بہتر۔۔۔"اُس نے یہ کہتے خضر کو دیکھا۔۔

"چا ہم دیکھیں گے شاہی تتلیوں کی ہجرت!"

اُس نے ڑی سنجیدگی سے د ئے سر ہلاتے کہا۔۔

"ان شاءاللہ!"

وہ دُعا کے عکس پہلے بھی کم گو تھا۔۔۔ اب رتے وقت کے ساتھ مزی خاموش رہنے لگا تھا۔۔اُستاد ہمیشہ کہتے تھے ہجرت ہمیشہ دردآمیز ہوتی ہے۔۔اُسے بھی اِس ت کا ازہ اب ہوا تھا۔ اُسے گھر سے دور رہنا ڑ رہا تھا۔۔۔شاہی تت یں خوشی سے ہجرت نہیں کرتی تھیں۔۔سفاک موسم اُنہیں ہجرت پ مجبور کر دیتا تھا۔۔اُس نے بھی کوئی خوشی سے ہجرت نہیں کی تھی۔ پ کے سفاکانہ رویے نے اُسے ہجرت پ مجبور کر دی تھا۔۔۔بظاہر وہ ہجرت بلندیوں کا سفر تھی لیکن وہ اور تت یں جا تھیں کہ وہ ہجرت کتنی درد ک تھی۔۔

☆.....☆.....☆

"پ کستان زن ہ د!!"

پی۔ایس۔ایل فا کا دن تھا۔۔۔اسکوا کے سبھی مرد حضرات اور نوجوان لڑکے ہاتھ میں سبز حلالی پ چم پکڑے کپڑوں پ پ کستانی پ چم کے لگائے اسکوا سے ہر نکلے تھے۔۔۔ ڑی مشکل سے کو ٹکٹس ملی تھیں۔۔۔جہا ی صا گھر میں ٹی۔وی لگا کر بیٹھے کُڑھے جا رہے تھے۔۔۔

"بے غیرت گیند تو صحیح طرح لے!!"

دُعا اُن کے . ا. میں بیٹھی . راضی سے بولی..

"ابو صحیح تو رہا ہے.."

جواباً اُنہوں نے طنزاً منہ بگاڑ کر کہا...

"ہاں تبھی ابھی تک ایک وِ ٹ بھی نہیں لی گئی.."

اور تبھی ایک پُر جوش آواز سنائی دی..."آؤٹ!!"

دُعا ولولہ خیزی سے صوفے پر اُچھل کر ئی..

"یس!!"

میچ دلچسپ تھا...خضر کی ٹیم کی بیٹنگ کی . ری آئی تھی...جہانز . صا . دعا کو اُنگشت شہادت دکھا کر پیشین گوئی کرتے بولے..

"دیکھنا ہار جا گے یہ!!"

خضر کی بیٹنگ چل رہی تھی..دُعا نے اُسے دیکھ کر وقاص کو واٹس ایپ پر میسیج کر کے کہا...

"بہت آہستہ کھیل رہا ہے چاچو!!" جواباً اُس پر اُس نے غصے سے لکھا...

"یونہی کچھ بھی مت بکو..ایوریج صحیح ہے.. . لکل صحیح کھیل رہا ہے..."

میچ واقعی پھنس چکا تھا...اُمید ٹوٹ رہی تھی...دُعا کا چہرہ پڑ مردہ پڑنے لگا..گیند پھینکی گئی اور یہ لگا چھکا...گیند ہوا میں اُڑی.دُعا اور ربیعہ کا منہ کُھلا...

دُعا جارحانہ انداز میں ئی..

"نہیں!!!"

جہانز . صا . نے کان پر ہاتھ رکھ لیا اور کیچ چھوٹ گیا...دُعا پر جوشی سے پھر سے

ئی۔۔ ربیعہ بیگم دل ؐ اشی سے اسکرین پ ۔ لر کا افسردہ چہرہ دیکھتے میں سر ہلاتے بولیں۔۔

"نہیں دُعا۔۔اچھا نہیں ہوا۔۔"

دُعا نے صوفے پ بیٹھے ؐ راضی سے اُنہیں دیکھا۔۔

"امی cheer up۔۔آپ کا ۔ ۔ ۔ رہا ہے۔۔"

میچ کا نتیجہ صاف تھا۔۔اختتام ہونے سے چند لمحے پہلے۔۔اسکوا ئ میں دُعا کی ہم عمر دو سندھی لڑکیاں اُسے بلانے آئی تھیں۔۔

"مبارک ہو۔۔۔"

اسکوا ئ کی ساری لڑکیاں بھاگ کر چھت پ گئی تھیں۔۔۔سیاہ اُفق میں ر ۔ نگے جھلملاتے ستارے جھوم رہے تھے۔۔اُن کی چھتوں سے اسٹیڈیم میں ہونے والی آتش ۔ زی واضح طور پ آ رہی تھی۔۔۔دُعا نے اپنی سندھی سکھیوں سے جو سندھی سیکھی اُس ۔ ۔ وہ ۔ لی بجا کر بولی۔۔

" منھنجی چنڈ جی ٹیم میچ فتح کري چکی آھی!"

(میرے چا ؐ کی ٹیم میچ ۔ ۔ گئی!)

اور لڑکیاں ۔ لی بجا کر چہکیں۔۔

"ہو۔۔جمالو!"

یہ جشن صرف اتنا نہیں تھا۔۔اصل رونق تو ۔ لگی تھی ۔ ۔ اسکوا ئ کے سبھی مرد حضرات خضر کو واپس لے کر آئے تھے۔۔۔سیٹیوں ۔ لیوں اور ہلڑ ۔ زیوں سے سارا اسکوا ئ گونج اُٹھا تھا۔۔۔یہ تو پہلی فتح تھی۔۔جو حاصل ہوئی تھی۔۔۔ابھی تو بہت کچھ کھو ؐ تھا۔۔۔۔بہت کچھ پ ؐ تھا۔۔

سفر ابھی طویل تھا۔۔کیو حقیقی منزل کا آغاز تو اب ہوا تھا۔۔۔اگلے روز وہ جہان . صا . سے اُن کی دکان پہ پھر سے معذرت کرنے َ ی۔۔۔

"پھر آ َ ی تُو۔۔۔لائف بوائے کی مشہوری میں نہانے کے بعد۔۔۔جوا ی . اسیم مر کر دو . رہ ز ہ ہو جا ہے۔۔۔وہ . اسیم ہے تُو!"

ساتھ اُنھوں نے اُسے ایسی ایسی گالیاں نکال کر . ہر نکال د ی جنہیں سینسر کر ہی منا . تھا۔۔۔کبھی زین اُسے اپنے ہاں لے جا کبھی شریم اُسے اپنے ہاں لے جا ۔۔تو کبھی وقاص۔۔۔چھٹی کا دن آ ی تو دُعا موقع تلاش کر کے گھر سے . ہر نکلی۔۔خضر . ئیک پہ بیٹھا اُس کا منتظر تھا۔۔وہ بھاگ کر تیزی سے اُس کی جا . چلی آئی اور جلدی سے . ئیک پہ بیٹھی۔ہاتھ میں پکڑی سیاہ پی کیپ میں کالا چشمہ پڑا تھا۔اُس نے وہ چشمہ نکال کر اُس کی طرف . ڑھا ی۔۔

"لو پہنو!"اور پھر اُس نے اُس کے سر پہ ٹوپی پہنائی۔۔۔جس پہ سفید دھاگے سے 'نواب' لکھا تھا۔۔خضر نے بیزارگی سے چشمہ لگاتے کہا۔۔

"لاوارثوں والی ز گی ہوگئی ہے میری۔۔اپنے اسکوا ئر میں رہنے کے . وجود۔۔اپنے گھر نہیں آ سکتا۔۔"

دُعا نے اُس کا شانہ تھپتھپا ی۔۔

"اچھا چلو چلو۔۔بعد میں اپنا یہ دُھکڑا رو۔۔نہیں تو اَ ابو نے دیکھ لیا ۔۔تو بس ہو گئی تفریح۔۔"

"اچھا!!"اُس نے بیزار ی سے منہ بناتے . ئیک کے ہینڈل گھمائے۔۔۔سامنے سے رضیہ آ سبزی لے کر آ رہی تھیں۔۔۔دُعا نے اُنہیں دیکھا تو جھٹ سے خضر سے بولی۔۔۔

"ای منٹ ای منٹ۔۔"وہ یکدم رُکا۔۔۔اور دُعا پُر جوشی سے گاتے بولی۔۔۔

"اللہ بچائے میری جان۔۔۔کہ رضیہ غنڈوں میں پھنس گئی !!" وہ ٹھٹھک کہ رُکیں۔۔۔خضر چونکا، بمشکل بولا۔۔۔

"دُعا!!!"

اُن کے چہرے کا رنگ شدید قسم کا سرخ پڑ گیا تھا۔۔۔چہرے پر بلا کی خفگی کے آثار واضح تھے۔۔۔۔

اور تبھی وہ شور مچاتے بولیں۔۔۔

"اے رُکٹکو تیرا بیڑا غرق ہوئے !!" وہ دوڑ کر اُس کی طرف آئیں اور ٹوکری سے اُنہوں نے ٹماٹر نکالا۔۔۔

"آپ قدر کریں ٹماٹروں کی۔۔ بھارت پہلے ہی امن نہیں کر رہا!"

خضر نے بائیک دوڑائی مگر دُعا کے ہونٹ نہ رُکے۔۔۔بلکہ وہ تو مزید پرجوش ہوگئی۔۔۔

"اوئے ہوئے ہوئے اللہ بچائے میری جان۔۔۔کہ رضیہ غنڈوں میں پھنس گئی۔۔۔"

رضیہ آپا نے اُس پر ٹماٹر پھینکا۔۔۔۔دُعا نے بمشکل اُسے کیچ کیا۔۔خضر گھبرا کر برہم ہوا۔۔

"دُعا پکڑ کر بیٹھو۔۔"دُعا نے مسکراتے ہوئے اُن کی جانب ٹماٹر اُچھال دیا اور وہ سیدھا اُن کی ٹوکری میں گیا۔۔۔

"فاسٹ بولر کی دوست ہوں۔۔۔۔مجھے انڈرایسٹیمیٹ نہ کیا کیجیے آپا!!!"

اور رضیہ آپا کا غصے سے بُرا حال ہو گیا۔۔۔۔وہ دن دہاڑے وہاں کھڑی شور مچانے لگیں۔۔

"اوٹھہر نہ ذرا!!اے رُک شٹلییاں!!"

تب ہی خضر بائیک اُڑا لے گیا۔۔۔وہ زور زور سے قہقہہ لگا کر ہنسے تھے۔۔۔۔بہت دنوں بعد اُنہوں نے مل کر رضیہ آپا کو چھیڑا تھا۔۔۔

اسکوائر سے ابھی باہر نکلے تو نانی بیگم اُنہیں اندر داخل ہوتے دِکھیں۔۔خضر نے تعظیماً اُنہیں دیکھ کر بائیک روکی اور مودبانہ انداز میں کہا۔۔

"السلام علیکم نانی جان!!"

لہجے میں وہی رُکھائی تھی۔۔۔

"وعلیکم۔۔۔۔"

جواب دے کر اُنہوں نے دُعا کو پیچھے بیٹھا دیکھا اور خفگی سے خضر کو دیکھتے بولیں۔۔۔

"اے چھوکرے۔۔۔۔"

دُعا نے غصے سے لب بھینچ لئے اور بند منہ میں دانت کچکچانے لگی۔۔۔

"شریف لوگ ایسے گھر سے بلاوجہ باہر نہیں نکلتے۔۔۔یہ بلاوجہ کی تفریحاں بند کر دے اب۔۔ اور محنت کر۔۔۔کام کر۔۔۔اور ہوگیا تیرا پی۔ایس۔ایل؟ آگے بھی کوئی کام؟"

دُعا جھٹ سے بول پڑی۔۔۔

"نانی ایسے مت کہیں۔۔۔اللہ کو اپنا جلوہ دکھاتے دیر نہیں لگتی۔"

نانی بیگم اُسے نظرانداز کرتے پھر سے خضر سے کہنے لگیں۔۔۔

"اور شرم نہیں آتی تُجھے۔۔۔ہر وقت۔۔۔بائیک دیکھو۔۔بائیک پر پیچھے اِسے بٹھائے گُھومتا رہتا ہے۔۔"

خضر خاموشی سے اُن کی سُن رہا تھا۔۔۔

اُن کی بات مکمل ہوئی تو اُس نے دھیرے سے پلکیں اُٹھا کر اُنہیں دیکھا اور سنجیدگی سے بولا۔۔

"بائیک پر پیچھے نہیں تو کیا پلکوں پر بٹھاؤں نانی؟"

دُعا کے گلے سے بے اختیار قہقہہ نکلا جسے اُس نے دبانے کی کوشش کی۔۔۔نانی بیگم ناراضی سے

ہاتھ دِکھا کر اُگے بڑھیں۔۔۔

"پریں ہٹ۔۔۔مشٹنڈا کہیں کا۔۔"اور خضر سادگی سے مسکرا بائیک آگے لے یا۔۔۔

" کدھر جانا ہے۔۔؟"

"ا پو جانا ہے۔۔"

"واٹ!!"وہ چونکا۔۔بائیک کی رفتار کم ہوئی۔

دُعا نے بڑی سادگی سے بتایا۔۔

"ہاں نا۔۔وہ ئش لگی ہے لان کے کپڑوں کی۔۔تو مجھے اور امی کو کچھ کپڑے لے دو۔۔ میاں آرہی ہیں نا۔۔۔اور آگے رمضان بھی ہے۔۔جمعے جمعے کو سوٹ پہنوں گی۔۔"

"تمہارا دماغ صحیح ہے دُعا؟"وہ خفگی سے بولا تھا۔۔

"تم مجھے ئش میں لے کر جارہی ہو۔۔"

دُعا ہم ہوئی۔۔

"ہاں ہاں پتا ہے۔۔فین فولوئنا ہوگئی ہے بڑی تمہاری۔۔ د کے آنی حسین مرد نہیں ہو۔۔نا ہی آنی کرکٹر۔۔۔"

خضر نے سنی انسنی کر کے کہا۔۔

" لکی ون چلتے ہیں۔۔"

دُعا نے خفگی سے اُس کی پیٹھ تھپکی۔۔

" پ کرو۔۔۔ میں دو پیسے کیا آگئے۔۔اپنی اوقات بول جا ۔۔میں نہیں شرماتی یہ کہتے۔۔کہ ہم نے لنڈے بازار سے بھی شاپنگ کی ہوئی ہے۔۔وہیں چلو بھر کہا ہے۔۔ زیادہ بڑ بڑ مت کرو۔۔"

خضر نے متاسفانہ ا۔ از میں میں سر ہلایا اور ۔ ئیک ت رہا۔۔ا پو پہنچے تو وہ بھیڑ میں عینک پہنے سر ذرا جھکا کر دُعا کے ساتھ چل رہا تھا۔۔دُعا کپڑے دیکھ رہی تھی۔۔

"۔ٹ یہ دیکھو۔۔یہ اچھا ہے ڈ والا۔۔" آواز پ اُس نے ساتھ کھڑی ای عورت کو دیکھا جو اپنی کم سن بیٹی کو سمجھا رہی تھی۔۔ وہ ہٹ دھرم کسی صورت ماننے کو تیار نہیں تھی۔۔خضر رُخ موڑے بوری سے کھڑا تھا۔۔دُعا نے اُس عورت سے وہ سوٹ پکڑ کر ذرا بلند آواز میں کہا۔۔

"آہا۔۔یہ ڈریس تو میں نے مارننگ شو میں دیکھا تھا ہو ٹ کو پہنے ہوئے۔۔"

وہ لڑکی اُس کی جا۔ متوجہ ہوئی۔۔خضر نے بھی اُسے دیکھا۔۔

وہ ی دکرتے بولی۔۔

"کیا۔ م تھا اُس کا۔۔خیر۔۔" یہ کہتے اُس نے وہ سوٹ واپس رکھا اور مصنوعی ا۔ از میں ت سف سے بولی۔۔

" میں نے تو یہ کلر لے لیا ہے۔۔"

یہ کہتے وہ پلٹی تو اُس لڑکی نے جھٹ سے وہ سوٹ پکڑ کر کہا۔۔

"مما میں یہی لوں گی۔۔"

دُعا ذرا مسکرا کر خضر کا شانہ ت پ تے بولی۔۔

"چلو اگلے اسٹال پ !"

خضر نے اچنبھے سے اُسے دیکھتے پوچھا۔۔

"یہ کیا تھا ویسے؟"

وہ چلتے ہوئے سرسری ا۔ از میں کپڑوں کو چھوتے کہنے لگی۔۔

"پتا تو ہے۔۔اُستاد کہتے ہیں۔۔کسی کو پِن پوائنٹ کر کے بت کرنے سے بہتر ہے۔۔ جینرلی بت کردو۔۔دل میں زیدہ اُ تے گی۔"

کپڑے نے یے تو دُعا نے خضر کا شانہ تھپتھپا یا۔۔۔

"چلو نکالو پیسے۔۔" اُس نے بٹوہ کھول کر پیسے دُعا کو دیئے اور دُعا نے سامنے کھڑی . رگ خاتون سے ذرا مسکرا کر کہا۔۔

"یہ لیں۔۔"

"شکریہ۔۔"

جواباً وہ بھی مسکرا پڑیں۔۔دُعا اُن سے بقیہ پیسے یتے بولی۔۔

" آپ کی مسکراہٹ بہت خوبصورت ہے۔"

خضر نے پیشنی پر بل ڈالے حیرت سے اُسے دیکھا۔۔دُعا نے شاپ خضر کو پکڑا یا۔۔

" پکڑو۔۔"

"یہ کر کیا رہی ہو تم ؟" اُس نے اُس سے شاپ یتے پوچھا۔۔اُس نے اُس کے ساتھ چلتے ہوئے کہا۔۔

" کسی کو کہے چند شگفتہ الفاظ کچھ لاَ ینہیں ر ت۔۔"

ا پو سے نکلے تو خضر کی سانس بحال ہوئی۔۔تنگ آ َ یتھا وہ اتنے رش میں۔۔

"اب کہاں جاہ ہے؟" اُس نے بڑے بے زانہ از میں پوچھا تھا۔۔

"تم بُھول تو نہیں رہے میں نے تم سے کہاں سے ٹ یٹ مانگی تھی؟"

دُعا نے محظوظ ہوتے پوچھا تو خضر ز. دستی سلگ کر مسکرا یا۔۔

"نہیں تو۔۔"

دُعا نے بڑے شاہانہ انداز میں سر ہلا کر کہا۔۔

"ٹھیک ہے تو پھر میں۔۔چائنیز کھاؤں گی۔۔اور۔۔اسٹابری چیز کیک۔۔اور ساتھ منٹ لیمونیڈ سوڈا۔۔"

خضر نے ایک ٹھنڈی آہ بھرتے کہا۔۔

"جیسا تم کہو۔۔"

تناول کے بعد ایک نئی فرمائش تیار تھی۔۔

"سندھ باد چلیں؟"

خضر نے متانت سے اُس سے کہا۔۔

"ہم بچے تو نہیں ہیں۔۔"

دُعا نے گلہ کرتے کہا۔۔

"اب اتنے بڑے بھی نہیں ہیں۔۔"

خضر نے بڑے شریفانہ انداز میں سر ہلایا۔۔

"اوکے۔۔ٹھیک ہے۔۔"

ہر اول جلول رائڈ میں بیٹھے دُعا دیوانہ وار ہنس رہی تھی اور خضر بوریت سے بیزار چہرہ لیے اُس کے ساتھ بیٹھا تھا۔۔ضبط کا پیمانہ لبریز تھا۔۔بمپر کار کی باری آئی۔۔تو خضر نے سختی سے انکار کر دیا۔۔

"نہیں پلیز چلو۔۔تم نہیں۔۔میں چلا لوں گی۔۔"

اور وہ اُس کا ہاتھ کھینچ کر زبردستی لے گئی۔۔بمپر کار پر تے کوئی سوٹکر لگی تھی۔۔وہ ہر مرتبہ جھٹکا کھا کر احتجاجاً مسکراتا۔۔شاید اتنی گاڑی نئی نہیں تھی جتنے جھٹکے کھائے تھے۔۔دُعا اسٹیرنگ

گھماتے کہہ رہی تھی۔۔

"چاۂ ۔ ہم گاڑی لیں گے۔۔۔ت ۔ ۔ سے پہلے اُسے میں ؤں گی۔۔"

وہ منہ پہ ہاتھ رکھے زیرِ ۔ ۔ ٹ ٹا ی۔۔

"ہاں۔۔۔ کہ آفت آرا بیگم اُس کی دھجاں اُڑا دیں۔۔"

آج اُنہوں نے سمندر جانے والی خواہش بھی پوری کی تھی۔۔حالا ربیعہ بیگم نے سختی سے کیا تھا۔۔۔وہ گولہ گنڈا کھاتے خضر کے ساتھ ساتھ بھاگ بھاگ کر تیزی سے چلنے کی کوشش کر رہی تھی۔جو کہ پینٹ کی جیبوں میں ہاتھ پھنسائے کسی گہری سوچ میں گم چلتا جارہا تھا۔۔

"چاۂ ۔۔چاۂ رُکو۔۔"

ای منٹ بھی ز ن نہیں رُک رہی تھی۔۔اُس نے پلٹ کر اُسے دیکھا اور ذرا ۔ راضی سے کہا۔۔

"یہ ہیں مستقبل کی ڈاکٹر دُعا ادریس۔۔"

ربیعہ بیگم اَ اُسے گولا گنڈا کھاتے دیکھ لیتیں تو اُس کی عمر کا لحاظ کیے بنا وہیں اُس کی پٹائی کر دیتیں۔۔

سمندر کنارے بیٹھے اُس نے اپنے ا کیمرہ سے جتنی بھی تصاو یں بنائی تھیں وہ دیکھ رہی تھی۔۔

خضر نے سمندر کی جھاگ آلود لہروں پہ نگاہیں مر کیے کہا۔۔

"سوچ رہا ہوں وقاص کو اب سے کرا ی دیہ کروں۔"

اُس نے ذرا چو۔ کر اُسے دیکھا۔۔

" کیوں؟ کسی نے کچھ کہا کیا؟" ساتھ اُسے غصہ پڑ ھا۔۔

"نہیں نہیں۔۔کسی نے کچھ نہیں کہا۔۔" خضر جھٹ سے بولا تھا۔۔

"ابھی تو تم سے مشورہ کر رہا ہوں۔۔"

دُعا نے کچھ سوچتے کہا۔۔

"وہ بہت راض ہوگا چا ۔۔"

خضر نے سر جھٹک کر سنجیدگی سے سر ہلایا۔۔

"ہاں۔۔ہوگا تو۔۔تھوڑے پیسے اور جوڑ لوں۔۔تو فلیٹ لوں گا۔۔"

دُعا نے دل شکستگی سے سر جھٹکا۔۔

"یہ میری وجہ سے ہو رہا ہے !ابو کیوں ایسا کر رہے ہیں ر؟"

دُعا کی آواز بھرا گئی۔۔خضر نے اُس سے وہ تصو یں پکڑ کر دیکھتے کہا۔۔

"اُستاد کہتے ہیں اُن کا بھروسہ ٹوٹ ہے۔۔ساتھ خواب ٹوٹ ہے۔۔وقت لگے گا۔۔"

تبھی مو کی گھنٹی کی آواز نے سمندر کی لہروں سے مل کر شور مچایا۔۔خضر نے ... سے مو نکالا۔واٹس ایپ کال آئی تھی۔۔اسکرین پ م دیکھا تو مسکرایا۔۔دُعا نے آگے ہو کر اسکرین پ دیکھا تو وہ چہکی۔۔۔

"ما چچا!"

جہان ب صا اپنے بھائی سے خفا تھے وہ دونوں اپنے چچا سے خفا نہیں تھے۔۔اُستاد نے اُنہیں صلح رحمی کا موضوع پڑھایا تھا۔اُس روز اُنہوں نے ز گی میں پہلی مرتبہ اپنے چچا سے رابطہ کیا تھا۔۔خضر نے کال اُٹھائی اور وڈیو کیمرہ کھولا۔۔دُعا نے زور سے دونوں ہاتھ ہلائے۔۔

"ہیلو۔۔السلام علیکم چچا!"

اُستاد نے۔ ۔ اُنہیں صلح رحمی کا ٹ پ پڑھایا تھا۔ اُنہوں نے فیملی ٹ ی بنانے کی activity بھی دی تھی۔۔۔

"کیسے ہو بچوں؟" اُنہوں نے مسکرا کر پوچھا۔۔

"ہم اللہ کا شکر۔ لکل ٹھیک ہیں چچا۔" خضر نے خندہ پیش نی سے کہا۔۔

"آپ سنا ؟"

اُستاد کہتے تھے۔۔ جس طرح جسم کا کوئی عُضو مفلوج بھی ہو جائے پھر بھی اُسے کاٹنے کا جی نہیں چاہتا۔۔ ویسے ہی خون کے رشتے کو بھی خود سے کاٹ نہیں جا ۔۔ اور اَ آپ کاٹ بھی لیں تو ہم خواہ خود کو کامل سمجھیں ہمارے کامل کہنے سے ہم کامل نہیں بن جاتے۔۔ تو جسم سے کٹا ہوا عضو ہمارے بنا رہ سکتا ہے اور نہ ہی ہم اُس کے بنا مکمل ہو ہیں۔۔ صرف ز ن سے قطع تعلق کا اقرار اور ا دوسرے سے کبھی نہ ملنے کی بنا پ رشتے نہیں ٹوٹتے۔۔۔ جسے اللہ نے جوڑا ہو اُسے کوئی ۔ انہیں کر سکتا۔۔

اُستاد یہ بھی کہتے تھے۔۔ خون کے رشتوں میں ہوئی زی دتیوں کا عکس اپنی اولاد میں ضرور د ہے۔۔

"Sometimes Karma skips you and comes to your children."

اُن دونوں نے اُس عکس سے بچنے کے غرض سے ماضی کو بہت پیچھے چھوڑ دی تھا۔۔ کوشش پوری تھی کہ وہ ماضی کو نہ دہرا ۔۔ ماضی کو تو دہرنہ تھا۔۔۔ جو بو ہو۔۔ اُسے کاٹ کر تو اِسی ہی د میں جا تھا۔۔ شام کو۔ ۔ وہ اسکوا پہنچے تو خفا خفا سے ہارون انکل سامنے کھڑے تھے۔۔۔ سمجھ گئے تھے۔۔ رضیہ آ نے اُنہیں اُن کی شکای لگا دی تھی۔۔ دُعا ہنوز ۔ ئیک پ خضر کے پیچھے بیٹھی معصومیت سے اُنہیں دیکھ رہی تھی۔۔ ہارون انکل ٹ ی وں سے اُنہیں

دیکھتے بولے۔۔

"رضیہ غنڈوں میں پھنس گئی؟"دُعا نے جھٹ سے منہ پہ ہاتھ رکھا۔۔

"ہوہ۔۔۔کس کم بخت نے کی یہ جسارت؟ کون ہیں وہ نامراد؟ جنہوں نے یہ حماقت کی۔۔۔ انکل میں تھی نہیں اسکوائر میں۔۔نہیں تو آج باکسنگ کے سارے داؤ پینترے اُن غنڈوں پہ استعمال کرڈالتی۔۔"

خضر نے اب ذرا خفگی سے دُعا کو پیچھے کہنی ماری۔۔

"دُعا بس۔۔بہت ہے آج کے لئے۔۔"اب وہ ہارون انکل کو دیکھتے معذرت خواہانہ انداز میں بولا۔۔

"سوری انکل۔۔۔ہنسی مذاق میں بس منہ سے نکل گیا تھا۔۔"

ہارون انکل کہنے لگے۔۔۔

"بیٹا بڑی مشکل سے میں نے صورتحال کو کنٹرول کیا۔۔نہیں تو آج دوبارہ آپ تمہیں اتنے چھتر لگاتے۔۔۔کہ پلنگ پہ کمر سیدھی نہ کر پاتے۔۔۔یہ آفت آرا تو خاموشی سے گھنی بن کر سائیڈ پہ ہو جاتیں۔۔۔اور نام آجاتا تمہارا۔۔۔میں اور لقمان صاحب مسلسل کوششوں میں لگے ہیں کہ تمہارا باپ تم سے راضی ہو جائے۔۔لیکن مجھے تم دونوں کی صورتحال ایسی نہیں لگ رہی کہ تم لوگ صلح چاہتے ہو۔۔۔ہم شریف لوگ ہیں۔۔یہ شریفوں کی سوسائٹی ہے۔۔۔کوئی بے غیرتوں کا محلّہ نہیں ہے۔۔۔جو دن دہاڑے چوک میں کھڑے آوارہ اوباش لوگوں کی طرح جو منہ میں آیا بول دیا۔۔۔پہلے ہی تمہارے مفرور ہونے کی وجہ سے۔۔۔یہاں کی بہت بدنامی ہوئی ہے۔۔۔"

وہ دونوں شرمندگی سے اُن کی ڈانٹ سُن رہے تھے۔۔۔

" کوئی بھی ا ن یہ نہیں چاہتا کہ وہ صورت ہو۔۔اُس کا گھرانہ عام ہو۔۔اُس کی گفتگو کا ا از عامیانہ ہو۔۔۔اُس کی ذات پت ادنیٰ ہو۔۔۔ ہرا ن اچھا دِکھنا چاہتا ہے۔۔اچھا چاہتا ہے۔۔لیکن اللہ نے ہر قسم کے لوگوں کی وہ بندی کی ہے۔۔۔اور اُس ہر طرح کے وہ کو بھی اشرف قرار د ہے۔۔۔اب بتاؤ، کیا اِس کے بعد بھی تمہیں کسی دلائل کی ضرورت ہے؟ کہ تم کسی کو نیچا دِکھا ت ہو؟ منہ میں جو آئے اُسے آزادرائے حق کی بنا پ بول ت ہو؟ ہر ا ن ا میں تمہارا بھائی ہے۔۔۔قدر کرو اِس رشتے کی۔۔۔اپنے پ کی وجہ سے۔۔۔جسے اللہ نے فرشتوں پ شرف د ہے۔۔۔ہم اپنے بہن بھائیوں کا لحاظ کرتے ہیں ۔۔والدین کی وجہ سے۔۔ا نوں کا بھی لحاظ کرو۔۔صبر کرو۔۔۔اور اَ نہیں کر ت ۔۔۔تو دوسرے ا ن کو لیل کرتے۔۔۔ یم آدم کو اپنا پ نہیں ما ۔۔ یہ پھر تم خود کو ا ن نہیں ما ۔۔ یہ دونوں صورتیں ہی ہوسکتی ہیں۔۔کیو اور تو پھر ہمیں کوئی آپشن نہیں آتی۔۔"

اُستاد کے دو ت تھے۔۔۔اُن سے ایسے ہی جواب کی توقع تھی۔۔۔ہارون انکل چلے گئے۔ اب دُعا ئیک سے اُ ی۔۔خضر نے د ئے قت مسکرا کر اُسے دیکھا۔۔دُعا نے دلگیری سے مسکراتے اُسے دیکھا۔۔

" چلتی ہوں۔۔" اُس نے اُسے دیکھتے ہاتھ ہلا ی۔۔

خضر نے دھیرے سے سر ہلا دی۔۔

"اچھا!"

وہ جانے کے لیے پلٹی۔۔خضر نے سر جھکا کر ذرا یں اُٹھائے اُسے دیکھا۔۔ایسا لگا تھا گی کچھ د ی کے لیے۔۔کچھ د ی کے لیے اپنے معمول پ لوٹ آئی تھی۔۔۔ اُس کے ساتھ کا فسوں اب ٹوٹ رہا تھا۔۔آج پھر دور جا تھا۔۔۔ ہرنی آنکھیں آج بھی بھر رہی تھیں۔۔۔آنکھوں

کے گوشوں میں اُس کے افسردہ وسنجیدہ چہرے کی سلائیڈ چل رہی تھی۔۔۔ضبط اب ہاتھوں چُھوٹ رہا تھا۔۔مزی اداکاری نہیں کرسکتی تھی۔۔منفی مزاج کو وہ شی اور اپنے مثبت رویے سے بہتر کرنے کی جستجو میں لگی تھی۔۔ا رمن ہی من وہ پ رہ پ رہ تھی۔۔

گھر آئی تو جہا ی صا صوفے پ ہاتھ ھے بیٹھے اُسی کے منتظر تھے۔۔اُس نے بلند آواز میں سلام لی۔۔اور کمرے میں جانے لگی۔۔جہا ی صا نے اُسے سختی سے دیکھتے کہا۔۔

"کیوں گئی تھی اُس کے ساتھ؟"

وہ رُکی۔۔اُس نے ای ٹھنڈی آہ بھری۔اُس نے پلٹ کر اُنہیں دیکھا۔۔

"گھر سے اُسے نکال چکے ہیں۔۔ مجھ میں سے تو نہیں نکال ۔۔"

یہ کہہ کر وہ تیزی سے بڑے بڑے ڈگ بھر کر لاؤنج سے لگی اور جہا ی صا ی ٹ اُسے دیکھے گئے۔۔۔

☆.....☆.....☆

شاہین کبھی پ واز سے تھک کر نہیں گر

پُر دم ہے اَ تُو تو نہیں خطرہِ اُفتاد

(ڈاکٹر علامہ اقبال رحمتہ اللہ)

نیلگوں ارغوانی پ فسوں شام میں ہوا میں اُس کی چادر لہرا رہی تھی۔۔وہ دوڑتے ہوئے چھت پ بھاگی آئی۔۔

"ہاں چا ۔۔"

وہ زمین پ منڈ ی کی دیوار سے ٹیک لگائے بیٹھا تھا۔۔دُعا ہا پ ہوئے اُس کے ساتھ ی

معذرت کرتے بولی۔۔

"سوری۔۔ابو کو د ۔ رہی تھیں۔۔"

" کوئی ۔ ت نہیں۔۔"

اُس نے ۔ ڑی سادگی سے کہا تھا۔۔دُعا نے متفکر وں سے اُسے دیکھتے پوچھا۔۔۔

" کیا ہوا؟"

اُس نے ای گہری سانس لی۔۔

"وہ سیر ۔ ہونی ہے ۔ نیوزی لینڈ میں۔۔"

"ہاں۔۔"اُس نے بیدھڑک کہا۔۔

" مجھے سلیکٹ کیا تھا اُس میں۔۔"

"رئیلی!"

دُعا کے گال ۔ شی سے بھر گئے۔۔

" ڈراپ کر دی ۔۔"

لمحے بھر کے لیے وہ کوئی ردِعمل نہیں دے سکی۔۔چند لمحوں بعد اُس نے ذرا سنبھل کر پوچھا۔۔

" کیوں؟"

اُس نے سر اُٹھا کر اُسے دیکھا۔۔

" کسی اور کو لے لیا۔۔وہ بھی کھلاڑی ہے۔۔"

" کیوں؟"وہ ۔ ۔ تی ۔ سے بولی تھی۔۔

"اُس کا بھائی بھی ٹیم کا حصہ ہے۔۔"

وہ ۔ ی ۔ ش ۔ ان ازمیں بولا تھا۔۔۔ساتھ اُس نے شانے اچکا کر کہا۔۔

".قی اللہُ عالم!"

دُعا نے ای ٹھنڈی آہ بھرتے اُسے دیکھتے کہا۔۔۔

"یو مین nepotism ہوئی ہے؟"

خضر نے سمجھی سے د ئے سر ہلا دی۔۔

"پتا نہیں۔۔"

دُعا نے کھولے۔۔۔ وہ خضر کو ڑے سیان پن سے دیکھتے کہنے لگی۔۔

"د بس بیدار ہونے کی ہوتی ہے۔۔۔ اور یہ قوم بیدار ہو چکی ہے۔۔۔ بیک وقت میں ہم پورے ب کو نہیں چھیڑ ت۔۔۔ لیکن اُس ب کے ہر مضمون کا وقت آجا ت ہے۔۔ اِس کا بھی آنے والا ہے۔۔" اُس نے اُمید سے خضر کے ہاتھ پ ہاتھ رکھا۔۔

"غم میں نہ ہو۔۔۔ سپہر کبود پ ابھی نئے ستارے ہیں۔۔ اور اُن کو چمکنے کا موقع ملے گا۔۔۔ ہم پ اُمید ہیں۔۔۔ اِس لئے۔۔۔" وہ جوش سے اُس کا ہاتھ اُٹھا کر بولی۔۔۔

"Hallelujah!"

(رب کی حمد بیان کرو۔۔ ی شکر کرو۔۔)

وہ سانس ی کے لئے رُکی اور پھر کہنے لگی۔۔۔

"ا ن کی کامیابی کا پیمانہ اُس کے بُرے وقت کے حساب سے طے ہوت ہے۔۔ کہ وہ کتنا اور کس قدر اُن پ صا رہتا ہے۔۔ اور اُس بُرے وقت سے کیا سیکھتا ہے۔۔۔ یہ سیکھنے کا وقت ہے۔۔۔ اُمید ہارنے کا نہیں۔۔۔"

خضر کی آنکھوں میں کچھ کچھ اُمید جاگی تھی۔۔۔ جو دُعا تھی۔۔۔ تو کیسے وہ خضر ہوت۔۔۔ دُعا نے تو خضر کو خضر کر تھا۔۔۔

دُعانے کچھ سوچتے کہا۔۔

"چانـ ۔۔"

"ہوں؟" آواز مایوسی سے بھری پڑی تھی۔۔

"من وسلویٰ . تلاشتے ہیں؟"

وہ ذرا چونکا۔۔۔اِس ای سوال سے اُسے اپنی اسائنمنٹ ید آئی۔۔جو اُستاد نے اُسے دی تھی۔۔۔ . وہ اُن کے پس پڑھ رہا تھا۔۔۔آنکھوں میں ماضی کا وہ لمحہ ۔۔

وہ اپنی یٹ پ بیٹھا اپنے رجسٹر سے پڑھ رہا تھا۔۔

"من وسلویٰ بنی اسرا کو اللہ تعالیٰ کی خاص نعمت کی صورت میں تھا۔۔ ای مدت من وسلویٰ کھاتے کھاتے بنی اسرا آسمانی غذاہ سے اُکتا چکے تھے۔۔اور پھر اُنہوں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے اور دوسرے کھانوں کی فرمائش کی کہ اپنے رب سے دُعا کیجیے۔۔ جس پ وہ اُن پ . ہم ہوئے۔۔۔

دراصل بنی اسرا ت . یہ بھول چکے تھے۔۔کہ وہ نعمت اُنہیں بیا.ن میں در . رن ٹ ت ہوئی ملی تھی۔۔۔لوگ من وسلویٰ کو آزمائش کے بعد ملنے والی نعمت کہتے ہیں۔۔لیکن میں من وسلویٰ کو مشکل کے ساتھ آسانی سمجھ کر تلاشتا ہوں۔۔۔بظاہر دونوں . تیں ای ہیں۔۔ دونوں . تیں ای نہیں۔۔۔ . نعمت ملتی ہے۔۔۔تو نعمت میں بھی آزمائش ہوتی ہے۔۔آزمائش کے بعد جو پھل ملتا ہے وہ اُس پھل سے . ڑی آزمائش ہوتی ہے۔۔۔کسی . ڑی نعمت کے ملنے پ ہم اُس نعمت میں اِس قدر کھو جاتے ہیں کہ پھر . . اُس کی مدت ختم ہوتی ہے۔تو ہم اُس کی . شکری کرنے لگتے ہیں۔۔اللہ نے ا ن کو مشقت میں پیدا کیا ہے۔۔ پ چوں کے بعد کچھ روز آرام کے ہوتے ہیں۔۔تعطیلات کے بعد پھر سے کالج جان ہوت ہے۔۔ ت . تو ہم اُس

روٹین سے بیزار نہیں ہوتے۔۔ کیو ہم جا ہیں ز گی مسلسل امتحان کا م ہے۔۔ تو پھر اللہ کی ری آ نے پ ہم اتنی شکری اور قدری کا مظاہرہ کیوں کرتے ہیں؟"

وہ سانس ی کے لیے رُکا۔۔

"اور مزی شکری تو ہم ت کرتے ہیں۔۔   ۔۔ ہم کسی کی خوشی دیکھ ی ت ہیں۔۔ کسی کو ملنے والی نعمت پ حسد ی ڑھنے سے بہتر ہے اپنے حق میں دُعا کریں۔۔ جیسے حضرت زکریاؑ نے خود کے لیے کی تھی۔۔۔

حضرت زکریاؑ بے اولاد تھے۔۔ حضرت مریم علیہ السلام نے حضرت زکریاؑ کی کفا ت میں پ ورش پ ئی تھی۔۔۔ اُن کی والدہ نے اُنہیں اللہ کے لیے وقف کر دی تھا۔۔۔ حضرت زکریاؑ بھی اُن کے پ س آتے تو آپ کے پ س طرح طرح کا رزق دیکھتے۔۔۔ اُنہوں نے آپ سے پوچھا کہ مریم کہاں سے آی آپ کے پ س یہ۔۔؟ تو کہنے لگیں اللہ کے پ س سے آ ت ہے رزق۔۔ اللہ رزق دیتا ہے جسے چاہے۔ تو تبھی حضرت زکریاؑ نے اللہ تعالیٰ سے اولاد کی دُعا کی تھی۔۔۔ اور اللہ تعالیٰ نے فوری اُس دُعا کو قبول فرما ی تھا۔۔۔ کسی کی خوشیاں دیکھ کر حسد کرنے سے بہتر ہے کہ خود کے لیے اللہ سے مانگیں۔۔ مجھے بچپن کی وہ معصومیت بہت پیاری لگتی ہے۔۔۔ ہم کسی بچے کی کوئی چیز دیکھ کر فوراً امی سے اُس کی فرمائش کیا کرتے تھے اور دُعا میں اُس کی چاہت کیا کرتے تھے۔۔ کہ ہمیں بھی یہ چیز مل جائے۔۔ وہ دُعا۔۔ اپنا دل جلانے ڑھنے اور حسد کرنے سے لاکھ درجے بہتر تھی۔۔۔"

وہ حال میں لوٹ تو امت سے آنکھیں جھکی تھیں۔۔۔

ا ن تھا۔۔ ی ن تھا۔۔ بھول َ ی تھا۔۔ دہرائی کی ضرورت تھی۔۔ وہ ہو چکی تھی۔۔ دُعا نے ذرا مسکرا کر اُسے دیکھتے کہا۔۔

"ای کامیاب .نس مین۔۔۔اِنویسمنٹ کے فوراً بعد پ افٹ کا نہیں سوچتا۔ٹھیک ویسے جیسے صلح حدیبیہ کے مقام پ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں سوچا تھا۔۔

اُن کی سوچ دور کی تھی۔۔۔اَ آپ صلی اللہ علیہ وسلم بھی صحابہ اکرام کی طرح .ٰ .تی ہو جاتے۔۔تو فتح مکہ کیا ممکن تھی؟صلح حدیبیہ وہ معاہدہ تھا جس نے مسلمانوں کی صداقت سرزمین حجاز میں ثٖ . ی کردی تھی۔۔ہاں۔۔مسلمانوں کو خالی ہاتھ لوٹنا پ ڑا تھا۔۔وہ اپنے بھائی ابوجندل کو بھی وہیں چھوڑ آئے تھے۔۔۔مسلمانوں کو جس حرم سے بے پناہ محبت تھی۔۔جسے وہ دیکھنے کے لیے بیتاب تھے۔۔اُنہیں وہ دیکھنے نہیں دی ی تھا۔۔اور . وہ خالی ہاتھ لوٹ رہے تھے ت . اللہ تعالیٰ نے اُنہیں سورہ الفتح دی تھی۔۔فتح مبین کی ثٖ . رت دی تھی۔۔۔ہم جیسے لوگ اَ اُس صورتحال کو دیکھتے تو کیا سمجھتے کہ فتح مبین کیا ہوتی ہے؟ہمارے loss میں بھی فتح چھپی ہوتی ہے چاہ ۔۔جبھی حضرت ا. اہیمؑ گھر سے دربدر ہو کر بھی فتح مبین پ گئے۔۔اور فرعون، مصر کا .دشاہ ہو کر بھی غرقِ دری ہو ی۔۔"

وہ محوی ت سے اُسے دیکھ رہا تھا۔۔اُس نے سر کی چادر در ت کرتے اُس سے کہا۔

"کچھ سمجھ میں آی۔؟"

اُس نے ہلکے سے سر ہلا دی۔۔

دُعا نے چادر سے ای تصوی نکالی اور شوخ ہوتے بولی۔۔

"میرے پ س تمہارے لیے کچھ ہے۔۔"

خضر نے متعجب ہو کر اُس تصوی کو دیکھا۔۔۔

تصوی میں کوئی شیر خوار بچہ لان کی فراک پہن کر بیٹھا تھا۔خضر غصے سے لال پیلا ہوتے ی۔۔

"دُعا!!"

وہ اُٹھ کر کھلکھلا کر ہنستے بولی۔۔

"بچا ہوتو بچالو خود کو۔۔۔"

"دُعا!!"

وہ اُس کے پیچھے دوڑا اور وہ بھاگ کر تصویر دیکھتے بولی۔۔

"اللیلے۔۔کتنی پیاری لڑکی ہے یہ۔۔تم سے کتنا ملتی ہے۔۔"

وہ پڑ کر بتی ہوتے بولا۔۔

"دُعا نہیں کرو۔۔"

"اِسے تو میں فیس لگاؤں گی!"

وہ دا بھاگتی وہ پیچھے بھاگ۔۔۔وہ پکڑنے لگتا تو وہ جاتی۔۔وہ دور سے اُسے دیکھتے منڈیر سے ٹیک لگائے بولی۔۔

"لے لو لے لو!" وہ دوڑ کر آیا تو وہ نیچے سے نکل گئی۔۔خضر نے جھنجھلا کر لوں میں ہاتھ پھیرا۔۔

"بونی!!"

اور وہ اُسے منہ پڑھا کر ہنستے ہوئے نیچے جانے لگی۔۔

موڈ اب بہتر ہو چُکا تھا۔۔وہ تنہا چھت پر چکر لگا رہا تھا۔۔۔سپہر کبود سیاہ رات میں تبدیل ہو چکا تھا۔۔وہ چہل قدمی کرتے کرتے خود سے کہہ رہا تھا۔۔۔

"خضر!! بھی تمہیں کبھی اِس بات پر شبہ ہونے لگے۔۔کہ تم آگے نہیں بڑھ ۔۔تو ایک مرتبہ یہ سوچ۔۔کہ تم یہاں کیسے آئے تھے؟ ہر اُس بُرے وقت کو یاد کرنا کہ تم نے کیسے اُس کا سامنا کیا تھا۔۔اور کیسے اُسے زچ کر دیا تھا۔۔۔ماضی اِسی لئے ہی ہوتا ہے۔۔کہ

ا ن اپنی طاقت جان سکے۔۔اُس سے motivate ہو سکے۔۔خوشیوں کا انتظار کرو گے تو کبھی خوش نہیں ہو پ ؤ گے۔۔خوشی یہ نہیں کہ ہر خواہش کی چیز کا مل جا ۔۔خوشی یہ ہے کہ تھوڑے میں بھی لطف آ ۔۔۔ ۔ ۔ کچھ ہو کر بھی ا ن خوشی کی لذت کو محسوس نہیں کر سکتا۔ اُس آسائش سے آفت بھلی۔۔کم از کم وہ اللہ کو ی دکر کے سکون تو پ ہی ی ت ہے۔۔کسی کے لئے پینٹنگ رزق ہے۔کسی کے لئے ویسٹ آف ٹ ئم۔۔ہر کوئی تمہارے گولز نہیں سمجھے گا۔۔ خیر ہے۔۔لوگوں کو اُن کے گولز سمجھنے چاہیے۔۔ کہ ہمارے۔۔اِس د میں ہم ۔ اپنے اپنے امتحانوں سے َ ر رہے ہیں۔۔اور اُنہیں اپنے اپنے ا از میں حل کر رہے ہیں۔۔آئی وِل بی مائی اون اسٹار۔۔دُعا کہتی ہے۔۔بی یور اون اسٹار۔۔ ۔ لکل ٹھیک کہتی ہے۔۔جو طاقت ا ن کو خود سے۔۔اپنے صبر اور تجربے سے مل سکتی ہے وہ کسی اور ا ن سے نہیں مل سکتی۔۔ میں لوگوں کی appreciation کو اپنی ی کھی نہیں بناؤں گا۔۔آئی وِل بی مائی اون اسٹار! یہ جو پ یشانیوں کا بوجھ میں نے اپنی کمر پ ڈال لیا ہے۔۔یہ مجھے ر ہ ر ہ کر دے گا۔۔مجھے خود کو ۔ ی دینی ہے۔۔میں ا ی دن میں کامیاب نہیں ہو سکتا۔۔ا ی دن میں ۔ کچھ پ نہیں سکتا۔۔پھر کیا فا ہ پ یشان ہونے کا؟ ۔ ۔ جا بھی ہوں۔صبر رکھو خضر۔ ۔ ملے گا۔۔وقت کے ساتھ۔۔ابھی جو مل رہا ہے۔۔اِس سے لطف اُٹھاؤ۔نہیں تو اس تھوڑے سے بھی محروم ہو جاؤ گے۔۔۔میرے لئے جو اللہ نے لکھ دی ہے۔۔وہ مجھے مل کر رہے گا۔۔جو ڈر رہا ہوں کامی سے۔۔۔۔تو مجھے یہ ی دکر چاہیے۔۔کامیابی ہی کامیابی ہو۔۔تو یہ بندہ انہ ہو جائے۔۔جس ا ن کا اللہ پ ایمان مضبوط ہو۔۔وہ تقد ی کے فیصلوں سے نہیں ڈرتے۔۔جو ا ن اللہ پ یقین ر ت ہے۔۔اللہ اُس کے تمام خوف دور کر دیتا ہے۔۔میرے حوصلے اِن آزمائشوں سے نہیں ٹوٹنے والے۔۔یہ میرے حوصلے ہیں۔۔کوئی مٹی کی ڈھیری

نہیں جو پل بھر میں تباہ ہو جا ۔۔ بھلا حوصلے بھی کبھی مسمار ہوتے ہیں؟

۔۔۔کیو ۔۔ I can, and I will, just watch--

A man is not made for defeat.

۔۔اللہ آزمائشیں دیتا ہے۔۔تو اپنے اور اپنے بندے کے درمیان تعلقات استوار کرتا ہے۔۔اور اللہ سے مانگنے کے موقعے ملیں تو اللہ سے تعلقات ختم ہو جاتے ہیں۔۔لوگ کہتے ہیں کبھی کبھی آزمائشیں اتنی کشیدہ سے کشیدہ ہو جاتی ہیں۔۔کہ اپنی زندگی بوجھ لگنے لگ جاتی ہے۔۔ کوئی ب ہے تو وہ طا علم کی استطاعت کے مطابق ہے۔۔اللہ سخت امتحانوں میں چُنے ہوئے لوگوں کو ڈالتا ہے۔۔وہ جو اُس کے اہل ہوں۔۔جو لوگ ایسا سوچتے ہیں اِن لوگوں کو مایوس نہیں ہونا چاہیے۔۔اِنہیں معلوم نہیں ہے۔۔کہ

they are chosen people.

فرعون کی آسودہ حال زندگی میں اُس کا کوئی کمال نہیں تھا۔۔حضرت ابراہیمؑ کی مفلسی میں اُن کا کوئی ہاتھ نہیں تھا۔۔صرف پیسہ ہی انسان کی زندگی کا مقصد نہیں ہوتا۔۔نہ ہی خوشیوں کی وجہ ہوتا ہے۔۔پیسے کا ایک مقصد ہوتا ہے۔۔اور جس کا مقصد ہی پیسہ ہو۔۔وہ ساری زندگی سکون سے نہیں رہ سکتا۔۔ لوگ رو رو کر آزمائشوں سے نجات مانگتے ہیں۔۔کسی شخص کو کسی چیز کو اللہ سے رو رو کر گڑگڑا کر مانگتے ہیں۔۔میرا دل چاہتا ہے اُن سے کہوں۔۔اپنے لئے سکون مانگو۔۔اللہ سے سکون مانگو۔۔کیونکہ وہ دے دیتا ہے۔۔ سکون ہر کسی کو نہیں دیتا۔۔ مل بھی جائے جو سکون نہ آئے۔۔تو کچھ نہیں ملتا۔۔اپنے لئے اللہ سے سکون مانگو۔۔کہ اللہ تمہارا دل ٹھنڈا کر دے۔۔اللہ اِس پر قناعت کی تسکین اُتار دے۔۔یہ جو لوگ کہتے ہیں۔۔میں کامیاب نہیں ہو سکتا۔۔میرا جواب ہے اِنہیں۔۔اللہ آپ کی وجہ سے ہی مجھے

کامیاب کرے گا۔۔جو لوگ دوسروں کی زندگیاں اپنی زبان اور اپنے ہاتھ کی گرفت میں لینے کی کوشش کرتے ہیں۔۔یہ لوگوں کو نہیں اللہ کو چیلنج کرتے ہیں۔۔اور میرا اللہ تو Master of Challengers ہے۔۔اے خضر!!

'اتنا بھی ناامید دل کم نظر نہ ہو
ممکن نہیں کہ شام الم کی سحر نہ ہو'
(نیلیش کمار شاد)"

اُس نے مسکرا کر اُفق پر ستاروں کو دیکھا اور اُنہوں نے مسکرا کر جواب میں جگمگاتے ہوئے زمین کے اُس زرد ستارے کو دیکھا تھا۔۔۔

☆.....☆.....☆

عفیفہ کا نکاح ہو گیا تھا۔۔ماموں نے اُن کی دعوت کی تھی۔۔جہانزیب صاحب اور خضر بیٹھے تو ایک دوسرے کے ساتھ تھے مگر ایک دوسرے سے اُنہوں نے کوئی بات نہیں کی تھی۔۔نانی بیگم نے سختی سے کہا تھا کہ دونوں باپ بیٹے کو بھی آنا ہو گا۔۔ساتھ میں نوازش صاحب بھی بیٹھے تھے۔۔۔سر پر بال نہیں تھے۔۔۔چمچماتی گنج تھی۔۔سفید جھاڑ ک مونچھیں۔۔

رعب اور سختی کے آثار چہرے پر واضح تھے۔۔۔۔۔۔وہ سابقہ پولیس آفیسر تھے۔۔اُنہی کے بل بوتے پر ہی تو نانی بیگم بار بار اُنہیں تھانے اور کچہری کی دھمکیاں دیا کرتی تھیں۔۔۔یہی وجہ تھی کہ دونوں باپ بیٹے کو خاموشی سے ایک ساتھ بیٹھنا پڑا تھا۔۔۔خضر نے جہانزیب صاحب کو خصوصاً کہا تھا۔۔۔

"بس دُعا کے لئے۔۔۔ابا پلیز۔۔دُعا کے لئے۔۔۔"اور دُعا کے لئے اُن کی محبت پھر کہاں کسی سے چھپی تھی۔۔۔دُعا کی وجہ سے اُنہوں نے کتنی مرتبہ اُس لڑکے پر سے اپنا ہاتھ روکا

تھا۔۔کتنی مرتبہ اُس لڑکی کی وجہ سے وہ خضر کی غلطیاں ضبط کر جایا کرتے تھے۔۔۔

اب بات دُعا کی تھی تو دونوں کو مجبوراً آنا پڑا۔۔دُعا کی سیکنڈ کزن بھی ماموں کے ہاں آئی تھیں۔۔اُن میں سے ایک کولڈ ڈرنک پیتے دُعا سے پوچھنے لگی۔۔

"بن گئی دونوں باپ بیٹے کی؟"

دُعا ذرا مسکرا پڑی۔۔

"ناراضگیاں کہاں نہیں ہوتی سنبل۔۔"

"چلو نظر رکھنا اُس پر۔۔"

یہ کہتے وہ ہنس پڑی۔۔دُعا کا دل تو چاہا تھا ابھی وہاں بیٹھے بیٹھے اُسے رکھ رکھ کر لفظوں کے طمانچے دے مارتی اور اُسے اتنی سناتی کہ وہ پھر کبھی کچھ نہ کہتی۔۔ بہ کھولنے بھی لگی رُک گئی۔۔تھوڑی دیر بعد وہ اور عفیفہ بات لگا رہی تھیں۔۔تب عفیفہ نے خفا ہوتے اُس سے پوچھا۔۔

"وہ سنبل زیادہ ہی شوخی ہو رہی تھی۔۔"دُعا نے میں سر ہلا کر جانے دو کا اشارہ دیتے کہا۔۔

"پتا ہے عفیفہ۔۔۔عاد ثمود اور جتنی بھی قومیں پہلے گزر چکی ہیں اِن کی کچھ خصلتیں ایک دوسرے سے مشترک تھیں اور وہ یہ تھیں کہ یہ انبیاء اکرام پر ہنسی کیا کرتے تھے اور ان پر ٹھٹھے لگایا کرتے تھے۔اور آج پتہ ہے ہم کیا کرتے ہیں؟ اپنے دل کی بھڑاس کو 'Just kidding' کے لبادے میں اوڑھ کر دوسرے کے منہ پر کسی طمانچے کی طرح دے مارتے ہیں۔۔اور ہمیں یہ اندازہ بھی نہیں ہوتا کہ یہ Kidding اندر سے کس قدر Killing ہو سکتا ہے۔میرے اُستاد کا کہنا ہے کہ یہ خصلتیں اللہ تعالیٰ نے اِس لیے بیان کی ہیں تاکہ لوگ اپنی اصلاح کر سکیں۔۔اگر ہم لوگوں کو واقعی بدلتے ہوئے دیکھنا چاہتے ہیں تو اُن سے ہمدردی رکھیں۔۔نہ کہ اُن کو

لے کر judgemental ہو جا ۔۔اچھی کمپنی میں تو ہر کوئی ا دوسرے کے ساتھ اچھے سے بت کر ت ہے۔اِس میں ہمارا کچھ کمال نہیں ہوت ۔۔اصل امتحان تو ہم سے متضاد لوگوں کی کمپنی میں بیٹھ کر شروع ہوت ہے۔۔اور جو استطا ت ر کے وجود بت کو پی جائے تو در حقیقت وہی صبر کرت ہے۔۔" وہ سانس کے لیے رُکی۔۔

"میں چاہتی تو اُسے سنا سکتی تھی۔۔اپنے ماموں کے ہاں آئی ہوں۔۔لیکن چھوڑو۔۔جانے دو۔۔میری ز گی میں فالحال اور بھی بہت بڑے بڑے مسئلے ہیں۔یہ ساری حرکتیں اب مجھے بچکانہ لگنے لگی ہیں۔"

لڑکے خضر کے ساتھ بیٹھے اُس کے پی۔ایس۔ایل کا experience سُن کر کہہ رہے تھے۔۔۔

"واہ ر۔۔۔بڑے فخر کی بت ہے۔۔۔" ز ن سے رہا وہ یہی بت دہراتے۔۔۔اور خضر کو ستا نگاہوں سے دیکھتے۔۔۔

وہ یہ الفاظ سُن سُن کر تھک چکا تھا۔۔کہنا وہ بھی بہت کچھ چاہتا تھا دا ت کر تھا۔۔

(بڑے لوگوں کی ز گی تصور کر کر کے خوش ہو ۔۔۔اُن کی محفلوں میں بیٹھ کر اپنی موجودہ ز گی کو کوسنا۔اُن کے ساتھ تصو یں بنوا کر فخر محسوس کر ۔۔۔اور اُنہیں ر ر دکھا کر ڈینگیں مار ا قسم کی antibiotic ہے۔۔جو لگ جائے تو پھر قنا ت والی گولی سے ز گی نہیں اری جاتی۔)

رات کو واپس آئے تو دُعا خضر کے ساتھ چھت پ کھڑی تھی۔۔تبھی خضر کے مو کی گھنٹی بجی۔۔۔اُس نے فوراً اُس کے ہاتھ میں مو کو دیکھا۔خضر نے مو او پ کر کے دیکھا۔کوئی معلوم نمبر تھا۔۔اُس نے ماتھے پ بل ڈالتے سلائیڈ کر کے کال اُٹھائی اور کان

سے مو۔ لگا۔۔

"ہیلو!!!"دُعا نے پیرا اونچے کر کے سُننا چاہا۔۔

"خضر جہا ن۔ ؟" آواز بھی معلوم تھی۔۔۔

"جی آپ کون؟" اُس نے دوسرے کان سے مو۔ لگا۔۔دُعا نے پیرا اونچے کر کے خضر کے شانے سے سر لگاتے کی کوشش کی لیکن بیسود رہی۔۔۔

"میں glamor 36 کا ڈائریکٹر۔ بات کر رہا ہوں۔۔"

کسی ماڈلنگ agency سے کال تھی۔۔۔ بات کی تو اُسے پتا کہ اُس نے اُسے ای مشہوری شُوٹ کرنے کی آفر کی تھی۔۔اچھا دِ تھا۔۔تھوڑی و کرتے تو مزی بہترین لگتا۔۔کال بند ہوئی تو دُعا جھٹ سے پوچھنے لگی۔۔۔

"پھر کیا کر نا ہے؟"

خضر نے میں سر ہلا یا۔۔۔

"نہیں دُعا۔۔۔مجھے یہاں کام نہیں کر نا۔۔"

وہ سانس ی کے لیے رُکا اور پھر سے کہنے لگا۔۔

"دُعا مشہوریں بنا کوئی غلط بات نہیں ہے۔۔اِن کی وجہ سے ہی تو کتنے لوگوں کی تنخواہیں ہیں۔۔معیشت پہ بھی اثر پڑتا ہے۔۔لیکن دُعا اِن میں جو مبالغہ آرائی دِکھائی جاتی ہے۔۔۔ یہ روزی کو جُھوٹ بنا دیتی ہے۔۔مجھے یہ کام نہیں کرنے۔۔مجھے رزقِ حلال کمانا ہے۔۔۔جائز کمائی ہر کوئی کر تا ہے۔۔رزقِ حلال ہر کوئی نہیں کما سکتا۔۔رزقِ حلال ہوتا ہے پورے فوکس کے ساتھ کام کرنا۔۔۔مو۔ انٹر۔ چھوڑ کر۔۔۔کام کرنا۔۔۔جو کہ آج کل ہر کوئی نہیں کر سکتا۔۔۔ہر celebrity چاہتا ہے وہ لوگوں کی میں مقبول ہو جائے۔۔۔لوگوں کی

میں مقبول ہو۔ کوئی آسان کام نہیں ہے۔۔۔وہ لوگ ہیں ا ن ہیں۔۔معتبر ہیں۔۔۔۔ فوٹو اسٹیٹ مشین نہیں ہیں۔۔جو فٹافٹ ہمیں اپنے دلوں پ چھاپ لیں گے۔۔لوگوں کا محبوب ۔ ہے۔۔تو اسٹرگل کرنی ﮍتی ہے۔۔محنت کرنی ﮍتی ہے۔۔۔کوئی بھی یونہی آ کر ای دن میں مقبول نہیں ہوسکتا۔۔۔مجھے بھی وقت لگے گا۔۔مجھے بھی اسٹرگل کرنی ﮍے گی۔۔۔۔میں یہ سستے ہتھکنڈے نہیں اپناؤں گا۔۔۔میں محنت کروں گا۔۔دل وجان سے محنت۔۔"

اُس نے دُعا کو دیکھا تو وہ مسکرا ﮍی۔۔۔

" کچھ دن میں ای ٹور۔ منٹ شروع ہو رہا ہے۔۔لاہور جا۔ ہے۔۔۔تیاری کر۔ ہوں۔۔"

دُعا نے سر ہلاتے پلکوں کو جنبش دی۔۔

" ٹھیک ہے۔۔"

ہر روز دُعا کے لئے ہاتھ اُٹھاتی تھی۔۔۔اور ای ہی دُعا مانگتی تھی۔۔

"اللہ چا۔ کو انٹرنیشنل لیول پہ کھیلنے کا موقع دے دیں۔۔۔"

. ر. رُاُسے خوف آ رہا تھا۔۔۔کہ۔ نی بیگم کسی دن پھر سے آ جا گی۔۔اور پھر وہی . کریں گی۔۔وہ اپنے پیروں پہ نہیں کھڑی تھی۔۔خضر بھی مکمل طور پہ اپنے پیروں پہ نہیں کھڑا تھا۔۔۔چو والدین اور دادی دادا کا انتقال ہو چکا تھا۔۔اِس لئے قانوناً اُس کی کسٹڈی ۔ نی ۔۔ کے پاس جاتی تھی۔۔۔یہ تو جہا۔ ی. صا ب کو بیٹی کی خواہش تھی۔۔۔اِس لئے اُنہوں نے جہا۔ ی. صا ب کی بے لوث محبت سے مجبور ہو کر اُنہیں دُعا کو دی تھا۔۔۔خضر بھی کراچی میں نہیں تھا۔۔۔ہر گھڑی اُسے دھڑکا لگا ہوا تھا۔۔

وہیں اُستاد بھی جہا۔ ی. صا ب کو منانے کی مسلسل کوشش کیا کرتے تھے۔۔وہ اُن کی دُکان پہ گوشہ ی۔ آئے تھے۔۔۔جہا۔ ی. صا ب کام کر رہے تھے۔۔اور اُن کی ب ت سُن رہے

تھے۔۔

"دیکھیں جہان. یب صا ب ۔۔۔میں آپ کو ای قصہ سُنا ہوں۔۔ای دفعہ ا ر اور مہا. ین کی آپس میں لڑائی ہو گئی تھی۔۔۔جس کا فا ہ مدینے کے ب سے بڑے منافق عبد اللہ بن ابی نے اُٹھای۔۔اور ا ریوں کو مز مہا. ین کے خلاف ورغلانے لگے۔۔۔یہ ب ت وہاں ای چھوٹے بچے نے سُن کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پہنچا دی۔۔۔ ب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عبد اللہ بن ابی کو طلب کیا تو وہ ب ت سے پلٹ ی۔۔اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُسے واپس بھیج دی۔۔اِس ب ت پ وہ بچہ رونے لگا۔۔کہ رسول اللہ نے میرا یقین نہیں کیا۔۔۔تو آپ کو پتا ہے کیا ہوا۔۔اللہ تعالیٰ نے سورت المنافقون اُ ردی۔۔اور آپ جا ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ب سے پہلے یہ سورت کسے سنائی؟ اُنھوں نے یہ سورت ب سے پہلے اُس بچے کو سنائی۔۔۔کم عمر بچوں کو بھی عزت چاہیے ہوتی۔۔بچوں کا بھی مان ر ہیں۔۔وہ ب کچھ محسوس کرتے ہیں۔۔ایسے چھوٹی ب توں پ بچوں کی لیل نہیں کرتے۔۔۔اللہ نے پہلے دن سے ا ن کو سرفرازی بخشی ہے۔۔بچے ہوں ی بڑے۔۔ دونوں اِس سرافرازی کو محسوس کرتے ہیں۔۔اور ب اِس کی کمی کی جاتی ہے تو وہ اِسے بھی محسوس کرتے ہیں۔۔"

جہان. یب صا ب نے رُکھائی سے اُنہیں دیکھا اور بڑی سفا کی سے ہاتھ دِکھا کر بولے۔۔۔

"جا کر اپنا کام کیجئے۔۔۔۔دینی تعلیم کے ن م پ آپ بچوں کو جو ب تمیزیں سکھا رہے ہیں۔۔ سکھاتے رہیں۔۔" اُستاد کو غصہ پ ڑھا۔۔۔ بڑے ضبط سے۔۔السلام علیکم کہہ کر ب ہر نکل گئے۔۔۔ ب خضر خبر پہنچی تو وہ شدی غصے میں دُعا کو فون کر کے کہہ رہا تھا۔۔۔

"دُعا ا ب کو سنبھال لو۔۔آئندہ ایسے اُستاد سے ب ت مت کریں۔۔۔خون کھول رہا ہے میرا۔۔

ا. ہیں اِس لئے لحاظ کر رہا ہوں۔۔۔ورنہ۔۔۔

If someone badmouth my Ustad, I will not spare him."

یہ . کافی نہیں تھا۔۔ نی بیگم بھی آ گئی تھیں۔۔۔اور اِس مرتبہ ای سر درد ساتھ لائی تھیں۔۔۔

"میں حسیب کا رشتہ دیکھ رہی ہوں۔۔۔"

یہ سُن کر وہ نی کا اشارہ سمجھ رہی تھی۔۔۔ ر. روہ بند. توں میں اُس سے کہہ رہی تھیں۔۔۔

" کیا بنا نواب صا . کا؟ ہوَ ی اُن کا پی۔ایس۔ایل؟ اُت آئے ہیں جناب پہاڑوں سے؟ ی ڑ کامیابی ہے آ ھی کے آم نہیں جو یونہی ہر کسی کو مل جائے گی۔۔۔"

دُعا خاموشی سے . کچھ سُنتی اور ا رہی ا رکھولتے خون سے وہ دل میں بولی۔۔۔

" نی کے دورے . لکل Lord Voldemort کی طرح ہیں۔۔ . . . لگتا ہے۔۔ ختم ہو گئے۔۔ پھر سے لوٹ آتے ہیں۔۔"

ربیعہ بیگم نے اُسے سمجھایا تھا۔۔کہ خضر کو وہ یہ . بتا کر قطعاً پ یشان کرے۔۔۔ ا رہی ا راُسے فکر تھی۔۔۔کہ پتا تو اُسے لگ جائے گا پھر سے۔۔۔اُن کی مخبری کے لئے اُس کے پ س بہت مخبر تھے۔۔۔وہ اب اُس سے چُھپا کر شرمندہ نہیں ہو چاہتی تھی۔۔اور اُس نے اب یہ بھی محسوس کیا تھا۔۔کہ وہ اب نی کی تلخ. توں پ بُرا بھی منانے لگا تھا۔۔ وہ بھی غلط نہیں تھا۔۔آ کوئی کتنا. دا ش ی کرت۔۔۔خیر چو ماں نے منا کیا تھا تو چاہے جو بھی ہو۔۔ ماں نے منا کیا تھا۔۔اور ماں کی. ت رد نہیں کی جاتی تھی۔۔اُس نے خاموشی اختیار کر لی تھی۔

دن ہمیشہ کی طرح َ ر گئے۔۔۔خضر آنے والا تھا۔۔دُعا رات کو پ ڑھائی کر کے لاؤنج میں آنے لگی۔۔تو اُسے ربیعہ بیگم کی کسی سے. ت کرتے آواز سُنائی دی۔۔۔

"بس بیٹ میں کیا کروں۔۔۔خالہ نے بڑا پ یشان کیا ہے۔۔۔" دُعا کا حیرت سے منہ کُھلا۔۔غصہ پڑ ھاتھا اُسے۔۔۔شدی غصہ پڑ ھاتھا۔۔۔وہ دبے قدم بلّی کی چال چل کر ذرا آگے آئی۔۔۔کان اُس کے اُنہی پ تھے۔۔۔ربیعہ بیگم لاؤنج میں اپنے نئے کاؤچ پ بیٹھیں مو بی کان سے لگائے خضر سے بت کررہی تھیں۔۔۔دُعا نے آنکھیں چھوٹی کیے سخت خفگی سے اُنہیں دیکھا۔۔۔

اُس پ رسڑکوں اور بھیڑ کا شور تھا۔۔۔ ر ب رکھڑ کھڑ ٹھک ٹھک سی اُنہیں آواز سنائی دے رہی تھی۔۔۔خضر اُن سے کہہ رہا تھا۔۔۔

"اچھا کھالیا۔۔اچھا پہن لیا۔۔۔اور سولیا۔۔۔بس۔۔کیا یہی ز گی ہے۔۔۔ہمیں چیزیں own کرنے کا شوق ہے۔۔لیکن اُنہیں earn کرنے کا نہیں۔۔ا ن کو بہت شوق ہے کہ وہ اشرف ال مخلوقات کے title کو own کرے۔۔۔اُسے عزت کی نگاہ سے دیکھا جائے۔۔۔لیکن اُسے اِس چیز کا کوئی شوق نہیں ہے کہ وہ اشرف بن کر دکھائے۔۔۔ہمیں اَللہ نے بڑا درجہ دی ہے۔۔۔تو اِس کا مطلب ہے۔۔۔کچھ کر ہے۔۔۔ہماری استطا ت ۔ ہمارا stamina دوسری مخلوقات سے زی دہ ہے۔۔۔تھوڑا صبر تو رکھیں بنی جان۔۔۔خیر۔۔۔مجھے کوئی فرق نہیں پڑتا ۔۔بنی کیا کہتی ہیں۔۔۔ بقی بت آ کر کروں گا۔۔۔کچھ چاہیے یہاں سے آپ کو؟" اُس نے بت فوراً سے ختم کر کے فوری موضوع بدل دی تھا۔۔۔لیکن بُرا لگا تھا، بہت بُرا لگا تھا۔۔۔

جواباً ربیعہ بیگم سادگی سے بولیں۔۔

"نہیں بیٹ۔۔۔یہاں ب ہے۔۔۔بس تم خیر سے آجاؤ میرے بچے۔۔۔"

"صحیح ہے۔۔۔" لہجہ رُوکھا ہونے لگ گی تھا۔۔۔جیسے کال بند ہوئی۔۔۔دُعا غصے میں دوڑی

. ہرلاؤنج میں آئی۔۔۔

"امی کردی٘ ساسوں والی حر ت !!"

ربیعہ بیگم نے چو٘ کر اُسے دیکھا۔۔دُعا کی آنکھیں مرطوب ہو رہی تھیں۔۔۔اُسے غصہ آرہا تھا۔۔رو٘ آرہا تھا۔۔۔خضر کی وجہ سے شرمندگی بھی محسوس ہو رہی تھی۔۔ماتھے پ بل پڑے تھے۔۔

"مجھے کر کے۔۔۔آپ نے خود بتا دی اُسے امی۔۔۔چور سے کہے چوری کر۔۔اور شاہ سے کہنا ہوشیار رہنا۔۔اپنے نمبر بنا لئے۔۔۔میں اب کیا کروں گی؟ کیوں بتا یا ہے آپ نے اُس کو؟"

جہا٘ ی. صا . بھی شور سُن کر لاؤنج میں چلے آئے۔۔۔ربیعہ بیگم دُعا کو دیکھتے .ی سنجیدگی اور سادگی سے بولیں۔۔۔

"میرا .یڑ ہے۔۔۔میں کیوں٘ بتاؤں اُسے۔۔۔"

دُعا نے ٘. ت ت سے جہا٘ ی. صا . کو دیکھا۔۔

"ابو دیکھ لیں امی کو!!"

جہا٘ ی. صا . نے طنزاً مسکرا کر کہا۔۔

"مکافاتِ عمل .یڑ !!"

ربیعہ بیگم خفا ہو ۔۔

"آپ تو خاموش ہی رہیں جہا٘ ی. صا . ۔۔"وہ دو. رہ سے دُعا کی جا٘ . متوجہ ہو ۔

"اور تم۔۔۔"دُعا نے َ دن موڑ کر اُنہیں پھر سے دیکھا۔۔"تمہیں .ت بتانے کا ڈھنگ ہے؟ جو تم اُسے بتاتی کچھ؟ .ت ہوتی کچھ نہیں۔۔۔سر پ آسمان اُٹھا لیتی ہو۔۔اپنے

طر سے میں نے اُسے سمجھا یہ ہے۔۔۔اور یہ کتنی . تمیزی سے مجھ سے . ت کر رہی ہو۔۔۔
ٹھہرو ، ذرا تم۔۔۔کرتی ہوں میں خالہ سے . ت۔۔۔پتا نہیں کیا کیا کان بھرتی رہتی ہیں
میرے خلاف تمہارے۔۔۔چل جا نہانے۔۔ . ورچی خانے میں ادرک کا پ نی نکال کر رکھا
ہے۔۔۔پہلے وہ لگا کر دس منٹ بیٹھنا۔۔"
یکدم سے آ ی غصہ یکدم ہی َ ی۔۔۔
اب ربیعہ بیگم جہا ، ی . صا . کی طرف آ ۔۔۔
" کوئی لحاظ ہو ت ہے۔۔۔چا ، کے ا ۔۔۔لحاظ۔۔۔ . ت ختم کرنے کے بجائے۔۔۔جلتی
پ تیل ڈال رہے ہیں۔۔۔"دُعا یہ سُن کر فوراً بولی۔۔
"اور او پ سے زخموں پ نمک۔۔" جہا ، ی . صا . نے ، سمجھی کی کیفیت میں ا ی اُن
دونوں ساس بہو کو دیکھا۔۔۔اور پھر قدرے حیرانگی سے کہنے لگے۔۔۔
" مجھے نہیں سمجھ آتی تم دونوں کی۔۔۔مجھے . لکل سمجھ نہیں آتی۔۔"
ہفتے میں ا ی . ر وہ ساس سسر اور بہو اپنا حقیقی کردار ضرور نبھاتے تھے۔۔۔اور اُس کردار کے
نبھانے کے کچھ ہی د ی بعد وہ پھر سے اولاد و والدین والے کردار میں لوٹ آتے تھے۔۔۔
اگلے روز خضر . ربیعہ بیگم سے ملنے آ ی تو دُعا نہیں دِکھی۔۔اُسے وہ متلاشی نگاہوں سے دیکھتے
اُس کے کمرے میں آ ی۔۔۔وہ اپنی الماری سے سارا سامان نکال کر کھڑی الماری ا ی
لان کے کپڑے سے صاف کر رہی تھی۔۔وہ اتنے دن بعد آ ی تھا۔۔اور وہ اِن کاموں میں لگی
تھی۔۔بُرا لگا تھا۔۔پہلے تو آتے ہی فرمائش کرتی تھی۔۔یہ کھا ، ہے وہ کھا ، ہے۔۔یہاں جا ،
ہیں وہاں جا ، ہے۔یہ ، ی ، ہے وہ ، ی ، ہے۔۔۔
دُعا تیزی سے صفائی کر رہی تھی۔۔جا تھی آ َ ی ہے۔۔ ابھی سامنا نہیں کر ، چاہتی

تھی۔۔۔وہ خاموشی سے آگے آیا اور پلنگ پہ سامنے بیٹھ گیا۔۔

"بونی!!"

"ھمم؟" مصروفیت سے بولی تھی۔۔۔

"یہاں بیٹھو ذرا!!"

اُس نے اشارے میں پلنگ کا گدا تھپتھپایا تھا۔۔

"بزی ہوں۔۔۔"

شرمندہ وہ ہونا نہیں چاہتی تھی۔۔۔بات وہ کر نہیں پا رہی تھی۔۔خضر اُسے اپنی طرف متوجہ کرتے ذرا سختی سے بولا۔۔اندر ہی اندر ہنسی آئی تھی۔۔

"تم نے امی سے لڑائی کی۔۔؟"

یہ سُنتے وہ جھٹ سے پلٹی۔۔وہ اُسے اشتعال دلا چکا تھا۔۔دُعا کپڑا چھوڑ کر فوراً سے بولی۔۔

"شرمندہ کرنے آئے ہو مجھے ہاں؟" وہ اُسے انگلی دِکھا کر کہہ رہی تھی۔۔۔

"دیکھو۔۔۔چاہے۔۔اگر تمہیں لگ رہا ہے نا۔۔میں کسی کی وجہ سے تم سے معافی مانگوں گی۔۔تو سوری۔۔۔میں اپنے عمل اور اپنے کہے کی جواب دہ ہوں۔۔نہ کہ اُس کی جو دوسرے کرتے یا سوچتے ہیں۔۔۔"

وہ بےتاثر خالی چہرے سے سامنے بیٹھا اُس کی سُن رہا تھا۔۔۔

"اور تم کیوں امی اور میرے درمیان بول رہے ہو؟ ہماری لڑائی ہوئی تھی۔۔صحیح ہوگئی۔۔تم کیوں involve ہو رہے ہو۔۔اور میری غلطی ہی کیا تھی۔۔۔میری اِس میں کیا غلطی ہے۔؟ اگر میرے [illegible] تمہیں پسند نہیں کرتے۔۔۔میں تو کرتی ہوں نا۔۔میں تو سپورٹ بھی کرتی ہوں نا۔۔۔کیا میرا دل چاہتا ہے وہ روز روز تماشے لگائیں۔۔۔" آواز بھرا گئی۔۔۔

آنکھوں میں آ اُ ت آئے۔۔۔

"میں اور کیا کرسکتی ہوں۔۔۔پھر بھی . مجھ ہی سے خفا ہوتے ہیں۔۔نی کہتی ہیں تمہیں چھوڑ دوں۔۔ابو کہتے ہیں نی کو یہاں آنے سے میں کروں۔۔امی کہتی ہیں تمہیں کچھ بتاؤں۔۔۔کیا میں ہی . کچھ کروں؟ میں کیوں کروں؟ میں ہی کیوں کروں؟ جو . چاہے وہ ڈی۔کے کرے۔۔اور جو ڈی۔کے چاہے۔وہ کون کرے؟"

"وہ بھی ڈی۔کے ہی کرے۔۔۔کیو ڈی۔کے . کرسکتی ہے۔۔"وہ سادگی سے اُسے دیکھتے بولا تھا۔۔لبوں پہ ہمیشہ کی طرح م مسکراہٹ۔۔اور آنکھوں میں طما تھی۔۔۔

اُس نے پھر سے . ا. میں گدے کو پ ۔۔

"بیٹھو ducky!!"

آنکھیں اب بھی بھیگی تھیں۔۔غصہ اب بھی آرہا تھا۔۔اُس پہ نہیں۔۔خود پہ بھی نہیں۔۔۔پتا نہیں کس بات پہ۔۔۔کس وجہ پہ۔۔کسی نے تو کچھ کہا بھی نہیں تھا۔۔وہ خاموشی سے اُس کے ساتھ بیٹھ گئی۔۔۔اُس نے ہمیشہ کی طرح اُس کی دن میں پیچھے سے ہاتھ پھنسا کر اُس کا سر ہلایا۔۔

"بونی میری . سے اچھی دو ت ہے۔۔۔" آ دھیرے دھیرے خشک ہونے لگے تھے۔۔۔۔وہ خاموشی سے بیٹھی تھی۔۔۔

"جہاں ایکسکیوز دینے کی نوبت آ جائے۔۔۔۔دو تیں وہیں اب ہونے لگ جاتی ہیں۔۔"وہ سانس یں کے لیے ٹھہرا اور پھر بولا۔۔

". . ڈی۔کے کو کوئی مسئلہ ہوگا۔تو وہ . سے پہلے چاں کے پس آئے گی۔۔وہ اُس کے پس آتے کبھی نہیں گھبرائے گی۔۔اُسے پتا ہے۔۔وہ کبھی اُسے جج نہیں کرے گا۔۔۔وہ جا

ہے۔۔کہ خضر کے پ س

she is in safe hands!

اُسے پتا ہے چا اُس کے کسی فیصلے پ سوال نہیں کرے گا۔۔اُسے پتا ہے چا اُس پ کبھی شک نہیں کرے گا۔۔اُسے پتا ہے چا unconditionally اُس سے محبت کرے گا۔۔ہر صورت اُس کے لئے کھڑا رہے گا۔۔"

دُعا سر جھٹکے سر ہلا کر ذرا مسکرائی۔۔خضر نے مسکرا کر اپنا ب زو اُس کی َ دن سے نکال لیا۔۔وہ اُس کے مزاج در ت کر کے ب ہر آ ی ۔۔۔اور ربیعہ بیگم کے ساتھ آ بیٹھا۔۔۔اپنی کمائی کے کچھ حصے سے پیسے اُن کی ہتھیلی پ رکھے۔۔۔ربیعہ بیگم نے پیسے دیکھے تو فوراً بولیں۔۔۔

"ب یٹ اِنہیں اپنے پ س رکھو۔۔تمہیں اِس کی ز ی دہ ضرورت ہے۔۔۔۔کچھ دن پہلے بھی تم نے پیسے دیئے تھے۔۔سیو کرو ب یٹ ۔۔اِن پیسوں کو یوں مت اُڑا ی کرو۔۔"

یہ سُنتے وہ ذرا مسکرا ی اور کہنے لگا۔۔

"چاہے میں کتنا مال دار ہو جاؤں۔۔میں کبھی بھی اُن راتوں کا قرض نہیں اُت رسکتا۔۔۔۔ ب میری ماں رات بھر جاگ جاگ کر میری کر ٹ اکیڈمی کی فیس نکالنے کے لئے کپڑے سیا کرتی تھی۔۔۔"ای لمحے کے لئے وہ بھونچکی رہ گئی تھیں۔۔۔وقت کے سحر میں کھو کر محسوس ہی نہیں کر پ ئی تھیں۔۔کہ ب یٹ ب اتنا ذمیدار ہو َ ی تھا۔۔۔

"کس نے سکھا دی یہ ب تیں۔۔ ب سے کرنے لگ گئے تم اتنی ب ڑی ب تیں چا ؟" وہ پوچھے بنا رہ نہیں پ ۔۔

لبوں پ تبسم در آ ی ۔۔آنکھیں جگمگا اور وہ دھیرے سے بولا۔۔

"میرے اُستاد کہتے ہیں۔۔۔آپ قرآن میں ماسٹر نہیں کر ت ۔۔ یہ آپ کو ماسٹر کر دیتا

رہے۔۔"اور وہ جانے کے لئے اُٹھ کھڑا ہوا۔۔ربیعہ بیگم نے اُسے جاتے دیکھا تو ماضی کے جھروکوں سے اُنہیں کبھی ایک بچہ رینگتا ہوا اُن کی جانب آتا دکھائی دیا۔۔کبھی ڈگمگاتے ہوئے پہلا قدم اُٹھاتے۔۔کبھی دوڑ کر اُن کی طرف آتے۔اور حال میں وہ گھر سے باہر نکل گیا۔۔۔ اُنہوں نے دل سوختگی سے سر جھٹکا اور کنپٹی پہ ہاتھ رکھ کر مضبوطی سے پکڑ لیا۔۔آنکھوں سے تیزی سے آنسو ٹوٹے۔۔۔آتا تھا تو رونق لے آتا تھا۔۔جاتا تھا تو خزاں کی رُت چھا جاتی تھی۔۔ بس خضر تو خضر سے تھا۔۔خضر نہیں تو کیا خضر تھا؟

خضر کے کپڑے یہیں سے دُھل کر جاتے تھے۔۔ربیعہ بیگم زین کی بہن قرۃ العین کے کپڑے سی رہی تھیں۔۔۔دُعا پڑھ کر فارغ ہوئی تو ربیعہ بیگم نے اُس سے کہہ دیا کہ چاند کے سفید کپڑے دھو دے۔۔۔مشین میں چونکہ سفید کپڑے صحیح طرح صاف نہیں ہوتے تھے اِس لئے دُعا کو دھوبن بننا پڑا تھا۔۔وہ پتھر پہ بیٹھی سفید شرٹ کے گریبان پہ زور زور سے برش رگڑتے بیزاریت سے کہہ رہی تھی۔۔

"یہ کرنا پڑ گیا مجھے۔۔۔۔یہ کام رہ گیا تھا۔۔۔"

کرتے کرتے اُسے اتنا غصہ آیا کہ وہ غصے سے چیخ پڑی۔۔۔

"امی مجھ سے نہیں ہو رہا یہ۔۔۔"

اُس نے ماتھے پہ آئے پسینے کو اُلٹے ہاتھ سے صاف کیا۔۔۔

"آپ کا سپوت بہت گندے کرتا ہے کپڑے!!"

لاؤنج سے ربیعہ بیگم اُٹھ کر غسل خانے کی جانب آئیں۔۔آنکھوں پہ چشمہ لگا تھا ساتھ چہرے پہ اُس کی چاندی کی چین لٹک رہی تھی۔۔پہلے تو وہ چشمے کے ساتھ ڈوری ہی لگا لیا کرتی تھیں۔۔ خضر کے دیئے پیسے اُنہوں نے جوڑ جوڑ کر چاندی کی چین بنوا کر اُس کے ساتھ لگائی

تھی۔۔۔

"کیا کہہ رہی ہے تُو؟" وہ کمر پہ ہاتھ رکھے سختی سے پوچھ رہی تھیں۔۔۔دُعا نے اُنہیں دیکھ کر روہا ہوکر .ش پٹ کے مارا۔۔۔

"امی مجھ سے نہیں ڈھل رہے۔۔۔میں ممکنہ ڈاکٹر ہوں۔۔۔دُعا ادریس۔۔۔یہ کام نہیں مجھ سے ہوتے۔۔۔"

ربیعہ بیگم نے ۔ راضی سے اُسے دیکھا۔۔۔

"کروں تیری ۔نی کو فون؟" اور وہ جھٹ سے بولی۔۔

"اچھا اچھا!!!!"

اُس نے ای ٹھنڈی آہ بھری اور واپس سے .ش اُٹھای۔۔۔

"آنے دو اِس چا ۔کو۔۔۔چھوڑوں گی نہیں میں اِسے۔۔۔" ا ۔ رہی ا ۔ روہ کُڑھی تھی۔۔۔

وہ ماں .پ کی طرح سخت تھے۔۔بہن بھائی کی طرح ای دوسرے کے bullier۔۔۔ دوستوں کی طرح ای دوسرے کی ڈھال۔۔۔اُستاد کی طرح ای دوسرے کے معدل اور دُشمنوں کی طرح ای دوسرے کے رقیب۔۔

دُعا نے رَ ٹ رَ ٹ کر اُس کی ای شرٹ صاف کی اور اُسے پ نی سے دھو کر نچوڑتے ہوئے .لٹی میں ڈال کر انگلیوں کی چھڑی بنا کر گھمائی۔۔۔

"Hocus pocus چھو!!!!"

اُس نے اب دوسری شرٹ نکالی اور اُس پ .رمارتے کہنے لگی۔۔

"میں کوئی ساحرہ نہیں جو چھڑی گھماؤں گی اور میرا کام ہو جائے گا۔۔۔میں کوئی شہزادی نہیں جو حکم کروں گی اور ی اُس کی تعمیل ہو جائے گی۔۔۔میں دُعا ہوں۔۔ای عام ا ن۔۔

کسی جادو کی محتاج نہیں۔۔۔ میں کوئی spell کر سکتی ہوں۔ کسی شہزادی کی طرح مجھ پہ کوئی spell چل سکتا ہے۔۔۔ چھوٹی چھوٹی چیزیں میری کمزوری نہیں۔۔۔ میری طاقت میرے ہاتھ میں ہے۔۔۔ میری آزادی میرے پس ہے۔۔۔ مجھے کوئی قید نہیں کر سکتا۔۔۔ میں بہت عام ہوں لیکن میرے پس وہ ہے۔۔۔ جو ہر خاص کے پس نہیں۔۔ میں حقیقی ہوں۔۔ کوئی فسانہ نہیں۔۔"

ربیعہ بیگم قرۃ العین کا سُوٹ سی چکی تھیں۔۔۔ مشین دھاگے قینچی سمیٹ کر فارغ ہو ۔۔ تو فون پہ خضر کا نمبر ڈائل کرتے کہنے لگیں۔۔۔

"معلوم تو کروں۔۔۔ چا سے زین کے والد کا۔۔" زین کے والد ہسپتال میں داخل تھے۔۔ اُن کی طبیعت پچھلے کچھ روز سے کافی سنگین تھی۔۔ اِس لئے خضر اور اُس کے دو ہسپتال زین کے ساتھ تھے۔۔ خضر کال نہیں اُٹھا رہا تھا۔۔ ربیعہ بیگم متفکر سی کہہ رہی تھیں۔۔

"اللہ خیر کرے۔۔۔ اللہ لمبی ز گی دے لیاقت بھائی کو۔۔۔ پ سے ہوتی ہیں ساری بہاریں۔۔۔"

دُعا خضر کی شرٹ کی آستین پہ زور زور سے ڈ امارتے منمنائی۔۔۔

"ہماری تو ۱۰ ہی ۱۰ ہیں۔۔"

یہ سُنتے ربیعہ بیگم فوری غصے سے اُس پہ پڑیں۔۔۔

"دُعا۔۔۔"

اُس نے تکان سے دن موڑ کر اُنہیں دیکھا۔۔ ربیعہ بیگم سخت خفگی سے اُس سے کہنے لگیں۔۔۔

"کتنی لمبی ہو گئی ہے تمہاری ز ن۔۔۔ سارے خا ان میں تُمہاری ز ن نے ہمیں م کر دیا

ہے۔۔تم رُکو آج۔۔آنے دو آج تمہارے ۔پ کو۔۔کرتی ہوں میں تمہارا آج سدِ ۔ب۔۔"

دُعا نے ۂ کر ڈ ۂ ا چھوڑا اور غسل خانے میں ٹھک سی آواز گو ۔۔۔ربیعہ بیگم ہنوز غصے سے ابھی اُسے گھور رہی تھیں۔۔۔وہ معصوم سی اُنہیں دیکھ کر چہرے کے زاویے بگاڑ کر بولی۔۔

"امی۔۔۔میری تو شادی ہوگئی ہے۔۔۔میں تو اپنے گھر میں ہوں۔۔۔پھر بھی لوگوں کو میری ز۔ن سے مسئلہ ہے۔۔۔اپنے گھر میں بول رہی ہوں۔۔۔کسی کے گھر تو نہیں بول رہی۔۔۔اور کیا ہی غلط بولا ہے میں نے۔۔۔ ۔ سے آئے ہیں ابو۔۔۔اُنہوں نے ہمارا جینا اجیرن کیا ہوا ہے۔۔۔"

ربیعہ بیگم تلملا ۂ یں۔۔۔

"دُعا کبھی منہ میں بھی ز۔ن رکھ لیا کر۔۔۔"وہ سہم کر فوراً خاموش ہوگئی۔۔"ہمیشہ ۔ہر لٹکتی رہتی ہے۔۔۔کبھی ۂ ۂ بھی ہو جایا کر۔۔"

تبھی ربیعہ بیگم کا مو۔ بج ۂ ا۔۔اور وہ چشمہ اُٹھا کر مو۔ سے دیکھتے کہنے لگی۔۔۔

"یہ کس کا نمبر ہے۔۔۔؟"

ہسپتال سے کال آئی تھی۔۔خضر کا بیلنس ختم ہو ۔ تھا۔۔خبر بُری تھی اور وہ زین کے والد کے انتقال کی خبر تھی۔۔۔اُنہیں اسکوائ میں کچھ ز۔دہ عرصہ نہیں ہوا تھا۔۔۔ ہی ہر کسی سے اُن کا ملنا تھا۔۔۔ چو وہ اسکوائ کے رہا تھے۔۔۔اِس لئے ہر کوئی اُن کے دُکھ میں شر۔ تھا۔۔

دُعا اور خضر کو آج اپنے رضیہ آ کو ۂ یشان کرنے ۂ بہت افسوس تھا۔۔۔مرد حضرات انکل ہارون کے ہاں بیٹھے تھے اور عورتیں زین کی طرف۔۔۔اُستاذہ عورتوں کی طرف دُعا اور ربیعہ بیگم کے ساتھ بیٹھی تھیں۔۔۔اُنہوں نے گُٹھلیوں ۂ کثرت سے عورتوں کو تسبیح کرتے دیکھا تو افسردگی سے دل میں کہہ ۂ یں۔۔

"نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی کس ۔ت سے یہ ب ت ش ب ت ہے؟ کہاں لکھا ہے ایسا؟ کہ آپ نے اپنے کسی عزیز کی وفات پ ایسا کیا تھا۔ یہ دین ہمیں عربوں سے ہے۔۔۔ اور اَ آج عرب کے کسی بھی ملک میں چلے جا اور اُنہیں دسویں چالیسویں اور سالانہ ختم کا پوچھیں تو وہ ختم لفظ کا ت جمہ مہر اور seal کے علاوہ اور کچھ نہیں کر پ گے۔۔ اُنہیں تو سمجھ ہی نہیں آئے گا کہ یہ ختم ہوت کیا ہے؟ کیو یہ خود ساختہ ہے۔۔ اِسے ہم جنوبی مشرق کے مشرقیوں نے خود بنا ی ہے۔"

ت ب ہی ای عورت کی آواز اُنہیں سنائی دی۔۔۔ اُنہوں نے َ دن پھیر کر دیکھا تو وہ رضیہ آ سے تعزی ت کر رہی تھیں۔۔

"بہت افسوس ہوا۔۔۔" دل میں ای کسک سی اُٹھی۔۔

"لوگ کسی کی وفات پ افسوس کا لفظ کیوں استعمال کرتے ہیں؟ افسوس کس ب ت پ ؟ اِس ب ت پ کہ اللہ نے جو چاہا۔۔ وہ ہو ی۔۔ ذ ب اللہ۔۔۔ کہنا چاہیے۔۔۔ جو اللہ کی رضا۔۔ جو اُس نے چاہا اُس میں بہتری۔۔ اللہ ب کسی خاص چیز ی کسی خاص ا ن کو ہم سے واپس لے ی ت ہے۔۔۔ تو وہ ہم میں سے اُس کی محبت کا بُت توڑ ت ہے۔۔ وہ بُت جسے ہم پوجنے لگ جاتے ہیں۔۔ جس کے بنا اَ ہم ز ن گی تصور کریں تو ہمیں ز ن گی دُھواں ہوتی آتی ہے۔۔ اللہ ہمارے اُس غلط گمان کو ختم کرت ہے۔۔۔ اور ہمیں بتا ت ہے۔۔ پہلے بھی تم سانسیں لے رہے تھے۔۔ اور کسی محبوب کے بغیر بھی سانسیں لے رہے ہو۔۔ رزق تمہیں پہلے بھی میں دے رہا تھا۔ اب بھی میں دے رہا ہوں۔۔ وہ شخص ای وسیلہ تھا۔۔ اور میں چاہوں تو ایسے لاکھ وسیلے بنا دوں۔۔ پھر ا ن کسی پ منحصر نہیں ہو ت۔۔ ب ت ب ت پ کمزور نہیں پڑ ت۔۔۔ اللہ اَ کچھ ہم سے ی ت ہے تو وہ اِس لئے ی ت ہے کیو وہ ہمیں کسی پ منحصر ہوتے نہیں دیکھنا چاہتا۔۔۔ وہ ہمیں

خودمختار بنا' چاہتا ہے۔۔"

اب اُنہوں نے دوسری طرف َ دن موڑی تو لڑکیوں کو سپارے پ ڑھتے دیکھا۔۔

"ہمارا ہر نیک عمل ہمارے لئے ثواب کا ب ش ب ت ہے۔۔ اَ ہم کسی کے لئے کچھ کر ت ہیں تو وہ ہے دُعا۔۔۔ صرف دُعا۔۔۔ یونہی بنا سمجھے تیزی سے قرآن کے قرآن ختم کری' اور سمجھنا کہ وہ مرحوم ی مرحومہ کو ثواب پہنچا رہے ہیں۔۔۔ تو اُن لوگوں کو یہ جان ی' چاہیے۔۔ وہ اُنہیں کسی قسم کا ثواب نہیں پہنچا رہے۔۔ اُلٹا وہ تیزی سے جلدی جلدی پ ڑھ کر اللہ کی کتاب کی بے ادبی کر رہے ہیں۔۔"

مردوں کی طرف زین خاموش بیٹھا جو آ ت تعزی ی کر ت تو وہ بس کہہ دیتا۔۔

"جو اللہ کی رضا۔۔"

تین روز َ ' ر چکے تھے۔۔ اسکوا ٔ پ سے سوگ کی چادر اُ ت چکی تھی۔۔ رضیہ آ کو اپنی بیٹی قرۃ العین کی شادی کی فکر ستا رہی تھی۔۔ حالا بچی خود مختار تھی۔۔۔ لیکن پھر بھی وہی مشرقی سوچ۔۔۔ ہارون انکل کی بیگم میچ ی تھیں۔۔ اُنہوں نے اُنہیں اُس کا رشتہ دیکھنے کا کہا تھا۔۔ زین ب لکل خاموش ہو َ ی تھا۔۔ اب وہ مزاحیہ پہیلیاں نہیں پوچھا کر ت تھا۔۔ رات کو کھانے کے بعد معمول کے مطابق ب دو ت واک پ نکلے تھے۔۔ ہارون انکل یوں تو عمر میں بہت ب ڑے تھے لیکن وہ نوجوان لڑکوں کے فیورٹ تھے۔۔ وہ بھی اُن کے ساتھ واک پ نکلا کرتے تھے۔۔ چلتے چلتے ہارون انکل زین سے کہہ رہے تھے۔۔

"تمہاری بہن کوئی بھیڑ بکری تو نہیں ہے ب ٹ ۔۔ جسے جہاں دل چاہا ہا ' د ی۔۔ سمجھاؤ اپنی والدہ کو کچھ۔۔"

"اچھا انکل۔" اُس سے زی دہ وہ اور کہہ بھی کیا سکتا تھا۔۔

واک کر کے انکل ہارون تو چلے گئے۔۔ وہ چاروں دو ست بینچ پہ بیٹھے تھے۔۔۔خضر سر جھٹک کر بیٹھا تھا۔۔۔وہ ہاتھوں کی ا ُ ی ں آپس میں پھنسائے دن موڑ کر زین سے بولا۔۔

"زین؟" وہ تینوں دو ست اُس کی جا . متوجہ ہوئے۔۔خضر نے بڑی سنجیدگی سے پوچھا۔۔۔

"یار یہ۔۔۔شدید د.وَ میں رہنے والے مرغے کو کیا کہتے ہیں؟" اُس کے ماتھے پہ بل پڑے۔۔۔

"مطلب؟ سمجھا نہیں۔۔۔" اُس نے .سمجھی سے سر ہلایا۔۔۔

"نہیں۔۔۔"

وقاص کو ہنسی آئی اور وہ بولا۔۔۔

"پ ۔۔۔ ککُر!!"

زین نے ذرا چو. کر اُسے دیکھا۔۔۔لبوں پہ یکدم تین روز بعد مسکراہٹ آئی۔۔۔شریم ہنسنے لگا۔۔۔خضر نے اُس کے شانے کے د.زو پھیلا کر ہاتھ رکھا۔۔۔

"خوش رہا کرو دو ست۔۔۔تمہیں خوش رہنا ہے۔۔۔ماں کا سہارا :. ہے۔۔۔۔فکر نہیں کرنی۔۔۔پریشان نہیں ہو.۔۔۔دو ست ہیں ابھی تمہارے۔۔۔تمہارے ساتھ کھڑے ہیں۔۔۔تم نے دل لگا کر پڑھائی کرنی ہے۔۔۔۔سمجھے۔۔۔" لبوں پہ سنجیدہ سی مسکراہٹ تھی۔۔۔اور اُس نے بس دھیرے سے سر ہلا دیا۔۔۔

"اچھا۔۔۔"

"چا. بھائی!!!" تبھی ایک کم سن بچے کی نے کی آواز اُسے سنائی دی۔۔۔اُس نے دن موڑ کر دا سمت دیکھا۔۔۔۔اُس کی بلڈ. کا بچہ دوڑا اُس کی طرف آیا اور ہا.پتے ہوئے بولا۔۔۔

"ڈی۔کے۔ جی کی۔نی آئی ہیں۔۔" خضر کا دل زور سے دھڑکا اور اُس کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں۔۔۔گو یہ وہ پتھرا کر رہ گیا تھا۔۔

"غصے میں بہت او او بول رہی تھیں۔۔۔ ہرت آواز آرہی تھی۔۔" خضر نے بڑے ضبط سے مٹھیاں بھینچ کر جینز پر رکھ لیں۔۔۔۔

"کہہ رہی تھیں۔۔۔ابھی بھی وقت ہے۔۔چا ایڈمشن لے لے۔۔نہیں تو۔۔۔"

باقی کا جملہ خضر نے مکمل کیا۔۔

"نہیں تو وہ کورٹ چلی جا گی۔۔۔"

وقاص کی یں خضر کے غصے کے لرزتے چہرے پر تھیں۔۔۔ای دم سے وہ اُٹھا اور تیزی سے جانے لگا کہ فوراً اُس کے تینوں دوستوں نے اُسے پیچھے سے بمشکل پکڑا۔۔

وقاص اُس کے سامنے آتے اُسے سنبھالتے بولا۔۔

"اے سا ۔۔۔ تی مت ہوا کر۔۔۔آرام سے۔۔ٹھنڈے دماغ سے سوچ۔"

خضر مضطرب سا جھنجھلا کر خود کو اُن سے چھڑانے لگا۔۔

"چھوڑو۔۔چھوڑو مجھے۔۔۔" وہ تیت سے کہہ پڑا۔۔

"یار میں کیا کروں؟ اَ مجھے کھیلنے کا موقع نہیں مل رہا؟ میرا کیا دل نہیں چاہتا کہ میں کھیلوں؟"

بڑی مشکل سے اُسے اُنہوں نے بٹھایا تھا۔۔۔وہ غصے اور جوش کی کیفیت سے کہہ رہا تھا۔۔۔

"کسی کی آس پر بیٹھوں گا۔۔اپنی تبیر سے تقدیر بناؤں گا۔۔اللہ مجھے بس ایسی کامیابی دے دے۔۔کہ پھر مجھے کسی کی بھی قسمت پر رشک آئے۔۔لیکن آ گے یہ دن۔۔۔ آ گے؟

ڈر لگتا ہے مجھے۔۔۔وہ دُعا کو لے جا گی یار۔۔" دل جل گیا تھا۔۔

دل تڑپ رہا تھا۔۔اب ہر روز نہیں سُنا جاتا تھا یہ ۔۔۔آ ۔ ت ہو گا یہ ۔ ۔۔۔ ۔ ت ؟وقاص نے تسلی دیتے اُس کا شانہ تھامتے کہا۔۔

"اس رات کے ماتھے پہ ابھریں گے ستارے بھی

یہ خوف اندھیروں کا شاداب نہیں رہنا"

(عذرا پروین)

بڑے ضبط سے اُس نے دا ۔ دن موڑی۔۔۔اور کچھ سمجھ آتے بس کہا۔۔

"ا ءاللہ!"

جہانزیب صاحب کے سونے کے بعد خضر دُعا سے ملنے آیا تو پہلی بات جو اُسے دیکھ کر اُس کے منہ سے نکلی۔۔۔وہ تھی۔۔۔

"زہر لگ رہے ہیں تمہارے ۔ یل والے مجھے!!"

وہ خاموشی سے پلنگ پہ بیٹھی تھی۔۔۔

"یار شرم نہیں آتی تمہاری ۔نی کو؟ اسکوائر کا بچہ بچہ ہمارے متعلق باتیں کر رہا ہے۔۔"

دُعا غصے سے سر جھٹکے اُ ۔ یں مروڑتے بولی۔۔۔

"اللہ حسیب بھائی کا رشتہ کیوں نہیں مل رہا۔۔۔"

خضر کا کچھ غصہ ٹھنڈا ہوا تو دُعا کے سامنے پلنگ پہ بیٹھا۔۔دُعا نے اُس کے مزاج میں بہتری دیکھی تو زین کے متعلق پوچھا۔۔۔

"زُلفی کیسا ہے؟"

خضر بیزارگی سے دن موڑ کر اُسے دیکھتے بولا۔۔

"ٹھیک ہے۔۔۔بس رضیہ آ نے اُسے پریشان کر کے رکھا ہے۔۔"وہ سانس ۔ ین کے لئے

رُکا اور پھر کہنے لگا۔۔۔

"رشتے کوئی آسانی سے ملتے ہیں؟ قرۃ العین باجی کا رشتہ کرنے کی پڑی ہے اُنہیں۔۔۔"

دُعا کو یہ سُنتے اپنا دُھکڑا پھر سے یاد آیا۔۔

"صحیح بات ہے۔۔رشتے ہی تو نہیں ملتے۔۔۔اب حسیب بھائی۔۔" وہ یکدم چونکی۔۔۔ لمحے بھر کے لئے وہ کوئی حرکت نہیں کر پائے۔۔۔اگلے لمحے اُنہوں نے دھیرے دھیرے گردن موڑ کر ایک دوسرے کو دیکھا۔۔۔خضر کے چہرے کا رنگ تبدیل ہو چکا تھا۔۔چہرے پر جیسے ایک سکون سا اُتر آیا تھا۔۔دُعا آہستگی سے بولی۔۔

"کیا تم بھی وہی سوچ رہے ہو؟ جو میں سوچ رہی ہوں؟" خضر نے بغور اُسے دیکھتے دھیرے سے سر ہلایا۔۔۔

کچھ سوچتے وہ سنجیدگی سے کہنے لگا۔۔

"یہ اتنا آسان نہیں۔۔" اُس نے کچھ سوچتے بھوئیں مٹکائیں۔۔۔کن پٹی کے قریب نسیں واضح ہوئیں۔۔۔ماتھے پر بل پڑ گئے۔۔

دُعا کے چہرے پر ایک محظوظ سی مسکراہٹ اُتر آئی۔۔۔

"مجھے تو شادیوں پر mandatory بجنے والا گن گیت سنائی دے رہا ہے۔۔۔کیا تمہیں سُنائی نہیں دے رہا ہے؟" معصوم فرشتہ صفت چہرے پر ایک ابلیسانہ مسکراہٹ گہری سے گہری ہوتی چلی جا رہی تھی۔۔۔

خضر نے شکن آلود پیشانی اور سکڑتی پتلیوں سے اُسے دیکھا اور پوچھا۔۔۔

"کیا چل رہا ہے تمہارے دماغ میں۔۔؟" دُعا نے سادگی سے اُسے دیکھا اور بولی۔۔۔

"کچھ کھانے کا دل ہے۔کچھ کھاؤں گی۔۔۔تو تبھی دماغ چلے گا۔۔۔" اور خضر نے بڑے ضبط

سے ای گہری سانس ی سر ہلای۔۔۔

"اچھا!!!!"

کام ممکن تھا۔۔۔ وہ نجمین وہ کرنے کی ٹھا تھے۔۔۔ جس کو ممکن ما تھے۔۔

وہ دُعا کے سامنے کسی کیفے میں بیٹھا تھا۔۔۔ کیفے کی ی ں dim تھیں۔۔۔ رات کا وقت تھا اِس لئے وہاں زی دہ رش نہیں تھا۔۔ اور جو وہاں تھا وہ اُنہیں مشکوک وں سے دیکھ رہا تھا۔۔۔ ویٹر نے میز پ ڈبل لئیرڈ چاکلیٹ ڈو کی پلیٹ رکھی اور دُعا کے سامنے ہاٹ چاکلیٹ کافی کا مگ۔۔۔ خضر نے حسبِ معمول کچھ نہیں منگوای تھا۔۔ دُعا نے اپنا کیمرہ موڑ کر ہاتھ او کیا اور خضر اپنی اور میز کی تصوی اُ ری۔۔۔ خضر بور ی سے میز پ کہنی رکھ کر دائیاں ہاتھ منہ سے لگائے اُسے دیکھ رہا تھا۔۔۔ تصوی کا پ   اُس نے نکالا اور اُس کے نیچے خالی جگہ پ لکھا۔۔

"Mission: Kill the Lord Voldemort."

خضر نے کافی ٹیسٹ کرنی چاہی۔۔۔ تو مگ کی جا ہاتھ ڑھای۔۔ دُعا نے حریصانہ بلّی کی طرح اپنا مگ پیچھے کھینچ کر ڑی ڑی آنکھیں مزی   ڑی کر کے اُسے گھورا۔۔۔

"Mine!"

خضر نے واپس ہاتھ پیچھے کھینچ لیا۔۔ تو دُعا نے منہ کا زاویہ بگاڑا اور ک سکوڑ کر دا موڑیں۔۔   ڑی ہمت کر کے اُس نے کہا۔۔

"اچھا۔۔ ائی کرلو۔۔" خضر نے مسکرا کر اُسے دیکھتے مگ کھینچ لیا۔۔۔

دُعا نے ڈو کا ای bite ی کہا۔۔۔

"جا دیکھو۔۔ ہم خود یہ کام نہیں کر ۔۔۔ نہیں تو ابو ہمیں۔۔" اُس نے شہ رگ کے

قر یہ . انگلیوں کو چھری بنا کر پھیری۔۔

" ۔۔۔خلاص کر دیں گے۔۔"

خضر سنجیدگی سے اُس کی سُن کر سر ہلا رہا تھا۔۔

". لکل!!"

"۔ ہی ہم امی کا ۔ م لے   تے ہیں۔۔۔نہیں تو ۔ نی امی کو نہیں چھوڑیں گی۔۔"

"ھمم؟" خضر نے سر ہلا کر سوالیہ   وں سے اُسے دیکھا، یعنی جیسے اب کیا کریں؟

"ہمیں ابو کو یوز کر ۔ پڑے گا۔۔۔ابو کو یہ کام کر ۔ پڑے گا۔۔۔ بلکہ ہر کردار اِس کہانی میں اپنا اُلو سیدھا کرنے کے لئے کام کرے گا۔۔ میں اور تم۔۔۔ابو۔۔۔ہارون انکل۔۔امی اور رضیہ آ   ۔۔۔"

خضر نے کچھ سوچتے کہا۔۔

"اُستاد سے . ت کریں ی ر۔۔؟"

دُعا کو غصہ پ ڑھا۔۔۔

"اونہوں۔۔۔" اُس نے غصے سے کا   پلیٹ میں رکھا اور اُسے دیکھتے . ڑ اکر بولی۔۔۔

"ای   تو مجھے تمہاری یہ عادت . لکل نہیں پسند چا ۔ ۔۔۔اُستاد سے ہم نے کوئی . ت نہیں کرنی۔۔۔ ذرا کوئی . ت کر دوں میں۔۔ ایسا ایسا بھگو بھگو کر مارتے ہیں۔۔ اِس لئے میری توبہ۔۔۔اُستاد سے میں کوئی مدد نہیں ی ۔ والی۔۔۔"

خضر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔۔

"یہ بھی ہے۔۔۔" کسی خیال سے اُس نے دُعا کو دیکھا۔۔

"لیکن دُعا۔۔۔ میں پہلے زُلفی سے اجازت لوں گا۔۔ میں نے اپنی دوستی نہیں ۔ اب کرنی اُس

سے۔۔۔اور دوستی ؟ اب ہو ی نہیں۔۔میں اپنے دو ت کو دھوکا نہیں دے سکتا۔۔"دُعا نے مگ اُٹھا کر لبوں سے لگا ی۔۔۔اُسے ب ر ب ر خضر پہ غصہ پڑھ رہا تھا۔۔

ای تو وہ لڑکا اور اُس کے دو ت ، اُس کا خلوص اور اُس کی سچائی۔۔۔۔دُعا نے لبوں سے مگ ہٹا یا اور میز پہ ر ت اُسے انگلی دِکھا کر تنبیہ کرتے کہنے لگی۔۔

" ا کی قسم چا ۔۔۔اَ اُس نے انکار کر دی ۔۔۔ابو نے تمہارا دروازے سے داخلہ بند کیا ہے۔۔لیکن میں۔۔میں تمہارا چوری والا داخلہ بند کر دوں گی۔۔"لیکن وہ اڑا تھا دوستی نبھانے میں۔۔

"نہیں دُعا۔میرا دو ت ہے زُلفی۔۔میں ایسے نہیں کروں گا۔۔میں اُسے اعتماد میں لوں گا۔"

اگلے روز اُس نے ب سے پہلے وقاص اور شریم سے ب ت کی تھی۔۔۔خضر کو اِس صورتحال میں زین سے ب ت کر منا ب نہیں لگ رہا تھا۔۔ دُعا نے سختی سے اُس سے کہا تھا۔۔اَ وہ آج کام کر سکا۔۔۔تو گھر میں اُس کا داخلہ بند ہو جائے گا۔۔۔وہ کوشش کرت زین کی بلڈ َ میں جانے کی گھوم کر واپس آ ت۔۔۔اور وقاص اور شریم اُسے واپس موڑتے۔۔ایسا بیسیوں مرتبہ ہو چکا تھا ہمت نہیں ہو پ رہی تھی۔۔ای ہی وڈیو ب ر ب ر جیسے چل رہی تھی، Boomerang کی طرح۔۔شریم نے تھک کر دُعا کو بلوا لیا تھا۔۔وہ غصے میں بھری سر کی چادر ب ا کرتے بلڈ َ سے ب ہر نکلی۔۔۔خضر کی اچا اُس پ گئی اور وہ دوڑ کر زین کی بلڈ َ کی جا ب ڑھا تبھی زین وہیں سے ب ہر آ ت اُسے دِکھا تو اُن کی ٹکر ہوتے ہوتے بچی۔۔۔

"چا !!"

خضر بمشکل خود کو کمپوز کرتے پوچھنے لگا۔۔

"ہاں ژُلفی کیسے ہو؟ آ   کیسی ہیں؟"

دُعا شریم اور وقاص کے ساتھ ایـ طرف کھڑی بغور اُسے دیکھ رہی تھی۔۔

"اماں یـ ر!!" زین کے چہرے پـ بیزاریـ سی واضح ہوئی۔۔وہ چلنے لگا تو خضر بھی اُس کے ساتھ چلنے لگا۔۔

"بس یـ ر۔۔اماں کو نہ جی کی فکر ہے بہت۔۔۔کہ شادی ہو جائے اُن کی بس کسی طرح۔۔"

خضر کو ایـ اِس بـ ت کی بھی شرمندگی تھی کہ ۔ ۔ ۔ اُن کے ہاں رشتہ دیکھنے والے آتے تھے تو تـ ۔ دُعا اور وہ۔۔۔کس طرح اُن کے ہاں جا کر ادھم مچا یـ کرتے تھے۔۔۔

"اب تم ہی بتاؤ چا ۔۔۔شادی کوئی مذاق تو نہیں ہے ۔۔" خضر نے بـ ی سنجیدگی سے سر ہلایـ ۔۔

"ہاں صحیح کہہ رہے ہو۔۔"دُعا وقاص اور شریم دھیرے دھیرے بلّی کی چال چلتے اُن کے پیچھے آ رہے تھے۔۔۔عزم کر کے آئے تھے جیسے آج کام کروا کر ہی چھوڑیں گے۔۔۔خضر کچھ دیـ اُس کی سُنتا رہا اور پھر ایـ گہری سانس لے کر تمہید بـ ھتے بولا۔۔

"دیکھو ژُلفی!!" وہ اُس کی جا متوجہ ہوا۔۔۔"ہاں۔۔" خضر نے کتراتی   وں سے اُسے دیکھ کر گلا کھنکارا اور کہنے لگا۔۔۔

"ایـ بـ ت کرنی ہے۔۔پلیز میرے بھائی مجھے غلط سمجھنا۔۔۔تم میرے بھائیوں کی طرح ہو۔۔اور قرۃ العین بـ جی میری بہن کی طرح ہیں۔۔۔میں تمہارے لئے بہت متفکر ہوں۔۔ اور یقین جانو۔۔۔انکل کی ڈیتھ کا مجھے بہت شدیـ دُکھ ہے!!" زین کو کچھ سمجھ آیـ کہ وہ کہنا کیا چاہ رہا تھا۔۔تعزیـ تو وہ کی کر چکا تھا۔۔۔اور کل وہ اُسے خوش رہنے کا کہہ رہا تھا اور آج وہی ایسی دُکھی بـ تیں کر رہا تھا۔۔۔

"تو مجھے تم سے یہ بات کرنی تھی۔۔کہ یار۔۔۔دیکھو رشتے ملنا آسان نہیں اِن دنوں۔۔۔
ہماری میں ایک رشتہ ہے۔۔۔باجی کا بھلا ہو جائے گا!!" زین نے اک وتن لی۔۔دُعا
وقاص اور شریم کا دل زور زور سے دھڑک رہا تھا۔۔۔خضر کو بس ایک ہی ڈر تھا، زین اس کی
بات غلط معنوں میں نہ لے لے۔۔۔زین بغور پوری توجہ کے ساتھ اُس کے سامنے رُخ کیے
کھڑا تھا۔۔خضر نے ایک گہری سانس لی اور پھر بولا۔۔۔

"یار۔۔۔حسیب بھائی ٹھیک رہیں گے!!"

زین کی آنکھوں میں خون دوڑا اور خضر کی آنکھیں تیزی سے بھر گئیں۔۔۔اُسے لگا یہ تو دوستی
اب ہوگئی یہ پھر وہ رشتے داری میں تبدیل ہوگئی۔۔

"تیری تو میں!!" زین غیظ وغضب سے آگ ببولا ہوتے خضر پر جھپٹا اور وقاص دُعا اور شریم فوراً
بھاگ کر آگے آئے۔۔۔شریم اور وقاص نے زین کو خضر سے الگ کیا۔۔۔

وہ خود کو اُن سے چھڑواتے اُس پر غضبناکی سے رہا تھا۔۔

" آدمی!! اپنا اُلو سیدھا کرنے کے لئے میری بہن کو سولی پر چڑھا رہا ہے۔۔ٹھہر۔۔۔بتاتا
ہوں تیرے ابے کو!!!"

وہ اُن سے خود کو چھڑوا کر پھر سے خضر پر پڑ لگا کہ دُعا نے یکدم کچھ سمجھ نہ آنے پر اُس کی ناک
پر مُکا دے مارا۔۔۔

"ہوہ!!" اور پھر اُس نے خود ہی چونک کر منہ پر ہاتھ رکھ لیا۔۔زین کے ناک سے خون کی ایک
بوند نکلی۔۔خضر دم سادھے کھڑا اُسے اور دُعا کو دیکھ رہا تھا۔۔۔

"میں نے جان بوجھ کر نہیں کیا چاند!!" اُس نے گھوم کر خضر کو ناسمجھی اور اُلجھی اُلجھی وں سے
دیکھا۔۔ خضر کو اُس وقت صرف ایک ہی چیز ستا رہی تھی۔۔۔کہ وہ اپنی دوستی خراب کر بیٹھا

تھا۔۔شریم فٹافٹ بھاگ کر فرسٹ aid بکس لے کر آیا تھا۔۔وقاص نے زبردستی اُسے پکڑ کر بٹھایا تھا۔۔

"دیکھ سالے۔۔ایک بار اِن کی بات سُن لے۔۔ایک بار!!"

وہ عتاب بھری نظروں سے دُعا اور خضر کو گھورتے بولا۔۔

"کیا سنوں یار۔۔یہ میری بہن کو استعمال کرنا چاہتے ہیں۔۔ایسے کرتے ہیں دوست۔۔؟"

وقاص نے زور دیتے اُس کا شانہ ہلایا۔۔

"وہی تو کہہ رہا ہوں ایک بار سُن لو۔۔اگر اِس میں اِن کا فائدہ ہے تو اِس میں تمہارا بھی فائدہ ہے۔۔اور اگر یہ چاہتے تو یہ تمہیں بتائے بغیر بھی یہ کر سکتے تھے۔۔لیکن چاہے تم سے اجازت لے رہا ہے یار۔۔"

یہ سُنتے اُس کا کچھ ذہن کُھلا تھا۔۔فرسٹ aid بکس آیا تو دُعا نے اُسے شریم سے لیا اور بینچ پہ بیٹھ گئی۔۔

اُسے کھولتے وہ معذرت خواہانہ انداز میں بولی۔۔

"یہ بھی ماؤں بہنوں والے ہیں۔۔یہ بھی اِس بات کو سمجھتے ہیں کہ تم کیا محسوس کر رہے ہو ذُلفی۔۔" اُس نے antiseptic نکالی اور اُسے کھولتے اُسے دیکھا۔۔اب اُس نے ڈبے سے روئی نکالی اور اُسے اُس پہ لگایا۔۔

"ہمیں قرۃ العین باجی کو اپنے خاندان میں لا کر بہت خوشی ہوگی۔۔" خضر خاموشی سے کھڑا زین کو دیکھ رہا تھا۔۔بس کسی بھی طرح اُسے اپنی دوستی نہیں خراب کرنی تھی۔۔بڑے حق ہوتے ہیں دوستوں کے ہم پہ۔۔بڑے احسان ہوتے ہیں دوستوں کے ہم پہ۔۔ وہ دوسروں کی طرح اُنہیں جتاتے نہیں ہیں۔۔دُعا نے دھیرے سے اُس کی ناک کی قریب روئی لگائی تو وہ

کراہا اور ضبط کرنے لگا۔۔۔

" جی بہت اچھی ہیں۔۔ میرے حسیب بھائی بھی بہت اچھے ہیں۔۔۔ تم ہمارے خان ان کو تو جا ہو۔۔۔ تم حسیب بھائی سے بھی ملے ہو۔۔۔ پھر تم کیوں گھبرا رہے ہو؟ کیا تمہیں چا پ بھروسہ نہیں۔۔ ھممم؟" خون رُک ے تھا۔۔ دُعا نے اصرار کرتی وں سے زین کو دیکھا تھا۔۔۔ اور زین نے پھر خضر کو دیکھا۔۔۔

خضر ا ی گہری سانس لے کر کہنے لگا۔۔۔

"میں تم سے اجازت ی چاہتا تھا۔۔ میں تمہیں دھوکا نہیں دینا چاہتا زُلفی۔۔۔ ہم پورے یقین کے ساتھ کہتے ہیں حسیب بھائی بہت اچھے ا ن ہیں۔۔۔ لیکن ہماری مجبوری سمجھو تم۔۔۔ تم یہ مت سمجھو کہ ہمیں تم سے کوئی لالچ ہے۔۔ ا ی ر ہماری نیتوں پ شک کرنے سے پہلے یہ ی د کر ی۔۔۔ ہم ہی قرۃ العین جی کے لئے آ ی کرتے تھے۔۔۔ تمہیں اور انکل کو اُن کے لیے آئے ہوئے رشتے منا نہیں لگتے تھے۔۔۔ میں جتا نہیں چاہتا۔۔۔ ہی میں جتا رہا ہوں۔۔۔ میں بس تمہارے سامنے اپنے خلوص کا ثبوت پیش کر رہا ہوں۔۔۔"

اب دُعا فر ٹ aid بکس بند کرتے کہنے لگی۔۔۔

"اور تمہاری امی مجھے اور چا کو کتنا بُرا بھلا بھی کہتی تھیں۔۔ لیکن ہم پھر بھی ہر مرتبہ آتے تھے تمہارے لئے۔۔۔ کیو تم ہمارے لئے اہم ہو زُلفی۔۔۔ دو ی ں ساتھ کی مدت نہیں دیکھتیں۔۔۔ وہ خلوص دی ہیں کہ وہ کتنا گہرا ہو ہے۔۔۔ کسی کا سالوں سالوں گہرا نہیں ہو اور کسی کا ا ی دن میں گہرا ہو جا ہے۔۔۔"

وہ جا تھے وہ اُسے قائل کر چکے تھے۔۔۔ کچھ منٹوں کی اُن کے درمیان خاموشی رہی اور پھر زین کہنے لگا۔۔

"مجھے کوئی اعتراض نہیں۔۔۔لیکن یـ ر۔۔۔یہ ممکن نہیں۔۔میری امی تم لوگوں کو کتنا پسند کرتی ہیں۔۔اور تم لوگ بھی تو خا ان سے ۔ ہر شادی نہیں کرتے۔۔۔"خضر نے اُسے دیکھتے بے فکری سے مسکرا کر کہا۔۔

"ہم taboo breakers ہیں۔۔۔اور یہ taboo ہم توڑیں گے۔۔تم اِس کی فکر مت کرو۔۔" یہ کہہ کر اُس نے دُعا کو دیکھا اور وہ مسکرا پڑی۔۔۔زین کی اجازت مل گئی تھی۔۔ اصل مشن تو اب شروع ہوا تھا۔۔۔ ۔ سے پہلے دُعا اور خضر نے انکل ہارون کو بلایا تھا۔۔۔ معلوم پڑا تھا۔۔کہ ممانی نے پہلے ہی حسیب بھائی کے رشتے کے متعلق اُن سے ۔ت کی تھی۔۔ لیکن ۔نی بیگم ہی تیار نہیں تھیں۔۔۔

انکل ہارون کو وہ ۔ کچھ سمجھا رہے تھے۔۔خضر انکل ہارون سے کہہ رہا تھا۔۔۔

"انکل آپ تو جا ہیں ۔ حسیب بھائی کو۔۔۔دیکھیں انکل ہم ۔ کا اِس میں مفاد ہے۔۔ آپ ابو سے ۔ت کریں ۔۔۔اُنہیں آپ کسی طرح جھا دیں۔۔پلیز انکل۔۔" انکل ہارون کا مفاد یہ تھا کہ ۔ وہ رشتہ کرواتے تو ۔نی بیگم کے ہاں سے اُنہیں اُس رشتہ کروانے کی قیمت ملتی۔۔

"انکل دیکھ لیں۔۔۔ ۔ا ثواب کا کام ہے۔۔۔ ۔ی دُعا ملتی ہیں ایسے کام کروانے میں۔۔"

یہ دُعا نے کہا تھا۔۔ہارون انکل نے ۔ دن موڑ کر اُسے دیکھا اور بولے۔۔۔

"۔ دُعا بھی ۔ی ملتی ہیں ۔ جی۔۔"دُعا جھنجھلائی۔۔

"اوہو انکل۔۔۔مثبت سوچ رکھیں۔۔۔"

بچوں کی ۔ت اُنہوں نے سُن لی۔۔ کہا۔۔

"پہلے بیگم سے ۔ت کروں گا۔۔۔"

ای   دن کے سوچ بچار کے بعد اُنہوں نے جواب 'ہاں' میں دی تھا۔۔۔شام کے وقت مغرب

پڑھ کر ب ب مرد حضرات   ز پڑھ کر مسجد سے ب ہر نکلے تو ہارون انکل کی   قات جہان ی ب

صا ب سے ہوئی۔۔

حال احوال کے بعد پہلی ب ت اُنہوں نے جو ہارون انکل سے پوچھی وہ قرۃ العین کے رشتے کے متعلق پوچھی تھی۔۔۔

"جناب رضیہ ب جی کی بیٹی کا کوئی رشتہ پسند آی ؟"

ہارون انکل یہ سُن کر بولے۔۔

"جہان ی ب صا ب ۔۔۔بس اِسی سلسلے میں آپ سے ب ت کرنی تھی۔۔"وہ ذرا چو   ۔۔۔

"مجھ سے؟" دی ے پھیلے۔۔ا و اُچک گئیں۔۔۔ہارون انکل نے بلا کسی تمہید کے ب ت شروع کی۔۔

"دیکھیں جناب۔۔دُعا کی ن نی کے رویے سے تو یہ سارا اسکوائ واقف ہے۔۔اب تو سارا اسکوائ جا ہے کہ دُعا اور خضر کا رشتہ مضبوط ہو کر بھی مضبوط نہیں ہے۔۔خضر کیسا بھی ہے۔۔ جو کچھ بھی اُس نے کیا۔۔لیکن ہے تو اپنا بچہ ن۔۔" جہان ی ب صا ب نے ب ڑی زور سے بھوو ت ن لیں۔۔

"اُس کے ساتھ جو معاملہ کر ن ہے وہ آپ ہی جا   ۔۔ ۔۔اب روز روز ایسے تماشے نہیں دیکھے جاتے۔۔۔مفاد اِس میں آپ کا بھی ہے۔۔ہمارا بھی ہے۔۔اور رضیہ ب جی کا بھی ہے۔۔"

"مطلب؟" جہان ی ب صا ب اب بھی سمجھ نہیں سکے۔۔۔ہارون انکل نے ای گہری سانس لی اور بولے۔۔۔

"قرۃ العین اور دُعا کے ماموں زاد بھائی کا رشتہ!" ای زوردار کرنٹ جہانزیب صاب کے آر پار کر کے گزرا۔۔

وہ کوئی ردِعمل نہیں دے پائے۔۔۔

"دیکھیں جہانزیب صاب، بڑا نام ہو جائے گا۔۔ اور ہر کوئی آپ کی یہ نیکی بھی نہیں بُھلا پائے گا۔۔ بڑے ثواب کا کام ہے یتیم بچی کے سر پہ ہاتھ رکھنا۔۔ اور آپ کی تو بڑی عزت ہے خاندان میں۔۔۔ کریں کچھ۔۔۔ اپنی دُعا بھی یہیں رہ جائے گی۔۔ کسی کا گھر بھی بس جائے گا۔۔ اور یہ مصیبت بھی ٹل جائے گی۔۔۔" ہارون انکل کی بتوں نے دماغ کی کھڑکیاں کھول دی تھیں۔۔۔ ذہن روشن ہو چکا تھا۔۔ ہارون انکل کی یہ ترکیب اُنہیں بہت ہی پسند آئی تھی۔۔۔ رات کے کھانے کا وقت تھا۔۔ دُعا جہانزیب صاب اور ربیعہ بیگم دسترخوان بچھائے زمین پہ بیٹھے تھے۔۔ دُعا پلیٹ میں چاول نکال کر جہانزیب صاب کو دے رہی تھی۔۔۔ جہانزیب صاب کو اِس وقت بت کرنا مناسب لگا تھا۔۔ ای گہری سانس لے کر ربیعہ بیگم سے پوچھنے لگے۔۔

"ربیعہ۔۔۔ یہ حسیب تمہیں قرۃ العین کے لئے کیسا لگتا ہے؟" ربیعہ بیگم نے ٹھٹھک کر اُنہیں دیکھا۔۔ اور دُعا کا دل چاہا تھا وہ خوشی سے ای زوردار چیخ ماردیتی۔۔۔ اپنے جذبت پہ قابو رکھنا انتہائی مشکل ہو رہا تھا۔۔۔

ربیعہ بیگم بڑا سنبھل کر کہنے لگیں۔۔۔

"اچھا تو ہے۔۔ لیکن خالہ جان کا تو آپ کو معلوم ہے نہ۔۔" دُعا کا excitement سے کبھی دایاں دیدہ گھومتا تو کبھی بیاں۔۔۔ جواباً جہانزیب صاب کہہ پڑے۔۔

"اوہو چھوڑو تم خالہ کو۔۔ تم یہ بت کل عامر سے کر کے آؤ۔۔ سمجھدار پڑھا لکھا انسان ہے۔۔ منا

لے گا اپنی بہن کو۔۔۔"

ربیعہ بیگم کو کچھ ٹھیک نہیں لگا جہانزیب صاحب نے کہہ دیا تھا تو وہ کچھ کہہ نہیں پائیں۔۔۔لیکن اُنہوں نے بس اتنا کہہ دیا۔۔

"ہمیں رضیہ باجی سے پہلے بات کرلینی چاہیے۔۔۔استخارہ کرلیں وہ پہلے۔۔"

دُعا اور جہانزیب صاحب دونوں کو ربیعہ بیگم کی یہ تجویز پسند نہیں آئی تھی۔۔۔جہانزیب صاحب خفگی سے کہہ پڑے۔۔

"تمہیں جو میں کہہ رہا ہوں نا۔۔تم وہ کرو۔۔رضیہ باجی سے تم بعد میں بات کرنا۔۔" آگے سے دُعا بھی جھٹ سے بولی۔۔

"ہاں امی۔۔یہ نہ ہو آپ دل بنالیں اور انکار ہوجائے۔۔ایسے باجی کا بھی دل بُرا ہوگا۔۔۔" ربیعہ بیگم کچھ سوچتے کہنے لگیں۔۔

"استخارے کا مطلب اللہ سے خیر مانگنا ہوتا ہے۔۔یعنی اللہ سے مشورہ کرنا۔۔اور اللہ سے مشورہ کرنے والا کبھی نامراد نہیں ہوتا۔۔۔خیر یہ بھی صحیح ہے۔۔۔چلیں۔۔بعد میں کرلیں گے استخارہ۔۔۔"

صبح نے اسکوائر کو روشن کردیا تھا۔۔دن معمول کے مطابق گزر رہا تھا۔۔۔دوپہر کو ربیعہ بیگم نے عامر صاحب کے ہاں جانا تھا۔۔۔جس کی تیاریوں میں وہ صبح سے لگی تھیں۔۔۔جہانزیب صاحب نے اُنہیں سمجھایا تھا کہ وہ قطعاً اِس سلسلے میں اُن کا نام نہ لیں۔۔اور بات بات شروع کریں تو ہارون صاحب اور اُن کی بیگم کا ایک وچولن کے حوالے اور مشورے سے کرکے بات کا آغاز کریں۔۔دُعا کے میڈیکل کالج سے آنے کے بعد وہ عامر صاحب کے ہاں نکل گئی تھیں۔۔دُعا لاؤنج میں آدھی آستین والی سفید شرٹ پہ denim کی ڈانگری میں ملبوس۔۔

.لوں کی دو پو ں بنائے بیٹھی خضر کی منتظر تھی۔۔۔عامر صا . کے ہاں اُن کا ئندہ یعنی اقراء، عامر صا . کی بیٹی تھی۔۔جو اُسے پل پل کی خبر دے رہی تھی۔۔جہاں . صا . نے بھی تھوڑی د ی کے لئے عامر صا . کے ہاں جا تھا۔۔دُعا سے بھی اُنہوں نے پوچھا تو اُس نے حسبِ معمول پڑھائی کا اُنہیں کہہ د ی تھا۔۔تھوڑی د ی ری ہی کہ .ہر کا دروازہ کھٹکا۔۔دھیرے دھیرے طبلہ کے ا ازمیں بجتا دروازہ اُسے بتا چکا تھا وہ خضر تھا۔۔اُس نے فٹافٹ اُٹھ کر دروازہ کھولا۔۔تو سامنے خضر puma کی سیاہ ٹ اوٗزرشرٹ میں ملبوس سر پ نواب می ٹوپی پہنے ہمیشہ کی طرح سنجیدہ لگ رہا تھا۔۔اُس نے شُوز اُ رے اور خاموشی سے ا ر آ ی۔۔

"السلام علیکم!" دُعا کو آواز میں ای پ یشانی سی محسوس ہوئی تھی۔۔اُس نے دروازہ بند کر کے بغور خضر کو دیکھا تھا۔۔۔وہ کاوٗچ پ آ بیٹھا۔۔تو دُعا اُسے دیکھتے ہوئے اُس کے ساتھ آ بیٹھی۔۔۔اُس نے ای ٹھنڈی آہ بھر کر اپنی ٹوپی اُسے پہنائی۔۔۔ . بھی .ہر سے آ تا تھا ایسے ہی کر تا تھا۔۔دُعا اُسے دیکھتے متفکر سی پوچھنے لگی۔۔۔

" کیا ہوا ہے؟" جواباً اُس نے ہاتھ . ھ کر کہا۔۔

"اچھی وائبس نہیں آ رہیں ی ر!" یہ کہتے اُس نے اُس کا چہرہ دیکھا۔۔

"ہمارا کوئی کام اتنی آسانی سے ہو رہا ہے۔۔۔مجھے اِس .ت کا یقین نہیں آ رہا۔۔۔" دُعا یہ سُن کر مز ی فکر مند ہو گئی۔۔۔

"ایسے کہو چا ۔۔۔ نی اُس دن بہت سنگین تھیں۔۔۔سیریس والا الٹی میٹم دے کر گئی تھیں۔۔۔دُعا کرو یہ کام کسی .کسی طرح ہو جائے!!!"

خضر نے سنجیدگی سے سامنے دیوار پ دیکھتے . د. کر سر ہلا ی۔۔۔

دُعا نے واٹس ایپ پہ اپنا خضر کے دوستوں کا اور ہارون انکل کا گروپ بنایا تھا۔۔جہاں وہ وقعتاً فوقعتاً اُنہیں آگاہ کر رہی تھی۔۔عامر صاحب کے ہاں بات چل رہی تھی۔۔۔ربیعہ بیگم پہلے اپنی بہن سے بات کر رہی تھیں۔۔۔

"دیکھو بس یہ کام ہو جائے نہ۔۔۔اچھا ہو جائے گا۔۔۔"

بہنیں تو قائل تھیں لیکن عامر صاحب کی ہامی زیادہ اہمیت رکھتی تھی۔۔۔نانی بیگم کا بھی مسئلہ یہ تھا۔۔جو لڑکی مل رہی تھی وہ اُنہیں چاہیے نہیں تھی۔۔جو نہیں مل رہی تھی وہ چاہیے تھی۔۔۔دُعا کاؤچ پہ چڑھ کر دیوار سے ٹیک لگائے بیٹھی تھی۔۔خضر کاؤچ پہ ایک ٹانگ پہ ٹانگ رکھے بیٹھا موبائل تیزی سے گُھٹنے پہ تھپتھپا رہا تھا۔۔

تبھی باہر کا دروازہ زور سے کھٹکا۔۔دُعا اور خضر چونکے۔۔خضر نے یکدم گردن سیدھی کی۔۔دُعا اُچھل کر کاؤچ پہ آئی اور ہڑبڑا کر بولی۔۔

"چاچو چاچو۔۔ابو ہیں یہ۔۔۔چُھپو۔۔" وہ اُس کا ہاتھ پکڑے جلدی جلدی سے آگے آئی۔۔۔خضر ماتھے پہ بل ڈالے خفگی سے اُسے دیکھتے بولا۔۔۔

"میں کیوں چُھپوں یار!!" اُس نے بیرونی دروازے کے قریب رکھی بڑی سی جوتوں کی الماری کے پٹ کھولے اور اُس میں اُسے بیٹھنے کا اشارہ کیا۔۔۔

"دُعا!!" وہ غصے سے دبی دبی آواز میں بولا تھا۔۔ دُعا نے فٹافٹ اُسے دھکا دے کر اندر بٹھایا اور پیر اندر کر کے پٹ بند کر دیئے۔۔۔مسلسل زور زور سے دروازہ کھٹک رہا تھا۔۔

"دُعا!!دُعا!!" اب دُعا دروازہ کھولنے گئی تو اُسے یکدم یاد آیا۔۔

"دوپٹہ!!" وہ جھنجھلا کر اُچھلی۔۔

"یہ آخری موومنٹ پہ دوپٹہ کیوں نہیں ملتا۔۔۔" مزید دیر کرتی تو جہانزیب صاحب شور مچا کر

ساری بلڈ َ کو اکٹھا کر ی ت ۔۔۔ اُنہوں نے اُکتا کر اب دروازہ کھٹکھٹانے کے بعد ڈور بیل پ اُنگلی رکھ دی تھی۔۔۔ جو بجتی چلی جا رہی تھی۔۔۔ دُعا فٹافٹ کمرے سے ٖ ڑی سی چادر لے کر آئی اور اُس نے اُسے سر پ ی ت دروازہ کھولا۔۔

"اتنی د ی سے کیا کر رہی تھی؟" جہا ٰ ی ٖ صا ٖ آدھ کھلے دروازے سے ہی پوچھ پڑے تھے۔۔۔

"ابو اقراء سے ٖ ت کر رہی تھی۔۔۔" دُعا ڈ بکتے ہوئے دل سے بولی تھی۔۔۔ جہا ٰ ی ٖ صا ٖ نے مشکوک وں سے اُسے دیکھتے کہا۔۔۔

"مجھے اچھے سے معلوم ہے کہ تم کو خضرہ سے ٖ ت کر رہی تھی۔۔۔" دُعا کا دل جیسے دب ی ۔۔۔ اور دماغ خالی پڑ ی ۔۔۔

خضر کو ا ٰ ر الماری میں پھنس کر بیٹھے شدی کوفت ہو رہی تھی۔۔۔ جیسے ہی پورا دروازہ کُھلا۔۔ یکدم دُعا کی ٖ ہر ٖ ا ٰ از پ ڑے خضر کے شوز پ گئی اور منہ سے نکلا۔۔۔

"بیڑا غرق ڈی۔ کے!!"

جہا ٰ ی ٖ صا ٖ بپھرے ہوئے شیر کی طرح ا ٰ ر آئے اور تیزی سے یں گھما کر دا ٖ متلاشی وں سے اُسے دیکھتے بولے۔۔۔

" کدھر ہے وہ خبیث؟"

دُعا جھٹ سے بولی۔۔۔

"ابو وہ آ ی تھا۔۔ ٖ ہر شوز نہیں دیکھے آپ نے اُس کے؟" خضر ا ٰ ر بیٹھا چونکا۔۔۔ یکدم ٖ ک میں ڈھول سی گئی تھی۔۔۔ اُسے چھینک آنے لگی۔۔۔ اُس نے ٖ ڑے ضبط سے چھینک کو روکا۔۔۔ جہا ٰ ی ٖ صا ٖ دُعا کی ٖ ت سُن کر پلٹے اور حیرانگی سے بولے۔۔۔

"یہ تم مجھے بتا رہی ہو؟" اُنہیں جیسے یقین نہیں آیا تھا۔۔۔

دُعا نے بڑی سنجیدگی سے سر ہلا کر کہا۔۔

"جی ابو۔۔لاکھ اختلاف ہوں ہمارے درمیان۔۔۔لیکن آپ میرے باپ ہیں۔۔میں کیسے آپ سے جھوٹ بول سکتی ہوں۔۔۔" خضر نے ا ر ک کو ہتھیلی سے چُھپا لیا۔۔۔

"یہ بونی کیا کر رہی ہے؟" اُسے کچھ سمجھ نہیں آ رہا تھا۔۔۔ایسی عجیب سی حا ت ہو رہی تھی۔۔ لگ رہا تھا دماغ ابھی پھٹ جائے گا۔۔ ہر چیز ضبط سے باہر جاتی جا رہی تھی۔۔خضر کو تبھی اُستاد کا اِس جمعے چھینک اور الحمدللہ کے متعلق دیا خطبہ یاد آیا تھا۔۔۔کہ چھینک کا آنا کتنی بڑی نعمت ہے اور اُسے روکنے کے کیا نقصانات ہیں۔۔

"وہ آیا تھا، اُسے جوتے لگ رہے تھے۔۔۔تو میں نے اُسے نئے والے جوتے نکال کر دیئے تھے۔۔۔"

یہ سُنتے خضر نے ہاتھ مار کر جوتے ادیئے اور چھینک مار دی۔۔۔اُس آواز میں چھینک کی آواز دب گئی۔۔جہانزیب صاحب نے جوتوں کے نے کی آواز پہ پلٹ کر جوتوں والی الماری کو دیکھا۔۔۔سمجھ گئے تھے۔۔دُعا نے کوئی کام کر کے دیا تھا تو کس طرح کر کے دیا ہو گا۔۔۔

"اچھا!!" ای اُنہوں نے طائرانہ نگاہ دوڑا کر سارے گھر کو دیکھا اور پھر دُعا کی طرف متوجہ ہو کر کہنے لگے۔۔

"اچھا میں جا رہا ہوں عامر کی طرف۔۔ٹھیک ہے۔۔" دُعا نے سمجھداری سے سر ہلا دیا۔۔۔

" کھانا کھا نہ دے۔۔" نرمی سے یہ کہتے اُنہوں نے اُس کا سر تھپتھپایا۔۔تو دُعا مسکرا پڑی۔۔۔

"چلو۔۔اللہ حافظ!!" وہ گھر سے باہر نکلے تو دُعا نے بھی الوداعی انداز میں ہاتھ ہلاتے دروازہ

بند کیا اور دروازے سے ٹیک لگا کر زور زور سے گہری گہری سانسیں لیں۔۔تبھی ای دھماکے دار انداز میں خضر کا ہاتھ الماری سے باہر نکلا۔۔۔گویا قبر پھاڑ کر کوئی زومبی نکلتا ہے۔۔۔دُعا نے اُسے دیکھا اور تاسف سے آنکھیں میچ کر نفی میں سر ہلایا۔۔۔خضر پھنکارتے ہوئے باہر نکلا۔۔ اور چھینکتا چھینکتا سرخ ہوتے چہرے سے دوڑ کر غسل خانے میں گیا۔۔وہ اچھی طرح منہ ہاتھ دھو کر آیا اور لاؤنج میں بیٹھا۔۔دُعا ہاتھ میں موبائل پکڑے بیٹھی تھی۔۔۔تبھی موبائل پر بیپ ہوئی۔۔اُس نے جھٹ سے موبائل کی جانب دیکھا۔۔اسکرین پر اقراء کا میسیج تھا۔۔ جس پر مردہ اور اُداس چہرے کی ایموجی بنی تھی۔۔۔دُعا نے کرب سے صوفے کے کنارے پر سر رکھ دیا اور مایوسی سے بولی۔۔

"ناں ہو گئی!! خالو نے دلچسپی نہیں دکھائی!!" خضر نے یں پھیر کر اُسے دیکھا۔۔۔

"اب کیا کریں گے؟ ناں ہو گئی۔۔" آواز مرطوب ہو گئی۔۔۔وہ دل شکستگی سے کہہ رہی تھی۔۔۔

"اب کیا کروں میں؟" آ سے دھیرے سے ای ستارہ ٹوٹ کر گال پر آیا۔۔۔

"اب نی پھر آ جا گی۔۔وہ مجھے لے جا گی۔۔۔" لہجہ تکان سے بھرا ہوا تھا۔۔۔خضر نے فالحال اُس سے کوئی بات نہ کرنا ہی منا سمجھا تھا۔۔اُس نے موبائل پینٹ کی جیب سے نکالا اور وپ میں لکھا۔۔

"خالو نے کوئی دلچسپی نہیں دکھائی۔۔انکار ہو گئی۔۔"

پہلا میسیج شریم کا آیا تھا۔۔

"بہت چالو ہے تم لوگوں کا خالو!"

وقاص نے ٹوٹے ہوئے دل کی ایموجی ڈال کر لکھا۔۔

"دل ٹوٹس!"

۔ سے بات کر کے وہ واپس دُعا کی جانب آیا۔۔۔جو ویسے ہی کاؤچ کے کنارے سے سر لگائے بیٹھی تھی۔۔۔اُس نے اُس کے سر کے وسط پہ ہاتھ رکھ کے ذرا سا اُسے ہلایا۔۔۔

"Ducky میں تمہیں نہیں جانے دُوں گا۔۔۔ہمارا سامنا ہار سے تو ہو گا۔۔لیکن پھر بھی ہم نے ہار نہیں مانی۔۔۔تم خود ہی اِس مشن کو یہاں تک لے کر آئی ہو۔۔اور اتنی سی بات پہ مایوس ہو گئی۔۔کر لیں گے ہم کچھ۔۔اور تمہارے رونے سے مجھے کوئی فائدہ نہیں ہو گا ducky۔۔تم کوئی ہُما تھوڑی ہو۔۔جس کے آنسو میرے زخم heal کر دیں گے۔۔۔اور تم کیوں فکر کر رہی ہو؟ فکر تو مجھے ہونی چاہیے۔۔اگر تم چلی گئی۔۔۔تو یہاں میں اکیلے بھلا کیسے سنبھالوں گا۔۔"

دُعا نے ہنوز ویسے ہی کاؤچ سے سر لگائے متورم آنکھوں سے اُسے دیکھا اور دھیرے سے بولی۔۔

" کہکشاں کے اگر سارے ستارے بھی ڈوب جائیں گے۔۔۔پھر بھی تم ڈی۔کے کو اپنے ساتھ پاؤ گے۔۔"

کچھ دیر سوگ منانے کے بعد وہ واپس فارم میں آئے۔۔شام ہو گئی تھی۔۔۔خضر نماز پڑھ کر آیا۔۔۔تو معلوم پڑا۔۔ربیعہ بیگم رات کے کھانے کے بعد ہی آئیں گی۔۔دُعا کاؤچ پہ بیٹھی خضر سے بولی۔۔

"اب کچھ سوچا تم نے؟"

خضر کاؤچ پہ ٹانگیں اوپر کیے بیٹھا اُسے دیکھ کر حاکمانہ انداز میں بولا۔۔

"خوراک فرسٹ۔۔۔پہلے میرا شریڈڈ سلاد بنا کر لاؤ۔۔۔ابھی خالی پیٹ دماغ نہیں چل رہا۔۔"

"ہاہ!!" دُعا کا حیرت سے منہ کُھلا۔۔اُس نے غصے سے اُسے دیکھا اور اپنی طرف انگلی سے

اشارہ کرتے کہا۔۔

"تم مجھے آرڈر دے رہے ہو؟ مجھے؟"

خضر نے ایک گہری سانس لے کر اُسے دیکھا اور رسان سے کہنے لگا۔۔

"شوہر ہوں تمہارا۔۔ میری سیوا کرنا تمہارا فرض ہے ینگ لیڈی!!"

دُعا کا مارے شاک کے پورا منہ کُھل گیا۔۔۔

"میرا بلا مجھے ہی میاؤں!"

جواباً وہ چترائی سے مسکرایا۔۔ اُس نے بھوں اُٹھائی۔۔۔ لبوں کے قریب گڑھا سا پڑا اور وہ بولا۔۔

"Tables have turned Darling!"

دُعا نے صبر کا تلخ گھونٹ گلے سے اُتارا اور باورچی خانے میں چلی گئی۔۔۔ ایک ڈیڑھ گھنٹہ لگا کر اُس کے لئے سلاد بنا کر لائی۔۔ جس میں ائے م تھی اور بقایہ مکئی کے دانے، وکلی کھیرا ٹماٹر اور کاہو کے پتے تھے۔۔ تھکان سے وہ اُسے پلیٹ پکڑاتے کاؤچ پر بیٹھی۔۔ تو اُسے اچانک تیز خوشبو آئی۔۔۔ اُس نے برق رفتاری سے یں جھکا کر میز پر دیکھا تو کسی ہوٹل کا شاپر اُسے دکھائی دیا۔۔ اُس کی آنکھیں جگمگا اور اُس نے فی الفور شاپر کھول کر رسل کھولا اور شادمانی سے یکدم بولی۔۔۔

"کچے گوشت کی بریانی!!" ساتھ کولڈ ڈرنک کی کین بھی دِکھی تو اُس نے خضر کو دیکھا اور بہ مسرت انداز میں کہنے لگی۔۔

"تھینک یو جانو۔۔۔ سوئس آف یو!" وہ منہ میں کا پھنسائے چہرے کا زاویہ بگاڑنے لگا۔۔

"Thank you? Ewe Ducky... are you in your senses?"

کھاۓ پیۓ ہوا تو دُعا اب پوری طرح خضر کی جاۓ ۔ متوجہ ہوگئی اور انتہائی سنجیدہ اۓ از میں بولی۔۔

"اب بتاؤ کیا scheme ہے؟" خضر نے ایـ گہری سانس لی اور اپنے پ وٹین شیک کی بوٹل میز پ رکھ کر اُسے دیکھا۔۔اُس نے ۔ کھولے۔۔۔لاؤنج میں سکوت چھا یا تھا۔۔وہ بغور اُسے دیکھتے کہنے لگا۔۔

"دُعا تم نے کہا تھا۔۔اِس کہانی میں سبھی کرداروں کو اپنا اُلو سیدھا کرۓ ہے۔۔اور ۔ اپنا اُلو سیدھا کر رہے ہیں۔۔ہارون انکل نے ا۔ سے بھی پیسے ہینٹھے اور مزیـ ہینٹ رہے ہیں۔۔ہمارا بھی مفاد ہے۔۔ا۔ کا بھی مفاد ہے۔۔تو پھر عامر خالو ئ خالہ اور اقراء کیوں فی سبیل اللہ کام کر رہے ہیں؟" یہ کہتے اُس نے ا۔ وکھڑی کی۔۔تو دُعا ذرا چو اور رینگ کر جھٹ سے آگے آئی۔۔خضر کی ۔ت جاری تھی۔۔

"یہ اکیسویں صدی ہے۔۔یہاں مفت میں کوئی کسی کو اپنا بخار بھی نہیں دیتا۔۔اِس اکسویں صدی میں۔۔free کا r سائلنٹ ہوۓ ہے۔۔یعنی fee۔۔یہاں ۔ مفاد کے لئے کام کرتے ہیں۔۔۔محبت والے بھی۔۔۔اور اُن کا مفاد یہ ہوۓ ہے وہ اپنے محبوب کو خوش دیکھنا چاہتے ہیں۔۔اور وہ خوشی محبّ کا مفاد ہوتی ہے۔۔۔عامر خالو کے پ س ایسی کوئی وجہ نہیں۔۔جس ۔۔ وہ اپنا اُلو سیدھا کریں۔۔۔ہمیں کچھ ایسا کرۓ ہے۔۔جو عامر خالو مجبور ہو جا یہ کام کرنے پ۔۔۔"

دُعا حیرت و پ یشانی سے منہ کھولے سر پکڑ کر بیٹھ گئی تھی۔۔۔

"فارمولا پوری طرح اپلائی ہوا ہی نہیں تھا تو آؤٹ پُٹ صحیح طرح کیسے آتی؟" وہ کچھ سوچنے کی کوشش کر رہی تھی۔۔۔دماغ پ زور ڈال رہی تھی۔۔۔ کچھ سمجھ نہیں آ رہا تھا۔۔۔

"یـ رچاۓ میں ۔ر۔ ر کچھ سوچنے کی کوشش کرتی ہوں۔۔۔لیکن یہ Taki Taki گیت میری

اور میری سوچ کے درمیان حائل ہو جاتا ہے۔۔۔" وہ پ ڑ اکر بولی تھی۔۔۔

" کیا کروں کچھ سمجھ نہیں آ رہا۔۔۔خالو کو کیسے اِس مشن میں enroll کروں !!" اُس نے پیشانی سے مُٹھیاں بھینچ لیں۔۔تبھی اُس کے مو ب کی گھنٹی بجی۔۔اُس نے جھٹ سے پ س پڑا مو ب اُٹھای۔۔دیکھا تو جہان ی ب صا ب کی کال تھی۔۔وہ تھوڑی د ی بعد ہی واپس اسکوائ آ گئے تھے۔۔نیچے دُکان پ بیٹھے وہ کال کر کے ساس بہو کا حال پوچھ لیا کرتے تھے۔۔کچھ چاہیے ہوت تو وہ بھی پوچھ ی ت تھے۔۔۔دوپہر کو دُعا کے ساتھ بیٹھ نہیں پ ئے تو اُنہوں نے حال پوچھنے کے لئے کال کی تھی۔۔دُعا نے کال اُٹھائی تو جہان ی ب صا ب کی آواز میں بھی اُس نے پ یشانی بھان پ لی تھی۔۔وجہ جا تھی لیکن پھر بھی پوچھا۔۔

" کیا بنا ابو؟"

اُس پ روہ ای ٹھنڈی آہ بھرتے بولے۔۔

" بی ٹ عامر نے ن کر دی۔۔"

"اوہو!" اداکاری تو کرنی تھی۔۔

" ویسے میں بھی اِس حق میں نہیں تھا۔۔" خضر مشکوک وں سے دُعا سے ذرا فاصلے پ بیٹھا اُسے دیکھ رہا تھا۔۔۔

" لیکن اولاد ب ڑا کچھ کروا دیتی ہے شہزادی۔۔میں تمہاری وجہ سے مجبور ہوں۔۔۔" یکدم دُعا کی آنکھوں میں کچھ جگمگا ی تھا۔۔۔جیسے جہان ی ب صا ب کی اِس ب ت نے اُس کا سارا دماغ روشن کر د ی تھا۔۔۔

"اولاد!!" بے اختیار اُس کے لبوں سے نکلا۔۔

"ہاں ب ی ٹ اولاد!!" اُس پ روہ دلگیری سے بولے تھے۔۔خضر جھٹ سے دُعا کو دیکھتے کھسک کر

آ گے آ یـ۔۔۔

"جہانـ یـ !!" پیچھے سے کسی آدمی کی آواز آئی۔۔۔تو وہ دُعا سے کہنے لگے۔۔

"اچھا شہزادی۔۔گاہک آ یـ ہے۔۔پھر رات کو کرتے ہیں بـ ت!!"

"جی۔۔" دُعا کی آنکھیں ویسے ہی جگمگا رہی تھیں۔۔۔جیسے سارا لائحہ عمل وہ تشکیل دے چکی تھی۔۔۔کال بند ہوئی تو وہ سامنے والی دیوار پ نگاہیں مر کئے بولی۔۔۔

"ہمیں سمجھ آ ـ بھی کیسے؟ ہم اپنے والدین کی جگہ تھوڑی ہیں۔۔۔ہم تو اولاد ہیں۔۔اور اولاد کے لئے والدین کیا کیا کرتے ہیں۔۔۔اِس کا احساس ہمیں کیسے ہوسکتا ہے۔۔ہم چاہ کر بھی وہ نہیں سمجھ ـ جو والدین ہمارے لئے کرتے ہیں۔۔۔" خضر بھوو پڑھا کر اُسے یـ ٹ دیکھ رہا تھا۔۔

"اقراء بھی تو اولاد ہے ـ عامر خالو کی۔۔اور وہ بھی اکلوتی اولاد۔۔۔کتنا چاہتے ہیں وہ اُسے۔۔تو کیا ہوا جو وہ ابھی ایف۔اے کی اسٹوڈ ـ ٹ ہے۔۔تو کیا ہوا جو عامر خالو اُس کی ابھی شادی نہیں کر ـ چاہتے۔۔۔لیکن ہم عامر خالو کو اپنا اُلو سیدھا کروانے کے لئے اِس متعلق سوچ تو ـ ہیں ـ !!" دُعا اُٹھ کھڑی ہوئی۔۔۔خضر نے دن گھما کر اُسے دیکھا۔۔۔وہ سامنے میز پ گھوم کر بیٹھی۔۔۔چہرے پ چتر ائی اور دا ـ ئی کے آ ـ ر دھیرے دھیرے واضح ہو رہے تھے۔۔

"چا ـ تم نے ٹھیک کہا تھا۔۔اِس کہانی میں ہر کردار اپنا اُلو سیدھا کرے گا۔۔اب واقعی ہر کردار اِس کہانی میں اپنا اُلو سیدھا کرے گا۔۔آ ـ ی گیند میں ڈالوں گی! ڈی۔کے کے ہوتے فکر نہیں۔۔ڈی۔کے دیکھ لے گی اِن بـ کو۔

It's time to get lit... ڈی۔کے۔۔۔۔

"ٹـ پیـ ئـ نے کہا ہے۔۔۔"

وہ سانس لینے کے لئے رُکی۔۔خضر پتا نہیں سکیٹرے اُسے خاموشی سے دیکھ رہا تھا۔۔۔

‘‘THOUGH SHE BE BUT LITTLE, SHE IS FIERCE.

ہمیشہ مجھے ہر کوئی چھوٹی چھوٹی کہتا ہے۔۔۔ٹھیک کہتا ہے۔۔ہوں میں چھوٹی۔۔۔ اب دیکھنا۔۔۔یہ چھوٹی کیسے آگ لگاتی ہے۔۔میں بنوں گی۔۔۔

"۔۔۔Woman of the match

"Ducky! ایک بار پلاننگ کر دیتے ہیں!" خضر کو اُس کے ارادوں سے خوف آیا تھا۔۔۔

دُعا نے سفاکی سے خضر کو دیکھا اور اپنی انگلی اُسے دکھا کر میکانکی انداز میں ہلائی۔۔

"I don't need you, because I got my own back!"

یہ کہتے وہ اُٹھ کھڑی ہوئی اور خضر تیزی سے دھڑکتے دل سے اُسے لاؤنج سے نکلتے دیکھ رہا تھا۔۔۔اُس نے گلے سے تھوک نگلا۔۔ایک گہری سانس لی۔۔۔اور بمشکل لب کھولے۔۔

"اب کیا کرو گی تم ducky؟"

☆.....☆.....☆

اتوار کی چہچہاتی صبح نے روشنیوں کے شہر کو مزید روشن کر دیا تھا۔۔دُعا سر کی چادر درست کرتے سیڑھیاں چڑھ رہی تھی۔۔۔وہ نانی بیگم کے ہاں آئی تھی۔۔۔ربیعہ بیگم اور جہانزیب صاحب سے کہہ کر آئی تھی۔۔۔کہ اِس سے پہلے نانی بیگم آجائیں وہ خود ہی اُن سے ملنے چلی جاتی ہے۔۔۔اور یہ سُنتے ہی جہانزیب صاحب نے فی الفور جانے کی اجازت اُسے دے دی تھی۔۔۔اتوار کی صبح نوازش صاحب کی طرف حلوہ پوریاں بنی تھیں۔دُعا کی آمد پر نانی جان کا موڈ مزید خوشگوار ہو گیا تھا۔ممانی جان گرم گرم پوریاں نکال کر کھانے کی میز پر لائیں تو دُعا کو دیکھ کر کہنے لگیں۔۔

"واہ۔۔شہزادی کا ویکنڈ آج ہمارے ساتھ گزرے گا۔۔۔"

عفیفہ کی بھابی ہا فوراً سے بولیں۔۔

"شکر ہے جنابِ عالیہ کو ہمارا خیال تو آیا۔۔" دُعا بس سادگی سے مسکرا پڑی۔۔نوازش صاحب نے ہنستے ہوئے دُعا کے سر پہ ہاتھ پھیرا۔۔

"نہیں ایسی بات نہیں۔۔ہماری بچی کو ہمیشہ ہمارا خیال رہتا ہے۔۔کیوں دُعا؟" وہ سر جھٹکے بس مسکرا کر بولی۔۔

"جی۔۔ابو!"۔نی بیگم نے بغور اُسے دیکھتے پوری کا نوالہ توڑا اور بھوں تان کر پوچھا۔۔

"ایڈمشن لے لیا خضر نے؟" عفیفہ کے ساتھ بیٹھا خوش شکل نوجوان فوراً سے بولا۔۔

"دادو۔۔۔" وہ حسیب تھا۔۔اُس نے اُنہیں ٹوکنا چاہا تھا۔۔۔

عفیفہ بھی بالآخر مسکرا کر بولی۔۔

"یہ باتیں تو ہوتی رہیں گی۔۔۔اور آج پھر کہیں چلتے ہیں دادا ابو؟" یہ کہتے اُس نے نوازش صاحب کو دیکھا۔۔۔

"آپ کہہ رہے تھے۔۔آپ کے دوست کا فارم ہاؤس ہے حیدرآباد کے قریب کہیں۔۔" نوازش صاحب یاد کرتے کہنے لگے۔۔۔

"ہاں۔۔ہے میرے دوست کا فارم ہاؤس۔۔بہت ہی شاندار جگہ ہے۔۔کرتا ہوں اُس سے بات۔۔۔" جیسے کر کے اُنہوں نے بات کو گول مول کیا تھا۔۔ناشتہ مکمل ہوا تو عفیفہ کی بھابی اور ممانی کام میں لگ گئیں۔۔۔نوازش صاحب اپنے دوست سے بات کر رہے تھے۔۔

دُعا نانی بیگم کے ساتھ بیٹھی تھی۔۔اُس نے گلا کھنکار کر اُنہیں دیکھا تو نانی بیگم اُس کی جانب متوجہ ہوئیں۔۔دُعا نے ایک گہری سانس لی اور لب کھولے۔۔

"نانی یہ مت سوچئے گا کہ خضر کی بیوی آئی ہے۔۔نواسی آئی ہے آپ سے ملنے۔۔ہمارے

درمیان لاکھ اختلافات ہیں ۔نی ۔۔۔اور میں یہ بھی چاہتی ہوں ۔۔۔کہ جلد از جلد حسیب بھائی کی شادی ہو جائے ۔۔لیکن ۔نی ۔۔۔ابھی یہ وقت نہیں آ ی ۔۔کہ میرا خون سفید ہو َ ی ہے ۔۔۔ اَ آپ کی نواسی ۔ ہوتی تو کبھی آ کر یہ ۔ت ۔ کہتی ۔۔لیکن آپ کی نواسی ہوں ۔نی ۔۔۔"۔نی نے ذرا چو۔ کر اُسے دیکھا ۔۔

"کیا ہوا ہے؟ ۔ خیر ہے شہزادی؟"

اُس نے پھر سے ای گہری سانس لی اور دی ے دا ۔ پھیر کر دیکھتے اُنہیں بتانے لگی ۔۔۔

"اپنی بہو سے پوچھئے کیا کیا ہے اُنہوں نے ۔۔۔اب گھر والوں سے پہلے رشتوں کی خبریں ۔ہر والوں سے موصول ہوتی ہیں ہمیں ۔۔"

۔نی بیگم کے ماتھے پ شکنیں اُبھرنے لگیں ۔۔۔

"کون ۔ہر والا؟"

دُعا نے سادگی سے کہہ دی ۔۔

"وچولن!!"۔نی بیگم حیرت سے ای دم لرز کر رہ گئیں ۔۔۔اُس نے سر جھٹک کر اپنے پیروں کی جا۔ ۔ دیکھا اور کہنے لگی ۔۔

"۔نی مجھے اتنا غیر ۔ کریں ۔۔۔کہ کبھی کسی سے تعارف کروا۔ پڑ جائے ۔۔۔تو یہ ہی ی۔ د رہے کہ میں نواسی ہوں آپ کی!" ای ٹیس اُٹھی تھی ۔نی بیگم کے دل میں ۔۔۔

دُعا نے ای گہری سانس لی اور سر اُٹھا کر اُنہیں دیکھا ۔۔

"مجھے شہزادی ۔ کہا کریں ۔۔۔کیو I'm a common girl ۔نی ۔۔۔مجھ سے محبت کرنے والا ا ن مجھ سے اچھے لباس اچھی صورت اور صرف کرسٹل کی جوتی کی عوض مجھے نہیں

چاہتا۔۔۔ ہی میں اُس کے مال اور اسٹیٹس کی وجہ سے اُس کی شہزادی ۔ چاہتی ہوں۔۔۔ مجھے وہ بہت اچھا لگتا ہے۔۔۔ پلیز اُسے پسند کرلیں۔۔۔ کوئی غیر نہیں ہے وہ بھی۔۔۔ غیر ہوتو آپ کے اتنا سنانے کے بعد مجھے کبھی یہاں آنے دیتا۔۔۔" نی بیگم اُس یں جما پوری توجہ سے اُس کی بات سُن رہی تھیں۔۔۔

"رہی بات حسیب بھائی کی۔۔۔ افسوس ہوا یہ جان کر۔۔۔ کہ ہمیں اپنوں سے پہلے غیروں کی ضرورت پڑ گئی۔۔" یہ کہتے وہ اُٹھ پڑی۔۔ نی بیگم فوراً سے بولیں۔۔

"تمہارا اشارہ کس طرف ہے دُعا؟"

وہ رُکی۔۔ پلٹی نہیں۔۔۔ اُس نے یونہی کھڑے کہا۔۔

"آس پاس یں گھما معلوم پڑ جائے گا۔۔" اور وہ ای ادا سے دھیما سا مسکرا کر رکو چل پڑی۔۔۔ تھوڑی دیر بعد ہی نوازش صا اور اُن کا سارا خان ان پکنک منانے کے لئے گھر سے نکل پڑا تھا۔۔۔ فارم ہاؤس کی لوکیشن پہ پہنچے تو وہاں باربی کیو کا پہلے سے ہی انتظام تھا۔۔ بچے بیڈ کھیل رہے تھے۔ نی بیگم عورتوں میں بیٹھیں ممانی سے پوچھنے لگیں۔۔

"تم نے حسیب کے رشتے کے متعلق وچولن سے بات کی تھی؟"

اُنہوں نے یکدم کرنٹ کھا کر نی بیگم کو دیکھا اور اُن کے بگڑے چہرے کے زاویے نے اُنہیں ساری بات بتا دی تھی۔۔ وہ بمشکل خود کو سنبھال کر بولیں۔۔

"دُعا نے کہا ہے یہ آپ سے؟ میں بھی کہوں صبح سویرے وہ یہاں کیسے آ گئی!" وہ بدگمان ہونے لگیں۔۔ اِس سے پہلے وہ مزید کچھ کہتیں۔۔ نی بیگم فوراً سے بولیں۔۔

"اپنی کرتوتوں کو میری نواسی پہ مت دھرو۔ اُس نے مجھے وہی بتایا ہے جو سچ ہے۔۔۔ شرمندہ کروادیا تم نے آج مجھے میری بچی کے سامنے۔۔" وہ انتہائی افسوس کے عالم میں اُنہیں دیکھتے

کہہ رہی تھیں۔۔۔

"اور ابھی اتنی نوبت نہیں آئی۔۔۔کہ ہم باہر سے حسیب کا رشتہ تلاش کریں۔۔۔تم کل ہی کل عامر کو فون کرو۔۔" ممانی کو کچھ سمجھ نہیں آئی۔۔وہ اُلجھتے ہوئے پوچھنے لگیں۔۔

"عامر بھائی کو کیوں کال کروں؟" جواباً اُنہوں نے سادگی سے کہا۔۔

"حسیب کا رشتہ ڈالنا ہے اقراء کے لئے۔۔"

ممانی بوکھلا کر رہ گئیں۔۔

"لیکن امی اقراء ابھی چھوٹی ہے۔۔پڑھ رہی ہے۔۔" یہ سُن کر نانی بیگم بگڑیں۔۔

"تو ہم کون سا پڑھنے سے روک رہے ہیں اُسے؟ پڑھتی رہے۔۔۔۔ہماری اپنی بچی ہے۔۔۔ اپنی پھپھو کے ہاں رہے گی۔۔۔کیا بُرائی ہے۔۔۔" دُور کھڑی دُعا سر پر بیڈ کیپ پہنے ریلنگ سے لگائے جھولتے انداز میں مسکرا کر جھلملاتی آنکھوں سے اُنہیں دیکھتے بڑبڑائی۔

"ڈی۔کے سب کو دیکھ لے گی۔۔ڈی۔کے کے ہوتے فکر نہیں۔۔"

وہ کون تھی؟ جس سے محبت چاند کرتا تھا۔۔۔چاندنی جس پر رشک کرتی تھی۔۔جو قسمت کے ستاروں کو زچ کرتی تھی۔۔وہ دُعا تھی۔۔۔

رات کو نوازش صاحب اُسے خود گھر چھوڑ کر آئے تھے۔۔اپنے کمرے میں آئی تو سنگھار میز پر خضر چڑھ کر بیٹھا ہاتھ میں ڈانڈیا پکڑے پہلے سے ہی اُس کا منتظر تھا۔۔کسی دوست کے بھائی کی شادی پر سے آیا تھا۔۔دونوں ڈانڈیوں کو وہ آپس میں ٹکراتے ٹکراتے گنگنا رہا تھا۔۔

"چِٹا ککُڑ بنیرے تے۔۔کاسنی دوپٹے والیئے مُنڈا عاشق تیرے تے۔۔" دُعا مسکرا کر اُسے دیکھتے ہاتھ بڑھا کر اُس کی طرف آتے کہنے لگی۔۔

"میرا خیال ہے ہمیں مہندی کے گیت کی لِسٹ ابھی سے بنا لینی چاہیں۔۔۔چار پانچ مہینوں کا

پتا بھی نہیں چلنے گا۔۔" اُس نے اُس کے سامنے آتے اُس سے ای ڈا ٹ یلے کر آگے ۔ڑھائی تو دونوں دا ٹ یوں کے ٹکرانے کی آواز آئی۔۔۔وہ دا ۔ ٹ ٹ ڈا ٹ یمار رہے تھے۔۔

دُعا کہہ رہی تھی۔۔

"ہم نے تو موقع دی تھا ممانی اور خالو کو۔۔۔نیک بن کر ۂ م کما ی ت خا ان میں۔۔" ٹ ٹ کی آواز گو ۔۔

آگے سے خضر شری ا ازمیں بولا۔۔

" ہر کسی کو عزت راس بھی تو نہیں آتی!!!"

ٹ ٹ ۔۔

اگلا دن عامر صا ۔ کے گھر میں بھو ل لے کر آی تھا۔۔ یٰ بیگم اور عامر صا ۔ شام کے وقت بیٹھک میں بیٹھے تھے۔۔ یٰ بیگم تبصرہ کر رہی تھیں۔۔

"یہ دُعا چاہتی ہی نہیں ہے کہ حسیب کی شادی ہو۔۔"

عامر صا ۔ کو اِس ۔ سے کوئی سروکار نہیں تھا۔اُنہیں اِس وقت صرف اپنی بیٹی کی فکر تھی۔۔۔

"یہ ساری سیا ت تمہاری بہن کی ہے۔۔۔دُعا تو بس مہرہ ہے۔۔"

یٰ بیگم کو یہ ۔ت بُری لگی تھی۔۔

"میری بہن کو یہ ۔ کر ۂ ہو ت تو وہ کبھی سیدھی طرح آکر آپ سے ۔ت ۔ کرتی۔۔میں نے کہا تھا آپ سے۔۔کسی کا بھلا کردیں۔۔ آپ نے میری نہیں سُنی۔۔بُھگتیں اب!"

عامر صا ۔ اُن کی انسنی کر کے فیصلہ کن ا ازمیں کہنے لگے۔۔

"سو توں کی ای ت۔۔۔نوازش صا کے خا ان میں اپنی بیٹی دینا۔۔۔گو ی۔۔بتیس دانتوں میں اپنی بیٹی دینا۔۔پہلے ہی میری بہن نے بہت جھیلا ہے اِن لوگوں کو۔۔۔لیکن اب نہیں۔۔۔جو چاہتی ہے تمہاری بہن اور اُس کی بہو۔۔۔وہ مل جائے گا اُنہیں۔۔اِن لوگوں نے بس ہم سے اپنا اُلو سیدھا کروای ہے۔۔۔اور کچھ نہیں۔۔" ت ساری سمجھ گئے تھے۔۔لیکن بہن کا سسرال تھا۔۔بولتے تو نوازش صا اور جہان ی صا سے تعلقات اب ہوتے۔اِس لئے ہمیشہ کی طرح ضبط کر گئے تھے۔۔۔

خضر دُعا چھت پہ کھڑے پُرسکون تھے۔۔اب کوئی فکر نہیں تھی۔۔گیند ڈل چکی تھی۔۔۔چھکا لگ چکا تھا۔۔بس اعلان ہو تی تھا۔۔۔

☆.....☆.....☆

(اگلے روز)

عامر صا وقت نکال کر نوازش صا کے ہاں آئے تھے۔۔ نی بیگم نے اُنہیں دیکھا تو مسکرا کر بولیں۔۔۔

"مٹھائی منگواؤں پھر؟" عامر صا نے ای گہری سانس لی اور دوٹوک بولے۔۔

"معذرت کے ساتھ خالہ جان۔۔لیکن میری طرف سے انکار ہے۔۔" نی بیگم کے تیور بگڑے۔۔۔بھوو اُ کی وجہ سے مٹکیں۔۔۔"میری بیٹی ابھی بہت چھوٹی ہے۔۔۔اور اِس طرح رشتہ طے کرنے کے بعد۔۔۔بچے صحیح طرح پڑھ نہیں پاتے۔۔۔یہ مت کہیے گا۔۔دُعا بھی تو پڑھ رہی ہے۔۔۔دُعا اور خضر کی ت اور ہے۔۔اِس لئے میری طرف سے صاف انکار ہے۔۔" عامر صا چلے گئے تھے۔۔اُن کی اِس حر ت پہ نی بیگم شدی ہم تھیں۔۔ ممانی اور عفیفہ لاؤنج میں اُن کے ساتھ بیٹھی تھیں۔۔

"دیکھ لیا دیکھ لیا تمہارا بھائی کیسے انکار کر کے َ یہ ہے مجھے؟"

جواباً ممانی کہنے لگیں۔۔

"اُنہوں نے جو کیا اِس کی ذمیدار میں نہیں۔۔" وہ سانس ی ٘ کے لیے رُکیں اور پھر کہنے لگیں۔۔

"میری ما ۔۔اب اِس خا ٘ ان اور ٘ ادری کے بھوت کو سر سے اُ ت ریں۔۔اور اپنی آنکھیں کھولیں۔۔وقت ٘ ل رہا ہے۔۔۔مجھے وچولن نے ای رشتہ دکھا یہ ہے۔۔یتیم لڑکی ہے۔۔ پچھلے ہفتے اُس کے والد کا انتقال ہوا ہے۔۔بہت شریف لوگ ہیں۔۔جہا ٘ ی ٘ بھائی کی بھی جان پہچان ہے۔۔لڑکی کا بھائی خضر کا دو ت ہے۔۔اُن سے مشورہ کریں اور ہاں کر دیں۔۔۔پیچھے کوئی خا ٘ ان نہیں اُن کا۔۔جو ہیں یہی ہیں۔۔مجھے تو ایسا ہی خا ٘ ان چاہیے تھا۔۔۔ ٘ کوئی جہیز وغیرہ لیں گے۔۔جو کریں گے خود ہی کریں گے۔۔ساری ز ٘ گی کا احسان پ ٘ ھ جائے گا۔۔ہمارے مقروض ہو جا گے وہ۔۔یہی ٹھیک ہے۔۔۔" اور ٘ نی بیگم کچھ کہہ نہیں پ ۔۔عفیفہ نے وہیں بیٹھے دُعا کو میسج کیا۔۔

"The Lord Voldemort is killed. Mission accomplished!"

ممانی نے جہا ٘ ی ٘ صا ٘ سے مشورہ کیا تھا اور جواب ٘ کو معلوم تھا۔۔۔جہا ٘ ی ٘ صا ٘ کی ہاں سُن کر اُنہوں نے ہارون انکل کی بیگم کو ہاں کر دی تھی۔۔لگ رہا تھا مسئلہ حل ہو چکا ہے۔۔لیکن ابھی تو رضیہ آ کو منا ٘ تھا۔۔اب بھی ٘ کچھ اتنا آسان کدھر تھا؟

اگلے روز دُعا، ربیعہ بیگم اور ہارون انکل کی بیگم رضیہ آ کی طرف گئی تھیں۔۔لڑکے ٘ ہر بینچ پ بیٹھے تھے۔۔خضر کچھ سوچتے زین سے کہہ رہا تھا۔۔۔

"ی رسوچ رہا ہوں۔۔اگلے سال پی۔ایس۔ایل میں حسیب بھائی کراچی کو سپورٹ کریں گے

یلاہور کو؟"

رضیہ آپا کو جیسے ہی ہارون انکل کی بیگم نے رشتہ بتایا تو رضیہ آپا یکدم اُن پہ پھٹ پڑیں۔۔۔

"دماغ صحیح ہے تیرا نورین؟ کیا کہہ رہی ہے یہ۔۔۔ یہ اِس رِگٹکو۔۔۔ ڈی۔کے کے خاندان میں میں اپنی بیٹی بیاہ دُوں؟" دُعا آج چاہ کر بھی کچھ بول نہیں پائی تھی۔۔

"اور اِس کی نانی۔۔۔ تے چُوڑے اودھا وہ چُکتے ایں۔۔"

ربیعہ بیگم فوراً سے بولیں۔۔

"ارے رضیہ باجی چھوڑیں نا خالہ جان کو۔۔ ہم لڑکے کی ماں کی بات کرتے ہیں۔۔"

آگے سے دُعا بھی جھٹ سے بولی۔۔

"ہاں جی رضیہ آپا۔۔۔ آپ کو میری ممانی جان جیسی نیک پروین خاتون پورے کراچی میں کہیں نہیں ملے گی۔۔۔"

رضیہ آپا اُسے چبھتی نظروں سے دیکھتے کہنے لگیں۔۔۔

"تیرے جیسی منہ زور میلی کچیلی اور بدتمیز بھی مجھے سارے کراچی میں کہیں نہیں ملنی۔۔"

رضیہ آپا کا رویہ کہیں سے نہیں بتا رہا تھا کہ وہ اُس رشتے میں دلچسپی رکھتی تھیں۔۔۔

"جی میرا ماننا تو یہ ہے۔۔۔ یہ تے سس چنگی ہوئے یا اودھی فوٹو دیوار دے اُوتے ٹنگی ہوئے۔۔ ویسے لڑکا ڈاکٹر کون سا ہے؟"

دُعا خفگی سے پڑ کر بولی۔۔۔

"مجھے نہیں پتا۔۔ میرا سر نہ کھائیں۔۔۔"

جواباً رضیہ آپا ناک بھوں چڑھا کر بولیں۔۔

"لے۔۔ میرے وسطے اے صدقے دی سری ہی کھان جوگی رہ گئی اے۔۔"

ربیعہ بیگم اور دُعا تو اُن کی طرف سے بلکل ہی مایوس ہو چکی تھیں۔۔نورین آپا اب بے حد ناراضگی سے رضیہ آپا سے کہنے لگیں۔۔

"دیکھو رضیہ، تم نے خود ہی کہا تھا۔۔تمہیں بیٹی کا جلد از جلد رشتہ کرنا ہے۔۔اب جیسا رشتہ تمہیں چاہیے تھا۔۔میں ویسے ہی لوگ ڈھونڈ کر لائی ہوں۔۔۔اور تمہارے نخرے ہی ختم نہیں ہو رہے؟" دُعا نے اُنہیں دیکھ کر خفگی سے ناک سکوڑی۔۔قرۃ العین میز پہ چائے کی ٹرے رکھ رہی تھی۔۔۔رضیہ آپا نے ایک نظر اپنی بیٹی کو دیکھا اور ایک ٹھنڈی آہ بھر کر کہنے لگیں۔۔۔

"اپنا پنجاب چھوڑنے کا دل نہیں تھا میرا۔۔حالاتوں نے مجھے مجبور کر دیا تھا۔۔اپنی بیٹی کی منگنی میں نے بڑی چاہت سے اِس کی پھپھو کی طرف کی تھی۔۔ اُن کا بیٹا آوارہ لوگوں میں بیٹھنے لگ گیا۔۔۔کتنی مرتبہ جیل گیا۔۔۔کتنی مرتبہ اشتہاری قرار دے دیا گیا۔۔۔سوچا ہدایت آ جائے گی۔۔۔آ جائے گی۔۔لیکن نہیں آئی۔۔۔ہم نے رشتہ توڑ دیا تو اُس نے ہمیں ہر جگہ بدنام کر دیا۔۔۔وہاں رہنا اب آسان نہیں تھا۔۔اِس لئے ہم نے سب کچھ چھوڑا اور سندھ آ گئے۔۔۔واپس جاؤں بھی تو اب کدھر جاؤں۔۔۔پیچھے ایک پھپھی تھی اِس کی۔۔۔اُس کی اولاد نے بھی ہمیں کہیں کا نہیں چھوڑا۔۔۔مجھے تو اب بھی خوف ہے۔۔وہ بدمعاش ہمیں ڈھونڈتے یہاں نہ آ جائے!"

رضیہ آپا کی آنکھیں بھیگ گئیں تھیں۔۔دُعا افسوس سے اُنہیں خاموشی سے دم سادھے دیکھ رہی تھی۔۔

"لوگ کہتے ہیں۔۔شوہر مرے کو دیر ہی کتنی ہوئی ہے۔۔اور اِس عورت کو بے سکونی پڑ گئی ہے۔۔لوگوں کو تو نہیں پتا نا۔۔کہ میری اِس عجلت کے پیچھے کیا کہانی ہے۔۔"

بہت زور سے دروازہ کھٹکا۔۔دُعا نے گردن موڑ کر دیکھا۔۔قرۃ العین تیزی سے اُٹھی اور

دروازے کی جان جاتے بولی۔۔

"ذُلفی ہوگا۔۔" جیسے ہی دروازہ کُھلا۔۔زین گھبرا یہوا سا ان رآ یہ۔۔۔

" یراماں !" وہ آہستہ آہستہ بول رہا تھا۔۔دماغ جیسے کسی سوچ میں گم میں تھا۔۔۔رضیہ آ بغور اُسے دیکھ رہی تھیں۔۔۔

" یراماں !" اُس نے گھبراہٹ اور بوکھلاہٹ سے لوں میں ہاتھ پھیرے۔۔۔

"وے دسیں گاں وی کہ نہیں ؟" رضیہ آ   ہم ہوکر پوچھ ڑی تھیں۔۔۔وہ اُن کے ساتھ صوفے پ سر جھٹک کر بیٹھ َ ی۔۔۔ربیعہ بیگم اور نورین آ   بھی غور سے اُسے دیکھ رہی تھیں۔۔۔

وہ آہستگی سے کہہ رہا تھا۔۔

"اماں حوصلہ رکھیں۔۔۔دل وڈا کر کے میری گل سُنیں۔۔"

وہ سانس ی کے لئے رُکا۔۔قرۃ العین بنا پلکیں جھپکے زمین پ بیٹھی اُسے دیکھ رہی تھی۔۔۔

زین نے ای گہری سانس لی اور کہنے لگا۔۔

"اماں شاہد بھائی کی کال آئی سی۔۔۔"

رضیہ آ   کا ذرا سا منہ کُھلا۔۔۔سرخ گال ای دم زرد پ ڑ گئے۔۔۔قرۃ العین وہیں بیٹھی منجمد ہو کر رہ گئی تھی۔۔"فیس پ میں نے ای دو ت کو کمنٹ میں اپنا نمبر د ی تھا۔۔۔اُنہیں پتا چل َ ی ہے۔۔اُنہیں ا کے انتقال کا بھی پتا چل َ ی ہے۔۔۔"

"ہائے !!!" اُنہوں نے کرب والم سے دھیرے دھیرے ٹھنڈی آہیں بھرتے مسلسل ی پ ہاتھ پ ۔۔

"ہائے !!"

"ہائے !!"

دُعا کو کچھ سمجھ نہیں آ رہا تھا۔۔وہ حواس ٖختگی سے زرد پڑے چہرے سے اُنہیں دیتے اُن کے سامنے آ کر بیٹھی۔۔اُس نے رضیہ آ کا ہاتھ اپنی فت میں یتے ہلا کر اُنہیں ہمت دلاتے کہا۔۔

" آ فکر نہیں کرنی آپ نے۔۔میرے جان نے ایسے کئی بڑے غنڈوں کو پکڑا ہے۔۔پولیس آفسر تھے وہ۔۔آج بھی بڑی سلام دُعا ہے۔۔۔میرے جان کے بھائی بھی پولیس میں تھے۔۔آگے سے اُن کی اولاد بھی۔۔آپ فکر کریئے۔۔میں اپنے جان سے بات کروں گی۔۔ وہ بیٹیوں کو خالی ہاتھ نہیں موڑتے۔۔وہ کچھ کریں گے۔۔وہ شاہد آنے کی جسارت تو کرے یہاں۔۔ہم لیں گے اُس سے۔۔"

رضیہ آ کہاں سُن رہی تھیں۔۔ماضی کے جس آ یب سے وہ بچتی آئی تھیں۔۔وہ حال بن کر سامنے کھڑا تھا۔۔۔نورین آ اُن سے کہنے لگیں۔۔

"رضیہ اب بھی تمہارا جواب ہے کیا؟" زین نے جھٹ سے اپنی ماں کو دیکھا اور پھر نورین آ کو۔۔۔

" آ ۔۔کیسی باتیں کر رہی ہیں۔۔۔ہماری طرف سے ہاں ہے۔۔جتنی جلدی ہو سکتا ہے۔۔ہم بجی کو رخصت کریں گے!!" رضیہ آ کا بی۔پی تیز ہو رہا تھا۔۔دُعا نے اُنہیں پیشان ہونے کا تو کہہ دیا تھا خود وہ بہت پیشان ہو چکی تھی۔۔

(اَ نی کو اِس متعلق معلوم پڑ یا تو؟ رشتہ کینسل!) اُس نے یہ تصور کر کے جھرجھری لی۔۔وہ آج بھی خود کو ای ہفتے پیچھے تصور کر رہی تھی۔۔۔ پوَ لیس سو فیصد ہونے کے باوجود بھی صفر تھی۔۔۔ربیعہ بیگم کچھ سوچتے کہنے لگیں۔۔

"ہم کل ہی خالہ جان کو رشتہ دیکھنے بُلا یتے ہیں۔۔" رضیہ آ نے خود کو کمپوز کرتے اُنہیں دیکھا

اور دھیرے دھیرے سر ہلایا۔۔"ہاں۔۔۔ٹھیک ہے۔۔"

دُعا اُنہیں سمجھا رہی تھی۔۔

"آ   آپ نے ٭بس٭نی سے آپ جناب کر کے بات کرنی ہے۔۔"رضیہ آ   کے دل میں ہول اُٹھ رہے تھے۔۔وہ بے چینی سے دا   ب   دیکھ رہی تھیں۔۔۔اُن کی ٹ نگیں مسلسل پ پ ہ رہی تھیں۔۔

"اوہ۔۔۔مجھ سے نہیں بولی جاتی اتنی گاڑھی اُردو!"

دُعا یہ دیکھ کر مزی فکر مند ہو گئی تھی۔۔

"ایسے کیسے رشتہ پکا ہو گا؟"

ربیعہ بیگم اور نورین آ   صفائی کر رہی تھیں۔۔

ربیعہ بیگم نے دیوار سے لوحِ قرآنی کی ی٭ ی ا ری اور کہنے لگیں۔۔۔

"یہ کس حدی ث میں لکھا ہے کہ لوح قرآنی ٭م کی بھی کوئی چیز ہے۔۔یہ لوگوں نے خود سے ہی قرآن کے حروف لے کر اُسے لوح قرآنی کا ٭م دے دی ہے۔۔خطاطی صرف دیواروں پ ی٭ یں لگانے کے لئے نہیں کی جاتی۔۔یہ اِس لیے کی جاتی ہے۔۔ کہ اچھی لکھائی سے خوش ہو کر ا ن کلامِ ٭ ا پڑھے۔۔۔اِنہیں ریما ر کے طور پ لگا ی جا ہے۔۔اور ا اِسے صرف ہم دیواروں کو مزین کرنے کے لئے لگاتے ہیں۔۔تو یہ کلامِ ٭ ا کی بے حرمتی کرتے ہیں۔۔"

دُعا کو رضیہ آ   کے گھر کے خوفزدہ اور افسردہ ماحول میں گُھٹن ہو رہی تھی۔۔۔وہ سکون کی سانس ی٭ ب ہر نکلی۔۔۔تو خضر ب ہر اُسے ٹہلتا دکھائی دی ۔۔اُسے دیکھ کر وہ تیزی سے ب ڑے ب ڑے قدم اُٹھاتے اُس کی جا ب چلی آئی۔۔

"چا تم نے سُنا!!" اُس نے آواز پ دن موڑ کر اُسے دیکھا۔۔چہرہ پ سکون تھا۔۔۔"چا !!" دُعا کے ا ب شل تھے۔۔۔خضر ذرا مسکرا کر پلٹ ی۔۔دُعا نے اُسے تکان سے دیکھا اور بولی۔۔

"چا ای اور مصیبت!!" اِس ب ر اُس نے آدھی دن موڑ کر اُسے دیکھا۔۔۔بھوں اچکا کر وہ ای ادا سے مسکرا ی۔۔

"تم نے کہا تھا آ ی گیند تم ڈالو گی۔۔۔"

دُعا نے پت ی ں سکیڑ لیں۔۔

"ہاں؟"

خضر نے ہوا میں فرضی گیند ڈال کر دا ب زو کو بیٹ بنا کر ہوا میں لہرا ی اور منہ سے آواز نکالی۔۔

"ٹوک!!!" اُس نے گیند ہوا میں بنائے سر پ سے اری تو دُعا کے دی ے گُھومے۔۔خضر نے ب ہاتھ سے گیند کیچ کر کے دُعا کو دیکھا۔۔۔

"آ ی کیچ میں کروں گا۔۔لیکن میں نے یہ نہیں بتا ی تھا!!"

"ہوہ!!!" اور دُعا کا منہ یکدم کُھلا۔۔۔

"چا !!!" اُس نے ب ت ت سے اُسے دیکھا۔۔آنکھیں یکدم بھر آئی تھیں۔۔

"تمہیں لگتا ہے یہ ب مذاق ہے؟" اُس کا دل واقعی دہل ی تھا۔۔

"تم نے۔۔تم نے۔۔" آواز پ پ ہ رہی تھی۔۔۔خضر اُس کی طرف ب ڑھا تو دُعا سر جھکائے کھڑی مخبوط الحواس ہوتی جا رہی تھی۔۔۔

"میں۔۔میں اتنا ڈر گئی تھی!!" اُس نے ہنستے ہوئے اُس کے شانے کے د ب زو پھیلا ی۔۔دُعا نے دل شکستگی سے اُس کا ہاتھ پیچھے کیا۔۔

"نہیں۔۔۔یہ اچھا مذاق نہیں تھا۔۔ بلکل نہیں۔۔"اُس کے اِس پلان کو اُسے اپنے ا ب پ سوار کر لیا تھا۔۔۔ایسے جیسے وہ ت میں تھی۔۔اُس سے خفا تھی۔۔اُس نے یکدم اپنے شانے سے اُس کا ہاتھ ہٹا کر زور زور سے اُس کے بازو پ تھپڑ رسید کیے۔۔۔

"جنگلی۔۔۔مینڈک۔۔کھٹمل۔۔چمگادڑ!!" وہ ہنس کر ذرا آگے بڑھا۔۔دُعا غصے میں بپھرتی ہو کر آگے بڑھی۔۔۔

"دِس واز ناٹ فنی ایٹ آل۔۔۔"

"آئی واز جسٹ!!" خضر پلٹ کر اُسے اُس سے چھڑاتے اُلٹا اُلٹا چل رہا تھا۔۔

"No, you created a scene!!"

دُعا نے اُسے دھکا دیا اور اُس کی کمر ذرا جھکی۔۔۔

"I will kill you!"

وہ اُس کی پشت پ ہاتھ ر ت اُچھلی۔۔

نم سا قہقہہ گلے سے نکلا تھا۔۔

وہ اسکوائر کی خالی سڑک پ چلتا جا رہا تھا۔۔اور سُنسان سڑک کو خضر کے قہقہے رونق بخشتے جا رہے تھے۔۔۔ای طویل چکر لے کر واپس لوٹے تو صورتحال بلکل نارمل تھی۔۔واپسی پ وقاص شریم اور زین اُنہیں ملے۔۔دُعا کے پیر تو آج ساتویں آسمان پ تھے۔۔۔شریم اُسے دیکھ کر کہنے لگا۔۔

"یہ یہ یہ کک کک کام۔۔۔اِتنا۔۔"

"پ پ کر جا ہکلے!!" وہ بیزاری سے بولی تھی۔۔وقاص نے اُس کا جملہ مکمل کیا۔۔۔

"زیدہ پ اوڈ ہونے کی ضرورت نہیں۔۔۔یہ کام اتنا مشکل نہیں تھا۔۔"

دُعا نے ہاتھ ۔ ھ کر چبھتی وں سے اُسے دیکھا اور بولی ۔۔

"اچھا؟" ساتھ اُس نے بھو ن لی ۔۔

"اَ یہ کام اتنا آسان ہو ۔۔۔ تو اِس قوم کی لڑکیوں کی اکثر یت کو پھپھو کا یٹ ملتا!!" اور یہ کہہ کر وہ بڑے ٹھاٹ سے چل پڑی ۔۔ خضر نے مسکرا کر اُسے جا دیکھا ۔۔ خوش تھا ۔۔ ابھی مطمئن نہیں تھا ۔۔ جیسے ابھی بھی کچھ قی تھا ۔۔۔ وائبس ابھی بھی اچھی نہیں آ رہی تھیں ۔۔۔ لیکن کیوں؟ یہ سمجھنے سے قاصر تھا ۔۔

☆.....☆.....☆

خضر بائیک رہا تھا ۔۔ دُعا پیچھے بیٹھی بے دھیانی اور بے احتیاطی میں شاورما کھا رہی تھی ۔۔ وہ اُسے میڈ کالج سے لے کر آ رہا تھا ۔۔۔ اُس نے ای دم بائیک روکی تو دُعا کا سر زور سے اُس کی پشت سے لگا ۔ وہ سخت خفگی سے اُسے جھڑک کر بولا ۔۔۔

"دو منٹ تمہارا منہ نہیں رُکتا دُعا ۔۔ سمجھا یا ہے تمہیں کتنی دفعہ صحیح طرح بیٹھا کرو ۔۔۔ تمہیں بات سمجھ میں نہیں آتی ۔۔۔"

دُعا نے منہ بسور کر شاورما کو شاپ میں لپیٹا ۔۔۔ اور صحیح طرح بیٹھ گئی ۔۔۔ وہ اسکوائر میں داخل ہو رہے تھے ۔۔ آج نی بیگم نے قرۃ العین کو دیکھنے آ تھا ۔۔۔ اسکوائر میں اُس کی تیاریں زوروں شوروں سے چل رہی تھیں ۔۔۔

"سلام انکل !!" خضر کو ہارون انکل دِکھے تو اُس نے سلام کہا تھا ۔۔۔ انکل مختصر سا جواب دے کر چلے گئے ۔۔ خضر نے پھر سے بائیک اسٹارٹ کی ۔۔

"میرا م شاہد ۔ ٹ ہے!!!" یہ سُنتے خضر کا ہاتھ یخ دان کی طرح ہو یا ۔۔ دُعا نے بمشکل سانس ی کی کوشش کی ۔۔۔

"اور میں رشیدہ ہوں ۔۔لاہور سے آئی ہوں ۔۔زین ۔ ٹ کی پھپھی ہوں میں !! لیاقت میرے بھائی کا ۔ م ہے !!!!"

اُن دونوں میں اتنی ہمت نہیں ہو ۔ پ رہی تھی کہ دونوں ۔ دن موڑ کر اُنہیں دیکھتے ۔۔۔اُن کے عقب پ ا ۔ ی جوان مرد اور ا ۔ ی درمیانہ عورت کھڑی گیٹ کیپر کو اپنا تعارف دے رہی تھی ۔۔

کسے پتا تھا ۔۔ بنائی ہوئی کہانی ۔۔۔حقیقت میں ۔ ل سکتی تھی ۔۔۔دُعا بمشکل دبی دبی آواز میں بولی ۔۔

"چا ۔ چا ۔ ۔۔۔ ۔ ئیک دوڑاؤ ۔۔ ۔ ئیک دوڑاؤ ۔۔"

اور خضر نے ۔ ئیک دوڑانے میں ا ۔ ی لمحہ نہیں لگا ۔ ۔۔جیسے ہی وہ اپنی بلڈ ۔ ۔ کے قر ۔ ۔ آئے ۔۔۔ نیچے زین دُکان سے کولڈ ڈر ۔ ۔ کی بوتل پکڑے گھر جا رہا تھا ۔۔۔خضر اُسے دیکھتے ہی ۔ ئیک دوڑا کر اُس کے سامنے آ ۔ ۔۔وہ چونکا ۔۔۔دُعا ۔ ئیک سے اُ ۔ ۔ ی اور کھلبلا کر بولی ۔

"زُلفی ۔۔زُلفی ۔۔"وہ پ ۔ ی کی طرح پھڑ پھڑا رہی تھی ۔۔

"تمہاری پھپھو کے ۔ ۔ !!"

زین نے خفگی سے منہ بنا ۔ ۔۔

"اوہ ۔ ر دفع کرو ۔۔۔کِن لوگوں کا ذکر کر رہے ہو!"

خضر نے ۔ میں سر ہلا ۔ ۔۔۔۔

"نہیں ۔ ر ۔۔۔نہیں ۔۔وہ اسکوا ۔ میں آگئے ہیں ۔۔۔"

زین کو اب غصہ ۔ ڑھا تھا ۔۔

"دیکھو چا ۔ ۔ ۔۔میں ڈی ۔ کے نہیں ہوں !"دُعا فوراً اُسے رضیہ آ ۔ کی طرف بھاگ گئی تھی ۔۔۔

"آئندہ میرے ساتھ ایسا بھدا مذاق مت کر ۔ !!"وہ اُسے سختی سے تنبیہ کرتے کہہ رہا تھا ۔۔

"زین پُتر !!" آواز پ وہ کرنٹ کھا کر پلٹا۔۔خضر نے بائیک کے ہینڈلز پ فت مضبوط کر
لی۔۔۔سامنے پھپھو اور اُس کا پھپھی زاد بھائی کھڑا تھا۔۔لمبا چوڑا حسین اور گبرو جوان تھا
وہ۔۔۔وقاص کندھے پ بیگ ڈ ئے لاء اسکول سے آ رہا تھا۔۔وہ اپنے دوستوں کو چونکا ہوا پ
کر ذرا چونکا۔۔۔

" کیا ہوا ؟" سامنے کھڑے زین کو اُس نے دیکھتے پوچھا تھا۔۔زین نے میکا از میں
دن پھیر کر اُسے دیکھا اور اُسے یاد آ یا۔۔

"ا لڑکی تھی قرۃ العین۔۔ اُسے عینی پکارا کرتے تھے۔۔پھر اُس کی شادی اُس کے پھپھو
کے بیٹے شاہد سے ہوگئی تو وہ کیا ہوئی ؟"

چاہتے ہوئے بھی اُسے اُنہیں گھر لا پڑا تھا۔۔اُس کے ن نے فیس پ ہی اُس کی
اسکوا میں لی تصاویر دیکھی تھیں۔۔۔جس پ قا ہ۔۔۔نیو ہوم۔۔ہوم سویٹ ہوم کا
کیپشن تھا۔۔۔اُن کا اسکوا بھی کافی مشہور تھا جو فیس لوکیشن اور سنیپ چیٹ لوکیشن پ سرچ
کیا جا سکتا تھا۔۔۔گمان میں اُس کے یہی تھا کہ اِس ر اُس کا ن جیل لمبے عرصے کے لئے
ی تھا لیکن۔۔۔قسمت کو شاید کچھ اور ہی منظور تھا۔۔۔پھپھو کو اپنے بھائی کی وفات کا بھی علم
تھا۔۔۔پھپھو اب کافی حد ل چکی تھیں۔۔۔شاہد بھی اب بتا رہی تھیں کہ نیک ہو چکا تھا۔۔
پنج وقت کا زی تھا۔۔۔پ نے اُسے کپڑے کا کارو ر کر کے دیا تھا۔۔وہ کراچی واپس
اُنہیں ی آئے تھے۔۔۔دُعا اور خضر کو لگ رہا تھا جیسے ختم ہو یا ہے۔۔۔لیکن رضیہ آ
جانے کے لئے رضامند نہیں تھیں۔۔۔اُنہوں نے اُنہیں معاف تو کر دیا تھا دلوں میں اب بھی
کدورتیں قی تھیں، ایسی کدورتیں جن کے اب رجوع مشکل تھی۔۔۔دُعا کو فالحال
سے ڑی ٹینشن یہ تھی کہ شام کو نی بیگم آ رہی تھیں۔۔۔انکل ہارون لڑکوں کو لے کر اپنی

طرف جمع ہوئے۔دُعا، ربیعہ بیگم اور جہان ۔ ۔ صا ۔ بھی وہیں تھے۔۔انکل ہارون اُنہیں سمجھا رہے تھے۔۔

"دیکھو اب کرتے یہ ہیں۔۔۔رشتہ تو آج پکا ہو کر ہی رہے گا۔۔لیکن جہان ۔ ۔ بھائی کی طرف۔۔"جہان ۔ ۔ صا ۔ فوراً سے بول پڑے۔۔

"ہمارے ہاں کیسے؟"

یہ سُنتے دُعا جھٹ سے بولی۔۔

"کہہ دیتے ہیں زُلفی کے ہاں پینٹ ہو رہا تھا۔۔۔اور ہم خیر کرنہیں چاہتے تھے۔۔۔آ رضیہ اور ۔ جی کو یہ کہہ کر اپنی طرف بلا لیں گے۔۔کہ وہ کسی کی تیمار داری کے لئے جا رہی ہیں۔۔بس کسی طرح رشتہ ڈن ہو جائے۔۔۔پھر پھپھو کو آرام سے گولی دے دیں گے۔۔بس کسی بھی طرح پھپھو والوں کو اور نی جان کو اِن ۔ ۔ توں کی بھنک لگے!!"

شام کو بہانہ کر کے رضیہ آ اور قرۃ العین جہان ۔ ۔ صا ۔ کے ہاں آ گئی تھیں۔۔نوازش صا ۔ کے گھر سے صرف عورتیں ہی آئی تھیں۔۔۔جہان ۔ ۔ صا ۔ کی طرف بھی عورتیں ہی بیٹھی تھیں۔۔۔نی بیگم تنقیدی وں سے قرۃ العین کو ۔ ر ۔ ر دیکھ رہی تھیں۔۔۔اُن کا بس نہیں چل رہا تھا۔نہیں تو ابھی کہ ابھی انکار کر دیتیں۔۔۔لیکن خا ان میں انکار ہونے کے بعد اُن کے پ س اور کوئی چارہ بھی تو نہیں رہا تھا۔۔

رضیہ آ نے مسکرا کر حسیب بھائی کے متعلق پوچھا تو نی بیگم ۔ ے متکبرانہ ا ازمیں بولیں۔

"ہمارا ۔ ا ی انتہائی نیک فرمان ۔ دار اور سعادت مند لڑکا ہے۔۔وہ وہی کرے گا جو ہم کہیں گے۔۔"

رضیہ آ کو شدی ت پ ڑھی تھی۔۔دُعا نی بیگم کے عقب میں کھڑی ہاتھ جوڑ کر اُنہیں دکھا رہی

تھی۔۔ممانی ہا بھابی اور عفیفہ تو اُن سے ۔ڑی چاہت سے ملی تھیں۔۔بس ۔نی بیگم سے ہی اُنہیں اعتراض تھا۔۔۔

ممانی کا دل تو تبھی ہاں کرنے کا تھا۔۔ ۔نی بیگم نورین آ سے کہنے لگیں۔۔

"ہم گھر جا کر پہلے مشورہ کریں گے۔۔۔"

اُن کے جانے کے بعد کی گھڑیں۔۔۔یوں تھیں گو۔ روزِ انتخاب کے نتیجے کی گھڑیں ہوتی ہیں۔۔۔ہارون انکل کے ہاں بس نوجوان بچے بیٹھے تھے۔۔۔نورین آ نے مٹھائی کا ڈبہ پہلے ہی منگوا لیا تھا۔۔دُعا کا ئندہ پہلے سے ہی نوازش صا ۔ کے ہاں تھا۔۔۔نوازش صا ۔ کے ہاں ووٹنگ چل رہی تھی۔۔۔پہلا ووٹ ہا بھابی نے د۔ تھا۔۔خضر ۔اہ را ۔ اُنہیں خبر سُناتے بتا رہا تھا۔۔

"تو جی ۔ظرین۔۔۔ہمارے ساتھ بنے رہیے۔۔ڈی۔کے نیوز ۔ ۔ سے پہلے آپ کو سندھ بمقابلہ پنجاب انتخا ۔ت کا نتیجہ سُنانے جا رہا ہے۔۔ہمارے نیوز ۔ ئندے کے ذریعے ہم آپ کو غیر حتمی اور غیر سرکاری نتیجہ بتانے جا رہے ہیں۔۔۔ہا بھابی کا ووٹ پنجابیوں کے حق میں ڈل چکا ہے۔۔۔اور حلقہ پنجاب کو فتح کے لئے اب صرف مز۔ سات ووٹ درکار ہیں۔۔"

وقاص ۔ ۔ ۔ ۔ رکھے بیٹھا اُسے دیکھ کر کہنے لگا۔۔

"میں پشین گوئی کر رہا ہوں۔۔۔۔دیکھنا۔۔ریٹا ئمینٹ کے بعد یہ رمیض حسن راجا کو ریپلیس کر دے گا!!"

نوازش صا ۔ کے ہاں ہا بھابی نے چھیڑ کر حسیب سے پوچھا تو اُس نے سادگی سے کہہ د۔۔

"ٹھیک ہے!!" اور خضر جوش سے بولا۔۔

"۔ ظریں ای اور ووٹ۔۔ای اہم ت ین ووٹ۔۔دولہے راجا کا ووٹ پنجابیوں کے حق میں ڈل چکا ہے۔۔۔اب میں آپ کو پھر سے بتا ت چلوں۔۔۔کہ حلقہ پنجاب کو اب فتح کے لئے صرف اور صرف چھ ووٹ درکار ہیں۔۔"

نوازش صا ب کے ہاں عفیفہ نے بھی ہاں کر دی۔۔

"بقایہ رہ گئے پ نچ ووٹ!"

ممانی اور ماموں بھی کہہ پ ڑے۔۔

"ٹھیک ہے ہمیں کوئی مسئلہ نہیں!!!"

"۔ ظریں فتح بس تین ووٹ کی دُوری پ ہے!"

عفیفہ کے ب ڑے بھائی وقار نے بھی کہہ دی۔۔۔

"ٹھیک ہے۔۔۔" اور یہ سُنتے نوازش صا ب بھی بولے۔۔"ٹھیک ہے ہاں کر دو!!" خضر نے پ جوشی سے انگشت شہادت دِکھا کر کہا۔۔

"۔ ظرین صرف ای ووٹ!! آپ ہارون انکل کے ہاں ب ی ت کا سماں دیکھ ت ہیں۔۔۔ ۔ ظریں میں آپ کو ای مرتبہ پھر سے بتا ت چلوں۔۔۔یہ ئج غیر حتمی اور غیر سرکاری ہیں۔۔۔"

۔ نی بیگم اُس طرف منہ بنائے بیٹھیں دل پ پتھر رکھے بمشکل بھو پ ڑھا کر بولیں۔۔۔

"ہاں ٹھیک ہے۔۔کر دو ب ت پکی!!!"

"اور ۔ ظرین حلقہ پنجاب نے پورے آٹھ کے آٹھ ووٹ حاصل کر کے سندھ بمقابلہ پنجاب انتخاب ت میں ای شا ن ار بے مثال قسم کی فتح حاصل کی ہے۔۔۔ ی در ہے ۔ ظرین یہ فیصلہ غیر حتمی اور غیر سرکاری ہے۔۔جو ڈی۔ کے نیوز ت ن کے ہیڈ کوارٹ سے ہم ب سے پہلے آپ

ت پہنچا رہے ہیں!!"

جہانزیب صاحب کال پہ اُس کی کمنٹری سُنتے بولے۔۔۔

"انتہائی لُچا ہے یہ ڈ ڈو!"

نوازش صاحب کی طرف۔۔ممانی نے میز پہ سے موبائل اُٹھایا اور نورین آپی کا نمبر ڈائل کیا۔۔ چند لمحوں بعد نورین آپی کا موبائل بج پڑا۔۔اُنہوں نے excitement سے مسکراتے اُن کو موبائل دکھاتے بھوویں اچکائیں۔۔اور پھر فوراً سے کال اُٹھالی۔۔ حال احوال کے بعد اُنہوں نے ہاں کی اور مبارک وصول کر کے کال بند کردی۔۔خضر ہوا میں خیالی مائیک پکڑے کہہ رہا تھا۔۔

"جی ناظرین۔۔۔سندھ حکومت کی جانب سے سرکاری اعلان ہو چکا ہے۔۔۔تو ہم ایک بار اپنے ناظریں کو پھر سے بتاتے چلیں۔۔کہ 2019 کے اِس پنجاب بمقابلہ سندھ انتخابات میں پنجاب نے عمدہ اور اعلیٰ قسم کی فتح پا کر سندھ پارلیمنٹ میں اپنی ایک کرسی حاصل کر لی ہے۔۔سرکاری اعلان کے بعد بھی یہ خبر سب سے پہلے ڈی۔کے نیوز چینل آپ تک پہنچا رہا ہے۔۔ناظرین اب وقت ہو رہا ہے پروگرام کے اختتام کا۔۔۔زندگی رہی تو پھر کسی شو پہ پھر سے ملاقات ہوگی۔۔اب اجازت چاہتا ہوں۔۔۔السلام علیکم۔۔دیکھتے رہیے۔۔ڈی۔کے نیوز چینل۔۔کیونکہ ڈی۔کے نیوز چینل ہے۔۔۔ہر پل ہر وقت۔۔۔سب سے پہلے۔۔"

دُعا نے سب سے پہلے اُٹھ کر مٹھائی کا ڈبہ اُٹھایا اور اُسے کھول کر چم چم نکال کر خضر کی جانب آئی۔۔۔اُس نے پیر اونچے کر کے اُس سے کہا۔۔

"آج کھالو!!!" اُس نے مجبوراً ایک نظر اُسے دیکھا اور بیک وقت مسکرا کر چم چم چکھ لی۔۔۔۔

مسئلے تو اب بھی تھے۔۔۔اب پھپھو کے ساتھ کیا معاملہ کرنا تھا یہ اُنہیں سمجھ نہیں آ رہا تھا۔۔

رات کو رضیہ آ اور پھپھو لاؤنج میں بیٹھی تھیں۔۔۔

"دیکھو رضیہ، پُرانی باتوں کو بُھلا دیتے ہیں۔"دُعا اور خضر کا ئندہ زین یہاں بھی موجود وقعتاً فو وقعتاً اُنہیں خبر دے رہا تھا۔۔۔

رضیہ آ نے ای گہری سانس لی اور بڑی سنجیدگی سے کہا۔۔

"چھوڑیں باجی پُرانی باتوں کو۔۔۔"

یہ سُنتے پھپھو کا چہرہ خوشی سے کِھل اُٹھا۔۔۔

دُعا اور خضر چھت پر منڈیر کی دیوار سے ٹیک لگائے بیٹھے تھے۔۔۔ہاتھ میں مو تھا اور کال اسپیکر پر تھی۔۔دل مسلسل تیزی سے دھڑک رہا تھا۔۔۔

"تو پھر میں قرۃ العین کی جانب سے ہاں سمجھوں رضیہ؟"دُعا نے زور سے خوف سے آنکھیں میچ لیں۔۔خضر نے ناراضی سے اُسے دیکھا۔۔

"دُعا ڈرامہ کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔۔۔یہ scripted ہے۔۔۔او کے!!"

رضیہ آ نے بڑی سنجیدگی سے پھپھو کو دیکھا اور کہنے لگیں۔۔

"مجھے تو کوئی اعتراض نہیں تھا باجی۔۔۔لیکن۔۔۔ابھی کچھ ہی عرصہ پہلے ہم نے قرۃ العین کی بات پکی کی ہے۔۔"پھپھو ذرا چو ۔۔۔

"کچھ ہی دنوں میں نکاح ہے اُس کا۔۔اچھا ہوَ آپ آ گئیں۔۔نکاح دیکھ کر ہی جایئے گا۔"

رضیہ آ سانس ی کے لئے رُکیں۔۔پھپھو کا دل جیسے بُجھ َ تھا۔۔۔

"میں ہاں کر دیتی۔۔۔ اب یہاں عزت بنی ہوئی ہے۔۔زین کے دو کے رشتے دار ہیں۔۔۔بڑی محبت کرتے ہیں۔۔۔اچھے لوگ ہیں۔۔۔بڑا ساتھ دیا ہے اُنہوں نے ہمارا۔۔۔دوستوں اور ہمسایوں کے بڑے حق ہوتے ہیں۔۔۔کبھی کبھار یہ ہمارے لئے وہ

کر دیتے ہیں جو خون کے رشتے بھی نہیں کر پ تے۔۔۔اِنہیں ب ڑا مقام ہے۔۔۔اور یونہی نہیں ہماری زن گی میں۔۔۔"

پھپھو خاموش ہوگئی تھیں۔۔۔وہ بنا کچھ کہے سُنے اُٹھ کر کمرے میں چلی گئیں۔۔۔

"اب کیا ہوگا چان ؟"دُعا چھت پ بیٹھی ان یں دانتوں میں د ب ئے اُس سے پوچھ رہی تھی۔۔۔

" کیا شاہد بھائی اپنے gang کو بُلوا کر قرۃ العین ب جی کو اُٹھوا لیں گے؟"خضر فکر مندی سے سر جھٹکے بیٹھا تھا۔۔

"پتا نہیں دُعا۔۔"اِس وقت اُسے بھی سمجھ نہیں آ رہا تھا کہ کیا ہوگا۔۔ ن نی بیگم کو اُنہوں نے بتا ی تھا کہ زین کی پھپھو لاہور سے آ رہی تھیں۔۔اِسی وجہ سے گھر میں پینٹ چل رہا تھا۔۔۔اِس پ ن نی بیگم نے شکی اور تنقیدی ان ا از میں نورین آ سے کہا تھا۔۔

"تم نے تو کہا تھا کہ پیچھے اُن کا کوئی خان ان نہیں۔۔"جس پ اُنہوں نے ب قت مسکراتے کہہ دی ا تھا۔۔

"وہ پھپھو تو اپنے گھر والی ہے ن آ !!"

ن نی بیگم نے اگلے ہفتے اُن سے ملنے آن تھا۔۔۔ب ت چھپا ن ممکن نہیں تھا۔۔انکل ہارون نے کہا تھا ایسی ب تیں چھپانی نہیں چاہیں، نہیں تو بعد میں مسئلے ہو تے ہیں۔۔سمجھ نہیں آ رہا تھا کہ اِس بکھرے خان ان کو ای آ ئ ڈیل خان ان کے فریم میں فِٹ کرتے تو کیسے کرتے؟ مشکلات اور آزمائشیں تھیں کہ ختم ہونے کا ن م ہی نہیں لے رہی تھیں۔۔۔اگلی صبح زین نے شاہد کو خضر سے ملوای تو خضر کو وہاں پ کر اُس کی خوشی کی کوئی انتہا ہی ن رہی۔۔وہ ب ڑی گ م جوشی سے اُس سے مصافحہ کرتے کہہ رہا تھا۔۔۔

"میں تمہارا بہت ب ڑا فین ہوں۔۔۔خاص طور پ تمہاری ب ؤلنگ کا۔۔۔"

شاہد کا ایسا مثبت رویہ دیکھ کر وہ ششدر رہی رہ گئی تھا۔۔۔ اُسے تو اُسے پیٹنا تھا۔۔۔ اُسے تو اُسے دھمکانا تھا۔۔۔ یہ سب تو scripted نہیں ہورہا تھا۔۔ کیا وہ واقعی ایک نیک اور شریف انسان بن گیا تھا؟ شک اب بھی تھا۔۔۔ رضیہ آپا کی طرف قرۃ العین اسکول سے آکر دوپہر کا کھانا میز پر لگا رہی تھی۔۔۔ رضیہ آپا کی کل سے پھپھو سے کوئی بات نہیں ہوئی تھی۔۔۔ صبح سے وہ اپنی ڈیڑھ اِنچ کی مسجد لگا کر لاؤنج کے کنارے والے صوفے پر بیٹھی تھیں۔۔۔ کھانے کا وقت ہوا تو قرۃ العین نے اُنہیں بلا لیا تھا۔۔۔ وہ ڈونگے سے سالن نکالتے بے نیازی سے بولیں۔۔۔

"رضیہ بُلا لو تم عینی کے سسرال والوں کو!!" دونوں ماں بیٹی نے یکدم چونک کر پھپھو کو دیکھا۔۔۔ سمجھ نہ آیا کیا تاثر دیں۔۔۔

"نکاح تو دیکھ کر جانا ممکن نہیں۔۔۔ لیکن مل ضرور لیتی ہیں اُن سے۔۔۔ پھر ان شاء اللہ شادی پر آئیں گے!!"

جب دُعا کو یہ خبر معلوم ہوئی تو اُسے سکون نہیں آیا بلکہ وہ مزید اشتباہ میں پڑ گئی تھی۔۔۔

" کیا پھپھو اور شاہد بھائی کی اِس کہانی میں بس Cameo سی appearance تھی؟ اور وہ اتنی آسانی سے مان گئیں؟ کیا چل رہا ہے اُن کے ذہن میں؟ اور اگر کچھ نہیں بھی چل رہا تو اُن کا ہماری زندگیوں میں آنے کا کیا مقصد ہے؟ اُستاد کہتے ہیں۔۔۔ ہماری زندگی میں کسی انسان کا بھی آنا۔۔۔ کسی بھی حادثے کا پیش آنا بے مقصد نہیں ہوتا۔۔۔ اگر اُن کی آمد کے پیچھے بھی کوئی مقصد ہے تو وہ مقصد کیا ہے؟ کیا یہ آمد بالخیر ہے؟ یہ آمد کسی آفت کی خبر ہے؟"

شاہد کو وہ چاروں دوست کراچی گھمانے بھی لے کر گئے تھے۔۔۔ اور بات یہ تھی کہ وہ چاروں لڑکے صحیح سلامت گھر نہیں لوٹے تھے۔۔۔ اُن چاروں کی ماؤں کے سانس خشک پڑے ہوئے تھے۔

ویکنڈ کی رات تھی۔۔۔ اگلے روز نانی بیگم نے زین کا گھر دیکھنے آنا تھا۔۔۔ اب پینٹ کا جھوٹ

بولا تھا تو اُسے حقیقت بھی تو دکھانی تھا۔۔آنی تو وہ پہلے ہی چاہ رہے تھے۔۔لیکن خضر نے اُن سے کہا تھا۔۔۔

"نہیں۔۔اتنی جلدی پینٹ کی بو نہیں جاتی!"

شاہد اور وہ چاروں دو دن سے لاؤنج میں گیلا پوچھا پکڑے دیواریں صاف کر رہے تھے۔۔۔

ویسے بھی اُن کا پینٹ اوؤل پینٹ تھا۔۔اُسے ذرا سا صاف کرتے تو وہ نیا پینٹ ہی لگتا۔۔۔

کونے میں قرۃ العین بیٹھی اسکوائر کی ایک بچی کو کلر نگ کروا رہی تھی۔ جو غالباً اُس کے پاس ٹیوشن پڑھنے آیا کرتی تھی۔۔

دُعا پھپھو اور رضیہ آنٹی باورچی خانے میں تھے۔۔۔دُعا رضیہ آنٹی سے کہہ رہی تھی۔۔۔

"آنٹی اب ہمیں کراچی کراچی والے مت کہا کریں۔۔ہم کراچی والے ہیں۔۔" وہ ہجے کر کے بتانے لگی۔۔

"کا۔۔را۔۔چی۔۔"

"اور خبردار اب آپ نے ہمیں بھیئے کہا۔۔اب میں اور آپ رشتے دار ہیں!!"

دُعا کی آوازیں لاؤنج تک آ رہی تھیں۔۔۔جسے سُن سُن کر وہ سب لطف اندوز ہو رہے تھے۔۔

کسی خیال سے رضیہ آنٹی نے دُعا سے کہا۔۔

"ویسے گڈو تیرا بھائی کچھ ضرورت سے زیادہ ہی ماں کا فرمان بردار نہیں؟" جواباً دُعا نے ہاتھ جھلاتے کہا۔۔

"شادی کے بعد کوئی نہیں رہتا آنٹی!!"

لاؤنج میں دیواریں چمکاتے تینوں دوستوں نے خضر کو دیکھا۔۔ایک awkward سی خاموشی چھائی تھی۔۔خضر نے یکدم ناسمجھی سے اُنہیں دیکھا۔۔وقاص لاؤنج کے وسط میں

سیڑھی لگا کر کھڑا تھا۔۔اُس کی َ دن سامنے والی دیوار کے ساتھ کھڑے خضر پہ تھی۔۔

خضر نے ای گہری سانس یت دیے پھیلاتے کہا۔۔

"She's my friend......friends!"

اور اُس awkward سی خاموشی کو cuckoo clock کی cuckoo cuckoo کی آواز نے توڑا۔۔وہ تینوں دو ت ۰ رمل ہوتے پھر سے کام کرنے لگے۔۔۔

دُعا ۔ ہر لاؤنج میں آئی اور اُس نے قرۃ العین کو بچی کو کلر کرواتے دیکھا تو چہک کر بولی۔۔

"پتا ہے ۔ جی ۔ ۔ میں چھوٹی تھی ۰ !!" وقاص دیوار صاف کرتے رُکا اور طنزاً اُسے دیکھ کر بولا۔۔

"چھوٹی؟"

(مطلب وہ تو اب بھی ہو!)

دُعا نے غصے سے اُسے دیکھا اور سیڑھی کو زور سے ہلایا۔۔

"چا ۰ !!" وقاص ڈگمگاتے ہوئے یا تو خضر نے فوراً سے آ کر دُعا کا ہاتھ سیڑھی سے ہٹایا۔۔

"Ducky کیا کر رہی ہو!!" بمشکل وقاص نے اپنا توازن ۔ قرار کیا۔۔اور ای گہری سانس یت بیٹھ یا۔۔دُعا شدی ۔ ہمی سے اُسے دیکھتے بولی۔۔

"تم نے دیکھا نہیں اِس نے مجھے کیا کہا!"

"تو تم بھی منہ سے جواب دے دیتی!!"

"اِس نے مجھ پہ طنز کیا۔۔تمہاری دو ت پہ۔۔" دُعا ۔ تی ہو گئی تھی۔۔۔

خضر نے بیزاری ت سے اُسے دیکھا اور بولا۔۔

"کیا ہو َ یا ہے۔۔تم دونوں میرے دو ت ہو۔۔"

ایَ awkward سی خاموشی پھر سے چھائی۔۔شریم نے اب َ دن موڑ کر اُنہیں دیکھا تھا۔۔ یہ بچپن کی لڑائی تھی۔۔۔کہ کون خضر کا ۔ سے اچھا دو ت تھا۔۔۔وقاص اور دُعا دونوں خضر کو دیکھ رہے تھے۔۔۔تبھی cuckoo clock سے cuckoo ۔ ہر آئی اور لاؤنج میں cuckoo cuckoo کی آواز گونجنے لگی۔۔دُعا نے غصے کا زہر کی ما گولا ضبط کرتے کہا۔۔

"میں پڑھنے جا رہی ہوں۔۔۔ویسے بھی اِن دِنوں میں نے اپنی پڑھائی کا بہت نقصان کر لیا ہے۔۔۔اللہ حافظ!!!"

"دُعا!!" خضر دُعا کے پیچھے یَ۔۔ وہ دھماکہ خیز ا ازمیں زور سے اُس کے منہ پر دروازہ مار کر چلی گئی۔۔۔اور وہ یکدم چونکر پیچھے ہوا۔۔۔اُس نے حواس ۔ ختگی سےَ دن موڑ کر پیچھے اپنے تینوں دوستوں کو دیکھا۔۔۔زین ہاتھ میں ۔ ش پکڑے کھڑا تھا۔۔۔جس پر اُس نے کپڑا چڑھایا تھا اور وہ اُسے دیوار پر مار کر ڈھول َ داُ ت رہا تھا۔۔وہ دھیرے دھیرے دیوار پر ۔ ش مارتے کہنے لگا۔۔۔"وائف اِز وائف فرینڈ۔۔۔۔"

دُعا غصے میں بھری گھر آئی۔۔اُس نے غیظ کے عالم میں اپنے کمرے میں آتے۔۔۔زور سے اپنے کمرے کا دروازہ بند کر دیا۔۔۔

تبھی کھڑکی سے اُچھل کر تیزی سے گیند آئی۔۔اور رینگ کر اُس کے پیروں میں آئی۔۔۔وہ ٹھٹکی۔۔اُس نے بمشکل خود کو کمپوز کرتے جھک کر گیند اُٹھائی اور سیدھی کھڑی ہوئی۔۔اُس نے اُس پر لپٹا کاغذ نکال کر کھولا۔۔جس پر لکھا تھا۔۔

"بیسٹ فرینڈ ای ہی ہوتی ہے۔۔۔لیکن یو آر مائی بیسٹیسٹ فرینڈ! چان ۔۔"

اور یہ پڑھتے دُعا کے لبوں پر ای م سی مسکراہٹ دوڑ گئی۔۔۔وہ دھیرے دھیرے چل کر

کھڑکی میں آئی۔۔نیچے کھڑے خضر کو اُس نے دیکھا۔لبوں پر ایک سادہ سی مسکراہٹ تھی۔۔
دوستاروں نے ایک دوسرے کو مسکرا کر دیکھا تھا۔۔ستاروں نے بھی اُنہیں مسکراتے ہوئے
جگمگا کر دیکھا تھا۔خضر نے اُسے صفائی کرنے والا کپڑا اُٹھا کر دکھایا تو دُعا نے تبسم سے اُسے
الوداعی اشارہ کر دیا۔۔۔مشکلیں اب بھی تھیں۔۔۔راستے سہل اب بھی نہیں تھے۔۔۔
نجمین پاس تھے۔۔ایک دوسرے کے ساتھ تھے۔۔۔

اگلے روز زینی بیگم اور ممانی اُن کا گھر دیکھنے آئی تھیں۔۔دُعا بس دل ہی دل میں دُعا کر
رہی تھی کہ پھپھو کی آمد کے متعلق زینی بیگم اُن سے خود نہ پوچھ لیں۔۔۔ نانا ابا کی وفات کے وہ اوقات
اختتام کو پہنچی تھی۔۔زینی بیگم نے پھپھو کو اُن کے ہاں آنے کی دعوت دی تھی۔۔اور دُعا کو لگا تھا
وہ سانس نہیں لے پائے گی۔۔۔رضیہ آپا تو عدت میں تھیں۔۔اِس لئے بے جا فضول باہر
نہیں نکل رہی تھیں۔۔ویسے بھی دولہا دلہن کو ایک دوسرے سے ملوانے بھی تو نہیں جانا تھا۔۔
اچھا تھا پھپھو ساتھ تھیں۔۔ ڈر بھی تھا کوئی کاروائی ہی نہ ڈل جاتی۔۔نوازش صاحب کے
ہاں زیادہ دیر منگنیاں نہیں رکھی جاتی تھیں۔۔وہ فوری فوری نکاح ہی کر دیا کرتے تھے۔۔
نکاح کی تاریخ بھی طے کرنی تھی۔۔اُن کا گھر بھی دیکھنا تھا۔اِس لئے پھپھو کا جانا منا سب
تھا۔۔شادی تو رضیہ آپا کی عدت کے بعد ہی تھی۔۔لیکن نکاح جلد از جلد ہی ہو جائے وہ بھی
یہی چاہتی تھیں۔۔انکل ہارون نے دُعا اور خضر کو یقین دہانی کروائی تھی کہ وہ کچھ غلط نہیں
ہونے دیں گے۔۔اور دُعا اور خضر سوچ رہے تھے۔۔

" کیا واقعی ہمارے کام اتنی سیدھی طرح ہو رہے ہیں؟ کیا واقعی یہ ہمارا وہم ہے کہ کچھ بُرا ہو سکتا
ہے؟ کیا ہم ضرورت سے کچھ زیادہ سوچ رہے ہیں؟"

نکاح کی تاریخ دو ہفتے بعد کی طے ہوئی تھی۔۔۔جس دن پھپھو نوازش صاحب سے مل کر آ

اگلے روز اُن کی ٹرین تھی۔۔۔تو پھپھو جا چکی تھیں۔۔۔دُعا اور خضر کو دھیرے دھیرے یقین آ رہا تھا۔۔۔وہ دُعا کے پلنگ پہ دن کے نیچے ہاتھ ٹکائے بیٹھا تھا۔سامنے دُعا بیٹھی تھی۔۔ جہانزیب صاحب گھر میں نہیں تھے۔۔دُعا کے کمرے کی کھڑکی کے نیچے خضر کے تینوں دوست سیڑھی لگا کر کھڑے تھے اور دھیان رکھ رہے تھے۔۔۔اسکوائر میں گیٹ کیپر نے شور مچایا تھا۔۔

"دھیان رکھو۔۔۔اسکوائر میں بھاگا ہوا پاگل کتا آیا ہے۔۔۔اُسے دیکھ کر بھاگنا مت!!"

خضر اور دُعا بات کر رہے تھے۔۔۔خضر کہہ رہا تھا۔۔

"ہر کسی کو لگتا ہے کہ اُس نے یہ رشتہ کروا کر اپنی عزت بنائی ہے۔۔ ہر کسی کو لگتا ہے کہ اُس نے اپنا اُلو سیدھا کیا ہے۔۔۔ ہر کسی کو لگتا ہے کہ یہ اُس کی چالاکی ہے۔۔ ہر کسی کو لگتا ہے کہ اُس نے لوگوں کو بیوقوف بنایا ہے۔۔لیکن۔۔کسی کو نہیں پتا اِس سب کے پیچھے صرف اور صرف میرا..."

"ایک ہی ابٹ اوہ بھی گندا!!!!" جہانزیب صاحب کی آواز پہ وہ دنوں چونکے۔۔۔خضر اور دُعا نے گردن موڑ کر سامنے دیکھا۔۔جہانزیب صاحب حیران و پریشان کھڑے اپنا توازن دھیرے دھیرے کھونے لگے۔۔۔غصے سے اُن کے چہرے کا رنگ سرخ ہو رہا تھا۔۔اِس سے پہلے خضر کہتا 'اور تمہارا'، جہانزیب صاحب سب سُن چکے تھے۔۔۔جہانزیب صاحب دیوانہ وار کراس کر کمرے میں آئے اور خضر جھٹ سے پلنگ پہ چڑھ گیا۔۔۔

" کدھر سے آیا ہے تُو؟ میں تو باہر سے ٹیک لگائے باہر کھڑا تھا۔۔ٹھہر ذرا!!!!"

دُعا فوراً سے اُٹھ کھڑی ہوئی اور بولی۔۔۔

"ماریں۔۔ماریں ابو اِس کو۔۔قیمہ کر دیں اِس کا!!" خضر نے چونک کر اُسے دیکھا اور دُعا بھاگ کر کھڑکی میں آ کر بولی۔۔

"ماریں ماریں ابو۔۔۔میں کھڑکی بند کر دُوں!!!" نیچے خضر کے تینوں دوست آواز سُن کر سمجھ

گئے کہ خضر پکڑا گیا تھا۔۔۔وہ سیڑھی سر پہ اُٹھا کر مجنونانہ انداز میں بھاگے۔سامنے سے خبطی پاگل کتا دوڑتا ہوا آیا اور اُنہیں ہڑبڑی میں دیکھ کر دیوانوں کی طرح اُن کے پیچھے بھونکتا ہوا آنے لگا۔۔۔اُن تینوں دوستوں نے ذرا گردن موڑ کر پیچھے دیکھا اور اُسی وحشیانہ انداز میں پاگل کتا اُن کی جانب دوڑ کر آتا ہوا دکھائی دیا۔وہ ہانپ رہا تھا۔۔۔وہ بھی ہانپ رہے تھے۔۔۔ٹانگیں کانپ رہی تھیں۔۔۔

وقاص چیخ کر کہہ رہا تھا۔۔۔

" کوئی ہے،کوئی ہے؟" پیچھے سے کتا جنگلیوں کی طرح جارحانہ انداز میں بھونک رہا تھا۔۔

'بھاؤ بھاؤ بھاؤ!!!'

تیزی سے دوڑتے زین کے پیر پھٹڈا لگا۔۔ہاتھ سے سیڑھی چھوٹی اور اُچھٹ کر دوسری طرف گری اور وہ تینوں دوست منہ کے بل زمین پہ گرے۔۔۔سامنے سے اُستاد دھیرے دھیرے چلے آ رہے تھے۔۔۔آج بڑے روز بعد وہ اسکوائر میں آئے تھے۔۔۔

"ابو!!!!" شریم لڑکھڑا کر اُٹھتے چیخا تھا۔۔۔زین نے چونک کر اُسے دیکھا اور حیرانگی سے بولا۔۔۔

" ہکلے تُجھے کیا ہوا؟" وقاص اور شریم پٹاخے کی طرح ہوا میں برق رفتاری سے دوڑے اور زین پیچھے رہ گیا۔۔۔دیوانہ کتا بھونکتا ہوا پیچھے آ رہا تھا۔۔زین کو اب بھاگنا بیکار لگ رہا تھا۔۔اُس نے سیڑھی اُٹھا کر گھوم کر کُتے کے سامنے موڑ دی اور وہ اُسے دکھا دکھا کر بھاگنے لگا۔۔

" چل چل۔" کتا دیوانہ وار بھونک رہا تھا اور اُسے کاٹ کھانے کو دوڑ رہا تھا۔۔۔ہر کوشش بے سود لگی تو اُس نے اُس پہ سیڑھی پھینک دی اور خوف زدگی سے چیخ کر دوڑا۔۔

"امی جی مینوں بچالو!!!" وہ کُتا اُس سیڑھی پہ سے چھلانگ لگا کر زین کی طرف آیا۔۔اور اُس

نے اُس کی شرٹ منہ میں د بی۔۔۔۔زین کی روح لرز گئی تھی۔۔سامنے سے اُستاد یہ منظر دیکھ چکے تھے اور وہ وہیں سے مدد کی گوہار لگا رہے تھے۔۔۔

"کوئی ہے لوگوں!!!"

کتے کی دو ٹانگیں اب زمین پر تھی اور دو ہوا میں۔۔زین اپنے ہوش وحواس کھوئے زور زور سے گھوم رہا تھا۔۔۔

"آہ!!!"

اور وہ پاگل کتا بھی اُس کے ساتھ ویسے ہی گھوم رہ تھا۔۔۔اُس پاگل کتے نے پورے اسکوائ میں کھلبلی مچا کر رکھ دی تھی۔۔لوگ زین کو دیکھتے چیخ چیخ کر گیٹ کیپر کو بلا رہے تھے۔۔عجیب قیامت کا سا سماں بن گیا تھا۔۔

☆.....☆.....☆

"آج یہ گندا انڈا نہیں بچے گا!!!اِس نے ہمیں بیوقوف بنایا ہے!!"

خضر پلنگ پر پڑا خود کو بچا رہا تھا۔۔۔دُعا تو ایسے بن گئی تھی جیسے اُسے کچھ پتا ہی نہیں تھا۔۔۔

"رُکیں جہانزیب صاحب!!"ربیعہ بیگم سخت غصے سے ہاتھ میں ڈوئی پکڑے چلی آئیں۔۔۔

خضر کے چہرے کا رنگ بھک سے اُڑ گیا تھا۔۔۔دُعا اپنے دل کی دھڑکنوں کی زور زور سے بجنے کی آواز سُن سکتی تھی۔۔۔

جہانزیب صاحب نے اپنے پیٹ پر ہاتھ رکھ کر سسکتے ہوئے کہا۔۔۔

"ہائے میرا بی۔پی!!!"

"آپ جائیں جہانزیب صاحب میں کرتی ہوں اِس کو ٹھیک!!"ربیعہ بیگم عتاب بھری نظروں سے گھور گھور کر خضر کو دیکھ رہی تھیں۔۔۔۔وہ فوراً سے دُعا کو دیکھ کر کہنے لگے۔۔۔

"یہ چھوٹی کو ۔ مار ۔ !!" یکدم کسی خیال سے وہ دُعا کا ہاتھ کھینچ کر بولے۔۔۔

"بلکہ تُو میرے ساتھ چل۔۔۔ میرا بی۔ پی ۔۔ کر!!!"

اور وہ اُسے لے کر جانے لگے۔۔۔ دُعا نے مضطربی سے پلٹ کر خضر کو دیکھا۔۔ وہ رُکنا چاہتی تھی جہاں ۔ ۔ صا ۔ اُسے لے گئے۔۔۔ ربیعہ بیگم نے دروازہ بند کیا۔۔ خضر نے اُن پہ نگاہیں مر کئے بمشکل ایک گہری سانس لی۔۔۔ ربیعہ بیگم نے دیوار پہ دھیرے سے ڈوئی مار کر کہا۔۔

"ہمیں بیوقوف بنا ہے۔۔ رُک ذرا!!" اور خضر نے چو ۔ کر انہیں دیکھا۔۔ ربیعہ بیگم نے اُسے نے کا اشارہ کیا۔۔۔

اور وہ یکدم اداکاری کر کے ۔۔

" آہ آہ امی!!"

"رُک تو۔۔ شرم نہیں آئی تجھے!!"

" آہ آہ!!" خضر کی چیخیں سُن سُن کر دُعا پہ لرزہ طاری ہو ۔ تھا۔۔۔ اُس سے جہا ۔ ۔ صا ۔ کا بی۔ پی نہیں ۔ ہو پہ رہا تھا۔۔ دس پندرہ منٹ خضر کی یونہی آوازیں آتی رہیں۔۔ دُعا کا چہرہ مکمل طور پہ زرد پڑ چکا تھا۔۔ ہاتھ ٹھنڈے پڑ رہے تھے۔۔۔ ربیعہ بیگم نے ا ۔ ر اداکاری بند کی اور ایک ٹھنڈی آہ بھر کر پلنگ پہ بیٹھیں تو خضر فوراً سے اُن کے قریب آ کر بیٹھا۔۔

"امی۔۔۔ میں اُسے جانے نہیں دینا چاہتا تھا۔۔ امی میں نہیں چاہتا تھا ہم اُسے کھو ۔۔ امی۔۔ وہ چلی جاتی تو ہم اُس کے بغیر کیسے رہتے۔۔ امی۔۔" ربیعہ بیگم نے دھیرے سے اُسے دیکھا اور سادگی سے بولیں۔۔۔

"تم۔۔"

اورخضر لمحے بھر کے لئے کچھ بول نہیں سکا۔۔۔اِس سے پہلے جہانـ یـ ب صا ب خضر کو پـ ـٹتے۔۔
کمپاؤنـ ـڈ میں ہوئے ہنگامے کے متعلق ہرا یـ کے گھر خبر پھیل چکی تھی۔۔

جہانـ یـ ب خانـ ان، ہارون انکل کا خانـ ان، ب رضیہ آ کی طرف جمع تھے۔۔اُستاد بھی وہیں تھے۔۔جہانـ یـ ب صا ب سے یہ دھوکا ب داشـ یـ نہیں ہوا تھا۔۔۔یہ ساری ب ت اُنہوں نے جاتے ہی رضیہ آ کو خود بتائی تھی۔۔۔رضیہ آ کا گھر تو اِس وقت یوں تھا جیسے پـ یـ گھر۔۔ بہت ہی بھیڑ لگی تھی۔۔۔

"اِن بچوں نے ہمیں مل کر بیوقوف بنا یـ !!"رضیہ آ بے یقینی سے اُن ب بچوں کو دیکھتے یـ نـ پـ ہاتھ مار کر بولیں۔۔

"ہائے۔۔۔لکھ نـ روے تو اڈا۔۔۔ہائے!!"

زین کو کچھ معمولی چوٹیں آئی تھیں۔۔وہ صوفے پـ یـ ـٹ ہوا تھا۔۔۔

رضیہ آ نے خونی آنکھوں سے دُعا کو دیکھا اور پھر ربیعہ بیگم کو دیکھتے بولیں۔۔۔

"یہ سارا اِس گٹکو ڈی۔کے نے کیا ہے۔۔۔ربیعہ میں بتا رہی ہوں۔۔۔اِس نے تجھے نـ پـ کر کھا جانـ ہے۔۔"

جہانـ یـ ب صا ب ب ہم ہوئے۔۔۔

"میری بیٹی نے کچھ نہیں کیا۔۔" اُستاد ایـ طرف ہاتھ ب نـ ھے کھڑے خاموشی سے ب کو ب ری ب ری دیکھ رہے تھے۔۔۔

"ہائے اِینا تماشہ لگ یـ ساڈے کار!!"زین تبھی درد سے کراہا۔۔۔

"ہائے اماں!!"اُنہوں نے فکرمندی سے اُسے دیکھا اور پھر اُنہیں دُعا یـ د آ گئی۔۔۔

"گِٹکو تینو تے مے چھڈاں گیں نہیں۔شاہد وی ٹُر یـ ۔۔ہائے۔۔" آگے سے دُعا بھی بول

پڑی۔۔

"نہیں میں نے کیا کیا ہے؟ مجھے کیوں نہیں چھوڑیں گی؟ خود آپ کو عجلت تھی اپنی بیٹی کی شادی کی۔۔۔اتنا اچھا رشتہ ہوا ہے آپ کی بیٹی کا پھر بھی ناشکری کر رہی ہیں۔۔اگر وہ شاہد۔۔۔gangster۔۔جیل پلٹ۔۔منشیات فروش۔۔ٹھیک تھا۔۔۔تو چلی کیوں نہیں گئیں آپ۔۔خوامخواہ مجھے اپنی زبانی سے اتنے جھوٹ بولنا پڑے۔۔۔میرے چاند کو دیواریں بھی صاف کرنی پڑیں۔۔۔"

یہ بات سُن کر جہانزیب صاحب کو مزید غصہ چڑھا اور اُنہوں نے توپ کا رُخ اُستاد کی جانب موڑ دیا۔۔

"یہ قرآن سکھایا ہے جناب نے۔۔۔" خضر وقاص شریم اور دُعا چونکے۔۔۔خضر نے المنا کی سے اُستاد کو دیکھا۔۔ (آج کا دن ہی کیوں۔۔آج ہی کیوں؟ جب اُستاد آتے ہیں تبھی کیوں؟)

اُستاد نے ایک گہری سانس لی اور کہنے لگے۔۔۔

"ذرا ایک انسان دین کے راستے پر کیا آجائے۔۔۔لوگ اُسے فرشتہ ہی تصور کرنے لگ جاتے ہیں۔۔جناب ہم لوگ بھی انسان ہیں۔۔۔ہم سے بھی غلطیاں ہوتی ہیں۔۔خدا کے لئے ہاتھ جوڑتا ہوں ہمیں جج نہ کیا کریں۔۔ہم میں اور آپ میں کچھ زیادہ فرق نہیں ہے۔۔۔اگر ہم کسی بات پر بہتر ہیں تو وہ صرف اِس بات پر۔۔۔کہ جب ہم سے غلطی ہوتی ہے تو ہم واپس اللہ کی طرف لوٹ کر جاتے ہیں۔۔اور آپ لوگ مایوس۔۔مایوس ہو جاتے ہیں۔۔"

یکدم خاموشی چھا گئی تھی۔۔

"ہر کسی کو یہ غصہ ہے۔۔۔کہ بچوں نے جھوٹ کہا ہے۔۔۔جو والدین اپنے بچوں کی بات نہیں

سُن   تے۔۔اُنہیں آزاد رائے کا حق نہیں دے   تے۔۔وہ جھوٹ بولنے پہ پھر قصور وار بھی اُنہیں ٹھہرا   ے۔۔اگ   آپ لوگ بچوں کو آزاد رائے کا حق دیتے تو میرے بچے کبھی یہ حر   ت کرتے۔۔۔" اُنہوں نے یہ کہتے اپنے شاگ   دوں کو دیکھا تھا۔۔یہاں تو وہ دفاع کرر ہے تھے۔۔   وہ چاروں جا   تھے بعد میں اُن کے ساتھ کیا معاملہ ہو تھا۔۔

"اِنہوں نے جو کیا ہے وہ بہت غلط تھا۔۔   اِن کا صرف طر   غلط تھا۔۔ورنہ قی   جو اُنہوں نے کیا۔۔۔مختلف ذات۔۔۔   پ ت اور صوبوں سے تعلق ر   والے دو خا انوں کو ملوا   ی۔۔وہ کوئی آسان فعل نہیں تھا۔۔"وہ سانس ی   کے لئے رُکے۔۔

"صرف ا ی   ردین کی تعلیمات حاصل کر ی   کافی نہیں ہو ۔۔اگ   صرف ا ی   ہی مرتبہ میں کوئی نیک ہو جا تو ڑے ڑے نیک عالم حالتِ کفر میں اِس د   سے کوچ کرتے۔۔۔اِن چھوٹے چھوٹے بچوں کے پیچھے آپ   ہر وقت ہاتھ دھو کر پ ڑے رہتے ہیں۔۔علم کسی بھی عمر میں سیکھا جا سکتا ہے۔۔لیکن حکمت آہستہ آہستہ آتی ہے۔۔اکثر کتنے بچے دیکھیں ہوں گے آپ نے۔۔۔جنہیں کم عمری میں ڑے ڑے امتیازات سے نوازا گ   ی   ہے۔۔اِس کا تعلق حکمت سے نہیں ہے۔۔میچورٹی آہستہ آہستہ آتی ہے۔۔۔   سمجھ آئے گی آپ کو یہ ت۔۔   سے دیکھ رہا ہوں۔۔۔ا ی   دن آپ نے میرے بچوں کو دم نہیں ی   دی۔۔۔سُنیں تو صحیح اِن کی۔۔۔ذرا صبر تو کریں۔۔سمجھنے کی کوشش تو کریں۔۔بچے ہیں۔۔۔بچہ سمجھ کے deal کریں۔۔"

اُستاد کے چاروں شاگ   د اُنہیں   تے   سے دیکھ رہے تھے۔۔کسی نے تو اُنہیں سمجھا تھا۔۔کسی نے تو اُن کی طرفداری کی تھی۔۔یونہی تو بچے اُن پہ جان نہیں چھڑکا کرتے تھے۔۔وہ بچوں کی نفسیات سمجھتے تھے۔۔وہ بچوں کو اُن کی نفسیات کے مطابق ہینڈل کیا کرتے تھے۔۔۔

" آہ!!" زین پھر سے کراہا۔۔رضیہ آ نےَ دن موڑ کر پھر سے زین کو دیکھا۔۔۔اپنے شوہر کو کھونے کے بعد وہ زین کے لئے ضرورت سے زی دہ متفکر رہنے لگ گئی تھیں۔۔

"ہائے میرا پتر۔۔شکر ہے کتے نے نہیں وڈ لیا۔۔نہیں تو میرے بچے کی تُنی میں ی رہ ٹیکے لگتے!!" اور دُعا دیوانہ وار قہقہہ لگا کر ہنس پڑی۔۔۔

"ہُو ہاہاہاہا!!" خضر نے دُعا کو دیکھا اور دبے دبے غصے سے بولا۔۔

"دُعا!!" اُس کی ہنسی نہیں رُک رہی تھی۔۔اُستاد نے اُسے گھور کر دیکھا اور دُعا کو ہر لے جانے کا اشارہ کر دی۔۔خضر دُعا کو زو سے پکڑے گھسیٹ کر ہر لے جانے لگا۔۔ ہر کا دروازہ کُھلا تھا۔۔

"تُنی تُنی ی ر۔۔یہ کیسا لفظ ہے۔۔۔اللہ جی۔۔۔میں مر ہی جاؤں گی!!'دُعا ت لیاں بجا بجا کر زور زور سے ہنس رہی تھی۔۔۔خضر دُعا کو گھسیٹ کر لے جاتے ای دم پلٹا۔۔اُس نےَ دن موڑ کر خالی سیڑھیوں کو دیکھا اور پھر میں سر ہلا کر جانے لگا۔۔ ہر سیڑھیوں سے وہ اُت اتو دُعا کے پیر ہوا میں لہرائے۔۔

" پ پ ہو جاؤ بس دُعا!!" اُس نے ڈی سنجیدگی سے اُسے کہا تھا۔۔

"ایسے نہیں ہنستے۔۔۔اُن کی صو ئی ز ن ہے۔"

چند ہی لمحوں بعد اُستاد شریم اور وقاص بھی ہر آ گئے۔۔اُستاد کو دیکھتے ہی خضر نے کہا۔۔

"میں وضا ت دیتا ہوں۔۔۔"

اُنہوں نے میں سر ہلایا اور دُعا کو دیکھ کر بولے۔۔

"جنہیں لوگوں کے تبصرہِ بحث میں آ ہو۔۔وہ ہر کسی پ تبصرے نہیں کرتے۔۔"

دُعا کی ہنسی اب بھی نہیں رُک رہی تھی۔۔لیکن یہ سُن کر رُک گئی تھی۔۔۔

"اختر کی؟" (ننھے ستارے؟) وہ اب بھی اُسے ہی دیکھ رہے تھے۔۔۔

"یہ ۔ کس نے کیا ہے؟" اُنہوں نے بھوں اُچکا کر سختی سے پوچھا تھا۔۔

"جس نے بھی کیا ہے۔۔ نیک کام کیا ہے اُستاد!!" جواباً وہ دوٹوک بولی تھی۔۔۔

"اور آپ ہی پڑھا گے۔ میرے حسیب بھائی کا نکاح؟"

ساتھ اُس نے بڑی بڑی ہرنی آنکھیں پھیلا ۔۔

اُس کی ساری چالاکیاں۔۔ اُس کی ساری عیاریں اُنہیں سمجھ میں آتی تھیں۔۔ وہ حق پ تھی۔۔ اِس لئے اُنہیں خاموش ہو پڑا تھا۔۔۔ خضر نے ای گہری سانس لی اور اُن کے سامنے آتے بولا۔۔

" آپ ہماری ز گی کا کور اسٹون ہیں۔۔۔ آپ کے بغیر ہماری ز گی ادھوری ہے۔۔۔ آپ ہماری جان ہیں اُستاد!!"

"Stop flattering me!"

جواب ہمیں شہ کی طرح سنجیدہ سا آ تھا۔۔۔ اب دُعا کہنے لگی۔۔

"اُستاد ہوتے۔۔۔ تو ہم اتنی عظیم سوچ کیسے ر !!"

وقاص نے کہا۔۔

"اُستاد ہوتے تو ہم اتنا وسیع ذہن ر ۔۔" اب شریم ہکلا ۔۔۔

"اُس۔۔ اُس۔۔ اُستاد۔۔ نن ۔۔ ہوتے۔۔۔ ۔۔ تو۔۔ تو۔۔ آ۔۔ آج۔۔ ہم۔۔ ہم۔۔ ات۔۔ اتنی۔۔ مم۔۔ مثبت۔۔ سس۔۔ سوچ۔۔ ۔۔ ر !"

اُستاد موم ہو گئے تھے۔۔۔ بظاہر سخت بنے ہوئے تھے۔۔

اُن چاروں نے کان پکڑ کر اُنہیں دیکھتے معصومیت سے کہا۔۔۔

"سوری اُستاد!!!"

اور وہ مسکراہٹ ضبط کرتے بولے۔۔"سُدھر جاؤ!!"اور وہ چل پڑے۔۔

☆.....☆.....☆

"وہ لوگ ٹھیک نہیں ہیں!!"عامر خالو ممانی سے لاؤنج میں بیٹھے کہہ رہے تھے۔۔

"میں خود سُن کر آیا ہوں۔۔اُن کے رشتے دار اچھے لوگ نہیں ہیں۔۔"

رضیہ آ کی طرف . . ہنگامہ ہو رہا تھا۔۔ت . عامر صا . جہا . . صا . سے ملنے آئے تھے۔۔۔لیکن اِس ہنگامے کے وجہ سے وہ زین کی طرف پہنچ گئے تھے۔۔۔خضر . دُعا کو رضیہ آ کے گھر سے لے جا رہا تھا ت . ای پل کے لئے اُسے محسوس ہوا تھا کہ کوئی اُنہیں دیکھ رہا تھا۔تبھی اُس نے دن موڑ کر پیچھے دیکھا تھا۔۔

"اور اُن کے گھر کوئی پینٹ نہیں ہو رہا تھا۔۔وہ . جھوٹ تھا!!" جواباً ممانی رُکھائی سے اُنہیں ہاتھ دکھا کر بولیں۔۔

"دیکھیں بھائی۔۔۔یہاں اپنی وکا ت . شروع کریں۔۔پہلے . آپ سے رشتہ مانگا تو آپ نے انکار کر دی۔۔۔اب آپ یہ . تیں بنا رہے ہیں۔۔کن ثبوتوں کی بنا پ آپ مجھ سے یہ . کہہ رہے ہیں؟"

عامر صا . نے . ڑے ضبط سے مٹھیاں بھینچ لیں۔۔۔"تمہیں میرا یقین نہیں؟"

ممانی نے جواباً کچھ نہیں کہا۔۔۔اپنی بہن سے اِس سرد رویے کی اُنہیں . لکل بھی توقع نہیں تھی۔۔خضر اور دُعا کے اِس مشن نے اپنا کام تو کر دیا تھا۔۔۔لیکن عامر صا . کی عزت . ڑی بُری طرح مٹی میں دی تھی۔۔عامر صا . چاہ کر بھی اپنی یہ بے عزتی بھلا نہیں پ رہے تھے۔۔اُنہوں نے بچوں کی اِس حر ت سے اپنی ا مجروح ہوتے محسوس کی تھی۔۔۔شام کو وہ

اسٹیڈی ٹیبل پہ بیٹھے تھے۔۔۔کچھ سوچتے اُنہوں نے کتابیں بند کیں۔۔۔اور انتہائی مسلتے سنجیدگی سے کوئی تدبیر سوچتے کہنے لگے۔۔

"اِن بچوں کو میں ایسا سبق سکھاؤں گا نہ۔۔۔کہ آئندہ اپنی ساری زندگی کوئی چال چلتے خوف کھا جائیں گے!!!" ایک وکیل کو اُنہوں نے اپنا دشمن بنایا تھا۔۔۔جانتے بھی نہیں تھے کہ عامر صاحب اُنہیں کتنا آڑے ہاتھوں لینے والے تھے۔۔۔اپنے اِنویسٹیگیٹر سے اُنہوں نے ریلوے اسٹیشن پہ مسافروں کی اُس روز کی لِسٹ منگوائی تھی جس روز نانی بیگم قرۃ العین کو دیکھنے آئی تھیں۔۔۔لاہور اپنی پہچان کے وکلاء سے اُنہوں نے معلومات اکٹھی کی۔۔اور پرانی اخبارات سے اُنہیں شاہد کی سماعت اور گرفتاری کی خبریں مل گئی تھیں۔۔۔

دُعا اور خضر اسکوائر میں نکاح کی تیاریوں میں لگے تھے۔۔۔حسیب اور قرۃ العین کا نکاح خضرہ مسجد میں تھا۔۔جہانزیب صاحب نے تو کہا تھا کہ عورتیں گھر ہی رہیں۔۔ نانی بیگم نے فوٹو سیشن بھی تو کروانا تھا دولہا دلہن کا۔۔۔اسکوائر سے نورین آنٹی، انکل ہارون، جہانزیب صاحب، خضر، دُعا، زین، اور اُن کے تین دوست تیار تھے۔۔نوازش صاحب کے ہاں سے پورا خاندان تھا۔۔۔عامر صاحب کے انویسٹیگیٹر کو تفتیش کرتے ریلوے اسٹیشن کے قریب سے ایک رکشے والے سے معلومات ملی تھی۔۔۔جو کہ وہاں سے سواریاں اُٹھایا کرتا تھا۔۔

"ہاں جی جناب۔۔ایک عورت تھی۔۔۔ساتھ اُس کا بیٹا تھا۔۔سارے رستے بڑا ہی رو رہی تھی۔۔۔اور میرا بھائی میرا بھائی کہہ رہی تھی۔۔" عامر صاحب کے کام پکے تھے۔۔اُن کے پاس شہادت بھی تھی۔۔ثبوت بھی تھے۔۔۔وہ یقیناً اُنہیں کلین بولڈ کرنے والے تھے۔۔ویکنڈ کا دِن تھا۔۔دُعا تازہ سی الماری کے پٹ کھولے الماری کے سامنے کھڑی۔۔اپنے نکاح والا جوڑا نکال رہی تھی۔۔

"آج تو میں اچھے سے تیار ہوں گی!!" وہ چہک کر بولی تھی۔۔اور یہ کہتے اُسے اپنے نکاح کا دن یاد آیا تھا۔۔۔ جبکہ ربیعہ بیگم اُس کی منتیں کر رہی تھیں۔۔۔

"دُعا۔۔بھول جاؤ سب بھی۔۔اپ لِپس ہی بنا لے!!" اور وہ مارے درد کے پچکتی منہ پہ ہاتھ رکھ کر بیزاریت سے بولی۔۔۔

"نہیں نہیں!!" اور وہ ہنستے ہوئے حال میں آئی۔۔

نہا دھو کر وہ سنگھار میز کے سامنے آئی تو اُسے ماتھے کے درمیان میں ایک پمپل اُبھرا ہوا واضح دکھائی دیا۔۔اُس نے پٹ پٹا کر منہ کا زاویہ بنا کر جھرجھری لی۔۔۔

"اونہوں۔۔۔۔ ہر خاص ایونٹ پہ آجاتے ہو!!!" وہ بھاگ کر غصے سے غسل خانے میں گئی۔۔

اُس نے برش اسٹینڈ کے قریب پڑی ٹوتھ پیسٹ ٹیوب اُٹھائی اور اُسے دیکھ کر مسکرا کر بولی۔۔

"ابھی بیٹھ جائے گا پمپل!!" اُس نے ذرا سی پیسٹ اُس پمپل پہ لگائی۔۔۔جانتی تھی پمپل پوری طرح غائب نہیں ہو گا۔۔لیکن بیٹھ جائے گا۔۔اور میک اپ میں بآسانی چھپ جائے گا۔۔وہ پیسٹ لگا کر پلنگ پہ بیٹھنے ہی لگی۔۔کہ تبھی ربیعہ بیگم کی آواز آئی۔۔

"شہزادی چاند کا سوٹ استری کر دے!!" یہ سُنتے اُس نے ایک ٹھنڈی آہ بھری۔۔۔

بس پتا تھا۔۔اُس کے کام اُس نے کرنے ہیں تو اب بولنے کا فائدہ کیا؟ خاموشی سے اُٹھی اور خضر کے کمرے کی جانب جانے لگی۔۔۔یقین نہیں آرہا تھا۔۔۔آج سب ٹھیک ہو جائے گا۔۔۔زین اُن کا رشتے دار بن جائے گا۔۔حسیب بھائی کا نکاح ہو جائے گا۔۔۔اور نانی کے پاس اُنہیں پریشان کرنے کے لئے پھر اور کوئی بہانہ نہیں بچے گا۔۔

دُعا کا ا کیمرہ ہمیشہ کی طرح اُس کے پاس تھا۔۔۔دُعا اور خضر گاڑی سے نکل رہے تھے۔۔۔اُستاد بھی پہنچ گئے تھے۔۔۔خضر اور دُعا دونوں نے جھلملاتی آنکھوں سے ای

دوسرے کو دیکھا۔۔لبوں پہ ایک نرم سی مسکراہٹ تھی۔۔تو بالآخر اُنھوں نے یہ کر دکھایا تھا۔۔

دُعا نے ایک لمبی گہری سانس لی اور بولی۔۔

"آج سب ٹھیک ہو جائے گا!!"

"میرے ہوتے بالکل نہیں!!" آواز پہ وہ دونوں چونکے۔۔دونوں نے پلٹ کر گردن موڑ کر دیکھا۔۔۔

سامنے عامر صاحب کھڑے تندھی سے اُنہیں دیکھ رہے تھے۔۔۔

"میرے ہوتے ایک بدمعاش آوارہ خاندان سے میرے بھانجے کا تعلق کبھی نہیں جڑے گا!!"

اور اُنہیں پچھلے روز سے آنے والی اُن بری وائبس کا مقصد اب جا کے سمجھ آیا تھا۔۔۔کیسے ممکن تھا؟ کہ اُن کا کوئی کام آسانی سے ہو جاتا۔۔کیسے ممکن تھا؟ اُستاد ٹھیک کہتے تھے۔۔زندگی میں کوئی بھی چیز بے مقصد نہیں ہوتی۔۔پھپھو اور شاہد کی آمد بھی ایک آزمائش تھی۔۔۔جو اُن کے سامنے آ چکی تھی۔۔۔خضر اب مستقبل کی پشین گوئی کر سکتا تھا۔۔وہ برف کا مجسمہ بنا اُنہیں یک ٹک دیکھ رہا تھا۔۔دُعا بھی کہیں تھی وہ محسوس نہیں کر پا رہا تھا۔۔اُسے ابھی صرف اور صرف خالو کا چہرہ نظر آ رہا تھا۔۔

"اب کیا ہوگا؟" اُس نے خود سے ہی پوچھا تھا۔۔۔اور خود اُس نے جواب میں کہا تھا۔۔

"کچھ زیادہ نہیں۔۔۔۔بس وہ دُعا کو لے جائیں گے!!! نجمین اب نجمین نہیں۔۔۔۔نجم نجم ہو جائیں گے۔۔"

☆.....☆.....☆

ب ب پنجم: دوستارے دو کنارے۔۔۔ای آسمان تلے۔۔پھر بھی کتنے پ رے۔

یہ مٹی امتحاں پیارے یہ پ نی آزمائش ہے
نکل کر خود سے . ہر بھاگنے سے خود میں آنے ت
فرار آ . ہے یہ کیسا یہ کیسی آزمائش ہے
تلاش ذات میں ہم کو کسی . زار ہستی میں
تیرا ملنا تیرا کھو . الگ ہی آزمائش ہے
دو بود کے پھیلے ہوئے اس کارخانے میں
اچھلتی کودتی د ہماری آزمائش ہے
میرے دل کے دریچے سے اچک کر جھانکتی . ہر
گلابی ا ڈیوں والی انوکھی آزمائش ہے
یہ تو جو خود پہ . فذ ہوَ ی ہے شام کی صورت
تو جانی شام کی . ہے یہ تیری آزمائش ہے
دیے کے اور ہواؤں کے مراسم کھل نہیں پ تے
نہیں کھلتا کہ ان میں سے یہ کس کی آزمائش ہے
اَ میں سچ کہوں تو صبر ہی کی آزمائش ہے

(کامی شاہ)

"خالو میری بات سُنیں!!"

دُعا نے بمشکل خود کو کمپوز کرتے متانت سے کہا تھا۔۔۔

عامر صاحب تندی سے اُن دونوں کو دیکھتے بولے۔۔

"تم دونوں نے یہ سوچ بھی کیسے لیا؟ کہ تم لوگ اتنی بڑی حماقت کرو گے اور میں تمہارا ساتھ دُوں گا؟"

"عامر!!" دُعا نے جھٹ سے عامر صاحب کے عقب میں دیکھا۔۔۔نوازش صاحب اُنہی کی جانب بڑے بڑے ڈگ بھر کر آ رہے تھے۔۔۔خضر نمک کا مجسمہ بنے کھڑا یک ٹک اُنہیں اُنہی کی جانب آتے دیکھ رہا تھا۔۔۔عامر صاحب پلٹے۔۔

دُعا گھبرا کر وہاں سے جانے کے لیے پلٹی اور خضر سے بولی۔۔

"چلو بھاگیں!!"

"ہارون انکل اور اُستاد کو بتاتے ہیں۔۔۔اب تو وہی مدد کر سکتے ہیں!!"

اُس نے بن پلٹے جھٹ سے دُعا کا ہاتھ پکڑا۔۔۔اُس کی نگاہیں اُنہی پر مرکوز تھیں۔۔۔دُعا نے چونک کر گردن پھیر کر اُسے دیکھا۔۔۔

دُور کسی کھائی سے آواز آتی اُسے سنائی دی تھی۔۔

"Ducky, Stay!!"

دل کی دھڑکن گھڑی کی سوئیوں کی طرح تیز تیز دوڑ رہی تھی۔۔ ہیجان خیزی کے عالم میں اوپر کا سانس اوپر تھا نیچے کا نیچے۔۔عامر صاحب بڑی سنجیدگی سے نوازش صاحب سے کہنے لگے۔۔

"خالو ذرا بات کرنی ہے آپ سے!!"

نوازش صا . مبہم سے یکدم بولے۔۔

"بیٹ ۔۔اب۔۔ابھی!!!"

اُنہوں نے اثبات میں سر کو خم دی۔۔دُعا اپنا ہاتھ خضر کے ہاتھ سے چھڑا کر دوڑی۔۔

"چھوڑو چاند!" وہ اُس کا ہاتھ جھٹک کر جا چکی تھی۔۔

"ضروری بات ہے!!" دُعا سر پہ سے گلابی دوپٹہ سنبھالتے روانی سے دوڑتی جا رہی تھی۔۔

دُور دُور تک اُستاد یا ہارون انکل اُسے نہیں آ رہے تھے۔۔۔عامر صا . نوازش صا . کے ساتھ ای طرف چل پڑے تھے۔۔۔خضر خاموش منجمد کھڑا تھا۔۔۔سمجھ نہیں آ رہا تھا کیا کرے گا۔۔اُدھر وہ تیزی سے دوڑتی مسجد کی جان . جا رہی تھی۔۔۔

دوپٹے کی لڑیاں بار بار چہرے کے قری . آ رہی تھیں۔۔۔

"ستارہ صبح روشن ہو جاؤ اپنی دمک سے اِس کند ذہن کو روشن کر دو!!"

شای اُستاد مسجد میں چلے گئے تھے۔۔وہ دوڑتے دوڑتے مو . پ نمبر نے لگی تھی۔۔ آنکھیں نمناک ہو رہی تھیں۔۔۔حواس . قرار نہیں رہے تھے۔۔دل دماغ کسی پٹ میدان کی ما تھا۔۔۔کچھ بھی سوچتی کچھ بھی کرتی۔۔ . بے اث تھا۔۔خوف یہ تھا۔۔اَ سچ کا انکشاف ہوَ ی۔۔تو۔۔۔نی خضر کا کیا حشر کریں گے۔۔۔وہ تصور نہیں کر . چاہتی تھی۔۔وہ . کچھ بھولنا چاہتی تھی۔۔۔ ذہن صرف چان ستاروں اور ستاروں کے دو کناروں کے پیرائے کی خبر دے رہا تھا۔۔ڈ . . تی آنکھوں سے وہ خضرہ مسجد کے مناروں کو دیکھ رہی تھی۔۔ اُس پ ربیل جا رہی تھی۔۔۔گلے سے سسکیاں . لگی تھیں۔۔ذرا سا کاجل اشک بن کے بہا تھا۔۔ . بے ساختہ کُھلے تھے۔۔

"ساری عمر ستارے تلاش کرتی رہی۔۔احساس . ہوا۔۔میرے پ س تو چان تھا۔۔"

زندگی کا کل اثاثہ جیسے کوئی چھین رہا تھا۔۔اب تک کی ساری زندگی کو اُس نے ماضی کے جھروکوں میں اُس لڑکے کے پیچھے دوڑتے دیکھا تھا۔۔کیا حاصل کیا تھا اُس نے اب تک؟ کیا تھا اب اُس کے پاس؟ آنکھوں سے بے اختیار ایک اور آنسو ٹوٹا۔۔اور لبوں سے نکلا۔۔

"The Moon is all I have, whom I don't want to lose!"

گھنٹی جا رہی تھی۔۔

سردی کی شدت کے باوجود لِپ اِسٹک پھیل رہی تھی۔۔۔ہونٹوں کے قریب پسینہ آ رہا تھا۔۔ گھبراہٹ ہو رہی تھی۔۔دل خوف کی ندی میں غوطے کھا رہا تھا۔۔۔

"ہیلو!!" کال یکدم اُٹھائی گئی تھی۔۔۔

باہر خضر مُٹھیاں بھینچے ذرا فاصلے پر کھڑے نواز صاحب اور عامر صاحب کو دیکھ رہا تھا۔۔وہ مستحکم تھا۔۔اُس نے خود سے کوئی وعدہ کیا تھا۔۔۔وہ قائم رہے گا۔۔وہ نہیں ڈرے گا۔۔۔ بڑی ہمت سے ہنوز کھڑا وہ خود سے بولا تھا۔۔

"یہ تو پریشانی کے لئے تیار رہو۔۔۔یا پھر اپنا دل نکال کر چیل کوؤں کے حوالے کر دو۔۔جو آزمائش آنی ہے۔۔وہ میرے نصیب میں لکھی ہے۔۔وقت گزر رہی ہے۔۔کیسے بھی گزرے گا۔۔لیکن میں اِس وقت کو خود کو بزدل نہیں بنانے دُوں گا!"

عامر صاحب چند اخباروں کے صفحے پلٹ پلٹ کر نوازش صاحب کو دِکھا رہے تھے۔۔نوازش صاحب پوری توجہ سے بغور اُن کی بات سُن رہے تھے۔۔ساتھ ساتھ اخبار پر سے خبر پڑھ رہے تھے۔۔۔

تب کا اب نوازش صاحب نے اُسے دیکھا تھا۔۔اور گھور کر دیکھا تھا۔۔۔خضر اب بھی شاید تب کھڑا تھا۔۔اُنہوں نے واپس اپنی توجہ عامر صاحب کی جانب مبذول کی اور کچھ بولے اور خضر

نے بغور اُن کے لبوں کی حر ت کو دیکھا۔۔غالباً کہا تھا۔۔۔'تم ا ر جاؤ'۔۔۔عامر صا ب
نے دھیرے سے سر ہلا یا اور خاموشی سے ا ر مسجد کی جا ب   ہوئے۔۔اُنہوں نے ا ی
جاتے ہوئے خضر کو دیکھا اور خضر اب بھی کمپوز تھا۔۔۔نوازش صا ب   نے ا ی گہری سانس لی
اور وہ اب اُس کی جا ب   چلے آئے۔۔دُعا وہاں جہا ں   صا ب   اُستاد اور ہارون انکل کے
ساتھ تیز تیز قدم ڑھاتے آ رہی تھی۔۔چہرے کا سارا سنگھار   اب ہو چکا تھا۔نوازش
صا ب اُس کے سامنے آ رُ کے۔۔

اُنہوں نے پھر سے ا ی سانس لی۔۔خضر سنجیدہ سا سامنے کھڑا تھا۔اُنہوں نے کچھ سوچتے
خشک لبوں پ ز ن پھیری اور پھر سر اُٹھا کر خضر کو دیکھا۔۔

"مجھے تم پ یقین ہے!!"اور یہ سُنتے خضر کے لبوں پ چ ائی بھری مسکراہٹ دوڑ گئی۔۔۔اُس روز
جس دن عامر صا ب اسکوا ئ آئے تھے خضر کو رات کو چوکیدار سے یہ ت معلوم پ ی تھی۔۔
کہ اُس نے عامر صا ب کو اسکوا ئ میں داخل ہوتے دیکھا تھا۔اُسے یہ احساس بھی ہوا تھا کہ
کوئی رضیہ آ کی بلڈ میں اُس دن تھا۔۔لیکن اب ہر   ت دُعا کو بتا کر اُسے پ یشان نہیں
کر چاہتا تھا۔۔سمجھ ی تھا۔۔عامر صا ب اُسے ہلکے میں نہیں بخشنے والے۔۔اِس لئے وہ
اگلے روز خود ہی مغرب کے وقت نوازش صا ب کے ہاں قری پ ڑنے والی مسجد میں پہنچ ی
تھا۔۔مغرب کی ز اس نے اُن کے ساتھ پ ڑھی اور   ہر نکلا تو   ڑا سنجیدہ متفکر سا لگتا وہ
ہاتھ ملتے اُن سے بلاتمہید کہنے لگا۔۔

" جان۔۔ا ی   ت ہے!!" اُنہوں نے اُس کے لہجے میں اضطرا ی فوری بھا پ لی
تھی۔۔۔

"تمہیں کوئی چھوکرا پ یشان تو نہیں کر ؟"

اُس نے جھٹ سے   میں سر ہلا یہ۔۔

"نہیں ۰۰ جان۔۔ ۔ت کچھ اور ہے!"

"کیا نوعیت ہے ۔ت کی؟" وہ شکن آلود پیشانی سے اُسے دیکھتے بولے تھے۔۔ خضر نے مزید دیکیے فوراً کہا۔۔

"۰۰ جان میں جھوٹ بولنے کے سخت خلاف ہوں۔۔ میں   ۔ ۔ داشت کر سکتا ہوں۔۔ لیکن غلط بیانی نہیں۔۔ کچھ ہی روز پہلے ای   ۔ت میرے علم میں آئی ہے۔۔ جس کا جاننا آپ کے لئے بہت ضروری ہے۔۔ ا ۔ یہ غلط بیانی آپ کے ساتھ کر   ہیں۔۔ لیکن میں نہیں۔۔ آپ دُعا کے ۰۰ ہیں۔۔ میری بیوی کے ۰۰ ۔۔ مجھے یہ ۔ت آپ سے چھپا ۔لکل بھی در   نہیں لگا۔۔ ۔ ہی فوراً آپ کی ۰ مت میں حاضر ہوَ ی۔۔ آپ جو فیصلہ کریں گے۔۔ مجھے پورا یقین ہے ۔لکل در   کریں گے۔۔ لیکن اپنی ۔قص عقل سے بس ای   ۔ت کہوں گا۔۔ توبہ کے بعد زمانہ جاہلیت کے َ ۰ ہوں کی پکڑ نہیں ہوتی ۰۰ جان!" اور اِس کے ساتھ ہی اُس نے ساری ۔ت اُنہیں بتا دی۔۔ خوف بس یہ تھا۔۔ عامر صا   ۔ کوئی پیچیدہ سا پینترا ۱۰ استعمال کر لیں۔۔۔ اب   ۔ ٹھیک ہو   محسوس ہو رہا تھا۔۔

اُنہوں نے حال میں خضر کا شانہ تھپک کر کہا۔۔

"تم سچ میں میری نواسی کے ساتھ بہت مخلص ہو۔۔۔ مجھے اُمید ہے تم کامیاب ہو گے۔۔ اپنی ۰نی بیگم کی فکر ۰ کر ۰ ۔۔ اُنہیں میں سمجھا لوں گا۔۔" جواباً خضر نے مسکرا کر اثبات میں سر ہلا یہ۔۔

"جی ۰۰ جان!!"

"مجھے بہت خوشی ہے کہ تم نے مجھے پہلے ہی   ۔ سچ بتا دیا!!" وہ ۔ڑے فخر سے اُسے دیکھتے ۔

مسرت ا ازمیں بولے تھے۔۔

"ہوہ!!" چو ہوئی آواز کانوں سے ٹکرائی اور خضر نے یکدم پلٹ کر سامنے دیکھا۔۔دُعا کا سنگھار رونے اور َ می کے . . ٗ اب ہوَ یا تھا۔۔وہ ششدر سی اُستاد اور ہارون انکل کے ساتھ کھڑی تھی۔۔آنکھیں اب پہلے سے ز یدہ مرطوب ہو رہی تھیں۔۔۔ .ڑی مشکل سے وہ ضبط کیے کھڑی تھی۔۔نوازش صا . نے سامنے دیکھا تو اُستاد کو دیکھتے مسکرا کر کہنے لگے۔۔۔

"لقمان .ٹا ا ر چلیں۔۔!" اُستاد بمشکل خود پ قابو کیے خضر کو گھور رہے تھے۔۔

اُستاد احتجاجاً مسکرائے۔۔

"جی جی بسم اللہ کرتے ہیں۔۔"

ہارون انکل بھی .ڑی ضبطی دکھا کر کہنے لگے۔۔

"بس آپ ہی کا انتظار ہو رہا تھا!!"

نوازش صا . نے ہاتھ .ڑھا کر اُنہیں دیکھتے کہا۔۔

"چلیئے پھر!!" اور وہ ا ر کی جا . چل پڑے۔۔دُعا . زو ٹ ئے کھڑی خضر کو دیکھ رہی تھی۔۔۔دل چاہ رہا تھا۔۔آج چیخ چیخ کر روئے۔۔۔

وہ مرطوب ہوتی آواز سے وہیں سے کر بولی۔۔

"You created the scene again!!"

وہ خاموشی سے قمیض کی ..ب سے رومال نکالتے اُس کی جا . آ ی۔۔

"تم تو مر ہی جاؤ !!" وہ اُس کے ی پ دونوں ہاتھوں سے دھکا دے کر بولی۔۔

"بلکہ میں ہی مر جاؤں!!" وہ ما ہ اور تکان بھرے لہجے میں کہہ رہی تھی۔۔خضر نے پھٹی ہوئی base کو اُس کے چہرے سے صاف کر چاہا اور رومال اُس کی جا . .ڑھا کر بولا۔۔

"تم میک اپ مت کیا کرو دُعا۔۔تم ایسے ہی اچھی لگتی ہو۔۔۔" اُس نے رومال اُس کے چہرے سے لگایا تو وہ آ ؤں سے دھاڑ لگا کر بولی۔۔

"Die!!"

خضر نے جواباً احتراماً دھیرے سے سر ہلایا۔۔

"اوکے۔۔آئی وِل!" اور وہ دونوں ہاتھ منہ پ رکھے ہلتے ہلتے سسکیاں ی لگ گئی۔۔۔

"مجھے لگا۔۔۔مجھے۔۔ جان لے جا گے۔۔۔مجھے ز گی میں کبھی کسی چیز سے اتنا ڈر نہیں لگا جتنا آج مجھے ہمارے الگ ہونے سے لگا۔۔۔مجھے آج بہت ڈر لگا۔۔۔مجھے آج بہت خوف آ یا۔۔مجھے کبھی۔۔چھپکلی جن بھوت یا فیل ہو جانے سے۔۔۔کبھی کبھی۔۔کسی۔۔کسی۔۔کسی چیز سے ڈر نہیں لگا۔۔لیکن آج مجھے بہت بہت ڈر لگا۔۔۔مجھے خود کو کسی اور کنارے اور تمہیں کسی اور کنارے جاتے دیکھتے بہت ڈر لگا!!"

خضر نے ہمیشہ کی طرح اُس کے سر پ ہاتھ رکھے دھیرے سے اُسے ہلایا۔۔۔

"Every road leads back to you DK!"

اُس نے آ ؤں اور پسینے سے شرابور چہرے سے ہاتھ ہٹا کر اُسے دیکھا۔۔خضر کا چہرہ ہمیشہ کی طرح مطمئن تھا۔۔وہ اعتماد وں سے مسکرا کر اُسے دیکھتے بولا۔۔

"That's why you are DK."

وہ سانس ی کے لئے رُکا۔۔ہرنی آنکھوں میں اب بھی خوف تھا۔۔جھکا ہوا سر۔۔آدھ چھپا ہاتھوں سے چہرہ اب بھی سراسیمہ تھا۔۔

"کبھی خضر بھی دیکھتا ہے۔۔خضر کے ہوتے ہوئے بھی فکر کیا کرو ڈی۔کے!!"

دُعا نے سے پھر سے منہ پ ہاتھ رکھ لئے۔۔اب کی ربے آواز رو رہی تھی۔۔۔

خضر نے ہمیشہ کی طرح وہی دوستانہ انداز میں اُس کے شانے کے گرد ہاتھ پھیلاتے کہا۔۔

"زینب مارکیٹ کی چاٹ کھاؤ گی؟"

دُعا نے ذرا سے ہاتھ ہٹا کر سوالیہ نظروں سے اُسے دیکھا۔۔

"بس چاٹ؟" اور وہ بے آواز ہنسا۔۔۔

"نہیں اور بھی بہت کچھ!!!"

بمشکل خود کو نارمل کرکے وہ دونوں اندر مسجد میں گئے تھے۔۔اُستاد قرۃ العین سے حسیب کی منکوحہ ہونے کے لئے اجازت طلب کر رہے تھے۔۔تو دُعا بغور اُنہیں دیکھ رہی تھی۔۔۔

اچانک سے اُس کا سارا بدن جیسے جھرجھرایا۔

"Goosebump moment!"

نکاح کے بعد مبارکباد وصول ہو رہی تھیں۔۔۔اسکوائر میں سب اُن کے منتظر تھے۔۔۔ربیعہ بیگم نے پہلے دولہا دلہن کا فوٹوسیشن کروایا اور پھر اسکوائر جانے کی تیاری پکڑی۔۔۔جب اسکوائر پہنچے تو عورتیں رضیہ آپا کی طرف تھیں اور مرد وقاص کی طرف۔۔رضیہ آپا رو رو کر بار بار قرۃ العین کو گلے لگا رہی تھیں۔۔

"اللہ میری بچی کے نصیب اچھے کرے!!!" دُعا ڈبڈباتی آنکھوں سے اُس منظر کو دیکھ رہی تھی۔۔ اپنا اُلو سیدھا کرنے میں اُس نے ایک نیک کام کر دیا تھا۔۔اتنا نیک جس کا اندازہ اُسے اب ہو رہا تھا۔۔۔ربیعہ بیگم نے اُس کی بھیگتی آنکھیں دیکھی تو اُسے دیکھ کر حیرت سے پوچھ پڑیں۔۔

"بیٹا تم کیوں رو رہی ہو؟ تم تو لڑکے والوں کی طرف سے ہو!" وہ آنسو پونچھ کر اُن ماں بیٹی کو ہنوز دیکھتے بولی۔۔

"میں اِس لئے نہیں رو رہی کہ رضیہ آ اور دلہن رو رہی ہیں۔۔بلکہ میں اِس لئے رو رہی ہوں کہ میرے نکاح پ میری امی ایسے کیوں نہیں رو !!"

ربیعہ بیگم نے سف سے ای اُسے دیکھا اور سر جھٹک کر میں سر ہلا ی۔۔لڑکوں کی طرف اُستاد سے مل کر جانے لگے۔۔تو اُنہوں نے ای خضر کو دیکھا اور بولے۔۔

"جس آزمائش سے بچ کر یہ کیا ہے۔۔۔آزمائش دینے والا کوئی طر بھی بنا سکتا ہے۔۔الرٹ رہنا!!!"اُنہوں نے اُسے انگلی دِکھا کر تنبیہ کی تو وہ بھونچکا رہ ی۔۔۔اُستاد تو چلے گئے وہ کتنی دی بھونچکا ہوا کھڑا رہا۔۔۔

"اب اور کیا آزمائش اللہ دیں گے؟"

جہانی صا اب بھی خضر سے روٹھے بیٹھے تھے۔۔۔وقاص کو اُن کی خضر سے بے رُخی پ اب شدی غصہ پڑھ رہا تھا۔۔مرد حضرات میں وہ کولڈ ڈرن سرو کر رہا تھا۔کولڈ ڈرن دے کر وہ اپنے والد کے ساتھ آ بیٹھا تو منمنا ی۔۔

"ا اب انکل جہانی حد کر رہے ہیں۔۔۔"یہ سُنتے اُنہوں نے شر کا ای گھو لیا اور اُسے دیکھا۔۔گلے سے شر ا تو وہ کہنے لگے۔۔۔

"دو لے جاتے ہیں۔۔خون نہیں لا جا !!"

وہ سانس ی کے لیے رُکے۔۔

"خون کیسا بھی ہو دش ضرور کرتا ہے۔۔جہاں سے رتا ہے۔۔جہاں سے چلتا ہے وہاں لوٹ کر دو رہ ضرور آتا ہے۔۔۔"اور ای سمجھدار کے لئے مختصر سی ت کافی تھی۔۔۔

لڑکیوں کی طرف نوجوان لڑکیاں بیٹھی تھیں۔۔آمنہ،ہارون انکل کی بلڈ کی لڑکی،دُعا کے

ساتھ بیٹھی کہہ رہی تھی۔۔۔

"ہم نے قرۃ العین ۔جی کا ۔ائیڈل شاور بھی رکھنا ہے!!"

یہ سُنتے دُعا جھٹ سے بولی۔۔

" کوئی نہیں۔۔۔کوئی نہیں۔۔۔یہ لنڈے کے انگریزوں والے کام نہیں۔۔۔جس دن مہندی ہوگی۔اُسی دن ڈھولک ہوگی۔۔اُسی دن شیندی ہوگی۔اور اُسی دن ۔ائیڈل شاور!"

آگے سے رضیہ آ بھی کہہ پڑیں۔۔

" آہو جی۔۔آہو۔اتنے سارے فنکشن نہیں وارا کھاتے!!"

ربیعہ بیگم کہنے لگیں۔۔

"اچھا شادی پہ کس کس کو بلا ہے رضیہ؟ تمہاری آئے گی؟"

شادی تو ابھی دور تھی۔۔لیکن تیاریں اب شروع ہوتیں تو ۔ ہی پنچ چھ مہینوں کچھ ۔۔۔

دُعا نے یہ سُنتے ہی فوراً کہا۔۔

"دیکھیں میری بات سُنیں۔۔۔شادی کے کارڈ بنانے سے پہلے میری ای ہدایت۔۔یہ جو شادی کے کارڈ پہ لکھا ہوتا ہے RSVP اِس کا مطلب ہوتا ہے please respond۔۔ یعنی کس کس نے شادی پہ آنا ہے۔ائے مہربانی وہ بتا دیں۔۔۔کہ منہ اُٹھا کر سارا ٹبر ساتھ چلے آئے۔۔۔جس جس نے آنا ہے وہ جواب میں اپنے بندے بھی بتا دے۔۔۔اِسی لیے ہماری شادیوں پہ کھانا کم پڑجاتا ہے۔۔یا ضائع ہو جاتا ہے۔۔Respond list آئے گی تو اُسی حساب سے بندوبست کریں گے۔۔۔"

عورتیں تو جو بیٹھی تھیں کہ اُٹھنے کا نام ہی نہیں لے رہی تھیں۔۔مرد حضرات تھک ہار کر اپنے اپنے

گھروں کو چلے گئے تھے۔۔دُعا نے کسی خیال سے گھڑی کی جانب دیکھا اور جھلا کر بولی۔۔

"امی۔۔۔کتنی دیر ہوگئی۔۔۔وہ کھٹمل ابھی تک چاٹ نہیں لایا میرے لئے۔۔۔صبح کا ٹائم دیا ہوا ہے مجھے۔۔۔"

نورین آپا خفا ہوتے کہنے لگیں۔۔۔

"ڈیڈی۔۔کے بیٹے۔۔بُری بات ہے۔۔شوہر ہے تمہارا۔۔مجازی خدا ہے۔"

"مجازی خدا؟"

دُعا نے جھرجھرا کر آنکھیں میچے اُنہیں دیکھا اور کھینچ کھینچ کر بولی۔۔۔

"مجاااااا۔۔زی ی ی۔۔خُ دااا؟" ساتھ اُس نے ابکائی لی۔۔

"وہ ابھی مجازی ہوتا ہے؟ کہاں لکھی ہے یہ بات کہ شوہر مجازی خدا ہوتا ہے۔۔خدا ایک ہوتا ہے۔۔اور بس ایک ہوتا ہے۔۔شوہر انسان ہوتا ہے اور انسان خطا کا پتلا ہوتا ہے۔۔خدا کے لئے اُسے خدا نہ کہا کریں۔۔" تبھی کھڑکی سے گیند اُڑ کر سیدھی دُعا کی گود میں آگری اور وہ یکدم چیخ پڑی۔۔

"آ!!!" لاؤنج میں برق رفتاری میں آئی گیند نے سب پر سکتہ طاری کر دیا تھا۔۔رضیہ آپا ماتھے پر بل ڈالتے ناراضی سے بولیں۔۔۔

"اونہوں۔۔۔اِس شٹلی کے پاس کوئی ڈھنگ نہیں ہے۔۔بھلا ایسے کون بُلاتا ہے کسی کو!!!"

دُعا نے دھڑکتے دل سے اُنہیں دیکھا اور برہم ہو کر بولی۔۔

"خضر ہے نا۔۔خضر کے زمانے کا ہے۔۔۔"

وہ اُٹھ کر غصے سے بڑے بڑے ڈگ بھرتے دروازہ کھول کر باہر آئی۔۔وہ باہر سادگی سے کھڑا مسکراتے ہوئے اُس کا انتظار کر رہا تھا۔ہاتھ میں شاپر تھا۔۔۔جس میں چاٹ۔۔سموسے

پکوڑے۔۔چیز رولز۔۔اور رنگ برنگے کے اسٹارٹرز تھے۔۔۔وہ ڈھونڈتی ہوئی اُس کے سامنے آئی اور اُس نے درشتی سے اُس سے شاپر کھینچا مگر خضر نے اُسے چھوڑا نہیں۔۔ڈعا نے اُسے گھور کر دیکھا۔۔

"کیا ہے؟"

وہ مسکرا کر کہنے لگا۔۔۔

"پہلے ایک بار صبح کی طرح رو کر دکھاؤ!"

ڈعا کے غضب سے دیدے پھیلے۔۔۔

خضر نے اُس کی نقالی کی۔۔"مجھے بہت ڈر لگا۔۔مجھے بہت ڈر لگا!!" چہرے کے زاویے بوڑھی اماؤں کی طرح چینی ہوئے۔۔ڈعا غصے سے لب بھینچے اُسے دیکھ رہی تھی۔۔۔

"مجھے کبھی کسی چیز سے ڈر نہیں لگا!!"

"میں ڈر گئی!!"ڈعا کے ضبط کا پیمانہ لبریز ہوتا جا رہا تھا۔۔

"میں سچ میں بہت ڈر گئی!!"ڈعا نے اگلے ہی لمحے ایک زوردار گھونسہ اُس کے پیٹ میں رسید کیا اور خضر چونک کر کراہتے جُھکا۔۔

"آؤچ!!"زوروں کا درد اُٹھا تھا۔۔۔ڈعا نے اُس سے شاپر کھینچا اور تمسخر سے مسکرا کر بولی۔۔

"Sorry Darling, I break bones rather than hearts!"

خضر نے جھک کر بمشکل منہ کھولے ایک گہرا سانس لیا تھا۔۔آج اُسے، اُسے باکسنگ سکھانے پر شدید افسوس ہو رہا تھا۔۔پسلی سے درد شروع ہو کر اُسے پیٹ تک جاتا ہوا محسوس ہو رہا تھا۔۔

وہ سرخ ہوتی آنکھوں سے اُسے دیکھ رہا تھا۔۔وہ شاپر کھولتے پلٹی۔۔اُس میں سے اُس نے ایک تلی ہوئی مرچی نکال کر منہ میں دبائی۔۔وہ چلتی جا رہی تھی۔۔آنکھیں ستاروں کی طرح

جھلملا رہی تھیں۔۔۔ ۔ کچھ واپس معمول پہ جیسے آ َ ی تھا۔اُس نے یونہی یں اُٹھا کر ستاروں سے بھرے آسمان کو دیکھا اور کہنے لگی۔۔

"O Stars!

Can you hear my heart?

We're together

Now we'll never be apart!"

☆.....☆.....☆

"ہائے بیڑا غرق گوبھی میں اُلی لگ گئی!!"

رضیہ آ ماتھا پیٹ کہہ رہی تھی۔۔دُعا ہر لاؤنج میں بیٹھی منہ کا زاویہ بگاڑ کر بولی۔۔

"پھپھو ی آ !!"

وہ اب ہر دو دن چھوڑ کر قرۃ العین سے ملنے آتی تھی۔اور اب اُسے بھابی کہہ کر بلاتی تھی۔۔۔ ۔ کچھ جیسے ٹھیک ہو َ ی تھا۔لیکن رضیہ آ اور دُعا کی نوک جھوک ویسے کی ویسی تھی۔۔

کچھ د ی وہاں بیٹھی رہی۔۔مغرب کا وقت ہوا تو گھر کے لئے اُٹھی۔۔ پ ڑھائی بھی کرنی تھی۔۔۔کوئی دن چھوڑ نہیں سکتی تھی۔۔اِس لئے جیسے پ ڑھائی کے لئے وقت نکالنا تھا۔۔آذانِ مغرب نے سارے رقبے پہ ای فسوں طاری کر دی تھا۔سکون و امن جیسے دل میں گھر کر َ ی تھا۔۔چلتے اُس نے سر اُٹھا کر سپہرِ کبود کو دیکھا۔۔چند ننھے ننھے ستارے اُسے دکھائی دیئے۔۔۔لبوں پہ ہلکا سا تبسم در آ ی۔۔

"Evening Stars!!"

(وہ ستارے جو شام کے وقت ہلکے ہلکے نمودار ہوتے ہیں۔۔)

"اُس سے تمہاری باتیں کرتے۔۔تم سے اُس کی باتیں کرتے۔۔۔اختر کی اختر کی رہ گئی۔۔ کوئی قطبی ستارہ بن گیا۔۔کوئی نجم الثاقب۔۔پھر یہ اختر کی کیوں اختر کی رہ گئی؟ کیا میں کوئی خاص ستارہ نہیں؟"

شام گہری ہو رہی تھی۔۔ستارے دھیرے دھیرے واضح ہو رہے تھے۔۔۔

"پھر میں کیا ہوں؟ کیا میں بھی کچھ ہوں؟" ستارے اُسے تیزی سے جھلملاتے ہوئے محسوس ہوئے تو آنکھوں میں ستاروں کا عکس اُتر آیا۔۔ذرا سے لب کھلے اور اُن کے گرد تبسم کا ہالہ ہوا۔۔

"کیا تم کہنا چاہتے ہو۔۔میں comet ہوں؟ میں دم دار ستارہ ہوں؟"

ستارے درخشاں تھے۔۔ہرنی آنکھیں۔۔۔ننھا چہرہ بھی درخشاں تھا۔۔۔اُس نے جوش سے ہاتھ پہ ہاتھ مارا۔۔

"یہ چیز۔۔۔" آنکھیں اب بھی آسمان پہ لگی تھیں۔۔

"ایک لڑکی کو بالکل comet جیسا ہونا چاہیے۔۔۔۔جب کسی کے ساتھ کھڑی ہو تو پھر اُسے کسی چیز سے گھبرانے کی ضرورت نہ ہو۔۔اور جب وہ کسی کے opposition میں ہو۔۔۔تو بس کہیں۔۔۔shit competition۔۔سخت ہے۔۔کیا میں ایسی ہوں ستاروں؟" یکدم تیزی سے سامنے سے گاڑی آرہی تھی۔۔۔۔اُس نے چونک کر سامنے دیکھا تو دائیں طرف سے برق رفتاری سے کسی نے اُس کا بازو کھینچا۔۔وہ سکتہ دل سے دیوانہ وار مڑ کر پیچھے ہوئی۔۔

"یہ کیا طریقہ ہے؟" خضر فوراً بولا تھا۔گاڑی تب ہی اُن کے سامنے آکر رُکی۔۔۔

دُعا پتھرائی ہوئی صمٌ بکمٌ بنی سے دونوں ہاتھ لگائے کھڑی تھی۔۔۔گاڑی سے کوئی درمیانہ عمر آدمی نکلا۔۔دُعا نے پتلیوں سکیڑ کر اُنہیں دیکھا۔غالباً نئے رہائشی تھے۔۔۔وہ اُن کی طرف چلے آتے ذرا خفگی سے بولے۔۔

"۔ِٹ میں تو ۔ سے ہارن دے رہا تھا۔۔یہ ہی پیچھے نہیں ہٹ رہی تھی۔۔۔"

خضر نے ضبط سے ۔ بھینچ لئے۔۔اور معذرت کرتے کہا۔۔

"سوری انکل!!!"

"کوئی ۔ت نہیں۔۔۔"وہ سادگی سے یہ کہہ کر گاڑی کی جا ۔ گھوم گئے۔۔خضر نے اب دُعا کو خفگی سے دیکھا۔۔۔

"چھوڑ دو اِن ستاروں سے ۔تیں کر ..ducky چھوڑ دو اِن سے ۔ت کر ۔۔کچھ نہیں کر تے یہ ستارے!!!"

وہ جھٹ سے بولی۔۔

" یہ مجھے hope دیتے ہیں۔۔۔جیسے سورۃ النجم مجھے hope دیتی ہے۔۔۔۔اور بہت ساری motivation۔۔۔میں بہت جلد اُس کو دو ۔رہ revise کروں گی۔۔۔تم کرو گے؟ میرے ساتھ؟"وہ بیدل سا بیزارگی سے آگے ۔ڑھا۔۔

"مت کرو دُعا۔۔میرا موڈ نہیں ٹھیک۔۔مجھے کام نہیں مل رہا ی ر۔۔۔مجھے انٹرنیشنل لیول پہ کھیلنا ہے۔۔میرا کوئی کام نہیں ہو رہا ی ر۔۔مجھ سے کچھ نہیں ہو رہا!!!!"

دُعا ذرا تیزی سے آگے آئی۔۔۔اُس نے اُس کا ۔زو اپنی َ فت میں ی تھاما اور بولی۔۔

"ہرا ن ای ستارہ ہے۔۔اور ای ستارے کا کام ہوت ہے چمکنا۔۔۔اپنی راہ کا خود تعین کر ۔۔ستارے ا ھیروں سے نہیں ڈرتے۔۔۔اور ستارے چا سے ہوتے ہیں۔۔چا آت ہے تو ستارے آتے ہیں۔۔چا بُجھ جائے گا۔۔ستارے بھی بُجھ جا گے۔۔۔

You are not supposed to dim your light moon۔۔

You're the moon and the moon is you.

۔۔رات اندھیری ہوتی ہے۔۔چاند ہمت کر کے طلوع ہوتا ہے۔۔چاند کو ہمت کرنی ہے۔۔۔چاند ہمت نہیں کرے گا۔۔ستارے ٹوٹ جائیں گے۔ستارے لڑیں گے اُس کے لئے۔لیکن ہمت تو چاند کو ہی کرنی ہے۔۔۔چاند کو ستاروں کو مایوس نہیں کرنا چاہیے۔۔چاند کو ہمت کرنی چاہیے۔چاند ہمت کرے گا نا؟"

خضر نے ایک گہری سانس لے کر کہا۔۔

"مسجد جا رہا ہوں۔۔"اچانک سے دُعا اُس کا بازو ہلا کر بولی۔۔

"رات کو آئسکریم کھلانے لے کر جاؤ گے؟Mint chocolate chip والی؟"

خضر نے گردن پھیر کر بے تاثر چہرے سے اُسے دیکھا۔۔وہ آنکھیں چینی کئے درخواست کرتے بولی۔۔۔

"پلیز!!!!"

اُس نے سامنے دیکھ کر دھیرے سے سر ہلا دیا۔۔

"ٹھیک ہے۔۔۔"

اور یہ سُنتے اُس نے مسکرا کر اُس کا بازو چھوڑ دیا۔۔۔

☆.....☆.....☆

وہ چاند ٹوٹ گیا جس سے رات روشن تھی

چمک رہے تھے فلک پہ جو بے ستارے گئے

(سلیم فگار)

دُعا رات کو پڑھائی کرنے کے بعد چہرہ دھونے گئی تھی۔۔خضر بس آنے والا تھا۔۔لیکن

جہانز یب صاحب تھے کہ اب تو سونے کا نام ہی نہیں لے رہے تھے۔۔۔ چہرہ دھوکر آئی۔۔تو تولیئے سے اُس نے مرطوب چہرے کو پونچھا اور سوچنے لگی۔۔

"اب کیسے جا ؤں گے؟"

اُس نے تولیا پلنگ پر رکھتے موبائل اُٹھایا اور سیدھی کھڑی ہو کر اُسے میسیج لکھنے لگ گئی۔۔

"یہ رابو تو نہیں سوئے ابھی تک۔۔اب کیا کریں؟"

فوراً جواب آیا۔۔

"سیڑھی لگاؤں؟ آ جاؤ گی اُس سے؟" یہ پڑھتے دُعا نے فوراً سے لکھا۔۔

"ہاں ٹھیک ہے۔۔۔" کوئی کتنی ہی وعظ نصیحت کر لے۔۔ٹام بوائی ہی رہتی ہے۔۔

پانچ منٹ گزرے۔۔خضر سیڑھی لگا کر اوپر کھڑکی میں آکر بیٹھا۔۔پیر اُس کے سیڑھی پر تھے۔۔

"دُعا گھبرانا مت۔۔میں ہوں، اچھا!!" دُعا نے بیزارگی سے اُس کا شانہ تھپکا۔۔

"ہٹو۔۔۔"

خضر کھڑکی سے اُٹھنے لگا۔۔

"اچھا میں جاتا ہوں۔۔پھر تم آنا!!"

دُعا نے سر ہلا دیا۔۔وہ اُٹھنے لگا تو سیڑھی زور سے ہلی۔۔دُعا نے چونک کر خضر کو دیکھا اور اُسے بازوؤں سے پکڑا۔۔

"چاند!!"

"گندے انڈے!!" نیچے سے ایک دھاڑ سنائی دی تھی۔۔دُعا نے خضر کو بمشکل کھینچا۔وہ اپنا توازن برقرار کرتے ہوئے کھڑکی میں بیٹھا۔سانسیں اب بھی ہموار نہیں ہو رہی تھیں۔۔ایک پل کے لئے لگا تھا جیسے زلزلے کی زد میں آ گیا تھا۔۔بوکھلائے ہوئے چہرے سے وہ نیچے

جہا ن ی ب صا ب کو دیکھ رہا تھا۔۔

" آج میں نے اِس حرامی کو پکڑ ہی لیا!!"

"اللہ۔۔اللہ جی!!" دُعا غصے اور حیرت سے گال پ ٹ لگی۔۔۔

"یہ کیا بول رہے ہیں ابو۔۔ایسے الفاظ نہیں بولتے۔۔" جہا ن ی ب صا ب نے سیڑھی پھر ہلائی تو دُعا نے پیچھے کندھے سے خضر کو کھینچا۔۔

"چا ن چا ن ا ن ر آ جاؤ!!"

"تُو دیکھ میں آج کیا کر ت ہوں تیرے ساتھ۔۔۔بلا آ ن آج مجھے پتا چل ہی َ ی کہ تو کہاں سے میرے گھر میں گُھستا ہے۔۔"

جہا ن ی ب صا ب نے غصے سے سیڑھی کھینچی۔۔اور دُعا دیوانہ وار چیخی۔۔۔خضر کی ٹ نگیں ہوا میں لہرا ۔۔شور کے ب ب انکل ہارون ب ہر نکل آئے۔۔دُعا بے ساختہ پ ڑی۔۔۔

"ابو یہ کیا کر رہے ہیں آپ۔۔َ جائے گا۔۔بس کر دیں۔۔ ن تماشہ کریں!!" ہارون انکل تیزی سے چلتے ہوئے نیچے کھڑکی میں آئے۔۔

" کیا ہو َ ی ہے جناب؟"

جہا ن ی ب صا ب نے سختی سے کھڑکی کی جا ن ب اشارہ کیا۔۔

"دیکھئے۔۔دیکھئے ذرا اپنے چہیتے کی جا ن ب۔۔" اُنہوں نے َ دن اُٹھا کر کھڑکی میں دُعا اور خضر کو دیکھا۔۔دُعا خوف زدگی سے خضر کو عقب سے مضبوطی سے پکڑے کھڑی تھی۔۔چہرے کا ر َ ن دونوں کا زرد پ ڑ َ ی تھا۔۔

"دیکھیں کیسے سیڑھی لگا کر رات کے وقت میرے گھر میں گُھستا ہے یہ حرامی!!" انکل ہارون کا گالی پ ذرا منہ کُھل َ ی۔

"اللہ اکبر۔۔یہ کیا کہہ رہے ہیں جہانزیب صاحب۔۔اولاد ہے آپ کی!!"

جہانزیب صاحب انسنی کر کے خفگی سے بولے۔۔

"نہیں آپ اِس سے پوچھیں۔۔یہ میرے گھر میں کیوں داخل ہوتا ہے۔۔۔ پتا بھی ہے کو کہ اِس کا داخلہ ممنوع ہے!!" خضر کا اب بولا۔۔

"انکل دُعا سے ملنا ہوتا ہے۔۔اب رات کے وقت کیسے ملوں میں اُس سے؟ مجبوراً آنا پڑتا ہے!!"

"استغفراللہ!!" جہانزیب صاحب نے توبہ توبہ کرتے کانوں کو ہاتھ لگایا۔۔۔

"استغفراللہ!!" دُعا نے غصے اور چو ہوئی کیفیت سے جہانزیب صاحب کو دیکھا اور خضر کہنے لگا۔۔۔

"ا حرامی بول کر آپ کو استغفار کرنا یاد نہیں آیا؟"

باہر سے دروازہ زور زور سے ڈوئی سے کھٹکا۔۔

"تجھے میں ٹھیک کرتی ہوں چاند۔۔گالی بکتا ہے!!" دُعا نے دن موڑ کر دیکھا۔۔تو باہر سے ربیعہ بیگم کی نے کی آواز آ رہی تھی۔۔

سمجھ نہیں آ رہا تھا کہاں جا ۔۔دونوں طرف سے پھنس گئے تھے۔۔

"یرامی بعد میں مار لیجیئے گا۔۔ابھی چاند کو دیں۔۔" دُعا کچھ سمجھ آنے پر فوری بولی تھی۔۔نیچے جہانزیب صاحب بولے۔۔۔

"میں آ رہا ہوں۔۔رُک ذرا!!" ہارون انکل نے فوراً اُنہیں روکنا چاہا۔۔اُنہوں نے اُن کا بازو تھاما۔۔

"جہانزیب صاحب سُنیں تو۔۔سُنیں۔۔۔بچہ ہے معاف کر دیں۔۔۔"

اُنھوں نے راضی سے اُن کا ہاتھ ہٹایا اور بولے۔۔

"جو اپنے کیئے پ دم ہو۔۔اُس کو معاف کر دینا ایسا ہی ہے۔۔جیسا پ نی پ نقش بنا !!" اور وہ چل پ ڑے۔۔

"خبیث کا بچہ کہتا ہے۔۔لوگ گدھے کو . پ بناتے ہیں۔۔۔میں نے تو . پ کو . پ بنایا ہے۔۔۔" اُنھیں پہلے ہی اُس پ اُنھیں ٹوپی پہنانے کی . ت پ بہت خار تھی۔۔دُعا نے فٹافٹ اپنے کمرے کا دروازہ کھولا اور ربیعہ بیگم اور اُس نے خضر کو . ہر نکالا۔۔خضر بھاگ کر چھت کی جا . جانے لگا۔۔جہا . صا . اُس کا تعاقب کرتے چنگھاڑ لگا کر آئے۔۔

"رُک!!"

خضر چھت پ آ۔۔اور اُس نے ہڑ . ی میں تیزی سے دیوار پھلانگی۔۔نیچے سے وقاص کے نے کی آواز آئی۔۔۔

"چا ۔۔ پ یو آھیں چھا؟"

(چا ۔ پ گل ہے کیا؟)

"رُک جا بے غیرت!!"

جہا . صا . بھی آئے۔۔۔اور اُنھوں نے دیوار پھلانگی۔۔خضر نے دوسری دیوار پھلانگی۔۔۔جہا . صا . بھاگ کر آئے۔۔بھاگنے کے . . اُن کی سانس پھول گئی تھی۔۔نیچے شور کے . . . جمع ہو گئے تھے۔۔جہا . صا . ہا پتے ہوئے دوسری دیوار پ آئے۔اُنھوں نے سر اُٹھا کر دیکھا۔۔۔ خضر اگلے ہی لمحے وہاں سے غا . تھا۔۔

" کدھر ی یہ مردود؟" وہ کر بولے تھے۔۔نیچے سے زین ی۔۔

"انکل جی۔۔۔ ی !!" اُنھوں نے چو کر منڈ ی سے نیچے دیکھا۔۔تو دُعا خضر اُنھیں

بائیک پہ بیٹھے دکھائی دیئے۔۔۔اور خضر لمحے بھر میں تیزی سے بائیک اُڑا لے گیا۔۔۔ایک زوردار چیخ سارے اسکوائر میں سنائی دی۔۔۔

"خضرے!!"اور اُس نے زور سے آنکھیں میچ کر کانوں پہ ہاتھ رکھ لئے۔۔۔

جہانزیب صاحب تھک ہار کر جب گھر لوٹے۔۔تو ایک ٹھنڈی آہ بھرتے کاؤچ پہ بیٹھے۔۔۔

ربیعہ بیگم پانی کا گلاس لائیں اور اُن کے ساتھ بیٹھیں۔۔اُنھوں نے میز پہ اُن کے سامنے گلاس رکھا۔۔

جہانزیب صاحب نے کسی خیال سے گردن اُٹھا کر سامنے دیوار پہ آویزاں گھڑی پہ وقت دیکھا اور ربیعہ بیگم کو دیکھتے ہاتھ جھلا کر پوچھنے لگے۔۔

"لو بتاؤ بھئی؟ یہ کوئی وقت ہے جوان بیوی کو لے کر پھرنے کا؟"

ربیعہ بیگم نے جواباً مجبوری سے کہا۔۔

"آجائیں گے نہ۔۔ابھی آجاتے ہیں۔۔" جہانزیب صاحب فکرمندی سے سامنے پانی کے گلاس کو بغور دیکھتے ہوئے کہنے لگے۔۔۔

"مجھے اِن کے باہر جانے سے کوئی مسئلہ نہیں۔۔ تم وقت دیکھو نہ ربیعہ۔۔۔ایسے حالات ہیں آج کل کے جو ایسے باہر نکل جاتے ہیں۔۔"

ربیعہ بیگم نے ایک گہری سانس لی اور کچھ سوچتے اُنہیں دیکھ کر کہنے لگیں۔۔

"اتنی فکر ہے تو معاف کیوں نہیں کر دیتے۔۔؟اب یہ مت کہیے گا کہ آپ کو اُس کی فکر نہیں۔۔"

جواباً جہانزیب صاحب بےبسی سے بول پڑے۔۔

"کیسی باتیں کر رہی ہو ربیعہ؟ کیوں نہیں ہو گی فکر۔۔جو ہے۔۔جیسا ہے۔۔خون ہے میرا۔۔ اور خون تو نہیں بدلا جاتا۔۔"

ربیعہ بیگم نے . د. ئے اور اُداسی سے اُنہیں دیکھ کر سر جھکا لیا۔۔۔

"معاف کر دیں۔!!"

جہا۔ یہ . صا . نے سامنے میز سے پ نی کا گلاس اُٹھایا اور اُسے بغور دیکھتے کرب سے بولے۔۔

"اُسے معاف کر دیا تو ما. کو بھی معاف کر. پڑے گا۔۔ . ت ا ف کی ہے ربیعہ۔۔"

اور یکدم ربیعہ بیگم کی آنکھوں سے دو آ ٹوٹ کر ے۔۔

"تو کیا اب ساری ز. گی ہم اُس کا منہ دیکھنے کو تسیں گے؟"

جہا۔ یہ . صا . نے مزی کچھ کہے پ نی کا ا گھو. لیا۔

اور وہ خاموشی ربیعہ بیگم کا دل چیر گئی تھی۔۔

" کیا اِس لئے ہم نے اُسے رو رو کر مانگا تھا؟ کہ اُسے گھر سے بے دخل کر دیتے؟" آنکھوں سے آ قطار در قطار ٹوٹ رہے تھے۔۔ جہا۔ یہ . صا . اپنے اُسی سنگدلانہ ا. از میں خاموش بیٹھے رہے۔۔۔

اُدھر نجمین کراچی کی سڑکوں پ اپنی من موجیوں میں مگن تھے۔۔۔ آئسکریم کھا کر وہ لوٹ رہے تھے۔۔ خالی سڑکوں پ کافی سنا. تھا۔۔۔ دُعا چہک کر بول رہی تھی۔۔

"چا. ایسے لگ رہا ہے ہوائی جہاز اُڑ رہا ہے۔۔ کیا رفتار سے رہے ہو آج تم!!"

. ا. میں آتے اُنہیں ہارن کی آواز سنائی دی۔۔ اُنہوں نے کنکھیوں سے کسی نوجوان کو ہیوی . ئیک پ آت دیکھا۔۔ دُعا نے پت یں سکیڑ کر بغور اُسے دیکھا۔۔۔

"یہ شمائل تو نہیں؟"

وہ اُن کا سابقہ کلاس میٹ تھا۔۔خضر نے اُسے دیکھ کر بائیک کی رفتار بڑھائی۔۔۔

"مجھے اِس کے منہ نہیں لگنا!!!" اسکوائرقریب ہی تھا۔۔۔

اُس نے پھر سے ہارن دیا۔۔دُعا کو غصہ چڑھا تھا۔۔ بولی کچھ نہیں۔۔وہ لڑکا بھی بائیک کی رفتار بڑھاتے اُن کے برابر میں آیا اور زور سے طنزانہ انداز میں بولا۔۔

"کیسے ہو خضر؟ پی۔ایس۔ایل ہو گیا ختم؟" تیز ہواؤں کے تھپیڑے زور زور سے منہ پر پڑ رہے تھے۔۔دُعا نے خضر کا شانہ دباتے کہا۔۔

"تم نے جواب نہیں دینا اِسے!" وہ اُسے کالج کے دنوں میں بھی یونہی bully کیا کرتا تھا۔۔۔

"کیا بات ہے اب قصائیوں نے بھی بلے پکڑ لیے ہیں۔۔۔" خضر کا دماغ کھولا، اُس نے بائیک کی رفتار ذرا کم کردی۔۔۔

"چاند تم نے رُکنا نہیں ہے!!" وہ لڑکا ٹھٹھے کرنے سے زبان نہیں روک رہا تھا۔۔۔

"اب آگے کام نہیں مل رہا کیا؟؟ ہاں بھئی یہ بھی صحیح ہے۔۔۔گدھے ہل چلائیں گے تو بیل کون چرائے گا؟ کتنی مرضی محنت کرلو۔۔۔لیکن گدھا دھونے سے بچھڑا نہیں ہوجاتا!!" یہ کہتے وہ اُسے کاٹ کر آگے آیا۔۔اب دونوں بائیکیں آمنے سامنے تھیں۔۔۔خضر بڑے ضبط سے خاموشی سے بائیک چلا رہا تھا۔۔۔دُعا کا دل ڈوب رہا تھا۔۔اُسے شدید خوف آرہا تھا۔۔۔

اُس بدمعاش نے اب دُعا کو دیکھا اور بولا۔۔

"بطخی۔۔۔تمہیں خیالی پلاؤ اور خوابوں کے درمیان فرق کرنا نہیں آتا؟" سرمئی سڑکوں پر دونوں بائیکیں دوڑتی جارہی تھیں۔۔۔دُعا نے دوسری جانب منہ کرلیا تھا۔۔

"میں تو آج بھی تم پر جان وارتا ہوں۔۔۔بطخی۔۔۔۔" خضر نے ہینڈلوں پر سے گرفت ہلکی کر

دی۔۔۔

"قد کی خیر ہے۔۔۔میں اسٹول لگوا دوں گا!!" اور دُعا کا یکدم منہ کُھلا۔۔

"ہوہ!" اب کسی بھی شریف آدمی کا خاموش رہنا ایسا تھا جیسے بے غیرتی کا مظاہرہ کرنا۔۔۔خضر نے بائیک روک دی۔۔ چہرہ سفاک بے تاثر تھا۔۔۔دُعا منہ سے ای لفظ نہیں نکال سکی۔۔

شمائل نے بھی بائیک روک دی۔۔۔اسکوائر بس اب دو قدم کی دُوری پر تھا۔۔خضر اُتر کر بائیک پر ر چھلانگ لگا کر اُ اتو دُعا بھی ڈگمگا کر اُٹھی۔۔اِس سے پہلے خضر آگے بڑھتا دُعا تیزی سے دوڑ کر آگے آئی اور اُس نے شمائل کو بائیک پر سے دھکا مار دیا۔۔ پکچھ اتنی تیزی میں ہوا تھا کہ ای منٹ کے لئے شمائل کو بھی سمجھ نہیں آی کہ ہوا کیا تھا۔۔

خضر پیچھے ہاتھ باندھے کھڑا تھا۔۔۔

شمائل نے کراہ کر دُعا کو دیکھا اور غیظ سے اُس پر ی۔۔

"تم!!" وہ اُٹھا اور دُعا نے پیچھے سے اُس کی پسلی میں اپنا مُکا ثبت کیا۔۔۔"آہ!!"

ساتھ اُسے خضر کی بات اُسے ٹرین کرتے ید آئی۔۔

" سے کمزور حصہ پسلی۔۔اچھے سے اچھے بندے کو جھکا دیتا ہے۔۔تم نے اِس پر وار کرنا ہے۔۔۔"

شمائل جھکا ہوا سا دیوانہ وار ی۔۔

پھر اُسے ید آی۔۔۔

"بندہ جھک جائے تو اُسے ا ہے۔۔۔فوری ا ہے۔۔"

دُعا نے اُسے پیچھے ٹ ماری۔۔۔اور زور کا دھکا دی تو وہ نیچے ی۔۔دُعا نے مسکرا کر تالی بجائی۔۔۔

"Gloves on!"

اِس سے پہلے وہ اُٹھتا وہ اُس کی کمر پ ٹھ کرزور سے اُچھلی۔۔۔اور شمائل کرب سے مجنو۰نہ ان ازمیں   نے لگا۔۔۔

"آ۔۔۔آ۔۔۔آہ!!"

وہ غضبنا کی سے سسک کر گلا پھاڑ کر بولا۔۔۔

"تمممم۔۔۔۔۔۔۔لڑک۔۔"اور دُعا اُس کو پیٹھ پ ٹھڈا مارتے بولی۔۔۔

"یہ اِکیسویں صدی ہے۔۔یہاں girl is a new strong."

"آہ!!!" اب دُعا جھک کر اُس کے سامنے بیٹھی۔۔۔اُس نے اُس کے ل پکڑ کر زور سے ہلائے اور چبا چبا کر بولی۔۔۔۔

"مجھے اسٹول دے رہے تھے؟ خود زمین بوس ہو کر رہ گئے ہو؟"

خضر سامنے آرام سے ہاتھ ۰ ھے کھڑا تھا۔۔۔

"ایسے کاموں کے لئے میری بیوی ہی بہت ہے!"

دُعا کا خون کھول رہا تھا۔۔غصہ تھا کہ رُکنے کا۰م نہیں لے رہا تھا۔۔۔

دُعا نے اب ای مُکا اُس کے منہ پ ۔۔اور اُس کے ۰ک سے خون کی ای بو۰نکلی۔۔وہ اِس سے پہلے کچھ زیدہ کرتی۔۔خضر نے اُسے پیچھے سے اُٹھا کر کھینچا۔۔

"بس بس۔۔۔بہت ہے!!"اُس کی ٹانگیں ہوا میں لہرا   ۔۔۔

"نہیں رُکو۔۔۔بتانے تو دو۔۔۔"

"Ducky بس۔۔بس!!"

خضر نے دُعا کو چھوڑا تو وہ گہری گہری سانسیں ی ہاتھ جھاڑنے لگی۔۔۔نیچے اُس کے سرخ ہو

گئے تھے۔۔۔ابھی سکون آ ی بھی نہیں تھا۔۔کہ پولیس کا سا ئ ن بجتا ہوا سنائی د ی۔۔۔ہیڈ لائٹس کی روشنی زمین بوس ہوئے شمائل کی آنکھوں میں گئیں تو اُس کی آنکھیں چندھیا ۔۔۔ خضر اور دُعا نے بھی آنکھوں پہ ہاتھ رکھے آدھ کُھلی آنکھوں سے سامنے دیکھا۔۔جیسے ہی پولیس کی گاڑی رُکی۔۔۔تیزی سے دروازہ کُھلا اور پولیس آفسر گاڑی سے نکلے۔۔

"یہ کیا ہو رہا ہے؟"

پہلی نگاہ اُنہوں نے شمائل پہ ڈالی تھی۔۔

دُعا اُنہیں دیکھتے ہی پہلے بولی۔۔

"یہ لڑکا مجھے اور میرے شوہر کو پریشان کر رہا تھا۔۔"

شمائل ت ہی کراہ کر بولا۔۔۔

" بکواس کر رہی ہے یہ۔۔یہ میری بہن ہے چھوٹی۔۔۔"

"ہاہ!!" خضر اور دُعا کے دی ے پھیلے۔۔پولیس آفسر نے چُبھتی وں سے دُعا کو دیکھا۔۔۔

"اور یہ کمینہ!" اُس نے خضر کو دیکھتے کہا۔۔۔

"یہ۔۔۔یہ۔۔۔اِسے لے کر فرار ہو رہا تھا۔۔۔"

" کیا بکواس ہے یہ؟"

دُعا کو شدی غصہ پ ڑھا۔۔۔خضر نے صفائی پیش کرنے کی کوشش کی۔۔

"پولیس انکل یہ جھوٹ بول رہا ہے۔۔ہم دونوں ۰۰۰ ہیں۔۔اور یہاں قری میں رہتے ہیں۔۔آپ بیشک چل کر ہمارے والدین سے مل لیں۔۔۔"

پولیس آفسر اُسے بغور مشکوک وں سے دیکھتے کہنے لگے۔۔۔

"نکاح ۰ مہ دکھاؤ تم لوگ!" یہ سُنتے دُعا جھٹ سے بولی۔۔۔

"آپ کو کوئی حق نہیں ہمارا نکاح نامہ طلب کرنے کا۔۔ یہ حکم پچھلے سال۔۔۔اکتوبر میں ہی implement ہوا ہے۔۔میاں بیوی کا نکاح نامہ طلب کرنا۔۔اُنہیں harass کرنے کے زمرے میں آتا ہے۔۔سمجھے آپ!"

پل بھر کے لئے تو وہ بھونچکا کر رہ گئے۔۔

"انکل میں جھوٹ نہیں بول رہا۔۔یہ میری بہن ہے۔۔خدا کے واسطے اِسے بچا لیں۔۔۔"

زمین پر زخمی پڑا ہوا شمائل کراہتے ہوئے کہہ رہا تھا۔۔۔

"انکل پلیز!!" اُنہیں اور پولیس اہلکاروں کو سمجھ نہیں آ رہا تھا وہ کس کی سُنیں۔۔

کچھ سوچتے وہ پولیس آفسر شمائل کو اُٹھاتے اُس سے پوچھنے لگے۔۔

"تمہیں مارا کس نے ہے؟" دُعا فوراً سے بولی۔۔

"میں نے۔۔میں نے مارا ہے۔۔۔میں باکسر ہوں!!" جواباً وہ طنزاً بولے۔۔

"اور میں جان سینا!!!"

"ہوہ!!" دُعا کا منہ کُھلا۔۔

"کیسی باتیں کر رہے ہیں آپ انکل۔۔۔میں سچ میں باکسر ہوں۔۔۔میرے بابا نے مجھے باکسنگ سکھائی ہے۔۔۔"

"بیٹا آپ اپنی استطاعت دیکھ کر ذرا بات کریں!!" اُنہوں نے اب بڑی نرمی سے کہا تھا۔۔۔

"پکڑو اِس لڑکے کو!!" اُنہوں نے خضر کی جانب اشارہ کیا۔۔ایک لمحے میں وہاں افراتفری سی مچ گئی تھی۔۔۔دُعا تیزی سے بیچ پر ہاتھ رکھے کہتی جا رہی تھی۔

"انکل انکل۔۔قسم خدا کی میں نے۔۔میں نے۔۔اِسے مارا ہے۔۔۔باکسنگ میں داؤ دیکھے جاتے ہیں۔۔انکل میں جھوٹ نہیں بول رہی!!"

وہ اُس کی سُن ہی نہیں رہے تھے۔۔اور خضر کو گریبان سے پکڑے کہہ رہے تھے۔۔۔

"سولہا سال سے کم عمر لڑکی کو بھلا پھسلا کر شادی کا جھانسہ دے کر لے کر جانا جرم ہے۔۔اور اِس کا شمار اغواہ کے زمرے میں ہوتا ہے۔۔۔جسکی سزا سات سال ہے۔۔۔"

دُعا دیوانہ وار چیخی۔۔۔

"This is completely absurd!!"

وہ اُچھل اُچھل کر تند خوئی اور ہیجان خیزی کے عالم میں کہہ رہی تھی۔۔۔

"انکل میں بیس سال کی ہونے والی ہوں۔۔انکل میں بالغ ہوں۔۔۔انکل سُنیں!!"

وہ گال پیٹ رہی تھی۔۔وہ شور مچا رہی تھی۔۔ کوئی اُس کی نہیں سُن رہا تھا۔۔۔

"انکل انکل اِس کی شکل دیکھیں۔۔ یہ کرکٹ پلئیر ہے۔۔پی۔ایس۔ایل میں اِسی سال۔۔اِسی سال کھیلا ہے اِس نے!!" وہ اب شمائل کو اُٹھا رہے تھے۔۔

"دو یا دو سے زیادہ شخص پبلک مقام پر لڑائی جھگڑا کرتے ہیں۔۔تو اُس کی سزا ایک ماہ قید اور ساتھ جرمانہ بھی ہوتی ہے۔۔دیکھو ذرا۔۔میں کتنی دفعیں لگا کر تم لوگوں کا پرچہ کاٹتا ہوں۔۔"

خضر خاموشی سے سر جھٹکے کھڑا تھا۔۔اُسے پولیس اہلکار یہاں وہاں گھسیٹ رہے تھے۔۔

"انکل یہ میرا بھائی نہیں ہے۔۔انکل میرا کوئی بھائی نہیں ہے۔۔۔انکل میرے تو والدین بھی نہیں ہیں!!انکل!!"دُعا گلا پھاڑ پھاڑ کر کہہ رہی تھی۔۔۔

"اچھالاؤ شناختی کارڈ دکھاؤ تم!!"

اُن کے پاس شناختی کارڈ بھی نہیں تھا جو وہ یقین کرواتے۔۔۔دماغ ماؤف ہو رہا تھا۔۔

"انکل میرے ۔۔ میرے ماموں بھی پولیس میں ہیں۔۔انکل ہم ایسے لوگ نہیں ہیں۔۔انکل ہم شریف لوگ ہیں!!" آنکھوں سے آنسو ٹوٹ رہے تھے۔۔عقب سے تیزی

سے بائیک آرہی تھی۔۔وہ لوگ خضر اور شمائل کو لے کر جا رہے تھے۔۔۔ بائیک اُن کے قریب آکر رُکی تو اندھیرے میں آواز آئی۔۔

"اوئے یہ تو رکٹکو ہے زُلفی!!"

دُعا اور خضر نے چونک کر دیکھا تو بائیک پر رضیہ آپا اور زین تھے۔۔۔رضیہ آپا کو پچھلے ہفتے سے آدھے سر کا درد ہو رہا تھا۔۔رات کو شدت بڑھ گئی تھی۔۔تو زین نے ڈاکٹر کو دکھانا ہی مناسب سمجھا تھا۔۔دُعا نے اُنہیں دیکھ کر ہی پھوٹ پھوٹ کر رونا شروع کر دیا تھا۔۔

"آپا آپا یہ لوگ کہہ رہے ہیں چاند میرا شوہر نہیں۔۔آپا بتائیں اِن کو۔" رضیہ آپا بائیک سے اُتریں۔۔

"آپا آپا بتائیں اِنہیں میں بالغ ہوں۔۔میں سولہا سال کی نہیں ہوں۔۔"

"آہو جی۔۔۔چنگی پلی عمر ہے اِس کی پائین۔۔۔ ویسے بڑا مولگتی ہے! رشتے دار ہے یہ ہمارے۔۔میں نے بیٹی دی ہے اِن کے خاندان مین اپنی۔۔دونوں کُڑی منڈا بڑے شریف ہیں۔۔۔" لیکن وہ اُن کی نہیں سُن رہے تھے۔۔وہ اُسے گاڑی میں لے کر جا رہے تھے۔۔

"اوئے گل تو سُنو!!"

زین بائیک سے اُتر کر آیا۔۔

"انکل۔۔انکل بات سُنیں۔۔۔" دُعا کا دل ڈوب رہا تھا۔۔اُسے ہول آ رہے تھے۔۔۔وہ اُسے خضر کو گھسیٹ گھسیٹ کر لے جاتا دیکھ رہے تھے۔۔آج تک اُس خاندان کے مردوں نے صرف لوگوں کو گرفتار کیا تھا۔۔وہ اُس خاندان کا وہ پہلا مرد تھا۔۔جو گرفتار ہونے جا رہا تھا!!

پولیس کی گاڑی جا رہی تھی۔۔۔رضیہ آپا غصے سے ۔۔۔

""وے کتے دیئیا!" زین نے گھبرا کر اُنہیں چپ کروایا۔۔

"اماں پ پ... پ پ کر... اتھے کھلو کر نہیں دیندے.. ا ر چل!!!" رضیہ آ نے وہی واویلا مچا دیا تھا..

"ہائے.. ٹ امار دیں نے! پھڑ جا کر!! ہڈیاں ت وڑ چھڈن گے.. کی کرے گا منڈا!! ہائے!!!"

دُعا ت میں وہیں آنکھیں لگائے کھڑی تھی.. اُستاد ٹھیک کہتے تھے.. آزمائش دینے والا پھر سے آزمائش دے سکتا تھا.. چاہے وہ کتنی اُس سے بچنے کی کوشش کر ت ... دور تلک سُو فلک تھا... ستارے کہیں کھو گئے تھے.. رات ا ھیری تھی.. چا جا چکا تھا... دل دہل رہا تھا.. سر پ وہ چند سوالوں میں غلطاں تھی..

'اب ابو چا کو کیسے معاف کریں گے؟ اب نی کیا کریں گے؟ اور اب میں کیا کروں گی؟ اب چا کو کام کیسے ملے گا؟ اب ہم کیا کریں گے؟'

وہ ٹھوکریں کھاتے دھیرے دھیرے آ ؤں سے ہچکیاں ت اسکوا میں چلی آ رہی تھی... دماغ سُن سا ہو تھا.. وہ دونوں ہاتھوں کی ہتھیلیوں کو کن پٹیوں سے لگائے خود کلامی کر رہی تھی..

"اب کون اُسے ہر نکالے گا.. ابو کو کیا جواب دُوں گی؟"

اُسے اب بھی وہ جا ہوا دکھائی دے رہا تھا.. وہ تو کا جا چکا تھا... آنکھوں کے حلقوں میں اب بھی ویسا ہی اُسے دِکھ رہا تھا.. وہ ا مرتبہ پھر خاموشی سے اپنے سر لے کر تھا... وہ ہمیشہ ایسے کرت تھا.. وہ ایسے کیوں کرت تھا.. ستارے چہرے پ قطار در قطار جمے تھے.. ڈگمگاتی ہوئی سی وہ سانسیں لیتی لیتی سیڑھیاں پڑھتے اوپ آئی... دل دھڑک رہا تھا... تیز... بہت... تیز... جہا صا ا ر گھر میں ہاتھ پیچھے ھے مسلسل دا فکرمندی سے ٹہل رہے تھے... ربیعہ بیگم کاؤچ پ بیٹھیں راضی سے بولیں..

"بس کریں ۔۔چاۓ کے ا۔۔آ جاتے ہیں بچے۔۔آرام کریں اب آپ!" اُنہوں نے رُک کرا یـ تند سے اُنہیں دیکھا اور بولے۔۔۔

"۔ ۔ جوان اولاد آدھی آدھی رات کو ۔ ہر نکل جائے۔۔ ۔ والدین کی زن گی سے سکون بھی نکل جاتـ ہے!"

تبھی ۔ ہر کی بیل بجی۔۔۔دونوں میاں بیوی نے یکدم دروازے کی جا ۔ دیکھا۔۔ربیعہ بیگم ہاتھ ۔ڑھا کر ۔ ہمی سے بولیں۔۔

"لو آ گئے!! مل یـ سکون اب آپ کو؟" جہا ۔ صا ۔ سُنی انسنی کر کے دروازے کی جا ۔ ۔ ڑھے۔۔فٹافٹ اُنہوں نے کُنڈی کی چین ہٹائی اور ہینڈل پکڑتے زور سے دروازہ کھولا۔۔سامنے دُعا زرد آ ؤں سے بھرے چہرے سے کھڑی تھی۔۔سر کی چادر ذرا پیچھے تھی۔۔ ۔ ل کُھل کر ماتھے پ رہے تھے۔۔۔

"شہزادی!!" وہ بمشکل سنبھل کر بولے تھے۔۔اُس نے ڈ ۔ ۔ تی آنکھوں سے اُنہیں دیکھا اور پ تے لبوں سے کہنے لگی۔۔۔

"اب۔۔۔ابو!" ربیعہ بیگم آواز پ گھبرا کر یکدم اُٹھ کھڑی ہو ۔۔خائف تھیں۔۔کہیں خضر اور اُس کی لڑائی ۔ ہو گئی ہو۔۔۔

" ۔۔" ربیعہ بیگم ہولنا کی سے اُسے دیکھتے آگے چلی آ ۔۔

جہا ۔ صا ۔ ماتھے پ بل ڈالے سختی سے اُسے دیکھ رہے تھے۔۔غصہ خضر پ آ رہا تھا۔۔۔

"کیا کیا ہے اُس مردود نے؟"

آ ؤں کو د ۔ تی ہوئی چیخیں وہ اب نہیں روک پ ئی۔۔

"اب۔۔۔بو!!"

بہتے آنسوؤں کی رفتار تیز ہوگئی۔۔۔ربیعہ بیگم دل پہ ہاتھ رکھے ملول سے اُسے دیکھتے بولیں۔۔

"شہزادی بولو گی کچھ!!!"

بولنا چاہ رہی تھی۔۔لیکن صدمے نے زبان کھینچ لی تھی۔۔سارے وجود پہ لرزہ طاری تھا۔۔

"چا۔۔کو۔۔۔" اُن دونوں میاں بیوی کو سمجھ نہیں آ رہا تھا۔۔کہ آخر اتنی سی دیر میں اُن پہ کیا قیامت ٹوٹی تھی۔۔جو اُس کا یہ حال ہوا تھا۔۔

"شہزادی خدا کے واسطے کچھ بولو گی!!!" جہانزیب صاحب المناکی سے کہہ پڑے تھے۔۔وہ سر جھکائے چہرے سے ایک مرتبہ پھر سے بولنے کی کوشش کرنے لگی۔۔

"۔۔چا۔۔۔۔کک۔۔کو۔۔ ۔۔"

ربیعہ بیگم کے ماتھے پہ شکنیں اُبھریں۔۔جہانزیب صاحب ذرا جھک کر اُس کی ہلکی سی آواز کو سُننے کی کوشش کر رہے تھے۔۔

"۔۔پولیس۔۔" ربیعہ بیگم اپنے حواس قائم نہیں رکھ پائی تھیں۔وہ حواس باختگی سے بس اُسے ہی دیکھے جا رہی تھیں۔۔۔"لے گئی!!!" اُس نے کرب سے یہ کہتے جہانزیب صاحب کو دیکھ کر چہرہ دائیں جانب لڑھکایا۔۔۔جہانزیب صاحب کا دماغ بھک سے اُڑا۔۔اور وہ اندر لاؤنج میں جاتے زور زور سے کہنے لگے۔۔۔

"ایسا آفت کا پرکالہ ہے یہ۔۔۔پولیس لے گئی ہے تو میں کیا کروں؟ ہاں میں کیا کروں؟"

ربیعہ بیگم نے یکدم غائب دماغی سے اُنہیں دیکھا۔۔دُعا کرب والم سے سرخ ہوتی آنکھوں سے اُنہیں دیکھتے اندر آئی۔

"کیسے باپ ہیں آپ؟ آپ کے بیٹے کو پولیس لے گئی ہے۔۔۔اور آپ کہتے ہیں میں کیا کروں؟ آپ باپ نہیں ہیں۔۔۔جلاد ہیں۔۔۔جلاد ہیں آپ۔۔۔اپنے پیشے کی طرح

سفاک۔۔۔سفاک ہیں آپ!!" دُعا گلا پھاڑ پھاڑ کر رہی تھی۔۔۔ربیعہ بیگم دروازے کو تھامے خاموشی سے کھڑی تھیں۔۔۔اپنی راتوں کو جاگ جاگ کر اُس لڑکے کو پ وان پ ڑھانے میں کی محنت اب اُنہیں زائل ہوتی دکھائی دے رہی تھی۔۔جیسے اُن کا ساحل کنارے بنا مٹی کا گھر و اٹوٹ ی تھا۔۔جیسے اُن کے دیکھے خواب ملیا میٹ ہو گئے تھے۔۔۔دُعا نے آ پو پ اب جہا ی صا کو خاموش کھڑا دیکھا تو کہنے لگی۔۔

" آپ عامر خالو سے ت کریں ابو۔۔۔ابو کچھ کریں۔۔ابو وہ پولیس والے کہہ رہے تھے وہ پ چہ کاٹ دیں گے۔۔۔"

یہ سُنتے ا چُبھتی سے اُنہوں نے دُعا کو دیکھا۔۔

"اور پھر تمہاری نی کیا کرے گی؟ ا ازہ ہے تمہیں کوئی؟ نی بیگم تو آسمانی گولا بن کر ستی ہیں۔۔معلوم ہے تمہیں؟" کہاں اب کچھ سمجھنے یسوچنے کی صورتحال تھی۔۔

"ابو اِس وقت چا کو ہمیں واپس لے کر آ ہے۔۔ قی تیں ساری ز گی چلیں گی۔۔۔کچھ کریں ابو!!" اُس نے ے ضبط اور تحمل سے یہ وا گھو پی کر یہ ت کی تھی۔۔۔

جہا ی صا کسی صورت موم نہیں ہو رہے تھے۔۔۔

" اپنا پیسہ کھو ہے تو پَر والے کا کیا قصور؟ پولیس نے تو جو کیا سو کیا۔۔اِس مردود نے بھی تو کچھ کیا ہوگا۔۔۔میری ت ی د رکھنا تم۔۔۔دھوبی گندا کپڑا پتھر پ مار ہے۔۔ صاف کپڑا نہیں!!"

ربیعہ بیگم دھیرے دھیرے اپنے سے سسکتے ہوئے دھیرے سے گال پیٹ رہی تھیں۔۔

"ہا۔۔ہا۔۔ہئے۔۔مم۔۔میرا چا !!"

جہانزیب صاحب انہیں جھڑک کر بولے۔۔

"ارے اب کلے پیٹنے کا کیا فائدہ؟ تمہارا لاڈلا سجیلا چاند ۔۔۔چاند چڑھا آیا ہے!!"

جہانزیب صاحب افسوس سے میں سر ہلا رہے تھے۔۔۔

"کتنی باتیں کریں گے لوگ۔۔کیا کچھ کہیں گے۔۔۔بچی کچھی عزت تھی۔۔اُسے بھی اِس مردود نے ختم کر دیا۔۔"

دُعا سے اب رہا نہ گیا اور وہ یکدم بولی۔۔

"جو یہ پرواہ کی جائے کہ لوگ کیا کہیں گے تو انسان غلام بن جاتا ہے۔۔۔"دُعا نے بھیگتی آنکھوں سے انہیں دیکھتے اُن کے آگے ہاتھ جوڑے۔۔۔

"ابو نا کے لئے۔۔۔نا کے لئے۔۔ابھی نہیں۔۔ابھی نہیں!!!" وہ سر جھٹکے میں سر ہلاتے جا رہی تھی۔۔بیٹی ہاتھ جوڑے باپ کے سامنے کھڑی تھی۔۔۔ڈوب مرجانے کا مقام لگا تھا جہانزیب صاحب کو۔۔۔

بڑی ہمت جٹاتے اُنہوں نے دھیرے سے سر ہلایا۔۔

"اچھا۔۔کچھ کرتا ہوں۔۔"

اسکوائڈ میں بے معمول بات پھیل گئی تھی۔۔اسکوائڈ کا بچہ تھانے میں تھا۔۔وہ بھی عام بچہ نہیں۔۔ بد کا ہر دل عزیز چاند تھانے میں تھا۔۔بچے بڑے بوڑھے سب پریشان باہر نکل آئے تھے۔۔۔ہارون انکل فکر مندی سے بینچ پر سر جھٹکے بیٹھے ماتھے پر ہاتھ پھیرتے کہہ رہے تھے۔۔۔

"اِس اسکوائڈ میں کبھی سکون نہیں آ سکتا!!"

وقاص کے والد اُن کے سامنے کھڑے زین سے خفگی سے کہہ رہے تھے۔۔۔

". . یہ واردات ہوئی۔۔تم نے تبھی ہمیں کال کیوں نہیں کی۔۔۔سانپ نکل گیا اب لکیر پیٹ رہے ہیں۔۔۔"

ہنگامہ شب میں اُس اسکوائر میں صبح کا عالم تھا۔۔شریم کے والد کہہ رہے تھے۔۔۔

"اب تو کچھ نہیں ہوسکتا۔۔۔بیل نہیں ہوسکتی۔۔کل اتوار ہے۔۔۔" آگے سے جہانزیب صاحب کہنے لگے۔۔

"عامر بھی حیدرآباد گیا ہے!!"

شریم غصے سے بولا۔۔۔

"تت۔۔ تو۔۔ چا۔۔ چاچو۔۔۔ کک۔۔ کو۔۔۔ ہم۔۔ مم۔۔ وہ۔۔ وہیں۔۔ رہ۔۔ رہنے۔۔دیں۔۔"

وقاص کھولتے ہوئے دماغ سے جامہ شب میں ملبوس کہنے لگا۔۔

"میں ایل ایل بی لاء کا اسٹوڈنٹ ہوں۔۔۔کوئی وکیل نہیں تو کیا ہوا۔۔مجھے بھی سارے طریقے آتے ہیں۔۔۔اور اگر ایف۔آئی۔آر کٹ بھی گئی ہے تو ڈرنے کی کوئی بات نہیں۔۔" سب نے چونک کر اُسے دیکھا۔۔۔وہ اُنہیں بتا رہا تھا۔۔

"سپریم کورٹ نے اپنے حالیہ فیصلے میں قرار دیا ہے۔۔۔کہ صرف ایف۔آئی۔آر ہونے سے ملزم کو نہیں پکڑا جا سکتا۔۔۔ جب تک اُس ملزم کے خلاف ٹھوس شواہد نہ ہو۔۔"

وہ سانس لینے کے لیے رُکا۔۔۔

"اگر پولیس کسی ایسے شخص کو گرفتار کرنے کی کوشش کرے جس نے کوئی جرم نہ کیا ہو تو وہ اپنے دفاع کے لیے کچھ بھی کرسکتا ہے۔۔اعلیٰ عدلیہ نے اپنے فیصلہ 1986 پی۔سی۔آر ایل کے کے صفحہ 2833 پر قرار دیا ہے کہ اگر کسی بے گناہ شخص کو جو نہ کسی مقدمہ میں مطلوب ہو اور نہ ہی

اس نے کوئی ۔ م کیا ہو تو ایسے شخص کو تعز یات پ کستان کے دفعہ 101 کے تحت اپنے دفاع کا حق حاصل ہے۔۔۔اِن کی ہمت کیسے ہوئی میرے دو ت کو لے کر جانے کی۔۔۔اِنہیں اب میں بتاؤں گا۔۔قانون اور قانون توڑ کیا ہو تے ہے۔۔یہ میرے سا کو لے کر گئے ہیں۔"

اُس نے ای گہری سانس لی اور شریم اور زین کو دیکھا۔۔

"چلو بئیک نکالو۔۔"

اور تھوڑی ہی د یمیں وہ بئیک نکال کر نکل پڑے تھے۔۔۔قری کے تھانوں میں وہ معلوم کر رہے تھے۔۔اسکوائ میں ہارون انکل فکر مند تھے۔۔

"ہمیں بچوں کو یوں نہیں بھیجنا چاہیے تھا!" وقاص کے والد نے پ اُمید ہوتے کہا۔۔

"ان شاہ اللہ بچے خیر سے آ گے!!"

دُعا او پ چھت پ دیوار سے ٹیک لگائے بیٹھی تھی۔۔آنکھیں متورم تھیں۔۔۔ل بکھرے تھے۔۔پیروں کے قری کولہا پوری چپل پڑی تھی۔۔شام ت کسے پتا تھا؟ اُن پ یہ آفت ٹوٹنی تھی۔۔۔وہ آج پھر وہاں اکیلی بیٹھی تھی۔۔۔وہ آج پھر وہاں نہیں تھا۔۔اُس نے بھیکتی پلکیں دھیرے سے اُٹھا کر آسمان پ دیکھا۔۔آسمان ت ری تھا۔۔۔آنکھیں ڈ ٹ۔۔۔

"سوتے آسمان کے خوابوں۔۔کیا تم مجھے سُن رہے ہو ستاروں؟"

آسمان ت ری رہا۔۔۔کوئی ستارہ نمودار نہیں ہوا۔۔۔

"کیا تمہیں چا سے اِس قدر عشق ہے۔۔۔کہ وہ آ ی تو تم لوگ مجھے بھی چھوڑ جاؤ گے؟ آج تمہیں دیکھنا ی تمہاری خواہش کر ۔۔۔لکل اچھا نہیں لگ رہا۔۔۔تمہیں بھی بس چا سے محبت ہے۔۔۔تم خود غرض ہو۔۔۔"

اُس نے یہ کہتے سر جھٹک دی۔۔۔آنکھوں میں دُھند چھا رہی تھی۔۔۔آنکھوں میں ستارے

جھلملا رہے تھے۔۔وہ ستارے اُسے ماضی کی اِک حسین ی ددلا رہے تھے۔۔۔جہاں جہاں جا رہی تھی۔۔ کچھ جھلملا رہا تھا۔۔۔وہ خود کو کسی کلاس روم میں بیٹھا دیکھ رہی تھی۔۔۔اُستاد کرسی پ خاموشی سے بیٹھے تھے۔۔بچے کوئی کام کر رہے تھے۔۔اُستاد نے اُنہیں کوئی کام دی تھا۔۔دُعا سے پہلے اُٹھ کر پھرتی سے اُن کی جا کاپی لے آئی۔۔

"میں نے سارے حرف نکال لیے!!" اُستاد نے اُٹھا کر اُسے دیکھا۔۔وہ اُسے دوسرے بچوں سے ڈ کام دی کرتے تھے۔۔اور وہ پھر بھی سے پہلے اُسے حل کر لاتی تھی۔۔ڈ کام اِس لئے دیتے تھے۔۔کیو وہ خود کام کر لیتی اور کو بتاتی رہتی اور پھر کسی شرارت میں لگ جاتی۔۔۔اُنہوں نے اُس سے کاپی لی اور اپنے سامنے والی کرسی کی جا اشارہ کیا۔۔

"یہاں بیٹھو!!"

اُنہوں نے ای گال پ دا طرف ہاتھ رکھے بغور کاپی پ دیکھا۔۔غلطی ڈھونڈ نی چاہی۔۔ ذرہ ا غلطی نہیں ملی۔۔۔

"اُستاد آپ کو پتا ہے۔۔"دُعا اچا سے بولی۔۔

" آج میں نے سا کی ریپورٹ پڑھی۔۔آج ساری د پ سے ای ستارہ رے گا۔۔رات آٹھ بجے۔۔

I'm so excited!!"

اُنہوں نے کاپی بند کر کے اُسے دیکھا اور پھر بچوں کو کام کرتے دیکھا اور پھر مسکرائے۔۔۔اُسے مصروف کرنے کا بہانہ اُنہیں مل ی تھا۔۔وہ کچھ سوچ کر اُس سے پوچھنے لگے۔۔

" تمہیں ستارے اتنے کیوں پسند ہے دُعا؟"

وہ یونہی کھلی ہوئی مسکراہٹ سے بولی۔۔۔

"بس۔۔۔یونہی!!"

"لیکن دُ میں کوئی بھی چیز یونہی نہیں ہوتی۔۔ہر چیز کا ا مقصد ہو ہے دُعا۔۔" وہ ذرا سنجیدہ ہوئی۔۔

" آپ کا مطلب مجھے ستاروں کو چاہنے کے لیے۔۔۔کوئی وجہ ڈھو نی ہوگی؟"

اُنہوں نے اثبات میں سر ہلا ۔۔

" لکل۔۔۔دُ میں بے مقصد کی جانی والی چیز لغو ہے۔تمہیں ستاروں کو چاہنا ہے۔۔۔تو اُنہیں کسی وجہ کے . . چاہنا ہوگا۔۔۔"

دُعا کو کچھ سمجھ آ ۔۔وجہ کیا بنائے۔۔؟

"میرے پ س تو کوئی وجہ نہیں اُستاد!" لہجے میں مایوسی تھی۔۔۔

یہ سُنتے اُستاد نے مسکرا کر کہا۔۔

"تمہارے پ س وجہ ہے!!"

"وہ کیا؟" وہ چو کر د ے پھیلائے بولی۔۔۔

"سورۃ النجم!!"

"سورۃ النجم!!" .ی .ی ہرنی آنکھیں مز .ی ہوگئیں۔۔

"لیکن اُس کا متن تو معراج کا واقعہ ہے۔۔۔اُس سے کیا ہوسکتا ہے اُستاد؟" وہ اُلجھ سی گئی۔۔۔

"اور نجم سے اُس کا کوئی خاص متن نہیں جڑ ۔۔"

اُستاد نے میں انگشت شہادت ہلائی۔۔۔

"اونہوں۔۔۔میں نے کہا ۔۔دُ میں کوئی چیز بے مقصد نہیں ہوتی۔۔۔"

"تو پھر کیا مقصد ہے سورۃ النجم کو نجم سے منسوب کر ؟"

اُس کی پوری توجہ اب اُن کی طرف مبذول ہوگئی تھی۔۔۔

اُستاد نے ای گہری سانس لی اور کہنے لگے۔۔۔

"قسم ہے ستارے کی. ب وہ ے۔۔۔سورۃ النجم (ا) کامیابی کی معراج ٠ کامی سے ہو کر ٠ رتی ہے۔۔۔"

اور دُعا کا منہ حیرت سے یکدم کُھلا۔۔۔۔

"یہ آپ نے کیسے کیا؟"

اُستاد ذرا اٗ اکر بولے۔۔

"پھر میں تو اُستاد ہوں٠ !!"

دُعا نے دونوں گالوں پ ہاتھ رکھ لئے۔۔

"آگے بتا ۔۔۔"

اُستاد بتانے لگے۔۔

"ہرا ن ستارہ ہے۔۔۔اور اللہ نے پہلے ہی ہمیں بتا دی ہے۔۔کہ ہر ستارے کو ڈوبنا ہے۔۔ دورِ سکندری بھی ڈوب ی۔۔دورِ قیصری بھی ڈوب ی۔۔ہرا ن ستارہ ہو ہے۔۔کوئی comet بن کر ساری د پ سے ٠ رت ہے۔۔کوئی شہاب الثاقب کی طرح کسی مخصوص رقبے پ سے ٠ رت ہے۔۔اپنی اپنی استطا کے مطابق ہر ستارہ چمکتا ہے۔۔۔ہم کسی ستارے کی لی نہیں کر ۔۔کوئی مصر کی راہ دکھا ہے کوئی یمن کی۔۔۔اِس لئے۔۔

you are your own star and I am my own star.. so be yourself!"

دُعا کی آنکھوں میں ستاروں کی دمک تھی۔زیرِ بحث ذکر نجوم تھا اور دُعا کے لبوں پ شادمانی ٠

ہو۔۔۔کیسے ممکن ہوسکتا تھا؟

"۔ ۔ ہر ستارے کا مقصد الگ ہے۔۔تو اُس کا یہ بھی مختلف ہو گا۔۔ہم unique ہیں۔۔ہم ۔ unique ہیں دُعا۔۔۔اِس لئے اپنی رائے کی عزت کیا کرو۔۔تمہیں اللہ نے یکتا بنایا ہے۔۔تم میں لازمی اُس نے ای خوبی رکھی ہے جو صرف تم میں ہے۔۔۔اُس کی قدر کرو۔۔اُس کی عزت کرو۔۔"

وہ سانس ی کے لئے رُکے اور پھر بتانے لگے۔۔

"تمہارے ساتھی نے نہ راہ گم کی ہے اور نہ وہ ٹیڑھی راہ پ ہے۔۔"سورۃ النجم (۲)

"اور وہ اپنی خواہش سے کوئی ۔ت کہتے ہیں۔۔۔"سورۃ النجم (۳)

"وہ تو صرف وحی سے جو اُ ری جاتی ہے۔۔"سورۃ النجم (۴)

اُستاد ذرا مسکرائے۔۔

"جو skill تمہیں اللہ نے دی ہے۔۔۔وہ اُس نے اپنی مرضی سے دی ہے۔۔لوگ تمہیں لاکھ دیوانہ کہیں۔۔تمہارے خوابوں کو چاہے دیوانے کا خواب کہیں۔۔لیکن تم نے خود پ یقین کر ہے کہ یہ تمہیں اللہ نے دی ہے۔۔اور تمہیں اُس میں excel کر ہے۔۔۔ ۔ اپنی مرضی سے ز گی میں کچھ ملے تو یہ سوچنا ہے۔۔یقیناً میرے لئے اللہ کے منصوبے میرے دیکھے ہوئے خوابوں سے بہت ۔ڑے ہیں۔۔تم نے بہت ۔ دا ش ت کر لیا اور تم آگے بھی ۔ دا ش ت کر تے ہو۔۔ہمت مت ہار ۔۔کامیابی کا دوسرا ۔م ۔ دا ش ت ہے۔۔کچھ بھی آسانی سے نہیں ملے گا۔۔

Life is rough so you have to be tough۔۔۔

لوگوں کی ۔تیں سُننی پڑیں گی۔۔۔لوگ ہنسیں گے ٹھٹھا کریں گے۔۔۔خطرات بھی بہت

آ گے۔۔

But to win big you have to take big risks, so Take risks.."

اور دُعا یکدم بولی۔۔۔

"اور کیا کرے ا ن اَ کوشش کے ۔ وجود بھی اللہ وہ ۔ دے جو ہم چاہیں؟"

"تو اُسے یہ سمجھ کر اللہ پ چھوڑ دو کہ اللہ چاہے تو ۔ دے سکتا ہے۔۔ جو چیز اللہ سے دور کرے اُسے وہیں چھوڑ دو۔۔۔اپنے خوابوں کے ۔۔ خود کو گمراہی میں مت دھکیلو۔۔۔"

اور ا ن کو یہ کیسے پتا چلے کہ خوابوں کی چاہ گمراہی میں دھکیل رہی ہے؟"

وہ ستاروں کے ذکر میں محو تھی۔۔

"چاہ سچی ہوئی تو اللہ سے کبھی دور نہیں کرے گی۔۔اور قسمت میں ہوئی تو مل کر رہے گی۔۔۔"

دُعا نے ای ٹھنڈی آہ بھری۔۔۔ستاروں کی جھلملاہٹ کھو گئی۔۔۔ماضی کے درخشاں ستارے بھی کھو گئے۔۔۔یہ رات اُسے تنہا ارنی تھی۔۔۔ت ر ی آسماں تلے۔۔چا سے پ ے۔۔۔

☆.....☆.....☆

صبر اے دل کہ یہ حا ی نہیں دیکھی جاتی

ٹھہر اے درد کہ اب ضبط کا یارا نہ رہا

(حبیب اشعر دہلوی)

تھانے میں خضر لاک اپ میں بند تھا۔۔۔شمائل اُس کے سامنے بیٹھا تھا۔۔خضر کا اُسے دیکھ

دیکھ کر خون کھول رہا تھا۔۔وہ اِس سے پہلے بھی کئی مرتبہ تھانے کے چکر لگا چکا تھا۔۔۔ چاہتے بھی خضر زمین کھرچتے بولا۔۔۔

"Bloody jailbird!"

ہر پولیس آفسر خضر کے متعلق تبصرہ کر رہے تھے۔۔

"اِس پھر پرچہ کاٹنا ہے کہ نہیں؟" جواباً کانسٹیبل نے کچھ سوچتے کہا۔۔

"صاب سونے کی انڈا دینے والی مرغی ہے یہ لڑکا۔۔کچھ لے دے کر چھوڑ دیتے ہیں۔۔" وہ پولیس آفسر سگریٹ لبوں سے لگائے کچھ سوچ کر بولے۔۔۔

"ھمم!!" فضا دھو سے آلودہ ہو گئی۔۔۔خضر کے تینوں دوست اُسے تلاش کرتے کرتے تھانے پہنچ گئے تھے۔۔۔اندر آتے ہی وقاص آگے ہوا۔۔۔

"خضر جہانزیب۔۔۔میں خضر کا دوست ہوں۔۔۔آپ اُسے غلط مم میں یہاں لے کر آئے ہیں۔۔اُس پہ لگائے الزام بے بنیاد ہیں۔۔۔میں اُس کا نکاح نامہ اور اُس کی بیوی کا شناختی کارڈ بھی لے کر آیا ہوں!!"

وہ پولیس آفسر لاپرواہی سے سگریٹ پیتے اُس کی بات سُن رہے تھے۔۔۔

"سر آپ میری بات سُن رہے ہیں؟" وہ میز پہ جھکے میز بجا رہا تھا۔۔

"ہیلو سر!!" آنکھیں غصے سے پھیل رہی تھیں۔۔۔

"سر میں بہت تمیز سے بات کر رہا ہوں۔۔۔پلیز کا پریشٹ کریں!!"

وقاص بول بول کر تھک چکا تھا۔۔ وہ سگریٹ پینے میں مصروف تھے۔۔۔وقاص سے اب ضبط نہ ہوا تو بول پڑا۔۔

"اگر آپ نے میری بات نہ سُنی تو میں آپ کے خلاف جسٹس آف پیس کو اندراج مقدمہ کی

درخواست زیردفعہ 22-A ضابطہ فوجداری دے سکتا ہوں۔۔"

اُنہوں نے یہ سُنتے چڑ ائی سے اُسے دیکھا اور کھولے۔۔

"بچھو کا نہ جانے اور بنی میں ہاتھ ڈالے۔۔"

وقاص نے اچنبھے سے اُنہیں دیکھا۔۔

"جی؟"

اُنہوں نے سگریٹ ایش ٹرے میں بُجھا کر دی۔۔اور ہاتھ جھاڑتے اُس کی جانب متوجہ ہوئے۔۔

" لگتا ہے سپریم کورٹ کا حالیہ فیصلہ جناب نے نہیں سُنا۔۔۔"

اور وقاص کو یکدم یاد آیا۔۔۔کہ سپریم کورٹ نے اپنے حالیہ فیصلے میں A-22 ضابطہ فوجداری کے خاتمے کا اعلان کر دیا تھا۔۔A-22 سے مراد پولیس آفسر سائلین کی بات سُنتے یا اُن کی ایف۔آئی۔آر درج کریں تو سائلین کورٹ سے رجوع کرتے تھے۔۔ سپریم کورٹ کے حالیہ فیصلے میں یہ قرار دیا تھا کہ اب سے اِن معاملات میں کورٹ نہیں بلکہ پولیس بڑے عہدے دار ہی فیصلہ کیا کریں گے۔

" تھوڑے حاضر رہا کریں جناب!!" یہ سُن کر وقاص کے تن بدن میں آگ لگ گئی تھی۔۔کیونکہ یہ بحیثیت ایک ممکنہ وکلاء سے privilege چھیننے جیسا تھا۔۔

وقاص نے ایک گہری سانس لی اور کہنے لگا۔۔

"بڑے افسوس کی بات ہے۔۔سپریم کورٹ نے آپ پر اعتبار کر کے آپ لوگوں کو یہ حق دیا اور آپ اِس کا غلط استعمال کر رہے ہیں۔۔شرم تو پھر نہیں آتی ہو گی ہے نا؟"

بہت سے وکلاء نے اِس بات پر مزاحمت کی تھی۔۔لیکن مزید کچھ کہتے تو سپریم کورٹ کی یہ بے

ادبی تھی۔البتہ اِس حق میں وکلاء پہلے سے ہی نہیں تھے۔۔اس کے خاتمے کی ا یـ ـڑی وجہ یہ بھی تھی کہ غریـ عوام کا وکلاء کی فیس کے ۔ ۔ بہت پیـ جاتـ تھا۔۔

اُنہوں نے کچھ سوچتے اُٹھا کر اُسے دیکھا اور بولے۔۔

"لڑکے کے والد یـ کسی بـڑے کو لے کر آؤ۔۔تم بچے ہو ابھی۔۔۔اِن معاـ ت میں تمہیں دخل نہیں دینا چاہیے!!!"

وقاص نے میز پـ رکھے ہاتھوں کی مٹھّیاں بنالیں اور بـڑے ضبط سے بولا۔۔۔

"دیکھیں سر۔۔۔میں ایـ ـلغ لڑکا ہوں۔۔ساتھ ہی میں قانون کا اسٹوڈنـ ہوں۔۔۔اِس لئے مجھے بچوں میں شمار نہ کریں تو ہی بہتر ہوگا۔۔"

اُنہوں نے ـ ـ پـ ـ رکھی اور ذرا سیدھے ہوکر نیـ بولے۔۔۔

"لڑکے۔۔اـ ابھی میں نے اِس پـ پرچہ کاٹ دیـ ۔۔اور بـ ت ـ ہر نکل گئی۔۔تو تمہارے دو ـ کا سارا کیریئر تباہ ہوجائے گا۔۔۔ابھی تو کچھ دیکھا ہی نہیں ہے اِس نے!!!"

وقاص یکدم اُن پـ پـڑا۔۔۔

" آپ رشوت ماـ رہے ہیں ہم سے؟"

اُن کے کیبن میں زور کی آواز گونج کر واپس آئی تھی۔۔پیچھے کھڑے شریم اور زین چونـ گئے۔۔دونوں نے اُنہیں ٹھنڈا کرنـ چاہا تو اُس نے زور سے پیچھے اُنہیں دھکا دیـ اور پولیس آفسر کو جنونی غصہ آور ـ وں سے دیکھتے بولا۔۔

"ہم رشوت نہیں دیں گے۔۔۔آپ بـ ت کو کیا ـ ہر نکالیں گے۔۔میں خود۔۔میں خود۔۔"

اُس نے زور زور سے یـ پـ ہاتھ مارا۔۔

"میں خود میڈیـ بلاؤں گا۔۔۔میں میں۔۔۔جو اللہ سے ڈرتـ ہے اور غلط راہ کا تعین نہیں کرتـ ۔

اللہ اُسے رزق دیتا ہے۔۔یہ پکستان ہے۔۔ہم رشوت نہیں دیں گے!!"
شور پ کانسٹیبل اور حوالدار آ گئے تھے۔۔۔وقاص نے ٹ اؤزر کی . یب سے مو. نکالا تو وہ پولیس افسر کر بولے۔۔
" پکڑلو اِنہیں!!" وقاص نے چو. کر دیکھا۔۔۔
اور اُنہوں نے فوراً حکم کی تعمیل کی اور اِن تینوں کو پکڑلیا۔۔وہ پولیس آفسر اُسے محظوظ ہوتے دیکھ کر بولے۔
"یہ ویکنڈ ہمارے ساتھ َ اریں گے۔۔خوب خاطر داری کرو اِن کی۔۔اِن کی مہمان نوازی میں کوئی کمی . رہے۔۔"
وقاص سے اُس کا فون بھی چھین لیا َ یہ۔۔وقاص مجنونہ ا. از میں رہا تھا۔۔۔
" چھوڑو۔۔چھوڑو مجھے۔۔۔چھوڑو!!
میں کہتا ہوں چھوڑو!!"
تھانے میں اُس کی دھاڑیں سنائی دے رہی تھیں۔۔۔حوالدار اُنہیں لاک اپ میں لے کر آئے اور اُن تینوں کو خضر اور شمائل کے ساتھ کر چل پڑے۔۔
وقاص خضر کے پیروں میں َ اتھا۔۔خضر دیوار سے ٹیک لگائے بیٹھا تخ ٹھنڈے ا. از میں آنکھیں مو. ے بولا۔۔
"وکلاء کو تحمل مزاج ہو. چاہیے!!"
وقاص غصے سے اُس پ یہ۔۔
"تُہنجو جو دماغ . اب آھی!!" (تیرا دماغ . اب ہے!!)
شریم اور زین خاموشی سے . ا. والی دیوار کے ساتھ لگ کر بیٹھ گئے تھے۔۔ای وقاص ہی تھا

وہاں جس نے لاک اپ میں قیامت . پ کی ہوئی تھی۔۔۔

شمائل زمین پ ۔ٹ وقاص کو دیکھتے ا ایہا ٰ از میں بولا۔۔۔

" کیا فائ ہ تمہاری وکا ت کا؟ اُس نے تو تمہیں یہاں پہنچا دیا ہے!!" وقاص جھنجھلا کر اُٹھا۔۔

"اوئے!!" خضر نے اُس کی ٹ ٰ پکڑ کر اُسے روکا۔۔۔

"وقاص بس!!"

وقاص نے پیچھے مڑ کر دیکھا اور غصے سے ٹ ٰ پیچھے کی۔۔

" تیرا مغز اتنا ٹھنڈا کیوں ہے؟ ہاں؟ کیوں ہے؟"

" مجھے وکا ت میں کوئی دلچسپی نہیں!" وہ آنکھوں میں آنکھیں ڈالے وہی سادہ سنجیدہ تحمل بھرے ا ٰ از میں بولا تھا۔۔ وقاص واپس خاموشی سے وہاں بیٹھ یہ۔۔۔

"رشوت ما ٰ رہے ہیں وہ؟"

تھوڑی دیہ بعد اُس نے اُسے بتا یہ تھا۔۔

"اُن کی کوئی نہیں پ چہ کاٹنے کی۔۔۔اور اُنہیں پتا ہے ہم میڈ یہ کورٹ کے پ س نہیں جا گے۔۔" وہ دونوں ٹنگیں کھڑی کیے اُن پ ہاتھ رکھ کر جھولتے ہوئے اُسے بتا رہا تھا۔۔

" کل ہے بھی اتوار۔۔۔ہمیں کل بھی یہی رہنا پ ے گا۔۔۔"

خضر خاموشی سے دونوں ٹنگیں زمین پ لٹائے بیٹھا تھا۔۔۔گمان ہوت تھا کسی سوچ میں گم تھا۔۔ وقاص بولتا جا رہا تھا۔۔ کوئی جواب نہیں آ رہا تھا۔۔کسی خیال سے اُس نے اُسے دیکھا۔۔

" کیا سوچ رہے ہو!"

وہ سر جھٹکے . کاٹتے بولا۔۔

"دُعا کے . رے میں!!" وقاص نے ت سف سے میں سر ہلا یہ۔۔

"   !اُسی چھوکری کی وجہ سے ہم یہاں پھنسے ہیں۔۔"

خضر نے ای   اُسے دیکھا اور لاعلمی کا مظاہرہ کیا۔۔

"چھا؟" (کیا؟)

وقاص نے جواباً. ہمی سے کہا۔۔

"کیا تمہیں میری شکل پ بیوقوف لکھا ہوا دکھائی دیتا ہے؟"

خضر نے دو. رہَ دن پھیر کر دیوار سے سر لگا یا اور ہاتھ . ھتے   یں گھما کر سادگی سے کہا۔۔

"نہیں۔۔"

"مجھے پتا ہے یہ . دُعا نے کیا ہے!!" وقاص. راضی سے بولا تھا۔۔ یہ سُنتے شمائل زمین پ ۔ ٹ پھر سے بولا۔۔

"لڑکی دم دار ہے۔۔ ای   دم. م پیں!!"

اگلے لمحے خضر چنگھاڑ کر رینگ کر آگے. ڈھا تھا۔۔۔

"اوئے!" بس یہی دُ   رگ تھی اُس کی۔۔ جسے وہ. ر. رد. ت تھا۔۔

زین بھی اُٹھ کھڑا۔۔

"چھڈ. نہیں اے اینو آج مے۔۔۔"

"لگاتے ہیں آج تُجھے تو. !!" وہ. . ت ت سے اُٹھ کھڑا ہوا۔۔۔ چاروں دو ت اُٹھ کھڑے ہوئے۔۔۔ خضر نے زور سے اُس کے پیٹ میں ٹھڈا مارا۔۔

شریم ہکلا کر بولا۔۔

"   شش۔۔۔ شرم۔۔۔ ش نن نہیں آت۔تی۔۔"

"یہ کیا ہو رہا ہے؟" حوالدار جیل کا دروازہ کھولتے ا. ر   آی۔۔ تو وہ چاروں دو ت

رُکے۔۔۔

وقاص غضبناک سے اُس سے کہنے لگا۔۔

"یہ ہماری بہنوں بیٹیوں کے بارے میں بکواس کر رہا ہے۔۔۔"

اُس حوالدار نے طنزاً ہنس کر کہا۔۔

"اچھا تم جیسے تھانے میں سڑنے والے لوگوں کو بھی بہنوں بیٹیوں کا خیال آتا ہے۔۔" وقاص تڑپ کر اُسے مارنے لگا تو حوالدار نے اُسے زور کا تھپڑ رسید کیا اور وہ زمین پر گر گیا۔۔۔خضر نے غصے سے دانت کچکچاتے اُس حوالدار کو دیکھا۔۔۔تو وہ حوالدار اُسے مارنے آیا۔۔

"آنکھیں نکالتا ہے!!" تبھی فٹافٹ آگے زین اور شریم آئے۔۔زین فوراً سے معذرت خواہانہ انداز میں بولا۔۔

"سوری سوری آئیندہ نہیں کرتے!!" وہ حوالدار غصہ ضبط کرتے اُسے تنبیہ کرنے لگا۔۔

"اچھا ہے آئیندہ کچھ نہ ہی کرے۔۔۔کوئی ہڈی وڈی ٹوٹ گئی نا۔۔۔آئندہ بلا پکڑنے کے قابل نہیں رہے گا!!"

خضر کے ضبط کی انتہا ہونے لگی تھی۔۔وہ کچھ کہتا۔۔نیچے گرے وقاص نے پیچھے سے اُس کی ٹانگ گرفت میں لے لی۔۔۔اشارہ تھا۔۔خاموش ہو جاؤ۔۔۔اپنے کیریئر کے لئے خاموش ہو جاؤ۔۔۔وقاص کا ہونٹ پھٹ گیا تھا۔۔خضر اپنی شرٹ کی آستین سے اُس کا خون صاف کر رہا تھا۔۔اب کی بار خضر کا غصہ جوالامکھی کی طرح پھٹنے کو آ رہا تھا۔۔۔

"تیتر تو اپنی آئی مرا، تو کیوں مرا بٹیر؟"

وقاص نے ایک ٹھنڈی آہ بھری اور جواباً کہا۔۔

"دوست وہ جو قید خانے میں کام آئے کیونکہ دستر خوان پر تو دشمن بھی دوست ہی دکھائی دیتا

ہے۔۔"

عجیب ہے یہ دوستی۔۔۔خون کا اِس میں ا یہ قطرہ نہیں۔۔۔ دل میں خون سے بھی تیزی سے َ دش کرتی ہے یہ۔

☆.....☆.....☆

اسکوائ میں لڑکوں کی ما فکرمند تھیں۔۔انکل ہارون نے وقاص کے نمبر پ کال کی تھی تو کال پولیس آفسر نے اُٹھائی۔۔۔

"ہیلو!!"

اِس پ رانکل ہارون ذرا چو ۔۔لڑکوں کے والد دھڑکتے دل سے اُنہیں دیکھ رہے تھے۔۔ انکل ہارون نے خود کو کمپوز کرتے کہا۔۔

"جی یہ وقاص کا نمبر ہے٠؟ میں اُس کا انکل بول رہا ہوں۔۔۔آپ کون ہیں؟ وقاص خیر۔ ۔ سے ہے٠؟"

"جی جی۔لکل خیر۔ ۔ سے ہے اپنے دوستوں کے ساتھ۔۔۔آپ تھانے آجا ۔قی۔تیں وہیں کرتے ہیں۔۔۔"

اُس پ روہ انتہائی تحمل مزاجی سے بولے تھے اور اِس پ راسکوائ میں کہرام مچ َ یہ تھا۔۔پہلے ا یہ ماں رو رہی تھی۔۔اب چار چار ما رو رہی تھیں۔۔جوان اولاد تھانے میں تھی۔دل کس طرح قرار پکڑ ۔۔۔

وقاص کی والدہ خضر کی طرف کاؤچ پ بیٹھیں مسلسل زاروقطار رو رہی تھیں۔۔

"میرا ا یہ ہی بیٹا ہے۔۔۔۔میرا ا یہ ہی بیٹا ہے۔۔مُھنجو چھوکرو!!"(میرا چھوکرا) اُس کا چہرہ اُن کی آنکھوں کے آگے ۔ر۔رآرہا تھا۔۔۔

شریم کی والدہ اُن کے ساتھ بیٹھیں رومال سے ناک پونچھ رہی تھی۔۔

" کیسی باتیں کر رہی ہو نازش۔۔صرف تمہارا بیٹا نہیں۔۔۔ہم سب کے بیٹے وہاں ہیں۔۔۔ ہم سب فکرمند ہیں۔۔۔"

وہ چاروں لڑکے اپنے والدین کی اکلوتی اولادیں اکلوتے بیٹے تھے۔۔۔

اسکوائر کی عورتیں اُنہیں سمجھا رہی تھیں۔۔لیکن وہ خواتین کسی صورت نہیں سمجھ رہی تھیں۔۔

" کچھ نہیں ہوتا ان شاہ اللہ خیر سے آجائیں گے بچے!"

شریم کی والدہ نے ہاتھ دکھا کر رندھی ہوئی آواز میں کہا۔۔

" کیسے کچھ نہیں ہوتا؟ ہمارے بچے تھانے میں ہیں۔۔۔جن تن لاگے وہی جانے۔۔کیسے ہم سکون کریں؟"

نورین آنٹی کہنے لگیں۔۔

"ہارون صاحب بھی کہہ رہے تھے۔۔بچوں کو اکیلا نہیں جانا چاہیے۔۔۔ بات نہیں سُنی آپ لوگوں نے!!"

ربیعہ بیگم آنسوؤں کے باعث بھاپ سے بھرا چشمہ دوپٹے سے صاف کر رہی تھیں۔۔۔

" حال کا نہ قال کا، روٹی اور دال کا۔۔۔اللہ پوچھے اِن پولیس والوں کو!!"دُعا کچن میں ٹرے میں پانی لے کر آرہی تھی۔۔پہلے اپنی ماں کا رونا ستا رہا تھا۔۔اب چار چار ماؤں کو روتا دیکھ کر اُس کا کلیجا پھٹا جا رہا تھا۔۔ربیعہ بیگم نے چشمہ لگایا اور ناک پونچھی۔۔

"پتا نہیں کیا حال ہو رہا ہو گا وہاں بچوں کا!"

یہ سُنتے رضیہ آنٹی سسک کر بولی۔۔

"ہائے بڑا ماڑدی اے۔۔بڑا ای ماڑدی اے پُولیس! اللہ خیری ساڈے بچیاں نُو لے آئے!!

ہئے میرا سر پٹ اے!!" اُنھوں نے سر پہ ہاتھ رکھتے کرب سے کہا تھا۔۔

دُعا نے ٹرے میز پہ رکھی اور پانی کا گلاس اُٹھا کر اُن کی جانب بڑھایا۔۔

"آپ پانی پی لیں۔۔۔"

اُنھوں نے ناگواری سے منہ پھیر کر کہا۔۔

"ہئے زہر دے دے مینو۔۔۔ پانی نہیں لنگنا میرے گلے توں۔۔۔"

وقاص کی والدہ یہ سُنتے خفا سی قرۃ العین کو دیکھتے بولیں۔۔

"رضیہ منہ سے خیر کے الفاظ نکالو۔۔۔ اپنی بیٹی کا ہی خیال کرو تم۔۔۔" قرۃ العین نے بھی بھائی کے غم میں رو رو کر آنکھوں کے پپوٹے سُوجھا لیے تھے۔۔ دل تو چاہ رہا تھا ابھی شوہر کو کال کر کے ساری صورتحال سے آگاہ کر دے۔۔ مگر ربیعہ بیگم اور دُعا کی وجہ سے خاموش تھی۔۔۔

دُعا نے رضیہ آنٹی کو زبردستی پانی پلایا۔۔ وہ گلاس واپس میز پہ رکھتے بولیں۔۔

"بندا سکھ وسطے اولاد منگدا اے۔۔ تے اے ہوای اولاد سکون اُجاڑ دیندی اے!!" دُعا کو رضیہ آنٹی کو یوں دیکھ کر بہت شرمندگی ہو رہی تھی۔۔ اُن کا بیٹا تو اُن کا واحد سہارا تھا۔۔

"ہئے بندا کی کرے۔۔ تیرا بندہ بڑا ای مجبور اے مالِک مولا!"

ہارون انکل اور جہانزیب صاحب تھانے گئے تو ساری صورتحال معلوم پڑی۔۔۔ جہانزیب صاحب وہیں آگ ببولا ہو کر سلاخوں پہ تھپڑ مکے مارنے لگ گئے اور خضر کو لعن طعن کرنے لگ گئے۔۔۔

"گندے انڈے۔۔ غرق ہو جا تو۔۔۔ ہمیں کہیں منہ دکھانے کے قابل نہیں چھوڑا تو نے!!"

ہارون انکل اُنہیں پیچھے کھینچ رہے تھے۔۔۔

"جہانزیب صاحب۔ جہانزیب صاحب!!" جہانزیب صاحب نے پیروں سے جوتا نکالا اور

ا ر پھینکا۔۔جو کہ بڑی زور سے خضر کے شانے پ لگا تھا۔۔۔ وہ ہنوز خاموشی سے بیٹھا تھا۔۔اُس کے تینوں دو رنج سے جہانزیب صاحب کو دیکھ رہے تھے۔۔

"میں ادرا کے دفتر جا کر تیرا نام کٹواؤں گا۔۔میں تجھے اپنی اولاد کی فہر سے ختم کرواؤں گا۔۔میرے خاندان پہ تُو داغ ہے۔۔داغ ہے تُو۔۔۔"

"جہانزیب صاحب تماشہ بند کریں!!!"

"میری بیٹی کو اس نوازش لے کر یں۔۔دیکھنا میں تیرا کیا حال کروں گا!!"

وقاص خون اُبلتی آنکھوں سے اُنہیں دیکھتے اُٹھ کھڑا ہوا اور تیزی سے آگے آ کر سلاخیں مٹھی میں لیتے اُنہیں زور سے ہلاتے بولا۔۔۔

"آپ کی بیٹی نے ہی سب کچھ کیا ہے!!"

"تُو تو ٹھہر۔"جہانزیب صاحب نے جھک کر دوسرا جوتا اُتارا۔۔۔

"تیری شہ نے کیا ہے یہ سب!"

ہارون انکل نے بڑی مشکل سے اُن سے جوتا لیا تھا۔۔۔

"جہانزیب صاحب خدارا یہ تماشہ بند کریں!!"

بڑے ہاتھ پیر جوڑ کر وہ جہانزیب صاحب کو وہاں سے لے کر گئے تھے۔۔خضر نے ایک ٹھنڈی آہ بھری اور وقاص کو دیکھتے کہا۔۔

"جانتے ہو نیوکلر بم سے زیادہ مہلک کیا ہو سکتا ہے؟"اُس نے ایک گہری سانس لی اور کلفت سے خود ہی کہا۔۔

"الفاظ!!"

ہارون انکل اور جہانزیب صاحب جب اسکوائر پہنچے تو ہارون انکل سب کو بتانے لگے۔۔

"اُنہوں نے چار لاکھ کی مانگ کی ہے۔۔ایک ایک لاکھ ایک ایک بچے کا!"

اب رضیہ آپا بیٹھیں غمگینی سے ران پہ ہاتھ مارتے یہ کرنے لگی۔۔

"وے تیرا نس ہووے۔۔وے بیڑا غرق ہووے۔۔بیوہ عورت دی بد دعا لگے اپناں بختاں نوں۔۔۔ہائے کدھر سے لے کر آؤں لکھ لکھ روپئیا!"

اسکوائر والوں نے کچھ ہی روز پہلے پیسے جمع کر کے قرۃ العین کی شادی کے لئے banquet بک کروایا تھا۔۔اور اب پھر سے اتنا پیسہ۔۔۔کہاں سے لے کر آئیں گے وہ اتنا پیسہ۔یہ اُن کی سمجھ سے باہر ہوتا جا رہا تھا۔۔دُعا کو۔ یہ خبر ملی تھی اُس نے کمرے میں آ کر چابی لگا کر الماری سے اپنا دراز کھولا۔۔ کانپتے ہاتھوں سے اُس نے اپنا سونے کا بریسلیٹ نکالا جو اُسے نوازش صاحب نے دیا تھا۔کانوں میں بالیاں تھیں وہ بھی نانی بیگم نے اُسے دی تھیں۔ٹوپس پہنتی تھی تو کانوں میں زخم ہو جاتے تھے۔۔اُس کے پاس انگوٹھی بریسلیٹ پینڈنٹ جو تھا دیکھ لیا۔۔آنکھوں میں سیلاب کا ریلا آیا اور وہ سسکتے ہوئے رونے لگی۔۔۔

وہ زور زور سے رونے لگی۔۔دل خون کے آنسو رو رہا تھا۔۔وہ کچھ بھی کر لیتی۔وہ کہیں سے بھی چار لاکھ نہیں لا سکتی تھی۔۔

"اب ہم کیا کریں گے؟اب ہم کیا کریں گے؟ہم کیسے اُنہیں لے کر آئیں گے۔۔۔"

سسکتی رہی۔۔روتی رہی۔۔۔آنکھیں سرخی مائل ہو گئیں۔۔۔کوئی راہ نہیں آئی۔۔کچھ لمحے خاموش رہی۔۔کسی خیال سے اُس نے جگمگاتی ہوئی بھیگی پلکیں اُٹھائیں۔۔ذہن کی گلیوں پہ جانے کچھ جگمگایا تھا۔۔اور۔ اُسے کوئی راہ نہیں ملتی تھی۔۔تو وہ اپنی راہ خود بناتی تھی۔۔

"میں نانی جان سے بات کروں گی۔۔میں اُن سے خود بات کروں گی۔۔۔اب میں بالکل ٹھیک

کروں گی۔۔میں نے ٹ کی ہے۔۔میں ہی ٹھیک کروں گی۔۔" اُس نے آ

پونچھے۔۔۔اور عزم کرتے بولی۔۔

"ان شاہ اللہ۔۔میں ٹھیک کروں گی!"

☆.....☆.....☆

صبح سویرے اُستاد کو اپنے شا دوں کی فتاری کی خبر ملی تھی۔۔۔دل رنجیدہ تھا۔۔۔سوچا تھا مل کر آ ۔۔دیکھ کر آ کیا صورتحال ہے۔۔۔ویکنڈ تھا۔۔ کہیں سے بھی وہ ویکنڈ نہیں رہا تھا۔۔ شتہ لے کر وہ ای ٹھنڈی آہ بھر کر گھر سے ہر نکلے۔۔۔ ہر لان میں اُن کی بیری کے در ت پ ڑی۔۔۔اُس کے ارد د دوں کے جھروکوں سے ستارے ٹمٹماتے ہوئے آئے اور وہ ٹمٹاہٹ اُنہیں اسکوا میں لے گئی۔۔لڑ کا خضر اسکوا میں بیری کے در ت کو بغور دیکھ رہا تھا۔۔اُنہوں نے اُسے دیکھتے ہوئے اُس کا شانہ تھپتھپایا تو اُس نے پلٹ کر حیرت سے پھیلتی خضر آنکھوں سے اُنہیں دیکھا۔۔اُستاد نے مسکرا کر پوچھا۔۔

" کیا دیکھ رہے ہو؟ سدرہ کو؟"

"سدرہ؟" وہ اُلجھ کر بولا۔۔

اُستاد نے اثبات میں سر کو خم دیا۔۔

"ہوں۔۔سدرہ۔۔۔بیری کے در ت کو سدرہ کہتے ہیں۔۔"

"سدرہ!!" خضر نے مڑ کر غور سے بیری کے در ت کو دیکھا۔۔اُستاد آگے آئے اور اُنہوں نے اُس کے بیر اور پتے توڑے۔۔اور اُس کی جا گھوم کر آئے۔۔

"جا ہو سدرۃ المنتہیٰ کہاں ہیں؟"

جواباً وہ آسمان کی جا اشارہ کرتے بولا۔۔

"او پ !!"

اُستاد کے لبوں پ تبسم در آ یا اور پوچھنے لگے۔۔

"اور اُس کے پ س کیا ہے؟"

"اُس کے پ س . ت الماویٰ ہے۔۔" سورۃ النجم (۱۵)

"اور اُسے . دیکھا َ یا تھا؟"

". . آپ صلی اللہ علیہ وسلم معراج پ گئے تھے۔۔۔"

"اور اُنہیں کون ی آ یا تھا؟" اُستاد دھیرے دھیرے پے در پے سوال کر رہے تھے۔۔ جواباً وہ پے در پے کہہ رہا تھا۔۔

"اُنہیں جبرا ی آئے تھے!!"

"اور جبرا کے ساتھ اور کون تھا؟"

"اُن کے ساتھ . اق تھا۔۔ سفید گھوڑا۔۔ جس کا چہرہ بہت خوبصورت ا نوں کا سا تھا۔۔۔ اُڑنے والا گھوڑا!!!"

" کیا اُڑنے والے گھوڑے اب بھی ہوتے ہیں؟ دُعا کے پ انے کھلونوں جیسے پونی ٹیل والے؟" دلچسپی . ڑھ گئی۔۔۔

اُستاد نے دھیرے سے سر کو خم د ی۔۔

". لکل ہوتے ہیں۔۔۔ کیا اُڑتا ہوا گھوڑا نہیں تھا۔۔ حضرت سلیمان کا۔۔" وہ سانس ی کے لیے رُکے اور مصنوعی خفگی سے بولے۔۔

" کیا تم جھگڑا کرتے ہو اس پ جو (پیغمبر) دیکھتے ہیں؟" سورۃ النجم (۱۲)

خضر نے خوف زدگی سے میں سر ہلا ی۔۔

"نہیں نہیں۔۔میں جھگڑا نہیں کرت ۔۔" اُستاد نے اُسے بیر کے پتے اور بیر پکڑا ئے۔۔اُنہیں پکڑ کر وہ پوچھنے لگا۔۔

"اُستاد اِن کا کیا کروں؟"

"اِن پتوں کو پ نی میں ڈال کر غسل کرن ۔۔ انے چاہا تو ہر بُری اور آفت سے بچے رہو گے۔۔"

"اچھا!!" وہ بہت سمجھداری سے اُنہیں دیکھ رہا تھا۔۔اب اُس نے بیروں کو دیکھا اور پوچھا۔۔

"اور اِن بیروں کا؟"

اُستاد نے ای گہری سانس لی اور کہنے لگے۔۔

"بیر میں کیلشیم، فاسفورس اور فولاد ہوت ہے۔۔اِسے غری کا ی کہتے ہیں۔۔لیکن اِس میں طاقت ی سے بھی زیدہ ہوتی ہے۔۔اِس کے علاوہ اِس میں گلوکوز بھی ہوت ہے۔۔یہ خون کی صفائی کرت ہے۔۔اور تو اور اِس کی گھٹلی ہڈیں جوڑنے کے کام آتی ہے۔۔اور اِس سے ل بھی مضبوط ہوتے ہیں۔۔یہ جسم کی پ بی ختم کرنے کے بھی کام آت ہے۔جا ہو اقبال نے شاہین کے بعد کس جانور کا سے زیدہ استعمال کیا ہے؟"

وہ سانس ی کے لئے رُکے اور کہنے لگے۔۔

"آہو کا۔ہرن کا۔۔اور ای تحقیق کے مطابق ہرن کے جسم میں سے زیدہ کم پ بی ہوتی ہے۔۔اور تحقیق سے یہ بت ث ت ہے کہ ہرن بیر کھات ہے۔۔تم فِٹ رہنا چاہتے ہو۔ تو ان کا استعمال کیا کرو۔۔ہرن بہت پھرتیلا اور حاضر دماغ ہوت ہے۔۔اور اُس کی وجہ اُس کی غذا ہوتی ہے۔" وہ ٹھہرے۔۔

"خضر کیا تم نے سوچا ہے۔۔۔کہ معراج کے واقع کے ساتھ یہ ننھے سے بیر کا کیا جوڑ ہے؟"

خضر یہ سُن کر ذرا اُلجھا اور . کاٹتے سوچنے لگا۔۔۔ اُستاد اُسے مسکرا کر دیکھ رہے تھے۔۔۔

کافی دیر . کاٹتے کاٹتے سوچتا رہا اور یکدم بولا۔۔

" آ َ یہ سمجھ؟" اُستاد بھوں ۔ ن کر بولے۔۔

"اچھا بتاؤ؟" خضر نے ای گہری سانس لی اور کہنے لگا۔۔

"اللہ تعالیٰ نے اِس پھل کو اور اِس در ۔ ت کو وہ وہ فوائ دیئے ہیں جو اور کسی در ۔ ت کے پ س نہیں۔۔۔ کسی کے مال کی تعداد۔۔ اُس کا ظاہر حسن۔۔ اُس کے معراج کا تعین نہیں کرتی۔۔۔ کسی کی معراج اُس کے standard کی محتاج نہیں۔۔ یہ ا ن کی محنت اور اللہ کا سکھا یہ ہوا علم ہے۔۔ جو ہماری معراج کا تعین کرتی ہے۔۔ لوگ رشک کرتے ہیں تو لوگوں کو رشک کرنے دیں۔۔ لوگ ہمارے ظاہر کو دیکھ کر ہم پ رشک کریں گے۔ وہ ہماری ۔ ثیر نہیں جا ۔۔ ہر کوئی ہماری ۔ ثیر نہیں جان سکتا۔۔ بظاہر بیر کتنا ننھا اور عام سا لگتا ہے۔۔ ہر کسی کو کہاں اِس کی ۔ ثیر پتا؟ ہے نہ اُستاد؟"

ستارے بُجھ گئے۔۔ ماضی سے حال ہوا۔ اُستاد نے ای سرد آہ بھری اور کہا۔۔

" . لکل میرے لڑکے۔۔ . لکل۔۔ ہر کوئی تمہاری ۔ ثیر نہیں جا !!!"

صبح کسی کی تھانے میں کال آئی۔۔ اور اُنھوں نے شمائل کو چھوڑ دیا۔۔ لاک اپ سے ۔ اُس نے خضر کو دیکھا اور بولا۔۔

"بہتر ہوگا۔۔ چھوٹ کر چھرا پکڑ لیجیو۔۔ یہ گیند بلا تم سے نہ ہو پ ئے گا۔۔" شریم جھنجھلا کر غصے سے آگے . ڑھا۔۔ زین نے اُسے پیچھے سے پکڑ لیا۔۔۔ شمائل . ہر نکلا۔۔ اور لاک اپ کا دروازہ بند ہوا۔۔ وہ . ہر سے طنزاً جاتے ہوئے بولا۔۔

"تُو قصائی ہے۔۔۔ اور قصائی ہی رہے گا!!!"

خضر کا غصے سے سارا وجود لرز َ ی تھا۔۔ وہ جم کر وہیں کا وہیں بیٹھا تھا۔۔۔اُستاد٠ شتہ لے کر آئے تھے۔۔ وہ کسی صورت اُسے٠ شتہ نہیں دینے دے رہے تھے۔۔

اُستاد اُن کی منت کرتے کہہ رہے تھے۔۔

"دیکھیں بچہ ہے۔۔۔اُس کا اِسٹمک اپ ی ٹ ہو جا ت ہے۔۔۔ساتھ یہ ڈائٹیشن نے اُس کی ڈائ ٹ بتائی ہے۔۔پلیز لے جانے دیں۔۔۔" خضر درد٠ کی سے سلاخیں تھام کر اُنہیں اُس کے لئے منتیں کرت دیکھ رہا تھا۔۔۔ ٹ ی منت سما. ت کے بعد اُنہوں نے اُنہیں کھا٠ لانے د ی تھا۔۔جیسے ہی اُستاد خضر کے سامنے آئے۔۔۔تو وہ یکدم بولا۔۔۔

"اُستاد میں نے۔۔" جواباً وہ تحمل سے بولے۔۔۔

" آئی نو۔۔۔آئی نو۔۔" اور دل نے قرار پکڑ لیا۔۔۔اُستاد نے ا ی گہری سانس لی اور اُسے دیکھتے کہنے لگے۔۔۔

"اپنے کام بند ہونے کے لئے فکرمند٠ ہو۔۔۔اور اپنا دل چھو ٹ مت کرو۔۔۔اس لئے کہ آب حیات کا چشمہ ت ریکی کے ا٠ رہے۔۔صورتحال کنٹرول میں نہیں تو ما ی ٹ تبدیل کر لو۔۔ حالات ہمیں اتنا ڈسٹرب نہیں کرتے جتنا ہمیں ہماری سوچ ڈسٹرب کر دیتی ہے۔۔۔فکر مت کرو۔۔ ب ٹھیک ہو جائے گا۔۔ہم کچھ کر رہے ہیں۔۔۔"

خضر نے سرخ ہوتی نمناک آنکھوں سے اُنہیں دیکھا۔۔اُنہوں نے سلاخوں سے ہاتھ ڈال کر اُس کا سر پیچھے سے پکڑا اور اُمید سے اُسے دیکھتے ہلا ی۔۔۔

"ہم ہیں۔۔۔کچھ نہیں ہونے دیں گے تمہیں۔۔۔"

خضر نے ٹ ی ہمت سے آ ا٠ را ت رتے سر ہلا ی۔۔۔

"جی!!!" اُس نے خود کو کمپوز کرتے ا ی گہری سانس لی۔۔۔

"اور دُعا؟"

"وہ ٹھیک ہے۔۔۔"

اُس سے مل کر اُنہوں نے اسکوائ کا رُخ کیا تھا۔۔۔ابھی اسکوائ میں داخل ہوئے تو سامنا جہانزیب صاحب سے ہوا۔۔۔اسکوائ والے پیسوں کے بندوبست میں لگے تھے۔۔۔

"آ گئے جناب!!" جہانزیب صاحب کے طنز شروع ہو گئے تھے۔۔

"مجھے تو سمجھ نہیں آتی کون سا قرآن آپ نے بچوں کو پڑھایا ہے۔۔۔پڑھا آپ۔۔۔ کچھ سکھا آپ۔۔۔اور سُنیں ہم۔۔یہ تو وہی بات ہو گئی۔کرے داڑھی والا۔۔پکڑا جائے مونچھوں والا۔۔"

"دیکھیں!!" اُستاد بولنے لگے۔۔۔ جہانزیب صاحب نے اُنہیں بولنے نہ دیا۔۔

"اور جو ہم سکیھا اُس کا الزام آپ کے سر آ جائے۔۔۔ہاں بھئی ہم نے تو کچھ نہیں سکھایا۔۔۔ہم تو رہے ان پڑھ جاہل۔۔ہم کیا سکھا گے۔۔ہم سکھا ہی کیا تے ہیں بھلا؟"

اُستاد نے بڑے ضبط سے ایک گہری سانس لی اور اُنہیں دیکھ کر کہنے لگے۔۔

"دیکھیں جہانزیب صاحب۔۔"وہ سانس لینے کے لیے رُکے۔۔

"اپنے بچے کو جس طرح کا انسان آپ بنتے ہوئے دیکھنا چاہتے ہیں۔۔اُسے اب صرف خالی اُس انسان کی سی نصیحت کرنا چھوڑ دیں۔۔وقت بدل رہا ہے۔۔اب رٹی رٹائی نصیحتیں اور سبق آموز کہانیاں بچوں کی کردار سازی کے لئے کافی نہیں۔۔اپنے بچوں کے سامنے ایک مثالی انسان بنیئے۔۔اپنے کردار کو اتنا پختہ کریئے کہ آپ کا بچہ اُس کردار جیسا بننے کے قائل ہو جائے۔۔اپنی باتوں میں وہ دلیل پیدا کیجیئے کہ آپ کے بچے کے پاس اُن باتوں کو قبول کرنے

کے سوا اور کوئی چارہ ہی نہ رہے۔۔خود کو وہ اِنسان بنائیے۔۔جیسا آپ اپنے بچے کو دیکھنا چاہتے ہیں۔۔میں بھی اب یہی کرتا ہوں۔۔اور آپ بھی اب یہی کریئے!! السلام علیکم!!!" یہ کہتے وہ سیدھا چل پڑے۔۔اور جہانزیب صاحب دن موڑ کر اُنہیں خشمگیں نگاہوں سے گھورتے گئے۔۔

دُعا نے صبح جہانزیب صاحب سے کہا تھا۔۔

"ابو اِس سے پہلے نانی یہاں آ جائیں۔۔میں وہاں چلی جاتی ہوں۔۔لگے ہاتھوں موقع دیکھ کر نانی اور ماموں سے بات کروں گی۔۔۔کیا پتا بات بن جائے۔۔۔ماموں کچھ روز پہلے ایس۔ایچ۔او سے ملے تھے۔۔بات کروں گی۔۔دُعا کیجئے گا۔۔کام ہو جائے۔۔" اور جہانزیب صاحب نے بھی ہامی بھر دی تھی۔۔۔وہ بائیک پر اُسے نانی بیگم کے ہاں چھوڑنے جا رہے تھے۔۔۔جہانزیب صاحب کو تو اُس نے مطمئن کر دیا تھا۔۔۔ سارے راستے یہی سوچ رہی تھی۔۔

"ہمیشہ نانی بُلاتے ہیں ویکنڈ گزارنے کے لئے۔۔۔ میں نے کبھی اُن کے ساتھ ویکنڈ نہیں گزارا۔۔ ۔ ۔ ۔ گئی۔۔اپنے مفاد کے لئے گئی۔۔اور ماموں؟ ماموں سے کیا کہوں گی۔۔کیسے کہوں گی؟ کتنی بدتمیزیں کی ہیں میں نے اُن سے۔۔کیا کچھ کرنا پڑ رہا ہے مجھے تمہارے ساتھ رہنے کے لئے چاند۔۔۔کیسے بتاؤں تمہیں۔۔۔وہ لڑکی جو ستاروں کا انتظار کیا کرتی تھی۔۔۔اب ۔ ۔ رات کو ستارے اُفق پر بسیرا کرتے ہیں۔۔۔وہ چاند سے باتیں کیا کرتی ہے۔۔۔میں اب philoaster نہیں رہی چاند!!"

۔ ۔ نانی بیگم کے ہاں آئی تو نوازش صاحب نے استقبال میں ہمیشہ کی طرح کوئی کمی نہیں

چھوڑی۔۔ ہر چیز اُٹھا اُٹھا کر چہرے کے قری۔ لے کر جاتے ز۔ دستی کھلاتے۔۔ وہ من ہی من شرمندگی سے اُنہیں دیکھ رہی تھی۔۔ دھیرے دھیرے احساس ہو رہا تھا۔۔ وہ اُسے کتنا چاہتے تھے۔۔۔ اور کیوں۔ چاہتے۔۔ نواسی تھی اُن کی۔۔۔ شتہ کر کے بیٹھی تو نوازش صا۔ نے پوچھا۔۔

" کہاں جا گی آج ہماری شہزادی!" دُعا نے۔ قت مسکرا کر سر جھکائے کہا۔۔

" دل نہیں چاہ رہا۔۔ ابو!"

حسیب بھائی لاؤنج میں آتے خوشگوار۔۔ سے پوچھنے لگے۔۔

"Then tell us about luncheon!"

دُعا نے بے دلی سے مسکرا کر کہا۔۔

" بھائی دل نہیں!!"

" پھر کیا دل ہے تمہارا؟"۔ ا۔ والے صوفے پ۔ نی بیگم نے ٹ ھائی کرتے پوچھا تھا۔۔

دُعا نے اضطرا۔۔ سے ہاتھ مروڑتے دھیرے سے کہا۔۔

"۔۔ ابو مجھے کچھ پیسے چاہیں!!"۔ نی بیگم نے ذرا چو۔ کر اُسے چشمے میں سے دیکھا۔۔

نوازش صا۔ ذرا مسکرائے۔۔۔

" ارے۔۔ وہ تو میں تمہیں دے دُوں گا۔۔ اور بتاؤ؟"

۔ نی بیگم ذرا سختی سے بولیں۔۔۔

" اپنے شوہر سے مانگیں۔۔۔ ویسے تو۔ ٹی۔ ٹی ڈینگیں مارتے ہے۔۔۔"

نوازش صا۔ نے۔ راضی سے اُنہیں دیکھا۔۔ تو وہ خاموشی سے ٹ ھائی کرنے لگیں۔۔۔

اب نوازش صا۔ نے پھر سے اپنی توجہ دُعا کی طرف کی۔۔۔

" کوئی بات نہیں۔۔تم پریشان نہیں ہو۔۔انشاء اللہ جلد چاند ہو جائے گا۔۔بتاؤ کتنے پیسے چاہیں؟"

دُعا نے ایک گہری سانس لی۔۔اگلی بات کہنے کے لئے بہت ہمت چاہیے تھی۔۔حسیب ڈائننگ ٹیبل کی کرسی کھینچ کر اُس کے سامنے بیٹھ گیا اور پینٹ کی جیب سے بٹوہ نکالنے لگا۔۔

"ہاں بتاؤ بتاؤ؟"

دُعا کا دل زور سے دھڑکا۔۔اور اُس نے تیزی سے بول دیا۔۔۔

" تین لاکھ!!"

نانی بیگم کے منہ سے حیرت سے یکدم نکلا۔۔

"ہیں؟"

حسیب کا ہاتھ جیسے منجمد ہو گیا تھا۔۔اور نواز صاحب ردِعمل نہیں دے پائے تھے۔۔۔

اگلے ایک منٹ میں نواز صاحب کا سارا خاندان لاؤنج میں جمع ہو گیا تھا۔۔ماموں اُس کے سامنے بیٹھے اُسے گھورتے ہوئے پوچھ رہے تھے۔۔

"اتنی بڑی رقم کی تمہیں کیا ضرورت پڑ گئی دُعا؟"

دُعا نے خشک لبوں پر زبان پھیری۔۔اور بلاتمہید بیں اُٹھا کر اُنہیں دیکھتے کہنے لگی۔۔

"چاند کو پولیس نے جھوٹے الزام میں گرفتار کر لیا ہے۔۔۔اُس کے دوست اُسے چھڑوانے گئے تھے۔۔تو پولیس نے اُنہیں بھی پکڑ لیا۔۔اب وہ دھمکی دے رہے ہیں۔۔کہ۔۔"وہ ہاتھ ملتے ہچکچا کر سب کے دم سادھے چہرے دیکھتے کہنے لگی۔۔

"کہ۔۔۔وہ بدنامی کروا دیں گے۔۔۔اور اِس طرح چاند کی image بھی خراب ہو سکتی ہے۔۔دوسرا کوئی قانون آیا ہے A-22 کا کچھ کر کے بتا رہا تھا۔۔عدالت سے بھی مدد نہیں

لے ت ۔۔اب ایس۔ایچ۔او سے بات کرنی پڑے گی۔۔اَ شکایت کرنی ہے۔۔تو اب دو ہی راستے ہیں۔۔۔"

اُس نے ب د بائے نواز ش صا ب اور ماموں کو دیکھا تھا۔۔جا تھی اتنی رقم کا بندوبست ممکن نہیں تھا۔۔ماموں کام ہی کر کے دیں گے اَ دی تو۔۔۔نی بیگم متاسفانہ انداز میں میں سر ہلاتے کہنے لگی۔۔

"سمجھایا تھا۔۔سمجھایا تھا عامر نے۔۔مت کرو حسیب کا نکاح وہاں۔۔مت کرو۔۔دیکھ لیا اُس خاندان کی صحبت کا اثر!!" حسیب یہ سُنتے برہم ہو کر بولا۔۔

"اِس میں رضیہ آ کے خاندان کا کیا قصور ہے؟ فنکار تو پہلے چاند ہوا تھا!"

ممانی اُسے جھڑک کر بولیں۔۔

"چپ کرو۔۔جمعہ جمعہ آٹھ دن نہیں ہوئے ابھی تمہارے نکاح کو۔۔اور ابھی سے سسرالیوں کے راگ الاپنے لگ گئے ہو!"

حسیب نے سختی سے اُنہیں دیکھتے کہا۔۔

"امی غلط بات نہ کریں۔۔۔" ممانی خفگی سے ماموں کو دیکھتے کہنے لگیں۔۔

"دیکھ رہے ہیں نا اپنے ثبوت کو!!"

نوازش صا ب جھلا کر بولے۔۔

"خاموش رہو ب!!"

"موقع محل دیکھتے نہیں ہو۔۔اور جو منہ میں آتا ہے۔۔پھوٹے چلے جاتے ہو۔۔"

دُعا نے دل شکستگی سے نوازش صا ب کو دیکھا۔۔

"ابو اب کیا کریں؟"

نی بیگم نے . گمانی سے دُعا کو دیکھا اور بولیں۔۔
"ہم سے پوچھ کر نکاح مے پ دستخط کیے تھے۔۔جواب شوہر کی مفلسی کا رو رو رہی ہو؟"
دُعا نے . ق رفتاری سے دن پھیر کر نی کو دیکھا اور بے ساختہ بولی۔۔
"مجھ سے پوچھ کر مجھے بچپن میں چھوڑ کر آئی تھیں ۔۔جواب میری بے رُخی پ مجھ سے گِلے کرتی ہیں!"
ماموں اُس پ چنگھاڑ پڑے۔۔
"دُعا!!" اُس نے چو کر ماموں کو دیکھا۔۔۔
"بہت منہ زور ہو گئی ہو تم۔۔۔ا تمہیں ہماری ضروت ہے۔۔او پ سے ہم سے . تمیزی کر رہی ہو۔۔" دُعا گھور کر اُنہیں دیکھ رہی تھی۔۔اب ماموں نوازش صا . کی جا . متوجہ ہوئے۔۔
"میں بتا رہا ہوں ا ۔۔ میں اُس چا کو نہیں نکالنے والا۔۔سڑے وہاں تھانے میں۔۔اچھا ہے ماریں پٹ ۔۔دو چار ہڈیں توڑیں۔۔۔"
دُعا کا دل پ ی۔۔۔
"پھر پتا چلے گا۔۔۔نواب کو۔۔۔اور سارا شوق بھی اُ جائے گا کر ٹ کا۔۔۔"
نی بیگم کو بھی موقع مل ی۔۔
" صحیح ہے کوئی جائے۔۔عامر کو بھی کر دو۔۔بھلا بتائے کوئی۔۔کر ٹ کا تعلیم سے کیا دینا؟ کہا پڑھ لو پڑھ لو۔۔ مجال ہے جو . ت سُنے۔۔وہ حساب ہے اِس کا۔گدھے کو نمک دی تو اُس نے کہا میری آنکھیں دُ ہیں۔۔" ممانی بھی کہنے لگیں۔۔
"ا اب نہیں سُدھرے گا۔تو اب کورٹ میں ہی قات کریں گے!!" دُعا ٹھٹکی۔۔سوچ کر

کیا آئی تھی اور ہو کیا رہا تھا۔۔

" آج جیل َ ی ہے۔۔آوارہ پھرتہ ہے۔۔کل جوا کھیلے گا۔۔دیکھنا بہت جلد یہ بھی کرے گا۔۔اور ای دن مایوسی میں آ کر اپنی جان دے دے گا۔۔اِس . میں کسی کا کچھ نہیں جائیگا۔۔اور . دہو جائے گی ہماری بچی کی زن گی !!" اُنہوں نے ساتھ دُعا کو کرب سے دیکھا۔۔

"بیٹ تم کیوں خلع نہیں لے لیتی اُس سے؟ چھوڑ دو اُسے۔۔تمہارا مستقبل روشن ہے۔۔اُس ا ن کی وجہ سے اِسے ت ر ی کرو!!" . تیں دلیلیں ساری سچی تھیں۔۔دماغ بھی کہتا تھا سچ کہہ رہے ہیں۔۔وہ سر جھٹکے اُن کی سُن رہی تھی۔۔۔

نی بیگم اُس کے آگے کسکتے ہوئے ہاتھ جوڑ کر کہہ رہی تھیں۔۔

"دیکھ نی ہاتھ جوڑ رہی ہے۔۔بول بول کر تھک گئی ہے۔۔۔چھوڑ دے اُسے!!مان لے نی کی بات۔۔چھوڑ دے گی اُسے؟"

ی اُمید سے وہ اُس سے پوچھ رہی تھیں۔۔آنکھیں بھیگی۔۔۔ . پ پڑئے۔۔اُس نے لرزتے وجود سے سر اُٹھایا۔۔۔اور اُن . کو دیکھتے سرخ مائل آنکھوں سے میکا از میں میں سر ہلایا۔۔۔

"A cord of three strands is not going to break so easily!"

اُس نے عظم بھری وں سے اُنہیں دیکھتے کہا تھا۔۔۔

"میں نہیں چھوڑوں گی اُسے!!" وہ اُٹھ کھڑی ہوئی۔۔۔

" آپ چاہے کچھ بھی کہیں میں نہیں چھوڑوں گی اُسے!!" وہ غصے سے چبا چبا کر بولی۔۔

ماموں غیظ سے اُٹھ کھڑے ہوئے۔۔

"دُعا!!" وہ اُسے تھپڑ رسید کرنے لگے تو نوازش صا ۔ فوراً سے بولے۔۔

"عا۔ !!"

حسیب اُن کے درمیان میں آ ۔۔

"ا۔ کیا کر رہے ہیں !!" ۔نی بیگم ڈر کر اُٹھ کھڑی ہو اور دُعا کا ہاتھ تھام کر ۔یٹے سے کہنے لگیں۔۔

"آئے پپو کیا کر رہا ہے۔ بچی ہے۔۔۔ چھوٹی ہے ۔دان ہے۔۔"

دُعا ۔ بھینچ کر بے خوفی سے ماموں کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالے کھڑی تھی۔۔۔

"آپ کو میری مدد نہیں کرنی تو ۔ کریں۔۔ میں خود اپنی مدد کر لوں گی۔۔ میں خود تھانے جاؤں گی۔۔۔" ممانی نے حیرت سے منہ پ ہاتھ رکھ لیا۔۔

"میں میڈ یٗ بلاؤں گی۔۔۔ میں خود ۔ کو دیکھ لوں گی۔ میرا شوہر ہے۔۔ میں دیکھ لوں گی۔۔۔ جا رہی ہوں میں۔۔" وہ آگے ۔ڑھی تو حسیب دوڑ کر آگے آ ۔۔

"دُعا پ گل ہو گئی ہو۔۔ عزت دار گھر کی لڑکیاں تھانے نہیں جاتیں!!"

دُعا نے گھور کر دیکھتے اُس کا ہاتھ پیچھے کیا۔۔۔

"میری ز ۔گی کا ۔س ۔ ۔ کی ضرورت نہیں ہے۔

I'm my own boss, and I hire and fire people in my life according to my own will!"

دُعا اُس کا ہاتھ مکمل طور پ پیچھے کر کے آگے ۔ڑھی۔۔۔

"Move!"

وہ ۔ڑے ۔ڑے ڈگ بھر کر دروازے کی جا ۔ گئی۔۔ تبھی تیزی سے ۔نی بیگم آ اور اُنہوں

نے جھٹ سے اُس کی کلائی موڑ کر زور سے ای طمانچہ اُس کے منہ پ رسید کیا۔۔نوازش صا . کا یکدم ذرا منہ کُھلا۔۔تکلیف ہوئی تھی یہ منظر دیکھ کر۔۔

"ا ھی ہوگئی ہے اُس کے عشق میں!!" ممانی نے محظوظ ہوتے اُسے دیکھا اور ز ی . بولیں۔

". لکل ٹھیک ہوا ہے آج!!"

دُعا سسک سسک کر رو رہی تھی۔۔

"٠ نی مجھے جانے دیں!!"

اُس نے نوازش صا . کو دیکھا اور زور لگا کر چیخی۔۔

"نن۰۰۰ابو!!

۰۰ ابو مجھے جانے دیں!" چہرے کی رنگت سرخ ہوگئی۔۔ وہ لوگ کیا کہیں گے کی بیڑی سے بندھے تھے۔۔

٠ نی بیگم دُعا کا ہاتھ کھینچ کر اُسے ا٠ ر لے جانے لگیں۔۔

"بہت ہوگئی تیری من مرضیاں۔۔اب نہیں جائے گی تو اُس گھر میں!!"

دُعا زمین پ لیٹ گئی تھی۔۔

"نن٠نی۔۔۔٠نی۔۔مجھ۔۔مجھے جانے دیں!!"

آنکھوں سے قطار در قطار آ َ رہے تھے۔۔سر سے دوپٹہ َ ی۔۔وہ اُس کا . زو کھینچ کر اُسے لے کر جا رہی تھیں۔۔گال پ آ لڑھک لڑھک کر َ رہے تھے۔۔گال سمیت َ دن بھیگ چکی تھی۔۔

"عفیفہ میری مدد کر!!" دُعا نے زور زور سے تے ٹانگیں اور پیر زمین پ مارے۔۔

"ہاں۔۔نہیں!!نن نہیں!!!" چیخ چیخ کر آواز پھٹ رہی تھی اُس کی۔۔

اُس کی خوف ک چیخیں سارے گھر میں گونج رہی تھیں۔۔۔

"مجھے جانے دیں۔۔۔ نی!!!"

عفیفہ کو چاہتے نی کے ساتھ اُسے لے جا پڑا تھا۔۔۔

جیسے وہ گھسیٹ گھسیٹ کر دُعا کو ر لے کر گئے تھے۔۔ ماموں قمیض کی . . . سے مو. نکالتے کہہ رہے تھے۔۔

" کل عامر آجائے، خلع کے کاغذات بنوا ہوں!!"

جہا . صا . اسکوا میں اپنی دُکان میں تینتیس دس پکڑے اپنے کچھ دوستوں کو کال کر رہے تھے۔۔

"السلام علیکم جمیل۔۔۔ ہاں ہاں . خیر ہے۔۔ اور گھر میں . ٹھیک ہیں۔۔"

علیک سلیک کے بعد اُنہوں نے سیدھی . ت کی تھی۔۔

" ر۔۔ کچھ پیسوں کی ضرورت تھی۔۔" اِس مہنگائی کے دور میں جواب ہی کی صورت میں ملنا تھا۔۔

ا اور دو کو کال ئی۔۔

"ہیلو ہاں زو ۔۔۔ ہاں . ٹھیک ا کے فضل سے تم بتاؤ؟"

"اچھا ر کچھ پیسوں کی ضرورت ہے!"

مایوسی . ڈھتی جا رہی تھی۔۔۔ وہ پیسے مانگتے بلا کی شرمندگی محسوس کر رہے تھے۔۔ سمجھ نہیں آ رہا تھا جا تو کہاں جا ۔۔

"دیکھو جہا . ۔۔ پیسوں کی . ت کرنی ہے۔۔ تو ا حافظ!" کچھ ایسے روکھے جواب بھی

موصول ہوئے تھے۔۔۔

"جہانزیب۔۔۔میں نے تو خود ابھی تک دو ماہ کا کرایہ نہیں دیا۔۔۔بڑی مشکل سے مالک مکان کو راضی کیا ہے کہ اگلے ہفتے تک کرایہ دے دوں گا۔۔میری طرف سے انکار سمجھو۔۔۔" کچھ ایسے مجبور اور لاچار جواب بھی آئے تھے۔۔

"نہیں جہانزیب صاحب کاروبار آج کل صحیح نہیں چل رہا۔۔"

"ضرور دے دیتا جہانزیب۔۔۔ پچھلے مہینے بیٹا بیمار تھا۔۔ہسپتال کے چکروں نے سارا بجٹ آؤٹ کر دیا۔۔۔"

تھک ہار کر ڈگمگاتے ہوئے وہ دُکان کے باہر سیڑھی پر بیٹھے۔۔آواز میں نمی محسوس ہو رہی تھی۔۔اب تک صرف وہ ایک لاکھ روپے کا بندوبست کر پائے تھے۔۔سمجھ نہیں آ رہا تھا۔۔ بقیہ کے تین لاکھ وہ کہاں سے لائیں گے۔۔۔اُنہوں نے دل گرفتگی سے قمیض سے اپنا بٹوہ نکالا اور نمناک ہوتی آنکھوں سے اُسے کھولا۔۔سامنے بٹوے میں دُعا اور خضر کی بچپن کی تصویر تھی۔۔۔اُنہوں نے ٹیس اُٹھتے دل سے اُس تصویر کو دیکھا۔۔

" کہتا تھا میں تجھے۔۔پڑھ لے۔۔پڑھ لے۔۔دیکھا آج اِس ان پڑھ کو کوئی ایک روپیہ نہیں دے رہا۔۔کہا تھا نا میں نے تجھے۔۔کہتا تھا تجھے دیر رات کو باہر نہ نکل۔۔لیکن تُو نے نہیں سُنی میری۔۔۔آخر نواب جو ٹھہرا۔۔۔کیا کریں والدین۔۔۔بد دُعا دیتے بھی روتے ہیں۔۔۔ لگ جائے تب بھی روتے ہیں۔۔۔کیا کروں میں مولا !! کیا کروں میں اِس بچے کا ؟"

آنکھیں ستاروں سے چمک رہی تھیں۔۔چہرے پر مفلسی اور لاچاری کے آثار واضح تھے۔۔ جہانزیب صاحب سر پر ہاتھ پھیرتے نیلے آسمان کو دیکھتے اپنا دُکھڑا رو رہے تھے۔۔۔سمجھ نہیں آتا تھا کیا کہیں۔سمجھ نہیں آتا تھا کیا کریں۔۔۔

☆.....☆.....☆

وقاص اور زین کی والدہ چہرے پہ چادریں پڑے کسی سوسائٹی میں داخل ہو ۔تیزی سے بڑے بڑے ڈگ بھر کر دا جانب کی بلڈنگ میں چلی آ ۔۔۔اندر آتے ہی پہلے فلیٹ کا دروازہ اُنہوں نے کھٹکھٹایا۔۔۔اگلے لمحے خادمہ نے دروازہ کھولا۔۔زین کی والدہ نے درشتی سے اُسے دھکا دیا۔۔

"نی پرے امریں!!" وہ چیخ کر پیچھے ہٹی۔۔۔اور دونوں ما اندر آ ۔۔لاؤنج میں شمائل پلے اسٹیشن کھیلتے چونکا۔۔

" کون ہے؟" اُس کا منہ خوفناکی سے کُھلا تھا۔۔۔ہاتھ میں جوائی اِسٹک تھی۔۔۔وقاص کی والدہ کر اُس کی جانب آ ۔۔

"توں بڈھی!" (تم بڈھو!)

اُنہوں نے پیروں سے جوتی نکال کر اُس کے منہ پہ ماری۔۔۔اور وہ خوف سے ی۔۔

"امی امی!!"

"نیچ چھوکرا۔۔۔"

رضیہ آ نے بھی پیروں سے جوتی نکال لی اور اُسے اُس سے لتاڑنا شروع کر دیا۔۔

"وے مرنی دیئا۔۔تیرا کھک کنڈا ٹر رئے۔۔۔اُ ی دیئا۔۔۔کادا ویئر لیئا ای ساڈے تُوں۔۔۔"

وہ بغیر رُکے۔۔مسلسل اُسے جوتیوں سے مار رہی تھیں۔۔۔ساتھ ساتھ رو رہی تھیں۔۔۔۔

شمائل کے جوتیاں کھا کھا کر بال اُڑ گئے تھے۔۔منہ پہ ربڑ کی چپلوں کے ن چھپ گئے تھے۔۔وقاص کی والدہ نے زور زور سے اُن کے کانوں پہ تھپڑ مارے۔۔

رضیہ آ   اُس کی پشت پ بند مُٹھیاں زور زور سے سیدھی طرح مارتے بولیں۔۔

"ساڈے منڈے رُل گئے۔۔تے تُو ایتھے موجاں مار رہیا ایں۔۔۔"

اُسے پیٹ پیٹ کر وہ رکشے میں بیٹھی واپس آ رہی تھیں۔۔وقاص کی والدہ چہرہ چھپائے زار و قطار رو رہی تھیں۔۔

"ہائے منھنجو پیارو پُٹ!" (ہائے میرا پیارا ب ٹ!)

اسکوائ واپس آ   تو رضیہ آ   کی طرف ربیعہ بیگم اور شریم کی والدہ بیٹھی تھیں۔۔۔

شریم کی والدہ ربیعہ بیگم سے کہہ رہی تھیں۔۔

"وہ ایس۔ایچ۔او سے ہم خود ب ت کیوں نہیں کر ی ت۔۔" اُنہوں نے متورم خالی خالی آنکھوں سے اُنہیں دیکھا۔آنکھوں کے َ د حلقے پ ڑے تھے۔۔۔

"اَ اُس پولیس آفسر کو اُس کا اتنا خوف ہوت۔۔۔تو کیا وہ یہ حر ت کرت؟ عامر سے ب ت ہوئی تھی میری۔۔۔ کہہ رہا تھا A-22 کے خاتمے کا نقصان اور فائ ہ بس یہی ہے۔۔ ایس۔ایچ۔او صحیح ہوا تو غر ی ب عوام کا پ ی ی نچ َ ی۔۔ ٘ ہوا تو پ ی ی پ نی کی طرح بہ َ ی۔۔۔" کسی خیال سے وہ تیزی سے بولیں۔۔

"اور اور وہ citizen portal کر کے ہے ٘ کچھ۔۔وہاں شکای ت درج کروا   !" ربیعہ بیگم کرب سے مسکرا   ۔۔

"ہاں۔۔وہ تو جیسے ہماری ہی شکایتیں سُننے کے لئے ہی بیٹھے ہیں۔۔لاکھو کروڑوں لوگوں کے حساب سے وہاں شکایتیں جاتی ہیں۔۔۔کیا کریں ہم؟" اُنہوں نے بے بسی سے ب د ئے اُنہیں دیکھا تھا۔۔

کچن میں قرۃ العین ہنڈ ی بھون رہی تھی ساتھ حسیب سے ب ت کر رہی تھی۔۔

"حسیب آج ملنا مشکل ہے۔۔۔"

"ہاں میں سمجھ سکتا ہوں۔۔" اُس پر وہ تحمل سے بولا تھا۔۔

"سوری حسیب میں نے آپ کو بتایا نہیں۔۔" وہ معذرت کر رہی تھی۔۔

" کوئی ب ت نہیں۔۔۔" اُس نے ب ت کا موضوع ب لا۔۔

"اور دُعا نے ب ت کر لی انکل سے؟" حسیب نے اُس پر افسوس سے میں سر ہلاتے ب د لئے۔۔۔ چند لمحوں بعد اُس نے ب کھولے۔۔

"دُعا نے بہت ب تمیزی کی ہے ا ب سے۔۔"

وہ ذرا چو ۔۔ڈوئی پر اُس کی َ فت ہلکی ہوئی۔۔

"دادو سے اچھا خاصا پٹی بھی ہے۔۔ کہہ رہی تھی تھانے جاؤں گی۔۔ میڈ یا بلاؤں گی۔۔۔ میں نے بہت روکا۔۔ وہ بچی کنٹرول میں نہیں آتی۔۔۔ ا ب نے تو عامر ماموں سے خلع کے کاغذات بنانے کا بھی کہہ دیا ہے۔۔ اور دادو نے کہا ہے۔۔ اب وہ اُسے کہیں نہیں جانے دیں گی۔۔۔"

"تو اب کیا ہوگا حسیب؟" وہ حواس ب ختگی سے پوچھ پڑی تھی۔۔ حسیب نے اُس پر ای ٹھنڈی آہ بھری۔۔

" کرتا ہوں کچھ۔۔۔ تم فکر ن کرو!!"

جیسے کال بند ہوئی قرۃ العین فوراً لاؤنج میں آئی۔۔ چاروں ما لاؤنج میں بیٹھی تھیں۔ کوئی تسبیح نکال رہی تھیں۔ کوئی قرآن پڑھ رہی تھی۔۔ قرۃ العین نے خود کو کمپوز کرتے کہا۔۔

"دُعا نے َ ٹ ب کر دی ب ڈی!!" ربیعہ بیگم کا تسبیح پر ہاتھ رُکا۔۔ اُنہوں نے دہلتے دل سے قرۃ العین کو دیکھا۔۔ اُس نے بڑے تحمل سے اُنہیں ساری ب ت بتائی۔۔ ا م وہی تھا۔۔ َ یہ و

زاری۔۔۔ربیعہ بیگم کی تسبیح وہی رہ گئی تھی۔۔آنکھوں سے آ ٹوٹ رہے تھے۔۔وہ دھیرے دھیرے خواتین سے کہہ رہی تھیں۔۔

"میں نے اِس دن کے لئے اِنہیں پل پوس کر اتنا بڑا کیا تھا۔۔۔کہ مجھے یہ دن دکھا ؟"

ستاروں کی لڑی بک کے قریب سے ہو کر رہی تھی۔۔۔وقاص کی والدہ کو وہ بتا رہی تھیں۔۔

"اتنی سی تھی دُعا۔۔میں نے پلا۔۔میں نے بڑا کیا۔۔میں نے پڑھایا لکھایا اور خالہ جان نے ایک پل نہیں لگایا۔۔اُسے مجھ سے دور کرتے۔۔دکھ بھریں بی فاختہ۔۔کوے انڈے کھا ! یہ کہاں کا انصاف ہے۔۔ایسی بڑی آزمائش۔۔میرے دونوں بچے میرے پاس نہیں۔۔۔اِس لئے تو نہیں میں نے پالا تھا اِنہیں۔۔۔"وہ سسکنے لگ گئی تھیں۔۔دا گال پہ وہ ہاتھ رکھ کر سر جھٹکے بس روئے جا رہی تھیں۔۔۔کسی کے پاس بھی کہنے کے لئے کوئی الفاظ نہیں تھے جو اُن کا دل ٹھنڈا کر دیتے۔۔۔ہر آ اشک بار تھی۔۔۔اسکوائر کے دو ستارے کھو گئے تھے۔۔وہ دوستارے دو کنارے ہو گئے تھے۔۔اسکوائر کی ویرانگی اب کاٹ کھا رہی تھی۔۔۔جیسے اسکوائر پہ ایک وحشت سی طاری ہو گئی تھی۔۔۔

نوازش صاحب کے ہاں دُعا کمرے میں بیٹھی زور زور سے چیزیں اٹھاتے کہہ رہی تھی۔۔

"لے آ لے آ ۔۔۔خلع کے پیپر!!! میں نہیں ڈرتی!!"

عفیفہ اُسے خاموش کروا رہی تھی۔۔

"دُعا دیکھو۔۔بات سُنو!!" دُعا نے اُسے زور سے دھکا دیا۔۔وہ بمشکل اپنا توازن برقرار رکھ پائی۔۔۔

وہ اُسے گھور کر جنونی سرخ مائل آنکھوں سے دیکھتے بولی۔۔

"جاؤ کہہ دو ماموں سے۔۔لا   کاغذات۔۔ز. دستی دستخط کروا   گے مجھ سے۔۔کروا لیں۔۔۔مجھے بھی سارے راسطے پتا ہیں۔۔۔میں بھی عدا ت سے اُنہیں null ٹ. ت کروا لوں گی۔۔۔صرف یہ چند کاغذات میرا رشتہ ختم نہیں کر   ت۔۔۔۔. ت میری مرضی نہیں ہو گی۔۔۔مجھے کوئی اُس سے الگ نہیں کر سکتا!!"

وہ دروازے کو دیکھ کر جھک کر زور سے چیخی۔۔

"نن نہیں۔۔چھوڑ. میں نے اُسے!!"

فوراً دروازہ کُھلا۔۔۔ممانی کمرے میں چلی آ   ۔۔

اور دُعا کو تھپڑ مارنے لگیں۔۔۔دُعا نے جھٹ سے اُن کا ہاتھ اپنی َ فت میں لیا۔۔عفیفہ نے چو. کر اُنہیں دیکھا اور ممانی تو حر ت ہی نہیں کر پ   ۔۔

دُعا لرزتے ہوئے سرخ چہرے سے   فی کے عالم میں بولیں۔۔۔

"اَ میں کچھ کرتی نہیں تو اِس کا یہ مطلب نہیں کہ میں کچھ کر نہیں سکتی!!" ممانی کا ہاتھ زور زور سے لرز رہا تھا۔۔۔

"آئیندہ مجھے ہاتھ لگانے کی کوشش مت کریئے گا۔۔۔اپنی. نی کی مار. دا ٹ ت کر لوں گی۔۔۔کسی اور غیر کو ہاتھ نہیں لگانے دُوں گی۔۔۔سمجھیں!!!" اُس نے دھاڑتے ہوئے اُن کا ہاتھ چھوڑا اور ممانی پ چپ سی طاری ہو گئی۔۔عفیفہ اور ممانی گھبرا کر کمرے سے . ہر نکل گئی تھیں۔۔وہ ٹھنڈی آہیں بھرتے فرش پ ریزہ ریزہ ہو کر َ ی۔۔۔

"اِنہیں لگتا ہے یہ مجھے قید کر لیں گے۔۔۔۔بھلا مجھے کوئی قید کر سکتا ہے؟ میں اپنی کہانی کی بیوٹی بھی خود ہوں اور بیسٹ بھی۔۔۔کسی کی اتنی ہمت نہیں جو مجھے قید کر سکے!!"

پلنگ کے سائیڈ ٹیبل سے وہ ای طرف سر ٹکائے بیٹھی تھی۔۔شام کے سائے ڈھل رہے

تھے۔۔پنچھی قطار میں اُڑ رہے تھے۔۔سپہرِ کبود آج بھی خالی تھا۔۔ستاروں کے جہاں میں کہیں وہ کھو نا چاہتی تھی۔۔سر پہ ستاروں نے سایہ کیا۔۔ایک ستارے تھے۔۔جن کی پناہ اُسے زندگی کی تلخ حقیقت سے کچھ دیر کے لئے دور لے جایا کرتی تھی۔۔۔

وہ کلاس روم میں اُستاد کے سامنے بیٹھی تھی۔۔طلباء اپنے کام میں مصروف تھے۔۔اُستاد کی بات جاری تھی۔۔

"کیا تم نے لات اور عزیٰ کو دیکھا؟" سورۃ النجم (۱۹)

"اور منات تیسرے پچھلے کو؟" سورۃ النجم (۲۰)

"یہ تو اُستاد بُت تھے نا۔۔جنہیں عرب پوجا کرتے تھے۔۔" وہ یاد کرتے بولی تھی۔۔

اُستاد نے اثبات میں سر کو خم دیا اور بات جاری رکھی۔۔

"کیا تمہارے لئے لڑکے اور اللہ کے لئے لڑکیاں ہیں؟" سورۃ النجم (۲۱)

"یہ تو اب بڑی بے انصافی کی تقسیم ہے۔" سورۃ النجم (۲۲)

دُعا بغور اُنہیں سُن رہی تھی۔۔۔

"دراصل یہ صرف نام ہیں جو تم نے اور تمہارے باپ داداؤں نے اُن کے رکھ لئے ہیں۔۔اللہ نے اِن کی کوئی دلیل نہیں اُتاری۔۔یہ لوگ تو صرف اٹکل کے اور اپنی نفسانی خواہشوں کے رب کی طرف سے اِن کے پاس ہدایت آ چکی ہے۔" سورۃ النجم (۲۳)

وہ سانس لینے کے لئے رُکے اور اُس سے کہنے لگے۔۔

"ہم نے بھی اپنے دل میں appreciation اور عیش و عشرت بھری زندگی کے بُت بنائے ہیں۔۔۔یہ چیزیں کچھ بھی نہیں ہے۔۔یہ بس ہمارے بنائے ہوئے بُت ہیں۔۔خود سے بنائی ہوئی بات ہے۔۔اِن بتوں کو توڑنے میں بہت تکلیف ہوگی۔۔لیکن اِس کے بعد پھر کبھی دل

نہیں ٹوٹے گا۔۔پھر کبھی کسی کی validation کی ضرورت نہیں پڑے گی۔۔" وہ سانس لینے کے لیے رُکے اور پھر کہنے لگے۔۔

"وہ دورِ جاہلیت تھا۔۔ جب لوگ صرف بیٹوں کو اپنے لئے بہتر سمجھتے تھے۔۔۔وہ دور اب کا ختم ہو چکا ہے۔۔۔ہم زمانۂ جدید میں ہیں۔۔۔تم اِکسویں صدی کی لڑکی ہو۔۔کامیابی حاصل کرنا۔۔اور مرد کے ساتھ قدم سے قدم ملا کر چلنا تمہارا حق ہے۔۔۔اپنی آواز کے لئے اپنی آواز اٹھانا تمہارا حق ہے۔۔ہمیشہ مردوں کے سہارے کی طلبگار نہیں بننا تمہیں۔۔۔کچھ خود بھی کرنا ہے۔۔تمہیں اللہ نے آزادی دی ہے۔۔تمہیں اپنے لیے بھی کچھ کرنا ہے۔۔"

" کیا ہر شخص جو آرزو کرے اُسے میسر ہے؟" (۲۴)

"اللہ ہی کے ہاتھ ہے یہ جہان اور وہ جہان۔" سورۃ النجم (۲۵)

"جو اللہ کی تقسیم پر راضی ہو جاتا ہے اللہ اُس کا دل دھنی کر دیتا ہے۔۔بے نیازی ڈر کو اُس کے دل سے نکال دیتا ہے۔۔۔لوگوں سے اُمیدیں باندھنا بند کرو۔۔تمہاری قسمت اور تمہاری کامیابی کا انحصار لوگوں کی رضامندی پر نہیں ہوتا۔۔کبھی تمہیں زمانے کے خلاف کھڑا ہونا پڑے گا۔۔تمہیں بہت سی من گھڑت روایات اور taboos کو توڑنے کے لئے سب کے سامنے اڑنا پڑے گا۔۔تب تمہیں کسی کی نہیں صرف اللہ کی اور اُس کے بعد اپنی خود کی ضروت ہو گی۔۔

Be your own you because you are the only you۔۔"

دُعا نے پر جوشی سے مسکرا کر سر ہلایا۔۔

"اور بہت سے فرشتے آسمانوں میں ہیں جن کی سفارش کچھ بھی نفع نہیں دے سکتی مگر یہ اور بات ہے کہ اللہ تعالٰی اپنی خوشی اور اپنی چاہت سے جس کے لئے چاہے اجازت دے دے۔" سورۃ

النجم(۲۶)

" تمہیں لوگوں کی سفارشوں پہ منحصر ہو کر نہیں رہنا۔تم نے اپنے کام کو اتنا خاص بنانا ہے کہ۔۔۔ کامیابی خود تمہارے دروازے پہ آ کھڑی ہو۔۔اپنے کام میں تمہیں اتنی وقعت پیدا کرنی ہے۔۔۔کہ تمہارا ریفرینس ہی تمہارا کام ہو۔۔۔تمہیں کوشش کرنی ہے۔۔باقی یہ اللہ کا فضل ہے وہ جسے چاہے دے گا۔۔"

" آپ کا رب اِس سے خوب واقف ہے(کہ) کون اُس کی راہ سے بھٹک گیا ہے۔۔اور وہی خوب واقف ہے۔۔اِس سے جو راہ یافتہ ہے۔"سورۃ النجم(۳۰)

" تمہیں اپنی محنت اور لگن کے اشتہار نہیں لگانے۔۔تم نے ہر کسی کو اپنی پریشانی نہیں سُنانی۔۔۔اللہ خوب جانتا ہے تم کتنی محنت کر رہے ہو۔۔اور وہ محنت کو کبھی ضائع نہیں ہونے دیتا۔۔تمہیں اپنے لئے لڑنا ہے۔۔۔

And he is dead who will not fight."(JulianGrenfell)

دُعا کے لبوں پہ ایک مثبت مسکراہٹ تھی۔۔وہ اِس بات سے بے خبر مستقبل کا روشن ستارہ بننے میں مگن تھی۔۔۔

" تمہیں ہمت نہیں ہارنی۔۔

وہ کون سا عقدہ ہے جو وا ہو نہیں سکتا

ہمت کرے انسان تو کیا نہیں ہو سکتا؟"

وہ سانس لینے کے لئے ٹھہرے۔۔۔اور حال میں دُعا پُر امید سی بولی۔۔

"اور ایسا کیا ہے جو انسان کرنے کی ٹھانے۔۔اور وہ کر نہیں سکتا۔۔۔"

اُس نے آنکھیں پونچھے۔۔

"وہ کیسی ہیرو ہوتی ہے۔۔جو ہیرو پہ بوجھ بن جاتی ہے۔۔۔ہیرو تو ہیرو کے ساتھ شانہ بہ شانہ چلتی ہے۔۔"اُس نے ایک گہری سانس لی اور سیاہ اُفق کو بغور دیکھا۔۔

"I will not let you down K.. I will never let you down."

وہ اُٹھ کر کھڑکی میں آئی۔اُس نے ایک ٹھنڈی آہ بھر کر سر اُٹھا کر خالی آسمان کو دیکھا۔۔اُس نے سارے آنسو اندر اُتار لیے۔۔ایک اور رات گزر رہی تھی۔۔بغیر ستاروں کے بغیر چاند کے۔۔وہ مثبت تھی۔۔وہ پُر اُمید تھی۔۔اُس نے بڑے ضبط سے کھڑکی کے دہانوں کو تھام لیا۔۔۔

"اور اللہ ہی کا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے۔۔تاکہ اللہ تعالیٰ بُرے عمل کرنے والوں کو اُن کے اعمال کا بدلہ دے اور نیک کام کرنے والوں کو اچھا بدلہ دے۔" سورۃ النجم (۳۱)

آواز بھرنے لگی، اُس نے بمشکل دو سانس لیئے اور بڑی ہمت سے خود کو کمپوز کیا۔۔سانسیں تیز ہو گئی تھیں۔۔

"چاند صرف واپس نہیں آئے گا۔۔بلکہ اپنا بدلہ لے کر واپس آئے گا۔۔اور جس نے اُس کے ساتھ یہ کیا ہے نا۔۔اُسے بھی اُس کا بدلہ ضرور ملے گا!!" آواز میں لرزش اور زہر آلودگی تھی۔۔۔۔غصہ تھا۔۔جنون تھا۔۔۔

☆.....☆.....☆

"سُنو!! سُنو!!" خضر سلاخیں تھامے حوالدار کو بُلا رہا تھا۔

"بات سُنو!!" وہ بڑے بے مروت انداز میں اُسے دیکھتا۔۔اُس کے قریب آیا۔۔

"ہاں کیا ہے؟" خضر نے پہلے دائیں بائیں دیکھا پھر گھما کر دیکھا۔کوئی بھی نہیں تھا۔۔اُس نے

۔۔۔ سے پنچ سو کا نوٹ نکالا اور اُس کی جا ۔ ۔ ڑھایا۔۔

"ای کال کرنے دو پلیز!" اُس حوالدار نے بھی جھٹ سے دا ۔ دیکھا اور اُس سے گھوم کر نوٹ کھینچ لیا۔۔اب اُس نے مڑے ہوئے ہی پینٹ سے مو ۔ نکالا اور گھما کر پیچھے دے دی۔

"جلدی کر ۔!!" خضر نے جھٹ سے اُس سے مو ۔ لیا۔۔اور نمبر نے لگا۔۔تینوں دو اُس کے دا ئ ے میں بیٹھ گئے۔۔خضر نے دُعا کے نمبر پ کال ئی۔۔ کوئی کال نہیں اُٹھا رہا تھا۔۔اُس نے مزی وقت ضائع نہیں کیا اور ربیعہ بیگم کا نمبر ڈائل کیا۔۔۔گھنٹی جا رہی تھی۔۔ جا رہی تھی۔۔وہ ہیجان خیزی سے بول رہا تھا۔۔

"امی پلیز اُٹھا لیں!!"

"ہیلو!!" اگلے ہی لمحے ای بھرائی ہوئی آواز اُس کے کانوں میں گو ۔۔۔

"ہیلو امی!!" وہ جھٹ سے بولا تھا۔۔اُس پ ر ربیعہ بیگم کا دل ٹھنڈا ہو ی تھا۔۔۔وہ آواز اُنہیں آسودہ کر گئی تھی۔۔۔

" ۔۔چا ۔!!"

آواز لرزی تھی۔۔

"امی فکر ۔ کریں۔۔آنٹیوں سے کہہ دیں۔۔ ۔ خیر سے ہیں۔۔ہمیں کسی نے ہاتھ نہیں لگای۔۔ہم ٹھیک ہیں۔۔اور دُعا کہاں ہے؟ اُسے فون دیں پلیز جلدی؟"

وقاص نے آ ی جملے پ ۔ گواری سے اُسے دیکھا تھا۔۔۔

"جلدی سے دُعا کو دے دیں!!" دُعا کے ذکر پ اُن کی آنکھیں بھیگ گئیں۔۔

"دُ دُعا!!"

خضر کے ماتھے پ ذرا بل پڑے۔۔

" کیا ہوا؟۰۰ جان لے گئے اُسے؟۰ راض ہے مجھ سے؟" اُس نے َ ٹ ۔ ٹا کر پوچھا تھا۔۔

" نن۔۔نہیں!!!" وہ مرطوب آواز میں بولی تھیں۔۔

" وہ خود گئی تھی تمہارے لئے۔۔۔ بہت مارا ہے اُسے خالہ نے۔۔" دل کسکا تھا۔۔اُس نے

دا۰ ۔۔ کچکچاتے زمین کھرو ۔۔وہ سر جھٹکے زور سے ہل پڑا۔۔۰ سکتا تھا۔۔۰ د۔ سکتا

تھا۔۔

" اُنہوں نے عامر کو خلع کے کاغذات بنانے کا بھی کہہ دیا ہے۔۔" اور یہ بتاتے آ ۔ کھا کی

طرح۔ سے تھے۔۔

" مجھے تو سمجھ نہیں آ رہا۔۔ کیا ہو رہا ہے ہمارے خا۰ ان کو۔۔ چا۰ تُو آ جا۰ ۔ یٹ۔۔۔ یہاں

سارے کام بگڑ گئے ہیں۔۔"

" چل فون دے!!" حوالدار نے ۔ ہر سے آواز لگائی۔۔ وقاص نے اُسے اشارہ کیا۔۔

" بس ای منٹ!!!"

" کوئی ای منٹ نہیں!" اُس نے سختی سے کہا تھا۔۔ خضر کال پ ہی تھا۔۔

" امی آپ اُن کو کہیں۰ ۔۔ میرا کوئی قصور نہیں ہے۔۔۔ وہ ایسے کیسے خلع کا فیصلہ کر ت ہیں؟

رشتے توڑ۰ آسان ہے کیا۔۔۔ یہ َ ۰ ہ ہے امی۔۔" اُس کی آواز بھی ز۰ اں میں لرزی تھی۔۔

آواز پ رہی تھی۔۔ شا ی وہ ر۰ نے لگی تھی۔۔

" ایسے ز۔ دستی تو وہ نہیں کر ت ۰ ۔۔ امی!!" حوالدار نے جھٹ سے۔ لے میں چابی لگاتے

دروازہ کھولا۔۔

زین فی الفور بولا۔۔

"چا۔ بس کر!!" کال کے اِس پ راور اُس پ رکوئی ا ثنہیں ہو رہا تھا۔۔

"امی آپ کوشش کریں۔!!"

"میں کال کر رہی ہوں بیٹ۔۔ میری کال نہیں اُٹھا رہے۔۔تمہارے ا. گئے ہیں۔۔۔بی۔پی بہت تیز تھا۔۔دوپہر سے دُعاؤ عا کیے جا رہے تھے۔۔" اُنہوں نے آ وَں سے ہچکی لی۔۔

"امی آپ نے ا. کو کیوں بھیجا؟" وہ بے ب تی سے اُچھل کر یا تھا۔

خضر آنکھوں سے ای ستارہ ٹوٹ تھا۔۔

"تو بیٹ اور کون جات ؟" ربیعہ بیگم نے بے بسی سے پوچھا تھا۔۔

حوالدار دروازہ کھول کر ان رآیا اور تیزی سے اُس کی طرف آتے اُس نے جھک کر اُس سے فون چھینا۔۔خضر مجنو نہ ان از میں یا۔۔

"نن نہیں۔۔بس ای منٹ!!" شریم نے اُس کے شانے تھامے تھے۔۔

"دیکھو ای منٹ!!" خضر نہیں سُن رہا تھا۔۔

"سُنو پلیز!!" خضر عا. ی سے منت کرتے کہتا جا رہا تھا۔۔ اُس حوالدار کو اُس پ کسی صورت رحم نہیں آیا۔۔وہ مڑنے لگا۔۔تو خضر دوڑ کر اُس کی طرف آیا۔۔

"نہیں پلیز ای منٹ۔!!" اور اُس حوالدار نے پٹ اکر اُس کے منہ پ ای مُکا رسید کیا۔۔۔ دماغ گھوم یا تھا ای منٹ کے لئے۔۔

"چا۔ !!" وقاص اُٹھ کھڑا ہوا۔۔خضر بمشکل خود کو سنبھالتے پھر اُس حوالدار کے سامنے آیا۔۔۔

"دیکھو پلیز!!! ای کال!"

اُس نے مضبوطی سے اُس کا شانہ اپنی فت میں لیا۔۔اب کی ب روہ اشتعال انگیزی سے مُڑا اور اس نے خضر کے پیٹ میں لات رسید کی۔۔وہ کراہ کر چت زمین پ اتھا۔۔اُس کے تینوں

دو ت آئے۔۔ وہ حوالدار اُسے وحشیانہ ا ازمیں پ ٹ لگ ی۔۔

"دیکھیں ہم معافی مانگتے ہیں۔۔پلیز مت ماریں!!" وقاص ہاتھ جوڑ کر کہہ رہا تھا۔ وہ در گی سے خضر کو لاتیں رسید کر رہا تھا۔۔وہ سسکیاں د تے زمین پ مُڑ کر اہوا تھا۔۔منہ پ بوٹ مارنے کے ہو پھٹ ی۔۔دا آ پ بھی ٹھڈا لگا تھا۔۔جس پپوٹ نیلا ہونے لگا تھا۔۔شریم کرب اور افسوس سے منہ پ ہاتھ رکھے میں سر ہلا رہا تھا۔۔

"مم۔۔مت۔۔۔مارو!!"

اُس نے خضر کو دن سے اُٹھا کر دیوار میں دے مارا اور شریم دیوانہ وار ی۔۔۔

"مت مارو!!!!" آواز بھیگ گئی تھی۔۔۔اُس حوالدار نے ذرا چو کر اُسے دیکھا۔۔خضر بے سُدھ سا چت زمین پ ی۔۔۔وہ روتے ہوئے اُس کے آگے ہاتھ جوڑے بنا ہکلائے بولا۔۔

"مت مارو اُسے۔۔مت مارو !!" زین اور وقاص اشک آلودہ آنکھوں سے اُسے دیکھ رہے تھے۔۔۔

"مت مارو!!"

وہ جھک کر دھیرے دھیرے زمین پ بیٹھ ی۔۔

"چھوڑ۔۔دو۔۔"

وقاص سر اُٹھا کر چھت پ دیکھتے گہری سانس لے کر آ ا ر اُ رتے منہ پ ہاتھ پھیر رہا تھا۔۔۔کبھی سوچا تھا۔۔۔اُن چاروں کو یہ دن دیکھنا بھی پ ڑے گا۔۔وہ جو کبھی اسکوا کی رونق ہوا کرتے تھے۔۔آج جیل کی صعوبتیں . دا ت کر رہے تھے۔۔۔حوالدار تو اُسے پیٹ کر ی۔۔۔کچھ دی بعد . خضر کو ہوش آی تو وہ دیوار سے ٹیک لگاتے اُٹھ بیٹھا۔۔۔

دھیرے دھیرے حواسوں میں لوٹ تو دھیرے دھیرے سسکیاں منہ سے لگیں۔۔وہ لوں

میں ہاتھ پھیرتے جھک کر بیٹھا تھا۔۔سر نگوں میں دیۓ تھا۔۔

"دُعا!!!"

"دُعا!!!" وقاص فاصلے پہ بیٹھا افسوس سے اُسے دیکھ رہا تھا۔۔

"یہ . اُس کی وجہ سے ہوا ہے۔۔اور یہ اُسی کے لئے رو رہا ہے۔"

ٹپ ٹپ کر وہ رو رہا تھا۔۔َ دن کی رگیں پھول رہی تھیں۔۔چہرہ شدید سرخ تھا۔آ
ٹوٹ کر . پ َ اتھا۔کن پٹی کے قریب . نیلی لکیر دھیرے دھیرے واضح ہو رہی تھی۔۔

"دُعا!!!"

اور وقاص بس اُسے رقت انگیزی سے دیکھ رہا تھا۔۔اُس پہ اُسے غصہ بھی آ رہا تھا ترس بھی آ رہا
تھا۔۔ . سمجھ آ رہا تھا۔لیکن اب اُن کے ساتھ کیا ہوگا۔۔یہ . لکل بھی سمجھ نہیں آ رہا تھا۔۔
ای دن اور دو راتوں سے وہ اُس جیل میں تھے۔۔روشنیاں ستارے جیسے کہیں کھو گئے تھے۔۔
اور زندگی اب اُس جیل کے سوا کچھ اور دکھائی نہیں دے رہی تھی۔۔

☆.....☆.....☆

رات کے کھانے کا وقت ہو رہا تھا۔ممانی عفیفہ کے کمرے میں دُعا کو دیکھنے آ ۔

"دُعا!!!" دُعا پلنگ پہ آلتی پالتی مار کر بیٹھی تھیں۔۔

"دُعا کھانے کا وقت ہو رہا ہے۔۔۔"

دُعا نے میکا ا ازمیں پلکیں اُٹھا کر اُنہیں دیکھا اور دو ٹوک بولی۔۔

"مجھے نہیں کھانا۔۔اور پلیز اگلی مرتبہ نک کر کے آئیے گا۔۔" ممانی نے خفگی سے اُسے دیکھتے
بھینچ لئے اور غصے سے اُس کا آگے سے منہ پکڑا۔۔۔

دُعا بے تاثر چہرے اور خالی آنکھوں سے اُن کی آنکھوں میں دیکھ رہی تھی۔۔ممانی چبا چبا کر کہنے

لگیں۔۔

"یہ جس گھر میں تم ابھی بیٹھی ہو۔۔۔یہ میرے شوہر کا گھر ہے سمجھی تم!!!"

دُعا ہنوز اُنہیں دیکھتے بولی۔۔

"اور آپ ہیں وہیں۔۔۔جو صبح مجھ سے جھوٹی ہمدردیں جتا رہی تھیں۔۔۔مجھے بچی خیال کرنا چھوڑ دیں۔۔ممانی جان۔۔مجھے بہت اچھے سے سمجھ میں آ رہا ہے یہ فساد کس کا پیدا کیا ہوا ہے۔۔۔"

ممانی نے عتاب سے اُسے دیکھتے اُس کا منہ چھوڑا تو دُعا نے سر جھٹکے ایک گہری سانس لی۔۔اور دھیرے سے نظریں اُٹھا کر اُنہیں دیکھا۔۔

"اگر مجھے معلوم ہوتا۔۔ماموں میرے ساتھ یہ سلوک کریں گے۔۔تو میں یہاں کبھی نہ آتی۔۔۔"

ممانی یہ سُنتے کمر پہ ہاتھ رکھتے بولیں۔۔

"تمہیں کیا لگتا ہے دُعا؟ ہم تمہیں یونہی اتنی بڑی رقم دے دیتے؟ کیا تین لاکھ کوئی مذاق ہیں ہاں؟ اور اُس رقم کا کیا جو تمہارے شوہر نے کمائی تھی؟"

دُعا نے سادگی اور تاسف سے اُنہیں دیکھتے آنکھیں چھوٹی کیں اور پھر بند کھولے۔۔

"ممانی ایک ٹورنامنٹ میں کھیلنے کا ہرگز یہ مطلب نہیں کہ وہ راتوں رات امیر زادہ بن گیا ہے۔۔قرۃ العین بھابی کی بارات کے لئے banquet بک کروانے کے لئے بھی اُس نے پیسے دیئے ہیں۔۔مہندی کے کھانے کے لئے بھی بندوبست اُسی نے کیا ہے۔۔پھر شاپنگ میں بھی۔۔۔اِس کے علاوہ اُس نے اور کتنے ضرورت مندوں کو پیسے دیئے ہیں۔۔لگ گئے ہیں پیسے۔۔اگر ہوتے ہمارے پاس تو میں خود یہاں نہ آتی۔۔۔"وہ سانس لینے کے لئے رُکی۔۔

"ممانی۔ اپنے گھر شیشے کا ہو۔۔تو دوسروں کے گھر پتھر نہیں پھینکا کرتے۔۔ایک بیٹی کی ماں ہیں۔۔آئندہ میرا گھر اُجاڑنے کے متعلق سوچنے سے پہلے۔۔اپنی بیٹی کے متعلق سوچ لیجیے گا۔۔۔"

ممانی نے بڑے ضبط سے مُٹھیاں بھینچ لیں۔۔

"جایئے یہاں سے!" دُعا نے باہر کا راستہ دکھایا اور وہ فوراً تیزی سے کمرے سے باہر نکل گئیں۔۔۔رات کا وقت ہو گیا تھا۔۔ سب سو گئے تھے۔۔۔دُعا نے سنگھار میز سے اپنا بیگ اُٹھا کر گلے میں ڈالا۔۔۔ہاتھ میں چادر تھی۔۔کمرے میں گھپ اندھیرا چھایا تھا۔۔پلنگ پر عفیفہ سو رہی تھی۔۔وہ بلّی کی چال چلتے کھڑکی کے قریب آئی۔۔۔اُس نے دائیں بائیں دیکھتے چادر کھولی۔۔۔اور تیزی سے اُسے کھڑکی سے باندھنے لگی۔۔۔ایک بار اُس نے کھڑکی سے نیچے دیکھا تھا۔۔ایک منزل سے اُسے نیچے اُترنا تھا۔۔۔دماغ وہیں سے نیچے دیکھ کر گھوم گیا تھا۔۔اگر وہاں سے کودتی تو ایک دو ہڈی تو لازمی ٹوٹتی۔۔۔وہ اللہ توکل کرتے کھڑکی سے باہر نکلی۔۔اب بھی چادر کے سہارے اُترنا ٹھیک نہیں لگ رہا تھا۔۔ اور کوئی چارہ بھی تو نہیں آ رہا تھا۔۔وہ کھڑکی میں ہاتھ میں چادر کا سرا پکڑے بیٹھی تھی۔۔ٹانگیں باہر لٹک رہی تھیں۔۔۔اُس نے ایک گہری سانس لی اور خود سے کہا۔۔

"نیچے نہیں دیکھنا دُعا۔۔نیچے نہیں دیکھنا۔۔" یہ کہتے آنکھیں موندے اُس نے چادر پکڑ کر چھلانگ لگائی۔۔بمشکل اُس نے چیخ دبائی۔۔۔ذرا سی چیخ منہ سے نکلی تھی۔۔۔اُس نے آنکھیں کھول کر خود کو دیکھا تو وہ ہوا میں تھی۔۔۔چادر اب بھی ہل رہی تھی۔۔وہ توازن برقرار نہیں کر پا رہی تھی۔۔دل زور زور سے دھڑک رہا تھا۔۔اُس نے ایک بار نیچے دیکھا۔۔اور زور سے آنکھیں موند لیں۔۔اب دیر ہو گئی تھی۔۔اب وہ اوپر نہیں جا سکتی تھی۔جاتی تو ممانی

زمانے بھر میں . ۔م کر دیتیں ۔۔۔ . ۔م تو ویسے بھی کر۔ تھا۔بہتر تھا۔۔یہاں سے چلی ہی جاتی۔۔۔وہ خود کو ہمت دلاتے کہہ رہی تھی۔۔

"There is not the question why. There is to do and die."

. . . . ۔نیچے دیـ ـ تو سر چکرا جا ۔۔۔ہمت شکن ہو جاتی۔۔وہ . ر . رخود کو دلاسا دیتی۔۔

اُس نے .ڑی احتیاط سے دھیرے دھیرے نیچے آ۔ شروع کیا۔۔۔ہاتھ سے چادر پھسل رہی تھی۔۔۔اب زور زور سے اُسے کھینچنے کے . . ہتھیلوں میں شدیـ درد اُٹھ رہا تھا۔۔۔وہ ذرا سا نیچے اُ ـ ی۔تو ہاتھ پھسلا۔۔۔چادر چُھوٹی۔۔

" آہ!!" اُس نے ذرا سی چیخ۔ ـ ہی منہ د. لیا۔۔آنکھیں ڈ.ڈ. رہی تھیں۔۔۔دماغ ماؤف ہو رہا تھا۔۔۔نیچے جا۔ ہو رہا تھا۔۔۔اب او پ جا سکتی تھی۔۔۔

"میں کیا کروں اب۔۔۔میں کیا کروں؟"

دل چاہ رہا تھا وہیں ـ رہے۔۔۔ہاتھوں سے چادر چُھوٹ رہی تھی۔۔۔اُس نے .ڑی مضبوطی سے اُسے تھام لیا تھا اور آنکھیں مو۔ لی تھیں۔۔۔ گھما کر اُس کی نیچے لان میں گئی۔۔۔تو اُس نے آنکھیں مو۔ لیں۔۔۔ماضی کا ایـ لمحہ آنکھوں سے ۔را۔۔خضر گیند ڈالتے کہہ رہا تھا۔۔۔

"ا ن کے لئے صرف وہی ہے جس کی کوشش خود اُس نے کی۔۔" سورۃ النجم (۳۹)

گیند شریم نے کیچ کی اور وہ دُعا کی طرف آ ـ۔۔۔" مجھے محنت کرنی ہے۔۔مجھے survive کر۔ ہے۔۔

I have a lot to live for.."

آنکھوں سے ہریالی کھو گئی۔۔خضر منظر ـ ر ـ ہو ـ ۔۔وہ آ وؤں سے بھرتی آنکھوں سے

سسکتے بولی۔۔

"I have a lot to live for! I have to survive somehow!"

وہ خود سے کہتے کہتے نیچے اُ رہی تھی۔۔۔ دھیرے دھیرے وہ مکمل طور پ نیچے آنے لگی تھی۔۔

"I have to survive!"

بس تھوڑا سا اور دُعا۔۔ بس تھوڑا سا اور!!" ہاتھ اب پناہ ما رہے تھے۔۔۔ چادر کی ہ بھی اب کمزور ہو رہی تھی۔۔۔ وہ اب اپنا توازن . قرار نہیں رکھ پ رہی تھی۔۔ اُسے احساس ہو رہا تھا۔۔ چادر کی ہ کُھل رہی تھی۔۔ وہ ذرا سی نیچے اُ ی۔۔۔ چادر کی ہ کُھلی اور وہ دھڑام سے منہ کے بل نیچے ی۔۔

"آہ!!" جیسے منہ زمین سے لگا وہ کراہی۔۔۔ اُس نے ای ٹھنڈی آہ بھری۔۔۔ چند لمحے وہ آنکھیں مو یں وہیں ی رہی۔۔ کچھ دی کے لئے اُسے یقین نہیں آ رہا تھا۔۔ وہ یہ کر چکی تھی۔۔ وہ اب دونوں ہتھیلیوں کے سہارے پیچھے کو اُٹھی اور دھیرے دھیرے آنکھیں کھولنے لگی۔۔۔ آنکھوں کے سامنے کا منظر صاف ہو رہا تھا۔۔ اور جیسے وہ مکمل طور پ صاف ہوا۔۔ اُس نے چیخ د. کر اپنے منہ پ زور سے ہاتھ رکھ لیا۔۔ دی ے خوف سے پھٹنے لگے۔۔ سامنے نوازش صا . کھڑے تھے۔۔ وہ جھٹ سے اُٹھ کھڑی ہوئی۔۔

"٠٠ جان!!"

نوازش صا . ہاتھ . ھے کھڑے اُسے دیکھتے بولے۔۔

"پولیس والوں کے گھر سے فرار ہو٠ کوئی پیس آف کیک نہیں ہے!"

دُعا نے ٠ امت سے سر جھکا لیا۔۔

"٠٠ جان مجھے معاف کر دیں!!"

نوازش صا ۔ نے اُسے بغور دیکھتے ای گہری سانس لی اور پھر اُس سے پوچھنے لگے۔۔۔

"تم نے ابھی یہ ۔ چا کے لئے کیا؟ اتنا پسند ہے وہ تمہیں؟ کہ اپنی جان پ کھیل گئی تم!"

دُعا شرمندگی سے سر جھکائے کھڑی تھی۔۔۔

"مجھے ای وجہ بتاؤ تم؟ وہ کیوں پسند ہے تمہیں؟"

سر جھکائے وہ معصومانہ ا ازمیں بولی۔۔

"وہ اچھا ہے۔"

"اور وہ کیوں اچھا ہے؟" نوازش صا ۔ نے ذرا بھوں تن لی۔۔

"کیو وہ چا ہے۔۔ ت ری رات کو روشن کرنے والا چا ۔۔"

"اچھا!!" اُنہوں نے کچھ سوچتے ہوئے او پ سے نیچے سر ہلا ی۔۔اور پھر اُسے دیکھتے کہنے لگے۔۔

"میں تمہاری کوئی مدد نہیں کر سکتا دُعا۔۔تمہیں اپنی ۔ خود لڑنی ہوگی۔۔"

وہ سر جھکائے خاموش کھڑی تھی۔۔بولی کچھ نہیں۔۔ دل ٹو تھا۔۔۔

"یہاں سے ا تم چلی گئی۔۔تو میں تمہاری طرف سے خائف ہوں۔۔۔کہ پھر مستقبل میں انخواستہ کچھ ہوا تو یہ بوڑھی ہڈ یں تمہارا دفاع نہیں کر سکیں گے۔۔" دُعا نے چو کر اُٹھا کر اُنہیں دیکھا۔۔وہ رنجیدگی سے اُس کے سامنے کھڑے اُس سے یہ کہہ رہے تھے۔۔۔

"اپنی ممانی اور ماموں کو تم جان ہی گئی ہو۔۔۔تمہارے مجبور ہیں ڈی۔۔کے۔۔لیکن ڈی۔۔کے تو مجبور نہیں ہے؟ ڈی۔۔کے کیا اپنے سے ای وعدہ کر سکتی ہے؟"

دُعا نہیں کھول پ ئی۔۔بس بھیگتی آنکھیں جگمگا ۔۔۔نوازش صا کہنے لگے۔۔

"ڈی۔۔کے ای دفعہ سوچ کر صحیح فیصلہ کر لے۔۔ای ایسا فیصلہ۔۔جو اُسے مستقبل میں کبھی

پچھتانے دے۔۔کیا ڈی۔کے کو ایسا لگتا ہے کہ وہ چا کو چُن کر کبھی نہیں پچھتائے گی؟"
اُنہوں نے اُس سے ڑی می سے پوچھا تھا۔۔گال سے آ ہو ہوا دن پ آ لڑھکا تھا۔۔

" کیا ڈی۔کے زمانے سے لڑ لے گی اُس کے لیے؟ بتاؤ ڈی۔کے؟"دُعا نے د ئے۔۔
وہ سوچنے لگی۔۔دے دا پھیرنے لگی۔۔پیر زمین میں ثبت تھے۔۔نوازش صا کے سوال بیڑی تھے۔۔وہ بیڑی جن کے جواب اُس کی چابی تھے۔۔اُس نے آنکھیں مو ے خود سے جواب پوچھا تھا۔۔۔
" کیا ڈی۔کے چا کو چُن کر کبھی نہیں پچھتائے گی؟ کیا ڈی۔کے اپنے فیصلے پ کبھی نہیں پچھتائے گی؟"ز گی کی تلخ حقیقتوں نے کہا تھا۔۔۔ اُمید اور دل نے کہا تھا۔۔

"A cord of three strands should not break so easily!"

اُس نے آنکھیں کھولیں۔۔گال پ ستارے ٹوٹے تھے۔۔پلکیں مکمل طور پ مرطوب تھیں۔۔اُس نے پلکیں جھپکیں۔۔تو بھیگی پلکوں سے آنکھوں کے حلقوں پ بوچھار ہوئی۔۔۔اُس نے ای گہری سانس لی اور نوازش صا کو دیکھتے سر اُٹھا کر کہا۔۔
"ڈی۔کے چا کو چُن کر کبھی نہیں پچھتائے گی جان۔"
نوازش صا نے دلگیری سے اُسے دیکھتے پوچھا۔۔
"یعنی وہ اپنے جان کو چھوڑ کر اُنہیں لکل ی د نہیں کرے گی؟"
" جان!!"دُعا ہچکیاں لے کر رونے لگی۔۔۔
"ایسے۔۔۔امتحان۔۔۔ لیں۔۔۔ لیں۔۔۔ جان۔۔
مجھے۔۔مجھے اتنی مشکل۔۔۔میں۔۔۔۔۔ڈالیں۔۔"

اُنہوں نے ہاتھ پیچھے ۔ ھتے ۔ڑی کشادہ دلی سے سر ہلایا۔۔۔

"ٹھیک ہے۔۔ٹھیک ہے۔۔مجھ سے وعدہ کرو ڈیڈی۔کے!" دُعا نے ۔ د ۔ئے آنکھیں پھیلاتے اُنہیں دیکھا۔۔

وہ اُسے دیکھتے بولے۔۔

"تم اِن ۔ کو غلط ۔ ۔ کرو گی۔تم بہت خوش رہو گی۔۔۔تم چا۔ کا ساتھ کبھی نہیں چھوڑو گی!!"

"۔۔ جان!!" دُعا نے بھاگ کر نوازش صا ۔ کو گلے لگا لیا۔۔۔وہ سسک کر رونے لگی۔۔۔

نوازش صا ۔ کی آنکھوں سے آ ٹوٹے۔۔۔اُنہوں نے اُس کے سر پ ہاتھ رکھے دھیرے دھیرے اُس کا سر تھپتھپایا۔۔

"اللہ تمہارے بہت اچھے نصیب کرے گا۔۔۔اللہ تمہیں بہت خوش رکھے گا!!"

"۔۔ آپ پ یشان کیوں ہیں؟" دُعا نے سر اُٹھا کر اُنہیں دیکھتے اُن سے پوچھا تھا۔۔۔

اُنہوں نے آ کا کنارہ پونچھا۔۔

"جس اولاد کو انگلی پکڑ کر چلنا سکھایا ہو۔۔وہ ۔ اپنے پیروں پ کھڑی ہو جائے تو والدین ڈگمگا جاتے ہیں!!"

دُعا اُنہیں سُونی سُونی آنکھوں سے دیکھ رہی تھی۔۔۔

"اپنی اولاد کی وجہ سے تمہارے سامنے شرمندہ کھڑا ہوں۔۔" دُعا اُنہیں ہاتھ دکھائے درد سے میں سر ہلانے لگی۔۔

"نہیں نہیں ۔ جان۔۔۔ایسا مت سوچیں۔۔ ۔ لکل ۔ سوچیں۔۔"

نوازش صا ۔ نے خود کو کمپوز کیا اور کہنے لگے۔۔

"چلو میں تمہیں اسکوا ۔ چھوڑ آؤں۔۔۔" دُعا کے گلے میں لٹکتے پ س میں سے وا ئبر اُسے

محسوس ہورہی تھی۔۔وہ ذرا چو ۔۔اور پھر اُس کا دھیان پ س پ ی۔۔

"اوہ!"

اُس نے جھٹ سے گلے سے پ س نکالا اور فٹافٹ اُس کی زپ کھولی۔۔اُس نے مو. نکالا۔۔اسکرین پ ابو کالنگ لکھا آ رہا تھا۔۔اُس نے فٹافٹ کال اُٹھائی۔۔

"ہیلو ابو!!"

"ہیلو!!" اُس پ ر سے کوئی غیر معلوم آواز سنائی دی تھی۔۔

دُعا نے ذرا چو کرا ٹکتے پوچھا۔۔

"آ۔۔آپ کون؟"

معلوم پ ڑا تھا۔۔جہا ی. صا . . اُسے ی آ رہے تھے تو تیز بلڈ پ کے . . چکرا کر گئے تھے۔۔کوئی بھلا مانس اُنہیں ہسپتال لے آ ی تھا۔۔۔ہوش آ ی تو اُنہوں نے دُعا کو اپنے پ س بلانے کا یہی بہترین بہا سوچا تھا۔۔۔گھبرائی ہوئی سی وہ نوازش صا . کے ساتھ ہسپتال پہنچی تھی۔۔۔ جیسے ہی او۔پی۔ڈی میں آئی تو اُنہیں دیکھ کر مطمئن ہوگئی تھی۔دُعا راضی سے اُن سے کہہ رہی تھی۔۔

"یقیناً آپ نے بی۔پی کی دوا نہیں لی ہوگی!!"

جہا ی. صا . نے لاچاری سے بہانہ سوچتے کہا۔۔

"ی۔۔وہ۔۔بس!!" اور دُعا نے اُنہیں ہاتھ دکھاتے سختی سے کہا۔۔

"بس!!" اُنہیں ڈسچارج کروا کر نوازش صا . اسکوا چھوڑ گئے تھے۔۔ہارون انکل اور دُعا اُنہیں او پ فلیٹ میں لے کر جا رہے تھے۔ربیعہ بیگم نے . جہا ی. صا . کی حا دیکھی تو کہے بنا رہ نہیں پ ۔۔

"چاہیے ہوتا۔۔" انکل ہارون نے اُنہیں ٹوکا۔۔

"لیکن ابھی بیٹی تھی۔۔۔بیٹا نہیں ہے تو بیٹی ہے۔۔۔"

جہانزیب صاحب نے تو لاکھ ضد کی کہ مجھے بھی نیچے آنے دو دُعا نے اُنہیں سختی سے کہہ دیا۔۔

"نہیں ابو۔۔۔آپ بے فکر رہیں۔۔۔ڈی کے بات کر لے گی۔۔ڈی۔کے کے ہوتے ہوئے فکر نہیں!"

صورتحال کچھ نارمل ہوئی تو وہ نیچے آئی۔۔اسکوائر کے مرد جمع تھے۔۔دُعا کا یوں نیچے آنا اُنہیں معیوب لگا تھا۔۔۔ہارون انکل اُسے بتا رہے تھے۔۔

"وہ پولیس آفسر بار بار کال کر رہا ہے۔۔۔کہہ رہا ہے کل تک پیسے نہ دیئے تو پرچہ کاٹ دے گا اور میڈیا کو بھی بلائے گا۔۔۔مجسٹریٹ کو بھی شکایت کی جا سکتی ہے۔۔لیکن بیٹا ہم شریف لوگ ہیں۔۔ہم چاہتے ہیں بات یونہی ختم ہو جائے!!" دُعا نے ایک نظر سب کو دیکھا اور ایک گہری سانس لے کر کہا۔۔

"رشوت دینے والا اور رشوت لینے والا دونوں آگ میں ہیں۔۔" وہ سانس لینے کے لیے رُکی اور پھر بولی۔۔

"یہ میں نہیں کہہ رہی۔یہ اللہ کے نبی نے کہا ہے۔۔حرام راستہ کبھی سہل نہیں ہو سکتا۔۔حلال راستہ کبھی مشکل نہیں ہو سکتا۔۔ہاں اُس میں آزمائشیں ہوں گی۔۔لیکن حلال میں تناؤ نہیں ہوگا۔۔اللہ کی کتاب میں لکھا ہے۔۔جو شخص اللہ سے ڈرتا ہے۔۔اللہ اُس کے لئے چھٹکارے کی شکل نکال دیتا ہے۔۔اور اُسے ایسی جگہ سے روزی دیتا ہے جس کا اُسے گمان بھی نہ ہو۔۔اور جو شخص اللہ پر توکل کرے گا اللہ اُس کے لیے کافی ہوگا۔۔" سورۃ الطلاق (۲،۳)

وہ سب کو دیکھتی جا رہی تھی۔۔

"یقیناً وقاص نے رشوت کی مزاحمت کی تھی۔۔وہ میرا رفیق رہ چکا ہے۔۔اور میں اُسے جا ہوں۔۔۔ وہ اُستاد کا شاَ د ہو کر کبھی رشوت کے حق میں نہیں ہو سکتا۔۔۔یقیناً اُس نے مزاحمت کی ہو گی۔۔ہم وہ عوام ہیں۔۔جو خاک سے لتھڑے کو کرسی پ بٹھانے میں ای اہم کردار ادا کرتی ہے۔۔ہماری طاقت سے اب   اعلیٰ اقتدار والے واقف نہیں ہوں گے۔۔ وقت . ل نہیں رہا۔۔اب وقت . ل چکا ہے۔۔اب یہ عوام چُپ نہیں رہے گی۔۔اب اَ یہ آواز اُٹھائے گی تو کوئی اُسے د. نہیں سکے گا۔۔ہم سہمیں گے نہیں۔۔۔ہم ڈریں گے نہیں۔ ہم لڑیں گے۔۔اور . ی ہماری ہو گی!"

"لیکن . ٹ ہم کریں گے کیا؟" وقاص کے والد بے ساختہ پوچھ ٹ ے تھے۔۔دُعا نے ای گہری سانس لی اور . کو دیکھتے اُس نے کہا۔۔

" کیوں ہراساں ہیں صہیلِ فرسِ اعداء سے
نورِ حق بجھ . سکے گا نفسِ اعداء سے!"
(ڈاکٹر علامہ اقبال)

" آپ کو میرا یقین کر . ہو گا!!"

اسکوا ئ میں منصوبہ بندی چل رہی تھی۔۔۔د ی رات   مرد . ت کر رہے تھے۔۔دُعا او پ کمرے میں بیٹھی۔۔کسی نمبر پ کال   رہی تھی۔۔۔مو .   کی گھنٹی تیزی سے بج رہی تھی۔۔۔وہ پلنگ پ بیٹھی گھبراہٹ سے ہل رہی تھی۔۔دل چاہ رہا تھا۔۔ابھی کہ ابھی۔۔کال بند کر دیتی۔۔ یہ بھی ضروری تھا۔۔

کال اُٹھا لی گئی۔۔۔ای خوشگوار مردانہ آواز گو ۔۔

"ہیلو!!"

"ہیلو!" وہ جھٹ سے بولی۔۔

"مجھے عروہ یعقوب ملِک ت اپنا ای پیغام پہنچان ہے۔۔پلیز میری ب ت غور سے سُنیئے!!" وہ جھلاہٹ سے تیزی سے بولی۔۔۔وہ کسی ن می امی صحافی خاتون کی ب ت کر رہی تھی۔جو کہ اِن دنوں کراچی میں تھی۔۔۔اور ای بہت ہی خاص پ و ام بے ب کیا کرتی تھی۔۔

"خبر ای celebrity کی ہے۔۔ممکنہ celebrity کہہ تے ہیں آپ!!"

حقوقِ اں کے لئے اُس نے بہت کام کیا تھا۔۔اور وہ ای بے ب ک اور ٹ ر خاتون تھی۔۔۔کال کے اُس پ ر کراچی چھاؤنی میں سناٹ چھا ی تھا۔۔۔کسی کوٹھی کی پہلی منزلہ کھڑکی میں ای دراز قد خوش وضع جوان ہتھیلی پ مو ب رکھے کھڑا تھا۔۔شیفون کے پ دے مسلسل ہل رہے تھے۔سامنے کھڑی کاجل سے بھری ب ر ب شاہ بلوطی آنکھوں والی دُبلی خاتون بغور مسکرا کر اُسے دیکھ رہی تھی۔۔

"اچھا اچھا!!" وہ جوان اُس کی ب ت بغور سُن رہا تھا۔۔

"میں آپ کو ای ر رڈ ن بھیج رہی ہوں۔۔۔اِس میں اُس پولیس آفسر نے اپنا پتا بھی بتا ی ہے پیسے بھجوانے کا۔۔"

یہ ر رڈ ن ابھی کچھ دی پہلے دُعا نے انکل ہارون کے ساتھ مل کر کی تھی۔۔۔ ب اُنہوں نے اُس پولیس آفسر کو کال کر کے اپنے منصوبے میں پھا تھا۔۔۔

"میں آپ کو سینڈ کر دیتی ہوں۔۔لیکن پلیز آپ عروہ کو ب سُنایئے گا!!" رو ب و کھڑے تیکھے ش والے چہرے پ ای مسکراہٹ گہری ہوئی۔۔چمکتی ئی زرد رنگت رات کے ا ن ھیرے میں مزی جگمگائی۔۔۔

"جی ٹھیک ہے!"

اُس جوان نے پوچھا۔۔

"ویسے آپ ہیں کون؟"

دُعا نے اُس پر کہا۔۔

"میں کراچی ہائی کورٹ کے advocate عامر علی کی جونیئر وکیل ہوں۔۔ وہ میرے سینئر ہیں۔۔ اور میں اُن سے اِن دنوں کام سیکھ رہی ہوں۔۔ آپ صحافی لوگ تو جا ہوں گے ہم جونئیر وکلاء کے ساتھ کیا سلوک کیا جا ہے۔۔ ہماری آ سُنتا ہی کون ہے۔۔ اِس لئے مجھے منا لگا کہ میں آپ سے ت کروں۔۔"

(جونئیر وکیل ہی کلا کی فائل ڑھا کر تھا۔ اور اپنے سینئر کو یف کر د کر تھا۔۔ کبھی کبھی تو اُنہیں تنخواہ بھی نہیں ملتی تھی۔۔ ا وکیل کے لئے یہ وہ مرحلہ تھا اُسے کام سیکھنے کے لئے دا ت کر پڑ تھا۔ کیو اُس کے کیریئر کے آغاز کے سال اُس کی ز گی کے سے مشکل ین اور اہم سال تصور کیے جاتے تھے۔۔)

اُس جوان نے بھوں ن کر تنقیدی ا ازمیں پوچھا۔۔

"تو عامر علی کا خضر جہا سے کیا تعلق ہے؟" دُعا فوراً سے بولی۔۔

"وہ اُن کے خالو ہیں!"

"اچھا!" اُس نے کچھ سوچتے سر ہلا د ۔۔

کال بند ہوئی تو اُس جوان نے مو اُن شاہ بلوطی آنکھوں والی خاتون کے سامنے کیا۔۔

"عروہ اپنے کام خود کیا کرو۔۔ یہ کالز سُننا میرا کام نہیں ہے۔۔"

عروہ نے سادگی سے اُس سے فون پکڑ لیا۔۔

"سوری میجر صا !!" لہجہ بتا رہا تھا۔ وہ معذرت خواہ نہیں تھی۔۔ میجر صا نے خفگی سے

ای اُسے دیکھا اور پھر پلنگ کی جا . ڑھ گئے۔۔
لوگوں کی کالز سُننا ویسے اُس کی ٹیم کا کام تھا لیکن وہ کہتی تھی اُسے کسی پ اعتبار نہیں تھا۔۔اس لیے وہ یہ کالز خود ہینڈل کیا کرتی تھی۔۔

میجر صا . پلنگ پ بیٹھے تو عروہ کو دیکھتے ی دد ہانی کرواتے بولے۔

" ی در ہے ہمیں کل . ہے۔گھر والے تمہیں . لکل بھی یہاں ٹھہرنے نہیں دیں گے۔"

وہ کچھ سوچتے ٹھڈی سے مو . لگاتے بولی۔۔

" ھمم !!"

کسی خیال سے اُس نے میجر صا . کو دیکھا۔۔

"میرا کام جتنی جلدی کریں گے۔۔آپ کو اُتنی آسانی ہوگی۔۔"

" کیسا کام؟" وہ منہ کا زاویہ بگاڑ کر بھوں بولے تھے۔۔

عروہ نے بگڑتے موڈ سے اُنہیں دیکھا۔۔

" کر . ہے کہ نہیں؟"

میجر صا . نے . ڑے ضبط سے اُسے دیکھا اور سر ہلا کر کہا۔۔

"اچھا!!"

ستاروں کی دُ میں ای نئ شخصیت کی آمد ہوئی تھی۔۔۔دیکھتے ہیں کہ یہ cameo appearance ستاروں کے جہان میں کون سی ہلچل مچاتی ہے۔۔۔

☆.....☆.....☆

صبح سات بجے کے وقت انکل ہارون ہاتھ میں . یف کیس پکڑے کسی ہوٹل کے . ہر کھڑے تھے۔۔عروہ کی ٹیم اور عروہ چھپ کر موقعے کی . ک میں تھے۔۔کچھ ہی دی میں ای آدمی جو

دیکھنے میں civilian لگ رہا تھا وہ اُن کے قری آی۔۔اور تر چھا کھڑا ہو کر کچھ بولا۔۔
بے ب کی ٹیم نے ڈی۔ایس۔پی سے پہلے ہی بت کر لی تھی۔۔جیسے ہی انکل ہارون نے اُنہیں بیگ پکڑا ی۔۔عروہ چنگھاڑ کر ہر نکلی۔۔
"یہ کیا ہو رہا ہے؟" کیمرہ مین پولیس والے اور عروہ اُنہی کی طرف چلے آئے۔۔وہ آدمی ذرا چونکا۔۔پولیس اہلکار اُس کو دیکھتے غصے سے پوچھ رہا تھا۔۔
"یہ کیا ہو رہا ہے؟ کیا ہے اِس بیگ میں؟ بتاؤ مجھے؟"
عروہ نے اُس کی تصو کھینچ کر فوراً ڈی۔ایس۔پی صا کو بھیجی تھی۔۔وہ آدمی گھبرا کر بھاگنے لگا تو پولیس نے اُسے پکڑ لیا۔۔اگلے دس منٹ کے ا ر اُس کا سارا چٹھا کُھل کر اُن کے سامنے آ ی تھا۔۔عروہ اُس کے سامنے مائیک کیے پوچھ رہی تھی۔۔
"اپنی شنا ی آپ خود بتاتے ہیں کہ میں بتاؤں؟"
وہ کاٹتے بیچارگی سے کیمرہ میں دیکھتے اُنہیں بتانے لگا تھا۔۔اُسے اُن پولیس افسر نے یہاں پیسے ی کے لئے بھیجا تھا۔۔۔وہ وہیں بیٹھا مجبوراً اپنی ساری پ اُنہیں سُنا رہا تھا۔۔
"میں مجبور ہوں۔۔۔میرے پس اور کوئی چارہ نہیں تھا!" عروہ اُسے سنجیدگی سے دیکھتے پوچھنے لگی۔۔
"کیا آپ ہمیں خضر جہا ی کے نکاح مہ اور شناختی کارڈ کے متعلق بتا ہیں کہ وہ اِس وقت کہاں ہیں؟ جو اُن کے دو ی ہفتے کی ش یعنی اتوار کو ای بجے کے قری کے وقت تھانے لے کر آئے تھے۔۔
"جی وہ تو وہیں ہے۔۔۔"
دوسرے پولیس والے نے کہا۔۔

"چلو پھر اب ہمیں وہاں لے کر بھی چلو!!"

عروہ اپنی ٹیم اور پولیس والوں کے ساتھ گاڑی میں بیٹھی اور تھانے کے لیے روانہ ہوگئی تھی۔۔۔ کچھ پولیس اہلکار شمائل کی طرف بھی گئے تھے۔۔جیسے ہی عروہ اپنی ٹیم کے ساتھ تھانے کے قریب پہنچی اُس نے پولیس سے کہا۔۔

"آپ جا کر پہلے صورتحال دیکھیئے۔۔ہمارا یوں اندر جانا مناسب نہیں!!"

لیکن پولیس نے اُنہیں اعتماد میں لیا۔۔

"گھبرانے کی بات نہیں آپ ساتھ چلیئے!!!!"

سر پہ چادر آنکھوں پہ سیاہ چشمہ۔۔سیاہ شلوار قمیض میں ملبوس کندھے پہ تھیلا ڈالا ہوا۔۔ہاتھ میں مائیک اور joggers پہنے وہ تیزی سے بڑے بڑے ڈگ اُٹھاتے پولیس کے ساتھ چل رہی تھی۔۔۔اندر تھانے میں آئے تو جیسے ہنگامہ مچ گیا۔۔

"یہ کیا ہو رہا ہے؟"

عروہ کو دیکھتے اُنہوں نے دھکا دینا چاہا تو عروہ دھاڑ کر پولیس اہلکاروں کو انگلی دکھاتے بولی۔۔۔

"اوئے۔۔۔میرے ساتھ ہاتھ چالاکی نہیں!" اب اُس نے پیچھے مُڑ کر کیمرہ مین سے کہا۔۔

"اِسے کاٹ دینا!!!"

اندر آئی عروہ نے فوراً کیمرہ مین سے کہا۔

"وہاں کی وڈیو بناؤ۔۔۔خضر کا چہرہ صاف واضح آنا چاہیے!!" وہ چاروں دوست متحیر وہاں سے سارا تماشہ دیکھنے کے لئے سلاخوں سے لٹک گئے۔۔

"یہ کیا ہو رہا ہے؟" پولیس والوں نے خود ہی تلاشی کی تھی۔۔اور پولیس افسر کے دفتر سے دُعا اور

خضر کا نکاح نامہ اور دُعا کا شناختی کارڈ برآمد ہوا تھا۔۔

عروہ نے کیمرہ مین کو بلایا۔۔

"اِس کی وڈیو بناؤ۔۔زُوم کر کے بناؤ!!" اب اُس نے شناختی کارڈ کی تصویر بنائی۔۔۔

"اِس کو blur کروادوں گی!!" اُس نے دُعا کی تصویر کو دیکھتے خود سے کہا تھا۔۔اب وہ پکڑ میں آئے ہوئے پولیس افسر کے سامنے مائیک کیے سوالات پوچھ رہی تھی۔۔

"جنابِ محترم کیا آپ اپنی طرف کی کہانی ہمیں بتائیں گے؟ بڑی معذرت کے ساتھ میری اطلاعات کے مطابق آپ یہاں پچھلے پانچ سال سے اپنی خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔۔ میں آپ کی قابلیت اور آپ کے کردار پر بالکل سوال نہیں اُٹھا رہی۔۔لیکن عین نوازش ہو گی اگر آپ ثبوتوں اور دلائل کی روشنی میں بات کریں؟ میں جاننا چاہوں گی۔۔کہ دو دنوں سے یہ چار نوجوان اِس تھانے میں کیا کر رہے ہیں؟ اور اگر اِن سے کوئی جرم سرزد ہوا ہے تو آپ نے اب تک ایف۔آئی۔آر کیوں نہیں کاٹی؟ بتائیے جنابِ محترم۔۔ہم جواب سُننا چاہتے ہیں۔۔"

پولیس والے اُن چاروں دوستوں کو جیل سے باہر نکال رہے تھے۔۔۔اُس پولیس افسر سے ہٹ کر عروہ اُن کی طرف آئی اور اُنہیں دیکھتے کہنے لگی۔۔

"بہت معذرت کے ساتھ مجھے آپ کا کچھ وقت چاہیے!!" وہ چاروں دوست مبہم سے اُسے دیکھ رہے تھے۔۔سمجھ نہیں آ رہا تھا۔یہ ہو کیا رہا تھا۔۔عروہ خضر سے سوالات پوچھنے سے پہلے اُس کی جانب قلم کاغذ بڑھاتے کیمرہ مین سے بولی۔۔

"ایک منٹ میرا بھائی فین ہے اِن کا!!" خضر نے ناسمجھی سے اُس عورت کو دیکھا۔۔اور پھر دُکھتے ہاتھ سے سائن کر دیے۔۔اُس نے اُن چاروں کا انٹرویو لیا تھا۔۔سوالات پوچھے تھے۔۔اُس پولیس افسر کو بھی دوبارہ پیشی کے لئے لے جایا گیا تھا۔۔شمائل کو اُسی تھانے

لے آئے تھے۔۔عروہ اُس کے سامنے بیٹھی اُس سے پوچھ رہی تھی۔۔

"جی شمائل بتائیے۔۔کیا آپ نے ہفتے کی ش . ساڑھے َ یرہ بجے خضر جہا ن ی . اور اُن کی اہلیہ کو . ئیک پہ ہراساں کرنے کی کوشش کی تھی؟ میرے ذرائع کے مطابق آپ کو بھی پولیس َ فتار کر کے یہاں اس تھانے میں لے کر آئی تھی۔"عروہ نے اُس کی اُس ش . کی تصو یُ اُسے دکھائی۔۔

"شمائل مجھے آپ سے یہ جاننا ہے کہ۔۔اَ آپ کو پولیس نے َ فتار کیا تھا تو آپ چھوٹے کیسے۔۔کیو جہاں ت میرا خیال ہے اتوار کو کوئی عدا ی نہیں کُھلی ہوتی۔۔۔

میں جاننا چاہتی ہوں۔۔ایسا کون سا privilege تھا جو آپ کو سرکاری چھُٹی کے روز ۔۔اور کرکٹر خضر جہا ن ی . کو نہیں ۔۔میں جاننا چاہتی ہوں۔۔ایسا کون سا واسطہ تھا۔۔ایسی کون سی کالی بھیڑ تھی۔۔۔جس کا ہاتھ آپ کے سر پہ تھا اور خضر جہا ن ی . کے سر پہ نہیں تھا۔۔"اُس کی آواز سخت ہونے لگی تو پیچھے ہولے سے بے ب کی ٹیم بولی۔

"میم آہستہ!!"

(اپنے غصے یا خوشی کا اظہار نیشنل ٹیلیویژن پہ کرنا صحافت کے code of ethic کے خلاف تھا۔۔)

عروہ یعقوب ملک نے اُن . کو آڑے ہاتھوں لیا تھا۔۔ساری ر رڈ لے کر وہ اپنے نیوز چینل کے دفتر گئی تھی۔۔بہت جلدی میں اُس نے وہ وڈیو edit کروائی تھی۔۔۔اور اپنی ٹیم کو آگاہ کر دیا تھا۔۔

"اِسے آج ہی آن ایئر کرنا ہے!!"

"لیکن آج؟"اُس کی ٹیم کی ایک بندی چو ۔۔

عروہ نے اُسے تنبیہ کرتے کہا۔۔

"میں نے کہا آج تو آج ہی۔۔۔" ایک پہنچی ہوئی صحافی تھی وہ۔۔۔جہاں جاتی تھی۔۔۔ ریٹنگ کی بھرمار لے کر آتی تھی۔۔اِس لیے اُسے اِس کی اجازت تھی۔۔

اُس نے اُن کو تاکید کرتے کہا۔۔

"میرے کراچی سے پہلے یہ خبر نشر ہو جانی چاہیے!!" یہ کہتے وہ بڑے ٹھاٹھ سے گھوم کر نکل گئی۔۔صبح سے دوپہر ہونے کو آئی تھی۔۔۔نیوز چینل کے دفتر سے اُس نے سر پہ سے چشمہ اُتار کر آنکھوں پہ پہنا۔۔دفتر کے نیچے اُس کی گاڑی کھڑی تھی۔۔اُس نے گاڑی کا دروازہ کھولا تو اُسے سامنے بیٹھے میجر صاحب آئے۔۔اُنہیں دیکھتے وہ مسکرا کر بولی۔۔

"ہیلو!!"

وہ گاڑی میں بیٹھی اور اُس نے گاڑی کا دروازہ بند کیا۔۔میجر صاحب نے جیب سے ایک پرچی نکالی اور اُس کی جانب بڑھائی۔۔

"یہ نمبر ہے۔۔جو تمہیں چاہیے تھا۔۔" عروہ نے اُن سے وہ پرچی لی اور پرس کھول کر اپنا موبائل نکالا۔۔اُسے دیکھتے اُس نے وہ نمبر ڈائل کیا۔۔موبائل کی گھنٹی گئی۔۔ڈعا اسکوائر میں خضر کی منتظر موبائل کی گھنٹی بجنے پہ چونکی۔۔اُس نے موبائل اُٹھا کر دیکھا۔۔

"یہ کس کا نمبر ہے؟" کوئی نامعلوم نمبر تھا۔۔

اُس نے گھبرا کر اسکرین سلائیڈ کر کے کال اُٹھائی۔۔

"ہے۔۔ہیلو!!"

اُس پر عروہ مسکراتے ہوئے بولی۔۔

"ہمیں اعتماد میں لینے کا بہت شکریہ مسز ڈعا ادریس!"

اور دُعا ٹھٹکی۔۔۔اُس نے تو اپنے نمبر سے اُسے کال نہیں کی تھی۔۔

"آ۔۔آپ کو کیسے پتا ؟"

عروہ نے اُس پر محظوظ ہوتے میجر صا ب کو بیزاری سے ہر دیکھتے دیکھا اور اُس سے کہنے لگی۔۔۔

"ہم صحافی ہیں۔۔ہماری سے کچھ نہیں بچ پ تا!!"

اُس نے کال کاٹ دی۔۔اور دُعا اُس پر دم بخود رہ گئی۔۔عروہ نے میجر صا ب سے مخاطب ہوتے کہا۔۔

"چلیں میجر صا ب ؟"

اُنہوں نے ای ٹھنڈی آہ بھرتے gear ڈالا اور بولے۔۔

"چلیں!!"اور اگلے ہی لمحے گاڑی تیزی سے سرمئی سڑکوں پر دوڑنے لگی۔۔۔

☆.....☆.....☆

جیسے ہی وہ وڈیو آن ایئر ہوئی۔۔اُس وڈیو نے تھرتھلی مچا دی تھی۔۔اُس وڈیو کو دیکھ کر اعلیٰ اقتدار پر بیٹھے لوگ آواز بلند کرنے پر مجبور ہو گئے تھے۔۔۔ایس۔ایچ۔او نے فوری سنگین ایکشن لیا تھا۔۔۔خضر اور اُس کے تینوں دوستوں کو ہسپتال مرہم پٹی کے لئے لے کر گئے تھے۔۔وہاں سے اُنہوں نے اسکوا ئ کا رُخ کیا تھا۔۔اسکوا ئ میں ہر کوئی اپنی عمارتوں سے ہر نکلا ہوا تھا۔۔ جیسے ہی انکل ہارون، خضر اور اُس کے تینوں دوستوں کو لے کر ا ر آئے تو خوب شور مچا۔دُعا سر پر چادر ا کرتے بھیڑ میں خضر کو تلاش کر رہی تھی۔۔ماؤں کو خود ہی اُنہوں نے آگے کیا تھا۔۔۔جیسے ہی بچے ا ر آئے تھے تو اُن کا ضبط ٹو ٹ۔۔

کوئی اپنے بچے کو ساتھ لگاتی۔کوئی اُس کا ماتھا چومتی۔۔ربیعہ بیگم فکرمندی سے خضر کے منہ پ

ہاتھ پھیر کر کہہ رہی تھیں۔۔

"تُو تو کہہ رہا تھا تجھے کسی نے ہاتھ نہیں لگایا۔۔پھر یہ کیا ہے؟"

"امی وہ۔۔" وہ درد سے کہہ رہا تھا۔۔تبھی ہارون انکل نے کہا۔۔

"۔قی ۔تیں گھر چل کر ہو جا گی۔۔" خضر لنگڑا کر تو دُعا فوراً سے آگے آئی اور انکل ہارون سے بولی۔۔

"لا انکل۔۔" خضر نے چو کر اُسے دیکھا۔۔آنکھوں کو یقین نہیں آ ۔سما ت کو یقین نہیں آ ۔۔حواس کھوئے تھے لوٹے تھے۔۔یہ بھی سمجھ نہیں آ تھا۔۔۔

دُعا خضر کا زو پکڑنے لگی تو وقاص فوراً سے خضر کو پکڑتے سخت خفگی سے بولا۔۔

"بخشو بی بلی، چوہا لنڈورا ہی جیئے گا!"

"اوہو!!" وقاص کے والد خفا ہوئے۔۔۔اور وقاص خاموش ہو ۔۔خضر کو دُعا اور ربیعہ بیگم اپنی طرف لے آئی تھیں۔۔مہینوں بعد لڑ کا گھر لو تھا۔۔دُعا اُس کے ساتھ پلنگ بیٹھی تھی۔۔

ربیعہ بیگم سامنے بیٹھیں بچپن کی طرح روٹی کا ا نوالہ توڑ کر خضر کو کھلاتیں اور ا دُعا کو۔۔۔

آج دو دن بعد وہ سکون کی سانس لے سکی تھیں۔۔اُن کے دونوں بچے لوٹ آئے تھے۔۔وہ اب مطمئن تھیں۔۔۔کھا کھا کر بیٹھا تو دُعا قیلولہ کرنے کے لئے اپنے کمرے میں چلی گئی۔۔

اُٹھ کر پڑھنا بھی تھا۔۔خضر نے اپنی ا آئی ڈی لاگ اِن کی تو اُس کی ہی وڈیو اپ آئی تھی۔۔ا رپھر سے وہ مشہور ہو تھا۔۔کمنٹ سیکشن کھولا تو مثبت اور منفی کمنٹس دونوں سے اُس کا پلا پڑا تھا۔۔خائف تھا۔۔اَ اُسے آگے کام تو؟ تو وہ کیا کرے گا؟

فکر میں جانے آ لگی خبر ہوئی۔۔عصر کا وقت تھا۔۔ ز پڑھنے جانے کے لئے اُٹھا تو غسل خانے کی جا آرہا تھا۔۔دُعا کے کمرے سے اُسے آواز سنائی دی۔۔

" کیا حا بنالی ہے تم نے اپنی !" جہانـ یـ صا ـ فکرمندی سے اُسے دیکھتے کہہ رہے تھے۔۔خضر رُکا۔۔اُس نے آدھ کُھلے دروازے سے انـ رجھانکا۔۔جہانـ یـ صا ـ دُعا کے ساتھ بیٹھے کہہ رہے تھے۔۔

"اپنا خیال رکھا کرو شہزادی۔۔پہلے ہی تمہاری ماں تمہارے ـ لوں کی وجہ سے فکرمند رہتی ہے۔۔دو دن میں دیکھو کیسے چہرہ اُ آ یہ ہے۔۔"دُعا بے دلی سے سر جھٹکے اُن کی ـ ت سُن رہی تھی۔۔

"اور مجھے نوازش صا ـ نے بتا یہ تم نے رات کو کیا کیا!"دُعا نے چو کر سر اُٹھایہ۔۔خضر ماتھے پہ بل ڈالے بغور اُنہیں دیکھ رہا تھا۔۔

دُعا نے ـ د ـ لئے۔۔

" کیا ضرورت تھی تمہیں کھڑکی سے کودنے کی؟"

دُعا نے امت سے سر جھکا لیا۔۔

"وہ تمہارے قابل نہیں ہے۔۔"خضر کو بُرا لگا تھا۔۔

"وہ میری اولاد ہے۔۔اِس کا یہ ـ لکل مطلب نہیں۔۔کہ میں تمہارے ساتھ ا فی کروں گا۔۔تم اُس سے ہر لحاظ سے بہتر ہو۔۔مجھے نہیں پتا آگے اُس کا مستقبل کیا ہے۔۔اور مجھے اب تو ـ لکل بھی اُمید نہیں کہ آگے اُسے کام ملتا ہے کہ نہیں۔۔۔مجھے تم سے بس یہی کہنا ہے۔۔ کہ تمہیں اُس کے پیچھے اپنا مستقبل اب نہیں کر ۔۔۔ ـ وہ کچھ بن نہیں جا ۔۔میں تمہارا ہاتھ اُس کے ہاتھ میں نہیں دُوں گا۔۔۔اب صرف اُس نے تمہیں تکلیف پہنچائی ہے۔۔اُس کی وجہ سے تم اپنا خیال نہیں ر ۔۔۔" خضر نے کسکتے ہوئے دُعا کے پیلے زرد چہرے کو دیکھا۔۔کہہ تو سہی رہے تھے۔۔۔

"میرا دل چاہتا ہے تجھے یہاں سے لے جاؤں۔۔۔ جہاں رہ کر صرف تُو اپنا خیال کرے۔۔"

وہ سانس یہ ٗ کے لئے رُکے۔۔

"اب دیکھ ٗ۔۔کل سے بچے۔۔یونیورسٹی جا گے۔۔۔ وہ۔۔وہی آوارہ لڑکوں کی طرح مٹر گشتی کرے گا!"

خضر نے ای گہری سانس لی اور یہ سُن کر خاموشی سے لاؤنج سے ہر نکل یہ۔۔۔وہ اپنے فلور کی سیڑھیاں اُ رہا تھا۔۔

" صحیح تو کہہ رہے ہیں ا۔۔کیا ہوں میں اُس کے قابل؟ کیا کر رہا ہوں میں؟ کچھ بھی تو نہیں۔ آ ٗ کتنی دی ہاتھ پہ ہاتھ دھر کر بیٹھا رہوں گا۔۔ پتا نہیں اب مجھے انٹرنیشنل لیول پہ کھیلنے کا موقع ملے گا بھی یہ نہیں۔۔میری وجہ سے دُعا نے ہمیشہ خود کو پہ یشان کیا ہے۔۔ میں کیا کروں؟ میں اپنے خوابوں کا کیا کروں؟ میں کر ٹ کے بغیر کیسے اپنی ز ٗ گی تصور کر سکتا ہوں؟ مجھے تو ستارہ بن کر چمکنا تھا۔۔مجھے تو لوگوں کی میں ستارہ ٗ تھا۔۔۔کیسے توڑ دوں اِن خوابوں کو؟" وہ مسجد میں آ ی تو ہر شخص اُسے گھور گھور کر دیکھ رہا تھا۔۔جیسے مجرم وہ تھا۔۔۔شمائل نہیں۔۔۔لوگوں کی یں اُسے نفسیاتی طور پہ ہراساں کر رہی تھیں۔۔ ز میں دل نہیں لگ رہا تھا۔۔ ہر کوئی اُسے بہانے بہانے سے دیکھ رہا تھا۔۔۔واپسی پہ وہ اخبار سے منہ چھپاتے اسکوا ٔ لوٹ رہا تھا۔۔۔

"میں کیسے سامنا کروں گا ی کی وں کا؟ لوگ مجھے ایسے گھور کر کیوں دیکھ رہے ہیں؟ میں نے تو کچھ نہیں کیا؟ پھر لوگ مجھے ایسے کیوں دیکھ رہے ہیں؟" ذہنی طور پہ وہ تناؤ کا شکار ہونے لگا تھا۔۔وہ واپس گھر لوٹ تو دُعا چائے کی ٹ ے پکڑے اُس کے کمرے میں آنے لگی۔۔

"چا ٗ ۔ اُٹھے تم؟"

"دُعا بعد میں بت کرتے ہیں!" اُس نے یہ کہتے زور سے اُس کے منہ پ دروازہ بند کر دی۔۔
اور دُعا حیرت سے منہ کھولے کھڑی رہ گئی۔۔

"چا نے مجھے ا از کیا؟"

وہ کمرے میں آی اور پلنگ پ بیٹھ ی۔۔دو راتیں جو اُس نے جیل میں اری تھیں۔۔وہ جیسے اُس کے ذہن میں ثبت ہو گئی تھیں۔۔۔دھیرے دھیرے اُسے شمائل کی تیں ی د آ رہی تھیں۔۔

"کتنی مرضی محنت کرلو۔۔لیکن گدھا دھونے سے بچھیرا نہیں ہو !"

"تمہیں خیالی پلاؤ اور خوابوں کے درمیان فرق کر نہیں آ ؟" اُس نے پ یشانی سے دا د ے پھیلانے شروع کر دیئے۔۔ماتھا پسینے سے بھرنے لگا تھا۔۔۔دھیرے دھیرے اُسے تیں ی د آ رہی تھیں۔۔۔کتنے مہینوں سے وہ لوگوں کی طعنے سُن رہا تھا۔۔۔جو دھیرے دھیرے اب ڈ می مہلک مرض لگا تھا۔۔

"کر ٹ اسٹار بنے گا۔۔وہ اسٹار جس کا مقدر بلیک ہول ہے۔۔"

"نہ لگا آ نہیں۔۔کرکٹر بنے گا!!"

"تُو قصائی ہے۔۔۔اور قصائی ہی رہے گا!!"

"بہتر ہوگا۔۔۔چھوٹ کر چُھرا پکڑ لیجیو۔۔۔یہ گیند بلا تم سے ہو پ ئے گا!!"

پسینے سے بھرتے چہرے سے اُس نے کانوں پ ہاتھ رکھ لیا اور یکدم دیوانہ وار ی۔۔

"آ آ آ آ آ!!چُپ ہو جاؤ!!"

"آ آ آ آ آ آ!!" ہر لاؤنج میں بیٹھی دُعا اور ربیعہ بیگم چو ۔۔۔خضر نگوں میں سر دیئے کانوں کو ڈھا کہہ رہا تھا۔۔۔

"پ پ ہوجاؤ۔۔۔پلیز چپ ہوجاؤ!!"دُعا اور ربیعہ بیگم دوڑ کر بھاگتی ہوئی اُس کے کمرے کے سامنے آکھڑی ہو ۔۔دُعا نے مضطربی سے اُس کے کمرے کا دروازہ کھٹکھٹایا۔۔

"چاݩ چاݩ!!"

اُس پ ر سے کوئی آواز نہیں آئی۔۔ربیعہ بیگم کر کہنے لگیں۔۔

"چاݩ ـیٹ بول ۔۔ماں کا دل بیٹھا جا رہا ہے!!"

کوئی آواز نہیں آئی۔۔۔دُعا اب زور زور سے دروازہ کھٹکھٹانے لگی۔۔

"چاݩ!!!چاݩ یہ کیا تماشہ ہے؟"

چند لمحوں بعد وہ بولا تھا۔۔

"میں ٹھیک ہوں۔۔" دُعا اب بھی مطمئن نہیں ہوئی۔۔

"چاݩ دروازہ کھولو!!" پ نچ منٹ بعد دروازہ کھلا۔۔خضر پسینے میں شرابور سرخ چہرہ لیے سامنے کھڑا تھا۔۔دُعا اُس کا چہرہ چھونے لگی۔۔تو اُس نے اُس کا ہاتھ پیچھے کر دیا اور غسل خانے کی جاݩ. بڑھ ـیا۔۔دُعا نے کرݩ ٹ کھا کر پلٹتے اُسے دیکھا۔۔اور دوڑ کر غسل خانے کی طرف بڑھی اُس نے پھر سے اُس کے منہ پ دروازہ بند کر دیا۔۔اب کی. ر دُعا ضبط نہیں کر پ ئی۔ اُس نے زور زور سے دروازے پ دونوں ہاتھ مارے۔۔

"چاݩ تم مجھے اݩ از کر رہے ہو!!چاݩ چاݩ!!"ربیعہ بیگم خفگی سے بولتے آگے آ ۔۔

"دُعا. کوئی غسل خانے میں جائے۔۔۔ایسے نہیں کرتے۔۔تھوڑا ڈسٹرب ہے بس۔۔ہو جائے گا ٹھیک۔۔"

دل کسی صورت راضی نہیں تھا۔۔وہ اُس سے. ت کیوں نہیں کر رہا تھا۔۔یہ. ت دُعا کو بے چین کر گئی تھی۔۔۔خضر غسل خانے میں بیسن کی طرف جھکا ٹو کھولے تیزی سے ہاتھ دھو رہا

تھا۔۔۔

(ڈ کی . سے .ڑی علامت)

چند لمحے پ نی بہتا رہا۔اب اُس نے زور زور سے پ نی کی چھینٹیں منہ پ ماریں۔اب اُس نے ٹو بند کی۔۔وہ بیسن کے دہانوں کو تھام کر جھکا تھا۔اُس نے گہری گہری سانسیں لیں۔۔پ نی کی بو یں ٹِپ ٹِپ بیسن میں َ رہی تھی۔کافی دیَ رگئی تھی۔۔دُعا . ہر دروازہ کھٹکھٹا رہی تھی۔۔

"سو گئے ہو چا ؟"

اُس نے ای گہری سانس لی اور غسل خانے کا دروازہ کھولا۔۔تو وہ سامنے کھڑی ہاتھ . ھے خفگی سے اُسے دیکھ رہی تھی۔۔

"تم مجھے ا ازکر رہے ہو؟ راض ہو مجھ سے؟"

خضر نے ڈ . تے چہرے سے اُسے بغور دیکھا۔۔دُعا کو اُس کی کچھ ا ن سی لگی۔۔چند لمحے اُسے دیکھتے اُس نے میں سر ہلا ی۔۔

"نہیں!"

یہ کہہ کر وہ لاؤنج میں َ ی۔۔دُعا کی مضطر نگاہوں نے دور ت اُس کا پیچھا کیا اور پھر قیاس کرنے لگی۔۔

"شای چا واقعی بس تھوڑا ڈسٹرب ہے!"

اسکوا ئ میں خاموشی چھائی تھی۔۔آج کوئی لڑکا گھر سے . ہر نہیں نکلا تھا۔۔دُعا خضر کے پلنگ کی چادر تبدیل کر رہی تھی۔۔اُس کا کمرہ صاف کر کے اُس نے ہاتھ کی بند مُٹھیوں سے دل بنا کر

ٹھوڑی سے لگایا اور مسکرا کر اُسے دیکھتے ذرا سی ہلی۔اور پھر اُس نے مُٹھیاں کھول کر دھیرے سے تالی بجائی۔۔

"چاند واپس آگیا!!"

رات کو کھانے کا وقت ہو رہا تھا۔دُعا دسترخوان پر کھانا لگا رہی تھی۔۔ساتھ ہی ساتھ رکھ رہی تھی۔۔

"آج ہم مہینوں بعد اکٹھے ڈنر کریں گے۔۔ایک ساتھ۔۔ایک چھت تلے۔۔۔"

جہانزیب صاحب صبح کا چھوڑا اخبار پڑھتے خضر کو ایک نظر دیکھ کر دُعا سے کہنے لگے۔۔

"زیادہ خوش ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔بدنامی کا داغ لے کر واپس آیا ہے یہ اِس گھر میں!!"

خضر نے کِلس کر اُنہیں دیکھا۔اور دُعا کو غصہ چڑھا۔وہ گردن موڑ کر اُنہیں دیکھتے کہنے لگی۔۔

"ابو آج نہیں!!"

اب اُنہوں نے اخبار لپیٹتے چشمہ اُتارا اور خضر کو اخبار دکھاتے سختی سے بولے۔۔

"تھوڑی شرم کر۔۔بیوی تک کو بچا نہیں سکا۔۔اور تھوڑا شکر کر۔۔ایسی ذہین بیوی ملی ہے۔۔یہاں آکر بیٹھا ہوا ہے تُو۔۔تو بس اِسکے بعد یہ لڑکی ہے!!"دُعا نے یکدم گھبرا کر خضر کے سرخ ہوتے چہرے کو دیکھا اور وہ جھٹ سے کہہ پڑا۔۔

"ہاں۔۔اِسی نے سب کچھ کیا ہے۔۔یہی تو سب کچھ کرتی ہے۔۔میں تو کچھ بھی نہیں کرتا!!"

اب اُس نے گھور کر دُعا کو دیکھا۔۔

"بالکل صحیح کہا۔۔۔یہ ہی تو سب کچھ کرتی ہے!!" اُس نے سب بھینچ کر دانت کچکچائے اور مُٹھیاں بھی بھینچ لیں۔۔ربیعہ بیگم سالن کا ڈونگا لاؤنج میں لاتے کہنے لگیں۔۔۔

"بس اب کوئی بحث نہیں ہوگی۔۔۔"دُعا جہانزیب صاحب کے ساتھ آلتی پالتی مار کر بیٹھ گئی اور خضر ربیعہ بیگم کے ساتھ۔۔جہانزیب صاحب دُعا کی پلیٹ میں سالن نکال رہے تھے۔۔

"اب صحیح سے کھانا۔۔اچھا!!"خضر غیظ سے جہانزیب صاحب کو دیکھ رہا تھا۔۔

(ہاں صرف اُسی نے کھانا نہیں کھایا۔۔میرا تو پوچھ ہی نہیں رہے۔۔۔کسی کو پتا بھی ہے۔۔ اُستاد کا لایا ناشتہ صرف مجھے ملا تھا۔۔باقی سب تو حوالدار اور پولیس افسر کھا گئے۔۔۔)

ربیعہ بیگم نے خضر کا خاص بنایا beans salad اُس کی پلیٹ میں نکالا۔۔

"تمہیں پسند ہے نا!!"جہانزیب صاحب نے اُسے دیکھتے طنز کیا۔۔

"ہاں بڑی پنی پٹی کی بڑ لڑکر آیا ہے۔۔جو اِس کے لیے سلاد بنائے جا رہے ہیں!!"

خضر کرپٹ پڑاتے اُٹھ کھڑا ہوا۔۔

"اب کیا ہے یار؟"اُن تینوں نے اُسے چونک کر دیکھا۔۔

"کیا آپ نہیں چاہتے میں یہاں بیٹھوں؟میں نہیں بیٹھتا!!"

"جانو!!"ربیعہ بیگم نے اُس کا ہاتھ کھینچا۔۔لیکن خضر لاؤنج میں پڑی کچرے والی ٹوکری کو ٹھڈا لگا کر لاؤنج سے نکل گیا۔۔دُعا ساتھ ہی اُٹھ کھڑی ہوئی۔۔

"جانو بات سُنو!!"ربیعہ بیگم نے ناراضی سے جہانزیب صاحب کو دیکھا۔۔

"جان کے ابا کیا حاصل ہوا آپ کو یہ سب کر کے؟مہینے بعد ہم سب ساتھ بیٹھے تھے۔۔"دُعا خضر کی پلیٹ لے کر اُس کے کمرے میں چلی آئی۔۔وہ پلنگ پہ چت لیٹا تھا۔۔۔پیر باہر اُس کے زمین سے لگتے تھے۔۔اُس نے کمرے کا دروازہ بند کیا۔اور خاموشی سے کمرے میں چلی آئی۔۔وہ خضر کے ساتھ بیٹھ گئی۔۔خضر چھت پہ نگاہیں مرکوز کیے بولا۔۔

"جاؤ کھانا کھالو۔۔ورنہ ابا مجھے پھر طعنہ دیں گے!!"

دُعا نے ای گہری سانس لی اور اُسے دیکھا۔۔

"میں کھا لیتی ہوں۔۔"

خضر جھٹ سے اُٹھا۔اُس نے اُس کی جان ہاتھ ڑھای۔۔

"لاؤ دو!" اُس نے اُس کی جان پلیٹ ڑھائی۔۔

اب اُس نے اُسے دیکھتے کہا۔۔

"جاؤ تم!!" دُعا نے کرب سے اُسے دیکھا اور د لیے۔۔وہ جانے کے لئے اُٹھ کھڑی ہوئی۔۔ وہ کمرے سے لگی۔۔۔کسی خیال سے پلٹی۔خضر کے منہ میں چمچ تھی۔اُس نے پلکیں اُٹھا کر اُسے دیکھتے سوالیہ ا ازمیں دی ے پھیلائے۔۔

"ہمم؟"

دُعا نے ذرا مسکرا کر کہا۔۔

"ٹھہر کر فلم دیکھیں؟" اُس نے سلاد چباتے گلے سے نگلی اور سادگی سے کہا۔۔

"کل جا ہے تم نے کالج۔۔پھر کبھی!" دُعا فوراً سے بولی۔۔

"آدھی دیکھ یتے ہیں۔۔" خضر نے میں سرہلای۔۔۔

"نہیں۔۔۔میڈ کو ہلکے میں مت لو۔۔"

یہ سُنتے اُس نے سرہلا دی۔۔

"اچھا!" اور وہ کمرے کا دروازہ کھول کر کمرے سے نکل گئی۔۔۔اُس کے جانے کے خضر نے ہلتے ہوئے دروازے کو دیکھا۔۔کوئی سمجھ نہیں پ رہا تھا۔۔وہ کس ذہنی تناؤ کا شکار تھا۔۔کوئی اور کیا۔۔وہ تو خود بھی سمجھ نہیں پ رہا تھا۔۔کہ وہ کس مہلک بیماری میں مبتلا ہو رہا تھا۔۔اُس چا کے جیسے ہم کے بھی مسئلے تھے۔۔ہم بھی چا کی طرح ہیں۔۔کبھی ت ری رات میں

ت ں ہوتے ہیں۔۔کبھی آموس کی راتوں میں خود ت ر ی ۔۔

اگلے دن سے اسکوائ کی روٹین اپنے معمول کو آ گئی تھی۔۔۔بچے کالج اسکول کے لئے نکل رہے تھے۔۔خضر دُعا کو میڈ کالج چھوڑنے جا رہا تھا۔۔دُعا بئیک پ پیچھے ی ت اُس سے پوچھ رہی تھی۔۔

" تمہیں رات کو نیند ٹھیک آئی ؟" وہ کِک لگاتے بئیک اسٹارٹ کرتے بولا۔۔

" آ ہی گئی !!"

" آ ہی گئی کا مطلب ؟" اُس نے چو کر دی ے پھیلائے آگے دیکھا۔۔۔خضر نے بئیک دوڑاتے پوچھا۔۔

"میں نے تمہیں کل ا ازکیا۔۔پھر مجھ سے کیوں بت کر رہی ہو تم ؟"

دُعا نے کچھ سوچتے دا دیکھتے آگے اُسے دیکھا اور ذرا مسکرا کر بولی۔۔

" ڈی۔کے کیا کرے ؟ ڈی۔کے تو دل کے ہاتھوں مجبور ہے ۔۔مجھے پتا ہے تم ذرا ڈسٹرب ہو۔۔کچھ دنوں ت تم ٹھیک ہو جاؤ گے !!"

بولا کچھ نہیں۔۔ اُس م لہجے نے اُسے پ اُمید کر دی ۔بطنی طور پ شای مطمئن کر دی ۔دوپہر کو دُعا واپس لوٹی تو پُرانے دنوں کی سی گھر میں رونق تھی۔ربیعہ بیگم نے دُعا کے سر پ ادرک کا پنی لگای تھا۔سُنا تھا کسی سے اُنہوں نے اُس سے جڑوں سے بل بڑی تیزی سے اُگتے ہیں۔۔ربیعہ بیگم گھر کے کام ساتھ ساتھ دیکھ رہی تھیں۔۔چلتے چلتے وہ غسل خانے میں آ تو دُعا نے بھرنے کے لئے م پنی کا نل کھولا تھا۔اُس کھولتے ہوئے پنی سے بھاپ اُٹھتے دیکھ کر ربیعہ بیگم غصے سے ماتھا پ ٹتے کہنے لگیں۔۔

"اے دُعا !! اِتنے م پنی سے نہائے گی۔۔تو سر پ ای بل نہیں رہے گا۔۔پھر چاہے سر پ

کتنا مرضی مہنگا شیمپو تیل لگا لے۔۔"

خضر باہر کا دروازہ کھول کر اندر آیا۔۔ہاتھ میں پیسے تھے۔۔دُعا کو چھوڑ کر وہ کسی کے پاس گیا تھا۔۔ربیعہ بیگم کی جانب چلے آتے وہ بولا۔۔

"امی یہ پیسے سنبھال لیں!"

ربیعہ بیگم نے پلٹ کر اُسے دیکھا اور پھر ہاتھ میں اُس کے پیسے۔۔وہ اُن پیسوں کو دیکھتے ناراضی سے بولیں۔۔

"دیکھو ذرا۔۔رقم ٹوٹ گئی۔۔ذرا مزہ نہیں آیا اِن پیسوں کا!"دُعا باورچی خانے سے کوکونٹ کی پلیٹ پکڑے چلی آئی۔۔اُنہیں واپسی پہ وہ خضر کے ساتھ بیکری سے لے کر آئی تھی۔۔۔اُس نے منہ میں ایک بار پھر کوکونٹ ڈالا اور منہ میں نرم نرم پھیل گیا۔۔خضر بھی خفگی سے کہنے لگا۔۔

"امی شکر ادا کریں۔۔بہت کام آیا ہے اِس ٹورنامنٹ سے کمایا ہوا پیسہ!"اچانک اُس کی سامنے کھڑی دُعا پہ گئی تو اُس نے اُسے گھور کر دیکھتے کہا۔۔

"خاص طور پہ اِس بھکڑ کے!!" ربیعہ بیگم نے چونک کر کنکھیوں سے دُعا کو دیکھا اور خضر کو گھورنے لگی۔۔

"چپ کر!!" اُنہوں نے اُس کے شانے پہ تھپڑ رسید کیا اور بولیں۔۔"ابھی کھایا پیا حرام کر دے گی!!"دُعا یہ سُنتے دیدے پھیلاتے اور منہ میں کوکونٹ دباتے آگے چلی آئی۔۔۔

"میں میں کھایا پیا حرام کر رہی ہوں؟ یہ کھلایا پلایا حرام کر رہا ہے!!"

ربیعہ بیگم کو غصہ چڑھا۔۔

"اونہوں!!"اُنہوں نے دُعا کی پُشت پہ تھپڑ رسید کیا۔۔

"منہ میں کھا۔ رکھ کر ۔ت نہیں کرتے!!" اب اُن کی اُس کے ہاتھ میں موجود کو۔ ٹ ۔ ون کی ٹ ے پ گئیں تو وہ مز ۔ غصہ ہو گئیں۔۔

"اِدھر دے!!" اُنھوں نے اُس سے ٹ ے لی تو دُعا نے ہاتھ ۔ ڑھا کر ا ۔ اور ۔ ون اُٹھا لیا۔۔

"امی ا ۔ !!"

"واپس رکھ!!" وہ سختی سے بولیں۔۔ دُعا نے ں نکالتے اُسے منہ میں د ۔ لیا۔۔

"Gulp!"

"اللہ۔۔ اللہ جی!! یہ آفت آرا ۔!" ربیعہ بیگم نے فکرمندی سے اُسے دیکھتے کہا تھا۔۔ پیچھے کھڑا خضر بغور اُن دونوں کو دیکھ رہا تھا۔۔ ۔ ڑے دن بعد اُس نے وہ منظر دیکھے تھے۔۔ دماغ دھیرے دھیرے آسودہ ہو رہا تھا۔۔۔

"شوَ ہو جائے گی تُجھے!" دُعا نے ۔ ون سے بھرے منہ سے کہا۔۔

"صرف میٹھا کھانے سے نہیں ہوتی۔۔۔ heredity، موٹ پ، stress اور ٹینشن سے بھی ہوتی ہے۔۔ diabetes ۔ ہوتی ہے۔ ۔ immune system لبلبہ کے وہ cells تباہ کر دیتے ہیں جن سے insulin ۔ ہے۔۔"

ربیعہ بیگم اُس کی انسنی کر کے ۔ ورچی خانے میں جانے لگی۔۔

"بہت کام ہے مجھے!"

ربیعہ بیگم چلے گئیں تو دُعا آستینیں پ ڑھاتے خضر کو دیکھتے آگے آئی۔۔

"بتاؤں میں تمہیں؟" اُس نے اُسے مُکا دکھا ۔ تو خضر کو یکدم وہ حوالدار اُسے مُکے رسید کرتے ۔ د آ ۔ تو وہ بوکھلا کر پیچھے ہوا۔۔

"ہاہ!"

"چا ! " دُعا گھبرا کر کہتے آگے آئی۔۔ خضر پسینے سے بھرتے چہرے سے بھاگ کر کمرے میں ے۔دُعا اُس کے پیچھے آئی اُس کے منہ پ کل کی طرح دروازہ بند ہوا۔دُعا گڈمڈ ہوتے دماغ سے خضر کا چند لمحوں پہلے والا چہرہ ی دکرنے لگی۔۔ربیعہ بیگم ۔ورچی خانے سے نکل کر پوچھنے لگیں۔۔

"اب کیا ہوا ہے؟"

دُعا نے خضر کے بند دروازے کو بغور دیکھا اور دھیرے سے بولی۔

"امی چا ٹھیک نہیں ہے!" ربیعہ بیگم خفا ہو ۔۔

" کچھ بھی اول فول مت ۔ ۔۔چل جا کر نہا۔۔" اور یہ کہتے وہ پھر سے ۔ورچی خانے میں چلی گئیں۔۔

"بہت کام ہے۔۔ ی نے آج آ ہے!"

اپنی بہن کی آنے کی ربیعہ بیگم کو اتنی خوشی تھی کہ وہ بس سو ے سے کام کیے چلی جا رہی تھیں۔۔

دُعا کتابیں کھول کر کمرے میں بیٹھی ۔ ٹ ا رہی تھی۔۔۔

" ذرا تمیز نہیں ہے لوگوں کو۔۔۔کوئی ہفتہ ہو ہے کوئی اتوار ہو ہے۔۔ایسے چ کے دنوں میں کون آ ہے!!"

" ذرا شرم نہیں ہے اِس دُعا کو!!" دُعا کو ربیعہ بیگم کے کلسنے کی آواز آ رہی تھی۔۔

"میں نے کہا تھا ی کے سامنے کھولوں گی ی ون کی ٹ ے۔۔بے شرموں کی طرح کھڑے کھڑے ٹھونسنے لگ گئی۔۔۔" دُعا وہیں بیٹھی کر بولی۔۔

" شوہر کی کمائی کی تھی۔۔وہ بھی اب پوچھ کر کھاتی ؟"

ہفتے میں ای ۔ رتو یہ دورہ پڑ ہی تھا۔۔کون سی نئی ۔ت تھی۔۔ پڑھائی کر کے دُعا کتابیں

سمیٹ کر اُٹھی اور خضر کے کمرے میں چلی آئی۔۔وہ پلنگ پہ لیٹا دیوار پہ گیند پھینکتا اور لیٹے لیٹے اُسے کیچ کرتا۔۔وہ اُس کے سامنے چلی آئی تو وہ گیند کیچ کرتے رُکا۔۔وہ اُسے بنا دیکھے بولا۔۔

"ہاں کیا ہوا؟"

دُعا نے خشک لبوں پہ زبان پھیری اور کہنے لگی۔۔

"عامر خالو آ رہے ہیں۔۔کیا منہ لگنا ہے اُن کے۔۔چلو طارق روڈ سے فرپیشلی فریز کے آئسکریم رولز کھا کر آتے ہیں۔۔آج میں پے کروں گی!"

خضر نے گیند مُٹھی میں دبائے جھٹ سے اُسے دیکھا اور مایوسانہ انداز میں بولا۔

"اب تمہیں لگتا ہے کہ میں اتنا سا بھی بِل پے نہیں کر سکتا؟" ساتھ اُس نے سختی سے بھویں تان لی۔۔دُعا بے ساختہ بولی۔۔

"نہیں چاند!!!"

خضر نے گِلے اور خفگی سے منہ پھیر لیا۔۔

"اچھا تم ہی پے کر دینا۔۔تمہیں تو عزت ہی راس نہیں ہے!!" اور دُعا بھی جھلا کر کہتی ہوئی کمرے سے باہر نکل گئی۔۔۔تیار ہو کر وہ گھر سے نکلے تھے۔۔۔ربیعہ بیگم نے سختی سے کہا تھا۔۔کہ نو بجے سے پہلے پہلے وہ گھر ہوں۔۔خضر نے طارق روڈ پہ بائیک روکی تھی۔نیلگوں آسماں تیزی سے تاریک ہو رہا تھا۔۔طارق روڈ پہ خوب چہل پہل تھی۔۔۔دُعا نے ایک گہری سانس لی اور کہنے لگی۔۔

"تم بہت عجیب بیہیو کر رہے ہو۔۔میں اِس لئے تمہیں یہاں لے کر آئی ہوں۔۔تمہارے ساتھ مسئلہ کیا ہے۔۔تم مجھے اگنور کیوں کر رہے ہو۔۔کیا تم مجھ سے ناراض ہو؟ اور اگر ناراض

ہو بھی تو ایسی کیا بات ہو گئی ہے جو تم اب مجھے نظر انداز کرو گے!!"
خضر بائیک کھڑی کر کے بائیک سے اُترا۔۔
"پتا نہیں۔۔ بس کل سے بے چینی سی ہو رہی ہے۔۔۔ میں خود نہیں کر رہا۔۔ بس میرا کچھ کرنے کا دل نہیں چاہ رہا۔۔ صبح ورزش بھی کرنے کا دل نہیں چاہ رہا تھا۔۔ زمین بھی دل نہیں لگ رہا تھا۔۔ پتا نہیں مجھے کیا ہو گیا ہے۔۔"
اپنی کیفیت بتاتے خضر کا ماتھا پھر سے پسینے سے شرابور ہونے لگا۔۔ دُعا بغور اُسے دیکھ رہی تھی۔۔
"تم نے سیریس لے لیا ہے اِس واقعہ کو۔۔ دیکھو کچھ نہیں ہوا۔۔ ہم نے اسٹینڈ لیا۔۔ اور ہم ٹھیک ہیں۔۔ جو ہونا تھا وہ ہو گیا۔۔ تم survivor ہو۔۔ تم بہادری سے کر گئے۔۔ بس ٹھیک ہو گیا ہے جان!!" اُس نے اُس کا بازو پکڑے اُس پر اپنا ہاتھ تھپتھپایا۔۔
"بس کر دو سوچنا جان۔۔" وہ اُسے دیکھتے اُس کے ساتھ چلنے لگ گئی۔۔
"تم سوچتے رہو گے تو تمہیں کیا لگتا ہے سوچنے سے تمہیں کام مل جائے گا؟ نہیں۔ یہ چھوٹے چھوٹے ٹورنامنٹس جن میں تم کھیلتے ہو۔۔ یاد کرو۔۔ ایک دن وہ بھی تھا۔ جب ہم اِن کے لئے بھی ترستے تھے۔۔۔ اللہ نے رزق کا وسیلہ بنایا۔۔ مجھے پتا ہے تم تنگ آ گئے ہو۔۔ لیکن جان محنت کبھی رائیگاں نہیں جاتی۔۔ تمہیں لگتا ہے یہ معمولی ٹورنامنٹس تمہیں کوئی نفع نہیں دے رہے۔۔ دے رہے ہیں جان۔ بالکل دے رہے ہیں۔۔ تمہیں اِن ٹورنامنٹس کے ذریعے observe کیا جاتا ہے۔۔ بس تم نے ہار نہیں ماننی۔۔ تمہارا کام خود بولے گا۔۔ سر چڑھ کر بولے گا۔۔ یہ لوگ دیکھنا مجبور ہو جائیں گے تمہارے کام کو سراہنے سے۔۔۔ بس تم نے مجھے نظر انداز نہیں کرنا۔۔ تمہارے دل میں جو بات ہو گی تمہیں اُسے مجھ سے کرنی ہے۔۔"

وہ خاموشی سے چلتے چلتے اُس کی سُن رہا تھا۔۔وہ ڈولمن مال میں چلے آئے۔۔خضر کوایک مرتبہ پھر سے بے چین کرتی وں سے لوگوں نے دیکھنا شروع کیا تھا۔۔دُعا نے کسی خیال سے خضر کے تیزی سے گھومتے دیے دیکھے سرخ ہوتے چہرے پہ گئی۔۔اُس نے ایک آس پس کے ماحول پہ کی تو علم ہوا لوگ اُنہیں ہی دیکھ رہے تھے۔۔دُعا نے بڑی ہمت سے ایک گہری سانس بھر خارج کی اور خضر کو دیکھتے کہا۔۔

"اِٹس اوکے۔۔تم توجہ کے مرکز ہی ہو۔۔کوئی بڑی بات نہیں اِس میں۔۔۔ہم نے کچھ غلط نہیں کیا!" خضر نے اثبات میں سر ہلایا۔۔دُعا آئسکریم کا فلیور پسند کر رہی تھی۔۔

"ممم۔۔میری اسٹرابری والی۔۔"اُس نے خضر کو دیکھتے پوچھا۔۔

"تم؟"اُس نے دانتوں تلے دبائے ایک دیکھا اور پھر بولا۔۔

"بلو بیری!"

یہ سُنتے وہ مسکرا پڑی۔۔

"ٹھیک ہے!"دُعا نے آرڈر دیا۔۔تو آدمی نے اُسے بغور دیکھا۔۔خضر کو عجیب لگا تھا۔۔

دُعا نے چہک کر کہا۔۔

"جلدی بنادیں!!"دُعا کی آئسکریم بن گئی تھی۔۔۔وہ اُسے چکھتے بولی۔۔

"ھمم یم۔۔۔کراچی کے بیسٹ آئسکریم رولز ہیں یہ!!" خضر نے اچانک سے دائیں طرف مردوں کو بغور دُعا کو گھورتے دیکھا تھا۔۔وہ اُس چہرے کو دیکھ رہے تھے۔۔جسے چھپا دیا گیا تھا۔۔خضر کی آئسکریم بنی تو اُس نے آئسکریم پکڑی۔۔اب جانب دیکھا۔۔وہاں بھی لوگ دُعا کو ایسے ہی دیکھ رہے تھے۔۔۔اُس نے خود کو کمپوز کرنے کی کوشش کی اور اُس کے ساتھ چلنے لگا۔۔آئسکریم چکھتے اُس نے پھر سے پلکیں اُٹھا کر دیکھا۔۔اُن کے پیچھے ایک آدمی

آ رہا تھا۔۔وہ ذرا آ گے بڑھا تو خضر یکدم سے مڑا۔۔

" کیا؟ کیا ہے؟"

دُعا چونک کر پلٹی۔۔"چاچو ؟"

وہ آدمی ناسمجھی سے اُسے دیکھتے بولا۔۔

" کیا مطلب کیا؟"

"مجھے بیوقوف سمجھا ہے تم نے؟ کیوں پیچھا کر رہے ہو ہمارا ؟" خضر سخت خفگی سے بول رہا تھا۔۔۔

"چاچو !!"دُعا نے خضر کا شانہ ہلایا۔۔وہ آدمی اُنہیں گھور کر دیکھتے کہنے لگا۔۔

"بھائی دیکھیں آپ کو کوئی غلط فہمی ہوئی ہے!!"

" گھور کیا رہے ہو؟" خضر کو غصہ چڑھا تھا۔۔اِس سے پہلے کوئی تماشہ ہوتا۔دُعا نے خضر کا شانہ کھینچا۔۔

"چاچو چلو!! چاچو چلو!!" زبردستی وہ اُسے کھینچ کر باہر لے آئی۔۔خضر کے وجود میں جیسے سنسنی مچ گئی تھی۔۔

"قسم سے دُعا وہ گھور رہا تھا۔۔وہ تعاقب کر رہا تھا ہمارا۔۔اُف اتنا خراب ماحول تھا۔۔۔میں آج کے بعد تمہیں یہاں نہیں لاؤں گا۔۔یہاں سب تمہیں گھور کر دیکھ رہے تھے۔۔"

" تم نکلو بس یہاں سے!!" اُسے کھینچ کر وہ بس وہاں سے لے جاتی جا رہی تھی۔۔۔وہ بھیڑ سے وہاں سے نکلے تو خضر مطمئن ہوا۔۔بائیک سے وہ دونوں ٹیک لگائے کھڑے تھے۔۔۔

" مجھے بہت غصہ آ رہا تھا دُعا!!" وہ سرخ چہرے سے کہہ رہا تھا۔۔دُعا اُسے سادگی سے دیکھتے بولی۔۔

"لیکن تمہیں تو غصہ نہیں آیا کرتا تھا!!!"

وہ یہ سنتے ذرا چونکا۔۔وہ ٹھیک کہہ رہی تھی۔۔اُسے تو غصہ نہیں آتا تھا۔۔پھر اُسے غصہ کیوں آ رہا تھا۔۔دُعا نے اُلٹا ہاتھ اُس کے ینے پہ ذرا زور سے مارا۔۔

"یہاں جو ہو۔۔اِسے نکال دیا کرو۔۔ساتھ ساتھ ہی۔۔غبار جمع مت کیا کرو!!"

"لیکن وہ گھور کیوں رہے تھے۔۔یہ غصے کی ہی بات ہے دُعا!!" اُس نے بات کا رُخ بدلا۔۔ دُعا نے اُسی سادہ انداز میں کہا۔۔

"تمہاری بیوی ہوں ناں۔۔۔یوں نو دل ٹوٹس پھوٹس!!" وہ ذرا مسکرائی تو وہ بھی یکدم سے مسکرا پڑا۔۔مایوس خضر کو لے کر گئی تھی۔۔اور ساتھ خوشگوار خضر لے کر آ رہی تھی۔۔ اسکوائر کی فضا میں عجیب بدنظمی پھیلی ہوئی تھی۔۔خضر نے جیسے بائیک روکی۔۔۔تو اُن کی بلڈنگ کے باہر خاصی بھیڑ جمع تھی۔۔خضر دُعا کا ہاتھ پکڑے دھیرے سے آگے آیا۔۔وقاص نے اُسے پیچھے کھینچا۔۔تو دُعا اور خضر دونوں چونکے۔۔

"دُعا کے ماموں آئے ہیں!!" اور دُعا کو خطرے کی گھنٹی بجتی محسوس ہوئی۔۔۔وقاص نے بتایا تھا۔۔عامر خالو آئے تو مہمان بن کر تھے۔۔ اوپر سے ماموں کی آمد نے سارا نظام درہم برہم کر کے رکھ دیا تھا۔۔خضر اور دُعا کی اُس خبر نے ماموں اور نوازش صاحب کا جینا محال کر رکھا تھا۔۔ہر جان پہچان والا گھڑی گھڑی بعد اُنہیں کال کرتا تھا۔۔۔کچھ لوگ جھوٹی ہمدردیاں جتاتے اور کچھ لوگ تھو تھو کرتے۔۔۔عروہ یعقوب ملک کے اُس رپورٹ کے اختتام میں کہے الفاظ ماموں کے ذہن پہ سانپ بن کر لوٹ رہے تھے۔۔

"اختتام پہ میرے بس چند سوالات ہیں۔۔۔کہ کیا اِس سب کے باوجود بھی اعلیٰ اقتدار پہ بیٹھنے والے خاموش رہیں گے؟ کیا وہ ایک اور چمکتے ہوئے ستارے کی جوت کو خاموشی سے بُجھ جانے

دیں گے؟ میرا سوال ہے خضر جہا ۔ کے خا ان والوں سے۔۔کہ آ اُنہوں نے پولیس

محکمے میں ہونے کے وجود بھی پ کیوں سادھ لی؟ کیا اعلیٰ اقتدار والوں کی نگاہ میں ا ف

محض اتنے سستے داموں ۔ ے؟ پ وَ ام کے اختتام میں جاتے ہوئے بہت سے جواب آپ

پ چھوڑ کر جا رہی ہوں۔۔۔اِسی کے ساتھ اپنے پ وَ ام کی ہو عروہ یعقوب ملِک کو

اجازت دیجیئے۔۔ز گی رہی تو بے ب کے شو پ ا نئے انکشاف کے ساتھ پھر قات ہو

گی۔۔۔ت ت کے لیے۔۔۔اللہ حافظ!"

عامر صا بھی ماموں کے ساتھ مل گئے تھے۔۔کیا کرتے بہن کا منہ مار تھا۔۔جہا ۔

صا سخت خفگی سے کہہ رہے تھے۔۔

"ارے جاؤ جاؤ۔۔نہیں رکھنا ہم سے کوئی واسطہ تو مت رکھو۔۔تم جیسے پیسوں کے پجاریوں

سے تو میں خود کوئی واسطہ نہیں رکھنا چاہتا۔۔۔واچ مین نکالو اِن کو یہاں سے ہر!!" ہارون

انکل جہا ۔ صا کو سمجھا رہے تھے۔۔

"ٹھنڈے ہو جا بھائی جان!!"

دُعا کے ماموں بھی غصے میں سلگتے ہوا کے گھوڑے پ سوار تھے۔۔۔

" آج کے بعد میرا تم سے اور تمہارے خا ان سے کوئی تعلق نہیں۔۔میں یہاں کھڑا قسم اُٹھا کر

کہتا ہوں۔۔میں اپنی بھا کا منہ نہیں دیکھوں گا!"

جہا ۔ صا نے ہاتھ جھلا کر کہا۔۔

"تو دیکھو۔۔۔وہ کو مرے جا رہی ہے تم جیسے دلال کا چہرہ دیکھتے!!"

"ہوہ!!" دُعا نے حیرت سے زور سے منہ پ ہاتھ رکھ لیا۔۔

وقاص نے ت سف سے خضر کو دیکھا اور بولا۔۔

"لے کر جاؤ دُعا کو۔۔اچھا نہیں لگتا۔۔" وہ فوراً دُعا کو وقاص کی طرف لے جانے لگا۔۔

"ذلیل ہو گے تم لوگ۔۔پولیس والے سے پنگا لے رہے ہو!" ماموں غصے میں آگ بگولہ ہو گئے تھے۔۔

"خوار کرواؤں گا تم لوگوں کو۔۔اور تمہارے نکمے ٹے کو۔۔ پڑھتا بھی نہیں ہے۔۔۔دیکھو لوگوں کیسے اس نے میری بھا کو پھانس لیا ہے۔۔"

جہا ۔ صا آگے سے دھاڑ دھرنے لگے۔۔

"تمہاری بھا ۔۔تھو!!" اُنہوں نے نیچے منہ کر تھوکا اور پھر اُنہیں دیکھا اور پ ہاتھ مار کر کہا۔

"میری بیٹی ہے وہ۔۔کاغذات پ میری بچی ہے۔۔۔میں نے پڑھایا ہے اُسے۔۔۔تم لوگوں نے جو سلوک کیا ہے اُس کے ساتھ پتا ہے مجھے۔۔اور نہیں پڑھتا میرا ۔۔بتاؤ۔۔کیا بگاڑ لو گے تم ہمارا؟ میرے بچے۔۔۔جو دل کرے جو چاہے وہ کریں۔۔۔تمہاری کیوں جان ہلکان ہو رہی ہے؟ ضرورت تھی آئے نہیں۔۔اب آ گئے ہمارا جینا اجیرن کرنے۔۔"

اُن کا بلڈ پ تیز ہونے لگا تھا۔۔وہ واچ مین کو دیکھتے کہہ رہے تھے۔۔

"اے نکالو اِن لوگوں کو۔۔۔نکالو یہاں سے۔۔نکالو اِن سالے بہنوئی کو۔۔نکالو اِن سالوں کو۔۔"

انکل ہارون ر ر کہہ رہے تھے۔۔

"گالی مت بکیں بھائی جان۔۔گالی مت بکیں!!" وہ قا ہ لوگوں سے اُن کے اِس رویے پ معذرت کر رہے تھے۔۔۔ جہا صا کسی کی نہیں سُن رہے تھے۔۔

"آئیندہ آ مجھے۔۔۔نہیں تو تمہاری چُھٹی کر دوں گا میں!!" واچ مین نے اُنہیں

اسکوائ سے نکالا تھا۔ بڑی مشکل سے فضا پر امن ہوئی تھی۔۔ربیعہ بیگم اوپر فلیٹ میں سر پکڑے بیٹھی تھیں۔۔

"اب میری بہن کا کیا ہوگا؟"

بہرحال وہ رات بڑی سکون کی گزری تھی۔۔۔

☆.....☆.....☆

صبح تک ساری صورتحال ٹھیک تھی۔۔ دوپہر کو ممانی نے قرۃ العین کو کال کی تھی۔۔وہ کچن میں اسکول سے آکر کھانا گرم کر رہی تھی۔

"جی آنٹی؟"

"تمہیں علم تو ہوگا کل اسکوائ میں کیا ہوا تھا۔۔" جواباً وہ بولی۔۔

"جی آنٹی!"

ممانی اُسے بڑے حاکمانہ انداز میں کہہ رہی تھیں۔۔

"اب اگر تم جانتی ہی ہو۔۔تو تم اب ربیعہ کی طرف نہیں جاؤ گی نہ ہی تمہارا بھائی خضر سے کوئی واسطہ رکھے گا۔۔۔تم اب ہمارے خاندان کا حصہ ہو۔۔" یہ سُنتے بڑے تحمل سے قرۃ العین نے چولہا بند کیا اور ایک گہری سانس لے کر کہنے لگی۔۔

"بلاشبہ آنٹی میں اب آپ کے خاندان کا حصہ ہوں۔۔لیکن ایسا کسی صحیفے میں نہیں لکھا کہ میں آپ کی بات ماننے کے پابند ہوں۔۔میرے شوہر اگر مجھ سے کہیں گے تو میں اُن کی بات کو اہمیت ضرور دوں گی۔۔لیکن میں آپ کی بات ماننے کے پابند نہیں!!"

اور یہ سُن کر ممانی کا دماغ بھک سے اُڑا تھا۔۔

"تمہارے نکاح کو ابھی دن ہی کتنے ہوئے ہیں۔۔جو تم مجھے جواب دے رہی ہو۔۔کرتی ہوں

میں حسیب سے ب ت!!" یہ کہتے اُنہوں نے ٹھک سے فون رکھ دی ۔۔ممانی نے حسیب کو کال ئی تھی۔۔وہ ہسپتال میں مریض کو پی کرتے کہہ رہا تھا۔۔

"امی بعد میں ب ت کرتے ہیں!!" وہ اُس پ چیخ پڑیں۔۔

"عبدالحسیب میری ب ت سُنو!!

تمہاری بیوی نے مجھ سے ب تمیزی کی ہے۔۔اُسے اپنے طر سے سمجھا دو اِس خا ان میں میرا حکم چلتا ہے۔۔۔اور اَ اُسے تمہارے ساتھ ز گی بسر کرنی ہے تو آئیندہ یہ ا از نہیں چلے گا۔۔"

"امی کیوں ب ت کو ہوا بنا رہی ہیں؟" حسیب نے بیزاری سے کہا تھا۔۔

"آپ نے بھی تو غلط ب ت کی ہے ۔۔کیوں وہ رشتہ ختم کریں دُعا سے؟"

"اوہ!!" وہ چونکیں۔۔

"تو تمہاری بیوی نے تمہیں پہلے ہی خبر دے دی ہے۔۔"

"امی رات کو ب ت کریں گے!!" حسیب نے جان چُھڑانے کے لیے یہ کہہ کر کال کاٹ دی۔۔

جیسے کال بند ہوئی ممانی لاؤنج میں د تی ہوئی چلی آ ۔۔ نی بیگم صوفے پ بیٹھی تسبیح نکال رہی تھیں۔۔۔ممانی نی بیگم کو دیکھتے سخت خفگی سے بولیں۔۔

"دیکھ لیں۔۔۔کیا کرتی پھر رہی ہے آپ کی نواسی!" نی بیگم یہ سُنتے ہی اُن پ گلا پھاڑ کر

۔۔

"تم اپنی ز ن کو قابو میں رکھو۔۔میری نواسی کے متعلق ای الفاظ بھی منہ سے پھوٹ ۔۔روٹی کی طرح تندور میں سیک دُوں گی!!" ممانی کِلس کر زور سے مٹھیاں بھینچ کر رہ گئیں۔۔ نی بیگم کو ب اُنہوں نے ساری ب ت بتائی تو وہ اُنہیں دیکھتے طنزاً بولیں۔۔

" . کا بوئے ببول کے تو آم کہاں سے کھائے؟ ماشاءاللہ سے . پ کے نقشِ قدم پہ چل رہا ہے تمہارا . یٹ -- اِسے ہی کہتے ہیں مکافاتِ عمل !!" ٠ نی بیگم پھر سے ذکرِ ٠ امیں مگن ہو گئیں -- اور ممانی اُنہیں بس گھورتی رہ گئیں -- اسکوائ میں رضیہ آ نے ای ای کو اکٹھا کر کے ممانی کی یہ حر ت بتائی تھی -- خواتین رضیہ آ کی طرف بیٹھی تھیں --

" میری دی نے تے کہہ دِ ت -- اسی کیوں ٠ کریئے گل -- ہیں جی -- ماشاءاللہ -- شکر ہے سونے ٠ ادا -- میرا ادا ماد . ڑا ای چنگا منڈا اے -- اُس نے مجھے کہہ دی -- آ آپ بے فکر ہو کر آ جا -- آپ نے ٹینشن نہیں لینی --"

ربیعہ بیگم اُن کے ساتھ بیٹھیں فکر مندی سے کہنے لگی --

" رضیہ دیکھ لو تم -- اپنی رشتے داری ٠ اب کر ٠ !!" رضیہ آ نے بے فکری سے اُنہیں ہاتھ دکھای --

" نہیں جی نہیں -- تُسی فکر ٠ کرو -- شادی پہ تُسی ویسے تے ٠ جا ٠ -- لیکن مہندی . رات پہ تُسی لازمی آ ٠ اے -- ہم نے بیٹی دی ہے -- غلامی نہیں اپنائی ---"

دُعا نے چائے کی پیالی اُٹھاتے کہا --

" یہ چیز آ !!" رضیہ آ نے پیالی سے دُھواں اُٹھتے دیکھا تو فوری بولی --

" ہیئے ہیئے -- تھوڑا صبر کر -- کوکی سڑ جائے گی !!" دُعا نے منہ کا زاویہ بگاڑ کر میکا ٠ ا ازمیں اُنہیں دیکھا --

" آ ز . ن جل جائے گی !!"

اب اُسے بھی پنجابی کی سمجھ آنے لگ گئی تھی --- دُعا نے چائے میں بِسکٹ بھگوتے رضیہ آ سے کہا --

"ویسے آ ۔۔میں نے خا ان میں سُنا ہے۔۔کہ میری ممانی پیروں فقیروں کے پ س جاتی ہیں۔۔" یہ سُنتے ربیعہ بیگم فوراً بولیں۔۔

"اللہ عالم۔۔ہمیں نہیں معلوم کیا صحیح ب ت ہے۔۔البتہ اِس کی نی تو جاتی رہتی ہیں۔۔تم اِن لوگوں سے بگاڑو۔" رضیہ آ ہنوز مطمئن ا ازمیں بولی۔۔

"دوسال ہونے والے ہیں۔۔اپنی نواسی کا تو کچھ کر نہیں سکی اِس کی نی۔۔میری بیٹی کا کیا کرے گی۔۔ یہ جھاڑ پھو کچھ نہیں ہوت ۔۔اللہ سے تعلق مضبوط ہو۔۔اُس پ ایمان کامل ہو۔۔تو کوئی ہمارا ب ل بھی بیکا نہیں کرسکتا۔۔۔اللہ کے نبی بتا گئے ہیں ایسی آفتوں سے ت کا طر ۔۔بس کافی ہے وہی کچھ ہمارے لیے۔۔۔کرالے جتنے مرضی تو ی (تعو)۔۔۔ اسی آپی ب ے وڈے تو ی آں!!"

وہ سانس ی کے لئے رُکیں اور او پ چھت پ دیکھتے ہاتھ اُٹھا کر کہنے لگیں۔۔

"اللہ سوہنیا ی تے مائی نُو ہد ی دے دے ی فرا ینوں سانبھ لے!" دُعا جھلاہٹ سے بول پ ی۔۔

"اللہ جی۔۔آ کیا ا ی شنت بول رہی ہیں۔میری نی کے ب رے میں!!"

اُن نی نواسی کے آپس میں لاکھ اختلافات تھے۔۔ وہ دونوں ا ی دوسرے کے خلاف ا ی لفظ ب دا ش ی نہیں کرتی تھیں۔۔رضیہ آ نے فوراً ب ت ب لنے کی سعی کی اور ربیعہ بیگم سے کہنے لگیں۔۔

"ویسے رضیہ یہ عامر ب ا ہی سا لو ہے۔۔کل مجھے اُس پ اتنی ی پ ھ رہی تھی ۔۔دل کر رہا تھا۔۔کل کے کل شاہد کو فون کرتی۔۔۔ویسے اُس نے وہ سارے کام چھوڑ دیئے ہیں۔۔لیکن بندے کے ی ردو ی تو ہوتے ہیں ۔۔۔ربیعہ تُو نے فکر نہیں کرنی۔۔ا ی یہ تمہیں پ یشان

کریں ۔۔جانی تُو نے بس ای   کرنی ہے۔۔پھر دیکھیں تو میں کیسے اِس عامر کو زمین میں ٹھُنواتی ہوں۔۔"

"توبہ توبہ!!" دُعا کانوں کے دینکھے کی طرح ہاتھ جھلانے لگ گئی۔۔۔

"ہم ب ٹ ۔۔کشمیری ہیں۔۔کشمیری۔۔ای ب رجو ہاتھ پکڑ لیں ۔۔پھر اُسے چھوڑتے نہیں ہیں۔۔"

ہمسایوں کے ساتھ بظاہر کیا رشتہ ہوت ہے ہمارا؟ کچھ خاص تو نہیں یہی وہ لوگ ہوتے ہیں جو بعض دفعہ ہمارے خون کے رشتوں سے بھی زی دہ ہمارے قری ب ہو جاتے ہیں۔۔

خضر کے جیل جانے والی ب ت کچھ ٹھنڈی ہو رہی تھی۔۔تو لوگ اب اُس سے اُس کا حال پوچھنے آ رہے تھے۔۔۔چہرے کے زخم بھی دھیرے دھیرے مندمل ہونے لگے تھے۔۔دُعا کے امتحان سر پ تھے۔۔وہ خضر کے کمرے میں بیٹھی تھی۔اور وہ بیزار ی ت سے اُس کے سامنے۔۔

ب ب ب کوئی آت اُس کا شانہ تھپک کر کہتا۔۔

"ا ہ اللہ ب بہتر ہو گا!" ب ر ب رھرتے زخم دُکھ جاتے۔۔۔دُعا نے ہاتھ میں anatomy کی کتاب پکڑی تھی۔۔خضر کچھ سوچتے پلنگ پ سے اُٹھا۔۔اُس نے الماری کی طرف جا کر اُس کے پ ٹ کھولے۔۔دُعا نے کتاب سے یں ہٹا کر اُسے دیکھا اور بھو اچکا کر کہنے لگی۔۔

"دیکھنا اس امتحان میں میری رسوائی ہو

میں تماشہ بنوں اور تو تماشائی ہو۔"

خضر نے کنکھیوں سے اُسے دیکھا۔۔

"یہ پ چے میں لکھنا ہے جا کر!!"

"یہ جہان پہچانا ہے مجھ کو تیرے نام سے
یہ بھی ممکن ہے تیرے ہاں میری شنوائی نہ ہو"
(ایڈوکیٹ کنول عاصف اقبال)

اُس نے ہنسی دباتے کتاب پر نظریں مرکوز کر لیں۔۔

خضر نے گردن پر عطر لگاتے اُسے دیکھا اور واپس عطر کی بوتل الماری میں رکھ دی۔۔اُس نے بٹن بند کیے اور پلٹ کر اُسے سرسری دیکھتے پوچھا۔۔

"کچھ کھانا ہے۔۔تو لے آتا ہوں!" دُعا نے فوراً سے اُسے دیکھا اور فوراً سے بولی۔۔

"Chocolate caramel lasagna with vanilla icecream and with addition of chocolate syrup and some dry fruits!"

اُس نے متاسفانہ نظروں سے دُعا کو دیکھا۔۔دیتی نصیحت تھی۔۔جیسے کچھ نہیں لگتا تھا۔۔

"شکل دیکھو۔۔اور مانگ دیکھو!!"

گھر سے پریکٹیس کے لئے کچھ دیر نکلا۔۔اُس ماحول سے وہ کچھ دیر فرار حاصل کرنا چاہتا تھا۔۔اسکوائڈ میں اُسے گھٹن سی ہونے لگتی تھی۔۔۔ لوگ اُسے آ کر تسلیاں دیا کرتے تھے۔۔روز رات کو اُسے جیل میں گزاریں وہ دو راتیں یاد آتی تھیں۔۔۔ آنکھوں کے آگے آتی ایک وحشت سی طاری ہو جاتی۔۔۔ رات کو اچانک آنکھ کھل جاتی۔۔کتنی کتنی دیر نیند نہیں آتی۔۔صبح ورزش میں بھی دقت ہو رہی تھی۔۔اپنے مقصد سے جیسے وہ پیچھے ہٹ گیا تھا۔ جیسے وہ اُمید ہارنے لگا تھا۔۔ماؤف دماغ اور بے دھیانی میں۔ گھر لوٹا تو دُعا فوراً اُسے دیکھ کر آئی اور متلاشی نظروں سے اُسے دیکھتے کہنے لگی۔۔

"میرا آرڈر!" وہ چونکا۔۔

"اوہ!!" دُعا سمجھ گئی۔۔

"تم بھول گئے؟" اُس نے بس سادگی سے پوچھا تھا۔۔

خضر نے کن پٹی مسلتے کہا۔۔

"ہاں۔۔بس!" جواباً دُعا مسکرا پڑی۔۔

"کوئی بات نہیں۔۔" خضر فی الفور بولا۔۔

"نہیں نہیں میں لے آتی ہوں۔۔" دُعا نے بات کو معمولی بناتے آنکھیں چھوٹی کیے اسے دیکھا۔۔

"کوئی نہیں۔۔کوئی نہیں!!!" ربیعہ بیگم یہ سب باورچی خانے سے دیکھ رہی تھیں۔۔یہ منظر دیکھتے اُنہیں بے اختیار لڑکپن کی دُعا یاد آئی تھی۔۔۔وہ خضر کے باہر آنے کے لئے صوفے پر بیٹھی۔ بالوں کی دو پونیاں بنائے وہ کمر پر ہاتھ رکھے کھڑی اُسے دیکھ رہی تھی۔۔

"میرا بیگ کیوں نہیں آیا جنگلی وحشییی!!!" آخری لفظ اُس نے زور سے چیخ کر کہا تھا۔۔

جواباً خضر نے خفگی سے اُسے دیکھ کر کہا۔۔

"میں نوکر نہیں لگا تمہارا!!!"

"ارے بچوں کیا ہو رہا ہے!" اور ربیعہ بیگم کو دیکھتے دونوں ایک ساتھ بولے۔۔۔

"امی یہ میرا بیگ نہیں لایا!"

"امی میں اِس کا نوکر نہیں لگا!"

خضر نے ساتھ اگلے ہی لمحے کہہ دیا۔۔

"میں نہیں لایا کروں گا آئندہ کچھ اِس کے لئے۔۔۔یہ اسکول میں مجھے سب کے سامنے چاچو بولتی ہے۔۔۔اور سب مجھ پر ہنستے ہیں!" ربیعہ بیگم یہ سُنتے ہنس پڑی۔۔

"دُعا نے چھلانگ لگا کر جنگلی بلّی کی طرح اُس کا کندھا جھپٹ لیا۔۔اور زور سے اُس کی گردن کھروچ دی۔۔۔

"میری چیزیں تو تم ہی لاؤ گے۔۔خون چُوسنے والے کھٹمل!!"

اور خضر جھنجھلا کر سرخ ہوتے چہرے سے دیوانہ وار چیخا۔۔۔

"امییییی!!"

ماضی جگمگاتے ستاروں سے دُھندلانے لگا۔۔ماضی پر پرانی یادوں کے پردے پڑ گئے۔۔

ربیعہ بیگم نے ذرا مسکراتے اُن قصوں کو وہیں چھوڑا۔۔اب دھیرے دھیرے دونوں بچوں کو دیکھ کر احساس ہونے لگا تھا۔۔بچے اب بچے نہیں رہے تھے۔۔لیکن ماں کے لئے وہ آج بھی پہلے دن کے سے تھے۔۔۔

لاکھ منع کرنے کے باوجود بھی وہ اُس کا آرڈر لے آیا تھا۔۔

دُعا پلنگ پر کتابیں بکھیرے اُس کے وسط میں بیٹھی۔۔ہاتھ میں پلیٹ پکڑے dessert lasagna کا لطف اُٹھا رہی تھی۔۔چاکلیٹ سِیرپ اور ونیلا آئسکریم پر میووں اور چاکلیٹ چپس کی بارش تھی۔۔لزانیا کیک سے کیرمیل کی دھار نکل رہی تھی۔اور وہ اُسے دیکھتے کہہ رہی تھی۔۔

"زندگی بن میٹھے کے کیا ہے؟ وہی جو سانس بنا دھڑکن۔۔وہی جو ستارے بن چاند۔۔وہی جو ڈی۔کے بن کے!!"

نیچے خضر کمپاؤنڈ میں بیٹھا تھا۔۔زین اُس کے ساتھ بیٹھا سگریٹ کی کش لگا رہا تھا۔۔کبھی کبھی وہ سگریٹ پی لیا کرتا تھا۔۔خضر نے کچھ سوچتے اُسے دیکھا اور بولا۔۔

"تم سگریٹ کیوں پیتے ہو؟"

زین نے اُسے دیکھتے لبوں سے سگریٹ ہٹائی اور کہا۔۔

"For me Cigarette is a Stress Reliever!"

اُس نے پھر سے ایک کش لگائی۔۔

"میں تو بطور دوا اِسے لیتا ہوں۔۔" خضر نے یں پھیر کر گھٹتے دل سے کہا۔۔

"مجھے بھی اِن دِنوں بہت بے چینی رہتی ہے۔۔لوگوں سے کہنے سے ڈرتا ہوں۔۔لوگ کہیں گے میں مذہبی ہوں۔۔حافظ قرآن ہوں۔۔ زی بھی ہوں۔۔اور پھر بھی اِسے anxiety اور depression ہے۔۔لوگ کیوں نہیں سمجھتے کہ میں بھی ا ن ہوں۔۔۔ مجھے بھی stress ہو سکتی ہے۔۔کیا نیک بندوں کو کینسر نہیں ہوتا؟ ہو جاتا ہے۔۔۔پھر گھر پریشانی اور کاروباری مسئلوں سے ہمیں بھی تو ٹینشن ہو جاتی ہے۔۔۔ہمارے ساتھ بھی تو ذہنی اور روحانی مسائل پیش آ جاتے ہیں۔۔ہاں ہم سنبھل بھی جاتے ہیں۔۔ یہ کہاں قلم بند ہیں کہ مذہبی لوگ اِس مرض کا شکار نہیں ہوتے؟" اُس نے ایک ٹھنڈی آہ بھری۔۔۔زین نے اُسے دیکھتے کہا۔۔

"فکر نہ کر یار۔۔ٹھیک ہو جائے گا ۔۔۔لے یہ سگریٹ ٹرائی کر!" اُس نے اُس کی جانب آدھ جلی بیڑی بڑھائی۔۔

"لے!! بے چینی کم ہو جائے گی!"

"اوھو غلط گالھ آھي!" (اوھو غلط بات ہے)

وقاص نے سادگی سے خضر کے ساتھ بیٹھتے کہا تھا۔۔زین سے اُس نے سگریٹ پکڑی اور اُڑا کر دی۔۔زمین پر گر کر وہ بجھتی سگریٹ مکمل طور پر بجھ گئی۔۔

"Stress relieve کرنے کے لئے اور بہت طر ہیں۔اور بہت healthy

والے۔۔درمیانہ عمر عورتوں کے لئے عموماً صفائی۔۔۔اور نوجوانوں اور مرد حضرات کے لئے کچھ گیمز۔۔۔"

اُس نے یہ کہتے خضر کو دیکھا اور کہنے لگا۔۔

"جا کر دُعا کا پنچنگ بیگ کیوں استعمال نہیں کرتے۔۔۔؟"

خضر نے یہ سُنتے د تے اثبات میں سر ہلایا۔۔

"اچھا!" اور اب اُس نے گھور کر زین کو دیکھا۔۔

"ھک منٹ!" (ای منٹ!)

"بتا ہوں تمہاری ماں کو!"

خضر کو او پ سے ربیعہ بیگم کی کال آئی تو وہ فوراً اُٹھ کر جانے لگا۔۔

وقاص کچھ متفکر سا بیٹھا رہا۔۔بلا آ اُس نے بھی خضر میں کچھ لا ہوا دیکھا تھا۔۔ چاہتے ہوئے بھی اُس نے دُعا کو واٹس ای پ میسیج کر کے نیچے بلایا تھا۔۔۔شام کو فارغ ہوئی تو ے موڈ سے نیچے آئی اور اُسے دیکھ کر منہ کا زاویہ بگاڑ کر بولی۔

" کیا ہے؟" وقاص نے خفگی سے اُسے دیکھا۔

"دیکھو میں چا نہیں ہوں جو تمیزی دا ت کروں گا۔۔"

دُعا نے کی بہ کی جواب دیا تھا۔۔

"میں بھی تمہیں چا سمجھ کے ہینڈل نہیں کروں گی۔۔اتنی زور سے رپٹا ماروں گی۔۔منہ دوسری طرف لگ جائے گا!"

وقاص نے بمشکل ضبط کیا۔۔۔اور مدعے پ آیا۔۔

"دیکھو دُعا۔یونو آئی یو۔اینڈ یو میں مور!!" دُعا ہاتھ ھے اُسے گھور رہی

تھی۔۔۔

"ہاں تو؟" یہ کہتے وہ ای دوسرے کو بچپن کے زمانے سے دیکھ رہے تھے۔میدان میں آمنے سامنے کھڑے دو رقیب۔۔۔" آئی یو!!' وقاص غصے سے بولا تھا۔۔جواباً دُعا چنگھاڑ کر بولی۔۔

" آئی یو مور!"

. لا کچھ نہیں تھا۔۔بس قد . ھ گئے تھے۔۔۔تھوڑی سی عقل آ گئی تھی۔۔. قی . ویسا کا ویسا تھا۔۔جلن بھی۔۔۔دُشمنی بھی۔۔اور چا کے لیے اُن کی محبت بھی۔۔۔وقاص نے ای گہری سانس لی اور دُعا کو سنجیدگی سے کہنے لگا۔۔۔

"دُعا چا ٹھیک نہیں ہے۔۔" یہ سُنتے ز . دستی منہ کے بگڑتے زاویے اُس نے در ت کیے اور بولی۔۔

"ہاں مجھے پتا ہے۔۔۔" آواز میں خالی پن سا تھا۔۔وقاص بھا پ ی۔۔

"تم جا ہو۔۔"دُعا خود کو رمل دکھاتے بولی۔۔

"ہاں جا ہوں۔۔اور کیوں جا ۔۔۔"یہ کہتے اُس نے ٹھاٹھ سے ی پ ہاتھ رکھا۔۔

" آفٹر آل ہی از مائی ہز بینڈ!!"یہ کہتے اُس نے چبھتی وں سے اُسے دیکھا۔۔

وقاص نے بس سادگی سے کہا۔۔

"تم تو اُس کی دو یتھی ۔۔۔"

دُعا نے واپس سے ہاتھ . ھ لیے۔۔۔

"اب بیوی بھی ہوں۔۔"

وقاص نے اثبات میں سر ہلا ی۔۔

"So finally you have acknowledged this truth.. Appreciated!"

اُس نے تعزیماً کہتے طنزاً اُسے دیکھا تھا۔۔دُعا نے ای گہری سانس لی اور پھر اُسے قہر. ر وں سے دیکھتے کہنے لگی۔۔۔

" کیا کرن ہے اب؟" وقاص نے اُسے انگلی دکھاتے کہا۔۔

" . سے پہلے تو کہوں گا کہ یہ . تمہاری وجہ سے ہوا ہے۔۔"

"میری؟" دُعا کے ماتھے پہ بل پڑے۔۔

"میری وجہ سے؟" اُس کا دماغ کھولا۔۔ای ویسے ہی پیپر تھے۔۔تھوڑا سا چائے پین کا وقت نکالا تھا اُس میں بھی وہ اُس کے ساتھ اپنا دماغ پ رہی تھی۔۔تیاری تھی۔۔لیکن دوہرائی کرنے میں بھی چیخیں ساتویں آسمان ت جا رہی تھیں۔۔۔

اُس نے وقاص کو انگشت شہادت دکھا کر ہوا میں کچوکے لگائے۔۔۔

"میری نہیں جنابِ محترم۔۔آپ آپ کی وجہ سے ہوا ہے۔۔ی د رہے۔۔ای لاکھ کا بندوبست ہوَی تھا۔۔یہ جو تم تین دو ت مفتے میں گئے تھے۔۔یہ میری نہیں۔۔۔یہ تم اپنی وجہ سے گئے تھے۔۔سمجھے۔۔" وہ چبا چبا کر بولی تھی۔۔

"You made him walk on eggshells!"

اُس نے اُسے تنبیہ کی۔۔

"Don't spoil him!"

دُعا بے دھڑک بولی۔۔

"I love him!"

اور ای دم چو ۔۔۔

"میرا کہنے کا مطلب ہے۔۔"

وقاص نے بیزاریت سے ہاتھ جھلایا۔۔

"Not interested!"

دُعا نے مُٹھیاں بھینچ کر بڑی بڑی آنکھیں مزید بڑی کیں۔۔۔دانت کچکچائے اور احتجاجاً مسکرا کر کہا۔۔

"Appreciated!"

وقاص نے بات بدلنے کی سعی کی۔۔

"دیکھو دُعا۔۔ہم دونوں ایک دوسرے سے بے تحاشا نفرت کرتے ہیں۔۔اور اُس کی وجہ ہے چاند۔۔تو to hate each other more، ہمیں چاند کو ٹھیک رکھنا ہوگا۔۔تاکہ ہم۔۔اِس نفرت کو برقرار رکھ سکیں۔۔۔اِس لیے نہ چاہتے ہوئے۔۔مل کر چاند کو ٹھیک کرتے ہیں۔۔میں اب مزید تمہارے منہ نہیں لگنا چاہتا۔۔واٹس ایپ پر میسیج پڑھ لینا!!" اور وہ قے کرتا سا منہ بنا کر گھوم گیا۔۔دُعا نے اُسے زہر اُگلتی نگاہوں سے دیکھا اور وہ بھی گھوم گئی۔۔۔وہ اوپر سیڑھیاں چڑھ کر آرہی تھی۔اُس نے واٹس ایپ پر اُسے میسیج لکھا۔۔

"تم مجھے چاند سے دور تو نہیں کرنا چاہتے؟"

"مجھے تم سے نفرت ہے۔۔چاند کی خوشی سے نہیں۔۔" جواب فوراً آیا تھا۔۔اور دُعا منہ بگاڑ کر اُس کی نقلیں اُتارتے اوپر چلی آئی۔۔

"میرا سا !!"

واپس آکر اُس نے پھر سے کتابیں کھولیں۔۔۔دُعا پڑھتے پڑھتے کسی خیال سے ربیعہ بیگم سے بولی۔۔

"امی کل ہم وو ن بنا گے۔۔۔ہاں امی۔۔۔آپ بس آٹ گو ھ دینا۔۔مٹیریل بنا دینا۔۔ قی میں کرلوں گی!!"

یہ سُنتے ربیعہ بیگم نے اُسے چشمے کے پیچھے سے دیکھا اور بولیں۔۔

"پیچھے رہ کیا ہے بُونی؟ ڑھ کاٹے اور م تلوار کا۔۔"

دُعا نے احتجاجاً معصومانہ چہرہ بنا کر ملتے ہوئے کہا۔۔

"امی چا کو پسند ہے!!"

خضر ہر سے بیٹھا بولا۔۔

"میں کل شام میں دوستوں کے ساتھ chow mein کھانے جاؤں گا!!"

"تم جاؤ صحیح۔۔۔"دُعا وہیں سے بیٹھی غصے سے بولی تھی۔۔۔

اگلے روز پیپر دے کر آئی۔ کچھ کھا یا رات کی جاگی سوگئی۔۔عجیب روٹین تھی امتحان کے دنوں کی۔۔ای ہی دن میں آنکھوں تلے حلقے اور رنگت پیلی زرد ڑنی لگی تھی۔۔شام کو چاہتے ہوئے بھی اُٹھنا پڑا۔۔ویکنڈ قری تھا لیکن کیا ہوسکتا تھا؟ امتحان تھے۔۔۔ پڑھ کر اُٹھی تو ورچی خانے میں گئی۔۔جو کچھ کرسکی وہ کیا اور ربیعہ بیگم کے ساتھ مل کر اُس نے میز سجا دی۔۔۔جا تھی۔۔تھوڑی دیر بعد پھر پڑھنا تھا۔۔۔خیر فالحال تھوڑا وقت سے لطف اُٹھا لے۔۔۔خضر کا انتظار تھا۔۔۔ وہ نہیں آیا۔۔کال کی۔۔کوئی جواب موصول ہوا۔۔۔ واٹس ایپ میسیج چھوڑ دیا اور پھر سے پڑھنے لگی۔۔سوچا۔۔

"آئے گا۔۔تبھی بات کرے گی!!" رات کے ساڑھے دس ہو رہے تھے۔۔اُس نے روٹین کے مطابق تیاری کی پھر بھی وہ نہیں آیا۔۔۔ کہا بھی تھا اُسے تو وہ کیوں یا تھا۔۔بُرا

لگ رہا تھا۔۔وقاص کو میسیج کیا تو معلوم ہوا۔۔اس کے ساتھ بھی نہیں تھا۔۔' کیا پتا پیکٹیس کرنے یہ ہو۔۔' یہ سوچ کر پھر پڑھنے لگی۔۔پڑھتے پڑھتے آ لگ گئی۔۔گھڑی کی سوئیاں تیزی سے حر ت میں آ ۔۔۔۔ آ کھلی تو فجر کا وقت تھا۔۔۔اُٹھ کر دوڑ کر اُس کے کمرے میں آئی۔۔دیکھا تو شا وہ مسجد کے لئے نکل چکا تھا۔۔ضبط ٹوٹ رہا تھا۔۔ پھر سے خاموشی اختیار کر لی۔۔۔ یں دروازوں پ تھیں۔۔سات بج گئے۔۔ وہ نہیں آ ۔۔خود سے قیاس کر لیا۔۔

"شا وہیں سے پیکٹیس پ ے ہو۔۔لیکن ورزش کے بعد تو گھر آ ہے۔۔"

دل لگتا لگتا پڑھنا تھا۔۔۔ڈھیر سارا کورس کور کرنے کو پڑا تھا۔۔۔وہ آ نہیں۔۔وہ آئے گا کا انتظار دو پہر غصے میں ل چکا تھا۔۔عزم کیا تھا آئے گا تو خوب خبر لے گی۔۔۔وقت رہا تھا اور تیزی سے پنے اُ ٹ رہی تھی۔۔اب بھی کچھ صفحات قی تھے۔۔۔شام سات ہونے آئے تھے۔۔سوچا تھوڑا آرام کر لے۔۔۔خضر آئے گا تو ساتھ ہی کھا کھا گے۔۔ ا ٹھنڈی آہ بھر کر تکیئے سے ٹیک لگائی۔۔اُمید تھی آنے والا تھا۔۔بس آنے والا تھا۔۔کچھ ہی د بعد بیل بجی۔۔اُس کی ابھی ابھی لگی آ یکدم کھلی۔۔۔اُٹھ کر تیزی سے ہر آئی۔۔خضر تھکا ما ہ لاؤنج میں کھڑا تھا۔۔۔دُعا دوڑ کر اُس کی طرف آئی۔۔

"چا تم کدھر تھے رات کو؟ پتا ہے کل ہم نے وو ن بنائے۔۔تمہارا کتنا انتظار کیا۔۔لیکن تم نہیں آئے۔۔اب بھی تمہارا ہی انتظار کر رہی تھی۔۔کہاں تھے۔۔کچھ کھا ؟ تم فریش ہو جاؤ۔۔پھر مل کر کھا کھاتے ہیں ٹھیک ہے۔۔ساتھ بہت ساری تیں بتاؤں گی!" خضر نے ا اُسے دیکھا۔۔

"تم میرا انتظار کر رہی تھی۔۔"دُعا نے سادگی سے اُسے دیکھتے سر ہلا ۔۔

"ہوں!!!"

"لیکن تم نے تو میرا کبھی انتظار نہیں کیا؟"

"وہ۔۔"دُعا کو کچھ سمجھ ٰ آ ی۔۔کیا کہے۔۔اور یہ کہتے خضر کو جہا ٰ ی ب صا ب کے الفاظ ی د آئے۔۔۔

"وہ تمہارے قابل نہیں!"

"اپنا خیال رکھا کرو!"

"دیکھو کیا حا ت کر لی ہے تم نے اپنی!"

"خود پ توجہ د ی کرو!"

خضر نے ذرا خفگی سے اُسے دیکھا اور جھڑکا۔۔

"میرا انتظار کیوں کر رہی تھی تم؟"وہ ا ی دم سے چو ٰ کر رہ گئی۔۔اُس کی غصہ ور آواز پ ربیعہ بیگم فوری لاؤنج میں چلی آ ۔۔

" کیا ہو َ ی ہے؟"اُس کی غصہ ور آواز وہ کم ہی سُنا کرتی تھیں۔۔۔جہا ٰ ی ب صا ب ب ور چی خانے میں کھڑے تھے۔۔وہ اُن سے چائے بنوانے آئے تھے۔۔۔کوئی دو ت ینیچے دوکان پ آ ی تھا۔۔

"میرا انتظار کر رہی تھی۔۔اپنی ز ٰ گی کوئی نہیں ہے تمہاری؟"

یکدم دُعا کی آنکھوں سے آ ٹو ٹ۔۔۔

ربیعہ بیگم ب ہم ہو گئیں۔۔

"یہ کیا ب تمیزی ہے چا ٰ ؟"

وہ اُسے جھڑکتا جا رہا تھا۔۔

"عجیب بیوقوفانہ حر ت ہے۔۔اپنی ز گی نہیں تمہاری؟ ہاں!"دُعا سہم گئی۔۔۔کوئی اور ہو ت تو جواب دینے کو بہت سے تھے۔۔ اِسے وہ کیا کہتی۔۔۔

"اب ساری ز گی تم نے میرے ساتھ رہنا ہے؟" کیسی بات کر ت تھا۔۔۔چا تھا۔۔وہ تو ت ریکی میں اُس کے رازر ت تھا۔ ب جاننے کے باوجود۔پھر ایسے سوال کیوں کر ت تھا۔۔

"چا کے ا!!"ربیعہ بیگم خفگی سے جہا ی ب صا ب کو بلانے لگیں۔۔

"اُس نے نہیں کھا یا تو میں بھی نہیں کھاؤں گی۔۔میں مر جاؤں گا تو تم بھی مر جاؤ گی۔۔"

جہا ی ب صا ب دھڑلے سے باہر آئے اور اُنہوں نے زور سے ای چماٹ خضر کے منہ پ رسید کیا۔۔"مر ہی جا تُو!"

وہ لڑکھڑا کر کا ؤچ پ ا۔۔

اور دُعا نے یکدم ہاتھ لبوں سے لگا لیا۔۔فی وقت ربیعہ بیگم کو اُس تھپڑ کا کوئی افسوس نہیں تھا۔۔۔

"شرم نہیں آتی تُجھے بچی سے ایسے بات کرتے؟سُن رہا تھا ا رکھڑا تیری بکواس۔۔۔پتا تو تھا کتنا بڑا خبیث ہے۔۔ جاننا چاہتا تھا۔۔کس قدر خبیث ہے۔۔۔وہ تیرے لئے۔۔گھر کی کود کر۔۔اپنی پ واہ کیے بغیر۔۔اپنے ماما سے لڑ کر یہاں آئی۔۔اور تُو۔۔ مراد۔۔۔ بھلا ہو تیرا۔۔۔یہ۔۔یہ سلوک کر رہا ہے اِس کے ساتھ!"

دُعا نے فوراً آ پونچھ لیے اور خاموشی سے ا ر چلی گئی۔۔

"دُعا!!"ربیعہ بیگم فوراً اُس کے پیچھے چلی گئیں۔۔

"اُٹھ تو اِدھر سے۔۔نکل۔۔نکل تو یہاں سے!!"

جہا ی ب صا ب اُسے یبان سے پکڑ کر باہر ی ٹ نکالنے لگے۔۔

"باہر نکل۔۔دفع ہو یہاں سے۔۔۔جا مر جا۔دفع ہو یہاں سے۔۔۔" خضر نے اپنا ضبط

کھوتے خود کو اُن سے چھڑایا۔۔۔

"چھوڑیں۔۔۔"

وہ ۔ تیت سے اُنہیں نمناک آنکھوں سے دیکھتے کہنے لگا۔۔

" جات ہوں۔۔مر جات ہوں۔۔۔مر ہی جات ہوں۔۔پھر آ جائے گا سکون؟ ٹھیک ہے مر جات ہوں!!" اور وہ تیزی سے چپل پہن کر اوپ کی سیڑھیاں پ ڑھنے لگ ی۔۔۔

جہانزیب صاحب نے غصے سے اُسے جاتے دیکھا اور زور کا دروازہ مارا۔۔

"اِس سے بہتر میں بے اولاد ہی سہی تھا۔۔ ا قسم سے۔کیا چیز میرے پلے پڑ گئی ہے!!"

ربیعہ بیگم پیچھے کمرے میں آ تو شور سُنے کے . . دُعا چادر لے کر کمرے سے . ہر ت اُن سے کہنے لگی۔۔

"امی میں چان کو لے کر آتی ہوں۔۔وہ ذہنی طور پ پ یشان ہے۔۔اُسے غلط مت سمجھیں۔۔ آپ کو تو پتا ہے وہ ایسا کبھی نہیں کرت !!"

اتنی تیزی سے بول کر گئی تھی کہ ربیعہ بیگم کچھ سمجھ نہیں پ ۔۔وہ فوراً لاؤنج سے نکل کر . ہر کا دروازہ کھولنے لگی۔۔۔اوپ ی منزل سے اُسے تیزی سے سیڑھیاں پ ڑھتے کسی شخص کی آواز سنائی دی۔۔

"یہ چان ہی ہوگا!!" وہ فوراً سے سیڑھیاں پ ڑھتے اوپ آئی۔۔۔چھت پ تیزی سے دوڑی آئی تو پہلی اُس کی منڈ یپ کھڑے خضر پ گئی تھی۔۔۔وہ سانس نہیں لے سکی تھی۔۔۔اور اگلی عقب میں کھڑے اُستاد پ ۔۔خضر کی چابیاں نیچے گئی تھیں۔۔۔وہ انکل ہارون سے ملنے اسکوا آئے تھے۔۔اُنہیں دینے وہ اُس کے پیچھے آئے تھے شور سُن کر خاموش ہوگئے۔۔۔جن قدموں کی آواز کو وہ خضر کا سمجھ رہی تھی وہ اُستاد کی تھی۔وہ وہاں منجمد کھڑی تھی۔۔آنکھوں سے آ ٹوٹ

رہے تھے۔۔۔خضر چھت سے کودنے لگا اُستاد نے اُس کا ہاتھ کھینچ کر اُسے نیچے ا یا اور غصے کی کیفیت میں زور زور سے اُس کی پشت پہ مُکے رسید کیے۔۔

"تمہارا دماغ اب ہے!!" اور وہ خاموشی سے زمین پہ بیٹھا ڈ تی آنکھوں سے اُن سے پڑ رہا تھا۔۔

"ای مرتبہ اُن لوگوں کا سوچ تھا مرنے سے پہلے۔۔کہ تمہارے جانے کے بعد اُن کا کیا حال ہوگا!"

دُعا نے زور سے منہ پہ دونوں ہاتھ رکھ لیے۔۔وہ ہچکیوں سے رونے لگی تھی۔۔وہ اپنی سسکیاں د رہی تھی۔۔۔اُسے لگا تھا وہ اِس نقطے پہ آکر ہار گئی تھی۔۔۔۔اُسے ممانی کی کہی تیں یاد آ رہی تھیں۔۔جو کسی تیر کے نشتر کی طرح اب اُس کے میں پیو ہو رہی تھیں۔۔

"آج جیل یہ ہے۔۔آوارہ پھرتا ہے۔۔کل جوا کھیلے گا۔۔دیکھنا بہت جلد یہ بھی کرے گا۔۔اور ای دن مایوسی میں آکر اپنی جان دے دے گا۔۔اِس میں کسی کا کچھ نہیں جائے گا۔۔اور د ہو جائے گی ہماری بچی کی زن گی!!"

آج اُسے واقعی لگا تھا۔۔۔جیسے سچ میں یہ سچ ہو یا تھا۔۔۔

وہ منہ پہ ہاتھ رکھے۔۔بھیگتی دُھندلاتی آنکھوں سے ڈگمگاتے ٹھڈے کھاتے سیڑھیاں اُ رہی تھی۔۔۔

نیچے گھر آئی تو جہا صا چائے لے کر جا رہے تھے۔۔اُسے سسک سسک کر روتے دیکھا تو رُک گئے۔۔

"شہزادی تمہیں کیا ہوا؟ کچھ کہا اُس نے؟" اُنہیں پھر سے غصہ پڑھا۔۔دُعا سر جھٹکے دونوں گال چھپائے میں چہرہ ہلاتے کہنے لگی۔۔

" آپ نے میری زن گی ن اب کردی!!!" جہان یب صا ب کے ی ن سے کرن ٹ آر پ رہو کر ن را تھا۔۔وہ غیر حاضر دماغ سے اشک آلودہ چہرے سے کہتی جا رہی تھی۔۔

" آپ نے میری زن گی ن اب کردی۔۔۔"

پہلے سے فکرمند ربیعہ بیگم آواز پ ہر دوڑی چلی آ ۔۔

"میں۔میں۔۔آپ۔۔آپ کی۔۔لے پ لک۔۔بیٹی ہوں۔۔۔آپ نے۔۔۔میری زن گی۔۔۔۔۔ن اب کردی!!!"

ساری محبت ای پل میں اُن میاں بیوی کی کسی کچے مکان کی طرح ٹوٹتی پھوٹتی دکھائی دی تھی۔۔وہ اُس پ اپنی محبت و اپنائیت لٹا لٹا کر تھک گئے اختتام پ اولاد نے اُسے پیروں کی ڈھول سمجھ کر رون ھ دی تھا۔۔کیفیت بیان سے ہر تھی۔۔۔سمجھ نہیں آرہا تھا بیٹھے بٹھائے ایسا کیا ہوا تھا جو وہ لڑکی خود کو غیر ماننے پ مجبور ہو گئی تھی۔۔۔

☆.....☆.....☆

ب ب ششم : ماہ نو

ڈوب جا گے ستارے اور بکھر جائے گی رات
دیـ تے رہ جا گی آنکھیں َ ٔ رجائے گی رات

رات کا پہلا پہر ہے اہل دل خاموش ہیں
صبح یـ روتی ہوئی آنکھوں سے بھر جائے گی رات

آرزو کی بے حسی کا َ یہی عالم رہا
بے طلب آئے گا دن اور بے خبر جائے گی رات

روشنی کیسی اَ عالم ا ٔ ھیرا ہو َ یـ
دل میں بس جائے گی آنکھوں میں اتـ جائے گی رات

کوئی آہٹ بھی نہ سن پ ئے گا خوابیدہ چمن
خشک پتوں پ دبے پ ؤں َ ٔ رجائے گی رات

دل میں رہ جا گے تنہائی کے قدموں کے ں
اپنے پیچھے کتنی یـ دیں چھوڑ کر جائے گی رات

شام ہی سے سو گئے ہیں لوگ آنکھیں مو ٔ کر
کس کا دروازہ کھلے گا کس کے گھر جائے گی رات

دیـ شہزادا آنکھوں میں پھرے گی چا ٔ نی

؎ تو جائے گی کیا کچھ نہ کر جائے گی رات

(شہزاد احمد)

"شہزادی ہوا کیا ہے؟ کچھ بولو گی؟ بتاؤ گی؟" ربیعہ بیگم نے ڑی مشکل سے پوچھا تھا۔۔۔
وہ جُھکی ہوئی سسک سسک کر بول رہی تھی۔۔۔
"میری۔۔میری زن گی۔۔۔خا۔۔ اب ہوگئی ہے!!"
"میں۔۔میں۔۔نی۔۔ ۔۔سے بھی۔۔۔نہیں۔نہیں مل سکتی!"
وہ پ ہاتھ رکھے ہچکیاں لے لے کر رو رہی تھی۔۔
جہا صا نے اُسے خالی از ذہن پ تھا۔۔۔وہ دُعا دُعا اُنہیں لگ ہی نہیں رہی تھی۔۔
جسے وہ جا تھے۔۔۔
ابھی چند لمحے ہی رے تھے کہ اُستاد خضر اور وقاص نیچے فلیٹ میں آرہے تھے۔۔اُنہوں نے دُعا کو بھا ہوا دیکھ لیا تھا۔ارادہ کر کے آئے تھے۔۔جہا صا سے ت کریں گے۔۔لیکن جیسے ہی وہ فلیٹ میں آئے۔۔دُعا غیظ سے خضر کو دیکھتے اُس کی جا اشارہ کرتے کہنے لگی۔۔
"اِس لڑکے کی مجھ سے کوئی سفارش کریئے گا۔۔۔"
خضر نے سرخ متورم آنکھوں سے چو کر اُسے دیکھا۔۔۔
"یہ میرے ساتھ کوئی رشتہ نہیں رکھنا چاہتا۔۔۔یہ میری لکل بھی عزت نہیں کرت!!"
وقاص حیرانگی سے قدرے غصے بولا۔۔
"اے دُعا۔۔غلط گالھ مت کر!!"

اُستاد نے خفگی سے وقاص کو دیکھا۔

"حد میں وقاص!"

دُعا چُبھتی وں سے خضر کو دیکھ رہی تھی۔۔۔

"اِس نے مجھے کہا ہے۔۔ یہ میرے ساتھ رشتہ نہیں رکھنا چاہتا۔۔ یہ میری وجہ سے بندھا ہوا ہے!!" ربیعہ بیگم اور جہان یب صا ب قہر کی سے خضر کو دیکھ رہے تھے۔۔ اُستاد بمشکل مُٹھیاں بھینچے اُس کی بات سُن رہے تھے۔۔ جا تھے غصہ تھی۔۔ غصہ اِس بات پر آ رہا تھا جھوٹ بولنے کی کیا ضرورت تھی۔۔ وہ تو خود اُس کی جان تھے۔۔

"یہ مجھ سے بتمیزی کرتا ہے۔۔۔ یہ چان ہے؟"

اُس نے طنزاً خضر کو ہرنی آنکھیں پھیلاتے دیکھا۔۔

"یہ چان ہے۔۔۔ یہ واقعی چان ہے۔۔۔ اور اِس چان میں بھی داغ ہے!!" آخری جملے پر وہ زور سے ئی۔۔ خضر رہ پر رہ ہوتی وں سے اُسے ہنوز دیکھے جا رہا تھا۔۔

"زہر چھوکری۔۔ جھوٹ مت بکو!!" وقاص از خود کہہ پڑا تھا۔۔

"مون کی تو کان ت آھی!" (مجھے تم سے ت ہے!)

اُس نے اُستاد کو دیکھا اور تلملا کر بولا۔۔۔

"اُستاد یہ جھوٹ بول رہی ہے۔۔ آپ کو پتا ہے چان ایسا کبھی نہیں بول سکتا!!"

اُستاد نے راضی سے اُسے دیکھا اور پوچھا۔۔

"تم نے اُس کے دل میں گھس کر دیکھا ہے؟" یہ کہتے اُنہوں نے بھوں دُعا کو دیکھا تھا۔۔

"کیوں دُعا؟" دُعا نے شرمندگی سے زور سے اپنے دوپٹے کا سرا تھام لیا۔۔ اُس نے مضطرب

نگاہوں سے اُستاد کو دیکھا اور پھر یں پ اکر جہا ۔ ۔ صا ۔ کو دیکھتے کہنے لگی۔
"ابو۔۔اَ آپ نے مجھ سے اِس لڑکے کے متعلق کوئی ۔ت کی۔۔۔تو میں یہ گھر چھوڑ کر چلی جاؤں گی!" یہ سُن کر گو یہ جہا ۔ ۔ صا ۔ کا کلیجہ منہ کو آ ۔ یہ تھا۔۔
"اَ آپ نے یا امی نے اِس کی طرفداری کی۔۔تو میں یہی سمجھوں گی۔۔کہ میں لے پ لک ہوں!!" ربیعہ بیگم نے یکدم اُسے ہاتھ دکھا کر کہا۔۔
" نہیں نہیں شہزادی۔۔ایسے ۔ بول۔۔۔ہم نہیں۔۔ہم نہیں تُجھے مجبور کرتے۔۔۔پلیز پلیز۔۔۔یٹ۔۔کہیں ۔ جا۔۔تم کہیں ۔ جا ۔!!" خضر نے غضبنا کی سے دا ۔ ۔ تلے د ۔ لیے۔۔۔
جہا ۔ ۔ صا ۔ اب خضر کی طرف آتے جھڑک کر بولے۔۔
"تُو مر کیوں نہیں جا ۔۔۔مر جا مر جا۔۔ہمیں جینے دے۔۔۔جا مر جا!" اُستاد بولنے ہی لگے۔۔خضر اپنا َ یبان خود ہی کھینچ کر یے۔۔۔
"مرنے ہی َ یہ تھا۔۔۔ مرنے بھی تو نہیں دیتے۔۔" اُس نے زور سے ۔ ۔ پ ہاتھ مارے۔۔
یہ دیکھتے دُعا بے اختیار بولی۔۔۔
"یہ کیا مرے گا۔۔۔میرا تو خود دل کرتا ہے کہ میں مر ہی جاؤں۔۔میری ز ۔ گی ۔ ۔ د ہوگئی ہے یہاں۔۔گُھٹن ہوتی ہے مجھے یہاں۔۔"
ربیعہ بیگم بھیگتی آنکھوں سے اپنے دونوں بچوں کو دیکھ رہی تھیں۔۔اُستاد نے ۔ د ۔ یے رقت انگیزی سے ایک ایک اپنے اُن دونوں شاَ دوں کو دیکھا تھا۔۔جو مثبت لہروں کی طرح فضا میں گُھل جاتے تھے۔۔۔وہ آج موت کی ۔ ریکی کی خواہش کر رہے تھے۔۔جہا ۔ ۔ ۔

صا . خضر پ. ہم ہوتے کہنے لگے۔۔
"دفع ہو جا یہاں سے۔۔اِس سے پہلے میں تُجھے گھر سے نکالوں۔۔نکل یہاں سے۔۔دفع ہو۔۔جان چھوڑ ہماری!" خضر طیش کے عالم میں اُسی لمحے . ق رفتاری سے پلٹا۔۔اور . ہر جاتے کچرے والی ٹوکری کو ٹھڈا لگا کر نکل َ ی۔۔۔
اُستاد نے گھبرا کر مُڑ کر اُسے دیکھا اور وقاص سے بولے۔۔
"جاؤ اُسے دیکھو!!" وقاص فوراً اُسے خضر کا تعاقب کرتے پیچھے جانے لگا۔۔
"سا ۔۔گالھ تہ بُد۔۔اوسا !!!" (. ت تو سنو)
دُعا نے آ پو ٰ پ ّ ا ی خالی دروازے کو دیکھا اور اپنے کمرے کو جانے لگی۔۔
"اب وقت . ل رہا ہے۔۔۔اب کوئی یہ نہیں کہے گا عورت کا گھر نہیں ہو ّ ۔۔جو گھر میں رہتا ہے گھر اُس کا ہو ّ ہے۔۔اُس لئے . سے ز ی دہ گھر عورت کا ہو ّ ہے۔۔اور گھر ہو ّ ہی عورت سے ہے۔۔اِسی لئے تو وہ گھر ہو ّ ہے۔"
وہ کمرے میں آئی۔اُس نے چادر اُ ّ ر کر پھینکی۔۔اور ا ی گہری سانس لی۔سانسیں بکھر رہی تھیں۔۔ وہ مضبوط اٹل کھڑی تھی۔۔
"یہ دُ ا ی آدمی کی ز ی گی سے میری ز ی گی کے standard کا تعین نہیں کر سکتی!" اُس نے پلنگ پ بیٹھ کر کتابیں کھولی تھیں۔۔
"مجھے فیل ہو کر ابو کو مایوس نہیں کر ۔۔مجھے ہر حال میں اپنے پ وف پ س کرنے ہیں۔۔"
وہ تیزی سے صفحے اُ ٹ لگی، کسی خیال سے اُس نے یں اُٹھا کر دیکھا۔۔پلنگ کی دیوار پ فیری لائٹس میں ا کیمرہ سے بنائی تصاو یں جگمگا رہی تھیں۔۔اُس نے یں پھیر کر دوسری دیوار کی جا . دیکھا۔۔وسیع سی دیوار پ ورلڈ میپ لگا تھا۔۔ چاہتے ہوئے ستاروں

نے اُسے اپنی جانب کھینچا تھا۔۔کمرے میں ہر جگہ ستاروں کا ہالہ ہوا۔۔ستارے جگمگائے اور ماضی کی ستارہ دار چادر نے اُسے اوٹ میں لے لیا۔۔

وہ ورلڈ میپ پر مارکر سے جگہیں مارک کرتے اُسے دیکھ دیکھ کر کہہ رہی تھی۔۔

"شوہر ہو تو بالکل مراد عثمان جیسا۔۔۔جہاں جاتا ہے بیگم کو ساتھ لے جاتا ہے۔۔فُل ٹو مزے ہیں اُس کے۔"

خضر بے دلی سے پلنگ پر بیٹھا گیند سے اپنے ہی ساتھ کیچنگ کیچ کھیلتے اُس کی سُن رہا تھا۔۔

"تم بھی مجھے ورلڈ ٹور پر لے کر جاؤ گے۔۔؟"دُعا نے پُر اُمیدی اور جھلملاتی ہوئی آنکھوں سے اُسے دیکھتے پوچھا تھا۔۔جواب کا انتظار کیے بنا وہ خود ہی بولی۔۔

"پھر میں بھی مراد عثمان کی طرح تصویریں بناؤں گی۔۔

follow me to here, follow me to there."

وہ اپنا ہاتھ ہوا میں بڑھائے دائیں بائیں گھما رہی تھی۔۔

"It would be fun, No?"

اُس نے چہک کر خضر سے پوچھا۔خضر نے بےزاری سے پلکیں اُٹھا کر اُسے دیکھتے سادگی سے کہا۔۔

"شٹ اپ!"

دُعا کو غصہ چڑھا۔۔اس نے دانت کچکچائے اور فوراً بولی۔۔

"چانس!!" حال میں لبوں سے بھی اُسی کا نام نکلا تھا۔۔۔ستارے چلے گئے۔۔ آنکھوں میں ستارے دے گئے۔۔اُس نے ایک طویل گہری سانس بھر خارج کی اور کتاب کی جانب آئی۔۔۔عزم کیا وہ اُس کا نہیں سوچے گی۔۔روح نے سرگوشی کی تھی۔۔۔

"ستاروں کے خواب دیت ہو۔۔ ٘ اکا ارادہ تمہیں چا٘ دینے کا ہے!!" اُس نے زور سے کن

پٹی مسلتے اوراق پلٹے۔۔۔وہ کتاب پ سے ہائی لائ ٹ شدہ پوائنٹ تیزی سے پ ڑھ رہی تھی۔۔۔

چا٘ ستارے اورمیڈ ۔۔تینوں خیال ذہن میں گتھم گتھا تھے۔۔اب اُس کی پنچنگ بیگ

کی طرف گئی تو وہاں بھی اُسے وہی ٹ ین کرتے دِکھا۔۔

" مٹھی کومضبوطی سے بند کر کے punch کر٘ ہے۔۔ڈھیلا چھوڑ کر نہیں۔۔نہیں تو تمہیں ہی

درد ہو گا۔۔شروع کا punch ٘م ہو٘ چاہیے، target پہلے چہرے کی بجائے پیٹ ہو٘

چاہیے۔۔"

دُعا نے مشتعل ہوتے کتابیں بند کیں۔۔اور اُٹھ کھڑی ہوئی۔۔اُس نے ای ٹھنڈی آہ بھری

اور کھڑکی میں آتے یں اُٹھا کر آسمان کو دیکھا۔آنکھوں میں ستارے اُت رہے تھے۔

اُس نے ۔ کاٹتے خود کو کمپوز کر٘ چاہا اور ٘ک سکوڑی۔۔۔

"ستاروں میں میرے لئے کچھ نہیں لکھا۔۔لیکن چا٘ کو میرے لئے لکھ دیَ یہ ہے۔۔۔"

اُسے ا٘ از کر٘ چاہتی تھی۔۔لیکن کس بنا پ؟

وہ پلٹی تو چا٘ نی کا سیاہ ۔لوں پ احاطہ ہوا۔۔ستارے پیچھے تعاقب کرتے کھڑکی میں اُت

آئے۔۔مضطرب آسمان تھا۔مضطرب ستارے تھے۔۔۔وہ سر جھٹکے ۔ د۔ ئے کھڑی تھی۔۔

آنکھوں سے دو ستارے ٹوٹے۔ ۔ پ پ ئے۔۔

" ت اجازت نہیں دیتی ت کی۔۔اُس نے میرا اچھا اتنا خیال رکھا ہے!"

ستارے جگمگائے تھے۔۔۔

سسکیوں کی آواز اُس کے کمرے میں گونج رہی تھیں۔۔چہرے پ ستارے تھے۔۔

"تم کوئی Squonk نہیں ہو۔۔۔جو روؤ گی تو آ وؤں کے حوض میں تبدیل ہو جاؤ گی۔۔

تمہارا رونا اِس ملک سے پانی کی قلت کو ختم کرنے کے لئے کافی نہیں ہے۔۔" دُور سے ستاروں نے اُسے ستارے کی یاد دلائی تھی۔۔

(Squonk: امریکی لوک کہانی کا فرضی کردار۔)

سسکیوں کی رفتار بڑھ گئی۔۔وہ ماتھے پہ ہاتھ رکھے سسک رہی تھی۔۔۔ناک سرخ تھی۔۔۔

(تم نے یہ کیوں کیا؟)

ستارے بجھنے لگے۔۔۔آسمان کی جانب اُچکنے لگے۔۔ستاروں کی جگمگاہٹ اُس کے لئے کافی نہیں تھی۔۔۔وہ اب چاند کی شائق تھی۔۔۔ستاروں کی نہیں۔۔۔

☆.....☆.....☆

خضر کو وقاص پہلے اپنی طرف چھوڑ کر پھر نیچے اُستاد کی بات سُننے آیا۔۔اُستاد اُس کے سامنے کھڑے ایک گہری سانس لے کر بولے۔۔

"اُس کا خیال رکھنا۔۔تم جانتے نہیں ہو وقاص۔۔"

وہ سانس لینے کے لئے رُکے۔۔"لوگوں کے ہم پہ اتنے حق ہیں کہ اگر ہم اُنہیں ادا کرنے لگیں تو یہ احساس ہوگا۔۔کہ حق تو یوں ہے کہ حق ادا ہی نہ ہوا!"

وقاص نے ان سنی کر کے کہا۔۔

"اُستاد دُعا!! دُعا مفاد خور!!"

اُستاد نے اُسے اُنگلی سے اشارہ کر کے روکا۔۔

"اونہوں۔۔۔"

وہ یکدم خاموش ہوگیا۔۔وہ کہنے لگے۔۔

"ہم دوسروں کو جج کرتے، اپنا کردار فرشتوں کا سا۔۔اور دوسرے کا شیطان سے بھی بد تر سمجھ

یتے ہیں۔۔ایسے ما یٹ کے ساتھ چلیں گے تو کیسے۔ لاؤ لے کر آ گے؟" وقاص اب بھی وہیں اڑا تھا۔۔

"دو تے مفاد حاصل کرنے کے لئے نہیں ہوتے۔۔"

"بلکل غلط!!" اُستاد نے میں سر ہلایا اور اُسے دیکھا۔۔۔

"وہ مفاد کو مفاد کہنے کا موقع ہی نہیں دیتے۔۔۔کیو وہ مفاد اور مطلب کے خیال سے پہلے ہی ہمارے ساتھ ہوتے ہیں۔"

اُستاد کی بات سُن کر وہ اوپ آیا تھا۔زین اور شریم کو اُس نے وہیں بلا لیا تھا۔۔وہ اب شل اب سے بیٹھے تھے۔۔اُنہیں یقین نہیں آ رہا تھا کہ خضر نے یہ حر کی تھی۔۔وقاص کمرے میں آیا۔۔وہ دروازہ بند کرنے لگا تو آواز پہ تینوں نے اُسے سر اُٹھا کر دیکھا۔۔وقاص سخت خفگی سے خضر کو دیکھتا پیچھے ہاتھ بان ھ کر اُس کی جانب آنے لگا۔۔

"تمہیں پتا ہے اِس ملک میں خودکشی کی کیا سزا ہے؟" خضر ہنوز بےنیازی سے اُسے دیکھ رہا تھا۔۔وقاص اُس کے سامنے آ رُکا۔۔اُس نے ذرا دن جھکا کر اُسے بغور دیکھا اور کہنے لگا۔۔

"پی۔پی۔سی کی دفعہ ۳۲۵ کے تحت ای سال قید کی سزا۔۔۔یہ بم قابلِ قبول ہے۔۔اور پولیس بغیر وارنٹ کے ملزم کو فتار کر سکتی ہے۔۔"

وہ سانس ینے کے لئے ٹھہرا اور سختی سے پوچھنے لگا۔۔

"پھر جانا ہے تمہیں تھانے؟"

خضر نے سادگی سے اُسے دیکھا اور خاموشی سے کچھ سوچتے پلکیں جھپکاتے سر جھکا لیا۔۔

"اب چپکی کیوں لگ گئی ہے تمہیں؟"

خضر ہنوز سر جھٹکے خاموشی سے بیٹھا تھا۔۔

اور اُس کا یہ انداز اُسے تپا کر رکھ دیتا تھا۔۔۔وقاص نے اُسے تنبیہ کرتے کہا۔۔

"نکل تُو اب باہر۔۔۔ٹانگیں توڑ دوں گا میں تیری؟"

"دو ست سمجھ کر بول رہا ہے یا اولاد؟" خضر نے میکانی انداز میں یں اُٹھا کر اُسے دیکھا۔۔

وقاص جھلایا ہوا تیزی سے بولا۔۔

"اولاد ہی ہو میری۔۔وہ بھی بگڑی ہوئی!!" اور یہ کہتے وہ گھوم کر جانے لگا۔۔وہ خضر کی اِس لرزہ خیز حرکت پر سخت پریشان تھا۔۔اُسے اِس بات میں کوئی بات مزاحیہ نہیں لگی تھی۔۔۔

رات کو چاروں دوست چادریں اوڑھ کر لیٹے تو وہ جو بولنا شروع ہوا کہ رُکنے کا نام ہی نہیں لے رہا۔۔

"مجھے تو رہ رہ کر خیال آ رہا ہے۔۔اگر تمہیں دُعا نے چھوڑ دیا تم کیا کرو گے؟" خضر نے وقاص کے ساتھ لیٹے گردن موڑ کر اُسے دیکھتے پوچھا۔۔

"لیکن تمہیں تو وہ بحیثیت میری بیوی پسند نہیں تھی۔۔پھر تمہیں کیوں فکر ہو رہی ہے؟"

"جان تم نے بہت غلط کیا ہے آج۔۔۔" وہ لیٹا پٹا کر بولا تھا۔۔

"تمہیں پتا ہے تمہارے جانے کے بعد تمہارے والد نے اُستاد کو کیا کہا۔۔کہ اِن کے نکاح کا مشورہ آپ نے دیا تھا۔۔لہٰذا آپ ہی اِس کے ذمے دار ہیں۔۔۔دُعا بار بار کو کہہ رہی تھی۔۔

کہ اُس کی زندگی خراب ہو گئی۔۔سوچو تم اُستاد کو کتنا بُرا لگا ہو گا۔۔۔" اُن بچوں کو اُستاد کا بہت احساس تھا۔۔ہر بات پر یہی سوچ کر رُک جاتے۔اُستاد پر کوئی انگلی نہ اُٹھائے۔کوشش ہر بار پوری کرتے۔۔لیکن انگلی ہمیشہ اُن پر ہی اُٹھ جاتی۔۔۔

رات کو بار آ لگی پتا نہ، ویسے ہی بار آ کھلی۔۔وقت کا اندازہ ہوا۔خضر اُٹھ کر بیٹھنے لگا

تو پہلی اُس کی دروازے پ گئی۔۔جہاں اُسے زین چوکیدار بنا سامنے گدا ڈال کر سوتا ہوا دکھائی دی۔۔۔اب اُس نے دن گھما کر کھڑکی کی جانب دیکھا۔کھڑکی کی ساتھ والی دیوار کے ساتھ شریم گدا ڈال کر سو رہا تھا۔۔اور اب اُس نے واپس لوٹتی تھکی ہوئی نگاہ سے ۔ا۔ میں وقاص کو دیکھا۔۔۔اُنہوں نے کہا تھا وہ اُسے بھاگنے نہیں دیں گے۔۔اُنہوں نے خالی کہا نہیں تھا۔اُنہوں نے سارا لائحہ عمل تیار کیا ہوا تھا۔۔اُس نے ای گہری سانس لی اور دھیرے سے واپس آنکھیں موند کر لیٹ گئی۔۔دُعا اُسے زہر آلودہ وں سے دی آئی۔۔

"یہ مجھ سے بدتمیزی کرتا ہے!!!"

"یہ میری عزت نہیں کرتا!!!"

"یہ میرے ساتھ رشتہ نہیں رکھنا چاہتا!!!"

دل کسک کے رہ گیا تھا۔۔۔اُس نے دھیرے سے آنکھیں کھولیں۔۔

یں پھیر کر اُس نے حسرت بھری نگاہوں سے جگمگاتے ستاروں کو دیکھا اور کھولے۔۔

"اُس سے کہنا۔۔۔

ستارے دلاسہ دیتے ہیں"۔آواز لرزی۔۔

"۔۔۔"ای ٹھنڈی آہ بھرتے اُس نے کہا۔۔

"چاند راتوں کو چیختا ہے بہت۔"

(آلوک مشرا)

☆.....☆.....☆

شام کا وقت تھا۔فضا م خنک سی تھی۔۔۔اُستاد گیلری میں بیٹھے ذرا جھک کر اپنے ہاتھ کو دا موڑتے دیکھ رہے تھے۔۔اُنہوں نے اُس سے خضر کو مارا تھا کہ اب ہتھیلی پ بھی

جلن سی محسوس ہو رہی تھی۔۔سر کے ب ل ذرا ذرا پ یشان تھے۔۔ماتھے پ کشیدگی کے آ ث ر واضح تھے۔۔وہ بچوں کو ن تو مارنے ہی اُنہیں جھڑکنے کے اصول کے موافق تھے۔۔۔لیکن آج اُنہوں نے سارے اصول توڑ کر اُسے دل کھول کر پیٹ تھا۔۔کمرے میں اولاد پ سکون سو رہی تھی۔۔۔ ہر گیلری میں بیٹھا وہ شخص مضطرب تھا۔۔اولاد کی فکر میں رونے والے بہت سے والد دیکھے تھے۔۔ وہاں بیٹھا شاگ د کی فکر میں رونے والا صرف لقمان علی خان تھا۔۔سامنے چان ی کے احاطے سے بھرا سایہ ہوا۔۔

اُستاذہ عقب میں ہاتھ ب ھے کھڑی سادگی سے اُنہیں دیکھ رہی تھیں۔۔۔اُستاد نے ای گہری سانس ی ت ب کھولے اور کہنے لگے۔۔

"میں نے آج ت کسی بچے کو اتنا نہیں مارا۔"

" آپ نے آج ت کسی سے اُس جیسی محبت نہیں کی۔۔" لہجہ پ ا ث سادگی سے بھرا تھا۔۔

اُستاد نے سر جھٹک لیا اور بغور اپنے ہاتھ کو دیکھا۔۔ . . ب ہاتھ کو دیکھتے دل کسکتا تھا۔۔

"میرا بہت پیارا بچہ ہے وہ۔۔" اُنہیں آواز میں دلخراشی محسوس ہوئی تھی۔۔

"میں نے بہت محنت کی ہے اُس پ ۔سمجھ نہیں آ ت !!" وہ گڈمڈ ہوتے ذہن سے اپنی سرخ ہتھیلی اپنے چہرے پ پھیرنے لگے۔۔

" سمجھ نہیں آ ت ۔۔۔" اُنہوں نے ت پ کر میں سر ہلای ۔۔

"یہ حر ت کیسے کر دی اُس نے۔۔۔سمجھ نہیں آ ت مجھے۔۔" اُنہوں نے چہرے سے ہاتھ ہٹای اور ای آہ بھری۔۔۔

"میرا بہت پیارا بچہ ہے وہ۔۔۔میرے ب بچے بہت پیارے ہیں۔۔لیکن خضر مجھے بہت پیارا ہے۔۔۔" ز ن سے بی ختہ الفاظ نکل گئے تھے۔۔اُستاذہ نے اُنہیں ذرا چو ن کر دیکھا

اور خود کو کمپوز کر لیا۔۔۔

یہ وہی اُستاد تھے۔۔جو کہتے تھے۔۔۔میرے ؛ شاگ دمیرے لئے ؛ ا؛ ہیں۔۔

وہ اُنہیں خاموشی سے دیکھ کر سوچ رہی تھیں۔۔

"؛ ت اور عمل میں contradiction کریں گے۔۔کبھی نہیں کہیں گے۔۔اُنہیں ؛ سے پیارا خضر ہے۔۔۔"

اُستاد بیٹھے پلکیں جھکا کر فرش پ؛ بغور دیکھ رہے تھے۔۔۔

(اي اُستاد لاکھوں کی تعداد میں شاگ دوں کو پ؛ ڑھات ہے۔۔۔پلک ؛ پ؛ ت سال گ ؛ ر جات ہے۔۔ہر سال batch آت ہے۔۔۔پھر ایسا ہوت ہے۔۔کہ اي بچہ اُستاد کے دل میں ثبت کر جات ہے۔۔۔اور ؛ وہ جات ہے تو لوٹ کر کبھی نہیں آت۔۔۔اُستاد خائف ہیں خضر۔۔تم بھی اي روز چلے جاؤ گے اور لوٹ کر کبھی نہیں آؤ گے۔۔۔اُستاد reserve رہتے ہیں۔۔اُستاد تمہاری ؛ ائی میں اپنا دل ملول نہیں کر؛ چاہتے۔۔لیکن۔۔۔تمہاری ؛ ائی کے خیال سے اُستاد کا دل ملول ہوت ہے خضر۔۔)

چند لمحے گ ؛ رے تو اُستاد سنبھل کر کہنے لگے۔۔۔

"بچہ ڈ میں ی ہے۔۔"

اُستاذہ نے اي گہری سانس لی اور بولیں۔۔۔

"میری اطلاعات کے مطابق لقمان علی خان اي طبیب ہیں۔۔وقت مت گنوا ۔۔"

وہ سانس ي ؛ کے لئے رُکیں۔۔

"جس سے محبت ہو اُسے ضائع نہیں ہونے دیتے۔۔۔" اور وہ مزي کچھ کہے جانے کے لئے پلٹ گئیں۔۔۔

اُستاد نے حر   ت نہیں کی۔۔چند لمحے ہنوز بیٹھے رہے۔۔کچھ سوچتے   د ئے، مصمم ارادہ کرتے بولے۔۔

"MERAKI!"

(کسی چیز کو دل و جان سے کر)

☆.....☆.....☆

پڑھ پڑھ کر آنکھیں سکڑ گئی تھیں۔۔۔سوچا تھوڑی د   سو جائے۔۔۔کوشش کی   امتحان کی رات کہاں نیند آنی تھی۔۔پیاس کی طلب ہوئی تو اُٹھی۔۔۔ ورچی خانے میں جانے لگی تو لاؤنج کی جلتی   یں دیکھ کر ذرا چو   گئی۔۔۔

جہا   صا   کاؤچ پر ربیعہ بیگم کے ساتھ بیٹھے تھے۔۔۔

"جان سانس ختم ہونے کو آئی ہے۔۔خون نچوڑ کر سارا اِن کے لئے وقف کر د ۔۔اور اولاد کہتی ہے آپ نے ہمارے لئے کیا ہی کیا ہے؟" جہا   صا   کی آواز بھیگ گئی۔۔۔

"ہاں ربیعہ؟"

اُس جملے نے دُعا کے منہ پر زور سے طمانچہ مارا تھا۔۔ضمیر کا طمانچہ کھا   تو غفلت سے جاگی تھی۔۔۔احساس   ہوا تھا۔۔اُس نے شام کو اُن دونوں سے کیا کہہ د   تھا۔۔اُس نے اپنے گھر کا خود ہی تماشہ بنا د   تھا۔۔۔اُستاد وقاص کے چہرے اُسے د آ رہے تھے۔۔۔

"کیسے ا   ہی لمحے میں سارے کیے کرائے پر نی پھیر د   اِس اولاد نے۔۔ہاں ربیعہ!!" وہ   ن میں   ھال ربیعہ بیگم کا شانہ ہلا ہلا کر کہہ رہے تھے۔۔۔

خاموشی سے وہ اُلٹے قدم کمرے میں لوٹ آئی۔۔۔

وہ پلنگ کی پ ئنتی دونوں ہاتھوں سے پکڑ کر بیٹھی۔۔۔آنکھیں ڈ   رہی تھیں۔۔ہو   پ پ

رہے تھے۔۔۔چہرے کے زاویے جھر جھرا رہے تھے۔۔وہ افسوس سے میں سر ہلا رہی تھی۔۔

"بہت زیدتی کردی تم نے تو ڈی۔کے!! بہت ہی زیدتی کردی!!" لرزتی نگاہوں سے اُس نے ہرستاروں کو دیکھا۔۔آنکھیں مزی ڈ ۔۔۔

"وہ ستاروں سے گھر کا راستہ دریفت کرتی تھی۔۔اور پھر۔ای روز۔ای روز وہ چان کی جوت میں اپنا راستہ بھول گئی!!"

اُس نے د تے ان رکمرے کی جان دیکھنا شروع کیا۔۔

"چان میں میں امی ابو کو...میں کیسے بھول گئی؟"

وہ سر پکڑے بیٹھی اور کھڑکی کی طرف آئی۔۔کمرے میں حبس ہو رہا تھا۔۔سمجھ نہیں آرہا تھا زن گی کس رُخ جاتی جا رہی تھی۔۔کبھی سوچا ن تھا۔۔زن گی کی راہوں میں ایسی ایسی دشوار سڑکوں سے بھی اُسے رن پڑے گا۔۔وہ کھڑکی میں پڑھ کر بیٹھی گہری گہری سانس لے رہی تھی۔۔

آسمان ستاروں سے روشن تھا۔۔

ی خیر بعد اُسے ستاروں کی یدآئی تھی۔۔۔جگمگاتے ستاروں کی جگمگاہٹ۔۔م صبا دل کو شاد کردینے والی چل رہی تھی۔۔

اُس نے کھڑکی سے ٹیک لگائے آنکھیں موں لیں۔۔۔وہ اُستاد کے سامنے ہنوز بیٹھی تھی۔۔

" کیا اِسے اُس چیز کی خبر نہیں دی گئی جو موسیٰ کے صحیفوں میں تھا؟" سورۃ النجم (۳۶)

اُستاد نے غور سے اُسے دیکھتے پوچھا تھا۔۔

"اور ا اہیم جنہوں نے پورا کیا (ذمیداری کو)" سورۃ النجم (۳۷)

دُعا دیے پھیلائے دلچسپی سے اُن سے سُن رہی تھی۔۔

" کہ کوئی شخص کسی کا بوجھ نہ اُٹھائے گا۔" سورۃ النجم (۳۸)

"اور یہ کہ ہر انسان کے لئے صرف وہی ہے جس کی کوشش خود اُس نے کی!" سورۃ النجم (۳۹)

"اور یہ کہ بیشک اُس کی کوشش عنقریب دیکھی جائے گی۔" سورۃ النجم (۴۰)

دُعا کی آنکھیں اُمید سے جگمگا اٹھیں۔۔اُستاد نے اُسے دیکھتے کہا۔۔۔

"اللہ تعالیٰ کی بات کو کبھی بھی اپنے پیمانے پر رکھ کر نہیں دیکھتے۔۔۔ جب اللہ کہتے ہیں کہ وہ ہر چیز پر قادر ہیں تو مطلب وہ ہیں۔۔۔ہم لوگ زندگی سے اتنے مایوس ہو چکے ہیں۔۔کہ ہمیں کسی بھی بات پر یقین کرنے کے لئے طویل طویل وعظ و نصیحت اور دلائل کی ضرورت پڑتی ہے۔۔ ذرا ذرا سی بات پر ہمارا ایمان ڈگمگانے لگتا ہے۔۔مثبت اُمید کی باتیں دل بہلانے کا طریقہ لگتی ہیں۔۔۔زندگی بس مایوسی اور تلخیوں تک محدود لگتی ہے۔۔۔کسی پر اعتبار نہ سہی۔۔کیا اب اللہ کی بات پر بھی اعتبار نہیں ہے؟ اللہ کی بات پر یقین تو کر کے دیکھیں۔۔۔جو یقین کرتا ہے وہ اُسے سکون دے دیتا ہے۔۔اور دُنیا کی ہر آسائش کا لطف صرف سکون سے ہے۔۔اُس سے مانگیں۔۔دل کھول کر پوری اُمید سے۔۔۔وہ دے گا۔وہ عطا کرے گا۔۔وہ نہیں دے گا تو اور کون دے گا؟ وہی دے گا۔۔۔ جب مانگیں لیکن پہلے سکون مانگیں۔۔دولت کی ریل پیل سے سکون نہیں خریدا جا سکتا۔۔۔کچھ خوشیاں اِس سے خریدی جا سکتی ہیں۔سکونِ قلب نہیں خریدا جاتا۔۔مطمئن قلب نہیں خریدا جاتا۔۔اللہ سے مانگیں۔۔۔ سکون مانگنا نہ بھولیں۔۔ پتا ہے سب سے بہترین دُعا کون سی ہوتی ہے۔۔اللہ سے یہ مانگنا کہ اُسے کسی کی بھی برائی یا کسی چیز کا لاحاصل رہ جانے کا غم نہ ستائے۔۔ہر وقت مطمئن ہو۔ اللہ سے مانگنا سب سے بہترین اور سب سے پُرسکون دُعا ہے۔۔ایسے بھی لوگ ہوتے ہیں جو کچھ چِھن جائے کچھ نہ ملے پھر دل ملول نہیں کرتے۔۔ پھر مایوس نہیں ہوتے، پھر اللہ سے گلے نہیں کرتے۔۔

آزمائش میں بھی وہ اتنی بصیرت ر تے ہیں کہ اُس کی نعمتوں کا شکر کرتے ہیں۔ اللہ سے مانگیں اور materialistic چیزوں کی بجائے یہ مانگیں کہ اللہ آپ کو اُن جیسا بنا دے۔۔۔ پھر کیا ڈ ؟ پھر کیا stress؟ پھر کیا . گمانی؟ پھر کیا بے چینی؟ پھر کیا ٠ کامی؟ پھر کیا پ یشانی؟"

"پھر اُسے پورا پورا . لہ دی جائے گا۔" سورۃ النجم (۴۱)

"اور یہ آپ کے رب ہی کی طرف پہنچنا ہے۔" سورۃ النجم (۴۲)

"اور یہ کہ وہی ہنسا تے ہے اور وہی رُلا تے ہے۔" سورۃ النجم (۴۳)

"اور یہ کہ وہی موت دیتا ہے اور وہی ز ہ کر تے ہے۔" سورۃ النجم (۴۴)

"اور یہ کہ وہی مالدار بنا تے ہے اور سرمایہ دیتا ہے۔" سورۃ النجم (۴۸)

اعتماد دل میں گھر کر چکا تھا۔۔ اب کسی سے کوئی اُمید اُس دل میں . قی نہیں تھی۔۔۔

"جس کے پ س . اختیارات ہیں اور جس کا وعدہ پکا ہے اُس پ اعتبار تو ہم کرتے نہیں۔۔ جو ٠ ین ہے اُسے ہم بخشتے نہیں۔۔ پھر تو ہو گی ٠ stress، پھر تو ہو گی پ یشانی۔۔ ہر ا ی سے . گمانی۔ ہر ا ی پ بے اعتباری۔۔ ا ن خود خود کو . سے ز یدہ مایوس کر تے ہے۔۔ ٠ اُسے اللہ مایوس کر تے ہے۔۔ ٠ ہی لوگ۔۔ مسئلہ یہ ہے کہ وہ خود خود سے مایوس ہو جا تے ہے۔۔ اللہ کے وعدے پ اعتبار کریں۔۔ اللہ مایوس نہیں ہونے دے گا!" اُستاد سانس ی ٠ کے لیے رُکے تو ڈُعا جھٹ سے بولی۔۔ اُستاد بغور د ی ے پھیلاتے اُس کی سُننے لگے۔۔ بچوں کی . ت پ وہ توجہ دیتے تھے۔۔

"اب کسی سے کوئی شکوہ نہیں۔۔ اب کسی سے کوئی گِلہ نہیں۔۔ اب کسی سے کچھ نہیں مانگنا۔۔ جسے ہنسا ٠ ہے وہ ہنسائے گا۔۔ چاہے ساری دُ رُلانے میں لگ جائے۔۔۔ جسے رُلا ٠ ہے وہ رُلائے گا چاہے ساری د ہنسانے میں لگ جائے۔۔۔ دل پوچھتا ہے وہ کیوں رُلا تے ہے؟ پھر

دل کہتا ہے۔۔۔وہ آزماتا ہے۔۔۔وہ یقین آزماتا ہے۔۔جو ہار جاتا ہے وہ مات کھاتا ہے۔۔جو ڈٹ رہے وہ بازی کہلاتا ہے!!!"

یہ کہتے وہ مسکرا پڑی۔۔گال پہ ستارے ٹوٹے تھے۔۔۔لبوں پہ مسکراہٹ تھی۔۔۔اپنے حق میں مانگی دُعا اُس کی سُنی گئی تھیں۔کچھ نہ تھا۔۔ اُس کے پاس سکونِ قلب تھا۔۔ستاروں کو چاہنے کے لئے اُس کے پاس کچھ نہ تھا۔۔ اُس کے اُستاد نے اُسے ستاروں کو چاہنے کے لئے وجہ سکھائی تھی۔۔۔ستارے بڑے دنوں بعد پیارے لگے تھے۔۔وہ آنکھیں پھیلا پھیلا کر سارے آکاش کو اپنی بانہوں میں سمانا چاہ رہی تھی۔۔۔۔وہ ستارے نہیں اُس کی اُمید تھے۔۔ وہ اُمید جس کے سہارے انسان دن سے رات اور رات سے دن کرتا ہے۔۔۔

☆.....☆.....☆

ہے عجب مجموعہ اضدادا ے اقبال تو
رونق ہنگامہ محفل بھی ہے، تنہا بھی ہے
(ڈاکٹر علامہ اقبال)

تاریک رات کی روشن صبح پر پنکھ پھیلاتے ہوئے، روشنیوں کے شہر میں اپنی پروان میں سرگرداں تھے۔۔۔ طلوع آفتاب ہر چیز کو اپنے معمول پہ لے آیا تھا۔۔خضر اپنے کمرے میں کپڑے تبدیل کر رہا تھا۔۔دُعا کو میڈیکل کالج چھوڑنے کے بعد اُسے پریکٹس پہ جانا تھا۔۔ جہانزیب صاحب اُس سے ازل کے روٹھے کمرے میں چلے آئے۔۔۔۔

"جائیے یہ ذرا آج کرکٹ کھیلنے!!!"

اُن کی آواز پہ خضر پلٹا۔۔وہ سفید ٹی شرٹ میں ملبوس تھا۔۔۔اور اُس کے پشت پہ سبز حروفوں میں لکھا تھا۔۔

"آپ کوکر ٹ نہیں پسند؟"

خضر نے سادگی سے اُنہیں دیکھتے اپنی شرٹ کی جا ب اشارہ کرتے پوچھا۔۔

"یہ پڑھ تے ہیں؟" جہا ی صا ب نے زور سے بھینچتے غور سے اُس کی شرٹ پ لکھا فقرہ پڑھا۔۔

"آ۔۔آپ۔۔کو۔۔"

اور وہ جھٹ سے اُسے دیکھ کر بولے۔۔

"ہاں نہیں پسند!!" خضر نے پلنگ کے پ ئنتی سے ٹکا کر کھڑا کیا بلا پکڑا اور اُسے ُٹ ہوئے دھیرے دھیرے کمرے سے لگا۔۔۔جہا ی صا ب نے شر شعلے کی جا ب اُسے جا دیکھا۔۔۔

"اے۔۔"

اور وہ ا دم چو ۔۔نگاہ اُن کی اُس کی پشت پ گئی۔۔۔جس پ اُسی سبز پ ٹ میں لکھا تھا۔۔

"مجھے بھی آپ نہیں پسند!"

جہا ی صا ب کا یہ پڑھ کر دماغ بھک سے اُڑا۔۔۔

"تُو رُک جا بے غیرت!!!!"

دُعا میڈ کالج جانے کے لئے تیار ہو کر ب ورچی خانے میں چلی آئی۔۔ربیعہ بیگم شتہ بنا رہی تھیں۔۔دُعا نے ا گہری سانس لی اور لکل معمول کے مطابق پوچھا۔۔

"امی میں ہارون انکل کے ساتھ جا رہی ہوں۔۔میں نے اُن سے پوچھ لیا ہے۔۔اُن کا دفتر میرے کالج کے راستے میں پڑ ہے وہ مجھے چھوڑ دیں گے۔۔۔"

ربیعہ بیگم نے بنا اُسے دیکھتے سے فریج ٹو ٹ پلٹا۔۔اور. ڈی سردمہری سے کہا۔۔

"اتنی وضا تیں دینی کی تمہیں کوئی ضرورت نہیں ہے۔۔۔جا ہے تو چلی جاؤ۔۔جیسے تمہیں منا . لگے!!"

دل پ جیسے اُنہوں نے انگارہ رکھ دی تھا۔۔۔

دُعا نے بمشکل آ ضبط کرتے کہا۔۔

"امی ایسا کیوں کہہ رہی ہیں۔۔ماں ہیں آپ۔۔۔"

ربیعہ بیگم نے اُسے دیکھتے بھوں تن کر سفاکی سے کہا۔۔

"لے پ لک!"

دُعا نے . د. تے مُٹھیاں بھینچ لیں۔۔

"اور لے پ لک بچوں پ بلو تے کے بعد guardian کا اختیار نہیں رہتا. ڈ!"

دُعا نے بڑی ہمت کرتے . کھولے اور ہاتھوں کی ا یں مروڑتے معذرت کرتے کہنے لگی۔۔

"امی غصے اور پ یشانی کی کیفیت میں تھی۔۔بس نکل َ ی منہ سے۔۔دل سے نہیں کہا تھا۔۔"

ربیعہ بیگم نے قری . پڑی پلیٹ اُٹھا کر اُس میں فریج ٹو ٹ نکالا۔۔

". گھر کی . تیں چار دیواری سے . ہر نکل جا ۔۔۔ت. غیروں اور اپنوں میں پھر کیا فرق رہتا ہے۔۔جو بھی ہوا تھا تم مجھ سے اور اپنے . پ سے کہہ سکتی تھی۔۔۔تم ہم سے ای . ر شکای کرتی۔۔ کان سے پکڑ لیتی میں اُسے پھر وہ . تیں کہتی جو تم نے کل شام میں کہی تھیں۔۔۔تو . ت کچھ سمجھ میں بھی آتی۔۔۔"

ربیعہ بیگم نے چولہا بند کیا اور شتہ ڈ ے میں ر لگیں۔۔۔

" کل تم نے جو اپنے ساتھ ہوئی ز دتی کا ڈھنڈورا پیٹ ہے۔۔وہ آج سارے اسکوائ کو پتا ہے۔۔اب سوچا ہے کیسے سامنا کروگی اُن کا؟ ہماری تو جو عزت ڈبوئی ہے تم نے سو ڈبوئی۔۔۔ اپنا اور چا کا ہی خیال کر لیتی۔۔۔"

وہ سانس ی کے لئے رُکیں۔۔

" کتنے ارمانوں سے تمہارا نکاح لقمان صا نے کروا ی تھا۔۔اور تمہیں ا ی سیکنڈ نہیں لگا اُن کے منہ پ کہتے میری ز گی ا ب ہوگئی۔۔خود ہی کہتی ہو سسر اور اُستاد والد ہو ہے۔۔"

وہ ٹ ے اُٹھا کر اُس کی جا چلی آ اور اُسے دیکھتے مایوسانہ ا ازمیں بولیں۔۔۔

"اور کل تم نے اُنہی دونوں کو سے ز دہ رنج پہنچا ی ہے۔۔ساری رات تمہارا پ سا سا کر رہا ہے۔۔کہ پتا نہیں مجھ سے کہاں کو ہی ہوگئی۔۔سو ی ے فجر کے بعد کال آئی تھی۔۔۔ اُستاذہ کی۔۔۔معلوم پڑا۔۔۔آدھی رات کو لقمان صا سوئے اور بس یہی سوچتے رہے۔۔کہ میں نے واقعی کسی کی بچی کی ز گی ا ب کر دی ہے۔۔وہ بھی یتیم بچی کی۔۔۔"دُعا سر جھٹکے کھڑی تھی۔۔۔ستارے آنکھوں سے حلقوں پ اُ آ ئے تھے۔۔۔۔شرم سے سر جھک ی تھا۔۔۔

ربیعہ بیگم ٹھہریں،اُنہوں نے ا ی سر سے پ اُسے دیکھا اور بولیں۔۔

" شتہ کر لو پھر چلی جا ۔ پ چہ ہے تمہارا۔۔۔"

اور وہ ورچی خانے سے ہر نکل گئیں۔۔ کے ساتھ شتہ کر ۔۔یعنی مز ی شرمندہ ہو ۔۔اُس نے فٹافٹ ٹِفن لیا تھا۔۔اور خضر سے سامنا ہونے سے پہلے ہی گھر سے نکل گئی۔۔خضر شتے کے لئے آ ی تو ربیعہ بیگم کے ا میں بیٹھا۔۔اچا سے نگاہ جہا صا کے ا والی خالی جگہ پ گئی۔۔اُس نے چو کر ربیعہ بیگم کو دیکھتے پوچھا۔

"بونی کہاں ہے؟"

جہانزیب صاحب برس پڑے۔

"بھیج دیا اِس نیچ ذات نے اُسے!!"

خضر بھی سے اُنہیں انگلی دکھا کر بولا۔۔

"ابا امی کے ساتھ بدتمیزی نہیں۔۔" ربیعہ بیگم چائے میں بِسکٹ ڈبوتے منمنا کر بولیں۔۔

"خود تو مغلوں کے ہاں پیدا ہوئے ہیں جناب!!"

خضر نے خود کو کمپوز کرتے اُن سے پوچھا۔۔

"کدھر گئی ہے؟" ربیعہ بیگم نے سادگی سے اُسے بتایا۔۔

"ہارون صاحب کے ساتھ گئی ہے۔۔ پتہ ہے اُس کا۔۔"

"آپ نے کچھ کہا تھا؟"

جہانزیب صاحب زہر اُگلتی نگاہوں سے دونوں ماں بیٹے کو دیکھ رہے تھے۔۔

"تھوڑا سا شرمندہ کیا ہے اُسے۔۔ تاکہ آئیندہ کے لئے نصیحت ہو!!"

خضر نے یہ سُنتے دھیرے سے سر ہلایا اور چائے کی پیالی اُٹھائی۔۔

"اچھا۔۔ ویسے میں نے اُسے وہ سب نہیں کہا تھا۔۔"

ربیعہ بیگم بِسکٹ منہ میں دباتے بولیں۔۔

"پتا ہے مجھے۔۔"

خضر نے یہ سُنتے سادہ انداز میں بس جھک کر اُن کا بازو چوما۔۔ اور پھر چائے پینے لگا۔۔ ربیعہ بیگم اُس سے کہہ رہی تھیں۔۔

"دوپہر کو لے آؤ اُسے جا کر۔۔"

"اچھا!" اور اُس نے موود. نہ ا٘ ازمیں یہ کہتے سرہلا دیا۔۔

پیکٹس کے بعد اُستاد نے اُسے بلایا تھا۔۔ وہ انسٹیٹیوٹ میں آرہا تھا۔۔ ہر بچے volley ball کھیل رہے تھے۔۔ دین پڑھنے کا مقصد ہر گز نہیں تھا کہ وہاں کھیل کو ممنوع تھا۔۔ وہاں پڑھائی کے ساتھ ساتھ صحت کی طبیعت پر غور کرتے بہت سی جسمانی صلاحیت کو اُبھارنے کے لئے کھیل بھی کھیلے جاتے تھے۔۔ وہ تیزی سے بڑے بڑے ڈگ بھرتے اُستاد کے دفتر میں آیا۔۔۔

میز پر وہ لیپ ٹاپ رکھے کاغذات بکھیرے کام کر رہے تھے۔۔ وہ اُن کے سامنے بیٹھتے بولا۔۔

"مصروف لگ رہے ہیں۔۔"

"تبھی بلایا ہے!" وہ ناک پر چشمہ رکھے کاغذات سے دیکھتے گھما گھما کر تیزی سے کچھ پڑھتے بول رہے تھے۔۔۔

"بچوں کا کورس بنا رہا ہوں۔۔ ریوائز کر رہا ہوں۔۔ تو کلاس میں مشکل ہو رہی ہے۔۔"

"اتنے سارے ٹیچرز تو ہیں یہاں۔۔" خضر بے اختیار بولا تھا۔۔

"سب کو اپنی وجہ سے کیوں پریشان کروں؟" یہ کہتے اُنہوں نے کاغذ میز پر رکھتے بغور اُسے دیکھا تھا۔۔۔

ناک پر عینک کی steel ٹمٹمائی۔۔

"فارغ ہی ہو تم اِن دنوں؟"

اب وہ لیپ ٹاپ کی جانب متوجہ ہوئے۔۔ خضر نے خالی ذہن سے اُن کے کیبن کی دیواروں کو دیکھتے کہا۔

"جی۔۔"

"بچوں کا حفظ کا سبق تم سُنا کرو پھر۔۔۔اور شام کو قرآن پڑھنے والوں کا بھی۔۔"

"میں؟" خضر نے ذرا چونک کر اپنی طرف انگلی سے اشارہ کرتے کہا۔۔۔

اُستاد نے دھیرے سے سفید سنجیدہ آنکھوں سے اُسے دیکھا۔۔۔

"نہیں اور میں؟"

"لیکن میں!" وہ ۔ ۔ ہوا۔۔

اُستاد نے میز پر پڑے کاغذات اُٹھا لئے اور اُنہیں پڑھنے لگے۔۔

"اپنی قابلیت کو ز مت لگاؤ۔۔ ۔ ت فارغ ہو یہاں کام کرو۔۔۔آئی وِل پے یو۔۔۔"

"بات پے کی نہیں ہے۔۔"

اُستاد نے راکنگ ی ٹ سے ٹیک لگاتے کاغذات اُچک کر اُسے دیکھا۔۔

"۔ ٹ آئی وِل پے یو!!"

اُس نے چونکتے ہوئے میز پر ذرا جھک کر پوچھا۔۔

"آپ ضد کر رہے ہیں؟"

"آرڈر!" ٹھاٹھ سے یہ کہتے اُن کی یں پھر سے کاغذات پر چلی گئیں۔۔

"Are you bossing me around?"

خضر حیرانگی سے اُنہیں دیکھ رہا تھا۔۔ا رہی ا رغصہ آ رہا تھا اُسے۔۔۔اُستاد نے ک پر سے چشمہ اُتار کر ذرا جھک کر اُس سے دھیرے سے پوچھا۔۔

"I hired you, what else are you expecting from me?"

خضر نے ضبط سے ۔ د لئے۔۔۔اور ای گہری سانس لے کر پوچھا۔۔

" کس سے پوچھ کر؟"

" تمہاری والدہ سے !" یہ کہتے اُنہوں نے اپنے مو کو اپنی انگلی سے cue stick کی طرح خضر کے سامنے مارا۔۔ اُن کا مو گھستا ہوا خضر کے سامنے آیا۔ تو اُس نے کھلبلاہٹ سے اُسے موڑ کر دیکھا۔۔

اسکرین پر ربیعہ بیگم کی چیٹ تھی۔۔ بلکہ اجازت نامہ کہنا زیادہ بہتر تھا۔۔۔ خضر نے انگوٹھے سے کن پٹی کھجاتے سارا غصہ ضبط کیا۔۔۔ اور اُنہیں دیکھ کر سادگی سے کہا۔

"اچھا اُستاد!" یہ کہتے وہ اُٹھا۔۔

"مسعود سے ٹائم ٹیبل لے لو اپنا!!" اُستاد اُسی مصروفیت بھرے انداز میں بولے تھے۔۔۔

خضر نے سر کو خم دیا۔۔۔

"اچھا۔۔"

"پہلے وضوء کر کے آؤ۔۔ تمہیں غصہ آرہا ہے!"

یں کاغذات پڑھ رہے تھیں۔۔ اور وہ پے درپے حکم دے رہے تھے۔۔۔

"اچھا اُستاد!" اُس نے پھر سے سر کو خم دیا۔۔

"اگر میں نے تمہیں غصے میں دیکھ لیا تو جو ی کا ٹائم ہوگا اُس جگہ پر بھی کلاس لگا دوں گا تمہاری!"

اب اُسے لگا تھا وہ چیخ پڑے گا۔۔ اُس نے سر ہلایا اور تیزی سے باہر نکل گیا۔۔

"اوکے اُستاد!!"

اُنہوں نے اُسے جاتے دیکھا تو کاغذات چھوڑ کر دونوں مُٹھیاں آپس میں لیں۔۔ کہنیوں کو میز سے لگائے وہ مُٹھیاں ٹھوڑی سے لگائے سوچ رہے تھے۔۔

(خضر کو میں نے چھوٹے بچوں کی کلاس اِس لئے دی۔۔ کہ اُس میں ضبط کرنے کی capacity ٹھے۔۔ Stress کی وجہ سے اُس کا hormone system imbalance ہو ے ہے۔۔۔ جس کی وجہ سے اُس کا emotional system affect کر ے ہے۔۔۔ یہ پ یکٹس اُسے maintain کرنے کے کام آئے گی۔۔ یہ ا ی healthy exercise رہے گی۔۔ ت سے قبل ا ن ی ہ نے ریوڑ پ ائے تھے۔۔ یہ اللہ تعالیٰ کی تکنیک ہے۔۔ کہ ا ن ی ہ اکرام میں صبر کی کیفیت گھر کر جائے۔۔۔ ریوڑ معصوم ہو ہے۔۔ اور ضدی ہو ہے۔۔۔ ہم اُنہیں . آسانی guide نہیں کر ۔۔ ا ن کے بچے بھی . لکل ایسے ہی ہوتے ہیں۔ مجھے اُمید ہے یہ تکنیک کام کرے گی۔۔ ا نے چاہا تو ضرور کرے گی۔۔)

خضر کو جیسے ہی اپنا ٹ ئم ٹیبل تھا۔ پہلی کلاس میں اُسے سات سے آٹھ . س کے حفظ کے بچوں کا سبق سُننا تھا۔۔

"ھمم۔۔۔ یہ اتنا مشکل نہیں!!" اُن کا سبق سُنتے اُس نے محسوس کیا تھا۔۔

اُستاد ما اسکرین سے دیکھتے اُسے observe کر رہے تھے۔۔۔ جا تھے وہ کبھی اپنی پ یشانی کا ذکر نہیں کرے گا۔۔ اور ا اُسے یہ بتا ی جائے گا کہ وہ بیمار ہے تو یہ . ت اُسے مز ی بیمار کر سکتی تھی۔۔ ا ی مریض . ز ی دہ بیمار نہیں ہو ۔۔۔ . وہ بیمار ہو ہے۔۔ بلکہ وہ . ز ی دہ بیمار ہو جا . اُسے معلوم ہو جا ہے کہ وہ بیمار ہے۔۔۔ پہلے اُنہیں اُس کا anxiety level اور وہ کس قسم کی anxiety تھی۔۔ یہ دیکھنا تھا۔۔ اور پھر اُس کی بنا پ اُسے اُس کی دوا طے کرنی تھی۔۔۔

جیسے جیسے بچوں کا عمر کا لیول کم ہو رہا تھا۔ خضر مشتعل ہو رہا تھا۔۔ تین سالہ بچوں کی . ری آئی

تھی۔۔ یہ وہ بچے تھے جو ابھی اسکول بھی نہیں جاتے تھے۔ وہ َ دن جھکائے اُنہیں بغور دیکھ رہا تھا۔ اُن میں سے اکثر ی ۔ توتلے تھے۔۔۔ کچھ بہت جلدی رونے لگ جاتے تھے۔۔ کچھ بلا کے شری۔۔ جنہیں پکڑ پکڑ کر ر ر اُسے کلاس میں لا پڑ رہا تھا۔۔۔ کچھ گم سم بینچ کے نیچے چھپے تھے۔۔ جنہیں وہ ڈھو ڈھو کر نکال رہا تھا۔۔۔ کوئی بینچ پ سر رکھے سو رہا تھا۔۔ جسے خضر ر ر اُٹھا رہا تھا۔۔ اُسے یوں اُٹھا اُن پ ظلم لگ رہا تھا۔۔ لیکن وہ کیا کر ۔۔ یہ سونے کا وقت نہیں تھا۔۔

اُن کے ادارے کا کام اُنہیں بس پڑھا کر فارغ کر نہیں ہو تھا بلکہ اُنہیں ی کا سلیقہ سکھا کر ا ی ہ اکرام کی سبق آموز کہا ں سنا ہو تھا اور اتنے چھوٹے بچوں کو بھی اپنی طرف مائل کر ا سخت محنت کا کام تھا۔ بمشکل اُس نے ا گھنٹہ لگا کر اُن کو اُن کی جگہ پ بٹھا ی تھا۔ ا ا کر کے وہ کا سبق سُن رہا تھا۔ وہ ا فربہ سفید سرخ ر َ کے بچے کے سامنے بیٹھا اُس کا سبق سُن رہا تھا۔ جو اُسے خوف سے اپنے ڑے ڑے چشموں کے پیچھے سے دیکھتے کہہ رہا تھا۔

"ج۔۔ جا۔۔۔"

خضر نے ٹوکا۔۔ "ز۔۔ زا۔۔۔"

اور وہ اُسی لمحے گھبراہٹ سے چیخ لگا کر رونے لگ َ ی۔۔۔ قی بچوں نے گھبرا کر اُسے دیکھا۔۔ اور اگلے ہی لمحے اُن کی اکثر ی َ ڑا کر رونے لگ گئی۔۔ شر ی بچوں کو ہر بھاگنے کا موقع مل َ ی۔۔ خضر کھلبلا کر بولا۔۔

"بچوں بچوں!!!"

اُسے یقین نہیں آرہا تھا اُس کے ں سے بھی نیچے نیچے آتے چھوٹے چھوٹے بچے اُس کا یہ

حشر کر تھے۔۔۔کتنے بچے اُس کی ٹانگوں کے نیچے سے ٔ رکر ہر نکل گئے۔
صورتحال ابتر سے ابتر ہو رہی تھی۔۔خضر کو آ رہا تھا۔۔اُسے جھنجھلاہٹ ہو رہی تھی۔۔
اضطراب کی کوئی حد دکھائی نہیں دے رہی تھی۔۔۔دل چاہ رہا تھا زور زور سے چیخنے لگ جائے۔۔اُستاد نے حا بگڑتی دیکھی تو ا تجربہ کار ٹیچر کو اُس کے پ س بھیجنے کا حکم دے دی تھا۔۔۔خضر اپنی طرف سے پوری کوشش کرتے اُس فربہ بچے کو بٹھا رہا تھا۔
"بیٹھ جاؤ ٔ !!!" وہ یکدم پڑا۔۔تو وہ بچہ سانس نہیں لے پ یا۔۔۔چہرے کا رنَ مزی سرخ ہو یَ۔
تبھی اُس کے مو کی گھنٹی بجی۔اُس نے فٹافٹ پینٹ کی ۔ سے مو ئیکل نکالا۔۔واٹس ای پ اُستاد کا میسج تھا۔۔
" آئی ایم وا پَ یو۔۔ یہ پہلی وارننگ ہے۔۔تیسری وارننگ پ مزی کلاسز لگا دُوں گا۔۔اور اِن پ آئیندہ چیخنے سے پہلے یہ سوچ ی ٔ ۔۔کہ میں نے تمہیں کیسے پ ڑھا یا ہے۔۔"
خضر نے چند گہری گہری سانسیں لیں۔۔اور پھر سے کوشش کی۔۔اُس نے بڑی شفقت سے اُس بچے کا چہرہ چھوتے کہا۔۔
"جا ہو اللہ تعالی کو کون سے بچے نہیں پسند؟"
وہ سسکیاں یتے یتے بولا۔۔
" کون؟"
"جو زور زور سے آواز سے روتے ہیں۔۔"
وہ سسک سسک کر کہنے لگا۔۔" آواج۔۔ج۔۔تو۔۔آتی ہے ٔ!!" معصومانہ جواب تھا۔۔
خضر نے بے بسی سے اُسے دیکھا۔۔

" کیا میں آپ کو اچھا نہیں لگتا؟"

" نن نہیں!!!" وہ بے اختیار کھینچ کھینچ کر روتے بول پ ڑا۔۔

" مجھے اُستاد سے پ ڑھنا ہے!!" اور اُسے سمجھ آ َ ی تھا۔۔ اُستاد چھوٹے بچوں کو خود کیوں پ ڑھا ی کرتے تھے۔۔۔

" اُستاد چاہیے!!" وہ آ وٗں سے مرطوب چہرے سے اُسے دیکھتے کہہ رہا تھا۔۔ اور دھیرے دھیرے میز بجا رہا تھا۔۔ خضر نے سر جھٹکے منہ پ زور زور سے ہاتھ پھیرا اور ا ی ٹھنڈی آہ بھری۔۔ اُسے سمجھ نہیں آ رہا تھا کہ وہ اُس بچے کو کیسے قابو کرے۔۔

" ی را تنے چھوٹے بچوں کو کون پ ڑھا ت ہے!!" وہ اُکتا کر بیزار ی سے خود سے بولا تھا۔۔
وہ سر جھٹکے بیٹھا کن پ ڑی ں مسل رہا تھا۔۔

" اللہ کھول دے میرا سینا۔۔ اور کر دے میرے کند ذہن کو روشن!!!"

چند لمحے یونہی َ ز رے۔۔۔ بیزاری پ یشانی اور مضطربی میں۔۔۔ اُن چھوٹے بچوں نے کلاس روم کا ماحول ۔ کر کے رکھ دی تھا۔۔ جا تھا یوں فرار اُسے نہیں ملنے والا۔۔۔ کچھ ز کچھ تو کر ز تھا۔۔ چاہے جینا تھا کہ مر ز تھا۔۔۔ کچھ ز کچھ تو کر ز تھا۔۔۔

اُستاد کا بھیجا تجربہ کار ٹیچر بس خضر کو assist کر سکتا تھا۔۔ اُسے اُستاد نے مز ی کچھ کرنے کی اجازت نہیں دی تھی۔۔

وہ یونہی۔ گال پ دا جا ۔ ہاتھ رکھے کھڑکی سے ۔ ہر دیکھنے لگا۔۔۔ ننھی پ ڑ ی چونچ میں پتھر کر سامنے بیٹھی پ ڑ ی کی جا ۔ پھینکتی اُسے دکھائی دی۔۔۔ یہ منظر دیکھ کر اُسے ذرا ہنسی آئی تھی۔۔

" یہ بھی کھیل کھیلتی ہیں!!"

اچان خیال کی لہر ذہن سے ٹکرائی۔۔خضر نے کچھ سوچتے سر اُٹھا کر بچوں کی روتی صورت کو دیکھا۔۔۔جو اُسے کسی صورت قبول کرنے کے لئے تیار نہیں تھے۔۔۔ اُستاد کہتے تھے۔۔ . سر پ پڑ جائے تو ا ن . کر ت ہے۔۔خضر نے ا گہری سانس لی اور اُٹھ کھڑا ہوا۔۔۔وہ ہاتھ پیچھے . ھے کلاس روم میں ٹ لگا۔۔

"سُنوں سُنوں بچوں ا کہانی!!

آ. ھتہ. دشاہ

نے کی من مانی!!"

لمحے بھر میں کلاس میں سکوت چھا ۔۔۔بچے یکدم یں اُٹھا کر بغور اُسے محو ت سے دیکھ رہے تھے۔۔۔اُستاد ٹھوڑی سے مُٹھی لگائے محظوظ ہوتے ما اسکرین سے اُسے دیکھ رہے تھے۔۔

"سُنو سُنو بچوں ا کہانی

قصہ ظالم

آ. ھتہ کا

میری ز. نی!"

وہ ہر قطار سے ر رہا تھا۔۔اور بچے دن موڑ موڑ کر اُسے مسحور وں سے دیکھ رہے تھے۔۔۔

" آ. ھتہ نے!!

تھی یہ ٹھانی

ادے گا وہ

گھر اکا

تھا آ. ھتہ .ڈا٘ فرمانی۔" خضر اُس فربہ بچے کے سامنے آرُکا۔۔

"پھر؟" اُس بچے نے بے اختیار پوچھا تھا۔۔

اُستاد کے گلے سے قہقہہ نکلا۔

"So they are enjoying!"

کسی سے٘ ہینڈل ہونے والی کلاس۔۔وہ ہینڈل کر رہا تھا۔اُستاد وہ وڈیور رڈ کر کے اپنے اسٹاف کے َ وپ پ سینڈ کر رہے تھے۔خضر ذرا خوف دلاتے ہاتھ .ڈھا کر بولا۔

"لےَ ی وہ فوجی

لےَ ی وہ ہاتھی۔" بچے خوف سے جھرجھرائے۔

" کر بیٹھا وہ .ڈی٘ دانی!" وہ سانس کے لیے رُکا۔

"خوف میں آئے مکہ والے

کرنے لگے وہ دُعا٘ اسے

اے میرے اللہ

کر آسانی!"

بچوں کا سارا دھیان خضر پ مرکوز ہوَ ی تھا۔۔۔

" بھیجی ڈھیروں

پڈ ی٘ انے

کنکر لئے وہ لڑنے آ

کرنے وہ کچھ

آ طوفانی!

کر گئیں ڈھیر، وہ فوج

آ. ھتہ کی

ہار گئی حر ۔ شیطانی

سُن لی ۰ انے

بندوں کی اپنے

مانگوں بچوں اپنے ۰ اسے

کرتا ہے وہ .ڑی مہر. نی!"

(تحریم ارشد)

کلاس میں شادمانی کی لہر دوڑنے لگی تھی۔۔۔اُستاد کے بھیجے ٹیچر نے ی کلاس کا ماحول . لتے دیکھا تھا۔ای ای کر کے وہ مسکرا کر . کا سبق سُن رہا تھا۔۔آگے سبق دی۔۔۔

کلاس کا اختتام ہوا اور ای ای بچہ جاتے ہوئے اُسے الوداعی ا۰ از میں ہاتھ ہلا ہلا کر دکھا۔۔

"۰ احافظ چا۰ بھیا۔۔"

جواباً وہ بس ذرا مسکرا کر کہہ دیتا۔۔

"۰ احافظ!"

ہم لوگوں کے ۰ دی ۔ ریسی پیشے کی کیا اہمیت ہے؟ کچھ نہیں۔۔بس جو کچھ ۰ کر سکے۔۔وہ اُستاد بن سکتا ہے۔۔۔یہ خیال ہماری قوم میں ای عرصے سے پ۰ پ رہا ہے۔۔۔۔ ریسی ای گوہر ہے اور اِس گوہر سے ۰ اہر ای کو نہیں نواز۔۔۔یہ وہ گوہر ہے جو ہمارے روشن مستقبل کا معمار ہے۔۔یہ وہ گوہر ہے۔۔۔جو تبد کی :ی د ہے۔۔۔

اپنی آ۰ ی کلاس لے کر وہ تھکا ما۰ ہ اُستاد کے کیبن کے . ہر آی۔تو کیبن کا دروازہ کھول کر . ہر

ایک نقاب پوش خاتون نکلی۔خضر نے سادگی سے نظریں جھکا کر تعظیماً کہا۔

"السلام علیکم اُستانی صاحبہ!"

"وعلیکم السلام خضر!" جواب دے کر وہ کوریڈور میں سیدھا چلنے لگیں۔۔

خضر اندر دفتر میں آیا تو دیکھا۔اُستاد کھانا کھا کر میز سے اُٹھ رہے تھے۔۔

"ہاں خضر!!" وہ غسل خانے کی جانب جا رہے تھے۔۔خضر نے سادگی سے اُنہیں دیکھا۔۔

"جانتے ہو خضر میرے بیٹے کی ولادت پر میرے ایک دوست نے کہا تھا۔۔آج سے تمہارا جانشین اُس دنیا میں آ گیا۔۔لیکن میرے والد کہتے تھے۔۔علم والوں کے جانشین وہی ہوتے ہیں جو اُن سے سیکھ کر آگے پہنچائیں۔۔۔"

یہ کہہ کر وہ غسل خانے کے دروازے کے باہر رُکے۔زیرِ لب دُعا پڑھی اور اندر داخل ہو گئے۔۔۔

چند لمحوں بعد وہ ہاتھ دھو کر باہر آئے تو خضر نے ایک گہری سانس لی اور کہنے لگا۔۔

" آپ کی اطلاعات کے لئے میں آپ کو بتاتا چلوں۔۔۔میں نے صبح کی تمام کلاسیں لے لی ہیں۔۔۔میری بیوی کا صبح پرچہ تھا۔۔اور میری صبح سے اُس سے ملاقات نہیں ہوئی۔۔چونکہ آپ کی اہلیہ۔۔ہر وقت یہاں موجود ہوتی ہیں۔اِس لئے آپ تو میری صورتحال سمجھنے سے رہے۔اور اُس کے ساتھ میں آپ کو یہ بھی بتاتا چلوں کہ مجھے اپنی بیوی کو کالج سے لا کر گھر چھوڑنا ہے۔۔ازراہِ مہربانی مجھے دو سے تین گھنٹے کی رخصت عنایت فرمائیں۔۔"

اُستاد ہاتھ باندھ کر بغور اُسے دیکھتے۔۔ٹائی کی ناٹ ڈھیلی کرتے بولے۔۔

"چلو ٹھیک ہے، جاؤ دھیان سے!"

وہ جانے کے لیے مُڑا تو وہ سر جھٹکے بے آواز ہنسے۔۔پھر اُنہوں نے اُسے دیکھا اور بولے۔۔

"تھمب پرنٹ ایڈ کروادیا تھا سسٹم میں؟"

وہ یکدم کرنٹ کھا کر پلٹا۔۔

"کس لئے؟"

اُستاد نے ایک گہری سانس لے کر اُسے دیکھا۔

"حاضری joining اور چھٹی کی ٹائمنگ نوٹ کرنے کے لئے۔۔" خضر کی پیشانی شکن آلود ہوئی۔۔۔

"اُستاد میں۔۔۔"

"رُولز سب کے لیے ایک جیسے ہوتے ہیں۔" اُنہوں نے اُس کی بات کاٹ کر کہا تھا۔۔اور خضر نے لب بھینچ لئے۔۔اُنہوں نے انگلی سے اشارہ کر کے کہا۔

"واپس آ کر کروانا۔۔" اور وہ مجبوراً مُٹھیاں بھینچ کر کہتا ہوا باہر کو ہولیا۔۔

"اچھا اُستاد!!"

☆.....☆.....☆

تپتی ہوئی زرد دھوپ میں خضر میڈیکل کالج کے باہر بائیک لے کر کھڑا دُعا کا منتظر تھا۔۔چند لمحوں بعد دُعا کندھے پر بیگ ڈالے باہر نکلی۔۔پہلی ہی نظر اُس کی خضر پر گئی تو وہ اُس کی جانب چلی آئی۔۔خضر نے ذرا مسکرا کر اُسے دیکھا۔۔۔اُس کے سامنے آتے اُس نے سادگی وسنجیدگی سے کہا۔۔

"آنے کی وجہ؟ میں آئی تھی صبح تمہارے ساتھ؟"

خضر نے نظریں موڑ کر سڑک کی بھیڑ کو دیکھتے کہا۔۔۔

"Dua please stop making a mess!"

وہ سانس یہ کے لئے رُکا پھر اُس کی طرف متوجہ ہوا۔۔

" کل جو ہوا۔۔وہ کافی تھا۔۔میں نے تمہیں معاف کیا۔۔حالا تم نے جھوٹ کہا۔۔اور یہ بات کو معلوم ہے۔۔کہ تم نے جھوٹ بولا۔۔چلو جلدی بیٹھو!" اُس نے آ ی جملے پ پیچھے َ دن لڑھکا کر کہا تھا۔۔

" بہت کام ہیں مجھے۔۔اور کیا کھا ہے۔۔او۔پی۔ٹی۔پی کا۔ َ ؟"

سنجیدہ سی اُسے دی دُعا کا یکدم دماغ گھوما تھا۔۔۔وہ جھپٹ کے یہ سے اُس کی شرٹ نوچتے آگے آئی۔۔تو خضر چونکا۔۔وہ غصے سے اُسے دی اشتعال سے بولی۔۔

"Do I seem that easy to you?"

غصے کے ۔۔ آنکھوں میں آ آئے۔۔وہ چبا چبا کر بول رہی تھی۔۔۔

"When did I seem that easy to you? When?"

خضر نے اُس کے نے کے ۔۔ دا ۔ دیکھا۔۔ ٹیفک کے شور شرابے کے ۔۔ کوئی بھی اُن کی گفتگو پ کان نہیں دھر پے۔۔۔

" تمہیں کیا لگتا ہے میں یہاں تمہارا انتظار کرتی۔۔جی نہیں۔۔۔جنابِ محترم!" خضر بھویں نے بغور اُس کی سُن رہا تھا۔۔

"یہ اکسویں صدی ہے۔۔۔یہاں لڑکی کو اپنی قابلیت اور صلاحیتوں کے متعلق علم ہے۔۔۔اور وہ اُنہیں زمانے کے ڈر سے دب کر کسی Flynn Rider کی آس میں ضائع نہیں کرتی!"

خضر نے زور سے اُس کا ہاتھ پکڑ کر جھاڑا تو وہ ششدر سی پیچھے ہوئی۔۔وہ بھویں نے اور ماتھے پ بل ڈالے اُسے دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔۔

"اور آپ کو یہ بتیں زیبا نہیں دیتیں۔۔جنابِ عالیہ۔۔اِس اکسویں صدی کی ای ب شعور

لڑکی کسی پہ من گھڑت الزام نہیں دھرتی۔۔۔کسی بے قصورا ن کے نام پہ حرف نہیں آنے دیتی۔۔کسی کو زمانے میں طشت از بام نہیں کرتی!!"

دُعا نے زور سے اپنے بیگ کا ہینڈل تھام لیا۔۔۔اُس نے خود کو کمپوز رکھنا چاہا تھا۔۔

"بہت زیادتی کی ہے کل تم نے میرے ساتھ۔۔۔میں تمہاری تمام باتوں اور حرکات کو متعفن کر کے یہاں آئی ہوں۔۔لیکن تمہارے مزاج میں رتی برابر بھی تبدیلی نہیں آئی۔۔"

دُعا نے سرخ مائل آنکھوں سے اُسے دیکھا۔۔

"تو اب تمہیں میرے مزاج بُرے لگنے لگ گئے ہیں۔۔۔امی کو میں غیر لگنے لگ گئی ہوں۔۔اور ابو تو مجھ سے ڈرنے لگ گئے ہیں۔۔"

خضر مشتعل ہو رہا تھا۔۔اُس کی باتیں اُسے اشتعال دلا رہی تھیں۔۔

"دُعا کیوں ایسا سوچ رہی ہو یار؟ ہم نے کبھی تمہیں موقع دیا ہے کہ تمہیں احساس بھی ہو تم گھر کا فرد نہیں ہو؟"

"میں گھر کا فرد نہیں ہوں؟" دل دُکھا تھا۔۔

"دُعا!!" خضر نے ضبط سے کہتے بائیک کی ہینڈلز پہ گرفت مضبوط کی۔۔

خضر نے ایک گہری سانس لے کر اُسے دیکھا۔۔

"پلیز دُعا typical مت ہو۔۔ہم اِس طرح ساتھ نہیں چل پائیں گے!!"

مزید دل دُکھا تھا۔۔۔

"تم نے تو یہ بھی کہا تھا۔۔۔ہمیں ساتھ نہیں چلنا!!" دُعا کی آنکھیں ڈبڈبائیں۔۔۔خضر کو بے اختیار کل کی بات یاد آئی تھی۔۔۔

"تم نے تو ایک مرتبہ یہ بھی کہا تھا۔۔۔بس کہوں گی چھوڑ دو تو چھوڑ دو گے!!"

خضر ذہن پ ستاروں کے پ دے اُ ے۔۔۔ماضی میں چا نی کی چمک اور ستاروں کی دمک سے جگمگا ہوا منظر اُس کے سامنے جگمگا ی۔۔۔

"اب سے کوئی ٹینشن نہیں ہو گی !!" نکاح سے قبل رات کو وہ چھت پ منڈ ی کی دیوار پ ہاتھ رکھے کھڑے تھے۔۔دُعا چہکتے ہوئے کہہ رہی تھی۔۔

"ورنہ تو ۔ دیکھو نی آ جاتی تھیں۔۔۔اب ۔ کچھ سکون سے ہو گا۔۔میں کہیں بھی آؤں۔۔کہیں بھی جاؤں۔۔No questioning!" کچھ سوچتے اُس نے ساتھ کھڑے خضر کو دیکھا۔۔

"ویسے تمہیں ی د ہے ۔۔یہ معا ہ ہے۔۔"

وہ آسمان کی رو ں کو اپنی آنکھوں میں بٹورتے ذرا مسکرا کر بولا۔۔

"ھمم۔۔ی د ہے!"

دُعا نے جھٹ سے اُس کا شانہ پ ۔۔

"ویسے۔۔" خضر نے دن موڑ کر اُسے دیکھا۔

"ا َ تمہیں کوئی لڑکی اچھی سی مل گئی۔۔۔تو پھر میرا سمجھا دو گے اُسے۔میں کچھ نہیں کہوں گی ا کی قسم۔۔مجھے تو بس امی کے ساتھ رہنا ہے۔۔" ی معصومیت سے وہ اُسے ہاتھوں سے اشارے کر کے بتا رہی تھی۔۔یہاں الفاظ منہ سے تھے۔۔ساتھ میں ہاتھ بھی چلتے تھے۔۔

"ی میرا کیا پتا۔۔۔ نی کے ہاں سے کوئی اچھا سا پ وپوزل آ جائے۔۔تو مجھے چھوڑ دو گے ؟"

دُعا نے پ اُمیدی سے بھویں اُٹھا کر خضر آنکھوں میں دیکھا۔۔

اور خضر نے اپنے سنجیدہ ا ا ز میں دھیرے سے سر ہلا دی۔۔۔

"چھوڑ دوں گا!!!"

ستارے اوجھل ہو گئے۔۔زرد دھوپ سر پہ آن پڑی۔۔۔

"مجھے لگتا ہے۔۔۔اب ہمیں مزید یہ ڈرامہ نہیں کرنا چاہیے!!" وہ ستاروں سے بھرتی آنکھوں سے دا   دیکھتے دل شکستگی سے بولی تھی۔۔۔

"تم نے کہا تھا مجھے چھوڑ دو گے۔۔ایک بار میرا میڈ   ہو جائے۔۔تو بس   ختم کریں گے!!" اُس نے سارے آ   ا   را   رتے خضر کو گھور کر دیکھا تھا۔۔

"اب   نی کا بھی کوئی سین نہیں۔۔تو ہمیں کوئی ضرورت نہیں۔۔ ر   رجتانے کی۔۔کہ ہمارا کیا رشتہ ہے۔۔یہ صرف ایک معاہدہ تھا۔۔مجھے اور امی ابو کو چھوڑنے میں ذلیل مت کروانا۔۔۔اِس لئے آرام سے کہہ رہی ہوں۔۔چھوڑ دینا مجھے۔۔آ گئی ہے سمجھ؟"

ہنوز بیٹھے خضر نے کچھ سوچ کر سر ہلاتے   کھولے۔۔۔

"پہلے کہا تھا چھوڑ دوں گا۔۔اب کہتا ہوں نہیں چھوڑوں گا!!!"

دُعا ٹھٹکی۔۔شدید غصہ اُسے پڑھا تھا۔۔۔

"مطلب تم مجھے کچہریوں میں ذلیل کرواؤ گے؟"

"تم نے کبھی نہیں کہا تھا یہ   تماشہ تھا۔۔" وہ سادگی سے کہہ رہا تھا۔۔

"یہ معاہدہ تھا۔اور ساری زندگی معاہدہ ہی رہے گا۔۔اگر   اپنی خوشی سے تم جانا چاہتی تو میں تمہیں ایک سیکنڈ پریشان نہیں کرتا۔۔۔مجھے نہیں پتا۔تمہارے دماغ میں کیا چل رہا ہے۔۔میری کس بات نے تمہارا دل دُکھایا ہے۔۔۔شاید میری کل کی حرکت نے۔۔شاید تم خائف ہو۔میرے کل کے کیے پر۔۔"

وہ ہاتھ باندھے ساکت کھڑی تھی۔۔۔وہ سانس لینے کے لئے رُکا۔۔

"اُس بات کو دو سال ہونے والے ہیں۔۔میں نے بچپنے میں کہی تھی وہ بات۔۔مرض کا علاج پہلے روز کر دیا جائے تو زیادہ تکلیف نہیں ہوتی۔۔۔اگر تاخیر کر دی جائے تو وہ جان لیوا ثابت ہو جاتا ہے۔۔"

"You are a morbid disease, from which I don't want to get rid of!"

دُعا نے جھڑک کر اُسے کہا۔۔

"بدتمیزی مت کرو میرے ساتھ۔۔۔جاؤ یہاں سے۔۔۔میں خود آ جاؤں گی۔۔اور میرا راستہ روکنا۔۔۔نہ ہی نکاح کو بطور license استعمال کرنے کی جسارت کرنا۔۔۔"

وہ آگے بڑھنے لگی۔۔تو خضر بائیک آگے لے کر آیا اور بولا۔۔

"اُستاد کہتے ہیں۔۔" وہ ٹھہرا۔۔دُعا کے قدم رُکے۔۔

"Love is a growing thing, the more you live with your beloved, the more you be in love with him, the more you delay in cutting ties with him, the more you get hurt!"

دُعا کے لئے اُس نے قافیہ تنگ کر دیا تھا۔۔

"دفع ہو جاؤ یہاں سے!!" وہ بوکھلا کر بولی تھی۔۔

"پاگل ہو گئے ہو تم۔۔کیا اول فول بک رہے ہو۔۔۔جاؤ یہاں سے!!" وہ غلطاں پیچاں تیزی سے قدم بڑھاتے آگے بڑھ گئی۔۔۔آگے ہی اُسے چنگچی کھڑی نظر آئی۔۔

"بھیا۔۔۔"

خضر بائیک دوڑا کر آگے تیزی سے لایا۔۔

"دُعا کیا ضرورت ہے چنگچی کی؟"

چنگچی والے نے یکدم خضر کو دیکھا۔۔اور اُس نے اُسے دیکھ کر دُعا کو دیکھا۔۔کچھ روز قبل اُسے عروہ یعقوب مالِک کا دیکھا پ وَ ام یدآ یـ۔۔۔

"دُعا!!" وہ غصے سے اُکتا کر بولا تھا۔۔دُعا چنگچی میں پڑھنے لگی تو خضر نے ہاتھ بڑھا کر اُس کا ہاتھ مروڑ کر کھینچا۔۔۔

"بھیا دیکھو!!" دُعا پڑی۔۔اور وہ چنگچی والا چل پڑا۔۔

"اپنے مسئلے گھر میں حل کیا کرو۔۔ہمیں کیا کہتے ہو۔۔"

"چاچ میرے ساتھ تمیزی مت کرو!!" دُعا چنگھاڑ کر بولی۔۔ خضر نے زبردستی اُسے کھینچ کر آگے بٹھا لیا۔۔

"میں بچی نہیں ہوں۔۔"

"ہمارے لیے بچی ہی ہو۔۔"

"یہ کیا تمیزی ہے۔میں ابو کو بتاؤں گی!!!" وہ دھڑ دھڑاہٹ سے بولی تھی۔۔۔

خضر کِک لگا کر بائیک دوڑا لے گیا۔۔

☆.....☆.....☆

خضر نے تیزی سے اسکوائر میں لاتے بائیک روکی۔۔تو دُعا اُسے دھکا دے کر چھلانگ لگا کر بائیک سے اُتری اور دوڑتے ہوئے جہانزیب صاحب کی دُکان کی جانب جانے لگی۔۔

"ابو!!" وہ چنگھاڑ کر بولی تھی۔۔لاءاسکول سے تھکا ہارا وقاص آتے چونکا۔۔۔

"ابو!!!" انکل ہارون بھی کام سے آئے تھے۔۔۔

دُکان میں جہانزیب صاحب گوشت میں سے چاپیں الگ کر رہے تھے۔۔

"ابو!!!"

وہ دُکان کے قریب آتے گلا پھاڑ کر بولی۔۔۔

"ابو!!"

جہانزیب صاحب یکدم چونکے۔۔

وہ سیڑھیاں چڑھ کر تیزی سے دُکان میں آئی۔۔۔

"ابو چاچا نے میرے ساتھ بدتمیزی کی ہے!!"

جہانزیب صاحب ماتھے پہ بل ڈالے اُسے دیکھنے لگے۔۔اُنہوں نے چھرا شیلف پہ رکھ دیا اور دُعا کو دیکھا۔۔دُعا پھولی پھولی ہوئے سانس سے بولی۔۔

"ہاتھ مروڑے ہے اُس نے میرے۔۔غلط باتیں بولی ہیں مجھے۔وہ بھی بیچ سڑک میں!!"

"کیا غلط باتیں بولی ہیں؟" انکل ہارون خضر کے ساتھ دُکان میں چلے آئے۔۔۔

دُعا جھٹ سے پلٹی اور اُنہیں دیکھ کر خضر کو دیکھتے بولی۔۔۔

"غلط باتیں کہی ہیں۔۔جو اِسے نہیں بولنی چاہیے تھیں۔۔۔"

جہانزیب صاحب برہم ہوئے۔۔۔

"بولا کیا ہے؟ وہ بتاؤ؟"

دُعا کا خون اُبل کھانے لگا۔۔

"وہ میں نہیں کہہ سکتی۔۔۔"

انکل ہارون نے خضر کو دیکھا اور سختی سے پوچھنے لگے۔۔

"کیوں میاں؟ کیا کہا ہے تم نے اِس آفت آرا سے؟"

خضر نے اپنے سنجیدہ انداز میں اُنہیں دیکھا۔خشک لبوں پہ زبان پھیری۔۔دُعا جھٹ

پٹائی۔۔"بتاؤ!!"

اور خضر سادگی سے بولا۔۔

"میں نے اِسے کہا تھا۔۔میں اِس کے بغیر نہیں رہ سکتا۔۔۔"

دُعا جھنجھلا کر بولی۔۔

"پورے تلفظ اور۔ کلام سے بتاؤ۔تم نے اور کیا کیا بولا تھا!!"

انکل ہارون خفا ہوئے۔۔

"ارے کیا ٹمک ٹوئیاں مار رہے ہو۔مختصراً بتاؤ۔کہا کیا ہے؟"

خضر بولا۔۔

"یہی مطلب تھا میرا!!"

جہانزیب صاحب اُسے گھور کر دیکھتے پوچھنے لگے۔۔

"اور تمہیں دن دہاڑے بیچ سڑک کے کس چیز نے آمادہ کر دیا۔۔کہ تم ہاتھ مروڑ مروڑ کر اُس سے اظہارِ محبت کرو۔تمہیں اس پورے شہر میں اور کوئی استھان نہیں ملا یہ حرکت کرنے کے لئے؟"

انکل ہارون نے تائید کی۔۔

"صحیح بات ہے۔۔بچی offend ہوگئی ہوگی!!"

وہ سانس لینے کے لئے رُکے پھر بولے۔۔

"بتاؤ کیوں کی یہ حرکت تم نے؟"

خضر نے ایک گہری سانس لی اور بولا۔۔

"طلاق مانگ رہی تھی!"

"ہوہ!!" دُعا نے جھما کے سے منہ پہ ہاتھ رکھ لیا۔۔وہ بمشکل خود کو کمپوزر ت کہنے لگی۔۔۔۔

"طلاق اِز آ اسٹرا َ ورڈ۔۔میں نے یہ نہیں کہا تھا!!"

انکل ہارون اب ۰ راضی سے بولے۔۔۔

"اوہو مختصراً بتاؤ کیا کہا تھا؟"

خضر نے جواب دیا۔۔

" کہا تھا چھوڑ دو!!"

جہا ٘ ۔ یہ ۔ صا ۔ نے جھونجھل ہو کر دُعا کو دیکھا۔۔

" کیا یہ سچ بول رہا ہے شہزادی؟" دُعا نے گڈ مڈ ہوتے ذہن سے جہا ٘ ۔ یہ ۔ صا ۔ کو دیکھا۔۔

"ابو میرا یہ مطلب نہیں تھا۔"

خضر ا ایہ مسکراہٹ سے دُعا کو دیکھ رہا تھا۔۔خضر نے حساب بے ۔ ق کر دیا تھا۔کل اُس نے اُس کا تماشہ لگایا تھا۔۔آج اُس نے اُس کا تماشہ لگا دیا تھا۔۔۔بیک وقت میں محبوب اور دُشمن صرف میاں بیوی ہی ہوتے ہیں۔۔۔میاں بیوی سے ۔ ٹ اا یہ دوسرے کا دو ت بھی کوئی نہیں ہوتے۔۔اور ۰ ہی دُشمن۔وہ کہتے تھے وہ قدم سے قدم کر چلتے تھے۔۔۔وہ ۔ ا ۔ ی کی ٹکر دیا کرتے تھے۔۔۔ ٘ کوئی اُن کے رشتے میں مظلوم تھا۔۔ ٘ کوئی ظالم۔۔وہ جو کرتے تھے ۔ ا ۔ ی سے کرتے تھے۔۔۔جنس کا فرق اُن کی ز ٘ گی کی لغت میں نہیں تھا۔۔۔

"غلط ۔ ت ہے ڈی۔۔کے ۔ ٹے!!" ہارون انکل نے خفگی اور ت سف سے اُسے دیکھتے کہا تھا۔۔

جہا ٘ ۔ یہ ۔ صا ۔ عتاب سے خضر اور دُعا کو دیکھتے کہنے لگے۔۔

"چلو ذرا آج تم دونوں او پ۔۔۔بتا ت ہوں میں تم دونوں کی ماں کو۔۔۔" جہا ٘ ۔ یہ ۔ صا ۔ نے گو ش یہ فری ٘ ر میں رکھا اور اُنہیں دکان سے ۔ ہر نکالا۔۔۔

وہ دُکان کے شٹرَ اتے کہہ رہے تھے۔۔

"تماشہ گاہ بنا یہ ہوا ہے اِس اسکوائے کو۔۔۔ ڑے آئے ٘ تماشہ کار۔۔کرواتے ہوں تم دونوں کا پورا پورا علاج!!"

خضر سادگی سے ہاتھ ٘ ھے کھڑا تھا۔۔دُعا ماؤف ہوتے دماغ سے یہاں وہاں دیکھ رہی تھی۔۔۔

"چلو ذرا!!" وہ لا لگا کر اُن کی طرف آئے۔۔

"چلو دونوں!!"

خضر اور دُعا چلنے لگے۔۔دُعا چلتے ہوئے اُسے دیکھ کر ٹ ھتے ہوئے بولی۔۔

"تم نے زیدتی کی ہے میرے ساتھ!!"

خضر نے سادگی سے کہا۔۔

" کم از کم میں نے جھوٹ نہیں بولا!"

"میں تمہارا منہ نوچ دُوں گی!!"

خضر نے گھور کر اُسے کہا۔۔

"زبن سنبھال کر بت کرو۔۔ دیکھ رہے ہیں!!"

جہا ٘ یہ صا پلٹ کر بس پڑے۔۔۔

" سسس۔۔چل رہے ہیں ٘ او پ۔۔۔۔پھر بیشک محاذ کھول دینا۔۔"

اُن کے ٹوکنے کے وجود وہ بلڈ میں داخل ہوتے بھی منمنائے جا رہے تھے۔۔۔ ہر کوئی بلڈ میں اُنہیں دیکھ رہا تھا۔۔

"چا ٘۔۔۔تم دیکھنا میں اِس رسوائی کا لہ ضرور لوں گی۔۔۔"

"تم نے خود بکواس کی تھی۔۔۔میں نے کچھ نہیں کہا تھا۔۔۔سمجھ آئی ہے تمہیں!!" وہ دبے دبے غصے سے بولا تھا۔۔۔

لڑتے لڑتے وہ سیڑھیاں چڑھ کر اوپر آئے۔۔جہانزیب صاحب نے زور سے دروازہ کھولا۔۔وہ طوفانی رفتار میں اندر داخل ہوئے۔۔۔دُعا دھاڑتے ہوئے اندر آئی۔۔

"امی!!" اور خضر نے زور سے دروازہ بند کیا جس کی دھماکے دار آواز دو منزلوں تک سنائی دی تھی۔۔۔

ہمسایوں میں بچے نے جھرجھری لیتے اپنی والدہ سے پوچھا تھا۔۔

"امی یہ کیا ہوا ہے؟"

جواباً وہ اُس کا ہاتھ کھینچتے اُسے اندر لے جانے لگیں۔۔

"بیٹا قصائی لڑ رہے ہیں!!"

☆.....☆.....☆

"امی!!" دُعا لاؤنج میں کھڑی شور مچائے جا رہی تھی۔۔۔

"امی چاچو نے میرے ساتھ بڑی زیادتی کی ہے امی!!"

ربیعہ بیگم لاؤنج میں چلی آئیں۔۔۔

"امی اِس نے مجھے زمانے بھر میں ذلیل کر دیا ہے!!"

"کیا ہے؟ کیوں زمین آسمان کے قلابے ملا رہی ہو؟"

جہانزیب صاحب سر پکڑ کر کاؤچ پر بیٹھے تھے۔۔۔خضر ہمیشہ کی طرح خاموش ایک طرف کھڑا تھا۔۔اُستاد کی دی exercise نے اُس پر اثر کیا تھا۔۔۔وہ آج کی ٹینشن پریشانی جیسے پہلے ہی نکال چکا تھا۔۔

"امی اِس نے بیچ سڑک میں میرے ہاتھ مروڑ کر بدتمیزی کی ہے میرے ساتھ۔۔"

ربیعہ بیگم نے ایک گھور کر خضر کو دیکھا اور لاؤنج سے کچن کے لئے پلٹ گئیں۔۔۔"میں کیا کروں اِن کا تو روز کا ہی تماشہ ہے۔۔۔"جہانزیب صاحب ربیعہ بیگم کو ذرا حیرت سے دیکھتے بولے۔۔

"ربیعہ سُنو چھوٹی کی بات!!"

ربیعہ بیگم کچن میں آکر تیل ہانڈی میں نکالتے ہانڈی بھوننے لگیں۔۔

"اپنی اولاد ہیں خود ہی دیکھیں۔۔ساری زندگی میں نے ہی دیکھا ہے۔۔اب بھی میں ہی دیکھوں۔۔تو آپ کے ہونے کا مجھے کیا سُکھ۔۔بمیں کیا کروں۔۔خود ہی نمٹیں۔۔"

جہانزیب صاحب نے ایک گہری سانس لی اور سیدھے ہو کر بیٹھے۔۔اُنہوں نے ہاتھ ملتے سختی سے خضر کو دیکھا۔۔

"ہاں او۔۔۔کیوں مروڑے ہیں تُو نے اِس کے ہاتھ؟"

دُعا جھٹ سے خضر کو دیکھتے بولی۔۔۔

"ساتھ پورے طریقے سے بتاؤ۔۔۔بتاؤ۔۔تم نے کیسے مجھے وہ وہ باتیں بولی ہیں!"

خضر نے سادگی سے دُعا کو دیکھا۔۔

"ایسے تو نہیں ہوتا۔۔ہر کسی کے سامنے!!"

دُعا کا اشتعال اور حیرت کے مارے مُنہ کُھل گیا۔۔

"ابو دیکھیں۔۔۔کیسے بدتمیزی کر رہا ہے یہ!!"

ربیعہ بیگم کسکتے سر سے اپنا اسمارٹ فون کھولنے لگیں۔۔اُنہوں نے وڈیو ریکارڈر کھولا۔۔اور گھی کے ڈبے سے ٹیک لگا کر اُسے کھڑا کر دیا۔۔۔

"دکھاؤں گی یہ . میں لقمان صا . کو۔۔"

. ہر جہانز . صا . جھڑک کر بولے۔۔

" پ کرو تم دونوں۔۔۔"

دونوں ٹ ۔۔۔

"میں ای ای کر کے پوچھ رہا ہوں ۔۔۔جو . ت پوچھوں اُسی کا جواب دو۔۔"

جہانز . صا . سانس ی کے لئے رُکے اور پھر خضر کی طرف متوجہ ہوئے۔۔

"بتاؤ تم۔۔۔کیوں مروڑے ہیں تم نے اِس کے ہاتھ؟"

دُعا گھور کر اُسے دیکھ رہی تھی۔۔

"غلط . ت کی ۔۔۔حلف اُٹھواؤں گی تم سے!"

خضر نے ای گہری سانس لی اور سنجیدگی سے جہانز . صا . سے کہنے لگا۔۔

" چنگچی پ سوار ہو رہی تھی۔۔ہاتھ نہیں مروڑے تھے۔۔کھینچ کر نیچے اُ ؔرا تھا۔۔سخت غصہ آ رہا تھا اُس وقت مجھے۔۔ ہیں ایسے حالات؟ کہ اِسے جانے دیتا۔۔میں زم تو نہیں ہوں ا . ۔۔جو میں کالج کے . ہر جا کر کھڑا ہو جاؤں۔۔ساتھ میں اِس کی . تمیزیں . دا شت کروں۔۔. . . ی تھا ۔ وہاں پ تماشہ لگانے کی کیا ضرورت تھی اِسے۔۔گھر آ کر بھی . ت ہو سکتی تھی ۔۔۔ساری . تیں ای طرف۔۔چنگچی پ کیوں سوار ہوئی۔۔۔شکر کریں ابو ہاتھ مروڑے ہیں۔۔ نہیں تو دل چاہ رہا تھا وہی پیٹنا شروع کر دوں۔۔۔"اُس نے گھور کر دُعا کو دیکھا اور چبا چبا کر بولا۔۔

"سمجھا دیں اِسے۔۔آئیندہ اَ یہ مجھے رکشہ ی چنگچی پ بیٹھتی آئی ۔۔۔تو مار مار کر اِسے پیلے سے نیلا کر دوں گا!!!"

دُعانے چنگھاڑ کر خضر پہ جھپٹا مارا اور اُس کے ب ل پکڑ لیے۔۔۔ جہا ن ی ب صا ب یکدم چونک

پڑے۔۔۔

"کیا بکواس کی ہے۔۔۔کیا بکواس کی ہے؟" وہ خضر کا سر نیچے کی طرف گھمائے رہی تھی۔۔

خضر نے درد سے آنکھیں میچ لی تھیں۔۔۔ بڑی مشکل سے ضبط کر رہا تھا۔۔ اُس نے واقعی

اُس کے ب ل بہت زور سے نوچے تھے۔۔۔ اپنے شکنجے میں اُنہیں لئے وہ زور زور سے گھما رہی

تھی۔ جڑوں سے درد اُٹھ رہا تھا۔۔۔ جہا ن ی ب صا ب فی الفور اُٹھے اور دُعا کو شانوں سے

تھامتے اُنہوں نے پیچھے کیا۔۔

"شہزادی۔۔ چھوٹی۔۔۔ ای ۔۔ ای منٹ!!" وہ ہنوز طیش سے اُس کے ب ل پکڑ کر دا

ب اُسے گھما رہی تھی۔ خضر نے ای چیخ نہیں نکالی تھی۔۔

جہا ن ی ب صا ب نے اُس کے ہاتھ پکڑتے کہا۔۔

"دیکھ چھوٹی۔۔ چھوٹی۔۔ آرام سے ب ت کرتے ہیں۔۔" بمشکل منت سما ب ی کرتے اُنہوں

نے اُس کے ہاتھ خضر کے ب لوں سے چھڑائے۔۔۔

خضر نے ٹیستے سر سے دا ب سر ہلاتے آہ بھری۔۔ اور پھر خود کو کمپوز کرتے جہا ن ی ب

صا ب کو دیکھتے کہا۔۔

"ا ب ن اقسم۔ اَ اِس کے ب لوں پہ میری کمائی ن لگی ہوتی۔۔ تو میں اِس کے سر پہ ای ب ل نہیں

رہنے دیتا۔۔۔"

دُعا چیخ کر جہا ن ی ب صا ب کو دیکھتے بولی۔۔

"ابو یہ گھر تشدد ہے!!"

جہا ن ی ب صا ب متفکر و مضطرب سے بولے۔۔

"بیٹے تم نے کون سا ابھی شگوفہ چھوڑا ہے۔۔تم نے بھی تو گھر تشدد ہی کیا ہے۔۔"

چاہے اُستاد کتنا سمجھا یت۔۔چاہے وہ اپنی عمر سے کتنی بڑی بڑی باتیں کریت۔۔چاہے وہ کتنا سمجھداری کا مظاہرہ کرنے کی کوشش کرتے۔۔تھے وہ بچے ہی۔۔اور بچوں کا بچپنہ کہیں نہ کہیں چھلک جاتا ہے۔۔۔

خضر کے دآنے پر جہانزیب صاحب اُس سے کہنے لگا۔۔

"اِس سے پوچھیں۔۔دن دہاڑے بیچ سڑک میں اِس نے میری شرٹ کیوں سے کیوں نوچی؟ میں کوئی مشٹنڈا ہوں، آوارہ ہوں؟اور یہ درہے۔۔یہ حرکت ہاتھ مروڑنے سے پہلے کی ہے!"

دُعا ہاتھ باندھے، ڈھیٹ بن کر سر جھٹکے، فرش پر نظریں مرکوز کیے کھڑی تھی۔۔جہانزیب صاحب نے بیزاریت سے اُسے جھڑکا۔۔

"بس کر۔۔شرم کر تھوڑی۔۔حیا کر ذرا۔۔ایسی بیوی نہیں ملے گی تُجھے۔۔۔تو کیا ہوگیا تھوڑی سی غلطی ہوگئی اُس سے؟"

"تو کیا کروں ایسی بیوی نہیں ملے گی؟ سارا دن کتا بن کے اِس کے پیچھے چاپلوسی تو کرتا رہتا ہوں؟" یہ سُنتے دُعا کا حیرانگی سے منہ کھولا۔۔۔

"ہوہ!!" وہ دم بستہ اُسے دیکھ رہی تھی۔۔۔خضر کی بات کی جواب دے رہا تھا۔۔

"اور کیا کروں؟ نہیں اور کیا کروں؟ خانقاہ پر جا کر دیے جلاؤں؟ یا آستانے پر جا کر کالا بکرا دوں؟"

جہانزیب صاحب بمشکل روئی سے اُسے ہاتھ دکھا دکھا کر بولے۔۔

"دیکھو دیکھو۔۔۔کیسے کیسے۔ یہ۔ چلتی ہے۔۔ایسے چلتی ہے جیسے۔ یہ پر چلتی ہے۔۔۔۔"

خضر انسنی کرتے اُن سے کہنے لگا۔۔

"ساری .تیں چھوڑیں۔۔ اِس سے پوچھیں۔۔ سڑک پہ کھڑے ہو کر۔۔ 'مجھے چھوڑ دینا' کا قول وقرار یـ ٘ کا اِس کا مقصد کیا تھا؟ آپ پوچھیں اِس سے۔۔ کیا تـ ٘تی تھی اِس کی؟ بیچ سڑک یہ .ت کرنے کی۔۔۔"

وہ سانس یـ ٘ کے لیے رُکا۔۔

"آگے سے ٹکے ٹکے کی .تیں سُن لیں آپ اِس سے۔۔ ٹ ٘ . ا. اور حرکتیں دیکھیں۔۔۔ کل اِس نے . کے سامنے آ. و ٹکے کی کر دی ہے میری۔۔ اور میں یہاں سچ آ کر بتاؤں۔۔ تو اُس پہ بھی مجھ ہی پہ ٹھا رہی ہے . کو۔۔"

وہ سنجیدگی اور غصے کے عالم میں دھیمی آواز میں اُن سے کہہ رہا تھا۔۔

"میں نے کیا اِس کی ز ٘ گی . . دکی ہے؟ امی نے کی ہے اِس کی ز ٘ گی . . د۔۔۔ اور میری بھی!!!" اگلے ہی لمحے . ق رفتاری میں ربیعہ بیگم لاؤنج میں آ اور دھاڑتے ہوئے اُنہوں نے زور سے دُعا اور خضر کا آپس میں سر کر مارا۔۔ دُعا کی مجنو ٘ نہ چیخ سارے لاؤنج میں گو ۔۔ وہ اُنہیں دیوانہ وار غا ٴ . دماغی سے پیٹ رہی تھیں۔۔

"کیا کیا . رہے ہو۔۔۔ کیا . رے ہو۔۔ چھ مہینے سے تماشے دیکھ رہی ہوں۔۔۔ انتہا ہو گئی ہے میری!" جہا ٘ یـ . صا . کا وہ ظالمانہ منظر دیکھ کر کلیجہ منہ کو آ رہا تھا۔۔

"آہاہا امی!!!" دُعا کسک کے روئی تھی۔۔ آ ؤں سے رو رہی تھی۔۔۔ دونوں کو وحشیانہ ا ٘ از میں پے در پے چماٹ پڑے تھے۔۔ ربیعہ بیگم کو یوں غصہ آتـ نہیں تھا۔۔ ایـ مرتبہ آتـ تھا۔۔۔ بچپن سے اِسی طرح وہ اُن سے پٹـتـ تھے۔۔ اچھے خاصے بیٹھے بٹھائے لڑنے لگ جاتے۔ ربیعہ بیگم سے پٹـتـ اور پھر مار پیٹ کر وہ اُنہیں الگ بٹھا دیتیں۔۔۔ جہا ٘ یـ . صا . جھجھری یـ تـ اُس دل ا ٘ وز منظر کو دیکھ رہے تھے۔۔۔

"لڑو۔۔لڑو تم دونوں اب۔۔لڑو!!" دُعا کی چیخیں ۔ ہرت جا رہی تھیں۔۔

"ارے ربیعہ بس کر دو۔۔ربیعہ جوان بچے ہیں !!" جہان ۔ ۔ اُنہیں پیچھے کھینچنے لگے۔۔خضر کے نوک دار ۔ لوں میں بم پھٹا تھا۔۔دُعا کا اسکارف کھل َ ی تھا۔۔جسم کا ایسا کوئی ہی حصہ تھا جہاں تھپڑ اور جوتیاں نہیں پڑ ی تھیں۔۔۔دُعا زور زور سے سسکیاں ی آ وٗں سے رو رہی تھی۔۔۔

خضر ساتھ بیٹھا دا ہاتھ سے گال پ ہاتھ پھیر رہا تھا۔۔

"ربیعہ بس جوان بچے ہیں!!"

ربیعہ بیگم ۔ کی اب دم ۔ ڑھتے پیچھے ہو ۔۔۔

"لڑو اب تم دونوں۔۔۔آئے آواز مجھے تم دونوں کی۔۔پنکھے سے ٹ دوں گی تم دونوں کو۔۔۔ ایسا کلیش پڑا ہوا ہے اِس گھر میں۔۔کہ جانے کا ۔ م ہی نہیں ی ۔۔۔دفع ہو جاؤ یہاں سے دونوں۔اور ا ی ساتھ بیٹھے ۔ آؤ۔۔اُٹھو!!"

اگلے ہی لمحے دونوں اُٹھے۔

دُعا َ یہ وزاری کرتے اپنے کمرے میں جانے لگی۔۔اور خضر سر جھٹک کر کراہتے ہوئے اپنے کمرے کو۔۔ربیعہ بیگم نے جو ۔ فرش پ کر غیظ سے دونوں کی پشت کی جا ۔ دیکھا۔

سو سُنار کی ا ی لوہار کی۔۔جہان ۔ ی ۔ صا ۔ جو ہر روز کی ڈا ٹ مار میں نہیں کر پ ئے تھے۔۔ وہ ربیعہ بیگم کی ا ی ہی مرتبہ میں ہو َ ی تھا۔۔ربیعہ بیگم نے بکھری لٹوں کو کان کے پیچھے اڑ ستے ٹھنڈی آہیں بھریں۔۔دل دُکھا تھا۔۔ اس کے علاوہ اور ا ی دیسی پ کستانی ماں کیا کر سکتی تھی۔۔وہ بے حال جوتی پہن کر لاؤنج سے جانے لگیں تو جہان ۔ ی ۔ صا ۔ اُنہیں دیکھتے سخت خفگی سے بولے۔۔

" کیوں کی ہے تم نے یہ حر ت ؟"

آواز پ وہ دھیرے سے پڑے ۔۔اُنہوں نے غیظ بھری کٹار وں سے اُنہیں دیکھا اور بھوں اُٹھا کر بولی۔۔

" کیا میں نے کبھی آپ سے پوچھا ہے؟ آپ نے خضر کو کیوں مارا؟ یُ دعا سے کیوں لڑائی کی؟ پوچھا ہے میں نے؟"

جہانز یب صا ب یز پ ہاتھ رکھ کر بولے۔۔

"وہ میرے بچے ہیں۔۔۔تمہیں کیا ضرورت تھی درمیان میں بولنے کی۔۔زیدہ اپنا قبالہ لکھوانے کی ضرورت نہیں ہے۔۔سمجھی تم!"

ربیعہ بیگم نے ماتھے پ بل ڈالتے کہا۔۔۔

"تو وہ میرے بچے نہیں ہیں۔۔؟ میری اِس گھر میں صرف خادموں کی حیثیت ہے؟ آپ کی اطلاعات کے لئے میں آپ کو بتاتی چلوں۔۔جہانزیب صا ب ۔۔۔ ب آپ یہاں نہیں تھے۔۔ت ب میں نے ہی اِن بچوں کو ب پ اور ماں بن کر پ لا ہے۔۔اور آج آپ کہہ رہے ہیں۔۔یہ آپ کے بچے ہیں۔۔اولاد کو صرف اپنا ن م دے کر ہی اَ اولاد آپ کی ہوتی تو اُسے توجہ اور محبت دینے کی ضرورت نہیں پڑتی۔۔۔چھ ماہ ہو گئے ہیں۔۔پورے چھ ماہ۔۔ہر روز کا مسئلہ بنا ہوا ہے۔۔ہماری زن گیوں سے گو یسکون لفظ ہی مِٹ چکا ہے۔۔ساری ساری زن گی میں کر کر کے تھک گئی۔۔۔آپ نے میری کبھی عزت نہیں کی۔۔کتنا ب دا ش ت کروں میں مزی۔۔۔ ن ا کے لئے میرے معا ت میں مت بولا کریں۔۔۔یہ بچے میرے ہیں اور مجھے پتا ہے مجھے اُن کے ساتھ کیا معاملہ کرن ہے۔۔" ربیعہ بیگم نے اُن کے آگے ہاتھ جوڑ لیے تھے۔۔

جہانزیب صاحب تندی سے اُنہیں دیکھتے کہہ پڑے۔۔

"ہاں۔۔تم ہی نے باپ بن کر پالا ہے۔۔۔میں نے تو کچھ نہیں کیا۔۔۔۔آخر تم نے کیا ہی کیا ہے؟ میں بتاتا ہوں۔۔عیش کی زندگی گزاری ہے تم نے یہاں۔جلا تو میں ہوں پردیس۔۔اور پیچھے سے تم اولاد کی بھی پرورش نہیں کر پائی صحیح طرح۔۔ارے بتاؤ ذرا کون سے عرش کے تارے توڑ کر لائی ہو بچوں کے لئے۔۔۔دلائل کے ساتھ بات کرو بیگم، یونہی کاٹھ کے گھوڑے مت دوڑاؤ۔"

جواباً ربیعہ بیگم کہنے لگیں۔۔

"آپ کے آسرے پر رہتی نا۔۔تو وہ حال ہوتا۔۔گنگی نہائے گی کیا؟ نچوڑے گی کیا؟ ساری زندگی سلائی کر کر کے رہ گئی میری۔۔نا مجھے نوکری ملی۔۔نا آپ نے کرنے دی۔۔کیا گِلہ کرنا۔۔" اُنہوں نے دل گرفتگی سے دوپٹے کا سرا پکڑ کر انگلیوں پر مروڑنا شروع کر دیا۔۔

"یہاں ڈاکٹر بے روزگار بیٹھے ہیں۔۔ہمیں کیا نوکری ملنی ہے۔۔اگر میں کمائی نا کرتی نا۔۔تو پھر ہم بھی۔۔ماگھ ننگے بیساکھ بھوکے ہوتے۔۔آپ کی کمائی سے تو بس مشکل سے گھر کا کرایہ ہی نمٹتا تھا۔۔اور آج آپ مجھ سے کہہ رہے ہیں۔۔خیر آپ کو بات سمجھانا تو فارسی بگھارنے کے مترادف ہے۔۔۔مختصراً یہی کہوں گی۔۔آپ مانیں یا نا مانیں۔۔لیکن زندگی کے اِس مقام پر آپ میری لاٹھی ٹیک کر پہنچے ہیں۔۔افسوس ہوتا ہے مجھے!!" ربیعہ بیگم کی آنکھیں بھیگ گئیں۔۔دل تڑپ اٹھا تھا۔۔

"کہ میں نے آپ کا رشتہ قبول کیا۔۔اپنی ساری زندگی زہر آلود کر دی۔۔اپنی زندگی کے اکیس سال تباہ و برباد کر دیئے۔۔بہت ہوتے ہیں اکیس سال۔۔"

جہانزیب صاحب سامنے کھڑے بے بس چہرے سے اُنہیں دیکھ رہے تھے۔۔۔

" صحیح کہتے تھے میرے بھائی۔۔آپ سے تو میرا قارورہ ہی نہیں ملتا۔۔۔مت کرو اِس کا بیاہ۔۔لیکن میری ماں نے ہی میری زن گی ز آلود کردی۔۔بس۔۔۔ ڑی ہوگئی۔میں نہیں یہاں رہنے والی۔۔مجھے کون سے نفلوں کا ثواب ہو رہا ہے۔۔میں جا رہی ہوں۔۔سنبھالیں اپنی اولاد۔۔میں بھی دیکھوں کیسے سنبھلتے ہیں آپ سے!"

جہان ب صا نے سادگی سے پوچھا۔۔

"یہاں سے جا کر کہاں رہو گی؟"

ربیعہ بیگم کر بولیں۔۔

"امن میں!"

(ربیعہ بیگم کے بھائی ملتان شفٹ ہو چکے تھے۔۔)

" کرتی ہوں میں اپنے بھائیوں کو فون!!"

یہ کہتی وہ تیزی سے ڑے ڑے ڈگ بھرتے لاؤنج سے نکل گئیں۔۔۔جہان ب صا لا پ وائی سے صوفے پ بیٹھ گئے۔۔

"اِس نے کہاں جان ہے۔۔۔بس تماشے لگائے ہیں۔۔جیسے خود تماشہ ویسے اولاد کو بھی تماشہ بنا دیا ہے۔۔ہونہہ!"

وہ کمرے میں آ ۔۔اُنہوں نے الماری کھولی اور سوٹ کیس نکالا۔۔

"بس۔۔آج تو میں نے اُنہیں جا کر ہی دکھان ہے!!" یکدم سر کے آر پ را ی کرن سا محسوس ہوا۔جسم جیسے ٹھنڈا پ ی۔۔

"ہائے!!" ربیعہ بیگم سر کو چھوتے کراہ کر زمین پ ی لگیں۔۔

آنکھوں میں غنودگی سی ا رہی تھی۔۔۔چہرے کا ر پیلا پ ی تھا۔دل سا لگ ی

تھا۔۔

"ہائے میرے ۔ ا۔۔یہ کیسی طبعیت ہورہی ہے۔۔۔"بصر ڈھد لانے لگ گئی تھی۔۔۔۔

ٹھنڈے پسینے آنے لگے تھے۔۔۔۔

دُعا کمرے میں کپڑے تبدیل کر کے کتابیں کھول کر طرارے بھر رہی تھی۔۔اگلے پ پچ میں صرف ای ہی چھٹی تھی۔۔۔اِس لئے مار کھانے کے بعد اُس کے پ س زیدہ دیت رونے کا بھی وقت نہیں تھا۔۔۔خضر سر پکڑ کر پلنگ پ او ھایٹ تھا۔۔دُعا نے ۔ سے اُس کے ۔ل کھینچے تھے۔۔ت ۔ سے سر میں جڑوں سے درد اُٹھ رہا تھا اور آنکھوں ت جا رہا تھا۔۔

گھڑی گھڑی بعد وہ کروٹیں ی کراہ رہا تھا۔۔۔

۔ہر بیٹھے جہا ی ۔ صا ۔ کر بولے۔۔۔

"ہاں نکلی نہیں تم اب ت ؟ بتاؤ پھر ۔ کی ٹِکٹ کرواؤں؟ جا بھی ہے کہ پھر لارے لپے لگا رہی ہو؟ اِس ۔ ر چلی جاؤ گی ؟ یہ ہو از قبل جاؤ مت۔۔اور میرے پیسے ضائع ہو جا ۔۔"

چند لمحے ر گئے۔۔

"ہاں جواب کیوں نہیں دے رہی؟" جہا ی ۔ صا ۔ اُٹھ کر لاؤنج سے لگے۔۔

"مر تو نہیں گئی؟"

"کیا مصیبت ہے۔۔سوچتا تھا اتنے سال کام کر لیا۔۔اب اپنے ملک جا کر سکون کروں گا۔۔ کیا پتا تھا۔۔یہاں اُس سے زیدہ ذ ت ہے۔۔۔پتا ہوت ۔۔اُدھر ہی رہتا۔۔۔کتنا خوش تھا اُدھر۔۔ کوئی چک چک۔۔ کوئی رو ۔۔۔یہاں تو سالے تماشے ہی ختم نہیں ہوتے۔۔۔ہر روز نہیں نوٹنکی۔۔ایسی اولاد اور بیوی سے بہتر ہے ا ن چھڑے کا چھڑا رہ جائے۔۔۔ ۔ سکون ہی نہیں ہے زن گی میں۔۔۔کیا فائ ہ ایسی ازدواجی زن گی کا؟ بھائی بہنوں کا سکون۔۔

اولاد کا۔۔ بیوی کا۔۔۔کیاز گی ہے میری؟" وہ ہاتھ اُٹھا کر کلستے ہوئے کمرے میں چلے آئے۔

"ربیعہ!!" پہلی سامنے فرش پ گئی تو پتھرا گئے۔۔

"ربیعہ!!" لمحے بھر کے لئے دماغ کام نہیں کیا تھا۔فرش پ ربیعہ بیگم پیلے زرد چہرے سے بے سُد پڑی تھیں۔۔جہا ی صا کھلبلا کر ہر آئے اور اُنہوں نے خضر کے کمرے کا دروازہ کھٹکھٹایا۔۔

"چا چا ۔۔ ہر نکل ماں کی طبیعت بگڑ گئی ہے تیری!!" خضرا ری کروٹ ی مزاجی سے بولا۔۔

"میں نے نہیں آ ا۔۔آپ جھوٹ بول رہے ہیں۔۔۔" جہا ی صا حواس خنگی سے دُعا کے کمرے کی طرف لپکے اور اُس کا دروازہ کھٹکھٹانے لگے۔۔

"شہزادی شہزادی دروازہ کھول۔۔۔ماں بے ہوش ہوگئی ہے تیری!!" ا ر پلنگ پ بیٹھی دُعا تیزی سے جھول جھول کر پڑھتے رُکی اور کر بولی۔۔

"جھوٹ بولیں ا۔۔ پڑھنے دیں مجھے۔۔میں نے نہیں صلح کرنی ابھی امی سے!"

جہا ی صا کا بی۔پی تیز ہونے لگ ی تھا۔۔اپنی خود کی طبیعت کہاں سے ٹھیک رہتی تھی۔۔قے کو دل آ رہا تھا۔۔وہ ی سے مو نکالتے دل سوزی سے کہہ رہے تھے۔۔

"ماں پ یہاں مر رہے ہیں۔۔اولاد کھتی ہے۔۔۔ا تُو جھوٹ بول رہا ہے!!"

ا ی تو اُن کے پ س تینتیس دس تھا۔۔ہارون انکل کو کال تے ہی اُنہیں دو منٹ لگ گئے تھے۔۔پ نچ منٹ میں وقاص کے والد ہارون انکل اور نورین آ او پ آ گئی تھیں۔۔جہا ی صا اور وقاص کے والد ربیعہ بیگم کو اُٹھا کر پلنگ پ لٹا رہے تھے۔۔وقاص نے حسیب کو کال

کر دی تھی۔۔ہارون انکل اور نورین آ خضر اور دُعا کے کمرے کے . ہر کھڑے اُن کا دروازہ کھٹکٹا رہے تھے۔

"دُعا کمرے سے . ہر نکلو۔۔ربیعہ . جی کی طبیعت ٘ اب ہو گئی!!"

"خضر یہ کیا . تمیزی لگائی ہے۔۔. پ کی . ت تمہیں سمجھ نہیں آ رہی۔۔ماں مر رہی ہے تمہاری!!"

وہ دونوں کمرے میں بیٹھے چو ۔۔دُعا نے دم بھر میں کتابیں پلنگ پہ پھینکیں۔۔خضر قلا . زیں لگا کر پلنگ سے اُ ٘ ا اور دونوں . ق رفتاری میں دروازہ کھول کر . ہر آ نکلے۔۔۔دونوں نے آمنے سامنے کھڑے ای دوسرے کو دیکھا۔۔دُعا خود سے بولی۔۔

"یہ وقت لڑنے کا نہیں۔"

خضر خود سے بولا۔۔

"یہ وقت ای فیملی . ٘ کا ہے!!"

اور۔خا ٘ ان تو وہی ہے۔۔جو مشکل پڑتے ہی۔۔بلا کسی وضا ٘ پھر سے ای ہو جائے!!"

دونوں دوڑ کر ربیعہ بیگم کے کمرے میں آئے۔۔

"چا ٘ بلڈ پ مشین لے کر آؤ!!یقیناً بی۔پی لو ہوا ہو گا امی کا!"

اُس نے فوراً ٘ کی اور دُعا اُن کی دیکھنے لگ گئی۔۔۔دُعا کا شک . لکل در ٘ نکلا تھا۔۔ربیعہ بیگم کا بی۔پی ہی لو ہوا تھا۔۔۔فوری طبی امداد تو اُس نے فراہم کر دی تھی۔۔حسیب جیسے آ ی تو جہا ٘ ی . صا . اُسے دیکھ کر بولے۔۔

"٘ ا کے واسطے اپنی دادی کو اِس متعلق کچھ مت بتا ٘ !"

جواباً اُس نے دھیرے سے سر کو خم دی۔۔

"اچھا!!!"

اسکوائ کی عورتوں کو رضیہ آ فخر سے سراو کر کر کے کہہ رہی تھیں۔۔

"میرا داماد ڈاکٹر۔۔ میرا داماد ڈاکٹر!!"

ربیعہ بیگم کو ہوش آ ی تو پہلی ہی . ت اُنہوں نے نورین آ کو دیکھ کر کہی۔۔

"سامان . ھو میرا۔۔ مجھے نہیں یہاں رہنا۔۔ کرو میرے بھائیوں کو فون۔۔ کوئی عزت نہیں یہاں میری۔۔ میں جا رہی ہوں بس۔۔۔"

ہارون انکل اُن سے کہنے لگے۔۔

"کیسی . تیں کر رہی ہیں چا کی امی۔۔ طبیعت ٹھیک نہیں ہے آپ کی۔۔ اور اب میں۔۔ آپ کو گار دیتا ہوں۔۔ یہ تینوں کچھ نہیں کریں گے۔۔"

ربیعہ بیگم نے آہ بھری۔۔

"ہائے ستا مارا ہے مجھے اِنہوں نے!!" چہرہ سُوجھا ہوا تھا۔۔ وجود میں بے تحاشا توانی محسوس ہو رہی تھی۔۔ ربیعہ بیگم کا پ اپ ہوا تو جہا . صا . بولے۔۔

"حسیب ب ڈ میرا بھی پ اپ کر لو ذرا!!"

دُعا نے شرمندگی سے حسیب سے چہرہ چھپا ی۔۔۔ رضیہ آ کی طرف چائے بن رہی تھی۔۔

"یہ آ ی کیوں نہیں ابھی ت حسیب؟" رضیہ آ حسیب کی راہ تکتے پوچھ رہی تھیں۔۔ تبھی زین دروازہ کھول کرا رفلیٹ میں آ یا اور مردہ دلی سے بولا۔۔۔

"ہر بندہ بھائی سے پ اپ کروانے لگ َ ی ہے!!" رضیہ آ نے جھنجھلاہٹ سے ران پ ہاتھ مارا۔۔

"ایتھے تے ایئٹ پُوٹو تے مریض نکل آ اے!!"

شام ہونے کو آئی تو عورتیں ربیعہ بیگم سے تیمارداری کی خاطر ملنے آئی تھیں۔۔دُعا کی صحیح سے پڑھائی نہیں ہو رہی تھی۔۔ا رہی ا رُسے غصہ آ رہا تھا۔۔عورتیں سبھی ربیعہ بیگم کے کمرے میں تھیں۔۔خضر کے چاروں دو لاؤنج میں بیٹھے تھے۔۔خضر کے سر کا درد شدید بڑھ یا تھا۔۔وہ زمین پر بیٹھا تھا اور شریم او پر کاؤچ پر بیٹھا تین چار تیلوں کو کر اُس کے سر کی مالش کر رہا تھا۔۔

ا ربیٹھی رضیہ آ کہہ رہی تھیں۔۔

"ای تے اے لاں نے سانو ڈا ای یا اے۔۔۔ وہو اا اے۔۔منہ اڈ کر لڑن لگ جا ے ۔۔کینا منہ تکے بندہ اپنا دا۔۔ہیں؟ کینا منہ تکے۔۔۔ہر ویلے ای ایتھے کنجر خانہ لا یہو اا اے۔۔کوئی دن دی ڑ ہو اا اے۔۔ہر وقت تے نہیں چنگا لگدا۔۔ہیں جی؟"

انکل ہارون نے دُعا خضر اور جہا صا کو سختی سے کہا تھا۔۔

"اب ا گھر کا سکون چاہتے ہیں آپ لوگ۔۔تو ا کے لئے کوئی تماشا نہیں۔۔کچھ دیکھیں بھی تو آنکھیں بند کر کے پی جا ۔۔اب کچھ روز ایسے ہی ای دوسرے کو دا ت کریں۔۔نہیں تو ا جی چلیں گئی۔۔تو ڑی مشکل ہو جائے گی۔"

ربیعہ بیگم سر پکڑے کراہتے ہوئے کہہ رہی تھیں۔۔

"ہائے۔۔دماغ کی دہی کر دی ہے اِس اولاد نے!!"

شریم کی والدہ بولیں۔۔

" جی وقتی آزمائش ہے۔۔"جواباً رضیہ آ ہاتھ ہلا کر بولیں۔۔

"اونئی جی نئی۔۔وقتی آزمائش نہیں اے۔۔اے شٹلیئاں دا روز دا کم ای بن یا اے۔۔کسب ای بنا لیئا اے تماشے لان دا۔۔تماشے تے ایتھے ایج لگدے ۔۔جیج۔۔۔پیہے (پیسے)

لینے ۔۔"
ربیعہ بیگم خضر کے خیال سے فکر مند ہو کر بولیں۔۔
"اتنی زور کے میرے چا کے اِس دُعا نے بال کھینچے ہیں۔۔ تب سے سر پکڑ کر بیٹھا ہے۔۔"
رضیہ آ نے گھور کر دُعا کو دیکھا۔۔
"نی گٹکو کئیوں پُوٹے نی منڈے دے وال؟"
دُعا احتجاجاً چینی انداز میں مسکرا کر بولی۔۔
"آ آپ ستو پئیں گی؟"
جواباً اُنہوں نے بے دلی سے ہاتھ جھلایا۔۔
"نئی مے نی پینے۔۔۔ ایتھے اپنے متو پئے ہوئے ۔۔ ستو پی کے اسی کی کریئے؟"
ربیعہ بیگم نے دُعا سے کہا۔۔
"جا کر چائے بناؤ کے لئے!" باہر خضر سر پکڑ کر اُٹھا۔۔
"میں بناتا ہوں۔ اُسے پڑھنے دیں۔۔" اور یہ سُن کر خواتین نے افسوس سے دُعا کو دیکھا تھا۔۔ دُعا خاموشی سے اُٹھ کر باہر نکل آئی۔۔ سامنے سے وقاص دندناتا ہوا اُس کے سامنے آیا۔۔۔
"توھان کي شرم نہ آئی ھی حر یت کندے؟"
دُعا نے سے کتاب لگائے اُسے گھور رہی تھی۔۔۔
"تمہیں پتا ہے اِس ملک میں کسی کا زبردستی ایک بال بھی تلف کرتے پی۔ پی۔ سی میں کیا سزا ہے؟"
دُعا گلا پھاڑ کر ئی۔۔۔

"شااااٹ آپ!"

وہ بھونچکا کر پیچھے ہوا۔۔اُسے لگا تھا۔۔جیسے اُس کے منہ کے سامنے دُعا نہیں بلکہ بلوڈرائیر کھڑا کر دیا تھا۔۔

"شٹ دادوزخ اپ!!اوکے!!"ساتھ اُس نے اُسے انگلی دکھائی۔۔۔

پیچھے سے آمنہ چلی آئی۔۔.

دُعا نے کنکھیوں سے آمنہ کو دیکھا۔۔اور وقاص کو دیکھ کر بولی۔۔

"اِس کے سامنے کروں کچھ!" وقاص مجبوراً ضبط کرتے اُسے ہاتھ دکھا کر ب ورچی خانے کو ہو لیا۔۔۔خضر آرام سے چولہے کے سامنے کھڑا۔۔ ڈھائی میں تل رہا تھا۔۔اور دوسرے چولہے پ چائے بنا رہا تھا۔۔۔

زین اور شریم اُس کے دکھڑے تھے۔۔وقاص اُسے دیکھتے کہہ پڑا۔۔

"میں ایسی لڑکی کے ساتھ دو منٹ نہیں رہ سکتا!"

خضر نے سادگی سے کام کرتے کہا۔۔"اور میں بیس سالوں سے رہ رہا ہوں۔۔"

زین کہنے لگا۔۔

"ساتھ ب حیثیت نکاح دو سال بھی ار لیئے ہیں۔۔"

وقاص نے خفگی سے خضر کا ب زو موڑ کر کہا۔۔

"یہ جو حر ت اُس نے کی ہے۔۔یہ ا تم کرتے تو تم لکھوا لو۔۔وہ تم پ گھر تشدد کا پ چہ کٹوا کر آتی۔۔۔"

خضر نے ازلی سنجیدہ ا از میں پلکیں اُٹھا کر اُسے دیکھا۔۔

"اور میں کیوں کرتا یہ حر ت؟"وقاص کا چہرہ ای دم بے ش ہوا۔۔۔خضر نے میں سر ہلا یا۔

" نہیں کرو۔۔بیوی ہے میری۔"

آواز میں ہت سی محسوس ہوئی۔۔صبح کا تھکا تھا وہ۔۔شریم کو بھی غصہ پڑھ رہا تھا۔۔جس . . وہ مزی ہکلا رہا تھا۔۔

"ہُو۔۔ ہُوں۔۔ دا۔۔ دد۔ دب۔۔ دبل۔۔ اسس۔۔ ٹ۔۔ ٹ۔۔سٹین۔۔ سٹینڈرڈ۔۔۔۔لل۔۔۔لڑ۔۔۔۔لڑ۔۔کی۔۔کیوں۔۔۔کک۔۔کا!"

زین نے اُسے ہاتھ دکھا کر کہا۔۔

" تم مت بولو۔۔میں تمہاری بت سمجھاتا ہوں اِسے۔۔۔"

زین نے ای گہری سانس لی اور کہنے لگا۔۔

"ویسے یہ لڑکیاں کہتی ہیں کہ ہم اِن لڑکوں کے ساتھ ا ی کا مقابلہ کرسکتی ہیں۔۔لیکن کسی بھی رش کے مقام پ اِنہیں لیڈی فر ٹ کا فقرہ ضرور کہنا ہوتا ہے۔۔۔یہ ہم جیسے سارے کام کرسکتی ہیں۔۔لیکن بس میں ی کی جگہ بھی اُنہیں چاہیے۔۔۔لڑکی پیٹے تو violence، لڑکا پیٹے تو bossiness۔۔ چاہے یہ rare case ہی ہو۔۔۔مردوں کے ساتھ مقابلہ ہو اور . . مرد ٹکر دیں تو ہم anti feminist۔۔؟ تھوڑا ہلکا ہاتھ رکھیں تو کہیں گی۔۔'ترس کھا رہے ہو' ہاں ہیں یہ لڑکیاں مضبوط۔۔کرسکتی ہیں . ۔۔لیکن وہ یہ privilege مانگتی ہیں۔۔۔بلکہ اِس privilege کو اِس ملک میں انجوائی کرتی ہیں۔۔مضبوط ہون بت الگ ہے۔۔لیکن اکثریت یہ double standard رکھتی ہے۔۔۔میں خود کرسکتی ہوں سارے کام۔۔۔"

وہ اُٹ رکر بولا تھا۔۔اور پھر غصے والی لی کرتے بولا۔۔

"Gentlemanly سے مظاہرہ کرو۔۔عورت کھڑی ہے۔۔"

وہ سانس ی کے لئے رُکا۔۔۔"میرا سوال جینٹل مین پن نہیں ہے۔۔میرا سوال ڈبل

اسٹینڈرڈ پہ ہے لڑکیوں کے۔۔۔آئی نو آئی نو اب یہ کہیں گی۔۔مینرز ۔م کی چیز ہوتی ہے۔۔
پھر یہ degrade کیوں کرتی ہیں مردوں کو۔۔عزت تمیز اور بنا دھونس کے بھی یہ . کام کروا
سکتی ہیں۔۔وہ بھی اچھے طر سے۔۔ہم اِنہیں عزت دیں گے۔۔۔اِن کا دفاع بھی کریں
گے۔۔۔Because we are gentleman at arms۔۔لیکن اِن کی غلامی قبول
نہیں کریں گے۔۔۔۔"

خضر نے چائے بنوا کر زین کے ہاتھ ا۔ رکمرے میں بھیجی۔۔شریم سے دُعا کے لئے
او۔پی۔ٹی۔پی کا . منگوا یا اور خاموشی سے ٹ ے میں رکھ کر دُعا کے کمرے میں لے ۔ ی۔۔
لڑکیاں . ہر کھڑی خضر کے کمرے میں اُسے دیکھ دیکھ کر ہنس رہی تھیں۔۔آمنہ ہنسی د . تے
بولی۔۔۔"۔ اشکر خورے کو شکر ہی دیتا ہے۔"

خضر اپنے سنجیدہ ا۔ از میں کمرے سے . ہر آ ۔۔اُس نے وقاص کو دیکھا اور آمنہ کو دیکھتے
کہا۔۔

"اِسے میں سمجھاؤں کہ تم سمجھاؤ گے؟"

وقاص فوراً سے بولا۔۔۔

"لڑکیوں۔۔کھا۔ بنا۔۔صفائی کر۔ اور کپڑے دھو۔۔صرف لڑکیوں سے منسلک نہیں
ہوت۔۔یہ survival needs ہوتی ہیں۔۔اور اَ ای ا ن چاہے وہ مرد ہو ۔
عورت۔۔جو چھوٹے موٹے کاموں کے . . بھی کسی کا محتاج ہو۔۔۔وہ پھر ا ن ہی کہاں؟
اِس سے بہتر تو پھر جانور ہوا۔۔جو اپنا شکار خود تلاش کرتا ہے۔۔صحیح!؟"

☆.....☆.....☆

"Oh my goodness!"

اُستاد ششدر بیٹھے دھیرے دھیرے کا چشمہ ماتھے پ لے گئے۔۔ہاتھ میں مو. تھا۔۔ اور اسکرین پ دُعا اور خضر کی دوپہر کی وڈیو چل رہی تھی۔۔وہ ا ی منٹ کے لئے بھی اسکرین پ سے نگاہیں نہیں ہٹا پ رہے تھے۔۔۔

اُستاذہ اُن کے . ا. میں فائل پ ی کرتی رُکیں۔۔اور اُنہیں بغور دیکھنے لگیں۔۔۔

سامنے شرمندہ سا خضر بیٹھا تھا۔۔ت. کا یں نہیں اُٹھا پ رہا تھا۔۔اُستاد نے وڈیو بند کرتے ہتھیلی چہرے کی دا جا. پھیری۔۔۔اور ا ی سرد آہ بھری۔۔اُنہوں نے دھیرے سے گال سے ہاتھ ہٹا یا اور ماتھے پ سے عینک نیچے لاتے خضر کو دیکھ کر بولے۔۔

"How nasty you both are!!"

اُستاذہ نے فائل میز پ رکھ دی۔۔اور فوراً کیبن سے ۰ لگیں۔۔وہ ا ی دوسرے کے سامنے اپنے شاَ دوں کو نہیں ڈا ٹتے تھے۔۔۔اُستاد ما تھے۔۔اپنے بچوں کو ڈا ۰ ڈ پ اور اُن کی اصلاح ہر ا ی کے سامنے نہیں کرتے۔۔اِس طرح بچوں کا confidence اور self-esteem لیول ٹ کا ا. یشہ ہوت ہے۔۔.وں سے ز ی دہ بچے شرمندگی کو محسوس کرتے ہیں۔۔اور ہم اِنہیں ہی . سے ز ی دہ ہلکے میں لے ی تے ہیں۔۔

اُستاذہ کمرے سے نکل گئی تھیں۔۔اُستاد کو اب غصہ آ رہا تھا۔۔

" کالا بکرا؟ آستانہ؟"وہ تیوری پ ڑھا پ ڑھا کر منہ کا زاویہ بنا بنا کر بول رہے تھے۔۔

" دیئے جلا. ؟ مار مار کر منہ نیلا ؟ سر پ ا ی . ل نہیں چھوڑوں گا ؟ یہ کس قسم کی ۰ شائستہ ز. ن ہے؟"وہ سانس ی ۰ کے لئے رُکے۔۔۔

"اَ میں اُن حالات کو دیکھنے کے بعد تمہارے والد کی . ت سمجھوں۔۔تو پھر تو مجھے تم کہیں سے بھی۔۔میرے بچے نہیں لگتے!!!" دل پ ا ی ضرب لگی۔۔اُس نے دھیرے سے پلکیں اُٹھا کر

اُنہیں دیکھا۔

'میرے بچے' کہہ کر وہ اُسے ٹیس پہنچاتے تھے۔۔صبح اُنہوں نے اُسے اپنا جانشین کہا تھا۔۔ اور ابھی یہ وڈیو دیکھ کر اُنہیں افسوس ہو رہا تھا۔۔۔

اُستاد نے ایک گہری سانس لے کر آنکھوں پر سے چشمہ اُتار لیا اور اُسے دیکھتے کہا۔۔

"یہ بات دُعا تک بھی پہنچا دینا۔۔۔کس طرح اُس نے تمہارے بال کھینچے۔۔۔اور اِن حرکات کے بعد تم دونوں خود کو انسان کہتے ہو؟

What have you done today?"

یہ کہتے اُستاد کرسی سے ٹیک لگا کر ہاتھ باندھتے بیٹھ گئے۔۔

"اِس قدر vulgar language تم نے استعمال کی۔۔۔ I don't want to talk to you!" اُنہوں نے خفگی سے ہاتھ جھلا کر کہا تھا۔"مجھے تم نے بہت مایوس کر دیا ہے خضر!" خضر کے میز پر پڑے ہاتھ لرز رہے تھے۔ اُستاد بغور اُس کی movements دیکھ رہے تھے۔۔

اُستاد نے کچھ سوچتے بازو کھولے۔۔

"تم اُسے چھوڑنا چاہتے ہو؟" اُنہوں نے سادگی سے پوچھا تھا۔۔

خضر نے سر جھٹکے دھیرے سے نفی میں سر ہلایا۔۔

اُنہوں نے یہ سُنتے دھیرے دھیرے سر ہلایا۔۔۔

"اچھا!" پھر پوچھنے لگے۔۔۔

"پھر تم نے اُسے یہ کیوں پوچھا تھا کل۔۔کہ تم نے ساری زندگی میرے ساتھ ہی رہنا ہے؟ اور اپنے پیروں پر کھڑی ہو جائے۔میری وجہ سے اپنی صحت یا کیرئیر خراب کرے۔۔"

"میں چاہتا ہوں وہ خوش رہے!!" سادہ سنجیدہ ا از میں جواب آ تھا۔۔

اُستاد نے یت ش ا از میں کہا۔۔

"اور وہ ہو جاتی؟" خضر نے سر اُٹھا کر اُنہیں دیکھا۔

" کم از کم اِس طرح تو نہیں۔۔۔" لہجہ ذرا سفاک ہوا تھا۔۔

"ڈیڑھ چاول کی کھچڑی بنائی تم نے!!" اُنہوں نے طنز کیا تھا۔۔

ا رکی ت ریکی اور خوف جیسے ہر اُمڈ رہا تھا۔۔خضر کی آواز پ پ ئی۔۔۔

"مجھے اُس کے ساتھ رہنا ہے۔۔لیکن نہیں رہنا۔۔۔ا کہتے ہیں میں اُس کے قابل نہیں!"

احساس کم ت ی کا اظہار ہوا تھا۔۔

"وہ بہتر کی مستحق ہے۔۔میں اُس کے قابل نہیں۔۔۔"

"تو تم خود کو اُس کے قابل بناؤ۔۔اور تم بنا ت ہو۔۔۔کردار تمہاری تقد یہ ہے۔۔اور یہ تقد ی تکنیکی تعبیر سے ت ہے۔۔" اُستاد نے اُسے قائل کر چاہا۔۔

خضر مایوسانہ ا از میں مسکرا یا۔۔

"ہوں۔۔ت بیر سے تقد یہ نہیں ت اُستاد!!"

اُستاد نے آنکھیں چھینی کیں۔۔

"اتنا مایوس۔۔۔مجھے چا نہیں لگتا ہے!!"

وہ سانس ی کے لئے ٹھہرے۔۔اور پھر عرض کیا۔۔

"اتنے مایوس تو حالات نہیں۔

لوگ کس واسطے گھبرائے ہیں؟"

(جاں راختر)

خضر سر جھٹکے خاموش بیٹھا تھا۔۔نہیں سمجھ آتی تھیں یہ ب تیں۔۔ ب ت سمجھات خود کو اِن لفظوں کے سہارے۔۔آ ٓ ب ت ؟

ہر وقت نہیں َ ٘ رتی ز ٘ گی ایسی۔۔الفاظ کتابی ہیں۔۔حقیقت سے پ ے لگتے تھے۔۔۔لوگوں کو کیوں سمجھ نہیں آتی تھی یہ ب ت۔۔۔مایوسی سے ب ہر ٘ کوئی آسان امر نہیں تھا۔۔۔چاروں طرف ت ریکی کی دیوار تھی۔۔او پ سے ب ستا خوف۔۔اردَ د پ یشانی۔۔۔دل و دماغ میں عجیب غری ب منظر۔۔۔اور ب ہر ٘ کا کوئی راستہ نہیں آ ت تھا۔۔اُمید کی کرن ت اُس تہہ خانے میں داخل نہیں ہو سکتی تھی، وہاں صرف و ش ت آتی تھی۔۔

اُستاد نے اُس سے پوچھا۔۔۔

"تمہیں لگتا ہے وہ تمہیں ریپلیس کر دے گی؟"

خضر نے سر ہلا دی ۔۔

" کر دے گی۔۔"

"اُس پ کون کرے گا زمانے میں اعتبار جسے خود پ اعتبار ٘ ہو؟ جو اپنی میں معتبر ٘ ہو؟"

خضر نے بیزار ی ت سے ہاتھ جھلا دی ۔۔

"جانے دیں۔۔یہ ب بہلانے کی ب تیں ہیں۔۔یہ ڈ ہے یہاں کچھ بھی ہو سکتا ہے۔۔"

"جسے اپنی وقعت کا خود احساس ٘ ہوا۔اُس سے ب ٹ ا قصوروار اِس زمانے میں اور کہاں؟ جو اپنی وقعت نہیں جا ۔۔زمانہ اُسے ٹھوکر پ ر ت ہے۔۔" اُستاد نے ذرا سختی سے اُسے دیکھتے اشارہ کیا۔

"اُس لڑکی کو چھوڑنے کا کبھی سوچنا بھی مت۔۔نہیں تو چورا ہے پ اُلٹا ٹ ڈوں گا۔۔"

وہ سانس ی ٘ کے لئے ٹھہرے اور پھر کہنے لگے۔۔

"جا ہواُس نے آج تمہیں چھوڑنے کا کیوں کہا؟" خضر نے فوراً اُنہیں سر اُٹھا کر دیکھا۔ اُستاد بتانے لگے۔۔

"وہ خائف ہے۔۔۔اُس اذیت کا پھر سے سامنا کرنے سے۔۔جو اُس کو کل ملی ہے۔۔ ای دوسرے کو چھوڑ تو کوئی حل نہیں۔۔" م رُوئی کی ما یہ خیال اُس کے ذہن پ آ ا تھا۔۔" کبھی تو دن پھیریں گے ہی۔۔ د کر بیٹھ جا ستارے کا شیوا نہیں؟ وہ تو جگمگات ہے۔۔وہ تو جھلملات ہے۔۔۔چا آ کاش پ آئے ی آئے۔۔وہ کسی اور سمت ہو۔۔لیکن وہ تو جگمگات ہے۔۔۔تم ہمارے ستارے ہو۔۔کسی کے چا ہو۔۔کسی کی اُمید ہو۔۔تمہیں ع ہو ہے۔۔کسی ستارے کے لئے۔۔۔تمہیں جگمگا ہے۔۔۔ہمارے لئے۔۔تمہیں لگتا ہے تمہارا یہ صبر کام نہیں آئے گا؟ یہ جتنا گُڑ ڈالو اتنا ہی میٹھا ہوت ہے۔۔۔ای دن ضرور آئے گا۔۔پوچھو گے آئے گا؟ یہی تو آزمائش ہے۔۔۔ دن پتا چل جائے آئے گا۔ ت صبر کہاں رہتا ہے۔اِسے ہی تو توکل کہتے ہیں۔۔پتا ہے خضر!!" اُستاد نے کچھ سوچتے سامنے اسٹینڈ سے قلم اُٹھایا اور اُسے بغور سامنے رکھ کر دیکھتے کہنے لگے۔۔

"میں نے ز گی میں ای ہی چیز سیکھی ہے۔۔لوگ ہمیں ہر تکلیف نہیں پہنچا ت۔۔۔ ہی لوگ اتنی طاقت ر ت ہیں کہ وہ ہمیں کنٹرول کر سکیں۔۔۔یہ اختیار ہم اپنے ذہن کو خود دیتے ہیں۔۔لوگوں کی ذرا ذرا سی ب توں پ ب ا ن پ یشان ہوت ہے۔میں سوچتا ہوں۔۔کیا یہی مقصد تھا اُس کی حیات کا؟ جو ب ر ب روہ کسی بھی ب ت کو ی سے لگا ت تھا؟ ا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم چھوٹی چھوٹی ب توں پ پ یشان ہو جاتے، چھوٹی چھوٹی ب توں کو دل سے لگا ت۔۔۔تو پتا نہیں آج ہم کس حا ت میں ہوتے۔۔۔کیا کر رہے ہوتے۔۔ا ن اتنا کمزور نہیں ہے۔۔ جو ہر ب ت سے offend ہو جائے۔۔ا ن کے تمام اختیارات اُس کے پ س ہیں۔۔اور یہ

اُسے اللہ نے دیئے ہیں۔۔پھر وہ اُسے لوگوں کے ہاتھوں کیوں سون پ دیتا ہے؟ کیا ایسے کرت ہے کوئی امان ت کی حفاظت؟ اپنی قدر کریں۔اپنا خیال رکھیں۔۔آپ امان ت ہیں۔۔۔بہت طاقت ہے ا ن میں۔۔۔نہیں ہوسکتی اُس کی اُمید فنا۔۔۔ ب ت کہ وہ زن ہ ہے۔۔نہیں ہو سکتا وہ مایوس۔۔ ب ت ن ا نے اُسے زن گی کی ہے۔۔۔وہ اَ زن ہ رکھ رہا ہے تو اُس کے پیچھے کوئی مقصد ہے۔۔وہ بے مقصد کام نہیں کرت ۔۔۔تمہیں ابھی جینا ہے۔تمہیں کچھ کرن ہے۔تمہیں اُس کے حیات ر ن کے مقصد کو پورا کرن ہے۔۔۔ ب بلان ہوگا وہ خود بلا لے گا۔۔موت کا انتظار تمہیں نہیں کرن ہے۔۔تمہیں تو ابھی ع ہون ہے۔۔ہرا ن بہت talented ہے۔۔لیکن اَ اُسے یہ بت نہیں پتا۔۔اور یہ بت بتانے کے لئے اُسے کسی اور کی ضرورت ہے۔۔تو پھر وہ کچھ نہیں ہے۔۔پھر اُس کا ٹیلنٹ دھواں ہے۔۔جو اُسے دِ ت تو ہے۔۔ پل میں اُڑ بھی جات ہے۔۔۔

ہرا ن کی زن گی کی ب سے بڑی غلطی۔۔اُن بتوں پ سوری محسوس کرنے کی جن پ اُس کی غلطی نہیں تھی۔۔اُن بتوں پ معذرت کرنے کی جن پ اُس کی غلطی نہیں تھی۔۔ہرا ن کی زن گی کی دوسری بڑی غلطی۔۔۔اُن لوگوں کو اہم سمجھنے کی جنھوں نے اُسے اپنی priority list میں کبھی آ ن ی نمبر پ بھی نہیں رکھا تھا۔۔اُس کی تیسری ب سے بڑی غلطی۔۔اُن بتوں کو دل سے لگانے کی جو اُس میں تھی ہی نہیں۔۔جو اُس نے کبھی کی ہی نہیں تھیں۔۔"

وہ ٹھہرے۔۔۔اُنہوں نے ای گہری سانس بہر خارج کی اور پھر اُس کی جان ب متوجہ ہوئے۔۔۔

"اِن اصولوں پ عمل کرو۔۔۔۔کچھ بہتر محسوس کرو گے۔۔" خضر نے مود بنہ ان از میں دھیرے سے سر ہلای ۔۔

"جی!!!"

اُس نے اب پورا سر اُٹھا کر اُستاد کو دیکھا۔۔دل کا ای حصہ جیسے ت ریکی کے غبار سے ڈھل َ ی تھا۔۔۔خضر نے ب کھولے۔۔

"اُستاد مایوس ہو جا   تو دل د ت ہے!"

اُستاد نے ذرا چو ن کر اُسے دیکھا۔۔۔بمشکل اُنہوں نے خود کو ن رمل کیا تھا۔۔

"بے مقصد لا معنیٰ ب تیں نہیں بولا کرو۔۔"

"اُستاد بھی کل مایوس تھے۔۔۔"خضر نے آنکھیں جھکا کر یہ کہا تھا۔۔۔

اُستاد نے ب طنی طور پ گڈ مڈ ہوتے ز ب ن دانتوں پ پھیری۔۔جیسے کچھ سوچ رہے ہوں اور پھر کمرے کی دیواروں کو تیزی سے دیکھ کر اُنہوں نے اُسے دیکھا۔۔

"جا کر کلاس لو!!!"

عجیب رشتہ تھا اُن دونوں کا۔۔شیشے کا سا صاف۔۔جیسے چا ن کی تھال۔۔چا ن کی روشنی کا سا ای دوسرے کی ز ن گی میں واضح عکس۔۔۔جس میں خامیاں بھی تھیں۔۔کچھ داغ بھی تھے۔۔۔لیکن پھر بھی بہت خوبصورت تھا۔۔کچھ چا ن کا سا رشتہ تھا۔

خضر کو اچا ن   سے ی د آ ی ۔۔

"میرا کل کلاس ی ن مشکل ہو گا۔۔امی کی طبیعت ٹھیک نہیں ہے۔۔خالہ کل آ   گی۔۔دُعا کے پیپر ہیں۔۔گھر مجھے دیکھنا ہے۔۔"

اُستاد نے فوراً کہا۔۔

"جس طرح وہ پ ڑھائی کے ساتھ تمہارے کام سنبھالتی ہے، تم بھی کام کے ساتھ گھر سنبھال لو!"

"مطلب؟"وہ مبہم ہوا۔۔

اُستاد نے قلم واپس اسٹینڈ میں ر تے لیپ ٹ پ آن کیا۔۔۔جو خضر سے ب ت کرتے کرتے بند ہو ی تھا۔۔وہ لیپ ٹ پ اسکرین پ توجہ مبذول کرتے بولے۔۔

"عورت بھی بہت ۔ سمجھ ہے۔۔اپنا موازنہ مرد سے کرتی ہے۔۔حالا contribution اُس کی مرد سے ز ی دہ ہوتی ہے۔۔"

وہ رُکے اور پھر کچھ ٹ ئ پ کرنے لگے۔۔خضر اُنہیں دیکھ رہا تھا۔۔۔

"یہ گھر بھی سنبھالتی ہیں۔۔خا ان کو بھی د ت ۔۔بچے بھی د ت ہیں۔۔شوہر کو بھی د ت ہے۔۔اور ورکنگ لیڈ ی ۔۔کام بھی کرتی ہیں۔۔"

اُستاد نے اب مسکرا کر خضر کو دیکھا۔۔

"ہو ی ۔ contribution ز ی دہ؟ ھمم؟"

خضر نے اثبات میں سر ہلا ی ۔۔

"صحیح ب ت ہے۔۔"

اُستاد نے دن لڑھکا کر کہا۔۔

"چلو جاؤ۔۔کام ہے بہت!!"اور وہ مصروف ہو گئے۔۔

کلاسیں لے کر وہ گھر آ ی ۔۔تو دُعا اپنا عبایہ دھونے جا رہی تھی۔۔خضر نے خاموشی سے آگے آتے اُس کا عبایہ پکڑا۔۔

"تم جاؤ پڑھو۔۔میں کر ت ہوں۔۔"

دُعا نے ا ازِ تشکر میں عبایے پ سے فت کمزور کر دی۔۔ ب کھولے خضر کہہ پڑا۔

"حسابِ دوستاں دَر دِل۔دوستوں کا حساب کتاب دل میں ہو ت ہے۔ز ب ن پ آ کر یہ حجت اور تلخی کا ب ب ہو سکتا ہے۔۔"دُعا نے بنا کچھ کہے ب بند کر لیے۔۔وہ کہنے لگا۔۔

"دوپہر کو جو کہا تھا۔۔وہ دل سے کہا تھا۔۔"

دُعا نے خفگی اور آزردگی سے اُسے دیکھا اور انگلی دکھا کر گھور کر بولی۔۔

"Stop perverting!"

خضر نے مہیبانہ انداز میں دیدے پھیلا کر دُعا کو دیکھا۔۔

"Per..perverting?"

دُعا دم بخود دیدے گھمائے حیرت سے گال پھلائے دائیں دیکھ رہی تھی۔۔خود سمجھ نہیں آیا تھا اُس نے یہ کیوں کہا تھا۔۔

خضر نے افسوس ناکی سے اُسے دیکھا۔۔

"You..you should not have said this Ducky!"

(تمہیں۔۔تمہیں یہ نہیں کہنا چاہیے تھا بطخی!)

دُعا کچھ سمجھ نہ آنے پر کورے دماغ سے تیزی سے کمرے کی طرف گھوم گئی۔۔"جو جو۔۔جو ہو۔۔وہی بولوں گی!!"

خضر متاسف اُسے کمرے میں جاتے دیکھ رہا تھا۔۔۔

"بس ٹھیک تھا۔۔۔سارے القابات منظور تھے۔۔لیکن یہ!!"

دُعا کمرے میں آئی اور غرا کر چبا چبا کر بولی۔۔

"چور کی ہمت تو دیکھو۔۔۔کہ ہتھیلی پر چراغ لے کر چوری کرنے آیا ہے۔۔شرم ہی نہیں آتی۔۔"

رات کا وقت ہو گیا تھا۔۔وہ کھانا گرم کر کے دستر خوان لگا رہا تھا۔۔ربیعہ بیگم اور جہانزیب صاحب ٹی۔وی دیکھ رہے تھے۔۔خضر نے دونوں سے کہا۔۔

"امی ا. آجا   !!" ربیعہ بیگم نے گھر کا پ سکون ماحول دیکھا تو مسکرا پڑیں۔۔

دُعا آئی تو . دسترخوان پ بیٹھے تھے۔۔۔ جہانٔ ی. صا . نے دُعا کو دیکھتے کہا۔۔

"ویسے حسیب کتنا َ ٔ ہے۔۔ میں نے اُسے کہا۔ تمہاری ٔ نی کو کچھ ٔ بتائیے۔۔ دیکھو کچھ نہیں بولا۔۔۔ اپنا مفاد ہے ٔ ۔۔ تمہارے ٔٔ یل کے تو چوہے بھی سیانے ہیں۔۔ چلو پچھلے دنوں جو ہوا سو ہوا۔ لیکن اچھا ہوَ ی۔۔ وہ کہتے ہیں ٔ ۔۔ دمڑی کی ہاٹ ی گئی، کتّے کی ذات تو پہچانی گئی۔۔۔" دُعا کو بُرا لگ رہا تھا۔۔۔ جو تھا جیسا تھا۔۔ ٔٔ یل تھا۔۔۔ خضر اور ربیعہ بیگم دُعا کے چہرے پ بیزاری کے آ ٔ ر واضح طور پ دیکھ رہے تھے۔ شای یہ تھوڑی دی کی جہانٔ ی . صا . کی سسر ٔ. والی مدت تھی۔۔

"اور تمہیں پتا ہے۔ تمہارا ماما۔۔ میرے چچا نے اُسے پولیس میں لگوای تھا۔۔ تمہارے ٔ ٔ تو واسطے کے حق میں ہی نہیں تھے۔۔۔ پہلے تمہارے ٔٔ یل کے جا ہو۔۔ کیا حالات تھے۔۔ ... . میں نہیں گھل کی ڈلی، چھیلا پھرے گلی گلی۔۔ ما ٔ ماَ کر پیسے ٔ چ کیا کرتے تھے۔۔ تمہاری ممانی کی ہی عادت تھی۔۔۔ ویسے۔۔ ٹھ ٹھ کر . تیں کر ٔ ۔۔ صحیح کہتی تھی میری اماں۔۔۔ بُری بہُو سے ہزار بلا بہتر۔۔۔ ٔ اکا شکر ہے میں نے اُس . ت پ عمل کیا۔۔ پتا نہیں میری ماں کیوں خوابِ غفلت میں سوئی رہ گئی!!" دُعا اور خضر نے چو ٔ کر ای دوسرے کو دیکھا۔۔۔ ربیعہ بیگم کے چہرے کار َ ای دم سرخ ہوَ ی تھا۔۔ جہانٔ ی . صا . نے . ل ربیعہ بیگم کے کورٹ میں دی تھا۔۔

"میری ماں کہتی تھی۔۔ حسین بیوی لے کر آؤ۔۔۔ اولاد خوبصورت ہو گی۔۔" اُنہوں نے نخو ت سے خضر کو دیکھا۔

"خوب صورت اولاد تو ہوگئی۔۔ خوب سیرت ٔ ہوئی۔۔۔۔ وہ کہتے ہیں ٔ ۔۔ خوبصورت

پنجرے سے پ ے کا پیٹ نہیں بھرتا۔۔"

وہ تینوں وہاں دل. داشتگی سے بیٹھے تھے۔۔۔

جہان ی. صا ب. مدعے پہ آگئے تھے۔۔۔

" صحیح کہتا تھا میرا. پ۔۔پہلے روز ہی۔۔اولاد اور بیوی کی نکیل ہاتھ میں لے لو۔۔َ بہ کشتن، روز اول۔۔بلّی پہلے روز ہی ماری جاتی ہے۔۔ میں نے ہی ڈھیل دے دی۔۔آج ذرا کچھ کہہ دوں۔۔تو رسّی کا سان پ بنا ی تے ہیں۔۔" اُن تینوں کے ضبط کا پیمانہ لبریز ہو رہا تھا۔۔دل بھون دینے والی. تیں وہ اُنہیں سُنا رہے تھے۔۔

"ہائے میری قسمت۔۔۔۔" جہان ی. صا ب. نے ای ٹھنڈی آہ بھری۔۔۔

"بیگم ملی۔۔۔جو خصم کا کھائے اور بھیا کا گائے۔۔۔کیا ہوَ ی جہان ی. تمہارے ساتھ۔۔۔ اِیتر کے گھر تیتر کی آمد ہوگئی۔۔"

ربیعہ بیگم سے اب رہا َ ی۔۔اور گھور کر کہہ پڑیں۔۔

"بات کا چُو کا آدمی ی ڈال کا چُوکا بندر پھر سنبھل ی نہیں۔۔ یہ. ڑی. ڑی ہانکنا بند کر دیں چا ی کے ا. ۔۔نہیں تو جیسا منہ ویسا تھپڑ والا معاملہ ہوگا۔۔میں خاموش نہیں رہوں گی اب سے۔"

جہان ی. صا ب. یکدم خاموش ہو گئے۔۔خضر بھی کہنے لگا۔۔

"بس کر دیں ا. ۔۔کیوں جلے پ ؤں کی بلی بن رہے ہیں۔۔۔بیٹھ جا کسی کروٹ سکون سے۔۔۔"

جہان ی. صا ب. ہم ہوئے۔۔۔

" آئے، کیوں بیٹھو سکون سے؟ اِس عورت کو شرم نہیں آئی۔۔ز ٹے دار طمانچہ جوان بچی کے رخسارِ پہ جڑتے ہوئے۔۔ہیں۔۔ابھی ت وہ منظر میری آنکھوں کے آگے گھوم رہا ہے۔۔"

جہانزیب صاحب قہر آلودگی سے ربیعہ بیگم کو دیکھتے کہنے لگ گئے۔۔

"اے اللہ ظالموں کے گلستان کو تہہ و بالا کر دے۔۔ ان کے چمن کو زیر و زبر کر دے۔۔"

ربیعہ بیگم اپنی پلیٹ اٹھا کر اُٹھ کھڑی ہوئیں۔۔ آج پھر ایک مرتبہ وہاں سلوک اور اخلاق سے بیٹھ کر کھانا حرام ہو گیا تھا۔۔

"امی!" خضر اُن کے پیچھے اُٹھا۔۔ ربیعہ بیگم اندر جانے لگیں۔۔ خضر نے خفگی سے پلٹ کر جہانزیب صاحب کو دیکھا۔۔

"ابا آپ میں تو ڈھٹائی سولہ آنے فٹ ہے۔۔" اور وہ کِلستا ہوا لاؤنج سے نکل گیا۔۔ دُعا سر جھٹکے خاموشی سے بیٹھی تھی۔ جہانزیب صاحب نے منہ کا زاویہ بگاڑا۔

"ہونہہ!!" اور وہ روٹی کا نوالہ توڑتے کھانے لگ گئے۔۔ ایسی بدنظمی ایسا بدمزہ ماحول اُس گھر کا ہو گیا تھا کہ دُعا کے حلق سے ایک نوالہ نہیں اُتر رہا تھا۔ لیکن اب جہانزیب صاحب کو چھوڑ کر جاتی تو اُن کا دل دُکھتا۔ چاہے جیسے تھے وہ باپ تھے۔۔ اُس نے سر جھٹکے ایک ٹھنڈی آہ بھری اور روٹی کا نہ چاہتے ہوئے نوالہ توڑا۔۔ نہ چاہتے اُس نے یہ تلخ نوالہ گلے سے اُتارا۔۔ آنکھوں میں آنسو آئے۔۔

(پے در پے۔۔ پے در پے۔۔ آزمائشیں آتی جا رہی ہیں۔۔ منزل اب تک معلوم نہیں میرے مولا۔۔) رخسار پر آنسو ٹوٹے، اُس نے فوراً سے اُلٹا ہاتھ پھیر کر آنسو صاف کیے۔۔ اور دوسرا نوالہ توڑا۔۔

(کہاں ہوتے ہیں وہ خاندان۔۔ جو ساتھ میں پکنک منانے جاتے ہیں۔۔ ایک دوسرے کو ہر چھوٹی بات پر سراہتے ہیں۔۔ ایک دوسرے کی حوصلہ افزائی کرتے ہیں۔۔ ایک دوسرے کو surprises دیتے ہیں۔۔ زندگی کا ہر لمحہ انجوائے کرتے ہیں۔۔ ہمارے گھر میں تو ہر روز

ہمیں مسئلہ سر پ ائ ٰ دیتا ہے۔۔مشکلیں اب ہماری ز ٰ گی میں اتنی عام ہوگئی ہیں۔۔کہ کوئی گھڑی سکون کی آئے۔۔تو اب تو اُس سے بھی ڈر لگتا ہے۔۔کہ ٰ جانے یہ گھڑی ۔ ت کی مہمان ہے۔۔)

ستارے ٹوٹتے۔۔وہ پونچھتی۔۔نوالے گلے سے اُ ت تے جاتے۔۔۔دسترخوان کی تلخ ی دوں کے ۔ب میں آج ا ی اور واقعہ اُس نے شامل کر د ی تھا۔۔ا ی ۔۔دسترخوان کی آسودہ ی دوں کے ۔ب کی جا ٰ ۔ بھی اُس نے دوڑائی۔۔ وہ سالوں کی طرح آج بھی اُسے کورا ہی تھا۔۔

رات کو خضر پلنگ کی چادر در ت کر کے ی ٰ لگا تو عقب سے جہا ٰ ی ۔ صا ۔ غنودگی میں اُسے دھکا دے کر پلنگ پ بیٹھ گئے۔۔خضر دم بخود خضر د ی ے پھیلائے اپنا توازن ۔ قرار رکھے اُنہیں دیکھ رہا تھا۔۔جہا ٰ ی ۔ صا ۔ کے ہاتھ میں تکیہ تھا۔۔وہ اُس کا تکیہ اُٹھا کر زمین پ پھینکتے اپنا تکیہ ر ت بولے۔۔

" تیری ماں نے مجھے کمرے سے نکال د ی ہے۔۔" خضر ۔ ڑی ضبطی سے اُنہیں دیکھ رہا تھا۔۔

"اِس لئے میں اب تجھے اِس کمرے سے نکال رہا ہوں۔۔" وہ لمبی ی ن کر لیٹ گئے۔۔۔خضر ۔ داشتگی سے بولا۔۔

" ا ۔ اَ امی کو آپ نے مزی پ یشان کرنے کی کوشش کی۔۔تو دیکھنا آپ پھر۔۔میں شرافت سے سمجھا رہا ہوں۔۔۔"

جہا ٰ ی ۔ صا ۔ نے چہرے پ سے ۔ زو اُٹھا کر اُسے دیکھا۔۔اور طنزاً منہ کا زاویہ بگاڑ کر بولے۔۔

"شرافت؟ تم میں شرافت۔۔۔شر اور آفت کے عنصر سے مل کر بنی ہے۔۔۔بہتر ہو گا تم

شرافت لفظ اپنے منہ سے ہی نکالو۔۔"

وہ سانس ی کے لئے رُکا۔۔

"اور کیا غلط کیا ہے میں نے۔۔۔اتنے سالوں بعد ملک آ ی ہوں۔۔اتنا بھی . دا ث ی نہیں کر سکتی تمہاری ماں؟"

خضر چُبھتی وں سے اُنہیں دیکھتے بولا۔۔

"عورت قر نی دے تو دے۔۔لیکن کوئی اُس کے مستحق تو ہو۔۔"

". ہر دفع ہو!!" جہا ی . صا . جھڑک کر بولے تھے۔خضر نے جھک کر تکیہ اُٹھا یا اور خاموشی سے . ڑے . ڑے ڈگ بھر کر . ہر نکل آ ی۔۔۔

کمرے میں دُعا بیٹھی پڑھ پڑھ کر تھک چکی تھی۔۔ ی کے . . کندھوں سے درد شروع ہو کر کمر جا رہا تھا۔۔اُس نے شانے اچکا کر دن . موڑی اور چہرے پ ہاتھ پھیر کر میں سر ہلا ی۔۔

"کیا تھا۔ بی۔۔ڈی۔ایس لے لیتی۔۔۔اُن کی تو anatomy بھی کم ہوتی ہے۔۔" اور اَ یہ . ت کوئی بی۔ڈی۔ایس کا طا . علم سُن ی تو اُسے خوب آڑے ہاتھوں لے کر کہتا۔۔

"ہماری anatomy پہلے سال تمہاری anatomy سے دُگنی ہوتی ہے۔۔ پ نچ سال لگا کر تم پورے جسم کے ڈاکٹر . ت ہو۔۔اور ہم۔۔ پ نچ سال لگا کر صرف دانتوں کے متعلق پ ڑھتے ہیں۔۔وہ . ت تم نے سُنی ہی ہوگی۔۔دا ت کا درد ہو تو ہاتھی َ جا ت ہے۔۔. بیشک تم لوگ اوور آل جسم کا خود کو ڈاکٹر کہہ لو۔۔ دانتوں کی تکلیف سے تو تم لوگ بھی محفوظ نہیں۔۔۔۔پھر تو تم لوگوں کو علاج کے لئے ہمارے پ س ہی آ ہو گا۔۔۔اور رہی . ت تمہارے کورس کی۔۔ ہمیں dentistry میں ہر چیز کی basic پ ڑھائی جاتی ہے۔۔کیو دانتوں کی وجہ جسم میں

کافی سائیڈ ایفیکٹس ہو تے ہیں۔۔یہاں تک کہ psychological افیکٹ بھی۔۔تم لوگوں کو کیا لگتا ہے۔۔کہ صرف تم لوگ ہی ڈاکٹر ہو؟ جی نہیں۔۔ہم لوگ بھی ڈاکٹر ہیں۔۔"
ماہرِ ذ ان ڈاکٹر ہیں کہ نہیں۔۔یہ بحث تو بی۔ڈی۔ایس اور ایم۔بی۔بی۔ایس کے طا ب علموں کی عرصے سے چلی آرہی تھی۔۔ آج تک یہ نتیجہ نہیں نکلا تھا۔۔کہ کس کی رائے در ست تھی اور کس کی غلط۔۔
وہ جماہی روکتے اُٹھی۔۔اور سست رفتاری سے کمرے سے باہر نکلنے لگی۔۔سوچا خضر کو دیکھے۔۔ وہ دھیرے دھیرے بلّی کی چال چلتے کمرے میں آئی۔۔تو ذرا چو نکی۔۔پلنگ پر جہا نزیب صا حب سو رہے تھے۔
"چا ن کہاں ہے؟" فٹافٹ کمرے سے نکلی تو لاؤنج میں ٹی۔وی چلنے کی آواز آئی۔۔وہ فی الفور لاؤنج میں چلی آئی۔۔خضر کاؤچ پر تکیہ رکھے لیٹا تھا۔۔قد درازی کے باعث ٹانگیں کاؤچ سے باہر جا رہی تھیں۔۔
دُعا چہرہ کمپوزر رکھے اُس کے سامنے آئی۔۔
"Scalp دکھاؤ! کچھ ٹھیک ہوا۔۔؟" اُس نے تکیہ سمیت ذرا سر اُٹھایا تو دُعا خاموشی سے بیٹھ گئی۔۔۔اُس نے ایک گہری سانس لی اور گھنے سیاہ بالوں میں ہاتھ پھیرائے۔۔جلد سرخ تھی۔۔اُس نے واقعی بال بہت زور سے کھینچے تھے۔۔۔افسوس ہو رہا تھا،نہیں کرنا چاہیے تھا۔۔۔دُعا نے خود کو ہی ناراضی سے دیکھا۔۔غصہ آرہا تھا۔۔وہ دھیرے دھیرے بالوں میں ہاتھ پھیر کر بغور اُس کا سر دیکھ رہی تھی۔۔
خضر خبریں سُنتے بولا۔۔
"ہیڈ آف اسٹیٹ سے خواہ کتنے اختلاف ہوں۔۔لیکن اُسے زمانے بھر میں رسوا نہیں

کرتے۔۔ وہ زمانے کے سامنے ہمارا ئندہ ہوتا ہے۔۔ اُس کی اصلاح کرنے کے لئے اور بہت مہذب طر ہوتے ہیں۔۔ جو لوگ اپنے ہیڈ آف اسٹیٹ کو زمانے بھر میں رسوا کرتے ہیں۔۔ اُن کا نیشنل انٹریسٹ اب ہو جاتا ہے۔ ایسی قومیں کبھی کامیاب نہیں ہوتیں۔۔ جو ہرجا کر اپنے ہی ملک کو لعن طعن کرتی ہیں۔۔"

سیاسی ا ازتھا۔ اصلاح کا مقصد گھر تھا۔۔

دُعا بغور سُن کر اُن کا جمہ کر رہی تھی۔۔

(اپنے گھر کے ہیڈ شوہر سے چاہے کتنے اختلاف ہوں۔۔ اُنہیں معاشرے میں رسوا نہیں کرتے۔۔۔ وہ معاشرے میں ہمارے گھر کے ئندہ ہوتے ہیں۔۔ اُن کی اصلاح کرنے کے لیے ہمیں ہر والوں کو بلا کر تماشہ لگانے کی ضرورت نہیں ہوتی۔۔۔ کیو اِس سے سوائے ہماری گھر ہستی اب ہونے کے اور کچھ حاصل نہیں ہوگا۔۔ ایسے گھر کبھی نہیں بستے جو ہرجا کر اپنوں کو معاشرے کے سامنے لعن طعن کرتے ہیں۔۔۔ اپنوں سے بیر نہیں یتے۔۔ اُن کی ابیوں کو آڑے ہاتھ یتے ہیں۔۔۔)

دُعا نے کچھ سوچتے کہا۔۔

" ت تو ٹھیک ہے۔۔ لیکن۔۔" وہ رُکی۔۔ اور کہنے لگی۔۔

"رشتوں میں صبر کا عنصر بہت ضروری ہے۔۔ جو رشتہ محض صبر کی بنا پ بنا ہوا۔۔ وہ صبر کے ٹوٹ جانے پ ٹوٹ جاتا ہے۔۔ گھر صرف صبر اور داشت کی د پ نہیں بنتے۔۔ محبت۔۔ خیال، فکر۔۔ اور حقوق و فرائض بھی بہت اہم ہوتے ہیں۔۔۔" دونوں نے گِلہ کیا تھا۔۔ دونوں نے جواز پیش کیا تھا۔۔ دونوں نے ای دوسرے کی اصلاح کی تھی۔۔۔ جنم جنم کا ساتھ تھا۔۔ چولی دامن کا رشتہ تھا۔۔۔ گِلے اب بھی بہت تھے۔۔ لیکن اُنہیں ساتھ رہنا تھا۔۔۔ دُعا

کی بات جاری تھی۔۔

"پتا ہے چاند۔۔۔میں نے تخیلاتی کہانیاں پڑھنی کیوں چھوڑ دیں؟ کیونکہ ان میں مجھے دو ہی چیزیں ملتی تھیں۔۔یا تو ضرورت سے زیادہ مثالیت ہوتی تھی یا ضرورت سے زیادہ تلخ حقیقت۔۔وہی پرانی روایات۔۔وہی taboos۔۔وہی ظلم کی داستانیں۔۔اب میں صرف factual اور conceptual کتابیں پڑھتی ہوں۔۔کم از کم وہ مجھے جھوٹی امیدیں نہیں دیتیں۔۔وہ مجھے زندگی کا فلسفہ یا معلوماتی باتیں بتاتی ہیں۔۔۔لوگ کہتے ہیں کیا جاتا ہے تھوڑی سی fantasy پڑھ کر۔۔جاتا تو کچھ نہیں ہے۔ انسان پھر اپنی حقیقی زندگی میں کبھی ایڈجسٹ نہیں ہو پاتا۔۔مثالیت کے چکر میں ہم انسانوں کا موازنہ کرداروں کے ساتھ کرنے لگ جاتے ہیں۔۔جو ہر لحاظ سے پرفیکٹ ہوتے ہیں۔۔جنہیں کبھی غصہ نہیں آتا۔۔جن سے کبھی غلطی نہیں ہوتی۔۔ہم اِن کہانیوں کے ذریعے وہ باتیں مانگنے لگ جاتے ہیں۔۔جس کے ہم مستحق نہیں ہوتے۔۔اور نہ ہی ویسے ہم خود ہوتے ہیں۔۔جیسی امیدیں ہم لوگوں سے لگانے لگ جاتے ہیں۔۔جب اللہ نے ہمیں خطا کار کے ساتھ اشرف المخلوقات بنایا ہے تو ہم فیکشن اور مثالیت کے پیچھے کیوں بھاگیں؟ ہم انسانوں کو فرضی کرداروں پر کیوں ترجیح دیں؟ ہمیں inspiration کے لئے فیکشن اور hierarchy کی ضرورت نہیں ہے۔۔ہم اپنی inspiration خود ہیں۔۔ہم اپنے آئیڈیل ہیں۔۔۔میں اپنی آئیڈیل ہوں۔۔۔میں خطا کار ہوں۔۔مجھے اللہ نے ایسا ہی بنایا ہے۔۔مجھ سے غلطیاں ہوتی ہیں۔۔میں فرشتہ نہیں ہوں۔۔لیکن میں اپنے لئے inspiration ہوں۔۔۔کیونکہ میں کسی کی خواہش پر بنا فرضی کردار نہیں ہوں۔۔۔میں وہ لڑکی ہوں۔۔میرے وہ مسئلے ہیں۔۔جو مسئلے اِس ملک کی اکثریت لڑکیوں کے ہیں۔۔۔نہ میں نیک ہوں۔۔اور نہ میں خود کو کہتی ہوں۔۔۔میں جو ہوں جیسی

ہوں۔۔۔میں اپنی آئیڈیل ہوں۔۔اور تم اپنے آئیڈیل ہو۔۔"

اُس نے ذرا سختی سے اُس سے کہا تھا۔۔اُس کے سر پ مسلسل ہاتھ پھیرتے اُسے ز ‌گی کی تلخ حقیقت سمجھا رہی تھی۔۔

"جو اسکوائ میں نئے رہا آئے ہوں گے۔۔اُن میں سے اکثر ت کے سامنے ہماری image اب ہو گئی ہو گی۔۔جو ہمیں پ فیکشن کے فریم میں دیکھتے تھے۔۔تمہیں وہ ای بہت تحمل مزاج ا ن سمجھتے تھے۔۔جو کہ تم ہو۔۔امی کو وہ ای پ سکون اللہ توکل کرنے والی خاتون سمجھتے ہوں گے۔۔جو وہ ہیں۔۔۔ابو کو وہ صرف ای ظالم ا ن سمجھتے تھے۔۔ آج سے پہلے کسی نے بھی اُن کے ‌ ب ت ِ پ ری نہیں دیکھے تھے۔۔جو اُنہوں نے ہمارے لئے دکھائے۔۔۔ہم پ فیکشن کے پیچھے اپنی ساری ز ‌گی ضائع کر دیتے ہیں۔۔اور اختتام میں ہم خامی کا ڈھیر بن کر فنا ہو جاتے ہیں۔۔کوئی ا ن مکمل طور پ ظالم نہیں،کوئی ا ن مکمل طور پ رحم دل نہیں۔۔دل کی حالتیں ب لتی رہتی ہیں۔۔۔کیا ہم ہمیشہ ای جیسے ہوتے ہیں؟ کبھی کبھی ہمیں معلوم بھی ہو ت ہے آزمائش چل رہی ہے۔۔لیکن نہیں ہو ت صبر۔۔ا ن ہیں ‌۔۔پھر ہم کیوں خود کو پ فیکشن کے پیچھے خوار کرتے ہیں۔۔۔جو ہوا۔۔وہ ای نیچرل چیز تھی۔۔۔غصہ آ ی۔۔بہت کچھ منہ سے نکلا۔۔ایسا کچھ ہوا جو نہیں ہو ‌ چاہیے تھا۔ کیا کر ت ہیں؟ کر ہی کیا ت ہیں؟ لکھاریوں سے تو گلے کر ت ہیں۔۔۔ ‌ اسے تو نہیں کر ت ‌۔۔۔میں نے مثالیت اور پ فیکشن کے پیچھے دوڑ ‌ چھوڑ دی ہے۔۔

I'm a girl who is full of chaos, but still I love myself..

خود غرضی ہے۔۔ یہی ا ن ہے۔۔۔یہی حقیقت ہے۔۔ہمارے جیسے لاکھ ہوں گے۔ تمہارے جیسے تمہاری field میں لاکھ ہوں گے۔۔ تم تم خود ہو۔۔اِس لئے تم اپنے آئیڈیل

ہو۔۔تمہاری یکتائی اور بے مثالی تمہیں لوگوں سے خود الگ کرے گی۔۔۔بس خود کو چاہنا۔۔ خود کی سُننا۔۔کسی کو پلیز کرنے کی چاہ میں مت رہنا۔۔۔خود سے محبت کرنا۔۔۔کبھی فرضی کردار بننے کی کوشش مت کرنا۔۔نہیں تو تم سے لوگ عشق بہت کریں گے۔۔تمہاری خواہش بھی کریں گے۔۔تم جیسا بننا بھی چاہیں گے۔۔۔اور اپنی ذات کو کھو دیں گے۔۔۔اپنی حقیقت اور اپنے رشتوں میں تمہیں تلاشیں گے۔۔وہ فرضی کردار مت بنو خضر۔۔۔اپنے لئے جینا۔۔۔کسی کے لئے اپنی جان دینے کی آئیندہ کوشش مت کرنا۔۔" آ سے آ ٹوٹ کر اُس کی جلد میں َ ا۔۔

" کیو تمہارے لئے وہ' کسی' اپنی جان نہیں دے سکتی!

وہ تمہارے لئے کچھ کر سکتی ہے۔۔لیکن جان نہیں دے سکتی۔۔۔جان اللہ کی امانت ہے۔۔۔"

ستارے ٹوٹ کر رہے تھے۔۔ خضر سا تھا۔۔

"تم نے مجھے خوف زدہ کر دیا ہے۔۔کل جیسی رات کا میں پھر کبھی سامنا نہیں کرنا چاہتی۔۔۔تم تو چاند تھے۔۔پھر تم نے یہ حرکت کیوں کی۔۔کبھی سوچا تم نے یہ حرکت کرتے۔۔پیچھے امی ابو کا کیا ہوتا۔۔تمہارے لئے میں ماموں سے لڑی۔۔۔ کا دل دکھا کر آئی۔۔اپنی جان کی پرواہ نہیں کی۔۔اور تم نے میری جان کا یہ مول لگایا۔۔۔کہ پڑھ گئے چھت پر۔۔۔اور دینے لگے جان۔۔کیا ایسے compensate کرتے ہیں؟امی کا ہار بھی دے دیا میں نے تمہارے لئے۔۔تمہارے لیے دیا۔۔۔مجھے پتا ہے میں جتا رہی ہوں۔۔جُوں لگے سو لگے تمہیں۔۔۔تمہیں سوچنا چاہیے تھا۔۔میں نے کس کے لئے یہ کیا۔۔ایسے compensate نہیں کرتے جان۔۔ایسے صلہ نہیں دیتے کسی کی قربانی کا۔۔ساری زندگی کے اُس کے احسان مند

رہتے ہیں۔۔تمہیں ساری زندگی میرا احسان مند رہنا تھا۔۔تمہیں مجھے کبھی نہیں چھوڑنا تھا۔۔ تمہیں میرا بہت خیال رکھنا تھا۔۔میں مطلبی ہو رہی ہوں۔۔تو ہاں ہو رہی ہوں۔۔میں نے تمہارے لئے ۔ کیا ہے۔ تمہارے ساتھ رہنے کے لئے۔۔میں نے امی کے ساتھ رہنے کے لئے نہیں کیا۔۔ضروری تو نہیں محبت کا نام ہی دوں میں ہمارے رشتے کو۔۔اللہ نے نکح اور منکو کے رشتے کو ایک دوسرے کی پوشاک کہا ہے۔۔پوشاک ہمارا confidence ہوتی ہے۔۔ہماری محافظ ہوتی ہے۔۔ہم تو ایک دوسرے کی چھت ہیں۔۔تو کیا میں محبت سے پہلے اپنی چھت محفوظ نہ کرتی؟"

اُس نے دھیرے سے اُس کا سر ہلایا۔۔

"بتاؤ؟" کسی خیال سے اُس نے سر آگے بڑھا کر دیکھا۔۔خضر تھکا ماندہ چہرہ آنکھیں موندیں خوابوں کی دنیا کے سفر پر نکل چکا تھا۔۔وہ سر سیدھا کیے بولی۔۔

"صبح سے کام کر رہا ہے۔۔یہ تو ہونا ہی تھا۔۔"

اُس نے دائیں رخسار سے آنسو پونچھے۔۔

"چلو اچھا ہے۔۔اِس نے نہیں سُنا!"

اب بائیں رخسار پر ہاتھ رکھا۔

"نہیں تو جانے کون کون سے گمان باندھتے!!"

چہرہ صاف کر کے اُس نے ایک ٹھنڈی آہ بھری۔۔۔اور ایک نظر گھما کر سارے لاؤنج کو دیکھا۔۔کسی خیال سے گیلری کی جانب گئی۔۔ستاروں نے ہڑبڑی مچائی۔۔۔دُعا سر لڑھکا کر آنکھیں چینی کیے اُنہیں دیکھتے بولی۔۔

"کیوں سُنتے ہو ہماری باتیں؟" جگمگ جگمگ ستارے جگمگائے۔۔

"اب شرمندہ ہو رہے ہو؟" وہ خفگی سے بولی تھی۔۔۔

چہرہ رمل کرتے اُس نے ای اور آہ بھری اور کاؤچ سے ٹیک لگاتے کہا۔

"When did this home become such a mess? When did Allah?"

سر جھکا کر اُس نے گود میں رکھا تکیہ دیکھا۔۔

"یہ کوئی کتابی کہانی نہیں ہے۔۔ جو میں ساری رات یونہی بیٹھی رہوں گی۔۔۔ پ سوں میرا پ وف ہے۔۔ مجھے جا ہے۔۔" احتیاط سے اُس نے تکیہ ذرا اُٹھایا اور اُٹھ کر کھڑی ہونے لگی۔۔ اب اُس نے دھیرے سے تکیہ کاؤچ پ رکھ دی۔۔ اُس نے دھڑکتے دل سے دونوں ہاتھ خضر کے سامنے کیے گہری گہری سانسیں لیں۔۔ بس اُس کی نیند اب نہیں کر چاہتی تھی۔۔ جیسے دبے دبے ا ازمیں آئی تھی۔۔ ت ں بُجھا کر ویسے ہی جانے لگی۔۔

"چلو ڈی۔کے، پڑھائی کرو۔۔ تمہاری ز گی میں سکون نہیں آ سکتا۔۔ تم ایم۔بی۔ایس کی طا علم ہو۔۔"

ستارے دار سیاہ رات کی چادر میں نیلا ر گُھلنے لگا۔۔ رات کے سناٹے میں دھیرے دھیرے پ ڑیوں کی چہک ملنے لگی۔۔۔ ہنگامِ صبح کا پہرا تھا۔۔ خضر فجر پڑھ کر گھر آ ی۔۔ آج ہر روز کی طرح ورزش پ جانے کا کسی صورت دل چاہا۔۔ فوری مو کی گھنٹی بجی۔۔ پیغام کی بیل تھی۔۔ خضر نے جماہی روکتے بیزار ی سے اسکرین پ دیکھا۔۔ تو دیکھتا ہے اُستاد کا میسج تھا۔۔

"میں ہر تمہارا انتظار کر رہا ہوں۔۔۔ چلو آج سے ورزش مل کر کرتے ہیں!!"

"لا سیر سلی گاڈ!!" خضر نے زور سے مو سر سے نکالتے ل نوچے۔۔ چہرے کا ر سرخ ہو رہا تھا۔۔۔ کرتے بھی اُس نے ورزش والا ی سُوٹ پہنا۔۔ اور جو ز پہن کر

تیزی سے سیڑھیاں پھلاَ کرنیچے آ ی۔۔اُس نے گاڑی کا دروازہ کھولا اور بجھے ہوئے

ا ازمیں ی کہا۔۔

"صبح بخیر!!"

اُستاد نے دن موڑ کر اُسے دیکھا اور بھوں ن کر ہلکی سی آواز میں کہا۔۔

"سیمز لا ش بخیر بوئی!!"

خضر نے گاڑی کا دروازہ بند کر کے اُستاد کے سادہ لوح دِ چہرے کو دیکھا۔۔۔

اِسے کہتے تھے نہار منہ ذلیل ہو۔۔خضر کو بے تہاشا جماہیاں آ رہی تھیں۔۔وہ ر رمنہ پ ہاتھ رکھ رہا تھا۔۔اُستاد صدر کے راستے سے ر رہے تھے۔۔اُنہوں نے افسوس سے سڑکوں کو دیکھا۔۔

" ۔۔یہ صدر، طارق روڈ یہاں تو دُکا ایسے کُھلتی ہیں۔۔۔جیسے شیخ آ کر ی ہیں۔۔۔سو رہے ہیں ۔۔افسوس ہے!!"

اُستاد سانس ی کے لئے رُکے اور کہنے لگے۔۔

"دُ صبح سے شروع ہوتی ہے اور دوپہر کیا کیا حاصل کر لیتی ہے۔۔ یہاں۔۔سوئے پڑے ہیں۔۔کامیابی کا راستہ سویرے سے جاگ کر جا ہے۔۔۔اور عوام یہاں۔۔شھے!!" اُنہوں نے سف سے ذرا دن لڑھکائی۔۔۔

"دُ میں کیا کیا ا دات ہو رہی ہیں۔۔لوگوں نے کیا کچھ دریفت کر لیا ہے۔۔اور اِس قوم کے شاہین لگے پڑے ہیں پیکجز پ راتیں ضائع کرنے۔۔اظہارِ الوطنی سُن لیں اِن سے۔۔ ک کی بنائی وڈیوز پ۔۔آدھا دن ضائع کر کے اپنی صبح کرتے ہیں انگریزی کے ای بھدے سے slang سے۔۔اور اِسی طرح شام سے رات Netflix پ۔۔دوسری

جان. لڑکیوں کو دیکھ لو۔۔۔ پروفائلز پہ لکھا ہو گا مائی کنٹری۔۔ووِی بلیڈ گرین۔۔۔فلاں ڈھمکاں۔۔۔اور شام کو گزارنے کے خواب پیرس کے۔۔۔مغربی پروڈکٹس سے تو بہتر اور کچھ لگتا نہیں۔۔۔یہ تو حال ہے یوتھ کا۔۔آزادی کے وقت کی یوتھ کا کیا جذبہ تھا۔۔کیا لگن تھی۔۔۔آج وہ لگن نہیں آتی۔۔اور باتیں سُن لو تبدیلی کی۔۔۔کرنا خود اِنہوں نے ٹکے کا کام نہیں۔۔اور ایک آدمی اور اُس کی کابینہ کے پیچھے ہاتھ دھو کر پڑ گئے ہیں۔۔۔کہتے ہیں۔۔۔جس قوم کی نوجوان نسل بیدار ہو جائے۔۔۔اُس قوم کی تقدیر بدل جاتی ہے۔۔۔ایک انسان کیا کر سکتا ہے؟ قانون بنا سکتا ہے؟ اُنہیں enforce کروا سکتا ہے؟ Schemes launch کر سکتا ہے۔لیکن عمل کس نے کرنا ہے؟ کس نے کرنا ہے؟ یہ نہیں سمجھ آئے گا۔۔اب نہیں منہ کھلے گا۔۔۔اب جواب نہیں آئیں گے۔۔۔باتیں سُن لیں۔۔بھئی کچھ ہو نہیں رہا۔۔بھئی۔۔آپ نے کون سی اپنی روٹین بدل لی ہے۔۔آپ بھی تو اُسی پرانی روٹین پہ لگے پڑے ہیں۔۔صرف کہنے سے تھوڑی پاکستان آجاتا ہے،نہیں؟" اُنہوں نے خضر کو دیکھا۔وہ نیند میں جھولتا جماہی لیتے بولا۔۔

"جی!!"

خضر کی خواب آلودہ آواز اُستاد نے سُنی تو اُنہوں نے کنکھیوں سے خضر کو دیکھا۔۔

کچھ سوچ کر وہ ذرا آواز بلند کر کے کہنے لگے۔۔

"تمہاری کل کی چھوٹے بچوں کی پرفارمنس سے میں نے اندازہ لگایا ہے کہ۔۔تم ایک بہت اچھے والد بنو گے!!"خضر بھونچکا۔۔۔اگلے ہی لمحے وہ اُٹھ بیٹھا۔۔اُس نے گاڑی کی سیٹ سے ٹیک ہٹا دی۔۔وہ سرخ ہوتے چہرے سے حواس باختگی کے عالم میں اُستاد کو دیکھ رہا تھا۔۔گاڑی چلتی جا رہی تھی۔۔وہ ہنوز اُستاد کو سرخ مائل چہرے سے دیکھے جا رہا تھا۔اُستاد نے اُسے

دیکھ کر جھڑکا۔۔۔

"Stop blushing like girls, you monkey!"

خضر نے فی الفور سر جھٹک کر منہ د. لیا۔۔

اُستاد اُس سے پوچھنے لگے۔۔

"تمہیں insomnia ہے؟"

خضر نے اثبات میں سر کو خم دی۔۔

"جی؟"

"کیسا لگتا ہے اِس میں مبتلا ہو کر؟" خضر نے ای ٹھنڈی آہ بھری اور . ہر دیکھتے کہا۔۔

"Insomnia اور نیند، اِن دونوں بیماریوں سے زیدہ کیف کسی بیماری میں نہیں!"

"اہنہہ !!" اُستاد اُس کی بغور سُن رہے تھے۔۔

"رات ہوتے ای فسوں آنکھوں پ اُت آت ہے۔۔۔ جو اُنہیں بند ہونے نہیں دیتا۔۔ اور دن ہوتے ہی ای فسوں آنکھوں پ اُت ہے جو اِنہیں کُھلنے نہیں دیتا۔۔". اُستاد نے ای گہری سانس لی اور کہنے لگے۔۔

"کبھی سوچا ہے خضر؟ نیند کیوں نہیں آتی؟" خضر نے َ دن موڑ کر اُستاد کو دیکھا۔۔

"سکون نہیں ہے خضر۔۔ سکون نہیں ہے۔۔ صفائی کا خیال رکھا کرو۔۔ پ سکون کپڑے پہن کر سوی کرو۔۔ جس جگہ پ سوتے ہو وہاں کے ماحول کا خیال کیا کرو۔۔ ظاہری . طنی صفائی بہت ضروری ہے۔ کبھی . ڈھے ہوئے ٠ خنوں کے ساتھ اپنا وجود محسوس کر٠ ۔۔ اور پھر اُنہیں کاٹنے کے بعد۔۔ دیکھنا۔۔ تم خود کو کتنا ہلکا پ ؤ گے۔۔ اِسی طرح غیر ضروری . ل۔۔۔ اِن . چیزوں کا خیال رکھا کرو خضر۔۔ insomnia اور دوسری بیماریوں کو جنم دیتی ہے۔۔ اور اُن

میں سے ای اور تیزی سے پھیلنے والی بیماری ہے..Procrastination۔ چیزوں کا تـ خیر سے کرن ۔۔اور اس بیماری کے اث ات anxiety stress اور depression ہیں۔۔کبھی بھی لگے کہ تم سستی کر رہے ہو۔۔فوراً اُٹھ کھڑے ہو۔۔یہ ای نفسیاتی بیماری ہے اور اِس کے بہت نقصان ت ہیں۔۔" خضر نے سادگی سے سیدھا ی ہوئے اپنے بڑھے ہوئے ناخنوں کو دیکھتے کہا۔۔

" کیا میں آج Psychiatrist لقمان علی خان کے پ س سیشن ی آ ی ہوں؟" اُستاد نے کرن ٹ کھا کر یکدم یں پھیر کر اُسے دیکھا۔۔اُن کی آنکھیں لرز رہی تھیں۔۔وہ بمشکل خود کو کمپوز کرنے لگے۔۔

" مجھے تمہیں دو لوگوں کی گفتگو کے آداب لگتا ہے پھر سے سکھانے پڑیں گے۔۔" اُنہوں نے خفگی سے کہا تھا۔۔خضر خاموش ہو ی ۔۔۔ چند لمحوں بعد وہ معذرت کرتے بولا۔

" سوری اُستاد۔۔۔میں اِن دنوں بہت misanthropic ہو رہا ہوں۔۔"

اُستاد کا دل دھڑک رہا تھا۔۔ای پل کے لئے اُنہیں لگا تھا جیسے اُسے ب معلوم پڑ ی ہو۔۔ جواباً اُنہوں نے کہا۔

" کوئی ب ت نہیں۔۔" وہ ٹھہرے اور پھر کہنے لگے۔۔

" رات کو چاہے نیند ن آئے۔۔ ا سو ی ے فجر میں اُٹھنا ہے۔۔تو فون اور ا ب طیل چیز ر ن ہو گی۔۔ا ب طیل ب طل سے ہے۔۔یعنی جھوٹ۔۔یہ ڈرامے۔۔اور من گھڑت کہا ں ب ب طل ہیں۔۔ب طل کو خود پ ہاوی نہیں ہونے دیتے۔۔ہاں ا سبق آموز کہا ں ہوں تو اور ب ت ہے۔ لیکن بلاوجہ کا شور شرابہ گیت اور فحش مناظر ب ا ب طیل ہیں۔۔چاہے کچھ بھی ہو جائے۔۔نیند چاہے ن آئے۔۔لیکن مو ب بند کر کے رکھنا۔۔پلنگ پ بس ی ٹ نہیں

رہنا۔۔اُٹھ کر کچھ کرنا ہے۔۔جس سے تم تھکو۔۔یہ کتاب پڑھ کر دماغ اور آنکھیں تھکا لو یا اُٹھ کر اور کوئی کام کر لو۔۔۔نیند نہیں آئے گی۔۔لیکن تھکاوٹ ہو گی۔۔اور تھکاوٹ سے نیند آئے گی۔صرف لیٹے رہنے سے نیند نہیں آتی۔۔صبح کی روشنی میں vitamin D ہے۔۔ Vitamin D خوشی اور positivity کا source ہے۔۔اِس لئے صبح اُٹھنے کو کامیابی کا راز کہا گیا ہے۔تم ایک ان کو دیکھو جو vitamin D لیتا ہے اور ایک اُسے دیکھو جو نہیں لیتا۔فرق تم خود پہچان لو گے۔۔کچھ خود بھی غور و فکر کرو۔۔لوگوں کو سب سے زیادہ اِن دنوں کثرت سے اِسی vitamin کی کمی ہے۔۔اور ہمارے پاس قدرتی وسائل ہے اُسے حاصل کرنے کے لئے۔۔۔اور یہاں لوگ کثیر تعداد میں گولیاں کھا رہے ہیں۔۔اللہ نے رزق صبح میں دیا ہے۔۔اُسے صبح میں تلاش کرو۔۔سارا دن سو کر نہ گزارو۔۔خواب تو وہ ہوتے ہیں جو سونے نہ دیں۔۔سارا وقت ستارے اور خواب دیکھنے میں مت نکالنا۔۔" اُستاد ٹھہرے اور پھر اُسے مسکرا کر دیکھتے کہنے لگے۔۔

"Be a doer rather than a dreamer. Be a star rather than a star gazer!"

☆.....☆.....☆

اُستاد اور خضر کسی پارک میں دوڑ لگا رہے تھے۔۔۔اُستاد نے اُسے دوڑا دوڑا کر اُس کا حشر کیا ہوا تھا۔۔خضر جھک کر گھٹنوں پہ ہاتھ رکھے ہانپ ہانپ کر کہہ رہا تھا۔۔

"اُس۔۔اُستاد۔۔۔بس۔۔بس۔۔"

اُستاد سانسیں ہموار کرتے کہنے لگے۔۔

"ورزش صحت مند رہنے کے لئے بہت ضروری ہے۔۔ورزش کی وجہ سے ہمارے جسم میں

خوشی کے ہارمونز خارج ہوتے ہیں۔۔جو دماغ کو سکون مہیا کرتے ہیں اور stress کو دور کرتے ہیں۔۔تھوڑی سی ہمت اور۔۔۔بس اب دس منٹ بعد چلیں گے۔۔۔" پسینے میں دونوں اُستاد شاگرد شرابور تھے۔۔ہانپتے ہوئے وہ دوڑتے جا رہے تھے۔۔اُستاد نے دوڑتے ہوئے خضر کو دیکھتے کہا۔۔

"اگر تم مجھ سے آگے نکل گئے۔۔شام میں ایک کلاس فری کر دوں گا!!"

خضر نے رفتار بڑھائی اور اگلے لمحے ہار مان کر زمین پر لیٹ گیا۔۔اُستاد نے رفتار کم کی اور دونوں ہاتھ جھاڑ کر سفا کی سے اُسے دیکھتے اُس کی طرف آئے۔۔۔

"میں اپنے فورٹیز میں ہوں یو منکی۔۔اور تم سے زیادہ صحت مند ہوں۔۔ ۔۔" خضر بے سُدھ سبزے پر پڑا تھا۔۔اُستاد اُسے گریبان سے کھینچ کر گھسیٹ رہے تھے۔۔

"اُٹھو اُٹھو!!"

خضر بیزاری سے آہ وزاری کر رہا تھا۔۔

"اُستاد!!"

"اچھا بتاؤ اُحد کا پہاڑ کہاں ہے؟" وہ لنگڑاتے ہوا اُٹھا اور بنا سوچے بے خیالی میں بولا۔۔

" مکہ میں۔۔"

اُستاد نے چونک کر کہا۔۔

" مکہ؟ شرم کرو!! مدینہ میں۔۔اب تم ایک اور چکر لگاؤ گے!!" وہ ٹھک دار آواز میں اُس پر برس رہے تھے۔۔خوب وٹامین ڈی حاصل کرنے کے بعد وہ واپس لوٹ رہے تھے۔۔خضر گلے میں تولیہ رکھے چہرہ پونچھ رہا تھا۔۔اور پانی کی گھونٹ لے رہا تھا۔۔۔

"رضیہ آپا یہاں ہوتیں تو کہتیں۔۔پُوت نچ گئے ایں۔۔۔" اُستاد کے گلے سے بے اختیار

قہقہہ نکلا۔۔۔

"اچھی خاتون ہیں۔۔تم اور دُعا خوامخواہ اُنہیں پ یشان کرتے ہو۔۔"

اُستاد دھیرے دھیرے ڈرائیو کر رہے تھے۔۔سڑک پ بے تحاشا رش تھا۔۔اُستاد نے َ ۰ رتے ہوئے ٹ یفک پولیس کو تعظیماً سلام کا اشارہ کیا۔۔اور دھیرے سے گاڑی آگے بڑھادی ہے۔۔

"بہر . کبھی پولیس آئے تو تعظیماً اُنہیں سلام کہہ دیا کرو بیٹے۔۔۔سارا دن کام کرتے ہیں۔۔ ہر وقت گالیاں سُنتے رہتے ہیں۔۔یقین جانو۔۔تمہاری ذرا سی دی عزت اِن کا دن بدل دے گی۔۔ یہ مت کہنا۔۔کہ یہ رشوت کھاتے ہیں۔۔کسی کے َ ۰ ہ کی فکر کر کے اُس سے نیکی کرنے سے ۰ رُکنا۔۔ہوسکتا ہے تمہاری نیکی اُس کی ہدایت کا وسیلہ بن جائے۔۔

ٹ یفک ہے۔۔تو jam لگانے کے بجائے کچھ productive کیا کرو۔۔کوئی audio book سُن لیا کرو۔۔وقت ضائع کرنے سے اور لوگوں کو اور پولیس والوں کو گالیاں دینے سے کیا حاصل ہوگا؟ وقت کی قدر کیا کرو بیٹے۔۔۔"

جتنا طویل سفر اور دن لگ رہا تھا۔۔اُتنی ہی جلدی وہ َ ۰ ر ی تھا۔۔اُستاد نے اسکوائ کے باہر گاڑی روکی۔خضر نے ی ٹ بیلٹ کھولی۔۔اُستاد نے اُسے دیکھتے انگلی سے اشارہ کرتے کہا۔۔

"پ یکٹس کے بعد سیدھا انسٹیٹیوٹ!!" خضر نے احتراماً سر کو خم دیا۔۔وہ سانس ی ۰ کے لئے رُکے اور بولے۔۔

"خضر!!"

"جی اُستاد؟" اُس نے پوری توجہ سے اُن کی بات سُنی تھی۔۔

"جس طرح flu میں ا ن خوشبو سے محروم ہو جاتا ہے۔۔اُسی طرح۔۔حاسدین کے دل بغض سے بیمار ہو جاتے ہیں۔۔ت س کھاؤ۔۔دُعا کرو اُن کے لئے۔۔۔کہ اللہ انہیں صحت

یب کردے۔اُن سے ت۰ کیا کرو۔۔" اُستاد کے لبوں پہ تبسم تھا۔۔اُس تبسم کو دیکھ کر خضر کے لبوں پہ بھی تبسم درآیا۔۔اور وہ گاڑی کا دروازہ کھول کر پُر اُمید مثبت سا ہر نکلا۔۔۔گاڑی کا دروازہ بند ہوا۔

اُستاد نے گاڑی سے ہر دن لڑھکا کر خضر کو دیکھا۔۔۔

"الحمدللہ علی کل حال!!" زیرلبی سے یہ کہتے اُنہوں نے گاڑی اسٹارٹ کی۔۔۔

خضر نہا کر گیلے ل سکھاتے کمرے میں آیا۔۔تبھی اُس کے مو پہ بیپ ہوئی۔۔اُس نے جھک کر پلنگ پہ سے مو اُٹھایا۔۔اور گلے سے تولیہ اُتارتے وقاص کا میسیج پڑھنے لگا۔۔

"انکل نعیم ساری رات ہسپتال رہ کر آئے ہیں۔۔اُنہیں اوپر چھوڑ کر آ ہے نیچے آؤ۔۔۔"

وہ اُن کی بلڈنگ کے کسی انکل کی ت کر رہا تھا۔۔دوسری طرف۔اپنے کمرے سے دُعا نکلی اور ربیعہ بیگم کو دیکھتے ورچی خانے کی جانے لگی۔۔۔ربیعہ بیگم ورچی خانے میں جلدی جلدی تیزی سے دوا کے پتے سے ای گولی نکال کر کوٹ رہی تھیں۔۔

"لقمان صاحب نے کہا تھا۔۔صبح ای دینی ہے۔۔"

ربیعہ بیگم نے جیسے ہی گولی کوٹ دی وہ خضر کی smoothie میں نے لگی۔۔۔

"ابو امی کو دیکھیں!!!" دُعا حیرت سے گلا پھاڑ کر ئی تھی۔۔۔اور ربیعہ بیگم ٹھٹک کہ رُکیں۔۔

"ابو دیکھیں امی چا کی smoothie میں تعویذ رہی ہیں۔۔۔" ربیعہ بیگم نے فٹافٹ وہ کاغذ چھپا دی جس پہ اُنہوں نے دوا رکھ کر ڈالی تھی۔۔۔ ہر خضر انکل ہارون اور اپنے دوستوں کے ساتھ کھڑا دُعا کے شور پہ ششدر اور گنگ کھڑا تھا۔۔۔

"ابو دیکھیں امی جادو ٹو۰ کرنے لگ گئی ہیں!!" شرم سے وہ پنی پنی ہو رہا تھا۔۔فلیٹ پہ موجود ہر کوئی اُن کے گھر کے کُھلے دروازے کی طرف گھور گھور کر دیکھ رہا تھا۔۔وقاص نے دا

. لوگوں کو دیکھتے ہاتھ جھلا کر کہا۔۔

"جاؤ یار تم۔۔جاؤ۔۔تم گھر دیکھو اپنا۔۔۔" خضر نے معذرت خواہانہ انداز میں اُسے اور انکل ہارون کو دیکھا اور پھر تیزی سے بڑے بڑے ڈگ بھر کر اپنے فلیٹ میں آیا اور اُس نے دروازہ بند کر لیا۔۔۔

لاؤنج میں دُعا نے شور برپا کیا ہوا تھا۔۔

"ابو ابو میں نے خود دیکھا۔۔امی ایسے ایسے کر کے کاغذ رہی تھیں۔۔چائے کی smoothie میں۔۔"

خضر بڑے ضبط سے کھڑا دُعا کے ہاتھ میں smoothie کو دیکھ رہا تھا۔۔ربیعہ بیگم اُس کے . ا. میں کھڑی گئیں۔

"جھوٹ بول رہی ہے یہ۔۔۔مجھ پر الزام لگا رہی ہے۔۔۔بے شرم عورت۔۔۔ابھی میں اِسے جادو ٹونہ کرنے والی لگ رہی ہوں۔۔اب دیکھنا تھوڑی دیر بعد بھوک لگے گی۔۔تو اُٹھ کھڑی ہو گی۔۔بے حیا عورت۔۔۔ماں پر تعویذ گنڈوں کے الزام لگاتی ہے۔۔"

دُعا نے قسم کھاتے شہ رگ کو چھوا۔۔

"ابو میں سچ کہہ رہی ہوں۔۔میں نے اپنی اِن گنہگار آنکھوں سے امی کو تعویذ تے دیکھا ہے۔۔" جہانزیب صاحب صوفے پر بیٹھے بے دلی سے بند مٹھیاں کھول کر بولے۔۔

"دن پڑھتے ہی تماشہ شروع۔۔"

" بکواس مت کرو دُعا۔۔چمٹے سے گھٹنے سیک دوں گی!" جہانزیب صاحب ہم ہوئے۔۔

"ربیعہ!!" ربیعہ بیگم سخت ناراضی سے جہانزیب صاحب کو دیکھتے کہنے لگیں۔۔

"آپ کو میں آتی ہوں۔۔میرا بیٹا آتا ہے۔۔یہ نہیں آتی؟"

جہانزیب صاحب دوٹوک بولے۔۔

"نہیں۔۔"

ربیعہ بیگم یکدم بول پڑیں۔۔

" کیوں؟اِس نے سلیمانی ٹوپی پہنی ہوئی ہے!!"

ربیعہ بیگم نے اب خضر کی طرف دیکھا۔۔

"دیکھ کیسے الزام لگا رہی ہے مجھ پہ۔۔اب خود دیکھ لے۔۔" خضر نے بنا کچھ کہے دُعا سے گلاس چھینا۔۔دُعا کا منہ حیرت انگیزی سے کُھلا۔۔۔جہانزیب صاحب اور ربیعہ بیگم نے خضر کو دیکھا۔۔اور وہ ٹھک سے smoothie پی گیا۔۔ربیعہ بیگم دھیرے سے مسکرا پڑیں۔۔دُعا سر پکڑتے فکرمندی سے بولی۔

"ہئے چاچو یہ کیا کیا تم نے!!"

خضر نے گلاس پٹختے ہوئے میز پہ رکھی اور ربیعہ بیگم کو دیکھتے کہا۔۔

"جا اماں۔۔بیشک جا کسی مرضی پیر فقیر کے پاس۔۔۔جو مرضی تعویذ پلا لیں۔۔میرا ایمان نہیں ڈگمگانے والا۔۔۔اور حالات بدلنے ہیں نا۔۔تو اللہ کے حکم سے بدلنے ہیں۔۔۔"

ربیعہ بیگم نے چپ سادھ لی۔۔۔

"یہ کچھ ہونا رہ گیا تھا۔۔یار شرمندہ کروا دیا ہے آج مجھے بابا کے سامنے۔۔کل اتنا کچھ ہوا ہے۔۔وہ کم نہیں تھا۔۔جو صبح ہوتے ہی یہ تماشہ شروع کر دیا؟" خضر نے اب دُعا کو دیکھا۔۔

"اور تمہیں کیا ضرورت تھی اتنا گلا پھاڑ پھاڑ کر رونے کی۔۔ہر بندے نے تمہاری آواز سُنی ہے بہر۔۔اب میں کس منہ سے اپنے دوستوں میں بیٹھوں گا دُعا۔۔۔؟ وہ تو مجھے باتیں مار مار کر ہلاک کر دیں گے۔۔کہ تمہاری ماں اور بیوی بھی ٹی۔وی ڈراموں کی طرح لڑتی ہیں۔۔یار

میری کوئی عزت نہیں چھوڑی آپ دونوں نے۔۔کیوں کیا ہے یہ۔۔دماغ ٔ اب ہورہا ہے میرا!!"

ربیعہ بیگم فکرمندی سے بولیں۔۔

"چا ٔ یٔ!!" خضر غصے سے سر کے ب ل نوچ رہا تھا۔۔۔

"میں جارہا ہوں۔۔۔ ب ہر ہی ٔ شتہ کروں گا!!"

دُعا فوراً سے بولی۔۔

"چا ٔ ٔ شتہ ڈال دیتی ہوں۔۔" وہ دوڑ کر آئی تو چا ٔ پلٹ کر چیخا۔۔

"ا ٔ رجا کر پ ڑھو۔۔۔" اور دُعا نے ای لمحہ نہیں لگا یا ٔ ر دوڑنے میں۔۔

جیسے ہی خضر گھر سے ب ہر نکل َ ی۔۔دُعا پھر سے ب ہر آئی۔۔

"امی!!"

ربیعہ بیگم َ کلس کر بولیں۔۔۔

"بے غیرت، Anti-depression گولی تھی وہ۔۔" ربیعہ بیگم نے زور سے اُس کے ب زو تھپڑ رسید کیے۔۔

" ب یٹ کے سامنے مجھے ذلیل کروا دی۔۔ذلیل کروا دی۔۔"

"امی سوری!!" دُعا معذرت کرتے کر بولی تھی۔۔"امی سوری!!"

ربیعہ بیگم خفگی سے ۔۔

"دفع ہو جا ٔ ر!!"

اور دُعا فوراً سے ا ٔ ر بھاگ گئی۔۔ربیعہ بیگم متفکر سی صوفے پ بیٹھیں۔۔

"ہائے۔۔ڈپ کی دوا دی۔۔اور پھر ٹینشن لے کر نکل َ ی میرا بچہ۔۔۔"

جہانـ ـیـ ـ صا ـ آرام سے صوفے پـ بیٹھے چسکیاں لے لے کر چائے پی رہے تھے۔۔

"شر شر شر شر!!" آواز نے سارے لاؤنج میں ایـ ـ نظمی سی پیدا کر دی تھی۔۔۔جہانـ ـیـ ـ صا ـ نے ربیعہ بیگم کو دیکھتے کہا۔۔

"اب دیکھ لو۔۔کس نے کیا ہے پھر تماشہ۔۔" ربیعہ بیگم نے گھور کر جہانـ ـیـ ـ صا ـ کو دیکھا۔۔

"جہانـ ـیـ ـ صا ـ ابھی نہیں ابھی نہیں۔۔"اور وہ خاموش ہو گئے۔۔۔

"جو میاں بیوی ایـ ـ دوسرے کی عزت نہیں کرتے ـ۔۔اُن کے بچے بھی اُن کی عزت نہیں کرتے۔۔۔دیکھ لیا ہے آپ نے اـ ـ م؟"وہ سانس ـ ـ کے لئے رُکیں اور کہنے لگیں۔۔

"موجودہ زمانے میں قدم سے قدم ـ کر ـ جاتـ ہے۔۔یہاں ہم سر غلام اور شاہ نہیں ہوتے۔۔یہاں اَ ـ ایـ ـ سلطان ہو تو دوسری سلطانہ ہوتی ہے۔۔ کل کے واقعہ سے سبق پکڑیں۔۔اور قصہ ختم کریں۔۔"

تھوڑی دیـ بعد ہی دُعا پھر سے ـ ہر آئی۔۔

"امی ملتان والی خالہ کی کال آئی تھی۔۔سائـ ـہ کا رشتہ دیکھنے آ رہے ہیں لڑکے والے۔۔"

ربیعہ بیگم بیزاریـ ـ سے بولیں۔

"مُلا کی دوڑ مسجد ـ ـ۔۔اِس ملک کی ماؤں کی دوڑ 'میری بچی کا رشتہ ہو جائے' ـ ـ۔"

دُعا ہاتھ میں موـ ـ پکڑے کھڑی تھی۔۔ربیعہ بیگم اُس کے ہاتھ میں موـ ـ دیکھ کر اُسے جھڑکنے لگیں۔۔

"اـ ـ رجا کر پڑھ اور رکھ دے اپنے ـ پ کو!!" جہانـ ـیـ ـ صا ـ کو چائے پیـ ـ غوطہ آیـ ۔۔دُعا اور ربیعہ بیگم نے چوـ ـ کر اُنہیں دیکھا۔۔جہانـ ـیـ ـ صا ـ سرخ مرطوب آنکھوں سے ربیعہ

بیگم کو دیکھتے اور رومال سے چہرہ صاف کرتے بولے۔۔

"بیگم کم از کم اپنے الفاظوں پ ہی پوری اُت آی کرو۔۔ابھی مجھے کہہ رہی تھی ای دوسرے کی عزت کرو!!"

ربیعہ بیگم نے شرمندگی سے دا دیکھنا شروع کردی۔۔جہان ی صا نے دُعا کو دیکھا تو پیار سے کہنے لگے۔۔

"جا، جا کر پ چے کی تیاری کر۔۔"دُعا نے فوراً سے سر ہلا دی اور ا رکو چلی گئی۔۔۔

"ی مشکل پ ھائی کر رہی ہے بچی!!" جہان ی صا اُس کی صحت کو دیکھ کر حساب لگا رہے تھے۔۔۔

"پتا نہیں ختم ہو گا یہ میڈ اِس کا۔۔"

ربیعہ بیگم کہیں کا غصہ کہیں اُت رتے بولیں۔۔

"بس۔۔ختم ہو جائے۔ختم ہو جائے ۔۔یہی تو چاہتی ہے ہماری قوم۔۔ہر کام اِس قوم کو ختم کر ہے۔۔ای میشن ابھی لیا نہیں۔۔کورس ختم کرنے کی پہلے پ گئی۔۔ا ن ختم کرنے کے لئے تعلیم حاصل نہیں کرت۔۔کچھ حاصل کرنے کے لئے کرت ہے۔۔ یہاں بچے اِس لئے تھوڑی پ ھتے ہیں۔۔یہاں تو یہ جان چھڑانے کے لئے پ ھتے ہیں۔۔"جہان ی صا نے ت سف سے ربیعہ بیگم کو دیکھا اور اُٹھ کھڑے ہوئے۔۔

"تمہارا آج دن صحیح نہیں۔۔تمہارے منہ لگنے سے یہی کریں !!"اور وہ دکان کے لئے گھر سے نکل پ ے۔۔

☆.....☆.....☆

دوپہر کو خضر گھر آی شام کو۔۔کلاس لی اور ہر سے ہی کھا کھای۔۔رات کو گھر آی تو

لاؤنج میں آتے ہی پہلا شخص جو دکھا وہ ربیعہ بیگم تھیں۔۔اُس نے ہر کا دروازہ بند کرکے لا
لگا یا اور پھر اُن کے ساتھ آبیٹھا۔۔خضر نے ای گہری سانس لی اور پہل کرتے کہا۔۔

"امی۔۔ہمیں اللہ سے جُڑنے کے لئے کسی VIA کی ضرورت نہیں ہے۔۔اور اس کے نبی نے آکر ہمیں اپنی تعلیمات کے ذریعے اللہ سے جڑنے کا پ بتا دی ہے۔۔کوئی پیر زی دہ سے زی دہ ہمارے لیے کیا کر سکتا ہے؟ دُعا کر سکتا ہے۔۔اور تو کچھ نہیں کر سکتا۔۔۔پھر وہ تعوی لانے کا کوئی فا ہ؟"

ربیعہ بیگم نے مصنوعی ا ازمیں اُس سے معذرت کی۔۔

"اچھا معاف کردے ی ۔۔اولاد کی محبت ا کچھ کروادیتی ہے۔۔۔بس سمجھ نہیں آ ی ۔۔" خضر نے جھک کر ہمیشہ کی طرح اُن کا شانہ چوما۔۔

" کوئی ت نہیں۔۔"

دن اپنے معمول کی طرح اختتام کو پہنچا تھا۔اگلی صبح خضر نہا دھوکر لاؤنج میں آتے بولا۔۔

"چلو دُعا۔۔"

"چلی گئی وہ!" جہا ی صا نے شتہ کرتے بتا ی تھا۔۔خضر نے چو کر اُنہیں دیکھا۔۔

" کیوں؟"

جہا ی صا نے چشمے سے بغور اُسے دیکھتے کہا۔۔

"معلوم نہیں!!"

خضر کو غصہ پ ھا تھا۔۔وہ کلاہی پ گھڑی پہننے لگا۔۔

"روز کے ہی تماشے ہیں۔۔دن پ ھتا نہیں۔۔ ت سے کوئی ت بنا کر پہلے رکھ لی ہوتی ہے۔۔۔"

وہ ۔ڑ۔ڑاتا ہوا گھر سے ۔ہر نکل َ ی۔۔ دن جو ۔ڑ۔ڑاہٹ سے شروع ہوا۔ بس ۔ڑ۔ڑاہٹ میں صرف ہو َ ی۔ چھٹی کے وقت اُسے ی ٔ َ ی تو معلوم پڑا کہ وہ کسی سہیلی کے ساتھ گھر جا چکی تھی۔۔ اب تو خضر کے عتاب کی کوئی حد نہیں تھی۔۔ جان جاتی تھی اُس کی ۔ وہ اُسے کسی اور کی گاڑی میں بیٹھتا دیکھتا تھا۔۔

غصے میں بھرا پڑا وہ گھر آ یا اور دٔ ٔ ٔ ہوا ٹھڈا لگا کر اُس کے کمرے میں آ ی۔۔

"چاٰ !!" پیچھے سے ربیعہ بیگم خفگی سے ئی تھیں۔۔

"شرم نہیں آتی جوان لڑکی کے کمرے میں یوں گھستے۔۔۔"

دُعا پلنگ پ کولڈ ماسک لگا کر آرام سے بیٹھی اُسے دیکھ رہی تھی۔۔ خضر غیظ اُبلتی آنکھوں سے اُسے دیکھے جا رہا تھا۔۔۔

ربیعہ بیگم پیچھے آنے لگیں تو خضر نے فٹافٹ دروازہ بند کر کے کنڈی لگا دی۔۔

"چاٰ کیا کر رہا ہے؟ چاٰ !!" ربیعہ بیگم زور زور سے دروازہ کھٹکھٹا رہی تھیں۔۔

"چاٰ !!"

"چاٰ دروازہ کھول نہیں تو میں ۔ کو اکٹھا کر لوں گی! میں کہہ رہی ہوں۔۔ تُو نے بچی کو ہاتھ بھی لگاٰ ۔۔ تیری ہڈ ی تو ڑ دُوں گی!!"

خضر ساری ۔توں کو انسنی کر کے سنگھار میز کا اسٹول کھینچنے لگا۔۔ دُعا نے َ دن موڑ کر سادگی سے اُسے دیکھا اور َ دن موڑ لی۔ جا تھی وہ یہیں آئے گا۔۔

"چاٰ !!" ربیعہ بیگم دروازہ کھٹکھٹا رہی تھیں۔۔ خضر اُس کے سامنے اسٹول لے آ ی اور اُس پ ۔ٹھ کر بیٹھا۔۔ دُعا اب بھی ہنوز اُسے سادگی سے دیکھ رہی تھی۔۔ خضر نے بیٹھ کر ا ی گہری سانس لی اور بولا۔۔

"میں پوچھ سکتا ہوں آپ کس سے پوچھ کر اپنی سہیلی کے ساتھ گھر آئی تھیں؟" دُعا نے خشک لبوں پہ زبان پھیری اور سر جھٹک کر کچھ سوچا۔۔ چند لمحوں بعد اُس نے سر اُٹھا کر اُسے دیکھا اور بولی۔۔

"ابو!!"

خضر نے اُسے ڈرانے کے لئے ہاتھ دکھایا۔۔

" تھپڑ ماروں گا جھوٹ بولا تو!!"

دُعا سادگی سے اُسے دیکھ رہی تھی۔۔۔ دھیرے دھیرے پلکیں جھپک رہی تھی۔۔ پتا تھا نہیں مارے گا۔۔ اُسے بے اثر دیکھا تو خضر نے ہاتھ نیچے کرلیا۔۔ ربیعہ بیگم دروازہ کھٹکھٹا کر تھک گئی تھیں۔۔

خضر نے خود کو کمپوز کیا اور دُعا کا شانہ تھامتے اُسے ذرا ہلا کر سختی سے کہنے لگا۔۔۔

" جھوٹ مت بولو۔۔ ابو سے میں بات کر چکا ہوں۔۔۔ آئیندہ ایسا ہوا نہ تو میں بہت ماروں گا دُعا۔۔۔ سچ میں بہت ماروں گا۔۔۔ مجھے کسی پہ اعتبار نہیں ہے یہاں۔۔۔ آئیندہ یوں کسی کے ساتھ سوار مت ہونا۔۔ میں سمجھا رہا ہوں تمہیں!!"

دُعا ہنوز بے خوفی سے اُسے دیکھ رہی تھی۔۔۔

خضر نے اُس کے شانوں سے ہاتھ ہٹا دیئے۔۔ دُعا نے ایک گہری سانس لی اور سر ہلا کر کہا۔۔

" ٹھیک ہے۔۔"

اُس نے اُسے دیکھا۔۔

" لیکن تمہارے ساتھ بھی نہیں سوار ہوں گی۔" خضر کے ماتھے پہ بل پڑے۔۔

"وجہ؟ تکلیف؟ کیا تکلیف پڑی ہے؟ اتنے سالوں سے پہلے تو کوئی مسئلہ نہیں تھا۔۔ اب کیا

مسئلہ ہے؟ پہلے اِن ہی مسئلوں کے . . تمہارے ٖ یل والوں کو ہمارا پھر ٖ پسند نہیں تھا۔۔ صرف اِن معمولی مسائل کی وجہ سے امی نے ہمارا نکاح کروا دیا۔۔کہ کوئی یہ ٖ کہے کہ لڑکی کسی غیر آدمی کے ساتھ سوار ہو کر جا رہی ہے۔۔۔اور اب تم کہہ رہی ہو میرے ساتھ سوار نہیں ہوگی۔۔۔وجہ؟ روز کے تماشے کر کے تھکتی نہیں ہو تم؟"

دُعا اُسے دیکھتے کہنے لگی۔۔

"چاٖ میرا وفادار ساتھی تھا۔۔"

اُس نے حیرانی سے آنکھیں چھوٹی کیے اُسے دیکھا۔۔لہجہ سُو ٖ تھا۔۔

"وہ مجھے کبھی تنہا نہیں چھوڑ تا تھا۔۔وہ ہمیشہ میرے لئے کھڑا رہتا تھا۔۔اٖ ھیرے میں اُجالے میں۔۔ ہماری طرح . لتا رہتا تھا۔۔کبھی ہلال ہو تا۔۔کبھی . ر۔۔ وہ میرے ساتھ ہو تا تھا۔۔ ہر روز اُس کے نئے چہرے سے میں آشنا ہوتی۔۔اُس کا ہر روپ مجھے بہت پیارا لگتا۔۔

مجھے اماوس کا چاٖ اچھا نہیں لگا!!"

دُعا کی آنکھوں میں سرخی پھیلی تھی۔۔۔

"آئی ایم سوری دُعا!!" خضر کے لبوں سے بے ساختہ نکلا تھا۔۔دُعا نے ستاروں سے بھرتی آنکھوں سے اُسے دیکھتے دھیرے دھیرے عرض کیا۔۔

"ٖ لہ ہے بُلبُل شورِیٖ ہ تیرا خام ابھی

اپنے یٖ میں اِسے، اور ذرا تھام ابھی"

(ڈاکٹر علامہ اقبال)

آواز میں نمناہٹ تھی۔۔

"دُعا!!" خضر نے . کھولے۔۔ وہ اُسے دیکھتے کرب سے عرض کرتی رہی۔۔

" کس ز.ن سے اے گل پژ مردہ تجھ کو گل کہوں؟

کس طرح تجھ کو تمنائے دلِ بُلبل کہوں؟"

(ڈاکٹر علامہ اقبال)

خضر نے . د. لئے۔۔دُعا کی آنکھوں سے آ ٹوٹ کر ے۔۔

" مجھے سزا کے لئے بھی نہیں قبول وہ آگ

کہ جس کا شعلہ نہ ہو تند و سرکش و بے.ک!!"

(ڈاکٹر علامہ اقبال)

خضر نے ٹیس اُٹھتے دل سے دُعا کا گِلہ سُنا تھا۔۔

دُعا نے پ پتے لبوں کو کمپوز کر. چاہا۔۔وہ اُسے دیکھتے کہنے لگی۔۔

"میرے . . نے مجھ سے کہا تھا۔ڈی۔کے کوئی ایسا فیصلہ کر. جس سے تمہیں پچھتا. . پڑے۔۔ ڈی۔کے نے کہا وہ چا. کے ساتھ رہ کر کبھی نہیں پچھتائے گی۔۔ . . کی آ میں آ تھے۔۔ . . کو اُس روز بہت تکلیف پہنچی تھی۔۔ . . نے پھر بھی ڈی۔کے کو دُعا دی۔۔ جس کے لئے ڈی۔کے یہاں آئی۔۔اُس نے ڈی۔کے کے لئے کیا کیا؟ ڈی۔کے تو پچھتا پڑی . ؟" آنکھوں سے آ ٹوٹ ۔۔خضر شل بیٹھا اُس کا چہرہ دیکھ رہا تھا۔۔

"میں نے اپنے . . کا بہت دل دکھا. تھا۔۔وہ نہیں چاہتے تھے میں جاؤں۔۔لیکن تم پ بھروسہ کر کے اُنھوں نے مجھے یہاں چھوڑا تھا۔۔" آواز مکمل طور پ بھرا گئی۔۔.

"میں تصور کرتی ہوں . وہ رات۔۔اور وہ رات جس کا میں نے سامنا کیا تھا۔۔میں خواہش کرتی ہوں۔۔میں َ جاتی کھڑکی سے وہ منظر دیکھنے سے پہلے۔۔لیکن پچھتاتی . ۔۔پ روز رات کو سونے سے پہلے وہ کلِپ میری آنکھوں کے آگے چلتا ہے. . تم چھت سے کود رہے

تھے۔۔اور مجھے haunt کرت ہے۔۔مجھے لگتا ہے میں اب کبھی چھت پہ نہیں جا سکتی۔۔اس قدر میں اپنے ذہن کو کمزور محسوس کرتی ہوں۔۔۔اور تم اُسے کس چیز سے ریپلیس کر رہے تھے؟ ای َ؟ او۔پی۔ٹی۔پی کا۔ َ دلا دیتا ہوں۔۔۔ی ر میں اپنی ماں کے گھر نہیں جا سکتی!!"

دُعا نے اُس کی سامنے سے شرٹ پکڑ کر ہلا کر اُسے بتای تھا۔۔

"میں اپنے ۔۔۔نی سے نہیں مل سکتی۔۔میں اپنی دو ت اپنی ن عفیفہ سے نہیں مل سکتی۔۔میں اُس کی شادی میں شری نہیں ہو پ ؤں گی۔۔میں حسیب بھائی۔۔اپنے اپنے خون کے رشتوں کو کھو چکی ہوں۔۔۔تم سمجھ رہے ہو خضر۔۔۔میں نے کیا کھو دی ہے؟ میں نے نہیں جتا تھا یہ ۔ !!"

وہ َ دن لڑھکا کر میں اُسے ہلا رہی تھی۔۔

"میں نے تو چا کے لیے کیا تھا یہ ۔ ۔۔وہ چا جو لوگوں کے ا ھیرے روشن کرت تھا۔۔ اِس لوزر کے لئے تھوڑی کیا تھا۔۔"

خضر یں جھکائے اُس کے سامنے بیٹھا تھا۔۔

" تمہیں میں اتنی آسان لگتی ہوں؟ بتاؤ؟ اتنی آسان ہوں میں؟ ۔ روٹھی کچھ کھانے کا لا کر دی اور میں مان گئی۔۔ ۔ کچھ کھا ہی ہوت ہے کیا؟" آواز پھر سے اُس کی او ہو گئی تھی۔۔۔

دُعا نے ذرا زور سے اُس کی شرٹ کھینچتے سختی سے پوچھا۔۔

"Can you bring my relations with your mere burger? Was that burger enough? This is how you compensate my sacrifices?"

دُعا نے ای ٹھنڈی آہ بھری۔۔

"میں نے کر دینا تھا تمہیں معاف۔لیکن تم نے مجھے بہت آسان سمجھ لیا ہے خضر۔۔اور اُس میں

میری غلطی ہے۔۔میں ہمیشہ تمہارے پ س تھی۔۔تم مجھے کیوں ٠ آسان سمجھتے۔جو پ س ہو وہ آسان اور عام لگتا ہے۔۔میں بھی لگتی ہوں۔۔اتنی آسان کہ جس کی تو معافی بھی تمہیں آسان لگتی ہے۔۔۔لیکن اب نہیں!"

آواز میں غضبنا کی اُبھری۔۔

" کماؤ میری معافی۔۔کماؤ گے اب سے تم اِس معافی کو۔۔میں اپنے الفاظ اب سے ضائع نہیں کروں گی تم پ ۔۔۔ا ی ہی ب رسمجھا رہی ہوں۔۔۔میری معافی کماؤ۔۔اَ میرے الفاظ سُننا چاہتے ہو۔۔۔اور اَ نہیں کما پ ئے۔۔تو ساری ز گی ب ت نہیں کروں گی۔۔ساری ز گی مطلب فار ایور!" خضر نے ب کا اب پلکیں اُٹھا کر اُسے دیکھا اور سادگی سے پوچھا۔۔

"How long is forever?"

اُسے ماضی کے ستارے دار جھروکوں سے دُعا مسکرا کر اُسے دیکھتے سوال کا جواب دیتے بولی۔

"Sometimes just one second! SometimesForever!"

ماضی کے پ ٹ بند ہو گئے۔۔ستاروں کی جوت بُجھ گئی۔۔۔دُعا روٹھ گئی تھی تو جیسے سارا جہان رُوٹھ َ ی تھا۔۔دُعا پ پ ہو گئی تھی تو لگا د بہت سُونی ہے۔۔۔

"امی یہ مجھے بہت تنگ کر رہی ہے!!" ماضی سے اُسے اپنی اور اُس کی بچپن کی آوازیں سنائی دی تھیں۔۔۔

"امی!!"

"جس دن وہ تمہیں تنگ کر ٠ چھوڑ دے گی۔۔اُس دن تم اُسے کھو دو گے۔۔"

"اُس دن میری شادی ہو جائے گی!!" دُعا قہقہہ لگا کر ہنستے بولی تھی۔۔۔

سوچا نہیں تھا۔شادی کے علاوہ اور دوسری بہت صورتحال ہو سکتی تھیں۔۔۔دعا تھی، مل جاتی تو

پوری ہو جاتی۔۔ ملتی تو اُدھوری رہ جاتی۔۔ جو وہ ملی۔۔ تو کیا کرے۔۔۔ لاکھوں میں ای
مل جاتے ہیں۔۔ زندگی میں ای نہیں ملتے۔۔ لاکھوں میں ای ؟ وہ تو زندگی میں ای تھی۔۔

دُعا اُٹھ کھڑی ہوئی۔۔

"اب ب ر ب ریہ مت پوچھنا کیا کھانا ہے۔۔ کیا چاہیے۔۔۔ مجھے ضرورت نہیں ہے اِس کی۔۔"
وہ دروازہ کھولنے کے لئے آگے بڑھی تو خضر بولا۔۔

"تم تو بُھکڑ تھی۔۔"

دُعا نے تالا کھولتے کہا۔۔

"اب بھوک مرگئی ہے۔۔" وہ سانس لینے کے لئے رُکی۔۔

"ڈی کی۔۔"

بڑا اسون سا لگا تھا اُس کا ذکر اپنے سے الگ ہونے کے بعد۔۔۔ کتنا عرصہ ہو رہا تھا اُسے ڈی سے
ڈی۔ کے ہوتے؟ دو سال، بس دو سال؟ اِن دو سالوں میں دو بول نے اُن کی زندگی اِس قدر
بدل کر رکھ دی تھی۔ آج وہ روٹھی تو احساس ہو رہا تھا۔۔ کبھی جو کہتی تھی۔" کراچی والی ہوں۔۔
فُوڈی تو ہوں گی۔" کہہ رہی تھی بھوک مرگئی ہے۔۔ یہ شاید خضر کے لیے محبت مرگئی تھی۔۔
احساس ہوا تھا۔۔ وہ آج اُسے خضر کہہ کر پکار رہی تھی۔۔۔ جو میرا چاند میرا چاند کہہ کر کان کھا
جاتی تھی۔ آج اُس کے منہ سے نام بھی بڑا پرایا سا لگا تھا۔۔ کون تھی وہ لڑکی جو کچھ لمحے پہلے
سنگ دل بنی اُس کے سامنے بیٹھی تھی؟

دُعا نے دروازہ کھولا۔۔

"تم ducky نہیں لگ رہی۔"

دُعا نے ذرا گردن پھیر کر اُسے دیکھا۔۔

"تم بھی چاہ نہیں لگ رہے!!" اور وہ تیزی سے کمرے سے باہر نکل گئی۔۔ایک نئی آزمائش۔ ایک نئے امتحان کے ساتھ۔۔ وہ زندگی کے ایک نئے باب کھولنے کی جانب چل پڑے تھے۔۔ چند لمحے وہ بیٹھا کچھ سوچتا رہا۔۔اچانک سے مسکرایا۔۔

"دوست تھی روٹھتی نہیں تھی۔۔ بیوی بن گئی ہے۔۔رُوٹھ گئی ہے۔۔۔"

شام کو چائے کا وقت چل رہا تھا۔۔دُعا سو کر اُٹھ کر آئی تھی۔۔ضرورت سے کچھ زیادہ سو گئی تھی۔۔ ویکنڈ تھا۔۔تو خیر تھی۔۔۔ باہر خضر ربیعہ بیگم کے سامنے بی۔اے کی کتابیں رکھا بیٹھا اُنہیں دکھا رہا تھا۔۔جہانزیب صاحب بھی چائے پینے آ رہے تھے۔۔

"امی دیکھیں آپشنل میں انگریزی ادب رکھا ہے۔۔اب دیکھنا تمہارا لعل کھوسہ صاحب سے اچھے اچھے اقوال کوٹ کیا کرے گا!!"

دُعا خاموشی سے جہانزیب صاحب کے ساتھ آ کر بیٹھ گئی۔۔ایک کتابوں کی جانب اُس نے دیکھا۔۔پہلی کتاب ریاضی کی آئی۔۔

"یہ کیسے کرے گا؟" دل میں سوچتے اُس نے خود کو تسلی دی۔۔

"کر لے گا۔۔ریاضی میں تو اچھا ہے۔۔لیکن۔۔وقت۔۔۔"

یہ سوچتے کسی خیال سے اُس نے سوچا۔۔

"وقت تو ہوتا ہے، مینج کرنا ہوتا ہے۔۔اچھا ہے اگر پڑھ لے!"

خضر نے اب جہانزیب صاحب کو دیکھا۔۔

"ابو دیکھ لیں کتابیں بھی لے آیا ہوں اب تو!" جہانزیب صاحب نے چائے کی چسکی لیتے اُسے دیکھا۔۔۔وہ کہنے لگے۔

"میرے سے پوچھ کر تھوڑی لایا ہے۔۔۔ بس میں کہتا رہا۔ تو لایا نہیں۔۔سستے میں ٹرخا رہا

ہے مجھے۔۔ریاضی اور معیشت پڑھ کر کیا کرنا ہے تُو نے؟"

خضر اُنہیں دیکھتے اپنے سادہ سنجیدہ انداز میں بولا۔۔

"وہی جو آپ نے نہیں کیا!!!"

"اے گندے انڈے!!" جہانزیب صاحب تپ گئے۔۔دُعا اُٹھ کر اندر جانے لگی تو خضر بھی پیچھے اُٹھ کھڑا ہوا۔۔

وہ لاؤنج سے نکلی۔۔وہ عقب میں آتے بولا۔۔

"تم کہو گی تو ایم۔اے بھی کر لوں گا۔۔"

دُعا نے بنا رُکے کہا۔۔

"پہلے بی۔اے کر کے دِکھا دو۔۔"

اور وہ کمرے میں چلی گئی۔۔خضر نے سامنے کمرے کا دروازہ بند ہوتے دیکھا اور ایک ٹھنڈی آہ بھری۔۔۔

باہر بیٹھے جہانزیب صاحب بول رہے تھے۔۔

"دیکھو ذرا تم اپنے نواب کو۔۔۔اپنا گھر صحیح کرنے کے لئے کر رہا ہے۔۔اور مجھے کہتا ہے ابا دیکھ کتابیں لے آیا ہوں۔۔جیسے میرے حکم پر لایا ہے۔۔میسنا کہیں کا۔"

ربیعہ بیگم نے ناراضی سے جہانزیب صاحب کو دیکھا اور کہنے لگیں۔۔

"بس کریں۔۔کبھی سراہ بھی دیا کریں بچے کو۔۔جانتے ہیں حفظ کے عمل کیا ہوتے ہیں؟ سب سے پہلا عمل ہوتا ہے بچے کو سراہنا۔میں یہ نہیں کہتی کہ آپ ہمیشہ بچے کی تعریفیں ہی کرتے رہیں۔۔۔ہر وقت بلا وجہ کی بے جا تعریف بچے کو بگاڑ دیتی ہے۔۔لیکن بچے کی نشوونما میں سراہنا ایک بہت ہی اہم عنصر ہے۔۔اور اُسے بھی اعتدال میں استعمال کرنا ہوتا ہے۔۔"

جہانزیب صا ب نے عادت چائے کی شڑ شڑ کر کے چسکیاں لیں ۔۔ ربیعہ بیگم نے
ناگواری سے جہانزیب صاحب کو دیکھا اور ناک بھوں چڑھا کر انہیں دیکھتے خاموش ہو
گئیں ۔۔

☆.....☆.....☆

جیسے جیسے رمضان کی آمد قریب ہوتی جارہی تھی ۔۔ گرمی شدت اختیار کرتی جارہی تھی ۔۔ رضیہ
آ ہاتھ میں نمک کی کٹوری پکڑے گھر میں داخل ہو رہی تھیں ۔۔ جیسے ہی گھر میں چلی
آ ۔ زین اُن پر چڑھ دوڑا ۔۔

" کتھے گئے ہوئے سو !! " رضیہ آ گھبرا کر پیچھے ہو ۔۔

" ہئے ہئے ۔۔ کی ہوگیا ہے !! " زین سختی سے ہاتھ باندھ کر انہیں دیکھتے کہہ رہا تھا ۔۔

" ہوتا ہے ہر نکلی ہوتی ہیں ۔ کیوں لوگوں کو موقع دینا ہے بات کرنے کا ۔۔ " تبھی قرۃ
العین بھی لاؤنج میں چلی آئی ۔۔

" صحیح کہہ رہا ہے اماں !! "

رضیہ آ حیرت سے بولیں ۔۔

" ہئے میں کہاں گئی ہوں ۔۔ سارا دن گھر بیٹھی ہوتی ہوں ۔۔ یہ تو ابھی ربیعہ کی طبیعت خراب
تھی ۔۔ عورتوں کے ساتھ گئی ۔۔ عورتوں میں بیٹھ کر آ گئی ۔۔ "

قرۃ العین ناراضی سے بولی ۔۔

" ابھی کدھر گئی تھیں ؟ "

رضیہ آ کو غصہ چڑھا اور انہیں کٹوری دکھا کر بولیں ۔۔

" لُون لین گئی ساں !! "

زین کو اشتعال آ یـ۔۔

"تے مے مرَیـ ساں؟ مینو کیوں نہیں آ خیا؟ مینو آ خنا سی ۰ !!"

رضیہ آ جھلا پڑیں۔۔

"پڑن مرن گئیا سیں کنجراں !"

گالی کی آواز ۃ ہر گئی تو دونوں بہن بھائی شرم سے ریزہ ریزہ ہو گئے۔۔

اب رضیہ آ نے قرۃ العین کو دیکھا۔۔

"اور اپنی ۃ ری بھول گئی ہے تُو۔۔ کیسے ہوا تھا تیرا رشتہ !!" قرۃ العین کو یکدم جہاں ۃ صا ۃ کا عورتوں سے بھرا لاؤنج یاد آ یـ۔۔

رضیہ آ خفگی سے زین سے کہنے لگیں۔۔

"مجھے ۰ بتاؤ۔۔ میں نے ۃ ۃ ہر ۰ ہے ۃ نہیں۔۔ ضرورت کے تحت نکل تے ہیں ۃ ہر۔۔ میرے ۃ ہر ۰ تم لوگوں کو بیستی محسوس ہوتی ہے۔۔۔ تے جے آپ تُو لُوڑ لُوڑ پھر ۰ ایں۔ اودو میری بیستی نہیں ہو ۰ ی؟ لوک کیندے ماں ٹوں (گھر سے) کڈ چھڈ ڈی اے۔۔ ا لے کتے کھا سی کردے ۔۔" غصے سے اُن کا پ رہ اس قدر پڑھ یـ تھا۔ کہ وہ اردو بولتے بولتے پنجابی بولنے لگی تھیں۔۔ اُنہوں نے اب قرۃ العین کو دیکھا۔۔

"جا دفع ہو تیار ہو۔۔ حسیب نے آ ۰ ہے۔۔۔" قرۃ العین فوراً کمرے کو بھاگ گئی۔۔۔ حسیب آج اُسے ڈ ۰ پ لے کر جا رہا تھا۔۔ دُعا تھوڑی دیر کے لئے اُس سے ملنے آئی تھی۔۔ قرۃ العین ۃ ش سے کو مپیکٹ پ وڈر یـ ٹ کرتے کہہ رہی تھی۔۔

"یـ راماں کو سمجھ ہی نہیں آتی دُعا۔ کہتی ہیں زیدہ سا تھو پوں۔۔ بتاؤ تم فائـ ہ؟" دُعا نے بغور اُسے دیکھتے سر ہلا یـ۔۔

"اللہ نے میاں بیوی کو ای دوسرے کی پوشاک کہا ہے۔۔پوشاک وہ ہوتی ہے جو ہمارے سے قری ہوتی ہے۔۔ہماری imperfections کے سے قری ۔۔۔اور ہمارے معاشرے میں۔۔۔ ای لڑکی کا رشتہ آتا ہے۔۔تو ہم لوگ ایسے بناوٹی بن جاتے ہیں۔۔اور ایسی ایسی نقلی اور بناوٹی حرکتیں کرتے ہیں جو ہم نے کبھی اپنی ساری زندگی نہیں کی ہوتی ہیں۔۔ایسی تیں زیدہ دیر نہیں چھپتیں۔۔ہماری اصل ہماری جڑوں میں ہے جو پُھوٹ جاتی ہے۔۔اور ت تصور کریں۔۔۔کیا حال ہوتا ہوگا۔ ہماری اصل کا آشکارا ہوتا ہوگا۔۔کیا عزت رہتی ہوگی کسی کے سامنے۔۔کیسے لوگ ہمارے معاشرے میں صرف اچھے رشتے کے لئے نقلی ڈ یں بنوا یتے ہیں۔۔اپنے بیک او اسٹیٹس ہر چیز پ چو پھروا یتے ہیں۔۔یہ دھوکا ہے، سیراب ہے۔۔جو ہم کسی سے پہلے خود کو دے رہے ہیں۔۔"

☆.....☆.....☆

"چا کے ا خضر کی دوا ختم ہوگئی ہے۔۔!!" ربیعہ بیگم منت کرتے جہا صا سے کہہ رہی تھیں۔۔دُعا کا آ ی پ وف رہ یا تھا۔۔آگے viva تھا۔۔اور پھر چھٹیاں۔۔دُعا لاؤنج سے ہر سے کتاب لگائے کھڑی اُن کی گفتگو سُن رہی تھی۔جہا صا نے لا پ واہی سے ہاتھ جھلا ۔۔

"یہ مجھے سمجھ آتی ڈ و کی۔۔ ہی میرے پ س پیسے ہیں۔۔دُعا کا ابھی کچھ مہینوں میں تیسرا سال شروع ہو جائے گا۔۔اُس کی بھی فیس بھرنی ہے۔۔.اِس لئے ابھی لکل گنجائش نہیں۔۔اور کھا تو لی ہے دوا اور کتنی دوا کھانی ہے۔۔۔بس کرو!!"

ربیعہ بیگم خفا سی بولیں۔۔

"اب مانگیں آپ مجھ سے کوئی زیور میرا زمین کے لئے۔۔۔ یہ در ہے۔۔بیوی کو دیئے ہوئے

تحائف کے پیسے واپس ۔ م ہے۔۔جس کی سزا تین ماہ قید اور تین لاکھ۔ مانہ ہے۔"

جہان ۔ صا کو کوئی ا ہوا۔۔

دُعا نے تلملا کر جہان ۔ صا کو دیکھا۔۔

"ابو!!!"

اُس کی فیس کی وجہ سے سارا ہاتھ تنگ ہوا تھا۔۔وہ کچھ سوچتے تیزی سے ۔ڑے ۔ڈگ بھر کر کمرے میں آئی۔۔اُس نے کمرے کا دروازہ بند کیا۔۔کتاب پلنگ پ رکھی اور بھاگ کر الماری کے سامنے آئی۔۔اُس نے تیزی سے الماری کے پ کھولے۔سامنے پڑی چابی اُٹھا کر دراز کھولا۔۔سامنے ہی ای ننھی ڈبیا پڑی تھی، اُس نے اُٹھائی۔۔اُس نے اُسے پکڑا اور دھیرے سے کھولا۔۔سامنے ای ننھی سی انگوٹھی ڈبی میں لگی تھی۔۔ماموں نے اُسے وہ بچپن میں تحفے میں دی تھی۔۔خیر اب تو وہ اُس کے کسی کام کی نہیں تھی۔۔۔ ہر جہان ۔ صا ۔ دُکان پ جانے کے لیے اُٹھ کھڑے ہوئے تھے۔۔ربیعہ بیگم نے وقاص اور شریم کی والدہ سے ۔ت کی تھی۔۔ رمضان کی آمد آمد تھی۔۔گھر کے راشن اور د کاموں کے ۔۔ ہاتھ تنگ چل رہا تھا۔۔کچھ د سوچتی رہیں۔۔پھر اللہ پ توکل کر کے گھر کے کاموں میں لگ گئیں۔۔۔ ۔

شام کا وقت ہوا پتا ۔۔ پ وں نے گھر کی جا ۔ اُڑان بھری تھی۔دُعا بلڈ کے نیچے شریم کے سامنے کھڑی تھی۔وہ پیسے گن کر اُسے دے رہا تھا۔اُس نے انگوٹھی اُسے دوپہر کو ہی دے دی تھی۔۔یونیورسٹی سے آتے ہی یہ کام کر مر جانے کے مترادف تھا کام خضر کی صحت سے جُڑا تھا۔وقاص اور زین بلڈ کی دا ۔ جا ۔ دھیان رکھ رہے تھے کہیں خضر آ جائے۔۔دُعا نے پیسوں میں سے پیسے نکالے اور شریم کی جا ۔ ۔ڑھاتے کہا۔

"یہ او پ امی کو دے کر جاؤ۔۔اور کہنا تمہاری اماں نے بھجوائے ہیں۔۔ ۔قی کچھ کر لیں بعد

میں!" شریم نے فوراً سے سر ہلا دیا۔۔۔

دُعا جانے کے لئے پلٹی۔۔

"پہلے میں جاتی ہوں۔۔ پانچ منٹ بعد تم آنا۔۔ چاچو بھی پڑھ کر آنے والا ہے۔۔" وہ اب شام کے وقت انسٹیٹیوٹ جایا کرتا تھا۔۔ جیسے ہی دُعا گئی شریم نے ایک سکون کا گہرا سانس لیا اور آگے آیا۔۔ چند قدم آگے بڑھا تو خضر کو وقاص کو گدی سے پکڑے دیکھ کر چونکا۔۔۔

"کیا بیچا ہے اُس نے؟" وہ کمر پہ بستہ ڈالے وقاص پہ جھکا سختی سے پوچھ رہا تھا۔۔

وقاص نے جان چھڑاتے پڑپڑا کر کہا۔۔

"بتاتا ہوں۔ بتاتا ہوں!!" خضر نے اُسے چھوڑا تو وقاص جھٹ سے بولا۔۔

"انگوٹھی بیچی ہے۔۔ کہہ رہی تھی۔۔ عید کے کپڑے ابھی لے گی۔۔ رمضان میں عبادت کرنی ہوتی ہے۔۔ بازار کوئی نہیں لے کر جاتا۔۔ اور چاچو سے تو پیسوں کی کوئی اُمید ہے اور نہ بازار لے جانے کی!" خضر کے دل پہ ایک دھکا سا لگا۔۔ شریم اور زین چونک کر ہوئے وقاص کو دیکھ رہے تھے کہ اُس نے جان بخشی کے غرض سے کتنا بڑا جھوٹ بول دیا تھا۔۔ خضر نے بیگ کے ہینڈل مضبوطی سے تھام لیے اور غصہ ضبط کرنے کی بوجہ گہری گہری سانسیں لیتا اوپر جانے لگا۔۔ غصے میں بھرا گھر آیا تو ربیعہ بیگم نے میز پہ چائے بسکٹ کی ٹرے رکھی تھی۔۔ وہ بھی پڑھ کر آتا اُسے دیتیں تو اُٹھ کر شادمانی سے اُس کا ماتھا چومتیں۔ فریش ہو کر آیا تو اُن کے ساتھ بیٹھا۔۔ اچانک اُس کی نگاہ ربیعہ بیگم کے ہاتھ پہ جلے نشان پہ گئی۔

"یہ کیسے ہوا؟" اُس نے فی الفور پوچھا تھا۔

جواباً ربیعہ بیگم نظرانداز کرتے بولیں۔۔

"یہ بس صبح کام کرتے۔۔ چلو چائے پی لو!!" ربیعہ بیگم پیالی میں چائے نکالنے لگیں تو خضر نے

۔ راضی سے اُن کا ہاتھ پکڑ لیا۔۔ربیعہ بیگم نے یونہی بیتؔ چہرے سےؔ دن موڑ کر اُسے دیکھا۔۔خضر کہنے لگا۔۔

"اللہ کا ایؔ نام الشافی ہے۔۔شفاء اُس کے پس ہے اور وہ اُسے ڈاکٹرز کو دیتا ہے۔۔اللہ ہی شفاء دیتا ہے لیکن وسیلے بنا کر۔۔مکمل طور پ ڈاکٹروں پ منحصر ہو جاتے ہیں۔۔اِن سے کنارہ کر یتے ہیں۔۔ڈانواڈول ہونے والی کشتی کبھی زیدہ دیت سلامت نہیں رہتی۔۔کشتی کو منزل پ پہنچانا ہے۔۔تو ہموار ہو کر سفر کرنا پڑے گا۔"

وہ سانس ینے کے لیے رُکا۔

" آپ ہر بیماری میں یہی معاملہ کرتی ہیں۔۔خود صحیح ہو جاؤں گی۔۔یہ ٹوٹکا کرلوں گی وہ کرلوں گی۔۔یہ غلط ہے امی۔اور جو آپ کی بہن کرتی ہیں وہ بھی غلط ہے۔۔ہر وقت بس ڈاکٹر کے clinic کے چکر کاٹتے رہنا بھی درست نہیں۔۔"

ربیعہ بیگم ہنس پڑی۔۔

"اچھا ٹھیک ہے تم چائے پیو!" اُنھوں نے چائے اُس کی جانب بڑھائی۔۔ربیعہ بیگم کو اب دُعا کا خیال آیا تو غصے سے ۔۔

"دُعا!!!دُعا!! باہر آجا!! سو آواز لگاتے ہیں تب جا کر آتی ہے۔۔تم نے تو ہمیں انتظار کروانے کا وتیرا ہی بنایا ہوا ہے!!"

ربیعہ بیگم کے شور کے بعد دُعا کو آنا ہی پڑا تھا۔۔

" آ گئی ہوں!!" خضر نے چائے پیتے گھور کر کنکھیوں سے اُسے دیکھا۔۔

دُعا ربیعہ بیگم کے ساتھ بیٹھی۔۔

خضر نے کچھ سوچتے ربیعہ بیگم سے پوچھا۔۔

"امی آپ کی میرٹھ والی رشتے دار ہیں۔ خالہ آرزو!!"

ربیعہ بیگم نے یکدم چونک کر اُسے دیکھا۔۔

"ہاں؟"

وہ کہنے لگا۔۔

"وہ آپ بتا رہی تھیں۔ اُن کی بہو نے سونے کے کپڑے بنوائے تھے!"

ربیعہ بیگم کو یاد آیا۔۔

"ہاں ہاں ایسا ہی کیا تھا نسیمہ نے!!"

وہ بغور دُعا کو دیکھ رہا تھا۔۔ وہ حیرت سے اطمینان چائے پیے جا رہی تھی۔۔

ربیعہ بیگم کہنے لگیں۔۔

"اتنا مہنگا سونا ہو گیا ہے بیٹا۔۔ شکر ہے میں سونے کے بسکٹ تمہارے باپ سے سعودیہ سے وقتاً فوقتاً منگواتی رہی۔۔ اب تو آخیر کا وقت لائے، تمہاری شادی پر اچھے اچھے ڈیزائن بنواؤں گی!!" وہ یہ کہتے مسکرائیں۔۔ خضر مشکوک نظروں سے دُعا کو دیکھتے بولے۔۔

"اب تو کپڑے ہی بنیں گے اماں!!" ربیعہ بیگم نے ناسمجھی سے اُسے دیکھا۔۔

"کپڑے؟ کیا بول رہا ہے؟" ساتھ اُنہوں نے اُس کی پشت تھپکی۔۔

"کچھ بھی بکتا ہے جھلا!!"

چائے پی کر دُعا اُٹھی تو خضر کو دیکھتے کہنے لگی۔۔

"میرا گیمز آف تھرون کا سیزن سیون کا لاسٹ ایپی سوڈ رہتا ہے۔۔ پڑھ کر فری ہوں گی تو مجھے ٹی۔وی سے کنیکٹ کر کے دے دینا۔۔" وہ یہ کہہ کر اندر جانے لگی اور خضر ہونٹ کاٹتے اُسے جاتے دیکھتا رہا۔۔

"ایسی بے غیرتی کا مظاہرہ کون کرتا ہے؟" سوچ سوچ کر اُسے غصہ آ رہا تھا۔۔رات کو خضر نے اُسے قسط لگا دی تھی۔۔خود بھی اُس کی کچھ اقساط رہتی تھیں۔۔

دُعا ناراضی سے بولی۔۔

"تم پہلے دیکھ لیتے۔۔!!"

اُس نے کوئی جواب نہیں دیا۔۔مجبوراً اُسے بیٹھنا پڑا۔۔دُعا اسکرین پر دیکھتے کہنے لگی۔۔

"بے غیرت کو شرم نہیں آ رہی۔۔جوان بچہ مرا ہے افسوس کر لوں۔۔اور دیکھو کیسے ڈینی ڈینی کر کے فلرٹ کر رہا ہے!!"

دُعا غصے سے جھٹ پٹائی۔۔

"لو ہاتھ بھی پکڑ لیا بے غیرت نے!! باز آ جا۔۔۔بہت برا حال ہو گا۔۔اپنے شوہر کو تکیہ رکھ کر مارا تھا اِس نے۔۔خواہ حالات کیسے بھی تھے۔۔اللہ تو کلثوم کی بھی کوئی چیز ہوتی ہے۔۔"

خضر نے ضبط سے دُعا کو دیکھا۔۔

"دُعا اپنی یہ گندی سی typical آنٹیوں والی کمنٹری اپنے پاس رکھو!"

جہانزیب صاحب باہر سے اُن کی گفتگو سن کر تاسف سے سر ہلاتے کمرے میں چلے آئے اور ربیعہ بیگم کو دیکھتے کہنے لگے۔۔

"اور دکھا انگریزی پکچر اِن کو!!"

ربیعہ بیگم پلنگ کی چادر درست کرتے بیزاری سے بولیں۔۔

" کیا ہو گیا ہے جہانزیب صاحب۔۔۔دیکھنے دیں۔۔"

جہانزیب صاحب کہنے لگے۔۔

"اوہو۔۔اِس قوم کا آدھا پہلے انڈین ڈراموں اور فلموں نے بیڑا غرق کیا تھا۔۔اب باقی کا یہ

انگریزی فلمیں کریں گی۔۔۔ تین میں تیرا میں رہے گی آج کی نوجوان ۔۔میں خود دیکھتا ہوں بچوں کو۔۔۔پوری پوری انگریزی فلموں کی لی کرتے ہیں۔۔۔جو قوم اپنی پہچان اور اپنی زبان کو محفوظ نہیں رکھ پاتی۔وہ قوم خود کو کھو دیتی ہے۔۔۔یہ حرکتیں اِنہیں لبرل نہیں بنا گی۔۔۔ جا ہیں کہ یہاں لوگوں کو زیدہ انگریزی نہیں آتی پھر کیوں انگریزی بھاشا کا استعمال کرتے ہیں۔۔انگریزی آتی ہے تو ضرور بولیں۔۔ ہر کسی کے سامنے بولنا خواہ اُسے آتی ہو یا آتی ہو۔۔۔یہ ای تعلیم یافتہ ہونے کی نی نہیں ہے۔۔یہ احساسِ کم تری کی نی ہے۔۔"

رات کو وقت را پتا ۔دُعا اُٹھی اور لاؤنج سے جانے لگی۔۔خضر فوراً سے پیچھے سے آیا اور اُس نے دُعا کو اُٹھا کر میز پر بٹھا دیا۔۔دُعا منجمد بیٹھی خضر کو دیکھ رہی تھی۔۔اُسے شدید غصہ پڑھ رہا تھا۔۔

"یہ کیا بدتمیزی ہے!!"

وہ اُس کے سامنے جھکا میز کے دہانوں پر ہاتھ رکھے اُسے گھورتے ہوئے سختی سے کہنے لگا۔۔

"میں جو پوچھوں گا۔۔۔مجھے اُس کا سیدھا سیدھا جواب چاہیے!!"دُعا نے دل بداشتگی سے ہاتھ بڑھ لیے۔۔

"اچھا!!!"

خضر چبا چبا کر بولا۔۔

"تم نے شریم کو انگوٹھی دی تھی بیچنے کے لئے؟"

دُعا نے بڑدائے کچکچائے سر ہلا دیا۔۔

"ہوں!"خضر نے ایک گہری سانس لی اور اب پوچھنے لگا۔

" کیوں بیچی؟" دُعا نے ایک گہری سانس لے کر خضر کو دیکھا۔۔

"امی کو پیسوں کی ضرورت تھی اور۔۔" وہ رُکی۔۔ ماتھے پر بل پڑے۔ خضر کی پیشانی پر بھی بل پڑے۔۔

"اور؟" دُعا نے خود کو کمپوز کرتے اُسے دیکھا۔۔

" آمنہ کی برتھ ڈے آ رہی ہے۔۔ وقاص کو اُسے تحفہ دینا تھا۔". خضر چونک کر سیدھا کھڑا ہوا۔۔

" بہت پریشان تھا۔۔ پہلی پہلی برتھ ڈے ہے اور گفٹ نہ دیں تو اچھا نہیں لگتا۔۔ اِس لئے میں نے اُسے پیسے اُدھار دے دیئے!!

خضر کا خون کھولنے لگا۔۔

"وقاص ـــــس ۔۔ سالے!!" دُعا نے حیرانگی سے اُسے دیکھا اور خضر ـ ہوا۔ لاکھول کر گھر سے باہر نکل گیا۔۔ دُعا حیرت زدگی سے چند لمحے بیٹھے رہی پھر دھیرے دھیرے مسکرانے لگی۔۔

" جس نے ڈی۔ کے کو چھیڑا۔۔ اُس نے پلا لیا اُلجھیڑا!!!"

☆.....☆.....☆

" یہ انگیزی فلموں کی کیا نوعیت ہوتی ہے ہارون صاحب؟"

جہانزیب صاحب انکل ہارون سے چلتے چلتے پوچھ رہے تھے۔۔ انکل ہارون کہنے لگے۔۔

" معلوماتی ہوتی ہیں۔۔ فرضی ہوتی ہیں اور ایکشن سین شاندار ہوتے ہیں۔۔" جہانزیب صاحب جھٹ سے بولے۔۔

"اور فحاشی؟ فحاشی نہیں ہوتی ؟"

انکل ہارون بولے۔۔

"تھوڑی بہت تو ہوتی ہے!" جہا ن ی ب صا ب نے رنج سے اُنہیں دیکھا۔۔

"مطلب تھوڑی بہت بھی ہمارے بچے دیکھتے ہیں!" ہارون انکل نے بے بسی سے اُنہیں دیکھا۔۔

"ہاں!"

کھڑکی کے پیچھے چھپی رضیہ آ سینا پیٹ کر بولیں۔۔۔

"ہئے مے مرجاواں۔۔تے منجھی کتھے ڈاواں!!" اب یہ ب ت اُن کے ی میں ٹھہرتی تو کیسے ٹھہرتی۔۔اگلے ہی لمحے اُنہوں نے اسکوا ئ کی ای ای آ کو بلا لیا تھا اور بٹھا کر کہہ رہی تھیں۔۔

"سانوا اپنے بچیاں نو کر پے گا۔۔اے انگیزی فلماں دا ایناں نو ب ئیکاٹ کر ہو گا۔۔ہئے دسو۔۔کمرے چے وڑ وڑ کے مرجانے گندی ں فلماں ویکھدے نے۔۔"

اسکوا ئ کے ہر بچے کا اُس کی ماں نے جینا دوبھر کر دی تھا۔۔۔رضیہ آ کی ئی تحری نے اسکوا ئ میں خوب دھوم مچائی تھی۔۔زین کا تو سانس ی محال تھا۔۔

جونہی وہ کپڑے ب لنے کے لئے بھی کمرے کا دروازہ بند کرت ۔۔رضیہ آ شور مچانے لگتیں۔۔

"فھئیر لائی اے گندی فلم!!" زین اُکتا کر بیزار ی سے بغیر بنینان میں ب ہر آ ی۔۔

"اماں تینوکون آخ دا اے؟ کینے کئیا ای تینو کہ میں گندی ں فلماں ویکھنا آں؟ دس ذرا۔۔اونئ میں ویکھدا۔۔نئ میں ویکھدا اماں!!" وہ روہا ہو ی تھا۔۔۔اسکوا ئ میں بچے ماؤں کے ضرورت سے زی دہ شک کی وجہ سے روئے جا رہے تھے۔۔انٹرٹینمنٹ م کی چیز تو جیسے ز گی سے ختم ہی ہو گئی تھی۔۔۔وقاص اپنے کمرے میں پلنگ پ کتابیں بکھیرے ٹ تھا۔۔خضر کل

رات کو دیوانہ وار اُس کے کمرے میں جھاڑو لے کر گھسا تھا۔۔ساتھ اُس نے اُس کے والدین کو بھی لگا یا تھا۔۔جنہوں نے اُسے بہت پیٹا تھا۔۔

"بے غیرت۔سالے۔۔تیری میں ٹانگیں توڑوں۔۔شرم نہیں آتی دُعا پہ جھوٹا الزام لگاتے!!"

اُس نے کراہتے ہوئے انگڑائی لی اور کسی خیال سے انتقامی آنکھوں سے چھت کو دیکھتے بولا۔۔

"تُجھے میں چھوڑوں گا تو نہیں دُعا کی بچی!!"

کسی خیال سے اُس نے پاس پڑا موبائل اُٹھایا اور نمبر ڈائل کر کے کان سے موبائل لگایا۔۔ گھنٹی گئی اور چند لمحوں بعد کال اُٹھا لی گئی۔۔کال کے اُس پار آمنہ کیک ڈسپلے ریکس میں ریڈی ویلویٹ کیک رکھ رہی تھی۔۔

"آمنہ کیا کر رہی ہو؟" وہ تیزی سے بولا تھا۔۔آمنہ مصروفیت سے بولی۔۔

"اماں کے ساتھ بیکری کا کام نمٹا رہی ہوں۔۔" اُس کی اماں کی بیکری خانہ بیکری کے نام سے اسکوائر میں ہی تھی۔۔جسے پہلے اُس کے والد ڈیل کیا کرتے تھے اُن کا دبئی کا ویزا آیا تھا۔۔ جس کے بعد اب اُسے وہ اور اُس کی اماں چلاتی تھیں۔۔ساتھ چھوٹے بھائی بھی ہاتھ بٹا دیتے وہ ابھی چھوٹے تھے۔۔۔

پیچھے سے ایک پختون عورت بول رہی تھی۔۔

"زر کوہ!" (جلدی کرو!)

یہ سُنتے وقاص جھٹ سے بولا۔۔

"تمہارا اکیڈمی جانے کا بندوبست ہوا کہ نہیں؟"

آمنہ نے ایک ٹھنڈی آہ بھری۔۔

"کدھر سے ہونا تھا؟ ابا تو گئے۔۔۔اور بائیک بھی بیچ دی۔۔تمہیں تو پتا ہے اماں کتنی سخت

ہے، اکیلے جانے نہیں دیتی۔۔۔"

وقاص نے جھٹ سے کہا۔۔

"خضر ہے نہ۔۔وہ بھی تو تمہارے والی اکیڈمی میں جاتا ہے۔۔اور تم دونوں کی تو کلاس بھی ایک ہے۔۔"وہ ذرا چونکا۔۔

"اوہ۔۔مجھے پہلے یہ خیال کیوں نہیں آیا۔۔"

وقاص شتابی سے کہنے لگا۔۔

" کوئی بات نہیں۔۔۔اور خضر کا سُن کر تو تمہاری اماں شک بھی نہیں کرے گی۔۔"

نکاح شدہ ہونے کی وجہ سے کوئی آپا اُسے شک کی نگاہ سے نہیں دیتی تھیں۔۔اُنہیں معلوم تھا۔۔خضر کی دوڑ دُعا تک کی ہی تھی۔۔

"میں کہتی ہوں اماں سے۔۔"

وقاص نے مسکرا کر کہا۔۔

"ہاں صحیح ہے!!"

اُس نے کال بند کی اور فون رکھ کر شریرانہ انداز میں مسکراتے ہوئے دونوں ہاتھ سر کے نیچے رکھ لیے۔۔

"ہئے مزے ہئے ہئے مزے مزے!!"

☆.....☆.....☆

عشاء کے وقت خضر نماز پڑھ کر مسجد سے نکلا تو ہارون انکل اُس کے ساتھ ہی چپل پہنتے بولے۔۔

"خضر بیٹا تم سے ایک ضروری بات کرنی ہے۔۔"

وہ فوراً سے چپل پہن کر حاضر جوابی سے بولا۔۔

"جی انکل!" انکل ہارون اور وہ ای ساتھ سیڑھیاں اُ نے لگے۔۔

"دیکھو خضر بیٹ۔۔تم سے ای کام ہے۔۔بلکہ درخوا ہے۔۔" خضر پوری توجہ سے اُن کی بت سُن رہا تھا۔

"دُعا کی دو ہے آمنہ!!"

"ہاں جی ہاں جی!"

"اُس کا تو تمہیں معلوم ہے۔۔کہ والد دبئی چلے گئے ہیں۔۔تو بچی کا اکیڈمی آنے جانے کا بڑا مسئلہ ہے۔۔تمہیں یہ بھی معلوم ہے اُن کے گھر کا ماحول کتنا سخت ہے۔۔کسی اور پ وہ اعتبار کرتے نہیں ہیں۔۔دوسرا تمہاری اور اُس کی کلاس بھی ای ہے۔۔تم یہ کیوں نہیں کرتے کہ اُسے ساتھ لے جاؤ۔۔اور ساتھ لے آ!" خضر کوئی ردِعمل نہیں دے سکا۔۔

"دیکھو اُس کی والدہ نے خود مجھ سے بت کی ہے۔اتنا اُنہیں تم پہ بھروسہ ہے۔۔وقت بنا ہوا ہے بیچاروں پہ۔۔تمہیں دُعاؤں کی اشد ضرورت ہے انکار نہیں کر۔کچھ ماہ ب اُن کا ہو جائے گا تو پھر بئیک پہ بھائی ہی چھوڑ آئے گا۔۔دوسرا ابھی بھائی چھوٹے ہیں اُس کے۔۔" انکل ہارون کو وہ اب منہ پہ انکار نہیں کر سکتا تھا۔۔اسکوائ لوٹ تو کمپاؤ میں اُس نے وقاص کو دیکھتے ہی ساری بت بتائی۔

"ر تمہاری مستقبل میں بیگم ہو گی۔اچھا نہیں لگ رہا مجھے۔۔ایسے لے کر جا۔۔" خضر ہچکچاہٹ سے بولا تھا۔۔جواباً وقاص فوراً بولا۔۔

"اے سا کیسی بت کرتا ہے۔۔مجھے معلوم ہے تیرا۔۔ایسے سوچ۔۔۔"

وہ سانس ی کے لیے رُکا۔۔خضر کا دل اب بھی راضی تھا۔۔

"دوسرا میں خود بڑا پریشان تھا۔پتا نہیں کس کے ساتھ آئے جائے گی۔کوئی پریشان نہ کرے۔۔تم جاؤ گے تو ایسے صحیح رہے گا۔دیکھتے بھی رہو گے۔۔"

خضر نے معذرت خواہانہ انداز میں اُسے دیکھا۔۔

"سوری یار!" وقاص اُس کے ہاتھ تھام کر مشکورانہ انداز میں بولا۔۔

"۔۔بلکہ تھینکس مہربانی!!"

اور خضر احتجاجاً بس ذرا سا مسکرا دیا۔۔

دُعا شام کے وقت اُٹھی۔دوپہر کی سوئی تھی۔۔viva دے کر آئی تھی۔۔سوالات کے لئے مردہ بھی بلوایا تھا۔۔جس کی وجہ سے بہت سے بچوں کا دل خراب ہوا تھا۔مردے کی بو ہی اتنی ہوتی تھی کہ لڑکے تک قے کرنے لگ جاتے تھے۔۔دُعا بھی جب گھر آئی تھی تو اُس کا دل بو کی وجہ سے گھبرا سا رہا تھا۔بو تو جا کر چلی گئی تھی۔۔مگر جیسے دماغ میں بیٹھ گئی تھی۔سوچا تھوڑی دیر قرۃ العین سے مل کر آئے۔رضیہ آنٹی کے گھر گئی تو معلوم پڑا آنٹی سو رہی ہیں۔۔شریم زین اور قرۃ العین لاؤنج میں بیٹھے تھے۔۔

قرۃ العین کھڑکی سے باہر دیکھتے بے حد مسرت انداز میں بولی۔۔

"آج تو موسم شاندار ہے۔۔"

دُعا نے مسکرا کر اُسے دیکھا۔۔تبھی زین ٹھنڈی آہ بھر کر بولا۔۔

"لیکن وقاص کے لئے بہت ہی افسردہ!" دُعا نے چونک کر اُس سے پوچھا۔

"کیوں؟"

زین کہنے لگا۔

"ظاہر ہے۔بے چارا ایک ہینڈسم سے لڑکے کے ساتھ اُس کی محبوبہ بائیک پہ پیچھے بیٹھ کر کہیں جائے

گی تو یہی حال ہوگا۔۔"دُعا نے بھو پڑھالیں۔۔

" کس کے ساتھ گئی ہے وہ؟"

زین نے سادگی سے بتایہ۔۔

"چاچو کے!!"

دُعا ٹھٹکی۔۔چند لمحوں بعد وہ فوراً سے اُٹھ کھڑی ہو گئی اور جاتے پوچھنے لگی۔۔

"چاچو کے ساتھ کہاں گئی ہے؟"

قرۃ العین بتانے لگی۔۔

" تمہیں نہیں پتا۔۔چاچو اور وہ اب سے اکٹھے اکیڈمی جایا کریں گے۔۔۔تمہیں بتایا نہیں کسی نے؟"دُعا گڑبڑا کر ہکلائی۔

"م مُج مجھے نہیں بتایا!!"

زین نے فٹافٹ جیب سے موبائل نکالا۔۔

"یہ دیکھ کیسے کُٹ کے چپھی ڈالی ہے۔۔ذرا حیا نہیں کی۔وقاص پہ کیا بیتے گی!!"دُعا حیرت سے دیدے پھیلا کر موبائل اسکرین پہ دیکھنے لگی۔۔

آمنہ بائیک پہ خضر کے پیچھے بیٹھی تھی۔۔اُس نے دونوں ہاتھ اُس کے شانے پہ رکھے تھے۔۔

(چاچو نے مجھ سے مشورہ بھی نہیں کیا۔۔)

قرۃ العین باہر آلود موسم کو دیکھتے بولی۔۔

"موسم ٹھنڈا ہو رہا ہے۔۔پکوڑے بناتی ہوں۔۔"

زین ساتھ ہی بولا۔۔

"اُستاد کہتے ہیں۔۔جہاں دو نامحرم ہوں وہاں تیسرا شیطان ہوتا ہے۔۔"یہ سُن کر دُعا کا دل

گھبرا سا َ ی۔۔

" َ می ہو رہی ہے۔۔"وہ اُٹھ کھڑی ہوئی۔۔

"اَ تم نے خضر پ دھیان د ی ہوت ۔۔تو یہ تھوڑی٘ ہوت ۔۔"زین مز ی تلی لگانے لگا۔۔شریم کو یہ

. غلط لگ رہا تھا۔۔وہ ہکلانے لگا۔۔

"دُ دُ دعا۔۔"وہ اُٹھ کر سامنے آ ی تو دُعا خفگی سے اُسے انگلی دکھا کر بولی۔۔

"پ پ !!!"وہ دم بخود رہ َ ی۔۔

"تُجھے اللہ نے ہکلا رکھا ہے٘ ۔۔ . لکل صحیح رکھا ہے۔۔"

اور وہ غصے سے دروازہ کھول کر ٹھک سے مارتے . ہر نکل گئی۔۔وہ تیزی سے . ڑے . ڑے قدم . ڑھاتے چلتی جا رہی تھی۔۔غصہ اِس قدر سر پ سوار تھا۔کہ سامنے کچھ نہیں آ رہا تھا۔وہ وقاص کو کندھا مار گئی اور وہ چو٘ کر پلٹا۔

"دُعا!!" وہ انسنی کر کے چلتی گئی۔۔وقاص کو ہنسی آنے لگی۔وہ چینی آنکھیں بنا کر ہاتھ جھلاتے بولا۔۔

"جل گئی یہ۔۔جل گئی ہے۔۔جل گئی۔۔" وہ دونوں ہاتھوں کو میکا ا٘ از میں دھیرے دھیرے ہلاتے بولا۔۔

"بونی جل گئی۔۔جل گئی۔۔ڈاڈو مزو آئیو!"

دُعا سیڑھیاں پ ڑھتے پ ڑھتے غضبناکی سے چھپ چھپ قدم زینوں پ رکھ رہی تھی۔۔۔

"How dare she to eyeball my man!"

اُسے غصہ آ رہا تھا۔۔

"میری دو تی ہو کر۔۔چا٘ کے ساتھ جاتے۔۔مجھے بتا ی بھی نہیں!!!"

خضر کے آنے کا وقت ہو رہا تھا۔ دُعا کا چہرہ سرخ ہوتا جا رہا تھا۔۔وہ کچن سے پ ٔ پ لگا کر گیلری میں پودوں کو پ نی دینے آئی تھی۔۔ پودے بہت ز یدہ تھے اِس لئے شاور کم پڑتا تھا۔۔۔ پ نی دینا تو بہانہ تھا تو خضر پ ر ٰ تھی۔۔ تھوڑی ہی د ی بعد خضر نے نیچے ب ئیک روکی۔۔ دُعا بے دھیانی میں پ نی دیتے جھک کر مشکوک وں سے اُن دونوں کو دیکھ رہی تھی۔

آمنہ مسکرا کر خضر کو دیکھتے ب ئیک سے اُ ی۔۔

"آؤ چا ٰ فلیک کیک بیکری سے کھلاتی ہوں۔۔" دُعا کا منہ حیرت سے کُھلا۔۔

خضر نے معذرت کرتے کہا۔۔

"نہیں!" آمنہ نے اصرار کیا۔۔

"پلیز آجاؤ!!" وہ اتنا اصرار کر رہی تھی۔۔۔ خضر کو سمجھ ٰ آئی ٰ کیسے کرے۔۔ دُعا نے فوراً پ نی کے پ ٔ پ کا رُخ اُن کی طرف کیا اور نے لگی۔۔

"اوہ اوہ اوہ!!" خضر اور آمنہ نیچے ٰ ی ہوئے خود کو بچانے لگے۔۔ دُعا یہ ٔ دیتے رہی تھی جیسے اُس سے پ نی کے تیز بہاؤ کے . . پ ٔ پ کنٹرول نہیں ہو رہا تھا۔ بمشکل وہ پ ٔ پ سنبھال کر بولی۔۔

"چا ٰ او پ آ جاؤ۔۔۔ کپڑے تبدیل کر لو!!"

خضر نے نیچے کھڑے اثبات میں سر ہلا ی اور آمنہ سے معذرت کر کے او پ کی جا ٰ ب ڑھ ی۔۔

دُعا غیظ و غضب سے بھری سوچ رہی تھی۔۔

"چا ٰ مجھے بتا کر کیوں نہیں ی۔ اُس نے مجھ سے مشورہ کیوں نہیں کیا۔۔۔" جہا ٰ ی ب صا ب کا بھی او پ آنے کا وقت تھا۔ دُعا کسی خیال سے غسل خانے میں آئی۔۔

"امی!!" ربیعہ بیگم لاؤنج میں بیٹھی پ ن دستے سے پ ن بنا رہی تھیں۔۔ اُنہوں نے میٹھے پ ن کی

گلوری منہ میں د ئی اور بولیں۔۔

"ہاں کیا ہے؟"

وہ اُٹھ کر غسل خانے کی جانب چلی آ ۔۔دُعا واش بیسن کی دیوار اُنہیں دکھاتے کہنے لگیں۔۔

"امی یہ دیکھیں۔۔پن تھوکا ہوا تھا۔۔ابو نے لاکھ کوشش کی چھپانے کی میں نے دیکھ لیا۔۔"

دھونے کے بھی دیوار پہ ذرا ذرا سرخی تھی۔۔

"ابو نے وعدہ بھی کیا تھا اب وہ تمبا کو والا پن نہیں کھا گے۔"

تبھی جہان صا بلند آواز میں سلام ی تے گھر میں داخل ہوئے اور ربیعہ بیگم غصے میں جھنجھلاتی ہوئی اُن کے سامنے آ کھڑی ہو اور بھرے ہوئے منہ سے بولیں۔۔

"ن پ نہ لتا، پن کھائے البتہ!"

جہان صا چو ۔۔دُعا نے پیچھے سے آتے چائے پیتے ہوئے خضر کی جانب اشارہ کیا۔

"اِس نے بتایا ہے!!" جہان صا کر خضر کی جانب پڑھ دوڑے۔۔

"گندے ا ے!!" خضر نے چیخ پہ چونک کر پیالی چھوڑی اور صوفے پہ پڑھ پڑا۔ جہان صا اُسے خونخواری سے دیکھتے اُس کے سامنے آئے۔۔

"تُو رُک۔۔تُجھے میں نے اِس گھر میں واپس لا کر بہت غلطی کر دی!!" ربیعہ بیگم جھونجھل ہو کر کہنے لگیں۔۔

"اوہو اُس نے کچھ نہیں کیا!!"

"تُو رُک!!" جہان صا نے اُسے مارنے کے لئے ہاتھ بڑھایا۔۔ خضر چھلا لگا

کرگیلری میں گھس َ ی۔اُس نے ای گہری سانس لگا کر گیلری کی َ لز کے ۔ہر ٹنگیں نکالیں اور ربیعہ بیگم کی خوف سے چیخیں نکل گئیں۔۔

"چا ٘ !!!" جہا ٘ ی۔ صا ۔ پیچھے آئے خضر چھلا َ لگا کر ننگے پیر دوڑ ٘ ہوا وقاص کی بلڈ ٘ کی جا ۔ دوڑ َ ی۔جہا ٘ ی۔ صا ۔ عتاب سے گیلری کی َ لز تھامے اُسے دیکھتے ہاتھ ۔ ڈھا کر ئے۔۔

"آتو واپس بے غیرت ا ن۔واپس آتُو!!!"

☆.....☆.....☆

۔ ۔ عشق سکھا ٘ ہے آداب خود آگاہی

کھلتے ہیں غلاموں پ اسرار شہنشاہی

"اُستاد میں تنگ آ َ ی ہوں!!!"

اُستاد بغور اُس کی سُن رہے تھے۔۔

"۔ ۔ بھی اُسے کالج ی ٘ جا ٘ ہوں۔۔تبھی کسی اور کے ساتھ نکلی ہوتی ہے۔۔بس رُوٹھ ہی گئی ہے۔۔میں کیا کروں اور؟نہیں سمجھ آ رہا مجھے؟بس مجھ سے نہیں ہو ٘ !"وہ تھک ہار کر اُن کے سامنے بیٹھا تھا۔اُستاد نے ای گہری سانس لی اور اُسے دیکھتے کہنے لگے۔۔

"ا ن کا دل دروازہ ہے۔۔۔ ۔ رُوٹھ جائے تو بند ہو جا ٘ ہے۔۔۔پھر داخلے کا راستہ بہت مشکل ہے۔۔دیواریں او اور ساؤ ٘ پ وف ہیں۔۔ ۔ ہر کھڑے کچھ بھی کہو گے۔۔دل نہیں سُنے گا۔۔دروازہ واپس کُھلوا ٘ ہے۔۔تو راستہ ای ہی ہے۔۔کھٹکھٹا ٘ پ ڑے گا۔۔مسلسل کھٹکھٹا ٘ پ ڑے گا۔۔اور ای دن دروازہ کُھل جائے گا۔۔"

وہ سانس ی ٔ کے لئے رُکے، اُنہوں نے جھک کر ٹانگیں پیچھے کرتے دراز کھولا اور اُس میں سے کچھ دوا نکال کر اُس کے سامنے رکھیں۔خضر نے جھٹ سے بغور اُن پ لکھی عبارت پ ڑ ی۔۔

"اینٹی ڈ ۔"اینٹی anxiety."

"اُس نے انگوٹھی اِس لئے بیچی تھی!" خضر ٹھٹک کہ رہ َ ی ۔۔اُس نے بمشکل دھیرے دھیرے سر اُٹھا کر اُنہیں دیکھا۔اُستاد کا چہرہ بے ٔ ث تھا۔

"نہیں وہ ۔ لکل ٹھیک ہے۔۔تمہارے لئے!"

خضر نے جھٹکا کھاتے مضبوطی سے میز تھام لی تھیں۔۔

"لیکن اب تم ٹھیک ہو۔۔" اُستاد سادگی سے اُسے بتا رہے تھے۔۔۔

"ہو جا ت ہے خضر۔۔ہو جا ت ہے۔ز ٔ گی میں بہت کچھ ہو جا ت ہے۔۔یہی ز ٔ گی ہے۔۔"

خضر خود کو کمپوز کرتے سر جھٹک کر بیٹھا ہوا تھا۔۔ دل تیزی سے دھڑک رہا تھا۔۔

"مجھے پتا ہے تمہارے خا ٔ ان اور ۔ ادری نے تم سے ۔ ئیکاٹ کر د ی ہے۔۔اِس صورتحال میں سمجھ نہیں آ رہا کہ آگے تم کیا کرو گے۔کل کو ٔ انخواستہ کچھ ہو َ ی تو کیا کرو گے۔۔خا ٔ ان اور ۔ ادری دونوں بہت اہم ہیں۔۔۔لیکن۔۔ہمارے اور ہماری صحت سے ز ی دہ نہیں۔۔ا ٔ ی ء کی ت ریخ گواہ رہی ہے ۔ ٔ ۔۔ ۔ ا ن کوئی ۔ ٔ ا کام کرنے لگتا ہے تو اُس کا کنبہ اُس کے مخالف کھڑا ہو جا ت ہے۔۔اور اللہ ت ۔ ہی در کھولتا ہے۔۔

ہماری محبت اور اپنائیت ۔ رش کی طرح ہے۔ ۔ رش کی فطری لطافت تو ا ی جیسی ہی ہوتی ہے ٔ ۔ لیکن اچھی زمین پ وہ َ تی ہے تو سبزہ اگاتی ہے۔اور بنجر زمین پ َ تی ہے تو صرف خس۔۔کسی کے مزاج کو تم کنٹرول نہیں کر ت ۔۔اور ۔ تم کسی کے مزاج کو کنٹرول نہیں کر ت تو دوسرے کے مزاج کے ۔ ۔ اپنے مزاج کو کیوں کسی کے کنٹرول میں دیتے ہو؟"

اُستاد سانس ینے کے لئے ٹھہرے۔۔اور پھر اُس سے کہنے لگے۔۔۔

"اللہ آزمائشوں میں تمہیں اِس لئے ڈالتا ہے کہ تم کسی پہ منحصر ہو کر نہ رہو۔اِسی لئے وہ کبھی کبھار وقتی طور کے لئے بھی تمہارے اپنوں کو تم سے دور کر دیتا ہے۔۔کبھی کوئی کہانی ایسی دیکھی ہے جس میں سب سہی طرح جا رہا ہوتا ہے اور جاتے جاتے ہی کہانی اختتام کو پہنچ جاتی ہے؟ نہیں بیٹا ایسا نہیں ہوتا۔۔کہانی تو شروع ہی تب ہوتی ہے جب کہانی میں ای turning point آتا ہے۔۔اور ان اُس پوائنٹ کے سامنے کے بعد اُس صورتحال کا سامنا کرتا ہے۔۔آزمائش تو تمہارا stamina build up کرتی ہے۔۔۔تمہیں خود مختار ہونے کا احساس دلاتی ہیے۔اور وقت کے ساتھ ساتھ سنگین ہو جاتی ہیں۔۔۔وہ اِس لئے کہ تمہیں احساس ہو کہ اب تم adult ہو۔۔تم اپنے مسئلے خود حل کر سکتے ہو۔تم میں اتنی طاقت ہے۔ تمہیں کسی کی ہمدردی اور appreciation کی ضرورت نہیں۔میں نے ایسے کتنے لوگوں کو دیکھا ہے جنہوں نے appreciation کے پیچھے اپنی زندگی برباد کر دی۔ہم کیوں لوگوں کی appreciation کے طلبگار ہوتے ہیں۔اب ہمارا talent کیا کسی کے سراہنے کا محتاج ہے۔اور اگر ہمارا کام صرف کسی کے سراہنے سے ہی بہتر ہو گا پھر اس میں ہمارا تو کوئی کمال نہیں۔۔ہنر اور فن تو خداداد ہوتا ہے کسی بھی صورتحال میں جوہر کی طرح ہوتا ہے، نہ اُس کی جوت کم پڑتی ہے نہ وہ کبھی پرانا ہوتا ہے۔۔" اُستاد نے ایک گہری سانس لے کر اُسے باہر خارج کیا اور ذرا مسکرائے۔

"ایک بزدل آدمی کے پاس نہ کرنے کے سو بہانے ہوتے ہیں اور ایک سورما کے پاس سو بہانے نہ کرنے کے ہوتے ہیں لیکن ایک وجہ اُس کے پاس ہاں کی ہوتی ہے اور وہ اُسے کر جاتا ہے۔۔جو ضائع ہو جاتا ہے وہ اُس کا نہیں سوچتا۔جو رہ جاتا ہے وہ اُس کا سوچتا ہے۔تو کیا ہوا؟ جو خاندان نے

بائیکاٹ کر دیا؟ تو کیا ہوا جو بادری نے ساتھ چھوڑ دیا۔۔تم دیکھنا یہ لوگ لوٹیں گے۔اِن کا روٹھنا تمہاری کامیابی کی علامت ہے۔ تمہیں ایک وعدہ کرنا ہے مجھ سے۔۔۔ بلکہ یہ لوٹیں تو صبرِ یوسف کر کے تمہیں اِنہیں معاف کرنا ہے۔۔صبرِ اً جمیل کرنا ہے۔۔"

خضر نے یکدم اُنہیں دیکھا تھا۔۔

"بہت زیادہ نہیں مانگ رہیں؟"

"یہی میری سیشن فیس ہے!" وہ لبوں پہ نم مسکراہٹ لیے بولے تھے۔۔خضر نے سنجیدہ انداز میں سر ہلا دیا۔۔

"اچھا!"

"تمہارے پاس اب بھی بہت کچھ باقی ہے۔۔۔جس کے لئے تمہیں آگے بڑھنا ہے۔۔اُس لڑکی کے لئے جس نے اپنا سب کچھ چھوڑ دیا ہے۔۔جانتے ہو خضر۔۔دنیا کا امیر ترین آدمی کون ہوتا ہے؟" اُن کے لبوں پہ سے ہنسی گہری ہونے لگی۔۔

"وہ فقیر جس کی بیوی ہر صورت اُسے دل کھول کر چاہے۔۔۔۔۔۔ میں شام کو وہ ایک آنہ ہی لے کر آئے۔۔۔ اُس کی بیوی ہر روز بےتابی سے اُس کی منتظر رہے!!"

"تم آگئے جان!!"

خضر کو بے اختیار وہ خوشگوار آواز سنائی دی۔۔دروازے پہ کھڑی ایک لڑکی اُس کا استقبال کرتی آئی۔۔

"اور جانتے ہو دنیا کا غریب ترین آدمی کون ہوتا ہے؟ وہ امیر آدمی جس کے پاس سب ہو۔۔۔ اور بیوی کی مخلصی۔۔اور اُس کا ساتھ نہ ہو۔۔۔

کل کے غموں کو آج کے آنسو کیوں دیں؟ جو گزر گیا اُسے اپنا آج کیوں دیں؟"

اُستاد نے قائل کرتے پوچھا تھا۔۔۔

خضر ہنوز سا   خاموش بیٹھا تھا۔۔

"اُس لڑکی کو تکلیف مت پہنچا ۔۔جو اپنا   چھوڑ آئے یہ خیال کر کے تم اُس کا   ہو۔تو اُس کا بھرم توڑ ۔۔۔تمہیں اللہ نے بہت بڑی ذمے داری دے دی ہے۔۔ای   بہت بڑی ذمیداری اُس نے تمہارے کا ھوں پ ڈال دی ہے۔۔۔اور تم اُس کی استطا   ر   ہو اس لئے ہی ڈالی ہے۔۔اَ کوئی اور اُس کے قابل ہو تو اللہ اُسے اُسے دیتا۔اللہ اپنے بندوں کو بے مول لوگوں کو نہیں دیتا۔۔وہ اپنے بندوں کو بے مول نہیں کر ۔۔اُس کا فیصلہ   سے بہتر ہے۔تم اُس کے قابل ہو۔بس یہ ۔ کرو۔۔کہ تم ہی اُس کے قابل ہو۔۔"

خضر نے   سے پ پتے   د کر دھیرے دھیرے سر ہلا شروع کر دی۔۔۔

"ڈ   میں کون لوگ جاتے ہیں؟ نمبر ای   جو خود کو حقیر سمجھتے ہیں۔۔خود کو ادنیٰ اور کم   سمجھتے ہیں۔۔اپنے فیصلوں پ خود بھروسہ نہیں کرتے۔۔تنقید پ گھبرا جاتے ہیں۔۔اور دیکھو یہ   بیماریں ہماری خود ساختہ ہیں۔۔یہ   بیماریں ای   ایسا بھنور ہیں جس میں ا   ن خود خود کو دھنسا رہا ہے۔۔لوگوں نے ہمیں کچھ نہیں کہا۔۔یہ   ہم نے خود گھڑ لیا ہے۔۔ڈ   میں کسی ا   ن میں اتنی طاقت نہیں جو وہ کسی کی عزت پ مال کر دے۔۔۔د   میں کسی ا   ن مین اتنی طاقت نہیں جو وہ کسی کا مستقبل طے کر دے۔۔اس لئے ڈ   ۔۔بے چینی۔فکر۔   ڈھواں ہیں۔۔کچھ بھی نہیں ہے۔۔۔یہ وہ بیماری ہیں جو ہم نے خود خود کو لگائی ہیں اور اُن کا علاج بھی ہمیں خود کر ہے۔کسی کی محبت اور کسی کی appreciation کا انتظار نہیں کر ۔۔ ہم بہت مضبوط ہیں۔۔اپنی own پ !!!"

وہ چلچلاتی دھوپ میں گھر لوٹ رہا تھا۔۔ بیک   تے اُستاد کی بتیں اُس کے ذہن میں گھوم

رہی تھیں۔سڑک پہ اژدھام تھا۔۔

" کل کے غموں کو آج کے آنسو کیوں دیں؟ جو گزر گیا اُسے اپنا آج کیوں دیں؟"

" ہم بہت مضبوط ہیں۔۔اپنی own پہ!!"

سگنل پہ بائیک رُکی۔اُس نے کسی خیال سے سامنے دوسرے بائیک والے کو دیکھا۔۔جس کی بیوی بچے ہنس مسکرا رہے تھے۔۔بائیک کے ہینڈلز پہ بے تحاشا سامان اور پیچھے بیوی بچے کا بوجھ۔چہرے پہ تھکاوٹ تھی لیکن پھر بھی مسکراہٹ بشاش تھی۔۔

" جانتے ہو خضر۔۔دنیا کا امیر ترین آدمی کون ہوتا ہے؟"

" وہ فقیر جس کی بیوی ہر صورت اُسے دل کھول کر چاہے۔۔۔بابا میں شام کو وہ ایک آنہ ہی لے کر آئے۔۔۔مگر اُس کی بیوی ہر روز بے تابی سے اُس کی منتظر رہے!!"

خضر بے اختیار مسکرایا۔۔گھر میں کوئی تھا۔۔جو چاہے روٹھا ہوا ہو اُس کا منتظر تھا۔۔

ایک مہینہ گزر گیا تھا۔کیا کچھ اُن کی زندگیوں میں ہو گیا تھا۔۔۔بابا بدل گیا تھا۔محبت نہیں بدلی تھی۔۔محبت تو کبھی نہیں بدلتی تھی۔۔اسکوائر لوٹا تو بچوں کو کرکٹ کھیلتے دیکھا۔۔تو مسکرا کر اُن کی طرف آیا۔بچے نے چھکا لگایا اور گیند اُڑ کر دُعا کے کمرے میں گئی۔خضر نے چونک کر دیکھا۔بچے نے خوف سے سر پکڑ لیا۔

" اوئے!"

انکل ہارون اُنہیں سمجھا سمجھا کر تھک گئے تھے کہ کمپاؤنڈ میں کھیلو مگر اُن بچوں کو کچھ بھی سمجھانا یعنی فارسی بگھارنا۔۔۔

" اب کیا ہوگا۔ڈی۔کے۔بی جی کے تو مزاج بھی درست نہیں رہتے اِن دنوں!" بچے خائف ہو گئے تھے۔خضر نے ایک افسوس سے اُنہیں دیکھا۔۔اور پھر کچھ سوچ کر اُس نے زین سے

سیڑھی منگوائی۔۔ ڈی ہمت جٹا کر اُس نے سیڑھی لگائی اور اُس پ ڑھنے لگا۔۔ پ ڑھتے پ ڑھتے کمرے میں آ ی۔ کمرہ خالی تھا۔ گیند کہیں نہیں تھی۔ کمرے کا دروازہ کُھلا تھا۔ اُس نے گھما کر متلاشی وں سے گیند تلاش کی تو یکدم نگاہ ہر راہداری میں گئی۔۔

''وہ رہی!'' وہ تیزی سے راہ داری میں آ ی تو ہر لاؤنج سے آواز سنائی دی۔

''جلدی سائن کرو!'' خضر نے چو کر سامنے دیکھا۔۔

''دُعا ی ڈ ایسے کرو!'' ربیعہ بیگم دل فتگی سے بولی تھیں۔ عامر صا اور ماموں وہیں کھڑے تھے۔ دُعا ہوا کے گھوڑے پ سوار بولیں۔۔

''امی آج مجھے قصہ تمام کرنے دیں۔۔'' خضر کو لگا مٹھی میں دل کسی نے بھینچ لیا تھا۔۔ وہ ی ٹ دُعا کو دیکھ رہا تھا۔۔ دُعا نے تیزی سے میز پ سے قلم اُٹھا یا اور اُسے ی۔۔

''بتا کہاں سائن کرنے ہیں۔۔''

خضر ت بنا کھڑا تھا۔۔ مضطربی سے چہرہ سرخ ہو رہا تھا۔ شا ی تھوڑا تھوڑا آ رہا تھا۔ ربیعہ بیگم دل شکستہ المنا کی سے کہہ رہی تھی۔

''ی ٹ ب پ کو تو آنے دے!'' دُعا نے سفا کی سے اُنہیں دیکھتے کہا۔

''جیسے اُن کے آنے سے میرا فیصلہ ل جائے گا!''

وہ سائن کرنے لگی۔ خضر نے سرد نگاہوں سے اُسے دیکھتے سرد دیوار تھام لی تھی۔۔۔ شا ی وہ ز ی دہ ٹھنڈا تھا۔۔ دم بخود دم سادھے وہ اُسے دیکھ رہا تھا۔۔

''ی ٹ کر ایسے!''

''اور کہاں کرنے ہیں؟'' اُس نے عامر صا سے پوچھا تھا۔ عامر صا نے کاغذ پلٹا۔۔ دُعا سائن کرتے کہہ رہی تھی۔

"پہلی بات۔۔۔ یہ میں اس لئے کر رہی ہوں۔۔ کہ آئندہ آپ میرے والدین کو پریشان نہ کریں۔۔ یہ مت سمجھیئے کہ میں یہ کسی ڈر یا دباؤ میں آ کر کر رہی ہوں!!" ربیعہ بیگم کی آنکھیں مرطوب تھیں۔۔ خضر نمناک آنکھوں سے کھڑا اُسے دیکھ رہا تھا۔ چہرہ سیاہ سرمئی پڑ گیا تھا۔۔ چہرے کی رونق ماند پڑ گئی تھی۔۔۔ مہینے بعد نکلی دھوپ پر کالے بادل کا سایہ تھا۔۔۔ چاند نی رات شاید آج اماوس کی سی ہونے والی تھی۔۔ دل میں بہت سارے شبے تھے۔۔۔

دُعا تیزی سے سائن کرتی جا رہی تھی۔ جیسے جیسے ورق اُلٹ رہی تھی۔ دل پر ضربیں لگتی جاتی تھیں۔۔ دُھندلی آوازوں میں اُس نے خالی نظروں سے دھیرے دھیرے اپنی ماں کو دیکھا تھا۔۔ جو بس منت کرتے بولے جا رہی تھی۔۔

"بیٹا نہ کر۔۔ بیٹا نہ کر!!"

دُعا نے آخری صفحے پر سائن کرتے ربیعہ بیگم کو دیکھا اور ذرا مسکرا کر بولی۔۔

"مبارک ہو۔ اب آپ کو پریشانی نہیں ہو گی!" ربیعہ بیگم اُس کے پیٹھ زور سے تھپک کر بولیں۔۔

"یہ تم نے کیا کیا دُعا۔۔ یہ تم نے کیا کیا!" خضر نے ایک آہ بھری اور گویا ایسا لگا سارا سینا کسی نے چیر دیا ہو۔۔۔

دُعا کاغذات لپیٹتے سیدھی کھڑی ہوئی اور عامر صاحب کی طرف مڑی۔۔

"دوسری بات۔۔ میں بتانا چاہوں۔۔ جس وقت چاہوں آپ پر دفعہ 498-A کے تحت کیس کروا سکتی ہوں۔۔۔ زبردستی ایک عورت کو وراثت کے حق سے محروم کرنے والے کو اس ملک میں کم از کم پانچ سال تک کی قید کی سزا ہو سکتی ہے اور ساتھ جرمانہ بھی۔۔۔"

خضر ذرا چونکا۔۔

"یہ کیا تھا؟" دُعا چبھتی وں سے ماموں اور عامر صا . کو دیکھ رہی تھی۔۔

"مجھے زیدہ معصوم اور بیوقوف سمجھنے کی کوشش نہ کیجیئے گا۔۔ مجھے معلوم ہے۔۔ نواسی اپنے نانا کی زندگی میں فوت ہونے والی ماں کا حصہ وصول کرنے کا حق رکھتی ہے۔"

وہ دُعا کے حصے کی پراپرٹی اُس سے ہتھیانے آئے تھے۔

"تیسری بات۔۔ میرا رشتہ میرے نانا سے کسی زمین کا محتاج نہیں۔۔

چوتھی بات۔۔ آپ کے اور میرے درمیان جو رشتہ تھا وہ اُس زمین کی وجہ سے تھا، وہ آپ کی ہو گئی۔۔ تو ہمارا رشتہ بھی ختم ہو گیا۔۔ اب آئیندہ میرے شوہر کے متعلق بات کریں گے۔۔۔ تو بھا سے نہیں بیوی سے بیر پڑے گا آپ کا!"

ہر لمحہ ہر منظر تھم گیا تھا۔۔۔ وہ . دبائے اُسے دیکھ رہا تھا۔ آنکھیں تو اب بھی ڈبڈبا رہی تھیں۔۔ یں بھی اُس پر مرکوز تھیں۔ اُس دن اُسے احساس ہو گیا تھا۔ د میں اُس کی ماں کے بعد اُس لڑکی سے زیدہ اُسے کوئی چاہ نہیں سکتا تھا۔۔۔ اور وہ آج کے بعد اُسے چھوڑنے کا کبھی سوچ بھی نہیں سکتا تھا۔ غر میں وہ اُس کی زندگی میں آئی تھی۔۔ وہ امیری تب اُسے اپنے ساتھ لے کر چلے گا۔۔۔ ا ن سوچ بھی نہیں پتے۔ اور اللہ ا ن کو کسی کے دل پر ا ترد یتا ہے۔

"اُس نے اپنا . کچھ میرے لیے چھوڑ دی۔۔ اب آپ یہ دیکھیں گے خضر اُس کے لیے اپنا کیا رہنے دیتا ہے۔ مال تو بڑی معمولی چیز ہے۔۔"

پپ پتے ہاتھوں سے اُس نے آنکھوں کے گوشے پونچھے۔۔ دُعا غصے میں تیزی سے اُترآئی تو وہ جھٹ سے اگلی دیوار سے لگ کر چھپ گیا۔۔۔ وہ . ق رفتاری میں کمرے میں جاتے دروازہ بند کرنے لگی اور خضر مرطوب وں سے دروازہ بند ہونے تک اُسے دیکھتا رہا۔۔۔ عجیب ہے

عورت بھی۔۔رُوٹھ بھی جائے تو قر. نی دینا نہیں بھولتی۔عجیب ہے عورت۔رُوٹھ جاتی ہے۔۔

خیال رکھنا نہیں بھولتی۔۔

ماموں جا چکے تھے۔۔خضر وہیں سر جھٹکے بیٹھا تھا۔ربیعہ بیگم آ پو ت راہ داری میں چلی آ ۔۔تو یکدم چونکیں۔۔خضر کو دیکھتے ہی وہ بھرائی ہوئی آواز میں بولیں۔۔۔

"تُو ،تو . آ ی؟"خضر نے جھٹ سے آ پو نچھے۔۔۔

ربیعہ بیگم ہڑ. ا کر بولیں۔۔

"رو رہا ہے؟"

خضر جھنجھلا کر اُٹھ کھڑا ہوا۔۔

"تو کیا اب رونے بھی نہیں دیں گی۔۔لڑکا ہوں تو رو بھی نہیں سکتا!" ربیعہ بیگم اُس کے یکدم سے آئے غصے کے . . دم بخود رہ گئیں۔۔خضر نے مز ی کچھ نہیں کہا اور خفگی سے . ہر نکل َ ی۔۔۔

دوپہر کو خضر جہا ن ی . صا . کے ساتھ دُکان پ بیٹھا تھا۔۔کسی خیال سے یونہی اُس کی نگاہ . ہر گئی تو اُسے نوازش صا . اور عفیفہ چلتے ہوئے آ ئے۔۔خضر کے حیرانی سے دی ے پھیلے۔۔جہا ن ی . صا . ہر ن لگے تو خضر جھٹ سے اُن کے پیروں میں َ ی۔۔۔

"ا . معاف کر دیں!!" جہا ن ی . نے بھونچکا کر ا ی ت وں سے اُسے دیکھا۔۔

"پیچھے ہٹ!!"

"ا . مجھے معاف کر دیں!!"

جہا ن ی . صا . کو غصہ پ ڑھا۔۔

"پیچھے ہٹ بے غیرت!!"

خضر اُن کی ٹنگوں سے چمٹا زور زور سے میں سر ہلاتے کہہ رہا تھا۔۔

"نہیں ا ۔۔۔ ب تہ آج آپ مجھے معاف نہیں کریں گے۔۔میں نہیں ہٹوں گا!!" جہا ۔ ب

صا ب کا دماغ کھولنے لگا۔۔

"پیچھے ہٹ!!" وہ اُسے پیٹ لگے۔۔

"میں کہہ رہا ہوں ہٹ!!"

"نہیں نہیں ا !!" خضر شرمندگی اور افسردگی سے اپنا چہرہ اُن کی ٹنگوں سے لگائے میں ہلاتا جا رہا تھا۔۔

"ا جتنا مار ہے مار لیں۔۔۔نہیں ہٹوں گا۔۔۔" ساتھ اُس نے ب ہر جھا کر دیکھا۔۔وہ لوگ جا چکے تھے۔۔جہا ب صا ب خفگی میں اڑے بولے۔۔

"تو مر بھی جائے گا پھر بھی تُجھے معاف نہیں کروں گا!" خضر نے ا جھماکے سے اُن کی ٹنگیں چھوڑیں۔۔

"تو کریں!"

جہا ب صا ب نے جھٹکا کھا کر خضر کو دیکھا۔۔خضر درد سے کراہتے کہنی پکڑ کر اُٹھا۔۔

"آہ۔۔امی۔۔۔ہئے!!" اور وہ کراہتا ہوا ڈ کان سے نکل ی۔۔او پ نوازش صا ب اور عفیفہ دُعا سے معذرت کرنے آئے تھے۔۔عفیفہ سے وہ آج ڈے دنوں بعد ملی تو گلے لگا کر رونے لگی۔۔

نوازش صا ب ربیعہ بیگم سے معذرت کر رہے تھے۔۔جواباً ربیعہ بیگم بس ب قت مسکرائے بولیں۔۔

"کیسی ب تیں کر رہے ہیں خالو۔۔ا زمین کے لیے اتنا رنج۔۔رشتے سلامت ہیں۔۔۔ اکا اِسی میں شکر ہے!"

دُعا عفیفہ سے ملی تو ہفتے بھر کی ۔تیں جمع تھیں۔۔۔

"۔ ڑی مشکوک حرکتیں کر رہا ہے وہ اِن دنوں۔۔۔تمہیں کیا بتاؤں وہ کیسا ا ن ہے؟" عفیفہ دلچسپی سے مسکرا کر اُسے دیکھتے بولی۔۔

"اچھا کیسا ا ن ہے وہ؟"

دُعا پڑ پڑ ائی۔۔

"مجھے نہیں پتا!"

۔ ہر کی بیل بجی۔۔دُعا نے َ دن موڑ کر ۔ ہر کی جا۔ دیکھا۔۔عفیفہ ہنس کر بولی۔۔

"لو آ َ ی!!"

"نہیں یہ وہ نہیں۔۔وہ ایسے بیل نہیں بجا ۔!" وہ کمرے کی حا ۔ دیکھ کر بھی بتا دی کرتی تھی۔۔ کیا چیز خضر نے رکھی اور اُٹھائی ہے۔یہ تو پھر بیل بجانے کا ۔ از تھا۔عفیفہ محظوظ ہوتے بولی۔۔

"اور یہ لڑکی کہتی ہے اِسے معلوم نہیں کہ وہ کیسا ا ن ہے!!" دُعا انسنی کرتے ۔ ہر نکلی۔اور اُس نے ۔ ہر کا دروازہ کھولا۔۔سامنے بلڈ۔َ کا بچہ کھڑا پھولے ہوئی سانس سے بولا۔۔

"چا۔ بھائی کو چوٹ لگی ہے۔۔جہا۔ ی۔ انکل نے مارا ہے!" دُعا چو۔ گئی۔۔

"کیا!!"

"امی فر ٹ ا یڈ بکس لا۔ !!" دُعا وہیں سے کر بولی تھی۔۔

اور یہ سُنتے وہ بچہ فوراً سے بولا۔۔

"اِس کی ضرورت نہیں ڈی۔کے۔ جی!"

"کیوں؟" ششدر سی دُعا نے اُسے دیکھا۔۔

"کیو آمنہ ۔ جی نے بینڈ یج کر دی ہے۔اور وہ اکیڈمی کے لئے نکل گئے ہیں۔۔یہ تو وقاص

بھائی نے بتانے کے لئے کہا تھا۔۔"دُعا نے زور سے مُٹھیاں بھینچ لیں۔۔ا۔ رغضب کا جوالا مکھی اُبلتا ہوا۔ ہر کا راستہ تلاش کرنے لگا۔۔۔بس آج اُس نے طے کیا تھا۔۔کہ وہ خضر سے دو ٹوک۔ ت کرے گی۔۔شام ہوگئی۔۔شام کے چھ تو ۔ کے ہو گئے تھے۔۔ خضر۔ آ ۔۔ وہ غصے میں بھری ہوئی لاؤنج میں ٹہل رہی تھی۔۔سات کا وقت ہوا۔۔ ۔ ہر کی بیل بجی۔۔دُعا نے بھاگ کر دروازہ کھولا اور اُسے سامنے دیکھتے ہی اُس پ ۔ ڑھ دوڑی۔

" کہاں تھے تم؟"خضر نے ا ۔ گہری سانس لی اور بولا۔

"ا۔ رتو آنے دو!"دُعا اُسے چُبھتی ہوئی ۔ وں سے دیکھتے پیچھے ہٹی تو خضر ا۔ ر آ ۔۔

" کدھر تھے تم؟"دُعا نے دروازہ بند کرتے آواز بلند کی۔۔خضر نے ا ۔ گہری سانس لے کر ۔ ڑے تحمل سے بتا۔ شروع کیا۔۔

"جامہ ۔ ۔ تھا۔آمنہ نے دوپٹے پیکو کروانے تھے۔۔"

دُعا کا حیرت زدگی سے منہ کُھلا۔۔

"ہوہ!!"

وہ غصے سے اُس کی طرف گھوم کر آئی اور اُس پ ۔ س پ ڑی۔۔

"اور جو امی تمہیں ا ۔ مہینے سے دوپٹے رنگوانے کا کہہ رہی ہیں اُس کا کیا؟ یہاں آمنہ نے ا ۔ ۔ ر کہا تو فوراً سے چل پ ڑے!!"

خضر کو غصہ آ ۔ ضبط کر ۔ ۔دُعا کی فوراً ۔ خضر کی بینڈ تیج پ ۔ گئی۔اُسے وہ بینڈ تیج دِکھی تو مز ۔ غصہ آ ۔۔اُس نے فوراً سے جھپٹا مار کر اُس کی بینڈ تیج اُ ۔ ر دی۔خضر کی یکدم چیخ ۔ ۔ ر کی۔ وہ ۔ لکل ایسا تھا جیسے ویکسنگ کر ۔ ۔۔

"دُعا!!"

اور دُعا اُسے غضب ڈھاتی وں سے گھور کر بڑے بڑے ڈگ بھرتے لاؤنج سے جانے لگی۔۔خضر نے حیرانی اور پریشانی سے اُس کے بگڑے تیور دیکھے تو اُلجھ ی۔

"یہ کیا تھا؟"

ربیعہ بیگم اُس کے لئے چائے م کر رہی تھیں۔۔وہ لاؤنج میں بیٹھا بینڈ تیج لگا رہا تھا۔دُعا خاموشی سے اُس کے ساتھ آ بیٹھی اور اُس کی طرف رُخ کرتے بولی۔۔

"لاؤ میں لگا دوں!" خضر نے خفگی سے اُسے دیکھا اور اُسے بینڈ تیج پکڑا دی۔۔دُعا نے سادگی سے اُس کی آنکھوں میں دیکھا۔۔خضر سنجیدگی سے بغور اُسے دیکھ رہا تھا۔۔بینڈ تیج لگا کر وہ اُسے دیکھتے ذرا مسکرائی۔آنکھوں میں ای کیف تھا۔۔خضر مزی اُلجھا۔۔وہ مبہوت نگاہوں سے اُسے دیکھ کر فوراً سے اُٹھ کھڑی ہوئی۔۔

"دیکھ رہی تھی کہیں تمہیں Nystagmus یJaundice تو نہیں!!"

خضر نے مہیبانہ ا ازمیں اُسے دیکھا۔۔

"ہاں؟" دُعا طنزاً اُسے دیکھ کر قہقہہ لگا کر ہنس پڑی۔۔

"پریکٹیکل ہے میرا۔اُسی کی پریکٹیس کر رہی ہوں۔تم کیا سمجھے؟!!" اور وہ دیوانہ وار قہقہہ لگا کر ہنستے ہوئے کمرے میں جانے لگی۔۔خضر نے اُلجھ کر جھرجھری لی۔۔

"یہ کیا تھا؟"

"دُعا چا کے کپڑے دھو دے!!" ربیعہ بیگم چائے م کر کے لاتے کہہ رہی تھیں۔۔دُعا غصے میں پٹاخ سے بولی۔

"میں نے نہیں دھونے!!"

جہا ی صا بھی کہنے لگے۔۔

"ہاں مت دھوئے۔نوکر نہیں لگی یہ!!" ربیعہ بیگم نے خضر کے سامنے چائے کی پیالی ر ت کہا۔۔

"ہئے۔میری طبیعت نہیں ٹھیک۔۔ ٹ ابی۔پی لو ہو رہا ہے۔۔"جواباً خضر کہنے لگا۔۔

" کوئی بت نہیں۔۔میں کل لاٹ ری میں دے آؤں گا!" ربیعہ بیگم اُس کے ساتھ ی فکرمندی سے بولیں۔۔

"ہائے۔۔یٹ لاٹ ری سے ڈھلوانے کے ب کھٹمل گھر آ جا ۔۔"اُنہوں نے خفگی سے ا رکی جا ب دیکھا۔۔

"دیکھو ذرا اِس کے تیور۔۔بے غیرت بے شرم، کہتی ہے شوہر کے کپڑے نہیں دھوئے گی۔۔" ا ر سے آواز آئی۔۔

"وہ کو مجھے چہ دیتا ہے؟ نکاح مے جو ماہوار لکھوا ہے وہ ب دے گا ت ب سارے کام کروں گی!!" خضر نے سادگی سے ربیعہ بیگم کو دیکھتے آہستگی سے کہا۔

"دیکھ لیجیئے گا۔۔وہ ب ڈوں گا۔۔ت بھی نہیں کرے گی۔رُلا کے کام کرتی ہے۔اِس سے بہتر ہے ہی کرے!"بُرا لگا تھا اُسے۔۔منہ سے کہہ تو دی تھا نہیں دھوئے گی۔۔لیکن کہنے کے بعد نیند اُڑ گئی تھی۔۔رات کو خوب کروٹیں لیں۔۔ احساس ہو ی ذمے داری تھی۔پوری کیے بغیر کیسے نیند آ جاتی۔ہتھیار ڈالتے اُٹھی اور کمرے کا دروازہ کھولتے ب ہر چلی آئی۔۔ ا ھیرے سے نکلی تو آنکھوں میں تیز روشنی پ ڑی۔۔دُعا نے آنکھیں ملتے غسل خانے کے دروازے کی جا ب دیکھا۔۔دھیرے دھیرے اُس نے آنکھیں چینی کرتے کھولنی شروع کیں۔۔تو چو اور سامنے سے جہا ب صا ب مشین کے سامنے کھڑے چو ۔وہ خضر کے آلودہ کپڑے مشین سے نکال رہے تھے۔۔دُعا نے اُنہیں گھور کر دیکھا اور جہا ب

صا . شرمندگی چھپاتے بولے۔۔

" تمہیں عذاب ٠ ہو۔اِس لئے کر رہا تھا!" دُعا نے بغور اُنہیں اُن کی ڈھٹائی پ دیکھا۔۔

" صحیح ہے۔۔ٹھیک ہے۔۔"

جہا٠ یہ . صا . ہڑ.ڑائے ہوئے سے کچھ کہنے لگے کہ دُعا اُنہیں ہاتھ دکھا کر بولی۔۔

" نہیں بتاتی۔۔"

یہ سُنتے جہا٠ یہ . صا . کی جان میں جان آئی۔۔

" چلو پھر لگو میرے ساتھ کام میں!" دُعا نے قمیض کی آستینیں پڑھا اور جہا٠ یہ . صا . کو سف سے دیکھتے سر ہلاتی آگے چلی آئی۔۔۔

.ڑے خوبصورت رشتے تھے اُن ستاروں کے۔۔خاموش۔۔۔سا ت ۔۔لیکن محبت کی دمک سے بھرے ہوئے۔۔

☆.....☆.....☆

وقاص کی طرف اسکوا ٔ کے سبھی نوجوان بیٹھے تھے۔۔شادی کے لیے گانوں کی لِسٹ بنا رہے تھے۔۔آگے رمضان تھا اس لئے سارے کام رُک جانے تھے۔وقاص کی والدہ غصے سے بول رہی تھیں۔۔

" اللہ جی۔۔رمضان آ رہا ہے۔۔بند کرو یہ بیہودگی!!"

کسی کو کوئی ہوش نہیں تھا۔۔۔٠ زش سختی سے لاؤنج میں چلی آ ۔زین نے لی بجا کر کہا۔

" چلو جی ہونے لگا ہے درس۔٠ زش پیرنی آ گئی ہیں!"

وقاص نے فٹافٹ گیت بند کر دیئے۔٠ زش نے . کو گھورتے دیکھا اور درس کا آغاز کیا۔

" رمضان کا مہینہ اللہ نے ہمیں صرف اِس لئے نہیں دی کہ ہم ای ماہ اُس کی عبادت کریں اور

پھر عید پہ پہلے کی طرح غفلت میں مبتلا ہو جا ۔رمضان کا مہینہ پ یکٹس ہے ہمارے لیے۔۔اللہ تعالیٰ ہمیں سکھاتے ہیں۔۔کہ اَ ہم ای ماہ اُس کی عبادت کر تے ہیں۔۔تو کیا پورا سال پنج وقت ز نہیں پڑھ تے۔۔تھوڑا سا قرآن نہیں پڑھ تے؟اَ رمضان میں پورا قرآن پڑھ یتے ہیں تو کیا عام دنوں میں ای آ یت نہیں پڑھ تے؟رمضان کا مہینہ تو ہمیں بہت کچھ سکھانے آ تے ہے۔۔بڑی بڑی تے ریخیں بلی ہے اِس مہینے میں۔۔ا ن کیسے دعویٰ کرتے ہے مجھے اپنا معلوم ہے۔۔مجھے دوسرے کا معلوم ہے۔میں جا ہوں اِسے۔۔ہم کسی اور کو جاننے کا دعویٰ کرتے ہیں؟ ہم تو خود اپنے متعلق کسی چیز کا دعویٰ نہیں کر تے۔۔اللہ ایسے دلوں کے حالات بل دیتا ہے۔۔یہ مہینہ پ یکٹیس ہے۔۔ہمیں بلنے کی پ یکٹیس۔۔اور ہم بکو اِس مہینے میں اپنی بی عادتوں کو تے ک کرنے کی کوشش کرنی چاہیے۔۔رمضان ہمیں یہ سکھاتے ہے کہ اَ ای مہینے میں تم حلال سے رُک تے ہو تو حرام سے بھی رُک تے ہو!"٠ زش اُنہیں صلواتیں سُنا کر واپس گئی۔تو ای لڑکے نے بہر سے آ کر وقاص کو اطلاع دی۔۔

"ڈی۔کے آ رہی ہے!!" وقاص نے جھٹ سے پ س پڑی Vaseline کی ڈبی اُٹھائی اور اُسے کھول کر ہو ں پ ملنے لگ َ ی۔اُس نے فٹافٹ ڈبی بند کر کے صوفے کے نیچے چھپا دی اور ٹ نگیں پھسار کر منجمد ہو کر بیٹھ َ ی۔دُعا جیسے ا ر آئی اُسے دیکھ کر چو ۔۔

"ہوہ۔۔"

اُس نے حیرانی سے بکو دیکھتے پوچھا۔۔

"اِس کو کیا ہوا؟ اتنا اُجڑا ہوا کیوں بنا بیٹھا ہے؟"

زین بتانے لگا۔۔

"کیا بیتے گی اُس شخص پہ جس کی محبوبہ اُس کے دو یے کے ساتھ۔۔ ocean mall

بلنگ کے لئے جائے!!"دُعا کے حیرت سے دیے بہر آئے۔

"مطلب؟"

زین نے وقاص کے ہاتھوں سے مو لیا اور دُعا کو واٹس ایپ کھول کر چیٹ دکھانے لگا۔۔

اُس نے دُعا کو خضر کی چیٹ دکھائی تھی۔۔جس میں خضر کا پیغام تھا۔

"سر کی والدہ فوت ہو گئی ہیں۔ہم یہاں سے ocean mall جا رہے ہیں!"

دُعا کے دل پہ دھکا لگا، وہ بمشکل خود کو سنبھالتے بولی۔۔

"ہاں تو کیا ہوا؟"

اسکوائ کی ای لڑکی وقاص کو دیکھتے کہنے لگی۔۔۔

"ہائے۔۔اَ آمنہ اور چا کا نکاح جُڑ َ ی تو کیا ہوگا؟"دُعا کا دل زور زور سے دھڑک رہا تھا۔۔

"وقاص کا۔۔۔"دُعا نے خود کو کمپوز کیا۔۔

"چلو ڈی۔کے اور چا تو دو ہیں۔۔۔"

دُعا نے زور سے ضبط کے مارے دوپٹہ اُنگلیوں میں دب لیا۔۔وقاص کے ساتھ بیٹھا ای لڑکا کہنے لگا۔۔

"پتا ہے میرے نواز بھائی ہیں ۔۔اُن کا ای دو تھا۔۔بڑی محبت کرت تھا اپنی بیوی سے۔۔" اُس کی طرف متوجہ ہوئے۔۔دُعا نے بھی اپنے کان اُس کی بت پہ دھرے۔

" بیوی ایسی پڑھی اور مغرور، ک پکھی ۔ی دے۔۔"زین فوراً سے پوچھنے لگا۔۔

"پھر کیا ہوا؟"

دُعا کے دل کی دھڑکنوں کی رفتار مزیبڑھ گئی۔۔

"پھر۔۔"وہ بتانے لگا۔۔

"پھر یہ ہوا کہ۔۔اُس لڑکے کو اپنی جیسی لڑکی مل گئی۔۔زیادہ ذہین نہیں تھی۔۔لیکن اُس سے محبت کرتی تھی۔۔خوبصورت بھی سابقہ بیوی سے کم تھی لیکن اچھے اخلاق کی مالک تھی!!"دُعا کا دل ملول ہونے لگا۔۔اُس نے کرب سے آنکھیں سکیڑنی شروع کردیں۔۔اپنا اشتعال دبتے دبتے اُس نے سارا دوپٹہ انگلیوں پہ لپیٹ لیا تھا۔۔

زین نے تاسف سے سر ہلایا۔۔

"بہت غلط ہورہا ہے بھئی۔۔بہت غلط ہورہا ہے۔۔۔"

دُعا جانے کے لئے پلٹی تو شریم باہر سے سموسے پکوڑے لے کر آیا تھا۔وہ دُعا کی آنکھوں میں آنسو دیکھتے چونکا۔ وہ بولنے لگا۔۔

"دُ۔۔دُعا!!"اور دُعا اُس پہ پھٹ پڑی۔۔

"چپ کر جاؤ!" شریم نے یکدم اُس کی طرف دیکھا۔۔

"لالا۔۔لے۔۔لیکن دُعا!!"

دُعا اُسے انگلی دکھاتے درشتی سے کہنے لگی۔۔

"چپ ہو جاؤ بس!!"

اور وہ اُسے دھکا مار کر تیزی سے باہر کو جانے لگی۔۔شریم نے خفگی سے وقاص اور زین کو دیکھا۔۔۔

"بو بو۔۔بو۔۔بہت۔۔غل۔۔غل۔۔غلط کر رہے ہو تم!!" زین کے ساتھ بیٹھا لڑکا کہنے لگا۔۔

"بالکل صحیح ہورہا ہے۔۔تھوڑی اِس دُعا کی بھی تو اکڑ ٹوٹے۔اِس کی دیکھا دیکھی باقی لڑکیاں بگڑ رہی ہیں۔۔"لڑکیوں نے خفگی سے اُسے دیکھا۔۔

"جس کا دل کرتا ہے ہمیں چاند کا حوالہ دے دیتی ہے۔۔صحیح ہو رہا ہے. لکل!!"

ایک لڑکی خفگی سے اُنہیں دیکھتے ہوئے اُٹھ کھڑی ہوئی۔۔۔

"ہم صرف دُعا اور چاند کی صلح کروانے کے لئے تمہارا ساتھ دے رہی ہیں۔۔نہیں تو سچ کہوں۔۔چاند کے تم لوگ .خن .ا. نہیں ہو۔۔"

وہ بھی .راضی سے کہہ کر نیچے جانے لگی۔۔نیچے آتے اُس نے دُعا کو دیکھا تو اُس کے قری. سے .رتے .ڑ .ڑائی۔۔

"آج تو آمنہ پیچھے پڑی ہے۔کل اسکوا ئی کی ساری لڑکیاں پڑیں گی!" دُعا نے چونک کر اُسے دیکھا اور اُس کا منہ کُھلا۔۔

"ہوہ!!" اُسے غصہ پڑھا۔۔اُس نے دانت کچکچائے ضبط کر گئی۔۔چند قدم آگے .ڑھی۔۔تو خضر اُسے .ئیک پہ آیا۔۔ہاتھ میں پزا کا ڈبہ تھا۔۔آمنہ پیچھے اُتر رہی تھی۔۔

دُعا پزا کا ڈبہ دیکھ کر بے اختیار مسکرائی۔۔یقیناً وہ اُس کے لئے پزا لے کر آیا تھا۔۔لایا وہ اُسی کے لئے تھا پھر دایا دُعا نے تو کوئی بھی چیز لانے سے کر دیا تھا۔۔

اُس نے آمنہ کی جانب وہ ڈبہ .ڑھا دیا۔۔یہ ایک اور جھٹکا تھا جو .دا شت کرنا .ڑا مشکل تھا۔۔

آمنہ نے اچنبھے سے خضر کو دیکھا۔۔

"یہ تو ڈی۔کے کے لئے تھا نا؟!" جواباً خضر نے سادگی سے کہا۔۔

"نہیں چھوڑو تم اُسے!"

ننھے ستارے کا دل جیسے خضر نے پیروں تلے روند دیا تھا۔۔

"وہ نہیں کھائے گی۔تم ہی گھر لے جاؤ!!"

آمنہ نے کچھ سمجھ آنے پر بھی وہ ڈبہ اُس سے لے لیا اور اُسے دیکھ کر احتجاجاً مسکرا کر بولی۔۔

"تھینک یو!!" کسی خیال سے اُس نے کہا۔۔

"اچھا چاچا میں نے کہا تھا۔۔۔میرا سوٹ درزی کو۔۔" تبھی اسکول کی کچھ لڑکیاں اُس کی جانب دوڑتی آئیں۔۔

"چاچا تم آگئے!!"

خضر نے دھیرے سے گردن موڑ کر اُنہیں دیکھا۔دُعا ماتھے پر بل ڈالے دور سے سارا منظر دیکھ رہی تھی۔۔

"آپ بتا رہی تھیں۔۔تم نے آج درزی کے پاس جانا ہے۔۔اچھا میری چولی بھی لے آنا۔ میں نے فائنل کی ہے قرۃ العین باجی کی شادی کے لئے!"

"ہاں میرا سوٹ بھی!!"

"اور میرا دوپٹہ!!"

دُعا کے پیر خود بخود جیسے چل پڑے۔۔۔

"یہ کیا ہو رہا ہے یہاں!!" خضر نے آواز پر فوراً دُعا کو دیکھا۔۔وہ سختی سے گردن لڑھکا کر اُنہیں گھورتے ہوئے اُن کی جانب چلی آئی۔۔اُس نے تند نظروں اور بھویں تانے اُن لڑکیوں کو دیکھا۔۔

"اپنے گھر کے لڑکے مر گئے ہیں تم لوگوں کے۔۔چاچا نوکر لگا ہے تم لوگوں کا؟"

خضر نے ناسمجھی اور حیرت کی کیفیت میں دُعا کو دیکھتے آنکھیں سکیڑ لیں۔۔

(دُعا ہی تو مجھے اِن کے کاموں کے لئے بھیجتی تھی۔۔)

آمنہ نے لب کھولے۔۔

"لیکن دُعا!!" دُعا نے اب ضبط نہ کیا۔۔

"تم پ پ رہو!" وہ ۔ کو دیکھتے ہاتھ ۔ڈھا کر اشارہ کرتے ہوئے، سختی سے بلند اواز میں بولی۔۔

"بھاگو یہاں سے!! میں نے کہا بھاگو!!" وہ سبھی لڑکیاں ہنسی د۔ کر وہاں سے ۔ لگی۔۔اُن میں سے ای لڑکی پلٹ کر بولی۔۔۔

"چا میری چولی!!" دُعا نے غیظ سے دا کچکچاتے اُسے مکا دکھای۔۔

"بھاگ!!"

بلڈ کے ۔ ہر وقاص اور زین کھڑے یہ منظر دیکھ کر لیاں بجاتے قہقہے لگا رہے تھے۔۔۔

"کُو کُو کُو کُو کُو۔۔۔ چولی کے پیچھے کیا ہے؟ چولی کے پیچھے؟"

جیسے وہ لڑکیاں وہاں سے گئیں دُعا خضر کو نوچتے از میں ۔ ئیک سے کھینچتے بولی۔۔

"اُٹھو تم۔ اُٹھو!" خضر کند ذہن سے اُسے یہ عجیب وغری ۔ حرکتیں کرتے دیکھ رہا تھا۔۔

وہ اُسے او فلیٹ میں لے کر آئی۔۔

"چلو تم ذرا!!" خضر نے اُس کا ہاتھ اپنے ۔ زو سے چھڑا یا اور پ ۔ ا کر بولا۔۔

"پ گل ہوگئی ہو!" دُعا ہاتھ ۔ ھے اڑیل پن سے بولی۔۔

"ہاں ہوگئی ہوں۔۔تم پ ا میرے لئے لائے تھے۔۔اور تم نے وہ اُس آمنہ کو دے دی!!" وہ اُس پ چنگھاڑ پ ی تھی۔۔آہستہ آہستہ چلتی آواز ای دم ۔ ق بن گئی تھی۔۔خضر نے ای گہری سانس لی اور ۔ ے ضبط سے کہنے لگا۔

"تم نے مجھے خود کہا تھا میرے لیے کچھ مت لا !"

"تو؟"

دُعا کی آنکھیں آ ؤں سے بھر گئیں۔۔

"تم ہمیشہ یہی کرتے ہو میرے ساتھ۔۔ پچھلے ہفتے!"

خضر کو اب غصہ آ رہا تھا۔۔

"دُعا تمہارا مسئلہ کیا ہے؟" دُعا لرز کر خاموش ہو گئی۔ "خود تم نے مجھے کیا۔ میرے لیے کچھ مت لا۔ اب نہیں لا رہا، تمہیں بُرا لگ رہا ہے۔ ر مجھ سے نہیں پہیلیاں بوجھی جاتیں۔ میری لغت میں ہاں ہاں ہے۔ ہے۔۔۔ میری وجہ سے تم پریشان ہو اِس لئے میں تم سے بات نہیں کر رہا۔۔ اور بار بار بہانے سے تم کچھ ایسا کرتی ہو کہ تم خود پریشان ہو جاتی ہو۔۔ جو کہا ہے وہ کر تو رہا ہوں۔۔۔ میں اور تمہارے لیے کیا کروں؟ زہر کھا کر تابوت میں لیٹ جاؤں؟ یا دودھ کی نہر کھودوں؟ یا گھوڑے پر سوار ہو جاؤں؟ اور کیا کروں یار میں؟" دُعا کی آنکھوں سے آ گال پر ٹوٹے۔ عجیب دل سوز حالت ہو گئی تھی۔ خضر نے آ دیکھے تو اُسے انگلی دکھا کر بولا۔

"Crying is Blackmailing!

جو چاہیے منہ سے مانگوں۔۔ مجھ پر الہام نہیں ہوتے۔۔ نہ ہی مجھے hints سمجھ آتی ہیں۔۔ یس کا مطلب یس اور نو کا مطلب نو ہوتا ہے۔۔ اور جو کام میں نے کچھ روز پہلے کیا تھا اُس کی لڑائی تب ہی کرو۔۔ باتوں کو دل میں رکھ کر ایک بار میرے سر پر مت دھرو۔۔ مجھے تو یاد بھی نہیں رہتا کہ کو اور کس بات پر تمہارا موڈ کتنی مرتبہ بگڑتا ہے۔۔ اور کیوں بگڑتا ہے۔۔ ایک بات کا غصہ ایک بار نکالو۔۔ اور پھر اُس بات کو نہیں چھیڑو۔۔ کچھ بھی ہو۔۔ وجہ پوچھو۔ تو تمہیں رونا آتا ہے۔ یا رونا نہیں آتا تو غصہ آتا ہے۔ اِس کے علاوہ تمہارے پاس اور کوئی emotion ہے مجھے دینے کے لئے؟" وہ سانس لینے کے لیے رُکا اور سنگین سنجیدہ انداز میں درخواست کرتے بولا۔

"Can you behave like a normal human rather than a weirdo? Pretty please!! It will be appreciated!"

دُعانے سارے آ   مُٹھیاں بھینچ کر وہیں روک دیئیے۔۔خضر اُسے انگلی دکھا کر کہہ رہا تھا۔۔

"اب ایسے مت کر ۔۔"اُس نے ہر کی جا اشارہ کیا۔

" بیکری سے لا رہا ہوں کچھ تمہارے لیے۔۔اور کچھ بھی افات مت سوچا کرو۔۔اچھا!"

دُعانے کوئی   نہیں دی۔۔ خضر سمجھ تھا وہ ت سمجھ گئی تھی۔۔وہ اپنا کندھے سے بیگ اُ ر کر جھک کر زمین پر ر لگا۔وہ سیدھا کھڑا ہوا۔اور ہر کا دروازہ کھول کر ہر نکل ۔۔وہ تو دُعا چہرہ ملتے ٹھنڈی آہ بھرنے لگی۔۔اُس نے خود کو کمپوز کیا اور غسل خانے کے جا ڑھ گئی۔۔جیسے ہی چپل پہن کر اُس نے غسل خانے میں پہلا قدم رکھا۔۔ماضی کی آوازوں نے اُسے کھینچا۔۔

"دُعا یہاں آ کر سیڑھی پکڑو !!"

دُعانے جگمگاتے ہوئے ستارے غسل خانے میں دیکھے۔۔۔

خضر غسل خانے میں ہاتھ میں پینٹ ش پکڑے سیڑھی پ کھڑا تھا۔۔

"دُعا پلیز!!"وہ منت کرتے کرتے رہا تھا۔اُس کے آنے پ اُس نے ا گہری سانس لے کر کام شروع کیا۔۔۔

پیچھے سے وہ بلّی کی چال چلتے آئی اواُس نے زور سے ا چیخ لگائی۔۔خضر کا چیخ پ توازن ہلا اور اُس کا پیر پھسل ۔۔خود تو دھڑام سے غسل خانے کے فرش پ اساتھ میں بچا کچھا پینٹ کا ڈبہ بھی سر پ ا۔دُعا اُسے دیکھتے سامنے کھڑی پیٹ پکڑ کر ہنس ڑی۔خضر ہنوز وہیں بیٹھا اپنے سنجیدہ ا از میں روغن سے سکڑتی آنکھوں سے اُسے دیکھ رہا تھا۔آنکھوں میں ڈھیرے

دھیرے غضب اُٹھ رہا تھا۔۔دُعا اُس کی طرف جھکی اور ہنستے ہوئے انگوٹھوں سے اُس کا چہرہ صاف کرنے لگی۔۔

"بلاؤں اسکوائڈ کی لڑکیوں کو۔۔دیکھیں ذرا وہ اپنے اِس lame سے کرش کو!!"

خضر آنکھیں بند کیے ہنس رہا تھا۔۔

"ویسے تم فکر نہیں کرنا۔۔تمہیں کوئی لڑکی پسند آئی ناں۔۔ڈی خود جائے گی اُس لڑکی کے پاس۔ اور جو اُس نے نا کی تو چوٹی سے پکڑ لوں گی!!" وہ اُس کے پپوٹے صاف کر رہی تھی۔۔

"ویسے کوئی پسند ہے؟"

وہ اُسے بغور دیکھتے اُسی سنجیدہ انداز میں بولا۔۔

"اسکوائڈ میں ہی ہے ناں!" لبوں پہ نم مسکراہٹ تھی۔خضر نے دھیرے سے سر ہلا دیا۔۔دُعا نے چہرہ صاف کرتے اُس کے سامنے بیٹھے اُسے ہاتھ دکھایا۔۔

"بس تم فکر نا کرنا۔میں خود جاؤں گی!!"

ستارے مدھم پڑنے لگے۔اُس نے پھر سے ایک ٹھنڈی آہ بھری۔۔

" کیا کیا اُلٹی حرکتیں کی ہیں ہم دونوں نے!" اب افسوس ہو رہا تھا لیکن فائدہ؟ کہا تھا رشتہ مانگنے جائے گی جس لڑکی کو چُنے گا۔۔یہاں تو کسی اور لڑکی کا خیال بھی جان پہ بنت بنانے کے لئے کافی تھا۔۔۔

پہلے تو وہ یوں شک نہیں کرتی تھی۔۔پریشان تھی اپنے دل کی کیفیت کے ہاتھوں۔۔۔

" مجھے پتا ہے میں چاند کے ٹکڑے جیسی نہیں۔لیکن میں ڈی۔کے ہوں!" دل دُکھا۔رونا سا آیا۔۔خود سے محبت بھی بے پناہ تھی۔۔

" مجھے پتا ہے میں ہر چیز میں ماسٹر والی لڑکی نہیں ہوں۔تھوڑی outspoken ہوں۔۔کبھی

کبھی introvert ہو جاتی ہوں۔کبھی extrovert۔۔کبھی بہت غصہ آتا ہے۔کبھی بہت ہنسنا۔عجیب کشمکش کا شکار بھی ہو جاتی ہوں۔۔پتا بھی ہوتا ہے کیا صحیح ہے کیا غلط۔لیکن نا چاہتے بھی غلطی ہو جاتی ہے۔۔ کیا کروں؟ میں تو میں ہوں، مجھے تو خود سے محبت ہے،اور کیوں نا ہو۔۔ ہر کوئی 'میں' جو نہیں۔۔۔میرے جیسی تو میں ہوں۔۔اپنی inspiration اپنی learner..،اور اپنی دنیا کی اسٹار۔۔۔جو میں نے خود سے سیکھا وہ مجھے کوئی کتاب کوئی انسان نا سکھا سکا۔۔تو کیا ہوا جو مجھ سے غلطیاں ہوتی ہیں۔۔۔تو کیا ہوا جو میں سست ہوں۔۔۔ میں اِس سب کے بعد ایک اچھی لڑکی ہوں۔جو خود کو بہتر بناتی ہے۔۔ہاں ہمیشہ جتنی improvement چاہتی ہوں۔اُتنی ہو نہیں پاتی۔لیکن میری کوشش میرے نزدیک بھی تو کوئی اہمیت ہے۔۔وہ کوشش جو میں نے خود کو بہتر بنانے کے لئے کی تھی۔۔مجھے insomnia بھی ہوتا ہے۔میں procrastinate بھی کرتی ہوں۔۔مجھ سے پڑھا بھی نہیں جاتا پر مجھے پڑھنا بھی ہے۔مجھے stress بھی ہے مجھے complex بھی ہوتا ہے۔۔ میں attention seeker بھی ہوں۔مجھے ڈھیر ساری appreciation محبت اور کھانا چاہیے۔۔مجھے بہت اچھا اچھا دِکھنا ہے۔مجھے سب اچھا کرنا ہے۔ میں کہیں نا کہیں فیل ہو جاتی ہوں۔۔لیکن میں ہارتی نہیں۔ہر روز لڑتی ہوں۔ایک سورما کی طرح۔۔۔

Being a princess was easy, so I chose to be a fighter۔۔۔

میں ایک fighter ہوں۔۔۔۔جو ہارتا ہے پر ہارتا نہیں۔۔۔

I'm a good girl with some bad habits۔۔

اچھی بھی ہوں بُری بھی ہوں۔ اور اِن دونوں تضاد کے ساتھ ایک اسٹار ہوں۔۔۔

Inspirational star!" ہاتھ بڑھاتے وہ مسکرائی اور واش بیسن کے سامنے آتے ٹو

کھولنے لگی۔

☆.....☆.....☆

خضر بیکری میں آیا۔ سائیڈ میز پر دو بچے پزا کھاتے خضر کو دیکھ کر بولے۔۔

"اماں جان لالہ آیا ہے!!"

آمنہ کی والدہ نے یکدم سے سر اُٹھا کر خضر کو دیکھا۔۔

"جان بیٹا!" آمنہ بھی وہیں کام کر رہی تھی۔ خضر وہیں اُن کے ساتھ کرسی کھینچ کر بیٹھا۔۔اور کہنے لگا۔

"آج آدھا کلو غو نواخی دیجیئے گا!"

جواباً وہ مسکرا پڑیں۔

"اچھا بیٹا!" ٹی۔وی پر ورلڈ پر کی خبر چل رہی تھی۔ ایک وہ زخم بھی ہرا ہوا۔ اُس نے رنجیدگی سے سر جھٹک لیا۔ تبھی سامنے کیرٹ کیک کی پلیٹ آئی۔ خضر نے سر اُٹھا کر دیکھا۔ سامنے آمنہ ہاتھ میں کافی پکڑے کھڑی مسکرا کر اُسے دیکھ رہی تھی۔۔وہ کہنے لگی۔۔

"جانتے ہو ہماری خاندانی بیکری کا motto کیا ہے؟"

خضر بولا کچھ نہیں۔ آمنہ اُس کے سامنے بیٹھتے بولی۔۔

"Stressed spelt backward... is desserts!"

بیکری کے باہر کھڑے زین نے اُس منظر کی تصویر اُتاری اور فوراً اُسے دُعا کو واٹس ایپ کرنے لگا۔۔

اُسے میسیج کر کے وہ بیکری میں آیا اور آرڈر دینے لگا۔۔

"تین Pistachio puff خالہ!"

آمنہ کی والدہ نے مسکرا کر سر کو خم دیا۔۔

"اچھا بیٹے!"

آمنہ اُس کے سامنے بیٹھی پُر امیدی سے کہہ رہی تھی۔۔

"تم ڈگمگاؤ گے۔۔تم َ و گے۔تم اُٹھو گے۔تم سے غلطیاں ہوں گی۔تم جیو گے۔۔تو سیکھو گے۔تم ا ن ہو پرفیکٹ نہیں۔تمہارا دل ٹوٹے گا۔۔لیکن ابھی کل کا دن ہے۔۔تم رنجیدہ ہو۔۔لیکن تمہارے پاس کل کا دن ہے۔یہ تو سوچو کیا اہم ہے تمہارے پاس۔سانس ی بھی کتنی بڑی opportunity ہے۔زندگی کے اس سفر میں اداسیاں رہیں گی۔لیکن اُن کے ساتھ خوشیاں بھی آ گی۔بس ٹ وے کے ساتھ میٹھا بیلنس کر لو۔۔اور calorie ا کر لو۔میٹھا کھانا چھوڑ دو گے۔تو تمہیں کیسے معلوم پڑے گا۔زندگی میں کتنا لطف ہے۔"

خضر اُسے دیکھ کر بے اختیار مسکرایا۔۔

کسی خیال سے ٹ ۔۔اُس نے َ دن موڑ کر فوراً سامنے کھڑی دُعا کو دیکھا۔جو فوراً سے اُس کے دیکھنے پر بھاگ گئی۔۔ای لمحہ لگا تھا،ای لمحہ،اور اُسے سارا ما ا سمجھ آ َ ی تھا۔اُس نے َ دن موڑ کر چُبھتی وں سے زین کو دیکھا۔وہ غصے سے اُٹھ کھڑا ہوا۔آمنہ نے ٹ بڑا کر اُسے دیکھا۔

" چان !" خضر نے تیزی سے زین کی طرف جاتے اُسے گدی سے دبوچا۔۔

"چان !!" آمنہ کے بھائی اور والدہ بھی خضر کا غضب دیکھ کر حیران رہ گئے۔۔۔ای منٹ بعد اُس کے سامنے وقاص زین اور شریم کھڑے تھے۔۔

شریم فوراً سے وقاص زین کی جانب اشارہ کرتے بولا۔۔

"اِن اِن اِنہوں۔۔نو۔۔نن۔۔نے۔۔نے۔۔ککک کی۔۔کیا۔اے۔۔مے۔۔مم۔۔

میری۔۔۔ تو۔۔سُن۔سُن۔۔سُنتا ہی۔۔نن۔نی۔کک۔کوئی۔۔"

خضر نے افسوس اور المناکی سے وقاص کو دیکھا۔۔

"یار!!!"

اُسے ی دآرہا تھا تو وہ اپنا سر پکڑ کر رہ َ ی۔۔

"تم نے دُعا سے اپنا لا میرے ذریعے نکالا!" وہ ماضی میں ای دوسرے سے بہت لے نکال چکے تھے۔۔لیکن خضر کو استعمال پہلی مرتبہ کیا َ ی تھا۔۔دُعا کی ای ای ت، اُس کے آ اب اُس کے سامنے آرہے تھے۔افسوس ہورہا تھا۔۔وہ اپنے دوستوں کی حر پ ہکا بکا کھڑا تھا۔۔

"یر۔۔تم نے کیا عزت چھوڑی میری اُس کے سامنے؟"

وقاص شرمندگی سے اُس سے یں نہیں پ رہا تھا۔۔

زین نے ای گہری سانس لی۔بولنے کے لئے کھولے ہی ای بچہ اسکوائ کا ہوا آ ی۔۔

"چا بھیا!" آواز پ اُس نے َ دن موڑ کر دیکھا۔اُسی کی بلڈ َ کا بچہ تھا۔۔

"چا بھیا!! ڈی۔کے۔جی نے خود کو کمرے میں بند کر لیا ہے اور زور زور سے روئے جا رہی ہیں۔ساری آنٹی ں انکل ہر کھڑے ہیں اُن کے کمرے کے۔پوچھ رہے ہیں تو کچھ نہیں بتا رہیں۔بس ای ہی ت بول رہی ہیں۔میری زن گی اب ہوگئی میری زن گی اب ہوگئی!"

خضر کے وجود میں سنسنی مچ گئی تھی۔ا ب اب شل پڑ رہے تھے۔اُس نے منہ کھول کر ای ٹھنڈی آہ بھری۔۔وہ بچہ متفکر سا بولا۔۔

"کیا ہوا چا بھیا؟" خضر بے بسی سے تھکان بھرے لہجے میں بولا۔۔

"اپنی زندگی کورو رہا ہوں یار!!!" آواز میں بیزاری کی انتہا تھی۔۔

"اب ما خنجر۔۔۔"

زین نے تاسف سے کہا۔۔

"تے یار نکلے اِک نمبر دے"...

خضر نے دل شکستگی سے اُسے انگلی دکھا کر دھیرے دھیرے میں ہلائی۔۔

"نہیں کرو!" وہی سنجیدہ انداز تھا۔۔

"نہیں کرو۔۔میرے باپ نے مجھے گھر سے نکال دینا ہے۔۔۔"

وقاص بڑی ہمت جتا کر بولا۔۔

"یار مجھے نہیں پتا تھا۔بات اتنی بگڑ جائے گی!" خضر نے کرب سے اُسے دیکھا۔۔

"تمہیں پتا تھا۔تمہیں پتا تھا۔تم نے جان بوجھ کر کیا ہے یہ۔۔تمہیں پتا ہے وہ مجھے لے کر حساس ہے۔۔اِس لئے تم نے یہ گیم کھیلی ہے۔میں تمہاری وجہ سے آمنہ کا خیال کر رہا تھا۔اور تم نے یہ کیا ہے میری بیوی کے ساتھ!!" خضر نے متاسفانہ وں سے اُسے دیکھا اور بالوں میں ہاتھ پھیرتے چل پڑا۔۔

"یار۔۔میں کیا کروں۔۔" اُسے اندیشہ تھا وہ پٹنے والا تھا۔۔پتا نہیں جہانزیب صاحب اُس کا کیا حال کریں گے اُسے سمجھ نہیں آ رہا تھا۔وہ کیسے اب کو سمجھائے گا۔۔خود پ اور دُعا پ اُسے شدید غصہ آ رہا تھا۔۔چیزوں کو اتنا پیچیدہ اُنہوں نے خود بنایا تھا۔۔ اکرتے وہ او پ یہ۔۔تو اُسے دیکھ کر رُک گئے۔۔جہانزیب صاحب خون سے بھری وں سے بھینچے اُسے دیکھ رہے تھے۔۔۔اِس سے پہلے وہ کچھ کہتے خضر گلا کھنکار کر بولا۔

"تھوڑی غلط فہمی ہوئی ہے۔ہم دونوں کر لیں آپس میں۔کوئی پریشانی کی بات نہیں ہے۔۔"

ربیعہ بیگم پھٹتے کلیجے سے اُسے دیکھتے بول پڑیں۔۔

" آئے کیا پ یشانی کی . ت نہیں ہے۔۔ بچی نے رو رو کر اپنی جان ضیق میں ڈال رکھی ہے۔۔ اور تم کہہ رہے ہو پ یشانی کی . ت نہیں!" خضر نے ای گہری سانس . ہر خارج کی۔ تھکاوٹ سے . ن ظاہری اور . طنی طور پ چُور تھا۔۔

"امی میں کر لوں گا۔۔" اُس نے گھما کر . کو دیکھا۔۔

"میری بیوی ہے۔۔ میں سنبھال لوں!!"

بس اتنی سی د تھی۔ سارا مجمع چھو ہوا۔ خضر ٹھنڈی آہیں بھرتے وہیں بیٹھ َ ی۔۔ جہا ن . صا . . ہر لاؤنج میں بیٹھے تھے۔۔ کمرے کے اُس پ ر خاموشی چھائی تھی۔

"دُعا دروازہ کھولو۔۔ میں سمجھ تا ہوں . ۔۔ وقاص نے مذاق کیا تھا تمہارے ساتھ۔۔"

کوئی جواب نہیں آی اُس پ رسے۔۔

" تم اِس اسکوئ میں واحد لڑکی ہو جو میرے لئے اہم ہو!" اعتراف کا ا ازسادہ تھا۔۔

ربیعہ بیگم کچن کی دہلیز پ کھڑیں خضر کو بغور دیکھ رہی تھیں۔۔

"تم میری . سے اچھی دو ت ہو۔" ٹھہر ٹھہر کر وہ اپنے ت اُس کے سامنے پیش کر رہا تھا۔

" تمہیں ریپلیس کرنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہو ت دُعا!"

پلنگ سے . ہر ٹنگوں کے پیر دھیرے دھیرے ہلے۔۔

" تمہارا ہماری ز گی میں۔۔ مطلب۔۔"

ہرنی آنکھوں سے قطار در قطار آ َ رہے تھے۔

اعتراف ضروری تھا۔۔

"تمہارا میری ز گی میں کوئی اور   البدل نہیں!

تم یہ جو آج یہاں رُوٹھی ہوئی بیٹھی ہو۔اور میں یہاں ۔ ہر بیٹھا ہوں۔۔تو مجھے اِس کا کوئی افسوس نہیں۔ساری دُ   میں صرف میں ہی تمہیں منانے کی استطا   ر   ہوں۔اِس لئے مجھے اللہ نے یہاں لا کر بٹھایا ہے۔۔۔ ۔ آزمائش آئے تو یہ سوچو۔یہ کیوں آئی۔یہ سوچو۔د   میں ارب اور کھرب کے حساب سے اللہ کے بندے ہیں۔لیکن اِسے tackle کرنے کے اہل صرف تم ہو۔اِسی لئے تمہیں اللہ نے چُنا ہے۔تمہارا روٹھنا اعزاز ہے۔۔میرا منا فخر۔۔دیکھو رُوٹھ جاؤ۔لیکن مان جا ۔میرا بھرم توڑ ۔۔عشاء کے بعد اُٹھ جاؤں گا۔۔فلم تو نہیں چل رہی ۔جو مستقل بیٹھا رہوں۔معذرت سمجھنا۔۔"وہ سانس   کے لئے ٹھہرا۔۔

"اِس غلط فہمی کے لیے معاف کر دو۔۔"

وہ منہ کے بل پلنگ پ   ی تھی۔۔

"ہماری ز گی میں چند لوگ ایسے ہوتے ہیں جن کی اہمیت ہماری ز گی میں ا   vitamin کی ہوتی ہے۔۔اور اُس vitamin کی کمی کوئی اور vitamin پوری نہیں کر سکتا۔

وقاص بھی vitamin ہے۔۔لیکن وہ vitaminD نہیں ہے۔۔وہ شا E ہے۔۔لیکن تم تو D ہو۔۔۔(خوشی کی وجہ)"

وہ ٹھہرا اور پھر بولا۔

"مجھے تم دونوں سے محبت ہے۔ا کو چُنا تو دل کی چوری ہو جائے گی۔۔ایسے امتحان میں ڈالا کرو مجھے۔۔جو کیا اپنے سا   کے لیے کیا۔ذاتی مفاد بس یہ تھا۔اب اِس پ بھی سزا دو گی بطخی؟ ۔ م بس محبت ہے؟"

وہ کچھ سوچ کر بولا۔

"تم سے بھی ہے۔۔۔ یہ نہیں کہ تم سے نہیں۔۔۔ اب کیا تمہیں صفائیاں دُوں؟ پھر تم کیسی دو ت ہوئی۔ تم ہی تو کہتی ہو۔ دوستوں کو صفائی دینے کی ضرورت نہیں۔۔"

وہ کاٹنے لگی۔۔

"اب دو بول کے ر جیسے ڈائلاگ نہیں بول سکتا۔۔"

وہ پلنگ کی چادر پ بنے دا ئے پ انگلی گھمانے لگی۔۔

"ایسے ہی معاف کر دو !" ا ر پلنگ پ او ھی لیٹی بطخی کے آ خشک ہو گئے تھے۔۔۔

وہ کلائی پ وقت دیکھتے بولا۔۔

"عشاء کا وقت ہو رہا ہے۔۔ واپس آؤں گا تو بھول جاؤ گی؟ اُمید یہی لگا کر اُٹھ رہا ہوں۔۔ مایوس نہیں کرو گی !" ڑی اُمید سے کہتے وہ اُٹھا اور کہہ کر جانے لگا۔۔

"واپس آ ہوں گھنٹے ۔۔"

وہ لاؤنج سے ہر نکلا تو جہا ی صا نے اُسے گھور کر دیکھا۔ خضر خاموشی سے ہر نکل َ ی۔

ز ڑھ کر لوٹ تو حسیب کو گھر پ دیکھا۔۔ پتا دُعا کو ا ی سو تین بخار تھا۔۔

ربیعہ بیگم فکر مندی سے ا کا م لے رہی تھیں۔۔

"اللہ جی۔۔ اللہ جی۔۔ یہ کیسے ہو َ ی۔ پ سوں تو بچی کا viva ہے۔۔ کیا کرے گی میری دُعا!"

جہا ی صا متفکر سے دُعا کے ساتھ بیٹھے تھے۔۔ وہ اُن کے شانے سے منہ لگائے بیٹھی تھی۔۔۔

" کیا کھانے کا دل چاہ رہا ہے ہماری شہزادی کا؟!"

دُعا منمنائی۔۔

"کچھ نہیں۔۔دل نہیں چاہ رہا۔۔ہمت نہیں ہو رہی۔۔"

جہانزیب صاحب کا غصے سے چہرہ لال پیلا ہو رہا تھا۔۔خضر کو وہ . بھینچے گھورے جا رہے تھے۔۔۔ساری رات جاگ کر اُس کی . آؤ بھگت کر رہے تھے۔۔دُعا ب ر ر ہت سے کہہ رہی تھی۔

"ہمت نہیں ہو رہی! اُٹھا نہیں جا رہا۔۔"

حسیب بتا کر گیا تھا۔ بخار وائرل تھا۔۔خضر سامنے بیٹھا رس چائے میں ڈبوئے چمچ نکال نکال کر اُسے دے رہا تھا۔۔

"ایسے بیٹھے بٹھائے تمہیں کیسے ایک سو تین بخار ہو گیا؟ تم نے فیک فیور تو نہیں کیا؟" دُعا نے سرخ رخساروں سے اُسے دیکھا۔۔چہرہ بے ت ث تھا۔۔آنکھیں ویران سی۔۔ . بخار کے . . سرخ۔۔اب وہ مزید کچھ کہتا تو وہ رو پڑتی۔۔

چائے رس کھلا کر سائیڈ پ پ رکھا اور رومال سے منہ صاف کیا۔۔وہی سادہ انداز تھا۔۔وہی سنجیدہ لہجہ۔ رومال سے اُس نے اُس کا چہرہ چھوتے ہوئے دھیرے سے کہا۔۔

"Smiling is infectious..we catch it like a flu."

خضر نے رومال اُٹھا کر ذرا مسکراتے اگلا فقرہ جاری رکھا۔۔

"When someone smiled at me today I started smiling too."

دُعا کی آنکھیں بخار سے سرخ تھیں۔۔وہ کھل کر مسکرایا۔۔ وہ نہیں مسکرائی۔۔

سرہانے بیٹھا رہا۔۔وہ کتابیں پکڑے بیٹھی رہی۔۔۔

"کل پڑھ یں!" اُس نے فکر سے کہا تھا۔ دُعا نے سنجیدگی سے کہا۔۔

"یہ . رھویں والا viva نہیں ہے۔۔یہ میڈ کا viva ہے۔۔"

"ہمت نہیں ہو رہی تو کیوں پڑھ رہی ہو؟"

دُعا نے جواب نہیں دیا۔۔۔دن پڑھنے لگا پتا ۔فجر پڑھ کر آئی تو دُعا کا وہی کہنا تھا۔۔

"ہمت نہیں ہو رہی!!"

خضر غسل خانے سے اُس کے لئے گلاس پانی اور ٹوتھ پیسٹ برش پہ لگائے لایا۔۔

اُس کے سامنے بیٹھا اور برش اُس کے سامنے بڑھا دیا۔۔

"لو!!" سرخ مائل چہرے سے اُس نے اُسے دیکھا اور اُس سے سلوموشن میں برش لے لیا۔۔

دل اعتراف کر رہا تھا۔۔

"ہمت ہے۔۔تم جان بوجھ کر ایسا کر رہی ہو۔۔" دانت صاف کرنے لگی تو اُس نے آگے تھوکنے کے لئے ڈسٹبن کیا۔۔برش اُس سے لیا اور پانی میں ڈبویا۔گیلا تولیا اُس کے چہرے کے قریب لایا اور دھیرے دھیرے چہرہ صاف کیا۔۔وہ خاموشی سے بیٹھی تھی۔۔۔ ربیعہ بیگم باہر سے اُس کی حرکات کا جائزہ لے رہی تھیں۔۔۔چہرہ دُھلا کر ساری چیزیں سمیٹیں۔اُس کا کمرہ صاف کیا۔۔رات سے اُس کے ساتھ لگا تھا۔۔ اُس لڑکی نے دل موم نہیں کیا تھا۔۔عجیب ہی خواہش تھی۔۔وہ ساتھ ہو۔۔۔ وہ رُوٹھی رہے۔۔۔

کمرہ صاف کر کے کنگھی اُس کے پاس لا کر بیٹھا اور اُس کی جانب بڑھاتے بولا۔۔خاموش سا بیٹھی تھی۔دھیرے سے بنا دیکھے کنگھی پکڑ لی۔۔خضر ساتھ بیٹھا۔کل کی چوٹی اُس نے کھولی اور سلوموشن میں دھیرے دھیرے بالوں میں کنگھی پھیرنے لگی۔۔

خضر مٹھیاں دبائے جینز پہ رکھے کچھ سوچتے بولا۔

"میرا آمنہ کا کوئی سین نہیں ہے!"

دُعا بالوں میں کنگھی پھیرتے رُکی۔اُس نے کنکھیوں سے اُسے دیکھا اور بولی۔۔

"فرہاد نے شیریں کے لئے دودھ کی نہر کھودی تھی۔تم نے میرے لئے کیا کیا؟"

خضر نے بے ۔ ا ازمیں اُسے دیکھا اور گال کھجاتے سادگی سے کہا۔

"غری ۔ ا ن ہوں۔۔قبر کھود دوں گا!"

دُعا نے کوئی ۔ ۔ نہیں دی اور کنگھی کرنے لگی۔۔

"ساری رات جاگ کر تمہارا خیال رکھا ہے۔عام ا ن ہوں۔۔اور کیا کروں!" وہ تھکان سے وہیں انگڑائی ۔ لیٹ کر بولا تھا۔۔دُعا نے دن موڑ کر اُسے دیکھا۔وہ دونوں ہاتھ سر کے نیچے ٹکائے آنکھیں موند ے ۔ ٹ تھا۔۔۔چہرے کے ش ۔ ری تھے۔۔نوک میں کٹے ۔ ل ماتھے ۔ رہے تھے۔چہرہ ۔ ں تھا۔۔

وہ خالی خالی آنکھوں سے اُسے دیکھ رہی تھی۔۔کچھ سوچتے وہ دھیرے سے بولی تھی۔۔

"عام ا ن۔۔ای عام آدمی!!" لبوں پہ بے اختیار ذراسی مسکراہٹ آئی۔۔شای اُسے خود بھی علم نہ ہوا۔۔

خضر جہان ۔ ۔۔کون تھا؟ ای عام آدمی۔۔ ۔ ی خاص خصلتوں کا مالک۔۔۔کھلکھلاتی صبح دھیرے دھیرے چلچلاتی دھوپ میں ۔ لنے لگی تھی۔وقاص کمپاؤ ٹ میں تنہا کھڑا کسی کا منتظر لگ رہا تھا۔۔تبھی دھیرے دھیرے دا ۔ دیکھتے آمنہ اُسی کی جا ۔ چلی آئی تھی۔۔۔

وقاص نے دور سے اُسے آتے دیکھا تو ذرا مسکرای۔۔دور پیڑ کے پیچھے چھپی دُعا نے انسٹینٹ کیمرہ سے اُس منظر کو قید کیا۔۔اور پھر اُن تصوی وں کو دیکھتے ا ایہ ا ازمیں مسکرائی۔۔وہیں کھڑے اُس نے اُن تصوی وں کا ۔ ٹ نکالا اور اُنہیں سکھانے کے لئے اُنہیں ہلانے لگی۔۔

تصوی وں کو سکھا کر اُس نے دوپٹے سے لفافہ نکالا اور اُس میں تصوی یں رکھ کر مارکر سے اُس پہ لکھا۔

"توجہ. اہ کرم!" لفافے کی گو سے اُس نے strip اُ ر کر لفافہ بند کیا۔ معصومانہ ستارے کے چہرے پہ ای ابلیسیانہ مسکراہٹ واضح ہونے لگی۔۔

وقاص جیسے ہی آمنہ سے قات کر کے گھر پہنچا۔ پیر اُس نے گھر میں بعد میں رکھا۔ جوتیاں اُسے پہلے پڑی تھیں۔۔ وقاص کے گھر دوپہر کا شور. پہ تھا۔۔

اُس کی والدہ کر گلا پھاڑتے ہوئے بول رہی تھیں۔۔

"تو دیکھ۔ تُو دیکھ۔ اِس عید پہ نواب شاہ لے کر جاؤں گی تُجھے۔۔ اور اِسی عید پہ تیرا نکاح کرواؤں گی۔۔ میں تو مر بھی جاؤں تو بھی تیری شادی اُس پٹھانی سے نہیں کروں گی۔۔"

وقاص جھونجھل ہو کر بولا۔۔

"مجھے نہیں پتا۔۔ مجھے کچھ نہیں پتا۔ میں نے نہیں کرنی نواب شاہ میں کسی سے شادی۔۔ مجھے آمنہ پسند ہے۔ اور اُسی سے شادی کروں گا!"

خضر کو زین کال کر رہا تھا۔ خضر وہیں دُعا کے پلنگ پہ سو رہا تھا۔۔ دُعا قری. میں کتابیں پکڑے بیٹھی تھی۔ فون بجتا جا رہا تھا۔۔ خضر نے غنودگی میں سائیڈ ٹیبل سے مو. اُٹھایا اور نیند میں ہی اسکرین سلائڈ کر کے کان سے لگائی۔

"ہیلو خضر!" زین بوکھلایا ہوا سا بولا تھا۔۔

"ہوں کیا ہوا؟"

وہ خمار آلودہ آواز میں بولا تھا۔۔

پیچھے سے وقاص کی غصے سے نے کی آواز آئی۔۔

"یہ تم اپنی اُس چھوٹے قد کی بیوی سے پوچھو!!" خضر کی آنکھوں سے نیند اُڑ گئی۔۔ اُس نے کرنٹ کھا کر کروٹ لی اور دُعا کو دیکھا۔۔

" کیا کیا ہے تم نے؟"

دُعا اُسے دیکھتے ہاتھ ٹھوڑی سے لگائے ۱۰ تے سے بولی۔۔

"یہ. لے کا. لہ تھا میری جان!"

"چاِ تُو گھر آ ذرا!!" پیچھے سے وقاص کی والدہ رہی تھیں۔۔۔

"تُجھے میں نے اپنی اولاد جیسا سمجھا تھا۔۔تُجھے بھی . پتا تھا ۔۔۔تم . نے میری پیٹھ کے پیچھے وار کیا ہے۔میں تم . کو دیکھ لیتی ہوں۔۔"

کال بند ہوئی تو خضر نے . د. ئے کہنی سر کے نیچے د. ئے دُعا کو دیکھا۔۔بولنا وہ ہمیشہ کی طرح چاہتا تھا۔ دُعا کو کچھ کہہ سکا تھا وقاص کو۔۔

ماضی میں اُنہوں نے ای دوسرے سے بہت خوفناک قسم کے انتقام لیے تھے۔۔ہمیشہ اُس کی کوشش رہتی کہ یہ آ ی . رہو۔۔ ہر مرتبہ ای سیر ہوت۔۔تو دوسرا سوا سیر۔۔آج .ڑے سالوں کے بعد وہ اِس نتیجے پ آ پہنچا تھا۔۔اِس انتقام کا کوئی اختتام نہیں تھا۔

☆.....☆.....☆

" یا اللہ د یہ ہو رہی ہے!!"

دُعا سر پکڑ کر پ یشان سی اسکوائ میں چل رہی تھی۔۔

" یا اللہ انکل ہارون نکل گئے۔۔کیا کروں میں؟

ملک بھر میں تین ماہ پہلے ہی . کے پیپر ہو گئے۔ ہمارے کالج والوں نے ہمیں اتنا ٹ دی۔۔اتنا ٹ دی۔۔کہ مئی ہو گئی ہے۔دوسرے کالجز میں تو اب مڈز چل رہے ہیں۔۔غصہ آ رہا ہے!"

تبھی پیچھے سے خضر . ئیک دوڑاتے آ گے آ ی۔۔ساتھ اُس نے ہارن دے دی۔۔

دُعا نے وہیں رُکتے ا گہری سانس لی اور پلٹ کر سنجیدگی سے اُسے انگلی دکھاتے کہنے لگی۔۔

"چاڑ پ یشان مت کرو۔۔کام پ جاؤ۔۔اُستاد سے مفت کے پیسے مت ھھینٹو۔۔یہی پ ی تم نے ہم پ چ کر ہے۔۔"

خضر نے دھوپ میں سکڑتی آنکھوں سے اُسے دیکھا۔۔

"چلو جاؤ۔۔۔"

وہ ر دارا ازمیں سختی سے بولی تھی۔خضر نے ہینڈلز پ َ فت مضبوط کی تو ئیک نے ذرا شور مچایہ۔۔۔

"میں قدم سے قدم کر چلنے کا موافق ہوں۔۔سر جھکانے کی توقع مجھ سے کیجئے گا۔۔ مر ی بنوں گا ہی غلام۔۔"

دُعا نے غصے سے آنکھیں پھیلاتے اُسے دیکھا۔۔وہی سنجیدہ ا ازتھا۔ ت جاری تھی۔۔۔

"دل نے دو ت بنا یہ ہے۔۔کوئی مفتی نہیں۔۔جو تم فتویٰ دے کر میرے ایمان کا فیصلہ کر دو!"

دُعا اُس کی حاضر جوابی پ بھونچکا کر رہ گئی تھی۔۔خضر نے سامنے والی ی سے پ نچ سو کا نوٹ نکالا۔۔اور اُس کا ہاتھ کھینچ کر ڑھا یہ۔دُعا حر ت نہیں کر پ ئی۔۔ اُس نے اُس کی ہتھیلی گھما کر اُس پ پ نچ سو کا نوٹ رکھا۔۔اور اُسے بند کرتے بغور دیکھتے کہا۔۔

" کرا یہ۔۔آج سے بیٹھ جا رکشے میں!"

دُعا کا حیرت سے ذرا منہ کُھلا۔۔

"ہوہ!!" اُس نے ق رفتاری میں اُس کا ہاتھ گھما کر چھوڑا۔دُعا گھبرا کر پیچھے ہوئی اور خضر ئیک اُڑا کر لے یہ۔۔۔

دُعا صمٌ بکمٌ ل خواستہ اُسے جا ہوا دیکھ رہی تھی۔۔۔وہ بے دلی سے کندھے سے بیگ ا

کرتے ہر آئی۔۔اُس نے روہا ہو کر دا دیکھا۔۔تیزی سے رکشہ اور چنگچی والے رر ہے تھے۔۔۔۔وہ ہاتھ ہلا ہلا کر اُنہیں رکوا رہی تھی۔۔

"عجیب ہے۔۔آج کوئی نہیں رُک رہا!! آگے پیچھے ا بلاؤ۔دس رُک جاتے ہیں!"

اُس نے فکرمندی سے کلائی پ بندھی wrist watch پ وقت دیکھا۔۔دل بیٹھا جا رہا تھا۔۔

"ی اللہ کیا کروں!!" پیچھے سے پھر سے شناسا سا ہارن سنائی دی۔۔وہ چو نہیں۔۔خضر دھیرے دھیرے بئیک اُس کے سامنے لے آی۔۔دُعا نے او پ نیلے آسمان کو دیکھتے ٹھنڈی آہ بھری۔۔ اور خاموشی سے گھوم کر اُس کے پیچھے ی لگی۔۔خضر بئیک کے ہینڈلز گھماتے اُسے ہینڈلز کے شیشے سے دیکھ کر ذرا مسکرا ی اور اگلے ہی لمحے بئیک اُڑا لے ی۔۔۔وقت پ اُسے پہنچا دی ی تھا۔۔اُس کے وپ کا viva چل رہا تھا۔ہال میں کثیر تعداد میں میڈ کے بچے تھے۔۔۔ ہاں وہی بچے جنہیں گھر میں پڑھا کو پڑھا کو کہہ کر بلاتے تھے۔اُنہیں ڈاکٹر صا کہہ کر پکارتے تھے۔اور ا کوئی اُن کی viva کے روز کی شکل دیکھ ی تو شا ی ہی اُنہیں ڈاکٹر کہتا۔ viva کے روز ا ی میڈ کے طا علم کا مزاج روہا سا ہو ہے۔۔۔پ وفیسرز جو سوالات کے درمیان اُنہیں کنفیوز کرتے ہیں۔۔اُس کی تو کوئی انتہا ہی نہیں ہوتی۔۔فیل ہو جانے کا ڈر اور غلط جواب پ قہقہے کچھ وہاں دیکھنے کو ملتا ہے۔۔

ا ی لڑکے سے پ وفیسر سوال پوچھ رہے تھے۔۔

"عموماً ا ی آدمی کو ا ی دن میں کتنا urine پ س کر چاہیے؟"

وہ ٹ ڑا ی ہوا سا سوچ کر بولا۔۔

"عمم۔۔عمم۔۔" ا ازوہ پ شانی آلود چہرے سے اُنہیں دیکھتے بولا۔۔

"سر تین سو لیٹر!!"

پ وفیسر نے زور سے اپنا ماتھا پیٹ کر اُسے دیکھا۔۔

"تمہاری ب ڈی میں kidneys ہیں کہ ٹینکر؟"

ب قی طلباء قہقہے لگا کر ہنس پڑے اور وہ شرمندگی سے ب قت مسکرا ت روہا سا ب کو دیکھتا رہ گ یے۔۔

دُعا کی ب ری تھی۔ پ وفیسر نے سوال پوچھا۔۔

"بچوں کو dehydration ز یدہ کیوں ہوتی ہے؟" دُعا نے ب کاٹتے پ وفیسر کو دیکھا اور سوچ سوچ کر کہنے لگی۔۔

"سر بچے ضرورت سے ز یدہ پ نی پی یتے ہیں۔۔اِس لئے ضرورت سے ز یدہ excrete کر دیتے ہیں۔"

پ وفیسر نے اُسے ذرا گھور کر دیکھا۔

"ECF:ICF کی مقدار بچوں میں ب ڑوں سے ز یدہ ہوتی ہے۔۔لیکن ECF کی volume بچوں میں ب ڑوں سے کم ہوتی ہے۔۔"

اگلا سوال۔۔

"ای پچپن سال کی عورت ا سوجھے ہوئے شکم سے تمہارے پ س آئے گی۔۔تو اُس کے مرض کی کیا possibilities ہو سکتی ہیں؟"

وہ جھٹ سے بولی۔۔

"سر pregnancy!"

پ وفیسر نے گھور کر اُسے دیکھا اور بولے۔۔

"Menopause ب شروع ہوتا ہے؟ تم ای پچپن سال کی عورت کو pregnancy

test لکھ کر دو گی؟" وہ ٹ ڑا گئی۔۔

"سر معجزہ بھی تو ہو سکتا ہے!!" اُس نے قت مسکرا کر کہا تھا۔۔

"مجھے تم menopause کی تعریف بتاؤ۔ مجھے پتا ہے یہ میرا مضمون نہیں۔۔ ا تم نہیں بتاؤ گی تو فیل کر دوں گا!" دُعا خوفنا کی سے بولی۔۔

"سر ریوا نہیں کیا ہوا۔۔ پلیز جانے دیں۔۔" پ وفیسر کو کچھ رحم آ تو بولے۔۔

"Pregnancy بیماری نہیں۔۔ بیماری بتاؤ؟"

اُنہوں نے سختی سے کہا تھا۔۔

"سر پیٹ میں پ نی پڑ جا !!"

"میڈ ٹم؟"

راضی سے اُن کے دی ے پھیلے۔۔ پ وفیسر نے دُعا پ عجیب ہیبت طاری کر دی تھی۔

وہ سوچ کر بولی۔۔

"سر ascites!"

اُنہوں نے خفگی سے اُسے جانے کا اشارہ کیا۔

" گو آؤٹ پلیز!!" دُعا افسردگی سے سر جھٹکے اُٹھ کھڑی ہوئی۔۔ طلباء اُسے دیکھ کر چہ مہ گوئیاں کر رہے تھے۔۔ وہ نمناک آنکھیں لیے ہر آئی۔۔ خضر آ چکا تھا۔ خاموشی سے وہ بس دا چباتے اُس کے پیچھے بیٹھ گئی۔۔ سارے راستے کوئی ت کی کچھ کہا۔۔ بس اُس کی پشت سے سر لگائے بیٹھی رہی۔

اُس نے کئی مرتبہ اُس سے پوچھا۔

" کچھ کھاؤ گی؟"

"کچھ کھانا ہے؟"

"کہیں چلنا ہے تو چلتے ہیں؟"

گلے سے ذرا آواز نہیں نکلی۔۔تھکی ہاری وہ خاموشی سے اسکوائر میں چلی آرہی تھی۔۔خضر پریشانی سے اُسے دیکھتا اُس کے پیچھے آرہا تھا۔۔کھڑکی سے آواز بھی آئی۔۔۔

"قصائی مہاراوں کی کوئی خبر نہیں!!"دُعا سر جھٹکے کھوئی کھوئی سے بنا کوئی ٹ دیئے آگے نکل پڑی۔اور رضیہ آ اُس کے ردِعمل پہ ٹھٹک کر رہ گئیں۔۔۔

"ہیں۔۔یہ گٹلو کو کیا ہوا ہے؟"

دوپہر ڈھلنے کو آئی۔۔ دُعا کو چپکی لگ گئی تھی۔جو ختم ہونے کا نام نہیں لے رہی تھی۔۔وہ کمرے میں آلتی پالتی مار کر بیٹھی تھی۔۔

"اگر میں فیل ہوگئی تو؟ابو کے تو پیسے ضائع ہوجائیں گے!!"

دروازے پہ دستک ہوئی۔۔اُس نے چونک کر دروازے کی جانب دیکھا۔۔خضر دہلیز پہ کھڑا بولا۔۔۔

"وہ کترن دے دو۔۔جس رنگ کا دوپٹہ رنگوانا ہے۔۔جا رہا ہوں۔۔"وہ سرد آہ بھرتے پلنگ سے اُٹھنے لگی۔

"اچھا!"اُس نے سائیڈ ٹیبل دراز سے جھک کر lavender رنگ کی کترن اُٹھائی اور دراز بند کر کے خضر کے جانب آئی۔۔

"یہ لو!"خضر نے کترن کو دیکھتے کہا۔۔

"یہ جامنی رنگ !"جامنی سُنتے دُعا نے جھٹ سے خضر کو زور تھپڑ رسید کیا۔خضر حیرانی سے دیدے پھیلائے چونکا چونکا سا کھڑا اُسے دیکھنے لگا۔سمجھ آیا ایک دم سے اُسے کیا ہوا

تھا۔۔۔

دُعا سامنے کھڑی گلا پھاڑ کر بولی۔۔۔

"مجھے یہاں LymphedemaLymphadenopathyLymphadenitis Lymphangioma اور lymphangitis کے بیچ کا فرق یاد رکھنا پڑتا ہے اور تمہیں۔۔تمہیں جامنی اور lavender کے درمیان کا فرق نہیں پتا!" خضر کو غصہ چڑھا تھا۔۔

"ہاں تو نہیں پتا تو تم ایسے بدتمیزی کرو گی میرے ساتھ؟ تمہیں پتا ہے reverse swing اور normal swing کیا ہوتی ہے؟"

دُعا کے گال سرخ پڑنے لگے۔آنکھیں مرطوب ہونے لگیں۔۔خضر بھڑک کر کہہ رہا تھا۔۔

"ابھی یہ جو حرکت تم نے کی ہے نا میرے ساتھ۔۔یہی میں کرتا۔۔تو تم مجھے میری زندگی عذاب کردی میری زندگی عذاب کردی کہہ کر سارے اسکوائڈ میں بدنام کر دیتی!" دُعا آنسوؤں سے سر پکڑ کر رو پڑی۔۔

"زندگی تو برباد ہوگئی میری!!!!"

خضر اُس کے اُس قدر شدید ردِعمل پر ردِعمل نہ دے سکا۔۔وہ بال نوچتے پیر زور سے زمین پر مار کر اُچھلتے بولی۔۔

"میرا viva اچھا نہیں ہوا۔۔مجھے وہ پروفیسر فیل کر دے گا اللہ جی!! میرے ابو کے پیسے ضائع ہو جائیں گے!" آنکھوں سے تیزی سے آنسو ٹوٹ رہے تھے۔۔۔

"وہ بہت بُرا پروفیسر ہے۔۔ایسے مشکل سوال اُس نے مجھ سے پوچھے۔۔ بس دماغ سے اُڑ گیا تھا اللہ جی۔۔میں کیا کروں!!" آنسو تیزی سے بہنے لگے۔۔خضر اُس کی طرف آیا۔۔

" کچھ نہیں ہو۔ دُعا!" اُس نے اُس کا سر پکڑ کر سہلاتے ہوئے کہا تھا۔۔

چپکی کا جو اختتام ہوا تو ایسے کیسے آسانی سے خاموش ہو جاتی۔۔۔

" مجھے اتنی بے عزتی محسوس ہوئی اُس کے سامنے۔۔" وہ اُس کے شانے سے سر مار مار کر رو رہی تھی۔۔۔

"اُس نے مجھے دھمکی بھی دی کے میں نے definition نہیں سنائی تو وہ فیل کر دے گا۔۔۔It was so insulting!!" وہ سانس کھینچ کھینچ کر ہچکیاں لے رہی تھی۔۔ چہرہ سارا آ ؤں سے بھرَ ی۔۔ ہو ں کے قری ۔ آ اور جمع تھا۔ آنکھوں میں مکمل سرخی پھیل گئی۔۔

خضر اُس کا سر ہلاتے اُمید سے کہہ رہا تھا۔۔

" تم پ س ہو جاؤ گی!!"

وہ بھرائی ہوئی آواز میں ئی۔۔ " نہیں!!!"

خضر نے خاموشی سے اُسے بس دیکھا۔۔ وہ بلک بلک کر روتے کہنے لگی۔۔

" بس پ س نہیں ہو ۔۔ ابو کے پیسے لگے ہیں۔ ابو محنت کرتے دیکھتے ہیں بس پیسے لانے ہیں؟ جو میں بس پ س ہونے کا سوچوں؟"

جہا ن ی ۔ صا ۔ چائے کے وقت آئے تو اُس نے اُنہیں بھی رو رو کر اپنی viva کے دوران پیش آئی روداد سنائی تھی۔۔

" ابو مجھے بس پ س نہیں ہو ۔۔" جہا ن ی ۔ صا ۔ اُس کا چہرہ ی سے لگائے چہرہ تھپتھپا کر کہہ رہے تھے۔۔

" کوئی ۔ ت نہیں ۔ ٹ اگلے سال اور محنت کر ی !!"

اُنہوں نے خضر کو دیکھتے کہا۔۔

" کہیں گھمانے لے جا اِس کو۔۔ہو گئے ختم اِس کے پ چے؟" اُنہوں نے ربیعہ بیگم سے پوچھا تھا۔ربیعہ بیگم نے اثبات میں سر ہلا یا۔دُعا آ پو پ ت بے دلی سے میں سر ہلاتے کہہ رہی تھی۔۔

"دل نہیں۔۔دل نہیں!" خضر نے اصرار کرتے اُس کا ہاتھ کھینچا۔۔

"چلو شا ش اُٹھو!"

"زور سے ہاتھ کھینچ!" جہا ی صا فوراً بولے تھے۔۔

ا اکر کے وہ اُٹھی اور خضر کا شانہ ہلا ہلا کر کرب سے پوچھنے لگی۔

"میں پ س ہو جاؤں گی ؟"

خضر اُس کے شانے کے د ہاتھ پھیلاتے ا رجانے لگا۔۔

"ہاں ہو جاؤ گی۔۔ا ءاللہ ضرور ہو جاؤ گی!!" آنکھیں متورم تھیں۔

"میرا دل نہیں ہر جانے کا۔۔"

"ابھی بن جائے گا دل!" وہ اُس کا سر ہلاتے اُسے ا رلے ی۔ربیعہ بیگم نے ما گی سے ا ی گہری سانس لی۔۔

بچپن سے دُعا کا ا ہی مسئلہ تھا۔ا اُس کا پ چہ بُرا ہو جا ت تو وہ نتیجہ آنے ت ربیعہ بیگم اور سے پوچھتی میں پ س ہو جاؤں گی ؟ کبھی کبھی ں بیٹھ کر روتی۔کبھی پ چہ نکال کر نمبر گن کر ا ازے لگاتی۔۔تھوڑے دن مطمئن رہتی۔۔پھر کچھ دن پ یشان رہنے لگ جاتی۔۔ یہ سلسلہ چلتا رہتا ت نتیجہ آ جا ت۔۔

دُعا کے کمرے میں خضر الماری کے پ کھولتے کہہ رہا تھا۔۔

"چلو دُعا بس کرو!!" اُس نے اُس کا عبایہ نکالا اور اُس کی طرف آیہ۔

"لو پہنو اِسے!" دُعا پڑ پڑاہٹ سے اُس پہ ئی۔۔

"نہیں پہننا میں نے یہ۔ نہیں جانا میں نے کہیں!!"

اور وہ تیزی سے غصے سے باہر نکل آئی۔۔ جہانزیب صاحب اور ربیعہ بیگم نے اُسے دیکھا۔۔

وہ اُنہیں بھی ان دیکھا کر کے باہر کا دروازہ کھول کر باہر نکلی۔۔ تیزی سے اُچھلتے اُچھلتے اُس نے سیڑھیاں پھلانگی اور بھیگتی آنکھوں سے کمپاونڈ کی جانب چلی آئی۔۔ ضبط مکمل طور پہ ٹوٹ گیا اور وہ وہیں بینچ پہ بیٹھ گئی۔۔

"اللہ جی میرا vival اچھا نہیں ہوا!" وہ گھٹنوں پہ ہاتھ رکھے۔۔ سر جھکا کر بیٹھی زار و قطار رو رہی تھی۔۔۔

"اگر میں ناکام ہو گئی تو!"

"وہ بھی آج اب اُس رنٹین ٹیم کا حصہ نہیں رہا۔۔" دُعا کے کانوں میں اُستاد کی آواز پڑی تھی۔ اُس نے کرنٹ کھا کر برابر والی بینچ کی جانب دیکھا۔۔ اُستاد سادگی سے سامنے دیکھتے کہہ رہے تھے۔۔

"اپنے غموں میں دوسروں کے غموں کو نہیں بُھلاتے دُعا!"

اُنہوں نے ایک گہری سانس لی اور دُعا کو دھیرے سے دیکھتے کہنے لگے۔۔

"لوگ مایوس ہو گئے ہیں!"

دُعا نے کوئی حرکت نہیں کی۔ اُستاد نے دور سے آتی آوازوں پہ عقب میں بچوں کو گیند بلا اُٹھا کر آتے ہوئے دیکھا۔۔

"تمہیں پتا ہے۔۔ ایسے ہی اِن آنے والے بچوں کی طرح میں دو بچوں کو دیکھا کرتا تھا۔۔

رےڈیو پکستان والے روڈ پ سے وہ ماں کے بچے روز ُرا کرتے تھے۔۔"دُعا پ لرزہ سا طاری
ہوا۔اُستاد ذرا مسکرا کر کہہ رہے تھے۔۔

"قد میں ای بچہ ضرورت سے زیدہ بڑھ َیا تھا۔ای ضرورت سے زیدہ چھوٹ رہ َیا۔۔پتا
ہے بڑے والا!"اُنہوں نے اُسے دیکھ کر ہاتھ سے بڑے کا اشارہ کیا۔۔

"وہ بڑے والا قد کی وجہ سے کو بڑا لگتا تھا۔۔اِس لئے شای اُس پ ذمیداریں بہت
تھیں۔۔چھوٹے والے کو اپنے جوتے میلے ہو جانے کا بہت ڈر رہتا تھا۔۔ سات کے موسم
میں میں اکثر اُس بڑے لڑکے کو دو دو بھاری بھاری بستے اُٹھائے دیکھتا تھا۔ای آگے پہنا ہوتا
ای پیچھے۔۔اور پیچھے چھوٹے جناب سنبھل سنبھل کر آ رہے ہوتے۔۔وہ شای بھول َیا
ہے۔۔مجھے ید ہے!"دُعا نے بھینچ لئے۔۔ بت د چاہے۔۔ آ چھپ
سکے۔۔۔

"میں نے اکثر اُن بچوں کو۔۔اپنے بچے کو اسکول چھوڑنے جاتے ہوئے دیکھا تھا۔۔صبح
سویے چھوٹے کو بہت نیند آتی تھی۔۔بڑے پ بہت ذمیداریں تھیں۔۔سارا بوجھ کا ھے
پ لیے وہ چھوٹے کا ہاتھ تھامے اُسے ساتھ لگائے دھیرے دھیرے چلتا رہتا تھا۔۔ َمی کی
شدت میں اپنی آستینوں سے اُس کا پسینے میں شرابور چہرہ صاف کرتا رہتا تھا!!"

ماضی سے دُعا کو آوازیں سنائی دیں۔۔

"بونی اپنا چہرہ صاف کرو!!"

"بڑے کو اپنی ۔۔۔ لکل عزیز نہیں تھی۔۔تبھی چھوٹے پ اُسے کھانے کی اشیاہ پ لُٹا دیتا تھا۔۔
اسکول canteen کی چیزیں تو ہمیشہ سے مہنگی تھیں۔۔لیکن بہت لذیذ تھیں۔۔کیا کرتا تھا
چھوٹ ۔۔دوزخ شکم کے ہاتھوں مجبور تھا!!"

اُستاد سانس ی کے لئے ٹھہرے اور بولے۔۔

" کر ٹ کا بہت شوقین تھا۔ ٹے والا۔۔ چھوٹے کی ذمے داری کے لئے بہت سنگین تھا۔۔ چھوٹے کا کوئی بھی کام ہوتا تو بلا کر جاتا تھا۔۔ا ی ۔ ر چھوٹے کو نمو ہو َ ی تھا۔۔۔تم سوچ سکتی ہو۔۔جس کی کر ٹ میں جان تھی۔اُس نے دس روز بلے کو ہاتھ نہیں لگا ی تھا۔۔۔ دس روز!!"

دُعا کو لگا اُس کا دل درد سے دب َ ی تھا۔۔

"دُعا شا ی وہ ۔ٹا بہت پہلے ۔ٹا ہو َ ی تھا۔۔اُن ننھے کا ٰ ھوں پ تبھی بہت بوجھ تھا۔۔اب تو وقت کے ساتھ شا ی بوجھ بھی ۔ٹھ َ ی ہو گا۔۔اُن ننھے کا ٰ ھوں سے ا َ چُوک ہو جائے تو اُنہیں معاف کر دینا۔۔جو معاف نہیں کر سکتا وہ محبت نہیں کر سکتا۔۔بحث اختلافات کے بعد دل ۔ ٹ اور تنگ ہو جاتے ہیں۔تبھی دلوں کو ۔ٹا کرنے کا وقت ہوتا ہے۔معاف کر دو اُسے!"

دُعا بینچ کے ۔ زو تھامتے کرب سے کہنے لگی۔۔

" آپ ہمیشہ سے اُسے ہم سے زی دہ کیوں چاہتے ہیں؟ میں بھی اُس کی طرح تھی۔میں بھی اپنا ہر سبق ۔ سے پہلے سناتی تھی۔۔میں بھی ہر کام وقت پ کرتی تھی۔۔۔میں بھی شروع سے ذمے دار تھی۔۔پھر۔۔پھر چا ٰ ہی کیوں اُستاد؟"

وہ سادگی سے بولے۔

"وہ مجھ سے جھوٹ نہیں بولتا!"

دُعا کو بُرا لگا تھا۔۔

"وہ ہر ۔ ت پ مجھے اوّل ر تا ہے۔۔وہ مجھ سے مشورہ کرتا ہے۔وہ مجھ سے محبت کرتا ہے اِس لئے میں اُس سے محبت کرتا ہوں!"دُعا نے کلفت سے ۔ د ۔ لیے۔۔

"تم بھی مجھے بہت عزیز ہو۔۔کیو تم اُسے عزیز ہو۔اُس کا دل مت دکھایا کرو۔اُس کا دل دُ ت ہے تو اُستاد کا بھی دل دُ ت ہے۔۔"

دُعا نے سر جھٹکے آنکھیں مو کر سر ہلا ی۔۔

"وہ احسان بھی نہیں گنوا ت!" دل پ ای ضرب سی لگی تھی۔۔

"وہ جیل میں بھی رہ کر آ ی تھا۔کیا جا ہو وہاں کیسا ماحول تھا؟"

دُعا نے دھیرے سے میں سر ہلا ی۔۔

"اُس کے احسان بھول گئی کیا؟" دُعا نے ہچکی لی۔۔آ ٹوٹے۔۔

"نن۔۔نہیں!!"

"پھر معاف کر دو!" وہ تبسم سے بولے تھے۔۔۔

دُعا نے آ صاف کرتے سر ہلا ی۔۔

"جی!"

وہ اُٹھی اور دھیرے دھیرے گھوم کر جانے لگی۔اُستاد نے اُسے بغور جاتے ہوئے دیکھا اور بولے۔۔

"احسان جتانے سے اکثر رشتے کمزور پڑ جاتے ہیں۔۔۔ کبھی کبھی احسان ی د کروانے سے رشتے بچ بھی جاتے ہیں۔۔ ت یہ ہے کہ!" اُنہوں نے ای ٹھنڈی سانس ہر خارج کی۔

"Tone matters!"

گھر لوٹی تو چا کہیں ۰ آ ی۔اُسے متلاشی نگاہوں سے دیکھتے وہ ربیعہ بیگم سے پوچھنے لگی۔۔

"امی چا کہاں ہے؟"

ربیعہ بیگم جلی بھنی بیٹھی تھیں۔۔جہانزیب صاحب انہیں طعنے دے کر گئے تھے۔

"دیکھا۔۔یہ ہے میری اولاد۔فکر ہے اِسے میری۔قدر ہے اِسے میری کمائی کی۔اور دیکھو۔۔دیکھو ذرا۔تم اپنے لعل کو!" ربیعہ بیگم ٹی۔وی تے بولیں۔

"او پ کیبل کی تار ہل گئی ہے۔۔صحیح کرنے گیا ہے!"

دُعا نے سر ہلاتے کہا۔

"اچھا!" ایک گہری سانس لے کر سوچنے لگی۔

"او پر ہی جا کر دیکھتی ہوں!" باہر کا دروازہ کھول کر آئی۔۔اور سیڑھیوں کی طرف بڑھی۔۔ پرانے خوف کے لمحے آنکھوں کے آگے چلنے لگے۔۔

"یہ چاند ہوگا!"

دل زور سے دھڑکا۔۔اُس نے یونہی دوپٹے سے ہاتھ رکھا تھا۔۔وہ تیزی سے سیڑھیاں چڑھی۔۔کانوں میں بوٹوں کی چاپ تیز ہوگئی۔۔وہ دوڑی چھت کے دروازے پر آئی۔۔دُعا کا جسم ٹھنڈا پڑنے لگا۔۔اُس نے قدم آگے بڑھایا۔۔اور دل نے جواب دے دیا۔۔

"تم نہیں جا پاؤ گی!"

دُعا نے بڑھال ہوتے زور سے ایک گہری سانس لی۔۔کندھے تک اُچکے۔۔

"میں نہیں جا سکتی!" اُس نے ہار مان لی۔۔وہ جانے کے لئے پلٹی۔۔اُس نے سر جھکا لیا۔جیسے وہ خود سے مایوس ہوگئی تھی۔اُس نے زینے کی جانب پیر اُٹھایا اور کانوں میں اُس کے ایک زور دار چیخ سنائی دی۔۔۔

"امی!!" دُعا برق کی طرح پلٹی اور کر دوڑ کر اندر آئی۔۔

"چاند!!" لمحے بھر کو لگا دم نہیں آیا۔۔۔آنکھیں ستاروں سے بھری فیری لائٹس سے جگمگا رہی

تھیں۔۔ساری چھت پہ ستاروں کی سنہری چمک تھی۔سامنے خضر کھڑا تھا۔۔دیوار پہ بڑے سے glitter board پہ لکھا تھا'سوری'۔منڈیر کے قریب چھوٹی زمین کی میز پڑی تھی۔۔میز تلے چھوٹا سرخ قالین تھا۔۔۔اُس نے اُٹھا کر بغور میز کو دیکھا۔۔اُس پہ اُن دونوں کی بے تہاشا تصویریں تھیں۔۔۔اب نگاہ وسط میں پڑے آئسکریم کیک پہ گئی۔۔۔دھیرے سے آگے بڑھائی تو مانسٹیر شیک بھی پڑا تھا۔۔ پراغ نے آنکھوں میں جھلملاہٹ بھر دی تھی۔۔لبوں پہ تبسم در آنے لگا۔۔۔

خضر وہیں کھڑے بولا۔۔

"ایک ماہ کی پوری تنخواہ لگا دی ہے۔۔۔"وہ اُستاد سے ملی تنخواہ کا کہہ رہا تھا۔۔

دُعا ہنسی چھپاتے دائیں چہرہ موڑ کر بند مٹھی لبوں سے لگانے لگی۔۔سر جھکا ہوا تھا۔۔آسمان پہ نجوم بکھرے تھے۔۔۔خضر نے اُفق پہ دیکھتے اشارہ کیا۔۔

"خوش آمدید تو کہو novas کو!!"

(Nova= ستارہ۔novas وہ ستارے ہوتے ہیں جو نو ہونے کی بوجہ بہت تیزی سے جگمگاتے ہیں۔اور پھر کچھ لمحے بعد اپنی اصل جگمگاہٹ پہ آجاتے ہیں۔)

نجوم بہت تیزی سے جگمگا رہے تھے۔۔جگمگاہٹ نے سارا اُفق روشن کر رکھا تھا۔اب ماہ نو کا انتظار تھا۔۔۔بس چاند نہیں آیا تھا۔لیکن چاند آگیا تھا۔۔سامنے شریم کی چھت پہ کھڑے اسکوائر کے نوجوان لڑکے اور لڑکیاں کھڑے خاموشی سے اُس منظر کو اپنی یادوں میں قید کر رہے تھے۔۔۔

خضر نے کان پکڑ کر اُسے دکھائے۔۔

"سوری اینڈ تھینک یو!"

دُعا اشکوں سے مسکرائی۔۔

وہ اُس پ یں مر کیے اُس کی سُن رہی تھی۔۔

"تمہیں پتا ہے قدیم رومی ستاروں کو دیکھ کر کہا ں سنا یا کرتے تھے۔۔شا ید وہ ستاروں کے جھرمٹ کو دیکھ کر کوئی کہانی گھڑا کرتے تھے۔۔۔میرے پ س بھی ا ی کہانی ہے۔۔" وہ دا ن لبوں میں د بتے سر اُٹھا کر خضر آنکھوں سے ستاروں کو دیکھ رہا تھا۔۔

"ا ی لڑکی تھی۔۔۔ستارے کی سی۔۔ا ی لڑکا تھا چا ن کا سا۔۔ستارہ چا ن سے بہت محبت کرتا تھا۔۔اتنی محبت کہ اُس کے لئے اپنی چمک بھی قر بان کر چکا تھا۔۔۔ چا ن کو تو رات کی مایوسی کھائے جا رہی تھی۔۔ستارے کا تو اُسے کوئی خیال ہی نہیں تھا۔۔بھلا سوچنے والی با ت، ستارے نے اپنی جوت کیوں چا ن کے لئے قر بان کی؟" اُس نے تجسس سے دُعا کو دیکھا۔۔

وہ بھرائی ہوئی آواز میں بولی۔۔۔

"The moon made me do it!"

خضر نے داستان گوئی جاری رکھی۔۔

"چا ن کی بے رُخی کے . . ا ی دن ستارہ اُس سے رُوٹھ َ ی۔۔ایسا روٹھا کے چا ن کے آسمان سے رُوٹھ َ ی۔۔اُس نے ارادہ کر لیا۔۔اب وہ چا ن کے آسمان پ روشن نہیں ہو گا۔۔چا ن کو احساس ہوا ستارہ رُوٹھ َ ی۔۔شا ید وہ ٹوٹ َ ی؟" خضر نے مایوسی سے اُسے دیکھا۔

"ستارے اور چا ن کی دوستی کا شا ید یہی اختتام تھا!" خضر نے کچھ سوچتے شانے اچکائے۔۔

"شا ید۔۔ستارے نے چا ن کو چھوڑنے کا پکا فیصلہ کر لیا تھا۔۔لیکن چا ن تھا بھی تو اِسی قابل ۔۔۔"

دُعا کے ب کھلے۔۔۔

" کہکشاں سُون بھی پڑ جائے اختر کی تمہارا ساتھ نہیں چھوڑے گی میرے بھولے چان !!!"

دونوں آنکھوں سے جگمگاتے ہوئے ستارے ٹوٹے۔۔۔دُعا نے آنکھیں مون ے مُٹھیاں بھینچے بات مکمل کی۔۔

"ستارہ چان کو پ اُمید دیکھنا چاہتا تھا۔ستارے نے چان کو مثبت بنانے کے لیے ڈھون رچایا۔۔چان آئیندہ کبھی ت ری آسمان سے مایوس ن ہو۔اِس لئے ستارہ اُس سے رُوٹھا!" خضر سنجیدہ مسکراہٹ لبوں پ لات اُسے دیکھ رہا تھا۔۔

دُعا اُس کی طرف دھیرے دھیرے چلے آئی۔آواز تھی۔آنکھیں چہرہ ب مرطوب تھا۔۔

"Stars told me.. moon doesn't have to be whole in order to shine. DK loves him in every size and shape!"

وہ چھوٹے چھوٹے قدم لیے اُس کی طرف چلی آرہی تھی۔۔

"چان ب رہو ہلال ہو۔بے حال ہو ی آسودہ حال ہو۔۔ڈی۔کے کو چان سے بہت محبت ہے۔۔کیو چان تو ڈی۔کے کا Ohana (فیملی) ہے!"

وہ اُس کے سامنے آ کھڑی ہوئی۔خضر نے مسکرا کے دونوں ہاتھوں سے اُس کا سر پکڑ کر ہلایا۔۔۔سامنے چھت پ زین کھڑا ب سے کہہ رہا تھا۔

" عجیب ہے ن۔۔دونوں نے غلطی کی۔۔دونوں نے اعتراف کیا۔دونوں کو ای دوسرے کی خامیاں بھی پتا ہیں۔دونوں کو معلوم ہے کہ اِن کی کچھ عادتیں کبھی ٹھیک نہیں ہوں گی۔۔ پھر بھی یہ ای دوسرے کے ساتھ رہتے ہیں۔۔"وقاص اُس کے کندھوں پ ہاتھ پھیلاتے بولا۔

"This is what marriage is my friend!"

ستارہ دار آسمان۔۔روشنیوں سے بھرا تھا۔۔۔نئے چان کا انتظار تھا۔دُعا دوڑ کر آئسکریم کیک

کی جا ۔ آئی ۔۔

"جلدی جلدی کھا لو پگھل ۔ جائے !" خضر نے پلٹ کر ہنستے ہوئے اُسے دیکھا تھا۔دوسری چھت سے وقاص اطلاع دیتے بولا۔

"سعودیہ میں رمضان کا چا آ ی !!"دُعا کسی خیال سے مسکرائی ۔۔اُس نے اُٹھا کر چا کو دیکھا ۔۔

"میرا بھی آ ی ۔۔ماہ نو!"

ماہ نوا ی نئی شروعات اور نئی اُمید کی علامات تھی ۔۔اُس مثبت چا کے ساتھ ۔۔اُس نے ماضی کا ب بند کر کے ا ی ب کھولا تھا ۔۔اِس اُمید سے ۔۔۔کہ اب اچھا ہوگا ۔۔۔

ماہ رمضان کی تیاری ں چل رہی تھیں ۔۔جہا ی صا کی نیچے کسی سے موٹ ئیک کی وجہ سے لڑائی ہو گئی تھی ۔۔او پ آ کر وہ خضر پ س رہے تھے۔

"ایسا bullet proof بغیرت ہے۔سو ر اِس کو سمجھا ی کے دیکھ کر ئیک لگا ی کر میرے نواب ۔۔دیکھ کر لگا ی کر ۔۔ کیوں سُنے یہ میری ۔۔۔اب ٹھک گئی ہے ۔۔لگیں گے اب دو تین ہزار ۔۔"

جہا ی صا کا بی۔پی تیز ہو رہا تھا ۔۔

"یہ سارے stunted growth کے شکار ہیں ۔۔ اپنا دماغ کام کرت ہے۔ کسی اور کی ت سُننی ہے۔بس جو اپنے من میں آئے کئے جا ہے ۔۔" ا ر پلنگ پ خضر نیند میں دھت سو رہا تھا ۔۔دُعا سامنے سے اُس کے ل کھینچتے کہہ رہی تھی ۔۔

"چا اللہ کا واسطہ ہے اُٹھ جا!" وہ دا کچکچا کر بولی تھی۔

"ابو نے ہمارا جینا اجیرن کیا ہوا ہے ۔۔بیسن بھی لے کر آ ہے۔چنوری ں بھی لانی ہیں ۔۔

روزہ ہے کل پہلا!!!"

دُعا نے بیزاری سے اُس کے پ س ڑ امو۔ اُٹھایا اور اُسے کھولنے لگی۔۔اسکرین سلائیڈ کی تو ذرا مسکرائی۔۔۔ پ سورڈ تھا۔ ہی فیس آئی ڈی۔۔اُس نے گیلری کھولی۔۔تو چار تصو یوں کے سوا اُس میں کچھ نہیں تھا۔۔اتنا صاف ستھرا مو۔ دیکھا تو خضر کو دیکھتے آنکھیں چینی کیے مسکرا کر گال کھینچنے کے لئے ہاتھ آگے ۔ڑھایا دور سے ہی ہوا میں کھینچ کر ہاتھ پیچھے کھینچ لیا۔۔تبھی وقاص کا میسج آ یـ۔۔

"یـ ر آمنہ تو مان ہی نہیں رہی۔۔روٹھی بیٹھی ہے۔۔"دُعا کی انگلی لگ گئی اور میسج کُھل َ یـ۔۔

"اوہو!"دُعا نے َ ٹ ۔ڑا کر آنکھیں میچ لیں۔

میسج آتے جا رہے تھے۔بلو ٹ آئے تو وقاص تیزی سے لکھنے لگ َ یـ۔

"یـ ر میں کیا کروں؟دُعا کے ساتھ prank والی ۔ت پ وہ بہت ۔ راض ہے۔۔"

دُعا جھٹ سے کسی سوچ سے شر یا ۔ از میں مسکرائی اور لکھنے لگی۔۔

"تو اُسے مناؤ ۔ یـ ر!! رمضان کی آمد آمد ہے۔۔پوچھ لو اُس سے کوئی چیز چاہیے؟ بلکہ پوچھو فروٹ میں کیا لاؤں۔بیچاری کا ۔پ نہیں ہے اِس رمضان۔۔پھل بھی کتنا مہنگا ہوا ہے بلکہ ۔ کچھ ہی مہنگا ہے۔تم پھل کا معلوم کر لو لیکن۔۔ ۔ کہاں سے لاتے رہو گے۔صحیح ہے ۔!"

جواباً وقاص نے لکھا۔

"تھینک یو سا ۔توں منھنجو بیچو پیارو دو ۔ آھیں!"

دُعا کی بتیسی نکلی۔۔۔

"میں نے تمھیں خوامخواہ دُعا اپنی لڑائی میں رَ ٹ دیـ۔۔"دُعا نے یہ پ ڑھ کر خضر کو دیکھا۔اُسے بُرا لگا تھا۔۔وہ خفگی سے دا ۔ یـ کچکچانے لگی۔۔

"اچھا ہے وقاص۔۔صحیح ہے بھگتو اب تم!!"

وقاص کے میسیج آتے جا رہے تھے۔۔۔

"مجھے معلوم ہے تمہیں ہم دونوں عزیز ہیں۔۔لیکن ای بت کہوں۔۔میں جا ہوں۔۔وہ تمہیں زیدہ عزیز ہے۔ مجھے تم اُس کے عزیز سے زیدہ عزیز ہو!"

دُعا کا حیرت سے منہ کُھلا۔۔

"ہوہ!!"

دُعا لکھنے لگی۔

"اچھا یر میسیج ہٹا دیتا ہوں۔۔میری بیوی میرا فون دیکھ لے۔" یہ کہتے اُسے ہنسی آئی۔۔

اُس نے سارے میسیج ٹ کیئے اور جان بوجھ کر delete for everyone کر دیے۔۔اور فٹافٹ لکھنے لگی۔۔

"اوہو سوری یر غلطی سے ہوَ ی!!"

وقاص نے لکھا۔۔

"کوئی بت نہیں سا !" دُعا نے مسکرا کر وہ میسیج بھی مٹا یا اور مو رکھ کر خضر کی طرف متوجہ ہوئی۔۔اُس نے ویسے ہی اُس کے بل پکڑ کر کھینچے اور اُس پ چنگھاڑی۔۔

"چا اُٹھ جاؤ!!"

اُس نے غنودگی میں دھیرے سے آنکھیں کھولیں۔

"ہوں؟" دُعا گھور کر اُسے دیکھتے جھڑکنے لگی۔۔

" سے کہہ رہی ہوں اُٹھ جاؤ۔۔۔اُٹھ جاؤ۔۔۔بیسن لا ہے چنوریں لانی ہے!" وہ جماہی روکتے اُٹھنے لگا۔

"اچھا۔اچھا۔چلتے ہیں!"

دس منٹ َ ز رے۔۔خضر اور دُعا یاری کے لئے نکل رہے تھے کہ تبھی وقاص کی و ش ۔ ک آواز اُنہیں سنائی دی۔۔

"دُعا کی بچی!!" خضر نے ہر کا دروازہ کھولا تو وقاص سرخ گال سے آگ ببولا ہوئے خبطی شیر کی طرح غرا رہا تھا۔خضر نے چو کر دُعا کو دیکھا اور ٹھنڈا پڑتے بولا۔

" کیا کیا ہے؟"

دُعا نے معصومیت سے اُسے دیکھا۔۔

"میں نے تو کچھ نہیں کیا!"

وقاص سیڑھی پڑھ کر اُس کے سامنے آیا تو دُعا خضر کے پیچھے چھپ گئی۔۔وقاص کا دائیاں گال سرخ تھا۔خضر نے پتیں سکیڑ کر بغور اُس کا گال دیکھا جس پر اُسے چھپے ہوئے چماٹ کا ن واضح آ رہا تھا۔

وہ خضر کے سامنے آیا اور روہا ہو کر نمناک آنکھوں سے بولا۔۔

"اِس سے پوچھو اِس نے کیا کیا ہے؟"

وہ بےبتیت سے کہہ رہا تھا۔۔

"میں بمشکل اماں کو منگنی کے لئے منا رہا تھا۔اور اِس نے میری لڑائی کروا دی!" دُعا خضر کے عقب میں کھڑی شرمندگی سے دا اُس کی پیچھے سے شرٹ کھینچ رہی تھی۔۔

خضر نے سمجھی سے اُسے دیکھتے پوچھا۔

"تم پہلے یہ تو بتاؤ کہ کیا کیا ہے اِس نے!"

وقاص کرب سے چنگھاڑا۔۔

"ثبوت ہی تو نہیں ہے میرے پ س۔ بیڑا غرق ہو جائے واٹس ای پ کا!!!"

وہ . ت میں خضر کے پیچھے اشارہ کرتے بولا۔۔

"مجھے نہیں پتا۔ مجھے نہیں پتا۔۔ اِسے کہو۔۔ اُسے منائے۔ مجھے نہیں پتا!" وقاص اڑ ی تھا۔ خضر اُسے سمجھا رہا تھا۔۔

"اچھا اچھا کرتی ہے کچھ!!!"

جس نتیجے پ وہ پہنچا تھا بلکل در ت پہنچا تھا۔۔ کہ اُس انتقام کا واقعی کوئی اختتام نہیں تھا۔

☆.....☆.....☆

رحمتوں کا مہینہ آ ی تھا۔ ب کچھ ٹھیک جا رہا تھا۔۔ دوسرا ہ شروع ہو ی تھا۔ دُعا نے ت اویع پ ڑھ کر اُسے میسج کیا۔۔

" کہاں ہو؟"

رات ری سحری کا وقت ہوا۔ سحری کے وقت مو ب دیکھا۔۔ میسج سنگل ٹِک ہی دکھا رہا تھا۔۔ ذرا فکر مند ہوئی یہ قیاس کیا صبح ت آ جائے گا۔۔ کیو اکثر دو ت رات رات ت جاگتے اور کسی ای کی طرف جمع ہو جاتے۔۔

صبح سے دوپہر ہونے کو آئی کوئی جواب آ ی۔۔ اُس نے افطاری کا کام چھوڑ کر مضطرب دل اور پ پتے ہاتھوں سے وقاص کی والدہ کو کال کی۔۔ پوچھا تو جواب یہاں نہیں۔۔۔ شریم کے ہاں ہو گا۔۔ اُس نے ب ڑی اُمید سے شریم کے ہاں کال کی۔۔ تو وہاں بھی نہیں تھا۔ اب آ ی اُمید تھی زین۔۔ زین کی طرف کال کی۔۔ تو پتا وہ وہاں بھی نہیں تھا۔۔ اُس نے ب ڑاتے ہوئے اُستاد کا نمبر ڈائل کیا پھر د آ ی۔ اُستاد تو اسلام ب اد اپنے ب ڑے بھائی کے ہاں گئے ہوئے ہیں۔۔۔ سانس ی دو بھر ہو رہا تھا۔ کال کی تو مو ب بند آ رہا تھا۔۔۔

بے چینی کے در یہ میں ڈبکیاں لگیں۔۔

ربیعہ بیگم سے اُس نے کچھ نہیں کہا اور فوراً سے سر پ چادر اوڑھ کر گھر سے . ہر نکلی۔۔سخت غصے سے وہ تیزی سے سیڑھیاں اُت کر. ڑے . ڑے ڈگ بھر کر چلتی چلتی بلڈ َ سے . ہر نکلی اور ساتھ والی بلڈ َ میں داخل ہوئی۔سیڑھیاں پ ھ کر او پ آئی تو پہلے فلیٹ کا ابھی دروازہ کھٹکھٹانے لگی تو یکدم دروازہ کھولا۔۔سامنے وقاص بھونچکا کر ذرا پیچھے ہوا۔۔دُعا سخت عتاب بھری وں سے اُسے گھورے جا رہی تھی۔۔

"چا کہاں ہے؟"

وہ مارے گھبراہٹ اور فکر مندی سے بولا۔۔

"مجھے نہیں پتا یر۔۔میں خود بہت پ یشان ہوں۔۔ابھی اُسے ہی دیکھنے نکل رہا تھا۔۔"

دُعا غصے سے ئی۔۔

"جھوٹ مت بولو۔۔ایسا ہو ہی نہیں سکتا کہ وہ تم لوگوں کو کہیں بتا کر جائے۔۔ اکی قسم اَ ابھی روزے سے ہوتی تو وہ ہنگامہ کرتی یہاں۔۔۔کہ یدر ت۔۔مجھے جلدی بتاؤ۔۔چا کہاں ہے۔۔گھر پ بہت سارے کام چھوڑ کر آئی ہوں۔۔امی اکیلی لگی ہیں . ورچی خانے میں۔۔۔میرا دل تو چاہتا ہے۔۔"اُس نے غصے سے اُسے ہاتھ دکھاتے مٹّھیاں بھینچ لی۔۔

"شایا اتنی بُری کوئی کسی کو سوت نہیں لگتی ہو گی جتنے بُرے مجھے تم لگتے ہو۔۔"

وقاص خاموشی اور . ڑی سنجیدگی سے اُسے دیکھ رہا تھا۔۔

"تم لوگ اُس کے لیے وہ کر ت ہو جو میں نہیں کر سکتی۔۔. رشک آ ت ہے مجھے تم تینوں پ۔۔"

یہ کہتے وہ پلٹ گئی۔۔۔دل بھر َ یا تھا۔خوف سے کرب سے۔۔ہاتھ پ یشانی سے پ پ رہے رہے تھے۔۔ہو ٹ خشک اور نیلے پڑ رہے تھے۔۔۔وہ ہم کلامی کرتے . ڑ . ا رہی تھی۔۔

"وہ ایسے ہی کہیں بھی نہیں جا سکتا۔۔۔ بائیک کی چابی تو یہاں ہے۔۔"

دل میں سو طرح کے وسوسے آنے لگے۔۔اب زین کی طرف گئی تو اِس سے پہلے کچھ کہتی وہ ڈر کر ایک ہی سانس میں بولا۔۔

" کل انکل جہانزیب نے اُسے افطاری سے پہلے بہت باتیں سنائی تھیں۔۔کہہ رہے تھے کھیل نہیں رہے اپنی ماں کر ٹ ۔۔دیکھنا کسی نے تمہیں منہ نہیں لگانا اور یہ بھی کہا تھا کہ تمہیں میری بددعا لگ گئی ہے۔۔"

آنکھیں شدید کرب کے باعث بھرنے لگیں۔۔غیظ بھی آیا۔۔طیش بھی آیا۔۔وہ ماؤف دماغ سے بلڈنگ کا کونا کونا دیکھ رہی تھی۔۔

"چاند!"

وہ کمپاؤنڈ دیکھتے اُسے پکار رہی تھی۔

"چاند؟"

"چاند!!"

"چاند!!"وہ چھتوں پر گئی۔

"چاند!"

وہ اپنی چھت پر آئی۔۔

"چاند!" متلاشی نگاہوں سے وہ چھت کی اطراف دیکھ رہی تھی۔

"چاند!"

"چاند!" وہ گھبراہٹ سے چھت کی وسط میں آئی۔۔چہرہ پسینے سے شرابور تھا۔بدن بھیگ گئی تھی۔اُس نے گردن میں گھما کر بے چینی سے یہاں وہاں تیزی سے دیکھا۔۔آنکھوں کے آگے

انھیرا چھایا۔۔اور وہ سُن دماغ سے سر پہ دونوں ہاتھ رکھ کر تیزی سے ئی۔۔

"چاند!!" سارے رقبے پہ آواز گو ۔ پندوں نے اُڑان میں تیزی اختیار کر لی۔۔۔اور ایک صدا گونج کر واپس آئی۔۔

"چاند!!!"

افطار کے وقت مشکل سے گلے سے ایک کھجور اُتری تھی۔۔۔ربیعہ بیگم نے بھی چاند چاند کرنا شروع کر دیا تھا۔اب ضبط نہیں ہوا۔اور پھر اُس نے جو شور مچایا تھا وہ سبھی نے سُنا تھا۔۔رو رو کر اُس کی آواز بیٹھ گئی تھی۔۔جہانزیب صاحب کے سامنے وہ متورم آنکھیں لیے کھڑی کہہ رہی تھی۔۔۔

"ہو گئی تسلی؟ ڈال لیا کلیش؟ خوش ہیں اب آپ؟"

جہانزیب صاحب نے اُسے لاپرواہی سے ہاتھ دکھا کر کہا۔۔

"آجائے گا آجائے گا۔۔ڈرامے کر رہا ہے فضول۔۔۔"

اسکوائر کی خواتین اُسے اور ربیعہ کو سمجھا رہی تھیں۔۔

"فکر نہ کرو۔۔فکر نہ کرو آجائے گا!" دُعا برہم ہو کر جھٹ سے بولی۔۔

"ارے آپ کیسی باتیں کر رہی ہیں آپ۔۔۔کل شام سے میرا شوہر لاپتا ہے۔۔اور آپ کہہ رہی ہیں میں فکر نہ کروں۔۔"

وقاص نے اپنے ... کو کال کی تھی۔۔پوچھا تو پتا وہ اُدھر بھی نہیں تھا۔۔دُعا کے غصے کی شدت کی کوئی انتہا نہیں رہی تھی۔۔اُس نے ضبط توڑ کر اُستاد کو کال ئی۔۔

"ہیلو!"

اور دُعا بے تی ہو کر پھوٹ پھوٹ کر روتے بولی۔۔

"آپ پ اور اُس کے دوستوں پ اعتبار تھا مجھے۔۔ آپ لوگوں نے میرا اعتبار توڑ دی۔۔"

"دُعا!!" وہ لمحے بھر کے لیے کچھ سمجھ نہیں پ ئے۔۔

"اب نہیں مل رہا وہ کہیں۔۔۔میں کیا کروں؟"

بت سمجھ ۰ آ کر بھی سمجھ آ گئی تھی۔۔۔اُس پر اُنہوں نے متفکر ہوتے کہا۔۔

"تو یہ کیا ہوا ہے اِن بچوں نے۔۔میرے لیے کوئی نئی مصیبت بنا کر رکھیں گے۔۔"

ب بھی کوئی بت ہوتی جہانزیب صا ب تو بھاگ بھاگ کر اُستاد کو کال کرتے یا اُن کے پ س جاتے اور اُنہیں سناتے۔۔

"یہ قرآن پڑھایا ہے آپ نے؟ یہ دینی تعلیم دی ہے۔۔؟"

وہ ہر مرتبہ اُنہیں سمجھاتے۔۔

"دیکھیں جہانزیب صا ب۔۔۔ای ہی مرتبہ پڑھنے سے قرآن کدھر سمجھ میں آت ہے۔۔اور ای ہی بر پڑھنے سے ا ان دین نہیں سیکھ ی ت ہے۔۔مسلسل پ یکٹس کرنی ہوتی ہے۔۔ دوسری بت بچے ابھی ذرا immature ہیں۔۔وقت کے ساتھ ساتھ سیکھ جا گے۔۔"

جہانزیب صا ب سنی انسنی کر کے اُنہیں خوب کھری کھوٹی سنایا کرتے۔۔۔ڈھونگی دو نمبر مولوی قاری اور جانے اور کون کون سے القابت سے پکارتے۔۔ اِس ب کے بوجود خضر کے لیے اُن کے دل میں محبت ختم ۰ ہوتی۔۔

خضر کو ہر جگہ تلاش کیا جا رہا تھا۔اسکوائ میں ہل چل مچ گئی تھی۔دُعا تھکی ماندی مرطوب آنکھوں سے کچھ دی آرام کرنے کمرے میں آئی۔۔پلنگ کی دیوار پ فیری لائٹس کے ساتھ لگیں اُس کی اور خضر کے تصو یریں جگمگا رہی تھیں۔وہ پلنگ کے سامنے کھڑی سُونی سونی آنکھوں سے اُنہیں دیکھ رہی تھی۔

"میں نے تمہیں بہت پ یشان کیا ہے۔۔لیکن میں نے تمہیں ب لکل پ یشان نہیں کیا۔تم نے مجھے ب لکل پ یشان نہیں کیا۔۔لیکن پھر بھی تم نے مجھ بہت پ یشان کیا ہے!"

وہ پلنگ پ پ ڑھ کر گ ٹ ں کے بل چلتے اُن تصو یوں کی طرف آئی۔وہ دیوار نہیں ی دوں کا خ انہ تھی۔ وہ لڑ رہے تھے۔وہ اسکول کا کام کر رہے تھے۔وہ Millennium mall میں تھے۔۔۔وہ پینٹ کر رہے تھے۔وہ ب کسنگ کر رہے تھے۔وہ یں گھما گھما کر ا ی ا ی تصو ی کو دیکھ رہی تھی۔اچان اُس کی نگاہ ٹھہری۔اُس نے چون کر سر آگے ب ڑھا کر خضر کی مسکراتی ہوئی تصو ی دیکھی۔سر پ نواب ن می ٹوپی تھی۔۔۔ہمیشہ کی طرح flannel کی شرٹ اور جینز میں ملبوس تھا۔وہ اُسی کے کمرے میں لی اُس کی تصو ی تھی۔اُس نے فوراً سے دا جان ب لکھی ت ریخ اور وقت دیکھا تو سانس نہیں لے سکی۔وقت تو کل رات کا تھا۔اُس نے نیچے لکھا caption پ ڑھا۔۔

"ملیں گے ت ب ۔۔ ب ب رہلال ہوگا!"دُعا حواس ب ختگی سے چند لمحے کھڑی رہی۔۔کچھ دی بعد اُس نے پلنگ سے چھلان گ لگائی اور ہڑ ب ڑی میں کھڑکی میں آئی۔اُس نے پ دے پیچھے کر کے سر اُٹھا کر آسمان پ دیکھا۔چان کی ٹکیہ ت ب ں تھیں۔ستارے بھی درخشاں تھے۔آسمان کی رونق ویسی تھی چان کہاں گ ی تھا؟وہ چان کی ٹکیہ کو دیکھتے بولی۔

"یہ ب رہے!"دل کے سمندر میں بےچینی کا طوفان ٹھاٹھیں مارنے لگا اور وہ مضطرب سی ۔ ۔ ہو کر بولی۔۔

"یہ ب ر ب ہلال ہوگا؟اب پھر سے ماہ نو انتظار ہوگا؟"اُس نے ای ٹھنڈی آہ بھری۔

"یعنی۔۔۔"

"میرا جینا پھر سے دشوار ہوگا؟"

اِس امید سے اُس نے زن گی کا ای ب کھولا تھا۔۔کہ اب . کچھ اچھا اور . ہو گا۔۔ ان ازہ تھا۔۔۔نئے کے ساتھ آزمائشیں بھی نئ ہوں گی۔

☆.....☆.....☆

ب ہفتم: یہ . ر . ہلال ہوگا؟

یقین ہو تو کوئی راستہ ہے
ہوا کی اوٹ بھی لے کر پ اغ جلتا ہے
سفر میں اب کے یہ تم تھے کہ خوش گمانی تھی
یہی لگا کہ کوئی ساتھ ساتھ چلتا ہے
غلاف گل میں کبھی چا نی کے پ دے میں
سنا ہے بھیس . ل کر بھی وہ ہے
لکھوں وہ م تو کاغذ پہ پھول کھلتے ہیں
کروں خیال تو پیکر کسی کا ڈھلتا ہے
رواں دواں ہے ادھر ہی تمام خلق ا
وہ خوش ام . ھر سیر کو ہے
امید و یس کی رت آتی جاتی رہتی ہے
یقین کا موسم نہیں . لتا ہے
(منظور ہاشمی)

خضر کے لاپتہ ہونے کی خبر آگ کی طرح پھیل گئی تھی۔۔۔ جہا . .

صا . لاؤنج میں ربیعہ بیگم سے کہہ رہے تھے۔۔

"دیکھو ذرا کیسے غائ. ہو َ ی ہے۔۔۔ یہاں کا. وا آدم ہی ٰ الا!"

ربیعہ بیگم اُن کے رو. و بیٹھیں خفگی سے کہنے لگیں۔۔

"بس کر دیں جہا ٰ ی. صا . ۔۔بس کر دیں۔۔۔ . دیکھیں بے نقط سناتے رہتے ہیں۔۔کوئی احساس ہے آپ کو ثمر نورس کا؟" جہا ٰ ی. صا . نے چو. کر اُنہیں دیکھا اور تلملا کر بولے۔۔

"ثمر نورس؟ یہ لڑ کا زہر و تیزاب ہو َ ی ہے میرے لیے۔۔"

ربیعہ بیگم. دل ہو اور ہاتھ دکھا کر بولیں۔۔

"بس اب۔۔حا ئ ٔمت پ ڑھا !"

جہا ٰ ی. صا . افسوس سے سر جھٹک کر ہلانے لگے۔۔

"لوگ بھا ٰ ت بھا ٰ ت کی بولیاں بول رہے ہیں۔یہ کار ٰ مہ سرا م دیتے اِس نواب کو ذرا خیال نہیں آ ی۔۔ پیچھے سے. پ کیا کرے گا۔۔سمجھ نہیں آ ت جاؤں تو کہاں جاؤں۔۔چاروں طرف سے طعنوں کے تیر. س رہے ہیں۔ہر کوئی شہزادی کو دیکھتا ہے تو سا سا کرتا ہے۔۔آج بھی مجھے نیچے والا مشتاق حرامزادہ کہہ رہا تھا۔۔"

ربیعہ بیگم. ہمی سے بولیں۔۔

"جہا ٰ ی. صا . !!" وہ یکدم خاموش ہوئے۔۔

"شرم نہیں آتی آپ کو ایسی فحش اور بیہودہ ز. ن استعمال کرتے ہوئے۔۔کبھی یہاں مُجرے مشہور ہو جاتے ہیں۔۔کبھی یہاں کوئی حرام کی اولاد قرار پ جاتی ہے۔۔۔کر کیا رہے ہیں آپ؟ ہاں؟ بتا ہی دیں ذرا کہ کر کیا رہے ہیں!!" جہا ٰ ی. صا . اُٹھنے لگے تو ربیعہ بیگم سختی سے انگلی دکھا کر بولیں۔۔

"بیٹھے رہیے!!" جہا ن ۔ ی ب صا ب جھو جھل میں آئے۔

"نہیں اب تم کیا چاہتی ہو۔۔اِدھر تمہارے سایہ نشین ہو کر بیٹھ جاؤں؟"

تبھی اُن کا فرش ذرا سا ہلا اور ب ہرا ے۔سی چلنے کی آواز آئی۔۔جہا ن ۔ ی ب صا ب نے گھور کر فرش کو دیکھتے پیر اُٹھائے اور ربیعہ بیگم کو دیکھتے کہا۔۔

"دیکھو تم اِس کو۔۔ ب تیں ہمیشہ آسمان سے کرتا ہے۔۔اور اے۔سی۔۔آج سے پندرہ سال پ ا ن رکھا ہوا۔۔میرے ب یٹا کا ں کا کام ہے سعودیہ میں...ہونہہ۔۔۔یہ منہ اور منہ اور مسور کی دال۔۔"

ربیعہ بیگم نے ت سف سے اُنہیں دیکھتے پ ی ں سکیڑیں۔۔

" ٹ نہ دے ٹ کی سی ب ت تو کر اللہ کے بندے!"

جہا ن ی ب صا ب نے بیزاری سے اُنہیں ہاتھ دکھا ی اور کاؤچ پ لیٹ کر ریموٹ سے ٹی۔وی آن کرنے لگیں۔۔خضر کا کوئی ا ت پتا نہیں تھا۔۔اور جہا ن ی ب صا ب بے فکر بیٹھے تھے۔۔۔ربیعہ بیگم کا دل ٹ جا رہا تھا۔۔ربیعہ کو کچھ سمجھ آ ی تو جہا ن ی ب صا ب سے کہنے لگیں۔۔۔

"چا ن کے ا ب ۔۔نوازش خالو کو کال کریں؟" جہا ن ی ب صا ب ب زو سر کے پیچھے لیے بیٹھے تھے۔۔ہاتھ میں ریموٹ تھا۔اُنہوں نے کنکھیوں سے اُنہیں دیکھا۔اور یکدم جھڑک کر بولے۔۔

"دماغ سہی ہے؟" ربیعہ بیگم ٹھٹک گئیں۔۔

"اُلٹے ب نس ب کو۔۔کیسی حماقت والی ب ت کی ہے۔۔اچھا ہے جان چھٹی ہے چھٹی رہے۔۔ورنہ پھر سے فتنہ آشوب شروع ہو جائیگا۔۔اب ا گ تم اُن سے رابطہ کرو گی ۔۔تو

دی وادی کا سلسلہ پھر سے شروع ہو جائے گا۔۔اور پھر اُس سلسلے کے ساتھ ساتھ وہ پ انے تماشے بھی!!" ربیعہ بیگم کا دل جل گیا۔۔آنکھیں بھرنے لگیں اور وہ اُن پ پڑیں۔۔

"روبکاری کے روز اللہ سوال کرے گا آپ سے۔۔اللہ ہی پوچھے گا آپ کو۔۔میرا بچہ کل سے لاپتہ ہے جہانگیر صاحب۔۔اور یہ آپ کی وجہ سے ہوا ہے۔۔"

جہانگیر صاحب غصے سے اُٹھے اور باہر کے دروازے کی جانب دیکھتے بولے۔۔

"آرام سے بکواس کرو۔۔۔باہر جا رہی ہے آواز!" ربیعہ بیگم نے کوئی پ واہ نہیں کی۔۔

"جاتی ہے تو جائے۔میں کیا کروں۔۔" اُنہوں نے آ پونچھے پھر سے آنکھوں سے آ ٹوٹنے لگے۔۔

"ہمیشہ مجھے طعنے دیتے ہیں۔میں نے اولاد بگاڑ دی۔سارا خاندان بھی مجھے ہی بُرا کہتا ہے۔۔" ربیعہ بیگم خشک پڑی ایڑیوں پ سے سُوکھی اور مریل جلد کو دھیرے دھیرے کھینچتے ہل رہی تھیں۔آنکھوں سے ستارے رہے تھے۔۔

"خود تو مجھے آپ پیسے بھیج دیتے تھے اور چین کی بانسری بجایا کرتے تھے۔۔سنبھالنا تو مجھے تھے ۔نہیں اب سُنتے بچے تو اب میں کیا کروں؟ میں کیا کروں۔۔مجھے نہیں سمجھ آتا!" ربیعہ بیگم سر پیٹنے لگیں۔۔

"نہیں آتا۔بالکل نہیں آتا!!" جہانگیر صاحب جان چھڑاتے اُنہیں ہاتھ جوڑ کر دکھانے لگے۔۔

"میں ہاتھ جوڑتا ہوں۔۔آہستہ بولو!"

"کہتی ہو تو پیر پڑ جاتا ہوں۔۔۔بس خاموش ہو جاؤ!!"

ربیعہ بیگم شیرنی کی طرح غرا ۔۔

" کیوں ہوں میں خاموش؟"

آنکھیں طیش سے بھرے آگ کے گولے. سا رہی تھیں۔۔۔

جہا نـ یـ . صا . ت نہیں دے پ ئے۔وہ وہیں جم کر بیٹھ گئے۔۔

" آپ کی وجہ سے غا ئ . ہوا ہے میرا بچہ!!"

"اور اُسے کچھ ہوا۔تو میں کچہری جاؤں گی۔۔سزا دلاؤں گی آپ کو۔۔میرا ا یـ ہی . یـ ڈ ہے۔۔اُس کو بھی جینے نہیں دیتے۔۔۔"

جہا نـ یـ . صا . . کا ٹتے . لکل سیدھے بیٹھ گئے۔ربیعہ بیگم کی آواز پھٹنے لگی تھی۔۔

معاملہ اب اُنہیں بھی سنجیدہ لگنے لگ َ یـ تھا۔۔جہا نـ یـ . صا . نے کچھ سوچ کر معذرت خواہ ا نـ از میں اُن سے کہا۔۔

"اچھا دیکھو معاف کر دو !"

ربیعہ بیگم دھاڑیں۔۔

" . . میرا بچہ آئے گا ت . ہو گی معافی تلافی!!" جہا نـ یـ . صا . کو جھرجھری آئی۔۔

" آپ نے جو کیا ہے نـ ۔۔اُس کا خمیازہ آپ ضرور بھگتیں گے!!" جہا نـ یـ . صا . دلگیری اور پ یشانی سے بول پڑے۔۔

"اچھا نـ بیگم۔۔۔اب کیا حکم حبس دوام دو گی؟"

"میرا بچہ نـ آ یـ تو ضرور دوں گی!!" ربیعہ بیگم پھر سے پڑی تھیں۔اور جہا نـ یـ . صا . اُن کے عتاب اور غیظ کے . . آنکھیں میچ کر رہ گئے تھے۔۔ نـ م چا نـ تھا۔۔ دن میں ت رے دِکھا دیتا تھا۔۔جہا نـ یـ . صا . کو اُس نے خون کے آ رُلا دیـ تھا۔اسکوا ئ کی آ نـ ٹـ یـ ں جہا نـ یـ . خا نـ ان کے متعلق ہی تبصرے کر رہے تھے۔۔رضیہ آ کی طرف عورتیں بیٹھی

تھیں۔۔

"دیکھو ذرا۔اتنی اچھی بچی کی زن گی اب کر دی ہے ربیعہ نے!!" وقاص کی والدہ نے اُنہیں ٹوکا۔۔

"چا بھی بہت اچھا لڑکا ہے۔۔" وہ سانس ی کے لئے رُکیں۔۔

"اللہ نے اپنی کتاب میں فرمایا ہے۔اچھے مردوں کے لئے اچھی عورتیں۔۔ اللہ نے کہا ہے تو سچ کہا ہے۔ ایسے ہی پ جوڑے کو دیکھ کر شوہر یا بیوی پ تبصرہ نہیں کر دیتے۔کہ خود تو بہت اچھا ہے بیوی نہیں اچھی یا شوہر نہیں اچھا۔۔کہیں کہیں ائی ہوتی ہے۔لیکن ہر جگہ تو ایسا نہیں ہوت۔۔کسی کی خامی دِکھ جاتی ہے۔کسی کی نہیں دِ ۔کسی کی اچھائی دِکھ جاتی ہے۔کسی کی نہیں دِ ۔۔یونہی جوڑوں کے متعلق تبصرے نہیں کرتے۔جوڑ یں اللہ بنا ہے۔۔اور کچھ سوچ کر بنا ہے۔۔کہاں ہماری قص عقل کہاں وہ کمال ا۔۔اپنی عقل کے مطابق ا کے فیصلوں کو نہیں جانچتے۔۔نصیب ہیں۔۔اور وہ اُس نے لکھے ہیں۔اُس ذات نے۔۔جس کی محبت کو ڈ کا کوئی پیمانہ نہیں ما پ سکتا!!"

زش نے اُنہیں خاموش کروانے کی ای بے سود کوشش تو کی تھی۔ زمانہ کہاں پ پ رہتا ہے۔۔اسکوائ کے مرد حضرات اِس کشمکش تھے کہ پولیس کے پ س جا ی جا ۔۔کوئی کہتا تھوڑا اور انتظار کر ی ہیں۔کوئی کہتا ابھی چلتے ہیں۔۔ نظمی اور بے سکونی کی فضا ای ر پھر سے اسکوائ میں پھیل گئی تھی۔۔۔

دُعا کھڑکی میں بیٹھی ٹھنڈی آہیں بھر رہی تھی۔۔

اُس نے پلکیں اُٹھا کر آسمان پ دیکھا۔۔۔

ستارے گننے میں وہ اپنا چا کھو بیٹھی تھی۔۔خائف تھی اَ وہ جہا صا سے خضر کی

تصو یر والی حر کت کا ذکر کرتی تو وہ غصے سے پھر نہ خضر کو گھر سے نکال دیتے۔۔۔ستاروں سے جگمگاتے آسمان دیکھ کر دُعا نے دھیرے سے آنکھیں موند لیں۔۔سینہ فگار تھا۔۔مسلسل آہیں بھر رہی تھی۔۔۔آنکھوں میں ستاروں نے بسیرا کیا۔۔۔دھیرے دھیرے وہ ماضی کی جھالر میں اُلجھنے لگی۔۔کلاس روم میں وہی شور تھا۔۔بچے کتابیں اور قرآن پکڑے اپنے کام میں مگن تھے۔اور وہ اُستاد کے سامنے بیٹھی اُنہیں سُن رہی تھی۔۔۔

"اور یہ کہ وہی شعریٰ (ستارے) کا رب ہے۔"سورۃ النجم(۴۹)

"شعریٰ ستارہ سورج سے 23 گنا زیادہ روشن ہوتا ہے۔اہل مصر اِس کی پرستش کیا کرتے تھے۔۔جاہلیت میں اہل عرب کا بھی یہ عقیدہ تھا کہ یہ ستارہ لوگوں کی قسمتوں پر اثر انداز ہوتا ہے۔۔ہر ستارے کو اُس کی چمک اللہ نے عطا کی ہے۔۔اللہ ہر کسی کو اپنی مرضی سے skills دیتا ہے۔۔۔تم تم ہو۔۔کوئی تم نہیں۔اور یہی تمہاری طاقت ہے۔۔دوسروں کی رائے کو اپنے حواسوں پر سوار مت کرو۔۔ہم کیوں دوسروں کی رائے کو اپنے سر پر سوار کرتے ہیں؟کسی کے کہے کے مطابق خود کو ڈھالنا بالکل ایسا ہے جیسے کسی اور کا لباس زیب تن کرنا۔۔کیا ہم ایسا کرتے ہیں؟اللہ بندے کو مشکل میں ڈالتا ہے اِس لئے نہیں ڈالتا کہ وہ تمہیں ناپسند کرنے لگا ہے۔۔وہ آزمائش میں ڈالتا ہے کہ تاکہ تمہاری محبت کو اُس کے لئے test کر سکے۔۔"

ہرنی آنکھیں بغور اُستاد کو دیکھ رہی تھیں۔۔۔

"اور یہ کہ اُسی نے عاد اوّل کو ہلاک کیا ہے۔"سورۃ النجم(۵۰)

"اور ثمود کو بھی جن میں سے ایک کو بھی باقی نہ رکھا۔"سورۃ النجم(۵۱)

"اور اِس سے پہلے قوم نوح کو،یقیناً وہ بڑے ظالم اور سرکش تھے۔"سورۃ النجم(۵۲)

"اور موتفکہ (شہر یا الٹی ہوئی بستیوں کو) اسی نے اُلٹ دیا۔۔"سورۃ النجم(۵۳)

"پھر اس پ چھادیا جو چھایا۔"سورۃ النجم (۵۴)

اُستاد سانس ی ٔ کے لئے رُکے اور اُسے دیکھ کر بتانے لگے۔۔

"قوم لوط قوم عاد قوم ثمود اور قوم نوح کو اللہ نے تباہ و ب د کر دی۔۔۔اِن کی بستیاں اُلٹا دیں۔۔یہ ب ا نیاء کرام کے اپنے لوگ تھے۔۔کوئی سوچ سکتا ہے اپنا ہی اپنے کو اذیت پہنچائے۔۔ ب ڑے مقاصد مل جا تو زمانہ بہت بعد میں رکاوٹ بنتا ہے۔۔پہلے اپنے عزیز و اقارب راہ کا کا بنتے ہیں۔وہ کا جو نہ نکالا جاتا ہے اور نہ اُس کے ساتھ رہا جاتا ہے۔۔ایسے جیسے گلے کی ہڈی۔۔جو نہ واپس آ سکتی ہے اور جو آگے بڑھ جائے تو جان پ بنت بن جاتی ہے۔۔۔ ب اپنوں سے ا ن بچ کرتا ہے تو سامنے زمانہ آ جاتا ہے۔زندگی مسلسل تمہارے امتحان لے گی۔۔۔اِس انتظار میں مت رہنا کہ کبھی امتحان ختم ہوں گے۔۔یہ ختم نہیں ہوں گے۔لیکن تم نے ہار نہیں ما ۔۔"

وہ سانس ی ٔ کے لیے ٹھہرے۔۔

"Shun not the struggle, face it; 'tis God's gift!"

"پس اے ا ن تو اپنے رب کی کس کس نعمت کے ب رے میں جھگڑے گا؟" سورۃ النجم (۵۵)

"آزمائشیں کتنی ہوں۔اُس کی نعمت اور اُس کی رحمت ہمیشہ ہے۔۔اِس لئے شکر ادا کرو۔۔حالات نہیں ب ل رہے تم معیار ب ل لو۔۔ہر طوفان ب ب د کرنے نہیں آتا۔۔کچھ طوفان تمہاری راہ کی رکاوٹوں کو ہٹانے آتے ہیں۔۔منزل اور مقصد کے درمیان کوئی محبوب رکاوٹ بنے۔اور اُس کی موجودگی اذیت ب ٔ لگے۔۔تو اِس کا مطلب ہے تمہیں اُسے وہیں چھوڑنا ہے۔۔۔"

"یہ نبی ڈرانے والے ہیں اور پہلے ڈرانے والوں میں سے۔۔" سورۃ النجم (۵۶)

آنے والی گھڑی قریب آ گئی ہے۔" سورۃ النجم (۵۷)

"اللہ کے سوا اِس کا (وقت معین پر کھول) دکھانے والا اور کوئی نہیں۔" سورۃ النجم (۵۸)

"پس کیا تم اس بات سے تعجب کرتے ہو؟" سورۃ النجم (۵۹)

"اور ہنس رہے ہو؟ روتے نہیں؟" سورۃ النجم (۶۰)

بلکہ تم کھیل رہے ہو۔" سورۃ النجم (۶۱)

"زندگی کا مقصد صرف کھانا پینا سونا، ہنستے رہنا اور اچھا پہننا نہیں ہے۔ ہر بڑھتے دن کے ساتھ موت قریب آ رہی ہے۔۔ ذرا غور کرو خود پر۔۔ کیا حاصل کیا تم نے؟ کیا کیا ہے اب تک تم نے خود کے لئے؟ کیا کیا ہے تم نے اب تک ا کے لیے؟ کیا کیا ہے تم نے اب تک اِس ملک کے لئے۔۔ اگر اب تک کچھ نہ سوچا۔۔ تو تم نامراد رہے۔۔ کبھی سوچا ہے مرنے کے بعد د تمہیں کیسے یاد کرے گی؟ کچھ کر کے جاؤ گے تبھی لوگوں کے دلوں میں زندہ رہو گے۔۔ نہیں تو مٹی کی طرح مٹی میں گُھل جاؤ گے۔۔۔"

دُعا کے رونگٹے سے کھڑے ہوئے کچھ کر دکھانے کی لگن نے اُس میں جوش مارا تھا۔۔

"اب اللہ کے سامنے سجدے کرو اور اُسی کی عبادت کرو۔۔" آیت سجدہ سورۃ النجم (۶۲)

یہ کہتے اُستاد نے میز پر سر جھکا یا۔۔

اُستاد نے اُٹھا کر اُسے دیکھا اور کہنے لگے۔۔

"ا ن ب کسی بڑے مقصد کے ساتھ گھر سے نکلتا ہے تو اُس پر چاروں طرف سے طعنوں اور تنقید کے تیر کی برسات ہوتی ہے۔۔ ایک وہ critic کا ہوتا ہے۔ دوسرا وہ ت کرنے والوں کا۔ اور ایک وہ چاہنے والوں کا۔ تمہارا اصدیق تمہارا اعتبار کرے گا۔ تمہارے متنفر تمہیں نا پسند کریں گے۔ خواہ تم آگے بڑھ جاؤ۔ خواہ تم معراج پر پہنچ جاؤ۔۔ زندگی کا goal

صرف معراج پ جا نہیں ہے۔۔۔تم دیکھنا اُس معراج کے بعد بھی تمہاری راہ میں بہت سی رکاوٹیں آ گی۔۔کامیابی یہ نہیں کہ بڑھتے رہنا۔۔کامیابی یہ ہے کہ کر اُٹھنا۔۔تم اور تمہاری زن گی ای کتاب ہے۔۔اِس میں کچھ ب تلخ ہوں گے۔۔کچھ انتہائی غمگین اور کچھ انتہائی شیریں۔۔۔کہانی پڑھنے کا مزہ ت ہی آئے گا ب تم تینوں ذائقوں کو چکھوں گی۔۔خوشی اور غم دونوں زن گی کو balance کرتے ہیں۔مایوسی اور تکبر دونوں سے بچاتے ہیں۔۔زن گی سے مایوس نہیں ہون۔اللہ کے وعدے کا اعتبار کرن ہے۔۔اللہ کبھی آپ کو مایوس نہیں کرے گا۔۔یہ دو ت شہرت عزت غم کامیابی ناکامی ب اُس کی طرف سے آرہا ہے۔۔بندے بے اختیار ہیں۔۔۔ہمیں مایوسی میں اُس کا انکاری نہیں ہون۔۔نہیں تو اُس کو کوئی فرق نہیں پڑے گا۔۔وہ چاہے تو ہمیں فنا کر کے ہماری جگہ کسی اور کو لے آئے۔۔۔بہت چاہنے والے ہیں بہت ماننے والے ہیں اُس کے۔۔۔اُس سے بے زنہیں ہون۔۔۔کچھ کرن ہے۔اُس کے لیے۔۔اُس کی خلق کے لئے۔۔۔صرف mean نہیں ہون۔۔زن گی میں بہت مراحل آ گے۔آپ ع ہوں گے۔آپ غروب ہوں گے۔۔مسلسل یہ سلسلہ چلے گا۔اور ای روز آپ ہمیشہ کے لئے ڈوب جا گے۔۔شعریٰ ستارہ بھی ای دن ڈوب جائے گا۔ ب فانی ہے فنا ہو جائے گا۔۔۔اور جو یہ سارے مراحل طے کر جائے گا۔۔۔وہ نجم بن جائے گا۔۔۔جیسے تم star کہتی ہو۔۔ای real star۔۔ب لکل اُن Stars کی طرح جنہیں ہم اپنی inspiration ما ہیں۔۔اب سمجھی اللہ نے اِس سورۃ کو النجم کا م کیوں دی ؟"

دُعا حیرت سے منہ اور دی ے کھولے اُنہیں دیکھتے بولی۔۔۔

"Woooh... you just blew my mind Master!"

دُعا جھٹ سے بولی۔۔

"یہ اتنا آسان تھا؟"

"اُستاد ہوَ یٰ کا!" دُعا نے خضر کی آواز پر چونک کر پیچھے دیکھا۔وہ اپنے کام کے بعد کا پیچھا کر رہا تھا۔اور دُعا کو اب سمجھ آئی۔دُعا نے حیرانی سے دھیرے دھیرے دن موڑ کر اُستاد کو دیکھا جو اپنی ہنسی د رہے تھے۔۔

"اُستاد!!" وہ روہا ہوگئی۔۔اُستاد نے خود کو کمپوز کرتے ا یں آپس میں تے کہنیاں میز سے لگا ۔

"چلو اب ستاروں کو چاہنے کی وجہ تو ہے۔تمہارے پاس!!" اور وہ غصے بھرے چہرے سے یکدم ہنس پڑی۔۔

"اُستاد!!!" ماضی سے حال ہوئے۔۔اور دُعا کے لبوں پر وہی ماضی کی اُ آئی۔اور وہ سر جھٹکے مسکرا پڑی۔۔سحری کا وقت ہو رہا تھا۔ربیعہ بیگم صوفے پر بیٹھیں رو رو کر دُعا کر رہی تھیں۔۔

"اللہ میرا بیٹا جہاں ہو حیات ہو۔صحیح و سالم ہو!!" پیشانی میں مزید اضافہ ہوا تھا۔۔ اُنہوں نے بتہ خوری کی خبر سُن لی تھی۔جہان صا سامنے بیٹھے دق ہو کر بولے۔۔

"حیات؟ اُس وا حیات کے زندہ رہنے سے بہتر ہے مر جائے۔۔ حیات رُلانے سے بہتر ہے ایسے رہی مر جائے!!!"

ربیعہ بیگم نے کرب سے اُنہیں دیکھا۔۔کرب یکدم اشتعال میں تبدیل ہوا۔۔

"جہان صا !!" ربیعہ بیگم کی انگلی کھڑی ہوئی۔۔اُنہوں نے باہر کے دروازے کی جانب اشارہ کیا۔۔

"۔ ہر نکل جا !!" اور جہان ۔ صا ۔ ت پھرت اُٹھ کھڑے ہوئے۔۔

"ای تو اِس ز نی نے بہت جان ہلکان کر رکھی ہے میری!!" وہ ۔ ڑاتے ہوئے لاؤنج سے نکل کر کمرے کو ہو لیے۔۔ دُعا نوافل پڑھ کر اُٹھی تو ۔ ہر راہ داری میں آئی۔۔ ۔ استری اسٹینڈ پ اُسے اپنا اور خضر کا چار۔ پڑا دکھا۔۔ چو مو۔ ای جیسے تھے۔ اِس لئے بجلی کے بل سے بچنے کے لئے ربیعہ بیگم نے ای ہی چار۔ لگانے کا کہا تھا۔ دُعا کو اُنہوں نے سختی سے تنبیہ کی تھی۔۔

"چا کے آنے سے پہلے فون چارج کر لے۔۔ یہ آئی فون ۔ ڑی بجلی کھا تا ہے!!"

وہ تو ہدا ۔ ت کر کے چلی جاتیں۔۔ ای دوسرے کا مو۔ چار۔ سے اُ ت ر دینا اور اپنا لگا ۔ چلتا رہتا تھا۔۔ اُس نے وہاں کھڑے خضر اور خود کو دیکھا تھا۔ وہ خضر کے پیچھے لٹکے شہد کی مکھی کی طرح ۔ پ ڑ ۔۔۔

"ڈ ڈو۔۔ تمہاری تو!!"

خضر اُس سے جان چھڑا رہا تھا۔

"دُعا!!"

وہ دیوانہ وار ئی۔۔

"امی۔۔۔ اِس نے میرا مو۔ اُ ت ر دی چار۔ ۔ سے!!"

آنکھیں نم ہونے لگیں۔ آنکھوں میں دُھند چھانے لگی۔ منزل جیسے غا ئ ۔ ہو گئی۔۔ اور دُعا آ ؤں کا گولا گلے سے اُ ت رتے خضر کے کمرے میں چلی آئی۔۔ ا ۔ ر آتے ہی بیڈ کراؤن پ پڑی اُسے اُس کی نواب ۔ می ٹوپی آئی۔۔۔ چا ۔ بولتا کچھ نہیں تھا۔۔ پھر بھی گھر کی رونق تھا۔۔ خضر کے انتظار میں شام ہو گئی تھی۔ وہ خالی لاؤنج کو دیکھ رہی تھی۔۔ آنکھیں بھیگ رہی

تھیں۔۔

". . سے تم گئے ہو چا روزے کے بعد اب جیتو پکستان دیکھنے کا بھی دل نہیں چاہتا۔تو کیا ہوا جو فہد ٹھکی ٹھکی نہیں کرت ۔۔تم ہوتے تو مل کر کرتے ۔۔۔ تم نہیں تو . کچھ پھیکا ہے۔۔"

اُس کی افطاری آمنہ کی طرف تھی۔۔

خضر کے دو قرۃ العین اور دُعا خا بیکری میں بیٹھے تھے۔۔

دُعا کے سامنے پلیٹ میں twix cake پڑا تھا۔۔ ہمت اتنی نہیں ہو رہی تھی کہ کا اُٹھا کر منہ ت لے جاتی۔۔ ر . ر آنکھیں بھیگ رہی تھیں۔۔ ہاتھ پ رہے تھے۔۔ وہاں ا . مزگی بھری خاموشی چھائی تھی۔۔ . رہا اُسے خضر کا خیال ستا رہا تھا۔ وہ ہوت تھا تو ہر روز بیکری سے کچھ لات تھا۔ ہر روز اُس کی فرمائشیں پوری کرت تھا۔۔ وہ نہیں تھا تو کوئی پوچھنے والا نہیں تھا۔۔ دوپہر کو بھی جہا . صا . اُسے مرنے کی . دُعا دے رہے تھے۔۔۔ بس اب ضبط کا یارا نہیں تھا۔۔

قرۃ العین کی اچا دُعا پ گئی۔۔ تو وہ بولی۔۔

"دُعا!!" . نے اُسے دیکھا۔۔ اور دُعا کی آنکھیں نمنما گئیں۔۔

". جی چا کیوں نہیں آرہا!!" آواز بھرا گئی۔۔

"ابو اُسے . دُعا کیوں دیتے ہیں؟"

"ابھی کل ا لڑکے کو اغواہ کر لیا تھا kidnappers نے۔۔ خبر سُنی . آپ نے؟" اُس نے قرۃ العین کا ہاتھ تھام لیا۔۔۔

"اُسے کچھ انخواستہ ہو ی۔۔ تو میرا کون ہے اُس کے سوا؟" خضر کے تینوں دو اور آمنہ بغور اُسے دیکھ رہے تھے۔۔ اب تو رات کو اُن کا کر ٹ کھیلنے کا بھی دل نہیں کر رہا تھا۔۔

آمنہ کی والدہ سامنے والی میز پہ بیٹھی منمنائی۔۔

" ۔ت تو سہی ہے۔۔شوہر تو شوہر ہے!!"

وقاص نےبھی ۔ت ۔ لتے بے رُخی سے کہا۔۔

"یہ ۔ تے ۔ کہتی ۔ ۔ وہ یہ ۔ سُننے کے لیے ہوتے۔اب فائ ہ؟" آمنہ نے زور سے وقاص کے ہاتھ پہ تھپڑ مارا۔

" پ پ کرو!!"

وقاص چونکا۔۔اور آمنہ اُس کے سامنے سے پلیٹ اُٹھا کر اُٹھ کر جانے لگی۔۔

"ارے۔۔میری پلیٹ!" اور وقاص دم بخود رہ گیا۔۔وہ اب تک اُس سے خفا تھی۔۔وقاص نے گھور کر دُعا کو دیکھا۔۔۔

"یہ ۔ تمہاری وجہ سے ہوا ہے فتنی۔۔۔بونی۔۔چھوٹی رِگٹلو!" دُعا نے کوئی جواب نہیں دیا۔۔شریم نے وقاص کو دیکھ کر میں سر ہلایا۔۔اشارہ تھا۔ابھی اِس ۔ کا وقت نہیں۔

وقاص کا دل جلا تو اُسے تو کُڑھنا ہی تھا۔

قرۃ العین نے ۔ت تبدیل کی۔۔

"گیم آف تھرو ۔ دیکھا۔۔کیا فضول تھا ۔ ریہ سیزن۔۔"

آمنہ کی والدہ منہ بنا کر کہنے لگیں۔۔

"ہماری قوم ای شدی complexity کا شکار ہے۔۔اِسے مغربی ڈراموں کی پ واہ ہے۔اِسے یہ بھی پ واہ ہے کہ کوئی غیر ملکی اداکارہ بل بتوری کے کردار سے ملتی ہے۔میری ۔ت سُن لوں ۔ ۔۔اَ یہ قوم ایسے ہی دوسری قوموں کی لی میں لگی رہی۔۔تو اِس قوم میں اور تنجن میں کوئی فرق نہیں رہے گا۔۔لوگ کیا کر رہے ہیں۔۔ اِس کی پ واہ چھوڑ کر ہم خود پ

دھیان دیں؟ کہ ہم کیا کر رہے ہیں یہ قوم کیا کر رہی ہے؟ ہم خلوص سے اِس ملک کے لیے کیا کر رہے ہیں؟ سوچا ہے کبھی؟"

آمنہ کی والدہ اُٹھی تو وقاص جھلا کر بولا۔۔

"یار ناراض ہے مجھ سے وہ۔۔۔"

قرۃ العین نے طنزاً کہا۔۔

"اوئے ہوئے ہوئے ہوئے۔۔۔ بڑا بنا پھرتا ہے عاشق۔۔۔ پہلی محبت کا روگ لے کر!" زین چونک کر بولا۔۔

"پہلی محبت؟" دُعا نے سُونی آنکھوں سے اُسے دیکھا۔۔ زین کہنے لگا۔۔

"پہلی محبت؟ مجھے محبت ہوگئی ہے۔۔۔ محبت ادھوری رہ گئی؟ یہ بھی کیا ہے؟ محبت اتنی عام ہوگئی ہے۔۔ جو ہر کسی کو ہو جاتی ہے۔۔۔ ایک پل میں ہو جاتی ہے۔۔۔ گھڑی میں ہو جاتی ہے۔۔۔ جس کا دل چاہتا ہے کہتا ہے مجھے محبت ہوگئی ہے۔۔ مجھے محبت نہیں ملی۔۔۔ کسی بھی چیز کا اچھا لگ جانا محبت نہیں ہوتی۔۔ وہ پسند بھی ہو سکتی ہے۔۔ محبت لفظ حب سے ہے۔۔ حب کا مطلب ہوتا ہے عربی میں دانہ۔ اور دانہ خود کو دفن کرتا ہے۔۔۔ ہم میں سے کتنے لوگوں نے اپنی خواہشات اور اپنی خوشی کو کسی کے لئے خوشی سے مارا ہے؟ ایسا صرف والدین اولاد اور میاں بیوی ایک دوسرے کے لئے کرتے ہیں۔۔ ہم تو محبت لفظ پر پورا ہی نہیں اُترتے۔۔ یہاں ہم پہلی محبت کی بات کرتے ہیں؟ پہلی محبت تو ماں کرتی ہے۔۔ باپ کرتا ہے۔۔ پہلی محبت کو اتنا معمولی نہ جانیں۔۔ یہ احساس تو بڑی دُور کی بات۔ اِسے بے فقرہ بھی کسی سے منسوب نہ کریں۔۔ اِسے کسی اہل کے لیے محفوظ رکھیں!!"

دُعا ذرا سا مسکرائی تھی۔۔ اُستاد کہتے تھے۔ حدیث میں آتا ہے۔ 'انسان اپنے دوست کے دین

پہ ہوتا ہے'۔۔Crime partner کچھ نہیں ہوتا۔۔۔جہاں دوست غلطی کرے وہی اُسے ٹوک کر سیدھا کرنا ہوتا ہے۔دوست کی خوشی سے زیادہ اُس کی بھلائی بھلی۔۔انسان کی دوستوں کی کمپنی کا اُس پر بہت اثر ہوتا ہے۔۔۔اور اچھائی یا برائی کا جو پلڑا بھاری ہوتا ہے انسان خود کو اُسی پلڑے میں ڈھال دیتا ہے۔۔۔خضر کا پلڑا بھاری تھا۔۔اور زین کا پلڑا ہلکا۔اِس لئے خضر اُسے اپنے رنگ میں رنگنے میں کامیاب رہا تھا۔۔زین کی بات جاری تھی۔۔

"جانتی ہیں حرام کون چنتا ہے۔جسے اللہ پر توکل نہ ہو۔۔چور چوری کیوں کرتا ہے اُسے اللہ پر توکل نہیں ہوتا۔۔۔حرام کوئی بھی ہو کیسا بھی ہو۔۔اُسے commit وہی بندہ کرتا ہے۔۔جس کا اللہ پر اعتبار نہ ہو۔جس کا اعتبار اللہ پر ہو۔نہ وہ ہار مانتا ہے۔نہ وہ مایوس ہوتا ہے!" یہ کہتے اُس نے دُعا کو دیکھا۔تو دُعا کے لبوں پر سے مسکراہٹ گہری ہوگئی۔۔زین کی بات مکمل ہوئی تو قرۃ العین بولی۔۔

"زُلفی تیرا بھی وہ حساب ہے۔نو سو چوہے کھا کر بلّی حج کو چلی!"

دُعا نے بہن بھائی کو ٹوکا نہیں۔۔ espresso کا گھونٹ لیا۔اور twix cake کا بائیٹ لیا۔۔وہ سوچنے لگی۔

"ہم میں سے اکثر لوگ۔ہر revert کو یہ محاورہ کہنا بھولتے نہیں۔۔نو سو چوہے کھا کر بلّی حج کو چلی۔۔صحیح بات ہے۔۔بہت لوگوں کو اذیت پہنچا کر۔بڑے گناہ کر کے۔کسی کی زندگی خراب کر کے۔۔کوئی دین کی راہ پر آئے تو کہا جاتا ہے کچھ بھی کر لو اِس کی بخشش نہیں ہوگی۔اور اللہ معاف نہیں کرے گا۔میں کہتی ہوں۔ بابا اللہ نے کہا ہے وہ کر دے گا۔تو ہم کون دعوے کرتے پھرتے ہیں؟ بھئی کہاں کے دعوے؟ کیسے دعوے؟ کسی کے متعلق فیصلہ کرنے سے پہلے کیا ہم

نے یہ سوچا ہے۔کہ ا نے میں ہی سہی۔ ہمارے منہ سے نکلی ہوئی کوئی . ت ی کوئی حر ت پتا نہیں کسی کو کتنی . ی لگی ہو۔ پتا نہیں کتنی د ی لگتی رہی ہو؟ پتا نہیں کوئی . ت اُس کی ٹیس سے سسکتا رہا ہو۔۔ کیا کریں گے ت . ؟ . . ہماری کوئی حر ت . ڑے نوافل ادا کرنے کے بعد بھی ہمارے کسی کام نہ آئے گی۔۔۔ کیو ہم نے دوسروں کو اتنی اذ ی پہنچائی ہو گی کہ . لے میں ہمیں قیامت کے روز اپنی نیکیاں اُسے دے کر تلافی کر پ ڑے گی۔ اور ت . کیا ہو گا؟ . . ہمارے ہ ختم نہیں ہوں گے۔۔ لیکن زیں ختم ہو جا گی۔ اور ایسوں کو جہنم میں ڈال د ی جائے گا۔ میں نہیں کہہ رہی۔ یہ میرے نبی نے کہا ہے۔۔۔ بلّی کے چوہوں کی فکر چھوڑیں۔۔ اپنے اعمال کی فکر کریں۔۔۔"

افطار کے بعد وہ خا بیکری سے . ہر نکلے۔۔ تو دیکھا۔۔ انکل ہارون اسکوا کے بچے . ڑے . کو اِکٹھا کیے اعلان کرتے کہہ رہے تھے۔۔

"ہمیں ا ی جُٹ ہونے کی ضرورت ہے میرے پ کستانی بھائیوں اور بہنوں۔۔ اَ ہم چاہتے ہیں ہمارا ملک پھر سے ت قی کرے۔۔ تو ہمیں امریکہ اور مغرب کی تمام اشیاہ کو ت ک کر ہو گا۔۔ ہم آج یہاں۔۔ بی۔ پی۔ پی movement رہے ہیں۔۔ جس کا مطلب ہے۔۔ Buy Pakistani products۔۔ ی د رکھیں۔۔ سیاستدان اور Economist اُس وقت ت کچھ نہیں کر ت۔۔ . ت ہم ا ی جُٹ نہ ہو جا ۔ وہ صرف ہمیں ت کیب دلا ت ہیں۔ ہمیں شعور دے ت ہیں۔۔ لیکن ت قی اور تبد کے لیے پہل ا ن کو خود کرنی ہوتی ہے۔۔ پہل ا ن کو خود کرنی ہوتی ہے۔۔ اور پھر اللہ ہاتھ تھام ی ت ہے۔۔۔ ہم اپنی روزمرہ کی گفتگو میں اپنے ملک کے متعلق محبت کا اظہار کرتے ہیں۔۔ اِس کی خوشحالی کی دعا مانگتے ہیں۔ ٹھیک ویسے جیسے ہم اپنے کسی محبوب شخص کے لیے دُعا گو ہوتے

ہیں۔۔ صرف دُعاؤں اور محبت سے بات نہیں بنتی۔۔ کچھ قربانی بھی دینی ہوگی۔ عملی طور پر بھی کرنا ہوگا۔۔ بچینی یہ جا بھی ہیں کہ چین کی ایشیا زیادہ دیر نہیں چلیں گی تو پھر سوال اُٹھتا ہے۔ وہ اُنہیں کیوں استعمال کرتے ہیں؟ اِس لیے کرتے ہیں بھئی۔۔ کہ اگلے لمحے کا پتا نہیں۔۔ اور کوئی ایسی چیز لیں۔ جس کی مدت ہم سے زیادہ ہو؟ کیوں یہ فضول؟ کیوں خرچ کریں فضول مال؟ کمایا ہے اِس کا مطلب یہ تو نہیں کہ پانی کی طرح بہا دیں۔۔ اِسی پیسے کے بل کتنی قومی تباہ ہو۔ اِسی پیسے کے بل کتنی قومی آباد ہو۔۔ پاکستانیوں۔۔ یہ وقت ملک سے وفا کرنے کا ہے۔۔ دکھاؤ اپنی مخلصی۔۔ ثابت کرو اپنے ملک سے اپنی محبت!" دُعا ذرا مسکرائی اور وہیں سے ہاتھ اُٹھا کر زور سے بولی۔

"چلیں پھر انکل پی۔ پی کی لسٹ بنا !" انکل ہارون نے وہیں سے اُسے دیکھا اور اثبات میں سر ہلایا۔

اسلام آباد سے اُستاد لوٹ آئے تھے۔۔۔ پریشانی کے بل جو پہلا کام اُنہوں نے کیا تھا وہ خضر کو تلاش کا تھا۔۔ جہانزیب صاحب بھی کچھ سنجیدہ ہو گئے تھے۔۔ ربیعہ بیگم نے اسکوائر میں بٹ کا جینا محال کر رکھا تھا۔۔

وہ بضد ایک ہی بات دوہرا رہی تھیں۔

"مجھے نہیں پتا۔۔ مجھے کچھ نہیں پتا۔۔ مجھے بس یہ پتا ہے۔ میرا بچہ لاپتا ہے۔۔ اور میرے بچے کو آپ واپس لے کر آ ۔۔"

"مجھے چاند کو کہیں سے بھی ڈھونڈ کر لا کر دیں۔"

اگر روزے کا احترام نہ ہوتا تو شاید وہ فاقے بھی ڈالنے لگ جاتیں۔۔۔

اسکوائر کے مرد حضرات نے مل کر فیصلہ کیا تھا کہ بس اب وہ تھانے میں اُس کی گمشدگی کی رپورٹ

لکھوا گے۔۔اُستاد اور وقاص اُن کے مدرسے کے کچھ دوستوں سے اُس کا پوچھنے گئے تھے۔۔ امید واپس لوٹ رہے تھے۔۔عصر کا وقت ہوا تو سوچا ز پڑھ لیں۔۔تھکے ما ے، دل ہارے مایوس ہوئے ہر کی می کھا کر ا رٹھنڈی مسجد میں داخل ہوئے تو آنکھیں چندھیا گئیں۔۔اور سر سن ہونے لگا۔۔پھر آہستہ آہستہ بصر نور اور حواس واپس لوٹے تو سامنے کا منظر دیکھ کر دم بخود رہ گئے۔خضر ا طرف کنارے میں بیٹھا تسبیح نکال رہا تھا۔اِرد د گھما کر دیکھا تو اور بھی لوگ بیٹھے آئے۔۔وقاص نے الما کی سے پیشانی پر زور سے ہاتھ مارا۔۔۔

"تو یہ اعتکاف پر بیٹھا ہے۔"

اُستاد کا دل تو چاہا رکھ کر ا گُدی پر مارتے۔۔ ڑی مشکل سے غصہ لبوں پر آ روک کر گلے سے اُتارا۔پینٹ کی ۔ سے مو نکالا اور اُس کی تصویر اُتار کر دُعا کو واٹس ایپ کی۔۔۔ اور ز پڑھ کر اُسے بنا کوئی ت کیے خاموشی سے ہر نکل آئے۔۔وہاں تنہائی میں بیٹھا خضر احساسِ روحا کا طا تھا۔۔تنہائی میں کچھ دیر وقت ار کر اُس نے محسوس کیا تھا۔۔

"ا ن لاکھ لوگوں کی وعظ و نصیحت سُن لے۔لیکن اپنا اصل mediator وہ خود ہو ہے۔۔ مجھے اب سمجھ آ نبی کریم صلی علیہ وسلم ت سے قبل غارِ حرا کیوں جاتے تھے۔تنہائی میں اللہ اور اُس کے بعد اپنی ذات پر غور و فکر کرنے سے۔بہت سکون ملتا ہے۔۔ا ا ن کو یہ ہی نہیں پتا کہ تنہا کیسے جینا ہے۔تو پھر ا ن ہے کیا؟ وہ تنہا ہی تو اِس د میں آ تھا۔۔اِس ہنگام بھری د سے بچ کر ا ن کو اپنے لیے۔صرف اور صرف اپنے لیے بھی کچھ وقت نکالنا چاہیے۔۔تنہائی کی عادت ہوگی۔تو پھر موت اور لوگوں کے چھوڑ جانے کا ڈر بھی نہیں ہوگا۔میرے خیال میں یہ بہت healthy ہے کہ کچھ وقت تنہا ارا جائے۔۔"

اسکوائ کے مرد حضرات کو. آ کر اُنہوں نے ساری روداد سنائی تو اُنہیں سمجھ ۔ آ یہ کہ کیا ردِعمل دیں۔ رضیہ آ منہ بنا کر بولیں۔

"لو۔۔ گلی میں چھورا۔۔ . ہر ڈھنڈورا۔۔ حد ہی کر دی اِس چا نے۔۔ اعتکاف پ بیٹھنا تھا تو بتا تو دیتا۔۔"

انکل ہارون نے بھی سکون کی سانس لی۔۔

"چا تو عید کا چا ہو ی۔۔۔ چلو شکر ہے بچہ صحیح سلامت ہے!"

چا رات آئی تو نوازش صا . اور عفیفہ چپکے سے اُس کے اور خضر کے لیے عید کے کپڑے لے کر آئے تھے۔۔ عفیفہ اُسے گلے لگا کر خندہ پیشانی سے بولی۔۔

"چا رات مبارک!"

چہرہ غصے سے بھرا ہوا تھا۔۔ بس عنقری . پھٹنے والا تھا۔۔

کیسا چا ؟ کیسی عید؟ . چا کی ہی نہیں ہوئی تھی دی۔۔۔ وہ لوگ گئے تو دُعا ربیعہ بیگم کو طعنہ مارتے کہہ رہی تھی۔۔

"ا ن کو کچھ سیکھنا چاہیے۔۔۔ سیکھنا چاہیے۔۔۔ میری . دوستوں کے سسرال سے عید آئی ہے۔۔ . کی۔۔۔" ربیعہ بیگم نے ہنس کر . ت ٹ ل دی۔۔ بچی ہی تھی ابھی وہ۔۔ اِس لیے ایسی پختہ اور رسیدہ . توں کا کیا بُرا منا تھا۔ خضر کے انتظار میں غصے نے اُس کی ا جگا دی تھی۔ وہ کمرے میں ٹہل رہی تھی۔۔

"نہ میرے پ س خلیسی کے سے ڈریگن ہیں۔ نہ ہی شہزادیوں کے سے ساتھی۔۔ نہ کوئی فیری گاڈ مادر۔ نہ کوئی جادوئی طاقت۔۔ اِس ہالیووڈ کی دیوانی دُ میں۔۔ میں ا خالص پ کستانی ہوں۔۔ فینٹیسی سے بہت پ ے۔۔ حقیقت کے بہت قری . ۔۔ اپنے اختیار اپنے ہاتھوں میں

لیے۔۔میں عام ہوں۔۔ آزاد ہوں!"

یہ کہتے اُس نے اُچھل کر چہکتے ہوئے بازو پھیلائے تھے۔۔پھر خضر یاد آیا تو بوجھل سی ہو کر کھڑکی میں آئی۔اُس نے اُٹھا کر آسمان پہ چاند تلاشا۔ نہ آیا۔۔

"ایک ایک حرف کو تمہاری خاطر میں رکھا ہے۔۔تم آؤ گے تو میرا چاند آئے گا!" مایوسی سے اُس نے سر جھٹکا اور بولی۔

"نہ ہلال آیا ہے۔نہ چاند آیا ہے!"

☆.....☆.....☆

خضر کو تینوں دوست مسجد لینے گئے تھے۔۔وقاص نے اُسے گلے مل کر مبارک دیتے اُسے پھولوں کا ہار پہنایا۔۔۔زین نے اُسے دیکھتے محظوظ ہوتے چٹکلا لگایا۔۔

"تاریخ گواہ رہے گی۔۔ایک بکرا تھا جو چھوٹی عید پہ حلال ہوا تھا!"

خضر نے وقاص سے الگ ہوتے اچنبھے سے اُسے دیکھا۔۔

"کیا مطلب؟"

سارا واقعہ اُسے سنایا تو اُس نے برق رفتاری میں اپنا موبائل آن کیا۔۔دیکھا تو واٹس ایپ پہ دُعا کو میسیج سینڈ نہیں ہوا تھا۔۔اور آن کرنے کے بعد ابھی ٹِک لگے تھے۔۔اُسے ایسا لگا تھا اُس کا دل بند ہو گیا تھا۔۔وہ نازک تھی لڑکیوں کی طرح۔۔۔بہت نازک۔۔لیکن پھولوں والی نہیں۔۔ٹائم بم والی۔۔خضر نے فوراً اُسے کال کی۔۔۔

گھنٹی جا رہی تھی۔دل مضطرب تھا۔دوسری گھنٹی پہ کال اُٹھا لی گئی۔

"دُعا!"

وہ تڑپتی ہوا۔

"دُعا سوری یار۔وہ میسیج نہیں سینڈ ہوا تھا۔تمہاری نیند خراب نہیں کرنا چاہتا تھا۔اعتکاف پر بیٹھا تھا نہ!!"

وہ ایک ہی سانس میں بول گیا۔

"وہ تو ٹھیک ہے۔لیکن جناب آپ ہیں کون؟"جواب سُن کر وہ بھونچکا۔۔

"میں تو آپ کو نہیں پہچانتی۔خدا حافظ!"

خضر جھٹ سے بولا۔

"دُعا؟؟"

کال کٹ گئی۔۔شریم نے اشارہ کرتے پوچھا۔۔

"کک۔۔کک۔کیا۔۔ہو ہو۔۔ہوا؟"

خضر نے فکرمندی سے ایک گہری سانس لی۔۔

"یار وہ تو مجھے پہچاننے سے بھی انکاری ہے!"

☆.....☆.....☆

مہندی سے بیل بوٹے ہاتھوں پر سجائے تھے۔۔عشاء کی نماز پڑھنی تھی۔دُعا کر کے اُٹھی تو کھڑکی میں اُسے ایک ستارا نمودار ہوتے دکھا۔۔وہ مسکرا کر ابھی کچھ کہتا دُعا نے بھاگ کر کھڑکی بند کر دی۔۔

"دُعا!"

اُس پر وہ چیخا۔۔وہ کھڑکی سے ٹیک لگا کر خفگی سے ہاتھ باندھے کھڑی تھی۔۔اُس پر اُس نے کھڑکی کھٹکھٹائی۔۔

"دُعا۔۔یار۔۔پلیز۔۔دُعا کھڑکی کھولو۔۔"

وہ بڑے سنگدلانہ انداز میں بولی۔۔

"سوری۔۔آپ کون؟ میں نہیں جا   آپ کو۔۔"

"دُعا excuse تو سن لو۔۔"

"میں بریانی لے کر آیا ہوں۔۔"

زبان باہر پھسلی۔۔چکھنے سے پہلے اُسے بریانی کا ذا   زبان پر محسوس ہوا تھا۔۔

"اور بنس روڈ کے دہی بھرے۔۔" دل کسی نے مٹھی میں بھینچ لیا۔۔

"اور فریسکو کی جلیبی۔۔"

اُس نے پلٹ کر جھٹ سے کھڑکی کھول دی۔۔

"سچی!!"

وہ تب بھی نما   اَ   وہ اُس کے لیے ای   جوڑا چوڑیں گجرے یہ تحفہ   لے آتا۔۔   ۔۔

کھانا۔۔کھانے کا تو کوئی   البدل ہی نہیں تھا۔۔

خضر نے اثبات میں سر ہلا کر اُسے شاپر پکڑائے۔۔

"یہ لو۔۔"

اُس نے مسکرا کر بتیسی نکالے اُس سے شاپر لے لئے۔۔اب اُس نے سر جھکا کر نیچے اُس کے تینوں دوستوں کو نخو   سے دیکھ کر ہاتھ جھلا کر اشارہ کیا۔۔

"چلو جاؤ اِدھر سے۔۔آج چان   بیٹھے گا۔۔فلم دیکھیں گے ہم۔۔یو این او بھی کھیلیں گے۔۔عیدی بھی آئی ہے دکھانی ہے۔۔چلو!"

وقاص نے تاسف سے اُسے دیکھتے   میں سر ہلایا۔۔

"اِس کا شیطان   سے پہلے کُھلا ہے۔۔"

دُعا نے غصے سے دا۔ کچکچاتے ہاتھ دکھایا۔

"ماروں ای چماٹ۔۔چلو نکلو!!"

ویسے چا رات وہ اپنے دوستوں کے ساتھ ارتا تھا۔۔لیکن آج کوئی چانس نہیں تھا۔۔زین بیزاری سے گال کھجاتے بولا۔۔

" سے بُڈی آئی ہے۔۔یہ بندہ لکل ہی بیکار ہو یا ہے!!"

دُعا نے مسکرا کر کسی خیال سے آسمان دیکھا۔

"دیکھا عید کا ہلال تو آ چا کا خیال

وہ آسماں کا چا ہے اور یہ میرا چا "اُس نے خضر کو دیکھا۔

وہ چھلا لگا کر ا ر آ یا۔۔تو دُعا نے ربیعہ بیگم کو بلایا۔۔ماں سے تو سکون ہو یا۔۔ربیعہ بیگم نے آ وؤں سے بھری آنکھوں سے اُسے دیکھتے کہا۔۔

"بتا کر تو جا ۔۔"

دُعا پلنگ ڑی سی ات میں ینی دہی بھرے ڈال کر کھائے جارہی تھی۔۔۔۔۔اُسے فی الوقت اُس تی لمحے میں کوئی دلچسپی نہیں تھی۔۔ ربیعہ بیگم نے کسی خیال سے اُسے دیکھا تو سخت خفگی سے بولیں۔۔

"ایسی بے شرم ہے یہ۔اتنی شرم نہیں آئی اِسے کہ شوہر گھر آیا ہے تو پہلے اُسے پوچھ لے۔۔ ہے تُجھے تھوڑی سی شرم؟"

دُعا نے چاولوں کا چمچ بھرتے کہا۔۔۔

" کیا امی۔۔بیشرم بھی کہہ رہی ہیں اور شرم کا بھی پوچھ رہی ہیں۔۔"

خضر بے اختیار سر جھٹک کر ہنس پڑا۔۔آج بہت دنوں بعد وہ یوں ہنسا تھا۔۔ربیعہ بیگم نے ای

اُسے دیکھا اور پھر دُعا کو۔۔اور پھر وہ مسکرا پڑیں۔۔۔پھوہڑ تھی۔۔کاہل تھی۔۔میلی کچیلی بھی تھی۔۔ خضر کو خضر بنانے والی تھی۔۔۔

☆.....☆.....☆

عید کی رونق عروج پہ تھی۔۔اسکوائ میں گہما گہمی تھی۔۔ہر کوئی عید کی ز کے لیے عید گاہ کے لیے نکل رہا تھا۔اسکوائ کی اکثری اُستاد کے کیمپس میں ہی عید کی ز پڑھا کرتی اور پھر وہیں اُستاد کا خطبہ ہوا کرتا تھا۔۔دُعا عید کے لیے تیار سر پہ سے چادر ا کرتے کمرے سے سوچتے نکل رہی تھی۔۔

"کیا دن ہوتے تھے۔۔۔ ہم دوستیں ای دوسرے کو عید کارڈز دی کرتی تھیں۔۔"

اچا سے وہ رُکی۔۔سامنے سیاہ شلوار قمیض میں ملبوس خضر نکلا تو اُسے دیکھ کر وہ چمکتی ہوئی دوڑی آئی۔۔

"عیدی!!!!"

اُس نے اُس کے آگے ہاتھ پھیلای۔خضر نے اُسے ہاتھ ھتے دیکھا۔۔ ل پیچھے کر کے بنے چمچمارہے تھے۔۔نوکوں میں ٹمٹماہٹ تھی۔۔

"میں تمہیں چماٹ نہ کرواؤں؟"دُعا کا حیرت سے زاویہ بگڑا۔۔وہ اُس سے پوچھ رہا تھا۔

"شیر خورمہ کھلای ہے مجھے؟ کوئی کام کیا ہے؟"اس نے ری ش مزی ری کیے۔دُعا نے نچلا ہونٹ پھلا لیا۔۔آنکھوں میں پنی اُتنے لگا۔ہرنی آنکھیں مزی ٹی ہو گئیں۔اِس سے پہلے وہ اپنا جا بجاتی۔۔خضر بے اختیار اُس کے شانے کے د زو پھیلاتے بولا۔

"اچھا ز کے بعد دیتا ہوں!"دُعا چڑ ائی سے کاٹتے مسکرائی۔کسی خیال سے دُعا نے دن موڑ کر اُسے دیکھا۔۔

"یہ سیاہ سوٹ تم نے کس لیے پہنا ہے!" اُس نے ساتھ ہی غصے سے اُس کے ۓ پہ تھپڑ رسید کیا تو خضر چونکا۔۔

"بہت شوق ہے شوخی مارنے کا۔۔ پتا ہے پتا ہے۔۔ اچھے دِکھ رہے ہو۔۔ لیکن جاؤ۔۔ کپڑے تبدیل کر کے آؤ۔ می ہے بھئی۔۔"

خضر تیزی سے اُس کے چہرے کی جا۔ اشارہ کرتے بولا۔۔

"میں نے تمہیں کہا ہے یہ سرخی ہٹاؤ۔۔ جو تم میرے کپڑوں پہ تنقید کر رہی ہو؟"

دُعا منہ بگاڑ کر ماتھے پہ بل ڈالتے بولی۔۔

"کیا؟ س سُر۔۔خی؟" آنکھیں چینی ہو گئیں۔

"ایکسکیوزمی۔۔ جا۔۔۔ یہ Maybelline کا بیبی لپس لپس گلاز ہے!"

خضر بیزار ہوتے نے لگا۔۔

"اماں یہ کن کاموں میں لگا دیہ ہے اِس کو۔۔ میں نے نہیں اِسے ایسے ۔ہر لے کر جا۔ اِسے کہیں ۔ٹی سی چادر کرے۔۔"

اب وہ اُسے گھورتے ۔۔انے لگا۔۔

"حد ہو گئی ہے۔۔ ز پڑھنے جا ہے۔۔ پ گلاز لگا یہ ہے۔۔" دُعا بے ش چہرے سے ۔ ذرا پھلائے اُسے بغور دیکھ رہی تھی۔ ہرنی آنکھیں پوری کُھل گئی تھیں۔۔

"رمضان کی وجہ سے dehydration ہو گئی تھی۔۔ اِس لئے لگائی ہے۔۔"

"تو تمہیں اتنا تیز رَ ہی تھا لگانے کے لیے؟"

پیچھے سے جہانیزب صا ۔ نے اُس کی گدی پہ دھیرے سے ماری تو دُعا چو۔ کر رہ گئی۔

"ہوہ!" خضر نے کوئی ردعمل نہیں دیہ۔ ا۔ر سے مغز اُبل کر رہ یہ تھا۔۔

جہا ن ی ب صا ب اُس کے سامنے چلے آئے۔۔

"نہیں تُجھے کیا تکلیف ہے لمبو؟ لگالی ہے اُس نے سرخی۔۔خود جو تُو یہ ب نکا سجیلا بن کر ب ہر نکل رہا ہے وہ نہیں آرہا تُجھے؟"

خضر ب ے ضبط سے د ب ئے دُعا کو گھور رہا تھا۔جہا ن ی ب صا ب نے اُس کا منہ اپنی جا ب موڑا۔

"اِدھر دیکھ۔۔اُسے کیا دیکھ رہا ہے؟ بن جا ۔۔اُس کا مرد۔۔پہلے پیروں پ کھڑا ہو جا!"

ربیعہ بیگم شیر خورمہ کا ڈونگا پکڑے ب ورچی خانے سے چلی آ ۔

"ارے کیا ہو َ ی ہے۔عید کے روز بھی لڑیں گے۔" خضر اُنہیں دیکھ کر ن ب تی ہو َ ی ۔۔

"امی دیکھ لیں۔آج بھی اپنے طعنوں کا بُل ڈوزر نے آ گئے ہیں۔۔" جہا ن ی ب صا ب نے اُس کا منہ چھوڑا۔۔تو خضر نے کراہ کر منہ پ ہاتھ رکھا۔دُعا سادگی سے اُسے دیکھتے آئی اور َ دن جھکا کر پلکیں جھپکاتے معصومیت سے بولی۔۔

"Am I giving you butterflies? ahm? ahm?"

خضر نے ب ے ضبط سے اُسے دیکھا اور میں سر ہلا کر چبا چبا کر بولا۔

"No, you can only give me blood pressure.. High blood pressure!"

دُعا کو ہنسی آئی۔۔اور وہ ضبط کرتے بولی۔۔

"اتنی سرد مہری نہیں اچھی چا ن میاں!"

خضر نے َ یبان در ت کیا اور کہتے آگے ب ڑھا۔۔

"I'd rather have a cold heart than a broken one, okay!!"

"ہوہ!" اور دُعا حیرت سے ٹھٹکی رہ گئی۔

خضر شیر خورمہ چکھنے لگا تو دُعا آ کر بولی۔۔

"کیا بات ہے؟"

خضر چمچ منہ سے لگائے کنکھیوں سے اُسے دیکھ کر بولا۔

"تھوڑی تمیز سے بات کر لیا کرو مجھ سے۔۔روز ابو سے جھاڑ پڑواتی ہو۔۔" اُس نے واپس شیر خورمہ کی چمچ بھری اور اُسے اُس کی جانب کیا۔

"لو چکھو!"

دُعا کن پٹی کھجاتے چکھ کر کہنے لگی۔۔

"تم کیا چاہتے ہو میں تمہیں آپ کہہ کر بلاؤں؟"

خضر نے بھوں اُٹھا کر اُسے تنقیدی نگاہوں سے دیکھا اور بولا۔۔

"اگر تم چاہو۔" دُعا نے تالی بجا کر فوراً کہا۔

"شٹ اَپ!!!" خضر اُسے ڈپٹنے کے لیے آگے آیا پیچھے سے جہانزیب صاحب آئے تو اُس نے اُس کے سر پہ ہاتھ تھپکے اور احتجاجاً مسکرا کر بولا۔۔۔

"چھوٹے لوگوں کو چھوٹی عید مبارک!!!"

جہانزیب صاحب حیرانی سے دُور کھڑے اُن دونوں کو ملنساری سے عید ملتے دیکھ رہے تھے۔۔

دُعا ہنسی دباتے بولی۔۔

"چھوٹی سوچ والوں کو بھی چھوٹی عید مبارک!!!"

خضر نے دُعا کا زور سے گال کھینچ کر مروڑا اور مسکرایا۔۔

دُعا ضبطی سے گال پھلائے اُسے گھور رہی تھی۔۔

خضر مسکراہٹ بھری چبھتی نظروں سے اُسے دیکھ کر بولا۔۔

"جگر حوصلہ۔۔اصلی شغل تو ابھی لگا ہی نہیں۔۔"

ہر کوئی تیار تھا۔۔بس ربیعہ بیگم گھر کے کاموں کے . . ت خیر کر رہی تھیں۔خضر خفگی سے لاؤنج میں کھڑا کہہ رہا تھا۔

"امی کام ہی ختم نہیں ہوتے آپ کے۔۔د یہ ہو جائے گی ی ر۔۔میں نے پہلی صف میں اُستاد کے پیچھے کھڑے ہون ہے ی ر!!نہ دیکریں پلیز!!"

وہ جھنجھلا کر بول رہا تھا۔دُعا کان ھے پ بیگ ٹ ئے ب ہر ن لگی تو خضر نے ہمشیہ کی طرح اُس کے کندھے میں پیچھے سے ہاتھ پھنسا کر اُسے کھینچا۔

"اونے پونے لوگ کہاں کو سوار ہیں؟"دُعا ننھی انگلی اُسے دکھائے بولی۔

"چان ب تمیزی نہ کرو میرے ساتھ!"

خضر ہنوز اُس کی َ دن میں ب زو پھنسائے بلند آواز میں بولا۔۔

"امی ہم جا رہے ہیں۔آپ انکل ہارون کے ساتھ آجان اچھا!" جہانیزب صا ب فوراً سے لاؤنج میں آتے بولے۔۔

"ہاں ہاں اچھا ٹھیک ہے!!"دُعا دروازے کی جان ب ہاتھ ب ڑھاتے بولی۔

"چلو آگے لگو۔۔"

کچھ ہی لمحے ہوئے تھے اُنہیں نکلے تو ب ہر کی بیل بجی۔ربیعہ بیگم نے تیار ہو کر ب ہر ن ت دروازہ کھولا۔۔

تو وقاص کھڑا تھا۔۔

"آ آ بھی جا !"وقاص شتابی سے بولا تھا۔اُس نے متلاشی نگاہوں سے ان رجھانکا۔

"چان کہاں ہے آ ؟"ربیعہ بیگم ب گمانی سے بولیں۔۔

" یَ ہے دُعا کے ساتھ۔دیکھو ذرا۔لٹو بنا یہ ہوا ہے چاند کو!" وقاص کے ساتھ وہ دُعا کی

۔ائی کرلیا کرتی تھیں۔۔

وقاص نے منہ کا زاویہ بگاڑ کر دن ہلائی اور کرنے لگا۔۔

"ہے ہی ایسی!" جہانزیب صاحب سیڑھیوں میں کھڑے جوتے پہنتے بولے۔۔

"اور تو بھی ایسی ہی ہے۔۔زنی کہیں کی!" وقاص نے چونک کر سخت خفگی سے جہانزیب

صاحب کو دیکھا۔۔تو ربیعہ بیگم یکدم کہہ پڑیں۔۔

" آئے ہائے۔۔کیا ہو یہ ہے چاند کے!" جہانزیب صاحب ہاتھ جھاڑنے لگے۔۔

"جس کو دیکھو پنجے جھاڑ کر میری معصوم بیٹی کے پیچھے پڑا رہتا ہے۔۔"

وقاص مصنوعی حیرت سے منہ بنا کر ٹھٹھا کرنے لگا۔۔

"معصوم؟" ربیعہ بیگم چابی نکال کر باہر سے لا لگانے لگیں۔۔

"انکل اَ اُس جیسا ای معصوم اور ہو جائے نہ۔۔تو رضیہ آ والی 'انی' ہی پڑ جائے۔۔"

جہانزیب صاحب اُسے ہاتھ دکھا کر تے کی بے کی بولے۔۔

"میاں تم تو جا کر نہ۔اپنے پشاوری اور سندھی کلچے سیکو۔۔یہ نہ ہو کہ تم گتھا ہوئے پڑے ہوں!"

وقاص ب ت انگیزی سے بولا۔۔

" آ انکل کو دیکھیں نہ۔۔" ربیعہ بیگم نے پرس کھول کر چابی اُس میں رکھ زپ بند کی اور

کہنے لگیں۔۔

"اوہو چاند کے کیا ہو یہ ہے۔۔کیوں سو یے سو یے بچوں سے بھڑ رہے ہیں!"

جہانزیب صاحب اُن پر بھی پڑھ دوڑے۔۔

"تم تو بس ہی کر دو آج۔۔دیکھ لیا میں نے تمہیں بھی آج۔۔بچھو کا ڈ ہے تم میں۔دیکھا میں

نے ابھی کیسے بات کررہی تھی تم میری بیٹی کے متعلق۔۔۔نہیں تجھے حیا نہیں آئی۔۔تیری زبان
نہیں کا ۔۔یہ بات کہتے!"
ربیعہ بیگم نے اُنہیں شاہانہ انداز میں انداز کرتے وقاص کی کہنی تھپکی۔۔
"چل بیٹے۔۔"
جہانزیب صاحب ذرا چو ۔۔
"یہ کیا۔" ربیعہ بیگم وقاص کے ساتھ سیڑھیاں اُتر کر جانے لگیں۔۔اور جہانزیب صاحب گڈمڈ سے خود کلامی کرنے لگے۔۔
"ذرا خواتین سج سنور کیا لیں۔۔مزاج ہی بدل جاتے ہیں اِن کے تو!"
انداز اکر کے عید کی نماز ہوگئی تھی۔۔جہانزیب صاحب بیزاری سے بیٹھے کہہ رہے تھے۔۔
"سعودیہ میں عید کی نماز تو بہت جلدی ہوتی تھی۔یہ پاکستان میں پتا نہیں ایسا کیوں ہوتا ہے۔۔"
(عرب مما لک میں رہنے والے بندے کی پاکستان آکر حیران و پریشان ہونے کی وجہ۔)
اُستاد خطبہ دینے لگے۔۔
"بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔۔الحمدللہ رب العالمین۔۔"
چند قرآنی آیات وہ پڑھنے لگے۔۔
"اے میرے رب میرا سینہ کھول دے۔اور میرا کام آسان کر اور میری زبان سے گرہ کھول دیکہ میری بات سمجھ لیں۔۔"
وہ خطبہ کا آغاز کررہے تھے۔۔
"السلام علیکم۔۔میرے مسلمان بھائیوں اور بہنوں۔۔آج آپ سب کو یہاں دیکھ کر یقین

مانیئے۔میں بیان نہیں کرسکتا میں کس قدر خوش ہوں۔آپ ب کومیری طرف سے عیدالفطر کی بہت بہت مبارک۔اللہ تعالیٰ اِس مہینے کو ہم ب کے لیے خیرو ت کا مہینہ بنائے۔۔مجھے امید ہے۔آپ نے فطرانہ عید کی ز سے قبل فنڈ بکس میں کردیہ ہو ی۔۔رمضان میں آپ کے دیئے گئے زکات فنڈس کا بہت شکریہ۔۔"

خضر ب سے آگے اُستاد کے سامنے بیٹھا۔َ دن سے دونوں مُٹھیاں لگائے بغور اُنہیں دیکھ رہا تھا۔ستارہ جیسے ستارے میں محو تھا۔اُستاد کی اچا ٘ اُس پ گئی۔تو بہت پیار آ ی۔اُنہوں نے ب کو دیکھتے بس اُس کے سر پ ہاتھ پھیردی۔۔

"میں زیدہ طویل خطبات کے بجائے مختصر اور جامع خطبات دینا پسند کرتہ ہوں۔۔اور یہی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے۔۔میں آج آپ کا زیدہ وقت نہیں لوں گا۔ب ت مختصر کروں گا۔۔ رمضان کے مہینے کا جو نچوڑ ہے وہ آپ کے ساتھ شئیر کرنے کی کوشش کروں گا۔۔"

وہ سانس ی ٘ کے لیے ٹھہرے۔۔اور پھر کہنے لگے۔۔

"رمضان۔۔جو کہ رحمتوں اور ب کتوں کا مہینہ۔َ ٘ ر چکا ہے۔یہ وہ مہینہ تھا۔جس میں اللہ نے اپنی کتاب کو ٘ زل کیا۔۔۔دیکھیئے۔۔حکم کوئی بھی ہو۔چاہے ز، صدقہ خیرات، روزہ سچ حق، اخوت ومساوات عدل وا ف، حجاب ی زکات۔یہ دین کا حصہ ہے۔اور دین کو ای ب ر ب قبول کیا جاتہ ہے تو پھر اُسے خود سے الگ نہیں کیا جاتہ۔۔اللہ کا کوئی بھی حکم ما ۔۔اُسے پھر ت ک نہ کریں۔کیو یہ آپ کے ایمان کا حصہ بن جاتہ ہے۔۔۔یہ چیز۔۔یہ ب ت۔۔ہمیں رمضان کا مہینہ سکھانے آتہ ہے۔۔اِسی لیے میں اِسے پ یکٹیس کا مہینہ کہتا ہوں۔۔٘ اک اللہ خیر آپ ب کا یہاں آنے کا۔۔میری آپ ب کے لیے دُعا ہے کہ اللہ

آپ کو ماہ رمضان کی طرح بقیہ کے مہینوں میں بھی خلوص سے عبادت کرنے کا موقع اور ہمت فرمائے۔۔آمین۔۔" وہ سانس ینے کے لیے ٹھہرے اور پھر کہنے لگے۔۔

"وآخر دعوانا آن الحمدللاہِ رب العالمین والصلاۃ والسلام علی آشرف المرسلین سیدنا محمد وعلی آلہ و اصحابہ اجمعین۔۔السلام علیکم ورحمۃ اللہ!!" ہال میں سبھی مرد وحضرات اُٹھ کھڑے ہوئے۔۔اُستاد نے مسکرا کر خضر کو دیکھا اور عید ملنے کے لیے اُسے گلے لگا کر زور زور سے اُس کی پشت تھپکی۔۔۔

خضر ذرا چونکا۔۔شاید وہ پِٹ رہا تھا۔۔

"تم نے بہت ستایا ہمیں!!" ہڈیوں سے ٹھپ ٹھپ سی آواز آئی۔۔خضر جان بخشی کے غرض سے کہنے لگا۔۔

"اُستاد!!"

اُستاد اُس کی پسلیاں دبا تے اُس کو احتجاجاً مسکرا کر دیکھتے رہے۔۔۔

شام کو بھارت بمقابلہ ساؤتھ افریقہ میچ تھا۔۔ورلڈ کپ کی دھوم ہر سو چھائی تھی۔۔زین کے ہاں بھی دوست جمع تھے۔۔زین ہاتھ اُٹھا کر دُعا کر رہا تھا۔۔

"اللہ سونیا۔۔کوئی وی جِتے۔۔بس بھارت نہ جِتے۔۔بھارت باہر ہو جائے۔۔مالک مولا فقیر پاکستان جِتے نہ جِتے کوئی غرض نہیں!!"

رضیہ آپا نے پیچھے سے اُس کے سر پر ایک دھری۔خضر نے یکدم گردن گھما کر اُنہیں دیکھا۔رضیہ آپا اُسے جھڑک کر کہنے لگیں۔۔

"کیوں؟ تیری ماں ماری اے بھارت نے؟ کرکٹ میچ ہے پُترا۔کھیل اے۔جنگ نہیں اے۔۔" اور زین منہ بنا کر سر ملتے بیٹھ گیا۔۔۔

"مہا. وں میں دھی کیا بیاہ دی۔۔۔اماں کی تو ٹو رہی. ل گئی اے۔"

☆.....☆.....☆

"دور کے چاند کو ڈھونڈ ونہ کسی آ میں

یہ اجالا نہیں آنگن میں سمانے والا"

(ن افاضلی)

قرۃ العین کی شادی خیر سے ن رگئی تھی۔۔۔خضراب ہار نہیں ما تھا۔دُعا پ س ہو گئی تھی۔۔وقت َ ن رتے جا رہا تھا۔۔دُعا نے ز پڑھ کر سلام پھیرا اور دُعا کے لیے ہاتھ کا پیالہ بنا یا اور بڑی آس اور امید سے اُسے پکارا۔۔

"اے اللہ۔۔چاند کے لیے کوئی راستہ کھول دے ن۔۔اَ تُو نے راستہ ن کھولا تو ہم مایوس ہو جا گے۔۔اور کُفر کر بیٹھیں گے۔۔ابو کے سامنے رسوا ہو جا گے۔۔کچھ کریں ن اللہ۔۔ن ہم کبھی بھولے ہیں کہ ہم کیا تھے اور تُو نے ہمیں کیا بنا ڈالا۔۔اور ن ہی ہم بھولیں گے۔۔ہم کبھی تیری دی شہرت پ گھمنڈ نہیں کریں گے۔ہم کبھی اسراف نہیں کریں گے۔۔میں وعدہ کرتی ہوں اللہ۔۔ہم اپنی حیثیت کبھی نہیں بھولیں گے۔۔"

کھڑکی پ کسی نے زور زور کی دستک دی۔۔دُعا نے میکا ان از میں َ دن موڑ کر دیکھا تو وہ پھولے ہوئے سانس سے کھڑکی میں پ ڑھ کر بیٹھا۔۔

"تم دروازے سے بھی آ تھے۔۔یوں آتے تمہیں ڈر نہیں لگتا؟"

دُعا خفا ہوتے بولی تھی۔۔جواباً اُس نے شانے اچکا کر محظوظ ہوتے کہا۔۔

"بس سوچ رہا تھا کہ میرا دن اتنا اچھی طرح کیسے ن رسکتا ہے۔۔"

دُعا نے بڑی سرد مہری سے اُسے دیکھتے پ یں سکیڑ لیں۔۔

"سیانے کہتے ہیں منہ اچھا ہو تو بات اچھی کرتے ہیں۔۔ اُستاد کہتے ہیں منہ بُرا اچھا ہے تو بات بھی اچھی کرتے ہیں۔۔"

خضر نے بامتانت سر ہلایا اور پھر کہا۔۔

"ایک ٹوئر جا رہا ہے زمبابوے۔۔ ایک پلئیر ان فِٹ ہوگیا ہے۔۔ اور ایک کو اِنجری ہو گئی ہے۔۔"

دُعا نے بغور اُسے دیکھتے پوچھا۔۔

"تو ہم تو کچھ نہیں کر سکتے۔۔"

یہ کہتے وہ اُٹھ کر جائے نماز تہہ کرنے لگی۔۔ اور اُس نے یکدم چونک کر اُسے دیکھا۔۔۔

بتیسی نکلی۔۔ گال بشاشت سے سرخ ہو گئے۔۔

"چِٹے حبشی۔۔ کہہ دو کہ۔۔"

یہ کہتے وہ تیزی سے اُس کی جانب دوڑی آئی۔۔ خضر بڑی سنجیدگی سے منہ بنائے بیٹھا تھا۔۔ کوئی ردِعمل نہیں آیا تو دُعا کا چہرہ پژمردہ ہوگیا۔۔ اُس کے سامنے امید ہار جاتی تو اُس کا کیا ہوتا۔۔

وہ بمشکل مسکرائی۔۔

"کوئی بات نہیں۔۔ ابھی آگے بہت موقعے آئیں گے۔۔" جائے نماز پلنگ پر رکھ کر یہ کہتے وہ پلٹی۔۔

"میں امی کو بلاتی ہوں۔۔"

دل چاہا تھا پھوٹ پھوٹ کر روتی۔۔ آگے بڑھی۔۔ "جو خواب پورے نہیں ہوتے۔۔ اُنہیں کسی کے توڑنے سے پہلے خود توڑ دینا چاہیے۔ درد تو دونوں طرف سے ہو گا۔۔ لیکن پھر اُ

مجروح نہیں ہوگی!"

وہ مایوس ہونے لگی تھی۔۔شاید وہ مایوس ہو چکی تھی۔۔

جانے لگی تو کانوں میں ایک پرکشش سی خوش آئندہ آواز گونجی۔۔

"پیکنگ کر دوگی نا؟"

وہ کرنٹ کھا کر جھٹ سے پلٹی۔۔خضر رُخ موڑے کھڑکی میں بیٹھا بہر دیکھتے ذرا مسکرا رہا تھا۔۔

دُعا نے پلنگ پر پڑا تکیہ اُٹھا کر اُس کے منہ پر مارنے کے لیے پھینکا اور اُس نے کیچ کیا۔۔

"کھٹمل۔۔بندر میرے سے مذاق کرتے ہو۔۔۔۔"

وہ غصے سے آگے آئی اور وہ چھلانگ لگا کر نیچے آتے باہر بھاگا۔۔

دُعا حسبِ معمول اُس کے پیچھے دوڑی۔۔

"رُک جاؤ۔۔چڑے حبشی۔۔"

وہ دُعا تھی اور وہ وہ اُس دُعا کی آمین۔۔ہاتھ اُٹھائے تو اُسے سُننی تو تھی۔۔رات کو وہ چھت پر کھڑے تھے۔۔چاندنی رات میں ستارے بڑی درخشانی سے چمک دمک رہے تھے۔۔۔خضر نے ممنون انداز میں کہا۔۔

"Thank you for standing by my side!"

دُعا نے کنکھیوں سے اُسے دیکھتے شوخ ہو کر کہا۔۔

"میرا شکریہ ادا کرنا ہوتا ہے۔۔تو اُسے پریکٹکلی کر کے دکھایا کرو۔۔ایسے ہی کراچی حلیم کا حلیم ہی لے آتے ہے۔۔"

خضر بس خفگی سے لب بھینچے اُسے دیکھتا رہ گیا اور آہستگی سے دل میں بولا۔

"اِس کی چٹخوری ز ۔ن کا کوئی علاج نہیں۔"

دُعا اُس سے دلچسپی سے پوچھنے لگی۔۔

"ویسے چا۔ اِس ٹف ٹائم میں تم نے کیا سیکھا ؟" تیز خضر آنکھوں نے آسمان کی جا۔ دیکھا۔۔ای گہری سانس لی اور بولا۔۔

"زن گی ای ۔ رملتی ہے۔۔اور اُسے بھی کسی کے آگے ہاتھ پھیلا کر گنوا دوں؟"

اگلے روز دُعا خضر کی پیکنگ کر رہی تھی۔۔خضر اُسے بتا رہا تھا کیا رکھنا ہے کیا نہیں۔۔

۔ ہی ربیعہ بیگم ہاتھ میں کچھ شرٹیں پکڑے کمرے کا دروازہ کھول کر کمرے میں چلی آ ۔۔

"چا۔ یہ شرٹیں۔۔"

اُس نے َ دن موڑ کر اُنہیں دیکھا۔۔

"امی وہاں بہت سردی ہے۔۔اُن کی َ می دسمبر میں ہوتی ہے۔"

اُنہوں نے ذرا حیرت سے اُسے دیکھتے پوچھا۔۔

"ہیں کیوں؟"

خضر پلنگ کی جا۔ جانے لگا۔۔

"امی ایسا ہی ہو ہے۔۔اُن کی بہار اکتو۔ میں ہوتی ہے اور ۔ اں مارچ میں۔"

ربیعہ بیگم نے حیران پ یشان ہوتے پوچھا۔۔

" کیوں؟"

وہ پلنگ پ بیٹھا اور اُنہیں دیکھ کر کہنے لگا۔۔

"امی یہ جو د سیارہ ہے ۔ اِس کے دو حصے ہیں۔۔شمالی اور جنوبی۔۔جسے انگری ی میں

northern and southern hemisphere کہتے ہیں۔۔تو جیسے کہ آپ کو معلوم ہے کہ یہ سیارہ سورج کے گرد گھومتا ہے۔۔تو جو شمالی حصہ ہے اُس کا زیادہ رخ سورج کی جانب مارچ سے ستمبر تک ہوتا ہے۔۔جس کی وجہ سے یہاں پاکستان اور ایشیاء میں آنے والے سبھی ممالک سوائے انڈونیشیا کے جو شمالی نصف کرہ میں آتے ہیں وہاں گرمی پڑتی ہے۔۔انڈونیشیا دراصل جنوبی نصف کرہ میں داخل ہو جاتا ہے۔۔۔۹۰ فیصد انسانوں کی تعداد شمالی نصف کرہ میں رہتی ہے اس لیے جنوبی نصف کرہ کے برعکس آلودگی شمالی نصف کرہ میں زیادہ ہوتی ہے۔۔حتیٰ کہ جنوبی نصف کرہ کے ممالک کا آسمان اتنا صاف ہوتا ہے کہ رات کو وہاں ستارے ہیرے کی طرح چمکتے ہوئے دکھائی دیتے ہیں۔جنوبی نصف کرہ کی جانب سورج کا رُخ ستمبر کے بعد زیادہ ہوتا ہے۔۔جبھی جنوبی نصف کرہ میں آنے والے ممالک میں ستمبر اکتوبر میں برف پڑنا لگ جاتی ہے اور نومبر دسمبر میں شدید گرمی ہو جاتی ہے۔۔"

"اوہ۔۔" ربیعہ بیگم نے متعجبانہ انداز میں سر ہلاتے کہا۔۔

"صحیح صحیح۔"

☆.....☆.....☆

"عروجِ آدمِ خاکی سے انجم سہمے جاتے ہیں
کہ ٹوٹا ہوا تارہ مہ کامل نہ بن جائے"

(علامہ اقبال)

جہانزیب صاحب اُس کے جانے پر خوش تھے بھی اور نہیں بھی۔جانے سے پہلے اُنہوں نے اُس سے قول وقرار لے لیا تھا۔۔

"پڑھائی نہیں چھوڑے گا۔۔اور تیری کمائی سے ایک روپیہ میں نہیں کھاؤں گا!" خضر نے ادب

سے سر جھکا کر اُن کا شانہ چوما۔۔ جہانزیب صاحب نے خود کو سنگ ہی رکھا۔۔ وہ سیدھا کھڑا ہوا اور اُس نے اُنہیں دیکھتے کہنا شروع کیا۔

"اچھے دوست اور خاندان والے طبیعت کے اختلافات پر روٹھتے نہیں ہیں۔۔ کوئی چیز اتنی بڑی نہیں ہوتی۔۔ جو خون کے درمیان آجائے!"

دل تو پگھلا تھا۔۔ دل تو پگھل گیا تھا۔۔ شکست دیتے یا نہ دیتے۔۔ وہ ربیعہ بیگم کی طرف متوجہ ہوا۔۔ تو اُنہوں نے اُس کا ماتھا چوما۔

"چلتا ہوں امی!!"

"خیر سے جا میرا بچہ۔۔ روشن کر ملک کا نام۔۔ فتح کر کر لوٹنا۔!!" اب وہ دُعا کی طرف آیا۔۔ دُعا بازو پھیلائے مسکرائی۔۔ خضر نے انگلی دھیرے سے اُس کی پیشانی سے چھوئی۔۔

"جا رہا ہوں۔۔"

دُعا نے سادگی سے کہا۔

"جا کر آتے ہوں!"

خضر ہنسا۔۔

"ہاں جا کر آتے ہوں!!"

تو بلا آخر قسمت کُھل گئی تھی۔۔۔ اب سے زندگی کے باب سونے کے قلم سے لکھے جا رہے تھے۔۔۔ اُسے انٹرنیشنل لیول پر اپنی قابلیت ثابت کرنے کا موقع ملا تھا۔۔۔ دُعا کو پڑھائی سے جیسے بھی ذرا سی فرصت ملتی تو لاؤنج میں آ کر ٹی۔وی اسکرین پر ایک نظر ڈال جاتی۔۔ ربیعہ بیگم صوفے پر بیٹھیں اُلجھی اُلجھی سے بولیں۔۔

"دُعا یہ چاند کل بھی بیٹنگ کر رہا تھا اور آج بھی۔۔"

پتا اُسے خود بھی نہیں تھا۔۔اُس نے اُستاد سے پوچھا تھا تو اُسے پتا ۔۔
"ٹیسٹ میچ چار پ نچ دن چلتے ہیں۔۔"
خاصے بور قسم کے میچ لگتے تھے اُسے چار سے پ نچ دن والے۔۔ٹیسٹ میچ کے بعد ون ڈے بھی تھے۔۔زمبابوے ٹو وَر کا آ ی ون ڈے میچ تھا۔۔اِس کے بعد اُسے کچھ روز کے لیے پ کستان آ تھا۔۔اور پھر ایشیاء پ کی ری۔۔خاصا مصروف ہو تھا وہ۔۔۔
یہی تو چاہتی تھی وہ۔کہ اُسے پہچا ۔۔ اُسے ستائش بھری وں سے دیکھیں۔۔ وہ کچھ بنے۔۔اپنے ملک کا م روشن کرے۔۔اور وہ کر رہا تھا۔۔ کامیابی میں کسی کسی چیز کو تو قر ن ہو تھا۔۔اور وہ تھا وقت۔۔۔ا دوسرے کے لیے وقت۔۔۔ وہ پڑھ رہی ہوتی وہ فارغ ہوتا اور وہ فارغ ہوتی تو وہ کھیل رہا ہوتا۔۔ سو رہا ہوتا۔۔
ربیعہ بیگم ٹی۔وی اسکرین پ یں جمائے بیٹھیں مسکرا کر ہیجان خیزی سے بولیں۔۔
"دُعا ناوے ر بن گئے۔۔"دُعا نے مسکرا کر سر ہلا دی۔۔
"ا ءاللہ ابھی سینچری ہو جائے گی۔۔"
اسکرین پ خلوت پسند بلند پ واز و تیز نگاہ والا شاہین دکھائی دے رہا تھا۔۔
ساتھ ہی اُس نے چھکا لگا اور ربیعہ بیگم کی آنکھیں بھر آ ۔۔۔دُعا نے گال سے ا طرف مٹھی لگائے اسکرین پ اُسے اُ ر کر سجدے میں دیکھا تھا۔۔لوگ کہتے تھے کہ کھلاڑی سینچری کے بعد سجدے کیوں کیا کرتے تھے۔۔اُستاد نے اُنہیں بتا تھا۔۔۔
حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنی قوم کے ساتھ کسی شہر کو فتح کر کے اُس میں داخل ہونے والے تھے تو اللہ تعالیٰ نے اُنہیں حکم دی تھا کہ اُنہیں شہر میں سجدہ کرتے ہوئے داخل ہو ہے اور ساتھ حطۃ یعنی مجھے بخشش دے کہنا ہے۔۔ بنی اسرا نے اُس لفظ کو ل کر کہہ دی حطۃ۔۔حطۃ کا معنیٰ

تھا گندم ۔۔اور پھر اُس شوخی پہ اللہ نے اُنہیں ز. د ٹ پکڑ میں لیا۔اِسی طرح . مسلمانوں
نے مکہ فتح کیا تھا تو ٹ . بھی وہ یوں سجدہ کرتے ہوئے مکہ میں داخل ہوئے تھے۔۔ا ی
مسلمان کے لیے فتح او ئی اور بلندی پہ پہنچ جا. نہیں ہو ٹ بلکہ ا ی مسلمان کی فلاح اور کامیابی
تو سجدے میں ہوتی ہے۔۔ . فلاح ملتی ہے تو ا ن میں تکبر کا عنصر خود بخود ہی آ جا ٹ
ہے۔۔ولولہ انگیزی سے اُس کا خون یوں جوش مار ٹ ہے کہ وہ اپنی . رمل اسٹیٹ میں نہیں رہ
پہ ٹ ۔۔تو ٹ . یہ عا. ی کا سجدہ اُسے اُس تکبر سے دور کھینچ لا ٹ ہے۔۔۔اور یہ سجدہ ٹ . ٹ کر دیتا
ہے۔۔مجھے . ج سی بلندیوں پہ پہنچانے والا میرا رب ہے۔۔ورنہ میں تو ا ی خاکِ نشیمن
ہوں جس کی . ک آج بھی خاک آلود ہے۔اُستاد یہ بھی کہتے تھے۔۔ز. گی میں . . بھی
کامیابی ملے تو کبھی بھی یہ مت سوچنا کہ وہ سجدے میں َ جانے والا زمانہ اب نہیں رہا۔۔موقع
ملے تو فوراً َ جا. ۔۔یہ موقع بھی خوش نصیبوں کو ملتا ہے۔۔ . واپس لوٹ تو اسکوا ٴ والوں
نے اُسی دھوم دھام سے اُس کا استقبال کیا تھا جیسے پہلے کیا تھا۔۔جیسا . کچھ چھوڑ َ ی تھا
. کچھ ویسا تھا۔۔۔دُعا پہ گئی تو لبوں پہ وہی . م سی مسکراہٹ تھی جو اُسے چھوڑتے وقت
دیکھی تھی اور آج واپسی پہ دیکھ رہا تھا۔۔بظاہر دیکھا جا ٹ تو ابھی اُس کے پہ س کچھ خاص .
تھا۔۔ وہ لڑکی اُسے یہ محسوس کرانے میں کوئی کمی نہیں چھوڑتی تھی کہ اُن کے پہ س . کچھ
تھا۔۔۔اور اُس . کچھ کے احساس میں اُسے اللہ کی تمام ٹ نعمتیں خود کو ملی ہوئی محسوس ہوتی
تھیں۔۔د کی ساری دو ٹ کو بھی وہ ا ی میزان میں رکھ دیتا اور دوسری جا. . اُس لڑکی کو۔تو
اُس لڑکی کا پلڑا کبھی نہ اُٹھتا۔۔اُسے اللہ نے بہترین سے نواز دی تھا۔اِس کا ا. ازہ اُس نے
اُس مسکراہٹ کو دیکھتے لگا ی تھا۔۔۔

رات کو . چھت پہ تنہا . ت کرنے کے لیے ملے تو ٹ . بھی اُس نے اُسے وقت . دینے کا کوئی

گلہ نہیں کیا۔۔ہاں البتہ فالودے کی خواہش ضرور کی تھی۔۔۔وہ زمین پہ بیٹھی فالودا کھاتے کہہ رہے تھی۔۔

"فلیٹ کے پیسے جوڑنا شروع کردو۔"

خضر نے اُسے دیکھتے سادگی سے کہہ دیا۔۔

"میں نے ٹورنامنٹ پہ ملنے والی پرائز چیریٹی میں ڈونیٹ کردی ہے۔۔"

وہ ذرا چونکی۔۔اُس نے میکانکی انداز میں پلکیں اُٹھا کر اُسے دیکھا۔۔

منہ ذرا حیرت سے کُھلا۔۔کوئی اعلان کیا تھا۔۔کسی سے کہا تھا۔۔۔وہ بار بار فلیٹ کا ذکر کر رہی تھی تو اب اُس نے اُسے بتایا تھا۔وہ بمشکل کہہ سکی۔۔

"تم نے۔۔"

"اللہ کو دی چیز کی نمائش کون کرتا ہے دُعا؟صدقہ اللہ کے نام پہ ہی تو ہی دیتے ہیں۔۔"

وہ ہاتھ میں کاغذ کی کون پکڑے بیٹھا بُھنے ہوئے چنے کھا رہا تھا۔۔مختصر سی بات کہہ کر وہ خاموش ہوگیا۔۔دُعا بغور متحیر نگاہوں سے اُسے دیکھ رہی تھی۔۔ سب اُس سے محبت کیا کرتے تھے۔۔اُستاد۔۔اُس کے دوست۔۔اور وہ خود بھی۔۔۔اُس کی زندگی میں جو کوئی بھی آتا تھا۔۔اُسے بہت چاہتا تھا۔۔وہ جان کر بھی جان نہیں پاتی تھی کہ کیوں۔۔۔ اب جان گئی تھی۔اُسے سب کیوں چاہتے تھے۔۔اُسے وہ کیوں چاند بلاتے تھے۔۔۔دُنیا میں خوبصورتی کا شمار اُنہی چیزوں میں ہوتا ہے جو کسی کو نفع پہنچانے کے لیے بنی ہوتی ہیں۔۔جیسے چاند۔۔اپنے میں رہنے والے کو کبھی کوئی نہیں چاہتا۔چاند سب کی توجہ کا مرکز ہوتا ہیں۔کیو وہ دوسروں کو نفع پہنچاتا ہے۔۔دوسروں کے لیے راتوں کا بادشاہ ہے۔۔۔وہ آفتاب کی طرح خطرناک نہیں ہوتا۔۔وہ زمستان ہوتا ہے۔۔سورج سے روشنی مانگ لاتا ہے۔۔۔لوگوں

کی تاریکیوں کو روشن کرنے کے لیے۔۔۔ ہر کوئی چاند نہیں ہوتا۔۔ چاند صرف ایک ہی ہوتا ہے۔۔ انجم جس کی چاہ میں انسان وہ بنا۔۔ کا قمر بن چکا تھا۔۔ وہ اُسے بتانا چاہتی تھی۔۔ جس راستے پر وہ ایک ساتھ چلے تھے وہ اُس سے کتنا آگے کھڑا تھا۔۔۔

ایشیاء کپ کی تیاریاں زوروں شوروں سے ہو رہی تھیں۔۔ دُعا اُس تاکید کرتے کہہ تھی۔۔

"جس دن بھارت کے ساتھ میچ ہو گا۔۔ مجھے اُمید ہے۔۔ تم despo والی حرکت نہیں کرو گے۔۔ کرکٹ صرف گیم ہے۔۔ رائیٹ۔ پتا ہے نا۔۔ اُستاد کیا کہتے ہیں۔۔ دین ہمیں نفرت نہیں سکھاتا۔۔۔ دین ہمیں تعصبات نہیں سکھاتا۔۔ دین ہمیں کسی کافر سے بھی نفرت کرنا نہیں سکھاتا۔۔ دین ہمیں منفی انسان نہیں بناتا۔۔ دین ہمیں امن سکھاتا ہے۔۔ دین ہمیں اخلاق سکھاتا ہے۔۔۔ دین ہمیں وہ بالکل نہیں سکھاتا جو ہم نے اِس سے جوڑ لیا ہے۔۔"

کبھی سوچا بھی نہ تھا۔۔ کہ وہ اِس قدر مصروف ہو جائے گا۔۔۔ ٹیم میں اب اُس کی مقبولیت ہونے لگی تھی۔۔ سال کے آخری ماہ کا آغاز ہونے والا تھا۔۔ کچھ دن کے لیے وہ آیا تھا۔۔ اور اُسے اب پھر جنوبی افریقہ جانا تھا۔۔ جنوری میں اُسے واپس آنا تھا کچھ دن فارغ اور پھر پی۔ ایس۔ ایل۔۔

وہ دُعا کے کمرے میں بیٹھا موبائل استعمال کر رہا تھا۔۔ جہانزیب صاحب گھر میں نہیں تھے۔۔

دُعا نے کمرے میں آ کر دروازہ بند کرتے پوچھا۔۔

"کب کی فلائیٹ ہے؟"

خضر نے اسکرین پر سے نظریں ہٹا کر اُسے دیکھا۔۔ دُعا اُس کے قریب آئی۔ قریب آئی تو خضر کی دُعا کے قمیض پر پہنے سیاہ بریسلیٹ پر نظر پڑ گئی۔۔

"تم نے میرا اپ پہنا ہے دُعا۔۔"

وہ ٹھٹکی۔۔اُس نے میکا ان از میں دن جھکا کر دیکھا اور قت چینی آنکھیں بنائے ز دستی پھیلائے مسکرائی۔۔

"ھی ھی۔۔"

بچپن میں تو شرٹیں بھی پہن لیتی تھی۔۔ہاں اب سو اپ جیکٹس پہنتی تھی۔۔وہ اُٹھا اور الماری کی جا پ ۔۔

"یہ کیا تمیزی ہے۔۔"

دُعا گھبرا کر اُس کے پیچھے دوڑی۔۔وہ الماری کے پ ٹ کھولنے لگا۔تو وہ فوراً سے سامنے آ کھڑی ہوئی۔۔

"You are not allowed to see my wardrobe!"

خضر کو غصہ پڑ ھا۔۔

"And you are not allowed to allow me!"

اُس نے غصے سے بھینچ لیے۔۔

"یہ ای اخلاقی م ہے۔۔"

"تم نے میرے اپ رکھ لیے ہیں ؟" اُس نے ذرا خفگی سے پوچھا۔اُس نے ڑی سادگی سے کہا۔۔

"صرف وہ والے جن میں یہ طے کر مشکل ہو کہ وہ لڑکے کے ہیں یا لڑکی کے۔۔"

اور وہ غصے سے بھینچے رہ گیا۔۔سمجھ نہیں آ تھا کرے تو کیا کرے اُس لڑکی کا۔

جنوبی افر میں اُس نے اپنی اعلیٰ کار دگی دکھائی اور دو میچوں میں لگا رتقریباً ہارے ہوئے

میچ کو یکے بعد د نو چھکے لگا کر فتح کی جا ۔ موڑا اور سکسر سلطان کا خطاب حاصل کر لیا۔۔ ۔ جنوبی افر سے لوٹ تو اُس نے ا شا ارعلاقے میں اپنا فلیٹ لیا تھا۔۔فلیٹ کا ابھی کچھ کام چل رہا تھا۔۔خوشی تو ۔ کو ہی تھی اُس کے فلیٹ کے وقاص اُس سے خفا بھی تھا۔۔" کیا کمی ہے یہاں؟"

جواباً اُس نے مسکرا کر بس کہہ دی تھا۔۔

" کوئی کمی نہیں تھی۔ بندے کا کوئی اپنا ٹھکانہ بھی تو ہو چاہیے ۔۔" ربیعہ بیگم خوش تھیں راض بھی ہو ۔

" چار پیسے جُڑ گئے تھے۔۔تو کیا تھا۔تھوڑا اٹھہر جا ۔۔"

جیسے ہی جہا ۔ صا ۔ کو خضر کے فلیٹ کے متعلق علم ہوا۔اُنہوں نے وہاں جانے سے دو ٹوک انکار کر دی تھی۔

" میں نہیں رہوں گا اُس حرام کے فلیٹ میں!" جواباً خضر نے سادگی سے شانے اچکا کر کہا۔

" ٹھیک ہے امی اور دُعا میرے ساتھ رہیں گے!"

یہ کہہ کر اُس نے اُن دونوں کو دیکھا ربیعہ بیگم کا مجبور چہرہ بتا ۔وہ شوہر کو نہیں چھوڑ سکتیں۔خضر کو بُرا لگا۔۔اُس نے دُعا کو دیکھا۔۔

وہ اُس کی طرف ۔ ھا اور اُس نے اُس کا ہاتھ فت میں لیا۔

" تم تو نہ بھی مانو۔۔تمہیں میں لے کر جاؤں گا!" جہا ۔ صا ۔ کاؤچ پ بیٹھے چنگھاڑے۔

" چھوڑ اُس کا ہاتھ!" ۔ نے چو کر اُنہیں دیکھا۔۔۔

جہا ۔ صا ۔ سختی سے بولے۔۔۔

" ۔ ت اِس کی پڑھائی مکمل نہیں ہوگی۔۔ت ۔ ت رخصتی نہیں دُوں گا!!"

خضر نے میکا ا ازمیں سرد وں سے دُعا کو دیکھا۔دُعا بے وں سے اُسے دیکھ رہی تھی۔۔

"تم چل رہی ہو کہ نہیں؟" دُعا نے کنکھیوں سے پ کو دیکھا۔۔ربیعہ بیگم کا کلیجا منہ کو آنے لگا۔۔دُعا گھبراہٹ سے اُس کا ہاتھ جھٹک کر بولی۔۔۔

"میں۔۔میں نہیں جا رہی۔۔میں نے امی ابو کے ساتھ رہنا ہے!!" یہ سُن کر تو جہا صا کا سینہ فخر سے چوڑا اور سر فخر سے او ہو ۔۔

"دیکھ لیا؟" خضر کچکچاتے جھلا کر پلٹا۔۔

" پ کے م پ جالا د ہے یہ آدمی!" ربیعہ کا چو کر منہ کُھلا۔۔۔ خضر غصے سے ہر نکل ۔۔اور جہا صا ربیعہ بیگم کو طعنے مار کر کہنے لگے۔۔

"دیکھ لیا دیکھ لیا۔۔پیسہ ابھی آ نہیں۔اور غرور ساتویں آسمان پہ پہلے پہنچ نواب کا!" دُعا نے بے چینی بھری وں سے دروازے کو دیکھا جہاں سے وہ را تھا۔۔

"اب کیا ہوگا؟ چا اکیلا کیسے رہے گا؟"

خضر روٹھا تھا۔۔اِس لیے وہ اُسے منانے اپنی مصروف روٹین میں سے بمشکل وقت نکال کر فلیٹ دیکھنے آئی تھی۔۔ربیعہ بیگم تو پہلے ہی فلیٹ دیکھ گئی تھیں۔۔وہ گھر کے کونے کونے میں جا کر کہتے بتا رہی تھی۔۔

"یہاں صوفے۔۔"

"اور ہاں ای لکانی میں ر کے لیے سوئینگ چئیر۔۔"

جی ہاں۔۔یہ وہی پھوہڑ لڑکی تھی جسے صفائی ستھرائی گھر داری میں کوئی دلچسپی نہیں تھی۔۔۔خضر کے لیے وہ فلیٹ بس ای فلیٹ تھا۔۔ دُعا کے لیے وہ اُن کے لیے کسی محل سرا کی ما

تھا۔۔جس کا وہ کونہ کونہ سجانا چاہتی تھی۔۔

مصروفیت کتنی ہوتی۔۔وہ ایک دوسرے کے لئے وقت نکال لیا کرتے تھے۔۔خضر اپنی ٹیم سنگ دبئی ایئرپورٹ پر موجود تھا۔۔بار بار دُعا کی کال اُسے آ رہی تھی۔وہ اُسے کہہ بھی چکا تھا۔آ کر بات ملاقات ہوگی۔۔لیکن وہ پھر بار بار کال کر رہی تھی۔۔اُسے نہ چاہتے ہوئے بھی کال اُٹھانی پڑی۔۔اِس سے پہلے وہ منہ کھولتا۔وہ گلا پھاڑ کر بولی۔۔

"چاند !!!!!"

خضر نے زور سے آنکھیں میچ لیں۔۔

"چاند انکل زکوان کی بیکری سے میری مٹھائیاں لے لی ہیں؟ اور آمنہ کہہ رہی تھی!" خضر نے کنکھیوں سے سب کو دیکھا اور غصے سے سرگوشی کرتے بولا۔

"دُعا لِسن ٹو می!"

وہ خاموش ہوئی۔۔

"میں یہاں تمہارا شوہر چاند نہیں ہوں۔۔یہاں میری کچھ ذمہ داریاں ہیں۔۔اور یہ میری جاب کا حصہ ہے۔۔۔جب کہا ہے ایک بار لے آؤں گا لے آؤں گا۔۔بار بار کال کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔تو نہیں ہے!!"

اور اُس نے کال کاٹ دی۔۔دُعا نے کھولتے دماغ سے فون ہٹایا۔۔چہرے پر سرخ رنگ اُبلتے ہوئے جیسے واضح ہونے لگا۔اور دُعا گلا پھاڑ کر چلائی۔۔۔

"امی!!"

"امی!!"

"امی چاند کو کوئی اور لڑکی پسند آگئی ہے!!" خضر کے پاکستان آنے سے پہلے اُس نے سب کو اُن

کے خلاف پڑھادیتھا۔۔ ۔ اسکوائر آیا تو جس سے ملتا سرد سا جواب ملتا۔۔

انکل ہارون کو دیکھتے وہ مسکرا کر بولا۔۔

"اور انکل؟" انکل ہارون نے اُسے دیکھتے سادگی سے کہا۔۔

"اور تو تمہیں بھی جی بتلا گی!"

خضر ذرا چونکا۔۔

" کیا ہوا؟"

اُنہوں نے مختصر سا جواب دیا۔۔

"پوچھ لو خود ہی!!"

وہ پریشان سا اُلجھا اُلجھا اوپر آیا۔۔دروازے پر بیل بجانے لگا۔تو پہلے ہی دروازہ کُھلا۔۔سامنے ربیعہ قران مجید پکڑے کھڑی گھور گھور کر اُسے سرخ آنکھوں سے دیکھ رہی تھیں۔۔خضر گھبرایا ہوا سا بولا۔۔

"امی!!" ربیعہ بیگم سر کا دوپٹہ ٹھیک کر رہی تھیں۔چہرے پر سے پانی کی بوندیں بھی ٹپکتی اُسے دکھائی دیں۔غالبًا ابھی ابھی وضوء کیا تھا۔۔

" کھا قسم اِس مقدس کتاب پر ہاتھ رکھ کر اور بول۔۔۔تو میری شہزادی پر کوئی سوتن نہیں لایا!"

وہ ردِعمل نہیں دے سکا۔ا ب شل ہو گئے۔۔حواس کھو گئے۔۔۔

"امی!!"

"امی!!" بڑی دیر بعد آواز نکلی تھی۔۔۔

بڑی مشکل سے اُنہیں سمجھایا۔۔

"امی اِسے بیچ میں نہ لا ۔۔وہ جھوٹ بول رہی ہے۔۔میں وضوء کر کے یہ بھی کر دیتا

ہوں۔۔"

وہ اٹھ کر آتے اُن کے شانے تھامتے کہہ رہا تھا۔۔

"میں تسلی کروا دیتا ہوں !" ربیعہ بیگم نے بڑے ضبط سے اُسے دیکھا۔۔خضر غصے سے دانت رگڑتے دُعا کے کمرے کی جانب بڑھا۔۔

"سوت نہ کپاس جولاہے سے لٹھم لٹھا۔۔بونی !!"

دُعا آرام سے پلنگ پر کتابیں لیے بیٹھی تھی۔خضر نے اُس کے سامنے عربی مٹھائیاں رکھیں۔دُعا سر جھٹکے ہنسی دبائے اُنہیں دیکھ رہی تھی۔خضر طیش سے بولا۔۔

"تمہیں شرم نہیں آتی مجھ پر ایسا بھدا الزام لگاتے ؟"

دُعا نے معصومیت سے پلکیں اُٹھا کر اُسے دیکھا۔۔اور سادگی میں تیزی سے بولی۔۔

"نہیں !!" خضر کا خون کھولا تھا۔۔

خضر بولنے لگا۔۔

"تم !!" پھر رُک گیا۔۔۔

وہ بڑے صبر سے اُس کے سامنے بیٹھ گیا۔دُعا شاپر سے مٹھائیاں ایک ایک کر کے کھولنے لگی۔۔ایک ایک کر کے وہ ہر مٹھائی کا نام پڑھ رہی تھی اور اُنہیں چکھ کر ریٹ کر رہی تھی۔

"زولبیئا ھمم۔۔جلیبیاں۔۔جلیبیاں ہم نے عربوں سے پائی ہیں۔۔" خضر نے گردن موڑ کر اُسے دیکھا۔

"حلوات الجبن !"

"ھمم یہ کیا ہے؟" اُس نے ہاتھ بڑھا لیئے۔۔

حلوات الجبن سوجھی اور چیز کی مٹھائی تھی جس میں کریم بھری تھی۔۔وہ بھورے رنگ کے کرسپی

سے لڈو چکھنے لگی۔۔" یم یہ ۔ سے بیسٹ ہیں۔۔میٹھے لڈو!! کیا ۔م ہے اِس کا؟" وہ ٹ ے پ
سے ۔م پڑ ھنے لگی۔
"لقیمات!" پیشانی پ سے بل ہٹ گئے۔۔۔وہ دوسری ٹ ے کی طرف متوجہ ہوئی۔۔
" قطایف۔۔۔ھمم dumpling لگ رہے ہیں۔۔"
خضر کا چہرہ ۔رمل ہوَ یے۔۔کھاوہ رہی تھی۔مسکراوہ رہا تھا۔خضر چہرہ آسودہ ہو رہا تھا۔۔
"یہ تو بِسکٹ لگ رہا ہے۔۔اِسے معمول کہتے ہیں۔"
معمول کھجور پستے کی filling کے بِسکٹ تھے۔
دُعا نے ۔ چکھ لیا تو اُسے دیکھ کر ہاتھ جھاڑتے بولی۔۔
"ما۔ اب ہر کوئی تمہاری طوطی بولتا ہے۔۔لیکن جان من ڈی۔کے! " اُس نے طنزاً اُس کا گال کھینچا۔خضر کمپوز بیٹھا کوئی ردِعمل نہیں دے رہا تھا۔
" لیکن تمہیں ڈی۔کے کو اِگنور نہیں کر۔ چاہیے تھا۔۔"
دُعا قطایف کی پلیٹ کے جا۔ دیکھنے لگی۔خضر نے اُسے سادگی سے دیکھتے کہا۔
"میں نے تمہیں بہت مس کیا۔"
دُعا قطایف اُٹھا کر منہ میں لے جاتے بولی۔
"ہاں تو!" خضر نے سختی سے بھوں۔ن لی۔۔
ای ۔ راُس نے پھر سے ۔می کرنی چاہی۔۔وہ اُس کے سامنے چہرہ کرتے اپنے سادہ سنجیدہ ا۔ از میں بولا۔
" آئی لو یو!"
"دُعا نے اُسے بنا دیکھے زولبیئا اُٹھا کر کہا۔

"اچھا یو لومی تو جا کر آلو چھل دو۔۔میں نے فرائ پ ابنا ہے۔۔۔اور محبت محسوس کروانے کا ب ہ ہے۔۔" خضر کو شدی غصہ پڑھا تھا۔۔وہ تکان سے دن لڑھکاتے اُسے پکڑ کر ما گی سے بولا۔

"دُعا ر!!"

"امی سبزیں کاٹ دیں؟" وہ اُسے ا ازکرتے ہر دیکھتے پوچھ رہی تھی۔۔تبھی ربیعہ بیگم کمرے مین چلی آ اور راضی سے بولیں۔

"لا ددے لدا دے، لا دنے والا ساتھ دے!" خضر نے دونوں ہاتھوں سے سر پکڑ لیا اور ٹ نگیں ہر ئے لیٹ ی۔اُس نے آنکھیں موں کرا ٹھنڈی آہ لی۔ربیعہ بیگم وہیں کھڑے خضر کو دُعا کی شکایتیں لگا رہی تھیں۔۔

"بوڑھی ہو رہی ہوں میں اور یہ کوئی کام نہیں کرتی۔۔ہڈیں درد ہوتی ہیں میری۔۔سمجھا لو تم اِس کو چا ۔میں نے کچھ کہا پھر تمہارا پ اور تم میرے گلے لٹکو گے!"

"امی پلیز!!" وہ دھیرے سے بولا تھا۔۔

" کل میں نے اِس کو کہا مشین لگا دے!!"

"امی!!" وہ پھر پھٹتے سر سے بولا تھا۔

" کہتی ہے میں نے نہیں کر میرا پ وف ہے!!"

دُعا ہر چیز سے بے زمٹھائی کھائے جا رہی تھی۔۔۔

اور ربیعہ بیگم کلستی جا رہی تھیں۔۔۔

"امی!!" خضر کی آواز کرب اور درد سے مدھم ہو رہی تھی۔۔۔

" پھر سوں اِس نے پتا ہے کیا کیا!" خضر ق کی ما اُٹھ کر دھاڑا۔۔

"ی ر!!!"

دُعا اور ربیعہ بیگم منجمد ہو گئیں۔۔

خضر نے دونوں ہاتھ پلنگ پہ مارے۔۔

"ی رگھر آی ہوں۔آرام کرنے آی ہوں!!!"

خضر نے دونوں کو خفگی سے دیکھتے تنبیہ کی۔۔۔

"اب۔۔اب اَ آپ دونوں لڑیں۔۔۔تو پھر دیکھنا۔۔ا ن گھر سکون کرنے آ ہے۔۔۔یہاں سکون عذاب کیا ہے میرا!!"

" گندے ا ٹ ے!!!!"

ہر سے جہان ی صا کے نے کی آواز آئی تھی۔۔

"تیری پ رٹ ٹو کی ڈ ی ٹ ش ٹ آ گئی ہے!!"

خضر واپس سے ڈھک پلنگ پہ َ ا۔۔۔اور ب ل نوچتے پڑ پ ڑ ا ی۔۔

"ی۔۔۔ی ہ۔۔۔ی ر۔۔۔"

کامیابی جیسے اُس کی مُٹھی میں جکڑی گئی تھی۔۔موسمِ َ ماں کا آغاز ہو َ ی تھا۔۔خضر دُعا کی آنکھوں پہ ہاتھ رکھے اُسے لے کر چل رہا تھا۔۔وہ چلچلاتی دھوپ میں گھبراہٹ سے تلملاتے ہوئے کہہ رہی تھی۔۔

"بھئی پتا نہیں کس مٹی کے بنے ہو۔۔تمہیں تو ٹین نہیں پڑ ھتا۔۔۔۔البتہ مجھے ضرور پ ڑ ھ جا ہے۔۔کیوں لے کر آئے ہو اتنی َ می میں مجھے۔۔"

وہ ای نقطے پہ آ کر رُک َ ی۔۔۔اور اُس نے اُسے ٹھنڈا کرتے کہا۔۔

"او کیا او کے۔۔ریلیکس۔۔پہنچ گئے۔۔"

وہ پ ڑ کر بولی۔۔

"ہٹاؤ میری آنکھوں سے ہاتھ۔۔"

اُس نے دھیرے دھیرے اُس کی آنکھوں سے ہاتھ ہٹایا اور یکدم اُس کی سامنے کھڑی سیاہ ٹمٹماتی عمدہ. ا ٹ کی گاڑی پ گئی۔۔اُس کا ذرا منہ کُھلا۔۔مسکراہٹ نے دونوں رخساروں ہر ڈ ھا ڈالا۔۔

"تم نے گاڑی۔۔"

"ہم نے۔۔"خضر نے ت میم کی۔۔۔

حیرانی اِس ب ت کی تھی ابھی کچھ روز پہلے دُعا نے . اُس سے گاڑی کے متعلق پوچھا تھا تو خضر نے کہا ابھی ضرورت نہیں۔ ارا چل رہا ہے۔دراصل یہ تلقین ربیعہ بیگم نے ہی اُسے کی تھی۔بُرا وقت دیکھا تھا۔اِس لئے اب پیسے پ اعتبار نہیں کرتی تھیں۔کہتی تھیں۔'ہتھیلی پ آ ی ہوا پی کچھ بھی نہیں۔۔جو ہے وہ سنبھال کے محفوظ کیا ہوا ہی پی ہے!'

وہ بھاگ کر دروازہ کھول کر گاڑی میں بیٹھی۔۔اور خضر دوسری جا . سے دروازہ کھول کر ڈرائیونگ ی ٹ پ بیٹھا۔۔۔اُس کی آنکھیں بیقینی سے پھیل گئی تھیں۔۔وہ دن موڑ موڑ کر ا ر سے گاڑی کا جا ہ لے رہی تھی۔۔ایسی اعلیٰ گاڑی میں وہ ز گی میں پہلی مرتبہ بیٹھ رہی تھی۔۔وہ ا ا چیز کو د ت اور ننھی انگلی سے اشارہ کرتے ہیجان خیزی سے کہتی۔۔

"واؤ۔۔۔اِس کی سیٹس کتنی کمال ہے۔۔"

"واؤ۔۔چا اِس میں ایل۔سی۔ڈی ہے۔۔"

اب اُس نے ی ٹ پ پڑا کشن اُٹھا کر اُسے محوی ت سے دیکھتے کہا۔۔

"واؤ یہ massager کشن ہے۔۔"

وہ خاموشی سے اُس کے . ا. میں بیٹھا ہمیشہ کی طرح اُس کی سُن رہا تھا۔۔

"چا٘ یہ تو ا٘ رسے بھی چمچماتی ہے۔۔"

"تھینک یو سو مچ اللہ تعالیٰ!" وہ دونوں ہاتھوں کو آپس میں ئے آنکھیں چھوٹی کیے آسودگی سے بولی تھی۔۔اُسی لمحے آنکھوں سے بیاختیار ستارے ٹوٹے تھے۔۔

اُسے بیاختیار وہ دن یـ د آیـ تھا۔۔ . اُن کی استطا تـ . ئیک ٘ یـ نے کی نہیں تھی۔۔۔کیسے پیسے جوڑ جوڑ کر اُنہوں نے ا یـ . ئیک ٘ یـ ی تھی۔۔اُسے آج بھی اچھے سے یـ دتھا۔۔اور آج اُسے الل؟ نے کس قسم کے بہترین سے نواز دیـ تھا۔۔تقریباً وہ آدھا گھنٹہ وہاں بیٹھے زار و قطار روئی تھی۔۔۔ . ا. میں بیٹھا وہ خاموشی سے اُسے یـ ٹ دیکھ رہا تھا۔۔ذہن کی ڈا ئ ئی نے وہ وقت وہ دن وہ موسم وہ آ وٗں کا شروع ہو٘ اُس کی کہی ا یـ ا یـ . ت کو حفظ کر لیا تھا۔۔۔وہ اُس سے اکثر کہا کرتی تھی۔۔۔وہ کبھی وہ پـ انے دن نہیں بھول پـ ئے گی۔۔. . اُنہوں نے تنکا تنکا جوڑ کر اپنے اسکوا ئ والے فلیٹ کے لیے چیزیں ٘ یـ ی تھیں۔۔اور وہ آج اُسے یہ کہنا چاہتا تھا۔کہ وہ کبھی یہ دن نہیں بھولے گا۔ . اُس نے اُسے پہلی مرتبہ اُن کی گاڑی میں بٹھا یـ تھا۔۔تو وہ پورے پینتالیس منٹ اور اوپـ دس سکنڈ تـ روتی رہی تھی۔۔پہلی . ت اُس نے محظوظ ہوتے جو کہی تھی وہ تھی۔۔

"رولو۔۔رولو۔۔کرلوا٘ رسے . صاف۔" دُعا نے خفگی سے اُسے دیکھتے آ پونچھے اور پھر سنجیدہ ہوتے تـ کید کرتے کہنے لگی۔۔

"ویسے تو گاڑی میں . کچھ ہے۔۔ یہاں سامنے وہ کار فریشنر نہیں ہے۔۔وہ لے کر آؤ۔۔اور آ یـ تـ الکرسی لگاؤ یہاں۔۔۔ . بھی بیٹھو۔۔ . ہر نکلو پـ ڑھ کر پھو٘ کر جاؤ۔۔اللہ کے ایمان میں رہے گی۔۔آتی . کو ہے ذہن میں نہیں رہتا۔۔۔یہاں لگی ہو گی تو

ریما رکے طور پہ کام آئے گی۔۔"

جواباً اُس نے بڑی تابعداری سے سر ہلا دیا۔۔

"اچھا۔۔"

وہ بات بدلتے کہنے لگا۔

"تمہاری appointment ہے نا۔۔Hair specialist کے پاس!" یکدم سے دُعا کو یاد آیا۔

"ہاں!"

خضر جھٹ سے بولا۔

"چلو پھر خیر کیسی!"

وہ hair specialist کے پاس سے لوٹ رہے تھے۔دُعا گاڑی میں بیٹھے باہر سے محظوظ ہوتے گزرتی گاڑیوں کو دیکھ رہی تھی۔نہ گرمی کا احساس تھا۔۔نہ کوئی دھول گرد چہرے پہ۔۔لیکن دھنو آج بھی فیورٹ تھی۔۔خضر نے تبسم سے ایک نظر اُسے دکھا اور پھر سنجیدہ ہوتے ڈرائیو کرنے لگا۔۔دُعا نے اب کسی خیال سے بیگ کھولا اور اُس میں سے گولیوں کی بوتل نکالی۔۔وہ ایک ایک کر کے اُن پہ سے پڑھنے لگی۔

"Cod liver oil."

"Vitamin B-complex ھمم!!" اُس نے کچھ سوچتے سر ہلایا۔۔تو خضر پوچھنے لگا۔۔

"ویسے اب تم دوا prescribe کر سکتی ہو؟" اور دُعا کے ہاتھوں سے چونکنے کے مارے دوا کی بوتل گر گئی۔۔خضر نے یکدم اُسے دیکھا۔۔۔چہرے کی ہوائیں اُڑ گئی تھیں۔۔اندر بہت کچھ چل رہا تھا۔۔وہی کچھ جو ایک میڈکل کے فورتھ ایئر کے طالب علم کے ذہن میں چل سکتا

تھا۔۔کیسے بتاتی۔۔پچھلا ہی اتنی مرتبہ بھول جاتا تھا کہ پرانی کتابیں نکال کر دوہرائی کرنی پڑھتی تھی۔۔۔بڑی ہمت سے وہ بولی۔

"وہ ایم۔بی۔بی۔ایس کے بعد ہوتا ہے۔"

اندر رہی اندر ڈھیٹ ہوئی۔خضر نے پوچھا۔

"اچھا بعد میں سرجری یا میڈیسن؟"دُعا نے اُسے چونک کر دیکھا۔تو اُسے یہ معلوم تھا۔سرجری سُن کر تو سینیئر سے سُنے ہوئے appendix کے آپریشن یاد آئے۔اُس نے جھرجھری لی۔۔اور پھر میڈیسن تو سُن کر ویسے ہی دل پڑ پڑا گیا۔

خضر دلچسپی سے پوچھ رہا تھا۔

"تم کیا سلیکٹ کرو گی؟"

دُعا نے غصے سے اُسے دیکھ کر کہا۔۔

"مجھے نہیں پتا۔۔"

(مجھے واقعی نہیں پتا!)اندر سے وہ خون کے آنسو رونے لگی تھی۔۔

خضر نرمی مسکرا کر بولا۔

"اچھا غصہ کیوں کر رہی ہو۔۔"اُس نے بات بدلنے کی سعی کی۔

"زین کا بھائی دیکھا!"یہ سُنتے وہ چہرے پر بشاشت لاتے بولی۔

"ہاں دیکھا۔۔یقین نہیں آتا دوسال گزر گئے حسیب بھائی کی شادی کو۔اور یہ رشتہ ہم نے کروایا تھا!"خضر یاد کرتے اُسے دیکھ کر بولا۔

"کتنی گالیاں دی تھیں ابو نے!"دُعا ہنستے ہوئے بولی۔

"اور تمہاری چھترول بھی تو ہوئی تھی!"

خضر نے ٹ ن لیا۔

گاڑی میں موب کی گھنٹی بجی۔اُس نے بلوٹوتھ کنیکٹ کیا تھا۔دُعا نے جھک کر ایل۔سی۔ڈی اسکرین پ وقاص کا م دیکھا۔خضر نے کال اُٹھائی تو وقاص کی ما ہ آواز گاڑی میں گو ۔۔

"السلام علیکم!"دُعا نے ک سکوڑ کر منہ پھیر لیا۔

" کدھر ہو؟"

جواباً خضر نے کہا۔

"بس کورٹ پہنچ رہا ہوں۔۔بیوی کی اجازت مل گئی ہے۔ثبوت کے طور پ لا رہا ہوں۔۔۔"

دُعا نے چو کر اُسے دیکھا۔۔اور گاڑی میں خضر اور وقاص کے قہقہے گونجے۔۔

وقاص اب پ یکٹیس کر رہا تھا۔۔

"اتنے مریل کیوں ساؤ ٹ کر رہے ہو؟"دُعا نے اُس سے پوچھا تھا۔۔اُس نے ای ٹھنڈی آہ بھری۔

" کیا بتاؤں ی ر۔۔جونیئر وکیلوں کو ذلا ت ہی ب ی ملتی ہے۔۔تنخواہ دیتے نہیں۔۔آپس سے فوٹو کاپی کروانے کو کہتے ہیں۔۔ساری فائلیں ہم پ ھیں۔نوٹ سینیئ چھاپیں۔۔قسم سے peon والی حا ت ہوگئی ہے۔۔"

خضر نے کورٹ کے ہر گاڑی روکی۔

"چلو آجاؤ!"

" آ رہا ہوں!"اُس نے کال کاٹ دی۔تو دُعا جھٹ سے خضر کو دیکھتے تنبیہ کرتے بولی۔

"میں نے نہیں پیچھے بیٹھنا۔وہ بیٹھے گا۔۔"

وقاص پیچھے کا دروازہ کھول کرنیت سادگی سے بولا۔

"نہیں بیٹھتا!" خضر نے دن موڑ کر اُسے دیکھا تو مسکرایا۔سیاہ کوٹ پہ گلے سے لگائی ٹک ٹائی اور اوپ شیوہ۔بلا کا حسین لگ رہا تھا وہ۔۔

گاڑی چلی تو پھر شریم کی کال آئی۔۔۔دُعا غصے سے ہاتھ ھ کر بیٹھ گئی۔

"کدھر ہے؟"

"بس پہنچ رہا ہوں!" شریم کی speech therapy اب اثر کرنے لگ گئی تھی۔بہت ہی کم ہکلاتا تھا اب وہ۔۔اور therapist نے کہا تھا۔۔بہت جلد وہ لکل سیدھا اور صاف کلام کرے گا۔شریم ای Petroleum Engineer بن چکا تھا۔۔زین کی پڑھائی ابھی ڈیڑھ سال کی قی تھی۔آ ی اسٹاپ یونیورسٹی تھا۔دُعا اُن تینوں سے بیزار آ گے بیٹھی تھی۔۔

زین کو ماموں کی مبارک دے رہے تھے۔۔دُعا نے بھی کہہ دی۔

"مبارک ہو اللہ لمبی عمر دے عبدالرحمٰن کو!"

م اُستاد سے پوچھا یَ تھا۔اُنہوں نے کہا تھا اللہ کو دو م بہت پسند ہیں عبداللہ اور عبد الرحمٰن۔لہٰذا عبدالرحمٰن ہی م رکھ لیا یَ تھا۔۔

جواباً زین کہہ رہا تھا۔۔

"ویسے یہ لمبی عمر کی دُعا دینا بھی کسی دُعا سے کم نہیں۔یعنی اب مر کھپ جا اور پیچھے ڈھیروں بیماریوں کے ساتھ بندہ جیتا رہے۔۔کوئی اپنا ہو نہ ساتھ ڈ الگ سے!"

دُعا کلسی۔

"صحت کے ساتھ لمبی عمر دے!" خضر کو ہنسی آئی تو اُس نے د ئے اور ذرا مسکرا پڑا۔۔

وقاص نے کسی خیال سے خضر سے گِلہ کیا۔۔

"تم نے تو اسکوا ئ آ ۔ لکل ہی چھوڑ دی ہے!" خضر کہنے لگا۔

"یار ا ۔ کی وجہ سے نہیں آ ت ۔اور ا ۔ کی مجھے ۔ لکل سمجھ نہیں آتی۔ ۔ ت بھی کرنی ہے۔خیال بھی رکھنا ہے اور خفا بھی رہنا ہے۔اب مجھ سے بنا پوچھے میرا ایم۔اے کا ا یڈمشن کروا دی ۔۔وہ بھی معیشت میں۔۔مر مر کر میں نے بی۔اے کیا ہے!"

زین نے اُسے دیکھتے پوچھا۔۔

"تیرے سائن کس نے کیے؟"

"ا یہ ہزار کی روپیہ کی رشوت دی!" یہ سُن کر شریم نے افسوس سے ز ۔ن ۔ ہر نکال کر کان پکڑ کر سر ہلا ی۔۔

"معافی۔۔ ۔ امعافی!"

وقاص نے ۔ د ۔ ئے کچھ سوچا اور بولا۔

"یا رتو اپنے ۔پ پہ مقدمہ دا ئ کیوں نہیں کرت !" دُعا غصے سے ۔ ق رفتار میں پلٹی۔۔تو وقاص ڈر کر صفائی دیتے کہنے لگا۔

"میرا۔۔میرا مطلب ہے۔۔مطلب۔۔کہ۔۔کسی کے جعلی سائن ۔سائن کر ۔۔کرائیم ہے۔۔کرائیم ہے دُعا!" دُعا چبا چبا کر بولی۔۔

"۔پ ہیں وہ ہمارے!"

خضر وقاص کی جان چھڑانے کے غرض سے ا ی گہری سانس لے کر بولا۔۔

"دیکھو!" وہ ۔ اُس کی طرف متوجہ ہوئے۔۔

"میں نے تو بس زن گی سے یہی سیکھا ہے۔۔جو چیز ہمیں زن گی میں پ یشان کرے۔وہ ہمیں صبر سکھاتی ہے۔۔کوئی اَ ہمیں چھوڑ دے۔ہم سے د ت دار ہو جائے۔تو وہ شخص ہمیں ہمارے

پیروں پ کھڑا ہو سکھات ہے۔جس چیز پ ہمیں غصہ آئے۔وہ ہمیں عا ی کر اور معافی مانگنا
سکھاتی ہے۔۔اِس لئے جو ہے جیسا ہے میں نے اُسے قبول کرلیا ہے۔"وہ سانس ی لے
لیے رُکا اور پھر پوچھنے لگا۔۔

"لال قلعہ چلیں؟"

اور کے چہرے ہشاش ش ہو گئے۔دُعا فی الفور بولی۔۔۔

"پوچھتے کیوں ہو۔گاڑی گھماؤ!"اور خضر مسکرا کر میں سر ہلاتے بولا۔

"اچھا!"

☆.....☆.....☆

خا ان میں آپس میں کتنے اختلافات تھے۔لیکن ربیعہ بیگم اور ی بیگم نے ا ی دوسرے کا ساتھ نہ چھوڑا تھا۔ ی بیگم آتیں تو سارے خا ان کی خبر لاتیں۔خبر ملی تھی۔۔اور کچھ اچھی نہیں ملی تھی۔۔

"دیکھو کتنی ی ہوئی عفیفہ کے ساتھ۔چھ ماہ رہ گئے تھے شادی میں۔اور اُن لوگوں نے طلاق بھیج دی!"ربیعہ بیگم کا دل بُجھ ی۔۔

"ے پ یشان تھے عامر آ پ!"ربیعہ بیگم بمشکل بول پ ۔

"اللہ کی پ یشا ں حل کرے!"

جواباً اُنہوں نے کہا۔۔

"آمین!" کسی خیال سے وہ بولیں۔۔

"اب رشتہ تو وہ لوگ دیکھ رہے ہیں۔۔یہ چا کا دو ت ہے نہ انجینئر۔سُنا ہے بہت اچھی نوکری لگی ہے۔"ربیعہ بیگم نے سادگی سے کہا۔۔

"ابھی اُس کے ہونے میں وقت ہے۔اور عا. صا . کون سامان جا گے۔۔"

یٰ بیگم نے کچھ سوچ کر سر ہلایا۔

"یہ بھی صحیح ہے۔ویسے افسوس کے لیے آپ تو نہیں جا گی۔۔عا. بھائی نے بہت ٹینشن لی ہے۔سمجھ نہیں آرہا بیٹھے بٹھائے ہوا کیا۔"

ربیعہ بیگم کہنے لگیں۔۔

"نہیں میں تو نہیں جاؤں گی۔لیکن شہزادی کا بہت دل ہے۔ . پ جانے نہیں دے رہا۔۔کہتے ہیں چا آئے گا تو چلی جا ۔میں تو ہر اجازت نہیں دوں گا۔۔وہ آئے گا تو اب اُس کے ساتھ جائے گی!"

یٰ بیگم بولیں۔۔

"دھیان سے جائے۔نگہت کے ز دہ منہ نہ لگے۔ایسی . تمیز اور کان کے کیڑے کھا جانے والی خاتون ہے۔۔۔توڑوا رہی تھی نہ ہمارے چا کا گھر!"

ربیعہ بیگم نے . ت کو رفع دفع کیا۔

"ارے چھوڑو۔ اسے پتے ہیں لوگ۔۔تم کیوں کلستی ہو!"

"ویسے دُعا ہے کہاں؟" اُنہوں نے متلاشی وں سے اُسے دیکھنا شروع کیا۔

ربیعہ بیگم بتانے لگیں۔۔

"دوستوں کے ساتھ نکلی ہے۔۔ز گی میں پہلی مرتبہ آج ایسے . ہر گئی ہے۔۔۔ہمت نہیں ہو رہی تھی بھیجنے کی۔پھر چا کے ا. نے کہا ہے۔ . تئیس سال کی لڑکی . شعور ہوتی ہے۔خوامخواہ فضول روک ٹوک نہیں لگانی چاہیے۔اور ویسے بھی۔چا کو تو کوئی مسئلہ نہیں۔پھر ہم کیا کہیں نہ!"

ی بیگم نے میں سر ہلاتے کی۔۔

"صحیح ب ت ہے۔بچے سارے ہی ایسے ہیں!"

"بچوں سے ی دآ ی!" ی بیگم بتانے لگیں۔۔

"یہ حسیب کا بیٹ۔صحیح طرح بیٹھ نہیں پ ت۔ مو ب کا شیدائی ہے۔۔۔اور قرۃ العین وہ بھی مو ب پکڑا دیتی ہے۔"

ربیعہ بیگم نے افسوس سے ای ٹھنڈی آہ بھری۔۔

"دیکھو۔یہ ہیں مستقبل کے شاہین ہمارے۔۔ماں ب پ اتنے پڑھے لکھے ہیں۔اور دیکھو تم۔۔۔یہ generation ہی تو کل کی nation ہے۔اب nation ایسی ہو گی۔تو کل کے لیڈر کیسے ہوں گے۔۔والدین بچوں کو فون دے کر جان چھڑا ی تے ہیں۔۔ایسے جیسے اب فون انہیں پ لے گا!"

یہ ب تیں تو چلتی رہنی تھیں۔۔۔خضر لوٹ تو دُعا کو ن چاہتے ہوئے بھی اُسے نوازش صا ب کے ہاں لے جان پڑا تھا۔۔۔دُعا سر پ سیاہ چادر ب ا کرتے گاڑی سے نکلی۔۔وہ پولکا ڈو ٹ کی قمیض ساتھ سادہ سیاہ شلوار میں ملبوس تھی۔گاڑی سے دوسری جان ب سے خضر نکلا۔ہمیشہ کی طرح flannel(پ ی شرٹ)اور نیچے denim۔۔

اُس نے سکیورٹی گارڈ کو گاڑی کی چابی دی۔

"پ رک کر دینا!!" خضر پینٹ کی ب ب میں ہاتھ پھنسائے اُس کے سامنے آ کھڑا ہوا۔اُس نے ای گہری سانس لی اور ب ب سے ہاتھ نکال کر شرٹ سے چشمہ نکال کر آنکھوں پ لگاتے اُس سے پوچھنے لگا۔

"تمہیں یہ کرن ہے؟"

دُعا نے بڑی ہمت سے ایک گہری سانس لی۔۔۔

"ہاں۔" اب اُس نے خضر کو دیکھا۔۔

"اور تمہیں یہ کیوں کرنا ہے؟" خضر نے خشک لبوں پر زبان پھیرتے اُسے دیکھا۔ چہرے پر سنہری دھوپ پڑ رہی تھی۔ جس سے اُس کی شیوہ ہلکی بھوری سی داڑھی چمک رہی تھی۔۔۔

خضر آنکھیں چشمے سے اُسے دیکھ رہی تھیں۔۔ وہ کہنے لگا۔۔

"میں نے اپنے اُستاد سے وعدہ کیا تھا۔۔"

استاد نے اُس سے کہا تھا۔ اگر کبھی اپنے قرابت داروں کا حال پوچھنا پڑ جائے۔۔ تو اُس میں اپنی انا کو درمیان میں لانے سے قبل یہ سوچنا۔۔ کہ اللہ نے اِس عمل کو پسند فرمایا ہے۔۔ اپنے رشتے داروں کی خوشی اور غم میں شریک ہونے سے، اُن کا حال احوال پوچھنے سے اور اُن کی بھلائی کرتے تمہاری عزت گھٹ نہیں جائے گی۔۔ لیکن تمہارا اللہ تم سے راضی ہو جائے گا۔۔

دُعا نے سنجیدگی سے سر ہلا دیا۔۔ "ٹھیک!" خضر نے آگے بڑھنے کے لئے اشارہ کیا۔۔

"چلیں؟"

دُعا نے اثبات میں سر ہلایا۔۔ وہ دراز قد باوقار مثبت نوجوان اُس کے ساتھ قدم سے قدم ملا کر چل رہا تھا۔ اُس گھر سے جڑی ہر چیز دُعا کو یاد آ رہی تھی۔۔

"کرکٹر بنے گا؟"

"ہماری بچی کی زندگی اب ہو جائے گی!"

"دُعا چھوڑ دو اُسے!" وہ چلتے چلتے بغور اُسے دیکھ رہی تھی۔۔

"تم اپنا مستقبل اُس کے پیچھے کیوں تاریک کر رہی ہو!"

وہ چلتے چلتے لان میں پہنچے تھے۔ دُعا نے بے اختیار لان کے وسط میں دیکھا۔۔ جہاں اُسے

ڈھائی سال پرانا منظر آج بھی واضح دکھا تھا۔۔رونگھٹے کھڑے سے ہو گئے تھے۔۔
"ڈی۔کے وعدہ کرے مجھ سے۔وہ چاند کو چُن کر نہیں پچھتائے گی!" اُس نے بھیگی آنکھوں سے خالی لان کو دیکھا۔۔۔اور وہ دھیرے سے ہم کلام ہوئی۔۔
"ڈی۔کے نہیں پچھتائی!" یکدم اُس نے اوپر کھڑکی کی جانب دیکھا۔۔وہ عفیفہ کی کھڑکی تھی۔۔ذہن سے بہ رہا ماضی کی یادیں آر پار ہو رہی تھیں۔۔وہ خود کو چادر سے ڈھکے ہوا دیکھ رہی تھی۔۔اُسے آج بھی وہ چادر کو کفن میں بدلتے دیکھ کے چبھن سی محسوس ہوئی تھی۔۔
اُس نے زور سے مٹھیاں بھینچ لی تھی۔۔

"I have to survive... I have to survive somehow!"

دن کی روشنی میں وہ اُس رات کی تاریکی کو آج بھی محسوس کر سکتی تھی۔۔یکدم وہ دھڑام سے مڑی تو ذرا چونک کر خضر سے ٹکرائی۔خضر نے اُسے دیکھا تو سادگی سے بولا۔
" کیسے چل رہی ہو؟"
وہ چونکی ہوئی سی اُسے دیکھنے لگی۔۔وہ سامنے تھا۔وہ ساتھ تھا۔۔وقت گزر گیا تھا۔یقین نہیں آ رہا تھا وہ وقت بھی گزر گیا تھا۔اور وقت گزر جاتا ہے۔اچھا بھی اور بُرا بھی۔بُرے وقت سے کوئی سبق سیکھتا ہے اور کوئی صرف گنوائی۔۔وہ سبق سیکھ گئے تھے۔۔دُعا کو مخبوط الحواس دیکھا تو اُس نے اُس کا ہاتھ پکڑا۔۔
"بولا تھا۔formality کرنے کی تمہیں ضرورت نہیں ہے۔۔۔اب گھبرانا نہیں۔۔کچھ نہیں ہوتا۔ہم ایک دوسرے کے ساتھ ہیں۔۔۔اور ہم دونوں یہاں آئے ہیں۔۔کوئی کچھ نہیں کہہ سکتا ہمیں!"
یہ کہتے وہ بہر ڈورا پر آ کھڑے ہوئے۔خضر نے اُسے وہیں ٹھہرنے کا اشارہ کیا۔۔اور

خود آگے بڑھ کر بیل بجائی۔ دروازہ کھلا تو سامنے خادم تھا۔ بڑے ادب واحترام سے وہ اُسے اندر لے آیا تھا۔ اندر آتے ہی اُسے ماضی کے تھپڑ کی گونج سنائی دی تھی۔

دُعا لاؤنج مین آئی تو قرۃ العین سامنے سے چلی آئی۔۔ وہ منجمد سی کھڑی خود کو گھسیٹتا ہوا دیکھ رہی تھی۔ نانی اور عفیفہ اُسے بازوؤں سے گھسیٹ گھسیٹ کر لے کر جا رہی تھیں۔۔ دُعا کا چہرہ سرخ ہوگیا۔۔

"نانی!! نن نانی۔۔ نانا ابو۔۔ نن نانا ابو!" فرش پر پیروں کی دھمک اُسے چھپ چھپ سنائی دی تھیں۔۔ وہ بضد اپنے پیر فرش پر مار رہی تھی۔۔

"نن۔۔ نانی۔۔ نانی!!"

"دُعا!!" قرۃ العین نے اُسے پکارا مگر وہ کھوئی تھی۔ خضر نے فوراً اُسے ماؤف دیکھا تو دُعا کے عقب میں آتے اُس نے پشت پر اُسے دھیرے سے شانہ مارا۔۔

"دُعا!" ساتھ کھڑے خضر نے سرگوشی کی۔ وہ چونک کر قرۃ العین کی طرف متوجہ ہوئی۔

"بھابی!" وہ مسکرا پڑی۔

"کیسی ہو؟" اُنہوں نے اُس کا ہاتھ تھاما۔ دُعا کچھ کہتی وہ اُس کا ہاتھ کھینچ کر لے جانے لگیں۔

"آؤ۔ عفیفہ سے ملواؤں!" اُس نے فوراً سے گردن موڑ کر خضر کو دیکھا۔ اُس نے گردن لڑھکا کر جانے کا اشارہ کیا اور مسکرا پڑا۔ دُعا نے مسکرا کر سر ہلا دیا۔۔ ڈھائی سال بعد وہ اُس گھر میں آئی تھی۔۔ ڈھائی سال میں وہ گھر مانوس سے غیر ہوگیا تھا۔ نوازش صاحب اور نانی بیگم خضر سے ملنے آئے تھے۔ ممانی نگہت خضر کو رشک بھری نگاہوں سے دیکھ رہی تھیں۔۔ نوازش صاحب خضر کو فخر سے دیکھ کر نانی بیگم کو دیکھتے بولے۔۔

"لعل گدڑیوں میں بھی ہوتے ہیں بعض اوقات کیچڑ سے بھی ہیرا نکل آتا ہے۔۔"

خضر سر جھٹکے لبوں پہ م مسکراہٹ لیے بیٹھا تھا۔۔عا ی کی انتہا نہیں تھی۔۔۔ کوئی ماضی کا ذکر کیا۔۔ کوئی طعنہ دی۔۔دُعا عفیفہ سے مل کر عبدالرحمٰن کو اُٹھائے خضر کے ساتھ آ بیٹھی۔۔ماموں عا آئے تو دُعا کو دیکھ کر شرمندگی سے یں پہ انے لگے۔۔ دُعا نے کوئی ث نہیں دی جس سے اُنہیں ایسا لگے کہ ماضی سے اُسے کچھ بھی ی دتھا۔۔ نی بیگم پوچھنے لگیں۔

"شادی کر رہے ہو؟"

خضر نے دُعا کو دیکھتے د لیے اور پھر اُنہیں دیکھ کر بولا۔

" دُعا کہے!" نوازش صا ہنس پڑے۔۔

"ہا۔۔ہا۔۔صحیح ہے!"

گھر کے افراد سے لے کر نوکروں ہر کوئی اُنہیں دیکھ کر عش عش کر رہا تھا۔۔عا ی اور سادگی کی وہ جوڑا ای خوبصورت مثال تھا۔رخصت کا وقت ہوا تو خضر نے نی بیگم کو دیکھتے اپنے سنجیدہ سادہ ا ازمیں کہا۔۔

" آیئے گا نی۔۔چکر لگائیے گا!" دُعا نے حیرانی سے خضر کو دیکھا۔۔ نی بیگم نے بھی سادگی سے کہہ دی۔

"ا ءاللہ!"

دُعا خضر کے ساتھ ہر لگی۔

"دل سے کہا؟" خضر نے اُسے دیکھتے ی پہ ہاتھ رکھ کرتے پہ۔

"پورے دل سے!" اور دُعا نے مطمئن ہوتے تبسم سے سر جھٹک کر د لیے۔۔

☆.....☆.....☆

وہ گھر کے لئے روانہ تھے۔۔خضر نے دُعا کو دیکھتے پوچھا۔

" کیسی ہے عفیفہ؟"

دُعا سادگی سے باہر دیکھتے بولی۔۔

"بہت خوش ہے!" خضر ذرا چونکا۔

" کیوں؟"

دُعا نے گردن موڑ کر اُسے دیکھا اور کہنے لگی۔

"ایک نمبر کا بدمعاش تھا وہ۔۔اُس سے بہت بدتمیزی کرتا تھا۔اور اُس نے اُس سے نکاح سے پہلے ہی کہا تھا وہ آگے پڑھنا چاہتی ہے۔۔تب اُس نے ہوں ہاں کہہ کر اُسے ٹرخا دیا۔اب شادی قریب آئی تو بدل گیا۔۔اور بھرتے دنوں کے ساتھ اُس سے سختی کرتا جا رہا تھا۔۔" دُعا سانس لینے کے لیے رُکی اور فکرمندی سے بولی۔

"اب فکر تو مجھے عفیفہ کی ہے۔ممانی تو بس اِن چکروں میں پڑی ہیں۔۔کہ وہ کسی نہ کسی طرح اُن لوگوں کو نیچا دکھا دیں۔۔اور عفیفہ کا کہیں رشتہ پکا کر دیں۔۔ عفیفہ ابھی کچھ نہیں چاہتی۔وہ آگے پڑھنا چاہتی ہے۔۔اب اللہ کرے عفیفہ کو کوئی ایسا جیون ساتھی ملے۔۔اور اُن کی جوڑی ایسی ہو۔۔جیسے۔۔۔کوئی بالکل۔۔بالکل۔۔۔ایسے جیسے۔۔" دُعا ہاتھوں کی انگلیوں کو موڑنے کے لئے لفظ ڈھونڈ رہی تھی۔۔جو اُسے مل نہیں رہے تھے۔۔

خضر ساتھ موبائل پہ بزی کر رہا تھا۔۔دُعا نے خضر کی بے توجہی دیکھی تو غصے سے بول پڑی۔۔

"جان!!!"

"ہاں!!" وہ ذرا وحشت سا بولا۔۔

"شریم کا میسیج دیکھ رہا ہوں!" اُسے ملنے والے الفاظ مل گئے۔کچھ روز پہلے رانی اُسے ربیعہ بیگم کی اُسے

بتائی۔ ت ی د آئی۔۔

" ی خالہ اور عامر خالو چاہتے ہیں عفیفہ اور شریم کا کچھ ہو جائے!!" دُعا نے مکئی کے دانوں پ نیمو نچوڑ کر چمچ ہلاتے کہا۔۔

"ماموں نے نہیں ماننا!!"

ربیعہ بیگم اُس کے ساتھ ۔ تے بولیں۔۔

"وہ عامر اپنی بہن کو سمجھا لے گا!" ت ۔ دُعا نے دلچسپی نہیں دکھائی۔۔دُعا کے چہرے پ چترائی بھری مسکراہٹ اُ تی ی۔ خضر نے اُس کی خاموشی پ اُسے دیکھا۔۔

"اچھا نہ!" تو رُکا۔۔وہ اُس چہرے کے زاویے دیکھ کر بتا سکتا تھا کہ اُن میں کیا چل رہا تھا۔ اُس نے گاڑی روک کر سنجیدگی سے اُسے دیکھتے تیوری پ ڑھائی۔

"کیا سوچ رہی ہو؟" دُعا نے بتیسی نکال کر ہرنی دی ے پھیلائے۔ ڑی آنکھیں مزی ۔ ڑی ہو گئیں۔۔۔

خضر نے سرخ پ ڑتے چہرے سے ۔ گول کیے سختی سے کہا۔۔۔

"نو!!"

دُعا بتیسی نکالے بولی۔۔

"یس!!" خضر خفا ہونے لگا۔۔

"نو!" دُعا نے اُس کا شانہ ہلا کر متا ت سے کہا۔۔

"یس!!" خضر نے خاموشی اختیار کرتے ہاتھ ۔ ھ لیے۔۔چہرہ سرخ تھا۔۔وہ دی ے سختی سے ۔ ہر دیکھتے گھما رہا تھا۔۔ پیشانی پ بل پ ڑ گئے تھے۔آستین ۔ زو ت مُڑی تھیں۔۔ ۔ زوؤں پ نسیں واضح دِکھ رہی تھیں۔۔دُعا اُن پ انگلیوں سے پیانو کیز کی طرح بجاتے دھیرے دھیرے

َ َ کر بول رہی تھی۔۔

"پلیز۔۔پلیز۔۔پلیز پلیز۔۔۔پ یٹ پلیز۔۔پلیززززز !" آ ی فقرہ اُس نے کھینچ د ی۔خضر پھر بھی کچھ نہیں بولا۔۔۔خضر نہ پگھلا۔تو وہ خاموش ہوگئی۔کسی خیال سے اُس نے بہت کوشش کی۔۔

"عامر ماموں بھی یہی چاہتے ہیں۔۔"

خضر نے ت ب کا اب دھیرے سے یں پھیر کراُسے دیکھا۔۔اور پت یں سکیڑ کراُسے مشکوک وں سے بولا۔۔

" کھاؤ قسم!"

دُعا جھٹ سے بولی۔۔

" جا کر امی سے پوچھ لو۔اُنہوں نے ہی مجھے بتا یا تھا۔"خضر کچھ م ہوا۔۔

"مطلب ب ڑوں کی رضامندی ہے!"دُعا نے تیزی سے سیدھی َ دن ہلائی۔۔

مطلب دال گُھل گئی تھی۔۔

خضر سر جھٹکے کچھ لمحے کچھ سوچتا رہا۔۔یکدم وہ مسکرا ی۔۔چہرہ ستارے کی طرح جگمگا یا تھا۔۔

اُس نے دُعا کو دیکھا اور اپنے سادہ سنجیدہ ا ازمیں بولا۔۔

" تمہیں ا ی کام کر ہے!"

☆.....☆.....☆

چاروں دوستوں کی ما شریم کی طرف تھیں۔ہر روز کسی ا ی کی طرف چائے تھیں۔اور وہ چاروں ا ی گھر میں اکٹھی ہو جاتی تھیں۔۔شریم کی والدہ چائے پیالی میں نکال رہی تھیں۔۔اُنہوں نے ب کو چائے سرو کی۔جیسے ہی اپنی پیالی پکڑ کر بیٹھیں۔تو اُن کے مو ب

کی گھنٹی بجنے لگیں۔۔ . کی توجہ مو. کی جا. مبذول ہوگئی۔۔۔شریم کی والدہ نے جھک کر میز پر رکھے مو. پ نمبر دیکھا تو. معلوم تھا۔

"ہیں یہ کون ہے؟" اُنہوں نے اُٹھا کر اُس نمبر کو پہچاننے کی کوشش کی۔۔ پہچا. ے تو اُنہوں نے اُ. ے ہوئے کال اُٹھالی۔۔

"ہیلو؟" اُس پ را ی لڑکی بھرائی ہوئی آواز میں بولی تھی۔۔

"جی ۔ ٹ آپ کون؟" شریم کی والدہ آواز پ مزی اُلجھ گئیں۔۔

"آپ شریم کی امی ہیں . ؟"

شریم کا . م سُن کر تو اُن کا دل ہی دہل ے ی۔۔

"ہاں جی۔۔کیوں۔۔کیا ہوا؟"

اُن کے سرخ پ ٹتے چہرے اور پ پ تی آواز نے . قی ساری ماؤں کو بھی پ یشان کر دی تھا۔۔

"تو آپ ہیں وہ۔۔جن کی وجہ سے مجھے شریم نے چھوڑ دی۔۔۔آپ دیکھیں اب میں کیا کرتی ہوں!" وہ بھرائی ہوئی آواز اشتعال میں تبدیل ہونے لگی تھی۔۔

اُن کو غصہ پ ڑھا۔۔

"تو تُو ہے وہ لڑکی۔۔تمہاری ہمت کیسے ہوئی۔۔میرے گھر کال کرنے کی۔۔۔"

اُن کا پ را جو پ ڑھا تھا وہ یچے اُ ے نے کا . م نہیں لے رہا تھا۔۔۔

"شرم نہیں آتی تمہیں۔۔دوسروں کے بیٹوں پ ڈورے ڈالتی ہو۔۔واحیات عورت۔۔۔دیکھ لیتی ہوں میں تمہیں۔میں بھی دی ے ہوں تم کیا کرتی ہو۔کروں تم کچھ۔۔۔میں بھی تمہیں زمانے بھر میں . . م کروں گی۔۔کرو اب تم ذرا کال!" اور اُنہوں نے اُسے سُنا سُنا کر کال بند کر دی۔۔

رضیہ آ   حیرانی سے بولیں۔۔

"ہائے۔۔۔فُل پیار دی پینگاں پڑھیئا   ۔۔ہائے۔۔۔۔محبتاں سچیاں!!" ربیعہ بیگم نے رضیہ آ   کو دیکھا اور ذرا دیے پھیلا کر خاموش رہنے کا اشارہ کیا۔۔   وہ کہاں خاموش ہونے والوں میں سے تھی۔۔۔

"ہئے۔۔اَ   میرا منڈا ایسا کوئی کام کرے۔میں نے اُسے پورا کا پورا سیک دینا تھا!" شریم کی والدہ کا غصہ بھڑکنے لگا۔

"تم دیکھو میں اِس ہکلے کا کیا حشر بگاڑتی ہوں۔۔" زش بولی۔۔

"ارے بہن۔۔"   وہ انسنی کر کے اُٹھ گئیں۔۔۔تبھی ہر کی گھنٹی بجی۔۔۔اُنہوں نے اُٹھ کر پیروں سے جوتی نکال لی۔ربیعہ بیگم اُٹھتے ہوئے بولیں۔۔

"بہن دیکھو۔دیکھو جوان بچہ ہے۔۔پیٹنا مت!"   وہ جھونجھل سی ہاتھ چھڑا کر دروازہ کھولنے گئیں۔۔

"السلام۔۔۔" اِس سے پہلے تھکا ہارا شریم سلام مکمل کرتا۔۔۔اُس کی والدہ نے اُسے جوتیوں سے یکے بعدد   پیٹنا شروع کر دی۔۔۔وہ حیران پریشان بوکھلایا ہوا   ی۔۔۔

"امی۔۔امی۔۔۔مے۔۔میں نے۔میں نے کیا کیا ہے؟"

"ام۔امی!"

"تُو نے اُس سمین کی جان نہیں چھوڑی۔۔بولا تھا بولا تھا تُجھے!"

ہر کوئی اُس کو پیٹتا دیکھ کر تماشہ دیکھ رہا تھا۔۔شریم لال سرخ منہ سے اُن سے جان چھڑا کر ربیعہ بیگم کی طرف بھاگا آیا۔

"آ   !!" ربیعہ بیگم نے اپنے۔ا۔ میں اشارہ کیا۔

"اِدھر بیٹھ!" شریم کی والدہ غصے میں آگ بگولا اُس کی طرف آ ۔تو ربیعہ بیگم اب سختی سے بولیں۔۔

"پہلے بچے کی بت سُن لو!" رضیہ آ نے اُسے پنی کا گلاس دی۔وہ ہانپتے ہوئے پنی پینے لگا۔اُس کی والدہ اُسے غصے سے گھورتے ہوئے زش کے ساتھ بیٹھ گئیں۔۔

شریم نے گلاس میز پر رتے ای گہری سانس لی اور کہنے لگا۔

" سمین کی شادی۔۔شادی ہو۔۔گئی ہے!"

آگے سے وہ جھٹ سے بولیں۔۔

" پھر کسی اور ماں نے کال کھڑکائی ہوگی۔۔"

شریم بتی ہوا۔۔

"امی۔۔میں نے۔۔سارے۔۔سارے غلط کام چھوڑ دیئے ہیں!"

وہ ٹھہرا۔۔

"میں نے کہا ہے۔کہا ہے نہ۔۔آپ کی مرضی سے۔۔آپ کی مرضی سے۔شادی کروں گا!!"

لیکن ماں اب بھی مطمئن نہیں ہوئی۔۔

" ٹھیک ہے۔تُو میری مرضی سے شادی کرے گا نہ۔۔بس میری مرضی کا رشتہ پکا کروالے!!"

شریم نے فوراً سے سر ہلا دی۔۔

" ٹھیک ہے!" جان بخشی کا اور کوئی حل نہیں تھا۔۔۔

وہ کچھ سوچتے کہنے لگیں۔

" کہتی ہوں ہارون صا سے رشتہ دیکھیں اِس کا!"

رضیہ آ کہنے لگیں۔۔۔

"رشتہ تو ا یہ ہے!" ربیعہ بیگم کو فوراً ی بیگم کی تجو یز یاد آئی۔۔

"ہاں رشتہ بھی ہے۔۔اور ہارون صا ب کے پ س ہی ہے۔۔"

شریم اُنہیں دیکھتے ٹ ڑا کر بولا۔۔

" کون؟"

"عفیفہ کا!!"

شریم کی والدہ بولیں۔۔

"لڑکی تو بہت شریف ہے۔۔ہاں وں کے سامنے پلی بڑھی ہے۔۔لیکن اُس کا تو رشتہ ہو نہیں گ یا تھا؟" اُنہیں یکدم یاد آ یا۔۔رضیہ آ بتانے لگیں۔۔

"ہو گ یا تھا۔۔ ٹ ٹ پنوں نے شادی سے پہلے توڑ د یا۔۔۔بڑے شریف لوگ ہیں۔۔میری تو دھی کی ہے۔۔میں تو ملتی رہتی ہوں۔مجھے پتا ہے۔۔"

کچھ د یر وہ خاموش رہیں۔۔جانے کس سوچ میں گم تھیں۔۔۔شریم کو عفیفہ سے کوئی مسئلہ نہیں تھا۔مسئلہ فلحال یہ تھا کہ یہ کام کیا کس نے تھا۔۔ا یک دن کا وقت لے کر شریم کی والدہ نے ہارون صا ب کو ب ت نے کا کہہ د یا تھا۔۔۔ب ہر کمپا ؤ ٹ میں رات کے وقت چاروں دو یت کھڑے تھے۔۔۔شریم کِلس رہا تھا۔۔

"مجھے۔۔ا یک ب ر۔۔بس بس۔۔ا یک ب ر۔۔وہ بندی مل۔۔۔جائے۔۔۔جس جس نے۔۔یہ کام کیا ہے!"

خضر نے اُس کے ساتھ بیٹھے سنجیدگی سے کہا۔۔۔

"بڑا ہی کوئی بغیرت بندہ ہے جس نے یہ کام کروا یا ہے!"

وقاص سامنے کھڑا کہنے لگا۔۔

"ہاں۔۔کال پرائیوٹ نمبر سے تھی۔یہ اکیلی لڑکی کا کام نہیں۔۔یہ ایک سوچی سمجھی چال ہے!"

زین نے اُسے ہاتھ دکھا کر انگلی دکھائی۔۔

"بس کر۔۔یہ سازشوں والا دماغ کورٹ میں چھوڑ کر آیا کر۔۔"

خضر نے بات کا رُخ بدل دیا۔

"چل جو ہوا سو ہوا۔۔عفیفہ اچھی لڑکی ہے۔"

رات کو خضر دُعا کی کھڑکی میں سے چڑھ کر آیا اور وہاں بیٹھا بولا۔۔

"کام ہو گیا باس!!"دُعا پلنگ پر کتابیں بکھیرے بیٹھ کر اُسے بنا دیکھے بولی۔۔

"ہم اتنے genius کیوں ہیں چاند؟"اور پھر دھیرے سے اُس نے سر اُٹھا کر اُسے دیکھا۔۔

دُعا نے تکیے سے ٹیک لگاتے سوچ کر کہا۔۔

"ویسے ہمیں۔۔میچ فکس ہونا چاہیے نہیں؟"خضر خاموشی سے لبوں پر نرم مسکراہٹ لیے اکتفا کرنے لگا۔۔

"ہاں!!"دُعا کسی خیال سے بولی۔۔

"ویسے چاند۔۔تم تو ہیرو بن گئے سب کے سامنے!!"

خضر اُلجھا۔۔

"وہ کیسے؟"دُعا اُسے بتانے لگی۔

"تم نے اپنے دوست کو منایا۔۔ماموں کے تمام تر بُرے رویے معاف کر دیئے۔۔اور اُن کی بیٹی کا اپنے دوست سے رشتہ کروا دیا۔۔وہ بھی اچھا خاصا کمانے والا دوست۔۔that's impressing!"

خضر فوراً سے بولا۔۔

"میں نے یہ . سوچ کر یہ نہیں کیا۔۔۔میں نے بس کسی کا بھلا کیا ہے!"

دُعا طنزاً ہاتھ دکھا کر سلو موشن میں ہلاتے بولی۔۔

"او۔۔کے۔او۔۔کے!!"

خضر اب کھڑکی سے نکل کر اُس کے سامنے آ ی۔۔وہ اُسے ی ددہانی اور تنبیہ کراتے بولا۔۔

"بس۔۔دُعا۔۔اب غور سے میری . ت سُنو۔۔۔یہ . ت یہیں کے یہیں ختم ہو جائے گی۔۔کہ اِس . میں میں نے۔"

اور دُعا چیخ مار کر ئی۔۔

"آہ!!" خضر چونکا۔پیچھے سے کھڑکی میں آ۔ شریم ی۔۔

"چاچ کے بچے۔۔تیری۔۔۔تیری تو میں!!"

"بھاگو چاچ !" اور خضر ماؤف دماغی سے . ہر بھاگا۔۔۔شریم اُچھل کر کھڑکی سے نکلا اور دُعا کو گھور کر بولا۔۔

"تمہیں میں بعد میں دیکھتا ہوں۔۔بونی!!" اور وہ دوڑ کر . ہر آ ی۔۔خضر لاؤنج میں آ ی تو جہا ن ی . صا . اُسے دیکھے۔۔اُسے . ق رفتاری سے بھا ت دیکھ کر وہ بولے۔۔

"یہ کیا بلا زل ہوگئی!!"

پیچھے سے شریم آ ی۔جہا ن ی . صا . کا دماغ گھوم ی۔۔

"تُو یہاں کیا کر رہا ہے؟" وہ تیزی سے خضر کے پیچھے بھاگا۔اور خضر دروازہ کھول کر . ہر۔جہا ن ی . صا . اِس سے پہلے دم ت۔۔دُعا سر کی چادر سنبھالتے شریم کے پیچھے گئی۔۔جہا ن ی . صا . نے دن موڑ کر حیرت زدگی سے اُسے دیکھا۔۔۔

"یہ کون سی بلا زل ہوگئی ہیں!!"

دُعا سیڑھیاں پھلانگ پھلانگ کر شریم کو دھکا دے کر بلڈنگ سے نکل گئی۔۔شریم دھکا کھا کر ا اور طیش سے یہ۔۔

"تُو رُک بونی!" وہ فوراً سے اُٹھا اور باہر آیا۔ خضر گاڑی اسٹارٹ کر چکا تھا اور دُعا گاڑی میں بیٹھے اوپن رُوف سے ہاتھ ہلا کر بولی۔

"منگنی مبارک شریم جی جو!!"

اور خضر گاڑی اُڑا لے گیا۔شریم دم بخود وہاں کھڑا اُن کی گاڑی کو تیزی سے دور جاتا دیکھ رہا تھا۔تبھی وقاص اور زین دوڑے آئے۔۔۔

شریم اُنہیں دیکھ کر یہ۔

"روکا کیوں نہیں تم دونوں نے؟"

زین کہنے لگا۔۔

"یار چاند اتنا تیز بھاگتا ہے۔۔نہیں بھاگا جاتا!!"

وقاص بات کاٹ کر اُسے دیکھتے انگلی دکھا کر بولا۔۔۔

"تمہیں میں نے کہا تھا نہ یہ کام اِن دونوں کا ہے۔کل ہی یہ ملنے گئے تھے ماموں سے اپنے۔اور کل ہی یہ کام ہو گیا۔ مجھے پہلے ہی گڑبڑ لگ رہی تھی۔۔" وہ سانس لینے کے لئے ٹھہرا۔۔اور اُس کے سامنے ہتھیلی بڑھا کر بولا۔۔

"چل میری فیس نکال؟"

شریم چونکا۔۔

"فیس؟"

وقاص جماہی روکتے بولا۔۔

"یہ رپلیز دے۔ دماغ لڑا یا ہے۔۔۔ سینئرز تو تنخواہ دیتے نہیں ہیں۔ آمنہ کی برتھ ڈے آرہی ہے گفٹ دینا ہے اُسے!"

شریم نے بے دلی سے پینٹ کی جیب سے بٹوہ نکالا۔۔ بٹوہ کھول کر نوٹ نکالنے لگا۔ پھر پیسے گن کر اُس نے اُس کی ہتھیلی پر رکھے۔ وقاص نے پیسوں والے ہاتھ سے اُسے آداب کیا۔۔

"منگنی مبارک میاں!"

اور شریم اپنے ہی غصے میں جھلس گیا۔

"چانس!!!"

اب مسلسل کامیابی کے بعد آزمائش کو بھی تو آنا تھا۔۔۔ پھر یہ کیسے ممکن تھا کہ وہ دے کر نہ آزماتا۔۔۔ آسٹریلیاء میں اُسے ون ڈے سیریز میں بولنگ کرتے بیٹس مین سے چھکوں چوکوں کی خوب مار پڑی۔۔ بیٹنگ کی باری آئی تو صفر پہ بھی آؤٹ ہوگیا۔۔۔ اسکوائڈ میں کچھ لوگ جہانزیب صاحب کو طعن و تشنیع کرتے کہہ رہے تھے۔۔

"ہوگئی آپ کے چانس کی کرکٹ۔۔"

اپنی بلڈنگ کی چھت پر کھڑے وقاص نے غصے سے پکولا کی خالی کین گھما کر پھینکی اور جھک کر منڈیر سے لگ کر چھپ گیا۔۔۔

کین خیر سے لگی تو کسی کو نہیں مگر اگلے ہی لمحے آدمیوں کی غصے سے دھاڑوں کی آوازیں سنائی دیں۔۔

"کون ہے یہ بدتمیز؟"

دُعا اپنی کھڑکی سے یہ منظر دیکھ کر کھلکھلا کر ہنسی تھی۔۔ وہ جانتی تھی یہ کس کا کیا دھرا تھا۔۔۔ وقاص ہمیشہ خضر سے کہتا تھا۔

". . ت وقاص ہوگا۔۔ت ۔ ت کوئی خصر پ انگلی اُٹھانے والانہیں ہوگا۔"

اُدھر چھت کی منڈ یر سے وہ چھپا غصے میں تپا ہوا ۔ٹ ار رہا تھا۔۔

"ذلیل کہیں کے۔۔"

اُس نے پینٹ کی ۔ ۔۔ سے مو ۔ نکالا۔۔فیس ۔ کھولی تو فیس ۔ پ کمنٹ دیکھیں۔۔۔مزی خون کھولا۔۔۔

"اس قوم کو تو۔۔پبلک پ ا ٹی اور ۔پ کی پ ا ٹی کے مابین کا فرق سمجھنے کی ضرورت ہے!!"

چند لمحے رُکا۔۔پھر کچھ سوچ کر اُس نے واٹس ای پ کھولا اور تیزی سے اُس نے چار سو بیس ، می چیٹ کھولی۔۔۔اور لکھنے لگا۔۔

"دل ت ۔ ہی ٹوٹتا ہے ۔ ۔ اُمیدیں ٹوٹتی ہیں۔۔اُمیدیں اُنھی سے لگائی جاتی ہیں۔۔جو اپنے ہوں۔۔ا ن اُن سے ہی گِلہ کرت ہے جو اپنے ہوں۔۔"

یہ پیغام اُس نے سینڈ کیا اور پھر لکھنے لگا۔۔

". . بھی پ کستان کر ٹ ٹیم کوئی میچ ہارتی ہے ہم پ کستانی ہمیشہ خود سے وعدہ کر کے اُٹھتے ہیں۔۔کہ اب نہیں۔۔اب نہیں دیکھیں گے۔۔اب میچ نہیں دیکھیں گے۔۔ اگلی مرتبہ ۔ . پھر میچ لگتا ہے تو ہم ٹی۔وی اسکرین کے سامنے جم کر بیٹھ جاتے ہیں۔۔۔اصل حقیقت ہماری اُسی وقت کُھلتی ہے۔۔ز ۔ن سے چاہے ہم کچھ بھی کہہ لیں۔۔ دل کی ۔ت بتا ۔۔ہم پ کستانیوں کے لیے ہماری پ کستان کر ٹ ٹیم بے انتہا اہمیت ر ت ہے۔۔۔

"You tried your best... Well played brother"

اگلا میسیج شریم کا آ ی۔۔

"اللہ تنقید سے ، ارتے ہوئے کامیابی دیتا ہے۔۔اِس لئے کیوں کہ وہ ہمیں یہ سمجھا ، چاہتا ہے

کہ کامیابی اور عزت تنقید اور لوگوں کے ٹھٹھوں سے اثر انداز نہیں ہوتی۔۔عزت بھی اُسی نے دینی ہے۔۔کامیابی بھی اُسی نے دینی ہے۔۔اور رزق بھی اُسی نے دینا ہے۔۔منفی لوگوں کا ہمارے روبرو پیش ہونے کا مقصد ہمیں ہر قسم کی صورتحال سے نمٹنے کا سبق دینا ہوتا ہے۔دنیا میں سب سے زیادہ آسان کام ہے تنقید کرنا۔اور دنیا کا سب سے مشکل ترین کام ہے عمل۔ہم لوگ اکسویں صدی میں پہنچ چکے ہیں۔۔لیکن لوگوں کو ابھی تک freedom of insult اور freedom of speech کے بیچ فرق پتا نہیں ہے۔۔سائبر bullying ایک انتہائی مہلک تشدد ہے۔۔جسے لوگ دھیرے دھیرے ایک انجان کو doze کی طرح دے رہے ہیں۔۔اور پھر ہم ہی افسوس کرتے ہیں ڈپریشن عام ہو گیا ہے۔ہم بہت بڑے عالم فاضل ہیں۔۔لیکن علم میں نہیں جہالت میں۔۔"

تبھی گروپ پر زین کا میسج آیا۔۔

"بوجھو تو جانے۔۔وہ کونسا انڈا ہے جو زمین سے نکلتا ہے؟"

خضر کا میسج ٹنگ سے آیا۔۔

"Egg Plant!"

وقاص مسکرا پڑا۔۔شریم ٹائپنگ لکھا آ رہا تھا۔اور اُس کا میسج زین سے سیکھی ہوئی پنجابی والے انداز میں آیا۔

"او تیرا بیڑا تر جائے!"

اُستاد کہتے تھے بیڑا غرق مت کہنا بیڑا تر جائے کہنا۔کیونکہ تر جائے میں دُعا چھپی ہوئی ہوتی ہے۔۔

واپس پاکستان لوٹا تو موڈ شدید خراب تھا۔ہاں دوستوں نے سمجھایا تھا۔۔نہ چاہ کر بھی موڈ

اب ہی تھا۔۔

دُعا وقت نکال کر اُس سے ملنے آئی تھی۔۔۔

وہ خندہ پیشانی سے ہاتھ کرتی لی بجاتے بولی۔۔

"آج میں کچھ بناتی ہوں۔۔"

ا رلاؤنج میں ڈائینگ ٹیبل پہ کچے کیلے پڑے ہوئے آئے تو وہ منہ بنا کر بولی۔۔

"یہ کچے کیلے کیوں لے کر آئے ہو؟ کچے کیلے وے ہوتے ہیں۔۔دیکھ کر نہیں لاتے تھے۔۔۔دیکھا ہے میرے ماموں کو۔۔۔عورتوں سے بھی اچھا سبزی پھل یتے ہیں۔۔"

حالا لا یہ اُس کا خادم تھا۔۔ سُننا اُسے پڑ رہا تھا۔ا رغصے کے غبار کی تھیلی بھر چکی تھی۔۔۔کچھ ٹیم میں کسی نے اُسے اُس کے متعلق کمنٹس پڑھا دیئے تھے۔۔جو کہ انتہائی زیبا تھے۔۔۔پھر کچھ آسٹریلیاء جانے سے پہلے اُس نے ہمیشہ کی طرح جہا یہ صا سے ت کی تو اُسے ٹوکری بھر کر گالیاں سُننے کو ملی تھیں جن میں سے سینسر کر کے جو چند قی بچی تھیں وہ تھی۔۔

"خبیث۔۔غلیظ۔۔کمینہ۔۔بیغیرت۔۔۔الو کا پٹھا گندا ا۔۔"

اور زخموں پہ نمک کا کام تو نی بیگم نے کیا تھا۔۔کوئی موقع مل جا صحیح اُنہیں۔بس تلوار پکڑ کر پڑھ جاتیں۔۔

"میں نے تو پہلے ہی سمجھایا تھا۔۔"

"میں نے تو پہلے ہی کہا تھا۔۔"

"ابھی بھی وقت ہے۔۔خلع لے لے۔۔" نی بیگم نے وہی حرکتیں پھر سے شروع کر دی تھیں۔اور اب اُسے بڑی ی طرح اپنے پ کی نصیحتیں یاد آرہی تھیں۔

"دیکھ چاہ میل جول مت بڑھائیو۔ نہیں تو وہی پاہ عذاب ہم پہ مسلط ہو جائے گا!"

اور اُسے احساس ہو رہا تھا۔ کہ باپ کی بات مان لینی چاہیے تھی۔۔ اُسے غصہ پڑھتا جا رہا تھا وہ خاموش تھا۔۔ وہ آنکھیں مٹکاتی بھو اُٹھا کر ایک ایک چیز کا جائزہ لیتی کچن میں جانے لگی۔۔۔

تھوڑی دیر بعد ہی کچن سے آواز آئی۔۔

"ایک نمبر کے نکمے ہو تم۔۔ سارا پ بی والا گوشت ہے۔۔۔ ابو کو دیکھا ہے۔۔"

تبھی جوالا مکھی پھٹا اور لاوا تیزی سے باہر آیا۔۔ وہ اُٹھ کر غراتے ہوئے کچن کی جانب جانے لگا۔۔

"ہاں ہاں۔۔ ہوں میں نکما۔۔"

دُعا حواس باختگی سے پلٹی۔۔۔ زندگی میں کبھی اُس نے اُس سے یوں او آواز میں بات نہیں کی تھی۔۔

"نہیں پتا مجھے کچھ۔۔ loser ہوں میں۔۔ کر ٹ کو جُھنجھنا سمجھتا ہوں۔۔۔ مجھے تو بیٹ پکڑنے کی تمیز نہیں ہے۔۔۔ نہ ہی تمہارے ماموں اور حسیب بھائی جیسا ہوں۔۔۔ نہ لائق ہوں۔۔۔ میں کہاں۔۔ تم کہاں۔۔ اور ہاں۔۔ ہاں بہت اچھا ڈیزائن رو کرتی ہو۔۔ مجھ جیسا جاہل تو بالکل ڈیزائن رو نہیں کرتی۔۔۔ ابا بھی صحیح کہتے ہیں۔۔ وہ جو بات بات گالیاں دیتے ہیں مجھے۔۔ وہ بات بات میں ہوں۔۔ اور تمہیں بھی نکما لگتا ہوں تو ٹھیک ہے۔۔ مت بات کیا کرو مجھ سے۔۔ مت کرو مجھ سے۔۔۔ چھوڑ دو مجھے۔۔۔ جاؤ اپنے ماموں کے پاس!!"

دُعا کو طیش آنے لگا۔ اُس نے زور سے ب دانتوں میں دبا لیے۔۔۔ وہ سرخ چہرے سے غیظ وغضب سے اُس پہ رہا تھا۔۔

"پتانہیں چلتا تمہیں۔۔کہاں سے لائ تھا میں نے یہ ۔ ؟عقل نہیں ہے؟ دماغ نہیں ہے؟ دماغ میں مغز نہیں ہے؟ ا نوں کی ڈاکٹر بن رہی ہو کہ ڈنگروں کی؟ بیوقوف۔۔ ڈنگر ڈاکٹر۔۔ا ن یہی سوچ یتے ہے۔۔اتنے دن بعد مل رہی ہوں۔۔شوہر ہے میرا۔۔ذرا خوش گفتاری سے بت کرلوں گی۔۔تو موڈ ٹھیک ہو جائے گا۔۔ تم نے تو آتے ہی مجھے لعن طعن کر شروع کر دی۔۔ای ا ن۔۔ مایوس ہو کر۔۔ہار کر آی ہے۔۔اور تم مجھے او پ سے یہ ۔ سنا رہی ہو۔۔"

دُعا غصے سے آگ ببولا ہو کر دیوانہ وار ئی۔۔۔

"تو میں نے کہا تھا۔۔ہار کر آؤ؟ یں میں نے ہرای تھا تمہیں؟"

اُس کے پ س سوال سے پہلے ہی جواب تیار ہوتے تھے۔۔۔

خضر خاموش ہوَ ی۔۔۔جیسے اُسے سا پ سُو َ ی۔۔

دُعا غصے سے اپنے اسکارف پ سے سر پ ہاتھ ر تے جھنجھلاتے خود کو کوسنے لگی۔

"میری غلطی جو میں یہاں آئی۔۔میری غلطی۔۔جو میں نے کہا کچھ بناؤں۔۔تمہارے لیے۔۔"

خضر نے خفگی سے زور سے ہاتھ جوڑے۔۔

"اِدھر دیکھو۔۔مجھے نہیں کروا تم سے کوئی کام۔۔"

دُعا کے دی ے خشمگینی سے پھٹنے لگے۔۔

"اپنا ورچی خانہ گندا کرنے کا مجھے کوئی شوق نہیں۔۔اِس لیے اکا واسطہ تم کچھ مت کرو۔۔"

سو سے زائ عہد و پیمان کیے تھے۔۔ آ میں آ کر وہ ای میاں بیوی کی طرح لڑ پڑے تھے۔۔دُعا نے غصے سے گہری گہری سانسیں ی چبا چبا کر بمشکل کہا۔۔

"یہ معاہدے کے۔۔"

خضر نے ہاتھ دکھا کر غصے میں زور سے کہا۔۔

"جہنم میں َ یہ معاہدہ۔۔بیغیرت سمجھا ہوا ہے تمہاری نی نے مجھے؟ دل کرت ہے آتی ہیں اور میری بیوی سے کہتی ہیں خلع لے لو۔۔خلع لے لو۔۔ا ہے یہ۔۔شریف ا ن ہوں کچھ کہتا نہیں ہوں۔۔تو مطلب جو جی چاہے گا کریں گی۔۔"

وہ غصے سے تے ہوئے کمرے میں جانے لگا۔۔

"آ ذرا اب وہ۔۔۔خود بت کروں گا میں اُن سے۔۔"

دُعا بھی طیش سے ئی۔۔۔

"ڈنگر کر کٹر۔"

"ڈنگر ڈاکٹر!" خضر نے یہ کہتے زور سے دروازہ مار دی۔۔

چند منٹوں کے لیے اُس فلیٹ پ ای گہری خاموشی طاری ہوگئی تھی۔۔دو منٹ بعد خضر امت سے کمرے سے ہر ت اُسے پکارتے بولا۔۔

"Ducky!"

"I'm sorry. I'm really sorry.. sorry I was exhausted!"

یہ کہتے وہ لاؤنج میں آی تو ذرا چونکا۔۔اُس نے گھما کر لاؤنج میں دیکھا۔۔وہ نہیں تھی۔۔

"دُعا!" اُس نے زور سے اُسے پکارا۔۔گھر میں اِس قدر خاموشی چھائی تھی کہ وہ سمجھ َ ی۔۔وہ گھر میں نہیں تھی۔۔۔حیرانگی اور فکرمندی سے اُس کی رونگٹے کھڑے ہو گئے۔۔

"اکیلی کہاں گئی؟"

وہ خود اُسے یہاں لے کر آت تھا۔۔اور خود اُسے چھوڑ کر آت تھا۔۔تنہا او ی سے وہ اُسے سختی

سے کیا کرتا تھا۔۔وہ مخبوط الحواس دروازہ بند کر کے مجنونانہ وار نیچے کو بھاگا۔۔نیچے آیا تو اُسے یاد آیا گاڑی کی چابی وہ اوپر ہی بھول چکا ہے۔۔وہ اوپر جانے کے لیے پلٹا تو چونکا۔۔اور میکانکی انداز میں پلٹا۔۔۔پارکنگ لوٹ میں جہاں اُس کی گاڑی پارک تھی وہ اب وہاں نہیں تھی۔۔۔اپنی گاڑی کو وہاں نہ دیکھ کر اُسے ہول پڑنے لگے تھے۔۔وہ اُس کی گاڑی لے گئی تھی۔۔وہ گاڑی جو اُس کی خون پسینے کی کمائی تھی۔۔۔چند لمحوں بعد اُسے یہ بھی سمجھ آ رہا تھا۔وہ گاڑی لے گئی تھی یعنی یقیناً وہ گاڑی چلا رہی تھی۔۔یعنی بغیر رلائسنس۔اور پھر اگلے ہی لمحے اُسے یہ بھی یاد آیا تھا کہ وہ کس قدر ریش ڈرائیونگ کیا کرتی تھی۔۔۔بلاشبہ یہ بدلہ لینے کا بہترین طریقہ تھا۔۔۔

☆.....☆.....☆

غصے میں بھری بنا گاڑی بند کیے وہ گھر آئی۔۔۔بیل بجانے پر ربیعہ بیگم نے دروازہ کھولا تو وہیں سے اُس نے رونا پیٹنا شروع کیا اور اُن کے گلے لگ کر زاروقطار روتے قطار در قطار آنسو بہانے لگی۔۔

فالحال اُس فلیٹ کا وہی سماں تھا۔جب ایک لڑکی اپنے شوہر سے روٹھ کر میکے آتی تھی۔۔۔

"امی اُس نے مجھے ڈنگر ڈاکٹر کہا۔۔"

"امی اُس نے نانی ماموں کو بھی بہت بُرا کہا۔۔"

اُس نے ایک منٹ کے اندر اندر انہیں اُس کی کہی ہر بات بتادی تھی۔۔

یہ سب سُننے کے بعد ربیعہ بیگم کے غصے کی تو کوئی انتہا نہیں رہی۔۔وہ اُسے صوفے پر بٹھاتے برہمی سے بولیں۔

"کھینچتی ہوں میں اِس کی کان۔۔فکر نہ کر تو۔۔"

اُنھوں نے جھک کر صوفے پ سے اپنا مو پکڑا اور ابھی اُسے کال کرنے لگی۔۔کہ مو
اسکرین چا کالنگ کے م سے جگمگاتے ہوئے نے لگی۔۔اُنھوں نے جھٹ سے سبز بٹن
د یا اور کان سے مو لگاتے اُس پ چھٹیں۔۔

"بے غیرت ا ن۔۔اُلو کے پھٹے۔۔آج کے بعد کبھی میں اُسے تیری طرف نہیں بھیجوں گی۔۔تُو تو اُسے تیں سنا سنا کر ہی مار دے گا۔۔او بیغیرت۔۔۔تُجھے شرم کیوں نہیں آئی۔۔اُسے اتنا کچھ کہتے۔۔۔اور تُجھے شرم نہیں آئی اُسے گھر سے ہر نکالتے ہوئے۔۔۔ میں چار پیسے کیا آ گئے تمیزی کرے گا اب ہم سے۔۔کرتی ہوں میں لقمان صا سے ت۔۔کرتے ہیں وہ ہی تیرا علاج۔"

بلڈ کے نیچے کھڑا وہ تلملاہٹ سے اپنے ل نوچتے بولا۔۔

"میری گاڑی۔۔۔امی یہ چلتی چھوڑ گئی میری گاڑی نیچے۔۔"

ربیعہ بیگم ذرا چو ۔۔۔مو سے ہر آواز آئی تو دُعا کے آ خشک پڑ گئے۔۔یہ اکا کرم ہی تھا کہ جہا صا گھر میں نہیں تھے۔۔تو دھماکے پ دھماکا ہو تھا۔۔۔

وہ سخت خفگی میں رونہسا ہو کر اُس پ ر بول پڑا۔۔

"میں نے کوئی نہیں اُسے گھر سے ہر نکالا۔۔خود آئی ہے۔۔وہ بھی بنا بتائے۔۔امی۔۔آپ کو یہ تو پتا ہے کہ میں نے اُسے کیا کیا سنا یا ہے۔۔۔ کیا آپ کو یہ پتا ہے کہ اُس نے مجھے کیا کیا بولا ہے؟ اپنے ماموں کا اور ا کا مجھے سنا رہی تھی۔۔اُن سے موازنہ کر رہی تھی۔۔۔نکما اور پتا نہیں کیا کیا کہہ رہی تھی۔۔"

ربیعہ بیگم نے بیقینی سے دُعا کو دیکھا۔تو اُس نے جھٹ سے معصومیت یں جھکا لیں۔۔

"میرے حصے کا بتا گئی اپنے حصے کا کھا گئی۔۔۔اُس کے پ س۔۔لا بھی نہیں تھا۔۔اب

بتا ۔۔کچھ ہو جات تو سارا مدعا کس پ پڑت ؟اور جہان ۔ صا ۔ ۔۔۔جو دو چار گالیاں اُن کے منہ سے ن رہ گئی تھیں۔۔وہ بھی سنا دیتے۔۔۔جو رجوع کی تھوڑی سی اُمید بچ گئی ہے وہ بھی نہیں بچنی تھی۔۔اور اَ ن انخواستہ چیکنگ ہو جاتی۔۔۔تو اِس کا کیا جا تھا؟ اسکینڈل تو میرے م پ ہی ن تھا۔۔"

ربیعہ بیگم بمشکل خود کو کمپوز کرتے اُسے جھڑک کر بولیں۔۔

"تو مر َ تھا تُو۔۔اَ کہہ بھی دی۔۔تو کیا ہو َ ؟ کون سی چھری ماردی تھی اُس نے تُجھے؟ جو تلملائے جا رہا ہے۔۔"

یہ کہتے اُنہوں نے فون کاٹ دی۔۔اب شامت دُعا کی آئی تھی۔۔وہ غصے سے اُس پ س پڑیں۔۔

" کیوں ہاں بونی۔۔۔مارو ٹ پھوٹے آ ۔۔لگاؤں میں تُجھے۔۔"اُنہوں نے اُسے تھپڑ کے لیے ہاتھ دکھای۔

"دو منٹ میں ہو جاؤں اِن سے دور۔۔بس۔۔۔چونچیں لڑانے شروع کر دیتے ہیں!"

دُعا امت سے سر جھکائے بیٹھی تھی۔۔اُنہوں نے جلتے دل سے اُسے ڈا ٹت ہوئے کہا۔۔

" گھر چھوڑ کر آنے کو کس نے کہا تھا؟ اتنا غصہ تھا تو اُسے گھر سے ہر نکال دیتی۔۔ اکیلی کیوں آئی؟"

دُعا پٹاخ سے چٹکی بجا کر بولی۔۔

"اگلی ر ایسے ہی کروں گی۔۔"

اُنہوں نے اُسے تھپڑ دکھاتے چبا چبا کر کہا۔۔

"ماروں گی ای ۔۔"

دُعا نےخوف سے زور سے آنکھیں میچ لیں۔۔

"گھر چھوڑنے کا مطلب۔۔وہ گھر کسی اور کی ملکیت ہے۔۔اپنا گھر ا ن کبھی چھوڑت ہے؟ مستقبل کے لیے ای ہدای ت کرتی ہوں۔۔ ہر چھوٹی ب ت پ گھر چھوڑ کر نہیں چلے جاتے۔۔گھر چھوڑنے والا غیر ہوت ہے۔۔اور سارا دن گھر میں رہنے والی عورت کبھی غیر نہیں ہوتی۔۔۔چلو سارا دن گھر میں نہیں بھی رہتی۔۔ مرد سے زی دہ دی ہی گھر میں َ ارتی ہے۔۔گھر رہنے سے ہی ب ت ہے۔ورنہ وی انے تو قبرستان بھی ہوتے ہیں۔"

دُعا نے دھیرے دھیرے آنکھیں کھول لیں۔

"اور تُو نے اپنے ماموں کا اور ابو کا اُسے سنای تھا؟"

وہ بھی خضر کی بیوی تھی۔۔ ب ڑی ڈھٹائی سے بول پ ڑی۔۔

"ہاں کہا تھا۔۔"اُنہوں نے پھر اُسے ہاتھ مارنے کے لیے دکھای ۔۔

"مار کھالے گی۔۔"

وہ ہاتھ پیچھے کھینچ کر کہنے لگیں۔۔

"کبھی بھی اپنے شوہر کا موازنہ اپنے ب پ سے نہیں کرتے۔۔کیو ب پ ای تجربہ کار ا ن ہوت ہے۔۔وہ بہت سے مراحل سے َ ر چکا ہوت ہے۔۔د دیکھ چکا ہوت ہے۔۔۔رسیدہ ہوت ہے۔۔ ب کہ شوہر۔۔ابھی اُن تجربوں سے َ ر رہا ہوت ہے۔۔۔کسی کا موازنہ کسی کے ساتھ یوں کرن ایسا ہے جیسے۔۔اللہ کی۔۔خود کی۔۔اور دوسرے شخص کی تخلیق میں سے کسی ای کو نیچا دکھان ۔۔ہمارا لوگوں میں موازنہ کرن اُس خوبی کو کم ت کر دیتا ہے۔۔سمجھی۔۔"دُعا جھٹ سے کہنے لگی۔

"یہ اپنے ثپوت کو بھی سمجھا دیں۔۔کہ بیوی کا موازنہ ماں سے نہیں کرتے۔۔کیو ماں ماسٹر

ورچی خانے میں روٹیاں جلا جلا کر ہے!" ربیعہ بیگم نے افسوس سے سر ہلایا۔۔

"دیکھو۔دیکھو۔۔تم اپنی۔۔۔ دیکھو۔۔"

دُعا نے راضی سے ک سکیڑ لی۔۔

مو کی گھنٹی بجنے لگی۔۔ربیعہ بیگم نے مو پ دیکھا تو پھر سے خضر کی کال تھی۔۔اُنہوں نے کال اُٹھائی اور اِس مرتبہ خوش گفتاری سے بولیں۔۔

"ہاں میرے بچے!!!"

"اُسے کہیں نیچے آئے !!" اِس مرتبہ وہ سختی سے بولا تھا۔۔اُنہوں نے مزی کچھ کہنا ہی ٹھیک سمجھا اور دُعا کو دیکھ کر بولیں۔۔

"جا نیچے انتظار کر رہا ہے۔۔"

دُعا نے ڑے موڈ سے دوٹوک ا ازمیں کہا۔۔

"جاتی ہے میری کولہا پوری!"

ہی ای دھماکہ خیز آواز اُنہیں سنائی دی۔۔وہ سانس نہیں لے سکیں۔۔۔غالبًا کانچ کے کرچی کرچی ہونے کی آواز تھی۔۔وہ دونوں کھلبلائی ہوئی سی دُعا کے کمرے کی جا لپکیں۔جیسے ا ر آئی تو دم بخود رہ گئیں۔۔۔کھڑکی کا کانچ کرچی کرچی ہو کر زمین پ ڑا تھا۔۔۔ پ س میں ہی کاغذ میں لپٹی گیند ڑی تھی۔۔دُعا نے فی الفور گیند جھک کر اُٹھائی اور گیند پ سے کاغذ ا را۔۔ عادت ا را ی میسیج تھا۔۔

"نیچے آؤ!!!"

وہ لکل اُس کی قہر آلودہ آواز محسوس کر سکتی تھی وہ میسیج ڑھ کر۔۔وہ بھاگ کر کھڑکی میں گئی۔۔تو ربیعہ بیگم کلیجے پ ہاتھ ڈالے کہنے لگی۔۔

"پیچھے ہٹ جا۔۔اوہو۔۔پیچھے ہٹ جا۔۔شیشہ پھر جائے گا۔۔توتم لوگوں کا ب پ میرا جیناڈو بھر کردے گا۔۔"

دُعانے نیچے خضر کو کان سے مو ب لگائے کھڑا دیکھا۔۔وہ قہر ب ر وں سے دی ے پھاڑ پھاڑ کراُسے دیکھ رہاتھا۔۔ربیعہ بیگم کان سے مو ب لگائے اُسے ڈا ٹ ڈ پٹ کہنے لگی۔۔

"ارے کیا ضرورت تھی کانچ توڑنے کی۔۔آرہی تھی ن نیچے۔۔"

"میں نہیں آرہی۔۔"دُعانے َ دن موڑ کر صاف کہا تھا۔۔

"میری بیوی کو نیچے بھیج دیں۔۔"

ربیعہ بیگم ب ہم ہو گئیں۔۔

"ارے آرہی ہے۔۔آرہی ہے تیری بیوی۔۔"

"میں نہیں جاؤں گی۔۔"

وہ خفگی سے کہہ کر پلنگ پ بیٹھ گئی۔۔

ربیعہ بیگم کرب سے کہہ پ ڑیں۔۔

"ہائے کیوں میری جان کو ٹ پ ی ہوا ہے دونوں نے۔۔"

اُدھر سے خضر بولا۔۔

"امی محکمہ موسمیات کی ر پ ٹ دیکھ لیں۔۔آج ساری رات طوفانی ب رش ہے۔۔اور اَ یہ نیچے ن آئی تو میں ساری رات یہیں کھڑا رہوں گا۔۔کچھ دنوں ت مجھے دبئ جا ن ہے۔۔کچھ ہوا تو اُس کی ذمیدار صرف اور صرف آپ ہوں گی۔۔لہٰذا ب ڑے ادب سے کہہ رہا ہوں اُسے نیچے بھیج دیں۔"

" بکواس ن کر۔۔"وہ جھلاہٹ سے بولی تھیں۔۔

" بھیجتی ہوں تیری بیوی کو۔۔"

وہ ا٘ وہ گینی سے دُعا کو دیکھتے منت کرتے بولیں۔۔

" ٘ اکا واسطہ ہے۔۔چلی جا۔۔نہیں تو جینا اجیرن کردے گا ۔ کا۔۔"

دُعا غصے سے اُٹھ کر تیزی سے ۔ڑے ۔ڑے ڈگ بھر کر ۔ ہر جانے لگی۔۔۔

نیچے آئی تو اُس نے پہلے ہی اُس کے لئے دروازہ کھولا ہوا تھا۔۔اُس نے اُسے شرطیہ ا٘ از میں انگشت شہادت دکھاتے کہا۔۔

"ابو کے آنے سے پہلے پہلے میری کھڑکی کا شیشہ ٹھیک کروا کے دو۔۔"

اُس نے فرماں ۔ داری سے سر ہلا دی۔۔

"اچھا۔۔"

دُعا جھٹ سے بولی۔۔

" کال کرو پہلے۔۔"

وہیں کھڑے کھڑے اُس نے اُس سے کال کروائی اور دن اوپ کر کے ربیعہ بیگم کو ۔ لکانی میں دیکھا۔وہ اُنہیں اطمینان ر ٘ کا اشارہ کرتے کہہ رہی تھی۔۔

" پ یشان نہیں ہو٘ امی۔۔ابھی ابو کے آنے سے پہلے ہو جاتی ہے کھڑکی صحیح۔"

ربیعہ بیگم نے جان چھڑاتے ا٘ از میں ہاتھ جوڑ کر چھوڑے۔۔

"میں نہیں کرتی فکر۔۔"

خضر نے دُعا کو شانوں سے تھامتے ا٘ ر بٹھا ی۔۔

"ا٘ ر بیٹھو۔تم سے تو میں گھر چل کر ۔ ت کرتا ہوں۔۔"

گھر آئے تو کوئی ۔ ت نہیں کی۔۔دُعا عبایہ اُ ت ر رہی تھی۔خضر کچن میں آ ی۔۔اُس نے ساری

ضرورت کی ۔ ٹ ٹ کر کے او پ والے خانے میں رکھ دی تھیں ۔۔
وہ کچن میں آ کر ہاتھ دھوتے فرمان دیتے ا ازمیں بولی ۔۔
" پیاز ٹماٹ مرچی لہسن ادرک ۔ کاٹ کر دو مجھے ۔۔"
وہ منہ کا زاویہ بگاڑ کر بولا ۔۔
" ہاں ۔۔ میرے بغیر بنا ہی ۔ لو تم کھا ۔۔"
" میں سُن رہی ہوں ۔۔" وہ ۔ راضی سے بولی تھی ۔۔۔
وہ اب مرچ مصالحوں کی طرف آئی ۔
خضر خاموشی سے بنا کچھ کہے ضرورت کی چیزیں لے کر اُنہیں کا بیٹھ ی تھا ۔۔
دُعا مرچ مصالحے تلاشتے بولیں ۔۔
" ہاں نمک مرچ کی ۔ ں کدھر گئیں؟"
خضر تیکھے ش کو مز ی تیکھا بنا کر طنزاً بولا ۔
" او پ والے خانے میں ہیں ۔۔"
دُعا نے چو ۔ کر اُسے دیکھا ۔۔
" ہیں ۔۔ او پ والے خانے میں کیوں؟"
خضر چبا چبا کر بولا ۔۔
" یہاں بونے لوگ نہیں رہتے !"
" ہوہ !" دُعا کا حیرت سے منہ کُھلا ۔ خضر خاموشی سے پیاز کاٹنے لگا ۔۔ دُعا نے کچھ سوچ کر کرسی کھینچی اور اُس پ کھڑی ہوئی ۔ خضر نے سر اُٹھا کر اُسے دیکھا ۔ اُس نے ۔ نیچے اُت ریں ۔ وہ ۔ نی کھولنے لگی ۔۔ کُھلی نہیں ۔۔

اُس نے زور لگایا۔۔اور وہ بمشکل کھولی۔۔خضر کنکھیوں سے زیرِ لب مسکرا کر اُسے دیکھ رہا تھا۔۔ہاتھ سرخ پڑ گئے اور درد کرنے لگے۔۔دوسری بوتل کھولنی چاہی تو اُس کے ساتھ بھی یہ معاملہ تھا۔۔اُس نے اکتا کر بوتلیں خضر کے سامنے رکھ دیں۔

"اِن کو کھول دو۔" خضر ہری مرچیں کاٹتے بولا۔

"خود ہی کرو own girl!" دُعا تپی۔۔

"دفع ہو جاؤ میرے کچن سے۔۔۔میں خود کرلوں گی ۔۔مجھے تمہاری کوئی ضرورت نہیں ہے!"

خضر نے دھیرے سے سر اُٹھا کر اُسے دیکھا اور دھیرے سے انتہائی مہذب انداز میں کہنے لگا۔

"تمیز سے بات کرو۔شوہر ہوں تمہارا!" دُعا نے غصے سے دانت کچکچا لیے۔۔اُس نے ایک گہری سانس لی اور بڑے ادب سے زبردستی مسکرا کر بولی۔

"جانو پلیز۔۔دفع ہو جاؤ!" خضر کو بہت ہنسی آئی مگر ہنسا نہیں تھا۔اُس نے خود کو کمپوز کرتے کہا۔

"لاؤ کھول دیتا ہوں!" وہ ایک ایک کر کے بوتلیں کھولنے لگا۔۔

سارا کھانا دُعا نے بنایا تھا۔کھانا کھانے کے بعد اُس نے برتن اکٹھے کر کے کہا۔۔

چلو تم صابن لگاؤ۔۔میں بس پانی سے دھوؤں گی۔۔"

یہ بات بھی وہ پی گیا۔۔

"مجھے کیا فائدہ ہوا اِس کے آنے کا؟ سب کچھ مجھے ہی کرنا تھا۔۔" اِس کے بعد اُس نے چولہے کی جانب بھوں اُٹھا کر اشارہ کرتے کہا۔۔

"چولہا۔۔اِس کی دیوار اور یہ شیلف صاف کر دو۔۔بہت گندی ہوگئی ہے۔۔"

ضبط کا پیمانہ لبریز تھا۔۔دل غصے سے بھرا تھا ز.ن پ بس اچھا اور جی جیسے فقرے تھے۔۔اِس
. کے بعد بھی اُس ظالم کو سکون نہ آیا تو اُس نے کیبنٹ کھول کر کافی نکالی اور کہا۔۔

" کافی بھی بنا دو۔۔اور پ ئی اِن دا اسکائی سے ابھی کے لیے کوکو ٹ یہ ونٹ آرڈر کر دو۔۔اور گھر لے کر جانے کے لیے۔۔ ڈ رٹ کیک۔۔"

اُسے پورا یقین تھا۔۔یہ . وہ کھائے گی۔۔جی ہاں۔پورا ڈبہ۔۔ہاں ہو سکتا ہے ای ۔۔ مشکل سے ای وہ اُسے دے گی۔۔اور گھر جا کر بنا کسی ورزش یا واک کے وہ سو جائے گی۔۔۔اور نہ ہی اُسے اِس قدر میٹھی اور بھاری خوارک ذرا بھی لگے گی۔۔کافی بن گئی بیکری سے سامان آ ی۔۔وہ . لکانی میں سوئ چئیر پ بیٹھا تھا۔۔فضا میں پ دل فری . سی خنکی چھائی تھی۔۔دُعا ذرا فاصلے پ گود میں ی ونٹ کا ڈبہ پکڑ کر بیٹھی تھی۔۔خضر نے کنکھیوں سے اُسے دیکھا اور پھر اُٹھ کر اُس کی . ا. والی کرسی اُس کی جان . کھینچ کر بیٹھا اور اُسے کہنی مار کر بولا۔۔

"سوری۔"

دُعا نے منہ میں ی ون د. ئے خفگی سے اُسے دیکھا اور کرسی اُس سے دور کھینچ لی۔۔ ی ون چبا کر اُس نے اُسے دیکھا اور پھر کہنے لگی۔۔

" پہلی .ت۔۔میں ی ون نہیں دوں گی۔۔اور دوسری اور آ ی .ت۔۔یہ فرینڈ زون والی حر ی نہیں تھی۔" خضر نے آنکھیں چھوٹی کیے عتاب بھری نگاہوں سے اُسے دیکھا اور کرسی مزی پیچھے کھینچ لی۔۔دُعا نے ڈبے سے دوسرا ی ون نکالا اور کنکھیوں سے اُسے دیکھا۔۔وہ خفگی سے رُخ موڑے بیٹھا تھا۔۔دُعا ذرا مسکرا کر کرسی کھینچ کر اُس کے ساتھ بیٹھی۔اُس نے .ڑے بھاری دل سے ڈبے سے ای ی ون نکال کر اُس کی جان . .ڑھا یا اور اُسے کہنی ماری۔۔

"لو۔۔" خضر نے نہیں پکڑا۔کوئی اور راستہ ٠ آنے پ وہ ای ٹھنڈی آہ بھر کر بولی۔۔

" آئی ایم سوری ٹو!"

خضر نے فوراً سے ی ون اُس سے پکڑ لیا۔۔۔ی ون چکھتے اُسے ہنسی آئی۔۔دُعا ماتھے پ بل ڈالے اچنبھے سے بولی۔۔

"ہنس کیوں رہے ہو؟"

وہ بمشکل ہنسی د تے بولا۔۔"یہ فرینڈ زون والی حر ت واقعی نہیں تھی۔"

دُعا نے مصنوعی ٠ گواری سے سامنے میز سے کافی کا ماگ اُٹھا کر رُخ پھیر لیا۔ہنسی آئی مگ لبوں سے لگا کر د لی۔۔

پتا نہیں۔۔۔وہ رشتہ فرینڈ زون تھا یا لو زون۔۔ خوش نودی بھرا تھا۔۔پ سکون تھا۔۔را ت بخش تھا۔۔اور اُن کے لیے یہی بہت تھا۔۔

کچھ دی ری تو ہر کی گھنٹی بجی۔۔دُعا کافی کا مگ رکھ کر اُٹھ کھڑی ہوئی۔۔

"میں دی ت ہوں !!" وہ ڑے ڑے ڈگ بھر کر دروازے کی جا گئی۔۔اُس نے دروازہ کھولا۔۔

خضر لکانی میں بیٹھا تھا۔

"ماموں!" دُعا کی حیرانی بھری آواز اُس کے کانوں میں پ ڑی۔تو وہ فوراً اُٹھ کھڑا ہوا۔۔وہ تیزی سے دروازے کی جا آی۔

"چلو تم ہمارے ساتھ!" خضر بے اختیار بولا۔۔

"یہ کیا ہے؟" وہ دُعا کو پیچھے کرتے آگے آی تو چونکا۔۔

ماموں کے ہاتھ میں ریوالور تھی۔۔پیچھے کچھ لمبے چوڑے گبرو نوجوان کھڑے تھے۔دُعا ت

میں سفید. ف وجود کے ساتھ اُنہیں دیکھ رہی تھی۔۔

ماموں نے دُعا کو دیکھتے َ دن لڑھکائی۔۔

"چلو دُعا!"

خضر غصے سے بولا۔

" کیوں چلیں وہ آپ کے ساتھ؟"

ماموں نے آگے .ڑھ کر اُس کے ی ٖ پ ریوالر ت ن دی۔دُعا کے منہ سے چیخ نکلی۔۔

"ماموں!" خضر ی ٹ اُنہیں دیکھ رہا تھا۔۔

"سیکیورٹی!!" دُعا کے منہ سے بے اختیار نکلا تھا۔۔

"چلو دُعا!" ماموں نے دُعا سے پھر سے کہا تھا۔۔خضر .ڑے ضبط سے کہنے لگا۔۔

"دیکھیں ماموں میں آپ کی بہت عزت کرت ہوں۔لیکن ابھی آپ زی دتی کر رہے ہیں۔۔اور آپ اِس کے جواب دہ ہوں گے!!"

ماموں trigger ت انگلی لے کر گئے۔۔تو دُعا دونوں ہاتھ دکھا کر ئی۔

"نہیں نہیں ماموں۔۔میں چلتی ہوں۔۔میں چلتی ہوں!"

خضر نے خفگی سے دُعا کو دیکھا۔

"دُعا تم نہیں جاؤ گی!"

دُعا انسنی کر کے فٹا فٹ اپنا بیگ پکڑا اور آگے .ڑھی۔۔

"ماموں چلیں!" خضر نے اُس کا ہاتھ تھامنے کی کوشش کی۔۔ وہ لمس بس لمس رہ َ ی۔۔َ فت ٖ بن سکا۔۔

لمحے بھر میں وہ دُعا کو وہاں سے لے گئے اور خضر چنگھاڑت ہوا فرش پ بیٹھ َ ی۔۔۔بیان سے . ہر

تھی وہ صورتحال۔۔عا. صا . نے ای شریف آدمی کی غیرت مجروح کر کے رکھ دی تھی۔۔۔وہ اُس کی آنکھوں کے سامنے اُس کی بیوی لے گئے تھے اور وہ کچھ کر نہیں پ یا تھا۔۔۔ غصے میں شعلے کی ما وہ اُٹھا تھا۔اُس نے مو. اور گاڑی کی چابیاں پکڑیں۔ اِس سے قبل وہ کوئی ردِ عمل دیتا۔ربیعہ بیگم کی اُسے کال آئی۔۔

"امی!!"وہ ۔. ت یت سے مٹھّیاں بھینچے بولا تھا۔

"چا ۔ نی آئی تھیں!!"وہ چونکا۔۔

"سکیورٹی گارڈ نے بتا ی ۔ نی آئی تھیں!!" اُن کی آواز میں خوف تھا۔۔ ۔ت بیان کے اسلوب میں ا ۔ یشہ تھا۔۔کہ وہ . جان چکی تھیں۔۔وہ سارا تماشہ دیکھ چکی تھیں۔۔اور خاموشی سے جا چکی تھیں۔۔۔اب تو وہ تھانے بھی نہیں جا سکتا تھا۔۔ساری ۔ت اب ایسی تھی گو ی سا ۔ پ کے منہ میں چھچھو ۔ ر ۔ اگلتے ۔ ہے نہ ۔ ۔۔ڈھائی سال قبل دُعا اُس کے بغیر اسکوا ۔ آئی تھی۔ڈھائی سال بعد وہ دُعا کے بغیر اسکوا ۔ آ یا تھا۔۔فون پ وہ انکل ہارون کو اطلاع دے چکا تھا۔۔کہ جہا ۔ ی ۔ صا . کو سنبھال لیں۔۔۔ جیسے ہی شکستہ دل سا فلیٹ میں داخل ہوا۔اُڑ کر جہا ۔ ی ۔ صا . کا ۔ اسا جو ۔ آ یا اور اُس کے شانے پ لگا۔ اُس نے کوئی ردِ عمل نہیں د ی۔۔۔وہ دروازہ بند کر کے ماؤف دماغ سے وہیں بیٹھ ی۔۔جہا ۔ ی ۔ صا . صوفے پ بیٹھے سر پیٹ پیٹ کر واویلا کر رہے تھے۔۔

"میری بچی۔۔میں گھر آ ۔ تھا۔۔میرے پیر د . تی تھی۔۔۔میرے گھر کی رونق تھی۔۔میرا دل خوش ہو جا ۔ تھا۔۔ اِس آفت کے پ کالے نے اُسے بھی رہنے نہ د ی!! میرا کلیجا پھٹا جا رہا ہے۔۔میرے کلیجے کا ٹکڑا ہے میری بچی!!" ربیعہ بیگم شرمندگی سے اُن کے سامنے والے کاؤچ پ بیٹھی تھیں۔۔

"ہائے مجھے کیا پتا تھا۔۔خالہ آ گی!" جہان یـ . صا . نے کلفت سے خضر کو دیکھتے کہا۔۔

"او چا تُجھے شرم نہ آئی؟ ہاں تُجھے شرم نہ آئی۔ بچی کو گھر سے . ہر نکالتے!!" خضر نے غا .

دماغی سے سر اُٹھا کر اُنہیں دیکھا۔۔ بولا کچھ نہیں۔۔کسی نے یہ نہیں پوچھا تھا کہ اُس کے ساتھ

کیا خوف . ک واقعہ پیش آ یـ تھا۔۔کس طرح اُس پ ریوالور تـ ن کر وہ اُس کی بیوی کو یـ غمال بنا

کر لے گئے تھے۔۔ربیعہ بیگم خضر کی صفائی میں بولیں۔۔

"نہیں نہیں چا کے ا!" جہان یـ . صا . کرب سے دھاڑے۔۔

"مت کہہ مجھے اِس کا ا . ۔۔نہیں ہوں میں اِس کا ا . !!"

ربیعہ بیگم نے اُنہیں سمجھانے کی کوشش کی۔۔

"نہیں نہیں ایسے مت کہیں۔۔چا نے کچھ نہیں کیا۔۔وہ بے قصور ہے۔۔ہاں تھوڑا سا غصہ آ

یـ تھا۔دُعا تو خود گھر چھوڑ کر نکلی تھی۔۔پھر یہ منانے بھی آ یـ تھا۔۔" ربیعہ بیگم نے خضر کو

دیکھا۔۔

"ہیں نہ چا !" خضر سر جھٹکے بیٹھا فرش کے ڈبے کو انگلی لگاتے گن رہا تھا۔۔

"ہوں!!"

ربیعہ بیگم نے . ت کو . لتے جہان یـ . صا . سے پوچھا۔۔

"میں عامر سے . ت کروں؟"

جہان یـ . صا . خفگی سے اُنہیں دیکھ کر بولے۔۔

"گھاس کا سبز سا پ ہے وہ حرامی!"

خضر دھیرے سے بولا۔۔

"گالی مت دیں ا!" جہان یـ . صا . نے دا یـ کا دوسرا جوتا پھینکا اور وہ بھی اُس کے

شانے سے لگ کر رَ یـ۔۔ربیعہ بیگم نے دل پ ہاتھ رکھ لیا۔۔ ردِعمل اب بھی کوئی نہ آ یـ۔۔

"یہ . تیری چال ہے۔۔جان بوجھ کر کیا ہے تو نے سُب۔۔تُجھے کوئی اور لڑکی پسند آ گئی ہے۔اِس کا مطلب سہی کہہ رہی تھی میری شہزادی۔۔۔تو اُس پ سوت لانے والا تھا!"

جہانـ ـیـ . صا . دُعا کی فکر میں یہ وزاری میں لگ گئے تھے۔خضر کی تو کوئی سُن ہی نہ رہا تھا۔جیسے ہی وقاص کو اُس کی آمد کی اطلاع ملی تھی۔۔وہ . قی دونوں دوستوں کو لے کر اُس کے فلیٹ پ پہنچا تھا۔.. . ی مشکل سے خضر نے اُنہیں اپنی آپ بیـ سنائی تھی۔۔وقاص کا دماغ کھول رہا تھا۔۔۔وہ فرش پ بیٹھا فرش پ مُکا رسید کرتے بولا۔۔۔

"اِن کی اتنی ہمت۔۔اِنہوں نے میرے سا پ ریوالور تا نی!!"

شریم فوراً سے کہنے لگا۔۔

"اب۔۔اب۔۔تم۔۔نہیں جاؤ گے!"

"تم گھر۔۔نہیں جاؤ گے!"

"خطرہ ہے وہاں!"

زین پیشـ نی پ . ل ڈالتے . کاٹ رہا تھا۔۔وہ طیش سے غصے سے ہاتھوں کع مروڑ رہا تھا۔۔

"میں۔۔شاہد بھائی سے . ت کرتا ہوں!"

پیچھے سے جوتی اُڑ کر زین کی پشت پ لگی۔۔۔اور . ی زور سے لگی۔۔۔اُس کا چہرہ سرخ ہو گَ یـ۔۔رضیہ آ پیچھے سے تے ہوئی آ ۔۔

"وے بے غیرت۔۔بکواس کر ریئا ایں۔۔۔" وہ عبدالرحمٰن کو اُٹھائے اُن کی طرف چلی آ ۔۔قرۃ العین ویکنڈ ارنے وہیں آئی ہوئی تھی۔۔

"شرم نہیں آتی تُجھے۔۔ تے یراں دا سسرال اے تیری۔۔اینجھ کیندے !"

خضر ۔ سے ٹھوڑی لگائے سر جھٹک کر منجمد بیٹھا تھا۔۔

ربیعہ بیگم جہان ۔ صا ۔ کو سمجھا رہی تھیں۔ اُن کی طبیعت پہ کوئی اثر نہیں ہو رہا تھا۔۔

"مجھے نہیں پتا میری بچی مجھے مجھے لا کر دو۔۔کم بخت ۔ بخت میری بچی کو لے گئے۔"

"میں نے سمجھایا تھا اِس مردود کو اُن سے میل جول مت رکھنا۔۔مت رکھنا نہیں سُنی میری۔۔سمجھایا تھا میں نے۔۔آگ اور پھوس کی کیا دوستی!" یہ سُن کر شریم کے کان سرخ ہو گئے تھے۔ابھی کچھ ہی عرصہ ہوا تھا اُس کی بات اُس گھر میں طے ہوئے۔۔جسے وہ پھوس سے تشبیہ دے رہے تھے۔۔

رضیہ آ نے اُنہیں سمجھانے کی کوشش کی۔۔

"اوہو پئن!" عبدالرحمٰن اُنہیں بات ہی نہیں کرنے دے رہا تھا۔اور چیخیں مارتے جا رہا تھا۔۔رضیہ آ اُسے دیکھ کر بولیں۔۔

"اوہو سونیا کیوں چیکا مار رہیا ایں!" اُنہوں نے مڑ کر شریم کو اُسے پکڑایا۔۔

"جا جا پاپا کے پاس جا!" شریم نے خاموشی سے اُسے پکڑ لیا۔۔

"اِس کو پتر باہر کا ایک چکر لگا دے!"

اُس نے اثبات میں سر ہلا دیا۔۔

"جی آ !"

اور وہ خاموشی سے اُسے لے کر باہر نکل گیا۔۔رضیہ آ بولیں۔

"جہان ۔ پئن تو اڈا دماغ کم نہیں کردا۔ہُون شریم ہون والا داماد ہے اُس کا ردا۔ایج دیں گلاں اُس دے سامنے نہیں کری دیئاں۔تُسی پ میرے سمنے او ن نو۔لکھ لعنت پوَے۔۔مے تو انوکش نہیں آخا گیں۔"

وہ سانس لینے کے لیے رُکیں۔۔

"میں آپی شاہد نو کال کرنی آں۔ اینج لاتے ں۔ وَاں پینے گا عا۔ دی پتا لگ جانہ اے بڑاں نل ویئر لیئا اے!"

وہ چبا چبا کر خفگی سے بولی تھیں اور وہ خضر کی طرف متوجہ ہو ۔۔

"تے تُوں۔۔ تُوں کیوں زندہ لاش بنیئا ایں۔۔ ماری کیوں نہیں سی۔ وآئے سن۔۔ ا کُسن مارنی تھی بوتھے پ۔۔ چنڈو چنڈ کر دینا تھا۔ ہاں ویکھو ہے کوئی ا !"

زین خفگی سے بولا۔۔

"اماں نہ بلدی تے تیل پ!"

وقاص نے بولنا ضروری سمجھا۔

"سوری ٹو سے۔۔ جو اُنہوں نے کیا اور جو آپ نے کہا۔ یہ دونوں ہی offense ہیں!"

رضیہ آ ماتھے پ بل ڈالے اُسے گھور کر دیکھتے بولیں۔

"میں تینوں ای offense بنادواؤں ہیں؟"

خضر نے ا گہری سانس لی اور بڑی دیر بعد اب بولا۔

"اب میں بتا ہوں اِن کو!"

ربیعہ بیگم راضی سے بولیں۔

"عید کے پیچھے۔ اب تم موقع گوا بیٹھے چا میاں۔۔ اب تو اُن کا پلڑا بھاری ہے۔"

خضر انتہائی سنجیدگی سے پوچھنے لگا۔

"کیوں پلڑا بھاری ہے اُن کا؟ ھمم؟ وہ میری گھر آئے مجھ پ گولی ن دی۔ وہ مجھے گن پوائنٹ پ رکھ کر میری بیوی کو لے گئے۔ اور ربیعہ بیگم فرما رہی ہیں کہ اُن کا پلڑا بھاری ہے۔ جی ہاں

بھاری ہے اُن کے ظلم و ستم کا پلڑا بھاری ہے۔۔اُن کا گھڑا بڑھ گیا ہے اور اب میں اُس گھڑے کو توڑ دوں گا۔۔رہی بات دُعا کی تو اُس کا وہ حساب ہے۔۔کھیر کھاتے دانت ٹوٹے۔میں نے اُسے کچھ بھی نہیں کہا۔خود ہی اُس نے بات کو ہوا بنایا ہے۔"

جہانگیر صاحب نے پھر سے اپنی ریل کا انجن آن کر دیا تھا۔۔

"بیٹا اپنی اُترتی ہے تو دوسرے کی اُترتے کیا دیر لگتی ہے۔۔اور گندے انڈے اور ہمیں کتنا ذلیل کروانا ہے۔اور کتنا ہمارا نقصان کروانا ہے؟""جہانگیر صاحب مُکے سے سینا پیٹ رہے تھے۔

"پیدائش سے پہلے ڈاکٹروں نے کہہ دیا یہ بچہ نہیں بچ سکتا۔۔۔پیدا ہوا تو ڈاکٹروں نے کہہ دیا یہ مرا ہوا بچہ ہے۔۔۔آکسیجن نہیں مل رہی تھی اِس لیے یہ نیلا پیدا ہوا تھا۔مسئلہ آکسیجن نہیں تھا اصل مسئلہ زہر تھا۔۔زہر۔۔نیلا تھوتھا جو اِس کی رگوں میں دوڑ رہا ہے۔

پھر علاج ہو کر گھر لے کر آئے تو ایک سال بعد یہ کاٹ انسفار مرجل گیا۔۔پانچ سال کا تھا۔منحوس کرکٹ کھیلتے گیند کے پیچھے سڑک پر دوڑا۔۔سڑک حادثے میں ٹانگ تڑوا لی۔وہاں میرا اتنا پیسہ لگا۔ڈاکٹروں نے کہہ دیا یہ کبھی چل نہیں پائے گا۔ یہ اگلے سال ہی چلنے نہیں دوڑنے لگا۔۔میری ہڈیوں کا گودا تک یہ کتا اندر تک کھا چکا ہے۔۔اب نہیں ہے جان مجھ میں باقی۔نہیں ہے جان!"

وہ سسکتے ہوئے اُٹھ بیٹھے اور ربیعہ بیگم کو دیکھتے بولے۔۔

"ربیعہ دوا دو میری!"خضر فکرمندی سے بول پڑا۔۔

"ابا کتنی گولیاں کھائیں گے۔۔پچھلے تین گھنٹے میں آپ پانچ گولیاں کھا چکے ہیں۔۔"

اُنہوں نے اُس سے رُخ پھیر لیا۔۔

"تُو مجھے اپنا چہرہ ، دکھا!" خضر اُن کے سامنے آ بیٹھا۔۔

"لا میں آپ کا بلڈ پ پیـ کروں!" جہا ، یـ . صا . نے ، گواری سے رُخ پھیرے میں ہاتھ ہلا دیـ۔۔

"مجھے شہزادی واپس اِس گھر میں لا کر دے گا تو بلڈ پ پیـ کرواؤں گا۔۔اتنی پیاری میری بچی رونق لگاتی تھی۔۔ اِس بے غیرت کو یہ رونق راس نہ آئی۔۔ . لکل نہ آئی۔"

ربیعہ بیگم خفا ہو گئیں۔۔

"بچوں کی سی ضد کر رہے ہیں اب آپ جہا ، یـ . صا . !"

جہا ، یـ . صا . بلڈ پ پیـ کروا لیں۔۔اِس لیے خضر نے درخوا ت کے غرض سے ہارون انکل کو بلا یـ تھا۔ایـ وہی تھے جو جہا ، یـ . صا . کو منا ت تھے۔۔

"دیکھیں جہا ، یـ . صا . کتنا اچھا بچہ ہے آپ کا۔کتنا . کا خیال ر ت ہے۔۔دل سے ذرا پوچھیں اپنے!" وہ اُنہیں سمجھا رہے تھے۔

"اِسے کہو میری فکر نہ کرے!" وہ اب بھی بے رُخی سے بولے تھے۔

"ہرا ن کا خیال کرت ہے۔آپ تو . پ ہیں اِس کے۔آپ کی کیسی نہ فکر کرے!"

جہا ، یـ . صا . نے ت . کا اب خضر کو دیکھا اور پھر ہارون انکل کو دیکھتے بولے۔۔

"جنگل میں مور ، چا کس نے دیکھا؟ ہاں کس نے دیکھا؟"

ہارون انکل کچھ کہہ نہیں پ ئے۔۔

رضیہ آ کو بھی اب بُرا لگ رہا تھا۔

"دیکھیں پ ئن اب آپ ز یـ دتی کر رہے ہیں۔اینا سو ، تے اینا چنگا منڈا اے!" جہا ، یـ . صا . پڑ پڑ ائے۔

"رضیہ گورے چمڑے پہ ٰ جا یہ چھچو ٰ رسے . تے ہے!"

ربیعہ بیگم کے ضبط کا پیمانہ لبر ٰ ہوا۔۔اور وہ کہنے لگیں۔۔

"معاف کیجیئے گا جہا ٰ یٰ . صا . ۔۔ جو ہوا اُس . میں۔۔دُعا کی بھی اتنی ہی غلطی ہے جتنی چا ٰ کی۔اُسے کس نے کہا تھا شور مچاتے روتے پیٹتے یہاں آتی ؟ آرام سے بھی تو آ کر . ت کرسکتی تھی۔۔اور اُس نے جھوٹ بھی بولا۔کہ چا ٰ نے اُسے گھر سے نکالا ہے۔۔خود وہ آئی تھی وہ بھی چا ٰ کی گاڑی لے کر۔۔اُس کی غلطیاں نہیں دکھتیں آپ کو؟"

جہا ٰ یٰ . صا . غصے سے اُٹھ بیٹھے۔

"دیکھو ربیعہ میں پہلے ہے تمہارے بیٹے کی وجہ سے بہت پریشان ہوں۔۔اب تم مجھے مزیٰ پریشان مت کرو۔۔خاموشی سے چلی جاؤ یہاں سے!" ربیعہ بیگم کو . کی موجودگی میں اُن کا یہ ا ٰ از بُرا لگا تھا۔۔وہ بھڑک اُٹھیں۔۔

"بس بہت ہوگئی۔۔بہت ہو گئی۔۔ . آپ کا دل چاہتا ہے یہی رویہ کرتے ہیں میرے ساتھ۔۔جا رہی ہوں خاموشی سے۔۔ابھی جا رہی ہوں۔ . چل چا ٰ !" وہ جلتے دل سے بولی تھیں۔۔۔۔خضر وہیں سر پکڑ کر بیٹھا تھا۔

"میں نے نہیں رہنا اِس آدمی کے ساتھ۔۔ڈی َ ٰ ار لی!" ہارون انکل اور رضیہ آ چو ٰ اُٹھے۔

". جی یہ کیا کہہ رہی ہیں؟"

"ربیعہ دماغ صحیح ہے تیرا؟"

جہا ٰ یٰ . صا . آ ٰ ٰ پیک اُٹھا کر سر پ . ف کی سیکائی کرتے سادگی سے بولے۔۔

"سارا سامان لے کر جا ٰ ۔۔واپس شکل دکھانے کا موقع نہ ملے!"

ہارون انکل نے جہانزیب صاحب کو ٹوکا۔۔

"جہانزیب بھائی!"

ربیعہ بیگم غیظ و غضب میں دندناتی ہوئی اندر چلی گئیں۔اور رضیہ آپا اُن کے پیچھے۔۔

"ربیعہ۔او میری۔۔یار۔گل تے سُن۔سونی نہیں میری!" خضر ٹیس اُٹھتے سر سے وقاص کے ساتھ بیٹھا تھا۔۔وہ مریل سی آواز میں اُس سے کہنے لگا۔

"مجھے نہیں پتا میرے گھر کا کیا ہوگا۔لیکن میرے والدین کے گھر کی تو بلکل ہی اب گار نہیں!"

ربیعہ بیگم سامان باندھ رہی تھیں۔۔رضیہ آپا اُن کے پیچھے آئیں اور کہنے لگیں۔۔

"باندھ لے باندھ لے سامان۔۔لیکن میری ایک بات کان کھول کے سُن لے!" ربیعہ بیگم کو کوئی اثر نہ ہوا۔۔

"اگر تو آج گھر چھوڑ کر چلے گئی۔۔تو لوگوں نے کہنا ہے اِس گھر کے مرد نہیں ٹھیک۔۔پھر ہو جانا ہے تیرے بیٹے دا کار خراب!" ربیعہ بیگم ٹھٹک کر رُکیں۔۔

"تیری تو جو گزرنی تھی وہ گزر گئی۔۔لیکن تیرے منڈے کی ساری زندگی پڑی ہے۔۔پتا نہیں ہے آج کل لڑکیاں کیسی ہیں۔کہاں ڈھونڈتی پھرے گی۔گُٹکو ماشاءاللہ اپنی اتنی سیانی احساس مند بچی ہے۔۔میں بتا رہی ہوں۔۔لکھ کر تو دیکھ لیں پر۔۔۔اپنی گُٹکو کا کوئی نعم البدل نہیں!" ربیعہ بیگم دھیرے دھیرے کر کے پلنگ پر بیٹھ گئیں۔۔

"کہہ تو تم صحیح رہی ہو۔۔فلحال ہمیں دُعا کو واپس لے کر آنا ہے!" رضیہ آپا کو دم آیا۔۔

"اے کیتی اے نہ گل!"

رات کے لیے اُنہوں نے مل کر بات نمٹائی تھی۔۔وقاص نے خضر کو اُس کے فلیٹ واپس جانے

نہیں دی تھا۔

"تُو یہیں ٹھہرے گا!"

وہ دُعا کے کمرے میں بیٹھا تھا۔۔ وقاص اُس کے فرار ہو جانے پہ خائف تھا۔ اِس لئے وہ بھی وہیں سو یا تھا۔ تھوڑی تھوڑی دیر بعد وہ اُسے دیکھتا تھا۔۔۔ بے سکونی بھری وہ رات تھی۔۔

خضر نے پلنگ سے پیچھے ٹیک لگائی اور ایک گہری سانس لے کر آنکھیں موند لیں۔۔

"میں خضر ہوں۔۔ خضر۔۔ گ بڑاں دی ہ۔۔ وہ خضر جو طوفانی بحر سے نہیں ڈرتا۔۔ اِس نے بُرے دن دیکھے ہیں۔۔ اور یہ چھوٹی چھوٹی آزمائشوں سے نہیں گھبرا تا۔۔ یہ خضر ہواؤں کے خوف سے رُخ نہیں موڑتا۔۔ یہاں ہواؤں کو اُس کے آگے شکست ما ٹی پڑتی ہے۔۔"

وہ سانس لینے کے لیے رُکا۔۔

"اور زندگی میں ایک ایسا وقت بھی آتا ہے۔۔ جب ا ن کو سمجھ آتا ہے وہ صرف اپنا دو تا ہے !" اُس نے دھیرے دھیرے آ کھول کر ٹھنڈی آہ بھری۔ اُس نے دھیرے سے سائیڈ ٹیبل کی جانب دیکھا۔ بے اختیار اُس کا ہاتھ بڑھا۔ اُس نے دراز کھولا تو دراز میں اُسے دُعا کا کیمرہ آیا۔ دل ملول ہوا۔ وہ زخمی مسکراہٹ سے اُسے دیکھتے اُٹھانے لگا۔۔ اُس نے بغور اُسے دیکھتے گھمایا۔۔ اُس کے کیمرہ میں اُس کی جان تھی۔۔ بہت یادیں تھیں اُس کیمرہ سے اُن کی۔۔

"ہمیں ابھی اور یادیں بنانی ہیں دُعا۔۔ واپس آجاؤ!!" اُس نے کرب سے صدا لگائی تھی۔۔ وہ چند لمحے سر جھٹکے اُسے بیٹھ کر بے مقصد دیکھتا رہا۔ پھر اُس نے اُس کیمرہ کو موڑ کر اپنی تصویر اُتاری۔ اُس نے ایک اُس تصویر کو دیکھا۔ دُعا کے بنا اُس تصویر میں خضر آنکھیں سونی تھیں۔۔ اُس نے د بتے ذرا مسکرا کر وہ تصویر پنٹ کی۔ جیسے تصویر باہر آئی اُس نے

اُسے پکڑ کر ہوا میں ہلایا۔۔اُس نے کُھلے ہوئے دراز سے ہاتھ پھیر کر دُعا کا مارکر ڈھونڈنا چاہا۔اور مارکر ڈھونڈتے اُسے دُعا دِکھی۔جو اُسی جگہ پہ بیٹھ کر نئی تصویر کے کیپشن کے لیے مارکر ڈھونڈتی تھی۔

"اوہو مارکر کہاں ہیں؟ یا رامی مارکر کہاں ہے!" اور ربیعہ بیگم فوراً سے آکر اُسی دراز سے اُسے مارکر نکال کر دیتی تھیں۔۔۔

"یہ ہے!" اور وہ حیرت سے منہ پہ ہاتھ رکھے کہتی۔۔

"امی نہیں تھا یار!" جواباً ربیعہ بیگم خفگی سے کہتیں۔۔

"یہیں سے نکالا ہے نہ!" مارکر ہاتھ آیا تو خضر ماضی سے نکل آیا۔اُس نے مارکر کھولا اور تصویر کے نیچے سفید حصے پہ لکھنے لگا۔۔

"جو چیز pair میں ہو وہ اپنے pair کے بغیر ادھوری لگتی ہے۔۔خواہ وہ خوبصورت ہو۔۔خضر کا Pair دُعا ہے۔۔دُعا کے بغیر خضر missing ہے!" اُس نے آج کی تاریخ ڈالی۔۔اور مڑ کر ستاروں والی فیری لائٹس میں اُن کی بہت ساری تصویریں دیکھیں۔۔

اُس نے پکچر کلِپ کے ساتھ وہ تصویر بھی وہاں لگائی اور ایک بے سود کوشش کرتے سونے لیٹ گیا۔۔بتیاں جل رہی تھیں۔۔فیری لائٹس چمک رہی تھیں۔چاند آسمان پہ تھا۔ آج ستارے نہیں تھے۔۔۔چاند کا حسن ستاروں سے تھا۔۔اور ستاروں کا چاند سے۔۔کوئی بھی pair گم شدہ ہوتا۔۔تو خوبصورتی میں کمی آجاتی۔۔صبح ہوئی تھی۔۔وقاص کورٹ جا چکا تھا۔ زین کو پہرہ دار بنا کر چھوڑ گیا تھا۔زین کی یونیورسٹی شام کو تھی۔خضر ناشتہ کر کے میز سے اُٹھا۔تو ربیعہ بیگم نے اُس کے آگے دُوکان کی چابیاں بڑھا دیں۔۔اُس نے ناسمجھی سے اُنہیں دیکھا۔۔

"یہ کیا؟" ربیعہ بیگم نے سادگی سے اُسے بتایا۔۔

"جا کر دوکان کھول۔۔ ب پ کی طبیعت نہیں صحیح تیرے!

خضر پ یشانی اور حیرانی سے منہ کا زاویہ بگاڑتے بولا۔

"میں؟ امی میں دوکان کھولوں؟ امی میرا زمانے بھر میں مذاق بن جائے گا؟ میں اِس وقت مشہورِ زمانہ فا ٹ ب لر ہوں!"

ربیعہ بیگم نے ب کچھ انسنی کرتے اُسے ہاتھ دکھایا۔۔

"دیکھو جان میاں۔ یہ ہمارا اجدّی پشتی کام ہے۔ اِسے کرتے ہوئے تمہیں کسی قسم کی عار محسوس نہیں ہونی چاہیے۔ اور جاؤ جلدی دوکان کھولو۔۔ کہتے ہیں موت اور گاہک کا کیا وقت۔ بسم اللہ کرو!"

وہ خاموشی سے چابیاں پکڑ کر اُٹھا اور ب ہر نکل گ یا۔۔ نیچے آیا تو زین عبدالرحمٰن کو اُٹھائے سامنے ہی کھڑا تھا۔۔ خضر ب ڑے ضبط سے دوکان کی جان ب ب ڑے ب ڑے ڈگ بھر کر جا رہا تھا۔ اُس نے flannel کی شرٹ ب زو ت موڑی۔۔۔ ب زوؤں کی نسیں زرد سفید جلد پ واضح ہو رہی تھیں۔ سنہری دھوپ میں خضر نوجوان چمک رہا تھا۔ ہر کوئی اُسے گھور گھور کر دیکھ رہا تھا۔۔ اُس نے جھک کر دوکان کا ت لا کھولا۔ اور شٹر اُٹھایا۔۔ کھڑ کھڑ کی آواز گو ۔۔ ہر کوئی خضر کو دی ے پھاڑ پھاڑ کر دیکھ رہا تھا۔۔ لڑکیوں کی دوکان میں قطار لگ گئی تھی۔۔

زین عبدالرحمٰن کو اُٹھائے خضر کو گوش ت کاٹتا دیکھتے محظوظ ہوتے بولا۔

"ایسا قصائی ہو تو کِسے گوش ت ن پسند ہوگا!" پ نی کے ڈول سے وہ پ نی لے کر ب ٹ ت ا ازمیں ہاتھ دھو کر وہ گھوم کر آیا۔۔ شیو ب ڑھی ہوئی تھی۔۔ ا ن پکڑے وہ چھری کو ای طرف سے گھما کر پکڑے اُس پ لگی پ بی کو تیزی سے ای جھٹکے میں اُت ر یا۔۔

زین اُسے حیرت سے دیدے پھاڑ کر دیکھتا مبہوت ہوَیا تھا۔خضر نےَ دن موڑ کر اُسے دیکھا اور سادگی سے بولا۔

"میرے خون میں یہ کام ہے۔۔زیدہ حیران ہونے کی ضرورت نہیں ہے!" صبح سے کام کر رہا تھا۔۔کچھ دیگاہکوں کا وقفہ ہوا تو وہ پیسے گننے لگا۔۔زین موبٕ استعمال کر رہا تھا اور عبد الرحمٰن بٕربٕراسکرین کے قریبٕ انگلی کر رہا تھا۔زین نے اُسے ڈانٹ کر کہا۔

"نہ کر ٹینڈے!!" جس پہ وہ بٕبٕ کر چیخا اور بہت بٕی طرح چیخا۔۔

تبھی واٹس ایپ پہ قرۃ العین کا میسج آیا۔۔اُس نے فٹافٹ میسج کھولا۔۔

"یہ دیکھو عفیفہ اور دُعا atrium مال گئی ہوئی ہیں!" قرۃ العین نے اُسے اسکرین شاٹ بھیجا تھا۔۔جس میں دُعا اور عفیفہ کا check-in تھا۔۔

"چاچو دُعا کو تو کوئی فرق ہی نہیں پڑ رہا!" اُس نے دُعا کے ذکر پہ فوراً پیسے گننا چھوڑے۔

"مطلب!" زین اُٹھ کر آیا اور اُس نے ویسے ہی فون خضر کو دکھادیا۔۔وہ اسکرین شاٹ دیکھ کر خضر کو غصہ آیا تھا دُکھ ہوا تھا۔۔حالت اور بٕت بیان سے بٕہر ہو گئے تھے۔

"یہاں میں قصائی بنا بیٹھا ہوں۔امی ابو کا رشتہ داؤ پہ لگا ہے۔او یہ atrium مال گھوم رہی ہے!"

اُس نے بٕبٕ سے اپنا موبٕ نکالا اور حساب کا ڈبہ بند کر کے دوکان سے بٕہر نکلَیا۔زین ہنوز وہیں کھڑے بولا۔۔

"اِس لئے کہتے ہیں پہلے تولو پھر بولو۔ اب تو بٕت نکل گئی منہ سے!" اُس نے افسوس سے لبوں پہ ہاتھ رکھ لیا۔۔

خضر دوکان کے بٕہر کھڑے دُعا کو کال رہا تھا۔گھنٹی جا رہی تھی۔۔ وہ کال نہیں اُٹھا رہی

تھی۔اُس نے دوسری مرتبہ کوشش کی۔کال اُٹھالی گئی۔۔

"چا نہ میں ابھی تمہیں!"وہ ج پڑا۔۔

"بس کرو دُعا!"اُس پر وہ مال میں سانس نہیں لے سکی۔۔

"تمہیں اندازہ ہے ہم کل رات سے کتنے پریشان ہیں۔دُعا یہ ہم تو ایسے نہیں تھے۔ہمیں تو مل کر بہت سارے taboos توڑنے تھے۔۔پھر کیا ہوا؟ ہمارا تماشہ بن چکا ہے دُعا۔۔"وہ تیزی سے گڈمڈ ہو کر بولے جا رہا تھا۔

"ابا کا رات سے بی۔پی نیچے نہیں آ رہا۔میری شکل وہ دیکھنا نہیں چاہ رہے۔آج میں نے دوکان کھولی۔امی ابو کو چھوڑ کر جا رہی تھیں۔اِس بار تو پانی سر سے اوپر گیا ہے۔۔میں نے آج وہ کام کیے جن سے میں بھاگتا تھا۔مجھے ہر منٹ قصائی بنے وہ یادیں یاد آ --. . مجھے اسکول میں لڑکے bully کرتے تھے۔وہ کہتے تھے میں قصائی تھا میں قصائی ہوں اور میں قصائی رہوں گا۔وہ صحیح کہتے تھے۔۔مجھے احساس ہو رہا ہے۔۔وہ صحیح کہتے تھے۔۔اتنی عزت کما کر بھی تمہارے ماموں نے میری کوئی عزت نہیں کی۔میرے گھر کا تماشہ بن گیا ہے دُعا۔اور تم کل رات سے وہاں ہو۔اِس . تماشے سے تو بہتر ہے وہ مجھے کل گولی مار دیتے۔۔میں کورٹ یا میڈیا کے پاس بھی نہیں جا سکتا۔۔میری حالت اتنی . ہو چکی ہے۔۔کہ میں بولوں گا تو بھی میں . م ہوں گا۔نہ بولوں گا تو بھی میں ہی . م ہو رہا ہوں۔میری بات کا کوئی یقین نہیں کر رہا کہ میں نے تمہیں گھر سے نہیں نکالا تھا۔۔میں چیخ چیخ کر کہہ رہا ہوں میں نے ایسا نہیں کیا پر کوئی میرا یقین نہیں کر رہا۔۔ہر چیز تو میں کرتا ہوں جو تم کہتی ہوں کرتا ہوں جو کہتی ہو لا کر دیتا ہوں تمہاری بات مانتا ہوں اتنی محبت کرتا ہوں۔لیکن پھر بھی تم میرے ساتھ ایسا کرتی ہو دُعا! میں نے تمہیں پھر بھی معاف کر دیا۔۔ . کام

کیسے۔اِس کے ۔ وجود تم میرے ساتھ ایسا کر رہی ہو۔۔ایسے نہیں کرتے ای شریف ان کے ساتھ دُعا۔ایسا نہیں کرتے!"اُس نے ٹپتے ہوئے کال کاٹ دی۔اور دُعا atrium مال کے اژدھام میں نم آنکھیں لیے کھڑی رہ گئی۔۔اُسے تو ابھی اُس کی پچھلی ڈانٹ نہیں بھول رہی تھی۔اور خضر نے اُسے نئی سُنا دی تھی۔۔۔دوپہر ہوئی تو خضر گھر لوٹا تھا۔اُستاد کو جیسے ہی ساری بت کا علم ہوا تھا وہ اپنے مصروف روٹین سے کچھ وقت نکال کر جہانی صاب کی خیریت طلب کرنے آئے تھے۔۔شریم کے والد، ہارون انکل رضیہ آ اور زین وہاں موجود تھے۔۔ہر کوئی اُن کی عیادت کے لیے آ رہا تھا۔۔

جہانی صاب کو اُستاد دیکھتے کہہ رہے تھے۔۔

"یہ قرآن پڑھایا ہے آپ نے اِسے۔نہیں یہ نہیں سکھایا کہ بیوی کے ساتھ کیا سلوک کرتے ہیں؟ پ اسلام بنایا ہوا ہے۔۔"خضر نے اُستاد کے چہرے کو دیکھا۔۔وہ ای دم کمپوز بیٹھے تھے۔خضر کے ماتھے سے عرقِ ندامت کے قطرے رہے تھے۔۔

ہارون انکل سامنے بیٹھے کہنے لگے۔۔

"ویسے جو بھی ہوا۔یہ کوئی شریف شرفاؤں والی حرکت تو نہیں تھی۔۔ایسے کون گھر کے داماد کے ساتھ کرتا ہے!"

شریم کے والد ہچکچا کر کہہ پڑے۔۔

"ویسے۔۔ہمیں یہ نہیں پتا تھا۔داماد کے ساتھ یہ سلوک کرتے ہیں عابصا !"رضیہ آ فوراً سے بولیں۔۔

"اوہو پئن۔۔میری بیٹی بھی تو بیاہی ہوئی ہے نہ اُن کی طرف۔۔بس اُن کا نہ اِن کے ساتھ ایٹ وٹے ورگا ویاے!"

اب اُنھوں نے خضر کو دیکھا۔

"اور اِس شٹلی کی بھی تو پھر غلطی ہے نہ۔۔اِس نے تو نہ وہ کام کیا۔۔غصہ کِر کِرکٹ دا تے کڈ دیٹی تے۔۔"

جہانزیب صاحب کو غصہ چڑھا۔

"اپنی طرف سے بڑے اسٹینڈرڈ کے لوگ بنتے ہیں ہونہہ۔۔کوئی جا کر بتائے اِن کو۔۔صورت نہ شکل بھاڑ سے نکل!"

رضیہ آپا نے تالی بجا کر کہا۔۔

"بس جانو پتر تو اِک کم کرنا۔ یہ لوگ نہ تُجھے تھلے لگانا چاہتے ہیں۔تو تھلے نہیں لگنا۔جے اج لگ گیئا نہ۔ساری زندگی تُجھے نیوا نیوا ہو کر چلنا پڑے گا۔تُو نے اِن کو تھلے لگا کر رکھنا ہے۔سمجھا ہیں۔"

اُستاد یکدم سے بولے۔۔

"استغفراللہ۔کیا غلط مشورے دے رہی ہیں بچے کو!"

رضیہ آپا اُستاد پر چڑھ دوڑیں۔۔

"کیوں جی؟ کی غلط مشورہ دِتا اے مے۔۔جے تو اڈے نیانے تے کوئی پستول رکھ دے۔۔فھر دسو تُسی کی کرو گے؟"

اُستاد جواباً خاموش رہے۔۔

"دسو نہ!" زین فوراً سے بات سنبھال کر بولا۔

"اماں بس کر!"

ہارون انکل کچھ سوچ کر کہنے لگے۔۔

"ہمیں تو یہ کرن ہے۔کہ سانپ بھی مرجائے اور لاٹھی بھی نہ ٹوٹے۔یہ کوٹ کچہری کے چکروں میں ہمیں نہیں پڑن۔ہمیں بس عزت دار طر سے بچی کو گھر واپس لے کر آن ہے!" جہان . صا . بوکھلا گئے۔۔

"میں تو تھانے جاؤں گا۔۔اور اِنہیں ننگا کر کے چھتر پڑ واؤں گا!"

اُستاد کے منہ سے بے اختیار نکلا۔۔

"استغفر اللہ!" خضر متفکر سا کہہ پڑا۔۔

"یہی یہی ز ن رہی نہ۔۔تو دُعا گھر نہیں آئے گی۔۔بلکہ خلع کے کاغذات آ گے!"

اُستاد نے خفگی سے اُسے دیکھا۔۔

"خضر!!"

اور وہ ڑے ضبط سے خاموش ہو ی ۔۔رضیہ آ نے خضر کو دیکھا تو افسوس سے بولیں۔۔

"اِس منڈے کے چہرے پ میں نے کبھی مُسکراہٹ نہیں دیکھی۔۔ہر وقت سڑ ای رہندا اے۔او پتر ہو جات ہے مسئلہ حل۔گھبرا کیوں ہے؟ ہم ہیں تیرے ساتھ۔۔شکر کیا کر اللہ کا۔اتنی بی بی کُڑی تُجھے ملی ہے۔اتنی چنگی اے۔اوکی ہو ی جے تھوڑی جئی گُٹھی تے پُٹھے دماغ دی اے۔۔ہو جات ہے کچھ پُتر۔"

خضر کا دل کسی صورت راضی نہیں ہوا۔ہو بھی کیسے۔دُعا کو اتنا . کچھ سُنا چکا تھا۔۔ . ای ای کر کے اُٹھ کر جانے لگے۔اُستاد نے بھی خضر کو تسلی دیتے اُس کا شانہ پ ۔

"جو تمہارے حق میں بہتر ہو گا۔وہی ہو گا!"

خضر نے ڑی اُمید سے سر اُٹھا کر اُنہیں دیکھا اور بولا۔۔

"مجھے آپ جیسا ہون ہے!"

اُستاد نے مسکرا کر اُسے دیکھتے اُس کے . ل بکھیرے۔۔۔

" تمھیں تو خضر ہو۔ ہے!"

اُس نے بے اختیار پوچھا۔

"اور غم؟" اُستاد نے اب اس کے . ل سمیٹے۔

"اور غم؟ غم تو . کو ہوت ہے۔۔بس۔۔کوئی کچھ بتا۔ نہیں ہے۔۔کوئی کچھ چھپا۔ نہیں ہے۔۔"

وہ جانے کے لیے پلٹے۔خضر اُنہیں دور جا۔ دیکھتا رہا۔۔ ۔ڈا پیارا تھا وہ شخص۔۔۔ . لکل چھاؤں سا۔۔کسی کو بھی اذ۔۔ نہیں دیتا تھا۔۔ربیعہ بیگم . ہر لاؤنج میں سر پکڑ کر بیٹھی تھیں۔جہا۔۔ . صا . نے رات سے وہیَ یہ وزاری جاری رکھی ہوئی تھی۔خضر کچن میں مہمانوں کے آنے کے بسبب گندے . تن دھو رہا تھا۔۔تبھی لاؤنج سے آواز آئی۔۔

"خضر خالو خالہ آ رہے ہیں۔۔چائے ۔ڑھا دے چولہے ۔!" جواباً اُس نے ٹو بند کرتے ۔ بعداری سے کہا۔۔

"اچھا امی!"

خالو خالہ کے آنے سے قبل وہ . تیار کر چکا تھا۔جا تھا کوئی خبر لے کر آئے تھے۔۔جیسے ہی وہ آئے ربعیہ بیگم نے خضر کی جگہ سوئچ کر لی اور کچن میں چلی گئیں۔خضر کپڑے تبدیل کر کے سیاہ شلوار قمیض میں ملبوس . ڑے ٹھاٹھ سے خالو خالہ کے سامنے آ بیٹھا۔۔عامر صا . اُنہیں بتا رہے تھے۔

"عا . بھائی نے ultimatum د۔ ہے۔۔کہ اَ کل۔ تم نے دُعا کے سامنے فلیٹ نہ لگا۔ تو وہ کورٹ چلی جا گی!" خضر نے بھوں درشتی سے۔ کہا۔۔

"کس لیے؟ فلیٹ کس لیے؟ میں اُس کے ٔم لگاؤں؟ اور میں کیوں لگاؤں؟ مہر میں اُسے دے چکا ہوں۔اِس کے علاوہ میں اُسے ماہوار ٔ چہ دیتا ہوں۔۔اَ یہ ٔت دُعا کہتی تو کچھ سمجھ میں بھی میرے آ ٔ۔لیکن میں عا ٔ ماموں کی ٔت کیوں مانوں۔۔مجھے معلوم ہے عورت کا مہر اور ٔن نفقے کے متعلق اِس ملک میں قانون سخت ہیں۔لیکن مجھے میرے حقوق بھی معلوم ہیں۔۔"

خالہ ی ٔت کو اپنی َ فت میں ی بولیں۔۔

"دیکھو چا ٔ یٹ۔لگا دو نہ فلیٹ اُس کے ٔم۔کیا جا ہے۔۔اور ٔ کے منہ بھی بند ہو جا گے۔۔خالہ پتا ہے کیا کہہ رہی تھیں۔۔آپ میاں صوبیدار، گھر بیوی جھو بھاڑ!"

خضر نے ٔے تحمل سے اُنہیں دیکھتے ای گہری سانس لی۔چند لمحے خاموش رہا اور پھر بولا۔۔

"دُعا کہے گی تو لگا دوں گا۔۔ورنہ کسی کے ٔپ میں اتنی ہمت نہیں۔۔جو مجھے یہ کام کرنے پ آمادہ کرے۔خاموشی سے وہ اُسے یہاں چھوڑ جا ۔نہیں تو مجھے بھی سارے راستے آتے ہیں۔۔"

جہا ٔی ٔ صا ٔ خضر کے ساتھ ٔ ٔ پ ٔ رکھے بیٹھے تھے۔۔اُس کے اعتماد پ اُن کا سینہ چوڑا ہو جا رہا تھا۔۔عامر صا ٔ خاموش رہے۔۔خضر کی ٔت جاری تھی۔۔

"اور اَ ماموں عا ٔ یہ سمجھ رہے ہیں کہ میں دُعا کو ٔ چہ بھیجوں گا۔تو نہیں وہ ٔ یہاں نہیں آئے گی میں اُسے ٔ چہ نہیں دوں گا۔جو لوگ اُسے لے کر گئے ہیں وہی اُس کا ٔ چہ اُٹھا ۔۔یہ جو مجھے د ٔنے کی حرکتیں وہ کر رہے ہیں مجھے سمجھ آ رہی ہیں۔۔رکھنا پڑے گا نہ ٔ اُنہیں اُس کا خیال۔پتا لگ جائے گا۔۔ ٔ خود ہی چھوڑ جا گے۔جیسے میری ماں اُس کا خیال ر ہے۔۔کوئی نہیں رکھ سکتا۔۔اِس لئے جا کر بتا دیجئے اپنے بہنوئی کو یہ بیل

منڈھے نہیں چڑھے گا۔" جہانـ یـ ب صا ب بھی بولے۔۔

"اور میں اپنے بیـ ٹے کی بات سے متفق ہوں۔۔"

دونوں میاں بیوی نے باپ بیـ ٹے کے بگڑے تیور دیکھے۔۔تو بات سنبھالنے لگے۔ یٰ خالہ کہنے لگیں۔

" بھئی میں تو کہتی ہوں۔۔ جو چین سے رہنا چاہو تو ب کچھ دیکھ سن کر بھی چپ رہو۔ دیکھیں لیں آپ اور عا ب صا ب خود ہی!!""

عامر صا ب اُسے بتانے لگے۔۔

"امجد کی بیٹی کی شادی پہ تو ملتان جا رہے ہو نہ!" وہ اُس کے ماموں کی بیٹی کا کہہ رہے تھے۔۔ خضر نے سادگی سے کہا۔

" دیکھوں گا!"

جواباً وہ کہنے لگے۔۔

" جان تو پڑے گا تمہیں میاں۔۔ دُعا کو خالہ کل لے کر جا رہی ہیں ملتان۔۔" وہ چونکا۔۔"ایسے کیسے؟ ٹِکٹ کیسے ب کروائی؟"

جہانـ یـ ب صا ب بھی چو۔۔عامر صا ب ذرا مسکرائے۔

" بیـ ٹے تمہیں نہیں معلوم کہ عا ب صا ب کے کتنے واسطے ہیں۔۔" یٰ بیگم نے اگلی بات بتائی۔۔

"اور معاملہ رکھ دیا ہے اُنہوں نے بی جان کے آگے۔خالہ جان نے کہہ کر مجھے بھیجا تھا کہ سارا معاملہ اب بی جان حل کریں گی۔۔"

جہانـ یـ ب صا ب فوراً سے بولے۔۔

"بی جان تو ہم سے خفا تھیں۔۔"

بی جان خضر اور دُعا کی ․نی تھیں جو خضر کے ماموں کے ساتھ رہتی تھیں۔دُعا اور خضر کے اچان نکاح کی وجہ سے وہ اُن سے آج تک خفا تھیں۔قرۃ العین اور حسیب کی شادی پہ بھی آئی تھیں اُنھوں نے رجوع کا اُنھیں کوئی موقع نہ دیا تھا۔

ی بیگم اُنھیں بتانے لگیں۔

"اور بی جان کی کال بھی آج رات تک آپ کو موصول ہو جائے گی!"

بی جان کے بلاوے پہ جہاں صا اور ربیعہ بیگم کو اپنے لالے پڑ گئے تھے۔۔رشتے میں وہ خالہ زاد تھے۔۔وہ دونوں کی ․نی تھیں۔۔اور دُعا کی اماں کی بھی ․نی تھیں۔۔اب مصیبت آن پڑی تھی۔۔بڑے بڑے مسئلے حل کیے تھی لیکن بی جان کا مسئلہ تو کچھ سے ہی الگ تھا۔۔دُعا کے پروف ختم ہو چکے تھے۔وہ اِن دونوں فارغ تھی۔۔اِس لیے اُسے لے جانے کا مسئلہ ہی نہیں تھا۔۔

☆.....☆.....☆

دُعا پلنگ پہ لیٹی کروٹیں لے رہی تھی۔۔عفیفہ پلنگ پہ ا میں سو رہی تھی۔دل چاہ رہا تھا خضر کو میسیج کرتی جتنی اُس نے اُسے سنائی تھیں اُس کے بعد اجازت نہیں دیتی تھی۔۔تبھی کچھ ٹوٹنے کی آواز آئی۔وہ جھٹ سے اُٹھ بیٹھی۔عفیفہ کی بھی اُٹھ کھڑی۔ ہر خادموں نے شور مچا دیا۔۔

"چور آیا چور چور!!" دُعا نے گھبرا کر باتیں جھلا۔تو پیر میں گیند آئی۔وہ لڑکھڑا کر گری اور جھکی۔۔اُس نے حیرت سے زمین پہ کاغذ میں لپٹی گیند دیکھی۔

"چاند !!" وہ دبی ہوئی آواز میں کر بولی تھی۔۔بے اختیار اُس نے سر اُٹھا کر سامنے

دیکھا۔۔

تو سامنے میز پ اُسے بیکری کا ڈبہ پڑا آ ی۔۔عفیفہ اُٹھ بیٹھی۔اُس نے خواب آلودہ آنکھوں سے زمین پ کانچ کی کرچیاں دیکھیں۔۔۔تو گھبرا گئی۔دُعا نے گیند سے کاغذ اُ ت را جس پ لکھا تھا۔

"سوری!!"

دُعا کو غصہ آ ی۔۔پھر ہنسی بھی آئی۔۔

چور چور کا شور مچا تھا۔۔چور آ ی تھا۔۔ کچھ ی نہیں۔۔۔کچھ دینے۔اُس چور کا ہر چھب ٔ الا تھا۔۔وہ چور۔۔۔جسے ٫ چا ٔ کہتے تھے۔۔

اگلے روز شام کے وقت ٔنی بیگم ممانی اور دُعا اسٹیشن پ ٹ ین کے لئے جا رہے تھے۔۔ممانی نگہت نے اپنا بھری بھرکم بیگ دُعا کو پکڑا ی۔۔

"یہ پکڑ ذرا دُعا!" دُعا نے بمشکل وہ بیگ سنبھالتے حیرت سے ممانی کو دیکھا۔۔اور بے اختیار اُسے خضر اور ربیعہ بیگم ی د آئے۔وہ امتیاز سپر مارکیٹ سے سامان اُٹھائے نکل رہے تھے۔۔ربیعہ بیگم اور خضر نے دُعا کے ہاتھوں سے شاپ لے لیا تھا۔۔

"لاؤ مجھے دو!!"

"پکڑا شہزادی!"

دُعا فوراً بولی۔۔

"٠٠ میں اُٹھا لوں گی!" اُنہوں نے اُس سے شاپ کھینچ لیے۔۔

اور وہ خالی ہاتھ کھڑے بولی۔۔

"میں کیا اُٹھاؤں؟" خضر آگے ٫ ڑھتا بولا۔۔

"اپنا بوجھ!"

دُعا کو یکدم پیچھے سے دھکا لگا۔۔ر ے اسٹیشن پ بے تہاشا بھیڑ تھی۔ نی بیگم دُعا کی پشت پکڑتے گھبرا کر بولیں۔۔

"سنبھل کر شہزادی!" دُعا کے گال سرخ تھے۔آنکھیں پ نی سے چمک رہی تھیں۔۔۔خضر ٹھیک کہتا تھا۔۔اُن لوگوں سے زیدہ اُس کا کوئی خیال نہیں رکھ سکتا تھا۔عامر صا ب نے کل گھر جاتے ہی اُن کو خضر کی ای ای بت بتائی تھی۔۔دُعا کو بُرا لگا تھا۔۔اُسے مشرقی مرد ہوا دیکھ کر۔۔اُسے ا ٹ ہوا دیکھ کر۔۔لیکن دل میں فلیٹ اپنے م کروانے کی کوئی حرص کوئی لالچ کوئی طلب نہیں تھی۔صورتحال بگڑ گئی تھی۔اِس لیے اِس مرتبہ اُس نے خاموش رہنا بہتر سمجھا تھا۔۔معاملہ بی جان کے ہاتھوں میں تھا۔یہ بھی فکر تھی۔ماموں پیچھے سے کوئی مقدمہ نہ کر دیتے۔ خضر کے اعتبار نے اُسے پ سکون کر دی تھا۔۔جیسے ہی ریل کے ڈبے میں آ کر کیبن تلاش کرنے لگے۔دُعا بیزاری سے دل میں بولی۔

(چا ہوت۔تو مجھے جہاز میں لے کر آت!)

کیبن میں اپنا سامان رکھوای۔اور دُعا سکون کی سانس ی کھڑکی کی جا ب بیٹھی۔۔ ٹ ین چلنے کا آغاز چھک چھک سے ہوا تھا۔۔۔کتنے سالوں بعد وہ یہ آواز سُن رہی تھی۔کتنے سالوں بعد بی جان نے اُنہیں بلای تھا۔۔۔پُر امن ہوا اُس کے چہرے کو چھو رہی تھی۔گلابی دوپٹہ ب ر ر رُخساروں سے لگتا تھا۔۔اُس نے مسکرا کر دھیرے سے آنکھیں موں یں۔۔ پلکوں کا پ دہ ا۔

"کدھر سے آ رہی ہے یہ طوطا مینا کی جوڑی؟"

لڑ کا زمانہ۔دونوں ہاتھ میں ہاتھ پکڑے ماموں کی حو میں کھیل کود کے بعد ر چلے

آئے۔سامنے کھڑی رسیدہ خاتون گھور کر اُنہیں دیکھ رہی تھیں۔

خضر نے سادگی سے کہا۔

"بی جان کھیل کر!"

بی جان نے خفگی سے اُس کی َ فت میں اُس کا ہاتھ دیکھا۔۔

"اُس کا ہاتھ کیوں پکڑا ہے تم نے؟" وہ بتانے لگا۔۔

"امی کہتی ہیں اُس کا ہاتھ پکڑ کر رکھا کرو۔۔گم جائے گی۔۔"

بی جان غصہ ہو ۔۔

"چھوڑ اُس کا ہاتھ۔۔یوں ہاتھ نہیں پکڑتے لڑکیوں کا۔۔"

دُعا اُلجھ کر پٹاخ سے پوچھنے لگی۔

" کیوں بی جان لڑکیوں کا ہاتھ کیوں نہیں پکڑتے؟"

بی جان عمر درازی کی وجہ سے پڑ پڑا ۔۔

"اوہو!" وہ ماتھا پیٹ لگیں۔۔

" کرتی ہوں تم دونوں کی ماں سے بت!"

اُسے نہیں پتا تھا وہ اُس کا ہاتھ کیوں تھامتا تھا۔اُسے بس یہ پتا تھا۔وہ ہاتھ اُس کا ہاتھ بچپن سے پکڑتا ہوا آیا تھا۔۔اُس نے دھیرے دھیرے آنکھیں کھولیں۔سیاہ پ دہ دھیرے دھیرے او پ اُٹھا۔اُس نے کھڑکی سے ذرا اُٹھا کر بہر دیکھا۔رات سیاہ ہوگئی تھی۔۔آسمان دور دور تک خالی تھا۔۔ بر کا چا آرہا تھا۔۔۔خضر کو مہینے کے اختتام پ آ تھا۔۔لبوں پ پھر وہی صدا اُٹھی۔۔ "میں چا کا جھولا ب دیکھوں گی؟" وہ ہلال کا جھولا۔۔جس سے میں دو دور تک ستارے دیکھوں گی؟" اُس نے سُونی سُونی ہرنی آنکھوں سے آسمان پ یں لگائے رکھیں اور کہتی

رہی۔۔

"یہ. ر . ہلال ہوگا؟"

"یہ ستارے . اُ تیں گے؟"

"یعنی اب پھر سے انتظار ہوگا؟"

☆.....☆.....☆

" کتنی دھول پڑ ی ہے توبہ!!"

ربیعہ بیگم کپڑے سے دُعا کا سنگھار میز صاف کر رہی تھیں۔۔

کل سے وہ بی جان کے بلاوے پ تناؤ کا شکار تھیں۔ . رہا ذہن میں اُلٹے سیدھے خیال آ رہے تھے۔۔

"سوچا تھا بچوں کا نکاح کروں گی۔تو . ٹھیک ہو جائے گا۔ . . سے یہ نکاح ہوا ہے۔ہر روز کوئی تماشہ تیار ہوتا ہے۔۔ میں دو سال سکون تھا۔۔صحیح کہتے تھے جہا . صا . ۔۔نہیں ملنا چاہیے تھا اِن لوگوں سے!"

ماضی سے آواز آئی۔۔

" تمہیں شرم نہیں آتی!!" ربیعہ بیگم نے بے اختیار راہداری کی جا . دیکھا۔جہاں ۰نی بیگم اُن کے سامنے کھڑی اُن سے کہہ رہی تھی۔۔

"جوان بچی کو ۰ محرم کے ساتھ . ہر بھیج دیتی ہو۔۔

ربیعہ بیگم صفائی دینے لگیں۔

"اوہو خالہ جان کیا ہو گیا ۔۔غیر تھوڑی ہے بچہ!" ۰نی بیگم ہاتھ دکھا کر سختی سے بولیں۔۔

"دیکھو۔۔۔ہمارا تعلق جس مذہب سے ہے اُس میں ۰ محرم دوستیوں کا کوئی وجود نہیں ہے۔۰ محرم

دو تیں یتو فری ہوتی ہیں۔جو دو محرم ای دوسرے کو م دوستی دیتے ہیں۔یہ وہ فساد کی جڑ ہوتی ہیں۔۔۔مجھے یہ دوستوں والا فلسفہ مت سنا ۔۔۔اور بہن بھائی وہ ہیں نہیں۔سارا خا ان تیں کر رہا ہے۔۔میرا خیال ہے اب مجھے دُعا کو یہاں سے لے جا چاہیے۔۔"

ربیعہ بیگم کو لگا کسی نے اُن کا کلیجا ہر نوچ نکالا تھا۔خضر دُعا کو میڈ انٹری ٹیسٹ کے لیے لے کر یا تھا۔۔واپس آ یا تو ربیعہ بیگم کو سر تھے دیکھا۔۔دُعا تو کمرے میں عبایہ اُت رنے چلی گئی۔

" کیا ہوا امی؟"

ربیعہ بیگم پھٹتے سر سے بولیں۔

" پھر آئی تھیں تم لوگوں کی نی۔پیچھے ڑ گئی ہیں۔کہہ رہی تھیں دُعا کو لے کر ہیجا گی!" خضر بیزار ہوا۔۔

" مسئلہ کیا ہے اُن کے ساتھ۔پہلے تو لیا نہیں۔اب تماشے لگا رہی ہیں۔۔" ربیعہ بیگم نے ای گہری سانس لی۔۔

" دیکھا جائے ڑ تو اُن کی ت بھی صحیح ہے۔۔" خضر ڑ ا کر اُٹھ ی۔

" بھاڑ میں گئیں وہ!" ربیعہ بیگم اُس کے غصہ ور ردِعمل پ چونکیں۔

وہ انگلی دکھا کر سختی سے اُنہیں کہنے لگا۔۔

" میں بتا رہا ہوں۔۔میں نے نہیں جانے دینا دُعا کو۔۔میری بیسٹ فرینڈ ہے وہ۔مجھے بہت محبت ہے اُس سے۔میں نہیں جانے دُوں گا اُسے!" اور وہ جھلا کر وہاں سے جانے لگا۔ربیعہ بیگم فوراً سے بولیں۔۔

" اور اپنی شادی کے بعد کیا کرے گا؟"

وہ رُکا۔اُس نے پلٹ کراُنہیں دیکھا اور کہنے لگا۔۔

"پھر بھی دُعا کو ساتھ رکھوں گا!"

ربیعہ بیگم کے ماتھے پ بل پڑے۔۔۔

"اور تیری بیوی خفا ہوئی تو؟"

خضر: تی ہوا۔۔

"منہ توڑ دوں گا اُس کا۔دُعا کی عزت نہیں کرے گی تو۔۔"

اور وہ لاؤنج سے نکل ی۔ربیعہ بیگم اُس کی بچکانہ ضد پ ہکا بکا رہ گئی تھیں۔۔

"یہ چھوکرا کیا بول کر ی ہے؟"

خضر کی توں نے ربیعہ بیگم کو عجیب کشمکش میں مبتلا کر دی تھا۔چاہ کر بھی اُنہیں کوئی حل سمجھ نہیں آ رہا تھا۔اور حل نہ ملتا تو وہ اُستاذہ کے پ س چلی جاتیں۔اِس مرتبہ بھی فیصلہ کیا تھا۔وہیں جا کر سارے مسئلے حل کر دیں گی۔۔

"کیسے آ ہوا ربیعہ؟" وہ مسکرا چہرہ اُن کے سامنے بیٹھا۔۔اُستاد گھر میں موجود تھے۔۔وہ اُن کے ا والے صوفے پ بیٹھے تھے۔۔

ربیعہ بیگم مضطرسی ا ں چادر میں گھماتے بولیں۔۔

"مسئلہ بہت سنجیدہ ہو جا رہا ہے۔دُعا کی نی نے تو بس۔۔جینا محال کر رکھا ہے۔۔خضر اور دُعا کا ساتھ اُنہیں پسند نہیں!" اُستاد بے جھجک بولے۔۔

"ا ت سچی اور کھری کروں۔تو کہوں گا۔وہ حق پ ہیں!"

اُستاذہ نے ذرا چو کر دیکھا۔وہ حل مانگنے آئی تھیں۔ اُستاد تو اُنہیں مایوس کر رہے تھے۔

وہ سانس ی کے لیے ٹھہرے اور پھر کاؤچ پ پکھا لگا دیکھ کر اُسے کھرچتے ہوئے بولے۔۔

"لیکن سمجھ سکتا ہوں۔ دُعا کو آپ نے پ لا ہے۔۔اور ایسے ہی اُنہیں واپس دے دینے کا حوصلہ نہیں ہو رہا۔۔"

زردی مائل میل کم ہو گئی۔ کاؤچ کی دوسری جا . پیلے ذرے کھر چنے کے . . منتشر ہو کر سیاہ ر. پ جگمگانے لگے۔

"نکاح کیوں نہیں کر دیتیں آپ دُعا کا۔ رخصتی بھلے پ ڑھائی کے بعد کر دیجئے گا!" اُستاد نے سر اُٹھا کر اُنہیں دیکھتے کہا تھا۔ ربیعہ بیگم جھٹ سے بولیں۔۔

" کوئی لڑکا تو ہو نہ!"

اُستاد نے اُنہیں دیکھتے سادگی سے کہا۔

"لڑکا تو ہے۔۔وہ بھی دیکھا بھالا۔"

" کون؟" ربیعہ بیگم نے فوراً سے پوچھا۔ اُستاذہ مٹھی ٹھڈی سے لگائے اُستاد کو دیکھتے مسکرا رہی تھیں۔۔

وہ اُن کا اشارہ سمجھ گئی تھیں۔ ربیعہ بیگم سمجھ نہ سکیں۔

" کس کی ب ت کر رہے ہیں آپ؟" اُستاد نے ا گہری سانس لی اور بولے۔۔

"خضر!"

ربیعہ بیگم ردِعمل نہیں دے پ ۔خضر کے رویے کے پیچھے پ یشان ربیعہ بیگم کو جیسے اُن کے مسئلے کا حل مل ی تھا۔

اُستاذہ کہنے لگیں۔۔

"بھئی ہم نے تو دونوں بچوں کو بچپن سے ساتھ دیکھا ہے۔اب ادھورا سا لگتا ہے دونوں کا م الگ الگ لیا جائے۔بچوں سے اُن کی رضامندی پوچھ لیجیے۔نہیں تو لقمان کے دو

ہارون صا . کا تو کام ہی میچ میکنگ ہے!"

ربیعہ بیگم کا دل آسودگی سے ٹھنڈا ہو چکا تھا۔۔مسئلے کا حل مل َ ی تھا۔وہ حل جو بہت بہتر تھا۔پتا نہیں وہ خود یہ کیوں نہیں سوچ پ ئی تھیں۔۔ای اُلجھن کا اختتام ہوا تو ای نئ اُلجھن بن گئی۔بچوں سے وہ کیسے بت کریں گی۔دُعا کا پ را تو ہر وقت آسمان پ ڈھا رہتا تھا۔۔اُس سے بت کرن ۔یعنی مصیبت کو دعوت دینا تھا۔اِس لئے بڑے سوچ بچار کے بعد اُنہوں نے سوچا۔آغاز خضر سے کریں۔۔خضر پ یکٹس کر کے آی تو نہا دھو کر اپنے کپڑے تبدیل کر رہا تھا۔ بل سکھانے کے غرض سے سنگھار میز کے سامنے آی ۔تو ربیعہ بیگم کمرے میں چلی آ ۔

" تیرے اُستاد نے ای مسئلے کا حل بتا یہ ہے!" سادگی سے وہ یہ کہتے پلنگ پ بیٹھ گئیں۔وہ تیزی سے بلوں میں تولیئا پھیرتے بولا۔۔۔

" اُستاد نے بتا یہ ہے۔تو مجھ سے کیا پوچھ رہی ہیں۔اُستاد نے کہا ہے تو بلکل ٹھیک ہو گا۔۔"

ربیعہ بیگم تیزی سے کہہ پڑیں۔۔

" کہہ رہے تھے۔۔رشتہ کر دوں شہزادی کا!" خضر منجمد ہو َ ی ۔۔ربیعہ بیگم نے آ ٔ ٔ سے خضر چہرہ سرد پڑتے دیکھا تھا۔خضر آنکھیں پتھر تھیں۔ اُستاد نے کہا تھا۔تو اُن کی کیسے کرت ۔بڑے ضبط سے اُس نے خود کو کمپوز کیا۔اور پھر سے بلوں میں تولیئا پھیرنے لگا۔

" کر دیں۔اچھا ہے۔جائے جان چھوڑے ہماری!" بل سکھا کر اُس نے تیزی سے تولیئا پلنگ پ دی اور اُن کے ساتھ آ بیٹھا۔۔اُس نے ای گہری سانس لی اور اُنہیں دیکھتے سنجیدگی سے کہنے لگا۔۔

" جہاں رشتہ کرن ہے۔۔ضرور کریئے گا۔لیکن میں پہلے لڑکے سے ملوں گا۔۔اور اُسے بتاؤں گا۔وہ روتی ہے تو اُسے زکام ہو جات ہے۔۔مشروم سے اُسے الرجی ہے۔۔اُس کا موڈ اب

ہوتو اُسے کلفٹن لے جانا پڑتا ہے۔۔Sea therapy سے اُس کا موڈ ٹھیک ہو جاتا ہے۔۔ ف والی ہر چیز سے اُس کا گلا پکڑا جاتا ہے۔۔اُسے تیل نہ لگانے سے خشکی ہو جاتی ہے۔۔زبردستی امی تیل لگاتی ہیں۔۔امتحان کے دنوں میں بھول جاتی ہے۔۔۔ نہ کچھ کھاتی ہے۔۔ٹک کے پرچوں میں غسل خانے میں بیہوش ہو کر گئی تھی۔شام کے سات اُسے ہر کا کچھ کھانا ہوتا ہے۔اور Netflix اُس کے سکون کرنے کا ذریعہ ہے۔اُس غصہ بہت آتا ہے۔لیکن ی نہیں ہے وہ۔۔ اُسے غصہ آئے تو ضبط کرے۔ا وہ یہ کر دے گا تو میں پس کر دوں گا اُس کو۔

اب بتا ایسے لوگ ہیں آپ کی پہچان میں۔۔ایسا لڑکا جو یہ سمجھ لے۔تو میں اسی وقت ابھی ہاں کرنے کے لئے تیار ہوں۔۔رکھے گا وہ ایسے خیال؟ ہم نے بہت خیال رکھا ہے اُس کا امی۔۔ایسے کیسے ہم کسی کو دے دیں اُسے۔بہت خیال رکھا ہے اُس کا ہم نے۔۔"

ربیعہ بیگم نے بے چہرے سے اُسے دیکھا اور بولیں۔

"لڑکا دکھا دوں؟"

خضر جھٹ سے بولا۔

"دکھا دیں!" ربیعہ بیگم نے سنگھار میز کی جانب ٹھوڑی اُٹھا کر اشارہ کیا۔

"وہ رہا!"

" کدھر؟" خضر نے چونک کر اُٹھتے ہوئے گردن موڑی۔آئینے میں آپ اپنی صورت دکھی۔ماتھے پر بل پڑے۔

" کدھر ہے؟ مذاق کر رہی ہیں؟" خضر خفا ہوا۔۔ربیعہ بیگم سادگی سے بولیں۔

"ارے نہیں مذاق کر رہی۔۔سچ کہہ رہی ہوں۔دیکھ ذرا سامنے!" خضر نے جھنجھلا کر سامنے

دیکھا۔۔

"امی !!" یکدم کسی نے جیسے سانس کھینچ لیا تھا۔ وہ کچھ کہہ نہیں سکا۔۔

ربیعہ بیگم اُٹھنے لگیں۔

" کردے خود کو پ س !"

خضر نے ب د ب کر بمشکل کھولے۔

"امی !" ربیعہ بیگم نے اُسے ہاتھ دکھا ی۔

" آ ۔۔ مجھے پتا ہے۔ ب پتا ہے۔ میں ماں ہوں تمہاری !" وہ دن ہلا کر بولی تھیں۔۔

" تمہارے اُستاد بھی ب سمجھتے ہیں۔ اُنہی کا مشورہ ہے۔ ہمیں بیوقوف نہ بنا یا کرو۔ سمجھے تم۔۔"

اور ربیعہ بیگم کمرے سے ہنستے ہوئے نکل گئیں۔۔

" لمبو ب وَلا کہیں کا !"

☆.....☆.....☆

ا ی فکر تو دور ہوئی تھی۔ اب دُعا سے ب ت کرنی تھی۔ خوشی کے موقعے کا انتظار تھا۔ ب دُعا کا موڈ ٹھیک ہو ت۔ خوشی کی خبر آئی تھی ۔۔ اور دُعا کو ساتویں آسمان پ پہنچا گئی تھی۔

"امی امی میرا ا ی مشن ہو ی۔۔ امی میں ڈاکٹر بنوں گی۔۔ امی ابو کا خواب پورا ہوگا !"

وہ پلنگ پ بیٹھی اُنہیں ساتھ لگائے خوشی سے بولے جا رہی تھی۔

"امی اُس ڈ ڈ و کو بھیجا مٹھائی لانے ؟ ب میں ب نٹیں گے ہاں ؟" ربیعہ بیگم اُس کے چہرے سے چہرہ لگائے مسکرا کر بولیں۔

" ہاں ہاں بھیج دی !"

" لیکن ب ٹ !"

وہ رنجیدگی سے بولی تھیں۔۔

دُعا نے یکدم اُن کو دیکھا۔

" کیا ہوا امی؟"

ربیعہ بیگم ٹھنڈی آہ بھر کر بولیں۔

" تیری نی تو تُجھے لے جانے پہ تُلی ہیں۔" دُعا کا دل گھٹ سا َ ی۔

"امی میں نے آپ کو چھوڑ کر نہیں جا !" معصومیت سے اُس نے میں سر ہلایا۔ ربیعہ بیگم ش لہجے میں بولیں۔

"ا ی طر ہے میرے پ س۔ اور اُس طر سے تیری کبھی رخصتی نہیں ہوگی۔ تُو کبھی ہمارے لیے غیر نہیں ہوگی۔ ساری ز گی ایسے ہی چلے گا۔ میں تو اور چا اکٹھے رہیں گے!" دُعا کی بتیسی نکلی۔۔

" سچی!!" وہ سوچ کر بولی۔

" لیکن ایسا کون سا طر ہے؟" وہ کسی خیال سے بولی۔

" پ امی۔ اپنے سپوت پ ر ی ۔۔ یہ نہ ہو آدمی بن کر کسی گوری کے ساتھ ہوا کی طرح پھُر ہو جائے!" ربیعہ بیگم نے ہنستے ہوئے اُس کا گال پ ۔۔

" چل!" دُعا کو ہنسی آئی۔۔

" میرا پلان ہی ایسا ہوگا۔ کہ تم دونوں کہیں جا ہی نہیں پ ؤ گے!"

دُعا دلچسپی سے اُچھل کر بولی۔۔

" اچھا چلیں بتا ۔ پلان کیا ہے!" ربیعہ بیگم نے سادگی سے کہہ دی۔

" شادی کر لے چا سے !!" دُعا کو لگا تھا کسی نے اُس کے وجود میں میزائل چھوڑ دی

تھی۔۔چہرے کا رَ ای دم سے سرخ ہونے لگا۔۔۔

"چاند راضی ہے۔اور وہ تُجھے بہت خوش رکھے گا!"

"وہ۔۔وہ۔۔۔"وہ کر اُٹھ کھڑی ہوئی۔۔۔

ربیعہ بیگم ہنوز سکون سے بیٹھی تھیں۔۔

"وہ بندر ڈڈو کھٹمل۔وہ کھٹمل۔۔چاند۔چاند سے شادی؟"

اُس نے زور زور سے اُچھل کر اُچھل کر اپنے آپ کو پیٹنا شروع کر دیا تھا۔ربیعہ بیگم دوٹوک بولیں۔

"نہیں پسند تو نہ کر دے۔ یوں میرے بیٹے کا دل نہ توڑ!"دُعا نے اُنہیں دیکھا اور چبا چبا کر کہنے لگی۔۔

"میں منہ نہ توڑ دوں اُس کا!"

ربیعہ بیگم ا ا ۔۔

"نہیں کرنی تو نہ کر۔سارا خاندان میرے چاند کے پیچھے پڑا ہے۔نیک شریف ذہین حسن دراز قد اور حافظ قرآن ہے میرا بیٹا!"

دُعا تپی۔۔

"او ہو ہو۔اور جو سارے کام مجھ سے کرواتا ہے؟ گیلا تولیہ سکھاتا بھی نہیں۔ایسے ہی ڈال دیتا ہے۔اور اُس کے بعد جو بوچھتی ہے پھر اُس کا اہی حافظ۔۔اور شرٹیں ایسے ہی اُتار کر دیتا ہے۔۔ ورچی خانے میں گُھستا ہے۔تو اتنے تن گندے کرتا ہے۔۔ ہر سے آتا ہے تو گندی بودار۔ ابیں میرے منہ پہ پھینکتا ہے۔یہ میں ہوں جو کچھ نہیں کہتی۔کوئی اور لڑکی ہو گی نہ۔ای چمٹ رسید کرے گی۔اور یہ میں ہوں۔جو اُس کے سارے کام کرتی ہوں۔۔لا کر

دکھا آپ ایسی کوئی لڑکی۔ جو سر جھکائے . قبول کر لے۔"

ربیعہ بیگم ہاتھ جھاڑ کر اُٹھیں۔۔

"پسند کر دیا میں نے تمہیں!" دُعا چونکیں۔ اور آنکھیں چھوٹی .ی کیے منہ کا زاویہ بگاڑ کر بولی۔

"ہوں؟"

ربیعہ بیگم کمرے سے بولیں۔۔

"مجھے تم پسند ہو بحثیت بہو۔۔ بس اب چا اور تم ا مرتبہ بیٹھ کر .ت کر لو!"

دُعا کا تن . ن جلنے لگا۔ وہ جھنجھلا کر کمرے سے . ہر لاؤنج میں چلی آئی۔ خضر مٹھائی کا ڈبہ ہاتھ میں پکڑے اُس کے سامنے لا یا۔۔

"مبارک ہو۔۔ میری بونی کا ایڈمشن ہوَ یا!" وہ اُس کے منہ کے قری . مٹھائی لا یا۔

دُعا نے اُس کا ہاتھ پیچھے کیا۔۔

خضر نے چو کر اُسے دیکھا۔

"بونی!"

دُعا خفگی سے بولی۔۔

"تم نے مجھ سے پوچھے بغیر ہاں بول دی۔"

خضر سنجیدہ ہوَ یا۔

"ہاں۔" دُعا کو اُس کی سادگی پہ اشتعال آیا۔ ربیعہ بیگم راہداری میں کھڑیں . خاموشی سے دیکھ رہی تھیں۔

دُعا اُسے گھور کر دیکھتے بولی۔

"تم مجھے چھت پہ ملو ذرا!" خضر نے سادگی سے انگلی ہلائی۔

"۔۔۔۔نکاح کے بعد!" دُعا چنگھاڑی۔۔

"چا !!!"

خضر نے کوئی ردِعمل نہیں دی۔۔

وہ ای گہری سانس ی لگا۔اور پھر بولا۔

"اُستاد نے یہ تجوی پیش کی ہے۔۔میں نے کچھ نہیں کیا!" یہ کہتے اُس نے بھوں اُٹھا کر کہا۔۔

دُعا کچھ بول نہیں سکی۔۔

ربیعہ بیگم لاؤنج میں چلی آ ۔۔

"دُعا تم کچھ وقت لے لو۔" خضر نے اُن کے قری آتے اُن کی جا مٹھائی کا ڈبہ ڈھای۔

"یہ لیں!" وہ خاموشی سے لاؤنج سے نکل ی۔

دُعا سفید سرخ چہرے سے وہیں کھڑی تھی۔ دن کے قری بیچینی کے رگیں پھول رہی تھیں۔۔۔

خضر کی سادگی اور سنجیدگی پ وہ د تھی۔ربیعہ بیگم اُس کی طرف آ ۔اُنہوں نے اُس کی ٹھڑی پکڑ کر ہلائی۔

"کچھ نہیں لے گا چندا میری۔۔نہیں بنے گا وہ مشرقی شوہر۔نہیں دھونس جمائے گا۔ساری ز گی ایسا ہی رہے گا۔وفادار۔اور نہ ہی کسی گوری کے ساتھ پھڑ ہو گا۔ہاں کر دے۔۔ماں کی لالچ سمجھ لے۔میرے پ س اور کوئی حل نہیں۔۔تجھے اپنے پ س ر کا۔۔ہاں کر دے۔۔کچھ نہیں لے گا۔"

دُعا ہچکچا گئی۔

"لیکن امی!"

"مت گھبرا۔ماں ہوں میں تیری۔کروں گی غلط فیصلہ؟"

دُعا نے میں سر ہلا دیـ۔ دل بیچین تھا۔ربیعہ بیگم مسکرا پڑیں۔

"بس پھر۔یہ مٹھائی تو اب دو دو جھوں کے . . ٹ گی!"

ربیعہ بیگم دم بھرتے پلنگ پ بیٹھ گئیں۔۔دھیرے دھیرے یں اُٹھا کر اُنہوں نے سامنے لگے کلینڈر پ دیکھا اور . مسرت مسکرا ۔

"چار سال .یۃ گیے اِس رشتے کو۔جو یہاں ۃ لا ی۔آگے بھی لے جائے گا۔۔ماں کی ا ی رات کی ٘ مت کا . لہ تو چکا سکتا نہیں یہ بندہ۔تیرا کیا چکائے گا مولا؟شکر ہے تیرا ہر حال میں!"اور اُس . . ۃ او ذات پ وہ اپنے کل کام چھوڑ کر بے پ واہ ہو گئیں۔

☆.....☆.....☆

ای طویل سفر کے بعد . خضر کے ماموں اُنہیں ر ے اسٹیشن پ ملے تو ساری کدورتیں مِٹا کر اُن سے ملے۔۔گاڑی میں بیٹھے تھے۔ڈرائیور گاڑی رہا تھا۔سڑک پ انتہا کا رش تھا۔لوگ رہے تھے۔۔

"چلو چلو جلدی!"دُعا بیزاری سے منہ کے قر . چادر کیے یہاں وہاں دیکھ رہی تھی۔۔

ڈرائیور کھڑکی سے . ہر دیکھتے غصے سے رہا تھا۔۔

"ہاں ہاں پ ئی جان۔۔۔کیا کروں؟گڈی اُڑا دوں؟" آدھے گھنٹے بعد وہ گھر پہنچی تو شور شرابے گھر کی چہل پہل سے اُس کا دل بیزار ہو رہا تھا۔۔ای فلیٹ میں ز ٘ گی َ ار ٘ ار کر اب اُسے شور شرابے کی عادت نہیں رہی تھی۔۔چھوٹی کم سِن لڑکیاں شادی پ ڈریسنگ کے متعلق . تیں کر رہی تھیں۔ہر چھوٹی . ت کی اپ ڈیٹ سوشل میڈی پ کر رہی تھیں۔۔۔بے تُک . توں کی بھی اسٹوری بن رہی تھی۔بلا وجہ کے قہقہے اور بتیسیوں کی آوازیں آنگن میں گونج رہی

تھیں۔دُعا اُنہیں دیکھتے ذرا مسکرائی اور سوچنے لگی۔۔

" کبھی ہم بھی اِن چھوٹی لڑکیوں کی طرح تھے۔پتا نہیں لوگ چھوٹے بچوں کو کیسے ڈانٹ دیتے ہیں۔کیسے جو منہ میں آیا سُنا دیتے ہیں۔۔ہم بھی تو ایسے ہی تھے۔غلطیاں کر کر کے سیکھنے والے۔پتا نہیں ہم اپنے اور آئندہ کا آپس میں موازنہ کیوں کرتے ہیں۔وہ الگ وقت میں پیدا ہوئے تھے۔ہم اپنے وقتوں میں۔وقت وقت کی بات ہے۔ہر وقت کا اپنا تقاضا ہے۔۔ہر دروازے کی اپنی چابی۔۔میں یقین سے ایک بات کہتی ہوں۔اگر ہم بچوں کے پیمانے پر آکر اُن کے انداز میں اُن سے بات کریں گے۔اُن کی سوچ کے زاویے کے لحاظ سے سوچیں گے۔۔اور پھر اُن کو tackle کریں گے۔۔تو ہم بچوں کی نگاہ میں مقبول بھی ہوں گے۔اُن کے پسندیدہ بھی۔۔اور اُن کے راز دار بھی۔یہی تو اُستاد کرتے ہیں۔۔"

جیسے جیسے وقت گزر رہا تھا۔مہمان آ رہے تھے۔رضیہ آپا اور زین بھی ملتان آ گئے تھے۔رضیہ آپا خضر کی ممانی سے ملیں تو معلوم پڑا اُن کا تعلق بھی لاہور سے تھا۔۔بس جو بیٹھیں تو خوب جمی تھی۔۔دلہن کو دیکھا تو عش عش کرتی رہ گئیں۔۔

"ہائے کتنی سوہنی کُڑی اے!"

وہ اُس کی بلائیں اُتارنے لگیں۔

"اللہ نصیب اچھے کرے!"

کچھ دنوں تک شریم کو بھی آنا تھا۔۔بی جان سے ملنا جو تھا۔۔زین آیا تو دُعا کا کچھ موڈ ٹھیک ہوا تھا۔۔۔

وہ اُس کیبرا. والے صوفے پر بیٹھی تھی۔۔

زین عبدالرحمٰن کو اُچھال اُچھال کر کھلاتے ہوئے بتانے لگا۔

"لوگوں کو غلط فہمی ہوگئی ہے۔۔چاچو کے رشتے کی باتیں چل رہی ہیں۔"دُعا صوفے پر آلتی پالتی مار کر بیٹھے بولی۔۔

"تم بے فکر رہو۔دُعا کسی کو کسی کا ہونے نہیں دیتی۔تمہیں علم نہیں۔دُعا کیا ہے؟"

زین نے وہاں بیٹھے خضر کو کال کر کے وڈیو کیم کھولا تھا۔دُعا بے نیازی سے چہرے سے ٹھوڈی سے مٹھی لگائے وہیں بیٹھی تھی۔۔عبدالرحمٰن خضر کو بار بار چہرہ چھپا کر دیکھ رہا تھا۔۔

"اتنی!"

زین نے عبدالرحمٰن کو بازو سے پکڑ کر بٹھایا۔تو رضیہ آنٹی بڑبڑاتی ہوئی آئیں۔۔

"ہائے ہائے مدول نہ منڈیا!"

وہ اُن دونوں کے سامنے چلی آئیں۔تو بھوں سے اُنہوں نے اشارہ کر کے پوچھا۔

"کون ہے؟"

زین نے بتایا۔

"چاچو!"رضیہ آنٹی نے جھپٹ کر اُس سے فون لے لیا۔۔

"ہیلو چاچو پتر!!"

اور وہ وہاں سے چل پڑیں۔۔زین نے معذرت خواہ نظروں سے دُعا کو دیکھا۔

"وہ!"دُعا جھلا کر اُٹھی۔۔

"چھوڑ دو تم۔۔اُس نے میرا کون سا حال پوچھا ہے!"اور وہ جلتے دل سے وہاں سے جانے لگی۔۔خضر نے ربیعہ بیگم اور جہانزیب صاحب کی ٹِکٹ کروادی تھی۔وہ جہاز میں ملتان کا سفر کر رہے تھے۔دُعا اُن کے آنے سے قبل، پھُولے نہیں سما رہی تھی۔"امی ابو آ رہے ہیں!"ہر کوئی گھور گھور کر اُسے دیکھ رہا تھا۔صوفے پر سرمئی سفید بھوؤں والی ضعیف خاتون آنکھوں پر

موٹے موٹے شیشوں والا چشمہ لگائے بیٹھی اُسے بغور دیکھ رہی تھیں۔۔کچھ سوچتے وہ دُعا کو دیکھتے بولیں۔

" یں تو میری پہلے ہی بھا پ گئی تھیں۔۔" دُعا ذرا چون کر رُکی۔بی جان نے پہلی مرتبہ اُس سے کچھ کہا تھا۔

" جواب گل کھلا یہ ہے نہ تم دونوں نے۔اُس کی کا چھا میں ہی کروں گی!"

دُعا نے خاموشی سے سر ہلا دیہ۔۔

شریم بھی ملتان کے لیے روانہ ہو یہ تھا۔۔اسکو سون سون لگنے لگا تھا۔خضر سیر سے واپس لوٹ۔تو اسکوا میں وقاص کے ساتھ بیٹھا تھا۔وقاص خوشگوار موڈ میں بولا۔

" فکر نہ کر سا ۔ صحیح ہوگا!" خضر محظوظ ہوتے پوچھنے لگا۔

" ڑے اچھے موڈ میں لگ رہے ہو!"

وہ مسکرا کر بتانے لگا۔

" پگار ملنے لگ گئی ہے بھائی کو!" خضر مسکرا پڑا۔

"اچھا۔۔مبارک!"

"Law firm جوائن کر لی۔ورنہ سینیئر تو کوئی کام نہیں سکھاتے تھے۔نہ پگار دیتے تھے۔"

وقاص کسی خیال سے کہنے لگا۔۔

" رسا میں تیرے ساتھ چلتا ہوں۔مجھے اچھی وائبس نہیں آ رہیں۔" وہ سانس ین کے لیے رُکا اور پھر کہنے لگا۔۔

"دیکھ کل مہندی ہے۔شام کو روانہ ہوں گے۔جا کر مہندی اٹینڈ کریں گے۔ پسوں اتوار ہے۔۔چھٹی ہے۔ رات اٹینڈ کر کے۔دُعا کو ساتھ لے آ گے۔لیکن میں بتا رہا

ہوں۔میں تجھے اکیلے نہیں جانے دوں گا۔" خضر بے اختیار بولا۔

"یار کیوں فکر کر رہے ہو!"

وقاص جھلاہٹ سے بولا۔۔

"یار نہ کر۔۔میں بس چلوں گا۔۔تجھے نہیں پتا۔اولاد کی فکر کا!"

خضر کے گلے سے قہقہہ نکلا اور وہ خود کو نارمل کرتے کہنے لگا۔

"اچھا صحیح ہے۔۔ٹھیک ہے۔۔"

وہ پھر سے ہنس پڑا۔وقاص سنجیدگی سے اُسے دیکھ رہا تھا۔اور خضر اُسے دیکھ کر قہقہہ ضبط کرنے لگا۔

"یار۔۔ایک جہان ۔۔۔ صا ۔ اور ایک تم!"

جانے سے قبل وہ اُستاد سے ملنے آیا تھا۔۔اُستاد کے سامنے بیٹھا تھا۔۔وہی ۔ وقار چہرہ تھا۔بس سر میں اب چاندی ذرا واضح ہونے لگ گئی تھی۔اُسے دیکھتے وہ مسکرا کر کہنے لگا۔۔

"۔ رکی ۔یت کے بعد کھیل تمام نہیں ہوتا۔اُحد کی ہار ہوتی ہے۔پھر معاہدہ حدیبیہ بھی آتا ہے۔ت۔ جا کر فتح ہاتھ آتی ہے۔۔جس پتنگ کو کوئی کھینچ نہ مارے وہ کٹی پتنگ ہے۔۔ رکی ۔یت کے بعد اُحد کی ہار۔۔اللہ پر توکل سکھاتی ہے۔۔معاہدہ حدیبیہ سمجھوتہ کرنا سکھاتا ہے۔ یہی زندگی ہے۔بظاہر تمہیں لگا تمہیں کامیابی مل گئی۔کہانی ختم۔ہاں۔۔کوئی کتاب ہوتی تو ہو جاتی۔یہ تو زندگی ہے۔اصل آزمائشیں تو اب شروع ہوئی ہیں جناب۔۔جائیے۔۔" اُنہوں نے ہاتھ ۔ٹھا کر اُسے کہا تھا۔

"اپنی کامیابی کا معاہدہ کریئے۔۔اور پھر فتح حاصل کر کے آیئے میاں!"

خضر نے مسکرا کر سر کو خم دیا۔

"اچھا!" اُستاد اُسے انگلی دکھا کر تنبیہ کرنے لگے۔

"کوئی بھی بات ہو تو اپنا راڈار مت دینا۔ یہ بڑا موقع ہے۔ اپنی بی جان کا دل فتح کر کے آ۔ جو وہ مان گئیں۔۔ تو بہت بڑا مسئلہ حل ہو جائے گا!"

کچھ دیر یونہی ہدایت کا سلسلہ چلتا رہا تھا۔ اور پھر وہ جانے کے لیے اُٹھا۔ وہ پلٹا۔ اُستاد نے بغور اُس کی پشت پر دیکھا۔۔

"پنچھی کے پر ہیں۔ اُستاد کے سامنے وہ اُنہیں جھکا دیتا ہے۔" خضر بن پلٹے نم مسکراہٹ لبوں پر لاتے بولا۔

"کیوں وہ پنچھی جا ہے۔۔ کوئی اُس کی بائی سے خائف رہتا ہے!" اُستاد بے اختیار مسکرائے تھے۔ اب اِس بات کے آشکار ہونے سے اُنہیں کوئی عار محسوس نہیں ہوتی تھی۔

وہ نا قابلِ فَراموش تھا۔۔ نہ کوئی اُس سے فراموش ہو سکتا تھا۔۔ نہ وہ کسی کو فراموش ہونے دیتا تھا۔۔

وہ جانے کے لیے آگے بڑھا۔۔

اُستاد نے پوچھا۔

"کبھی مُڑ کر پیچھے دیکھا ہے؟" وہ دروازے کے قریب جاتے پلٹا۔ اُس نے مُڑ کر دیکھا۔ اور بشاشت سے بولا۔

"صرف شکر کرنے کے لیے!" اور اُستاد کو لگا تھا۔ اُن کی سالوں کی اُس لڑکے پر محنت وصول ہو گئی تھی۔۔۔

وہ از خود اظہار تشکر میں بولے۔۔

" ٗ ایہ دن ہر ۔پ کو دکھائے!" خضر تعظیماً سر ہلا کر بولا۔

" آمین!" اور وہ ۔ ہر نکل َ ی ۔

تو وہ سالوں بعد ملتان جا رہا تھا۔۔ فلائیٹ میں دور سے ہی اُس نے ڈھول ۔ شوں کی آواز۔۔ دیسی گھی میں تلتی ۔ زی جلیبیوں کی خوشبو کو تصور کر ۔ شروع کر دی تھا۔ گھر کی چہل پہل۔۔ ماموں کا وسیع سا ہر یلی سے بھرا لان۔۔ قہقہے شور ہنگامہ۔۔ ۔ کچھ۔ ۔ کچھ اُس نے بہت ی دکیا تھا۔۔ وہ سالوں بعد اپنے کنبے سے ملنے جا رہا تھا۔۔ ایئر پورٹ پ اُس کا ماموں زاد بھائی اُسے ی ۔ آ ی تھا۔۔ وقاص کا بھی اُنہوں نے تہہ دل سے استقبال کیا تھا۔ جیسے ہی گاڑی ماموں کی حو کے نیچے پہنچی۔۔ نوجوان لڑکے لڑکیوں نے گھروں سے نکل کر خوب ہلڑ ۔ زیں کی تھیں۔۔ خضر مسکرا کر گاڑی سے نکلا تو ۔ کو یں گھما کر دیکھنے لگا۔۔ وہ دروازے پ ماموں جان کو دیکھتے اُن کی طرف آ ی تو اُنہوں نے اُس کے گلے میں ہار ڈالتے اُسے گلے لگا ی۔ خضر احتجاجاً مسکرا کر بولا۔

" ماموں اِس کی کیا ضرورت تھی؟" ماموں جان زور سے ۔ فخر اُس کی پشت تھ پ بولے۔۔

" اوہو ہمارا کر ٹ اسٹار آ ی ہے۔ فخر ہو تم ہمارا۔۔"

خضر نے تیوری پ ڈھا کر اُن سے الگ ہو کر اُنہیں دیکھا۔۔

" لہجہ بتا رہا ہے اردو بگڑ چکی ہے!" ماموں ہنس پ ڈے۔۔

" تو میاں تم در ت کر دینا!!" اور وہ دونوں ہنس پ ڈے۔۔ خضر نے وقاص کو پلٹ کر دیکھتے ماموں جان سے کہا۔

" ماموں یہ میرا سا !"

ماموں جان ۔ مسرت بولے۔۔

" آجاؤ آجاؤ!"

آگے بڑھ کر اندر آئے تو شریم اور زین کو دیکھ کر چاروں ایک ساتھ گلے لگے۔قرۃ العین محظوظ ہو کر بولی۔۔

"اوہو quartet friends یہاں بھی!"

خضر چل کر اندر آیا تو سامنا بی جان سے ہوا۔وہ بے اعتنائی سے اُسے دیکھتے پان کی گلوری منہ میں لے گئیں۔

"لو۔آگئی کرنٹ والی سرکار!"

اُنہوں نے پان کی گلوری منہ میں دبائی۔خضر ربیعہ بیگم کو ساتھ لگاتے اُنہیں کھڑا دور سے دیکھ رہا تھا۔۔

" کیسے مزاج ہیں بی جان؟"

بی جان نے ناراضی سے پوچھنے لگیں۔۔

"مزاج چھوڑو۔۔کام بتاؤ۔۔کیسے آنا ہوا میاں؟" وہ طنزاً بولی تھیں۔خود بلا کر یہ پوچھنا۔۔شرمندہ کرنا تھا۔۔بی جان کے گِلے اب بھی ہنوز ویسے کے ویسے تھے۔۔

سارا خاندان وہاں جمع تھا۔۔خضر نے پیچھے سے آتے دُعا کو دیکھا۔اور سادگی سے گردن ہلا کر کہا۔

"بس۔۔۔آپ کی دُعا چاہیے!"

بی جان نے گھور کر اُسے دیکھا۔اور باقی سب ہنسی دبانے لگ گئے۔۔بی جان نے ضبط کرتے فیصلہ کن انداز میں کہا۔۔

"رات کو مہندی کے بعد سادگی سے نکاح ہوگی۔۔۔"

اور   نے مود بانہ انداز میں سر ہلا دیا۔

"جی بی جان!"

خضر دُعا سے ملنے کے لیے اُس کی جانب بڑھا۔

" کیسی ہو؟" بے اختیار اُس کے ہاتھ کی جانب اُس کا ہاتھ گیا۔ بچپن کی عادت تھی۔ ہاتھ پکڑ کر چلنا۔۔

دُعا نے ہاتھ تھام کر چلتے سادگی سے سر ہلا کر کہا۔

" ٹھیک ہوں!"

بی جان دور بیٹھیں اُنہیں گھور کر دیکھتے بولیں۔۔

"اوہو۔اوہو۔شروع ہو گئی طوطا مینا کی جوڑی محبت کا بازار گرم کرنے!" سب چونک گئے۔خضر نے سرخ ہوتے کانوں سے گردن موڑ کر اُنہیں دیکھا۔ہر کوئی دُعا اور خضر کو دیکھنے لگ گیا۔بی جان نے دونوں کو ہاتھ تھامے دیکھا تو جہانگیر صاحب کو دیکھتے کہنے لگیں۔۔

"بِلو تم نے اِن کو تھوڑی سی حیا نہیں سکھائی؟ کیسے سارے خاندان کے سامنے ہاتھوں میں ہاتھ ڈالے ٹہل رہے ہیں۔۔" خضر یکدم بول پڑا۔۔

"بی جان اِس میں بے حیائی والی کون سی بات ہے؟" دُعا نے خضر کو گھورا۔۔

"چاند!!"

" بچپن میں بھی آپ یہی کہتی تھیں۔لڑکا لڑکی کا ہاتھ نہیں پکڑ سکتا۔تب تو ٹھیک ہے سمجھتا تھا۔افسوس ہے کہ اب بھی آپ غلط سلط ہی سوچتی ہیں۔یہ دردِ سر ہے میری بی جان۔کیوں سوچتی ہیں آپ ایسا؟ ساتھ رہے ہیں ہم بچپن سے!"

بی جان اُسے ہاتھ دکھا کر کھری کھری سنانے لگ گئیں۔۔

"دیکھو میاں چار سو بیسی۔۔تم نہ اب اِس فرینڈ زون سے . ہر نکل آؤ۔دودھ کے دا۔ تمہارے . کے ٹوٹ گئے۔۔شادی کی عمر ہو رہی ہے اب تمہاری۔۔"

زین منہ پھلا کر ہنسی روکنے لگ ی۔۔

"یہ جو تم دُعا دُعا کی تسبیح پڑھتے یہاں اُس کی زیرت میں آ پہنچے ہو۔۔اور آتے ہی اُس کے د طواف کر رہے ہو۔اِسے تم فرینڈ زون کہتے ہو؟ ہاں؟" وہ .ڑی سختی سے پوچھ رہی تھیں۔ . کو خوب ہنسی آئی ضبط کر گئے۔۔خضر کو شدی غصہ پڑھ رہا تھا۔رضیہ آ کہنے لگیں۔

"اوہو بی جان کیڑی قیامت ٹُٹ پئی اے؟ جے منڈے نے ہتھ پھڑ لیا کُڑی دا؟ او کون سا جمعدارا اے ہیں جی؟"

خضر کی ممانی ہنس کر بولیں۔۔

"یہ او کو چھپڑ وچوں ڈڈو پھڑ رہیا اے!" دونوں زور زور سے پنجے پہ پنجہ مار کر ہنسنے لگ گئیں۔بی جان غصے کے گھونٹ پیتے زیر . .ٹ .ڑا ۔۔

"اس۔۔۔تغ۔۔فر۔۔اللہ!"

اِس سے پہلے بی جان کا موڈ بگڑتا قرۃ العین .ٹ .ڑا کر رضیہ آ کے کان میں روہا ہو کر بولی۔۔

"اماں نہ مینو ذلیل کرا۔۔۔کیوں مینو جوتیاں پوانیئاں نے!"

رضیہ آ گلا پھاڑ کر بولیں۔۔

"لے عقل دا کاٹ۔تُجھے کیوں جوتیاں پڑیں گی؟"

بی جان خفگی سے اُٹھ گئیں۔۔

"جوتیاں نہیں تو لعنتے ضرور پڑیں گی!"

رضیہ آ نے چو کر اُنہیں دیکھا۔۔

"لے۔۔اِک تے نہ اے وڈ ی اماں منہ ٹ ابنا ی اے۔۔۔اپنی دھی نو وی ٹ گئی اے!"

دُعا لڑکیوں کے ساتھ ا ر چلی گئی۔۔خضر مو استعمال کرتے مردوں میں بیٹھا تھا۔جہا ی ۔ صا ۔ اُسے سمجھا رہے تھے۔۔

"دیکھ کیسے ۔ت شروع کرنی ہے!" کسی خیال سے اُنہوں نے خضر کو مو میں کھبا دیکھا تو اُنہوں نے اُسے او پ سے تھام لیا۔۔خضر نے فوراً سے جہا ی ۔ صا ۔ کو دیکھا۔جہا ی ۔ صا ۔ گھور کر انگلی سے اشارہ کرتے بولے۔

"یہ تمہارا ۔پ نہیں ہے۔۔میں تمہارا ۔پ ہوں۔۔"

خضر جھلا ی۔۔

"ا ۔مجھے پتا ہے میں سُن رہا ہوں!" جہا ی ۔ صا ۔ کہنے لگے۔۔

"نہیں میں سمجھا رہا ہوں۔یہ جو بچپن سے تمہاری ماں نے مجھے اِس سے منسوب کیا ہے نہ۔۔یہ غلط فہمی اب اپنے ذہنوں سے نکال دو تم اور دُعا۔"

خضر نے ۔ ٹے ضبط سے سر ہلا دی۔۔

"اچھا!"

جہاں عورتیں غیبتیں کر رہی تھیں۔وہاں مردوں نے پہلے کر ٹ پ بحث کی۔کر ٹ سے جان چھوٹی۔تو سیا ت پ ٹ آن ٹوٹی۔۔

"آپ رہیں نہ یہاں ذرا آ کر۔آپ کو پتا چلے۔آپ رہیں نہ دیکھیں نہ ذرا یہاں گورنمنٹ ا پ ل کے حالات!" عامر خالو اُن کے یو۔کے سے آئے رشتے دار سے لڑنے لگ گئے تھے۔

"وہاں بیٹھ کر 6 digit salary لے کر ۔ت کر بہت آسان ہے!"

آگے سے وہ بھی. ہم ہو گئے۔۔

"اوکم آن، 6 digit salary؟ کچھ بھی مطلب؟ آپ کو پتا ہے ہم وہاں کیسے ربسر کرتے ہیں۔۔ ۔ ہوتا ہے ہم فورن پ کستانیوں کو یہی کہا جاتا ہے یہاں آجاؤ ۔ چھوڑ چھاڑ کر یہاں آجاؤ۔ جناب جس دن ہم ۔ یہاں آگئے نہ۔۔ اِس ملک میں آدھے سے زیدہ گھروں کے چولہے ٹھنڈے پڑ جا گے۔۔۔ ہمارے متعلق بت کرنے سے پہلے ای کام کیجیئے۔۔ ذرا وِزٹ ویزا لے کر بہر آیئے۔ اور ذرا بہر کا بھی جائزہ لیجئے۔ مہنگائی د بھر میں ہے۔۔ Natural resources میں قلت ہو رہی ہے۔ World population بڑھ رہی ہے۔۔ اِس لئے مہنگائی تو ہو گی۔ حل یہ نکالنا ہے کہ اِس مہنگائی کے دوڑ میں غری کو کیسے سہارا دیا جائے۔ اِس لیے مہنگائی سے بھاگیئے جناب۔۔ مہنگائی تو ہو گی۔۔"

بی جان نے اکر کے کو اُٹھایا تھا۔

"اُٹھو بھئی۔ تیار ہو جاؤ۔ اُٹھو۔۔ عورتیں چلی گئی ہیں!" مرد تیار ہونے گئے عورتوں کا ای منٹ ای منٹ بن ی تھا۔۔ خضر وقاص اور اپنے کے ساتھ گلی کے لڑکوں سے ملنے ی تھا۔ نوجوان لڑکوں نے بڑے اشتیاق سے اُس کے ساتھ سیلفیاں بنانے کے لیے اُسے بلای تھا۔ نگہت ممانی تیار ہو کر ربیعہ بیگم کی طرف چلی آ ۔۔

"وہ ربیعہ دُعا کا مالا ی ٹ ہے۔ وہ ذرا دینا۔۔ میرے سوٹ کے ساتھ وہی بیٹھے گا!" جواباً ربیعہ بیگم نے اثبات میں سر ہلای اور سنگھار میز پ سے ی ٹ کا ڈبہ اُٹھای اور اُن کی طرف بڑھا دی۔۔

"یہ لو!" نگہت ممانی ڈبہ لے کر گھومیں اور اُسے کھولنے لگیں۔ جیسے ہی ڈبہ کُھلا وہ ٹھٹک کہ رُکیں۔ ڈبہ خالی تھا۔ ممانی پلٹ کر خفگی سے بولیں۔۔

"ربیعہ نہیں دینا تھا تو انکار کر دیتی۔ یہ حر   ت کرنے کی کیا ضرورت تھی؟" ربیعہ بیگم نے سادگی سے بھو   پڑھا کر اُنہیں دیکھا۔

"   یٹ اِسی میں تھا۔۔دُعا سے پوچھ لو۔اُس نے کسی اور کو پہننے نہ دے دیا ہو!"

نگہت ممانی کا پارہ پڑھا۔

"تم مجھے بیوقوف بنا رہی ہو؟" دُعا ہلکے سنہرے رن   کی سادہ قمیض اور سفید شلوار میں ملبوس کمرے میں چلی آئی۔سر پ سفید لڑیوں والا دوپٹہ تھا۔۔

" کیا چل رہا ہے!" اُس نے   کو مشکوک   وں سے دیکھا۔نگہت ممانی اُسے دیکھتے کہنے لگیں۔۔

"دیکھو دُعا میں نے تمہاری ساس سے کہا تھا۔وہ تمہاری ماں کا   یٹ لے آئے۔میرے سوٹ کے ساتھ بیٹھ رہا ہے۔لیکن دیکھو ذرا۔کیسا بھدا مذاق کیا ہے اِس نے میرے ساتھ!"

اُنہوں نے اُسے خالی ڈبہ دکھایا۔دُعا ہنوز بظاہر کمپوز کھڑی تھی۔   طنی طور پ جیسے منجمد تھی۔ہلا نہیں جا رہا تھا۔کچھ کہا نہیں جا رہا تھا۔۔ربیعہ بیگم عجلت میں ویسے ہی زیورات کے ڈبے اُٹھا کر لے آئی تھیں۔

   نی بیگم سر پ چادر اوڑھتے منہ بنائے بولیں۔۔

"بلی سے چھچھڑوں کی رکھوالی!"

دُعا نے ای   گہری سانس لی۔اور بڑی ہمت کرتے بولی۔

"ڈبہ شروع سے ہی خالی تھا!" ربیعہ بیگم سانس نہیں لے سکیں۔نگہت ممانی جھٹ سے بولیں۔

"دیکھا!"

دُعا نے   بات مکمل کی۔

" کیو   میں نے اماں کا   ی   ٹ   نیچ   دی تھا!" ہر کسی نے فوراً سے دُعا کو دیکھا تھا۔گو ی وہ اخبار کی زہ تر ین اہم سرخی بن گئی تھی۔۔

" یہ ی   ٹ   میں نے شریم سے کہہ کر بکوا ی تھا۔ پوچھ لیں بے شک اُس سے۔ دراصل مجھے ضرورت تھی پیسوں کی۔۔"

نی بیگم بے اختیار ران پیٹ کر بولیں۔۔

" خواجہ کا گواہ مینڈک!"

" کیوں بیچا تم نے وہ ی   ٹ ؟ اُس نکمے خضر کے لئے!" خضر کی ممانی راضی سے کہنے لگیں۔

" خالہ نکما مت کہیے!" دُعا نے   اُٹھا کر اُنہیں دیکھا اور پلٹ کر عرض کرتے ا از میں کہا۔۔

" کوئی ادارہ ا َ   اُ سے اث ثوں کی تفتیش کے متعلق طلب کرت ۔۔۔ تو اُنہیں اُس کے حقیقی اث ثوں میں بس اِک، وہ ہی ملتا۔۔"

نی بیگم اُس پ چنگھاڑ پڑیں۔

" یہ کیا فضول بکواس کر رہی ہو دُعا!" ربیعہ بیگم کا بمشکل ا ی   سانس آ رہا تھا۔ا ی   سانس جا رہا تھا۔۔

نی بیگم آگ ببولا ہو   کہنے لگیں۔۔

" چلو۔۔آج تو دو ٹوک بت ہو کر ہی رہے گی۔چلو   اماں کے پ س!"

نی بیگم ممانی اور اُن کی بڑی بہو ہا   دن تی ہوئی بہر نکل گئیں۔رضیہ آ   لائ   ٹ   پِنک ر َ   کی انگلی سے لِپ اِسٹک لگاتے قرۃ العین سے منہ بنا کر بولیں۔۔

" اِک تے اے ساغات تیری دادی سس ساڈے جیری پچش پے گئی اے نہ۔۔ بندا کی دسے قسمے! کتنا سانو مائی نے پٹا یا اے!"

دونوں گواہان اور دونوں اطراف سے لوگ بی جان کے پ س آنگن میں پہنچ گئے تھے۔بی جان خفگی سے کہہ رہی تھیں۔۔

" ۔کیا تم لوگوں نے آتی ہی تماشہ لگا لیا ہے۔۔مہندی کا وقت ہو رہا ہے۔اور بس یہ جھگڑے لے کر بیٹھ گئے ہو۔اب عمر ہو رہی ہے تم لوگوں بھی۔بھلا اچھی لگتی ہو ایسے معمولی موضوعات پ لڑتے ہوئے؟"

مرد حضرات کو بھی بلا لیا َ یہ تھا۔نگہت ممانی بی جان کے پ س نہ تے بولیں۔

"بی جان۔معمولی موضوع نہیں ہے۔ ت بچی کے زیورات کی ہے۔جو اِس چورنی ربیعہ نے پ دیہ ہے!" جہان نہ ب صا ب سخت خفگی سے بولے۔۔

"بس بس نگہت۔زیدہ او اُڑان بڑھنے کی ضرورت نہیں ہے۔یہ درکھو آسمان کا تھوکا منہ پ آتہ ہے!" رضیہ آ نے اپنے دونوں ہاتھ کر جملہ مکمل کیا۔

"تے فھر منہ تھوکو تھک منہ ہو جاتہ ہے!"

بی جان نے رضیہ آ کو جھڑکا۔

"یہ آپ ردیف قافیے ن بند کریں گی رضیہ بی بی!" رضیہ آ خاموش ہو ۔نی بیگم آگے آتے ہوئے سنجیدگی سے کہنے لگیں۔

"پہلے میری بیٹی کے ساتھ ما ب نے زیدتی کی اور اب میری نواسی کے ساتھ اِن کا چان زیدتی کر رہا ہے!"

وہ سانس ین کے لیے ٹھہریں۔"مجھے تو بس یہ پتا ہے۔۔کہ میری بچی اپنی ماں کا یہ ٹ نہیں پ سکتی۔یہ کام اِس ڈائن ربیعہ کا ہے۔اِسی کی ن اب تھی اُس یہ ٹ پ!"

ربیعہ بیگم خاموشی سے کھڑی تھیں۔ ی بیگم سے سہا نہیں َ یہ۔۔

"بس بس خالہ بس!!"

بی جان نے اُسے دیکھا۔۔

"بہت ہوَ یِ تماشہ۔۔اَ میں نے یہاں منہ کھول دیِ تو وہ تباہی مچے گی۔۔۔کہ یِ در کھے گا یہ علوی خاٰ ان!"

ٰی بیگم سے صبر نہ ہوسکا اور بولیں۔

"میری بہن پِ بت کرنے سے پہلے اپنی نواسی کی کا بھی جاٰ ٔہ لے لیں!" دُعا نے چوٰ کر پیِش نی پِ بل ڈالتے اُنہیں دیکھا۔

"یہ بھی تو حسیب کے پیچھے پڑ ی تھی نہ۔۔ بٰئک پِ اُس کے ساتھ کراچی کی سیر کرنے نکل جاتی تھی۔"

"ہوہ!" دُعا کی چیخ نکل گئی تھی۔۔۔بی جان جھٹ سے بولیں۔

"دبے مردے ٰ اُکھاڑو ٰی!" دُعا نے اپنا سر پکڑ لیا۔

"مجھ پِ اتنا گندا الزام!" ٰنی بیگم غصے سے کر بولیں۔

"کیا ہوَ یِ جو بچی نے سیر کر لی حسیب کے ساتھ؟ اُس کا بھائی ہے!"

ٰی بیگم نے کی بہ کی جواب دیِ۔

"جھوٹ بول کر!" اور جہاٰ یِ بِ صا بِ کو چپکی لگ گئی۔

عامر خالو نے گھور کر ٰی بیگم کو دیکھا۔

" ٰی سوچ سمجھ کر بِت کرو۔۔"

رضیہ آ بینیازی سے ہاتھ ہلا کر صوفے پِ یٰ ٰ لگیں۔۔

"بِ و بِ واں ٰل بِ واں اُڑاؤ گے تے اینج ای ہوٰ اے۔۔ہور پکاؤ کھچڑ یں۔ہور کرو وٹے

سٹے!"

ئی خالہ تو جو آج بولنا شروع ہوئی تھیں رُکنے کا ׂم ہی نہیں لے رہی تھیں۔

"یہ لوگ تو پہلے دُعا کو ر ׂ کے لیے رضا مند ہی نہیں تھے۔۔اور اب اُس کے پیچھے ہاتھ دھو کر پڑ گئے ہیں۔کر کر کے میرے بہن بہنوئی تھک گئے اور ׂ آنکھوں کی سوئیاں رہ گئیں تو آن بیٹھے ׂ ساتی مینڈک بن کر!"

ربیعہ بیگم نے اُن کی کہنی د ׂ ئی۔

"خاموش ہو جاؤ!" اُنہوں نے کہنی پ سے اُن کا ہاتھ ہٹا ی۔

"نہیں بولنے دو مجھے آ پ!"

نوازش صا ׂ ہمی سے کہہ پڑے۔

"دیکھو ئی یہ تمہاری غلط فہمی ہے کہ ہم دُعا کو رکھنا نہیں چاہتے تھے۔یہ تمہارے بہنوئی کی خواہش تھی کہ وہ ای بیٹی پ لے۔نہیں تو ہم نے اپنی بچی پ ہمیشہ رکھی ہے۔۔" آگے سے ئی خالہ فی الفور بولیں۔

"جی ہاں۔اتنی رکھی کہ اب اُس کے شوہر کے فلیٹ پ بھی پہنچ گئی۔۔"

دُعا نم ہوتی آنکھوں سے ׂ کو ہاتھ دکھاتے بولی۔

"ای منٹ ای منٹ۔۔یہاں میری کردار کشی کی گئی ہے۔اور آپ ׂ کو پیسوں اور فلیٹ کی پڑی ہے۔مجھ پ ای گندا الزام لگا ی ہے۔۔"دُعا نے بھیگتی آنکھوں سے حسیب کو دیکھا۔

"حسیب بھائی بتا نہ۔آپ نے اپنی ׂ ئیک چا ׂ کو دے دی تھی!" حسیب کہنے لگا۔ فوراً سے نگہت ممانی اُسے گھور کر بولیں۔

"حسیب تُو نے تو کہا تھا کہ تُو نے . ئیک ٭ دی ہے؟"

"وہ امی!" حسیب بھائی کچھ کہہ نہیں سکے۔۔ ٭نی بیگم عتاب سے بول پڑیں۔

"مجھے نہیں پتا۔ بی جان۔۔۔ مجھے کچھ نہیں پتا۔۔ بس خضر سے کہہ دیں آج ابھی ہماری بچی کی جان چھوڑے۔۔ طلاق دے اِسے!" بی جان بے ٭ چہرے سے اُنہیں دیکھتے کہنے لگیں۔

"اپنے پ کستانی ڈراموں کو کیا تم نے حواسوں پ سوار کر لیا ہے؟ مذاق ہے طلاق جو ایسے ہی دے دے؟"

بی جان . کو دیکھتے کہنے لگیں۔۔

"ماشاءاللہ سے عزت دار خا٭ ان سے تعلق ر ٭ ہیں ہم لوگ۔" رضیہ آ نے ٭ میں بولنا لازم سمجھا۔۔

"ہاں جی اتنے عزت دار کے کھڑے کھڑے بندے کو بست کر دیں!" خضر کی ممانی کی ہنسی چُھوٹ گئی۔

بی جان نے اُن کی احمقانہ حرکتوں کو ٭ ا ازکرتے ٭ئی بیگم کو دیکھا۔۔

"پھپھیاں تو ٭م سے . ٭م ہیں۔۔۔ خالہ جانی تم نے کچھ کم نہیں کی اپنے بھانجے کا گھر اُجاڑنے میں!" رضیہ آ پھر سے بولیں۔

"پڑوسیوں کی اتنی منی . ٭م نہیں ہے۔ جتنی ہماری پھپھی . ٭م ہو گئی ہے!"

بی جان نے . ت نمٹاتے کہا۔

"بس بہت ہو َ یہ۔ اب صرف رات کو ہی . ت ہو گی۔۔ اب میں مہندی کے فنگشن میں کسی کو لڑ٭ نہ دیکھوں۔" جہا٭ . یہ . صا . ازخود کہنے لگے۔

"نہیں بی جان میں یہ زہر کے پیالے نہیں پی سکتا۔ میں اب مزیہ خالہ کی . ز . نی۔۔ نگہت کی .

اخلاقی اور عا. کی. لحاظی. دا ث ی نہیں کر سکتا!"

بی جان نے اُنہیں پ سکون کرتے کہا۔

"بِلو تمہاری بھی سُنوں گی میں۔ . کی سُنوں گی۔ اپنی بی جان پ اعتبار رکھو!"

" . خیر ی ت ہے؟"

خضر کی آواز پ . نے اُسے دیکھا اور دُعا آ پونچھ کر جانے لگی۔

"سارا گھر جل َ ی ت . چوڑ ی ں پوچھیں!"

"دُعا!" خضر نے پ یشانی سے اُسے جا ت دیکھا۔ جہا ن ی . صا . خفگی سے اُس سے پوچھنے لگے۔

" کدھر تھا؟" وقاص پیچھے سے آ ت بتانے لگا۔

"اپنے کر ٹ فینز سے۔۔" جہا ن ی . صا . نے کِلس کر سینا پ ٹ ۔

"ہائے۔ ای تو یہ کر ٹ ہمیں لے ڈُوبی ہے!"

خضر آگے آ ی اور متفکر سا بولا۔

"ہوا کیا ہے!" بی جان نے مختصراً بتا ی ۔

" کردار کشی ہوئی ہے تمہاری بیگم کی۔ جاؤ دیکھو اُسے!"

خضر اُس کے پیچھے َ ی ۔۔ حسیب بھی اُس کے ساتھ چلتے اُسے ساری ب ت بتانے لگ َ ی ۔۔

"دُعا ب ت سُنو!" دُعا کمرے میں روتے ہوئے جاتے کہنے لگی۔

" تمہارا کیر ی ۔ تمہارے فین۔۔ . کچھ تمہارا۔ میرا کچھ نہیں۔"

"دُعا ی ر تم ز ی دہ اہم ہو میرے لیے۔" نیچے آنگن میں اُن کی آوازیں آ رہی تھیں۔ رضیہ آ خضر کی ممانی سے کہنے لگیں۔

"زن مر ی کا نہ آسمانوں سے دیکھا اُ تھا۔اور ۔ سے پہلے تمہارے بھانجے کو نصیب ہوا تھا۔۔اور ۔ نواب صا ۔ نے نوش فرما لیا تھا۔ ۔ جا کر وہ د کے ۔قی مردوں میں تقسیم ہوا تھا!"

اور وہ پھر سے پنجے پ پنجہ مارتی ہنس پڑیں۔۔بی جان متفکر سی سر پکڑے بیٹھی تھیں۔

"میرے متھے مصیبت منڈ کے۔۔خود اِن کی ما مر گئیں۔۔"

"شکر ہے بچی کے کردار پ ۔ت نہیں آئی۔ورنہ مردوں کا کیا جا ہے!" ربیعہ بیگم ا کا شکر ادا کر رہی تھیں۔

جہا ۔ صا ۔ خفگی سے کہنے لگے۔۔

"کیوں؟"

"مردوں کے کردار کو کیا سرخاب کے پ لگے ہیں اور عورتوں کے کرداد کو ادنیٰ مٹی۔اللہ نے اپنی کتاب میں مرد اور عورت دونوں کی کردار کشی پ گواہی دی تھی۔یہ بس اِس معاشرے کا بنا ی بے تکا قا ہ ہے۔۔یہ اب اکسویں صدی ہے۔۔اور ہمیں اِس سوچ کو ختم کر ہے۔کہ مرد کا کچھ نہیں جا اور عورت کا کچھ ۔قی نہیں رہتا۔عزت دونوں کی ہے۔۔اور ۔ ا۔ ہے!"

دُعا اِس قدر رُوٹھی تھی کہ شریم اور خضر نے عفیفہ کو اُسے منانے کا کہا تھا۔ ۔ چھت پ مہندی کے لیے جا چکے تھے۔۔quartet کمرے میں بیٹھے تھے۔وقاص اور زین ش کھیل رہے تھے۔۔شریم ہاتھ میں مو ۔ پکڑے دُعا کی خبر عفیفہ سے لے رہا تھا۔خضر سنہرے ر کی واسکٹ اُ ر کر پھینکتے دیوار سے ٹیک لگا کر ی لگا۔۔وہ اب دیوار سے ٹیک کر سفید قمیض کی آستینیں موڑنے لگا۔

"عجیب ۔تمیزی لگائی ہوئی ہے۔۔ ر میرا کیا قصور ہے۔۔میں تو فضول ہی پس رہا ہوں!"

زین پتا پھینکتے بولا۔۔

"اماں بھی صحیح کہتی ہے۔تم لوگوں کو تو۔ تمیزی ثواب سمجھ کر لگتی ہے۔۔ بیچاری ناراض ہے۔۔اِس میں۔ تمیزی کی کیا بات ہے؟"

دوسری طرف دُعا کمرے میں کچھ سوچتے ٹہل رہی تھی۔۔۔عفیفہ اُسے فکرمندی سے دیکھ رہی تھی۔۔

"دُعا معاف کر دو چاچو کو۔اُس بیچارے کی کیا غلطی ہے!"دُعا ئی۔

"اوہو چھوڑو اُسے۔۔ یہ تو ساری زندگی ہوگا۔میں سوچ رہی ہوں۔۔ یہ تماشہ کیسے ختم ہوگا!"

وہ چڑائی سے مسکراتے آنکھیں چھینی کیے دونوں ہاتھوں کی انگلیوں کو موڑ رہی تھی۔

"سوچ رہی ہوں۔یہ اسکینڈل ختم کیسے کروں؟"

عفیفہ تھک ہار کر وہیں بیٹھ گئی۔دُعا نے ایک گہری سانس لی اور بولی۔۔

"ہمیں چھوٹے اسکینڈل کو ختم کرنے کے لئے بڑا اسکینڈل کرنا پڑے گا!" عفیفہ بیزاری سے رُخ پھیرے بیٹھی تھی۔۔

"جیسے؟" ساتھ اُس نے بھون ن کر دن موڑ کر دیکھا تو بے اختیار چیخ پڑی۔۔دُعا وہاں کھڑی،مشروم پزا کا slice آدھے سے زیدہ کھا چکی تھی۔۔

"دُعا!!"

دُعا نے پلٹ کر اُسے دیکھا اور ذرا مسکرائی۔۔

"بلاؤ میرے خصم کو!"

عفیفہ مجنونانہ انداز میں چیختے تے دوڑتی ہوئی سیڑھیاں اُترکر نیچے کمرے کی جانب جانے لگی۔۔

"چانٔ !!!"

"چانٔ !!!"

انٔ رچاروں دو ٓ آواز پ چو ۔۔شریم کرسی پ بیٹھا ٹیک ہٹا کر سیدھا ہوا۔۔

"یہ تو عفیفہ کی آواز ہے!" عفیفہ دوڑی پھولے سانس سے دہلیز پ آئی۔۔

"دُعا۔۔دُعا پٔ اکھا گئی!" وہ کھلبلا گئی۔۔

"دُعا پورا پٔ اکا سلائس کھا گئی!"

چاروں دو ٓ مخبوط الحواس اُسے دیکھ رہے تھے۔شریم اُٹھ کھڑا ہوا۔

"تم۔۔تم پٔ اکہہ رہی ہو؟ وہ۔۔وہ تو اُس کا ٓ ۔ٓ ٓ نہ چھوڑے!"

عفیفہ ہاتھ ہلا کر اپنی . ت سمجھانے لگی۔

زین پتے چھوڑ کر کہنے لگا۔۔

"اور آپ کو نہیں پتا . ی۔۔۔عینی . جی کی شادی پ اُس نے چار بندوں کے چول بھرے تھے اپنی پلیٹ میں۔۔اور چانٔ ۔۔اس نے اتنے سے۔۔ماسا کو چول کھائے تھے۔اِس سے زٔ دہ چول تو ماشاء اللہ ہمارا اچھا ٔ بھر کا ٹینڈا کھا جا ٓ ہے۔حالا منہ میں دٔ اِک وی نئ اُس کا!"

عفیفہ متفکر سی آلود ہوتے میں سر ہلا رہی تھی۔۔

"نہیں وہ۔۔" وقاص نے بھی پتے چھوڑ دیئے اور خضر کی جانٔ . اشارہ کرتے اُسے بتا ی۔۔

"اور تو اور اُس کا بس چلے تو وہ اِسے بھی کھا جائے!"

خضر سر جھٹک کر مایوسی سے بیٹھا تھا۔۔

اِس سے پہلے وہ کچھ مزی بولتا۔عفیفہ چیخ کر بولی۔۔

"مشروم والا پزا۔ دُعا نے مشروم والا پزا کھا لیا!"

خضر کرنٹ کھا کر سیدھا اُٹھ کھڑا ہوا۔ تینوں دوست سُن ہو گئے۔

خضر لمحے بھر میں بھاگتا ہوا باہر نکل گیا۔ زین ماؤف ہوتے دماغ سے بولا۔۔

"او لے پے گئے کم!"

خضر بھاگتا ہوا سیڑھیوں کی طرف جا رہا تھا۔ رضیہ آنٹی کسی کام سے نیچے آئی تھیں۔ باورچی خانے سے نکلتے اُسے پتہ نہیں سکیٹر کر دیکھتے بولیں۔

"او چانن پُتر۔ کتھے چھلانگاں ماردا جا رہیا اے سوہنیا؟"

شور مچ گیا تھا۔ ہر سو ہنگامہ تھا۔ خضر کمرے میں آئے تو پہلی نظر پزا کے ڈبے پر گئی۔ وہ خالی تھا۔ سامنے دُعا کا نیلا پڑا چہرہ تھا۔۔ سانس لینے میں دشواری ہو رہی تھی۔۔ وہ ڈگمگا کر اُس کے سامنے آئی اور پھولتے ہوئے سانس سے اُسے ہاتھ دکھا کر بولی۔۔

"ڈی۔ کے۔۔ ہے۔۔ نہ۔ ڈی۔ کے۔۔ کے۔۔ ہوتے۔۔ فکر۔۔ نہیں!" وہ جھکی خضر نے آگے بڑھ کر اُسے پکڑا۔ دُعا نے اشک آلود سرخ مائل آنکھوں سے سر اُٹھ کر اُسے دیکھا۔۔

"بالکل نہیں!" خضر ٹھنڈا پڑ گیا تھا۔۔

ماموں خالو حسیب دوڑتے ہوئے آئے۔ دُعا کو پکڑنے لگے تو خضر مشتعل ہوتے چنگھاڑا۔۔

"میری بیوی ہے میں سنبھال لوں گا!" گردن کی رگیں پھول گئیں۔ ماتھے پر نوک میں کٹے بال بکھرے تھے۔۔ تینوں دوست خضر کے پیچھے تھے۔۔ زین گھبرا کر بولا۔

"آج تو یہ سیریس بیہوش ہو گئی۔ مجھے لگا اینوی لگی ہو گی!" وہ تینوں مضطرب سے بیٹھے تھے۔۔ حسیب دُعا کو دیکھ رہا تھا۔۔

"یار دوا بھی نہیں ہے۔ میں کیا انجیکشن دُوں!" حسیب گڈمڈ ہوتے بول رہا تھا۔۔

جہان ی . صا . اور ربیعہ بیگم کو بھی پتا چل َ ی تھا۔۔جہان ی . صا . پھٹے کلیجے سے کہہ رہے تھے۔

"ظلم و . . ی ت کی تو نہ بس انتہا ہوگئی ہے!"

ربیعہ بیگم خضر سے پوچھ رہی تھیں۔

" کدھر تھا تو؟ تُجھے نیچے پتے کھیلنے کے لیے چھوڑا تھا؟"

خضر مریل سا بے دلی سے بول رہا تھا۔

"امی پلیز نہ کریں۔میرا پہلے ہی اِسے دیکھ کر بہت دل ن اب ہو رہا ہے!"

وہ دُعا کے ساتھ بیٹھا آزردگی سے کہہ رہا تھا۔

"میں نہیں کھیل رہا تھا پتے! ی نہیں کھیل رہا تھا۔"

مہندی کا فنکشن او پ چل رہا تھا۔ گھر کے سارے ب ڑے نیچے آگئے تھے۔۔خضر نے ہڑ ب ڑی میں دوا منگوائی تھیں۔ساری دوکا . بند تھا۔اُس کے ن نے واسطے ڈلوا کر قری . والی ای dispensary کھُلوائی تھی۔

"اِنہیں لگتا ہے یہ ہماری بچی ہم سے لے لیں۔۔خام خیالی ہے اِن کی!" ن ی بیگم بھی سیڑھیاں اُ ت آئی تھیں۔۔چند لمحے ن رے۔ . دُعا کے کمرے میں اکٹھے ہو گئے تھے۔ربیعہ بیگم خضر کا شانہ ہلانے لگیں۔

"چا ن اُٹھ جا۔بی جان آ رہی ہیں!" خضر . . سا ہٹ دھرمی سے بولا۔۔

"میں نے نہیں اُٹھنا۔۔میرا نہیں دل کر رہا اُٹھنے کا۔مجھے کچھ نہ بولیں۔مجھے کچھ نہ بولیں۔۔"

اور وہ دُعا کی طرف متوجہ ہو َ ی۔

حسیب ساتھ ساتھ دُعا کو دیکھ رہا تھا۔۔

"ابھی اُٹھ جاتی ہے!" وہ خضر کو مطمئن کرتے کہہ رہا تھا۔۔افراتفری مچی ہوئی تھی۔خضر کی ممانی خفگی سے کہہ رہی تھیں۔

"سارا میری بچی کی مہندی کا مزہ ٹ ٹ اہو ی !"

دُعا نے دھیرے دھیرے پلکیں اُٹھا ۔۔سامنے کا منظر ذرا دھندلا تھا۔۔جہا ۔ ۔ صا ۔

اُسے دھندلے سے دکھائی دیئے۔۔بی جان جیسے کمرے میں آ ۔۔تو ۔نی بیگم کہنے لگیں۔۔ بی جان سختی سے بولیں۔۔

"ا ی حمام میں ۔ ننگے۔۔کچھ نہیں سُننا مجھے!" شریم اور زین ۔ہر نکل گئے تھے۔ وقاص وہیں تھا۔بی جان اُسے دیکھتے بولیں۔

"وقاص ۔یٹ ۔ہر جاؤ!" جواباً وہ سادگی سے کہنے لگا۔

" ۔ڑی معذرت کے ساتھ۔۔میں یہاں بحیثیت خضر جہا ۔ ۔ کا ا ٹ وا ۔ رہوں۔اور میں یہیں رہوں گا۔جو ۔ت ہوگی میرے سامنے ہوگی!" بی جان نے ربیعہ بیگم جو دیکھتے کہا۔

"اِسے تم خضر کی ۔ی میں رکھ دینا۔۔ ۔ دیکھو میرا سا میرا سا کا دم چھلا لگائے اُس کے ساتھ گھومتا رہتا ہے۔۔"

رضیہ آ کہنے لگی۔۔

"او جی کو کوئی قوص قزح والا مسئلہ ہے!" بی جان کے غصے سے کان سرخ ہو گئے اور وہ بمشکل بولیں۔۔

"اس تغ فر اللہ!"

دُعا ہٹ بھری آواز میں بولی۔۔

" مجھے کوئی مسئلہ نہیں!" خضر بیڈ کراؤن سے ٹیک لگا کر ہاتھ ۔ ۔ ھے بیٹھا تھا۔۔چہرہ بے ۔ش اور

کمپوز تھا۔۔یہ سُن کر بی جان دُعا کے سامنے ینِ تے بولیں۔

"چلو پھر اب میں بیل کو منڈے پڑ ھا ہی دُوں۔۔" وہ ٹھڈی اُٹھا کر سنجیدگی سے دُعا سے پوچھنے لگیں۔

"ہاں شہزادی بتاؤ تم کیوں کیا تم نے ایسے!" دُعا نے اُٹھنے کی کوشش کی۔خضر نے بنا اُسے دیکھے بنا کوئی ہمدردی جتائے ۔زووں سے اُسے کھینچ کر اُٹھا دیا۔وہ خفا تھا۔۔

دُعا کی آنکھیں ۔یٔ ۔لگیں۔۔

"بی جان۔اَ ۔یہ لوگ چاۂ کی عزت نہیں کریں گے تو میں اگلی مرتبہ اِس سے زیٔ دہ مشروم زکھا لوں گی۔۔" نوازش صا ۔ تٔپ کر بولے۔

"نہ بیٔ نہ۔۔ایسی تلخ ۔تیں مت کر۔۔یہ بوڑھے کاٰ ھے جوانوں کے جنازے اُٹھا اُٹھا کر تھک چکے ہیں۔"

دُعا کی آنکھوں سے ستارے ٹوٹنے لگے۔۔

"یہ مجھے یہاں یغمال بنا کر لائے ہیں۔۔ماموں۔۔۔چاۂ کے فلیٹ میں غنڈے لے کر۔۔گھس آئے۔اُس پ ریوالور تنی۔۔اور۔۔اور مجھے ز۔ دستی۔۔۔ لے گئے۔مجھے بلیک میل کیا۔۔۔۔کہ میں گئی۔۔۔تو تو وہ چاۂ کو ۔ ۰م کر دیں گے۔مجھے یہ بھی کہا۔کہ چاۂ سے خلع لوں۔۔۔اور تو اور مجھے مجبور کیا۔۔۔کہ کہ میں اُس سے کہوں اُس کا فلیٹ میرے ۰م کر دے۔۔ ۰نی اور ماموں چاۂ کے ساتھ۔۔۔بہت بہت زیٔ دتی کرتے ہیں۔۔ممانی نے۔۔۔مجھ سے ر ے اسٹیشن پ اتنا سامان بھی اُٹھوایا۔مجھ سے۔۔۔آج تٔ ۔۔آج تٔ ۔۔امی نے کوئی وزنی چیز۔۔نہیں اُٹھانے دی۔" وہ سانس کھینچ کھینچ کر روتے اُنہیں ۔ بتا رہی تھی۔۔

"اَ میں ای ر۔۔۔کسی کام۔۔۔کام سے نہ کر دوں۔۔تو امی۔۔امی میرے ساتھ کبھی۔۔کبھی ز دستی نہیں کرتیں۔۔چا ۔۔۔چا نے مجھے۔۔۔گھر۔۔گھر سے نہیں نکالا تھا۔۔۔میں خود۔۔خود آئی تھیں۔۔وہ مجھے۔۔مجھے۔۔ چہ۔۔ چہ۔۔بھی۔۔دیتا۔۔دیتا ہے۔۔اور تحفے۔۔۔تحائف۔۔الگ سے۔۔پیسوں۔۔۔اور۔۔اور کسی چیز کا مجھے مسئلہ نہیں۔بس ہماری۔۔ہماری تھوڑی سی بحث ہوگئی۔۔گئی تھی۔۔اور یہ ۔۔۔ آج کا رو نہیں۔۔ سے نکاح۔۔نکاح ہوا ہے۔۔نی۔۔ہمیشہ۔۔ ہمیشہ ایسے ہی کرتی ہیں۔۔۔ چا کے ساتھ۔چا کبھی۔۔کبھی۔۔اِنہیں کچھ نہیں کہتا۔حتیٰ کہ۔۔ ماموں۔۔ ماموں نے میری زمین بھی۔۔۔ہتھیالی۔۔میرا کچھ۔۔ کچھ۔۔لے لیا۔چا نے اُس پ بھی۔۔مجھے۔۔ مجھے کچھ نہیں کہا۔میری خوشی کے لیے۔۔۔اُس نے دو رہ۔۔ دو رہ۔۔صلح۔۔صلح بھی کرلی نی سے!"

سارے پ دے اُس نے چاک کردیئے تھے۔۔وہ کھسک کر بی جان کے پ س آئی۔

"بی جان میرا دل خون کے آ رو ہے۔۔۔ یہ چا سے تمیزی کرتے ہیں!" وہ سرخ چہرے اور دبی دبی چیخوں سے سسکتے رو رہی تھی۔۔

"میں نے قسم سے خود۔۔" چہرہ آ وں سے مرطوب تھا۔۔آنکھیں چندھیا رہی تھیں۔

اُس نے ی پ ہاتھ رکھا۔

"میں نے خود امی کا ی ٹ بیچا تھا۔۔میں نے بیچا تھا سو ۔کیو میرے پ س تو کندن تھا۔۔پھر مجھے سونے سے کیا سروکار بی جان!"

وہ سر جھٹک کر دوپٹہ منہ سے لگائے سانس کھینچ کھینچ کر رونے لگی۔خضر ہنوز کمپوز بیٹھا تھا۔بی جان آنکھیں میچے کرب سے کہنے لگیں۔۔

"ستائے ہوئے بچے آئے ہیں میرے پ س!" اُنہیں افسوس ہو رہا تھا اُن کی ب ت خیر سے سُننے کا۔۔

اُنہوں نے خضر کو دیکھا۔۔

"میاں تم بھی کچھ کہہ دو۔" خضر نے ای گہری سانس لی اور کھولے۔۔

"مجھے تو بس یہی کہنا ہے بی جان۔۔ بے شک یہ لوگ میری عزت نہ کریں۔لیکن دُعا کو ایسے لے کر نہ جا یا کریں۔میری زمانے میں ای عزت ہے۔مجھے دُعا کو اکثر اپنے ساتھ لوگوں سے ملوانے لے کر جان ہوت ہے۔بس اِن سے کہہ دیں۔ایسی حرکتیں نہ کیا کریں۔۔"

"اور بی جان!" دُعا نے سر اُٹھا کر دیکھا۔

"ماموں۔۔" بی جان فوراً سے اُسے اطمینان کا اشارہ کرتے بولیں۔

"ہاتھ کنگن کو آرسی کیا۔معلوم ہے مجھے اِس عا ب کا۔۔" دُعا نے آ پونچھے۔

"جی اچھا بی جان۔" وہ اب خضر کو دیکھنے لگیں۔۔

"اور تم فکر نہ کرو۔یہ تمہاری عزت بھی کریں گے۔اور آئندہ ایسی کوئی حر بھی نہیں کریں گے۔تم داماد ہو اِس گھر کے۔اچھا!" خضر نے جواباً بس سر ہلا دی۔۔بی جان نے افسوس سے ن نی بیگم کو دیکھا۔

"تم خود کو خا ان میں ب رگ کہتی ہو؟ آئے تم جیسے دو چار ب رگ ہو گئے۔تو تہلکا ہی مچ جائے د میں۔۔تمہاری سگھی بہن کا نواسہ ہے۔۔ایسے ب سلوکی کرتے ہیں بچوں کے ساتھ۔دیکھو مُنی۔۔میرا خضر سے بھی وہی رشتہ ہے جو دُعا سے ہے۔میرے لیے دونوں بچے ای ہیں۔۔اَ آج تمہارے آغا جان زن ہ ہوتے۔تو جیتے جی مر جاتے۔جان چھڑکتے تھے وہ چان پ ۔۔ ب بھی ملتان آت تو ت زہ پھل اُس کے لیے منڈی سے لے کر آتے۔۔چان چان

کرتے تنہیں تھے۔۔کم از کم تم اپنے ۔پ کی چاہت کا لحاظ کر لیتی۔" ۔نی بیگم مصنوعی شرمندگی سے منہ بنانے لگیں۔بی جان نے نوازش صا ۔ کو دیکھا۔

"نوازش میاں تم سے تو بہت اُمیدیں تھیں ہمیں۔۔کہاں ـَـ یـ تمہارا جاہ و جلال وہ ر ۔ و د ۔ بہ؟"

نوازش صا ۔ نے ایـ ٹھنڈی آہ بھری اور ہاتھ پیچھے کو جھلا کر بولے۔

"بی جان۔۔وہ دن ہوا ہوئے۔۔ ۔ جلیل خان فاختا اُڑاتے تھے!"

ممانی نگہت فوراً سے کہنے لگیں۔

"میں تو کہتی تھیں امی سے!" بی جان اُسے چُبھتی وں سے دیکھتے بولیں۔

"ہاں۔۔انگلی کٹوا کر شہیدوں میں شامل ہو جاؤ!" ممانی نگہت کچھ بول نہیں سکیں۔۔

بی جان سانس یـ ۔ لے لئے ٹھہریں اور کہنے لگیں۔۔

"میں بچوں سے خفا ضرور تھی۔۔مجھے نہیں معلوم یہ محبت کا قصہ تھا یا کسی سمجھوتے کا۔۔لیکن جو تم ۔ نے مل کر گل کھلائے ہیں۔اِن کی معصومیت اُن کے مقابلے کچھ نہیں!"

بی جان ۔نی بیگم کو گھورتے کہنے لگیں۔۔

"تم کیا کہہ رہی تھی۔یہ پیسوں کے بھوکے لالچی بخیل لوگ ہیں۔میری ۔ت سُنو تم۔۔ایـ شیر مارتا ہے سو لومڑیں کھاتی ہیں۔۔اور ہمارا چا ۔ شیر ہے۔ارے بھئی اُسے کیا ضرورت۔۔ تمہارے پیسوں کی۔ماشاء اللہ سے اچھا خاصا کماتا ہے۔ ۔ جانے کون سی عداوت ہے تمہیں اُس سے۔۔یہ تو اپنے خا ۔ ان کا بچہ ہے جو تمہاری ۔ لحاظی ۔ دا ۔ ۔ کر رہا ہے۔خا ۔ ان سے ہو کوئی ۔ ہر کا تمہیں پچھاڑ پچھاڑ کر زمانے بھر میں ذلیل نہ کر دیتا تو پھر کہتی۔۔ ۔ ڑھاپے کو آ گئی ہو۔ذرا یہ تو بتلاؤ۔یہ سر کے ۔ ل تم نے کہاں سفید کیے؟ آدمی آدمی کا انتر نہیں پہچان سکتی تم؟"

بی جان نے اب ماموں عا کو دیکھا۔۔

"اور تم میاں تھوڑی حیا کرو۔۔ گھر کے داماد کے ی پسٹل رکھ دی تم نے۔ بھول گئے۔۔ اِسی داماد نے تمہاری بیٹی کا پھر سے گھر بسایا ہے۔ اِس بھلے مانس نے تمہاری ظالمانہ اور قابل معافی کرتوتوں کے وجود تمہیں معاف کیا ہے۔ تمہیں اکا خوف نہیں آیا ایسی جی داری دکھاتے؟ مفت کی شراب قاضی کو بھی حلال۔۔ کہاں گئی تمہاری غیرت؟ پگھل کر کلفٹن میں تو نہیں بہا آئے؟" وہ سانس ی کے لیے رُکیں۔ "اور میاں بیوی لڑے تھے۔۔ تو قاضی جی دبلے کیوں شہر کے ا یشے؟ ہاں میاں؟ تمہاری حا کیوں پتلی ہو رہی تھی؟ تمہیں کون سے پسو پڑ گئے تھے؟ تمہارا کیا مسئلہ تھا جو تم نے فلیٹ دُعا کے م لگوانے کی ٹھان لی تھی؟"

ماموں جھٹ سے بولے۔۔

"۔۔ کہ آئیندہ کوئی ہماری بچی کو گھر سے نہ نکال سکے بی جان!" بی جان گواری سے بولیں۔

"اونہوں۔ او سُنتے ہو کیا؟ کہا ہے نہ بچی نے کہ اُسے اُس کے شوہر نے گھر سے نہیں نکالا۔ تو نہیں نکالا۔ ماشاءاللہ سے سمجھدار لڑکی ہے۔ سمجھتی ہے ۔ تمہیں پ کی ضرورت نہیں ہے۔۔ اُس کا پ ہے جہا ی ۔" یہ سُنتے جہا ی صا کا سینا خوشی سے چوڑا ہو ی تھا۔۔

"فلیٹ دلا گے بچی کو ہونہہ!"

بی جان نے اب جہا ی صا اور ربیعہ بیگم کو دیکھا۔۔

"اور تم دونوں اب تھوڑی سی شرم کر لو۔ جو تم لوگوں کی ماؤں نے رشتہ کر ہی دی تھا تم دونوں کا۔ تو اب مرحوموں کی لاج رکھ لو۔۔ بند کر دو اب لڑ ۔ بچے دیکھتے ہیں۔ اور جو دیکھتے ہیں وہی کرتے ہیں۔" اُنہوں نے خصوصاً ربیعہ بیگم کو دیکھ کر انگلی دکھا کر تنبیہ کی۔۔

"اور خبردار جو تم نے بوریا بستر باندھ کر جہانزیب کو ملتان آنے کی دھمکی دے۔۔ دیکھا اُس کا نتیجہ۔۔ دُعا نے بھی وہی کیا۔۔" ربیعہ بیگم نے شدید شرمندگی سے سر جھکا لیا۔۔ اب بی جان نے گردن موڑ کر بڑی بیگم کو دیکھا۔۔۔

"اور تم۔۔ تم نے تو دبی راکھ کا ایٹم بم بنا دیا ہے بڑی۔۔ بسے بسائے گھر اُجاڑنے میں تم نے کوئی کسر نہیں چھوڑی تھی۔ بیچارے حسیب اور دُعا پر تم نے الزام لگا دیے۔۔ ایسی خوفناک بات منہ سے نکالتے عبدالرحمٰن کا بھی خیال نہیں آیا۔ چھوٹا بچہ ہے حسیب کا۔۔ اپنے گھر میں بیٹی نہیں تمہارے جو دوسروں کی بچیوں کی کردار کشی کرتی پھر رہی ہو؟ یہ تو خضر اور قرۃ العین نے سمجھداری کا مظاہرہ کیا نہیں تو تم نے تو اُجاڑ دیئے تھے بسے بسائے گھر۔۔"

بی جان نے ایک طویل سانس باہر خارج کی اور حتمی انداز میں بولیں۔۔

"میں پھر اپنے سارے گلے شکوے معاف کرتی ہوں۔۔ میں دُعا اور خضر کا گٹھ جوڑ دوبارہ سے جوڑتی ہوں۔۔ کس کو کوئی شکایت ہے۔۔ تو وہ اُسے اپنے پاس رکھے۔۔ اور اب کوئی بچوں سے بیر لے گا تو یعنی مجھ سے بیر لے گا۔ آجاؤ۔ ہے ہمت کسی میں آجاؤ۔۔ لے لو بیر مجھ سے۔"

بی جان نے بڑی کی اُنہیں کھلی دعوت دی تھی۔ کسی میں ہمت نہ تھی کہ ہوں بھی کر سکے۔۔۔

بی جان سارا معاملہ نمٹا کر اُٹھیں اور خضر کو دیکھتے کہنے لگیں۔۔

"خیال رکھو دُعا کا۔۔ جب کچھ طبیعت بہتر ہو تو اِسے واپس لے آنا۔۔ آخر کار اب تم اسٹار ہو۔۔ لوگ چھتوں پر چڑھے ہیں تمہیں دیکھنے کے لیے۔۔"

خضر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"جی اچھا بی جان!" اور وہ باہر نکل گئیں۔ باری باری ایک ایک کر کے کمرے سے نکل گئے۔ خضر ہاتھ باندھے ویسے ہی بیٹھا تھا۔ دُعا بلّی کی طرح سے اُسے دیکھتے کھسک کے اُس کی طرف آئی۔۔

"سوری!" اُس نے ۔ د۔ کراُس کے۔ زوہلائے۔۔

" مجھے نہیں آ۔ چاہیے تھا تمہاری طرف سے۔۔سوری!"

خضر نے کوئی ردِعمل نہیں دی۔

" مجھے امی کو ہماری لڑائی نہیں بتانی چاہیے تھی!"

وہ نہیں پگھلا۔

دُعا نے رنجیدگی سے نچلا ہو۔ پھلای۔ ہرنی ۔ی ۔ی آنکھوں میں ا۔ رسے ستارے چمکے۔۔

خضر نے یکدم اُسے دیکھا تو سر پکڑ کر۔ ساتھ لگای۔

"اچھا روؤ نہیں۔نہ جی۔ اب کرو میرا۔۔"

"منہ سے۔ ت کیا کرو رو۔ نہ کرو۔۔میں نے کہا ہے تمہیں کچھ۔میں نے تو کچھ نہیں کہا۔" اور

دُعا۔ سے سر لگائے چترائی سے مسکرائی گئی۔

'ڈی۔کے کہتی ہے نہ وہ ۔ دیکھ لے گی۔۔۔ڈی۔کے ۔ دیکھ لیتی ہے۔'

☆.....☆.....☆

"دُعا!!"

"بونی!" کوئی زور زور سے اُس کا منہ تھپک رہا تھا۔۔

دُعا نے خمار آلودہ ہرنی آنکھیں دھیرے دھیرے کھولیں۔۔

"کیا؟" کمرے میں ۔ ریکی چھائی تھی۔کھڑکی سے چا۔ کی چا۔ نی میں دراز قد سایہ فرش ۔

رہا تھا۔۔خضر سامنے بیٹھا سرگوشی کرتے بولا۔۔

"د۔ کی سیاہی بونی!"

دُعا کی نیند یکدم غائ۔ ہوئی۔وہ اُٹھ بیٹھی۔۔اُس نے خضر کے ہاتھ تھام لئے اور خوشگواری

سے بولی۔۔

"چاچو۔۔تھینک یو۔۔تھینک یوسومچ!" خضر نے خفگی سے دھیرے سے اُس کا سر تپ ۔

"اُٹھوتم!" دُعافوراً سے اُٹھی۔۔خضر کے پیر میں دُعا کا دوپٹہ آیا۔۔

"دوپٹہ تولو!" اُس نے اُٹھا کر اُس کی جانب بڑھایا۔۔ وہ تیزی سے چپل پہن کر ڈگمگاتے ہوئے باہر دوڑ گئی۔خضر فوراً سے اُٹھا اور اُس کا ڈوپٹہ وہیں کر اُس کے پیچھے جانے لگا۔۔باہر آیا تو دُعا کا ہاتھ تھامے وہ دبے دبے قدم اُٹھا رہا تھا۔دُعا excitement میں تیزی سے بول رہی تھی۔۔

"چاچو کے منہ پہ لگا گے۔۔لیکن بی جان امی ابو جان اور نی جان کو چھوڑ دیں گے بس۔۔" خضر نے جھٹ سے کہا۔

"اور شریم کے والدین کو بھی چھوڑ دیں گے!"

دُعا خوشی سے بے قابو ہوئی۔۔

"اُف چاچو کتنا کوئی killer type کا مزہ آنے والا ہے اڑڑڑڑ!" وہ دانت کچکچاتے ایں مروڑ مروڑ کر اُچھل کر کہہ رہی تھی۔۔

"کتنے سالوں بعد ہم یہ کر رہے ہیں۔۔۔"

خضر مسکرا کر بس اُس کے ساتھ چل رہا تھا۔وہ دھیرے دھیرے بے آواز دبے قدموں سے صحن میں آئے۔خضر آنکھوں نے گھما کر بغور آنگن کا جائزہ شروع کیا۔۔دُور سے رات کے اندھیرے میں دیے جگمگائی۔۔خضر نے سرگوشی کی۔۔

"وہ رہی دیے!" اور دُعا اور وہ دوڑ کر دیے کی جانب جانے لگے۔۔دونوں نے دونوں ہاتھ دیے کے نیچے لگی سیاہی سے بھر کر مل لیے اور مسکرا کر کہنے لگے۔۔

"Fun!"

دُعا کی بتیسی نکلی۔

"On Fleek, No new friends!"

خضر تبسم سے بولا۔

"Yass!"

دُعا چہکی۔

"YOLO!"

اور دونوں ہاتھ ملتے ہوئے اوپر کی جانب دوڑ گئے۔۔۔سیاہی بھری شرارت رات کی سیاہی میں پوشیدہ رہ گئی۔۔ چڑیاں چہچہانے لگیں۔صبح تبسم لیے دروازہ کھٹکھٹانے لگی۔۔بی جان تہجد پڑھ کر اذکار میں لگی تھیں۔۔فجر کا وقت قریب تھا۔۔تبھی رضیہ آپا آنگن میں جماہی روکتے آئیں۔سامنے سے خضر کی ممانی آئیں۔۔اور ایک دونوں ایک دوسرے کو دیکھ کر ذرا چونکیں۔۔اور پھر ایک دوسری کی جانب دیکھتے دیوانہ وار ہنسنے لگ گئیں۔۔۔تبھی ہادیہ اور قرۃ العین بھی سیڑھیاں اُترتے آنے لگیں۔۔تو ٹھٹکیں اور پھر اُن کی ہنسی چھوٹ گئی۔۔وقاص شریم اور زین کمرے میں فجر کے لئے اُٹھ بیٹھے تھے۔آنکھوں میں بے تحاشا غنودگی تھی۔خضر غسل خانے میں تھا۔پانی چھینکے کی زور زور سے چھپ چھپ آوازیں باہر تک آ رہی تھیں۔تینوں دوست حواسوں میں لوٹے تو ایک دوسرے کو تیوریں سکیڑ سکیڑ کر بغور دیکھنے لگے۔۔۔جب عقل میں کچھ بات آئی تو زمین پر ہاتھ بجا بجا کر ہنسنے لگے۔زین ہنستے ہوئے دیوار سے ٹیک لگا کر بولا۔۔

"آہاہ۔۔یار۔۔تم کیوں ہنس رہے ہو؟"

شریم بھی بولا۔

" آہ۔۔ہاہ۔۔ہاں تم کیوں ہنس رہے ہو؟" وقاص نے سر جھٹکے پیٹ پکڑ لیا۔۔۔

" تم لوگوں کی وجہ سے!"

. ہر دھیرے دھیرے . مہمان جاگ گئے تھے۔قہقہوں پ قہقہے آنگن میں گونج رہے تھے۔گو یکسی نے لافنگ گیس چھوڑ دی تھی۔۔

حسیب اپنے .ڑے بھائی سے پوچھ رہا تھا۔

" بھائی یر آپ کیوں ہنس رہے ہیں؟"

وہ فلک شگاف قہقہہ لگا کر بولا۔۔

" میں تُجھے دیکھ کر ہنس رہا ہوں!"

تبھی ربیعہ بیگم اور جہا ۔ی . صا . آنگن میں چلے آئے۔۔ہنسی کے شدی دوڑے دیکھ کر وہ ئَ ٹ .ڑا کر رہ گئے تھے۔۔

ربیعہ بیگم بے اختیار بولیں۔۔

" کیا ہوا؟" رضیہ آ نے اُنہیں دیکھا تو یکدم اُنہیں چپکی لگ گئی۔

" تیرا منہ تو صحیح ہے!" بیٹھک میں بیٹھیں بی جان نے سخت خفگی اور افسوس کے عالم میں میں سر ہلا یا اور اُٹھ کھڑی ہو ۔۔

" بلاؤ ذرا اِس طوطا مینا کی جوڑی کو۔دیکھو ذرا کیا کارنامہ سرا م دیا ہے اِنہوں نے۔حد ہی ہو گئی ہے۔ رہ سال کے تھے۔ت . بھی یہی تماشے۔ . سال کے ہیں ت . بھی یہی تماشے۔۔"

فجر پڑھ کر . فارغ ہوئے تو بی جان نے دونوں کو اپنے کمرے میں بلا لیا تھا۔دونوں ہاتھ

پیچھے ۔ ھے بی جان کے سامنے خاموشی سے سر جھٹکے ہنسی د. تے . کاٹ رہے تھے۔۔
بی جان خفگی سے بولیں۔
" آج تو تم دونوں نے حد ہی کر دی۔۔ بھلا بتاؤ۔ کرتا ہے کوئی مہمانوں کا منہ کالا؟"
رضیہ آ بی جان کا ۔ شتہ لے کر کمرے میں چلی آ ۔۔
"ہاں جی پوچھیں ذرا اِن سے۔ یہ کوئی . ت ہے کرنے والی۔۔"
بی جان سختی سے کہہ رہی تھیں۔۔
"ا دن نہیں ہوا پورا تم دونوں کو ملے ہوئے۔ اِس گھر کو سرکس بنا دیا۔۔ رتی . ا . تم دونوں نہیں
. لے۔ بس قد . ڑھ یا ہے۔۔"
دُعا کی ہنسی پھٹی۔۔
"بی جان میرا نہیں . ڑھا!" اور وہ ہنستے ہوئے دوہری ہو گئی۔
رضیہ آ کو بھی ہنسی آئی۔ خضر نے دُعا کو کہنی ماری تو وہ بی جان کو ہاتھ دکھاتے بولی۔۔
"سوری۔ سوری بی جان!"
بی جان سنجیدگی سے کہنے لگیں۔۔
"ہاں چوہیا رانی تمہارا نہیں . ڑھا۔ اِس زرافے راجا کا تو . ڑھ یا ہے۔۔"
دُعا نے خضر کو کندھا نیچے کرنے کا اشارہ کرتے اُس پ ہاتھ رکھا۔
"ماشاء اللہ سے چھ فٹ چار اِنچ کے ہو گئے ہیں چا میاں!" بی جان افسوس سے اُسے دیکھ رہی تھیں۔
"دُعا یہ کیا طر ہے۔ شوہر ہے تمہارا۔ تھوڑی تمیز سے . ت کیا کرو۔۔"
دُعا سنگین ہو گئی۔۔

"اچھا بی جان!"

بی جان سانس یہ کے لیے رُکیں اور اُن سے کہنے لگیں۔

"یہ بتاؤ شادی ب کرو گے؟ اِس بُڈھیا کو اپنی خوشیاں تو دکھا دو گے نہ؟ تم دونوں کے بچے دیکھ سکوں گی نہ میں؟ ویسے یہ معا ت تو ماں باپ طے کرتے ہیں تم دونوں ہو career oriented بچے۔ اِس لیے تم دونوں سے ہی پوچھ رہی ہوں۔ سُناؤ مجھے خوش خبریں۔۔"

دُعا بُڑبڑائی۔

"آپ کو خوش خبری سنانے کے لیے ہم سولی پڑھ جا !"

رضیہ آ خفگی سے بولیں۔۔

"نی گٹگو۔ بندہ نہ گل کر دے سجھے ب ویکھ لیندا اے!"

بی جان خضر کی جا ب متوجہ ہو ۔

"ہاں میاں تم تو اب کمانے بھی لگ گئے ہو؟ بتاؤ مسئلہ کیا ہے؟"

رضیہ آ بولیں۔

"ہاں جی بی جان۔۔ گل مکاؤ!"

دُعا فوراً سے بولی۔۔

"دو سال بعد کروں گی شادی۔۔ ابھی نہیں۔" بی جان نے گھور کر اُسے دیکھا۔۔

"تم دیکھ رہی ہو نہ میں چا سے بات کر رہی ہوں۔ قدرِ جوہر شاہ دا یا ا جوہری۔ پھر بات کیوں کاٹ رہی ہو؟ تمہارا شوہر ہے۔ قدر کرو اُس کی۔ تم نے قدر نہ جانی تو کون جانے گا اِس کی قدر۔۔ عزت کیا کرو۔ تم عزت کرو گی تو تمہارے میکے والے عزت کریں گے۔۔" اب اُنہوں نے راضی سے چا کو دیکھا۔

"اور تم نہ . کے سامنے اِس کی ہاں میں ہاں کم ی کرو۔ یہ نہ ہو زن مری ی کے سارے لطیفے تم پہ ہی لکھے جا !"

رضیہ آ نے . شتے کی ٹ ے رکھیں اور منمنائی۔۔

"لو جی۔۔ ویلا نہ وقت تے بی بی پ ٹ ھ بیٹھی تخت!"

وہ ٹ ے رکھ کر سیدھی کھڑی ہو گئیں۔۔

بی جان اُنہیں سمجھا رہی تھیں۔۔

"دُعا دیکھو۔ ٹ۔ قلندر ہر چہ گو ی د ی ہ گو ی ۔۔ جس دن تم رخصت ہو کر گئی نہ۔ دوڑا آئیگا تمہارا . پ تم سے ملنے۔۔ . پ . ٹ کی صلح ہو جائے گی۔ اِس لیے کہہ رہی ہوں شادی کر لو۔" دُعا پ ٹ پ ٹ ائی۔۔

"بی جان ابھی میرا ا ی سال . قی ہے۔۔ . میرے امتحان ہوتے ہیں امی میرے منہ میں نوالے توڑ توڑ کر ڈالتی ہیں۔ میں کیا کروں؟ میں نہیں سنبھال سکتی ابھی کچھ۔۔"

بی جان یہ سُن کر کچھ سوچنے لگیں۔۔

"اچھا۔۔ پھر ا ی سال بعد شادی کر لو۔ ہاؤس جاب شادی کے بعد کرتی رہنا۔"

"بی جان!" دُعا جھنجھلائی۔۔ خضر ساتھ خاموشی سے کھڑا تھا۔ بی جان کہنے لگیں۔

"سوچ سمجھ کر منہ سے . ت نکالا کرو۔۔۔ الاقارب کالعقارب۔۔ یعنی قر لوگ بچھوؤں کی طرح ہوتے ہیں۔ ابھی سارا خا. ان جمع ہیں!"

رضیہ آ ت پ اُٹھیں۔۔

"ہائے۔ بی جان یہ مینا کس نو ماریئا اے؟" دُعا اور خضر نے اُنہیں دیکھا۔۔

"بی جان۔۔ یہ دونوں میرے بچوں کی طرح ہیں۔ آپ مجھے بچھو کہہ رہی ہیں!" رضیہ آ

رنجیدہ ہوگئیں۔۔بی جان بیزاری سے آنکھیں میچ کر کلسنے لگیں۔۔

"اوہو۔۔شامتِ اعمالِ ماصورتِ ؒ درَ فت!" رضیہ آ کو مزی غصہ پ ڑھا۔

"یہ کیا ۔ڈ ۔ڈا رہی ہیں بی جان میرے خلاف!"

بی جان نے ۔ڈی ادا سے دُعا اور خضر کو دیکھا۔

"بتاؤ اِسے!!"

اور رضیہ آ دل َ فتگی سے َ یہ وزاری کرتے ۔ ہر نکل گئیں۔۔

"ہائے۔۔۔میری کوئی عزت نہیں کرت اِس خا ؒ ان میں!"

خضر نے ۔ دلی سے اُن کو جاتے دیکھا اور بی جان سے کہنے لگا۔

"بی جان یہ غلط تھا!"

بی جان وضا ت پیش کرنے لگیں۔

"ہاں تو میں نے اُسے کون سا بچھو کہا تھا۔جو اُس نے بچھو ڈ ؒ خود پ لے لیا!"

دُعا اُن کے پیچھے جانے لگیں۔۔

"رضیہ آ ۔۔۔غلط فہمی ہوئی ہے۔۔"

خضر نے افسوس سے گھر کے حالات دیکھے اور ۔ڈی سنجیدگی سے سوچنے لگ َ ی۔۔

"قرۃ العین کا رشتہ تو ۔ کا ہوَ ی۔ کچھ ؒ کسنے اب بھی رہ گئے ہیں۔۔جو اِس تہوار پ کسے بغیر میں یہاں سے نہیں جانے والا۔" خاموش تھا بظاہر لا پ واہ سا ۔ ری بین۔

ؒ شتے کا وقت ہو رہا تھا۔ ۔ رات کا دن تھا۔گھر میں خوب رونق لگی تھی۔رضیہ آ کو دُعا نے منا لیا تھا۔۔ؒؒؒ اور خضر کے دو ت ؒ شتے کی میز پ تھے۔رضیہ آ دلہن کو سمجھا رہی تھیں۔

"پتر سیانی ہو کے رینا اے توں۔۔ پ ویں ماسی بنے سس او ہنوں وی ڈین والا چس۔۔" نگہت

ممانی خضر سے بڑی شفقت سے پوچھ رہی تھیں۔

"خضر بیٹے کچھ کھاؤ گے؟"

خضر نے بڑے مودبانہ انداز میں کا اشارہ کیا۔

"نہیں ممانی جان۔ تھینک یو!"

خضر کانٹے چھری سے آملیٹ توڑتے دُعا سے سرگوشی کرتے بولا۔

"مجھے تو لگ رہا ہے آج ہماری شادی ہوئی ہے۔۔ اتنی عزت!" دُعا نے ہنسی دبائی۔۔

"ہاں۔۔ بیٹے ہو گئے ہیں۔"

جہانزیب صاحب بھی ناشتے کے لیے چلے آئے اور خضر کی خاطر تواضع ہوتے دیکھ کر بولے۔۔

"اچھا۔۔ باپ سے بیر اور پوت سے سگائی!"

جہانزیب صاحب صوفے پر آ کر بیٹھے اور حاکمانہ انداز میں بولے۔

"نگہت مجھے بھی پراٹھا انڈا نکال دو پلیٹ میں!"

خضر نے مُڑ کر جہانزیب صاحب کو دیکھا اور ہم کلام ہوتے افسوس سے بولا۔

"بات رہ جاتی ہے اور وقت گزر جاتا ہے۔۔ شاید یہ کدورتیں کبھی ختم نہیں ہوں گی!"

عبدالرحمٰن کو قرۃ العین ناشتہ کروا رہی تھی۔ وہ منہ میں انگلی ڈالے روئے جا رہا تھا۔۔

رضیہ آپا اُسے جھڑکتے تھپکی دے کر بولیں۔

"کڈا انگلی باہر۔ کڈ!!"

رضیہ آپا قرۃ العین کی شادی کے بعد کی حالت دیکھ کر تاسف سے کہنے لگیں۔

"کنواری کو ارمان، بیاہی پشیمان۔ کیا حال ہو گیا ہے میری بیٹی کا۔۔" خود تو ناشتہ کرنے کی اُسے ہوش ہی نہیں تھی۔ بس بچے کی وہ اِسی کوشش میں لگی تھی۔۔ کہ اُس کا بیٹا کچھ کھا

لے۔۔زین وقاص کے ساتھ بیٹھا تھا۔اچا • اُس کی اُٹھی تو سامنے دلہن بیٹھی تھی۔مہندی والے مہکتے ہاتھ۔خاموش ت ں چہرہ۔اُس نے فوراً سے جھکا لی۔اُسے بے اختیار اُستاد کا خطبہ ی دآ یا تھا۔جس کے دوران کے متعلق ا ی بچے نے اُستاد سے پوچھا تھا۔

"اُستاداَ • محرم پ چلی جائے تو معافی ہے؟"

اور اُستاد نے مسکرا کر کہا۔۔

" کی معافی ہے۔ روں کی نہیں!"

اور ہال قہقہوں سے گونج اُٹھا۔

وہ سر جھٹکے مسکرا پڑا اور • شتہ کرنے لگا۔۔عفیفہ شریم کو سرو کر رہی تھی۔۔شریم نے مشکورا • از میں کہا۔

"تھینک یو!" جہا • ی ں صا ں نے گھور کر اُنہیں دیکھتے گلا کھنکارا۔تو لبوں سے مسکراہٹ اوجھل ہوگئی۔

عفیفہ اور دُعا کی کم عمر • • دُعا سے ت کر رہی تھیں۔۔

"ڈی۔کے ں جی وہ فلم والا ہیرو مزے کا تھا نہ۔۔" خضر نے کوئی ردِعمل نہیں دی۔دُعا نے اُلٹے ہاتھ کی انگلی ں ی ادا سے ٹھوڑی تلے لگاتے خضر کو دیکھتے کہا۔

"مجھے وہ ہیروز نہیں پسند۔۔جو غیر ذمیدار امیر زادے ہوتے ہیں۔۔جنہیں ہر چیز platter میں ملتی ہے۔۔مجھے تو وہ ہیروز پسند ہیں جو۔۔" وہ سانس ی • کے لیے رُکیں۔۔اور بتانے لگی۔

"Humble but reserved, independent, self-made,

self-serviceable, self-command, self-confident اور self-supporter

ہوتے ہیں۔"

خضر کے کان سرخ ہو گئے۔۔

جہانؑیر صاحب نے دور سے بیٹھے گلا کھنکارا۔تو خضر اُٹھ کھڑا ہوا۔

"۔۔شتہ ہو گیا۔بہت اچھا تھا ممانی۔"اور وہ یہ کہہ کر فوراً سے ۔۔ لگا۔

"یہ باپ نہیں ہے تھانے دار ہے!"

اُس کے تینوں دوست اور ۔۔۔ اُسے حیرت سے دیکھ رہے تھے۔زین نے وقاص کو دیکھتے

پوچھا۔

"اِس کو کون سی تموڑی لڑی ہے؟"

وقاص نے دُعا کی جانب کان سے اشارہ کیا۔

"یہ۔۔نگوڑی کنکھجوری لڑی ہے۔"

دُعا نے عتاب سے کان اُسے مارنے کے لیے دکھایا۔

اور تینوں دوست ہنس پڑے۔

۔شتے سے فارغ ہوئی تو معلوم پڑا خضر کی سعودیہ والی خالہ آئی تھیں۔۔مہندی پر آ نہیں سکی تھیں

کیونکہ اُن کی رات کی فلائیٹ تھی۔۔دُعا اُنہیں اور اُن کی بیٹی کو بیٹھک کے دروازے سے لگے

گھور گھور کر دیکھ رہی تھی۔۔زین اور عفیفہ اُس کے کان بھر رہے تھے۔۔

"امبرین خالہ کی تو نہ خضر پر پوری تھی۔صحیح کھچڑیں پر رہی تھیں یہاں بھی۔اور کراچی میں

بھی!"

دُعا سے اب ضبط نہ ہوا اور وہ دندناتی ہوئی بیٹھک میں چلی آئی۔وہ چہرے پر خوشگواری لاتے

خالہ کی بیٹی کی طرف آئی۔۔

" آہا آ گئی چار سار والی خود ساختہ ڈاکٹر!" اُس دراز قد دوشیزہ نے کر ٹ کھا کر سامنے کھڑی دُعا کو دیکھا۔ بی جان اور خالہ کی توجہ بھی دُعا کی طرف مرکوز ہو گئی۔

دُعا جا تھی وہ زیدتی کر رہی تھی اُس نے سوچا۔۔

"ڈی۔ کے تو ڈی۔ کے ہے۔ ڈی۔ کے جیسا کوئی نہیں۔۔ ڈی۔ کے کچھ بھی کر سکتی ہے!"

اُسے یہ بھی علم تھا سعودیہ میں dentistry سات سال کی تھی۔۔ اور اُن کی پڑھائی بھی پنچ سال تھی اُس نے بھارت اور پکستان کی مدت کے حساب سے اُسے سُنا دیتھا۔۔

"او ہیلو دُعا۔ تم آتے ہی شروع ہو گئی!" وہ بھی سعودیہ سے آتی وہ اُس کے پیچھے ہاتھ دھو کر پڑ جاتی۔۔

وہ جھنجھلائی ہوئی سی اُسے انیں دکھا دکھا کر چباتے چباتے بتانے لگی۔۔

" تھوڑا پکستان سے ہر نکلو۔۔ ہم بھی پنچ سال کی پڑھائی کرتے ہیں۔ اور تو اور یو۔ کے میں بھی کورس study ساڑھے چار سال کی ہے۔۔ دا یونیورسٹی آف مانچیسٹر میں تو پنچ سال نہ نہ کرتے بھی ہم پنچ سال پڑھتے ہی۔۔ اور کتنے ممالک میں پنچ چھ سال اور جو بیچارے چار پنچ سال بھی ٹوٹل پڑھائی کرتے ہیں اُنہیں آگے تین سال پڑھنا پڑتا ہے۔" دُعا جھٹ سے بولی۔

"تو ہمیں کون سا آگے پخہ کا تنا ہوتا ہے۔۔"

اُس دوشیزہ کے بت دُعا نے مجروع کر دیئے تھے۔۔

"اور میں ڈاکٹر ہوں سمجھی۔ میری سعودیہ میں کورس اسٹڈی پنچ سال ہے۔ اِس سے قبل preparatory year اور بعد میں internship! تم لوگوں کو تو بس موقع

چاہیے۔۔۔اور کچھ کالجز کی وجہ سے پاکستان میں بھی تو ساڑھے چار سال ہو ہی جاتے ہیں۔۔اور اِس طرح تو دوسرے ممالک میں بھی ایم۔بی۔بی۔ایس کی ساڑھے چار سال کی کورس اسٹڈی ہوتی ہے۔۔اور تم نہ۔۔اپنے پاکستان سے باہر نکل کر انٹرنیشنل لیول پہ دیکھا کرو بیوقوف لڑکی۔۔اور ایک تحقیق کے مطابق۔۔میں تمہیں بتاتی چلوں۔۔بی۔ڈی۔ایس والے۔۔ایم۔بی۔بی۔ایس والوں سے زیادہ کمارہے ہیں۔"

دُعا ہاتھ باندھے ڈھٹائی سے کھڑی تھی۔۔

"تم ایم۔بی۔بی۔ایس پانچ سال پڑھ بھی لو ہاؤس جاب بھی کر لو۔پھر بھی کون سا کوئی operate کر سکتے ہو۔آخر کار تم لوگوں کو بھی تو ایک special field میں جانا ہوتا ہے۔ہرفن مولا تو تم لوگ بھی نہیں۔۔"بول بول کر اُس کی سانس پھول گئی تھی۔

دُعا نے بڑی بےنیازی سے گردن لڑھکا کر اُسے دیکھتے ہاتھ جھاڑے۔

"چاہے تم پانچ سال پڑھو کہ چار۔ڈاکٹر تو تم پھر نہیں!"امبرین خالہ کے مزاج بگڑے۔۔

"دُعا!"

اب کے بی جان نے خفگی سے دُعا کو دیکھا۔

"دُعا معافی مانگو نوشی سے!"دُعا نے سادگی سے شانے اچکائے اور کولہا پوری اُٹھا کر بڑی ادا سے کہا۔

"معافی مانگیں گی میری کولہا پوری۔۔ہونہہ!"اور وہ منہ بنا کر باہر نکلی اور وہ لڑکی غصے اور حیرانی سے گڑبڑا گئیں۔۔

"ہاں!"بی جان افسوس سے سر پکڑ کر کُڑھنے لگیں۔۔

"اُف۔۔بہت بگاڑ کر رکھا ہے اِسے بابا نے!"

ابھی کچھ دیر پہلے ہی ایک عورت نے دین کا مذاق اڑانا شروع کیا تھا۔ ابھی کچھ دیر گزری تو دُعا نے پھر سے ایک مباحثے کا آغاز کیا تھا۔

دُعا کی بیٹھے بٹھائے کسی عورت سے بحث ہوگئی تھی۔۔

"تمہیں بڑا اپنا ہے دین کا۔آئی بڑی عالمہ بن۔شوہر کے بڑے حقوق ہیں۔لڑکی۔۔اُس کی ناراضی جہنم پہنچا دیتی ہے۔۔اور اُس کی رضامندی جنت۔۔"

دُعا دل بہ داستگی سے اُن کی سُن رہی تھی۔دُعا کی بحث اُن سے شوہر کو مجازی خدا کہنے پہ ہو رہی تھی۔۔

"مجازی خدا۔۔یہ ایک ایسی ٹرم ہے جو ہمارے asian معاشرے نے خود تشکیل دی ہے۔اور ہمارا دین اسلام جس کی origin کو ہم ٹریس کریں تو وہ ہمیں عرب ملتا ہے۔وہاں کبھی بھی اس ٹرم کا استعمال نہیں ہوا۔حدیث میں آتا ہے۔۔فرمان صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔۔کہ اگر عورت کو خدا کے بعد کسی کو سجدہ کرنے کا حکم میں دیتا۔تو وہ حق میں شوہر کو دیتا۔پہلی بات تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے۔۔یہ حق دیتا۔یہ نہیں کہ دیا۔دوسری بات سجدے کی۔۔تو اُس کا حکم فرشتوں کو بھی حضرت آدم علیہ السلام نے دیا تھا۔اور حضرت یوسف نے بھی خواب میں سورج چاند ستاروں کو اُنہیں سجدہ کرتے دیکھا تھا۔اور اُس کی پھر تعبیر بھی سچی ہوئی تھی۔اِسے کہتے ہیں سجدہ تعظیم۔۔شوہر کی اہمیت یقیناً بہت ہے۔اِسی طرح حدیث میں آتا ہے کہ ایک ماں کا بھی اُس کی اولاد پہ بہت حق ہے۔یہ بھی حدیث مبارکہ میں ہے۔اس لیے اِس کا یہ مطلب نہیں کہ نعوذ باللہ ہم اُسے خدا کہہ دیں خواہ مجازی کر کے۔۔ ہماری عوام میں تو ماشاءاللہ ہر دوسرے گھر میں اسکالر صاحب اور صاحبہ رہتے ہیں۔جس کے ذہن میں جو آتا ہے بول دیتا ہے اور دین کا مذاق بنا دیتا ہے۔۔کبھی اِن لوگوں کو اسکالرز یا کسی مفتی صاحب کے ساتھ بیٹھنا چاہیے۔۔اور اُن سے یہ مسئلہ پوچھنا چاہیے کہ شوہر کو مجازی خدا کہنا جائز ہے کہ نہیں۔۔رہی

بات میری۔ تو میں سولہا سال کی عمر سے دین پڑھ رہی ہوں۔ میں اِس بات کو بالکل نہیں جتا رہیں۔۔ کہ میں دین میں آپ سے زیادہ تعلیم رکھتی ہوں۔۔ لیکن اگر مجھ سے غلط بات پر argue کریں گی۔۔ تو میرے جواب سے آپ کی دل ازاری ہو گی۔ لوگوں کے لیے کوئی big deal نہیں ہو گی مجازی خدا بنانے کی۔ لیکن میری نظر میں یہ غلط ہے۔۔ کیونکہ خدا کیا کوئی ایسی ہی ہستی ہے جس جیسا مجازی بھی کوئی ہو سکتا ہو۔ یہ بات اِس قوم کو اور علم کے فقدان کو سیکھنے کی ضرورت ہے!"

دُعا ہاتھ جوڑتے اُٹھ کھڑی ہوئی۔۔

"اِس لیے میری پاکستانی عوام۔ اللہ ایک خدا ہے۔۔ لہٰذا اُس کی تکریم اور شان اس میں ہے کہ اُس کی کل ذات اور اُس کے نام کو یکتا رہنے دیا جائے۔" وہ سانس لینے کے لیے رُکی۔

"آئیندہ کسی کو مجھ سے بحث کرنی ہو تو دلائل اور ثبوتوں کے ساتھ تھوڑا سا دماغ بھی کھول لیا کرے۔"

دُعا یہ کہہ کر راہداری کی جانب بڑھی۔۔ اور وہ عورت گنگ بیٹھی اُسے دیکھتی رہ گئی۔

شور ہنگامہ لڑائی جگھڑا سب ہوا۔۔ ہنسی مذاق قہقہے بھی گونجے۔ اِس سب کے ساتھ وہ بارات کے لئے ہوٹل پہنچ گئے تھے۔۔

ماموں اور اُن کا بیٹا بارات کا انتظار کر رہے تھے۔ خضر کی ممانی اور ربیعہ بیگم روٹھے رشتے داروں کو منا رہی تھیں۔۔

"نہیں یہ کیا بات ہوئی۔ ہمارا نام ہی کارڈ پہ نہیں لکھوایا!"

"ہمارے تو بھئی spelling ہی غلط لکھ دیئے!"

"ہم سے تو دن ڈالتے پوچھا ہی نہیں!"

ربیعہ بیگم احتجاجاً مسکرا کر بولیں۔۔

"اچھا چلیں چھوڑ یئے نہ۔جھگڑے بکھیڑے ز ٘ گی کو کم کر دیتے ہیں۔۔ ب ٘ت ختم کرتے ہیں!"

شادی ہال میں بھی دُعا نے اپنی ٘ ن کا جینا اجیرن کر رکھا تھا۔۔

"لوگوں لوگوں۔۔ پتا ہے۔۔بی۔ڈی۔ایس والے چار سے پ ٘نچ سال اسکول اِس لیے جاتے ہیں۔۔کہ بتا سکیں۔۔کہ ہمیں دا ٘ ٘ صاف کرنے چاہیں!" خضر دُعا کو کہنی مار کر کر رہا تھا۔۔

"نہیں کرو نہ دُعا!"

"اور ہمیں یہ بتاتے ہیں۔۔کہ ضرورت سے ز ٘ دہ ٹھنڈا کھانے ٘ پینی سے دانتوں میں senstivity ہو جاتی ہے۔" اُس کی ٘ ن بے اختیار مڑی۔اُس نے عتاب اور ٘ ٘ سے اُسے دیکھا۔

"What about oral cancer?"

اور دُعا دی ٘ ے گھما کر مُڑتے ہوئے سر کھجاتے ٘ ٘ نے لگی۔۔

"چھنوں کی آ ٘ میں ای ٘ ہے۔۔!"

اور اُس دوشیزہ نے چو ٘ کر خضر کو دیکھا۔۔

اور خضرت افسوس اور معذرت کرتی ٘ وں سے ٘ ٘ ا کر بولنے لگا۔۔

دُعا نے اُسے ٘ زو سے پکڑ کر گھسیٹا۔۔

"گال پہ اُس کے تل کا ٘ ن ہے۔۔"

"دُعا!!" اُس کی ٘ ن کا خون کھول پڑا۔۔ خضر خاموشی سے بنا کچھ کہے اُس کے ساتھ چل پڑا۔

. رات کا انتظار کرتے دُعا نے تیسری کولڈ ڈرنک منگوالی تھی پتا بھی تھا کتنی نقصان دہ ہے۔۔ پھر بھی پینی تھی۔ اُس نے ویٹر سے پوچھا۔

"او بھیا کچھ بسنت کی بھی خبر ہے؟ . آئے گی . رات؟" خضر . ا. میں کھڑا خن چباتے کسی سوچ میں گم تھا۔" کیا کروں ایسا؟ جو رضیہ آ کا بھی خا ان میں standard ہو جائے؟"

خضر نے دُعا کو دیکھا تو خفگی سے دبی دبی آواز میں بولی۔۔

"دُعا بس کر دو۔ کتنی کوکو کولا پینی ہے؟" دُعا نے گھور کر اُسے دیکھا۔

" کیوں کیوں بس کروں؟ ڈالے ہیں نہ تم نے پیسے۔۔ میں تو یہاں سے ہر چیز کھا کر جاؤں گی "!

" اکا واسطہ ہے دُعا ایسے نہ کرو۔ میری عزت ہے کوئی یار!" وہ پڑ پڑا یا تھا۔

دُعا نے چُبھتی وں سے . دا تلے د کر اُسے دیکھا۔

"میرے ساتھ نہ زیدہ مشرقی شوہر . کی ضرورت نہیں ہے اچھا۔۔ یہ جو ضرورت سے زیدہ تمہارے ٹ کھل گئے ہیں نہ۔ اِنہیں ٹ ٹ کرتے مجھے ای منٹ نہیں لگے گا۔۔ سنبھالو اپنی عزت۔ آئے . ڈے میرے کھانے پ روک ٹوک لگانے والے۔ اپنے نصیب کا کھا رہی ہوں۔۔ سمجھ لگی کچھ؟ او ہو!" اُسے یکدم آیا۔ اُس نے ذرا سا ماتھا پیٹ۔

"ا ھا کیا جانے بسنت کی بہار!"

خضر سادگی اور بے ش چہرے سے اُسے خاموشی سے دیکھ رہا تھا۔

" تمہیں کیا پتا کھان پ کیا نعمت ہے۔ تمہیں تو بس ڈائیٹنگ کرنی ہے۔ ویسے نہ فرصت ملے تو جا کر ذرا آئینہ دیکھنا۔ کانگروؤں جیسا منہ نکل آیا ہے تمہارا۔ آئندہ آسٹریلیاء میں دھیان سے کھیلنا۔ یہ نہ ہو وہ تمہیں اپنا کانگرو سمجھ لیں!" خضر نے یکدم گیٹ کی جان . دیکھا۔ ماموں کال

پ کسی سے ب ت کر رہے تھے۔ چہرے پ سے عرق کلفت بہہ رہا تھا۔

"دُعا وہاں دیکھو!"

"ارے کیا ہے؟" وہ فوراً سے پلٹی۔۔ اور چو ککر پ ت یں سکیڑ کر دیکھنے لگی۔ خضر نے اُس کا شانہ تھام کر دن جھکا کر پ ت یں سکیڑ لیں۔

"یہ ہو کیا رہا ہے؟" ہال والے بھی ب ر ب ر پوچھ رہے ہیں ب رات آئے گی۔ عبدالرحمٰن شلوار قمیض پہنے کے ب ب ر ب ر روئے جا رہا تھا۔۔ بچے ب رات کی خیر کے ب ب پ یشان ہو گئے تھے۔۔ زین دُعا اور خضر کی جا ب آ ے۔

"ی ر بہت دی نہیں ہو گئی؟"

خضر ہنوز دُعا کے شانے تھامے جھکا ماموں کو ہی دیکھ رہا تھا۔۔

دُعا بھی اُنہیں دیکھتے بولی۔

"ہو تو گئی ہے۔ ساتھ ب مزگی بھی۔" زین بیزار ہوا۔

"ی ر یہ کوئی فلم تو ہے نہیں۔ جو ہم اِدھر پ چنے گانے لگ جا گے۔ اور ب مزگی ختم ہو جائے گی۔ تم لوگوں کی بی جان نے تو ڈھول بھی نہیں بجانے دی۔۔ ذرا سواد نہیں آ ی شادی کا۔"

خضر نے دُعا کے شانوں سے ہاتھ ہٹائے۔

"مجھے لگتا ہے مجھے ماموں سے ب ت کرنی چاہیے!"

خضر نے ای گہری سانس لی اور ب ے ب ے ڈگ بھر کر ماموں کی جا ب جانے لگا۔۔

دُعا اور زین وہیں کھڑے اُسے دیکھ رہے تھے۔۔ عبدالرحمٰن بلک بلک کر رو رہا تھا۔ زین نے پلٹ کر اُسے دیکھا اور دُعا سے بولا۔۔

"ی ر۔ میں ذرا ٹینڈے کو دیکھ لوں۔ اُسے اُٹھا اُٹھا کر۔۔ ب جی کے ب زوؤں میں کھلیاں پ گئی

ہیں۔۔"

دُعا نے خضر کو دیکھتے بے دھیانی سے ہاتھ جھلا یـ۔۔

"ہاں جاؤ جاؤ!"

خضر ماموں کی ۔ت سُن کر سرمئی نیلا بُجھا ہوا چہرہ لیے دُعا کی جا ۔ آ یـ۔وہ کرسی کھینچ کر بیٹھ َ یـ۔دُعا نے فکرمندی سے اُسے دیکھا۔

"کیا ہوا ہے؟"

خضر نے دونوں ہاتھ جوڑ کر ماتھے سے لگا لیے۔۔دُعا کرسی کھینچ کر اُس کے سامنے بیٹھی۔

"چا بولو تو صحیح!" خضر نے ماتھے سے ہاتھ ہٹا کر الگ کیے۔ای طویل گہری سانس لی۔سانس میں آہ تھی۔خضر نے میز پ پڑی پ نی کی بوتل اُٹھائی۔دُعا دھڑکتے دل سے اُسے دیکھ رہی تھی۔۔

خضر نے ڈھکن کھول کر میز پ رکھا۔دُعا ٹِک ٹِک بجتے دل سے بغور اُسے دیکھ رہی تھی۔۔

خضر نے پ نی کی بوتل لبوں پ سے لگائی۔۔پ نی کے چند گھو ٹ پیئے۔اور پھر ای دم ای سانس میں پ نی پیَ یـ۔۔متفکر دُعا نے اُس کا شانہ ہلا یـ۔۔۔

"بولو تو چا !" خضر نے پھر سے ای گہری سانس لی جیسے ہمت جھٹائی۔دُعا ۔تی ہوئی۔

"چا قسم سے ۔ تم ایسے کرتے ہو نہ۔میرے یہاں تکلیف ہوتی ہے۔۔۔" اُس نے دل کی جا ۔ اشارہ کیا تھا۔۔خضر نے ۔ کھولے۔۔

"لڑکے والوں کی فیکٹری میں آگ لگ گئی۔۔"

"ہوہ!" دُعا کا حیرانی سے منہ کُھل َ یـ۔

"اُنہوں نے رشتہ توڑ دیہے۔وہ کہتے ہیں مریم منحوس ہے۔۔کیو پہلے بھی ای مرتبہ اُس کی

. رات واپس گئی تھی۔۔"

"یر وہ تو دولہے کا accident ہوا تھا۔۔اِس میں اُس کا کیا قصور تھا؟"

خضر نے جلتے دل سے اُسے دیکھا۔۔

"لوگ تو نہیں سمجھتے نہ یہ بات!" دُعا . کاٹنے لگی۔

"یر!!" دل کو کرب نے جیسے گھیر دیا۔

"اتنی اچھی پیاری لڑکی۔۔یر۔۔اُس کی . رات پھر واپس جائے گی۔۔یر۔۔صحیح کہتی ہیں رضیہ آ ۔۔دھیوں کا سُکھ پیسوں سے نہیں یا اجا ۔۔" خضر نے ای آہ بھری۔

" کاش دُعا۔۔کوئی لڑکا ہو دُعا۔۔جو میری بہن کو قبول کرے ۔۔اب تو کوئی بھی اُس سے رشتہ نہیں کرے گا!"

عبدالرحمٰن مسلسل رو رہا تھا۔دُعا نے دن موڑ کر اُسے دیکھا۔۔عبدالرحمٰن اُسے زین کے پس دکھائی دی تھا۔۔

خضر نے چترائی سے مسکرا کر دُعا کو دیکھا تھا۔۔

جو اُسے کرنا تھا وہ اُس نے کر دیا تھا۔۔

دُعا کی ہرنی آنکھیں پھیل رہی تھیں۔۔۔اُسے رضیہ آ کی اُن کے ن سے ملنساری یاد آ رہی تھی۔۔

"دُعا میں ماموں کے لئے کچھ نہیں کر سکتا یر!" اُس نے کرب سے سر جھٹکے دُعا کا ہاتھ تھاما۔۔دُعا دماغ میں تیزی سے لائحہ عمل تشکیل دے رہی تھی۔چند لمحے وہ سا گنگ رہی۔۔کچھ دیر بعد وہ . ق رفتاری میں خضر کی جان . موڑی۔۔

"چاند تم نے فکر نہیں کرنی۔ڈی۔۔کے ہے نہ۔ڈی۔۔کے ہوتے فکر نہیں۔تم نے پ یشان نہیں

ہو۔ ابھی میں ہوں۔ اچھا!!!" وہ اُسے تسلی دے رہی تھی۔۔

" مجھے لڑکا مل گَیا ہے۔ بس تھوڑا کام کرنا ہے۔۔"

خضر چونکا اور بڑا ایسا پوچھنے لگا۔

" کو؟ کون لڑکا دُعا؟"

دُعا اُس کے اُلٹے ہاتھ پہ ہاتھ بجا کر بولی۔۔

"زُلفی یار!!!"

خضر یکدم خوشگوار حیرت سے بولا۔

"اوہو میں نے یہ کیوں نہیں سوچا!" دُعا آگے بڑھ کر اُس کا شانہ ہلانے لگی۔۔

" کوئی بات نہیں چانہ۔ تم پریشان تھے۔ کچھ نہیں ہوتا۔۔" خضر سر جھٹکے لبوں پہ ابلیسانہ مسکراہٹ لے آیا۔

" ھمم!!!"

دُعا نے اپنی کرسی اُس کی جانب جوڑ دی۔۔

"اب کان لے کر آؤ!" خضر نے مسکرا کر کان اُس کے قریب کیا۔ دُعا نے دونوں ہاتھوں سے اُس کا کان ڈھانپ دیا اور تیزی سے بولنے لگی۔ خضر کے دیے تیزی سے دا ب ہلنے لگے۔ خضر نے یں گھما کر وقاص اور شریم کو دیکھا۔ دور کھڑے وہ اُنہیں ہی دیکھ رہے تھے۔۔ خضر نے اُنہیں اُنگلی سے اشارہ کیا۔۔ بس اتنی سی دیر تھی وہ دوڑے اُن کی جانب چلے آئے۔۔ بچپن کے پرانی quartet جمع تھے۔ منصوبہ بندی کر کے وہ ہال میں منتشر ہو گئے۔۔ دُعا موقع دیکھتے ہاتھ مل کر نگہت ممانی کے پاس گئی اور رازداری سے کہنے لگی۔

"ممانی عبدالرحمٰن نہیں مل رہا۔۔ دیکھ لیں عینی بھابی کی غیر ذمہ داریں!" عبدالرحمٰن کی غیر

موجودگی کا ذکرسُن کرتو اُنہیں گو یا اگلا سانس ہی نہ آیا۔اِس سے پہلے وہ کوئی تماشہ کرتیں۔خضر دوڑا ہوا عبدالرحمٰن کو اُٹھائے آیا۔

"ممانی جان شکر کریں۔۔میں نے دیکھ لیا!"دُعا نے حیرانی کا ثبوت دیا۔

"ہاہ۔کہاں تھا یہ ٹینڈا!"دُعا نے اُسے اُس سے لیا۔ممانی جان کے غصے کی کوئی انتہا نہیں تھی۔۔خضر اُنہیں بتا رہا تھا۔

"ایک ویٹر اُسے کارٹون میں بند کیے لے کر جا رہا تھا۔اور آپ کو پتا ہے۔اِن دنوں بچے کتنے اغواہ ہو رہے ہیں۔بچوں کو اغواہ کر کے یہ اُن کے جسم کے اعضاء بیچ دیتے ہیں۔پھر اُن سے غلامی کرواتے ہیں۔اُنہیں بیچ دیتے ہیں۔۔"

دُعا نے عبدالرحمٰن کو سینے سے لگا کر شکر کرتے کہا۔۔

"شکر ہے ہمارا ٹینڈا بچ گیا!"

خضر آگ بھڑکا رہا تھا۔۔

"ممانی جان میں نے پولیس کو خاموشی سے بلوا لیا ہے۔۔بس یہاں ڈرامہ نہ ہو اِس لئے وہ باہر ہی اُسے لے گئی ہے۔پلیز اب تماشہ نہ کیجیے گا نہیں تو ہنگامہ ہو جائے گا!!"

خضر کے ماموں اور دُلہن لڑکے والوں کو فون کرتے منتیں کر رہے تھے۔شریم وہاں دھیان رکھ رہا تھا۔۔

ممانی جان کو خوب خضر نے خوب بھڑکا دیا۔۔تو ممانی جان دندناتی ہوئی قرۃ العین کی جانب گئیں۔جو رات کی تھکی بیٹھی تھی۔ساری رات عبدالرحمٰن نے اُسے سونے نہیں دیا تھا۔ممانی نگہت اُس کے سامنے آتے سختی سے چبا چبا کر بولیں۔

"عینی اُٹھنا ذرا!"اُس نے چونک کر اپنی ساس کو دیکھا۔۔

" کیا ہوا امی؟"

"چلو تم ذرا!" وہ درشتی سے کہہ رہی تھیں۔۔ " کیا ہوا امی؟"

ا ر سے دل ڈ ڈ رہا تھا۔ سمجھ گئی تھی شامت آ گئی تھی۔۔۔ بے بسی سے وہ اُٹھی اور اُن کے ساتھ جانے لگی۔ دور کھڑے خضر نے وقاص کو دن ہلا کر اشارہ کیا تو وہ رضیہ آ کی جا آ ۔۔

" آ !" رضیہ آ خضر کی ممانی کے رشتے داروں سے مل رہی تھیں۔۔

"اچھا شاد غ عامر روڈ کدھر ہوتے ہو؟"

" آ !" وقاص اُ ولا ہوا۔ رضیہ آ معذرت کرنے لگیں۔۔

"ا منٹ ا منٹ!"

وہ وقاص کی طرف متوجہ ہو ۔۔

"ہاں کی ہو گیا اے منڈیا؟"

وقاص دا دیکھتا سرگوشی کرتے بولا۔۔

" نگہت آ عینی جی کی کلاس لگا رہی ہیں۔۔"

"ہیں؟" رضیہ آ کھلبلا گئیں۔۔

" کدھر!" تبھی عفیفہ اور دُعا دوڑی آ ۔ چہرے کے ر اُڑے تھے۔۔

" آ آ !"

" کی ہوئیا اے یو!"

دُعا روہا ہو کر بولی۔۔

" آ قرۃ العین جی کی بہت بے عزتی ہو رہی ہے۔ ائیڈل رُوم میں۔۔" رضیہ آ کا خون

کھول اُٹھا۔۔

"تو پُتر بس ویکھ آج۔۔میں کی کرنی آں۔اج تے میں نہ۔۔نگہت دی گُت پُٹ دینی اے۔۔"

عفیفہ پ یشان ہوئی۔۔

"میری اماں!" وقاص فوراً سے کہنے لگا۔

" کچھ نہیں ہوتا بھابی۔۔کچھ نہیں ہوتا۔۔"

دُعا نے پلٹ کر اُسے دیکھ کر خفگی سے اُسے دیکھا۔۔

"میرا بھی کچھ ایسا ہی رشتہ ہے تم سے!" وقاص نے اُسے سختی سے تنبیہ کی۔

"تم بس میری دشمن ہو!" دُعا پڑ پڑائی۔۔

"اڑڑڑڑ!"

رضیہ آ جھو نجھل سی. ائیڈل روم کی جا . جا رہی تھیں۔

"ای تے نہ میری دھی وی۔۔اِک نمبر دا ٹھگ اے۔۔"

وہ . ائیڈل روم کے دروازے کے سامنے آ رُکیں۔۔اور اُنہوں نے بنا دروازہ کھٹکٹائے دروازہ کھول کر دھوا بول دی۔

" نگہت!" نگہت ممانی نے چو. کر اُنہیں دیکھا۔۔اور قرۃ العین کا تو سانس ہی گم ہو ی۔۔

سہمی ہوئی سی دلہن َ ٹ اگئی۔۔اُس کی ۰۰۰ سرا سے اُنہیں دیکھ رہی تھیں۔خضر کی ممانی ہاتھ جوڑتے آگے آ ۔

"رضیہ. جی اللہ واسطے اتھے تماشہ نہ کرو!"

رضیہ آ نے دروازہ بند کیا اور نگہت ممانی کی جا . کمر پہ ہاتھ ر تے چلی آ ۔

" کیوں ہاں بل بتو رہئیے. ڈی دہشت مچا رکھی ہیں تُوں!"

"ہوہ!" . کے منہ حیرت سے کُھل گئیے۔۔نگہت ممانی غصے کے بسبب سانس نہیں لے سکیں۔۔

"ہیں کی ہیں تُوں۔۔ . رہئیے؟"

. ہر کھڑے دُعا اور خضر آپس میں ٹکریں مار مار کر ہنسی د. رہے تھے۔۔۔

"دیکھو رضیہ!" وہ سختی سے اُنہیں تنبیہ کرتے کہہ رہی تھیں۔۔

". تمیزی مت کرو۔ہم عزت دار لوگ ہیں۔۔اور اَ تم نے کوئی تماشہ کیا تو میں ابھی بی جان کے پ س چلی جاؤں گی!!"

رضیہ آ ڈ کی چوٹ پ منہ بنائے . زو کھول کر. ڈے گھمنڈ سے بولیں۔۔

"اوئے ہوئے ہوئے۔۔ لے چور تے لے چتر۔۔وڈے آئے عزت دار۔۔کرتوت نہ کوئی پلے کردی بلے بلے۔سارا کچھ پتا ہے مینو۔مینو دسو کینے عزت دار لوگ ہو تُسی۔۔اور جا کردس۔جا دس آمئی نُوں۔میں نئی ڈردی کِسے توں۔۔۔مے جو اِدھر آخ رہی ہوں۔۔وہی میں . رجا کر آخوں گیں۔۔او کیندے نے ۔۔" رضیہ آ نے سینہ تھپتھپایا۔

"ا رہو وے سچ تے . ہر کھلو کے نچ!"

"اماں نہ کر۔اماں پ پ ہو جا!!"

رضیہ آ نے آستینیں پ ڑھالیں۔۔

"نہ پتر۔۔اِن . ما ں نے . ڈی لُٹ مچا کر رکھی اے۔ہلے تیری ماں ز ہ اے پتری۔فکر کیوں کرنی ایں۔پتر اے تیرا اِک۔تُو نے پیر جما لیے ہیں۔ہم نہیں ڈرتے اِس گوں خور سے!" . ہر دُعا خضر ہائی فایو کی مسلسل چھپ چھپ لیاں بجا رہے تھے۔سارے حساب آج اُنہوں

نے نکال دیئے تھے۔۔

" گوں خور!" خضر حیرت سے ہنسی دبائے بے آواز بولا تھا۔۔

نگہت ممانی بڑے ضبط سے رضیہ آپا کو دیکھتے بولیں۔۔

"رضیہ تمہارا تو وہ حساب ہے۔۔ جاہل کے آگے تم گھر پہ مذاق کرو گے تو وہ بازار میں تمہاری پگڑی اُتارے گا۔۔" وہ سانس لینے کے لیے رُکی تھیں۔۔

"میرے بیٹے کو تو ماشاءاللہ اتنے اچھے رشتے آرہے تھے۔۔ تمہاری بچی پہ تو ہمیں۔۔"

رضیہ آپا اُن پہ برس پڑیں۔

"نی پپ نئی۔۔ منہ ویکھ اپنا تے جے کھسرے جیسا۔۔"

"ہوہ!"

دُعا ہنس ہنس کر بڑھال ہوتی خضر کے سینے سے منہ لگائے دونوں ہاتھ اُس کے سینے پہ تھپک رہی تھی۔۔

"مجھ سے نہیں ہو رہا۔ داشت !"

"خضر کا منہ سرخ ہو گیا تھا۔۔

"لا سیریسلی تے جا کھسرا یار!!"

"یہ غلط ہے۔ یہ بہت غلط ہے۔ کوئی انسان نہیں چاہتا وہ transgender ہو۔ یہ غلط ہے۔ اللہ نے اُنہیں ایسا بنایا ہے۔ اِس میں اُن کا تو قصور نہیں۔ اور اِس معاشرے میں وہ کتنی سخت جنگ لڑ رہے ہیں اپنے حقوق کے لیے۔ یہ غلط ہے۔ ہمیں اپنے مذاق یا غصے میں transgenders کو نہیں لانا چاہیے۔۔" خضر سنجیدہ ہو گیا تھا۔۔

دُعا کا ہنسی دبا دبا کر بُرا حال تھا۔۔

"میری دھی ہر وقت بچہ سنبھالتی رہتی ہے۔۔اتنے کام کرتی ہے کوئی ۔ م کوئی نیکی نہیں اُس کی۔ملنی تھی ایسی بہو تم لوگوں کو؟ دیکھ لیتی ہوں میں تجھے ۔۔تے تیری بی جان نو وی!"

نگہت ممانی بولنے لگیں۔رضیہ آ اُنہیں انگلی دکھا کر چیخیں۔

"نی ٹینڈ کر چھڈاں گی تیری۔۔ ڑا ہوَ ی ظلم ستم۔۔ ڑی ہوگئی۔بس اب بس!" رضیہ آ کی آنکھوں میں طیش تھا۔

نگہت ممانی کی ہمت جواب دے گئی۔

ہنس ہنس کر۔۔اُن کے پیٹ میں مروڑ پڑ گئے تھے۔۔دوہرے ہو ہو کر ی میں ای شدی سی تکلیف اُٹھ رہی تھی۔

رضیہ آ نے قرۃ العین کا ہاتھ پکڑا۔۔

"چل!!" نگہت ممانی کی سٹی گم ہوگئی تھی۔خا ان کی عورتوں کے سامنے اُن کی عزت کا جنازہ نکل چکا تھا۔۔۔رضیہ آ ڑے ٹھاٹھ سے ہر نکل رہی تھیں۔خضر اور دُعا پیچھے ہوئے۔خضر اپنا چشمہ لگا کر دونوں ہاتھ ہوا میں ہلاتے دن لڑھکا کر rap کرتے بولا۔۔

"یو۔۔رضیہ۔۔بٹنی۔۔ م ہی کافی ہے!"

دُعا نے ہنستے ہوئے اُس کا شانہ تپ۔۔

"چلو۔بس۔پوزیشنز سنبھالیں!!"

اور خضر اور دُعا دونوں فٹافٹ ہاتھ پکڑے وہاں سے گھوم کر جانے لگے۔۔

"اماں میری سس ہے۔۔کیا کیا تو نے؟" قرۃ العین پ یشانی اور فکرمندی سے بول رہی تھی۔۔

رضیہ آ چلتے چلتے سخت غصے سے کہہ رہی تھیں۔۔

"دفع کر ایسی سس نو۔ویسے بھی اب تیرا پتر اے۔اپنے میاں کو لے کر الگ ہو۔۔"

"لیکن اماں حسیب کی گاڑی ابو کی ہے۔ ٔ چے بھی ہیں۔مشکل ہو جائے گی۔" رضیہ آ چلتے چلتے رُکیں۔اور اُسے ٔ راضی سے دیکھتے بولیں۔۔

"تینوں آخیا سی نہ۔چوری اکاؤ ٹ بنا لے۔پیسے جوڑیئا کر۔اور گڈی کا کیا کہہ رہی ہے۔چولہے چ ساڑ۔سانو نہیں چائی دی سیکنڈ ہینڈ مہران۔۔تھوڑی اوکھی سوکھی ہو جا۔ابھی جو پیسے جوڑ لے گی وہ جوڑ لے گی۔پھر بچوں کے بہت ٔ چے ہو جانے ہیں۔۔"

قرۃ العین نے بھیگی آنکھوں سے اُسے دیکھا۔

"اماں میں کسی کا بیٹ اُس سے کیسے چھین سکتی ہوں۔میرا بھی تو ا یٹ ہے۔میں نے بھی ساس ٔ ہے کل کو۔۔اور تیرا بھی تو پتر اے۔۔" رضیہ آ کا اُس نے ضمیر جگا یہ تھا۔۔وہ لی بجا کر بولیں۔۔

"ہائے۔۔عینی گل تے تیری صحیح ہے۔اووی سولہا آنے!"

رضیہ آ کو غصہ پڑھا اُنہوں نے قرۃ العین کو شانے پہ تھپڑ رسید کیا۔وہ چو ۔۔

"شدیئے۔تو وی کھو ہی رہیں۔۔اپنا دماغ نہیں کم کردا تیرا۔کھوتی ایں پوری۔چواڑی مار لی تے ٹوڑ لیئا۔۔سیانی ہو تھوڑی۔۔گٹکو کو دیکھا ہے۔۔کیسے پ کر ر ہے چا کو!" قرۃ العین دل ہوئی۔

"جان دو اماں۔۔حسیب بہت چنگا اے۔۔لیکن اُس کی امی نہ ا نمبر کی ڈین ہے۔۔"

رضیہ آ نے بت کا رُخ لا۔۔

"اچھا چل بعد میں بت کریں گے۔ رات آنے والی ہے۔۔"

یہ کہتے وہ اُس کا ہاتھ کھینچ کر چل پڑیں۔ہال کی جا آنے لگیں۔۔تو پانہ quartet وہ کھڑا رضیہ آ کو دیکھ کر سرگوشی کرنے لگا۔۔

" یار اب کیا ہوگا۔ برات تو نہیں آ رہی۔۔"

رضیہ آ اور قرۃ العین ٹھٹکیں۔

خضر کرب و درد سے بولا۔۔

" مجھے ایسا افسوس ہو رہا ہے نہ یار۔ میں بتا نہیں سکتا۔ کیسے اُنہوں نے میری بہن کو منحوس قرار دے دیا۔ بھئی اُن کی فیکٹری میں آگ لگ گئی۔۔ اِس میں میری بہن کا کیا قصور؟"

رضیہ آ کا دل زور زور سے دھڑکا۔۔ قرۃ العین دیے گھما گھما کر کو دیکھتے کی سُن رہی تھیں۔

شریم نے بھی تاسف سے سر ہلایا۔۔

"یعنی۔۔۔ برات۔۔ پھر واپس جائے گی!"

وقاص نے اُلٹے ہاتھ پہ تالی بجا کر حل پیش کیا۔

"میں تو کہتا ہوں کیس کر دو!"

دُعا کا ذہن کسی خیال سے روشن ہوا۔

"ویسے ایک حل ہے!" رضیہ آ کی آنکھیں بہر آ ۔اور کان تو گویا اُٹھ کر اُن کے پاس جا کھڑے ہوئے۔۔

"اگر آج شادی ہو جائے تو بدنامی سے ماموں جان بچ جا گے۔" وہ سانس کے لیے ٹھہری۔

"اگر ہم ذُلفی کا رشتہ یہاں کر دیں۔" خضر نے میں سر ہلایا۔۔

"نہیں!" دُعا پڑی۔۔

"ارے سُنو تو!" وقاص نے کی۔

" چلوسُن یتے ہیں۔" دُعا کہنے لگی۔۔

" ی ردیکھو ماموں پ وقت بنا ہوا ہے۔۔رضیہ آ اَ رشتہ کر دیں گی۔تو رضیہ آ کی خا ان میں عزت بن جائے گی۔ویسے بھی آج جو عینی ۔جی کے ساتھ ہوا ہے۔۔وہ ٹھیک نہیں تھا۔آ ۔ ت ۔ دا ش ی کریں گی وہ بھی۔"

رضیہ آ اور قرۃ العین نے چو کرا دوسرے کو دیکھا۔۔قرۃ العین بے اختیار بولی۔۔

"اماں یہ ہم نے کیوں نہیں سوچا!"

دُعا کی ۔ت جاری تھی۔۔

"اور پھر ہو جائے گا حساب ۔ ا ۔ قرۃ العین ۔جی کی بھی ہو جائے گی عزت۔۔ہاں کیسا؟" خضر منہ بنا کر بولا۔۔

"امم۔۔لیکن رضیہ آ نہیں ما گی نہ!" رضیہ آ فوراً سے بول پڑیں۔۔

" ہیٔے کیوں نہیں مانوں گی!" دُعا نے خوشی سے آنکھیں میچتے دا ز ۔ن تلے د ۔ئی۔۔اور پھر خود کو کمپوز کرتے چو کر مڑی۔وہ تینوں دو بھی مڑے۔۔

رضیہ آ اور قرۃ العین اُن کی جا ۔ چلی آ ۔۔

رضیہ آ کہنے لگی۔

" ہماری دھی رانی پ وقت بنا ہے۔اور مجھے تو وہ پہلے ہی ۔ڑی پسند سی۔۔اور دو چار سال میں نے تو اپنے پُتر کا کہیں کچھ کر ۔ہی تھا۔۔" خضر کچھ سوچتے بولا۔۔

" لیکن آ ماموں جان کو بھی منا ہے۔۔" رضیہ آ مسکرا کر اُس کا شانہ پ تے بولیں۔

" تو پُتر منا نہ تُو۔تیرے ماموں ہیں۔اتنی عزت کرتے ہیں تیرے ماموں تیرے بھائی۔منا لے نہ سونیا!" خضر کچھ سوچتے ۔ڑی ادا سے دی ے گھماتے بولا۔۔

"امم۔۔اچھا۔کرتی ہوں۔۔" رضیہ آپا خوش ہوتے بولیں۔۔
"میں نہ زین سے بات کرتی ہوں۔" خضر اپنے سادہ سنجیدہ انداز میں بولا۔
"ابھی نہیں۔پہلے میں بات تو کروں ماموں سے!"
رضیہ آپا جھٹ سے بولیں۔
"اچھا اچھا!" خضر یہ کہتے پلٹا اور لبوں پر چترائی بھری مسکراہٹ اُبھری۔۔وقاص اُسے ٹھاٹھ سے چلتا دیکھ کر دُعا اور شریم کو بڑی اور چھوٹی انگلیاں دکھاتے بولا۔
"اِس کے پیچھے بیک گراؤنڈ میوزک ہونا چاہیے۔۔yo thug life!"
اور وہ تینوں ہنس پڑے۔۔
بی جان ربیعہ بیگم ممانی سب اکٹھے ہو گئے تھے۔بی جان خفگی سے کہہ رہی تھیں۔
"بھئی کیا بدتمیزی ہے یہ؟ ہال والے پوچھ رہے ہیں۔۔"۔ بی جان کو ساری بات کا علم ہوا تو وہ ٹھنڈی پڑ گئیں۔
حسیب نے بمشکل اُنہیں سنبھالا۔۔
"بی جان بیٹھیں!"
"ہماری بچی کا قصور کیا ہے بھئی۔۔" بی جان کی آنکھیں ڈبڈبا گئیں۔
"اتنی خوبصورت۔پڑھی لکھی۔۔پھر ایسا کیوں ہوتا ہے ہماری بچی کے ساتھ!" وہ اُمید ہار گئی تھیں۔۔
"میری بچی!!" ممانی جان گریہ کرنے لگیں۔۔دل برداشتگی سے دلہن کے بھائی کھڑے تھے۔بس نہیں چل رہا تھا نہیں تو لڑکے والا کے ہاں جا کر لاشیں گرا دیتے۔۔"
"میری بچی کے نصیب میں لگتا ہے سہاگ کی خوشی ہی نہیں!" ممانی کا کاجل آنسو بن گیا۔

"ارے ایسے کیسے؟" ماموں نے پلٹ کر پیچھے سے آتے خضر کو دیکھا۔خضر ذرا مسکرایا اور کہنے لگا۔

"میری بہن کا رشتہ ہوگا۔آج ہی ہوگا۔اور سابقہ سے بہتر ہوگا۔۔"

بی جان نے بھو پڑھا کر اُسے دیکھا۔

"اور کن جناب سے ہوگا رشتہ؟" خضر نے سادگی سے بتایا۔۔

"زین!" . ای پل کے لیے چو ۔۔

خضر ہاتھ دکھا کر کہنے لگا۔

"میں گار دیتا ہوں اُس کی۔۔اور اُس کے خا ان کی۔زیدہ امیر نہیں ہیں۔لوگوں کی زکات سے ربسر ہوا ہے اُن کا۔لیکن لوگ اچھے ہیں۔اور مشکل وقت ری ہے اُن کا۔۔اب زین کی تھوڑی ہی پڑھائی رہ گئی ہے۔جیسے وہ ہو جائے۔رخصتی لر لیجئے گا۔دیکھے بھالے لوگ ہیں۔۔ ۔قی مرضی آپ کی۔۔" ماموں خاموش ہو گئے۔۔بی جان کچھ سوچ کر بولیں۔

"وہ تو ٹھیک ہے۔لیکن رضیہ آ کو کون منائے گا؟ اور زین کو؟" خضر سادگی سے کہنے لگا۔

"بے فکر رہیں بی جان۔میں منا لوں گا!" ماموں نے آگے ۔ٹھ کر خضر کو ڈ۔ٹ۔تی آنکھوں سے دیکھا۔وہ اِس سے پہلے ہاتھ جوڑتے۔خضر نے اُن کے ہاتھ پکڑ لئے۔۔

"زمانہ ۔ل رہا ہے۔بیٹی کے ۔پ ہیں۔بیٹی فخر ہے آپ کا۔آپ کو ا ازہ ہو چاہیے۔کتنا ۔ٹا انمول گوہر دے رہے ہیں آپ کسی کو۔۔۔ایسا گوہر جس کی کوئی قیمت نہیں۔سینا ن کر چلیئے۔۔بیٹی کے ۔پ ہیں آپ۔۔۔آیئے مل کر یہ اچھے اور ۔ے شگون کا taboo توڑتے ہیں۔"

خضر نے تبسم سے اُنہیں دیکھا۔۔اور پھر ممانی کو دیکھا۔۔

"میری بہن سے پوچھ لیں۔۔ باقی کی خیر ہے۔۔وہ ہاں کر دے گی۔۔تو بھائی منا لے گا!" خضر نے بڑی ادا سے سینا تان کر کہا تھا۔

"اور کوئی زبردستی نہیں اُس کے ساتھ۔" اُس نے آخری جملہ بڑی سختی سے کہا تھا۔

بلکہ اُس نے فیصلہ کیا تھا کہ دلہن سے بات کرنے وہ خود جائے گا۔۔دلہن نے خاموشی سے ساری بات سُنی تھی۔

خضر اُس سے پوچھ رہا تھا۔۔

"مریم تمہیں واقعی کوئی مسئلہ نہیں ہے نہ؟" اُس نے سادگی سے مسکرا کر اُسے دیکھا۔

"نہیں!" خضر نے اُس کے سر پہ ہاتھ رکھ دیا۔

"انشاءاللہ تم بہت خوش رہو گی۔زین میرا بہت اچھا دوست ہے۔۔"

خضر بائیڈل روم سے باہر نکلا اور رضیہ آپا کی طرف آیا۔۔دُعا اُس کے دوست اور بابا کھڑے تھے۔۔

خضر نے آتے ہی سنجیدگی سے اُنہیں دیکھا۔چہرے پہ عرق مایوسی بہہ رہا تھا۔رضیہ آپا سمجھ گئی نہ ہو گئی۔۔

"چل کوئی نہیں پُتر!" وہ کرسی کھینچ کر بیٹھ گئیں۔۔ہال میں مہمان بیزار ہو گئے تھے۔۔

"یہ ابھی تک کھانا کیوں نہیں کُھل رہا۔نہ بارات آئی!"

ناکامی پہ ششدر سی دُعا بولی۔

"ہاں۔ایسے کیسے؟ میرا منصوبہ ناکام کیسے؟ناممکن ہے یار!"

شریم اور وقاص بھی مبہوت تھے۔عفیفہ نے ٹھنڈی آہ بھری۔

"یار!"

رضیہ آ   ہاتھ مروڑتے کہنے لگیں۔۔

"اللہ بچی کے نصیب اچھے کرے۔ جہاں جائے خوشیاں آ   ۔"

خضر اپنے سادہ ا از میں کہہ پڑا۔

"پھر خوش آمدید کہیں!"

. چونکیں۔۔

رضیہ آنٹی بے اختیار ہنس پڑیں۔

"شٹلی تو نہ!!"

اور خضر ہنس پڑا۔۔

دُعا خفگی سے خضر کو دیکھتے آگے آئی اور اُس نے اُسے چٹکی کاٹی۔

"تم نہ!" خضر نے انگلی رکھ کر اُس کے ماتھے پہ ماری۔

"آؤچ!" وہ پڑی اور ماتھا ملنے لگی۔

یکدم کسی خیال سے وہ اُچھلی۔

"ویسے!" اُس نے پنکھے کی طرح ہاتھ جھلا کر شریم وقاص کو بلایا۔ خضر اور وہ دونوں آگے چلے آئے۔ دُعا نے سرگوشی کی۔

"زُلفی کا کوئی سین تو نہیں؟"

رضیہ آ   مشکوک   وں سے اُسے دیکھ رہی تھیں۔ خضر یہ سُنتے پیچھے ہوا۔

"اپنے والد کے انتقال کے بعد سے وہ بہت ذمیدار ا   ن بن گیا ہے۔ اُس نے . غلط کام تبھی چھوڑ دیئے تھے۔"

دُعا مطمئن ہو گئی۔۔

رضیہ آ آگے چلی آ ۔اُنہوں نے خضر کا شانہ تھ پ ۔

"چلو پتر۔تشریف کا ٹوکرا لے کر نہ۔اپنے یر کے پ س جاؤ۔۔تے تیار کرو دو لہے راجانُوں!"

زین عبدالرحمٰن کو اُٹھائے ٹہل رہا تھا۔

"ٹینڈے بس کر دے ٰ یر!" وہ بھی اُسے اُٹھا اُٹھا کر تھک َ ی تھا۔جیسے ہی وہ بیٹھ جات ۔وہ رونے لگ جات ۔

اُسے ٹہلاتے ہوئے اُس کی یکدم سامنے پڑی۔تینوں دو ت اُس کی طرف آ رہے تھے۔آ گے خضر تھا۔پیچھے وقاص اور شریم۔مزی پیچھے نگاہ گئی۔۔تو دُعا قرۃ العین اور رضیہ آ بھی تھیں۔۔

خضر اُس کے سامنے آتے ڈٹ کر کھڑا ہوا اور َ دن لڑھکا کر پوچھنے لگا۔

"مریم کیسی لگتی ہے تمہیں!" زین کا دماغ ٰ اب ہوا۔

"بے شرم بے حیا!" رضیہ آ پیچھے سے آ اور آنکھیں ٖڑی کرتے بولیں۔

"میری جُتی تے تیرا بیاہ!"

"کیا؟" زین کی جیسے چیخ نکل گئی۔۔

"یر یہ کیا ٖ تمیزی ہے؟" زین بوکھلا َ ی۔۔

رضیہ آ خفا ہو ۔

"اوہو تُجھے بھی یہ ٖ تمیزی کا وا ُس لگ َ یہ ہے۔۔اِن کرا والوں کی طرح!" دُعا میم کرتے کھینچ کھینچ کر بولی۔

"کراچی!!!"

اُسے وہ ساری ٖ ت سمجھانے لگے۔۔

توزین سر کے ب ل کھجاتے بولا۔۔

"میں نہیں آ ن سی۔۔میں نہیں آ ن سی۔میں کیوں آ ی۔۔صحیح کہتے ہیں۔کتے دا پیڑا وقت آئے۔تے اومسیتے جاورڈا اے!"رضیہ آ نے اُسے تھپڑ لگانے کے لیے ہاتھ دکھا ی۔

"مارنی اے مے۔اپنی سُونی کُڑی اے۔پ ڑھی لکھی اے۔ہم عمر اے۔ہور کی چائی دا اے۔" قرۃ العین بھی درخوا ی کرتے کہنے لگی۔

"میرا و ی نہیں۔ہاں کر دے۔سارے احسان چکا دیں گے ہم۔ماں بہن منت کر رہی ہے۔۔اور تُجھے بھی تو کوئی لڑکی نہیں پسند!"

زین ن بتی ہو ی۔۔

"اچھا اچھا۔منتاں نہ کرو۔کر ی ن آں۔جھنج کوؤ گے۔اوئے ای کر ی ن آں!"رضیہ آ کا دل ٹھنڈا ہو ی تھا۔۔

آ ن ی ب ر ب ت کرنے کے لئے رضیہ آ بی جان اور ممانی جان کے پ س گئی تھیں۔وہ ممانی جان کا ہاتھ تھامے خندہ پیش نی سے بولیں۔۔

"اسی ب ڈ آں۔ب ڈ ۔اِک واری ی ری لا یئے تے فھیر توڑ نبھانے آں!"

قاضی صا ب نکاح پ ڑھا رہے تھے۔خضر بی جان کے ساتھ بیٹھا تھا۔۔

"دیکھ لیں بی جان۔یہ وہی رضیہ آ ہیں۔جنہیں آپ صبح بچھو کہہ رہی تھیں۔"بی جان ب ت گھمانے لگیں۔

"ہاں ہاں۔۔بس دبے مردے نہ اُکھاڑو!"

"بی جان۔۔ما ہیں نہ کہ اب ہم بھی سیانے ہو گئے ہیں؟"خضر نے محظوظ ہوتے پوچھا تھا۔۔

بی جان کہنے لگیں۔

"بھئی میں تو یہ . مانوں گیں۔۔. . اِس ماتھے پہ سہرا سجے گا۔"

خضر سر جھٹکے مسکرا پڑا۔

"صحیح ہے۔"

نکاح کے بعد زین تینوں دوستوں سے گلے مل رہا تھے۔۔زیدہ ٹھہرنے کا وقت نہیں تھا۔وقاص شریم خضر دُعا جہا . صا . اور ربیعہ بیگم کی فلائیٹ تھی۔۔

وہ . سے مل رہے تھی۔بی جان نے دُعا اور خضر کے سر پہ پیار دی۔

"بُڑھیا انتظار کرے گی تمہاری شادی کی خبر کا!"

دُعا دلہن کے گلے ملی۔۔

"اب دو . رہ کراچی میں ملیں گے!" ماموں نے ربیعہ بیگم سے خضر کو دیکھتے ہوئے کہا۔

"ماشاء اللہ تمہارے . ٹے نے تو بنالی اپنی پہچان زمانے میں۔" ربیعہ بیگم بس مسکرا کر بولیں۔

"بس دُعا کیا کریں!"

رات کو وہ گجر لوٹے تو جہا . صا . خضر اور دُعا ای ہی کمرے میں پلنگ پہ بیٹھے تھے۔ہنس ہنس کر لوٹ پوٹ ہو رہے تھے۔پسلیوں میں درد نکل آی تھا۔۔سانس نہیں لیا جا رہا تھا۔گال سرخ ہو گئے تھے۔۔وہ جہا . صا . کو نگہت ممانی کے عزت کے جنازے کی روداد سُنا رہے تھے۔۔خضر رضیہ آ کی اُ رتے بولا۔

"ا . رضیہ آ نے کہا۔۔ہم نہیں ڈرتے اِس گوں خور سے" جہا . صا . کی آواز ہنسنے کے . . . ری ہو گئی۔۔

"آہا۔ہا۔۔رضیہ نے تو اُ رکر رکھ دی نگہت کی!" جہا . صا . چٹخارے لے لے کر اُن

کی. تیں سُن رہے تھے۔دُعا آگے سے بولی۔

"ابو آپ اُ ت رن کہتے ہیں۔اُنہوں نے تو ادھیڑ دی ممانی کی!"

جہان ی. صا . ہنسی روک کر سنجیدہ ہوئے۔

"یہ ہی عا. کو اُلٹی سیدھی پڑیں پڑھاتی تھی۔ٹھیک ہوا ہے. لکل ٹھیک ہوا ہے۔۔نگہت کو بھی خیال کرن چاہیے تھا۔ایسے ہی تھوڑی نہ کسی بچی کو خان ان کے سامنے ذلیل کرتے ہیں۔ٹھیک ہوا ہے نصیحت ہوئی ہے۔۔"

خضر کو پھر یدآ ی۔

"ا. مزے کی. ت ای اور یدآئی!"

"ہاں؟" جہان ی. صا . پوری توجہ سے اُس کی. ت سُن رہے تھے۔

ربیعہ بیگم اُن کے زور زور سے ہنسنے کے. . کمرے میں چلی آ اور خفگی سے بولی۔

"حد ہی ہو گئی ہے۔دوسروں کے گھر آگ لگوا کر یہاں محفل سجائی ہوئی ہے۔۔توبہ۔توبہ۔۔مت ہنسیئے۔۔مت ہنسیئے۔۔قبر کو ید کریئے۔۔دل مردہ ہو جائے گا۔۔"

جہان ی. صا . بیزاری سے اُنہیں بنا دیکھے ہاتھ جھلا کر بولے۔

"شکل غائ. کرو اپنی!"

ربیعہ بیگم حیران رہ گئیں۔

"ہاں!" وہ خضر کی طرف متوجہ ہو کر دلچسپی سے بولے۔

"ہاں بول تُو!" خضر بتانے لگا۔۔

"رضیہ آ ایسے جلال سے بولیں۔۔منہ دیکھ اپنا ت جے کھسرے جیسا۔۔"

جہان ی. صا . منہ پھلائے رہے اور ہنسی پھٹنے لگی۔

'پھوپھو'دُعا منہ کھول کر آنکھیں چینی کیے ہنسی اور زور زور سے پلنگ پہ ہاتھ مارنے لگ گئی۔بتیسی پوری باہر تھی۔۔

"ابو لوگوں کا تو لگتا ہے ممانی کا دیگچا لگا ہے۔دیگچا!"

رابعہ بیگم نے دُعا کو دیکھا۔

"دُعا شرم کر۔آوارہ لڑکیوں کی طرح ہنس رہی ہے۔حیا کر کچھ باپ اور شوہر کے سامنے نہیں ہنستے ایسے!"جہانزیب صاحب کو غصہ چڑھا۔۔

"تمہیں کہا ہے نہ شکل غائب کرو۔۔"رابعہ بیگم تھک ہار کر باہر کے لئے گھومیں۔۔جہانزیب صاحب اُن سے پوچھنے لگے۔

"تو تم لوگ درمیان میں نہیں پڑے؟"

خضر فوراً سے بولا۔

"نہیں ابا دور سے تماشا دیکھنا۔۔جھگڑے میں پڑ کر نقصان اُٹھانے سے بہتر ہے!"

جہانزیب صاحب نے اکتفا کیا۔

"صحیح بات ہے!""

اُنہوں نے کسی خیال سے رکھ کر خضر کے سر پہ تھپڑ رسید کیا۔دُعا چونکی۔رابعہ بیگم نے پلٹ کر دیکھا۔

"اور دو مہینے بعد تیرا پیپر ہے۔دھیان سے پڑھ اب۔۔"

خضر سر کھجاتے بولا۔

"اچھا ابا!"جہانزیب صاحب کا موڈ پھر سے خوشگوار ہوا۔

"اور بتاؤ اور کیا کہا رضیہ نے؟"خضر اور دُعا مسکرا پڑے۔۔

ربیعہ بیگم نے مسکرا کر اپنے خا٘ ان کو .ڑے عرصے بعد اِس سلوک سے بیٹھا دیکھا تھا۔۔بے اختیار نگاہ کھڑکی سے .ہر ہلال پ گئی۔۔

"اوراب .رہلال ہوا ہے!"

اور پھر ای مرتبہ۔۔ چا٘ ۔۔نئی اُمیدیں۔۔اور نئی آزمائشوں کے ساتھ پھر سے لوٹ تھا۔۔

☆.....☆.....☆

باب ہشتم: بازی

"کی حق سے فرشتوں نے اقبال کی غمازی
گستاخ ہے، کرتا ہے فطرت کی حنا بندی
خاکی ہے مگر اس کے انداز ہیں افلاکی
رومی ہے نہ شامی ہے، کاشی نہ سمرقندی
سکھلائی فرشتوں کو آدم کی تڑپ اس نے
آدم کو سکھاتا ہے آداب خداوندی"
(ڈاکٹر علامہ اقبال)

خضر بندر روڈ پہ گاڑی دوڑا کر لا رہا تھا۔۔۔دُعا جوش و خروش سے اُچھلتے ہوئے ہر دور سے کھنڈھرات عمارتوں کو دیکھ رہی تھی۔۔
"ہمارا پرانا گھر!!" خضر نے اُن عمارتوں سے ذرا پیچھے گاڑی رُوکی۔۔۔گیئر سوئچ کرتے کلچ دبایا۔
دُعا تبسم سے کہہ رہی تھی۔۔
"وہ گھر جہاں ہم نے آنکھ کھولی۔۔ہماری یادیں۔۔ہم یہاں نیچے کھیلتے تھے۔۔"
آنکھیں چمک رہی تھیں۔۔لہجہ بھی چمک رہا تھا۔خضر خاموشی سے اسٹیرنگ پہ دونوں ہاتھ ٹکائے جھک کر بیٹھا اُسے دیکھ رہا تھا۔آنکھوں میں وہی ازل کی ملی سنجیدگی تھی۔۔۔

دُعا نے ای ٹھنڈی آہ بھرتے ی ٹ سے ٹیک لگائی۔۔۔

" کیا حالات ہو گئے ہیں چا یہاں کے۔۔۔رات کے وقت آتے بھی ڈر لگتا ہے۔۔" خضر نے کھولے۔۔

" رمضان میں آ تھا دوستوں کے ساتھ کر   کھیلنے۔۔ت کافی رونق ہوتی ہے۔۔"

دُعا نے یکدم اُسے دیکھا۔۔

" کیوں؟ کھیل کھیل کر   تھ نہیں۔۔جو رمضان میں بھی آ گئے کھیلنے؟"

وہ خفا ہوئی تھی۔۔

خضرا ی گہری سانس لے کر سیدھا ہوتے بولا۔۔

" دوستوں کے ساتھ والا ساتھ اور مزہ کہیں نہیں بنتی!"

دُعا نے کوئی   نہیں دی۔خضر نے ت کا رُخ لتے فوراً ای کھنڈر جلی ہوئی خستہ حال بلڈ کی جا اشارہ کیا۔۔

" دیکھو۔۔وہ وقاص شریم کی بلڈ ۔۔" دُعا نے فوراً سے اُس بلڈ کی جا دیکھا۔۔

" تمہیں ی د ہے۔ وہاں آگ لگ گئی تھی۔۔۔ہم کتنا ڈر گئے تھے۔۔۔" دُعا نے اُس بلڈ کی پہلی منزل کی خالی لکنی کو سُونی آنکھوں سے دیکھا۔۔

" اور وہ ا انی آ کی لکنی تھی۔۔وہ کتنا مزے کا کھا بناتی تھیں۔۔اور اُن کے والد   ا ان سے آتے تھے تو کتنے مزے کی مٹھائیاں لے کر آتے تھے۔ا ان کے میوے بھی کتنے شا ار ہوتے تھے۔۔" وہ ی دوں کے جھروکوں سے اُس لکنی کو دیکھتے بولے جا رہی تھی۔

خضر اُسے ہنوز خاموشی سے دیکھ رہا تھا۔۔

وہ اور کھا بہت ہی پکا جوڑ تھا۔وہ کھانے کو نہیں بھول سکتی تھی۔۔۔کاش یہ ت اُس کی صحت بھی

سمجھ سکتی۔۔اور اُسے تھوڑی بہت کچھ غذا لگ جاتی۔۔وہ دُعا کو فکر سے بغور دیکھ رہا تھا۔۔۔

کتنے ڈاکٹروں کو دکھایا تھا اُس نے اُسے۔۔کہتے تھے ۔ ۔ رمل تھا۔۔لیکن پھر بھی اُسے ای

خوف سا رہتا تھا۔۔ ۔ ٹھیک ٹھاک ملنے کے ۔ وجود بھی اُس کی صحت کمزور کیوں تھی۔۔۔

۔ ۔ بس میڈ قبول کر ۔ اُس کی سمجھ سے ۔ ہر تھا۔۔

" کیا اور لوگ میڈ میں نہیں جاتے؟ نوشی بھی تو گئی ہے۔۔" اور دُعا نے جواباً ۔ ہم ہو کر کہا تھا۔۔۔

"وہ میڈ کی نہیں ہے۔۔" خضر نے افسوس کیا۔

"انتہائی تم ڈھیٹ ہو۔ د بھر میں بی۔ڈی۔ایس۔۔۔ڈی۔پی۔ٹی۔۔یہاں ۔ کہ veterinarian ۔ کو ڈاکٹر کا درجہ دی جا ۔ ہے۔۔بس یہ پ کستان اور بھارت میں ہی ۔ ت بنائی ہے۔۔۔غلط ۔ ت ہے۔۔۔"

"اور چا ۔ ہم یہاں سے پ ڑھنے جاتے تھے۔۔" دُعا نے خضر کا شانہ ہلایا تو وہ ذرا چونکا۔۔

"ھمم؟" دُعا نے جھلملاتی آنکھوں سے اُسے دکانوں کی جا ۔ اشارہ کرتے دکھایا۔۔

"ٹیوشن سے مجھے پ رسی آ ی دآ ۔۔"

خضر نے اُسے دیکھا۔۔دُعا کی ۔ ت جاری تھی۔۔

" کتنی اچھی تھی پ رسی آ چا ۔ تمہیں ی د ہے۔۔۔ ۔ ڈی عید پ ابو نے ۔ چہ لیٹ بھیجا تھا۔۔تو اُنہوں نے ہمیں فری ٹو پ ڑھائی تھی۔۔"

خضر نے مسکرا کر دھیرے سے سر ہلایا۔

"ہاں ی د ہے ۔ ی د ہے۔۔"

خضر کی آنکھوں نے بندر روڈ کو وں میں قید کر ۔ شروع کیا۔۔۔

(آج بھی کتنے لوگ سالوں سے یہیں رہ رہے ہیں۔وقت وقت کی بات ہے۔کبھی ہم بھی یہاں کے مکین تھے۔۔کیا اوقات تھی میری۔کیا دے دیا ہے مجھے اللہ نے۔۔وقت وقت کی بات ہے۔۔۔)

دُعا نے خضر کا شانہ ہلایا۔۔

"چاند!"

"ہاں!!"اِس بار وہ ذرا اونچا سا بولا تھا۔

دُعا نے اُسے یاد دلایا۔

"جامعہ جانا ہے۔۔"خضر فوراََ سے یاد آنے پر بولا۔۔

"او ہاں!!"اُس نے گاڑی اسٹارٹ کرنی شروع کی تو بولا۔۔

"اب بھی ہم جامعہ جاتے ہیں۔۔"

دُعا بیلٹ لگاتے بولی۔۔۔

"تم مجھے چاہے کتنے ڈیزائنر کپڑے لے دو۔۔مجھے تو آج بھی تمہارے وہی دیئے جوڑے پسند ہیں جو تم نے مجھے طارق روڈ سے لے کر دیئے تھے۔چاہے تم مجھے مہنگے سے مہنگا کھانا کھلا دو۔ یونیورسٹی والا بار اور پاکستان چوک کا مال پورہ آج بھی میرا فیورٹ رہے گا۔اور میری یہ دوسری سوت۔۔۔"

دُعا نے گاڑی کا دروازہ کھٹکٹا کر اُسے بتایا۔۔

"بلکہ تیسری۔۔"اُس نے ترمیم کی۔۔۔

"میں وقاص کو بھول گئی تھی۔۔"خضر کو ہنسی آئی۔۔

"مجھے میری تیسری سوت سے زیادہ۔۔میری سہیلی دھنو پسند ہے۔۔"

وہ بولتی جارہی تھی۔۔اُس کی د   کورونق بخشتی جارہی تھی۔۔ ٹے دن بعد ایسا لگ رہا تھا
معمول پ آ   ی تھا۔۔اور شکر کے لیے ہر مرتبہ یہ احساس کافی تھا۔کہ اُن کا خا ان اب اُن
سے راضی تھا۔اُن کے سر پ ڑوں کا سایہ اور دُعا   تھیں۔۔

دُعا کا میڈ   میں آ ی سال شروع ہونے والا تھا۔جہا ی   صا   نے مکان بنانے
کے لیے ای زمین   ی تھی۔۔ارادہ تھا کچھ پیسے مزی جوڑ لیں تو مکان کا کام بھی شروع
کروا   گے۔۔دُعا کی فیس بھی ادا کرنی تھی۔۔   فیس ادا کرنے گئے تو معلوم پ ا فیس تو
ادا ہو چکی تھی۔۔اور وہ جا   تھے یہ کس کا کیا دھرا تھا۔۔خضر کی اِس حر ت نے اُنہیں طیش
سے سر ت پ بھر دی تھا۔۔   گھر آئے تو پہلے خضر کو اُنہوں نے کال کر کے جو صلواتیں سُنانی
شروع کیں کہ بس خاموش ہونے کا م نہیں لے رہے تھے۔۔

"اتنے سالوں سے میں ہی کر رہا تھا   کچھ۔۔۔یہ حر ت کر کے تُو نے   ت کیا کیا ہے؟
کہ میں تیرے پ منحصر ہوں؟ پ کو نیچا دکھا ت ہے؟ سارے کیے کرائے پ چو پھروا دی تُو
نے۔۔۔منہ کالا کروا دی میرا۔۔میرے احساسات اور   ت کو تُو نے مجروح کر کے رکھ دی
ہے۔۔۔کوئی ا ازہ ہے میں کتنا شرمندہ ہوا وہاں؟ او بے غیرت۔۔۔شرم نہیں آئی تُجھے
گندے ا ٹے؟ کیوں تُو مجھ سے پنگے ی ت ہے؟ چاہتا کیا ہے تُو؟ آج بتا ہی دے چاہتا کیا ہے
تُو؟"

یہ   سنانے کے بعد بھی بھڑاس نہیں نکلی تو دُعا کو بھی جھڑک دی ۔۔

"مر ور پ ٹ جاتے کیا پیٹ میں جو اُسے بتاتی؟"

جس پ دُعا نے ڑی سادگی سے کہا۔۔

"میں نے اُسے کچھ نہیں بتای ۔۔اُس نے یہاں ہم پ مخبر چھوڑے ہیں۔۔وہی بتاتے ہیں اُسے

"۔۔ ۔"

جہانزیب صاحب جھلائے۔۔

"مخبر۔آخ تھو!" اُنہوں نے سر جھٹکا۔۔

دُعا کو غصہ چڑھ رہا تھا۔۔

"مجھے تو سمجھ نہیں آتی اُس نے فلیٹ لیا کیوں ہے؟ ہفتے میں چھ دن تو یہاں رہتا ہے۔۔" دُعا پیر سکیڑ کر ہاتھ ہلائے ہلائے کہنے لگی۔۔۔

"کوئی چیز بن گئی ہے اب۔بُرا وقت بتا کر نہیں آتا۔۔۔چھت ہے وہ ہماری۔۔" جہانزیب صاحب بیزار ہوئے۔۔

"آئے تمہاری ہی چھت ہے ہماری نہیں ہے۔میں تو ان شاءاللہ جلد اپنی چھت بناؤں گا!"

ربیعہ بیگم لسی کا گلاس پکڑے لاؤنج میں چلی آئیں۔۔اور دُعا کی طرف بڑھیں۔۔

"یہ لے!" اُس نے گلاس اُن سے لیا اور ایک گہری سانس لی۔۔

"اُف insomnia!"

اِن دنوں اُس کا insomnia شدید ہوگیا تھا۔لسی اور cherries کا سہارا لے کر وہ کچھ دیر سو جاتی تھی۔کافی چائے کا اُس نے مکمل بائیکاٹ کر دیا تھا۔اور اُس کا اِن دنوں کا motto تھا۔۔

"Life is too short to drink crappy coffee or cry over boys!"

جہانزیب صاحب دُعا کو بغور دیکھ رہے تھے۔آنکھوں تلے اُنہیں حلقے نظر آئے۔۔اور صحت کمزور لگی تو ربیعہ بیگم سے بولے۔۔

"یار اِس سنگل پسلی کو کچھ دیا کرو!"

دُعا نے لسی کا گلاس لبوں سے لگایا تو لسی نے مونچھوں سے اُس کا استقبال کیا۔۔

جہا ن ی ب صا ب کو پھر سے خصر د آ ی۔

"عجیب ن ا ن ہے۔۔سمجھ نہیں آتی مجھے اِس کی۔۔" ربیعہ بیگم اُنہیں د یکھتے کہہ پڑیں۔۔

"اُس کی سمجھ سمجھداروں کو ہی آتی ہے۔۔" جہا ن ی ب صا ب کو قہر آ ی۔۔

"ربیعہ ز ب ن لڑا رہی ہو؟" دُعا چو ن گئی۔۔

"نہیں امی ابوا بھی نہیں!" وہ اُنہیں انگلی دکھا کر تنبیہ کر رہی تھی۔۔

ربیعہ بیگم نے ت کی بہ ت کی جواب دی۔۔

"آپ بھی تو چھوٹی سی ب ت کو لے کر ہی بیٹھ گئے ہیں۔آ ئے کیا ہو َ ی جو بھر دی اُس نے فیس۔۔واویلا تو ایسے کر رہے ہیں جیسے ن انخواستہ کسی کا انتقال ہو َ ی ہے۔۔" دُعا کا دی ہ گھوم کر جہا ن ی ب صا ب پ آ ی جو اُنہیں کھری کھری سنانے کے لئے تیار بیٹھے تھے۔

"مریں تمہارے بھائی!"

دُعا کا منہ کُھل َ ی۔۔

"ہوہ۔۔" ربیعہ بیگم سانس نہیں لے پ ۔۔۔

"دیکھ رہی ہو شہزادی!" ربیعہ بیگم کی آنکھیں بھیگ گئیں۔وہ نے لگیں۔۔

"دیکھ لیا شہزادی!!!"

دُعا کے َ ٹ ب ڈاہٹ سے ہاتھ پ نے لگے۔۔لسی کے گلاس پ اُس نے َ فت مضبوط کر لی۔

جہا ن ی ب صا ب خفگی سے بولے۔۔

"اب تم واویلا کر ن بند کرو۔نہیں تو آتے ہیں ہمسا پ سہ لے کر۔۔" ربیعہ بیگم ن راضی سے َ یہ کرتے لاؤنج سے نکل گئیں۔۔۔

"میں جا رہی ہوں یہ گھر چھوڑ کر!!!"

دُعا جلدی سے اُٹھی اور اُس نے جھک کر میز پر لسی کا گلاس رکھا اور اندر کی جانب دوڑی۔۔۔

"مجھ سے نہیں سنبھلتے اکیلے یہ دونوں۔۔ میں ابھی چاند کو کال کرتی ہوں۔۔"

خضر کو کال کرنے کا فائدہ نہیں تھا، اُس کی رات کی فلائیٹ تھی۔ کچھ نہ سمجھ آنے پر اُس نے ہارون انکل کو بلایا تھا۔ نورین آنٹی ہاتھ پیر جوڑ کر ربیعہ بیگم کو کمرے میں منا رہی تھیں۔ ہارون انکل جہانزیب صاحب کا غصہ ٹھنڈا کر رہے تھے۔۔

"یہ لڑکا میری زندگی کی سب سے بڑی غلطی تھا۔" دُعا جامِ شیریں اُن کے لیے بنا کر لائی۔۔ ضبط کا پیمانہ لبریز ہو رہا تھا۔

"غلطی نہیں۔۔۔ بلکہ حادثہ۔۔ یہ لڑکا میری زندگی کا حادثہ تھا۔ حادثہ تھا۔ جس کا خمیازہ میں ابھی تک بھگت رہا ہوں۔۔۔"

دُعا نے زور سے ٹرے میز پر پٹختے انداز میں رکھی۔

جہانزیب صاحب اور ہارون انکل نے ذرا چونک کر اُسے دیکھا۔ دُعا تیزی سے بول پڑی۔

"بس کر دیں ابو۔ بس کر دیں۔۔ صبح سے تماشہ لگایا ہوا ہے۔۔ میری فیس نہیں کے ٹوسر کرنی ہو گی۔۔ جس کے پیچھے آپ پگلائے جا رہے ہیں۔۔ میں مسئلہ ہوں نہ۔ میرے پیچھے لڑ رہے ہیں نہ۔ چلی جاتی ہوں میں اپنی نانی کی طرف۔۔۔ ابھی جا رہی ہوں۔۔" دُعا پلٹی اور جہانزیب صاحب اُٹھ کھڑے ہوئے۔

"اچھا اچھا شہزادی اب نہیں لڑتے۔۔"

وہ چترائی سے مسکرائی۔۔ اور پلٹ کر اُنہیں دیکھتے بضد بولی۔

"نہیں اب تو میں جا رہی ہوں۔" انکل ہارون صوفے پر آرام سے بیٹھے تھے، وہ اُس لڑکی کی رگ رگ سے واقف تھے۔ جہانزیب صاحب تیزی سے آگے بڑھے۔۔

" کہہ رہا ہوں نہ شہزادی۔۔قسم ز اکی اب نہیں کروں گا۔۔"دُعا نے خفگی سے اُنہیں دیکھ کر انگلی دکھاتے پوچھا۔

"سچ بول رہے ہیں؟"

جہان ی . صا . نےَ دن ہلادی۔

". لکل سچ۔۔"

اور دُعا نے ضد توڑی۔

"ٹھیک ہے نہیں جاتی۔"

اِس دھمکی کے بعد گھر کے حالات کچھ بہتر لگنے لگے تھے۔۔۔دوسرے شعبے کے طلباء کو آ ی سال کا سکون ہوت ہے۔ ایم۔بی۔ایس کے طلباء کے لئے سکون کہیں نہیں ہوت ۔۔۔خوشی تھی کہ بس یہ آ ی سال۔۔ کتابیں اور تعلیم کہیں سے بھی اُن پ رحم نہیں کھاتی تھیں۔۔یہ آ ی سال تو اُسے حد سے ز دہ مشکل لگ رہا تھا۔۔پ ھ کر بیٹھی تو سوچا کچھ د ی ٹی۔وی دیکھے۔ربیعہ بیگم پستے کاٹ رہی تھیں۔خضر کے لیے کھیر بنانی تھیں تو اِس لیے پہلے ہی ساری تیار یں کر رہی تھیں۔۔۔دُعا نے ٹی۔وی آن کیا۔۔تو میڈ کالج کا منظر آ ی۔وہ وہیں زمین پ آلتی پ لتی مار کر بیٹھ گئی۔۔ربیعہ بیگم نے مسکرا کر اُسے دیکھا۔۔

"میڈ بیسڈ ڈرامہ۔۔"اور اگلے ہی لمحے ہیرو ڈاکٹر بن کر میڈ کالج سے . ہر نکل آئی۔

دُعا کا خون کھول اُٹھا۔۔وہ کر اُٹھ کھڑی ہوئی۔۔

"یہ کیا بھدا مذاق ہے۔۔"

وہ پ تے ہوئے لرزتے ہوئے ربیعہ بیگم کی جا . مُڑی۔۔اُس کے چہرے کا ر َ اُڑ ی

تھا۔اُس کا پورا جسم پ پ ۓ ی تھا۔۔

"یر ایسے کیسے امی۔ایسے کیسے پنچ سال َ ر گئیے؟امی یر؟ کچھ تو بتاتے۔۔کسی کو پتا تو چلتی ہماری نیت ۔۔کہ کیا دے کر ہم نے ڈاکٹر لفظ کو حاصل کیا۔اپنا وقت۔اپنی صحت۔اپنی نیند۔اپنی۔اور میں نے تو اپنے ب ل!" اُس نے دکھ سے اپنے ب ل چھوئے۔"اِس ایم۔بی۔بی۔ایس نے کتنوں کو ڈ کا مریض بنای۔۔کتنوں کو myopia دلای۔۔کتنوں کو گنجا بنای۔۔"

دُعا کی سانس پھول گئی۔گال سرخ تھے۔۔ربیعہ بیگم نے چھری چھوڑ دی تھی۔وہ پوری توجہ سے اُس کی سُن رہی تھیں۔

" کتنی لڑکیوں۔۔کو۔۔ڈارک سرکلز دے کر پ ٹ ابنای!

امی anatomy نے میری anatomy ہلا دی۔۔امی biochemistry نے میرا mental اور hormonal imbalance کر کے رکھ دی ہے۔۔آ ی سال نہیں جہنم کی سزا لگ رہی ہے۔جو ختم نہیں ہو رہی۔۔۔اور یہ یہ۔ای منٹ میں کیسے ڈاکٹر بن گئی امی؟"

یکدم سے وہ گڈ مڈ سے بولی۔۔

"پورا ای منٹ بھی نہیں لگا امی۔۔۔چلو ٹھیک ہے ڈرامہ ہے۔ کچھ تو ہمارا غم بتاتے۔کچھ تو۔کوئی تو ہم سے relatable ڈرامہ بناتے۔۔۔بس بلے بلے کروانے کے لیے ڈاکٹر بنا دیتے ہیں۔بتاتے وت تے کچھ نہیں۔۔یہ تو زی دتی ہے نہ امی!!" وہ بول بول کر تھکی تو صوفے پ نی ‌ ‌لگی۔۔ اُسے یکدم اگلی خواری کا مرحلہ ی د آ ی۔

"چلو ہاؤس جاب کا ہی دِکھا دیتے!" ربیعہ بیگم ٹھٹکیں۔۔وہ ہاؤس جاب کی َ دان کرنے لگی۔۔اور ربیعہ بیگم اُسے سُننے لگیں۔۔۔اُس کی یہ اُنہیں ہی سُننی تھیں۔۔اور وہ سُنتی رہی تھیں۔۔

☆.....☆.....☆

"میں ضدی پ ہ ہوں میری اڑان شاہین جیسی

میری سلطنت میں وہ آئے جسے جھکنا پسند نہ ہو"

"اوہو کتنی دھول ہے یہاں!!" دُعا میڈ کالج سے آئی تو دروازہ کھول کر ا ر چلی آئی۔۔۔ جہا ۔ ۔ صا ۔ صفائی کر رہے تھے۔۔دُعا نے اُنہیں ای دیکھا اور مسکرا کر سلام کہتے ا رکو جانے لگی۔۔

"السلام علیکم!!"

تو وقت کے ساتھ اُنہیں بھی احساس ہو ی تھا۔۔ بیوی سا بہترین ساتھی کوئی نہیں تھا۔۔۔

۔ ورچی خانے میں ربیعہ بیگم کو دیکھنے آئی تو تو ربیعہ بیگم چولہے کی جا ۔ چہرہ کیے کھڑی تھیں۔۔ اُس کی آہٹ پ وہ بولیں۔۔

"بی جان کی کال آئی تھی۔۔کہہ رہی تھیں۔۔میرے مرنے سے پہلے تم دونوں کی شادی کر دوں۔۔" دُعا نے جھنجھلا کر بلّی کی طرح ہاتھ مروڑے۔۔۔

"اڑرڑ!!" وہ کمرے میں آئی۔۔اور اب سنگھار میز کی جا ۔ ڑھی۔۔اُس نے آ ے کے کونے پ لگا میک آ ٹو ڈو لسٹ پیپر دیکھا۔۔آج کے ٹسک دیکھے اور پھر پلٹ کر پلنگ کی جا ۔ آئی۔اُس نے اپنا بیگ تکان سے اُ رکر رکھ دی اور ای ٹھنڈی آہ بھر کر پلنگ پ بیٹھی۔۔

َ می کے مارے سر چکرا رہا تھا۔۔کچھ دی سانس آ ی ہی تھا کہ ربیعہ بیگم کی آواز آئی۔۔

"شہزادی میچ لگ َ ی!!"

وہ کپڑے تبدیل کر کے لاؤنج میں آئی۔۔۔

"ہاں گلابو!"

ربیعہ بیگم نے اسکرین پ یں جمائے خفگی سے کہا۔۔

"پ پ ہو جا۔۔"

دُعا نے اسکرین کی جا . دیکھا۔۔اور چھلا َ لگا کر صوفے پ بیٹھی۔۔

اب اُن دونوں کو کر ٹ کا ای ای اصول ای ای قانون معلوم تھا۔۔خضر بیٹنگ کر رہا تھا۔۔خضر کی جا . گیند پھینکی تو اُس نے چھکا لگا ی۔۔جہا ی. صا . میں سر ہلاتے کہہ رہے تھے۔۔

"بہت مار رہا ہے یہ چندو آج۔۔"

دُعا نے منہ میں ا َ یں د. لیں۔۔وہ اُس . لر کی آنکھوں میں غیظ و غضب واضح طور پ دیکھ تے تھے۔۔اُس نے . ڑے جارحانہ ا ازمیں . ل ماری اور وہ . ونسر تھا۔۔خضر یکدم پیچھے ہو َ ی۔۔

"ہوہ!"

دُعا کا منہ کُھل َ ی۔۔ربیعہ بیگم کا ی پ ہاتھ پ ڑا۔۔

"او ا!!"

اَ وہ پیچھے ہو تو شا ی وہ گیند اُس کا سر ہی پھاڑ دیتی۔۔وِ ٹ کیپر نے گیند پکڑنے کی کوشش کی۔۔ اُڑ کر زمین پ َ ی اور ر ی تے ہوئے . و ڑ ری کی جا . جانے لگی۔۔ . لر نے معذرت خواہانہ ا ازمیں اُسے ہاتھ دکھا ی۔۔اگلی گیند . لر نے ڈالی۔۔خضر نے زور سے بیٹ مارا اور گیند رینگتی ہوئی . و ڑ ری کی جا . جانے لگی۔۔فیلڈر گیند کے جا . دوڑ رہے تھے۔۔خضر اور ساتھ پ ر رن بنا رہا تھا۔۔ت . ہی گیند آئی۔۔خضر واپس آ رہا تھا۔۔اور تبھی وِ ٹ کیپر نے وِ ٹ اُڑا دی۔۔

"آؤٹ!!!" ۔لر وِ ٹ کیپر فیلڈر نے شور مچا دیا۔۔دُعا نے فوراً سے میں سر ہلایا۔۔

"نہیں نہیں۔۔کوئی نہیں آؤٹ!!!"

جہانزیب صاحب نے منہ بنا کر خفگی سے کہا۔۔

"سو بار سمجھایا ہے اِس بے غیرت کو۔۔مت ۔تی ہوا کر۔۔مت ۔تی ہوا کر۔۔ باز نہیں آتا۔۔"

دُعا نے اُس کی طرفداری کرتے اُن کی کلائی پہ ہولے سے ہاتھ مارا۔۔

"ابو نہیں ہوا آؤٹ۔۔ابھی تھرڈ امپائر بتاتا ہے۔۔"

گیند کو وہ سلوموشن میں کر کے دیکھ رہے تھے۔۔دُعا نے پتلیاں سکیڑ لیں۔۔۔

خضر کا بیٹ crease پر کر کے اندر آیا اور وِکٹ اُڑی۔۔دُعا ولولہ خیز انداز میں تالی بجا کر اُچکی۔۔

"ناٹ آؤٹ۔۔ناٹ آؤٹ!!!

ساتھ اُس نے آہستگی سے دونوں ہاتھوں کی انگشت شہادت اُٹھائی۔۔

اگلی گیند تھی۔۔بالر نے گیند ڈالی۔اور وہ دو سے تین بار اُچھلتی خضر کے قریب آئی۔۔۔

"او تیری!" دُعا نے خوفناکی سے دونوں ہاتھوں سے منہ پہ ہاتھ رکھ لیا۔۔۔ "Dead ball."

دُعا ایک چیز کو بغور دیکھ رہی تھی۔۔نو بال ہوئی۔۔وائڈ بال ہوئی۔۔فری ہِٹ اور ن جانے کیا کیا۔ خضر آؤٹ نہیں ہوا۔

گیند پھر ڈالی گئی تو وہ گیند برق رفتاری سے اُس کے پیڈ پہ لگی۔۔دُعا کا دل دھڑکا۔۔بالر نے انگشت شہادت اُٹھا کر آؤٹ اشارہ کرتے دیوانگی سے ایک دھاڑ لگائی۔۔

امپائر نے میں سر ہلا دیا۔۔

. لرنے in swing... out swing... reverse swing اور جانے اور کون کون سی swing کروا ۔۔

کوشش کر کر کے تھک َ ی ۔۔ آج شای بیٹنگ خضر پ ہی تمام ہونی تھی ۔۔ اُنہیں خوب ڈھونے کے بعد اُس نے سینچری بنائی اور . ڑے شا ارا ازمیں اپنی . ری مکمل کر کے . وٹ ری سے . ہر لگا۔

. ی کے بعد مخالف ٹیم کی بیٹنگ تھی ۔۔۔

خضر نے ای وِ ٹ لی ۔۔ دو . لروں نے بھی وِ ٹ لی ۔۔ اب . ری اُسی کھلاڑی کی آئی تھی ۔۔ جس نے اُسے بیٹنگ کے دوران خوب پ یشان کیا تھا ۔۔ ای سینئر . لر کپتان سے گیند لے کر جانے لگے ۔۔ خضر نے اُن کی راہ روک لی ۔۔ اُنہوں نے اُٹھا کر اُسے دیکھا ۔ اُس نے اُن کی جا . ہاتھ . ڑھا کر . ڑی ادا سے کہا ۔۔

" گیند مجھے دیں فہد بھائی!" کپتان اُنہیں ماتھے پ بل ڈالتے دیکھ کر اُن کے قری . جانے لگے ۔۔

"تُو اگلی . ری کریں ۔۔" اُنہوں نے دوٹوک ا ازمیں کہا ۔۔

وہ آگے جانے لگے تو خضر فوراً سے دھمکی خیزا ازمیں بولا ۔۔

"میں کپتان کو بتادوں گا کہ آپ نے اُن کے کرنے کے . وجود بھی . َ کھا ی تھا ۔۔"

ایسی سختیاں ایسی دھمکیاں اُن میں چلتی تھیں ۔۔ کپتان اِس سے پہلے کچھ سُنتے اُنہوں نے گیند کپتان کو دکھا کر اُسے دے دی ۔ (ا اِزاجازت)

کپتان واپس پلٹ گئے ۔۔ اُنہوں نے اُسے گیند دی اور خفگی سے کہا ۔۔

"اب وِ ٹ لی تو دیکھنا پھر ۔"

اور وہ محظوظ ہوتے مسکرا پڑا۔۔

وہ گیند ڈالنے آ رہا تھا۔۔اُس نے بال شرٹ سے مل کر بڑی ادا سے ہوا میں اُچھالی۔۔دُعا نے منہ کھولے بغور خضر آنکھوں میں جنون دیکھا تھا۔۔اُس نے نچلا ہونٹ دانتوں میں دبائے دو انگشت گیند پر رکھی۔۔اور اُس وقت اُسے وہ دوانگلیاں کسی پیتھن سے کم نہیں لگی تھیں۔۔اُس نے پوری قوت سے دوڑ کر آتے گیند ڈالی اور گیند نے پیچھے اُڑ کر مڈل سٹمپ اُڑا دی۔۔۔ساری ٹیم بڑے بات انگیز انداز میں دوڑتی ہوئی خضر کی جانب آئی۔۔۔اُس پر بیٹھی دُعا اپنے دونوں بازو اور سر نیچے کر کسی درویش کے طرح گول گھماتے اور ہلاتے کہہ رہی تھی۔۔۔

"Clean Bowled!!"

"Clean Bowled!!"

اُس کی کروائی ہوئی گیند پر مبصر تبصرہ کر رہے تھے۔

"What a delivery!"

دُعا جہانزیب صاحب اور ربیعہ بیگم کو بتا رہی تھی۔

"امی دیکھیں بتا رہے ہیں بلیک بال کروائی ہے۔۔۔یہ خطرناک ترین گیند ہے۔۔ایسی گیند جو نظر نہیں آتی بیٹس مین کو۔"

جہانزیب صاحب نے بفخر کہا۔۔

"سپوت کس کا ہے؟" ربیعہ بیگم جتا کر اُنہیں دیکھتے تکبرانہ انداز میں بولیں۔۔

"ابھی تک تو میرا تھا۔۔" دُعا نے دونوں کو ٹوکا۔۔

"اوہو اب شروع مت ہو جایئے گا!"

ہر کوئی شیر ہوتا ہے۔ جب تک حقیقی شیر میدان میں داخل نہ ہو جائے۔خضر کی کارکردگی کو لفظوں کی

ضرورت نہیں تھی۔ اُس کی کامیابی بغیر لفظوں کے دھوم مچا رہی تھی۔
میچ اختتامی مرحلے میں داخل ہو ـ یـ تھا۔۔مخالف ٹیم کی آ ـ ی دو وِکٹیں رہتی تھی۔۔ یـ ـ کی کوئی اُمید نہیں تھی۔۔خضر نے گیند ڈالی اور ـ ل سیدھی اُس کے پیڈ پ لگی۔۔۔
"آؤٹ!!" خضر سمیت فیلڈرز نے شور مچا دیـ۔۔۔امپا ئـ نے بھی انگلی اُٹھا دی۔۔سبھی دوڑے ہوئے خضر کی جا ـ آئے۔۔ تبھی خضر کو لگا کہ شا یـ وہ آؤٹ نہیں تھا۔۔اُس ا یـ لمحے میں سو ـ تیں ا یـ ساتھ اُس کے ذہن پ ـ زل ہوئی تھیں۔۔
"کیا کروں، پی جاؤں؟"
بیٹس مین نے جانے کی تیاری پکڑی تھی۔کیو مخالفہ ٹیم پہلے ہی اپنے decision review لے چکی تھی اور اتنی ـ ی طرح پوری گیم کو مار ـ ڑ ی تھی کہ وہ خاموشی سے جانے کو تیار تھا۔۔مخلاف ٹیم کے چہرے ـ ڑ مردہ اور مایوس تھے۔۔
"کیا ایسے ہوتے ہیں پ کستانی؟"
"کیا ایسے ہوتے ہیں مسلمان؟"
ا ـ رضمیر زور سے یـ تھا۔۔
فیلڈر اُسے گلے لگائے اُس کے ـ لوں میں ہاتھ پھیر رہے تھے۔۔"سچن ٹینڈ لکر کو ملے غلط آوٹ پ آج بھی د بولتی ہے۔۔۔میں کسی جھوٹ پ ـ چیز کو اپنی کامیابی نہیں بناؤں گا۔۔۔
کیا کروں بول دوں؟ اے میرے رب۔۔مجھے جہاں بھی تو لے جا سچائی کے ساتھ لے جا۔۔ اور جہاں سے بھی نکال سچائی کے ساتھ نکال۔۔اور میرے لیے اپنے پ س غلبہ اور امداد مقرر فرما دے!" لبوں سے پوری طرح ابھی دُعا نکلی نہ تھی۔کہ دل کو اطمینان حاصل ہوا تھا۔۔۔
"ا ـ سچ سے بھاگتے رہیں گے۔تو سوائے پچھتاوے کے کچھ نہیں ملے گا۔۔میری ز ـ گی کا

motto ہے YOLO۔۔ یعنی you only live once۔۔ ہم ای بر جیتے ہیں۔
اور میں اُس ای بر جینے میں بھی پچھتاوے لوں۔۔ تو زن گی کو کیا جیا۔۔۔ میں سورما ہوں۔
سورما۔۔ Warriors have to stand alone۔۔ مجھے اپنے لئے کچھ کرن ہے۔۔۔
مجھے خود کچھ کرن ہے۔۔ ت کہ کل ب میں مڑ کر دیکھوں تو کہہ سکوں۔۔ مجھے خود پ فخر ہے۔۔
میں fighter ہوں۔۔ اللہ نے مجھے fighter بنای ہے۔۔۔ میں پ لے کر ب زی لے
جان جا ہوں۔۔"

جا تھا کچھ بولتا تو بہت کچھ سُننے کو ملتا۔ کوچ سے، ٹیم سے۔۔ اور ب سے زی دہ عوام
سے۔۔ ان رضمیر چنگھاڑ کر بولا۔۔۔

"مجھے د کی ذ ت قبول ہے۔ بجائے۔۔ روزِ محشر ن ا کے سامنے ای بے ایمان ب ن سے۔
تھوکتا ہوں میں ای ایسی فتح پ ۔۔ جو کسی کے ساتھ زی دتی کر کے حاصل کی جائے۔۔" بیٹس
مین فیلڈ چھوڑ کر جا رہا تھا۔ نکل جا ت تو وہ کچھ کرن پ ت۔۔ اِس سے پہلے وہ پیی کرتے۔۔ اُس
نے اُن سے الگ ہو کر کپتان کو سنجیدہ ہوتے decision review کا اشارہ کیا۔۔ سبھی
چون گئے۔۔ ویسے کوئی ٹیم اِسے اپنے دفاع کے لیے استعمال کیا کرتے تھے آج وہ اِسے
اپنے ہی خلاف جا کر استعمال کروان چا رہا تھا۔۔ ہر سو کھلبلی مچ گئی۔۔ کانوں میں مسلسل ای
آی ی گونج رہی تھی۔۔

"ہم نے دکھلائی امان ت آسمانوں کو اور زمین کو اور پہاڑوں کو پھر کسی نے قبول نہ کیا اُس کو
اُٹھا   ۔۔ اور اس سے ڈر گئی اور اٹھا لیا اس کو ا ن نے یہ ہے بڑ ا بے ت س ن دان۔" سورہ
الا ن اب۔

کانوں میں اپنے ہی کہے لفظوں کی آواز گو ۔۔

"اللہ تعالیٰ نے اما ۔۔ زمین آسمان اور پہاڑوں کو دکھائی تھی۔۔ کسی نے اُسے قبول ۔ کیا ا ن نے کرلیا۔۔ اِس سے یہ ش ۔ ۔۔ ہو ۔۔ ہے کہ اما ۔۔ داری کا وزن کتنا بھاری ہے۔۔ جسے کسی نے قبول ۔ کیا ا ن کے ۔ زک کا ۔ ھوں نے قبول کرلیا۔۔ اور اَ آج ا ن ہی کسی کی اما ۔۔ ۔ رکھ سکے۔۔ اَ وہ اما ۔۔ دار ۔ ہو سکے۔۔ تو کیا وہ ا ن کہلانے کے قابل ہے؟"

اُستاد کہتے تھے ضروری نہیں ہو ۔۔ کہ ا ی ا ن تبلیغ صرف مقرر بن کر ہی کرسکتا ہے۔۔ ا ن ہر پیشے کے ذریعے تبلیغ کرسکتا ہے۔۔ اور آج اُس نے تبلیغ کی تھی۔۔ سچ کا ساتھ دے کر۔۔ حق پ آواز اُٹھا کر۔۔ اَ چہ اُسے اپنے ہی خلاف جا ۔ پڑا تھا۔۔۔ Decision review system سے دیکھا َ ی ۔۔ تو وہ ۔ ٹ آؤٹ تھا۔۔ امپا ٔ اپنا فیصلہ undo کرنے کا اختیار ر ۔۔ تھا۔۔ اور اُسے نے اپنا فیصلہ ۔ ل لیا۔۔

اور پھر اُس کھلاڑی نے اُنہیں خوب دھو ی۔۔ اور وہ جیتا ہوا میچ ہار گئے۔۔ جس وجہ سے اُسے سوشل میڈ ی و ی ۔ سائٹس پ شدی تنقید کا سامنا کر ۔ پڑا۔۔ چند جونیئر کھلاڑیوں نے بھی ۔ ۔ ت میں آ کر سنا دی ۔۔

" کیا ہو َ ی تھا بھائی۔"

ہاں وہ کھیل تھا۔۔ ساتھ اب اُس کا روز معاش بھی تھا۔۔ وہ سر جھکائے دل سوز کھڑا تھا۔۔ کہنا بہت کچھ چاہتا تھا ضبط کر َ ی ۔۔

کپتان نے اُس کی پیٹھ تھپتھپائی اور سراہتے ہوئے کہا۔۔

"شا ۔ ش!!"

اُس نے ذرا چو ۔ کر اُنہیں دیکھا اور پھر آزردگی سے مسکرا پڑا۔۔

ز ۔ گی اور کر ٹ میں کچھ ز ی دہ فرق نہیں تھا۔۔ ا ی غلط ۔ زی۔۔۔ ذرا جلد ۔ زی۔۔ ا ی غلط

فیصلہ۔۔۔اور آؤٹ۔۔دُعا اُس پر فیس بک پیج کے پوسٹ پر کمنٹ پڑھ رہی تھی۔۔

"اللہ تعالیٰ میں نے جو دُعا آج پاکستان کرکٹ ٹیم کے لیے کیں۔۔اُس کا ثواب میری مرحومہ دادی کو دے دینا۔۔"

وہ تاسف سے ہنسی۔۔

"کیسے لوگ ہیں ہمارے۔۔"

اب اگلا کمنٹ دیکھا۔۔

"اگرچہ تم آج ہار گئے۔۔ دل کی بازی تم آج لے گئے۔۔وہ جیت کر بھی بیت پائے۔۔ اور تم ہار کر بازیگر کہلائے۔۔"

وہ ذرا مسکرائی۔۔آج کی اِس حرکت پر ذہن میں ایک خیال اُبھرا۔۔

"کون تھا خضر؟"

دل نے آہستگی سے کہا۔۔

"A person who is Strong-Willed, Self-Willed, Hardcore, Hard-nosed and self-opinionated, whose decisions are made on stubbornness, having Headstrong Temprament, Controlled Agression and Extraordinary Obdurate is known as Khizer Jahanzaib."

موبائل پر بیپ ہوئی۔۔واٹس ایپ پر میسیج تھا۔۔اسٹوڈنٹ گروپ پر اُستاد تھے۔۔

"میری جیت سرخرو ہوئی۔۔"

وہ ہارا تھا۔۔ سماں جیت کا تھا۔۔وہ ہار تھی۔۔جو ساری زندگی جیت کی صورت میں یاد رکھی جانے والی تھی۔۔۔گھر بیٹھے اُسے اُس پر فخر ہوا تھا۔۔رشک آیا تھا۔۔ایک مان تھا جس میں ایک گرہ نے مضبوطی سے مزید بل بنایا تھا۔۔

اِک امانت کا فرض ہے ورنہ اے فتح!

تُجھے حاصل کرنا میرے لیے کچھ ناممکن نہیں

(تحریم ارشد)

☆.....☆.....☆

دُعا اور ربیعہ بیگم لاؤنج میں بیٹھیں میچ پہ تبصرہ کر رہی تھیں۔۔۔تبھی باہر کا دروازہ زور سے کھٹکا۔ ساتھ ہی بیل بجی۔۔۔دُعا چونک اُٹھی۔۔

"ربیعہ!!"

"ربیعہ بی جی۔۔"

ربیعہ بیگم گھبراہٹ سے دل پہ ہاتھ رکھے اُٹھیں۔۔اور بھاگ کر دروازہ کھولنے کے لیے گئیں۔۔دُعا خائف ہوتے بولی۔۔" کہیں آگ تو نہیں لگ گئی۔۔"

ربیعہ بیگم نے اُسے جھڑکتے دروازہ کھولا۔۔

"منہ سے کبھی کوئی اچھی بات نہ کرنا!!"

اُنہوں نے دروازہ کھولا تو سامنے بلڈنگ اور اسکوائر کی آنٹیوں کا وہ کھڑا ہڑبڑاہٹ اور ہیجان خیزی سے بول پڑا۔۔

"میڈم میڈم۔۔"

"اسکوائر میں۔۔"

ربیعہ بیگم کو شور کے باعث کچھ سنائی نہ دیا۔۔وہ اُنہیں ہاتھ دکھاتے فکرمندی سے کہنے لگیں۔۔

"ایک منٹ ایک منٹ۔۔کوئی ایک بولے۔۔"

وقاص کی امی جھٹ سے بولیں۔۔

"اسکوائ میں صداقت نیوز چینٔ کی کوئی صحافی آئی ہے۔۔"

دُعا یہ سُن کر را ٹ کی رفتار میں دوڑ کر لاؤنج سے نکلی اور اپنے کمرے میں آ کر اُس نے ٹھک سے دروازہ بند کر کے کنڈی لگالی۔۔۔

آنٹ ں مزی کچھ کہے اُن کا ہاتھ کھینچتے بولیں۔۔

"چلو چلو۔۔تمہارے بیٹے نے آج اتنا ٹا کام کیا ہے۔۔۔"

ربیعہ بیگم نے اپنا ہاتھ اُن سے چھڑوا چاہا اور گھبراہٹ میں کہنے لگیں۔۔

"نہیں نہیں۔۔چان خفا ہوگا۔۔"

اُنہوں نے اُن کی ای سُنی اور اُنہیں نیچے لے کر جانے لگی۔۔۔نیچے مردوں کی طرف بھی یہی ہوا۔۔سبھی مرد حضرات جہان ۔ صا . کوز. دستی. زو سے کھینچ کھینچ کر لے کر آ رہے تھے۔۔۔رپورٹ کے آنے پ پورے اسکوائ میں کھلبلی مچ گئی تھی۔۔ہر کوئی کیمرے کے سامنے آ رہا تھا۔۔۔رہی سہی کسر خضر کے دوستوں کو نوجوان لڑکوں نے کھینچ کھینچ کر نٹ میں لا کر پوری کر دی تھی۔۔۔اتفاقاً اُستاد ہارون انکل سے ملنے آئے تھے۔۔ہارون انکل اور اُستاد خاموشی سے ن لگے۔۔تبھی ای کم سن بچے نے اُنہیں دیکھ کر رپورٹ کو کہتے اشارہ کیا۔۔

"وہ چان بھیا کے اُستاد ہیں۔۔"

اور اُستاد نے پلٹے ہوئے شدی غصے میں زور سے آنکھیں میچ لیں۔۔

"اور وہ ہیں ہارون انکل۔۔۔یہ بھی چان بھیا کے دو ت ہیں۔۔۔۔"

رپورٹ نے اُن سے خضر کے عزی و اقارب کے متعلق پوچھا تھا۔۔اُس کم سن نے جہان . صا . اور ربیعہ بیگم کی جا . اشارہ کیا۔۔

"یہ چان بھیا کے امی ابو۔۔اور اُن کی بیوی ڈی۔۔کے۔ جی۔۔"

او پ دُعا نے رش جمع دیکھ کر لاؤنج میں بیٹھے زور سے سر پیٹ --

"پگلا گئے ہیں . !"

رپورٹ ہاتھ میں مائیک پکڑے رپورٹنگ کر رہی تھی --

"تو جی . ظرین !! جیسے کے آپ . دیکھ تے ہیں -- اِس وقت ہم پ کستان کر ٹ ٹیم کے کھلاڑی خضر جہان . عرف سکسر سلطان کی بلڈ ک کے . ہر کھڑے . اہ را ت آپ سے . ت کر رہے ہیں -- آپ دیکھ تے ہیں یہاں کا سماں کسی . ی سے کم کا سماں نہیں ہے -- اِس وقت خضر کے دو ت احباب اُن کے والدین سبھی یہاں موجود ہیں --"

رپورٹ کو لوگ . ت نہیں کرنے دے رہے تھے --

"چا . چا . ہمارا بچہ ہے --"

کبھی اُسے یہاں سے چہرے پ ہاتھ لگ رہا تھا -- کبھی وہاں سے --

"تو -- جی . ظرین --"

"ای منٹ -- ای منٹ --" اُسے غصہ بھی پ ھ رہا تھا -- بمشکل وہ ضبط کر رہی تھی -- او پ بیٹھے دُعا شرمندگی سے پ نی پ نی تھی --- کیمرے کے آگے وہ وہ لوگ بھی اپنا چہرہ لے کر آ رہے تھے -- جن سے خضر نے اپنی ز گی میں مشکل سے ای سے دو مرتبہ . ت کی تھی -- اور اُن کے . عکس جہان . صا . ربیعہ بیگم -- اُس کے دو ت ، اُستاد ، ہارون انکل ، وہاں سے کسی بھی طرح . کی کوشش کر رہے تھے نکل نہیں پ رہے تھے -- ای کلمہ ای . ت ای عمل ا ن کو بلندیوں پ پہنچا دیتا ہے -- اور اُس ای عمل نے خضر جہان . کی ز گی . ل کر رکھ دی تھی -- رپورٹ نے . مائیک جہان . صا . کی جا . موڑتے کہا -- "تو چلیں . ظرین ہم . ت کرتے ہیں خضر کے والد صا . سے --"

اور پوچھا۔۔

"السلام علیکم!"

اُستاد کا دل لرز اُٹھا۔۔خائف تھے کچھ کہہ ہی نہ دیتے وہ۔۔اُنھوں نے بڑے مودبانہ انداز میں کہا۔۔

"وعلیکم السلام!"

"تو جہانزیب صاحب کیسا لگ رہا ہے آپ کو خضر کے اِس اقدام پر؟"

اُنھوں نے ب کھولے۔۔دُعا نے خوفناکی سے آنکھیں میچ کر کانوں پر ہاتھ رکھ لیا۔۔

"فخر ہے مجھے اُس پر!!!"

کانوں سے ہاتھ ہٹ گئے۔۔اور شل ہو کر صوفے سے لگے۔۔اُس نے جھٹ سے آنکھیں کھولیں۔۔۔دیدے بے یقینی سے پھٹنے لگے۔۔جہانزیب صاحب ب تیت سے بھرے دل سے بولے۔۔

"فخر ہوتا ہے ہمیشہ مجھے اُس پر۔۔۔ لوگ مجھے یہ دیکھ کر کہتے ہیں خضر کے ا۔۔۔وہی لوگ جو کہتے تھے کبھی اُسے دیکھ کر۔۔جہانزیب کا بیٹا۔۔"

دُعا کی آنکھوں سے تیزی سے ایک آنسو ٹوٹ کر زمین پر گرا۔۔۔

" اِس میں میرا کوئی کمال نہیں۔۔"وہ ذرا مسکرائے تھے۔۔دُعا کی آنکھوں سے دوسرا آنسو ٹوٹا۔۔احساسِ ندامت جو سالوں اُس کے دل پر پڑا تھا۔اُسے آنسوؤں کی بوندوں نے کچھ شفاف کیا تھا۔۔

اُنھوں نے اُستاد کی جانب اشارہ کرتے کہا۔۔

"اِس میں تو اِن کا کمال ہے۔۔میں تو روزمعاش کی سلسلے میں سعودیہ رہتا تھا۔۔"

بے یقینی سے اُس کی آنکھیں چندھیانے لگی تھیں۔۔یہ آج ہو کیا رہا تھا۔اُس نے منہ کھولے اور نگاہیں اسکرین پہ مرکوز کیے اپنے گال پہ زور سے تھپڑ مارا۔۔نہیں۔۔وہ خواب نہیں حقیقت تھی۔۔۔

سات سمندر پار سرخ مائل کرب زدہ خضر آنکھیں اسکرین پہ مرکوز تھیں۔۔۔تو اُنہوں نے آزمائش میں اپنا من وسلویٰ تلاش لیا تھا۔۔کتنے ترسے تھے اُس کے کان یہ جملہ سننے کے لیے۔۔کتنا تڑپتا تھا اُس کا دل یہ بات سُننے کو۔۔۔اُسے یکدم احساس ہوا۔شاید وہ رو رہا تھا۔۔اور وہ ہنسنے بھی لگا تھا۔

"کیا کہوں مزید۔۔بس بہت فخر ہے مجھے اُس پہ۔۔اللہ اُسے مزید کامیابی دے۔۔"

یہ اُن کا حتمی جملہ تھا۔۔

رپورٹر نے ربیعہ بیگم کی جانب مائیک کیا اور پوچھنے لگیں۔۔

"جی آپ بتایئے۔۔کیسا محسوس ہو رہا ہے آپ کو خضر کے اِس اقدام پہ؟"

ربیعہ بیگم نے خشک لبوں پہ زبان پھیری۔۔۔دُعا نے ہاتھوں کا دل بنائے سینے سے لگا لیا۔ آنکھیں مرطوب تھیں۔۔۔لب کپکپا رہے تھے۔۔۔

ربیعہ بیگم کی آنکھوں میں ستارے چمکے۔۔۔

"زندگی کی تمام تر مشکلات میں، ہر کسوٹی پہ، ہر آزمائش پہ۔۔اُسے اِسی بات پہ ناز رہا ہے۔۔ یہی تو مان تھا اُس کا۔۔کہ وہ ایک پاکستانی ہے۔۔۔اور اُس نے آج ثابت کر دیا۔۔کہ ایک پاکستانی کیسا ہوتا ہے۔۔۔مجھے میرے بیٹے پہ بہت فخر ہے۔جس نے ایک مسلمان اور پاکستان کی دنیا بھر میں نمائندگی کی ہے۔۔۔اِس مقام پہ پہنچنے کے لئے میرے بیٹے نے بہت محنت کی ہے۔۔" آواز لرز گئی۔۔ستارے آنکھوں سے ٹوٹنے لگ گئے۔۔۔

وقاص نے اُنہیں ساتھ لگایا۔۔ایک عجیب سی خاموشی سارے اسکوائر پہ چھا گئی۔۔
ربیعہ بیگم ستاروں سے چمکتی آنکھوں سے ۔ کو دیکھتے کہنے لگیں۔۔

"یہ ۔ جا ہیں۔۔میرے ۔ٹے نے اِس کامیابی کے لیے کتنی قر۔ ں دی ہیں۔۔کتنی مرتبہ اپنا دل مارا ہے۔۔میری آپ ۔ ای ۔ ت یہ در یہ ۔۔۔کامیابی اُسی کی ہے۔۔۔جو challenges قبول کرتا ہے۔۔۔جو ۔ی مصیبتوں کو سامنا کر کے ملے۔۔۔لطف اُسی ۔یت کا ہے۔نہیں ۔یت سکا میرا ۔یٹا آج۔۔۔لیکن ۔زی آج اُسی کی تھی۔۔۔۔۔اللہ کا بہت شکر ہے۔۔اللہ کا بہت احسان ہے۔جس نے ہمیں خوب سے نوازا ہے۔۔اِس سے زیادہ کیا کہوں۔۔۔"

" نکتہ چینیوں کے لیے کوئی پیغام دینا چاہیں گی؟" صحافی نے جھٹ سے پوچھا تھا۔
ربیعہ بیگم آ پوچھتے ذرا مسکرا ۔۔

" قہر درویش ۔ جان درویش۔۔۔کیا کرے یہ غریب ۔ عوام۔۔۔۔ڑی اُمیدیں وابستہ تھیں اُن کی۔۔جن پہ زور چلتا ہے اُنہی پہ ہی زور سکتی ہے۔۔کوئی گِلہ نہیں اُن سے۔۔۔ایک گھر میں پرورش پانے والے ایک مزاج نہیں رکھتے۔۔یہ تو پھر د ہے۔۔ہم د سے کیسے ایک سی توقع رکھ تے ہیں؟ پھر تو ہم ہی ۔دان ہوئے۔۔۔اور جو لوگ یہ کہہ رہے ہیں میچ تھا۔۔تو اُن کے لئے خضر جہان ۔ی ۔ کی ماں کا ایک ہی پیغام۔۔سچ سورج ہے۔۔ ۔ دلوں میں سے بھی ع ہو جاتا ہے۔۔اور بے شک ۔طل مِٹنے والوں میں سے ہے۔۔میرے ۔یٹے کی پہلی اولیت اُس کا ملک ہے۔۔اُسے بہت مواقع ملے۔۔ ۔ ہر جا کر کھیلنے کے۔۔لیکن اُس نے ہمیشہ اپنے ملک کو ترجیح دی۔۔۔اگر میرے ۔یٹے کو پیسہ ہی حاصل کرنا ہوتا۔تو وہ آج اُن چند پاکستانیوں کی طرح آسٹریلیاء اور دوسری ٹیمز کے لیے کھیل رہا ہوتا۔نکتہ چینوں کے لیے میری

جانے سے ایک پیغام۔۔۔ بس ساری دنیا کے سامنے ایک کھلاڑی میدان میں آتا ہے۔تو آپ کو اندازہ نہیں وہ کتنی ہمت سے میدان میں آتا ہے۔بہت آسان ہے اسکرین پر اپنے لکھے کمنٹ ٹائپ کر دینا۔اسکرین پر آ کر بول دینا۔۔ عمل کرنا،وہ بھی دنیا کے سامنے۔۔ یقین جانے ٹانگیں کانپ جاتی ہیں۔۔۔پاکستانی عوام کچھ بھی ہماری کرکٹ ٹیم کے متعلق لکھنے سے پہلے ایک مرتبہ سوچ لیا کریں۔۔۔وہ یہ جاننے کے باوجود آخری وقت تک میدان میں ڈٹے رہتے ہیں کہ وہ ہارنے والے ہیں۔وہ میدان چھوڑ کر نہیں بھاگتے۔اُن کے اِس جذبے اور اُن کی اِس fight کی عزت کیا کریں۔۔۔وہ بھی انسان ہیں۔۔اور پلیز اُنہیں گالیاں مت دیا کریں۔اُن کی ایک ماں ہے۔ایک بیوی ہے۔ایک فیملی ہے۔بالکل آپ کی طرح۔۔"

اُستاد کی طرف مائیک آیا۔۔تو اُن سے بھی وہی سوالات پوچھے جارہے تھے۔۔

"جی لقمان سر آپ کی اِس بارے میں کیا رائے ہے؟"

اُستاد نے ایک گہری سانس لی اور وہ کہنے لگے۔۔

" کیا آپ نے کبھی نیشنل ٹی۔وی پر دیکھا ہے کہ کوئی بھی انسان یونہی اُٹھ کر کسی بھی موضوع پر تبصرہ کرنے لگ جاتا ہے؟نہیں۔۔ بلکہ ہر موضوع کے مطابق صحافی،نیوز چینلز پر مختلف ماہرین کو بُلاتے ہیں۔۔قانون کی بات ہو تو ماہرین قانون کو بلایا جاتا ہے۔معیشت کی بات ہو تو ماہرین معیشت کو بلایا جاتا ہے۔۔اِس طرح ہر چیز کی ایک خاصیت ہوتی ہے۔۔اور اُسے جاننے والے اپنے اپنے شعبے کے ماہرین ہوتے ہیں۔۔ مگر اِس قوم کے کی۔بورڈ جہادی خود کو ہر فن مولا سمجھتے ہیں۔۔مسئلہ کوئی بھی پیش آئے۔۔معاملہ کچھ بھی ہو۔۔۔اور چاہے کی۔بورڈ کے جہادیوں کو اُس بات کا علم ہو یا نہ ہو۔لیکن اِس قوم نے freedom of speech کے

م پہ اپنی رائے ضرور دینی ہے۔۔ چاہے وہ ناقص ہی ہو۔ جن لوگوں کو کی۔بورڈ کے جہاد کی لت لگ جاتی ہے۔۔ پھر یہی لوگ ہوتے ہیں۔۔ جو ہر چھوٹی بات کو ہوا بناتے ہیں۔۔ ہر معمولی سی بات پہ قلم اُٹھاتے ہیں۔۔۔ اپنے من پسندیدہ لوگوں کا دفاع کرتے ہیں۔ اور چاہے اُنہیں معاملہ سمجھ آئے یا نہ آئے۔۔ وہ ہر صورت اُن کا دفاع کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔۔۔ اور اُس دوران وہ اسلام کو بھی ہتھیار بنانے میں بالکل نہیں کتراتے۔۔ بنا قرآنی آیات اور حدیث کا context پڑھے جانے اُنہیں یونہی اُٹھا کر کوٹ کر دیتے ہیں۔۔۔ پھر اور بلا celebrities زکے پیجز اُن کی ٹویٹ پہ تبصرے کرتے ہیں۔۔ پھر اُن کے تبصروں پہ باقی عوام کو تبصرے کا موقع ملتا ہے۔۔ اِس م سے رتے ہوئے ہر کوئی ای ان کے کردار کی دھجیاں اُڑا کر اُس پہ کفر کے فتوے لگاتا ہے۔۔ اُس کی کردار کشی کرتا ہے۔۔ یہ بات تو ہوتا آیا ہے اور ہو رہا ہے۔۔ کیا کوئی یہ بتا سکتا ہے۔۔۔ کہ اِس کی۔بورڈ کے جہاد سے اِس ملک نے کون سی ترقی کر لی ہے؟ کیا اِس سے ملک میں ریپ کیسیز ختم ہو گئے ہیں؟ کیا اِس سے ہمارا literacy rate بڑھا ہے؟ کہ اِس سے کشمیر آزاد ہوا ہے؟ کیا اِس سے ہمارے ملک کی کر بڑھ گئی ہے؟ کیا کوئی بتا سکتا ہے۔ کہ اِس کی۔بورڈ کے جہاد سے کیا تبدیلی آئی ہے؟ جنہیں کچھ کرنا ہے۔۔ جنہیں کچھ کر دکھانا ہے۔ وہ ہر بات پہ کمنٹ نہیں کرتے۔۔۔ وہ اپنے کام سے کام رکھتے ہیں۔۔۔

ہر بات پہ کمنٹ کرنے والے انتہا کے فارغ ترین لوگ ہوتے ہیں۔ جنہیں نہ تو اپنے آج کی پرواہ ہے نہ ہی اپنے مستقبل کی۔۔۔ رسیدگی اِس بات میں ہے۔۔ کہ بعض controversies پہ خاموشی اختیار کر لی جائے۔ اور اُسے دل میں بُرا جانا جائے۔۔ کیونکہ نہ تو آپ اُسے ہاتھ سے روک سکتے ہیں۔ نہ ہی اپنی زبان سے۔۔ بس یہی چال چلن چل رہا ہے۔۔ سوال یہ ہے

کہ یہ مزید چلے گا؟ کیا اِس سے کوئی تبدیلی آئے گی؟ کیا اِس سے کچھ حاصل ہوگا؟ کیا اِس سے آپ کچھ کر پائیں گے؟ جواب تلخ ہے۔۔ وہ یہ ہے کہ۔۔ آپ کو کچھ حاصل نہیں ہو رہا۔ اور نہ ہی ہوگا۔۔ سوائے چند لمحوں کی خوشی اور اپنے اعمال نامے میں اضافے ہوں گے۔۔۔"

اس تلخ پیغام کے ساتھ انٹرویو کا اختتام ہوا تھا۔۔

انٹرویو کے بعد جیسے رپورٹر گئی تو اسکوائڈ اپنی روزمرہ کی روٹین کو آگئے۔۔ ہر کوئی اپنے اپنے شغل میں لگ گئے۔۔ جہانزیب صاحب اپنی دُکان پر تھے۔۔ تبھی اُن کا موبائل بج پڑا۔۔ اُنہوں نے شیلف پر پاس پڑا موبائل اُٹھایا، دیکھا تو نواب صاحب کالنگ لکھا آرہا تھا۔۔ اُنہوں نے سبز بٹن دبا کر کان سے موبائل لگایا۔۔

"تھینک یو ابا!"

وہ جھٹ سے بولا تھا۔۔

"کیا آپ کو مجھ پر واقعی فخر ہے؟" شاید اُس کی آواز بھرائی تھی۔۔ جواباً اُنہوں نے خفگی سے پوچھا۔

"کیوں تُجھے سرخاب کے پر لگے ہیں؟"

اُس پر وہ ہنسا۔۔

"اب جو مرضی کہہ لیں۔۔"

اور وہ بہمی سے اُسے جھڑک کر بولے۔۔

"رکھ فون!!!"

اور اُس پر اُس نے ہنستے ہوئے کال کاٹ دی۔۔

اُس کے اِس اقدام پر صرف چند لوگ اُس پر خفا تھے۔۔ جی ہاں۔۔ وہی لوگ۔۔ جن کے

پس سوائے تنقید کے کوئی کام نہیں ہوت ۔۔ ہوتے ہیں ٭ وہ لوگ ۔۔ دوسروں پ نقطہ چینی کرنے والے ۔۔ تنقید کے ٹ ی دار ۔۔ بس وہی تھے ۔۔۔ کسی نے غصے میں شو آف کہا تو کسی نے میچ ۔۔ دل افسردہ تھا اُن ب کمنٹس کو پ ڑھنے کے بعد ۔۔ رات کو ب دُعا سے کال پ ب ت ہوئی تو اُس نے اُس کی آواز سُنتے ہی کہا ۔۔

"یونو واٹ خضر جہا ن ی ب !!!"

ز ن گی میں پہلی مرتبہ اُس نے اُسے رسمی ا ن از میں پکارا تھا ۔۔

"مجھے ٭ ۔۔ عفیفہ پ بہت غصہ آت ہے ۔ پتا ہے کیوں؟ کیو وہ ہر چھوٹی چھوٹی ب توں کو دل سے لگا لیتی ہے ۔۔۔

خا ن ان میں ب ب کوئی افواہ ساز اپنے سے کوئی ب ت گھڑ کر اُس سے ہمارا تعلق جوڑت ہے ۔۔ت ب جو لوگ کہتے ہیں ۔۔ کہ ہم تو کلیئر کریں گے ۔۔ ہم تو ب ت کریں گے ۔۔۔ مجھے اُن لوگوں کی سمجھ کی رتی بھر سمجھ نہیں آتی ۔۔ او عقل مندوں ۔۔۔ مجھے ا ی ب ت تو بتلاؤ ۔۔ بھلا کیا کوئی غلط ب ت کر کے ما ہے کہ اُسنے فلاں فلاں ب ت کی ہے؟ اور اَ مان بھی جائے ۔۔ اور آپ اُس سے ب ڑے ادب اور شائستگی سے کہیں ۔۔ پلیز آئندہ ن کر ن ۔۔ دیکھو پلیز آئندہ ن کر ن ۔۔ مجھے بُرا لگا ہے ۔۔ میری عزت ن اب ہوئی ہے ۔۔ دیکھو پلیز مت کر ن نہیں تو میں رو دوں گی ۔۔ دیکھو پلیز نہیں کر ن ٹھیک ہے ۔۔ تو کیا وہ نہیں کرے گا؟ کیا ہم کسی کی ز ب ن پکڑ ت ہیں؟ نہیں پکڑ ت ن ؟ تو ب پتا ہے ا ن کو کہ ا ی ا ن ب ز نہیں آئے گا ا ی ا ن کی ا ی عادت ہے ۔۔۔ ی چند لوگوں کی لوگوں کو اذ ی ت دینے کی عادت ہے اور وہ یہی چاہتے ہیں کہ ہمیں اذ ی ت ملے تو پھر وہ ب کیوں کر ن جو وہ چاہتے ہیں ۔۔۔ پتا نہیں ا ن اُمیدیں کیوں لگات ہے؟ کیا ا ن پ او پ سے وحی اُ ت تی ہے؟ جو کہ سولہ آنے سچ ہو گی ۔۔"

لائن کے اُس پار گہری خاموشی چھائی تھی۔۔وہ بڑی متانت اور سنجیدگی سے اُسے کہہ رہی تھی۔۔
"اللہ تعالیٰ ہر کسی کو اُس کی حیثیت کے مطابق آزماتا ہے۔۔۔اپنی وقعت کو اُس کی نگاہوں میں سمجھو۔۔اور ناشکری کے بجائے اُس کا شکر کرو کہ اُس نے تمہیں اِس قابل سمجھا۔۔"
ساتھ ہی وہ طراری سے بول پڑی۔۔
"اب یہ مت کہنا کہ میں سمجھدار ہوگئی ہوں۔۔پہلے بہت بچکانہ حرکتیں کرتی تھی۔۔ پتا ہے مجھے۔۔ سمجھ ہے مجھے۔۔۔ہرا ن میں ای بچہ ہوتا ہے۔۔جو عمر کے ساتھ مردہ ہو جاتا ہے۔۔ میں اُس بچے کو مرنے نہیں دیتی۔۔کیو میرے لیے یہ میرا relaxtion کا مو. . . ہے۔۔۔"
وہ اُسے یونہی اُس کی ریڑھ کی ہڈی نہیں کہتا تھا۔۔وہ ہمیشہ اُسے یہ ثابت کر کے دکھاتی تھی کہ وہ اُس کی ریڑھ کی ہڈی تھی۔۔۔
کچھ لمحے بعد دُعا واپس اپنے کردار میں آتے بولی۔۔
"حیاتی!!"
(میری زندگی!!)
اُس پر وہ چونکا۔۔
"واٹ نانسینس!"
"أنا . أنتَ!"
(مجھے تم سے محبت ہے!)
اُس پر وہ پڑ یے۔۔
"دُعا!!"

" کثیراً۔۔۔ اً!"

(بہت زیادہ۔۔ بہت زیادہ!!)

"دماغ خراب ہوگیا ہے تمہارا!" اُس پر اُس نے کال کاٹ دی اور دُعا ہنستے ہوئے پلٹی۔۔اور تبھی اُس کے لبوں سے ہنسی سمٹی۔۔سامنے جہانزیب صاحب کھڑے تھے۔۔وہ اُنہیں غلط سمجھ گئے تھے۔۔یوں تو وہ عربی زبان بطور code language کے بولا کرتے تھے۔۔

جہانزیب صاحب۔۔۔جہانزیب صاحب کے سامنے کیسے کوڈ۔۔جو آدھی سے زیادہ زندگی عربی زبان بولتے آئے تھے۔۔۔اِس سے پہلے وہ کچھ کہتے۔۔دُعا شرمندگی سے لجاتے دوڑ کر باہر نکل گئی اور جہانزیب صاحب نے خفگی اور متاسفانہ انداز میں سر ہلا کر چھت پہ دیکھتے ٹھنڈی آہ بھرتے کہا۔

"اللہ اکبّر!!!"

☆.....☆.....☆

زمانے سے اُکتایا وہ فجر کے وقت جائے نماز پہ بیٹھا تھا۔۔رات کو سونے سے قبل اُس نے ایک tweet پڑھی تھی۔جس نے اُس کا دل بُری طرح رنجیدہ کر کے رکھ دیا تھا۔۔

"خضر آپ لقمان علی خان کے اسٹوڈنٹ رہ کر حرام کھیل کھیلتے ہیں۔۔" خضر نے افسوس سے ٹھنڈی آہ بھر کر ایک سانس لی۔۔

"کرکٹ حرام ہے؟" ماتھے پہ بل پڑے۔۔۔فرش کی ٹھنڈک بڑھ گئی۔۔۔کمرے کی نیلی بتی مکمل نیلی ہوگئی۔۔۔جیسے فروزن کرسٹل۔۔

"کیا مجھے کرکٹ کی قربانی دینی ہوگی!"

معصوم سی آواز ماضی سے آئی تھی۔۔خضر نے سر اُٹھا کر دیوار کے سامنے نیلی روشنی میں چمکتا ہوا

وہ منظر دیکھا۔۔وہ اُستاد کے سامنے سر جھٹکے بیٹھا تھا۔

"میں حرام نہیں کھا سکتا اُستاد!" اُستاد بے ث چہرے سے بغور اُسے دیکھتے پوچھنے لگے۔۔

"دلیل کیا ہے؟" وہ سر اُٹھا نہیں پ ی۔۔ ب ت اُس نے جاری رکھی۔۔

"اُستاد میں مطالعہ کر رہا تھا۔۔میں نے پ ڑھا حدی ث میں کہ کسی بھی کھیل میں prize money نہیں ی ْ چاہیے۔۔سوائے تیرا ْ ازی، گھڑ دوڑ اور او ٹ دوڑ کے۔۔" اُس نے ب تی ت سے سر اُٹھا لیا اور اُنہیں دیکھتے زور سے میز بجائی۔۔

"اِس کا تو یہی مطلب ہوا نہ کر ٹ حرام ہے!!"

اُستاد کے چہرے کے زاویے نہ ب لے۔۔خضر چہرہ مکمل طور پ بنجر ہو ی۔۔وہ مایوس ہوتے سر جھکانے لگا۔۔۔

دل میں شدی ٹیس اُٹھ رہی تھی۔۔۔اُستاد نے ٹھوڑی تلے مٹھی ر ت اُس کے سہارے اپنا چہرہ لڑھکای۔۔وہ اُسے خاموشی سے بغور دیکھ رہے تھے۔۔۔کتنا دکھ تھا اُس بچے کو حرام کھانے سے۔۔۔اِس خیال نے اُن کا چہرہ ت ب ل کر دی تھا۔۔خضر نے کسی خیال سے اُنہیں دیکھا تو ٹ پ َ ی۔۔

"آپ خوش ہو رہے ہیں؟ آپ تو یہی چاہتے ہیں۔۔آپ کے ب اسٹوڈن ٹ خود کو نجمین کے لیے وقف کر دیں۔۔ ہیں ۰!" اُستاد نے مسکرا کر اثبات میں سر ہلای۔خضر کا دل جلا۔اُس نے سر جھکا لیا۔۔

کچھ کہہ کر بے ادبی نہیں کر سکتا تھا۔غصہ اپنی جگہ تھا۔محبت اپنی جگہ۔۔اُستاد نے کچھ سوچتے خشک لبوں پ ز ب ن پھیری اور خضر کو دیکھتے ماتھے پ بل ڈالتے پوچھنے لگے۔۔۔

"کیا قرآن ای واضح کتاب ہے؟!" خضر کو ت پ ڑھ رہی تھی۔۔

"یہ بات پوچھنے کا وقت ہے؟"

اُستاد نے خود کو کمپوز رکھا تھا۔ خضر خود ہی اثبات میں سر ہلا کر بولا۔

"ہاں جی قرآن کریم ایک واضح کتاب ہے۔ اُس میں جو جو کچھ لکھا ہے وہ صاف اور واضح ہے۔۔"

اُستاد نے فوراً سے پوچھا۔

"پھر ہم اُسے اسکالر، حدیث اور تفسیر کا سہارا لے کر کیوں پڑھتے ہیں؟"

خضر کے غصے کی شدت بیان سے باہر جا رہی تھی۔ بڑے ضبط سے وہ بتانے لگا۔۔

"کیونکہ اُس کے پیچھے ایک context ہوتا ہے۔ تاریخ ہوتی ہے۔۔ کچھ logic ہوتا ہے۔۔ وضاحت ہوتی ہے۔۔ اِسی لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ قرآن اور حدیث کو وضاحت سے پڑھا کرتے تھے۔ اور اِسی لیے ہمارے پاس قرآن اور حدیث ہونے کے باوجود ہمیں مفتیوں سے رجوع کرنا ہوتی ہے۔۔ خود سے ہم دین نہیں پڑھ سکتے۔ ہمیں ایک ٹیچر کی ضرورت ہوتی ہے۔۔ دین پڑھنا ہے تو ایک qualified ٹیچر سے ہمیں دین پڑھنا چاہیے۔ خود سے کوئی بھی آیت یا حدیث کو اُٹھا کر اپنی طرف سے ہم فتویٰ نہیں دے سکتے۔۔ اور افسوس یہ چیز پاکستانی عوام میں بڑھتی جا رہی ہے۔۔۔"

اُستاد نے اُسے انگلی دکھا کر کہا۔۔

"تم سمیت!"

خضر ذرا چونکا۔ اُسے غصہ چڑھا۔۔

"میں آپ کا اسٹوڈنٹ ہوں!"

اُستاد ذرا مسکرائے۔۔

چھت پ سے سفید پپڑی یکدم اُستاد کے کندھوں پ ی۔۔

"اوہ!" اُستاد نے حیرت سے سر اُٹھا کر او پ دیکھا۔۔خضر فوراً سے اُٹھا۔اُس نے اُستاد کے کان ھے سے پپڑی ہٹائی۔۔

"ر روغن کروالیں۔۔۔ ا کے لیے۔۔۔ ہر روز کمرے میں پپڑ یں ی ہوتی ہیں۔۔"

اُستاد سادگی سے مسکرا کر اُسے دیکھ رہے تھے۔۔وہ دو رہ سے بیٹھا۔اُستاد نے ت جاری رکھی۔۔

"س پ ٹ۔۔تم نے نہ context پڑھا۔۔نہ کسی علماء کا فتویٰ پڑھا۔نہ کسی سے تحقیق کی۔نہ کچھ پوچھا اور یونہی کسی بھی چیز کو حرام قرار دے دی۔۔"

خضر نے افسوس سے سر مکمل طور پ جھکا لیا۔۔اب شرمندگی ہو رہی تھی۔۔۔خضر کرب سے کہنے لگا۔

"ہر روز لوگ میرے ایمان کی دھجیاں اُڑا دیتے ہیں۔۔مجھے حرام کام کرنے والا کہتے ہیں۔مجھے تکلیف ہوتی ہے۔۔مجھے دُکھ ہو ہے۔۔۔۔"

اُستاد چند لمحے خاموش رہے اور پھر کہنے لگے۔

"لوگوں کو تم چھوڑو۔۔جو حدی کا ذکر تم کر رہے ہو۔وہ ٹھیک ہے۔۔لیکن اُس کی بھی علماء نے کچھ شرائط دی ہیں۔۔"خضر نے سر اُٹھا کر اُنہیں دیکھا۔

" کیا شرائط ہیں؟"

اُستاد بتانے لگے۔۔

" کیا تم کر ٹ کے ز چھوڑتے ہو؟"

خضر نے فوراً سے میں سر ہلای۔۔جائے ز پ بیٹھے اُس کی آنکھوں سے آ ٹو ٹ۔۔وہ آج

نہیں چھوڑ ا تھا۔۔

" کیاتم روزہ چھوڑتے ہو؟"

خضر جھٹ سے بولا۔

" نہیں اُستاد۔۔حتیٰ کہ کتنے پروفیشنل کھلاڑی۔۔جو practising مسلمان ہے۔وہ روزہ نہیں چھوڑتے۔۔نہ میں روزہ چھوڑتا ہوں۔۔نہ میں چھوڑوں گا۔۔"

اُستاد نے اگلا سوال پوچھا۔۔

" کیاتم نے کرکٹ کی وجہ سے حقوق اللہ یا حقوق العباد میں کمی کی؟"

خضر نے نفی میں سر ہلایا۔۔

" کبھی بھی نہیں!!"

جائے نماز پر ایک اور آنسو ٹوٹا تھا۔اُس نے تو ہر جگہ اپنے رب کو پہلی اولیت پر رکھا تھا۔۔

اُستاد پوچھ رہے تھے۔۔

" کیا کرکٹ میں ہارنے والی ٹیم تمہیں پیسے دیتی ہے؟ کیونکہ وہ جوا ہوتا ہے۔۔"

خضر نے نفی میں سر ہلایا۔۔

" نہیں اُستاد۔۔ہارنے والی ٹیم نہیں دیتی۔۔۔"

اُستاد بولے۔۔

"اب گھڑ دوڑ اونٹ دوڑ اور تیراندازی کی بات کرتے ہیں۔۔چونکہ یہ تینوں چیزیں جہاد میں کام آیا کرتی تھیں۔۔۔اِس لیے اللہ کے نبی ﷺ نے لوگوں کے ہنر کی حوصلہ افزائی کرنے کے لیے prize money دینا مناسب سمجھا تھا۔۔اور دوسری چیزوں سے اِس لیے منع فرمایا تھا کیونکہ لوگ پیسوں میں لگ کر حقوق اللہ اور حقوق العباد کو نہ بھول جائیں۔۔۔اب کوئی

ا ن سٹا لگاتا ہے۔۔ اللہ کو بھول جاتا ہے تو اِس میں کر ٹ کا تو قصور نہیں۔۔ یہ ب تو قی کھیلوں میں بھی ہو سکتا ہے۔۔ اَ کوئی ا ن سٹا لگاتا ہے۔۔ betting کرتا ہے۔۔ بِک جاتا ہے۔۔ تو اِس میں کر ٹ کا تھوڑی۔ ا ن کا قصور ہے۔۔ اور جو لوگ اپنی زیں ٹ ک کر کے دیکھتے ہیں۔۔ اِن کو کیا کھلاڑیوں نے کہا تھا کہ اپنی ز چھوڑو۔۔ یہ جو لوگ میچ پ سٹا لگاتے ہیں۔ اِن کو کھلاڑیوں نے میسیج کیا تھا۔۔ کہ بھئی میرے پ سٹا لگا ۔۔۔ یہ پھر کھلاڑیوں کو آئی۔سی۔سی نے کہا تھا کہ جواری کے ہاتھوں بِک جا ۔۔ ا ن اپنے اعمال کا ذمے دار خود ہوتا ہے۔۔ کوئی اُس کے َ ہوں کا کر ٹ نہیں ہوتا۔۔ کر ٹ ات حرام نہیں۔۔ مجھے دلیل لا کر دو اور بتاؤ حرام کا لفظ کدھر لکھا ہے؟ یونہی بلاوجہ کسی بھی چیز کو حرام قرار دے دینا تو اِس عوام نے اپنا وتیرا بنا لیا ہے۔۔ اب کوئی اِس سے اپنا وقت ضائع کرتا ہے۔۔ تو اِس میں کر ٹ کا قصور ہے کہ ا ن کا؟ یہ وہ کھیل کھیلا جا ہے جس سے ا نی جسم توا ہو۔ یہاں دماغی چستی کے لیے بھی ا عالم شطرنج کھیلا کرتے تھے۔۔ فتویٰ دینا ہمارا کام نہیں ہے۔ ہی کسی کو بھی یونہی اجازت ہے کہ وہ فتویٰ دے دے۔۔"

وہ سانس کے لیے ٹھہرے۔

"اور جو لوگ کہتے ہیں۔۔ یہ گیم کفریہ گیم ہے۔۔ اُف۔۔ کوئی کیسے اِس پ کفر کا فتویٰ لگا سکتا ہے۔۔ کیسے۔۔" اُستاد نے سر پ ہاتھ رکھ کر میں ہلایا اور خضر کو دیکھا۔۔

"ای مسلمان کا وہ کام کر وہ چال ڈھال اور وہ رہن سہن اپنا ۔۔ جن سے کفار کی مشابہت ہوتی ہے۔۔ اُس چیز کو کفریہ چیز کہتے ہیں۔۔ اِس طرح تو اور بہت سی چیزوں کی origin کُفار کی ہے۔۔ سوشل میڈیا بھی کُفار کی ا د ہے۔ ای ا ن اُس پ پیسے کماتا ہے۔ ای ا ن اُس پ تبلیغ کرتا ہے۔ ای اُس پ فحاشی پھیلاتا ہے۔ اور ای اُس پ فراڈ کرتا ہے۔۔ اب

بتاؤ۔قصور کرکٹ کا ہے کہ بندے کا؟ایمان اری سے بتاؤ؟

کفّار سے مشابہت اختیار کرنا یعنی کرسمس منانا۔۔۔ایسٹر منانا۔ہولی کھیلنا۔۔کفار سے مشابہت اختیار کرنا مطلب اُن چیزوں کا بائیکاٹ کرنا جنہیں کرتے ہی کوئی شبہ میں پڑ جائے کہ یہ کفار تو نہیں۔۔بھئی کرکٹ تو انٹرنیشنل گیم ہے۔اور کوئی بھی کسی کو کھیلتا دیکھ کر اُس کے مذہب کا فیصلہ نہیں کرسکتا۔۔۔میری سمجھ سے باہر ہے۔۔کیسے لوگ بغیر علماء سے پوچھے،بغیر تحقیق کیے کُفر اور حرام کے فتوے لگا دیتے ہیں۔حرام لفظ سُن کر بھی ٹانگیں کپکپا جاتی ہیں۔۔اور یہ لوگ کتنی آسانی سے کسی بھی چیز کو حرام کہہ دیتے ہیں۔۔Obsession obsession ہی ہوتی ہے۔۔اِس کا اچھے اور برے کام سے تعلق نہیں ہوتا۔۔۔کوئی بھی چیز انتہا پسندی کے پیمانے پر ہو،وہ انسانی جسمانی دماغی اور نفسیاتی صحت کے لیے اچھی نہیں ہوسکتی۔۔اسلام ہمیں انتہا پسندی نہیں سکھاتا۔۔مذہبی ہونا اور انتہا پسند ہونا دو الگ چیزیں ہیں۔۔اور یہ کبھی ضم نہیں ہوسکتیں۔۔"

وہ یونہی جائے نماز پر بیٹھا تھا۔

"بیٹا خوامخواہ دین کو تلوار بنا کر دوسروں کے ایمان کا جائزہ نہیں لیا کرتے۔کسی بھی چیز کو حرام کہہ دینا،وہ بھی وہ جو حرام نہ ہو۔اللہ کے فیصلوں میں مداخلت ہے۔۔اِس لیے کہتے ہیں۔۔خطرہ ایمان ہوتا ہے۔۔مسلمان جہاں جاتا ہے۔وہاں تبلیغ کرتا ہے۔کبھی اپنے لفظوں سے۔کبھی اپنے عمل سے۔۔تم بھی تبلیغ کرو گے۔۔انشاءاللہ۔۔اپنے عمل سے۔۔تمہاری داڑھی۔تمہاری عبادتیں۔۔تمہاری ایمانداری۔۔تمہارا مسلمان ہونے کا ثبوت ہوں گی۔۔۔ٹھیک ویسے۔۔جیسے ہاشم آملہ کیا کرتا ہے۔۔"

جائے نماز پر بیٹھا وہ آنسو صاف کر رہا تھا۔اُسے آئی۔سی۔سی investigation ٹیم نے بلایا

تھا۔۔ نیلی فروزش روشنی مدھم ہوگئی۔۔ ماضی کا وہ پ ٹ دھماکے سے بند ہو َ ی۔۔ یہ ۔ کافی نہیں تھا تو کر ٹ اینٹی۔کرپشن ٹیم نے اُسے بلا لیا تھا۔ اُس کی َ ۔ شتہ روز کی وڈیوز پ غور کیا جا رہا تھا۔۔ اُس کی گیند کو ملتے ہوئے تصو ی کو تو یوں دیکھا جا رہا تھا جیسے وہ ball tampering کرتے پکڑا َ ی ہوا۔ اُس سے چھوٹے کیچز کو ایسے دیکھا جا تا جیسے اُس نے اُنہیں جان بوجھ کر چھوڑا تھا۔

اُستاد نے اُسے جانے سے پہلے سمجھا ی تھا۔ تنقیدا ی اسپورٹس مین کی زن گی کا حصہ ہے۔

عیبوں سے کیوں ۔ ہوا تیرا دامن بیشک خالی
کیا کوئی ہے فقط ایسا
جس پ نقطہ نگاروں کا قلم رُکا ہو؟
(تحریم ارشد)

مستقل چار گھنٹے اُس سے سوالات پوچھے جا رہے تھے۔۔ ا ی سوال کو دو سے چار مرتبہ پوچھا جا تا تھا۔۔ ماہر نفسیات اُس کی ا ی ا ی حر ت کو بغور دیکھ رہے تھے۔۔ اچھے سے اچھا بندہ بھی اُس ماحول میں گھبرا جا تا۔۔ وہ بڑی تکنیک استعمال کرتے اور ا ی سوال کو مختلف ا۔ از میں پوچھتے۔۔ کہ کہیں سے سچ ب ہر نکل آئے۔۔ انٹرپول پولیس نے بھی کرپشن یو۔ ٹ کے ساتھ تعاون کیا تھا۔

اُس نے یہ ب خاموشی سے سہا تھا۔۔ اُس کے وڈیو کلپس کو ہر زاویے سے دیکھا جا رہا تھا۔ عجیب گھبراہٹ تھی اُس بند کمرے میں۔۔ لوگوں سے َ گھرا ہوا کمرہ تھا۔۔

کچھ ۔ ب تی کر ٹ مبصر نے ٹیلی وژن پ بیٹھ کر یہ بھی کہا تھا۔۔

"جو میچ فکسنگ میں ملوث ہو اُس شخص کو پھا دے دینی چاہیے۔۔ تا کہ وہ مقام عبرت

بنیں۔۔"

(حقیقت میں۔۔یہ ای سابق کرکٹر اور مبصر کا حقیقی بیان تھا۔۔)

کوئی کہہ رہا تھا۔۔

"اور بھی تو ٹیم کے فرد ہیں۔اُنہیں تو نہیں پکڑا گیا۔ظاہر ہے۔ آگ لگے۔ ہی دھواں اُٹھتا ہے۔"

اسکوائ کے لڑکے بڑی تعداد سے کمپاؤنڈ میں جمع تھے۔

"خضر کو پھنسایا جا رہا ہے۔ہم احتجاج کریں گے۔۔"

رات سے Twitter پہ trends میں ہیش ٹیگ we are with sixer king آ رہا تھا۔۔

تفتیش جاری تھی۔۔

ربیعہ بیگم کا دل بیٹھا جا رہا تھا۔۔

"ہائے میرے بچے کو بدنام ہی نہ کر دیں۔۔اللہ حاسدین کے شر سے اُسے بچائے!"

"امی ہو جاتا ہے سب ٹھیک!"

دُعا نے سے کتاب لگائے اُنہیں سمجھا رہی تھی۔۔اندر سے دل دھڑک رہا تھا۔۔کل رات سے وہ اِس قسم کی باتیں سُن کر تناؤ کا شکار تھے۔۔۔بیان سے بدتر صورتحال تھی۔۔۔وقت گزر ہی نہیں رہا تھا۔۔خضر کو کلِپس دکھا دکھا کر اُس سے پوچھا جا رہا تھا۔۔

"یہ یہاں۔۔آپ گیند کو چھل رہے تھے۔۔" خضر نے بڑے ضبط سے کہا۔۔

"میں نہیں چِھل رہا تھا۔۔"

"یہ رات کو آپ سے کون ملنے آیا تھا۔۔؟"

وڈیو دکھائی۔۔۔

"یہ valet تھا۔۔"

"پکی بات ہے۔۔؟" اُسے شک کی نگاہوں سے دیکھا گیا۔خضر نے سادگی سے بھوں اُٹھا کر کہا۔۔

"آپ اُس کی بھی تحقیقات کیوں نہیں کر رہے؟"

پنچ گھنٹے مستقل بز پس کے بعد سیاہی پہ ایک زرد ستارہ اُبھرا تھا۔۔اس ستارے نے سورج کی ما بہ صاف کر دیا تھا۔۔۔سینہ تان کر گیا تھا سینا تان کر باہر نکلا تھا۔۔۔سارے الزامات بے بنیاد ثابت ہوئے تھے۔۔۔رپورٹرز باہر مائیک لیے کھڑے تھے۔ہر ایک کے سوال کا جواب دینا مشکل تھا۔۔۔

گارڈز اُسے گھیرے ہوئے کھڑے تھے۔۔رپورٹرز کے مائیک یہاں وہاں سے آ رہے تھے۔ خضر نے گارڈز سے دھیرے سے کہا۔۔

"ایک منٹ۔۔" ہجوم میں دل گھٹ سا رہا تھا۔وہ کچھ دیر تنہائی نیند اور سکون چاہتا تھا۔۔۔ یہاں سے نکلنا ناممکن تھا۔اُس نے ایک گہری سانس باہر خارج کی۔ہر کوئی اُس کے سامنے مائیک کیمرہ ریکارڈر کیے کھڑا بغور اُسے دیکھ رہا تھا۔صحافی اِس تاک میں تھے۔۔کہ بس خضر لب کھولے اور کچھ کہے۔۔خضر نے لب کھولے۔۔۔

"جہاں تک مجھ سے ہو سکے یہ۔۔۔کہ میں کسی کو اذیت نہ پہنچاؤں۔۔ حاسد کا کیا کروں؟ جو خود ہی خود کو اذیت میں مبتلا کر بیٹھتا ہے؟ اے حاسد!! مر جا۔۔۔تاکہ سکون حاصل کر سکے۔۔ اس لئے کہ حاسدین ایسی آفت ہے کہ اِس کی اذیت سے ماسوا موت کے کوئی دوا نہیں۔۔ بد بختوں کی دلی خواہش ہوتی ہے۔۔کہ وہ خوش بختوں کے مال مرتبے اور عزت کو زوال دے

سکیں۔۔اب اَ چمگادڑ کی آ دن کی روشنی نہیں دیکھ سکتی تو اِس میں سورج کے نور کا کیا قصور
ہے؟ سچ تو یہ ہے کہ سورج ت ر ی ہو۔اِس سے بہتر ہے کہ ایسی ہزار چمگادڑوں کے آنکھیں
ا ھی ہو جا ۔۔۔"(شیخ سعدی رحمتہ اللہ)

ٹی۔وی اسکرین کے اُس پ رخضر کے دو ت لیاں بجا کر اُچھل پڑے۔

"اوئے ہوئے ہوئے!" زین کی ز ن ہی نہیں تھک رہی تھی۔۔۔

"اوئے ہوئے ہوئے۔۔کیا ت کہی ہے۔۔۔کیا ت کہی ہے۔۔"

خضر نے صحافیوں سے معذرت کی۔۔

"ایکسکیوز می!" اور وہ چل پڑا۔۔صحافی اُس کے پیچھے دوڑے۔۔

"خضر ای سوال خضر ای سوال۔۔" وہ تیزی سے گاڑی کی جا ب ڑھ ی۔۔وہ زی َ تھا۔۔۔پ لے کر زی لے جانے والا زی َ۔۔کسی گاڈ فادر پ انحصار کرنے والا زی َ۔گاڑی میں وہ بیٹھا اپنا twitter account دیکھ رہا تھا۔

بعض ایسے سینیئر کھلاڑی بھی تھے۔جنہوں نے اب کار کردگی کے ریٹائ منٹ لے لی تھی۔۔اُن کی tweet دیکھ کر اُسے جھٹکا لگا تھا۔لوگوں کا اُنہیں گالم گلوچ کرتے دیکھ کر خضر آزردگی سے خود سے کہہ رہا تھا۔۔

"ہرا ن کا ای وقت ہوت ہے۔ای دور ہوت ہے۔۔۔اور وہ اُس دور میں اپنی فیلڈ میں بہت م کمات ہے۔۔ز گی کا دی عروج پ ہوت ہے۔۔تو اُس کی لو سے سارا جہاں جگمگات ہے۔ پھر فطری م کے مطابق وہ ڑھاپے کی جا جانے لگتا ہے۔۔ چاہ کر بھی اُس کا وجود اُس کی طاقت اور اُس کی لو ما پڑنے لگتی ہے۔۔ہر کھلاڑی ہر سورما کی ز گی میں یہ وقت آت ہے۔۔اور وہ اپنے ریٹائ منٹ کے phase میں عزت کا مستحق ہوت ہے۔۔وہ عزت جو اُس

نے سالوں کما کر اپنے ملک کے لیے منسوب کی تھی۔۔ ریٹائرمنٹ کا وقت اُسے اُس کی ا. ت دینے کا ہے۔۔ نہ کہ اُسے ت. لیل کرنے کا۔ اُس نے اپنی سکت کے مطابق اپنا بہترین د. ی تھا۔۔ ہر چیز کا اختتام ہو. ہوت ہے۔۔ اور یہ فطری ہے۔۔"

وہ سانس ی. کے لیے ٹھہرا۔

"لوگ کیا سمجھتے ہیں؟ کیا خالی پ. ی کما. ی بہت ہوت ہے ا ن کی ز. گی میں؟ کیا ہم کھلاڑیوں کے دل نہیں ہوتے؟ کیا ہم اچھا فئیر ویل deserve نہیں کرتے؟ کیا ہم نے کوئی قر. ں نہیں دیں؟ کیا ہم اپنے چاہنے والوں کو پیچھے چھوڑ کر میدان میں نہیں اُ ت ے؟ کیا ہم نے اپنی قوم کو خوشی کے لمحات دینے کے لیے قر. ں نہیں دیں؟ کیا اتنا آسان ہے ہم پ تنقید کا قلم اُٹھا. ؟ افسوس ہے میری قوم۔۔ افسوس ہے۔۔"

سکون میسر کہاں تھا۔۔۔ ہوٹل روم میں َ ی۔۔۔ کچھ د ی آرام کر. چاہا گھر والوں دوستوں صحافیوں اور رشتے داروں کی کالز آنے لگیں۔۔۔ واٹس ا ی پ ٹیم کے ساتھی میسیج کرنے لگے۔۔۔ سکون کہیں نہیں تھا۔۔۔ سکون واقعی کہیں نہیں تھا۔۔ شام کو فلائیٹ بھی تھی۔۔۔ تھکاوٹ سے جسم چُور تھا۔۔ گھر جانے کی بھی اپنی ہی خوشی تھی۔ فلائیٹ میں وہ کپتان کے ساتھ بیٹھا تھا۔۔ وہ َ . شتہ روز کے متعلق تبصرہ کر رہے تھے۔۔

"ماشاء اللہ سے تمہاری ODI میں بیٹنگ کی highest average رہی ہے۔۔ 68.00۔۔ یہ قابلِ داد ہے۔ مجھے حیرت ہے۔ اِس کارَ دگی کو کیسے ا. از کر دی َ ی۔۔ تم نے کل ر رڈ توڑ د ی ہے۔۔۔ اور تم پ ایسا الزام۔۔ یقین جانو!" اُنھوں نے اُس کا شانہ تھامتے کہا تھا۔

"مجھے افسوس ہے۔۔" خضر سادگی سے ہمیشہ کی طرح خاموش بیٹھا تھا۔۔

"مجھے آج بھی اپنے فیصلے پہ فخر ہے۔۔" اُنہوں نے ہی اُس کے ہنر کی بنا پہ اُس کی سفارش کی تھی۔۔

"بس دُعا ہیں آپ کی!" وہ احتراماً سر جھکا کر بولا تھا۔۔

"تمہارا stardom level آخیر ہے ویسے!" خضر نے چترائی سے مسکرا کر اُنہیں دیکھا۔۔

"چھوٹوں سے مذاق کرتے ہیں؟ آپ کے آگے تو کچھ بھی نہیں ہے۔۔"

اور وہ ہنس پڑے۔۔ وہ اب بھی جونیئر تھا۔ سینیئر ن کے لیے ابھی وقت درکار تھا۔ وہ کوئی فلم نہیں تھی۔۔۔ جو وہ لمحے بھر میں کپتان بن جا۔۔ کپتان ن کے لیے ابھی اُسے بہت محنت کرنی تھی۔

"میں اپنی ریٹار پہ بھی تمہیں ہی ر کروں گا!!" وہ ش سے بولے تھے۔ خضر فخر بولا۔۔

" میرا کام بولے گا!" اور اُن کے گلے سے قہقہہ نکلا۔۔

"اب تو میں تمہیں ضرور ر کروں گا!"

چند لمحے خاموشی سے ر رہے تو خضر اُن سے کہنے لگا۔۔۔

"بھائی۔۔۔ ہماری کامیابی کسی 'فین کلب' پہ منحصر نہیں کرتی!"

اُنہوں نے کی۔۔

"صحیح بات ہے۔۔" خضر کی بات جاری تھی۔۔

"سوشل میڈیا پہ جو کل سے ہوا۔۔ بہت غلط ہوا۔ میرا ماننا ہے کہ۔۔۔ ہم اپنے پسندیدہ ستاروں کے مخالفوں کو بُرا کہے بغیر بھی اظہار رائے حق کر ہیں۔ ہمیں اپنے پسندیدہ ستاروں کا ساتھ دینے کے لیے کسی کو abuse کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔۔ حق بات کہنے کے لیے کسی کو abuse

کرنا ضروری نہیں ہوتا۔۔ یہ اسٹارڈم لیول نہیں ہے۔۔ یہ ایک بیماری ہے۔۔۔ جسے میں star obsessive disorder کہتا ہوں۔۔" وقت کا پتا نہ چلا اور وقت بیت گیا۔۔ اور وقت تو بیت جاتا ہے۔۔ کراچی ایئرپورٹ پر پہنچا تو ہجوم اُس کے استقبال میں اِکٹھا تھا۔۔ کسی نے ہار پہنائے۔ کسی نے کاندھوں پر اُٹھایا۔۔ کسی شکست خوردہ کا ایسا استقبال پہلی مرتبہ دیکھا جا رہا تھا۔۔ بھیڑ میں چلتے ہوئے آ رہا تھا۔۔ ہجوم میں حسن کے ا رسے گھرا تھا۔ آج دو بھی تھی شہرت بھی تھی۔۔ چلتے چلتے ٹھٹک کہ وہ رُکا۔ دُور سے کتھارنگ کے اسکارف میں لپٹا ستارہ جگمگا رہا تھا۔۔۔ دور سے وہ ستارہ بھیڑ میں دو پیش دیکھ رہا تھا۔۔ وہ کہاں آیا کرتی تھی اُسے یہ۔۔ مصروفیت اُسے آنے کی اجازت نہیں دیتی تھی۔ آج آئی تھی۔۔

حسیناؤں سے گھرا رہتا تھا۔۔۔ آج بھی اُسے دُعا کے چہرے سے زیادہ خوبصورت اور کوئی نہیں لگا کرتا تھا۔۔ اپنے دھیان میں چلتا ہوا وہ اُس کی جانب آیا تو دُعا نے جھٹ سے اُس کے آگے ہاتھ بڑھایا۔۔

" آٹو گراف سر!" خضر نے مسکرا کر بھوں اُٹھاتے خوش گواریت سے اُسے دیکھا۔۔ دُعا نے بھوں اُٹھائی۔۔

"دیں نہ!!" ہمیشہ کی طرح اُس نے اُس کے شانوں کے گرد ہاتھ پھیلایا اور اُس کے ساتھ چلتے ہوئے کہا۔۔۔

" آٹو گراف کی کیا ضرورت ہے۔ سارے کا سارا بندہ تمہارا ہے۔۔"

لوگ دیکھ رہے تھے۔۔ ستاروں کو کیا پرواہ تھی؟ ستارے تو جگمگاتے ہیں۔ اُن کا تو شغل ہی جگمگانا ہے۔ وں میں آنا ہے۔۔ خضر لوگوں کو دیکھتے مسکرا کر چلتا اُس سے پوچھنے لگا۔

"تم نے میک اپ کیا ہے؟" دُعا نے بات کاٹتے کہا۔۔

"بی۔بی کریم ہے۔۔وہ میک اپ تھوڑی ہے۔۔۔"

خضر نے سادگی سے کہا۔۔

"تمہیں میک اپ کی ضرورت نہیں۔۔"دُعا نے د . کر خود کو کمپوز رکھا۔۔۔تھوڑے سے گال گلابی ہوئے۔۔۔

"بلکہ پورے میک اوور کی ضرورت ہے۔۔"

دُعا کو خود ہنسی آئی۔اُس نے مصنوعی خفگی سے اُسے دیکھا۔۔

"جا !!!خضر نے اُسے دیکھ کر مسکراتے اُس کے ماتھے پ افسوس سے انگلی ماری۔۔

"تم پ ٹی نہیں۔۔کسی کام کی نہیں ہو!"

"بس کر دیں گے!"سامنے سے وقاص گلا کھنکار کے کہتے آ گے آ ی۔۔تو خضر دُعا کے شانے سے ہاتھ ہٹا کر اُس کی جا . ڑھ ی۔دُعا نے ہاتھ . ھے دونوں کو مسکرا کر دیکھا۔۔

". ی عزت کمالی ہے سا نے!"خضر نے اُسے زور سے گلے لگائے اُس کی پیٹھ تھپکی۔۔

"عزت تو اب کمائی ہے۔۔پہلے شہرت کمائی تھی۔۔"وہ اُس سے الگ ہوا۔۔

"بس۔۔"اُس نے وقاص کے کندھے تھپتھپائے اور اُس کو بغور دیکھا۔۔"ی رسا ۔۔"وہ ٹھہرا۔اور پھر بولا۔۔

"ہماری قوم کو شہرت اور عزت کے مابین فرق نہیں پتا۔۔"اب کی . ر دُعا نے گلا کھنکارا۔دونوں نے اُسے دیکھا۔۔وہ مسکرا کر بولی۔۔

"گھر چلیں۔۔گھر کے لئے بھی کچھ . تیں چھوڑ دیں؟"

اور خضر نے تبسم سے سر کو خم دی۔۔

"جیسا آپ کا حکم!"

☆.....☆.....☆

گاڑی اسکوائ میں رُکی۔تو اسکوائ کا ہر ۔شندہ ہمیشہ کی طرح اُس کا استقبال کرنے کے لئے ۔ہر آ رہا تھا۔۔۔

وقاص نے اُس کو ا رلاتے اپنا لازم والا رقص کیا۔۔

"ہو جمالو!!!"

خضر بس مسکرا کر اُنہیں دیکھ رہا تھا۔۔اسکوائ کے گیٹ پ خوب رونق خوب چھل پہل تھی۔۔
ہجوم میں ۔نظمی ہونے لگی تو دُعا جھٹ سے بولی۔۔

"ا رچلتے ہیں۔ ۔قی ۔ ا رجا کر کرتے ہیں۔۔"

تھوڑا آگے ۔ڑھے تو جہا ۔ ۔ صا ۔ دوکان پ لا لگا رہے تھے۔خضر نے اُنہیں مسکرا کر دیکھا۔جہا ۔ ۔ صا ۔ نے بنا کوئی ۔ دیتے اُسے اشارہ کیا اور کہنے لگے۔۔

"تیری پسند کا اچار گو بنا ہے۔۔۔قورمہ بھی بنا یہ ہے تیری ماں نے۔۔جو جھنڈے گاڑے ہیں نہ تُو نے اُسی کی خوشی میں!" دُعا بتیسی د ۔تے ہاتھ پیچھے ۔ ھ کر جھولتے ہوئے بولی۔۔

"ہاں ہاں۔۔خاص گو جو آپ نے صاف کر کے دی تھا!" جہا ۔ ۔ صا ۔ نے خفگی سے اُسے دیکھا۔۔اور پھر وقاص کو دیکھتے بولے۔۔

"۔قی مشٹنڈوں کو بھی لے آ، ہمارے ہاں ہی کھا کھا گے ۔!"

وقاص نے اثبات میں سر ہلا دی۔۔

خضر نے تکان سے دُعا کو دیکھا۔

"میں بہت تھک ی ہوں ی ر۔میں دو راتوں سے نہیں سو ی۔۔"

دُعا نے دھیرے سے اُس کا شانہ پ ۔۔

" تھوڑا سا تو چکھ ی ۔۔"

جہاں جا رہا تھا۔۔ ہر کوئی گلے لگا رہا تھا۔۔ آنٹ ں دُعا اور سر پ پیار دے رہی تھیں۔ ماں سے تو ماں کا ہمیشہ کا لازمی رو بھی دیکھنا تھا۔۔

ربیعہ بیگم اُسے ساتھ لگائے رو رہی تھیں۔۔

" دیکھنا خُدا اِن کو ضرور پوچھے گا۔ دیکھو تو!" اُنہوں نے متفکرا از میں اُس کی ٹھوڑی پکڑ کر اُس کا چہرہ دیکھا۔۔

" کیسا منہ نکل آ ہے میرے بچے کا!"

جہا ۔ صا نے ہر کھڑے گلا کھنکارا تو ربیعہ بیگم نے راضی سے پلٹ کر اُنہیں دیکھا۔۔

" کچھ آپ بھی ورزش کر لیا کریں۔۔ تو نکال لی ہے بیٹھ بیٹھ کر!" دُعا کی ہنسی نکلی۔۔ خضر نے زور سے د لیے۔۔ اور جہا ۔ صا کو عتاب بھری وں سے دیکھنے لگے۔۔

وقاص نے افسوس کرتے میں سر ہلا ی۔۔

" یہ آ انکل ای دوسرے کو طعنے دینے سے ی نہیں کرتے!"

ا رفریش ہونے کے لیے آ ی تو دُعا پیچھے اُس کے کمرے میں آتے بولی۔

" مجھے آج گھومنے جا ہے لڑکیوں کے ساتھ۔۔"

خضر پلنگ سے کپڑے اُٹھاتے بے ش لہجے میں بولا۔

" جا ہے تو مجھ سے کیوں پوچھ رہی ہو۔" دُعا نے ہاتھ ھتے دروازے سے ٹیک لگائی۔

" یہ گِلہ تھا؟" اُس نے بھوں اچکائی۔

خضر نے اُسے دیکھا۔۔ اور بھوں اُٹھا کر سنجیدہ ا از میں کہا۔

"تھا تو۔ خیر چلی جاؤ!" وہ سرہٹاتے آگے بڑھا۔ دُعا ہنوز کھڑے بولی۔

"چاند!" وہ رُکا۔ اُس نے سر اُٹھا کر اُسے دیکھا۔

"ہوں؟" ماتھے پر بل پڑے۔۔ بنا دیکھے۔ خضر آنکھیں پھیلیں۔ ٹھوڑی پر بھی بل پڑے۔

دُعا نے ایک گہری سانس لی۔۔

"میں ایک feminist ہوں۔ میں اپنے حقوق کی حمایتی ہوں۔ لیکن میں pseudo-feminist نہیں ہوں۔ جو صرف اپنے مفاد کے متعلق سوچتی ہے۔ جو بلا وجہ مردوں سے نفرت کرتی ہے۔ میرے دین اور میرے معاشرے نے مجھے مغرب کے feminism سے زیادہ اچھے پختہ قانون اور حقوق دیئے ہیں۔ مجھے اپنی اہمیت دکھانے کے لیے مغرب کے feminism کی ضرورت نہیں ہے۔ مجھے smash the patriarchy اور بیہودہ اور بھدے slogans کی تختے اُٹھانے کی ضرورت نہیں ہے۔ اللہ نے عورت کو محرم کے رشتے دیئے ہیں۔ تو کسی بہت بڑی وجہ سے دیئے ہیں۔۔ عورت اگر گھر ہے اور گھر اُس سے ہے۔ تو محرم اُس گھر کا دروازہ ہے۔۔۔ عورت کا دروازہ۔ یہ ذمے داری اللہ نے اپنی کتاب میں مرد کو دی ہے۔۔ اگر میرے دین میں مرد سے پوچھ کر بیوی کو باہر جانے کی اجازت لینا ضروری ہے۔ تو میں اِسے منفی اعتبار سے نہیں دیکھتی۔ یہ اجازت میرے اور میرے شوہر کے درمیان اعتبار کی رسی کو مزید مضبوط کرتی ہے۔۔ میرا میرے شوہر سے اجازت لینا۔۔ ہر قسم کے شک اور تناؤ کو میرے اور میرے شوہر کے درمیان سے مٹا دے گا۔۔ اور پھر کسی اور کی اتنی ہمت نہیں ہو گی جو ہمارے درمیان آ سکے۔۔ میں ہر چیز اختیار رکھنے کے باوجود۔ اپنے شوہر کو اپنی پہلی اولیت سمجھتی ہوں۔۔ اور اِس سے میری انا کو کوئی ٹھیس نہیں پہنچتی۔۔"

خضر نے کپڑے کاندھے پر رکھے اور بنا ہنسے بولا۔۔

"میرے جاگنے سے پہلے آجا ۔۔مجھے تمہیں کہیں لے کر جا ہے۔۔"

دُعا سر جھٹک کر دھیرے سے مسکرائی۔۔اور پھر اُس نے دھیرے سے سر اُٹھایا۔۔

"جیسا آپ کا حکم!"

اَ وہ بات ما تھا۔تو اُسے بھی بات ما تھی۔۔ ا ی سے ساتھ چلتے تھے۔۔ ا ی سے ای دوسرے کی بات ما تھے۔۔

☆.....☆.....☆

اُستاد رات کے وقت اُس سے ملنے آئے تھے۔۔رشتے داروں اور لوگوں کا آ جا ہی ختم نہیں ہو رہا تھا۔

"آپ کیوں آئے۔میں کل آجا ۔" خضر نے اُن کے ساتھ ی گِلہ کیا۔اُستاد نے ای گہری سانس لی اور کہنے لگے۔۔

"بھئی آپ بھی تو مصروف لوگ ہیں۔۔ہم نے کہا ہم آجاتے ہیں۔۔"

خضر خفا ہوا۔

"آپ مجھ سے زیدہ مصروف ہوتے ہیں۔" اُستاد نے اکتفا کیا۔

"ہاں۔۔کہہ تو صحیح رہے ہو۔"

خضر وہیں سے بیٹھا ربیعہ بیگم سے بولا۔

"امی چائے۔" اُستاد جھٹ سے بولے۔

"نہیں نہیں چائے نہیں۔۔"

خضر نے اُنہیں دیکھا۔۔

"پھر کیا پئیں گے؟" اُستاد نے اُس کا شانہ پ تے کہا۔۔

"میں کھانا کھا کر آیا ہوں لڑکے۔۔۔بس تم سے ملنے آیا ہوں۔۔"

"اچھا امی رہنے دیں۔۔" خضر نے فوراً کر دیا تھا۔۔اُستاد سے ضد کیا کرنی تھی۔ضد اُنہیں سخت ناپسند تھی۔۔اُستاد اُس کا بغور جائزہ لیتے کہنے لگے۔۔

"ھمم۔۔"تیور پڑھائی۔۔

"چھوکرا اب۔۔mentally اسٹرانگ ہوگیا ہے۔۔۔"

خضر کو ہنسی آئی۔۔۔

" کن وجوہات پہ کہہ رہے ہیں؟" خضر نے مصنوعی مشکوک انداز میں کہا۔۔

"Buttering hmm? Flattering hmm?"

اُستاد نے مسکراہٹ دبائے سنجیدگی سے دیکھتے کہا۔۔

"نمبر ایک عقلاً اور ذہنی طور پہ مضبوط لوگ کمفرٹ زون میں رہنا پسند نہیں کرتے۔۔نمبر دو اُنہیں خود آگاہی ہوتی ہے۔نمبر تین وہ نڈر ہوتے ہیں۔نمبر چار۔وہ خود پہ یقین کرنا نہیں چھوڑتے۔نمبر پنچ وہ کسی کے وقت اور توجہ کے لیے بھیک نہیں مانگتے۔نمبر چھ۔وہ insecure نہیں ہوتے۔۔وہ خود سے پریشان نہیں ہوتے۔میرا مسئلہ الگ ہے۔میں ڈمب ہوں۔میں کسی چیز کے قابل نہیں کی پتہ نہیں لوگوں کو سناتے۔۔نمبر سات۔وہ grudges نہیں پلتے۔۔نمبر آٹھ۔وہ منفی لوگوں کو اپنی زندگی سے نہیں کاٹتے۔نمبر نو۔وہ خود پہ ترس نہیں کھاتے۔وہ مظلوم بننا پسند کرتے ہیں۔۔نمبر دس وہ کسی چیز پہ اسٹاپ نہیں لگاتے۔وہ آخری سانس تک لگے رہتے ہیں۔نمبر گیارہ۔وہ باآسانی حسد اور رشک میں مبتلا نہیں ہوتے۔۔نمبر بارہ۔وہ ماضی میں نہیں رہتے۔۔کیونکہ جو انسان ماضی میں رہتا ہے وہ ماضی اُس کا آج بن جاتا ہے اور پھر اُسے آگے بڑھنے سے روکتا ہے۔۔"

خضر نے مشکورا ٰ از میں سر ہلا یہ۔۔

" مجھے اتنے خوبصورت ا ٰ از میں بیان کرنے کا شکریہ۔۔۔"

اور اُستاد سادگی سے مسکراتے اُس کے ِ ل بکھیرنے لگے۔۔

"Pleasure Monkey!"

☆.....☆.....☆

اُس نے قفل منہ میں چابی لگائی۔ دھیرے دھیرے چابی گھومی۔۔ ٹ لا کُھل َ یہ۔اُس نے ہینڈل پہ ہاتھ رکھ کر اُسے موڑا۔۔ وہ دروازہ کھولتے چابی نکال کر ا ٰ ر آئی۔۔اُس نے گھر کو َ دن گھما کر دیکھتے دروازہ بند کیا۔۔اُس نے دروازے سے ٹیک لگا کر بن دیکھے چمکتی ہرنی آنکھوں سے لائٹ کے بٹن دبائے۔خضر کا لاؤنج جگمگا اُٹھا۔آ ٰ ی کونے کی دیوار پہ اُسے گلابی جامنی اور مرجنڈہ رَ پینٹ کی چا ٰ اور ستاروں سے بھری دیوار آئی۔۔

" کیسا لگ رہا ہے؟"

خضر نے اُس سے پوچھا تھا۔۔۔

دُعا چہک کر جھٹ سے بولی۔۔

"Falciparum gametocyte!"

خضر نے ذرا چو ٰ کر اُسے دیکھا۔دُعا مسکرا رہی تھی۔۔۔

خضر کا چہرہ سرخ ہو رہا تھا۔۔دُعا ذرا چو ۔۔۔

" کیا ہوا؟" وہ اپنے سنجیدہ ا ٰ از میں دھیرے دھیرے بولا۔۔

"میں نے۔۔یہ کروا کر۔۔دوستوں سے اپنا مذاق اُڑوایا۔۔۔میں نے یہ صرف تمہارے لیے کروایا۔۔اور تم!" دُعا ردِ عمل نہیں دے سکی۔۔وہ ٰ ٰ تیں اور سخت خفگی سے لاؤنج سے نکل کر

کمرے میں جانے لگا۔۔

"چاند!"

وہ بمشکل بولی۔۔اور خضر کے پیچھے دوڑی۔ . . جب تک وہ لاؤنج سے نکلی وہ کمرے کا دروازہ بند کر چکا تھا۔۔

"منہ سے نکل گیا تھا چاند!" اُس نے زور سے دروازہ پیٹا۔۔

"چاند!!"

اُسے کچھ سمجھ نہیں آیا تو بولی۔۔"تم میرے oxytocin لیول بڑھنے کی وجہ ہو۔۔" اگلے ہی لمحے دھماکے سے دروازہ کُھلا۔۔۔خضر سرخ چہرے سے اُسے دیکھ رہا تھا۔۔دُعا جھٹ سے بولی۔۔

"اِٹس آلو ہارمون۔۔۔سمجھا کرو، مِڈز چل رہے ہیں!!" خضر یک ٹک اُسے دیکھ رہا تھا۔ آنکھیں پھیلی پھیلی سی لگ رہی تھیں۔دُعا بغور آگے آکر اُس کا چہرہ چھو کر دیکھتے بولی۔۔

"تمہیں grave disease تو نہیں ہو گئی!"

خضر گردن موڑ کر پیچھے اُچکاتے بولا۔۔

"دُعا۔۔۔تم۔۔"

دُعا گھبرائی سی بولی۔۔

"اچھا مجھے نہیں سمجھ آیا نہ۔۔۔مجھے کیا کہنا چاہیے تھا۔۔" وہ خود ہی سوچ کر ناخن کاٹتے انگلیاں چباتے اُسے دیکھ کر بولی۔۔

"ستاروں بھری رات؟ چاند کی چاندنی؟ ستاروں سے بھرا دل؟"

خضر کھولتے دماغ سے سرخ ہوا۔۔

"دُعا!!" آواز بھاری ہوئی اور اُس کی رگیں پھول گئیں۔۔ دُعا ہنستے ہوئے آگے بڑھی۔ صوفے پہ اُسے وہ دونوں کریم سے بڑی کرسپی رول کھاتے آئے۔ساتھ وہ ٹی۔وی دیکھ رہے تھے۔دُعا لطافت سے کرسپی رولز کو توڑتے کہہ رہی تھی۔۔۔

"ھمم۔۔pailleté feuilletine ۔۔ اِس کا ہمیں پہلے کیوں علم نہیں ہوا۔۔"

(فرانسیسی پیسٹری)

ساتھ وہ ٹی۔وی دیکھ رہے تھے۔اور اداکاروں پہ تبصرہ کررہے تھے۔۔

دُعا قہقہے لگا کر کہہ رہی تھی۔

"او مائی گاڈ، ایسی بھی ساس ہوتی ہیں چاند۔اتنی اچھی!" اُس نے اُس کا شانہ تھپتھپایا تو کریم والے ہاتھ اُس کی شرٹ پہ لگے۔۔خضر خالی رولز کا کرسپ کھاتے کہنے لگا۔

" صحیح میں یار۔۔تم اور امی ماں بیٹی کی طرح رہے ہو۔۔پھر بھی ان بن ہو جاتی ہے۔۔کچھ زیادہ ہی اوور رہے یہ ڈرامہ۔۔"

دُعا نے کریم سے بھری انگلی چاٹی۔۔

"اور یہ کیسی ڈاکٹر ہیروئن ہے یار۔۔یہ کیسی خودمختار ہے۔اِس پہ اِس کا میاں ظلم کررہا ہے۔۔کچھ زیادہ ہی اوور نہیں ہوگیا؟"

خضر نے تائید کی۔۔

"بالکل!"

"اور بیویاں اب اتنا بھی شک نہیں کرتیں۔۔بیوی کو نہ conscious, cooperative اور well oriented ہونا چاہیے!"

خضر نے میز پہ سے کافی کا مگ اُٹھایا اور منہ کا زاویہ بگاڑ کر بولا۔۔

"یہ ساس بہو کی camaraderie بلکل نہیں جم رہی!!"

"اور یہ اتنا اچھا شوہر کو ہوتا ہے۔ جیسے بلکل ہی غصہ نہیں آتا۔۔ کبھی کبھی تو آ ہی جاتا ہے۔"

ڈعا نے کریم سے بھرے منہ سے ہنستے ہوئے کہا۔۔

"شاید ناولز میں اور ڈراموں میں!!"

خضر نے کافی کا گھونٹ لے کر لبوں سے ہٹایا اور بولا۔۔

"واقعی۔۔ اتنی کون اپنی بیوی کی بتمیزی برداشت کرتا ہے۔۔۔" وہ ٹھہرا۔۔ اور پھر اُس نے بات جاری کی۔ "سچ میں یہاں کوئی حقیقی انسان ہو۔۔ تباہی مچ جائے۔۔" ڈعا اسکرین پر منظر دیکھ کر ہنس دی۔۔

"اور دیکھو دیکھو۔ اتنی گرمی میں یہ بال کیسے کُھلے چھوڑ دیتے ہیں یار۔۔"

اُس نے دوسری پیسٹری اُٹھائی اور چاکلیٹ کیرمیل لگی انگلی سے اشارہ کرتے کہا۔۔

"خالی یہ لڑکا اچھا ہے۔۔" خضر نے جل کر منہ کا زاویہ بنایا۔

"ہونہہ۔۔ ہر کام بیوی سے کہہ رہا ہے۔۔ بہت ہی childish ڈرامہ ہے۔۔ یہ ڈرامہ میرے لیے نہیں۔۔ بلکہ اِسے۔۔ I'm a grown up man۔۔ میں بچہ نہیں ہوں۔۔"

ڈعا نے یکدم گردن موڑ کر اُسے دیکھا اور اُس کی شرٹ سے ہاتھ صاف کیے۔

خضر بٹ۔۔ ڈعا تندی سے بولی۔۔ "تم نے ڈاکٹر سے میری اپائنٹمنٹ لی کی؟ میری چابیاں۔۔ بل پے کر دینا۔۔ سوٹ بنوا دینا۔۔ یہ کر دینا وہ کر دینا۔۔ اور تم کہتے ہو تم بچے نہیں ہو۔۔"

حال میں گلے سے قہقہہ نکلا اور وہ صوفے پر بیٹھ گئی۔۔۔ اُس نے سامنے پڑے پیلے صوفے کو دیکھا۔ اُس کے پیچھے فیری لائٹس جگمگا رہی تھیں۔۔۔

"تمہیں کیا ضرورت تھی ای pseudo-feminist سے پنگا ی کی۔۔" دُعا خفگی سے اُس کا مو پکڑے اُس کا ٹوئیٹر اکاؤ ٹ دیکھ رہی تھی۔۔۔

جہاں کچھ شیریں ی دیں تھیں وہاں کچھ تلخ بھی تھیں۔۔

"دیکھنا اب تمہیں وہ کتنا م کرے گی!" خضر بیزاری سے ٹانگیں او پ کیے بیٹھا اُس کی سُن رہا تھا۔۔ دُعا کا tweets پڑھ پڑھ کر چہرہ سرخ ہو رہا تھا۔۔

"دیکھو دیکھو کیسے بکواس کر رہی ہے۔۔۔ تم نے tweet کیوں کیا تھا چا !!!!" وہ کِلسنے لگی تھی۔

"ایسی عورتوں سے نہیں اُ ت۔۔ اِن کا وہ حساب ہے۔۔ ا ھے کے آگے روئے اپنے کھوئے۔"

خضر اُسے دیکھتے سیدھا اُٹھ بیٹھا۔۔

" ا کے جھنڈے مردوں کو گالیاں دے کر نہیں گاڑے جاتے۔ بلکہ اُن کی ا ی پ آ کر کچھ کر دکھا کر گاڑے جاتے ہیں۔۔ مجھے نہیں فرق پڑ ت۔" اُس نے لا پ واہی سے ہاتھ ہلا ی۔

"جو بولتی ہے بولے۔۔ میری بیوی میرے لوگ میرے ساتھ ہیں۔۔ مجھے کوئی فکر نہیں۔۔"

دُعا دی ے پھیلا کر بغور اُسے دیکھ رہی تھی۔۔ خضر نے خفگی سے اُسے دیکھا۔

"اور تمہیں پتا ہے۔۔ وہ ایسی پ پ تیں کر رہی تھی۔ جو میں تمہارے سامنے کہتے بھی جھجکوں۔ اور تمہیں پتا ہے میں تم سے ہر ت کر ت ہوں۔ یہ عورت۔ یہ تو بے حیائی پھیلا رہی تھی معاشرے میں۔۔ تو پھر جیسے اُس کے پ س فریڈم آف اسپیچ ہے۔ میرے پ س بھی ہے۔۔"

خضر نے آنکھیں مو کر صوفے سے ٹیک لگائی۔۔

"مت پ یشان ہو!" اُس نے اُس کا ہاتھ تھام کر د یا۔۔دُعا نے کوئی ردِعمل نہیں د یا۔۔خضر نے آنکھیں کھول کر ناراضی سے اُسے دیکھا۔۔

" کیوں پ یشان ہو رہی ہو؟ تم ہو میرے ساتھ۔۔کچھ بھی بولے مجھے۔۔کوئی بھی الزام لگائے مجھ پ ۔مجھے کوئی فکر نہیں۔۔ کو پتا ہے میں کیسا ا ن ہوں۔۔"

دُعا کی صورتحال اب بھی نہ لی۔۔تو خضر نے اُس کا ہاتھ ہلایا۔۔

" کیوں اتنی آئیڈیل بیوی بن رہی ہو؟"

دُعا نے غصے سے اُس کا ہاتھ چھوڑا۔۔

" آئیڈیل کوئی نہیں ہوتا۔بس مزاج مزاج کی ت ہوتی ہے۔جو میں اُ جاتا ہے۔"

خضر نے واپس سے اُس کا ہاتھ تھاما۔دُعا نے گھور کر اُسے دیکھا۔

"فلرٹ نہ کرو۔۔" خضر نے ہنستے ہوئے لکنی سے ہر دیکھا۔۔

" چھوڑو تم۔ایسے لوگوں کو اُن کے حال پ چھوڑ دیا جاتا ہے۔۔"

دُعا کا دل جلا۔۔

" تو میں اتنی دیر سے کیا سمجھا رہی تھی۔۔" خضر اُسے دن موڑ کر دیکھتے کہنے لگا۔

"بس ہو یں نہ۔Life is not all about Cakes and Ale"

دُعا نے کی۔

" ہاں۔" دل بُجھ سا یا تھا۔۔

" ہم تو جی رہے ہیں اپنی زندگی۔۔" خضر نے یکدم جوش سے ذرا اُس کا ہاتھ ہلایا۔۔وہ چونک سی گئی۔۔خضر نے جھٹ سے مُڑ کر اب اُس کا سر پکڑ کر ہلایا۔۔

" زندگی کو جینا نہیں منانا ہے۔۔جشن کی طرح۔۔ ہر دن سا کوئی دن نہیں۔کسی بھی دن کا کوئی

. ل نہیں!"

وہ پ ڑی۔۔

"چا !!"

سارے . ل اُڑ گئے۔۔ وہ اُس کے . ل اُڑا ے۔۔۔

" ے ساتویں آسمانی"

دُعا نے غیظ سے دا ت کچکچائے۔۔

"چاااا "

"اور یہ پانچ فٹ کی بونی"

وہ اب دل . داشتگی سے ا یں مروڑنے لگی۔۔

"اڑڑڑ!"

لبوں پ ہلکا سا تبسم تھا۔۔وہ انگڑائی ی ت اُٹھی۔۔آج وہ اپنا آ ی viva دے کر اُس فلیٹ میں آئی تھی۔کچھ ہی عرصے پہلے خضر کا ایم۔اے پ رٹ ٹو کا نتیجہ آ ی تھا۔آ جہا ی . صا . نے اپنی ضد منوا ہی لی تھی۔اُسے مز ی چار جماعتیں پ ڑھوا ہی دی تھیں۔۔۔

ربیعہ بیگم کے لیے اپنے دونوں بچوں کی کامیابی پ خوشی کا عالم بیان کر . ممکن تھا۔۔بس ز . ن سے شکر کے ہی کلمے ت تھے۔۔ آرام ز گی میں کدھر تھا۔۔ابھی تو ہاؤس جاب بھی کرنی تھی۔۔سکون کہتے ہیں . پھر بھی نہیں تھا۔۔اور تو اور آگے ر یڈ یسی کے لیے ایف۔۔سی۔پی۔ایس ون کے پ چوں کی تیاری بھی کرنی تھی۔۔فہر ت ابھی بھی لمبی تھی۔۔ یہی تو ز گی تھی۔۔

وہ . ورچی خانے کی جا . جا رہی تھی۔۔اُس نے ا ی ٹھنڈی آہ بھری۔۔

"جو مانگ رہے ہیں وہ تو رب دیتا جا رہا ہے۔۔ ہر لحظہ ہر لمحہ ایک نئی خواہش جنم لے رہی ہے۔۔۔ یہ خواہشوں کا پنڈہ ہے کہ تھمتا نہیں۔۔" اُس نے باورچی خانے کی بتیاں جلا دیں۔۔

سامنے چولہے کے قریب اُسے وہ دونوں کھڑے دکھائی دیے۔ دُعا تیزی سے کٹنگ بورڈ پر ٹماٹر کاٹتے نظر آئی۔۔

"تم نے یہ فلیٹ میرے نام کر دیا۔اوپر سے دعوت بھی رکھ دی۔۔ کیوں کر رہے ہو اتنا خرچہ۔۔ پہلے ہی خاندان میں تمہیں کیا کچھ کہہ کر بُلاتے ہیں۔ماموں سے لڑائی ہی تمہاری اِس بات پر ہوئی تھی کہ تم فلیٹ میرے نام نہیں کرو گے۔تو پھر اب کیا ہوا؟"

"تمہیں پتا تو ہے؟"وہ پتیلے میں لکڑی کا چمچ ہلا رہا تھا۔۔دُعا رُکی۔اُس نے اُسے دیکھا۔

"اب ضروری ہے کہ ہر اِک چیز پر لوگوں کو دکھانے کے لیے کچھ دو گے۔ بس میرے ہاتھ میں رکھ دیتے ہو تم بھی اور امی بھی۔مجھ سے نہیں ہوتا۔میں تو مشکل سے یہاں کبھی کبھار آتی ہوں۔"

خضر جھک کر چولہے کی آنچ کم کرتے بولا۔۔

"تمہارے ہاتھ میں نہ دیں۔تو کس کے ہاتھ میں دیں؟تم میری زندگی میں میری مفلسی اور میری غربت میں آئی تھی۔اب مجھے اِس ساتھ کو امیری تک نہیں لے جانے دو گی؟"وہ گلے سے اپرن اُتارتے اُس کی جانب مُڑا۔

"جس نے میرا ساتھ غربت میں دیا۔کیا میں اُس کا ساتھ اپنی امیری میں نہ دُوں۔"دُعا فوراً سے جلدی سے ٹماٹر کاٹنے لگی۔

"تم کچھ زیادہ dramatic نہیں ہو رہے؟"

خضر اُلٹے پیر بڑھ کر اُس کے ساتھ آ کھڑا ہوا۔۔اور گردن جھکا کر اُسے دیکھ کر بولا۔۔
" تمہیں blush on tint کی ضرورت نہیں۔"
دُعا کے بکھرے بالوں کی جھوڑے سے نکلی زلفیں ذرا ہلیں۔ چولہے کے پاس کھڑے ہونے کے باعث گال شدید لال تھے۔۔اُس نے دھیرے سے پلکیں اُٹھا کر گھور کر اُسے دیکھا۔۔خضر نے مسکرا کر کہا۔
" نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث میں ہے۔۔بیوی کو خوش کرنے کے لیے جھوٹ بولنا جائز ہے۔۔۔"
دُعا نے ہنسی دباتے سر جھکا لیا۔۔
وہ ہنستے ہوئے فریج کی جانب آئی۔۔۔
"Smoothie بناتی ہوں۔"Insomnia کے باعث اُس نے چائے کافی کو خدا حافظ کہہ دیا تھا۔۔۔وہ ٹرپل بیری smoothie کا گلاس پکڑے لاؤنج میں آئی۔۔بالکنی میں swing chair خوش گوار موسم کے باعث ذرا ذرا ہل رہی تھی۔وہ گلاس لبوں سے لگائے بالکنی کے قریب آئی۔اُس نے بالکنی کا دروازہ سلائیڈ کر کے کھولا۔۔۔
ستاروں سے رات جگمگائی۔وہ swing chair میں بیٹھ کر جھول رہی تھی۔۔۔خضر کہنیوں کے بل ریلنگ پہ جھکا ہوا کھڑا تھا۔۔دُعا ہاتھ میں mojito cocktail سلش پہ میں پکڑے بیٹھی تھی۔۔اُس نے اسٹرا سے coctail ہلایا اور خضر کو دیکھتے دلچسپی سے بولی۔۔
" جان!"اُس نے ذرا گردن اُٹھائی۔خضر نے کنکھیوں سے اُسے دیکھا۔۔
دُعا نے اسٹرا لبوں سے لگایا۔۔cocktail کا ایک گھونٹ لیا اور پھر پوچھنے لگی۔
" تم آل راؤنڈر رہو۔۔لیکن۔۔"وہ سوچ کر انگلی اٹھا کر بولی۔

"تم کو کردار ادا کرتے زیدہ پ اوڈ محسوس کرتے ہو؟"

وہ جھٹ سے بولا۔

"بلر!"

وہ کہنے لگا۔۔ "مجھے بیٹس مین بن کر delicate سے زن گی نہیں َ ارنی۔۔ کہ ای گیند آئی اور اُڑا کر لے گئی۔۔ میں تو بلر ہوں۔ اور میں بلر بن کر اپنی ساری زن گی َ ارن چاہتا ہوں۔۔ میں فا ہوں۔۔۔ کبھی چھکا پڑ جات ہے۔ کبھی چوکا۔ کبھی نو بل۔ کبھی wide ball۔۔ کوشش کرت رہتا ہوں۔۔ چانس نکل آت ہے۔ خطرے بھی مول ی ت ہوں۔ اور edge نکل آت ہے۔۔ زن گی کو نہ بلر بن کر جیو۔۔ مار بہت پڑے گی۔۔ لیکن وِ ٹ ی والا مزہ کہیں نہیں!!!"

حال میں smoothie کا گلاس ختم ہو َ ی تھا۔۔ دُعا نے بدئے دور دراز سے آتے سرسبز درختوں کو دیکھا اور ای گہری سانس لی اور خالی جھاگ آلودہ گلاس کو گھما کر دیکھتے مسکرائی۔۔

"میرا ایم۔ بی۔ بی۔ ایس مکمل ہو َ ی!"

☆.....☆.....☆

آسمان پ تیز بجلی َ جی۔۔۔ ہلکی ہلکی بو ا ی نے تیز رفتار اختیار کر لی۔۔۔ کرسٹل کی ما چھاتے پ چمکتی بو یں جھرنے لگیں۔۔ دُعا سیاہ شلوار قمیض پ ڈاکٹر کوٹ پہنے اپ ت ل میں داخل ہوئی اور چھات بند کرنے لگی۔۔۔ ہاؤس جاب کا پہلا دن تھا۔۔ گھبراہٹ تھی۔ خوشی تھی۔ پ یشانی تھی۔۔۔ بہت سے احساسات ای ساتھ دل میں دھڑک رہے تھے۔۔ گھر سے ب آ رہی تھی تو اسکوا ی کی ہر آ نے اُسے ڈاکٹر کے Avatar میں دیکھا تھا۔ آج تو اُس نے

لیب کوٹ پہن کر گلے میں stethoscope ڈالے خوب سیلفیاں بنائی تھیں۔۔۔
Stethoscope کو پکڑتے اور سنبھالتے بھی اُسے خوف آ رہا تھا۔۔۔ کچھ میڈ اشیاء ڈاکٹروں کو خود ساتھ لانی ہوتی تھی۔۔ Stethoscope اُن میں سے ای تھا۔۔ اور وہ اتنا مہنگا تھا۔۔ کہ اُسے استعمال کرتے بھی اُسے خوف آ رہا تھا۔۔ خضر کا دی۔۔ چ اُس نے سارا صرف اُس پ چ کر دی تھا۔۔ اور اِس کے بعد اُسے اُس سے مزی پیسے مانگنے پڑے تھے۔ پ ائیوٹ کالج سے پڑھنے کے۔۔ ہاؤس جاب کی stipend اُسے گورنمنٹ ا پ ل سے تو ملنی نہیں تھی۔۔ اِس لیے اُسے ای سال مزی خضر کے دیئے۔۔ چ پ ارہ کرن تھا۔۔
وہ چلتے چلتے دوپیش کا جائزہ لے رہی تھی۔۔ دا جا سے اُسے سرگوشی سنائی دی۔۔
"خضر جہا۔۔ کی بیوی!" وہ ذرا چو ۔۔۔ پلٹی نہیں۔۔۔ وہ چلتی جا رہی تھی۔۔ یوں محسوس ہو رہا تھا۔۔ لوگ اُسے دیکھ رہے تھے۔۔۔ اُس نے قدم روکے نہیں۔۔ اپنے سینیئرز سے اُس نے ہاؤس جاب کے متعلق جو جان تھا۔۔ وہ تھا۔۔
" کسی کی جگہ پ شفٹ مت کرن۔۔ بہت فر ہیں۔ کیو پھر تمہاری شفٹ کوئی نہیں کرنے والا۔۔ ا تم چاہتی ہو کہ تم کسی اور کا کام نہ کرو تو مصروف دِکھو۔۔ ای دم مصروف دکھو۔۔
تمہیں ا پ ل کا روکھا سوکھا کھان کھان پڑے گا۔ ہاں لیکن۔ فارما کمپنیز کا کوئی بندہ آئے تو سمجھنا اُس دن تمہاری دعوت ہے۔۔ اور اُس کھانے کو نعمت سمجھ کر کھان، رشوت سمجھ کر نہیں۔۔ تمہیں ۔۔ ڈیوٹیز کرنی پڑیں گی۔ تمہاری اپنے جونیئرز۔ سینیئر پی جیز۔ اپنے رفیق کار سوں اور تو اور مریضوں سے بحث بھی ہوا کرے گی۔۔ اِس عرصے میں تم سے بہت ساری غلطیاں ہوں گی۔ اور اِس عرصے میں تم بہت کچھ سیکھو گی۔۔ کبھی کبھی پی۔ جیز تم پ خوامخواہ غصہ

بھی کریں گے۔ دو کان سسٹم کا استعمال کرنا۔ ای کان سے سُن کر دوسرے سے نکال دینا۔۔ پی جیز پر senior registrar کا پ ہوتا ہے۔۔اور غلطی senior registrar کی بھی نہیں، اُن پر بھی پروفیسرز کا پ ہوتا ہے۔۔۔اور پروفیسرز پر غالباً ہر قسم کا پ ہوتا ہے جسے وہ میں تقسیم کر کے فری ہینڈ ہو جاتے ہیں۔۔لیکن اپنی ڈ ی کے لیے تمہیں داشت کرنا ہوگا۔۔تمہیں اِس عرصے میں وہ کام بھی کرنا ہوں گے جو ڈاکٹر نہیں بلکہ نرس کرتے ہیں۔۔گورنمنٹ اپتال جا رہی ہو۔Syringe روئی کی کمی پر مریضوں کے گھر والوں سے اشیاء منگوانے پر تمہیں خوب گالیاں پڑیں گی۔کوئی ای عادتو تم پر کرپشن کا الزام بھی لگائے گا۔۔اپنے parent institution سے stipend کی کوئی توقع مت رکھنا۔مریضوں کا معینہ اُن کی رپورٹ نہ دینا اُنہیں ڈسچارج کرنا تمہارا ذمہ۔۔۔اور تمہیں ملے گا بھی کچھ نہیں۔ خیرا سمجھ کر۔۔کر دینا۔ڈاکٹرز کو مسیحا کہا جاتا ہے۔۔مسیحا صرف نا ہوتا ہے لیکن انوں میں نا انے یہ صفت ڈاکٹرز کو دی ہے۔۔یہ ملک کے محافظوں کے بھی مسیحا ہیں۔۔یہ اِس قوم کے شاہین، اِس قوم کے مستقبل کے مسیحا ہیں۔اللہ نے اِس د میں ڈاکٹروں کے کاندھوں پر بہت بڑی ذمے داری ڈال دی ہے۔ ید رکھنا۔تمہاری پہلی اولیت پیسہ نہیں۔ای ان کی جان ہے۔۔۔اِس لیے ہی کہتے ہیں۔۔۔ Doctors are the real heroes!"

تناؤ کا پہاڑ سر پر تھا۔۔اوپر سے بی جان نے اُس کی ناک میں دم کر رکھا تھا۔۔

" لگے گی اِس کے ہاتھوں میں مہندی؟ یہ نہ ہو پڑھائی کے چکر میں ہاتھوں کے ساتھ لوں میں بھی مہندی لگانی پڑ جائے!"

قطار میں کھڑے ہاؤس آفسر ای دوسرے کو بغور دیکھ رہے تھے۔جیسے ہی دُعا اُس قطار کا حصہ

بنی۔ ہر آفسر دن موڑ کر بغور اُسے دیکھنے لگا۔ چہ میگوئیاں ہونے لگیں۔۔ ایچ۔او۔ڈی آفسروں کو وہاں کے قانون اُن کی ڈیوٹیز سمجھا رہے تھے۔۔۔ دُعا کچھ سُن کر پہلے ہی آئی تھی۔ اِسی لیے اُسے اُس میں کوئی دلچسپی نہیں تھے۔

"ہاؤس جاب کوئی حلوہ نہیں ہے۔۔ یہ آپ لوگوں کی پروفیشنل زندگی میں پہلا قدم ہے۔۔ ایک ڈاکٹر کی زندگی میں خوش آمدید۔۔ آپ لوگوں کی پہلی اولیت پیشنٹ ہیں۔۔ آپ کا ہر پیشنٹ آپ کے لیے اہم ہے۔۔ یہاں چھٹیاں اور تفری کی کوئی جگہ نہیں۔۔۔ یہاں صرف کام کرنا ہے۔۔"

پہلی ڈیوٹی دُعا کو جو ملی تھی وہ ایمرجینسی میں تھی۔۔ افراتفری شور ہنگامہ۔ خون، چیخیں۔۔ عجیب ماحول تھا۔ دماغ گھوم گیا تھا۔ ہاتھ کانپ رہے تھے۔۔ Stethoscope پکڑا نہیں جا رہا تھا۔ پی جیز سینیئرز اُس کی حوصلہ افزائی کر رہے تھے۔۔ دوسری طرف دوسرے ہاؤس آفسر کو پہلے دن ہی جھڑکیں پڑنے لگ گئی تھیں۔۔ وہ سمجھ رہی تھی اُسے کس کی وجہ سے یہ advantage مل رہا تھا۔ اُسے بُرا لگ رہا تھا۔۔ ہاؤس آفسر کا غول آتے جاتے اُسے گھور کر دیکھ رہا تھا۔۔۔ صبح سے دوپہر ہونے کو آئی تھی۔۔۔ اُسے اتنا وقت نہیں ملا تھا کہ وہ اپنا موبائل کھول کر دیکھ سکتی۔۔۔ بمشکل دس منٹ نکال کر لنچ کے لیے آئی۔۔ تو دائیں جانب سے کسی نے کافی کا مگ بڑھایا۔ اُس نے پلٹ کر دیکھا تو اُس کی رفیق کار ہاؤس افسر تھی۔۔ دُعا بے تاثر چہرے سے اُسے دیکھ رہی تھی۔

اُس نے مسکرا کر اُسے دیکھا اور اپنا تعارف دیا۔

"میرا نام نور ماہ ہے۔۔" دُعا ذرا مسکرائی۔

"مجھے پتا ہے۔۔" اُس نے کپ کو دیکھتے معذرت کی۔

"سوری۔۔میں کافی نہیں پیتی۔۔مجھے insomnia ہوجاتا ہے۔۔"

اُس نے سادگی سے کہا۔۔

"اب نہیں ہوگا۔کام کا لوڈ بڑھ گیا ہے۔۔"انداز اتنا اپنائیت بھرا تھا، وہ انکار نہ کرسکی۔۔اُس نے اُس سے کپ لیا اور مشکورانہ انداز میں کہا۔

"تھینک یو!"

کافی شروع ہونے سے باتیں شروع ہوئیں۔۔جیسے کافی ختم ہوئی وہ دونوں بھی مصروف ہو گئیں۔۔انڈھے بیل کی طرح کام کرتی جارہی تھی۔۔کچھ پتا نہیں تھا۔کون خضر تھا۔کون گھر والے۔کوئی ہوش نہ تھا۔۔۔راتیں لمبی ہوگئی تھیں۔یہ کام کا لوڈ بڑھ گیا تھا۔۔سمجھ نہیں آرہا تھا۔۔ایک ہفتے میں وہ یہ پوچھنے لگ گئی تھی۔۔یہ ہاؤس جاب کب ختم ہوگی؟ یہ جاننے کے بعد کہ ابھی پورا سال باقی تھا۔۔ ہر روز صبح ہڑبڑی مچی ہوتی۔۔ ہر روز نشتہ چھوٹتا۔۔ ایچ۔او۔ڈی اتنے سخت تھے۔۔۔ایک منٹ بھی خیر ہوتی کام بڑھا دیتے۔۔نور ماہ سے اُس کی بات ہوتی رہتی تھی۔کل اُس کی نائٹ شفٹ تھی۔سوچا جا کر اُسے دیکھ کر آئے۔۔۔

کینٹین میں آئی تو وہ جماہی روک رہی تھی۔سامنے پڑے کافی کے مگ سے دھواں اُٹھ رہا تھا۔ اسکارف سے بال باہر نکل رہے تھے۔آنکھوں کے نیچے بے تہاشا حلقے تھے۔دُعا اُس کی جانب چلی آئی۔۔

"پتا نہیں ہماری یونٹ کو نائٹ شفٹ کے بعد چھٹی کیوں نہیں ملتی!"

اُس نے غنودگی بھری آنکھوں سے اُسے دیکھا اور انگوٹھا دکھایا۔۔

"آئی ایم او کے!!"

دُعا نے ہاتھ بڑھا کر بلائیں لیں اور فکر سے اُسے دیکھتے بولی۔۔

"وہ تو میں دیکھ سکتی ہوں۔۔"

اُس نے مگ اُٹھا کر کافی لبوں سے لگائی۔نور ماہ کا چہرہ دھو سے چھپا۔۔

دُعا کرسی کھینچ کر اُس کے ساتھ نی بولی۔۔۔

"ڈاکٹر مسیحاؤں کی مسیحا دی کافی مسیحا!"

نور ماہ کو ہنسی آئی۔اُس نے مگ میز پہ رکھا اور ٹھوڑی سے مٹھی لگائے کہنے لگی۔۔

" کوئی self obsessed سی شاعری سناؤ۔۔تھک گئی ہو دُکھ بھری۔۔۔محبوب کے غموں کی شاعری۔۔۔اور گیت سُن سُن کر۔" لہجے میں ازل بھر کی تکان تھی۔۔

دُعا نے اُس کا موڈ کچھ ٹھیک کرنا چاہا تو کہنے لگی۔

" کیوں نہیں!" چند لمحے رُکی۔نور ماہ کافی کے گھونٹ لے رہی تھی۔دُعا عرض کرنے لگی۔

" ر گئے غموں کے ہزاروں موسم

کر نہ سکا ہمیں غافل عشق کا طلسم

نہ کوئی ٹوٹ ہوا مراسم "وقفہ

"نہ گم سم رہتی ہوں

نہ ہوں مردہ جسم

لبوں پہ رہتا ہے۔ قرار تبسم"

"جناب

بے اثر رہا مجھ پہ

کسی بھی شے کا غم"

نور ماہ کے گلے سے ہلکا سا قہقہہ نکلا۔۔وہ اُسے بجھی بجھی آنکھوں سے دیکھتے پوچھنے لگی۔۔

"تم بہت self obsessed ہو نہ؟" دُعا نے سادگی سے اثبات میں سر ہلایا۔۔

"ہاں۔ کیو یہ ای واحد اور ب سے آسان ترین طر ہے hurt نہ ہونے کا!"

تب ہی اُس کے موب پ بیپ ہوئی۔۔

دُعا نے ٹ ب اکر ڈاکٹر کوٹ کی ب سے موب نکالا۔

"سر تو نہیں!"

اُس نے اسکرین پ دیکھا تو دل کی دھڑکن ہموار ہوئی۔

بینک سے میسج تھا۔ بتای گی تھا خضر نے پیسے ٹ انسفر کیے تھے۔۔ نورماہ کی نہ چاہتے بھی اسکرین پ گئی تھی۔۔ وہ گ دن موڑ کر مگ لبوں سے لگاتے بولی۔۔

"تمہارا شوہر caring ہے۔" دُعا موب میز پ ر مٹھیاں د تے بولی۔

"ھمم!"

وہ سانس ی کے لیے ٹھہری۔۔

"کافی دن ہو گئے۔ اُس سے تو ب ت ہی نہیں ہوئی۔۔"

نورماہ نے پ س پ ڑی بِسکٹ کی پلیٹ سے بِسکٹ اُٹھا کر چکھا اور منہ کا زاویہ بنای۔

"بِسکٹ ہے کہ لکڑی۔۔ اِسے توڑنے کے لیے تو لکڑہارے کو بلان پ ڑے گا۔"

نورماہ نے کسی خیال سے دُعا کا سرد مدھم چہرہ دیکھا۔

"سوری۔۔" وہ اُس کی ب ت کا جواب دینے لگی۔

"تو تم مل لو اُس سے جا کر۔ تھوڑا سا وقت نکال لو۔"

دُعا اُٹھ کھڑی ہوئی۔۔

اُس نے stethoscope مروڑ کر پکڑا۔۔ اب stethoscope کا یہی حشر ہو تا تھا۔

"ہاں جاؤں گی۔"

نورماہ بھی اُٹھ کھڑی ہوئی۔اُس نے کرسی سے اپنا ڈاکٹر کوٹ اُٹھایا اور . زو پ ٹ ی۔دُعا جانے کے لیے .ڑھی۔نورماہ اُس کے ساتھ چلتے بولی۔

"اَ محبت کو پ ٠ آسان ہوت۔تو پھر اُس کی قدر نہ ہوتی!"

دُعا نے ذرا چو٠ کر اُسے دیکھا۔وہ اِس سے پہلے کچھ کہتی۔۔نورماہ آگے نکل گئی۔۔روز یہی سوچتی . جائے؟ . ملے؟ . . ت کرے؟ پھر سوچتے سوچتے .ت کل پ ٹل جاتی۔۔

آج نورماہ مسئلہ حل کر گئی تھی۔دُعا کچھ سوچتے آگے .ڑھی۔۔

"آپ نے اُس پیشنٹ کو midodrine دے دی!"

سینیئر پی۔جی سخت غصے سے نورماہ کو جھڑک رہے تھے۔۔آواز پ دُعا کے دی ے پھیلے۔۔

"سروہ!" نورماہ کی تو گو ی سانس ہی کھینچ لی گئی تھی۔۔

"بتایئے midodrine کس لیے دی جاتی ہے؟"

نورماہ کی ز.ن پ پ ئی۔۔

"سر بلڈ پ لو ہونے پ !"

اب کی .روہ. سے۔۔

"اور آپ نے اُسے ہائی بلڈ پ کے پیشنٹ کو دے دی۔کیا حال کر دی ہے آپنے پیشنٹ کا!"

دُعا فوراً سے آگے چلی آئی۔۔

"وہ اِس لئے ہوا ہے کیو ڈاکٹر نورماہ کی ٠ ٴ ٹ شفٹ تھی۔۔"

اُنہوں نے اُسے گھور کر دیکھا۔۔نورماہ َ ٹ .ڑا گئی۔۔

"اِس کا مطلب یہ نہیں۔۔۔کہ وہ کچھ بھی کریں۔پہلے دن ہی آپ لوگوں کو سمجھا َ ی تھا۔۔کہ

یہ پ وفیشنل زن گی ہے۔۔یہاں آپ کو ۔ دا ش ت کرن ہوگا۔۔آپ کی تو ابھی سے بس ہوگئی ہے۔آ گے residency میں ۔ جانے آپ کا کیا ہوگا ۔ ۔ آپ کو تیس تیس گھنٹے کی ڈیوٹی کرنی پ ڑے گی۔۔"

دُعا جھٹ سے بولی۔۔

"سر کوئی بھی او پ سے سیکھ کر نہیں آ ت ۔یہ phase سیکھنے اور غلطی کرنے کا ہی ہے۔شا ی یہ بھی پہلے دن ہم سے ہی کہا ی تھا۔۔"دُعا نے اُس گفتگو میں خود کو اُن کے قہر کو دعوت دی تھی۔۔

اُنہوں نے جواب میں تو کچھ نہیں کہا کام ۔ ڑھا دی ۔نور ماہ کو کچھ وقت فری تو اُس کی مدد کے لیے آئی۔

" تمہیں ن میں نہیں پ ۔ چاہیے تھا۔۔"

دُعا ۔ س سے پیشنٹ کی لِسٹ پکڑ کر کھولتے بولی۔

"ہاں اِس لیے کیو وہ تمہارے پ کچھ ہیں۔۔"

نور ماہ ٹھٹک گئی۔۔

دُعا نے لِسٹ د یکھ کر ۔ س کو پکڑائی۔۔اور نور ماہ کو بغور دیکھتے کہنے لگی۔۔

"مجھے hurt ہونے سے بہت ڈر لگتا ہے۔۔اس لیے میں مطلبی بن کر رہتی ہوں۔ ۔ سے ز ی دہ خود سے محبت کرتی ہوں۔۔۔اِس لئے میں ا ی self obsessed لڑکی ۔ ۔ پسند کرتی ہوں۔۔"

اور یہ کہہ کر وہ آگے ۔ ڑھ گئی۔۔نور ماہ شل سی گنگ وہیں کھڑی تھی۔ا ی مسئلہ اُس نے اُس کا حل کیا تھا۔ا ی مسئلہ اُس کا وہ حل کر گئی تھی۔۔ ۔ مریضوں کو اُس نے دیکھا۔۔کچھ سانس ی ۔ کا وقت تو مو ۔ نکالا۔خضر کی چیٹ کھولی۔۔ا ی ہفتے کی چیٹ دیکھنے لگی۔

"گڈ مارننگ بونی۔"

"مارننگ!" ساتھ یہ لکھ کر اُس نے اپنی تصویر اُسے بھیجی تھی۔

"گڈ لک!" معصومانہ مسکراہٹ کے ساتھ وہ میسیج جگمگا رہا تھا۔ کوئی جواب نہیں دیا۔

"دن کیسا گزرا؟"

"تم ٹھیک ہو؟" کوئی جواب نہ دیا۔

"گڈ نائٹ ٹیک کیئر۔" پھر بھی کوئی جواب نہ دیا۔

دُعا نے افسوس سے ب د لیے۔ آج بھی نہیں جا سکتی تھی۔ کام بڑھ گیا تھا۔

"تھک گئی تھی۔"

"نائٹ شفٹ تھی۔"

"سو گئی تھی۔"

"ایمرجنسی آ گئی تھی!"

اُس کے ہر چار پانچ میسیجز کے بدلے اُس نے یہی جواب لکھے تھے۔

"خیال رکھو۔ لویو۔"

"کوئی بات نہیں۔ سو پراؤڈ آف یو۔"

"آئی duck یو!!"

"بطخ لگ رہی ہو۔ دھیان سے جاؤ!"

ہر بار ایسا ہی مثبت جواب آتا تھا۔

امی کے ہاتھ سے کھانا کھائے۔ ابو کے پیر دبائے۔ اُن سے باتیں کیے ایسا لگ رہا تھا جیسے عرصہ بیت گیا تھا۔ ابھی تو ایک سال تھا۔ کیا کرے گی وہ اِس ایک سال میں۔ اُس نے ای

ٹھنڈی آہ بھرتے فون یٰ سے لگایہ دل ٹ پ تھا۔۔

"اپنوں کا وقت مار کر۔ہم یہاں کام کر رہے ہیں۔اور لوگ کیسے ہمیں قصائی اور مافیہ کہہ دیتے ہیں۔کیا یہی زن گی ہے ای ڈاکٹر کی؟ مت بھی کرو اور گالیاں بھی سُنو؟"

☆.....☆.....☆

هم سے قائم ہے موس مسیحائی کی
هم بہاتے ہیں تو شفا ملتی ہے
هم نے مت کوئی روح م دی
بس اسی م کی ہر روز سزا ملتی ہے

"سر نے کہا ہے۔۔اگلے مہینے تنخواہ نہ ملی تو احتجاج ہوگا!" ہاؤس آفیسر تبصرہ کر رہے تھے۔ نے دُعا کو دیکھا۔۔جو کرسی پ بیٹھی مو پ مصروف تھی۔نورماہ نے اُسے کہنی ماری۔دُعا نے ذرا چو کر اُنہیں دیکھا۔

"ہاں؟"

نورماہ نے اُس کے کان میں سرگوشی کی۔۔

"احتجاج!" دُعا کچھ سوچ کر بولی۔

"وہ۔۔"

ای ہاؤس آفیسر لڑکی فوراً سے بولی۔

"ہاں چو آپ کو ماہوار چہ مل جا ہے۔اور آپ ہیں بھی پ ائیوٹ کالج کی تو آپ کو اِس سے کیا سروکار؟" دُعا فوراً سے بولی۔

"ہر نہیں میں تم لوگوں کا ساتھ دُوں گی۔۔"

اور یہ کہتے اُسے خضر کی ب ت ی د آئی تھی۔۔

"تمہیں کوئی ضرورت نہیں ہے اِن کاموں میں شر یت کرنے کی۔۔۔" وہ احتجاج کے نتیجے میں پولیس اور قانونی کاروائی کی بوجہ کہہ رہا تھا۔۔ اب تو ہاں کر دی تھی اب تو اُسے شر یت کرنی ہی تھی۔ گ ز رے عرصے میں اُس کا سامنا اُن ڈاکٹروں سے بھی ہوا تھا جو ی ب ریٹری والوں کے ساتھ مل کر مریضوں کو غیر ضروری ٹیسٹ لکھ کر دیتے اور پھر کمشن کھاتے تھے۔ جہاں اچھے ڈاکٹرز تھے وہاں کچھ کالی بھیڑیں بھی اپ ت ل میں تھیں۔ اُلجھی ہوئی تھی۔ آواز اُٹھائے تو کیسے۔۔ ہر چیز سمجھ سے ب ہر تھی۔ اپ ت ل میں رہنا اُسے سسرال میں رہنے سے ز ی دہ مشکل لگ رہا تھا۔۔ ب تبصرہ کر کے اُٹھے تو نور ماہ نے دُعا سے کہا۔

"میں سر کے ساتھ لنچ کر آؤں تم پلیز۔۔" دُعا نے ب ت مکمل ہونے سے قبل ہی کہا۔

"دیکھ لیتی ہوں۔ ڈون ٹ وری!" اور نور ماہ مسکرا کر اُس کا ہاتھ تھامے مشکورا ن از میں بولی۔

"تھینک یو!!"

نور ماہ فوراً سے کہہ کر جانے لگی۔۔

"چلو مجھے لیٹ ہو رہا ہے۔۔"

دُعا نے اُسے جاتے دیکھا اور ہاتھ ب ن ھ کر گ دن لڑھکائی۔۔

"ایسا لگتا ہے جیسے نور ماہ سر سے ان کنڈیشنل محبت کرتی ہے۔۔۔ کتنا ڈا ن ٹتے ہیں وہ اِسے۔ روز جھڑکتے ہیں۔ پھر بھی وہ اُن سے محبت کرتی ہے۔۔ لیکن میرا خیال ہے۔۔ ان کنڈیشنل لو تو صرف ماں کرتی ہے۔۔۔ اولاد جھوٹ بولے، دھوکا دے۔ یہاں ت چھوڑ کر چلی جائے۔۔۔ ماں پھر بھی پیار کرتی ہے۔ اصل ان کنڈیشنل محبت تو ماں کرتی ہے۔۔"

"ڈاکٹر ڈی۔ کے!" تبھی ن س نے شور مچا ی تھا۔ دُعا چون ک کر کان میں stethoscope

لگاتے اُس کی جان دوڑنے لگی۔

"ہاں!"

اب اسپتال والے بھی اُسے اِسی نام سے پکارا کرتے تھے۔۔ایسی عید بھی آئی تھی۔جس پہ اُس کی ڈیوٹی تھی۔۔عید کا سارا دن اسپتال گزار کر اُسے گھر جانا تھا۔۔خضر شام کو ہی اپنی انگلینڈ سے سیریز کھیل کر لوٹا تھا۔اُسے پریشان کرنا اُس نے مناسب نہ سمجھا تھا۔۔

وہ رِکشا رُکوا رہی تھی۔۔۔جو رکشہ یا گاڑی ملتی۔۔یا تو وہ مانتا نہیں۔یا کرایہ بڑھا چڑھا کر بولتا۔وقاص کو اُس نے کال لگائی تھی۔۔

"چھوٹے لوگوں کو چھوٹی عید مبارک!" کال اُٹھاتے ہی طنز کیا گیا تھا۔

"وقاص میں بہت پریشان ہوں!" وہ روہانسا ہو کر بول پڑی۔۔

"ہر کوئی چھ سو روپیہ کرایہ بول رہا ہے۔۔اور کوئی ہزار روپے۔مجھے کوئی بھی نہیں بٹھا رہا۔مجھے ٹرانسپورٹ نہیں مل رہی۔"

وہ رو ہی پڑی تھی۔اُس پر خاموشی چھا گئی۔۔

"میری عید کا دن ایسے ہی گزر گیا!"

وقاص فوراً سے بولا۔۔

"اچھا سُنو۔۔سُنو۔۔ابھی مل جاتا ہے۔" وہ اُسے یقین دلاتے کہہ رہا تھا۔

"تم رونا بند کرو۔۔۔"

"کیسے ملے گی یار۔امی انتظار کر رہی ہیں گھر!" آواز کا volume مزید بڑھ گیا۔

"ایک قانون بتاتا ہوں۔" volume گھٹا۔اور زار و قطار رونا سسکیوں مین تبدیل ہو گیا۔

"ٹرانسپورٹ گاڑیوں کا مسافروں سے زیادہ کرایہ وصول کرنا جرم ہے۔۔یہ motor

vehicle ordinance کے سیکشن B-112 میں ہے۔۔ بلکہ کال پ رہو۔ میری بات کرواؤ اب رکشے والے سے۔۔"

فون اکر کے اُسے رکشہ مل گیا تھا۔۔ سوچا کچھ دیر سوشل میڈیا اکاؤنٹ دیکھے۔۔ جسے پتا نہیں آخری بار اُس نے کب دیکھا تھا۔۔

نوٹیفکیشنز دیکھنے لگی تو دوستوں نے اُسے give away میں مینشن کیا تھا۔۔

" کچھ زیادہ ہی مفت خور ہے یہ عوام۔ کتنا شوق ہے اِس عوام کو مفت چیزیں حاصل کرنے کا۔۔ مفت تو شاید اِنہیں چیز مل جائے۔۔ اِس چکر میں یہ اپنا وقت ضائع کر دیتے ہیں۔۔ اِس عوام کی مفت خوری دیکھنی ہو نہ تو give away پوسٹس اور رمضان ٹرانسمیشن پہ دیکھ لو۔۔ Self respect اور dignity نام کی کوئی چیز ہی نہیں ہے بھئی!"

فیس بک اسکرول کر رہی تھی، ایک پوسٹ پر رُکی۔۔ "Paid leave کا مطلب ڈاکٹروں کو معلوم نہیں۔"

اور یہ پڑھ کر وہ قہقہہ لگا کر ہنس پڑی۔۔

یکدم اُسے یاد آیا۔۔ Paid leave کب سے ملنا شروع ہوئی تھی۔۔ شھے شھے کی آوازیں اُسے سنائی دیں۔۔ خضر گرِل پہ steak کی سائڈ اُلٹ رہا تھا۔۔ تیل کی بوندیں گوشت سے لگتے آواز سی پیدا کر رہی تھیں۔۔

دُعا اُس کے ساتھ کھڑی ایئر فرائر میں ڈال رہی تھی۔۔ وہ ہر تلی چیز کو ایئر فرائر کے ذریعے کھاتی تھا۔۔

" تمہیں پتا ہے دُعا 1752 تک برطانیہ Julian calendar کو follow کیا کرتا تھا۔ اور باقی ساری دُنیا Gregorian calendar کو۔۔ دونوں کیلنڈروں میں گیارہ

منٹ کا فرق تھا۔لیکن پھرا یہ ایسا وقت آیا۔ الگ کیلینڈر فولو کرنے کی وجہ سے۔ طا کا د سے رابطہ کھو گیا اور اُنہوں نے۔ قی د کی طرح Julian calendar کو فولو کرنا شروع دیا۔۔ جس مہینے میں یہ واقعہ پیش آیا۔۔اُس مہینے میں لوگوں نے گیارہ دن کم کام کیے۔Gregorian کیلینڈر کی وجہ سے۔۔لیکن تنخواہ اُنہیں پورے مہینے کی ملی۔۔تو اِس طرح paid leave کی ابتدا ہوئی۔۔Roman Julian calendar کا سال اپریل میں شروع ہوتا تھا۔ چو اب کیلینڈر بدل چکا تو Gregorian calendar کے مطابق سال جنوری گیارہ کو شروع ہوتا تھا۔اِس لئے اُس دور کے بادشاہ نے اعلان کر کے یہ فرمان جاری کر دیا۔اب سے جو یکم اپریل کو سال منائے گا وہ بیوقوف ہوگا۔اِسی سے اپریل فُول کا جنم ہوا۔۔Gregorian calendar میں آج بھی Julian calendar کی جھلک پائی جاتی ہے۔جولائی کو جولائی Julius Caesar کی وجہ سے کہتے ہیں۔کیو اُس کی سالگرہ جولائی میں ہوتی ہے۔ستمبر اکتوبر Julian calendar کے ساتویں آٹھویں مہینے تھے کیو Julian calendar میں صرف دس ماہ تھے۔Septa کا لاتینی زبان میں مطلب سات اور octa کا آٹھ۔اِسی طرح deca معنی دس۔اُن کا کیلینڈر مارچ سے شروع ہوتا تھا۔۔کیلینڈر تو بدل گیا۔ Julian calendar اپنی بہت ساری ں اور اُن نیوں کے ساتھ ساتھ ا دات چھوڑ گیا۔" خضر نے گرل ہینڈل اُٹھا کر اُلٹایا۔وہ دم بخود رہ گئی۔۔"چا۔۔"

"بجی پیسے!!" حال میں وہ لوٹی۔۔تو وہ اسکوائر کے باہر تھی۔۔وقت بیت گیا تھا۔۔۔دیں زہ ہو چکی تھیں۔۔۔

"ہاں۔۔دے رہی ہوں۔۔"اور وہ سر جھٹکے بیگ کے وسط میں بنی ر گھمانے لگی۔۔

☆.....☆.....☆

"میرا خیال ہے ہمیں ایمرجنسی نہیں بند کرنی چاہیے!"

ڈعا ڈاکٹروں سے کہہ رہی تھی۔۔خود سے اُس نے وعدہ کیا تھا کہ وہ ڈاکٹر. ادری کے لیے کچھ کرے گی۔آج وقت تھا تو آواز اُٹھانے میں کترائی نہیں تھی۔۔ پنچ دن سے ہڑ تل جاری تھی۔پہلے اُنہوں نے صرف او۔پی۔ڈی بند کی تھی۔اور . زوؤں پ سیاہ پٹیاں . ھی تھیں۔۔اُنہیں سخت تنبیہ بھی کی گئی تھی وہ نہیں رُکے تھے۔۔

ڈعا چیخ چیخ کر کہہ رہی تھی۔۔

"میری . ت سُنیں۔ایمرجنسی بند کر۔ منا . نہیں۔۔۔ہم نے یہ میڈکل کی ڈ َ ی بندے مارنے کا سٹرٹفکیٹ سائن کرنے کے لئے حاصل نہیں کی۔ہماری پہلی اولیت ا نوں کی جان بچا۔ ہے۔۔پلیز سُنیئے !!" کوئی اُس کی نہیں سُن رہا تھا۔۔

"سُنیئے !" اُسے غصے سے ای ہاؤس آفیسر کے پلٹنے کی . . دھکا لگا اور وہ لڑھک کر َ ی۔۔نور ماہ اور سینیئر پی۔جی نے اُسے فٹافٹ پکڑا۔۔وہ ہاؤس آفیسر غصے سے اُس پ

ی۔۔

"کیا ہے؟ تمہارا مسئلہ کیا ہے؟" ڈعا کو سانس نہیں آ ی تھا۔اور اُس لمحے میں اُسے سمجھ آ َ ی تھا۔ہر مرد خضر جہا۔ . ی . نہیں ہو۔ تھا۔۔۔

"بھوکے مر رہے ہیں چار مہینوں سے ہم؟ گھر والے ہر روز تنخواہ کا پوچھتے ہیں۔۔خا۔ ان ہے ہمارا۔شرم آتی ہے اب گھر والوں سے پیسے مانگتے۔۔۔سمجھ نہیں آتی تمہیں ہماری صورتحال !!"

ڈعا نے کنکھیوں سے کیمرہ مین اور میڈ یا والوں کو دیکھا تھا۔ڈعا نے گھبرا کر گلے سے تھوک نگلا اور اُسے خضر سے پنچ روز قبل اپنی گفتگو ی دآئی۔۔

"ہم بہت مہذب طر سے احتجاج کریں گے!" خضر سنگھار میز کے سامنے کھڑا wrist watch کلائی پ پڑھا رہا تھا۔۔وہ اُس کی خاموشی سے سُن رہا تھا۔۔دُعا دوپٹے میں اُ یں لپیٹتے اُسے بتا رہی تھی۔۔

"تو کوئی خطرے کی بت نہیں ہے۔۔"

وہ اُس کے یت چہرے کو بغور دیکھ رہی تھی۔وہ سر جھٹکے ہنوز کھڑا تھا۔۔

وقت کے ساتھ اُس نے یہ محسوس کیا تھا کہ وہ ای سخت مشرقی شوہر بنتا جا رہا تھا۔۔یہ اُس کی محبت تھی کہ وہ اختلافات کے بوجود اُسے کچھ نہیں کہتا تھا۔۔ اُس کی سختی وہ اب اُس کے ا از میں محسوس کرنے لگ گئی تھی۔۔۔

عجیب گہما گہمی اپتل کے بہر چھائی تھی۔۔بڑی مشکل سے بقیہ ہاؤس آفیسروں نے صورتحال سنبھالی تھی۔میڈیا والے اُن سے تنقیدی نقطہ سے سوالات پوچھ رہے تھے۔۔

" آپ تو مسیحا ہیں۔آپ کی پہلی اولیت تو جان بچا ہے۔آپ کیسے ایمرجنسی بند کر تے ہیں؟"

دُعا آگے آتے سر پہ دوپٹہ ا کرتے کہنے لگی۔۔

"بلکل ہماری پہلی اولیت ا نوں کی جان بچا ہے۔۔لیکن کیا آپ جا ہیں کہ اِس اولیت کا حقدار بننے کے لیے ہم کن کن مراحلوں سے رتے ہیں؟ جا ہیں کیا آپ؟ ہم میڈ ڈی حاصل کرنے کے لئے اپنے عزیزوں کا وقت اُن کی خوشیاں ت قربن کر دیتے ہیں۔صرف اِس میڈ کی ڈی کے لیے۔اور میری ای بت کان کھول کر سُن لیں۔ہم نے اپنی youth کا جو حسین وقت اِس ڈی کو دے دیا ہے۔۔وہ پیسے سے واپس نہیں آ سکتا۔اِس لیے کم از کم ہمیں compensate تو کیا جائے۔۔۔ہمیں کچھ تو ہماری قربنی کا صلہ دیا جائے!"

" کیا آپ کو بھی پیسوں کی ضرورت ہے؟"

صحافی کے سوال پ دُعا کو دھکا سا لگا۔ اُسے پیسوں کی ضرورت نہیں تھی۔ اُس کے تو پیسے ۔ت بھی نہیں تھے۔ اُس نے احتجاج کے آغاز میں بھی یہی .ت کی تھی۔ یہاں حوالہ کوئی اور تھا۔۔

دُعا نے کھلبلا کر پوچھا۔۔

" پیسوں سے ضرورت سے کیا مراد ہے آپ کی؟ کیا کہنا کیا چاہتے ہیں آپ؟ کہ مجھے فی سبیل اللہ کام کر چاہیے؟ ضرور کروں گی۔۔ لیکن کیا اِس د میں محنت کی ا. ت کا کوئی قانون نہیں ؟" وہ پ ڑی تھی۔۔

" نہیں آپ ڈاکٹرز Hippocratic oath بھی تو ی ت ہیں!" صحافی نے اُس کے بھڑ کنے پ .ت . لی تھی۔ دُعا سانس ی کے لیے رُکی۔۔

" آپ oath کی .ت کرتے ہیں۔ Oath تو وکلاء پولیس آفسر اور ججز بھی ی ت ہیں۔ اُن سے تو کوئی ایسے سوالات نہیں کر ت؟ ساری ٹ آپ لوگوں کی ہم پ ہی ٹوٹتی ہے؟ جس کا دل چاہتا ہے ہمیں قصائی مافیہ لُٹیرے کہہ جا ت ہے؟" قصائی لفظ ی ت اُس کا کلیجہ پھڑ پھڑا ی تھا۔ شا ی یہ لفظ وہ میڈ کی ڈ ی حاصل کرنے کے بعد بھی خود سے نہیں مٹا سکتی تھی۔

" آپ کو ا ازہ نہیں ہم وہ وہ کام کرتے ہیں جو ڈاکٹرز نہیں کرتے۔ ہم اکثر اپنے patient کے بیڈ شیٹس ٹھیک کرتے ہیں۔ اُن کا urine bag سنبھالتے ہیں۔۔ یہ حال ہے یہاں اِس اپ ت ل کا۔۔ کہ ڈاکٹرز نوکروں والے کام کر رہے ہیں۔۔ اور وہ unpaid ہیں۔ چار مہینے ہو گئے ہیں چار مہینے؟ ا یہاں equipments ختم ہو جاتی ہیں تو ہم اپنی ذات سے پیسے لگاتے ہیں کہ کسی طرح مریض بچ جائے۔۔ کسی طرح!" اشتعال کے . . بول بول کر اُس کی سانس پھول گئی تھی۔ ڈاکٹرز اُس کے پیچھے کھڑے اُس کی ت میں سر ہلا رہے تھے اور انگوٹھے

دکھارہے تھے۔

"یہ حال ہے اِس قوم کا۔ اپنے مسیحاؤں کو یہ مافیہ کہتی ہے۔ یہ morality rate ہے اِس قوم کا۔ آپ کو پتا ہے۔ ایک ڈاکٹر HIV test کرتا ہے تو اگر اُس کی needle اُسے prick کر جائے تو اُسے بھی HIV ہو سکتا ہے۔ اور یہ جاننے کے باوجود وہ یہ کرتا ہے۔۔ کس لیے؟ صرف پیسوں کے لیے۔۔ ہمیں مت بتائیے۔ کہ ہماری پہلی اولیت کیا ہے۔۔ ہمارے لیے سب سے اہم اپنے مریض کی جان ہے۔ اگر ڈاکٹرز کو مسیحا کہتے ہیں تو یونہی نہیں کہتے۔۔۔ آپ سوچ نہیں سکتے یہ out of the way جا کر اپنے مریضوں کا خیال رکھتے ہیں۔۔۔ عجیب نہیں ہے۔ نوکروں کو یہاں صحیح تنخواہ مل رہی ہے۔۔ اور ڈاکٹرز اسپتال چلانے والے unpaid ہیں۔۔ آپ ذرا سوچیں۔" دُعا نے اپنا stethoscope اُنہیں دکھایا۔۔

"خالی یہ stethoscope ہمارا جو اچھے والا ہے۔۔ جس کی quality بہترین ہے۔۔ خالی وہ بیس سے تیس ہزار کا ہے۔۔ اور یہ بھی کوئی بہت ٹاپ کلاس بہترین نہیں ہے۔۔"

کیمرہ مین دُعا کے stethoscope پر فوکس کر رہا تھا۔ جس پر ڈاکٹر ڈی۔ کے لکھا گھڑا ہوا تھا۔۔

"خالی یہ۔۔۔ خالی یہ۔۔ اور بھی ہماری equipments ہوتی ہیں۔ آپ بتائیں ذرا ہم کیسے manage کریں؟ بتایئے آپ خود!"

پیچھے صفا کار جھاڑو لگاتے منہ کا زاویہ بنانے لگا۔ اُس نے سفا کی سے دُعا کو دیکھا۔

"دور کوئی بھی ہو۔ یہ ڈاکٹر کبھی اپنی تنخواؤں سے مطمئن نہیں ہونے والے!!"

نورماہ منرل واٹر کی بوتل کھول کر دُعا کو دے رہی تھی۔ دُعا سانس لینے کے لیے رُکی۔ اُس نے پانی کی بوتل اُس سے لی اور پانی کا گھونٹ لیا۔۔ وہ چند لمحے رُکی رہی۔ اُس نے گہری سانسیں

لیں اور پھر سے ب ت جاری کرنے لگی۔

" آپ ہم ڈاکٹروں کی اسٹرگل کا پوچھتے ہیں۔ میں آپ کو بتاتی ہوں ہماری اسٹرگل۔ ہماری اسٹرگل تو میڈ   شروع ہونے سے پہلے ہی شروع ہو جاتی ہے۔۔ ب ہمیں گورنمنٹ کالجز میں ی ٹ نہیں ملتی۔۔ میرا تعلق ای متوسط طبقے سے بھی نہیں تھا۔ پھر بھی میرے والد نے اپنا پیٹ کاٹ کاٹ کر میرا ای ڈمشن پ ائیوٹ کالج میں کروای۔۔ پ نچ سال ہم میڈ   کے طا ب علم ڈ پ   سے گ ز رکر ایم۔ بی۔ بی۔ ایس مکمل کرتے ہیں۔۔ پھر آتی ہے ہاؤس جاب کی ب ری۔ اِس عرصے کو ہم یہ تصور کر کے ا پ ل میں آتے ہیں کہ یہ ہمارے لیے enjoyment کا time period ہوگا۔۔ لیکن ب ہم پورا مہینہ لگا ت ر بلا ن غہ کام کرتے ہیں۔۔ اور ہمیں stipend بھی نہیں ملتی۔۔ تو تصور کریں ہمارا کیا حال ہو ت ہوگا۔ آپ سوچ نہیں   ت ڈ ئ ٹ شفٹس میں ہمارا کیا حشر ہو ت ہے۔ ہمیں جہاں جیسے کچھ وقت سکون کا ملتا ہے۔ ہم بیٹھ جاتے ہیں۔ پھر چاہے وہ فرش کیوں نہ ہو۔۔۔ ذرا جاگیں نہ ساری رات آپ لوگ۔۔ پتا چلے آپ کو۔ کہ یہ کیا مشقت ہوتی ہے۔ ہم لوگ یہاں کام کر کر کے insomnia اور Auditory Processing Disorder (APD) کے مریض بن چکے ہیں۔۔ اور یہ تو پ کستانی اسٹوڈنٹس کا حال ہے نہ۔ اب ب ت کرتے ہیں۔ اُن مظلوموں کی جو ب ہر سے یعنی چین اور روس سے میڈکل کر کے یہاں آتے ہیں۔ اُنہیں ہاؤس جاب کے لیے تین ا   پ س کرنے ہوتے ہیں۔ اور اُن اسٹیپس کو پ س کرنے میں اُن کے سات آٹھ سال کہیں نہیں جاتے۔۔۔ ہاؤس جاب کا عرصہ تو چلیں آپ کو معلوم ہے۔۔ پھر اُس کے بعد آتی ہے۔ ایف۔ سی۔ پی۔ ایس پیپرز کی ب ری۔۔ اور اُن امتحا ن ت کا شمار پ کستان کے مشکل ت ری امتحا ن ت میں ہو ت ہے۔ بڑے سے ب ڑا ڈاکٹر بھی اِس میں ای دو مرتبہ فیل ضرور ہو ت

ہے۔۔اور اِس امتحان کو پ س کر تو جو hardship ہے ہمارے لیے۔اُس سے ڑی hardship ای اچھا اپ ل تلاش کر ہو ہے جہاں ہم چار سال ٹ کر اپنی residency کر سکیں۔۔Paid residency۔چلیں ہم ہاؤس آفیسر تو پھر بھی ادا کر ی ہیں۔آپ post-graduate trainees کا سوچیں۔اِن کی اکثر ی شادی شدہ ہے۔اِن کے بچے ہیں۔اِن پ ذمیداری ہے۔۔ اکا خوف کریں یہ تیس تیس گھنٹے نوکری ں کرتے ہیں۔اور اِس کے بعد بھی ڈاکٹروں کو پیسے بنانے والی مشین کہا جا ہے۔ا ہم پ کمارے ہیں۔۔تو ہم کچھ زی دہ نہیں کمارہے۔ ہی عیش کر رہے ہیں۔۔ہم نے محنت کی ہے۔قر ں دی ہیں۔۔۔اور پلیز یہ مت سمجھیئے کہ ایف۔سی۔پی۔ایس پ رٹ ون کے بعد ہماری مشکلیں ختم ہو جا گی۔جی نہیں۔۔۔ہمیں فی۔سی۔پی۔ایس پ رٹ ٹو کے لئے IMM کا امتحان دینا ہو ہے۔۔اور اُس امتحان کو ہم نہیں دے ہم چار ورک شاپس نہ کرلیں۔۔اور ہر ای ورک شاپ کے لیے ہمیں amount پے کرنی ہوتی ہے۔۔چلیں ہم amount تو پے کر دیں۔۔ CPSP(College of Physicians and Surgeons Pakistan) کام کے لوڈ کی وجہ سے آپ کو ورک شاپ کی ریخ دینے میں خیر کر دیتے ہیں۔ورک شاپ میں خیر یعنی IMM کے امتحان میں خیر۔IMM کے امتحان میں خیر یعنی۔۔فی۔سی۔پی۔ایس پ رٹ ٹو کے پیپر میں خیر۔۔اور اِس کے ساتھ synopsis کا مسئلہ الگ سے جو کہ ای ر چ ہوتی ہے۔اُسی کی چیکنگ میں اور غلطیوں میں ای سال کا عرصہ رجا ہے۔جن کے پ س پ ہو اُن کا کام ای مہینے میں بھی ہو جا ہے۔۔ پ رٹ ٹو کے پیپر بھی پ س کر کوئی آسان امر نہیں۔۔۔کبھی پیپر میں فیل ہو ڑے گا تو کبھی VIVA میں۔۔ای عرصہ کوشش کے بعد آپ اپنی فیلڈ کے

expert بن جا گے۔لیکن آپ کی تعلیم پ بھی ختم شد نہیں لگے گا۔۔کیو آگے آپ کے لیے fellowship program تیار ہو گا۔۔آئیندہ ڈاکٹرز کو مافیہ قصائی لٹیرے کہنے سے پہلے اُن کی اسٹرگلز کو دکر لیجیئے گا۔پھر کبھی اُن کے احتجاج اور اُن کی مانگیں آپ کو تکلیف نہیں دیں گی۔۔"

ای گہری خاموشی چھا گئی۔۔۔صحافی دُعا کا چہرہ دیکھ رہے تھے۔اور دُعا اُن کا۔۔آج دُعا نے ساری بھڑاس نکال دی تھی۔۔۔چیف ریذیڈ کے موبائل کی گھنٹی بجی۔دُعا نے دن موڑ کر اُنہیں دیکھا۔وہ کال اُٹھا کر موبائل کان سے لگا رہے تھے۔۔

"جی!" اُن کے ماتھے پر بل پڑے۔۔۔

"مطلب!" ڈاکٹروں نے اُلجھ کر اُنہیں دیکھا۔اگلے لمحے پولیس کا سائرن بجا۔۔دُعا نے کھلبلا کر گیٹ کی جانب دیکھا۔۔

"میں نے آپ لوگوں سے کہا تھا۔۔ایمرجینسی بند مت کریں!" دُعا کی آواز پ ئی تھی۔۔۔پولیس خصوصاً اپنے ساتھ خواتین پولیس کو لائی تھی۔۔۔صحافیوں اور کیمرہ مین کا فوکس اب تبدیل ہو چکا تھا۔۔ڈاکٹروں میں سنسنی مچ گئی تھی۔۔۔پولیس اہلکار ای ای کر کے ڈاکٹروں کو ہتھکڑی لگا رہے تھے۔۔دُعا کا دل دہل رہا تھا۔۔اُس مجمعے میں صرف اُسے اپنے خان ان کا خیال آ رہا تھا کہ اُس کا خان ان یہ منظر ٹی۔وی پر اہ را دیکھ رہا تھا۔۔تیز دھوپ کی شعا اُس کے سر پر رہی تھیں۔لبوں پر پپڑیں جم رہی تھیں۔دل اتنی زور سے دھڑک رہا تھا کہ اب اُس کی آواز سُننے کے لیے stethoscope کی ضرورت نہیں تھی۔پولیس خواتین اُس کی طرف آ ۔دُعا کے سارے چہرے پر بل ہی بل تھے۔۔اُسے ہول آنے لگے۔

"ایک منٹ!" دُعا نے آواز پہ چونک کر داخلی جانب دیکھا۔ وقاص کالے کوٹ میں ملبوس ہاتھ میں فائل پکڑے سختی سے بولا تھا۔ پولیس آفیسر آگے آگئے۔۔

" کیا مسئلہ ہے؟" دُعا شل اعصاب سے اُسے دیکھ رہی تھی۔۔ وقاص اُن کی جانب گھوم کر کہنے لگا۔۔

" ڈاکٹر دُعا اِدریس میری کلائنٹ ہیں۔۔ اِن کا اِس احتجاج سے کوئی لینا دینا نہیں۔۔ اِن کی stipend پرائیوٹ میڈیکل کالج سے بنتی ہے۔ اور گورنمنٹ اسپتال اُنہیں ادا کرنے کا عائد نہیں ہے۔۔"

نورماہ نے دُعا کو دیکھا۔۔ دُعا فوراً سے بولی۔۔

" میں اِن کے ساتھ۔۔"

وقاص نے اُسے بولنے کا موقع ہی نہیں دیا اور پولیس آفیسر سے کہنے لگا۔۔

" اِنہیں مجبوراً اِس احتجاج کا حصہ بننا پڑا ہے۔ آپ اِن کی احتجاج کے پہلے روز کی کِلپ دیکھ سکتے ہیں۔"

دُعا بولنا چاہ رہی تھی۔۔

" نہیں!" اُس کے رفیق کار اُسے کرب زدہ نگاہوں سے دیکھ رہے تھے۔۔

" وقاص!" دُعا نے اُسے روکنا چاہا۔۔ مگر بے سود۔

" میری موکلا ایمرجنسی وارڈ اور او۔ پی۔ ڈی بند کرنے کے حق میں بھی نہیں تھیں۔ اِنہیں کرنے کے لیے یہ violence کا بھی شکار ہوئی ہیں۔ آپ کو میری بات پہ یقین نہ ہو لیکن میڈیکل کے ریکارڈ کیسے پہ یقین ضرور ہو گا۔"

باتوں کو توڑ مروڑ کر اُس نے پولیس آفیسر کو قائل کر لیا تھا۔۔ وقاص پولیس آفیسر سے بات کر

چکا تھا۔ پولیس اُس کی آنکھوں کے سامنے اُس کے رفیق کاروں کو لے گئی تھی۔ اور وہ نمناک آنکھوں سے وہاں کھڑی اُنہیں دیکھتے کچھ نہیں کر پ ئی تھی۔ دُعا نے غیظ سے وقاص کو دیکھا۔۔

"وقاص تمہیں کس نے اجازت دی کہ تم یہاں آؤ۔۔" وقاص نے ٹ ئی کی ن ٹ ڈھیلی کرتے اُسے غضب سے دیکھا۔۔

"چا نے۔۔ دوپہر کو اُس کی فلائیٹ ہے۔ اب تم خود اُس سے نمٹنا۔۔۔"

دُعا نے دا ت کچکچاتے مٹھیاں بھینچ لیں۔۔

"وقاص!!" وقاص نے اُسے انگلی دکھاتے سختی سے کہا۔

"خاموشی سے گاڑی میں بیٹھو۔ میرے پ س ز ی دہ وقت نہیں۔ تھوڑی دی ت میرے ای کیس کی سما ت ہے۔۔ ہم چاروں دوستوں نے تھانے جا کر کوئی شہنشائی کے جھنڈے نہیں گاڑے تھے۔ جو تم بھی آج تھانے جا کر گاڑ لیتی۔" دُعا نے کلفت سے مٹھی جھٹکی۔ وقاص غصے سے اُس سے کہہ رہا تھا۔

"تمہیں کیا تھا اُس نے۔ کیا تھا نہ ۔۔۔ تم دیکھنا اِس ب ر تمہیں انکل بھی نہیں بچا گے۔۔ تم دیکھنا۔ اِس ب ر ہو ت کیا ہے تمہارے ساتھ!!" گاڑی میں بیٹھ کر بھی وقاص نے اُسے سُنا ن کم نہیں کی تھی۔۔ دُعا کی آنکھیں آ وں سے بھیگ رہی تھیں۔۔۔ اُس نے گال پُھلا لئے تھے۔ ہو ٹ شدی سرخ تھے۔ وہ مُٹھیاں آپس میں ئے راکنگ چئیر کی ما ہل رہی تھی۔۔ وقاص نے اُسے ذرا َ دن موڑ کر دیکھا تو کہنے لگا۔۔

"میرا اتنا دماغ کھول رہا تھا۔ ب تمہیں اُس ڈاکٹر نے دھکا مارا ہے۔۔ تم سوچو تمہارے گھر کے مردوں کا کیا خال ہو رہا ہوگا۔ مجھے تمہارے شوہر نے دو ت نہیں بھائی کہا ہے۔۔ ٹ ی معذرت تمہیں میری ب تیں ب ی لگی ہوں۔ میں اُس کی ب ت نہیں ٹ ل سکتا تھا۔ جس طرح

میرے لئے میری گھر کی عورتوں کی عزت ہے۔اُسی طرح میں تمہارے لئے بھی عزت ر ت ہوں۔۔کہاسُنا جو بھی ہو معاف کرن ۔"دُعا خاموش رہی۔اسکوا ٔ قری ب تھا۔۔اُس نے اُسے اسکوا ٔ کے ب ہر اُ ت ر ا۔وہ خاموشی سے اُ ت ی۔جیسے وہ اسکوا ٔ میں چلی آئی۔ہرا ن اُسے گھور گھور کر کاٹ کھانے والی وں سے دیکھ رہا تھا۔دُعا سر جھکائے خاموشی سے چلتی رہی۔جیسے ہی او پ فلیٹ میں دروازہ کھول کر آئی۔۔

جہان ی ب صا ب خاموشی سے ہاتھ صوفے کے ب زو پ رکھ کر ی ٹ خبریں سُن رہے تھے۔۔۔

دُعا نے بلند آواز میں سلام لی۔

"السلام علیکم!"لہجہ کمپوز تھا۔جہان ی ب صا ب بھی سادگی سے بولے۔

"وعلیکم۔۔"اُس کی آمد کے ب ب وہ گھر آئے تھے۔۔

دُعا نے خشک لبوں پ ز ب ن پھیری۔اِس سے پہلے کچھ کہتی وہ ٹی۔وی اسکرین پ نگاہیں مرکوز کیے بولے۔

"تم خود ہی نمٹنا اُس سے۔"دُعا ذرا چو ۔۔

"ابو!!"

"ابو آپ ڈر رہے ہیں اُس سے؟"اُس نے حواس ب ختگی سے یہ کہتے اُنہیں دیکھا تھا۔۔

جہان ی ب صا ب نے دھیرے سے اُسے دیکھا اور کہنے لگا۔

"میرے سر پر تمہیں سینگ آتے ہیں؟ جو میں د ت ہوا شیر کے غار میں جاؤں؟"

دُعا بوکھلائی۔۔

"ابو آپ ڈر رہے ہیں اُس سے!"اُس کے گال سرخ ہو گئے۔ربیعہ بیگم ہاتھ میں ڈوئی پکڑے لاؤنج میں چلی آ ۔

"تو جوان اولاد سے ڈریں نہ تو کیا کریں؟ ہاں؟ سر پہ سفید چاندی اُگ آئی ہے۔۔۔اب اُس سے ہم بیر لیں۔۔" ربیعہ بیگم نے اُسے صاف ہاتھ دکھاتے کہا۔۔

" بھئی ہم نے تمہیں کبھی کسی چیز سے نہیں کیا۔۔نہ کوئی فضول روک ٹوک کی ہے۔۔ہمیشہ یہی کہا ہے اپنے شوہر سے اجازت لیا کرو۔ابھی کھانا بنا رہی ہوں۔وہ ڈرائیور بھیجے گا تو لے کر چلی جانا۔اور ہم سے کوئی اُمید نہ رکھنا!"

دُعا حیرت سے جھرجھرائی۔۔

"ام۔۔امی!!" وہ کچن کی جانب گھوم گئیں۔۔

☆.....☆.....☆

وہ چبھتی گرمی سے بچتی چادر چہرے کے آگے کرتی ٹِفن سنبھالتے گیٹ پار کر رہی تھی۔۔وہ خضر کی بلڈنگ کی جانب چلی آئی۔چوکیدار نے اُسے دیکھ کر سلام کیا۔۔دُعا نے جواباً سر ہلا کر زیرِ جواب دیا۔۔لفٹ میں آئی۔تو اُس نے فلور کا بٹن دبایا۔۔دل زور زور سے دھڑک رہا تھا۔۔سمجھ نہیں آ رہا تھا بات کا آغاز کہاں سے کرے گی۔خضر لاہور سے اپنے کسی ساتھی کے ولیمے پر سے آیا تھا۔۔لفٹ کا دروازہ کُھلنے لگا۔وہ ذرا چونکی۔ذرا ذرا سی بات پر اُسے دھڑکا لگ رہا تھا۔۔اُس نے گہری سانس باہر خارج کی اور پیر لفٹ سے باہر نکالا۔۔وہ سر جھٹکے خضر کے فلیٹ کی جانب چلی آئی۔۔وہ بغور اپنی سیاہ Pumpies کو دیکھ رہی تھی۔جس پر ننھی سفید ستاریں جگمگا رہی تھیں۔۔وہ دروازے کے سامنے آ رُکی۔۔دل کے آر پار ایک شدید کرنٹ گزرا۔۔

اُس نے خشک لبوں پر زبان پھیری۔۔دروازے کے ہینڈل پر اُس نے ہاتھ رکھا اور اُسے فت میں ہی موڑا۔۔دھیرے سے دروازہ کُھلا۔اُس کے ہاتھ سے ہینڈل چھوٹا۔دروازہ

کُھلنے کی ۔ رِ یہ سی آواز آئی۔۔جیسے دروازہ کُھلا۔ہرنی آنکھیں مزیر پھیل گئیں۔پلکیں ذرا جھپکیں۔۔خضر بلکنی کے دروازے سے ٹیک لگائے کھڑا کافی کے گھونٹ لے رہا تھا۔۔اُس نے اُسے بنا دیکھے اپنے سادہ سنجیدہ انداز میں کہا۔۔

"خوش آمدید!"

انداز وہی تھا۔۔بس اُس میں ذرا کرختگی پیدا ہوگئی تھی۔دُعا نے خود کو نارمل کرتے دروازہ بند کیا اور مُڑ کر دیکھتے اُسے بتانے لگی۔۔

"چاند میں بریانی اور Hawaiian salad لائی ہوں۔۔"

وہ ہنوز کھڑا سنجیدگی سے بولا۔۔

"ہماری ہوائیں اُڑا کر Hawaiian salad کھائی جارہی ہے!"

دُعا نے کلفت سے اُسے دیکھا۔اُستاد کہتے تھے ایک شاگرد علم کے ورثے سے اپنے اُستاد سے کچھ نہ کچھ ضرور لیتا ہے۔اُن کے بہت شاگردوں نے اُن سے کچھ لیا تھا۔ خضر نے تو سارے کے سارے اُستاد کو لے لیا تھا۔۔وہ وہی انداز تھا۔۔جس سے وہ آج تک بچتی آئی تھی۔۔وہ وہی انداز تھا۔جو اُسے بے ہمت کر دیتا تھا۔۔

دُعا نے شدید تکلیف سے میز پہ ٹِفن رکھا اور اُسے دیکھ کر سرخ ہوتی آنکھوں سے بولی۔۔

"تمہاری یہ کرختگی مجھے بہت تکلیف پہنچاتی ہے چاند۔۔تم مجھے ڈانٹ لو۔مجھے مارلو۔۔مجھ سے لڑلو۔خدا کے واسطے یہ رسمی انداز میں مجھ سے بات کرنا بند کرو۔۔"

خضر پینٹ کی پاکٹ سے موبائل نکال کر سر جھٹک کر کچھ دیکھ رہا تھا۔چند لمحے وہ کچھ ڈھونڈتا رہا۔۔اور چند لمحوں بعد وہ اُسے سنانے لگا۔۔

"پنج روزہ عثمانیہ اسپتال میں ڈاکٹروں کی ہڑتال ختم۔۔بنارس کے ٹھگوں کا ٹولہ گرفتار!"

دُعا نے . ڑے ضبط سے کہا۔۔

"چاہ ہم اپنے حق کے لیے لڑ رہے تھے۔۔"

خضر نے ۔ کا اب اُسے دیکھا۔۔

"ایمرجینسی بند کر کے؟ لوگوں کو suffer کروا کر؟"

دُعا نے جواب نہ ہونے پ . کاٹنا شروع کیے۔۔۔

"میں نکما ہوں۔۔ میں خود غرض ہوں۔۔ میں گندا اٹ ا ہوں۔۔ ا. جو کہتے ہیں۔ میں . ہوں۔ لیکن میں بیوقوف نہیں ہوں دُعا۔۔ تمہیں میں نے کیا تھا۔۔ اِس . میں شر ت مت کر۔۔ میں نے تمہیں پھر بھی اجازت دے دی۔۔ لیکن تم سے یہ ا ی . ت نہیں مانی گئی۔۔"

دُعا فوراً سے بولی۔۔

"چاہ وہ . تھے۔ میں اُن کا ساتھ نہ دیتی۔ بہت غلط ہو ۔۔ وہ پہلے ہی میرے بہت خلاف ہیں!"

جواباً خضر نے ۔ کی بہ ۔ کی کہا۔

"اور اِس لیے تم نے کہا۔۔۔ 'ہم بھی ہیں پانچ سواروں میں' اور کر دیئے ہم . پ ت . ٹ توڑ حملے۔۔ as usual!"

دُعا کا دل جل رہا تھا۔۔ اُس کی . تیں ٹیس تھیں ٹیس۔۔ اُسے اُس کا ای ای لفظ تکلیف پہنچا رہا تھا۔۔

"دُعا وہ جو کرتے ہیں کریں۔ یہ میرا concern نہیں۔۔۔ میرا concern تم ہو۔۔ You belong to me۔۔ میری غیرت یہ گوارا نہیں کرتی کہ میری بیوی کے ساتھ کوئی مرد

. تمیزی کرے اور میں خاموشی سے بیٹھا رہوں۔۔ . میں دوسروں کی عورتوں کی عزت کرتا ہوں۔تو میں اپنی بیوی کے لیے بھی عزت کا تقاضا کرتا ہوں۔۔۔میں نے ابھی تک کوئی اقدام نہیں اُٹھایا تمہاری وجہ سے۔۔نہیں تو میں اُس ڈاکٹر کو قانونی طور پر بتاتا اُس نے کس کے ساتھ mess کیا ہے۔۔اور تم . کوایک لاٹھی سے ہانکنا بند کر دو۔۔تمہاری وجہ سے آج بہت تماشہ ہوسکتا تھا۔۔بیوقوف لڑکی۔ . اکے لیے۔گھر اور . ہر میں فرق سمجھ جاؤ۔۔"

دُعا نے غضب سے اُسے دیکھا۔۔

"ہاں کیونکہ تم تو بڑے patrician ہو۔۔ہے نہ؟"

(patrician عزت دار رُومی خاندان۔۔عزت دار تھے صرف بظاہر۔۔)

خضر نے بے تاثر چہرے سے اُسے دیکھ کر انگلی دکھائی۔۔

"اِس انداز اور اِس رویے سے تمہاری آج کی کرتوت چھپ جائے گی؟"

دُعا نے غصے سے دا چہرہ موڑ لیا۔۔۔

"میری جاسوسیاں کروا کر مجھ پر رکھوا کر تم کون سے نیک کام کر رہے ہو۔۔وقاص کو بھجوا کر تم نے آج . . . کر دیا تمہیں مجھ پر یقین نہیں۔۔"

خضر ذرا افسوس سے مسکرایا۔۔

"افسوس ہے دُعا۔۔افسوس ہے۔۔تم ابھی تک مجھے سمجھ ہی نہیں پائی۔۔میں نے کبھی بھی تم پر شک نہیں کیا۔۔"

دُعا نے یکدم اُسے دیکھا۔اشتعال بڑھنے لگا۔گال سرخ ہو گئے۔

" تمہاری اب یہ ساری . تیں مجھے بے معنی لگ رہی ہیں۔تم وقت کے ساتھ دوسرے مشرقی مردوں کی طرح ہوتے جا رہے ہو۔۔بلکہ ہو گئے ہو۔۔کیا یہ . معاہدے کی شرائط کے

مطابق تھا جو آج تم میرے ساتھ کر رہے ہو؟ پیہ آنے کے بعد اب تم یوں آنکھیں پھیرو گے۔۔"

خضر ذرا چونکا۔۔

"ایہ منٹ دُعا۔۔ بات کو تم کہاں سے کہاں پہنچا رہی ہو۔تم خود بی الذمہ ہو کر مجھ پہ ملبہ ان چاہ رہی ہو۔۔اِس لئے تم اوورری ا کر رہی ہو۔اصولاً دیکھا جائے تو میں نہیں۔ بلکہ تم دوسری مشرقی عورتوں کی طرح میرے ساتھ بےؤ کر رہی ہو۔۔رہی بات امیری کی۔۔تو اِس آدمی کو غریب سے امیر بنانے والی تم تھی۔۔مجھے میرے لیے تمہیں تمہاری اہمیت بتانے کی ضرورت نہیں ہے۔میرا اہرا شہ اِس بات کا ثبوت ہے تم میرے لیے کتنی اہم ہو۔"دُعا نے زور سے ہاتھ بن ھے نمناتی آنکھوں سے اُسے دیکھا اور پھر مضبوط لہجے میں بولی۔

"ایہ خودمختار عورت کو امیر آدمی کی دو لطف نہیں دیتی۔۔ Don't you dare to spoil me!"

خضر نے کرب سے ذرا مسکرا کر دن موڑ لی۔

"I was made to spoil you!"

دُعا نے ایہ آہ بھری اور ان وگینی سے اُسے دیکھا۔۔

"میں کبھی سوچ بھی نہیں سکتی تھی۔تم میرا ساتھ چھوڑ دو گے!"

خضر نے بے ش لہجے میں کہا۔

"میں نے بھی کبھی نہیں سوچا تھا۔۔کہ تم کبھی اپنی ذات کے لیے میرے مان کی کر دو گی۔۔"

"کیا سزا دو گے مجھے اپنا مان ٹوٹنے پہ؟"دُعا کی آ وں کے بہ پلکیں لرزیں۔۔اُس نے اُس سے چُبھتے لہجے میں پوچھا۔۔

"مجھ سے قطع تعلقی؟" خضر کا دل کسکا تھا۔ اُس نے بھوں اُٹھالی اور پیشنی پ بل ڈال لیے۔۔

" کیا کہا۔۔قطع تعلقی؟ ہاں۔۔" ماتھے سے بل ہٹے۔۔

" قطع تعلقی تو کر دوں۔۔۔ یدوں کا کیا کروں؟ دل کے پس بیک اسپیس کی نہیں ہوتی۔۔ جوَ ٔاری ہوئی یدوں کو

انَ ٔاری کر دے!" وہ آگے ڈھا۔ اُس نے جھک کر کافی کا مگ رکھا اور تیزی سے دروازہ کھول کر ہر نکلَ ی۔۔ ڈُعا ٹیسٹے دل سے صوفے پ بیٹھی۔۔ آج اُسے پہلی مرتبہ احساس ہو رہا تھا۔ بچپن ختم ہو چکا تھا۔۔

" کتنی خوبصورت تھی وہ لڑائی۔ جہاں مار بھی تھی۔۔ طنز بھی تھے۔۔ بحث بھی تھی۔۔ ڑ واہٹیں نہیں تھیں۔۔۔ آج اُن دونوں کی تون نے ای دوسرے کو شدی تکلیف پہنچائی تھی۔۔۔ نہ منہ سے کوئی اخلاق ت نکالی تھی۔۔ نہ ہاتھ اُٹھے تھے۔۔ دل پھر بھی شدی قسم کا ٹیس رہا تھا۔۔

☆.....☆.....☆

خضر اے۔سی کر سر جھٹکے گاڑی میں بیٹھا تھا۔۔ ہر دوسرے منٹ بعد وہ کھول کر آہیں بھرت۔۔

"Sigh sigh. sighs!"

کھڑکی پ دستک ہوئی۔۔ خضر نے سر اُٹھا کر سامنے دیکھا۔ چوکیدار کھڑا تشویش سے اُسے دیکھ رہا تھا۔

"صا ٹھیک ہے؟"

خضر نےَ دن لڑھکا کر اُسے کہا۔۔

"بیٹھو!"

چوکیدار گھبراہٹ سے اُسے دیکھتا گاڑی کی دوسری طرف آ ی۔۔

وہ دروازہ کھول کر بیٹھا۔۔

"صا ب آپ کی طبیعت ٹھیک ہے؟" اُس نے دروازہ بند کر کے اُسے دیکھتے پوچھا تھا۔۔

خضر denim پ خن رَ ٹ تے گہری سوچ میں بولا۔

"بس ٹھیک ہی ہے۔۔"

چوکیدار سر جھکا کر ڈر ڈر کر دھڑکتے دل سے اُسے دیکھ کر بولا۔

"صا ب بی بی جی سے لڑائی ہوئی ہے؟"

خضر نے ای ٹھنڈی آہ بھری اور ی ٹ سے ٹیک لگائی۔۔

"لڑائی تو پہلے ہوتی تھی۔۔اب تو تضاد ہوا ہے۔۔"

چوکیدار َ ٹ ا ی۔وہ بھو اچکا کر بولا۔۔

"صا ب ۔۔سمجھا نہیں۔۔" خضر نے ی ٹ سے سر لگا ئے میں ہلا ی۔۔

"تم نہیں سمجھ ت۔۔" اُسے کچھ سمجھ نہ آ ی تو وہ بولا۔۔

"غم نہ کریں صا ب!"

خضر کو ہنسی آئی۔۔اُس نے ی ں تچھی کیے اُسے دیکھا۔

"غم۔۔تمہیں پتا ہے۔لوگ سمجھتے ہیں اللہ والوں کو غم نہیں ہوت۔۔ا َ اُنہیں غم نہ ہوت۔۔تو پھر بتاؤ مجھے۔اللہ اپنے نبی کو اپنی کتاب میں یہ کیوں کہتا کہ غم نہ کرو؟ پ یشانی ہر بندے کو ہوتی ہے۔۔اور یہ نہ چاہ کر بھی ہوتی ہے۔۔ا ن کبھی بھی optimistic بن کر نہیں رہ سکتا۔۔کتنا نقلی لگتا ہے نہ یہ جملہ۔۔۔اُسے کسی کی بھی کوئی ت بُری نہیں لگتی۔وہ ہمیشہ مثبت رہتا

ہے۔۔۔یہ کتنا کہانیوں کا سا لگتا ہے۔۔ا ن کبھی ا ی جیسا نہیں رہتا۔۔ ڑے سے ڑا کام کرتے ا ن خواہ کتنا optimistic ہو۔۔فتح سے قبل اور مشکلات کی گھڑیوں میں ان رسے گھبرا تے ہے۔۔ڈرتے ہے۔۔۔ اُس ڈر کو وہ خود پ غلبہ نہیں پ نے دیتا۔۔ڈر ا ی نیچرل ایموشن ہے۔۔جسے اللہ نے ہم میں پیدا کیا ہے۔۔حتیٰ کہ اللہ کے نیک ا نی ء تے ڈرا کرتے تھے۔اور اللہ اُنہیں اپنی کتاب میں کو کیا کرتے تھے۔۔مت ڈرو۔۔مت ڈرو۔۔ا ن کا اپنی طبیعت کے ساتھ بھی تضاد رہتا ہے۔۔ا ن کبھی ا ی طبیعت پ ساری ز گی نہیں رہ سکتا۔۔۔کبھی وہ سفید ہوتے ہے۔۔کبھی وہ سیاہ۔۔اور کبھی وہ سرمئی۔۔ا ن کا ہر وقت خود اپنے ساتھ تضاد چلتا رہتا ہے۔۔وہ کہتے ہیں نہ علامہ اقبال۔۔یہ خاکی اپنی فطرت میں نوری ہے نہ ری ہے۔۔بس یہی ہے ا ن۔۔نہ نُوری نہ ری۔۔"

"جی صا !" وہ خاموشی سے اُس کی سُن رہا تھا۔خضر نے اپنی ی ڑ ذرا پیچھے کی۔۔وہ آدھا ی ڑ تھا۔اور آدھا بیٹھا۔۔

"مجھے یہ غم نہیں وہ مجھے چھوڑ دے۔۔۔مجھے یہ غم ہے وہ مجھے چھوڑ دے گی تو میں کیا کروں گا؟ اُس کی جگہ کوئی بھی آ سکتا ہے۔۔ اُس کی جگہ کوئی لے نہیں سکتا۔جگہ پ آ اور جگہ کو ی ڑی مختلف تیں ہیں۔۔اَ مجھے اُس کی anatomy سمجھ نہیں آتی تھی۔۔تو اُسے بھی تو میرا calculus سمجھ میں نہیں آتے تھا۔۔۔وہ مجھے سمجھنے کی کوشش تو کر سکتی تھی۔جیسے میں نے کیا۔۔۔نہ چاہنے کے وجود اُس کی ت مانی۔۔کوشش تو وہ کر ہی سکتی تھی۔۔"

"جی صا !!" اُس کی سمجھ میں کچھ نہیں آ رہا تھا۔۔۔ ۔۔دل کا غم صرف سنانے اور سُننے سے ہی کم کیا جاتے ہے۔۔۔

☆.....☆.....☆

دُعا صوفے پہ لیٹی تھی۔۔وہ مڑ کر اُس میں لگے sapphire رَ موتیوں کو بغور دیکھ رہی تھی۔۔۔اُس نے دھیرے دھیرے ای موتی کو چھوا۔۔۔وہ سوچ کی دھاروں میں کھوئی تھی۔۔"ا ن کو اللہ اکیلا دُ میں بھیجتا ہے۔۔۔ا ن کی پہچان اُس کی پہچان سے ہوتی ہے۔۔اُس کے کچھ خوفناک ین خفیہ راز بھی صرف اُسی کے ہی پ س ہوتے ہیں۔۔۔ا ن د کے ہجوم میں گھر بھی جائے۔۔اُس کی یکتائی اِس ب ت میں ہوتی ہے کہ وہ وہ ہوت ہے۔۔لاکھ دو ت ہوں اُس کے۔۔ اُس کی ز گی میں ایسے امتحان ضرور ہوتے ہیں۔ جنہیں اُسے تنہا دینا ہوت ہے۔۔اور امتحان تو ا ن اپنے لیے ہی دیتا ہے۔۔۔وہ تنہا آت ہے۔اور تنہا ہی اپنی قبر میں جات ہے۔۔کوئی کتنا چاہے اُس کا درد ب ٹ ۔۔بعض غم اُسے خود ب دا ش ت کرنے ہوتے ہیں۔۔بعض ٹ سک اُسے خود۔۔تنہا ہی حل کرنے ہوتے ہیں۔اور اُن tasks میں اُسے اپنے ساتھیوں سے توقع نہیں کرنی ہوتی۔جما ت میں ز کا بہت ثواب ہے۔لیکن تہجد کی بھی اپنی اہمیت ہے۔۔ہمیں کچھ وقت صرف خود کو دینا ہوت ہے۔۔کچھ وقت ہمیں grouping سے ب ہر نکل کر اپنی ا اد ی کو دینا ہوت ہے۔تنہائی productivity کے لیے بہت اچھی ہے۔۔ب لکل کسی دوا کی طرح۔ اَ اِس کی مقدار ب ڑھ جائے تو یہ اتنی ہی بُری بھی ہے۔کسی مہلک ت کی طرح۔۔جو کچھ د ی اکیلا رہنے کی exercise کرت ہے۔۔اُسے trust issues نہیں ہوتے۔اُسے کچھ ب توں پہ کچھ مسئلوں کو خود ت محدود رکھنا آجات ہے۔۔۔اور ب وہ یہ کام سیکھ ت ہے۔۔تو وہ 'کچھ دِ ' اُسے پ وفیشنل اور پ یکٹیکل ا ن بنا دیتی ہے۔۔۔اور پھر اُسے واپس اپنی د میں لوٹنا ہوت ہے۔دھنک کے رنگوں بھری د میں۔۔۔جہاں اُس کا کوئی بہت عزیز اُس کا انتظار کر رہا ہوت ہے۔۔۔"یہ کہتے وہ اُٹھی تھی۔۔۔اور وہ جا تھی۔کچھ وقت تنہا ارنے کے بعد اُس کا کون ب سے اپنا اِس د میں

تھا۔۔خضر ب سے َ ی ہوا تھا۔اُس کی کوئی خبر اُس کے پ س نہیں تھی۔۔اُس نے اُٹھ کر ٹِفن دیکھا تو کھان ٹھنڈا ہو چکا تھا۔۔فریج میں وہ ٹِفن رکھ رہی تھی۔تبھی شیلف پ پڑا اُس کا مو ب بجا۔وہ سیدھا کھڑے ہوتے فریج کا دروازہ بند کرتے مُڑی۔اُس نے جھک کر کچن شیلف پ دیکھا۔ربیعہ بیگم کی کال تھی۔اُس نے انگلی سے کال کا آپشن سلائیڈ کیا اور کال اسپیکر پ ڈال دی۔"السلام علیکم۔۔ہاں شہزادی جان کا موڈ صحیح ہوا؟" وہ شتابی سے بولی تھیں۔۔دُعا نے ا ی گہری سانس لی اور شیلف کی جان ب منہ کر کے کھڑی ہوگئی۔اُس نے دونوں ہاتھ شیلف پ رکھ لیے اور کہنے لگی۔"نہیں امی۔ہماری بحث ہوگئی تھی۔بلکہ بحث نہیں۔تضاد ہو َ ی ہمارے درمیان۔جان گھر سے ب ہر نکل َ ی۔۔ ب کا َ ی ہے اب ت نہیں آ ی۔۔آپ کا بھیجا اُس نے کچھ بھی نہیں کھا ی۔میں نے ٹِفن فریج میں رکھ دیئے ہیں۔۔" پیچھے سے جہان ب صا ب کی آواز آئی۔۔"ہزاروں اختلاف میرے اُس نواب سے۔ اِس ب ر شہزادی تیری غلطی ہے۔۔" دُعا نے مو ب اُٹھا ی اور کرسی کھینچ کر بیٹھی۔اُس نے مو ب میز پ رکھا۔اور میز پوش پ ا َ ی ں ت پ گہری سوچ میں بولی۔۔۔"ہاں۔۔۔میں ہی غلط ہوں۔۔"

"پہلے ہی تم اُسے وقت نہیں دے پ تی دُعا۔۔" ربیعہ بیگم نے اُس سے کہا تھا۔وہ خیال سے جا گی۔۔

"میرے ب ٹے نے تم سے کبھی شکوہ نہیں کیا۔ہمیشہ تمہارا ساتھ د ی ہے۔وہ اب بھی تمہارے خلاف نہیں۔۔وہ بس اِس طر ح کے خلاف تھا۔۔۔" دُعا نے سِنک کے پ س کھڑے خضر کو دیکھا۔۔

"سوری میں تمہیں وقت نہیں دے پ تی جان۔۔۔" خضر چائے کی پتیلی کو اسپنچ سے صاف کر رہا تھا۔ہاتھ جاگ آلودہ تھے۔وہ صابن کے حبابوں میں سات ر َ ن چمکتے ہوئے دیکھ رہی

تھی۔۔۔وہ جواباً اُس سے کہہ رہا تھا۔۔

"مجھے پتا ہے دُعا۔اُستاد نے ہمیں سکھایا ہے۔۔۔اپنے مصروف رہنے والے دوستوں سے خفا نہیں ہوتے۔۔کوئی بھی اپنی خوشی سے مصروف نہیں رہتا۔۔کوئی بھی خوشی سے اپنے عزیزوں سے دور نہیں آتا۔۔مصروف دوست کے وقت کو نہیں دیکھتے۔۔بلکہ اُس کے وقت کی کوالٹی کو دیکھتے ہیں۔۔کہ کتنا آپ نے اُس کے ساتھ لطف اُٹھایا۔۔وقت لطف کے پیمانے طے نہیں کرتے۔۔"

"شہزادی!!" ربیعہ بیگم نے اُسے پکارا۔تو وہ چونکی۔۔

"ہاں جی امی؟"

"سُن رہی ہو میری بات؟" اُس نے فوراً سے کہا۔۔

"جی جی امی جان!"

"جسم میں ایک ہی سر ہوتا ہے۔ہیڈ ایک ہی ہوتا ہے۔۔ایک کشتی کے دو ملاح نہیں ہوتے۔۔کہتے ہیں نہ۔۔۔دو ملاؤں میں مرغی حرام۔۔بحث بازی میں ایک دوسرے کا جینا اور اپنے رشتے کو حرام مت کرو بیٹا۔۔" اِس بار اُسے خضر کی ماننی تھی۔۔۔ہر مرتبہ خود غرض ہو کر نہیں جیا جا سکتا تھا۔۔اِس مرتبہ اُسے اپنے شوہر کی بات ماننی تھی۔۔یہ بات سمجھ آنے میں کچھ وقت لگا تھا۔ بات سمجھ میں آ گئی تھی۔۔

"جس کے پاس جتنی authority ہوتی ہے۔اُس کی اتنی ہی بڑی ذمیداری ہوتی ہے۔اُس کی بات اور محنت کو بھی دیکھتے ہیں۔۔اب خوامخواہ کا دھونس جمانے مت بیٹھ جاؤ اُس سے معلوم کرو کہاں گیا ہے؟" وہ تکان سے بولی۔۔

"اچھا امی!" اور ربیعہ بیگم نے فون کاٹ دیا۔۔مغرب کا وقت ہو گیا تھا۔۔وہ نماز پڑھ کر بیٹھی

تھی۔ چوکیدار سے معلوم پڑا تھا خضر ز پڑھنے َ یہ تھا۔۔ لا دو پہر کا کُھلا تھا۔ وہ خاموشی سے صوفے پہ بیٹھی تھی۔ انتظار اُسی کا تھا۔۔ چند گھڑیاں ؔ ریں۔ ہر کا دروازہ کُھلا۔ دُعا ایک انچ نہ ہلی۔ جا تھی چوکیدار نے اُس کا اُس سے پوچھنے کے متعلق اُسے بتایا ہوگا۔۔ وہ دروازہ بند کر کے اُس کے ساتھ نیٔ لگا۔ اُس نے تھکاوٹ سے آہ بھری۔ "ہاہ!" دونوں چہرے بے تاثر تھے۔ دُعا نے َ دن جھکا کر ٹھوڑی سے بند مٹھی لگائے کہا۔۔

" گھر سے نکل گئے تھے!" خضر نے آگے بڑھ کر ریموٹ اُٹھا کر صوفے سے ٹیک لگائی۔

"دل سے تو نہیں نکلا!" اُس نے ریموٹ ذرا اُچکا کر ٹیلی وژن آن کیا اور ٹانگیں اوپر کر کے آلتی پلتی مار کر بیٹھ گیا۔ دُعا نے سنجیدگی سے اُسے دیکھتے انگلی دکھائی۔

"میں نے سو مرتبہ سمجھایا ہے۔ مجھ سے کھلنڈروں والے انداز میں فلرٹ نہ کیا کرو۔" خضر نے دُعا کو دیکھ کر ریموٹ ہلا کر پوچھا۔

" پھر سے نکل جاؤں؟" دُعا نے اُسے دیکھ کر سادگی سے کہا۔ "بسم اللہ۔" خضر نے ضبط سے دانت دبا کر َ دن پھیر لی۔ " دل سے کبھی نہ ۔" خضر کی ذرا آنکھیں کُھلیں۔۔ اُس نے اُسے دیکھا اور دُعا ذرا سادگی سے مسکرائی۔ "بہت lethal لڑائی کر لی تھی۔۔ نہیں؟" اُس نے بھوں اُٹھائی۔ خضر نے ٹی۔ وی بند کر کے ہاتھ بڑھا لیے اور پھر آنکھیں سکیڑیں اور اُسے بغور دیکھا۔۔

"Lethal ہنستی ہو۔۔ اور lethal روتی ہو۔۔ میرے دل اور کانوں کی پرواہ کیے بغیر!" وہ کھسک کر آگے آیا۔۔ اُس نے ہمیشہ کی طرح اپنا بازو پیچھے سے اُس کی َ دن میں پھنسایا۔۔ دُعا نے کوئی تاثر نہیں دیا۔۔ چہرہ کمپوز تھا۔۔

"دیکھو کیسی turbulence ہو گئی نہ آج۔ میں احتجاج کے خلاف نہیں ہوں بونی۔۔ احتجاج

تمہارا جمہوری حق ہے۔۔ احتجاج کا ای مہذب طر ہوت ہے۔۔ای قانونی طر ہوت ہے۔۔ا ن petition دائ کرت ہے۔۔ا ن وضبط سے کام لے سکتا ہے۔۔ یہ ۔ کچھ بند کر کے آوازیں بلند کر۔ لوگوں کو اذی ت دینا۔۔ یہ تو کوئی طر ہی نہ ہوا۔ لوگوں کو تو چھوڑو۔ اِس طرح تو تم لوگ خود خود کو اذی ت دے رہے ہو۔۔ میں تو بس یہ چاہتا تھا۔ تم پ یشان نہ ہو۔۔ میری طرف سے تمہیں ہر چیز کی اجازت ہے۔ میں نے تمہیں کبھی انکار نہیں کی۔۔ Do whatever you want to do, but please don't get hurt۔۔ اور تم ۔ ت کو کہاں سے کہاں لے گئی۔۔ "دُعا نے ۔ د۔ لیے۔۔ اور کھینچ کر آنکھیں پھیلا لیں۔ خضر نے اُسے دیکھا اور سادگی سے کہنے لگا۔۔

"رونے کا کوئی فائ ہ نہیں۔ تم Elsa نہیں۔۔ جو سنگ دلوں اور لوگوں کے جمے احساسات کو پگھلا دو۔۔ "دُعا نے خود کو ۔رمل کرنے کے لیے ای گہری سانس لی۔ وہ ہنوز ویسے ہی بیٹھا تھا۔۔۔

"اب وہ مجھ سے قطع تعلق کر لیں گے!!" ۔ ی دی بعد وہ بھیگی آواز میں بولی تھی۔۔۔ اُس کی پِن ۔ لوں سے نکل کر لٹک رہی تھی۔ خضر نے اُس کے پن اُ ۔ رکر اُس کی ۔ کو پیچھے روکتے پن لگائی۔ ۔ سی آواز دونوں کے کانوں میں گو ۔۔ خضر نے دو۔ رہ ٹی۔ وی آن کیا اور کہنے لگا۔۔۔

"ای وہ کریں چوری او پ سے دکھا سینا زوری۔ کوئی ضرورت نہیں تمہیں اُن کے ت لے منتیں کرنے کی۔۔۔ اپنے وقار اور عزت سے ۔ ھ کر تمہیں کچھ نہیں ہو۔ چاہیے۔ اُن لوگوں کے سامنے petition دائ کرنے والی تجوی۔ پیش کر۔ لیکن اپنی کلاس ۔ قرار رکھنا۔ کترانے کی ضرورت نہیں۔۔ ہم لوگ کوئی چور نہیں ہیں۔۔ ہماری ای عزت ہے اِس معاشرے میں۔

سمجھی؟" دُعا نے سر جھٹکے سر ہلا دیا۔۔

" کھانے میں کیا ہے؟" خضر نے فوراً سے بات بدلتے پوچھا۔۔دُعا نے یکدم سر اُٹھا کر اُسے دیکھتے کہا۔۔

"وہی جو تمہاری ہوائیں اُڑا رہا تھا!" خضر کو ہنسی آئی۔۔

"لے آؤ!" اُس نے ریموٹ والا ہاتھ بڑھا کر کہا۔۔"اچھا!" وہ فوراً سے اُٹھی۔تبھی باہر کی بیل بجی۔خضر نے باہر دروازے کی جانب دیکھا۔دُعا نے بھی گردن لڑھکا کر دروازے کو دیکھا۔۔ خضر اُٹھا۔

"اِس وقت کون ہے؟" دُعا نے دوپٹہ سر پر لیا۔۔اور اُس کے پیچھے چل کر آئی۔خضر نے دروازہ کھولا۔

" کون ہے یار!" وہ بیزار ہوا۔۔وقاص کے پیچھے کھڑا شریم بولا تھا۔۔

" تمہارے دوست۔۔"

وقاص بھویں اُٹھا کر اُس سے کہنے لگا۔

" اُمید ہے اب تک تو تم لوگوں کی صلح ہوگئی ہوگی!" خضر نے بیزاریت سے اُسے دیکھا۔۔

" صرف صلح ہی ہوئی تھی۔۔اور ابھی میرے ڈنر کا وقت ہو رہا ہے۔۔" زین پیچھے سے آگے ہاتھ میں ریستوران کا شاپر پکڑے اُسے دھکا مار کر اندر آیا۔۔

"اِسی لیے تو ہم لائے ہیں کھانا!" یہ کہتے اُس نے منہ پر ہاتھ رکھ کر موگلی کی سی آوازیں نکالنا شروع کیں۔۔دُعا نے ہنستے ہوئے کچن کا رخ کیا۔۔

"بن گیا یہ گھر اب جنگل!" وہ تینوں میز پر کھانا لگا رہے تھے۔دُعا سختی سے اُن تینوں کو کہہ رہی تھی۔۔

"اَ آج تم لوگوں نے ا جی ڈر پی کرصوفے کے پیچھے پھینکی نہ پھر دیکھنا۔۔" وقاص نے اُسے تیوری پ ڑھا کر دیکھا۔۔

"دیکھو تو صفائی کے متعلق ہمیں کون بھاشن دے رہا ہے؟" دُعا کو غصہ آ یا۔۔ وہ ضبط کرتے کرسی کھینچ کر بیٹھ گئی۔۔۔دُعا نے بسم اللہ کرتے آلو ٹکی توڑی اور وقاص سے پوچھا۔۔

" کیا بنا تمہارے کیس کا؟" وقاص منہ تہ روٹی لے جاتے رُکا اور انتہا کی آزردگی سے بولا۔۔

"جج ب ل َ ی۔۔۔اب پھر سے ب شروع کرن پڑے گا۔۔" خضر نے روٹی چباتے بغور اُسے دیکھا۔ وقاص بتا رہا تھا۔

"اوپ سے آمنہ اور ھدیٰ آ نے بہت پ یشان کیا ہے۔۔ا سے ب ت کی ہے۔۔نکاح کی تجوی پیش کی ہے اُنہوں نے!"

" کیا!!" دُعا کو Sprite پ ی غوطہ لگا۔ اُس کی آنکھیں سرخ ہو گئیں۔۔

"وقاص میری ہاؤس جاب چل رہی ہے۔۔Delay کر دو!" وقاص نے ناراضی سے اُسے دیکھا۔۔

"تم نے کون سا ہل ہ ہے میرے نکاح پ ؟ جو تمہیں تکلیف ہو رہی ہے؟" دُعا فوراً سے بولی۔

"ارے بھئی۔ بِد تو میں ہی بناؤں گی نہ!" شریم نے اُسے دیکھتے سادگی سے کہا۔

"دُعا نکاح ہے خالی۔ ہو جائے گا!" خضر ذرا چونکا۔۔

"ہکلے تُو تو اب ب لکل نہیں ہکلا ت !" ب نے اُسے ذرا حیرانی سے دیکھا۔۔ جواباً وہ ذرا مسکرا ی۔۔

"ہاں اب میں ب لکل نہیں stammer کرت ۔ مجھے اُستاد نے کہا تھا حضرت موسیٰ کی دُعا کا کثرت سے ورد کیا کروں۔ اور دا جا ب منہ کر کے سو ی کروں۔۔(نبی کریم صلی اللہ علیہ

وسلم کی ۔ ۔) ساتھ ساتھ اسپیچ تھیراپی بھی چل رہی تھی۔۔شای اِس لئے اب میں نہیں اٹکتا!" خضر ذرا مسکرایا۔

"ہاں یہی بت ہوگی۔۔" ۔ ۔ بسی دُعا بولی۔۔

"دیکھو وقاص میری ہاؤس جاب ہے۔میری زن گی میں پہلے ہی بہت مشکلات چل رہی ہیں۔۔تمہارا اور آمنہ کا ایون ٹ ہے۔میں اُسے انجوائی کرن چاہتی ہوں۔۔" وقاص کہنے لگا۔۔

"ی ر شادی نہیں کر رہا۔شادی تو میں ب بھی کروں گا۔اپنی چھٹیوں میں کروں گا!" زین نے جگ اُٹھا کر گلاس میں پ نی ان ڈیلا اور بولا۔۔

"کام چور۔۔چھٹیاں ی د آ گئیں۔۔" (وکلاء کو بھی موسمِ گرما کی تعطیلات کرتی تھیں۔) دُعا بڑ بڑائی۔۔

"دوسروں کی طلاقیں کروا کر مردود اپنا گھر بسا رہا ہے!" وقاص نے ٹھٹک کر اُسے دیکھا۔۔

"دُعا میں نے آج ت کوئی ن جائز طلاق نہیں کروائی۔۔۔" دُعا نے ن ک بھوں پ ڑھا کر کہا۔۔

"ہو تو تم divorce lawyer ہی نہ!" وقاص کو بُرا لگا تھا۔۔اُس نے ای گہری سانس لی اور کہنے لگا۔۔

"دُعا۔۔کبھی کوئی امیر آدمی وکا ت نہیں کرت ۔۔سوائے کچھ اُن ا ف فروشوں کے جوا ف بیچنے کا کارو ر کرتے ہیں اور جج صاحبان سے رسائی حاصل کر کے اپنا کام آسان بناتے ہیں۔۔عام وکیل تو کچہریوں کے چکر کاٹتا ہی رہ جات ہے۔۔ اُسے اور اُس کے موکل کو ا ف نہیں مل پ ت ۔۔ہر پیشے کے غم کا ذکر ہو ہی جات ہے۔۔ کبھی بھی کسی نے ہمارے غم پ قلم نہیں اُٹھای ۔۔۔ ۔ ۔ ۔ ہم پ قلم اُٹھای َ ی ہے۔۔۔ہم کالے کوٹ کو صرف دور سے دکھا کر لوگوں کو ہم سے ڈرای ہی َ ی ہے۔۔کاش لوگ سمجھ ت کہ وکیل کی زن گی میں تشویش کے کئی

مراحل اور کئی خفیہ معمے ہیں جنہیں معاشرے کے سامنے لانے میں وہ اپنی راتوں کی نینداور دن کا سکون تک کر دیتا ہے۔۔" زین نے سلاد کی پلیٹ سے کھیرا اُٹھایا اور بولا۔۔

"میرے خیال میں تو۔۔" خضر نے سر اُٹھا کر سنجیدہ انداز میں اُسے دیکھا۔ اُس کی جانب متوجہ ہوئے۔۔

"ایک ڈاکٹر اور وکیل میں بس اتنا ہی فرق ہوتا ہے۔۔ کہ وکیل آپ کے پیسے کھاتا ہے۔۔۔ ڈاکٹر آپ کے پیسے کھانے کے ساتھ ساتھ آپ کی جان بھی لے لیتا ہے۔۔" دُعا جھلائی۔۔

"What Gibberish!" وقاص نے بھی خفگی سے کہا۔۔

"ایسا نہیں ہوتا۔ تمہیں تو اندازہ ہی نہیں۔ وکیل غریب غرباء کے اکثر کیسز جن میں اُن کی زمینیں ہتھیا لی جاتی ہیں۔۔ بالکل مفت لڑتے ہیں۔۔ سارا خرچہ خود سے کرتے ہیں۔۔ کیونکہ اُن کے پاس تو اتنے بھی پیسے نہیں ہوتے کہ وہ ایک ڈرافٹ بنا سکیں۔۔ تو پھر اُن بیچاروں نے کہاں سے وکیل ہائر کرنا ہے۔۔" دُعا کا غصہ ابھی تک ٹھنڈا نہیں ہوا تھا۔۔

"اور تم زُلفی۔۔ نالائق کامرس کے اسٹوڈنٹ!" زین کو تپ چڑھی۔۔

"اوئے نالائق کسے کہا ہے!" خضر نے خاموشی سے Hawaiian salad کو دیکھتے کی چمچ لی۔۔ وہ دھیرے دھیرے سلاد چباتے اُن کو سنجیدگی سے دیکھ رہا تھا۔۔

"کامرس کے اسٹوڈنٹ نالائق ہیں۔۔ یہ بات تو نہ پاکستانی instinct کا حصہ بن گئی ہے۔۔ کامرس کے اسٹوڈنٹس کو ہم لوگ اوّل قسم کا نالائق سمجھتے ہیں۔۔۔ وہی کامرس کا اسٹوڈنٹ entrepreneur بن جاتا ہے تو اِس قوم کی رال ٹپکنے لگ جاتی ہے۔۔ کامرس کا اسٹوڈنٹ نالائق ہے۔۔ لیکن بیٹی بھی وہاں دینے کی خواہش ہے جن کا اپنا کاروبار ہو۔۔ واہ رے۔۔ کیا منافقت اِس قوم کی۔۔" شریم نے اُسے دیکھ کر خاموش کروایا۔۔

"اچھا بس کرو۔۔خیر یہ بتاؤ۔۔انٹرویو ہے!" اُس نے منہ بنا کر کا چھری سے رو ٹ کی بوٹی توڑ شروع کی۔۔

" کل ہے۔۔" شریم کو تبھی یاد آیا۔۔اُس نے دُعا کو دیکھا۔

"اچھا سُنو دُعا۔۔تمہارے colleagues چُھوٹ گئے ہیں۔۔"

" کیا؟" وقاص سر ہلا کر بتانے لگا۔

"ہاں!" خضر نے دن موڑ کر اُسے دیکھا۔۔وقاص بتا رہا تھا۔۔

" عورتوں کو اُنہوں نے کچھ دی بعد ہی چھوڑ دیا تھا اور مردوں کو ابھی چھوڑا ہے۔" شریم اب بولا۔

"اور پی۔جیز کی تنخوا بھی بڑھا دی ہیں۔" دُعا کا ذرا منہ کُھلا۔۔

" سچی!" شریم نے سر ہلایا۔۔

"اگلے مہینے سے کہہ رہے ہیں stipend بھی دیں گے۔۔نیوز نہیں سُنی تم نے؟" دُعا جھٹ سے بولی۔۔

" شریم میں تمہیں ہر وقت آن دیتی ہوں!" دُعا نے ماتھے پر بل ڈالے۔۔

" اتنے فارغ ہوتے ہیں انجینئرز کیا؟" اب شریم کو شدید غصہ آیا تھا۔۔

" تم نے engineers کو سمجھ کر کیا رکھا ہے؟ ہر میدان میں سے آگے انجینئر ہوتا ہے۔ بلڈنگ اور گھروں جن میں تم لوگ رہتے ہو۔۔اِس میں ایک Civil engineer کا ہاتھ ہے۔تم جو اے۔سی elevator اور escalator استعمال کرتے ہو نہ اِس میں ایک Mechanical engineer کا ہاتھ ہوتا ہے۔یہ جو بجلی۔۔جس کے بغیر تم لوگوں کا جینا محال ہو جاتا ہے۔۔اُس بجلی کے نئے سسٹم اور راہیں نکالنے والا ایک electrical

engineer ہوتا ہے۔۔ڈاکٹرز اسپتال میں جن equiments کے پیچھے شور شرابہ کرتے ہیں نہ۔۔جن کے بل بوتے پر مریض کو دیکھتے ہیں اُن equipments کی تخلیق میں ایک bioengineer کا ہاتھ ہوتا ہے۔۔اور فارما کمپنیز۔۔جن سے ڈاکٹرز رشوت کھاتے ہیں اِن کے ساتھ کام کرنے والا بھی ایک Chemical engineer ہوتا ہے۔۔انٹرنیٹ ورک جس کی عدم موجودگی میں لوگوں کا سانس بند ہو جاتا ہے۔اُس کے پیچھے ایک Telecommunication engineer کا ہاتھ ہوتا ہے۔تم لوگوں کے موبائیلز اور کمپیوٹرز میں جو سافٹ ویئر ہوتے ہیں نہ اِن کے پیچھے software engineer کا ہاتھ ہوتا ہے۔۔اور تو اور اگر aerospace engineers نہ ہو تو تم لوگوں کو سفر کرتے پتا لگ جائے۔۔ اِس کے ساتھ ساتھ کمپیوٹر لیپ ٹاپس اور سافٹ ویئر applications استعمال کرتے computers اور IT engineers کو مت بھولنا۔۔ نہیں تو زندگی نعمت سے زحمت لگنے لگ جائے گی۔۔اور پھر کہتے ہیں کہ ایک انجینئر کیا کرتا ہے؟ ہونہہ۔شرم اِن کو پھر نہیں آتی۔۔"خضر سامنے میز سے نیپکن اُٹھانے لگا۔۔

"محنت ایک ڈاکٹر کرے وکیل انجینئر یا ایک بزنس مین۔اسٹارز کا اُن کے آگے جواب نہیں۔۔۔"دُعا کے ہاتھ سے چمچ چھوٹ گیا۔۔زین کولڈ ڈرنک پیتا رکا فریز ہو گیا۔۔شریم کے گلے میں بوٹی پھنسی رہ گئی۔وقاص سے روٹی کا ٹکرا نہ توڑا گیا۔۔شریم بڑی ہمت سے بولا۔۔

" کچھ لوگ بزی ہوتے ہیں۔۔"خضر کرسی کھینچ کر اُٹھ گیا۔

" آئسکریم لے کر آتا ہوں !"دُعا کا دماغ اُبلنے لگا۔اور وہ جھنجھلا کر بلّیوں کی طرح انگلیاں مروڑنے لگی۔۔"اڑڑڑ!"

خضر . ورچی خانے میں roasted chestnut آئسکریم کے اسکوپ نکال رہا تھا۔۔وقاص
ہاتھ جھاڑتا ہوا . ورچی خانے میں داخل ہوا۔

"چوڑیں پہن لے۔۔بے غیرت!" خضر نے پلٹ کر اُسے دیکھا۔۔

"ز نی ہے ای نمبر کی تُو!" خضر پھر سےَ دن موڑ کر آئسکریم پ میں خاموشی سے آئسکریم
نکالنے لگا۔۔۔

"یہ تم لوگوں نے عورتوں کو گالی سمجھا ہوا ہے!" دُعا چنگھاڑتے ہوئے . ورچی خانے میں چلی
آئی۔۔خضر سر جھٹکے مسکرا رہا تھا۔۔

"یہ تم لوگ کیا مردوں کو اُن کی مردانگی ی دکروانے پ عورت کے ؍م سے مت کرتے ہو؟ جس
کا دل چاہتا ہے صاحبہ اور او ز نی ہے تُو کہہ دیتا ہے۔مطلب کیا ہے اِس . کا؟ تم لوگوں کی
میں عورت کی کوئی dignity نہیں۔عورت کیا کوئی ادنیٰ سی چیز ہے؟ جس کا دل چاہتا ہے
ہر بُری چیز کے لئے اُسے عورت سے تشبیہ دے دیتا ہے۔۔" وقاص صمٌ بکمٌ کھڑا تھا۔دُعا نے
خضر کو دیکھا۔۔

"جلدی کرو چا ۔جا بھی ہے مجھے۔۔" جواباً اُس نے سادگی سے کہا۔

"ہاں بس ہوَ ی!" اور دُعا تی ہوئی . ہر نکل گئی۔وقاص نے اُسے افسوس سے جھرجھری ی
دیکھا اور بولا۔۔

"ا ن کچھ بھی بن جائے۔ تُو نہ بنے۔۔کیا ز گی ہے تیری۔اتنا بھی ا ن بیوی کے نیچے
نہیں لگ جاتا۔۔" خضر تیزی سے آئسکریم نکال رہا تھا۔

". . میرا کام بیوی کے نیچے لگ کے رہنے سے ہو جاتا ہے۔تو مجھے کیا ضرورت ہے اُس پ
ڑھائی کرنے کی؟" وقاص کرسی کھینچ کر بیٹھا اور اُسے مشکوک ا از میں دیکھنے لگا۔۔

"مطلب۔۔کہ تُم زن مری ہو نہیں۔تم جان بوجھ کر زن مری بنت ہو۔۔" اُسے ای دم سے خضر کی صبح ہونے والی کال پ بت ی دآئی تھی۔۔

"وہ آئے ی نہ آئے تمہیں اُسے ہر حال میں گھر چھوڑ کر جان ہے سمجھے۔۔اُس کی تم نے ای بت نہیں سُننی۔۔۔یہ میں کہہ رہا ہوں۔۔" خضر نے سِنک کے قری پنی میں مسواک ڈبو کر رکھی تھی۔اُس نے اُس مسواک کی جان اشارہ کیا۔۔

"اکسویں صدی کی لڑکی بلکل اِس مسواک کی لکڑی کی طرح ہے۔۔یہ اکسویں صدی ہے۔اکسویں صدی میں دُعا جیسی feminist لڑکیاں ہوتی ہیں۔۔خصوصاً ساؤتھ ایشیاء کی لڑکیاں۔۔ساؤتھ ایشیئن لڑکیاں اپنی ا اور اپنا ر ود بہ دکھان چاہتی ہیں۔۔اِن لڑکیوں کو own girls کا ٹ own کرن ہوت ہے۔۔۔مسواک کی لکڑی کو پنی چاہیے ہوت ہے۔اور ہمیں اُس سے اپنا مفاد ہوت ہے۔ہم ب اُسے پنی دیتے ہیں۔۔وہ ہمیں دانتوں کی صفائی دیتی ہے۔وہ صفائی جو شای ہی بش سے مل سکے۔میں دُعا کو وہ دیتا ہوں جو وہ چاہتی ہے۔۔اور وہ مجھے وہ دیتی ہے جو میں چاہتا ہوں۔یہی کام تو میں نے زین کی نکاح پ کیا تھا۔" ب ورچی خانے کی بڑی سی کھڑکی پ کسی کا عکس پڑا۔ب ہر سے سنہری بتیں جھلملاتی ہوئی آ رہی تھیں۔گاڑیں تیزی سے سڑکوں پ سے دوڑ رہی تھیں۔خضر نے اُٹھا کر دیکھا۔وہ زین تھا۔۔جو فوراً سے بھاگ ی تھا۔۔خضر نے بت جاری رکھی۔

"مسواک کی لکڑی پنی کے بغیر سوکھ جاتی ہے۔میری دُعا بھی بلکل ایسی ہی ہے۔۔" وقاص ذرا چونکا۔۔ایسے لگا جیسے مکار ڈرامہ سیریئل سے کسی نے رومانوی مووی لگا دی تھی۔۔بلکل چینج تبدیل۔۔

"میری محبت اُسے سیراب کرتی ہے۔۔اور میری سختی اُسے توڑ دیتی ہے۔ٹھیک مسواک کی لکڑی

کی طرح۔اور میں دُعا کو توڑ نہیں چاہتا۔اُس کی خوشی ہی مجھے را ت بخشتی ہے!" دہلیز پہ کھڑی دُعا نے ہاتھوں کا دل بنائے ینے سے لگایا اور موم ہوتے دل سے بولی۔۔

"Aww... (You always make my heart flutter Chand!)"

وقاص چو کر اُٹھ کھڑا ہوا۔دُعا نے خفگی سے دن موڑ کر زین کو دیکھا۔جس کے چہرے کی ہوایں اُڑ گئی تھیں۔۔

"نہیں نہیں دُعا۔۔"خضر نے اچنبھے سے دن موڑی۔۔

"کیا ہوا؟"

"تُو چل ذرا!"دُعا نے اُسے دھکا مارا۔۔زین۔ ۔ ی۔۔

"نہیں نہیں۔۔ یر۔۔مت مارو پلیز۔۔کل انٹرویو ہے میرا!" ہکا بکا وقاص منہ کھولے سامنے کھڑے خضر کو دیکھ رہا تھا۔اُسے سمجھ آ ی تھا جہا ی صا اُسے چار سو بیس کیوں کہتے تھے۔وہ بیشک اُس سے دور تھے۔۔ وہ اپنی اولاد کی رگ رگ سے واقف تھے۔۔خضر ا ی کر کے آئسکریم پ ٹ ے میں رکھ رہا تھا۔وقاص حیرت سے کرسی سنبھالتے بولا۔۔

"میرا اسینیئر کہتا تھا۔جس پہ شک نہ ہو اُسی پہ شک کرو۔۔تم حسنِ ظن سے اُس معصوم سے اپنے کام نکلواتے تھے۔۔تم ا ی بگلا بھگت ہو۔مجھے سمجھ میں آ ی ہے کہ بی جان تمہیں طوطا کیوں کہتی تھیں۔طوطا treacherous ہو ت ہے۔اُس کا خون ٹ وا ہو ت ہے۔تبھی بلّی اُسے مار دیتی ہے اُس کا خون نہیں پیتی نہ اُسے کھاتی ہے۔۔ لکل صحیح کہاوت ہے وہ۔۔اور تم پہ صحیح بیٹھتی ہے۔۔ ئ کا بیٹ کچھ دیکھ کر ت ہے۔تم تم ا ی انتہائی فر ا ن ہو۔انکل جہا ی جو تُجھے کہتے ہیں۔۔وہ تُو ہے۔۔۔خضر جہانیزب۔۔خاموش رہ کر ٹھنڈی چال چلتا ہے۔۔بظاہر ا ی انتہائی سنگین سنجیدہ آدمی۔۔جو بنا ہاتھ پیر ہلائے بیوقوف سے بیوقوف کو بھی

ماہر قرار دے کر اپنا مفاد نکال سکتا ہے۔۔"

خضر نے آئسکریم کی ٹ ے اُٹھائی اور ب ورچی خانے سے ب ہر نکلا۔

"بونی میں لے آی آئسکریم!"

"ارے مت مارو!" شریم دُعا کو روک رہا تھا۔دُعا زین کو مُکے رسید کر رہی تھی۔خضر نے لاؤنج میں آتے ٹ ے میز پ رکھی۔۔پیچھے سے وقاص اُس کا تعاقب کرتے آ ی۔۔

شریم زین کو دُعا سے چھڑوا رہا تھا۔

"دُعا بند کرو بیوقوفی۔یہ سمجھداروں والی حر ی نہیں ہے۔"دُعا رُکی۔اُس نے غضب سے اُسے دیکھا۔اور ا ی ہلکے ہاتھ کا مُکا اُسے بھی رسید کیا۔

" آہ!" شریم کی از خود چیخ نکلی۔۔

وقاص کا منہ کُھلا۔

"اُوہ۔۔"

"ب ڑے سمجھدار ہو نہ تم۔۔بتاؤ ب کا منہ کس طرف؟"

خضر سادگی سے بولا۔۔

"بس کردو دُعا۔"دُعا ب تی ہوئی۔

" تمہیں نہیں پتا چا اِس زین نے کیا کیا ہے!"

دُعا زین کو ٹھڈا لگانے لگی تو وقاص بولا۔

"Violence!"

دُعا نے پلٹ کر وقاص کو دیکھا اور پ رہنے کا اشارہ کر کے ئی۔۔

"Silence!"

خضر آرام سے بیٹھا ذرا مسکرا کر اُنہیں دیکھتا آئسکریم چکھ رہا تھا۔۔

زین کراہ کر اُٹھنے لگا۔

"ہائے۔۔آئے۔۔وکھیاں سیک دیں۔۔"

دُعا اُسے مارنے لگی۔وقاص فٹافٹ آگے آکر بولا۔

"بھابی بس کردیں۔"دُعا منجمد ہوگئی۔۔شریم نے پھٹی آنکھوں سے مارے حیرت کے وقاص کو دیکھا۔زین اُٹھ کر صوفے پ ‌ ‌نیتے بولا۔

"اوئے۔۔کُٹ مجھے پڑی ہے۔دماغ تیرا پولا ہو‌َ‌ یہ ہے۔"دُعا اُسے سرد سی آنکھوں سے بغور دیکھتے پوچھنے لگی۔

"کیا بولا؟"

ساتھ اُس نے ذرا بھوں اُٹھائی۔وقاص نے ای گہری سانس لی اور کہا۔

"بھابی!" سر جھٹکے بیٹھے خضر کی ذرا ہنسی نکلی۔ہاتھ میں آئسکریم پ ہلا۔۔دُعا نے ہنستے ہوئے اُس کی دیکھی۔

"تمہاری طبیعت تو صحیح ہے!"

شریم اور زین بھی ہنسنے لگ گئے۔وقاص نے سنجیدگی سے کہا۔۔

"میں دل سے بھابی کہہ رہا ہوں۔"دُعا نے اُس کی سے ہاتھ ہٹایا اور زور زور سے سر پیچھے کر ہنسنے لگی۔خضر نے بےآواز ہنستے آئسکریم پ رکھ دی۔چہرے کے زاویے چینی ہو گئے۔۔زین اور شریم سے بھی ضبط نہیں ہو پ رہا تھا۔وقاص بےتش چہرے سے اُنہیں ہنستا دیکھ رہا تھا۔دُعا دوہری ہو ہو کر خضر کے پ س گئی اور اُس کا شانہ پتے بولی۔

"دیکھو تو تمہارا سا نکاح کی خوشی میں ب وَلا ہوا پڑا ہے!"

وقاص سنجیدگی سے کہتا رہا۔۔

"میں سنجیدہ ہوں۔۔" نہ کسی نے اُس کا اعتبار کیا اور نہ زین کی بات پہ۔آئسکریم مکمل کر کے وہ نکل رہے تھے۔خضر نے اُسے الوداعی انداز میں اشارہ کیا۔۔

"خیال رکھنا۔۔گھر جا کر میسیج کر دینا۔"دُعا نے بھی بائے ذرا مسکرا کر ہاتھ ہلا دیا۔۔۔

"بائے۔ٹھیک ہے۔۔"

اور وقاص غنودگی میں بولا۔

"چلو بھی یار!"

"ہاں چلو بند کر رہا ہوں دروازہ!"خضر نے یہ کہتے دروازہ بند کر کیا۔

(میں اِسے مس کروں گا!)

آخری لمحے۔ اُس کی یں دُعا پہ رہیں اور اُس نے میم کی۔

"Ahh, no, I have already started missing her!"

☆.....☆.....☆

"اُف اُف آج تو بہت ہی دیر ہو گئی!"دُعا زینے اُتر کر نیچے آتے ہوئے بول رہی تھی۔۔

"انکل ہارون بھی چلے گئے۔۔"

ہاتھ میں بائیک کی چابی تھی۔۔

"آج تو مجھے ہی کچھ کرنا ہو گا!"وہ یہ کہتا ہوئے بلڈنگ سے نکلی۔سانس پھولی ہوئی تھی۔۔۔

"ایچ۔او۔ڈی نے میرا قیمہ کر دینا ہے آج!"

وہ بھاگ کر دھنو کو دیکھتے اُس کے قریب آئی۔وہ ہانپتے ہوئے ذرا جھک کر اُس سے کہنے لگی۔

"دھنو۔۔آج میں تمہیں کر۔۔یہ taboo بھی توڑ دوں گی۔۔کہ لڑکیاں بائیکس نہیں

سکتیں۔۔"دُعا نے دہلے ہوئے دل سے دا ُ دیکھا۔۔سڑک صاف تھی۔۔

"چلو ڈی۔ کے اِس سے پہلے کوئی آئے تم ہو جاؤ پُھر!"وہ ۔ئیک پ پڑھ کر بیٹھی۔۔

"۔ ۔ ازواج مطہرات او ٹ پ بیٹھ جاتی تھیں اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اُنہیں خود اُن پ بٹھاتے تھے۔۔تو یہ زمانے بھر کے لوگ کون ہوتے ہیں مجھے ۔ئیک پ ۔ی ٘ سے روکنے والے۔۔دُعا نے چابی لگائی۔۔اور اُسے گھما ی۔۔موٹ ۔ئیک میں گو ی کسی نے جان پھو ٘ دی۔دُعا اُسے دیکھتے مسکرائی۔۔

"ہیلو دھنو!!" چمچماتی دُعا نے دونوں ہاتھ ۔ڑھا کر اُس کے ہینڈلز تھامے۔وہ خود کو حیرت سے دیکھتے بولی۔۔۔

"تو بلا آ ٘ یہ ہو رہا ہے!!" اُس نے ا ی طویل گہری سانس ۔ہر خارج کی اور ۔ئیک کو کِک لگائی۔۔اُس نے ۔ئیک ٘ شروع کی۔ ۔ئیک آگے ۔ڑھی۔دُعا کر دی ے کُھلے۔۔بتیسی نکلی۔۔وہ خود کو ہوا میں اُڑ ت محسوس کر کے محوی ت سے بولی۔۔

"واؤ!!"

"Ducky!!"

اگلے لمحے وہ حر ت نہیں کر پ ئی۔۔اُس کا ہینڈلز سے ہاتھ چُھوٹنے لگا۔سامنے سے خضر نے آتے ۔ئیک پکڑی۔دُعا نے یکدم گھبرا کر اُسے دیکھا۔۔۔ڑے ۔ڑے ہرنی دی ے مزی ۔ڑے ہو گئے۔خضر سرخ چہرے اور غیر ہموار دھڑکنوں سے اُسے دیکھ رہا تھا۔۔

وہ وہ لڑکی تھی۔۔جو اُس کا سر گھما دیتی تھے۔۔ دل دل جمع ر تھی۔

خضر تعجبانہ ا ٘ از میں اُسے دیکھ رہا تھا۔۔

"تم ایسے ایسے۔۔ا پ ل جا رہی تھی۔تمہیں پتا ہے۔۔۔وہ کتنی ۔ ی روڈ

ہے۔۔۔تم۔۔۔" الفاظ بھی منہ سے ۰ مشکل ہو رہے تھے۔۔دُعا فوراً سے کلائی پ وقت دیکھتے بولی۔۔

"چاند دیہو رہی ہے!" خضر فوراً سے آگے آی۔

"پیچھے ہٹو۔۔"

دُعا فٹافٹ پیچھے ہٹی۔۔اور دونوں ٹنگیں دوسری طرف کرنے لگی۔۔خضر بئیک پ پڑھ کر بیٹھا۔۔

دُعا نے اُس کے شانے پ ہاتھ ر تے کہا۔

"مجھے یہ taboo توڑ ۰ تھا۔۔"

"پھر کبھی۔۔" خضر نے بئیک ئی۔۔دُعا اُس سے پوچھ رہی تھی۔۔

"گاڑی زین کو دے دی!"

اُس نے سادگی سے بتای۔۔

"ہاں دے دی!"

دُعا کو یکدم احساس ہوا۔

"آج ہم کتنے عرصے بعد دھنو پ سوار ہوئے ہیں۔۔"

اُس نے کسی خیال سے پوچھا۔۔

"ویسے تم اتنے ٹ کے اسکوا ٔ میں کیا کر رہے ہو؟"

بئیک تے وہ سنجیدگی سے بولا۔۔

"تمہیں مس کر رہا تھا!" دُعا نے چہرہ ذرا آگے بڑھا کر کہا۔۔

"میں چھٹی نہیں کر سکتی!" خضر نے کوئی جواب نہیں دی۔۔۔

سفر ٔ ر ـ ـ خضر نے ئیک روکی ـ ـ دُعا فٹافٹ اُٹھی ـ ـ

"لوآ ـ ی ا پتـ ل!" دُعا اُسے ہاتھ دکھا کر جانے لگی ـ ـ

"اللہ کے امان میں!" خضر نے اُس کا ہاتھ کھینچا ـ

"سُنو ـ ـ اـ ی منٹ ـ ـ" دُعا گھوم کر اُس کی طرف آتے بھوں پ ڑھا کر بولی ـ

"ہاں!" خضر نے اُسے انگلی سے اشارہ کر کے بتا ی ـ ـ

"اپنے لیے سوری محسوس نہ کر ٔ ـ اور کسی کو بھی اپنی ٔ لیل نہ کرنے دینا ـ" دُعا نے مسکرا کر اُسے دیکھتے سر ہلا دی ـ ـ

☆.....☆.....☆

وہ اپنے ٹھاٹ میں ا پتـ ل میں داخل ہو رہی تھی ـ ـ دا اُس نے ٔ سوں کو دیکھا اور چلتی رہی ـ ـ بنا کسی سے معافی تلافی کے اُس نے کام کر ٔ شروع کیا تھا ـ اور خاموشی سے اپنا کام کرتی رہی تھی ـ ـ ـ چائے پ ٔ کا وقت تو نورماہ کو دیکھنے آئی ـ نورماہ سر پکڑے کینٹین میں بیٹھی تھی ـ ـ دُعا ماتھے پ بل ڈالے بغور اُسے دیکھتے آگے چلی آئی ـ ـ

"نورماہ!" نورماہ نے سر اُٹھا کر اُسے دیکھا ـ ـ دُعا کرسی کھینچ کر اُس کے ساتھ بیٹھی ـ ـ

"کیا ہوا؟" نورماہ جھٹ سے بول پ ڑی ـ ـ

"کل ا نے مجھے خوب جھڑ کا ـ اور تمہیں پتا ہے اُنہوں نے تو یہ بھی کہہ دی ہے کہ وہ میرے لیے اب رشتہ دیکھیں گے ـ" دُعا جھٹ سے بولی ـ ـ

"لو تو تم بتا دو اُنہیں میکا سر کا ـ ویسے بھی اب اُن کی بھی عمر ہو گئی ہے ـ ـ"

نورماہ نے ا ی گہری سانس لی اور کرب سے اُسے بتانے لگی ـ ـ

"ا یچ ـ اوا رج نے پہلے اپنے کام پ ڑھا دیئے مجھ پ ـ او پ سے میرا ا ی مریض صبح سے ٹھیک

تھا۔جیسے ایچ۔او۔ڈی آئے اُن کے سامنے اُسے دوڑے پڑنے لگ گئے۔ایچ۔او۔ڈی نے میری خوب کی۔او پ سے پ وفیسر بھی راؤ ڈ پ تھے۔پھر جو میرا بے عزتی پ وَ ام شروع ہوا۔اُس کی کوئی حد ہی نہیں تھی۔۔چیف ریذیڈ ٹ کے پ س گئیں اُنہوں نے چائے لانے کا کہہ دی۔۔یرما ہم جونیئر ہیں۔ نوکر تو نہیں۔ایسا سلوک کرتے ہیں؟"

یہ سُنتے دُعا کو ید آی۔۔"۔ ب سے ڈاکٹر بنیں ہیں bully ہی ہو رہے ہیں۔۔مجھے بھی ی د ہے۔۔۔ ب میں تھرڈ ایئر میں تھی۔ای پیشنٹ کی ریپورٹ نوٹ کر رہی تھی۔ای ہاؤس آفسر نے ز رتے ہوئے میری اینوی کر دی۔ت ب میں ضبط کر گئی یہ سوچ کر کہ ب ہاؤس آفسر بنوں گی۔ت ب سارے ب لے لوں گی۔لیکن اب ایچ۔او بن کر وہ بھی نہ ہو سکا۔۔او۔ٹی میں بھی ہمیں یونہی ب ت ب ت پ بے عزت کر دی کرتے تھے۔اور اب بھی بے عزت ہو رہے ہیں۔"

دُعا نے ای ٹھنڈی آہ بھری۔

"میرا خیال ہے اب سارے ارمان ہمیں fellowship کے بعد ہی پورے کرنے کا موقع ملے گا۔کیوں کہ ریذیڈنٹس کے ساتھ بھی جو سلوک ہوت ہے خاصا افسوسناک ہے۔خاص کر thesis سائن کرتے۔"

اپنے دُھکڑے رو کر وہ مریضوں کو دیکھنے آئی۔۔میڈ اشیاء کو اُس نے دیکھا تو دت ہے روئیاں اور syringe غا ب تھیں۔۔دُعا نے ای گہری سانس لی اور ن س کو بلای۔

"ن س!" اگلے ہی لمحے ن س دوڑتی آئی تھی۔دُعا سختی سے اُسے دیکھتے پوچھنے لگی۔

"ابھی یہاں کون ڈاکٹر تھا؟ اور یہ سامان کدھر یہ ہے؟"

ن س َ ٹ ب ڑائی۔

"وہ میم۔میں لنچ۔۔"

دُعا نے لہجہ سخت رکھا۔۔

"مجھے ای منٹ میں معلوم کر کے بتاؤ۔۔یہاں کون تھا۔"ٴس نے فوراًسے ت بعداری سے سر ہلا دی۔

"اوکے ڈاکٹر!"

دُعا نے درشتی سے ہاتھ ٴ ھ لیے۔

" لگتا ہے عروہ کو بلوا کر یہاں بھی چھاپ ڑوا ڑے گا۔۔"عروہ کا ٴم سُن کر ٴس کی حا ت غیر ہوگئی۔دُعا نے بوکھلائی ہوئے ٴس کو جاتے دیکھا۔۔اور بھوں اُٹھا کر ای سنجیدہ مسکراہٹ لبوں پ لاتے بولی۔۔۔

"Now no more shenanigans!"

☆.....☆.....☆

چاروں دوستوں کی والدا رضیہ آ کے چھت تلے جمع تھیں۔۔وقاص کی والدہ فکرمندی سے ربیعہ بیگم سے پوچھ رہی تھیں۔۔

"ربیعہ پکی ت ہے نہ۔سُوٹ سی دو گی تم۔۔"ربیعہ بیگم نے اُنہیں بےفکر ہو جانے کا اشارہ کرتے کہا۔۔

"ہاں ہاں ٴ زش سی دُوں گی۔۔کیوں فکر کرتی ہو۔۔وقاص ہمارا بچہ ہے۔۔اُس کا فنکشن ہے۔دیکھو تم بس تم میں کیسے کپڑوں میں جان پھونکتی ہوں۔۔"

رضیہ آ کہنے لگیں۔۔

"ہائے۔۔پینو دُعا کرو میرے پُتر کے لیے۔نوکری لگ جائے اُس کی۔۔۔"

شریم کی والدہ مسکرا پڑیں۔۔

"ہاں ہاں کیوں نہیں۔ا ءاللہ لگ جائے گی۔۔لگ جائے گی فکر نہ کرو تم!"

رضیہ آ فکرمند تھیں۔۔

"ہائے مینو بڑی فکر ہو رہی اے میرے زُلفی دی۔" اُنہیں غصہ پڑھا۔۔

"طبیعت نہیں سہی تھی سو یے اُس کی۔۔ پتا نہیں کیڑی قہر دی جوانی پڑھی سی۔۔اے۔سی کے آگے لیٹ کر سو یں۔۔۔شُوں شُوں کر رہا تھا صبح۔۔پوکھا لئینج۔۔۔اینج کردا اے۔جھینج کدی اے۔سی ویکھیا ہی نئ!"

ربیعہ بیگم بات لتے پوچھنے لگی۔۔

"اچھا عبدالرحمٰن کی سُناؤ؟"

رضیہ آ پڑ کر بولیں۔۔

"چھڈ پڑاں۔۔دادی کا سگھا ہے اپنی۔۔بندہ تو پہلاں ماں بول دا ہے پیو بول دا اے۔اے وکھری ای ا ہے۔۔دادی دادی کردا ریندا اے۔۔۔"

ٹی۔وی پہ جونیئر وکلاء کے متعلق خبر چل رہی تھی۔۔جونیئر وکلاء کا کورٹ کے باہر احتجاج چل رہا تھا۔۔سبھی عورتیں خبر سُننے لگیں۔نازش اُن کو بتانے لگی۔۔

"نئے وکلاء کے ساتھ یہ لوگ اچھا سلوک نہیں کرتے۔۔۔میرا بیٹا اتنا فکرمند رہتا ہے نہ کیا بتاؤں۔ ہر وقت مجھے کہتا رہتا ہے۔اماں تُو دُعا کر میرا بڑا وکیل بن جاؤں۔نہ اپنے جونیئر کو کورٹ الیکشن میں ووٹ مانگنے کے لئے خوار کرواؤں گا۔۔نہ اُنہیں ذلیل کروں گا۔۔نہ ہی مجھے سیکرٹری یا صدر بننے کی خواہش ہے۔۔میں اِن جھمیلوں میں پڑوں گا ہی نہیں۔۔بس پوری طرح اپنے پیروں پہ کھڑا ہو جاؤں۔۔" شریم کی والدہ کہنے لگیں۔

"Graduate ہو جاتے ہی بچوں پہ سارا بوجھ نہیں لاد دیتے۔۔ جہاں والدین نے اتنا
. داشت کیا کچھ اور سال سہی۔۔۔ ہمیں اپنے بچوں کا ساتھ دینا ہے۔۔۔۔ اُن کا ہاتھ تھامنا
ہے۔۔ بس شروع کے کچھ سال مشکل ہوں گے۔ بعد میں ا ءاللہ حالات بلکل در ت ہو
جا گے۔۔۔ graduate ہوا بچہ بلکل اُس چوزے کی طرح ہیں۔ جو اٹ ے سے
ت ہے۔ تھوڑا لنگڑا ت ہے۔ ڈگمگا ت ہے۔ اور پھر چلنا سیکھ جا ت ہے۔۔ لیکن اُس کا ساتھ
والدین کو دینا ہو ت ہے۔ کیو بچے پہ پہلے ہی زمانے کا، دفتر کے سینئیروں کا بہت پہ ہو ت
ہے۔۔ والدین کو یہ بات سمجھنے کی ضرورت ہے۔ والدین اپنے بچوں کا ساتھ دیں۔ کچھ دی
خواہشات کو مزی تھام لیں۔۔ خواہشات پوری ہونے کے لیے ساری زن گی پڑی
ہے۔۔۔ لیکن ای مرتبہ آپ کا بچہ ڈ میں یَ۔۔ پھر اِس بھنور سے اُسے نکالنا بہت
ہی کٹھن ہے۔" ربیعہ بیگم نے اکتفا کیا۔۔

"بلکل صحیح بات ہے۔ بلکل صحیح بات۔۔" کسی خیال سے ربیعہ بیگم کہنے لگیں۔۔

"اچھا لقمان صا ب سے قات ہوئی تھی۔۔ اُس سے پہلے درس دے رہے تھے۔۔"
عورتوں نے اُن کی جانب کان دھر لیے۔۔

" کہہ رہے تھے یہ جو لوگ کہتے ہیں نہ جنات نہیں ہوتے۔ یہ اللہ کی آیتوں کی کرتے ہیں۔
اور کہہ رہے تھے۔۔ اُن پیروں درویشوں کے پاس کبھی نہ جایا جائے جو چند سوالات پوچھ کر
آپ کا سارا بیو ڈیٹا نکال دیتے ہیں۔۔ یہ شیاطین سے معلومات لیت ہیں۔ اِن کی ای بات
سچ اور باقی ساری باتیں جھوٹ پر ہوتی ہیں۔ اللہ نے ذکر کیا ہے اپنی کتاب میں۔ کہ شیاطین
فرشتوں کی گفتگو سُنتے ہیں۔۔ اور پھر اُن کے پیچھے ستارا چھوڑا جا ت ہے۔ دیکھنے میں وہ ہمارے
لیے خوبصورت ہے۔ شیاطین کے لیے وہ اذی ت ک ہو ت ہے۔ اللہ نے ستارے بنائے

ہیں تو اُن کے پیچھے اُس کے بہت مقاصد ہیں۔۔اللہ کی بنائی کوئی چیز بے جا نہیں۔"

یہاں وہاں کی گفتگو چلتی رہی۔۔پھر کچھ دیر بعد سبھی اپنے گھروں کو شام کے کھانے کی تیاری کے لیے چل پڑیں۔دُعا کام سے تھکی ہاری آئی۔تو سامنے صوفے پر خضر میچ دیکھ رہا تھا۔

"اوہو کیا کیا Yorker کرایا۔۔اوہو۔۔"دُعا نے تکان سے اپنا پرس گھما کر صوفے پر پھینکا اور اُس کے ساتھ آ کر نیچے خفگی سے بولی۔۔

"تمھیں تمیز نہیں ہے بیوی کام سے آئی ہے۔اور تم لیٹ کر مزے سے میچ دیکھ رہے ہو۔۔جاؤ پانی کا ایک گلاس لے کر آؤ میرے لیے!" خضر نے انسنی کرتے تکیہ گردن کے نیچے کیا۔

"یار دُعا بڑا مزے کا میچ چل رہا ہے۔۔چپ ہو جاؤ!" چہرہ شاداب تھا۔خضر آنکھیں اسکرین پر مرکوز تھیں۔دُعا نے زور سے لمبا ہاتھ کر کے اُس کی پشت پر مارا۔۔مگر وہ ٹس سے مس نہ ہوا۔۔دُعا بیزار ہوئی۔۔

"چاند یار۔۔خود کھیل کھیل کر تھکتے نہیں ہو تم کرکٹ سے؟ جواب دیکھ بھی رہے ہو؟" دُعا نے کرب سے ایک گہری سانس لی۔

"There's much more to do in life than cricket!"

خضر نے اُسے دیکھا اور اگلے لمحے اسکرین پر واپس دیکھتے بولا۔۔

"Not much!"

وہ اسکرین پر دیکھتے چند لمحے رُکا۔

"اُوہو۔۔"اُس نے ہونٹ گول کیے۔۔

"آؤٹ ہونے لگا تھا۔۔"اب وہ دُعا کو دیکھتے بولا۔

"کم از کم میں کی بورڈ والے جہادیوں سے بہتر ہوں۔اور اِس وقت میں ایک کرکٹ کا شائق

ہوں۔کر ٹ مین نہیں۔"وہ واپس سے اسکرین کی جانب متوجہ ہوئے۔

دُعا نے اُس کے بالوں کی جانب ہاتھ بڑھا کر اُس کے بال کھینچے۔۔۔

"اُٹھ جاؤ نہ۔۔۔"وہ روہانسی ہوگئی۔۔

"تم مجھے مِس کر رہے تھے۔۔"

"اب نہیں کر رہا۔۔"اُس نے سادگی سے کہا تھا۔

"جانو!!"دُعا تلملائی۔خضر نے اُس کا ہاتھ اپنے بالوں سے اُٹھا کر شیو پر رکھا۔۔اور دُعا کرنٹ کھا کر اُٹھ پڑی۔۔

"ای۔یو۔۔مجھے چبھتی ہے تمہاری شیو سے مجھے۔۔"اور وہ غصے سے بڑبڑاتی ہوئی اندر جانے لگی۔یہ اُسے وہاں سے بھیجنے کا سب سے آسان طریقہ تھا۔۔کپڑے تبدیل کر کے وہ آئی تو موبائل استعمال کرتے کُڑھ کر بولی۔۔

"یار مجھے تو ماموں کی سمجھ نہیں آتی۔اتنے mocking قسم کے پوسٹس وہ کیسے لگا لگا کر پوسٹ کرتے ہیں۔۔"

خضر نے ایک نظر اُسے دیکھا اور پھر ٹی۔وی اسکرین کی جانب متوجہ ہوا۔۔

"دوسروں کو پوسٹ لگا لگا کر پوسٹ کرنے والے۔کسی اور کا آپ نہیں۔۔بلکہ اپنا آپ دکھاتے ہیں۔۔کہ ہمارا کردار کیسا ہے۔۔ہم کیا ہیں۔۔بھئی اتنی ہمت ہے۔منہ پر بولیں۔۔یہ چوروں کی طرح اسٹیٹس تو نہ لگائیں۔۔"

دُعا خاموشی سے پیر اوپر کیے اُس کے پیروں کے قریب بیٹھی تھی۔خضر نے اُسے بازو پر پیر مار کر ہلایا۔۔

"اتنی زیادہ کی جگہ ہے۔۔یہ صوفہ وہ صوفہ۔۔اور تمہیں بیٹھنے کے لئے میرے پیروں میں ہی جگہ

ملی ہے۔۔"

دُعا نے جواباً بنا کچھ کہے اُس کی پنڈلی پہ تھپڑ رسید کیا اور بور یت سے ٹھڈی تھلے ہاتھ رکھ کر ٹی۔وی دیکھنے لگی۔خضر نے اُسے کنکھیوں سے دیکھتے پوچھا۔

"تمہیں معلوم ہے نہ۔۔۔اِس د میں صرف ای ا ن ہے۔جو تمہارے لئے سانسیں یت ہے۔۔"

دُعا نے ٹھڈی سے ہاتھ ہٹا کر کان کے آگے جھولتی ٹ پیچھے اُڑسی۔اُس نے بے ت ش چہرے سے اُسے دیکھا اور چبا چبا کر بولی۔

"اور وہ ا ن میں خود ہوں!" خضر نے چہک کر کہا۔۔

"لکل در ت جواب!" سامنے میز پ سے اُس نے گندی کاٹن اُٹھا کر اُس کی جا ھائی۔۔

"اور یہ کاٹن آپ کی ہوئی!" دُعا نے پ پ ا کر اُس کی پنڈلی پہ تھپڑ رسید کیا۔۔اور پھر خود کھلکھلا کر ہنسنے لگی۔اور جواباً خضر بھی اُسے سادگی سے دیکھتے مسکرا پ ا۔

☆.....☆.....☆

کل وقاص کے نکاح کا دن تھا۔دُعا نے رات کو تھک کر کام سے آ کر اُس کی بِد بنا شروع کی تھی۔۔

زین اور شریم اُس پ ر جھاڑتے کہہ رہے تھے۔۔

"صحیح طرح بناؤ۔۔"

دُعا نے گھور کر اُنہیں دیکھا اور بولی۔۔

"مجھے مت سمجھاؤ کیسے بِد بنانی ہے۔۔میں وہ پہلی لڑکی ہوں گی۔۔جس نے خود اپنے نکاح کی

بِد بنائی تھی۔اور تو اور پہلے خاں ان میں کسی کی بھی شادی ہوتی۔ . مجھ ہی سے بِد بنواتے تھے۔۔"

ربیعہ بیگم لاؤنج مین آتے بولیں۔۔

"خوبی اس بات میں ہے کہ کام کر کے اس کا راگ نہ الا پا جائے!" دُعا نے سر اُٹھا کر اُنہیں دیکھا اور منہ بنا کر بڑ بڑائی۔۔۔

"ہونہہ۔۔ ہیں تو ساس ہی نہ میری!"

آمنہ کے والد دبئی سے نہیں آ سکے تھے۔اِس لیے پشاور سے اُس کے ننھیال سے اُس کے ۰۰ اور کچھ رشتے دار آئے ہوئے تھے۔اسکوائے میں اُن کی آؤ بھگت ہو رہی تھی۔کبھی کوئی کام نکل آ رہا تھا۔کبھی کوئی کام آ رہا تھا۔۔خضر وقاص کے لئے اپنے جان پہچان کے معروف stylist سے اُس کی بات کر رہا تھا۔۔

"ٹھیک ہے پھر کل صبح آ جائے گا۔۔اوکے اوکے!" ہر طرف رونق ہی رونق چھائی تھی۔۔رضیہ آ کا دوپٹہ پیکو ہو کر نہیں آیا تھا۔۔وہ عبدالرحمٰن کو سنبھالتے زین سے خفگی سے کہہ رہی تھیں۔۔

"وے بے غیرت۔۔میرا دوپٹہ لے آ۔۔کل ماں کو ننگے سر لے کر جانا ہے۔۔" عبدالرحمٰن بلا وجہ روئے جا رہا تھا۔۔

رضیہ آ نے بیزاری سے اُس کی پشت پہ تھپکی کہا۔۔

"اوٹینڈ ٹھولیا۔۔ چپ تے کر جا!"

رضیہ آ غصے سے رہی تھیں۔۔

"ہائے کوئی کام نہیں ہوا۔۔بووے تے جنج، وہنوں ٹی دے کن!"

دروازے کی بیل بجی۔۔رضیہ آ بولیں۔۔

" کون؟"

"٠ زش ہوں !!" . ہر سے آواز آئی تھی۔رضیہ آ صوفے پ بیٹھیں کرقرۃ العین کوبُلا رہی تھیں۔۔

"عینی دروازہ کھول !" عبدالرحمٰن رضیہ آ کی . لی میں انگلی ا٠ ر . ہر لے کر جا رہا تھا۔وہ محو . . سے . لیوں کو دیکھ رہا تھا۔اُس کے لئے وہ . لیاں کسی و٭ رلینڈ جیسی تھیں۔۔۔رضیہ آ قرۃ العین کو بلاتی رہیں۔۔

"اوکی پ پ پ ئیاں پ رہی ہیں!!"

" عینی!"

" عینی !" اچا٠ ی د آ ی۔وہ تو غسل خانے میں تھی۔وہ کراہتے ہوئے اُٹھنے لگیں۔۔

"ہائے۔۔" وہ اُٹھ کھڑی ہو ۔۔"ہائے بُڈھی ہوگئی آں مے!" وہ دروازے کے قری . جانے لگیں۔۔

"جیڑا بولے اوہی کُنڈا کھولے!" انکل ہارون وقاص خضر کے ساتھ . ہر بلڈ٠َ کے نیچے بیٹھے تھے۔۔نورین آ کھڑکی میں آ ۔۔اوراُنہیں دیکھتے خفگی سے بولیں۔۔

"ہارون!" تینوں نے آواز پ چو٠ کر دیکھا۔۔انکل ہارون فوراً سے بولے۔

"ہاں کیا ہوا؟" وہ٠ راضی سے کہنے لگیں۔

" آپ کو کہا تھا اقبال صا . کو کال کریں۔۔٠ زش . جی کہہ کر گئی ہیں۔کی ہے کال؟ اور یہ کیا آپ سینگ کٹا کر بچھڑوں میں شامل ہو گئے ہیں؟" وہ اسکوا٭ کے پ انے رہاہشیوں کے متعلق . ت کر رہی تھیں۔غالباً اُنہیں بھی نکاح کے فنکشن پ مدعو کیا َ ی تھا۔۔ابھی ہارون انکل نے . . . سے مو . ہی نکالا۔٠ زش بلڈ٠َ سے ٠ ت چلی آئی۔۔

"خضر ۔۔ لقمان صاحب سے بات کرلی نہ؟ آرہے ہیں نہ وہ کل؟" وقاص فوراً سے بولا۔
" آف کورس اماں ۔۔ کیسے نہیں آئیں گے وہ؟ صرف چاچو کے ہی نہیں۔ میرے بھی تو اُستاد ہیں ۔۔" نازش نے یہ سُن کرسکون کی ایک گہری سانس لی ۔۔ پھر اُسے یکدم یاد آیا۔ گھر میں اُس کے نواب شاہ اور حیدر آباد سے آئے رشتے دار انتظار کر رہے تھے ۔۔ وہ فوراً سے بہت تیزی وہاں سے جانے لگی ۔۔
"یا اللہ کتنے کام ہیں!" نورین آپا یہ سارا منظر کھڑکی سے دیکھتے بہ اطمینان بولیں۔
"شکر ہے اِس مرتبہ کوئی مصیبت نہیں ہوئی ۔۔" لیکن نورین آپا کو کیا معلوم؟ مصیبت بتا کر نہیں آتی ۔۔ اگلے سویرے جماہیاں لیتی دُعا ہسپتال پہنچی تھی ۔۔ ساری رات وہ سکون سے سو نہیں پائی تھی۔ کبھی کوئی آجاتا۔ کبھی کچھ ہوجاتا۔ کبھی کسی کی بات سُننی پڑ جاتی ۔۔ اپنا سوٹ اور میک اپ کا سامان وہ ساتھ لائی تھی۔ سوچا تھا تیار ہو کر وہیں سے نکل جائے گی ۔۔ روزمرہ کی طرح وہ اپنا کام کر رہی تھی ۔۔ عقب سے اچانک آواز سنائی دی ۔۔
"تم بہتر کرسکتی تھی ۔۔" دُعا نے پلٹ کر نور ماہ کو سینئیر ریذیڈنٹ کے ساتھ دیکھا ۔۔ دُعا نے منہ بنا کر چہرہ پھیر لیا۔
"ہر وقت ڈاکٹر میکائیل اُسے ڈانٹتے رہتے ہیں۔ اُسے mock کرتے ہیں ۔۔" اور پھر یہ سوچتے اُسے خضر چہرہ یاد آیا۔ ایک چھوٹی سے چھوٹی چیز بھی وہ بناتی ۔۔ تو اُسے وہ اُس کے سر پہ حوصلہ افزائی کرتے ہاتھ پھیرتے آتے ۔۔ چند لمحے گزرے تو اُسے اُستاد کا بھی خیال آیا۔ اُسے اُستاد کے ساتھ یہ بھی یاد آیا۔ اُستاد اُسے سورۃ الفتح پڑھا رہے تھے۔ آیت کا موضوع صحابہ اِکرام کا آپس میں سلوک تھا ۔۔ باتوں سے باتیں نکل رہی تھیں ۔۔۔ اُستاد کہہ رہے تھے ۔۔
"بُرادو ست کوئلے کی مانند ہوتا ہے ۔۔۔ کوئلہ کیا کرتا ہے ہاتھ گندے کرتا ہے۔ اور اپنی سیاہی

کینشان چھوڑ جاتا ہے۔۔ایموشنل ہرٹ کرتا ہے۔۔ایک بُرے دوست کے۔۔ ہم کیا کرتے ہیں؟ آیئے ڈالتے ہیں اُن بتوں پہ۔۔بُرے دوست کی کہی بات کو یاد کر کے آپ کُڑھتے ہیں۔۔اُس کے۔۔ آپ اپنی عزتِ کو ادنیٰ کر دیتے ہیں۔۔آپ کچھ پروڈکٹیو نہیں کر پاتے۔ بلاوجہ کی اسٹریس ہوتی ہے۔۔گھبراہٹ ہوتی ہے۔تنہائی محسوس ہوتی ہے۔دُنیا کے سامنے وہ آپ پہ فخر کرتا ہے۔۔اور اُسی دنیا کے سامنے وہ sarcastic انداز میں آپ کو نیچا دکھانے کی اور آپ کی تذلیل کرنے کی بھی کوشش کرتا ہے۔۔بظاہر وہ آپ کے ساتھ کھڑا ہوتا ہے۔۔ وہ آپ کے ساتھ نہیں ہوتا۔۔آپ کے کردار آپ کے وقار کو وہ دھیرے دھیرے اپنے ٹھٹھوں سے ختم کرتا ہے۔۔کچھ لوگ بہت مضبوط ہوتے ہیں۔اُنہیں ایسے دوستوں کی اِس حرکت سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔۔ کچھ لوگ بہت نازک دل رکھتے ہیں۔ذرا ذرا سی بات کو دل سے لگا لیتے ہیں۔میری یہ ہدایت اُن لوگوں کے لیے ہے۔ایسے دوستوں۔۔۔ایسے رفیق کاروں اور ایسے ساتھیوں سے دُور رہیں۔۔۔یہ دوستی نبھانا دانشمندی کرنا نہیں ہے۔۔یہ ایک مہلک بیماری ہے۔جسے psychological term میں ڈ کہتے ہیں۔۔"

"ڈاکٹر ڈی۔کے!" آواز پہ وہ چونکی۔۔سامنے دیکھا نرس تھی۔۔

"ہاں۔۔"

"وہ چیف ریذیڈنٹ بُلا رہے ہیں!" دُعا فوراً سے بولی۔

"ہاں اچھا!"

" کیا زندگی ہے میری۔۔۔"

سارے وقت میں نائٹ شفٹ میں اُس کے سات مریض انتقال کر گئے تھے۔۔اور اُس کے

ساتھ ایک بھی سینئر ڈاکٹر نہیں تھا۔۔کیا مشکل راتیں تھیں وہ۔۔سوچتی تھے نیند آئے گی تو خود کو کیسے روکے گی وہ۔ ۔ ۔ سے اپنے سامنے اُس نے اتنی ساری اموات دیکھی تھیں۔۔راتوں کی نیند اُڑ گئی تھی۔۔سینئروں کا کام اُن کے بوجھ۔۔کیا کچھ اُسے کرنا پڑتا تھا۔ پھر بھی ڈانٹ سُننے کو ملتی رہتی تھی۔۔مریضوں میں دن ہر روز کی طرح گزر رہا تھا۔۔چھٹی کا وقت ہوا تھا۔دُعا فٹافٹ تیار ہو رہی تھی۔۔خضر باہر انتظار کر رہا تھا۔نورماہ اُس کے ساتھ ٹھہری تھی۔۔دُعا اُسے کہہ رہی تھی۔

"نورماہ یار تم گھر جاؤ۔میں ہو جاؤں گی۔" نورماہ بولی۔۔

" کوئی بات نہیں۔بس نکل رہی ہو نہ تم بھی۔تمہارے ساتھ ہی نکل جاؤں گی۔۔" وہ دُعا کی میک اپ کے ڈبے پکڑ کر دیکھ رہی تھی۔۔

"سیفورا اور Mac کا میک اپ۔۔۔"دُعا نے بالوں کو موڑ کر پن لگاتے کہا۔۔

" چاند لے کر آیا تھا۔۔"وہ اُسے دیکھتے پوچھنے لگی۔

" تم اپنے لئے خود کچھ نہیں لیتی؟"دُعا نے سادگی سے کہا۔۔

" نہیں وقت ہی نہیں ہوتا۔۔"نورماہ نے ایک ٹھنڈی آہ بھری۔۔

" آہ۔ایسے بھی شوہر ہوتے ہیں۔۔" سنگھار کر کے وہ نیچے آ کر گاڑی میں آ گے بیٹھنے لگی تو خضر سخت خفگی سے بولا۔۔

" پیچھے بیٹھو!" دُعا ذرا چونکیں۔۔وہ دروازہ کھول کر پیچھے ربیعہ بیگم اور رضیہ آپا کے ساتھ بیٹھی۔۔اُس نے دروازہ بند کیا۔تو ربیعہ بیگم غصے سے بولیں۔۔

"وقت دیکھ رہی ہو؟" خضر گاڑی اسٹارٹ کرتے ہنس کر بولا۔۔

" حد ہو گئی ہے۔ ۔ سے میں یہاں کھڑا تھا۔میری آنکھوں کے سامنے یہاں دو

accidents ہوئے ہیں۔۔"دُعا آگے سے بھڑک کر بولی۔۔

"تو یہ ا پتال ہے۔۔۔قبرستان نہیں۔۔تمہیں کس نے کہاں ایمرجینسی کی طرف سے آؤ۔۔" خضر جھلایا۔۔

"امی اِسے کہیں . تمیزی نہ کریں۔جواب دے رہی ہے آگے سے مجھے!" ربیعہ بیگم نے دُعا کا ہاتھ د . یا۔۔

"خاموش رہو دُعا!!" رضیہ آ کہنے لگی۔۔

"ہائے منڈے کا ٹ یفک ویکھ کر دل گھٹ َ ی اے۔۔"دُعا کو شد ی غصہ پ ڑھ رہا تھا۔۔

"چا ن تجھے تو میں َ ہن لگاؤں گی۔۔۔"رضیہ آ اب خضر کو سمجھانے لگیں۔۔

"پُتر اُس کا بھی تو سوچ نہ۔۔بیچاری مصروف ہوتی ہے۔۔۔سر کھر کن دا ٹیم نہیں ہو ا اِس دے کول۔۔سمجھا کریئا کر نہ!" خضر نے پیچھے مُڑ کر دیکھا اور بولا۔۔

"نوشی نہیں ہے؟ وہ بھی تو . کرتی ہے نہ!" دُعا کو پ ڑھی۔۔

"چا !!"

"امی چا کو دیکھ لیں۔امی !!" دُعا غصے سے دل . داشتہ ہوگئی۔۔رضیہ آ نے خضر کو آگے دیکھنے کا اشارہ۔

"اوئے اگے ویکھ۔نہیں تے ٹھکدی اے گڈی۔۔" خضر نے آگے دیکھا۔۔وہ تو خاموش ہو َ ی۔۔ دُعا کو جو آگ لگی تھی۔اُس نے بُجھنے کا م نہیں لیا۔۔

"امی میں ابو کو بتاؤں گی۔اِس نے میرا موازنہ نوشی سے کیا ہے۔" رضیہ آ جھنجھلائی۔۔

"اوہو۔۔کیوں آ ڈے لگا رہی ہے۔۔سڑی ڑا اے اِک نمبر دی۔۔بس وی کر دیئا کر۔۔ بہت ہی چھلیڈی بندی پھر دی اے!" خضر کو ر . روقاص کی کال آرہی تھی۔۔

"چھیتی کر پتر!" خضر کو ر ڑ یفک کے . . پ ڑھ رہی تھی۔۔

"اتنی د یمیں وہاں کھڑا رہا۔ میری گاڑی لگ جاتی تو۔" دُعا پڑی۔۔

"تو نہ لاتے گاڑی!" ربیعہ بیگم نے دُعا کا ہاتھ د بی۔۔

"دُعا خاموش ہو جاؤ۔۔ غصے میں ہے چا !!"

"امی!" دُعا چیخی۔ خضر نے دُعا کو فرنٹ مرر سے دیکھا۔۔

"نہیں تو اور کھوتے گاڑی میں آتے؟" ربیعہ بیگم خفا ہو۔

"اوہو کیا ہوَ یہ ہے۔۔" مو کی گھنٹی بجی۔۔ خضر نے مو دیکھتے کہا۔

"پھر کر رہا ہے وقاص کال۔۔" دُعا نے جھٹ سے پوچھا۔۔

"وہ کیوں کر رہا ہے کال؟" خضر کو یہ سُن کر اشتعال آ یا۔۔

"نہیں اور نکاح کھوتے سے کروا ہے آمنہ کا؟" رضیہ آ بول پڑیں۔۔

"اوہو پتر کی ہو گیا اے؟ لاہور کے چکرا ب پ تو سوار نہیں کر لئے تُو نے۔۔ تیرا تو تکیہ کلام ہی کھوتا ہوَ یہ ہے۔۔ کھو نہیں آلو ہوَ یہ۔ ہر چیز میں شامل کر یتا ہے اُسے۔۔" خضر سنجیدگی سے کہہ رہا تھا۔۔

"وقاص کا نکاح ہے۔۔ بُرا لگ رہا ہے مجھے۔۔ کیسے mess ہو گئی ہے۔۔" ربیعہ بیگم کو بھی ید آ یا۔۔

"ہاں بیٹ ۔ تمہارے نکاح پ کتنے کام کیے تھے اُس نے۔ کتنی دوڑ بھاگ کی تھی۔۔" اور وہ یہ ید کرتے ہنس پڑیں۔۔

"اور تو اور رات کے وقت وہ کتنا چا تھا۔" دُعا نے سلگ کر کہا۔

"اُسے کون سے کسی نے پیسے دیئے تھے۔" خضر نے پ رلر کے ہر گاڑی روکی اور پیچھے مُڑ کر سختی

سے ربیعہ بیگم کو تنبیہ کرتے کہا۔۔

"اِسے سمجھا دیں۔۔اب یہ. تمیزی نہ کرے کوئی۔۔آج اُس کا اسپیشل ڈے ہے۔۔" اُس نے اب دُعا کو دیکھتے درشتی سے کہا۔۔

" آ گئی سمجھ!" دُعا کا دماغ اُبلنے لگا۔وہ بولنے لگی۔۔ربیعہ بیگم نے اُسکا ہاتھ د. دیا۔۔

"بس بھی کر دو دُعا۔خاموش ہو جاؤ۔۔" اور دُعا نے یہ ٹ وا گھونٹ گلے سے اُ تارا۔خضر نے وقاص کو کال کی۔۔

"ہاں آ جا!!" چند لمحے رے تو وقاص tuxedo میں ملبوس گاڑی کی طرف آ ی۔وہ جھک کر گاڑی کا دروازہ کھول کر بیٹھا۔تو خضر نے مسکرا کر اُسے دیکھا۔۔

" چشم . دور!" بلا کا روپ پ ڑھا تھا اُس شکیل نوجوان پ ۔۔رضیہ آ نے پ س سے پیسے نکال کر اُس کے سر پ سے گھمائے تھے۔دُعا خن چباتے خاموشی سے بیٹھے ا رہی ا رگھٹ رہی تھی۔۔رضیہ آ خضر کو سمجھا رہی تھیں۔

"پتر دھیان رکھیں۔کھا نہ ضائع ہو۔نہیں تو عینی کی شادی پ یدا ے نہ کی ہوئیا سی۔۔ٹیڈ پ َ ی پ لوکاں دی اکھاں نہ پ یں!" وقاص کو ہوٹل سے کال آ رہی تھی۔وہ فکرمند ہوا ذرا۔

" خیر نہیں ہو گئی۔۔" اِس سے پہلے خضر کچھ کہتا۔رضیہ آ بتانے لگیں۔

"پتر ربیعہ دی عینک نہیں . رئی سی۔فیر دُعا کو بھی لیا۔اور خضر بھی دوپہر کو فلیٹ َ ی ہوا تھا اپنے۔۔آتے ہوئے د ی ہو گئی۔ویسے میں تو کہتی ہوں۔رہتا یہ ہر وقت یہاں ہی ہے۔تو فلیٹ کو کرایے پ ڑھا دے۔قسم سے ربیعہ ا َ ت . پ ڑھا ی ہو اتنا پ یہ جُڑ جا تھا۔۔" ربیعہ بیگم نے اکتفا کیا۔

"ہاں صحیح کہہ رہی ہو۔۔" بس پھر دونوں عورتیں . تیں کرتی رہیں۔اور اُس کے بعد کا سفر

خاموشی سے َ را۔۔ . وہ ہوٹل پہنچے تو دُعا گاڑی کے شیشے میں اپنا چہرہ دیکھتے آگے
. ڑھی۔خضر نے اُس کی کلائی کھینچی۔دُعا نے گھور کر اُسے دیکھا۔
خضر نے اپنی کہنی پ اُس کا ہاتھ رکھا۔اور اُس کے ساتھ چلنے لگا۔۔
"کتنا خیال ہے تمہیں اپنی image کا؟"خضر یں گھما کر . کو دیکھتا مسکرا کر بولا۔
"تو نہ ہو؟"دُعا نے پھیر کر بغور اُسے دیکھا تو اُس کا َ یبان اُسے ذرا مڑا ہوا دِکھا۔غالباً
اُس نے َ می کے . . موڑا تھا۔دُعا اُس کی طرف مڑی۔خضر رُکا۔وہ سنجیدگی سے اُسے دیکھ
رہا تھا۔اُس نے دونوں ہاتھ اُس کی جا . ڑھائے۔خضر اپنے سادہ سنجیدہ ا ازمیں بولا۔۔
"زہر لگتی ہو۔۔"دُعا نے اُس کا َ یبان ٹھیک کرتے کھینچا۔۔
"تو کھا کر مر جاؤ!"وہ چبا چبا کر بولی تھی۔خضر طنزاً مسکرا یا۔۔
"ہضم نہیں ہو گی۔۔۔"
" تمہیں جینے بھی نہیں دُوں گی۔۔"اُس نے َ یبان سے ہاتھ لاتے اُس کے ی پ تھپکے
اور پھر اُس کی کہنی تھام کر چلنے لگی۔۔ا رہال میں گئے تو کیمرہ مین پہلے ہی آگے آ َ ی۔۔دُعا
نے اُسے دیکھا تو پہلا خیال اُسے آ ی۔۔
"اب یہ تصو ی کسی نہ کسی طرح Diva Magazine Pakistan ت پہنچ جائے
گی۔۔"اِس خیال سے اُسے یہ بھی سمجھ آ رہا تھا پھر اُس تصو ی کے لگنے کے بعد لوگ اُس کے قد
پ . ت کریں گے۔۔کچھ تبصرے بھی اُسے ی د آئے۔۔
"اِس کو یہی ملی تھی۔۔"
"پیار واقعی ا ھا ہوتا ہے۔۔"دُعا نے . قت مسکراتے خضر کے ساتھ تصو یں بنا اور آگے
چل پ ڑی۔اسکوا ٔ کے چند پ انے رہا بھی اُسے ملے۔۔جس سے . ت کرتی ہر کوئی یہی

کہتا۔۔

" آپ تو بڑے لوگ ہو گئے ملتے ہی نہیں۔۔" اُس تقریب میں اُس کا دل بوجھل ہونے لگا تھا۔خضر اُسے اپنے ساتھ ساتھ لے کر چل رہا تھا۔وہ ایک ٹھنڈی آہ بھر کر اُس سے کہنے لگی۔۔

"چاچو۔۔۔ بابا بھی کسی سے بات کریں وہ یہی کیوں سمجھتا ہے ہم اُنہیں مطلب سے یاد کرتے ہیں؟ کسی کا حال احوال پوچھنا اُن کا خیال کرنا۔۔کیا اِس سے یہ ظاہر ہوتا ہے ہم مطلب سے اُن کو یاد کرتے ہیں؟" خضر رُکا۔۔اُس نے اُسے دیکھا۔۔

"یہ بات کیوں کر رہی ہو؟" دُعا نے ایک طویل گہری سانس لی اور اُسے دیکھا۔۔

"نوازش آنٹی نے کہا تھا نانی لوگوں کو بھی مدعو کروں۔صبح کال کی تھی ممانی کو۔۔" خضر کو غصہ چڑھا۔۔

"اب تم کہنا کہ چلیں اُن کی طرف۔۔کہنا بس۔۔تمہاری عزت نہیں کرتے وہ لوگ۔۔اب نہیں جاؤ گی تم۔۔۔بیشک نہ آتیں۔۔ موڈ کسے دکھا رہی تھیں وہ؟ میرا خون کھولتا ہے۔ بابا وہ ایسے کرتی ہیں۔" دُعا کا چہرہ پیلا پڑ گیا۔۔خضر نے اُس کے چہرے پر مایوسی پھیلتی دیکھی تو بولا۔

"تم میری بیوی ہو۔۔تمہاری فیملی مجھ سے ہے۔تم اُن کی حرکتوں کی جواب دہ نہیں ہو۔اُن کی وجہ سے اپنا دل نہ جلاؤ۔۔" دُعا نے اثبات میں سر ہلایا۔۔خضر نے اچانک دیکھا تو دور سے اُسے جہانزیب صاحب اور ربیعہ بیگم جھگڑتے ہوئے دکھائی دیئے۔۔"

"امی ابو کو بھی کسی پہر سکون نہیں!" دُعا نے خضر کی نگاہوں کا تعاقب کرتے سامنے دیکھا۔تھکی ماندہ دُعا خضر کے شانے سے سر لگاتے روہانسی ہو گئی۔۔

"میں تھک گئی ہوں!" خضر اُسے پیچھے سر سے پکڑے کہنے لگا۔

"اچھا تم بیٹھ جاؤ۔۔ میں کچھ کھانے کا لاتا ہوں۔۔"دُعا کا ہاتھ تھامے وہ چل پڑا۔اُس نے دُعا کو بٹھایا اور اپنے والدین کی جانب آیا۔

"کیا ہوگیا ہے؟" جہانزیب صاحب نے اُسے دیکھا اور ربیعہ بیگم کی جانب اشارہ کرتے کہنے لگے۔۔

"یہ عورت اُتنے سال اپنے والدین کے ساتھ رہی ہے۔۔اور باقی کی ساری عمر میرے ساتھ۔پھر بھی یہ میری وفادار نہیں ہوئی۔۔" خضر دانت پیستے دیکھتے دبی دبی آواز میں بولا۔

"ابا بس کر دیں یار۔۔میری کوئی عزت ہے۔۔کبھی تو بس کر دیا کریں۔۔" اِس سے پہلے اُن کی بحث ہوتی۔۔بلاوا آگیا تھا۔نکاح کی تقریب شروع ہونے والی تھی۔مرد حضرات اسٹیج پر ایک طرف تھے۔۔عورتیں دوسری طرف۔۔اُستاد نکاح نامہ پُر کر رہے تھے۔۔اُستاد کے قریب آمنہ کے ابو بیٹھے تھے۔۔اُنھوں نے اُن سے پوچھا۔۔

"جی جناب کتنا حق مہر؟"

بزرگ نے اُنہیں دو اُنگلیاں دکھا کر ٹھاٹ سے کہا۔۔

"دو کروڑ!" ایک دھماکے دار بم اُدھر پھٹا تھا۔۔رضیہ آپا عادت منہ پھاڑ کر بولیں۔۔

"نی میں مرگئی دو کروڑ!" اُستاد ذرا مسکرا پڑے۔۔اُنھوں نے ماحول نارمل کرنا چاہا۔۔

"مذاق کر رہے ہیں انکل۔۔" جواباً جان بلب ہم ہوئے۔

"ہائے کے گل پھا !" اِس مرتبہ کوئی بھی ردِعمل نہیں دے پایا۔۔وقاص دو کروڑ سُنتے ہی سُن ہو گیا تھا۔۔چہرے پر جیسے کوئی رنگ تھا ہی نہیں۔۔نورین آپا بولیں۔

"کیا یہاں کون بنے گا کروڑ پتی پروگرام چل رہا ہے؟" وقاص کے والد کہنے لگے۔۔

"نہیں دو کروڑ تو بہت زیادہ ہیں!" ہارون انکل نے اُنہیں دیکھا اور تعجب کرتے پوچھنے لگے۔۔

"آپ لوگوں نے پہلے نہیں کیا تھا؟" اُستاد نے افسوس سے میں سر ہلایا۔۔

"وہی روایتی بات کی ہوگی۔ دیکھ لیں گے گھر والی بات ہے۔۔" آمنہ کے نے سختی سے پھر سے دو انگلیاں دکھاتے کہا۔۔

"دو کروڑ لکھو!" جہانزیب صاحب بے اختیار بولے۔

"بابا جی درازِ عمری کے باعث سٹھیا تو نہیں گئے آپ؟" اُستاد نے آمنہ کو دیکھا اور بولے۔

"آمنہ گل تم بتاؤ کتنا حق مہر چاہتی ہو تم؟" آمنہ اِس سے پہلے کچھ کہتی اُس کے جان نے اُسے گھور کر دیکھا۔ اور وہ گھبرا گئی۔۔

"میں۔۔" خضر نے چونک کر آمنہ کو دیکھا۔ عفیفہ کچھ دیر پہلے ہی ہال میں آئی تھی۔۔ دُعا اپنا دوزخ شکم بھر کر اِس سارے ماجرے سے بے خبر اُس کے ساتھ تصویریں بنا رہی تھی۔ زین بھی وہاں موجود نہیں تھا۔ شریم اور خضر خالی خالی چہروں سے ایک دوسرے کو دیکھ رہے تھے۔ سمجھ نہیں آ رہا تھا ایک دم سے ہوا کیا تھا۔۔ آمنہ کی خاموشی پر رضیہ آپا بولیں۔

"صحیح کسی نے کہا ہے۔۔ چائنا کی بندوق اور پشاوری معشوق کی کوئی گارنٹی نہیں۔ نی آمنہ گل بول۔ نہیں تے تیرے محبوب دا ایتھے گلقند بن جانا اے۔۔" سارے مہمان تماشہ دیکھ رہے تھے۔۔ عجیب بدنظمی فضا میں چھا گئی تھی۔ آمنہ کے جان کہنے لگے۔

"کوچہ خان نے زبان دے دی ہے۔۔ حق مہر میں دو کروڑ ہی لکھی جائے گی!" رضیہ آپا نتی ہو کر بولیں۔۔

"اے کوچہ خان نہیں کھوچل خان اے۔۔ کھوچل خان۔۔ ویکھو ذرا دو کروڑ۔۔۔ بندہ گل کر دے سو پا اتے ہے۔۔" وقاص کی والدہ بھی دوٹوک بولیں۔۔

"نہ نہ۔۔دو کروڑ تو نہیں دے   ہم!" آمنہ کے ·· نے اُس کی والدہ کو دیکھا۔۔

"ھُدیٰ بچے چلو!" رضیہ آ   جھٹ سے بولیں۔

"ھُدیٰ ایسی بیہودہ حرکتیں نہ کرو۔۔ا   ن بنو۔۔" صورتحال اختیار سے ، ہر جانے لگی تھی۔۔ قرۃ العین رضیہ آ   کو روک رہی تھیں۔۔

"اماں زبن کھلاڑ لے۔۔۔ وہو ااے بندے دی لا پ کر کے رکھ دینی ایں۔۔" آمنہ کے ·· اڑے ہوئے تھے۔۔

"ا حق مہر دو کرروڑ نہ لکھا ی۔۔تو پشاور میں ہماری مونچھ نیچی ہو جائے گی۔۔" رضیہ آ جھٹ سے بولیں۔

"تُسی ساڈی طرفوں مونچھ وی لوا لو۔۔تے ٹینڈ کرا کے اُتے colorox وی پھروا لو۔۔سانوں کوئی فرق نہیں پیندا۔۔" آمنہ کے ·· جان غصیلے پن سے اُنہیں لاٹھی سے اشارہ کرتے کہنے لگے۔۔

"اِس عورت کا زبن بہت اب ہے۔۔یہ شکل وصورت سے حرافہ لگتی ہے۔۔دیکھو کیسی لُچی تیں کر رہا ہے۔نکالو اِس کو یہاں سے۔اِس عورت کے لچھن اچھا نہیں ہے۔۔ہاں بچے اچھا نہیں ہے۔۔" رضیہ آ   کے غصے کی کوئی انتہا نہیں رہی۔۔

" جی۔۔میرے لچھنا دی فکر نہ کرو تُسی۔۔قبر چے لا ں نے۔۔تے گلاں ویکھو۔بڈھے جی۔میں تو کہتی ہوں۔پہلی فرصت میں اکو دم دے آ   ۔۔آگے آسانی ہو گی!" ·· جان جھنجھلا اُٹھے۔

"   "(یہ شادی نہیں ہو گی!)   چو اُٹھے۔۔

"یہاں ہمارا زبن کا عزت نہیں۔ہمارا عزت نہیں۔تو پھر ہم یہاں اپنا عزت کیوں دے؟ ہمارا

زبان ہمارا مان مجروع کیا گیا ہے۔۔ یہاں پٹھان کی زبان کو مجروع کیا گیا ہے۔" رضیہ آپا نے تالی بجا کر کہا۔

" نہیں کھوچل صاب۔ آپ کی زبان کون سی ڈیکٹر تھلے آ کر پھس گئی اے؟" قرۃ العین نے اُنہیں پھر سے روکنا چاہا۔

"اماں یا تے زبان کٹا لے۔۔ یا اس اپنے آپ نوں ہٹا لے۔۔" انکل ہارون خضر کے ساتھ بڑبڑائے۔

" عجیب مسخرہ مخولیا ہیں یہ دونوں۔۔ تماشہ بنا کر رکھ دیا ہے۔" ربیعہ بیگم نے ایک گہری سانس لی اور میدان میں آئیں۔

" میٹھا میٹھا ہپ ہپ، کڑوا کڑوا تھو تھو۔۔ جہیز کے وقت تو بات ہوئی تھی۔ کہ آپ کچھ نہیں دیں گے۔۔ اب حق مہر کی بات ہوئی تو آپ یہ زیادتی کر رہے ہیں۔۔" رضیہ آپا افسوس کرنے لگیں۔۔

" شیر ساریاں نوں کھاوے پر شیر نوں کوئی نہ کھاوے۔۔" آمنہ کے ابا جان فوراً بولے۔۔

" بلکل!" رضیہ آپا کہنے لگیں۔۔

"اسی فیر لے کے آیئے بلا!" رضیہ آپا نے خضر کا بازو کھینچا۔

" چاچا پتر اگے آ!" خضر فوراً سے آگے آیا تھا۔ اُستاد نے خضر کو گھور کر دیکھتے کہا۔۔

" خبردار خضر!" خضر خاموش ہو گیا۔۔ اِس قدر بے عزتی پر آمنہ کے ابا جان کا حال بے حال ہو گیا تھا۔ وہ بڑے متکبرانہ انداز میں کہنے لگے۔۔

" تم لوگوں کو کیا لگتی ہے؟ ہماری بچی کا کہیں رشتہ نہیں ہو سکتی۔ غلط فہمی ہے تم لوگوں کا۔۔ ہم کے در کے سوائے اور بھی در زر سے کھل سکتی ہے۔" رضیہ آپا فوراً بولیں۔

"جی اور ا ۓ اللہ آپ کی ار کی کمائی کے پیسوں سے ۔ سے پہلے آپ کے لیے جہنم کا در کُھلے گا۔" آمنہ کے ۰۰ جان ۔ ۰۰ ہوئے اُٹھنے لگے۔۔

"بس۔۔بہت بے عزتی ہو یہ ہمارا۔بہت بے عزتی ہو ی ۔۔ "(یہ شادی نہیں ہوگی!) بڑی مشکل سے ھُدیٰ آ نے اپنے والد کو اِس رشتے کے لیے راضی کیا تھا۔ورنہ وہ تو پختونوں سے ۔ ہر رشتہ دینے کو تیار ہی نہیں تھے۔۔

" "(یہ شادی نہیں ہوگی!) وقاص از خود بولا۔

"۰۰ جان۔" وقاص کی والدہ نے اُس کا ہاتھ د ۔ یہ۔آمنہ کی والدہ بھی اُٹھنے لگیں۔تو رضیہ آ حیرت سے اُسے دیکھ کر بولیں۔

" کاواں ٹولی اِکو بولی۔۔مینو تے پہلے ای اِ۰ ن تے شک سی۔۔ ۔ یہ ٹٹیاں اکھاں تے پچے منہ والے۔۔ ۔ ہر نکالو اِن پشوریوں کو۔۔" رضیہ آ نے ساتھ ہی کھانے کی جا ۔ آمنہ کے رشتے داروں کو starter کھاتے دیکھا تو بولیں۔۔

"اوئے بند کرو ٹھنگیں لگا ۔ بند کرو!" شریم نے بڑی ہمت کر کے رضیہ آ سے کہا۔۔۔

"آ بس کر دیں۔۔دیکھ لیں آپ کی حر ت کی ۔ ت کیا ہو رہا ہے۔" رضیہ آ نے اُسے جھڑ کا۔

"او پ کر میمنی بکر یئے۔۔یہ لوگ ز یدتی کر رہے ہیں۔اور ہم پ پ کر کے ۔ ۔ دا ث ت کریں۔۔نہ میں نے کسی کا ۰ جا ئ اِک پیہ کھا یہ ہے نہ میں کسی کو کھانے دُوں گی۔۔قسم کرا لو۔جے رضیہ بٹنی نے کسی دا اِک ٹیڈی پیہ وی کھا یہ ہوئے!"

ھُدیٰ آ آمنہ کو اُٹھانے لگیں تو خضر ا یہ دم بولا۔

" کوئی آمنہ کو ہاتھ نہیں لگائے گا۔۔" ۔ چو ۔خضر آمنہ سے پوچھ رہا تھا۔

" آمنہ بتاؤ تم کیا چاہتی ہو؟ ڈرو مت۔ یہ پشاور نہیں کراچی ہے۔۔"

" یہ کیا ہو رہا ہے۔؟" دُعا کولا کی بوتل منہ سے لگائے اسٹیج پہ چڑھتے آرہی تھی۔خضر اور اُستاد بے یقینی سے اُسے دیکھ رہے تھے۔۔

دُعا نے اسٹیج کی وسط میں آکر کھڑے کھڑے بوتل ختم کی۔ ہر کوئی اُسے بغور دیکھ رہا تھا۔دُعا نے جھک کر وقاص کے سامنے بوتل رکھی اور سیدھی کھڑی ہو کر ہاتھ ملتے بولی۔۔

"Egalitarianism کی بھی ایک چیز ہوتی ہے۔۔۔جہیز کے موضوع پہ ہر کوئی campaign کرتا رہتا ہے۔لیکن حق مہر کے بھی اِس ملک میں اتنے کیسز ہیں۔کہ شاید ہی سوچ ہوگی آپ کی۔"دُعا نے وقاص کو دیکھا۔

"یہ مجھے وقاص سے ہی پتا چلا تھا۔لیکن ابھی بیچارہ آمنہ کی وجہ سے مجبور بیٹھا ہے۔۔"

خضر نے آمنہ کو دیکھا۔

" آمنہ حق مہر تمہارا حق ہے۔بولو تم کیا چاہتی ہو؟"

اُستاد نے سادگی سے کہا۔

" حق مہر مرد کی استطاعت کے مطابق ہونا چاہیے۔"

آمنہ کے ننھی جان یہ سُنتے ہی جھینپنے لگے۔

" آمنہ بچہ!"

زین بلوشاہی چیختے اسٹیج پہ آئے۔

" آمنہ آج نہ بولی نہ۔۔ساری زندگی پچھتاؤ گی۔" خضر نے اُسے بھی دیکھا۔۔

" حق مہر تمہارا حق ہے۔۔ہر معاملات میں فیملیز کو دھکیلنا بند کرو۔اور یہ ہندوانہ taboo توڑو۔تمہیں تمہاری مرضی کی شادی کا حق ہے۔۔اپنی خواہش ظاہر کرو۔۔"

آمنہ پ یشانی سے پ پتے کبھی اپنے ٰ یل کود یت تو کبھی اپنے ممکنہ سسرال کو۔

"بتاؤ آمنہ بیٹ !"

ہر طرف سے آوازیں گونج رہی تھیں۔ دوسرے صوفے پ بیٹھے وقاص نے اُسے دیکھا۔ چہرہ پ مردہ تھا۔۔ ٰٰ جان اُس کا ہاتھ کھینچ کر اُسے اُٹھانے لگے۔۔ تو وہ تیزی سے بولی۔

"مجھے وقاص پسند ہے۔ میں اُسی سے شادی کروں گی۔۔"

ٰٰ جان نے کرنٹ کھا کر اُس کا ہاتھ چھوڑا۔۔

"یہ تم کیا بول رہی ہو؟"

آمنہ نے سر جھکا کر پ پتے ہوئے کہا۔

"مجھے اسلام نے میرا حق دیا ہے۔ حق مہر میرا حق ہے۔۔ اور مجھے اِس بات سے کوئی فرق نہیں پڑتا کہ وقاص مجھے کتنا حق مہر دیتا ہے۔۔"

رضیہ آ ٰ خوشی سے تالی بجا کر بولیں۔

"ہئے آمنہ آج تے تُو میرا دل پشور کر دِتا۔۔"

خضر زوبٰ ھ کر حتمی انداز میں بولا۔

"بس اب۔۔ یہاں کوئی زور زبردستی نہیں چلے گی۔ نہیں تو میں گارڈز کو بلاؤں گا۔" دُعا فوراً سے بولی۔

"ارے مجھے عروہ یعقوب ملک کو کال کرنے دو ذرا!" اور عروہ کی ٰم پ تو تھرتھلیاں مچی تھیں۔۔ تھرتھلیاں۔۔ ھدیٰ آ ٰ نے بڑی مشکل سے اپنے والد کو بٹھایا تھا۔

"بیٹھیئے۔ بیٹھیئے!" اللہ اللہ کر کے حق مہر کی رقم طے ہوئی تھی۔ اُستاد رقم لکھتے کہہ رہے تھے۔

"اب سے نصیحت ہوگئی۔ حق مہر پہلے طے کیا کریں۔ اور دولہا دلہن سے پوچھا کریں۔"

نکاح نامہ پڑھوا کر تو اُستاد نے کو دیکھا۔

"چلو بھئی بسم اللہ کرتے ہیں۔۔"

اور اُس بسم اللہ کے ساتھ ستاروں کی دُنیا میں دو ستاروں کا ایک گٹھ جوڑ ہوا تھا۔۔

نکاح مکمل ہوا تو دُعا کر کے منہ پر ہاتھ پھیرنے لگے۔۔دُعا نے وقاص کو دیکھتے خوشنودی سے کہا۔

"مبارک ہو۔تم پختون اور سندھیوں کے ذات اور قبیلوں کے سسٹم والا taboo توڑنے میں۔۔کامیاب رہے!"

جواباً وقاص ذرا مسکرایا۔

"خیر مبارک۔۔شکریہ!"

اور اِسی کے ساتھ اُس تقریب کا اختتام ہوا تھا۔

☆.....☆.....☆

اُستاد نے اپنے نجمین کیمپس میں ADHD (Attention deficit hyperactivity disorder) مرض میں مبتلا بچوں کے لئے ورک شاپ رکھی تھی۔یہ ایک ایسا مرض تھا جو اِن دنوں دُنیا بھر میں عام ہوتا جا رہا تھا۔خضر اُس کے تینوں دوست اسکوائڈ کے نوجوان بچے اور مرد حضرات وہاں موجود تھے۔خواتین خواتین کی طرف تھیں۔۔اسکرین پر سلائیڈ چل رہی تھی۔۔جس کے ساتھ ساتھ اُستاد اُنہیں اُس بیماری کی علامات بتا رہے تھے۔۔

"ADHD کی پہلی علامت غیر ضروری تیں دن کے وقت سوچنا۔۔اِسے day dreaming کہہ کر اندازہ نہ کیا جائے۔۔۔نمبر دو ہر وقت بے آرامی۔۔نمبر تین ضرورت

اسے زیادہ بولنا۔۔نمبر چار ضرورت سے زیادہ ایموشنل ہو جانا۔۔نمبر پانچ اوؤرری ا کرنا۔۔نمبر چھ۔ آسانی اپ سیٹ ہو جانا۔۔نمبر سات ہنر کا ہونا اُسے دیر سے پہچاننا۔۔نمبر آٹھ بے ڈھنگ انداز۔۔unorganzied اور messy رہنا۔۔نمبر نو۔ کچھ آتے ہوئے بھی کچھ کرنہ پانا۔۔نمبر دس۔ آسانی گمراہ ہو جانا۔۔نمبر گیارہ۔ تیں بھول جانا۔۔نمبر بارہ۔ Poor time management۔۔"

اُستاد سامعین کو دیکھتے اسٹیج پر ٹہلتے کہنے لگے۔۔

" آج کے teenagers میں یہ symptoms عموماً پائے جاتے ہیں۔شاید ہی کوئی بچہ ہو گا۔جو اِن علامات سے بالکل محفوظ ہوگا۔۔اِس بیماری کی وجوہات تو بہت سی ہیں۔۔جیسے ماحول۔۔پریشانی stress یا پھر genes۔۔لیکن میری تحقیقات کے مطابق۔۔گزرتے وقت کے ساتھ ساتھ causes میں اضافہ ہوگیا ہے۔۔جس کی سب سے بڑی وجہ والدین کی اپنے بچوں پر غیر توجہ ہے۔دوسری وجہ۔۔سوشل میڈیا کا غیر ضروری استعمال۔۔میں دہرا رہا ہوں غیر ضروری استعمال۔۔سوشل میڈیا پر بہت اچھے کام ہوتے ہیں۔۔لیکن غیر ضروری استعمال کے۔۔ اُس کے نقصانات بھی ہوتے ہیں۔۔انگور اور کھجور بہترین پھل ہے۔۔اُن کا استعمال عقل اور دماغ تیز کرنے کے لیے ہوتا ہے۔۔لیکن لوگ آج بھی اُن سے شراب بناتے ہیں۔۔یعنی عقل بگاڑنے کے لیے اُسے استعمال میں لاتے ہیں۔۔(حوالہ سورۃ النحل) میں انٹر اور اسکرین کے بالکل مخالف نہیں۔۔کیو یہ ا ن ہے۔۔جو طے کرتا ہے وہ اِسے کیسے استعمال کرتا ہے۔۔"

اُستاد مائیک کان سے ٹھیک کرتے اسٹیج کی وسط میں چلے آئے۔۔

"ایک تحقیقات کے مطابق میں آپ سے یہ بھی شیئر کرتا چلوں۔۔آئس لینڈ جو کہ کافی مشہور

ملک ہے۔اُس ملک کی نوجوان کی اکثریت آج سے چند سال قبل heavy drinkers تھی ۔۔شاید ہی کوئی اُس ملک میں بچہ تھا۔۔جو شراب نہیں پیتا تھا۔۔تعلیم کی شرح شراب اور کے . . تی جارہی تھی ۔۔researchers اور experts نے . . یہ مسئلہ اپنی خاطر میں لایا تو تحقیقات کرنی پڑی ۔۔حیرت ماہرین کو اِس بات پہ تھی کہ heavy drinkers سے بھرے ماحول میں جو بچے survive کر رہے ہیں وہ کس طرح کر رہے ہیں؟ وہ کس طرح اپنے grades کو maintain رکھ رہے ہیں۔۔ایک طویل تحقیقات کے بعد اُنہیں معلوم پڑا کہ وہ بچے اپنے والدین کے ساتھ وقت گزارا کرتے تھے۔۔یہ جو والدین ہیں نہ۔۔اللہ نے اِنہیں ہم پہ ہمارا نگہبان بنایا ہے۔ان بڑی بڑی مہلک چیزوں سے صرف اِن کے ڈر سے خود کو روک دیتے ہے۔۔آئس لینڈ نے اِس رپورٹ پہ عمل درامد کرتے، ہر والدین کو اپنے بچوں کے ساتھ وقت گزارنے کی تلقین کی ۔۔اور اُنھوں نے اِس پہ عمل کیا۔اور اِسی کے . . اُن کی نوجوان میں شراب پینے والوں کی شرح کم ہوئی اور ماشاءاللہ اُن کا literacy rate بھی ننانوے فیصد ہے۔۔" وہ سانس لینے کے لیے ٹھہرے اور پھر بات جاری رکھنے لگے۔۔

"سوشل میڈیا۔۔ایک تحقیقات کے مطابق stress اور شب بیداری کی ایک وجہ سوشل میڈیا ہے۔۔سارا دن ہم لوگ جن چیزوں سے گزرتے ہیں اُن سے جھوجتے ہیں۔وہی چیزیں ہمیں رات کو ستاتی ہیں۔۔بڑے اور عمر رسیدہ لوگ تو خود کو سنبھال لیتے ہیں۔۔ بچوں پہ یہ چیز اثر انداز ہو جاتی ہے۔اور ایک ریسرچ کے مطابق یہ لڑکیوں میں زیادہ ہوتی ہے اور اُسی ریسرچ کے مطابق لڑکیاں سوشل میڈیا پہ لڑکوں سے زیادہ ایکٹو ہوتی ہیں۔۔۔اِس مسئلے کے حل کے لیے نجمین اور نجمین کی ٹیم نے ۔بیس دن کا مینٹل ویلنس چیلنج تشکیل دیا ہے۔اور اِس چیلنج کے

مطابق۔آپ کو ہر روز ایک چیلنج کرنا ہو گا۔اُن میں سے کچھ چیلنج ہیں۔سوشل میڈیا سے ایک دن کا بریک۔آؤٹ ڈور پکنک۔۔دس چیزوں کی لِسٹ جس کے لیے آپ شکر گزار ہیں۔۔شجر کاری۔۔وقت پہ سونے کی کوشش۔غیر ضروری چیزوں سے نجات۔۔شارٹ ٹرم گولز بنانا۔۔یقین جانیئے۔۔میں نے . سے پہلے خود یہ چیلنج کیا ہے۔اور اِس . میں . سے زیادہ سکون سوشل میڈیا سے . یـ . تھا۔۔اِس کے علاوہ جسمانی صحت کا خیال رکھیں۔بچوں کو ورزش۔سبزے پہ واک اور کھیل کود کی ترغیب دیں۔۔اُن کی باتوں پہ اُن کی حرکتوں پہ توجہ دیں۔بچہ کوئی شرارت کرتا ہے یا کچھ کہتا ہے کچھ سوچ کر کہتا ہے اُس کے . بات کو د . مت اُس کی سُنیں۔۔شروع سے ہی اگر آپ اپنے بچوں پہ توجہ دیں گے۔تو پھر کل کو آپ کو پچھتانا نہیں پڑے گا۔۔میں یہاں ہاتھ جوڑ کر آپ . سے کہتا ہوں۔اپنے بچوں کی جانب توجہ دیں۔۔ہمارے بچے ہمارا اور اِس قوم کا مستقبل ہیں۔اِنہیں پاکستانی بنا مغرب کی نقالی میں اپنے بچوں کا بیڑا غرق نہ کریں۔۔ . کوئی مختلف عادات مذہب اور طبیعت رکھنے والی قوم اپنے سے اختلاف رکھنے والی قوم کی نقالی کرتی ہے تو اُس کا نتیجہ صرف اور صرف تباہی ہوتا ہے۔۔" اُستاد ٹھہرے۔اُن کی سانس ذرا پھول گئی تھی۔رضا کار دوڑتا ہوا پانی کی بوتل پکڑے اسٹیج پہ آیا۔اُستاد نے ذرا بیٹھ کر پانی کے گھونٹ لیے اور پھر واپس رضا کار کو بوتل پکڑائی۔

"شکریہ!"

اُستاد کھڑے ہو کر سامعین کی جانب متوجہ ہوئے اور پھر سے اسٹیج پہ ٹہلتے کہنے لگے۔

"میں جانتا ہوں بعض لوگوں کو یہاں مجھ سے اختلاف ہو گا۔لیکن مجھے یہاں کسی کو یہ بات ثابت نہیں کرنی مجھے آپ سے زیادہ پتا ہے۔۔یا میں آپ سے زیادہ سمجھدار ہوں۔۔۔ .

ایک تعلیم یافتہ انسان کوئی بات کرتا ہے۔۔اور کسی ضروری مدعے کو اُٹھاتا ہے۔تو وہ اپنی تعلیم کی بنا پر کسی سے بات کرتا ہے۔۔۔اور علم کا تقاضا یہی ہے۔۔کہ اُس کی بات کو سُنا جائے۔۔اور اُس کی تحقیق کر کے اُس پر عمل کیا جائے۔۔اِسے تکبرانہ رویہ نہیں سمجھنا چاہیے۔۔۔"

اُستاد رُکے اور پھر دو قدم پیچھے جا کر سامعین کو دوڑا کر دیکھتے کہنے لگے۔۔

"بچے کی تربیت میں والدین کے بعد ایک اُستاد کا بھی بہت ہاتھ ہوتا ہے۔بچہ جو اعلیٰ تعلیم کے لئے سبجیکٹ چُنتا ہے اِس کے پیچھے بھی اُستاد کا ہاتھ ہوتا ہے۔۔اِس ورک شاپ پر آئے teachers سے میری درخواست ہے۔۔بچوں کے ضدی رویوں کے باعث اپنی انا کو متاثر نہ ہونے دیا کریں۔یہ نوجوان ہے۔اِس کی رگوں میں خون کے ساتھ بغاوت بھی دوڑ رہی ہے۔۔۔ذرا تصور کریں۔اگر آپ اپنے شاگرد یا بچے سے سب کے سامنے اُن سے ہتک آمیز انداز میں بات کریں اور اُن کی تضحیک کریں۔۔اور جواباً وہ آپ کو اُس سے دُگنے انداز میں کھری کھری سُنا دے۔۔تو تصور کریں۔کیا عزت رہ جائے گی آپ کی؟ خود کی اور لوگوں کی نظروں میں؟"

ورک شاپ کو بچوں بوڑھوں اور بڑوں نے خوب سراہا تھا۔ورک شاپ کے اختتام میں سامعین اُستاد سے مل کر جا رہے تھے۔زین رضیہ آپا کو کال کرنا چاہ رہا تھا وہ کال نہیں اُٹھا رہی تھیں۔پیغام دینا چاہتا تھا۔۔باہر نکل آیا ہوں۔۔میں بھی نکلنے لگا ہوں۔۔۔ وہ کال اُٹھا لیتیں تو پیغام دیتا نہ۔وہ غصے سے بال کھجاتے بڑبڑایا۔۔

"اماں تے بڑھ جاندی اے سلاماں دُعاواں بنان لگ جاندی اے۔۔"

کافی لوگ جا چکے تھے۔اُستاد اپنے دفتر میں آئے تھے۔خضر اُن کے پیچھے اُن کے لیے لائے تحائف لے کر آ رہا تھا۔آج اُس کا ہر کام اُس کے نوکر کیا کرتے تھے۔ اُستاد کا کام کرتے

اُسے کبھی جھجک محسوس نہیں ہوتی تھی۔وہ کہتا تھا۔وہ ساری زن گی تین لوگوں کا مقروض رہے گا۔۔

"اپنے والدین۔اُستاد اور دُعا!"

وقاص کا خیال آتے فہر ی لمبی ہوجاتی۔۔تو کہہ دیتا۔۔

"لوگوں کے ہم پر بہت احسان ہیں۔حق ادا اِسی میں سمجھوں کہ حق ادا ہی نہ ہوا۔۔"

خضر snake plant کا گملا اُستاد کے ٹیبل پر رکھ رہا تھا۔اُستاد نے اُسے دیکھتے کہا۔

"جا ہو اِس کا ای م Mother In law's tongue ہے!"

خضر ذرا مسکرا کر کرسی کھینچ کر اُن کے سامنے بیٹھا۔۔

"یہ تو اب طنز ہو ی!" اُستاد نے میں سر ہلا کر سنجیدگی سے اُسے دیکھا۔۔

"سچ کہہ رہا ہوں۔۔"

خضر ذرا سنجیدہ ہوا۔

"اچھا!"

اُستاد اُسے بتانے لگے۔

"اور اِسے تم عام پودا مت سمجھو۔یہ air purifier کا کام کرتا ہے اور رات کو آکسیجن فراہم کرتا ہے۔۔جس سے ش بیداری کے مرض میں ت حاصل کرنے میں آسانی ملتی ہے۔یہ stress اور anxiety کو بھی دُور کرتا ہے۔۔"

خضر اُسے دلچسپی سے دیکھتے کہنے لگا۔۔

"واہ۔پھر تو میں بھی اِسی یتا ہوں۔" اُستاد نے پیچھے سوئچ کی جا ہاتھ بڑھا کر بٹن آن کرتے کہا۔۔

"ہاں ضرور!" اُستاد لیپ ٹ پ آن کرنے لگے۔۔
" تمھیں معلوم ہے۔۔ cactus سے یہ ڈ biofuel بنا رہی ہے اور ہم آج ت اِسے
indoor رکھیں یہ outdoor میں۔۔ اِسی چکر میں پھنسے ہیں۔۔"
خضر اُنہیں خندہ پیشانی سے دیکھتے بولا۔۔
" آپ کو پودے بہت پسند ہیں؟" اُستاد اسکرین پ یں مرکوز کیے کہنے لگے۔۔
" ر پ ز کے مطابق جو لوگ اپنے گھر میں اور دفتر میں ڈ پ پودے ر ت ہیں۔۔ وہ
پ یشانی اور تناؤ کا شکار کم ہوتے ہیں۔۔"
اُستاد نے تیزی سے کچھ ٹ پ کرتے پ ٹ کی پ لیس کی۔۔ پ ینٹر سے شے شے ذرا آواز
آئی۔۔ اُنہوں نے ٹیلیفون کا رسیور اُٹھایا اور کان سے لگاتے بٹن د ی۔
" میرے آفس میں آؤ۔۔" پ نٹر سے ای کاغذ نکلا۔ خضر نے ذرا اُٹھ کر کاغذ اُٹھایا۔۔ وہ اُسے
بغور دیکھتے پ ڑھ کر بولا۔۔
" اِس ب ر بھی اُنہیں ڈ ی نہیں دیں گے؟ جنہوں نے سورۃ الکہف حفظ نہیں کی۔۔"
اُستاد نے رسیور ر ت اُسے دیکھا۔۔
" ہاں!"
اُستاد نے کہنیاں میز پ جمالیں اور کہنے لگے۔۔
" اب سختی نہیں کروں گا تو میرے سر پ ڑھ جا گے؟ کر ز پ ڑ ت ہے۔۔ اور اِس میں اُن ہی کا
فائ ہ ہے۔ تمھیں تو پتا ہے۔۔ اِس سورۃ کے کتنے فوائ ہیں۔ یہ سورۃ اِنہیں فتنہ دجال سے
بچائے گی۔۔ (حدی ث)"
دفتر کے چھوٹے موٹے کام کر کے اُنہوں نے خضر کے قری ب پ ڑے مرتبان کی جا ب اشارہ

کیا۔۔

"شہد تو چکھاؤ!" خضر نے اثبات میں سر ہلایا۔۔اُس نے اُٹھ کر کیبنٹ سے پلاسٹک کی پلیٹ اور چمچ نکالی اور اُستاد کو پلیٹ میں شہد نکال کر دیا۔۔اُستاد نے مسکرا کر شہد کو دیکھتے کہا۔

"بسم اللہ!" اچا۔ خضر کی نگاہ اُن کی لائبریری پہ گئی۔۔بے تحاشا کتابوں پہ دھول جمی تھی۔۔

اُستاد شہد چکھتے کہہ رہے تھے۔۔

"خالص شہد بنانے کے لیے شہد کی مکھی تبھی کامیاب ہوتی ہے۔ وہ اللہ کی ہر بات ما ہے۔۔ا ن چاہے artificially چھتے لگا کر شہد کی مکھیوں کو رکھ دے۔ خالص شہد والی بات کہیں نہیں۔۔شہد کی مٹھاس کی سی کامیابی حاصل کرنی ہے۔تو اللہ کی بات ما پڑے گی۔اور ہر بات ما پڑے گی۔کچھ اُس کی مان کر اور کچھ اپنی کر کے ڈ ی نہیں چلے گی۔۔اللہ شہد کی ی بھی تو بہا سکتا تھا۔لیکن نہیں اُس نے ہمیں کیب دی۔اُس نے ہمیں سکھایا کہ کامیابی کا راستہ اُس کی فرمانبرداری میں ہے۔۔شہد کی مکھی کی ز گی مسلسل ای مقصد کے پیچھے دوڑتی ہے۔۔کوئی ایسا لمحہ نہیں ہو اُس کی ز گی میں جو وہ سکون سے بیٹھتی ہے۔اپنا مقصد حاصل کرنے کے لیے اپنی چھوٹی سی ز گی میں وہ پوری د کا چکر لگاتی ہے۔۔اور ا ن؟ ا ن اشرف المخلوقات ہو کر کیا کرتا ہے؟ کیا کیا ہے ہم نے اُس ننھی مکھی کے ا ؟"

خضر کتابوں پہ جمی دھول کی جا یں مرکوز کیے کہنے لگا۔

"آپ کے نئے شاگ دوں کو صفائی کرنے کی بالکل بھی تمیز نہیں ہے!" اُستاد شہد کا چمچ منہ لے جاتے رُکے اور پورے دی ے پھیلا کر اُسے دیکھتے بولے۔۔

"خضر جہانیزب کا کوئی اپ ڈ نہیں!"

خضر نے کنکھیوں سے ذرا پیچھے مُڑ کر اُنہیں دیکھا۔۔

"Buttering hmm? Flattering?"

اُستاذ راضی سے بے اختیار بولے۔۔

"تو وو وو یہ ہے!" اور اُنھوں نے شہد چکھا۔۔خضر نے بے آواز ہنستے ہوئے اُنہیں دیکھا اور کچھ نہ بولا۔۔

شہد ختم کیا تو اُستاد اُسے دیکھتے بھوں اُٹھا کر پوچھنے لگے۔۔

"سُنا ہے جنوری میں تمہاری شادی ہے؟"

خضر نے سادگی سے سر ہلایا۔۔

"ہاں۔۔"

اُستاد نے ذرا آگے بڑھ کر ہاتھوں کی انگلیاں آپس میں پھنسا اور کہا۔۔

"لیکن دُعا تو راضی نہیں ہے۔۔" خضر ذرا چونکا۔اُس نے اُنہیں دیکھا۔۔

"یہ اُس نے آپ سے کہا ہے؟" اُستاد نے نفی میں سر ہلایا۔خضر نے ماتھے پر بل ڈالے۔اُستاد نے ایک گہری سانس لی اور کہا۔۔

"تمہاری اُستاذہ سے اُس نے کہا ہے۔۔" اُستاد اُس سے کہہ رہے تھے۔۔

"اُس سے ذرا پوچھو اُس کے ساتھ مسئلہ کیا ہے۔۔اُس کی بات سمجھنے کی کوشش کرو۔۔کیا پریشانی ہے اُس کے ساتھ؟" خضر نے بڑے ضبط سے سر ہلایا۔۔

"جی اُستاد!"

غصے میں بھرا پڑا وہ گھر آیا تو اُس نے زور سے دروازہ مارا۔ربیعہ بیگم ٹھٹکیں۔۔

"چاند!" جہانزیب صاحب گھبرا کر لاؤنج میں آئے۔۔

"یہ کون سی بلا نازل ہوگئی ہے۔۔"

"دُعا کدھر ہے؟" خضر اشتعال میں د ۔ ۔ ہوا لاؤنج سے نکل َ ی۔۔

جہا ن ۔ صا ۔ سرد سفید چہرے سے اُسے دیکھ رہے تھے۔۔

اگلے ہی لمحے دُعا کے کمرے کا دروازہ ٹھک سے بند ہونے کی آواز آئی۔ جہا ن ۔ صا ۔ پیچھے جانے لگے تو ربیعہ بیگم ہاتھ جھلا کر بولیں۔

"ارے مت جایئے!" جہا ن ۔ صا ۔ نے چونک کر اُنہیں دیکھا۔۔

ربیعہ بیگم کہنے لگیں۔۔

"ابھی ٹھیک ہو جا گے۔ ہم کچھ بولیں گے تو ہم ہی بُرے بن جا گے۔ یہ دونوں ا ی ہیں ا رسے!"

دُعا کی نے کی آواز آ رہی تھی۔۔

"یہ کتنی ۔ تمیزی سے تم میرے کمرے میں آئے ہو!" اب خضر کی آواز آئی۔

"اور تم نے جو میرا مذاق بنا یا وہ؟ تم مجھے بھی تو کہہ سکتی تھی نہ ا َ تمہیں کوئی مسئلہ تھا۔ تم نے میری عزت کا مذاق بنا کر رکھا ہوا ہے۔۔" جہا ن ۔ صا ۔ ربیعہ کے ساتھ اکتفا کرتے اُن کے ساتھ آ بیٹھے اور کہنے لگے۔۔

"صحیح کہہ رہی ہو۔ میاں بیوی کی لڑائی ت ۔ ہی ختم ہوتی ہے۔۔ ۔ اُن میں سے کسی ا ی کو اللہ اُٹھا ت ہے۔ یہ ۔ نہیں ختم ہو گا۔ اب تم میری اور اپنی ہی مثال لے لو!" یہ کہتے اُنہوں نے اُن کا ہاتھ ت پ ۔

"میں ابھی mentally prepare نہیں ہوں۔ مجھے آگے residency کے لیے پیپرز کی تیاری کرنی ہے۔۔"

ربیعہ بیگم نے آواز پ َ دن موڑ کر دیکھا۔ اور جہا ن ۔ صا ۔ کو ہاتھ دکھا کر بھو اُٹھاتے

بولیں۔۔

"دیکھ لیں۔۔یہ کیا بول رہی ہے اب!"

اگلے لمحے خضر کی مزید زور سے آواز آئی۔

"تمہیں میرے ساتھ رہنا ہے۔مجھ سے نچہ وصول کرنا ہے۔۔مجھ سے باتیں کرنی ہیں۔بس نہیں کرنی تو مجھ سے شادی نہیں کرنی۔عجیب مذاق بنایا ہوا ہے تم نے!"

دُعا پڑ پڑائی۔۔

"اوہو میں نے یہ بکہا ہے!" ربیعہ بیگم اور جہانزیب صاحب خاموشی سے بسُنتے رہے۔۔

"تم نے تو تعلیم کو فتویٰ بنالیا ہے!"

"میں تمہیں کیا کہہ رہا ہوں۔کرتی رہنا تیاری!"

"ایسے پڑھائی نہیں ہوتی جان۔یہ بہت ٹف پیپرز ہیں۔۔پلیز بات کو سمجھو۔۔ہو جائے گی شادی بھی۔"

آدھے گھنٹے بعد کمرے کا دروازہ کُھلا اور خضر اپنے کمرے میں کہتے گئے۔۔

"میرا کھانا کمرے میں بھیج دیں!"

دُعا اُٹھ کر باہر آئی اور ڈھٹائی سے ربیعہ بیگم کو دیکھتے ہاتھ مل کر بولی۔

"کھانا لگا رہی ہوں۔۔"جہانزیب صاحب نے ہاتھ ہوا میں ہلایا اور بڑے موڈ سے کہا۔

"ہوں۔۔"اور دُعا سر ہلا کر باورچی خانے کی جانب چل پڑی۔۔ربیعہ بیگم نے افسوس سے میں سر ہلایا۔ایک گھنٹہ مستقل وہ لڑے تھے۔ایک دوسرے کو اُنہوں نے شدید قسم کا لعن طعن کیا تھا۔اور اب غصہ تھوڑا کم ہونے پر اُنہیں باپ کا سامنا کرنے پر شرمندگی ہو رہی تھی۔۔

☆.....☆.....☆

"ہیئے کینج ڈاکٹراں نوُ مار رئے !" رضیہ آ افسوس سے ٹی۔وی پ دیکھتے خبر سُن رہی تھیں۔ساتھ بیٹھی ربیعہ بیگم کرب سے بولیں۔۔

"ہائے چھوڑ و رضیہ۔۔تمھیں اِن کی پ ڑی ہے۔میرے گھر تبائی ہوئی پ ڑی ہے۔۔"

رضیہ آ نے چو کر اُنہیں دیکھا۔۔

" کی ہو ی؟"

ربیعہ بیگم افسوس سے سر جھٹکے ہاتھ جوڑ کر ملتے بولیں۔۔

"دُعا اور چا مسلسل دو دن سے لڑ رہے ہیں۔اور بہت ہی بد تمیزی کر رہے ہیں ا ی دوسرے کے ساتھ۔دونوں ا ی سے بڑھ کر ا ی الزامات لگا رہے ہیں۔۔۔"

رضیہ آ کا ہاتھ ی پ ڑ ی۔۔

"ہائے!"

ربیعہ بیگم کی فکر سے آنکھیں بھرنے لگیں۔۔

"مجھے لگ رہا ہے ضرور بچوں پ کچھ ہو ی ہے۔ایسے تو نہیں کرتے۔۔ایسے تو کبھی بھی نہیں لڑتے۔۔بات بات پ لڑ رہے ہیں۔۔"

رضیہ آ نے جھٹ سے پوچھا۔۔

"تو جہا ی بھائی نے کچھ نہیں کہا؟" ربیعہ بیگم نے مضطربی سے دا ب دیکھا۔۔

"ہائے اُنہوں نے کیا کہنا ہے۔۔جوان اولاد ہے کچھ کہتے بھی ڈر آ ہے۔۔۔مجھے تو اُن دونوں سے بات کرتے اتنا خوف آ ہے کیا بتاؤں۔۔خصوصاً دُعا سے۔۔کیا پتا ب وہ سُنا دے کہ آپ میری ماں نہیں جبھی ایسا کر رہی ہیں۔۔"

"میں سمجھاؤں؟" رضیہ آ   فوراً بولی تھیں۔۔

ربیعہ بیگم نے اُنہیں دیکھا اور سیاہ پڑے چہرے سے بولیں۔۔

"رہنے دو رضیہ۔۔" وہ سانس   ینے کے لیے رُکیں۔ رضیہ آ   بغور ربیعہ بیگم کی   ک میں رُوبی کی لو   کو دیکھنے لگیں۔۔ اُن کے چہرے کی طرح وقت کے ساتھ ساتھ اُس کی چمک ماند پڑ گئی تھی۔۔

ربیعہ بیگم نے ٹھنڈی آہیں بھریں۔۔ اور پھر اُنہوں نے پلکیں اُٹھا کر اُنہیں دیکھا۔۔

"میں نے نوازش صا   کی دھمکی بھی لگائی۔۔ تو دُعا پٹاخ سے بولی۔ آجا   لے جا   ۔۔ اور چا   نے بھی کہا۔ بے شک لے جا   میری طرف سے۔۔ میرے کسی کام کی نہیں یہ لڑکی۔۔"

"ہے مرگئی!!" رضیہ آ   نے حیرت سے زور سے ران تھپکی۔۔

"ہے مرگئی۔۔۔ کرگئی مئی کے تو   (تعویذ) کام۔۔ ہئے کر گئے۔۔ ہئے نہیں سکھا ہوا نہ۔ اتنا پیار تھا دونوں شٹلی رِگٹکو کا!"

دلاسہ   ینے آئی تھیں۔۔   رضیہ آ   نے اُنہیں مزید بے چین کر دیا تھا۔ ہمارے بعض مسئلے بھی راز کی طرح ہوتے ہیں۔ اگر لوگوں پر آشکار ہو جا   تو وہ مزید اُلجھ جاتے ہیں۔۔ ربیعہ بیگم کچھ سوچتے کہنے لگیں۔۔

"آج ہی لقمان صا   سے کہتی ہوں۔۔ اِن کا رق؟ۃ کریں۔۔" (شرعی طر   سے دم کرنا۔۔)

رات کا وقت تھا۔ کھانے کی میز پر بلا کی خاموشی چھائی تھی۔۔ خضر نے دُعا کو کہنی مارتے کہا۔ دال نکالنا ذرا پلیٹ میں۔ دُعا نے گھور کر خضر کو دیکھا۔۔

"اپنے ہاتھ ٹوٹ گئے ہیں!" جہانزیب صاحب کھیرا چکھتے ٹ۔۔ خضر کو غصہ پڑھا۔۔اِس سے پہلے وہ کچھ بولتا۔ جہانزیب صاحب نے اُس کی پلیٹ میں دال نکال دی۔۔ خضر نے زور سے د لیے۔۔۔ ربیعہ بیگم بے شچہرے سے اُسے دیکھتے بولیں۔۔

" کچھ خود بھی کام کرلیا کرو۔۔" خضر نے سر جھٹک کر کھولتے دماغ سے مٹھیاں موڑ کر میز سے لگا لیں۔ اب ربیعہ بیگم نے دُعا کو دیکھا۔۔

" تمہیں نہیں ڈالنا تھی تو انکار کر دیتی۔ اتنی بتمیزی کیوں کر رہی ہو؟" اب وہ اُن دونوں کو دیکھتے بولیں۔۔

"اَ اتنی ہی کدورتیں بڑھ گئی ہیں تو دونوں ساتھ کیوں بیٹھے ہو؟"

جہانزیب صاحب نے سر جھٹکے روٹی کا نوالہ توڑا۔

"ایک دوسرے کو ٹ رپ کرنے کے لئے۔۔" دُعا اور خضر نے گھور کر جہانزیب صاحب کو دیکھا۔ جہانزیب صاحب نے سادگی سے سر اُٹھا کر اُنہیں دیکھا۔

" تم دونوں کی رمزیں۔ خالی تمہاری ماں ہی نہیں بلکہ تمہارا باپ بھی جانتے ہے!"

دُعا نے زبردستی سے میز پہ ہاتھ مارا۔

"ہاں تو ٹھیک ہے نہ۔۔" بیکدم چو ۔۔

" مجھے تو سمجھ نہیں آ رہا۔ کوئی میرا ساتھ کیوں نہیں دے رہا!" خضر نے زور سے میز بجائی۔۔

" کیا سمجھیں!" جہانزیب صاحب کی دل کی دھڑکن تیز ہو گئی۔ ربیعہ بیگم خاموشی سے بیٹھی تھیں۔ شاید وہ اب اِس کی عادی ہو گئی تھیں۔۔ خضر اُس سے کہہ رہا تھا۔

" تم نے خود کہا تھا تم پیپر ورک کی وجہ سے فروری مارچ میں پیپرز نہیں دے سکتی۔۔ تمہیں جون جولائی میں امتحان دینا پڑیں گے۔ اور پھر اُس دوران TMO ٹ ینگ کی ڈیٹ نکل جائے

گی۔جس کا مطلب ہے تمہاری ٹ یںگ جنوری میں شروع ہو گی۔تو پھر مجھے تم یہ بتاؤ۔۔تمہیں شادی کیوں نہیں کرنی؟۔ ب کہ تم ای سال فری ہو!"

دُعا نے تحمل سے ای گہری سانس لی اور اُسے بتانے لگی۔۔

"ہاں لیکن اب مجھے حل مل چکا ہے۔۔"خضر نے بھوں اُٹھا کر اُسے درشتی سے دیکھتے پوچھا۔۔

"اور وہ حل کیا ہے؟"دُعا اُسے بتانے لگی۔۔

"مجھے اُس روز ورک شاپ پ ای ڈاکٹر ملی تھیں۔اُنہوں نے ہی میرے سامنے حل پیش کیا تھا۔۔کہ اَ تم اپنا ای سال بچا چاہتی ہو۔تو اپنی ہاؤس جاب کے اختتام میں اپ ل کے administrative head سے ای اسٹیٹمنٹ سائن کروا ۔ کہ میری ہاؤس جاب ختم ہونے والی ہے۔۔۔جو کہ میں certificate of full registration with the PMDC کے البدل میں استعمال کر سکتی ہوں۔۔اور پھر میں مارچ میں FCPS-I exam دے سکتی ہوں۔۔۔پلیز میرا ساتھ دیں ۔ ۔یہ امتحان بہت مشکل ہوتے ہیں۔ پ سنگ ری ٹ بہت کم ہو ہے۔آپ حسیب بھائی کا حال دیکھ تو چکے ہیں کہ اُنہوں نے کیسے یہ پیپرز دیئے ہیں۔"ربیعہ بیگم نے ای گہری سانس لی اور اُس سے کہنے لگیں۔

"بیٹ امتحان مشکل ہے تو تبھی تو کہہ رہے ہیں۔کیوں جلد ب زی کر رہی ہو۔فیل ہو گئی تو آگے مز ی مصیبت ہو جائے گی۔۔آرام سکون سے تیاری کرو۔ہم تمہیں کیا کہہ رہے ہیں۔۔ابھی شادی نہیں کرو گی تو آگے residency میں تو تم مز ی مصروف ہو جاؤ گی۔چا کا بھی تو خیال کرو نہ!"دُعا جھنجھلائی۔۔

"اَ یہاں میری جگہ چا ہو تو ب بھی آپ ایسے ہی بولتی امی!"ربیعہ بیگم سانس نہیں لے سکیں۔۔وہ نیلی پ ڑ گئی تھیں۔جس کا ڈر تھا وہی ہوا تھا۔جہا ی ب صا ب فوراً سے بولے۔

"ایسی بات نہیں ہے شہزادی۔۔بس ہمیں تمھیں یہ باور کروا رہے ہیں کہ تم اکیلی نہیں ہو۔تمہارا ایک خاندان بھی ہے۔۔"

دُعا تیزی سے بولی۔

"اور اُس خاندان کی وجہ سے میں اپنے خوابوں کی قربانی دے دُوں۔۔" دُعا غصے سے اُٹھ کھڑی ہوئی۔۔

"عورت اگر تعلیم کی دوڑ میں آگے نکل جائے تو اُسے اُس کی ذمے داریاں یاد دلائی جاتی ہیں۔۔اور جب مرد تعلیم کی دوڑ میں آگے نکل رہا ہوتا ہے۔۔تو اُسی عورت کو قربانیوں کا سبق سکھایا جاتا ہے۔۔۔عورت کچھ کر کے آگے بڑھ جائے۔۔تو زمانہ اُسے مرد بیزار کہنے لگ جاتا ہے۔۔عورت کو اپنے حق کا شعور آ جائے تو اُسے فتور کا نام دے دینا تو اِس زمانے کی ریت ہے۔۔میں کیسے بھول گئی!" وہ بھرائی ہوئی آواز میں یہ کہتے لاؤنج سے نکلنے لگی۔۔خضر نے میز کو ٹھڈا لگایا۔تو بوڑھے والدین کچھ کہہ نہ سکے۔خضر اُس کا تعاقب کرتے پیچھے جانے لگا۔

"بات کرتا ہوں میں آج اِس کی زبان ٹھیک۔۔بہت پ بی پڑھ گئی ہے۔۔"

رابعہ بیگم کی بے اختیار چیخ نکلی۔

"ہائے چاند۔۔۔پگلا تو نہیں گیا۔۔" جہانزیب صاحب ٹیس اُٹھتے دل پر ہاتھ رکھ کر بولے۔۔

"رابعہ مت جاؤ!" رابعہ بیگم گڈمڈ ہوتے ذہن سے وقاص کو کال کرنے لگیں۔حسبِ معمول دُعا کے کمرے سے دونوں کی لڑائی کرنے کی آوازیں آ رہی تھیں۔۔

"میری قسم کی لڑکیاں مجبور اور آبلہ نہیں ہوتیں۔۔میری قسم کی لڑکیاں اُڑن چھپکلی پر بیٹھی خلیسی ہوتی ہیں۔۔بڑی بے پرواہ۔۔آسیبوں سے خوف کھانے والی نہیں۔۔بلکہ اُنہیں دوست بنانے والیں۔۔سمجھے تم!!!"

"تم دیکھو۔۔بس تم دیکھو!" خضر کی مردانہ آواز کمرے سے باہر آئی۔۔

"میں تو اِسی جنوری میں شادی کروں گا۔۔"

"ہاں جاؤ کرلو تمہاری مردانگی جو مجروع ہو رہی ہوگی!"

جہانزیب صاحب دل پہ ہاتھ رکھے کلفت سے کہہ رہے تھے۔۔

"ختم ہوگیا یہ بڈھا۔آج ختم ہوگیا یہ بڈھا!"

دُعا گلا پھاڑ پھاڑ کر رہی تھی۔

"اور کیا پتا تم نے کوئی میرا بدل دیکھ بھی لیا ہو!"

"ہوسکتا ہے تم نے کوئی میرا بدل دیکھ لیا ہوا!" ربیعہ بیگم خضر کا یہ جملہ سُن کر دم بخود رہ گئیں۔۔

آج تو گویا دونوں نے ساری حدود پار کردی تھیں۔۔

خضر نے اُسے تنبیہ کرتے انداز میں کہا تھا۔۔

"دُعا ہوش کے ناخن لو۔۔۔میں بتا رہا ہوں۔تم ہمارا رشتہ خراب کروگی!"

"مجھے کوئی نہیں پرواہ!!"

ربیعہ بیگم کا سانس لینا محال ہوگیا۔۔

"تو میں تمہیں طلاق دے دُوں!" اُن کے فلیٹ میں ایک گرج سنائی دی۔۔

ربیعہ بیگم اور جہانزیب صاحب دوڑ کر دروازے کی جانب گئے۔ربیعہ بیگم نے دروازہ زور سے کھٹکھٹایا۔۔

"چاند باؤلا ہوگیا ہے؟ کیا انتشنت بنا رہا ہے!" جہانزیب صاحب نے زور سے دروازے پہ تھڈے لگائے۔۔

"دروازہ کھول مردود کہیں کے!" تبھی باہر کی بیل بجی۔۔ربیعہ بیگم اعلانیہ انداز میں بولیں۔۔

"آ ۔ یٔ وقاص۔۔ آ ۔ یٔ !" اعلان کرنے کا مقصد اُن دونوں کو روکنا تھا۔ جہا ۔ ۔ یٔ ۔ صا ۔ ۔
بھاگ کر دروازہ کھولنے گئے۔ جیسے دروازہ کُھلا اُنہوں نے وقاص کو دیکھتے ۔ یہ وزاری کر ۔
شروع کر دی۔
"ہم بُڈھا بُڈھی کو اِس عمر میں ذلیل کروا ۔ یہ ہے اِنہوں نے۔ ہمیں تکلیف پہنچائی ہے۔۔ دیکھو کیا دن دکھا رہے ہیں ہمیں!" وقاص حیران پ ۔ یشان ماؤف دماغ سے دونوں کی سرخ آنکھیں دیکھ رہا تھا۔۔ ربیعہ بیگم بھیگتی آنکھوں سے جہا ۔ ۔ یٔ ۔ صا ۔ سے کہہ رہی تھیں۔۔
"اِنہوں نے شادی کے بعد خاک ا ۔ ۔ ساتھ رہنا ہے۔ یہ تو ابھی لڑ رہے ہیں۔ کہتی تھی نہ آپ سے۔۔ ہم اِنہیں ساتھ رکھیں گے تو یہ ساتھ چلیں گے ورنہ اِن کا کوئی مستقبل نہیں۔۔۔"
وقاص نے ہمت کر کے ا ۔ ۔ گہری سانس لی اور بولا۔
"میں ۔ ت کرتا ہوں دونوں سے۔ آپ فکر نہ کریں!" ربیعہ بیگم آ ۔ پو ۔ ۔ تے بولیں۔
"ہاں جا دیکھ۔۔" وقاص لاؤنج سے ۔ ۔ لگا۔۔ جہا ۔ ۔ یٔ ۔ صا ۔ صوفے پ ۔ ۔ یٔ ۔ تے ربیعہ بیگم کو دیکھتے کہنے لگے۔۔
"آئے اِس کو کیوں بلا ۔ یہ ہے؟ یہ شہر میں طلاقوں کی شرح گھٹانے کی نہیں ۔ ڑھانے کی وجہ ہے۔۔"
وقاص نے دروازہ کھٹکھٹا ۔ یا۔۔ کمرے کا دروازہ کُھلا اور وقاص ا ۔ ۔ ردا خل ہوا۔۔ اُسے لگا وہ اپنا دم گھما بیٹھا ہے۔ خضر نے کمرے کا دروازہ بند کیا۔ دُعا پلنگ پ ۔ آلتی پ ۔ لتی مار کر lays کا پیکٹ پکڑے بیٹھی تھی۔۔
"یہ ۔ کیا ہے؟" اُس نے بے اختیار پوچھا تھا۔ خضر پلنگ پ ۔ ۔ یٔ ۔ تے دھیرے سے بولا۔۔
"کچھ بھی نہیں بس دُعا کا پلان ہے!"

ا ُ رکا ماحول کہیں سے نہیں بتا رہا تھا کہ اُن کی کبھی لڑائی ہوئی تھی۔۔ وقاص دُعا کو شاک کے مارے مبہوت وں سے دیکھتے بولا۔۔

"آج ہی فیس پ ڑھا تھا۔۔ جتنا چھوٹ قد۔۔ اُتنا حرامی دماغ!"

دُعا چباتے بے آواز ہنسی۔۔۔

اُس روز ورک شاپ میں ربیعہ بیگم کو جو آ وہ اُنہیں خضر اور دُعا کی شادی پ آنے کی دعوت دے رہی تھیں۔۔ مسئلہ شادی نہیں تھا۔ مسئلہ اُن سیا ور جہا صا سے الگ رہنے پ تھا۔۔ اُسے سمجھ نہیں آ رہا تھا وہ جہا صا کو اُن کے ساتھ رہنے پ کیسے منائے گی؟ اتفاقاً وہاں اُس کی ا سینیئر ڈاکٹر سے قات ہوئی۔ جس نے اُسے ایف۔ سی۔ پی۔ ایس امتحان کے متعلق گائیڈ کیا تھا۔ اور تبھی اُس نے یہ پلان بنا تھا۔۔ خضر کو اُستاد سے معلوم پ ڑا تو وہ اُس کے پلان سے واقف تھا۔ وہ گاڑی میں آ تو اُسے دُعا کا میسیج موصول ہوا تھا۔۔ اِس کے بعد جو ہوا تھا scripted تھا۔۔ وقاص سر پکڑ کر زمین پ بیٹھا دونوں کو دیکھ رہا تھا۔۔ چند لمحے کمرے میں خاموشی چھائی رہی۔ کچھ د بعد اُس نے پوچھا۔

"اور یہ مز چلے گا؟" دُعا نے سادگی سے اُسے بتا۔

" ابو امی اِس ت پ آمادہ نہ ہو جا کہ وہ ہمارے ساتھ رہیں گے۔۔" وقاص کچھ سوچ کر شیو پ ہاتھ پھیرتے کہنے لگا۔۔

"وہ تو کچھ کچھ ہو گئے ہیں۔۔"

خضر نے کہا۔

"لیکن ابھی تھوڑا doze اور دینا چاہیے!" وقاص نے اثبات میں سر ہلا۔۔

"ہاں صحیح کہہ رہے ہو!"

ہر ربیعہ بیگم کے ساتھ بیٹھے جہانزیب صاحب بولے۔۔

"دل کے دورے کا ڈھونگ رچاؤں؟" ربیعہ بیگم نے جہانزیب صاحب کا ہاتھ پکڑا۔۔

"ایک منٹ میں پکڑے جائیں گے۔" جہانزیب صاحب نے افسوس سے نفی میں سر ہلایا۔۔

"کیا ہو گیا ہے بچوں کو۔سمجھ سے باہر ہے میری تو!"

ربیعہ بیگم نے اُنہیں دیکھتے اُن کا ہاتھ ہلایا۔۔

"ہم اِنہیں اکیلا نہیں چھوڑ سکتے جان کے ایسا!!"

جہانزیب صاحب فکرمندی سے بات کرتے بولے۔۔

"کہہ تو سہی رہی ہو۔۔"

منصوبے کے مطابق جو جیسا چل رہا تھا۔اُنہوں نے ویسے ہی چلنے دیا تھا۔خضر ون ڈے سیریز کے لیے ساؤتھ افریقہ گیا ہوا تھا۔ہارے ہوئے لشکر کے جیتے ہوئے سپاہی کی داستان ہر کوئی دیکھ رہا تھا۔ہر کوئی سُن رہا تھا۔۔ایک واحد وہ میدان میں ڈٹا تھا۔ٹیم ساتھ نہیں دے رہی تھی۔۔پاکستانی جانب کی بیٹنگ کا اختتام ہو رہا تھا۔۔خضر بیٹ سے بقیہ کھلاڑیوں سے لڑتے ہوئے کہہ رہا تھا۔۔

"ایک کام ہے تم لوگوں کا۔۔اُس پر بھی کہتے ہو کوشش کرو گے۔جاب ہے یہ تمہاری۔۔اُس پر بھی کوشش؟ پھر پیسے کیوں لیتے ہو؟"

کپتان اور کوچ اُسے روکنے کے لیے پیچھے کھینچ رہے تھے۔دنیا بھر میں پاکستانی عوام اُن پر شدید قسم کی تنقید کر رہی تھی۔۔۔کھلاڑی بھی دماغی تناؤ کا شکار ہو رہے تھے۔۔ہوٹل روم سے اُن کا نکلنا دشوار ہو گیا تھا۔۔ہر کوئی من بھر بھر کر گالیاں اُنہیں دے رہا تھا۔

دوسرے میچ میں ساؤتھ افریقہ کی جانب سے کھیلنے والا پاکستانی کھلاڑی پاکستانی ٹیم کو خوب

آڑے ہاتھوں لے رہا تھا۔ کپتان اور خضر کی پر ش پ چل رہی تھی۔۔۔آج بھی کار دگی بے حد اب جا رہی تھی۔خضر اور کپتان اپنی طرف سے پوری کوشش کر رہےتھے۔۔۔میچ کچھ سنبھل ہی رہا تھا کہ دوسری ٹیم میں موجود پ کستانی کھلاڑی نے کپتان کی وِ ٹ اڑا دی۔اور اُنہیں آوٹ کر کے اُسے سکون نہیں تو اُس نے طنزاً ۔قا ہ جو اُ رکر اُنہیں دکھا ی تھا۔۔۔(پ کستان بمقابلہ ساؤتھ افر کا حقیقی میچ کا سین)

خضر کا خون کھول اُٹھا تھا۔۔ کپتان نے اُسے اشارہ کرتے کہا۔۔steady"رہو!"

اسکرین کے اُس پ ر ربیعہ بیگم میچ دیکھتے بولیں۔۔

"ہئے پ ور پلے کیوں نہیں لیا اِنہوں نے۔ پ ور پلے لے ی !"

میچ چل رہا تھا۔دُعا کام سے آئی تو اسکوا میں زیر بحث ا ی ہی موضوع تھا۔اور وہ تھا کر ٹ اور پ کستان ٹیم کی اب کارکردگی۔۔۔انکل ہارون کے ساتھ کھڑے مرد حضرات کہہ رہے تھے۔۔

"یہ ٹیم اتنی بیکار ہو چکی ہے۔کہ میں تو کہتا ہوں۔بند کرو یہ کر ٹ تماشہ۔۔ ہر کھلاڑی لاکھوں کے حساب سے یہاں کما ہے۔یہ کھیل تماشہ بند ہو گا۔تو یہ پ بچے گا اور ملک کا قرضہ اُ ے گا۔۔اور ا ی قرضہ ہے جو کہ اُ نے کا م نہیں لے رہا۔۔" جواباً ہارون انکل نے کرتے کہا۔۔

"لو اِس میں قرضہ کہاں سے آ ی اور چلو آ بھی ی ۔۔۔ہر کسی کو اِس ت کی تکلیف ہے کہ ملک پ قرضہ ہے۔۔ملک کا قرضہ ختم نہیں ہو رہا۔ کیا کسی نے یہ سوچا ہے کہ یہ قرضہ کیوں ہے ؟ کس وجہ سے ہے؟ کیا root cause ہے اِس کی؟ ہر کسی کو یہ سوال ضرور پوچھنا ہے کہ قرضہ اُ ے گا؟ قرضہ کیوں لیا جا رہا ہے؟ بھئی کوئی یہ کیوں نہیں پوچھتا؟ کہ قرضہ کن وجوہات

پ لیا جا رہا ہے۔لوگوں بعض بیماریں ایسی ہوتی ہیں۔جن کا علاج صرف اور صرف antibiotics سے ہی ہوت ہے۔اور ڈاکٹر یہ جاننے کے . وجود اپنے مریض کو antibiotics دیتے ہیں کہ اِن کے reactions ہوں گے۔۔لیکن reaction کا سامنا تو مریض ت. ہی کرے گا نہ. . وہ اپنی جان بچا لے۔۔جان بچ جائے گی تو وہ reactions کو بھی دیکھ لے گا۔آپ لوگ یہ تو سوچیں پچھلے قرضے کی deadline تو ٹ رگئی۔مشکل حالات سے تو نکل گئے۔تندرستی ہو حالات بہتر ہوں تو ا ن . کر سکتا ہے۔ملک بھی کر لے گا۔اور اب اپنی کر ٹ ٹیم سے یوں یں نہ پھیرو۔۔۔یہ وہی ہیں جنہیں کل ٹ افی . پ تم لوگوں نے کا ھوں پ بٹھا یا تھا۔۔آج ذرا سی . ت ہوئی تو اِنہیں لعن طعن کرنے لگ گئے۔کچھ وفاداری دکھاؤ اِن لوگوں سے۔اِنہیں اور خود کو سرِ عام د بھر میں رسوا مت کرو۔۔اب . اہ مہر. نی یہ مت کہیے گا کہ ہمیں کیا ہمارا تو قومی کھیل تع ہاکی ہے۔۔یہ قوم کیا اُمید کرتی ہے؟ کہ یہ اپنے نیشنل ہیروز کو publicly لعن طعن کرے گی اور . لے میں یہ چاہے گی کہ د بھر میں آپ کی عزت کی جائے۔جو اپنی عزت خود نہیں کر سکتا غیروں نے اُس کی عزت کیا کرنی ہے۔پھر پ کستانی کہتے ہیں ہمارے پیچھے . ہاتھ دھو کر پ ڑے ہیں۔او بھئی کسی کو شوق نہیں ہے آپ کے پیچھے پ ڑنے کا۔آپ خود ہی اپنے پیچھے پ ڑے ہوئے ہیں۔"
دُعا مسکرا کر اُنہیں دیکھتے آگے . ڑھی اور خضر کو مو. میسیج ٹ پ کرنے لگی۔۔

"Don't give up, I believe in you!"

میسیج بھیج کر وہ چل رہی تھی۔آگے اُسے اسکوا کے بچوں کا غول آیا۔جو کل ت خضر کو چا بھیا چا بھیا کہہ ہر پکارتے تھے۔اور آج وہ اُس کی بیٹنگ سے نکال رہے تھے۔۔

"یہ . ہی بیکار ہیں!"

"اِس ٹیم کو اِس کی اوقات دکھانی چاہیے!" دُعا خفگی سے اُنہیں دیکھتے آگے آئی۔

"کیوں بے چھوٹے تُجھے تیری اوقات دکھاؤں؟ کیسی بدتمیزی سے بات کر رہا ہے۔شرم نہیں آتی تُجھے؟ بتاؤں تیری ماں کو؟"

وہ بچے بغور اُسے دیکھ رہے تھے۔۔

"بیٹا میدان میں اُترنے کا موقع ملے گا۔ تب دکھا دینا تم بھی اپنی کرکٹ کے جوہر۔۔ یہاں کھڑے بنا کچھ کیے خالی باتوں کے تیر مت برساؤ۔۔"

دُعا اُنہیں جھڑک کر واپس آئی۔تو ربیعہ بیگم دُعا کو دیکھتے سلگ کر بولیں۔۔

"تیری بددُعائیں لگی ہیں۔۔"

دُعا کچھ نہ بولی اور خاموشی سے وہاں سے نکل گئی۔۔ جہانزیب صاحب صوفے پر بیٹھے فکرمند سے کہہ رہے تھے۔

"لو بتاؤ۔اگر پاکستانی کرکٹ بند ہوگئی تو ہمارے نواب کا کیا ہوگا؟"

دُعا فریش ہو کر آئی اور اُن کے ساتھ بیٹھتے بولی۔۔

"ابو کچھ نہیں ہوگا۔فکر نہ کریں۔" مگر جہانزیب صاحب کی پریشانی میں کوئی کمی نہ آئی۔میچ کے اختتام کے بعد رات کو ربیعہ بیگم اُسے سمجھا رہی تھیں۔

"جانِ بیٹا دیکھ۔۔ پریشان مت ہوئیو۔۔ان شاءاللہ سب ٹھیک ہو جائے گا۔۔تیری قابلیت بے مثال ہے۔ دیکھ اچھے بُرے وقت کا پتا نہیں ہوتا۔ بیٹا کب تک کھیل تماشے کے پیسوں پر منحصر ہو کر رہے گا؟ کچھ پیسے زُلفی کے ساتھ مل کر کاروبار میں لگا۔۔منافہ آتا رہے گا۔۔سیونگ ہوتی رہے گی۔ابھی چھوٹے پیمانے سے شروع کرتے ہیں۔تیرے باپ نے کہا ہے گوشت بیچنے کے کاروبار کو بڑھاتے ہیں۔ہاں بیٹا کیسا خیال ہے؟" وہ خاموشی سے اُن کی سن رہا تھا۔

"اب دیکھ تیرے ساتھی کتنا اچھا کھیلتے ہیں اِن دنوں دیکھ کیسے اچا ن سے اُن کی کارکردگی ن اب ہوگئی۔داؤ پینترے والے کھیل میں ایسا ہو جا ہے۔۔ پ یشانی کی بت نہیں۔اور لڑا مت کر اُن سے اچھا۔۔۔وہ خود بھی یقیناً بہت پ یشان ہوں گے۔۔میں نے جو کہا ہے اُس پ غور ضرور کریو۔ہاں بیٹ ۔۔" ربیعہ بیگم بت کرتے کرتے ٹ بڑا رہی تھیں۔کہ کہیں اُس کا دل نہ دُکھ جائے۔اُس پ روہ اُن کی ہچکچاہٹ کو واضح طور پ محسوس کر رہا تھا۔۔

"ماشاء اللہ سے میرا بچہ economist ہے۔دیکھا بیٹ تعلیم ضائع نہیں جاتی۔مجھے پتا ہے۔۔تُو کچھ نہ کچھ کر لے گا۔ہے نہ بیٹ !"

جواباً اُس نے بڑی دی بعد کہا تھا۔

"ہاں ٹھیک ہے امی۔آ کر بت کرتے ہیں اِس برے میں۔۔" لہجہ سرد مایوس تھا۔سمجھ نہیں آ رہا تھا ہو کیا رہا تھا۔۔پ کستانی عوام کا بس نہیں چل رہا تھا نہیں تو وہ پوری کی پوری کر ٹ ٹیم کو نوچ کھاتی۔۔

کپتان کو خصوصاً تنقید کا نہ بنای جا رہا تھا۔کچھ دی کے لیے اُس نے ٹوئیٹر دیکھنا چاہا۔ابھی ای پ کھولی ہی کہ اُسے کسی کی ٹوی ٹ کے کمنٹ میں اُس کے رفیق کاروں کے متعلق اُسے لعن طعن والا کمنٹ ۔۔۔ضبط کا پیمانہ لبری تھا۔

"ٹھیک ہے غصہ تھا۔نکالیں ضرور نکالیں۔ ہماری ماؤں بہنوں نے اِن کا کیا بگاڑا ہے۔۔۔" بڑی مشکل سے وہ رات کٹی تھی۔اگلے روز وہ پ یکٹیس کے لیے جا رہے تھے۔تو ہوٹل کے بہر سے صحافی اُن کا انتظار کر رہے تھے۔جیسے ہی بہر نکلے صحافی اُن کے ارد دمنڈلانے لگے۔۔

کوئی کپتان سے سوال پوچھ رہا تھا۔کوئی سینئر کھلاڑیوں سے؟"

خضر کی طرف بھی مائیک آی۔۔

"خضر آپ کیا کہیں گے؟" اب ضبط نے اجازت لی تھی۔۔خضر نے ای گہری سانس لی اور کہنے لگا۔۔

"میرا د بھر میں پ کستانی کی-بورڈ پ بیٹھے جہادیوں کے ن م ۔۔۔فقط ای ہی پیغام-آپ لوگوں اور ہم میں یہی فرق ہے۔۔کہ آپ کی-بورڈ پ اپنی قابلیت کے جوہر دکھاتے ہیں۔اور ہم میدان میں اُت کر اپنی قابلیت دکھاتے ہیں۔ماشاء اللہ سے ہماری قوم کے کی-بورڈ والی جہادیوں کے پ س بہت talent ہے۔ چو وہ اُسے دوسروں کی ت لیل میں صرف کرتے ہیں اِس لیے وہ بس کی-بورڈ والے جہادی بن کر رہ جاتے ہیں۔اور کچھ د بعد اُن کا جہاد کسی دوسرے کے جہاد تلے دب کر رہ جات ہے۔اِس لیے دو چار لوگوں سے زی دہ اُن کی ہیرو ی کوئی اور جان نہیں پ ت ۔۔۔اور چو ہم۔۔اپنے talent کو اپنی فلاح و بہبود اپنی قوم کے فخر اور عزت کے لیے صرف کرتے ہیں۔تو ہم اسٹارز بن جاتے ہیں۔جنہیں آپ شاہین کے ن م سے جا ہیں۔۔"

جواب ہمیشہ کی طرح ٹھوک بجا کر دی تھا۔۔۔اور پوچھنے کے لائق اُس نے کچھ چھوڑا نہیں تھا۔۔۔پہلے وہ کسی کو چھیڑت نہیں تھا۔اور ب کوئی اُسے چھیڑت تو پھر وہ اُسے چھوڑت نہیں تھا۔ای ب ت ین شکست کے بعد پ کستان کر ٹ ٹیم پ پ ت چھپاتے ایئرپورٹ سے اپنے اپنے گھروں کو روانہ ہوئی تھی۔خضر گھر آی تو جہان ی ب صا ب صوفے پ بیٹھے چشمہ ن ک پ کرتے اُسے دیکھ کر بولے۔۔

"آ گئے نواب؟"

خضر تھکا م ن ہ دل شکستہ صوفے پ بیٹھا۔۔وہ سر جھٹکے نوک میں کٹے ب لوں میں ہاتھ پھیر رہا

تھا۔ا َ ا َ میں شدی درد محسوس ہو رہا تھا۔جہا ٰ ی . صا . اُسے دیکھتے اُسے اُنگلی دکھاتے بولے۔۔

"یتیم اور مسکین بچی کی . دُعا لگی ہے۔۔" ربیعہ بیگم خضر کے لیے شکنجوی لاتے ہوئے بولیں۔۔

"بس کر دیں۔۔آتے ہی مت . سیں میرے بچے پ !"

فطرت کہاں . لتی ہے۔۔۔جہا ٰ ی . نے . فطرت اُس پ طنز کے تیر . سا ٰ شروع کر دیئے تھے۔۔

"تیری وجہ سے گھر کا شیرازہ بکھر کر رہ َ ی ہے۔۔تیری ماں سیدھے منہ شہزادی سے . ت نہیں کرتی۔۔پیسے کی لالچ میں ا ٰ ھا ہو َ ی ہے۔یہ شکست تیرے گھمنڈ کی سزا ہے!" خضر غصے کو ضبط کر کے گلاس کو تھامے شکنجوی کے گھو ٰ ٹ لے رہا تھا۔ربیعہ بیگم جھلا ۔

"اوہو جہا ٰ ی . صا . بس بھی کر دیں!"

دُعا اور خضر کا منصوبہ اُن دونوں پ ہی بھاری پ ڑ چکا تھا۔۔

"تیری اوقات سے . ڑھ کر لڑکی تجھے ملی ہے۔۔ جاہلوں کو کیا پتا۔۔میری بیٹی کا مول۔۔اِن کو تو بس وہی عورت بھائی جو دو چار بچے پیدا کر کے دے دے۔جس عورت نے اِس جاہل معاشرے کی ہاں میں ہاں ئی اور اِنہیں بچے پیدا کر کے دے دیئے اُسے تو یہ تمغہ سمجھ کر اپنے ساتھ لیے پھرتے ہیں۔۔اور جو ذرا اپنے حق کے لیے آواز اُٹھائے۔۔ذرا کامیاب ہو جائے اُسے تو یہ اپنا جانی دشمن تصور کر ی تے ہیں۔۔بچے پیدا کر ٰ opportunity ہے اور حق پ آواز اُٹھا ٰ بغاوت۔۔لعنت ہے ایسی َ ٹی سوچ پ ۔"

جہا ٰ ی . صا . نے نیچے منہ کر کے تھوکا۔۔

"آخ تھو!" خضر غیظ اور غضب کے گھو ٰ ٹ پ یتے شکنجوی پیتا جا رہا تھا۔

"آئے ویسے تو۔ٹ اکہتا تھا۔ بیوی کے ساتھ قدم سے قدم کر چلے گا۔ اب کیا ہوا دوغلے کتے!"

ربیعہ بیگم جہانزیب صاحب کو تنبیہ کرنے لگیں۔۔

"میں کہہ رہی ہوں جہانزیب صاحب جوان بچے سے مت بھڑیں۔۔"

جہانزیب صاحب نہ رُکے۔۔

"پیسوں کے پیچھے اتنا اندھا مت ہو کہ اپنا خاندان تجھے نظر نہ آئے۔۔۔ غور سے دیکھ پیسے کے غرور میں تیری کیا حالت ہو گئی ہے۔" خضر نے یکدم زور سے گلاس زمین پر پھینکا۔ ربیعہ بیگم کی بے اختیار چیخ نکلی۔ شکنجوی کی چھینٹ اُڑ کر صوفوں پر پڑے تھے۔ کانچ کی کرچیاں زمین پر بکھری تھیں۔۔

جہانزیب صاحب کو چپکی لگ گئی۔۔ خضر طیش سے اُٹھ کھڑا ہوا۔

"پیسے کی نہ سوچوں تو کیا کروں ابا؟"

ربیعہ بیگم بوکھلا گئیں۔

"چاند بیٹے شور نہ کر۔۔ باہر لوگ سُنیں گے تو کیا سوچیں گے۔ کچھ خیال کر ہماری عزت کا!" خضر غضبناکی سے ہاتھ دِکھا کر بولا۔

"جانے دیں اماں۔ سب کو پتا ہے ہماری کتنی عزت ہے۔" وہ جہانزیب صاحب کی جانب متوجہ ہوا۔

"اِسی پیسے کی وجہ سے ہمارا خاندان بکھر کر رہ گیا ہے۔۔۔ اور اب آپ مزید مین میخ کیا نکالیں گے اِس خاندان کی؟ ماموں چچا نے اِس پیسے کی وجہ سے چوری کی۔ اِسی پیسے کی وجہ سے دادا ابو نے اُنہیں گھر سے نکال دیا۔ اِسی پیسے کی وجہ سے وہ یوکے فرار ہو گئے۔ اور آزاد ہو جانے کے باوجود انگریزوں کی غلامی میں آ گئے۔ اِسی پیسے کی فکر میں ادریس چچا چل بسے۔ اِسی پیسے کے

. . چچی کا علاج نہ ہوسکا۔اِسی پیسے کے . . آپ نے اپنی ساری جوانی سعودیہ میں و یان کر دی۔اِسی پیسے کے . . کپڑے سلائی کر کے امی کی رہ گئی۔اِسی پیسے کے . . میں نے جیل میں دو راتیں اریں۔اِسی پیسے کے . . . ر. رمیری بیوی کو مجھ سے چھینا یہ۔۔اور آپ ما ین ما ۔اِسی پیسے کے . . میری خا ان میں عزت ہے۔۔"

گھر میں گہرا سناٹا چھا یہ۔۔نہ کوئی آہٹ نہ کوئی دستک۔وہ جیتا جا گھر و یانہ ہو یہ۔۔

(ای گھنٹے بعد)

دُعا دروازہ کھول کر فلیٹ میں چلی آئی۔

"السلام علیکم!" ا رآتے وہ ٹھٹک کہ رُکی۔ربیعہ بیگم روتے ہوئے پوچھے سے گھر کی صفائی کر رہی تھیں۔

" کیا ہوا ہے امی!" وہ دروازہ بند کرتے فوراً سے اُن کے قری چلی آئی۔لاؤنج میں خالی بس وہ دونوں تھیں۔۔

اُسے دیکھ کر اُنہوں نے پوچھا چھوڑ دیہ۔دُعا ڈبکتے دل سے اُنہیں دیے پھیلا پھیلا کر دیکھ رہی تھی۔۔

ربیعہ بیگم نے نمنماتی آنکھوں سے غصے سے اُس کی جا اشارہ کیا۔

" تیری وجہ سے لڑائی ہوئی ہے!"

دُعا تلملا کر فرش پ ی لگیں۔

"او ہو امی بس کردیں نہ پ انی تیں!" ربیعہ بیگم نے غصے سے اُس سے رُخ موڑا۔

"اِن پ انی توں نے ہی میرے بچے کا دل جلا یہ ہے۔۔"دُعا تیزی سے اُٹھ کھڑی ہوئی۔

"جا !" وہ دوڑ کر اُس کے کمرے میں آئی۔۔کمرہ خالی تھا۔اُس نے چاروں طرف یں

گھما ۔اُلجھن بڑھ گئی۔وہ جانے کے لیے پلٹی کہ یکدم وہ چو ۔۔اُس نے الماری کے کُھلے خالی پٹ دیکھے۔وہ سفید پڑ گئی۔۔خضر کا ای کپڑا بھی وہاں نہیں تھا۔۔۔

اب اُسے کچھ پوچھنے کی ضرورت نہیں تھی۔۔وہ سمجھ گئی تھی۔خضر اور جہان ۔ صا ۔ کی بحث ہوئی تھی۔ ہر ۔رکی طرح وہ نکالا یٰ تھا۔۔وہ سر پکڑے خضر کے پلنگ پر بیٹھی تھی۔

"ابھی ابھی تو دونوں ۔پ ۔یٹے کی صلح ہون شروع ہوئی تھی۔ابھی ابھی تو خضر یہاں پھر سے رہنے لگا تھا۔۔" پلکیں آ ؤں سے بھیگ رہی تھیں۔۔اِس مرتبہ ڈی۔کے کچھ نہیں دیکھ پ ئی تھی۔۔اُسے غصہ آ رہا تھا۔

"یہ ہاؤس جاب میرے گلے کا طوق بن گئی ہے۔"ا وہ گھر میں ہوتی تو صورتحال سنبھال لیتی۔ وہ گھر میں نہیں تھی۔۔

"اپنا گھر خطرے میں ڈال کر دوسروں کے گھروں کے فرد کی جان بچاتی ہوں۔۔پھر بھی ہمیں لوگ ڈاکٹر مافیہ ڈاکٹر قصائی کہتے ہیں۔"

اُسے بہت ۔ی طرح رون آ رہا تھا۔پتا نہیں میڈ ڈ ی حاصل کرنے کے لیے اُسے اور کیا کچھ قر ۔ن کرن تھا۔ ۔رانِ رحمت نے ۔ سنے کا سند سُنان شروع کیا تھا۔سمجھ نہیں آ رہا تھا۔کراچی میں ۔رش کی آمد کی خوشی مناتی۔۔یہ اُس میں اپنے آ چھپاتی۔۔ ٹ شفٹ کے بعد صبح او۔پی۔ڈی میں کام کیا۔۔۔آرام کرنے کی حسرت گھر کے حالات دیکھ کر دم توڑ گئی تھی۔۔شریم سے اُس نے کہا تھا اُسے خضر کی طرف چھوڑ کر آئے۔۔شریم کے ساتھ وہ آگے بیٹھی دوپٹہ آگے سے انگلیوں میں گھماتے پ نی کی بون وں سے تیشے کو دیکھ رہی تھی۔۔۔وٹ اسکرین پ وِٹ اسکرین وا تیزی سے چل رہا تھا۔۔۔ اسکرین ہر دو منٹ بعد بھیگتی۔اور دُعا کی آنکھیں بھی ۔تیٰ ۔۔موسم نے رُت اچان ۔ لی تھی۔۔۔۔خلقِ ۔ ا پ ۔ اکارحم ۔س

رہا تھا۔۔ بارش کی چھم چھم سی آواز نے ہر چیز پہ اپنا فسوں طاری کر دیا تھا۔

اُس نے ایک ٹھنڈی آہ بھرتے کھڑکی کے شیشے کو دیکھا۔ آنکھوں میں ایک آس جاگی۔۔

"کاش Expecto Patronum جیسا کوئی واقعی spell ہوتا۔ جس کے استعمال سے میں خضر اور ابو کی دلوں کی کدورتیں دور کر سکتیں۔ میرا ہمیشہ فکشنل اور خیالاتی کہانیوں سے یہی اختلاف رہا ہے۔ یہ ہمیں اُمیدیں دے جاتی ہیں۔ وہ اُمیدیں جو ہمیں کچھ دیر بعد مزید مفلوج کر دیتی ہیں۔۔۔ اِسی لیے میں نے تخیل کی دنیا سے بائیکاٹ کر لیا ہے۔"

شریم اُسے سمجھا رہا تھا۔

"اُسے کچھ بھی کھانے مت دینا!" دُعا نے گہری سوچ میں گم اثبات میں سر ہلایا۔۔

"ہاں!" کچھ عرصے سے خضر نے ایک عجیب کام کرنا شروع کیا تھا۔۔ جب بھی میچ میں ناکامی ہوتی تو ڈھیر سارا کھانا آرڈر کرتا۔ اور اُس روز خوب کھاتا۔ اُس دن اُسے دیکھ کر واقعی لگا کرتا تھا دُعا اور اُس کے genes ایک ہیں۔ ڈائیٹ کا ستیاناس کرنے کے بعد بھی قرار نہ آتا تو اگلا سارا دن gym میں گزارتا۔ اور پھر جسم میں اتنی کھلیاں پڑ جاتیں کہ دو دن تک پلنگ سے اُٹھا نہ جاتا۔۔ عجیب جسمانی اور دماغی ٹارچر تھا جو وہ خود کو دیا کرتا تھا۔ سست بارش نے اُس کا دل بھاری کر دیا تھا۔ سیاہ سرمئی ابر جھوم رہا تھا۔۔ دُعا [illegible] پہ ہاتھ رکھے ہم کلامی کرنے لگی۔۔

"اللہ کہتے ہیں۔۔ اُس نے اُتارا آسمان سے پانی پھر اُس نے زندہ کیا زمین کو اور پھر اُسے موت دی۔۔۔ جو بارش زمین اور پودوں کو [illegible] کر سکتی ہے۔ وہ دل کا پانی [illegible] نہیں کر سکتا۔۔ جو تسلی اللہ دے سکتا ہے۔ وہ کوئی اور نہیں دے سکتا۔۔ یہ بارش کی بوندیں کیسے قطرہ قطرہ بیلنس ہو کر گر رہی ہیں؟ کیا symmetry ہے کیا rhythm ہے۔۔ اوپر آسمان میں کس نے شاور بنایا ہوگا کہ پانی بیلنس ہو کر نیچے اُترے؟ میرے اللہ نے بنایا ہے۔۔ اللہ خوشیاں اور غم بیلنس

کر کے دیتا ہے۔۔جیسے وہ بیلنس کر کے زمین کو پانی دیتا ہے۔ہم سالوں بھی مریل پودوں کو پانی دیں ہم اُنہیں حیات نہیں دے سکتے جو اللہ کا ایک سال پانی دے سکتا ہے۔۔میرے دل کا اُجڑا باغ اللہ پھر سے آباد کر سکتا ہے۔میرے گھر کے بکھرے شیرازے کو اللہ پھر سے ایک کر سکتا ہے۔میرا اللہ تو مردہ زمین کو زندہ کر کے اُگا سکتا ہے تو پھر کیا میرا اللہ ٹوٹے ہوئے کو نہیں جوڑ سکتا۔میرا اللہ سب کر سکتا ہے۔۔چیزیں اتنی پیچیدہ ہوتی نہیں جتنا ہم اِنہیں اپنے تخیلات میں بنا دیتے ہیں۔۔"۔رش کی وجہ سے شریم دھیرے دھیرے ڈرائیو کر رہا تھا۔آدھے گھنٹے بعد وہ خضر کے ہاں پہنچی تھی۔باہر کا دروازہ کُھلا تھا۔۔دُعا خاموشی سے دروازہ کھول کر اندر چلی آئی۔خضر بالکنی میں swing chair میں بیٹھا تھا۔ہاتھ میں پکڑے ٹانسپیرنٹ کپ پر ف کے پسینے چھائے تھے۔وہ swing chair پر دھیرے دھیرے جھولتا Cold brew rose coffee سے لطف اندوز ہو رہا تھا۔دُعا دھیرے دھیرے بالکنی کے باہر آ کھڑی ہوئی۔۔بالکنی کی چھت پر لگا نیمبو لیمپ زور سے ہل رہا تھا۔۔بالکنی میں رکھے تمام پودے بھیگ چکے تھے۔۔دُعا نے گلے سے تھوک نگلا اور کرسی کھینچ کر وہیں اُس کے سامنے بیٹھ گئی۔۔اُس نے ذرا آگے بڑھ کر بچپن کی طرح دونوں ہاتھ آگے بڑھا کر خضر کے شانے تھامے۔وہ نظریں پھیر کر باہر دیکھ رہا تھا۔۔

"ڈی۔کے کو کسی ٹیڈی کی ضرورت نہیں۔۔۔"خضر اُسے نہیں دیکھ رہا تھا۔

"تمہیں پتا ہے دُعا!"

وہ کچھ نہیں بولی۔۔

"کوؤں کی ایک specie ہوتی ہے۔۔اُس specie کی مختلف بات یہ ہے۔۔کہ۔جب اُس کوے کے انڈے سے بچہ hatch ہوتا ہے تو وہ سفید ہوتا ہے۔۔اُس کے سفید رنگ کے

. . اُس کے والدین اُسے پہچان نہیں پ تے۔۔۔"

خضر آنکھیں سرخی مائل ہوئی۔ دُعا کی آنکھیں بھی سرخ ہو ۔۔۔

"وہ۔ ۔ ۔ ۔ اُسے دیکھتے ہیں تو اُنہیں وہ غیر لگتا ہے۔۔ کچھ ہی عرصے میں وہ اُس سے بیزار ہو کر اُسے گھر سے ۔ ہر نکال دیتے ہیں!" خضر آنکھوں سے ای ستارہ ٹوٹ ۔ دُعا کی پلکوں سے ستارہ پ رہو کر گال پَ ا۔۔

وہ سسکا۔۔

"وہ سردی میں ٹھٹھرت ہے۔۔ در ۔ رخاک بسر ہوت ہے۔۔ وہ کہنا چاہتا ہے۔۔ ماں۔۔ ا ۔۔ ماں۔۔ ا ۔۔ میں آپ جیسا ہوں۔۔ میں آپ کا دشمن نہیں۔۔ میں آپ کی ہوں۔۔ میں آپ ہی کا خون ہوں۔۔ وہ کہہ نہیں پ ت ۔۔ وہ چاہ کر بھی اپنی ۔ ت انہیں سمجھا نہیں پ ت ۔۔ مکھیاں اپنا کھا ۔ لے کر جاتی ہیں۔ تو جاتے جاتے اُس پ رحم کھا جاتی ہیں۔۔ وقت کے ساتھ ساتھ وہ سیاہ ہونے لگ جات ہے۔۔۔ شای وہ سفید رہنے کا عرصہ اُس کا امتحان ہوت ہے۔۔۔ ۔ ۔ ۔ وہ مکمل طور پ سیاہ ہو جات ہے۔ تو اُس کے والدین کو یہ احساس ہو جات ہے کہ وہ اُن کی ہی اولاد ہے۔۔" دُعا کی آ وں سے ہچکی نکلی۔۔

"اور پھر اُن کا شیرازہ ہو جات ہے۔۔"

خضر نے ۔ د ۔ کر خود کو کمپوز کر ۔ چاہا۔۔

"مجھے اُمید ہے ا ۔ کو بھی ای دن احساس ہو جائے گا۔۔۔ کہ اُن کا چٹا حبشی اُن کی ہی اولاد ہے۔ اور اُن سے بہت محبت کرت ہے۔۔ پھر ای دن ہمارا بھی شیرازہ ہو جائے گا۔۔" دعا سسکیاں لے لے کر رو رہی تھی۔۔۔

"میرا پلان بہت بُری طرح سے ۔ کام ہو َ ی ۔ آں!!" رونے کی آواز خضر کے کانوں میں واضح

طور پہ گونجنے لگیں۔۔۔

اُس کی شرٹ شانے سے بھیگنے لگی۔۔

"میں نے ایسا تو نہیں سوچا تھا۔۔" وہ اب بھی اُسے نہیں دیکھ رہا تھا۔وہ اُسے چپ نہیں کروا سکتا تھا۔یا شاید آج اُسے چپ کروانے کی اُس میں بھی سکت نہیں تھی۔۔۔وقاص کا طنز اُس کے دل میں کھبا ہوا تھا۔

"دیکھ لیا اپنی ڈیڑھ ہوشیاری کا انجام!"رونا آ رہا تھا۔مسلسل رونا آ رہا تھا۔وہ زارو قطار رو رہی تھی۔اور وہ بس اُس کا سر پیچھے سے پکڑ کر تھپک رہا تھا۔اُس نے بڑی دیر بعد اُسے دیکھا تھا۔۔

"عجیب ہے عورت۔۔تم رُلاؤ تو بھی روتی ہے۔تم روتے ہو تو تب بھی روتی ہے۔۔یہ عورت اتنا کیوں روتی ہے؟"رونے کے باعث اُسے زکام ہو رہا تھا۔دُعا نے سر اُٹھا کر اُس کی خضر آنکھوں میں دیکھا۔۔

"یہ نہ روئے تو گھٹ گھُٹ کر مر جائے۔۔۔یہ اِس لئے روتی ہے۔۔"اُس نے ناک سکوڑی۔۔اور سر جھٹک کر بالوں میں ہاتھ پھیرا۔خضر بغور اُسے دیکھ رہا تھا۔اُس نے خود کو کمپوز کرتے اُسے دیکھا۔

"پھر سے اسٹارٹ کرتے ہیں۔زندگی ہار ماننے کا نہیں۔کوشش کر دوبارہ اُٹھنے کا نام ہے۔پھر سے شروع کرتے ہیں۔۔ہاں؟"خضر نے مسکراتے کرتے سر ہلا دیا۔۔

"ٹھیک ہے۔۔"

اور۔۔ستارے ہار نہیں مانتے تھے۔۔دُعا نے مسکرا کر موسم دیکھا۔آواز زکام کے باعث بدل گئی۔۔وہ دھیرے دھیرے بہنس کر بولی۔۔

"Don't give up on us, baby.

We're still worth one more try.

I know we put a last one by."

وہ ا. آلود موسم میں اُس کی دھنک تھی۔۔۔. . ملتی۔جہاں ملتی۔۔جیسے ملتی۔۔۔بہار کِھلتی۔۔

دُعا نے خضر کی توجہ بوٗ ا ٗ ی کی طرف دلائی۔۔اُس نے مسکرا کر اُسے دیکھا۔۔

"Just for a rainy evening

When may be stars are few

Don't give up on us, I know

We can still come through."

دُعا نے اُس کا شانہ تھامے اچا ٗ سے پوچھا۔۔

"تم نے کھا ٗ آرڈر کیا؟"

خضر نے . تبسم لیے اُسے دیکھتے کہا۔

" . کا!"

دُعا نے ٖ شی سے اُس کا شانہ ٘ پ ۔۔

"پ فیکٹ۔۔کیا کیا کیا؟"

خضر اُسے بتانے لگا۔

" fettuccine alfredo اینڈ موزریلا فریٹرز۔۔"دُعا خوشی سے دل . داشتہ ہو گئی۔۔اُس نے خضر کے شانے پَ فت مضبوط کر لی۔۔۔

"موروکن ۔۔یت المندی سے کنافہ۔۔ڈھوان مٹن بوٹی۔۔ساتھ روغنی روٹی، کریمی پستا سیلڈ۔۔غورائبی اور کھاوسہ!!"دُعا کا ۔بتیت سے حال بحال ہوَ ی۔۔

"اڑڑڑڑ!!"اور خضر اُسے مسکراتے ہوئے رہا۔۔

☆.....☆.....☆

جتنا کھا تھا اُتنا سلیقے سے کھا ی۔چوکیدار کا الگ سے دُعا نے حصہ نکال دی تھا۔پھر بھی کچھ تھا تو خیال آ ی۔ویکنڈ ہے۔۔رضیہ آ کی طرف قرۃ العین آئی ہو گی۔اُنہیں ہی دے دے گی۔وہ ویکنڈ کی رات فجر ت جاگتے تھے۔

"ہاں۔صحیح ہے۔کھا ی جائے گا۔ضائع کیوں کر ہے!"

خضر سوَ ی تھا۔۔وقاص کا میسج اُسے آ ی تھا۔

"بے فکر رہو۔میں دُعا کو چھوڑ دوں گا!"بتی ں بُجھا کر دوسری چابی سے ت لا لگا کر نیچے آئی تو مسکرا کر وقاص کو دیکھتے گاڑی کا دروازہ کھولنے لگی۔۔وہ دروازہ کھول کر بیٹھی۔۔

"السلام علیکم!"جواباً اُس نے سادگی سے کہا۔۔

"وعلیکم السلام!" گاڑی کا دروازہ بند کیا۔۔اور سوچنے لگی۔۔

"چا کے تینوں دو ت اُس کے بھائیوں سے کم نہیں ہیں۔۔" وقاص نے اسٹارٹ کرتے گاڑی اُسے بنا دیکھے پوچھا۔۔

"ہاں ٹھیک ہے سا ؟"دُعا نے اُسے دیکھ کر کہا۔

"ہاں ٹھیک ہے۔۔"

اور یکدم سے زخم ہرے ہوئے۔۔

" کاش لوگ کمنٹ کرنے سے پہلے یہ سوچتے۔۔کہ اُن کی ت کے نتیجے میں ہمیں کیا کیا

برداشت کرنا پڑتا ہے۔۔"
وقاص ذرا طنزاً ابرو اُٹھا کر مسکرایا۔۔
"لیکن وہ کیوں سوچیں گے؟"دُعا نے اکتفا کیا۔۔
"صحیح بات ہے!"
دُعا ہاتھ باندھے کھڑکی سے بھیگی سڑکوں کو دیکھ رہی تھی۔جہاں جہاں سڑکوں پر کھڈے تھے پانی گزرنے کے باعث اُچھل رہا تھا۔دُعا باہر دیکھتے اُس سے پوچھنے لگی۔۔
" گھر جا کر کیا کرو گے؟"
وہ ہنوز سنجیدہ انداز میں ڈرائیو کرتے بولا۔۔
"خضر سے بات!"دُعا نے گردن موڑ کر اُسے دیکھا۔
"وہ سوگیا ہے۔"
اسٹیرنگ پر اُس نے ذرا انگلی اُٹھا کر حرکت کی۔۔
"پھر آمنہ سے!"دُعا کے لبوں پر ذرا نم مسکراہٹ اُبھری۔بڑی سادہ۔ اُتنی ہی اُلجھی ہوئی زندگی تھی اُس کی۔کورٹ گھر اور دوست۔۔۔راستہ ذرا طویل تھا۔سوچا سوشل میڈیا کا چکر لگا لے۔فیس بک کھلی ہی تھی۔کہ پھر سے trend کے مطابق پاکستانی کرکٹر پر تنقید والی پوسٹ اُسے نظر آئی۔اُس نے اسکرین پر زیرِ لب پڑھ کر وقاص کو دیکھا۔۔
"تم ریٹائرڈ شدہ کھلاڑیوں کے متعلق کیا سوچتے ہو؟"وقاص چند لمحے خاموش رہا۔۔اُس نے ایک گہری سانس لی۔۔
اور پھر لب کھولے۔۔
"ریٹائر شدہ انسان کو کسی بھی شعبے میں دوسروں سے زیادہ محنت کرنی ہوتی ہے۔۔خصوصاً وہ جس

کا تعلق اُس کے شعبے کے ماہرین خا ان سے ہو۔اُس پ دوسروں سے ز دہ پ ہوت ہے۔کیو وہ اپنے سابقاؤں کی image کے ساتھ اپنے کیریئر میں داخل ہوت ہے۔اور اُسے وہ image. قرار ر ہوتی ہے۔۔"وقاص ٹھہرا اور ذرا خفا ہوا۔

"اور چھوڑو تم یہ کیا دو رہ سے پوسٹس دیکھنے لگ گئی ہو۔۔یہ عوام تو پ گل ہے۔۔کھیل کو فتور بنا گے تو یہ ہی ہوگا!"دُعا نے جواباً جھٹ سے کہا۔۔

"مجھے لگا تم رزق بھی کہو گے۔۔"وہ لمحہ گنوائے بنا بولا۔۔

"میں کہنا چاہتا تھا۔۔"دُعا نے اُس کا جملہ مکمل کیا۔

" اپنے سا کی وجہ سے نہیں کہہ پ ئے۔۔"وقاص نے اسٹیر پ فت مضبوط کرتے د لیے۔۔کہتے وہ کترا ا۔۔

"امم۔۔" یں بھی پھریں۔۔

"ہاں۔۔"دُعا ہنوز لبوں پ تبسم لیے ہوئی تھی۔وقاص خود کو کمپوز کرتے کہنے لگا۔۔

"انکل جہا کا آ ٹ یا اچھا ہے۔۔اُسے کارو ر میں پیسے لگانے چاہیں۔۔کچھ ہی د میں دیکھنا خضر کا م لگے گا تو مشہوری ہوگی۔اُسی سے کارو ر پ وان پ ڑھ جائے گا۔انکل کی تیں پہلی ی لگتی تھیں۔لیکن اب احساس ہو رہا ہے۔وہ اتنے بھی غلط نہیں تھے۔۔"

دُعا نے کی۔

"ہاں۔۔صحیح کہہ رہے ہو۔۔"

اسکوا آئی تو سے پہلے اُس نے رضیہ آ کے گھر کا رُخ کیا۔۔اُس نے بیل بجائی۔۔۔اور پھر اُن کے فلیٹ کے ہر وہ ٹِفن پکڑے کھڑی ا ر سے آتی آوازوں سے لطف ا وز ہونے لگی۔۔لوگوں کو اُن سے بس ا ہی شکا تھی کہ اُن کا خا ان بہت واویلا

مچاتا تھا۔ اب وقت کے ساتھ ساتھ لوگوں نے بھی اُنہیں کہنا چھوڑ دیا تھا۔ اب تو . اُن کے فلیٹ سے آواز نہ آتی تو لوگ جا کر پوچھا کرتے تھے۔۔

" . خیریت تو ہے؟ آواز نہیں آئی آپ کی!"

رضیہ آ کر کہہ رہی تھیں۔

"اومرنی دیئا دروازہ کھول!"

"ہاہ ہائے!" قرۃ العین کی آواز آئی۔۔

"اماں اے ٹینڈے دی مے ٹینڈ پن داگاں!" زین جھنجھلایا تھا۔۔

رضیہ آ کی دھاڑ سنائی دی۔۔

"وے۔۔ میں منہ چنڈ چھوڑ اے۔ خبردار جے میرے پُتر نُوں کُجھ آخیا!" زین . تی ہوا۔۔

"اماں میں تیرا پُتر نہیں!" رضیہ آ دوٹوک بولیں۔۔۔

"نہیں!" زین روہا ہو یہ۔۔

"اماں ا بھی کوئی چیز ہوتی ہے یار؟"

دُعا . ہر قہقہہ لگا کر ہنسی اور اُس نے دو . رہ سے انگلی بیل بٹن پ د . ئی۔۔

قرۃ العین نے دروازے کو دیکھتے گلا پھاڑا۔۔

"زُلفی کھول وی دروازہ!" زین نے جا کر بے دلی سے چابی گھما کر ہینڈل نیچے کیا اور دروازہ کھولا۔۔۔ سامنے دُعا کو دیکھا۔ تو خود کو کمپوز کرتے بولا۔۔

"دُعا!" رضیہ آ عبدالرحمٰن کو گود میں بٹھائے دن او کیسے پوچھنے لگیں۔۔

"وے کون اے زُلفی!" زین نے دن موڑ کر اُنہیں دیکھ کر بتایا۔۔

"ٹِکٹکو!" اُس کا نام سُن کر رضیہ آ مسکرا پڑیں۔۔

"ا٘ ر آ شہزادی! ا٘ ر آ!" ٘ کر٘ چاہتی تھی ٘نہیں کر پ ئی۔۔تھکی ہوئی تھی۔ ہمت کرکے ا٘ ر آ ہی گئی۔۔جیسے ا٘ ر آئی تو قرۃ العین نے فوراً پوچھا۔۔

"چا٘ کیسا ہے؟" عبدالرحمٰن رضیہ آ کی گود سے٘ ٘ ڈگمگا کر چلتا دُعا کی طرف آنے لگا۔رال ٹپک رہی تھی۔آنکھیں اُسے دیکھ کر ٘ش ٘ سے چمک رہی تھیں۔رضیہ آ مسکرا کر اُسے دیکھتے بولیں۔

"دیکھ ِکٹگو کیسے آ ئے تیرے پ س!" دُعا اُسے پکڑتے صوفے پ ٘ ی ٘ اُسے دیکھ کر معصومانہ ا٘ از میں بولی۔۔

"ہاں جی اِسے پہچان ہے میری!"

زین نے دروازہ بند کیا اور تبسم سے اُسے دیکھ کر اُن کی جا٘ ٘ آ ی۔۔

قرۃ العین عبدالرحمٰن کو دیکھتے پوچھنے لگیں۔۔

"عبدالرحمٰن کون آ یا ہے پھپھو آئی ہیں؟"

رضیہ آ نے پھر سے خضر کا پوچھا۔۔

"او چا٘ کا کیا حال ہے؟ دسیا نہیں!" دُعا نے شگفتگی سے کہا۔۔

"شکر ہے اللہ کا ٹھیک ہے!"

"کس کے ساتھ آئی ہے؟" رضیہ آ نے پوچھنا شروع کیا تھا۔۔اُن کی تفتیش شروع ہوئی تو دُعا نے پوچھا۔

"اچھا یہ شور کیسا ہو رہا تھا؟"

زین فوراً سے بولا۔

"اِس ٹینڈے کی نہ شرارتیں دن بہ دن ٘ھتی جا رہی ہیں۔۔"

رضیہ آ خفگی سے بولیں۔۔

" بکواس نہ کر یہ کر!"

اورزین خاموش ہو یہ ۔۔۔

رضیہ آ اُسے دیکھ کر بتانے لگیں۔۔

"میں آدھے گھنٹے سے اِس کنجر کو بول رہی تھی۔میرے فون کی بیٹری ختم اب ہوگئی ہے نئی لیا دے نئی لیا دے۔ یہ ۔ سے رن سے بت کر رہا تھا۔۔اتنا نہیں کیا ایک منٹ کال بند کر کے بیٹری پوادے۔" قرۃ العین نے زین کو دیکھتے ٹک بھوں پڑھائی۔۔۔

"عبدالرحمٰن نوُسمجھ نہیں آیا۔۔بس بیٹری سُنیا تے ڈِگدے ڈِگدے چار۔ دے کول ٹُر گیا۔فیر پُتر چار۔ پِن لالا کے مو بائل چے اِس نے اِنا وڈا موڑا کر چھڈیا اے۔۔ہُون دس پُتر بیچارے بچے دی اِس چے کی غلطی اے؟" دُعا بمشکل ہنسی ضبط کر رہی تھی۔پتا نہیں کیوں اُسے پنجابی سُن کر بہت ہنسی آتی تھی۔۔

زین ناراضی سے بولا۔۔

"اماں بچیا دا کی کام اے مو بائل پھڑن ۔۔ہر ہفتے اے ٹینڈ میرا نقصان کراندا اے۔۔" زین نے قرۃ العین کو دیکھتے کہا۔۔

" بجی اینو ایسی دادی کول چھڈ کے آئیاں کر۔ساریاں شرارتاں اینوں اتھے ہی آندیاں ۔۔اپنے کارتے بڑے آرام نال بیٹھا ہوندا اے۔"

قرۃ العین جھلائی۔۔

"اماں یہ ضرور مریم نے اِسے پٹی پڑھائی ہے!" زین برہم ہوا۔۔

"مریم آگئی؟"

دُعا کو سمجھ نہ آئی کس کی طرفداری کرے۔۔۔کچھ اور سمجھ آئے نہ آئے اُسے ہنسی بہت آ رہی تھی۔۔

رضیہ آ شدید غصے سے زین پر چڑھ دوڑی تھیں۔۔

"ابھی تیری رن آئی نہیں۔۔اور اُس نے پہلے ہی میری دھی کے خلاف سازشیں شروع کر دی ہیں؟"

زین جھلاہٹ سے بولا۔

"اوہو اماں۔۔کیا ہو گیا ہے۔۔اُس کو آپ لے کر آئے۔۔بیاہ کرا ی۔۔ہُون آپی ایئاں کر رے او۔اوا اے کوئی۔" وہ رنجیدہ سا کمرے میں جانے لگا۔۔رضیہ آ نے بیزاری سے منہ بسورا۔۔

" لگ گیا بڈی تھلے بے غیرت۔۔ مرد !" دُعا نے وہاں سے اجازت لینا سمجھا تھا۔۔وہاں کا ماحول خاصا ساز ہونے لگا تھا۔۔بلا آخر وہ آرام کیلیے گھر آ ہی گئی تھی۔۔۔

جیسے گھر میں پہلا قدم پڑا۔صوفے پر جہانزیب صاحب بیٹھے آئے۔۔

وہ خاموشی سے اندر جانے لگی۔۔۔تو جہانزیب صاحب سر جھٹک کر بیٹھے بولے۔۔

"اُس نے تمہیں کچھ کہا تو نہیں؟" دُعا رُکی۔اُس نے گردن موڑ کر اُنہیں دیکھا۔لہجے میں کرب ابھرنے لگا۔۔

"وہ مجھے کچھ کہہ سکتا ہے؟" جہانزیب صاحب کچھ نہ بولے۔دُعا نے ایک گہری سانس لی اور بڑے ضبط سے کہنے لگی۔

"ابو آپ یہ بالکل مت سوچیئے گا کہ میں اماں کی موت کا ذمے دار میں پیسوں کو یا آپ کو ٹھہراؤں گی۔اُن کی موت بس لکھی ہی ایسی تھی۔۔اور یہ بات میں پورے یقین سے کہہ رہی

ہوں۔۔دوسری ۔ت۔اَ میرے والدین حیات ہوتے تو شا۔ی وہ بھی میرا اتنا خیال نہیں ر تے

جتنا آپ نے رکھا ہے۔۔لیکن اِس کے ساتھ ا۔ی تلخ اور ا۔ی سچ ۔ت آپ کو بتاؤں۔آپ نے چا ۔ کے ساتھ ز۔ دتیاں بھی بہت کی ہیں۔۔"

یہ کہہ کر وہ تیزی سے لاؤنج سے نکل گئی۔۔۔جہا ۔ ۔ صا ۔ بُت بنے بیٹھےٹس سے مس نہ ہوئے۔ربیعہ بیگم لاؤنج کے پ دے سے ٹیک لگائے کھڑی اُنہیں دیکھتے بولیں۔۔

"اَ یہ سزا ما ۔ کے ۔ ۔ ہے۔تو کیوں نہیں اُسے معاف کر دیتے؟ دونوں حساب ۔ ا۔ کریں اور ماضی کے قصے ماضی کے حوالے کر دیں؟" جہا ۔ ۔ صا ۔ نے ۔ ق رفتاری سے ربیعہ بیگم کو خشمگینی وں سے دیکھا۔۔

"اَ وہ ۔ بخت ہمارا گھر ہمارا کارخانہ نہ بیچتا تو آج ہم بھی لاکھوں میں کمار ہے ہوتے۔مجھے غیر ملک میں دھکے نہ کھانے پڑتے۔میں اپنی اولاد کو اپنی آنکھوں سے روز پلتے ۔ڑھتے دیکھتا۔۔"

ربیعہ بیگم دلَ فتگی سے آگے چلی آ ۔۔

"تو اُس کی سزا اب تم میرے ۔ ٹے کو دو گے!!" لہجے میں پہلی مرتبہ بے ادبی تھی۔۔جہا ۔ ۔ صا ۔ دم بخود ربیعہ بیگم کو دیکھ رہے تھے۔۔

"بھاڑ میں گئے لوگ اور بھاڑ میں َ یہ خا ۔ ان۔۔۔بس یہ سوچ کر لوگ کیا کہیں گے۔۔لوگ کیا کہیں گے۔تم اپنے ۔ ٹے کو معاف نہیں کر تے؟ آئے نہیں بنا وہ انجینئر تو کیا کرو گے؟ اب ذبح کرو گے اُسے؟"

جہا ۔ ۔ صا ۔ نمک کا پُتلا تھے۔۔ربیعہ بیگم غصے کے جنون میں اُنہیں گھور کر دیکھ رہی تھیں۔۔۔

"تم نہیں پگھل تے جہا ۔ ۔ ۔۔تم نہیں پگھل تے۔تمہارے اصول تمہارے قانون تمہارے

اورتمہارے بیٹے کے درمیان نہیں ہیں۔تمہاری مجروع ہوئی ا تمہارے اورتمہارے بیٹے کے درمیان کھڑی ہے۔۔تم نہیں پگھلے جہا ی ۔۔نہ ہی تم کبھی پگھلو گے!"اور ربیعہ بیگم عتاب سے دی کرلاؤنج سے نکل گئیں۔۔۔جہا ی صا چند لمحے سوچ کی دھاروں میں کھوتے رہے۔۔پھر انہوں نے ای ٹھنڈی آہ بھری۔۔

"مالِک۔۔تو نے عورت کی ز ن کو بیک وقت میں شیر یں اور تباہ کن کیوں بنا یا ہے؟"

☆.....☆.....☆

لوگ جہاں ویکنڈ سے لطف ا وز ہو رہے تھے۔۔دُعا کو آن کال ڈیوٹی پ رہنا تھا۔۔۔صبح وہ نیند کے   سوجھن بھرا چہرہ لیے اپنی بلڈ   سے نکل رہی تھی۔۔اُس کی وین آ گئی تھی۔۔سر جھٹکے چلتے چلتے اُس نے کسی خیال سے پلٹ کر دیکھا۔تو اسکوا   کا ای بچہ مو   پکڑے کمپاؤ کی جا   جا رہا تھا۔دُعا ماتھے پ بل ڈالے پت یں سکیڑ کر اُسے دیکھتے کر بولی۔۔

"او چھوٹے!"وہ یکدم سے پلٹا۔۔دُعا نے اُسے سختی سے دیکھتے ننھی انگلیوں سے اشارہ کیا۔

"اِدھر آ۔۔"وہ بچہ مو   بند کرتے سادگی سے اُس کی جا   آ ی ۔۔دُعا نے اُسے بغور دیکھا اور کہنے لگی۔۔

"سو یے سو یے مو   پکڑ کر ہر گھوم رہا ہے۔۔ذرا تُجھے شہر کی مٹی کھانی پ ڑے کچھ رو دھو کر کما پ ڑے پھر پتا چلے پیسے کیا ہوتے ہیں۔پھر ا ازہ ہو کہ ماں پ پیسے کیسے کماتے ہیں۔۔بس ہر چیز پ نے پلیٹ میں دے دے کر بگاڑ دی ہے۔۔۔"

جواباً وہ کی بہ کی بولا۔۔

"ہاں ویسے ہی۔جیسے آپ کو بگاڑ دیا تھا۔"دُعا کو غصہ پ ڑھا۔۔

"تمہاری عمر میں میرے پ س۔۔"یہ کہتے اچا سے اُس کی کلائی پ گئی تو وقت دیکھتے اُس

نے اُسے پیچھے ٹ کا اشارہ کیا۔۔

"پ یں ہٹ!"

اور وہ لڑکا یکدم سے پیچھے ہوا۔ ڈعا تیزی سے بڑے بڑے ڈگ بھر کر جانے لگی۔ اور وہ بچہ گھور کر اُسے دیکھتے دن کھجانے لگا۔۔

". . دیکھو۔ ہر کسی پ دھونس جماتی رہتی ہیں۔۔"

وین میں بیٹھی ڈعا رش میں پھنسی تھی۔۔ وہ سخت غصے سے پ ٹ پ ا رہی تھی۔۔

"ای تو یہ شاہراہ فیصل پ پ لازمی ہوتا ہے۔۔ ویکنڈ ہے۔۔۔ پھر بھی رش۔ چلو ہماری تو مجبوری ہے۔ اِن لوگوں کی کیا مجبوری۔ جاؤ سو جاؤ اپنے گھر جا کر۔ جاتے کیوں نہیں ہو۔۔"

اُس نے ای ٹھنڈی آہ بھری۔۔۔ اور گاڑی کی ی ٹ سے ٹیک لگا لی۔۔

"کتنا کچھ کرنا ہے۔ کتنا کچھ پڑھنا ہے۔۔ ز گی ہے۔۔ کہ رتی جا رہی ہے۔۔"

وہ ی پ ہاتھ رکھے ہم کلام تھی۔۔

"Depression Depression of my life

Tell me who is the scariest of them all?

Of course you DK you!!

Depression Depression of my life

I am my boss after all!!"

قہقہہ بے آواز تھا۔۔ چہرے پ بلا کی تکان۔۔ حال کیسے بھی ہوں۔ ز گی تو رہی تھی۔۔

حسبِ معمول کام شروع ہوا تھا۔۔ بنا کسی سے بات کیے دن کا آغاز ہوا تھا۔۔۔ کچھ دی چائے کی لیے وقت نکالا تو او۔ پی۔ ڈی سے نکلی۔ اچا سے لگا کوئی اُس کا پیچھا کر رہا ہے۔ پلٹ کر

دیکھا تو کوئی کم سِن لڑکی تھی۔۔ل پونی سے نیچے ہلکے بھورے گھنگرالے تھے۔۔گلابی لا ٔ شرٹ اور ساتھ ٹ اؤزر میں ملبوس تھی۔وہ دُعا کو دیے ے۔ٹ ے کیے۔ دامی آنکھوں سے بغور دیکھ رہی تھی۔ ئی صاف رنگت۔گال پ تِل۔۔۔ہلکے گلابی ر ٔ کے ہو ٹ۔۔۔چہرے پ انتہا کی معصومیت۔۔دُعا نے مسکرا کر اُسے دیکھا اور آ گے۔ٹھ گئی۔۔وہ پھر سے دھیرے دھیرے اُس کا تعاقب کرتے اُس کے پیچھے آنے لگی۔دُعا نے مسکرا کر لہر کی ما پلٹتے اُسے دیکھا۔وہ دُعا کی جا۔ چلی آئی۔وہ اُسے معصومیت سے نچلا۔ ا ٔ ر کیے دیکھ رہی تھی۔سر ذرا سا جھکا تھا۔ آنکھیں ہرنی آنکھوں میں تھیں۔۔دُعا نے ذرا جھک کر اُسے دیکھتے بھو کھڑی کیں۔۔

"ہاں جی؟"

اُس نے ے ٔ پ صاف ئی رنگت ہاتھ ر ت اپنا تعارف دی۔۔

"میرا ٔ م۔ ریہ ہے!" وہ اُس کا پیہ اپ کر چکی تھی۔۔۔

دُعا مکمل فرش پ بیٹھ کر اُس کے چہرے کو دیکھتے پوچھنے لگی۔۔

"تو آپ۔ ریہ ہیں؟"

(۔ ریہ یعنی پورا چا ٔ)

چہرے پ خوشگوار یت سی واضح ہونے لگی۔۔

"۔ ریہ آپ کا پیہ اپ تو ہو َ ی!!"

وہ دی ے او پ گھما کر اُسے دیکھنے لگی۔

"آپ سے کام ہو َ ی۔۔لیکن آپ سے ای اور کام ہے!" دُعا نے ذرا چو ٔ کر پتی یں سکیڑیں۔۔

"اور مجھ سے مزی کیا کام ہے آپ کو؟"

جواباً وہ سادگی سے بتانے لگی۔۔

"میں ای فین ہوں!"

دُعا کا اُٹھا. وَ َ ی۔۔

"اچھا!!" وہ سمجھ گئی تھی۔۔اُسے اُس سے کیا کام تھا۔۔دُعا اُٹھی۔۔۔

اُس نے اپنے کوٹ سے مو. نکالا۔۔۔. ریہ چمچماتے چہرے اور دونوں ہاتھوں کو آپس میں کر ین سے لگائے دُعا کو دیکھ رہی تھی۔۔

چند لمحے َ رے۔دُعا نے مو. . ریہ کی جا. .ڈھایا۔۔. ریہ نے جھٹ سے اُس سے مو. لیا اور کان سے لگایا۔۔

"ہیلو!" خضر مردانہ آواز اُس طرف سے گو ۔. ریہ کمپوز تھی۔دُعا .ڑی حیرانی اور دلچسپی سے اُسے دیکھ رہی تھی۔۔

. ریہ نے ای گہری سانس لی اور کہنے لگی۔۔

"عزَ ین مین۔۔ای دن میں تمہیں ی دکر چھوڑ دوں گی۔" دُعا ذرا چو ۔اُس پ رخضر لبوں پ تبسم تھا۔۔

"ای دن میں تمہارے خواب دیکھنا چھوڑ دوں گی۔اور . میری شادی ہو جائے گی۔ . میری ای فیملی ہوگی۔ای دن میں تمہیں چاہ کر بھی بھول جاؤں گی۔۔ای دن میرا .ڑھاپ مجھے تمہیں بھلا دے گا۔ای دن میں تمہاری آواز بھی بھول جاؤں گی۔ای دن میں تمہارا چہرہ بھی بھول جاؤں گی۔۔ دل کی راہ تمہیں کبھی نہیں بھولے گی۔وہ . کی .ت ہے۔اب کے لیے بس اتنا کہنا ہے۔تھینک یو مجھے خوشی دینے کے لیے۔۔تھینک یو میری مسکراہٹ کی وجہ

ن کے لیے۔۔ یہ جاننے کے بغیر کہ میں exist بھی کرتی ہوں۔۔"

وہ جا چکی تھی۔۔۔ دُعا کی یدوں میں وہ چہرہ وہ معصومیت بس گئی تھی۔ وہ چائے پیت اپنی آنی قات اُس سے یدکر رہی تھی۔۔

"آپ کو خضر جہان ی کیوں پسند ہیں؟" دُعا نے سادگی سے اُس سے پوچھا تھا۔ اور جواباً ریہ نے کہا تھا۔

"وہ پڑھائی بھی کرت تھا اور وہ کھیلتا بھی تھا۔۔"

اور اب دُعا سوچ رہی تھی۔ یہ بس وہ جا تھی کہ وہ کیسے پڑھتا تھا۔ بیچلر میں اسلامیات کی کتاب کو اُس نے ہاتھ بھی نہیں لگا یا تھا۔ پھر بھی اُس میں اُس کے سے زیدہ نمبر تھے۔۔ مطالعہ پکستان کی کتاب اُس نے ای رات قبل پکڑی اور صفحے اُٹ کر بے دلی سے بولا۔

"وہی تئیس مارچ قراردادِ پکستان۔ کیبنٹ مشن۔ قائ اعظم کے چودہ ت پکستان کے موسم۔ علاقے۔ وہی مغل دور۔ وہی سرسید احمد خان کی کاوشیں۔۔ یہ مجھے ید ہے۔ بس تریخیں پڑھ کر کتاب بند کر رہا ہوں۔۔"

انگریزی لازمی کی تیاری اُس نے ای رات میں کی تھی۔۔ انگریزی ادب کو اُس نے بمشکل دو دن دیئے تھے۔۔۔ معیشت کی کتاب کو بھی اُس نے ای دن کا شرف بخشا تھا۔۔۔ ہاں البتہ ریضی کے سوالات شوق سے کیا کرت تھا۔ وقت ملتا ریضی کی مشق کرت۔۔ اور اِسی تیاری کے ساتھ اُس نے

بی۔ اے پہلی ڈویٹن سے پس کیا تھا۔ حافظہ کمپیوٹ ی تھا۔۔۔ موڈ کا بندہ تھا۔ کچھ کرن چاہے تو تبھی۔۔ ورنہ کبھی نہیں۔۔ ہاں البتہ ماسٹرز میں وقت ملتا پڑھتا۔ کلاس ی

جاتا۔۔ماسٹر میں اُس نے دل لگا کر پڑھائی کی تھی۔۔اور اُس کے نمبر اُس کا منہ بولتا ثبوت تھے۔۔اتنا مشکل بھی نہیں تھا کھیل کے ساتھ پڑھنا۔بس dedication چاہیے تھی۔۔۔وہ چائے کے دھیرے دھیرے گھونٹ لے رہی تھی۔۔چائے کی بھاپ نے لبوں کی مسکراہٹ چھپالی۔۔وہ ربیہ کے ہاتھ تھامے اُسے رخصت کر رہی تھی۔۔

"اپنے لیے خوب خوب دُعا کیا کرو۔۔اور سب سے پیاری دُعا یہ ہے کہ۔۔اللہ میرے دل کو ہر اُس چیز سے مہر کر دیں۔۔جو آپ نے میرے لیے نہیں لکھی!" دُعا کے موبائل کی گھنٹی بجی۔۔وہ چونک کر حال میں آئی۔یقیناً او۔پی۔ڈی میں کوئی آیا تھا۔

"یا اللہ!!" اور بس ہمیشہ کی طرح اُس کی دوڑ لگی تھی۔۔وہی بوریت بھری روٹین وہی سب کچھ۔۔جب کام سے گھر لوٹی۔تو لاؤنج میں ربیعہ بیگم کے ساتھ آ بیٹھی۔ربیعہ بیگم موبائل پر اُستاد کا لیکچر سُن رہی تھیں۔

"اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں حلال اور طیب کھاؤ۔۔۔ حلال اور طیب کھانا آج کل ملنا بہت مشکل ہو گیا ہے۔مغرب میں تو یہ ازل سے ہوتا آ رہا ہے۔ میری تحقیق کے مطابق عرب ممالک میں بھی یہ ہو رہا ہے۔۔اور اِس سے یہ بات صاف واضح ہے ایشیاء بھی اب اِس سے محفوظ نہیں رہا۔۔جب بھی آپ کوئی یورپ کے برانڈ کی اشیاء خریدیں تو دیکھیں۔۔کہ اُن کے پیچھے کچھ E سے شروع ہونے والے کوڈز ہوں گے۔اور اُن E کوڈز کی مکمل لسٹ انٹرنیٹ پر دستیاب ہے۔۔کوئی بھی پروڈکٹ خریدنے سے قبل اُس کی تحقیقات کر لیں۔۔حلال اور طیب چیز تلاش کرنے میں سستی نہ کریں۔۔ہماری یہ سستی روزِ محشر اللہ کے سامنے ہمارے لیے بڑی مصیبت کھڑی کر سکتی ہے۔اللہ تعالیٰ ہم سے اِس متعلق ضرور پوچھیں گے۔کہ جب میں نے تمہیں حلال طیب کا شعور دیا تو پھر تم نے اُس سے استفادہ کیوں حاصل نہیں کیا۔اب لوگ مجھ سے اکثر کہتے

ہیں۔خواتین کا میک اپ بھی حرام ہے۔ٹوتھ پیسٹ بھی حرام ہے۔شیمپو اور نہ جانے کون کون سی چیزیں حرام ہیں۔وہ تو ہم استعمال کرتے ہیں۔۔اللہ تعالی اپنی کتاب میں کھانے کے متعلق کہتا ہے۔حلال طیب کھاؤ۔اِس لیے عوام الناس ۔ توں کو توڑ مروڑ کر پیش نہ کریں۔یہ دوسرے مسائل فقہی بحث ہیں۔اور فقہ ہر کسی کو خود پڑھنی ہوتی ہے۔۔کیا جواب دیں گے ہم اللہ کو۔ ۔ وہ ہم سے پوچھے گا۔میں نے تم سے کہا تھا حلال طیب کھاؤ۔تو پھر تم کیوں ہاتھ پہ ہاتھ دھرے بیٹھے رہے۔ت ۔ ہم کہہ سکیں گے کم از کم اللہ ہم نے کوشش تو کی۔ہم نے بے پروا ہی تو نہیں ۔تی۔۔سُنی ان سنی تو نہیں کی۔۔"

لیکچر ختم ہوا تو دُعا بولی۔

"السلام علیکم!" ربیعہ بیگم بڑی سرد مہری سے کہتے اُٹھیں۔۔

"وعلیکم!"دُعا نے رنجیدگی سے گردن جھکائے اُنہیں لاؤنج سے جاتے دیکھا۔۔

"امی!!!" وہ اِس مرتبہ اُس سے شدید ناراض تھیں۔۔اندازہ تھا وہ اتنی آسانی سے اُس سے راضی نہیں ہونے والیں۔۔۔مایوسی بوریت اور تکان کے ساتھ دن کا اختتام ہوا اور اُسی سے دن کا آغاز ہوا۔۔ناشتہ کر کے وہ کرسی پیچھے کرتے اُٹھی۔مو ۔ دیکھتے وہ ڈاکٹر کوٹ اُٹھا رہی تھی۔

"زندگی میں کچھ بھی نہیں رہا!" اسکرین اسکرول کرتے وہ ٹھٹکی۔۔۔اُس کی یکدم چیخ نکل گئ۔ ربیعہ بیگم دوڑ کر لاؤنج میں آئی۔۔

"شہزادی!"دُعا کرسی کے سہارے دل پہ ہاتھ رکھے لنگڑاتے ہوئے کرسی پہ بیٹھی۔۔اسکرین پہ ایک پوسٹ تھی۔۔۔پوسٹ میں ایک چہرہ جانا پہچانا تھا۔۔ پھر بھی انجان تھا۔دُعا کا سینہ کرب سے بڑھ گیا تھا۔وہ سینے پہ ہاتھ رکھے ہانپ رہی تھی۔ربیعہ بیگم نے اُس کی حالت دیکھ کر

جہا ن ی . صا . کو آواز دی۔۔

"چا ن کے ا ! چا ن کے ا !" دُعا کی آنکھیں بھیگ رہی تھیں۔۔ دماغ سُن تھا۔ دماغ کی نسیں

ی جیسے سُن ہو گئی تھیں۔۔۔

"اُس کے۔۔ اُس کے چھوٹے۔۔ چھوٹے چھوٹے خواب تھے!"

احساسات بیان سے . ہر ہو رہے تھے۔ اُس کے گال مکمل طور پ سرخ تھے۔۔۔

جہا ن ی . صا . حیران پ یشان اُسے دیکھنے لاؤنج میں آئے۔۔۔

"شہزادی!" ربیعہ بیگم اُن کے پیچھے چلی آ ۔

"آئے شہزادی کچھ بول تو . ٹ۔۔ میرا دل بیٹھا جا رہا ہے!" جہا ن ی . صا . نے دُعا کے سرد

مریل ہاتھ سے چھُوٹتا ہوا مو . دیکھا۔ اُس پ ا ی پو ٹ تھی۔۔ جہا ن ی . صا .

چشمے کے بغیر اُسے ذرا پیچھے کر کے پ ڑھنے لگے۔ پ ڑھنے میں دشواری ہو رہی تھی۔۔۔

"کراچی کے علاقے کورنگی میں نو سالہ بچی کی لاش۔۔۔"

دُعا آنکھیں مو ی ں کلفت سے بولی۔۔

"اُس کا ن م . ر یہ تھا۔۔۔" اُس کی سسکیاں۔۔ ٹھنڈی آہیں لاؤنج میں گونج رہی تھیں۔۔۔

"وہ پورا چا ن تھی۔۔۔" اُس کی بھرائی ہوئی آواز میں کرب کی شدت اختیار کر گئی۔ ربیعہ بیگم

المنا کی سے ی ن پ ہاتھ رکھیں اُسے دیکھ رہی تھیں۔۔۔

"اُسے تو ابھی ع ہو ن تھا!!!" آواز چیخ بن گئی تھی۔۔۔۔۔

سسکتے ہوئے خود کو سنبھالتے ہوئے وہ ا پ ت ل آئی تھی۔ اُس نے فیصلہ کیا تھا۔۔ وہ اِس متعلق

اپنے سینیئروں سے . ت کرے گی۔ . سے پہلے اُس نے ایچ او ا ر ج کو تلاشنا چاہا۔۔ وہ

ن س کو . ز و سے تھامتے بولی۔۔

"سرانور کدھر ہیں؟" ٛک سرخ پڑ چکی تھی۔ اُسے زکام ہو رہا تھا۔۔ ٛس نے حیرت سے اُسے دیکھا اور دیـ ـے .ڑے کر کے اُسے دیکھتے بتانے لگی۔۔

"وہ پ وفیسر عبدالقادر نے اُنہیں بلا یـ تھا!"

وہ خود کو کمپوز کرتے گہری گہری سانسیں یـ تے پ وفیسر کے کمرے کی جا . جا رہی تھی۔

"میں اُس معصوم کو ا ف دلاؤں گی۔۔ وہ یہیں سے جانے کے بعد لاپتہ ہوئی تھی۔۔" وہ تیز تیز قدم .ڑھانے لگی۔۔

" کسی کو کچھ نہیں پتا۔ تو میں آواز اُٹھاؤں گی!"

پ وفیسر کے کمرے کے قری . جانے لگی تو یکدم ٹھٹک کر وہ رُکی۔۔ سینیئر ری ٹ اور سینیئر پی۔جی بھی پ وفیسر کے کمرے میں داخل ہوئے۔ جیسے وہ کمرے میں گئے وہ اُلجھن میں پڑ گئی۔۔

"میں .ت کروں؟" اُلجھی اُلجھی سی وہ کمرے کے قری . .ڑھی۔۔۔

"میں تو ابھی جونیئر ہوں!!" وہ . کاٹنے لگی۔۔ سارا ا پ ل اُس کیس کی وجہ سے زلزلے کی ضد میں آ یـ تھا۔

ہر طرف افراتفری مچی تھی۔

وہ ابھی سوچ ہی رہی تھی کہ تبھی کمرے کے . ہر آواز آئی۔۔

"شٹ اپ!" دُعا نے یکدم کمرے کی جا . دیکھا۔ اُسکے وجود میں سنسنی مچ گئی۔۔

وہ پ وفیسر ئے تھے۔۔

"ہم لوگ اِس متعلق کچھ نہیں جا ۔۔۔"

دُعا بے اختیار آگے .ڑھی۔ اُس نے دروازے سے ہاتھ لگائے اور کان دروازے کے قری .

کرتے اُن کی گفتگو سُننے کی کوشش کی۔۔ سُننے میں دشواری ہو رہی تھی۔دُعا نے فوراً سے آنکھیں بند کیں۔۔

"ای حس کو کم استعمال کروں گی تو دوسری تیز ہو گی!" آواز ذرا واضح ہو گئی تھی۔۔سینئیر پی۔جی کی ذرا ذرا آواز آئی۔۔

" ڈاکٹر دُعا نہیں ما گی!" دُعا نے اپنا سانس روک لیا۔۔۔۔

"پھر جلیل سومرو یہ مال کس لیے دے کرَ ی ہے۔۔"دُعا کے وجود میں کرنٹ آر پر رہوا۔جلیل سومرو۔۔سیاسی ا ث ورسوخ ر والا شخص۔۔ای سیاستدان۔۔۔اُس کا دل پھڑ پھڑانے لگا۔پ وفیسر کی آواز میں مکاری تھی۔۔وہ اُس مکاری کو محسوس کر سکتی تھی۔۔

"اور اَ وہ نہیں مانے گی تو جلیل سومرو اُسے اپنی ز ن میں سمجھالے گا۔۔"

دُعا نے سر جھٹکے منہ کھولا۔۔بے آواز وہ سانس ی کی کوشش کرنے لگی۔اُس کا سارا وجود یخدان کی ما تھا۔۔۔

"تو ڈاکٹرز بِک گئے۔ا نوں کے مسیحا گئے!" اُس کی روح ئی تھی۔۔بہت سُنے تھے اُس نے بِکے ہوئے ڈاکٹروں کے قصے۔۔سوچا نہ تھا۔کبھی اِس سے اُسے َ ر بھی ہو گا۔۔

☆.....☆.....☆

قی آئیندہ ا ءاللہ

ب نہم: میں بیوٹی نہیں بِیسٹ ہوں

"میں بیوٹی نہیں بِیسٹ ہوں
اُڑن چھپکل کا سا دل ر ت ہوں
ستاروں کی سکھی ہوں
چا کی روح ہوں
ف بہادر
بے راہ جنگل میں کھوئی
بے دم ساکن آسمان تلے ٹ ت
مستحکم ہے میرا ہر قدم
ممکن الدخل ہے خوف اور رُکاوٹیں میری راہ میں
مجھے میری مقصد کی جا ڈھنے سے
کیو میں بیوٹی نہیں میں بیسٹ ہوں۔"

(تحریم ارشد)

"بلا کر لاؤ ڈاکٹر دُعا کو!" دُعا کا دل زور زور سے بج رہا تھا۔اُس نے زور زور سے ای گہری سانس لی۔۔وہ ی پ ہاتھ رکھے خود کو کمپوز کرنے لگی۔۔اگلے ہی لمحے پ وفیسر کے کمرے کا دروازہ کھُلا۔۔سینئیر ریجسٹرار اُسے دیکھ کر ذرا چو ۔دُعا چہرے پ کر خنگی اور سختی

کے آ ش رلاتے. ڈے ٹھاٹھ سے ا ر کو. ڈھی۔۔ا ر سے دل پ رہا تھا۔۔۔ . ہر سے وہ مضبوط چٹان بنی کمرے میں چلی آئی۔ پ وفیسر پی۔جی اُسے دیکھ کر ٹھٹک گئے اور لمحے بھر کے لیے حر ت نہ کر پ ئے۔۔دُعا کی پہلی پ وفیسر کی میز پ ڈے بند. یف کیس پ گئی۔۔اب وہ . کو ای ای کرتے بے ش وں سے دیکھ رہی تھی۔۔سینیئر رجسٹرار نے کمرے کا دروازہ بند کر دی تھا۔۔۔

دُعا نے سادگی سے پوچھا۔۔

" آپ . بِک گئے ہیں؟" پ وفیسر بھڑک کر یکدم بولے۔۔

" ہم مجبور ہیں۔کیو ہمارے خا ان ہیں۔۔۔ہمیں اپنا گھر اور اپنا کیرئ بچا ہے۔۔۔" وہ سختی سے اُسے تنبیہ کرنے لگے۔۔

" اور تم۔۔ بہت بہتر ہو گا۔۔ہمیں مت بتاؤ ہمیں کیا کر ہے۔تم اِس . میں پ ڑو گی۔۔تو . سے پہلے تمہارا وہ لا کینسل ہو گا جو تمہیں ابھی ہی نہیں۔۔"

دُعا طنزاً سر جھٹک کر بے آواز ہنسی۔اور اگلے لمحے اُس نے اُنہیں دیکھا۔۔ پ وفیسر کے ماتھے پ بل پ ڑے۔۔

" آپ کو میں بیوقوف لگتی ہوں سر؟ آپ ہم . کا منہ اِس لیے بند کروا رہے ہیں۔۔کہ ڈا ئریکٹرز ت . ت نہ جائے۔۔جلیل سومرو کی ادا کی رقم میں سے کچھ پیہ میرے اور . کے منہ پ مار کر . قی سارا روپیہ پیہ آپ لے کر چین کی . نسری بجا گے۔۔یہی کر چاہ رہے ہیں نہ آپ؟ مجبور آپ نہیں ہم . ہیں!" اُس نے خود کی اور . قی ڈاکٹروں کی جا . اشارہ کیا تھا۔دُعا اُنہیں چُبھتی وں سے دیکھتے چبا چبا کر کہنے لگی۔۔

" آپ مجبور نہیں ہیں سر۔آپ مجبور نہیں ہیں!" پ وفیسر نے تحمل سے اُس کی سُنی تھی۔۔۔چند

لمحے وہ خاموش رہے۔۔دُعا نے بتیت سے کہنے لگی۔۔۔

"سرمیں آپ کو پنچ منٹ دیتی ہوں۔۔پنچ منٹ!"اُس نے اُنہیں پنجہ دکھایا۔۔

"اگر آپ نے اگلے پنچ منٹوں میں رپورٹ نہیں کی۔تو میں خود رپورٹ کروں گی۔اور میں یہاں میڈیا کو بلواؤں گی۔۔اور تو اور میں عروہ یعقوب ملِک کو بلاؤں گی۔" پروفیسر سر جھٹکے انگوٹھا میز پہ دباتے فوری بولے۔۔

" کچھ نہیں کرسکتی تمہاری عروہ یعقوب ملِک!!"

دُعا نے ضبط سے مٹھیاں بھینچ لیں۔کمرے میں موجود باقی ڈاکٹروں کے سانس سوکھے تھے۔پروفیسر تمسخرانہ نظروں سے دُعا کو دیکھتے کہنے لگے۔۔

" تمہیں پتا ہے؟تمہیں پتا بھی ہے؟کتنی مرتبہ وہ مجھے رنگے ہاتھوں پکڑنے یہاں آچکی ہے؟ پتا ہے تمہیں؟"دُعا بغور اُنہیں دیکھ رہی تھی۔۔۔

"تم گنتی میں بھی شمار نہیں کرسکتی!"

دُعا کا سانس لینا محال ہو رہا تھا۔۔۔

پروفیسر سنجیدہ ہوتے سختی سے بولے۔۔

"اب میری بات غور سے سُنو۔۔۔وہ بچی اسپتال آئی تھی۔۔۔بہت شریر بچی تھی۔۔اُسے کنٹرول کرنا بہت مشکل ہو رہا تھا۔۔مجھے ڈرائیور سے پتا چلا تھا۔اُس کی بات تمہارے شوہر سے ہوئی تھی۔خاصی پرجوش تھی وہ۔۔ہم surveillance کیمرہ سے فوٹیج نہیں ہٹاتے۔۔تم سمجھ رہی ہونا کیوں۔یہاں سے وہ ٹھیک گئی تھی۔۔ڈرائیور نے اُسے اُس کے گھر ڈراپ کیا تھا۔اُس کے بعد وہ وہاں سے لاپتا ہوئی تھی۔یقیناً وہ اپنی دوستوں کے ساتھ کھیلنے گئی تھی۔۔تھا بھی ویکنڈ۔۔وہیں سے اُسے کسی نے اغواہ کیا تھا۔۔"

وہ خاموشی سے اُن کی در گی کی داستان سُن رہی تھی۔۔۔

. ریہ جلیل سومرو کے خادم کی بیٹی تھی۔۔کام کی مجبوری کے . . وہ اُسے ا پ ل نہیں لے جا سکا تھا۔۔اِسی وجہ سے اُس نے جلیل سومرو کے ڈرائیور کو اُسے ا پ ل لے جانے کا کہا تھا۔دو تھا اُس کا۔ پ انی جان پہچان تھی۔ غفلت تو ہوئی تھی۔۔۔دُعا نے کچھ سوچتے تشویش . کی سے پ وفیسر کو دیکھا۔۔

"جلیل سومرو اپنے نوکر کا دفاع کیوں کرے گا؟"

جواباً پ وفیسر کچھ نہ بولے۔وہ خاموشی سے دُعا کو دیکھ رہے تھے۔۔

"کیا ہوا؟ پ پ کیوں سادھ لی؟"

دُعا ذرا کر بولی تھی۔۔۔

اُس نے ا گہری سانس لی۔۔۔

"بلائیے جلیل سومرو کو!" ڈاکٹر ٹ . ٹ اگئے۔۔دُعا جوش سے کہہ رہی تھی۔

"کیا کہہ رہے تھے آپ؟ دیکھ لے گا وہ مجھے؟ دیکھ لے؟ اُسے بھی پتا چل جائے۔ڈاکٹر ڈی۔کے کیا بلا ہے۔۔بلا ۔۔جو کر سکتا ہے نہ وہ کر لے۔۔بلا اُسے!!" وہ طوفانی رفتار میں . ہر جانے کے لیے مُڑی۔۔۔

پ وفیسر دُعا پ ئے۔۔

"ڈاکٹر دُعا!" دُعا نے پلٹ کر اُنہیں دیکھا اور ٹ پ کر چنگھاڑی۔۔

"وہ صرف نو سال کی بچی تھی پ وفیسر!"

پ وفیسر کے . پ پ گئے۔۔۔دُعا کا سارا جسم لرز رہا تھا۔۔وہ مزی وہاں نہیں ٹھہر سکی۔وہ خود کو بمشکل سنبھالتے . ہر نکل گئی۔۔ ٹ نگیں اِس شدت سے لرز رہی تھیں۔۔کہ وہ لنگڑا نے لگ گئی

تھی۔۔۔

سانس پھول گئی تھی۔حواس کھو گئے تھے۔۔مکمل طور پہ کھو گئے تھے۔۔۔نہیں سمجھ آ رہا تھا وہ کہاں تھی۔کم ازکم وہ اُس جگہ کو ا پ ت ل نہیں کہہ سکتی تھی۔جہاں ای معصوم جان کی موت کا سودا کیا جا رہا تھا۔آج اُس کا بھرم۔اُس کا مان ٹوٹ تھا۔کل ت وہ جن ڈاکٹروں کو اپنا ideal اپنا mentor کہتی تھی۔آج اُنہیں اُن سے شدی قسم کی گھن آ رہی تھی۔۔۔وہ ز و ی پ مارتے سانس ی کے کوشش کر رہی تھی۔۔

"مجھے کچھ سمجھ نہیں آ رہا!!"

دماغ کھلبلا ی تھا۔

"ای رات میں کوئی کیسے سارے ثبوت مِٹا سکتا ہے۔۔مجھ سمجھ نہیں آ رہا کچھ۔۔۔یہ کیا معاملہ ہے۔۔کوئی کیوں آواز نہیں اُٹھا رہا؟ صرف اِس لیے کہ ا پ ت ل کا م م حکومت کا م اب ہو۔۔"

وہ مضطربی سے ی سے مُٹھیاں لگائے دیوار سے ٹیک لگانے لگی۔۔۔

"بچی کے گھر والے کیوں خاموش ہو گئے؟"

لاکھوں سوالات سے دل و دماغ بھر چکا تھا۔۔

"کیا واقعی کوئی آواز نہیں اُٹھائے گا؟"

"میں کیا کروں؟" ز گی میں پہلی مرتبہ ایسا کوئی کیس اُس کے سامنے آ ی تھا۔

"میں خاموش ہو جاؤں؟ میرا ضمیر نہیں مان رہا!" وہ دونوں ہاتھوں سے منہ چھپائے حیرت سے خود کو دیکھ رہی تھی۔۔

"مجھے پ پ رہنا ہو گا؟"

"میڈ بلا شور مچا۔ کتنا فلمی لگ رہا ہے۔۔" وہ افسوس سے ہنس پڑی۔۔آنکھوں سے آ ٹوٹنے لگ گئے۔۔

"ہر کام عروہ نہیں کر سکتی۔۔۔کچھ کام ڈی۔کے کو کرنے ہیں۔۔ڈی۔کے عروہ جتنی مضبوط نہیں۔۔ ڈی۔کے تو ڈی۔کے ہے۔"

مو کی گھنٹی بجنے لگی۔وہ چو کر اپنے خیالات سے ہر نکلی۔۔نورماہ کال کر رہی تھی۔ڈیوٹی کا آغاز ہو چکا تھا۔۔غلطیوں پ وہ غلطیاں کر رہی تھی۔وہ مریض کی دیکھ رہی تھی۔اُسے سوں اور ڈاکٹروں کی عجیب وں کا احساس ہوا تو اُن پ پڑی۔

"کیا ہے؟" وہ فوراً سے اپنا کام کرنے لگے۔۔۔مریض چونکا ہوا دُعا کو دیکھ رہا تھا۔وہ بڑبڑانے لگی۔

"سمجھ نہیں آ رہا اِس دھرتی پ ہو کیا رہا ہے؟"

دُعا نے غصہ ضبط کرتے ای گہری سانس لی اور مریض کو دیکھتے معذرت خواہانہ ا از میں بولی۔

"سوری!"

عجیب کشمکش کا شکار تھی۔۔۔نہ کام ہو رہا تھا۔نہ کچھ سوچا جا رہا تھا۔۔۔

نورماہ کو پ وفیسر نے بلا یا تھا۔۔۔دُعا کینٹین میں کافی کے گھو لے رہی تھی۔۔۔

"اب اِس کو کیوں بلا یا ہے؟" اُسے یکدم اشتعال آ یا۔۔

"ی ر کیا میں کچھ نہیں کر سکتی!" وہ کر خود سے بولی تھی۔کچن میں گونج کر آواز واپس آئی۔۔

"کچھ بھی نہیں!!!"

دُعا کے مو پ بیپ ہوئی۔۔۔اُس نے دھیرے سے سر جھٹک کر میز پ دیکھا۔۔

ایچ۔او۔ڈی کا میسیج تھا۔۔

" جلیل سومرو آ َ یہ ہے۔۔۔" ای پل کے لیے لگا تھا۔اُس کا دل کام کرنا بند کر چکا ہے۔ای پل کے لیے۔۔صرف ای پل کے لئے۔

"نور ماہ کو اُنہوں نے کیوں بلا یہ ہے؟"

" مجھے کچھ سمجھ نہیں آ رہا!!"

مو پہ بیپ ہوئی۔۔۔اُس نے پھر سے مو دیکھا۔۔اُس کے فیملی َ وپ میں جلیل سومرو کے میڈ یہ سے گفتگو کی وڈیو تھی۔وہ اُس وڈیو میں رہ یہ کیس کی سختی سے مزاحمت کر رہا تھا۔صبح سے اسکوا ٹی۔وی چینلز سوشل میڈ یہ ہر جگہ یہی گفتگو زیرِ بحث تھی۔۔

"یہ جلیل سومرو کتنا شاطر آدمی ہے۔۔وہ اِس کیس میں انوالو ہوا ہے۔۔لیکن ثبوت بھی مِٹا رہا ہے۔یہ کیا ما ا ہے؟ کیا وہ کچھ چھپا رہا ہے؟ اتنا رسیدہ آدمی یہ کام نہیں کر سکتا!"

کبھی ای خیال ذہن میں اُچکتا کبھی دوسرا۔۔سمجھ سے ہر تھا۔اُس کی ز گی میں یہ کیسا موڑ آ ی تھا۔۔۔

کافی مکمل ہوئی تو وہ اُٹھی۔۔

"ابھی ت میرا بلاوا کیوں نہیں آ ی؟"

بے دھیانی میں وہ کھوئی ڈاکٹر کوٹ کی جیبوں میں ہاتھ پھنسائے دھیرے دھیرے قدم اُٹھا رہی تھی۔۔

"نور ماہ سے وہ کیا ت کر رہے ہوں گے؟"

" کس سے پوچھوں؟ کبھی کسی سے میں نے یہاں بنائی ہی نہیں!" آج افسوس ہو رہا تھا۔۔

ای ای گھڑی سال کی ما لگ رہی تھی۔وقت کیوں نہیں َ رر رہا تھا۔۔۔

"یا اللہ وقت کیوں نہیں َ ٘ رر رہا۔۔"

او۔پی۔ڈی کی جان۔ وہ جا رہی تھی۔۔۔ ۔ کاٹتے وہ آگے ۔ڑھی۔۔

"مجھ سے صبر نہیں ہو رہا۔۔میں پ وفیسر کے پ س خود ہی چلی جاتی ہوں۔۔"

وہ جا تھی اُس سے یوں کام نہیں ہوگا۔۔وہ تیزی سے ۔ڑے ۔ڑے ڈگ بھر کر آگے ۔ڑھی اور فوراًرُ کی۔نورماہ وہیں سے آ رہی تھی۔اُسے دیکھتے کچھ سانس بحال ہوئی۔وہ سر سے دوپٹہ ۔ا۔ کرتے آگے ۔ڑھی۔۔اُس نے نورماہ کا ہاتھ تھامتے جھٹ سے پوچھا۔۔

"کیا کہا تمہیں پ وفیسر نے؟"

نورماہ نے یں پ ا ۔۔

"وہی روز کی بے عزتی!" یہ کہتے وہ آگے ۔ڑھی۔دُعا نے اُس کا ہاتھ کھینچا۔۔

جھوٹ مت بولو!" نورماہ نے اُس سے ہاتھ چھڑا یا۔۔

"دُعا پلیز مجھ سے دور رہو۔یہ ہم دونوں کے لئے بہتر ہے!"

وہ آگے ۔ڑھی تو دُعا نے اُس کا ہاتھ کھینچا۔۔

"چلو تم!" نورماہ چو ۔۔

"دُعا مریض بیٹھے ہیں!"

"تم چلو تو!!" دُعا سخت خفگی سے بولی تھی۔۔۔وہ سیڑھیوں کی جان۔ جانے لگی۔۔۔کوئی بھی ۔ت ہوتی وہ سیڑھیوں میں ہی کیا کرتے تھے۔۔۔چند سیڑھیاں اُ کر دُعا نے اُس ہاتھ چھوڑا اور نورماہ کو دیکھا۔نورماہ کا چہرہ سرخ تھا۔۔دُعا نے اُس کے شانے پ ہاتھ ر اُسے دیکھتے کہنے لگی۔۔

"مجھے پتا ہے اُنہوں نے تمہیں کیا کہا ہے۔مجھے ۔ پتا ہے۔تمہیں ڈر لگ رہا ہے نہ۔۔ پنچ

سال جس چیز کے لیے تم نے محنت کی۔ اُسے کی چھننے کی یہ تمہیں دھمکی دے رہے ہیں۔۔وہ بھی ت ۔ ۔ ۔ ڈ ی تمہیں ملنی والی ہے۔گھر والے محبت ۔ کا حوالہ دے کر تمہیں ڈرا یہ ہے اُنہوں نے !" نورماہ ضبط نہیں کر سکی۔۔اُس کی ہچکی لگ گئی۔۔" مجھے بہت ڈر لگ رہا ہے دُعا۔۔ پ وفیسر نے کہا وہ مجھے نکال دیں گے۔ا میں نے تمہاری جاسوسی نہیں کی۔۔میرے والد میری والدہ میں اب استطا ت نہیں کہ وہ کما سکیں۔میں اُن کا واحد سہارا ہوں۔اُنہوں نے اپنا ۔ ٹ کر مجھے پڑھایا ہے۔۔میں کیا کروں دُعا۔۔۔"

نورماہ زاروقطار رو رہی تھی۔۔دُعا نے تکان سے آہ بھرتے اُسے گلے لگایا۔۔

"اوہ نورماہ!!"

"تم نورماہ ہو۔۔ماہ نور کے بنا کچھ نہیں۔۔تم بُجھ گئی تو کیا ہوگا؟ تم تو نورماہ ہو۔۔ ر یہ بُجھ گئی۔۔ تم تو نورماہ ہو۔وہ جو کہتے ہیں تم کرو۔وہ جو چاہتے ہیں تم اُن ت پہنچاتی رہو۔۔"
وہ اُس کی پشت تھپک رہی تھی۔۔
"تم میری فکر مت کرو نورماہ۔۔"
نورماہ آ پو پ ت اُس سے الگ ہوئی اُس نے اُس کے ہاتھ تھامے۔
"تمہاری شادی ہونے والی ہے دُعا۔تمہارا ا بہت پیارا گھر ہے۔۔یہ لوگ خطر ک ہیں۔اڈمنسٹر ۔ اُس کے ساتھ ملے ہیں۔وہ تمہیں جھو ٹ ۔ ت کر دیں گے۔بہت بہت آسانی سے۔۔۔اُن ۔ کوا پ ل کی ریپو کے لالے پڑے ہیں۔تم دیکھنا۔۔یہ کوئی ۔ ت ۔ ہر نہیں جانے دیں گے۔یہ ۔ کے ۔ مل گئے ہیں۔۔۔اور جلیل سومرو پ وفیسر کا پکا ر ہے۔۔"
دُعا اُسے دیکھتے ن می سے بولی۔۔

"میرے پس ثبوت ہے۔۔میرے شوہر نے کل اُس بچی سے بت کی تھی۔۔" نورماہ کرب سے میں سر ہلا کر کہہ پڑی۔۔

"او دُعا تم بت کو سمجھو۔۔۔وہ تمہیں یہ تمہارے شوہر کے ساتھ کچھ کر دیں گے۔۔۔"

ای دم دُعا کو نٹ بجتا محسوس ہوا تھا۔۔

دُعا ن ہوتے پوچھنے لگی۔۔ "جلیل سومرو کیوں کر رہا ہے یہ ؟"

نورماہ بھرائی ہوئی آواز میں بولی۔۔

"اپنی اولاد کے لیے اور کس کے لئے؟"

"اولاد؟" حیرانی سے دُعا نے پوچھا تھا۔نورماہ آ پون ت اُسے بتانے لگی۔

"اُس کا بیٹ ہے وسیم۔۔اُس نے یہ کیا ہے۔وہ بھی پ وفیسر کے دفتر میں بیٹھا ہوا ہے۔بہت بتمیزی کر رہا تھا۔بہت ٹ قسم کی بتیں کر رہا تھا۔اور ب ر کر کہہ رہا تھا۔اُس نے ایسا کیا ہے وہ کسی سے نہیں ڈرتے ہے۔وہ ای بگڑا ہوا بچہ ہے۔۔۔پ وفیسر کو جلیل سومرو نے بہت پی کھلا ی ہے۔۔" سارے ما ے سے متحیر دُعا نورماہ کو ی ٹ دیکھ رہی تھی۔۔

"پلیز دُعا ن ا کے لیے۔۔۔تم اِس سے پیچھے ہٹ جاؤ۔ہم اُس بچی کے لیے کچھ نہیں کر ت۔۔"

ہرنی آنکھیں منجمد ہونے لگیں۔اُس نے سر اُٹھا کر ای ٹھنڈی آہ بھری۔۔۔۔نورماہ اُسے قائل کرن چاہ رہی تھی۔

"پلیز دُعا اپنے گھر کا سوچو۔۔تمہاری شادی ہونے والی ہے۔۔۔"

دُعا کلفت سے مٹھیاں دب کر بے اختیار بولی۔۔

"ہاں میری شادی ہونے والی ہے۔۔اور اِس وقت جلیل سومرو کی زن گی کا ب سے ڑا کا

میں اور وہ میرا شوہر ہے۔۔میرے شوہر کی اِس . میں یہ غلطی ہے کہ وہ میرا شوہر ہے۔۔۔اور اُس نے کل . ریہ سے کال پ . ت کی تھی۔اَ میں منہ کھولوں گی۔میرا شوہر خاموش نہیں رہے گا۔۔۔" مطمئن ہوتی نورماہ کہنے لگی۔۔

"ہاں تم میری . ت سمجھ رہی ہو نہ۔۔"

دُعا کے رونگٹے کھڑے ہو رہے تھے۔۔اُسے سمجھ نہیں آ رہا تھا۔۔وہ اِس . سے کیسے خود کو بچائے گی۔۔۔

نورماہ زینے پ . ی ت ل سے بولی۔۔

"ہم صرف اُن کے لئے ای کھلو . ہیں دُعا۔۔"

دُعا نے فی الفور جھکا کر نورماہ کو دیکھا۔۔

" کیا کہا؟ کھلو . ؟" نورماہ کو دُعا کا لہجہ کچھ عجیب لگا۔۔وہ ای مرتبہ پھر سے خود کو کمپوز کر چکی تھی۔نورماہ اُسے بغور دیکھنے لگی۔۔

" کیا ہوا دُعا؟" دُعا اُس کے سامنے جھک کر اُسے بے ت ش چہرے سے دیکھنے لگی۔۔نورماہ کا دل دہلا۔۔وہ ہرنی نگاہیں سرد تھیں۔۔دُعا بنا پلکیں . پ ت کہنے لگی۔۔

" تمہیں پتا ہے مجھے ہارر موو . بہت پسند ہیں۔۔ . بھی کوئی نئی مووی آتی ہے۔۔تو میں اور میرا شوہر اُسے ضرور دیکھتے ہیں۔میرے شوہر کی من پسند ی ہ مووی Annabelle ہے۔۔جس دن ہم نے Annabelle Comes Home دیکھی۔میرے شوہر نے مجھ سے کہا تھا۔۔اَ لوگ تمہیں کھلو . سمجھیں۔تو کھلو . بن جا . ۔ Annabelle والا!"

نورماہ کو دُعا کے سفاک لہجے سے شدی خوف آی تھا۔دُعا غیر . . تی لہجے میں اُس کے قری . آتے سرگوشی کر کے بولی۔

"When they want you to be a toy. Be an Annabelle for them!"

دُعا خود کو نارمل کرتے سر ہلانے لگی۔۔

"یہ لوگوں کو نوچ دیتے ہیں۔ثبوت مٹا دیتے ہیں۔۔ autopsy رپورٹ بدل دیتے ہیں۔۔۔۔ یہ ہمارے ضمیر نہیں مار سکتے!!"

دُعا نے نور ماہ کو دیکھا۔۔

"نور ماہ اُس بچی کے چھوٹے چھوٹے خواب تھے!"دُعا نے اُسے معصومیت سے انگلیاں دکھائی تھیں۔۔

"میں چپ نہیں رہ سکتی نور ماہ!"نور ماہ گڑبڑائی۔۔

"لیکن۔۔ !"دُعا کی بات جاری تھی۔۔

"میری آنکھوں کے آگے بار بار اُس کا چہرہ آتا ہے۔کانوں میں بار بار اُس کی آواز سنائی دیتی ہے۔۔"

آنکھوں سے ایک ستارہ ٹوٹا۔۔

"میرا نام ماریہ ہے!!"

دُعا کی آواز بھیگ گئی۔۔

"وہ میرے شوہر سے کہہ رہی تھی۔۔ایک دن ایک دن۔۔اُس کی فیملی ہوگی۔ایک دن وہ اُسے بھول جائے گی۔۔۔"

شیریں سی ماریہ کی آواز اُسے سُنائی دی۔۔

"ایک دن میں تمہارے خواب دیکھنا چھوڑ دوں گی۔اور تب میری شادی ہو جائے گی۔تب میری ایک فیملی ہوگی۔"

آنکھوں سے ای اور ستارہ ٹوٹ --

"مجھے پتا ہے یہ لوگ مجھے . م کر دیں گے---میری عزت میرا شوہر میری فیملی کوئی بھی محفوظ نہیں ہے--لیکن میں ایسی زں گی نہیں َ ار سکتی-جس میں مجھے اپنے ضمیر کو مار پڑے--میری زں گی کا ای motto ہے--ہم ای . ر جیتے ہیں--YOLO بلکہ اب سے WOLO تم میرا ساتھ دو--یہ درں ے ہیں--- ہر درں ا بُرا نہیں ہوت -کچھ beast اچھے بھی ہوتے ہیں--" وہ نورماہ کا ہاتھ تھامے اب اُسے قائل کر رہی تھی--نورماہ گنگ بنی اُسے دیکھ رہی تھی--

"میں اِن کو ش. ت کر کے دکھاؤں گی---جسے یہ کمزور بیوٹی سمجھ رہے ہیں--وہ بیئسٹ ہے---"

دُعا اُٹھ کھڑی ہوئی--"یہی آئی ہے نہ . ر یہ کی --دی ت ہوں میں اِن . کو-دیکھ لیتی ہوں--"

نورماہ اُس کے پیچھے اُٹھی---

"دُعا!!" دُعا تیزی سے pathology ڈیپارٹمنٹ کی جا . جا رہی تھی-َ رتے ہوئے س سے اُس نے پوچھا-

"ڈاکٹر رُبینہ کہاں ہیں؟"

وہ trainee pathology کا پوچھ رہی تھی--پو ٹ مارٹم pathology کے ڈیپارٹمنٹ کا کام تھا-اُن سے اُس کی واقفیت تھی-

دُعا نے اُس کے ہاتھ میں پکڑی instrument ٹ ے سے قینچی پکڑی--

"وہ--" س اِس سے پہلے کچھ کہتی عقب سے آواز آئی-

"میں یہاں ہوں۔۔" دُعا نے پلٹ کر دیکھا۔۔وہ گھور کر اُنہیں دیکھتے آگے بڑھی۔۔ڈاکٹر رُبینہ اطمینان سے کھڑی اُسے دیکھتے بولیں۔۔

"اتنا تماشہ کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔۔"

اُنہوں نے دُعا کا ہاتھ پکڑا اور اُسے اپنے ساتھ لے جانے لگی۔۔نس نے اُنہیں جاتے ہوئے دیکھا اور متاسفانہ انداز میں بولی۔

"یہ صبح سے اسپتال میں ہو کیا رہا ہے؟"

نور ماہ دُعا کو روکنے آ رہی تھی۔۔ تبھی دُعا ڈاکٹر رُبینہ کے ساتھ تیزی سے وہاں سے نکل گئی۔

"دُعا!" اِس سے پہلے وہ آگے بڑھتی۔۔عقب سے آتے ڈاکٹر میکا نے اُس کا بازو اپنی گرفت میں لیا۔نور ماہ بھونچک گئی۔۔۔وہ سختی سے اُسے تنبیہ کرتے کہنے لگے۔۔۔

" کنٹرول یور سیلف۔۔۔۔جلد بازی میں اُس کی طرح بیوقوفی مت کرو۔۔"

ڈاکٹر رُبینہ اُسے واپس سیڑھیوں میں لے کر آ ئیں۔اُنہوں نے اُس کا ہاتھ جھٹکا۔۔۔اور اُس کی طرف دیکھتے طیش سے بولیں۔۔

"یہ قینچی دکھا کر ہم پہ کیا ثابت کرنا چاہتی ہیں آپ ڈاکٹر دُعا؟"

"اور میم!!" دُعا جھٹ سے بولی۔۔

"یہ autopsy کا تماشہ کر کے آپ لوگ کیا کرنا چاہتے ہیں؟ آپ اور میں بھی جانتے ہیں کہ رپورٹ کیا آنے والی ہے؟"

ڈاکٹر رُبینہ شدت سے بول پڑیں۔۔

" تمہیں پتا ہے نہ یہ کس نے کیا ہے؟ پتا ہے نہ تمہیں؟ تو پھر تم ہم پہ کیوں برس رہی ہو؟ ہم مجبور ہیں دُعا؟ آج ہمیں یہاں سے نکال دیں گے۔۔۔ہم کچھ نہیں کر پائیں گے۔۔۔ہماری

زن َ ں ہیں۔خا ٔ ان ہیں۔۔۔We have to feed them۔۔۔ہم پ کر کیا حاصل کر رہی ہو تم؟ جا ہو نہ۔۔جا ہو نہ کس نے کیا ہے یہ ۔کون کر رہا ہے۔.تو جاؤ۔۔اور یہ قینچی اُسے دکھاؤ۔۔۔"

اُن کے سانس پھول گئی تھی۔۔

"زن گی میں جیسا ہر وقت تم چاہتی ہو۔ویسا نہیں ہو ۔۔۔اِس ا پ ل میں کام کرنے کے لیےتمہیں پتا ہے میں نے کتنے جتن کیے ہیں؟ ۔ میں یہاں آئی۔۔۔مجھے پ وفیسر نے کتنی مرتبہ ہراساں کیا ہے۔۔۔"

وہ بلک بلک کر رونے لگ گئیں۔۔

"اور میں کچھ نہیں کر پ ئی دُعا۔۔تمہیں پتا ہے۔۔۔میں۔۔۔کس سے ٔ ری ہوں دُعا؟۔۔۔تمہیں پتا ہے۔۔۔۔میری روح پ ۔۔۔کتنے۔۔کتنے زخم لگے ہیں؟"

وہ حواس ختگی سے پُھوٹ پُھوٹ کر رو رہی تھیں۔۔دُعا مبہوت سی شل پ ڑتے ا ب سے اُنہیں دیکھ رہی تھی۔۔۔وہ دُعا کو دیکھتے آ وں سے اُس پ ۔۔

"تم کچھ کر سکتی ہو نہ۔۔تو جا کر مارو اُسے۔۔مارو نہ اُسے۔۔جا کر بے ب کرو نہ اُسے۔۔کرو نہ دُعا۔۔" وہ دُعا کو زوؤں سے تھامیں جھنجھوڑنے لگیں۔

" پتا ہے ٔ تمہیں۔۔تو اُسے سزا دلاؤ ٔ ۔۔ہمیں کیا کہتی ہو؟ ہمیں کیا کہتی ہو!!" اُنہوں نے اُس کے زو ٔ ٹ تے ہوئے چھوڑے۔۔

"ہاں۔۔ہمیں کیا کہتی ہو تم؟ ہم نے کیا بگاڑا ہے کسی کا؟ ہم تو خود یہاں وِکٹم ہیں۔۔"

دُعا ٹ ھال ہوتے لنگڑا کر ریلنگ تھامتے سیڑھیوں میں ی ٔ لگی۔۔ڈاکٹر رُبینہ کی سسکیاں سیڑھیوں میں گونج گونج کر واپس لوٹ رہی تھیں۔۔وہ ریلنگ تھام کر سر جھٹکے سسکیاں لے لے

کر یہ کر رہی تھیں۔۔

ہر چہرے کی اُس اسپتال میں ایک کہانی تھی۔۔ہم سب کو یہی لگتا ہے۔ہم سے زیادہ کوئی مظلوم نہیں۔۔ زندگی میں ویسا نہیں ہوتا ہے؟ جیسے ہمیں لگتا ہے۔۔ ہاتھ میں پکڑے موبائل پر بیپ ہوئی۔دُعا نے وائبریشن پر موبائل کی جانب دیکھا۔۔خضر کی ٹویٹ تھی۔۔۔وہ ریپ کے حادثے کی سخت مزاحمت کر رہا تھا۔ٹویٹ پر افسوس کے ساتھ حیرت کا بھی اظہار تھا۔کہ کل ہی میری اُس بچی سے بات ہوئی تھی۔۔وہ بچی زندگی سے بھری ہوئی باتیں کرتی تھی۔۔افسوس ہے۔۔"

دُعا مخبوط الحواس وہاں بیٹھی تھی۔۔۔بڑی دیر بعد کچھ کچھ سمجھ آرہا تھا۔۔

"جان۔۔جان پر ہمیشہ کی طرح میرا کیا پڑ جائے گا۔۔" ڈاکٹر رُبینہ شش و پنج میں مبتلا اُسے دیکھ رہی تھیں۔۔مجھے جھوٹی گواہی دینی ہوگی؟ میری زندگی تو شاید بچ جائے۔۔ میری آخرت تباہ ہوجائے گی۔۔"

ایک خیال اور دوسرے خیالات میں ضم ہوا۔۔

"آج میرے سامنے یہاں یہ ہو رہا ہے۔میرے پیچھے یہاں کیا کیا ہوا ہوگا؟ یہ تو صرف ایک اسپتال کی کہانی ہے؟ پورے شہر میں کیا ہوتا ہوگا؟ اور پورے ملک میں کیا ہوا ہوگا؟ اور کتنے ڈاکٹروں کو دھمکایا گیا ہوگا؟ اور کتنے ڈاکٹر بِکے ہوں گے؟ کیا ڈاکٹر بکاؤ ہوتے ہیں؟"

موبائل وائبریٹ ہوا۔۔۔ڈاکٹر رُبینہ نے اُس کے موبائل کی جانب دیکھا۔دُعا نے ایک گہری سانس لی۔۔لبوں کے قریب تھا۔۔اُس نے ہاتھوں سے پونچھا۔۔موبائل مٹھی سے کھول کر اچکایا اور دیکھنے لگی۔۔انداز پھر سے کمپوز تھا۔ بلاوا آگیا تھا۔۔جلیل سومرو نے عوام اور میڈیا کو یہ شو دیا تھا۔۔وہ ہر قسم کی تحقیقات میں پولیس کا ساتھ

دے گا۔۔عوام میں بیٹھے تنقید نگاروں کو وہی ٹ   جو وہ دینا چاہتا تھا۔

"اِس کے خادم کی بیٹھی تھی تبھی شور مچا رہا ہے۔اور جو غر یہ عوام کی بچیوں کی عزت کی دھجیاں اُڑائی جاتی ہیں اُس کا کیا؟"دُعا کمر کستے پ وفیسر کے روم کی جا نب جا رہی تھی۔۔

"صدرِ عالی وقار۔۔کھیل تو اچھا کھیل رہے ہیں۔۔   بندہ غلط چُن بیٹھے ہیں۔۔"

وہ پ وفیسر کے کمرے کے ب ہر پہنچی۔ ب ہر جلیل سومرو کے گارڈز موجود تھے۔۔اُس نے ای گہری سانس لے کر دروازہ کھٹکھٹا یہ۔۔

" کم اِن!!"

دُعا ان ر آئی۔۔ پ وفیسر اُسے دیکھنے لگے۔۔

"ہاں آ گئی !" سرمئی ب لوں والا درمیانہ عمر آدمی مونچھوں کو ت وَ دیتے پلٹا۔۔سرمئی چمکدار آنکھیں۔۔سنہرا چہرہ۔۔اُس چہرے کو ہرنی آنکھیں بغور دیکھ رہی تھیں۔ساتھ کرسی پ ب ری اور لمبی لمبی ٹ نگوں والا ای نوجوان بے ڈھنگ ان ازمیں بیٹھا تھا۔۔۔

پ وفیسر نے اشارہ کرتے کہا۔

"جلیل یہ ہے۔۔" لہجے سے معلوم ہوت تھا۔۔جلیل سومرو سے اُن کی بڑی پکی ی ری تھی۔۔۔ ب ری   ش اور صاف رنگت والا نوجوان دُعا کو دیکھنے لگا۔۔۔دُعا بڑی ہمت سے اُسے دیکھتے آگے بڑھی۔۔

وہ نوجوان اُسے دی ے پھاڑ پھاڑ کر دیکھ رہا تھا۔۔دُعا جیسے اُس کے قری ب آئی۔۔وہ اُس پ ن پٹ ۔۔اُس نے ب ق رفتاری سے اُسے پیٹنا شروع کر دی ۔۔

"تم تم۔۔۔"

پ وفیسر فوراً اُسے بولے۔

"دُعا۔" جلیل سومرو نے ساتھ بیٹھے اُنہیں ہاتھ دکھایا۔

"مارنے دو!" وہ سنجیدگی میں بڑی چترائی سے دُعا کو دیکھ رہا تھا۔۔اُس نوجوان نے خود کو اُس سے چھڑانے کے لئے پیچھے دھکا دینا چاہا۔دُعا نے اُس کے منہ پہ انگوٹھے کی ہڈی دی۔۔وہ یکدم۔۔ ۔ی۔۔۔

"ڈیڈی!"

"درندے ہو تم۔۔حیوان ہو تم۔۔" وہ اُسے پے در پے مار رہی تھی۔

" تو اب مجھ پہ اپنی مردانگی۔۔۔۔"

اُسے جارحانہ انداز میں زور زور سے پیٹتے اُس کا دوپٹہ سر سے سرک گیا۔۔۔

وہ سرخ پڑتے ہوئے ہاتھوں سے اُسے مار مار کر تھک گئی۔وہ پھولتے ہوئے سانس سے رُکی اور دو قدم پیچھے گئی۔وہ حلق کے بل جھک کر ئی۔۔

"ساری زندگی لگا دیتا ہے باپ بیٹی کی زندگی بنانے میں۔۔اور تم درندوں کی ایک منٹ کے لیے بھی روح نہیں کانپتی اُسے لاش بناتے؟"

وہ نوجوان سیخ پہ ہوا تھا۔۔ جلیل سومرو نے کرسی کے بازو پہ رکھا اُس کا ہاتھ دبایا۔۔وہ دُعا کی طرف دیکھتے کہنے لگا۔

"میں اِسے ضرور سزا دوں گا۔۔۔۔"

دُعا اُسے دیکھ کر اُس پہ دھاڑی۔۔

"ثبوت مٹا کر؟ اتنے بڑے بول مت بولیں جناب۔اتنے بڑے بول مت بولیں۔۔وہ بچی اِسی اپتال سے غائب ہوئی تھی۔اِس درندے نے اُسے اغواہ کیا تھا۔۔اِس نے۔۔۔اور میں اِسے ضرور سزا دلاؤں گی!!!"

وہ قہر کی سے اُس کی جا . اشارہ کر کر کے کہہ رہی تھی۔۔جلیل سومرو خاموشی سے اُسے دیکھ رہا تھا۔۔

"میرے پ س ثبوت ہیں۔۔۔تم لوگ اپنی در گی کا ا م دیکھو گے؟"دُعا کا گلا کر بیٹھ چکا تھا۔۔

جلیل سومرو نے . کھولے۔۔

"کیا تم جا ہو تمہارا شوہر اِس وقت کہا ہے؟"دُعا دیوانہ وار شیرنی کی طرح دھاڑ کر آگے آئی۔اُس نے . . . سے قینچی نکال کر جلیل سومرو کے منہ کے قری . کر دی۔

ساتھ بیٹھا اُس کا . ٹ و ش ت کھا ی۔۔ پ وفیسر فی الفور بولے۔

"ڈاکٹر دُعا خود پ قابو کریں۔۔" جلیل سومرو خاموشی سے . اطمینان اُس کے سامنے بیٹھا تھا۔۔دُعا لرزتے ہاتھوں سے اُس کے سامنے جھکی تھی۔ہاتھ میں چھری کی طرح اُس نے قینچی پکڑی تھی۔قینچی مسلسل لرز رہی تھی۔۔۔اُس کی آواز پھٹنے لگی۔۔۔

"میرے شوہر کو کھر و نچ بھی آئی۔۔۔۔تو چیر دُوں گی!!!!"

قہر آور لرز ہوا ا از تھا۔۔آنکھیں ڈ ٹ . رہی تھیں۔۔۔جلیل سومرو اُس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالے اُسے دیکھ رہا تھا۔۔دُعا کی آواز بھیگ رہی تھی۔۔

"میرے شوہر کا م بھی لیا۔۔۔۔تو چیر رررڈوں گی!!!"

اُس نے اُس کی کمزوری پ وار کیا تھا۔وہ اطمینان میں یخ بستہ تھا۔۔دُعا ٹوٹ رہی تھی۔۔۔جلیل سومرو سادگی سے اُسے دیکھتے محظوظ ہوتے بولا۔۔

"گلستانِ جوہر میں ہے اِس وقت وہ۔۔جا ہو کس سے مل رہا ہے۔۔میرا بندہ وہیں ہے۔۔"

دُعا ا   ب شکستگی سے پیچھے ہٹ گئی۔ ہاتھ سے قینچی چُھوٹ گئی۔۔۔نوجوان لڑکا ٹ َ   پ

ٹ َ   رکھے گفتگو سے لطف اُٹھاتے شیو پ ہاتھ پھیر رہا تھا۔۔ پ وفیسر سر اُٹھا کر پوری توجہ سے اُنہیں دیکھ رہے تھے۔۔

جلیل سومرو دامن جھاڑ کر اُٹھا۔

اُس نے دُعا کا شانہ تھاما۔۔دُعا نے کرا   سے اُس کا ہاتھ پیچھے ہٹایا۔اُس نے مسکرا کر ذرا جھک کے دُعا کے کان میں سرگوشی کی۔۔۔

"ا ی سودا کرتے ہیں۔۔" اُس کی سرد آواز دُعا کے کانوں میں تیزاب کا کام دے رہی تھی۔۔رواں رواں اُس کا لرز رہا تھا۔۔۔

"تم میرے لوگوں کو محفوظ رکھو۔میں تمہارے لوگوں کو محفوظ رکھوں گا۔۔"

یہ کہتے وہ سیدھا ہوا اور ویسٹ کوٹ پ ہاتھ پھیرتے آگے ب ڑھا۔۔

"چلو بوبی!"

نوجوان لڑکا اُٹھ کھڑا ہوا۔دُعا یخداں بنی ہنوز جلیل سومرو کو دیکھ رہی تھی۔۔۔اُس لڑکے نے اُس کے قری ب سے گ ز رتے ہوئے اُس کے منہ کے قری ب چہرہ کیا۔دُعا نے گ ھن کھاتے اپنا رُخ موڑ لیا۔

"جسٹ وی ٹ اینڈ واچ!!"

اور وہ قہقہہ لگاتے ہنس کر آگے ب ڑھا۔۔۔پ وفیسر دُعا کو افسوس سے دیکھ رہے تھے۔اُنہوں نے ت س کھاتے   میں سر ہلایا۔۔۔

" ۔۔   ۔۔   ۔سمجھایا تھا نہ تمہیں میں نے۔میری بیٹیوں کی طرح تھی تم۔۔اِس لئے سمجھایا تھا۔"

دُعا نے ۔ د ۔ ئے خونی وں سے اُنہیں دیکھا۔۔

"تم ہماری اب ۔ کی ۔ سے بہترین intern ہو۔۔۔ مجھے اُمید ہے تمہارا یہاں ۔ قی کا سفر بہت اچھا ۔ رے گا۔۔ جو یہاں ہوا اِسے اپنی ز ۔ گی سے undo کر دو۔۔" دُعا نے مز ۔ ی ۔ د ۔ لیے۔۔۔ پ وفیسر نے ۔ چھیں پھیلا کر ۔ دن لڑھکاتے اُسے جانے کا اشارہ کیا۔۔

"تم جا سکتی ہو۔۔"

بے بس سی غم زدہ وہ بکھری لٹیں سمیٹتے چلنے لگی۔۔۔

آج لگا تھا وہ بہ حیثیت ا ی ڈاکٹر ۔ کام ہو گئی۔۔ اُس کی آنکھوں کے سامنے ا ی و ش ت ۔ ک لرزہ خیز واقعہ پیش آ ی تھا اور وہ کچھ نہیں کر سکی تھی۔۔

"دن دہاڑے یہاں یہ ۔ ہو ۔ ی۔۔ اور کوئی نہیں بولا؟ کوئی بھی نہیں؟" ب حواس ۔ گمشدہ تھے۔۔ ا ی رات میں ۔ ۔ ل ۔ ی تھا۔۔ اُس نے یکدم ت میم کی۔۔

"شا ی ۔ لا نہیں ۔ بے ب ہو ی تھا۔۔"

اُس نے شد ی درد سے دل پ دونوں ۔ زو کراس کر کر رکھے۔۔۔ آنکھیں نمنمانے لگیں۔۔۔ وہ سر جھٹک کر منمنائی۔۔

"زمین کا ۔ پ جائے گی۔۔۔ ضمیر نہیں کانپیں گے۔۔ یہ لوگ اِس قدر کٹھور ہیں۔۔"

بو ۔ یں ۔ سات کی ما ٹپک رہی تھیں۔۔ درد بیان سے ۔ ہر تھا۔۔

ز ۔ گی نے عجب موڑ لیا تھا۔۔ دل پوچھ رہا تھا۔۔ کیوں لیا تھا؟ جواب سادہ سا تھا۔ ز ۔ گی پوچھ کر کبھی کوئی موڑ لیتی ہے کیا؟

☆.....☆.....☆

ہاتھ پ پ رہے تھے۔۔ وہ کام کر رہی تھی۔ غلطیوں کی انتہا ہو گئی تھی۔ اُس کے سینئر پی۔ جی

اُس سے پوچھ ہی پڑے تھے۔

"ڈاکٹر دُعا ۔ ٹھیک ہے؟" دُعا کا ماتھا پسینے سے شرابور تھا۔وہ پھرتی دکھاتے بولی۔۔

"جی سر ۔ صحیح ہے۔۔" لگ رہا تھا مزید ا رر تو مر جاتی۔۔سانس ی کا جیسے موقع نہیں مل رہا تھا۔۔کام تھا کہ ختم ہی نہیں ہو رہا تھا۔دن جو پڑھا تھا۔ڈوبنے کا م ہی نہیں لے رہا تھا۔اپنے سینیئر کو اُس نے سر سے دیکھا۔تو ڈاکٹر کوٹ کی ۔ سے مو نکالا اور نور ماہ کو میسیج لکھنے لگی۔۔

"پ وفیسر راؤ کے بعد جا گے تو تم میری جگہ سنبھالو گی؟"

فوراً جواب آ ی۔

"ایچ۔او۔ڈی پ وفیسر عبد القادر؟"

دُعا نے پڑ کر اپنا ہی ماتھا پیٹ۔۔

"ی ر۔۔" وہ لکھنے لگی۔

"ی ر assistant پ وفیسر۔۔"

دونوں ہی پ وفیسر تھے۔۔ assistant اُن سے نچلی پو پ تھے۔۔یعنی وہ ابھی مکمل پ وفیسر نہیں بنے تھے۔بس جلدی میں پ وفیسر کہہ جاتے تھے۔۔

"اُفوہ۔۔تم نہ۔۔خیر۔۔ہیں تو وہ بھی اُنہی کے چچ۔۔"

دُعا لکھنے لگی۔۔

"ویسے وہ تمہیں چھوڑنے نہیں والے۔۔کیا کہو گی؟"

"تم جا کہاں رہی ہو؟" دُعا نے جھٹ سے لکھا۔

"ای دو ت ہے اُس سے ملنے۔"

"تم عروہ سے مدد لے رہی ہو؟"

دُعا نے لکھا۔

"نہیں۔۔عروہ کو اب پریشان نہیں کروں گی میں۔۔"

"پھر تم کیا کرو گی؟" اُس نے فکرمندی سے پوچھا تھا۔

"فلحال مشورہ کروں گی بس۔۔"

"اگر تمہاری شکایت ہو گئی نہ۔۔تم گئی۔۔"

دُعا نے بڑی تیزی سے ٹائپنگ کی۔۔

"تم میرا کام سنبھال لینا۔۔زیادہ دیر نہیں کروں گی۔۔"

جواباً اُس نے اُسے انگوٹھا دکھایا۔۔

"اوکے۔۔"

یہ لکھ کر اُس نے موبائل بند کر دیا۔۔وہ مریضوں کو دیکھتے سوچنے لگی۔۔

"بڑے بڑے بلاگ پڑھتی تھی۔فیس بک پوسٹ پڑھتی تھی۔۔۔بہت ڈاکٹرز اپنے مسائل شئیر کرتے تھے۔۔اور اسپتال کا نام بھی نہیں لیتے تھے۔سوچتی تھی۔۔ایویں لگے ہیں۔۔کاش مجھے اندازہ ہوتا۔۔یہاں کیا کیا ہو جاتا ہے۔۔اور آواز بھی نہیں اُٹھائی جاتی۔۔۔نہ ہی میڈیا کچھ کر پاتی ہے۔۔بندوں کے بندے مر رہے ہیں۔۔یہ کیا ہو رہا ہے۔۔کیا یہ سب پہلے سے ہو رہا تھا؟یا میرے حواس اب جاگے ہیں۔"

کچھ کام نمٹایا۔۔اور خاموشی سے اسپتال سے نکلی۔۔اسپتال کا گیٹ پار کرتے باہر آئی۔۔سامنے گاڑی میں اسٹیرنگ تھامے اور آنکھوں پر چشمہ لگائے وقاص بیٹھا تھا۔۔چشمے سے بھی وہ اُس کا گھورنا محسوس کر سکتی تھی۔وہ گاڑی کا دروازہ کھول کر بیٹھی۔

"اسلام علیکم۔۔" وہ ہمیشہ کی طرح سرد سے لہجے میں بولا۔
"وعلیکم!"
اُس نے گردن موڑ کر اُسے دیکھا۔
" کیا کام ہے؟" اُس نے دروازہ بند کرتے فریاد کی۔
" کچھ کھلا ہی دو!" وقاص نے چشمہ اُتار کر اُسے دیکھا۔۔
"میرے خیال میں لنچ ٹائم میرا تھا۔تمہارا نہیں۔" دُعا نے بے فکری سے اُسے ہاتھ دکھایا۔
" فکر نہ کرو۔۔" وقاص سٹیرنگ گھمایا۔۔۔
" تم نے کہا ضروری کام ہے۔اِس لیے آئی ہوں۔۔ورنہ آمنہ کے ساتھ لنچ کرنا تھا۔۔"
دُعا نے جواباً سر جھٹکے سر ہلایا اور کہنے لگی۔۔
" کوئی بات نہیں۔۔"
وقاص ڈرائیو کرنے لگا۔
" تمہیں یقیناً صدمہ پہنچا ہوگا اُس بچی کی موت پر۔۔" دُعا بے اختیار بولی۔
"بہت!!" لہجے میں شدید تڑپ اُس نے محسوس کی تھی۔
وقاص کہنے لگا۔
"مل جائے گا اُس کا مجرم۔۔جلیل سومرو جیسا بڑا بندہ اُن کے ساتھ ہے۔" دُعا نے غضبناک سی گردن موڑ کر اُسے دیکھا۔۔
" تمہیں یہ عجیب نہیں لگتا وقاص کہ وہ بچی اپنے گھر اُتاری جاتی ہے اور بیماری میں وہ کھیلنے آگے کہیں نکل جاتی ہے۔۔" وقاص نے اسٹیرنگ سے ذرا ہاتھ اُٹھایا۔۔
"بچی تھی نہ۔۔" یہ کہتے وہ ذرا چونکا۔اُس نے ایک نظر دُعا کو دیکھا اور ... لگائی۔۔

"خود سے کچھ مت قیاس کر ۔۔جو ت کر دلائل اور ثبوت کی روشنی میں کر ۔۔"

دُعا کی آنکھیں ڈ ڈ ۔۔اُس نے اپنی مُٹھیاں مروڑیں۔۔وہ د نے لگی۔وقاص متعجبانہ وں سے اُسے دیکھ رہا تھا۔

"مائی گاڈ۔۔پلیز یہ مت کہنا۔تم اِس میں خود کو دھکیل چکی ہو۔اور تم کچھ جا ہو۔۔"

دُعا کی ہچکی لگ گئی۔۔وہ سر اُٹھا کر سر ہلاتے سسکنے لگی۔۔

"ہاں!"

وقاص سراسیمہ بیٹھا اُسے دیکھے جا رہا تھا۔۔ ی مشکل سے اُس نے خود کو کمپوز کرتے گاڑی پھر سے ئی۔۔

"جلیل سومرو کی چال پ وہ د تھا۔مکمل طور پ د ۔"دُعا کو اُس نے سامنے سے ٹشو کا ڈبہ اُٹھا کر پکڑا یا۔

"پلیز رو لو۔نکال دو۔جو د کر رکھا ہے۔۔"وہ سسکتے ہوئے کسکتے ہوئے ڈبے سے ٹشو نکال رہی تھی۔۔آ پونچھ رہی تھی۔یہی عمل مسلسل چل رہا تھا۔

"میں کچھ نہیں کر سکتی۔ میں ر کٹو بن کر بھی نہیں جی سکتی۔۔میں چا کو بھی کچھ نہیں بتا سکتی۔۔مجھے جلیل سومرو نے دھمکی دی ہے۔۔میں اَ کچھ بھی کروں گی۔۔تو وہ اُنہیں تکلیف پہنچائے گا جو مجھے عز ہیں۔۔میرے ضمیر نے مجھے اِس کیس میں تعینات کر لیا ہے۔۔اور میرے نے مجھے اِس سے مستثنیٰ کر دیا ہے۔۔میں چا ی کی جوتی نہیں پہن سکتی وقاص۔۔میں یہ چا ی کی جوتی نہیں پہن سکتی۔۔"

اُس نے سسکیاں یے ٹشو نکالا۔۔

"میری بیبسی کا عالم یہ تھا میں pathology ڈیپارٹمنٹ میں گئی۔۔اور میں نے وہاں کی یٹ ینی

کو کھری کھوٹی سُنائی۔ یہ جاننے کے ۔ وجود کے وہ اور اُن جیسے ٹ ینی صرف وہی کرتے ہیں جو autopsy pathologist اُنہیں کہتا ہے۔۔۔ میں نے خوامخواہ اُنہیں اذ ۔ دی۔ جنہیں اُن کے ایچ۔او۔ڈی نے کئی ۔ ر جنسی طور پ ہراساں کیا تھا۔۔ مجھے یہ بھی پتا تھا۔۔ اُن کے ایچ۔او۔ڈی اور ہمارے ایچ۔او۔ڈی نے صبح ا پ ل کے میٹنگ کی تھی۔۔ مجھے یہ بھی پتا تھا دونوں ایچ۔او۔ڈی سالے بہنوئی ہیں اور مجھے یہ بھی پتا تھا۔۔ اُن میں سے کوئی نہیں بولے گا۔ کیو آواز اُٹھائی گئی تو وزارت کی جا ۔ سے ۔ سینیئرز کی موجودگی میں اِس حادثے کا فوری ایکشن لیا جائے گا۔۔۔ میرے سینیئر کہتے ہیں بورڈ کے ممبرز میں بھی سیاسی بیس بھرتی ہے۔۔ سُننے میں یہ بھی ہے۔ ڈا ٔ یکٹر نے غر ۔ عوام کی دُعا لوکل اسٹور والوں کے آگے بیچنے کا دھندا شروع کیا ہوا ہے۔۔

انتظامیہ سے مجھے کوئی شکوہ نہیں۔۔ کیو وہ شروع سے ہی ایسی ہے۔ انہی کی وجہ سے ہماری تنخواہ کے مسائل چلتے رہتے ہیں۔۔ یہاں یہ ۔ ہو رہا ہے۔ کوئی اِس خبر کو نیوز ۔ نہیں پہنچا رہا۔۔

YDA (Young Doctors Association) ہمارے لیے آواز اُٹھا اُٹھا کر نہیں تھکی۔۔ ہم اب تھک چکے ہیں۔۔۔"

اُس نے ۔ ک پوچھی۔۔

" تمہیں پتا ہے وقاص۔۔ میں ۔ اکی قسم کھاتی ہوں۔۔ ا ڈاکٹر سینیئر ڈاکٹر ہماری۔۔ اُنہیں انتظامیہ کے کلرک سے چماٹ پڑا۔۔ پتا ہے کیوں؟ کیو وہ اپنی تنخواہ کا پوچھ رہی تھیں۔۔"

(حقیقی واقعہ)

وقاص نے گاڑی روک دی تھی۔۔ مز ۔ اب ڈرائیو کرنے کی سکت نہیں تھی۔۔

اُس کی بات جاری تھی۔۔

"ہر ڈاکٹر بکاؤ نہیں ہوتا۔۔ ہر ڈاکٹر بُرا نہیں ہوتا۔۔ اِس واقعہ کے بعد اب سے ہر کوئی ڈاکٹروں کو بُری نظر سے دیکھے گا۔ بلکہ ہر کوئی دیکھتا ہے۔کرتا یہاں ایک ہے۔۔بھرتا ہر کوئی ہے۔۔ مجھے پتا ہے۔۔میرا کیریئر میرا شوہر میرا خاندان میری عزت ہر چیز اِس وقت داؤ پر لگی ہے۔۔ مجھے پتا ہے تم اِس وقت ایک جونیئر وکیل ہو۔تمہارے کیریئر کے آغاز میں یہ حادثہ تمہارے لیے ایک مسئلہ بن سکتا ہے۔تمہارے پاس زیادہ تجربہ بھی نہیں ہے۔۔ ابھی مشورہ کرنے کے لیے میرے ذہن میں صرف تم ہی آئے ہو۔۔"

وقاص کا موبائل بجنے لگا۔اُس نے سیٹ بیلٹ اُتارتے دُعا سے کہا۔

"ایک منٹ۔۔" اُس نے جیب سے موبائل نکال کر اسکرین پر دیکھتے فٹافٹ کال اُٹھائی۔۔اُس نے کان سے موبائل لگایا۔

"تمہیں سمجھ نہیں آتا میں مصروف ہوں۔۔" وہ شدید غصے سے بولا تھا۔دُعا نے ذرا چونک کر وقاص کو دیکھا۔۔۔

"سمجھایا ہے مصروف ہوں کیوں بار بار کال کر رہی ہو؟ کہا ہے نہیں آ سکتا۔۔کام ہے۔۔تمہاری طرح سارا دن فارغ بیکری پر نہیں بیٹھتا۔۔یہاں لوگوں کی جانوں پر بات بنی ہوئی ہے۔اور محترمہ کو لنچ کی پڑی ہے۔۔رکھو فون۔۔"

اُس پر آمنہ ملول ہوتے دل سے بولی۔

"دروغجن۔۔خدا ای تا سو سزادر کری!"

(جھوٹے۔۔خدا تجھے سزا دے گا!)

وقاص مشتعل ہوا۔۔

"رکھو فون!!!"

"بہت اچھا کیا تم نے اپنا اصلی چہرہ دکھا دیا مجھے۔۔۔؟ یہ مہربانی!"

وقاص نے کھڑکی پہ زور لگاتے بیزاری سے کہا۔۔

"تمہاری ڈھائی مہربانی بند کرو فون۔۔لگاؤ اب آ کے لوٹے۔۔خوامخواہ سُن لی ہے مجھ سے!" اور اُس نے خود ہی کال کاٹ دی۔دُعا نے افسوس سے اُسے دیکھا۔

"کیوں ڈانٹا ہے اُسے تم نے؟۔۔" وقاص نے ہاتھ جھلایا۔

"چھوڑو تم۔۔اِس کا روز کا ہوگیا ہے۔" وہ چند لمحے ٹھہرا پھر اُس نے ایک گہری سانس لی اور کہنے لگا۔۔

"فالحال میں تمہیں یہی کہوں گا۔کچھ دیر کے لیے خاموشی اختیار کر لو۔کسی بھی صحافی سے رابطہ کرنے کی گستاخی مت کرنا۔۔پولیس تحقیقات کر رہی ہے۔پہلے اُنہیں تفتیش مکمل کرنے دو۔۔اور کسی کی وڈیو بنا کر اُنہیں دھمکانے والا بچکانہ امر مت کرنا۔۔سائبر لاء میں کسی کے consent کے بغیر اُس کا وڈیو بنانا بھی جرم ہے۔۔اور میری بات غور سے سُن لو۔اُنہیں ایک منٹ نہیں لگے گا تمہاری وڈیو کو جعلی ثابت کرنے میں۔۔چھوٹے پیمانے پہ یہ بات چل جاتی ہے۔ اب yellow journalism اتنا عام ہو چکا ہے کہ کوئی کسی کی بات پہ محض وڈیو دیکھ کر یقین نہیں کرتا۔۔میں تمہیں سمجھا رہا ہوں۔۔کوئی بیوقوفی مت کرنا۔اُنہیں ایک منٹ نہیں لگے گا تمہاری کردارکشی کرتے ہوئے۔تم تصور نہیں کر سکتی۔۔کیسے ایک لمحے میں میں نے شریف شرفاؤں کی عزت کی دھجیاں اُڑتے دیکھی ہیں۔۔ہم ضرور کچھ کریں گے۔ ابھی تم کچھ دیر خاموش رہو۔۔پلیز۔"

وہ ٹھہرا اور پھر اُس نے بات کا آغاز کیا۔

"دُعا تمہیں پتا ہے۔۔ یہ عوام ٹ ینڈز کی ہے۔۔ جو ٹ ینڈ میں ہوگا وہی کرے گی۔۔ کچھ عرصہ قبل ای ساتسالہ بچی کے ساتھ جنسی زی دتی کا معاملہ پیش آ ی ۔۔ . نے آواز اُٹھائی۔۔ چو وہ ٹ ینڈ میں تھا۔ . نے تصو ی یں لگا ۔۔ آواز اُٹھی۔۔ ا ف مل َ ی ۔ اُس کے بعد تم اب ت دی ت آ رہی ہو۔۔ ویسے ہی حادثات ہر روز رو ہو رہے ہیں۔۔ دو چار لوگوں کے مزاحمت کرنے کے بعد وہ معاملہ وہی دفن ہو جا ت ہے۔۔ د بھر میں بہت سے مسلمان مما لک اذی ت کا شکار ہو رہے ہیں۔۔ چو چند مما لک کے لیے دُ ای ٹ ینڈ کی طرح آواز اُٹھا رہی ہے۔۔۔ یہ اِس قوم کی تلخ حقیت ہے۔۔ یہ ٹ ینڈ کے پیچھے لتیا ہیں۔۔۔ اور یہی ٹ یند اِس کی پستی کی وجہ ہے۔۔ مظلوم کو ہماری خالی ڈی۔ پی پ لکھی دُعا نہیں چاہیے۔۔ اُسے ہماری سوتے اُٹھتے ی ت دُعا چاہیے۔ ہمیں بس ڈی۔ پی لگا کر نہیں بیٹھنا۔ ہمیں رات کو سکون سے ی ت ۔۔ اپنے عزی و اقارب کو دیکھتے اُن کے ساتھ حسین پل َ ارتے ہوئے مظلوموں کو ی د رکھنا ہے۔۔۔ دُعا ہم نے اللہ سے کرنی ہے۔ سوشل میڈ ی سے نہیں۔۔ کیو خالی سوشل میڈ ی کے ذریعے ہم نے ہی فلسطین آزاد کروا ی ہے۔۔ اور ہی دہشت َ دوں کو موت کے گھاٹ اُت را ہے۔۔ ہر کسی کا اپنی رائے کا اظہار کرنے کا ا از مختلف ہو ت ہے۔۔ اور ہم کسی کو اُس کے ا از کی وجہ سے جج نہیں کر ت ۔۔۔ کوئی vocal ہو ت ہے کوئی unvocal۔۔ صرف اِس لیے کہ کسی نے ڈی۔ پی تبدیل نہیں کی اِس کا یہ مطلب نہیں کہ وہ ظلم سے راضی ہے۔۔ اسٹیٹس لگا ی ڈی۔ پی . لی اور اپنی ز گیوں میں مگن۔۔ دو چار روز بعد وہ ڈی۔ پی بھی تبدیل۔۔ یہ ٹ ینڈ ہے۔ آ ت ہے جا ت ہے اور مظلوم ٹ پتا رہ جا ت ہے۔۔۔ یہ کوئی پی۔ ایس۔ ایل سیزن نہیں ہے۔۔ جو ڈی۔ پی لگائی جشن منا ی اور ای ماہ بعد . ختم۔۔۔ یہ کوئی سیزن ی ٹ یند نہیں ہے۔ جسے . چاہا اپنا لیا. . چاہا اُت ر دی ۔

ڈی۔پی اسٹیٹس ضرور لگا   ۔۔   خالی ڈی۔پی اور اسٹیٹس ہی لگا   ۔دُعا کریں۔کثرت سے دُعا کریں۔"

وہ سانس   کے لیے رُکا۔۔

"اور وہ لوگ بھی جو مال روڈ بندر روڈ اور جانے کون کون سی روڈ بلاک کیے بیٹھے ہیں۔۔اِنہوں نے جو لوگوں کی روزگاری بند کر کے غریبوں کے پیٹ لات ماری ہے۔۔۔اور جسے یہ آ گاہی کہتے ہیں۔یہ آ گاہی نہیں دہشت دی ہے۔دہشت دی۔۔خیر۔۔"

وہ گفتگو کا رخ لنے لگا۔۔

"رہی ت autopsy ریپورٹ کی۔۔تو تمہیں پتا ہے۔۔ملزامان کو   سزا نہیں دی جا سکتی   پو   مارٹم کرنے والا ڈاکٹر عدا   میں خود گواہی نہ دے۔ا کسی طرح ڈاکٹر پیشی کے روز نہ آ سکا اُس کے ساتھ کوئی حادثہ پیش آ   ۔۔تو ملزم ی الذمہ ہے۔۔دوسروں کو مارجن د کرو دُعا۔۔جس طرح تم مجبور ہو سکتی ہو۔اُس طرح لوگ بھی مجبور ہو   ہیں۔۔اور لوگوں کی ہم سے بھی ی ی مجبور یں ہو سکتی ہیں۔۔کتابی کہانیوں کی طرح   ت میں آ کر کچھ بھی کہہ دینے سے کوئی بھی ہیرو نہیں بن جا ۔۔یہی حقیقی ز گی ہے۔۔اور اِس حقیقی ز گی میں میں تمہیں آمد کہہ سکتا ہوں۔۔'خوش' نہیں۔۔   کے لیے ذُلفی کے motto عمل کرو ٹھنڈا ماحول میٹھے چول۔۔" دُعا نے کسی خیال سے اپنے سامنے پیلے کاغذ میں ا کچھ دیکھا۔۔ ی تیز سی مہکی مہکی خوشبو اُٹھتی اُسے محسوس ہوئی۔۔دُعا نے اشارہ کرتے وقاص سے پوچھا۔۔

"یہ کیا ہے؟"

وقاص نے ہاتھ ھا کر کاغذ کا پیکٹ اُٹھا اور اُس کی جا   ھاتے بتانے لگا۔۔

" آمنہ کے لیے گجرے لایا تھا۔۔" دُعا نے مسکرا کر اُنہیں پکڑتے دیکھا۔وقاص رنجیدگی سے چہرے کا زاویہ بگاڑتے باہر دیکھنے لگا۔

"خوامخواہ ڈانٹ دیا میں نے اُسے۔۔سمجھاتا بھی ہوں۔۔نہ بار بار کالز کیا کرے۔۔باہر ہوتا ہوں کلائنٹ سے ملنا ہوتا ہے۔۔جج کے سامنے ہوتا ہوں۔۔ان پروفیشنل لگتا ہے۔۔ نہیں سمجھتی۔۔کیا کروں؟"

دُعا لبوں پر ذرا مسکراہٹ لائے اُس کی سُن رہی تھی۔۔۔

ہم بھی کہانیوں کی طرح ہوتے ہیں۔۔اِس انتظار میں ہوتے ہیں۔۔کوئی ہمیں سُنے۔۔کوئی ہمیں سمجھے۔۔ وقت نے 'سُننا' اصطلاح اِس دور سے ختم کر دی ہے۔۔اب ہمیں بس سُنانا آتا ہے۔۔سُننا تو ہم صدیوں پہلے کا بھول چکے ہیں۔۔

"میں تم سے کبھی یہاں ملنے نہیں آتا۔۔بس چاند کا منہ مارتا ہے۔۔چاند کی محبت کا تقاضا ہے۔جسے مجھ سے محبت ہے اُسے دُعا سے محبت ہونی چاہیے۔" (خضر اُس سے کہتا تھا)

دُعا بے آواز ذرا ہنسی تھی۔۔کچھ سوچ کر اُس نے اُس سے پوچھا۔

" تمہیں دھمکی کا سُن کا ڈر نہیں لگا؟" وقاص نے چشمہ لگاتے گاڑی گھمائی۔۔

"میں ایک وکیل ہوں۔مجھے ہر روز دھمکیاں ملتی ہیں۔۔"

سگنل پر گاڑی رُکی۔دُعا نے سگنل کو دیکھتے گجرے لفافے میں رکھ کر واپس رکھے اور پھر ٹھوڑی تلے ہاتھ رکھتے وقاص کو دیکھا۔

"میں نے سُنا تھا کالے کوٹ والوں کو سگنل توڑنے کی اجازت ہوتی ہے؟"

وقاص نے کنکھیوں سے اُسے دیکھا۔۔

"بہت فضول سُنا ہے۔۔۔ہم قانون کے رکھوالے ہیں۔ہم ہی قانون کی پاسداری نہیں کریں

گے تو پھر عوام کیا کرے گی۔۔ویسے بھی میں نے ابھی ت مجبوری میں بھی ای بھی سگنل نہیں توڑا الحمدللہ!" دُعا نے ہر دیکھتے دونوں ہاتھ آپس میں ئے۔۔

"صد آفرین!"

وہ دُعا کو واپس چھوڑنے جا رہا تھا۔۔ا پ ل بس ذرا فاصلے پ تھا۔دُعا نے کسی خیال سے ی امید سے اُسے دیکھا۔۔

" کورٹ ت ت گئی ہے تو پھر تو ا ف مل جائے گا نہ؟" وقاص زخمی سا طنزاً مسکرا یا اور پھر اُس نے دُعا کو دیکھتے پوچھا۔۔

"لیفٹ اوور ٹ م سُنی ہے؟"

دُعا نے اچنبھے سے اُسے دیکھا۔۔

" نہیں۔۔وہ کیا ہوتی ہے؟" وہ اُسے بتانے لگا۔

" یہ ہائی کورٹ کی ای اصطلاح ہے۔جو کہ روزانہ کی ی د پ دی جاتی ہے۔جس کا مطلب ہے۔۔ جج صا کچھ مقدمات سُن ی ہیں۔۔تو قی کے مقدمات کو لیفٹ اوور کرنے کا فرمان جاری کر دیتے ہیں۔اور اِس شاہی فرمان کے سائل کو کوئی ریخ دیئے بغیر ہی مقدمات کو دفتر کی فائلوں میں دی جا ہے۔۔پھر سائل منّتیں سماجتیں کر رہتا ہے۔۔ اور جا کر دو چار مہینے بعد اُس کا مقدمہ دو رہ سُنا جا ہے۔۔اور کبھی اِس کی بھی نو نہیں آتی۔۔پتا نہیں کتنے بے قصور ایسے ہی ا ف سے محروم رہ جاتے ہیں۔۔کتنوں کے قاتل ز ہ دھرتی کے ی پ دن تے پھرتے ہیں۔۔اور کسی کی ذات پ رتی ا فرق نہیں پڑ۔۔تلخ ہیں یہ دُعا۔۔تلخ ۔۔ وکیل بُرے نہیں ہوتے۔۔ لکل ویسے جیسے ڈاکٹر بُرے نہیں ہوتے۔۔مجھے اُمید ہے تم سمجھ رہی ہو کہ میں کیا کہہ رہا ہوں۔۔" یہ

کہتے اُس نے ۔ یہ لگائی۔ دُعا نے اثبات میں سر ہلایا۔۔ "ھمم۔۔" اُس نے ذرا مُڑ کر گاڑی کا دروازہ کھولا۔ وقاص ۔ دن جھکا کر اُسے دیکھ رہا تھا۔ دُعا نے گاڑی کا دروازہ بند کیا۔۔ وقاص نے فوراً گاڑی گھمائی۔ دُعا اسپتال کا گیٹ پار کر رہی تھی۔۔ وہ بیگ اپنے سینے سے لگائے تیزی سے اندر کی جانب جا رہی تھی۔۔

ڈاکٹر اور وکیل دو کتنے عزت دار پیشے تھے۔۔ صحیح کہہ رہا تھا۔۔ ڈاکٹر اور وکیل بُرے نہیں ہوتے تھے۔۔ بس اُن کے واسطے بُرے لوگوں سے پڑ گئے تھے۔۔ اندر اسپتال میں آئی تو اُس کے سینیئر ریزیڈنٹ اُسے سامنے سے آتے دکھائی دیئے۔۔ ایک منٹ کے لیے وہ حرکت نہیں کر پائی۔۔

"آج تو مر گئی!" وہ اُس کے سامنے آتے فوراً سے بولے۔

"شکر ہے تم آ گئی۔۔" اگلے لمحے وہ پھر سے حرکت نہ کر پائی۔

"پولیس آئی ہے۔۔ چلو جلدی۔۔" دُعا نے بے اختیار سانس لینے کے لیے ۔ کھولے۔۔۔ پولیس والوں نے ۔ سے پہلے surveillance cameras دیکھے تھے۔۔ دُعا سے سوالات پوچھے۔۔ وقت نوٹ کیا۔۔ گفتگو کرتے اُسے معلوم پڑا تھا۔۔ ۔ ریہ کو اُس کے ڈرائیور نے گھر کے باہر اُتارا تھا۔ اِس بات کی گواہی بھی اُس کے محلے کے کچھ آدمیوں نے دی تھی۔۔ Surveillance کے مطابق جلیل سومرو کے ڈرائیور کی گاڑی کی وڈیو بھی دیکھی گئی تھی۔۔ صورتحال دُعا کے لیے مزید پیچیدہ ہو گئی تھی۔۔

"کیا سچ ہے کیا جھوٹ ہے؟ ہر بات میری عقل کے باہر جا رہی ہے۔۔"

پولیس گئی۔۔ تو دُعا نور ماہ کو دیکھنے آئی۔۔ وہ بینچ پر بیٹھے زار و قطار ہچکیاں لے لے کر رو رہی تھی۔ اُسے روتے دیکھا تو اُس کے قدم فوراً سے اُس کی جانب بڑھے۔ عقب سے آواز آئی۔

"ڈاکٹر دُعا آپ نے نس کو میرے دیئے ڈرگ کا بتایا۔" کافی سختی سے وہ بولے تھے۔۔کام اُن کا خود کا تھا۔دُعا یکدم پلٹی۔وہ خشمگینی وں سے اُسے دیکھ رہے تھے۔۔

"سر وہ بس۔۔"وہ اُس پ ب س پڑے۔۔

"اِنف ڈاکٹر دُعا۔۔"دُعا نے زور سے آنکھیں میچ لیں۔۔

وہ سر جھٹکے خاموشی سے اُن کی سن رہی تھی۔۔

"بہت بلنڈرز کر لیے آج آپ نے؟" نور ماہ نے آ پو ت سر اُٹھا کر سوجی ہوئی آنکھوں سے اُنہیں دیکھا۔۔

اُنہوں نے نور ماہ کو دیکھا اور پھر دُعا کو۔

"اِس کا تو روز کا تماشا ہے۔اِس کا مسئلہ یہ جانے۔۔اور۔۔" آگے کہتے وہ جھجکے اور پھر دھیرے سے بولے۔۔

"اور ڈاکٹر میکا جانے۔۔"

نور ماہ نے ب د ئے آنکھوں میں راضی پھیلنے لگی۔۔

"ایکسکیوزمی سر۔۔ ب آپ کو مسئلے کا پتا نہ ہو۔تو بہتر ہے خاموشی اختیار کر لی جائے۔۔"

دُعا کا حیرت سے منہ کھل ی۔۔سینیئر ری ٹ دُعا کو دیکھ رہے تھے۔۔

"آج سے میں صرف اپنے سینیئر کا کام کروں گی۔۔اور ا کسی اور ری ٹ نے مجھ پ اپنے کام تھوپے تو پھر دیکھیئے گا۔۔"

شروع شروع میں دوسرے ری ٹ اُنہیں اپنے کام دے کر اُن کا کام ب ڑھا دیتے تھے۔اور وہ گدھے گھوڑوں کی طرح اُن کا کام بھی کر دی کرتے تھے۔۔ اب ر تے وقت کے ساتھ اُنہیں شعور آ ی تھا۔۔

نور ماہ آ پو پ ت وہاں سے جانے لگی۔سینیئر ریذ ٹ ڈعا کی جا ب متوجہ ہوئے۔

"تمھیں جو کام دیئے ہیں وہ کرو۔"

ڈعا نے ت بعداری سے سر ہلا دیا۔۔"جی!"

اور وہ فوراً سے وہاں سے ن لگی۔۔

"بیچاری نور ماہ۔۔پھر سے پ وفیسرز نے اُسے پکڑ لیا ہوگا۔۔assistant اور associate دونوں ہی اُس کو ذلیل کرتے ہیں۔۔میری سمجھ سے ب ہر ہے۔۔ ہر ب ر اُسی کو کیوں پ وفیسر پکڑتے ہیں۔وہ بھی ا ی نہیں دونوں۔۔ پ وفیسر تو زحمت نہیں کرتے آنے کی۔۔ ب آتے ہیں ذلیل کر کے چلے جاتے ہیں۔۔اور پھر چار بجے سے پہلے ہی نکل جاتے ہیں۔میڈ ڈائیکٹر پتا نہیں کہاں سوئے ہیں۔۔جس کا بس چلتا ہے ہمیں ہی ذلیل کرتا ہے۔۔دونوں پ وفیسروں کو ن ٹ شفٹ لگانی چاہیے ہمارے ساتھ۔۔ہاؤس آفیسر اور پی۔جیز رات کو اکیلے کیا کر ت ہیں؟ پ وفیسر (اسسٹنٹ) بھی ایچ۔او۔ڈی کے سامنے ب ت ہیں۔۔سارا کام ایچ۔اوز کے کندھوں پ ڈالا ہوا ہے۔۔کیا ز ن گی ہے!!"

روتے پ ٹ ت کلستے دن ن ر ی تھا۔۔اب بس واپس آنے کی تیاری تھی۔۔گھر گھر ہے۔۔گھر کی سی نعمت کہیں نہیں۔چھٹی کے وقت یہ احساس دن بھر کی تھکان آدھی کر دیتا ہے۔۔گھر ہمارا ب سے ب ڑا سکھ ہے۔چھوٹ ہو ب ڑا ہو۔چاہے وہ خواب نگر ی پ ستان جیسا ہو ی نہ ہو۔گھر گھر ہے۔گھر کا کوئی ب ل نہیں۔۔

☆.....☆.....☆

شام کو جہان ن ی ب صا ب بیکری پ بیکری کا سامان ی ن گئے تو اُنھوں نے آمنہ کو رو ت دیکھا۔۔کوئی بھی ا ن مکمل طور پ اچھا اور بُرا نہیں ہو ت۔۔اُس میں ا ی اچھائی ضرور ہوتی

ہے جس ۔ ۔ ٔ ا اُسے ڈھیل دیتا ہے۔۔اور اُسی اچھائی کے ۔ ۔ ۔ ڈ ی ۔ ڈ ی منز ت بخش دیتا ہے۔اور اُسی ا ن میں ای ۔ ائی بھی ہوتی ہے۔۔جو اُس کی ۔ ڈ ی ۔ ڈ ی خوبیوں کی ۔ وجود اُسے پستی میں دھکیل دیتی ہے۔۔جہا ٔ ی ۔ صا ۔ کی بھی ای اچھی عادت تھی۔۔بیٹیوں کو وہ رو نہیں دیکھ تے تھے۔۔آمنہ نے روتے ہوئے ۔ ۔ بتای تو شدی عتاب میں آ گئے اور اُسے اپنے ساتھ لے گئے۔۔گمان ہو تھا۔وقاص کی عزت کا جنازہ ٔ والا تھا وہ بھی پورے جلوس کے ساتھ۔۔دُعا کام سے تھکی ہاری آئی تو سیڑھیاں پ ڈ ھتے بلڈ ٔ کے بچے نے اُسے دیکھتے اطلاع دی۔

"ڈی۔کے ۔ جی وقاص بھائی کی قوالی لگ رہی ہے۔۔ای ای بندے نے اُنہیں پکڑ پکڑ کر ذلیل کیا ہے۔۔"

دُعا نے چو ٔ کر اُسے دیکھا۔۔

وہ ہاتھ اُٹھا اُٹھا کر اُسے بتا رہا تھا۔۔

"انکل جلا داتنی ۔ ڈ ی ۔ ڈ ی گندی گندی اور ڈ پ کلاس گالیاں دے رہے ہیں۔"

دُعا نے بھوں ن کر تندی سے اُسے دیکھا۔۔

"گالیاں؟ وہ بھی ڈ پ کلاس؟ یہ کیا ز ۔ ن ہے چھوٹو؟"

وہ فوراً اُسے معذرت خواہانہ ا ٔ از میں بولا۔۔

"سوری ۔ جی۔۔"دُعا اُسے ا ٔ از کیے زینے پ ڈ ھنے لگی۔۔

"یہاں کے تو تماشے ہی ختم نہیں ہوتے!"

جیسے جیسے وہ منزل کی جا ٔ ۔ ڈ ھی۔۔جہا ٔ ی ۔ صا ۔ کی آوازیں ۔ ہر ت آ رہی تھیں۔۔

"نہیں کیا بکواس کر رہا تھا۔۔سارا دن بیکری میں بیٹھی رہتی ہو۔۔اور بیکری میں نہ بیٹھے تو تیری

ماں کی چغلی کھائے۔۔!"

آ ی جملے پ دُعا کے کان سرخ ہو گئے۔۔

"ال۔۔اللہ۔۔اللہ۔۔"

"ای وہ کتے کا بچہ۔۔اور ای تو!"

دُعا افسوس کی سے میں سر ہلا رہی تھی۔۔

"منافقت دیکھو اِس قوم کی۔۔اِسے وفاداری کے وقت بھی کتا ی د آ ہے اور لعن طعن کرتے ہوئے بھی کتا ہی ی د آ ہے۔۔ابوا پنے ہی آپ کو گالیاں نکال رہے ہیں۔۔حد ہو گئی ہے۔۔"

"ہاں پتا ہے بڑے کام ہوتے ہیں تیرے پ س۔۔ پ کستان تو تو نے ہی بنا ی ہے۔۔ہاں پتا ہے تو نے ہی کیا ہے۔۔ہم نے تو۔۔" دُعا نے سر زور سے آنکھیں میچ لیں۔وہ انتہائی گندی اور فحش قسم کی گالیاں اُسے نکال رہے تھے جنہیں سینسر کر ہی منا تھا۔

" آئیندہ کہہ تو اب بچی کو کچھ۔۔"

دُعا کھلے دروازے کو مار کر ر آئی۔۔ربیعہ بیگم نے فوراً سے دُعا کو دیکھا۔۔دُعا بنا علیک سلیک کے بلند آواز میں بولی۔۔

"بس بھی کر دی کریں ی ر۔۔تماشے ہی ختم نہیں ہوتے آپ کے تو!!" جہا ی ۔ صا نے اُسے دیکھا۔۔۔

"میں نے بلا ی تھا اِس کو۔۔پولیس نے آ تھا۔۔میں نے کچھ مشورہ کر تھا۔۔اِس لیے اِس نے پ یشانی میں آمنہ کو جھڑک دی تھا!" وقاص سر جھٹکے سرخ چہرے سے بیٹھا تھا۔جتنی اُس کی ی بے عزتی ہو چکی تھی۔۔اُس کے بعد وہ بولنے کے قابل ہی نہیں رہا تھا۔۔دو کا پ تھا۔اور اُستاد کی ہدا ی اُسے ی د تھی۔اِس لیے سُن ی ۔۔

"دو ت کے والدین بھی والدین ہی ہوتے ہیں۔"

آمنہ حیرت سے دُعا کو دیکھ رہی تھی۔۔رو رو کر اُس کے پپوٹے سرخ اور متورم تھے۔دُعا اُسے دیکھتے آگے آئی۔

" گجرے بھی لایا تھا تمہارے لئے۔۔"دُعا نے جھک کر وقاص کے ہاتھ سے پیکٹ پکڑا۔۔

وقاص نے کوئی حر ت نہیں کی۔دُعا نے پیکٹ سے مرجھائے ہوئے گجرے نکال کر کو دکھائے۔

"یہ دیکھیں۔۔"دُعا نے جھک کر گجرے آمنہ کی گود میں رکھے اور سیدھی ہو کر سخت خفگی سے کو دیکھتے کہنے لگی۔۔

"دوسروں کو مارجن دیا کریں۔۔جس طرح آپ مجبور ہو تے ہیں۔اُس طرح لوگ بھی مجبور ہو تے ہیں۔۔اور لوگوں کی ہم سے بھی بڑی بڑی مجبوریاں ہو سکتی ہیں۔"وقاص نے ایک جھٹکے سے دُعا کو دیکھا۔۔جہانگیر صاحب کہنے لگے۔۔

"شہ۔۔"دُعا ان سنی کرتے لاؤنج سے نکلتے بولی۔۔

"امی میں بہت تھک گئی ہوں۔۔ابھی کھانا نہیں کھاؤں گی۔۔"

اور وہ لاؤنج سے نکل گئی۔۔وہ چلی گئی۔۔وقاص اُس کے جانے کے بعد ہلتے پردوں کو دیکھ رہا تھا۔۔لاعلم تھا۔۔چاند یہ بھی کہتا تھا۔۔

"چاند کی محبت کا تقاضا ہے۔جسے چاند سے محبت ہو۔۔اُسے اُس کے سا سے بھی محبت ہونی چاہیے۔"

وقاص جانے کے لیے اُٹھنے لگا تو جہانگیر صاحب ہمیں بڑے انداز میں بولے۔

" کھانا کھا کے جائیو۔"وقاص اُٹھتا اُٹھتا واپس بیٹھ گیا۔جہانگیر صاحب نے گھور کر اُسے

دیکھتے کہا۔

"پہلے نہیں بتا سکتا تھا۔۔"

وقاص نے گلا کھنکار کر . ت کا آغاز کیا۔

"آپ سُنتے ہی کہاں ہیں۔۔"

جہان۔ . صا . نے موم ہوتے اُس کے شانے پ ہاتھ مارا۔

"چل جانے دے۔ . پ کی طرح ہوں تیرے۔" وقاص نے اثبات میں سر ہلای۔

"جی۔۔" وہ چند لمحے خاموش رہا اور پھر اُن کی جا . متوجہ ہوا۔

"بہت ڈسٹرب ہے دُعا۔ چا کو بلا لیں۔۔ وہ آئے گا تو کچھ بہتر محسوس کرے گی۔۔"

جہان۔ . صا . کا چہرہ سرخ پڑ ی۔۔ وقاص نے خوف سے . د . تے خود کو کمپوز رکھنا چاہا۔۔ اگلے ہی لمحے جہان۔ . صا . نے سر ہلا دی۔۔

"اچھا۔۔"

وقاص نے پ سکون ہوتے ای گہرا سانس لیا۔۔

(چلو شکر ہے۔۔ یہاں . میں رہے گا۔۔ تو محفوظ تو رہے گا!)

☆.....☆.....☆

سڑک پ اژدھام۔۔ . ستا آسمان۔۔ بجلی کی ک۔۔ طوفان خیز فضا۔۔ سوکھے پتوں کی سرسراہٹ کانوں میں محسوس ہوئی۔۔ دھڑ دھڑ کی لرزہ خیز آواز نے اُس پ غلبہ پ لیہ۔۔۔ دل میں پھڑ پھڑاہٹ محسوس ہونے لگی۔۔ وہ پ سڑک کے کھوئی۔۔ مخبوط الحواس دا . دیکھنے لگی۔۔ کھڑکیوں کی کُھلتے اور بند ہوتے جھماکے سے کھڑ کھڑاہٹ کی آواز پیدا ہوئی۔۔ ہرنی یں . ق رفتاری میں پھریں۔۔۔ ربیعہ بیگم جہان۔ . صا . گھٹنوں کے

بلَ تے ہاتھ . زوں ہلاتے ہوئے بلک رہے تھے۔۔۔وہ سفید فراک پ کیچڑ لگائے اُن کی جان . لپکنے لگی۔۔۔۔ننگے پیر گدلے پ نی میں پیر میلے کرتے وہ پوری قوت سے آگے . ڑھ رہی تھی۔۔۔چھپ چھپ کی آواز۔۔. ستی اے اے بو. کی آواز واضح تھی۔۔۔۔دوڑتے ہوئے اُس کے قدم رُکے۔۔۔وہ بھیگی لٹوں سے سر جھکائے خضر کو اپنے پیروں میں َ ا دیکھ کر ٹھٹکی۔۔و ش ت زدہ منظر تھا۔۔۔۔گولیاں . س رہی تھیں۔ . رش . س رہی تھی۔۔۔آسمان سیاہ تھا۔۔۔بجلی ٹ ک رہی تھی۔۔۔

سیاہ پلکوں کا جھر. اُٹھا۔۔ہرنی آنکھیں دھیرے سے کُھلیں۔۔۔محسوس ہو رہا تھا دل کسی نے د. دی تھا۔۔اُس نے فوراً آنکھیں مو. لیں۔۔۔دا آ سے آ پ رہو کر گال پ ہوتے ٹھوڑی کے تِل پ آ جما۔۔

"لیتھل روتی ہو۔میرے لیے اِن کا ہو. نقصان دہ ہے۔۔"

گال پ اُس نے خضر کا مردانہ ہاتھ محسوس کیا۔اُس نے فوراً سے آنکھیں کھولیں۔۔وہ پلنگ سے ٹیک لگائے ساتھ بیٹھا تھا۔۔۔اُسے دیکھ کر بھی وہ حیرانی کا ث نہیں دے سکی تھی۔آج اُسے حیران کرنے کے لیے جو ہوا تھا۔۔وہ اِس سے کم ہی تھا۔۔

وہ اُسے دیکھتے مدہم آواز میں پوچھنے لگی۔۔

" کھڑکی سے آئے ہو؟"

خضر نے آ صاف کرتے اُس کے گال سے ہاتھ ہٹا یا۔۔اور پھر سر جھٹک کر میں سر ہلا یا۔۔

". پ ۔۔"

دُعا ہنوز اُسے دیکھ رہی تھی۔۔

"پھر؟" خضر نے ایک گہری سانس لی اور اُسے دیکھ کر بولا۔

"ا۔ نے بلایا ہے۔۔" دُعا ین پھیر کر کچھ سوچتے بولی۔

"اچھا!"

"کیوں رو رہی تھی؟ وہ بھی اُٹھتے ہی؟" خضر نے پوری توجہ سے اُسے دیکھتے پوچھا تھا۔۔دُعا ہنوز ۔ یٹ اُسے بنا دیکھے دھیرے دھیرے بتانے لگی۔۔

"میں نے خواب دیکھا۔۔اور دیکھا تم مر گئے۔۔اور میں بیوہ ہوگئی۔"

آنکھیں پھر سے بھیگ گئیں۔۔خضر نم مسکراہٹ لبوں پہ لیے اُسے دیکھ رہا تھا۔۔خضر پوچھ پڑا۔۔

"تمہیں بیوہ ہونے سے ڈر لگتا ہے؟"

بڑے بڑے ہرنی دیے پھیلے تھے۔۔اُس نے آ ؤں سے مزید آنکھیں پھیلا ۔۔ سرخ پھولے تھے۔۔وہ خضر کو اب دیکھ رہی تھی۔ وہ اُسے نہیں دیکھ رہا تھا۔۔

"میں مذاق نہیں کر رہی ہوں!" بھرائی ہوئی آواز تھی۔۔انداز بچکانہ تھا۔۔۔

"میں نے سیریس والا خواب دیکھا ہے۔۔"

خضر نے ہاتھ اُٹھا کر اپنے ٹ پہ مارا۔

"سونے سے پہلے پتا نہیں کیا کیا قیاس آرائیاں کرتی رہتی ہو۔۔پھر جو سوچتی ہو وہی د ہو۔۔اُٹھو اب!"

واپس سے وہ اپنے سنجیدہ کر ختگی بھرے انداز میں لوٹ رہا تھا۔

"۔ ہر شادی کی پلاننگ ہو رہی ہے۔۔اور تم یہاں سو رہی ہو۔۔"

دُعا نے بے اختیار پوچھا۔

"تمہیں موت سے ڈر نہیں لگتا؟"

خضر سامنے دیوار پ دیکھتے سر ہلا کر بولا۔

"نہیں۔۔" وہ سانس ی ن کے لیے ٹھہرا اور پھر کہنے لگا۔۔

"ہمارے غموں کی اکثر ی بلکہ کلی وجہ یہ د ہے۔۔تبھی تو اُسے امتحان کہتے ہیں۔۔کہتے ہیں جیسا دیس ویسا بھیس۔یہ غم اور امتحان دُ کا بھیس ہیں۔۔موت آئے گی۔۔تو ہر غم فنا ہو جائے گا۔۔اور پ آزمائش بھی۔۔"

خضر کے کانوں میں پھر سے نمنماہٹ بھری سسکی کی آواز سنائی دی۔۔

خضر نے اب َ دن موڑ کر ماتھے پ بل ڈالے دُعا کو دیکھا۔۔

"بطخی کیا مسئلہ ہے۔۔" وہ پھر سے َ یہ وزادی کرنے لگی تھی۔۔

"مجھے میری امی کی بہت ی د آ رہی ہے!"

اُسے خود بھی سمجھ نہیں آ رہا تھا وہ کیا بول رہی تھی۔خضر نے فوراً سے دروازے کی جا ن دیکھا۔شکر ہے کسی نے سُنا نہیں تھا۔وہ اب دُعا کا ہاتھ د ب کر ن راضی سے کہنے لگا۔۔

"دُعا امی نے سُن لیا نہ۔۔اُن کا بہت دل دُکھے گا۔۔پلیز پ پ ہو جاؤ۔۔" دُعا نے سسکیاں ی ت خضر کو دیکھا۔۔خضر نے تیزی سے اُس کے آ صاف کیے۔۔

"مجھے پتا ہے امی نے ن راضی میں بہت کچھ کہا تھا۔۔لیکن اب وہ ٹھیک ہیں۔ہو جات ہے ی ر گھروں میں۔۔جنہیں ہم چاہتے ہیں۔۔اُنہیں ڈا ٹ ڈپ ٹ کر ب سے ز ی دہ ہمارا خود کا دل ملول ہوت ہے۔۔امی کا بھی ہوا ہے۔ابھی وہ بھی بہت رو رہی تھیں۔رضیہ آ ب تمہارے لیے بہت فکر مند ہیں۔اب پلیز ایسے مت کر ن ۔۔" دُعا نے گلے سے آ ؤں کا گولا اُ ت را۔وہ ہمت کرتے بولی۔۔

"ہاں اچھا۔۔"

خضر نے تبسم سے اُسے دیکھتے اُس کی پیشانی پہ ہاتھ رکھ کر دھیرے دھیرے تپ ۔۔

"اُٹھو۔۔فریش ہو جاؤ۔۔"

اب وہ کمرے کو دیکھنے لگا۔

"کتنا گند پھیلا یہ ہوا ہے۔۔" دُعا اُٹھتے ہوئے فوراً کہنے لگی۔

"صبح جلدی میں تھی اور آ کر تھک گئی تھی کافی۔تو نہیں کر پ ئی۔" خضر نے َ دن جھکا کر پھر اُسے دیکھا۔۔

"جیتی جاگتی ٖ نظمی کی خوبصورت مثال ہو تم۔۔"

سادہ سنجیدہ ا ٖ از میں وہ کہہ کر اُٹھ پ ڑا۔دُعا دونوں ہاتھ َ ٖ ں سے تھامے شادابی سے اُسے ٖ د ٖ ئے دیکھ رہی تھی۔۔

خضر کی کمی اُن کی ز ٖ گیوں میں نمک کی سی تھی۔۔ہو تو محسوس نہیں ہو تا۔۔کہ اُس کی کیا اہمیت تھی؟ اور جو نہ ہو تو ٖ پھیکا پھیکا لگتا تھا۔۔خضر کا مو ٖ ٖ بج رہا تھا۔۔

"یہ نیوز پ ٖ والے نہ۔" وہ جھنجھلا کر پینٹ کی ٖ ٖ سے مو ٖ نکال رہا تھا۔۔وہ چمکتی آنکھوں سے زیرِ ٖ اُسے دیکھتے کہہ رہی تھی۔۔

"میرا خواب پکڑ۔۔میرا سایہ نگران۔۔"

خضر بجتے مو ٖ کو دیکھتے دُعا کی طرف گھوما۔

"دُعا میں یہ نیوز پ ٖ والوں سے ٖ ت کر لوں۔وہ اُس بچی کے ٖ رے میں پوچھنا ہو گا۔۔تم اُٹھ کر شا ٖ ش فریش ہو جاؤ۔۔بس اِن سے ٖ ت کر لوں پھر مو ٖ بند کر دوں گا۔اچھا!!"

دُعا خندہ پیشانی سے سر ہلا کر بولی۔۔

"ہاں۔۔"

خضر تیزی سے ۔ڑے ۔ڑے ڈگ بھر کر ۔ہر نکل َ ی۔

دُعا ہاتھ منہ دھو کر غسل خانے سے نکلی۔۔ ربیعہ بیگم کچن میں کُلستی جا رہی تھیں۔۔

"۔ ۔ سے آ ی ہے ۔ سے فون کر رہے ہیں میرے بچے کو۔۔ پیچھا ہی نہیں چھوڑ رہے۔۔"

دُعا نے مسکرا کر اُنہیں دیکھا اور ۔ہر لاؤنج میں چلی آئی۔۔ ۔ڑی دیر سونے کے ۔ ۔ آنکھیں سوجھی تھیں۔۔ رضیہ آ جہانزیب صا ۔ لاؤنج میں گفتگو کر رہے تھے۔۔ دُعا خاموشی سے آ کر صوفے پہ بیٹھ گئی تھی۔۔۔

صوفے پہ دونوں ٹانگیں اوپر کیے وہ پیڈل کی طرح رہی تھی۔۔ کچھ دیر ۔ ری تو خضر آ کر اُس کے سامنے بیٹھا۔

دُعا اُسے دیکھتے ٹھوڑی تلے انگلی رکھ کر مشکوک انداز میں دیکھتے پوچھنے لگی۔۔

"تم گلستانِ جوہر گئے تھے؟" خضر ذرا چونکا۔ رضیہ آ جھٹ سے بولیں۔

"ہیں وہاں کیا ۔ ی تھا؟" خضر دُعا کو دیدے پھیلا کر دیکھتے بولا۔۔

"تمہیں کس نے بتایا؟ میں نے تو کسی سے بات نہیں کی تھی اِس متعلق۔۔ اور میں تو ۔ ی بھی کسی اور کی گاڑی میں تھا۔"

ربیعہ بیگم چائے سموسے اور جلیبیاں ٹرے میں لے آئی تھیں۔۔

جہانزیب صا ۔ جلیبی اُٹھانے لگے۔ تو دُعا نے اُن کے ہاتھ سے جلیبی لے لی۔۔

"اوہوں۔۔ شگر دیکھی تھی اپنی پچھلے ہفتے۔۔"

جہانزیب صا ۔ جلیبی کو حسرت اور حریصانہ بھری وں سے دیکھ رہے تھے۔۔ خضر جہانزیب صا ۔ کو دیکھتے ہنسا۔

"ا میں آپ کے لیے شگر فری اسپیشل مٹھائیوں کا آرڈر دے دیتا ہوں۔۔" دُعا نے ٹوکا۔۔

"اہنہہ۔۔ پھر بھی وہ بھی زیدہ کھانا ٹھیک نہیں۔۔" جہانزیب صاحب صوفے کے بازو پہ کہنی جمائے منہ پہ ایک طرف ہاتھ رکھے لگے۔۔

"دے ہی دے آرڈر۔۔ عرصہ ہوا میٹھا کھائے۔"

خضر نے اثبات میں سر ہلایا۔

"اچھا ابا۔"

خضر موبائل پہ ٹائپ کرتے دُعا سے بولا۔

"ویسے بڑی دلچسپی ہو رہی ہے مجھے۔۔ مجھے تم یہ تو بتاؤ۔ تمہیں پتا کیسے چلا کہ میں گلستانِ جوہر گیا ہوا تھا؟" اُس نے نظریں اُٹھا کر اُسے دیکھا۔۔ اور زاویے چینی کیے۔۔

"میری جاسوسی تو نہیں کروا رہی؟" دُعا نے نظریں پھیر رکھی۔۔

"کروا رہی ہوں!" خضر ہنس پڑا۔

"اچھا۔۔" وہ اب رضیہ آپا کی طرف متوجہ ہوا۔

"سوری آپا۔ آپ کی بات رہ گئی تھی۔ کسی سے ملنے گیا تھا۔۔" رضیہ آپا نے سر ہلایا۔

"اچھا اچھا۔۔"

کسی خیال سے رضیہ آپا کہنے لگی۔

"چاند پتر اقبال صاحب ہے نہ۔۔ یہ اسکول کے قریب مسجد بنا رہے ہیں۔ پہلے تم لوگ کتنا چل کر نماز پڑھنے جاتے تھے۔۔ مائیں ڈر کر بچے ہی نہیں بھیجتی تھیں اپنے۔۔ اب اُن کی اپنی استطاعت کے مطابق مدد کر رہے ہیں۔ وقاص اور اُس کے ابا نے پنکھے لگوائے ہیں۔۔ زُلفی نے سبیل لگوا دی ہے۔۔"

خضر اُن کی بات نتے بولا۔

"اچھا چلیں میں کارپیٹ ڈلوا دیتا ہوں۔۔اور میری مت لائق کوئی کام ہوا تو کروا دوں گا۔"

رضیہ آ مسکرا پڑیں۔۔

"جیندا ارے!"

ربیعہ بیگم نے چائے کی چسکی لی اور پھر اُٹھا کر خضر کو دیکھا۔۔

"چا ۔۔وہ ننھی نی ہیں نہ۔۔"

دُعا نے منہ میں جلیبی پھنسائے ربیعہ بیگم کو دیکھا۔

"ننھی اب نی بن گئی ہیں۔ نی بھی نہیں پ نی۔۔کیا ننھی ننھی بلاتے ہیں اِن کو۔۔ای ر خا ان میں م بگڑ جا ۔۔پھر یہی ہوت ہے۔۔ ین نی ت ہیں۔"

یہ سوچتے وہ بے آواز ہنسی اور اُس نے جلیبی چبائی۔

"شادی پ آئے گا اُن کا خا ان بھارت سے۔۔"

خضر بغور اُن کی بات سُن رہا تھا۔

" رگ ہیں۔۔میں نے سوچا ہے اُنہیں جہاز کا ٹکٹ بھیج دیتے ہیں۔۔کہاں میرٹھ سے دہلی۔۔پھر دہلی سے لاہور اور لاہور سے یہاں ت آ گی۔۔تھک جا گی۔چلو ق ٹین پ آجا ۔۔اُن کو اور اُن کے ساتھ غلام بھائی کو جہاز پ بلا لیں گے۔صحیح ہے؟"

خضر نے سر ہلا دی۔۔

"جیسے آپ کو صحیح لگے۔۔"

رضیہ آ نے دُعا کو دیکھا۔

"شادی کے جوڑے کے متعلق سوچا۔۔"

دُعا انگلی پ لگی چاشنی چاٹتے بولی۔۔

"چالیس ہزار میں ۔ کرلوں گی۔۔"

جہا ۔ ی ۔ صا ۔ بھونچکا گئے۔۔۔

"پ رلر جوڑا جیولری ۔ !"

خضر خاموشی سے اُسے دیکھ رہا تھا۔

ہکا بکا سی رضیہ آ بولیں۔۔

"تیرا دماغ صحیح ہے؟"

دُعا سادگی سے کہنے لگی۔

"میں لقمان علی خان کی اسٹوڈ ۔ ٹ ہوں۔۔۔اِس لیے مجھے فینسی شادی کر ۔ ز ی ۔ نہیں دیتا۔۔اور اِسی لیے مجھے بے جا پ ی نہیں اُڑا ۔ ۔۔چالیس پچاس ہزار بھی ز ی دہ ہے میری میں۔۔لیکن مہنگائی بہت ہے۔۔کیا کرے ا ن۔۔اب پلیز کوئی ٹیکس کو ۔ پ میں ۔ لے کر آئے۔۔۔ٹیکس اور مہنگائی دو الگ چیزیں ہیں۔۔ٹیکس فرض ہے۔۔اور مہنگائی بحران۔۔"

رضیہ آ نے ب ت ب لی۔

"کیا پہنے گی؟" وہ ذرا جھک کر میز پ ٹشو بکس سے ٹشو ی ۔ بتانے لگی۔۔

"کچھ بھی پہنوں گی پ ٹیل نہیں پہنوں گی۔۔"

وہ سیدھی ہوئی۔۔اُس نے ہاتھ صاف کر ۔ شروع کیے۔۔

"اُستاد نے حدی ۔ ش پڑھائی تھی ا ی ۔۔اللہ تعالیٰ اس شخص کی طرف رحمت سے نہیں دیکھے گا جو تکبر کرتے ہوئے اپنے کپڑے کو زمین پ گھسیٹ کر چلتا ہے۔۔۔ٹیل اور شاہانہ ا ۔ از میں

چلنا یہ ۔ تکبر کی نی ہے۔اِس لیے لہنگا میکسی ۔ کچھ بھی پہن لوں گی۔۔"
شادی کے متعلق کچھ فیصلے لیے گئے۔رضیہ آ کچھ د یعد چلی گئی تھیں۔خضر اور دُعا لاؤنج میں بیٹھے تھے۔۔خضر مو دیکھتے بولا۔
"یہ لوگ پ گل ہیں؟ خود سے کچھ بھی لکھ دیتے ہیں۔کسی نے لکھا ہوا ہے۔وہ بچی ۔ ریہ ہماری رشتے دار تھی۔یہاں حقیقت سے کسی کو کوئی concern نہیں۔۔عجیب ہی ہیں۔۔"
دُعا ہاتھ ۔ ھے سیدھی بیٹھی اُس کی سُن رہی تھی۔۔
"پتا نہیں لوگ یہ کیوں سمجھتے ہیں ہمیں اِن کی کمنٹس سمجھ نہیں آتے۔۔خاص کر یہ پیار میں چھپے کمنٹس۔۔جیسے زہر آلودہ بندہ شہد میں چھلاَ لگانے کے ۔ وجود اپنی ت نہیں چھپا پ رہا ہو ۔۔اور ز دہ ہی چپک رہا ہو ہے۔"
دُعا نے اُسے دیکھا۔۔
"چا۔ تم اتنے فارغ ہو۔۔جو اِن لوگوں پ تبصرہ کر رہے ہو۔۔ہر وقت تم سوشل میڈ پ ایکٹو ہوتے ہو۔۔کسی نہ کسی چیز کو کسی نہ کسی نقطے پ ختم ہو ہو ہے۔۔تم اسکرول کر کر کے تھک جاؤ گے۔۔۔ سوشل میڈ کی ختم نہیں ہو گی۔۔نہ ہی ٹ ینڈی مواد ختم ہو گا۔۔اِسے کنٹرول کر ہے۔تو تمہیں خود ا نقطے پ لاگ آؤٹ کر ہو گا۔"اِس سے پہلے وہ خفا ہوتی۔اُس نے مو بند کر کے میز پ رکھ د ۔۔وہ دُعا کی طرف متوجہ ہوا۔۔اُس نے ا گہری سانس لی۔۔دُعا ہاتھ ۔ ھے ہنوز بیٹھی تھی۔۔خضر کہنے لگا۔۔
"کوئی فینٹیسی موؤی دیکھیں؟"
دُعا نے یکدم خضر کو دیکھا۔جا بھی تھا اُسے سراب خیال کہا ں پسند تھیں۔۔ پھر بھی کہہ رہا تھا۔چند لمحے دُعا خاموش رہی۔۔وہ اُمید سے دُعا کو ہی دیکھ رہا تھا۔۔پھر اُس نے ۔

کھولے۔۔

"میرے لیے فینٹیسی کہانیاں ٹرینکولائزر کی طرح ہیں۔۔میں نے اِن سے مثبت اُمید اور تغیب لینا کا چھوڑ دیا ہے۔ہاں البتہ اُن کی لکھاریوں کی زندگیوں سے ضرور سبق لیتی ہوں۔میرے آئیڈیل تخیلاتی کردار نہیں ہیں۔میرے آئیڈیل انسان ہیں۔۔میری موٹیو زندہ مثالیں ہیں۔۔phoenix کے آنسو سے ہیری کا جی اُٹھنا۔۔بہت نقلی لگتا ہے۔۔ٹرینکولائزر صحت کے لیے اچھا نہیں ہوتا۔۔کبھی کبھار اُسے لینا ہی پڑتا ہے۔۔جیسے کہانی سیراب کی دُنیا میں جاتی ہے۔۔ٹرینکولائزر کام کرنے لگ جاتا ہے۔۔اور پھر ایک وقت آتا ہے۔۔جب اُس کا سحر ٹوٹ جاتا ہے۔۔سرخ پردہ گر جاتا ہے۔۔پھر سوال اُٹھتا ہے۔۔alice نے ونڈر لینڈ کیوں چھوڑ دیا؟ یہ سحر کیوں ٹوٹ گیا؟ تب جواب ہوتا ہے۔۔اور اختتام میں ہمیں کوئی بچانے نہیں آتا۔ہمیں خود خود کو بچانا ہوتا ہے۔۔۔اِس لیے بی یور اون فیری ٹیل۔۔۔"

خضر نے دُعا کو دیکھتے ہاتھ بڑھا لئے۔۔۔

"تم مجھ سے کیا سُننا چاہتی ہو؟" دُعا نے دھیرے سے پلکیں اُٹھا کر اُسے دیکھا۔

"وہ تو بالکل نہیں۔۔جو تم سوچ رہے ہو۔"

خضر نے آہ بھرتے صوفے سے سر لگایا۔

"آہ۔۔" اُس نے مصنوعی خفگی بھرے انداز میں دُعا کو دیکھ کر شکوہ کیے۔۔

"ہم لوگ اِس قدر بخیل ہو چکے ہیں۔۔کہ ہم کسی کی دل جوئی کے لیے اپنے الفاظ بھی اُسے نہیں دیتے۔۔"

دُعا کے گلے سے بے اختیار قہقہہ نکلا۔۔

وہ اُس کا . زو تھامنے لگی۔

"چانٓ دیکھو۔۔" خضرٓ راضی سے رُخ پھیر کر اُ کھڑ اُ کھڑ کر کہنے لگا۔

"ہر وقت نصیحت نہیں چاہی ہوتی۔کبھی کبھی ساتھ۔صرف ساتھ چاہیے ہوتا ہے۔"

دُعا ز یلبی سے اُس کی . زو تھامنے لگی۔۔

"چانٓ ۔۔"

سراب نہیں تھا وہ۔۔حقیقت میں ضم خوبصورت سراب تھا وہ۔۔کسی فینٹیسی کی اُسے ضرورت نہیں تھی۔۔اُسے نصیب نے . ڑی خوبصورت حقیقت سے نواز د یا تھا۔۔

☆.....☆.....☆

"دُعا میری طرف آسکتی ہو؟"

مو . پ بیپ ہوئی۔۔دُعا اپنے کمرے میں مو . کو مضبوطی سے َ فت میں لیے کھڑی تھی۔۔رات کا ا یا بج رہا تھا۔۔خضر سو چکا تھا۔۔وقاص کا میسج اسکرین پ جگمگا رہا تھا۔۔

"پتا نہیں کیا . ت کرنی ہے۔۔" اُنہوں نے فیصلہ کیا تھا وہ ٹیکسٹ یا کال پ کوئی . ت نہیں کریں گے۔۔اُس نے دروازے کے پیچھے لگی لٹکن کلِپ سے چادر اُ تاری۔وہ سر پ چادر اوڑھے۔دا . خاموشی سے دیکھتے فلیٹ سے نکل گئی۔۔۔ہر گھڑی ہر لمحہ یہی خوف تھا۔۔کہیں کوئی اُسے دیکھ نہ لے۔۔وقاص کی طرف آئی۔تو اُس نے اُسے پیغام پ بتا د یا تھا۔دروازہ کُھلا ہے۔۔وہ بنا آہٹ کے دروازہ کھول کر اند ر آئی۔لاؤنج کی بتیاں بند تھیں۔۔اُس نے . ہر کا دروازہ بند کیا۔اور آہستہ آہستہ پھونک پھونک کر قدم اُٹھاتے لاؤنج سے نکلی۔راہداری میں کھڑے۔۔اُس کا دل پھڑپھڑا رہا تھا۔ڑی ہمت کر کے وہ وقاص کے کمرے کے . ہر آئی۔اُس نے ا یک گہری سانس لی۔۔دل کو نارمل کرنا چاہا۔۔ دل نے

ساتھ نہ دی۔اُس نے ہلکے ہاتھ سے وقاص کا دروازہ کھٹکھٹای۔اگلے ہی لمحے دروازہ کُھلا۔وقاص سامنے چشمہ لگائے کھڑا تھا۔ہاتھ میں مارکر تھا۔دُعا سرگوشی کرتے بولی۔

"تم سوئے نہیں؟"

وقاص نے میں سر ہلای۔

"نہیں ا ر آؤ۔"وہ فوراً سے ا ر چلی آئی۔ا ر آتے ہی سامنے لکھائی سے بھرا ہوا وائ ٹ بورڈ دیکھ کر ٹھٹکی۔وقاص دروازہ بند کر کے اُس کی طرف آی۔۔وہ وائ ٹ بورڈ کو دیکھتے بولا۔

" کام کر رہا تھا۔"

دُعا حیرت سے اُس کے پلنگ پ بیٹھ گئی۔میز پ بے تہاشا کتابیں کُھلی پ ڑی تھیں۔۔

وقاص کرسی پیچھے کر کے دیوار سے ٹیک لگانے لگا۔دُعا کو دیکھتے اُس نے پوچھا۔

"دُعا تم نے سوچا ہے تم اِس . میں کیوں پِسی ؟"

دُعا جھٹ سے بولی۔

"ہاں وہ مجھے رشوت دینا چاہتے تھے۔اور میں نے انکار کر دی ؟"

" لیکن کیوں؟"وقاص نے فوراً سے پوچھا تھا۔

دُعا نے بنا سوچے جواب دی۔

" کیو میں نے . ریہ کا پ اپ کیا تھا۔"

وقاص نے بھوں اُٹھا کر اُسے دیکھا۔

"Does it make any sense?"

اور اُس لمحے دُعا کو لگا تھا۔وہ دُ کی بیوقوف ت ین لڑکی ہے۔۔۔

وقاص نے ای گہری سانس لی۔مارکر کی کیپ اُ ری اور بورڈ کی طرف آی۔وہ اُسے اپنا لکھا

ہوا سمجھانے لگا۔۔

". ریہ کا پیہ اپ ہوا وہ چلی گئی۔تمہارا کام ختم ہوَ یہ۔۔بس۔۔وہ ا پتہ ل میں اغواہ نہیں ہوئی۔وہ اُس کے بعد اُس کے ۔ ہر سے اغواہ ہوئی۔۔ڈرائیور کے حق میں گواہیاں مل گئیں۔لیکن اب بھی وہ شک کے دا ٔ ے میں رہے گا۔ ۔ تہ autopsy ریپورٹ نہیں آئے گی۔۔ ۔ ریپورٹ آجائے گی۔وہ کلئیر ہوجائے گا۔۔"

دُعا کان آنکھیں ۔ اُس پہ دھرے اُسے دیکھ رہی تھی۔۔

وہ اُس کی جا ۔ گھوما۔

"تم نے یہ سوچا وہ اُسے اُسی ا پتہ ل میں کیوں لا ؟"دُعا کند ذہن بیٹھی میں سر ہلانے لگی۔

"نہیں۔"

وقاص نے اُس کی جا ۔ مارکر سے اشارہ کیا۔۔

"شا یہ تم کہو مشہور و معروف گورنمنٹ ا پتہ ل ہے۔بہت ۔ می َ امی لوگ بھی وہاں آتے ہیں۔تہ ہم وہ گور کا ہے۔"

دُعا جھٹ سے بولی۔

"ہاں۔"

وقاص نے مڑ کر ذرا مسکرا کرا پتہ ل کے ڈبے پہ لکھا۔

"بلنڈر ر!"

وہ مُڑا۔۔

"یہاں بلنڈر رہوا ہے۔۔"

وہ اُس کی طرف پھر سے گھوما۔۔

"اگر اُنہیں پہلے یہ معلوم ہوتا کہ اُس بچی کی بات خضر سے ہوئی ہے۔۔تو وہ اُسے اسپتال میں کبھی نہ لاتے۔حتیٰ کہ اُن کے لیے یہ زیادہ آسان تھا وہ اِس مدعے کو ہی نہ اُٹھاتے۔اُن کا بات کو خاموش کروانا زیادہ آسان تھا۔بعکس یہ میڈیا کے سامنے ڈھونگ رچانے کے۔۔تمہارے اِس پلان نے اُنہیں زیادہ فائدہ پہنچایا ہے۔۔بچی کا باپ کبھی منہ نہیں کھولے گا۔اُس کی بڑی بہن سے چھوٹی دو اور بیٹیاں ہیں۔شاید اُسے حقیقت پتا ہی نہ ہو۔وہ تو جلیل سومرو کو اپنا مائی باپ کہتا ہے۔"وقاص سانس لینے کے لیے رُکا۔۔اور پھر اگلے لمحے بولا۔

"تمہیں جو کچھ برداشت کرنا پڑا وہ اِس لیے کہ تم اوور ری ایکٹ کر گئی۔۔تم نے بنا کچھ سوچے سمجھے اپنے گلے خود مصیبت ڈالی اور تمہاری جگہ اگر نارمل انسان ہوتا تو وہ بھی یہی کرتا۔میں تمہیں غلط نہیں کہہ رہا ہوں۔۔"دُعا لمحہ گنوائے بنا بولی۔

"لیکن مجھے اِس بات کا ذرا بھی افسوس نہیں جو میں نے آج اُن لوگوں کے ساتھ کیا ہے۔۔"

وقاص نے اثبات میں سر ہلایا۔

"بالکل۔۔"وہ کچھ سوچ کر پھر سے کہنے لگا۔

"ہاں تو۔۔وہ تمہیں بھی اُسی اسپتال میں اِس لئے لے کر آئے۔کیونکہ وہ اسپتال کی کوئی کہانی بنانا ہی نہیں چاہتے تھے۔۔

تمہارا منہ بند کروانے کے لیے اُنہیں زیادہ مشقت نہیں کرنی پڑتی۔۔ ہاں خضر کا مسئلہ تھوڑا سنگین تھا۔۔پرابلم تم نہیں خضر تھا۔۔پرابلم تم کبھی بھی نہیں تھی۔۔۔یہ ڈاکٹر والی رشوت نہیں تھی۔۔"

دُعا کے ذرا دیر سے کُھلے۔۔

"still یہ چانـ ی کی جوتی ہی تھی وقاص ۔۔۔اور تم ۔ توں کو کیا توڑ مروڑ رہے ہو؟"

وقاص خفا ہوا۔۔

"نہیں دُعا تم ۔ت نہیں سمجھ رہی ۔۔"

دُعا نے ۔ڑے ضبط سے کہا۔

"تم کیا کہنا چاہتے ہو مجھے صاف صاف بتاؤ۔۔"

وقاص فوراً سے بولنے لگا۔۔

"دُعا خضر نے ۔ ریہ کو نہیں دیکھا تھا۔۔تمہارے پـ س دن میں بہت مریض آتے ہیں ۔یقیناً تمہارے پـ س اور بھی بہت بچے آئے ہوں گے۔۔۔ ۔ ریہ کے ۔ رے میں خضر کو یہ ۔ت کس سے پتا چلتی کہ جس سے اُس کی ۔ت ہوئی وہ ۔ ریہ ہی تھی؟ وہ تم تھی؟ تمہارے رونے پـ ٹـ نے اُسے یہ ۔ت بتائی۔۔تمہارے ـ ۔تی پن نے تمہیں مروا یـ ہے۔۔" وقاص یہ کہتے طیش میں آ یـ۔

"تم نے تھوڑا سا بھی یہ سوچا ہے دُعا۔۔۔ ۔ وہ سارے ثبوت مِٹا رہے تھے۔۔اور اپنے پلان پـ عمل درآمد کر رہے تھے۔۔اُس کے بعد یـ اُس کے درمیان ۔۔۔اگـ ۔۔اُنہیں پتا چلتا کہ خضر کی اُس بچی سے ۔ت ہوئی ہے۔۔تو خضر اُن کے لیے راہ کا وہ کا ہوتـ جسے وہ اپنے راستے سے ہٹانے کے لیے ایـ لمحہ نہیں گنواتے۔۔۔ کسی کا قتل کرـ آسان نہیں ہوتـ۔۔قتل آخـ ی حربہ ہوتـ ہے دُعا۔۔"

دُعا ۔ دـ ۔ئے ضبط سے وقاص کو دیکھ رہی تھی۔۔

"اگـ وہ تمہیں آدھی رات کو بھی وہاں بُلاتے۔۔تو تم تـ ۔ بھی وہی کرتی جو تم نے صبح اپـ تـ ل میں کیا تھا۔۔اور پھر خضر کے ساتھ جو ہوتـ اُس کی ذمے دار صرف تم ہوتی۔"

دُعا نے پلنگ پہ دونوں مُٹھیاں دبائے سر جھٹک لیا۔۔

" کیا اِس میں میری صرف یہی غلطی تھی؟"

وقاص نے بے یقینی سے اُسے دیکھا۔

"'صرف یہی غلطی' اپنے الفاظ پہ غور کریں مادام۔۔ یہاں ای بندہ مرجانے والا تھا۔ اور آپ کہہ رہی ہیں۔۔ صرف یہی غلطی۔۔"

دعا نے زور سے پلنگ پہ ہاتھ مارا۔۔ وہ چاہتی تھی۔۔ نہیں سکی۔۔

"ہاں کی میں نے غلطی۔۔ میرے سے غلطی ہوئی ہے۔۔ جو ہونا تھا۔۔ وہ ہوا ہے۔۔ جو میرے مقدر میں لکھا تھا۔۔ وہ ہو ی ہے۔۔ ۔۔ اب؟ اب میں کیا کروں؟ بتاؤ مجھے اب میں کیا کروں؟ کسی کو میری مدد نہیں کرنی تو نہ کرے۔۔ پلیز مجھے یہ مت بتائے کہ میں نے کیا صحیح کیا۔۔ کیا غلط کیا ہے۔ مجھے پتا ہے میں نے کیا کیا ہے۔۔ ہم کو پتا ہوتا ہے کیا صحیح ہوتا ہے اور کیا غلط ہوتا ہے۔۔ ہر دفع صحیح غلط کے فتوے نہیں دیتے۔۔ میرا خیال ہے۔۔ مجھے لگتا ہے نہیں سُناتے۔۔ ای ا ن ا مسئلہ پوچھ رہا ہے تو اُسے اُس کا حل دیتے ہیں۔۔ اُسے پتا ہے اُس سے غلطی ہوئی ہے۔ تبھی وہ حل مانگنے آیا ہے۔ بڑی ہمت جھٹا کر وہ اپنا ہ کسی کے سامنے رکھتا ہے۔۔ اور لوگ اُس ا ن سے کیا اُمید کرتے ہیں کہ وہ خود کے ساتھ کیا کرے؟ جا ہوا ای ا ن کے لیے سے زیدہ کٹھن کام کیا ہوتا ہے؟ خود کو غلط کہنا۔۔ اور ا ن اپنی غلطی کا اعتراف کرلے۔۔ تو اُس کو جج نہیں کرتے۔۔۔"

وہ اشک آلودہ چہرے سے اُسے دیکھتے اُٹھ کھڑی ہوئی۔ وقاص غیر تی اور بے ش وں سے خاموش کھڑا اُسے دیکھ رہا تھا۔۔

"میں سمجھ گئی ہوں۔۔ تم نے مجھے یہاں کیوں بلایا تھا۔ مجھے میرا منہ بند رکھنا ہے۔۔ ٹھیک

ہے۔میں رکھوں گی۔۔لیکن میں اُس جلیل سومرو کو نہیں چھوڑوں گی۔۔اور تمہیں میری اِس میں مدد نہیں کرنی۔تو ٹھیک ہے مت کرو۔۔میں اپنے لئے خود کافی ہوں۔۔۔جلیل سومرو میرے ساتھ پرسنل ہوا ہے۔اور میں اُسے پرسنلی بتاؤں گی کہ کسی کی ذات پہ ہاتھ ڈالنا کیا ہوتا ہے۔۔۔"

وہ جانے کے لیے آگے بڑھی۔۔وقاص نے اپنا مارکر میز پہ پھینکا۔۔

"میں دُوں گا تمہارا ساتھ۔۔"

دُعا نے غصے سے پلٹ کر اُسے دیکھا۔۔۔وقاص تکان سے کراہ کر راکنگ چئیر پہ ٹھک گیا۔۔راکنگ چئیر اُچھلی۔

"اور کیوں دو گے تم میرا ساتھ؟"دُعا نے اُس سے چبا چبا کر پوچھا تھا۔

وہ چشمہ ٹھوڑی پہ لے آیا۔۔اور آنکھوں پہ اُسنے ہاتھ رکھ لیے۔۔لہجہ سوزناک تھا۔۔

" کاش تم جانتی کچھ نہیں ہوتی۔۔"دُعا جھلاہٹ سے پلٹی۔۔۔اور تیزی سے دروازہ کھول کر باہر نکل گئی۔۔

غضبناک آشفتہ سی وہ بڑبڑاتے باہر کو جا رہی تھی۔۔

"میں اونلی ٹارگل ہوں۔نہ کرے میری کوئی مدد۔میں کسی کی محبت کسی کی توجہ بھیک میں نہیں مانگتی۔میری ہمت میری طاقت مجھ سے شروع ہوتی ہے اور مجھ پہ ختم ہوتی ہے۔۔میں اکیلی سب کو دیکھ لوں گی۔۔۔میں ڈی۔کے ہوں۔۔اور ڈی۔کے خود کے لیے کافی ہے۔۔کم آن ڈی۔کے۔۔ڈی۔کے ہے۔۔۔ڈی۔کے کے ہوتے ہوئے فکر نہیں۔۔زندہ رہنا ہو تو ہر حالات سے نمٹنا پڑتا ہے۔۔بات جان کی آ جائے۔۔تو لشکر کی تعداد نہیں دیکھی جاتی۔"

وہ فلیٹ کا دروازہ کھول کر باہر آئی۔۔اور ایکدم کرنٹ کھا کر پیچھے ہوئی۔سامنے خضر نیند سے

بیدار ہوا چینی آنکھیں کیے اسے دیکھ رہا تھا۔۔۔

"اِس وقت کہاں سے آ رہی ہو؟" دُعا کا چہرہ نیلا پڑ گیا۔۔۔سانس کی نالی میں لگا کچھ پھنس گیا ہے۔۔نہ منہ کھولا جا رہا تھا۔۔نہ منہ بند کیا جا سکتا تھا۔۔

خضر آگے آیا اور سنجیدگی سے اُسے دیکھتے پوچھنے لگا۔۔

" کدھر گئی تھی؟" اُستاد کی سی کرختگی اُسے محسوس ہوئی۔تو اُس کا دل دُکھا۔۔وہ بنا بتائے سے بول پڑی۔۔

" آمنہ کے پاس گئی تھی۔۔وقاص اُس کی لڑائی ہوئی ہے۔۔اور تم مجھ پہ شک کر رہے ہو۔" خضراز خود بولا۔

"ارے!"

"دفع ہو!" دُعا بادل ناخواستہ اُسے دیکھ کر تیزی سے لاؤنج سے نکل گئی۔۔

☆.....☆.....☆

"دیر کروادی تم نے مجھے!" وہ خضر کے ساتھ سیڑھیاں اُترتے ناراضگی سے کہہ رہی تھی۔۔

" تمہیں رات کو کیا ہو گیا تھا؟" خضر پریشانی سے پوچھ رہا تھا۔۔

دُعا جھلائی۔۔

" یار چانہ کہیں بھی شروع نہ ہو جایا کرو۔۔"

بلڈنگ سے باہر نکلے۔تو سامنے سے آمنہ ہاتھ میں پلیٹ پکڑے اُدھر رہی آ رہی تھی۔اُسے دیکھ کر وہ ذرا چونکی۔آمنہ مسکرا کر بولی۔

"السلام علیکم۔۔تم لوگوں کی طرف ہی آ رہی تھی۔۔"

خضر سادگی سے اُسے دیکھ رہا تھا۔۔

" بیکری کے لئے کُکی بسکٹ بیک کیا ہے۔۔آ   کو بہت پسند ہیں۔۔۔"

دُعا ہڑ بڑی میں بولی۔

"چلو چا !"

خضر نے پلیٹ سے ٹشو اُٹھا کرا کُکی نکالی اور آمنہ کو دکھاتے تشکر سے کہا۔

"شکریہ۔۔"

آمنہ مسکرا کر دُعا کو دیکھتے بولی۔

" تم بھی لو نہ دُعا۔" دُعا جھٹ سے بولی۔

" نہیں د یہ ہو رہی ہے۔۔" خضر نے بسکٹ چکھتے کہا۔

"ٹیمپٹینگ۔۔" آمنہ کی بتیسی نکلی۔۔

" چلیں۔۔" دُعا مضطرب ہوئی۔۔

خضر نے ہاتھ جھاڑا۔

"ہاں۔"

تبھی خضر بولا۔

"وقاص اور تمہاری رات کو صلح ہو گئی؟" دُعا کے حیرت و پ یشانی سے دی ے پھیل گئے۔۔

" صلح؟" آمنہ نے ۔ سمجھی سے بھوں اُٹھائی۔۔دُعا جھٹ سے بولی۔

" لڑائی ہوئی تھی تو صلح بھی تو ہونی تھی۔۔۔" خضر نے دھیرے سے کنکھیوں سے دُعا کو دیکھا۔

آمنہ اُلجھی۔

" یروہ تو۔۔" دُعا بیتنا کی سے منہ کھولے آمنہ کو دیکھ رہی تھی۔

(نو آمنہ۔۔اشارہ سمجھو۔)

"اوہو!" وقاص نے عقب سے آتے آمنہ کے شانے پہ ہاتھ رکھا۔۔خضر نے بھوں اچکا کر ذرا
گردن لڑھکا کر اُسے دیکھا۔آمنہ پلٹی۔وقاص آمنہ سے کہنے لگا۔۔

" کیا ہو گیا ہے یار۔۔چاند اپنا سا ہے۔اِس سے کیا چھپانا۔"وہ آمنہ کا شانہ دبا چکا
تھا۔اشارہ تھا۔۔خاموش رہو۔خضر منہ کے زاویے ذرا بگاڑے عجیب پن سے وقاص کو دیکھ رہا
تھا۔۔

"That's weird.."

"اپنی اور آمنہ کی صلح کے لیے تم نے دُعا کو بلایا؟"

دُعا جھٹ سے بولی۔۔

"As a gesture of gratitude!"

"اُس نے کل دوپہر میں میرا کام کیا۔اور میں نے رات میں اُس کا۔"

اور وہ ایک دم چپ پڑ گئی۔۔

"اوہو چاند دیر ہو رہی ہے۔۔"

"ہاں ہاں۔"خضر اُس کی بازو تھامے ہاتھ دکھا کر جانے لگا۔

"شام کو ملتے ہیں۔۔"وقاص آمنہ کے شانے پہ ہاتھ پھیلائے دوسرے ہاتھ سے لٹکی اُٹھانے
لگا۔تو اُس نے اُس کے ہاتھ پہ تھپڑ رسید کیا اور گھور کر بولی۔

"آپ کی ہے۔۔اور یہ کیا تماشا ہے؟"

"وقاص نے مسکرا کر ہاتھ ہٹایا۔۔

" کچھ بھی نہیں۔شام کو بتاؤں گا۔۔مجھے بھی دیر ہو رہی ہے۔۔"وہ اُس کے شانے سے ہاتھ ہٹا
کر پلٹ گیا۔

وقاص ہر نکلا۔تو گاڑی میں بیٹھتی دُعا پ اُس کی گئی۔۔

دُعا نے اُسے ذرا مسکرا کر دیکھا۔وقاص دا کان کو چھوئے سامنے اُن کے گاڑی سے ر
ے۔خضر نے گاڑی اسٹارٹ کرتے کہا۔

"تمہیں کیسے پتا میں کل گلستانِ جوہر میں تھا؟"

دُعا پڑ پڑائی۔

"اوہو۔۔تم خضر جہان ہو۔۔سکسر کنگ۔۔ا مریض نے بتایا تھا مجھے۔۔کیا ہو جاتا ہے تمہیں۔۔پیچھے ہی پڑ جاتے ہو۔۔وقت کے ساتھ ساتھ بہت شکی ہو رہے ہو تم؟" خضر نے میکا از میں دن موڑ کر اُسے دیکھا۔

"شکی؟اور میں؟"

دُعا جھنجھلائی۔۔

"چا د ہو رہی ہے!" خضر تندخوئی سے اسٹیر کو تھامنے لگا۔

"اچھا اچھا۔۔ ؤمت!"

اور دُعا نے اشتعال انگیزی سے ہاتھ ھ لئے اور آواز بھاری کرتے بولی۔۔

"ہمیشہ دیکرواتا ہے مجھے!"

☆.....☆.....☆

خضر گاڑی ڈرائیو کر رہا تھا۔۔دُعا اپنے stethoscope سے کلام کر رہی تھی۔۔

"تم میری دوسری محبت ہو۔میری پہلی محبت میرا پہلا stethoscope تھا۔جسے میں نے میڈ کالج میں گھما دیا تھا۔۔سچ کہوں آج بھی مجھے اُس کی بہت یاد آتی ہے۔"

خضر کنکھیوں سے اُسے دیکھ رہا تھا۔۔

"میں نے اُس کے ساتھ بہت سیلفیاں بنائی تھیں۔۔"

خضر نے گلا کھنکارا تو دُعا اُس کی جانب متوجہ ہوئی۔۔

"۔۔بے روزگار تھا۔۔تمہیں کالج چھوڑنے جاتا تھا۔۔آج روزگار ہوں تمہیں اپنے ل

چھوڑنے جا رہا ہوں۔۔"

دُعا سنگینی سے اُسے ایک پل خفگی لیے دیکھ کر بولی۔۔

"تو؟"

خضر کہنے لگا۔

"ویسے میں سوچ رہا تھا۔۔ایک کونسلر کو کو کی کیا ضرورت پڑ گئی؟" دُعا کے کان سرخ پڑ

گئے۔خضر نے ماتھے پہ بل ڈالے۔

"وقاص تو خود جوڑوں کو طلاق سے پہلے اُنہیں کو کرتا ہے۔اُسے تمہاری کیا ضرورت پڑ

گئی؟"

دُعا چیخ کر سر او کر کے بولی۔۔

"آمنہ کو پڑی تھی۔کیونکہ وہ تو ٹھہرا وکیل۔۔اُس پہ پڑھائی کر رہا تھا۔۔"

خضر اُسے دیکھ کر محظوظ ہوا۔

"اوہ رئیلی۔۔اور اُس نے تمہیں انوالو کرنے دیا۔۔تم وہی ہو نا۔جس نے بات اُس کے

باپ تک پہنچا دی تھی۔" دُعا کے گال سرخ پڑ گئے۔۔اُسے وہ پھنستی ہوئی محسوس ہوئی۔

"تم وہی ہو نا۔۔جس نے فروٹ میں کیا لاؤں والا ٹیسٹ آئٹم اُسے دے کر آمنہ سے چماٹ

پڑوائے تھے۔۔"

دُعا شرمندگی سے باہر دیکھنے لگی۔

"بچپنہ تھا وہ۔" خضر نے مزہ دیتی مسکراہٹ سے اُسے دیکھا۔

"اچھا۔"

دُعا نے ب ت. لنی چاہی۔۔

"چاں ویسے فروری میں تو پی۔ایس۔ایل ہے۔شادی کے فوراً بعد پی۔ایس۔ایل کے لیے چلے جاؤ گے؟"

خضر نے سنجیدگی سے گاڑی موڑی۔۔

"تو تم کیا چاہتی ہو تمہارے سرہانے بیٹھا رہوں؟ کماؤں ؟ پھر سے کنگال ہو جاؤں؟" دُعا بیزار ہوئی۔

"اچھا چاں ۔۔بس کرو۔۔چلے جاں ۔۔ویسے بھی مجھے پیپرز کی تیاری کرنی ہے۔۔"

"پھر میں ہنی مون پلان کی ہی سمجھوں؟"

دُعا فوراً اُسے دن موڑ کر پٹاخ سے بولی۔

"میں نے ایسا نہیں کہا۔وہ بھی جا گے۔"

"یو۔کے کی سیریز سے فری ہوں گا۔تو جو چاہیے ہو گا بتاں ۔۔" دُعا بتانے لگی۔۔

" کپڑے زیور جوتیاں فرنیچر کروکری . تو میں یہاں سے ی وں bershka سے میکسی ی شرٹ دیکھ ی ۔۔عفیفہ کا . تھ ڈے آ رہا ہے اُسے گفٹ کر ہے۔ڈارک سرکلز کا آرام مجھے کسی چیز سے نہیں آ رہا اِس لیے نمبر سیون کی آئی کریم۔عینی بھابی کی ڈ ری بھی قری . ہے۔۔اُنہیں مدر کیئر کے کپڑے بہت پسند ہیں۔۔تو اُن کے بچے کے لیے نیوبورن بے بی ٹ H&M۔ سے ہا بھابی کے لیے کچھ دیکھ ی ۔۔ممانی جان نے estee lauder کی بیس کہی تھی۔اور ہاں عینی بھابی کے لیے anastasia کا ہائی لا ۔"

خضر نے جھٹ سے بریک لگائی۔اور رنجیدگی اور غصے کے عالم میں اُسے دیکھتے چہرے کے قریب انگلی دکھاتے بولا۔۔
"میں شکل سے تمہیں گدھا لگتا ہوں؟"
دُعا ماتھے پر بل ڈالتے اُسے دیکھ کر بولی۔
"نہیں۔۔"
خضر نے بڑبڑاتے گاڑی اسٹارٹ کی۔
"میرا پیسہ مفت کا آیا ہوا ہے جو میں پانی کی طرح تمہارے میکے والوں پر بہاؤں؟"
دُعا کو بُرا لگا تھا۔۔
"ابھی بھائیوں کے لیے امریکن ایگل کی جینز اور نانی ماموں کے لیے بھی کچھ کہنا تھا۔لیکن چلو۔۔اچھا پھر تم بس یہی لے آؤ!" خضر نے اُس کی ڈھٹائی پر تعجب سے اُسے دیکھا۔۔
"بس یہی لے آؤ؟ یہ بس ہے دُعا؟"
جواباً دُعا نے کچھ نہ کہا۔۔
"عجیب ہو تم۔۔میں نے تمہارے لیے پوچھا تھا۔تم نے ساتھ میں سارا خاندان اٹیچ کر دیا۔وہ بھی وہ جنہوں نے کبھی ہم پر اپنے پلے سے ایک دھیلا نہیں لگایا۔۔"
دُعا نے برہمی سے اُسے دیکھا۔
"اب تم مجھے یہ باتیں سُناؤ گے چاند؟"
خضر تیزی سے ڈرائیو کرتے کہنے لگا۔
"ہاں تو میں کیوں نہ سُناؤں؟ میں اتنی محنت کروں۔اور تم میرا پیسہ پانی کی طرح فضول لوگوں پر لگا دو۔چلو نانی جان اور عینی باجی کے لیے میں لے آؤں گا۔۔باقی بس۔۔" دُعا پر

اُٹھی۔۔

"اچھا یرمت لے کر آ ۔۔ بت کو ہوا مت بناؤ۔۔ اَ اپنے قرا بت داروں سے نیکی کے بدلے نیکی کا صلہ نہ ملے۔۔ تو اُس کے اشتہار مت لگاؤ۔ تم نے اللہ کا حکم مانا ہے۔۔ اور اُنہوں نے اُس کی کی ہے۔۔ تم نے اپنا فرض نبھایا ہے۔۔ اب اُن کا معاملہ اللہ کے سپرد ہے۔ ان کے بے مروت نہ رویے پر دل غمگین نہ کرو۔۔ جو کام اللہ کے لیے کیا جائے۔ اُس کا صلہ بھی اللہ ہی کرتا ہے۔۔ اِس لیے اِن سے کیسی امید رکھنی؟"

خضر نے بمشکل ضبط کرتے کہا۔

"اچھا لے آؤں گا۔۔"

دُعا کا موڈ بگڑ چکا تھا۔

"نہیں رہنے دو۔ کھسوں میں بٹا ہوا زردہ ہم نہیں کھاتے۔"

خضر ذرا سنجیدہ ہوا۔۔

"ایک منٹ سے بھی کم سیکنڈ میں تم میری ناشکری کرتی ہو۔۔ اُن کے لیے مجھ سے لڑ رہی ہو؟"

دُعا نے دونوں ہاتھ ینے پر باندھ لیے۔

"قسم سے میرے سینیئرز میں جنہوں نے بھی گوریوں سے شادی کی ہے۔۔ بڑی سکون کی زندگی جی رہے ہیں!"

"ہوہ!" دُعا کا اچنبھے سے منہ کھل گیا۔ وہ بڑے بڑے ہرنی دیدے مزید بڑے کیے اُسے دیکھنے لگی۔۔

"ایک انگوٹھی اُنہیں دکھائی جاتی ہے۔۔ اور اُن کی excitement کا لیول ہی کچھ اور ہوتا ہے۔۔ ذرا بھی تکبر نہیں ہوتا اُن میں۔ اور یہاں میری بیوی۔ I am feeding her

پلس چہ تحفے تحائف۔ for about 5 years, 7 months and 2 days.
الگ سے۔۔ سوال ہے کہ خیال بھی آیا ہو کہ وہ ایک ounce بھی میری شکر گزار ہو۔۔۔"
دُعا غصے سے گہری گہری سانسیں لیے منہ کو دائیں بائیں موڑ کر زاویے بگاڑتے بولی۔۔
"یہ سُنا رہی تھی۔۔ یہ رہی تھا!" وہ چنگھاڑ پڑی۔۔ اب کی بار خضر خاموش رہا۔۔ اُس نے
اُسے تیلی لگا دی تھی۔۔ اب وہ جانتا تھا اُس نے سارا دن سننا تھا۔۔
" گوریں دب کر نہیں رہتی جان میاں۔۔ اُنہیں ہر چھوٹی بات پر دبایا جاتا ہے۔۔۔ اپنا حق
مانگتی ہیں۔۔۔ وقت مانگتی ہیں۔ بہت کم ہوتی ہیں جو برداشت کر کے نبھاتی ہیں۔۔ تضاد ہو
جائے تو برداشت نہیں کرتیں دوسرے کی بگڑی اولاد کو۔۔ اور نہ ہی دوسروں کے والدین
کو۔ جوائنٹ فیملی دیکھ لیں تو وہیں سے ہو جاتی ہیں چھو منتر۔۔"
سارے راستے وہ پڑھ رہی تھی۔ اور اب خضر خاموش تھا۔۔ اُس کی کُڑھن بھی اُس کے لیے
نعمت تھا۔۔
"ہاں بھئی مشرقی عورتیں تو اب بری ہو گئیں۔ میاں کو گوریں پسند آ گئی ہیں۔۔ تو ٹھہر جا۔ تجھے
میں سوہن لگاتی ہوں!!" وہ گاڑی کے دروازے پر قہر برسا کر بول رہی تھی۔۔ خضر ہنسی ضبط
کیے گاڑی چلا رہا تھا۔۔
"دیکھ بس۔۔ میں ابو سے کس بھاؤ بکواتی ہوں تیری۔"
خضر سنگینی سے سیدھا دیکھتے اشارہ کر کے بولا۔
"دیکھو تم میری عزت بھی نہیں کرتی۔" دُعا اپنے غیظ کی بمباری کرتے اُس کی طرف مُڑی۔۔
"عزت کروں؟ عزت؟"
خضر کے ہنسی ضبط کرنے کی وجہ سے گلے پھول رہے تھے۔۔

"ایسی لات پڑے گی نہ!" دُعا نے ٹ ٘ اُٹھا کر پٹخی۔۔

"ساری تمیزیں آجا گی۔"

خضر خود کو ٘ رمل رکھ رہا تھا۔ دُعا واپس سیدھی بیٹھ گئی تھی۔

"اِس معاشرے کی میں مضبوط ارادے والی لڑکی ضدی۔ خودمختار مادر پ ر آزاد۔ اپنے فیصلے خود کرنے والی۔ مطلبی۔ بہادر بے شرم بے حیا۔ ایموشنلی اسٹرا ٘ ۔ کٹھور۔۔ اسٹری ٹ فارورڈ منہ پھٹ۔۔ آرٹیسٹِک جہان بھر کی فارغ ین۔ خاموش شریف۔۔ اور کسی پ انحصار کرنے والی ستی ساو ی ہوتی ہے۔۔"

خضر نے گاڑی روکی۔۔ دُعا نے گھور کر اُسے دیکھا۔۔

خضر اُس کی طرف مُڑا۔

" آئی ایم سوری دُعا۔۔ " دُعا نے مٹھّیاں د لیں۔۔

"سوری؟"

خضر نے گاڑی پھر سے اسٹارٹ کی۔ دُعا جھوجھل سی ہر دیکھنے لگی۔۔

"پتا نہیں اتنا رش کیوں ہے۔۔ " اِس سے پہلے وہ پھر ِکلستی خضر بولا۔

"دُعا میں نے مزاحیہ سینس میں ت کی تھی۔۔"

غصے کی انتہا اتنی تھی۔ اُس نے د لیے۔۔۔

"ہم دونوں کو یہ ت پتا ہے۔ کہ ہم نے ای دوسرے کے لیے کیا کیا سمجھوتے کیے ہیں۔۔ پھر کیوں ِکلس رہی ہو؟"

ا پ ل دُور سے آنے لگا۔ دُعا نے بیگ کندھے پ ڑ ی۔

چند لمحوں بعد خضر نے گاڑی ا پ ل کے ہر روکی۔ دُعا نے ای لمحہ نہ لگا یا اور گاڑی کا دروازہ

کھول کر ٖہر نکلی۔وہ دروازہ بند کر کے جانے لگی۔۔تو خضر نے َ دن جھکا کر اُسے دیکھتے پکارا۔

"بونی!"دُعا ۓ پ ٖ زور کھے کھڑی تھی۔ڈاکٹر کوٹ ٖ زو کے نیچے لٹک رہا تھا۔۔

وہ سُن رہی تھی۔۔

خضر نے ٖ کھولے۔۔

"You were my light when I was eclipsed, nobody is you DK!"

دُعا نے خود کو سنجیدہ رکھنا چاہا۔چہرے کے زاویے ذرا ذرا ملے۔۔وہ کہنے لگی۔۔

"اچھا۔۔رات کو مجھے چپلی کباب۔۔کٹا ٹ ۔۔ ئی بوٹی۔۔اور ڈوسا پوائنٹ بہادرآ ٖ دکا ڈوسا منگوا دینا۔۔معاف کر دُوں گی۔"خضر نے ہنسی ضبط رکھی اور سر ہلا ۓ۔۔

"اچھا۔ٹھیک ہے۔۔"

دُعا فوراً سے آگے ٖ ڑھ گئی۔

"٘ احافظ!"

خضر نے مسکرا کر کہا۔

"٘ احافظ!"

☆.....☆.....☆

خضر اُسے اپ ٖ ل چھوڑ کر نجمین کیمپس آ ۓ تھا۔اُستاد لیکچر دے رہے تھے۔۔خضر خاموشی سے آ کر بیٹھ َ ۓ۔۔اُستاد نے اۓ اُسے دیکھا اور پھر ٖ ت جاری کر دی۔۔وہ اُستاذہ سے کہتے تھے۔۔

"میں خضر کو اپنے لاکھوں شاَ دوں کی بھیڑ میں بھی پہچان سکتا ہوں۔۔" عجب ہی محبت تھی

اُنہیں اُس بچے سے۔۔کبھی اُس پہ محبت دیکھ کر اُستاذہ بھی دَبَ رہ جاتی تھیں۔۔اپنی اولاد کو پیاری تھی۔۔ اپنی اولاد کے بعد بھی اُس جیسا پیار القمان علی کو خضر تھا۔۔اُستاذہ اکثر پوچھا کرتی تھیں۔۔

"لقمان اُس بچے میں ایسا کیا ہے؟"

جواباً وہ کہتے تھے۔۔

"وہ گِفٹڈ بچہ ہے۔۔"

اُستاد لیکچر کا اختتام کر رہے تھے۔۔

" زنور ہے۔صدقہ دلیل ہے۔اور صبر روشنی ہے۔اور قرآن آپ کے لئے حجت ہوگا یہ آپ کے خلاف ہوگا۔ہر شخص صبح کو اُٹھتا ہے۔۔اپنے کو فرو یہ کرنے والا ہے۔یہ اُس کو آزاد کرنے والا ہے یہ اُس سے ہلاک کرنے والا۔۔"

لیکچر کا اختتام ہوا۔بچے کلاس سے ہر نکل گئے۔۔اُستاد کرسی سے ٹیک لگائے بیٹھے تھے۔۔خضر خاموشی سے آگے آ یہ۔۔وہ اُن کے سامنے یہ لگا۔۔

اُستاد اُسے خاموشی سے دیکھ رہے تھے۔آمنے سامنے بیٹھے شخص ایسے تھے جیسے ای دوسرے کی جوانی اور بڑھاپے کا عکس۔۔خضر کچھ سوچتے کہنے لگا۔

"آپ کو پتا ہے اُستاد۔اَ مجھے کوئی ز گی میں کسی چیز کو undo کرنے کا پوچھے۔۔تو میں اُن فلِکس پیکجز کو ان ڈو کروں گا۔جو میں اور دو پیسے ڈال کر یہ اکرتے تھے۔۔اللہ اب مجھے کھربوں کے حساب سے بھی پیہ دے دے۔۔لیکن میں کبھی کوئی پیکج نہیں یہ وں گا۔"

اُستاد زیہ مسکراہٹ لیے اُسے دیکھتے اُس کی سُن رہے تھے۔۔

"سمجھ نہیں آتی تھی۔۔کس چیز کی پیکی بلا رز دیکھ کر خوشی ہوتی تھی۔۔ہر دو منٹ زبان سے وہ

ایف ۔م ڈراپ ہوت تھا۔۔سارا خان ان بیٹھ کر خواتین سمیت سٹے لگات تھا۔۔" اُستاد نے اُسے ہاتھ دکھاتے کہا۔

"بس کردو۔۔رو ٹ مت لگاؤ۔۔بس تمہیں احساس ہو ی ۔۔کافی ہے۔۔"

وہ آج اُن کے سامنے دل کی ۔تیں کہنے آ ی تھا۔ ۔ کبھی غبار اور پ یشانی کی تھیلی بھر جاتی تو اُستاد کو آ کر وہ ۔ سُنا دی کرت تھا۔۔۔

" عموماً اِس دور میں اولاد کو والدین کی فکر نہیں ہوتی۔۔ جن کو ہوتی ہے۔۔اُنہیں والدین سے کم فکر نہیں ہوتی۔۔میں امی ابو کو اپنے ساتھ رکھنا چاہتا ہوں۔۔بس کوشش کر رہا ہوں۔ا ۔ میری کمائی کو قبول کرلیں۔۔"

وہ کہتا جا رہا تھا۔اُستاد سُنتے جا رہے تھے۔۔یقین نہیں آ رہا تھا۔وہ چھوٹ بچہ اُن کے دیکھتے دیکھتے پ وان پ ڈھ ی تھا۔۔ماضی کے جھروکوں سے اُسے دیکھ رہے تھے۔۔

"میں نے غور کیا ہے خضر۔۔تم ظہر اور عصر کی ز ت خیر کر کے پ ڈھ رہے ہو۔اِن کو اِن کے وقت پ ادا کیا کرو۔۔"

حال میں اُس کی گفتگو چل رہی تھی۔۔

"اُستاد میں ایسا کیا کروں جو ا ۔ مان جا ؟" وہ اُنہیں دیکھتے پوچھ رہا تھا۔۔

"ا ۔ کے گِلے تو لا متنائی ں کی طرح شروع ہو جاتے ہیں۔۔ابو کو ۔ سمجھ آئے گی میری ۔ت۔۔"

ماضی کی گفتگو چل رہی تھی۔۔

"تم نے کبھی محسوس کیا ہے۔یہ کہنا۔میں نے تمہیں ی د کیا۔۔اور میں نے تمہیں ہر پل ی د کیا۔۔کتنا ا ش ہے دوسرے والے جملے میں۔اللہ بھی یہی چاہتا ہے۔۔"

"اُستاد بتا نہ میں کیا کروں؟" اُستاد خیال سے نکلے۔۔

"ہمم؟"

خضر نے اُنہیں بغور دیکھا۔

" آپ کی طبیعت ٹھیک ہے؟" اُستاد ذرا مسکرا کر بولے۔

"بس بوڑھا ہو رہا ہوں۔۔" خضر کو بُرا لگا تھا۔۔

" کہاں بوڑھے ہو رہے ہیں؟"

اُستاد نے اعتراف کیا۔

"ہو تو رہا ہوں۔۔"

اُستاد نے ای گہری سانس لی۔۔ اور اُسے حسرت سے دیکھتے بولے۔۔

"تم اپنی ریٹا ئمنٹ کے بعد نجمین کو وقت دو گے نہ۔۔" خضر کچھ کہہ نہیں سکا۔ درخوا یتھی یمان سمجھ آی۔ شای دونوں تھے۔۔

خضر نے خاموشی سے سر ہلا دی۔۔

"جی ڈوں گا۔۔"

اُستاد کا چہرہ مطمئن ہوَی۔۔

"ا ءاللہ!"

وہ تبسم سے کچھ سوچتے سر ہلانے لگے اور پھر خضر کو اُنہوں نے دیکھا۔

"عرصہ َ ز رَ ی خضر۔ مجھے وہ نگینہ نہیں مل سکا جسے میں نجمین میں ثبت کر دوں۔۔"

وہ سمجھ رہا تھا۔ وہ ڈی۔ کوڈ کرنے کی کوشش کر رہا تھا۔ وہ کیا کہہ رہے تھے۔۔

"تمہاری اُسا ٘ہ اور میں نے مل کر اِس کیمپس کی بُ دیں ڈالیں۔۔ میرا بیٹ خلقِ ا کی

مت میں لگا ہے۔ یہ اُس کے انداز میں تبلیغ ہے۔لیکن نجمین کو بھی تو کسی کو وقت دینا ہے نا۔۔"

بڑے مان سے اُنہوں نے اُس سے یہ بات کہی تھی۔۔خضر کو یوں لگ رہا تھا جیسے اُس کا ریٹائرمنٹ پلان جس میں ابھی ایک عرصہ تھا۔۔مستقبل میں بدل تبدیل ہو چکا تھا۔۔بہت سوچا کرتا تھا۔ جب ریٹائر ہو گا۔ یہ کرے گا وہ کرے گا۔۔آج لگ رہا تھا۔اُس کی زندگی۔۔اُس کا مستقبل نجمین تھی۔۔خضر نے بے یقینی کی نگاہوں سے اُستاد کو دیکھا۔۔

"میں لقمان علی خان نہیں بن سکتا۔۔" اُستاد فوراً سے بولے۔

"اِسی لیے اللہ نے تمہیں خضر جہانزیب بنایا ہے!"

یوں لگا تھا آج سارے مسئلے حل ہو چکے تھے۔۔

"پتا ہے خضر۔۔اگر انسان کو صرف یہ بات سمجھ آ جائے۔۔خدا نے اُسے کسی اور جیسا نہیں۔۔اُس جیسا کیوں بنایا ہے۔۔تو موازنہ اور حسد جیسی بیماری سے ہمیں نجات مل جائے۔۔" وہ سانس لینے کے لئے ٹھہرے۔۔

" کچھ عرصے پہلے میں ڈینمارک گیا تھا۔۔وہاں میں ایک آدمی سے ملا خضر۔۔باتوں سے باتیں نکلیں۔ یونہی میں نے اُس سے پوچھا تم اپنے حاسدین کو کیسے ڈیل کرتے ہو۔ پتا ہے اُس نے مجھ سے کیا کہا؟ کہتا ہے۔۔میں اپنے حاسدین کو ایک ہی پیغام دیتا ہوں۔۔جو مجھ سے حسد کرتے ہیں۔۔جو میرے لیے ہر لمحہ کھڈا کھودتے رہتے ہیں۔ مجھے اذیت پہنچاتے ہیں۔۔مجھ سے اچھا بننے کی کوشش نہیں کرتے۔۔تم لوگ مجھ سے نہیں تم لوگ اللہ سے اچھا بننے کی کوشش کرتے ہو۔کیونکہ تم لوگ اُن نعمتوں پہ مجھ سے حسد کرتے ہو جو مجھے اللہ نے دی ہیں۔تم لوگ مجھ سے حسد کرتے ہو۔اور اِس نتیجے میں مجھے اذیت پہنچاتے ہو۔اللہ اُس

اذیت کے نتیجے مجھے مزی سے نوازت ہے۔۔اور تمہارے لیے نعمتوں کے دروازے تمہارے

َ ہوں کے ب بند کر رہا ہے۔۔تم مجھے اُس بات پ پکڑ رہے ہو۔جو مجھے ا نے دی

ہے۔۔اِس میں میرا اختیار نہیں تھا۔اور تمہیں اِس لئے پکڑے گا جس پ تمہارا اختیار تھا۔"

اُستاد چند لمحے ٹھہرے۔کچھ دی کے لیے اُن کے درمیان خاموشی رہی۔پھر اُستاد نے ت مل سے اُسے دیکھا۔

"ا ن کو اپنا جانشین بہت پیارا ہوت ہے خضر!"

خضر نے ش شی سے اُنہیں دیکھ کر سر ہلای۔۔

"ب لکل!!"

اُس نے ب اعزاز ی پ ہاتھ رکھ کرت بعداری سے ذرا سر جھکای۔

اُستاد اُسے بہت چاہتے تھے۔۔سوال اُٹھتا تھا کیوں؟ جواب مختصر تھا۔۔وہ اُن کا جانشین تھا۔۔

وہ اُستاد سے مل کر نجمین سے ب ہر نکلا۔۔خضر نے پلٹ کر سر اُٹھاتے نجمین کو دیکھا۔نجمین کے بورڈ پ آغاز میں بھی ستارا تھا اور اختتام میں بھی۔درمیان میں سنہری سے نجمین لکھا ہوا تھا۔

وجود کے آر پ ر ای تیز ہوا رتی محسوس ہوئی۔۔ایسی ہوا جو اُس کے رونگٹے کھڑے کر رہی تھی۔۔وہاں کھڑے اُس نے نجمین کو دیکھتے اپنا سارا مستقبل دیکھ لیا تھا۔اُستاد نے اُس کے کا ھوں پ ای بہت ب ی ذمے داری ڈال دی تھی۔۔۔ جو تھا۔جیسا تھا۔۔اب سے نجمین اُس کی زن گی تھا۔۔۔

☆.....☆.....☆

دُعا مریضوں کو دیکھ رہی تھی۔جا تھی ایچ۔او۔ڈی کے آنے کا وقت ہے۔۔وہ جان بوجھ کر مریض سے بولی۔۔

"آپ جا ہیں۔۔میں عروہ یعقوب ملک کی بہت ڑی فین ہوں۔۔" نورماہ نے اُس کی بلند آوازی پ اُسے چو کر دیکھا۔۔وہاں پ موجود ا اور ایچ۔او کی یکدم دروازے کی جا گئی۔۔ایچ۔او۔ڈی چلے آرہے تھے۔۔

وہ دھیرے سے ۔

"دُعاشٹ داہیل اپ!"

دُعا مریض سے کہہ رہی تھی۔۔

"آج اُس نے رہ مرتبہ کامیاب ہونے کے بعد ا کر پ وفیسر کو رنگے ہاتھوں پکڑا۔۔" ایچ۔او۔ڈی پہنچ چکے تھے۔۔نورماہ فوراً سے مریض میں کھب گئی۔۔

"جو لڑکوں اور لڑکیوں دونوں کو ہراساں کرتا تھا۔۔" ایچ۔او۔ڈی ذرا فاصلے پ کھڑے اُسے ہی بغور دیکھ رہے تھے۔

"اور دیکھیے گا ا ءاللہ ا دن وہ اِس ملک کی کالی بھیڑوں کو بے ب کرے گی!"

ایچ۔او۔ڈی نے گلا صاف کیا۔دُعا پھر نہ پلٹی۔۔نورماہ نے خوف سے آنکھیں میچ لیں۔

"دُعا!!"

ایچ۔او۔ڈی نے حاکمانہ ا از میں دُعا کی پشت کو گھورتے کہا۔

"ڈاکٹر دُعا میرے کمرے میں آیئے گا!"

اور وہ یہ کہتے پلٹ گئے۔۔

دُعا نے مریض کو مسکرا کر دیکھا۔۔

"میں ابھی آتی ہوں!!"

اور دُعا فوراً سے گھوم کر جانے لگی۔نورماہ اور دوسرے ایچ۔او نے پلٹ کر حواس ختگی سے دُعا

کو جاتے ہوئے دیکھا۔نور ماہ فکر سے بولی۔۔

"یہ خود کوٹ مینیٹ کروا کر چھوڑے گی!"

دُعا ایچ۔او۔ڈی کے ساتھ کمرے میں آئی۔۔ایچ۔او۔ڈی کرسی پ نی ت اُسے دیکھ کر پوچھنے لگے۔

"تم کیش لوگی کہ پی ؟"

دُعا پیچھے ہاتھ ب ھ کر کے کھڑی اُنہیں دیکھ رہی تھی۔۔ پ وفیسر نے سر اُٹھا کر اُسے دیکھا۔وہ میز پ ہاتھ رکھے ہاتھ میں قلم پکڑے دھیرے دھیرے اُسے بجانے لگے۔

"مجھے بتادو۔ یا اکاؤ ٹ میں ٹ انسفر کروا پسند کروگی؟"

وہ ضر بھری وں سے اُنہیں دیکھ رہی تھی۔۔

اُس نے ب کھولے۔۔

"سر میرے اُستاد کہتے ہیں۔۔۔ ب دل د کے دسترخوانوں سے بے ز ہو جا ۔تو پھر وہ آ ت کے دسترخوانوں پ نی ت ہیں۔اور وہ اُن لوگوں میں سے ہو جاتے ہیں جنہیں وہاں سے دعوت دی جا رہی ہو،اور ب دُ کے دسترخوانوں پ راضی ہو جا تو آ ت کے دسترخوان چھوٹ جاتے ہیں۔۔"

پ وفیسر بے رغبتی سے اُس کی گفتگو سُن رہے تھے۔دُعا نے ب ی شگفتہ مزاجی سے ہاتھ ب ھ لیے۔

"پ وفیسر میں نے اپنا منہ بند کر لیا۔اِس کا ب لکل یہ مطلب نہیں ہے۔۔کہ میں کچھ نہیں کر سکتی۔میرے ب پ نے ہمیشہ گھر سے ت مجھے ا ہی نصیحت کی۔۔پہلے کسی کو کچھ بولنا نہیں۔۔بعد میں کسی کو چھوڑ نہیں۔۔اور میں آج اُس نصیحت پ عمل کرتی ہوں۔۔"

وفیسر اُسے بڑے موڈ سے دیکھتے بولے۔

" گیٹ لاسٹ پلیز!" اور دُعا نے بعداری سے سر ہلا دیا۔

"جی سر!"

☆.....☆.....☆

ظہر پڑھ کر خضر آیا تھا۔ اُسے دیکھتے ربیعہ بیگم کہنے لگیں۔

"چاند ابھی ای مارننگ شو دیکھ رہی تھی۔ تو کچھ روز پہلے جس ڈرما ڈاکٹر سے تھا۔۔ بڑی مشہور ہے۔ وہ آئی تھی اُس پر۔ اُس نے کوئی تھیراپی نکالی ہے۔ تیری شادی سے پہلے کرواؤں گی ہاں۔۔ صحیح ہے۔ اب دولہے کی ماں ہوں میں۔۔ اتنا تو حق بنتا ہے۔۔" خضر طنزانگیزی سے ہاتھ ہلا کر بولا۔

"اماں کے ششکے ہاں!" ربیعہ بیگم نے خفا ہوتے اُس کے بازو پہ تھپڑ رسید کیا۔

" آئے ہائے پکڑ کر۔۔" خضر ہنس پڑا۔

کسی خیال سے ربیعہ بیگم بولیں۔

"اچھا ہاں۔۔ تیرا باپ کمرے میں منہ بسورے بیٹھا ہے۔۔"

خضر چونک کر بولا۔

" کس لئے؟"

جہانزیب صاحب نے دُکان پہ کاریگر رکھ لیا تھا۔ اِس لیے وہ کبھی بھی گھر آجایا کرتے تھے۔۔ ربیعہ بیگم اُسے بتانے لگیں۔

" کل کی بچی جلیبیاں مانگ رہے تھے۔ میں نے کہہ دیا۔ میں نہیں دے رہی۔ شہزادی کو پتا تو خفا ہوگی۔۔ تو بس روٹھ گئے۔۔ اب مجھے یہ بتا۔۔ بیٹا آئی گی اُن کی شوگر فری مٹھائی؟"

"شام تک آجائے گی۔۔"

کسی خیال سے وہ بولا۔

"اچھا امی میں سوچ رہا تھا۔" ربیعہ بیگم نے اُسے دیکھا۔

"ہاں۔۔"

"امی دو ایونٹ کیا کرنے ہے؟ یار ایک ساتھ رہتے ہیں ہم۔۔ایک روم سے دوسرے روم میں جاتے کے لیے اتنا بڑا ایونٹ۔ایک سمپل اینڈ رسیپشن کرتے ہیں بس۔۔"

" گندے انڈے!!"

آواز پر دونوں چونک کر پلٹے۔جہانزیب صاحب خفگی سے اُسے دیکھتے آگے چلے آئے۔۔

"بے غیرت زاااالیل!"

وہ اُس پر پڑھنے آئے تو ربیعہ بیگم اُس کے دفاع میں آگے آ گئیں۔

خضر بھی ہم ہوا۔

"یار کیا ہو گیا ہے۔۔ابا!"

ربیعہ بیگم نے خضر کو جانے کا اشارہ کیا۔

"جاتو!" ربیعہ بیگم جہانزیب صاحب کو گھورتے ہوئے بولیں۔

"نہیں کیا؟ کیا کہا ہے اُس نے ایسا؟"

جہانزیب صاحب نے دانت کچکچاتے اُنہیں دیکھا۔۔ربیعہ بیگم اُنہیں ہاتھ دکھاتے دوٹوک بولیں۔۔

"اب بس۔۔دوبارہ مت شروع ہو جایئے گا۔بڑی مشکل سے گھر کے حالات صحیح ہوئے ہیں۔۔کہنے کو پانچ مہینے پڑے ہیں۔لیکن اتنا کام ہے۔کہ بس۔اِس لیے بس بہت کام ہے۔

میرا اہاتھ نہیں بٹا تے۔تو نہ ارا۔ ڈھائیے مت۔۔"

اور جہانزیب صاب بھینچے ضبط کر کے گھوم گئے۔۔

ربیعہ بیگم نے افسوس سے سر ہلایا۔

"جسے دیکھو۔ دیکھو۔ جہاں دیکھو۔ محلے کی دائی بن کر آتی ہے ہونہہ۔۔"

☆.....☆.....☆

چھٹی کا وقت ہو رہا تھا۔نورماہ دُعا سے سنجیدگی سے بات کر رہی تھی۔۔

"دُعا تمہیں لگتا ہے سر میکا اور مجھے ایک سال کافی ہے؟ مطلب اب مجھے ہاؤس جاب کے بعد شادی کر لینی چاہیے۔۔ مطلب مجھے لگتا ہے۔لیکن تم میرڈ ہو۔ساتھ ہی رہتے ہو اپنے شوہر کے۔یونو میں تم سے کیا پوچھنا چاہ رہی ہوں؟"دُعا اپنے کاندھے پہ بیگ ڈالتے جھک کر کرسی سے ڈاکٹر کوٹ اُٹھایا اور اُس کے ساتھ چلنے لگی۔۔

"اصل بندے کا شادی کے بعد ہی پتا چلتا ہے۔۔کہ وہ کس طرح بیٹھا ہے۔کیا کرتا ہے۔۔ ہر تو ہر انسان ہی بہترین رویہ پیش کرتا ہے۔۔ڈیٹ پہ انسان تو صحیح بن ٹھن کر آجاتا ہے۔۔لیکن اصل مزاج تو ... انسان صبح اُٹھتا ہے۔۔غصے میں ہوتا ہے۔۔وہ تب پتا چلتے ہیں۔۔۔ڈیٹس اور چیٹس پہ آپ کا من پسندیدہ کلر کیا ہے۔۔موویز۔۔رائٹر یہ بیکار باتیں ہیں۔۔کیا فضول باتیں ہیں۔۔یہ سارے سوال بے معنی ہیں۔کسی کو کوئی کھانے کی چیز ریڈ نہیں پسند۔تو؟ اب کیا کریں؟ اِس سے ہم کچھ کر سکتے ہیں؟ اِس قسم کی باتیں گھر ہستی کے پہلے دن پتا چلیں۔۔۔یہ اُس سے بھی بعد میں۔۔چل ہی جاتی ہے۔۔یہ بچکانہ سوال ہیں۔۔انسان کا دو سے چار ملاقات میں انٹرویو لیں۔۔اُس کی سوچ۔۔منصوبے جانیں۔۔اُس کی شخصیت کیسی ہے یہ جانیں۔۔بیک اوٹ

پتا کروا ۔۔بس۔۔بہت ہے۔۔اب کوئی کہتا ہے محبت والی شادیں زیدہ چلتی ہیں۔۔نہیں یہ بکواس بوگس بت ہے۔۔جس کی طلاق ہونی ہے۔۔آٹھ سال بھی ڈیٹ کرو۔طلاق ہونی ہے ہو جائے گی۔جس کی نہیں ہونی۔۔ارینج میرج میں بھی نہیں ہوگی۔۔"

دُعا مو پ کرنے لگی۔۔نورماہ اُس کے ساتھ چل رہی تھی۔۔

"شادی کرلو۔۔جان تو تم گئی ہو سر کو۔اور کتنا جاننا ہے؟"

"یہ چان ابھی تک کیوں نہیں آی۔"اُس نے واٹس ایپ کھولا۔۔

میسیجز دیکھنے لگی۔۔تبھی مو بجنے لگا۔۔نورماہ نے اُسے دیکھا۔۔معلوم نمبر سے اُسے کال آرہی تھی۔۔اُس نے اسکرین سلائڈ کرتے مو کان سے لگای۔

"ہیلو!!"

"ہیلو ہیلو ڈاکٹر دُعا!!"

آواز پ وہ ذرا چو ۔۔آواز سُنی سُنی لگی۔۔ پہچانی گئی۔۔نورماہ اُسے سمجھی سے دیکھنے لگی۔

" کون ہیں آپ؟ میں نے آپ کو پہچانا نہیں۔۔"

"میرا م وسیم ہے۔۔"دُعا سانس نہیں لے سکی۔۔

نورماہ اُسے دیکھ کر گھبرا گئی۔۔

"دُعا؟"

"مجھے پیار سے بوبی کہتے ہیں۔۔"

دُعا کال کاٹنے لگی۔۔

" کال مت کاٹنا۔تمہارا شوہر یقیناً ابھی تمہیں پک کرنے نہیں پہنچا۔۔"اُس کا ہاتھ منجمد ہو گیا۔۔

نورماہ متفکر سی بولنے لگی۔۔

"دُعا۔" دُعا نے اُسے ہاتھ دکھا کر خاموش رہنے کا اشارہ کیا۔ دُعا نے خود کو کمپوز کیا۔۔ وہ کہنے لگی۔

"جی وسیم کس لئے کال کی آپ نے؟" اُس پر اُس نے ای گہری سانس لی۔۔ دُعا پوری توجہ سے اُس کی سُن رہی تھی۔۔

"ای ایڈریس واٹس ای پ کر رہا ہوں۔۔ مجھے تم سے بینڈ تج کروانی ہے۔۔ جلدی پہنچو وہاں۔ تم نہیں پہنچی تو تمہارا شوہر او پہنچ جائے گا۔۔"

"دیکھو تم۔۔" دُعا آگ ببولا ہوئی۔۔ کال ٹ گئی۔۔

دُعا حیرت کے عالم میں ماؤف ہوتے دماغ سے کان سے مو ہٹانے لگی۔۔ نورماہ نے فکرمندی سے اُس کے قری آتے اُس کا ہاتھ تھاما۔۔

"دُعا ہوا کیا ہے؟"

دُعا بستہ شل ہوتے ا ب سے کھڑی لڑکھڑانے لگی۔۔ نورماہ نے اُسے سنبھالتے پکڑا۔

"دُعا!!"

☆.....☆.....☆

"آمنہ جلدی آجاؤ نیچے یر!!" وقاص گاڑی میں بیٹھا آمنہ کو کال کر رہا تھا۔۔

کال بند کی تو بیزاری سے کہنے لگا۔

"حد ہے۔ پندرہ منٹ کا کہا ہوا ہے۔ اب ت نیچے نہیں آئی۔"

اُس کا مو بج پڑا۔ اُس نے مو کی جا دیکھا۔ دُعا کی کال تھی۔ اُس نے شتابی

سے کال اُٹھا کر مو بائل کان پر لگایا۔

"میں اِس وقت مصروف ہوں۔۔کیا میں تمہیں کسی اور وقت انٹرویو از کر سکتا ہوں؟"

"وقاص!" دُعا کی نمنماتی ہوئی آواز اُس کے کان میں گونجی۔۔

"وقاص یار چاند۔۔"

وہ ہڑبڑائی ہوئی ہچکیاں لے لے کر رو رہی تھی۔ وہ اُسے ساری بات بتانا چاہ رہی تھی۔۔ بتا نہیں پا رہی تھی۔

"ہیلو دُعا؟ کیا ہوا ہے؟ چاند کدھر ہے؟"

دُعا نے بتانے کی کوشش کی۔

"وہ۔۔" نور ماہ نے اُس سے مو بائل کھینچ کر کان سے لگایا۔۔

"آپ پلیز اسپتال آجائیں۔۔ ہم باہر ہی کھڑے ہیں۔"

نور ماہ نے کال کاٹ دی۔ وقاص حلق کے بل چیخا۔

"ہیلو!"

رابطہ منقطع ہو گیا۔

آمنہ دوپٹہ سنبھالتے سجی دھجی سی گاڑی کی جانب آنے لگی۔ وقاص ٹھوڑی سے مو بائل لگائے ضبط کی کوشش میں سرخ ہوتے دانت پیستے باہر دیکھ رہا تھا۔ اچانک نگاہ آمنہ پر پڑی۔۔ وہ گاڑی کے سامنے چلی آئی۔۔ اُس نے معصومیت سے اُسے دیکھتے کان چھوا۔

"سوری۔۔" وقاص اُسے خاموشی سے دیکھ رہا تھا۔ وہ گاڑی کا دروازہ کھول کر جھکی۔ وقاص بے بسی سے بولا۔

"نو۔۔ آئی ایم سوری آمنہ۔۔" آمنہ کی پیشانی شکن آلودہ ہوئی۔

" کیا ہوا وقاص؟"

"مجھے ای کام آ َ ی ہے ضروری۔۔سوری۔میں تمہیں کل لے جاؤں گا۔۔" آمنہ نے دل سوزی سے اُسے دیکھتے پیر پیچھے کھینچ لیے۔۔

وقاص نے اُسے معذرت کرتے کرب سے کہا۔

"سوری آمنہ۔۔" آمنہ آ ؤں سے بھری آنکھوں سے پلٹ گئی۔۔اُس نے آگے ۔ڈھ کر دروازہ بند کیا۔۔وقاص نے رنج سے اُسے دیکھا۔۔۔وہ دوڑتے ہوئی بلڈ َ کی جا ۔ جانے لگی۔۔اور وقاص بنا وقت گنوائے لمحے بھر میں گاڑی بھگا لے َ ی۔۔

راستے میں سگنل آ ی۔۔وقاص نے سر جھکا کر ای گہری سانس لی۔اور ۔ڈی ہمت جھٹا کر اُس نے سر اُٹھا کر دیکھا۔۔ ٹ یفک وارڈن نہیں آ ی۔۔

"اللہ معاف کر ۔۔وکیل ہونے کا فا ٔ ہ اُٹھا رہا ہوں۔۔"

اور وہ گاڑی کی رفتار ۔ڈھا کر سگنل توڑ ی۔۔

تیز رفتار میں وہ گاڑی بھگائے لے جا رہا تھا۔گاڑی کی ٹ ٔ وں کی آواز نے عجیب دہشت سڑک پ طاری کی ہوئی تھی۔۔۔

☆.....☆.....☆

دُعا پ ل کے ۔ ہر خضر کو کال رہی تھی۔۔ وہ کال نہیں اُٹھا رہا تھا۔۔

وہ ہتھیلی پ مو ۔ پٹختے ہوئے ٹہل رہی تھی۔۔

"چا ۔ فون تو اُٹھاؤ؟"

دُعا کا مو ۔ بج ۔ڈا۔اُس نے یں جھکا کر دیکھا۔مو ۔ پ واپس اُس نوجوان کی کال آ رہی تھی۔دُعا نے کھولتے خون سے کال اُٹھا کر کہا۔

" آ رہی ہوں۔آ رہی ہوں!!!"

اُس پ روہ محظوظ ہوا کھینچ کر بولا۔

"او کیپیے!"

کال ٹ گئی۔۔۔

وہ دل. داشتگی سے ی۔ پ ہاتھ ڈالے وہاں کھڑی تھی۔۔

ا پ ت ل سے نورماہ شا پ میں کچھ پ ٹ یں ڈرگ اور سرینج لے کر آتے چلی آئی۔۔

"دُعا!" دُعا نے پلٹ کر اُس کے ہاتھ میں شا پ دیکھا۔۔

"اللہ معاف کر۔۔عوام کا حق کہیں اور لے کر جا۔ پ ڑ رہا ہے۔۔" وہ دل َ فتگی سے بولی تھی۔۔اُس نے اُس سے وہ شا پ لیا۔۔

اگلے لمحے ٹ َ وں کی کان پھاڑ دینے والی چی چی کی چیخ سارے رقبے پ گو ۔۔وقاص کھڑ کی سے . ہر پورا نکل کر ی۔۔

"دُعا!!"

دُعا دوڑتی ہوئی جانے لگی۔نورماہ نے اُس کا . زو اپنی َ فت میں لیا۔۔دُعا فی الفور پلٹی۔نورماہ نے اُسے فکر سے گلے لگا ی۔

"اپنا خیال رکھنا۔" دُعا نے اُس کی پشت تھپکی۔

"ہاں۔" وہ بھاگ کر پلٹ گئی۔وہ گیٹ عبور کر کے . ہر آئی۔۔اُس نے گاڑی کا دروازہ کھولا اور بیٹھ کر اُس نے زور سے دروازہ بند کیا۔وقاص سرخ چہرے سے دیکھتے بولا۔

"ہوا کیا ہے؟"

مضطر دُعا پ یشان خیال میں تیزی سے کہنے لگی۔

"وہ۔۔وہ۔۔مجھے۔۔وسیم۔۔جلیل جلیل سومرو کے بیٹے نے کال کی۔اُس نے مجھے بلایا ہے۔" اُس نے جھٹ سے اُس کے آگے واٹس ایپ کھول کرایڈریس کھولا۔

"دیکھو۔۔" وقاس ساکن بیٹھا اُسے دیکھ رہا تھا۔۔

"میں نے۔میں نے۔۔اُسے بہت مارا تھا۔وہ مجھ سے بدلہ لے رہا ہے۔چاند ابھی تک مجھے نہیں آیا۔اُس نے مجھے دھمکی دی ہے۔۔اور اور۔۔" وہ غائب دماغی سے یہاں وہاں ہاتھ ہلائے بولے جارہی تھی۔۔

"وہ فون بھی نہیں اُٹھارہا۔۔"

وقاص کوغیظ آنے لگا۔۔اُس نے اسٹیرنگ پہ دونوں ہاتھوں سے گرفت مضبوط کرلی۔۔

"Now this is getting super serious!"

وقاص نے اُس کا موبائل لوکیشن لگائی تھی۔۔

دُعا ٹھنڈی پڑ رہی تھی۔وہ ہاتھوں کی انگلیاں مروڑتے بولی۔

"کیا تکلیف کیا ہے اُسے۔۔"

"اتنے امیر آدمی کا بیٹا۔۔بچوں کو ریپ کررہا ہے۔۔" وقاص ڈرائیو کرتے متانت سے کہنے لگا۔

"بات امیر والدین کی نہیں ہے۔۔بات یہ ہے کہ وہ ایک paedophile ہے۔۔اور یہ ایک psychiatric disorder ہے دُعا۔۔بچوں کی جانب جنسی طور پہ کشش کھانا۔۔ماضی میں بڑے بڑے مشہور ومعروف لوگ child molestation کیس میں مشغول رہے ہیں۔۔خیر تم چاند کو کال کرو۔۔"

وہ کال کرنے لگی۔۔۔موبائل بند بتارہا تھا۔۔

"اُس کا فون بند ہے۔۔" دُعا کا دل جیسے بند ہو َ ی تھا۔ اور اِس سے زیدہ اُس کے ساتھ کیا۔ ا ہو سکتا تھا۔

"اُس کا فون بند ہے۔۔" وقاص اُسے تسلی دیتے کہہ رہا تھا۔

" کچھ نہیں کرے گا وہ۔ کچھ نہیں کرے گا۔ وہ بس تم سے . لہ نکال رہا ہے۔۔"

بے چینی کی گھڑیں تھیں۔۔ سمجھ نہیں آ رہا تھا کیا کہیں۔۔ کیا سوچیں کیا سمجھیں۔۔ دُعا کی بے اختیار اپنی گود میں رکھے شاپ پ گئی۔۔

"میں نے آج ا پ ت ل کی چیزیں پ ا ۔۔"

وقاص کے لبوں سے بے اختیار نکلا۔

"میں نے آج سگنل توڑا۔۔"

دُعا کا سر شرمندگی سے جھک َ ی تھا۔

" ہم میں اور جلیل سومرو میں ا ی چیز مشترک ہے۔۔ اُس نے اپنے محبوب کے لیے قانون کی خلاف ورزی کی۔ اور ہم نے اپنے محبوب کے لیے۔"

اُس کی آنکھیں ڈ. ب. گئی تھیں۔۔

" محبت اتنی ا ھی ہوتی ہے!"

وقاص نے . د. تے سر ہلا ی۔۔ پھر . کھولے۔

"اتنی ہی ا ھی ہوتی ہے۔۔"

دُعا کی آنکھوں سے آ ٹوٹ کر َ ا۔

" مجھے چا سے بہت محبت ہے۔۔"

وقاص نے دل شکستگی سے کہا۔

"اور مجھے بھی۔" اورا یہی چیز تھی جو اُن میں مشترک تھی۔۔

وقاص اُٹھا کر اُسے دیکھ رہا تھا۔۔ دل پرہ پرہ تھا۔۔ وہ ب د بتے اپنا اشتعال ضبط کر رہا تھا۔

" کاش تم چاند کی کچھ نہ ہوتی۔"

دُعا کھڑکی سے سر ہلائے ٹھنڈی آہیں بھرنے لگی۔۔

"وقاص مجھے لگتا ہے میرا دل بند ہو جائے گا۔۔"

وقاص نے یکدم اُسے دیکھا اور چُبھتے ہوئے لہجے میں بولا۔۔

"تم اتنی جلدی نہیں مرو گی دُعا۔ تم ہم ب کو مار کر مرو گی۔۔ وہ الگ بت ہے۔۔ تمہیں ابھی ت مر جانا چاہیے تھا!" دُعا کی آنکھوں سے ستارے ٹوٹ رہے تھے۔۔ وقاص کی آج اُسے کوئی بت بُری نہیں لگ رہی تھی۔

"تم سوچ نہیں سکتی میں تم سے کتنی ت کرتا ہوں۔۔۔ اور تم سوچ نہیں سکتی میں چاند سے کتنی محبت کرتا ہوں۔۔ تمہاری وجہ سے میں نہیں۔۔" اُس نے ت میم کی۔

"میں چاند کی وجہ سے اپنی بیوی کا دل توڑ کر یہاں آیا ہوں۔۔ میں نے اُس کی آ میں آ دیکھے تھے۔۔ میں مجبور تھا!"

وہ دل شکن یخ بستہ ہنوز سر لگائے بیٹھی رہی۔۔

"تمہارے ن بت پن نے تمہیں یہاں اِس نقطے پہ لا کھڑا کیا ہے۔۔" وہ سسکنے لگی تھی۔۔ راستہ طویل تھا۔ اور گزرتی گھڑیوں کے ساتھ وہ مزید طویل ہوتا جا رہا تھا۔۔۔

وقاص نے ای گہری سانس بہر خارج کرتے اُسے دیکھا تو ٹشو کا ڈبہ اُٹھا کر اُس کی طرف بڑھایا۔

"جو تمہارا ا یـ آ نہیں دیکھ سکتا۔۔اُسے تمہارا یہ چہرہ اچھا نہیں لگے گا۔۔"

وہ سر اُٹھاتے اُس سے ٹشو کا ڈبہ پکڑ کر ٹشو نکالنے لگ گئی۔۔

"یہ کس َ داب میں پھنس گئی ہے میری ز ں گی۔۔ ٘ ت نہ نکل پ رہی ہوں میں اِس سے!"

وہ ٹشو نکال کر آ پونچھ رہی تھی۔۔

"وقاص۔۔تم علاءدین کے جادوئی قالین کی طرح ہو۔۔" وہ ٹشو کو سر جھکا کر بغور دیکھتے کہنے لگی تھی۔کیوں کہہ رہی تھی۔اُسے بھی نہیں پتا تھا۔۔

"علاءدین نے جادوئی قالین کو بنا کسی چاہ کے cave of wonders سے چھڑا یا تھا۔اُس نے بنا کسی لالچ کے اُسے بچا یا تھا۔اِسی لیے وہ آ ٘ ی وقت ت اُس کے ساتھ تھا۔۔ت ب بھی۔۔ ب جادوئی پ اغ وز یر جعفر کے قبضے میں تھا۔جو اعمال ہم بنا کسی لالچ بنا کسی طمع کے کرتے ہیں۔۔وہ آ ٘ ی وقت ت ہمارے ساتھ رہتے ہیں۔۔اور ا یـ مرتبہ نہیں ہر مرتبہ ہمارا ساتھ دیتے ہیں۔۔چا ٘ تمہارا مخلص دو ت ہے۔۔وہ بنا کسی طمع کے تمہارے ساتھ رہا۔اور تم اپنا ب کچھ چھوڑ کر ہمیشہ کی طرح ب ر اُس کے لیے آئے۔۔کبھی تم نے اُس کے لئے جیل میں رات َ ٘ اری۔کبھی اپنی نیندیں حرام کیں۔کبھی اپنی ب سے ب ٘ ی دشمن سے ہاتھ ی۔۔بہت کچھ کیا تم اُس کے لیے۔۔ ب اُس کے سر پ چھت نہیں تھی۔۔اُسے اپنے گھر میں رکھا۔دو وقت کی روٹی دی۔۔اور اُس کی بیوی سے ت کرنے کے ب وجود بھی اُسے رونے نہیں دیـ۔۔"

اُس نے ب یـ لگائی۔دُعا کو جھٹکا لگا۔۔دُعا نے فوراً سے سر اُٹھا کر دیکھا۔وہ پہنچ گئے تھے۔۔وہ دیئے گئے پتے پ پہنچ گئے تھے۔۔دُعا دروازہ کھول کر ب ہر ٘ لگی۔۔وقاص فوراً بولا۔

"دُعا!" اُس نے پلٹ کر اُسے دیکھا۔

"ہاں۔" وقاص اُسے دی ے پھیلائے دیکھتے بولا۔

"اکیلی جاؤ گی؟" دُعا نے سادگی سے کہا۔

"ہاں۔"

وقاص بے اختیار ہوا۔

"یر دُعا۔۔" اُس نے ای گہری سانس لی اور کہنے لگی۔۔

"بلوٹوتھ پ کنیکٹ رہتے ہیں۔"

"پھر بھی!!!" وقاص مطمئن نہیں تھا۔

دُعا ذرا مسکرائی۔۔

"میں ای کسر ہوں۔۔اَ ہاتھ لگائے گا۔۔تو ایسا وار کروں گی۔جس مردانگی پ اُچک رہا ہے۔وہی نہیں رہے گی۔۔" اور یہ کہتے وہ جھٹ سے دروازہ کھول کر ہر نکلی۔۔چند لمحے کے لیے وقاص کے الفاظ کھو گئے۔۔اُسے سمجھ نہیں آ تھا وہ کیا ردِعمل دے۔۔اُس نے منہ کھول کر سر پیچھے گاڑی کی ی ٹ سے لگایا اور آنکھیں مو لیں۔۔

"سا !!!"

مو کی گھنٹی ساری گاڑی میں گو ۔وقاص نے آنکھیں کھول کر دیکھا۔۔خضر کی کال تھی۔۔لمحے بھر کے لیے وہ حر ی نہیں کر پ ی۔کال مسلسل بج رہی تھی۔۔اُس نے اگلے لمحے ق رفتاری سے کال اُٹھائی۔۔

"ہیلو سا !" دل مٹھی میں بھنچا ہوا تھا۔۔" خیر ی ہے اتنی کالز کیں؟"

خضر کی آواز ٠رمل تھی۔۔

وقاص نے زور سے ہاتھ پ ہاتھ مارا۔

"شھے!"

وہ دیوانہ وار گاڑی کا دروازہ کھول کر ب ہر بھاگا۔۔"دُعا!"

سامنے منظر خالی تھا۔۔۔وہ اُ رجا چکی تھی۔۔۔

خضر کال پ کہہ رہا تھا۔۔

"ہیلو؟ ہیلو؟" وقاص ب لوں میں ہاتھ پھیرے یخ پڑ رہا تھا۔۔

"دُعا!!"

☆.....☆.....☆

وہ جیسے ہی گیٹ پ پہنچی تھی۔سیکیورٹی گارڈ نے اُسے دیکھتے ہی اُ رجانے دی تھا۔وہ خاموشی سے اپنے ٹھاٹھ میں اُ رجا رہی تھی۔گھر کے بیرونی دروازے پ پہنچی۔تو دروازے پ اُس کے استقبال کے لئے خادم تھا۔

"آ میم!"دُعا چہرے پ سنجیدگی لیے۔۔ ب زو پ ڈاکٹر کوٹ ئے چلتی جا رہی تھی۔۔چلتے ہوئے اُس نے تعاقب کرتے خادم سے کنکھیوں سے پوچھا۔

"کہاں ہیں آپ کے بوبی صا ب ؟"

سامنے سے گلا کھنکارنے کی آواز آئی۔

"میں یہاں ہوں۔"دُعا نے سامنے بغور ا ی او پ سے نیچے اُسے دیکھا۔

ہاتھ پ خون آلودہ پٹی بندھی تھی۔۔

دُعا فوراً مدعے پ آتے بولی۔

"بیٹھیے میں آپ کی پٹی کردوں۔۔۔"جواباً وہ اُسے مسکرا کر دیکھتے چھلا َ لگا کر انتہائی بیہودہ

ا ازمیں کاؤچ پہ بیٹھا۔دُعا اُس کے سامنے آتے شاپ کھولنے لگی۔تو اُسے عجیب سی . بو محسوس ہوئی۔غالباً اُس نے شراب پی تھی۔۔دُعا نے . ڑے ضبط سے چہرہ ذرا پیچھے کھینچ لیا۔۔وہ اُس پ یں جمائے بیٹھا اُسے دیکھ رہا تھا۔اُس نے hand sanitizer کی ننھی بوتل سے پہلے ہاتھ صاف کیے۔۔پھر وہ ڈرگ کی شیشی سے سرنج بھرنے لگی۔دُعا نے اُسے دیکھتے پوچھا۔۔

"کیسے لگی آپ کو یہ چوٹ؟ خاصا درد ہو رہا ہوگا نہیں؟"سرنج سے کچھ بو یں . ہر نکلیں۔۔

اُس نے اُس کا . زو تھام کر اُس کی آستین ذرا پیچھے کی۔

جواباً وہ اُسے مسحورا ازسے دیکھتے بولا۔

"ی تھا۔ہاں درد تو ہو رہا ہے۔۔"دُعا نے سوئی دھیرے سے اُس کی . زو پہ کھبائی۔۔

"اب نہیں ہوگا۔۔"یہ کہتے اُس نے چترائی سے مسکرا کر اُسے دیکھا۔۔جیسے ہی ڈرگ ا ر ی۔۔اُسے لگا ا یخ سا کیف اُس پہ طاری کر دی ی تھا۔آنکھیں اور سر سرد پڑ ی۔۔

"اب درد ہو رہا ہے؟"دُعا نے مسکرا کر پوچھا تھا۔۔سارا وجود اُس کا سرد پڑ رہا تھا۔دماغ پہ سکون تھا۔خادم ذرا فاصلے پہ کھڑا دونوں ہاتھ آگے . ھ کر اُسے دیکھ رہا تھا۔۔اُس نوجوان نے صوفے سے اپنی پشت لگالی۔وہ خود کو ا تنویم بھری د میں جا ہوا محسوس کر رہا تھا۔۔

"اب ٹھیک ہوں۔۔"

دُعا اُس کی خون آلودہ پٹی اُ رنے لگی۔۔

"ٹھیک ہو جا گے آپ۔۔"

"ہاں۔۔"پلکیں ذرا ذرا بند ہو رہی تھیں۔۔

"بس ٹھیک ہو جا گے آپ۔۔"دُعا کی آواز اُس کے کانوں میں دھندلانے لگی۔۔وہ اُس کا زخم صاف کر رہی تھی۔۔

"ز یدہ گہرا زخم نہیں ہے۔۔" اُس کی آواز بھاری بھاری سی اُسے محسوس ہو رہی تھی۔۔ گو یہ وہ بیہوشی میں تھا۔۔

خادم دَ کھڑا وہاں اُس سارے منظر کو دیکھ رہا تھا۔۔

"بس ہو گئی پٹی۔"

" کلر کھا لیجئے گا۔۔ ویسے میں نے انجیکشن دے دیہ ہے۔۔"

وہ اُس کی پٹی ب ھ کر اُٹھی۔۔ اور ت ب وہ مکمل بیہوش ہو چکا تھا۔۔ دُعا اپنا سامان اُٹھا کر جانے کے لئے ب ڑھی۔۔ خادم دُعا کو گھور گھور کر دیکھ رہا تھا۔۔ دُعا نے مسکرا کر خادم کو دیکھتے شانہ اچکا کر پیچھے وسیم کی جا ب اشارہ کیا۔

"چھوٹے ہیں عمر میں۔۔ شراب اچھی نہیں اِن کے لئے۔۔ ب دا ش ی نہیں کر پ تے۔ اُتنی ہی پیئے جتنی ب دا ش ی کر سکیں۔"

لبوں پ مسکراہٹ واضح ہو گئی۔

" ھمم!!" اور خادم نے جواباً اثبات میں سر ہلا ی۔

"جی!" وہ ہنوز مسکراتے ہوئے ب ہر نکل آئی۔۔ وہ تیزی سے ب ڑے ب ڑے قدم اُٹھاتے ب ہر چلی آ رہی تھی۔۔

"دیکھیں میری بھابی ا ن رہے۔۔" وقاص ب ہر سکیورٹی گارڈ سے بحث کر رہا تھا۔۔

"پلیز مجھے ا ن ر جانے دیں۔۔" دُعا جس ٹھاٹھ سے ا ن ر گئی تھی۔۔ اُس ٹھاٹھ سے ب ہر آ رہی تھی۔۔

"ب یت کا ای ہی اصول ہے۔۔ اور وہ ہے۔ ا ن ر سے چاہے خوف سے آپ کی جان پ بن جائے۔ ب ہر سے ڈگمگا نہیں ہے۔۔۔"

"میں ای وکیل ہوں۔۔ا رمیری بھابی ہے۔۔اور اَ ۔اُسے کچھ ہوا تو دیکھنا۔۔"وقاص

ن بتیت سے سکیورٹی گارڈ کو دھمکا رہا تھا۔اگلے لمحے دُعا گیٹ عبور کرتے ہوئے رُکی۔۔

"میں کیا حال کرتہ ہوں آپ کا۔۔ یروا قعی میں میری بھابی ان رہے۔۔"

وہ مسکرا کر اُسے دیکھتے سکیورٹی گارڈ کی جان چلی آئی۔وقاص اُسے دیکھ کر ردِعمل نہیں دے

پیے

"صحیح کہہ رہے ہیں یہ!"

سکیورٹی گارڈ نے اُسے دیکھا۔۔

"یہ میرے ساتھ تھے۔" دُعا اُسے ہی دیکھ رہی تھی۔وہ اِس سے پہلے معذرت کرتہ۔۔دُعا مسکراہٹ سے کلے پھیلائے اُس سے کہنے لگی۔

"آج میں زنگی میں اِن کی دوسری مرتبہ بھابی بنی ہوں۔اِس لئے شای آپ نے اِنہیں پہچان نہیں۔کوئی بت نہیں۔۔ہوتہ ہے۔۔"

یہ کہتے اُس نے بھو اچکا کر دیے پھیلائے۔۔۔

دُعا مسکرا کر آگے بڑھ گئی۔۔وقاص اُس کے پیچھے آی۔

"دُعا۔۔"

"چان سے رابطہ ہوا؟" وہ اپنا موب دیکھتے بولی تھی۔۔

"ہاں ہوَی۔۔" وہ حیران پریشان اُسے دیکھتے بتانے لگا۔

"اُس کی گاڑی کے سامنے ای بوڑھے بجی آ گئے۔شکر ہے بچ بچا ہوَی۔۔اُنہیں اپتل لے کرَی تھا۔اُس کے موب کی بیٹری بھی ڈیڈ ہو گئی تھی۔میں نے اُسے بتا دی کہ تم میرے ساتھ ہو۔اور تمہاری دو ت کا کوئی مسئلہ تھا۔"دُعا موب دیکھتے دیکھتے منہ بنا کر بولی۔۔

"یہ یہ یہ۔۔آئی نو کہانی بنانے میں تم ماہر ہو۔۔" وقاص دم بخود اُسے دیکھ رہا تھا۔۔بڑی ہمت کر کے اُس نے پوچھا۔

"تمہیں کوئی شاک تو نہیں لگ گیا؟" دُعا اسکرین اسکرول کرتی جا رہی تھی۔۔وہ بات بدلنے کے غرض سے پوچھنے لگی۔

"اُس نے تم سے پوچھا نہیں تم نے تو آمنہ کے ساتھ جانا تھا؟"

وقاص غصے سے آگے آیا۔

"میں تم سے کیا پوچھ رہا ہوں؟"

دُعا نے پلکیں اُٹھا کر گھور کر اُسے دیکھا۔

"میں ٹھیک ہوں۔۔" وہ ٹھہری۔۔وقاص اب بھی مطمئن نہیں لگا۔دُعا اُسے دیکھ کر ہاتھ اُٹھا کر بولی۔

"میں ڈی۔کے ہوں۔اور ڈی۔کے خود کے لیے کافی ہے۔۔" وہ اب پھر سے چلنے لگی۔۔

"میں نے چاچو سے رات کے کھانے کے لیے کافی کچھ آرڈر کروایا ہے۔آمنہ اور تم ہمارے ساتھ ڈنر کرنا۔آمنہ کے لئے مجھے بُرا لگ رہا ہے۔۔" جواباً وقاص نے کچھ نہیں کہا۔

سارے راستے اُن کی کوئی بات نہ ہوئی۔۔سفر کٹ رہا تھا۔خاموشی سے۔۔بنا کچھ کہے۔بنا کچھ سُنے۔۔خالی سڑکیں۔نہ کوئی رش۔۔بس خاموشی۔اور خاموشی۔۔کچھ دیر بعد وہ منزل کو پہنچے۔۔وقاص نے اسکوائر میں گاڑی روکی۔۔دُعا گاڑی کا دروازہ کھول کر باہر نکلی۔۔وہ سکون کی ایک گہری سانس لیتے پلٹنے لگی۔۔

"میرا اسکوائر!"

وہ پلٹی اور یکدم چونک کر دو قدم پیچھے ہوئی۔۔

آمنہ ہاتھ میں پلیٹ پکڑے ذرا فاصلے پہ کھڑی ت کے عالم میں اُسے دیکھ رہی تھی۔۔وقاص گاڑی سے نکلا۔۔آمنہ کی آنکھیں نمنما ۔اِس سے پہلے وہ مُڑتی۔۔دُعا کر بولی۔

"آمنہ بھا ٓ مت۔۔"وقاص نے بے دلی سے ہاتھ ٓ ھ کردیے گھمائے۔۔

"اب میں اِسے نہیں منا سکتا۔"

دُعا دوڑ کر اُس کی طرف آئی۔آمنہ نے ضبط سے ٓ د لئے۔۔ٹھوڑی پہ بل پڑ گئے۔دُعا نے اُسے دونوں ٓ زو پھیلا کر گلے لگا یا۔۔اِس دوران وقاص گاڑی کے دروازے سے ٹیک لگائے کھڑا وہ منظر دیکھ رہا تھا۔۔

دُعا کی آواز گو تو خضر ٓ لکنی میں آ ی۔۔اُس نے جھک کر ریلنگ پہ ہاتھ رکھے نیچے دیکھا۔۔اُس نے پتّ یں سکیڑ لیں۔

"یہ کیا سین چل رہا ہے۔۔"

دُعا اُس کے کان میں سرگوشی کرتے کہنے لگی۔

دوستی کا اہم ت ین اصول۔۔ ٓ کچھ لگے تو پوچھ ی ت ہیں۔خود سے assumption نہیں کرتے۔۔ ٓ کچھ دل میں ہو کہہ دیتے ہیں۔کسی اور سے نہیں۔۔دو ت سے ہی۔۔ایسے دوستوں کے درمیان کوئی نہیں آ ت ۔۔"

وہ ٹھہری۔آمنہ اُس کی ہنوز کھڑے سُن رہی تھی۔

"وقاص تمھیں ٓ بتا دے گا۔۔پلیز ایسا کچھ مت سوچنا۔تمھیں پتا ہے ہم اِی دوسرے سے کتنی ت کرتے ہیں۔

He is your man, only yours...اُس سے ٓراض مت ہو ٓ۔۔وہ ٓبہت اچھا آدمی ہے۔۔اُس کی قدر کر ٓ ہمیشہ۔۔"

آمنہ مبہوت سی اُس کی پشت چھونے لگی۔

"تم ٹھیک ہو دُعا۔۔"

دُعا اُس سے الگ ہوئی۔۔اُس نے اُس کا بازو تھامتے ہوئے شفقت سے کہا۔

"ہاں۔۔"

خضر اُدھر سے ہی کھڑا وقاص کو دیکھ کر چیخا۔

"اوئے!!"

وقاص نے سر اُٹھا کر اُسے دیکھا۔۔

"کیا ہے؟" وہ شدید خفگی سے بولا تھا۔

دُعا اور آمنہ نے بھی سر اُٹھا کر دیکھا۔خضر آمنہ اور وقاص کو انگلی سے اشارہ کر کے کہنے لگا۔

"یہ کیا تم دونوں نے ہر وقت تماشہ لگایا ہوتا ہے۔۔حد ہو گئی ہے۔۔تماشے ہی ختم نہیں ہوتے اِس اسکوائڈ کے تو!"

وقاص نے اُسے پنجہ دکھاتے منہ پھیرا۔

"تم تو رہنے ہی دو میاں۔۔تم پر یہ نصیحتیں نہیں جچتیں۔"

دُعا نے آمنہ کو دیکھا پھر نگاہ پلیٹ پر گئی۔

"یہ کیا ہے؟"

"یہ!" آمنہ نے پلیٹ کو دیکھا۔

"کیک لائی تھی تمہارے لئے۔۔"

دُعا پوچھنے لگی۔

"اچھا کھانا کھا لیا؟" آمنہ نے نفی میں سر ہلایا۔

"نہیں وقاص کا انتظار کررہی تھی۔"

دُعا نے تبھی اوپر دیکھا۔

"چائے آرڈر آ گئی؟"

خضر نے سر ہلاتے کہا۔

"ہاں ابھی ابھی آئی ہے بس۔" دُعا وقاص کو دیکھتے چہکی۔

"چلو ہمارے ساتھ ڈنر کرو آج۔۔"

دُعا آمنہ کا ہاتھ کھینچ کر جانے لگی۔

"چلو آمنہ!"

اور آمنہ مسرت انگیزی سے اُس کے ساتھ چل پڑی۔ وقاص بھی تھکا ماندہ آستینیں چڑھاتے اُن کا تعاقب کرتے اُن کے پیچھے جانے لگا۔۔ آج کے دن کے تماشے کا وہیں اختتام ہوا تھا۔۔ اور اسکوائر پر رات کا پردہ کر گیا تھا۔۔

☆.....☆.....☆

"چائے مجھے دیر ہورہی ہے یار!!"

دُعا روزمرہ کی طرح اُس پر رہی تھی۔ وہ اپنے بیگ میں موبائل رکھ رہی تھی۔۔ تبھی کمرے کا دروازہ ٹھک سے بند ہوا۔ دُعا نے پلٹ کر دیکھا۔ خضر دوڑ کر موبائل پکڑے اُس کے سامنے آیا۔۔

دُعا حیرانی دیکھے بڑے کیے اُسے دیکھ رہی تھی۔۔

وہ اُس کے سامنے موبائل گیلری اُسے دکھاتے کہہ رہا تھا۔

"دُعا دیکھو اب میں نے ایک ایونٹ ہی رکھا ہے۔۔ اُس پر پلیز تم یہ ڈریس پہننا۔۔" دُعا نے

ئے پہ ہاتھ ب ڑھ لئے۔۔وہ رسانی سے کہتا اُسے تصوی یں دکھانے لگا۔۔

دُعا نے یں جھکا کر دیکھا۔تو گیلری ڈیزائنر سوٹس سے بھری تھی۔دُعا ذرا چو ۔ اُس نے خود کو کمپوز رکھا۔

"یہ نہیں ہے۔۔"

خضر نے تیزی سے تصوی یں ب لتے کہا۔

"میں نے چار پنچ ڈیزائن کو کر ڈیزائن بنوایا ہے۔۔مجھے کوئی پسند نہیں آ رہا تھا۔۔"اُس نے تصوی کھول کر دُعا کو دکھائی۔دُعا نے ای اُسے دیکھا۔۔ذرا مسکرائی۔۔

"پیارا ہے۔لیکن مہنگا نہیں ہو جائے گا؟"دُعا نے سر اُٹھا کر خضر کو دیکھا تھا۔جواباً وہ کہنے لگا۔

"ہو تو جائے گا۔لیکن ہم اِسے بعد میں نجمین ٹ کو دے دیں گے؟ کیسا؟ بچیوں کی شادی پ کام آ جائے گا؟"

دُعا نے مسکرا کر اُسے دیکھتے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"صحیح ہے۔"

خضر فوراً سے کہنے لگا۔

"پھر شام کو جا کر نہ تمہارا سائز دے کر آ گے۔ڈیزائنر نے کہا ہے ٹئم لگے گا۔۔اور اُس کے بعد بھی فِٹنگ کے سو مسائل ہوتے ہیں۔۔ٹھیک ہے۔۔"

دُعا ب چھیں پھیلانے لگی۔گال سرخ ہوئے۔خضر نے اُسے تصور کرتے اُسے دیکھا۔۔

"میری بہت خواہش ہے میں تمہیں اِس ڈریس میں دیکھوں۔۔"

"شہزادی۔۔"جہانزیب صاب دروازے کو ٹ مار کر کمرے میں چلے آئے۔۔خضر نے انتہائی موڈ سے دھیرے سے پلکیں جھکا لیں۔۔

"ا. کی ڈ ئمنگ بو۔۔ہت ہی ۂ اب ہے!"

چہرے کے زاویے ٹھنڈے پڑ گئے۔۔

"میرا بلڈ شوَ پیہ کر دے!" خضر نے پلٹ کر تمیم کی۔

"ا. بلڈ شوَ نہیں ہوتہ۔ بلڈ پ اور شوَ ہوتہ ہے۔۔"

جہاۂ یہ. صا . نے اُسے جھڑکا۔

"پ پ کر!!"

دُعا نے ای اُسے دیکھا اور پھر ای جہاۂ یہ. صا . کو۔

"چار جماعتیں پڑھ یہ ہے۔ اب مجھے بتائے گا؟"

خضر نے ای سرد آہ بھر کر سر اُٹھا کر اُنہیں دیکھا۔۔

"چار نہیں۔۔ سولہا۔۔ ایم۔اے۔۔ وہ بھی۔ معیشت میں۔۔ یعنی۔۔ عالمِ معاشیات۔۔ ای کفائیت شعار۔۔ ملک کی معیشت .ڑھانے میں تکیب دینے والا بندہ۔۔ جسے آپ جلد ہی اپنی ٹی۔وی اسکر پ دیکھیں گے!"

دُعا سر پ دوپٹہ. ا. کرتے ذرا چو ۔۔

"کیا مطلب؟"

خضر ہاتھ .ۂ ھ کر کہنے لگا۔

"میری پچھلی سیریٔ میں ای صحافی سے فلائیٹ میں قات ہوئی تھی۔ اُس سے .ت کر رہا تھا اِس حوالے سے۔ تو اُس نے مجھے مدعو کیا ہے اپنے پ وَ ام پ۔" ربیعہ بیگم دروازے پ کھڑیں خوشگوار یہ سے بولیں۔۔

"سچ میں چاۂ؟"

جہانزیب صاحب نے سُلگتی نگاہوں سے پلٹ کر ربیعہ بیگم کو دیکھا اور پھر ٹیبل پر ہاتھ مار کر بولے۔

"میری وجہ سے یہ اِس مقام پر پہنچا ہے۔ ورنہ تو اِس نے عوام سے گالیاں اور انڈے اور جوتے ہی کھانے تھے۔" ربیعہ بیگم نے اُنہیں ہاتھ دکھایا۔

"نہیں بھئی۔۔ غلط بات نہیں کرنی۔ اِس کو تو لوگ بہت چاہتے ہیں۔۔ اِس کے لیے گھنٹہ گھنٹہ اپنے فیس بک پوسٹس تلے بحث کرتے ہیں۔۔ اور اب یہ نہ کہیے گا۔ بڑوں کے ہوتے اِسے کیوں بلایا۔ آج کل چھوٹے بھی وہ کرامات اور ایجادات کر رہے ہیں جو بڑے نہیں کر پا رہے۔ کچھ دیکھا ہوگا اُس نے تبھی اِسے بلایا ہے۔۔"

دُعا کی اچانک گھڑی پر نظر پڑی۔۔ اور وہ تلملا پڑی۔۔

"دیر ہو رہی ہے مجھے۔۔" بابا چلو۔ خضر نے ٹیبل سے ہاتھ اُٹھاتے کہا۔۔

"ہاں چلو۔۔"

دُعا اضطرابی سے ہاتھ جھلانے لگی۔

"ہر وقت تماشہ لگا ہوتا ہے یہاں تو۔ تماشے ہی ختم نہیں ہوتے یہاں کے۔۔"

☆.....☆.....☆

دُعا گاڑی میں بیٹھی تھی۔۔ ہمیشہ کی طرح سفر خاموش رہا تھا۔۔

" کل تو بچ گئی۔۔ لیکن اگر آگے بھی اُس نے یہی کیا؟ تو؟"

اُس نے کچھ سوچتے اُس لڑکے کا نمبر بلاک کر دیا تھا۔۔

وہ موبائل کو مضبوطی سے اپنی گرفت میں پکڑے خاموش تھی۔ خضر نے کسی خیال سے اُسے دیکھا تو کہنے لگا۔۔

" تمھیں میں واپسی پہ لے آؤں گا۔۔پھر ڈیزائنر کے پاس چلیں گے۔تم بھی مصروف رہتی ہو اور وہ بھی۔تو وہی وقت صحیح رہے گا۔ٹھیک ہے؟" ڈ عاونڈ اسکرین سے باہر دیکھتے بولی۔

" ھمم۔"

" کیا ہوا ہے؟"

خضر نے اُسے دیکھتے پوچھا تھا۔

جواباً وہ سیدھی اُٹھ بیٹھی اُس نے ایک گہری سانس لی۔اب اُس نے گردن پھیر کر اُسے دیکھا۔

" ہم چاند کی طرح ہوتے ہیں۔۔اللہ نے بار بار اپنی کتاب میں نجم قمر کا ذکر کیا ہے۔۔ستارے تو ہم جانتے ہیں۔۔لیکن چاند جیسے بھی ہم ہیں۔۔" وہ کچھ سوچتے ٹھہری۔۔

" ہم چاند کے جیسے ہیں۔کبھی ہلال۔کبھی پہلا چوتھائی۔۔کبھی بدر بھی ہیں۔کبھی آخری چوتھائی۔۔کبھی گہنائے ہوئے۔کبھی بادلوں میں چھپے۔۔کبھی دن میں بھی چمکتے ہوئے۔۔کبھی آموس میں تاریک ہوتے ہوئے۔کبھی بدر۔کبھی سُپر مون۔۔کبھی سرخ۔۔اور کبھی بلو مون۔۔ہم انسان بھی چاند کی طرح بہت مرحلوں سے گزرتے ہیں۔۔کبھی زندگی کے حالات سے تنگ۔کبھی بہت کمزور۔۔کہ ہلکے سے موسم میں بھی چھپ جاتے ہیں۔۔کبھی اتنے پُر امید کے ہر حالات میں چمکتے ہیں۔مجھے چاند کا ہر روپ پیارا لگتا ہے۔ مجھے غاسق (گہنایا ہوئے چاند) سے بہت ڈر لگتا ہے۔۔کہتے ہیں گہن لگا چاند شر ہے۔۔اِس لیے گہن سورج کا ہو یا چاند اِس میں استغفار کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔بس اللہ ہمیں کبھی گہنایا ہوا چاند نہ بنائے۔"

خضر اُس کے چہرے پہ خوف واضح محسوس کر سکتا تھا۔۔

" تم دھیان سے ڈرائیو کیا کرو چاند۔یہ بچپن کا کھیل نہیں ہے۔۔" وہ ٹھہری۔۔اور زخمی سا

مسکرائی۔

"بچپن۔۔" وہ ہنوز وِنڈ اسکرین سے باہر دیکھ رہی تھی۔ وہ صرف دیکھ رہی تھی کچھ نہیں دیکھ رہی تھی۔ خضر بے تاثر چہرہ لیے اُسے وقفے وقفے سے دیکھ رہا تھا۔

"چاند مجھے بچپن کے وہ دن بہت یاد آتے ہیں۔۔۔ بندر روڈ پہ کھیلتے کھیلتے شام ہو جاتی تھی۔۔۔ ہم ریت پہ ننگے چوزے پالتے تھے۔۔۔ شام کو سائیکل پہ ایک چکر لگانا لازم ہوتا تھا۔۔ سلنٹی پاپڑ کو ہم انگلیوں پہ چڑھا کر اُنہیں کھاتے کم۔۔ بلکہ اُن سے کھیلتے زیادہ تھے۔۔ ہم ڈھیر سارے غبارے لے کر اُس پہ اپنی wishes لکھ کر اُنہیں اُڑا دیا کرتے تھے۔ اور اُن کے اُڑتے ہی اُن کے جانے کے غم میں افسوس مناتے تھے۔ بچپن بہت یاد آتا ہے۔۔ ہم ہوم ورک بھی اسکول میں کر لیا کرتے تھے۔ تاکہ شام کو ہمیں بہت دیر تک کھیلنے دیا جائے۔۔ ہم بارش میں کاغذ کی کشتیاں بناتے تھے۔۔ ہمارا مقابلہ کس کا لٹو زیادہ گھومے گا ہوا کرتا تھا۔۔ ہم صابن پانی میں ملا کر بلبلے بنایا کرتے تھے۔۔۔ ہم چودہ اگست پہ مل کر جھنڈیاں لگایا کرتے تھے۔۔"

گاڑی رُکی۔ دُعا نے ذرا چونک کر دیکھا۔

"کیا ہوا؟" خضر نے سادگی سے بھوں سے اشارہ کیا۔ دُعا نے گردن موڑ کر دیکھا۔ اپارٹمنٹ آ چکا تھا۔۔ وہ اب تک سوچ کی دھاروں میں کھوئی تھی۔

"اوہ۔" وہ مصنوعی انداز میں مسکرا پڑی۔۔ خضر سنگینی سے اُسے دیکھ رہا تھا۔

"چلو میں جا رہی ہوں۔۔" وہ دروازہ کھول کر باہر نکلی۔۔ اُس نے بنا پلٹے دروازہ بند کیا اور تیزی سے اندر کی جانب بڑھنے لگی۔ خضر نے سر جھکا کر اُسے دیکھتے آنکھیں سکیڑ لیں۔۔

"Something is off.. something!"

اُس نے زور سے ۔ د ۔ کر ایکسیلیٹر پ پیر د ۔ یہ۔اور گاڑی اُڑا لے َ ۔ ی۔سڑک پ گاڑی دوڑ رہی تھی۔مو ۔ گاڑی سے کنیکٹ تھا۔خضر وقاص کو کال رہا تھا۔۔

وہ کال نہیں اُٹھا رہا تھا۔۔

اُس نے گاڑی موڑی۔گھنٹی جا رہی تھی۔۔کافی منٹوں ۔ یہ سلسلہ چلتا رہا۔گاڑی کی رفتار ۔ ٹھ گئی تھی۔۔چند لمحوں بعد گاڑی ای عمارت کے نیچے رُکی۔۔وہ اُس کا دروازہ کھول کر ۔ ہر نکلا۔۔اُس نے دروازہ بند کیا۔وہ تیزی سے قدم ۔ ٹھاتے چل رہا تھا۔جیسے ہی وہ عمارت میں داخل ہوا۔گارڈ نے اُسے دیکھتے ہی سلام کیا۔وہ ۔ جا ہیں وہ وہاں کس سے ملنے آ ی تھا۔۔وہ دونوں مُٹھیاں مضبوطی سے بھینچے رسیپشن پ آ ی۔

رسیپشن پ لڑکی اُسے دیکھ کر ذرا چو ۔وہ ذرا سر جھکائے کہنیاں ماربل پ ر ٹ بولا۔

"اےٹ وکیٹ وقاص کو بلا سکتی ہیں آپ؟"

اُس نے اثبات میں سر ہلا ی۔

"جی!"

وہ فوراً سے رسیور اُٹھانے لگی۔فائل پکڑے لاء فِرم کے ہیڈ پ ی ں سکیٹر کر شیشے سے اُسے دیکھ رہے تھے۔۔چند لمحے َ ۔ رے۔۔وقاص سوٹ ٹ ئی میں ملبوس چمکتا ہوا ٹ ئی کی ۔ ٹ ۔ ا ۔ کرتے اُس کی جا ۔ آ رہا تھا۔۔چلتا چلتا وہ خضر کی جا ۔ آ ی۔۔کچھ وکلاء خضر کو دیکھ رہے تھے۔۔خضر نے پلٹ کر اُسے دیکھا۔اور اُسے ٹ ئی سے پکڑ کر کھینچا۔

"۔ و مومنٹ پلیز!"

وقاص نے صورتحال سنبھالتے اُس کے شانے کے َ د ہاتھ پھیلا لیا اور ۔ قت مسکرا ی۔۔

وہ بیرونی دروازہ عبور کر کے ۔ ہر آ ی۔۔وقاص اُسے دیکھتے بولا۔۔

"یرچانہ مان تمھنجو دو ت آھیان۔۔"

(یرچانہ میں تمہارادو ت ہوں۔۔)

خضر اُسے چھوڑکر پلٹ َ ی۔اُس نے کمر پ ہاتھ رکھ لیے۔۔

"مسئلہ کیا ہے؟"

وقاص نے ای گہری سانس لی اور تمہید ب ھی۔

"دُعا کو اُس کے سینیئر ڈاکٹر بہت پ یشان کرتے ہیں۔مطلب کام بڑھا دیتے ہیں۔۔"

خضر بھوں ت پلٹا۔۔

"You think I am a fool?"

وقاص کہتے کہتے رُکا۔۔خضر تندی سے اُسے گھور رہا تھا۔۔

وقاص نے آنکھیں موب کر کھولیں۔

"یرچانہ ۔۔وہ پ یشان ہے بہت۔اُس کا پچھلی ب ٹ شفٹ پ ای مریض انتقال کر َ ی۔اور اُس مریض کے گھر والے بہت ہنگامہ کر رہے ہیں۔اب تمہیں پتا تو ہے نہ ڈاکٹر اس ب سے َ ب رتے ہیں۔او پ سے سر پ شادی ہے۔تیار ی ں۔۔پھر تیری اور انکل کی لڑائی۔۔اور وہ بچی ب ریہ کا کیس۔۔پھر کل اُس کی دو ت نور ماہ کا ا ۔۔وہ اِس لئے پ یشان تھی۔اور اُسے یہ بھی فکر ہے کہ کہیں اُس پ کیس ب ہو جائے۔۔ڈا ئ یکٹر ا پ ت ل کے ب ت سنبھال رہے ہیں۔ا َ تو ب ت سنبھل گئی تو ٹھیک ہے۔ورنہ وہ دُعا کو نکال دیں گے۔۔"

خضر کی تنی بھوں جھک گئی۔۔

"جو کام کرنے میں اُسے سکون کرت تھا۔وہی اُس کے لیے و بلِ جان ہو َ ی ہے۔"

خضر کچھ سوچتے بولا۔

"یہ بات ابھی تک نیوز پہ کیوں نہیں آئی؟"

اُسے قائل کرنا اُلٹے ہاتھ کا کام نہیں تھا۔۔وہ خضر تھا۔۔

وقاص جس کو بیوقوف بنا سکتا تھا اُسے نہیں۔وقاص خود کو نارمل دکھاتے کہنے لگا۔

"اِسی لئے کہ ڈائریکٹر بات سنبھال رہے ہیں۔۔اور مجھے تو لگ رہا ہے کہ وہ رشوت کا مطالبہ کریں گے۔۔"

خضر سادگی سے بولا۔

"دُعا نے مجھ سے پیسوں کی کوئی مانگ نہیں کی۔۔"

وقاص کہنے لگا۔

"کر لے گی۔"

خضر نے پینٹ کی جیبوں میں ہاتھ پھنسا کر سر جھٹک کر ہلایا۔

"اچھا۔۔"

دل مطمئن نہیں ہوا تھا۔نہ ہی دماغ۔۔وقاص کا دل ڈوب رہا تھا۔خضر نے کچھ سوچتے پوچھا۔۔

" کون سی دوست کا ایکسیڈنٹ ہوا ہے اُس کی؟"

وقاص جھٹ سے بولا۔

"مجھے نہیں پتا۔میں نے دلچسپی نہیں دکھائی۔بس رو پیٹ رہی تھی کافی۔اِس لئے لے گیا۔۔"

خضر نچلا ہونٹ دانتوں میں دبائے بولا۔۔

"نور ماہ ہی ہے اُس کی دوست تو۔۔"

وقاص سنجیدگی سے کہہ پڑا۔

"Khizer, she's a grown woman."

وہ سانس ی کے لئے ٹھہرا۔۔خضر نے گھور کر اُسے دیکھا۔

"اُسے اسپیس دو۔کچھ ہوا تو بتا دے گی۔۔"

خضر چند لمحے خاموش رہا۔اور پھر اُس نے سر ہلا دی۔

"ہوں۔۔صحیح۔"

☆.....☆.....☆

"ہر وقت شور مچاتی رہتی ہو تم۔۔"جہا ی صا ربیعہ بیگم پ ہم ہو رہے تھے۔۔

"ارے آ گئی چھپکلی۔تو ا ٹ ے کے چھلکے رکھ دو۔۔جہاں ہو گی۔وہیں سے دم د کر بھاگے گی۔"

(چھپکلی ا ٹ ے کی ب بو کو پسند کرتی ہے۔)

ربیعہ بیگم ورچی خانے میں کھڑی سر پیٹ رہی تھیں۔۔

"لال بیگ بھی بہت ہو رہے ہیں۔۔اب دوا ڈلواؤں گی۔۔"

جہا ی صا کہنے لگے۔

"ڈلوا ی۔۔پ وقتی طور کے لئے کافی پ وڈر چھڑک دو۔میں سعودیہ میں چھڑوں کے ساتھ رہتا تھا۔تو ب بھی ہمارے یہی مسئلے ہوتے تھے۔۔کسی نے بتا ی تھا ایسا کرو۔ایسا ہی کیا۔اور اُس دن کے بعد لال بیگ آئے ہی چھپکلی۔۔

خضر کمرے میں ی ٹ کال پ کپتان سے ب ت کر رہا تھا۔۔دُعا تھکی ہاری کام سے آئی تھی۔۔وقاص نے اُسے کال کر کے بتا ی تھا کہ خضر اُس سے ملنے آ ی تھا۔وہ ب سے پہلے کمرے میں خضر سے نمٹنے آ رہی تھی۔۔

"مینیجنگ ڈا ئ یکٹر بہت غصے میں ہیں۔کہہ رہے ہیں نوجوان کو آگے لے کر آؤں گا۔ہر

کسی کی چھٹی کرنے میں لگے ہیں۔ سلیکشن کمیٹی کے سلیکٹرز کی بھی۔۔ ابھی کیمپ لگے گا ء اللہ تو تم بھی چلنا میرے ساتھ۔۔ کلبز وغیرہ کے سر. اہ بھی کم نہیں۔ بس اپنی پہچان کے لوگوں کو آگے لے کر آتے ہیں۔۔ بیچارا متوسط طبقہ پیچھے رہ جات ہے۔۔ اب اُن کی بھی ا ائ ی ہو گی۔۔"

"اچھا۔ اچھا۔" اُن سے ۔ت کرتے وہ بس ۔ڑے ادب سے اُن کی سُنا کرت تھا۔

دُعا خضر کے کمرے کے ۔ ہرآ کھڑی ہوئی۔ اُس نے دروازہ کھٹکھٹا ی۔۔ وہ اُن سے گفتگو میں میں محو کہنیلگا۔۔

"مجھے تو بھائی ٹیسٹ میچ ۔ڑے ہی فَٹ لگتے ہیں۔ کوئی اوور کی حد۔۔ کوئی وقت کی فکر۔۔"

دُعا دل ۔ داشتہ ہوتے دروازہ کھول کر ا ر چلی آئی۔۔

خضر کروٹ لے کر ی ٹ تھا۔ مو ۔ اسپیکر پ تھا۔ دُعا خاموشی سے اُس کے پیچھے چلی آئی۔ اُس نے ہاتھ ۔ڑھا کر اُس کا شانہ ت پ ۔۔ خضر نے بیزار ی سے دن موڑ کر اُسے دیکھا۔

ای وہ دُعا کو ی بھی نہیں آ ی تھا۔ اُسے اِس ۔ت کا بھی غصہ تھا۔۔

خضر نے اُسے جانے کا اشارہ کیا۔۔

دُعا نے غصے سے ۔ د ۔ لیے۔ وہ پلنگ پ اُس کے عقب میں آ بیٹھی۔ اُس نے دو ۔ رہ اُس کا شانہ ت پ ۔۔

وہ کپتان کی ۔ت سُن رہا تھا۔ دُعا کو کچھ سمجھ نہیں آ رہا تھا۔ وہ مسلسل اُس کا شانہ ت پ رہی تھی۔ وہ اُس کی ۔ت نہیں سُن رہا تھا۔ دُعا نے اُس کے شانے پ چٹکی کاٹی۔۔ وہ پھر بھی نہیں پلٹا۔ اُس نے اُس کے پیچھے سے ۔ل کھینچے۔۔۔ وہ پھر بھی اُس کی جا ۔ متوجہ نہیں ہوا۔۔ چند لمحوں بعد کال بند ہوئی۔۔ وہ پھر بھی نہیں پلٹا۔ دُعا روہا ہو گئی۔

"چا ن تم مجھے ا ن ا ز کر رہے ہو؟" جواباً وہ منہ گدے سے لگائے آنکھیں میچے بولا۔

"ہاں۔کیو اب تم مجھ سے مشورے نہیں کرتی۔"

"میں تمہیں پ یشان نہیں کرن چاہتی تھی۔۔"وہ ا ں مروڑ کر بولی تھی۔۔

"نورماہ کا کوئی ا نہیں ہوا تم نے مجھ سے جھوٹ بولا اور افسوس ہے وقاص نے بھی۔۔"دُعا کے وجود میں پکڑے جانے کے خوف نے افراتفری مچائی۔۔

(کیا وقاص نے یہ بھی بتا دی ؟)

اُس نے بمشکل اپنے دل کی دھڑکن ہموار کی۔

"میں وقاص کو لے کر مرحوم کے گھر گئی تھی۔۔"

خضر پلٹا اور دونوں ہاتھ سر کے نیچے دیتے اُسے دیکھنے لگا۔

"اتنی معمولی ت کو ہوا بنانے کا فا ہ؟"

دُعا نے ہاتھ اُٹھا کے جھٹکے۔۔

"بس ہو ی نہ۔۔اب نہیں ہوگا۔"

خضر نے اُسے مسکرا کر دیکھتے عرض کیا۔

"جا تھا کھا رہا ہے بے وفا جھوٹی قسم"

دُعا کا دل جلا۔۔

"سادگی دیکھو کہ پھر بھی اِعتبار آ ہی ی"وہ محظوظ ہوتے مسکرا ی۔۔دُعا نے غصے سے ک اکٹھی کر لی۔۔خضر ہنوز اُسے دیکھ رہا تھا۔۔خضر نے ی پ ہاتھ رکھا۔

"جی میں تھا اے حشر۔"

وہ ٹھہرا۔اُس نے خود ہی مصرع اُٹھا ی۔۔

"جی میں تھا اے حشر اُس سے اب نہ بولیں گے کبھی۔" خضر نے انگلی اُس کی ناک پہ ماری۔ دُعا ہنوز بیٹھی تھی۔

"بے وفا۔ جب سامنے آئی تو پیار آ ہی گیا!"

دُعا نے حرکت نہ کی۔ خضر سنجیدہ ہو گیا۔ اُس نے بھوں اُٹھا کر درشتی سے اُسے دیکھا۔

"مجھے وقاص نے نہیں بتایا اِس نور ماہ والے جھوٹ کا۔" دُعا کمپوز رہی۔

"میں نے دودھ سے مکھی کی طرح تمہارا جھوٹ پکڑا ہے۔" اُستاد کی سی کرختگی اُسے پھر سے محسوس ہوئی۔

"اب اگر تم نے مجھ سے جھوٹ کہا۔ تو اپنا حشر یاد رکھو گی۔" دُعا کے گال سرخ پڑ گئے۔ اِس وقت وہ اُسے صرف اور صرف ایک typical مشرقی شوہر لگ رہا تھا۔

اُس نے عنوان بدلا۔

"کل اُس ڈیزائنر نے ہمیں اپنی طرف مدعو کیا ہے۔ ملنا چاہتا ہے۔ اُس کی بیوی آج پیرس سے آئی ہے۔ وہ کچھ مصروف ہے۔ مجھے پتا ہے تم بھی مصروف ہو۔ بس ایک سے دو گھنٹے کی بات ہے۔ چلنا پڑے گا تمہیں۔" وہ سانس لینے کے لئے ٹھہرا پھر نارمل ہوتے پوچھنے لگا۔

"اور کچھ کھانا ہے منگواؤں؟"

دُعا نے پلکیں جھپکتے کچھ سوچا اور بولی۔

"میکسیکن بیگ اور کافی پی لی۔"

خضر نے موّدبانہ انداز میں سر ہلایا۔

"Your wish is my Command!"

وہ اُسے دیکھ کر مسکرایا اور دُعا نے احتجاجاً مسکرانے کی کوشش کی۔

(غلط آدمی سے جھوٹ بولا تھا۔ یہ تو ہونا ہی تھا۔)

☆.....☆.....☆

ا پ ت ل میں شور مچا ہوا تھا۔۔ دُعا اور نور ماہ ای زخمی شرابی کو دیکھ رہی تھیں۔۔ اُس کی بیوی اُسے ا پ ت ل لے کر آئی تھی۔

"اے چھوڑ۔۔" بہانے بہانے سے وہ نور ماہ اور دُعا کو چھونے کی کوشش کر رہا تھا۔۔ وہ دُعا کے قری ہاتھ لے کر آ ی۔ دُعا نے جھٹ سے اُس کا ز و فت میں لیا۔ وہ غضب سے اُسے پکڑے گھور رہی تھی۔۔

"بس!"

"بس پ پ !!" نور ماہ ڈ ٹ ائی۔

"دُعا!!"

دُعا نے اُس کا ز و چھوڑا اور پیچھے ہٹ گئی۔۔ وہ اب مز ی اُسے دا ش ی نہیں کر سکتی تھی۔

" کسی مرد کو بُلاتی ہوں۔۔" اُس نے ن س سے کہہ کر اپنے پی۔جی کو بلا ی تھا۔۔

"ا سر عاشر نہ ہوں۔۔ تو پ وفیسر (assistant) ی ایچ۔او۔ڈی کسی کو بھی بلا لو۔ یہ ا ن ہمارے بس کا نہیں۔۔"

نور ماہ نے کر ٹ کھا کر پلٹ کے اُسے دیکھا۔

" تمہارا دماغ تو نہیں ہل ی دُعا؟ کیسے آرڈر دے رہی ہو تم؟" دُعا کا خون کھول ی تھا۔

"تو اور کیا کروں ی ر؟ یہ ز گی ہے ہماری۔۔۔ اِن کی اپنی غفلت سے مریض مرے پھر غصہ بھی اِن کا ہم پ نکلے۔۔ ا پ ت ل میں توڑ پھوڑ بھی ہم ہی دا ش ی کریں۔۔ آدھی رات کو غیر ا ن ا لنس ڈرائیور کے ساتھ سوار ہوں۔۔ اور پھر شرابیوں نشئیوں اور کھلنڈروں کا بھی

علاج کریں۔ یہ زن گی ہے ہماری؟ اگ میرے شوہر کو پتا چل جائے نہ میں یہاں کیا کر رہی ہوں۔ وہ اِس کا تو جو حال کرے گا سو کرے گا۔۔ تمہیں ا ازہ نہیں وہ میرے ساتھ کیا کرے گا۔۔ یہاں ڈاکٹر کی کوئی عزت نہیں۔ سیریسلی کوئی عزت نہیں ہے۔۔"

"عجیب۔۔ بہت عجیب۔۔"

نورماہ اب بھی اُس شرابی کا زخم صاف کر رہی تھی۔۔

"تم اُس سے ڈرتی ہو۔۔"

دُعا نے ہاتھ ب ھ لئے۔۔

"ڈر ن پڑتا ہے نورماہ۔۔ وہ ہمارے گھر کا سر اہ ہے۔۔ وہ کچھ کہتا نہیں ہے۔ اِس کا مطلب ہرگ نہیں وہ کچھ سمجھتا نہیں ہے۔۔ وقت کے ساتھ وہ بہت سخت ہوگیا ہے۔ اور مزی ہو رہا ہے۔۔ اگ میں کہوں مجھے اُس سے ڈر نہیں لگتا۔۔ تو یہ بہت ب غی والی کہانی ہو جاؤ گی۔ ایسا نہیں ہوتا۔ میاں بیوی دونوں ای دوسرے کا خوف رکھتے ہیں۔ اور اِسے قبول کرتے ہمیں کوئی عار محسوس نہیں کرنی چاہیے۔۔ یہ خوف محض خوف نہیں۔ بلکہ یہ ای دوسرے کو ہرٹ اور پریشان کرنے کی فکر ہوتی ہے۔"

وہ شرابی دا ب میں جھولتا زور زور سے بلند آواز میں کسی کو پکار رہا تھا۔

"بینش۔۔ بینش!!"

چند لمحوں بعد ای آدمی کے ساتھ ای گھائل عورت چادر سے چہرہ چھپاتے چلی آئی۔ دُعا نے یکدم اُسے پ ی ں سکیڑ کر دیکھا اور اُسے انگلی سے اشارہ کرتے بولی۔

"تم غالباً اِس کی بیوی ہو؟"

اُس کے ساتھ کھڑے آدمی نے کہا۔

"جی۔"

دُعا بنا کچھ منہ میں رکھے نجانے کس چیز کی جگالی کررہی تھی۔دُعا بغور اُس خاتون کا جائزہ لینے لگی۔وہ اُسے ہنوز دیکھتے اُس کے قریب چلی آئی۔۔

"ادھر آؤ ذرا۔۔تمہیں بھی مارا ہے اِس نے۔۔"

اُس کے ساتھ کھڑا آدمی جھٹ سے بولا۔۔

"نہیں ضرورت نہیں۔

دُعا نے ناپسندگی سے ناک پڑھائی۔

"تم سے پوچھا ہے میں نے؟"

غالباً وہ اُس خاتون کا دیور تھا۔۔

دُعا نے اُسے شاہانہ انداز میں نظرانداز کیا اور اُس عورت کا ہاتھ پکڑ کر بولی۔

"یہ گورنمنٹ اسپتال ہے۔۔چلو تم۔۔یہاں عوام کے علاج کے لئے ہی ہم کام کرتے ہیں۔۔"

وہ آگے بڑھنے لگی تو وہ مرد دھاڑا۔

"اوئے!"دُعا زناٹے سے پلٹی۔

"تُم اوئے!!"نرسیں اور وہاں موجود ہاؤس آفیسر چونک گئے۔۔وہ آدمی قہر آور انداز میں آگے آیا۔۔اُس کا ہاتھ اُٹھا۔درمیان میں مرد ہاؤس آفیسر آ گئے۔۔دُعا شیرنی کے غضب سے کھڑی سانسیں لیتی اُسے دیکھ رہی تھی۔۔

"آج تک کسی کے باپ کی ہمت نہیں ہوئی۔۔جو مجھ سے اِس لہجے میں بات کرے!!"

ہاؤس آفیسر اُسے پیچھے کررہے تھے۔نورماہ گندے ہاتھوں سے ہاتھ اُٹھائے جھلا کر بولی۔۔

"دُعا خاموش ہو جاؤ۔"اُس آدمی نے نورماہ کی بات پر سے تبھی اُسے ایک انتہائی فحش قسم کی گالی

نکالی دی۔۔۔دُعا کو لگا تھا وہ سیدھی کھڑی نہیں ہو پائے گی۔۔اُس نے بمشکل مٹھیاں بھینچ لیں۔

نسوں نے شور مچایا تھا۔

"گارڈز کو بلاؤ۔۔"

دُعا نے بڑی ہمت سے ایک گہری سانس لی۔۔۔ایک ہاؤس آفیسر اُس منظر کی وڈیو بنا رہا تھا۔۔۔جو کہ یقیناً اُس نے YDA کو بھیجنی تھی۔۔نور ماہ شاک سے کُھلے منہ سے بس دیکھ رہی تھی۔۔

"یہ وڈیو بند کرو۔" پیچھے سے کسی نے شور بھی مچایا تھا۔شاید وہ کوئی سینئر نرس تھی۔شور میں کچھ سمجھ نہیں آرہا تھا۔۔

دُعا آگے آتے اُس مرد کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالتے بولی۔۔

"عزت تو اللہ جسے چاہے دیتا ہے۔۔لیکن عورتوں کے لیۓ اُس نے مردوں میں ادب کا عنصر بھی پیدا کیا ہے۔۔مشرقی مرد میں بھی۔اور مغربی مرد میں بھی۔۔یہ ایک فطری سی بات ہے۔۔جو عورت کی عزت کرتا ہے۔زمانہ اُس کی عزت کرتا ہے۔جو عورت کی عزت نہیں کرتا زمانہ اُس کی عزت نہیں کرتا۔۔اور دُنیا کی کوئی عورت ایسی نہیں جو مار کھا کر اپنے مردوں کی عزت کرے۔۔یہ عورت ہے ہی ایسی۔۔تم اُسے دباؤ گے۔۔یہ کسی سوکھی ہوئی شاخ کی طرح اُکھڑ جائے گی۔۔اور اُسے ایک تروتازہ شاخ سے مردہ اور اُکھڑی ہوئی بنانے والے بھی تم ہو گے۔۔یہ خود کو توڑ لے گی۔۔اور اپنے ساتھ تمہیں بھی توڑ دے گی۔۔عورت کے احساسات اُسے شاداب رکھتے ہیں۔۔اور اُن احساسات کی زندگی تمہاری دی اسے قدر اور عزت ہے۔۔تم اُسے ہر روز اپنے جسمانی اور الفاظی تشدد سے قطرہ قطرہ ختم کر رہے ہو۔۔جس دن وہ مکمل طور پہ ختم ہوگئی۔اُس دن وہ زندہ لاش بن جائے گی۔۔میں نے ہر کسی کو یہی تنبیہ کرتے

سُنا ہے۔۔مرد کی انا کو کبھی مت جگانا۔۔مرد سے ضد مت لگانا۔آج میں ____ کو تنبیہ کرتی ہوں۔۔ایک عورت کی انا کو کبھی مت جگانا۔۔عورت سے ضد کبھی مت لگانا۔۔ورنہ۔۔یہ تمہیں برباد کر دے گی!!!" آخری جملے وہ ___ پڑی تھی۔۔سینئیر پی۔جی ایچ۔او۔ڈی ہر بندہ وہاں پہنچ چکا تھا۔۔گارڈز اُس آدمی کو وہاں سے لے کر جا رہے تھے۔۔نورماہ اُس گھائل عورت کا معائنہ کر رہی تھی۔۔دُعا کو دیکھنے اُس کے پی۔جی آئے۔

"ڈاکٹر دُعا آپ۔۔"جملہ مکمل نہیں ہوا وہ دونوں بازو جھٹک کر ___ پڑی۔

"یہ عزت ہے ڈاکٹر کی۔۔یہ عزت ہے۔۔اِسی لیے۔اِسی لیے۔ایک ایک کر کے پاکستانی ڈاکٹر پاکستان چھوڑ کر کے جا رہے ہیں۔۔پتا ہے کیوں؟ کیونکہ یہاں ڈیوٹی کا کوئی فِکس ٹائم ہے۔نہ یہاں اِن کی تنخواؤں کا کوئی سہی وقت ہے۔۔اور نہ ہی یہاں اِن کی کوئی عزت کرتا ہے۔اور آپ دیکھ لیجیئے گا اگر یہاں ایسے ہی چلتا رہا۔۔تو یہاں ایک بھی ڈاکٹر باقی نہیں رہے گا۔۔اب میڈیا یہاں کیوں نہیں آتی ؟ پتا چلے عوام کو ہم یہاں کیا کیا برداشت کرتے ہیں۔یہاں میڈیا آئے۔۔یہاں کیوں نہیں آتی ؟ ڈاکٹروں سے ہوئی غفلت تو اُس سے بڑی جلدی کور ہوتی ہے۔۔ ___ غفلت اتنی جلدی کور ہوتی ہے۔تو اُن کے ساتھ ہونے والی زیادتی کیوں کور نہیں ہوتی ؟"

اچانک اُس کی ___ دا ___ جانب ہاؤس آفیسر پڑ گئی جو اُس کی وڈیو بنا رہا تھا۔

"بند کرو یہ وڈیو!" وہ دھاڑی۔۔ایچ۔او۔ڈی اُسے دیکھتے جھنجھلا پڑے۔

"ڈاکٹر دُعا بس۔۔بس کریں یہ تماشہ۔۔"

دُعا نے جلتے ___ سے اُنہیں دیکھا۔۔

"مجھے گالیاں پڑیں۔۔مجھ سے بدتمیزی کی گئی۔اور آپ مجھے ہی کہہ رہے ہیں کہ میں بند کروں

تماشہ؟"

ایچ-او-ڈی نے سفاکی سے اُسے دیکھا۔

"یو آر نٹ دی او ون ڈاکٹر دُعا!"

جواباً دُعا دوٹوک بولی۔

"Then surely I'm the one!"

جیسی دُعا اور نور ماہ نے توقع کی تھی۔ویسا ہی ہوا تھا۔۔اُس کی وڈیو YDA نے ہر جگہ نشر کر دی تھی۔۔چھٹی کے وقت خضر اُسے ی آ یا تھا۔دُعا نے خاموش رہنا ہی منا سمجھا تھا۔خضر ڈرائیو کرتے اُسے سرسری وں سے دیکھ کر کہنے لگا۔

"میں نے وڈیو دیکھ لی ہے۔۔"

دُعا نے کوئی جواب دیا۔خضر پوچھنے لگا۔۔

"تم آج پھر چلوگی ۔۔"جواباً اُس نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"ھمم۔۔"خضر نے دن لڑھکائی۔۔

"صحیح ہے۔۔"

 چاہنے کے وجود بھی اُسے خضر کے ساتھ ان چاہی دعوت پہ جا تھا۔دل میں عجیب وغریب خیالات کی آمد ہو رہی تھی۔۔وہاں پہنچی تو معلوم پڑا۔کچھ اور لوگ بھی وہاں پہ مدعو تھے۔عجیب انگلستانی ماحول تھا وہاں کا۔تین چار کتے وہاں پہ گھوم رہے تھے۔دُعا دن اُٹھا کر چہرہ بیزاری سے ملتے دیکھ رہی تھی۔شا ید ہی کوئی اُس گھر میں چیز تھی جو پاکستانی تھی۔۔

کتے بلّیاں یہاں وہاں ٹہل رہے تھے۔مچھلیاں بڑے سے آبی حوض میں تیر رہی تھیں۔۔دُعا سوچنے لگی۔

"اُستاد یہاں ہوتے تو کتوں کو دیکھ کر یہیں سے اُلٹے پیر ہو جاتے۔۔اور ہر ہر سے کو نصیحت کرتے۔۔جانور تبھی پالو۔ تمہیں لگے کہ تم اُن کا ایک حقیقی والدین کی طرح خیال رکھ سکتے ہو۔ورنہ یہ اُن کے ساتھ ظلم ہے۔۔اور یہی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بھی پسند فرمایا کرتے تھے۔۔ہم لوگ جانور پال لیتے ہیں۔اُن کا خیال ٹھیک سے رکھتے نہیں۔پھر اُن کی موت کا دُکھ مناتے ہیں۔۔دُکھ منانے سے پہلے ہمیں یہ سوچنا چاہیے۔کیا اِن کا خیال ہم نے واقعی اپنی اولاد یا اپنے عزیز و اقارب کی طرح رکھا تھا۔جو آج اُن کی موت پر ہم اپنے رشتے داروں کی طرح دکھ منا رہے ہیں۔"

اُن جانوروں کی دلچسپ بات یہ تھی اُن کے نام انگریزی سیلیبریٹی اسٹار کے نام پر تھے۔دُعا کو اُن کے نام سُن کر ہنسی آئی۔۔

(اگر ہم کبھی رکھوالی کے لیے کتا پالیں گے۔۔تو ہم تو اُس کا نام ڈبو یا موتی ہی رکھیں گے۔۔)

میزبان اپنے کتے سے اُسے ملوا رہی تھی۔

"دُعا اِس کا نام ڈارسی ہے۔۔"

خضر شرٹ بے پروائی سے گھر کا interior دیکھ رہا تھا۔۔

(لوگ بیرون ممالک میں رہنے والے پاکستانیوں کو لعن طعن کرتے ہیں۔ یہاں کے حالات تو زیادہ خراب ہیں۔۔کاش میں بابا کو سمجھا سکتا۔۔بیرون ممالک میں ایسے بھی پاکستانی ہیں جو اِلاسٹک تک پاکستان سے منگواتے ہیں تاکہ اُن کا پیسہ اُن کے ملک جائے۔۔)

"سیر سلی لوگ ہمیں بہت جج کرتے ہیں۔۔"دُعا سے ایک اداکارہ بات کر رہی تھی۔۔

دُعا مسکرا کر اُن کی سُن رہی تھی۔

"لو ایوری ون یار۔۔زندگی بہت چھوٹی ہے بات کرنے کے لیے۔میں کچھ بھی کہوں۔کسی کے

ساتھ کہیں بھی جاؤں۔ پتا نہیں لوگوں کو کیا مسئلہ ہے۔۔"

دُعا سوچ رہی تھی۔

(ہر کسی سے محبت کرو؟ کیا عجیب جملہ ہے۔ کیا ہم Adolf Hitler سے محبت کر تے ہیں؟ کیا ہم فرعون سے محبت کر تے ہیں؟ کیا ہم ابو جہل سے محبت کر تے ہیں؟ لوگوں کو جج کرنا واقعی بہت بری بات ہے۔۔ لیکن غلط بات پر آواز اُٹھانا۔ کسی کو ہدایت کرنا جج نہیں ہوتا۔)

چند منٹوں میں ہی اُن دونوں کو وہاں رہ کر اندازہ ہو چکا تھا کہ وہ دونوں اُس جگہ کے لیے نہیں بنے تھے۔۔ وہ یہ نہیں کہہ رہے تھے کہ میڈیا سے جڑا ہر انسان ایسا ہوتا ہے۔۔ لیکن وہ لوگ اُن کے ملنے جلنے والے لوگ نہیں تھے۔ مختصراً یہ کہا جا سکتا تھا۔۔ اُن کی پہلی زبان انگریزی تھی۔ اُن لوگوں کی ٹویٹس پر ڈالر کا ریٹ بڑھنے پر شدید فکر کا اظہار ہوتا تھا۔ لیکن اُن کی گھر کی اکثریت اشیاء ڈالر سے خریدی گئی تھیں۔۔ اُن کی زبان پر ہر دم میرا پاکستان میرا پاکستان کا ذکر ہوتا تھا۔ لیکن اُن کی مثالی شامیں یورپ میں گزرتی تھیں۔۔ جب اپنی تہذیب و ثقافت کو اپنانا کم تری اور مغربی تہذیب کو اپنانا اعلیٰ ظرفی لگے تو پھر پیداوار نہ پاکستانی ہوتی ہے نہ مغربی۔۔ بلکہ وہ اِن دونوں کے درمیان کوئی اور ہی مخلوق ہوتی ہے۔۔ وہاں سے واپسی پر انہوں نے اُن کی کسی بات پر تبصرہ نہیں کیا۔ لیکن دل ہی دل میں تہیہ کر لیا۔ وہ آج کے بعد ایسی جگہوں پر کبھی نہیں جائیں گے۔۔ راستہ خاموشی سے گزر رہا تھا۔ دُعا سوچ رہی تھی۔

(فضول کا چکر پڑ گیا۔ اتنے لوگوں میں اُس نے کیا سائن کرنا تھا میرا۔ اب اگلے ہفتے پھر اُس کے دفتر جانا پڑے گا۔۔ حد ہے ویسے!)

خضر نے سادہ سے انداز میں بلا تمہید خاموشی توڑی۔ "اہم!"

اُس نے گلا صاف کیا۔ دُعا نے اُسے دیکھا۔۔

"میں تمہیں بہت محنت کرتے دیکھ رہا ہوں۔۔میں دیکھتا رہتا ہوں تم کس طرح لڑ رہی ہو۔اور خود ہی . سنبھال رہی ہو۔۔تم بہت بہادر ہو۔۔اور ا ی تم اپنی ہر مشکل ہر پ یشانی کو شکست دے دو گی۔لگی رہو۔چلتی رہو۔۔رُکنا مت۔۔مجھے تم پ بہت فخر ہے۔۔تم سوچ نہیں سکتی میں تم سے کیا سیکھ رہا ہوں۔بس ہار نہیں۔۔۔مجھے بہت فخر ہو ہے. . مجھے تمہارے . رے میں کسی سے کچھ سُننے کو ملتا ہے۔۔یو آر مائی اسٹار دُعا۔۔مجھے بہت اچھا لگتا ہے۔۔. میں تمہارے متعلق پ ڑھتا ہوں۔۔"دُعا سر جھٹکے خاموش بیٹھی تھی۔۔لبوں پ م مسکراہٹ اُ رہی تھی۔۔تبھی اُس کا بیگ وائبر یٹ ہوا۔۔دُعا نے ذرا چو کر بیگ کو دیکھا۔اُس نے بیگ کی زپ کھولی۔وہ مو. . ہر نکالنے لگی۔۔. معلوم نمبر سے کال آ رہی تھی۔۔۔ معلوم نمبر دیکھ کر ہی اُس کا دل دہل َ یا تھا۔۔خضر نے کنکھیوں سے اُسے دیکھا۔۔

" کس کا فون ہے۔۔"دُعا منہ بنائے مو. بیگ میں ر بولی۔

" کچھ نہیں اِن دنوں scam کال آ رہی ہے ٹرِ پل سکس نمبر سے۔۔فون اُٹھاؤ تو پیسے کاٹ ی ہیں۔وہی تھی۔"

خضر نے بھوں اُٹھائے حیرت کا ش دی۔

"اچھا میں نے نہیں سُنا۔اچھا کیا بتا دی۔"

اُس نے خضر کے مزاج دیکھے۔۔وقاص نے خضر کا شک دور کرنے کے لیے اُسے ا ی منصوبہ بتا یا تھا۔جس پ اُسے اب عمل کر ٹھیک لگا تھا۔وہ کہنے لگی۔

"وہ اُن لوگوں نے پ نچ لاکھ مانگے ہیں۔۔"خضر نے سادگی سے گال انگوٹھے سے کھجا ی۔۔

"پ نچ لاکھ میں تمہیں دے تو دُوں۔لیکن دُعا تمہیں نہیں لگتا تمہیں عدا میں اُنہیں چیلنج کر چاہیے؟ تم ٹھیک ہو تو ڈر کیوں رہی ہو؟"دُعا دم بھر میں بولی۔۔

"کیوں ایسے کیسیز میں ڈاکٹر کا ہی نقصان ہوتا ہے۔۔"

خضر نے ناراضی سے منہ کے زاویے بگاڑے۔۔

"That's weird!"

☆.....☆.....☆

دُعا کو کافی مرتبہ اُس نامعلوم نمبر سے کال آ رہی تھیں۔۔وقاص کو اُس نے چھت پر بلایا تھا۔۔

چھت پر گھما گھمی تھی۔خضر، زین اور شریم اندھیرے میں بتیاں لگا رہے تھے۔۔۔

خضر اُن سے کہہ کر جانے لگا۔

"کیک والا آ گیا۔۔"

وقاص کی سالگرہ تھی۔وہ اُس کے لئے سرپرائز تیار کر رہے تھے۔۔خان بیکری سے بھی اُنہوں نے کیک اس لیے نہیں منگوایا تھا۔کیونکہ وہ یہ سالگرہ خفیہ رکھنا چاہتے تھے۔۔

دُعا سیڑھیاں چڑھ کر اوپر آنے لگی۔زین ٹھٹکا۔

"اوئے یہ کون آ رہا ہے۔۔"

شریم نے اُس سے پوچھا۔

"تُو نے اجازت لی تھی نا؟"

زین خفا ہوا۔

"میں نے بتایا تھا نا لی تھی۔۔" دُعا چھت پر چلی آئی۔۔زین اور شریم میز کے نیچے چھپ گئے۔۔دوسری جانب سے چھت پر وقاص آ رہا تھا۔چھت پر قدموں کی چاپ گونج رہی تھی۔۔زین نے سر اُٹھایا۔تو اُس کے سر پر ڈبہ لگا۔وہ کراہنے لگا۔۔کہ شریم نے اُس کے منہ پر زور سے ہاتھ رکھ دیا۔۔

زین نے اُس کا ہاتھ اپنے ہو ٹ سے ہٹایا اور سرگوشی کی۔

"یہ تو ِگٹکو ہے۔۔اِس سے کیا ڈر ؟" شریم گھات لگائے شیر کی طرح سامنے بغور دیکھتے بولا۔

"اُس طرف وقاص ہے۔۔"

دُعا منڈ یتھامے کھڑی ب ت ت سے بولی۔۔

"وقاص مجھے لگ رہا ہے وہ مجھے پھر کال کر رہا ہے۔۔" وقاص دونوں ہاتھ دوسری منڈ ی پ رکھے کھڑا تھا۔

"میں سوچ رہی۔۔ہوں کہ نمبر تبدیل کرلوں۔" وقاص نے ہاتھ اُٹھا کر کہا۔

"اُسے تمہارا نمبر پھر مل جائے گا؟"

دُعا ئی۔۔

"اوہو۔ہم ت ت کچھ سوچ لیں گے۔۔"

وقاص نے سختی سے اُسے گھورتے دا ت کچکچائے۔۔

"اِس میں تمہاری اور چا کی جان کو خطرہ ہوسکتا ہے۔۔"

دُعا نے مٹھی بھینچ کر اُسے دکھائی۔۔

"خطرے کو مجھ سے خطرہ ہے۔۔"

وقاص نے اُس کی بیوقوفی پ غصے سے جھکولا کھایا۔

"ڈرامائی ت تیں مت کرو دُعا!!!"

"تو میں کیا کروں وقاص؟" دُعا ہیجانی طور پ آگے ڈھی۔۔

"واپس جلیل سومرو کے گھر جاؤں؟"

پیچھے سے کچھ نے کی آواز آئی۔دونوں چو کر پلٹے۔۔شریم نے فیری لائٹس ئی تھیں۔۔

زین ہاتھ باندھے سفید سفاک چہرے سے اُسے دیکھ رہا تھا۔۔شریم نے گردن موڑ کر دونوں کو دیکھا اور آگے آیا۔وقاص فٹافٹ چھلانگ لگا کر اُس طرف آیا۔

"دیکھو۔۔"

زین غضبناکی سے اُسے دیکھتے آگے آیا۔

"بس کر۔۔"

وقاص اُنہیں ہاتھ دکھائے منت کرنے لگا۔

"دیکھو پلیز بات کو سمجھو۔میں تم لوگوں کو آج بتانے لگا تھا۔۔"دُعا کے خوف سے دانت آپس میں بجنے لگے۔۔۔

سیڑھیاں چڑھنے کی ٹھک ٹھک آواز آئی۔۔

بے نے پلٹ کر چھت کے دروازے کی جانب دیکھا۔شریم نے بھاگ کر بتیاں بند کیں۔دُعا تیزی سے دروازے کو دیکھ رہی تھی۔۔

"میں جاؤں کہ؟" تبھی خضر چھت پر آیا۔۔شریم نے بتیاں جلا دیں۔۔اور شریم اور زین جوش و خروش سے تالیاں بجا کر کہنے لگے۔

"ہیپی برتھ ڈے وقاص۔ہیپی برتھ ڈے وقاص!" دُعا بھی بمشکل مسکرائے تالیاں بجانے لگیں۔خضر ماتھے پر بل ڈالے منہ کے خدوخال اوپر نیچے چڑھاتے چھت کی وسط میں کھڑے وقاص کو دیکھ رہا تھا۔۔

"یہ وقاص کا برتھ ڈے تو کہیں سے نہیں لگ رہا۔۔"

اچانک عقب میں کھڑی دُعا پر گئی تھی۔۔

"یہ یہاں؟"

وقاص حیرت کا۔ شد یتے مسکرا پڑا۔

" تھینک یو تھینک یو سو مچ!" خضر نے خود کو نرمل دکھاتے کیک کا ڈبہ رکھا اور وقاص کے گلے ۔

" سالگرہ بہت بہت مبارک ہو۔۔"

خوشی بشی میں بھی فضا میں بمزگی وہاں ہوگئی تھی۔۔اگلے ہی لمحے انکل ہارون بھی چلے آئے۔

"ارے یہ کیا میرا انتظار ہی نہیں کیا تم لوگوں نے۔۔" دُعا جھٹ سے بولی۔

"انکل یہ وقاص چھت پہ پہنچ گیں۔۔" خضر نے تیوری پڑھا کر اُسے دیکھا۔

"وہ تو یہاں آیں۔۔لیکن تم یہاں کیوں آئی؟"

دُعا زبردستی مسکرائی۔۔

" کیو مجھے زین اور شریم نے بلایا تھا۔۔"

خضر نے زین اور شریم کو دیکھا۔۔

شریم جواباً کہنے لگا۔۔

"بس سوچا یہ بھی آجائے۔۔"

ہارون انکل مشکوک وں سے اُنہیں دیکھتے خضر کے ساتھ آ کھڑے ہوئے۔وہ وقاص اور دُعا کو انگلی سے اشارہ کرتے کہنے لگے۔۔

"تم دونوں نے آج ای دوسرے کو سالگرہ کی مبارکباد نہیں دی۔۔"

وہ ہر سال ای دوسرے کو سالگرہ کی مبارک دیکرتے تھے۔جو کہ مبارک کم طنز زیدہ ہوا کرتا تھا۔

"مبارک ہو آپ کی زنگی کا ای اور سال کم ہوگیا!!"

دُعا نراض ہوئی۔

"انکل کیا یار۔اب ہم بڑے ہوگئے ہیں۔۔"انکل ہارون ہنس پڑے۔

"اچھا ایک دم سے بڑے ہو گئے پھر!" خضر کو اُن کی ہر بات میں شدید قسم کی گڑبڑ لگ رہی تھی۔۔زین نے تالی بجائی۔۔

"چلواب کیک کاٹیں۔پھر صبح کام پہ بھی جانا ہے۔۔" خضر سنجیدگی سے دھیرے سے پلکیں اُٹھا کراُسے دیکھتے بولا۔

"ھمم ہاں۔۔"

وقاص کو وہ آگے لے کر آئے۔

اُس نے کیک کاٹ کر سب کو کھلانا شروع کیا۔۔شریم کی باری آئی تو وہ کیک کھا کر اُس کے گلے لگا اور اُس نے اُس کی پسلیاں دبائیں۔

"اُوہ!!!" وقاص کے گلے سے بے اختیار آواز نکلی۔۔اُس نے سرگوشی کی۔

"ہمیں چاند کے جانے کے بعد تمہاری وضاحت چاہیے۔۔"

انکل ہارون اُسے دیکھتے بولے۔

"ارے بس بھی کر۔۔ساری محبت آج ہی لٹائے گا کیا؟"

اور وہ ہنستے ہوئے اُس سے الگ ہوا اور وقاص کو گھور کر دیکھتا رہا۔۔

☆.....☆.....☆

دُعا خضر کا بازو تھامے بشاشت سے اُسے ہلا کر بتا رہی تھی۔

"تمہیں پتا ہے۔۔زین اور شریم سمجھ گئے تھے۔کہ وقاص کو ایسے بلائیں گے تو معلوم پڑ جائے گا۔۔اِسی لیے اُنہوں نے مجھے بلایا۔۔اور کہا کہ بریہ والے کیس کے متعلق کچھ بنا کر بولوں۔دیکھنا وہ دوڑتا ہوا آئے گا۔" خضر نے خفگی سے اُسے دیکھا۔

"تم نے اتنے ٹے بہانے سے اُسے اوپ بلایا؟"

دُعا کا چہرہ بجھ یہ۔

"ہاں!" اُس نے مایوسی سے سر جھٹکا۔۔

خضر دلگیری سے کہنے لگا۔۔

"اُس بچی کے ساتھ بہت زیدتی ہوئی ہے دُعا۔۔ تمہیں ایسے نہیں بولنا چاہیے تھا۔۔" دُعا میں اُس بچی کے لیے کچھ کر نہیں سکتا۔ نہیں تو میں۔۔" اُس نے بھینچ لیے۔ دُعا نے سر اُٹھا کر اُسے دیکھا۔

"تم سوچ نہیں سکتی دُعا۔۔" خضر کا چہرہ سرخ ہو یہ۔۔

"اُس معصوم بچی کی آواز میرے کانوں میں گونجتی ہے۔۔"

دُعا کے لبوں سے بے اختیار نکلا۔

"میرے بھی!"

خضر نے اُس کے ہاتھ پہ ہاتھ پ۔

"بس ہم دُعا کے سوا اور کیا کر تے ہیں۔۔" یہ کہتے وہ زینہ اُتے ا۔ دُعا بھی اُس کے ساتھ اُتی۔۔ دُعا نے ای ٹھنڈی آہ بھری۔۔

(ا کے بعد ہم ہی تو کچھ کر تے ہیں چا۔۔ ہم ہی تو کر تے ہیں۔)

☆.....☆.....☆

"دُعا!"

"دُعا!"

اُس کے کمرے کا دروازہ کھٹک رہا تھا۔ دُعا گھپ اندھیر کمرے میں جماہی یتے اُٹھی۔۔ خضر کی

آواز اُسے سنائی دے رہی تھی۔۔

"دروازہ کھولو دُعا۔" دُعا چادر ہٹاتے پلنگ سے اُ تی۔۔وہ خمار آلودہ آواز میں بولی۔

"ہاں کھول رہی ہوں۔"

اُس نے ہاتھ بڑھا کر کنڈی ہٹائی اور دروازہ کھولا۔۔آنکھوں میں تیز روشنی پڑی۔وہ پتے یں سکیڑ کر سامنے کھڑے خضر کو دیکھ رہی تھی۔وہ ہاتھ میں مو پکڑے تیزی سے اُسے بتانے لگا۔

"بی جان َ ر گئیں!" یکدم دُعا کے منہ پہ ہاتھ پڑا۔

"یا اللہ!"

خضر اُسے بتا رہا تھا۔۔

"میں امی ابو کی ٹکٹس کروا رہا ہوں۔۔"

وہ انّا اللہ پڑھنے لگی۔

دُعا نے اُس کا بازو تھامتے پوچھا۔

"تم نہیں جا رہے؟" خضر سر جھٹکے تیزی سے ٹائپنگ کر رہا تھا۔

"یہاں بھی تو گھر دروازہ کھولنا ہے۔یہاں بھی تو لوگ تعزیت کے لیے آ گے۔۔اور تم بھی نہیں جا سکتی۔"

دُعا یکدم بولی۔

"چاز خا ان میں بتیں کریں گے۔۔اور کو گھر دروازہ۔میں نے تو سارا دن ا پتال میں َ ار ہوتا ہے۔میں شام میں ماموں کے ہاں چلی جاؤں گی۔"

"وہ جا رہے ہیں۔سوائے عینی بجی اور حسیب بھائی کے۔۔"

دُعا جھٹ سے بولی۔

"تو میں اُن کے ساتھ رہ لوں گی۔۔" وہ اُسے قائل کرنے لگی۔۔

خضر نے میکا ان از میں سر اُٹھا کر دیکھا۔ آنکھیں بے ۔ ثہیں۔۔

"میں نے تمہیں کہا ہے۔ میں یہاں رہوں گا۔۔"

لہجے میں کرختگی پیدا ہونے لگی۔۔

"تو پھر کیوں مجھے بتا رہی ہو مجھے کیا کر چاہیے۔۔"

دُعا نے جواباً کوئی ردِعمل نہیں دیا۔ وہ بچپنہ تھا۔۔ وہ بھڑک پڑتی تھی۔۔ بچپنہ ر رہا تھا۔ خوامخواہ کا بھڑکنا بھی طبیعت سے اجازت لے رہا تھا۔۔

وہ چند لمحے خاموش رہی۔ پھر اُسے دیکھتے بولی۔

" نے بہت تیں بنانی ہیں چا ۔۔ تم چلے جاؤ نہ۔۔" خضر نے مو بند کرتے اُسے دیکھا۔۔

"جتنے تم نے مجھ سے جھوٹ بول لیے ہیں۔ اُس کے بعد تو چاہے کچھ بھی ہو جائے میں یہاں سے نہیں جاؤں گا۔۔" دُعا تلملا پڑی۔

"چا تم مجھ پہ شک کر رہے ہو؟"

خضر نے کھردراہٹ سے اُسے انگلی دکھائی۔۔

"شک نہیں کر رہا دُعا!!" دُعا بھونچکا گئی۔۔

"شک نہیں کر رہا۔۔" وہ اُس کی آنکھوں میں دیکھے کہہ رہا تھا۔

"شک ہوتا تو تمہارا سانس بند کر دیتا۔۔" دُعا نے بڑی بے حسی سے اُس سے رخ پھیرا۔۔

وہ ایک سخت مشرقی مرد تھا۔ بس اپنی بیوی سے بہت محبت کیا کرتا تھا۔۔ دُعا نے فلحال خاموشی

اختیار کر ہی منا سمجھا تھا۔۔صبح پانچ بجے وہ جہان صا اور ربیعہ بیگم کو ہوائی اڈے پر چھوڑ کر آیا تھا۔۔ذ عارات کی جاگ رہی تھی۔۔

"آج ناشتہ بنانا بھی میرے ذمے۔۔امی کی ذات زندگی میں ایک نعمت ہے۔۔جس کی زندگی میں یہ ذات نہیں پتا نہیں وہ کیسے زندگی گزارتے ہیں؟"

وہ ناشتہ بنانے کے لئے اُٹھی تھی۔۔تیز رفتاری میں وہ جلدی جلدی کام کر رہی تھی۔ٹو سٹر میں اس نے ڈبل روٹی ڈالیں۔۔

"پتا نہیں پندرہ بیس برس میں چاند کے مزاج کیسے ہوں گے۔۔پتا نہیں وہ کیسا باپ بنے گا؟"

اُس نے چولہے پر رکھ کر چولہا جلایا۔۔

"شاید انتہائی نظم وضبط کا پابند۔۔سخت۔۔کھڑوس۔۔"

اُس نے زیتون کا تیل میں چھڑک کر ہلایا۔

"یہ تو ابو کا ماڈرن اور ترمیم شدہ ورژن بن رہا ہے۔نہیں۔"

اُس نے انڈا شیلف سے ہٹا کر توڑا۔انڈا اچھل کر فرائی میں گرا۔۔

وہ ٹھٹکی۔چند لمحے بعد ذرا کھلے۔۔اُس نے ترمیم کی۔۔

"وہ اُستاد کی زیاکس کاپی بنتا جا رہا ہے۔۔ہاں۔۔خضر جہان اُستاد کی زیاکس کاپی ہے۔۔"

باہر کا دروازہ کھلنے کی آواز آئی۔۔تو وہ آواز سن کر بولی۔

"چاند دودھ لے آئے؟ جلدی کرو چائے چڑھاؤں چولہے پر۔۔"

کوئی آواز نہیں آئی۔۔

"چاند!!"

وہ ئی تھی۔۔

"بولو بھی۔۔میرا اٹ اجل جائے گا!!!"

جواب ن آنے پر اُس نے غصے سے چولہا بند کیا۔اور وہ دن کر ہر نکلی۔

"چاند!!!"

وہ راہداری سے لاؤنج میں آئی۔۔

"چاند!!" اُس نے سامنے دیکھا۔۔اُس کے گلے سے چیخ رُکی۔۔سامنے میں ڈھٹ وسیم کھڑا تھا۔وہ یکدم دو قدم پیچھے گئی۔ پ اور سر پ دوپٹہ تھا۔وہ پ دوں کے پیچھے پ جھرجھرانے لگی۔

" کیا چاہیے تمہیں۔۔"وہ وہیں کھڑا خمار میں مسکرا کر بولا۔

"میری کال کیوں نہیں اُٹھا رہی تم؟"

دُعا اُس سے گھن کھاتے منہ موڑ کر بولی۔

" کیا چاہیے تمہیں مجھ سے؟" وہ اُس کے ذرا قری آ ی۔دُعا وہیں سے انگلی دکھا کر سختی سے بولی۔۔

"دور رہو مجھ سے۔۔وہیں سے ت کرو۔۔"

وہ وہیں ٹھہر ی۔۔۔وہ اُسے دیکھ کر جھکتے ہوئے میں جھول رہا تھا۔۔

(اِسے کس نے یہاں آنے دی؟) خضر کے آنے کا وقت ہو رہا تھا۔۔دُعا کی اُسے میں دیکھ کر جان جا رہی تھی۔۔

دُعا نے اُسے پ دے کے پیچھے سے ہاتھ دکھا ی۔

"اللہ کا واسطہ ہے۔۔یہاں سے جاؤ۔۔میرا شوہر آ جائے گا۔۔"

وہ اُسے انگلی دکھاتے مزید آگے آکر بولا۔

"پہلے وعدہ کرو میری کال اُٹھاؤ گی۔۔"دُعا جان بخشی کے غرض سے بولی۔۔

"ہاں اُٹھاؤں گی!"

وہ مسرورانہ انداز میں بولا۔

"اوکے۔"دُعا نے دھیرے سے پردے کے پیچھے سے اُسے دیکھا۔وہ خاموشی سے دروازے کی جانب جارہا تھا۔اُس نے پلٹ کر اُسے اشارہ کیا۔۔

"کال اُٹھانا ضرور۔۔"دُعا نے خوف سے چہرہ پیچھے کھینچ لیا۔۔۔وہ وہیں کھڑی تھی۔اُس کی دیکھنے کی ہمت نہیں ہورہی تھی۔۔چند لمحے وہ وہیں کھڑی رہی۔۔۔اُس کے رونگٹے کھڑے ہو رہے تھے۔۔دل دہلا دینے والی ایک سرد چبھتی ہوا اُس کے وجود کے آر پار اُسے کاٹ کر گزر رہی تھی۔۔وہ لڑکھڑاتے ہوئے باورچی خانے کی جانب بڑھی۔۔

اُس کا خوف زدہ کر دینے والا چہرہ اُس کی آنکھوں کے آگے آیا۔اُس کے پیر سے کچن کیبنٹ کا پڑ لگا۔وہ گر کر منہ کے بل زمین پر گر گئی۔۔۔

"امی!"

وہ چیخ کر فرش پر گری پڑی رہی تھی۔۔۔وہ سسک سسک کر فرش پر زور مار کر رونے لگی۔

"امی!!امی!!"وہ تڑپ تڑپ کر رو رہی تھی۔۔

"امی!!"

امی تو نہیں تھیں۔۔۔وہ سرخ پڑتے چہرے سے لنگڑاتے لنگڑاتے اُٹھ کر آگے بڑھی دونوں سے دونوں ہاتھ فرش پر مار رہی تھی۔۔

"امی!!" آواز ذرا مدھم ہوئی۔۔اُس نے دونوں پیر زمین پر پٹخے۔۔

"امی!" آواز مزی مدھم ہوئی۔۔

وہ دونوں ہاتھ سر پ رکھے ٹ ں میں سر دیے رہی تھی۔۔پیر کے انگوٹھے میں شدی درد اُٹھا تھا۔ وسیم کی آمد اُس درد سے کافی کرب زدہ تھی۔۔کس بھنور میں اُس کی ز گی پھنس گئی تھی۔ ت اُس کے کردار پہنچ گئی تھی۔۔ای عورت کے لیے سے اہم اُس کا کردار تھا۔۔اور ضرب آج کردار پ لگی تھی۔اُسے سوچ سوچ کر خوف آ رہا تھا۔ا خضر وہاں آ جات۔ی اسکوائ کا کوئی فرد اُسے اُس حا میں دیکھا ت تو؟ تو؟ بیان اور سمجھ سے ر صورتحال تھی۔۔کہ تو کیا ہوت؟

"امی!!"

ستارے اُبل اُبل کر گال پ ے جگمگا رہے تھے۔۔آ وں کے اُس کے ل اُس کے گال پ چپکے تھے۔۔دھیرے دھیرے آواز اُس کی مکمل طور پ مدھم ہوگئی۔

"امی!!"

خود ہی رو کر خود ہی آ پونچھے۔۔وہ دو رہ سے شتہ بنانے اُٹھ کھڑی ہوئی۔۔۔سرد ف سے چہرے پ وہ بنا کوئی ث لیے کام کر رہی تھی۔۔تبھی خضر کی آواز اُسے سنائی دی۔۔

"دُعا!!" خضر ہاتھ میں شاپ پکڑے کچن میں آ ی۔

"یہ لو دودھ بسکٹ لے آی۔۔" دُعا خاموشی سے کام کر رہی تھی۔۔ای لمحہ نہیں لگا تھا اُس کا چہرہ دیکھ کر پہچا کچھ ٹ تھی۔۔وہ خشک لبوں پ زن پھیرتے آگے آ ی۔

"تم مجھ سے راض ہو؟" دُعا نے جواباً کچھ نہیں کہا۔وہ خضر کے چیز آملیٹ کے لیے مرچی کاٹ رہی تھی۔۔

وہ وسیم کی آمد کے اب میں تھی۔۔

خضر نے دھیرے سے اُس کے شانے تھامے۔۔دُعا یکدم اُسے چھری دکھا کر ئی۔

"ڈونٹ ٹچ می!"

خضر سرا سے دو قدم پیچھے ے۔دُعا کے ہاتھوں سے چھری چُھوٹی۔۔وہ جھک کر ہلک کے بل آ ؤں سے ئی۔

"ڈونٹ ٹچ می!"

خضر آنکھیں اپیٹ تھیں۔۔وہ بے سدھ سی اُسے دیکھ کر اُسی کی طرف چلے آئی۔۔وہ اُس کے ینے سے چہرہ لگا کر اُس کا سینہ پ سسکیاں لے کر بولی۔۔

"ڈونٹ۔۔ٹچ۔۔می!"

وہ دم بم کہہ رہی تھی۔

"ڈونٹ ٹچ می!!"

خضر اچنبھے سے اُسے دیکھتے اُس کا سر تھپک رہا تھا۔

"اچھا۔اچھا۔ٹھیک ہے۔۔ٹھیک ہے۔۔"

وہ اُس کے ینے سے ہاتھ ہٹاتے آ صاف کرنے لگی تو خضر نے ہاتھ سے اُس کا ہاتھ روکا۔

"اہنہہ!"

دُعا نے یکدم اُسے دیکھا۔

"مرچیں کاٹ رہی تھیں تم۔۔کدھر دماغ ہے تمہارا؟"

"ہاں!!"

حواس گویا اب لوٹنے لگے تھے۔۔۔

"ہاں اوہ۔۔"

وہ پیچھے قدم بڑھانے لگی۔خضر نے اُسے ہاتھ دکھایا۔

"رُکو۔"وہ رُکی۔اُس نے جھک کر پیچھے سے چھری اُٹھا کر اُسے دکھائی۔

"پیر آجاتا۔"

وہ فوراً پلٹ کر دوسری چھری پکڑنے لگی۔خضر نے اُس کے ہاتھ سے چھری لے لی۔

"باہر جا کر بیٹھو۔تمہارا دماغ کام نہیں کر رہا۔تم سے کام نہیں ہوگا۔تم صرف کام بڑھاؤ گی۔۔"

دُعا بھاری ہوتی آنکھوں سے اُسے دیکھ کر بولی۔

"ہاں ساری رات جاگی ہوں میں۔۔"

خضر نے سر کو خم دیا۔

"ھمم ہاں!"

خضر مرچیں کاٹ رہا تھا۔دُعا سنک کی جانب بڑھی۔اُس نے ٹوٹی کھولی۔۔ہاتھ دھونے لگی۔

"میری بیوی تو بڑی دم خم والی تھی۔۔"دُعا کے ہاتھ رُکے۔۔پانی کی بوندیں اُچھل اُچھل کر اُس کی قمیض پہ گرنے لگی۔۔

"غصہ ہو تو مجھے سنا دیتی تھی۔مجھے مار دیتی تھی۔آج اُسے روتا دیکھ کر عجیب لگا۔۔"پانی کی تیز آواز پہ خضر نے پلٹ کر دیکھا۔دُعا کی قمیض آگے سے کافی بھیگ چکی تھی۔

"دُعا!"خضر بے اختیار آگے بڑھا۔۔

"ھمم!"وہ سر جھٹکے کھڑی تھی۔۔

اُس نے ٹوٹی بند کی۔۔

"کیا کر رہی ہو۔۔"

خضر نے سنک پہ چھری رکھ دی۔

"تم آج کام پہ نہیں جا سکتی۔۔تمہارا دماغ ہی تمہارے اختیار میں نہیں لگ رہا۔۔چلو اب میرے ساتھ باہر۔"وہ اُسے شانے سے تھامے باہر لے جاتے جھڑکنے لگا۔۔

"ساری قمیض گیلی کر دی ہے۔چلو اب!"

اُسے کمرے میں بھیج کر وہ تکان سے آہ بھرتے باہر آیا۔۔

"ہو کیا گیا ہے اِسے؟"

اُس نے کمر پہ ہاتھ رکھ لیا۔۔

"میری ڈانٹ اتنی ۔ سے دل پہ ۔ لگ گئی؟ یہ میری ہی ڈانٹ کا غصہ تھا؟ عجیب ہی ماں ہو گئی آج تو۔"وہ کچن کی جانب جانے لگا۔

" کہیں اِسے کوئی نفسیاتی disorder تو نہیں ہو گیا؟ میں اُستاد سے بات کرتا ہوں۔بتاتی بھی کچھ نہیں ہے۔۔" خضر کا رنج سے سینا بھر چکا تھا۔اُسے غصہ بھی آ رہا تھا۔فکر بھی ہو رہی تھی۔۔اور اِس وقت دُعا کی صورتحال ایسی نہیں تھی کہ وہ یہ دونوں بات اُس کے سامنے رکھ سکتا۔۔

خضر ناشتہ بنا کر کمرے میں اُسے دیکھنے آیا۔۔ وہ سو چکی تھی۔۔اُس نے تھکان سے اُسے دیکھا۔۔وہ دھیرے دھیرے چلتے دُعا کے سامنے آ کھڑا ہوا۔۔وہ گہری نیند میں دائیں جانب چہرہ کیے سو رہی تھی۔۔

"سو گئی۔۔پتا نہیں اسپتال کال کر کے بتایا ہے کہ نہیں۔۔" اُس نے پینٹ کی جیب سے موبائل نکالا۔۔

"پہلے اسپتال کال کرتا ہوں۔۔" یہ کہتے وہ باہر جانے لگا۔اسپتال کال کی تو ایچ۔او۔ڈی صاحب نے پوچھ لیا۔

"ارے کیا ہوا۔۔ بچی کی طبیعت کو ٹھیک تو تھی؟"

خضر نے صورتحال بتائی اور فون رکھنا چاہا۔۔ وہ تو گفتگو کو طویل کرنے لگ گئے۔۔

"میری بیوی کو کام دے کر اتنے فارغ رہتے ہیں؟"

اُس نے دل میں سوچا تھا۔۔

"چلیں میں کال رکھتا ہوں۔۔"

اُس نے خود ہی جان چھڑانے کے لیے اجازت لے لی تھی۔۔اُن سے بات کرنے کے بعد وہ اُستاد کو کال کرنے لگا۔۔اُنہیں اُس نے جلدی میں بات بتانا شروع کی تھی۔

"اُستاد میں نے تو بس ذرا سا ڈانٹا تھا اور وہ ایسے ہو گئی جیسے۔۔"

"خضر!"

اُستاد اُس طرف بھڑک گئے۔خضر خاموش ہو گیا۔

"خضر میں کچھ عرصے سے غور کر رہا ہوں۔تمہاری والدہ ہر بات میں کہتی ہیں چاند کو پتا لگے گا ناراض ہو گا۔یہ ہو گا وہ ہو گا۔تم اپنی سختی کنٹرول میں کر لو۔یہ انتہائی شرمندگی کی بات ہے کہ تمہارے والدین تم سے ڈریں۔۔وہ والدین ہو کر ڈر رہے ہیں۔۔تو وہ تو تمہاری بیوی ہے۔۔"

خضر بے اختیار بولا۔

"اُستاد میں نے اُن سے کبھی نہیں کہا کہ مجھ سے ڈریں۔۔میں نے ایسا کچھ نہیں کیا۔۔"

"اب مجھے تمہاری شکایت نہ ملے خضر!"

وہ اُلٹا اُسی پر برس پڑے تھے۔

"پیار سے رہو اُس کے ساتھ۔خبردار تم نے اُسے اب ڈانٹا۔۔کبھی بھی یہ مت بھولنا میں اُس کا

بھی اُتنا ہی اُستاد ہوں جتنا تمہارا۔۔"

محبت خضر سے زیدہ تھی۔ ا ف ا ف تھا۔۔

"اَ اب مجھے تمہاری شکایت ملی۔۔تو پھر دیکھنا۔" جواباً اُس نے بڑے ادب سے کہہ دیا۔

"جی اُستاد۔۔"

سکون اب بھی نہیں تھا۔کال کر کے اُسے اب بی جان کے متعلق کو بتانا تھا۔۔اُن کے خاندان اور پہچان کے فرد اُن کے ہاں تعزیت کے لیے آ رہے تھے۔۔ ئی بیگم خضر کو دیکھتے پوچھنے لگی۔

"دُعا اپنے ل گئی ہے؟"

خضر نے میں سر ہلایا۔

"سو رہی ہے۔۔اس کی طبیعت ٹھیک نہیں۔"

رضیہ آ فکر مند ہو ۔

"ہائے کی ہوَ یہ ہے جوان کُڑی نُوں؟"

خضر دا جان داڑھی پہ ہاتھ رکھے دن لڑھکا کر بولا۔

"بس ایسے ہی سستی ہو گئی ہے۔۔"

ئی بیگم کہنے لگیں۔

"اب تمہاری اور دُعا کی شادی بھی ملتوی ہو گئی۔ ویسے بھی اتنی ہڑبڑی مچائی تھی۔"

خضر نے سمجھی سے اُنہیں دیکھا۔

" کیوں؟ بی جان کی وفات کی وجہ سے؟" ئی بیگم نے سر ہلا کر کہا۔

"اور کیا؟ گھر میں رگ کی موت ہو گئی ہے۔۔اور تمہیں اپنی شادی کی پڑی ہے چاند میاں۔"

خضر کہنے لگا۔

"سوگ تین دن ہی ہو گا خالہ۔۔بی جان کے جانے کا غم ساری ز گی رہے گا۔لیکن بی جان کے غم میں ہم اللہ کی حدود نہیں توڑ تے۔۔ کوئی دسواں ہو گا کوئی چالیسواں کوئی سالانہ ختم۔۔مجھے پتا ہے یہ نیک کام ہے۔ یہ بھی   تے ہے۔۔ہم خود سے دین میں ا د نہیں کر تے۔"

"اچھا مطلب ہمارے ڑے بوڑھے غلط تھے یعنی؟" ی بیگم کو بُرا لگا تھا۔۔

رضیہ آ   خاموش رہیں۔۔اُن کو پتا تھا۔کہ ی بیگم لقمان علی خان کے شا د کو چھیڑ بیٹھی تھیں۔

"خالہ۔۔ہمارے ڑے بوڑھے اللہ اور اُس کے رسول سے ڑے بوڑھے نہیں ہیں۔اُن سے بھی غلطیاں ہو سکتی ہیں۔۔ اللہ کا حکم آ جا ہے۔۔تو کسی بھی بحث کا دروازہ بند ہو جا ہے۔"

"چا !"دُعا کی آواز لاؤنج میں آتے سُنائی دی۔۔

وہ یکدم خاموش ہوا۔وہ آنکھیں ملتے لاؤنج میں چلی آئی۔رضیہ آ   نے سر اُٹھا کر اُسے دیکھا۔

"کیوں بحث کر رہے ہو۔خاموش ہو جاؤ ۔۔"خضر خاموش ہو ۔خضر ی بیگم کا دل شد قسم کا کھٹا کر چکا تھا۔دُعا اُنہیں دیکھتے چلی آئی۔

"خالہ چا بہت ڈسٹرب ہے۔۔ راض مت ہوئیے گا!"دُعا نے خضر کا شانہ   پ ۔

"سوری کہو خالہ کو۔۔"

خضر نے ماتھے پ بل ڈال کر اُسے دیکھا۔۔اشارہ تھا۔

"کس لئے؟"دُعا نے اُس کا شانہ د ۔اُس نے ی بیگم کو دیکھا۔

"خالہ . تیں بُری لگی ہوں تو معاف کر۔ لیکن آپ کی . ت غلط تھی۔" رضیہ آ نے حیرت کے بعد آنے والی ہنسی د . ئی۔۔

لوگ تعز . ت کے لیے آتے جا رہے تھے۔۔ وہی روایتی . تیں چل رہی تھیں۔ نورین آ کہہ رہی تھیں۔۔

"ا ن د میں آ . ہے۔۔ اُس کے آنے کے ساتھ نئے رشتے جنم . . ہیں۔۔ اُس کی ز . گی کا سفر شروع ہو . ہے۔ کھا . ہے پیتا ہے۔۔ ز . گی کا سورج ع ہو . ہے۔۔ عروج پ ڑھتا ہے۔ چمکتا ہے۔۔۔ لوگوں کو فیض پہنچا . ہے۔۔ کہیں نقصان بھی۔۔ وقت کا پہیہ چلتا رہتا ہے۔۔ سورج ٹھنڈا پڑنے لگتا ہے۔ اِس کے ساتھ اُس کا غروب ہونے کا وقت شروع ہو جا . ہے۔۔ . ڑھتے دن کے ساتھ وہ ڈھلتا ہے۔ ڈھلتا ہے۔ اور ا . دن غروب ہوتے سورج کے ساتھ اُس کی ز . گی کا سورج بھی غروب جا . ہے۔۔ اللہ مرحومہ کی مغفرت فرما؟۔ اللہ کا شکر ہے۔ اُنہیں اُنہوں نے م کتنا کچھ دکھا د . ۔ ورنہ آج کل تو کوئی اپنے پوتے نہیں دیکھتا۔ پوتوں نواسوں آگے سے اُن کے بچوں کو بھی دیکھ گئیں۔۔"

رضیہ آ نے افسوس سے . د . ئے اور پھر کھولے۔۔

". ڑا شوق تھا اُنہیں اِن کی شادی دیکھنے کا۔۔ ا . ا ن کے جانے کے ساتھ ساری ز . گی . ل جاتی ہے۔۔"

اُس ماحول نے اُنہیں . سوں بعد اپنے شوہر کی . د دلا دی تھی۔

دُعا خضر کے ساتھ بیٹھی سوچوں میں گم بولی۔

" صحیح . ت ہے۔۔" اُس کی آواز بھرائی۔۔ خضر نے دن موڑ کر پوری توجہ سے اُسے دیکھا اور پھر سیدھا دیکھنے لگا۔۔

"ای ا ن کے جانے کے ساتھ ساری زندگی بدل جاتی ہے۔۔"

(بریہ تم چلی گئی۔۔اور میری ساری زندگی بدل گئی!!)

آ ہر زیدہ رہے تھے یا بریہ طے کرنا مشکل ہو رہا تھا۔۔وہ اُس لڑکی کا غم کیوں منا رہی تھی؟ یہ اُسے بھی نہیں پتا تھا۔۔وہ خون کے رشتے کے آ تھے یا کے اُسے یہ بھی نہیں پتا تھا۔اُسے خضر کی ڈانٹ بُری لگی تھی یا وسیم کا اُس کے گھر شراب کے میں دھت ہو کر آنا۔۔اُسے نہیں پتا تھا۔۔اُسے کچھ نہیں پتا تھا۔۔اُسے بس یہ پتا تھا۔۔ای ا ن کے جانے کے ساتھ اُس کی ساری زندگی بدل گئی تھی۔۔۔اور وہ ای ا ن بریہ تھی۔۔

☆.....☆.....☆

دھول کے ذرے اُڑ رہے تھے۔۔

اُستاد کرسی پر بیٹھے فکرمندی سے کہہ رہے تھے۔

"خضر بچے چھوڑ دو۔۔" خضر منہ پر ماسک لگائے کپڑے سے صفائی کر رہا تھا وہ ہر مرتبہ کہہ رہا تھا۔۔

"نہیں بس ہو گیا۔" اُستاد اپنی ای۔میلز پڑھ کر رہے تھے۔۔

اُستاد نے ہنستے ہوئے ای ای۔میل پڑھی اور بے ساختہ ہنس پڑے۔

"کسی نے مجھ سے دو شادیوں کا مسئلہ پوچھا ہے۔اور ای طرح سے اُس کی خلاف ورزی کی۔اور کہا میری دو کا مسئلہ ہے۔یقیناً اِسی کا مسئلہ ہے۔۔" وقت کے ساتھ ساتھ مسئلے سُن سُن کر اُنہیں اتنا تو اندازہ ہو جاتا تھا کہ کون سا مسئلہ کس کا ہے اور کون پوچھ رہا ہے۔۔

خضر نے ہاتھ اُٹھا کر کہا۔

"ہم تو موحد ہیں۔۔"

اُستاد نے اُسے دیکھا اور بولے۔

"لا.. بل اَنْ ت جبان!"

(نہیں۔۔ بلکہ تم ڈرپوک ہو!)

خضر نے میکا ا ن از میں اُنہیں دیکھا۔

اُستاد کہنے لگے۔۔

"اَ تمہیں اس ب ت کا خوف ہو کہ ب عورتوں سے ای جیسا سلوک ب ا ی نہ کر سکو گے، تو ای ہی عورت کافی ہے۔" (سورۃ النساء)

اُستاد نے سادگی سے دلیل دی تھی۔ خضر نے ن راضی سے چند لمحے اُنہیں دیکھا۔۔

"اور آپ بھی!"

پھر وہ َ دن موڑ کر صفائی کرنے لگا۔۔

اُستاد کہہ رہے تھے۔

"میں سوچتا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے سورۃ النساء ل میں ہی مرد کو چار شادیوں کی اجازت کیوں دی۔۔ سورۃ النساء تو عورت کی سورت ہے۔ اِس میں اللہ نے ایسا کیوں کیا؟ َ ن رتے وقت کے ساتھ سمجھ آی۔۔ عدل کا آغاز گھر سے ہوت ہے۔ جو مرد گھر سے عورت کے حقوق اُسے نہیں دے سکتا۔ وہ مرد معاشرے کو بھی اُس کا حق نہیں دے سکتا۔۔ حق دینا زی دہ مشکل ہے۔ اور جتنی بڑی ذمیداری ہو گی اور جتنے لوگوں کی ہو گی۔ حق دینا اُتنا ہی مشکل ہو گا۔ اللہ تعالیٰ نے اِس سورۃ میں مرد کو اَ چار نکاح کی اجازت دی ہے۔ تو اُنہوں نے اُس پ ای بہت بھاری ذمے داری ڈالی ہے۔ اب پ کستانی میڈی کو یہ content بنانے چھوڑ دینے چاہیں جس میں عورت ہی عورت کی دشمن بنی ہوتی ہے۔۔ دوسری عورت عورت کا گھر بگاڑتی ہے۔۔ پہلی عورت اچھا

سلوک نہیں کرتی تو اُس پہ دوسری آتی ہے۔۔۔

ا ف پہ پورا اُتر نا۔مرد کا کام ہے۔۔اِس دور میں عورت کو عورت کا دشمن نہیں بنا۔عورت کو عورت کی طاقت بنا ہے۔اب . سے دوسری شادی پہ یو کو سے اجازت یں والا قانون آیہ ہے۔لوگ مذہبی لوگوں سے اپنے مفاد کے لیے پوچھ رہے ہیں۔کیا یہ سہی ہے؟ کیا اسلام میں ایسا ہوتا تھا۔۔نہیں۔ایسا نہیں ہوتا۔۔جواب صاف ہے۔ کسی نے یہ غور کیا؟ کہ یہ قانون مردوں پہ کیوں نافذ کیا گیا ہے؟ اِس لئے کیا گیا ہے۔۔اِس دور میں مردوں کو ن ا خوفی نہیں رہی۔۔یہ قانون اِنہیں ن اخوفی دلانے کے لیے گیا ہے۔جو یونہی اپنے بیوی بچوں کو چھوڑ کر دو تین یہ چار نکاح کرتے ہیں۔۔ہر بات کو منفی اعتبار سے نہیں دیکھتے۔۔پہ انے وقتوں میں اگر لوگ تین تین چار چار شادیں کرتے تھے۔تو بیوی بچوں کو اُن کا ن ن نفقہ ضرور دیا کرتے تھے۔۔مجھے پہ کستانی judiciary کے اِس اقدام پہ فخر ہے۔کہ اُنہوں نے عورتوں اور بچوں کے لیے یہ قانون نافذ کیا ہے۔تمہیں پتا ہے۔میں نے دُ کے بہت سے ممالک کا قانون پڑھا ہے۔ جو بات ہمارے پہ کستانی قانون میں ہے۔ن اکی قسم کینیڈا کے قانون میں بھی نہیں ہے۔۔بس اگر اِس قانون کی طرح اِس پہ عمل بھی کیا جائے۔۔تو اِس ملک کے جیسی مثال دُ میں اور کہیں نہیں ملے گی۔حتیٰ کہ امریکہ میں بھی نہیں۔۔یہ میرے الفاظ ذہن نشین کر لو۔"

اُستاد اگلی ای۔میل کلِک کرتے کہنے لگے۔۔

" کیا ناخن حرام ہوتے ہیں؟"

"استغفر اللہ۔" اُستاد نے سر پیٹ ۔

" حرام چیز کوئی کینڈی ہے؟ جس کا دل کرتا ہے حرام کہہ دیتا ہے کسی بھی چیز کو؟"

وہ بقیہ ای۔میل پڑھنے لگے۔

"میرے شوہر نے مجھے بہت پیٹ کیو میں نے خن رکھے تھے۔اور اُس نے مجھے اتنا مارا کہ میرے خن ٹوٹ گئے!"

"اُف!" اُستاد نے سر پکڑ لیا۔خضر نے اُنہیں دیکھا۔وہ کتاب پ سے دھول صاف کر رہا تھا۔

اُستاد نے سر سے ہاتھ ہٹایا۔

"اِن لوگوں کو مباح کا پتا ہے مستحب کا اور ہی وہ کا اور بس ہر چیز کو اُٹھا کر کہہ دیتے ہیں حرام۔۔خن وہ ہیں۔ حرام تو نہیں۔۔حد ہے ویسے۔۔" وہ اُن کے جواب ای۔میل میں نہیں دیتے تھے۔پھر وہ اُن مسئلوں پ وڈیو بنایا کرتے تھے۔۔

"ہاں ٹھیک ہے خن نہیں ر چاہیے۔ یہ کس نے ت بنا دی ہے۔اِن پ شیطان بیٹھتا ہے۔میں ساری ز گی دین کو پڑھتا رہا۔۔بہت مسئلے پوچھے۔بہت سُنے۔ یہ ت میں نے تو کہیں نہیں پڑھی۔۔" وہ ای۔میل پڑ کرتے جا رہے تھے۔

"دل تو چاہتا ہے اِن سے مباحثہ کیا کروں۔"

خضر کہنے لگا۔

"لیکن۔۔" اُس نے زور سے لکڑی پ صاف کپڑا پھیرا۔۔"بحث مباحثے سے بچنا چاہیے۔۔۔چاہے آپ کے پ س کتنے دلائل ہوں۔۔یقین کریں۔۔جتنی کدورتیں بحث کے بعد ڑھتی ہیں شا ہی کسی ت پ ڑھتی ہوں۔۔"

"میری بیوی مجھ سے بہت لڑتی ہے۔میں اُسے مزی دا نہیں کر سکتا۔۔" ای۔میل پڑھتے اُستاد نے ہاتھ سے پیش نی اکٹھی کی۔

"غصے میں شخص وہ نہیں بولنا چاہتا۔جو وہ کہہ رہا ہو ہے۔۔وہ خوشی سے کچھ نہیں بولتا۔وہ واقعی

خوشی سے نہیں بول رہا ہوتا۔۔"

اُستاد پیپر کرتے کرتے ایک ٹھنڈی آہ بھر کر بولے۔

"دنیا میں اتنا غم ہے۔۔ کہ اگر ہم ان لوگوں کا غم محسوس کرنے لگے تو ہمیں احساس ہوگا۔ ہمارا غم یوں ہوا جیسے غم ہی نہ ہوا۔"

خضر صفائی کر کے منہ سے ماسک اُتار رہا تھا۔ اُستاد نے بن دیکھے اُسے بیٹھنے کا اشارہ کیا۔

"یہ کھجور کھاؤ۔ یہ مٹی فلٹر کرتی ہے۔۔ اور قہوہ پیو۔ بیمار مت ہو جانا۔" اُستاد نے اُس کے لئے کھجوریں اور قہوہ منگوایا تھا۔۔ وہ ہاتھ اور چہرہ دھو کر آیا اور کرسی کھینچ کر اُن کے ساتھ بیٹھ گیا۔ اُستاد کا موبائل مسلسل پیغامات کے باعث بج رہا تھا۔ اُستاد نے بیزاری سے اسکرین کو دیکھا۔

"لوگوں کو اتنی شرم نہیں آتی۔۔ کہ کسی کی میمری فُل ہو جائے گی۔ تصویریں اور پوسٹس بھیجتے رہتے ہیں۔ بھیجتے رہتے ہیں۔۔ بہت بُری بات ہے۔۔"

خضر نے فوراً سے اُن کے موبائل کی جانب ہاتھ بڑھایا۔

"آپ کہیں تو سیو ٹو کیمرہ رول کینسل کر دوں؟ اِس طرح تصویریں اور پوسٹس صرف واٹس ایپ میں رہیں گی۔" اُستاد ہاتھ جھلا کر بولے۔

"ہاں کر دو۔" خضر نے اثبات میں سر ہلایا۔

"ٹھیک ہے۔"

وہ اُستاد کی واٹس ایپ کی سیٹنگ کر رہا تھا۔ اُستاد ہتھیلیاں آپس میں ملاتے ہوئے آگے کی جانب انگڑائی لیتے گردن لڑھکانے لگے۔ ایک ہی انداز میں بیٹھے بیٹھے وہ تھک چکے تھے۔۔ اُنہوں نے ایک گہری سانس لی اور کہنے لگے۔

"کسی کو tan چاہیے۔ کسی کو گورا رنگ۔۔ میں کیوں؟ میں کیوں نہیں؟ میں جس بھی انسان سے ملتا ہوں اُس کا شکایتوں کا لامتناہی سلسلہ ہی سُننے کو ملتا ہے۔ والدین کو اولاد سے گلے ہیں۔ ذرا یہ تو سوچیں جن کے پاس اولاد نہیں ہے۔ اُن کے کیا حال ہوتے ہیں۔ جن کے پاس ہیں۔ وہ بھی زندگی سے مطمئن نہیں۔ بچوں کو والدین کے انداز پسند نہیں۔ وہ بھی تو لوگ ہیں۔ جن کے والدین ہی نہیں۔ کسی کو شوہر سے شکایت ہے۔ کسی کو بیوی سے۔ وہ بھی تو لوگ ہیں جن کے جیون ساتھی دُنیا چھوڑ گئے۔۔ کسی کو محبت نہیں ملی۔۔ کسی کو محبت میں دھوکا ہو گیا۔۔ کوئی اپنے باس سے پریشان ہے۔ کوئی ایسے بھی لوگ ہیں۔ جن کے پاس کام ہی نہیں۔۔ پھر باس کہاں سے آئے گا۔۔ شکر کرنے کے لیے دنیا میں بہت کچھ ہے۔۔ بہت کچھ۔ اگر انسان دیکھنے کی کوشش کرے تو۔۔"

خضر نے اُستاد کی والٹس ایپ کی سیٹنگ کر کے اُنہیں موبائل دیا۔ اُستاد نے میز پر ہاتھ بجایا۔ خضر کا چہرہ حیرت سے پیچھے اُچکا۔۔

"یہ جو ایسے لوگ کہتے ہیں نا۔ آج کل تو دُنیا میں اچھائی نہیں۔ آج کل تو کوئی کسی کا نہیں سوچتا۔ آج کل اپنے بھی غیروں سے ہیں۔ کیا وہ یہ بتاتے ہیں۔ اِنہوں نے خود دوسروں کے لیے کیا ہے؟ آج کل لوگ۔۔ کون لوگ؟ کن لوگوں کی بات کر رہے ہیں آپ؟ آپ لوگ نہیں ؟ آپ ایلیئن ہیں؟ آپ خلائی مخلوق ہیں؟ یا آپ فرشتے ہیں؟ آپ بھی تو انسان ہیں نا۔ کوئی نہیں کرتا تو آپ پہل کر دیں۔ آپ اُن اچھے لوگوں میں سے بن جائیں۔ آپ پہل کر کے اِس روایت کو توڑ دیں۔ اِس معاملے کو ختم کر دیں۔ لیکن آپ کیا کر رہے ہیں؟"

خضر نے بند مٹھی ٹھوڑی سے لگا کر اُنہیں دیکھا۔

"میں یہ مسئلے نہیں سُن سکتا۔ مجھے بہت غصہ آتا ہے اِن لوگوں کی حرکتوں پر۔"

اُستاد نے اُسے گھور کر دیکھا اور پھر میز بجا کر سختی سے کہا۔

" تمہیں سُننا ہو گا!!"

خضر نے . د . ئے سر جھکا کر کہا۔

"جی۔۔"

اُستاد اُسے شد یہ سختی سے سمجھا رہے تھے۔

" مجھے بھی آ تا تھا۔لیکن تمہیں عادت ہو جائے گی۔"

ا اور ای۔میل اُستاد نے پڑھی۔۔

"میں اپنی بہن کی طرح پڑھنا چاہتی ہوں۔لیکن میں کیا کروں میری دلچسپی نہیں بڑھتی۔میں پینٹر بن چاہتی ہوں۔۔"

اُستاد افسوس سے میں سر ہلانے لگے۔

"ہماری اصل ہماری کامیابی۔۔ہمارا ڈھونگ ہماری ناکامی۔۔"

" مجھے لوگ بہت جج کرتے ہیں!" اُستاد نے ای۔میل پڑھی۔خضر نے بلندی پہ ہاتھ اُٹھا کر کہا۔

"اور مجھے بھی۔۔"

اُستاد نے اُسے دیکھا۔۔

" کسی کے پس بھی تمہارا ا ورژن د یب نہیں ہو گا۔کہیں تم چاہے جاؤ گے۔کہیں تم اپنائے جاؤ گے۔کہیں تم ناپسند کیے جاؤ گے۔۔کہیں تم دھتکارے جاؤ گے۔یہ پریشان ہونے کی بات نہیں ہے۔یہ دُ کا چال چلن ہے۔"

اُستاد نے ای۔میل بند کی اور اب سوشل میڈیا پیج دیکھنے لگ گئے۔۔

افسوس سے سر تھا کہ ہلنا رُکتا نہیں تھا۔

"یہاں تو لوگ قرآنی آیت کو بغیر context پڑھے اُس کے متعلق کچھ بھی لکھ دیتے ہیں۔ انوں کو کہاں چھوڑیں گے۔" خضر اُستاد کو دیکھے جا رہا تھا۔

"اُستاد آپ دُعا سے بھی زیادہ کلستے ہیں۔۔" بے اختیار لبوں سے نکلا تھا۔

اُستاد نے چونک کر اُسے دیکھا۔

"تم دن بہ دن بہت blunt ہوتے جا رہے ہو۔۔"

خضر نے ایک ٹھنڈی آہ بھر کر کرسی سے ٹیک لگائی۔

"چل کیا کیا کریں۔۔ لوگوں کا کام ہے کہنا۔۔" اُس نے جماہی روکتے انگڑائی لی۔۔

اُستاد اُسے دیکھتے مطمئن ہوئے۔۔

"کم از کم میں ایک چیز کی تو گارنٹی دے سکتا ہوں۔ کہ تم تنقید کو مجھ سے زیادہ اچھے سے ہینڈل کر تے ہو۔۔ میرے والد کہتے تھے۔ تم اپنے طلباء کے بھی طالب ہو گئے۔۔ وقت تمہیں اُن سے بہت کچھ سکھائے گا۔ ٹھیک کہتے تھے۔"

اُستاد نے کسی خیال سے اُسے دیکھا۔

"اب سوالات کے جواب تم دو گے۔" خضر ذرا چونکا۔

"میں؟" اُس نے اپنی جانب انگلی کرتے پوچھا تھا۔ اُستاد نے اثبات میں سر ہلایا۔

یَپ مائی بوائی!"

"اُستاد سوال پڑھتے پوچھنے لگے۔

"میں قرآن مجید کو کیسے سمجھ سکتا ہوں۔"

خضر سیدھا ہوتے گلا صاف کرنے لگا۔

"قرآن مجید ا حکمت والی کتاب ہے۔اور اللہ الحکیم ہے۔جو جتنا حکمت کو مانگتا ہے۔جتنی مرتبہ مانگتا ہے۔اللہ اُسے اتنی حکمت دیتا ہے۔ ب ر ب ر قرآن پ ڑھیں۔۔جو بھی آ ت پڑھیں۔اُسے خود میں تلاشیں۔اپنی زن گی میں۔جہاں جا وہاں تلاشیں۔آپ خود آیتوں کو سمجھنے لگیں گے۔قرآن سے اپنا رشتہ جوڑ لیں۔۔ایسا رشتہ جو ہر جگہ ہر وقت آپ کے ساتھ رہے۔۔ہر جگہ قرآن کو اپنے دل و دماغ میں رکھیں۔۔"

اُستاد نے متا ہوتے داد کے لیے سر ہلا ی۔

"ھمم۔اگلا سوال۔۔"

"میرا بھائی لکل بھی مذہب کی طرف نہیں آت ۔۔اُس پ کسی چیز کا ا نہیں ہوت ۔کیا کروں میں اُس کا کیا اُس کو تنہا چھوڑ دوں؟"

خضر نے ای گہری سانس لی اور کہنے لگا۔

"کبھی بھی اپنے سے کسی کم مذہبی شخص کو دیکھ کر یہ مت سوچیئے گا کہ اس کی عاقبت اور اِس کی آخ ت اب ہونے والی ہے۔۔اُسے کچھ کہنے سے پہلے۔یہ مت بھولیئے گا۔کہ کبھی آپ بھی جہنم کے کنارے پ کھڑے تھے۔۔اور ت اللہ آپ کو اُس جہنم سے بچا کر لا ی تھا۔۔ایسے ا ن کو تنہا نہیں چھوڑتے۔ایسے ا ن کے ساتھ اخلاقیت کا مظاہرہ کرتے ہیں۔پہلی چیز اخلاق سنوار ہے۔اخلاق سنور جائے گا تو قی چیزیں سمجھا زیدہ آسان ہوں گی۔۔زن گی ای صدا ہے۔۔جو بھیجو گے وہی لوٹ آئے گا۔۔یہ صدقہ ہے۔۔کرتے رہیں۔۔اللہ ایسے نعمت بنا کر لوٹ دے گا۔"

"میرے میرے اُستاد کے ساتھ بہت اختلاف رہتے ہیں۔۔مجھے کیا کر چاہیے؟"

خضر نے تیوری پڑھا کر اُستاد کو دیکھا۔

"میرا آپ کے ساتھ کوئی اختلاف نہیں۔۔"

اُستاد نے سادگی سے ہتھیلیاں اُٹھا ۔

" کبھی ہو سکتا ہے۔۔"

خضر کچھ سوچنے لگا۔۔اور پھر اُس نے ب کھولے۔۔

"ای اختلاف کی وجہ سے ہم ای ا ن کی ہر نیکی کو بُھلا دیتے ہیں۔۔یہاں ت یہ بھی۔۔کہ اُس نے ہمارے لیے کیا کیا تھا۔اُس سے ہم نے کیا سیکھا تھا۔ای ا ن کی اپنی رائے بھی ہو سکتی ہے۔۔ا ن کسی کی ڈمی نہیں ہے۔۔ا ن کے مینٹور اور اُس کا اختلاف ہو سکتا ہے۔ا ن کا اپنے چاہنے والوں سے بھی اختلاف ہو سکتا ہے۔۔ای وقت میں دس دماغوں نے ای ہی بات سوچی تو کیا سوچا؟ دوسری کی سوچ کی عزت کرتے ہیں۔۔اور اپنی سوچ کو ب قرار ر ت ہیں۔دوسری جا ب ۔ذرا ذرا سے اختلاف پ رنجیدہ ہونے والوں کو بھی یہی سوچنا چاہیے۔۔جہاں اکثری ت کرتی ہے۔وہاں اَ ای َ وہ اختلاف بھی کرت ہے۔۔تو اِس میں کوئی بڑی بات نہیں ہے۔۔یہ بھی ای طرح کی ب شکری ہے۔۔اور اِس ب شکری سے ہمیں بچنا چاہیے۔۔"

اُستاد نے بھوئ اُٹھا کر اث پ ی سے سر ہلا ی۔۔۔

"ھمم !!!"

خضر نے چہرہ آگے کرتے آنکھیں سکیڑیں۔۔

"Ustad, you are so niggard in the matter of giving compliments!"

اُستاد کے گلے سے قہقہہ نکلا۔

"تمہاری اُسات ہ بھی یہی کہتی ہیں۔۔"

خضر نے متاسفانہ انداز میں سر ہلایا۔

اُستاد لیپ ٹاپ کی جانب متوجہ ہوئے۔۔

"اچھا یہ ایک اور سوال۔۔"

خضر کرسی کھینچ کر آگے آیا۔ گویا آخری گیند تھی۔

"بہتان پہ کیا کہو گے؟ اور سوشل میڈیا پہ تحریک پہ؟"

خضر نے سر جھکائے کچھ سوچا۔ پھر اُس نے بُک شیلف کی جانب دیکھا۔۔ اکثر اُستانیاں پیچھے کے دروازے سے آ کر لائبریری سے کتابیں لے کر جاتی تھیں۔۔ دروازے سے آنا لقمان علی خان کے کام میں خلل پیدا کرنا اور بلاوجہ مردوں کے سامنے آنا اُنہیں ناپسند تھا۔ اُستاد نے میز پہ ناخن سے کھٹکھٹایا۔

"منکی!!" خضر نے یکدم اُنہیں دیکھا۔۔

اُستاد نے پھر میز بجائی۔۔

"جواب!"

خضر کہنے لگا۔

"لوگوں نے مجھے عورت بیزار کہنا ہے۔ اگر میں اِس پہ جواب دوں گا۔"

اُستاد نے ہاتھ بڑھا کر کہا۔

" کہو تو صحیح۔۔" خضر نے مجبوراً ہاتھ ڈالے۔

"سوشل میڈیا کے ذریعے لوگوں نے می ٹو مومنٹ کی credibility ختم کر دی ہے۔ اب کوئی اُٹھ کر حقیقت میں بھی کہے گا کہ مجھے ہراساں کیا گیا ہے تو کوئی اُس پہ یقین نہیں کرے گا۔۔ اور خالی سوشل میڈیا پہ ظاہر کرنے کی چیز نہیں ہے۔۔ یہ ایک طرز ہے۔۔ عورت کا

ڈھنگ ہے۔۔اور یہ اُسے لے کر چلنا ہوتا ہے۔۔صرف خود ئی نہیں کرنی ہوتی کہ میں ای
feminist ہوں۔ بلکہ اُسے ایسے کام کرنے ہوتے ہیں۔۔جس سے وہ ثابت کر سکے کہ وہ
ای مضبوط عورت ہے۔"

وہ ٹھہرا اور پھر کہنے لگے۔۔

"بہتان کی بات کریں۔۔تو دیکھیں۔کسی بھی مسئلے کو جج کرنے کا اصول ہے۔دونوں طرف کی
بات سُنی جائے۔۔اور پھر فیصلہ سنایا جائے۔۔عموماً ا کا ڈنکا تو بجتا رہتا ہے۔۔اور اِسی
کے ڈ ' کچھ خواتین' اِس کا غلط استعمال کرتی ہیں۔۔خالی ہم نے گوئی کرنے والے
مردوں کو نہیں پکڑنا۔ہم نے ایسی خواتین کو بھی پکڑنا ہے۔ جا کر عدل اور ا ف کی بات
ہوگی۔۔سوشل میڈیا نے ہم لوگوں کے اعتبار کو اِس قدر مجروع کر دیا ہے۔۔کہ یہاں کو
کالی عینک سے دیکھنے کا شمار حفاظتی ابیر میں ہوتا ہے۔۔یہ المیہ ہے اِس دور کا۔۔کہ اب
عدالتوں کی بجائے حق سوشل میڈیا پہ مانگے جاتے ہیں۔۔اِس سے زیادہ قانون کا معیار اور کتنا
پست ہوسکتا ہے۔۔افسوس!"

اُستاد کی آنکھیں فخر سے چمکنے لگیں۔۔

"کبھی بھی یہ مت سوچنا کہ تم نے لوگوں کو متاثر کرنے کے لیے کچھ کرنا ہے۔۔تم نے وہ کرنا
ہے جو حق ہے۔۔اور اپنی بات میں اتنا وزن پیدا کرنا ہے۔۔کہ لوگ اُسے ماننے پہ قائل ہو
جا ۔تم نے کبھی نہیں ڈرنا کہ لوگ میرے متعلق کیا سوچیں گے۔۔تم نے تم بن کر۔۔اپنی
رائے دینی ہے۔۔"

خضر نے تبسم سے باچھیں پھیلاتے سر ہلایا۔۔اُستاد نے ذرا اُٹھ کر اپنا ہاتھ بڑھایا اور اُس کا
شانہ تپ ۔۔

"صدآفرین۔۔جیتے رہو۔۔"

اُستاد کے شاَ دوں پہ ای ہی دیوانگی طاری رہتی تھی۔۔اُستاد کو متاثر کرنہ۔اُستاد سے تعریف سُننا۔۔اُنہیں خوش کرنہ۔۔اور اِس کے لیے وہ اپنی حدود سے آگے جا کر کام کیا کرتے تھے۔بہت کم طا علم تھے جنہیں اُن کا سراہنا نصیب ہوت تھا۔اور خضر جہانزیب اُس فہر میں سے اول نمبر پہ تھا۔۔

☆.....☆.....☆

"تم نے میڈیسن اور سر. ی پروفیسر کی طعنہ بازی دیکھی؟"

ہاؤس آفیسر تبصرہ کر رہے تھے۔دُعا خاموشی سے مریض کو دیکھ رہی تھی۔۔اسپتال میں میڈیسن اور سر. ی کے پروفیسر کا جگڑا چل رہا تھا۔ای ہاؤس آفیسر میڈیسن پروفیسر کی حمایت کرتے بولا۔

"میڈیسن والے نہ ہو تو سر. ی والوں کو اپنے لالے پڑ جا ۔۔بلیڈ پکڑ کر کبیر سنگھ بنے پھرتے ہیں۔۔وہ ہوت ہے نہ پلیٹر بنا کر دینا بیچارے physicians بھی اِن سرجنز کو پلیٹر بنا کر دیتے ہیں۔۔"

ای تماشہ اسپتال میں ختم نہیں ہوت تھا کہ پھر دوسرا شروع ہوا ہوت تھا۔صبح صبح سڑک حادثے میں ای مریض کا انتقال ہوگیا تھا۔اُسے ایمرجنسی میں لایا گیا تھا۔۔ دُعا نے دیکھتے ہی کہہ دیا تھا۔وہ انتقال کر گیا ہے۔۔اُسی کے ساتھ۔۔کچھ وقت ۔۔تو سوچا کیوں نہ کافی پی لی جائے اور خود کو چارج کرلیا جائے۔۔

"کافی ٹائم۔۔چار. ٹائم!"

تبھی اصل تماشہ شروع ہوا تھا۔ای نا معلوم آدمی ڈاکٹروں کی وڈیو بناتے لاش کی جان .

کیمرہ گھمانے لگا۔

"دیکھیئے دیکھیئے ڈاکٹروں کی غفلت۔دیکھیں کس طرح عیدھی رضا کار لاش کو دیکھ رہے ہیں۔دیکھیں عثما اپتال کے اسٹاف کی غفلت۔۔"

۔ دُعا خبر گئی۔ وڈیو وائل ہوچکی تھی۔اور وہ اب کُڑھ رہی تھی۔۔

"میت کو اپتال لے کر جا۔۔اُنہیں واپس ورثہ کے حوالے کر ڈاکٹروں کا کام تھوڑی ہے۔۔یہاں اَ ڈاکٹر میت کو ہاتھ لگا دے۔تو کورٹ لے جاتے ہیں۔۔ ہاتھ لگاؤ تو ڈاکٹروں کی غفلت کہہ دیتے ہیں۔۔زنگی ہے کوئی؟"

اُس نے منہ کا زاویہ بگاڑا۔

صبح سے ای سے ڈھ کر ای تماشہ ہو رہا تھا۔۔

ای ہاؤس آفیسر اپنے مریض کے کھول رہا تھا۔دُعا مریض کی ہسٹری لے کر رپورٹ کرنے جا رہی تھی۔۔

"دھیان سے کریئے۔۔"دُعا نے کنکھیوں سے پلٹ کر دیکھا۔کوئی لڑکی ر رہاؤس آفیسر سے کہہ رہی تھی۔۔

"آپ ٹھیک سے نہیں کر رہے۔۔" مریض ڑے ضبط سے بیٹھا ہوا تھا۔۔"دھیان سے کریں۔۔"

"پلیز ٹھیک سے کریں۔۔"وہ ہاؤس آفیسر تلملا کر پیچھے ہوا۔

"نہیں ہو رہا بھئی مجھ سے ٹھیک سے۔۔آپ خود ہی کر لیں۔۔"

دُعا افسوس کی سے میں سر ہلاتے آگے ڑھ گئی۔کاریڈور میں نورماہ سر میکا کے پیچھے دوڑ رہی تھی۔دُعا اُنہیں دیکھتے رُکی۔۔

"سر مجھے نہیں لگتا شراب یا سوفٹ ڈرنکس وغیرہ کا مسئلہ ہوگا۔۔" اُنہوں نے فائل سختی سے بند کی۔نورماہ چونک گئی۔وہ اُسے دیکھتے خفگی سے اُنگلی دکھا کر بولے۔۔

"میں نے تمہیں کتنی مرتبہ سمجھایا ہے۔اِس طرح مشورہ نہیں کرتے۔پہلے مرض نہیں عمر بتاتے ہیں مریض کی۔۔پھر بات شروع کرتے ہیں۔" دُعا نے اُنہیں دیکھ کر منہ کا زاویہ بگاڑا۔

"عجیب اصول ہیں اِن کے تو!"

دن ایسا طویل تھا کہ ختم ہونے کا نام نہیں لے رہا تھا۔دُعا بار بار گھڑی کو دیکھ رہی تھی۔

"پتا نہیں کب گھر جاؤں گی۔۔"

کام کرتے کرتے وہ سوچنے لگی۔۔

"ہم کتنے بے صبرے ہیں۔اِس بات کا اندازہ لگانا ہو تو ذرا عجلت میں ٹائمر لگا کر بیٹھ جائیں۔بے صبری کی انتہا یہ ہوگی۔ایک منٹ تو دور کی بات ایک سیکنڈ ہم سے نہیں گزارا جائے گا۔۔"

وہ اپنے مریض کا معائنہ کر چکی تو ایچ۔او۔ڈی کے آنے کا وقت تھا۔۔

"کیا مسئلہ ہے اِن کا؟"

دُعا ہچکچا کر بولی۔

"سر شاید کان!" وہ مریض کی رپورٹ پڑھتے بولے۔

"شاید کان یہ کون سی بیماری ہے؟ میں نے اپنے میڈیکل پروفیشن میں پہلی مرتبہ یہ مرض سُنا ہے۔دوبارہ معائنہ کرو۔"

اور دُعا نے جھنجھلا کر دبی چیخوں سے اپنا پیر فرش پر دبا کر مارا۔نیند اِس قدر شدید آ رہی تھی کہ وہ تین مرتبہ کافی پی چکی تھی۔کچھ وقت بعد تو وہ دوبارہ سے کافی پینے آئی۔کینٹین میں داخل ہوئی تو

حسبِ معمول اُس نے وہاں نور ماہ کو روتے ہوئے پ یا تھا۔۔

"لوگوں کے stool سیمپل اکٹھے کیے۔۔لوگوں کے urine بیگ سنبھالے۔۔سینئر وں سے بے عزتی کروائی۔۔کیا کچھ نہیں کیا میں نے اپنی اِس میڈ کی ڈ یٰ ی کے لیے۔۔کی کچھ نہیں کیا۔"دُعا خاموشی سے کافی بنا کر کرسی کھینچتے اُس کے ساتھ بیٹھ گئی۔۔

"یہ ذ ت ازلی ہے۔اور یہ ا ت رہے گی۔"وہ مایوس ہو چکی تھی۔وہ اُس ا پ ت ل اور اُس پیشے سے بہت بُری طرح مایوس ہو چکی تھی۔۔نور ماہ ٠ ک پونچھ پونچھ کر روتے کہہ رہی تھی۔

"سر نے مجھے بہت ۔ تیں سُنا ۔۔"دُعا تکان کے ۔۔ بھاری ہوتی آنکھوں سے اُسے دیکھ رہی تھی۔۔

جا تھی وہ ای حرام رشتہ تھا۔ یہ ۔ ت اُسے خود بھی معلوم تھی۔بلاوجہ کے فتوے کیوں دینے تھے۔۔اِسی وجہ سے وہ خاموشی سے اُس کی سُنتی رہتی تھی۔۔دُعا اُس کی سُنتے سوچ رہی تھی۔۔

"لوگوں کو فتوے دینے کے بجائے اُن کی سُن لینی چاہیے۔اِس اُمید سے۔ای دن ۔ ۔ وہ اپنی سُنانے سے فارغ ہو جا گے تو وہ ہماری سُننے ہمارے پ س ضرور آ گے۔ یہ ۔ ہوگا۔ ۔ آپ اُن کی سُن کر اُن کو یہ بتلا گے۔۔کہ وہ آپ کے لئے اہم ہیں۔"

"میں نے بھی آج آگے سے اُنہیں سُنا دیں دُعا۔صحیح لڑائی ہوئی ہماری۔۔"اُس نے ٠ ک سے ٹشو لگائے سرخ پپوٹوں سے اُسے دیکھا۔۔

" کیا تمہارا اور تمہارے شوہر کا تضاد ہوا ہے؟"دُعا نے میکا ٠ ازمیں سر ہلا ی۔

"ہوا ہے۔۔"

نور ماہ جھٹ سے بولی۔

"پھر؟"دُعا نے میں سر ہلا ی۔

" کچھ نہیں۔ . رمل ہو جاتا ہے تھوڑی دیر بعد۔"

وہ ٹھہری اور ذرا مسکرائی۔

"میرا ماننا ہے۔۔طبیعت کا تضاد مل کر کام کرے تو زیدہ اچھے فیصلے کیے جاتے ہیں۔جو چیز اُسے نہیں پسند میں وہ نہیں کرتی۔جو مجھے نہیں پسند اُنہیں وہ نہیں کرتے۔" نورماہ بھیگی پلکوں سے اُسے دیکھ کر مسکرائی اور کہنے لگی۔

"میں بھی اب ایسے کروں گی!" دُعا کے لبوں پہ نم مسکراہٹ اُتری۔

" ٹھیک ہے۔۔"

کسی خیال سے نورماہ نے پوچھا۔

"اچھا وہ مسئلے کا کیا ہوا؟"

دُعا نے ای گہری سانس لی اور کہنے لگی۔

" چھوڑو اُس مسئلے کو۔میں مستقبل کی تلاش میں ہوں۔مستقبل میں میرے لیے . کچھ بہت اچھا ہونے والا ہے۔"

نورماہ اُسے بغور دیکھ رہی تھی۔

"یہ ہمارا آج ای کمرہ ہے۔اِس میں جو بہترین ہو گا ہمیں وہ اچھا لگے گا۔اور جو . سے بہترین ہو گا وہ ہمیں حاصل کرنا ہو گا۔ جو ہمارا مستقبل ہو گا وہ اِس کمرے کی دیوار کے اُس پار ہے۔اُسے ہم نہیں دیکھ تے۔اور نہ ہی ہم یہ جا ہیں اُس پر کیا رکھا ہے۔۔میں نے . کل پہ چھوڑ دی ہے۔یشاید میں آگے بڑھ گئی ہوں۔۔"

نورماہ اُسے دیکھ کر . د.تے خاموش رہی۔ دل بول رہا تھا۔

". دو یت ماضی کو چھوڑ کر آگے بڑھ رہا ہو۔تو اُسے ماضی کی یاد نہیں دلاتے۔۔نہیں تو یہ ایسا

ہوگا جیسے اُسے تاریک کھائی سے نکالتے ہوئے واپس اُس میں دھکیل دے دینا۔"

دُعا نے خود ہی مضمون بدلا۔

"تم نے وہ فلم دیکھی؟ جو میں نے تم سے کہی تھی۔" جواباً نورماہ نے میں سر ہلایا۔

"ہمت نہیں ہوئی۔ ہارر فلمیں نہیں دیکھی جاتی مجھ سے۔" دُعا جلیل سومرو کا چہرہ تصور کرتے طنزاً مسکرائی۔

"حقیقت ہارر موویز سے زیادہ خطرناک ہے۔"

نورماہ جھرجھرا کر خوفناک فلم کے ذکر کو بھلانے لگی۔

"اچھا بس نا۔" اُس نے اچانک اُس کی قمیض پر غور کیا۔

"تمہارا ڈریس بہت پیارا ہے۔" دُعا ٹانگیں پھیلا کر رکھے بیٹھی اچانک سر جھکا کر اپنی قمیض دیکھنے لگی۔

"یہ میں نے بڑی عید پر پہنا تھا۔"

نورماہ کی آنکھیں چمکیں۔

"خضر نے دیا ہے؟" دُعا نے ماتھے پر بل ڈالے اُسے دیکھا۔

"ہاں!" اور بے اختیار اُس نے قہقہہ لگایا۔

"نہیں۔ کبھی میں خود بھی کچھ خرید لیتی ہوں۔۔"

نورماہ چہرے پر آتی مسکراہٹ اُڑسنے لگی۔

"تمہاری ہر چیز میں اُس کا ذکر ہوتا ہے مجھے لگا وہی لایا ہوگا۔"

دُعا اپنی قمیض پر ہاتھ پھیرتے اُسے دیکھ رہی تھی۔۔ اُس ایک سوٹ نے اُسے بقرہ عید کی ساری یادیں یاد دلا دی تھیں۔۔

اسکوائر میں شور اور بچوں کی سب سے بڑا جانور لینے کی ضد۔۔جن لوگوں نے قربانی نہیں کی تھی۔اُن بچوں کے آ ۔۔جہانزیب صاحب کی دُکان پر رش۔گوشت کا ڈھیر۔۔اور بہت ساری رونق۔اِس کے ساتھ اُسے پچھلی بڑی عید بھی یاد آئی۔۔۔صبح سے خضر دُعا کو فلیٹ لے کر گیا تھا۔۔فلیٹ میں خادمہ اور خادم دونوں تھے دُعا کو ساتھ لے جانے کا مقصد یہ تھا کہ وہ دوست احباب اور اہل خانہ کے لیے الگ سے شاپر تیار کرواتی۔۔شام کو اُسے چھوڑنے اسکوائر آیا تو گوشت کا پیکٹ بھی ساتھ لایا تھا۔۔جہانزیب صاحب کا تو بقرہ عید سیزن تھا۔۔وہ کسی کام سے اوپر گھر آئے تھے۔۔خضر کے ہاتھ میں گوشت کا پیکٹ دیکھا تو ربیعہ بیگم کو دیکھتے کہا۔۔۔

"تمہیں بنانا ہے تو بناؤ۔۔میں نہیں کھاؤں گا یہ۔۔"

خضر اب اُن کے ایسے رویے میں سے بھی اپنا من وسلویٰ تلاش کرتا تھا۔کم ازکم وہ اُس کے متعلق بات تو کرتے تھے۔۔کم ازکم وہ اُس سے بات تو کرتے تھے۔۔چاہے کھری کھوٹی ہی سناتے تھے۔۔۔

اگلے روز نانی بیگم کی اُنہوں نے دعوت کی تھی۔۔ربیعہ بیگم نے خضر کا دیا گوشت استعمال کیا تھا۔۔جہانزیب صاحب نے اُسے واقعی نہیں کھایا تھا۔۔اتنا سب کچھ ٹھونسنے کے باوجود بھی رات کو دُعا کو بھوک کی طلب ہوئی تو کچن کی طرف چلی آرہی تھی۔ذرا قریب آئی تو چونک کر پیچھے ہوگئی۔۔جہانزیب صاحب کچن میں کھڑے پلیٹ میں پلاؤ نکال کر تیزی سے کھا رہے تھے۔۔دُعا نے ہنسی دبائی اور اُلٹے قدموں سے کمرے میں واپس لوٹ گئی۔۔۔اُمید تھی کہ ایک روز سب ٹھیک ہوجائے گا۔۔جانے کب؟ وہ خیال سے نکلی تو نور ماہ کو دیکھتے کہنے لگی۔

"تمہیں پتا ہے نور ماہ اِس سال چا میں نے اور ابا نے مل کر بکرا ذبح کیا تھا۔" نور ماہ دیے

پھیلائے سرا سے بولی۔

"تم نے؟" اُس نے ای دبلی پتلی اٹ روی ٹ دُعا کو دیکھا۔

دُعا سادگی سے ہاتھ ہلا کر بولی۔

"ہاں۔اور کیا۔۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صحابیہ بھی بکرا ذبح کیا کرتی تھیں۔اِس میں کیا . ائی ہے۔اور نجمین کیمپس میں تو اُسا ہ لڑکیوں کو کھینچ کھینچ کر آگے لاتی ہیں۔کہ ذبح کرنے میں شر ت کرو۔۔اور ثواب کماؤ۔۔" اُس نے . ت کا رخ . لتے کہا۔

" آفٹر آل میں قصائن ہوں!"

نورماہ کے لیے یہ عجیب تھا۔

"واہ۔"

وہ ز یدہ دو ت نہیں بنا ی کرتی تھی۔وہ لوگوں میں بیٹھتی تو کبھی ز یدہ پہل بھی نہیں کیا کرتی تھی۔ہاؤس آفیسروں میں سے بھی اُس کی صرف نورماہ سے ہی . ت ہوتی تھی۔سلام دُعا . سے تھی دوستی صرف نورماہ سے ہوئی تھی۔۔نورماہ اور اُس کی دوستی میں بھی پہل نورماہ نے ہی کی تھی۔۔اُس کی سوچ تھی۔دو ت کم ہی ہونے چاہیں۔۔ نورماہ کو دیکھ کر اُس نے اعتراف کیا تھا۔۔ہر جگہ ای دو ت ہو چاہیے۔۔اور ہر دو ت کی ای اپنی اہمیت ہونی چاہیے۔مختلف vitamins کی طرح۔۔

☆.....☆.....☆

تیرہ اگست کی رات۔۔ . رہ بجتے ہی چودہ اگست کا آغاز ہو چکا تھا۔آسمان پ آتش . زی ہونے لگی۔۔ ڈ ی میں لگے ملی نغموں کی آواز ہر طرف گونج رہی تھی۔خضر راہ داری میں استری اسٹینڈ کے سامنے کھڑا دُعا کی قمیض استری کر رہا تھا۔اسٹینڈ کے ساتھ . ڑے سے ٹیبل پ ای

طرف تہہ کر کے وہ اپنی شرٹیں رکھ رہا تھا۔ دوسری طرف دُعا کے کپڑے۔۔ ایک دم ۔ق رفتار میں غسل خانے کا دروازہ کھلا۔ خضر نے اچنبھے سے دیکھتے استری کھڑی کی۔۔ دُعا ۔لوں میں تولیہ پیٹ سرخ چہرے سے ۔ینے پہ ہاتھ رکھے ۔ہر نکلی۔۔

"یہ کیا ۔تمیزی ہے چاچو۔۔"

"خضر نے بھوں کھڑی کی۔ دُعا اپنے غصے اور ۔ت پن میں کہنے لگی۔

"غسل خانے میں ہو بندہ۔ اور ۔ہر یہ ۔ ایسے گیت لگے ہوں۔ پتا نہیں کس وقت موت آ جائے۔ اور بندہ کس حال میں مرے۔۔ اللہ!" اُس نے جھرجھری لی۔

" کرو اِنہیں۔۔ ایسے میرا دل گھبرا رہا تھا۔۔" وہ دیے ۔ڑے کیے ہاتھ ۔ڑھا کر بولی۔

"جیوے۔۔ جیوے پکستان ۔طر ہے یہ کوئی۔۔ اِن ۔ کو تو چھٹی ہے لیکن میں ڈاکٹر ہوں۔۔ میری چھٹی نہیں ہے۔ بلکہ ایسے دنوں میں میرا کام ڈ۔ ہو جاتا ہے۔۔ جاؤ کرو اِنہیں!!" خضر نے اکتفا کیا۔

"ہاں صحیح کہہ رہی ہو۔۔ کہتا ہوں۔۔" وہ ۔ہر کی جا۔ جانے کے لیے مڑا۔۔ دُعا کمر پہ ایک طرف ہاتھ رکھے اُس کا تعاقب کرتے پیچھے جانے لگی۔

"پکستان ہے ملک کا نام۔ یعنی پک لوگوں کے رہنے کی جگہ۔ اور اُس کا جشنِ آزادی منایا جاتا ہے۔ خبیستان کی طرح۔۔"

لاؤنج میں آتے اُس نے جھک کر استری ہوا دوپٹہ اُٹھایا اور اُس کی تہہ کھولنے لگی۔۔

"پکستان کے لوگوں میں آپس میں لاکھ اختلاف ہوں۔۔ اِس ملک کے لوگوں کی ۔ سے خوبصورت ۔ت یہ ہے۔ یہ ہر خوشی اور غم کے موقعے پہ ایک ہو جاتے ہیں۔۔۔ یکجا میں پکستان کا کوئی ۔نی نہیں۔ اِن کا ا بے مثال ہے۔۔۔ اور۔۔"

اُس نے دوپٹے کی تہہ کھول کر اُسے پھیلاتے دا شانے پ ڈالا۔۔

"پ کستانی قوم کے جیسی غیر متوقع قوم بھی کوئی نہیں۔۔موڈ ہوگا تو چا نہیں تو بس شام ۔۔جہاں اُمید صفر ہوگی۔وہیں سے پ سا پلٹے گی۔جہاں اُمید پوری ہوگی وہاں مایوس کر دے گی۔۔یہاں شاطر مکار عیار مطلبی اور دو موہے لوگ بستے ہیں۔۔ اِس کے ساتھ ساتھ نیک دل ز ہ دل رحم دل شفیق اور مہر ن لوگ بھی بستے ہیں۔۔خیر۔۔لوگ کیسے بھی ہوں۔۔۔میرا ملک بے مثال ہے۔۔یہ جو ہے جیسا ہے میرا وطن ہے۔اور مجھے اِس سے محبت ہے۔۔کیو یہ میری چھت ہے۔میرا محافظ ہے۔۔اور ا یہ نہ ہو تو ہمارا کیا ہو ؟"

وہ دوپٹہ در کرتے آگے ڑھی۔۔کسی خیال سے اُسے اِس آزادی کے جشن میں اُس آزادی کے محافظ د آئے۔لبوں پ کرب بھری مسکراہٹ اُ ی۔۔۔

"سلام میرے ملک کی سرحد پ کھڑے جوانوں کو۔۔یہ قوم تمہیں سلام کہتی ہے۔۔ہماری محبت کی گواہی میں مجھے بس یہ کہنا ہے۔۔تمہارا لہو کا ا قطرہ بھی بہے تو اِس عوام کا دل ملول ہو ہے۔۔۔میرے ملک کے جوانوں۔۔۔تم انمول ہو۔تمہارا لہو۔۔۔تمہاری کاوش انمول ہے۔۔۔"

تبھی گیت کی آواز کم ہوگئی۔۔خضر واپس او پ آ تھا۔۔دُعا نے اُس کے قری آتے اُسے دیکھا۔

" کیا کہا تم نے؟"

خضر نے اُس کے شانے تھام کر اُسے ساتھ لگاتے

اُس کا سر پ ۔

"My delicate feminist flower!"

دُعا سنجیدگی سے اُسے دیکھتے پیچھے ہٹی۔۔

"یہ طنز تھا؟" خضر آگے بڑھا۔۔وہ صوفے پ نی ت کہنے لگا۔

"تھا تو!"

دُعا نے ای گہری سانس لی اور اُس کے ساتھ ہی ت ہاتھ ب ھنے لگی۔جیسے ہاتھ ب ھے اُس کی ب ت کا آغاز ہوا۔

"میرا کوئی ای م تم منتخب کیوں نہیں کرتے؟"

خضر نے ریموٹ اُٹھا کر ٹی۔وی آن کیا۔۔اور اُسے واپس صوفے پ ر ت کہنیلگا۔

"بونی میں تمہیں ت ب کہتا ہوں۔۔ ب میرا تمہیں ڈا ٹ کا ب لکل بھی دل نہیں کرت ۔۔بطخی ی ڈ کی میں تمہیں ت ب کہتا ہوں۔۔ ب مجھے تمہاری فکر ہوتی ہے اور مجھے تم بے چین کرتی ہو۔۔تمہارے اور بھی م ہیں۔پستی،موٹ پھلی، سمرفی۔۔اِن ب موں میں تمہیں بہت خاص موقعوں پ مخاطب کرت ہوں۔۔مجھے ب تم پ شدی غصہ آت ہے اور میں تم سے د ت ب دار بھی نہیں ہو چاہتا ت ب میں تمہیں مسز خضر کہتا ہوں۔۔ ب مجھے تم پ فخر محسوس ہوت ہے۔۔ت ب میں تمہیں مائی اسٹار کہتا ہوں۔۔" دُعا اُس کی ب ت کاٹ کر بولی۔

"تم مجھے شارٹ لائ ٹ چھوٹ سا فتنا اور بھی جانے کافی کچھ کہتے تھے۔۔۔"

خضر ٹی۔وی اسکرین پ نگاہیں مر کیے ہاتھ ہلا کر بولا۔

"پ انی ب تیں ہیں۔جانے دو۔۔تم بھی مجھے بہت کچھ کہتی تھی۔۔ڈڈو بندرِ چڑا حبشی کھٹمل۔۔"

دُعا نے فوراً سے کی۔

"نہیں۔۔میں صرف تمہیں چا کہتی ہوں۔۔اور مجھے تمہیں چا کہنا ہی اچھا لگتا ہے۔۔"

خضر نے ای اُسے دیکھا اور پھر سے اسکرین پ مرکوز کرلیں۔

"تمہارا موڈ بہت اچھا لگ رہا ہے۔کل مجھے لگ رہا تھا تمہیں ڈ ہو َ یہ ہے۔"دُعا اُس کی
جا ۔ محظوظ ہوتے دیکھنے لگی۔

" پھر میں نے اُستاد سے آج معلومات کی۔اُنہوں نے مجھے سمجھا ی۔۔کہ۔۔ہماری قوم میں
ڈ کا اوبسیشن ہے۔جسے دیکھو۔ دیکھو۔کہنے لگ جا ہے۔مجھے اسٹریس ہے۔مجھے
ڈ ۔جیسے جسمانی بیماریوں کی علامات ہوتی ہیں۔۔اُسی طرح روحانی بیماریوں کی بھی
علامات ہوتی ہیں۔۔ڈ کی علامات ہوتی ہیں۔لو موڈ۔کسی بھی چیز میں توجہ کا کم ہو
جا ۔خاص طور پ وہ جن میں کبھی تمہیں لطف محسوس ہو تھا۔بوکھ لگنے میں تبد ۔۔خود کو ادنیٰ
سمجھنے لگ جا ۔شد یقسم کا guilt محسوس کر ۔ یتو بہت سو ی لکل سو ۔کمزور توجہ۔۔بے
آرامی۔۔یستی۔۔قوت مدافعیت کا کم ہو ۔اور خودکشی کی جا راغب ہو ۔ڈ کا
مرض جنہیں ہوگا۔اُنہیں کم ازکم اِن علامات میں سے پ نچ چیزیں تو محسوس ہوں گی۔"دُعا سر
جھکائے کچھ سوچ رہی تھی۔۔

"ایسا تو تمہارے ساتھ ہوا تھا۔"خضر ا دم بولا۔

"ہاں!"

دُعا نے تبسم سے اُس کے زو تھام کر اس پ اپنا سر رکھا اور اُسے دیکھا۔

"تم نکل گئے اُس مرض سے!"

خضر دبی ہنسی سے سر ہلا کر بولا۔

"ہا۔ہاں۔۔نکل َ ی۔"

دُعا نے لوں سے تولیہ کھولا۔۔خضر نے اُسے دیکھا پھر ٹی۔وی اسکرین کی جا متوجہ ہو
َ ی۔۔۔

"تمہیں پتا ہے anxiety صرف غم میں نہیں ہوتی۔خوشی کے موقعے پہ بھی ہوتی ہے۔کسی چیز کی over planning بھی anxiety کی علامت ہوتی ہے۔۔اِس قوم کو اَ یہ . تیں پتا ہوتیں تو یہ خود ساختہ ماہرِ نفسیات یونہی کسی کو کو کرنے لگ جا ۔۔" دُعا دھیرے دھیرے . لوں میں تولیہ پھیر رہی تھی۔۔

"تم بے فکر رہو۔۔مجھے اِس . میں سے کچھ بھی محسوس نہیں ہوتا۔ہاں میری زندگی میں ٹینشن چل رہی ہے۔لیکن مجھے ڈ شن نہیں ہوا۔"

"لیکن تم نے مجھ سے بہت جھوٹ بولے تھے۔"

دُعا کا . لوں میں پھرتا ہاتھ رُک گیا۔دھیرے دھیرے اُس نے تولیہ گود میں رکھ دیا۔

"تمہیں پتا ہے . . بھی میرے منہ سے بے اختیار چھوٹی چھوٹی . ت پہ جھوٹ نکل جاتا ہے۔ یہ مجھے جھوٹ بولنا پڑتا ہے۔ . . ر . ر مجھے وہ حدیث یاد آتی ہے۔۔مومن بخیل ہوسکتا ہے۔ پہ مومن جھوٹا نہیں ہوسکتا۔اُس وقت مجھے لگتا ہے میرا ایمان طمانچے کی طرح واپس میرے منہ پہ مار دیا گیا ہے۔"

خضر نے اُسے کنکھیوں سے دیکھا۔

"حدیث میں یہ بھی تو آتا ہے۔۔ایک گھڑی یاد کی ہوتی ہے۔ایک گھڑی غفلت کی۔" دُعا نے فوراً سے اُسے دیکھا۔

"غفلت ہوتی ہے۔تو تمہیں اپنی غفلت کا احساس تو ہوتا ہے۔تم ہر وقت اپنی غلطیوں کو سدھارنے میں لگی تو رہتی ہو۔ہاں پھر چوک جاتی ہو پھسل جاتی ہو۔تمہیں اندازہ بھی نہیں ہے۔اللہ تمہارے اِس سدھار کو بھی نیک اعمال میں دیکھ رہا ہے۔۔تم محنت کرتی رہو۔۔ایک دن تم اِس میں کامیاب ضرور ہوگی۔" اُس نے اُس کے سر پہ ہاتھ رکھ کر اُسے ہلایا۔۔

دُعا کی آنکھوں میں خوش امیدی کے ستارے چمک رہے تھے۔۔

"چوائس چانس اور چینج یٔ سے کسی چیز کی اصلاح ہوتی ہے۔۔اور جو ۔یت َی سو۔یت َی۔۔تمہارا ماضی کبھی بھی غلطی نہں ہوسکتا۔۔اَ تم نے اُس سے کچھ سیکھ لیا ہے۔"

دُعا نے کسی خیال سے اُسے دیکھا۔

"تم کیوں آزادی کا جشن منانے نہیں گئے؟"

خضر نے اسکرین پ یں رکھے اُس کے شانے کےَ دٖ زو پھیلا ی۔۔

" کیو ۔۔"دُعا نے اُس کی سُنتے آنکھیں پھیلا ۔۔

"چاٖ ٖ کا دو ت ہے۔۔لیکن چاٖ کی دو ت صرف دُعا ہے۔"

خضر نے دُعا کو دیکھتے مسرت بخش اٖ از میں کہا۔

"چلو اِن ڈراموں کا رو ٹ لگا ۔"دُعا نے بھی جھٹ سے سر ہلا دی۔۔دُعا منہ میں انگیاں پھنسائے بیزار ی ت سے ٖک سکیٹرتے ٹی۔وی دیکھ رہی تھی۔۔خضر نے پیٖ تبدیل کیا۔۔

"شد ی قسم کی محچھاہٹ۔کہاں ہوت ہے اتنا رومانس ی ر۔۔مر جاؤں گا۔۔تمہارے بغیر نہیں رہ سکتا۔۔یہ ٖ اسٹیٹس ٖ ولز اور ڈراموں میں ہوت ہے۔۔حقیقت میں کچھ بھی کہہ لو۔۔مرت کوئی نہیں ہے۔۔۔اِلا وہ خودکشی ٖ کر لے۔۔دل ٖ اب ہوَی میرا ایسے چیچھے محچھے جملے سُن کر۔"

دُعا پٹاخ سے ہتھیلی ٖ ٖڑھا کر بولی۔

"اور کیا؟ ہوت کہاں ہے اتنا رومانس۔ہمیں وہ content بناٖ چاہے جس کی اِس عوام کو ضرورت ہے۔ ٖ کہ اُس کی جس میں یہ عوام خود ہی ایکسپرٹ ہے۔"

خضر نے کوئی اور پیٖ لگا یا اور ٖ گواری سے اسکرین پ چلتا منظر دیکھ کر کہنے لگا۔

"لڑکی کی شادی مرضی کے بنا ہوگئی تو وہ زٖ ہ لاش بن گئی۔۔اُس کی ڈولی جنازہ بن کر اُٹھ

گئی۔۔کس نے کہا تھا کرو؟ زمانہ کتنا ل یہ۔۔یہ content نہیں لے۔۔اپنے لیے لڑکی آواز ہی اُٹھائے۔۔اور خود ہی کہے میں لاش بن گئی۔یہ تو سیلف مرڈر ہو بھئی۔۔"

کچھ دیر بعد ڈعا بولی۔

"لو بچے ہو گئے۔۔طلاق ہو گئی۔۔۔لو جی محبوب بھی لوٹ آئے۔۔اور معاف کر دیا اُسے۔۔کیا اِس لئے وہ اتنے ٹرپ سے رہی تھی۔کہ وہ واپس آجائے؟" وہ غصے سے صوفے پہ ہاتھ مار کر جھنجھلائی۔

"Pathetic!"

خضر کہنے لگا۔

"یار ایسے content اب بند ہو جانے چاہیے۔۔اور عورت بھی کیا تے پڑتے قبول کر رہی مرد کو۔۔bogus bogus ڈرامہ۔۔اگر مرد ایسا کرتے؟ میں مرد ہوں اور کہتا ہوں۔۔۸۰ فیصد مرد کبھی لڑکی کو معاف کرتے۔۔

محبت روگ بن گئی۔۔محبت کوئی بیماری نہیں۔ہر دوسرے احساس کو محبت کہنا بند کر دینا چاہیے۔۔جو محبت نہیں دیتا وہ ہمارے لیے نہیں ہوتے۔۔جو محبت نصیب میں نہیں۔وہ محبت ہی نہیں۔۔اور جسے ہم زبردستی محبت بنا رہے ہوتے ہیں۔۔وہ محبت ہوتی ہی نہیں ہے۔کتابی اور قصہ گوئی نے ہمیں اِس قدر نفسیاتی طور پہ مجروع کر دیا ہے۔۔کہ اب اِس عوام میں ٹنوں کے حساب سے نفسیاتی مریض پائے جاتے ہیں۔۔اور اُن کی سوشل میڈیا اِس بات کا جیتا جاگتا ثبوت ہوتی ہے۔۔ایسے لوگوں کے لئے میرے پاس ایک ہی لفظ ہے۔۔اور وہ ہے۔۔pathetic۔اردو ادب نے خوب کمال کیا۔۔بہت سے مریض بنانے میں۔۔اِسی لیے میں اقبال کی شاعری کو فیور کرتا ہوں۔۔باشعور مضبوط پہ اور امید شاعری۔۔بچے بڑے فخر کی

بت سمجھتے ہیں رنجیدہ اور غمگین شاعری کرتے ہوئے۔۔نوجوان کو روگ لگ گئے ہیں۔۔نوجوان کو ہی روگ لگ گئے ہیں تو مستقبل کو جانے کون کون سے روگ لگیں گے۔"

دُعا نے خضر سے ریموٹ لے کر چینل تبدیل کیا۔

"یہ ڈرامہ کچھ بہتر لگ رہا ہے۔۔" وہ ٹھوڑی پر ہاتھ رکھے اسکرین کو پوری توجہ سے دیکھنے لگی۔

"لو۔" اُس نے خضر کو دیکھتے ہاتھ دکھایا۔

"میں سگریٹ نوشی اور بے پردگی کے کبھی بھی موافق نہیں ہوں۔۔لیکن کیا ویمپ آدھی آستین پہن کر اور اسموک کر کے ہی بنتی ہے۔اسٹرینج!" دُعا نے ٹی۔وی بند کیا۔۔خضر اُٹھنے لگا۔۔

"چلو تمہیں صبح اسپتال بھی جانا ہے۔جا کر سو جاؤ۔۔" دُعا تولیہ پکڑتے اُٹھی۔۔خضر کو یاد آیا۔

"ہاں۔۔" دُعا نے اُسے دیکھا۔۔

"وہ پیسے لگائے تھے نا میں نے حبیب کمپنی کے ساتھ۔۔"

دُعا کا دل پھڑ پھڑایا۔

"پلیز یہ مت کہنا۔ڈوب گئے۔۔"

خضر ہنس پڑا۔

"نہیں۔کافی منافع ہوا ہے۔۔" دُعا کے اعصاب شل پڑ گئے۔۔

"تم جاؤ نا۔۔" اور وہ ناراضگی سے اندر کو بڑھ گئی۔

☆.....☆.....☆

وہ اپنا نمبر تبدیل کر چکی تھی۔۔اِن دنوں اُسے وسیم کی کال نہیں آئی تھی۔جہانزیب صاحب اور ربیعہ بیگم ملتان سے لوٹ آئے تھے۔۔آتے ہی جہانزیب صاحب نے خضر سے دانت میں درد کی شکایت کی تھی۔۔درد اتنا شدید تھا کہ جہانزیب صاحب کو ماہر دندان کے پاس لے جانا

پڑا تھا۔اور ڈاکٹر نے اُن کا فوری رُوٹ کنال کرنے کا کہا تھا۔

اُس روز دُعا کو طبیب دنٰان کی اصل اہمیت کا انٰازہ ہوا تھا۔۔خضر اُسے بتا رہا تھا۔

"دُعا دانتوں کی نسیں اتنی بٰاریک ہوتی ہیں۔تم انٰازہ نہیں کر سکتی۔۔دانتوں کی نسیں جسم کی بٰاقی ساری ٰاں سے زیٰادہ sensitive ہوتی ہیں۔اب مجھے انٰازہ ہو رہا ہے کہ دنٰان سازی کے طاٰلبِ علم پانچ سال کیا پڑھتے ہوں گے۔۔"

وہ ٹھنڈی آہ بھرتے پلنگ پہ لیٹی تھی۔

"ہاؤس جاب ٰ ختم ہو گی؟" تبھی اُس کا موٰبائل بجا۔اُس نے پلٹ کر سَاٰئیڈ ٹیبل کے قرٰیب پڑا موٰبائل دیکھا۔نوٹیفکیشنز سے ہی اُسے ایٰک تصوٰیر آ رہی تھی۔اُس نے سستی سے اُس پہ انگلی دٰبائی۔۔عفیفہ کا میسیج کُھلا تھا۔وہ اور شریم کا خاٰنٰدان ڈٰنر کے لیے گئے تھے۔۔عفیفہ اُسے میٹھے کی تصویر بھیج رہی تھی۔چاکلیٹ بٰال پہ ویٹر چاکلیٹ syrup ڈال رہا تھا۔اور وہ چاکلیٹ بٰال پھول کی طرح کُھلتا جا رہا تھا۔عجیب کیف تھا اُس وڈیو میں۔ دُعا کے لیے اُس میں کچھ بھی مسحور کنٰ تھا۔اُس نے بنا جواب دیئے موٰبائل بند کر کے کروٹ لے لی۔لاؤنج میں بیٹھے خضر کی کسی سے بحث ہو رہی تھی۔۔

"ہر چیز پہلے فتویٰ دے کر حرام قرار دے دیتے ہیں۔دُ آگے نکل جاتی ہے۔تو اُس کے پیچھے لگ جاتے ہیں۔انگریٰزوں کے پِٹھو بن جاتے ہیں۔"

اُس کی آوازیں انٰر تک آ رہی تھیں۔وقاص اُسے سمجھا رہا تھا۔۔

"قسم ٰ اکی۔اِس نے میرے اُستاد کے متعلق ایٰک لفظ بھی کہا۔تو میں اِسے اتنی سناؤں گا اور بٰتا سُناؤں گا۔۔ بٰتا یہ رونہیں پڑے گا۔"

اُستاد کو خضر علم کی وراثٰت میں تھا۔جو اپنے اُستاد کی عزت کرتا ہے۔اللہ اُس کے شاَ دوں

کے ذریعے اُسے عزت دیتا ہے۔۔کوئی بت کر کے اُستاد پ دکھات۔۔اُن کے سارے شاَ د لشکر کی ما اُن کے لیے تیار رہتے تھے۔۔ربیعہ بیگم خضر کا شانہ تھپک کر اُسے سمجھا رہی تھیں۔

"بیٹ ۔۔بیٹ ۔۔جو می سے محروم ہے وہ ہر خیر سے محروم ہے۔۔"

خضر کا غصہ کسی صورت ٹھنڈا نہیں ہو رہا تھا۔۔

"دین کو سیا ت سے رہے ہیں۔۔اماں کیسے غصہ کروں۔آپ کو پتا ہے امی۔۔میں سیاسی ہونے سے زیدہ بشعور ہوں بہتر سمجھتا ہوں۔عقل والے unbias ہو کر رہتے ہیں۔۔صحیح کو صحیح غلط کو غلط کہتے ہیں۔۔میں کسی کی ڈمی نہیں۔جو جیسا بولے اُس کی ہاں میں ہاں وٗں۔۔۔خصوصاً سیاستدانوں کی۔۔۔یہاں ہر کسی کو کسی کسی سے کوئی کوئی مسئلہ ہے۔۔یہاں اَ کوئی کسی بت پ کلمہ حق بلند کرت ہے تو اِس لئے نہیں کرت کہ وہ حق کا ساتھ دینا چاہتا ہے۔۔۔بلکہ یہاں اُسے بس اپنا دل ہلکا کرنے کے لیے۔۔۔کسی کی خار کسی کسی طرح نکالنی ہے۔۔اِس ملک میں بھی کوئی سا پیش آت ہے۔۔وہ سیاسی ہو۔۔جمہوری ہو۔۔قومی ہو۔۔بین الاقوامی ہو۔۔معاشی ہو۔۔سماجی ہو ی ذاتی ہو۔۔کسی کے سر پ صرف اپوز سوار ہوتی ہے۔۔کسی کو صرف مخالفہ وہ پ اَ ی ں اُٹھانی ہوتی ہیں۔۔۔بنا یہ سوچے سمجھے کہ اُنہوں نے خود کیا کیا ہے؟ اور وہ خود کیا کر رہے ہیں؟ میں نے اِس ملک کے لوگوں کو دیکھ کر ای نصیحت پکڑی ہے۔۔۔سیاسی بنو۔عقل والے بنو۔۔۔غلط کو غلط کہو۔۔صحیح کو صحیح کہو۔۔۔چاہے پھر وہ تمہارا سگا بپ کیوں ہو۔۔۔"

"یہ لوگ سمجھتے کیا ہیں خود کو۔۔یہ خود کیا ہیں؟" ربیعہ بیگم نے اُس کا شانہ تھپتھپایا۔

"خو ی ہے اُس شخص کے لیے جس کو اُس کے عیب لوگوں کے عیب سے بے پ واہ رکھیں۔"

(حدی ث مبارکہ)

خضر نے خاموشی اختیار کر لی۔۔ ربیعہ بیگم . سے کہہ رہی تھیں۔۔

" کل زہرہ کی مہندی ہے۔۔ تیاریں کر لو . بچوں۔"

اسکوائ میں کسی کی شادی تھی۔

دُعا نے لمبی ت ن لی۔۔

" مجھے کیا۔ میں نے تو مشکل سے ای گھنٹے کی شر ت کرنی ہے۔ کچھ بھی پہن لوں گی۔ کون سی میری اپنی شادی ہے۔۔" اُس نے مرغو.ت سے اپنی ہی ت کی۔۔

" ہاں۔۔ صحیح ہے۔ سو جاؤ دُعا۔۔" اور وہ آنکھیں مو تے خوابی دُ کے سفر کے لیے جادوئی قالین پ بیٹھ گئی۔۔

اسکوائ میں شادی تھی۔ دُعا کو اُس شادی میں کوئی دلچسپی نہیں تھی۔۔ دُعا اپ ت ل سے گھر لوٹی۔ پہلے تو سوچا۔ کیا کر ہے جا کر؟ کیا کرے گی؟ پھر سوچا۔۔ گئی تو لوگ سو. تیں بنا گے۔۔

" چلی ہی جاتی ہوں۔" یہ کہتے وہ اُٹھی۔۔ افراتفری مچائے وہ تیار ہو کر کمرے سے . ہر نکلی تو لاؤنج میں سامنے جہا. صا . کو دیکھ کر چو ۔

" ابو۔۔ آپ؟" اُس کے . کُھلے۔۔ ہرنی آنکھیں پھیلیں۔۔ جہا. صا . دامن جھاڑ کر اُٹھے۔

" تُجھے ی آ یا تھا۔ وہ مردود تو نکل َ ی ماں کے ساتھ۔۔" دُعا نے راضی سے َ دن لڑھکائی۔

" ابو۔۔ کیوں دیتے ہیں اُسے گالیاں؟"

جہا. صا . نے . گمانی سے چہرے کے وخال بگاڑے۔

" اب زہر تو دے نہیں سکتا۔ جیسی مرضی ہے اولاد ہے میری۔"

دُعا کوہنسی آئی۔اُس نے جہان زیب صاحب کی کہنی تھامی۔

"ابا آپ بھی۔۔"

کمپاؤنڈ میں مہندی کا فنکشن چل رہا تھا۔۔

رضیہ آنٹی دوپٹے سے بالوں میں لگا گجرا درست کرتے بلا کی بیزاری سے بولیں۔۔

"لوگ دن دیہاڑ دیکھتے نہیں ہیں اور بیاہ رکھ دیتے ہیں۔۔"

انکل ہارون حسبِ معمول سیاست پر بحث کی تیاریں چھیڑ رہے تھے۔۔

" ٹیکس نہیں دینا؟ کیوں نہیں دینا؟ بادشاہت نظام والے ملکوں میں رہتے ہو؟ ویسے بادشاہت کے یہ خلاف ہیں۔۔لیکن فرمائشیں ساری بادشاہوں والی ہیں۔۔"

(بعض بادشاہت ممالک میں ٹیک کا نظام رائج نہیں۔اُن میں سے ایک سعودیہ اور کویت ہے۔)

دُعا جہان زیب صاحب کے ساتھ زرد بتیوں میں چمکتی ہوئی چلی آ رہی تھی۔۔وہ ایک ایک بات کو دیکھتے خود سے ہم کلام تھی۔۔

"اِس معاشرے میں کچھ ایسے بھی صاحبِ بصیرت لوگ ہوتے ہیں۔۔جو ہر وقت اخلاقیت کا درس دیتے رہتے ہیں۔۔اور بڑے اخلاق سے دوسروں کی عیب جوئی کرتے ہیں۔۔نوٹ۔ایسے لوگوں سے بچا جائے۔۔یہ بہت ہی مہلک لوگ ہیں۔۔اور یہ انتہائی Euphemist (حسن کلام کرنے والے) ہوتے ہیں۔۔انسان کی عزت و وقار کی دھجیاں اُڑا دیتے ہیں۔اور محسوس بھی ہونے نہیں دیتے۔"

اُس نے خود کو لوگوں کے طعنوں اور کچھ مہلک لوگوں سے اپنا بچاؤ کرنے کے لیے تیار کر لیا تھا۔۔

کم عمر کم سن بچیوں کو رسیدہ عورتیں روک روک کر کہہ رہی تھیں۔

"تم تو بہت موٹی ہو گئی۔۔"

"اوہو ماتھے پ ل کاٹ کے ڈالو۔تمہارا ماتھا بہت چوڑا لگ رہا ہے۔۔"

ذُعا نے شدی کوفت سے دی ے گھمائے۔

"لوگوں کو سمجھ آئے گی۔۔ بھی وہ کسی سے ملتے ہیں۔۔تو اُسے اُس کے موٹ پے اُس کی رنگت اور اُس کے چہرے کے متعلق کچھ نہیں کہتے۔۔کیو اُنہیں خود بھی پتا ہے۔۔اُن میں کیا لاؤ آ رہا ہے۔۔وہ پہلے ہی کافی سے ر رہے ہوتے ہیں۔۔لیکن لوگوں کو یہ ت سمجھ نہیں آئے گی!"

ذُعا سے مل کر خضر کے ساتھ آ کھڑی ہوئی۔۔خضر ذرا جھک کر اُس کے کان میں سرگوشی کرتے کہنے لگا۔

"پچھلے آدھے گھنٹے میں بیس عورتیں میرے پ س آ ۔۔اور اُن بیس کی بیس نے مجھ سے ا ہی سوال پوچھا۔تمہاری شادی اگلی فروری میں ہی ہے۔" ذُعا سر جھٹکے دبی ہوئی ہنسی سے بولی۔۔

"پھر تم نے کیا کہا؟" خضر نے سادگی سے شانے اچکائے۔۔

"میں نے کہا جو ذُعا کا حکم!"

ذُعا د ئے میں سر ہلا کر مسکرائی۔۔وہ دونوں اب آنٹیوں سے ملنے لگ گئے۔۔کسی نے ذُعا کا ہاتھ تھامے اُسے ہدا ی کی تھی۔۔

"ذُعا اب تھوڑا ورچی خانے کی طرف بھی آ جاؤ۔۔ربیعہ ت کرے گی کام۔۔"

ذُعا کو یہ ہدا ی سخت گوار ری تھی۔خضر ذرا مسکرا ی۔

" کوئی مسئلہ نہیں آ ۔ہم کک رکھ لیں گے۔۔"

دُعا خاموشی سے ہاتھ ۔ ھے کھڑی رہی۔۔ دل میں سو ۔ تیں تھیں۔

"ہاں مجھے نہیں زیدہ کچھ بنا آتا ۔ہاں میں زیدہ creative بھی نہیں ہوں۔ہاں مجھے گھر سنبھالنے کا زیدہ اچھا سلیقہ بھی نہیں ہے۔۔کیا یہ معاشرہ عورت کی قدر صرف اُس کے ۔ ورچی ۔ ۔ پسمجھتا ہے۔۔میں اِس مرد کے معاشرے میں مردوں کے ساتھ قدم سے قدم کر چلنے والی عورت ہوں۔۔اور میں اِس معاشرے کو اپنی وقعت سمجھانے کے لیے خالی ۔ ورچی خانے کا سہارا نہیں لوں گی۔۔میری تعلیم میری ڈ ی میری جاب میرے رشتے میری وقعت اور میری قابلیت کا مظاہرہ کرنے کے لیے کافی ہیں۔۔یہ میرا ہنر ہے۔۔میں کوئی کک نہیں جو ر نَ ر نَ کے پکوان پیش کر سکوں۔۔ کوئی انٹیریئر ڈ ائنر جو گھر کو عالی شان ا ازمیں سنوارتی رہوں۔۔"

کہنا بہت کچھ تھا۔ لوگوں کو نہیں۔۔خود کو۔لوگوں کو کچھ بھی کہہ دی جائے۔اُن پ ہماری کسی ۔ ت کا کوئی ا نہیں ہوت ۔۔بہتر ہے خود کو سمجھا ی جائے۔۔کیو جتنا ا ن کی ہدای کا ا خود پ ہوت ہے۔شا ی ہی کسی اور پ ہوت ہو۔۔

☆.....☆.....☆

سیالکوٹ میں کر ٹ کیمپ چل رہا تھا۔اُس کیمپ کی خاص ۔ ت یہ تھی کہ وہاں اُن بچوں کو بھی آنے کی اجازت دی گئی تھی جنہوں نے آج ت کسی ٹیم ی اکیڈمی میں اپنا ہنر نہیں آزمای تھا۔کم عمر منچلے اپنی قسمت آزمانے قطار میں لگے تھے۔

بہت سے لوگ اُس کیمپ کے مخالف تھے۔ کپتان اور مینجمنٹ اپنے ملک کا پوشیدہ گوہر دیکھنے کے خواہش مند تھے۔۔بمشکل اُنہیں کر ٹ کا شوقین کم عمر کسان تھا۔۔جس کے ہنر کا

جلوے کا آغاز یت ں سے ہوت اور یت ں میں ہی اختتام پ یہوجات۔۔

خضر کپتان سے ذرا پیچھے کھڑا تھا۔۔اُس کی آمد کچھ زی دہ لوگوں کو اچھی نہیں لگی تھی۔۔ کپتان کے کہنے پ وہ آی تھا۔۔ می کے . . وہ زرد ستارے والی پی کیپ سر پ سے در یت کر رہا تھا۔آنکھوں پ سیاہ چشمہ لگا تھا۔۔وہ کمر پ ہاتھ رکھے . د .ئے بغور دیکھ رہا تھا۔۔کوئی بچہ گیند کروا رہا تھا۔۔اُس نے پت یں سکیڑیں۔۔بچے نے گیند ڈالی۔۔

"یہ تو میرا اسٹائل ہے۔۔"

کپتان ت سف سے ہر بچے کو دیکھتے کہہ رہے تھے۔

"اپنا اسٹائل لے کر آؤ۔۔اپنا اسٹائل۔۔جو قدرت نے تم لوگوں کو دی ہے۔۔ پ انوں کی لی چھوڑ دو۔۔"

مشکل سے دو بچے اُنہیں ملے تھے۔کیمپ کا آ ی روز تھا۔بس روانگی کا وقت ہوا جا رہا تھا۔ تبھی چیخ و پکار کی آواز آئی۔خضر پ نی کے گھون ی ذرا چونکا۔۔اُس نے . د .ئے آنکھیں .ٹی کرتے دا جان . دیکھا۔۔

ای کم سن بچہ اُچھل اُچھل کر منتیں کرتے کہہ رہا تھا۔۔

"بس ای .را ی .ر چانس دے دیں۔۔۔"

کپتان اُٹھ کھڑے ہوئے۔۔

انتظامیہ اُس سے کہہ رہی تھی۔

"وقت ختم۔۔" کپتان اُس کے قری . آتے انگلی اُٹھا کر کہنے لگے۔۔

"ای شرط پ تمہیں موقع دیں گے۔۔"

اُس نے . ق رفتاری میں اُنہیں دیکھا۔۔

"جی؟"

وہ بغور سے اُسے دیکھتے بولے۔

"تم اپنے اسٹائل میں گیند کرواؤ گے۔۔"

وہ بچہ . . تی ت سے بولا۔۔

"میں آل راؤ ٹ رہوں!" کپتان کو ہنسی آئی۔

"اچھا۔۔اچھا ٹھیک ہے۔۔بیٹ بھی کروالیں گے۔۔"

خضر وہاں بیٹھا . د . تے سر جھٹک کر مسکرا ی تھا۔۔شا ی اُسے اپنے ماضی سے کچھ ی د آ ی تھا۔۔اُس بچے کو گیند لا کر دی گئی۔۔وہ پیچھے کی جا . پیر مارتے۔۔ہاتھ سے اشارہ کرتے بولا۔

"مجھے دوسلِپ دے دیں۔۔"

خضر ذرا سیدھا اُٹھ بیٹھا۔اُس کی نگاہیں اُس پ جم گئیں۔۔۔اُس نے ہاتھ اُٹھا ی۔۔اور اُس نے تیزی سے آ کر گیند ڈالی۔۔خضر نے بغور اُس کا ا از دیکھا تھا۔۔

"یہ کو گیند تھی۔۔۔یہ کیسی سوئینگ تھی؟"

ا ی لمحے میں وِ ٹ اُڑ گئی۔۔وہ سمجھ نہیں پ ی تھا۔۔یہ کون سی گیند کا اسٹائل تھا۔۔کپتان سلیکٹر کوچ اور کچھ سابق کھلاڑیوں سے . ت کر رہے تھے۔وہ دھڑکتے دل سے دا . دیکھ رہا تھا۔

خضر نے ہاتھ . ٹھا کر اُسے انگلی سے اشارہ کیا۔

"اِدھر آؤ!"

وہ جھٹ سے اُسے دیکھتے اُس کی جا . آ ی۔اُس نے سلام کرتے ہاتھ اُٹھا ی۔

"السلام علیکم خضر بھائی!"

خضر نے مسکراتے ہوئے اُسے دیکھتے نِ کا اشارہ کیا۔

"بیٹھو۔۔" وہ ہچکچایا۔

"جی۔" خضر نے ذرا سختی سے کہا۔

"بیٹھو!"

اور وہ فوراً سے بیٹھ َیا۔۔

جو اُس کے ساتھ نِ تھی۔ وہ اُس نے دہرائی تھی۔۔ نیکی کا حق ادا کرن تھا۔ جو اُس کے ب ڑوں نے اُس کے ساتھ کی تھی۔ اُسے اُس کو ای زنجیر بنا کر اُس نیکی کے ای سلسلے کا آغاز کرن تھا۔۔

" کیا ن م ہے تمہارا؟" خضر آنکھیں اُس پ جمی تھیں۔ وہ ان َیں مروڑتے بولا۔

" قمر آفتاب!"

خضر لبوں پ ب ش مسکراہٹ اُ ی۔۔

" قمر۔۔ یعنی چان ۔۔"

"ہاں؟" اُس نے ن سمجھی سے اُسے دیکھا۔

خضر میں سر ہلا کر بولا۔

" کچھ نہیں۔۔" وہ اب ہاتھ ب ھ کر اُس سے پوچھنے لگا۔

" کدھر سے آئے ہو؟"

"سرگودھا سے!" خضر نے ای آ سکیڑ کر دوسری آ کی بھوں اُٹھائی۔۔

"لاہور کیوں نہیں آئے؟ سیالکوٹ کیوں آن پڑا؟"

اُس نے خشک لبوں پ زب ن پھیری۔۔ جواباً وہ کہنے لگا۔

"مس کر رہا تھا۔"

"اور یہاں کیوں دیر ہوئی؟"

بھوں مزید پڑھ گئی۔۔

"ابو کو منا رہا تھا۔۔" لہجے میں کرب واضح ہوا۔خضر نے بھوں جھکا لی۔

"پڑھائی کرتے ہو؟"

اُس نے زبان سے آواز نکلی۔

" ۔"

خضر کے ماتھے پر بل پڑ گئے۔

"پڑھتے کیوں نہیں ہو؟"

اُس نے بیزاری سے ہاتھ جھلایا۔

"دل نہیں کرتا۔۔"

خضر سر جھٹک کر کچھ سوچنے لگا۔۔پھر اُس نے اُسے دیکھا۔

"اِس لیے ابو نہیں مانتے۔" اُس بچے نے فوراً سے اثبات میں سر ہلایا۔۔

"ابو چاہتے ہیں میں ڈاکٹر بنوں۔۔ میرا دل نہیں کرتا پڑھنے کا۔۔"

"ڈاکٹر بیشک مت بنو۔لیکن اعلیٰ تعلیم تو حاصل کرلو بیٹا۔" اُس نے بڑی نرمی سے اُسے سمجھایا تھا۔وہ بچہ رنجیدہ ہوا۔

"بولا تھا ابو کو۔ نہیں مانے۔۔آپ کو نہیں پتا میرے ابو کا۔" خضر نے بینچ سے ٹیک لگاتے ٹھنڈی آہ بھری۔۔

"اور تمہیں نہیں پتا میرے ابو کا!!!"

اُس بچے نے ذرا چونک کر اُسے دیکھا۔

" آپ کے ابو کا کیا نہیں پتا۔ آپ کے ابو آپ کو بہت چاہتے ہیں۔ میں نے اُن کا انٹرویو دیکھا تھا۔ کاش میرے ابو بھی ایسے ہوتے!" ایک حسرت جاگی تھی۔۔

خضر دبی ہنسی سے دل میں بولا۔۔

(لوگوں کو کیا پتا آف کیمرہ کیا کیا ہوتا ہے؟)

خضر چند لمحے خاموش رہا پھر اُس سے کہنے لگا۔

"میں تمہارے ابو سے بات کروں گا۔ لیکن تم نے تعلیم جاری رکھنی ہے۔۔" اُس بچے نے نہ چاہتے ہوئے بھی بڑے ضبط سے کہا۔

"اچھا۔۔" خضر چند لمحے ٹھہرا اور پھر اُس نے لب کھولے۔

"ینگ مین تم ابھی newbie ہو۔ اور یہ قوم ایک newbie کا کچھ زیادہ اچھا استقبال نہیں کرتی۔ تمہیں اِن کے دل جیتنے کے لئے محنت کرنی ہو گی۔ بہت محنت۔۔ کامیابی کے کچھ اصول تمہیں بتا رہا ہوں۔ اِن پر عمل کرنا۔۔ کبھی مایوس نہیں ہو گے۔۔ ہر کسی کی تعریف کی آس مت لگانا۔۔ ہر کوئی تعریف کرے تو سمجھنا تمہاری تعریف نہیں چاپلوسی کی جا رہی ہے۔۔ آزمائشوں سے مت گھبرانا۔۔ کیونکہ۔۔ جو طاقت کٹھن مرحلوں سے گزر کر ملتی ہے۔ وہ طاقت کسی چیز میں نہیں ملتی۔۔ نہ لفظوں میں۔ نہ کسی کے ساتھ میں۔ لوگوں کے لیے ہر وقت موجود رہنا۔ اُن سے یہ امید مت رکھنا کہ وہ تمہارے لیے بھی موجود ہوں۔۔ یہ نیکی کا حسن ہے۔ کبھی دل ٹوٹے تو یہ سوچنا۔۔ اللہ ہمارے بعض کاموں کے کرنے سے پہلے ہمیں توڑ دیتا ہے۔ جانتے ہو کیوں؟ کیونکہ ہمارے بعض کام ہمیں منفی طرز سے پہلے ہی توڑنے والے ہوتے ہیں۔ جو لوگ تمہیں نا پسند کرتے ہیں تم سے بدگمان رہتے ہیں۔ اِن سے بحث کرنا بھی سیلف

لو کے خلاف ہے۔۔ایسے لوگوں سے دور رہنا۔۔

.Don't let the haters get to you۔۔" اُس نے ٹھہر کر ایک کپتان کو دیکھا اور پھر بات جاری کی۔۔

"جن لوگوں نے تمہیں ٹھکرایا۔ تمہیں اِن کو اپنی خاموشی سے منہ توڑ جواب دینا ہے۔ تمہیں محنت کرنی ہے۔۔ تمہیں دن رات اُنہیں جواب دینے کے لیے محنت کرنی ہے۔ اور تمہیں اتنا کامیاب ہونا ہے کہ وہ تمہاری پھر سے خواہش کریں۔۔ پھر تمہاری وقعت اُن کی وقعت سے نکل جائے۔۔ جو تمہیں ٹھکرائے۔۔Make them regret۔۔ اتنا regret کہ اُن کی ساری زندگی اِس regret میں گزرے۔۔ میں نے اپنی زندگی کا ایک اصول بنایا ہے۔۔ جو لوگ آپ کو ٹھکرا دیں۔۔ آپ کو دھوکا دیں۔ آپ کو اذیت پہنچائیں۔ اُن لوگوں کو اور اُن سے جڑی یادوں کو آپ کو اپنے ذہن میں گلنے سڑنے نہیں دینا۔ بلکہ اُنہیں اور اُن کی یادوں کا پوری تیاری سے مکمل جنازہ پڑھنا ہے۔ تین دن تک اُن کے جانے کے دکھ میں سوگ منانا ہے۔ اور چوتھے دن اپنی زندگی کے نئے سفر پر نکل پڑنا ہے۔۔ تم نے اپنے حریفوں سے نفرت نہیں کرنی۔۔ جب تم اُن سے نفرت کرو گے۔ تو تم اپنی نیند اپنی طاقت اپنا سکون اپنی خوشیاں۔۔ اپنی صحت اُنہیں دے دو گے۔۔ اور تمہیں یہ نہیں کرنا۔۔ تمہیں تو اُنہیں تڑپانا ہے۔ تمہیں تو اُنہیں regret محسوس کروانا ہے۔۔" وہ چند لمحوں کے لیے ٹھہرا۔ اُس نے سانس لی۔۔ وہ بچہ اُس پر نگاہیں مرکوز کیے اُسے دیکھ رہا تھا۔۔

"تم نے تنقید سے نہیں گھبرانا۔۔ دنیا کو کیڑا نکالنے کا کیڑا ہے۔ تم جانتے ہو ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم قریش کے بہت سے عزت دار اور خاندان تھے۔۔ اُن کی بیوی بھی مالدار تھیں۔ وہ کردار کے بھی عمدہ آدمی تھے۔ پھر اُن کی بات کو بھی کفار نے نہیں اپنایا۔۔ جب وہ مدینہ گئے تو

یہود نے اُن کی بات کو یہ کہہ کر نہیں اپنایا کہ یہ نبی عربوں پہ کیوں آیا؟ بنی اسرا میں سے کیوں نہیں آیا؟ دُ کسی حال میں خوش نہیں ہے۔۔تمہارا تعلق elite کلاس سے ہو یا ایک متوسط کلاس سے۔۔یہ ہر حال میں تم میں نکالے گی۔۔لوگ چاہتے ہیں اُن کے آئیڈیل میں رتی برابر بھی نہ ہو۔وہ اُن کے خلاف بات نہیں سُن سکتے۔۔۔ ایسا نہیں ہوتا بیٹا۔۔ کامل مکمل ذات صرف اللہ کی ہے۔۔خود کو اِس سحر سے نکال دو کہ تم کبھی غلطی نہیں کر سکتے۔۔جہاں تمہاری غلطی ہو اُسے فوراً قبول کرو۔۔جتنی تمہاری عزت اپنی غلطی ماننے میں بڑھے گی اُتنی کسی چیز میں نہیں بڑھے گی۔۔میں ہمیشہ اپنے لیے ایک دُعا کرتا ہوں۔۔۔ میرے لیے جو بہتر ہے اللہ مجھے وہ دے۔نہ کہ وہ جو مجھے چاہیے۔۔مجھے ڈر لگتا ہے اپنی اُن دعاؤں سے جو میں نے اللہ سے ضد کر کر کے مانگی ہیں۔۔کہ کہیں وہ پوری ہو جا ۔۔اور میں اُنہیں سنبھال نہ سکا تو؟ تب پھر میں کیا کروں گا؟ کچھ ملے تو الحمدللہ کہو۔کہ اللہ نے تمہیں کر دیا۔۔کچھ نہ ملے تو الحمدللہ کہو۔۔کہ نا انے تمہیں کسی شر سے بچا لیا۔۔"

وہ سانس لینے کے لیے پھر رُکا۔۔اُستاد کی تعلیم تھی۔درس کے دوران وقفہ ضرور دیا جائے۔۔اِس طرح درس میں ٹھہراؤ اور اثر پیدا ہوتا ہے۔۔

"میں نے دن رات محنت کرتے دھول مٹی کھائی ہے۔۔میں ذاتی اور پروفیشل زندگی کے نشیب وفراز سے گزرا ہوں۔۔۔میں متوسط طبقے سے اُٹھ کر اشراف کی محفلوں کا اہم حصہ بن چکا ہوں۔۔میں نے کشیدہ مالی حالات کا سخت ترین وقت گزارا ہے۔۔حق اور باطل کی جنگ میں میں باطل سے لڑا ہوں۔۔میں نے اپنے پیاروں کے اختلاف اور تنقید کی تیر بھی کھائے ہیں۔۔میں نے اُن کی زہر بھری باتوں کے گھونٹ بھی پیئے ہیں۔۔میں گر ابھی ہوں۔۔میں پھر اُٹھا بھی ہوں۔میں ہارا بھی ہوں۔میں جیتا بھی ہوں۔۔ میں اللہ کے سوا کسی اور کے

آگے جھکا نہیں ہوں۔۔زن گی کے کیسے بھی حالات آجا ۔۔۔تم نے کسی کے آگے بھیک نہیں مانگی۔سوائے اللہ کے۔۔یہ لوگ خود اُس ذات کے محتاج ہیں۔۔تم نے اِن سے نہیں مانگنا تم نے اللہ سے مانگنا ہے۔۔اِس بت پ مت گھبرا ۔۔کہ تمہارے کام کیسے بنیں گے۔۔جہاں دروازہ نہیں ہوگا اللہ وہاں سے دروازہ نکالے گا۔۔بس تم نے اللہ سے مانگنا ہے۔۔"

خضر کی اچا سامنے نگاہ گئی۔۔کپتان اُسی کی جا چلے آرہے تھے۔خضر سنجیدگی سے اُنہیں دیکھ رہا تھا۔۔قمر کی بھی اچا نگاہ اُن پ گئی۔۔اُس کے ہاتھ پیر ٹھنڈے پ رہے تھے۔کپتان اُن کے سامنے چلے آئے اور خضر کے ساتھ ی لگے۔خضر نے ذرا پیچھے ٹ اُنہیں جگہ دی۔۔

اُس بچے کی نگاہیں اُنہی پ مرکوز تھیں۔خضر کپتان کو دیکھتے پوچھنے لگا۔

" کیا ہوا؟" کپتان نے ٹ پ ہاتھ رکھے افسوس سے د ئے۔

"میں نے بہت کوشش کی ی !"

قمر کا چہرہ آموس کے قمر سا ہوا۔۔

خضر نے ہنسی د تے د لیے۔۔۔

"میں نے بہت کوشش کی۔۔" یہ کہتے اُنہوں نے قمر کو دیکھا۔وہ روتی صورت سے اُنہیں دیکھ رہا تھا۔بس امکان تھے۔وہ ابھی سنے والا تھا۔۔

"میں نے بہت کوشش کی۔۔" اُس کی آنکھیں سرخ ہوگئیں۔۔

"اور اُس کوشش کے تم ہمارے نئے اسکوا میں شامل ہوگئے !"

قمر پھوٹ پھوٹ کر رو پ ا۔۔شای ت میں وہ سُن نہیں سکا تھا۔۔

کپتان نے بات دہرائی۔۔

"اور اُس کوشش کے . . تم ہمارے نیے اسکوائ ڈ میں شامل ہو گئے!" خضر نے اُس کا شانہ د. کر

ہلایہ۔

"لڑکے اسکوائ ڈ میں شامل ہو گئے!!"

اُس نے کرنٹ کھا کر بھیگی آنکھوں سے خضر کو دیکھا اور پھر کپتان کو۔۔

" کیا سچ میں؟"

"سچ!" وہ بے اختیار چیخا تھا۔ کپتان نے اُسے اشارہ کیا۔

"تم سوچ نہیں ت میں نے تمہارے لیے . سے کتنی لڑائی کی ہے۔۔اب تمہیں یہ ث . ت

کرن ہے۔۔کہ میرا فیصلہ در ت تھا۔تمہیں میری اُمیدوں پ پورا اُت ن ہے۔۔" وہ . . ت

کے لمحے میں پ جوشی سے کہہ رہا تھا۔

"ضرور۔۔میں ایسا ہی کروں گا۔۔" خضر سادگی سے مسکرائے بولا۔

"ا ءاللہ!" اُس کے والد کے خیال سے خضر نے کپتان کو دیکھا۔

" بھائی اِس کی والدین کا ذرا مسئلہ ہے۔" کپتان نے مسکراتے ہاتھ اُٹھایہ۔

".ڑے منائے ہم نے ایسے والدین۔مسئلہ ہی نہیں کوئی۔"

.ت خضر کو کرنی تھی۔ اُس نے کپتان کی .ت کروان زیدہ بہتر سمجھا تھا۔۔۔کپتان نے اُنہیں

کال ئی تھی۔وہ سبزے پ کھڑے تھے۔۔

".جی میں پ کستان نیشنل کر ٹ ٹیم کا کپتان .ت کر رہا ہوں۔۔"

خضر اور قمر ذرا فاصلے سے انہیں دیکھ رہے تھے۔

"ہم . کا خواب ہوت ہے ہمارا بچہ ہمارے لیے فخر کا . ث بنے۔۔کوئی چاہتا ہے اُن کا بچہ

ڈاکٹر بنے۔کوئی چاہتا ہے انجینیئر ۔۔لیکن میری سمجھ میں ای بات نہیں آتی ۔۔یہ فخر کا چند پیشوں سے کیا تعلق ہے؟ فخر تو اور بہت دوسرے پیشوں میں جا کر مل سکتا ہے۔۔والدین کو اپنے بچوں پر اپنے ادھورے خوابوں کا بوجھ نہیں لادنا چاہیے۔۔اپنے ادھورے خوابوں کے لیے اُن کے خوابوں کی بھینٹ نہیں پڑھانا چاہیے۔ایک انسان وہی کر سکتا ہے جو اُسے اللہ نے کیا ہے۔آپ چاہ کر بھی کسی آرٹسٹ کو ڈاکٹر نہیں بنا سکتے۔۔آپ چاہ کر بھی کسی ماہر ریاضیات کو ادب کا شائق نہیں بنا سکتے ہیں۔۔شوق انسان کے بہت ہوتے ہیں۔ ہنر اُس میں کچھ چند ہوتے ہیں۔۔اپنے بچوں کا ساتھ دیں۔اِن سے امیدیں لگائیں۔ فخر اور عزت کی۔اِنہیں اپنے خوابوں کے لیے مایوس نہ کریں۔آپ کو اندازہ بھی نہیں ہے کہ اُن کا نازک ذہن آپ کے دباؤ کی وجہ سے کس قسم کے تناؤ سے گزرتا ہے۔"

ایسے بہت سے والدین کو کپتان نے منایا تھا۔۔اور وہ ہمیشہ اُنہیں قائل کرنے میں کامیاب ثابت ہوئے تھے۔۔قمر کی ٹیم میں آمد نے بہت سی تبدیلیاں لائی تھیں۔کپتان اُسے ٹیم میں لانے کے لیے بہت لوگوں کے خلاف گئے تھے۔۔۔مخالفت وہ کی دوسرے میں اُس کم سن پر پڑی تھیں۔۔۔فضا بتا رہی تھی۔۔۔امکان سخت سازشوں کے تھے۔۔

☆.....☆.....☆

"میں بتا رہا ہوں اِس میں کچھ نہیں ہے۔۔" ایک سینیئر کھلاڑی نے قمر پر تبصرہ کیا تھا۔۔وہ صفر پر ہی آؤٹ ہو کر مایوسی سے ڈریسنگ روم میں بیٹھا تھا۔۔خضر بیٹنگ پر باری ختم ہونے پر آیا۔اگلی پاکستانی کرکٹ ٹیم کی باؤلنگ تھی۔۔

اُس نے مڑ کر دیکھا تو قمر شدید بُری طرح رو رہا تھا۔یہ دیکھتے اُسے بے اختیار اپنا پہلا پی۔ایس۔ایل یاد آیا تھا۔۔جب وہ صفر پر آؤٹ ہوا تھا۔اور سینیئر کھلاڑیوں نے اُس کی اتنی

بے عزتی کی تھی۔۔ کہ وہ ساری رات رویا تھا۔۔ یہ بات اُس نے کسی سے نہیں کی تھی۔۔ کہ اُسے اُس ٹورنامنٹ میں وہ کتنا ذلیل کیا کرتے تھے۔ کپتان اُس کے ساتھ نہ ہوتے تو شاید وہ وہاں سے بھاگ ہی جاتا جتنا وہ اُس کے ساتھ تمسخر کیا کرتے تھے۔۔

" تمہیں طیری بھائی نے کچھ کہا ہے؟"

وہ اُس کی طرف آتے پوچھ رہا تھا۔ تب ہی ڈریسنگ روم کا دروازہ کھولتے وہی سینیئر کھلاڑی کمرے میں آئے۔ خضر نے پلٹ کر اُنہیں دیکھا اور سختی سے تنبیہ کی۔

"طیری بھائی میں بتا رہا ہوں۔۔ یہ بہت بُری بات ہے۔۔"

قمر کے یکدم آنسو خشک پڑے۔ وہ کھلاڑی سختی سے اُسے گھور کر دیکھتے آگے آئے۔

"او کیا اوئے؟ کیا بری بات ہے۔۔" خضر نے قمر کی جانب اشارہ کیا۔۔

" یہ جو آپ چھوٹوں کو bully کرتے ہیں۔۔ دیکھیں۔۔ میرے ساتھ جو آپ نے کیا وہ میں نے برداشت کرلیا۔ اب میں اپنے چھوٹوں کے ساتھ یہ نہیں ہونے دوں گا۔۔ میں کپتان کو بتاؤں گا۔۔ آپ ہمارے ساتھ بدتمیزی کرتے ہیں۔۔"

اُنہوں نے بے اعتنائی سے ایک نظر اُسے دیکھا اور نظرانداز کرتے کرسی کھینچ کر بیٹھنے لگے۔۔

" تم نے اِس کی کارکردگی دیکھی تھی؟"

خضر پلٹا اور اُس نے حسبِ عادت موقع دیکھ کر چوکا لگایا۔

" آپ نے اپنے پہلے میچ کی کارکردگی دیکھی تھی۔۔ غالباً دو ہزار چودہ کی بات ہے۔۔ آپ کو کتنی گیندوں پہ مار پڑی تھی؟ میں بتاؤں؟ چھوڑیئے گوگل کر لیتے ہیں۔۔"

وہ کھلاڑی سیدھے اُٹھ بیٹھے۔۔ اُن کا چہرہ مکمل طور پہ سرخ ہوگیا۔۔ وہ اُسے انگلیاں دکھاتے تنبیہ کرنے لگے۔۔

"تو دیکھ۔۔تو دیکھ۔۔" مزید اُن سے ضبط نہ ہوا تو وہ اُٹھ کھڑے ہوئے۔۔

"میں مینجمنٹ کے پاس جا کر تیرا کیا حال کرواتا ہوں۔۔" قمر کا چہرہ نیلا پڑ گیا۔۔وہ بوکھلا کر اُٹھ کھڑا ہوا۔

"نہیں نہیں طیری بھائی۔۔" خضر ایک دم نارمل کھڑا قمر کو شانے سے پکڑنے لگا۔

"مت ڈرو۔۔یہ مجھے بھی ایسے ہی ڈراتے تھے۔۔" اُس کی نگاہیں اُنہی پر مرکوز تھیں۔

"تم دونوں دیکھنا۔۔دیکھنا۔اگلے میچ میں تم دونوں کو ڈراپ کیا جائے گا۔۔" قمر کا کلیجا پھڑ پھڑایا۔

"خضر بھائی!!" خضر اطمینان سے کھڑا بولا۔

" کچھ نہیں ہوگا۔۔ٹھنڈ رکھو۔۔"

"نہ کہیں کھیلا۔نہ کلب گیا۔نہ کسی ٹیم کے لیے کھیلا۔۔اینویں اِس کو ٹیم میں لے آئے۔۔"

وہ بڑبڑاتے ہوئے غصے میں آگ کا شعلہ بنے باہر نکل گئے۔۔

جیسے ہی وہ کمرے سے نکلے۔۔قمر نے خضر کی کہنی ہلائی۔

"خضر بھائی یہ کیا تھا؟"

خضر نے اُسے دیکھا۔

"جمہوری مارشل لاء۔۔"

قمر نے ناسمجھی سے اُسے دیکھا۔

"مطلب؟"

خضر نے ایک گہری سانس لی اور اُسے بتانے لگا۔

"تمہارے آنے سے اِن کے بھانجے کا حق جو مارا گیا ہے۔بس تم پر خار نکال رہے ہیں۔۔

چھوڑو۔۔"

قمر چونکا چونکا سا بولا۔

" کر ٹ میں بھی سیا ت ہوتی ہے؟"

خضر نے زاویے چینی کیے۔۔

" بہت۔۔۔تمہاری سوچ ہے یہاں کتنی سیا ت ہوتی ہے۔۔اور منافقت بھی۔۔"

خضر نے اُس کا شانہ پ ت اُس کی حوصلہ افزائی کی۔

" کوئی ب ت نہیں۔تم آگے بہت اچھا کھیلو گے۔۔پہلے پہلے میچ میں بندا گھبرا جا ت ہے۔۔تم فکر ن کرو ہم تمہیں تمہاری کارکردگی سے جج کریں گے۔کسی کی رائے سے نہیں۔۔" خضر سانس ی ن کے لیے ٹھہرا اور پھر بولا۔

" چلو ٹی۔ ٹئم ہو رہا ہے۔۔"

وہ اُس کے ساتھ ب ہز ت پوچھ رہا تھا۔

"خضر بھائی مجھے بہت ساری کر ٹ مز نہیں آتیں۔" خضر ب ٹے سادہ ا ن از میں بولا۔

" مجھے بھی نہیں آتی تھیں۔۔"

" ہوہ!" حیرانی سے اُس کا یکدم منہ کُھلا۔

" آہستہ آہستہ ب آجائے گا۔تجربہ ب سکھا دے گا۔۔ز ن گی ہر روز سیکھنے کا ن م ہے۔۔"

کچھ سوچ کر خضر محظوظ ہوتے پوچھنے لگا۔۔

" اچھا یہ بتاؤ میں ز ی دہ اچھا ہوں ی کپتان؟"

قمر ذرا شرماتے ہوئے بولا۔۔

" دونوں!" خضر کے گلے سے قہقہہ نکلا۔

"دیکھا ہو گئے۔ تم بھی سیاسی !" جواباً وہ سر جھٹکے مسکرا پڑا۔ یہ سوال اُس نے صرف اُسے ۰رمل کرنے کے لیے پوچھا تھا۔۔

قمر کو دیکھتا تھا اُسے اپنا ماضی یـ دآ تا تھا۔ کبھی وہ بھی اُس کی طرح پ پ پ رہتا تھا۔۔ کبھی اُسے بھی ڈرایـ دھمکایـ جاتا تھا۔ اور وہ خاموشی سے ب سُن لیا کرتا تھا۔۔ دُعا ربیعہ بیگم اُستاد اور دوستوں کسی سے کچھ نہیں کہتا تھا۔ وہ پہلے ہی اُنہیں بہت پ یشان کر چکا تھا۔ اِس لیے مزیـ اُنہیں پ یشان نہیں کر۰ چاہتا تھا۔۔ خضر کے مو ب پ بیپ ہوئی۔ اُس نے ٹ اوزر کی ۔۔۔ سے مو ب نکالا۔۔ اور میسیج پڑھنے لگا۔ اُستاد کا میسیج تھا۔

"بہت شا۰ ار کھیلا ہے۔۔ شا ب ش۔۔" لبوں پ ذرا مسکراہٹ اُ ی۔۔ قمر کی اچا۰ اسکرین پ گئی۔۔

"اُستاذی کیوں لکھا ہے یہ آپ نے؟" جواباً خضر نے سادگی سے کہا۔

"عربی کا اصول ہے۔ کسی چیز کے آ۰ میں ی لکھ دو تو اُس کا معنیٰ میرا ہو جاتا ہے۔ اُستاد اردو میں بولتے ہیں عربی میں استاذ کہتے ہیں۔۔ تو اُستاذی یعنی میرے اُستاد۔۔"

"اوہ۔۔" اُسے یہ سُن کر کافی دلچسپی ہوئی۔۔ خضر نے اُس کی بڑھتی دلچسپی دیکھی تو بتانے لگا۔

"اور اُن کے انسٹیٹیوٹ کا۰م نجمین ہے پتا ہے اِس کا مطلب ہے۔۔"

وہ بغور اُس کی سُن رہا تھا۔

"دوستارے۔۔ عربی کا اصول ہے۔۔ ب کسی لفظ کے ساتھ ی اور ن یعنی ین آجائے تو اُس کا یـ معنیٰ دو میں ہو جاتا ہے۔۔ جیسے والدین۔۔ والدین بھی دو ہوتے ہیں۔ یہ لفظ اردو میں ہم نے اِسی اصول سے لیا ہے۔ کیا تمہیں عربی کے مزیـ اصول سیکھنے ہیں؟"

خضر نے اُس سے مسکرا کر پوچھا تھا۔۔

جواب جھٹ سے مثبت آ ی۔

"ضرور۔۔"

وہ اُس کے ساتھ چلتا رہا اور سیکھتا رہا۔

". بھی کسی عورت کا ذکر ہوگا۔ تو اُس کے آگے ء مربوطہ آ جائے گا یعنی ہ ت والی۔ سمجھ رہے ہو میں کیا کہہ رہا ہوں۔۔"

ضرورت کے مطابق اُس نے تبلیغ کی۔۔ اور پھر خاموش ہو ی۔

کپتان کو . خضر کی ڈریسنگ روم والی حر کا علم ہوا تو اُنھوں نے اُسے فی الفور طلب کیا تھا۔

"یہ کیا . تمیزی ہے خضر؟"

اُنھوں نے سختی سے پوچھا تھا۔ وہ سینیئر کھلاڑی اُن کے پیچھے کھڑے اُسے طنزیہ مسکراہٹ سے دیکھ رہے تھے۔ خضر مود . نہ ا از میں کھڑا تھا۔ اُس نے ہاتھ پیچھے . ھ لیے اور ذرا سر جھکائے بولا۔

"طیری بھائی چھوٹوں کو bully کرتے ہیں۔ ہمیں ٹیم سے . ہر کرنے کی دھمکیاں دیتے ہیں۔۔ ہماری کارکردگی پ اُ ں اُٹھاتے ہیں۔ میں نے بس یہی کہا تھا۔ کبھی آپ ہماری طرح تھے۔ اور اِس کے جواب میں طیری بھائی نے مجھے چماٹ مار د ی!"

وہ سینیئر کھلاڑی بوکھلا ے۔

"یہ بکواس ہے۔۔" کپتان چو کر پیچھے پلٹے۔ خضر نے چبھتی وں سے اُنھیں دیکھا۔

"ایسے تو ایسے سہی!"

"میں اِس کے خلاف مقدمہ دا کروں گا!"

خضر معصومیت سے َ ٹ ڈاتے بولا۔

"دیکھا بھائی۔۔میں اِسی لیے کسی سے کچھ نہیں کہتا۔۔میں اِسی لیے مینجمنٹ کے پ س بھی نہیں َ ی۔یہ کئی ر میرے ساتھ ایسا کر چکے ہیں۔۔"

"تم۔۔۔میں چئیر مین کے پ س جاؤں گا۔۔" کپتان نے اُنہیں قابو کرن چاہا۔۔

"طاہر ت سُنو۔طاہر!"

اُنہوں نے بھی اُس پ ایسے ہی کئی مرتبہ الزام لگائے تھے۔اُسے ی د آ رہا تھا۔۔ وہ کمرہ شئیر کرتے تھے۔۔خود وہ تیار ہو جات وہ ت خیر کرتے اور بس کے لیے نیچے آتے تو وہ سارا ملبہ اُس پ َ ا دیتے۔۔

"ی ر اِس کو اُٹھا رہا تھا۔اُٹھتا ہی نہیں۔نیند ہی پوری نہیں ہوتی اِس کی۔"

اُنہوں نے خضر پ ت خیر کے اتنی مرتبہ الزام لگائے تھے۔۔کہ خضر کا ٹیم میں م "لیٹ کمر" پ ڑ َ ی تھا۔اِس کے علاوہ وہ رات کو سو ت تو وہ ت یں جھلاتے اور او او ہنستے۔گانے لگاتے۔۔یہاں ت وہ اُس سے اپنے چھوٹے چھوٹے کام بھی کرواتے اور اپنے کپڑے بھی سیدھے کروا کر تہہ کرواتے۔۔خود وہ رات کو اُسے ہر کا دھمکاتے۔اور کہتے کہ تمہیں فائن پ ڑ جائے گا اور خود اکثر رات کو ہر نکل جاتے۔۔ظلم کی داستان اتنی طویل تھی۔کہ ا َ وہ منہ کھولتا تو رُکنے کا م نہیں ی ت۔دُعا تنگ مزاج تھی۔جو ہو ت پٹاخ سے بول دیتی۔۔ وہ صا انہ مزاج کا حامل تھا۔۔ضبط کی انتہا ت جا ت۔اور پھر ا ی ہی مرتبہ بولتا اور اِس قدر بولتا کہ دوسرا پھر کچھ کہنے کے قابل نہیں رہتا۔

خضر ہنوز معصومانہ ا ازمیں بولا۔

"سوری طاہر بھائی۔۔"

"سوری کے بچے۔۔" کپتان فوراً سے پلٹ کر خضر کو دیکھتے کہنے لگے۔

"خضر تم جاؤ۔۔ہم آرہے ہیں۔۔" جواباً اُس نے تابعداری سے سر ہلایا۔

"جی بھائی!"

اور وہ مسکراتے ہوئے پلٹا۔چاند کی ما چہرہ چمکا۔خضر آنکھیں جگمگا اور وہ محظوظ ہوتا ہر نکل کر ڈریسنگ روم کا دروازہ بند کرنے لگا۔

چائے کے بعد وہ کپڑے تبدیل کرنے جارہے تھے۔۔

قمر کو وہ اپنے ساتھ ساتھ رکھتا تھا۔۔قمر فکرمندی سے اُس سے پوچھ رہا تھا۔

"بھائی زیادہ ڈانٹ پڑی ؟" خضر نے بے فکری سے اُس کے شانے کے گرد اپنے ہاتھ پھیلائے۔۔

"بے فکر رہو۔۔"

قمر کچھ سوچتے پوچھنے لگا۔

"خضر بھائی بُرا نہ ماننا ایک بات پوچھوں؟" خضر مسکرا کر ٹھوڑی اُٹھاتے بولا۔

"ھمم ؟"

قمر کی ہنسی نکلی۔۔

"وہ آپ نے اپنے اُستاد کو لو یو لکھا تھا۔" خضر کی مسکراہٹ ویسی کی ویسی رہی۔۔خضر کہنے لگا۔

"محبت صرف ایک لڑکا لڑکی کے درمیان نہیں ہوتی۔۔محبت انسانوں میں بہت لوگوں سے ہو سکتی ہے۔اللہ سے محبت فرض ہے۔۔اور پھر انسانوں کی محبت میں ماں باپ بہن بھائی خون کے دھاگے رشتے آتے ہیں۔۔محبت کی بہت قسمیں ہوتی ہیں اور محبت بہت طرح کی ہوتی

ہیں۔۔بس آج کل یوتھ کو یہی لگتا ہے محبت کا مطلب فحاشی ہے۔۔جس ادیب کا دل چاہتا ہے محبت پہ لکھ دیتا ہے۔۔ اُس محبت کی تعریف ایک لڑکا اور ایک لڑکی کی محبت کی داستان ہوتی ہے۔۔"

قمر نے سمجھداری سے سر ہلایا۔

" ٹھیک ٹھیک بھائی!" یہ قمر کی خوش بختی تھی اُسے خضر مل گیا تھا۔۔ایک ستارہ مستقبل کے ایک نئے ستارے کو بلندیوں کی معراج کے لیے ترغیب دلا رہا تھا۔کامیابی کا حق ہے۔دوسروں کو کامیاب بنانا۔جو اپنی کامیابی کے ساتھ دوسروں کو بھی کامیاب کرتا ہے۔اللہ اُسے مزید قدرو منزلت سے نوازتا ہے۔۔

☆.....☆.....☆

اسٹیڈیم میں پاکستانیوں کا ہجوم تھا۔۔کسی پاکستانی مداح نے shrup shrup tea was fantastic کا بورڈ اُٹھایا ہوا تھا۔اسکرین پہ یہ منظر چل رہا تھا۔۔وقاص افسوس سے زین اور شریم کے ساتھ کھڑا میچ دیکھ رہا تھا اور کہہ رہا تھا۔

"عرصہ گزر گیا۔ ہماری قوم نے یہ بات نہ چھوڑی۔"

وہ اسکوائر میں کسی کی شادی میں موجود تھے۔۔خضر کو کیچ کرتے ٹھوڑی پہ گیند لگی تھی۔۔وہ زخمی ہوا تھا۔خون بھی ذرا نکلا تھا۔۔لیکن اسپرے کر کے خون بند ہو گیا تھا۔۔

"درد تو ہو رہا ہو گا اُسے!" شریم فکر سے بول رہا تھا۔شادی میں بھی کھانا چھوڑے اسکرین پہ نظریں جمائے ہوئے تھے۔۔خضر نے تیزی سے آتے گیند ڈالی۔۔اور وکٹ اُڑ گئی۔۔بچے چیخیں مار کر اُچھلے۔۔وقاص خضر کو دیکھتے ہنس پڑا۔۔وکٹ لینے کے بعد اُس کا کبوتر کی طرح چلنا اور ساتھ ہاتھ کا جہاز بنانا اسٹائل تھا۔

"یہ کیا کرت ہے!"

زین ۔ ۔ تیت سے پیچھے بیٹھے نکتہ چیں کو دیکھنے لگا۔

"ہاں جی اب بولیں ۔۔" شریم نے اُس کا شانہ تھاما۔

"اِدھر مت تماشہ کر ۔۔"

" کیا کہہ رہے تھے؟ اِن کی اوقات ہے ۔ی ۔ کی ۔اب بتا آپ کی اوقات ہے یہ ۔ت کرنے کی؟" انکل ہارون ۔ ا ۔ اکرتے اُٹھ کھڑے ہوئے ۔۔

"زُلفی ۔یٹ ۔۔"

زین ۔ ۔ت میں تھا۔ان دیکھا ان سنا کر ۔ ۔۔

" نہیں انکل بتا ۔۔اِنہوں نے خود اِس قوم کے لیے کیا کیا ہے؟ سوائے اِس قوم کے نکتہ چیں ۔ کے علاوہ؟ وہ بھی بغیر کسی تجربے کے۔۔کیا کہہ رہے تھے۔۔اپنی ذات کے لیے کھیل رہا ہے۔۔۔قوم کے لئے کھیلتا تو آ ۔اپنے لیے کھیلتے ہیں۔۔جتنا میرا ۔ر ۔ جوڑ چکا ہے۔۔اُسے ضرورت نہیں۔۔دیکھیں دیکھیں۔۔چوٹ لگی ہے اُسے۔پھر بھی کھیل رہا ہے۔۔ تے پڑتے ۔ جانے کتنی مرتبہ ہمارے کھلاڑی منہ کے بل تے ہیں۔۔کتنی ہی ا ۔ ورنی چوٹیں خود کو لگاتے ہیں۔۔ پھر بھی وہ میدان میں ڈٹے رہتے ہیں۔۔۔ایسے ۔ بے کا ہر کوئی مظاہرہ نہیں کرسکتا۔وہ بھی ساری د کے سامنے۔۔کچھ کر نہیں تو منہ بند کر کے بیٹھیں۔۔۔یہ آپ کے کچھ بولنے سے بہت فائ ہ مند ہوگا۔۔آپ کے خود کے لیے اور ساری قوم کے لیے۔۔اپنے نیشنل ہیروز کی عزت کرتے ہیں۔۔اور جو اپنے نیشنل ہیروز کی عزت نہیں کرتے۔۔ساری دُ اُن کی عزت نہیں کرتی۔۔۔یہ ہمارے ئندے ہیں دُ کے سامنے۔۔اور ہمیں اپنے ئندوں کی عزت کرنی ہے۔۔"

انکل ہارون نے اکتفا کیا۔۔

"بات تو صحیح ہے لڑکے کی۔۔کسی بھی کام کے متعلق منہ پھاڑ کر بولنے سے پہلے اگر یہ قوم یہ سوچ لے۔۔کہ وہ خود اُس کام کی اہلیت رکھتی ہے یا نہیں۔۔تو اِس ملک کے بہت سے مسئلے حل ہو جائیں۔۔تنقید ضرور کریں لیکن ایک مرتبہ یہ سوچیں۔۔کیا آپ اُس کے اہل ہیں؟ کیا آپ اِس پوزیشن میں ہیں بھی کہ نہیں یا بس ہوائی فائرنگ ہو رہی ہے۔۔"

پاکستان جیتا تھا اور شاندار طریقے سے جیتا تھا۔خضر اور قمر دونوں کی کارکردگی شاندار تھی۔۔۔ٹی۔وی اسکرین پر پُرجوشی سے دونوں گلے ملتے نظر آئے تھے۔۔

شریم نے کچھ سوچتے اُسے دیکھا۔۔

"چاند نے پہلی مرتبہ کسی کو ٹیم میں دوست بنایا ہے۔ہر وقت اِس بچے کا ذکر کرتا رہتا ہے۔اور میں نے غور بھی کیا ہے۔اِسے اپنے ساتھ رکھتا ہے۔۔"وقاص اُس کا شانہ تھپکے پلٹنے لگا۔۔

"فکر نہیں۔۔وہ ہمیں کبھی ریپلیس نہیں کر سکتا۔"شریم بے اختیار ہنسا۔

"میں نے یہ نہیں کہا۔۔"

زین نے عقب سے اُسے دونوں ہاتھوں سے دھکا دیا۔

"چل کھانا کھالیں۔۔"

دوستی اتنی مضبوط ہونی چاہیے۔۔کہ دوست بے مثال ہے۔۔اِس کا یقین اُسے دلانے کی ضرورت نہ پڑے۔وہ خود یہ بات سمجھتا ہو کہ وہ بے مثال ہے۔

☆.....☆.....☆

دُعا تکان سے اپنی گردن پکڑے کسک کر کہہ رہی تھی۔

"امی آج بس نہ پوچھیں کیا شور مچا تھا اسپتال میں!"

ربیعہ بیگم نے چائے کی ٹ ے میز پ رکھی۔

"ہوا کیا؟" دُعا پیچھے اُچک کر صوفے سے ٹیک لگانے لگی۔

"امی Anesthesia والے فضول کے شوخے ہو رہے تھے۔۔ ا ی gyna ڈاکٹر نے اُنہیں کچھ کہہ دی تو بس خوامخواہ شروع۔ نہیں ہماری اہمیت نہیں۔۔ نہیں بس۔۔ آپ کا رویہ نہیں در ت ہمارے ساتھ۔ اور بتا امی یہ Anesthesia والے کرتے کیا ہیں؟" ربیعہ بیگم بِسکٹ کا پیکٹ کھولنے لگیں۔۔

"دُعا یہ بھی تو ا ی ہنر ہے۔ غلط ب ت ہے۔ اور سے اہم ب ت ہمیں اُن کی ضرورت ہے۔۔ اور اُن کا بھی سر ی ز اور او ٹی میں ب ڑا اہم کردار ہو ت ہے۔ بس بحث مت کیا کرو۔۔ تم نے بحث نہیں کرنی۔۔ بحث والی ب ت آئے۔۔ تو اپنا منہ بند کر لو بحث اپنی موت خود مر جائے گی۔۔"

دُعا نے جواباً ب ت لی۔۔

"آج ا ی میڈ سیمینار تھا۔۔ لڑکیاں گئیں۔ میں نہیں گئی۔۔ کہتے ہیں جا چاہیے exposure ملتا ہے۔۔ میں نے کہہ دی مجھے نہیں چاہیے exposure۔۔ اتنی د ی ت بیٹھے رہو بیٹھے رہو۔ آ میں جا کر کھا ملتا ہے۔۔ عجیب ب مزگی بور ی ت ہوتی ہے۔۔"

وہ سانس ی کے لئے ٹھہری۔ ربیعہ بیگم نے اُس کی جا ب چائے کی پیالی ب ڑھائی۔۔

"یہ لو۔۔" اُس نے سنبھل کر چائے کی پیالی اُن سے لی۔۔

"اور آپ کو پتا ہے امی۔۔ Medical criteria وقت کے ساتھ بہت ٹف ہو ی ہے۔۔ میرا کہنا ہے۔۔ ڈاکٹر ب کوئی اُلٹے ہاتھ کا کام نہیں ہے۔ میڈ امتحان ا وقت کے ساتھ سخت ہو رہا ہے۔ اِس کا مطلب ہے یہ سخت کام ہے۔ اِسے وہی کرے گا جو کر سکتا ہے۔۔ اور یہ

اِس کام کی وقعت ہے۔ا نی ز گیوں کو اپنے ہاتھ میں ی ۔۔ا ی انتہائی پیچیدہ اور سخت کام ہے۔۔"

چائے پ ی ت وہ اُنہیں ا ی اور قصہ سُنانے لگی۔

"امی نورماہ کے ا ۔ رگئے بتا ی تھا ۔۔"

ربیعہ بیگم اُس کے ساتھ بیٹھیں خاموشی سے سُن رہی تھیں۔۔

"امی اُس رات اُس کی ٹ ڈیوٹی تھی۔آج ت   ٹ ڈیوٹی میں وہ اپنا ا ی پیشنٹ نہیں بچا سکی۔۔ اُس رات اُس کا پیشنٹ بچا امی۔۔اُس نے اپنی پوری طاقت لگا کر اُسے سی۔پی۔آر د ی۔۔ پ امی اُسی رات اُس کے ا اِس د سے کوچ کر گئے۔۔میں ۔ اُس سے ملی۔۔تو وہ بس ا ی ہی ت کہہ رہی تھی۔کیا اِس دن کے لئے میرے والدین نے مجھے پڑھایا لکھایا تھا۔۔کہ ۔ میرے اپنے پ کو سی۔پی۔آر کی ضرورت پڑی تو میں اُن کے لیے وہاں تھی۔۔مجھے بہت دعا ملیں۔۔ ۔ میں نے اپنے مریض کو بچا ی۔۔مجھے بہت خوشی ہے۔۔میرا مریض بچ ی۔۔ یہ دُکھ ساری ز گی میرے ساتھ رہے گا۔۔کہ میں اپنے ا کو نہیں بچا سکی۔وہ بہت مضبوط ہے امی۔۔اُس نے کہا۔۔میں نے اِس پیشے کو چُنا ہے۔کیو میں اِس کے قابل ہوں۔۔اور یہ کٹھن کام ہر کوئی نہیں کرسکتا۔مجھے خود پ فخر ہے۔کہ میں ا ی ڈاکٹر ہوں۔۔"

ربیعہ بیگم نے چائے کی پیالی دُعا کے لبوں کے قری کی۔

"چائے پی۔۔ٹھنڈی ہو رہی ہے۔۔"اُس نے فٹافٹ ا ی گھو ٹ میں چائے پی کر پ میز پ رکھا۔۔اور ربیعہ بیگم کی جا لپکتے اُن کی گود میں جانے لگی۔۔

ربیعہ بیگم خفا ہو ۔

"اوہو کیا کر رہی ہے۔۔"

دُعا خود کو کسی طرح اُن کی گود میں پھنساتے بیٹھ گئی۔

"پیچھے ہٹ میری ہڈیں درد کر رہی ہیں۔۔" وہ لاڈ کے موڈ میں اڑ کر بولی۔

"نہیں!"

"اب تُو اتنی بونی نہیں کہ میری گود میں سما سکے۔۔ ہائے ہٹ ۔۔ ہڈیں درد کر رہی ہیں میری۔ اتنی بڑی بچی دیکھو۔ میری گود میں بیٹھی ہے لوگوں۔" ربیعہ بیگم کو غصہ بھی آرہا تھا اور ہنسی بھی۔

"آئے دُعا ہٹ پیچھے۔۔"

چند لمحوں بعد دُعا خود ہی پیچھے ہٹ گئی۔ ربیعہ بیگم اُسے کہنے لگیں۔۔

"تمہارے ماموں جان کہہ رہے تھے۔ شادی کا جوڑا وہ تمہیں دلا گے۔ میں نے چان کی وجہ سے انکار کر دی۔ خوامخواہ بحث ہو جاتی۔"

دُعا جھٹ سے بولی۔

"اور یقیناً اُنہیں بت بُری لگی ہو گی۔ اُنہوں نے آگے سے بہت کچھ سنائی ہوں گی۔۔" اُس نے ہاتھ ب ھ لئے۔۔

"میرا تعلق ای ایسے متوسط خا ان سے ہے۔ جس خا ان میں ہر ا ن کو دوسرے ا ن کی خبر ر ہوتی ہے۔ ہر ا ن کی غیبت کرنی ہوتی ہے۔۔ اور اختتام میں کہنا ہوت ہے 'ہمیں کیا' میرا تعلق ای ایسے متوسط خا ان سے ہے جہاں ہر ب ے بوڑھے کو ہر نوجوان لڑکی اور لڑکے کے نمبر پوچھنے ہوتے ہیں۔ ہر نوجوان لڑکی کے وزن ر چال ڈھال پ غور کر ہوت ہے۔۔ اور اختتام میں کہنا ہوت ہے۔ بیٹیاں تو ب کی سانجھی ہوتی ہیں۔۔ میرا تعلق ای ایسے

خا ان سے ہے۔۔جہاں لوگ ای دوسرے کو طعنے واٹس ای پہ اور سوشل میڈی پہ اسٹیٹس لگا لگا کر دیتے ہیں۔۔میرا تعلق ای ایسے خا ان سے ہے۔جہاں لوگوں کے گِلے شادی کارڈ پہ ام لکھنے سے لے کر اسپیلنگ غلط ہونے پہ ختم ہوتے ہیں۔میرا تعلق ای ایسے خا ان سے ہے۔جس کا ڑا سے obsession شادی اور شادی کے بعد بچے اور خصوصاً لڑکے ہوتے ہیں۔میرا تعلق ای ایسے خا ان سے ہے جہاں خوشی کے موقعے پہ رن میں بھنگ ڈالنے کے لیے کم از کم ای رُوٹھا ہوا رشتے دار ہر دم تیار ہو ہے۔۔میرا تعلق ای ایسے خا ان سے ہے۔

جہاں ہر ا ن خود کو پنچا کا سر اہ سمجھتا ہے۔۔میرا تعلق ای ایسے خا ان سے ہے جہاں ے شگونوں کو خوب ما جا ہے۔۔میرا تعلق ای ایسے خا ان سے ہے۔۔جہاں کالے علم کے تعوی والوں سے استغفر اللہ لوگ ا سے زی دہ خوف ر ہیں۔۔میرا تعلق ای ایسے خا ان سے ہے۔جہاں لوگوں کی ای دوسرے کی جا ادوں پہ ہوتی ہے۔۔میرا تعلق ای ایسے خا ان سے ہے جہاں دلہن گوری ہو تو اوور لگتی ہے۔جہاں سانولی ہو تو رن صاف ہونے کی شکا ی کی جاتی ہے۔۔میرا تعلق ای ایسے خا ان سے ہے جہاں ذات پات پہ یوں بحث مباحثے ہوتے ہیں جیسے ہماری لڑی شہنشاہ مغل اعظم کی لڑی سے جُری ہے۔۔میرا تعلق ای شدی قسم کے typical desi mediocre خا ان سے ہے۔ مجھے کسی سے کسی قسم کا کوئی مسئلہ نہیں ہے۔ وہ مجھے چھیڑیں۔۔میرا مسئلہ اِن لوگوں سے بس یہ ہے۔۔کہ میں کسی کو کچھ نہیں کہتی۔تو کوئی مجھے انگلی کیوں کر ہے؟" ربیعہ بیگم خاموشی سے ے میں چائے کی پیالی ر اُٹھیں۔۔

"بہت کام ہے مجھے۔۔"دُعا ٹیک لگا کر صوفے پہ ی لگی۔

"چھوڑو۔۔مو بہ دیتی ہوں۔۔"

اُس نے میز پہ پڑا موبائل اُٹھایا اور فیس بک لاگ اِن کرنے لگی۔۔۔کرکٹ میچ کی خبریں۔۔خضر اور قمر کی تصویریں اُسے پیج پہ دیکھنے کو مل رہی تھیں۔۔دُعا نے بیزاری سے دیدے گھمائے۔۔

فین فولوئنگ؟ کس قسم کے لوگوں کو ہوتی ہے۔۔مجھے تو نہیں ہوتی۔۔شاید میں ضرورت سے زیادہ self-obsessed ہوں۔۔لیکن جو بھی ہے۔۔میں نے کبھی لوگوں کی طرح اپنا وقت کسی مشہور شخص کی مدح سرائی کے لیے یا اُس پہ بحث کرنے کے لیے صرف نہیں کیا۔۔نہ اُس کے لیے کمنٹس پہ گھنٹوں بحث کی ہے۔نہ ہی اُس کی تصویروں سے اپنی ٹائم لائن بھری ہے۔نہ ہی مجھے آج تک کسی سیلیبریٹی کے ساتھ ملنے کا یا اُس کے ساتھ تصویریں بنانے کا اشتیاق ہوا ہے۔۔۔شاید میں اپنی ذات سے کبھی نکل ہی نہیں سکی۔لیکن میرے نزدیک خود سے محبت کرنا زیادہ بہتر ہے۔۔میں خود ہی اسٹار ہوں اور خود ہی اُس اسٹار کی مداح۔۔میری اپنی دنیا ہے۔۔اور یہ مطلبی سی دنیا مجھے ہر قسم کے غم سے محفوظ رکھتی ہے۔۔"اُس نے آنکھیں موندتے تمیم کی۔

"چاند چاند ہے۔چاند کا کسی celebrity سے کوئی میچ نہیں۔۔چاند تو میرا چاند ہے۔"

☆.....☆.....☆

آج پھر بُجھ گئے، جَل جَل کے اُمیدوں کے چراغ

آج پھر، تاروں بھری رات نے دَم توڑ دیا

(ساغر صدیقی)

وہ نائٹ شفٹ کے لیے گھر سے نکلنے والی تھی۔۔بہت ہی کم ایسا ہوتا تھا کہ وہ نائٹ شفٹ

والے دن بھی گھر آ ی کرتی۔۔مو ۔ پ بیپ ہوئی۔۔اُس نے پلکیں جھکا کر سنگھار میز پ دیکھا۔۔عفیفہ کا میسیج جگمگا رہا تھا۔۔وہ اُٹھا کر اُسے پڑھنے لگی۔تو پڑھتے ہی بے اختیار مسکرائی۔

"بی لائ دُعا۔دُعا چھوٹے قد کی لڑکی ہے۔۔دُعا اپنے شوہر سے بہت محبت کرتی ہے۔دُعا beast جتنا کھا کھاتی ہے۔۔دُعا بہت ۔ تمیز اور منہ زور لڑکی ہے۔۔۔دُعا کو بہت جلدی غصہ آ جا ہے۔دُعا کو فوٹو افی کا بہت شوق ہے۔۔دُعا کو ا منیا رہتا ہے۔۔دُعا بہت پڑھا کو ہے۔۔دُعا خود کو اون ل کہتی ہے۔۔دُعا بے حد پھوہڑ ہے اور یہ ۔ ت تسلیم کرتے اُسے ۔ لکل بھی شرم محسوس نہیں ہوتی۔۔دُعا ۔ کسر ہے۔دُعا بہت کنجوس ہے۔۔دُعا خود سے محبت کرتی ہے۔دُعا خود سر ہے۔۔دُعا خود کو ڈی ۔ کے کہتی ہے۔۔وہ اپنی ۔ س ہے۔۔بی لائ دُعا۔۔"

دُعا کے گلے سے بے اختیار قہقہہ نکلا۔۔

نیچے عفیفہ کی جا ۔ سے لکھا تھا۔

" کسی کا حال احوال پوچھ ی سے۔کسی سے اچھے سے ۔ ت کر ی سے۔۔کسی کی سالگرہ پ اُسے مبارک ۔ د دے دینے سے۔کسی کے دُکھ میں شری ہو جانے سے۔۔ ی اُسے کو کر دینے سے۔کسی کا کچھ لا ی نہیں آ ۔۔اپنی ز گی کے چند لمحے اپنے سے جُڑے لوگوں کو دیں۔۔بے شک یہ آپ کے لیے نیکی میں لکھیں جا گے۔۔"

خضر کی کچھ ہی دی میں آج واپسی تھی۔ دُعا جا تھی۔اُس کی قات اُس سے فجر کے وقت ہو گی۔اُس نے میسیج کھول کر اپنی اور اُس کی پ سوں کی گفتگو دیکھی تھی۔۔

". ۔ تم آؤ گے تو میں تمہیں کچھ بتاؤں گی!"

جواب میں لکھا تھا۔

" کیا یہ کچھ وہ تو نہیں جو میں سُننا چاہتا ہوں۔۔"

دُعا نے خفگی سے ایموجی ڈالتے لکھا۔

"چاٹ !" خضر نے محظوظ ہوتے ایموجی بھیجا۔۔پھر لکھا۔۔

"د یکر دیتی ہوتم ہمیشہ۔۔د یمت کر ۔"

ان دنوں وسیم نے اُسے ب لکل بھی پ یشان نہیں کیا تھا۔وہ اِس کی وجہ بھی جا تھی۔۔ ب ت

خضر ملک سے ب ہر تھا۔۔وہ اُسے پ یشان نہیں کرسکتا تھا۔۔ چو اب خضر لوٹ رہا تھا تو دُعا نے پہلے سے ہی یہ فیصلہ کرلیا تھا وہ خضر سے کچھ نہیں چھپائے گی۔۔وہ مو ب ئ سے لگائے کہنے لگی۔۔

"ماضی کو رورو کر تم اپنا آج ب دکر دو گی۔"

مو ب پ بیپ ہوئی۔اُس نے ئ سے مو ب ہٹایا۔اسکرین پ میسیج جگمگا رہا تھا۔

"میں آ ی !" دُعا بے اختیار مسکرائی۔

وقاص اُسے ایئرپورٹ ی ے تھا۔۔ملنے کا بہت دل تھا اُسے خیر ہو رہی تھی۔وہ کندھے پ بیگ ڈ ئے اپنے کمرے سے ب ہر کے لیے آگے ب ڑھی۔۔مو ب پ پھر سے بیپ ہوئی۔۔

"چان !" دُعا نے واٹس ا پ پ میسیج دیکھا۔۔میسیج وسیم کا تھا۔۔وہ اُس کا نمبر ڈھو چکا تھا۔۔بس خضر کے انتظار میں تھا۔اِس مرتبہ وہ ب لکل بھی نہیں چو تھی۔۔ا ی دم سے ا ی وڈیو اُس کی چیٹ پ آئی۔۔ابھی وہ لوڈ نہیں ہوئی تھی اُس نے اُس کی ب ہری تصو ی سے ہی ا ازہ کرلیا تھا کہ وہ اُس دن کی وڈیو تھی ب وہ اُس کی بینڈج کرنے گئی تھی۔وہ اُس وڈیو کو دیکھ کر بھی نہیں چو تھی۔۔اُس نے خود کو ہر صورتحال کے لیے تیار کر رکھا تھا۔۔وسیم کی چیٹ پ

ٹائپنگ لکھا ہوا آ ی۔۔

"میں تم سے ملنا چاہتا ہوں۔۔"

دُعا کوفت سے سوچنے لگی۔

"اِسے مجھ سے کیا چاہیے۔۔"

وہ لکھنے لگی۔۔

"کیا چاہتے ہو مجھ سے؟"

"تم!"

دُعا نے فوراً سے لکھا۔

"ہمیں کسی کی ت ۔ ہی ضرورت ہوتی ہے ۔ ۔ وہ ہمارے پ س نہیں ہوت ۔۔بچے ہو تم ابھی۔۔ ہر چیز کو کسی بھی چاہ کا ن م مت دو۔۔اور رہی ب ت میرے آنے کی۔سوری۔میری آج ڈیوٹی ہے۔۔گڈ ب ئے!"اُس نے یہ لکھ کر اپنا مو ب سوئچ آف کر دی ۔۔

"اب مجھے اِس کی دھمکیوں سے کوئی فرق نہیں پڑت ۔میں اِس کے ب پ سے خود ملوں گی۔۔"

وہ ربیعہ بیگم کو سلام کہتے ب ہر نکلی۔۔اور گھر سے ن کی دُعا زیرِ ب پڑھتے سیڑھیوں کی جا ن ب ڑھی۔۔

وہ اپنے دھیان سے زینے اُت رہی تھی۔

"بس اللہ آج کی رات گ ز رجائے۔۔بس اللہ آج کی رات۔۔کل میں خود چاچ ن کو ب بتاؤں گی!"

ا ی دم سے اُسے اپنی منزل سے چیخوں کی آوازیں سنائی دیں۔۔وہ چو ۔۔ ہرنی آنکھوں میں سنسنی تھی۔۔۔

پلکیں تیزی سے جھپک رہی تھیں۔۔

"دُعا!!!"

ربیعہ بیگم چیختی ہوئی۔ ہر آئی تھیں۔منزل پہ عورتیں اکٹھی ہو گئی تھیں۔۔دُعا پلٹنے کے لئے تیچھی ہوئی۔

"امی!" گلے سے آواز نکلنا محال ہو رہی تھی۔

"ام۔" ربیعہ بیگم ننگنے سرزینوں کی طرف ہڑبڑائی کہہ رہی تھیں۔۔

"چاند۔۔میرے چاند کو۔۔۔"

دُعا کے رونگٹے کھڑے ہو گئے۔۔۔

گولی۔۔"دُعا کرنٹ کھا کر بے اختیار پیچھے ہوئی اور اُس کا پیر پھسل گیا۔۔۔

"امی!" ایک کراہتی ہوئی چیخ اوپری منزل پہ بھی گئی تھی۔۔عجیب وحشت کا عالم اُس اسکوائر پہ تھا۔۔دُعا کے سر پہ زور سے ریلنگ کا کونا لگا تھا۔۔جس کی وجہ سے اُس کا کافی خون بہہ گیا تھا۔۔ بیہوشی میں اُسے چیخیں۔ گریہ وزاری کرتے لوگ۔۔ماتم کا سا ماحول دکھائی دے رہا تھا۔ دھندلا رہی تھی۔۔۔ذہن میں ایک دُھندھلا سا خیال اُبھر رہا تھا۔۔وہ یاد کرتے دھندلی سی ٹیکسٹ میسیج والی خضر کی آواز سُن رہی تھی۔۔

"دیر کر دیتی ہو تم ہمیشہ۔۔دیر مت کرنا۔"

کوئی سسک رہا تھا اُس کے پاس۔۔وہ دیکھ کیوں نہیں پا رہی تھی۔۔ ایسے کیوں رو رہے تھے۔جیسے کوئی مر گیا تھا۔۔۔ایسے کیوں رو رہے تھے۔۔چیخ کیوں رہے تھے۔۔اُس کے لیے؟ یہ سب واقعی ہو رہا تھا کہ اُسے لگ رہا تھا۔۔ایمبولینس کی آواز نے بھی ماحول میں عجب دہشت پیدا کی تھی۔

" کیا اُس نے واقعی دیر کردی تھی؟"

بھاری ہوتی ہوئی شناساسی آواز اُس کے کانوں میں گونج رہی تھی۔۔

"۔۔ ۔۔ ۔۔لگ۔۔لگ گئی۔۔۔می۔۔میرے۔۔میرے بچوں کو۔۔۔"

اُس کی آنکھیں مکمل طور پر بند ہو رہی تھیں۔ا لینس میں آیا ڈاکٹر فکرمندی سے کہہ رہا تھا۔۔

"بہت خون بہہ گیا ہے۔۔"

اُسے تو ویسے بھی خون کی کمی تھی۔۔وہ تو ویسے ہی ا رو ٹ تھی۔ربیعہ بیگم ڈھال رضیہ آ کے ی سے لگی تھیں۔۔

"دُعا کریں۔دعا مشکل اور سختی کے وقت خیا نہیں کرتی۔دُعا کریں۔۔دُعا کبھی دغا نہیں دیتی۔۔۔"

خوف زدہ کر دینے والی سیاہ رات۔۔اوپر سے اُن کٹھنائیوں کے ٹوٹے ہوئے پہاڑ۔۔موسمِ سرماں کی آمد۔۔۔ روشنیوں کا شہر۔۔ ان کے پتوں کی سرسراہٹ۔۔۔اور ریکی ہی ریکی۔۔۔گھر کے پراغ بجھ رہے تھے۔۔۔ روں بھری رات میں ستارے دَم توڑ رہے تھے۔۔۔

☆.....☆.....☆

باقی آئندہ ماہ ان شاءاللہ۔

. ب دہم: ایڈ کمپلیکس

رہبروں کے ضمیر مجرم ہیں
ہر مسافر یہاں لٹیرا ہے

معبدوں کے پ اغ گُل کردو
قلب ا ن میں ا ھیرا ہے

جامِ ت کا ای گھو ٹ نہیں
تلخیٔ آرزو کی مینا ہے

ز گی حادثوں کی د میں
راہ بھولی ہوئی حسینہ ہے

نور و ظلمت کا احتساب نہ کر
وقت کا کارو . رسا نجھا ہے

اس طلسمات کے جہاں میں حضور
کوئی کیدو ہے کوئی رانجھا ہے
(ساغر صدیقی)

تیز تیز اُٹھتے قدموں کے .. بوٹوں کی چاپ سنائی دے رہی تھی۔۔سفید چمکتا فرش ای ستارے کے عکس سے جگمگا رہا تھا۔۔ا پتـ ل میں گھما گہمی تھی۔۔۔اُستاد تیزی سے چلے جا رہے تھے۔

"ڈیڈ!" عقب سے چو ہوئی آواز اُن کے گوش َ ارہوئی۔وہ مخبوط الحواس پلٹے۔۔

سامنے ڈاکٹر کوٹ پہنے ای جوان تیزی سے اُن کے رو. و آ ی۔

"ڈیڈ۔۔آپ؟"

اُستاد نے کرب سے ای گہری سانس لی۔۔اُس جوان کے . رُک گئے۔۔

اُستاد نے آنکھیں موٰ کر کھولیں۔۔چہرے پ انتہا کا درد تھا۔

وہ تکان سے اُسے دیکھ کر بولے۔۔

"اُستاد کو بوڑھا شاَ دوں کے غم کر دیتے ہیں۔۔"

وہ جوان بے اختیار بولا۔۔

"اوہ۔۔کم آن ڈیڈ۔۔کچھ نہیں ہوا اُسے۔۔اُس کا معائنہ کیا جا رہا ہے۔۔وقاص یہی ہیں۔۔ر. کی گولی لگی ہے۔ہاں شروع میں میں فکر مند تھا۔۔کیو دوسری گولی سے شای ا ن بچ جائے۔۔ اِس کے نقصانات ذرا دی سے آتے ہیں۔ ضرور آتے

ہیں۔۔۔ اُسے کوئی سنگین قسم کی چوٹ نہیں پہنچی۔۔آگے مسئلہ نہ ہو اِس لئے اُس کے کچھ ٹیسٹ ہو رہے ہیں۔۔مجھے اُمید ہے رپورٹس آ گی۔۔ا ء اللہ۔۔"

وہ مطمئن نہیں تھے خود سے کہتے ہوئے پلٹ گئے۔۔

"ا ء اللہ۔۔" وہ جوان سمجھی سے اُنہیں دیکھ رہا تھا۔۔وہ ڈاتے ہوئے جا رہے تھے۔۔

"ر۔ کی گولی ؟ ر۔ کی گولی۔۔۔اُس کا ری۔ایکشن تو جان لیوا ہوتا ہے۔۔۔ٹیس بھی بہت پہنچتی ہو گی۔۔۔"

وہ نوجوان ڈاکٹر کوٹ کی جیبوں میں ہاتھ پھنسائے اُنہیں ہنوز دیکھ رہا تھا۔۔۔

اُستاد چلتے جا رہے تھے۔

"اُس نے کسی کا کیا بگاڑا تھا؟"

"ڈ کو کیا ہو ہے؟ ایسے کر رہے ہیں جیسے اُن کا کچھ کھو ہے۔"

وہ انتہائی تعجبانہ انداز میں بول پڑا تھا۔۔اگر کوئی اُسے سمجھا سکتا تو سمجھاتا۔۔۔

'اُستاد کا جانشین کھو تھا'

پوچھتے پوچھتے وہ خضر کی تلاش میں کسی منزل پر پہنچے تھے۔۔۔لفٹ کا دروازہ کھلا تو سامنے سے وقاص کے پیلے زرد چہرے پر اُن کی پڑی۔۔لفٹ کی آواز نے وقاص کو متوجہ کیا۔وہ دھیرے سے یں اُٹھائے سامنے دیکھنے لگا۔اُستاد تیزی میں آگے آئے اور وقاص چونک کر اُٹھ کھڑا ہوا۔۔۔سارے ت جیسے کسی آبشار کی طرح بہنے لگے۔

"اُستاد میرے سامنے۔۔۔میرے سامنے چان کو گولی لگی۔۔۔مجھے سمجھ ہی نہیں آیا اُستاد۔۔"

وہ بوکھلایا ہوا سا بول رہا تھا۔اُستاد خالی آنکھوں سے اُسے دیکھ رہے تھے۔۔۔

وہ بغور اُس کے چہرے کے خد وخال پڑھ رہے تھے۔۔

"اُستاد میں اُسے یہ بھی کہہ نہ سکا تھا۔ اُستاد میرے۔۔ میرے سامنے۔۔" اُس کا سر بار بار ہل رہا تھا۔ اُستاد اُسے بغور دیکھ رہے تھے۔۔

وہ زیرِ لب بڑبڑائے۔۔

"Exaggerated nodding!"

"میرے سامنے اُسے گولی لگ گئی۔۔ میرا دماغ کام نہیں کر رہا تھا اُستاد۔۔ وہ بہت چیخا تب میرے حواس جاگے۔۔ کچھ ہو گیا ہے۔۔ کوئی چاند کو کیوں۔۔ کیوں مارے گا اُستاد؟ مجھے مجھے ہر روز بہت دھمکیاں ملتی ہیں۔۔ میں ہر روز کسی نہ کسی خطرے کا سامنا کرتا ہوں۔۔ مگر۔۔ مجھے کبھی ڈر نہیں لگا اُستاد۔ لیکن۔۔ لیکن مجھے آج ڈر لگ رہا ہے۔۔"

وہ صدمے میں تھا جیسے۔۔ وہ بالوں میں ہاتھ پھیرتے اُن سے کہتے آگے بڑھا۔۔

"پولیس والے تحقیقات کر رہے ہیں۔۔ میں دیکھتا ہوں۔۔ آپ چاند کو دیکھیں۔۔"

وہ ایک گہری سانس لیتے آگے بڑھا۔ اُستاد نے گردن پھیر کر بے تاثر چہرے سے اُسے دیکھا۔۔

"Exaggerated nodding!"

وقاص نے پلٹ کر اُنہیں دیکھا۔۔ ماتھے پر بل پڑے۔۔

"جی؟"

اُستاد نے فقرہ دہرایا۔۔

"Exaggerated nodding!"

وقاص نے لبوں پر زبان پھیری۔۔ وہ پینٹ کی جیب میں ہاتھ پھنساتے سادگی سے بولا۔۔

"مطلب؟"

اُستاد مکمل طور پہ اُس کی جانب مڑ گئے۔۔وقاص نے خود کو شانت رکھا۔اُستاد نے لب کھولے۔۔

"وکالت نے تمہیں بہت تکنیک سے جھوٹ بولنا سکھا دیا ہے۔۔لیکن کرِمنل نفسیات پڑھنے سے تم مکمل نفسیات نہیں سمجھ سکتے۔۔ایک ماہرِ نفسیات اور طبیبِ نفسی کا بدل کوئی شعبہ نہیں کر سکتا۔"

وقاص نے دیدے گھمائے۔اُستاد نے چٹکی بجا کر اُسے اشارہ کیا۔۔

"Stop constructing."

وقاص نے ضبط سے مٹھیاں بھینچ لیں۔۔

"جھوٹ گھڑنا بند کرو۔۔تم انسان کی آنکھوں میں آنکھیں نہ ڈال سکے۔اور بات کرتے ہوئے چند لمحے کے لیے gesture بدلے۔۔وہ بھی بات روک کر۔۔مطلب وہ کچھ گھڑ رہا ہے۔۔"

وہ چہرے کے خدوخال اور اُس کی حرکتوں سے دیکھتے اُس کی صورتحال کا اندازہ لگا رہے تھے۔۔۔

"اگر انسان بہت ضرورت سے زیادہ سر ہلا کر بات کرتا ہے تو اِس کا مطلب ہوتا ہے اُس میں ضرورت سے زیادہ بے چینی ہے۔۔اور عموماً جب کوئی بات کرتے ضرورت سے زیادہ سر ہلائے اِس کا معنیٰ یہ کیا جاتا ہے کہ وہ آپ کو کسی بات پہ قائل کرنا چاہ رہا ہے۔یا وہ خائف ہے۔۔کہ آپ اُس کے متعلق کیا سوچتے ہیں۔۔"

وقاص نے جبڑا کس لیا۔۔

"یار اُستاد بس ٹھیک ہے۔۔"

اُس نے بھوں اُٹھالی۔۔

اُستاد اُسے ہنوز بغور دیکھتے اُس کے قری. آئے۔۔۔

اُستاد نے اپنا چہرہ وقاص کے چہرے کے قری. کیا۔وقاص خائف ہوتے اُنہیں آنکھیں .ڑی کیے دیکھ رہا تھا۔

" کسا ہوا جبڑا۔تنی ہوئی بھوں۔۔ا ٹ ائی ہوئیَ دن اسٹریس کا سگنل ہے۔۔"

وقاص نے فوراً سے ڈھب تبدیل کیا۔۔

"خصوصاً . . . وہ کہے کچھ اور۔اور اُس کا . ڈی لینگوج کچھ اور ہو۔۔"

وقاص کی گھبراہٹ سے پلکیں ذرا ہلیں۔اُستاد نے چٹکی بجائی۔۔

"Caught you..you're blinking!"

(پکڑلیا۔تم پلکیں جھپک رہے ہو!)

وقاص ہتھیار ڈالتے دیوار سے لگا اور اُس نے سانس ی ٔ کے لیے منہ کھولا۔۔۔اُستاد اُسے پتے یں سکیڑ کر بولتے۔۔

"وکلاء ل سے جھوٹ منوا ٔ خاصا مشکل کام ہے۔۔۔نہیں لقمان؟"

کتنی مشکل سے اُنہوں نے اُس کے ڈھب کو پڑھنے کی کوشش کی تھی یہ وہ ہی سمجھ تے تھے۔۔۔

اُستاد نے اپنی توجہ دو . رہ سے وقاص کی جا . مبذول کیا۔

"Pretty Exhausted!"

اُستاد سانس ی ٔ کے لیے ٹھہرے پھر کہنے لگے۔۔

وقاص نے . د . تے اُنہیں دیکھا۔۔

"تمہیں وکا ت نے کافی سخت قسم کا جھوٹ بنا دیا ہے وقاص۔۔"وقاص کے چہرے کے زاویے

ناراضی سے پڑھنے لگے۔۔
"ان کی گفتگو میں باڈی لینگوج کا پچاس فیصد حصہ ہوتا ہے۔۔"
وقاص یکدم سے بولا۔
"معلوم ہے مجھے۔۔اور مجھے خود پر پورا یقین ہے۔۔کہ میں نے آپ کو آپ کی زندگی کی مشکل ترین ریڈنگ دی ہے۔۔"
اُستاد نے نفی پہ ہاتھ بڑھتے سر جھٹکا۔۔
"ھمم۔۔"
کسی خیال سے اُنہوں نے سر اُٹھا کر اُسے دیکھا۔
"کیوں قائل کرنا چاہ رہے تھے مجھے؟ اور سب سے اہم بات۔۔اِس قسم کی صورتحال میں تم کچھ چھپانے والے gesture کیوں دے رہے تھے؟"
وقاص نے یکدم متحیر ہوتے اُنہیں دیکھا اور آگے کو آیا۔
"حیرت ہے ویسے۔۔آپ اِس قسم کی صورتحال میں بھی دوسروں کے gestures نوٹ کرتے ہیں۔۔" ساتھ ہی وہ خفا تھا۔اُستاد نے کندھے اچکاتے دیے بڑے کیے۔۔
"پروفیشنل بائیسیم۔۔"
وقاص نے خفگی سے اُنہیں دیکھ کر نہیں اُٹھا۔۔
"اوکے؟"
اُستاد نے ہنوز سادگی میں دیے مزید بڑے رکھا۔
"اوکے!" اُستاد نے بات کا رخ تبدیل کرتے ہاتھ ہوا میں جھٹکا۔
"خیر۔کیا مجھے تم کچھ بتانا چاہتے ہو؟ یا میں خضر سے خود بات کروں؟" وقاص نے سر جھٹک کر

کھڑے ٹ ؔ موڑ کر دیوار سے لگائی تھی۔۔

وہ دھیرے دھیرے ٹھنڈے پڑتے دماغ سے کہہ رہا تھا۔

"اُس کو کچھ نہیں پتا۔۔۔ جو پتا ہے مجھے اور دُعا کو پتا ہے۔"

اُستاد کے زاویے ب ری ہونے لگے۔۔ وہ پوری توجہ سے اُس کی سُن رہے تھے۔

"شا ی اتنے جھوٹ میں نے ابھی ت وکا ت میں نہیں کہے۔ جتنے میں اِن دنوں اپنی ذاتی زن گی میں بول رہا ہوں۔ میں اِنہیں جھوٹ نہیں سمجھتا۔۔۔ یہ تو ا ی ت کیب ہے جو مجھے اللہ دیتا ہے۔ جیسے اُس نے حضرت یوسف کو پیالہ چھپانے کے لیے دی تھی۔۔۔ ایسی ت کیب وہ صرف اپنے خاص بندوں کو دیتا ہے۔۔ خصوصاً وکلاء ،ؔ جاسوسوں پولیس اور سیاستدانوں کو۔۔ اب یہ اُن پ منحصر ہے وہ اِسے کس مقصد کے لیے استعمال کرتے ہیں۔۔"

وہ ٹھہرا۔ اُستاد اب بھی اُس کے ڈھب کو بغور دیکھ رہے تھے۔۔ جو کہ شَل پ ڑ چکا تھا۔۔ وہ پ سکون تھا۔۔ وہ اب سچ کہہ رہا تھا۔۔

"سارا مسئلہ سارا پنگا۔۔ سارا کیا دھرا اُس بونی کا ہے۔۔"

لہجہ پ سکون تھا۔۔ وہ دھیرے دھیرے ب ڑے ٹھہراؤ سے جملے ادا کر رہا تھا۔

"اُس میں صبر کا مادہ بہت کم ہے۔۔ وہ اوّل درجے کی بیوقوف اور کند ذہن لڑکی ہے۔۔۔"

اُستاد نے بیزاری سے ا. وتن لیا۔۔

"وقاص مجھے معلوم ہے تم دونوں کبھی سیم پیج پ نہیں ہو ت ۔ کیا تم اُس کی. ائی کے علاوہ مجھے کچھ اور بتا ت ہو؟ اور تمہارے اطلاعات کے لیے۔۔ وہ بھی ا پ ت ل میں ہے۔۔۔ کم از کم مریض سمجھ کر خیال کر لو۔۔"

وقاص نے جھکے سر سے اُستاد کو دیکھا۔ ا ٗ از میکا ہوا۔۔

" کتنا ہی اچھا ہو۔۔وہ مرجائے۔۔"

اُستاد بے ؓ ا ؓ از میں بے اختیار بولے۔

"اور یہ بات تم اُسے خون دینے کے بعد کہہ رہے ہو؟"

وقاص غصے سے سرخ ہوتے بڑی سنجیدگی سے سیدھا کھڑا ہو گیا۔جسم کے سارے ا ء پھر سے ا ٹ گئے۔۔اُستاد نے اپنے اُسی ا ؓ از میں شانے اچکائے۔۔

"ہارون نے بتایا تھا۔وہ مجھ سے کچھ نہیں چھپاتا۔۔"

وقاص نے یہ بات اُنہیں بتانے سے سختی سے کیا تھا۔۔

اُستاد کا لہجہ ذرا محظوظ کن ہوا۔

"The way Khizer is your Saeen, he's my Saeen!"

(جس طرح خضر تمہارا سا ہے۔۔وہ میرا سا ہے!)

کچھ دو ت خا ؓ ان ہوتے ہیں۔دُعا اور خضر بھی اُس کا خا ؓ ان تھے۔۔۔ ؓ چا کی اختلافات اور ؓ پسندگی چاہے کتنی ہوتیں۔۔۔خا ؓ ان تو خا ؓ ان ہو ت ہے۔۔

☆.....☆.....☆

اُس کے ؓ کرب سے لرزے۔۔۔سیاہ پلکوں کا جھر ؓ لرزہ۔۔اُس کی دا بھوں کے کونے پر او پ ٹ نکا لگا تھا۔۔زخم اتنا گہرا تھا کہ ٹ کے بغیر اور کوئی حل نہیں تھا۔۔سیاہ ہرنی آنکھیں کُھلنے لگیں۔۔ٹنگوں اور شانوں میں ٹیس کی شدت محسوس ہو رہی تھی۔۔۔جانے وہ کتنے گھنٹے بعد ہوش میں آ رہی تھی۔۔۔پہلا خیال اُس کے ذہن میں یہی آیا تھا۔۔اُس نے دن موڑنی چاہی تو درد سے کراہی۔۔لبوں پر کسک آ رُکی تھی۔۔۔حواس لوٹ رہے تھے۔۔

"ڈاکٹر اصغر۔۔"

زنانہ آواز اُس کے کانوں میں گونجی۔غالباً وہ نرس تھی۔۔۔دُعا نے سانس لینے کے لیے لب کھولے۔۔اُسے اسپتال کے اُس کمرے میں

گھٹن محسوس ہو رہی تھی۔۔۔ذہن میں ایک ایک کرتے خیالات کو وہ اکٹھا کر رہی تھی۔۔

"وہ دُعا تھی۔۔۔اُسے لوگ ڈی۔کے کہہ کر پکارا کرتے تھے۔۔"اُس نے گردن موڑ کر یہیں گھما کر اُس کمرے کا جائزہ لینا شروع کیا۔۔یقیناً وہ وی۔آئی۔پی روم تھا۔۔

"وہ ڈی۔کے تھی۔۔وہ ایک متوسط طبقے سے تعلق رکھتی تھی۔۔وہ ڈاکٹر تھی۔۔اُس کا چھوٹا سا بہت پیارا ایک خاندان تھا۔اُس کا ایک شوہر تھا۔۔"دل کا زور سے اِس خیال سے تصادم ہوا۔۔۔

وہ اِس وی۔آئی۔پی کمرے میں کیوں تھی؟ اُس نے اُٹھنے کی کوشش کی۔جس میں وہ کافی حد تک کامیاب ہوئی۔۔کمر کی ہڈی میں وقت کے گزرتے گزرتے اُٹھتی ٹیس بھرنے لگی تھی۔۔

"ڈاکٹر!!"

اُس نے اسپتال کے پلنگ کا سرا تھامتے اُنہیں پکارا تھا۔۔

نرس کے ساتھ اگلے ہی لمحے ڈاکٹر کمرے میں چلے آئے۔۔

"وہیں بیٹھیئے!!"

وہ آہ بھر کر درد سے سر جھٹکے اُٹھنے لگی۔۔ ٹانگوں نے اجازت نہ دی۔۔وہ سر جھٹکے بکھرے بالوں سے سوچ رہی تھی۔۔

"وہ ہاؤس جاب کر رہی تھی۔۔اُس کی ہاؤس جاب کے کچھ ہی ماہ باقی تھے۔۔"

ڈاکٹر stethoscope لگانے لگے۔۔

"اُس کی شادی ہونے والی تھی۔۔"

سانسیں لرز گئیں۔۔۔اچانک سے وہ ذرا اچکی تھی۔۔ڈاکٹر اُس کا معائنہ کر رہے تھے۔۔دُعا نے ہاتھ پیچھے کیا۔۔

ڈاکٹر دھڑکن محسوس کرتے اُسے تشویش سے دیکھ رہے تھے۔۔۔

"اُس کا شوہر آج واپس آرہا تھا۔۔۔"

دل میں ادھم مچ گیا تھا۔۔

"میں آ گیا!" ذہن میں سفید پٹی پر لکھا وہ میسیج اُچکا۔۔۔اضطرابی کی شدت بڑھنے لگی۔۔۔دُعا نے پلنگ کی بیڈ شیٹ ضبطی سے تھام لی۔۔وہ گہری گہری سانسیں لیتے اُچکنے کی کوشش کر رہی تھی۔۔۔ڈاکٹر نے فوراً سے stethoscope اُتارا۔۔

"نرس کھڑکیاں کھولیں۔۔اِنہیں گھٹن ہو رہی ہے۔۔"

نرس نے فوراً تعمیل کی تھی۔۔وہ سینے پر ہاتھ مارتے سانس لینے کی کوشش رہی تھی۔۔ڈاکٹر نے خیال میں ترمیم کی۔۔

"نہیں یہ گھٹن نہیں۔۔"

"اِن کو Hyperpnea ہو رہا ہے۔۔"

(بے چینی کے باعث ضرورت سے زائد سانس لینے سے بلڈ ڈراپ میں کاربَن ڈائی آکسائیڈ کی تعداد زیادہ ہو جاتی ہے۔)

"یہ anemia کی وجہ سے اِن کو ہو رہا ہے۔۔"

وجوہات اُس کی بہت ساری تھیں۔۔۔ ڈاکٹر کو معائنہ کرنے کے بعد یہی لگا تھا۔۔۔وجہ ایک اور بھی تھی۔۔ وہ نفسیاتی تھی۔۔۔دُعا خود منہ کھولے سانس لینے کی کوشش کر رہی تھی۔۔۔ڈاکٹر نے اُس پر کمبل اوڑھا دیا۔۔۔ربیعہ بیگم المنا کی سے بھر شیشے کے دروازے پر ہاتھ رکھے اُسے

دیکھ رہی تھیں۔۔

"میری بیٹی کو کیا ہو َ یہ ہے؟ کس کی لگ گئی ہے میری بیٹی کو؟ کیا ہو َ یہ ہے میری بیٹی کو؟"

اُس کے ہانپنے کی آواز نے کمرے میں اور کمرے سے ۔ ہر دہشت طاری کر دی تھی۔۔۔

"ہاہ۔۔ہاہ۔۔"

بعض حالات بتائے نہیں جاتے۔۔۔ ۔ کھولے نہیں جاتے۔اُس کا بھی یہی حال تھا۔۔وہ چاہ کر بھی ۔ کھول نہیں پ رہی تھی۔۔وہ شدی قسم کے تی میں تھی۔۔

ڈاکٹر اُس کی صورتحال ۰ رمل کرنے کی کوشش کر رہے تھے۔

"۰س پ وفیسر کو بلاؤ!!!"

ڈاکٹر اور کونسلر بھی ت ۔ ت کچھ نہیں کر سکتا۔۔ ۔ ت ا ن خود شفا حاصل ۰ کر۰ چاہے۔۔اُس کا حال بھی فی الوقت ایسا ہی تھا۔۔

انکل ہارون ۔ ہر بیٹھے رنجیدگی سے تبصرہ کر رہے تھے۔۔

"مجھے بچوں سے معلوم پڑ اتھا۔۔پچھلے کچھ دنوں سے وہ شدی تناؤ کا شکار تھی۔۔یکیبعد د کوئی ۰ کوئی حادثہ ہو رہا تھا۔۔اور پھر آج یہ۔۔"

رضیہ آ فکرمندی سے بولیں۔۔

"ا ء اللہ ٹھیک ہو جائے گی۔بس ابھی اِن کی شادی ہو جائے گی۔۔تو ۔ کچھ ٹھیک ہو جائے۔۔"

انکل ہارون نے ۔ نہ کھولے۔۔۔ ۔ طنی طور پ اُنہیں رضیہ آ کی ۔ت ۔ لکل بھی در ت نہیں لگی تھی۔۔

"کوئی بھی مسئلہ ہو۔۔اِس قوم کو اُس کا حل شادی ہی کیوں آ ت ہے؟ لڑکا ی لڑکی ڈ

میں ہو۔۔دل ٹوٹ ہو۔۔کماتی نہ ہو۔۔گھر کے کام نہ کرتی ہو۔۔لاپرواہ ہو۔۔یہ وجہ کچھ بھی ہو۔اِس قوم کو حل ہر چیز میں شادی ہی کیوں نظر آتا ہے؟ شادی مسئلے کا حل نہیں ہے۔۔۔بلکہ میں تو کہتا ہوں شادی جیسی چیز سے پہلے تو ہر انسان کو اپنا psycho analysis کرنا چاہیے۔۔تا کہ وہ اپنے ساتھ دوسرے انسان کی زندگی برباد نہ کرے۔۔"

☆.....☆.....☆

جہانزیب صاحب خضر کے ساتھ تھے۔۔پہلے خضر کا ہڈی کا ٹیسٹ کیا گیا تھا۔کہ کہیں اُس کی کسی ہڈی میں فریکچر نہ آیا ہو۔۔

(ربڑ کی گولی بآسانی فریکچر کر سکتی ہے۔)

پھر اُس کی جلد کا معائنہ کیا گیا تھا۔۔ربڑ کی گولی لگنے کے بعد جلد کا رنگ سیاہ نیلا سرخ سا ہو جاتا ہے۔اور اُس کا زخم پھیلنے لگ جاتا ہے۔۔اب تک اُس کی ساری رپورٹس ٹھیک آئی تھیں۔جہانزیب صاحب کا بھی وہی حال تھا جو اُس جانب ربیعہ بیگم کا تھا۔۔خونی رشتوں میں رجوع کی کھڑکی کبھی بند نہیں ہوتی۔۔اِس لئے اُستاد کہتے تھے۔۔اپنے قرابت داروں سے کبھی بھی غصے کی حالت میں کوئی ایسی بات نہ کی جائے جسے چاہ کر بھی وہ یا آپ بُھلا نہ سکیں اور پھر بار بار آپ کو شرمندگی کا سامنا کرنا پڑے۔۔خضر طرح طرح کے ٹیسٹ کی وجہ سے پریشان ہو چکا تھا۔

" کیا تماشہ ہے یہ۔۔" اُس کی آواز باہر بیٹھے وقاص اور اُستاد بھی سُن رہے تھے۔۔

"یوسف بھیا میں آپ کی بہت عزت کرتا ہوں۔لیکن اب بس۔۔میں تنگ آ گیا ہوں۔۔"

وہ اُستاد کے بیٹے کو تنبیہ کرتے کہہ رہا تھا۔۔

"اچھا ٹھیک ہے میں ایک بار امی اور دُعا سے مل آؤں۔۔"

اُنہوں نے سختی سے خضر کو انگشت شہادت دکھائی۔

"خضر۔۔خاموشی سے بیٹھے رہو۔۔"

جہا ٔ یٔ ب صا ب ِکلس پڑے۔۔

" آئے بس کر دے۔" خضر نے فوراً سے جہا ٔ یٔ ب صا ب کو دیکھا۔وہ اُسے دیکھ رہے تھے۔آنکھیں اُن کی انتہا کی سرخ تھیں۔۔

" کبھی تو مجھے مت ستایا کر۔سُنتا کیوں نہیں ہے ب ت؟"

دل پھڑ پھڑا رہا تھا اُن کا۔۔

"بولا ہے ٹھیک ہیں وہ۔۔سمجھ میں کیوں نہیں آ تیرے۔۔"وہ کلیجا پ ٹ لگے۔۔

"میری ہڈیوں کو ز ٔ لگا دی ہے تو نے۔۔ا ٔ ر سے کھوکھلا ہو یٔ ہوں۔۔۔کیوں ستا ہے ب ڈھے ا ن کو؟"ا ٔ از بلا کا دردانگیز تھا۔

ڈاکٹر یوسف خضر کو افسوس سے دیکھنے لگے۔۔

"بہت افسوس کی ب ت ہے خضر۔۔کیسی ٔ ب تی پن کا مظاہرہ کر رہے ہو؟ ب ہر ڈ یٔ بیٹھے ہوئے ہیں۔اور تمہاری ساری آواز ب ہر جا رہی ہے۔۔" خضر خاموشی سے ڈرپ اسٹینڈ سنبھالتے پلنگ پ بیٹھ یٔ۔

جہا ٔ یٔ ب صا ب ب ڈے ضبط سے صوفے پ ٔ یٔ ٔ لگے۔۔

"ساری ز ٔ گی اِس نے مجھے ت پ یٔ ہے۔۔۔اور میں نے سہا ہے۔۔ اب ب ڑھاپے میں نہیں سہا جا مجھ سے۔۔چا ٔ ی آ گئی ہے میرے ب لوں میں۔۔کوئی موقع محل ہو ہے اڑی کرنے کا۔۔ ہر وقت ضد لگا ہے مجھ سے۔۔ ہر وقت میری کر ہے۔۔ایسی تکلیف اُٹھ رہی ہے میرے یٔ میں۔۔"خضر نے ڈاکٹر یوسف کو دیکھا۔

". اہ کرم پہلے اِنہیں ماہر قلبیات کے پ س پہنچا دے۔۔"

جہا ن یے ۔ صا ۔ تلملائے۔۔

"دیکھا!" اُنہوں نے ڈاکٹر یوسف کو دیکھا۔

"دیکھا تم نے۔۔دیکھا۔۔"

ڈاکٹر یوسف خاموشی سے بغور پوری توجہ سے اُن کی سُن رہے تھے۔۔

۔ ہر بیٹھا وقاص سرگوشیوں میں اُستاد سے گفتگو کر رہا تھا۔۔

"مجھے نہیں پتا وہ لڑکا دُعا سے کیا چاہتا ہے۔"

اُستاد کو ماضی کے جھروکوں میں وہ ننھی لڑکی شور مچاتے دکھائی دی تھی۔

شریم ہکلاتے کہہ رہا تھا۔۔

"اُس۔۔اُس۔۔ د۔دُعا۔دُعا۔۔" وقاص ہڑ۔ ا ہوا اُنہیں بتا رہا تھا۔" اُستاد دُعا نے چوہے دان میں انگلی پھنسا لی۔۔"

حال میں وقاص بیٹھا اُنہیں بتا رہا تھا۔۔

"اُس کی کیا ہے؟ لیکن مجھے اب یہ ۔ بہت سنگین ہو ہوا دکھائی دے رہا ہے۔۔"

ایسا کون سا موقع تھا۔ اُس بچی نے اُن کو نہیں ستا یا تھا۔۔شا ی ہی کوئی ایسا دن تھا جس روز اُس نے نجمین میں ادھم نہیں مچا یا تھا۔۔

"لقمان!" ماضی میں بوکھلائی ہوئی اُسا ہ اُن کے سامنے کھڑی تھیں۔۔

"لقمان دُعا نے ک میں چھوٹ والا سیل پھنسا لیا ہے۔۔سانس نہیں آ رہا اُس کا پلیز آ ئے دیکھیں۔۔"

اُستاد حیرت زدگی سے اُٹھ کھڑے ہوئے۔

"چھوٹ سیل۔کیا کہہ رہی ہو؟"

"پتا نہیں۔مجھے ڈر ہے اوپ پڑھا لے۔۔"

"چھوٹ سیل آی کہاں سے؟"

ہر چیز کو اُس بچی نے چھیڑ تھا۔ہر اُس چیز کو اُسے جاننے کا شوق تھا۔۔ہر کونے میں اُس کے ہاتھ پہنچ جای کرتے تھے۔۔بس میں نہیں تھا نہیں تو ساپ کی بل میں بھی گھس جاتی۔۔

" سے زیدہ حیرت کی بت یہ ہے۔۔وہ دُعا کے لیے اسکوائ آی۔۔"

اُستاد اب بھی واضح طور پ ماضی میں جھا تھے۔۔

اُنہیں اپنا اسکوائ میں ای کمرے والا مدرسہ دکھائی دے رہا تھا۔۔اُنہیں آج بھی ٹھیک سے ید ہے وہ اُنہیں سپارہ پڑھا رہے تھے۔۔اچا سے خضر اور کچھ بچے کھلبلی مچاتے چلے آئے تھے۔۔"اُستاد دُعا نے جنگلے کی لز میں سر پھنسا لیا ہے۔۔نکل نہیں رہا۔۔"

اور اب اُس نے چا پ حملہ کروا دی۔۔"

بیٹھے بٹھائے وہ بچی اُنہیں زلزلے کی ضد میں لے آی کرتی تھی۔۔۔رتے اور بڑھتے وقت کے ساتھ اُس کی شرارتیں شدی اور سنگین سے سنگین ہوتی جا رہی تھیں۔۔یہ معاملہ سُن کر اُنہیں کچھ زیدہ حیرت نہیں ہوئی تھی۔وہ دُعا تھی۔۔اُس سے کسی بھی ادھم کی توقع کی جا سکتی تھی۔۔۔ اِس بر وہ اقرار کرے بنا رہ نہیں پئے تھے۔۔کہ اِس بر اُس کی کوئی غلطی نہیں تھی۔

"ہم چا کو آج بتانے والے تھے ۔۔اُس کی سیری بھی تھی۔۔تو بس۔۔اِس لیے بھی ٹھہر گئے۔۔ویسے بھی دُعا مسئلے کو خود حل کر چاہتی تھی۔۔"

"ہاں کیو اُسے لگتا ہے وہ خود کے لیے کافی ہے۔۔"

اُستاد. ہم ہو گئے۔۔وقاص نے کوئی ۔ ۂ نہیں دی۔۔

"اِس اکسویں صدی کے مرد اور عورت میں اِس حد ۔ خودمختاری گھر کر چکی ہے۔۔کہ یہ سمجھنے لگ گئے ہیں کہ اِن کی ذات ا یِ دوسرے کے لیے کوئی اہمیت ہی نہیں ر ۔ ۔۔میری دماغی صلا یِ ۔ یہ ب ت سمجھنے سے قاصر ہے۔۔کہ ا یِ ا ن کی تخلیق مرد اور عورت دونوں سے مل کر ہوتی ہے۔تو ا ن کیسے اپنی ب ائی اور اپنی خودمختاری کے راگ الاپتا ہے؟اِس معاشرے سے اَ ہم عورت یِ مرد دونوں میں سے کسی ا یِ کو نکال دیں۔تو مردوں کو بھی معلوم پ جائے گا اور عورتوں کو بھی کہ اِن کی ا یِ دوسرے کی ز گیوں میں کیا اہمیت ہے۔تم نے کبھی سنگل پیرن ٹ کو دیکھا ہے؟ا یِ تحقیق سے یہ ب ت ث ب ۔ ہے کہ جو بچے سنگل پیرن ٹ کے زیرِ ا ث پ ورش پ تے ہیں۔وہ دوسرے بچوں سے زی دہ اور ب آسانی ذہنی بیماریوں میں جکڑے جاتے ہیں۔یہ تو ا یِ وجہ ہے۔میں ایسی لاکھوں نفسیاتی دماغی اور جسمانی مسائل تمہارے سامنے رکھ سکتا ہوں جن کا سامنا وہ ا یِ ا ن تنہا ز گی گ ارنے کے بعد کر ۔ ہے۔۔مرد اور عورت اُس jigsaw puzzle کی طرح ہیں جو ب ات مکمل ہوں اُن کی ذات ا یِ دوسرے سے مل کر پوری ہوتی ہے۔۔اللہ کچھ غیرضروری تخلیق نہیں کر ۔ ۔۔اور مرد اور عورت دونوں ہی اِس معاشرے کے لیے اور ا یِ دوسرے کے لیے ضروری ہیں۔۔۔ہمیں ہ ہی مرد بیزاری کو فیور کر ہے اور ہ ہی عورت بیزاری کو۔۔ہمیں Egalitarian (. ا ی) کے حامل ہو ہے۔۔اور اِس Egalitarianism کے ذریعے ہر کسی کے حقوق محفوظ رہیں گے۔۔مرد اور عورت۔۔یہاں ۔ کہ خواجہ سراؤں کے۔۔اَ ہم وقت کے ساتھ خالی ا کو فیور کریں گے۔تو اِس کا تصور misogynism سے کم نہیں کیا جائے گا۔اور تم اِس کے منفی ا ث ات دیکھ ۔ ہو۔جس کا دل چاہتا ہے اُٹھ کر کسی پ بھی الزام لگا دیتا ہے۔۔می ٹو کی credibility

صفر ہو گئی ہے۔۔طلاق کی شرح میں اضافہ ہو چکا ہے۔gametophobia (شادی سے ڈر کا فوبیا) کی شرح میں اضافہ ہو َ ی ہے۔۔اور یہ زی دہ عورتوں میں ہو رہا ہے۔جس کے نتیجے میں نفسیاتی اور خصوصاً جنسی نفسیاتی بیمار ی ں جنم لے رہی ہیں۔لوگ غیر قدرتی طر ں سے اپنی جنسی تسکین حاصل کر رہے ہیں۔۔اور اَ ایسا ہی چلتا رہا۔۔تو Patriarchy کے زمانے کے ساتھ ساتھ ت ریخ میں ای ا کا زمانہ لکھا جائے گا اور . ا. ی کا تصور سرے سے ہی مِٹ جائے گا۔۔. ا. ی کو عام کریں۔ا کو عام کریں۔۔حق کو عام کریں۔۔ا ف کو عام کریں کسی ای مخصوص جنس کو نہیں۔۔"

☆.....☆......☆

" کوئی بھی سوشل میڈ ی پ دُعا کے متعلق ذکر نہیں کرے گا۔" انکل ہارون کال کر کے زین سے کہہ رہے تھے۔۔

" سمجھا دینا . کو۔۔ ہر مسئلہ ہر . ت سوشل میڈ ی کی ز . ٰ کے لیے نہیں ہو ت۔۔"

رضیہ آ ربیعہ بیگم سے کہہ رہی تھیں۔

" سر پ شادی ہے۔۔اُدھر چا ٰ نے سیر ی پ ٹھوڑی زخمی کروالی اور دُعا نے سر۔۔" انکل ہارون نے کنکھیوں سے رضیہ آ کو دیکھا۔اُن کی . توں پ اُنہیں غصہ آ رہا تھا یہ سوچتے ضبط کر گئے۔۔

" کوئی بھی سیم پیج پ نہیں ہو ت۔۔ای ذائقے کے . لوگ ہوں تو ز ٰ گی . ذا ہو جاتی ہے۔۔دوسروں کو مارجن دیں۔۔غصے میں ردِعمل دینے سے کسی کا کچھ نہیں جا ت۔۔بلکہ صرف ہماری ہی عزت کم ہوتی ہے۔۔" دُعا کی حا ت بہتر تھی۔۔ربیعہ بیگم خضر کو دیکھنے گئی تھیں۔۔جہا ٰ ی . صا . ڈاکٹر سے . ت کر رہے تھے۔۔کمرے پ دستک ہوئی۔۔دُعا

ہاتھ باندھے ٹیک لگا کر بیٹھی تھی۔دروازہ کُھلا۔دُعا نے دھیرے سے پلکیں اُٹھا کر دیکھا۔۔اُستاد کمرے میں چلے آرہے تھے۔دُعا طنزاً مسکرائی۔۔۔

" لگتا ہے اب خضر کی حالت بہتر ہے۔۔" اُستاد ردِعمل نہیں دے پائے۔۔اُنہیں اُس کا طنز بُرا لگا تھا۔۔اُستاد کی محبت اور توجہ کے وہ بچے دیوانے تھے۔۔بس یہ اُسی کا ردِعمل تھا۔۔

اُستاد خاموشی سے صوفے کی طرف چلے آئے۔وہ ایک گہری سانس لیتے صوفے پر بیٹھ گئے۔دُعا ہاتھ باندھے ہنوز بیٹھی تھی۔۔اُستاد نے تمہید باندھی۔۔

"جس سے محبت کرتے ہیں اُسے کبھی ضائع نہیں ہونے دیتے۔۔اللہ ہم سے محبت کرتا ہے۔اِس لئے وہ ہمیں کبھی ضائع نہیں ہونے دیتا۔۔" دُعا کا دل موم ہوا تھا۔اُسے اِسی کونسلگ کی ضرورت تھی۔۔اُستاد چند لمحوں کے لیے ٹھہرے اور پھر اُنہوں نے بات جاری کی۔

" تمہیں پتا ہے دُعا میرا سب سے زیادہ دل وہ دُکھاتے ہیں جنہیں میں سب سے زیادہ چاہتا ہوں۔۔اور تمہیں پتا ہے میرا سب سے زیادہ دل کون دُکھاتا ہے؟۔۔ میں تمہیں جھڑکتا ہوں۔۔اور میں تمہیں اپنے ہر بچے سے زیادہ جھڑکتا ہوں۔۔" دُعا نے لب بھینچ لیے۔۔وہ اُسے منانے کی بات کر چکے تھے۔۔

" تم اُستاد کے لیے بہت خاص ہو۔۔اور اِس وقت اُستاد تمہیں یہ بات نہ چاہ کر بھی بتا رہے ہیں۔۔"

دُعا نے ضبط سے سینہ بازوؤں سے چھپالیا۔۔

اُس کی آنکھوں میں ستارے اُترنے لگے۔اُس نے سانس لیتے ستاروں کو رخصت کرنا چاہا۔۔

"اب تم کہو گی۔چاہے جیسی محبت تو نہیں ہے آپ کو مجھ سے۔۔دُعا ہمیں بس relate کرنا آتا

ہے۔۔ہم ہر کیس کو دوسرے کیس سے relate کرتے ہیں۔ہم کبھی کسی چیز کی ا اد ی نہیں دیکھتے۔ہم کبھی اُس کی علیحدہ سے اہمیت نہیں دیکھتے۔۔ہمیں کچھ بھی نہیں آ ت بس ہمیں relate کرن آ ت ہے۔۔"

اُستاد ٹھہرے۔۔۔کمرے میں سکوت چھا یا تھا۔دُعا کی آنکھیں پلکیں۔گال مسلسل بھیگ رہے تھے۔۔اُستاد اُسے پ پ نہیں کروا گے۔اُنہوں نے پہلے ہی سوچا تھا۔۔وہ اُس کا تنقیہ نفس کرنے آئے تھے۔۔۔ . . . وہ ماضی کو ی د کر رہی تھی۔۔اُسے سانس ی ن میں دشواری ہو رہی تھی۔

"نکال دو اِس . کو . ہر۔۔ا ن رمت رکھو۔۔اِس گھٹن سے ت پ لو۔۔ Set yourself free دُعا۔خود کو آزاد کردو۔۔"وہ دھیرے دھیرے کہہ رہے تھے۔

وہ سسکنے لگی تھی۔۔۔

"اِس گھٹن کو ز ب ن ی لے کر آؤ دُعا۔۔یہاں . تمہیں سُننے والے ہیں۔۔" اُس کے سارے وجود پ لرزہ طاری ہو َ یا تھا۔۔

"یہاں . ہیں۔۔۔تمہارے لیے۔۔۔ . کہہ دو۔۔جو ہے کہہ دو۔۔۔"

دُعا کے خشک . پ پڑئے۔۔آ ٹوٹ کر اُس کے . پ َ ا۔۔

"اُستاد۔۔"اُستاد اُسے دیکھتے .ڑی تحمل مزاجی سے کہہ رہے تھے

"نکال دو . دُعا۔۔ . تمہارے اپنے ہیں۔۔ . تمہیں چاہتے ہیں۔۔"

"اُستاد مجھے ڈر لگتا ہے جلیل سومرو سے۔۔مجھے۔۔مجھے اُس کے .ٹے سے ڈر لگتا ہے۔۔"

اُستاد نے پوچھا۔

" کیوں؟ کیوں ڈر لگتا ہے؟"

دُعا نے یکدم اُنہیں دیکھا۔۔آواز لرز رہی تھی۔

"وہ مجھے ہراساں کرن چاہتا ہے۔۔وہ چاۂ کو مارن چاہتا ہے۔۔"

"اور وہ ایسا کیوں کرن چاہتا ہے؟"

سادہ سے اۂ از میں اُنہوں نے پوچھا تھا۔دُعا اور اُن کے درمیان اب کوئی رکاوٹ نہیں تھی۔۔گفتگو کا آغاز ہوَ یہ تھا۔۔

"کیو ۔۔میں۔۔میں حق کے لئے لڑ رہی تھی۔۔میں ۔ ریہ کے لیے لڑ رہی تھی۔۔وسیم سومرو۔۔وہ۔۔نفسیاتی مریض ہے۔وہ پیڈو فائل ہے۔۔اِس مرتبہ میری کوئی غلطی نہیں ہے اُستاد۔۔اِس ۔ ر میں صحیح ہوں۔۔"جواباً وہ مطمئن سے ٹھنڈے اۂ از میں بولے۔

"مجھے پتا ہے۔۔تم ٹھیک ہو۔۔ت ۔ ہی تو میں تمہارے ساتھ کھڑا ہوں۔۔اب تم یہ بتاؤ۔۔تم کیا چاہتی ہو؟"

وہ یکدم سے بولی۔۔

"میں اُسے سزا دلاۂ چاہتی ہوں۔۔"

اُستاد نے اثبات میں سر ہلایا۔

"۔ لکل تمہیں یہی کرن چاہیے۔۔تم ۔ لکل ٹھیک کر رہی ہو۔۔"وہ اُسے guilt سے نکالنا چاہتے تھے۔۔جو اُسے اۂ ر ہی اۂ ر کھا رہا تھا۔دُعا کو آ ؤں کے ساتھ ہچکی آئی۔۔

"لیکن وہ چاۂ کی جان لے لیں گے۔۔"

اُستاد ذرا مسکرائے۔۔

"جا تو اللہ کے قبضے میں ہیں۔۔"

دُعا ٹھٹک گئی۔۔

"ہاں۔۔" ذہن پہ عقل کا جیسے ٹکراؤ ہوا۔وہ میکانکی انداز میں یں جھکا کر سفید چادر پہ دھیرے دھیرے نگاہیں مر کوز کرنے لگی۔۔

"ہاں۔۔"

اُستاد اُس سے پوچھتے انداز میں بولے۔

"جان تو صرف اللہ کی اجازت سے لی جاتی ہے۔۔ہے نا؟"

دُعا نے تھرتھراتے ہاتھ اُٹھا کر ہلائے۔۔

"ہا۔۔ہاں۔۔ہاں۔"

"پھر تم کیوں ڈر رہی ہو؟" اُستاد نے اُسے مزید کریدا۔۔

"تمہیں کیوں ڈر لگتا ہے؟"

دُعا نے سفید پڑتی آنکھوں سے اُنہیں دیکھا۔۔

اُستاد پوچھنے لگے۔۔

"ذلت سے؟ موت سے؟"

دُعا نے ہچکیاں لیتے سر ہلایا۔

"ہا۔۔ہاں۔۔ہاں۔۔"

"اور ذلت بھی تو اللہ کے ہاتھ میں ہے۔۔"

"ہاں۔۔" دُعا نے اثبات میں سر ہلایا۔عقل کو ہوش آیا تھا۔۔ستارہ ذہن دھیرے دھیرے جگمگایا تھا۔۔

اُستاد نے ایک گہری سانس لی۔۔وہ کہنے لگے۔۔

"اللہ نے انصاف کا حق سب کو دیا ہے۔۔اور عورت کے ساتھ ہوئے ظلم و زیادتی پہ آواز

اُٹھانے والی عورت بد کردار نہیں ہوسکتی۔۔اپنا حق مانگنے والی عورت بد کردار نہیں ہوسکتی۔۔"
دونوں آنکھوں سے آ ٹوٹنے لگے۔۔۔
"میں ٹھیک ہوں۔۔میں صحیح ہوں۔۔میں نے کچھ غلط نہیں کیا۔۔"
اُستاد نے آنکھیں بند کر کے کھولیں۔۔
"ہاں۔۔تم نے کچھ غلط نہیں کیا۔۔تمہیں میری ضرورت ہے۔۔نہ وقاص کی۔۔تمہیں یہ بات خضر سے کہنا ہے۔۔یہ تمہاری اور خضر کی کہانی ہے۔۔تم دونوں کو قدم سے قدم ملا کر چلنا ہے۔یہ کہانی نجم کی نہیں۔۔نجمین کی ہے۔۔۔یہ سفر تم دونوں نے ایک ساتھ شروع کیا تھا۔"
دُعا کے رونگٹے کھڑے ہونے لگے۔۔
"د چاہے کسی بھی دور میں ہو۔۔۔عورت اور مرد کتنے قابل بن جا -- یہ اللہ کا م ہے۔۔۔مرد اور عورت کو ایک دوسرے کی ضرورت ہے۔۔صرف عورت کو نہیں۔۔مرد کو بھی۔۔ہر کوئی ہر کام نہیں کرسکتا۔ وہ کچھ نہ کچھ کرسکتا ہے۔۔جتنی جلد ہم اِس بات کو تسلیم کر لیں گے۔۔نہ مرد کی مردانگی مجروع ہوگی۔اور نہ ہی عورت کی ا --"
ہر قسم کا گِلٹ ختم ہو چکا تھا۔۔ہر قسم کا خوف دل سے مِٹ چکا تھا۔۔وہ آ پونچھ رہی تھی۔۔وہ اب تیار تھی۔۔وہ ہر قسم کی صورتحال سے نمٹنے کے لیے تیار تھی۔۔اُس نے فیصلہ کرلیا تھا۔۔وہ اب نہیں ڈرے گی۔۔وہ کسی چیز سے نہیں ڈرے گی۔۔وہ ایک مضبوط لڑکی ہے۔۔جس کی عزت صرف اللہ کے ہاتھ میں ہے۔۔وہ ایک مضبوط لڑکی ہے۔۔جو اپنے لیے لڑ سکتی ہے۔۔وہ ایک مضبوط لڑکی ہے۔۔۔جو ہر قسم کی صورتحال سے سکتی ہے۔۔وہ ایک مضبوط لڑکی ہے۔جسے اپنے شوہر کا سہارا نہیں صرف ساتھ چاہیے۔۔۔کیو وہ ایک مضبوط لڑکی ہے۔۔

☆.....☆.....☆

دانہ پَتّے پڑ یا اچا ٹ سے پھنک مار کر اُڑی۔۔۔سبزی مائل ب غ میں صبح کے وقت پھوارا ب رش کی سی بو ٹ یں جھوم جھوم کر ب سا رہے تھے۔۔۔صدا بہار کا پھول چمچمانے لگا۔۔اُس کے پیلے پڑتے پتوں پ پ نی نے آب حیات کا سا کام کیا تھا۔۔۔آسمان سیاہ سے جامنی نیلا ہو رہا تھا۔۔۔دُعا اور خضر وھیل چیئر پ بیٹھے پ نی کی اُڑتی بو ٹ وں کو خاموشی سے بغور دیکھ رہے تھے۔۔۔دُعا نے کسی خیال سے اُسے بن دیکھے پوچھا۔۔

"تمہیں درد ہے؟"

خضر نے بھی بن دیکھے جواب دی ۔۔

"ہے تو۔۔قسمت سے گولی چھو کر گ ٹ ری۔۔اِس لیے زخم پھیلا نہیں۔۔۔ٹیس اُٹھ رہی ہے۔۔"اُسے اوپ شانے کے قری ب گولی لگی تھی۔۔۔ڈاکٹر نے چلنے سے اُسے کیا تھا۔۔یہ سُنتے دُعا نے سر ہلا ی ۔۔

"اچھا۔۔"وہ سانس ی ٹ کے لیے رُکی۔۔۔ ب سے اُسے ہوش آ ی تھا۔اُسے سانس ی ٹ میں دقت ہو رہی تھی۔۔ ب ر ب ر اُسے گھٹن محسوس ہو رہی تھی۔۔اِسی لیے وہ نیچے ب غ میں آئی تھی۔۔

"ای ہفتے بعد ٹ کُھلیں گے۔۔۔پ نچ دن کا ریسٹ لکھ دی ہے۔۔میری تو ہاؤس جاب ہے۔۔میں اتنی چھٹیاں نہیں کر سکتی۔۔لیکن مجھے تھکن بھی بہت محسوس ہو رہی ہے۔"

خضر نے کنکھیوں سے اُسے دیکھا۔۔

"وقاص کا خون پ ی ٹ کے بعد بھی تمہیں تھکن محسوس ہو رہی ہے؟ ڈیٹس ریئلی ویئرڈ!"

شاور کی بو ٹ یں کم پڑ نے لگیں۔۔۔دھیرے دھیرے پ نی کا بہاؤ ہلکا ہو رہا تھا۔۔دُعا ذرا مسکرائی تو اُس کا ٹ ں والا احس ؟ کھینچ گ ی ۔۔اُس نے وھیل چیئر کے ب زو پ گ فت مضبوط کر

لی۔۔اُس نے خود کو نارمل رکھنا چاہا تھا۔۔چند لمحے بعد خود کو سنبھالتے اُس نے لب کھولے۔۔

"چاچا میرا نام دُعا رکھا گیا تھا۔۔۔ شکر اور قناعت کرتے کرتے میں نے اللہ سے مانگنا چھوڑ دیا۔۔قناعت اور خوشی میں فرق تھا۔صبر تو مجھے دکھ میں بھی کرنا تھا۔۔اور دُعا مجھے مسلسل کرنی تھی۔۔۔لیکن قناعت کا عنصر اِس قدر مجھ میں گھر کر گیا تھا کہ میں شکر کر کے اُٹھ جاتی۔اور کہتی اللہ جو کرے گا بہتر کرے گا۔۔ اب مجھے احساس ہو رہا ہے۔۔اللہ سے نا مانگو تو اللہ ناراض ہو جاتا ہے۔دُعا اللہ کی نعمت ہے۔۔ہمیں یہ بھی نہیں کہنا چاہیے کہ ہم بے بس ہیں۔۔۔ہم بے بس نہیں ہیں بے اختیار ہیں۔۔۔بس ہے تب ہی تو دُعا کا حق ہے ہمیں۔تم ارادہ خیر اور خلوص دل سے کسی شے کی تمنا کرو۔۔اور اللہ تمہیں وہ نا دے یہ ہو ہی نہیں سکتا۔لیکن اگر وہ تمہارے حق میں بھی خیر ہو۔"

خضر کی پلکیں بندھ گئی تھی۔۔وہ سر جھٹکے پیروں سے جوتی اُتار کر گیلے سبزے پر پیر رکھنے لگا۔۔۔عجیب ٹھنڈک سی اُسے محسوس ہوئی۔۔جو سیدھا سر تک پہنچتی تھی۔۔۔دُعا نے اُس کی خاموشی کے باعث گردن پھیر کر اُسے دیکھا۔۔سر کو وہ حرکت کم ہی دے رہی تھی۔۔

دُعا کی نظریں اُسے خود پر محسوس ہوئیں تو اُس نے سادگی سے سر اُٹھاتے اُسے دیکھا۔۔

"تمہیں مجھے کچھ بتانا تھا۔۔"

دُعا نے نفی نہیں دے پائی۔۔وہ بےبسی بنی اُسے دیکھ رہی تھی۔۔

"کیا کہنا تھا؟"

چہرے پر کوئی خوف نہیں تھا۔وہ ہاتھ اکٹھے کرتے دیے ذرا دائیں بائیں پھیرنے لگی۔۔۔وہ کچھ ڈھونڈ رہی تھی۔۔۔خضر نے سنجیدگی سے چہرہ اُس کے قریب کرتے بغور اُسے دیکھا۔دُعا نے پلکیں اُٹھا کر اُسے دیکھا۔۔

"تم نے آج ت مجھ سے محبت کا تقاضا کیوں نہیں کیا؟"

خضر نے سر سیدھا کیا۔۔چند لمحے وہ ٹھہرا۔۔۔خضر یں ٹھہری تھیں۔۔نہیں وہ کچھ ٹ ھ نہیں رہا تھا۔۔چہرے کے وخال ہموار تھے۔۔وہ کچھ سوچ رہا تھا۔۔چند لمحے وہ خاموش بیٹھا سوچتا رہا۔دُعا بھوں پ ڑھائے اُسے دیکھ رہی تھی۔۔چند لمحوں بعد خضر نے اُسے دیکھا۔۔

"محبت تقاضا کرنے سے نہیں ملتی۔شکوہ محبت کا قاتل ہوت ہے۔۔۔"

دُعا نے اثبات میں سر ہلا ی۔۔

"ہاں۔۔"وہ اچا سے بولی۔۔

"ابھی ڈسچارج مل جائے گا تمہیں۔۔"

خضر اُسے بتانے لگا۔۔

"ہاں۔۔بس ابھی وقاص آ جائے۔۔کہہ رہا تھا پولیس والوں کو مجھ سے کچھ سوالات کرنے ہیں۔۔"

دُعا طنز اُوھیل چئیر کے . زوؤں پ ہاتھ مارتے بولی۔

"ہاہ۔۔سوال کرنے ہیں!" خضر نے یکدم اُسے دیکھا۔۔. گمانی سے اُس کے دی ے گھومے۔۔

"سوالات کرنے ہیں۔۔ای آدمی نہیں پکڑا َ ی اُن سے؟ ای آدمی؟ جس نے ہمیں کہاں سے کہاں پہنچا دی۔۔اور یہ تم سے سوالات کریں گے؟ یہ بس سوالات ہی کریں گے۔۔۔"

دُعا کے چہرے کے زاویے بے تہاشا . ہو رہے تھے۔۔

"اور عدلیہ۔۔دی َ ی ٹ عدلیہ۔۔" خضر نے قدموں کی چاپ محسوس کی۔۔. دِنسیم ہلکی ہلکی چل پ ڑی تھی۔۔ عِ آفتاب میں ابھی کچھ دی . قی تھی۔۔۔خضر نے یں پھیر کر

دیکھا۔۔وقاص بازو پہ کوٹ ڈالے ٹائی اُنہی کی جانب آ رہا تھا۔۔رات کا تھکا ہارا۔۔سر کے بال بکھرے۔۔آنکھوں کے گرد حلقے چمک رہے تھے۔۔دُعا کا گلہ جاری تھا۔۔

"نہ یہ پولیس کچھ کرسکتی ہے۔۔نہ ہی یہ عدلیہ۔۔۔یار ایک آدمی نہیں پکڑا جاتا۔۔مجھے تو حیرت ہورہی ہے۔۔۔اور کسی کی ہمت دیکھو تم۔۔ایسے ہی ایسے ہی کوئی تمہیں گولی مار دے۔۔کیا ہے یہ؟ یہ ہے قانون یہاں کا۔۔"دُعا کو اپنی وہیل چیئر پہ مضبوط گرفت محسوس ہوئی۔۔خضر کے لبوں پہ ایک نرم مسکراہٹ اُتری۔دُعا نے ذرا چونک کرآنکھیں اُچکائیں۔۔وقاص اُسے عقب میں اُلٹا کھڑا نظر آیا۔۔

"کیسی ہو؟"

دُعا نے نظریں نیچے کرلیں۔

"تمہارا خون پینے کے بعد مزے میں؟"

وقاص نے ایک گہری سانس لی اور کہنے لگا۔۔

"دُعا اگر اِس ملک میں عدلیہ نہ ہو تو یہاں ہر گھر میں ایک فرعون بسنے لگ جائے گا۔۔۔برائی اور جرم ہر جگہ ہے۔۔محفوظ ترین ممالک میں بھی۔۔۔برائی ختم نہیں ہوگی۔۔ابھی اتنی اندھیر نگری نہیں مچی کہ یہاں سرعام ظلم ہو۔۔عدلیہ تب جواب دہ ہے جب ظلم سرعام ہو جائے اور سیاستدان اور اشراف Mediocres کے لیے زمین تنگ کر دیں اور عدلیہ ردِعمل میں کوئی کاروائی نہ کرسکے۔۔"دُعا نے بظن انداز میں سر ذرا پھیرا اور جواب میں کچھ نہ بولی۔۔خضر نے سنجیدگی سے اُسے اور وقاص کو دیکھا۔۔

"ویسے اب تم دونوں اتنا لڑتے نہیں ہو!"وقاص نے مسکرا کر اکتفا کیا۔۔

"ہاں۔۔بلکہ اب ہم ایک دوسرے کو منہ لگانا ہی پسند نہیں کرتے۔۔"خضر کے گلے سے قہقہہ

نکلا۔۔

"یہ ر۔۔۔"اور وقاص جواباً مسکراتا رہا۔۔

☆.....☆.....☆

پرندیوں کی چہک پورے رقبے پر گونج رہی تھی۔۔دُعا اور خضر کو ڈسچارج مل گیا تھا۔۔دُعا آنکھیں موندے ٹیک لگا کر گاڑی میں بیٹھی تھی۔خضر ذرا فاصلے پر بیٹھا مٹھی ٹھوڑی سے لگائے اُسے دیکھ رہا تھا۔۔

"اگر آپ کو لگتا ہے کہ آپ اپنی جاب کی وجہ سے اسٹریس میں ہیں۔تو سب سے پہلے خود سے تین سوال کریں۔۔"دُعا نے دھیرے سے آنکھیں کھول کر اُسے دیکھا۔۔

"پہلا سوال کیا آپ کو آپ کے رفیق کاروں اور اپنے پیشنٹ پر بلا وجہ غصہ آتا ہے؟"

دُعا سیدھی اُٹھ بیٹھی۔

"دوسرا سوال۔۔کیا آپ کو اپنے دوستوں اور عزیز و اقارب سیان کے ساتھ وقت گزارنے پر گِلٹی محسوس ہوتا ہے؟"

دُعا کے گال سرخ پڑ گئے۔۔

"کیا آپ کو خود میں بےحِسی پن بڑھتا ہوا محسوس ہوتا ہے وہ بھی بلا کسی خاص وجہ کے؟"

دُعا ردِعمل نہیں دے سکی۔۔خضر ذرا مسکرایا۔۔

"اب کچھ دن کی بات ہے۔۔ریسٹ کرو۔۔ٹھیک ہے؟"

اور جواباً وہ گنگ رہی۔۔رات جاگے وہ آج سارا دن سوئے تھے۔۔شام ہوتے ہی اسکوائر کے رہائشی اُن کے ہاں آ رہے تھے۔۔رہائشیوں کے ساتھ ساتھ رشتے داروں نے بھی دروازے پر دستک دی تھی۔۔

انکل ہارون رضیہ آ دوستوں کے والدین۔۔دو ت ۔۔ ب جمع تھے۔۔اُن کے فلیٹ میں خوب چہل پہل تھی۔۔لوگوں کے آنے کے ب ب شور میں وہ اپنے درد کو کچھ دی کے لیے بھول گئے تھے۔۔

"تم نے سُنا اقبال صا ب کی بیٹی کے متعلق۔۔" شریم کی والدہ رضیہ آ کو بتا رہی تھیں۔۔وہ دونوں ای ای کر کے ب کو دیکھ رہے تھے۔

"شادی کو ای ہفتہ نہیں ہوا۔اور دونوں میاں بیوی لڑ پڑے۔۔اور پتا ہے وجہ کیا بنی۔۔یہی چھوٹے موٹے اختلافات۔۔اب لڑکی بول رہی ہے طلاق لوں گی۔۔لو بتاؤ بھئی۔۔کم از کم ای ا ن کو اچھی طرح جاننے سمجھنے میں کم از کم چار سے پ نچ سال لگتے ہیں۔۔۔آج کل تو نوجوانوں میں صبر کا مادہ ب لکل ہی ختم ہو ی ہے۔۔ای دن ہو نہیں شادی کو ذرا ب ت ہوئی طلاق کا مقدمہ دا کر دی ۔۔بھئی چھوٹے موٹے اختلافات پ طلاق کا مقدمہ دا کر کہاں کی سمجھداری ہے؟ہاں ا ب ت گھر تشدد کی ہو۔۔تو عورت کو فوری آواز اُٹھانی چاہیے۔۔۔
عورت کو اپنی حدود کا تعین کر ہو ہے۔اُس حدود کا تعین اُسے پہلے دن سے ہی کر ہو ہے۔۔اور کسی بھی ا ن کا حق نہیں ب کہ وہ اُس حدود کی حرمت توڑے۔۔جو عورت مرد سے مار کھاتی ہے اور مرد کو نہیں روکتی تو وہ اُس کا حوصلہ ب ڑھاتی ہے اور اُسے خود پ تشدد کرنے کی خود شہ دیتی ہے۔۔کوئی بھی شوہر پہلے دن سے عورت کو پیٹنا شروع نہیں کر ۔شروعات الفاظ سے ہوتی ہے۔پھر ہاتھ اُٹھ جا ہے۔اور پھر دھیرے دھیرے اِس تشدد میں اضافہ ہو جا ہے۔اِس لیے عورت کو پہلے دن سے اپنی حدود کا تعین کر ہو ہے۔۔"
شریم صوفے پ بیٹھا تبدیل کر رہا تھا۔۔

"جہاں دیکھو بس بھارت کی ۔۔جہاں دیکھو ساس بہو کی سازشیں۔جہاں دیکھو شادی

شادی۔۔"

انکل ہارون نے اُسے ٹوکا۔۔

"دیکھو لڑکے۔۔ہمیں شادی اور گھر ڈراموں سے کوئی مسئلہ نہیں ہے۔۔یہ ڈرامہ ہی تو ہمارے ہاں marriage institution کی اہمیت بیان کرتے ہیں۔ہمارا مسئلہ رشتوں اور شادی سے نہیں ہے۔ہمارا مسئلہ رشتوں کی سازشوں ساس بہو کی گھر سیا ت ہے۔جو ہمارے ذہنوں میں رشتوں کے لیے زہر گھول رہی ہے۔۔رشتوں کا احترام اور اُن کا تقدس پ مال ہو رہا ہے۔۔ورنہ تو ہمیں ساس بہو ڈراموں سے کوئی اعتراض نہیں ہے۔۔اب ہم اَ شادی کے موضوع پ کام نہیں کریں گے۔تو ہمارے ہاں بھی وہیں فلمیں ڈرامے بن لگ جا گے جو آج یورپ اور بھارت میں بن رہے ہیں۔۔اور بت صرف ڈراموں ت نہیں رہے گی۔۔یہ بت ہماری قوم کے ذہنوں میں گھر کرنے لگے گی۔۔اِس کی مثال تم بھارت سے لے لو۔مغرب کی دیکھا دیکھی وہاں بھی Cohabitation عام ہو َیہ ہے۔۔"

قرۃ العین اور حسیب بھی دُعا اور خضر کی تیمارداری کے لئے آئے ہوئے تھے۔۔زین جاب سے آیہ تو عبدالرحمٰن کو اُس نے دیکھا۔۔تنگ وہ اُسے بے تحاشا کرتہ تھا۔۔ ۔۔بہن اور بھائی کے بچے کتنا ہی پ یشان کریں۔۔وہ ہمیں بہت پیارے ہوتے ہیں۔اور اُن کے جانے کے بعد وہ ہمیں بہت یہ دآتے ہیں۔اُسی شدت سے جتنی شدت سے ہم اُن کے جانے کی دُعا کرتے ہیں۔۔عبدالرحمٰن سندھی ٹوپی اور ا.ک قمیض میں ملبوس تھا۔۔زین نے اُسے اُٹھا کر کندھوں پ بٹھایہ۔۔

"ٹینڈرے!!!"

وقاص خضر کے ساتھ بیٹھا سکڑتی آنکھوں سے اُسے دیکھ رہا تھا۔۔زین اُن کے ساتھ نیہ ت

عبدالرحمٰن کی قمیض دیکھتے ۔ ۔ نے لگا۔۔

"مارے سندھ مارے سندھ ا.ک گوارا۔" وقاص نے بے دلی سے دن سیدھی کرکے اُسے دیکھا۔

"یہ غلط گا رہے ہو تم۔۔"

خضر تکان سے ٹھوڑی سے مٹھی لگائے سر جھٹک کر مسکرایا۔

وقاص ترمیم کرتے کہہ رہا تھا۔۔

جئیے سندھ، جئیے سندھ وارا جیئن، سندھی ٹوپی ا.ک وارار جیئن۔"

وقاص کے والد خفا ہوئے۔۔

" کبھی بس بھی کر دیا کرو۔۔" نے چونک کر اُنہیں دیکھا۔

"ہر کسی کو یہاں ایک ہی مسئلہ ہے۔۔ کہ ہمیں سُنیں۔ ہماری سُنیں۔۔ دوسروں نے کیا غلط کیا ہے ہم بتاتے ہیں۔۔ لیکن بس ہمیں سُنیں۔۔ دوسرے نے یہ کر دیا وہ کر دیا۔۔ وہ ہمیں پتا ہے۔۔ لیکن کیا ہمیں یہ اندازہ ہے کہ ہم لوگوں کے لیے کس افینس کا باعث بن رہے ہیں؟"

شریم نے ناسمجھی سے اُنہیں دیکھا۔۔

"انکل کو کیا ہو گیا ہے؟"

"رحم کریں ہر وقت خامی گِلے اور لعن طعن کرنے سے پرہیز بھی کیا کریں۔۔ کبھی بس بھی کر دیا کریں۔"

دُعا نے جماہی روکی۔۔ غنودگی اُسے اب بھی محسوس ہو رہی تھی۔ دو گئے تو نوازش صاحب کا خاندان حاضر ہوا۔ خضر اُن سے گفتگو کرتے سوچ رہا تھا۔

"رات کا کھانا اِن کا یہیں ہو گا۔۔ آرڈر کر ہی دیتا ہوں۔ کہاں امی بنا گی۔ تھکی ہوئی

ہیں۔۔"

۔نی بیگم اور نوازش صا ۔ ۔ ورچی خانے میں ربیعہ بیگم اور نگہت ممانی سے دُعا اور خضر کے لیے ۔۔ اور کاڑھا بنوا رہے تھے۔۔

نوازش صا ۔ ربیعہ بیگم سے کہہ رہے تھے۔۔

"۔ زبو کہاں ہیں؟ اُس کے بغیر تو کاڑھا کاڑھا ہی نہیں۔۔"

جہا۔ ۔ صا ۔ نے سارے فلیٹ میں شور مچایا تھا۔۔

"میرا وہ والا بغدا کدھر ہے؟ میں نے نیچے لڑکے کو دینا ہے۔۔ربیعہ!!"

جہا۔ ۔ صا ۔ واویلا کرتے ۔ ورچی خانے میں چلے آئے۔۔

"ربیعہ!"

ربیعہ بیگم نے ۔ڑ کر بے ۔ اوئی سے کہا۔

"مجھے نہیں پتا۔۔خود ہی دیکھیں۔۔کام کر رہی ہوں میں۔۔"

جہا۔ ۔ صا ۔ کو شد قسم کا غصہ ۔ڑھا۔ مہمانوں کی موجودگی میں ضبط کر کے اُلٹے پیر ہو گئے۔۔

"ا مرتبہ عورت کے پیر گھر میں پکے ہو جا پھر مرد کی کوئی نہیں سُنتا۔۔خصوصاً ۔ ۔۔ ۔ اولاد اُس کی فوج ہو۔۔"

دُعا اور خضر اُس شور شرابے سے تنگ آ چکے تھے۔۔کاش وہ شور شرابہ صرف ا دن کے لئے ہو تو وہ ہنسی خوشی اُسے ۔ دا ۔ کر ۔۔ ابھی رشتے داروں کا آ ۔ قی تھا۔۔دُعا کو رہ رہ کر رو آ رہا تھا۔۔

"کل عامر خالو اور ی خالہ نے بھی آ ہے۔۔ ی یہاں تو کوئی بیمار ہوا کرے۔۔یہ لوگ

تیمارداری کروانے کم اور خاطرداری کروانے ز یدہ آتے ہیں۔۔"

عبدالرحمٰن . تِ اکیلا اُن کی طرف تھا۔ت . ت وہ ای شریف اور انتہائی مہذب بچوں کی طرح . تِ ؤ کررہا تھا۔ جیسے ہی اُس کے تِ یزاد بھائی آئے تھے۔۔اُس نے اُن کے فلیٹ کو پڑ یگھر بنادیتھا۔۔خضر بچوں کو شرارتیں کرتے دیکھ کر مو. استعمال کرتے اور گاہے بگاہے سے اُنہیں دیکھتے دل میں سوچ رہا تھا۔۔

"۰ اِن کو روک تے ہیں۔۔۰ اِنہیں چھوڑ تے ہیں۔یہ رشتے دار اپنے بچوں کو کیوں نہیں کرتے؟ اپنے بچے اِن کو نہیں آتے۔دوسروں کے بچوں کو یہ ا۰ از ہونے نہیں دیتے۔۔"

عا. ماموں نے خضر کا ہاتھ تھاما۔خضر نے یکدم اُنہیں دیکھا۔۔

"ارے چھوڑو یڑ ۔۔جانے دو۔جو بکتے ہیں بکنے دو۔۔" وہ سمجھے وہ tweets پڑھتے پ یشان ہورہا تھا۔۔

"ہر روز اِس عوام کو کوئی نہ کوئی لولی پپ ملی ہوتی ہے۔۔اِن سوشل میڈ یوالوں کا تو یہ کارو . ر ہے۔۔اِنہیں تو

رزق روٹی کے لیے کوئی نہ کوئی پو ٹ بنا کر پیش کرنی ہوتی ہے۔۔اِن کو تو اِس . سے کچھ مل رہا ہے۔تم یہ بتاؤ۔۔تمہیں کیا مل رہا ہے؟ تم کیوں خوامخواہ اپنا دل رنجیدہ کررہے ہو۔۔مت سوچا کرو اِن کے . رے میں۔۔اِس عوام کا تو مسئلہ ہی یہ ہے۔۔کوئی کونٹروسی ہو جائے۔۔اور اِنہیں کمنٹ کرنے کا موقع مل جائے۔۔اب یہ روز کا ہے۔۔چھوڑو تم۔۔" خضر . قت مسکراتے اپنی بور یت چھپاتے بولا۔

"جی۔۔"

دُعا کے ساتھ قرۃ العین اور ہا بیٹھی ہوئی تھیں۔۔

ہا اُس سے پوچھنے لگی۔۔

"شادی کے لیے بینکوئٹ بک کروادیں۔۔"

دُعا پلنگ سے ٹیک لگائے بیٹھی تھی۔۔اُس نے سادگی سے جواب دیا۔

"پتا نہیں۔۔چاچو سے بات نہیں ہوئی اِس بارے میں۔۔"

(یار انسان موقع محل ہی دیکھ لیتا ہے۔۔) شادی کو موضوع کُھل گیا۔۔تو دُعا فوری ہی اُس متعلق کہنے لگی۔

"ویسے ہم خفیہ فنکشن ہی کریں گے۔۔زیادہ لوگوں کو نہیں بلانا۔۔اور نہ ہی کوئی میڈیا والا آئے گا۔اساتذہ وغیرہ آئیں گی۔۔تو آپ کو تو پتا ہے اُن کا۔۔"

اور یہ فیصلہ اُس نے اُساتذہ کا ایک لیکچر سُن کر کیا تھا۔

"حجاب اسلام کا نمائندہ ہے۔۔ خالی یہ ہی اسلام کا نمائندہ نہیں۔۔۔کہیں اِسے پہن لیا کہیں اُتار لیا۔۔بالکل ایسا ہے۔جیسے ایمان کے حصے کو کبھی پہن لیا۔۔کبھی اتار دیا۔۔اِسے پہننا ہے تو ایمان کی طرح ہمیشہ اپنا لیں۔۔اور اپنا معاملہ کریں۔دوسروں کی فکر نہ کریں۔۔"

یقیناً اُس کی شادی کا دن اُس کے لیے بہت اہم تھا۔۔اُسے اُس دن خوب سجنا سنورنا تھا۔۔ہر دوسری لڑکی کی طرح۔۔لیکن اُسے اپنا سجنا سنورنا دُنیا کو نہیں دکھانا تھا۔وہ خوشی اُس کی اُس کے گھر والوں کی اور اُس کے شوہر کی تھی۔۔

☆.....☆.....☆

(دو ہفتے بعد)

خضر ہمیشہ کی طرح فلینل شرٹ اور جینز میں ملبوس تھا۔۔نوک والے جوتوں کے قدم فرش پر پڑ

رہے تھے۔۔بوٹوں کی ہلکی ہلکی چاپ گونج رہی تھی۔۔وہ آج نجمین کیمپس میں آیا تھا۔۔۔
جمعے کا دن تھا۔رسیپشن پہ ٹائم ٹیبل پوچھا تو معلوم پڑا اُستاد کلاس لے رہے تھے۔۔۔وہ ہمیشہ
کی طرح خاموشی سے کلاس کی جانب بڑھ گیا۔۔۔جیسے ہی کلاس روم کے سامنے آیا۔۔اُسے
ایک چمکتا ہوا ستارہ دکھائی دیا۔۔اُس ستارے کو دیکھتے وہ خاموشی سے کلاس میں داخل
ہوا۔ایک اُستاد کی بھی اُس پہ نظر گئی۔۔ درس کے دوران کسی بھی قسم کا خلل علم کی بے ادبی
تھا۔۔اُستاد بچوں سے مخاطب تھے۔۔خضر ایک لڑکے کے ساتھ بینچ پہ بیٹھ گیا۔۔اُس نے
اُسے دیکھ کر سرگوشی کی۔۔
"Alumni کی روز روز آنے سے عزت نہیں ہوتی۔۔"
خضر نے ہنستے ہوئے ایک کان سے بات سُن کر دوسرے کان سے نکال دی۔
" آج مجھے اِس کلاس کے کچھ بچوں کے متعلق کچھ انتہائی بیہودہ بھدی اور نازیبا باتیں میرے
علم میں آئی ہیں۔میں نام نہیں لوں گا۔۔ میں بس بچوں کو سمجھانا چاہتا ہوں۔۔انگریزی
زبان کے واحیات slangs استعمال کرنے سے آپ انگریز نہیں بن جائیں گے۔۔۔کیا کبھی
آپ نے انگریزی ادب پڑھا ہے؟ اگر نہیں پڑھا۔تو سب سے پہلے انگریزی ادب
پڑھیں۔۔خاص طور پہ سترویں اور اٹھارویں صدی کی کتابیں۔۔۔ادب میں slangs کا
کوئی وجود نہیں ہوتا۔۔آپ کسی multinational کمپنی میں چلے جائیں۔۔وہاں جا کر
ذرا اپنی slang والی زبان میں گفتگو کریں۔۔۔پھر دیکھیں ذرا۔آپ کے ساتھ وہ سلوک کیا
کرتے ہیں۔۔ فلِکس سیریز ڈرامہ فلمیں۔۔ سب چھوڑیں۔۔حقیقت میں جا کر یہ کام
کریں۔۔اور پھر مجھے بتائیں۔۔۔یہ آپ کو کتنا کُول اور انگریز بناتا ہے۔۔"
خضر بغور اُنہیں دیکھ رہا تھا۔۔اور اُن کا انداز دیکھتے اُسے ماضی سے اُن کی کہی بات یاد آئی۔۔

"ساری کلاس کے سامنے کھڑا کر کے بچوں کو ذلیل کرنے سے اُستاد خود کو کیا سمجھتا ہے؟ اِس لیے کبھی بھی عوام میں کسی کو پِن پوائنٹ کر کے ۔ت نہیں سمجھانی چاہیے۔۔اِس طرح اُس کی ا مجروح ہوتی ہے۔۔"

"اِس کلاس کے بچے میرا م لے کر اپنے والدین سے antidepressants کی فرمائش کرتے ہیں؟" اُستاد سختی سے ۔ سے تھے۔

"بلاوجہ antidepressants کھانے کے نقصا ت تم لوگوں کو پتا ہیں؟ یہ تم لوگوں کو اِن دواؤں کا عادی بنا دیں گے۔۔۔اور تمہیں پھر اپنے ہر کام سے پہلے اِن کو ی پڑے گا۔۔ ۔ تم اِس کے عادی بن جاؤ گے۔۔تو یہ کسی پ س سے کم نہیں ہو گی۔۔antidepressants آ ی حربہ ہوتا ہے۔۔اِسے ۔ لکل آ میں استعمال کرتے ہیں۔۔"

خضر یکدم چونکا تھا۔۔

"کیا میں اتنے شدید ڈ میں ی تھا؟"

اُستاد سانس ی کے لیے ٹھہرے۔۔۔اُنہوں نے اب ہاتھ ۔ ھ لیے۔۔

"ی الخلا قضائے حا ۔ سے ت پ نے کے لیے بنای ی ہے۔۔تم لوگوں کے سیاسی لیڈروں کی ی کرنے کے لیے نہیں۔۔۔خبردار جو کسی نے آج کے بعد ۔ی الخلا کی دیواروں پ سیاسی جماعتوں کے ے لکھے۔ی کسی لیڈر کی حمای اور لیل کی۔۔۔۔کچھ عرصے پہلے ای آدمی عمرہ کر کے آی۔اُس سے مجھے پتا کہ ۔ وہ زیرت کے لیے غارِ حرا ی تھا۔تو وہاں بھی اُس مقدس مقام پ بھی۔۔پ کستانیوں نے اپنے ای سیاسی لیڈر کی حمای میں ے لکھے ہوئے تھے۔۔۔اور پھر یہ قوم کہتی ہے۔۔ہماری کوئی عزت نہیں کرتا۔۔تم لوگوں کے کام ہیں عزت والے؟"

خضر نے بڑی دلچسپی سے اُن کی بات سُنتے دونوں کہنیاں میز پر ٹکالی تھیں۔۔

وہ چند لمحے ٹھہرے۔۔اور پھر انہوں نے اُن کو انگلی دکھائی۔۔

"آخری بات۔۔۔"اُنہوں نے چند لمحوں کا وقفہ لیا اور پھر بات کا آغاز کیا۔۔

"ذرا سا دین پڑھ لینے کے بعد لوگوں میں ایسے اکڑ آجاتی ہے۔۔جیسے ڈگری کے بعد سے بڑے مفتی تو یہی ہیں۔۔اور سونے پر سہاگا جب ہوتا ہے جب وہ کسی نامی گرامی institute سے پڑھ رہے ہیں۔۔اور پھر وہ لوگوں پر تنقید کے وہ تیر برساتے ہیں جو شاید ہی کبھی کسی تنقید نگار نے بھی برسائے ہوں۔۔۔مجھے تو سمجھ نہیں آتی۔۔یہاں کوئی کسی کو کوئی بات کہہ کیسے دیتا ہے۔۔کسی پر انگلی اُٹھا کیسے دیتا ہے؟ میں تو اگر کسی کو کچھ کہنے بھی لگوں۔۔اللہ وہی عیب مجھے مجھ میں دِکھا دیتا ہے۔۔ابھی میں کہتا بھی نہیں ہوں۔۔خالی سوچتا ہوں۔۔اور تم لوگ۔۔کیسے کسی کو فتویٰ سُنا دیتے ہو؟ جتنا دین پڑھنا ہے۔۔اُتنا عاجز بننا ہے۔۔لوگوں کی سُننے کی برداشت رکھنی ہے۔۔جو عاجزی اختیار کرتا ہے۔اللہ اُسے بلندی دیتا ہے۔۔عاجز بنو۔متکبر نہیں۔۔۔دین پڑھنے کا مطلب ہے۔۔لوگوں کی اور اسلام کی خدمت کرنا۔۔اِس طرح خدمت کرنی ہے تم لوگوں نے؟ غرور کے بوجھ پر پڑھ کر؟ ذرا سا علم کیا آگیا۔۔۔ایسے پھدکتے پھر رہے ہیں جیسے مفتی مینک تو یہی ہیں۔۔میرے آن لائن اسٹوڈنٹ بھی میرے لیے اُتنے ہی اہم ہیں جتنا کہ تم لوگ۔۔۔اب خبردار تم لوگوں کی مجھے کوئی شکایت ملی خبردار!"

اُستاد کی گرج نے سب کے دل دہلا دیے تھے۔۔۔

"ہوسکتا ہے میرے سامنے بیٹھ کر تم میں سے کسی نے وہ نہ سیکھا ہو۔۔جو آن لائن اسٹوڈنٹ نے سات سمندر پار بیٹھ کر سیکھ لیا ہو۔۔۔یہ اللہ کا علم ہے۔۔جسے چاہے وہ سکھاتا ہے۔۔موسیٰ پیغمبر تھے۔۔۔اللہ نے اُنہیں بہت کچھ عطا کیا تھا۔۔ خضر کو اُنہوں نے اُن سے کچھ الگ دیا

تھا۔اور اُس الگ کی چاہ میں موسیٰ نے نبی ہونے کے ب وجود ای طویل سفر کیا تھا۔۔اور جس
بچے نے یہ بت کہی ہے کہ آن لائن سے وہ پڑھائی نہیں ہوتی جو استاد کے سامنے بیٹھ کر ہوتی
ہے۔۔تو وہ سُن لے۔۔۔تم ب اہ را ی فلم اور ڈاکیومنٹر ی کی شوٹنگ کیوں نہیں دیکھتے؟"

اُستاد کرسی پ بیٹھ گئے۔۔۔

"بحث سے بچا کرو۔۔ضرورت سے زائ بحث دل مردہ کر دیتی ہے۔۔بحث ا ن کو بے
سکون کر دیتی ہے۔۔۔بحث ت ہے۔۔جو پڑ جائے تو پھر اچھے اور ب ے میں کوئی فرق نہیں
رہتا۔۔نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ت سے ث ب ت ہے۔بحث سے بچو۔۔خواہ تم حق پ
ہو۔۔۔ ب ا ن کو بحث کی ت پڑ جاتی ہے۔۔۔پھر اُسے یہ فرق نہیں پڑت کہ وہ صحیح ہیں ی غلط
ہے۔۔اُسے بس ب ی ت سے غرض ہوت ہے۔۔اُسے صرف اپنی تسکین کے لیے بحث ب ی ت ہوتی
ہے۔۔۔وہ لفظوں کو توڑت مروڑت ہے۔۔بت سے بت نکال کر اُس کا بتنگڑ بنات
ہے۔۔۔جا ہو تم لوگ یہ بحث کتنے فسادات کو جنم دیتی ہے؟ ز میں ا ن اللہ اکبر کہہ رہا
ہے۔۔دماغ میں چل رہا ہے۔۔میں اُسے یہ سناؤں گا وہ سناؤں گا۔۔اللہ اکبر یعنی اللہ ب
سے بڑا ہے؟ اور ا ن اپنی بڑائی ث ب ت کرنے میں لگا ہے؟ یہ منافقت کس لیے؟ دُ میں تم
کتنے sophisticated لوگوں سے مل لو۔۔اُن کی ای خوبی ہے۔اور وہ خوبی یہ ہے۔۔کہ
وہ کبھی بحث نہیں کرتے۔۔میں میں کی ڈینگیں نہیں مارتے۔۔اپنے ی ے لوگوں پ نہیں
تھوپتے۔۔لوگوں میں سے نہیں نکالتے۔۔سمجھداری ہر بت پ بولنے سے نہیں
ہوتی۔۔خواہ ہمارے پ س دیوان کے دیوان کیوں ن ہوں۔۔ایسی ہار بہتر ہے۔۔جس میں
تمہاری ان ی ت جائے۔۔اَ ساری زن گی بحث کرو گے۔۔اور تنقید نگاروں کو جواب دیتے
رہو گے۔۔تو کبھی زن گی میں کچھ نہیں کر پ ؤ گے۔۔بحث پ انی سے پ انی اور پختہ سے پختہ

دوستی میں دراڑ پیدا کر دیتی ہے۔۔اِس لیے آج میری ای ت ذہن نشین کر لو۔۔نجمینی بحث نہیں کرتے۔کیا کہا میں نے؟"

(نجمین کے طلباء کو وہ نجمینی کہتے تھے۔۔)

نجمینی بحث نہیں کرتے۔۔جو کسی مقصد کے لیے جیتے ہیں وہ اپنی ذات کے لیے انتقام نہیں ی ت۔اِس لئے نجمینی بحث نہیں کرتے۔۔" کلاس روم میں خاموشی چھا گئی تھی۔۔۔خضر نے ای گھما کر شاَ دوں کے سیاہ پڑتے چہرے دیکھے تھے۔اُستاد نے میز پ ڑی پ نی کی بوتل اُٹھائی۔۔۔اُسے مٹھی میں تھامے وہ اُس کا ڈھکن گھمانے لگے۔۔

"سورۃ الکھف تو آج نے پڑھی ہو گی؟" اُنہوں نے تنقیدی وں سے کو دیکھا۔۔۔ڈھکن کھول کر اُنہوں نے میز پ رکھا اور پ نی کا گھونٹ لیا۔۔۔اب وہ ڈھکن اُٹھا کر پ نی کی بوتل بند کرنے لگے۔۔

"تو کیا سیکھا نے آج سورۃ الکھف سے؟ کیا کیا علم کے موتی ملے۔۔"

اُستاد نے خضر کی جان دیکھا اور بھوں اچکائی۔۔

"ھمم؟"

خضر ہنوز کہنیاں ٹکائے بولا۔۔

"بعض دفعہ چھوٹی پ یشانی بڑی پ یشانی سے بچانے کے لیے آتی ہے۔۔ذرا سا فلو ہون بہتر ہے بجائے بعد میں شدی بیمار ہونے سے۔۔کیو اُس ذرا سے فلو کے ذریعے ہم میں موجود مہلک اسیم زائل ہوتے ہیں۔۔"

اُستاد نے اُس کے ساتھ بیٹھے لڑکے کو دیکھا۔۔اور وہ جھٹ سے بولا۔۔"اللہ کبھی کچھ دے کر مہرب ن ہوتا ہے۔۔کبھی کچھ لے کر۔۔وہ دونوں صورتوں میں مہرب ن ہوتا ہے۔۔"

ایـ ایـ کرکے اُنہوں نے بچوں سے پوچھنا شروع کیا تھا۔۔"ا ء اللہ لازمی کہنا چاہیے۔۔۔"اُستاد کی سُنتے اثبات میں سرہلا رہے تھے۔۔

" گڈ گڈ!"

خضر د ئے بیٹھا اُنہیں دیکھ رہا تھا۔۔

کہنے وہ دل کی کچھ تیں آ تھا۔۔ آج اُستاد کے مزاج کچھ ٹھیک نہیں تھے۔۔۔وہ پہلے ہی نوجوان سے بہت پ یشان تھے۔۔اِس لیے پھر مز وہ اُنہیں اپنی کوئی پ یشانی نہیں دینا چاہتا تھا۔۔

☆.....☆.....☆

"دیکھو ذرا۔۔"ربیعہ بیگم صوفے پ آلتی پ لتی مار کر بیٹھی تھیں۔۔سامنے سلے ہوئے استری شدہ کپڑے تہہ تھے۔۔

خضر اُن کے ساتھ بیٹھا تھا۔۔وہ کپڑوں کی تہہ کھول رہی تھیں۔

"میں نے بھی کیا تھا۔۔کہ شیفون کے زو نہ لگا ۔۔لیکن پھر بھی اِس عورت نے وہی کام کیا۔۔اور کپڑا ابھی رکھ لیا۔۔"

خضر نے ٹی۔وی دیکھتے یں چھا کر اُنہیں دیکھا۔۔

"اِس لیے میں کہتی ہوں۔۔میں ہی سیئوں گی دُعا کے کپڑے۔۔"

جہا ی صا سامنے والے صوفے پ یٹ ڑے انہماک سے ٹی۔وی دیکھ رہے تھے۔۔خضر ٹی۔وی پ نگاہیں مرکوز کیے بولا۔۔

" رامی آپ سلائی اسکول کیوں نہیں کھول لیتیں۔۔"جہا ی صا کی ساری توجہ خضر پ مبذول ہوگئی۔۔

ربیعہ بیگم کہنے لگی۔۔

"اوہو۔۔میں کہاں سلائی اسکول سنبھال سکتی ہوں۔۔گھر کا کتنا کام ہوت ہے۔۔"

خضر سادگی سے بولا۔۔

"تو خادمہ اور خا مہ رکھ یت ہیں۔۔"

جہان ی صا ج کے بولے۔۔

"پیسے تیرا پ دے گا؟" خضر نے اُنہیں دیکھا اور سادگی سے انگلی اپنی جا کی۔۔

"پ کا یٹ دے گا۔۔"

جہان ی صا ہمی سے اُٹھتے ہوئے بولے۔۔

"تیری کمائی کا ای آنہ کھاؤں میں۔۔" خضر نے اُنہیں ا ازکیا۔۔

"چھوڑیں امی۔۔آپ بتا ۔۔۔"

جہان ی صا کا خون کھولا۔۔

"بے غیرت تجھے کہا ہے میں نے۔تیری۔۔"

گالی سُن کر خضر کے گال سرخ ہو گئے۔۔ربیعہ بیگم خفا ہو ۔۔

"چا کے ا ۔۔ایسا بھی کیا کہہ دی ہے اُس نے جو سے جا رہے ہیں۔۔اور تھمنے کا م نہیں لے رہے۔۔" خضر کا موڈ اب ہو ی تھا۔۔اُس نے ربیعہ بیگم کو سنجیدگی سے دیکھا۔

"یہ جتنی گندی اور بیہودہ قسم کی گالیاں دیتے ہیں۔۔ا یہ قوم سُن لیں تو اُس کی ت کے مارے اگلی تین نسلیں بہری پیدا ہوں گی۔۔" ربیعہ بیگم نے قمیض چھوڑ کر اُس کے شانے تھپڑ رسید کیا۔

" ۔۔کیا اول فول رہا ہے!" خضر نے منہ بناتے سر جھٹک دی۔۔جہان ی صا

دوبارہ سے ٹی۔وی اسکرین کی جانب متوجہ ہو گئے۔۔ربیعہ بیگم نے خضر کے مزاج درست کرنا چاہے۔۔

"اچھا چل ٹھیک ہے۔۔تیری شادی ہو جائے۔۔بچے ہو جائیں۔۔پھر تیرے بچے تھوڑے بڑے ہو جائیں۔۔پھر کھولوں گی سلائی اسکول۔"

خضر نے فوراً سے اُنہیں دیکھا۔

"بچوں سے پہلے کیوں نہیں؟ آپ ہی کیوں سنبھالیں میرے بچے؟ ابا نہیں سنبھال سکتے؟"

جہانگیر صاحب کو کرنٹ لگا تھا۔۔

"یہ آج مجھ سے ایٹم بم والی سُن لے گا!" وہ اپنی انگشت شہادت زور زور سے ہلا کر اُٹھنے لگے۔۔اُنہوں نے صوفے سے ٹیک لگائی۔۔

"تُو۔۔۔بس سنبھال لے اپنی۔۔گندے انڈے!!! تیرے ذہن میں جو چار سو بیسی چل رہی ہے نا۔"خضر بے اختیار رہوا۔۔

"کیوں ابا؟ میں نے کیا غلط کہا ہے؟" ربیعہ بیگم قمیض تہہ کرنے لگیں۔۔

"بچپن سے آپ نے کاری گر رکھا ہے۔۔آپ ایک وقت کام پر جاتے ہیں۔۔شام کا وقت ابا لکل فارغ ہوتے ہیں۔۔۔دوپہر کو آ کر آپ صرف ٹی۔وی دیکھتے رہتے ہیں۔۔تو کیا آپ میری اولاد کو نہیں سنبھال سکتے؟ سارا کام عورت ہی کیوں کرے؟ بچے کی ذمے داری عورت ہی کیوں سنبھالے؟ مرد کیوں نہیں کر سکتا۔۔مرد بھی کر سکتا ہے۔۔"

جہانگیر صاحب نے خفا ہوتے رُخ پھیرا۔

"توبہ توبہ۔۔دیکھو۔۔دیکھو۔۔اپنے منہ سے اپنی اولاد کا ذکر۔۔"خضر نے ماتھے پر بل ڈالتے ربیعہ بیگم کو دیکھا۔

"تو امی اِس میں کیا غلط ہے؟ میری شادی ہے۔۔میری بیوی ہے۔۔ظاہر سی بات ہے۔شادی ہو گی تو بچے بھی ہوں گے۔۔یہ اتنا اوورری ایکٹ کیوں کر رہے ہیں؟" ربیعہ بیگم کی ناک میں موتی والی لونگ ٹمٹمائی تھی۔۔۔خضر نے وہ اُن کے لیے کویت سے منگوائی تھی۔۔۔
(کویت کے موتی دُنیا بھر میں مشہور تھے۔۔)
ربیعہ بیگم نے کسی خیال سے گردن موڑ کر سامنے دیوار پر لگی گھڑی کی جانب دیکھا۔۔
"دُعا نہیں آئی۔۔یہ ہاؤس جاب گھٹنے کی بجائے دن بہ دن بڑھتی ہی جا رہی ہے۔۔"
خضر جہانزیب صاحب سے بار بار پوچھ رہا تھا۔
"ابا بتائیں نہ۔۔میں نے ایسا کیا کہا ہے؟"
جہانزیب صاحب جان بخشی کے غرض سے اپنا گھٹنا تھامے کراہ کر بولے۔۔
"ہائے میرے گھٹنے!" خضر اور ربیعہ بیگم نے بغور اُنہیں دیکھا۔۔
"رضیہ نے دودھ میں تخم ملنگا ڈال کر پلا دی تھی۔۔۔ہائے اب گھٹنے درد ہو رہے ہیں۔"
خضر نے منہ کا زاویہ بگاڑا۔
"تو اِس سے کیا ہوتا ہے؟"
جہانزیب صاحب جھنجھلائے۔۔
"ٹھنڈی ہوتی ہیں۔۔۔اتنا نہیں پتا تجھے۔۔" خضر نے کوئی تاثر نہیں دیا۔۔"اور باپ بنے گا۔۔" خضر نے حیرت سے ربیعہ بیگم کو دیکھا۔۔"امی یہ کیا آدمی ہیں؟" ربیعہ بیگم نے ناراضی سے اُس کے شانے پر تھپڑ رسید کیا۔۔" چپ کر!" جہانزیب صاحب جو چاہتے تھے۔۔اُس میں اُنہیں اعلیٰ طریقے سے کامیابی ملی تھی۔۔گفتگو کا موضوع بدل چکا تھا۔۔
ربیعہ بیگم خضر سے پوچھ رہی تھیں۔۔

"اگلے ٹوور پہ جاسکتا ہے؟ کوئی مسئلہ تو نہیں؟"

خضر نے بے فکری سے کہا۔

"نہیں۔ ٹھیک ہے۔۔ ٹیسٹ آئے ہیں۔۔"

ربیعہ بیگم نے تشکر سینہ پہ ہاتھ رکھا۔۔

"اللہ کا شکر ہے۔۔"

اب کسی خیال سے اُنہوں نے خضر کی ٹھوڑی دیکھی۔۔ چوٹ کا ن کافی حد مُبہم ہو دکھائی دے رہا تھا۔۔

"چا یہ کریم اچھی ہے۔۔ اچھا ہے شادی تیرا ن جائے۔۔ ورنہ میں تو بہت پریشان تھی۔۔" خضر نے ہنستے ہوئے اُنہیں دیکھا۔

" کیا ہو ہے امی۔۔ کچھ نہیں ہو۔۔ ن ہی ہے۔۔" اچا کسی خیال سے وہ بولا۔۔

"ٹائم ہو رہا ہے۔ دُعا کو نکلوں۔۔ تھوڑی دیر پہلے میسیج کیا تھا۔۔ کہہ رہی تھی ایمرجینسی آ گئی کوئی۔۔"

ربیعہ بیگم نے ہاتھ ہلایا۔

"ہاں جا خیر سے۔۔ اللہ کی امان میں۔۔" جواباً خضر نے اُٹھتے بعداری سے سر ہلا دیا۔

"جی۔۔"

☆.....☆.....☆

مو پہ بیپ ہوئی۔۔ دُعا نے مو اُٹھا کر دیکھا۔۔ اپتال کے کوریڈور میں وہ بیٹھی تھی۔۔ نوٹیفیکیشن میں وسیم کا میسیج تھا۔۔

"میں تم سے ملنا چاہتا ہوں۔۔"

دُعا نے فوراً سے وہیں سے سلائیڈ کر کے جواب لکھنا شروع کیا۔۔

" آ رہی ہوں۔۔"

خوف ڈرلرز، موت عزت۔۔یہ چاروں لفظ اُسے اب نہیں ڈرایا کرتے تھے۔۔۔

"بلیک میلرز کو اگر ہماری عزت کی دھجیاں ہی اُڑانی ہوں۔۔تو وہ ہمیں کبھی بلیک میل نہ کریں۔۔بلیک میلرز کو لگتا ہے اُن کے پاس ہمارے خلاف استعمال کرنے کی ایک سُپر طاقت ہے۔۔اور یہ بلیک میلرز کا سب سے بڑا دھوکا ہے۔۔۔جس میں وہ اپنی ساری زندگی گزارتے ہیں۔۔۔بلیک میلرز کو یہ معلوم نہیں ہوتا۔۔وہ طاقت اُن کی تب تک ہے۔ جب تک وہ اُن کی مُٹھی میں ہے۔۔جیسے وہ اُن کی مٹھی سے نکل گئی۔۔وہ طاقت بھی دھواں ہوگئی۔۔"

لبوں پر ایک تلخ مسکراہٹ اُبھری۔۔اُس نے اسکرین پر نمبر ڈائل کرتے کان سے موبائل لگایا۔۔گھنٹی جا رہی تھی۔۔

"ہیلو!" زین کی مردانہ آواز اُس کے کانوں میں گونجی۔۔۔دُعا بلا تمہید بولی۔۔

"چاچو کو کچھ دیر اسکوائر میں روک سکتے ہو؟ مجھے وسیم نے بلایا ہے!"

وہ بھڑکا۔۔

"تم اکیلی نہیں جاؤ گی۔۔"

دُعا بیزاریت سے بولی۔۔

"بیک وقت میں میرے بھائی اور دیور والا کردار ادا کرنا بند کرو۔۔۔میں وقاص کے ساتھ جاؤں گی۔۔بس تم چاچو کو روکے رکھو۔۔۔"

زین نے بڑے ضبط سے مٹھیاں بھینچتے کہا۔

"ٹھیک ہے۔۔"

☆.....☆.....☆

خضر بلڈ َ سے نکلا۔۔اُس نے بٹن د ۔ کر گاڑی آن کی۔۔ا ۔ ھیرا ہو رہا تھا۔۔

اُس نے کسی خیال سے آسمان کو دیکھا۔

" آج تو بہت ہی خیر ہو گئی۔۔"

تبھی شور ہوا۔۔۔

"چور!!" خضر نے چو ۔ کر سامنے دیکھا۔۔وہ زین کی بلڈ َ تھی۔۔۔خوفناک چیخوں کی آواز وہاں سے آنے لگی۔۔۔ا ی دم سے وہاں افراتفری مچ گئی تھی۔۔

"چور چور!!"

خضر فی الفور زین کی بلڈ َ کی جا ۔ دوڑا۔۔۔

تبھی سارے اسکوا ٔ کی بتی گل ہو گئی۔۔خضر دوڑتے دوڑتے رُکا۔۔

"یہ کیا۔۔" جہا ۔ ی ۔ صا ۔ کھڑکی سے ۔ ہر نکلے۔۔

"اوئے یہ کیا ہو رہا ہے؟"

خضر پلٹا اور مو ۔ سے فلیش لا ٔ ٹ تے کر بولا۔۔

"ا ۔ دروازہ مت کھولیئے گا۔۔اسکوا ٔ میں چور گھس آ ی ہے۔۔"

جہا ۔ ی ۔ صا ۔ کو اشتعال آ ی۔۔

"ہیں چور؟"

ربیعہ بیگم متفکر سی اُٹھ کھڑی ہو ۔۔

" کیا ہوا ہے چا ۔ کے ا ۔!"

جہا ۔ ی ۔ صا ۔ مشتعل سے کہنے لگے۔۔

"میرا بغدادو مجھے ربیعہ۔۔۔میں اِس چور کے بچے کو بتاؤں۔۔اِس کی اتنی ہمت کہ ہمارے اسکوائ میں داخل ہونے کی . ت کرے گا۔۔۔"

خضر کھلبلا یسا زین کی بلڈ َ میں داخل ہونے لگا۔۔

تبھی زین کی درد سے کراہتی ہوئی چیخ اُس کے کانوں میں پ ڑی۔۔

" آہ!!!"

"ہائے میں مرگئی۔۔۔"

رضیہ آ ا ھیرے میں دیواروں سے ٹکراتے کہہ رہی تھیں۔۔۔

" آ !!" خضر کی آواز پ پئی۔۔ا رسے دل پ پپ۔۔وہ یں پھیر کردا . دیکھ رہا تھا۔۔سردیوں کا آغاز ہورہا تھا اِس لیے آواز بہت پھیل رہی تھی۔۔۔یکدم سے خاموشی چھا گئی۔۔۔خضر آگے . ڈھا۔۔تو عقب سے اُسے . تن َ نے کی آواز آئی۔۔۔

تبھی اُس کے مو . کی گھنٹی بجی۔۔۔خضر نے آنکھیں میچ کر کھولیں اور مو . دیکھا۔۔۔

دُعا اُسے کال کر رہی تھی۔۔۔خضر نے جھٹ سے کال اُٹھا کر کان سے مو . لگا یا۔۔

"چا کہاں ہو تم؟ . آ ؤ گے؟"

خضر کے کانوں میں کچھ ․․ کی آواز آئی۔۔

وہ اُس پ روقاص کے ساتھ گاڑی میں بیٹھی تھی۔۔

خضر شتابی سے بولا۔

"دُعا وقاص کو کال کرو۔۔وہ تمہیں پک کر لے گا۔"

کھنک کی آواز اُسے ہنوز سنائی دے رہی تھی۔۔

"اور . ت میں . کہوں اسکوائ میں مت آ ۔ یہاں چور یشا ڈاکو گھس آئے ہیں۔۔۔"

"وہاٹ!"

دُعا حیرانگی سے بولی۔۔

"چاں میں وقاص کی شکل ۔ نہیں دیکھنا چاہتی!"

اُس نے وقاص کو نخو ۔ سے دیکھا۔۔اور وقاص کا حیرت سے منہ کُھل ۔ ۔۔خضر پ ا۔۔

"دُعا شٹ اپ۔۔تمہیں جیسا کہا ہے ویسا کرو۔۔اور اب مجھے کال مت کر ۔۔۔"

اُس نے کال کاٹ دی۔۔اور وہ فوراً سے پولیس کو کال نے لگا۔۔۔

جہاں ۔ صا ۔ کچن میں کیبنٹ کے دراز میں ٹرچ لائٹ کی مدد سے چیزیں ڈھونڈ رہے تھے۔۔کھٹ کھٹ ٹھک ٹھک کی آواز سارے کچن میں گونج رہی تھی۔۔ربیعہ بیگم نے فٹافٹ چابی چھپادی تھی۔

"چاں کے ا آپ کہیں نہیں جا گے۔۔" وہ چابی چھپا کر فوراً سے کچن میں چلی آ ۔

جہاں ۔ صا ۔ نے کھیر پکانے والا بڑا سا چمچ نکالا۔۔

"یہ کیا ہے!" بغدا ملنے پ اُنہیں شدی قسم کا غصہ آ رہا تھا۔۔اُنہوں نے پٹختے ہوئے کھیر والی چمچ زمین پ پھینکی۔۔ربیعہ بیگم چو کر پیچھے ہو ۔۔

"میرا بغدا کہا ہے؟"

جہاں ۔ صا ۔ پڑے۔۔

ربیعہ بیگم مضطربی سے بولیں۔۔

"مجھے نہیں پتا۔۔ میں آپ کو نیچے جانے دُوں گی۔۔نیچے خطرہ ہے۔۔"

جہاں ۔ صا ۔ اُٹھ کر ہلوریں ۔ ہوئے قہر آور ا ازمیں آگے آئے۔۔

"ربیعہ نیچے میرا چاں ہے۔۔۔اکیلا۔۔۔"

ربیعہ بیگم سانس نہیں لے سکیں۔۔۔

"پہلے بھی اُس پ کسی نے حملہ کرنے کی کوشش کی ہے۔۔ای ۔ رہوَ ی اب نہیں۔۔اُس مردود نے قصائی کے ثبوت پ حملہ کیا تھا۔۔اب میں بتاؤں گا ۔ کو میرے ثبوت پ حملہ کرنے کا کیا ا م ہوت ہے۔۔اب میں بتاؤں گا۔۔"

جہا ن ی۔ صا ۔ واپس پلٹے۔۔۔اُنہوں نے دوسرے دراز کھولنے شروع کیے۔۔ربیعہ بیگم ۔ تے بنے اُنہیں ہنوز دیکھ رہی تھیں۔۔کھٹ کھٹ اور ٹھک ٹھک کی آواز دو۔ رہ سے گونجنے لگی۔

جہا ن ی۔ صا ۔ چیزیں نکال نکال کر رہے تھے۔۔۔

"یہ کیا ہے؟" اُنہیں چھری کی سی نوک محسوس ہوئی۔اُنہوں نے ٹ رچ سے دیکھا۔۔اسٹیل پ لائ ٹ َ تے ٹمٹمائی۔۔۔جہا ن ی۔ صا ۔ کا چہرہ اُس پل ستارے کی ما ٹمٹمای۔اور جہا ن ی۔ صا ۔ کی آنکھیں جگمگا اُٹھیں۔۔

"میرا بغدا مل َ ی!!"

ربیعہ بیگم فوراً سے کچن سے نکلیں۔۔جہا ن ی۔ صا ۔ اُن کا تعاقب کرتے اُن کے پیچھے آئے۔۔۔

"ربیعہ چابی دے دو۔نہیں تو میں دروازہ توڑ کر ۔ ہر نکل جاؤں گا۔۔ابھی میری بوڑھی ہڈ ی ں اتنی کمزور نہیں ہو کہ مکمل بے بس ہو کر بیٹھ جاؤں۔۔" ربیعہ بیگم دوڑتے ہوئے لاؤنج میں آ ۔۔

"ربیعہ مجھے مت دوڑاؤ۔۔" جہا ن ی۔ صا ۔ اُن کے پیچھے دوڑتے آئے۔۔جہا ن ی۔ صا ۔ اُسے درشتی سے تنبیہ کرتے بولے۔۔

"ربیعہ چا ن کو کچھ ہوَ ی۔۔تو اُس کی ذمے دار صرف تم ہو گی!"

ربیعہ بیگم سرت پ لرزتی گلے سے تھوک لگیں۔۔۔

جہانزیب صاحب بجلی کی ما جے۔۔

"ربیعہ!!" ربیعہ بیگم نے اُنہیں انگلی دکھائی۔۔انگلی بھی لرزی۔۔

"ٹھیک ہے۔۔ ۔۔ ۔۔ای شرط پ ۔۔۔میں۔۔میں۔۔بھی چلوں گی آپ کے ساتھ۔۔"

جہانزیب صاحب دیوانہ وار ئے۔۔

"ربیعہ چابی دو۔" ربیعہ بیگم نے خوف سے جھرجھری ی میز پ چابی پھینکی۔۔چابی کی ٹھک لاؤنج میں گو ۔۔جہانزیب صاحب نے جھک کر چابی اُٹھائی اور تیزی سے دروازے کی جانب دوڑے۔۔ربیعہ بیگم اُن کے پیچھے آ ۔۔۔

جہانزیب صاحب نے چابی لگائی۔۔وہ فٹافٹ دروازہ کھول کر ہر گئے اور اُنہوں نے چابی نکال لی۔۔ربیعہ بیگم ہر آنے لگیں۔۔جہانزیب صاحب نے اُنہیں بغدا دکھای۔۔وہ ٹ ا کر دوقدم پیچھے ہو ۔۔۔

جہانزیب صاحب نے فٹافٹ دروازہ بند کیا اور لا لگانے لگے۔۔

ربیعہ بیگم کے بولیں۔۔

"جان کے ا!" اُنہوں نے زور زور سے دروازہ کھٹکھٹای۔۔

جہانزیب صاحب لا لگا کر تیزی سے جانے لگے۔۔۔

☆.....☆.....☆

"اسکوا میں تو صحیح افراتفری مچی ہے!!"

دُعا نے سنجیدگی سے تبصرہ کیا تھا۔۔وقاص ٹ ن ی بولا۔۔

"تم وہ چھوڑو۔۔اور یہ بتاؤ۔۔وہاں جا کر کیا کرو گی؟"

دُعا نے ایک گہری سانس لی۔۔۔

"مجھے خود بھی نہیں پتا۔۔بس حضرت موسیٰ والی دُعا پڑھ لی ہے۔۔۔جو اُنہوں نے فرعون سے بحث کرنے کے لئے اللہ سے کی تھی۔۔اب مجھے کچھ نہیں پتا۔۔" اُستاد کہتے تھے وہ ہمیشہ بیان دینے سے پہلے وہ دُعا کیا کرتے تھے۔۔اور بیان کے دوران اُن کے ذہن میں وہ وہ خیالات اُبھر آتے تھے جو اُنہوں نے کبھی سوچے بھی نہ ہوتے تھے۔۔دُعا نے وقاص کا فکرمند چہرہ دیکھا تو کہنے لگی۔۔

"پریشان مت ہو۔۔سب ٹھیک ہو جائے گا۔۔۔مسکراہٹ کے بغیر دین ایسے ہے جیسے دن ضائع کرنا۔۔پریشان مت ہو۔۔"

وقاص نے دُعا کو دیکھا۔۔۔

"مجھے صحیح صحیح بتاؤ؟تم کیا کرو گی؟"

اُس کے ہاتھ کپکپا رہے تھے۔۔دُعا نے ہاتھ باندھ کر پیچھے سے ٹیک لگائی اور بڑے شاہانہ انداز میں بولی۔۔۔

"Great people have their own way!"

وقاص نے سیدھا دیکھا۔۔وہ ہم کلام ہوا۔۔۔

"صبر کرنا مشکل ہے۔۔یہی تو مشکل ہے۔۔اور بس یہی مشکل ہے۔۔اِس کے بعد کچھ مشکل نہیں۔یہ سوچ لو۔آسانی ہو گی۔۔"

کسی خیال سے اُس نے دُعا کو پھر دیکھا۔۔

"ہمیں آج چاند کو بتا دینا چاہیے۔۔"

دُعاڈٹ کر پڑ کر رکھے خود انحصاری سے بولی۔۔

"وہ شہزادے کے محل پر انحصار نہیں کرے گی۔۔وہ شہزادے کے ساتھ مل کر اُس کے ساتھ محل تعمیر کرے گی۔۔"

وقاص نے ایکسلیٹر پر پیر مزید زور سے دبایا۔۔

"Narcissistic personality disorder activated!"

☆.....☆.....☆

جہانزیب صاحب ہاتھ میں بغدا لیے جنونی انداز میں اسکوائر میں گشت کر رہے تھے۔۔۔خضر دبے قدموں سے زین کی بلڈنگ کی سیڑھیاں چڑھ رہا تھا۔۔عجیب دہشت مچی تھی اسکوائر میں۔۔۔

جہانزیب صاحب اپنی دوکان کی جانب جا رہے تھے۔۔عقب سے اُنہیں کسی کے بھاگنے کی آواز آئی۔۔جہانزیب صاحب جھٹکے سے پلٹے۔۔۔

"اوئے کون ہے وہاں؟"

جہانزیب صاحب اُس کی جانب دوڑے۔۔۔

"اوئے رُک حرامی!!"

(جہانزیب صاحب کسی غلط مطلب سے کسی کو حرامی نہیں کہا کرتے تھے۔۔دراصل عرب ممالک میں حرامی چور کو بھی کہتے تھے۔۔)

"رُک جا!"

وہ اپنی بلڈنگ کی جانب واپس آئے۔۔۔وہ شخص اسکوائر کا چکر لگا کر دوڑنے لگا۔۔جہانزیب صاحب اُس کے پیچھے دوڑے۔۔

"یہ شور کیسا؟

آواز پ خضر ٹ ۔۔

جہانـ یـ . صا . کی اُس کے پیچھے دوڑتے سانس پھول گئی تھی۔

"او پکڑلو۔۔۔پکڑلو اِسے۔۔۔"

"حرامی حرامی!!!"

خضر تیزی سے سیڑھیاں اُ کر نیچے آ ی۔

"یہ تو ا. لگ رہے ہیں۔۔"

پورے اسکوا ئ میں گھپ ا ھیرا چھا یا تھا۔۔۔

ہارون انکل شدی شور کے . . کھڑکی کھولنے لگے۔۔۔

"یہ ہو کیا رہا ہے؟"

"حرامی حرامی۔۔۔پکڑو اِس چور کو!"

اسکوا ئ میں ا ھیرے نے کم اور جہانـ یـ . صا . کی آواز نے ز یـ دہ دہشت مچا رکھی تھی۔۔

"چور؟" ہارون انکل نے پتـ یں سکیڑلیں۔۔۔

"او کوئی سُن رہا ہے۔۔" خضر دوڑتـ ہوا بلڈ نـ سے . ہر نکلا۔۔

جہانـ یـ . صا . کا وجود بھاگنے سے جواب دے رہا تھا۔۔ وہ اُس کے پیچھے دوڑ رہے تھے۔۔۔وہ غیر معلوم شخص ٹھوکریں کھاتـ بھاگ رہا تھا۔۔اسکوا ئ کا چکر پورا ہونے والا تھا۔۔

خضر آواز سُننے کی کوشش کرتـ وقاص کی بلڈ نـ کی جا . جا رہا تھا۔۔اُس نے آنکھیں مو کر آواز پ غور کیا۔۔

"یہاں سے آواز آ رہی تھی۔۔"

اُس نے یکدم ۔ جا ۔ دیکھا۔۔انکل ہارون لکڑی کا موٹ ڈ ۔ ا پکڑے سیڑھیاں پھلانگنے لگے۔۔

خضر آواز سُنتے سُنتے اسکوا ٔ کا چکر کاٹ رہا تھا۔۔

"رُک جا۔۔"

جہا ۔ ی ۔ صا ۔ کی آواز واضح ہوتی جارہی تھی۔۔

انکل ہارون بلڈ ۔ سے نکل کر ئے۔۔۔

"جہا ۔ ی ۔ بھائی۔۔واچ مین۔۔۔کدھر ہو ۔ ؟"

وہ مضبوطی سے ڈ ۔ ا اپنی فت میں لیے دا ۔ دیکھ رہے تھے۔۔۔

"ا !!" خضر بھا ہوا بولا۔۔جہا ۔ ی ۔ صا ۔ رُکے۔۔۔خضر ذرا آگے آ ی۔۔

انکل ہارون نے پلٹ کر دیکھا۔۔

" پچھلی گلی سے آواز ہے۔۔"

وہ دا جا ۔ مُڑے۔

" پیچھے سے آواز لگ رہی ہے۔۔۔"

خضر بھی فی الفور پیچھے کی جا ۔ دوڑا۔

"بے غیرت۔۔یہاں سے بھاگ جا!!"

جہا ۔ ی ۔ صا ۔ کو غصہ آ یا تھا۔۔

اُلٹے قدموں سے پھر کوئی دوڑتا ہوا اُنہیں محسوس ہوا۔۔جہا ۔ ی ۔ صا ۔ پلٹے۔۔۔تو آگے خالی پ نی کے ڈول ے۔۔جہا ۔ ی ۔ صا ۔ چو کر پیچھے ہوئے۔۔۔

" آہ!!" خضر دوسری جا ۔ سے دوڑ کر آ رہا تھا۔۔

جہان ۔ ۔ صا ۔ ڈول پھلانگتے آگے آئے۔۔۔

وہ شخص دوڑتے ہوئے دوسری گلی کی جا ۔ مڑنے لگا۔۔۔خضر گلی میں داخل ہوتے اُس سے ٹکرایا اور اُس نے چھپٹا مار کر اُسے پکڑ لیا۔۔۔۔

"ا ۔۔۔یہ حرامی مل ے ی !" خضر گلا پھاڑ کر ی تھا۔۔۔

عقب سے انکل ہارون نے ڈ ٹ الاتے اُس کی پیٹھ میں دڑ ادڑ دے مارا اور وہ شخص دیوانہ وار

ی۔۔

" آہ آہ آماں!" خضر نے چو کر اُسے دیکھا۔۔

"شریم!!!"

جہان ی ۔ صا ۔ بھاگنے کی وجہ سے لنگڑا رہے تھے۔۔وہ ہا پ ہوئے بغدا لے کر اُس کے سامنے آرہے تھے۔۔

" کاٹ دُوں گا۔۔۔کاٹ دُوں گا میں تجھے۔۔"

انکل ہارون ۔سمجھی سے اُسے دیکھتے بولے۔۔

"شریم تم یہاں۔۔"شریم درد سے چیخ رہا تھا۔۔

"میں چور کو دیکھنے آ ی تھا۔۔"

جہان ی ۔ صا ۔ ی پ ہاتھ رکھے سانس ی کے کوشش کر رہے تھے۔۔

" کاٹ دُوں گا!"

خضر سر پکڑ کر اپنے ۔لوں میں زور سے ہاتھ پھیرتے چیخا۔۔۔

"تو تم بھاگ کیوں رہے تھے؟"

جواباً شریم بھی کرب اور غصے سے ی۔۔

" کیو تم لوگ بھاگ رہے تھے!"

جہانـ یـ صا اُن کے قریـ چلے آرہے تھے۔۔وہ پسینے میں شرابور دیوار سے ٹیک لگاتے سانس ہموار کرنے لگے۔۔ہاتھ سے بغدا چھوٹ یـ۔۔انکل ہارون نے آواز پ یکدم اُنہیں دیکھا۔۔جہانـ یـ صا سُن پڑتے کہہ رہے تھے۔۔

" کاٹ۔۔کاٹ۔۔ڈوں گا!" خضر غصہ ضبط کرتے دھیرے دھیرے میکا ا ازمیں زمین پ پیروں کے وزن بیٹھا۔۔

" کوئی چور۔۔اینوی شور!"

شریم فوراً سے بولا۔۔

"چور ہے۔۔تبھی تو میں چور کو دیکھنے آ تھا۔۔"

انکل ہارون یـ سے مو نکالنے لگے۔۔

"پولیس کو کال کرو۔۔" خضر نے سادگی سے کہا۔۔

" کی کال کردی ہے۔ ابھی پولیس نہیں آئی۔۔اور وقت پ آئے گی بھی کیوں؟ یہ کوئی پ کستانی ڈرامہ تھوڑی ہے۔۔۔جو آن کی آن میں پولیس آ ٹپکے گی۔۔"

بھاگ بھاگ کر اُس کا حشر ہو یـ تھا۔اور جو حال جہانـ یـ صا کا ہوا تھا امکان تھے وہ ا یـ ہفتہ پلنگ سے نہیں اُٹھنے والے۔۔۔انکل ہارون اپنے کسی ڈاکٹر دو کو کال رہے تھے۔۔فلحال پولیس سے ز دہ وہاں طبیب کی ضرورت تھی۔۔۔نظمی کے اسکوائ کی فضا خوف اور دہشت سے ڈھ گئی تھی۔۔

چوکیدار کا کوئی م و ن ہی وہاں نہیں تھا۔۔

انکل ہارون چوکیدار کو کال رہے تھے۔۔

"یہ چوکیدار کدھر غائب ہو گیا۔۔" خضر نا اُمیدی کے عالم میں بولا۔۔

"بھاگ گیا ہو گا ڈر کر!!"

☆.....☆.....☆

" کیوں بلایا ہے مجھے؟" گاڑی میں آواز گونجی تھی۔وقاص بلوٹوتھ کے ذریعے اُن کی گفتگو سُن رہا تھا۔۔دُعا سومرو مینشن میں کھڑی صوفے پر بیٹھے وسیم کو دیکھ رہی تھی۔۔

وہ ٹانگ پر ٹانگ رکھے بیٹھا تھا۔۔اُس نے میز کی جانب اشارہ کیا۔۔جس پر کچھ فائلز پڑی تھیں۔۔

"یہ فائلز اُٹھاؤ۔۔"

پھر اُس نے دائیں جانب پڑے لائیٹر کی جانب اشارہ کیا۔۔

"اور اِنہیں جلا دو۔۔" دُعا بے یقینی انداز میں اُسے دیکھتے بولی۔۔

"تم نے اِس لیے مجھے بلایا ہے؟"

وسیم صوفے کی پشت سے ٹیک لگانے لگا۔

"پڑھ کر جلانا۔۔" دُعا نے بنا وقت گنوائے جھک کر فائلز اُٹھالیں۔۔اُس نے بغور پہلی فائل کو دیکھتے کھولا۔پہلی نظر ورق پر گئی تو وہ دم بخود رہ گئی۔۔وہ کسی کی autopsy رپورٹ تھی۔۔۔دُعا نے ایک گہری سانس لی۔اُس نے ورق پلٹا۔۔اگلے صفحے پر بھی autopsy رپورٹ تھی۔۔" دُعا نے ضبط سے دانت کچکچائے اور اُسے دیکھا۔۔

"یہ کیا ہے؟"

وسیم نے سادگی سے کندھے اچکائے۔

"وہی جو نظر آرہا ہے۔۔"

یقیناً وہ اُس کے َ ٠ ہ تھے۔۔۔دُعا نے فائلیں پٹختے ہوئے میز پہ پھینکیں۔۔۔

" لگتا ہے تم اپنے ہوش میں نہیں ہو۔۔نہیں تو یہ فائلز تم میرے سامنے کبھی پیش نہیں کرتے۔"

وسیم تنویم وں سے اُسے دیکھ رہا تھا۔۔

"شای تمہارے والد کو یہاں اِس مینشن میں میری آمد کے متعلق کچھ نہیں پتا۔۔میرے شوہر پہ حملہ کروا کر تمہیں کیا لگتا ہے تم مجھے ڈرا دھمکا دو گے؟"

وہ ہنوز دُعا کو دیکھ رہا تھا۔۔

"یقیناً تمہارے پ کو اِس کا علم نہیں۔اور سچ کہوں۔اُس کے بغیر تم ایسی ہی چھوٹی َ ٹی حرکتیں کر تے ہو۔تمہاری اتنی اوقات ہی نہیں کہ تم اُس کے بغیر کچھ کر سکو۔۔تمہاری کوئی اوقات نہیں ہے۔۔۔تم صرف جلیل سومرو کے ٹے ہو۔۔"وسیم نے پنجوں سے صوفے کے زو پَ فت مضبوط کر لی۔۔

وقاص گاڑی میں َ ٹا ا َ ی۔۔

"دُعا کیا کر رہی ہو؟"

"تم نے کبھی غور کیا ہے؟ کہ تم یہ کیا کر رہے ہو؟تمہیں اِس سے حاصل کیا ہو رہا ہے؟ کبھی غور کیا ہے تم نے یہ کیوں کر رہے ہو؟نہیں تم نے غور نہیں کیا۔۔"

وسیم کا دماغ شدت اور تندی کے اُبلنے لگا تھا۔۔وہ سیدھا اُٹھ بیٹھا۔۔

" نہیں تم نے غور نہیں کیا۔۔کیو تمہیں پتا ہی نہیں تمہیں حاصل کیا ہو رہا ہے؟ میں بتاتی ہوں تمہیں کیا حاصل ہو رہا ہے۔تمہیں حاصل ہو رہا ہے متاعُ قلیل۔۔صرف متاعُ قلیل۔۔جو بہت ہی قلیل مدت کے لئے ہے۔۔۔"

وسیم طیش سے اُٹھ کھڑا ہوا۔۔

"مجھے نہیں پتا میں یہ   کیسے کروں گی۔ میں نے اپنے اُستاد سے ای   چیز سیکھی ہے۔۔

       ہو۔اللہ راستے بنا دیتا ہے۔۔میں تمہیں بے   ب کروں گی۔مجھے نہیں پتا کیسے

لیکن میں کروں گی۔۔"

وسیم جارحانہ انداز میں اُس پر جھپٹا۔۔دُعا نے اُس کے منہ پر مُکا رسید کر دیا۔۔

"اوہ!!" وقاص کا دماغ ماؤف ہونے لگا۔۔۔

وسیم دو قدم پیچھے ہٹ گیا۔۔دُعا زور زور سے گہری گہری سانسیں لیتی اُسے   ر   وں سے دیکھ رہی

تھی۔۔وقاص گاڑی سے باہر نکلا۔۔۔

"دُعا باہر نکلو۔۔۔"

دُعا بلوٹوتھ ڈیوائس پر انگلی رکھے بولی۔۔

"باہر تو اب میں اِس وسیم کی حیوا   کو نکالوں گی۔۔" وسیم گھومتے سر اور غضب سے دُعا کو

دیکھتے آگے آیا۔۔اُس نے دُعا کو   دن سے جھپٹ کر اپنی جانب کھینچنا چاہا۔۔دُعا نے اپنا پیر

زور سے اُس کی ٹ   پر رسید کیا۔۔وہ یکدم پیچھے صوفے پر   ا۔۔۔

وقاص کی سانسیں غیر ہموار ہو گئیں۔۔دل اُتھل پتھل ہونے لگا۔۔اُس پر سے آواز نے اُس

کا دل لرزہ کر رکھ دیا تھا۔

"دُعا وہاں کیا ہو رہا ہے؟"

"یہ!!" وسیم کے   نے کی آواز آئی۔۔وقاص لمحہ گنوائے بنا گیٹ کی جانب دوڑا۔۔۔

وسیم نے دُعا کو   دن سے پکڑا تھا۔۔

دُعا کی آنکھیں سرخ ہو رہی تھیں۔۔۔آنکھیں مرطوب ہو رہی تھیں۔۔۔

دُعا نے سانس لینے کی کوشش کی۔۔

"میں اب۔۔ بلکل نہیں ڈروں گی۔۔۔چاہے۔۔تم۔۔مجھے مار دو۔۔ یہ تم خضر کو مار دو۔۔کیونکہ اگر میں مر گئی تو وہ تمہیں نہیں چھوڑے گا۔اور اگر وہ مر گیا۔۔تو میں تمہیں نہیں چھوڑوں گی۔۔"

وقاص سومرو مینشن کے بیک یارڈ کے باہر آیا تھا۔اُس نے پیچھے سے گھما کر کیمرہ دیکھا۔۔اُس نے اپنا کوٹ اُتارا۔۔وہ گلے کے قریب کوٹ کے بازو باندھ کر دیوار پر چڑھنے لگا۔۔۔

اُس پر وسیم کا قہر بھرتا جا رہا تھا۔۔۔اُس کی دُعا کے گلے پر گرفت مضبوط ہو رہی تھی۔۔

"تم کچھ بھی کر لو۔۔تم ہر صورت بے نقاب ہو کر رہو گے۔۔۔"

وقاص نے دیوار پر چڑھتے پیچھے رہ کر کیمرے پر اپنا کوٹ ڈالا۔۔

"دُعا شٹ اپ۔۔اُسے پرووک مت کرو۔۔"

دُعا کے ہونٹ نیلے پڑ رہے تھے۔۔۔

"میں نے۔۔۔اِس سے زیادہ قریب سے موت دیکھی ہے۔۔۔مجھے اب موت سے ڈر نہیں لگتا۔۔۔مار دو مجھے۔۔۔مار دو۔۔۔"

دُعا کی آنکھوں میں شدت بڑھتی جا رہی تھی۔۔۔وقاص دیوار ٹاپ کر بیک یارڈ میں داخل ہوا۔۔اُس نے گلے سے ٹائی نکال کر ہاتھ پر لپیٹی۔۔۔سبز پتے کے ٹہنیوں کی آواز نے بیک یارڈ پر احاطہ کیا ہوا تھا۔وہ دبے قدم اُٹھاتے آگے آیا۔۔۔اُس نے سانس روکے گشت کرتے سکیورٹی گارڈ کو گھر کے باہر دیکھا۔۔

دُعا کی آواز سسکیوں میں تبدیل ہو رہی تھی۔۔۔وسیم کا جانور مکمل طور پر زندہ ہو رہا تھا۔۔اُس کی انگلیاں دُعا کے گلے میں کھب گئی تھیں۔۔۔

"تم مجھے آج مارو یا کل۔۔۔تم بچنے نہیں والے۔۔۔اگر میں مروں گی تو تم بھی سکون کی زندگی نہیں گزار پاؤ گے۔۔۔"

اُس کی آنکھوں سے آنسو ٹوٹنے لگے۔۔۔۔

باہر کھڑے گارڈز کو کچھ گرنے کی آواز سنائی دی۔۔

"یہ کیسی آواز ہے؟" وہ دونوں بھاگ کر ذرا آگے آئے۔۔

اُن میں سے ایک بولا۔۔

"بیک یارڈ سے آواز آ رہی ہے۔۔"

دوسرا بولا۔۔

"تم اِدھر سے جاؤ۔۔میں اِدھر سے جاتا ہوں۔۔۔"

دونوں بیک یارڈ کی جانب دونوں طرف سے لپکے۔۔۔جیسے ہی وہ بیک یارڈ کی طرف آئے۔۔وقاص رینگتا ہوا سبزے سے نکل کر گھر کی جانب آیا۔۔۔اُس نے دائیں بائیں دیکھا۔۔۔وہاں پر کوئی نہیں تھا۔۔۔سبز پتے کے ٹبوں کی آواز وہاں تک آ رہی تھی۔۔۔

وقاص اُٹھا اور شتابی سے گھر میں داخل ہوا۔۔

دُعا کا وجود لڑکھڑایا۔۔وہ سسکتے ہوئے گرنے لگی۔۔۔۔وقاص تیزی سے دوڑتا ہوا گھر میں داخل ہوا۔۔۔بوٹوں کی چاپ چکنے فرش پر سنائی دی۔۔وسیم نے مڑ کر دیکھا اور دُعا کو یکدم چھوڑا۔دُعا اپنا گلا تھامے منہ کھول کر سانس لینے لگی۔۔اُس کے قدم ڈگمگائے۔۔اُس نے صوفے کو تھاما۔۔۔

"یہ کیسی آواز ہے؟" وسیم کمرے سے باہر نکلا۔۔دُعا زمین پر ہاتھ رکھے اُس کا تعاقب کرتے جانے لگی۔۔۔اُس نے گہری گہری سانسیں لیں۔۔

"وقاص!!!" اُس کی آواز سرگوشی بن گئی تھی۔۔۔وقاص صوفے کے پیچھے چھپتا ہوا سرگوشی کر کے بولا۔۔

"میں یہی ہوں۔۔میں اُسے ڈس ٹ ی کر رہا ہوں۔۔۔"

دُعا وسیم کا تعاقب کرتے پیچھے آئی۔۔۔آ ؤں سے بھری ہرنی آنکھیں سرخ مائل تھیں۔۔

"وسیم!!!"

وہ پلٹا۔۔دُعا نے ای گہری سانس لی۔۔۔اُس کی جنونی آنکھیں دُعا پ تھیں۔۔۔صوفے کے پیچھے سے وقاص اُٹھا۔۔اُس نے میز پ رکھا ہرکلس کا شیشے کا شوپیس پکڑا اور تیزی سے اُٹھا کر َ ا ی۔۔۔وسیم شور پ پلٹنے لگا۔۔دُعا نے پوری قوت سے اُس کی ٭ک کے قری ٭ کر کے مکا رسید کر د ی۔۔وقاص صوفے کے نیچے بیٹھ َ ی۔۔دُعا دیوار سے لگے سانسیں ی ت ی ٭ لگی۔۔وسیم کو ایسا لگا تھا اُس کا سارا خون ٭ک میں آ َ ی تھا۔۔آنکھوں کے َ د ایسے جیسے ا٭ ھیرا چھا َ ی۔۔۔

"دُعا تم نے کیا کیا ہے اُس کے ساتھ؟" وقاص اُس کی حا ت بگڑتے دیکھ کر بولا تھا۔۔

دُعا اپنا گلا تھامے درد سے کراہتے بولی۔۔

"٭ک ڈاؤن۔۔"

وہ ٭کسنگ کی بیہوش کرنے کی ٹِرک تھی۔یہ کیسی صورتحال سے بچ کر ٭ کی تکنیک تھی۔۔اُسے خضر نے اُس کی وڈیوز ٭ر ٭ر دکھائی تھیں۔۔

"دیکھو دُعا یہ مشکل کے وقت بچنے کے لئے ٭ سے آسان تکنیک ہے۔۔کبھی بھی کوئی خطر٭ک صورتحال میں پھنسو تو تمہیں یہ کر کے بھا َ ٭ ہے۔۔۔غور سے دیکھو۔۔"

وہ خود کو اکٹھا کر٭ چاہ رہی تھی۔۔۔

"وقاص میں . ہر جا کر گارڈ کو اکٹھا کرتی ہوں۔۔تم نکلو یہاں سے۔۔"

"دُعا!!"

وقاص . . تیت سے بولا تھا۔۔دُعا ڈگمگاتے ہوئے اُٹھ کھڑی ہوئی۔۔

دُعا . ہر کی جا . جانے لگی۔مبہوت وقاص بغور اُسے دیکھ رہا تھا۔۔یکدم دُعا نے لگی۔۔

"گارڈز!!!"

"دیکھیں۔۔دیکھیں وسیم کو کیا ہو ے ہے۔۔فِٹس پڑ رہے ہیں اُنہیں!!!" وقاص کو چاہتے ہوئے اُٹھنا پڑا۔۔بھاری قدموں سے وہ تیزی سے سومرو مینشن سے . ہر نکل رہا تھا۔۔

"دُعا تم۔۔"

دُعا نے بھرائی ہوئی آواز میں میں کہا۔۔

"میں ڈی۔کے ہو۔۔ڈی۔کے کچھ کر لے گی۔۔ڈی۔کے ہے ۔۔" وقاص کی آنکھیں نمنمائی تھیں۔۔

"دُعا۔۔" جیسے وہ مینشن میں داخل ہوا تھا۔۔ویسے ہی وہ . ہر کی جا . کو . ھ رہا تھا۔۔۔

"ٹائم تھوڑا ہے وقاص۔۔نکلو یہاں سے۔۔ابھی نکلو۔۔"

اُس کا خون جوش سے کھول رہا تھا۔آنکھیں ڈ . رہی تھیں۔۔دُعا کی مان کر اُسے وہاں لا اُس کی بہت . ی غلطی تھی۔۔

"وہ جو اُس پہ کھرونچ نہیں آنے دیتا۔۔اُس کی یہ حا ت ۔۔۔" خضر کا تصور کرتے اُس پہ آئی تھی۔۔۔

بے کلی سی سارے وجود میں مچ گئی تھی۔۔۔

وہ اپنا کوٹ لے کر سومرو مینشن سے نکل آیا۔۔گھڑیں صدیں بن رہی تھیں۔۔۔

"یہ صورتحال میرے ہاتھوں سے نکل رہی ہے۔۔۔"

وہ اپنے ہاتھ میں پکڑا ہوا بجتا ہوا مو. ر. ر دیکھ رہا تھا۔ خضر اُسے . ر. ر کال کر رہا تھا۔۔۔

واٹس ای پ نوٹیفیکشن اسکرین پ آ رہے تھے۔۔۔

"دُعا کو لے لیا؟ کہاں پہنچے؟ یہاں پولیس آ گئی ہے۔۔۔ آ جاؤ۔۔"

"ہیلو؟"

"کال تو اُٹھاؤ۔۔"

گاڑی کے بو. ٹ پ وہ پ ٹ ھ کر بیٹھا۔۔

اُس کے ہاتھ پ پ رہے تھے۔۔ اُسے ڈر لگ رہا تھا۔۔ اُسے کیوں ڈر لگ رہا تھا۔۔۔

"میں اب اُس سے کبھی . تمیزی نہیں کروں گا۔۔ آئی سوئیر۔۔۔ میں اُس کی عزت کروں گا۔۔۔ بس وہ . ہر آ جائے۔۔۔"

وہ خود سے وعدہ کر رہا تھا۔۔ یا بس خود کو تسلی دے رہا تھا کہ وہ واپس آئے گی۔۔۔ اُسے نہیں سمجھ آ رہا تھا۔ اُسے بس اتنا معلوم تھا۔ وہ خضر کی اما. ت تھی۔۔ اور وہ اُس اما. ت کو کھو چکا تھا۔۔ اُس کی آنکھیں ڈ. ٹ. رہی تھیں۔۔ سردی نہیں تھی۔۔ اُسے سردی لگ رہی تھی۔۔۔

"میں نے آج trespass کرائم کیا ہے۔۔ جتنی غلطیاں ا ن دوستوں کی وجہ سے کرتے ہے شا. ی ہی وہ کسی کی وجہ سے کرتے ہے۔۔۔ میں نے وکیل ہو کر اتنا . ڑ ا کرائم کیا ہے۔۔۔"

اُس نے دماغ سے خیال جھٹکا۔ وہ بو. ٹ پ ٹ ھ کر بیٹھا ہاتھ ہوا میں جھلانے لگا۔۔

"فِش فِش۔۔"

اُس کا دماغ سُن تھا۔ "دُعا بس آ جائے۔۔ میں اُس کی کبھی بے عزتی نہیں کروں گا۔۔ وہ

ایک اچھی بیوی ہے۔۔اور ۔ سے اچھی بھابی ہے۔۔ ۔ بھابیوں میں سے۔۔وہ ۔ کا خیال رکھتی ہے۔۔۔"

اُس کی آواز بھی کپکپا رہی تھی۔۔

"مجھے یہ کہنے کا موقع مل جائے بس۔۔میں ساری زندگی اُس سے لڑتا رہا ہوں۔۔۔مجھے یہ موقع۔۔یہ موقع ملنا چاہیے۔۔۔اُس نے میرے لیے۔۔"اُس کی آنکھوں سے ستارہ ٹوٹا۔۔

"اُس نے میرے لیے خود کو اُس جہنم میں چھوڑ دیا۔۔"

وہ ہچکولے لے رہا تھا۔۔۔

"مجھ۔۔مجھے ڈر لگ رہا ہے۔۔"

وہ ایک بہادر انسان تھا۔روز لاء فرم میں بہت سارے کیسیز دیکھتا تھا۔اُس کی بہادری ثابت کرنے کے لیے یہ بات کافی تھی کہ وہ جلیل سومرو کے گھر میں غیر قانونی طریقے سے بنا ڈرے داخل ہوگیا تھا۔۔ فی الوقت اُسے ڈر لگ رہا تھا۔۔اُسے بہت ڈر لگ رہا تھا۔۔

"دُعا بہت اچھی ہے۔۔۔دُعا بہت اچھی ہے۔۔۔"

فکر سے اُس کا دل پھٹنے لگا تھا۔۔خضر کی اُسے مسلسل کال آئے جا رہی تھی۔۔۔

"یار کہاں ہو وقاص؟"

"دُعا کدھر ہے؟"

"وہ کال نہیں اُٹھا رہی۔"

وقاص کے ہاتھوں میں کپکپاہٹ بڑھ رہی تھی۔اُس نے سر اُٹھا کر بھیگتی آنکھوں سے سومرو مینشن کو دیکھا۔۔

وقاص کال اُٹھانے لگا۔۔اُس نے ۔ دبا لیے۔۔

"میں چاند کو بتادوں گا۔اب چاہے کچھ بھی ہو۔۔"

اُس نے ایک گہری سانس لی۔۔

وہ اسکرین کو ٹچ کرنے لگا۔

تبھی اُس کے ہاتھ سے کسی نے فون اُڑایا۔اُس نے چونک کر سامنے دیکھا۔۔دُعا نے کال اُٹھا کر موبائل کان سے لگایا۔

"چاند آرہے ہیں بس۔۔"

"کال کیوں نہیں اُٹھا رہے تھے؟"

وقاص مٹی کی مورت بنا صمم بکم اُسے دیدے پھاڑ کر دیکھ رہا تھا۔۔

"ٹریفک میں پھنسے ہیں چاند۔۔آرہی ہوں بس۔۔"

خضر نے اُس پر کال بند کرتے کہا۔

"اچھا۔۔"دُعا نے کان سے موبائل ہٹایا اور اُس کی جانب متوجہ ہوئی۔۔

"ہاں کیا؟ میری اچھائی کے شاید کچھ قصیدے پڑھے جا رہے تھے۔۔۔سوری میرا شوہر فکرمند ہو رہا تھا۔اِس لئے مجھے خلل پیدا کرنا پڑا۔۔لیکن نو ویکین کیری آن۔۔"وقاص نے اپنا کوٹ اُٹھا کر طمانچے کی طرح اُسے دکھایا۔۔

"دُعا!!"

دُعا نے گھور کر اُسے دیکھا۔۔ہرنی دیدے مزید بڑے ہوئے۔۔۔

"وقاص یہ بچپن نہیں ہے۔۔جو میں تمہاری مار کھا لوں گی۔۔شریم اور زین میرا مکا کھا چکے ہیں۔۔۔اور ابھی ابھی تم نے وسیم کا حال اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے۔۔میرا خیال ہے اب تمہیں مجھے انڈر ایسٹیمیٹ نہیں کرنا چاہیے۔۔جسٹ بی کاز میری صحت کمزور ہے اور

تمہاری اطلاعات میں اضافہ کرنے کے لئے میں تمہیں یہ بتاتی چلوں۔۔ بکسنگ کا میجر تعلق داؤ سے ہے' کہ وزن سے۔۔"

وقاص نے گہری سانس لی اور وہ چھلانگ لگا کر نیچے اُترا۔۔

"اسکوائر میں پولیس آئی ہے۔اب وہاں جا کر صورتحال دیکھتے ہیں۔۔شریم اور زین ڈرامہ کو نیکسٹ لیول پہ لے گئے ہیں۔۔"

دُعا نے خود کو نارمل دکھانے کی کوشش کی۔۔

"اچھا۔۔" اُس کے گلے پہ وسیم کی درندگی کے نشان چھپے تھے۔۔مسلسل درد اُٹھ رہا تھا۔۔

دُعا نے کوئی تاثر نہیں دیا۔۔اُس نے لپیٹ کر اچھی طرح گلے میں چادر لے لی تھی۔۔

"دُعا ہم اب یہاں نہیں آئیں گے۔۔" وقاص نے انتہائی سنجیدگی سے اُسے بتایا تھا۔۔دُعا نے سر جھٹکے اثبات میں سر ہلایا۔۔

"ہاں۔۔کیونکہ اب وہ ہمارے پاس آئے گا۔۔" وقاص نے آنکھیں پھیر کر اُسے دیکھا۔۔

"تمہیں پھر سے self-obsessed disorder ہو رہا ہے۔۔"

جواباً دُعا کچھ نہ بولی۔۔۔

☆.....☆.....☆

اسکوائر کی لائٹ لوٹ آئی تھی۔۔پولیس سب سے بازپرس کر رہی تھی۔۔کسی کے مال متاع میں سے کچھ بھی غائب نہیں ہوا تھا۔۔

خضر رضیہ آنٹی سے پوچھ رہا تھا۔

"آنٹی آپ کیوں چلی گئی تھیں؟"

رضیہ آنٹی پریشانی سے ماتھے پہ بل لاتے بولیں۔۔

"بیٹ وہ اوپ سے چیخ سنائی دی۔۔تو میں بھی پڑی۔۔"

خضر نے زین کو دیکھا۔

"اور تم؟"

زین کہنے لگا۔۔

"وہ میں اوپ یہ تھا۔آ غزالہ سے بات یہ ۔۔ت۔ کوئی آدمی یہاں سے بھاگ رہا تھا۔۔جیسے وہ بھاگا مجھے لگا چور ہے۔۔اور میرے ہاتھ سے بات چھوٹ یہ۔۔"

خضر جھٹ سے بولا۔۔

"میں ت۔ نیچے ہی تھا۔۔مجھے اُس سے پہلے چور چور کا شور سنائی دیہ تھا۔۔"

زین نے فوراً کہا۔

"میں اُس کے پہلے پیچھے بھاگتے رہا تھا۔۔پھر اُس نے مجھے دھکا دیہ اور وہ اوپ بھاگ یہ۔۔"

پولیس آفیسر مشکوک وں سے زین کو دیکھتے کہنے لگے۔۔

"تو اوپ سے اُسے کس نے اُٹھایہ؟ اذرا نے؟"

انکل ہارون کچھ سوچتے بول پڑے۔۔

"ہوسکتا ہے وہ چھت ٹپ کر کسی دوسری بلڈ میں یہ ہو۔۔پھر بتیں بھی تو بند ہوگئی تھیں۔۔بس تبھی اُسے بھاگنے کا موقع مل یہ ہوگا۔۔"

شریم کی کمر میں شدیہ قسم کا درد ہو رہا تھا۔۔انکل ہارون اُس سے ب۔ ر۔ معذرت کر رہے تھے۔۔

"سوری بیٹ۔۔معاف کر دینا۔۔مجھے نہیں پتا تھا کہ وہ تم ہو۔۔"

پولیس جا چکی تھی۔۔ابھی اسکوائ میں ۔ کی بھیڑ جمع تھی۔۔جہان۔ ی۔ صا ۔ کا پ انتہا کا تیز تھا۔۔

" ۔ کے ۔ ہجڑے ہوتم۔۔" اُنہوں نے اسکوائ کے مردوں کو دیکھ کر سختی سے کہا تھا۔۔

" گھر میں منہ چھپا کر بیٹھ گئے۔۔۔یہ تو ۔ اکا شکر ہے کوئی مالی اور جانی نقصان نہیں ہوا۔۔"

اب اُنہوں نے چوکیدار کو دیکھا۔اُس کی جہان۔ ی۔ صا ۔ کو دیکھ کر ٹ نگیں پ پ رہی تھیں۔۔وہ جہان۔ ی۔ صا ۔ سے بہت ڈرا کرت تھا۔۔

"اور تُو مُنی۔۔تو گڈ فار نتھنگ ہے۔۔دل چاہ رہا ہے تیری ابھی شکا۔ت کر کے تجھے یہاں سے نکال دوں۔۔ تیری بیوی بچوں کا خیال میرا منہ مارت ہے!"

تبھی گاڑی کے ۔ ی لگنے کی آواز آئی۔۔وقاص نے ہیڈ لائ ٹ ۔۔خضر نے پلٹ کر دیکھا۔دُعا اور وقاص گاڑی کا دروازہ کھول کر ۔ ہر نکلے۔۔دُعا کے چہرے پ خضر کی گئی۔۔پیلا زرد چہرہ۔۔گو۔ یکان کی مریض ہو۔آنکھیں سکڑی ہو اور سرخ آ ۔۔۔

" ۔ ٹھیک ہے۔ ۔۔"

وقاص نے گاڑی کا دروازہ بند کیا وہ بھی اُن کی جا ۔ آ ی۔۔

" کچھ نقصان تو نہیں ہوا۔۔"

شریم بینچ پ بیٹھا درد سے کراہا۔۔

" آہ!" دُعا اور وقاص نے اُسے دیکھا۔۔

زین اُنہیں بتانے لگا۔

"انکل ہارون نے اِسے چور سمجھ کر اِس کی چنگی پھینٹی لگائی ہے!"

دُعا نے انکل ہارون کو متاسفانہ ا ازمیں دیکھا۔

" ۔۔کتنے افسوس کی بات ہے انکل۔۔آپ سے اپنے اسکوا ئ کا بچہ نہیں پہچا ی۔"

انکل ہارون خفا ہوئے۔

"اب بھئی ا ھیرے میں مجھے کیا پتا چلتا۔ایسی افراتفری مچی تھی۔۔نہیں سمجھ آ ی۔چا نے پکڑا ہوا تھا اِسے۔۔مجھے ڈر تھا کہیں چا کو انخواستہ کوئی گولی ہی مار دیتا۔۔"دُعا نے بھینچ لیے۔۔۔

شریم کے والد نے بات ختم کرنی چاہی۔۔

"چلیں۔۔جو ہوا سو ہوا۔شکر ہے اللہ کا۔۔کہ صحیح سلامت ہیں۔بس چھوڑیں ختم کریں بات اور آئندہ کے لیے احتیاط کیجئے گا!"

اور اِسی کے ساتھ وہ معاملہ وہی دفن ہو ی تھا۔۔

☆.....☆.....☆

وقاص آنکھوں پہ چشمہ لگائے۔۔ا ی ہاتھ بازو سمیت میز پہ رکھے بیٹھا تھا۔۔دوسرے ہاتھ میں قلم تھا۔۔میز پہ کتابوں کا ڈھیر تھا۔۔سامنے پلنگ پہ دُعا اور آمنہ بیٹھے تھے۔۔اُن کے با ا میں کرسیاں رکھ کر زین اور شریم بیٹھے تھے۔۔۔

آمنہ کو ب اُس نوٹنکی کے متعلق معلوم پڑا تو وہ کہے بنا رہ نہیں پا ئی۔۔

"کیا سچ میں؟سچ میں وہ جھوٹ تھا؟لیکن قسم سے کو یہی لگ رہا تھا کہ اسکوا ئ میں واقعی چور یا کوئی ڈاکو آ ی ہے۔۔"

وقاص نے چشمے سے دُعا کو دیکھا۔۔

"لیکن دُعا۔۔" اُس کی جانب متوجہ ہوئے۔۔وقاص کیچہرے پہ شکوک کے کچھ اثرات

دِ ۔ نے لگے۔۔

"تم پہلے اُسے مار رہی تھی۔۔۔تم نے اُسے مار بھی دی تھا۔۔اُس نے اپنے گارڈز کو ۔ر آنے سے کیا تھا۔۔تم میرے آنے سے پہلے بھی بھاگ سکتی تھی۔۔تم ۔ وہاں سے کیوں نہیں بھاگی؟ تم نے جان بوجھ کر اُسے کیوں اُکسای؟ اور ۔ سے ۔ڈی ۔ت تم وہاں سے کیسے نکلی؟"

۔ حیرانگی سے دُعا کو دیکھنے لگے۔شریم بے اختیار بولا۔۔

"ہاں دُعا بتاؤ؟"

دُعا نے ای گہری سانس لی۔۔

"کیو میں اُسے بتا۔ چاہتی تھی۔۔کہ د میں ۔ سے مضبوط اور خطر ۔ک ۔ین ا ن وہ ہو۔ ہے۔جو اپنی موت سے نہیں ڈر۔ ۔"

اُسے ماضی کی کھڑکیوں سے چند ۔ ں قبل پیش آنے والا سا دکھائی دینے لگا۔۔

"گارڈز گارڈز!!"

"وسیم کو فِٹس ۔ڑ رہے ہیں۔۔۔" بیک ی رڈ میں وہ ۔رچ کی مدد سے دا ۔ بغور دیکھ رہے تھے۔۔

اُن میں سے ای گارڈ نے ۔ غبانی کا سامان ا ۔ڑا دیکھا۔۔

"۔ رت۔۔۔" اُس نے پلٹ کر دوسری جا ۔ کھڑے گارڈ سے کہا تھا۔۔

"اوئے۔۔یہ ۔ غبانی کا سامان ا ہے۔۔کچھ نہیں ہے یہاں۔۔"

وہ دونوں گیٹ کے قری ۔ پہنچ رہے تھے۔۔دُعا نے مزی شور مچا۔ شروع کر دی تھا۔۔۔وقاص گھر سے نکل کر جا چکا تھا۔۔۔

"پلیز دیکھیں۔۔وسیم کو کیا ہو ۔ی ہے۔۔" تبھی اوپ ی منزل سے ای خادم کمرے سے نکلا

تھا۔۔

"پلیز دیکھیں۔۔۔" دُعا کی چیخیں اُس کے کان میں پڑیں تو وہ لمحہ گنوائے بنا سیڑھیوں کی طرف آ ی۔۔وہ زینے پھلانگتے ہوئے نیچے کی جان ب آ رہا تھا۔۔دُعا نے شور پ پلٹ کر دیکھا تو بے اختیار بولی۔۔

"وسیم کو فِٹس پڑھ رہے ہیں۔۔آ ی ب رڈرَ ن اُنہوں نے ب لیا تھا۔۔" وہ دُعا کو پہنچا تھا۔۔وہ اُس کا وہی خادم تھا۔جسے دُعا نے شراب کے متعلق وسیم کی صحت کے لئے ہدا ی ت کی تھی۔۔۔

"ڈرَ ن؟" وہ ٹ ٹا ی۔شا ی اُسے خود بھی نہیں پتا تھا۔۔۔دُعا نے میں ہاتھ ہلا ی۔۔

"خیر چھوڑو۔۔اِسے اِس کے کمرے میں لے چلو۔۔میں د ی ت ہوں۔۔ہو ن ٹ خشک پڑے ہیں اِس کے۔۔" دُعا اُس کی جان ب گھومی تھی۔۔

" کی وجہ سے پ نی کی کمی ہوئی ہے اِسے۔۔میں نے پہلے بھی آپ سے کہا تھا۔۔اِسے ز ی دہ مت پ ی ن دیں۔۔"

وہ نوکر بے بسی سے بولا۔۔

"میری تو وسیم ب ب نہیں سُنتے میں کیا کروں؟"

دُعا نے ب ت کا رخ ب لا۔

"چلو اِسے ا ن ر لے کر چلیں۔۔"

دُعا نے اُس کی مدد سے اُسے اُس کے کمرے ت پہنچا ی تھا۔۔اب اُس کے ہوش میں آنے سے پہلے ن کا موقع اچھا تھا۔۔ اُس نے اُس موقعے کا فائ ہ اُٹھا ت ک کر کے وہی رہنا پسند کیا تھا۔۔وقاص حال میں چیخ پڑا۔۔

"اورتم نے یہ بیوقوفی کیوں کی؟تم نے دو. ر یہ بیوقوفی کی ہے اور میرے لیے کرتین. ر۔۔"
وقاص غصے سے آمنہ زین اور شریم کو دیکھنے لگا۔۔
"یہ تو میں نے آکر وسیم کو گمراہ کیا۔۔نہیں تو ابھی یہ او پ ہوتی۔۔"دُعا جھٹ سے بولی۔۔
"یہ تو میں نے گارڈز اور . کو گمراہ کیا۔۔نہیں تو تم ہاؤس ٹ لیس پ سنگ کے. م میں یہ جیل میں
ہوت ۔۔اور سیاسی اث و رسوخ ر ن والے بندے سے پنگا ی ن کے نتیجے میں تمہارا لاء
لا بھی کینسل ہو جات ۔۔"
وقاص نے یکدم دونوں ہاتھ اُٹھائے۔
"اوکے اوکے ٹھیک ہے۔ہم دونوں کے ا ی دوسرے پ احسان ہیں۔۔"
آمنہ نے دوپٹے سے ہی دُعا کے گلے پ ڑے سرخ نوں کو دیکھا۔۔۔
"دُعا تم اب کبھی ایسی حر ی نہیں کرو گی۔۔"
اُس نے دُعا کا ہاتھ تھامتے اُس سے متا ن سے کہا تھا۔۔جواباً دُعا مسکرائی۔۔
"نہیں ہو گا!"
زین اور شریم نے طنزاً دن لڑھکا کر کہا۔۔
"آ!!!"
دونوں نے گھور کر خفگی سے اُنہیں دیکھا۔۔وقاص منہ میں قلم د ئے بولا۔۔
"پھر۔۔آگے۔۔آگے کیا ہوا؟"
دُعا اُس کی جان . متوجہ ہوئی۔۔اور ماضی کو ی د کرنے لگی۔۔
وسیم کو چند لمحوں بعد ہوش آنے لگا تھا۔۔آنکھیں مو ن ے وہ پلکیں جھپکا رہا تھا۔۔اُس نے
انگڑائی لی۔۔دھیرے دھیرے آنکھیں کُھلیں۔۔ ن ک کے قری . اُسے شدی قسم کا درد محسوس

ہوا۔۔دھندلاتی آنکھوں سے دُھند جا رہی تھی۔۔۔سامنے دُعا اُس کے نوکر کے ساتھ کھڑی تھی۔۔۔لمحے بھر میں سامنے کا منظر صاف ہوَ یہ۔۔وسیم سُکڑی آنکھوں سے اُسے دیکھ رہا تھا۔۔۔

"تم؟"

دُعا ہاتھ یٰ پ ٰ ھتے بولی۔

"ہاں میں۔۔اور میں یہاں سے نہیں گئی۔۔" وہ اُٹھ کر ی ٰ لگا۔۔اُسے وہاں دیکھ کر اُس کی حیرت کی کوئی انتہا نہیں رہی تھی۔دُعا نے ۔ کھولے۔۔

"کیو میں تمہیں یہاں یہ بتانے آئی ہوں۔۔کہ مجھے اب موت۔۔یکسی قسم کے ا م سے ڈر نہیں لگتا۔۔۔میں اب دو ۔ رہ وہی ۔ تیں دہراؤں گی۔۔جو میں نے پہلے دہرائی تھیں۔۔"

وسیم بیڈ کراؤن سے ٹیک لگانے لگا۔۔

اُس نے اپنے کمرے کے ۔ رکی جا ۔ خادم کو اشارہ کیا۔۔جواباً اُس نے اثبات میں سر ہلایا اور دُعا گھوم کر نوکر کو دیکھتے جھٹ سے بولی۔

"آپ ایسا کچھ نہیں کریں گے۔" وہ ٹ ۔۔وسیم نے اُسے حیرت سے دیکھا۔۔

"تم۔۔تم کون ہوتی ہو میرے حکم میں مداخلت پیدا کرنے والی؟" دُعا نے ای گہری سانس لی اور کہنے لگی۔۔

"میں ای ڈاکٹر ہوں۔۔اور میں تمہیں یہ بتا ٰ چاہتی ہوں کہ یہ تمہاری صحت کے لیے ٹھیک نہیں ہے۔۔۔تمہیں ا ٰ ازہ نہیں ہے تمہارا تمہارے ساتھ کتنوں کو اذی پہنچا رہا ہے۔۔اَ تم یہی ۔ کرتے رہے اور اپنی شراب نوشی اور منشیات خوری کو طول دیتے رہے تو تمہیں ا ٰ ازہ نہیں تم خود کو کس قسم کا خوفناک حیوان بنا لو گے۔۔ا ۔ نی ۔ ڈی کی ای حد ہوتی ہے۔۔یہ ای

حدت تمھیں. داشت کرے گی۔۔اور پھرای دن یہ جواب دے دے گی۔۔اپنے ساتھ اتنا بڑا ظلم مت کرو۔۔"

وسیم پلنگ پہ ٹانگیں. زو پھیلا کر مستی میں کہنے لگا۔۔۔

"تم میری فکر مت کرو۔۔میں ایسا ہی ہوں۔۔میں ایسا ہی رہوں گا۔۔مجھے زندگی میں کبھی کسی نے نصیحت نہیں کی۔۔مجھے کبھی کسی نے کسی شے سے نہیں روکا۔۔یہ . ایسے ہی چلتا آیا ہے اور یہ . ایسے ہی چلتا رہے گا۔۔"اُس نے نوکر کو اشارہ کیا اور اِس مرتبہ وہ. ق رفتاری میں . رکی جان. جانے لگا۔۔دُعا . کاٹتے کچھ سوچنے لگی۔۔اگلے لمحے اُس نے بھوں پڑھا کر اُسے دیکھا۔۔

"وسیم تمھیں ای کہانی سُناؤں۔۔۔"

وسیم نے اُسے دیکھا۔۔

"سُناؤ۔۔"

دُعا نے تمہید. ھی۔۔

"ای مرتبہ کا ذکر ہے۔۔۔عرب کے بنجارے سفر کر کے اپنی منزل کی جان. سرَ داں تھے۔۔عربوں کا رومیوں اور یوٴ نیوں جیسا کوئی ٹھکانہ نہیں تھا۔۔کوئی حجاز کا قبیلہ ہجرت کر کے عمان ےَ ی۔۔کوئی بحرین کوئی قطر کوئی امارات کوئی کوی اور کوئی سعودیہ ہی رہ َ ی۔۔۔آج بھی عربوں کے وہی قبیلیعرب مما لک میں بس رہے ہیں۔۔ دراصل وہ عمانی ی قطری نہیں۔۔وہ حجازی ہی ہیں۔۔ای مرتبہ ای قافلہ ہجرت کرنے کے لیے ای بیا.ن صحرا سے ٴ رر رہا تھا۔۔۔"دُعا وسیم کے کمرے میں لگی۔۔صحرا میں او ں کی پینٹنگ کی جان. دیکھنے لگی۔۔۔وسیم اُسے بغور دیکھ رہا تھا۔۔وہ ایسی. توں میں دلچسپی ی والا شخص تو

نہیں تھا۔۔ شای دُعا کا داستان بیان کرنے کا ا ازبلیغ تھا۔۔

اُس بیا ن میں اُس نے ای بہت ڈا سفید محل دیکھا۔۔اُس کے ارد نخلستان تھا۔۔۔یوں لگتا تھا۔۔جیسے۔۔" اُس نے وسیم کو دیکھا۔۔

"جیسے دُ کی ساری دو اُس بیا ن میں اللہ نے اُس گھر کو کر دی تھی۔۔اُس محل کی چکاچو ایسی تھی۔کہ اُس نے مسافروں کی آنکھیں خیرہ کر رکھی تھیں۔۔۔مسافر مبہوت ہوئے اُس محل کو دیکھ رہے تھے۔۔اُس کی کھجوریں بھی پکی ہوئی تھیں۔۔۔ ضرورت سے زا ضرورت سے کم۔۔۔اور وہاں طرح طرح کی کھجور تھی۔۔تھوڑا سا سبزہ بھی۔۔اور اُس کی ارد د پانی۔۔۔آہ۔۔۔بے حد ٹھنڈا۔۔"

دُعا نے آنکھیں میچ کر کھولیں۔۔۔

"اُس گھر سے ہر گانے والیوں کی دف بجا کر گیت گانے کی آواز آ رہی تھی۔۔جلنے والوں جل کر مرو۔۔ہم ہمیشہ خوش رہیں گے۔۔ہم ہمیشہ آ د رہیں گے۔۔مرنے والوں جل کر مرو۔۔کیو ایسا ہی رہے گا۔۔۔مسافروں کی وہ ٹولی۔۔وہاں سے چلی گئی۔۔۔پچاس سال ر گئے۔۔پچاس سالوں بعد وہ مسافر خا ان پھر سے حجاز لوٹ رہا تھا۔۔۔وہ پیچھے چھوڑے ہوئے لوگوں سے دو رہ ملنے آ رہا تھا۔۔پچاس سال میں اُس خا ان کی پیڑی تبدیل ہو کر رہ گئی تھی۔۔اُن میں سے اکثر انتقال کر چکے تھے۔۔۔ اُس خا ان کا ای بچہ جو اُس وقت چھ سال کا تھا۔۔۔اب چھپّن سال کا بوڑھا تھا۔وہ اپنے چھوٹے بہن بھائی اولاد اور پوتے پوتیوں کے ہمراہ دو رہ اُسے محل کے قری سے را۔وہ محل آج بھی ویسا ہی تھا چکاچو کرنے والا۔۔ا ان کی عقل ماردینے والا۔۔۔اُس کے کانوں میں آج بھی گانے والیوں کا گیت گونجتا تھا۔۔۔" دُعا ٹھہری۔۔وہ بے چہرے سے وسیم کو دیکھتے نے

لگی۔

جلنے والوں۔۔۔جل کر مرو۔۔ہم ہمیشہ۔۔۔خوش رہیں گے۔۔ہم۔۔ہمیشہ۔۔آ ۔ د رہیں گے۔۔مرنے والوں۔۔جل کر مرو۔۔

کیو ۔۔ ۔ ایسا۔۔ہی رہے گا۔۔۔"دُعا نے ۔ ت جاری رکھی۔۔

"اُس چھپن سال کے بوڑھے سے رہا ۔ َ ۔ ی۔۔اور وہ ارد َ د سے َ ۔ رنے والے لوگوں کو پوچھنے لگا۔۔یہ گھر کس کا تھا۔۔اِس گھر میں کون رہتا ہے؟ اُس کی اولاد نے اُسے بھی کیا۔۔۔ اُس نے کسی کی نہیں سُنی۔۔پوچھتے پچھاتے کسی کی مدد سے وہ اُس محل میں داخل ہو َ ی۔۔ا ۔ ر آ ۔ ہے تو دیکھتا ہے وہ محل جتنا ۔ ہر سے خوبصورت تھا۔ا ۔ ر سے بھی اُتنا ہی خوبصورت تھا۔اُس کی خوبصورتی اور تعمیر کی کہیں مثال نہیں ملتی تھی۔۔وہ محل خوبصورت تھا۔۔۔ بہت ۔ ڑا تھا۔۔ اُس میں صرف ا ی ۔ ڑھیا رہتی تھی۔۔معلوم پ ڑا تھا۔۔کہ اُس خا ۔ ان کا صرف ا ی ہی فرد اب حیات تھا۔اور وہ ۔ ڑھیا تھی۔۔اُس چھپن سال کے بوڑھے نے اُس سے پوچھا۔۔میں آج سے پچاس سال قبل یہاں سے اپنے خا ۔ ان کے ساتھ ہجرت کر کے جا رہا تھا۔۔ت ۔ میں نے ا ی گیت کی آواز سُنی تھی۔۔اُس نے اُسے وہی گیت سنا ی۔۔جلنے والوں۔۔۔جل کر مرو۔۔ہم ہمیشہ۔۔۔خوش رہیں گے۔۔ہم۔۔ہمیشہ۔۔آ ۔ د رہیں گے۔۔مرنے والوں۔۔جل کر مرو۔۔کیو ۔۔ ۔ ایسا۔۔ہی رہے گا۔۔۔وہ گیت سُنتے ہی اُس ۔ ڑھیا کی چیخ نکل گئی۔۔۔اور وہ غش کھا کر َ گئی۔۔اُسے اُٹھا ی۔۔سنبھالا۔۔پ نی پلا ی۔۔چند لمحوں بعد اُس نے خود پ قابو پ ی تو اُس چھپن سال کے بوڑھے کو وہ دیکھ کر بولی۔۔وہ گانے والی میں ہی تھی۔۔اور اُس دن میری بہن کی شادی تھی۔۔اور میں وہ گیت گا رہی تھی۔۔۔چند لمحے َ ۔ رے۔۔ ۔ ڑھیا پ ۔ ح کا عالم طاری ہوا۔اور کچھ ہی لمحوں

میں بڑھیا کا دم نکل گیا۔۔وہ عرب کے صحرا میں خوبصورت محل ویسے کا ویسے رہ گیا۔۔نوکر نے والے نوکر کرنے لگے۔۔وہ چھپن سال کا بوڑھا اُس عورت کی مردہ لاش کو یونہی دیکھ رہا تھا۔۔اور اُسے ہنوز اُس عورت کا گایا ہوا وہ گیت یاد آ رہا تھا۔جلنے والوں۔۔۔جل کر مرو۔۔ہم ہمیشہ۔۔۔خوش رہیں گے۔۔ہم۔۔ہمیشہ۔۔آباد رہیں گے۔۔مرنے والوں۔۔جل کر مرو۔۔کیونکہ۔۔ یہ ایسا۔۔ہی رہے گا۔۔۔"

وسیم کے رونگٹے کھڑے ہو رہے تھے۔۔۔اُس نے بڑے ضبط سے خود کو سنبھالا تھا۔۔اُسے اُس لڑکی سے خوف آ رہا تھا۔اُس معمولی اور عام سی لڑکی سے خوف آ رہا تھا۔۔دُعا سادگی سے اُسے دیکھ رہی تھی۔۔

" آج نہیں تو کل۔۔۔تم اپنے انجام کو ضرور پہنچو گے۔۔میں نہیں۔تو کوئی اور۔۔کوئی نہ کوئی تمہیں ضرور پکڑے گا۔۔"

اُس کا نوکر ٹرے میں شراب کی بوتل اور ساتھ میں ڈالے گلاس لیے آیا۔۔۔اُس نے جھک کر اُس کے سامنے ٹرے پیش کی۔۔

دُعا کے چہرے پر سکون اور طمانیت دیکھ کر وسیم لرزنے لگا۔۔دُعا مسکرا کر بولی۔۔

" تمہارا برا وقت اپنی منزل کے لئے اُسی دن نکل پڑا تھا۔ جب تم نے پہلی بار یہ جرم کیا تھا۔۔۔وقت کا پہیہ گھوم رہا

ہے۔۔ریت ہاتھ سے پھسل رہی ہے۔۔۔کوئی نہیں جانتا۔۔کسی کو نہیں پتا۔۔ کب وہ وقت آ جائے۔چلتی ہوں۔۔۔" وہ تبسم سے اُسے دیکھ کر جانے کے لیے پلٹی۔۔۔وسیم نے ماؤف ہوتے دماغ سے لرزتے شراب کا گلاس پکڑا۔۔دُعا تیزی سے قدم اُٹھا کر کمرے سے باہر نکل رہی تھی۔۔وسیم کو ٹھنڈے پسینے آ رہے تھے۔۔۔اُس نے گلاس لبوں سے لگایا۔۔اُس کے

کانوں میں دُعا کے گیت کی آواز گو ۔۔۔۔

"جلنے والوں۔۔۔جل کر مرو۔۔ہم ہمیشہ۔۔۔خوش رہیں گے۔۔ہم۔۔ہمیشہ۔۔آ. د رہیں گے۔۔مرنے والوں۔۔جل کر مرو۔۔کیو ۔۔ . ایسا۔۔ہی رہے گا۔۔۔"

وہ خوف . کی سے پ کر ی۔۔اُس کے ہاتھ سے گلاس چھوٹ۔۔اُس کا نوکر یکدم ای قدم پیچھے ی۔۔۔

"جلنے والوں۔۔۔جل کر مرو۔۔"

اُس نے دا . ۔ کچکچاتے کانوں پ ہاتھ رکھ لیا۔۔۔

"ہم ہمیشہ۔۔۔خوش رہیں گے۔۔ہم۔۔ہمیشہ۔۔آ. د رہیں گے۔۔مرنے والوں۔۔جل کر مرو۔۔"

ایسا شدی اُسے آ رہا تھا کہ اُس کے ب ل . یَ لگے تھے۔۔۔

"کیو ۔۔ . ایسا۔۔ہی رہے گا۔۔۔"

سوئیوں کی طرح وہ آواز اُس کے کانوں میں چُبھ رہی تھی۔۔۔

"جلنے والوں۔۔۔جل کر مرو۔۔"

اُس کا سر چکرا رہا تھا۔۔

"وسیم۔۔!" اُس کا نوکر بوکھلاَ ی۔۔۔۔

"وسیم۔۔!!"

"ہم ہمیشہ۔۔۔خوش رہیں گے۔۔"

اُس کی آنکھیں دھندلانے لگیں۔۔۔

اُسے کچھ سنائی نہیں دے رہا تھا سوائے اُس گیت کی آواز کے۔ وہ کان ملنے لگا۔

"ہم۔۔ہمیشہ۔۔آ۔ درہیں گے۔۔"

اُس کا سارا وجود ٹھنڈا پڑ رہا تھا۔۔

"مرنے والوں۔۔جل کر مرو۔۔کیو ۔۔ ۔ ایسا۔۔ہی رہے گا۔۔۔"

وسیم کو غش پڑنے لگا۔۔

"وسیم۔۔!!" اُس نے پلٹ کر دیکھا۔

"ڈاکٹر!"

دُعا وہاں سے جا چکی تھی۔۔۔

حال میں وقاص قلم میز پہ پھینکتے بولا۔۔

"ووؤ۔۔۔" اُس کے ہو ٹ گول ہو گئے۔۔۔

"تم نے اُسے نفسیاتی اور دماغی طور پہ threat کیا ہے!"

دُعا نے سادگی سے ہتھیلیاں اُٹھا کر ۔ کو دکھائی۔

"سچ کہوں۔۔" دُعا کی آنکھیں چینی ہو ۔۔ ۔ نے اُسے پتّ یں سکیڑ کر دیکھا۔ وقاص نے تیوری پڑھائی۔۔

"کیا!" دُعا تیزی سے بولی۔۔

"مجھے لگتا ہے یہ ۔ میں نے نہیں کہا۔۔جیسے مجھ سے یہ ۔ کسی نے بلوایا تھا۔۔اُستاد ٹھیک کہتے ہیں۔۔رب اشرح لی والی دُعا اِز اوسم۔۔اُستاد صحیح کہتے ہیں۔۔"

۔قی ۔ تمیم کرتے بولے تھے۔۔

"اُستاد ہمیشہ صحیح کہتے ہیں۔۔"

دُعا نے بھی تمیم کی۔۔

"اُستاد ہمیشہ صحیح کہتے ہیں۔۔"

وقاص ت لی بجا کر اُٹھا۔۔

"چلو ب ۔۔ ب اپنے گھر کو جاؤ۔صبح سما ت ہے۔۔میں نے وقت پ کورٹ پہنچنا ہے۔۔" سبھی اُٹھ کر کمرے سے ن لگے۔۔وقاص آمنہ کا ہاتھ تھامے ب ہر نکلا۔

"آؤ میں تمہیں نیچے ت چھوڑ آؤں۔۔" آمنہ نے سادگی سے وقاص سے کہا۔۔

"ٹھیک ہے۔۔۔" سیڑھیاں اُت کر وہ نیچے آئے۔۔۔آمنہ نے وقاص کو مسکرا کر دیکھتے کہا۔۔

" گڈ لک وقاص!" جواباً وہ تشکر سے بولا۔۔

"شکریہ آمنہ!" دُعا بلڈ ن سے ب ہر نکلی۔۔اور کرن ٹ کھا کر پلٹی۔۔۔عقب سے زین اور شریم کو بھی کرن ٹ لگا۔۔۔

آمنہ آئی اور یکدم دو قدم پیچھے ہوئی۔اور وقاص سے لگی۔وقاص مہیا نہ ا از میں ذرا آگے آ ی۔۔

"یہ کیا۔۔" اُس نے دیکھا تو اُس کا چہرہ نمک کی کان سا ہو ی۔۔ا ی دم سفید۔۔خضر شبینہ لباس میں موجود ہاتھ میں ا ی پیکٹ لیے اُنہیں چینی آنکھوں سے دیکھ رہا تھا۔۔

اُس نے جماہی روکی اور اُنہیں دیکھتے آگے آ ی۔۔

"یہ کابینہ یہاں کیا کر رہی ہے؟"

دُعا پٹاخ سے بولی۔۔

"پلاننگ۔۔پلاننگ کر رہے ہیں!"

خضر نے کان کھجاتے اچنبھے سے اُسے دیکھا۔۔

" کیسی پلاننگ؟ میرا خیال ہے ہم میں سے کسی کی اِس مہینے میں سالگرہ نہیں ہے۔۔" آمنہ

نے فوراً سے کہا۔۔

"شادی کی!" خضر نے ماتھے پہ بل ڈالے اور بھوں اُٹھائی۔

"کس کی شادی؟" دُعا نے کہا۔

"میری!" خضر کے چہرے کے زاویے بگڑے۔۔

"یعنی میری بھی۔۔"

زین نے دونوں بھوؤ پڑھا ۔

"آ۔۔" وہ سوچ کر دی ے گھماتے بولا۔۔

"آ۔۔ ہاں!"

خضر کو غصہ پڑھا۔۔

"تو میں اِس پلاننگ میں کیوں نہیں ہوں؟"

شریم نے کہا۔

"تُو سو رہا تھا۔۔"

وقاص نے بت کا رُخ لا۔۔

" چھوڑو۔ تم یہاں کیا کر رہے ہو؟"

خضر نے ہاتھ میں پکڑا پیکٹ اُنہیں دکھای۔۔

"ا کی بی۔ پی کی دوا ختم ہو گئی تھی۔۔ اسکوا میں ایسی افراتفری مچی تھی اِس لیے لا بھول ی تھا۔۔۔ ہی ا نے ی دکروا ی پھر ابھی اُن کا بی۔ پی تیز ہو رہا تھا۔۔ اِسی لیے ی ی تھا۔" یہ کہتے وہ ٹھہرا۔ اور پھر پوچھنے لگا۔۔

"تو کیا پلاننگ ہو رہی تھی میری اور دُعا کی شادی کی؟"

زین جھٹ سے بولا۔۔

"بے چلر پ رٹی!"

نے چون کر اُسے دیکھا۔۔

"ہاہ!"

خضر کے کان سرخ ہو گئے۔۔اُس نے ای اپنی بیوی اور دوسری وقاص کی بیوی کو دیکھا۔۔

"اِن کے ساتھ!!" وہ بمشکل اُن کی جان اشارہ کیے بولا تھا۔۔

دُعا نے ت لی بجا کر کندھے اُچکاتے کہا۔۔

"ہاں تو اِس میں کیا غلط ہے! ہم یہ ٹیبو توڑیں گے۔اور گ لز اور بوائمل کر پ رٹی کریں گے۔۔"

خضر کا غصے سے دماغ گھومنے لگا۔۔

"یہ ٹیبو نہیں ہے یہ بے غیرتی ہے۔۔" خضر کا دماغ کھول رہا تھا۔۔غصے کے اُس کے منہ سے سی سی کی آواز لگی۔۔اُس نے وقاص کو دیکھا۔۔۔

یار کیا ان ہے؟ غیرت کا مادہ ختم ہو یہ ہے؟ بے غیرت آدمی۔۔ان ر دماغ ہے یہ کیا ہے؟"

خضر غیظ سے لوں میں ہاتھ پھیرنے لگا۔۔

"بیوی ہے میری۔۔" اُس نے آگے ڑھ کر دُعا کا ہاتھ کھینچا۔۔

"چان کیا ہو یہ ہے؟ میں نے کیا غلط کہا ہے۔۔" دُعا معصومیت سے بولی۔۔۔

"کوئی بے چلر پ رٹی نہیں ہو گی۔ویسے بھی میں سالوں پہلے بے چلر سے نکاح شدہ ہو چکا ہوں۔۔"

دُعا بے دھڑک بولی۔

"They mean physically!"

. کا شرم سے منہ کھل َ ی ۔

"ہوہ!"

آمنہ نے اپنا چہرہ وقاص کے پیچھے کرلیا۔ اُسے لگا تھا وہ خضر کو دیکھ نہیں پ ئے گی۔۔

خضر جوالا مکھی بنا . . تی ت سے چبا چبا کر بولا پ ڑا۔۔

"This is extremely……ultimately…an..obnoxious idea!"

(یہ ای انتہا درجے کا۔۔۔۔ یدی طور پ۔۔۔ َ ۔ ؤ خیال ہے!)

دُعا از خود بولی۔۔

"چا میں ای ڈاکٹر ہوں۔۔"

شریم ز ن نہ روک سکا۔۔ "امم!"

خضر نے فی الفور اُسے دیکھا۔

"میرا خیال تھا دُعا تم ماہر قلبیات . چاہتی ہو کہ ماہر جنسیات!"

خضر کا ضبط سلام کہہ چکا تھا۔۔۔

وہ دُعا کا ہاتھ جھنجھوڑ کر . پ َ ج پڑا۔۔

"Height of Obnoxiousness!"

آمنہ کو جھرجھری آئی۔۔

اُسے شریم سے اِس بیہودگی کی توقع نہیں تھی۔۔ وہ اُسے وہاں اُن . سے زیدہ سمجھدار سمجھتا تھا۔

وہ دُعا کا ہاتھ پکڑے گھومنے لگا۔

"تم چلو۔۔"دُعا سادگی سے اُس کے ساتھ چل پڑی۔۔خضر نے پلٹ کر اُنہیں دیکھا۔۔

"تم سے کل ملاقات ہوگی۔۔"

خضر پلٹ کر تیزی سے بڑے بڑے ڈگ بھر کر جانے لگا۔۔

وقاص نے بے اختیار زین کے سر پہ چماٹ رسید کیا۔۔

"بے چلر پارٹی!"

زین اُلجھ سا گیا۔۔

"یار!"

شریم نے بھی خفگی سے اُسے دیکھا۔۔

"اب وہ بیچاری دُعا کا سر کھائے گا۔" آمنہ فکر مند ہوئی۔

"اوہ۔"وقاص فوراً سے بولا۔

"بیچاری تو وہ خیر کہیں سے نہیں ہے۔۔"

خضر بلڈنگ کی جانب جاتے ناراضی سے دُعا سے کہہ رہا تھا۔۔

"بے چلر پارٹی۔۔بے چلر پارٹی دُعا؟ کتنی غلط بات ہے۔۔تم نے سوچا ہے اُستاد کو پتا چلے گا تو وہ کتنا ناراض ہوں گے۔۔"

وہ دور سے کھڑے اُنہیں دیکھ رہے تھے۔۔

"میں نے اِسی لیے مہندی کا فنکشن بھی نہیں رکھا کیونکہ مہندی ایک ہندوانہ رسم ہے۔۔"

دُعا نے جھٹ سے کہا۔

"نانی نے کہا تھا وہ کریں گی میری مہندی۔۔"

خضر کو کراہ آئی۔۔

"وہ چاہے خواجہ سراؤں کو بلا یں یا بھانڈ میراثیوں کو مجھے اِس سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔۔حسیب کی شادی پر بھی اُنہوں نے یہی کیا تھا۔۔"

وقاص نے افسوس سے دُعا اور خضر کو بلڈنگ میں داخل ہوتے دیکھا۔۔شریم اور زین جا چکے تھے۔۔آمنہ وقاص کے ساتھ کھڑی تھی۔۔وقاص کے ذہن میں بے چلر پارٹی کا دوبارہ خیال آیا۔اُس نے قے کرتا چہرہ بنایا۔۔

"بے چلر پارٹی وہ بھی لڑکیوں کے ساتھ؟"

آمنہ نے چونک کر اُسے دیکھا۔۔

"کیا مطلب؟" چہرے پر بلا کی معصومیت تھی۔۔

وقاص نے اُسے دیکھ کر نفی میں سر ہلایا۔۔

"نتھنگ ہنی۔۔شب بخیر۔۔"

آمنہ نے ناسمجھی سے سر ہلا کر کہہ دیا۔۔

"شب بخیر!" اور وہ گھر جانے کے لئے آگے بڑھ گئی۔۔

☆.....☆.....☆

دُعا نے چائے میں بسکٹ ڈبویا۔۔

"سر افضل کی سیاست دیکھو تم بس!" اُس نے بسکٹ کھایا اور بسکٹ کا پیکٹ نور ماہ کی جانب بڑھایا۔۔

نور ماہ نے بسکٹ لیا۔۔

"صحیح بات ہے۔۔۔چیف ریذیڈنٹ بننے کی اتنی بڑی سیاست۔۔"

اُس نے یہ کہتے چائے میں بسکٹ ڈبویا اور اُسے کھانے لگی۔۔دُعا نے چائے کا گھونٹ لیا۔۔۔

"اور ڈاکٹرز ۔۔وہ بھی دیکھو کیسے مل گئے ۔۔اگر کوئی ان ہمیں پسند نہیں تو اُس کے ساتھ دو موہا ۔ تو کیوں کرنا ؟ بہتر ہے خاموشی سے اُس ان سے دور چلے جاؤ ۔۔یہ منافقت کیوں ؟ ایسی کیا مجبوری ہے ہماری جو ہم کسی کو پسند کرتے ہیں ۔۔۔اور اُس پسندگی کا اظہار بھی نہیں کرتے ۔۔"

دُعا نے چائے کا گھونٹ لیا ۔۔دُعا کرسی سے ٹیک لگائے بیٹھی بڑے دن بعد پُرسکون لگ رہی تھی ۔۔۔

"زندگی میں اتنا سکون ۔۔یقین نہیں آرہا ۔۔میری زندگی میں پھر سے سکون آگیا !!

نورماہ نے اُسے مسکرا کر دیکھا ۔۔اگلے ہی لمحے اُنہیں چیخ و پکار کی آواز سنائی دی ۔۔

"ڈاکٹر ڈی ۔کے !!"

"ڈاکٹر ڈی ۔کے !!"

دُعا نے چونک کر پلٹ کے دیکھا ۔نورماہ نے جھماکے سے گردن موڑ کر دیکھا ۔نرس شور مچاتے کینٹین میں چلی آئی ۔۔۔دُعا سیاہ ہرنی دیدے پھیلاتے کھڑی ہوئی ۔

"ڈاکٹر ڈی ۔کے آپ کے ہزبینڈ ۔۔"

دُعا یکدم کھڑی ہوگئی ۔۔

"میرے ہزبینڈ ؟"

نرس پریشانی میں ہاتھ ہلا کر کہنے لگی ۔۔

" آپ کے ہزبینڈ ۔ ہر ایچ ۔او ۔ڈی اور پی ۔جیز کو دھمکا رہے ہیں ۔۔"

"لیکن کیوں ؟" نورماہ کرسی پیچھے کھینچ کر اُٹھ کھڑی ہوئی ۔۔نرس اُسے بتانے لگی ۔۔

"اُن کے کسی وکیل دوست کا کسی نے سر پھاڑ دیا ہے ۔۔۔" دُعا نے حواس باختگی سے منہ پر

ہاتھ رکھ لیا۔۔۔

"وقاص!!!!"

"ٹنکیں بھی لگیں گے۔۔سر میکا نے کہا ہے میجر مسئلہ نہیں ہے۔۔۔لیکن۔۔"

"لیکن کیا؟"دُعا چیخ کے پوچھ پڑی تھی۔۔

"آپ کے ہزبیڈ لڑ رہے ہیں کہ اُن کا سٹی۔اسکین اور MRI بھی کرایا جائے۔۔"

نورماہ بیزاری سے بولی۔۔

". . سر میکا کہہ رہے ہیں ضرورت نہیں تو۔"

دُعا نے خفگی سے اُسے دیکھا۔۔

"صحیح کہہ رہا ہے خضر۔۔اور اُسے کیا ضرورت تھی اِس اپتال میں آنے کی۔۔یہاں تو ڈاکٹر صرف بندے مارنے کے سرٹیفکیٹ سائن کرتے ہیں۔۔" س دُعا کی بت پ چو اُٹھی۔۔دُعا تے ہوئی کینٹین سے ہر نکل گئی۔۔ س ٹ ڈائی۔۔

"ڈاکٹر نورماہ پلیز اُنہیں دیکھیں۔۔" نورماہ نے فی الفور اپنا لیب کوٹ اُٹھایا اور ٹے ٹے ڈگ بھرتے ہر کی جا جانے لگی۔۔خضر نے ہر ہنگامہ شروع کیا ہوا تھا۔۔

"یر۔۔میری غلطی۔۔جو میں یہاں اُسے لے کر آیا۔۔کیسے ڈاکٹر ہیں آپ؟ میں نے کہا ہے اُس کا ایم۔آر۔آئی کروائیے۔۔یہ ہو دو ماہ بعد کوئی کلاٹ یا کوئی اور مسئلہ ہو جائے۔۔"دُعا آستینیں پڑھاتے چلی آئی۔۔

"دیکھیں۔۔"ڈاکٹر میکا اُسے سمجھانے کی کوشش کر رہے تھے۔۔

"آئی وِل سُو یو آل!!!"

ایچ۔او۔ڈی کو تپ پڑھنے لگی۔

"پولیس کو کال ؤ۔۔"

خضر نے ران پہ ہاتھ مارا۔۔

"ارے آپ کیوں کال رہے ہیں۔میں کال ہوں۔۔وہ بھی ایس۔ایچ۔او کو!"

"سر ایم۔آر۔آئی کروانے میں کیا جا رہا ہے؟"دُعا اُن کے سامنے آتے بولی تھی۔۔۔نور ماہ پیچھے کھڑی چپکے سے سارا تماشہ دیکھ رہی تھی۔۔

خضر دھمکی خیزا ازمیں کہہ رہا تھا۔۔

"میں بتا رہا ہوں۔کل کو اَ میرے دو کو کسی بھی قسم کا کوئی مسئلہ ہوا تو سارا چ میں آپ کی ۔۔۔ سے نکلواؤں گا!"

دوسرے ہاؤس آفیسر دُعا کو دیکھ رہے تھے۔۔

"دیکھو اِسے۔۔کوئی اور پیشنٹ کا گھر والا ایسے کرت تو یہ اُس کی عزت کا جنازہ نکال دیتی۔۔آج دیکھو اپنے پہ بت آئی تو محترمہ کے ا ازہی کچھ اور ہیں۔۔"

ایچ۔او۔ڈی نے دُعا کو گھور کر دیکھا۔

"ڈاکٹر دُعا!"

خضر چٹکیاں بجا کر اُنہیں دیکھتے کہنے لگا۔

"نہیں ڈاکٹر دُعا کیا؟ آپ لوگوں کو شرم نہیں آتی اپنا سارا کام انٹرن پہ لاد کر فارغ ہو جاتے ہیں۔۔"

"ہوہ!!"سارے ہاؤس آفیسر کا منہ کُھل یَ۔۔۔

ایچ۔او۔ڈی ردِعمل نہیں دے پہ ئے۔۔

دُعا کا دل زور سے دھڑکا۔۔وہ احتجاجاً مسکرا کر دھیرے سے بولی۔۔۔

"چان یہ زیدہ ہو رہا ہے۔۔"

خضر نے ا کی۔۔دُعا نے اُس کی بازو تھامے اُسے کھینچا۔۔

"چان۔۔"

"ذرا سا بھی کام آپ کو کرنا پڑ جائے۔۔آپ کو موت پڑ جاتی ہے۔۔"

دُعا نے اُس کا شانہ کھینچا۔۔

"چان۔۔بس۔۔بہت ہے۔۔"

خضر اشتعال سے اُنہیں دھمکا رہا تھا۔۔

"اب میں بھی دیکھتا ہوں YDA آپ کا کیسے ساتھ دیتے ہیں!"

"چان چلو بس۔۔"دُعا خضر کو گھسیٹ رہی تھی۔۔

"ہم دیکھ یتے ہیں وقاص کو۔۔چلو۔۔"

خضر نے تنبیہ کرتے سینیئر ڈاکٹروں کو دیکھا۔

"خبردار جو آئیندہ۔۔آپ نے کسی جونیئر کے ساتھ کوئی بدسلوکی کی۔۔اپنا کام خود کیا کریں۔۔" ہاؤس آفیسر گنگ کھڑے اُسے دیکھ رہے تھے۔۔وہ کام جو وہ نہیں کر پائے تھے۔خضر نے بڑی آسانی سے آکر کر دیا تھا۔۔دُعا نے خضر کو یت مرد ہاؤس آفیسروں کو دیکھا اور جھنجھلائی۔۔

"میری مدد کرو۔۔"اور وہ بوکھلاہٹ سے بھاگ کر فوری اُس کی مدد کرنے آئے۔۔۔

☆.....☆.....☆

خضر وقاص کو لے کر گھر آ رہا تھا۔۔۔زرد پیلے چہرے سے وقاص یٹ سے ٹیک لگائے بیٹھا آہیں بھر رہا تھا۔آج سما تھی۔۔فیصلہ اُس کے حق میں ہوا تھا۔اور فریق ثانی نے غصے میں

کورٹ سے ۔ ہرنکل کراُس کا سر پھاڑ دیا تھا۔۔۔فریق ثانی ایک نفسیاتی مریض تھا۔۔یہی وجہ تھی کہ مدعی اُس سے طلاق چاہتی تھی۔۔اور وہ اُسے طلاق دینا نہیں چاہتا تھا۔۔خضر نے کنکھیوں سے وقاص کو دیکھا۔اُسے کچھ ٹوٹنے کی آواز سنائی دی۔۔اُس نے کسی خیال سے سامنے فرنٹ مرر پر لگی آیت الکرسی دیکھی۔۔۔اُسے ایسا لگا تھا وہ یہ کھنک کہیں سُن چکا تھا۔۔وقاص نے کسک کے ایک اور آہ بھری۔خضر نے فکرمندی سے اُسے دیکھا۔

"یار کہتے ہو تو کسی اور ہاسپٹل لے جاتا ہوں۔۔" وقاص نے ہاتھ دکھاتے انکار کر دیا۔۔

جیسے وقاص گھر آیا تھا۔کوئی نہ کوئی اُسے دیکھنے آ رہا تھا۔دُعا ہاسپٹل سے گھر آئی تو سیدھا وقاص کی طرف گئی۔۔ساتھ وہ پھولوں کا گلدستہ لے کر آئی تھی۔۔آمنہ وقاص کے قریب پلنگ بیٹھی تھی۔۔دُعا کرسی کھینچ کر اُس کے سامنے بیٹھ بولی۔۔

"او مائی گاڈ سر پھٹ اور پٹی لگنا اِز اِن ٹرینڈ!!"

خضر نے خفگی سے دُعا کو دیکھا۔دُعا ہنس پڑی۔۔

"مذاق کر رہی ہوں یار۔۔"

انکل ہارون مغرب کی نماز پڑھ کر وقاص کو دیکھنے آئے تھے۔۔

"بیٹا یہ سب کیسے ہوا؟"

وقاص پلنگ سے ٹیک لگائے کرب سے بتانے لگا۔۔

"بیوی اظہار کے معاملے میں تھوڑی وسیع ذہن تھی۔۔شوہر نفسیاتی مریض اُس پر شک کرتا تھا۔۔سجتی سنورتی تو ساس شکایت کرتی۔۔نہ سجتی تو شوہر شکایت کرتا۔۔وہ پردہ نہیں کرنا چاہتی تھی۔۔اُسے زبردستی پردہ کرواتا تھا۔۔کبھی کہتا تھا برقع نہ پہنو۔۔کبھی کہتا ہے پہنو۔۔"

زین دیوار سے ٹیک لگائے بیٹھا کہنے لگا۔۔

"He was a complete psychopath!"

انکل ہارون تاسف سے سر جھٹکے بیٹھے تھے۔۔

"۔ ۔ نکاح ہوتا ہے۔تو اللہ گواہ بنتا ہے۔۔اُس کے فرشتے گواہ بنتے ہیں۔۔ہم کسی کی بہن بیٹی کو اپنے گھر میں لے کر آتے ہیں۔۔۔ پ دہ کرنا ہے۔نہیں کرنا۔۔جوائنٹ فیملی میں رہنا ہے نہیں رہنا۔جاب کرنی ہے نہیں کرنی۔۔اِس طرح کے یہ کلیشز تب ہوتے ہیں۔۔۔ ب ا ن کہتا ہے شادی کے بعد ب ٹھیک ہو جائے گا۔نہیں بھئی ایسا نہیں ہوتا۔۔۔لڑکی کو بھی وہیں سمجھ جانا چاہیے۔۔۔ ب کوئی پ سورڈ مانگے تو سمجھ جائے۔۔بندا پورا سائکو ہے۔۔۔"

وقاص کہنے لگا۔۔

"اور حیرت کی بات۔۔لڑکی ڈاکٹر تھی۔۔"دُعا نے فوراً سے نک پ ڑھائی۔۔

شریم دوسری دیوار کے کونے میں بیٹھا کہنے لگا۔۔

"ہماری قوم لڑکیوں کو اِس لیے ڈاکٹر نہیں بناتی۔۔کہ اُنہیں ای اچھا ڈاکٹر بننا ہے۔۔بلکہ اُنہیں اِس لیے ڈاکٹر بنایا جاتا ہے کہ اُن کے اچھے رشتے آ ۔۔۔اور ب بھی ہم اپنی بیٹی ی بیٹے کا رشتہ دیکھنے کا تقاضا کرتے ہیں۔۔اور ہمارا پہلا تقاضا اُس کے کردار اور اخلاق کی بجائے پ وفیشن ہوتا ہے۔۔تو اِس کا مطلب ہے۔۔ہم ای ا ن سے اپنی اولاد کو نہیں بیاہ رہے۔۔ہم اُس کے پ وفیشن کے ساتھ اپنی اولاد کو بیاہ رہے ہیں۔۔اور پھر شادی کے بعد اَ آپ یہ گلہ کریں کہ لڑکے ی لڑکی کا کردار ٹھیک نہیں۔۔اخلاق اچھا نہیں۔۔تو اِس میں ب سے بڑا قصور آپ کا خود کا ہے۔ نہ کہ آپ کی اولاد کا اور نہ ہی اُس ا ن کا۔۔"

رضیہ آ گھر کا کام نمٹا کر جیسے ہی آ ۔۔تو اُنہوں نے حسبِ عادت واویلا مچایا تھا۔۔

"ای تے ایتھے سیاپے ہی نہیں مکدے!!"

دُعا نے تھکان سے اُٹھ کر دن دا . لڑھکاتے کہا۔۔

" صیحح میں۔۔سیاپے ہی نہیں۔۔"

خضر نے بھونچکا کر دُعا کو ٹوٹے پھوٹے تلفظ میں پنجابی بولتے دیکھا۔۔

" مکدے!"

" تمہیں کیا ہوَ ـ ہے دُعا؟"

☆.....☆.....☆

وقاص کی تیمار داری کے بعد وہ گھر لوٹے تھے۔۔ربیعہ بیگم کا وقاص کو بلکتا سسکتا دیکھ کر دل افسردہ ہوَ ـ تھا۔جہانـ ـ . صا . چائے بنا رہے تھے۔۔چائے بناتے ـ کچن کا کوئی کام کرتے اُن کی اـ اور غیرت . لکل بھی مجروع نہیں ہوا کرتی تھی۔۔کیو کام کرنے سے اـ اور غیرت کا کوئی تعلق ہی نہیں ہو ۔۔یہ . ت اُنہیں سمجھ آ گئی تھی۔۔۔

ٹی۔وی اسکرین پ خبریں چل رہی تھیں۔ربیعہ بیگم نے بے دھیانی سے ٹی۔وی اسکرین کی جاـ . دیکھا۔۔اُنہوں نے صوفے کی پشت سے ٹیک لگائی۔۔

"ہماری قوم کسی سے اپنی محبت ظاہر کرنے کے لیے ـ کسی بھی ـ بے کا اظہار کرنے کے لیے ہمیشہ ت کا اظہار کرتی ہے۔۔ . ت حق کی کرنی ہے اور سر اُٹھا کر کرنی ہے۔۔۔لیکن اپوز کو ـ مخالفہ مما لک کو گالیاں دینے سے کیا ہوگا؟ ہم حق پ بہت بھاشن دیتے ہیں۔۔ہم . کو پتا ہے حق کیا ہے۔۔لیکن ہمیں پھر بھی نہیں پتا کہ حق کیا ہے۔۔حق کے ـ م پ ہم اپنے ساتھ اپنے اعمال ـ مے کی شد ـ قسم کی حق کرتے ہیں۔بیہودہ اور بھدے کلمات ز . ن سے نکالتے ہیں۔جن کا محض دینی اعتبار سے نہیں بلکہ نفسیاتی اور اخلاقی اعتبار سے بھی ہمارا ہی نقصان ہے۔تنقید اور ـ پسندگی کا اظہار واضح اور کُھلے لفظوں میں کریں۔۔لیکن گالیاں۔۔ . تمیزی .

اخلاقی۔اِس سے ہمیں کیا حاصل ہو ہوگا؟ کچھ بھی نہیں۔۔پھر میں سوچتی ہوں۔۔" وہ سانس یٔ کے لیے ٹھہریں۔۔

"ٹ ولوَ تو ٹ ینڈ ہے۔۔عوام کا۔ ۔ دل چاہے گا جس پ دل چاہے گا۔۔اُس کا مذاق بنائے گی۔۔اِس عوام نے اپنی ٹ ولوَ کے ذریعے ایسے ایسے لوگوں کو ز۔ ن کے جوہر کر دیئے ہیں۔۔جو کبھی بولنا نہیں چاہتے تھے۔۔۔ ۔ وہ در ت بھی تھے۔ بھی اُنہیں ٹ ول کیا جا ت تھا۔آج وہ ضد میں آ کر غلط بھی کر رہے ہیں ت۔ بھی اُنہیں ٹ ول کیا جا رہا ہے۔۔ای ا ن یہ سوچتا ہے۔ ۔ مجھ پ صحیح کام کرنے کے ۔ وجود بھی تنقید کی جا رہی ہے۔۔تو اب میں غلط کر کے تنقید کماؤں گا۔۔گالیاں تو مجھے ویسے بھی پ ڑنی ہے۔تو پھر میں کیوں پیچھے رہوں۔۔ ۔ ایسا نہیں سوچتے۔۔لیکن اکثر ی ت ۔ غی بن جاتے ہیں۔۔اور پھر یہ عوام کہتی ہے۔۔اِس کو بھی ز۔ ن لگ گئی ہے۔۔ظاہر ہے لگنی ہی ہے۔۔آپ کی دین سے۔۔تنقید یٔ پسندگی کا اظہار کرٔ بھی اب کتنا عام ہے۔۔۔کبھی لوگ منہ سے ای ۔ ت نکالتے بھی سو سو مرتبہ سوچتے تھے۔آج بس ٔ کچھ سوچے سمجھے کچھ بھی بول گئے۔۔۔تنقید کوئی ۔ ی چیز نہیں۔ ۔ ت ۔ ۔ ۔ ٹ ے پ دے ی کسی ۔ ٹ ے پلیٹ فارم پ آتی ہے۔۔تو اُس پ بیٹھے ٔ میَ امی لوگ۔۔جنہیں کروڑں کے حساب سے دُ د ت ت ہے۔۔اُنہیں سوچ سمجھ کر منہ سے کوئی ۔ ت نکالنی چاہیے۔ایسے لوگوں کی ۔ توں کا عوام پ بہت اث ہوت ہے۔۔خاص طور پ سیاستدانوں کو۔۔"

ربیعہ بیگم نے ریموٹ اُٹھا کر بند کیا اور اُسے صوفے پ پھینکا۔۔

" یہ ۔ تیں کون سمجھے گا؟"

کسی خیال سے اُنہوں نے سر اُٹھا کر لاؤنج میں چھائی خاموشی دیکھی۔۔ربیعہ بیگم خفا ہوتے

۔۔

"چاٰ زیدہ مو مت استعمال کیا کر۔۔" خضر اگلے ہی لمحے لاؤنج میں آیے۔۔

"امی میں نہیں رہا۔۔میں ا کے ساتھ کچن میں کام کر رہا تھا۔۔" اُس نے منہ بسورا۔۔ربیعہ بیگم مسکرا پڑیں۔۔

"اچھا یہاں آ!" خضر خفگی کا ٭ دیتے اُن کے پس آ کر بیٹھا۔۔ربیعہ بیگم نے اُس کا چہرہ تھامتے اُس کا ماتھا چوما۔۔

"میرا بیٹ!!"

خضر نے ٹ اوٗزر سے مو نکالا اور اُنہیں دکھانے لگا۔۔۔

"یہ دیکھیں میں نے ا پ ای لمٹ کر دی ہے۔۔" ربیعہ بیگم بغور سر جھکائے دیکھنے لگیں۔۔

"ہاں۔۔" خضر اُنہیں اشارہ کرتے بتا رہا تھا۔۔

"اب اَ کسی بھی ای پ کو میں لمٹ سے زیدہ استعمال کروں گا۔۔تو وہ بند ہو جائے گا۔اور پھر وہ رات رہ بجے۔۔یعنی اگلے دن کے آغاز پ کھلے گا۔۔ اَ ضرورت ہو تو ہم پندرہ پندرہ منٹ کے لیے کھول تے ہیں۔۔"

ربیعہ بیگم نے کچھ سوچتے سر ہلا یے۔۔

"اچھا۔۔"

وہ اُنہیں مزیـ فنکشن بتا رہا تھا۔۔

"اُستاد کہتے ہیں آج کل کی یوتھ کا سے ٹامسئلہ بھول جا ہے۔میں بھی کچھ عرصے سے کچھ کام نہیں کر پ رہا تھا۔۔لیکن دیکھیں اب میں نے اُس کا ریما رلگا دیہ ہے۔۔ہمیں ٹیکنالوجی نے کچھ دیہ ہے۔۔ ہم ہی بس اُسے صرف سوشل میڈیـ کی حدود استعمال

کرتے ہیں۔۔قصور اِس میں مو ئیلز یہ سگنلز کا نہیں۔قصور ہمارا ہے۔۔"

دُعا کمرے میں اپنی ک پہ نوز اسٹرپس لگا کر کمر پہ ہاتھ رکھے کھڑی تھی۔۔وہ دیوار پہ لگی اپنی پرانی تصاویر یں دیکھ رہی تھی۔۔

"شکر ہے اکا کہ میں وہ بچی کبھی نہیں تھی۔۔جسے اپنی تصاویر یں اچھی آنے کا دُکھ ہوتا تھا۔۔کیا ہوا جو تصاویر یں اچھی نہیں آ ۔۔ہرا ن فوٹو جینک نہیں ہوتے۔۔۔اچھی تصویر ہماری خوبصورتی طے نہیں کر سکتی۔۔رات کا منظر سے زیادہ خوبصورت ہوتا ہے۔ اُس میں چان ہے۔۔ چان کی تصویر کبھی اچھی نہیں آتی۔۔اِس کا یہ مطلب تو نہیں کہ چان پیارا نہیں۔اور ایسا ہی سورج غروب ہونے کے وقت ہوتا ہے۔۔سن یٹ کی تصویر کبھی اچھی نہیں آتی۔۔ سن یٹ کا منظر دُ اور قدرت کے خوبصورت مناظر میں سے ایک منظر ہوتا ہے۔۔اِس لیے جیسی تصویر آ رہی ہے جو آ رہی ہے محفوظ کر لو۔۔اور اپنی خوبصورتی کی توثیق کے لیے ہمیں لوگوں کے کمنٹس کی ضرورت نہیں۔۔۔اب کیا لوگوں کے کمنٹس ہمیں بتا گے کہ ہم خوبصورت لگ رہے ہیں یا نہیں؟"

تبھی عقب سے کسی نے اُس کے ک سے نوز اِسٹرپ کھینچی۔اور دُعا کسک کے ئی۔

"چاااان۔۔۔چان۔۔۔یو شڈ ن ٹ۔۔۔ہیو ڈن دِس!"

(چاااان۔۔چان۔۔تمہیں یہ نہیں۔۔کرن چاہیے تھا!)

خضر نوز اسٹرپ کو پکڑے بغور چہرے کے زاویے بگاڑتے دیکھتے بولا۔۔

"ایووو یہ کتنا گندا ہے۔۔"

دُعا نے بھڑک کر اُسے دیکھا۔۔

"چان۔۔"

" کتنا گند نکلا ہے تمہاری ناک سے۔۔" خضر نے کراہت کرتے آنکھیں میچ لیں اور نفی میں سر ہلایا۔ دُعا نے تمیم کی۔۔

"ناک سے نہیں ناک پر سے۔۔ یہ بلیک ہیڈز اور وہائیٹ ہیڈز۔۔"

خضر نے آنکھیں کھولیں۔۔۔

" پھر بھی۔۔۔ جو بھی ہے۔ جہاں سے بھی نکلا ہے۔۔ یہ بہت گندا ہے۔ سارا اسٹرپ بھرا ہے۔۔"

دُعا نے ناراضی سے اُسے دیکھتے اُس سے اسٹرپ لے لیا اور اُسے لپیٹ کر کچرا دان میں پھینکنے لگی۔۔ خضر نے ایک گہری سانس لے کر سادگی سے اُسے دیکھا۔۔

" یار گندے کو گندا ہی بولیں گے۔ اب تم مجھ سے کیا توقع رکھتی ہو کہ میں اسے بھی محبت سے دیکھوں کے یہ میری بیوی کے بلیک ہیڈز اور وہائیٹ ہیڈز ہیں۔۔" اُنہیں دوبارہ سے تصور کرتے اُسے کراہت آئی۔۔

دُعا صوفے پر بیٹھی اور چارکول ماسک کا ڈبہ سائڈ ٹیبل سے اُٹھانے لگی۔۔

"ہاں۔۔ یہ صرف کہانیوں میں اور فلمز میں ٹھیک لگتا ہے۔۔ اصلی شادی شدہ زندگی میں یہی ہوتا ہے۔۔ بال کھانے میں یا غسل خانے کے فرش پر برآمد ہوں تو ایسا ہی ری ایکشن ملتا ہے۔۔۔"

کسی خیال سے دُعا نے خضر کو دیکھا۔

" تمہیں کروں یہ۔۔" اُس نے اُسے ماسک دکھاتے اشارہ کیا تھا۔ خضر نے لاپرواہی سے ہاتھ دکھایا۔۔

" میرا چہرہ صاف ہے۔" دُعا نے روٹھتے ہوئے گردن لڑھکا کر اُسے دیکھا۔۔

"چاند اِس سے کیا جاتا ہے۔صاف ہے تو اور چمک جائے گا۔۔" اُس نے ضد کی۔

"پلیز۔کرو تو ذرا۔۔"

خضر نے سادگی سے میں سر ہلایا۔

"نہیں دُعا پلیز۔۔بچوں والی ضدمت کرو۔۔"

"چاند اداکار بھی کرتے ہیں!" دُعا ناراض ہوتے کھینچ کھینچ کر بولی تھی۔۔

"پلیز چاند کروا لو نہ۔۔ٹی۔وی اسکرین پر تمہارا چہرہ چمچمائے گا ٹم ٹم کرتے۔۔" ٹم ٹم پر اُس نے ستاروں کی طرح ننھی انگلیں کھولیں۔۔بڑی منت سماجت کر کے اُس نے خضر کو اپنے ساتھ بٹھا لیا تھا۔چائے اور ا تیار ہو چکے تھے۔۔ربیعہ بیگم اور جہانزیب صاحب دُعا اور خضر کو دیکھنے آئے۔۔۔

"چاند اب پندرہ منٹ تم نے نہیں ہلنا۔۔"

وہ اُس کا چہرہ سیاہ کیے اُس کے ساتھ بیٹھی اُسے سمجھا رہی تھی۔

"اور بولنا بھی نہیں ہے۔۔نہیں تو جھریاں پڑ سکتی ہیں۔۔" ربیعہ بیگم خفا ہو ۔۔

"دیکھو چائے کا وقت ہے اور اِس لڑکی نے کیا کام شروع کر لیے ہیں۔۔"

جہانزیب صاحب بولے۔۔

"چائے کا وقت ہے بچوں۔۔"

دُعا پلنگ سے اُٹھی۔۔

"ہاں آرہے ہیں۔۔"

خضر بھی دُعا کا تعاقب کرتے اُس کے پیچھے جانے لگا۔۔لاؤنج میں چائے کا وقت چل رہا تھا۔۔جہانزیب صاحب ایک ہاتھ سے چائے پی رہے تھے۔۔دوسرے ہاتھ سے خضر کے

ماسک کو ہوا دے رہے تھے۔۔

جیسے ہی چائے ختم ہوئی۔ دُعا ہاتھ دھو کر آئی۔۔

"چلو چاچو تمہارا ماسک اُتاروں!"

خضر نے ٹھٹک کر اُسے دیکھا۔

" کیا مطلب اتاروں؟ یہ پنی والا نہیں ہے؟" خضر دیدے پھیلے۔۔دُعا کی بتیسی نکلی۔۔

"وہ تو ہمانی والا ہوتا ہے۔۔" ساتھ ہی والی ہنسی سارے لاؤنج میں گونجنے لگی۔خضر فی الفور

چھلانگ لگا کر صوفے سے اُترا اور ربیعہ بیگم کے پیچھے آیا۔

"امی اِسے کہیں۔۔۔یہ مجھ سے دور رہے۔۔" ربیعہ بیگم کو ہنسی آئی۔۔

"دُعا۔۔"دُعا دہشت پھیلاتی خونی ہنسی سے اُسے دیکھتے آگے آئی۔۔

خضر نے واویلا مچانا شروع کیا۔۔

"امی میں خود کروں گا۔۔"

ربیعہ بیگم ہنسی ضبط کرتے بولیں۔

"اچھا میں اُتارتی ہوں تیری ماں ہوں۔میرے پہ تو یقین ہے نا۔"

خضر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔۔

"بلکل ہے۔۔لیکن اِس بونی پہ نہیں۔۔" ربیعہ بیگم نے ہنسی کو ضبط کیے دُعا کو بیٹھنے کا اشارہ

کیا۔۔

"خاموشی سے بیٹھ جا!" جواباً دُعا نے تابعداری سے سر ہلایا۔

"جی امی!" اور وہ صوفے پہ بیٹھ کر بیٹھی۔ربیعہ بیگم خضر کا ماسک اُتارنے لگی۔

"بسم اللہ۔۔"ابھی ذرا سا چھلکا اُترا تھا۔خضر دیوانہ وار چیخا۔۔

"آہ۔۔آ۔۔امی میرے شیوَ ہیئر ہیں۔۔"

دُعا کے گلے سے قہقہہ نکلا۔۔خضر نے غضب سے اُسے دیکھا۔۔ربیعہ بیگم کو سمجھ نہیں آرہا تھا وہ کیا ت ث دیں۔وہ کچھ سوچ کر بولیں۔۔

"اچھا پھر خود اُت رلے۔خود کم درد ہوت ہے۔۔" خضر نے ہمت کرتے ای گہری سانس لی۔۔اور اپنا ہاتھ ذرا سے اُت ے ماسک کی جان ب ڑھای۔اُس نے بقای چھلکا کھینچا تو وہ تلملا ی۔۔

"ہوہ۔۔آ۔آ۔۔"دُعات لی بجا کر مزی زور سے ہنس پڑ ی۔۔

خضر نے درد سے آنکھیں میچ لی تھیں۔۔وہ کرب کی عالم میں منہ کھولے سا سا کر رہا تھا۔۔۔

"آہ۔۔" اُس نے مزی کھینچا۔اُسے ایسا لگا اُس کے چہرے کے تمام ب ل و ہو گئے۔۔اُس نے او پ لائ ٹ کو دیکھتے دی ے گھمائے۔۔

"امی!"

"یہ کیا چھچھورپن لگا ی ہوا ہے۔۔"جہان ی ب صا ب کی آواز گو ۔۔ربیعہ بیگم اور دُعا نے فوراً سے لاؤنج کی دہلیز

کی جان ب دیکھا۔

خضر کا چہرہ ای طرف سے بلا کا سرخ ہوَ ی تھا۔۔جہان ی ب صا ب خضر کو گھورتے ہوئے آگے آئے۔وہ خضر پ ب ہم ہوئے۔۔

"مرد ہے تو؟اتنی سی ب ت پ رہا ہے۔۔مرد بن۔۔"

خضر نے بےت ث چہرے سے اُنہیں دیکھا۔۔

"اُ ر کر ۔۔قصائی ہے تُو۔۔قصائی کی اولاد ہے!"

دُعا اور ربیعہ بیگم خاموشی سے اُنہیں دیکھ رہی تھیں۔۔

"بھول گیا اِس عید پہ تُو نے میرے ساتھ بکرے کی کھالیں اُ ری تھیں۔۔اور اب اِس پتلے سے چھلکے سے بلک رہا ہے۔۔" خضر نے جوش سے تبھی زور سے ماسک کھینچا۔۔دُعا کی چیخ نکلی۔

"ہوہ!" جہا ن یہ صا اُس کی چائے دو رہ م کر کے لائے تھے۔۔دُعا نے فٹافٹ خضر کا ماسک پکڑ کر بغور دیکھا اور حیرت سے بولی۔

"امی ای بھی بلیک ہیڈ نہیں نکلا۔۔"

جہا ن یہ صا ای سخت پ تھے۔۔ وہ ضرورت کے وقت ہمیشہ اُس کے لئے دیوار بن کر کھڑے ہو جا یا کرتے تھے۔۔وقت کے ساتھ اُن کی سختی نے خضر کی ز گی میں ای بہت اہم کردار ادا کیا تھا۔۔وہ بھی اپنی قابلیت کے ڈ کی داد پہ متکبر ہونے لگتا۔۔جہا ن یہ صا اُسے فوری کھینچ کر زمین پہ لے آ یا کرتے تھے۔۔اُنہوں نے کبھی بھی میڈ یا کے سامنے اُسے ا بھلا نہیں کہا تھا۔۔اُس پہ سختی کر اُسے جھڑکنا جہا ن یہ صا کا ان ازِ یت تھا۔۔اُس کی Graduation کے پیچھے بھی اُن کا ہی ہاتھ تھا۔وہ ای کامل پ نہیں تھے۔۔لیکن ای عام ا ن کے اعتبار سے دیکھا جائے وہ اپنی تمام خامیوں کے وجود ای بہت اچھے پ تھے۔۔۔

☆.....☆.....☆

"چا ن!" خضر پلٹا۔۔دُعا ہاتھ میں لفافہ پکڑے اُس کے کمرے میں چلی آئی۔۔خضر طبعاً اُسے دیکھ رہا تھا۔

دُعا نے لفافہ اُس کی جانب بڑھایا۔

"وقاص کی رپورٹس آ گئی ہیں۔۔۔بے فکر ہو جاؤ۔۔کوئی مسئلہ نہیں ہے۔اور کلاٹ کا مسئلہ ایسے نہیں ہوتا۔۔سر میکال صحیح کہہ رہے تھے۔۔" خضر نے بھوں کھڑی کرتے اُس سے رپورٹ لی۔۔وہ لفافے کا منہ چاک کرنے لگا۔۔۔

"تو پھر کل تم نے میری طرفداری کیوں کی؟"

دُعا نے بے بسی سے ہاتھ پھیلائے اور کندھے اچکائے۔۔

"وہ تو ہمیشہ کرتی ہوں۔۔"

خضر نے لفافے سے رپورٹ نکالی تھی۔۔

دُعا مسکرا کر چمکتی آنکھوں سے اُسے دیکھتے اُس کے قریب آئی۔

"تمہیں پتا ہے؟" خضر نے سر اُٹھا کر سنجیدگی اور پوری توجہ سے اُسے دیکھا۔دُعا نے دونوں ہاتھ آپس میں ملائے اُس کے چہرے کے قریب کیے۔وہ سر اُٹھا کر اُسے دیکھ رہی تھی۔۔

"کل تمہارے کہنے پر ہاؤس آفیسرز اتنے خوش تھے۔۔کہ تم نے اُن کی سائیڈ لی۔۔کہ بس میں بیان نہیں کر سکتی۔۔"

خضر لبوں پر سنجیدہ تبسم تھا۔اُس نے کچھ سوچتے اُس کا شانہ تھاما۔

"میں نے تمہارے لیے کہا تھا۔۔" مسکراہٹ کے ساتھ دُعا کے دونوں گالوں پر گڑھا پڑا۔۔

"لیکن وہ سب بہت خوش تھے۔اور یہ دیکھ کر مجھے اچھا لگا۔۔"دُعا نے شرارت سے اُس کا شانہ تھاما۔۔

"You are the only one for me, you are my first and last!"

"استغفراللہ!"

مردانہ َ ج پ دُعا چونٔ کر پلٹی۔۔اُس کا چہرہ سرخ پڑ َ یَ۔۔خضر سادگی سے کھڑا جہانٔ یٰ ۔ صا ۔ کو کمرے سے پلٹتا دیکھ رہا تھا۔دُعا نے نو چتے ا ٔ از میں منہ پکڑ لیا۔۔

"ابو!!"

ہکا بکا دُعا مارے گھبراہٹ کے خضر کو دیکھنے لگی۔۔

"ابو نے غلط سوچ لیا!"

خضر نے ہاتھ ۔ ٔ ھ لیے۔۔اور اُس نے جھرجھراتے ہوئے ٔ سمجھی سے اُسے دیکھا۔۔

"غلط؟ کیا غلط؟ ۔ صحیح تھا۔" اختتام پ اُس نے بیزاری سے دی ے گھمائے۔۔ساتھ ہی پیش نی شکن آلود ہوگئی۔۔

دُعا نے غصے اور افسوس سے ماتھا پیٹ ۔۔

"ابو!" اور وہ جہانٔ یٰ ۔ صا ۔ کے پیچھے گئی۔خضر نے ریپورٹس اپنے پلنگ پ رکھی اور سادگی سے دُعا کا تعاقب کرتے اُس کے پیچھے یَ۔۔دُعا ربیعہ بیگم اور جہانٔ یٰ ۔ صا ۔ کے کمرے میں آئی۔۔خضر بھی اُس کے پیچھے آ ی۔جہانٔ یٰ ۔ صا ۔ کمبل اوڑھ کر یٹ تھے۔۔ربیعہ بیگم پ یشانی سے جہانٔ یٰ ۔ صا ۔ کو دیکھ رہی تھیں۔

" آئے چاۓ کے ا ۔۔اتنی جلدی کیوں لحاف اوڑھ کر لیٹ گئے ؟" خضر سادگی سے آگے آ ی۔چہرے پ بیزاری کے آ ث ر واضح ہو رہے تھے۔۔

"اَ کچھ دیکھ بھی لیا تھا تو اُس پ استغفراللہ کہنے کی کیا ۔ت تھی؟ خاموشی سے بھی ا ن نکل سکتا تھا۔فضول کا تماشہ لگا یہ ہے۔ای تو یہاں کے تماشے ہی ختم نہیں ہوتے۔" دُعا نے خضر کے شانے پ تھپڑ رسید کیا۔

" پ پ کرو!"

ربیعہ بیگم نے حیرت سے دُعا کو دیکھا۔

"شہزادی!" دُعا ہڑبڑا کر ہاتھ ہلا کر بولی۔۔

"امی۔۔ابو کو غلط فہمی ہو گئی ہے۔۔"

ربیعہ بیگم نے ناسمجھی سے اُسے دیکھا۔۔

" کیسی غلط فہمی؟"

کمبل سے آواز آئی۔۔

"اپنے ثبوت سے پوچھو۔۔"

ربیعہ بیگم نے سنسنی خیز انداز میں خضر کو دیکھا۔۔

"چاند کیا کیا ہے تم نے؟"

خضر نے ایک گہری سانس لی۔دُعا گڈ مڈ ہوتے ذہن سے دائیں بائیں دیکھتے گھما کر خضر کو دیکھ رہی تھی۔ساتھ ہاتھوں کی انگلیاں وہ آپس میں مسل رہی تھی۔۔

"امی۔دُعا ہسپتال سے آئی۔رپورٹ لے کر آئی تھی۔کل میں نے اِس کی اور انٹرنز کی پروفیسر اور پی۔جیز کے سامنے طرفداری کر دی۔۔بس اس لئے پی۔جیز خوش ہو گئے۔تو یہ مجھ سے خوش ہو گئی۔۔اِس نے خوشی میں مجھے چند رومانوی الفاظ کہے۔۔اُس وقت ایک اینٹی کے اینگل میں کھڑے تھے۔۔۔دور سے وہ تھوڑا اپنے والا منظر لگ رہا تھا۔۔ہم تھوڑا سا acute اینگل میں تھے۔۔وِچ وز ریئلی آ کیوٹ اینگل۔۔دُعا میرے درمیان فاصلہ تقریباً ایک انچ سے بھی۔۔"

ربیعہ بیگم خضر پر پڑیں۔۔

"چاند!" وہ فوری خاموش ہو گیا۔۔

"یہ ۔ت بتانے والی ہے؟" ربیعہ بیگم شدیـ غصے سے اُس پ ۔س پڑی تھیں۔۔ جواباً اُس نے صاف گوئی سے کہا۔

" آپ ہی نے پوچھا تھا۔۔"

صاف گوئی کا مترادف خضر جہانـ ۔یـ ۔ صا ۔ تھا۔۔

دُعا فوراً سے بولی۔۔

"امی میری وہ نہیں تھی۔۔"

ربیعہ بیگم خفگی سے بولیں۔

" تم دونوں ۔ ہر نکلو۔۔"

خضر نے تابعداری سے سر ہلا دیـ۔

" جی امی!"

ربیعہ بیگم نے ر ۔ جھاڑتے دُعا سے کہا۔۔

" چائے رکھ جا کر!"

دُعا کا شرمندگی سے منہ لال ہو گیـ تھا۔۔۔منہ سے ایـ الفاظ نہیں نکلا اور وہ ندامت سے سر جھٹکے ۔ ہرنـ لگی۔۔جیسے ہی وہ ۔ ہر نکلے خضر نے دُعا کے شانے پ دھیرے سے ہاتھ مارا۔۔

"دُعا تم پـ گل ہو؟ تمہیں واقعی لگتا ہے ہمیں امی ابو کو کوئی وضا ـت دینی تھی؟" وہ ٹھٹھا کرتے دُعا پ ہنسا تھا۔۔

ادـ ر ربیعہ بیگم پلنگ پ بیٹھیں جہانـ ۔یـ ۔ صا ۔ کا شانہ تھپک کر بولیں۔۔

" صحیح کہہ رہا تھا وہ۔۔اتنا تماشہ کرنے کی کیا ضرورت تھی؟ ـ اکا شکر ہے اِن میں بھی کچھ سلوک پیدا ہوا ہے۔ورنہ ہمیشہ سے یہ مجھے چونچیں لڑاتے ہوئے آئے ہیں۔۔" جہانـ ۔

صا ب نے دھیرے سے کمبل اُت را اور ذرا سیدھا ہو کر لیٹ گئے۔۔

ربیعہ بیگم سنجیدگی سے اُنہیں سمجھا رہی تھیں۔۔

"اب شادی ہونے والی ہے۔جوان ہو گئے ہیں بچے۔۔اسپیس چاہیے ہوت ہے اُن کو۔۔یہ پ انے وقت نہیں رہے جو ایسے ہی کبھی بھی اولاد کے کمرے میں داخل ہو جا ۔۔یہ ن راض ہونے والی ب ت نہیں ہے۔یہ سمجھنے والی ب ت ہے۔۔وقت وقت کا تقاضا ہے۔۔آپ کو پتا ہے جتنے میاں بیوی کے اختلافات گھر والوں کی وجہ سے ہوتے ہیں شا ی ہی اُتنے اختلافات اُن کے کبھی اپنی وجہ سے ہوتے ہوں گے۔۔اپنی وجہ سے بھی ہوتے ہیں لیکن وکلاء اور طبیب کے پ س جو کیس آتے ہیں اُن کے مطابق اکثر ی کی وجہ خا ان ہوت ہے۔۔اور یہ خا ان ایسی چیز ہے جسے ہم کاٹ نہیں ت ۔۔بھلے ب ت ب ی لگے سچ ب ت یہ ہے۔ا ن کی ز گی میں سے ب ی آزمائش اُس کا خا ان ہے۔اللہ قرآن میں فرماتے ہیں۔۔والدین کے لیے اولاد۔نبی کریم صلی اللہ علیہ السلام کے لیے اپنے چچا۔۔حضرت یوسف علیہ السلام کے لیے اُن کے بھائی۔۔حضرت لوط اور حضرت نوح کے لیے اُن کی بیو یں۔۔صحابہ اکرام کے لیے اُن کے خا ان والے۔۔اِس لیے ہمارے لیے نصیحت ہے۔۔خود کو خا ان والوں سے جوڑ کر ر کے ب وجود بچا یا جائے۔اور اپنوں کو خود سے۔ چاہتے بھی رشتوں میں ب تیں ہو جاتی ہیں۔رشتے ہی ایسے ہیں۔۔بحث تکرار ہو جاتی ہے۔۔اور ہیں بھی یہ دونوں ہی۔۔ہم اِن کو اکیلا تو نہیں چھوڑ ت ۔۔"جہا ی ب صا ب نے سنجیدگی سے سر ہلا یا۔۔

"صحیح کہہ رہی ہو۔۔بس۔۔" اُن کے ب رُک گئے۔ربیعہ بیگم نے اُنہیں دیکھا۔۔وہ چھت پ یں مر کیے ہوئے تھے۔۔

"کیا بس؟" اُنہوں نے بے اختیار پوچھا تھا۔ اُنہوں نے دو.رہ سے .ت شروع کی۔۔

"بس مجھے پتا ہی نہیں ۔۔ بچے اتنے .ڑے ہو گئے!"

چہرے پہ کوئی .ث ہی نہیں تھا۔۔ ربیعہ بیگم اُن کے .:.ت سمجھ سکتی تھیں۔ اُنہیں بیک وقت میں .پ اور سسر کا کردار ادا کر. تھا۔۔ اِس لیے وہ مزید کچھ نہیں بولی تھیں۔۔ وہ بس سادگی سے مسکرا ۔۔

"جی۔۔ جیسے ہم بوڑھے ہو گئے۔۔" اور وہ ہنس پڑیں۔۔

خضر نے .ہر سے آواز لگائی۔

"امی بیکری سے کوئی چیز منگواؤں؟"

تبھی دُعا کی آواز آئی۔۔

"موموز۔۔ موموز منگواؤ۔۔"

جہا.:.یہ .صا.ب اور ربیعہ بیگم کے کان اُنہی کی گفتگو پہ تھے۔۔

"میں تمہیں کتنے دن سے کہہ رہی ہوں چا. مجھے منگوادو۔۔"

دُعا .راضی سے بولی تھی۔۔

"بہت unhealthy ہوتے ہیں۔۔"

خضر ہمیشہ کی طرح دھیما سا بولا۔۔ اِس لئے اُس کی آواز وہ دونوں سُن .سکے۔۔

ربیعہ بیگم نے جہا.:.یہ .صا.ب کو دیکھا۔

"دیکھا اِس لیے کہتی ہوں۔۔ اِنہیں ہم اکیلا نہیں چھوڑ ت۔۔"

دُعا کچن میں غصے سے اُس پہ رہی تھی۔۔ اُس کے چیخ کر بولنے کی آواز .ہر تک جا رہی تھی۔

"مردوں کو یہ .ت بُری لگتی ہے کہ عورتیں اپنا کام خود کر. چاہتی ہیں۔ اُنہیں یہ ا. ازہ ہے کہ

وہ کیوں کرنا چاہتی ہیں؟ کیونکہ وہ مرد کے سامنے ہاتھ پھیلانے اور منتیں کرنے سے بچنا چاہتی ہیں۔۔ ہاتھ پھیلانے اور منتیں کرنے سے ان کی عزت میں کمی ہوتی ہے۔۔عورت بس اپنا وقار اپنی عزت برقرار رکھنا چاہتی ہے۔اِس لیے وہ اپنا کام خود کرنا پسند کرتی ہے۔۔"

خضر بیزار ہوا۔

"اچھا ڈرامے نہ کرو۔منگوا دیتا ہوں۔۔"

ربیعہ بیگم اُٹھ کھڑی ہوئیں۔

"میں ذرا بھابھی کو کال کرلوں۔۔بڑے دن ہو گئے بات نہیں ہوئی۔۔" جہانزیب صاحب بھی اُٹھے۔۔

"بند کرواؤں اِن کی لڑائی۔۔"

دُعا غصے میں اڑی تھی۔۔

"نہیں رہنے دو اب!" جہانزیب صاحب کچن کی جانب چلے آئے۔خضر کی اچانک اُن کے پیروں پر نظر پڑی تو خضر نے دُعا کے شانے تھامے۔

"اچھا بونی۔۔" جہانزیب صاحب فوراً سے مُڑ گئے۔دُعا نے لہجے میں تبدیلی دیکھی تو اچانک اُس نے پلٹ کر دیکھا۔۔جہانزیب صاحب اُسے فوراً سے کچن سے نکلتے دکھائی دیے تو دُعا نے ناراضی سے خضر کو دیکھا۔اُسے ہنسی بھی آئی۔۔دونوں باپ بیٹا اکٹھے تھے۔۔

چاچانا کیوں کیا ہے یہ تم نے؟ چاچا!" خضر دبی ہنسی سے آرڈر دینے کے لیے کال ملا رہا تھا۔اُس نے ہنسی دباتے دانتوں سے ہونٹ کاٹے اور پھر خود کو کمپوز کرتے بولا۔۔

"بس ابو کو چھیڑنے کا مزہ ہی بہت ہے!"

☆.....☆.....☆

خضر کو سیریز کے لیے آسٹریلیا جانا تھا۔جانے سے قبل سے وہ وقاص سے ملنے آیا تھا۔۔اُس کے ٹ کھلنے میں ابھی وقت تھا۔۔کمرے میں سامان بکھرا پڑا تھا۔۔رضیہ آ پہلے سے ہی وہاں آئی تھیں۔۔

خضر نے وقاص کو عجیب گندے حلیے میں دیکھا تو پوچھ پڑا۔

"یہ کیا حلیہ بنایا ہوا ہے؟ کوئی ڈھنگ کے کپڑے پہن۔۔"

رضیہ آ بے جھجک بولیں۔۔

"جی۔۔ملنگ کو نہیں ہوتا ڈھنگ!"

خضر ہنس پڑا۔۔

"واہ۔۔خوب ردیف قافیے ملیں ہیں آ !"

وہ وقاص کی جانب متوجہ ہوا۔۔

اُس نے جھک کر اُسے گلے لگایا۔۔

"ٹھیک ہو جائے گا سا ۔۔"وقاص نے اُس کی پشت تھپکی۔۔

"ا ءاللہ!" رضیہ آ خندہ زیلبی اُنہیں دیکھ رہی تھیں۔۔

خضر اُس سے الگ ہوتے کھڑا ہوا۔۔

". میں واپس آؤں گا۔۔تم ہی مجھے یٰ آؤ گے۔"

وقاص نے مسکرا کر انگوٹھا دکھایا اور بولا۔

"ڈن ہوگیا!"

اور وہ ایک مہینے کے شدید تناؤ کے بعد واپس کام پر لوٹ رہا تھا۔۔۔

آسٹریلیا جاتے ہی کچھ اچھی خبر موصول نہیں ہوئی تھی۔۔خضر کو یہ بتایا گیا تھا اُسے ٹیم سے

ڈراپ کر دیا گیا تھا۔ اُس کے لیے اور عوام کے لئے یہ خبر کسی شاک سے کم نہیں تھی۔۔

"عزتِ رہی سکہ زر کی ما
کہ سنبھالی بھی گئی اور اُچھالی بھی گئی"
(واعظہ رفیق)

کتنی تکلیف ہوتی ہے۔۔۔ ا ن محنت کرے۔۔ اور اُس محنت کے دوران وہ یہ جا ہوں کہ اُس کا کام بے مثال ہے۔۔ اُس کا کام مختلف ہے۔۔ چاہ کر بھی وہ اپنی ت لوگوں تک پہنچا نہ سکے۔۔۔ کتنی تکلیف ہوتی ہے اُس وقت۔۔ اور وہ تکلیف ا ہنر والا ہی جان سکتا تھا۔۔۔ وہ بھی ا ن تھا۔۔ اُسے ٹھکرائے جانے پر دُکھ ہوا تھا۔۔ وہ تو خضر تھا۔۔

"ایسا پہلے بھی تو کتنے لوگوں کے ساتھ ہو چکا ہے۔ اور اُن کے لئے تو لوگوں نے آواز بھی نہیں اُٹھائی۔۔ میں کیوں شکری کر رہا ہوں؟ میرے لئے کم از کم لوگ آواز تو اُٹھا رہے ہیں۔۔ آہ۔۔۔" اُس نے آنکھیں موند کر صوفے سے ٹیک لگائی۔۔

"د میں اتنا غم ہے۔ لگتا ہے میرا غم بے حد کم ہے۔" اور بے اختیار اُسے اُستاد تلاوت کرتے سنائی دیئے۔۔

"آپ سوال کرتے ہیں اُ ت کا تو اُ ت تیرے رب کی بہتر ہے۔۔" سور؟ المومنین

آنکھیں یکدم کُھلیں۔۔۔ خضر آنکھیں جگمگا گئیں۔۔

وہ کیوں لوگوں سے ا ت کی امید کر رہا تھا؟ ا ت تو اُسے اللہ نے دینی تھی۔۔ اللہ ہی تو بہترین رازق ہے۔۔ اللہ اُسے اُ ت دے گا۔۔ لوگ نہیں۔۔ دل اطمینان پکڑ گیا تھا۔ اب اُسے روز معاش کی یہ ٹھکرائے جانے کی کوئی فکر نہیں تھی۔۔

"دشمن کو اپنے کام، اپنی کامیابیوں سے شرمندہ کر ہے۔۔۔ہاتھ پ ہاتھ دھرے بیٹھے اُس کی کامی پ خوش ہو کر نہیں۔۔دشمن کا مقابلہ کرنے لے لیے ہمیں حسد کی بجائے محنت کی ضرورت ہے۔۔ہماری کامی کی وجہ یہ ہے۔۔کہ ہم دوسروں کی کامیوں پ خوشی مناتے ہیں۔۔۔"

مخالفوں کی خوشیوں پ وہ ذکر کیے بنا رہ نہیں پ یا تھا۔۔

"زمین کے ابنے پھرتے ہیں۔۔۔ اتو ای ہے۔اور میرا ایمان صرف اُس پ ہے۔۔میں اِن مصیبتوں سے نہیں ڈروں گا۔مجھ پ آئی ہر مصیبت نے مجھے اشا ہے۔۔ماضی میں ایسا کئی ہنرمندوں کے ساتھ ہو چکا ہے۔کئی ستارے اپنی عروج پ پہنچنے سے پہلے ہی اِس نپوٹزم کی بھینٹ پڑھ گئے۔۔ میں کوئی معمولی ستارہ نہیں ہوں۔۔میں خضر جہا ہوں۔۔اور میں اپنی عزت کروا جا ہوں۔۔لے آ کسی کو بھی میری جگہ۔۔میں بھی دیکھتا ہوں۔۔وہ میری کمی کیسے پوری کر ہے۔۔۔میں خضر ہوں۔۔اور خضر کی طاقت خضر ہے۔۔"

قمر نے اُسے میسیج کیا تھا۔۔خضر نے یکدم دن موڑ کر دیکھا۔۔کاؤچ پ مو جگمگا یا۔

"بھیا آئی مِس یو۔۔پتا نہیں اِنہوں نے آپ کو کیوں ڈراپ کر دیا۔۔اور اَ کر تھا تو یہاں آ کر۔۔"خضر نے جھٹ سے مو اُٹھا یا اور تیزی سے واٹس ای پ کھولتے لکھنے لگا۔۔

"ذلیل کر تھا بس مجھے!!"

اُس کے بنا میچ کا آغاز ہو چکا تھا۔۔وہ کمرے میں یٹ خاموشی سے میچ دیکھ رہا تھا۔۔۔وہ ریموٹ ٹھوڑی سے لگائے مسلسل پیر ہلا رہا تھا۔۔۔کمرے کے پ دے آگے تھے۔۔۔کمرے میں سیاہ بھوری سی روشنی چھائی تھی۔۔۔بیٹنگ کے لیے اوپنر آ گئے تھے۔۔خضر مزہ دیتی

مسکراہٹ سے بولا۔۔

"ایی اوور بھی ٹِک ی۔۔میں خضر نہیں۔۔" اوپنر نے بولر کی جانب اشارہ کیا۔ بولر گیند ڈالنے آی۔۔وِ ٹ اُڑ گئی۔۔خضر قہقہہ لگا کر ہنس پڑا۔۔یکے بعد دِ ٹ اُڑ رہی تھی۔خالی کپتان میدان پ ٹکے تھے۔۔۔اُس کی جگہ بیٹس مین آی تھا۔۔خضر اسکور دیکھ کر منہ کا زاویہ بگاڑ رہا تھا۔۔

"مشکل ہے کہ جیتی ۔۔۔"فلڈ کا منظر دکھا رہے تھے۔۔

"اوہو مِڈ آف اسٹرائکر۔۔gully۔۔ ہر بندہ ہر بندہ ہی شان ار ہے!"

بولنگ کی باری آئی۔مخالفہ ٹیم پ کستان ٹیم کو خوب دھو رہی تھی۔۔خضر جماہی ی ریموٹ سے ٹی۔وی بند کرنے لگا۔۔

"یہ میچ پ کستان ہارنے والا ہے۔۔" کچھ دی کے لئے اُس نے قیلولہ کیا۔۔۔ ب اُٹھا تو پہلی خبر ملی۔۔پ کستان میچ ہار چکا تھا۔۔میچ ہارنے کے بعد پ کستانی قوم نے کر ٹ ٹیم کو لعن طعن کرن شروع کر دی تھا۔خضر کے مداح پہلے ہی سوشل میڈی پ اُسے بلا وجہ ٹیم سے ڈراپ کرنے کے خلاف تحری رہے تھے۔۔کپتان کی بھی کوچ سے خضر کی وجہ سے بحث ہو گئی تھی۔۔۔ہر جگہ خضر کو واپس لانے کی تحری چل رہی تھی۔۔سابق کرکٹر بھی خضر کو ڈراپ کرنے پ مزاحمت کر رہے تھے۔۔خضر آرام سے پلنگ پ ی ٹ مسکرا کر افسوس کرتے ان از میں بولا۔۔

"مجھے ڈراپ کر کے۔۔اِنھوں نے اپنے پیروں پ کلہاڑی خود ماری ہے۔۔مجھے کچھ کرنے کی ضرورت ہی نہیں پ ڑی۔۔فین کتنے پیارے ہوتے ہیں ن۔۔نہیں خضر؟"

شام کے وقت کپتان اُس سے ملنے آئے تھے۔۔

وہ اُس کے سامنے صوفے پ بیٹھے تھے۔۔

"میں بات کر رہا ہوں۔۔اور دیکھنا ویسے بھی تمہیں یہ دو بارہ گیم میں لے کر آ گے۔۔اِن کے پاس کوئی چانس نہیں ہے۔۔"

خضر پلنگ پہ اُن کے سامنے آلتی پالتی مار کر بیٹھا تھا۔۔

"لیکن میں اتنی آسانی سے گیم میں واپس نہیں آؤں گا؟" کپتان نے بھوں اچکایا۔۔

"اب اِس کا کیا مطلب ہے؟"

خضر نے کچھ سوچتے دا ب دیکھا۔۔چند لمحے یونہی گزرے۔۔کپتان اُسے تشویش سے ہنوز دیکھ رہے تھے۔۔۔

خضر نے اُنہیں دیکھا۔

"میں اِن لوگوں کو یہ بتانا چاہتا ہوں۔۔کہ جونیئر جونیئر ہوتے ہیں۔لیکن اِس کا یہ مطلب نہیں کہ اُن کی تضحیک کی جائے۔۔اُن کی تذلیل کی جائے۔۔جس بھی پروفیشن میں دیکھا جائے۔وکلاء ڈاکٹر ہر پروفیشن میں جونیئرز کو bully کیا جاتا ہے۔۔اُنہین bully کرنے والے یہ بھی بھول جاتے ہیں کہ کبھی وہ بھی جونیئر تھے۔۔اِس لیے میں اِن ب کو یہ بتا کر رہوں گا۔۔۔کہ جہاں سینیئرز کی اہمیت ہوتی ہے۔اُسی طرح جونیئرز کی بھی اہمیت ہوتی ہے۔۔۔دیکھ لیں۔۔اور دو چار کرکٹرز کو میری جگہ دیکھ لیں۔۔۔ اختتام میں اِنہیں مجھے ہی گیم میں لانا ہوگا۔۔۔" کپتان اُس کے فیصلے سے متفق تھے۔۔خضر آفیشل کال کا انتظار کر رہا تھا۔۔ ب اُسے گیم میں واپسی کی اطلاع دی گئی تو جواباً اُس نے اپنی مانگیں سامنے رکھ دی تھیں۔۔

"میرے کانٹر میں اُتنے پیسے شامل کیے جا ۔۔۔جتنے میں نے ای دن کے میچ میں مس کیے ہیں۔۔اور اب سے میرے کانٹر کی رقم میں میرے ہر میچ میں وہ رقم شامل ہو

گی۔۔"

اُن سے بات کرتے اُس نے خود سے کہا تھا۔۔

"یہ اسسٹنٹ کوئی کسی اور شعبے میں نہ کرے۔۔ تب تک جب تک اُسے اپنے کام کی کوالٹی کا علم نہ ہو جائے۔۔۔"

خضر دوبارہ کال پر متوجہ ہوا۔۔۔

"دوسرا آپشن ہے۔۔ میں تب تک گیم میں واپس نہیں آؤں گا جب تک مجھے میرے نکالنے کی صحیح وجہ نہ بتائی جائے۔۔ چوائس اِز یورز!"

لہجے میں خود اعتمادی تھی۔۔ عوام کا پریشر تھا۔۔ ٹیم پر پریشر تھا۔۔ یہ نہ ضروری تھا۔۔۔ اور اُنہیں ایک دن کی بدترین ناکامی میں اِس بات کا احساس ہو چکا تھا کہ خضر کو ٹیم سے ڈراپ کرنا اُن کی کتنی بڑی غلطی تھی۔۔

اگلے روز اُس کی ٹیم میں واپسی کی خبر ٹی۔وی اسکرین پر پھیل گئی تھی۔۔

"اِنہوں نے ہماری وجہ سے اتنا پیسہ کمایا ہے۔۔۔ تو کیا ہوا جو میں نے کانٹریکٹ میں ذرا سے پیسوں کا اضافہ کروالیا؟"

اُسے اپنی اِس حرکت پر کسی بھی قسم کا کوئی دُکھ نہیں تھا۔۔

"مجھے میری وقعت کا بخوبی علم ہے۔۔ اور میں اُسی حساب سے کما رہا ہوں۔۔"

اگلی صبح میلبورن کرکٹ گراؤنڈ میں زرد ستارے کو اُس کے ہنر کے جوہر دکھانے کا پھر سے موقع تھا۔ وہ بیٹنگ اسپائکس کے تسمے باندھ کر بلا تھامے اُٹھ کھڑا ہوا تھا۔۔

کپتان دونوں ہاتھ جوڑ کر چہرے سے لگائے فکرمندی سے اُسے دیکھ رہے تھے۔۔۔

"اے خضر! اب تو بازی لے جا۔۔"

اُس کا سارا مسئلہ ہی ٹکنا تھا۔ ٹِک جاتے تو ٹِک جاتے۔۔۔ ٹِکتا تو پولین واپس لوٹ آتے۔۔

وہ میدان میں ڈٹ بلے پہ گرفت مضبوط کیے خود سے کہہ رہا تھا۔۔

"اپنی وقعت کے متعلق کسی کو سوال مت کرنے دو۔۔محنت ہنر اور ایمانداری کے ساتھ کامیابی ملتی ہے۔اور میں اِن تینوں چیزوں کے ساتھ کام کرتا ہوں۔۔"

بالر نے گیند ڈالی۔۔گیند جیسے آئی خضر نے لیٹ کٹ شاٹ مارا۔۔کپتان کی ذرا آنکھیں کُھل گئیں۔۔۔ اوور کا ماحول انتہائی سنگین لگ رہا تھا۔۔۔ بالر اُسے خاصا پیچیدہ اور کٹھن وقت دے رہا تھا۔۔دوبارہ سے گیند آئی۔خضر نے اپر کٹ مارا۔۔۔گیند اُڑ کر باؤنڈری کی جانب جانے لگی۔

خضر رن بنا کر واپس جگہ پہ آیا تو بالر کا سرخ ہوتا چہرہ دیکھ کر مسکرایا۔۔

"مجھے باؤنسر مارے گا!"

بالر کو رن کی مار پڑی شروع ہوگئی۔۔کپتان اور اُن کے ساتھ بیٹھے قمر کی سانس بحال ہو رہی تھی۔۔پیچھے بیٹھے طاہر کا چہرہ پھر مردہ پڑنے لگ گیا تھا۔قمر نے کسی خیال سے اُسے مُڑ کر دیکھا۔۔

طاہر نے اُسے گھور کر دیکھا تو قمر نے سادگی سے مسکرا کر گردن موڑ لی۔۔۔سابق کھلاڑی خضر کی بیٹنگ پہ پرجوشی سے کمنٹری کر رہے تھے اور اُس کے اپر کٹ شاٹ پہ تبصرہ کر رہے تھے۔۔۔بار بار موقعے موقعے سے اُس شاٹ کو دیکھ رہے تھے۔۔۔اتنی تیزی سے آئی گیند کو اُس نے بڑے شاندار طریقے سے کھیلا تھا۔۔۔اسٹیڈیم کا ماحول پھر سے سنجیدہ ہوگیا۔۔"یہ مجھے گوگلی کروائے گا۔۔" اندازاً خضر بالر کو دیکھتے بولا تھا۔۔

مشتعل بالر نے تیزی سے گیند ڈالی۔۔خضر نے جھٹ سے بیٹ آگے کیا۔۔قمر بے اختیار

بولا۔۔

"اوشکر۔۔defensive shot بچا گئی!!"

لحظہ بھر کے لیے خضر کو بھی لگا تھا کہ وہ گیند اُسے نہیں آئی۔۔۔

کپتان قمر سے تبصرہ کرر ہے تھے۔۔

"بس یہ بلر نکل جائے۔۔ بقی سنبھال لے گا وہ۔۔"

خضر بلر کو دیکھتے بیٹ تھامے دیکھ رہا تھا۔۔اُس نے کمر کستے بلا زمین پہ مارا۔۔خضر آنکھیں جگمگا رہی تھیں۔۔۔ماتھا پسینے سے شرابور تھا۔ بلر کو اُس نے آنے کا اشارہ کیا۔۔اگلی شاٹ کا انتظار کر رہے تھے۔۔تب ہی گیند آئی اور خضر نے ای جھٹکے میں پیچھے گھما کر گے گیند ماری۔۔گیند اُڑی اور سیدھا اسٹیڈیم کے پ رجا ی۔۔کپتان اور قمر پ جوشی سے اُٹھ کھڑے ہوئے۔۔۔

"اوچھکا۔۔۔"

کپتان بشی سے خضر کو دیکھتے قمر سے تیزی سے بولے۔۔

"بس اب ٹ ی ہے خضر۔۔اب سینچری بنا کر ہی جائے گا۔۔"

قمر مسکرایا۔۔

"ا ءاللہ!" پیچھے بیٹھے طاہر کا چہرہ سیاہ پڑ چکا تھا۔مکمل طور پ سیاہ۔۔

مبصر اسکرین پہ شاٹ دیکھتے کہہ رہے تھے۔۔

"کیا بریکی سے ریورس سوی پ کھیلی گئی ہے۔۔"

کپتان کے ان ازے اور تجربے کے مطابق وہ میدان میں ٹِک ی تھا۔۔کبھی چھکا کبھی چوکا۔کبھی اُڑا کر گھمانے والی ہیلی کا پٹر شاٹ کبھی جھک کر پیڈل سوی پ کھیلی جا رہی تھی۔۔

اسٹیڈم میں دا . او پنچے سے ای ہی ۔ م گونج رہا تھا۔۔۔وہ آج اعلیٰ عہدے پ بیٹھے لوگوں کے منہ پ اپنی قابلیت کا طمانچہ مار چکا تھا۔آج وہ ای . ر پھر سے ث. ت کر چکا تھا۔۔۔کہ اُسے کسی گاڈ فادر کی ضرورت نہیں تھی۔۔اور اُس کا ہنر اُس کے لیے کافی تھا۔۔

ابھی اُن کے کافی میچ . قی تھے۔۔ای مہینے کا ٹو ور تھا۔۔کپتان کی والدہ کی طبیعت کافی ۔ ساز تھی۔جس . . اُن کی بیگم پ کستان روانہ ہو گئی تھیں۔خضر کپتان سے ملنے آ ی تھا۔۔خاصے افسردہ تھے۔۔وہ سر جھٹکے اُس کے ساتھ صوفہ پ بیٹھے تھے۔۔

"ماں وہ مٹی ہے۔۔جس میں پھول پ وان پ ڑھتا ہے۔۔اور پ وان پ ڑھنے کے بعد پھول کی واہ واہ اور داد اُس کا ث یعنی اُس کا . پ وصول کر ت ہے۔لیکن اُس مٹی کی خوشبو کا کوئی ت کرہ نہیں ہو ت ۔۔۔جو اُس پھول سے آتی ہے۔جو اُس پھول کی حیات کی ای وجہ ہوتی ہے۔۔اولاد ای پھول ہے۔۔جہاں جاتی ہے مہکتی ہے۔۔اور اپنی ساری داستان سنا دیتی ہے۔۔اُس کی پہچان اُس کے ث سے ہوتی ہے۔۔لیکن اُس کی حیات اُس کی ماں سے ہوتی ہے۔" وہ خضر کو دیکھتے ہدای ت کر رہے تھے۔۔

"ز گی میں جو جا ت ہے جانے دو۔۔لیکن ماں کو ۔ راض کر کے کوئی کام ۔ کرو۔۔۔میرا اختیار نہیں۔۔میں تم لوگوں کو چھوڑ کر جا نہیں سکتا۔۔میرا عہدہ یہ . ت گوارہ نہیں کر ت کہ میں تم . کو چھوڑ کر جاؤں۔۔ یقین جانو۔۔میرا دل کسی لمحے قرار نہیں پکڑ رہا۔۔میری ماں بیمار ہے۔۔۔"

خضر کرب سے مسکرا ی تھا۔۔

(. ت پیسے کی نہیں تھی۔ . ت ز . ن کی تھی۔۔ . ت ملک کی تھی۔۔ . ت ذمے داری کی تھی۔۔اور لوگ کہتے ہیں کر کٹرز اپنی ذات کے لیے کماتے ہیں۔۔)

خضر نے تبسم سے اُنہیں دیکھتے اُن کا شانہ تھپ۔۔

"ا ء اللہ آ بہت جلد۔۔ بہت جلد صحتیاب ہو جا گی۔۔ آپ فکر ن کریں۔۔۔ ب

خون کے رشتے بچھڑ جاتے ہیں تو اللہ ا ر کر دیتا ہے۔۔ ب لکل فکر ن کریں۔۔ ہم ہیں ن

آپ کے ساتھ!" کپتان نے سر اُٹھا کر سنجیدگی سے اُسے دیکھا تھا۔۔

ذہن میں جانے کیا خیال اُبھرا تھا۔ سنجیدہ یں خضر چہرے پ تھیں۔۔۔

"تمہارے والدین نے تمہاری بہت اچھی پ ورش کی ہے۔۔" وہ یکدم سے بولے تھے۔۔ خضر نے اضافہ کرتے کہا۔

"اور میرے اُستاد نے بھی۔" کپتان ذرا مسکرا پڑے۔۔

"تم کبھی بھی اُن کا ذکر کر ن نہیں بھولتے۔۔"

خضر حیرت سے بولا۔۔

"اُستاد بھی کوئی بھولنے والی شخصیت ہے؟"

کپتان ہنس پڑے۔ اُس بچے کو خود بھی ا ازہ نہیں تھا۔ اُسے اُستاد کتنے پیارے تھے۔۔۔ خضر کسی خیال سے کہنے لگا۔۔

"مجھے ای چیز کی سمجھ نہیں آئی۔ یہ اچا ن ہماری کِٹ کیوں تبدیل ہو گئی؟ ویسے کلر کلیش کوئی زی دہ ب امسئلہ نہیں تھا۔ یہ فضول ن چی ہے۔"

کپتان نے اُسے دیکھا اور پ یں سکیڑ کر مصنوعی خفگی سے بولے۔۔

"تم بہت کنجوس ہو۔۔"

خضر نے ت میم کی۔۔

"جی نہیں میں ای Economist ہوں۔۔ ای کفای ت شعار۔۔"

کپتان نے مذاق سے اُس کے سر پہ پیچھے ہاتھ مارا۔۔

"اچھا بس۔۔ایک شو تمہارا ہٹ کیا ہو گیا۔۔ بہت ہواؤں میں اُڑ رہے ہو۔۔" خضر کو ہنسی آئی۔۔اُس نے اُنہیں دیکھا۔

"ویسے میں نے تمام باتیں صحیح کی تھیں۔۔۔"

کپتان نے ایک دم پوچھا۔۔

"مجھے تم پروگرام کا خلاصہ بتا دو۔۔ بہت لمبا پروگرام تھا۔۔اِس لیے دیکھ نہیں پایا۔۔"

خضر نے جواباً سر ہلاتے کہا۔

"جی ٹھیک ہے۔" وہ سانس لینے کے لیے رُکا اور پھر کہنے لگا۔

"میں نے اُس پروگرام میں کفایت شعاری میں چین کی مثال دی تھی۔۔کہ اُنہوں نے اپنے ملک کی ترقی کے لئے کیسے کام کیا تھا۔۔جو لوگ ٹیکس اور کفایت شعاری کے خلاف ہیں۔۔خاص طور پہ elite اِن لوگوں کو چین کی مثال سے کچھ سیکھنا چاہیے۔۔چین کے لوگوں نے بُرے وقت سے نپٹنے کے لیے اپنا ہاتھ شدید تنگ کر لیا تھا۔۔عورتوں نے سنگھار کرنا بند کر دیا تھا۔ بلکہ سنگھار اور comsetics پروڈکٹس چین میں بین ہو گئے تھے۔۔۔غیر ضروری تعلقات ڈیٹس یہ سب بھی وہاں بند ہو گیا تھا۔۔لوگوں نے بچوں کی پلاننگ کی تھی۔۔۔زیادہ اولاد کے چکر میں وہ بچوں کی زندگیاں خراب نہیں کرتے تھے۔اُن کی مشکل سے ایک یا دو اولاد ہوتی تھی۔ اور وہ اُس کی پرورش بہترین کرتے تھے۔۔لوگ اولاد کا سُن کر دین کو درمیان لے آتے ہیں۔۔ لوگ صرف دین کو اپنی ذات کے لیے لے کر آتے ہیں۔۔لیکن میرا کہنا ہے بچے اُتنے ہی ہونے چاہیں۔جتنوں کو ہم ٹھیک سے پال سکیں۔۔اُن کی بہترین پرورش کر سکیں اور اُنہیں اِس قابل بنا سکیں جو قوم کے لیے کچھ کر سکیں۔۔نہ کہ اُلٹا اُس پہ بوجھ بن

سکیں۔۔دوسری بات۔۔۔ جب بھی کسی سیاستدان کے پاس حکومت آتی ہے۔۔تو وہ دور اندیشی سے کام نہیں لیتا۔۔وہ صرف اپنا دور ٹھیک کرتا ہے۔۔۔اِس لیے اُس کے دور کا وقت ٹھیک گزر جاتا ہے۔۔اور لیا ہوا قرضہ اگلی حکومت کے سر پڑ جاتا ہے۔۔۔یہی سائیکل چلتا رہتا ہے۔۔اور پھر لاکھوں کا قرضہ اربوں میں بدل جاتا ہے۔۔۔سیاستدان اپنا دور سنوارے گا۔۔لیکن ایک حقیقی سیاستدان اپنا دور نہیں آنے والی نسلوں کا مستقبل سنوارے گا۔۔۔اور اُس مستقبل کو سنوارنے کے لیے اُسے آج۔۔آج میں تبدیلی کرنی ہوگی۔۔اور وہ تبدیلی آسان نہیں ہوگی۔۔لیکن کل۔۔کل یہ قوم اُس سیاستدان کے لگائے پودوں سے استفادہ حاصل کرے گی۔۔جو کل ایک بہت بڑے پیڑ بن چکے ہوں گے۔۔یہ وقت یہ سوچنے کا نہیں ہے۔۔کہ ہم کیا لے رہے ہیں؟عظیم قومیں یہ سوچتی ہیں کہ ہم اپنی آئندہ نسلوں کو کیا دے رہے ہیں۔۔چین نے جب بُرا وقت دیکھا تھا تو اُس نے یہ نہیں سوچا تھا۔۔کہ ہم تو کل کو نہیں رہنے والے۔ہم کیوں تنگی کی زندگی گزار رہے ہیں۔۔بلکہ اُنہوں نے اپنے رہنما کا ساتھ دیا تھا۔۔اور آج دیکھیں دنیا میں نمبر ایک کہلاتی ہے وہ قوم۔۔ہمیں اپنے لیڈر کو لعن طعن نہیں کرنا۔اُس کی تذلیل نہیں کرنی۔ہمیں اُس کا ساتھ دینا ہے۔۔اپنے بچے کم کرنے ہیں۔۔جانتا ہوں مشکل ہے۔۔لیکن اپنی آئندہ نسلوں کے لیے یہ آپ کو کرنا ہے۔آنے والے روشن مستقبل کے لیے آپ کو کرنا ہے۔۔اب وقت آن پڑا ہے کہ آپ اپنے جذبہ حب الوطنی کا مظاہرہ کریں۔اِس قوم کو آپ کا جذبہ صرف تئیس مارچ چودہ اگست یا چھ ستمبر کو نہیں چاہیے۔بلکہ اِسے اِس مشکل وقت میں آپ کا یہ جذبہ چاہیے۔"

خضر سانس لینے کے لیے ٹھہرا۔اُس نے کپتان کو دیکھا۔۔

"کچھ یہ باتیں تھیں۔۔میرے پروگرام کی۔۔"

کپتان نے سنجیدگی سے اُسے دیکھتے داد دی۔۔

"بہت خوب۔۔"

تبھی خضر کے مو پ گھنٹی بجی۔۔اُس نے یکدم سر جھکا کر دیکھا۔۔ہاتھ میں مو جگمگا رہا تھا۔۔اُس نے بغور اسکرین پ دیکھا۔۔قمر کی کال آرہی تھی۔

"قمر!" خضر بے اختیار بولا تھا۔کپتان نے اُسے دیکھا۔

خضر نے کال اُٹھا کر کان سے مو لگا ی۔۔

"دیکھو یہ موقع ز د ت ہے۔۔۔"

طاہر کی آواز آرہی تھی۔۔خضر ذرا چونکا۔کپتان ماتھے پ بل ڈالے اُسے دیکھ رہے تھے۔۔خضر نے فٹافٹ کال اسپیکر پ ڈالی۔۔ساتھ والے کمرے میں کپتان کے خلاف سازش کی جارہی تھی۔۔لابی میں بہت سے کھلاڑی شامل تھے۔۔قمر کو بھی وہاں ز دستی بٹھا ی تھا۔۔ہر کسی سے سے پہلے قرآن پ ک پ حلف لیا تھا کہ یہ ت ہر جائے۔قمر نے معذرت کر دی تھی۔۔

"بھائی میرا وضو نہیں۔۔" جواباً طاہر نے اُسے سختی سے تنبیہ کرتے کہا۔۔

"فکر کر۔۔جانے سے پہلا تیرا حلف لے کر ہی تجھے ہر نکالوں گا۔۔" خضر کا شاک کے مارے منہ کھلا تھا۔۔

"یہ طاہر اِس حد جا سکتا ہے۔۔" قمر نے کال کر مو اوُزر کی میں رکھ دی تھا۔۔اُمید تھی خضر کال اُٹھا لے گا اور اُس نے کال اُٹھا لی تھی۔۔۔قمر اُس لابی کا حصہ نہیں چاہتا تھا۔ طاہر نے اُسے ٹیم سے ہر کرنے کی دھمکی دی تھی۔۔۔یہ سینیئر کھلاڑیوں کا جونیئرز کو پ یشان کرنے کا واحد ہتھکنڈا تھا۔۔اپنے ساتھیوں کی آواز سُنتے اُس کے غضب کی کوئی انتہا

رہی تھی۔کپتان ایِ دم شاک. ت بنے بیٹھے . سُن رہے تھے۔۔خضر نے کپتان کو دیکھتے ن. تی ت سے کہا۔۔

"میں کہتا تھا آپ کو طیری بھائی .ڑے ہیں تو کیا ہوا۔آپ کپتان ہیں۔۔آپ کار . ہون چاہیے۔۔اب دیکھا اِنہوں نے کیا کیا۔۔ ہروقت سیا ت ۔۔ہرجگہ سیا ت ۔۔میں تو عا. آ ئَی ہوں اِن کی سیا ت اور منافقت سے۔۔کس کے منہ پ کچھ تو کسی کے منہ پ کچھ۔۔"

کپتان نے اُسے ہاتھ دکھا کر پ پ رہنے کا اشارہ کیا۔۔وہ فوری خاموش ہوا۔

"سُنو پہلے!""" دیکھو۔۔" طاہر اُن . سے کہہ رہا تھا۔۔

"پہلے تو ہم نے ساتھ رہنا ہے۔۔کوشش کرو۔کپتان کی .ت کم سے کم سُنو۔۔۔ویسے بھی وہ کوئی ہم پ زیِ دہ سختی نہیں کرتے۔۔"خضر کا چہرہ سرخ ہو ئَی۔

" ئَ وپنگ۔۔ ئَ وپنگ ہو رہی ہے۔۔"

اُس کا خون غصے سے اُ .لے کھا رہا تھا۔

"ہم نے وجہ بھی سوچنی ہے۔۔کہ کپتان کو .ہر کرسکیں۔۔" کپتان کے لیے یہ بہت .ڑا دھچکا تھا۔۔

"پہلے تو وہ فیملی کی وجہ سے فوکس نہیں کر پ تے۔۔اِس لیے کہتے ہیں فیملی کا کھیل میں کوئی کام نہیں ہوت۔۔"

خضر بے کلی سے اُٹھ کھڑا ہوا۔۔اُس کا سانس یِ ن محال ہو رہا تھا۔۔

"یہ رہبر نہیں رہزن بن رہے ہیں۔"

"اور وہ۔۔First I would like to thank everyone.۔۔" خضر ٹ ۔۔

اُس نے اُس کے .طانوی تلفظ کی ا ت ری تھی۔۔

" . سے پہلے تو اُس کو سائ ٹ پ لگا ہے۔۔"

خضر نے شدی عتاب سے منہ نوچتے ہوئے پکڑ لیا۔۔

"اوئے قمر ٹیم مینیجر نے اُسے ا منیا کی گولیاں دی تھیں۔۔"

خضر نے ضبطی سے . د. لیے۔۔ کپتان خاموشی سے سُن رہے تھے۔۔

"تو اُس کے ساتھ روم شیئر کرت ہے۔۔ تو اُس کی جگہ یہ پیٹ اب کی گولیاں رکھے گا۔۔ شکل دیکھی ہے اِس نے۔۔ خود کو پتا نہیں کیا سمجھتا ہے؟ کانٹر پ دو کروڑ سالانہ لکھوا ی ہے۔۔"

خضر دیوانہ وار تے کمرے سے . ہر جانے لگا۔۔۔

کپتان نے چو کر اُسے دیکھا۔۔

"خضر!" خضر نے ہینڈل گھما کر دروازہ کھولا اور . ہر نکلا۔ وہ تیزی سے . ڑے . ڑے ڈگ بھر کے کمرے کے سامنے آ ی۔ اُس نے مجنو نہ ا از میں زور زور سے جتے دروازہ کھٹکھٹا ی۔ اُس کی ج پ ا ر کھلبلی مچ گئی۔۔ طاہر ا ی لمحے کے لیے نیلا پ ڑ ی تھا۔۔ قمر نے فوراً اُٹھ کر دروازہ کھولا۔۔ . قی کھلاڑیوں کی سٹی گم تھی۔ خضر غصے سے بھرا ا ر کمرے میں آ ی۔۔ کپتان کھلبلائے ہوئے اُس کے پیچھے آئے تھے۔ اُن کا منصوبہ تھا وہ رسیدگی سے اُن . کو ا ی ا ی کر کے کمرے میں بلا کر . ت کریں گے۔ خضر کے . ت نے اُن کے اُس منصوبے پ پ نی پھیر دی تھا۔۔ ا ر . کے حواس کھوئے تھے۔۔ خضر غصے میں سرخ طاہر کو دیکھتے انگلی دکھا رہا تھا۔۔

"اوئے تو۔۔ تُو۔۔ تیری ساری عزت ختم۔۔ ختم میری میں!"

کپتان نے خضر کا شانہ تھاما۔ خضر نے اُن کا ہاتھ پیچھے کر دی۔۔

"بھائی پیچھے ہو جا ۔۔" طاہر کے کان شرمندگی سے سرخ پ ڑنے لگے تھے۔۔

" کیسا آدمی ہے تُو۔۔۔ تیرے سے کبھی کسی نے پوچھا ہے کہ تُو نے اپنی کِٹ کیسے لانچ کی ہے؟ کہاں سے آیہ ہے اتنا پیہ ؟ ہاں۔۔ جو دوسروں کے پیسے پ ر ت ہے۔۔"

طاہر ن . تی ہوَ ی۔

"خضر!" خضر بھڑکا۔

" پ پ !" اُس نے میکا ا از میں اپنے منہ پ انگلی رکھ کر "سسس" آواز نکالی۔۔ خضر آنکھیں قہر. سا رہی تھیں۔۔ خضر نے لبوں سے انگلی ہٹائی۔

" تجھ سے کبھی کسی نے پوچھا ہے کہ تُو . ریٹا ہو گا؟ تجھے پتا ہے کہ تُو نے کتنے لوگوں کی جگہ کھائی ہوئی ہے؟" تبھی طاہر کے ساتھ بیٹھا ا ی کھلاڑی بول پ ا۔

"خضر تم اپنی حدود پ ر کر رہے ہو۔۔" خضر اُس پ چیخ پ ا۔۔

"موٹے۔۔۔ تُجھے کیوں اتنی آگ لگ رہی ہے؟ تجھے کیا کہا تھا کپتان نے؟ تیرے . َ بند کیے تھے۔۔ اِس . ت کی ت پ تھی؟ تیرے بھلے کے لئے ہی کیے تھے او گینڈ ے!"

طاہر کے ضبط کا پیمانہ لبر ی تھا۔۔ وہ اُٹھ کر جانے لگا تو خضر آ گے آ ی۔

" کدھر؟ کدھر؟" اِس سے پہلے کوئی ہاتھا پ ئی ہوتی . کھلاڑی اُٹھ کھڑے ہوئے۔۔ خضر طاہر کو دیکھتے کہنے لگا۔۔

" دامن جھاڑ کر کدھر کو سوار میاں؟"

طاہر نے ڈھیٹ ہوتے اُسے گھور کر مونچھیں گھما ۔۔

" مونچھوں کو ت ؤ دیکھو کیسے دے رہے ہیں!" خضر طنزاً تیوری پ ھا کر بولا تھا۔۔

طاہر نے اُسے درشتی سے انگشت شہادت دکھائی۔۔

"خضر میرا ہاتھ اُٹھ جائے گا۔۔" خضر نے غیظ سے آستینیں پ ھا لیں۔۔

"مارو۔۔"

کپتان بوکھلا گئے۔

"خضر۔۔" طاہر کو کھلاڑی پیچھے کھینچنے لگے۔۔ کمرے میں غل غپاڑا مچ چکا تھا۔۔ صورتحال اب کپتان سے سنبھالی نہیں جا رہی تھی۔۔ قمر اور کپتان خضر کو کھینچ رہے تھے۔۔

کمرے میں کھلبلائی ہوئی سراسیمہ آوازیں گونج رہی تھیں۔۔

"طیری بھائی۔۔"

"خضر!!"

لگ رہا تھا جو بَ ڑ گئی تھی وہ اب کبھی ختم ہونے کا نام نہیں یہ والی۔۔

خضر یہ پہ ہاتھ مارے رہا تھا۔۔

"مار مار مجھے۔۔ ہاتھ لگا کر دکھا مجھے!!"

اِس وقت وہ صرف ایک قصائی جہاں یہ کا بیٹا تھا۔۔ جس کی غصے میں عقل ماری گئی تھی۔۔ خون اپنا رَنگ ضرور دکھاتا ہے۔۔ یہ بات بنی نہیں تھی۔۔ بلکہ کسی تجربے کے بعد کہی گئی تھی۔۔ شور کے .. valet ہاؤس کیپنگ اسٹاف .. ہو گئے تھے۔۔۔ خضر کر قمر اور کپتان کے ہاتھ سے نکلتا کہہ رہا تھا۔

"مار نہ مجھے۔۔ مارو۔۔۔"

اگلے ہی لمحے زور سے اُن کے کانوں میں بجی۔۔۔ . منجمد ہو گئے۔۔ کمرے میں سکوت چھا گیا۔ کپتان نے خضر کو یہ سے تھامے دن موڑ کر دیکھا۔۔۔ سامنے کوچ اور ٹیم مینیجر کھڑے شدید خفگی سے اُن . کو دیکھ رہے تھے۔

کوچ خضر کو غصہ ور وں سے دیکھتے اُس کے سامنے چلے آئے۔ قمر اور کپتان نے خضر کو

چھوڑ دیا تھا۔۔کوچ نے منہ سے چھوڑی اور اُسے بغور دیکھتے پوچھا۔۔

" کیا ہوا تھا یہاں؟"

خضر اپنے حواسوں میں دھیرے دھیرے لوٹ رہا تھا۔۔اُس کا چہرہ آلود تھا۔۔اُس نے پیچھے زو ھتے سر جھکا لیا۔۔کوچ جے۔۔

"میں نے پوچھا یہاں کیا ہوا تھا؟"

خضر نے ای گہری سانس لی اور کھولے۔۔

"مجسلوں کے راز اما ہوتے ہیں!" اور یہ سُنتے کوچ نے ای ز ٹے دار تھپڑ اُسے رسید کر دی۔۔کپتان کا یکدم منہ کُھلا۔

" کوچ اِس نے کچھ نہیں کیا۔۔"

ٹیم مینجر نے افسوس سے طاہر کو دیکھا اور پھر قی کھلاڑیوں کو۔۔

" تم لوگوں کی یہ ساری جہا لیک ہو چکی ہے۔۔اِس ہوٹیل میں رنگر ٹی۔وی کا ای صحافی آی ہوا تھا۔اور تم لوگ یہ تماشہ کر رہے تھے۔۔وہ یہ دیکھ چکا تھا۔۔شکر ہے valet اور اسٹاف نے اُسے کچھ ر رڈ نہیں کرنے دی۔۔"

خضر گال پ ہاتھ رکھے طمانچہ کھا کر دو رہ سے لکل رمل ہو چکا تھا۔۔

اُسے کوچ سے کہی اپنی چند لمحوں قبل ت ی د آئی۔۔

"مجسلوں کے راز اما ہوتے ہیں!" اور پھر اُس نے اُس سے قبل اپنی حر ی دکی۔۔وہ ماتم کرتے جیسے ی پ ہاتھ مار رہا تھا۔۔

" مار مار۔۔مار نہ۔۔"

" ہاتھ لگا کر دکھا مجھے!"

اور یہ حر ت ید آتے اُس نے محسوس کیا تھا کہ اُس نے غیر اخلاقیت اور جہا ت کی تمام حدود عبور کردی تھیں۔۔ٹیم مینجر چند لمحے خاموش رہے۔۔کچھ سوچنے کے بعد وہ کپتان کو دیکھ کر کہنے لگے۔

" . سے پہلے آپ اِس خبر کی ت دی کریں۔۔۔"

ٹیم مینیجر فوراً سے وہاں سے نکل گئے تھے۔۔

کوچ نے . کو چیل کی طرح کاٹتی نگاہوں سے دیکھا اور کہنے لگے۔۔

" کل کا میچ ایسے کھیلا جائے گا جیسے اِس ٹیم کے ن کبھی کوئی اختلاف یا لڑائی ہوئی ہی نہیں تھی۔۔کل کا میچ ہمارے لئے بہت اہم ہے۔۔سمجھ آ گئی!"

کپتان سمیت . ای ساتھ بولے۔

"جی کوچ!"

اور یوں اُس منظر کا اختتام کپتان کے قہر آور چہرے پ ہوا تھا۔۔

☆.....☆.....☆

خضر کورہ رہ کر غصہ آرہا تھا۔۔

" کتنی ی ہوئی حر ت کی ہے طیری بھائی نے۔۔کپتان کی امی بیمار ہیں۔اور یہ۔۔۔" تبھی اُس کے مو. پ بیپ ہوئی۔۔اُس نے فوراً سے مو. اُٹھا کر دیکھا۔۔کپتان نے اُسے بلا یا تھا۔۔۔وہ ٹھنڈی آہ بھر کر اُٹھا۔۔

"اب کپتان کو کیا کہنا ہے۔۔"وہ سوچ کر کہنے لگا۔

"یہی کہیں گے۔۔بہت . می ہوگی۔۔عوام بُرا بھلا کر رہی ہے۔۔اور کیا؟"

وہ کپتان کے کمرے میں آ ی تو خاموشی سے اُن کے سامنے آ کھڑا ہوا۔کپتان نے ای گہری

سانس لی اور اُسے رسانی سے دیکھا۔

"جو ہوا سو ہوا۔۔معاملے کو ختم کرو۔۔ویسے بھی طاہر کی ریٹائمنٹ قری. ہے۔معافی ما. لو اُن سے۔۔"

خضر. تی ہوا۔۔

"میں دوسروں کی ا. کو قائم ر. کے لیے۔۔اپنا دل نہیں توڑ سکتا۔"

کپتان سنجیدگی سے بولے۔۔

"اُسے اپنی غلطی کا احساس ہے۔۔"

خضر تیزی سے کہنے لگا۔۔

"ایسا آپ کو لگتا ہے۔۔وہ نہیں . ل۔۔" وہ کہتے کہتے رُکا۔۔بے اختیار اُسے اُستاد کی ہدا. . دآئی۔۔

"جو خود نہیں . لتے۔۔وہ . کو بھی اپنے جیسا ہی سمجھتے ہیں۔دیکھنے والی بصیرت کے لینز جو نہیں . لتے۔۔" خضر نے خاموشی اختیار کر لی۔۔کپتان نے ا. وکھڑی کر کے اُسے دیکھا۔۔

"کیا؟"

خضر نے خیال میں . میم کی۔۔

"کچھ نہیں۔۔بس چھوڑیں۔۔جو جو کر. ہے اُسے کرنے دیں۔اِسی میں سکون ہے۔۔"

کپتان نے اثبات میں سر ہلا دی۔

"صحیح۔۔"

اُن سے . ت کر کے وہ اپنے کمرے میں آ. تھا۔۔قمر کاؤچ . بیٹھا تھا۔۔خضر اُس کے ساتھ آ کر بیٹھا۔۔قمر خاموشی سے بیٹھا رہا۔خضر نے اُسے دیکھا۔۔. کپتان نے اُسے بلا.

تھا۔۔وہ غسل خانے میں تھا۔۔خضر نے دونوں ہاتھوں کی انگلیوں کو آپس میں ی۔۔اور
اُنہیں َ ٹ ں پر رکھ دی۔۔

قمر نے کنکھیوں سے اُسے دیکھا۔۔

"بولیں بھی۔۔" خضر نے یکدم اُسے دیکھا۔۔

وہ اُس کی عادتیں سمجھنے لگ ی تھا۔۔خضر نے بلاتمہید ب ت کا آغاز کیا۔۔

"قمر میں نے فیصلہ کیا تھا۔میں اپنی ریٹا ئمنٹ کے بعد اپنی اسٹرگل پ کتاب لکھوں گا۔اور اُس کتاب میں ہر سفارشی ٹٹو کو بے ب کروں گا۔۔اُس کتاب میں میں حقیقت لکھوں گا۔۔ادیبوں اور اسٹوری ی ز کی طرح صرف خواب نہیں۔۔میرا ادیبوں اور اسٹوری ی ز سے بہت ب ڑا اختلاف ہے۔۔یہ ہر کہانی میں مر ی کردار کو بنا کچھ کچھ ضرور دیتے ہیں۔لیکن یہ اُس کردار کے شعبے کی اسٹرگل کو کبھی ہائی لائ ٹ نہیں کرتے۔۔وہ کہانی میں یہ تو دکھا دیتے ہیں۔۔ہیرو پ ڑھنے کے لئے ا وڈ ی۔۔لیکن کوئی اُس کی وہاں کی محنت کبھی نہیں دکھات۔۔کہ وہ وہاں اپنی فیس کیسے نکالتا ہے۔۔اُن کی راہ میں آنے والے سفارشی ٹٹوؤں کو کوئی نہیں دکھات۔اُن کے شعبے میں کرپشن کو کوئی نہیں دکھات۔۔بس ای ا ن آت ہے اور چھا جات ہے۔۔یہی اختلاف ہے میرا اسٹوری ی ز سے۔۔یہ لوگوں میں خواہش کا پ ہ پیدا کر دیتے ہیں۔اور ب وہ اُڑ چاہتا ہے تو حقیقت اُس پ ے کے پ کاٹ دیتی ہے۔۔یہ حقیقت ہے۔۔اِس میں مصیبت آتی ہے۔۔اُسی مصیبت کے درمیان مسکراہٹ بھی آتی ہے۔ ب کچھ مستقلاً ای جیسا نہیں چلتا۔لیکن ا ن زن گی َ ار ت ہے۔کچھ ملے تو ت پ کر بھی َ ار ت ہے۔۔اِس زن گی میں ہر چیز کے ساتھ تنگی لگی ہے۔۔اِس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ ہم اِس تنگی سے آ کر اپنی موت کی دُعا کرنے لگ جا ۔ ا ن کچھ بھی ما َ لے وہ کبھی اُس سے

مطمئن نہیں ہوسکتا۔۔ سُکھ میں ۔ دُکھ میں۔۔" وہ سانس لینے کے لیے ٹھہرا۔ قمر کی نگاہیں اُس پہ مرکوز تھیں۔۔

"میرے ساتھ بھی اِن دنوں یہی ہو رہا ہے۔ میں کسی حال میں بھی مطمئن نہیں ہو رہا۔ اِس دُ میں سو فیصد سکون کہیں نہیں ملے گا۔ بڑی بڑی نعمتیں ہونے کے باوجود بھی مجھے چھوٹی سی پریشانی ۔ گوار ۔ رجاتی ہے۔۔ لیکن مجھے اپنی پریشانیوں میں بھی قنا ۔ کی زندگی ۔ ارنی ہے۔ جو اندھیرے میں ۔ رہے وہ روشنی کا لطف کیسے اُٹھا سکتا ہے؟ ۔ ر ۔ رات کے ۔ رنے کا انتظار کرنا ۔ کامی ہے۔۔ کامیابی تو صبر صبر اور صرف صبر سے ملتی ہے۔۔ ہر حالات میں چلتے رہنے سے ملتی ہے۔۔ میں اِس د میں پیسہ کما ۔ جا رہا ہوں۔۔ اپنا ۔ م بنا ۔ جا رہا ہوں۔۔ مجھے یہ بھی نہیں پتا مجھے اور اِس د میں کتنے سال رہنا ہے۔۔ مجھے یہ بھی سمجھ نہیں آ رہا کہ میں یہ کیوں کر رہا ہوں؟ میں پیسے کے پیچھے کیوں دیوانوں کی طرح دوڑ رہا ہوں۔۔ میرا ۔ ارا تو تھوڑے میں بھی ہوسکتا ہے۔۔۔ پھر مجھے یہ بے چینی سی کیوں محسوس ہو رہی ہے؟ میں نے طیری بھائی سے اتنی ۔ تمیزی کیوں کی؟ ا ۔ چہ میں ٹھیک بات پہ لڑ رہا تھا۔۔ غلطی کہیں ۔ کہیں میرے ۔ نے بھی کی ہے۔۔۔ غلطی مجھ سے بھی ہوئی ہے۔۔ اِس لیے میں نے فیصلہ کیا ہے۔۔ میں اپنی کتاب میں کسی کو بے ۔ ب نہیں کروں گا۔۔ میں طیری بھائی کو معاف بھی کر دوں گا۔۔ میں کسی کے رویے پہ اپنا دل رنجیدہ نہیں کروں گا۔۔ کوئی میرے ساتھ مخلص ہو یا ۔ ہو۔۔ میں اِس بات کو خود پہ ا ۔ ا ۔ از نہیں ہونے دوں گا۔ کسی کے لیے میں اہم ہوں۔۔ یا نہیں۔۔ میں اِس بات کو بھی اپنے ا ۔ ب پہ سوار نہیں کروں گا۔۔۔ میں دوسروں کے رویوں کو اپنی ذات پہ ا ۔ ا ۔ از نہیں ہونے دُوں گا۔۔۔" قمر نے خندہ پیشانی سے خضر کا شانہ تھاما۔۔۔

"یہ کی نہ میرے خضر بھیا والی بات!!!"

خضر نے مسکرا کر اُسے دیکھا۔۔

"ہاں۔۔یہ کی۔۔خضر والی بات۔۔۔وہ خضر جو لقمان علی خان کا شاہد ہے۔۔"

بیت خون پہ حاوی تھی۔۔۔کچھ دیر کے لیے اُس پہ جہانزیب صاحب کا خون حاوی ہوا تھا۔۔ اختتام پہ فتح بیت کی ہوئی تھی۔۔

☆.....☆.....☆

صبح پڑی کے چہچہانے کی آواز ڈریسنگ روم میں گونج رہی تھی۔۔۔آسٹریلیا میں اِس وقت شدید گرمی کا موسم تھا۔۔سورج کی شعاعیں تیزی سے ڈریسنگ روم میں داخل ہو رہی تھیں۔۔خضر کی آنکھیں سورج کی روشنی میں سنہری خضر لگنے لگیں۔۔گویا شیر کی آنکھیں ہوں۔ٹاس ہو چکا تھا۔پاکستان پہلے بیٹنگ کر رہا تھا۔کپتان ڈریسنگ روم کی وسط میں کھڑے تھے۔۔کرسیوں پہ ٹیم کے فرد بیٹھے تھے۔۔کپتان سب سے کہہ رہے تھے۔۔

" آج ہم نے اپنے تمام ذاتی اختلافات اور رنجشیں مٹا کر کھیلنا ہے۔کیونکہ ہم اِس ملک میں پاکستان کی نمائندگی کر رہے ہیں۔آج جب ہم میدان میں اُتریں گے تو کوئی میں تم نہیں ہو گا۔آج ہم پاکستانی ہوں گے۔۔اور ہم اِس ملک کے لیے اِس کی شان کے لیے کھیلیں گے۔۔ایک ٹیم ایک گھر کی طرح ہوتی ہے۔اور گھر میں چاہے آپس میں کتنے اختلافات ہوں۔۔وہ باہر اپنے اختلافات کو نہیں جانے دیتی۔۔اِسی میں اُس گھر کی شان ہوتی ہے۔۔۔ہم نے مخالف ٹیم کو اپنی کوئی کمزوری نہیں دینی۔۔ہم نے آج تمام رنجشیں مٹا کر کھیل کھیلنا ہے۔۔ہم نے آج بیٹنگ میں بالکل بھی وقت ضائع نہیں کرنا۔۔کیونکہ جو وقت بیت جائے اُسی کا افسوس رہتا ہے۔اور ہم نے آج کوئی افسوس نہیں پالنا۔۔کیونکہ افسوس مایوسی

ہے۔۔ہم نے مایوس نہیں ہونا۔۔ہم نے جیتنا ہے۔ہم جیتیں گے۔۔ہم نے اِس سوچ میں وقت ضائع نہیں کرنا کہ کون جیتے گا۔۔جیتیں گے ہم ہی۔اور ہم اپنا سارا وقت تکنیک پر لگا گے۔۔ہمیں پہلے پندرہ اووَر میں سو سے اوپر اسکور بنانا ہے۔۔"وہ خضر کی جانب مڑے۔۔

"خضر تم تیسرے نمبر پر جاؤ گے؟"

خضر ذرا چونکا۔

"تیسرا؟"

وہ پانچویں نمبر جایا کرتا تھا۔۔ وہ کوئی موقع ضائع نہیں کرنا چاہتا تھا۔۔کپتان کی اِس سے پہلے پھرتی۔۔وہ کہہ پڑا۔

"جی ٹھیک ہے۔۔جاؤں گا۔" منصوبہ بندی ہو گئی تھی۔۔اوپنر میدان کے لیے جا رہے تھے۔۔کچھ کھلاڑی باہر اوپن ایئر میں میچ دیکھ رہے تھے۔کچھ اندر اسکرین پر۔۔خضر بینچ پر بیٹھا اپنی پاکستانی کرکٹ ٹیم کی پی۔کیپ پکڑے اُسے دیکھ رہا تھا۔خضر یں دھیرے دھیرے گھومتے پاکستانی پرچم کے چیف پر آئی تھیں۔وہ ذرا مسکرایا۔۔ٹھوڑی تلے بل پڑے۔۔

"تمہاری خاطر کیا کیا کرنا پڑتا ہے؟"

اُس نے چیف کے قریب اپنے کیے۔۔اُس نے اپنا پرچم چوما اور پھر مسکرا کر پی۔کیپ پہننے لگا۔۔بیٹنگ کا آغاز ہو گیا تھا۔۔کپتان پاس میں بیٹھے بیٹنگ دیکھ رہے تھے۔۔

"بس یہ ٹِک جائیں۔۔"وہ تناؤ کے باعث اپنے یں چبا رہے تھے۔۔

کھیل اچھا چل رہا تھا۔ ایک ساتھ یکے بعد دیگرے دو وِکٹیں گر گئی تھیں۔۔خضر میدان میں آیا۔۔کسی کے ساتھ اچھی پارٹنرشپ نہیں بنا پایا۔جو آتا۔کچھ دیر ٹِکتا۔۔اُمید بندھتی پھر وِکٹ گرتی اور امید کی وِکٹ بھی گر جاتی۔۔جیسی وہ بیٹنگ چاہتے تھے ویسی بیٹنگ ہو نہیں پا رہی

تھی۔اب سارا پ   ۔ؤلنگ پ تھا۔۔خضر سپا ئکس کے تسمیں کس رہا تھا۔۔

" کر   ٹ ا َ قسمت کا کھیل ہو۔ تو گیند ڈالنے کے اسٹائل نہیں ہوتے۔۔کر   ٹ کھیلنا آرٹ ہے ا ی محنت ہے۔۔قسمت نہیں۔۔ا َ قسمت ہوتی تو ہم کیسے بھی گیند ڈالتے تو آؤٹ ہو جات ۔۔کر   ٹ کھیلنے کے لیے منصوبہ بندی کرنی پ ٹتی ہے۔۔حکمت عملی کی در   ت تکنیک بنانی پ ٹتی ہے۔۔"

پ کستانی کر   ٹ ٹیم ۔ؤلنگ کے لئے تیار میدان میں اُ ت رہی تھی۔۔۔

خضر کپتان کے ساتھ چل رہا تھا۔قمر عقب سے دوڑ ت ہوا آگے آرہا تھا۔کپتان گیند اُچھال کر خضر کو دے رہے تھے۔۔

" تم کرو گے؟" خضر نے   میں سر ہلا ی ۔۔

" قمر سے کرواتے ہیں۔۔قمر   ہے۔۔ بُولٹس اُس کی گوگلی نہیں پ ٹھ پ ئے گا۔۔" کپتان نے اثبات میں سر ہلا ی ۔۔

" صحیح۔۔" اُنہوں نے اُسے ہدا ی ت کی۔۔

" لیکن اُسے پہلے پ نچ اوؤر میں کسی طرح آؤٹ کر ۔ ہے۔۔تمہیں پتا ہے وہ ٹِک َ ی ۔۔پھر ۔ قی کھلاڑیوں کو وہ موقع نہیں دے گا۔" خضر نے سنجیدگی سے سر ہلا دی ۔۔

کپتان نے قمر کو گیند دی تھی۔۔میچ کا دو ۔ رہ سے آغاز ہو چکا تھا۔۔قمر نے تیزی سے آتے گیند ڈالی تھی۔اور بیٹس مین نے چھکا لگا دی تھا۔۔قمر نے شاک سے سر پکڑ لیا۔

"شٹ۔۔۔" خضر ت لی بجا کر قمر کے قری ۔ آی ۔۔

" تم اب گوگلی مت کروا ۔ ۔۔"

قمر ہڑ ۔ ڑا ی ہوا بولا۔

"پھر آؤٹ سوئینگ؟ میں تصور کر رہا ہوں۔ وہ نہیں سمجھ پائے گا۔۔"

خضر نے میں انگلی ہلائی۔۔

"نہیں آؤٹ سوئینگ کی بھی وہ توقع کر رہا ہوگا۔ تم length in swing کرواؤ۔ جو تمہارا اسٹائل ہے۔۔ بس یہ بولٹس آؤٹ ہو جائے۔۔ باقی گیم اپنی ہے۔۔"

قمر کی اُس نے پشت تھپتھپائی۔۔

"چلو۔۔ شاباش تمہیں کرنا ہے۔۔" خضر نے اپنی جگہ سنبھالی۔۔

قمر نے ایک گہری سانس لے کر گیند اُچھالی۔۔۔ اور تیزی سے تیار ہوتے آگے آیا۔۔۔ اُس نے تیزی سے آتے گیند ڈالی۔۔ بیٹس مین نے بلا آگے کیا۔۔ ایک دم وکٹ اُڑ گئی۔۔

قمر کا خوشی سے چہرہ سرخ پڑ گیا۔۔ اسٹیڈیم میں موجود پاکستانی عوام جوش و خروش سے پاکستانی پرچم لہرانے لگی۔ اسٹیڈیم میں باجوں کی آوازیں گونجنے لگ گئیں۔۔۔ پاکستان کرکٹ ٹیم ایک ساتھ اکٹھی ہوئی اپنی اِس چھوٹی سی بازی کا جشن منا رہی تھی۔۔ کپتان نے اب سرگوشی کی تھی۔۔۔

"زیادہ خوش ہونے کی ضرورت نہیں۔۔ ابھی بھی پورا گیم باقی ہے۔۔" اب اُنہوں نے وکٹ کیپر کو دیکھا۔۔

"آج تم سے ایک بھی کیچ چھوٹا۔۔ میں تمہارے دونوں ہاتھوں پہ ایلفی لگا کر اُنہیں جوڑ دوں گا۔۔" جواباً اُس نے فوراً سے کہا۔۔

"فکر نہیں۔۔ فکر نہیں۔۔"

بیٹنگ پاکستان کرکٹ ٹیم کی نہیں تھی۔۔ لیکن باؤلنگ شاید آج پاکستان کرکٹ ٹیم کے نام ہی تھی۔۔ ہر باؤلر نے آج تقریباً دو دو وکٹیں لی تھیں۔۔۔ میچ اب پاکستان کرکٹ ٹیم کو اپنے

ہاتھ میں لگ رہا تھا۔منصوبہ بندی کے مطابق ۔ ٹھیک جا رہا تھا۔۔آ ی و ٹ تھی۔۔۔اور آ ی اوور۔۔کپتان نے خضر کی ہتھیلی پہ گیند رکھی۔۔

"ہمیں تمہاری ہیٹرک چاہیے۔۔"

خضر نے سادگی سے کپتان کو دیکھا۔۔۔

"یہ حکم ہے؟"

کپتان نے مسکرا کر دن لڑھکائی۔

"یہی سمجھ لو!" خضر نے ادب سے سر کو خم دیا۔۔

"تعمیل ہوگی!" وہ گیند مٹھی میں دبائے دوڑا۔۔کپتان نے بھاگ کر جگہ سنبھالی۔خضر نے بیٹس مین کو اشارہ کیا۔جواباً بیٹس مین نے بھی آنے کا اشارہ کیا۔۔خضر نے پیچھے کی طرف انگلی کر کے انگلی گیند پہ رکھی۔۔وہی اُس کا پُتھن والا ا از تھا۔۔۔گیند پہ انگلیوں کی فت مضبوط تھی۔۔۔وہ ق رفتاری سے دوڑتے ہوا آگے آیا۔اُس نے گیند ڈالی۔۔۔بیٹس مین نے چھکا لگایا۔۔۔خضر نے کہنیوں سے ہاتھ لگایا۔گیند اُڑ کر واپس میدان میں آ رہی تھی۔خضر نے پلٹ کر دیکھا۔قمر نے اپنے دونوں ہاتھ کھول دیئے۔۔۔پکستانی ٹیم اور پکستانی عوام کا دل جیسے بند ہو یا۔گیند تیزی سے نیچے آئی۔۔خضر دیوانہ وار اُچھل کر ۔۔

"قمر کیچ!!" ہر کوئی جیسے اپنے دل کی دھڑکن سُن سکتا تھا۔۔۔جیسے اسٹیڈیم میں ای ہی آواز تھی۔۔اور وہ تھی بے تیب دھڑکنوں کی۔۔۔گیند قمر کے ہاتھوں کے قریب آئی۔۔۔لمحے کے لیے لگا کیچ چھوٹ یا۔۔کمر نے اچھل کر کیچ کو دونوں ہاتھوں میں قید کیا اور قلا زی لگائی۔۔خضر خود کو ڈھیلا چھوڑتے زمین پہ بنا مُڑے چت ا۔۔گو یا وہ سوئمنگ پول میں اتھا اور اسٹیڈیم میں پکستانی عوام چیخ اُٹھی۔۔۔

پکستانی مبصر ولولہ خیزی سے کراعلان کررہا تھا۔۔

"اور پکستان ایک رن سے میچ .یت ۔ َی !!!" قمر کیچ شدہ گیند پکڑے دوڑتا ہوا .زو پھیلا کر آگے آ ی۔۔خضر قلا .زی لگا کر اُٹھا اور قمر نے آ کر اُسے گلے لگا یا اور الگ ہو کر وہ اُچھلے۔۔۔ .یت کا اختتام نہیں ہوا تھا۔۔ڈریسنگ روم میں اُنہوں نے بلے سے میز بجا بجا کر اپنی فتح کا جشن منا یا تھا۔۔ا مات کا وقت تھا۔۔خضر کو ہیٹرک کی وجہ سے مین آف دی میچ کا ا م تھا۔۔اب تو یہ ا م ملنے کی عادت سی ہو گئی تھی۔۔ وہ جا تھا۔۔کچھ عرصے بعد وہ ا م قمر کو کرے گا۔اور اُسے اِس .ت پ کسی چیز کا کوئی دُکھ نہیں تھا۔وہ اپنے وقت میں لطف اُٹھا چکا تھا۔۔اور اب وہ آئندہ کو لطف اُٹھاتے دیکھنا چاہتا تھا۔وہ طاہر نہیں .ن چاہتا تھا۔وہ خضر تھا اور وہ خضر ہی رہنا چاہتا تھا۔۔

اگلے روز اُنہوں نے اپنی .یت کا خوب جشن منا یا تھا۔۔جشن میں کچھ ادا کارا بھی موجود تھیں۔۔کچھ دی وہ اُس جشن میں موجود رہا اور پھر خاموشی سے وہاں سے نکل َ ی۔۔اُسے وہاں اداکاراؤں کو دیکھ کر مسلسل اُستاد کی ہدا یت ی دآ رہی تھی۔۔

"اللہ فرماتے ہیں۔۔۔لاتقربوا الزن۔۔۔یعنی زن کے قری .بھی مت جا اور زن کی ڈاک ہے۔۔"

اپنے ہوٹل کے لیے ۔ وہ سوچ رہا تھا۔۔

"اچھا کیا جو میں نے علیک سلیک کے سوا کسی سے کوئی .ت نہیں کی۔۔یہاں تو مشترکہ معاشقے کو بھی لڑکیاں می ٹو بنا دیتی ہے۔۔دور بہت ۔ اب چل رہا ہے۔۔سیر سلی ہم مردوں کو اب مرد مارچ کی ضرورت ہے۔۔اب تو یہ بھی نہیں پتا۔۔کوئی عورت .کس وقت ہم پ الزام لگا دے۔۔اُستاد صحیح کہتے ہیں .ا .ی عام ہونی چاہیے۔۔ کہ خالی ا ۔۔کل عورتیں

ہراساں ہوتی تھیں ۔۔اور آج مرد ۔۔یہ ۔ت تحقیق سے ۔ ہو رہی ہے ۔۔"

☆.....☆.....☆

۔ ۔ ہار کا سلسلہ چلتا رہا تھا ۔۔ا ماہ رچکا تھا ۔۔

خضر کی پکستان واپسی تھی ۔۔وعدے کے مطابق وقاص ہی اُسے ایئرپورٹ ۔ تھا ۔دُعا اپ ل سے گھر لوٹی تھی ۔۔ربیعہ بیگم راضی سے اُسے کہہ رہی تھیں ۔۔

"دُعا کپڑے ۔ل ۔۔اچھے سے ۔ل بنا ۔۔"

وہ تکان سے یہ کہتے اُٹھنے لگی ۔۔

"جی امی!"

وقاص خضر کو لے کر اسکوا آ رہا تھا ۔۔سڑک پ انتہا کا اژدھام تھا ۔دھیرے دھیرے وقاص گاڑی رہا تھا ۔۔خضر کا مو ۔ر ۔رنج رہا تھا ۔دُعا اُسے کال کر رہی تھی ۔۔خضر نے کال اُٹھا کر مو کان سے لگایا ۔۔

"چا کہاں ہو تم؟ ۔ آؤ گے؟"

کان میں کچھ کھنکا ۔خضر ذرا چونکا ۔۔

"چا ۔ آؤ گے؟"سُنی ہوئی کھنک پھر سے سنائی دی ۔۔

ایسا وہ اِس سے پہلے بھی سُن چکا تھا ۔۔خضر نے سر اُٹھا کر فر مرر پ آ الکرسی دیکھی ۔۔جس کے نیچے لگے گھنگرو ہل رہے تھے ۔۔خضر نے ۔ق رفتار وں سے وقاص کو دیکھا ۔۔

"چا ؟"

دُعا اُس پ عجلت سے پوچھ رہی تھی ۔۔خضر نے مٹھیاں بھینچتے خود کو کمپوز کیا ۔۔

" آ رہا ہوں بس۔۔"

اُس نے کال رکھ دی۔۔

گھنگرو ہل ہل کر کھنک رہے تھے۔۔خضر اُس گفتگو کو دہرا رہا تھا۔۔۔وہ آنکھیں موں ے اپنا سارا دھیان اُس رات کی گفتگو پ مر کرنے لگا۔۔۔

"دُعا وقاص کو کال کرو۔۔وہ تمہیں پک کر لے گا۔"

کھنک کی آواز اُسے ہنوز سنائی دے رہی تھی۔۔

"اور۔ ت میں۔ کہوں اسکوائ میں مت آ۔ یہاں چور یشای ڈاکو گھس آئے ہیں۔۔۔"

"وہاٹ!"

خضر نے فوراً آنکھیں کھولیں۔۔۔

"یہی آواز تھی۔۔۔وہ یہیں بیٹھی تھی۔۔"وقاص نے۔ سمجھی سے اُسے دیکھا۔

" کیا؟"

خضر نے میں سر ہلایا۔۔

" کچھ نہیں۔۔"

گاڑی کے اسپیکر میں مو کی گھنٹی گونجنے لگی۔۔وقاص نے آگے۔ ھ کر کال اُٹھائی۔۔آمنہ کی آواز گاڑی میں گو ۔۔۔

"ہیلو!"

"ہاں آمنہ؟"

خضر مٹھی ٹھوڑی سے لگائے گہری سوچ کی دھاروں میں کھوی تھا۔۔

آمنہ کی آواز اُکھڑی۔۔

" تم پسورڈ دے رہے ہو کہ نہیں؟"
وقاص سادگی سے اُس سے کہنے لگا۔
" آمنہ میں تمہیں بتا چکا ہوں۔۔میں تمہیں پسورڈ نہیں دے سکتا۔ ہی واٹس ایپ اسکین کرنے دے سکتا ہوں۔۔کیو اِس سے میرے کلا کی privacy hurt ہوتی ہے۔۔اور یہ کافی ان پ وفیشنل کام ہے۔۔سوری میں تمہیں پسورڈ نہیں دے سکتا۔۔"
وہ بے اختیار بولی تھی۔۔
" چا تو دُعا کو دے دیتا ہے؟"
خضر نے میکا ا از میں وقاص کو دیکھا۔۔وقاص نے خضر کو دیکھا اور مسکرا ی۔
"وہ چا ہے۔۔اُس کی ز گی پبلک ہے۔۔میں وقاص ہوں۔۔میری ز گی راز ہے۔۔"
خضر نے د کر دھیرے دھیرے کھولے۔۔
" لیکن۔۔"وقاص نے بھوں اُٹھا کر پوری توجہ سے اُسے دیکھا۔۔وہ ٹھہر ٹھہر کر کہنے لگا۔۔
"ا میری ز گی راز بھی ہو تو بھی میں اپنی بیوی اور دوستوں سے کچھ نہیں چھپاؤں گا۔۔اور ہی میں یہ پسند کروں گا کہ وہ مجھ سے کچھ چھپا ۔۔"
وقاص نے یہ سُنتے آمنہ کی کال کاٹ دی۔۔ا رسے وہ ہل چکا تھا۔۔ اب عدا میں جج کے سامنے کھڑے ہو کر اُسے اپنے ت کو رمل ر کی عادت ہو رہی تھی۔۔۔اُس نے وٹ اسکرین پہ نگاہیں مرکوز کر لیں۔۔اسٹیر پہ فت مضبوط تھی۔۔
" کبھی کبھی تیں چھپانی پڑتی ہیں سا ۔۔میرا کام ہی ایسا ہے۔۔اِس کا یہ مطلب مت سمجھنا کہ میں ل ی ہوں۔۔کیو میں تم سے تیں شئیر نہیں کرتا۔۔"
خضر پہ ہاتھ ھے ذرا مسکرا ی۔سنجیدہ مسکراہٹ لبوں پہ تھی۔۔ وہ ش مسکراہٹ نہیں

تھی۔۔

"لیکن لوگ تو . ل جاتے ہیں۔۔اور . لتے رہتے ہیں۔۔ا ن ہر روز . ڑھتا ہے اور . لتا ہے۔"

وقاص نے موضوع . لا۔۔

"یر۔۔بیویوں کو پ سورڈ نہیں دیتے۔۔بلکہ شوہروں کو بھی نہیں دیتے۔ ہرا ن کی ای اسپیس ہوتی ہے۔ بہت ہی سائکو والی حر ت ہے اپنے جیون ساتھی کا پ سورڈ مانگنا۔۔بھئی کیوں مانگنا ہے پ سورڈ ؟ یقین نہیں ہے آپ کو اپنے جیون ساتھی پ ۔۔بہت غلط . ت ہے پ سورڈ مانگنا۔۔جسے دھوکا دینا ہے وہ دھوکا دینے کے بہت سے طر ڈھو ٹ لے گا۔۔پ سورڈ لے کر لڑکیاں اور لڑکے خوش ہو رہے ہوتے ہیں۔۔نہیں بھئی ہمارے والا ای نمبر ہے۔۔ ٹ . کو یہی لگتا ہے۔۔بعد میں واقعی احساس ہو ت ہے۔وہ واقعی نمبر ای ہے۔۔لیکن ٹ پن میں۔۔۔خیر جو بھی ہے۔۔میری ت کید تمہیں یہ ہے تمہیں بھی اپنا پ سورڈ نہیں دینا چاہیے۔"

خضر سر ہلا کر بے آواز ہنسا اور . ہر دیکھنے لگا۔۔

"اور میری ہدای ت یہ ہے کہ بیویوں کو ہم سے کچھ نہیں چھپا چاہیے۔۔" وقاص کو کچھ کھٹکا تھا۔۔۔

" کیا یہ مجھے کوئی اشارہ دے رہا ہے؟"

وقاص نے ا . وا ٹھا یا تھا۔۔اگلے لمحے اُس نے سر جھٹکا۔

" نہیں وقاص۔۔۔گھر میں بھی وکا ت ۔۔"اُس نے فوری خیال جھٹکا تھا۔۔

وہ اسکوا ئ لوٹے۔۔ہمیشہ کی طرح اُس کا استقبال جوش و شی سے کیا ی ۔اب تو اُسے اُس اپنائیت کی عادت ہو گئی تھی۔۔۔وہ ہار کر بھی آ ت تو وہ لوگ اُسے گلے لگاتے تھے۔۔اُسے اپنے

کا ھوں پ بٹھاتے تھے۔۔کیو وہ اپنا بہترین دے کر آ تھا۔ہارے ہوئے لشکر میں بھی وہ جیتا ہوا کھلاڑی کہلا تھا۔۔دُعا لکنی میں دیوار سے ٹیک لگائے کھڑی اُسے بلڈ میں آ دیکھ رہی تھی۔۔اُس کے مو پ بیپ ہوئی۔۔۔اُس نے بندھے ہاتھ کھولے اور مو کو چہرے کے سامنے کیا۔۔وسیم نے اُسے کوئی تصو بھیجی تھی۔۔اُس نے فوراً سے وہ تصو کھولی۔۔وہ وسیم کی ا پتا ل کی تصو تھی۔۔

"ہاہ۔۔"وہ حیرانی سے بے اختیار بولی تھی۔۔

"اِس کو کیا ہو ۔۔"اُس کی چیٹ پ لکھا آ رہا تھا۔۔کہ وہ کچھ لکھ رہا ہے۔۔

"میں وسیم کا دو ہوں۔۔وہ ا پتا ل میں ہے۔۔وہ ا ر آپ سے ملنا چاہتا ہے۔۔"

دُعا نے بیزاری سے د ے پھیلائے۔۔

"اُف۔۔یہ ٹین ایجرز کے طر !"

دُعا نے چیٹ بند کی۔۔تبھی دو رہ سے بیپ ہوئی۔۔اُس نے اسکرین پ دیکھا۔اُس نے لوکیشن اور ا پتا ل کا م بھی اُسے بھیجا تھا۔۔دُعا کوفت سے بولی۔۔۔

"وسیم وسیم وسیم!"

اور وہ پلٹ کر لاؤنج میں آنے لگی تو سامنے لکنی سے آتے خضر کو دیکھ کر رُکی۔۔

"آ گئے تم!!!"

اُسے دیکھتے ہی لبوں پ کھلی ہوئی مسکراہٹ اُ ی تھی۔۔۔

خضر نے سادگی سے کہا۔۔

"ہاں۔۔"دُعا نے کچھ سوچتے لبوں پ ز ن پھیری۔۔اُس نے گھبراہٹ سے دوپٹے سے ٹ کو کان کے پیچھے اڑسا۔

"اچھا چاں ۔۔"

خضر اُسے بغور دیکھ رہا تھا۔۔

" کیا گھڑ رہی ہو دُعا؟"دُعا نے جھٹ سے اُسے دیکھا۔

" گھڑ نہیں رہی۔۔ پریشان ہوں۔۔"وہ. ہم ہوئی۔۔

"نور ماہ کی ڈیوٹی ہے۔۔اور اُس کی امی کا کا مسئلہ ہے۔۔وہ اُنہیں آئی اسپیشلِسٹ کو دکھانے گئی ہے۔اور کچھ دیر میں اُس کی ڈیوٹی ہے۔۔ پرائیوٹ اپتال تھا تو اپوائنٹمنٹ دیر سے ملی ہے۔۔اب. ت وہ آ نہیں جاتی تو میں اُس کی جگہ ڈیوٹی کر لیتی ہوں۔اُس نے بھی کافی مرتبہ میری جگہ شفٹ کی ہے۔۔میں آ جاؤں گی تھوڑی دیر میں ٹھیک ہے۔۔" خضر نے سادگی سے سر ہلا دیا۔۔

" ٹھیک ہے۔۔"دُعا تبسم سے اظہارِ تشکر کرتے بولی۔

" تھینک یو۔۔"اور وہ تیزی سے لاؤنج سے نکل کر جانے لگی۔۔۔دُعا اپنا بیگ لیب کوٹ لیے لاؤنج میں آئی۔۔ربیعہ بیگم چائے کی ٹرے پکڑے لاؤنج میں چلی آ ۔۔

" شہزادی چائے تو پی لے۔۔چاں چھوڑ آ ہے۔۔"

خضر صوفے پر آلتی پالتی مارے بیٹھا تھا۔۔

دُعا کہنے ہی لگی۔

"امی۔۔"جھٹ سے خضر بولا۔

"میں تھکا ہوں۔۔وقاص کے ساتھ چلی جاؤ۔۔"

دُعا فی الفور بولی۔

"ہاں امی۔یہ شریم سے پوچھ لیتی ہوں۔۔"

خضر کہنی گھمائے اُس سے سر ٹیک کر ریموٹ کان کے پیچھے لے کر ۔۔اُس نے سنجیدگی سے

ا. و ن لیا۔۔

"میرا نہیں خیال وقاص انکار کرے گا۔۔مسئلہ سنگین ہے۔۔"

دُعا نے پلٹ کر دیکھا۔۔خضر کا لہجہ اُسے ذرا چوکنا سا لگا تھا۔۔۔

خضر نے دن لڑھکا کر دُعا کو اشارہ کیا۔

"جاؤ دُعا۔جلدی آ ۔۔"

وہ اِس وقت اتنی جلدی میں تھی کہ اُس کے پ س اُس کے لہجے پ غور کرنے کا وقت نہیں تھا۔اُسے اجازت مل گئی تھی۔۔اور وہ تبھی ہڑ ۔ ی میں گھر سے نکل گئی تھی۔۔

خضر فریش ہو کر . سے ۔۔چائے پی۔۔جیسے ہی . گئے وہ دُعا کے کمرے میں آ ۔۔اُس نے پلٹ کر اُس کے کمرے کا دروازہ بند کیا۔۔وہ تیزی سے قدم اُٹھاتے اُس کے پلنگ کے قر . آ ۔۔وہ جھک کر زمین پ بیٹھا تھا۔۔چہرہ بے ث تھا۔۔اُس نے پلنگ کی چادر اُٹھا کر نیچے سے کھینچ کر ا شا پ نکالا۔اُس نے اپنی ایم۔بی۔ایس کی کتابیں اب ت اپنے پ س رکھی تھیں۔وہ اکثر اُنہیں نکال کر اُن کی دہرائی کر رہی تھی۔۔اُسے کچھ عرصے پہلے کا واقع د آ تھا۔۔دُعا دہرائی کر رہی تھی۔۔۔خضر اُس کے ساتھ بیٹھا تھا۔۔اُس کے ہاتھوں پ اُس نے نسیں بنائی ہوئی تھیں۔۔۔

"دُعا تم ڈھانچہ کیوں نہیں استعمال کرتی ؟"

دُعا نے پ ٹ کر میں سر ہلا ۔

"نہیں ۔۔یہ ڈھانچے سے ز دہ والا کام ہے۔۔"

تبھی پ س پڑے اُس کے مو. کی گھنٹی بجی۔۔خضر نے یں پھیر کر مو. کی جا .

دیکھا۔۔ نامعلوم نمبر سے کال آرہی تھی۔۔دُعا نے فوراً سے موبائل اُٹھایا اور کال اُٹھا کر اُس نے کان سے موبائل لگایا۔

"ہیلو۔۔"

"ہاں عتیق!"

خضر نے عتیق نام سُنتے ہی اپنے بازو پہ دُعا کی بنائی نسیں دیکھنا شروع کیں۔کتنی باریکی سے اُس نے اُس کے ہاتھ پہ کام کیا تھا۔۔

"انسان کو اللہ نے کتنی باریکی سے بنایا ہے۔اور ڈاکٹرز کو ایک ایک نس ایک ایک حصے کا ریلیشن اور اُس کا نام بھی یاد کرنا ہوتا ہے۔۔یہ کافی مشکل ہے۔۔"

"نہیں میری شفٹ نورماہ کرے گی۔۔"

وہ اپنے یونٹ کے ہاؤس آفیسر سے بات کر رہی تھی۔۔

"اچھا۔۔۔ لا اُس نے نمبر؟نہیں مجھے نہیں دیا۔۔"

دُعا کافی حیرت سے بولی تھی۔۔

"اوہ۔۔ہاں ہوسکتا ہے۔۔بتاتی رہتی ہے اپنی امی کی صحت کا۔۔تم مجھے نمبر دو۔۔" اُس نے فوراً سے پاس پڑی کتاب کے صفحے پہ نمبر نوٹ کرنا شروع کیا تھا۔۔

"اچھا ٹھیک ہے۔۔ٹھیک ہے۔"

حال میں خضر تیزی سے شاپ کی گرہ کھول رہا تھا۔۔شاپ کھُلتے ہی اُس نے دُعا کی کتابیں نکالنا شروع کیں۔۔

" کون سی کتاب تھی۔۔" وہ کتابیں کھول کھول کر دیکھ رہا تھا۔اور اُنہیں زمین پہ پھینکتا جا رہا تھا۔۔

"پرٹ ون کی تھی شای ۔۔" اُس نے کتاب پ سے رقم دیکھنا شروع کی ۔۔وہ انگلیوں سے اشارہ کرتے غور سے دا ۔ یں پھیر رہا تھا۔۔اُس نے کچھ کتابیں پیچھے کیں ۔۔

"ہاں یہ ہے۔۔" سامنے ہی اُسے وہ کتاب آئی ۔۔اُس نے جھٹ سے کتاب اُٹھائی ۔۔وہ اُسے پکڑ کر صفحے پلٹنے لگا۔۔اُس نے تیزی سے صفحے پلٹے ۔۔۔شروع کے صفحات صرف ہائی لا سے پیلے آ رہے تھے۔۔

" کتاب تو یہی تھی ۔۔"

وہ کتاب کو پکڑ کر تیزی سے پنکھے کی ما صفحے ہلانے لگا۔۔۔

پہلے چکر میں کچھ نہ آ ی ۔وہ مضطرب ہوا۔

اُس نے کتاب کے اُلٹے صفحات پلٹے ۔۔وہ دو ۔رہ سے صفحات پلٹنے لگے ۔۔کتاب کے درمیان میں وہ پہنچا ۔۔ا ی دم وہ رُکا۔صفحے کے آ پ کونے میں نور ماہ کا نمبر سیاہ سیاہی سے لکھا ہوا تھا۔۔خضر نے بنا لمحہ گنوائے پینٹ کی ۔ ۔ ۔ سے مو ۔ نکالا۔۔۔

اُس نے کتاب پ یں مرکوز کیے بنا دیکھے تیزی سے نمبر ڈائل کیا۔۔اُس نے کال تے کان سے مو ۔ لگا ی ۔گھنٹی گئی ۔۔خضر سائیڈ ٹیبل سے ٹیک لگائے بیٹھا۔اُس نے اپنے ٹ پ ہاتھ رکھ لیا۔۔وہ ۔ کاٹ رہا تھا۔۔دوسری گھنٹی گئی ۔۔خضر یں بے چینی سے دا ۔ گھوم رہی تھیں ۔۔

" ہیلو!" یکدم کال اُٹھالی گئی ۔۔خضر نے آواز بھاری کی ۔۔

" ہیلو نرمل؟"

" کون؟" نور ماہ جیسے آواز نہ پہچان پ ئی ۔۔

" مل کدھر ہو ۔ٹ ؟"

" کون بول رہے ہیں آپ؟" نورماہ بتانے لگی۔۔

" کوئی مسئلہ نہیں ہے یہاں۔۔۔" پیچھے سے اُسے آواز سنائی دی۔

" کون ہے بیٹے؟"

نورماہ اُس پر رسے بولی۔

"امی کوئی رانگ نمبر ہے۔۔"

"اچھا بیٹے کھانا کھا لے۔۔" دھیرے دھیرے اُس کے رونگٹے کھڑے ہونے لگے تھے۔۔۔خضر نے کال کاٹ دی۔۔۔اُس کے حواس ماؤف ہو رہے تھے۔۔۔وہ حیرت زدگی کے عالم میں منہ پہ ہاتھ رکھ رہا تھا۔۔

"یہ۔۔کیا تماشہ کر رہے ہیں؟"

"اِن کی ہر بات جھوٹی ہے۔۔۔"

اُس نے صدمے سے منہ پہ ہاتھ رکھ کر شیو پہ پھیرا تھا۔۔۔

"جس بات کی تہہ میں جاؤ۔۔وہ جھوٹی۔۔"

اُس نے سر جھٹکے ذرا بٹن کھولے۔۔وہ سانس لینے لگا۔۔

"میں اب اِن پہ یقین نہیں کر سکتا۔" اُس نے نفی میں سر ہلایا۔۔

اُس نے زور سے نفی میں سر ہلایا۔

" نہیں۔۔" اُس نے ذرا سر اُٹھایا۔۔

" مجھے اب بس خود پتا لگانا ہوگا۔خود۔۔۔" اُس نے اپنے سینے پہ ہاتھ رکھا۔۔

" تمہیں خود پتا کرنا ہے بس۔" اُس نے سینا تھپتھپایا۔

" خود۔۔" آنکھوں میں بلا کی سنجیدگی۔۔چہرہ سرد سفید بے حس تھا۔۔دماغ میں بہت سے

خیال تھے۔۔ اُن میں سے ای چننے کے لیے اُسے حقیقت۔ پہنچنا تھا۔۔۔ پلنگ کی دیوار پ فیری لائٹس میں دُعا اور خضر کی تصاو یین جگمگا رہی تھیں۔ فرش پ وہ زرد ستارہ سرد پ ڑ رہا تھا۔۔ حقیقت کا آشکار ہون حیرت انگیز تھا۔۔ اِس قدر کہ اُسے اب بھی یقین نہیں آ رہا تھا۔ کہ دُعا اُس سے اِس قدر جھوٹ بول سکتی تھی۔۔ وجہ کوئی بھی ہو۔۔ وہ اُس سے جھوٹ بول رہی تھی۔۔ اُس سے؟ خضر سے۔۔ یہ ن قابلِ یقین تھا۔۔

☆.....☆.....☆

دُعا اپ ل میں داخل ہوئی۔۔ اور رسپشن کی جان جانے لگی۔۔ وقاص گاڑی میں تھا۔۔ رسپشن پ آ کر اُس نے وسیم کا پوچھا تھا۔۔

"سوری میم۔۔" رسپشن پ موجود لڑکی نے سُنتے ہی معذرت کر دی تھی۔۔

"اِنہیں آنے دو۔" آواز پ وہ پلٹی۔۔ ای نوجوان لڑکا اُس کے سامنے کھڑا بولا تھا۔

"یہ ہماری گیسٹ ہیں۔۔" دُعا اُسے پہچان نہیں پ ئی تھی۔۔ شای وہ وسیم کا دو ت تھا۔۔۔ رسپشن پ لڑکی نے سر ہلا دی ۔

"جی۔۔"

اُس نوجوان نے دُعا کو اشارہ کرتے کہا۔

"چلیں۔۔" دُعا چہرے پ سختی کے آ ث ر لیے اُس کے ساتھ چلنے لگی۔۔ وہ اُسے بتانے لگا۔۔

"وہ ڈر گ ز چھوڑنے کی کوشش کر رہا ہے۔۔ بس اِس لئے ای دم سے طبیعت بگڑ گئی۔۔ اُس نے آپ کی ب توں پ بہت غور کیا ہے۔۔ وہ اپنے کیے پ شرمندہ ہے۔۔" دُعا اُس کے ساتھ چلتی رہی۔۔ اُس نے اُسے کوئی ردِعمل نہیں دی ۔۔ وہ اُس نوجوان کے ساتھ وسیم کے کمرے کے ب ہر پہنچی۔۔ کمرے کے ب ہر کوئی نہیں تھا۔۔ اُس کے دو ت سے اُسے معلوم پ ڑا تھا کہ وہ کمرے

میں اکیلا تھا۔۔ یہ سُنتے ہی اُس کی حیرت کی کوئی انتہا ہی نہیں رہی تھی۔اَ وہ بیمار تھا تو جلیل سومرو وہاں کیوں نہیں تھا؟" وہ شیشے کے اُس پ روسیم کوا پ ل کے پلنگ سے ٹیک لگا کر بیٹھا دیکھ رہی تھی۔۔ چہرہ پیلا زرد مرجھا یہ ہوا تھا۔۔

دُعا شیشے پ ہاتھ رکھے بغور اُسے دیکھ رہی تھی۔۔ آنکھوں میں ای تشویش تھی۔۔ عقب میں وہ نوجوان کھڑا تھا۔

"وسیم مجھ سے کیوں ملنا چاہتا ہے؟"

اُس نوجوان نے ب کھولے۔۔

"ایسا نہیں ہے کہ اُسے آپ سے محبت ہے۔۔ بس وہ آپ کو پسند کرت ہے۔۔ صرف پسند۔۔"

دُعا دھیرے دھیرے انگلیوں کی مٹھی بناتے پلٹی۔۔۔ اُس کا چہرہ پ سکون تھا۔ لہجہ ہموار سا۔۔

"مردوں کو مضبوط اور چتر لڑکیاں بہت پسند ہوتی ہیں۔ اپنی مٹھی میں قید کرنے کے لئے۔۔۔ اور میں کسی کی مٹھی میں قید نہیں ہونے والی۔۔ کہہ دو اُسے، catch me if you can!"

وہ نوجوان شل سا کھڑا تھا۔ گو ی اُس کے پ س مز ی الفاظ نہیں تھے۔۔ وہ ای گہری سانس لے کر پلٹی۔۔ اور منزل سے ٘ کے لیے آگے ب ڑھی۔۔

وہ نوجوان فوراً اُسے کہہ پ ڑا۔

"وسیم سے تو مل جا ۔۔" دُعا بنا پلٹے تیزی سے قدم ب ڑھاتے وہاں سے جانے لگی۔۔

"سُنیں؟"

وہ اُسے پکار رہا تھا۔۔ دُعا چلتے چلتے اپنی ادا میں پلکیں اُٹھا کر مسکرائی۔۔

"مجھے بیوقوف بنا گے یہ؟ اِنہیں ابھی پتا نہیں کہ میں کون ہوں؟ میں تو ڈی۔ کے ہوں۔۔"

اُس نے محظوظ ہوتے ہاتھ ۔ ھ لیے اور کھل کر دیے گھما کر مسکرائی۔

☆.....☆.....☆

دور دور تک کتابیں میز پر پڑی تھیں۔۔ایکسپو سینٹر میں شہر کراچی کا اب تک کا ۔ سے ۔ ڑا فیئر ہو رہا تھا۔۔وہاں پر ہر شعبے کی کتابیں تھیں۔۔مختلف اداروں کمپنیوں نے اُنہیں ۔ کتابیں عطیہ کی تھیں۔۔وہاں پر ہر شعبے کی ئندگی کرنے کوئی ۔ کوئی آیا تھا۔۔خضر وہاں نجمین کی جانب سے آیا تھا۔۔بہت سی نامی گرامی ہستیاں وہاں موجود تھیں۔۔جلیل سومرو بھی اپنی اہلیہ کے ساتھ وہاں بحیثیت مہمان آیا تھا۔۔اُس تقریب کا آغاز اُسی کی آمد سے ہوا تھا۔۔مور شکسیات ایک دوسرے سے مل رہی تھیں۔۔کوئی کتابیں دیکھ رہا تھا۔کوئی سوشل میڈیا پر اپڈیٹ کر رہا تھا۔۔خضر کتابیں دیکھ رہا تھا۔۔کپتان کو بھی مدعو کیا گیا تھا۔وہ کتابیں پڑھنے کا ذوق بھی رکھتے تھے۔۔خضر اور وہ کتابوں کو دیکھتے اُن پر تبصرہ کر رہے تھے۔۔چلتے چلتے اُن کا سامنا جلیل سومرو سے ہوا تو دونوں نے اُس سے بڑی گرم جوشی سے مصافحہ کیا تھا اور اُس کے ساتھ تصویریں بھی بنوائی تھی۔۔علیک سلیک کے بعد خضر قریب ۔ پر تاریخ کے اسٹال پر کپتان کو لے گیا۔۔اُس نے بڑی رغبتی سے کتابیں دیکھنا شروع کیں اور یکدم اُس کی ایک کتاب پر گئی۔۔جسے اُس نے جھٹ سے اُٹھا لیا۔۔

"کہانی دو شہروں کی۔آہ کیا شاندار کہانی ہے۔۔چارلس ڈِکن کا لکھا شاہکار ہے یہ ناول۔۔"

جلیل سومرو ذرا فاصلے پر کچھ اداکاروں سے مل رہا تھا۔۔

"فرانسیسی تحریک کو چارلس نے اِس ناول میں بہترین انداز میں بیان کیا ہے۔۔اور تو اور صرف تحریک نہیں بلکہ فرانس کے مقامات کو بھی اُس نے بڑی بخوبی سے بیان کیا ہے۔۔اِس کہانی سے ہمیں پتا چلتا ہے کہ عوام کیا کر سکتی ہے۔۔وہ بھی ایک دور تھا۔ ۔ فرانس میں ۔ دشاہی م

رائج تھا۔فرا   ۔دشاہات نے متوسط طبقے اور غر ۔ طبقے کی کمر توڑ کر رکھ دی تھی۔۔۔elite کلاس نے فرانس میں ظلم کا ۔زارَ م کیا ہوا تھا۔۔اُنہیں ۔دشاہوں کی شہ حاصل تھی۔۔مہنگائی فرانس میں آسمان سے ۔تیں کر رہی تھی۔elite خود ٹیکس نہیں دیتے تھے۔۔ملک کی معیشت بگڑ رہی تھی۔۔معیشت سنوارنے کا حل صرف ٹیکس دینا تھا۔اور ٹیکس کا بوجھ صرف اور صرف غر ۔ طبقے کی پشت پ تھا۔۔غریبوں کی حا اتنی پسما ہ ہو چکی تھی کہ وہ کوڑے کچرے سے اپنا دوزخ شکم بھرنے کے لیے کچھ روکھا سوکھا تلاش کیا کرتے تھے۔۔" جلیل سومرو لوگوں سے   قات تو کر رہا تھا   اُس کے کان خضر کی گفتگو پ تھے۔۔

" ظلم و۔ ۔ ۔ کی انتہا ہونے آئی تھی۔۔اِس کہانی میں ای ایسے منظر سے جنم لیا۔ ۔ ای elite کلاس کے نوجوان نے ای مظلوم بچی کے ساتھ جنسی ز دتی کر کے اُس کی عصمت مجروح کی۔۔اُس بچی کو بچانے کے لیے لندن کے ای ڈاکٹر نے اُن کی مدد کی۔۔اُس امیر زادے نوجوان نے اُسے چا ی کی جوتی دے کر ڈاکٹر کا منہ بند کروا چاہا۔ وہ ڈاکٹر ای سچا اور ایما ارا ن تھا۔۔ ۔ وہ سچ پ اڑا رہا۔تو اُس امیر زادے نے عدلیہ کے ساتھ مل کر اُس ڈاکٹر کو سلاخوں کے پیچھے ڈلوا د ۔۔"

خضر نے کسی خیال سے سر اُٹھا ۔۔تو دیکھا جلیل سومرو اُسے دیکھ رہا تھا۔۔وہ مسکرا کر اُسے دیکھ رہا تھا۔خضر نے بغور اُس کا چہرہ دیکھا۔۔مسکراہٹ کے ۔ ۔ آنکھوں کے قر ۔ جھریں پڑ رہی تھیں۔۔خضر کتاب کی جا ۔ متوجہ ہوتے کپتان کو بتانے لگا۔۔

"۔قی کہانی آپ کو پڑھنی پڑھے گی۔۔کہ کس طرح غر ۔ طبقے کو شعور آ ۔اور وہ کس طرح اپنے حقوق کے لیے لڑنے کے لیے سڑکوں پ نکلے۔۔اور کس طرح اُنہوں نے ظالموں کو موت کے گھاٹ اُ ترا۔۔۔اور کیسے اُنہوں نے roussea کے فلسفے پ عمل کیا۔۔میں نے اِس کہانی

سے بہت کچھ سیکھا ہے۔۔اور میں نے اِس کہانی سے عوام کی طاقت جانی ہے۔۔سوچتا ہوں۔۔جو عوام بادشاہ کو تخت سے معزول کر سکتی ہے۔۔وہ elected سیاستدانوں کے ساتھ کیا کر سکتی ہے؟"

جلیل سومرو نے مٹھیاں بھینچ لیں۔۔۔خضر کی باتوں نے اُسے بے کل کر کے رکھ دیا تھا۔۔

خضر نے کتاب واپس رکھی۔۔

"سیاستدانوں کا ایماندار اور انصاف پسند ہونا بہت ضروری ہے۔۔۔کیونکہ عوام خواہ بہترین ہو۔۔لیڈر اچھا نہ ہو تو وہ عوام کو ڈبو دیتا ہے۔جیسے فرعون نے اپنی قوم کو ڈبو دیا تھا۔۔"

کپتان اُس کی تائید کرتے اُس کے ساتھ چل پڑے۔

"بالکل۔۔"

اور ذرا فاصلے پر جلیل سومرو مضطرب سا کھڑا پسینے میں کھلبلانے لگا۔۔۔وہ خود کو شیشے میں ٹکٹکی باندھ کر دیکھنے لگا۔اُس کے اعصاب شل پڑ رہے تھے۔۔ وہ خود کو قائم رکھ رہا تھا۔۔کتابیں دیکھتے دیکھتے خضر نے کسی خیال سے دوبارہ جلیل سومرو کو دیکھا۔۔۔دل میں وہ کسی شبے سے بولا۔

"Cringe smile?"

(کھنچی ہوئی مسکراہٹ؟)

☆.....☆.....☆

"دُعا دیکھ تیرا لیمپ آ گیا!" دُعا پیپر دے کر ہال سے آئی تھی۔۔اور آتے ہی اُسے ربیعہ بیگم سے یہ خبر ملی تھی۔۔وہ لیب کوٹ اتار کر خبطی وار لاؤنج میں آئی۔۔اُس نے آن لائن لیمپ آرڈر کیا تھا۔۔ربیعہ بیگم اُسے کھول کر دیکھ رہی تھیں۔۔دُعا جگمگاتی آنکھوں سے دیکھتے آگے

آئی۔۔۔وہ لیمپ ۔لکل چا۔ جیسا تھا۔۔۔دور سے دیکھ کر ایسا لگتا جیسے ننھا حقیقی چا۔ تھا۔۔۔دُعا بھاگ کر آگے آئی۔۔اُس نے ربیعہ بیگم سے وہ لیمپ کھینچا۔۔

"ارے!" ربیعہ بیگم بے اختیار ہو ۔۔ دُعا اپنا لمیپ لیے کمرے میں آ گئی۔۔اُس نے شتابی سے لیمپ جلای۔۔۔اوراُس سے چا۔ نی کی سی روشنی آئی۔۔دُعا نے فٹافٹ بھاگ کر کمرے کی ۔تی ں بجھا ۔۔اُس نے پلٹ کراُس لیمپ کو دیکھا۔تو وہ اُس کے حسن سے مبہوت رہ گئی۔۔

"رات میری اوڑھنی۔۔چا۔ میرا دو ت اور ستارے میری ساتھی۔۔میں صبح کا انتظار نہیں کرتی۔۔میں رات کو اپنی اوڑھنی بناتی ہوں۔۔میں روشنی کے لیے چا۔ کو دو ت بناتی ہوں۔اور ستارے تو ہیں ہی میرے ساتھی!" ربیعہ بیگم دروازہ کھول کرا۔ رچلی آ ۔۔

"شہزادی!" دُعا کا سحر ٹو ٹ۔۔ربیعہ بیگم نے ۔تی ں جلا ۔۔

"پھر سے اِس کا پ گل پن شروع۔۔" دُعا کر پلٹی۔۔

"اُفو امی۔۔میں philouran ہوں۔یعنی وہ جو ستاروں اور چا۔ سے محبت کر تی ہے۔۔۔" ربیعہ بیگم نے متاسفانہ ا۔ از میں اُسے دیکھا۔۔

کہکشاں چا۔ ستارے رات یہ چار الفاظ بچپن سے اُس کی زیرِ گفتگو میں تھے۔۔ بیٹھے بیٹھے اُسے ۔ جانے کیا سوجھتا جو وہ ستاروں اور چا۔ کے متعلق گفتگو شروع کر دیتی۔۔بچپن ی کہا ں سُنتی تھی۔۔کچھ ہوش سنبھالا تو سائنسی علوم میں دلچسپی ی لگی۔۔اُستاد کے پ س گئی تو وہاں سے بھی سبق سے ڈھو۔ ڈھو۔ کر نجم و قمر کے قصے پ مباحثے کیے۔۔م ہو ذکر ہو کوئی چیز ہو ی کچھ بھی ہر چیز میں چا۔ اور ستارے اُس کی دلچسپی تھے۔۔۔ایم۔بی۔ایس نے اُسے کچھ اُس ذکر سے غافل کر۔ چاہا تھا وہ ۔ کام رہا تھا۔۔

"امی دیکھیں۔ یہ بہت شاندار ہے۔۔" کسی خیال سے ربیعہ بیگم بولیں۔۔

"ہاں۔۔ یہ داآی۔"دُعا نے اُنہیں دیکھا۔۔

"جی امی؟"

"تیرے لیے ایک پھولوں گلدستہ آیا ہے۔"دُعا چونکی۔

"میرے لیے؟" ربیعہ بیگم نے کہا۔۔

"ہاں۔دیکھ لے۔۔"دُعا فوراً کمرے سے نکلی۔۔ باہر لاؤنج میں آئی۔صوفے پر گلابی پھولوں کا گلدستہ پڑا تھا۔" وہ اُسے اچنبھے سے اُٹھا کر دیکھنے لگی۔اُس نے نام پڑھنے کے لیے نوٹ تلاشا۔۔۔وہ گلدستہ موڑتے رُکی۔اُس نے سامنے سے اُس سے نوٹ نکالا اور پھر یوں سکیڑ کر پڑھنے لگی۔۔۔

"تھینک یو اینڈ سوری!"

وہ جان گئی تھی یہ گلدستہ کس نے بھیجا تھا۔۔ربیعہ بیگم باورچی خانے سے پوچھنے لگیں۔

"کس نے بھیجا ہے؟"

دُعا نے سادگی سے گردن موڑ کر لاؤنج سے باہر دیکھا۔

"ایک پیشنٹ کا۔۔میں نے اُس کا نائٹ شفٹ کے دوران بہت خیال رکھا تھا۔بس اُسی کا شکریہ ادا کر رہی ہے۔"

ربیعہ بیگم مسکرا پڑیں۔۔

"اچھا!"

دُعا نے غصے سے جھک کر صوفے پر پڑے اپنے بیگ سے اپنا موبائل نکالا۔۔

"میں اِس سے بالکل بھی نرمی سے بات نہیں کروں گی۔۔اُستاد نے کہا ہے۔۔جن مردوں کے

دل میں تمہیں مرض کا ن شہ ہو اُن سے ن می سے ب ت نہیں کرتے۔۔۔"
دُعا صوفے پ ن ی ت وسیم کو میسیج لکھنے لگی۔۔
"مجھے تمہارا گلدستہ ۔۔شکریہ لیکن تمہارا ب لکل بھی نہیں شکریہ۔۔کیو مجھے اِس کی ضرورت نہیں۔۔میں نے بس ای ڈاکٹر ہونے کی حیثیت سے تمہیں ہدا ی کی تھی۔۔اور تمہیں میری ب توں پ غور کرنے سے ز ی دہ کسی طبیب کی ب ت پ عمل کرنے کی ز ی دہ ضرورت ہے۔مجھ سے اتنی ہمدری مت کرو کیو میں تمہیں بہت جلد بے ب کرنے والی ہوں۔۔"
اُس نے مو ب بند کیا۔۔اور غصے سے گہری گہری سانسیں ی لگی۔۔
"یہ وسیم اور اِس کا فرعون ب پ۔۔" وہ فوراً سے کہتے کہتے رُکی۔۔اُسے اُستاد کی ڈان ٹ ی د آئی۔۔
" کوئی اِس د میں کتنا ظالم ہو اُسے ظالم کہنا ہے فرعون نہیں کہنا کسی کو فرعون نہیں کہنا۔۔۔تمہیں ان ازہ نہیں ہے فرعون نے کیا کیا تھا۔۔تم کسی بھی ظلم کو فرعون کے ظلم سے تشبیہ نہیں دے ت ۔۔کوئی بیشک ظالم ہے بہت ہی جا ب ہے۔۔۔لیکن وہ فرعون نہیں ہے۔۔"
تبھی اُس کے مو ب پ بپ ہوئی۔۔اُس نے مو ب اُٹھا کر دیکھا۔۔
"مجھے میری غلطیوں کا احساس ہے۔۔اور میں اُن سے چھٹکارا حاصل کرنے کی کوشش کر رہا ہوں۔۔"
دُعا کے ضبط کا پیمانہ لبر ن ہوا۔
"غلطیاں نہیں گ ن ہ۔۔۔اور تم یونہی اچھے ا ن نہیں بن ت ۔۔تمہیں قر ب نی دینی ہو گی۔۔تمہیں اپنے گ ن ہوں کی تلافی کرنی ہوگی۔۔لوگوں کی ز ن گ ی اُجاڑ کر تم یونہی move on نہیں کر ت ۔۔" یہ لکھتے وہ سوچنے لگی۔۔

"پتا نہیں وقاص نے کوئی حل نکالا ہے کہ نہیں؟" اُس نے یہ سوچتے اُسے پیغام بھیج دیا۔

موبائل پر دوبارہ بیپ ہوئی۔۔ "میں مداوا کرنے کے لیے تیار ہوں۔۔" دُعا تیزی سے لکھنے لگی۔

" کچھ غلطیاں ایسی ہوتی ہیں۔ جن کا ہم مداوا کبھی نہیں کر سکتے۔۔ بس اُن کی بخشش مانگ سکتے ہیں۔۔ اور جو گناہ تم نے کیا ہے اُس کے لیے تمہیں صرف اللہ معاف کرے گا۔۔۔ اور اِس دنیا میں اگر تم پکڑے گئے تو تمہیں تمہارا باپ بھی بچا نہیں سکے گا۔ تم سے ہمدردی صرف ایک صورت میں کی جا سکتی ہے کہ تم اپنے گناہ عدالت میں تسلیم کرو۔۔ جو کہ تم کبھی نہیں کرو گے۔۔" یہ لکھتے اُس نے میسیج بھیج دیا۔۔

"اور ہاں وہ کرے گا کیوں؟ یہ اُسے احساس بھی کیوں ہو گا؟ یہ کوئی پاکستانی ڈرامہ تھوڑی ہے۔۔۔"

"میرا باپ مجھے بچائے گا۔" دُعا نے میسیج دیکھتے عتاب سے لکھا۔

" تمہارا باپ کسی کا سگا نہیں ہے۔۔ میری یہ بات یاد رکھنا۔۔ بلکہ میرے اِس میسیج کو اسٹار کر لو۔۔ تمہارا باپ کسی کا سگا نہیں ہے۔۔ اور اگر کل کو تم کسی مشکل میں پھنسے ایسی مشکل میں جس میں اُس کے عہدے اور اُس کی سیاست کو کوئی نقصان پہنچا تو وہ سب سے پہلے تمہیں disown کرے گا۔۔" دُعا نے میسیج بھیج کر موبائل ڈیٹا بند کر دیا۔۔ ربیعہ بیگم کی اُسے باورچی خانے سے آواز آئی۔۔

" کل تیری نانی آئیں گی۔۔" دُعا نے دونوں ٹانگیں صوفے پر رکھ لیں۔۔

" آ جائیں۔ پہلے ہی کون آتا ہے ہمارے گھر جو اُنہیں انکار کریں۔۔ ابو نے سب سے لڑائی کر کے گھر سُونا کیا ہوا ہے ہمارا۔۔ ہاں میں کچھ دیر بعد اُن سے اکتا جاتی ہوں۔۔ لیکن رشتے

داروں کا ہونا بھی نعمت ہے۔۔کبھی کبھی اُن کی غیر موجودگی میں بہت تنہا سا محسوس ہوتا ہے۔۔"

دُعا کو کچھ تلنے کی خوشبو آرہی تھی۔۔دُعا فریش ہونے کے لیے اُٹھی تو سوچا دیکھے کیا بنا رہی ہیں ربیعہ بیگم۔۔۔اُس کی آہٹ پر ربیعہ بیگم نے اُسے بنا پلٹے بتایا۔۔

"پیاز کے چھلے بن رہے ہیں۔۔"دُعا نے بیزاری سے منہ کا زاویہ بگاڑا۔۔

"پتا ہے اقبال صاحب کی بیٹی کی طلاق پکی ہوگی۔"

دُعا گھوم کر جانے لگی۔۔۔

ربیعہ بیگم افسوس سے خود ہی بولیں۔۔

"جو والدین اپنی بچیوں کو اُن کے ہر خواب شادی کے بعد پورے کرنے لیے کہتے ہیں۔۔وہ بچیاں شادی کو شادی نہیں بلکہ اپنے خوابوں کا لا بنا لیتی ہے۔اور شادی کے بعد اُن کے خواب پورے نہیں ہوتے۔۔تو پھر اُن کی اُس شادی میں کوئی دلچسپی نہیں رہتی۔۔جو خوشی اپنی بچیوں کو ہم خود دے ہیں وہ کوئی نہیں دے سکتا۔دُ کی ہر محبت میں مطلب ہے۔سوائے والدین کی محبت کے۔۔۔والدین کو یہ بات سمجھنی چاہیے اور اپنی بچیوں کے خوابوں کو اُن کے ساتھ مل کر پورا کرنا چاہیے۔۔"

ربیعہ بیگم اِس تلخ حقیقت کے متعلق سوچتی رہیں اور پیاز کے چھلکے تل کر نکالتے نکالتے افسوس کرتی رہیں۔۔کچھ چیزیں ہمارے اختیار میں نہیں ہوتیں۔۔بلکہ بہت سی چیزیں ہمارے اختیار میں ہو کر بھی نہیں ہوتیں۔۔۔تبد ہر ا کو چاہیے۔۔ صدیں گزرے عرصہ ہو گیا۔۔کچھ چیزیں کبھی نہیں بدلتیں۔۔اور پھر تبد کبھی نہیں آتی۔۔

☆.....☆.....☆

"جان !"

"چا !" دُعا پلنگ کے سامنے کھڑی ذرا جھک کر اُس کے ل کھینچتے اُسے اُٹھا رہی تھی۔۔

"چا اُٹھو اور تیار ہو۔" خضر کی آنکھیں نہیں کُھل رہی تھیں۔۔۔رات خیر سے سو تھا وہ۔۔

"چا مجھے ا پ ل جا ہے۔۔" دُعا کی آواز ھتی جا رہی تھی۔

"چا !"

خضر نے بمشکل آنکھیں کھولنے کی کوشش کی۔۔ خضر آنکھیں ایسی تھیں جیسے آپس میں چپک گئی ہوں۔۔

" رانکل ہارون سے کہو۔۔" اُس نے کروٹ لے کر تکیے پ سر رکھ لیا۔۔

دُعا کے غصے سے گال سرخ ہو گئے۔۔اُس نے دونوں ہاتھ کمر پ رکھ لیے اور ا گہری سانس لے کر ئی۔۔

"امی!!!!"

خضر اب بھی غنودگی میں تھا۔۔۔

ربیعہ بیگم دُعا کے چیخنے پ فوراً سے چلی آ ۔۔

"دُعا یہ بیہودگی ہے۔۔ شتہ بنا رہی ہوں میں۔۔"

دُعا بے اختیار کر بولی۔۔

"امی اِس نے مجھے رات کو اُٹھا کر مجھ سے ا ے کا حلوہ بنوا ۔۔دو تین بجے جا نی فلمیں دیکھیں۔۔۔میں نے تو اِسے اُٹھتے ہوئے نہیں کہا مجھ سے نہیں اُٹھا جا رہا۔۔تو میں نے اِسے کچھ نہیں کہا۔۔تو اِسے ابھی اُٹھتے ہوئے کون سی موت ڑ رہی ہے؟ آگے پیچھے تو بہت ٹیڑھے میڑھے چہرے بنا رہا ہوتا ہے یہ نہیں کھا وہ نہیں کھا ۔اب مجھے رات کو اُٹھا کر ا ے کا حلوہ بنوا رہا تھا۔۔ایسے جیسے حبشی کی د کھلی ہوئی تھی اِس کے دوزخ شکم میں۔۔کبھی کچھ کھا

رہا تھا تو کبھی کچھ۔"

خضر کی آ کُھل گئی تھی۔وہ کروٹ لے کر ذرا اُٹھا۔لحاف سے اُس کے سفیدی مائل شانے آئے تھے۔۔آنکھیں اُس کی اب بھی پوری طرح نہیں کُھل رہی تھی۔۔صبح صبح آواز نکالنے میں بھی اُسے تکلیف ہوتی تھی۔۔وہ بے بسی اور کرب کے عالم میں گدا پٹ لگا۔۔

"ام۔۔امی۔۔" ربیعہ بیگم بنا کچھ کہے سنے . ورچی خانے کو ہولیں۔۔

"۔ شتہ نہ جل جائے۔۔"

اب خضر دُعا کو دیکھتے . س پڑا۔۔

"حساب ہوتا ہے ای ڈائیٹ کا۔تمہیں ز دہ پتا نہیں ہے تو ز. ن مت ؤ۔۔اور تمہیں جاپنی فلموں سے کیا تکلیف ہو رہی ہے۔۔کم از کم جاپنی فلمیں تمہارے مارول اور ڈی۔سی سے تو بہتر ہے۔۔"

دُعا کمر پر ہاتھ رکھے ہنوز کھڑی تھی۔اُس کا پارہ پڑھتا جا رہا تھا۔۔خضر یٹ کے لیے جھکا۔۔

"صبح صبح تماشہ لگایا ہوا ہے اِس عورت نے۔۔"

"ہوہ !!" دُعا نے غضب سے آگے آ کر اُس کی چادر کھینچ لی۔۔خضر نے یکدم اُسے دیکھا۔۔دُعا . تیت میں نے لگی۔۔

"میری للو . کو آتی ہے۔۔اور اَ آتی ہے۔۔تو . میں نے اپنی للو ئی۔۔پتا لگ جائے گا . کو۔۔پھر کہتے ہیں آج کل کی لڑکیاں ذمے دار نہیں۔۔اواُٹھ او ئے۔۔" وہ خضر کی ٹ . کھینچتے بولی تھی۔خضر نے دو . رہ تکیے سے سر لگا لیا۔۔

"اَ تم نے یہ ٹ . کھینچ لی۔۔تو میں تمہیں ای . اٹ نیو گاڑی لے کر دوں گا۔۔لیکن بس تم یہ ٹ . کھینچ کر دکھاؤ۔۔" دُعا نے فوراً اُس کی ٹ . چھوڑی اور وہ ٹھک سے گدے پر لگی۔۔خضر

نے چونک کر اُسے دیکھا۔ دُعا سنگھار میز کی جانب بڑھنے لگی۔۔ خضر آنکھیں مکمل کھلیں۔۔

"جو میرے شوہر کا ہے۔۔ وہ میرا ہی ہے۔۔" خضر کے وجود میں سنسنی مچی۔

"دُعا میری گاڑی کی چابیوں کو ہاتھ مت لگانا۔" وہ فوراً سے پلنگ سے چھلانگ لگا کر اُٹھا۔

"دُعا پلیز یار۔۔ گاڑی والا مذاق نہیں۔۔" دُعا نے سر اُٹھا کر آئینے میں اُسے دیکھا۔۔ وہ ذرا مسکرائی۔۔

"صبح بخیر!" اور وہ یہ کہتے کمرے سے باہر نکل آئی۔۔ جہانزیب صاحب لاؤنج میں بیٹھے اخبار پڑھ رہے تھے۔۔ دُعا بچپن کی طرح آج سب سے پہلے تیار ہو کر سارے گھر میں مٹر گشتی کر رہی تھی۔۔ جہانزیب صاحب کا موبائل بج رہا تھا۔۔ وہ پوری توجہ سے اخبار پڑھ رہے تھے۔۔ ربیعہ بیگم ناشتہ لگا رہی تھیں۔۔ اُنہوں نے دسترخوان پر طشتریاں رکھیں اور شوہر سے بولیں۔۔

"اُٹھا لیں نا فون۔۔"

جہانزیب صاحب اخبار کی سرخی پر نگاہیں مرکوز کیے بولے۔۔

"ما . کی کال ہے۔۔ اور وہ میرے لیے مر گئی ہے۔"

ربیعہ بیگم نے پلٹ کر اُنہیں دیکھا۔

"پھر بھی آپ نے اُس کا نمبر محفوظ رکھا ہے؟" لہجہ جیسے کھری سنا گیا تھا۔ جہانزیب صاحب نے اخبار بند کرتے اُنہیں دیکھا۔۔

"محفوظ اِس لیے کیا ہے تاکہ میں غلطی سے کال اُٹھا کر اُس کی منحوس آواز نہ سُن سکوں۔۔ میرے لیے وہ مر گئی ہے۔۔۔ اور میں اُس کا کوئی ذکر نہیں سُننا چاہتا۔" ربیعہ بیگم آلتی پالتی مار کر زمین پر بیٹھ گئیں۔۔

"چلو بچوں۔۔آ جاؤ۔۔۔ شتہ لگ َ ی ہے۔۔" اُنہوں نے دُعا اور خضر کو آواز لگائی۔۔پھر وہ جہاں ۔ صا کو دیکھنے لگیں۔۔اُنہوں نے ہمت کر کے کھولے۔۔

"مرے ہوئے ت نہیں مرتے۔۔۔ ت ہم اُنہیں بھول جا ۔"

جہاں ۔ صا نیسٹی انسنی کر دی۔۔۔خضر اور دُعا شتے کے لیے آئے تھے۔

ربیعہ بیگم خضر کے پلیٹ میں چنے نکالتے کہہ رہی تھیں۔۔۔

"چا فلیٹ کرائے پ کیوں نہیں دے دیتا؟" خضر نے جہاں ۔ صا کو ٹے موڈ سے دیکھا۔۔

"اِن کا کیا بھروسہ؟ مجھے دو رہ گھر سے نکال دیں۔" ربیعہ بیگم ہنس پڑیں۔۔۔

"ارے نہیں نکالتے۔" خضر خفا ہوا۔

"جانے دیں اماں۔۔"

دُعا فوراً سے جہاں ۔ صا سے بولی۔

"ابو پوری دیں۔۔"

ربیعہ بیگم نے راضی سے دُعا کو دیکھا۔۔

"آہستہ آہستہ کھاؤ۔"

جہاں ۔ صا نے کسی خیال کی آمد پ خضر کو دیکھا اور پوچھنے لگے۔۔

"میری مٹھائی۔۔" خضر نے چائے کا گھونٹ یت جہاں ۔ صا کو دیکھا۔۔آنکھیں چینی ہو ۔۔

"ا بہت چٹورے نہیں ہو گئے؟ شوَ فری مٹھائی کی ت ہی لگ گئی ہے آپ کو۔۔" جہاں ۔ صا بھڑکے۔۔

"میں چماٹ رسید کر دوں گا۔۔"

دُعا روغنی ہاتھ دکھاتے اُن کے درمیان اپنی. زولائی۔۔

"اچھا۔۔بس۔۔۔لے آئے گا۔"دُعا نے گھور کر چاں کو دیکھا۔

"لے آ۔!"جواباً خضر خاموش رہا۔۔

. کچھ معمول کے مطابق چل رہا تھا۔

اپتال کی جا. اُن کی گاڑی رواں دواں تھی۔۔خضر نے ڈرائیو کرتے کسی خیال سے دُعا کو دیکھا۔

"دُعا وہ پیسے اُس مریض کے گھر والوں کو دے دیئے تھے؟"

جواباً اُس نے سادگی سے شانے اچکائے۔۔

"ہاں دے دیئے تھے۔۔میں نے پے کیش کروا لیا تھا۔تمہیں پیغام نہیں موصول ہوا ہو. پ؟"

خضر نے دھیرے سے سر ہلایا۔۔

"ہوَ یا تھا۔ہوَ یا تھا۔"

اُس نے سر اُٹھا کر سنجیدگی سے سامنے دیکھا۔۔

خضر آنکھیں ٹھہر گئی تھیں۔۔۔

پیغام تو اُسے موصول ہوَ یا تھا۔ دُعا کی گھڑی ہوئی کہانی پ اُسے یقین نہیں تھا۔اِسی لیے بینک کے مینجر سے اُس نے ذاتی طور پ دُعا کے بینک آنے پ اطلاع کے لیے کہا تھا۔

"مسٹر خضر آپ کی مسز بینک آئی تھیں۔اُنہوں نے پے کیش کروالیا ہے۔۔لیکن۔۔"

خضر کے ماتھے پ بل پڑے۔۔

"لیکن؟"

اُس پ روہ ای گہری سانس لے کر کہنے لگا۔

"لیکن اُنہوں نے وہ پیسے اپنے اکاؤ ٹ میں ٹ انسفر کروا دیئے ہیں۔۔۔"

وہ سمجھ نہیں پ یہ وہ اُسے کیا ردِعمل دیتا۔۔ بمشکل اُس نے خود کو مستحکم ر تے کہا۔۔

"چلیں ٹھیک ہیں۔۔ پیسے اُنہی کے لیے تھے۔۔اب وہ اُن کی ملکیت ہیں۔۔اِس لیے اب وہ اُن کے ساتھ جو چاہے کریں۔۔"

بُرا لگا تھا۔۔ بہت بُرا لگا تھا۔۔اُس نے پھر اُس سے جھوٹ بولا تھا۔اور بہت ڑا جھوٹ بولا تھا۔۔ ایسا جھوٹ جس کی اُس نے اُس سے کبھی توقع بھی نہیں کی تھی۔۔

خضر دُعا کو ا پ ل چھوڑ آ ی تھا۔راستے میں آتے وقت وہ جہا ۔ صا ۔ کی مٹھائی لے رہا تھا۔اُنہیں پ ڑھانے کے لیے اُس نے انہیں انکار کیا تھا۔۔ ورنہ آرڈر تو اُس نے پہلے ہی دے دِ تھا۔۔گاڑی میں ویٹر نے بل د ی۔۔خضر نے نیچے ٹیکس رقم دیکھی۔۔فوراً سے اُس نے ایس۔این۔ٹی۔این نمبر دیکھا۔۔۔"

(ھمم۔۔جا ئ ٹیکس ہے۔۔)

اُس نے کچھ روز پہلے اِسی موضوع پ پ وَ ام کیا تھا۔۔

"اَ آپ ریستوران میں ٹیکس دے رہے ہیں۔۔تو یہ بھی معلوم کریں۔۔کہ یہ ٹیکس جا ئ بھی ہے کہ نہیں۔۔ یہ واقعی حکومت کی طرف سے ف ذ ہے ی آپ کو حکومت کے م پ لو ٹ جا رہا ہے؟ ٹیکس کا مارجن ز ی دہ ہو گا تو وہ معیشت پ اثر ا از بھی ہو سکتا ہے۔ اِس کا یہ مطلب نہیں کہ ہم ٹیکس دیں۔ ہمیں ہر چیز کو ۔ ا۔ رکھنا ہو گا۔"

اِس کے ساتھ اُس نے پورا چارٹ عوام کو دکھا ی تھا کہ کس چیز پ ٹیکس لیا جا رہا تھا اور کس پ ٹیکس

کے م پ عوام کو لُوٹ جا رہا تھا۔۔

خضر قم کی ادائیگی کی اور مٹھائی ساتھ والی یٹ پ رکھی۔۔۔اب وہ گاڑی گھمانے لگا۔۔اُس نے خبریں لگالی تھیں۔۔صبح وہ دُعا کی وجہ سے خبریں نہیں سُن پ ی تھا۔۔

کل رات کراچی میں کچھ بہ الوطنوں نے چھٹی ملنے کے وجود بھی یومِ اقبال منا ی تھا۔۔سرخیاں چل رہی تھیں۔۔

"سندھ کے بیشتر علاقوں میں پ نی کی قلت۔۔"

" شتہ ش کورنگی میں یومِ اقبال کے جشن میں طوفانِ تمیزی۔۔"

جیسے جیسے سرخیاں سنائی جا رہی تھیں۔۔

خضر کا دماغ گھومتا جا رہا تھا۔۔

خبروں کا اختتام ہوا۔۔

"اِس قوم کو خوشی منانے کا ہی ڈھنگ نہیں ہے۔۔"

اُسے ابھی چودہ اگست اور چھ ستمبر ہی نہیں بھول رہا تھا۔۔کہ اب یوم اقبال آ ی تھا اور آگے یومِ قائ بھی آ رہا تھا۔۔اسے سوچ سوچ کر مزار قائ کے لئے افسوس ہو رہا تھا۔۔

"ا آج اقبال اور قائ ہوتے اور ملک کا یہ حشر دیکھ ی ت۔۔تو وہ اپنی آنکھیں ہر نکال ی ت۔۔اب قائ ڈے آ رہا ہے۔۔اب یہ قوم مزار قائ پ جا کر چودہ اگست کی طرح جے بجائے گی ڈھول پ ڈ گی۔۔ یر کون کرتا ہے وفات شدہ لوگوں کے ساتھ ایسے۔یہ تو تمیزی کی انتہا ہے۔۔اور ا انہیں کرو تو کہتے ہیں۔جشن منا رہے ہیں۔۔کیا جشن خالی یہی لوگ مناتے ہیں۔

کیا نیو ایئر پ نیو یرک اور امارات میں لوگ جشن نہیں مناتے؟ عوام ہر جگہ بے قابو ہوتی

ہے۔۔۔ قانون اور پولیس کے سہارے اُن کو کنٹرول کرنا پڑتا ہے۔۔"
وہ سانس لینے کے لیے رُکا۔۔
"اور پانی کی قلت؟ اِنہیں کیپ ٹاؤن سے کچھ سیکھنا چاہیے۔۔کیپ ٹاؤن میں پانی کی قلت ہو رہی تھی۔۔اُن لوگوں نے بارش سے پانی جمع کیا۔۔قطرہ قطرہ ہونے والی بارش سے پانی جمع کیا۔۔
پھر اُسے صاف کیا۔اور یہاں بارش ہو کر ختم ہو گئی۔مکھیاں بھنبھنا کر مُردوں پہ فاتحہ پڑھ گئیں۔ ہوا کچھ نہیں۔۔مجال ہے جو اثر ہوا ہو کسی پر۔۔ پر کیا ہے یہ؟ اگر یہی پانی پہ کام کیا جاتا۔۔ایک ٹیم بنتی۔۔۔پانی کی صفائی ہوتی۔۔ employment کے مواقع بڑھتے۔۔employment بڑھتی۔۔معیشت بڑھتی۔۔۔"
کِلستے کِلستے اُس نے گاڑی سگنل پہ روکی تھی۔۔
اُس نے گردن موڑ کر سامنے موٹر سائیکل پہ ایک آدمی کو دیکھا تھا۔۔پیچھے برقع میں عورت بیٹھی تھی۔یکدم اُس نے اُس عورت کو جھڑکا۔۔
"نیچے دیکھ۔۔خضر نے غصے سے گردن سیدھی کر لی۔۔
"خود یہ ٹائروں سے ہوا نکالیں۔۔شاہراہ فیصل پہ اُلٹی گاڑی چلائیں۔۔بائیک کو بے شک لٹا لٹا کر چلائیں۔ خیر ہے۔۔لڑکے ہیں نا۔۔چاہے بیٹے کیسے بھی ہوں۔۔بیٹیوں کو صحیح کھینچا ہے۔۔اگر اِس ملک میں انٹر میں motor vehicle ordinance اور public law violation کے چند قانون بچوں کو سکھا دیئے جائیں۔۔تو کیا ہی بات ہو۔۔ نہیں۔۔کیوں سکھانا ہے۔۔کیوں employment بڑھانی ہے۔نہیں ہمیں employment نہیں بڑھانی۔ہمیں بس خوامخواہ معیشت پہ انگلی اُٹھانی ہے!"

تبھی اُس کی گاڑی کا شیشہ کھٹکا۔۔

اُس نے فوراً سے دیکھا۔۔سامنے فقیر کھڑا تھا۔۔اُس نے گاڑی کا شیشہ نیچے کیا۔۔اُس نے اُسے کچھ رقم ادا کی اور گاڑی کا شیشہ پھر سے اوپ کیا۔۔

"ڈبلن میں بے گھر لوگوں کو ریتے ٹور ٹ بنا رہی ہے۔۔کہاں کہاں سے مغرب معیشت کے طر نکال رہا ہے۔۔" وہ یہ سارے نقطے ذہن نشین کر رہا تھا۔۔کہ وہ اگلے پوَ ام میں جا کر یہ تیں بول سکے۔۔سگنل کھلا۔۔ڈرائیو کرتے اُسے تیز رفتار میں ئیک تے ای آدمی گٹکا تھوکتے دِکھا۔۔

"دین کا معاملہ ہو تو فتویٰ دینے پہنچ جاتے ہیں۔وہ بھی جو قبلے کی طرف منہ کرتے ہیں اور وہ بھی جو قبلے کو منہ کر کے دیکھتے بھی نہیں۔۔یہاں ٹکریں مار مار کر ہم نے سجدے میں ماتھے سیاہ کر لیے ہیں۔۔پنج وقت کے زی بھی بن گئے ہیں۔۔دین پ بھی تیں کر لی ہیں۔۔لیکن قانون کی خیر ہے۔۔بھئی یہ اِنہوں نے کیوں سوچنا ہے کہ اسلام میں قانون کا کتنا ڑا حصہ ہے۔۔اِنہیں تو بس ہمیں جہنم کی آگ سے ڈرا ہے۔

کسی نے سڑک پ گٹکا تھوک دی تو اُس کی بھی خیر ہے۔کیو مانہ پڑے گا بھی تو کتنا پڑے گا؟ دوسو پنج سو روپے۔۔مزہ تو ہے۔۔ دو لاکھ مانہ پڑے۔۔پھر پتا چلے گندگی پھیلا کتنا ڑا م ہے۔۔"

اُس نے تلملاتے ہوئے اسٹیرَ پ ہاتھ مارے تھے۔۔

"لوگ اِس شہر کو روشنیوں کا شہر کہتے تھے۔۔اور اب دیکھو۔۔اب تو مجھے یہ بیوہ پڑ ں کا شہر لگنے لگ یَ ہے۔۔دبئی کیا تھا اِس شہر کے آگے۔۔" تبھی اُس نے ای لڑکے کو دیکھا۔۔جو ئیک پ جوس کا ڈبہ پی کر یَ۔۔

"لو۔۔فروٹو پی کر ڈبہ   دی۔۔"

وہ مسلسل کلس رہا تھا۔۔غصہ شہر کا تھا یا شاید کسی اور بات پر۔۔۔

"مطلب حد ہو گئی ہے۔۔" وہ ایک دم ٹھہرا۔۔وہ سوچنے لگا۔

"میں دُعا کی طرح کلس رہا ہوں؟" اگلے ہی لمحے وہ سرد پڑنے لگا۔ "میں دُعا سے ناراض ہوں۔وہ بھی اُسے بتائے بغیر۔۔

شاید مجھے اُس کی عادت لگ گئی ہے۔۔شادی رشتہ ہی ایسا ہے۔۔اِس میں میاں بیوی کو ایک دوسرے کی عادتیں لگ جاتی ہیں۔۔اور نہ چاہتے ہوئے بھی وہ ایک دوسرے کے رنگ میں رنگ جاتے ہیں۔۔"

اُس نے کسی خیال سے موبائل اُٹھا کر نمبر ڈائل کیا۔۔گاڑی میں گھنٹی جانے کی آواز گونج رہی تھی۔اسکرین پر سرخ بتی میں سا   لکھا ہوا تھا۔گھنٹی جاتی رہی۔۔خضر نے دوبارہ کال ملائی۔۔

اِس بار پہلی گھنٹی پر کال اُٹھالی۔

"ہاں۔۔"

خضر دوٹوک کہنے لگا۔

"دُعا کو گھر چھوڑ دینا شام میں۔۔" اُس پر روقاص برہم ہوا۔۔

"یار مجھے تو تم لوگوں نے ایسے رکھا ہوا ہے۔۔ جیسے میں ڈرائیور لگا ہوں تم لوگوں کے ہاں۔۔یار میری کوئی زندگی نہیں ہے؟ کیا میرا کوئی کام نہیں ہے؟" خضر نے گاڑی کی رفتار ذرا بڑھائی۔۔

"مجھے ذرا کام ہے اِس لیے بولا ہے۔۔اور تم نے خود ہی کہا تھا۔۔یہ myth ہے کہ وکیل

ہمیشہ کورٹ میں بیٹھتا ہے۔ بلکہ اُس کا زیادہ کام باہر کا ہوتا ہے۔" وقاص نے تیکی جواب دیا۔۔

"اِس کا یہ مطلب نہیں کہ میں پک اینڈ ڈراپ سروس کرتا پھروں۔۔خضر نے غصے سے کال کاٹ دی۔۔

وہ اُس پر بھی غصہ تھا۔۔لیکن اُسے بتائے بغیر۔۔

☆.....☆.....☆

خضر نجمین کے کوریڈور میں آرہا تھا۔کلاس روم کے کُھلے دروازے سے اُستاد کی آواز گونج کر واپس آرہی تھی۔۔خضر چلتا ہوا خاموشی سے کلاس روم کے باہر آ کھڑا ہوا۔۔

"اُستاد ابلیس کی بیوی بھی ہے؟" اُسے اندر سے کسی کے پوچھنے کی آواز سنائی دی تھی۔۔اندر اُستاد نے سادگی سے ہاتھ اُٹھا کر معذرت خواہانہ انداز میں کہا۔۔

"سوری۔۔میں اُس کے نکاح پر موجود نہیں تھا۔۔"

کلاس میں طلباء زوردار قہقہہ لگا کر ہنس پڑے۔اگلے ہی لمحے کلاس میں خاموشی چھا گئی۔۔خضر باہر کھڑا مسکرا رہا تھا۔۔

اُستاد اُس طالب علم کو دیکھتے کہنے لگے۔۔

"دین میں غیر ضروری سوالات نہیں پوچھتے۔"

وہ اب وہائیٹ بورڈ کی جانب گھومے اور مارکر کھول کر لکھنے لگے۔۔

"تو کیا سیکھا ہم نے آج کے سبق سے۔۔میں سم اپ کر رہا ہوں۔۔نمبر ایک۔۔نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ سب کام کیے جو آج ہم کرتے ہیں۔۔۔اور اُنہیں عملی طور پر کر کے دکھایا۔۔نمبر دو۔۔وسوسے نیک سے نیک لوگوں کو بھی آتے ہیں۔۔اِس میں پریشانی کی کوئی

بت نہیں۔۔نمبر تین۔۔تھوڑا علم بے صبرا کر دیتا ہے۔نمبر چار۔۔ہر ا ن جج نہیں بن سکتا۔جج وہ لوگ بنتے ہیں۔۔جو اپنی زاویے سے نہیں دوسروں کے زاویے سے اُنہیں دیکھتے ہیں۔اور پھر اُسے حق اور سچ سے مانتے ہیں۔۔اچھے لوگوں کو مارجن دیتے ہیں۔اُنہیں اپنے نقطہ سے نہیں اُن کے نقطہ سے دیکھتے ہیں۔۔اور ہر ا ن ایسا نہیں کر سکتا۔۔اِس لیے ہر ا ن جج نہیں ہو سکتا۔۔"

بورڈ لکھنے کے مارکر سے چی چی کی آواز آ رہی تھی۔۔

اُستاد نے افسوس سے اُسے دیکھا۔۔۔

"اِس کو کیا ہو یہ؟"

وہ اُس آواز کو ان از کرتے تیزی سے لکھنے لگے۔بچے تیزی سے وہ ت اپنی کاپی میں نوٹ کر رہے تھے۔۔

"نمبر پنچ۔۔آدم کی ہر اولاد گنہگار ہے۔۔اور اُس میں بہترین وہ ہے جو توبہ کر لے۔۔ ہ سے ہوتے ہیں اُس کو ہتھیار بنا کر قصداً ہ نہیں کر۔۔۔ ہ اور دانی میں کیے ہ میں یہی تو فرق ہے۔۔کہ ا کو بھول سمجھا جا ہے اور دوسرے کو ہ۔۔نمبر چھ۔۔ہم اپنے بت کو اون کرتے ہیں۔۔وہ ہمیں اون نہیں کرتے۔۔نمبر سات۔۔اللہ کی سمجھ آنی پر بھی اُس کی مان لو۔۔اللہ اُسے رحمت بنا دے گا۔۔جیسے اُس نے بیابیاں مکہ کو حرم سے نواز دی۔۔اور آج ساری د کے مسلمان وہاں جا اپنی خوش بختی سمجھتے ہیں۔۔نمبر آٹھ۔۔صرف شادی کے مسئلے پہ استخارہ نہیں کرتے۔۔مسئلہ تعلیم کا ہو سفر کا ہو یا کوئی بھی ہو۔۔استخارہ ہر صورت میں کرتے ہیں۔۔اللہ سے مشورہ ہر مسئلے پہ کرتے ہیں۔۔نمبر نو۔۔ا ن بے اختیار ہے بے بس نہیں۔۔بے بس ہو تو یعنی اُس کے پس دُعا کا حق بھی ہو۔۔نمبر دس۔۔کافر

اور مومن دونوں ہمارے اندر رہیں۔۔یہ انسان طے کرتا ہے کہ وہ اِس میں سے کس کو چُنتا ہے۔۔"

اُستاد مارکر بند کرتے پلٹے۔۔

" آج کے لیے بس اتنا ہی۔۔" اُنہوں نے مسکرا کر انگلیوں سے اشارہ کیا۔۔

"سوری فار دا چیں چیں۔۔" جواباً طلباء مسکرا پڑے۔۔۔اُستاد کلاس سے باہر نکلے تو خضر اُن کے ساتھ چلنے لگا۔۔اُستاد نے پینٹ کی جیبوں میں ہاتھ پھنسائے۔۔خضر نے بھی پینٹ کی جیبوں میں ہاتھ پھنسائے۔۔لبوں پہ بے اختیار مسکراہٹ اُتری۔۔

وہ سیدھا چلتے اُس سے کہنے لگے۔۔

" تمہارا ایم شو میں نے دیکھا۔۔"

خضر نے چلتے چلتے سر ہلایا۔۔۔

"اچھا۔۔" کسی خیال سے اُستاد بولے۔۔

"اچھا ہوا تم آ گئے۔۔کافی ٹائم سے میں نے اپنی ای میلز چیک نہیں کیں۔۔" خضر نے بیزاری سے دیدے گھمائے۔۔۔

جان جاتی تھی یہ کام اُسے کرتے۔۔۔

وہ اُستاد کے ساتھ اُن کے مکتب میں آیا۔۔خضر نے جانے سے پہلے اُن سے کہا تھا۔۔

" مجھے آپ کی پی۔ایچ۔ڈی کی کتاب چاہیے۔۔" اُستاد کرسی پہ بیٹھتے بولے۔۔

"وہ لے کر تمہیں کیا کرنا ہے؟"

خضر کمر پہ ہاتھ رکھے بک شیلف کی جانب دیکھ رہا تھا۔۔

" کام ہے ایک۔۔"

اُستاد محظوظ ہوئے۔۔

"میری کتاب معیشت سنوارنے کے تمہارے کسی کام نہیں آئے گی۔اُس میں تمہیں صرف بات طرزِ گفتگو اور بڑی لنگوتج ہی پڑھنے کو ملے گی۔خضر نے جھک کر اسٹول کھینچا۔۔

"وہی پڑھنا ہے۔۔" اُستاد لیپ ٹاپ آن کرتے رُکے۔۔اُنہوں نے بڑی دلچسپی سے اُسے دیکھا۔۔

"اور وہ تمہیں کیوں پڑھنا ہے؟" خضر اسٹول پر بیٹھا۔۔

"بڑی دوست گفتگو میں فصیح و بلیغ ہو جائے۔تو طرزِ گفتگو اور بڑی لیگوتج ہی پڑھنا پڑتی ہے"

اُس کے جواب نے اُستاد کی دلچسپی مزید بڑھادی۔۔

" کون سا دوست وقاص؟"

خضر نے سادگی سے پلٹ کر اُنہیں دیکھا۔۔چہرہ بے تاثر تھا۔۔

"اور آپ کو کیوں لگ رہا ہے کہ وہ دوست وقاص ہو سکتا ہے؟" اُس نے ابرو اُٹھالیا۔۔

اُستاد نے ہاتھ ملتے ایک گہری سانس لی اور کہنے لگے۔۔

" کیونکہ فصیح و بلیغ مقرر سیاستدان صحافی اور وکیل ہی ہوتے ہیں۔اور تمہارے سرکل میں صرف ایک مقرر یعنی میں اور ایک وکیل ہے یعنی وقاص۔۔کم از کم میں اپنی ضمانت دے سکتا ہوں کہ تم مجھے نہیں پڑھنا چاہتے۔۔۔تو رہ گیا وقاص۔۔۔یعنی۔۔تم وقاص کو پڑھنا چاہتے ہو اور اگر اُسے نہیں تو پھر کسی اور کو۔۔شاید کسی سیاستدان کو؟" اُستاد کے لبوں پر ایک گہری مسکراہٹ اُبھری۔۔

خضر نے کوئی تاثر دیا اور سادگی سے پوچھا۔۔

" آپ کو کچھ پتا ہے؟"

اُستاد نے ۔ سمجھی کا ت ش دیا۔۔

" مجھے؟ جیسے کہ کیا پتا ہے؟"

خضر نے َ دن موڑ کر میں سر ہلایا۔۔

" کچھ نہیں۔۔"

اُس نے َ دن اُٹھا کر ر ی بنی سے کتابوں کو دیکھا۔ اُستاد کی نگاہیں اُسی پر مر تھیں۔۔

" کاش کوئی اِس بات پر بھی فتویٰ لگا دے۔۔۔ کہ دوسروں کی ڈی لینگوج پڑھنا ہ ہے۔۔"

خضر کے سرد تبصرے پر وہ دل کھول کر ہنس پڑے۔ اور ہنستے ہوئے لیپ ٹاپ کی جان متوجہ ہوئے۔۔

" میں اپنا کام کر رہا ہوں۔۔"

خضر کے مزاج در نہیں تھے۔۔ وہ سرد مہری سے اُنہیں بنا دیکھے بولا۔۔

" پتا ہے مجھے۔۔"

" ویسے کدھر ہے کتاب؟ مجھے یہاں تو نہیں آ رہی۔۔"

اُستاد نے چشمہ لگا کر سامنے دیکھا۔۔

" دوسرے خانے میں دیکھو۔۔" خضر نے فوراً دیکھا۔ تبھی اُستاد انگلی ہلا کر جھٹ سے بولے۔

" نہیں تیسرے میں۔۔"

خضر نے تیسرے میں دیکھا۔۔

" نہیں نہیں پہلے والے میں۔۔" خضر نے پلٹ کر اُستاد کو دیکھا۔۔

" آپ کو پتا ہے؟ آپ واقعی بوڑھے ہو رہے ہیں۔"

اُستاد لیپ ٹ پ کی جا ب متوجہ ہوتے مصنوعی ناراضی سے کہنے لگے۔۔"ڈیٹس و ی رُوڈ آف یو۔۔چوتھے خانے میں دیکھو۔آ کی سائ ٹ میں مل جائے گی۔۔" خضر نے اسٹول سے اُ ت کر اسٹول ذرا کھینچا۔۔وہ اسٹول پ چ ڑھا۔۔وہ چوتھے خانے کی جا ب دیکھ رہا تھا۔۔اُس نے آ کی کتابوں پ گھمانی شروع کی۔۔پ ڑھتے پ ڑھتے رُکا۔۔کتاب پ سنہرے حروفوں میں لکھا تھا۔ڈاکٹر لقمان علی خان۔۔اُس نے وہ کتاب اُٹھالی اور اسٹول سے اُ ت نے لگا۔۔اسٹول سے اُ ت کر اُس نے اسٹول سائیڈ پ رکھا اور کتاب پکڑے اُستاد کی جا ب آ ی۔۔وہ کرسی کھینچ کر اُن کے سامنے بیٹھا۔۔اُستاد تیزی سے ٹ ائپنگ کرتے کہنے لگے۔۔

"اپنے مسئلے لوگوں کے ساتھ شئیر کرنے چاہیں۔۔"

خضر نے اُن کی کتاب ی سے لگائے ب کھولے۔۔

"ا میرے مسئلے لوگوں کو دکھانے سے حل ہوجاتے تو میں اُنہیں ضرور دکھا دیتا۔"

اُستاد نے یکدم خضر کو دیکھا۔۔

"میں لوگ ہوں؟ اچھا اب ہم لوگ ہوگئے؟" وہ گلہ کرتے دو ب رہ ٹ ائپنگ کرنے لگے۔۔خضر بے اختیار ہوا۔

"پلیز روٹھے ہوئے رشتے دار کا کردار ادا مت کریئے۔" اُستاد محظوظ ہوتے ہوئے بولے۔۔

"I'm glad you didn't say phopho."

آ ی لفظ پ اُنہوں نے اُسے دیکھا۔خضر نے سادگی سے ہاتھ اُٹھا کر دی ے پھیلائے اُنہیں دیکھا۔۔

"Mm.. I don't have any!"

اُستاد کو ہنسی آئی۔۔

"اچھاً ہوتی تو تم کہتے۔۔"

خضر نے میں سر ہلایا۔

"نہیں میں تب بھی نہیں کہتا۔۔جیسے خالہ ہیں۔۔ویسے ہی پھپھو ہیں۔۔دونوں کی شباہتیں بھی تقریباً ایک جیسی ہیں۔۔"

اُستاد نے اپنی پوری توجہ لیپ ٹاپ اسکرین کی جانب مرکوز کرلی۔۔

"ایک منٹ۔میں ذرا بورڈ والوں کو یہ درخواست ای۔میل کر دوں۔۔پھر دیکھتے ہیں ای۔میلز۔۔"خضر نے کچھ سوچتے ا. واُٹھایا۔۔

"بورڈ والے؟"اُستاد نے اثبات میں سر ہلایا۔۔

"بیٹا اب ہمیں پیپر پیٹرن تبدیل کرنے کی ضرورت ہے۔۔پانچ سالہ دس سالہ پیپر کو پڑھ کر امتحان دے دیا۔۔جوابات کے رٹے لگا کر پاس ہو جانا کوئی مشکل بات نہیں ہے۔۔productivity نہیں ہورہی۔۔۔بچے اپنا دماغ استعمال نہیں کررہے۔۔اُن کی دماغی اور عقلی نمو رٹوں سے متاثر ہورہی ہے۔۔ایسے بچے قوم کو کچھ نہیں دے سکتے۔۔کیونکہ اِنہوں نے اپنی کتابوں سے کچھ سیکھا ہی نہیں ہے۔۔ہر سال پانچ سالہ دس سالہ سے پیپر آجاتا ہے اور بچوں کی موج ہو جاتی ہے۔۔"

اُستاد نے درخواست میل کی پھر ای۔میل کھولی۔۔

"دیکھو۔۔"اُنہوں نے افسوس کا اشارہ دیا۔خضر اُنہیں بغور دیکھ رہا تھا۔

"مجھے ایک اسکول کے پرنسپل کی ای۔میل آئی ہے۔۔شکایت کر رہے ہیں۔چھوٹے چھوٹے بچوں میں فحاشی پھیل گئی ہے۔۔یہ لوگ ہر بات میں انٹرنیٹ کو موردِ الزام ٹھہرا رہے ہیں۔۔ اِنہیں اندازہ نہیں ایک تحقیق کے مطابق جو کچھ بچے اسکول اور کالج سے سیکھ رہے ہیں شاید ہی

اُنھوں نے انٹر سے کبھی سیکھا ہو۔۔ہمیں ہر دوسری قوم کی بے حیائی د ہے لیکن اپنی نہیں د ۔بولی ووڈ کے خلاف ہر کوئی تحر ئے گا۔ اپنے یبان میں کوئی نہیں جھا گا۔۔ہم ا دوسروں پ ا یں اُٹھانے سے پہلے اپنے یبان میں جھا لیں۔۔میں یقین سے ا بت کہہ سکتا ہوں۔۔جو کچھ اِس ملک میں ہو رہا ہے۔۔وہ دیکھنے کے بعد ہم شیشے میں اپنی آنکھوں میں آنکھیں نے کے قابل نہیں رہیں گے۔۔ہمیں بولی ووڈ سے اظہارِ ت بھی کرن ہے اور اپنی فلمیں اُن کے طرز سے بھی بنانی ہے۔۔بھائی واہ۔۔کیا بت ہے۔۔۔میری ای۔میل کا ا کس ایسے اُستاذہ کے خلاف شکایتوں سے بھرا پڑا ہے جو غیر توجہی سے بچوں کے ساتھ معاملہ کرتے ہیں۔۔اسکولز میں یہ ہو رہا ہے کالج اور یونیورسٹی لیول پ خود ہی تصور کر لیں کیا کیا ہوت ہو گا۔اُسا ہ حرام کمائی کھا رہے ہیں۔۔بچے دوستوں سے فحاشی سیکھ رہے ہیں۔۔اسکولوں کو فیس مل رہی ہے۔ ڈ بڑھ رہے ہیں پڑھ رہے ہیں کسی کو فرق نہیں پڑت ۔۔اِس قوم میں مولوی مفتی اور صاحبِ بصیرت بہت لوگ ہیں۔۔لیکن صرف میڈ یپ ۔۔مجھے سمجھ نہیں آ عمل کے وقت یہ لوگ کہاں فرار ہو جاتے ہیں؟ بس میڈ یپ آ کر ہر کسی پ تنقید کر دی۔۔اور کوئی کام نہیں۔۔ابھی ای میل پڑھ رہا ہوں۔۔کسی نے شکا ی کی ہے آج کل کے بچوں کے متعلق۔۔بچے کیا کریں؟ بڑے ہی ب اُن سے لا پ واہ ہیں۔بہت زی دتی کرتی ہے یہ قوم بچوں کے ساتھ۔ ہر بت کو ہر غصے کو اپنے بچے پ اُ ر دیتی ہے۔۔"

اُستاد نے اگلی ای۔میل کھولی۔۔خضر سادگی سے دونوں کہنیاں میز پ لگا کر اُنہیں کھڑی کیے بیٹھا تھا۔۔

"ہم بہت نیک ہیں لیکن صرف دکھانے کے لیے۔۔اور اپنی دُکان چمکانے کے لیے۔۔۔کسی کو

قرآن اِس لیے پڑھنا ہے کہ وہ اپنے فرقے کو درست ثابت کر سکے اور کسی کو اِس لیئے پڑھنا ہے کہ وہ اپنا موقف صحیح ثابت کر سکے۔۔عورت مرد کو نیچا دکھانے کی کوشش کرنے کا بتاتی ہے۔اور مرد عورت کو پردہ کرنے کا۔۔ہر کسی کو قرآن سے اپنے لیے دلائل چاہیئں۔

پوچھنا یہ ہے۔۔کیا کسی کو قرآن اللہ کی بات ماننے کے لیے چاہیئے؟ ہم ایک دوسرے کو کیوں طعن و تشنیع کرتے ہیں؟ ہم وہ کیوں نہیں کرتے جو ہمیں کرنے کا حکم ہے۔۔ہمیں دوسروں کی اتنی فکر کیوں ہے؟ وہ بھی یہ جاننے کے باوجود۔کہ جانا تو ہم نے اپنی قبر میں ہے۔لڑائی اور تفرقہ بازی کو ختم کرنے کے لیے قرآن آیا تھا۔۔امن کا پیغام دینے آیا تھا۔حضرت موسیٰ جب چالیس راتوں کے لیے کوہ طور پر گئے تھے تو پیچھے سے حضرت ہارون علیہ السلام کے لاکھ منع کرنے کے باوجود بھی بنی اسرائیل نے سونے کا بچھڑا بنا کر اُسے پوجنا شروع کر دیا تھا۔۔اور جب حضرت موسیٰ علیہ السلام واپس لوٹے تھے تو وہ اِس قدر اپنے بھائی سے خفا تھے کہ اُنہوں نے اُنہیں سر سے پکڑ لیا تھا۔۔اور جواباً اُنہوں نے عذر میں کہا تھا میں نے صرف اِس لیے اِنہیں عملی طور پر نہیں روکا کہ کہیں بنی اسرائیل کی قوم میں تفرقہ بازی نہ ہو جائے۔۔کیونکہ اگر پیچھے سے تفرقہ بازی ہو جاتی تو بغاوت ہو جاتی۔۔تفرقہ بازی کبھی بھی مسئلے کا حل نہیں ہے۔۔اور تفرقہ بازی پر بحث کرنا ایک دوسرے کو قتل کر دینا بھی مسئلے کا حل نہیں ہے۔۔"

(ہارون نے کہا اے میری ماں کے بیٹے! تم میری داڑھی نہ پکڑو اور نہ ہی میرے سر کو یقیناً میں اس سے ڈرا کہ تم کہو گے کہ تم نے بنی اسرائیل میں پھوٹ ڈال دی اور تم نے میری بات کا انتظار نہیں کیا۔سورۃ طہٰ (۹۴)

اُستاد سانس لینے کے لیے ٹھہرے۔۔

"لوگ بہت سے مسئلوں پر سوشل میڈیا پر تحریر کرتے ہیں۔۔ اُن میں سے صرف چند لوگ ہوتے ہیں جو اُن مسئلوں کے حل کے لیے خصوصاً دُعا کرتے ہیں۔۔ ہماری سوشل میڈیا کی زندگی کبھی بھی ہماری حقیقی زندگی سے شباہت نہیں رکھتی۔۔ شکایتوں کے ڈھیر ہیں۔۔ باتیں کرنے والے ہزار اور عمل کرنے والا کوئی نہیں۔۔"

اُستاد ای میلز دیکھ کر جیسے مایوس ہو گئے تھے۔۔

"اِس لیے کہتا ہوں ای میلز مت پڑھا کریں۔۔" خضر سادگی سے کہہ پڑا تھا۔۔

خضر اُستاد کی کتاب میز پر رکھ رہا تھا۔۔

"زندگی میں دیر سے سہی۔۔ ایک بات مجھے سمجھ آ گئی ہے۔۔ مجھے کبھی اللہ نے اذیت نہیں دی۔ مجھے ہمیشہ لوگوں نے اذیت دی ہے۔۔"

اُستاد ای میل کھولتے کہنے لگے۔۔

"اپنوں کی دی اذیت ہی اذیت ہوتی ہے۔"

اُستاد نے اُسے دیکھا۔۔

"خضر بیٹے۔۔" اُس نے اُستاد کو دیکھا۔۔

"لوگوں کی غلطیوں اور گناہ کو مارجن دو۔۔ لوگوں کی غلطیاں کتنی بڑی ہوں۔ اُن کی غلطی حضرت ابراہیم کے والد سے بڑی نہیں ہو سکتی۔ حضرت ابراہیم کے والد بت پرستی کیا کرتے تھے۔۔ اِس کے باوجود حضرت ابراہیم اپنے والد کو پیارے ابا جان پیارے ابا جان کہہ کر پکار رہے تھے۔۔ اور اُنہیں سمجھا رہے تھے کہ ابا جان بت پرستی چھوڑ دیں۔۔ تو بیٹے پھر ہم اور ہمارے والدین اور ہمارے عزیز و اقارب کی غلطیاں اِن غلطیوں کے آگے کیا ہیں؟ جو اللہ کی

جتنی اطاعت کرتا ہے۔ اللہ اُس کی دعاؤں میں اُتنی ہی تاثیر رکھتا ہے۔۔ اللہ کے لئے اِن لوگوں کو برداشت کیا کرو۔۔ اور اللہ سے صبر مانگا کرو۔۔۔ ہم تو بہت خوش قسمت ہیں جو ہم اِس دور کے لوگ ہیں۔۔ سوچتا ہوں تو رونگٹیں کھڑے ہو جاتے ہیں۔۔۔ وہ بھی ایک دور تھا۔ جب خون نے اسلام کے لیے خون کے خون کیے۔ ایک دوسرے کو دین کی خاطر ماریں۔ سوچ کر بھی خوف آتا ہے کہ اللہ اگر ہم سے بھی ایسا تقاضا کرلے تو ہم کیا کریں گے؟ اللہ نے ہم سے ایسا کچھ نہیں مانگا۔ اِس لیے ہمیں لوگوں کو مارجن دینا چاہیے۔۔ اِس کا قطعاً یہ مطلب نہیں کہ ویکنڈ ہے اور ہمارے عزیز و اقارب سو رہے ہیں تو اُنہیں فجر میں سونے دیا جائے۔۔ ہمارا کوئی اپنا غلط بات کر رہا ہے تو خاموش ہو جائیں۔ بحث نہ کریں۔۔ لیکن جو سچ ہو حق ہو وہ ضرور کہیں۔۔ سچ اور حق بتا کر معاملہ دوسرے کی سپرد کر دیں۔۔ اِس طرح آپ guilt کے احساس سے رہا ہو جائیں گے۔۔ لوگ ڈرتے ہیں دوست کو غلط بات پہ کہیں ٹوکا تو دوستیں ختم ہو جائیں گی۔۔ کیا اتنی ہی کمزور ہو گئی ہیں آج کل کی دوستیں۔۔ جو اتنی اتنی سی باتوں پہ کمزور ہو جائیں گی۔۔ ایسی دوستیوں کے ہونے سے تو بہتر ہے کہ انسان کا کوئی دوست ہی نہ ہو۔ جو ذرا ذرا سی بات پہ روٹھ جائے۔۔ بعض انسان senstive ہوتے ہیں۔۔ لیکن ہر دوسری بات کا برا منانا۔ ہر دوسری بات پہ روٹھ جانا۔ یہ senstive ہونا نہیں ہے یہ انا کا مسئلہ ہے۔۔ اور یہ اُسے ٹھیک کرنا ہے۔۔

کچھ عرصہ خاموشی سے لوگوں کو دیکھنا ہوتا ہے۔ ایک وقت ایک مدت ہوتی ہے۔۔ جب خاموشی سے تبلیغ کرنی ہوتی ہے۔۔۔ پھر الفاظ کا استعمال ہوتا ہے۔۔ مثبت ردعمل نہ ملے تو الفاظ کم کر دینے چاہیے۔۔ پھر بھی جواب نہ ملے تو خاموشی سے کنارہ کرنا چاہیے۔۔ کیا کوئی اتنی کوشش کرتا ہے؟ کوئی بھی نفسیات کا فلسفہ مجھے مت سنائے۔۔ اللہ سے زیادہ کوئی ہماری

نفسیات نہیں جا ۔۔اور اُن سے بہتر کوئی نہیں تھا جو نفسیات اور ا ن کو سمجھ سکتا۔۔اور تبلیغ کا یہ ا ۰ از اُس نے اپنے نبی کو سکھا ی تھا۔تبلیغ . کرتے ہیں۔ اِس طرح بہت کم کرتے ہیں۔۔کیو ہم لوگوں سے بہت جلدی تھک جاتے ہیں اور پھر ہم ہی وہ لوگ ہیں جو کہتے ہیں کاش ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں پیدا ہوتے۔۔آج کے اختلافات تو ہم سے . دا ش ی نہیں ہوتے۔۔اُس زمانے کے اختلافات کیا ہم . دا ش ی کرتے؟"

خضر کے اگلے ہی لمحے . کھلے تھے۔اُستاد نے اُسے فی الفور دیکھا۔۔

"خصوصاً ماں . پ سے ہونے والے اختلاف۔۔ ہر کوئی یہ کہتا ہے اولاد بہت تکلیف دیتی ہے۔۔لیکن۔۔۔بعض دفعہ والدین بھی بہت تکلیف دیتے ہیں۔۔لوگوں کو لگتا ہے . سے زیدہ تکلیف ت . ہوتی ہے۔۔ . کوئی محبوب چھوڑ جائے۔۔ پ نہیں۔۔ . سے زیدہ تکلیف والدین اور پھر اپنے عزی ۰ واقارب سے اختلاف پ ہوتی ہے۔"

"تمہارا کوئی اختلاف ہوا ہے؟"

اُستاد پوچھے بنا رہ نہیں پ ئے۔خضر نے ا ی ٹھنڈی آہ بھری۔

"میں نے بنا بتائے کچھ لوگوں سے ۰ راضگی اور اختلافات قائم کر لیے ہیں۔۔"

اُستاد مسکرا پ ڑے۔

"مجھے ایسے اختلافات اور ایسی ۰ راضگیاں بہت پسند ہیں۔۔"

خضر نے اکتفا کیا۔۔

"مجھے بھی۔۔ا ۰ کو مار کر خاموش رہنا بہت تندر ی عمل ہے۔۔۔ ہر سال بکرا عید پ ہم جانور پ تو چھری پھیر دیتے ہیں۔۔لیکن اپنی ا ۰ پ نہیں پھیرتے۔۔یہی سوچ کر کہ اللہ کا حکم ہے۔۔بکرا عید تو . کی ۔ ۰ ر گئی۔۔بکرا تو . کا حلال ہو ی ۔۔لیکن ہماری ا ۰ ابھی ت ی حلال نہیں

ہوئی۔۔"

اُستاد نے چہرے پہ ہاتھ رکھ لیا اور لیپ ٹ پ ذرا موڑا۔۔

"مجھے لگ رہا ہے یہ سیشن میں کافی فلسفانہ ہوَ یہ ہے۔"

خضر نے کچھ سوچتے کہا۔

"ہو تو َ یہ ہے۔۔" اُستاد نے ای اُسے دیکھا تھا۔ وہ مسلسل گفتگو کے دوران دا ۔

یں پھیر رہے تھے۔۔

اُستاد کچھ ٹ ُ پ کرنے لگے۔۔

"میری تھیوری کے مطابق بصیرت کو سے اِس لیے تشبیہ دیتے ہیں کیو سے بصیرت کا تعلق ہوتا ہے۔۔ اِس لیے بصیرت کو دل کی آ بھی کہتے ہیں۔۔ ۔ ا ن مسلسل کچھ تلاش کر رہا ہو تو وہ اپنی آنکھیں ای جگہ پہ قائم نہیں رکھ سکتا۔ جیسے ابھی تم۔۔ کیا سوچ رہے ہو خضر؟"

خضر نے ای گہری سانس لی اور اُنہیں دیکھا۔۔

"جو سوچ رہا ہوں۔ ابھی ۔ واضح نہیں ہوا۔ ۔ ہو گا ۔ سے پہلے آپ کو بتاؤں گا۔۔ مجھے میری ۔َ خود لڑنے دیں۔۔ مجھے اپنی جنگیں خود لڑ۔ اچھا لگتا ہے۔۔"

تبھی اُستاد کے مو ۔ پہ بپ ہوئی۔۔ اُستاد نے نگاہیں پھیر کر مو ۔ دیکھا۔ چند لمحے وہ موصول شدہ پیغام کو دیکھتے رہے اور پھر بولے۔۔

"المیہ یہ ہے کہ ہم کتے بلی بن کر خود کو ز یدہ حسین سمجھتے ہیں۔۔"

خضر بے اختیار مسکرا یا تھا۔ اُستاد نے اُسے مسکراتے دیکھا۔۔

"خضر اِس کرسی پہ بیٹھنا آسان کام نہیں ہے۔۔ میں نے ایسے بہت سے لوگوں کو دیکھا ہے جو کبھی دوسروں کو نصیحتیں کیا کرتے تھے اور آج وہ خود اُسی کھڈے میں َ ے ہوئے ہیں۔۔"

خضر نے اثبات میں سر ہلایا۔۔لیکن یں مسلسل دا ۔ گھوم رہی تھیں۔۔

"چلو خضر ا ی ای۔میل اور پڑھ ی تے ہیں۔۔" اُستاد نے لیپ ٹ پ کی جا ۔ دیکھتے اُس سے کہا تھا۔اُستاد ماؤس پیڈ پ انگلی دھیرے سے سلائیڈ کرتے بولے۔

"ہاں تو۔۔" اُنہوں نے کلِک کیا۔۔

"جی۔۔لقمان علی خان۔آپ کے خیال میں طلاقوں کی شرح میں اضافہ کیوں ہو رہا ہے۔۔" اُستاد نے محظوظ ہوتے خضر کو دیکھا۔۔

"ہاں بھئی۔۔اپنی للومت ؤ۔۔" خضر ہنس پڑا۔۔

"بس بھی کر دیں۔۔"

چند لمحے اُس نے خاموشی اختیار کی۔۔پھر اُس نے ۔ت کا آغاز کیا۔

"طلاق کے پیچھے بہت سی وجوہات ہو سکتی ہیں۔کبھی

دھوکے ہو جاتے ہیں۔۔لڑکی کے ساتھ۔۔کبھی لڑکے والوں کے ساتھ۔۔کبھی لڑکا ٹھیک نہیں ہو۔کبھی لڑکی ٹھیک نہیں ہوتی۔طلاق کی وجہ ہم صرف عورت یا مرد پ نہیں لاد ت۔۔ہاں لیکن عموماً اِس میں لڑکیاں پِستی ہیں۔لڑکی کی طلاق ہو جائے تو یہ معاشرہ اُس کے ساتھ ایسا ۔ ؤ کرتا ہے جیسے اُس کی ز گی ہی ختم ہو گئی ہے۔۔لڑکی کا رشتہ ٹوٹ جائے۔اُس کی عصمت مجروح ہو جائے یا اُس کی طلاق جائے۔۔تو اِس معاشرے کی میں عورت کی عزت ختم ہو جاتی ہے۔۔عورت عورت ہے اور اِس ۔ کے ۔وجود وہ عزت کی حقدار ہے۔۔ہمیں اپنی بچیوں کو اعتماد میں ی چاہیے۔۔اُنہیں ہر صورت ۔ اعتماد رہنے کی ت کیب دینی چاہیے۔۔۔ہماری بچیاں ۔ اعتماد ہوں گی تو اپنے لیے اسٹینڈ لے سکیں گی۔اپنی بچیوں کو ۔ہر نکالیں لوگوں سے ملنے دیں۔۔اِنہیں زمانے کا سامنا کرنے دیں۔۔ت کہ کل کو اَ وہ پ دیس یا

کسی ملک آپ کے بغیر جا تو ڈری ہوئی سہمی ہوئی ۔ ہو۔۔اور اپنے لیے آواز اُٹھا سکیں۔۔"

اُستاد نے لیپ ٹ پ بند کیا اور اُسے دیکھ کر دن لڑھکائی۔۔

"چلو تمہاری چھٹی۔۔"

خضر نے فوراً اُسے سامنے سے کتاب اُٹھا کر ی سے لگائی اور کرسی پیچھے کھینچ کر اُٹھنے لگا۔۔

"جی۔۔"

اُس نے وہاں سے کے لیے ای لمحہ نہیں لگا ی۔

اُستاد سنجیدگی سے اُسے جاتے ہوئے دیکھ رہے تھے۔۔

چشمہ ک پ رکھا ہوا تھا۔آنکھیں خضر پ تھیں۔۔وہ اُسے دروازہ کھول کر ہر دیکھ رہے تھے۔۔وہ جیسے ہی کمرے سے ہر نکلا۔۔اُستاد نے فکر سے سر جھٹکا۔۔

"بچہ بہت ڈسٹرب ہے۔۔"

☆.....☆.....☆

انگریزی اخبار کی سرخی پ لکھی ہوئی خبر جگمگا رہی تھی۔۔

"Cricketer turned Economic Activist."

نور ماہ اخبار پڑھ رہی تھی۔۔

" کرکٹر خضر جہا ن نے اپنے پ و ام 'آؤ معیشت سنواریں' میں ڑے عمدہ اور اچھوتے ا از میں اخلاقیت اور ا سے جُڑی ابیریں پ کستانی عوام کی سامنے پیش کیں۔۔ جنہیں دیکھنے کے بعد بہت سی مور ں اُنہیں سراہے بنا رہ نہیں سکیں۔۔کرکٹر خضر جہا ن صا نے سڑکوں پ پھرنے والے فقیروں کو سیا رہبری کا پیشہ اختیار کرنے کی پیش کی۔۔کرکٹر خضر جہا ن کا کہنا تھا اِس طرح اِن فقیروں کو تعلیم سے روشناس کروا ی

جائے گا اور بجائے سڑکوں پہ بھیک مانگنے کے یہ عزت سے اپنا اور اپنے اہل خانہ کا پیٹ اُٹھا سکیں گے۔۔ لیکن سیاحت عام کرنے سے پہلے ریکی اور سیاحتی مقامات میں ہمیں صفائی ستھرائی کا خیال کرنا ہوگا۔۔ اِس ملک میں بعض سیاحتی نقطے اِیسے بھی ہیں جہاں بیت الخلا کا بندوبست نہیں ہے اور جہاں ہے بھی وہ اِس قدر گندے ہیں کہ سیاح تو دور کی بات مقامی لوگ اُن بیت الخلا میں جانا پسند نہیں کرتے۔۔ کرکٹر خضر جہانگیر کا یہ بھی کہنا ہے۔۔ کہ معیشت بڑھانے کا ہرگز مقصد یہ نہیں ہے کہ ہر شعبے میں بلا وجہ روزگاری بڑھادی جائے۔۔ معیشت کا مطلب ہے Productivity بڑھائی جائے۔۔ ایسی Productivity جس سے عوام فائدہ اُٹھا سکے۔۔

اگر ہر شعبے میں بلا وجہ بلا ضرورت روزگاری کے مواقع بڑھائے جائیں گے تو یہ عام بھی ضرورت سے زیادہ ٹیکس دینے کے طرح معیشت کے لیے خطرناک ہوسکتا ہے۔ ہمیں ہر چیز کو بیلنس کر کے چلنا ہوگا۔۔ ہمیں غریب کو ایک دن کی روٹی نہیں دینی۔ ہمیں اُسے اُس کی غربت کا حل دینا ہے۔۔ مجھے بڑے افسوس سے یہ کہنا پڑ رہا ہے۔۔ آئندہ یومِ قائد پہ مزارِ قائد پہ جشن کے نام پہ جو کچھ ہوگا اُس کا علم مجھ سمیت آپ سب کو بخوبی ہوگا۔۔۔ میں نہیں جانتا یہ عوام اپنے سیاحتی مقامات کو کیوں گندا کرتی ہے۔۔ لیکن میں اتنا ضرور جانتا ہوں۔ یہ اِنہیں گندا کر کے اِس بات کا ثبوت ضرور دیتی ہے۔ کہ اِس قوم میں جاہلوں کی اکثریت ہے۔۔ ہماری اِنہی حرکتوں کی وجہ سے حکومت نے بیشتر خوبصورت سیاحتی مقامات بند کر دیئے۔ کیونکہ ہم وہاں اخلاقیات کا مظاہرہ ہی نہیں کر سکے۔۔ خضر جہانگیر کی تجویز پہ پروگرام میں وقتاً فوقتاً سامعین اور پاکستانی عوام نے لوگوں کے اُن دُکانوں اور ریستورنٹ کے نام پیش کیے جو بنا این۔ ٹی۔ این نمبر کے لوگوں سے ٹیکس وصول کیا کرتے تھے۔۔ خضر جہانگیر صاحب

نے عوام سے دعویٰ کیا ہے۔۔کہ ایسے چور چکاروں کا معیشت اب کرنے میں سے بڑا ہاتھ ہے۔ایسے لوگوں کو پکڑا جائے اور عوام کے سامنے بے ب کیا جائے۔۔ملک بھر میں خصر جہاں یہ کا پروگرام آؤ معیشت بچاؤ خوب سراہا جا رہا ہے۔جس کا جیتا جاگتا ثبوت سینئیر ماہرین معیشت کے بیشتر نیوز چینلز اور سوشل میڈیا پہ تبصرے ہیں۔۔"

نور ماہ اخبار رکھتے ساتھ بیٹھی دُعا کو دیکھنے لگی۔۔۔

"صرف دو اقساط میں عوام کا اتنا شاندار ردعمل۔۔"

دُعا بس سادگی سے مسکرائی۔۔

"ہاں۔۔اور اِس میں اللہ کے بعد سارا شئیر ابو کو جاتا ہے۔۔"

نور ماہ نے سنجیدگی سے سر ہلایا۔

"صحیح کہہ رہو۔تعلیم کبھی رائیگاں نہیں جاتی۔۔بہت مثبت طریقے سے وہ یہ شو کر رہا ہے۔۔"

دُعا ٹھوڑی پہ ہاتھ رکھے بیٹھی کچھ سوچتے مسکرائی۔

"وہ بھی ایک وقت تھا۔۔چاہے مشکل سے سات سے آٹھ ہزار کماتا تھا۔۔۔اور اُسے بھی امی اور مجھ پہ اُڑا دیتا تھا۔امی پہ تو بہت کم۔۔لیکن مجھ پہ زیادہ۔۔سچ میں نور ماہ اُس نے بہت محنت کی۔۔وہ پتے کھاتا تھا۔۔literally پتے۔۔۔ایک ایسا بھی وقت آیا تھا جب اُسے اداکاری اور ماڈلنگ کی بھی آفر ہوئی تھی۔۔حالات ایسے تھے کہ میں بھی چاہتی تھی کہ وہ ہاں کر دے۔۔لیکن اُس نے وہ کام نہیں کیا۔۔۔اب بھی مجھے کبھی کبھی افسوس ہوتا تھا کہ ماڈلنگ سے کیا تھا ریمپ پہ ہی تو چلنا تھا۔۔لیکن اللہ نے اُس کے لیے رزق لوگوں کی خیر اور ملک کا عالمی پیمانے پہ فخر بننے کے ذریعے لکھا تھا۔"

نور ماہ نے اکتفا کیا۔۔

"بلکل۔۔ایسا ہی ہے۔۔" وہ ایک دم سے بولی۔۔

"اچھا وہ۔۔"

"ہاں؟" دُعا نے ٹھوڑی اُٹھا کر اُسے دیکھا۔

نورماہ نے ایک گہری سانس لی۔۔

"پروفیسر عبدالقادر پوچھ رہے تھے کہ کیا تم نے خضر کو کچھ بتایا ہے؟"

دُعا نے اُسے دیکھتے آنکھیں بڑی کیں۔۔

"یعنی وہ تمہیں ٹوہ لگانے کا کہہ رہے تھے؟"

نورماہ نے اثبات میں سر ہلایا۔

"لیکن کیوں؟" دُعا حیرت سے بول اُٹھی۔۔

نورماہ نے بات بدل لی۔

"خیر۔۔تم ڈاکٹر عطیہ کا نمبر مانگ رہی تھیں۔۔"

دُعا نے اُس سے کسی hair specialist کا نمبر مانگا تھا۔۔نورماہ موبائل میز پر رکھے کال ریکارڈ میں دیکھ رہی تھی۔۔

"میں نے سیو نہیں کیا۔۔ایک منٹ۔۔"

وہ ٹھہری۔۔وہ اسکرین سلائیڈ کرتے نمبر بتانے لگی۔۔

"ہاں۔۔صفر تین صفر صفر چار۔۔" دُعا نوٹ کرنے لگی۔۔

"چار سو بارہ پھر۔۔" دُعا چونکی۔۔نورماہ آگے کہنے لگی۔۔

"پھر دو سو دو!" نورماہ نے فوراً اُسے دیکھا۔

"ہاں تمہیں کیسے پتا؟"

دُعا نے میز پہ پڑے۔۔

"یہ میرے میاں کا نمبر ہے۔۔مجھے نہیں پتا ہوگا تو کسے پتا ہوگا؟" دُعا نے فوراً سے نورماہ سے مو بائل چھینا۔نورماہ ہکا بکا بیٹھی اُسے دیکھتی رہ گئی۔۔

"دُعا تم۔۔"

دُعا نے تیزی سے اسکرین سلائیڈ کی۔۔

"میں صرف دیکھنے میں اُسے لے کر سنگین نہیں لگتی۔۔لیکن میں اُس کے ہر ٹو ور پہ ٹیک آف سے پہلے کے دوران واپسی پہ پاکستان ایئرپورٹ پہ دوبارہ آنے تک وقتاً فوقتاً اُس سے بات کرتی ہوں۔۔اور تو اور میں نے پاکستانی سیلیبریٹیز پیج کو بھی شو اِن نیوز فیڈ کیا ہے تاکہ میں دیکھ سکوں وہ کسی اداکارہ سے تو نہیں مل رہا اور میں نے اُس کے ٹوئیٹر اکاؤنٹ کو بھی بیل کیا ہوا ہے۔اِس کے علاوہ میرے پاس اُس کا آئی کلاؤڈ آئی ڈی بھی ہے۔۔جس سے میں اُس کی لوکیشن بھی دیکھ سکتی ہوں۔۔"

"مل گیا نمبر!" دُعا کال کی ٹائمنگ دیکھ رہی تھی۔۔

"یہ ٹائم۔۔"

وہ ٹھٹک گئی۔۔نورماہ چند لمحوں پہلے کی ٹھٹکی اُسے بغور دیکھ رہی تھی۔۔۔اُسے دُعا کا اِس قدر شکی بیوی ہونے پہ بہت گہرا صدمہ پہنچا تھا۔دُعا نے اپنا موبائل اُٹھا کر فٹافٹ واٹس ایپ کھولا۔۔اُس نے اسکرین سلائیڈ کی اور جھٹ سے وسیم کا میسیج کھولا۔اُس نے تاریخ اور وقت دیکھا۔۔دماغ میں خطرے کا گھنٹہ ٹن بجا تھا۔۔۔اس کا جھوٹ پکڑا گیا تھا۔۔۔اب اُسے یاد آرہا تھا خضر نے اُسے اتنی آسانی سے کیسے وقاص کے ساتھ جانے دیا تھا۔۔دُعا کے گال سرخ پڑ رہے تھے۔۔

اُسے اب یہ بھی سمجھ آ رہا تھا ایچ۔او۔ڈی نے نورماہ سے خضر کا کیوں پوچھا تھا۔۔اُسے اب خضر کی جلیل سومرو کے ساتھ سوشل میڈ یہ پ دیکھی تصو یں بھی یہ د آ رہی تھیں۔۔۔

دُعا کا چہرہ پوری طرح سرخ ہو چکا تھا۔۔۔

"I'm in hot water right now!"

اُس نے نورماہ کو دیکھتے ز ن د لی تھی۔۔۔

نورماہ سنجیدہ سیدھی اُٹھ کر بیٹھتےہوئے بولی۔۔

"ہوا کیا؟"

دُعا د تے دا دیکھنے لگی۔۔اُس نے کھولے۔۔

"مجھے چا نے کہا تو کچھ نہیں۔۔۔کل پ سوں وہ لکل ٹھیک تھا۔۔۔صبح بھی صحیح تھا۔۔کل رات کو وہ کتاب پ ھ رہا تھا کوئی تو ز دہ ت نہیں ہوئی۔اُسے اَ پتا چل یہ ہے تو اُس نے مجھے کچھ کہا کیوں نہیں؟" نورماہ نے سمجھی سے سر ہلا یہ۔۔

"اور وہ تمہیں کچھ کیوں کہیں گا؟"

"کیو مجھے اُس کی نیچر کا پتا ہے۔۔" وہ اپنا کوٹ اُٹھاتے اُٹھی۔۔

نورماہ نے سر اُٹھا کر اُسے دیکھا۔۔

"اور اب تم اُس سے کیسے ت کرو گی؟"

"مجھے نہیں پتا!" دُعا ٹ ائی ہوئی تیزی سے ٹے ٹے ڈگ بھرتے ہر نکل گئی۔۔۔اور نورماہ سراسیمہ سی کہنے لگی۔

"اِسے کچھ بھی پتا نہیں ہوتا۔۔ابھی۔ اِسے یہ بھی نہیں پتا کہ آگے یہ ری ڈینسی کے لیے امتحان فروری میں دے گی یہ نہیں۔۔اِسے یہ بھی نہیں پتا۔اِس کا ولیمہ کس ریخ کو ہو گا۔۔جو

سوال اِس سے پوچھو اِس کا ہر جواب ہوتا ہے نہیں پتا۔ اِسے کچھ پتا بھی ہوتا ہے؟"

☆.....☆.....☆

دُعا غصے میں جھنجھلاتے اسکوائر میں چل رہی تھی۔۔

"بد تمیز انسان مجھے یہ بھی نہیں آیا۔ اگر اِسے پتا چل ہی گیا ہے تو بیٹھ کر بات کر لیتا۔۔ لیکن نہیں۔۔ نواب صاحب کو تو موڈ بنانے ہیں۔۔ بنائے پھر۔۔ میں بھی دیکھو۔۔ کیا کرتی ہوں۔۔۔"

اُلٹا چور کوتوال کو ڈانٹے۔۔۔ یہ محاورہ اُس پر خوب بیٹھتا تھا۔ رضیہ آپا ہاتھ میں بڑی احتیاط سے ڈونگا پکڑے سیڑھیاں اُتر رہی تھیں۔۔

"ہائے آج تے بڑی ای سونی رس بنئی بنی اے۔۔ ابھی رِنگلو کو دے کر آتی ہوں۔۔"

دُعا چلتے چلتے اپنی بلڈنگ کی جانب آ رہی تھی۔۔

"اب دیکھو ذرا۔۔" دُعا نے یکدم سر اُٹھا کر دیکھا تو سامنے اُسے خضر سیڑھیاں پڑھ کر تیزی سے بلڈنگ میں جاتا دکھائی دیا۔۔

"دیکھو بس۔۔" وہ آستینیں پڑھاتے خضر کے پیچھے پڑی۔

"جانی!" اُس کی آواز جیسے ہی خضر کے کان میں پڑی وہ رُکا۔ دُعا دندناتے ہوئے اُس کے ساتھ آ کھڑی ہوئی۔ خضر پینٹ کی جیبوں میں ہاتھ پھنسائے کھڑا تھا۔۔ چہرہ بے تاثر تھا۔ دُعا اُسے انگلی دکھائے جھلاہٹ سے بولی۔۔

"تم نے تم نے نور ماہ کو کال کی تھی؟ جھوٹ مت۔۔ میں نے خود نمبر دیکھا ہے تمہارا اُس کے موبائل میں۔۔ تم نے اُسے کال کیوں کی تھی؟ کوئی بات اگر تمہارے ذہن میں آئی بھی تھی۔۔۔ تو تم مجھ سے کرتے۔۔" خضر نے میکانکی انداز میں اُسے دیکھا۔۔

" کیوں کرتا ؟" دُعا خاموش ہوگئی۔اُس کی اٹھی ہوئی انگلی ڈھیلی پڑی۔۔

" تم نے کی تھی مجھ سے بات؟ تم نے بتایا تھا تم وقاص کے ساتھ کیا کرتی پھر رہی ہو؟" دُعا کا چہرہ سرخ پڑ گیا۔۔

" جو کرنا چاہتی ہو جو کر رہی ہو پتا ہے مجھے۔۔میں تمہیں کچھ کہوں گا آمنہ کچھ کہے گی۔۔کرو اپنی مرضی۔۔اور میں کروں گا اپنی مرضی !!"

" تمہیں پتا ہے کہ میں۔۔۔" دُعا کی آواز کپکپائی۔۔

خضر مزید کچھ کہے سُنے بغیر آگے بڑھ گیا۔اُس نے کہیں پڑھا تھا۔کوئی انسان کتنا مضبوط ہو۔۔محبت۔۔پیروں تلے زمین کھینچ لیتی ہے۔۔آج دیکھ بھی لیا تھا۔۔

" سمجھ سے بالاتر تھا۔۔ بولے تو لگتا ہے سارا میرے کا میرا ہے۔۔اور جو رُوٹھ جائے۔۔تو لگتا ہے۔۔جیسے میرا کبھی تھا ہی نہیں۔۔"

" ہائے۔۔ہائے۔۔" خضر ٹھٹک کہ رُکا۔۔دُعا کی آنکھیں بھیگ رہی تھیں۔۔رضیہ آپا ہاتھ میں ڈونگا پکڑے قہر برساتے بلڈنگ میں آئیں۔۔

" ہائے۔۔ہائے شٹلی۔۔تینوں حیا کیوں نہیں آئی ؟"

چاند نے خفگی سے دیدے پھیلائے رضیہ آپا کو دیکھا۔

" تُو ٹھیر۔۔بغیرت۔۔تو ویکھ۔۔مے تیری کینچ دی چھینٹی لگوانی آں۔۔"

رضیہ آپا کہتے ہوئے اوپر جانے لگیں۔۔

" ربیعہ ربیعہ !" ساری بلڈنگ میں شوروغل مچا۔۔خضر ضبط سے بولا۔۔

" آپا !!"

خضر جھنجھلا کر بوٹ ریلنگ پر مار کر اُن کے پیچھے دوڑا۔۔

"یر۔۔۔"

رضیہ آ نے او پ جاتے واویلا کر دی تھا۔۔وہ جہانزیب صاب کو او او کر کے بتا رہی تھیں۔۔

"جہانزیب پ ئی میرے اِن دونوں گنہگار کانوں نے یہ بات سُنی ہے۔۔یہ تو اڈا گندا اٹ اِگٹکو پ ایسے پیڑے پیڑے الزام لگا رہا تھا۔۔ہائے!!"

انکل ہارون نورین آ وقاص شریم زین آمنہ ب اکٹھے ہو گئے تھے۔۔ربیعہ بیگم اپنا سر پکڑے بیٹھی ب ٹ ا ۔۔۔

"میں بھی کہوں۔۔اتنے دن ہو گئے۔۔رضیہ نے کوئی تماشہ کیوں نہیں کیا۔۔"

ب وہاں پ موجود تھے سوائے دُعا کے۔۔خضر ب ت سے بولنا چاہ رہا تھا۔ رضیہ آ اُس کی سُن ہی نہیں رہی تھیں۔۔جہانزیب صاب کا ساری بات تیں سُن سُن کر دل پھٹا جا رہا تھا۔۔وہ دل سوختہ صوفے پ ی لگے۔۔

"ہائے۔۔میں پہلے ہی کہتا تھا۔یہ میری بچی کے قابل نہیں!"

خضر دل ب داشتہ ہوا۔۔

"اب ایسا نہیں ہے۔۔جیسا آپ سمجھ رہے ہیں!"

جہانزیب صاب کو پسینے آ رہے تھے۔۔

"ہائے میرا دل پھٹ جائے گا۔۔"خضر پ ڑا ی۔۔

"یرا ا ر دل ہے کہ ٹ ئم بم۔۔منٹوں میں دھڑ دھڑ دھڑ پھٹنے لگتا ہے!"

انکل ہارون خضر کو دیکھتے خفا ہوئے۔۔

"بیٹ تم سے یہ امید نہیں تھی۔۔۔"

خضر کے ضبط کا پیمانہ لبریز ہو گیا تھا۔۔

"انکل۔۔ میں شک نہیں کر رہا تھا۔۔" رضیہ آپا تڑاخ سے بولیں۔۔

"نہیں شک نہیں تے کی کھک کر ریئاں سے۔۔ ہیں؟"

رضیہ آپا اُس سے شدید خفا تھیں۔۔۔ خضر نے ضبط سے لب دبا لیے۔۔ اُس کا خون کھول رہا تھا۔۔ نورین آپا کہنے لگیں۔۔

"بہت غلط بات ہے چاند۔۔ بہت غلط کیا تم نے!" وقاص کونے میں کھڑا ساری بات سمجھ چکا تھا۔۔ اِس وقت درمیان میں بولنا ایسے تھا جیسے آ بیل مجھے مار۔۔

آمنہ نے ناراضی سے خضر کو دیکھا۔ اور آگے آتے بولنے لگی۔

"چاند۔۔ دیکھو۔ تم نے بہت غلط کیا ہے۔۔ ایک میرا شوہر نیکی کرے۔۔ اتنا مصروف ہونے کے بعد تمہاری بیوی کو پک اور ڈراپ کرے اور بدلے میں تم اُس پہ شک کرو۔۔"

خضر نے غضب سے اپنے بال پکڑ لیے۔۔

"یار۔۔"

وقاص خاموشی سے آگے آیا۔۔ وہ خضر کے پاس آتے ذرا جھک کر بیٹھا۔

"یہ کوئی ڈرامہ۔۔" خضر اُس پہ جھپٹا۔ سب کی چیخ نکلی۔۔

"اِس کی اِس کی وجہ سے ہوا ہے۔۔" انکل ہارون زین شریم فوراً سے وقاص کو چھڑانے لگے۔۔ وقاص چیختا ہوا بولا۔۔

"میں نے۔۔ میں نے کچھ نہیں کیا۔"

آمنہ کا وقاص کا سرخ ہوتا چہرہ دیکھ کر دل پھڑ پھڑا رہا تھا۔۔

"چاند چھوڑو وقاص کو۔۔"

"اِس نے کیا ہے ۔۔" رضیہ آ پ اُٹھیں۔

"اِس نے نہیں تیری کرتوتوں نے کیا ہے ۔۔"

خضر نے وقاص کو غیظ سے دھکا دیا اور وہ انکل ہارون سے جا لگا۔۔

پورے فلیٹ میں کھلبلی سی مچی تھی۔۔

نورین آ کچھ سوچتے وقاص سے پوچھنے لگیں۔۔

"وقاص تم نے کوئی شرارت تو نہیں کی پہلے کی طرح!"

جہا صا نے کلس کر ران پہ ہاتھ مارا۔۔

"مجھے پہلے ہی پتا تھا۔۔" نے چو کر جہا صا کو دیکھا۔

"مجھے پہلے ہی پتا تھا۔۔ یہ اِس شہر میں طلاق کی شرح گھٹانے کی نہیں طلاق بڑھانے کی وجہ ہے۔۔"

رضیہ آ طلاق سُنتے ہی جھنجھناہٹ سے بول پڑیں۔۔

"ہائے نہیں طلاق نہیں ہوسکتی۔۔ نہیں تو طلاق خرچ پ ان میں چا کا سارا کچھ جائے گا جو اُس نے اب کمایا ہے۔۔ بیٹھ کر صلح کراؤ۔" انکل ہارون نے حیرت سے رضیہ آ کو دیکھا۔

"ارے کیسی تیں کر رہی ہیں رضیہ جی!"

خضر کا ضبط اُس کے ہاتھ سے چھوٹ رہا تھا۔۔ شریم کو پ کروا رہا تھا۔۔

"ای منٹ۔۔ ای منٹ۔۔ میری ت سُنیں۔۔"

فوری خاموش ہوئے۔۔ شریم ای گہری سانس لے کر کہنے لگا۔۔

"میرا خیال ہے۔۔ یہ دونوں میاں بیوی کا معاملہ ہے۔ اچھا ہو گا بیٹھ کر مسئلہ حل

کریں۔۔ہمیں بیچ میں نہیں بولنا چاہیے۔۔"

انکل ہارون بے اختیار ہوئے۔

"نہیں بیٹا پانی سر سے اوپر گیا ہے۔اور اب بات سمندر میں موت کے غوطے کھا رہی ہے۔۔"

زین بھی کہنے لگا۔

"انکل ہمیں اِن کے معاملے میں نہیں بولنا چاہیے۔آخر یہ پھر ایک ہوتے ہیں۔۔"رضیہ آپا نے کسی خیال سے دائیں بائیں دیکھا۔۔اور پھر گھما کر سارے لاؤنج میں۔۔اُنہیں دُعا وہاں نظر آئی۔۔

"یہ گِٹکو کہاں ہے!" بڑی پھپھو لمحے بھر کے لیے رُکے۔۔ بڑی پھپھو نے دو پیش یں گھما کر دیکھا۔۔انکل ہارون بولے۔

"ہاں۔ڈی۔کے کہاں ہے؟"

خضر نے اپنی پینٹ کی جیب سے موبائل نکالا۔۔

"میں کال کرتا ہوں۔۔"

ربیعہ بیگم صوفے پر سر پکڑے نڈھال بیٹھی تھیں۔۔بچوں کی شرارتوں اور لڑائیوں نے اُن کو بوڑھا کر دیا تھا۔۔اب تو اُنہیں جیسے اِس سب کی عادت ہو گئی تھی۔شریم فی الفور فلیٹ سے نکلا۔

"نیچے دیکھتا ہوں کمپاؤنڈ میں۔۔"

جہانزیب صاحب کا بلڈ پریشر بڑھتا جا رہا تھا۔۔

" کہیں خالو کی طرف نہ چلی جائے۔۔ہائے چندو۔"وہ تڑپ اُٹھے۔۔

"چندو کیا کر دیا تُو نے۔۔ہائے ایک ہی اینٹ اوہ بھی گندا!!"

وقاص خضر کے قریب آیا۔

"سا ـــ۔۔" خضر نے اُسے پھر سے دھکا دیا۔وہ ڈگمگا کر گرنے لگا۔۔کہ زین نیاز سے پکڑا۔۔

خضر دُعا کو کال کر رہا تھا۔۔ وہ کال نہیں اُٹھا رہی تھی۔۔خضر متفکر ہوا۔

"دُعا میرا فون نہیں اُٹھا رہی۔۔" رضیہ آپا نے خضر کے شانے پر تھپڑ رسید کیا۔

"نہیں وہ کیوں تیرا فون اُٹھائے گی؟"

خضر کے فکر کے . . کان سرخ ہوئے۔۔

نورین آپا کے ہاتھ پیر ٹھنڈے پڑ رہے تھے۔۔

"کہیں بچی خودکشی نہ کر لے۔۔" آمنہ جھٹ سے بولی۔۔

"آپا وہ مرنے والی نہیں مارنے والی بلا ہے۔۔"

انکل ہارون زین اور شریم دُعا کو اسکوائر میں تلاش کر رہے تھے۔۔

دُعا کا کوئی اتہ پتا نہیں تھا۔جہانزیب صاحب کسکتے ہوئے کہہ رہے تھے۔۔

"ہائے۔زمین اندر لے گئی کہ آسمان نے اُٹھا لیا۔کہاں چلی گئی ہے میری بچی!!"

خضر فکرمندی سے اُسے بار بار کال کر رہا تھا۔۔

"کدھر چلی گئی ہے یار۔۔میں نے تو اُسے کچھ نہیں کہا۔" رضیہ آپا نے دوبارہ اُسے شانے پر تھپڑ رسید کیا۔

"چُھوٹ مارنا ایں۔۔۔مے آپی ویکھیاں اے۔۔مینو چُھوٹ کرنا ایں؟"

ربیعہ بیگم جو کی خاموش اب ٹھنڈی آہیں بھرنے لگیں۔۔

"ہائے۔۔دیکھو ذرا۔کیا ضرورت تھی باہر لڑنے کی؟ گھر آ کر بات کرتے بیٹا نہ..

سمجھاتے۔۔یہ ہر بار تماشہ کر دیتی۔۔میری تو کوئی سنتا ہی نہیں۔۔اِس لیے میں نے کہنا ہی چھوڑ دیا ہے۔۔"

جہانزیب صاحب صوفے پہ بیٹھے سانس کر رہے تھے۔۔

"میری بی۔پی کی گولی مجھے کھلا دو۔۔"

خضر پڑ پڑایا۔

"یار ابا خود ہی اُٹھیں اور سیلف سروس کریں۔۔ابھی میرا دماغ نہیں کام کر رہا۔۔" ساتھ وہ دُعا کو میسج لکھنے لگ گیا۔۔رضیہ آپا نے شریم کو دیکھا۔

"بیٹا۔۔عفیفہ کو فون کر اور پتہ لگاؤ دعا وہاں تو نہیں گئی۔۔"

وقاص کسی خیال سے تیزی سے بولا۔۔

"وہ کبھی وہاں نہیں جائے گی۔مجھے پتا ہے۔۔" خضر کو غصہ پڑھا۔

"ہاں اِس کو سب پتا ہے۔۔اِس سے پوچھ لو!" انکل ہارون نے خضر کو جھڑکا۔

"چاچو۔۔بس کر دو۔۔جلن میں اندھے ہو گئے ہو!"

خضر نے پکڑ کر اپنے بال نوچ لیے۔۔

"یار۔۔میں نہیں جل رہا۔۔میں نے نہیں اِن پہ شک کیا۔۔بات کچھ اور ہے!"

اُس کا غصہ اِس قدر شدت اختیار کر چکا تھا اُس کا دل چاہ رہا تھا وہ اپنا منہ نوچ لے۔۔۔تبھی وقاص کے موبائل پہ بیپ ہوئی۔اُس نے جھٹ سے موبائل دیکھا۔خضر کے کان کھڑے ہوئے۔وہ تیزی سے بھاگ کر وقاص کی طرف آیا۔۔

"چاچو۔۔" وقاص چیخا۔خضر نے دیوانوں کی طرح اُس سے فون چھین لیا۔۔ بابا اُس پہ چلانے لگے۔

"چاچو۔۔"

"چاچو پاگل ہو گیا ہے۔۔"

"چاچو۔۔"

"مر جا مردود!!"

جہانگیر صاحب نے اپنا سینہ پیٹا۔ ربیعہ بیگم تھکی ماندی دھیرے سے کہنے لگی۔

"چاچو میڈم مو بائل واپس کرو۔" وہ میسیج دیکھتے ہی چیخ پڑا۔

"دیکھا۔۔"

سب کی آنکھیں حیرت سے پھیلیں۔۔

"یہ دیکھیں۔۔"

رضیہ آپا کو تجسس ہوا۔

"کیا دیکھیں۔ دکھا مجھے!" خضر سب کو دُعا کا میسیج دکھانے لگا۔۔ وقاص کے پسینے چھوٹنے لگے تھے۔

خضراب سب کو میسج پڑھ کر سنانے لگا۔

"میں نورماہ کی طرف ہوں۔۔ کوئی ضروری بات ہوئی تو وہاں آجانا۔۔"

"ہاہائے!" رضیہ آپا کا منہ کُھل گیا۔۔ فلیٹ میں سب کی کھلبلی مچی سمندر کی جھاگ کی مانند اب بیٹھنے لگی۔۔۔ خضر نے ایک گہری سانس لی اور بڑے صبر و تحمل سے کہنے لگا۔

"میں نے اپنی ابتک کی ساری زندگی دُعا پر شک نہیں کیا۔ اور نہ ہی میں کبھی اُس پر شک کروں گا۔ بات کچھ اور ہے۔۔ اور وہ ٹھیک سے مجھے بھی نہیں پتا۔۔ پلیز ابھی کچھ دیر کے لیے خاموش ہو جائیں۔۔ جیسے ہی مجھے کچھ پتا چلے گا میں آپ سب کو اطلاع کر دوں گا۔ بہت شکریہ۔۔" وہ

یہ کہتے گھومنے لگا۔کہ تبھی جہانزیب صاحب اُس پر گرجے۔۔

"او میاں چار سو بیسی!" وہ فوراً سے رُکا۔۔اور میکانکی انداز میں پلٹا۔۔

جہانزیب صاحب اُسے انگلی دکھا کر درشتی سے بولے۔۔

"بات سن میری بچی گھر نہیں آئے گی تو بھی اِس گھر میں نہیں رہے گا!" وقاص فی الفور بولا۔

"سالے۔" خضر نے بدگمانی سے اُس سے رخ پھیرا۔۔وہ زین کی طرف آیا۔۔

"زُلفی میں تیری طرف رہوں گا۔" رضیہ آپا جھٹ سے بولیں۔

"نہ پُتّر۔۔تو نے آج جو کیا ہے اُس کے بعد میں بہت ناراض ہوں تیرے سے۔۔جب تک تیری صلح نہیں ہوتی گُڈّو سے میری تیری بول چال بند۔"

خضر کے حیرت سے لب کُھلے۔

"لیکن۔۔"

رضیہ آپا کی بات جاری تھی۔

"میں نے ہمیشہ تیری طرفداری کی ہے۔لیکن نہیں اِس بار نہیں۔۔" خضر مایوس ہو کر شریم کی جانب آیا۔اِس سے پہلے وہ کچھ کہتا شریم نے معذرت کر لی۔

"نہیں یار۔دُعا عفیفہ کو ایک ایک بات بتاتی ہے۔۔عفیفہ مجھ سے ناراض ہو گی اگر میں نے تجھے گھر رکھا تو وہ ناراض ہو گی۔" خضر مکمل طور پر مایوس ہو گیا۔۔وقاص پھر سے بولا۔

"سالے چل نہ میری طرف!" خضر نے بے بسی سے اُسے دیکھا اور اُسے شدت سے ایک چیز کا احساس ہوا تھا۔۔

دُنیا ٹھوکر مار دے تو اختتام پر بیسٹ فرینڈ ہی یاد آتا ہے۔۔اور وہ بیسٹ فرینڈ تب بھی آپ کو ویسے ہی قبول کرتا ہے جیسے پہلے کیا کرتا تھا۔خواہ اُسے آپ نے کتنی ہی مرتبہ ٹھوکریں ماری

ہوں۔۔

خضر ہتھیار ڈالتے وقاص کے ساتھ چل پڑا۔۔وقاص سیڑھیاں اُ تے اُس سے کہنے لگا۔

"پہلے دُعا کو لے آتے ہیں۔۔"خضر نے میں سر ہلا یا۔۔

"رہنے دو اُسے وہاں۔۔یہ ہو وہاں سے بھی چلی جائے۔۔خود ہی واپس آجائے گی۔۔"

☆.....☆.....☆

وہ وقاص کے ساتھ کمپاؤنڈ میں بیٹھا تھا۔کاندھوں پر اُس نے جیکٹ رکھی تھی۔۔خضر نگیں ہلاتے دا دیکھ رہا تھا۔وقاص نے ہمت جھٹاتے گلا صاف کیا۔۔خضر اُس کی جا متوجہ ہوا۔

"میں نے دُعا سے پہلے ہی کہا تھا۔تمہیں سچ بتا دے۔۔"

خضر فوراً سے بولا۔

"تمہیں کس نے کہا مجھے دُعا نے بتا یا؟"وقاص نے سوالیہ نگاہوں سے اُسے دیکھا۔۔

"میں نے کچھ خود فِگر آؤٹ کیا ہے۔۔مجھے ہی دُعا نے کچھ بتا یا ہے اُستاد نے۔۔"

وقاص کو دھڑکا لگا۔

"اُستاد۔۔"

خضر نے چبھتے ہوئے از میں آنکھیں سکیڑ لیں۔۔

"وقاص تم بہت اچھا جھوٹ بولنے لگ گئے ہو۔۔"

وہ سانس کے لیے ٹھہرا۔۔

"کل میں اُستاد کے پس َ یہ ۔۔میں نے اُن سے پوچھا۔آپ کچھ جا ہیں۔چند لمحوں کے لیے اُن کا چہرہ ٹھہرَ یہ۔اُنہوں نے یں گھما کر کہا۔۔مجھے پتا ہے جیسے۔وہ وہیں

پکڑے گئے تھے۔۔۔وہ اسٹائل میں بات گھما گئے۔کیونکہ وہ جھوٹ نہیں بولنا چاہتے تھے۔۔مجھے اوور ریٹیڈ ہیرو کی طرح پہلے سے سب نہیں پتا تھا۔نہ ہی میں نے رات و رات فلموں ڈراموں کی طرح انویسٹیگیٹر ہائر کر کے معلومات کروائی ہے۔۔میں مصروف تھا تم لوگوں سے غافل نہیں تھا۔۔"

کل شام جب وہ اُستاد کی کتاب لے کر لوٹا۔۔وہ تیزی سے صفحات پلٹنے لگا۔۔اُسے یاد تھا۔۔بچپن میں اُس نے اُستاد کو ایک روز ریسرچ کرتے دیکھا تھا۔۔اُس نے اُستاد کے لیپ ٹاپ پر ایک مسکراہٹ دیکھی تھی۔۔کھنچی کھنچی مسکراہٹ۔۔جیسے آنکھوں تلے کوے کے پیر تھے۔۔ٹھیک ویسی مسکراہٹ اُس نے جلیل سومرو کے چہرے پر دیکھی تھی۔۔۔

اُس نے ماضی میں اُستاد کو خود کلامی کرتے بھی دیکھا تھا۔۔اُن کے الفاظ اُسے آج بھی یاد تھے۔۔

"منہ جھوٹ کہہ سکتا ہے۔لیکن اصل ان کی مسکراہٹ اُس کا چہرہ اُس کی آنکھیں جھوٹ نہیں بول سکتیں۔۔یہ crow feet مسکراہٹ ہے۔۔اِسے میں یہی نام دیتا ہوں۔۔۔اِس کی پہچان یہ ہے کہ آنکھوں کے کونے تلے Crinkles ہیں۔۔"

جلیل سومرو کا دبا دبا گھٹا رویہ اُسے بے چین کر رہا تھا۔۔اُسے بچپن کے پڑھے کچھ الفاظ یاد تھے۔۔

"Cringe Smile."

صفحات پلٹتے پلٹتے وہ رُکا۔اُسے وہ موضوع مل گیا تھا۔

"جلیل سومرو عجیب بی ہیو کر رہا تھا۔۔بہت عجیب۔لیکن کیوں؟"

اُس نے صفحے پ بنی مسکراہٹ کو دیکھا۔

"ہو بہو یہی ری۔ایکشن تھا۔جیسے میری تیں اُسے افینڈ کر گئی ہوں۔۔لیکن کیوں؟ کیا مطلب ہے اِس ا ازکا۔کیا سمجھا جا ہے نفسیات میں اِس پوسچر کو؟"

وہ تجسس سے پ ڑھنے لگا۔۔

" کھنچے ہوئی ا ازمیں ا ن صرف مسکرا ہے۔۔ اُسے کوئی ت گوار ری ہو۔۔ی وہ آپ کی ت سے صحمت ہو۔۔ا ن کی دلی اور حقیقی خوشی ا رسے پھوٹتی ہے۔ ہی اُس کے مسکرانے کا ا از ہر کی جا آ ہے۔"

اُس نے سائ پ مسکراہٹ کی تصو یدیکھی۔۔

"اور ا ن کی رضامندی ی صحمتی نہیں ہوتی۔۔تو اُس کے ا از دبے دبے ٹ ٹ سے ہوتے ہیں۔۔جنہیں وہ د نے کی کوشش کر ہے۔۔"

خضر نے ای گہری سانس لی۔۔وہ تیزی سے سوچنے لگا۔۔

"ای امیر زادہ ای غری طبقے کی بچی کی عصمت مجروع کر ہے۔۔۔اور ای ڈاکٹر اُس بچی کا دفاع کر ہے۔۔۔"

ساری کہانی کسی بجلی کی طرح ٹ کی تھی۔۔اُسے جلیل سومرو عثما ا پ ل کے ہر گفتگو کر دکھائی دی۔۔اُس کے ساتھ ای نوجوان سنجیدگی سے کھڑا تھا۔۔

"اُس ڈاکٹر کو وہ elite خا ان چا ی کی جوتی پہنا چاہتا تھا۔ وہ وہ جوتی نہیں پہنتا۔۔اور نتیجاً وہ اُس کا خمیازہ بھگتتا ہے۔"

ہر چیز ق کی ما اُس کے ذہن سے رنے لگی۔۔

"چا مجھے تمہیں کچھ بتا ہے۔۔"

اُسے ایئرپورٹ پ گولی لگی۔۔۔

"تمہیں مجھے کچھ بتانا تھا۔۔وہ اُس کے چہرے پ چھائی اضطرابی اب بھی واضح طور دیکھ سکتا تھا۔۔

"میں وقاص کے ساتھ جا رہی ہوں۔"

"میں وقاص کے ساتھ آجاؤں گی۔۔"

"کیا پلا ہو رہی تھی؟"

"بے چلر پ رٹی!"

"ہیی. تھ ڈے وقاص!" اُسے بے اختیار چھت پ . کے حیرت زدہ چہرے ی د آئے۔۔۔

"چور چور چور آ ی !!" اسکوائ کی ب ت یں بند ہو ۔۔خضر کے دل کی دھڑکن تیز ہوگئی۔۔دُعا کی سرخ آنکھیں۔۔۔

. ریہ کی آواز اُس کے کانوں میں گو ۔۔

"عزیز ین مین!"

اُس نے کتاب پ فت مضبوط کرلی۔ ڈی سے ڈی مل رہی تھی۔۔

"تمہیں مرنے سے ڈر نہیں لگتا؟" دُعا کا ٹ پتا چہرہ اُس کی آنکھوں کے سامنے آ ی۔۔۔

"میں نے خواب دیکھا کہ تم مر گئے!"

"وہ ا پ ت ل کا مسئلہ چل رہا ہے۔۔"

"تمہاری وقاص سے صلح ہوگئی؟" آمنہ کا خالی چہرہ اُس کی آنکھوں میں آ ی۔۔

"اوہو!!" اور بے اختیار اُس نے وقاص کا ہاتھ اُس کے شانے پ ڑ ت دیکھا۔اُس کا دل ٹ لگا۔۔۔

"تم دُعا کے ساتھ کیا کر رہے ہو؟ تمھیں آمنہ کے ساتھ ڈ پنہیں جا تھا؟"

آمنہ کو گلے لگائے دُعا اُن کی بلڈ کے نیچے کھڑی تھی۔۔تھکے ما ے وہ دونوں اُسے دکھائی دے رہے تھے۔۔۔

"وہ امیر زادہ وسیم تھا۔وہ بچی ریہ۔۔وہ elite خا ان جلیل سومرو کا تھا۔وہ ڈاکٹر ڈاکٹر دُعا تھی۔۔اور اُسے چا ی کی جوتی پہنانے کی کوشش کی گئی تھی۔۔کیو ۔۔یہاں کہانی ل گئی تھی۔۔"

"ڈو ٹ چ می!!"

"ڈو ٹ چ می!!" وہ صدمے میں تی ہوئی اُس کے پ ہاتھ مار رہی تھی۔۔خضر کے پ سے کُھلے۔۔۔

"دُعا مسئلہ کیا ہے؟"

"تم نے مجھ سے بہت جھوٹ بولے ہیں۔۔"

اُس کی آنکھیں سرخ ہو ۔۔

"وقاص ای کو ہو کر تم سے مدد لے رہا ہے؟"

آدھی رات کو وہ ٹ ائی ہوئی اُسے دہلیز پ کھڑی ہوئی دِکھی۔

"وہ۔۔وہ چا ۔۔"

"شک نہیں کر رہا۔۔شک کر تو سانس ی بند کر دیتا۔۔"

اُسے اپنے اُسے کہے تلخ جملے ی د آئے۔۔جنہیں وہ خاموشی سے سُن گئی تھی۔۔۔ اتنا آسان نہیں تھا۔

جتنا دو کتابوں نے اُس کے لیے کر دی تھا۔۔

"دُعا اپٹل کے مسئلے کی وجہ سے ہی پ یشان تھی۔۔وجہ بھی مریض کی موت تھی۔۔۔لیکن۔۔۔" کتاب پ اُس کی َ فت کمزور پ ڑی۔۔۔

"وسیم دُعا کو پ یشان کرتا تھا۔۔۔وقاص اور ب قی ب اُسے مجھ سے چھپاتے تھے۔۔۔ ریہ کا ری پ وسیم نے کیا ہے۔۔جلیل سومرو نے دُعا کو چا ی کی جوتی پہنائی۔۔دُعا میری وجہ سے ب سُنتی رہی۔۔۔"

آنکھوں میں بجلی ڑکی۔۔۔اُسے ایسا لگ رہا تھا۔۔جیسے کسی نے اُس کے پیروں تلے زمین کھینچ کر ہلائی تھی۔۔۔وہ خود پ قابو نہیں رکھ پ رہا تھا۔۔۔

حال میں بیٹھا وقاص خاموش تھا۔۔

خضر نے اُسے دیکھا۔۔

"بس مجھے یہ جاننا ہے۔۔وجہ واقعی میں تھا یہ پھر دُعا؟"

وقاص نے اُس سے یں نہیں ۔۔۔

"وجہ ہو کر بھی تم ہی وجہ تھے۔۔۔"

خضر جیکٹ کی جیبوں میں ہاتھ پھنسانے لگا۔۔

"تم لوگ مجھ سے ب ت کر تے تھے۔۔"

وقاص نے جھٹ سے اُسے دیکھا۔

" کیا ب ت کرتے؟ کیا ب ت کرتے؟" وقاص بھڑک َ ی۔۔خضر خاموش ہو َ ی۔۔

"ہمارے پ س کوئی ثبوت نہیں تھا۔۔"

خضر بے اختیار بولا۔۔

"میں یقین کرتا۔۔میں نے ب ریہ سے ب ت کی تھی۔۔"

"بس یہی مسئلہ تھا۔۔کہ تم نے . ریہ سے . ت کی تھی۔۔"

خضر کو چپکی لگ گئی۔۔

"تم ہی سارا مسئلہ تھے۔۔کیو اُس کے بعد جو ہوا وہ . ا پتال کے . ہر ہوا۔لیکن چو ای اسٹار اِس کیس میں جڑ َ ی ۔۔تو سارا مسئلہ اب ہو َ ی ۔۔اُن کے لئے بہت آسان تھا . کا منہ بند کروا ۔بس تمہارا مسئلہ تھا۔تم مسئلہ تھے۔۔اور تمہاری مداح مسئلہ تھی۔۔۔تمہاری وجہ سے ہم نے . دا ث ت کیا۔تمہاری وجہ سے ہم راتوں کو سکون سے سو نہیں سکے۔تمہاری وجہ سے ہم راتوں کو اُٹھ اُٹھ کر کسکتے تھے۔۔تمہاری وجہ سے ہر لمحے ہمیں دھڑ کا لگا رہتا تھا۔۔تمہاری وجہ سے ہم بلیک میل ہوئے۔تمہاری وجہ سے ہم موت کے کنو میں گئے۔صرف تمہاری وجہ سے۔۔"خضر کی یں جھک گئیں۔۔چہرہ سفید تھا۔ای دم سفید۔۔

"لیکن ہم تمہیں یہ نہیں بتا چاہتے تھے۔۔تمہاری سیر یتھیں۔تم پ پہلے ہی کام کا پ تھا۔۔تم اِس اسٹیج پ ای اسکینڈل آفورڈ نہیں کر تے تھے چا ۔۔ہم حل ڈھو رہے تھے۔۔اِس لیے ہم تمہیں پ یشان نہیں کر چاہتے تھے۔۔"

خضر جھنجھلا ی ۔۔

"مل َ ی حل؟"

اب کی . رو قاص کے . سِل گئے۔۔

خضر نے افسوس سے اُسے دیکھا۔۔

"نہیں ۔"اور وقاص کچھ کہہ سکا۔۔رات کی ت ریکی گہری ہونے لگی۔۔۔آسمان صاف ہو َ ی تھا۔۔۔شکوک شبہات تمام ہو چکے تھے۔۔ستارے واضح تھے۔۔ گم سم َ پ پ ۔۔۔بے حس و حر ت ۔۔

☆.....☆.....☆

" کیا تم اُس سے طلاق لو گی؟"

نورماہ فکرمندی سے پوچھ رہی تھی۔ دُعا خاموشی سے سوفٹیز سے گھرے پلنگ پہ بیٹھی تھی۔۔نورماہ کا کمرہ چاندی گلابی رنگ کے سامان اور روغن سے مزین تھا۔۔۔

اُس کی خاموشی پہ نورماہ فوراً سے کہنے لگی۔

" پلیز اب یہ مت کہنا۔۔اس کے بغیر پیدا ہوئی تھی۔اُس کے بغیر جی بھی لوں گی۔۔بہت فلمی ہو جائے گا۔۔اتنا ڈرامہ مت کرو۔۔اُس کے اینڈ سے بھی سوچو۔تمہیں اُس سے آرام سے بات کرنی چاہیے تھی۔۔بنا بات کیے اُس کے ڈر سے تم یہاں آ گئی۔۔اور اب تم کہہ رہی ہو اُس نے تمہارا ساتھ نہیں دیا۔تمہاری اُس سے بات ہی کیا ہوئی جو تمہیں لگتا ہے اُس نے تمہارا ساتھ نہیں دیا۔۔اب تمہاری وجہ سے تمہارے گھر والے اُسے کتنا بُرا بھلا کہہ رہے ہوں گے۔۔"

دُعا نے جھٹ سے اُسے دیکھا۔

"اُس نے مجھ سے غصے سے بات کی۔۔اور تم بھی typical عورتوں کی طرح بات کر رہی ہو۔۔اُسے یہ سوچنا چاہیے تھا۔۔کہ میں نے پچھلے کچھ وقت سے کیا کچھ برداشت کیا ہے۔۔۔اور اُس نے مجھ سے کیسے بات کی۔۔۔ سب کو میں غلط لگ رہی ہوں۔۔اور سب کو تو میں ہی غلط لگتی ہوں۔۔کیا کبھی کسی کو وہ غلط لگتا ہے؟ تمہیں پتا ہے نورماہ مسئلہ کسی کا نہیں مسئلہ اِس معاشرے کا ہے۔۔اِس معاشرے میں وہ عورت بدچلن کہلائی جاتی ہے۔۔جو کسی مرد کو اپنے ساتھ بدسلوکی نہیں کرنے دیتی۔۔"

نورماہ خفا ہوئی۔۔

"توبہ توبہ دُعا۔۔ کیا ہوگیا ہے۔ کیسے فضول قسم کے الفاظ منہ سے نکال رہی ہو۔۔"

دُعا نے ایک گہری سانس لی۔۔

"پہلی بات میں اُس سے طلاق نہیں لے رہی۔۔ اور رہی بات طلاق کی۔۔ تو طلاق کا لفظ سُن کر ہم لوگوں کے کردار کو کیوں جج کرنے لگ جاتے ہیں؟ طلاق تو اچھے لوگوں کی بھی ہوتی ہے۔۔ اور برے لوگوں کی بھی۔۔ میں بس چاند سے ناراض ہوں۔۔ اور کوئی بات نہیں ہے۔۔ دراصل۔۔ مجھے میری وقعت پتا ہے۔۔ اِس وقعت کے لیے میں نے ہر لمحہ قربانیوں کی ادائیگی کی ہے۔ اور میں بس اُسے یہی سمجھانا چاہتی ہوں۔۔" نورماہ نے افسوس سے اُسے دیکھا۔

"اُسے تمہاری وقعت پتا ہے۔۔"

دُعا ذرا اُچھل کر پیچھے پلنگ سے ٹیک لگانے لگی۔۔

"میں ذہنی طور پر بہت مضبوط ہوں۔۔ میں نے جو کیا ہے ٹھیک کیا ہے۔ میں ذہنی طور پر مضبوط ہوں۔۔ میں نے یہ کام کرنے سے پہلے اپنے ردِعمل اپنی صورتحال کا جائزہ لیا ہے۔ میں نے اِس بات کا بھی جائزہ لیا ہے کہ اگر وہ میری جگہ ہوتا تو کیا کرتا۔۔ اور اُس کے بعد میں یہاں آئی ہوں۔۔"

نورماہ سادگی سے بولی۔

"A man is not the best judge of his matters!"

دُعا نے بے تاثر چہرے سے اُسے دیکھا۔۔

"But a man is the best judge about his own feelings."

دُعا کے موبائل کی گھنٹی بجی۔ نورماہ نے اُس کے بیگ کی جانب دیکھا۔

"خضر ہوگا۔"دُعا نے   میں سر ہلایا۔۔

"نہیں وہ نہیں ہوگا۔۔" اُس نے   ہاتھ سے بیگ کی زپ کھولی اور بیگ میں بنا دیکھے ہاتھ مارتے مو   ڈھونڈنے لگی۔اُس نے بیگ سے مو   نکالا اور سر جھکا کر اسکرین پہ دیکھا۔لبوں پہ طنزیہ مسکراہٹ آئی۔اُس نے مسکرا کر نورماہ کو دیکھتے مو   گھما کر دکھایا۔۔نورماہ نے ذرا آگے ہوکر اسکرین پہ دیکھا۔وہ وسیم کی کال تھی۔۔دُعا نے جھٹ سے مو   موڑ کر کال اُٹھائی اور کان سے مو   لگایا۔

" کیا مسئلہ ہے تمہیں؟ تمہاری وجہ سے میری زندگی   د ہو رہی ہے!!"دُعا اُس پہ پھٹ پڑی۔۔نورماہ چو   ۔۔

" تمہاری وجہ سے میری طلاق ہورہی ہے۔۔تمہاری وجہ سے میرا شوہر مجھے چھوڑ رہا ہے۔۔"

نورماہ کا منہ کھل گیا۔۔

" تمہاری وجہ سے اُس نے مجھے میرے گھر سے نکال دیا ہے۔۔تمہاری وجہ سے میں اپنی دو   کے گھر میں ہوں۔۔۔صرف تمہاری وجہ سے۔۔تمہاری وجہ سے میں اپنے   یل والوں کے پاس بھی نہیں جاسکتی۔۔۔   ا کے لیے میری جان بخش دو۔۔"

وہ سر جھٹکے گہری گہری سانسیں لینے لگی۔۔۔

اُس پار خاموشی چھائی تھی۔۔چند لمحوں بعد وسیم نے گلا کھنکارا۔۔

"سوری۔۔وہ ڈیڈ کو لگ رہا تھا تم اور تمہارا شوہر کچھ۔۔"

وسیم اِس سے پہلے کچھ کہتا۔۔۔

دُعا اُس پہ چیخی۔۔

"بس کردو وسیم۔۔بس کردو۔۔۔"

"مجھے پتا ہے تم سچ کہہ رہی ہو۔۔" وسیم نرمی سے بولا تھا۔
"۔ ۔ میرا شوہر ہی میرا یقین نہیں کرتا ۔۔ تو مجھے کسی اور سے اعتبار کی کوئی توقع نہیں ہے۔۔ پہلے مجھے لگتا تھا وہ کچھ مختلف ہے۔۔ اب ۔۔ لگتا ہے وہ بھی باقی مردوں جیسا ہے۔۔ پہلے مجھے اُس کی وجہ سے تم سے ڈر لگتا تھا نہیں۔۔ اب میں ایک خود مختار عورت ہوں۔۔ ٹھوکر لگنے کے بعد ہی معلوم پڑتا ہے۔۔ جس کے پیچھے دیوانہ وار دوڑ رہے تھے۔ دُنیا میں اُس کے علاوہ بھی بہت کچھ ہے۔۔ اور وہ چیز یا شخص جو دنیا کا آخری شخص لگتا تھا۔ وہ دنیا کا آخری شخص نہیں ہوتا ۔۔ کچھ نہ ملے تو یہ سوچ کر خدا کا شکر ادا کرنا چاہیے کہ مجھے میرے اِس بھرم سے نجات مل گئی ۔۔۔ اور مجھے اپنی ذات کو قید کرنے والی قید سے بھی نجات مل گئی۔۔ اور میرے ہر غیر ضروری سمجھوتے اور ہر چھوٹی کمزوریوں کا خاتمہ ہو گیا ۔۔۔ اور تم ۔۔ وسیم ۔۔ اب میں تم سے نہیں ڈرتی ۔۔ ڈر کا بس ایک مرتبہ سامنا کر لیا جائے تو انسان ڈر کی بیڑی سے نجات پا لیتا ہے۔ ڈر صرف تب تک ہے بس تب تک وہ ایک خیال ہے۔۔ اور جیسے ہی وہ منظر بن جائے۔۔ تو وہ کچھ نہیں رہتا۔۔ گُڈ واچ وسیم ۔۔ میں تمہارے ساتھ کیا کرتی ہوں ۔۔"
دُعا نے تیزی سے کال کاٹ دی۔ نور ماہ خود کو سنبھالتے ہوئے بھری آواز میں بولی۔۔
"یہ سب تم نے اُسے کیوں کہا؟" دُعا نے سر اُٹھا کر اُس کی آنکھوں میں دیکھا۔۔
"اپنے آدمی کو محفوظ کرنے کے لیے۔۔" وہ سانس لینے کے لیے ٹھہری۔۔۔
"تنگ آ گئی ہوں میں اِس سب سے۔۔ میرا شوہر میرے بغیر دنیا گھومتا ہے۔ میں اُسے ہر جگہ محفوظ نہیں رکھ سکتی۔ اِس لیے میں نے اِسے یہ سب کہا ہے۔۔ کم از کم یہ کچھ عرصہ سکون سے تو بیٹھیں گے۔۔ اور میں کچھ دن یہیں رہوں گی ۔۔ تاکہ اُن کو یقین ہو جائے کہ ہمارے بیچ کچھ ٹھیک نہیں ہے۔۔"

نورماہ پیشانی سے اُس کے ساتھ ٹیک لگا کر بیٹھی۔۔

"اور خضر تمہیں یہاں رہنے دے گا؟"

دُعا نے اثبات میں سر ہلایا۔

"ہاں۔کیو اُسے اب . پتا ہے۔۔"

"تو تم اُسے کال کیوں نہیں کرتی؟"نورماہ بے کل ہوئی۔۔

"تو .ت کرو اُس سے!"

دُعا نے پلکیں جھکا کر کہا۔۔

"نہیں کرسکتی۔۔"

نورماہ نے اُس کے قر . چہرہ .ڑھایا۔

"ا کا مسئلہ بنا رہی ہو؟"دُعا نے سادگی سے کندھے اچکائے۔

"پتا نہیں۔"نورماہ کو پ ڑھی۔۔

"دُعا تمہاری یہ عادت .لکل بھی اچھی نہیں ہے۔۔ہر .ت پ پتا نہیں۔۔"

☆.....☆.....☆

اگلے روز اُس نے اپ ل میں خود کو کام میں مشغول کر لیا تھا۔۔ایچ۔او۔ڈی آئے تو اُنہوں نے اُسے دیکھتے افسوس کن ا ا ز میں کہا۔۔

"بہت افسوس ہوا آپ کے .رے میں سُن کر ڈاکٹر دُعا۔۔"نورماہ کام کرتے بنا پلٹے چترائی سے مسکرائی۔۔نورماہ نے اپنا کام کر دیا تھا۔۔دُعا پلٹی۔۔اُس نے سادگی سے ہاتھ . ھ کر اُنہیں دیکھا۔

"پ وفیسر ہم یہاں بحثییت ڈاکٹر کام کرتے ہیں۔ہاؤس جاب کے پہلے روز آپ نے ہمیں یہ

بتا یا تھا۔ بہت بہتر ہو گا۔ اگر ہم یہاں صرف کام کی بات کریں۔۔ بجائے ایک دوسرے کی ذاتی زندگیوں پہ تبصرے کرنے کے۔۔" پروفیسر نے مسکرا کر سر ہلا دیا۔

"بلکل۔۔"

کینٹین او۔ پی۔ ڈی او۔ ٹی جہاں جہاں نور رہو رہا تھا۔ کوئی نہ کوئی اُس کے پیچھے تھا۔۔۔

" کہیں انہیں یہ تو نہیں لگ رہا کہ ہم ان کے خلاف کوئی سازش کر رہے ہیں؟ اللہ تعالیٰ پلیز نہیں!!!"

ہر لحظے اُس کے ذہن میں یہی خیال تھا۔

" مجھے کچھ دن نور ماہ کے ساتھ ہی ٹھہرنا چاہیے۔"

تیزی سے سورج ڈوب رہا تھا۔۔۔ دُعا نور ماہ کے ساتھ گھر لوٹ رہی تھی۔۔ دُعا کا موبائل مسلسل وائبریٹ ہو رہا تھا۔ نور ماہ اُس کے ہاتھ میں بجتا موبائل دیکھ رہی تھی۔۔ خضر اُسے کال کر رہا تھا۔ ساتھ ساتھ واٹس ایپ میسیج آ رہے تھے۔۔

"دُعا۔۔ مل کر مسئلہ حل کرتے ہیں۔۔ ہم کبھی اِس طرح نہیں لڑے یار۔۔ ہماری بیشک لڑائی ہو جائے۔۔ لیکن ہم بات تو کرتے ہیں یار۔۔"

دُعا نے بیگ میں موبائل رکھتے نور ماہ کو دیکھا۔۔

" پتا ہے نور ماہ۔۔ یہ وہ دور ہے۔ جس دور میں ہمیں صرف اچھی لڑکیاں نہیں۔۔ بلکہ مضبوط لڑکیاں بھی چاہیے ہیں۔۔"

نور ماہ نے پلکیں جھکا کر کان دھر کر اُسے سُننا شروع کیا۔۔

"اور پتا ہیں مضبوط لڑکیاں کیسی ہوتی ہیں۔۔ وہ ہنر مند ہوتی ہیں، اور جن کے پاس ہنر نہیں ہوتے۔ وہ ہنر مند بننے کی کوشش کرتی ہیں۔۔ جو کسی مرد کی تذلیل کیے بغیر اپنی عزت اور اپنا وقار

قائم رکھنا جا ہیں۔۔وہ محرم نامحرم دونوں مردوں کی عزت کرتی ہیں۔وہ ہر مرد کو ا . ے مرد کی وجہ سے . انہیں کہتیں۔اُن کے لیے ا کا مطلب . ا. ی ہوتا ہے۔۔وہ قصر کی شہزادیاں بھی ہوں تو وہ ہر صورتحال سے نمٹنا جا ہیں۔۔وہ تنگی کے دنوں میں بھی صبر وشکر کرنا جا ہیں۔۔وہ ہر صورتحال کے لئے خود کو ذہنی طور پہ تیار ر ہیں۔وہ عورتوں کی عزت کرتی ہیں۔۔وہ اپنی قدر و منزلت کے لیے کسی ا ن کو نیچا نہیں دکھاتیں۔وہ اپنے، دشمنوں سے ت تو کرتی ہیں اُن سے . تمیزی نہیں کرتیں۔۔وہ اپنی وقعت پ کسی صورت سمجھوتا نہیں کرتیں۔۔۔وہ اپنا حکم منوانا جا ہیں۔۔اُنہیں کوئی بھی مرد . آسانی بہکا نہیں سکتا۔۔وہ اپنے سنہرے خوابوں کے پیچھے اپنی عزت کا سودا نہیں کرتیں۔۔وہ بیابان جنگلوں اور صحراؤں میں کھو بھی جا تو وہ گھبراتی نہیں ہیں۔۔ایسی لڑکیاں، قابل تعریف ہوتی ہیں، جو عشق کے مسحورکن تیروں سے دل زخمی کرتی ہیں۔۔۔وہ . ر . رمصیبت میں پھنستی ہیں لیکن ہر مرتبہ وہ اپنی مشکلوں اور مصیبتوں کا حل تلاش کر لیتی ہیں۔۔۔ . لکل ایسی ہوتی ہیں مضبوط لڑکیاں۔۔میں بھی ا مضبوط لڑکی ہوں۔۔اور میں چھوٹی چھوٹی معمولی . توں سے ڈرتی نہیں ہوں۔۔تم بھی مت ڈرا کرو نورماہ۔۔کیو تم بھی ا مضبوط لڑکی ہو۔نورماہ نے ا ثبات سے سر کو خم دیتے اُسے دیکھا۔۔

"نہیں ڈروں گی۔۔۔اب میں . لکل نہیں ڈروں گی۔۔اور اب ہم دونوں مل کر وسیم کو پکڑیں گے۔۔"

☆.....☆.....☆

دُعا اور نورماہ صبح ا پتال آئی تھیں۔۔۔تو خبر ملی جس مریض کو دُعا نے کچھ روز پہلے دیکھا تھا اُس کا انتقال ہو چکا تھا۔۔دُعا ہر . ڈی میں اُس کی رپورٹس دیکھ رہی تھی۔۔

"طبیعت تو ٹھیک تھی۔۔sinus تھا۔۔"

اُس کے سینئر نے موت کا سببِ مرض بتایا۔

"لیور ڈیمج۔۔"دُعا ذرا چو ۔۔

"سر پچھلے کچھ عرصے سے لیور ڈیمج اور یکان کے مریض بڑھتے ہی جا رہے ہیں۔اکثر اموات ٹ شفٹس پر یکان کے مریض کی ہوئی ہیں۔۔اور میں نے کچھ ٹم پہلے۔۔"

"تم لوگ ِکلر کی ڈوز زیدہ بڑھا رہے ہو۔۔"اُنہوں نے ذرا جھڑک کر اُسے کہا تھا۔

"سر۔"دُعا نے ناسمجھی سے اُنہیں دیکھتے کہا تھا۔۔

"تم لوگ اپنی جان چھڑانے کے لیے مریضوں کو کلرز دیتے رہتے ہو کہ تم لوگوں کی جان چُھوٹ جائے۔۔چلو اب کام پر لگو!" وہ دُعا کو جھڑک کر ڈاکٹر کوٹ صحیح کرتے جانے لگے۔۔دُعا نے ناسمجھی سے شانے اچکائے۔۔۔

"سر کو کیا ہوگیا؟ وہ تو ایسے کبھی نہیں ڈانٹتے۔۔"

عجیب کشمکش میں اُس کے دن کا آغاز ہوا تھا۔مریضوں کو دیکھ کر وہ sand sanitizer سے ہاتھ صاف کر رہی تھی۔تبھی اُس کا مو اُسے وائبریٹ ہوتا ہوا محسوس ہوا۔اُس نے کوٹ سے مو نکالا۔۔

خضر اُسے کال کر رہا تھا۔اُس نے اُس کی کال کاٹ دی۔اور آگے بڑھی۔۔مو پھر سے وائبریٹ ہوا۔۔اُس نے اب مو دیکھا تو ربیعہ بیگم کی کال تھی۔۔خواہ خضر وہ کال کروا رہا تھا۔وہ اُس کال کو نہیں کاٹ سکتی تھی۔۔۔اُس نے بڑی ہمت جھٹا کر کال اُٹھائی اور کان سے مو لگایا۔۔

"السلام علیکم!"

اُس نے سادگی سے کہا تھا۔

جواباً ربیعہ بیگم نے نمی سے جواب دیا۔۔

"وعلیکم السلام۔۔کیسی ہی میری بیٹی؟"

دُعا ذرا مسکرائی۔۔

"۔ لکل ٹھیک ہوں امی۔آپ بتا   آپ اور ابو کیسے ہیں؟"

۔ ڑا غیروں سا رویہ لگ رہا تھا۔کبھی سوچا نہ تھا وہ ایسے بھی ۔ ت کریں گے۔ربیعہ بیگم کرب سے بولیں۔

"تیرے بغیر ہم کیسے ہو   تے ہیں۔۔"دُعا نے ضبط سے کہا۔

"امی میں آجاؤں گی۔۔۔میری فکر ۔ کریں۔اپنا اور ابو کا خیال رکھیں۔اسکوا   میں کہیں بھی جاتی تو چا۔ میرے پیچھے   آ تے۔۔ کی طرف جا نہیں سکتی۔۔اِس لیے نور ماہ کے ہاں رہنا پڑ رہا ہے۔۔۔"

ربیعہ بیگم کی آواز بھیگی۔۔

"تجھے ا۔ ازہ ہے۔۔تیرے جانے کے بعد یہاں کتنا تماشہ ہوا ہے۔۔"

دُعا سانس ی۔ کے لیے ٹھہری۔۔

"امی آپ ہی تو کہتی ہیں۔جو ہو تے ہے اچھے کے لیے ہو تے ہے۔"

ربیعہ بیگم نے تے   کی۔

"ہاں۔۔یہ تو ہے۔۔دُعا کروا اپنے لئے اور چا۔ کے لئے۔۔ا   ء   اللہ   ۔ ٹھیک ہو جائے گا۔"دُعا کا چہرہ بے تے ثر تھا۔۔

"امی مانگنے پہ مل تو جا تے ہے۔۔ پھر کھونے کا بہت ڈر لگتا ہے۔۔"

لمحے بھر کے لیے لگا کسی نے اُس کا دل مٹھی میں بھینچ لیا تھا۔۔۔
ربیعہ بیگم سادگی سے مسکرا ۔۔
" کھونے کے ڈر سے مانگنا تو نہیں چھوڑ ت بیٹے ۔۔"
اُسے لگا تھا جیسے کسکتے دل پ کسی نے مرہم لگا دی تھا۔۔
"ہاں ۔۔۔ مانگنا تو چھوڑ ہی نہیں ت ۔۔ مانگنا چھوڑ دی تو اللہ راض ہو جا گے۔۔ اور
مانگا تو بندا۔۔"
ربیعہ بیگم اُٹھنے لگیں۔۔
"اچھا بیٹے میں ہنڈی پڑھا لوں۔ اپنا خیال رکھنا۔۔ میں تمہیں مجبور نہیں کروں گی یہاں آنے کے
لیے۔۔ تم اب خود مختار ہو۔۔ دل چاہے چلی آ۔ چا سے پہلے یہ تمہارا گھر ہے۔۔"
وہ مو ر لگی۔۔ تبھی ربیعہ بیگم جھٹ سے بولیں۔۔
"اسکوائ ی د نہیں آ ت ؟"
دُعا کا دل بھر آی تھا۔۔ وہ الوداع کہتے کال کاٹنے لگی۔۔
"امی مریض کو دیکھنا ہے۔۔ پھر ب ت کرتی ہوں۔۔۔"
اُس نے کال کاٹ کر بھاری ہوتے دل سے مو ی سے لگا ی۔
"میں بیان نہیں کر سکتی۔۔ مجھے میرا اسکوائ میرا گھر میرے والدین میرا چا میرے
دو ت۔ میرے ہمسائے جو میرے لیے میرے رشتے داروں سے کم نہیں۔ مجھے کتنے ی د آ
رہے ہیں۔۔ مجھے شام کے وہ ا بہت ی د آ رہے ہیں جو میرے لیے چا لے کر آ ت
تھا۔ مجھے خا بیکری میں میری اور میرے دوستوں کی پ ش پ ۔۔ وقاص سے میری
لڑائی۔۔ رضیہ آ سے نوک جھو ۔ ہارون انکل کی دانش مندانہ ب تیں اور ہر روز ا ی

تماشہ۔۔کتنا کتنا یاد آرہا ہے۔۔"

وہ کینٹین کی جانب جانے لگی۔۔اُس نے بیگ دبائے ہوئے دوسرے ہاتھ میں پکڑ لیے۔۔موبائل پر بیپ ہوئی۔۔۔اُس نے اُکتا کر بیزاری سے دیے پھیلائے۔۔وہ ہاتھ میں سے ہٹاتے موبائل چہرے کے سامنے لانے لگی۔۔وقاص کا میسیج اسکرین پر جگمگا رہا تھا۔۔

"میں گارڈن میں موجود ہوں۔۔"

دُعا نے تکان سے بازو ہٹائے۔۔

"کیا مصیبت ہے؟"

☆.....☆.....☆

وہ گارڈن میں چلی آئی۔وقاص سوٹ ٹائی میں ملبوس وہیں ٹہل رہا تھا۔وہ اُسے دیکھ کر رُکا۔۔اُس نے بے اختیار سر اُٹھا کر سامنے اسپتال کی عمارت دیکھی۔۔وہ عمارت کو بلندی سے دیکھتے نیچے آرہا تھا۔۔دوسری منزل پر یکدم رُکی۔پروفیسر عبدالقادر اُسے ہی دیکھ رہے تھے۔خضر نے اُس پر سے ہٹائی۔۔وہ ذرا مسکرایا۔۔

"چلو میرے آنے سے اِسے یقین آجائے گا۔"وہ دُعا کی جانب آیا۔۔

دُعا ہاتھ باندھے اُسے بنا کسی تاثر کے دیکھ رہی تھی۔۔وقاص نے بات کا آغاز کیا۔۔

"خضر کو میں نے بہت مشکل سے اپنے ساتھ رکھا ہوا ہے۔وہ اپنے فلیٹ جانا چاہتا تھا۔لیکن وہ میرے ساتھ ہی رہ رہا ہے۔وہ تمہیں بہت مس کر رہا ہے۔۔"دُعا دوٹوک بولی۔۔

"کام کی بات۔۔"

وقاص فوراً سے رُکا۔۔چند لمحے وہ خاموش رہا پھر کہنے لگا۔۔

"میری لاء فرم میں ایک کیس آیا ہے۔۔اور میں یہاں ایک کام سے آیا ہوں۔۔"دُعا نے

بھوں اچکائی۔۔

"تم تو ایسے کیس پہ کام نہیں کرتے۔۔"وقاص کہنے لگا۔۔

"دُعا میں نے اپنے شوق سے طلاق کے کیسز پہ کام کرنا شروع کیا ہے۔اگر میں نے دس طلاقیں کروائی ہیں تو میں نے بائیس تئیس رجوع بھی کروائی ہیں۔یہ میری طرح کی تبلیغ ہے۔اور اِس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ میں دوسرے کیسز نہیں لڑ سکتا۔خیر کام کی بات کرتے ہیں۔"

وہ چند لمحے ٹھہرا اور پھر کہنے لگا۔۔

"مجھے تم سے کچھ یکان اور لیور ڈیمج کے مریضوں کی معلومات چاہیے۔وہ مریض جن کا اِس اسپتال میں انتقال ہوا ہے۔۔"دُعا سانس نہیں لے سکی۔۔ہرنی دیدے مزید بڑے ہو گئے۔۔وقاص اُس کا بلتا چہرہ دیکھ کر بولا۔۔

"مجھے پتا ہے یہ جو کچھ بھی ہو رہا ہے عام ہو رہا ہے۔۔"اُس نے موبائل پہ دیکھتے کہنا شروع کیا۔

"یہ پین کلر کی تصویر دیکھو۔تمہارے اسپتال میں بھی یہی استعمال ہو رہی ہے نا۔"دُعا کے موبائل پہ بپ ہوئی۔اُس نے پین کلر کی تصویر دیکھی۔۔اُس کے ہاتھ پیر ٹھنڈے پڑ گئے۔۔

"اِس میں acetaminophen کی تعداد زیادہ ہے۔اور تم جانتی ہو اِس پین کلر کی ڈوز بڑھا دو تو چوبیس گھنٹے میں یکان کی علامات سامنے آجاتی ہیں۔۔اِس میں تو پھر اُس کی تعداد زیادہ ہے۔۔"

دُعا کو بے اختیار یاد آیا۔۔

"تم لوگ اپنی جان چھڑانے کے لیے مریضوں کو پین کلرز دیتے رہتے ہو تاکہ تم لوگوں کی جان

چھُوٹ جائے۔۔"

"ہم ہرا پ ل سے معلومات کروا رہے ہیں۔۔جیسے ہی ہمارے پ س کوئی پختہ ثبوت آئے گا ہم اَسے کورٹ میں چیلنج کریں گے۔۔۔ہو سکے تو کچھ ریپورٹس بھی دے دینا۔مجھے پتا ہے میں تم سے ز ی دہ ما َ رہا ہوں۔۔لیکن ہماری یہ کوشش کتنے لوگوں کی ز گی بچا سکتی ہے۔۔تم سوچ بھی نہیں سکتی اِس ا ی دوا نے اِس شہر میں کتنی . دی مچائی ہے۔اور یہ تو ا ی شہر کی . ت ہے۔۔اَ ہم پورے ملک کی . ت کریں تو تم سوچ سکتی ہو۔یہ . دی کتنے وسیع پیمانے پ پھیلی ہو گی۔۔"

دُعا نے سنجیدگی سے اثبات میں سر ہلا ی۔

"میں کوشش کروں گی۔۔"

" کوشش نہیں کام کر ہے۔۔ضرور کر ہے۔" وقاص تیزی سے بولا تھا۔دُعا نے یکدم اُسے دیکھا۔

" کیو اِس فارما کمپنی میں ا یسٹمنٹ جلیل سومرو کی ہے۔۔"

دُعا کا صدمے سے منہ کُھل َ ی۔

"ہاہ۔۔" وقاص کا غیظ سے چہرہ سرخ تھا۔۔

"مجھے پتا ہے میں اِس . سے جلیل سومرو کو سلاخوں کے پیچھے نہیں ڈلوا سکتا۔۔لیکن میں اُسے میرے لوگوں کے ساتھ mess کرنے کا سبق ضرور سکھا سکتا ہوں۔۔اور اُسے سبق سکھانے کے لیے مجھے پ ل ت جا پ ڑا تو میں جاؤں گا۔۔میں اُس کے . م کو کھود دوں گا کھود دوں گا اور سونگھوں گا۔۔۔ میں اُسے . لے کہ . ل تکلیف پہنچا کر رہوں گا۔"

(پ نچ روز بعد)

خضر وقاص کی طرف بیٹھا دُعا کو کال کر رہا تھا۔۔ وہ اُس کی کال نہیں اُٹھا رہی تھی۔۔۔

"پانچ دن گزر گئے اُس نے میری ایک کال نہیں اُٹھائی۔۔نہ میرے میسیج کا جواب دیا۔۔"

دُعا جہانزیب صاحب اور ربیعہ بیگم سے رابطے میں تھی۔۔لیکن خضر کی اُس سے اُس روز کے بعد کوئی بات نہیں ہوئی تھی۔۔۔

"پانچ دن ہو گئے میں نے اُس کی شکل نہیں دیکھی۔۔" کچھ سوچتے اُس نے میز پر زور سے ہاتھ مارا۔۔

"آج تو میں نور ماہ کی طرف جا کر رہوں گا۔۔چاہے کچھ بھی ہو۔۔"

☆.....☆.....☆

"تم پرسوں میری جگہ شفٹ کر لو گی؟" نور ماہ نے دُعا سے پوچھا تھا۔۔

دُعا نے فوراً اُسے دیکھا۔

(اب تو بھی نہیں کر سکتی۔۔اِس کی طرف جو رہ رہی ہوں۔۔)

نور ماہ بتانے لگی۔۔

"پلیز یہ مت سوچنا میں تم پر احسان جتا رہی ہوں۔۔" دُعا اُسے بغور دیکھ رہی تھی۔۔

"سر میکال اور اُن کے گھر والے آ رہے ہیں۔۔"

دُعا مسکرا پڑی۔۔

"ارے واہ۔۔پہلے بتانا تھا۔۔بالکل کر لوں گی۔۔" نور ماہ کہنے لگی۔

"نہیں۔۔جیسے ہی وہ جائیں گے میں آ جاؤں گی اسپتال۔تم پہلے ہی اِن دنوں بہت ڈسٹرب ہو۔۔"

دُعا نے اُس کا ہاتھ تھامتے کہہ دیا۔

"نہیں کوئی بات نہیں۔۔تم فکر مت کرو۔۔میرے پاس اِن دنوں وقت ہی وقت ہے۔۔"
نورماہ کو اُس کے مزاج کچھ ٹھیک لگے تو اُس نے گلا کھنکارا۔
"اب بھی خضر سے غصہ ہو؟" دُعا نے مسکرا کر نفی میں سر ہلایا۔
"نہیں نورماہ۔۔اب نہیں ہوں۔۔پچھلے پانچ دنوں سے میں غصے کے ساتھ بیٹھی۔۔اور مجھے اُس نے اُس کی اصل وجہ بتائی وہ غم تھا۔ جسے فکر نے جنم دیا تھا۔۔میں اُس کی فکر کی وجہ سے اُس سے غصہ ہوں۔۔"
نورماہ بے تاب ہوئی۔
"تو پھر بات تو کرو اُس سے۔۔"
دُعا نے ٹھہرے ہوئے لہجے میں کہا۔
"ایک دو دن تک کروں گی۔۔"
نورماہ چہکی۔
"چلو صحیح ہے۔۔ویسے۔۔" اُسے کچھ یاد آیا۔
"آج کوئی فلم دیکھیں۔۔"
دُعا نے سادگی سے نفی میں سر ہلایا۔
"نہیں۔۔تم کوئی بھی فلم لگا دو۔ وہ میرے معیار پر نہیں اُترے گی۔۔خاص طور پر فیری ٹیل۔۔فیری ٹیل صرف مجھے کمپلیکس دیتی ہیں۔۔خصوصاً خوبصورت شہزادیاں اور اُن کی خوبصورت زندگیاں۔۔۔اور اُن کی آسان زندگیاں۔۔ہاں آسان سی زندگیاں۔۔کیونکہ اُن کی آزمائشیں حقیقت کی آزمائشوں کے سامنے کچھ نہیں ہوتیں۔۔۔اب کوئی کہانی ایک ایسی دیکھنا چاہتی ہوں۔۔جس میں ایک سادہ لڑکی کی کہانی ہو۔ وہ زیادہ talented

ہو۔۔overrated بھی ہو۔لیکن خود کی بہت قدر کرے۔۔خود سے بہت پیار کرے۔۔پیاری ہو۔۔ اتنی نہیں کہ د میں ڈھونڈنے سے ملے۔۔اور اُس کا شہزادہ۔۔وہ بھی عام ا ن ہو۔۔overrated ہیرو کی طرح اُسے پہلے سے پتا ہو۔۔وہ کبھی کبھی اُس سے رُوٹھ جائے۔۔کبھی غصہ ہو جائے۔۔وہ پرفیکٹ ہو۔لیکن اچھا ا ن ہو۔۔اور اُن دونوں کے مسئلے سخت ہوں۔شدید ہوں۔۔لیکن وہ ہر قسم کے لڑائی جھگڑے کے وجود اُنہیں حل کر لیں۔۔۔اب میں ایسی کہا ں دیکھنا چاہتی ہوں۔۔جن میں محنت ہو۔اسٹرگل ہو۔۔حقیقت ہو۔۔ اُس میں ایسا سحر ہو۔۔جو حقیقت میں بھی ا ن کو مبہوت کر دے۔۔کیا کوئی ایسی کہانی میرے لیے لکھ سکتا ہے؟ پرفیکٹ نہیں لیکن اِم پرفیکٹ لوگوں کی کہانی؟ جس سے میں اپنی ذات اور اپنی زندگی کو ریلیٹ کر سکوں؟ اور بنا اُمیدیں لگائے بنا اپنا دل ٹوٹوائے اُسے پڑھ سکوں۔کیا ایسی کوئی کہانی میرے لیے لکھ سکتا ہے؟"

اُس نے سادگی سے نور ماہ کو دیکھتے پوچھا تھا۔۔نور ماہ نے سوچتے ہوئے یں پھیریں۔

"امم۔۔ایسی کہانی۔۔۔"

دُعا اُٹھ کھڑی ہوئی۔۔

" کوئی نہیں لکھ سکتا۔۔اِس لیے اب میں factual اور فلسفانہ قسم کی کتابیں پڑھتی ہوں۔۔"

کل نور ماہ کو دیکھنے ڈاکٹر میکا کے گھر والے آ رہے تھے۔۔دُعا نور ماہ کے ساتھ مل کر اُس کے کپڑے طے کر رہی تھی۔۔

"نہیں ہلکا رنگ پہنو۔۔تیز نہیں۔۔"

☆.....☆.....☆

خضر وقاص کے ساتھ نور ماہ کی سوسائٹی میں داخل ہوا تھا۔۔وقاص بلڈنگ کی دوسری جانب جاتے اُسے بتا رہا تھا۔۔

"میرے ذرائع کے مطابق۔۔نور ماہ کی کھڑکی وہ دوسرے فلور کی تیسری کھڑکی ہے۔۔اور میری رائے کے مطابق تمہیں شریفوں کی طرح پہلے دُعا کو کال کرنی چاہیے اور پھر اُسے نیچے بلانا چاہیے یا تمہیں اوپر جانا چاہیے۔ وقت ایسا ہے کہ اِس وقت کسی مرد کو اوپر جانا مناسب نہیں۔ویسے بھی نور ماہ کی امی عدت میں ہیں۔وہ غیر مردوں سے مل نہیں سکتیں۔۔اِس لیے کل صرف ڈاکٹر میکا کے خاندان کی عورتیں آ رہی ہیں۔۔۔وہ چاہتی تو نہیں تھیں کہ ابھی وہ نور ماہ کو دیکھنے آئیں مگر ڈاکٹر میکا کے مزاج وقتاً فوقتاً تبدیل ہوتے ہیں۔۔تو تم۔"

خضر نے اوپر دیکھتے سفید چمکتی کھڑکھڑ کرتے جیکٹ سے گیند نکالی۔۔

"تم مشورے مفت میں دیتے ہو؟

عقب میں کھڑے وقاص نے کہا۔۔

"بالکل نہیں۔۔ہر مشورے کی نوعیت کے مطابق میری فیس ہوتی ہے۔۔" خضر سنجیدگی سے بغور اوپر دیکھتے کہنے لگا۔۔

"بہت خوب۔اب اپنا منہ بند رکھو۔۔کیونکہ تمہارے اِس مشورے پر میں تمہیں ایک کوڑی نہیں دوں گا۔۔"

اور اگلے ہی لمحے خضر نے پھرتی سے ہاتھ اُٹھا کر گیند نور ماہ کی کھڑکی کے شیشے پر مار دی۔۔۔وقاص سانس نہیں لے سکا۔۔

"ہوہ۔۔۔" اُس کا منہ مکمل طور پر کُھلا۔۔۔کانچ کی کرچیاں ٹوٹ ٹوٹ کر بارش کی طرح اندر گریں۔۔۔۔دُعا اور نور ماہ کی چیخیں باہر تک سنائی دی تھیں۔۔۔

وقاص کھلبلاہٹ سے بولا۔۔

"چا ند یہ بہت سنگین . م ہے۔۔۔"

گیند اُڑ کر سیدھی نور ماہ کی گود میں َ ی تھی۔۔پلنگ پ گل بند جھکے چوڑ یں بکھری پ ڑی تھیں۔۔۔دُعا اُٹھ کر چپل پہنتے احتیاط سے کھڑکی کی جا ند جا رہی تھی۔۔

"یہ چا ند ہے۔۔"

دُعا کھڑکی میں آئی۔اُس نے جھک کر نیچے دیکھا۔۔۔خضر بے ت ش چہرے سے او پ دیکھ رہا تھا۔کان پ ای طرف اُس نے مو . لگا ی تھا۔۔جیکٹ میں اُس نے دوسرا ہاتھ پھنسا ی تھا۔۔

مو . کی گھنٹی بج رہی تھی۔۔نور ماہ نے اپنی چوڑیوں کے پ س پ ڑا اپنا مو . دیکھا۔۔خضر نے اُس کے نمبر پ کال کی تھی۔۔۔اُس نے جھٹ سے مو . اُٹھا ی۔۔

"دُعا خضر فون کر رہا ہے۔۔"دُعا بن پلٹے خضر کو گھورتے بولی۔۔

"اُٹھاؤ۔۔"

نور ماہ نے پ پ تے ہوئے کال اُٹھائی۔۔اور وہ خوف سے دھیرے دھیرے کان سے مو . لگانے لگی۔۔

"ہیلو۔۔"خضر دُعا کو دیکھتے سادگی سے کہہ رہا تھا۔۔

"کل اَ یہ تمہاری جگہ ن ٹ شفٹ سے پہلے شام میں گھر ن آئی۔۔تو میں تمہارے گھر کی ب قی کھڑکیاں بھی توڑ کر جاؤں گا۔۔"

نور ماہ کے رونگٹے کھڑے ہو گئے۔وقاص جھلا ی۔

"چا ند یہ غلط ہے۔۔"

"وہ بھی۔۔۔ ڈاکٹر میکا کے گھر والے آ گے۔۔۔" نورماہ کو غصہ پڑھنے لگا۔۔
"ایکسکیوز می۔۔۔"

"فکر مت کرو۔۔ابھی ای گھنٹے میں تمہارا شیشہ ٹھیک ہو جائے گا۔میرا مقصد صرف اپنی بیوی سے بت کرنہ ہے۔۔پلیز میری تھوڑی سی مدد کر دو۔۔" لہجہ وہی تھا۔وہ بس اپنا پیغام اُس تک پہنچا رہا تھا۔اور دُعا کو خوف زدہ کرنہ چاہ رہا تھا۔نورماہ نے اگلہ جملہ سُنتے ہی خود کو کمپوز کیا۔۔

"اچھا ٹھیک ہے۔۔"دُعا پلٹ کرَ جی۔۔

"اُس سے کہو۔اُس کی اِس حرت کے بعد تو مجھے اُس سے قیامت تک نہیں ملنا۔۔چان۔۔جلدی سے یہ شیشہ ٹھیک کرواؤ۔نہیں تو میں ابھی تمہارے خلاف تھانے میں رپوٹ لکھا کر آؤں گی۔۔۔"

خضر اُس کیَ جتی آواز سُن چکا تھا۔۔

"پیار سے مانگو گے جان بھی دے دوں گی۔جبر کرو گے۔۔۔جان لے لوں گی۔۔آئندہ میرے ساتھ یہ حرت مت کرنہ۔۔گھر جاؤ۔۔میں ای دو دن تک تم سے بت کروں گی۔۔"

رابطہ منقطع ہوَ ی۔نورماہ نے کان سے موب ہٹای۔۔۔

"مانَ ی بت؟"دُعا اُس کی طرف آتی کہنے لگی۔۔

"ما ہی تھی۔۔"

"لیکن سکیورٹی گارڈ نے اُسے یہاں گھسنے کیسے دی؟" نورماہ مضطربی سے سوچ پڑی۔دُعا اُس کے ساتھ نی تمسکرائی۔۔

"چانہ اور وقاص آئے تھے۔یعنی ای پبلک فگر اور دوسرا قانونی فگر۔۔اِس کیعلاوہ سکیورٹی گارڈز مجھے ای ہفتے سے یہاں دیکھ رہے ہیں۔اِس لیے بھی اُس نے اُسے یہاں آنے دی ہو

گا۔۔میں اُس کی طرف سے معذرت خواہ ہوں۔۔وہ اب ایسے کچھ نہیں کرے گا۔۔اور وہ ابھی شیشہ ٹھیک بھی کروا دے گا۔۔"

نور ماہ مطمئن ہو گئی۔۔

"اچھا ٹھیک ہے۔۔" اُسے مطمئن کر کے دُعا نے ای سرد آہ لی۔۔

"ہاہ۔۔چا ۔۔"

☆.....☆.....☆

ا پ ل کی مصروف ین روٹین میں اُس نے دن کا آغاز کیا تھا۔۔شام میں نور ماہ کو دیکھنے ڈاکٹر میکا کے گھر والے آ رہے تھے۔۔۔نور ماہ کو ب ت پ گھبراہٹ ہو رہی تھی۔۔۔دُعا کو صبح صبح ہی ربیعہ بیگم کا میسیج آ ی تھا۔

" ی ڈ چا کہہ رہا تھا۔تم آج آؤ گی۔۔"

اُس نے ای مریضوں کی تعداد کو دیکھا۔۔

"مشکل ہے امی۔۔بہت مشکل ہے۔۔لیکن ا ء اللہ کل صبح قات ہو گی۔۔" اُس نے یہ لکھتے میسیج بھیج دی تھا۔۔اُس نے ربیعہ بیگم کی چیٹ بند کی۔۔اُس سے نیچے وسیم کی چیٹ تھی۔

"میں تم سے ملنا چاہتا ہوں۔۔" میسیج اُسے پ سوں کا آ ی تھا۔لیکن اُس نے اُسے سین نہیں کیا تھا۔۔اُس نے واٹس ای پ بند کرتے مو ڈیٹا بند کیا اور مو مٹھیوں میں د ئے کہنے لگی۔۔۔

"تم اُس عورت کو نہیں ہرا جو اپنے ین حالات کو اپنی کامیابی کی وجہ بناتی ہے۔۔۔ایسی عورت رو کے نہ رُ کے ہے۔۔" اور وہ ای عزم کرتے آگے ڑھ گئی۔۔اُس نے ہاؤس آفیسر سے ی کان کے مریضوں کا پوچھنا شروع کیا تھا۔۔مریضوں کی رپورٹ بھی اُس نے

دیکھی۔۔

"وقاص ٹھیک کہہ رہا تھا۔۔لیورڈ میج کے مریض بڑھتے جا رہے ہیں۔۔یہ صرف میرے اور نورماہ کے مریض نہیں۔۔بلکہ ہر کے مریضوں کے ساتھ ہو رہا ہے۔۔ای دوا نے کتنے لوگوں کا نقصان کروایا ہے۔۔"وہ وقاص کو ٹیکسٹ کرنے لگی۔

"میں تمہیں شام تک کچھ فائلز ای۔میل کر دوں گی۔ابھی اِس وقت ذرا مشکل ہوگا۔ ٹ شفٹ پہ یہ کام آسان ہوگا۔۔"

ابھی اُس نے میسیج بھیجا ہی تھا۔۔نرس کرآئی تھی۔۔

"ڈاکٹر ڈی۔کے۔۔ایمرجنسی آئی ہے۔۔"دُعا فوراً سے stethoscope پکڑے اُس کا تعاقب کرتے جانے لگی۔۔ایمرجنسی میں اسٹر پہ مریض لہولہان تھا۔۔اُسے پلنگ پہ لٹایا جا رہا ہے۔۔۔دُعا مریض کو دیکھنے کے لیے آئی تھی۔۔

"او یہ تو حادثہ ہے۔۔" یکدم اُس کی مریض پہ پڑی۔۔تو وہ ف کی ہوگی۔۔نرس اُسے بتا رہی تھی۔۔اُس آدمی کو کوئی گاڑی مار کر سڑک پہ مرت چھوڑ گئی تھی۔لوگ اُسے اپتال لے کر آئے تھے۔۔دُعا پتے ہوئے اُس آدمی کو دیکھتے آگے چلی آئی۔وہ آدمی درد سے سسکتے آہیں بھر رہا تھا۔۔

"ڈاکٹر دُعا دیکھیں ۔۔"نرس مضطربی سے بولی تھی۔

"ہاں۔۔"نرس اُس کے ساتھ پٹی اور ں کا سامان نکال رہی تھی۔۔دُعا نے اُس کی دھڑکن دیکھی۔۔

"سر۔۔سر کو بلاؤ۔۔"وہ اپنے سینئر کو بلانے کا کہہ رہی تھی۔۔

اُس کی صورتحال کافی تشویش ناک تھی۔۔نرس اُسے آکسیجن ماسک لگانے لگی۔وہ بیہوشی

میں دُعا کو دیکھ رہا تھا۔۔۔

"میری بیٹی۔۔"دُعا پلٹی۔

اُس نے خون آلودہ ہاتھ دُعا کے . زو پ لگا یا۔۔دُعا نے فی الفور اُسے دیکھا۔

"میری۔۔بیٹی کو۔۔۔"

"پلیز آپ بولیں مت۔۔"

دُعا آزردگی سے بولی تھی۔۔اُسے بولنے میں بھی دقت ہو رہی تھی۔۔اُس کے سینیئر پی۔جی کو بلا یَ یہ تھا۔۔وہ اُسے دیکھ رہے تھے۔۔۔اُس کی صورتحال خاصی سنگین تھی۔۔اُسے آئی۔سی۔یو میں شفٹ کر دیَ یہ تھا۔۔۔دُعا آئی۔سی۔یو سے . ہر نکلی۔۔ای ہاؤس آفیسر اُس کی جا . آی۔دُعا نے اُسے دیکھا۔

"یہ . ریہ کے والد ہیں۔۔"

دُعا نے اثبات میں سر ہلایا۔

"ھمم۔۔"

. . سے . ریہ کا . پ ا پتال میں آی تھا۔دُعا کا دل تیزی سے دھڑکنے لگا تھا۔صورتحال اُسے عجیب لگ رہی تھی۔۔

ہاؤس آفیسر تبصرہ کر رہے تھے۔۔

"جلیل سومرو کے خاص خادم کا یہ حال؟اور جلیل سومرو کو خبر بھی نہیں۔۔"

دُعا کینٹین میں کھڑی اپنی چائے بنا رہی تھی۔۔۔

"ویسے اُس کی صورتحال سے لگ نہیں رہا کہ وہ بچے گا۔۔"

دُعا چائے میں چمچ ہلاتے ہلاتے خاموشی سے اُس کی گفتگو سن رہی تھی۔۔۔

"لیکن ا پتا ل کا خرچہ کس نے اُٹھایا ہے؟"

"میں اُٹھا رہی ہوں۔۔" دُعا بنا پلٹے سختی سے بولی تھی۔ ہاؤس آفیسروں کے غول میں سے ای نے اُسے گردن موڑ کر دیکھا۔

"تم؟ جو ابھی تک اپنی ذات سے ای آنہ نہیں کما رہی؟ تمہارا مطلب ہے تمہارا شوہر۔" دُعا کو غصہ چڑھا۔ وہ غضب سے اُن پر چاہتی تھی۔۔ خاموش رہی۔ فلحال اُسے اُن سے کِلر اور اُن کے مریضوں کے متعلق کافی معلومات اکٹھی کرنی تھی۔۔ دُعا بڑے ضبط سے پلٹی اور اُس نے سادگی سے کہا۔۔

"ھمم۔۔ ہاں۔۔ وہی جو تم لوگ سمجھ رہے ہو۔۔"

شام کا وقت قریب آ رہا تھا۔ نورماہ گھر جانے کے لیے نکل رہی تھی۔۔ وہ دُعا سے ملنے آئی۔۔

"دُعا کرنا ب ٹھیک ہو جائے۔۔" دُعا نے مسکرا کر اُسے گلے لگایا۔۔

" ب ٹھیک ہوگا۔ اور وہی ہوگا جو تمہارے حق میں بہتر ہوگا۔۔" نورماہ بشاشت سے اُسے دیکھتے بولی۔

"ا ءاللہ!!"

جیسے جیسے وقت گزر رہا تھا۔۔ پی۔ جیز اور ایچ۔ اوز گھر کے لیے نکل رہے تھے۔۔ ا پتا ل میں بھیڑ کم ہو رہی تھی۔۔ مضطرب دُعا نے چلتے چلتے ڈاکٹر کوٹ سے موب نکالا۔۔ اُس نے واٹس ایپ icon کو چھوا۔۔ واٹس ایپ کھلا۔۔

"Suit on..I'm bringing a party to you boy!"

سنجیدہ سا لہجہ تھا۔۔۔ وہ وسیم کی چیٹ کھول رہی تھی۔۔ وہ لکھنے لگی۔۔

"تمہاری وجہ سے آج تمہارے باپ کا خاص خادم دوسروں کے رحم و کرم پر پل رہا ہے۔۔ اور

تمہارے ۔پ کو اُس کے حال کی خبر بھی نہیں ہے۔۔"

وہ چلتے چلتے آئی۔سی۔یو کے ۔ہر آئی۔۔اُس نے ۔ہر سے ۔ریہ کے والد کی تصو یا ُ ری اور اُسے بھیجی۔۔

"یہ دیکھو۔۔اِس نے مجھ سے اپنی بیٹی کی موت کی وجہ کنفیس کی ہے۔۔یہ اب آئی۔سی۔یو میں ہے۔۔میں نہیں جا اِسے اب ۔ ہوش آئے گا۔۔یا آئے گا بھی یا نہیں۔۔لیکن قانون کے مطابق مرتے ہوئے ا ن کی گواہی جھوٹی نہیں سمجھی جاتی۔۔خیر۔۔میں تمہیں ای موقع دینا چاہتی ہوں۔۔ کہ میں تمہاری سُن سکوں۔۔۔میں ا پتا ل میں ہوں۔۔۔تم چاہو تو مجھ سے ملنے آ تے ہو۔۔میں بہت ہمت کے بعد تمہیں یہ موقع دے رہی ہوں۔۔اِس سے پہلے میں اپنا ارادہ ۔لوں تم مجھ سے مل لو۔۔"دُعا نے سینڈ پہ کلِک کیا اور پیغام اُسے پہنچ َ یا۔۔دُعا نے مو۔ بند کیا۔۔

simulation اور dissimulation تھیوری۔۔یعنی جو تمہارے پ س ہے وہ تم نہیں بتاؤ گے۔۔اور جو نہیں ہے وہ بتاؤ گے۔۔۔ من نے ۔َ عظیم دوم میں د کوا بم کا کہہ کر خوف زدہ کیا۔۔حالا اُس کے پ س ا بم تھا بھی نہیں۔۔کیو اَ اُس کے پ س ا بم ہو تو وہ اُسے ضرور استعمال کرتا۔۔اور جس ملک کے پ س ا بم ہے۔وہ اُس کے ہونے کا اعتراف تو نہیں کرتا۔۔ امریکہ کے سامنے ڈٹ جاتا ہے۔۔۔"

اُس کی ۔تیں در یتھیں۔۔۔ وہ یہ ۔ت بھول رہی تھی کہ۔۔۔ منی ۔َ عظیم دوم بھی میں ہارا تھا۔۔سوچنے کی ۔ت تھی اڈولف ہٹلر جیسا شخص جو holocaust جیسے ظلم کر سکتا تھا وہ ا بم کیوں نہیں پ یا تھا؟ جواب شا ید تھا۔۔کہ

اُسے اجازت نہیں تھی؟ یہ ۔ت ذہن قبول نہیں کرتا۔۔۔اڈولف ہٹلر تو وہ تھا جس نے اپنے

. نیلوں کی نہیں سُنی تھی۔۔جس نے وسیع پیمانے پ یہودیوں کو تباہ و . دکیا۔۔تو پھر اُس کے پیچھے کیا وجہ تھی؟ کیوں اُس نے ا بم استعمال نہیں کیا تھا۔۔کیا اُس نے ا بم جان بوجھ کر استعمال نہیں کیا تھا؟ یہ . ت ۔ قابلِ قبول تھی۔۔

"مریضوں کا راؤ ٹ لے کر آتی ہوں۔۔" وہ سادگی سے چلنے لگی۔۔

"پھر وقاص کو فائلز ای۔میل کرنی ہے۔۔" اُس نے تکان سے ا یہ گہری سانس لی۔۔

"آہ۔۔بہت کام ہے۔۔لمبی رات ہے۔۔ پ یشانی کیسی؟

رات میری اوڑھنی۔۔چا ۔ میرا دو ت اور ستارے میرے ساتھی۔۔"

☆.....☆.....☆

ٹِک ٹِک ٹِک۔۔۔رات سیاہ ہو رہی تھی۔۔۔رات خوفزدہ ہو رہی تھی۔۔۔دُعا . ریہ کے والد کے کمرے میں تھی۔۔۔

وہ ہاتھ . ۔ ھے بغور اُسے دیکھ رہی تھی۔۔۔عقب میں کھڑی ۔ س سے اُس نے کہا۔۔

"وسیم صا . کو ماسک اور کپڑے دے دو۔۔"

۔ س نے اثبات میں سر ہلا دی ۔۔وینٹی لیٹر اور ں کی آواز کا وہاں شور تھا۔۔ ۔ س . ہر نکلی۔۔اُس نے مو . ... سے نکالا اور کال نے لگی۔۔۔

"ہیلو۔۔ڈاکٹر۔۔۔"

وہ سرگوشی کرتے کہہ رہی تھی۔۔

"ڈاکٹر دُعا نے وسیم صا . کو یہاں بلا یا ہے۔۔جی۔۔آج ا پ ت ل میں ڈاکٹر نورماہ کی ڈیوٹی تھی۔۔"

☆.....☆.....☆

"نورماہ آگے ریذیڈینسی کروگی؟"

نورماہ سجی سنوری دو عورتوں کے درمیان بیٹھی تھی۔۔اُس کی والدہ سادہ سی خاموشی سے ایک طرف بیٹھی تھیں۔۔۔ اولاد بنا پوچھے اپنی زندگی کے فیصلے کرنے لگ جائے تو والدین کی اُن کی زندگی میں حیثیت محض مہمان کے سوا اور کچھ نہیں رہتی۔۔اُن کی حالت بھی ایسی ہی تھی۔۔۔

نورماہ سادگی سے جواب دے رہی تھی۔

"جی انشاءاللہ کروں گی۔۔"

☆.....☆.....☆

"ٹک ٹک ٹک۔۔"

قدموں کی آواز واضح ہونے لگی۔۔وسیم حفاظتی تدابیریں کیے دُعا کے سامنے آیا۔۔دُعا نے ضبط سے مُٹھیاں بھینچ لیں۔۔

"جانتی ہو یہ آئی۔سی۔یو کے visiting hours نہیں ہے؟" وسیم نے اُسے بغور دیکھتے اثبات میں سر ہلایا۔۔

"معلوم ہے۔۔"

دُعا نے ربیعہ کے والد کی جانب اشارہ کیا۔۔۔

"دیکھو اِسے۔۔" وسیم نے اُسے دیکھا۔۔

"کیا تمہیں افسوس ہے اپنے کیے پر؟"

آنکھوں میں کوئی تاثرات نہیں تھے۔۔وہ ماسک کے پیچھے اُس کی آنکھیں دیکھ رہی تھی۔

"میرے پاس اِس بات کی وجہ تھی۔۔"

دُعا بے اختیار بولی۔
"کیا وجہ تھی۔۔"
وہ ہنوز. ریہ کے والد کو دیکھ رہی تھی۔۔
"Oedipus complex!"
ہرنی دی ے. ڑے ہوئے۔ا. و پ ڑھے۔۔
"ای   کمپلیکس؟"
اُس نے اثبات میں سر ہلا ی۔۔
"ماں سے محبت اور . پ سے   ت کرنے والا مرض۔۔ . پ سے مقابلہ . زی کرنے کا مرض۔"
دُعا اُسے دیکھتے اُس کے قری . . ڑھی۔۔
"تم نے یہ کیوں کیا؟ تم نے . ریہ کو کیوں مارا؟"
"اپنی ماں کی توجہ کے لیے۔۔"
دُعا ٹھہرے ہوئے لہجے میں اُس سے پوچھ رہی تھی۔۔
"ماں کی توجہ؟"
وسیم نے ای گہری سانس لی۔۔
"ہاں۔۔میں نے ای ایسے گھر میں آ کھولی۔۔ جہاں پہلی اولیت : . ت نہیں۔۔سیا ت تھی۔۔ میرے . پ کو مجھ سے کبھی کوئی لگاؤ نہیں تھا۔اور میری ماں کو اُس کی بیوی ہونے کی حیثیت سے ہمیشہ اُس کے ساتھ رہنا تھا۔۔میری ماں کو میری فکر . ہی ہوتی تھی . . میں کوئی mess کریئیٹ کر تھا۔نہیں تو میری آ ی مجھے سنبھالتی تھی۔۔۔اِس . ت کا احساس

مجھے پہلی مرتبہ۔ ہوا۔ میں سوئمینگ کرتے ڈوبنے لگا۔۔۔میں۔ ۔ ۔ تکلیف میں مبتلا ہوتا میری ماں میرے ساتھ رہتی میرے پاس رہتی۔۔شروع کے سالوں میں میں نے خود کو اذیت پہنچانا شروع کردی۔۔ اُس سے میری ماں کو بہت تکلیف پہنچتی تھی۔۔اور ایک وقت ایسا آیا میری ماں نے مجھے میرے حال پہ چھوڑ دیا۔۔اور میرا اٹیچ کمپلیکس شدت اختیار کر گیا۔۔کچھ عرصہ مجھے سمجھ نہ آیا میں کیا کروں۔۔ دھیرے دھیرے آنے لگا۔۔خود کو اذیت پہنچانا درست نہیں۔۔اب مجھے میری ماں کی توجہ اپنی جانب مبذول کروانے کے لیے کچھ اور کرنا ہوگا۔۔میری ماں مجھ سے زیادہ میرے باپ سے محبت کرتی تھی۔۔اگر میں تکلیف میں بھی ہوتا تو اُس کے لیے پہلی اولیت میرا باپ تھا۔۔۔مجھے اپنے باپ سے بے حد نفرت تھی۔۔۔میں اُسے کرب کی آخری حد تک پریشان کرنا چاہتا تھا۔۔شروعات میں میں نے کالج میں لڑائی کرنا شروع کی۔ لڑائی کو میرے باپ نے بہت آسانی سے ہینڈل کرلیا۔۔"

دُعا نے لرزتے ہوئے ہاتھ باندھ لیے۔۔اُس کی نگاہیں بے یقینی سے اُسی پر مرکوز تھیں۔۔اُس نے نفسیاتی مریضوں کے بہت قصے سُنے تھے۔لیکن آج حقیقت میں اُس کے سامنے ایک نفسیاتی مریض کھڑا تھا۔محض نفسیاتی مریض نہیں۔۔بلکہ ایک سفاک قاتل بھی۔۔۔

"پھر میں نے اپنے بہترین دوست کا قتل کیا۔۔۔میں اُسے نہیں مارنا چاہتا تھا۔۔ میں اپنے باپ کو بہت پریشان کرنا چاہتا تھا۔۔"

دُعا کا پورا بدن ٹھنڈا پڑ رہا تھا۔۔

"میرے باپ کو اُس کا خادم بہت عزیز تھا۔اور اُس کے خادم کو اُس کی بیٹی۔۔میں اپنے باپ کی ہر کمزوری ہر طاقت اُس سے چھیننا چاہتا تھا۔۔"

☆.....☆.....☆

"بہت بہت مبارک ہو۔۔"

نورماہ کی والدہ سے ڈاکٹر میکا کی والدہ گلے مل رہی تھیں۔۔۔

نورماہ کو ڈاکٹر میکا کی بہن مٹھائی کھلا رہی تھی۔۔رشتہ پکا ہو چکا تھا۔۔

کچھ دیر وہ بیٹھیں۔۔اُنہوں نے نورماہ کو انگوٹھی پہنائی اور پھر کچھ ضروری موضوعات پر گفتگو ہو رہی تھی۔۔۔

نورماہ کا سائلنٹ پر موبائل مسلسل وائبریٹ ہو رہا تھا۔۔جس پر وفیسر اے۔کیو لکھا آ رہا تھا۔۔موبائل وائبریٹ ہوتے ہوتے میز پر دھیرے دھیرے گھوم رہا تھا۔۔

☆.....☆.....☆

"میں اُس کے ساتھ اپتال آیا تھا۔میں گاڑی میں بیٹھا رہا۔۔وہ بہت پیاری بچی تھی۔۔میرا اُسے مارنے کا بالکل بھی ارادہ نہیں تھا۔۔"

اپتال کے پلنگ پر بے سُدھ بڑی ریہ کے والد کے ہاتھ پر پڑنے لگے۔۔۔

"میں اُسے اُس کے گھر کے باہر چھوڑ کر بھی آیا تھا۔۔میں نے آخری وقت تک خود کو روکنے کی کوشش کی۔۔میرا باپ میری ماں کے ساتھ دبئی تھا۔۔میری graduation قریب آ رہی تھی۔۔ میری ماں کو میرا بالکل احساس نہیں تھا۔۔۔میں نے خود کو بہت روکا۔۔"

دُعا کی آنکھیں ڈبڈبانے لگیں۔۔۔

"اُسے مارتے مجھے بہت بُرا لگ رہا تھا۔۔اُسے بر میں اُس کے گھر سے واپس لے گیا تو وہ باہر اپنی دوستوں کے ساتھ کھیل رہی تھی۔۔میں نے اُس سے کہا اُس کا باپ بہت بیمار ہے۔۔وہ اچانک سے بہت پریشان ہوگئی۔۔وہ اپنے باپ سے بہت محبت کرتی تھی۔۔۔"

اُس کے باپ کی پلکوں میں لرزش ہوئی۔۔دُعا نے پھٹتے دل سے اُس کے باپ کو دیکھا۔دُعا

کے ۔ سرخ پڑ گئے ۔۔۔

"اُسے بہت تکلیف ہوئی تھی ۔۔وہ بے یقینی سے مجھے آ ی وقت دیکھ رہی تھی ۔۔۔مرنے کی کافی د ی بعد بھی اُس کا وجود بنا ک تھا ۔۔وہ مر بھی نہیں چاہتی تھی ۔۔میں بھی اُسے نہیں مار چاہتا تھا ۔۔"

"ہا ۔۔" دُعا کی سسکی نکلی ۔۔دھیرے دھیرے اُس کا سارا وجود ہل رہا تھا ۔۔

خوف سے دُعا خود پ قابو نہیں رکھ پ رہی تھی ۔۔گلے سے از خود آواز نکل رہی تھی ۔۔وہ سسکیاں لے رہی تھی ۔۔۔

"مجھے اُس کی موت کا بہت دُکھ ہے ۔۔۔لیکن اُس کی موت سے ا ی چیز اچھی ہوگئی ۔۔۔"

"ی ۔۔۔" اُسی لمحے ۔ ریہ کا ۔ پ پلنگ پ سے چنگھاڑ اُٹھا ۔۔۔وسیم مخبوط الحواس دو قدم پیچھے ی ۔دُعا دیوار سے لگے گہری گہری سانسیں ی کی کوشش کر رہی تھی ۔۔اُس کا پورا چہرہ مکمل پھیکا پڑ چکا تھا ۔

"میری بیٹی ۔۔۔میری بیٹی ۔۔۔" دُعا خود کو اِکٹھا کر چاہ رہی تھی ۔۔

"انکل یہاں سے بھاگ جا ۔۔۔انکل ۔۔اپنے آپ کو محفوظ کریں ۔۔" ۔ ریہ کا ۔ پ قہر آور ا از میں وسیم پ جھپٹا تھا ۔دُعا نے آگے ۔ ھنے کی کوشش کی ۔۔اُس کی ٹانگیں لنگڑا ۔۔

"انکل ۔۔۔"

وسیم نے حیرت زدگی سے دُعا کو دیکھا ۔۔

"تم ۔۔"

"انکل ۔۔" دُعا ڈگمگاتے قدموں سے آگے آئی ۔۔

"انکل!!!"

☆.....☆.....☆

ڈاکٹر میکا کے گھر والے جا چکے تھے۔۔نورماہ تیزی سے سڑک پ چلتے پ وفیسر کو کال کر رہی تھی۔۔پہلی گھنٹی گئی اور کال اُٹھا لی گئی۔۔

"سوری پ وفیسر۔۔"

سرد رات۔۔ا. آلود آسمان تھا۔سڑک پ بلا کی خاموشی۔۔

گو یا ا. ھیر نگری۔۔

" تمہیں میں نے کہا تھا۔۔"ا ی دھاڑ اُس کے کانوں میں گو ۔

" تمہیں میں نے کہا تھا۔دُعا پ رکھنا۔اب تم دیکھنا میں تمہیں کیسے ا پ ل سے فارغ کرت ہوں۔۔تم تمہاری ماں اور ڈاکٹر میکا اب اپنا ا م دیکھیں گے۔۔" نورماہ َ ٹ ۔ ا نے لگی۔۔

" پ و۔۔فے۔۔۔"سرد ہوا کا جھونکا آر پ رہو رہا تھا۔۔

"تم اُس کے ساتھ ملوث تھی۔۔۔" تبھی ڈوربیل بجی۔۔نورماہ کال میں بھی اُس ڈوربیل کی آواز سُن سکتی تھی۔۔

پ وفیسر نے کال کاٹ دی۔نورماہ نے چو. کر مو. پ دیکھا۔

" پ وفیسر!!!"

☆.....☆.....☆

دُعا تھرتھراتے ہاتھوں سے وسیم کو پیچھے کرنے لگی۔۔

"وسیم۔۔"

وسیم . ریہ کے والد پہ بھاری ہو رہا تھا۔ دُعا نے مُٹھیاں بھینچنے کی کوشش کی۔ ایسا لگ رہا تھا جیسے اُس کا وجود خصوصاً ہاتھ مرگی کے مرض میں مبتلا ہو گئے ہوں۔۔ وہ سانس یٰ کی کوشش کر رہی تھی۔۔ سانس یٰ مشکل ہو رہا تھا۔ وہ یٰ پہ ہاتھ رکھے کمر کے بل جھک گئی۔ اُس نے منہ کھولا۔۔ اُس کا چہرہ نیلا پڑ رہا تھا۔۔ اُسے پھر سے Hyperpnea ہو رہا تھا۔ وسیم نے . ریہ کے والد کا سر زور سے دیوار پہ مارا تھا۔۔ دُعا نے نمناک آنکھوں سے وسیم کو دیکھا۔ اُس کے . تھر تھرا رہے تھے۔۔۔ وہ پلنگ تھامتے اُٹھی۔۔ اُس کے قدم پھر سے ڈگمگائے۔ . ریہ کے والد نے وسیم کی آ میں مکا رسید کیا تھا۔۔ وسیم پیچھے کو یَ۔ دُعا نے اُس کا . زو تھامتے اُسے دھکا مارا۔۔

"تم جانور ہو۔۔" دُعا کی آواز پہ ہٹ کے . . تبدیل ہو رہی تھی۔۔ اُس کا چہرہ پسینے سے بھر یَ تھا۔۔۔

وسیم مجنونٰ نہ اٰ از میں دُعا پہ جھپٹا۔۔

"تم نے مجھے یہاں کیوں بلا یَ تھا؟"

وہ دُعا کا گلا اپنی یَ فت میں لیے اُس پہ ساری جان لگا بیٹھا تھا۔ دُعا کی آنکھیں سرد پڑ رہی تھیں۔۔ . ریہ کا والد مدہوش دیوار سے ٹیک لگاتے یٰ لگا۔۔

وہ دُعا کو پلنگ کی جاٰ . جھکائے اُس کے گلے پہ اپنا سارا وزن یَ انے لگا۔۔

. ریہ کے والد کی آنکھوں کے سامنے دُھند چھا رہی تھی۔۔

"بچ۔۔ بچاؤ۔۔ بچاؤ۔" دُعا نے ٹ پتے ہوئے مریل ہوتے ہاتھوں سے اُس کا منہ نوچا۔۔ اُس کی یَ فت اُس کے گلے پہ کمزور ہوئی۔۔۔

"وسیم وحشیانہ اٰ از میں آگے . ڑھا۔۔۔

درد کی شدت میں اِس قدر اضافہ ہو چکا تھا۔ دُعا کی آنکھوں سے آ ٹوٹ کر پلنگ پ َ ا۔۔۔

"بچ۔۔"۔ ریہ کا والد کسکتے ہوئے سانسیں لے رہا تھا۔۔

وسیم مز ی َ فت مضبوط کرنے لگا۔۔۔

ٹھک کمرے میں دھماکہ ہوا تھا۔۔۔ وسیم غا ئ ۔ دماغی سے کر پلٹا۔۔

"ی ء!!"

دُعا گلے پ ہاتھ رکھے پلنگ پ َ ی سانس ی ۔ لگی۔۔ سامنے خضر سی۔ اے۔ می بیٹ پکڑے کھڑا تھا۔۔ جسے اُس نے اُس کی پشت پ رسید کیا۔ دُعا اُٹھتے ہوئے نے لگی۔۔

"چا ۔۔۔ یہ۔۔ طے نہیں تھا۔۔" وسیم جھڑپنے لگا۔ خضر نے اُس کے کندھے پ بلا رسید کیا۔۔

"دُعا ۔ کہاں ہے؟"

وسیم دیوانہ وار در ے کی طرح چیخا۔۔

"ی ء!!"

"عروہ کہاں ہے؟" خضر مشتعل سا دُعا کو دیکھ رہا تھا۔۔

دُعا لنگڑاتے ہوئے اُٹھنے لگی۔

"وہ نہیں آسکتی۔۔"

"وہاٹ!!" خضر پتھرا َ ی۔۔۔

"تم نے یہ ۔ کیوں کیا پھر؟" وہ حیرانی سے اُسے دیکھ رہا تھا۔۔

"وہ نور ماہ کے ساتھ ہے۔۔" دُعا نے سیدھا کھڑی ہونے کی ا ی بے سود کوشش کی۔۔

"اُس نے کہا تھا۔ میڈ ی کو انوالو کر۔ ٹھیک نہیں۔۔ کیو ۔۔ عد۔ عدلیہ۔۔۔" وہ جملہ مکمل

نہیں کر پ رہی تھی ۔۔سانس پھول رہی تھی ۔۔

"ر رڈ بَ ۔۔بھی ۔۔ر رڈ بَ بھی نہیں ۔۔مانی جاسکتی تھی ۔۔"

وہ ڈگمگا کر َ ی ۔۔

"اور پولیس کو ۔۔پولیس ۔۔۔"

یقیناً ۔ خیر ہوگئی تھی ۔۔۔

خضر گڈ مڈ ہوتے خیالات سے وسیم کو طیش سے اُس کی جا ب آتے دیکھتے دُعا سے کر بولا ۔۔

"تم ب ہر نکلو ۔۔"

دُعا سر جھٹکے دھیرے دھیرے اثبات میں سر ہلا ی ۔۔اُس کی آواز پھولنے کی .. بھاری ہو گئی ۔۔

"اچ ۔۔اچھا ۔۔"

اُس نے اُٹھنے کی کوشش کی ۔۔وہ ی پ ہاتھ مار رہی تھی اور مسلسل ہا پ رہی تھی ۔۔

"ہاہ ۔۔ہاہ ۔۔" انتہائی لرزہ خیز صورتحال تھی ۔۔۔وہ ٹھوکریں کھاتے ب ہر نکلی ۔اُس نے یکدم سامنے کا منظر دیکھا ۔۔وہ َ تے َ تے دروازے سے لگی ۔۔سامنے میل سوں کا جھنڈ اُس کے سامنے کھڑا تھا ۔۔۔بظاہر وہ میل س ہی تھے ۔۔ اُن کی سفاک یں کہیں سے یہ ش نہیں دے رہی تھیں ۔۔وہ س تھے ۔۔۔وسیم دونوں ہاتھ کھولے دھاڑتے ہوا اُس کی طرف آ ی ۔خضر نے اُس کی پشت پ زور سے بلا رسید کیا ۔۔

دُعا دروازے کے سہارے کھڑی ہوتی مسکرا کر بولی ۔۔

"Hello.. Hello Gentlemen.."

جسمانی طور پ ب ن چور چور ہو رہا تھا ۔وہ ہمت کرتے کھڑی تھی ۔

"۔ م میراڈعا ہے۔لیکن مجھے ۔ ڈاکٹرڈی۔کے کہتے ہیں۔۔یوکین کل می ڈاکٹرڈی۔کے!"

زخم آلودوسیم کے گال سے خون نکل رہا تھا۔دُعا نے اُس کا منہ نوچ دیا تھا۔۔رہی سہی کسر خضر نے اُسے بلے سے نیل و نیل کر کے نکال دی تھی۔۔۔وسیم ہانپتے ہوئے اُٹھا۔خضر نے بلا چھوڑ کر مٹھی بھینچ کر درمیان سے اُس کے چہرے کی قریب کی اور ایک لمحے میں اُسے مکا رسید کیا۔ڈھشش سی آواز گونجی اور وسیم چکر کھا کر نیچے گیا۔خضر ہوتے جھکا اُس نے بلا اُٹھایا۔۔۔وہ بھاگ کر بلا لیتے دُعا کے عقب میں آیا۔سامنے کا منظر ہلا دینے والا تھا۔۔دُعا خود کو کنٹرول کرتے دروازے سے لگی کھڑی ہو رہی تھی۔۔خضر دُعا کو دیکھتے ہڑبڑاہٹ میں بولا۔

"دُعا پولیس نہیں آئی۔ریکارڈ نہیں ہوئی۔۔عروہ نہیں ہے۔۔میڈیا نہیں ہے۔۔کنفیشن سُنی کس نے؟"

وہ میل نرس ہاتھوں میں چھری چاقو اور بیس بال بیٹ پکڑے اُن کی سامنے کھڑے تھے۔۔

دُعا نے پلٹ کر اُسے ہاتھ دکھایا۔۔

"فکر نہیں چاند۔۔۔"خضر کا چہرہ یخ دان کی مانند تھا۔۔

"ڈی۔کے ہے نا۔ڈی۔کے کے ہوتے بالکل فکر نہیں۔۔"خضر نے ایک نرسوں کو قریب آتے دیکھا۔۔۔

"لیکن دُعا مجھے فکر ہو رہی ہے۔۔"سارا ماحول سنسنی کی ضد میں آرہا تھا۔۔۔

دُعا کی سانسیں ہموار ہو رہی تھیں۔۔

"تمہیں یاد ہے نا۔۔اُستاد نے بچپن کے اصول سکھاتے ہم سے کہا تھا۔پہلے تو لڑنا نہیں۔اور اگر کوئی لڑنے آئے۔۔تو پیٹھ پھیرنا نہیں۔۔کیونکہ بہادری میں ہی زندگی کی حیات ہے۔"

خضر کی نگاہیں اُنہی پر مرکوز تھیں۔۔

"دُعا مجھے تمہاری کچھ سمجھ نہیں آ رہی۔۔" اُس نے بلا سنبھال لیا۔۔

دُعا کی کہی ہر ٻت اُس کے ذہن پ سوالیہ ن چھوڑ رہی تھی۔۔صورتحال سے اُس کی گفتگو ٻلکل بھی میل نہیں کھا رہی تھی۔۔رات گہری تھی۔۔صورتحال تشویش ٻک۔۔اور حفاظتی ت ابیر کا ای بھی آ ث ر نہیں۔۔

☆.....☆.....☆

ٻقی آئندہ ا ءاللہ

ب یزدہم: سا

سا سے بھی بڑا ای سا
سا درسا درسا
جو دکھائی دے رہا ہے وہ تو ہے
جو نہیں دِ ی مسلسل سا
جس پہ َ ری ہو کیسے کہہ سکے سا ؟
سانحے . یہاں تماشہ بن گئے
اور تماشہ بھی یہاں ای سا
اِس پہ سارے پل رہے ہیں آج کل
روزی روٹی کی وجہ ہے سا
حکمرانوں آؤ پھر وعدے کرو
آج پھر پ ہوا ای سا
واعظہ کیا چیخنا لاشوں کے پ
پھر نئی ای لاش اور پھر سا
(واعظہ رفیق)

بیل کی آواز پورے لاؤنج میں گو تھی ۔۔۔ پ وفیسر کال بند کرتے

دروازے کی جانب بڑھے۔۔تبھی اُن کا خادم آیا۔۔اُسے دیکھتے وہ دو قدم پیچھے ہٹے اور تجسس سے صوفے پر بیٹھ کر دیکھنے لگے۔۔

"اِس وقت کون؟"

خادم نے فٹافٹ دروازہ کھولا۔۔۔

اور ایک طوفان اُس گھر میں برپا ہوا تھا۔

"تو جی ناظرین جیسے کہ آپ سب دیکھ سکتے ہیں کہ ہم پروفیسر عبدالقادر کے گھر کے باہر کھڑے ہیں۔۔"

پروفیسر بوکھلا کر اُٹھ کھڑے ہوئے۔۔۔

عروہ پولیس اور کیمرہ مین کے ساتھ دہشت پھیلاتے اندر چلی آئی۔۔۔اُس ہجوم کو دیکھ کر پروفیسر اور اُن کے خادم کی ہوائیں اُڑ گئی تھیں۔۔نورماہ سرد چہرے سے اُس ہجوم کے پیچھے سے نکلی۔۔پروفیسر برف کا مجسمہ ہوئے نورماہ کے چہرے کی سفاکی کو بغور دیکھ رہے تھے۔۔۔
بھگدڑ سی وہاں مچ گئی تھی۔۔۔۔پروفیسر کی دل کی دھڑکنیں مدھم پڑ رہی تھیں۔۔۔
نورماہ اُنہیں دور سے دیکھ رہی تھی۔۔۔۔

"ہر ڈاکٹر بکاؤ نہیں ہوتا پروفیسر۔۔۔ہارتے صرف تب ہیں۔۔جب ہم ہار مان جاتے ہیں۔۔اور میں نے ہار نہیں مانی تھی۔۔ہم مَرنے سے نہیں مرتے کوشش نہ کرنے سے مرتے ہیں۔۔۔اور جو بھی ظلم کو دیکھ کر ایسا لگے کہ تم ہار گئے۔۔تو یاد رکھنا۔۔۔
ظالم کبھی فلاح نہیں پاتے (سورۃ یوسف)"

عروہ باہر کھڑی عوام کو پروفیسر کا گھناؤنا چہرہ دکھاتے رپورٹنگ کر رہی تھی۔۔

"ناظرین یہ ہے وہ انسان۔۔جس نے لاکھوں عورتوں کی عزت کو مجروع کیا ہے۔۔اِس نے

اِس عوام کی بیٹوں کو نفسیاتی اور جسمانی تور پہ ہراساں کیا ہے۔۔۔یہ ہے وہ ا ن جس نے ہزاروں لاکھوں لوگوں کی زن گیوں کا سودا کیا ہے۔۔۔ہماری بے ب کی ٹیم ای عرصے سے اِس ا ن کے پیچھے تھی۔۔۔اور آج بے ب کی ٹیم نے یہ ث. ت کر دکھای کہ یہ پ وفیسر ڈاکٹری سفید کوٹ میں چھپی ہوئی کالی بھیڑ ہے۔۔۔میری اِس عوام کی ماؤں بہنوں اور بیٹیوں سے درخوا ت ہے۔۔۔کسی کو یہ حق ن دیں کہ کوئی مرد ہمیں اپنے قابو میں کر سکے۔۔۔لڑکیوں پ ڑیوں کی طرح چا نہیں بلکہ گدھ کی طرح چا کرنے کا وقت ہے۔۔گھبرا ن نہیں ہے لڑکیوں۔۔کر کے دکھان ہے اور لوگوں کو چونکان ہے۔وقت ب ل ی ہے۔۔ہمیں اِس ا ن کو ڑی سے ڑی سزا دلانی ہے۔۔۔میرا یہ پیغام خاص طور پہ خواتین کے لیے ہے۔۔میں یہاں کھڑی اُنہیں ای ہدای ت کر رہی ہوں۔۔۔ساری زن گی اِسے پلے سے ب ن ھ کر ر ی گا۔۔۔کبھی بھی کسی مرد کے لیے اپنی وقعت کو کم مت ہونے دیجیئے۔کبھی بھی۔۔"

پ وفیسر شرم سے پ نی پ نی تھے۔۔۔وہ منہ چھپانے لگے۔۔وہ غا ئ ب دماغی سے صوفے کے پیچھے چھپ رہے تھے۔۔۔

"ت کہ اِسے یہ ان ازہ ہو سکے اِس نے جو نقصان اِس معصوم عوام کا کیا ہے۔۔اُس کا خمیازہ کس قدر بناک ہے۔۔اِس ملک میں خواتین کے حقوق پ کستانی قانون میں واضح طور پہ موجود ہیں۔۔اِس لئے میرا پیغام ہے اپنے ملک کی عورتوں کے لیے اپنا حق کسی کو ن دینے دیں۔۔خود کو کبھی بلیک میل ن ہونے دیں۔۔۔قانون میں آپ کو اپنے لیے ہر طرح کی پناہ ملے گی۔۔لیکن خاموش مت رہیں۔۔اپنے حق کے لیے بولیں۔۔۔"

عروہ مائیک پ وفیسر کی طرف کرنے لگی۔۔۔پ وفیسر منہ چھپا رہے تھے۔۔شرمندگی کا سکتہ اُن پہ طاری تھا۔۔

عروہ جھک کر مائیک . رہا اُن کی طرف کر رہی تھی۔
" کوئی احساس ہے آپ کو آپ نے کیا کیا ہے؟ کوئی احساس ہے؟ ہیلو؟ سُنیئے !!!"
لبوں پر ایک طنزیہ سی تلخ مسکراہٹ اُتر رہی تھی۔۔۔
(اور دماغی طور پر ہراساں کرنا تو ایک صحافی خوب جانتا ہے۔۔)
اُس نے آہستگی سے دل میں کہا تھا۔۔۔
شور کے . . پروفیسر کا سارا خاندان لاؤنج میں جمع ہو گیا تھا۔۔۔شرمندگی اور ندامت کے . دل اُس خاندان پر . س رہت تھے۔۔کیمرہ مین اُن کی جانب کیمرہ کرنے لگا تو عروہ مائیک د . تے جی۔۔
" نہیں۔۔ . لکل نہیں۔۔۔"
کیمرہ مین اُسی لمحے ٹھہر گیا۔۔۔
پولیس کا سائرن۔۔لوگوں کا شور پروفیسر کے خاندان کے سیاہ چہرے۔۔ماتم کا سا سماں تھا اُس گھر میں۔۔۔پولیس پروفیسر کو دھکیلتے ہوئے اُن کے گھر سے لے کر جا رہی تھی۔۔۔عروہ آستینیں پڑھاتے اُن کے گھر سے . ہر نکل رہی تھی۔۔۔کانوں میں ایک کے بعد ایک تین . لیاں ملتے ہوئے جگمگا رہی تھیں۔۔شاہ بلوطی آنکھوں میں ایک سکون تھا۔عروہ نے کندھے پر پہنا تھیلا . ا . کیا۔۔پھر اُس نے ایک گہری سانس لی اور کلائی پر پہنی کلاسک گھڑی دیکھی۔۔۔
نورماہ مو . پر کال تے مضطربی سے ٹہل رہی تھی۔۔
" مسز ملک آپ دُعا کے ساتھ اپتال کیوں نہیں گئیں؟"
اُس نے بے اختیار سر اُٹھا کر اُسے دیکھا۔۔
" ڈاکٹر نورماہ میرے . س کے پینل میں کچھ شیئرز جلیل سومرو کے بھائی کے ہیں۔۔اِس لیے

میرے جانے سے وہاں کچھ نہیں ۔ل سکتا تھا۔۔دوسرا یہ کیس کورٹ میں جا۔ چاہیے۔۔اور اَ
آپ عدلیہ کی حمایت۔ چاہتے ہیں تو آپ کو میڈیا سے تھوڑا کنارہ کر۔ پڑتا ہے۔"

نورماہ نے ۔سمجھی سے اُسے دیکھا۔۔

"لیکن یہ ۔ آپ اب کیوں بتا رہی ہیں؟"

عروہ نے سادگی سے اُسے دیکھا۔۔

"میں دُعا کو یہ اُسی روز بتا چکی تھی جس روز اُس نے مجھے کال کی تھی۔۔"

نورماہ نے ذرا چو۔ کر پوچھا۔۔

"مطلب؟"

اُس روز خضر کو بھیجنے کے بعد دُعا جھاڑو سے شیشے کی کرچیاں اکٹھی کر رہی تھی۔۔تبھی سارے
فلیٹ میں پڑ یسی چہکتے بیل گونجنے لگی۔۔۔

نورماہ نے فوراً سے ۔ہر دروازے کی جا۔ ۔ دیکھا۔۔

"یہ۔۔"

پڑ یہ مسلسل چہکتی جا رہی تھی۔۔۔گو یہ کسی نے بیل پہ انگلی رکھ دی تھی۔۔۔

دُعا کے ہاتھ سے جھاڑو حیرت سے چُھوٹ ۔۔

"یہ چا۔ ہے۔۔"نورماہ خفا ہوتے اُٹھی۔۔

"یہ اُسے کرو۔۔میری امی جاگ جا گے۔۔"

وہ ئی۔۔

"دُعا میں نے اُنہیں نیند کی گولی دے کر سلایا ہے۔۔۔دُعا!!"

دُعا فوراً سے بھاگ کر کمرے سے ۔ہر نکلی۔۔۔وہ سر پہ دوپٹہ یہ لاؤنج میں آئی۔۔۔

"میری امی جاگ جا   گی!!"

نورماہ خوف سے اُچھلتے ہوئے اُس کے پیچھے آئی۔۔

دُعا شتابی سے دروازہ کھولنے لگی۔۔۔

ا ر سے کھولنے کے . . . ہر سے دروازہ ہلنے لگا۔۔۔

بیل بند ہوگئی۔دُعا نے دروازہ کھولا۔۔سامنے خضر دیوار پ ا ی طرف ہاتھ رکھے کھڑا تھا۔چہرہ بے ث تھا۔دُعا نے سر اُٹھا کر دیکھا تو اُسے عقب سے وقاص کا شرمندہ سا چہرہ آ ی۔۔دُعا اُس پ پھٹ پ ڑی۔۔۔

"اب تمہارے penal code میں ڈرانے کے لیے کوئی دفعہ نہیں رہ گئی؟" نورماہ خوف میں آگے چلی آئی۔۔

"مسٹر خضر میں نے آپ کا کیا بگاڑا ہے؟ آپ میرے ساتھ ایسا کیوں کر رہے ہیں؟" خضر نے سادگی سے پلکیں اُٹھا کر اُسے دیکھا۔۔

". اہ مہر. نی آپ اپنی اہلیہ کو لے جا ۔لیکن پلیز یہاں یہ تماشہ کریں۔" دُعا نے حیرانی سے نورماہ کو دیکھا۔۔

"نُوری!"

نورماہ بولتی گئی۔

"میں آج کے بعد آپ کی اہلیہ کو کبھی اپنے گھر میں نہیں رہنے دُوں گی۔۔"

دُعا کو غصہ پ ڑھا۔۔

"نورماہ تم پ گل ہوگئی ہو۔۔" خضر نے سیدھے کھڑے ہوتے ا ی گہری سانس لی۔۔

"دُعا۔۔" دُعا نے اُسے دیکھا۔۔

"دیکھو مل کر بات کرتے ہیں۔۔گاڑی میں شریم اور زین بھی ہیں۔۔"

دُعا ج کر دوٹوک بولی۔۔

"نہیں۔۔"

"دُعا پلیز۔۔ایسے مسئلہ حل نہیں ہوگا۔۔یہ مسئلہ نجمین کا ہے۔۔" خضر بتی ہوا۔

دُعا کے ماتھے پہ بل پڑے۔۔وہ سنجیدگی سے منت کرتے اُسے کہہ رہا تھا۔۔

"اگر تمہاری وجہ سے چیزیں خراب ہوگئی ہیں۔۔تو میری وجہ سے بھی ہوئی ہیں۔۔دُعا یہ مسئلہ تب تک حل نہیں ہوگا۔ جب تک ہم مل بیٹھ کر اِس پہ بات نہ کریں۔۔۔تم اُستاد کو بتا سکتی ہو لیکن مجھے نہیں؟ کیوں دُعا؟ کیسا ڈر رہے تمہیں؟ وہ مجھے نقصان نہیں پہنچا سکتے۔۔۔وہ کچھ نہیں کریں گے میرے ساتھ۔۔اور اگر کریں گے بھی تو۔۔۔ میں اپنی غلطیاں درست کرنی ہوں۔۔تب میں اِس بات کی پرواہ نہیں کی جاتی کہ آپ کی زندگی میں کون ہیں اور کون نہیں۔ مجھے اِس بات سے کوئی فرق نہیں پڑتا کہ سچ کا ساتھ دیتے میری اور تمہاری جان بھی جا سکتی ہے۔۔"

دُعا نے خود کو کمپوز کرتے ایک گہری سانس لی اور دائیاں ہاتھ اُٹھا کر اُسے دکھایا۔

"چاند جاؤ۔۔۔لیو۔۔پلیز۔۔ہم کل ملیں گے۔۔"

وقاص خاموشی سے عقب میں کھڑا تھا۔۔نور ماہ بھی خاموشی سے کھڑی تھی۔۔

"پلیز میری مشکلیں مت بڑھاؤ چاند۔۔۔لیو!" دُعا پیچھے ہٹتے دروازہ بند کرنے لگی خضر نے فوراً سے درمیان میں اپنا ہاتھ کیا۔۔دُعا کی ہلکی سی چیخ نکلی۔

"چاند۔۔" خضر نے دروازہ پیچھے کیا۔۔

"The right ones won't leave!"

دُعا چُپ رہ گئی۔۔خضر سرخ ہوتے چہرے سے منت کرنے لگا۔۔

"پلیز پلیز دُعا بات کرو مجھ سے۔۔"دُعا اب بغور اُسے دیکھ رہی تھی۔۔۔

"مجھے پتا ہے تم سب سنبھال سکتی ہو۔۔"

دُعا کی دروازے پر گرفت کمزور ہوئی۔۔لیکن فلحال یہ مسئلہ ہم دونوں کا ہے اور اِسے ہم دونوں کو مل کر سنبھالنے دو۔۔"

دھیرے دھیرے اُس نے دروازہ چھوڑنا شروع کیا۔۔

"بچپن سے آج تک ہم نے جو کام مل کر ایک دوسرے کی صحمتی سے کیا ہے۔۔وہی کامیاب رہا ہے۔۔جہاں ہم نے پلاننگ نہیں کی۔جہاں ایک دوسرے سے کچھ چھپایا۔۔وہیں گڑبڑ ہوئی ہے۔۔ہم مل کر سب سنبھال لیں گے دُعا۔۔ہم نے زندگی میں بہت سے نشیب وفراز کا سامنا کیا ہے۔ہم اِس کا بھی کرلیں گے۔۔"

اُس کا ہاتھ دروازے پر سے چُھوٹ رہا تھا۔۔

"دیکھو اِس بار گڑبڑ نہیں کرتے۔۔پلیز دُعا۔۔بات کرتے ہیں نا۔۔ہم نے ہمیشہ ایک دوسرے کو بیک اپ کیا ہے۔۔تم نا ہوتی تو میں جیل سے نا نکلتا۔۔میں نا ہوتا تو نانا جان شاہد کو غلط سمجھ لیتے۔۔ہم دونوں اگر ایک دوسرے کی زندگی میں نا ہوتے تو سب بہت الگ ہوتا۔۔ہم ساتھ ہیں مطلب ہمارے ساتھ ہونے کا مطلب ہے۔"دُعا کی آنکھیں سرخ ہونے لگیں۔۔

"کپلز کپلز ہوتے ہیں۔لیکن محض رومانس ڈیٹ اور محبت کے لیے نہیں۔اُن کا ساتھ ہونے کا ایک مقصد ہوتا ہے۔اور ہمارا بھی ہے۔۔پلیز دُعا۔۔میری بات مان لو۔۔"

وہ کسک کر بولا تھا۔۔

"اِس۔ رمیری سُن لو۔۔" اُس کی گردن کی رگیں پھولیں۔۔

"میں تمہارے ساتھ رہوں گا۔میں خود کچھ نہیں کروں گا۔ مجھے اپنے پلان میں شامل کر لو۔۔۔پلیز۔۔اِس طرح مجھے تسلی ہو جائے گی۔اور اگر تم میری نہیں مانو گی۔تو میں اُن کے پیچھے جاؤں گا۔" آخری فقرہ وہ دھمکی خیز انداز میں بول پڑا تھا۔۔

دُعا کا مکمل ہاتھ چھوٹ گیا۔۔۔دروازہ چیں کی آواز نکالتے دھیرے دھیرے کرتے کُھلنے لگا۔۔خضر اُس کا انداز سمجھ نہ پایا۔۔دُعا پلٹ گئی۔خضر نے نہ سمجھی سے اُسے دیکھا۔۔وقاص اندر داخل ہونے لگا۔۔خضر پلکیں جھپکا کر دُعا کی پشت کی جانب دیکھ رہا تھا۔۔

نورماہ نے خضر کو ہنوز دہلیز پر کھڑا دیکھا تو بولی۔۔

"اندر آجائیں۔۔اور اپنے دوستوں کو بھی بلالیں۔"

خضر ردِعمل نہیں دے سکا۔۔وہ مان گئی تھی؟ اُسے یقین نہیں آیا تھا۔۔

خضر نے زین اور شریم کو اوپر بلا لیا تھا۔۔کمرے میں نورماہ کی کھڑکی کا شیشہ لگایا جا رہا ہے۔۔۔

صوفے پر خضر دُعا اور وقاص کے درمیان بیٹھا تھا۔۔

"نہ ہی میں رریہ کے والد کے پاس جا سکتا ہوں نہ ہی دُعا اور نہ وقاص۔۔ہم تینوں پر وہ لوگ نظر رکھ رہے ہیں۔۔"

دُعا نے گردن موڑ کر اُسے دیکھا۔

"تو پھر کون جائے گا؟"

خضر نے سامنے بیٹھے زین اور شریم کو دیکھا اور اُن کی جانب ہاتھ بڑھایا۔۔

"یہ۔۔۔"

وقاص فوراً سے بولا۔۔

"لیکن یہ اُنہیں قائل کر لیں گے؟"

خضر نے سادگی سے ب کھولے۔۔

"لقمان علی خان کے شاَ د۔۔اور لوگوں کو قائل ۔کر پ ؟ ایسا ب سے ہونے لگا؟" اور وقاص کو چپکی لگ گئی۔۔

وقاص کہنے لگا۔

"میری اطلاعات کے مطابق ب ریہ کے والد کو جلیل سومرو نے کافی اچھی خاصی رقم کی آفر کی تھی۔۔کیو ب ریہ کا کیس اور دوسری بچیوں کی طرح بیٹھ َ ی تھا۔اور اُس کے والد کو اِسی ب ت نے بے چین کر۔ شروع کر دی تھا۔۔" خضر نے فوراً سے اُس کا جملہ مکمل کیا۔

"اور اِس لیے اُس نے جلیل سومرو کے ہاں زمت کو خیر آ ب د کہہ دی۔۔"

وقاص نے خود کو ۔رمل دکھاتے کہا۔

"ہاں۔۔" اُس کی معلومات نے اُسے چونکا دی تھا۔۔

خضر نے ای ب کو دیکھا۔

"اب نہیں۔اب کوئی ب ت نہیں چھپے گی مجھ سے۔۔سمجھ آ گئی!"

ساتھ خاموشی سے دُعا بیٹھی کچھ نہیں بولی تھی۔۔خضر نے کسی خیال سے دُعا کو دیکھا۔۔

"عروہ سے میں ب ت کروں گا۔" دُعا پٹاخ سے بولی۔

"چا ب س ب ۔ کی ضرورت نہیں۔۔ہم ٹیم ہیں۔۔کر لوں گی میں ب ت۔۔"

خضر نے تشویش سے اُسے دیکھا۔

"پتا نہیں کیوں دُعا مجھے یقین نہیں آ رہا کہ تم میری ب ت اتنی آسانی سے مان گئی ہو۔۔پتا نہیں

کیوں؟"دُعا نے ناراضی سے اُسے دیکھا۔

"چاند اب تم مجھ پہ شک کرو گے؟"

خضر ہم ہوا۔

"دُعا ہر چیز میں شک کیوں لے کر آتی ہو یار؟"

اُس کی چھٹی حس اور تیسری آنکھ اُسے کہہ رہی تھی۔

کچھ مسئلہ ہے؟ کوئی بات ہے۔۔

دُعا کی ناراضی نے وہ شبہ اُسے فوراً سے بھلوا دیا تھا۔۔

حال میں نور ماہ نے اپنا سر پکڑ لیا۔۔۔

"خضر دُعا پہ بالکل درست شک کر رہا تھا۔۔ہم خوامخواہ اُسے غلط سمجھ رہے تھے۔۔"

اتنا وہ بھی خود کو نہیں جانتی تھی جتنا وہ اُس کو جانتا تھا۔۔۔

نور ماہ گڈمڈ ذہن سے عروہ کو دیکھنے لگی۔۔

"مسز ملک اب؟ اب کیا ہو گا۔۔اب دُعا کدھر ہے اور خضر؟ اب وہ؟"

عروہ بے فکری سے باہر لان میں ٹہلنے لگی۔۔

نور ماہ فوراً سے اُس کے پیچھے آئی۔

"مسز ملک آپ کا یو۔ٹیوب چینل بھی تو ہے نا ہم وہاں سے۔۔وہاں سے اُنہیں بے نقاب کر تے تھے۔۔مسز ملک۔۔"

عروہ نے گردن گھما کر اُسے دیکھا۔۔

"کیا تم جانتی ہو جنوبی افریقہ کے صحرا میں۔۔اونٹ ان بون کے water reservoir تک کیسے پہنچتا ہے؟"

نورماہ مشتعل ہوئی۔۔

"مسز ملک۔۔میری دو ت ۔"

عروہ چلنے لگی اور کہنے لگی۔۔

". بُون نمک کا دیوانہ ہو ہے۔۔ا ن اُسے نمک کی لالچ دیتے ہیں۔۔" نورماہ کو غصہ پ ھ رہا تھا۔۔

"وہ بُون کو نمک دے کر trap کرتے ہیں۔پھر وہ اُسے ساری رات ھ کر نمک کے آگے چھوڑ دیتے ہیں۔ساری رات بُون نمک چاٹتا رہتا ہے اور سو ے وہ پیاس سے پنے لگتا ہے۔۔۔ پتے پتے اُس کی انتہا ہو جاتی ہے۔۔" عروہ نے سر جھکا کر اپنے sketchers کی جا دیکھا۔۔لبوں پ کھلا ہوا تبسم تھا۔

" ا ن اُسے چھوڑ دیتے ہیں۔۔اور بُون دوڑ کر اپنے پ نی کے ذخیرے کی جا جا ہے۔۔"

نورماہ کے ضبط کا پیمانہ لبری ہوا۔۔

"مسز ملک!!"

عروہ نے پلٹ کر اُسے دیکھا۔۔۔

" تمہیں کیا لگتا ہے نورماہ؟ ہم نے بُون کو چھوڑ دی ؟ اور پ نی کے ذخیرے اُس کا پیچھا کیا؟"

نورماہ حواس ختگی سے بولی۔۔

"جی؟" عروہ مخفی سے ا ا ز میں قہقہہ لگا کر ہنسی۔۔۔نورماہ کورے چہرے اور دماغ سے اُسے دیکھ رہی تھی۔۔۔

وہ عروہ یعقوب ملک تھی۔۔۔ایک صحافی۔۔جس کی نظروں سے کوئی نہیں بچ پایا تھا۔۔۔

☆.....☆.....☆

"دُعا یہاں سے بھاگو!!" خضر بلا سنبھالے میل نرسوں کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالے کھڑا تھا۔۔

سنسنی خیز ماحول فضا میں رچ بس سا گیا تھا۔۔خضر نے خشک لبوں پر زبان پھیری۔۔۔وہ میل نرسوں میں آگے کھڑے اُن کے رہنما سے مخاطب ہوا۔۔

"میری بیوی کو جینے دو۔۔۔"

دُعا نے حیرت سے خضر کو دیکھا۔

"نو چانس۔۔تم نے کہا تھا ہم ساتھ رہیں گے۔۔"

خضر اُس پر چینخا۔۔

"دُعا!!"

میل نرسوں کا رہنما اُن کی جانب آیا۔تو دُعا فوراً سے آگے آئی۔۔

"میرے شوہر کی جانب دیکھا بھی نا۔۔۔تو تمہاری اگلی پچھلی نسلیں ہلا کر رکھ دُوں گی!!"

خضر نے دُعا کو بلے سے پیچھے کیا۔

"دُعا پلیز موو۔۔"

دُعا نے ہڑبڑاہٹ میں اُسے دیکھا۔۔

"چانس ریلیکس۔۔میرے پاس مسئلے کا حل ہے۔۔"

خضر کی مسلسل نگاہیں اُن ہی پر تھیں۔۔۔

"تم نے جو کر دکھانا تھا وہ کر دکھایا۔۔اب پلیز منہ بند رکھو۔۔اب میں خود بات حل کروں

گا۔۔۔"

وہ اُن کے قریب آتے جا رہے تھے۔۔۔ڈعا نے دیوار سے لگتے اُن کو دیکھا اور سنجیدگی سے کہنے لگی۔۔

"دیکھیں۔۔ پلیز ایسا ویسا کچھ مت کریئے گا۔ جس کا آپ کو خمیازہ بھگتنا پڑے۔۔ پولیس آتی ہو گی۔۔"

خضر پھر سے چیخا۔۔

"ڈعا شٹ اپ!!"

حریفوں کے رہنما نے ہاتھ میں پکڑے چاقو کا بٹن دبایا اور لمحے بھر میں چمچاتی نوک دار چھری باہر نکلی۔۔وہ خضر کے قریب آیا۔۔خضر نے پیچھے چھپا کر ڈعا کو دیکھا۔۔

"ڈعا پیچھے آؤ۔۔"

ڈعا نے اڑتے ہوئے میں سر ہلایا۔۔

"نہیں۔۔۔"

خضر نے خود کو کمپوزر سامنے دیکھا۔۔وہ اُس کے بے حد قریب تھے۔۔۔

اُن کے رہنما نے یلغار کی۔۔

"یء!!"

خضر نے فوراً سے بلا گھما کر اُس کے منہ پہ مارا۔۔ڈعا کی طرف بیس بال پکڑے بس آیا۔۔ڈعا دا کو گئی۔۔وہ فوراً سے دا کو یا۔۔ڈعا پلٹ کر آنے لگی۔وہ آیا۔۔ڈعا طنزاً مسکرائی۔۔۔

"ہوَیڈِسٹر ۔۔۔"وہ ڈعا کے جانے سے پہلے دا یا۔اور ڈعا نے اُسے کے منہ پہ مُکا

رسید کیا۔

"آہ!" وہ یکدم پیچھے ہٹا۔ اُسی لمحے دُعا نے جھپٹا مار کر بیس بال بیٹ چھین لیا۔۔۔

خضر ایک ایک کر کے دائیں بائیں ہر طرف بلے رسید کر رہا تھا۔۔۔ وہ اتنے زیادہ تھے۔۔ وہ اُن میں اُلجھا ہوا لگا تھا۔ ہڑبڑاہٹ میں وہ بلا گھما رہا تھا۔۔۔

اُن کا رہنما سر پھٹوائے خون آلودہ سر سے زمین پر بیٹھا ہوا تھا۔۔ دُعا بیس بال بیٹ پکڑے اُن پر حملہ آور تھی۔۔

وہ چلاتے ہوئے بیس بال ہوا میں گھماتے کہہ رہی تھی۔

"ہیلو پاک فوج۔۔ ہمیں یہاں ایک عدد ssg commando کی ضرورت ہے!!"

خضر کے سامنے ایک حریف کانٹوں والا ڈنڈا پکڑے کھڑا تھا۔ خضر بلے کو سیدھا پکڑے اُسے روک رہا تھا۔ کانٹوں سے اُس کا بلا چِھل رہا تھا۔۔ دُعا نے سامنے سے آتے حریف کو پشت پر زور سے بلا رسید کیا اور وہ دیوانہ وار چیخا اور جھکتے ہوئے پیٹھ کی جانب ہاتھ بڑھاتے گھوما۔۔ دُعا نے افسوس سے اُسے دیکھا۔۔

"اوہو۔۔ بیچارے کا thoracic spine... کا کیا حال ہو گیا۔۔"

دُعا فکر سے جھک کر بولی۔

"آئی پرامس میں تمہارا مکمل چیک اپ کروں گی اِس کے بعد۔۔"

یہ کہتے اُس نے گھما کر اُس کے پیٹ میں بلا رسید کیا۔ اور وہ چیختا ہوا منہ کے بل زمین پر گرا۔۔

کبھی خضر حریف پر حاوی ہو رہا تھا۔۔ کبھی وہ خضر پر۔۔ خضر کا چہرہ اور اُس کے ہاتھ سرخ تھے۔ سامنے والے شخص کے ہاتھ بھی بے تہاشا سرخ تھے۔۔۔ خضر نے دانت کچکچاتے زور لگا کر ہاتھ آگے کیا اور ٹانگ اُٹھا کر اُس کے جوتے پر ماری۔۔۔ تبھی اُس کا توازن ہلا اور وہ پیچھے کو

اَ ا۔بہروپیا۔سوں کا رہنما درد سے دا ۔ ہو کراہ رہا تھا۔اپنا اَ اہوا چاقو پکڑے وہ دیوار سے ٹیک لگانے کے بہانے اُٹھا۔سفید دیوار پ سرخ مائل خود کی موٹی سی لکیر ۔ لگی۔۔۔وہ درد سے چور غیظ سے خضر کو دیکھ رہا تھا۔۔۔وہ سسکتا ہوا عقب سے خضر کی طرف آ رہا تھا۔۔۔سی۔اے کے بیٹ نے حریفوں کا سر پھاڑنے میں بہت ساتھ دی تھا۔۔۔وہ اِس وقت صرف defensive shot کیس کھیل سکتا تھا۔۔۔

چاہ کر ی ہ چاہ کر اُسے اُن کی ہڈ یں توڑنی تھیں۔۔

دُعا خضر کو دیکھتے کہہ رہی تھی۔۔

"چا گوا ی آن دیم ہم لائیو ہیں۔۔ہمیں اِس وقت ساری د دیکھ رہی ہے۔۔۔"

خضر نے بلے سے س کو مار کر چو کر اُسے دیکھا۔۔

"وہاٹ؟ لائیو مطلب کیسے؟"

"دُعا نے سامنے آتے س کے شانے پ بلا رسید کیا۔اور اُس کے پیٹ میں لات رسید کی۔۔ وہ ڈگمگا یا نہیں۔۔۔وہ دُعا پ ٹ لگا۔تو دُعا نے اُس کے گلے میں بلا پھنسا کر پیچھے گھما یا۔۔۔

"ی ء!!" وہ لمبا چوڑا نوجوان دُعا پ حاوی ہونے لگا۔خضر نے پیچھے سے آتے اُس کی ٹ پ پے در پے بلا رسید کیا اور وہ دیوانہ وار چیختا ڈگمگا کر ٹ ں کے بل اَ ا۔۔خضر نے دُعا کو تھامتے سنجیدگی سے اُسے دیکھا۔۔

"ہم لائیو کیسے ہیں؟"

دُعا نے سادگی سے اُس کی آنکھوں میں دیکھتے کہا۔

"تمہارے ا ٹ اَ ام اکاؤ ٹ سے۔۔پنچ ملین۔۔تصور کرو پنچ ملین لوگ۔۔۔ ۔ سے

زیادہ فولورز والا پاکستانی سیلیبریٹی۔۔۔یہ کام عروہ نہیں تم کرتے تھے۔۔"
اور خضر کے لمحے بھر کے لیے حواس کھو گئے۔۔۔اور اُسے شدید طور پر وقاص کی بات یاد آئی تھی۔۔

"بیویوں کو پاسورڈ نہیں دینا چاہیے!!"

☆.....☆.....☆

"ممی زیادہ بڑی روٹی بنائیے گا۔۔"

یوسف لاؤنج میں بیٹھے اُستاذہ سے کہہ رہا تھا۔۔ٹی۔وی اسکرین پر کشتیاں چل رہی ہیں۔۔

تبھی اُستاذہ ہاٹ پاٹ پکڑے چلی آئیں۔۔

"جو بنے یہ سو بنے۔۔"یہ کہتے وہ ذرا چونکیں۔۔

اُنہوں نے اسکرین پر درندگی سے پہلوانوں کو آپس میں لڑتے ہوئے دیکھا۔

"بیٹا یہ آپ کیا دیکھ رہے ہیں۔۔"اُستاذہ فکرمندی سے کہہ پڑی تھیں۔۔یوسف نے بے فکری سے کہا۔

"کچھ نہیں ہے ممی۔۔ یہ scripted ہے۔۔"

اُستاذہ فوراً سے پلٹ کر اُستاد کو پکارنے لگیں۔

"لقمان۔۔لقمان۔۔"

انہیں پکار کر اُستاذہ نے پلٹ کر ناراضی سے یوسف کو دیکھا۔

"یوسف بیٹا لیں اِسے ابھی۔۔خبریں لگائیں۔۔ذرا ملک کے حالات کے متعلق پتا چلے۔۔"

یوسف مٹھی گال سے لگاتے ہنس پڑا۔

"اوکے ممی۔غصہ تو مت ہوں۔۔"

اُس نے سر جھٹک کر ہنستے ریموٹ اُٹھایا اور چینل تبدیل کیا۔۔

"تو جی ناظرین آپ اپنی ٹی۔وی اسکرین پر خوف زدہ کر دینے والا عثمان ہسپتال کا یہ منظر دیکھ رہے ہیں۔۔۔

خضر جہانزیب صاحب سے ہمارا کوئی رابطہ نہیں ہو پا رہا۔۔"

تمام نیوز چینلز نے خضر کی لائیو وڈیو اپنے نیوز چینلز پر نشر کر دی تھی۔۔۔

اُستاذہ پتھر کی بنی کھڑی تھیں۔۔اُستاد سادگی سے لاؤنج میں چلے آئے۔۔آہٹ پر وہ یکدم چونکیں۔

"لقمان!" اُستاد خوشگواری سے کرسی کھینچ کر بیٹھے۔۔۔

"واؤ۔۔۔یوسف فائنلی کچھ reality ملی!"

یوسف محظوظ ہوا۔۔

"یس ڈیڈ!

اُستاذہ نے حیرت سے اُستاد کو دیکھا۔۔

"لقمان!"

"پاکستان کی تاریخ میں ایسا پہلی مرتبہ ہو رہا ہے۔۔"

صحافی تیزی سے عوام کو آگاہ کر رہا تھا۔۔

یوسف اُس چلتی وڈیو سے بھرپور انداز میں لطف اُٹھاتے کہنے لگا۔۔

"Dad.. Pakistan got some level.. they are slaying!"

اُستاد نے اکتفا کرتے سالن پلیٹ میں نکالا۔۔

"Seriously Son.."

اُستاذہ اُن ۔پ ۔یٹے کے ردعمل پہ صمٌ بکمٌ کھڑی تھیں۔۔۔

اُستاد نے پنی کا گھونٹ یتےَ دن موڑ کر ٹی۔وی اسکرین پہ دیکھا۔۔

"آہ میرے بجمین !!"

اُستاذہ بےاختیار ہو ۔

"لقمان آپ کو کیا ہوَ یہ ہے۔۔۔کیا کہہ رہے ہیں آپ؟"

یوسف کی نگاہیں ٹی۔وی اسکرین پہ مر تھیں۔۔اُس کی آنکھیں جھلملا رہی تھیں۔۔

"بچے خطرے میں ہیں۔۔" اُستاد نے سر جھٹکے پنی کا گلاس میز پہ رکھا۔

"خطرے کو اُن سے خطرہ ہے۔۔"

یوسف کی آنکھیں ٹھہر گئیں۔۔۔وہ ذرا سیدھا ہوا۔

"اوہ ڈیٹ۔۔وہ دیکھیں چانہ کے پیچھے!!"

اُستاد کا دل جیسے کھنچَ یہ۔۔اُنہوں نے۔ ق رفتاری میںَ دن موڑی۔۔۔

چھری کی کھبنے کی آواز اُس لاؤنج میں گو ۔۔

اور اُستاذہ کی چیخ نکل گئی۔۔۔

☆.....☆.....☆

"دُعا لیکن یہ ر۔۔"

دُعا اُسے سادگی سے ہرنی دیہ ے۔ٹے کیے دیکھ رہی تھی۔۔

تبھی وہ اُچک کر چینخا تھا۔۔

"آ۔آہ۔"

"چانہ !!"

دُعا بوکھلا گئی۔۔

"چاں !!!" خضر آہ بھرتے جھکا۔۔دُعا نے بمشکل اُسے سنبھالا۔۔آنکھوں سے بے اختیار پ نی نکلا۔۔خضر منہ کھول کر کراہتا ہوا دُعا سے لگا۔

"چاں !" دُعا نے بمشکل اُسے پکڑا۔خضر کی ٹھوڑی دُعا کے شانے سے لگی۔۔۔۔دُعا سرد پ ڑتے پ پ تے ہوئے سامنے کھڑے حریفوں کے رہنما کو دیکھ رہی تھی۔۔۔

دُعا نے خضر کو سنبھالتے پشت سے پکڑا۔۔ہاتھوں میں نمنماہٹ محسوس ہوئی۔۔دُعا کا مُنہ کھلا۔۔اُس نے مکمل طور پ کھُلتی آنکھوں سے اپنے ہاتھ کو دیکھا۔۔جو خون آلود تھا۔۔وہ زخمی آدمی ڈگمگا کر زمین پ اُن کے پ س َ اتھا۔۔خضر کا وزن دُعا پ ڑ رہا تھا۔وہ اُسے سنبھالتے پکڑ رہی تھی۔۔دُعا کی آواز بھیگی۔۔

" چا۔۔" اُس کی آواز پ پ ئی۔۔

"چا۔۔"

کتنا بھاگی تھی وہ اِس . سے۔۔کتنا بھاگی تھی وہ اِس سے۔۔کیا یہ اُس کے خواب کی تعبیر تھی۔۔

"چاں !!"

وہ خالی دماغ سے ئی۔۔

"چاں !!"

پولیس کا سائ ن بج رہا تھا۔۔۔ اُسے کچھ سنائی نہیں دے رہا تھا۔اُسے تو بس خضر کی سسکیاں سنائی دے رہی تھیں۔۔۔۔دُعا نے اُس کا وزن سنبھالتے اپنے ای ہاتھ سے اُس کے زخم پ ہاتھ رکھ دی۔۔

"خو۔۔خون۔۔نکل رہا ہے۔۔"

پولیس پہنچ گئی تھی۔۔اُسے اپنی جانب دوڑ کر آتی ہوئی پولیس دکھائی دے رہی تھی۔۔

بہت خوف آت تھا اُسے اِس دن سے۔۔بہت خوف آت تھا۔۔۔ اُس کی ڈ شفٹ ہوا کرتی تھی۔۔اور اُس کا مریض موت کے بے حد قری ہو تھا۔۔ای لمحے میں اُن کی زن گی ای سو اسی کے اینگل میں گھوم گئی تھی۔۔۔اُس نے کبھی سوچا بھی نہیں تھا کہ جس دن کے لیے وہ اتنا محتاط رہی تھی۔۔جس دن کے لیے اُس نے ہر قدم پھو پھو کر رکھا تھا۔جس خواب سے وہ بھاگتی رہی تھی۔۔وہ دن اُس کی زن گی میں آ چکا تھا۔۔۔

وہ سوں کے ساتھ خضر کو او۔ٹی میں لے کر جا رہی تھی۔۔سر ی کے پی۔جی اُس کے ساتھ چل رہے تھے۔۔

سیں او۔ٹی میں تیار یں کر رہی تھیں۔۔سر ی گاؤن پہنتے اُس کے ہاتھ پ رہے تھے۔۔

پی۔جی اُس کی جان چلے آئے۔

"ڈاکٹر دُعا۔۔"

دُعا فوراً سے پیلے پڑتے چہرے سے پلٹی۔۔

"سر۔۔میں آپ کو assist نہیں کر سکتی۔۔سر میں کو ی کر سکتی ہوں۔۔لیکن خضر۔۔خضر کو نہیں۔سر یہ دیکھیں۔۔"

خود بخود دُعا کے ہاتھ پ رہے تھے۔۔

"دیکھیں۔۔I'm trembling۔۔سر پلیز مجھے یہاں سے جانے دیں۔۔۔"

"سر میں۔۔میں۔۔"

پی۔جی کے چہرے پ سنجیدگی کے آث ر واضح ہونے لگے۔۔۔

"ڈاکٹر دُعا۔۔"

"سرا ی میجر ہو کہ مائنر۔۔پلیز سر!!" دُعا کے ہاتھ پ پڑئے۔۔وہ اُن کے سامنے ہاتھ جوڑنے لگی۔۔۔

"سر پلیز۔۔میں وِکٹم کی فیملی ہوں۔۔ہیز مائی ہزبینڈ۔۔آئی۔آئی۔۔" الفاظ لبوں پ آ رُکے۔جواباً اُنہوں نے دُعا سے کہا۔۔

"آپ ای ڈاکٹر ہیں دُعا!"

دُعا نے بھیگتی آنکھوں سے اُنہیں دیکھا۔۔

"سر۔۔"

"دُعا میں جا ہوں۔۔ہم ڈاکٹرز کے بھی احساسات ہیں۔۔ او۔ٹی میں ۔ ت ۔م کی کوئی چیز نہیں ہوتی۔۔او۔ٹی میں صرف دو ہی صورتحال ہوتی ہیں۔۔ Save your patient or let him die۔۔ہم ڈاکٹرز سرکاری زم ہیں۔۔۔اور code of ethics regulation صرف regulation نہیں ہے۔۔۔ہمارا ضمیر ہے ہماری ذمے داری ہیں۔۔ہمارا فرض ہے۔اور اُس کے متعلق کوئی بھی ڈاکٹر کسی بھی مریض کا علاج کرنے سے انکار نہیں کر سکتا اَ کرے تو مس کنڈ ہو گا۔۔"

"سر آپ مجھے ڈرا رہے ہیں۔۔" دُعا بے اختیار بولی۔جواباً اُنہوں نے سادگی سے میں سر ہلا ی۔۔

"نہیں۔۔بس آپ کو حقائق سے آگاہ کر رہا ہوں۔۔آپ ای بہت مضبوط عورت ہیں دُعا۔۔ہمت کریں۔۔آپ نے بہت کچھ. دا ش کیا ہے۔۔آپ اِس سے ز ی دہ سخت مرحلہ پ ر کر چکی ہیں۔۔کچھ نہیں ہو گا آپ کے ہزبینڈ کو۔۔یہ ای سنہری موقع ہے۔آپ ہاتھ پ

ہاتھ دھر کےنہیں بیٹھ سکتیں۔۔۔آپ دوسرے وِکٹمز کے گھر والوں کی طرح مایوس ہونے کی بجائے کچھ کرسکتی ہیں۔ہمت کریں دُعا!"

دُعا نے مُٹھیاں بھینچ لیں۔۔۔اُس نے ای طویل گہری سانس لی۔۔۔

عورت اَ اپنے ٰ ت پ قابو پ لے اور خود کو سنبھال لے تو اُس سے زی دہ خود مختار کوئی نہیں ہو۔۔۔دُعا نے منہ پ ماسک لگای اور آگے ڑھ گئی۔۔

وہ اپنے حالات کو خود پ قابو نہیں کرنے دی کرتی تھی۔۔وہ اپنے حالاتوں کو قابو میں کیا کرتی تھی۔۔

دُعا چلتے ہوئے سوچ رہی تھی۔۔

"Stabbing؟ کیا نتیجہ ہوگا؟ لوگ سوچ بھی نہیں stabbing ا ن کو ا رونی طور پ کیسے ڈیج کرسکتی ہے۔۔۔"اگلا خیال یکدم ذہن میں اُبھرا۔۔

"ضرورت سے زی دہ خون ضائع ہو۔۔suturing (ٹ ں) کے ئج۔۔۔اور انٹرنل بلیڈ۔۔۔"دل جیسے چیرا َ ی تھا۔۔۔

"صبر کریں!! صبر کریں۔۔کیا ٰ تمیزی ہے یہ!!"

اُس نے ماضی میں خود کو مریضوں کے خا ان پ تے ہوئے دیکھا تھا۔۔۔

"خاموش۔۔بس۔۔ پ پ ۔۔"

وہ اپنا قہر ٰ ساتے اُنہیں خاموش کروا رہی تھی۔۔۔اُس نے ٹ پتے ہوئے مٹّھیاں بھینچ لی۔۔

اُس کا تعلق اُس شعبے سے تھا۔۔جس میں ٰ ت تھے۔۔۔ پھر بھی اُس میں کوئی ٰ ت نہیں تھے۔۔۔ہر احساس ہر چیز اُسے پس پشت ڈال کر اُس کا علاج کر تھا۔۔۔

جہا ی ٰ صا ٰ اور وقاص ا پ ل پہنچ گئےتھے۔۔۔دُعا نے پہلے سے ہی خون کا انتظام کرلیا

تھا۔۔۔

دُعا بار بار خضر کی ہارٹ ریٹ دیکھ رہی تھی۔۔ڈاکٹر نے دُعا کو دیکھا۔۔

"ڈاکٹر دُعا Sterilizing۔۔"دُعا نے چونک کر اُنہیں دیکھا۔

"جی۔۔"اُس نے تیزی سے سر ہلایا۔۔۔دُعا

کی حالت ابتر ہوتی جا رہی تھی۔۔

"مجھے یہاں ڈٹ کر رہنا ہے۔۔مجھے جان کو بچانا ہے۔۔مجھے جان کو بچانا ۔۔۔"

خضر بیہوشی میں تھا۔۔۔دُعا اُس کے کسک کے مارے ہلتے لب دیکھ رہی تھی۔۔

او۔ٹی میں سرجری شروع ہوگئی تھی۔۔۔خضر کو anesthesia دیا گیا تھا۔۔۔

دُعا کا دل تیزی سے دھڑکا۔۔۔

"Anesthesia کے ری۔ایکشن۔۔مجھے کیا ہو رہا ہے؟ خضر میرا مریض ہے۔۔میں ایسا کیوں سوچ رہی ہوں۔۔"

خون آلودہ روئیاں نرس کے ہاتھ میں پکڑی ٹرے میں پھینکی جا رہی تھیں۔۔۔دُعا کی نظر خضر کے اُبھرے ہوئے گہرے سے زخم پر تھی۔۔۔چاقو نے اُس کی جلد کو جیسے نچ سے الگ کر دیا تھا۔۔۔

باہر جہانگیر صاحب سانس سانس کرتے وقاص کا سینہ پیٹ رہے تھے۔۔۔

"تجھے خدا ہدایت دے۔۔بس ہو دشمنوں کا۔۔تُو تُو۔۔۔"

وقاص خاموشی سے کھڑا تھا۔جہانگیر صاحب مضطر سے اُسے لعن طعن کر رہے تھے۔۔اور وہ بس خاموش تھا۔۔یہ سوچتے۔۔

"دوست کو اُس کے گھر والوں کی حرکات پر شرمندہ نہیں ہونے دیتے۔۔دس سال کے بعد دوستی

قرا. ت داری میں تبدیل ہو جاتی ہے۔اور پھر قرا. ت داروں کے رویوں کو در. ر کر. پڑ. ت ہے۔۔"

انٹرنل بلیڈ. . ا. اکر کے روکی گئی تھی۔

دُعا کے دستانے خون سے بھرے تھے۔۔کچھ خون کی پ. ٹ اُڑ کر اُس کے گاؤن پ. ی تھیں۔جو کہ سبز ر. پ واضح ہو رہی تھیں۔

او۔ٹی میں suturing کے اوزار پکڑے ڈاکٹر الگ ہوئی جلد کو جوڑ رہے تھے۔۔۔جیسے جیسے خضر کی جلد . رہی تھی۔۔دُعا کا دل . رہا تھا۔۔او۔ٹی میں وہ رات صد. ں تھیں۔۔۔وہ ہر چیز کے . ئج جا. بھوجتے خاموش کھڑی تھی۔۔۔

"ایسا میں نے پہلے کبھی کیوں نہیں سوچا؟ ہر چیز کہ consequences مجھے آج کیوں . د آ رہے ہیں؟"

چار گھنٹے بعد او۔ٹی کی . ہر لائ. ٹ بند ہوئی۔۔۔

او۔ٹی میں ا. دھیرا چھا. تھا۔۔۔دُعا کے گاؤن پ خون لگا تھا۔۔۔وہ. ت ر. او۔ٹی میں ماسک کھینچ کر اسٹر. کے قر. . بیٹھی تھی۔۔۔

"کاش لوگوں کو یہ احساس ہو. ت۔۔آپ. کے بعد ا. ڈاکٹر کی traumatic condition کیسی ہوتی ہے۔۔لیکن۔۔"

ا. خیال سا ذہن میں تیرنے لگا۔۔

" یہ آج imposter syndrome جیسا . مجھے کیوں لگ رہا ہے؟"

اُس نے ا. آہ بھری۔۔وہ اُٹھنے کی ہمت کر رہی تھی۔۔آنکھیں خالی تھیں۔۔۔دل ا. ر سے جیسے خالی تھا۔۔۔وہ ہمت ہارتے تھک سے بیٹھی۔

وہ آنکھیں موند نے لگی۔۔

خضر اور وہ نیٹی کے برج پر ایک ساتھ کھڑے تھے۔۔ہاتھوں میں وہ آٹے کی گولیاں پکڑے برج سے پھینک رہے تھے۔۔۔بیتحاشا مچھلیاں تیرتے ہوئے فوراً سے آتیں اور گولیوں پر جھپٹ پڑتیں۔۔

سرد رات۔۔۔بے حد دلکش سہانا موسم تھا۔۔دُعا کی پلکیں نم تھیں۔۔

"مجھے تمہیں پہلے ہی بتا دینا چاہیے تھا۔"

خضر نے گولی پھینکتے اُسے دیکھا۔۔۔

"اب روؤ تو نہیں یار۔۔کم از کم میرے سامنے تو نہیں۔۔۔"

جو محبت کرتا ہے وہ رونے نہیں دیتا۔کم از کم اپنے سامنے تو بالکل نہیں۔۔

خضر نے آنکھیں سکیڑ کر اُسے دیکھا۔۔انگلیوں کی پوروں پر وہ گولی گھمارہا تھا۔

"کیا تمہیں بھی ایسا لگا کہ میں تم پر شک کررہا تھا؟"

دُعا نے اُسے دیکھا۔۔

"نہیں!"

یکدم سے وہ سامنے دیکھنے لگا۔

"دُعا تمہیں سمندر کو دیکھ کر کیا لگتا ہے؟ہمیں اِس سے کیا حاصل ہوتا ہے؟"

دُعا نے ناراضگی سے اُسے دیکھا۔

"پلیز معیشت کو بیچ میں مت لاؤ۔۔"خضر بے ہم ہوا۔

"کیوں نہ لاؤں؟تم سوچ نہیں سکتی یہاں سمندر معیشت کے لیے کتنا فائدےمند ثابت ہوسکتا ہے۔۔"

دُعا نے اُس کی سنی انسنی کی۔۔

"چھوڑو۔۔"

خضر اُس کے ذرا قریب آیا۔۔

"تم پریشان ہو؟"

دُعا فوراً سے بولی۔

"نہیں تو۔"

خضر نے لب کھولے۔

"دُعا۔۔جس چیز کے لیے تم پانچ سال بعد پانچ منٹ بھی پریشان نہیں ہو گی۔۔اُسے تم اپنے آج کے پانچ منٹ کیوں دے رہی ہو؟ سب ٹھیک ہو جائے گا بے فکر رہو۔۔"دُعا اُس کی جانب گھومی۔۔اُس نے فکرمندی سے اُس کا بازو تھاما۔

"چاچو کچھ بھی ہو جائے۔۔تم اُس کے سامنے نہیں آؤ گے۔۔مجھے اچھی وائبس نہیں آ رہیں۔۔"خضر سیدھا دیکھنے لگا۔

"ٹھیک ہے نہیں آؤں گا۔۔لیکن میں اُنہیں یہ ضرور بتا کر رہوں گا۔۔کہ اِس بار اُنہوں نے نجمین کے ساتھ mess کیا ہے۔۔۔"

اپنے حقوق کے لیے کھڑے ہونے والے بہت تھے۔ اپنا کیریئر داؤ پر لگائے بیوی کا ہاتھ تھام کر سیسہ پلائی دیوار بنا خضر جہانگیر تو بس ایک تھا۔۔وہ سیدھا دیکھتے دُعا کا ہاتھ کھینچنے لگا۔دُعا خاموشی سے اُسے دیکھتے اُس کے ساتھ آ کھڑی ہوئی۔۔اُس نے اُس کا شانہ تھامتے اُسے دور سے چمکتی بتیوں کی جانب دیکھنے کا اشارہ کیا۔۔

"وہاں دیکھو۔۔"دُعا نے ناسمجھی سے اُسے دیکھ کر سامنے دیکھا۔۔

"تم میرا اعزاز ہو دُعا۔۔ مجھے پتا ہے تم بہت سمجھدار ہو۔۔لیکن سمجھدار ہونے کے ب وجود تم میرے سامنے بچپنے کا مظاہرہ کرتی ہو۔۔ کیو تم مجھے اِس قابل سمجھتی ہو کہ میں تمہیں سنبھال سکتا ہوں۔۔اور تم ای مضبوط لڑکی ہو۔۔ یو آر مائی اسٹار دُعا۔۔ You were born to light up the world۔۔"

دُعا کی نگاہیں گھوم کر اُس کی جا ب آ رہی تھیں۔۔

"میں فلمی ہیرو کی طرح یہ نہیں کہوں گا کہ دل چاہتا ہے تمہیں ساری د سے چھپا لوں۔۔ بلکہ میں کہوں گا۔۔ میں تمہیں ساری د سے نہیں چھپاؤں گا۔۔تم میرا فخر ہو۔۔اور میں اِس فخر کو ساری د سے متعارف کرواؤں گا۔"

دُعا کے لبوں پ ب کھا کی ما تبسم اُ رہا تھا۔ ہرنی آنکھوں میں سنہری چمک تھی۔ سرد رات۔۔ سمندر سے اُٹھتی دل شاد کر دینے والی فضا دھیمے دھیمے چل رہی تھی۔۔

"ڈی۔کے میں تو بس کے ہے۔۔" خضر نے اُسے دیکھا۔۔

"لیکن کے میں تو ساری کی ساری ڈی ہے۔"

دُعا نے مسکراہٹ د ب تے دن پھیری۔۔

خضر کی ب ت جاری تھی۔۔

"ب دو ت ب تیں چھپا تو اُن کے درمیان بیریئر آ جاتے ہیں۔۔" اُس نے مصنوعی خفگی سے اُسے دیکھا۔۔

"Dua, now you should embrace your mistake!"

دُعا مکمل طور پ اُس کی جا ب مڑی اور اُس کا شانہ تھامتے اُس کے ساتھ لگی۔۔۔

خضر خفا ہوا۔

"دُعا نو۔۔پلیز۔۔ابھی موڈ نہیں۔۔" وہ اُکھڑا۔

"دُعا۔۔" دُعا نے بتیسی نکالتے سر اُٹھا کر اُسے دیکھا۔۔

"You're my biggest and most amazing mistake!"

خضر ذرا چونکا اور دُعا سر پیچھے پھینکے قہقہہ لگا کر ہنس پڑی۔۔۔

دُعا نے دھیرے سے آ کھولی۔۔ ریکی نیٹی کے . ج پ بھی تھی۔۔اور او۔ٹی میں بھی۔۔ او۔ٹی کی ریکی کاٹ کھانے والی تھی۔۔۔سانس یہ چاہتی تو سینا ٹپ جا۔۔ دل رہ رہو رہا تھا۔۔خضر کی سر. ی ہو گئی تھی۔۔ . قی ڈاکٹر نے کہا تھا کہ اُس کے ہوش آنے پ ہی اُس کا معائنہ کیا جائے گا۔۔کچھ ٹیسٹ بھی تھے جو ہونے تھے۔۔اور پھر فکر یہ تھی۔۔ جانے اُسے کتنے عرصے کام سے چھٹی لینی پڑے گی۔۔

رات جاگا چا رات جاگی چا نی۔۔۔آنکھوں کے دسیاہ حلقے۔۔سیاہ زلفوں سے پ نی ٹوٹتا ہوا رہا تھا۔۔گلے میں دونوں طرف سے دوپٹہ ڈالے اُس نے کندھے پ پلو پھینکا ہوا تھا۔۔

دُعا بُت بنی کنٹین میں بیٹھی تھی۔۔میز پ . زو لٹائے اُس کے ہاتھ میں کافی گا پ تھا۔میز پ ارد دجھنڈ میں چار کافی کے خالی پ پڑے تھے۔۔وقتاً فوقتاً ڈاکٹر اُسے آ کر کہہ رہے تھے۔۔

"دُعا تھوڑا آرام کر لو۔گھر چلی جاؤ؟"

وہ ہنوز . بنی بیٹھی تھی۔۔۔

"دُعا کچھ چاہیے!!" آواز پ اُس نے دھیرے سے سرد آنکھیں گھما کر او پ دیکھا۔سامنے متفکر سی نور ماہ کھڑی اُسے دیکھ رہی تھی۔دُعا شل پڑتے بولی۔۔

" کافی۔۔کافی چاہیے!!"

نورماہ خفا ہوئی۔۔

"بس کردو دُعا۔۔"

دُعا نے تکان سے آنکھیں جھکا لیں۔۔

"ایک ڈاکٹر ہر روز اپنے سامنے لوگوں کو مرتے دیکھتا ہے۔۔"

نورماہ اُسے دیکھ رہی تھی۔۔

"اُسے احساس ہوتا ہے۔۔موت کیا ہے؟ موت کیا چیز ہے؟ وہ انسانی جان کی وقعت سے واقف ہوتا ہے۔۔۔اِس لیے وہ اپنوں کو بھی اذیت میں نہیں دیکھ سکتا۔۔"

تبھی تیزی سے گونجتی بوٹوں کی آواز اُنہیں سنائی دی۔۔نورماہ نے پلٹ کر دیکھا۔۔دُعا نے خاموشی سے لبوں سے کپ لگا کر چائے کا گھونٹ لیا۔۔

وقاص تیزی سے دوڑتا ہوا کینٹین میں آیا۔

"دُعا!!"

دُعا اُسے بن دیکھے تھکاوٹ اور بیزارگی سے کھینچ کر بولی۔۔

"ہاااں!!"

وقاص پھولی ہوئی سانس سے اُسے بتا رہا تھا۔

"پولیس بزنس کرنا چاہتی ہے؟ وہ جاننا چاہتی ہے کہ کیا ہوا تھا؟"

دُعا نے سرد میں میکانکی انداز میں اُٹھا۔اُس نے ایک اُسے سر سے پاؤں تک پینٹ کوٹ میں دیکھا۔۔اُس کے بال کھلے۔۔

"جورات کو ساری دُنیا نے دیکھا وہ کیا مجرا تھا؟"

نورماہ چونک سی گئی۔۔وقاص بھی کچھ نہ بول سکا۔۔دُعا نے کپ ٹکر میز پر رکھا۔۔

وہ غیظ میں اُٹھ کھڑی ہوئی۔۔

"میری اِس وقت تمہیں کہیں سے حا لگ رہی ہے کہ میں پولیس کی ز پس میں اُن کا ساتھ دے سکوں؟ کیا تمہارے قانون میں traumatized عینی شاہد کے لیے کوئی گنجائش نہیں ہے؟ میرے سامنے میرے شوہر کو چھری لگی۔۔۔اُس حادثے کے فوراً بعد مجھے ز دستی او۔ٹی میں لے جایا گیا۔۔میرے سامنے اُس کی جلد کو چیرا گیا۔۔۔میرے سامنے اُس کی انٹرنل بلیڈنگ کے عمل کو روکنے کے لیے درد ک عمل کر پڑا۔۔تمہیں پتا ہے۔۔کچھ پتا ہے تمہیں۔۔ا نی وجود ا ر جائے تو سلنے کے ساتھ اُس میں ا رواپس کیا کیا جا ہے۔۔وہ سلنے کے بعد ا رکون سی بیماریں لے کر جا ہے؟ خواہ آپ sterilize کیوں کرلیں۔۔۔اُس کے بعد میں کیا کیا منفی ئج ہوتے ہیں۔۔میں نے یہ آنکھوں سے دیکھا ہے۔۔۔ چھری لگتی ہے۔۔تو ا رسے شریان ٹ جاتی ہیں۔۔بہت ر ی شریان۔۔اور وہ حصہ۔۔جہاں اُسے stab کیا ہے۔وہ۔۔آہ۔۔"

اُس کی سسکی نکل پڑی۔۔

وقاص خاموشی سے اُسے دیکھ رہا تھا۔ ہرنی آنکھیں بھر گئیں۔ دُعا خود کو کمپوز کرتے بولی۔

" تمہیں ا ازہ نہیں۔۔abdominal part۔۔۔کتنا۔۔کتنا۔۔tender۔۔ہو ہے۔۔"

وہ مزاج عادت ہچکیاں لے لے کر رونے لگی۔۔۔

"اُسے اسٹر پ اُلٹا۔۔اُلٹا۔۔لٹا یا تھا۔۔۔وہ ٹھیک سے۔۔۔سیدھا بھی۔۔سیدھا بھی نہیں۔۔"

جملے مکمل نہیں ہو رہے تھے۔۔اُس کی سانس رہی تھی۔۔۔

"ایسے سی دیا اُس کو جیسے۔۔۔"دُعا کے ہاتھ غصے اور بپ پہٹ سے ہلے تھے۔۔
لہجہ کمپوز تھا بھیگا سا۔۔اُس نے ضبط سے اُسے دیکھا۔۔
"میں نے چار گھنٹے او۔ٹی میں کھڑے یہ دیکھا ہے یار۔۔اور مجھ سے کیا چاہتے ہو تم لوگ؟ میں کوئی بات نہیں کرنا چاہتی۔۔مجھے کسی میڈیا والے سے بات نہیں کرنی۔مجھے ابھی کسی پولیس والے سے بات نہیں کرنی۔۔۔میں ٹھیک نہیں ہوں۔۔پلیز۔۔۔بات چاند کو ہوش نہیں آتا۔۔۔میں ٹھیک نہیں ہوں۔۔"
وہ دینے پہ ہاتھ رکھ کر سیڑھیوں پہ بیٹھنے لگی۔۔لہجہ ابھی بھی بھیگا تھا۔۔اُس میں متانت کا عنصر ابھرنے لگا۔۔۔

"I went through a lot.. please spare me! Please!!"

وقاص خاموشی سے وہاں سے گھوم گیا۔نور ماہ نے بھیگتی آنکھوں سے اُسے دیکھا۔وہ بند مٹھی اپنے ماتھے پہ لگائے بے آواز رو رہی تھی۔۔اِس وقت کسی کا بھی کچھ بھی کہنا مناسب نہیں تھا۔۔۔
نیوز چینلز پہ رات کو پیش آنے والا سانحہ زیرِ بحث تھا۔ہر نیوز چینلز پہ تین جماعتیں بن گئی تھیں۔ایک وہ جو اِس بات کے خلاف تھیں۔دوسری وہ جو اِس بات کے حق میں تھیں۔اور تیسری وہ جو neutral تھیں۔۔
"انتہائی بیکار ترین منصوبہ تھا۔"
بات کہ مخالفت والوں کا کہنا تھا۔
" کیا اُن کے پاس اور کوئی چارہ تھا؟"
دُعا بار بار رجاتی اور خضر کو دیکھ کر آتی۔۔وہ ابھی تک سو رہا تھا۔۔ربیعہ بیگم کو بابا سے یہ خبر

موصول ہوئی تھی وہ ۔ سے میں تھیں۔۔۔دُعا نے ل ۔ ھ کر اپنی ڈیوٹی کا آغاز کیا تھا۔۔ ہر کوئی عجیب وں سے اُسے دیکھ رہا تھا۔ہاؤس آفیسر اُس کی بلاوجہ کی مدد کر رہے تھے۔۔دُعا کے مریض کو ای اینچ۔او دیکھ ی تھا۔۔دُعا اُن کے رویوں پ حیرت سے ۔ کو دیکھتے کہنے لگی۔۔

" کیا مسئلہ ہے ۔ کے ساتھ؟"

جواباً کوئی کچھ نہیں بولا۔۔دُعا بھڑک گئی۔۔

" نہیں کیا؟؟ کیا اا؟ میرا شوہر بیمار ہے۔لیکن حیات ہے۔۔بیوہ نہیں ہوئی میں۔اچھا!!!"

نور ماہ ۔ کو دیکھتے کہنے لگی۔

"پلیز کوئی ۔ ا مناتے۔دُعا اپ ی ٹ ہے۔۔"

اور یہ سُنتے ہی دُعا غصے سے د ۔ تے منہ بنا کر بولتی ۔ ہر نکل گئی۔۔

"اپ ی ٹ ہے۔۔"

دُعا کوری ڈور میں تیزی سے چل رہی تھی۔۔خضر کے کمرے وہ ۔ ر ۔ ر چکر لگا رہی تھی۔۔ ۔ ہر بینچ پ وقاص بیٹھا تھا۔

اُس نے آہٹ پ دھیرے سے سر اُٹھا کر دُعا کو دیکھا۔۔

"Things are so platonic now... a Platonic friend?"

(چیزیں ابھی کافی افلاطونی ہیں۔۔افلاطونی دو ت ؟)

اُس نے خفگی سے دُعا کو دیکھ کر جھرجھری لی۔۔

دُعا کمرے کا دروازہ کھول کر ا ر چلی آئی۔۔وقاص نے اُٹھ کر شیشے سے دُعا کو دیکھا۔۔وہ بھرتے دل سے خضر کو دیکھتے اُس کے قری ۔ چلی آ رہی تھی۔۔۔رات سے لڑتے لڑتے وہ تھک

گئی تھی۔۔۔ ساری دن سے وہ تھک جاتی۔۔تو لوٹ کر اپنے چاند کے پاس آیا کرتی تھی۔۔۔خضر چہرہ زرد خشک تھا۔۔۔دُعا متورم آنکھوں سے اُسے دیکھتے اُس کے سامنے لگی۔۔۔چاند تو ساتھ ساتھ چلتا تھا۔آسمان پہ بھی اور اُس کے ساتھ بھی۔۔آج چاند کیوں ٹھہر گیا تھا؟ آج چاند زرد کیوں تھا؟ آج چاند جگمگا نہیں رہا تھا؟ چاند نہیں جگمگا رہا تو ستارے بھی جگمگانا بھول گئے تھے۔۔اُس نے خضر کا ہاتھ تھامتے اُس پہ ہاتھ رکھا۔۔

"میں نے تم سے کہا تھا۔۔" وہ سر جھکائے بیٹھی تھی۔۔پلکیں آنسوؤں سے بھیگ رہی تھیں۔۔۔

دھندلاتی آنکھوں میں نیٹی ج پہ اُسے خضر اور وہ ہاتھ پکڑے چلتے ہوئے آئے۔۔

دُعا نے مسکرا کر گھما کر سارا منظر دیکھتے ایک گہری سانس لی۔۔

" آہ۔۔۔سردیوں کی واک!"

کسی خیال سے اُس نے خضر کو دیکھا۔۔

"میں بتا رہی ہوں تم سامنے نہیں آؤ گے اُس کے۔۔" خضر نے مسکرا کر جھٹ سے پوچھا۔

"اچھا بتاؤ دنیا میں سب سے زیادہ روبوٹ ورک کہاں ہوتا ہے؟"

دُعا نے کورے چہرے سے اُسے دیکھا۔۔

"پتا نہیں۔۔"

خضر نے سادگی سے بتایا۔۔

"جنوبی کوریا۔۔تم ہار گئی۔۔" دُعا خفا ہوئی۔

"یہ کیا بات ہوئی۔" خضر گویا ہوا۔

"اچھا اگلا سوال۔۔" دُعا نے دلچسپی سے اُس کے ہاتھ میں اپنا ہاتھ پکڑے ہلایا۔

"ہاں پوچھو۔"

خضر نے اُسے دیکھا۔

ایمیزان میں ب سے زیدہ تعداد والا کون سا قبیلہ ہے؟"

دُعا کو پڑ پڑھی۔

"چا !!" اُس نے خفگی سے اپنا ہاتھ جھنجھلایا۔خضر ہنس پڑا۔۔

"بہت آسان سا جواب تھا۔۔ریڈ انڈ ۔۔"

دُعا نے جلتے ہوئے کہا۔۔

"اچھا اِس سوال کا جواب دو۔۔"

خضر اُس کی جا ب متوجہ ہوا۔۔

" مکھی کا انڈ ا کتنی دیر میں ہیچ ہوتا ہے؟"

خضر نے سادگی سے کہا۔۔

"بارہ گھنٹے!!"

اور دُعا کلس پڑی۔۔

"چا !!"

خضر قہقہہ اُس کے کانوں میں گو ۔۔

اب وہ خاموشی سے خضر کا ہاتھ تھامے چلتے ہوئے اُس کا بازو ہلا رہی تھی۔۔درخشاں آسمان تھا۔۔چاندنی نے اُسے اپنی جا ب متوجہ کیا۔۔وہ ٹھوڑی اُٹھا کر آسمان پہ دیکھنے لگی۔۔۔ستاروں سے بھرا رہ تھا۔۔ ستارے کی اپنے ستارے پہ تھی۔دُعا مسکراتے ہوئے کہنے لگی۔۔

"سوچتی ہوں ۔ ستارے نہیں تھے۔۔۔ اِس جہان میں کیا تھا؟"

خضر سر جھٹک کر اُس کا ہاتھ تھامے چلتا رہا۔

"بھول گئی۔۔ساتویں جماعت میں big bang کے متعلق پڑھا تو تھا۔۔کہ big bang کے بہت سال بعد ستارے بنے تھے۔چار سو ملین سال پہلے کے عرصے کو ڈارک ایجز کا عرصہ کہتے ہیں۔۔۔ اِس کائنات میں صرف hydrogen, lithium اور deuterium تھا۔۔۔پھر پہلا ستارا بنا پھر مزید ستارے بنے پھر ستاروں کو گریویٹی نے شیپ کیا۔۔"خضر کی بات کاٹتے دُعا فی الفور بولی۔۔

"چاند مجھے یو۔ایس میں اُس جگہ جانا ہے جہاں تخلیق دی کا ستاروں کا اور نظام شمسی کا ماڈل بنایا گیا ہے۔۔۔مجھے تم وہاں لے کر جاؤ گے۔۔۔"خضر نے اثبات میں سر ہلایا۔۔

"اللہ نے چاہا تو ضرور جائیں گے۔۔"

وہ موضوع بدلتے کہنے لگا۔۔

"ویسے تم نے کوئی فرمائش نہیں کی۔۔"دُعا نے چونک کر اُسے دیکھا۔۔

"کرتی ہوں۔۔۔"خضر کو ہنسی آئی۔۔

وہ بتانے لگی۔

"صبح Cannoli Pancakes کھلا دینا۔۔ابھی بلُو بیری پائی کھلا دو۔۔صحیح ہے؟؟"

خضر بڑے بڑے سر ہلانے لگا۔۔دبے دبے کھل کر ذرا ملے۔دُعا نے کنکھیوں سے اُسے دیکھا۔

"ایک بہت ہی عجیب لڑکی ہے۔۔جس سے مجھے بے حد محبت ہے۔۔جسے بلا وجہ بھوک لگتی ہے۔جسے بھی کچھ سمجھ نہیں آتی تب اُسے بھوک لگتی ہے۔۔"

ہرنی آنکھوں سے دھندلاہٹ لگی۔۔۔خضر مسکراہٹ ماضی میں رہ گئی۔۔زرد پڑ مردہ خضر اُس

کے سامنے پڑا تھا۔دُعا نے ڈ. تی آنکھوں سے اُسے دیکھتے اُس کا ہاتھ لبوں سے لگایا۔۔۔آنکھوں سے آ ٹوٹ۔۔

"مجھے نہیں پتا میں کیا کہوں۔اِسے تمہاری غلطی کہوں یا اپنی۔۔مجھے کچھ نہیں کہنا۔۔مجھے بس یہ کہنا ہے۔۔۔ٹھیک ہو جاؤ چا ۔۔میں اکیلی . سنبھالتے سنبھالتے تھک گئی ہوں۔۔"

وہ اُس کا ہاتھ دھیرے دھیرے چھوڑتے آرام سے ر لگی۔۔اُس نے ای گہری سانس لی اور اُٹھی۔۔ .ڑی ہمت جٹھا کر وہ پلٹی اور تیزی سے چلتے کمرے کے دروازے کی جا. آئی۔۔اُس نے دروازہ کھولا۔وقاص اُسے دیکھتے پیچھے ہٹا۔۔وہ .ہر آئی۔اُس نے دھیرے سے کمرے کا دروازہ بند کیا اور وقاص کو ا ازکرتے جانے لگی۔۔تبھی وقاص بولا۔

"تم نے live جانے والے پلان میں جا کو شامل کیوں نہیں کیا۔۔"دُعا رُکی اور پلٹی۔۔

اُس نے ای گہری سانس لے کر اُسے دیکھا۔۔

".ت 50-50 کی ہوئی تھی۔۔بتانے کی نہیں۔۔live میں گئی۔۔اکاؤ ٹ جا کا تھا۔ہوگئی حصہ رسدی. ا. ۔"

وقاص کو غصہ پڑھا۔۔اُس نے ضبط سے . اور مٹھیاں بھینچ لی۔۔

"اور پولیس کو خیر کیوں ہوئی؟"

دُعا دی ے گھما کر کچھ سوچ کر کہنے لگی۔۔

"امم شای۔۔۔مجھے کسی نے سیریس نہیں لیا تھا۔۔یہی تو ہوتا ہے ہم لوگوں کے ساتھ۔۔پولیس ہمیں کبھی سیریس ہی نہیں لیتی۔۔اِسی لیے میں live گئی تھی۔۔پتا ہے وقاص۔۔ز گی اور اِس د نے مجھے ای چیز تو سکھا دی ہے۔۔۔کہ اِس ز گی میں ہمیشہ ویسا نہیں ہوتا جیسا ہم نے پلان کیا ہوتا ہے۔۔کچھ چیزیں پلان کے مخالف چلی جاتی ہیں۔۔کچھ چیزیں کبھی مکمل نہیں

ہو پ تیں۔کچھ چیزیں ہمیشہ ادھوری رہ جاتی ہیں۔۔کچھ زخم کبھی نہیں بھرتے۔۔ز ن گی میں ہمیشہ ویسا نہیں ہوت جیسا ہم چاہتے ہیں۔۔آہ!!"اُس نے ذرا سر اُٹھایا۔۔

وقاص کو شدی قسم کا غصہ آرہا تھا۔۔ وہ اُسے کچھ کہہ نہیں پ رہا تھا۔دُعا پلٹنے لگی۔۔تبھی وہ بولا۔۔

"آرام کرلو۔۔"دُعا رُکی۔اُس نے دن پھیر کر اُسے دیکھا۔۔

"ایسی حا ت میں تمہارا کام کر نا منا ب نہیں۔۔"

دُعا نے مسکرا کر اُسے دیکھتے میں سر ہلایا۔۔

"نہیں۔میں کام کرنے کے لیے اِس وقت اچھی طرح سے تیار ہوں۔۔پتا ہے کیوں؟"

وقاص نے کرختگی سے ا. وکھڑا کیا۔

"کیوں؟"دُعا نے ہاتھ . ھتے بھوں سے خضر کی جا . اشارہ کیا۔۔

"میرا شوہر میرے لیے بہت .ڑی motivation ہے۔۔. . . میں اِسے دیـ ہوں۔۔مجھے احساس ہوت ہے۔۔اَ میں اِسے سنبھال سکتی ہوں۔۔تو میں . کو سنبھال سکتی ہوں۔۔۔اِس لیے تو میں صبح سے . ر. ر یہاں آرہی ہوں۔"

وقاص کا چہرہ کورا تھا۔۔ای دم کورا۔وہ بے ث چہرے سے اُسے دیکھ رہا تھا۔دُعا مسکرائی۔۔

"چلو میں جارہی ہوں۔۔بہت کام ہے۔۔اچھا!"اور یہ کہہ کر وہ جانے کے لیے پلٹ گئی۔۔

وقاص نے چند لمحوں بعد . سمجھی سے چہرے کے زاویے چینی کیے۔وہ دُعا کو دور جاتے دیکھ رہا تھا۔۔

"Plato versus Democritus?"

(Democritus یو.نی فلسفی۔۔جس سے افلاطون ت کرت تھا۔۔)

وقاص نے جھرجھری لی۔۔

"Situation is no more platonic!"

(صورتحال اب افلاطونی نہیں رہی!)

☆.....☆.....☆

"یہ چانٔ اُٹھ َ ی کیا؟" جہانٔ ی ب صا ب نے اُس کے کمرے کے ب ہر واویلا کیا ہوا تھا۔۔ڈعا ا ٔ رکمرے میں stethoscope کے ذریعے خضر کا معائنہ کر رہی تھی۔۔اُس کے ہونٔ ٹ بے تہاشا خشک تھے۔۔ماتھے پ نوک میں کٹے ب لَ ے تھے۔۔۔خضر آنکھوں میں کوئی ی ٔ ثنہیں تھا۔۔

ڈعا نے stethoscope ہٹا ی۔۔وہ اُس سے کہنے لگی۔۔

"مجھے یقین ہے تمہیں درد نہیں ہو رہا ہو گا۔۔وقفیو قفے سے ہم نے تمہیں انجیکشن دیئے ہیں۔۔کیا میں صحیح کہہ رہی ہوں؟"

ہت بھرے ا ٔ از میں اُس نے پلکیں جھپکیں۔۔

"لیکن بی۔پی لو ہے تمہارا۔۔"ڈعا نے سادگی سے اُسے دیکھتے بتا ی تھا۔۔

"ابھی کچھ ٹیسٹ ہوں گے تمہارے ٹھیک ہے؟"

خضر نے دو ب رہ سے پلکیں جھپکیں۔۔

وہ مزی کچھ کہے ب ہر جانے کے لیے پلٹ گئی۔۔جیسے ہی ڈعا ب ہر آئی۔۔جہا ٔ ی ب صا ب اُسے دیکھتے بولے۔۔

"ہاں جاؤں کیا ا ٔ ر؟"ڈعا مصروفیت سے تیزی میں جانے لگی۔۔

"ابھی نہیں کچھ ٹیسٹ ہو جا ۔۔"

جہانزیب صاحب تلملا پڑے۔۔

"یہ کیا بدتمیزی ہے۔۔ایسے اپنے باپ کو کوئی مخاطب کرتا ہے۔۔۔"

ساتھ کھڑے وقاص نے اُن کے شانے پہ ہاتھ رکھتے دھیرے سے کہا۔

"انکل وہ فلحال صرف ایک ڈاکٹر ہے۔۔"

وقاص جہانزیب صاحب کو ٹھنڈا کرتے بٹھا رہا تھا۔۔

"نہیں نہیں۔۔آپ کو ایک بات بتاتا ہوں۔۔۔آپ کو پتا ہے جلیل سومرو کو میری لاء فرم سُو کرنے والی ہے۔۔"اُس کا نام سُنتے ہی جہانزیب صاحب تپ اُٹھے۔۔

"اُس بے غیرت کے بچے کا نام مت لے۔۔"

وقاص نے بڑے تحمل سے کہا۔۔

"انکل بات تو سُنیں۔۔"

جہانزیب صاحب خاموش ہوئے۔

"نہیں مجھے تُو یہ بتا۔وہ دلال ابھی تک پکڑا کیوں نہیں گیا؟اُس کو کسی نے پکڑا کیوں نہیں؟"

وقاص نے ایک گہری سانس لی اور کہنے لگا۔

"کیونکہ انکل ابھی تک دُعا اور خضر کی بنائی جانے والی وڈیو سے یہ بات ثابت نہیں ہوتی کہ اُس میں جلیل سومرو کا ہاتھ تھا۔"جہانزیب صاحب مزید تپے۔۔

"اور وہ حرامی پروفیسر وہ؟وہ اُس کا دوست نہیں؟"

وقاص نے اثبات میں سر ہلایا۔۔

"ہے انکل بالکل ہے۔۔لیکن اُس نے ابھی تک یہ بات تسلیم نہیں کی کہ اُسے یہ سب کرنے پہ جلیل سومرو نے مجبور کیا تھا۔۔اور جلیل سومرو کوئی عام آدمی نہیں ہے۔۔جسے ہم یونہی گرفتار کر

کے لے جا ۔۔آپ شکر کریں اُس کا ۔ اِس وقت پولیس کسٹڈی میں ہے۔۔نہیں تو یہ بھی مجھے ممکن لگ رہا تھا۔۔خضر زخمی ہوا ہے۔۔اِس لیے مسئلہ ذرا سنگین ہو یہ ہے۔۔"

جہا ۔ صا ۔ سر جھٹک کر خاموش ہو گئے۔

"اچھا۔۔تم لوگ ہی دیکھو اِن کو۔۔مجھے تو بس میرے بچوں کی فکر ہے۔۔"

جہا ۔ صا ۔ ہنوز فکر مند تھے۔

"میرے گھر کے فرد میرے لیے دیوار کی طرح ہیں۔۔ہم چار ا گھر کی چار دیواری کی ما ہیں۔اور اَ اِس دیوار میں سے ا دیوار بھی ی۔۔تو میرا گھر تباہ و ۔ د ہو جائے گا۔۔"

وقاص خاموشی سے اُن کی سُن رہا تھا۔۔

"بیٹھے بٹھائے کچھ کچھ ہو جا ہے۔۔سمجھ نہیں آ ۔۔ہم کسی کو چھیڑتے نہیں۔۔کچھ کہتے نہیں۔۔۔پھر لوگ ہمارا پیچھا کیوں نہیں چھوڑ دیتے۔۔پہلے رشتے داروں کی سیا کم تھی کیا؟ جواب سیاستدان ہمارے پیچھے پڑ گئے۔۔ہم تو بھئی ا متوسط طبقے کے شریف سے لوگ ہیں۔۔ہمارا اِس سے کیا دینا؟"

وقاص نے اثبات میں سر ہلا یا۔۔

" لکل۔۔"

اُس نے اگلے ہی لمحے بات ۔ لی۔

"آپ کو پتا ہے میرے پس ا اور کیس آ یہ ہے۔۔" جہا ۔ صا ۔ اُس کی طرف متوجہ ہوئے۔

"اچھا۔۔"

وقاص اُنہیں بتانے لگا۔۔

"میاں بیوی کا سالوں سے جھگڑا تھا۔ میاں کو بیوی پ شک تھا کہ اُس کا معاشقہ اُس کے بھائی کے ساتھ ہے۔۔ آئے دن چھوٹی موٹی لڑائی ہوتی رہتی تھی۔ ای دن بہت لڑائی ہوئی اور رات کو شوہر نے خودکشی کرلی۔" جہان ی ب صا ب جھٹ سے بولے۔

"ظاہر ہے ایسی زن گی سے مرجان ہی بہتر تھا۔۔۔"

"نہیں انکل۔۔" وقاص فوراً سے بولا۔۔

"انکل رپورٹس کے مطابق اُس نے نیند کی گولیاں کھائی ہیں۔۔ مجھے لگ رہا ہے۔۔ اُس نے نیند کی گولی نہیں کھائی۔ کیو میرے ذرائع کے مطابق وہ ایسا ان نہیں تھا کہ خودکشی کرت۔۔"

جہان ی ب صا ب نے بھوں پ ڑھالی۔

"تو نیند کی گولیاں نہیں کھا تو پھر رپورٹ میں کیسے آ ی ؟"

وقاص بتانے لگا۔

"انکل۔۔ آج کل ایسے ایسے خطرن ک انجیکشن ملتے ہیں آپ سوچ نہیں ت۔۔۔ ہوسکتا ہے اُس کی بیوی نے اُس کو benzodiazepine کا انجیکشن لگا دی ہو۔"

"مطلب؟" جہان ی ب صا ب کو تجسس ہوا۔۔

وقاص نے جہان ی ب صا ب کی آنکھوں میں دیکھا۔

"انکل ش ب بیداری سے ت کے لیے یہ ڈرگ استعمال ہوت ہے نیند کی گولیوں میں۔۔"

جہان ی ب صا ب کا حیرت سے منہ کھل ی۔۔

"توبہ توبہ د اتنی مکار ہے۔۔"

"اور انکل وہ تو intestate۔۔ یعنی بلا وصیت کیے مر ی۔۔ یہ قتل پلا ٹ تھا۔۔ اور اِس قتل میں صرف اور صرف مقتول کے بھائی اور بیوہ کا فا ہ ہے۔۔"

جہانزیب صاحب سخت قسم کا پریشان ہو گئے۔۔

"تو تُو اب فوجداری مقدمہ لڑے گا؟"

وقاص نے سر کو خم دیا۔۔

"جی انکل۔۔پہلے میں سوچتا تھا Solicitor بننے میں سکون ہے۔لیکن وہ آسان کام ہے۔۔۔پھر دیوانی بھی نارمل ہی تھا۔صحیح مزہ فوجداری کا ہے۔"

(Solicitor وہ وکیل جس کا کام صرف مشاورت دینا اور قانونی کاغذات تیار کرنا ہو اور جو عموماً عدالتی کاروائی میں حصہ نہ لیتا ہو۔)

پھر وقاص اور جہانزیب صاحب کی گفتگو کا یوں آغاز ہوا کہ ختم ہونے کا کوئی امکان ہی نہیں آتا تھا۔۔

"انکل اُس عورت نے اپنے میاں کو اتنا ٹارچر کیا کہ اُس کا ہارٹ ہی فیل ہو گیا۔۔"

جہانزیب صاحب نے صدمے سے دل پکڑ لیا۔۔۔وہ کہنے لگے۔

"یہ عورتیں ہی مردوں کو دل کی بیماریاں لگاتی ہیں۔۔تحقیق کے مطابق زیادہ دل کے امراض ہوتے ہی مردوں کو ہیں۔"

"بہت ہی زیادہ غلط بات ہے۔۔" دُعا ہاتھ میں رپورٹ پکڑے اُن کے سامنے چلی آئی۔۔دونوں نے چونک کر سر اُٹھایا۔۔دُعا ہاتھ باندھنے لگی۔۔

" آپ کو پتا ہے عورتوں کو زیادہ دل کا مرض کیوں نہیں ہوتا؟ کیونکہ اِس میں اللہ کی ایک مصلحت ہے۔۔اور اُسے آج بھی سائنس ثابت کر رہی ہے۔۔عورت کا دل مرد کے دل سے چھوٹا ہوتا ہے۔صرف سائز میں۔۔۔کوئی کچھ اور مت سمجھے۔۔۔عورت کے دل کے جو چیمبرز ہوتے ہیں اُن کی والز پتلی ہوتی ہیں۔۔اور عورت کا دل مرد کے دل سے زیادہ تیزی سے

دھڑکتا ہے۔۔ جب عورت کو اسٹریس ہوتی ہے تو اُس کا pulse rate مرد کے مقابلے زیادہ تیز جاتا ہے۔۔اور بمقابلہ مرد اُس کی جان کو زیادہ خطرہ ہوتا ہے۔۔اور CAD (Coronary Artery Disease) کی تشخیص بھی عورت میں مشکل سے ہوتی ہے۔۔

بہت ہی بُری بات ہے ابو۔۔بہت ہی بری بات ہے وقاص۔۔آپ دونوں کی باتوں نے میرا دل بہت دکھایا ہے۔۔"وقاص اور جہانزیب صاحب کچھ کہنے ہی لگے۔۔ دُعا رنجیدگی سے پلٹ گئی۔۔جہانزیب صاحب نے گھور کر وقاص کو دیکھا۔۔وقاص خفا ہوا۔۔

"انکل۔۔مجھے کیا یہ لُک دے رہے ہیں۔۔آپ نے بنا سوچے سمجھے یہ بولا تھا۔۔میں نے تو بس ایک کیس سنایا تھا آپ کو۔۔آپ نے خوامخواہ سارا ملبہ عورت ذات پہ ڈال دیا۔۔"

جہانزیب صاحب نے وقاص کی گدی پہ ایک چماٹ رسید کیا۔

"چپ کرو۔۔"سینسر۔۔۔

سینسر کرنا ہی ضروری تھا۔وقاص نے ناراضی سے اُنہیں دیکھا۔۔

"یہ زیادتی ہے انکل۔۔"

☆.....☆.....☆

دُعا کے سینئر خضر کا پیپر چیک اپ کرنے آئے تھے۔۔اُس کا بلڈ پریشر کافی لو تھا۔وقاص ہاتھ میں موبائل پکڑے جہانزیب صاحب کے ساتھ وڈیو دیکھ رہا تھا۔۔ اسپتال میں صبح سے وہ دونوں ہی موجود تھے۔دُعا نے جب کوا سپتال آنے سے منع کیا تھا۔۔دُعا باہر چلی آئی۔۔

عروہ کی آواز موبائل سے باہر آرہی تھی۔۔غالباً کوئی وڈیو چل رہی تھی۔دُعا اُن کی جانب چلی آئی۔۔اُس نے سر جھکا کر دیکھا۔۔

"اگر کسی نے مجھ پہ انگلی اُٹھائی تو پھر اُس کی اور میری ملاقات سیدھا کورٹ میں ہو گی۔ایک

ا یں کو کورٹ میں دھکیلوں گی۔۔۔میں وہ ہوں جو کالی بھیڑوں کے خلاف عدالتوں میں لڑی ہوں۔۔میں وہ ہوں جو جیل گئی ہوں۔۔میں وہ ہوں جس نے حق اور سچ کے لیے گولی کھائی ہے۔۔میں وہ ہوں جو اِس معاشرے اور اِس کی بے بنیاد روایتوں سے لڑی ہوں۔۔میں وہ ہوں جس کی عزت کو اِس ملک کی سو کالڈ مقدس اور معزز عدالتوں میں اُچھالا گیا ہے۔۔۔اور میں اِس سب کے باوجود ڈٹی رہی ہوں۔۔اور اِن سب سے لڑتے ہوئے میں کبھی نہیں ڈری۔۔گاؤں کی دیہاتی جاہل عورت بھی اُٹھ کر گوبر کے اُپلے اپنی دیوار پر لگاتی ہے۔۔اپنا گند اپنی ٹائم لائن پر محدود رکھیں۔میری ٹائم لائن پر گند پھیلانے کی ضرورت نہیں ہے۔۔نہیں تو ا یں ا یں کو کورٹ میں دھکیلوں گی۔ا یں ا یں کی آئی۔ڈی کو پکڑوں گی۔۔۔۔"

دُعا کہنے لگی۔۔

"یہ تو وہ کیس ہے نا تمہاری فرم کا۔۔"وقاص نے اثبات میں سر ہلایا۔۔

"ہاں وہی ہے۔۔"

دُعا نے فوراً پوچھا۔۔

"لیکن۔۔"اُس نے بات درمیان میں چھوڑ کر کھولے۔۔

"یہ عروہ تمہاری فرم کا۔۔"وقاص نے سر اُٹھا کر اُسے دیکھا۔۔

"میرے سینئر associate اِس کے بھائی ہیں۔۔وہی نیپوٹزم۔۔"

دُعا خفا ہوئی۔۔

"اِس میں نیپوٹزم والی کیا بات ہے۔۔جو عروہ کر سکتی ہے وہ کوئی نہیں کر سکتا۔۔"

وڈیو سے آواز آ رہی تھی۔۔

"رہی بات مجھ سے پوچھ رہے ہیں میرا دُعا ادریس اور خضر جہانگیر صاحب کے کیس سے

تعلق ہے کہ نہیں تو میرا جواب ہے۔۔"

. وڈیو کی جا . متوجہ ہو گئے۔۔

"میرا تعلق ہے۔میرا تعلق اِس ملک کی ہر اُس بچی سے ہے۔جس کے ساتھ زیدتی کی جاتی ہے۔۔۔"

جہا . صا . حیرت سے بولے۔۔

" کتنی تیز ہے۔۔کیسے بت گھما گئی۔۔"

"دوسروں کی بہنوں بیٹیوں کی عزت پ ہاتھ ڈالنے والوں تم لوگوں کو شرم آتی ہے؟ کبھی کسی کی بہن بیٹی کو چھیڑتے یہ سوچا ہے کہ کبھی یہ . تم اپنی ماں کے ساتھ کر ت ہو؟ بہن کے ساتھ کر ت ہو؟ نہیں۔۔نہیں کر ت کیو وہ تم پ حرام ہیں۔اِسی طرح دوسرے کی بہن بیٹی بھی تمہارے لیے حرام ہے . ت کہ تم اُسے اپنے نکاح میں لے کر آؤ۔۔ . ت کہ نہ تم اُسے اپنی عزت بناؤ۔۔۔کسی کی معصوم بچی پ الزام لگاتے تھوڑا اسے خوف کریں۔تھوڑا ا کا خوف کریں۔اور جلیل سومرو صا . ۔۔میری آپ سے ارش ہے۔۔۔آپ وہی کریں جو آپ نے . ریہ کے قاتل کے لیے میڈیہ سے گفتگو کرتے اسکرین پ کہا تھا۔"

اُس نے جلیل سومرو کی وڈیو ئی۔۔

"میں اللہ کی قسم کھا کر کہتا ہوں۔۔میں . ریہ کے قاتل کو سولی پ پڑھاؤں گا۔۔ا ء اللہ اُس معصوم بچی کے قاتل کا ا م عبرت ک ہوگا۔۔۔جلیل سومرو . ریہ اور اُس کے خان ان کے ساتھ کھڑا ہے۔۔۔"

عروہ نے اسکرین کی جا . دیکھا۔۔

"تو جلیل سومرو اب اللہ سے کیا ہوا وعدہ پورا کرنے کا وقت ہے۔۔۔حدیث پ ک میں آ ت

ہے۔۔۔جو لوگ اللہ سے وعدے کر کے توڑتے ہیں۔۔اللہ اُن پ دشمن مسلط کر دیتا ہے۔۔۔جلیل سومرو یہ وقت اپنا وعدہ نبھانے کا ہے۔نہیں تو یہ عوام آپ پ دشمن بن کر مسلط ہو جائے گی۔۔اور پھر دیکھتے ہیں اگلے الیکشن ویلڈ َ میں سوری میرا مطلب ہے ووٹنگ میں عوام آپ کا ساتھ کیسے دیتی ہے!"

وہ سانس یٰ کے لیے رُکی۔۔

"اور جو لوگ میرے متعلق َ ٹ ٹ افواہیں پھیلا رہے ہیں۔انہیں میں بتادوں۔۔مجھے اِن کی ٹکے کی بھی پ واہ نہیں ہے۔۔۔کیو ۔۔جن کے دشمن ٰ ہوں۔۔بھلا وہ کیسی ت قی کرتے ہیں؟ . . کتے بھونکیں تو شیر پلٹ کر نہیں دیکھتے۔مجھے کوئی پ واہ نہیں ہے کسی کی۔۔میں کسی کو کچھ نہیں کہوں گی۔۔ اَ میرے بھائی کے متعلق کسی نے ب ت کی۔۔وہ بھی جھوٹی اور بے ٰ د تو پھر تھانوں اور عدالتوں کے چکر کاٹنے کے لیے تیار ہو جایئے۔۔"

دُعا نے ای سرد آہ بھری اور جانے کے لیے پلٹی۔۔اُس نے قدم اُٹھای۔۔

جلیل سومرو نے پ پ سادھ لی تھی۔اُس کے حمایتی اُس کے حق میں کھڑے تھے۔۔دُعا کے متعلق َ ٹ قسم کی ب تیں کی جا رہی تھیں۔۔۔شہر کراچی میں ہمیشہ کی دو َ وہ بن چکے تھے۔۔ای مہاب اور ای سندھی۔۔دونوں پ رٹیوں کا جوش و ٰ بہ عروج پ تھا۔۔۔ذرا ذرا سی ب ت پ دنگے ہو رہے تھے۔۔۔دُعا کو جان سے مارنے کی دھمکیاں دی جا رہی تھیں۔۔اُس کے متعلق ایسے ایسے بیہودہ الفاظ سوشل میڈ ی پ کہے جا رہے تھے جو شریفوں کے لیے ٰ قابلِ ب داش ت اور انتہائی ہتک آمیز تھے۔۔۔

چلتے چلتے دُعا کا دل بھرنے لگا۔۔

"اَ ہم ڈاکٹر نہیں بچیں گے تو تم بھی نہیں بچو گے۔۔اُس کی عزت کا خیال کرو۔۔ڈاکٹروں کی

عزت کیا کرو۔۔یہ ڈاکٹر اپنے گھر سے متِ خلق کا بہ لے کر ت ہے۔۔یہ ر
ذات اور دین کی بناہ پ کام نہیں کرت ۔۔۔یہ ا کی مت کرتا ہے۔یہ آدم کی اولاد کی
 مت کرت ہے۔۔عزت کیا کرو اِس کی۔۔کسی کی عزت کرنے میں کچھ لاَ ت نہیں
آت ۔۔۔عزت کیا کرو اِن کی۔۔۔اِن کو تو مسیحا کہتے ہیں۔۔ مسیحا تو صلیب پ ڑھتے
ہیں۔قر نی دیتے ہیں۔۔کیا تم لوگوں کو ڈاکٹروں کی قر ں نہیں آتیں؟" وہ تھکی ہاری
ڈگمگا کر بینچ پ بیٹھی۔۔

"No we don't want to be a savior, let us be human please!!

غبار اور ضبط کی تھیلی بھر گئی۔۔

"Let us be human please."

اشک آنکھوں سے ٹوٹ کر پلکوں سے پ رہوتے گال پ اُ ت ے۔۔

"Let us be human please."

"ہم ا ن ہیں۔۔ہم سرکاری زم ہیں۔۔لیکن پبلک پ ا ٹی نہیں ہیں۔۔ہماری ا ی
عزت ہے۔۔۔پلیز ہماری عزت کرو۔۔۔پلیز مسیحا جتنی نہیں تو ا ی عام ا ن
جتنی۔۔۔ہم پ ڑھائی سے لے کر پ یکٹیس ت بہت کچھ دا ش ت کرتے ہیں۔۔۔یہ ہے
ہماری ز گی۔۔۔کوئی ہماری یہ ز گی ٹی۔وی اسکرین پ کیوں نہیں لات ۔کوئی کیوں یہ نہیں بتات
ہمیں کس سے ز پ ڑت ہے۔۔"

وہ ہچکیاں ی لگی۔۔۔وہ ہچکولے ی ت کرب سے ی پ ہاتھ ر لگی۔۔

"کوئی قتل ہو جائے تو ڈاکٹر رپورٹ بنائے۔۔پھر عدا ت میں رپورٹ کے متعلق گواہی
دے۔۔تو ملزم آزاد۔۔اِسے بلیک میل کرو۔اِسے گھر میں گھس کر مارو۔اِس کی تنخواہ میں ت خیر

کرو۔۔اِس کے احتجاج میں اِس کو ڈ ٹ ے مارو۔۔۔اِس کو لہولہان کرو۔۔اِس کو مافیہ قصائی حرام کھانے والا کہو۔۔۔اِسے عوام کا خون چوسنے والا کہو۔۔اُس کے شعبے کو لُوٹو پ وفیشن کہو۔۔۔اور۔ ۔ جان پ ۔ ت آئے۔۔۔تو ت ۔ بھی یہی آ ت ہے۔۔۔اور اِس کے ۔ وجود وہ تمہارا علاج کرت ہے۔۔۔۔مسیحا نہیں تو ۔ سہی۔۔۔ پ کستانیوں ہمیں ا ن تو سمجھو!!"

وہ حلق کے بل جھک کر دبی دبی آواز سے چیخی تھی۔۔۔چہرہ سرخ تھا۔آ وٴں سے بھر چکا تھا۔۔۔ہلکوں اور چہرے کی پیلاہٹ کے ۔ ۔ چہرہ نیلا سرخ سا لگنے لگا تھا۔۔

"ا ن تو سمجھو!!"

سسک گونج بج گئی۔۔۔

"سمجھو۔۔ا ن!!"

اُس کی ز ۔ گی اور اُس کے ملک کی یہ تلخ حقیقت تھی۔۔وہ قوم اپنے ڈاکٹروں کی ۔ لکل بھی عزت نہیں کیا کرتی تھی۔۔۔وہ کتنا چیختی وہ کتنا تی۔وہ جہاں مرضی جا کر اپنے ساتھ ہوئے ظلم کی گوہار لگاتی۔۔۔اُس کا دکھ سالوں سے آنے والے ہر ڈاکٹر کا دُکھ تھا۔۔اُس پ اُس سے بھی ۔ ی تلخ حقیقت یہ تھی۔۔کہ وہ دُکھ سالوں بعد بھی۔۔آج بھی ویسا ہی تھا۔۔۔

☆.....☆.....☆

دُعا وقاص کے ساتھ کمرے میں داخل ہوئی۔۔۔

"تھوڑا سا رہ َ ی ہے۔۔۔"

سامنے کا منظر دیکھ کر وہ ذرا چو ۔۔عروہ ہاتھ میں پلیٹ پکڑے ۔ ا۔ میں بیٹھے ا ی مرد کو کہہ رہی تھی۔۔۔وہ سر جھکائے بیٹھا کوئی فائل پ ڑ ھ رہا تھا۔۔

"سر۔۔"

وقاص بمشکل بولا۔دونوں نے سر اُٹھا کر دیکھا۔۔ساتھ بیٹھے دونوں چہرے ای دوسرے سے مشابہت ر تے تھے۔۔دیکھنے کا ا ازبھی ای جیسا تھا۔۔عروہ کا دُعا کو دیکھ کر چہرہ کھلکھلا ی۔۔۔

"ارے دُعا تم!!"

وقاص احتجاجاً مسکرا کر بولا۔

"سر آپ پہلے کھا کھالیں۔۔۔"

جواباً اُس نے کہا۔

"نہیں آجاؤ۔۔" اُس نے اب عروہ کو دیکھا۔۔

"عروہ بس کرو۔۔مجھے ابھی کام کر ہے۔۔"

"بھائی ای رہ َ ی ہے۔۔" اُس نے متا ت سے ہاتھ میں پکڑا نوالہ اُسے دکھای۔دُعا اور وقاص سادگی سے اُن دونوں کو دیکھ رہے تھے۔۔دیکھنے سے لگتا تھا۔۔غالباً وہ کھانے میں چور تھا۔۔

وہ عروہ سے سنجیدگی سے دھیرے سے بولا۔

"عروہ میں جا ت نہیں آں۔۔"

دُعا نے ماتھے پ بل ڈالے۔

"یہ کیسی ز ب ن ہے؟"

" ے جا ت ایں میرے!!"

"تھوڑی تھوڑی پنجابی لگ رہی ہے۔۔"

اب اُس نے سامنے کھڑے وقاص اور دُعا کو دیکھتے ی کا اشارہ کیا۔۔

"پلیز ہیو آ یـ ڈ !"دُعا اور وقاص خاموشی سے نیـ ٔ لگے۔۔عروہ نے ہنوز نوالہ ویسے کا ویسے ہی پکڑا تھا۔۔اب کی بـ ر اُس آدمی نے اُسے دیکھا۔۔

"عروہ یہ کھاسا انپر وفیشل طر کا رہے۔۔"

عروہ نے ذرا تیوری پـ ڑھائی۔۔

" کیا آپ جو ابھی اِنہیں مشورہ دیں گے اُس کی فیس چارج کریں گے؟" وقاص اور دُعا کے دیـ ے پھیلے۔۔۔

اُس آدمی نے میں سر ہلا یـ۔

"نہیں۔۔"

عروہ نے جھٹ سے پوچھا۔

"پھر یہ کام پـ وفیشنل کیسے ہے؟"

وہ آدمی وقاص کو دیکھتے شرمندہ ہوا۔۔

"وقاص۔۔"

عروہ نے سادگی سے کہا۔۔

"پلیز فارمل ہونے کی ضرورت نہیں۔۔ بـ ت کریں۔۔بس یہ دو نوالے رہ گئے ہیں۔۔۔"

اُس آدمی نے بیزاری سے عروہ کو دیکھا اور ٔ چاہتے ہوئے بھی اُس نے ہامی بھری۔۔

"اچھا۔۔"

عروہ نے اب دُعا کو دیکھا۔

"خضر کیسا ہے؟"دُعا نے بـ کھولے۔۔

"بس بی۔پی لو ہے تھوڑا۔۔۔ابھی کچھ دیـ پہلے ایـ خصوصی اپـ ل میں شفٹ کیا

ہے۔۔رات کوتو ایمرجنسی ہوگئی تھی تو گورنمنٹ میں ہی رکھنا پڑا تھا۔۔"

عروہ نے اثبات میں سر ہلایا۔

"ہاں۔۔"

وہ نوالہ اُس آدمی کے منہ تک لے کر گئی۔۔

وقاص عروہ کے دھونس پہ خاموش بیٹھا وقفے وقفے سے اُس آدمی کو دیکھ رہا تھا۔کسی خیال سے اُس آدمی نے وقاص کو دیکھا۔۔

"میں بڑا ہوں وقاص۔"

وقاص کو ہنسی آئی۔۔ ضبط کر گیا۔۔تو وہ اُس کی چھوٹی بہن تھی۔۔

" گھر میں بھی دھونس۔۔"

عروہ دُعا سے پوچھ رہی تھی۔

" کچھ لوگی؟"

جواباً دُعا نے فوراً سے کہا۔۔

" کافی!"

وقاص نے گھور کر اُسے دیکھا۔۔

" کتنی کافی پیو گی آج!!"

عروہ یہ سُنتے فوراً سے بات کاٹ کر بولی۔۔

"ارے کوئی مسئلہ نہیں۔۔۔میجر صاحب ہمارے بڑے بھائی ہیں۔۔اُن کا کہنا ہے۔۔ایک تحقیق کے مطابق کافی پینے والے لوگ دوسرے لوگوں کے مقابلے زیادہ پرسکون رہتے ہیں۔۔اور ایک میڈیکل کا طالب علم یہ بات مجھ سے بہتر جان سکتا ہے کہ کافی ہمارا

cognitive function مضبوط کرتی ہے۔۔Cognitive function سے مراد دماغی قابلیت ہیں۔۔جیسے فیصلے کرنا۔۔سوچنا سمجھنا اور مسئلے حل کرنا۔خصوصاً ریاضی کے۔اِس لئے کافی ہی منگواؤ۔۔شکر ہے انگریزوں کی کسی ایجاد نے تو ہمیں نفع پہنچایا۔۔"

اُس کے بھائی نے اُسے دیکھا۔۔

"کافی کا origin عرب ہے۔۔اور ایک وہ بھی وقت تھا جب عیسائیوں نے اِسے پینے پر حرام کا فتویٰ لگایا ہوا تھا۔"

عروہ نے اُس کی انسنی کی۔

دُعا فوراً سے بولی۔۔

"میرے لیے تو کافی ڈرگ ہے۔۔وہ ڈرگ جو مجھے جگا کر رکھے۔۔۔"

دُعا کے لیے عروہ کے بھائی نے کافی منگوانے کا کہا تھا۔کافی آئی تو وہ بنا کسی تمہید کے دُعا کی طرف آیا تھا۔

"ابھی کچھ دیر پہلے جلیل سومرو کا انٹرویو میں نے دیکھا۔اُس کے انٹرویو سے کہیں سے بھی یہ محسوس نہیں ہو رہا تھا کہ وہ اپنے بیٹے کے لیے اسٹینڈ لے گا۔۔اُس نے بحیثیت باپ کے اُس کے لیے وکیل ہائر کر دیا ہے۔اور یہ بھی ٹھیک ہے۔۔ملزم ہو یا مجرم دونوں کو ایک بار اپنی صفائی کا موقع ملنا چاہیے۔۔"اب اُس نے وقاص کو دیکھا۔"لاطینی اصطلاح میں اِس کو کیا کہیں گے ؟"

وقاص ذرا چونکا اور پھر بولا۔

"Audi alteram partem."

اُس نے داد دیتے اثبات میں سر ہلایا۔

"شا ش۔۔وکلاء کولاطینی اصطلاحات کا استعمال کر چاہیے۔اچھا ش پ ہے۔"

وہ سانس ی کے لیے ٹھہرا۔۔وہ بغور اُس کی سُن رہے تھے۔۔

" پ وفیسر کا تو fabrication کی وجہ سے سیدھا سیدھا لائسنس کینسل ہو گا۔۔لیکن وہ ا ی الگ مقدمہ چلے گا۔۔ظاہر ہے عدالتوں میں جج کیوں بیٹھے ہیں کیس سُننے کے لیے بیٹھے ہیں۔یہ اُن کی رزق روٹی ہے۔۔"

دُعا کچھ سوچتے پوچھا۔۔۔

"لیکن پ وفیسر نے اب جلیل سومرو کا م کیوں نہیں لیا؟"

اُس نے سر جھٹکے مسکرا کر فائل کا صفحہ پلٹا۔۔

"ہمیں خبر ہے لُٹیروں کے ٹھکانوں کی

شریکِ جُرم نہ ہوتے تو مُخبری کرتے"

"جی؟" دُعا نے سمجھی کا د ی۔اُس نے سر اُٹھا کر اُسے دیکھا۔

" پ وفیسر کی ای فیملی ہے۔ پ وفیسر کی ای ز گی ہے۔۔تم تصور کرو پیچھے سے جلیل سومرو اُن کا کیا حال کر سکتا ہے۔۔۔اشراف کی دوستی جتنی وت مند ہے۔۔اُن کی دشمنی اُتنی ہی قہر آور ہے۔۔اور اَ آج اُس نے جلیل سومرو کا ساتھ دی ۔۔تو کچھ عرصے بعد اُس کا لا بحال ہو جائے گا۔ اَ اُس نے جلیل سومرو کو بھی چھوڑ دی ۔۔تو ای تو وہ جیل بھی کاٹے گا۔۔دوسرا اپنے پ وفیشن سے بھی جائے گا۔۔اُس کی بھلائی اِسی میں ہے کہ وہ اپنا منہ بند کر کے بیٹھے۔۔نہیں تو اَ اُس کے کالے چٹھے کُھل گئے۔تو پی۔پی۔سی کی شا ی ہی کوئی دفعہ ہو گی جو اُس پ لگائی جائے۔۔کیس کا verdict کچھ بھی ہو۔ ای ت میں تمہیں یقین سے کہہ سکتا ہوں۔۔جلیل سومرو کا اِس میں کوئی م نہیں آئے گا۔۔اور اَ اُس کا م آ ی تو میں

وکالت چھوڑ دوں گا۔۔"دُعا بے اختیار بولی۔۔

"وکالت چھوڑ کر آپ کیا کریں گے؟"

چہرہ سنجیدہ تھا۔۔

"شاید تمہیں اندازہ نہیں میری بہن کی ایک وڈیو پہ کتنی ریٹنگ۔۔"

عروہ نے فوراً سے اُس کے منہ پہ ہاتھ رکھ دیا۔۔وقاص کو ہنسی آئی۔۔اُس نے منہ دائیں طرف پھیر لیا۔۔اُس کے بھائی نے اُسے سخت ناراضی سے دیکھتے اُس کا ہاتھ ہٹایا۔

"یہ کیا بچپن ہے؟"

عروہ سنجیدہ مسکراہٹ سے دُعا کو دیکھتے کہنے لگی۔۔

"میرے بھائی کا سینس آف ہیومر بہت اچھا ہے۔"

اُس کے بھائی نے سنگینی سے اُن دونوں کو دیکھتے تردید کی۔۔

"No, she's lying, I'm the most serious person in my family."

عروہ نے مزید کوئی تبصرہ نہیں دیا۔دُعا زبردستی سے مسکرائی۔۔

وہ اب پھر سے دُعا کی جانب متوجہ ہوا۔

"تمہاری جو چیٹس ہیں وسیم کے ساتھ۔اُن کا کمپنی سے ٹیسٹ ہوگا۔وہ عدالت میں پیش کی جائیں گے۔۔لیکن میں وہ چیٹس دیکھ چکا ہوں۔۔عدالت میں پیش کرنے کے بعد بھی جلیل سومرو کا نام یقیناً بہت ہی مشکل ہے۔۔براہ کرم اِس میں عدالتوں کو اور judiciary کو قصور وار مت سمجھیئے گا۔۔عدالتیں وکلاء اور جج صاحبان دونوں سے مل کر بنتی ہیں۔۔بظاہر یورا فوکس جج صاحب ہیں لیکن سچ کہوں۔۔وکیل عدالت میں اُس بادشاہ کی طرح ہے جس کے سر پہ تاج نہیں ہوتا۔جج اگر اپنے تجربے سے یہ بات بھی معلوم کر لے کہ مجرم کون ہے۔۔تب مدعی کا وکیل

اَ عدا ت کو قائل ․کر سکے۔۔تو جج بھی کچھ نہیں کر سکتا۔۔"

دُعا کی بندھی اُمید ٹوٹ رہی تھی۔۔

"تو کیا جلیل سومرو جیسا ظالم اور جا. اِس دھرتی کے یۂ پ دٔ ․ ت پھرے گا؟"

عروہ نے خالی پلیٹ میز پ رکھی۔۔

"وہ بہت مکار شخص ہے۔۔" وقاص نے پلکیں اُٹھا کر اُسے دیکھا۔۔

"اُس نے شروع سے ہی خود کو اِس ․ سے دور رکھا۔۔کبھی وہ تم ت پہنچنے کے لیے پ وفیسر کو لا ی تو کبھی اپنے ․یٹ کو۔۔" وہ ہاتھ ․ڑھا کر میز سے ٹشو پکڑنے لگی۔۔

"تمہیں کیا لگتا ہے اُسے پتا نہیں ہو گا کہ اُس کا ․یٹ تمہارے ساتھ کیا کر رہا ہے؟" وہ سیدھا ․ی ت ٹشو سے ہاتھ صاف کرنے لگی۔۔

"اُسے ․ پتا تھا۔۔بس وہ خود کو انوالو نہیں کر․ چاہتا تھا۔۔"

وقاص کے ذہن میں ای خیال اُبھرا۔۔

"لیکن کیا وہ اپنے ․یٹ کو نہیں بچائے گا؟"

عروہ کا بھائی کہنے لگا۔۔

"سیا ت کے لیے تو ․لکل بھی نہیں۔۔۔․ ․ ا ن سیا ت میں آ ت ہے تو اپنے چاہنے والوں کی محبت کو سیا ت کی بھینٹ پ․ڑھا دیتا ہے۔۔کوئی نیکی کے لیے۔کوئی ․ی کے لیے۔۔ت ریخ سے مجھے تم ای کامیاب ا ن بتا دو؟ جس نے جنون کی حد ت محبت کی ہو۔۔اپنی محبت کے لیے ․ چھوڑ دی ہو۔۔اور وہ کامیاب ہو َ ی ہو۔۔ایسا صرف کتابوں میں ہو ت ہے۔۔کامیابی کے لیے بہت کچھ پیچھے چھوڑ․ پ․ڑت ہے۔اور جنہیں نسلیں سنوارنی ہو اُنہیں اپنے دل مارنے پ․ڑتے ہیں۔۔وہ محبت کو اپنی کمزوری نہیں بنائے گا۔۔اور محبت کی

کمزوری کی بہترین مثال Antony and Cleopatra کا قصہ ہے۔"

عروہ یکدم سے بول پڑی۔۔

"ای منٹ!"

. نے چو کر اُسے دیکھا۔۔

" آپ Cleopatra کو درمیان میں کیوں لائے؟ آپ محبت کی بات کر رہے تھے؟ تو آپ عورت کو درمیان میں کیوں لائے؟"

اُس کے بھائی نے اُسے   ازکرتے وقاص اور دُعا کو دیکھا۔۔

"یہ ای صحافی ہے اور اِس کا کام ہے فساد پھیلا ۔۔ She speaks nothing but nonsense."۔۔عروہ نے سخت راضی سے اپنے بھائی کو دیکھا اور کچھ سوچ کر پلکیں جھکا کر بولی۔۔

"میں فساد پھیلاتی ہوں؟" اُس نے پلکیں اُٹھا کر اُسے دیکھا۔

"ابھی میں نے آج آپ کی سائیڈ لی۔جلیل سومرو کا کیس کور کیا۔۔"

جواباً وہ سیدھا بیٹھے ہاتھ آپس میں کر بولا۔

"تم کرتی کوئی اور صحافی کرت۔۔بہتر تھا شو تم سے کروات۔۔اور پ میرے ہی گھر آ ت۔۔"

عروہ کا منہ کُھل گ یا۔۔

"ہوہ بھائی!!"

دُعا اُنہیں دیکھ کر مسکرا پڑی۔۔

"So much renaissance in your comment!"

وہ دیسی بہن بھائی کی خوبصورت مثال تھے۔۔۔

اُس کا بھائی خاموشی سے بیٹھا تھا۔۔

" آپ نے عورت کو پن پوائنٹ کیا بھائی۔۔اُلٹا آپ مجھ ہی کو سُنا رہے ہیں۔آپ جا ہیں عورت ای بہترین ورک فورس ہے۔۔"

عروہ یہ کہہ کر خاموش ہو گئی۔۔اُس نے ی پ ز و ۔ ھ لیے۔۔

"Ahh..misogynism in the air!"

اُس نے بیزاری سے دی ے گھمائے۔۔

اُس کے بھائی نے جہاں سے ت چھوڑی اُس کا آغاز کیا۔۔

"وسیم اقبالِ م کر چکا ہے۔۔لیکن اُس نے اپنی نفسیاتی بیماری کا بتا کر خود کو کافی حد سزا سے ی کر دی ہے۔۔عدا میں وکیل کا دفاعی ہتھیار ہوت ہے۔۔مجرمانہ پ گل پن۔یعنی وکیل اپنے موکل کو اِس ٹ م کے ذریعے بچا سکتا ہے۔۔کیو اُس کا Mens Rea یعنی م کی کچھ نہیں تھی۔۔۔میرے ذرائع سے مجھے یہ معلوم پڑ ا ہے۔۔کہ وہ واقعی ای نفسیاتی مریض ہے۔اور وہ پ کستان کے ای مور طبیب سے کچھ سیشن بھی لے چکا ہے۔۔"

دُعا نے سر جھٹکے اثبات میں سر ہلای۔۔ای دم وجود کے آر پ ر کر ٹ ہوا۔اُس نے میکا ا ازمیں دھیرے سے سر ہلای۔۔

" پ کستان کا۔۔وہ بھی ای مور طبیب ؟ پلیز کوئی یہ مت کہے وہ میرے اُستاد ہیں؟"

اُس کی آواز میں سنسنی تھی۔۔اُس کا چہرہ سرد پڑ رہا تھا۔عروہ نے بے ش چہرے سے اُسے دیکھا۔اور ہون ٹ اکٹھے کر کے پ ڑھاتے بولی۔۔

"اتنا dramatic کیوں ہو رہی ہو بچی؟ ماشاءاللہ your Ustad is a renowned person!"

دُعا تلملائی۔۔۔

"اُستاد نے ایسا کیوں کیا؟"

دُعا کا خون کھولنے لگا۔۔

عروہ نے ایک گہری سانس لی۔۔

"اور اُن کی جگہ کوئی اور ہوتا تو وہ بھی یہی کرتا۔۔"

وقاص بھی اُس کے ساتھ خاموشی سے بیٹھا تھا۔دُعا نے غصے سے پھٹتے ہوئے دماغ سے ساتھ بیٹھے وقاص کو دیکھا۔۔۔

"تمہیں بھی پتا تھا؟"

وقاص نے جواباً کچھ نہیں کہا۔۔

دُعا کے ضبط کا پیمانہ لبریز تھا۔۔عروہ کے بھائی نے کچھ سوچتے گفتگو کا پھر سے آغاز کیا۔

"تمہارے اُستاد نے جو کیا بالکل ٹھیک کیا۔۔"

دُعا کو غصہ آرہا تھا۔۔

وہ دانت کچکچانے لگی۔۔

"اگر تمہارے اُستاد اُس کا سیشن نہ لیتے۔۔تو وہ کسی اور کے پاس چلے جاتے۔۔اور شاید کوئی اور عدالت میں تم لوگوں کے حق میں گواہی نہ دیتا۔۔۔"

دُعا نے یکدم سر اُٹھایا۔۔۔

عروہ کے بھائی کے لبوں پر ایک مسکراہٹ اُتری تھی۔۔دُعا کے چہرے کا رنگ مکمل طور پر اُڑ چکا تھا۔۔۔

"ہمارے پاس حل ہے۔۔۔ہم جلیل سومرو اور وسیم دونوں کو پکڑ سکتے ہیں۔۔"

"لیکن اَ اُستاد کو کچھ ہوَ ی تو!!" بے اختیار دُعا کے منہ سے نکلا تھا۔۔

"جلیل سومرو نے اُنہیں کچھ کر دی تو؟"

عروہ نے یہ سُنتے فوراً سے مو. میز سے اُٹھای۔دُعا کی جھٹ سے عروہ کے ہاتھ پ گئی۔۔ اسکرین کے بیچ کے .. پ نی کی بو وں کی آواز گو ۔اُس نے کچھ پلے کرتے وڈیو پلے کی۔۔اور دُعا کے سامنے رکھ دی تھی۔۔دُعا نے آگے سر کیے جھک کر مو. پ دیکھا۔اسکرین پ. اہ را ت وڈیو چل رہی تھی۔۔۔

"میں عدا ت میں گواہی دوں گا۔۔میں میڈ ی کا سہارا نہیں ی چاہتا تھا۔ یہاں کھڑا میں بہت مجبور ہوں۔۔مجھے جلیل سومرو ی کسی بھی سیاسی جما ت کا کوئی ڈر نہیں۔۔" اُستاد کی . اہ را ت پ یس کا نس چل رہی تھی۔۔ ہرنی دی ے مزی پھیلنے لگے۔۔۔

"ہوہ!!"

"میری جان کو خطرہ ہے۔۔مجھے صبح سے کوئی دس مرتبہ threat calls آ چکی ہیں۔۔اور یہ پ یس کا نس کرنے کا مقصد یہ ہے کہ اَ مجھے کچھ ہوا تو اِس کا ذمے دار صرف اور صرف جلیل سومرو ہوگا۔۔"

"ہوہ!!!" دُعا کی حیرت میں مزی اضافہ ہوَ ی۔۔وہ منہ پ ہاتھ ر ت گال ت لے جانے لگی۔۔۔

"اُستاد۔۔۔۔"

عروہ کے بھائی نے جملہ مکمل کیا۔۔

"اُستاد واقعی اُستاد ہیں۔۔اپنے شاَ دوں سے آگے۔۔اُنہوں نے اپنے آپ کو اِس پ یس کا یس کے ذریعے محفوظ کر لیا ہے۔۔"

کافی دیر وہ گفتگو کرتے رہے۔۔۔ضرورت کے ت پر اُنہوں نے تبصرہ کیا تھا۔۔۔وقاص کو عروہ کا بھائی دیکھتے کہہ رہا تھا۔۔

"یہ بہت ہی اچھا جونیئر ہے ہمارا۔۔بہت co-operate کرتا ہے ہمارے ساتھ۔۔۔. یہ یہاں آیا تھا۔ ہمیشہ مجھ سے کہتا تھا کہ دوسرے وکلاء یہاں بار آیٹ لاء کر کے آئے ہیں اور میں خالی لاء کالج سے پڑھا ہوں۔ میں نے اِسے سمجھایا تھا کہ میں خود ایک کالج سے پڑھا ہوں۔۔۔وکیل کی کتابیں اُسے وکیل نہیں بناتیں۔۔کیو کالج اور یونیورسٹی ہمیں صرف تھیوریٹکل کام سکھاتی ہے۔۔ وکیل کے tacts پریکٹیس کرنے سے آتے ہیں۔۔اور ایک اچھا وکیل وہ ہوتا ہے جسے جتنے اچھے tacts آتے ہوں۔"

جانے کا وقت آیا تھا۔۔۔عروہ دُعا سے ملی۔۔وہ اُس کا ہاتھ تھامے اُس سے کہہ رہی تھی۔۔

"جس طرح تم کسی کی بطخ ہو۔میں کسی کی کو ہوں۔۔میرا بھی ایک خاندان ہے۔۔بہت پیارا خاندان۔۔جسے میں اِس سماج کی وں سے بچا کر رہی ہوں۔۔۔"

"میں ہمیشہ آپ سے ملنا چاہتی تھی۔۔میں آپ کی طرح بننا چاہتی تھی۔۔"دُعا نے بے اختیار اُس سے دل کی بات کہہ دی تھی۔۔

شاہ بلوطی آنکھیں جگمگا ۔۔

"اپنی ذات کو کبھی مت بھولنا دُعا۔۔۔Don't ever forget to duck۔۔تم ایک ستارہ ہو۔اِس سے کوئی فرق نہیں پڑتا کہ کون سا ستارہ ہو۔ستاروں کی دنیا میں خوش آمدید۔۔میں تمہیں زیادہ سے زیادہ فوٹیج دُوں گی۔۔۔میں اپنے ہر دوست ہر نیوز چینل سے تمہارے لیے بات کروں گی۔۔میں legally تمہارا ساتھ نہیں دے سکتی۔۔ میں اپنی ذاتی زندگی میں ہمیشہ تمہارے ساتھ کھڑی ہوں۔۔"

دُعا نے بہ شی سے اثبات میں سر ہلایا۔۔اور جانے کے لیے اجازت لی۔۔واپسی پ وقاص گاڑی میں بیٹھا کُڑھ رہا تھا۔۔

"عجیب عورت ہے شادی کے بعد بھی اپنے بھائیوں کے ساتھ رہتی ہے۔۔۔ہر وقت اِس نے کوئی کوئی پھڈا کیا ہو ہے۔۔آئے دن فرم میں کوئی کوئی کیس لے کر پہنچی ہوتی ہے۔۔ہر وقت دھونس جماتی رہتی ہے۔۔ہر وقت ہر جگہ ہر کام میں اپنی ٹ اُڑاتی ہے۔۔"

دُعا نے جھما کے سے وقاص کو دیکھا۔

"کیا اِس کی اُس کے شوہر سے نہیں ؟"

وقاص نے میں سر ہلایا۔۔

"پتا نہیں وہ میڈ یکے سامنے نہیں آ ۔۔ ہی اِس نے کبھی اُس کا کوئی ذکر کیا ہے۔۔"

دُعا فکر مند ہوئی۔۔

"پلیز یہ مت کہنا کہ وہ طلاق یفتہ ہے۔۔"

وقاص بیزار ہوا۔۔

"پتا نہیں۔۔تم نے غور کیا ہو گا وہ اپنے شوہر کا م نہیں لیتی۔۔ ہی اُسے اسکرین پ لے کر آتی ہے۔۔"

دُعا نے خود سے قیاس کیا۔

"ہو سکتا ہے اُس کے شوہر کو میڈ یپ آ پسند ہو۔۔"

گاڑی بے تحاشا ٹ یفک میں پھنسی ہوئی تھی۔۔

"یہ ہو کیا رہا ہے؟" وقاص نے کھڑکی سے سر ہر نکال کر دیکھا۔۔قری میں ہی کو تھی۔۔طلباء کے والدین آپس میں جھگڑ رہے تھے۔۔وقاص ٹ انے لگا۔

"ہر کسی کو اپنے بچے کو کو پَ کے . ہر ہی اُت ر ن ہے۔۔اِس میں لڑنے کی کیا . ت ہے؟ اَ نہیں
جگہ گاڑی آگے لے کر جانی کی تو ہاتھ پکڑ کر ا ۔ ر لے جا۔۔ تیرا ہی بچہ ہے ۔۔ نہیں ۔۔
گاڑی اِنہیں ا ی دوسرے کے او ہی پ ڑھانی ہے۔۔"
دُعا بھی رش کے . . آزردہ ہوئی۔۔
"جلدی کروا پ ل جا ہے۔۔چا انتظار کر رہا ہوگا۔۔"
ٹ یفک وہ بھی شہر کراچی کی۔۔۔کہاں جلدی کرتی ہے۔۔ . جلدی کرتی ہے۔۔

☆.....☆.....☆

ا ی گھنٹہ گاڑی میں بیٹھ بیٹھ کر دُعا کے دماغ میں حبس ہو َ ی تھا۔۔۔وقاص کا غصے سے . احال تھا۔وہ غصے سے گاڑی کے شیشے پ ہاتھ مار رہا تھا۔۔

"ی ر یہ ٹ یفک۔۔۔ ۔۔"
کتنا وقت ضائع ہو َ ی ہے۔۔ ی ر۔۔۔ . سمجھے گی یہ قوم۔۔وقت ا ی شمشیر کی ما ہے اَ تم اِس سے کچھ نہیں کاٹو گے تو وہ تمہیں کاٹ دے گا۔۔"
چیو کی چال چلتے چلتے دو گھنٹے میں وہ ا پ ل پہنچے تھے۔۔خضر دوا درد اور زخموں کے . . بے حد پ ڑ ا ہو َ ی تھا۔ا پ ل سے . ر . ر کال آ رہی تھی کہ خضر اُن کا پوچھ رہا تھا۔
وقاص پ ر کنگ ا ی ی میں پہنچا تو دُعا سے کہنے لگا۔۔
"دُعا میں گاڑی لگا لوں۔تم جاؤ خضر کے پ س!" دُعا نے اکتفا کیا۔
"ہاں۔۔" وہ گاڑی کا دروازہ کھول کر . ہر نکلی۔۔وہ دروازہ بند کر کے پلٹی۔۔تبھی سامنے سے اُسے اُستاد کی گاڑی آئی۔۔ڈرائیور کے ساتھ اور پیچھے ا ی اُستاد کے ساتھ سکیورٹی گارڈ بیٹھے تھے۔۔۔

دُعا پتہ یں سکیڑ کر بغور اُنہیں دیکھ رہی تھی۔۔۔اُستاد کی گاڑی اُس کے قری. آ کر رُکی۔دُعا
ناراضی سے ہاتھ . ھے گاڑی کے سامنے کھڑی تھی۔۔اُستاد گاڑی کا دروازہ کھول کر . ہر
نکلے۔۔دُعا فوراً سے خفا ہوتے کہنے لگی۔۔

"آپ کو اِس . میں خود کو شامل نہیں کرنا چاہیے تھا۔۔ . کو پتا ہے کہ آپ میرے اور چاچا
کے کتنے قری. ہیں۔۔کورٹ میں . آسانی جلیل سومرو کا وکیل آپ کی گواہی ڈس کریڈٹ کر
دے گا۔اور خوامخواہ میں آپ کی عزت پہ حرف آ جائے گا۔۔۔اوپر سے آپ نے پلیس
کا نس کر دی۔۔آپ کو تو اب threat calls بھی آ رہی ہیں۔۔"

اُستاد نے سادگی سے کہا۔

"وہ تو تمہیں بھی آ رہی ہیں۔۔"

دُعا بیزارانہ انداز میں بولی۔۔

"مجھے تو آ گی۔میں نے . ریہ کے لیے آواز جو اُٹھائی ہے۔۔"

"اور یہ . یہ تمہاری کس کس نے کی ہے؟"

اُستاد کے سادہ سے سوال پہ اُسے چپکی لگ گئی۔۔اُستاد کے عقب پہ دو سکیورٹی گارڈز کھڑے
تھے اور وہ دُعا کو ہی گھور رہے تھے۔۔

دُعا نے اُن کو دیکھا تو منہ کا زاویہ بنا کر بولی۔

"یہ دیکھ کیسے رہے ہیں؟"

اُستاد خفا ہوئے۔

"دُعا!!"

وہ سانس لینے کے لئے ٹھہرے۔

"یہ اِن کی جاب ہے۔انہیں چاہتے بھی ایسے ہی کام کر ہے۔"

اُستاد اور دُعا چلنے لگے۔۔اُستاد کا ڈرائیور گاڑی لگا رہا تھا۔وقاص گاڑی لگا کر بٹن سے بند کرتے اُنہی کی جا آرہا تھا۔اُستاد اُس کے ساتھ چلتے اُسے بتا رہے تھے۔۔

"پہلے سیشن میں اُس نے مجھے وہی بتا یا جو اُس نے تمہیں بتا یا تھا۔وہ مجھ سے ملنے بھی تمہاری وجہ سے آ یا تھا۔۔"

وقاص اُن کے ساتھ ملتے اُن کی ت سُننے لگا۔۔۔

"لیکن دوسرے سیشن میں اچا سیشن کے دوران۔۔"

مدھم روشنیوں والے کمرے میں وسیم کرسی پر

 سکون ا از میں بیٹھا تھا۔

اُستاد اُسے بغور دیکھ رہے تھے۔۔

" کیا تمہیں اپنی دو ت کو مارنے کا گِلٹ ہے؟"

"بہت !!"وہ کرب سے بول پڑا تھا۔۔

"تو پھر تم نے اپنا م قبول کیوں نہیں کیا؟"

اُس نے نم ہوتی آنکھوں سے کھولے۔

"میرا پ۔۔"

"اوئے !!" ہر سے آواز سنائی دی تھی۔۔وسیم کا سحر ٹو ٹ۔اُستاد نے چو کر دروازے کی جا دیکھا۔۔۔

تبھی اُستاد کے کمرے میں ای آدمی سیاہ ب میں منہ چھپائے داخل ہوا۔اُس کے ہاتھ میں ریوالور تھی۔۔۔

حال میں دُعا چیخ پڑی۔۔

"اُستاد۔۔۔"

اُستاد راضی سے بولے۔۔

"آہستہ!!" وقاص نے پینٹ کی جیبوں میں ہاتھ ڈالے۔۔

"اُستاد لیکن مجھے نہیں لگتا ہم جلیل سومرو کا کچھ بگاڑ تے ہیں۔۔"

اُستاد نے چلتے ہوئے وقاص کو دیکھا۔ دُعا کی اُنہی پ تھی۔۔ پیچھے پیچھے ڈی گارڈ تھے۔۔ وہ ا پ ل کے گیٹ کی جا ڈھے تو فوراً سے دروازہ کُھلا۔۔ اے۔سی کی ہوا کے وقاص کے ل ماتھے پ ے۔

"لیکن ہم اُس کی image ضرور بگاڑ تے ہیں۔۔ میں ا طبیب ہو۔۔ میں اُس کی نفسیات سمجھتا ہوں۔۔ وہ اپنی image کے لیے کسی بھی حد جائے گا۔۔ آج تم نے اُس کا بیان نہیں سُنا۔۔ وہ اپنے ٹے کو سزا ضرور دلائے گا۔۔ اور چاہے وہ نفسیاتی مریض ہو۔ اُسے اُس کے م کی نوعیت معلوم تھی۔۔ چاہے اُس کا علاج ہو۔ چاہے اُسے سزائے موت سنائی جائے۔ کم از کم اُسے عمر قید ضرور ہو سکتی ہے۔۔"

وقاص نے بھوں کھجائی۔۔

"پلیز اب یہ مت کہیے گا۔۔ کہ یہ مشورہ آپ میرے سینئر سے لے کر آئے تھے۔۔"

اُستاد کا چہرہ سنجیدہ رہا۔۔ دُعا نے افسوس سے اُنہیں دیکھا۔۔

"یہ انتہائی گہاں اور غیر متوقع تھا۔۔ یہاں ہر کسی کو کچھ کچھ پتا تھا۔۔ اور ہر کوئی کُول بن رہا تھا کہ اُسے پتا ہے۔۔ پ اصل میں یہاں کوئی بھی کُول نہیں تھا۔۔ بلکہ ہی کہیں کہیں فُول تھے۔۔"

اُستاد نے مسکرا کر اُسے دیکھا۔۔

"اچھا چلو۔خضر کے سامنے ہم اِس متعلق کوئی بـ ت نہیں کریں گے۔۔ بـ نے ن رمل بـ ت ؤ کر ن

ہے۔۔ٹھیک ہے؟"

اور وقاص اور دُعا نے ت بعداری سے کہا۔

"ٹھیک ہے اُستاد۔۔"

☆.....☆.....☆

اُستاد کے سکیورٹی گارڈ خضر کے کمرے کے بـ ہر کھڑے پہرا دے رہے تھے۔۔ان ر اُستاد

وقاص اور دُعا موجود تھے۔۔۔

بـ ہر تبھی شور کی آواز آئی۔

"یـ ر۔۔"دُعا نے پلٹ کر دروازے کے درمیان میں لگے بـ ریـ شیشے میں دیکھا۔۔ بـ

آواز پـ متوجہ ہوئے۔دُعا ہاتھ مارتے اُٹھی۔۔

"اُستاد آپ کے گارڈ ز ن۔۔"وہ دروازہ کھول کر بـ ہر گئی۔۔اگلے ہی لمحے وہ زین اور شریم کو ان ر

لے کر آئی تھی۔زین نے ہاتھ میں پکڑی کتاب خضر کی جان بـ بـ ڑھائی۔اُستاد نے بغور کتاب کی

طرف دیکھا۔۔

"یہ کتاب کیوں منگوائی تم نے؟"اُنہوں نے خضر کو دیکھتے بھوں اُٹھالی۔۔

خضر نے کتاب کھولتے سادگی سے کہا۔

"بوریـ ت سے بچنے کے لیے۔۔"

اُستاد نے اپنے سنجیدہ سادہ ان از میں پوچھا۔

"کیا تمہیں کتاب پـ ڑھنے کے تین اصول یـ د ہیں۔۔"

خضر نے ورق اُ ٹتے سر ہلای۔۔اُس کے دو ت خاموشی سے اُسے دیکھ رہے تھے۔۔وہ بیٹھے ہوئے مدھم آواز میں کہہ رہا تھا۔۔

"جیسے ہر چیز کا حق ہوت ہے۔۔کتاب پ ڑھنے کا بھی حق ہوت ہے۔۔کتاب صرف کسی پ تنقید کرنے کے لیے نہیں پ ڑھی جاتی۔۔کتاب کی ہر ب ت قبول نہیں کی جاتی۔سوائے قرآن کے۔۔ہمیں شدت پسندی اور لا پ واہی دونوں کے درمیان سے ر کر کتاب کو پ ڑھنا ہوت ہے۔اور جو یہ تمام ت پ عمل کرت ہے۔۔وہ ای اچھا قاری ہوت ہے۔۔۔ر ڈ ذہنی بیماری دور کرنے کے لیے بہت اچھی ہے۔۔اور اِس وقت مجھے شدی قسم کی anxiety ہو رہی ہے۔۔۔"

دُعا آگے آتے کہنے لگی۔

"میں نے . سے کہہ دی ہے۔۔کوئی تمہیں پ یشان نہیں کرے گا۔جو لوگ ملنے آ گے ای ای کر کے آ گے۔۔اور یہی ا پ ل میں مل جا گے۔گھر کوئی بھی نہیں آئے گا ٹھیک ہے؟" خضر نے ورق اُ ٹتے کہا۔

"ہوں۔۔"

شای وہ اپنی نی ڈھو ڈ رہا تھا جو اُسے مل نہیں رہی تھی۔۔۔

زین نے اُستاد کے ساتھ ی ت صوفے سے ٹیک لگائی۔۔

"آہ۔۔ا پ ل تو ہمارا دوسرا گھر ہو ی ہے۔" دُعا نے تکان سے کنکھیوں بھرے ا ازمیں اُسے دیکھا۔۔

"میرا تو پہلے ہی تھا۔۔"

کسی خیال سے خضر نے اُستاد کو دیکھا۔۔

" آپ کو بھی تو یقیناً anxiety ہو رہی ہو گی۔ آپ اِس سے ت پ نے کے لیے کیا کریں گے ؟"

اُستاد نے ب کھولے۔۔

"ارطغرل!!!"

وقاص بیزار ہوا۔۔

" اُستاد پلیز چھوڑ دیں اُس کی جان۔۔" اُستاد نے خفگی بھری وں سے اُسے دیکھا۔

"میں نے تمہیں کبھی Harvey Specter کے متعلق کچھ کہا؟ ہر ا ن کا اپنا ٹیسٹ ہو ت ہے۔۔ مجھے ارطغرل پسند ہے تو وہ میری پسند ہے۔۔ میں ب اپنے ٹوور پ ت کی جاؤں گا تو میں انجین سے ملوں گا۔۔ کیو مجھے اُس سے بہت محبت ہے۔۔"

زین نے اُستاد کی انجین پ لُٹتی محبت دیکھی تو اُس سے رہا نہیں َ ی۔۔۔

" جا گے تو ت کی والوں کو ذرا نچ کے ی رمنانے والی ب ت پ بھی ہدا ی ت کیجئے!"

اُستاد خفا ہوئے۔۔

" ب ت گھما کیوں رہے ہو؟"

شریم جھٹ سے بولا۔۔

" ب ت ہے تو سچی۔۔ ہے رسوائی کی۔۔" وقاص اُسے دیکھ کر زیرِ ب مسکرا ی۔ دُعا خضر کے ساتھ بیٹھی تھی۔ اور خضر اُن کی گفتگو پ کتاب بند کر کے ر ۰ لگا تھا۔ اُستاد نے ا ی گہری سانس لی۔۔۔

" ت کی کو درمیان میں مت لاؤ۔۔ د میں اور بھی بہت مما لک ہیں جہاں ۰ چ کے اللہ کو منانے کی ت کیب فروغ دی جاتی ہے۔۔ رہی ب ت یہ سوال اُٹھانے کی کہ یہ صحیح ہے کہ نہیں۔ تو ۰ چ گا

کرہی اللہ کو منانہ ہوتا تو پھر وہ مکہ والے جو کعبہ کے گرد طواف کرتے سیٹیاں۔ لیں بجاتے تھے۔۔اُن پر اللہ اعتراض کیوں کرتا؟ ہاں ہر کسی کا عبادت کا اپنا انداز ہے۔لیکن ہمارے دین میں اللہ کی عبادت میں اور بہت سے انداز ہیں۔ صدقہ خیرات۔۔ نماز۔۔ روزہ۔۔ اعتکاف۔۔۔ زکات۔۔ عمرہ حج۔۔ نیکی کا حکم دینا۔ برائی سے روکنا۔۔اللہ کو ناچ نہیں چاہیے۔۔ اللہ کو عمل صالح چاہیں۔۔۔اپنی غفلت کو اللہ کی رضا دینا انتہائی بیہودہ بات ہے۔۔"

وقاص فوراً سے بولا۔۔

"میں نے سُنا ہے کہ پرسوں نجمین میں باسکٹ بال میچ ہے۔"

اُستاد نے مسکرا کر اُسے دیکھا اور بڑی جوش سے بولے۔۔

"یس!!!"

خضر نے بیزاری سے واپس کتاب پکڑ لی۔

"میں تو نہیں آ سکتا۔۔" بابا نے اُسے دیکھا۔دُعا کہنے لگی۔

"تمہارا بی۔پی ٹھیک ہو رہا ہے۔۔۔جیسے تم مکمل طور پر صحتیاب ہو گئے۔۔تمہیں چھُٹی مل جائے گی۔۔"

اُستاد نے پوچھا۔

"یہ کرکٹ کھیل سکتا ہے آگے؟"

دُعا فوراً سے بولی۔

"ہاں ہاں کیوں نہیں۔۔وہ بس انٹرنل بلیڈنگ کے بعد ایسے ہو جاتا ہے۔۔اب تو بہت بہتر ہے۔۔"

اُستاد نے ای گہری سانس لی اور خضر سے مخاطب ہو گئے۔۔

"خضر بیٹ جو ہون تھا ہوَ ی۔اب کسی سے بھی کوئی گِلہ مت کر ۔ہم ب تمہاری وجہ سے کل رات سے پ یشان ہیں۔۔"

خضر نے کتاب کے ورق پ یں مرکوز کیے کہا۔۔

"بہت شکریہ۔۔"

وہ بے اختیار ہنس پڑے۔۔

" تمہیں تو طنز بھی کر نہیں آ خضر۔۔۔اور جو چیز نہیں آتی اُسے نہیں کرتے۔۔"

خضر نے کتاب پ َ فت مضبوط کی اور ب گمانی سے کہنے لگا۔

"مجھے اِس وقت کونسلگ کی ضرورت ہے۔۔دوسرے ممالک میں ہر جگہ ای کونسلر ہوت ہے۔۔پولیس اسٹیشن میں بھی۔۔۔اِس طرح کام میں productivity ہوتی ہے۔ا ن ڈ سے دور رہتا ہے۔۔ ہمارے ملک میں ایسا کیوں ہوگا۔۔کیوں ہوگا؟ ہم نے معیشت تھوڑی ب ھائی ہے۔۔"

زین جھٹ سے بول پ ا۔۔

"ی ر یہ ہمارا ب کا غصہ معیشت پ کیوں نکالتا ہے؟"

ب ہنس پڑے۔ خضر کو ب لکل بھی ہنسی نہیں آئی۔۔وہ تو اُن کی جا ب دیکھ بھی نہیں رہا تھا۔۔اُستاد نے دُعا کا فکر سے زرد چہرہ دیکھا تو اُنھوں نے خضر کو اشارہ کرتے کہا۔

" کیا تم اِس نہتی لڑکی سے خفا ہو؟"

خضر نے ت ب کی اب اُٹھائی۔۔

"نہتی ؟"

منہ کے زاویے بگڑے۔اُس نے دُعا کو ایک نظر اوپر سے نیچے دیکھا اور واپس کتابی کیڑا بن گیا۔۔

"ہر انسان کے لیے نہتا لفظ استعمال کر کر کے۔۔نہتے لفظ کو آپ لوگوں نے نہتا کر دیا ہے۔۔۔"

وقاص کا قہقہہ نکلا۔۔

"یہاں سیاسی گفتگو ممنوع ہے۔۔"

خضر نے زور سے کتاب بند کر دی اور بیزاریت سے دیدے گھمائے۔۔

"ہاں۔۔سیاسی گفتگو ممنوع ہے۔۔۔"

یکدم ذہن میں خیال اچکا۔۔

"ٹوئیٹر کی trending دیکھی؟ یہاں انصاف ہمیں ہیش ٹیگ سے ملتا ہے۔۔جو چیز ہیش ٹیگ میں ہوگی وہی ملے گی۔۔۔"

اُستاد نے دُعا کو دیکھا۔۔وہ سمجھ گئے تھے۔۔حادثے کا اُس پر شدید سکتہ ہوا تھا۔۔ہر چیز سے جیسے وہ بیزار تھا۔اُستاد نے ہمت کر کے ایک گہری سانس لی۔۔

"خضر ماضی ہو یا حال۔۔اِن میں کسی بھی قسم کے کوئی حادثات پیش آئیں۔۔اِن میں سے ہمیشہ خیر کا عنصر تلاشتے ہیں۔۔یہ نہیں دیکھتے کہ آپ نے کیا کھویا۔۔ہمیشہ دیکھتے ہیں اِس سے آپ نے کیا پایا۔۔اور جب انسان اپنی ہر آزمائش میں خیر کا پہلو دیکھے گا تو اُس کی Productivity بڑھے گی۔۔"

اُستاد خضر کا مزاج درست کرنے کے لیے برابر کوشش کرتے رہے۔۔ ایک نقطے پہنچ کر اُنہیں احساس ہوا تھا۔اُسے دوبارہ سے پہلے جیسا ہوتے کچھ وقت لگے گا۔۔اور اِس میں

کوئی پ یشانی کی . ت نہیں۔۔حادثے کے بعدا ن پ اِسی قسم کے traumatic effect ہوا کرتے ہیں۔۔۔دُعا ا پ ل میں خضر کے ساتھ تھی۔اُس کے دو ت اور اُستاد گھر جا چکے تھے۔۔خضر نے دُعا سے کہا تھا۔کہ وہ چلی جائے۔ جا تھی اَ جاتی تو وہ خفا ہو ت۔۔۔وہ اُس کے سامنے بیٹھی اُسے دیکھتے کہنے لگی۔۔

ایسے رویہ مت کروا پنا۔اچھا نہیں لگتا۔۔ . اُستاد سے . ت کر رہے تھے۔۔ایسا لگ رہا تھا جیسے . . ل َ ی۔۔"

خضر نے صفحہ پلٹا۔۔

" کیا ہے جو . ل گئی ہے د

میں بھی تو بہت . ل َ ی ہوں۔"

(جون ایلیاء)

دُعا نے سر اُٹھا کر اُسے دیکھا۔ہرنی دی ے پھیلے۔۔

"اَ تمہاری جگہ میرے ساتھ ایسا ہو ت۔اور میں ایسا کرتی تو تم کیا کرتے؟"

خضر اُسے بنا دیکھے اپنے کرختگی بھرے ا ٰ از میں کہنے لگا۔

" پہلی . ت تم یہاں ت پہنچتی تو تم یہ . کرتی ٰ ۔۔۔تمہیں تو ویسے ہی خون کی کمی رہتی ہے۔۔۔"

دُعا سنجیدہ ہوتے سیدھی بیٹھی۔۔

"اور اَ میں مر جاتی؟"

خضر نے اب بھی اُسے نہیں دیکھا۔۔

"ماں کی وفات کے بعد نواسی ٰ ٰ سے جا اد میں حق ما َ سکتی ہے۔۔۔اور جیسے کہ ہمیں پتا

ہے۔۔۔ نے تمہیں تمہارا حق دے دیا ہے۔۔اور ہمارے قانون کے مطابق شوہر بیوی کی جا ادمیں کافی حق رکھتا ہے۔۔"

دُعا کا دھیرے سے ذرا منہ کھلا۔۔ کوئی چیخ نکلی۔ کوئی ردِعمل آیا۔۔

خضر چند لمحے خاموش رہا۔۔اور پھر اُس نے صفحہ پلٹا۔دُعا اُس کے سامنے خاموشی سے بیٹھی تھی۔۔خضر نے لب کھولے۔

"تمہیں پتا ہے دُعا۔۔ہم ایک ایسے دور میں رہ رہے ہیں۔۔جہاں بیسٹ فرینڈ کی کوئی ٹرم نہیں ہوتی۔۔۔یہاں صرف دو چار اچھے دوست ہوتے ہیں۔اور ہر اچھے دوست سے ہر بات نہیں کی جاتی۔۔بیسٹ فرینڈ کو ضرورت سے زیادہ قریب رکھنا پڑتا ہے۔جو آج کل کی صدی میں مشکل ہے۔۔اُس کی تنقید برداشت کرنی پڑتی ہے۔۔کبھی تم نے میڈیا میں دیکھا ہے؟ دو ایک جیسے لوگ کام کرنے والے مائی بیسٹ فرینڈ مائی لائف والی بات کرتے ہیں؟ نہیں۔۔بیسٹ فرینڈ کچھ نہیں ہوتا۔۔اور کسی کا نہیں ہوتا۔میڈیا والوں کا اِس لیے دکھائی دے جاتا ہے۔کیونکہ اُن کی زندگی پبلک ہے۔۔اور میں بھی اُسی میڈیا کا حصہ ہوں۔۔دراصل میڈیا والے اپنی برابری پر کسی کو نہیں دیکھنا چاہتے۔اور میں بھی اپنے کام میں کسی کو اپنے برابر نہیں دیکھنا چاہتا۔۔اور نہ ہی میں اپنے مقابلے کا کوئی دوست بنا سکتا ہوں۔۔کیونکہ دوست کو بھی حسد ہوتا ہے اور اچھا دوست وہ ہوتا ہے جو آپ کی کامیابی کو برداشت کرتا ہے۔۔لیکن سچ تو یہ ہے ایسے دوست بہت مشکل سے ملتے ہیں۔۔"

دُعا نے کچھ سوچتے پلکیں اُٹھا کر اُسے دیکھا۔

"تو میں تمہاری کیا ہوں؟"

خضر نے اب اُسے دیکھا۔

"تم میری بیوی ہو۔"

دُعا بے اختیار ہوئی۔۔

"میں تمہاری دو ت ہوں۔۔"

خضر نے سر جھکا لیا۔۔

"اب نہیں ہو۔۔" دُعا نے ضبطی سے مٹھیاں بھینچ لیں۔۔

"تم میری بیوی ہو، بیوی کم ز دہ نہیں ہوتی۔۔ وہ ہم پلہ ہوتی ہے۔۔" دُعا نے کوئی ٹ نہیں دی۔۔ اُستاد کا کہنا در ت تھا۔۔ ابھی اُس سے ت کرنا منا نہیں تھا۔۔ دُعا کو اپنی غلطی کا احساس ہو رہا تھا۔ اُسے خضر سے لائیو جانے والی ت نہیں چھپانی چاہیے تھی۔ اُسے عروہ کی ت اُسے بتانی چاہیے تھی۔ کہ وہ اُس کے لے کوئی انتظام کرت۔ جو ہوا تھا اُس کی وجہ سے ہوا تھا۔ اور اب اُس کا خمیازہ اُسے خود ہی بھگتنا تھا۔۔

دو تھی۔۔ کبھی ماں بن کر ت کرتی کبھی دو ت بن کر۔۔ کبھی وہ حاکم ہوتی کبھی وہ غلام۔ دوستی تو ایسا ہی رشتہ تھا۔ جس میں اونچ نیچ کا سامنا ہر کردار کو کرنا پڑتا ہے۔۔ وہ تو پھر دُعا تھی۔۔

☆.....☆.....☆

سرخ کتاب مومی ہاتھوں میں تھی۔۔ خضر بے فکری میں سو تھا۔۔ دُعا نے کتاب پ س کی چھوٹی میز پ کھی۔۔۔ کسی خیال سے اُس نے سر اُٹھا کر سامنے گھڑی پ دیکھا۔۔ رات کے دو بج رہے تھے۔۔ سوچا تھا۔۔ کچھ دی آرام کر لے۔۔ آگے ڑھی۔۔ تو مو وائبریٹ ہو رہا تھا۔۔ اُس نے کتاب کے پیچھے سے مو سامنے کیا۔۔۔

مو کی چمکتی اسکرین پ وسیم کا نام دیکھا تو اُسے کچھ ز دہ حیرت نہیں ہوئی تھی۔۔۔ جواباً وہ

طنزاً مسکرائی۔۔

"ایسے بھی زن یں جیل میں اری جاتی ہیں۔۔"

اُس نے کال سلائیڈ کی اور کان سے مو لگاتے کمرے سے ہر لگی۔۔۔یکدم خضر نے آنکھیں کھولیں۔۔

"دُعا۔۔۔"

دُعا کا دل دھڑکا تھا۔۔وہ فوراً سے پلٹی۔۔۔

چہرہ بے ثر تھا۔۔۔سوجھن سی بھری خضر آنکھیں اُسی پر تھیں۔۔دُعا نے کان سے مو نہیں ہٹایا۔۔

خضر بغور اُسے دیکھ رہا تھا۔۔کچھ سوچتے دُعا آگے بڑھی اور ساتھ صوفے پر بیٹھ گئی۔۔خضر یں اب بھی اُس پر مرکوز تھیں۔۔دُعا نے ای گہری سانس لی۔۔

"ہاں وسیم!!"

خضر چہرہ بے ثر رہا۔۔۔

اُس پر وہ میکا از میں بے حسی سے بولا۔۔

"مجھے لگا تھا تم میری دو ہو۔۔"

دُعا نے کچھ سوچتے کھولے۔۔وہ ٹھہر ٹھہر کر کہنے لگی۔۔

"میں کبھی بھی تمہاری دو نہیں تھی۔۔"

"تم نے مجھے شراب پی سے روکا تھا۔۔"

دُعا کر ہوئی۔۔

"میں نے تمہیں بحیثیت طبیب روکا تھا۔اور جس طرح میں تمہاری طبیب تھی۔اُسی طرح میں

. ریہ کی طبیب تھی۔۔۔"
"تم . ریہ کے لیے یہ . کیوں کر رہی ہو؟"
وہ بے کل ہوا۔۔
"اَ کسی کے عزیز و اقارب کے بعد کوئی کسی ا ن کی قدر اور فکر کرتا ہے۔تو وہ اُس کا ڈاکٹر ہوتا ہے۔۔۔ہم ڈاکٹر ہیں۔۔۔ہمارے سینوں میں بھی دل دھڑکتا ہے۔۔۔ہم بھی ا ن ہیں۔ صرف ا نوں کو ریپئر کرنے والی مشین نہیں ہیں۔۔"
خضر بنا پلکیں جھپکائے ہنوز اُسے دیکھ رہا تھا۔۔
"میرے ڈی مجھے بچالیں گے۔۔۔شہزادی!!"
اُس کے بلانے کے ا از پ دُعا کو لگا جیسے کسی نے اُس کی روح کھینچ لی تھی۔۔۔دُعا نے . د ئے۔۔ خضر نے دیکھا۔۔دُعا ر . رکان کو چھو رہی تھی۔۔۔دوپٹہ بھی صحیح تھا۔وہ دوپٹہ در یت کر رہی تھی۔۔۔
"یہ مجھ سے یں کیوں نہیں رہی۔۔"
چند لمحے کی خاموشی چھائی رہی۔۔دُعا نے پ پتے . کھولے۔۔
(اب نہیں ڈر ڈی۔کے۔۔۔اب نہیں ڈر ۔۔۔)
"تمہیں کیا لگتا ہے وسیم؟ تم ایسی ٹے ی حرکتیں کر کے مجھے ڈرا دو گے؟ مجھے جو کر تھا وہ میں کر چکی۔۔"
خضر نے یکدم سے دُعا کا لہجہ . لتا ہوا پ ۔۔
"میں شہزادی نہیں۔۔میں معمولی سی لڑکی ہوں۔۔۔میں ہار جاتی ہوں میں ہار نہیں ما ہوں۔۔میں شہزادیوں کی طرح نیک دل نہیں ہوں۔۔۔میں ا ی جا . ستم اور سر مئی معمولی

سی لڑکی ہوں اور یہی میری طاقت ہے۔۔۔جو مجھے شہزادیوں سے زیدہ خاص بناتی ہے۔۔تم نے مجھ سے کہا تھا کہ تمہیں اڈ کمپلیکس ہے۔۔کیا تم جا ہو اڈ کون تھا؟ وہ ای ٹریجک ہیرو تھا۔۔۔وہ اپنے ب پ سے بیزار ضرور ہوا تھا۔۔۔لیکن اُسی ب پ کو بچانے کے لیے وہ اپنی قسمت سے دور بھا رہا تھا۔۔اور ب اُسے اُس کی غلطی کا احساس ہوا تھا۔تو اُس نے اپنی دونوں آنکھیں پھوڑ لی تھیں۔۔اُس نے اپنی غلطی قبول کی تھی۔اُس نے خود کو سزا دی تھی۔۔تم اڈ نہیں ہو۔۔کیو اڈ ای عقلمند ان تھا۔۔جس نے Sphinx کی پہیلیاں حل کی تھی۔۔اُس کے ساتھ زن گی نے ٹریجڈی کی تھی۔۔اور تم نے۔۔تم نے خود کے ساتھ خود ٹریجڈی کی ہے۔۔اگ تمہیں لگتا ہے۔۔کہ تم اپنی سو کالڈ نفسیاتی بیماری سے خود کو عدا میں بچا ہو۔۔تو بچا لو!!"

"میں ای ان ہوں دُعا!" وہ ٹرپ ی۔۔

"تم مجھ سے یوں ب ت کیوں کرتی ہو؟ کم از کم میں نے ای اچھا ان ب ن کی کوشش تو کی۔۔"

"ان؟" دُعا کے ماتھے پ بل پڑے۔۔اُسے اُس پ شدی قسم کا غصہ آ رہا تھا۔۔۔

"تم ان ہو؟ تو تمہاری یہ ا اپنے دو اور ب ریہ کو مارتے کہاں تھی؟ اور تم یہ جا تھے کہ یہ غلط تھا۔۔تمہیں احساس تھا۔۔۔وسیم تم نے ب کچھ جا بھو جتے کیا ہے۔۔اور یہ ب ت تم نے خود قبول کی ہے۔۔اِٹس آ اوپن اینڈ شٹ کیس۔۔تمہارا مجھے کال کرنے کا کوئی فائ ہ نہیں ہوگا۔۔۔کیو میں اب تم سے ملنے کبھی نہیں آؤں گی۔۔اب قات صرف اور صرف کورٹ میں ہوگی۔۔۔اور آئیندہ مجھے یہ دھمکیاں مت دینا۔کیو اگ مجھے جان کی پ واہ ہوتی تو اب ت میں تم پ attempt to murder کا مقدمہ دائ کر دیتی۔۔۔لیکن

میں نے اور میرے شوہر نے تو ابھی تمہارے ساتھ کچھ کیا ہی نہیں۔۔وسیم ہمارا تم سے کوئی ذاتی عناد نہیں۔۔ہم صرف ریہ کے لیے لڑ رہے ہیں۔۔۔اور اگر تمہیں ریہ کی موت کا واقعی افسوس ہے۔۔تو اپنے باپ کے خلاف گواہی دو۔۔۔تمہارے ساتھ جو تمہارے باپ نے کیا ہے۔۔۔اُس کا بدلہ لو۔۔"

خضر چونک کر ذرا اُٹھنے لگا۔۔

"یہ دُعا کیا کر رہی ہے۔۔۔"

"تمہاری یہ حالت کرنے والا تمہارا باپ ہے۔۔۔"

اُس پر وسیم کے ہاتھ کانپ پڑے۔۔

"تم اُستاد کے پاس گئے۔۔۔لیکن اُس نے تمہیں وہاں بھی قرار نہیں پکڑنے دیا۔۔اُسی کی وجہ سے تم آج ایک بند کمرے میں بیٹھے سڑ رہے ہو۔۔"

وجود کے آر پار ایک کرنٹ سا دوڑ رہا تھا۔۔۔اُس نے دانت بھینچ کر دن لڑھکائی۔۔۔

"اور وہ سکون سے اپنے مینشن میں عیش کی زندگی گزار رہا ہے۔۔۔میں نے تم سے کہا تھا وسیم۔۔"

اُسے اپنے وجود میں تپش اُٹھتی ہوئی محسوس ہوئی۔۔اُس لڑکی کی باتیں اُس کا دل و دماغ دھکا کر رکھ دیتی تھیں۔۔۔

"تمہارا باپ تمہیں کبھی نہیں بچائے گا۔۔وہ ایک مطلبی انسان ہے۔۔اور دیکھو اُس نے آج تمہارے ساتھ کیا کیا۔۔۔اِس سب کے پیچھے ذمیدار صرف اور صرف تمہارا باپ ہے وسیم۔۔اگر تم اپنی غلطی مان کر معافی مانگ لو گے۔۔اپنی سزا کاٹ لو گے۔۔۔تو کوئی تمہارا کچھ نہیں بگاڑ سکتا۔۔۔توبہ کرنے والے کی کبھی بھی tragic endings نہیں ہوتی۔۔یہ

میری تم سے کہی آ ی ت ہے۔۔اب   قات کورٹ میں ہوگی۔۔"اور دُعا نے تیزی سے کال کاٹ دی۔۔وہ ہاتھ ٹ تے گہری گہری سانسیں ی لگی۔۔۔

اُس کا دل اُس کے قابو میں نہیں تھا۔۔خوف سے وہ تیز تیز اور مزی تیز دوڑ رہا تھا۔۔خضر ٹیک لگاتے بیٹھا۔۔

"اتنا میلوڈرامہ کیوں کیا تم نے؟"

دُعا نے چو کر اُسے دیکھا۔۔

"میلوڈرامہ؟" چبا چبا کر بولتے اُس کی تیوری پ ڑھی۔۔

"تم نےخود مجھے پکارا تھا چا ۔۔"اب دُعا کو غصہ آ ی تھا۔۔

جواباً خضر کچھ بولا۔۔

"چا ۔۔۔"دُعا   تے ہوئے اُٹھ کھڑی ہوئی۔۔

"صبح سے میں تمہاری یہ حر   ت دیکھ رہی ہوں۔۔" وہ سیدھا بیٹھا خاموش تھا۔۔وہ ہمیشہ کی طرح اُسے تپا کر خاموشی اختیار کر چکا تھا۔۔

" کل رات کی جاگی ہوں میں۔۔اور میری قسمت دیکھو۔۔میں اب بھی آرام نہیں کر پ رہی۔۔۔اور تم۔۔تم۔۔۔صبح سے میرے ساتھ یہ رویہ کیے ہوئے ہو۔۔۔۔ ہر اِس لیے جا رہی تھی تمہاری نیند   اب ہو۔۔اپنا آرام مار کر ہر جا رہی تھی۔۔۔اور تمہیں شرم ہی نہیں آ رہی۔صبح سے مجھے طعنے مار رہے ہو۔اُستاد کے سامنے بھی تم نے مجھے اتنا کچھ سنا ی ۔۔۔"

خضر نے کان کھجاتے زاویے چینی کرتے اُسے دیکھا۔۔

" آہستہ بولو۔۔یہ اسکوا نہیں ہے۔۔جہاں تم اپنا گلا پھاڑ پھاڑ کر منادی کرو گی اور کوئی تمہیں کچھ نہیں کہے گا۔۔"

خضر احتیاط سے بیٹھنے لگا۔۔

"چلو سو جاؤ۔خوامخواہ میری نیند خراب کردی۔۔۔"

"ہوہ!!"دُعا کا حیرت سے منہ کھلا۔۔۔

"چاند کو کیا ہوگیا ہے؟"

دُعا کو غصہ آیا وہ دانت کچکچا کر صوفے پہ بیٹھ گئی۔۔۔وہ بیٹھتے ہوئے پاس پڑی چادر اوڑھتے کہنے لگی۔۔

" صحیح کہتی ہے عروہ۔۔۔۔پریشان کوئی بھی ہو والا کرے یا گھر والا۔۔اذیت کوئی مرد بھی دے۔۔۔باپ شوہر بھائی بیٹا۔۔آواز اُٹھاؤ۔۔۔شوہر مارے آواز اُٹھاؤ۔۔۔کوئی عزت پہ ہاتھ ڈالے آواز اُٹھاؤ۔۔آواز اُٹھاؤ۔۔۔لیکن موت کو گلے مت لگاؤ۔کوئی سُنے نہ سُنے۔آواز اُٹھاؤ!!"خضر غنودگی میں کِلسا۔۔

"اپنا منہ بند کرو نہیں تو باہر دفع ہو جاؤ۔۔۔" دُعا نے تیزی سے گردن موڑ کر اُسے دیکھا۔آنکھوں میں خون آیا۔۔ اُس نے ضبط سے صوفہ کرچ دیا۔۔۔

"اڑڑڑ!!"

"ایک بار یہ ٹھیک ہو جائے۔۔ایک بار۔۔۔پھر میں دیکھوں گی اِسے۔۔"اور اُس نے چادر سے چہرہ چھپالیا۔۔

☆.....☆.....☆

چڑیوں کی چی چی کی آواز نے پورے رقبے پہ احاطہ کر رکھا تھا۔صبح کا سورج دھیرے دھیرے پھوٹ رہا تھا۔۔

دُعا ہاسپٹل کے لیے نکل رہی تھی۔۔ربیعہ بیگم اُس کی جگہ شفٹ کرنے پہنچ گئی تھیں۔۔۔دُعا

نے ڈاکٹر سے بات کی تھی۔۔

اُن کا کہنا تھا کہ آج دوپہر میں خضر کو ڈسچارج مل جائے گا۔۔۔اور اِسی اُمید سے وہ اسپتال کے لیے جا رہی تھی۔۔اسپتال پہنچی تو اُسے سب سے پہلے نورماہ اور ڈاکٹر میکا آئے۔۔۔ہمیشہ کی طرح وہ اُسے ڈانٹ رہے تھے۔۔دُعا مسکرا کر آگے بڑھی۔۔

"سر میکا کو تو ہر چیز سے مسئلہ ہے۔۔اُستاد بالکل ٹھیک کہتے ہیں۔۔۔"وہ ذرا ٹھہری۔۔اور پھر اُس نے بات دہرائی۔۔۔

"اگر دنیا میں تمہیں ہر کوئی برا لگتا ہے۔۔تو درحقیقت دنیا نہیں تم برے ہو۔"

چلتے چلتے اُسے ایک اور ہاؤس آفیسر نظر آئی۔اُس نے گردن اُٹھا کر اُسے دیکھا۔۔وہ میک اپ کا ٹچ اپ کر رہی تھی۔۔

"پتا نہیں لڑکیوں کو اِس سب کا ٹائم کیسے ملتا ہے۔۔میری تو رضیہ آپی والی مت بجی ہوتی تھی۔۔۔کالج میں بھی اور یہاں بھی۔۔۔اور پتا نہیں خوبصورت دکھنے کے لئے لڑکیاں کون کون سے ٹوٹکے کرتی رہتی ہیں۔۔کبھی بال ڈائی ہو رہے ہیں۔۔کبھی لیش لگ رہی ہیں۔۔کبھی بھوویں بن رہی ہیں۔۔۔یہ کشمیری اور کیلاشی لڑکیاں بھی تو ہیں۔۔بغیر میک اپ کے چمکتی ہیں۔۔اور۔۔یہ مثال لوگوں کو دوں تو وہ کہتے ہیں وہ نیچرل بیوٹی ہیں۔تو بھئی ہم کیا آرٹیفیشل ہیں؟ ہمیں بس خود کو اپنانے کی عادت نہیں ہے۔۔ورنہ اِس دنیا میں ایسے بے تحاشا لوگ ہیں۔۔جو اپنی اوَن بیوٹی پر جان وارتے ہیں۔۔لوگوں کو لگتا ہے بھوویں نہ بنیں تو ہمارا حسن ہم سے چھن جائے گا۔کیا اتنا ہی کمزور حسن ہے آپ کا۔۔جو بھوؤں پر انحصار کر کے حیات رہتا ہے۔۔۔"

صبح کا آغاز اُس نے کافی سے کیا تھا۔غصے میں جلی بھنی نورماہ کینٹین میں چلی آئی۔۔

". . دیکھو اپنا ر . جھاڑتے رہتے ہیں میرے پ !" دُعا نے مسکرا کر اُسے دیکھا۔۔۔

"اب اماں کی عدت پوری ہو گی تو ہی میں اُنہیں بلاؤں گی گھر۔۔۔" وہ خود سے . ٹ ا رہی تھی۔۔وہ کرسی کھینچ کر بیٹھی۔۔

"دُعا میرے لیئے بھی ای کافی۔۔"

"اچھا!" اُس نے سادگی سے کہہ دی۔۔

وہ کافی بنا کر لائی۔۔

اُس نے اُس کے سامنے کافی رکھی۔۔

نورماہ نے بھاپ اُٹھتے پ کو دیکھا۔۔اور پھر دُعا کو۔۔دُعا نے لبوں سے پ لگا ی۔۔

". ر. رَ ۰ ہ ہو جاتے ہیں ی ر۔۔"

دُعا نے دھیرے سے پلکیں اُٹھا ۔۔

". ر. رَ ۰ ہ ہوتے ہیں۔۔تو . ر . رتوبہ کرو۔۔ . . ر. رتوبہ کرو گی تو اللہ َ ۰ ہ چھڑوا دے گا۔۔"

جلدی جلدی میں اُنہوں نے کافی مکمل کی۔۔۔اور ڈیوٹی کے لیے کینٹین سے نکلیں۔۔

وقت دوڑ رہا تھا۔۔کام بے تہاشا تھا۔صبح سے ہاؤس آفیسر کام پ لگے تھے۔۔۔اچا ۰ شور ہوا۔۔

"میرا بچہ مر رہا ہے ڈاکٹر کہاں ہے۔۔اوئے!!"

کسی مریض کے والد نے ا پ تـ ل میں شور . پ کیا ہوا تھا۔۔

دُعا نے بیزاری سے کُڑھ کر کہا۔۔

"ی ر یہ اِس قدر مجھے جاہل حر ی لگتی ہے ۰ ۔۔۔"

نورماہ نے افسوس سے اُسے دیکھا۔۔

"یہ ڈاکٹر عارف کے اپنے بیٹے کا ابھی جنازہ ہے۔۔۔ابھی کال کر کے پوچھا تھا۔۔وہ ابھی اپنے بیٹے کو دفنا کر دوسرے کے بیٹے کا آپریشن کرنے آ رہے ہیں۔۔ یہ لوگ۔۔"

دُعا نے مٹھیاں بھینچ لی۔۔ماتھے پہ بل پڑے۔۔اور اُس نے دانت کچکچاتے آنکھیں موند لیں۔۔۔

"اڑڑ۔۔حد ہے۔۔۔حد ددد ہے!!"

☆.....☆.....☆

"جی امی!!"وہ سبکی امی سے نورماہ کے ساتھ او۔پی۔ڈی سے نکلی۔۔

"بیٹے تمہارے ماموں کا فون آیا تھا۔شام کو وہ سارے ٹبر سمیت آئیں گے۔۔"ربیعہ بیگم نے فکرمندی سے اُسے بتایا تھا۔۔

لمحے بھر کو وہ خاموش ہو گئی۔۔

"لیکن امی میں نے تو اُن سے کہا تھا۔ایسا کر کے مت آیئے گا۔چاند کی طبیعت نہیں ٹھیک۔بیڈ پہ پڑا ہوا ہے۔۔"

ربیعہ بیگم آزردگی سے کہنے لگیں۔

"ہائے کیا بتاؤں بیٹے۔۔جب سے گھر آیا ہے۔۔تب سے باپ سے چونچیں لڑا رہا ہے۔۔اللہ کا شکر ہے وہ کچھ نہیں بولے۔۔نہیں تو پتا نہیں کیا ہوتا۔۔"

تب ہی اُسے پیچھے سے آواز سنائی دی۔۔

"پتر ایتھے کیوں لم لیٹ ہو گییا ایں۔۔"

ربیعہ بیگم یکدم خاموش ہوئیں۔۔دُعا کے ماتھے پہ بل پڑے۔۔

"امی!" ربیعہ بیگم تیزی سے کہنے لگیں۔۔

"بیٹ رضیہ آئی ہے ہاتھ بٹانے۔بہت گند پڑا ہوا ہے گھر میں۔۔مچھلی کی ۔ینی بنا لوں گی۔۔ساتھ سلاد اور تم آتے ہوئے بازار سے ٹ ائفل کیک لے آ ۔۔ٹھیک ہے۔۔سات آٹھ بجے آ گے تو بغیر کھانے کے بھیجنا در ت نہیں۔۔اور جلدی آجا ۔۔بہت پ ٹ پڑا ہوا ہے چا ۔۔تھوڑا سمجھا دینا اُس کو۔۔اچھا۔۔" ساتھ ہی اُنہوں نے فون کاٹ دیا۔۔دُعا نے بے ت ش چہرے سے فون کان سے ہٹایا۔نورماہ اُسے دیکھتے کہنے لگی۔۔

"تم یہ اپنے شوہر کی عادت بنا لو۔یہ کیا بات ہوئی۔ہمیشہ تمہارے ن یل والوں کی آمد پر ایسی عجیب حرکتیں کرتے ہے۔۔ای وہ تیمارداری کے لیے آرہے ہیں دوسرا۔۔" دُعا چلنے لگی۔۔

" . شادی ہو جاتی ہے ت . یہ بات یں نہیں ہوتیں۔۔وہ ایسی کیوں ہیں؟ وہ ایسا کیوں نہیں۔۔شوہر اور بیوی دونوں کو ای دوسرے کی کچھ باتوں کو قبول کرنا پڑتا ہے۔بس اُسے میرے رشتے دار نہیں پسند تو نہیں پسند۔۔اور ویسے دیکھا جائے تو وہ بھی ٹھیک ہیں۔جتنی . سلوکی اُنہوں نے اُس کے ساتھ کی ہے۔خواہ اُس نے اُنہیں معاف کر دیا ہے۔۔۔وہ کدورتیں جو دل میں رہ گئی ہیں وہ کبھی جا نہیں سکتیں۔۔"

وہ موبا اچکا کر واٹس ای پ کھولنے لگی۔۔اُس نے خضر کی چیٹ کھولی۔۔

او پر ہی خضر کا میسج آیا ہوا تھا۔

"ہم . کو آ ت ہے کہ ہم بدل رہے ہیں۔۔ کبھی کسی کو یہ کیوں نہیں آت کہ اُس نے ایسا کیا کیا ہے۔جس پر ہمارا رویہ بدلنے لگا ہے۔۔"

دُعا لکھنے لگی۔

"چا اب بڑے آدمی بن گئے ہو۔تو ایسے کرو گے؟"

فوراً جواب آیا۔۔

"بڑے بڑے خواب ب دیکھتے ہیں۔۔بڑی بڑی باتیں ب کر تے ہیں۔۔لیکن عمل ہر کوئی نہیں کرتا۔Make your life master piece۔۔"

دُعا اُس کے عجیب سے جواب پہ موبائل بند کرنے لگی۔۔۔

اُس نے گردن موڑ کر نورماہ کو دیکھتے ابرو اُٹھایا۔۔

"ہاں تم بولو؟"

وہ کہنے لگی۔۔

"میں نے تو مصمم ارادہ کرلیا ہے میں اب ڈاکٹر میکائیل کو نہیں مناؤں گی۔۔"

دُعا نے اکتفا کیا۔۔

"بالکل۔۔اِسی قابل ہیں یہ مرد!!"

اب اُس کی انا جاگ گئی تھی۔۔وہ اب خضر کے رویے سے شدید طور پہ اُکتا چکی تھی۔اب اُس نے تہیہ کرلیا تھا۔۔آج یا تو وہ نہیں یا میں نہیں۔۔۔

☆.....☆.....☆

ارغوانی آسمان پہ سنہری بادلوں کا ہالہ تھا۔۔دُعا شتابی میں رکشا رُکوا رہی تھی۔۔ہاتھ میں شاپر تھا۔۔جسے اُس نے احتیاط سے پکڑا تھا۔۔۔تبھی رکشا رُکا۔۔ایک نقاب پوش لڑکی فوراً سے رکشے میں بیٹھی۔۔دُعا کا حیرت سے منہ کُھلا۔

"ارے!!"دُعا بھی رکشے میں داخل ہوئی۔۔

"دیکھیں۔۔"

وہ نقاب پوش لڑکی فوراً سے منت کرتے کہنے لگی۔۔

"دیکھیں پلیز۔۔مجھے لیٹ ہو رہا ہے۔۔اَ مجھے مزی لیٹ ہوَ ی تو میرے بھائی میرا جینا دو بھر کر دیں گے۔۔"

دُعا. دلی سے بولنے لگی۔

"لیکن۔۔"وہ کہتے کہتے رُکی۔رکشے والے نے پلٹ کر پوچھا۔۔

" کہاں جا ہے آپ کو؟"

وہ ب پوش لڑکی فوراً سے بولی۔

" گلشن اقبال!"

دُعا جھٹ سے بولی۔

"مجھے بھی وہیں جا ہے۔۔"

دُعا اُس کے ساتھ بیٹھ گئی۔۔

"پ۔۔"وہ ب پوش لڑکی َ ٹ ڑائی۔دُعا نے اُسے ہاتھ دکھایا۔۔

" کرایہ . ٹ لیں گے۔۔"

کسی خیال سے وہ اُسے پہچا ہوئے دیکھنے لگی۔ ب کے پیچھے چھپی سیاہ آنکھیں سُکڑیں۔

" آپ۔۔"

دُعا نے ہاتھ . ھ لیے۔۔

"وہیں ہوں جو اِن دنوں سرخیوں میں ہوں۔۔"

رکشا چلنے لگا۔۔وہ لڑکی ذرا چو گئی تھی۔۔

" آپ اِس طرح اکیلے۔۔"

دُعا غیر رسمی ا ازمیں بولی۔

" کیا کریں ۔۔کیریئر بنانے کے لیے ۔ڈا کچھ کر۔ پڑتا ہے۔میرے شوہر بیمار ہیں۔۔نہیں تو وہیں مجھے ۔یہ۔ آتے ہیں۔اب وہ نہیں ہیں تو رکشا کر۔ پڑ رہا ہے۔۔"رکشا چل رہا تھا۔ ر۔ ر جھٹکا لگ رہا تھا۔سفر میں جو مزہ کسی ہم سفر سے گفتگو کرنے کا ہے وہ مزہ مو۔ استعمال کرنے میں نہیں۔۔

کسی خیال سے دُعا نے اُسے دیکھا اور پوچھنے لگی۔

"اتنا ڈرتی کیوں ہو؟"

جواباً وہ ذرا مسکرائی۔

" کیا کروں؟ پ دہ کرتی ہوں۔۔یہ زمانہ ایسا ہے۔۔ہر ۔ت کو میرے پ دے سے جوڑ دیتا ہے۔۔۔ یہ زمانہ بے پ دہ کو جینے دیتا ہے ۔ہی پ دے والیوں کو۔۔میرے بھائی مجھ پ شک کرتے ہیں۔۔وہ تو میرے کام پ جانے کے لیے بھی تیار نہیں تھے۔۔وہ کہتے ہیں عورتوں کو غیر مردوں کے ساتھ کام نہیں کر۔ چاہیے۔۔اصل میں میرے بھائی تھوڑے مذہبی ہیں۔۔"

دُعا اُسے دیکھتے کہنے لگی۔۔۔

"عورت کی عفت وعزت اتنی کمزور نہیں ہے جو مردوں کے ساتھ کام کرنے سے ختم ہو جائے گی۔ ۔ہر نکل کر مردوں کے ساتھ کام کرنے میں کوئی ۔ائی نہیں ہے۔۔۔ ۔ ت عورت کسی مرد کو یہ موقع ۔ دے کہ وہ اپنی حدود پ رکر سکے۔۔عورت اتنی مضبوط ہے کہ وہ ۔کر سکے۔۔اور ۔ کہنا عورت کا حق ہے۔۔"

" آئی ایم سوری آپ کو میرے ساتھ رکشا میں۔۔"وہ معذرت کرتے فوراً سے کہنے لگے تو دُعا نے اُسے ٹوک دی۔

"ارے نہیں ایسے مت کہو۔ہم ۔ کی مجبوریں ہوتی ہیں۔۔اور یہ مجبوریں ہمیں مجبور کر

دیتی ہیں۔۔ورنہ کوئی خوشی سے کسی کے آگے منت نہیں کرتا۔میں سمجھتی ہوں۔۔۔"

ب کے پیچھے سیاہ آنکھیں اُس پہ ٹھہری ہوئی تھیں۔۔دُعا کے ب کھلے تھے۔۔

"دیکھو۔۔"

اُس نے فوراً سے کہا۔

"میرا نام سوفیا ہے۔۔"

دُعا نے تبسم سے اُسے دیکھا۔۔

"سوفیا۔۔کبھی بھی صبر کے نام پہ کسی کو اپنی عزت مجروع مت کرنے دینا۔۔۔اللہ نے صبر کرنے کا حکم دیا ہے۔اپنی تذلیل کروانے کا نہیں۔۔جہاں کوئی آپ کی عزت مجروع کرے۔آپ سے ہتک آمیز انداز میں بات کرے۔تو اُسے بہت ہی ادب کے دائرے میں رہ کر۔فوراً سے اُس کی غلطی کا احساس دلا دیں۔۔اور ایسا احساس دلائیں کہ آئیندہ وہ کبھی بھی آپ پہ انگلی نہ اُٹھائے۔۔۔مضبوط بنیں۔۔۔اپنے لیے لڑنا سیکھیں۔۔نہیں تو یہ دنیا آپ کو کھا جائے گی۔۔۔آپ نے کبھی بھی کسی کو اپنی توہین کرنے کا موقع نہیں دینا۔چاہے وہ ہلکا پھلکا طنز ہی کیوں نہ ہو۔۔کیونکہ اگر آپ نے کسی کو ذرا سی بھی چُھوٹ دی تو وہ چھوٹ دھیرے دھیرے آپ کی عزت میں پھوٹ ڈال دے گی۔۔اکثر ایسا ہوتا ہے۔۔عورت اپنے گھر والوں کی پابندیوں سے بچنے کے لیے۔۔اپنی وقعت کو تلاشتی ہے۔۔ غلطی وہ یہ کرتی ہے کہ وہ اپنی وقعت خود میں خود بلکہ نہیں کسی مرد کے ذریعے خود میں تلاشتی ہے۔اور یہ چاہتی ہے کہ وہ مرد اُسے احساس دلائے کہ وہ بے وقعت نہیں ہے۔۔عورت کو اپنی وقعت کو خود تلاشنا ہے۔اور پھر ایسے مرد کا انتخاب کرنا ہے جو اُس وقعت کا احترام کر سکے۔۔

مرد آپ کی آزادی سے محبت کرتے ہیں۔۔۔اور انسان جس چیز سے محبت کرتا ہے وہ اُسے

حاصل کرنا چاہتا ہے۔۔اپنی آزادی کی حفاظت کریں۔۔اتنی مضبوط عورت بنیں کہ کبھی بھی کسی مرد کو اپنے آپ کے اوقات کنٹرول نہ کرنے دیں۔۔اپنی مصیبتوں سے مت گھبرائیں۔۔کیونکہ ستارے بھی تاریکی کے بغیر نہیں چمکتے۔۔۔تاریکی سے مت ڈریں۔۔"وہ ٹھہری۔۔اُس نے اُس کے ب کی جانب اشارہ کیا۔۔

"خاص طور پر اپنے پردے سے۔۔۔اور اِس مشرقی زمانے کی پرواہ چھوڑیں۔۔تصور کریں۔۔ مغرب میں عورتیں اسلام فوبیا جیسا فوبیا رکھنے والے لوگوں کا سامنا کرتی ہیں۔۔تو ہم اِس مشرقی معاشرے میں اِن معمولی لوگوں کی باتیں کیوں برداشت نہیں کرتے؟ اور جو لوگ مذہبی ہونے کے باوجود خود کو پاکباز کہتے ہیں۔۔۔دوسروں کو جج کرتے ہیں۔۔تو اُنہیں یہ بات جاننے کی ضرورت ہے۔۔ضروری نہیں کہ لوگوں کے گناہ حجاب نہ پہننا ہو۔۔۔افیئر رکھنا ہو۔۔جھوٹ بولنا ہو۔۔رشوت دینا ہو۔۔بعض لوگوں کا گناہ تکبر بھی ہوتا ہے۔ہاں وہی تکبر جس نے ابلیس کو لوسیفر سے fallen angel بنا دیا تھا۔۔"

جہاں جاتی تھی ستارے کی طرح جگماتی تھی۔۔جہاں جاتی تھی۔۔افشاں کے ستارے کی ما اپنی چمک چھوڑ جاتی تھی۔۔شاید وہ اُس لڑکی سے آج پہلی اور آخری بار مل رہی تھی۔۔۔ اُس سے مل کر وہ اُس پر اپنی دمک چھوڑ گئی تھی۔۔وہ ستارہ تھی۔۔ اب وہ آسمانِ دنیا کا ایک مشہور ستارہ۔۔۔وہ ستارہ جو اس کی زندگی کیا کرتا تھا۔۔۔

☆.....☆.....☆

خضر کمرے میں پلنگ سے ٹیک لگائے بیٹھا تھا۔۔ہاتھ میں پکڑے موبائل پر سرخی لکھی تھی۔۔

"ڈاکٹر عبدالقادر نے پولیس سے بازپرس کے دوران اعتراف جرم کرلیا۔۔"

"ڈاکٹر عبدالقادر کا کہنا ہے۔۔جلیل سومرو کا اِس میں کوئی ہاتھ نہیں۔۔"

اُس نے اسکرین اسکرول کی۔۔

ڈاکٹر عبدالقادر کی بات کو اقتباس کر کے لکھا گیا تھا۔۔

"میں نے وسیم سومرو کی مدد بحیثیت دوست کے بیٹے کی طرح کی تھی۔۔وہ بہت پریشان تھا۔۔اور وہ میرے لیے میرے بیٹوں کی طرح ہے۔۔"

اُس نے کچھ سوچتے اسکرین اسکرول کی۔۔

"شہر کراچی میں YDA کا احتجاج۔۔"

خضر نے د تے دھیرے سے سر اُٹھایا۔۔

"کیا چل رہا ہے جلیل سومرو کے دماغ میں؟"

باہر سے دروازہ کھلنے کی آواز آئی۔۔ خضر نے کوئی ردِعمل نہیں دیا۔۔ذہن میں خیالات کی تاریں اُلجھ رہی تھیں۔۔۔کبھی باہر نگاہ جاتی۔۔تو کبھی دا ۔۔

"چاند!!!" دُعا کمرے میں چلی آئی۔۔خضر نے کوئی تاثر نہیں دیا۔۔اُس نے اُس کو سامنے آتے دیکھا۔۔اُس نے جھک کر اُس کا ماتھا چھوا۔۔ماتھے پر ذرا بل پڑے۔۔وہ سیدھی اُٹھ کھڑی ہوئی اور سنجیدہ ہوتے بولی۔

"چاند تمہیں تھوڑا سا بخار ہے۔۔تم نے درد کی دوا لی؟"

خضر نے جواباً کچھ نہ کہا۔۔۔دُعا نے لب بھینچ لیے۔۔۔

غصہ نہیں آرہا تھا۔۔فکر ہو رہی تھی۔۔

"چاند؟" اُس نے اُسے ایک مرتبہ پھر سے پکارا۔۔خضر نے کوئی جواب نہ دیا۔۔اب دل اہو رہا تھا۔۔وہ چیخنا نہیں چاہتی تھی۔۔۔وہ اُسے کچھ نہیں کہنا چاہتی تھی۔۔وہ کمرے سے فوراً نکلنے لگی۔۔۔کمرے سے جاتے اُس کی آنکھیں نم تھیں۔تبھی باہر کی بیل بجی۔ربیعہ بیگم باہر سے

بولیں۔۔

"آگئے!" دُعا نے آواز پر فوراً سے ۔ ہر دیکھا۔۔

دل تھا کہ ۔ تھا۔اُسے تو اُن ۔ سے ملنا تھا۔ ۔ڑی ہمت کرتے ۔ سے ملنے آئی۔۔نوازش صا ۔ نے آگے ۔ڑھتے دُعا کو ساتھ لگایا۔۔جہا ۔ ۔ صا ۔ بھی لاؤنج میں چلے آئے۔۔

اگلے ہی لمحے دُعا کی سسکی کی آواز اُنہیں سنائی دی۔۔ربیعہ بیگم ذرا چونکیں۔نوازش صا ۔ نے حیرت سے دُعا کو دیکھا۔۔ماموں عا ۔ اُس کے سر پہ ہاتھ ر ۔ کہنے لگے۔

"بی ۔ ٹھیک ہو جائے گا ۔ !!"

جہا ۔ ۔ صا ۔ کو غصہ پ ۔ ھا تھا۔۔

"جتنا مرضی کر لیں۔۔ددھیال والے۔۔ ۔ ل والوں کے سامنے ہمیشہ کم پ ۔ ہی جا ۔ ہے۔۔"

اصولاً یہ جملہ اُلٹا تھا۔لیکن ستاروں کی دُ ۔ میں ۔ اُلٹا تھا۔۔۔

دُعا سسکیاں ۔ ۔ نوازش صا ۔ سے کہہ رہی تھی۔۔

"ابو چا ۔ بیمار ہے۔۔"

نوازش صا ۔ اُسے ساتھ بٹھاتے کہہ رہے تھے۔۔

"اللہ دے گا شفاء بیٹی۔۔کیوں روتی ہو۔۔جس نے ز ۔ گی دی۔۔وہ شفاء بھی دے گا۔۔"

وہ ٹھہرے۔دُعا کی پلکیں بھیگ رہی تھیں۔۔وہ سر جھکائے بیٹھی تھی۔۔چہرہ سرخ تھا۔

"کسی کو دو ۔ کا مسئلہ ہے۔۔کسی کو بیماری کا۔کسی کو خا ۔ ان کا۔۔کسی کو دوستوں کا۔۔کسی کو خوشیوں کا۔کسی کو اچھے نمبروں کا۔کسی کو کامیابی کا۔۔کسی کو عزت کا۔۔ہم ۔ کو ہر چیز وسیع تعداد میں چاہیے۔تھوڑے میں ہم کبھی خوش نہیں ہوتے۔۔اور اِس طرح ہم تعداد کے چکر

میں۔۔۔معیار کو بھول جاتے ہیں۔۔خوشیاں تھوڑی ہیں۔۔تھوڑی ہی سہیں۔۔ یہ سوچیں۔۔کیا وہ خالص ہیں؟"

وہ دو. رہ سے ٹھہرے۔۔وقفہ ہوا۔۔ . صوفے پہ بیٹھے خاموشی سے نوازش صا . کی گفتگو سُن رہے تھے۔۔

"ہم . کو ایسی کہا ں بُری لگتی ہیں۔۔جس میں درد ہو ہے۔دُکھ ہوتے ہیں۔تکلیف ہوتی ہے۔۔عورت کا شوہر مر جا ہے۔اُسے مر چھوڑ جا ہے۔والدین مر جاتے ہیں۔۔عورت پٹتی ہے۔۔اولاد نا فرمان ہوتی ہے۔۔اور اُس کہانی میں ایسے بے تہاشا دُکھ ہوتے ہیں۔۔۔ ہم صرف دُکھوں کو کیوں روتے ہیں؟ ہم کوئی حل کیوں نہیں نکالتے؟ ہم صرف دُکھوں کو روتے ہیں۔۔ہم حقیقت پسندانہ تو کہلائے جاتے ہیں۔ ہم اُمیدانہ۔۔۔رجائیت پسندانہ جیسے الفاظوں سے کیوں نہیں پہچانے جاتے؟"

نوازش صا . نے ربیعہ بیگم کو دیکھا۔۔

"تمہیں رزق کی فکر ہے۔۔۔کیوں فکر کرتی ہو۔۔اللہ ہے نا۔وہ دے گا۔۔۔تم . کو پتا ہے۔۔"اُنھوں نے . کو ای دیکھا۔۔

"میں نے دکان داروں سے بڑی امید سیکھی ہے۔۔اکثر دیکھا ہوگا۔۔کپڑوں کی دُکا ۔۔ ای سیدھ میں ہوتی ہیں۔۔۔۔اکثر سوچتا تھا۔۔اِن کی دکا ای ساتھ ہیں۔۔کیا ای ساتھ ہونے کے . . یہ ای دوسرے کا حق نہیں مارتے؟ کسی کی روزی نہیں کھاتے۔۔ای دن تجسس میں میں نے ای دکان دار سے پوچھ لیا۔تمہاری دکان میں بھی وہی مال ہے اور . ا. والے کی دکان میں بھی وہی مال ہے۔۔تمہیں نہیں لگتا یہ تمہارے گاہک لے جا ہے۔۔ پتا ہے اُس نے کیا کہا۔اُس نے کہا۔۔وہ اپنے حق کا کما ہے۔میں اپنے حق کا کما

ہوں۔۔۔اللہ اُسے بھی گاہک دیتا ہے۔اللہ مجھے بھی گاہک دیتا ہے۔۔ہمارا رزق۔ہماری کامیابی۔۔ہماری عزت۔۔ہماری خوشیاں۔۔ہمارے دُکھ۔۔ہر چیز اللہ کی طرف سے ہے۔۔دُ سے ہماری کوئی مقابلے .زی نہیں ہے۔۔۔اللہ کی ذات دیتی ہے۔۔اور اللہ کے ذات لیتی ہے۔۔۔کچھ دیتی ہے تو نعمت۔۔۔کچھ لیتی ہے تو مصلحت۔۔یہاں ہمیں کوئی دُکھ نہیں پہنچا سکتا۔۔۔ . ت اللہ ٔ چاہے۔۔اور اللہ اذ ی نہیں دیتا۔۔بلکہ وہ تو راہیں بنا ت ہے اُن اذ ی میں ملی تجر .ت کے پل سے۔۔جس کے اُس پ رمضبوط ا نوں کی دُ رہتی ہے۔۔لوگ کہتے ہیں جادو ہو َ ی ۔۔جادوگیر نے جادو کر د ی۔۔او اللہ کے بندوں اللہ الرازق ہے۔اللہ ہی الشافی ہے۔۔کوئی جادوگیر رزق بند کر دے گا ی بیمار کر دے گا۔۔تو کیا اللہ صحتیاب نہیں کر سکتا؟ کیا ذ .للہ اتنی .ت ہے جادوگیروں کی کہ وہ اللہ کے قلم کے ساتھ اڑی کرے؟ لوگ قسمت کو روتے ہیں۔۔قسمت؟ تقد ی؟ تقد ی تو تمہاری آدم علیہ السلام کی پیدائش سے پہلے لکھ دی گئی ہے۔۔اللہ نے . سے پہلے قلم کو پیدا کیا۔۔اور پھر اُسے کہا لکھو۔جو ہے لکھو۔۔۔عجیب دور آ َ ی ہے۔۔ٔ اسے نہیں مانگتے۔۔جس نے ساری قسمت لکھی ہے۔۔اُس سے نہیں مانگتے یہ لوگ۔۔در .روں اور مزاروں کے دروازے کھٹکھٹاتے ہیں۔۔ا ی کالے دھاگے کے ذریعے اپنی قسمت کو .لنا چاہتے ہیں۔۔۔مشکل سے مشکل کام کرتے ہیں۔۔ دُعا نہیں کرتے۔۔ا ی اللہ سے نہیں مانگتے۔۔۔واسطے اور وسیلے ڈلواتے ہیں۔۔ سیدھا اللہ سے .ت نہیں کرتے۔۔عجیب لوگ ہیں۔۔"

نوازش صا . کی مثبت گفتگو نے ماحول کو کچھ بہتر کیا تھا۔دو دو کی جوڑی بنا کر . وقفے وقفے سے خضر سے ملنے ا ٔ رجا رہے تھے۔دُعا نے . کو ا ی ساتھ ا ٔ رجانے سے کیا تھا۔تبھی اے۔سی سے پ نیَ نے کی آواز آئی۔۔ . نے فوراً سے .ہر کی جا ٔ. دیکھا۔۔

جہانزیب صاحب کلس پڑے۔۔

"یہ اوپر والے بغیرت کا ایسی ہر وقت موتتا رہتا ہے۔۔"

ربیعہ بیگم نے جہانزیب صاحب کو گھور کر دیکھا۔۔ اُن کی طبیعت پر وہ یں بلکل بھی اُ نہیں رہی۔۔۔ دُعا عفیفہ کے ساتھ بیٹھی تھی۔۔نگہت ممانی دُعا کو دیکھتے کہنے لگیں۔۔

"دُعا ڈرما ڈاکٹر سے ذرا ٹریٹ لو۔۔کیسا سانولا ہو رہا ہے رنگ۔۔"

دُعا نے مسکرا کر سر ہلا دیا۔

"جی ممانی۔۔"اندر سے خون اُبل کر رہ گیا تھا۔۔

(پتا ہے انہیں۔۔کہ میں کن کن صورتحال سے گزری ہوں۔۔پھر بھی انہیں ذرا خیال نہیں ہے۔۔کچھ لوگوں کی زندگی اگر ایک ہزار سال بھی ہو جائے۔۔تو اُس عرصے میں بھی اُن کی فطرت بدل نہیں سکتی۔۔"

اُس کا رنگ صاف تھا۔۔وہ pale beauty تھی۔۔لیکن اُسے tan بہت جلدی پڑھ جایا کرتا تھا۔اُس کی جلد ایسی تھی جو بہت جلدی کچرا پکڑا کرتی تھی۔۔بس اِسی وجہ سے بہ وہ چہرے کی صفائی نہ کیا کرتی تو رنگ سانولا لگنے لگ جاتا۔۔۔

ممانی کی بات پر اُسے شدید غصہ آرہا تھا۔۔وہ فوراً سے وہاں سے اُٹھ گئی تھی۔۔

"اگر آپ کا سامنا کچھ ایسے لوگوں سے ہو۔۔جن کی باتیں آپ کو نیچا کریں۔۔تو اُن لوگوں کی صحبت کو ترک کر دیں۔۔فوری ترک کر دیں۔۔۔کوئی کچھ بھی سوچے۔۔ سے اول خود کو رکھیں۔۔"

قرۃ العین اور اُس کی بھابی ہا کے ساتھ نیچے کا بھی اُس کا دل نہیں چاہتا تھا۔وہ عفیفہ کے ساتھ باورچی خانے کا کام دیکھ رہی تھی اور سوچ رہی تھی۔۔

"کیا فائدہ اتنا پڑھ لکھ کر۔۔اگر نوجوان لڑکیوں نے پرانی آنٹیوں کی طرح اِدھر اُدھر کے لوگوں کی غیبت کرنی ہے۔۔"

☆.....☆.....☆

کھڑکی میں چمکتا ہوا چاند اُترتا رہا تھا۔۔ہوا سے سفید پردے دھیرے دھیرے اُڑنے لگے۔۔دُعا دھیرے دھیرے پردوں سے نکلتی ہرنی کی چال چلتی خضر کے کمرے میں چلی آئی۔خضر ہاتھ باندھے خاموشی سے بیٹھا تھا۔۔

دُعا اُس کے سامنے چلی آئی۔۔

دُعا نے گلا کھنکارا۔۔

"اماوس کا چاند ایک دن رہتا ہے بس۔رات ہو گئی ہے۔۔۔چاند کو اب فیز بدل لینا چاہیے۔۔"خضر خاموش رہا۔۔

دُعا نے دھڑکتے دل سے اُسے دیکھتے لب کھولے اور معصومیت سے بولی۔۔

"It's getting dark in the little heart of mine.. have some charity."

خضر نے سر اُٹھا کر اُسے سنجیدگی سے دیکھا۔۔۔کچھ نظرِ کرم ہوا تو وہ اُس کے ساتھ بیٹھ گئی۔۔

وہ دھیرے سے اُس کا ہاتھ تھامے متانت سے کہنے لگی۔۔

"ہم بڑھتے ہیں۔۔ہم گھٹتے ہیں۔۔ہلال کی طرح کبھی کامیابی آتی ہے۔۔کبھی اماوس کی رات۔۔اور کبھی چودھویں کی رات۔۔

چھوٹی چھوٹی غلط فہمیاں ہزار لمحوں کی خوشیوں کو کھا جاتی ہیں۔۔"

خضر بغور اُسے دیکھ رہا تھا۔۔

"جو ہوتا ہے اچھے کے لیے ہوتا ہے۔۔ہمارے درمیان نئے رشتے آ سکے۔۔نئے بے مالی

حالات۔۔ کامیابی۔۔ حسد۔۔ اختلافات۔۔ سیا ت ۔۔ دو ت ۔۔ہم نے غر. ت
سے لےکرشہرت کا ہر دروازہ ای ساتھ پ رکیا ہے۔۔۔
A cord of three strands is not going to break so
easily۔۔ . ساتھ رہنا ہے۔۔۔تو لڑ کیوں رہے ہیں؟ روٹھتے ہیں۔ لیکن .ت کرتے
کرتے۔۔۔ جانے دو۔ خاموشی۔۔ ایسے تم مجھے کم تمحسوس کروا رہے ہو۔۔۔"
خضر چہرہ بے ث تھا۔۔۔دُعا نے خضر کے ہاتھ پ ہاتھ رکھا۔۔۔پہلے لمس پ اُس نے جھکا
کر دُعا کا ننھا .ر ی ہاتھ دیکھا۔۔جو اُس کے ہاتھ پ پورا آ چکا تھا۔اُس نے پھر سر اُٹھا کر
دیکھا۔دُعا ہچکچاہٹ بھری وں سے اُسے دیکھ رہی تھی۔۔اب تو الفاظ بھی کم پڑنے لگے
تھے۔۔خضر چہرہ سنجیدہ تھا۔۔اُس نے . کھولے۔۔

"Always remember, Never above you, Never below you,
Always beside you."

(ہمیشہ ی درکھنا،کبھی بھی تم سے اوپنہیں۔کبھی بھی تم سے نیچے نہیں۔۔ہمیشہ تمہارے ساتھ۔)
ستارے کی سی چمکتی مسکراہٹ دُعا کے لبوں پ اُ ت ی۔۔
خضر نے سنجیدہ مسکراہٹ سے اُسے دیکھتے اُس کے ہاتھ کو اپنے سے ڈھا پ کر دھیرے سے
ہلا ی۔۔۔
"میں بس پ یشان تھا۔۔پیشی کا سوچ رہا تھا۔۔ پتا نہیں کیا ہو گا کیسے ہو گا۔۔۔جلیل سومرو .
کی وں میں بے ہ ہے۔۔۔اُس پ کوئی بھی .ت کرتے ہوئے ڈرتا ہے۔۔۔اور اصل
مجرم تو جلیل سومرو ہے۔۔ مجھے نہیں پتا تم وسیم کے لیے ہمدردی ر ت ہو کہ نہیں۔۔لیکن میں اُس
کے لیے ہمدردی ر ت ہوں۔۔"دُعا نے سمجھی سے اُسے دیکھا۔۔

"چاند۔۔" خضر نے فوراً سے کہا۔

"میری بات مکمل نہیں ہوئی دُعا۔۔" گفتگو کے معاملے میں اُسے اُس کے لہجے میں اُستاد کی سی کرختگی سے محسوس ہوئی۔۔تو وہ خاموش ہوگئی۔

"سوری۔۔" خضر کہنے لگا۔۔

"وہ چھوٹی سی عمر میں تناؤ میں رہا ہے۔۔اُسے اُس کی ماں کی توجہ نہیں ملی۔۔مجھے پتا ہے یہ فلمی ہمدردی ساؤنڈ کرتا ہے۔لیکن نفسیاتی لحاظ سے یہ بات ثابت ہے ماں کی موجودگی ان کی صحت کے لیے کتنی فائدہ مند ہے۔۔۔تم تصور کرسکتی ہو۔اُس نے اپنے باپ سے بدلے کے لئے کیا کیا بھیانک کام کیے ہیں۔۔۔میں نے اُس کے سیشن کی دوران کی وڈیو دیکھی۔۔اُستاد نے مجھے اُس کی کلپس دکھائیں۔۔وہ رو رہا تھا دُعا۔اُسے ہر چیز کا دُکھ ہے۔۔اُسے اُس کی بدلے کی نوعیت پتا ہے۔۔لیکن وہ پھر بھی بدلے کا کام کرنے پر مجبور ہوجاتا تھا۔۔دنیا میں ایسی اور اِس سے بھی بڑی نفسیاتی بیماریاں ہیں۔۔۔مجھے پتا ہے وہ مجرم ہے۔۔لیکن۔۔مجھے اُس پر ترس آتا ہے۔۔۔"

دُعا نے اپنے ہاتھ پر سے خضر کا ہاتھ ہٹایا۔

"پھر بھی اِس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ اُسے معاف کردیا جائے۔۔"

خضر فوراً سے بولا۔

"میں نہیں کہہ رہا ہوں اُسے معاف کرنے کو۔۔"

اُس نے دُعا کا ہاتھ تھاما تو دُعا بدگمان ہوئی۔۔

"چاند چھوڑو۔۔دل بُرا کردیا ہے تم نے میرا۔۔" وہ اُٹھنے لگی تو خضر کہہ پڑا۔۔

"It's getting dark in the little heart of mine.. have some charity."

دُعا نے یکدم خضر آنکھوں میں دیکھا۔۔خضر سادگی سے کہنے لگا۔

"یہ جملہ اُس بچے پ رکھ کر سوچنا۔"

دُعا خفا ہوئی۔۔

"چان لڑائی ہو جائے گی۔۔ بت کو ختم کرو۔۔میں اُس لڑکے کا ہمارے گھر میں کوئی ذکر نہیں کرن چاہتی۔۔۔"

خضر نے اُس کے ہاتھ پ اپنا ہاتھ پت دھیرے سے سر ہلایا۔

"ٹھیک ہے۔ٹھیک ہے۔"

کسی خیال سے اُس نے اُسے دیکھا۔۔

"تم نے کھان کھای؟"

دُعا زاویے بگاڑ کر دیے گھماتے بولی۔

" کھای تو ہے۔۔۔لے کن۔۔" خضر پت یں سکیڑے اُسے دیکھنے لگا۔اور دُعا اُس کی آنکھوں میں دیکھتے بولی۔۔

"Timballo Rosa کھانے کا بہت دل چاہ رہا ہے۔۔"

اور خضر بے اختیار ہنس پڑا۔۔

"اچھا!!!"

☆.....☆.....☆

بجلی کی ٹک ان را پت ل یت گونج رہی تھی۔۔دُعا بھیگتی چھتری بند کرتے کہہ رہی تھی۔۔

"اللہ اس برش کو تھر کے ریگستان میں لے جا۔اِس سے کسی ضرورت مند کو فیض یب کر دے۔۔"

اُسے ِ دتھا۔اُستاد کہتے تھے اللہ کی نعمت کو کبھی دھتکارتے نہیں ہیں۔۔جو چیز آپ کے پ س وافر مقدار میں ہو اُسے کسی اور کو صدقہ یہ ہدیہ کر دیتے ہیں۔۔کیو ۔۔اللہ ہمیں کبھی نہیں دھتکارتے۔اُس نے صرف شیطان کو دھتکارا ہے۔۔اللہ کی رحمت بہت وسیع ہے۔اُس سے پناہ نہیں مانگتے۔وہ چلتی جا رہی تھی۔۔لوگ اُسے دیکھتے جا رہے تھے۔آج بھی اُسے اُس اپ ل میں اُس کا پہلا دن ی دتھا۔۔ ۔ وہ خضر جہان ۔ کی بیوی کے م سے پہچانی جاتی تھی۔۔ای سال لگا تھا اُسے خضر جہان ۔ کی اہلیہ سے دُعا ادریس کی پہچان بنانے میں۔۔۔لوگوں نے ۔ ریہ کے لیے اُس کے اقدام پ اُسے سراہا بھی تھا۔اور بہت سے لوگوں نے ڈھکے چھپے الفاظوں میں اپنی ناپسندگی بھی ظاہر کی تھی۔۔ اُسے اِس ۔ سے کوئی فرق نہیں پ ڑ رہا تھا۔۔وہ ہر روز یہ سوچ کر گھر سے نکلا کرتی تھی۔۔

"اِس دور کی لڑکیاں پتھر دل نہیں ہو رہیں۔۔بلکہ اُن کو اُن کے حقوق اور اُن کی وقعت کا شعور آ ی ہے۔۔وہ سنگدل نہیں ہیں وہ بس بہتر کی تلاش میں ہیں۔۔اور تھوڑے میں راضی نہیں ہونے والیں۔۔وہ تھوڑا جو اُن کے معیار کا نہیں۔۔لڑکیاں اب اپنی وقعت سمجھ رہی ہیں۔۔اور وہ یہ ۔ت سمجھنے لگ گئی ہیں کہ عورت کے خواب مردوں کے محتاج نہیں ہوتے۔۔" ڈیوٹی کے آغاز سے پہلے ہاتھ میں پکڑا مو ۔ اُس نے کھولا۔۔سوشل میڈ ی پ بے تحاشا لائکس تھے۔۔ ۔ سے زیادہ خوشی کی ۔ت یہ تھی کہ اُس کے ان ٹ ام اکاؤ ٹ پ نیلا ٹِک آ ی تھا۔۔۔

"آہ!!" اُس نے بتیسی چھپان چاہی۔۔ اپنی پہچان ۔ کے بعد خوشی کچھ اور ہی تھی۔۔۔

"ای وقت تھا میں لائکس کے لیے پ گل ہوا کرتی تھی۔۔ مشکل سے تصو یوں پ ای ی دو لائ ہی آتے تھے۔اور آج اِس ۔ کی پ واہ ہی نہیں اور میرے پ س کتنے فولورز اور کتنے

زیدہ لائکس ہیں۔اوراب تو میرا اکاؤنٹ بھی آفیشل ہے!!"

کسی خیال سے لبوں پہ سے مسکراہٹ سمٹی۔۔

"۔۔کسے فرق پڑتا ہے؟کسی کو کچھ فرق نہیں پڑتا۔۔"

اِس لیے وہ نارمل ہوگئی۔۔۔

"آہ۔۔چھوٹی عمر میں لڑکیوں کو بھی عجیب غم ہوتے ہیں۔ذرا ذرا سی بات پہ اُنہیں اسٹریس ہوتی ہے۔۔۔بات بات پہ اُن کا دل ہر شے سے اُکتا جاتا ہے۔۔گھر والوں کی اُن کے لیے کی حفاظتی تدابیریں اُنہیں پابندیاں لگتی ہیں۔۔کچھ سالوں بعد۔بچپن اور لڑکپن کا وہ فیز گزر جاتا ہے۔۔تب اُنہیں احساس ہوتا ہے وہ کتنی غلط تھیں۔۔۔یہ کچھ ایسا ہے جو سالوں سے ہوتا آرہا ہے۔اور ہوتا رہے گا۔۔اور ہم چاہ کر بھی بچیوں کو یہ بات نہیں سمجھا سکتے کیونکہ وہ عمر ہی ایسی ہوتی ہے۔۔جس میں بچیوں کو کچھ سمجھ نہیں آتا سوائے اپنے دل و دماغ کے اور اُنہیں یہ لگتا ہے کہ اُن سے بڑا intellectual کوئی نہیں۔۔"

اسپتال کے کام ہمیشہ کی طرح شروع ہوئے۔اب یہ کرنے میں مزہ آتا تھا۔۔اب یقین نہیں آرہا تھا بہت جلد اُس کی ہاؤس جاب ختم ہونے والی تھی۔کتنا روتی تھی وہ۔کیسے کلستی تھی وہ شروع شروع میں۔۔اوراب۔۔اب اُس کا وہاں سے جانے کا بالکل بھی دل نہیں تھا۔اُس اسپتال نے اُسے اُس کی پہچان دی تھی۔۔۔

اب ہر ہاؤس آفیسر ہر سینئر اُس سے آکر ملتا تھا۔۔پہلے بھی ملتا تھا بحثییت خضر کی بیوی کے۔۔۔اوراب۔۔بحیثیت ڈاکٹر دُعا کے۔وہ ڈاکٹر دُعا جو ایک activist بن چکی تھی۔۔

کچھ بیس کا وقت تو ڈاکٹرز چکر پہ لگا رہے تھے۔۔۔ نو کا وقت تھا وہ خاموشی سے اُٹھ کھڑی ہوئی۔۔۔

اُستاد کی ہدایت اُسے یدتھی۔۔

" . . زکا وقت آئے تو لوگوں سے اجنبی ہو جاؤ۔۔ . کوئی اللہ کی اطا ت میں تمہارا ساتھ نہ دے۔تو یہ سوچو۔۔آسمان اور زمین میں جو کچھ ہے وہ اللہ کی تسبیح بیان کر رہا ہے۔کوئی تمہارے ساتھ اللہ کو پکارے ی نہ پکارے۔۔تمہیں اللہ کو پکارنہ ہے اور تم تو اُن کی حمد بھی نہیں سُن ت ۔۔۔پھر تکبر کیوں کرتے ہو؟ دو چار ز . کیا سیکھ لیں۔۔غرور اتنا ہے کہ سر جھکتا ہی نہیں۔۔بتاؤ بھئی کیا دُ کی ہر بھاشا سمجھتے ہو؟ اور ای . ت ہے جو سمجھ نہیں آتی۔۔کہ اِس ٹیکنالوجی کے دور میں ہماری زیں mechanical کیوں ہو گئی ہیں؟ سوچنے کی . ت ہے؟ بہت سوچتی ہوں۔۔پھر لگتا ہے۔۔شای اللہ پ ہمیں یقین ہی نہیں ہے؟ شای ہم نے اب کبھی اُس کے ہونے کو محسوس ہی نہیں کیا۔کبھی اپنے مسئلے اُس پ چھوڑ کر دیکھے ہی نہیں۔۔تبھی تو ہر وقت ہمیں د کی لگی رہتی ہے۔۔۔

وہ ز پڑھ کر لوٹی۔کافی ڈاکٹر جا چکے تھے۔۔اب صرف دو چار لوگ وہاں تھے۔۔کینٹین میں موضوع ز ی بحث تھا۔

نور ماہ نے کہا۔۔

"سارا کام نہ اب پہلی کرتی ہے۔۔"دُعا فوراً سے بولی۔

"پہلی معاف ہوتی ہے۔۔۔دوسری ا م ہوتی ہے۔۔" . نے اُسے دیکھا وہ آگے . ڑھتے آئی۔۔

دُعا مسکرائی۔

"میرے شوہر کہتے ہیں۔۔پہلی پ کسی کا اختیار نہیں ہوت۔۔ دوسری پ وہ واردات سے واقف ہوت ہے۔۔اب یہ ا ن پ ہے۔۔وہ دو . رہ کوئی سا دُہراتا ہے کہ نہیں۔۔۔اور یہ

کوئی کتابی بات نہیں ہے۔۔یہ اللہ کے نبی کی تعلیم ہے۔۔اِس لیے پہلی نظر کی محبت والا بوگس اور unreal موضوع بند کیا جائے۔۔"لہجہ ذرا خشک ہوا تو وہ ہنس پڑے۔۔
چھوٹی سی بات پہ یہ پل بھر میں ناراض ہوگئی۔۔نورماہ اور دُعا لیب کوٹ پکڑے باہر نکل رہی تھیں۔۔بارش سویرے سے ہو رہی تھی۔۔
نورماہ نے کچھ سوچتے کہا۔
"مجھے لگا تھا آج بارش ہوگی تو زیادہ حالات خراب ہوں گے۔"دُعا نے اکتفا کیا۔
"ہاں یار۔۔لیکن کل محکمہ موسمیات نے بتا تو دیا تھا۔۔اِس لیے لگتا ہے کوئی گھر سے ہی نہیں نکلا۔"یہ کہتے اُس کی ہنسی نکلی۔نورماہ نے مسکرا کر اُسے دیکھا۔۔
"خضر ٹھیک ہو گیا!"
دُعا نے مزے سے ہاتھ اُٹھایا۔
"اور کیا۔تم نے وہ محاورہ سُنا ہوگا۔۔بالوں کی سفیدی میں جلدی اُبال آجاتے ہیں۔۔ہماری شادی بھی باسی ہوگئی ہے۔۔کچھ بچپن سے ہم ساتھ تھے۔اور اب تو نکاح کو بھی پانچ سال ہو گئے۔۔بلکہ چھ۔۔دیکھو مجھے یاد ہی نہیں صحیح طرح۔۔"
وہ ہنس پڑی۔اور نورماہ کو بھی ہنسی آئی۔
"دُعا تم نا۔۔تم سے ہمیشہ عجیب بات سُننے کو ملتی ہے۔تمہاری شادی میں کوئی فلمی یا تمثیلی Essence نہیں۔۔"
دُعا نے ایک گہری سانس لی۔اُسے کچھ روز قبل اُس کے ساتھ پیش آنے والا واقعہ یاد آنے لگا۔۔دُعا نے سارے گھر میں شور برپا کیا تھا۔
"یار حد ہوگئی ہے۔ابو غسل خانے میں گھس گئے۔اور چاچو میرے غسل خانے میں!"

دُعا غسل خانے کے دروازے پہ مُکے رسید کرنے لگی۔۔۔

"چاند باہر نکلو۔۔۔"وہ جھنجھلائی۔۔

"یار مجھے گیلا فرش نہیں پسند۔دیکھو یار میرے غسل خانے میں گھس گیا ہے یہ۔۔یار!"

اُس کا خون اُبلنے لگا تھا۔

"یار مجھے دیر ہو رہی ہے۔رات کی گئی ہو میں واش روم۔"

"یار میرے دماغ میں گیس چڑھ رہی ہے۔۔۔کھولو دروازہ۔۔تم اپنے فلیٹ کیوں نہیں جاتے۔۔۔چاند !!"

ایک اُس کی حالت غیر ہو رہی تھی۔۔دوسرا اُسے اپنی حالت سے خیر ہو رہی تھی۔۔۔

"چاند !!"

وہ حال میں نورماہ کو دیکھتے یہ سوچتے سر ہلانے لگی۔

"ہاں۔۔صحیح کہہ رہی ہو۔لیکن جب آپ ایک ساتھ ایک گھر میں رہیں تو ایسا ہی ہوتا ہے۔۔۔"

اُس نے موضوع تبدیل کرتے نورماہ سے پوچھا۔

"اور سرمیکائیل تمہارا بابا ٹھیک ہے؟"

نورماہ کا چہرہ اُتر گیا۔۔

" کہاں یار۔۔۔اب تو سوچتی ہوں۔۔جتنی محبت اُنہیں دے دی ہے اُسے اب واپس بھی نہیں لے سکتی۔۔۔اللہ سے بات کرتے شرم بھی بہت آتی ہے۔۔کیا سوچتا ہو گا وہ۔۔محبوب منانے کے لیے اِسے میں یاد آتی ہوں۔"

دُعا نے سادگی سے چلتے ہوئے کہا۔۔

"تو تم اُسے ہمیشہ یدرکھا کرو۔کسی کو اُس کا شری مت بنا یا کرو۔۔وہ تمہاری دُکھ کی شدت میں کمی کردے گا۔۔"نورماہ دھیرے سے دن موڑے اُسے دیکھنے لگی۔۔

"اللہ سے دُعا کیا کرو۔۔کہ تمہارے دل میں وہ ایسے لوگوں کی محبت ڈال دیں۔۔جو اُس سے محبت کرتے ہوں۔۔اور جسے اللہ سے محبت ہو وہ اُس کے بندوں کو دُکھ نہیں دیتا۔۔اُس ا ن سے محبت کرو جو اللہ سے محبت کرے۔۔محبت کا حسن ہے۔محبوب کے محبوب سے محبت کرن۔۔محبت کے اِس دائ ے میں چلو گی۔۔تو کبھی مایوس نہیں ہو گی۔۔یہ د کا وہ واحد love triangle ہے جو تکلیف نہیں دیتا۔۔اپنی خوشیاں اچھے لوگوں سے شئیر کیا کرو۔انہیں منفی لوگوں سے شئیر کرو گی تو وہ اِنہیں ای curse بنا دیں گے۔۔مثبت ماحول میں رہا کرو۔منفی لوگوں سے دور رہا کرو نورماہ۔ہر ای سے اپنی خوشی مت شئیر کیا کرو۔"
چند لمحے وہ ٹھہری۔۔اُس نے کھولے۔

"نورماہ۔۔"

"ھمم؟"اُس نے پلکیں اُٹھا ۔۔دُعا نے ای گہری سانس لی اور ت کا آغاز کیا۔
"میں اب جو کہوں گی۔۔مجھے پتا ہے تمہیں تھوڑا بُرا لگے گا۔۔میں اُس فلسفے پ نہیں جیتی کہ دو یکو ائی سے روکا جائے۔۔بلکہ اُس کے ساتھ پ ر اِن کرائم بنا جائے۔۔میں پ رنٹر کروکٹر کی ٹم پ یقین ر تی ہوں۔۔میں اُس حدی ث کو ما ہوں۔جس میں اللہ کے نبی نے فرمایا ہے۔ا ن اپنے دو کے دین پ ہوت ہے۔۔میں کُھلے عام ہر وقت اپنے اُستاد اور شوہر کی طرح تبلیغ نہیں کرتی۔۔پہلے میں اپنا کردار لوگوں کے سامنے واضح کرتی ہوں۔اُن کو دو بناتی ہوں۔۔اُن کے سامنے عمل کرتی ہوں۔۔اور بعد میں اُنہیں ہدای کرتی ہوں۔۔"نورماہ بغور اُس کی سُن رہی تھی۔۔

"نورماہ محبت اللہ نکاح کے بعد ان کے دلوں میں ڈالتا ہے۔۔وہ جو پہلے ہوتا ہے اُسے کشش اور انگریزی میں attraction کہتے ہیں۔۔ہم حرام رشتوں کے ذریعے attraction کو استعمال کرتے کرتے محبت کا ایک ٹو ختم کر دیتے ہیں۔۔اکثر ہمیں ایسا لگتا ہے کہ ہم محبت میں ہیں وہ mirage کا سا احساس ہوتا ہے۔۔جسے ہم infatuation کہتے ہیں۔۔۔ہر چیز کو صحیح وقت پر استعمال کرتے ہیں۔۔۔تم اور ڈاکٹر میکال ایک دوسرے کی جانب attracted ہو۔۔شادی کے بعد یہ کشش یہ ہمدردی محبت میں تبدیل ہو جائے گی۔۔اور۔ب اِس میں اللہ کی رحمت اور مرضی شامل ہو گی تو لڑائی اور بحث کی تھوڑی دیر بعد خود بخود ب ٹھیک ہو جائے گا۔۔لیکن تب تک کے لیے تمہیں خود کو بچا کر رکھنا ہے۔۔تمہیں اپنی کشش کو بچا کر رکھنا ہے۔۔تم سمجھ رہی ہو میں کیا کہہ رہی ہوں۔۔"

نورماہ کے چہرے پر کوئی تاثر نہیں تھا۔۔وہ خاموشی سے اُس کی سُن رہی تھی۔۔۔

"اگر تمہاری جگہ آمنہ یا عفیفہ بھی ہوتی تو تب بھی اُنہیں میں یہی کہتی۔۔تم میری اچھی دوست ہو اِسی لیے میں تمہیں یہ ب کہہ رہی ہوں۔۔۔"

نورماہ نے خاموشی سے اثبات میں سر ہلایا۔۔دُعا دھڑکتے دل سے اُسے دیکھ رہی تھی۔۔نورماہ چند لمحے خاموش رہی اور پھر کہنے لگی۔۔

"میں ایسا ہی کروں گی۔۔"اور دُعا مسکرا پڑی۔۔۔

"بلکل۔۔ایسا ہی کرنا۔۔ویسے بھی اب کچھ ہی وقت ہے تمہاری شادی میں۔۔"

"ڈاکٹر نورماہ!"

اچانک سے شور ہوا تھا۔۔اور اپنے دل میں تو اچانک ہی شور ہوتا تھا۔۔دُعا اور نورماہ نے فوراً سے دیکھا۔۔نورماہ اپنے stethoscope پر گرفت مضبوط کرنے لگی۔۔

ا پتال میں ہڑ.ڑی مچی تھی۔۔

دُعا نے منہ بسورتے کہا۔۔

"اچھا خاصا سکون . . د۔۔"

نورماہ تیزی سے مریض کے گھر والوں کے ساتھ دوڑتی ہوئی جا رہی تھی۔۔

"آپ سے میں نے کہا تھا ۔۔خون کا انتظام کر لیں۔۔پھر آپ نے یہ لا پ واہی کیوں . تی؟"

کوئی آدمی گڈ مڈ ہوتے کہہ رہا تھا۔

"جی۔۔جی میں نے کیا تو تھا۔۔ پ۔"

دُعا دور سے دیکھتے افسوس سے بولی۔

" کسی مسیحا نے اُس کا سودا کر لیا۔۔۔کرے ای بھریں . ۔اب . کو کسی ای کالی بھیڑ کی وجہ سے گالیاں سُننی پڑیں گی۔۔"

دُعا کو شدی غصہ پڑھ رہا تھا۔نورماہ سر پکڑے ماؤف ہوتے کہنے لگی۔

"او گاڈ!!"

" بھئی اب تو ہم پکا پکوڑے والے کہلائے جا گے!"

دُعا پلٹ کر جانے لگی۔۔

"پتا نہیں اب خون ملتا ہے کہ نہیں۔۔سینئر رجسٹرار نے تو نورماہ کی ہی بجانی ہے۔چل ڈی۔۔کے کچھ کر۔۔ا ٹ روی ٹ ہے تو کیا ہوا۔ابھی اتنا خون تو ہے تیری رگوں میں کہ تُو خون کا عطیہ کر سکے۔۔آہ!"اُس نے ای ٹھنڈی آہ بھری۔۔۔

"مریض جا رہا ہے۔۔مریض بچ جائے۔۔میری خیر ہے۔۔"

دُعا کے ہاتھ میں اُس کا مو بج رہا تھا۔۔اُس نے مو گھما کر دیکھا۔۔خضر کی کال آ رہی تھی۔۔

"چا بھی تو خون دے سکتا ہے۔۔" فوراً سے اُس نے خیال میں میم کی۔

"بے شک وہ اب ٹھیک ہے۔۔اُس کے ٹ کُھل گئے۔۔بے شک اُس کے حادثے کو مہینہ ہو یہ اُس کا recovery period ہے۔۔نہیں۔ چا نہیں۔۔چا میرا چا ہے۔اُسے بس میں ہن لگاؤں گی۔۔ قی وہ د کا ستارہ ہے۔اور ستاروں کو ہن نہیں لگتا۔۔"

چا میں بھی داغ تھے۔چا میں بھی خامیاں تھیں۔ اُن داغ سے صرف اُس کی بیوی آشنا تھی۔۔کیو وہ اُس کا لباس تھی۔دُ کے لیے وہ ستارہ تھا۔وہ ستارہ جو بے داغ تھا۔۔جسے کبھی ہن نہیں لگتا تھا۔۔

اُس نے خضر کی کال کاٹتے پیغام لکھا۔

"چا انتظار کرو میں آتی ہوں۔۔"

اگلے لمحے جواب آ۔۔دُعا پ ں سکیڑے پڑھنے لگی۔۔

"میں ا پ ل میں ہوں۔یہ بتانے کے لئے کال کی ہے۔یہاں کوئی ایمرجنسی آ گئی ہے۔۔آئی ایم سوری۔۔تمہاری ت ٹ ل رہا ہوں۔۔لیکن خون دینا ضروری ہے۔ویسے میں تمہاری ہر ت ما ہوں۔۔اچھا بعد میں ملتے ہیں۔۔لو یو!"

دُعا نے خفگی سے سر د پڑتے ا ازمیں داڑھوں پ ز ن پھیری۔۔آنکھیں خشکی سے بھری راضی میں سکڑ گئیں۔۔۔

"یہ آدمی میری کوئی ت نہیں ما ۔۔اور ہر ت کو ایسے پیش کرتا ہے جیسے یہ میری ہر ت ما

ہے!"

خضر جہانـ یـ ۔ کیے کو کیا ہوا دکھانے کا ہنر ر تـ تھا۔۔

اُس نے مو ۔ مُٹھیوں میں بھینچتے دا ۔ کچکچائے۔۔

"اڑڑڑڑ!"

وہ خضر کو دیکھنے کے لیے جانے لگی۔۔

"یـ ر پیشی قر ۔ آ رہی ہے۔ جا ۔ کی حا تـ بگڑ گئی تو۔۔"

فوراً سے ڈاکٹر دُعا نے اُسے سے کہا۔

"دُعا وہ ٹھیک ہے۔۔" وہ رُکی۔

"وہ ٹھیک ہے۔۔"

اگلے لمحے خضر کی بیوی نے کہا۔۔

"جو بھی ہے۔۔"

وہ ٹھہر گئی۔۔

اُس نے ضبط سے ا یـ گہری سانس لی۔۔

"خیر۔۔ مجھے جا کر دیکھنا تو پڑے گا اُسے۔۔"

☆.....☆.....☆

خضر کے اردَ دا اُسے ڈاکٹر اِکٹھے جمع دکھائی دیئے۔ ہاتھوں میں ۔ کے مو ۔ تھا۔۔ دُعا نے متاسفانہ ا ۔ از میں میں سر ہلا یـ ۔۔ وہ احتیاط سے چلتی اُسے دیکھنے کے لیے آ گے ۔ ڑھ رہی تھی۔۔

جہاں جا تـ تھا جگمگا تـ تھا۔ طلسماتی نسیم اُس کے اردَ دتھی۔۔

"جس نے بھی یہاں کسی مریض کے خون کا سودا کیا ہے۔اُسے شرم آنی چاہیے۔۔"
دُعا آگے آ کر ا ی طرف ہاتھ ب ھے کھڑی ہوگئی۔۔ ب دلوں کی سنہری ٹکری اُسے کھڑکی کے اُس پ رجگمگاتی آ رہی تھی۔۔۔ ب رش تھم چکی تھی۔۔آفتاب نے خواب استرا ت سے اُٹھنے کا فرمان جاری کیا تھا۔۔لوگوں کی ستائش کا وہ محور تھا۔۔دُعا اُسے بغور دیکھتے ذرا مسکرا پڑی۔۔۔کوئی اُس رشتے میں ز دہ ی کم تھا۔۔نجمین کی آج ا ی سی پہچان تھی۔۔۔جو خواب کبھی اُنہوں نے دیکھا تھا۔۔اب اُس کی تعبیر اُنہیں ملنے لگی تھی۔۔

☆.....☆.....☆

فضا میں چلمن تھی۔۔دُعا کھڑکی میں کھڑی ی سے ہاتھ لگائے عجیب کشمکش کا شکار تھی۔۔۔ ا ی عجیب سا احساس اُسے ستانے لگا تھا۔۔اُسے ایسا لگ رہا تھا جیسے کچھ غلط ہو ی ہے۔۔کچھ بہت ہی غلط۔۔

" کل پیشی ہے۔۔ی تو کل وسیم اپنا ب م قبول کرے گا۔۔ی وہ خود کو بے ہ کہے گا۔ا اُس نے ب م قبول کر لیا تو اُسے سزا سنا دی جائے گی۔ا اُس نے ب قبول کیا تو اُس کا وکیل اُسے پ گل ث ت کرنے میں لگ جائے گا۔۔ پ وفیسر عبدالقادر اپنے ا م کو پہنچ جائے گا۔۔۔ ب ریہ کو ا ف مل جائے گا۔ہاں میں جا ہوں جلیل سومرو اِس دھرتی کے ی پ د ت پھرے گا۔۔لیکن میں جو کر سکتی ہو بس یہ ہے۔۔کہ میں وسیم اور ب دی ت ڈاکٹروں کو سزا دلا سکتی ہوں۔۔۔کیا پتا میرے اِن چیدہ چیدہ در وں کو ا م پ پہنچانے کے بعد کچھ ب لاؤ آئے؟ اور ا بھی آئے۔تو میں کسی منہ سے ب ت تو کر سکتی ہوں۔۔کہ میں نے حق کے لیے آواز اُٹھائی تھی۔۔اللہ کو تو منہ دِکھا سکتی ہوں۔۔"

اُس نے دل بہلانے کے لئے سوشل میڈیا کا سہارا لیا۔۔

عروہ کی نشر کی نئ وڈیو ہر جگہ آ رہی تھی۔۔
کل پیشی تھی اور اُس نے ہر ایـ سے درخوا ـت کی تھی سچ کا ساتھ دیں۔۔حق کی بـ ت کریں۔۔۔
دعا اُس کی چلتی وڈیو دیکھ کر مسکرائی۔۔کسی نے اُس سے کہا تھا۔۔
"وہ ایـ بـ ر جس چیز کے پیچھے پـڑ جاتی ہے تو پھر اُس کا بیڑا غرق کر کے رکھ دیتی ہے۔۔"
عروہ سیدھا دیکھتے سنجیدگی سے کہہ رہی تھی۔۔
"خواتین کو خود میں اِس ـبے کی ضرورت ہے۔۔۔کوئی کچھ کہے گا تو میں جواب دوں گی۔۔کوئی بلیک میل کرے گا تو میں جواب دوں گی۔۔کوئی عصمت پـ ہاتھ ڈالے گا تو پھر اُن ہاتھوں کو سلاخیں تھمواؤں گی۔ اُن ہاتھوں کو ہتھکڑی لگاؤں گی۔۔۔کوئی میرا حق پـ ـے گا۔۔۔میرے ساتھ ظلم کرے گا تو بـڑی سے بـڑی عدا ـت میں جاؤں گی۔۔۔"
دُعا نے ایـ ٹھنڈی آہ بھری۔۔۔
"تم عروہ نہیں بن سکتی دُعا۔۔۔اور تمہاری طاقت یہی ہے کہ تم دُعا ہو۔۔۔ہر ایـ کو اللہ نے اُس کی استطا ـت کے مطابق دی ہے۔میری استطا ـت کچھ اور ہے۔۔۔طاقت میرے پـ س بھی ہے اور اُس کے پـ س بھی۔۔۔لیکن ہم دونوں کی طاقت کچھ اور ہے۔۔"
سوشل میڈ یـ بند کیا۔۔
"بـ ریہ کی قبر پـ جا ـ چاہتی ہو۔۔۔"
اُس نے محکمہ موسمیات کی ریپورٹ دیکھی۔۔ بـ رش کے امکان تھے۔۔۔وہ سمجھ گئ تھی۔۔وہ نہیں جا سکتی تھی۔۔۔
واٹس ایـ پـ کھولا۔۔۔

"یہی زن گی ہے اِس اکسویں صدی کے نوجوان کی۔۔ای میڈ یسے دوسرے میڈ یت ۔۔"

نورماہ کا میسیج . سے اوپ تھا۔۔ . ہر سے اُس پ ٹوٹ ہوا دل آ رہا تھا۔دُعا نے تکلیف سے اُس میسیج کو دیکھا اور کھولا۔۔

ہمیشہ کی طرح اُس نے اپنا کوئی رو ن رو ی تھا۔۔

"ہمیں ایسی عورتوں کے ضرورت ہے۔جو دوسری عورتوں سے کہہ سکیں۔۔میں تمہیں جج نہیں کروں گی۔۔۔میں تمہاری سُنوں گی۔۔تم مجھ سے کبھی بھی . ت کر سکتی ہو۔۔"

وہ خود سے یہ کہتے لکھنے لگی۔۔۔

"نورماہ کبھی بھی یہ سوچ کر شادی مت کر ن کہ تمہاری عمر َ ن رر ہی ہے۔بلکہ یہ سوچ کر شادی کر ن کہ تم جس ا ن کے ساتھ اپنی ساری زن گی َ ن ارنے والی ہو۔۔وہ تمہاری زن گی میں خوشیوں کی وجہ بنے گا کہ تمہاری سسکیوں کی۔۔شادی کا مطلب خوشی ہے۔۔۔َ ن ار نہیں۔۔اپنے غموں سے ت چاہتی ہو تو لوگوں کو مت تلاشو۔۔۔اپنے غم اُنہیں مت بتاؤ۔۔کیو اِس سے تمہارے زخم تو نہیں بھریں گے۔۔ اُن کا دل تم سے ضرور بھر جائے گا۔۔ہاں میری . ت الگ ہے۔تم مجھ سے . کہہ سکتی ہو۔۔۔لیکن تمہیں وعدہ کر ن ہے۔۔تمہیں اللہ کے بعد مجھ سے . ت کرنی ہے۔۔ٹھیک ہے؟ اب کسی ا ن کی وجہ سے دل جلانے کی بجائے یہ سوچو کہ وہ ا ن کیسا ہے؟ منفی ہے؟ اُس کی . تیں سم آلود ہیں؟ اَ ہیں تو ہمیں کیسے پتا چلے گا کہ وہ منفی ہے؟ منفی ا ن کی کچھ ں ہوتی ہیں۔وہ ں میں تمہیں بتاؤں گی۔۔اور پھر تمہیں فیصلہ کر ن ہے کہ ایسے ا ن کو تمہیں اپنی زن گی میں رکھنا ہے کہ نہیں رکھنا۔۔منفی ا ن دو موہا ہوت ہے۔کہتا کچھ اور ہے کرت کچھ اور ہے۔۔اُس سے کسی کی خوشی . دا ش ی نہیں ہوتی۔۔اُس سے تنقید . دا ش ی نہیں ہوتی۔۔وہ abusive ہوت ہے۔۔اور abuse کرنے کے بعد

ایسے ٹ دیتا ہے۔جیسے کبھی کچھ ہوا ہی نہیں ۔۔وہ کبھی اپنی غلطی نہیں ما ۔وہ لوگوں کے ساتھ گیمز کھیلتا ہے۔۔وہ لوگوں کو manipulate کرنا جا ہے۔۔وہ ہر وقت فاتح کہلانا چاہتا ہے۔وہ ہر صورت ہر وقت خودغرض بنا رہتا ہے۔۔وہ سمجھوتے نہیں کرسکتا۔۔وہ جھوٹ بولنے کا ہنر جا ہے۔۔اُس پ یقین نہیں کیا جا سکتا۔وہ ا ھا یقین چاہتا ہے۔۔وہ وفاداری چاہتا ہے۔ یہ دونوں خصوصیات اُس کے پ س نہیں ہوتیں۔۔وہ کسی اچھی ب ت کو بھی گھما کر منفی بنانے کا ہنر ر ہے۔۔وہ تمہیں خاموشی کی مار مار ہے۔۔وہ تم سے ب ت کرنا چھوڑ دیتا ہے۔۔وہ تمہیں bully کر ہے۔۔اُسے ۔ دا ش نہیں ہوتی۔۔وہ ہر وقت حسد کر ہے۔۔یہ ۔ عادتیں ہرا ن میں ہوتی ہیں۔۔ اُسے منفی یہ چیزیں ۔ بناتی ہیں۔ ۔ وہ اِنہیں حد سے زی دہ اور ہر وقت کرنے لگ جا ہے۔۔اب فیصلہ تمہیں کرنا ہے۔۔کہ ایسے ا ن کو تمہیں اپنے د رکھنا ہے۔۔ی نہیں رکھنا۔۔کیو ا ن کی بھلائی کس چیز میں ہے۔۔یہ ۔ سے زی دہ وہ خود سمجھتا ہے۔۔"

اُس نے اُسے میسیج بھیجا۔۔پیچھے آئی۔۔اپنے کالج کے دنوں کا وپ اُسے آ ی۔۔جو دُعا کے ساتھ ہوئے حادثے کے بعد خاصا active ہو ی تھا۔۔ا ی وہ وقت تھا۔ ۔ وہ ا ی ساتھ پ ی میڈ میں تھے۔آج کوئی ماہر غذائیت بن رہا تھا۔کوئی فارما میں جا چکا تھا۔کوئی ہڈیوں کا ڈاکٹر بن رہا تھا۔کوئی بی۔ڈی۔ایس کر رہا تھا۔۔۔دُعا ذرا مسکرائی۔۔

"ا ی ساتھ پ ڑھنے والے طلباء کئی سال ا ی ساتھ رہتے ہیں۔تعلیم کے بعد کوئی کچھ بن جا ہے۔۔کوئی کچھ۔۔ہم جو سیکھتے ہیں اُسے ہمیں لوگوں کو بھی سکھانا چاہیے۔۔۔ہرا ن اپنے رزق اپنے علم کے مطابق عمل کر ہے۔کوئی کسی کا کچھ نہیں چھین سکتا۔۔۔علم وہ تقسیم ہے جو ضرب بن جاتی ہے۔۔ا اِسے چھپاؤ گے تو اِسے گھٹاؤ گے۔۔اور ۔ بتاؤ گے تو ب ڑھاؤ

گے۔۔"

اُس نے دوستوں کی چیٹ دیکھتے موبٰ بند کردیا اور پلنگ کے قریبٰ آئی۔۔

" کوئی ملک چانٰ پہ جارہا ہے۔۔کوئی چانٰ پہنچ َیہ ہے۔کوئی ملک عورتوں کی وجہ سے ترقی کر رہا ہے۔۔اور یہاں اِس ملک میں آدھے سے زائ لوگ۔سیاسی جماعتوں پہ لڑ رہے ہیں۔۔۔کسی کو تبد نہیں آرہی۔۔کسی کی بیٹی کا رشتہ نہیں ہورہا۔۔کسی کو یہ جاننے کی فکر ہے کہ کس کا معاشقہ کس کے ساتھ چل رہا ہے۔۔کس کو صرف اچھا پہن کر لوگوں کو جلانٰ ہے۔۔۔کسی کو دوسرے کو جج کرنٰ ہے۔۔کسی کو اپنی تعلیم کی ڈینگ مارنی ہے۔۔اور پھر یہ بھی کہنا ہے اتنے سال َٰر گئے تبد نہیں آئی۔۔"

یہ کہہ کر اُس نے جھکتے ہوئے موبٰ میز پہ رکھ دیا۔۔۔اور پھر ٹھک سے پلنگ پہ بیٹھ گئی۔

☆.....☆.....☆

سونے کی کوشش کی نیندٰ آئی۔۔تو سوچا خضر کو دیکھے۔۔اُٹھ کر لاؤنج میں آئی تو دیکھا وہ خاکی رنَ کا ڈبہ گود میں لئے اُسے کھول رہا تھا۔۔دُعا نے پتٖیں سکیڑ لیں۔۔اُس نے طمطراق سے دُعا کو دیکھا۔۔

" آرگینک ڈارک چاکلیٹ آرڈر کی تھی۔۔۔۔لندن میں saveco میں دیکھی تھیں۔۔ وہاں حلال نہیں تھیں۔۔اِس لیے پھر مشرقِ وسطی سےمنگوا ۔۔پتا ہے دُعا۔۔saveco میں ہر چیز ہی بٖی شانٰ ار ہے۔۔اَ وہاں چلے جاؤ تو دل چاہتا ہے کہ کبھی واپس ہی ٰ آؤ۔۔اور وہاں کے پروڈکٹس۔۔۔"خضر نے آنکھیں بند کر کے کھولیں۔۔

"قسم سے دُعا شانٰ ار ہوتے ہیں۔۔میں نے وہاں موؤ این پک کی یوٰنی دہی کھائی۔۔کیا ذا تھا۔کیا ذا تھا۔۔"

اُس نے سر جھکا لیا اور ڈبے سے ٹیپ اُتار کر میز پر رکھی۔۔

دُعا آگے چلی آئی۔۔وہ بغور اُسے دیکھتے بولی۔۔

"تم چاکلیٹ کھاؤ گے تو تمہاری ڈائیٹ۔۔" خضر نے اگلے لمحے پٹختنے انداز میں میز پر ڈبہ رکھ دیا تو دُعا چونک گئی۔۔

"چاکلیٹ!"

خضر نے سنجیدگی سے اُسے دیکھا اور وہ کرنٹ ہوا۔۔

"جانتی ہو بے حرمتی کیا ہے؟"

دُعا جواب نہیں دے سکی۔۔۔

"ڈارک چاکلیٹ کو چاکلیٹ کہنا۔۔۔"

دُعا خاموش رہی۔۔

"میرے ڈائٹیشن نے میرے ڈائیٹ چارٹ میں مجھے ڈارک چاکلیٹ لکھ کر دی ہے۔ یہ کیلوری گھٹانے میں کام آتی ہے۔کبھی تم نے اصل cocoa پلانٹ چکھا ہے؟ چکھا ہے؟ نہیں چکھا نا۔۔تو پھر تمہیں کیسے پتا ہوگا ڈارک چاکلیٹ کیا ہے۔۔۔اِس دنیا میں جو لوگ دودھ اور sweetener کا استعمال کر کے ڈارک چاکلیٹ کی عصمت کے ساتھ زیادتی کر رہے ہیں نا۔۔اِن کا الگ سے حساب ہونا چاہیے۔۔۔بیوقوف ترین لوگ ہوتے ہیں جو کہتے ہیں چاکلیٹ ممنوع ہے۔۔خالص اصلی یعنی organic ڈارک چاکلیٹ پروفیشنل ڈائیٹیشن خود لکھ کر دیتے ہیں۔۔اور جنابِ عالیہ کیا آپ کو نہیں معلوم کہ دل کے امراض کے لیے ڈاکٹر ڈارک چاکلیٹ کھانے کی ہدایت کرتے ہیں؟"

دُعا سادگی سے اُسے دیکھ رہی تھی۔۔خضر ڈبے کے منہ کی جانب ہاتھ بڑھاتے بولا۔۔

"دل کی ڈاکٹر بنیں گی۔۔۔پتا کچھ ہے نہیں۔۔۔۔"

خضر نے چاکلیٹ۔۔اوہ۔۔ڈی معذرت کے ساتھ۔۔بلکہ ڈارک چاکلیٹ کا رنکالا اور دُعا کو دکھاتے کہا۔۔

"It's a sin to call Dark Chocolate a Chocolate.. Okay?"

اور دُعا نے اثبات میں سر ہلا دیا۔۔

"اوکے!"

ا آلود موسم تھا۔۔آسمان پ روئی کے گالے اُس کے ساتھ چہل قدمی کر رہے تھے۔۔دُعا اور خضر بلڈ سے نکل کر گاڑی کی طرف جا رہے تھے۔۔

خضر دُعا سے کہہ رہا تھا۔۔

" پ وفیسر کے ٹے اور assistant پ وفیسر کے بقول پ وفیسر کو کچھ دنوں سے دھمکیاں مل رہی تھیں۔۔"

دُعا نے ہاتھ ھ کر چلتے اُس سے کہا۔

"چا یہ تیں اب کیوں بتا رہے ہو؟ جو ہوگا دیکھا جائے گا۔۔"

خضر مضطر تھا۔۔

"دُعا میں سوچ رہا ہوں وہ خود کو گلٹی کیوں کہے گا؟ کہ اُس کا وکیل اُسے پ گل ظاہر کر سکتا ہے۔۔۔"

دُعا ہم ہوئی۔۔

"ہاں ٹھیک ہے۔۔یہاں کو یہ ہی لگتا ہے کہ ساری عقل ہمیں ہی ہے۔۔"

خضر نے ای اُسے دیکھا اور پھر خاموشی اختیار کر لی۔۔وہ کورٹ کے لیے نکل رہے

تھے۔۔۔دُعا نے سیٹ بیلٹ باندھتے ایک آہ لی۔۔خضر نے گیئر تھامے اُسے دیکھا۔۔
دُعا گھما کر باہر دیکھنے لگی۔۔

"ڈپریشن صرف یہ نہیں ہے کہ آپ خاموش ہو جاؤ۔۔آپ کو کوئی روگ لگ جائے۔۔ڈپریشن یہ بھی ہے کہ آپ روز صبح اُٹھو۔۔بنا کچھ محسوس کیے کام پہ جاؤ اور کام سے گھر آؤ۔۔اور رات کو بنا کچھ محسوس کیے واپس سو جاؤ۔۔"

اُس نے ٹیک پہ ہاتھ رکھتے خضر کو دیکھا۔۔

"کچھ دنوں میں ہاؤس جاب ختم ہو جائے گی۔اگلے مہینے پیپر ہیں۔تمہارا پی۔ایس۔ایل ہے۔۔۔ سب کچھ چل رہا ہے۔۔ایک ترتیب میں۔۔لیکن اب دل بہت بھاری ہو گیا ہے۔۔۔ بالکل ترک کی گئی غاروں، متروک قلعے، گپت جنگل، بے تعلق نِگاہِ خَلق سے دُور خانہ نشین گوشہ گیر کٹیا اور قدیم گورستان کی طرح۔۔"

خضر نے گاڑی اسٹارٹ کر دی۔۔دُعا سانس لینے کے لیے ٹھہری اُس سانس میں بھی آہ تھی۔۔

"چالاکی مکاری عیاری دشمنی حملے۔۔مجھے لگتا ہے میں اب اِس کے علاوہ اور کچھ سوچ نہیں پاؤں گی۔میں ہر روز سلمبر ایڈ پہ کا سہارا لے کر رات کو سوتی ہوں۔۔۔ہمارا ولیمہ بھی قریب آرہا ہے۔۔لیکن اسٹریس اتنی ہے کہ میں اِس کے بارے میں سوچنا بھی نہیں چاہتی۔۔۔اِس زندگی سے اتنا پریشان ہوں۔۔کہ اب خواہش کرتی ہوں۔۔کاش میں بھی Romulus کی طرح ہوتی۔۔جسے ستارے میں تبدیل کر دیا گیا تھا۔۔اور پھر اُسے لوگ شہاب ثاقب کی طرح دیکھا کرتے تھے۔۔"

آسمان پہ برق گرَجی۔۔خضر نے سر اُٹھا کر دیکھا۔۔۔ دُعا چونکی نہیں تھی۔۔زندگی میں

چوکانے کے لیے اِس سے بڑھ کر بہت کچھ تھا۔۔۔

"ایک ماہ گزر چکا ہے اِس بات کو۔ ہر روز پولیس کا آنا۔۔صحافیوں کا انٹرویو لینا۔۔۔ بس بہت ناگوار گزر رہا ہے۔۔کیا یہ زندگی ہوتی ہے زمین کے ستاروں کی؟ کوئی کہتا ہے میں نے بشریہ کی لاش پہ پیر رکھ کر سستی شہرت کمائی۔۔کوئی کہتا ہے ہمیں تو بس شہرت کمانی ہے۔۔چاند اب تو ڈر لگ رہا ہے اِس شہرت سے۔۔کہتے ہیں۔۔ بندہ جب ان کو دولت ملنے لگتی ہے اُسے لگتا ہے اللہ اُس سے راضی ہے۔۔اور یہی بات اُسے اللہ سے دُور کر دیتی ہے۔پیسہ بھی مل گیا۔۔شہرت بھی مل گئی۔۔عزت بھی ہے۔۔۔لیکن سکون نہیں ہے۔۔۔"

ہر روز کیلنڈر پر وہ دن کاٹتی تھی۔۔اِس دن کا اُسے بے صبری سے انتظار تھا۔ کل رات سے اُسے کچھ عجیب محسوس ہو رہا تھا۔۔چھٹی حس جاگ رہی تھی اور اپنے ساتھ باقی پانچ حصوں کو چوکنا کر رہی تھی۔۔۔دل میں ایک خیال تھا جو وحی کی طرح اُتر رہا تھا۔۔کچھ غلط ہو رہا تھا۔۔کچھ غلط ہونے والا تھا۔۔۔عدالت کے لگنے کا وقت تھا۔گواہوں اور کیس سے جڑے لوگ کورٹ روم کی جانب جا رہے تھے۔۔۔وہ خضر کا ہاتھ تھامے چلتے چلتے سوچ رہی تھی۔۔

"اگر اُس نے گلٹی کہا تو ہر چیز دھواں۔۔اگر اُس نے گلٹی کہا تو ہر چیز دھواں۔"

وسیم کے آنے کا بھی وقت تھا۔۔خضر اُستاد سے کال پہ بات کر رہا تھا۔

دُعا کو عقب سے شانے پہ کسی کا لمس محسوس ہوا۔اُس نے پلٹ کر دیکھا شاہ بلوطی جگمگاتی آنکھیں اُسے ۔۔۔آ۔۔۔ دُعا بے اختیار بولی۔

"عروہ آپ!"

عروہ اُس کے شانے سے ہاتھ ہٹاتے بولی۔۔

"جناب ہم صحافی ہیں۔۔ہمیں سماعت میں آنا ہوتا ہے۔" اچانک سے اُس نے بغور دُعا کے

پیلے زرد چہرے کو دیکھا۔

"تم ڈر رہی ہو؟" دُعا نے سنجیدہ چہرے سے سر کو خم دی۔عروہ ذرا مسکرائی۔

"پہلی ب ر ب ڈرتے ہیں۔"

خضر پلٹ کر آ ی۔

"دُعا!" اُس نے عروہ کو دیکھا تو تعظیماً اُس نے سر ہلا ی۔

عروہ نے مسکرا کر سر کو خم دی اور آگے اپنا کارڈ دکھا کر ا ر جانے لگی۔۔دُعا نے خضر کو دیکھا۔۔خضر نے ہاتھ بڑھا کر کہا۔

"چلیں؟" دُعا نے کچھ سوچتے کہا۔

"عروہ میرے لیے آئی ہے۔۔میں اُس کی ب سے بڑی مداح ہوں۔۔"

خضر نے سنجیدہ مسکراہٹ سے سر ہلا ی۔

"ہاں ہاں وہ تمہارے لیے ہی آئی ہے۔۔"

عدا ت لگ گئی تھی۔۔دُعا نے کسی خیال سے پیچھے مُڑ کر دیکھا۔۔اُستاد وہیں تھے۔ ب تھے۔۔ وسیم۔۔وسیم کو ابھی ت پولیس کیوں لے کر نہیں آئی تھی؟ ہر کسی کی بے چینی میں اضافہ ہو رہا تھا۔۔عروہ کا مو ب وائبریٹ کر رہا تھا۔اُس نے پ س میں مو ب دیکھا اور اُٹھ کر ب ہر جانے لگی۔۔جج صا ب کے قری ب آتے خادم نے جھک کر کہا۔۔اور جج صا ب فوراً سے اُٹھ کھڑے ہوئے۔۔دُعا اور خضر ن سمجھی سے ساری صورتحال دیکھ رہے تھے۔۔عجیب ب نظمی سی کورٹ روم میں مچ گئی۔۔جج صا ب وہاں سے اُٹھ کر جانے لگے۔اگلے لمحے خضر کا مو ب وائبریٹ ہوا۔اُس نے جھک کر مو ب پ وقاص کا پیغام دیکھا اور پڑھنے لگا۔۔

"وسیم کا ا ن ٹ ہو ی ہے۔۔"

دُعا نے تیزی سے دھڑکتے دل سے خضر کو دیکھا۔

" . ٹھیک ہے؟"

خضر کے ماتھے پہ بل پڑے۔۔

"ا ٹ !"

دُعا کی آنکھوں میں حیرت پھیلی۔۔۔

خضر مُٹھیاں بھینچتے یں گھمانے لگا۔۔ ہر سو سنسنی مچ گئی تھی۔۔۔ نیوز چینلز سوشل میڈیا پہ ا ی ہی خبر چل رہی تھی۔۔۔

تیز . رش کے . سنے کی آواز کیفے میں سنائی دے رہی تھی۔۔۔ کیفے میں آمنے سامنے عروہ دُعا خضر عروہ کا بھائی اور وقاص بیٹھے تھے۔ . کے ہاتھوں میں کافی کا مگ تھا۔۔ کیفے کے شیشے پہ سردی کی وجہ سے بھاپ چھائی تھی۔۔۔ . جیسے میں تھے۔۔۔ ا ی گہری خاموشی اُن کے درمیان چھائی تھی۔۔

عروہ کے بھائی نے . کھولے۔۔۔

". . . رش آتی ہے تو کراچی میں ٹریجیڈی آتی ہے۔۔ . کراچی میں ٹریجڈی آتی ہے تو . رش آتی ہے۔۔"

"خضر کافی کا مگ لبوں پہ لے جاتے رُکا۔۔ اور پھر اُس نے دُعا کو دیکھا۔

"میں اِس لیے تم سے کہہ رہا تھا کہ اُس سے مل لو۔۔ وِلن بھی ا ی وِکٹم ہے۔۔ وہ وِکٹم جس کے ساتھ ہوئے ظلم سے ہم . واقف رہتے ہیں۔۔ اور وہ بھی ا ی وِکٹم تھا۔۔ گاڑی میں آگ لگنے کے . . اُس کی . ڈی اِس قدر جل چکی ہے۔۔ کہ اب اُس کی شنا . ی کر . بے حد مشکل ہے۔۔ اور پتا نہیں وہ وسیم ہے بھی کہ نہیں۔۔"

دُعا یں جھکائے کافی کی جھاگ اور اُس کے گول گھومتے بھنور کو دیکھ رہی تھی۔۔

وقاص کہنے لگا۔۔

"پ وفیسر عبدالقادر نے اُس سانحے کہ کچھ روز قبل جلیل سومرو کو کیلر والے کیس کے متعلق دھمکای تھا۔۔وہ جان چکا تھا کچھ ہونے والا ہے۔۔یہ سیاستدان کسی کے سگھے نہیں ہوتے۔۔ پ وفیسر کا وہ دو ت تھا صرف مفاد کی حد ت ۔۔"

عروہ نے وقاص کی چھوڑی بۃت مکمل کرن چاہی۔۔۔

"میری پ وفیسر کے بیٹے سے قات ہوئی تھی۔۔اُس کا کہنا تھا وہ وسیم کو ایکسپوز کرنے والا ہے۔۔۔جلیل سومرو جا تھا۔۔آج نہیں تو کل اُس کا بیٹے بے ب ہو جائے گا۔۔ جلیل سومرو کا اپنے ہی بیٹے کو مروانے والا پلان۔۔ایسا لگتا ہے جیسے وہ کنفیشن کرن چاہتا تھا۔۔ت ب ہی وہ دُعا کے پ س آی تھا۔وہ بہت پہلے سے کنفیشن کرن چاہتا تھا۔"

دُعا کے رونگٹیں اُٹھ کھڑے ہوئے۔۔۔

"میں ای ا ن ہوں دُعا!"

"تم مجھ سے یوں بۃت کیوں کرتی ہو؟ کم از کم میں نے ای اچھا ا ن بن کی کوشش تو کی۔۔"

" کوشش کی؟"دُعا زیرِ ب خود سے بولی تھی۔اُس کے حواس کھو رہے تھے۔۔

دُعا کی آنکھوں کے سامنے وہ پہلے دن کا وسیم سومرو آی۔۔جو بڑے بے ڈھنگے ا از میں کرسی پ بیٹھا تھا۔۔

وہ اُس کے چہرے کے قری آی۔۔دُعا نے گھن سے چہرہ پیچھے کیا۔۔

"واچ!!"

"تم میری فکرمت کرو۔۔میں ایسا ہی ہوں۔۔میں ایسا ہی رہوں گا۔۔مجھے زن گی میں کبھی کسی نے نصیحت نہیں کی۔۔مجھے کبھی کسی نے کسی شے سے نہیں روکا۔۔"

وہ آج اُن الفاظ میں شدت محسوس کرسکتی تھی۔

اُس نے اُسے ٹ پتے ہوئے اُس کے پلنگ پ دیکھا۔۔

اُسے دو رہ اُس کے کہے وہ الفاظ سنائی دیئے۔۔

"میں ای ا ن ہوں دُعا!"

ہم کرداروں کو کیا سمجھتے ہیں؟ ہم کرداروں کو اپنی سے دیکھتے ہیں۔۔اور وہ کیا ہوتے ہیں؟ کیوں ہوتے ہیں۔۔۔یہ حقیقت اپنے وقت پ کھلتی تھی۔۔۔

وہ مجرم تھا۔۔۔ وہ آج اُس کے لیے س محسوس کرسکتی تھی۔۔۔

"مجھے میری غلطیوں کا احساس ہے۔۔اور میں اُن سے چھٹکارا حاصل کرنے کی کوشش کر رہا ہوں۔۔"

"وہ کوشش کررہا تھا۔۔۔"

اُس کا دل چیخا تھا۔۔۔وہ نہیں چیخی تھی۔۔۔

گفتگو کا چکر اُس کے بھائی پ گھوم کر آ ی۔۔

"اِس لیے اُس نے تم لوگوں کا استعمال کیا۔اُس نے اپنے ٹےکو اُستاد کے پ س بھیجا۔۔۔اُس نے عوام کی میں تم لوگوں کو ہیرو بنا ی۔۔۔اپنے ٹے کا اُس نے استعمال کیا۔۔اور کبھی تم لوگوں نے یہ سوچا کہ اُس نے ہر ت دُعا کو ہی بتائی اپنے پ کا م کیوں نہیں آنے دی؟"

دُعا نے لرزتی پلکیں اُٹھا کر عروہ کے بھائی کو دیکھا۔۔

خضر نے کافی کا گھون ٹ لیا۔۔۔

"جلیل سومرو عوام کی میں اچھا بن َ ی ۔۔اُس نے ڈاکٹر سے ڈیل کر لی۔۔کچھ عرصے بعد ۔ ۔ معاملہ ٹھنڈا پڑ جائے گا۔۔اُس کا لا بحال کر دیا جائے گا۔اور وہ پھر سے پریکٹیس کر سکے گا۔"

کیفے میں خبریں چل رہی تھیں۔۔۔وقاص نے سر اُٹھا کر دیکھا۔۔

"بہت ہی مشکل ہے اُس کی لاش کی شنا ی کر خواہ ڈی۔این۔اے کا استعمال کر لیں۔۔ ۔ڈی بے حد ڈیمج ہوگئی ہے۔"

عروہ کے بھائی نے تیوری پڑھائی۔۔۔

"لاش؟"

عروہ نے َ دن موڑ کر اُس پہ ہاتھ ر ت اُسے دیکھا۔

اُس کے چہرے پہ ای سنجیدہ سی طنزیہ مسکراہٹ تھی۔۔

"اب ت وہ اپنے پرائیوٹ ۔ ی ٹ میں اِس ملک سے فرار بھی ہو َ ی ہو گا۔۔"

۔دلوں میں چھپا سفید سرخ جہاز اپنی پرواز میں محو تھا۔۔وسیم بھیگتی آنکھوں سے ہاتھ میں کسی خاتون کی تصو یر پکڑے بیٹھا تھا۔۔۔

اُس کی آنکھوں سے آ ٹوٹ کر اُس تصو یر پہ َ ا۔۔۔

"ہر بیوٹی بیسٹ کا ساتھ ہمیشہ نہیں دیتی۔۔۔ہر hulk کو پرسکون کرنے کے لیے کوئی لڑکی نہیں آتی۔۔کچھ لڑکیاں بہت مضبوط ہوتی ہیں۔۔وہ بگڑے آدمیوں سے محبت نہیں کرتیں۔۔۔وہ اپنا معیار جا ہیں۔۔وہ اپنے معیار کے مطابق محبت کرتی ہیں۔۔وہ مجرم کا ساتھ نہیں دیتیں۔۔خواہ وہ مجرم ۔لنا چاہے۔۔ای اچھا ن ۔: چاہے۔۔وہ لڑکیاں اپنے

معیار کا سودا نہیں کرتیں۔۔اُن کی دو ت اُن کی عزت اور اُن کا ضمیر ہوت ہے۔۔۔اور وہ کسی صورت اُن کا سودا نہیں کرتیں۔۔۔ایسی ہی ای لڑکی کو میں بھی جا ہوں۔۔شا ی اُسے پسند کرتا ہوں۔۔ محبت نہیں۔۔۔میں نے اُس کی بات مان کر اپنا. م قبول کر چاہا۔۔۔ یہ حقیقت تھی۔۔۔اور حقیقت میں اُس لڑکی نے مجھ سے کہا تھا۔۔بعض ہوں کی معافی نہیں ہوتی۔۔۔اُن ہوں کے لیے صرف بخشش مانگی جاتی ہے۔۔اللہ کی بخشش۔۔ا میں اپنے ہ قبول کر یت ۔تو. ر یہ کو ا ف مل جا ت مجھے؟ کیا مجھے ا ف مل جا ت؟ عدا ت میں میری دی گواہی کو دیوانے کی گواہی کہہ دی جا ت۔۔میرے ملک کی عدالتیں قانون کی ہیں۔۔ا ف کی نہیں۔۔۔ا ف اِس د کا دستور نہیں۔۔کیو اِس د میں اور بے تحاشا دستور ہیں۔اور ا ف بغیر قانون اُس زخم کا سا ہے۔۔جو . ڑھتا ہے بھرتا نہیں۔۔۔مجھ سے لوگ ت کرتے ہیں۔۔ میرے احساسات کو سمجھنے کی کوشش نہیں کرتے۔۔۔میں ت ر یکی کے دری سے ڈوب کر را ہوں۔۔۔میں نے اُس خوف زدہ کر دینے والی گہرائی کے گھو ٹ گلے سے اُت رے ہیں۔۔۔ It was scary and lonely at night ۔۔میں اِس امید سے یہاں سے جا رہا ہوں۔۔کہ میں کبھی ای اچھا تو نہیں ای بہتر ا ن بنوں گا۔کبھی تو میں اپنے ماضی کے آسیبوں سے ت پ سکوں گا۔۔۔مجھ جیسا ا ن بھی کبھی . ل سکتا ہے۔یہ جان کر لوگوں کو حیرت ہو گی ہے ؟ ز ہ ا ن ہی آگے . ڑھتے ہیں۔۔وقت کے ساتھ . لتے ہیں۔۔جو آگے . ڑھیں۔۔جو . لیں۔۔وہ گلی سڑی لعش اور شہر میں د تے ہوئے بھوت بن جاتے ہیں۔۔میں مجرم ہوں۔۔۔ میں دعویٰ کرتا ہوں۔۔میں ای وِکٹم بھی ہوں۔۔وہ وِکٹم جس کے ساتھ ہوئے ظلم سے . جا بوجھتیا ن رہے۔"

اور ایک اور آنسو ٹوٹ کر اُس تصویر پہ گرا۔

دُعا میز بجاتے پوچھ پڑی۔

" وہ ایسا کیوں کرے گا؟ وہ اپنے باپ سے بدلہ لے سکتا تھا۔ اُس نے ایسا کیوں کیا؟"

ساتھ بیٹھا خضر سادہ سے انداز میں بولا۔

"جس طرح وہ تمہیں بلیک میل کر سکتا ہے وہ کیا نہیں بلیک میل نہیں کر سکتا۔۔"

عروہ نے سامنے پڑی پیسٹری کا ٹکڑا منہ میں لی۔۔

"دُعا صرف تم وہ واحد انسان تھی جو اُسے سمجھا سکتی تھی۔۔ تم نے ایسا کچھ نہیں کیا۔۔" دُعا اُلجھی۔۔

"میں؟"

وقاص نے اثبات میں سر ہلایا۔

"تم اُس کے ایڈ کملیکس کی کلر تھی۔۔ بقول اُستاد۔ اور اِس کمپلیکس کی کلر ایک عورت ہی ہوتی ہے۔۔"

دُعا نے گڈمڈ ہوتے دماغ سے میز کر چا۔۔

"تو۔ کیا وہ واپس آئے گا؟"

عروہ کے بھائی نے چہرے کا زاویہ بگاڑا۔۔

"وہ وسیم سومرو ہے۔۔ Lord Voldemort نہیں جو واپس آئے گا!"

دُعا بے آرامی سے ایک ایک کر کے سب کو دیکھنے لگی۔۔

"مطلب وسیم قانون کی نظر میں ڈیڈ؟ تو اب اِس کیس کا نتیجہ؟ Verdict؟ وہ کیا ہو گا؟"

اُس نے وقاص کو دیکھا اور پوچھنے لگا۔

"لاطینی اصطلاح بتاؤ؟"

وقاص بتانے لگا۔۔

"Actio personalis moritur cum persona."

وہ ٹھہرا اور پھر دُعا کو دیکھتے بتانے لگا۔۔

" کسی شخص کے مرنے کے ساتھ اُس کے اوپر جو ذمے داری عائد ہوتی ہے۔۔وہ ختم ہو جاتی ہے۔"

اگلے لمحے خبر کی آواز کیفے میں گونجنے لگی۔۔

" کراچی بہادر آباد کے علاقے میں ایک پانچ سالہ بچی کی لاش بازیاب۔۔۔"

عروہ نے کرب سے اسکرین پر دیکھتے ایک قہقہہ لگایا۔۔۔

بابر نے عجیب نظروں سے اُسے دیکھا۔۔اُس نے پٹختے انداز میں کافی میز پر پھینکا۔اُس کے بھائی نے اُس کے ہاتھوں کو دیکھا جنہیں وہ نوچتے انداز میں مروڑ رہی تھی۔۔۔وہ سر نیچے پھینکے دھیرے سے بے آواز میز بجانے لگی۔

"ہاہا۔۔ہاہا۔۔"

خضر وقاص اور دُعا اُس کی آنکھوں میں درد اُبھرتا دیکھ رہے تھے۔۔۔عروہ تھیلا نما بیگ کندھے پر ڈالتے اُٹھی۔۔

"ہاہا!!"

کیفے کا ویٹر اور مینجر اُسے بغور دیکھ رہے تھے۔۔۔عروہ کا بھائی اپنا کوٹ سنبھالتے اُٹھا۔۔۔

عروہ نے بازو کھولے۔۔

"ہاہاہ۔آہ!!"

"حکمرانوں آؤ پھر وعدے کرو

آج پھر. پ ہوا ای سا !!!"

وہ قہقہہ مارتے کیفے کا دروازہ کھولنے لگی۔۔دروازے کے عین او پ گھنٹی بجی۔۔۔

"واعظہ کیا چیخنا لاشوں کے ت پ ؟"

اُس نے پلٹ کر دُعا کی کوری آنکھوں میں دیکھا۔۔دُعا اُن شاہ بلوطی آنکھوں میں مسکراہٹ کے پیچھے چھپا درد دیکھ سکتی تھی۔۔۔عروہ نے اُسے دیکھتے کہا۔۔

"پھر نئ ای لاش۔۔۔اور پھر سا !"

اُس نے پلٹ کر قہقہہ لگا یا اور وہ . ہر نکل گئ۔۔۔

شیشے کے دروازے پ چھائی دھند کا ہیولا ہرنی آنکھوں پ چھا َ ی ۔۔

وہ دراز قد آدمی بھی کیفے سے . ہر ن لگا۔۔وقاص نے ٹھنڈی پ ڑتی کافی کو پیچھے کرتے . مزگی سے کہا۔۔

"یہاں کبھی ا ف بھی ہے؟اور جو ہے تو ہم کبھی اصلی مجرم اور اُس کے پیچھے چھپے مجرموں کو پکڑ پ ئے ہیں؟ میں ای وکیل ہوں۔۔اور افسوس سے یہ . ت کہہ رہا ہوں۔۔۔یہاں قانون ہے۔۔ا ف نہیں!!!"

دُعا کی آنکھوں میں پ نی اُ ت اتھا۔۔۔ ن وہ . ہر آرہا تھا۔۔ ن وہ ا ن رٹھہر ن چاہ رہا تھا۔۔۔

وسیم کا چہرہ اُس کی آنکھوں کے آگے آ ی ۔

"میں ای ا ن ہوں دُعا!"

اور پھر . ریہ اُسے مسکراتی ہوئی آئی۔۔۔

"میں ای فین ہوں۔۔"

خضر نے ویٹر کو بل کا اشارہ کیا۔۔ ۔ کچھ م ہستی کے مطابق چل رہا تھا۔ رش ۔س رہی تھی۔۔۔کیفے میں معمول کے مطابق کام ہو رہا تھا۔۔صحافی خبریں دے رہے تھے۔۔۔پولیس اپنا کام کررہی تھی۔۔۔بس کوئی ٹھہرَ ی تھا تو وہ دُعا تھی۔۔

جاتے جاتے عروہ کا کہا مصرعہ دُعا کے کانوں میں مسلسل سنائی دینے والی ای گونج بن کررہَ ی تھا۔۔

۔ آ نکلا ۔ٹھہرپ ی۔۔۔وہ آنکھوں میں کھڑے پ نی کی طرح رہا۔۔۔۔دُعا نے آنکھیں مو ۔ لیں۔۔۔دل میں عروہ کے کہے الفاظ زور سے جا لگے۔۔۔

"پھر نئ ای لاش۔۔۔اور پھر سا !"

عروہ جا چکی تھی اپنے کرب بھرے قہقہے اور اِس معاشرے ک ء ای تلخ حقیقت وہاں چھوڑ گئی تھی۔۔۔

"ہاہاہاہ۔۔"

"ہاہاہا۔۔آہ!!"

"پھر نئ ای لاش۔۔۔اور پھر سا !"

☆.....☆.....☆

۔قی آئندہ ا ءاللہ

Next will be the Second last episode InshaAllah.

ب دوازدہم: الماس الخام

کام کم اور ۔ تیں زیـ دہ
پھر ملک کو صلواتیں دادا؟
اِس کو تھرڈ ورلڈ بنا کے
ا یـَ   کا ہے ارادہ
تم نے ملک کو کیا دیـ ہے؟
پیدا ہو کے احسان کیا ہے؟
کبھی جھاڑو اُٹھا کے ہاتھ میں
چند دو   ـتـ   کے ساتھ میں
گلی محلّہ صاف کیا ہے؟
کبھی بجلی چوری؟ منافع خوری
تم نے ۔ ا ف کیا ہے؟
کسی سے اپنا رزق ہے ۔   ؟
یـ خود پہ ہی اسراف کیا ہے؟
کتنا اِس کو سوچا ہے؟
کس طرح سے نوچا ہے؟
شکر کرو یہ چل رہا ہے

منتظر یہ جل رہا ہے
کیسا انکشاف کیا ہے
اِس نے تواب‌ت معاف کیا ہے
(یٰ رضوی)

وٹ اسکرین پ وا پھر رہا تھا۔۔دُعا پیچھے ی ٹ پ بیٹھی تھی۔۔وقاص گاڑی رہا تھا اور خضر مٹھی ٹھوڑی سے لگائے مو. پ‌ی کر رہا تھا۔۔
دُعا نے کسی خیال سے اُسے دیکھا۔۔۔
ای مرتبہ بھی اُس نے اُس سے . ریہ کے متعلق کوئی .ت نہیں کی تھی۔وہ کچھ کہنے لگی تو رُکی۔۔
"Maybe it's time to turn the page."
اُس نے یہ سوچتے . د. لیے۔۔خضر نے تبھی کان سے مو. لگا ی۔۔
"ہاں احراز۔"
دُعا نے اب اُسے دیکھا اور پھر وقاص کو۔۔
"ا َ تم ہاں کر دیتے تو اِس احراز کی جگہ آج تم اِس کے مینیجر ہوتے۔۔"
وقاص نے کوئی ت‌ ‌ث نہیں دی۔۔۔
" . سائن ہو گا؟ اگلے ہفتے؟ بہتر ہے۔۔"
وہ .ڑی احتیاط سے .ت سُن رہا تھا۔
"اچھا اور وہ کچرے کا کیا بنا؟ ی رمیری طرف سے ای میل تو لکھو۔کہ صفائی کرنے سے کچھ

نہیں ہوگا۔۔اَ سمندر کے پیچھے ی نورتھ اور ایسٹ میں کچرا شفٹ کرنے ہے۔۔ایسے . اسیم پھیل رہے ہیں۔اِس کچرے کو استعمال کریں۔۔۔ری۔سائیکل کریں۔۔زہر گیس سے environment اب ہو رہا ہے۔صفائی کی مہم تو لوگوں نے دی۔۔ مسئلہ اب بھی ویسے کا ویسا ہے۔۔"

دُعا۔ ڈ۔ائی۔۔

"چانٔ اِس کچرے کو بھی معیشت سے جوڑے گا۔۔"

"ہاں ہاں پ وَ ام تو میں کروں گا۔۔"

"اچھا سُنو وہ ڈونیشن کیمپ . ہے؟"

"پ سوں؟" خضر ذرا چونکا تھا۔۔

خضر نے خود کو ۔ رمل کیا۔۔

"مجھے وہاں اپنی کوئی تصو یہیں چاہیے۔۔میں نہیں چاہتا میں وہاں ڈونیشن کے ۔ م پ غریبوں کے ساتھ تضحیک آمیز تصو ییں بنواؤں۔ پتا نہیں لوگ یہ کیوں سوچتے ہیں کسی غری . کو ای وقت کی روٹی دے کر اُنہوں نے بہت احسان کیا ہے۔۔رزق اللہ کھلا ت ہے۔۔اِس میں کوئی ڈی . ت نہیں ہے کہ ہم ای وقت کی روٹی کھلا کر ڈینگیں مارنے لگ جا ۔۔ڈینگ مارنے کا زی دہ شوق ہے تو کچھ ایسا کام کریں جس پ فخر سے . ت کر سکیں۔۔۔کسی غری . کو ای ڈا ا ن بنا ۔۔کسی کا وظیفہ لگا ۔۔۔اور اَ ایسا نہیں کر ت تو چھوٹی چھوٹی ڈونیشنز پ شور و غوغا بھی مت کریں۔"

وہ سانس ی ۔ کے لیے ٹھہرا تھا۔دُعا اُسے دیکھتے سوچ رہی تھی۔۔

"اگلے ماہ پی۔ایس۔ایل اُس سے پہلے اُس کو پ وموٹ۔۔پھر معیشت پ پ وَ ام۔ڈونیشن

کیمپ۔۔صفائی اور کچرے کا صفایا کرنے کی مہم۔۔لاتعداد پ رٹیز میں جا ۔۔کتنا مصروف ہو

َ یہ ہے چا ۔۔کیا اب وہ واقعی ای بڑا آدمی بن َ یہ ہے؟"

"چلو ٹھیک ہے۔۔"

خضر نے کال کاٹ دی۔۔

دُعا نے گھولے۔۔

"چا مجھے یاد آرہا ہے۔۔وہ وسیم کا دو تھا ای ۔۔" وقاص نے دا لفٹ یہ کہا۔

"اب تم ای اور بچے کو بھینٹ پڑھا چاہتی ہو؟"

دُعا خاموش ہوگئی۔۔

خضر کو یکدم بو محسوس ہوئی تو اُس نے منہ پہ ہاتھ ر بہر دیکھا۔۔سڑک پہ گٹر کا پ نی بہہ رہا تھا۔۔

گاڑی آگے بڑھی تو بو میں کچھ کمی ہوئی۔۔خضر نے منہ سے ہاتھ ہٹایا اور کہنے لگا۔۔

"پرسوں ای ریپورٹ پڑھ رہا تھا جس کے مطابق۔۔سائنسدان کا کہنا ہے کہ وہ کسی ملک کے sewage کو جانچ کر یہ بتا ہیں کہ وہ ملک کتنا دو مند ہے، آسٹریلیائی تحقیق کے مطابق، دو مند طبقوں کے گندے پ نی میں وٹ منز، لیموں اور ریشہ کی مقدار ز دہ ہوتی ہے، جبکہ غری افراد کے ضائع ہونے سے نسخے میں کلر اور اینٹی ڈ ریپینٹس کی مقدار ز دہ ہوتی ہے۔"

وقاص کو ہنسی آئی۔۔وہ طنزاً بولا۔۔

"پھر ہم اِن دونوں سے ز دہ گئے َ رے ہیں۔۔"

خضر نے خفگی سے اُسے دیکھا۔۔

" کچھ زیادہ ہی مایوس ہو رہے ہو تم۔۔"

دُعا جھٹ سے بولی۔

"ہاں چاند میاں آپ تو جیسے pollyannaish ہیں۔"

خضر نے پلٹ کر اُسے دیکھا۔۔

"دُعا یہ طنز تھا بہت بڑا۔۔ تمہیں میرے مسئلے pollyanna جیسے لگتے ہیں؟"

دُعا نے ہاتھ باندھتے اثبات میں سر ہلایا۔۔

"بلکل۔۔اختتام میں حل ہو تو جاتے ہیں۔۔ہماری طرح لٹک تو نہیں جاتے۔"

خضر نے گردن سیدھی کر لی۔وہ سچ کہہ رہی تھی۔اُس کے مسئلے اختتام پر حل ہو جایا کرتے تھے۔۔۔وہ اُن چند ستاروں میں سے تھا جسے لوگوں کی بہت محبت ملی تھی۔۔شاید یہی ایک وجہ تھی کہ اُس کے مسئلے حل ہو جایا کرتے تھے۔۔۔

وہ کہنے لگا۔۔

"میں pollyannaish نہیں ہوں۔۔میرا اللہ پر ایمان مضبوط ہے۔۔۔وہ کچھ دیتا ہے تو میں راضی رہتا ہوں۔۔۔وہ کچھ نہیں دیتا تو میں تب بھی راضی رہتا ہوں۔

جو اللہ پر یقین کرتا ہے اللہ اُس کے تمام زخم بھر دیتا ہے۔۔دیکھا جائے تو میں pollyannaish ہی ہوں۔۔کیونکہ مجھے اللہ پر یقین ہی بہت ہے۔۔اور وہ یقین کبھی میرا بھرم نہیں توڑتا کہ میرے ساتھ کچھ غلط بھی ہو سکتا ہے۔۔" وہ ٹھہرا اور پھر کہنے لگا۔۔"دُعا مجھے ایسا لگتا ہے شاید تم سکون ڈھونڈ رہی ہو؟ یا شاید اپنے مسئلوں کا حل۔۔ سچ تو یہ ہے کہ اِس دنیا میں نہ ہی سکون ہے۔۔۔اور نہ ہی ہمارے مسئلوں کا پائیدار حل۔۔تم لاکھ انکار کرو حقیقت یہی ہے۔۔کہ تم کسی فیری ٹیل سے متاثر ہو۔۔اور تم اِس دنیا میں اُسے تلاش کر رہی

ہے۔۔۔ ر۔ رانکار تم اِسی لیے کرتی ہو کیو تم خود کو یہ یقین دلا۔ چاہتی ہو کہ تم فیری ٹیل سے متا ثر نہیں ہو۔۔تم بھی اور دوسری لڑکیوں کی طرح فیری ٹیل کے مرض میں مبتلا ہو۔۔فرق بس یہ ہے کہ تم۔ آسانی اقرار نہیں کرتی۔۔"

دُعا سنجیدگی سے پلکیں اُٹھا کر اُسے دیکھنے لگی۔۔

"اوہ واقعی؟ اَ میں حقیقت میں کسی فیری ٹیل سے متا ثر ہوتی تو تم سے اٹھارہ سال کی عمر میں شادی کرتی؟ ۔ تم مشکل سے چار سے پانچ ہزار کماتے تھے؟" وقاص کے گلے سے بے اختیار قہقہہ نکلا تھا۔۔

خضر ضبطی سے خاموش رہا۔۔دُعا کی ۔ت جاری تھی۔۔

" کیا میں تم سے اُس وقت شادی کرتی۔ د کو تمہارا کوئی مستقبل نہیں آ رہا تھا؟ اور آج تمہیں ت قی مل گئی ہے تو یہاں بیٹھ کر فلسفے جھاڑ رہے ہو۔۔" وہ چُبھتی وں سے اُسے دیکھتے اپنے سے اُسے سُنا رہی تھی۔

"میں نے کی شادی کسی شہزادے سے؟ میں نے ڈیما ٹ کی کسی چیز کی تم سے ۔ ؟ ۔ تم جیل میں تھے میں نے سوچا کہ تم ہی آؤ گے مجھے ؟ خود ہی آئی تھی ۔ اپنے کے گھر سے۔۔"

وقاص نے دائیاں ہاتھ منہ پ رکھ لیا۔۔۔

"ابھی بھی ۔ ریہ کے کیس میں میں نے بتا یا تھا تمہیں کچھ؟"

خضر بے اختیار بولا۔۔

"This is not something to be proud of!"

دُعا کو چپکی لگ گئی۔۔

"اور یہ ۔ت مت بھولنا۔۔کہ آج اَ ۔ ریہ کو ا ف نہیں تو اِس کی وجہ کہیں ۔ کہیں تم بھی

ہو۔۔"

وقاص نے فی الفور خضر کو دیکھا۔۔

"چاۓ!"

دونوں نے ایک دوسرے کے احساسات کو مجروح کیا تھا۔اور دونوں کو ہی ایک دوسری کی بات بہت بُری لگی تھی۔۔۔

اللہ چاہے جتنے مرضی بہترین دوست کر دے۔۔ اختتام میں وہ یہ دکھا دیتا ہے کہ وہی ہمارا بہترین دوست ہے۔۔

دُعا نے چہرے کی دائیں جانب ہاتھ رکھ لیا تھا۔۔آنکھیں سرخ ہو رہی تھیں۔۔وہ مسلسل دل ہی دل میں کُڑھتے ہل رہی تھی۔۔وقاص کے گھر سے نازش کی کال آئی تھی کہ باہر سے کھانا لے آئے۔۔آج اُنہوں نے گھر میں کچھ نہیں بنایا تھا۔۔۔خضر اور دُعا تب سے خاموش تھے۔۔۔ریستوران کے باہر وقاص نے گاڑی لگائی ہوئی تھی۔۔

وہ بیزاری سے باہر کی جانب دیکھ رہا تھا۔۔

"یہ تھیلی تو بین ہے؟"

کوئی آدمی باہر کھڑا ریستوران کے آدمی سے کہہ رہا تھا۔۔وقاص نے گردن پہ ہاتھ رکھتے اُسے لڑکھایا۔۔

"چھوٹا بندہ صحیح بات بولے گا تو بھی کوئی فائدہ نہیں۔۔"

دُعا نے اپنی کُڑھن کو کم کرنا چاہا۔۔

"اِس ملک میں تو کچھ بھی ہو سکتا ہے۔۔"

خضر ٹیک لگا کر بیٹھا تھا۔۔اُس نے یہ جملہ سُنتے سُکڑی آنکھیں ذرا کھولیں۔۔

"دُعا یہ بہت ہی غلط جملہ ابھی تم نے بولا ہے۔۔دُ میں کچھ بھی ہو سکتا تو کبھی پ کستان ؟

اسامہ بن لادن یہ صدام حسین چھپ کر نہ ؟ ہاں مانا د میں بہت کچھ ایسا ہے جو ہو رہا ہے۔ بہت کچھ ایسا ہے جو نہیں ہو سکتا۔ہمیں اپنے تلخ تجربات کو لوگوں کے منہ پہ مارنے سے نہ کرنا چاہیے۔۔کیونکہ ضروری نہیں ہر مرتبہ صورتحال ایک جیسی ہو۔۔ملک کو لعن طعن کرنی کی بجائے خاموشی سے اپنا کام کرو۔ کہ کام کم اور باتیں زیادہ۔۔"

وقاص گاڑی کا دروازہ کھول کر باہر نکلا۔خضر نے چونک کر اُسے دیکھا۔گاڑی کا دروازہ بند ہوا۔۔دُعا فوراً سے بول پڑی۔۔

"چاند تم نے بہت غلط باتیں بولی ہیں۔۔" آ میں ٹھہرے آنسو نکل پڑے۔۔خضر چونکا ہوا اب بھی دور جاتے وقاص کو دیکھ رہا تھا۔۔

کیا آدمی تھا۔۔دل کی جگہ stethoscope رکھتا تھا۔۔ان کہی کو بھی سُن لیتا تھا۔۔وہ اُس کا صدیق جمیم تھا۔۔بڑی شدت کی محبت رکھنے والا دوست۔۔دل کو دل سے راہ تھی۔وہ کچھ نہ بھی کہتا۔تو وہ تب بھی سُن لیتا تھا۔۔

دُعا کی آواز آئی لگی۔۔

"میں تو چاہتی تھی وسیم کو سزا ہو۔۔جلیل سومرو پکڑا جائے۔۔" خضر نے پیشانی اکٹھی کر لی۔۔

"تم نے مجھے وقاص کے سامنے یہ سنا دیں۔۔"

خضر نے کنکھیوں سے اُسے پیچھے دیکھا۔۔

"دُعا تمہیں میری ہی غلطیاں آتی ہیں؟ تمہیں میرا کہا یاد ہے اپنی بات تم بھول گئی ہو؟ میں نے تمہیں کیا کہا تھا جو تم نے

مجھے میرے ماضی کی متعلق سنا دی؟ میں نے صرف اپنی رائے پیش کی تھی۔تم چاہتی تو رد کر

دیتی۔۔"

دُعا ۔ د ۔ئے آ ضبط کرتے اب ہل رہی تھی۔۔

" تم نے مجھے اُس کے سامنے ذلیل کر کے رکھ دیا۔اور میں نے تو اُس کے مقابلے تمہیں کچھ کہا بھی نہیں ہے اور جو کہا ہے سچ کہا ہے۔۔دوسروں کی ۔تیں ۔ دا ش ۔ نہیں ہوتیں تو اپنی کیوں سناتی ہو؟ اور اَ تمہیں اتنا عزت کا خیال ہو رہا ہے تو خود خاموش بیٹھتی۔۔جو ہوا اُس سے میں بھی بہت پ یشان ہوں کیا کر تے ہیں ۔ رڈ کے کام تو نہیں رُکتے۔۔"

زکام کے ۔ ۔ دُعا سسک رہی تھی۔۔

" مجھے پتا ہے میں بہت سختی سے ۔ت کر رہا ہوں۔۔۔ دُعا ایسی ۔توں میں محبت اور لاڈ نہیں چلتے۔۔یہ جو تم نے کیا یہ ۔ تمیزی تھی۔۔وہ وقاص تھا۔۔خاموشی سے ۔ ہر نکل َ ۔۔۔اور وہ وقاص ہی تھا جس نے میرے رُوڈ ہونے پ مجھے ہی کیا۔۔کوئی اور شخص ہو تو اب ہمارا تماشہ بن جا ۔۔"

دُعا نے آگے ہاتھ ۔ ڑھا کر ٹشو کے ڈبے سے ٹشو نکالے۔۔

" ۔ت محسوس کرو تو تمہیں ا ازہ ہو کہ تم نے کتنی غلط ۔تیں کہی ہیں۔۔" دُعا آ صاف کر رہی تھی۔۔

"میں نے جو کہنا تھا وہ کہہ دیا۔اِس کے بعد میں کوئی ۔ت تمہیں نہیں کہوں گا۔ ہی تم سے خفا ہوں گا۔۔تم دُعا ہو۔اور میں تمہارے لئے دل میں کینہ نہیں رکھ سکتا۔۔تمہیں میری ۔تیں ۔ ی لگی ہیں۔۔آئی ایم سوری۔۔لیکن اخلاقیت کے لحاظ سے میں تمہیں بگاڑ آفورڈ نہیں کر سکتا۔۔۔"

دُعا نے ک صاف کی۔۔

خضر ہنوز کنکھیوں سے اُسے دیکھ رہا تھا۔۔

"تمہارے اپتال سے مجھے invitation لیٹر آیا ہے۔۔"

اُس کی آواز سرمئی قریب تھی۔۔

دُعا نے بھیگی پلکیں جھکا لیں۔۔

"اسٹار بن کر آؤ گے؟"

خضر نے سیٹ سے سر لگا لیا۔۔

"تمہارا شوہر۔۔"

دُعا کے گلابی لب ذرا پھیلے۔۔اور گال میں گڑھا پڑا۔۔۔

اُگلے لمحے وقاص نے گاڑی کا دروازہ کھولا۔ہاتھ میں پکڑے پرسل کی خوشبو گاڑی میں پھیلی تھی۔۔وقاص نے گاڑی میں بیٹھتے دروازہ بند کیا۔۔

خضر دوبارہ سے موبائل پہ لگ گیا۔۔

وقاص سیٹ پکڑے گاڑی پیچھے کی جانب کرتے نکال رہا تھا۔۔

موبائل سے کچھ پڑھتے خضر کہنے لگا۔۔

"بہت بہتر ہوگا اگر ہم اِن دونوں سوشل میڈیا کو نظرانداز کریں تو۔" یہ کہتے اُس نے فیس بک بند کی۔۔

وقاص نے سائیڈ مرر سے پیچھے دیکھتے پوچھا۔

"کیوں؟"

"بس کافی منفی صورتحال چل رہی ہے۔۔

"کیا دن تھے وہ بھی۔۔۔ جب جنگوں میں شمشیروں کا استعمال ہوا کرتا تھا۔۔۔ہتھیار ہونے

کے ہ وجود ہنر کا استعمال کرنا پڑتا تھا۔ ۔ ۔ سے نیوکلر ہتھیار بنے ہیں ہر دوسرا غیر مستحق انسان کے لیے چُن لیا جاتا ہے۔۔سوشل میڈیا بھی یہی کردار ادا کر رہی ہے۔۔پہلے جو لوگ تنقید کیا کرتے تھے۔وہ عالمانہ اور فاضلانہ لوگ ہوا کرتے تھے۔۔اور آج ہر دوسرا بندہ اُٹھ کر کچھ بھی کہہ دیتا ہے۔لیکن مجھے سمجھ نہیں آتا۔ہم اِن کی سُنتے کیوں ہیں؟ کیا یہ ہمیں نفع دیتے ہیں؟ یا کوئی نقصان؟ تو پھر ہم کیوں اپنے دل میں اِن کے ستائش رہے ہیں؟ کیوں ہم اِن سے ستائش چاہتے ہیں؟ ستائش چاہیے تو ۔ کام کرو ۔ لوگوں کو تمہیں انٹروڈیوس کرنا پڑے۔کامیابی کی صرف خواہش نہیں کرنی۔صرف خواب نہی دیکھنے۔۔کچھ کرنا بھی ہے۔۔ معاشرے میں لوگ کیا کہیں گے اتنا رسوخ اختیار کر گیا ہے کہ لوگوں کے ڈر سے ہم خود کو نقصان پہنچا لیتے بہتر سمجھتے ہیں البتہ لوگوں کے مزاج کے خلاف کوئی کام نہیں کرتے۔۔کبھی کبھی ہم کچھ باتوں کو اپنے ذہن پر حد سے زیادہ سوار کر لیتے ہیں۔۔شاید اتنا لوگ ہمارے بارے میں سوچتے بھی نہیں ہوں گے۔جتنا ہم خود اپنے بارے میں سوچنے لگ جاتے ہیں۔۔اور رہی بات لوگوں کی تو اگر لوگ نہیں سمجھتے تو اُن کو وضاحت دینا بند کر دیں۔ایک انسان اپنی سوچ کے مطابق ہی سوچ سکتا ہے۔۔جو کہتے ہیں کہنے دیں کیونکہ یہ باد مخالف ہی ہیں جن کی وجہ سے پتنگ کی اُڑان مزید اونچی ہوتی ہے۔۔اِن لوگوں کے لیے بالکل بہرے بن جائیں۔۔منفی کلمات سے خود کو بہرہ کر لیں۔۔میں بات دہرا رہا ہوں۔منفی کلمات سے خود کو بہرہ کر لیں۔۔تنقید سے نہیں۔۔کیونکہ تنقید اور منفی کلمات میں بہت فرق ہوتا ہے۔۔ہمیں اب اس سوچ سے باہر نکل کر جینا ہے۔۔تنقید سے لڑ کر آگے بڑھتے رہنا ہے اور جو انسان مستقل طور پر لڑتا رہتا ہے تو وہ جیتنا سیکھ جاتا ہے۔۔"

خضر موسیٰ کی جانب متوجہ ہوا۔اور دُعا نے سادگی سے کہا۔

" . سے پہلے تم مو. استعمال کر. بند کرو۔"

وہ چو. کر ذرا ڑ کا اور وقاص نے فلک شگاف قہقہہ لگا ی۔

"تم دونوں کا کوئی علاج نہیں!"

☆.....☆.....☆

ت ر ی کمرہ تھا۔۔۔ دُعا منہ پ لحاف لیے گہری نیند میں سو رہی تھی۔۔ پلنگ کی ساری چادر اکٹھی ہو چکی تھی۔۔۔ لحاف سے . ہر دُعا کے اُڑے ہوئے . ل نکل رہے تھے۔۔۔ ا ی پیر لحاف سے . ہر تھا اور ا ی پیر لحاف کے ا. ر۔۔ کمرے کی . ت ی ں یکدم جلیں۔۔۔ خضر دہلیز پ کھڑا بغور پلنگ کی جا. . دیکھنے لگا۔۔ فرش پ پلنگ کی دوسری طرف کا تکیہ ا ہوا تھا۔۔۔ اُس کے . ا. پ لحاف زمین پ لٹکتے جھول رہا تھا۔۔ خضر نے ا ی گہری سانس لی اور آواز بلند کرتے کہنے لگا۔۔

"دُعا اُٹھ جاؤ۔۔۔ دس بج رہے ہیں۔۔ ہاؤس جاب ختم ہو گئی۔۔ اِس کا ہر . مطلب نہیں کہ روٹین . اب کرو۔۔"

کوئی ردِعمل نہیں آ ی۔۔

اب کے خضر نے آواز مز ی بلند کی۔۔

"دُعا!"

دُعا کی آ کھل گئی۔۔۔ ہاؤس جاب نے اُسے ذرا سے شور پ اُٹھنے کے لیے ٹ ین کر د ی تھا۔۔ یہ بھی اُس کی ڈیوٹی کا حصہ تھا۔ قیلولہ لے کر یوں اُٹھنا جیسے پورے سات گھنٹے کی نیند لے کر اُٹھی ہو۔ اُس نے کروٹ نہیں لی آ کھل چکی تھی۔۔ خضر کی کر. ت اور سنجیدہ مردانہ آواز نیند کے . . اُس کے کانوں میں گونج رہی تھی۔۔۔

"اپنی سستی سے کہہ دو۔۔آج پلنگ کو نہیں چھوڑو گی۔۔تو کل پچھتاؤ گی۔۔ہمت کرو اور اٹھو قبر میں بھی سونا ہے۔۔بہت وقت ملے گا سونے کا۔۔" دُعا کو جماہی آئی۔۔۔اُس نے لحاف سے ہاتھ نکالا اور منہ کے قریب کیا۔۔۔بنا آواز نکالے اُس نے جماہی لی اور کہنے لگی۔۔۔

" مجھے waffle منگوادو۔۔بڑا دل چاہ رہا ہے کھانے کا!"

خضر نے گلا صاف کیا۔۔

"میں عثمان نہیں ہوں۔۔۔فریش ہوکر باہر آؤ۔۔۔امی نے بیسن کی روٹی بنائی ہے ساتھ میں املی اور کھجور کی چٹنی۔۔اور تمہیں وہی کھانا پڑے گی۔۔کیونکہ میں waffles منگوا کر یا بنا کر امی کا دل نہیں توڑ سکتا۔۔"

اور یہ کہتے وہ گھوم گیا۔۔۔

دُعا کہنی کے بل درد سے کراہتے اُٹھی۔۔۔

"ہائے آئے۔۔ہائے!!"

ربیعہ بیگم سُن لیتیں تو کہتیں۔۔

"ابھی سے تمہارا یہ حال ہے۔۔اللہ جانے بڑھاپے میں کیا ہوگا۔۔"

دُعا نے پیر پلنگ سے باہر نکالے۔۔۔

"پتا نہیں چارپائی اتنا سخت کیوں ہوتا جا رہا ہے۔۔۔"

منہ ہاتھ دھو کر وہ باہر آئی تو دستر خوان کے سامنے بیٹھ گئی۔۔خضر اوپر صوفے پر بیٹھا موبائل استعمال کرتے کہنے لگا۔۔

"ابھی میں تمہیں نانی کی طرف ڈراپ کر کے آؤں گا۔۔"دُعا کے ہاتھ بیسن کی روٹی پکڑتے چیچپے ہوئے۔۔اُس نے فوراً سے پیچھے مُڑ کر دیکھا۔۔

"کس لئے؟"

خضر نے مو۔ پ سے ہٹا کر اُسے دیکھا۔۔

"ظاہر ہے۔۔خوشی سے تو نہیں چھوڑ کر آؤں گا۔۔کچھ ہوا ہی ہو گا۔۔"

دُعا مکمل اُس کی جا۔ گھوم گئی۔۔

"۔۔ ابو ٹھیک ہیں؟"

خضر سادگی سے بولا۔

"الحمدللہ وہ خیر سے ہیں۔"

دُعا کے دل کی دھڑکن تیز ہوئی۔۔

"پھر کیا مسئلہ ہوا ہے؟"

خضر مو۔ کی جا۔ دیکھنے لگا۔

"۔۔شتہ کرو بتا۔ ہوں۔۔"

دُعا پلٹ گئی۔۔اُس نے روٹی سے نوالہ توڑا۔۔

"عفیفہ اور شریم کی لڑائی ہوئی ہے۔۔" دُعا منہ۔ روٹی لے جاتے رُکی۔

"بلکہ میں یہ کہوں گا۔۔عفیفہ کے ساتھ کوئی مسئلہ ہے۔۔۔وہی شریم سے ۔ت نہیں کر۔ چاہ رہی۔۔۔آ شادی کی ڈیٹ ۔۔ چاہ رہی تھیں۔۔۔ سے عفیفہ عجیب حرکتیں کر رہی ہیں۔۔۔اور اب تو اُس نے اپنا مو۔ بھی بند کر کے رکھ دیا ہے۔۔" دُعا نے ۔ڑے ضبط سے منہ میں روٹی رکھی اور اُس نے اُسے دھیرے دھیرے چبا۔ شروع کیا۔۔۔

"شریم آج کام پہ بھی نہیں َیا۔۔بہت پریشان ہے۔اُستاد نے اُسے اپنے پس بلایا ہے۔تمہیں چھوڑ کر میں نجمین جاؤں گا۔۔تم اپنی بہن کو سمجھاؤ کہ یہ تماشے مت لگائے۔۔اُس کا ایم۔فل

میں ایڈمیشن نہیں ہوا تو اِس کا یہ مطلب نہیں وہ اب ساری ز ‌ گی یونہی بیٹھی رہے گی۔۔"

دُعا نے کٹوری میں چمچ سے چٹنی نکالی۔۔

" کل میں نے حسیب بھائی سے منت کر کے اُس سے تھوڑی ‌ ت کی تھی۔۔اور ‌ پتا ہے اُس نے مجھ سے کیا کہا؟ میں نے رو رو کر اللہ سے چار جی پی اے اِس لئے نہیں مانگا تھا کہ ہاتھ پیلے کر کے فیس ‌ پ مائی ہبی مائی لو کے اسٹیٹس لگاؤں۔میں صرف یہاں ‌ آنے کے لئے۔۔ یہاں ‌ نہیں آئی۔۔"

وہ سانس ‌ کے لیے ٹھہرا۔۔دُعا نے نوالے سے چٹنی لگائی۔۔

"میں اُسے جج نہیں کر رہا ہوں دُعا۔۔ ‌ ہی میں اُسے ‌ پسند کر رہا ہوں۔۔۔کیو ‌ میں ‌ شتہ چار سالوں میں ایسے ایسے لوگوں سے ‌ ہوں۔۔جن سے مجھے شدی ‌ ت ہے۔۔اور اُنہیں ‌ داش ‌ ت کرنے کی میرے پ ‌ س صرف ای ‌ ہی وجہ تھی۔۔اور وہ یہ تھی کہ اُن میں مجھے کوئی ‌ کوئی اچھائی دکھی ہے۔۔اِسی طرح میں اچھے سے اچھے لوگوں میں بھی رہا ہوں۔اور اُنہیں ‌ داش ‌ ت کرنے کی بھی میرے پ ‌ س وجہ تھی۔۔اور وہ تھی اُن کی ای ‌ خامی۔۔۔اُن کی اچھائی اور ‌ ائی میرے لیےمیرے ‌ دی ‌ اچھی اور ‌ ی تھی۔۔کیو ‌ قی لوگوں کو اُن سے مسئلہ نہیں تھا۔۔ شای ‌ اُن کو کسی اور سے مسئلہ تھا۔۔۔طرح طرح کے لوگوں سے میں ‌ ۔۔طرح طرح کے لوگوں کی رائے سُنی۔بہت سوچا میں نے اِس متعلق۔۔۔اور پھر میں اِس نتیجے پ ‌ پہنچا۔۔

Nothing is either good or bad but thinking makes it so."

وہ وقفے کے لیے پھر سے ٹھہرا۔۔

"اور میں تمہیں بھی مورد ِالزام نہیں ٹھہرا رہا۔جو ہوت ‌ ہے اللہ کی مرضی سے ہوت ‌ ہے۔۔لیکن فلحال مسئلہ یہ ہے کہ شریم ڈ ‌ میں ہے۔۔اینڈ یو نو ہی از وی ڈیئر ٹو می۔۔اِس لیے پلیز کچھ

کرو۔۔اچھا؟"

دُعا کٹوری اُٹھا کر چمچ سے چٹنی کھانے لگی۔۔

"ھمم اچھا!"

☆.....☆.....☆

"ساری مصیبتیں اللہ ہمارے سر ہی ڈالتے ہیں!" دُعا کُڑھتے ہوئے گاڑی کا دروازہ بند کر رہی تھی۔۔

خضر گاڑی موڑتے کہنے لگا۔۔

"البخاری میں آتا ہے۔۔ اللہ جس کے ساتھ بھلائی کا ارادہ کرتا ہے تو اُسے کسی مصیبت میں مبتلا کر دیتا ہے۔۔"

دُعا نے سیٹ بیلٹ لگائی۔۔

"مصیبت اللہ کے قریب کرتی ہے۔ اللہ کی جانب رجوع کرواتی ہے۔۔ اُس کے گناہ جھڑتے ہیں۔۔ اور ایمان مضبوط ہوتا ہے۔۔ آئیندہ ایسی شرکیہ بات مت کرنا۔۔"

دُعا نے پسینے سے لگا لیا۔۔

"چاچو تم بہت سختی کرتے ہو۔۔"

خضر نے اُسے دیکھا۔

"تم مجھے موقع ہی نہ دیا کرو سختی کرنے کا۔۔" دُعا نے منہ بسورے سر جھکا لیا۔۔

"کل سے پڑھائی شروع کرنا اپنی۔۔۔ میں نے امی سے بات کر لی ہے۔۔۔ شادی اگلے مہینے نہیں ہوگی۔۔ تم دل لگا کر پڑھو۔۔ امتحان دے دو۔۔ میں بھی مصروف ہوں۔۔"

دُعا نے اثبات میں سر ہلایا۔۔

"بہت بہتر۔۔"

☆.....☆.....☆

"ہیلو میں بعد میں کال کرتا ہوں۔۔" اُستاد نے رسیور رکھا۔۔کبھی اِدھر سے ٹیلیفون بج رہا تھا۔کبھی اُدھر سے۔شریم اور خضر اُستاد کے سامنے کرسی پر بیٹھے ہوئے تھے۔۔اُستاد نے اُکتا کر انٹرکام کا بٹن دبایا۔اور رسیور کان سے لگایا۔

"ہیلو اقبال۔۔۔مجھے اگلے آدھے گھنٹے کے لیے کوئی مداخلت نہیں چاہیے!!"

اُستاد نے رسیور رکھا اور اب سامنے دیکھا۔

"یس یو منکیز!!"

وہ اُن کی جانب متوجہ تھے۔۔۔

"تم بچوں نے اپنے مسئلے خود حل کرنے کب سیکھنے ہے؟ اتنا بڑا کر چکا ہوں تم لوگوں کو۔۔اب بھی ڈرپوک۔۔وہی روتی صورتیں۔۔ذرا سی بات ہوتی ہے لوگوں سے اُکتا جاتے ہو۔۔ابھی مجھے کال آئی ایک خاتون کی فرماتی ہیں۔۔میرا بیٹا بیس سال کا ہے نہیں پڑھتا۔۔بہت سمجھایا ہے میں نے اُسے۔۔نہیں مانا تو میں نے گھر سے نکال دیا۔۔میں نے پوچھا کیوں؟ کہتی ہیں نوح علیہ السلام نے بھی اپنی قوم سے بات مان لی تھی۔۔" اُستاد نے سر پکڑ لیا۔۔

"اللہ اکبر۔۔یہ جواب تھا۔اللہ اکبر۔۔۔بتاؤں ذرا۔نوح علیہ السلام نے کتنے سال تبلیغ کی تھی؟ ساڑھے نو سو سال۔۔ساڑھے نو سو سال۔۔تقریباً ایک Millennium۔۔" وہ سانس لینے کے لیے ٹھہرے اور پھر کہنے لگا۔۔

"بچوں اپنے مسئلے خود حل کرنا سیکھو۔۔اُستاد تعلیم کا دروازہ کھولتا ہے۔۔لیکن اُس دروازے میں

شاگرد کو خود داخل ہونا ہوتا ہے۔ مجھے تم بچوں کو اپنا چیلا نہیں بنانا۔۔ میں تم بچوں کو خود مختار دیکھنا چاہتا ہوں۔۔۔ دیکھو اب یہاں کتنے کام ہیں۔ مجھے ای۔میل دینی ہیں۔۔" اُستاد نے یہ کہتے خضر کو دیکھا۔۔ خضر فوراً سے انگلی دکھا کر بول پڑا۔۔

"نو۔۔ میرے پاس اِس کام کے لیے صفر فیصد تحمل ہے۔۔"

اُستاد نے اپنے لیپ ٹاپ سے چار، پانچ اُٹھا کر ردی اور لیپ ٹاپ اُس کے سامنے گھسیٹ کر رکھ دیا۔۔۔

"میرے کام تم ہی کرو گے۔ میرے بعد میرے کام تم ہی کرتے ہو۔۔"

خضر نے ضبط سے اُستاد کو دیکھا۔۔

" آپ کو پتا ہے۔۔ آپ واقعی بوڑھے ہو رہے ہیں۔" اُستاد برہم ہوئے۔۔

"یہ بات صرف مجھے اپنے منہ سے بُری نہیں لگتی۔" خضر کو ہنسی آئی۔۔ اُس نے لیپ ٹاپ موڑا۔۔

" آپ نے جان بوجھ کر مجھے یہاں بلایا ہے۔۔۔ آپ جان بوجھ کر مجھ سے ای۔میل والا کام کرواتے ہیں۔۔"

اُستاد نے سر کو خم دیا۔

"بالکل۔۔ یہ تمہاری پریکٹیس ہے۔۔۔ تصور کرو اُس وقت کو۔۔ جب تمہارا ایسے کئی لوگوں سے سامنا ہوگا۔۔ تب تم کیا کرو گے؟"

خضر نے اسکرین پر نگاہیں مرکوز کر لیں۔۔

" کیا ملتا ہے ہمیں یہ ای۔میلز پڑھ کر کے!"

اُستاد نے اب پژمردہ شریم کو دیکھا۔۔ جو خاموش بیٹھا تھا۔۔

اُستاد نے شریم کے ی ن کے ا از کا جائ ہ لیا۔۔ہاتھ پیر ڈھیلے تھے۔۔

"ھمم۔۔غصہ نہیں ہے۔۔"

اُستاد ہنوز اُسے دیکھتے بولے۔۔

"دین کے کام پ ڈ کا کوئی فائ ہ نہیں سوچتے۔۔جسے آج تم خسارہ سمجھ رہے ہو۔کل یہ تمہارے لیے نیکیوں کا ج ہو گا۔خضر پیچھے لائبریری میں بیٹھ جاؤ۔آج تمہاری اُسات ہ نہیں آ گی۔۔" خضر فوراً سے نوٹ پیڈ قلم اُٹھاتے اُٹھا۔۔اُس نے اب لیپ ٹ پ اُٹھایا اور وہاں سے گھوم کر جانے لگا۔۔۔

اُستاد نے کہنیاں میز پ ٹکالیں۔۔

"شریم بی ٹ!"

شریم نے اُستاد کو دیکھا۔۔

"بی ٹ محبت تین طرح کی ہوتی ہے۔۔" اُستاد نے اُسے اُنگلی دکھائی۔۔

"ای چُنی ہوتی ہے۔۔دوسری قدرتی طور پ دل میں ڈالی گئی۔تیسری ز دستی کروائی گئی۔۔۔اور جا ہو سے خوبصورت محبت کون سی ہوتی ہے۔۔وہ جو قدرتی طور پ دل میں ڈالی جاتی ہے۔۔عفیفہ کا کیس ز دستی والا ہے۔۔۔ تمہاری اور اُس کی منگنی ہوئی۔وہ ڈ میں تھی۔۔ت ہم اُس نے ردِعمل نہیں دی۔کیو عورتوں کی نفسیات ایسی ہے۔۔دوسرا ہمارا معاشرہ ایسا ہے۔۔جس کی نفسیات کے مطابق۔رشتہ ٹوٹنے پ عورت ٹوٹتی ہے۔۔مجھے پتا ہے وہ لڑکا اچھا نہیں تھا۔ پھر بھی عفیفہ کی اُس آدمی سے کچھ ی دیں وابستہ ہوں گی۔بہت سارے اچھے اور ے تجر ت ہوں گے۔بہت سے سمجھوتے اُس نے کیے ہوں گے۔۔جن پ اُس نے اپنا دل مارا ہوگا۔وہ ای abusive

رشتے میں رہی ہے۔یہ اُسی کے

ئج ہیں۔۔ای narcissist آپ کی ز گی سے جانے کے وجود بھی آپ کی ز گی سے

آسانی سے نہیں جات ۔۔

Scientific تحقیق کے مطابق ہمارے دماغ میں مرر نیورون ہوتے ہیں۔۔یعنی وہ دو

ا نوں کے درمیان آئی کا کام کرتے ہیں۔۔اور دولوگ ساتھ رہتے ہیں۔۔یہ رابطے

میں رہتے ہیں تو ای دوسرے کا اث قبول کرتے ہیں۔۔اگ ہم اچھے لوگوں کے ساتھ رہیں گے

تو اچھوں کا اث قبول کریں گے اور ے لوگوں کے ساتھ رہیں گے تو وں کا اث قبول کریں

گے۔اُسے تھوڑا وقت دو۔۔رسیدگی اِس ت میں ہے کہ دوسرے آپ کو ہرٹ کریں تو

لے میں اُن کو ہرٹ کرنے کے بجائے اُن کے اُس ردعمل کے وجہ جاننے کی کوشش کی

جائے۔۔سُننے والے بنو میرے ٹے۔۔لوگوں کی سُنو۔۔د میں بہت درد ہے تم میرے بچے

ہو۔۔مجھے اچھا لگے گا اگ تم لوگوں کی سُنو گے۔۔کہنے والے بہت ہیں۔سُننے والا کوئی

نہیں۔۔اور تمہیں وہ ہے جو عام ہو۔۔تمہیں خاص ہے۔اور خاص کی مقدار تھوڑی

ہوتی ہے۔"

اُستاد خاموش ہو گئے۔۔شریم نے ای گہری سانس لی۔۔اُستاد اُس کو بغور دیکھ رہے

تھے۔۔۔ کا ڈھنگ اب بھی ڈھیلا تھا۔۔۔وہ ای دم سیدھا اُٹھ بیٹھا۔۔

"فارم میں آرہا ہے!"

"اُستاد۔۔"اُس نے کہنے کی ہمت کی۔۔

"اُستاد میں سمجھ رہا ہوں۔۔لیکن اُستاد۔۔" آواز میں درد تھا۔۔ ہت تھی۔۔

"اُستاد میرے دل کی کوئی کیوں نہیں سُن رہا؟ میرا اِس میں کیا قصور تھا؟ میں نے تو

کی سُنی ہے۔اللہ کی رشتے داروں کی امی کی دوستوں کی عفیفہ کی۔ پھر میرے ساتھ۔۔ایسے کیوں ہو رہا ہے؟ میرا خیال کسی کو کیوں نہیں آ رہا؟ میں کیا سوچ رہا ہوں یہ کیوں کسی نے محسوس نہیں کیا؟ زین کا رشتہ بھی تو ایسے ہی ہوا تھا۔ اُس کے ساتھ ایسا نہیں ہوا؟ میرے ساتھ کیوں ؟ میرے ساتھ ہی کیوں؟ وائے می؟"

وہ ۔ تی ہو ۔ ۔۔

"میں ہی کیوں؟ پہلے میرا ۔ کالج میں مذاق اُڑاتے تھے۔۔کہ میں ہکلا ہوں۔۔مجھے کہیں جاب نہیں ملے گی۔ مجھے کوئی لڑکی نہیں دے گا۔کالج میں مجھے ۔ bully کیا کرتے تھے۔۔میں دیکھنا چاہتا تھا کہ ا میں ٹھیک ہو ۔ تو پھر ۔ کیسا ہو گا۔۔ ۔ ٹھیک ہو ۔۔لیکن کچھ بھی ٹھیک نہیں ہوا۔میری کل بھی کوئی وقعت نہیں تھی۔۔میری آج بھی کوئی وقعت نہیں ہے۔۔"

اُستاد نے ۔ کھولے۔۔

"شریم۔۔۔دوسرے کی پلیٹ کی جا ۔ دیکھو گے تو حرص تو ۔ ڑھے گی۔۔" شریم خاموش ہو ۔۔

"اللہ ۔ کے ہاضمے کے مطابق اُسے کرتا ہے۔۔ہوسکتا ہے جو کسی کو وہ دے رہا ہے وہ تمہارے ہاضمے کے لیے بہتر ۔ ہو۔۔"

وقفہ کرنے کے لیے رُکے پھر کہنے لگے۔

" کبھی بھی اپنے ماضی کا قیدی بن کر نہیں رہتے۔۔وہ صرف ا مدت تھی۔۔کوئی عمر قید نہیں۔۔ہم ۔ کا یہاں ہونے کا کوئی مقصد ہے۔۔خود کو ماضی کا قیدی بنا ۔ چھوڑ دو۔۔اور آگے دیکھ کر اپنے مستقبل کے معمار بنو۔۔تمہارا کوئی دُکھ کوئی غم اب ماضی کو نہیں ۔ ل

سکتا۔۔اُسے قبول کرو۔۔اور آگے بڑھو۔۔جو ہوا اُسے دہرانے سے روکو۔۔اور وہ اِسی صورت ہوگا۔ جب تم حال کا کنٹرول لو گے اور آگے کا سوچو گے۔۔زندگی میں بدترین حالات ہمیشہ غلط فیصلوں کی وجہ سے نہیں آتے۔۔اِسی طرح بہترین حالات ہمیشہ صحیح فیصلوں سے نہیں آتے۔۔یہ اللہ کا کرم ہے اور ہماری آزمائش بھی۔۔۔ جب کوئی ہم خیال نہ ملے تو اللہ کی طرف دیکھو۔۔اور عفیفہ سے کچھ مت کہنا۔۔اُسے تمہاری زندگی میں اللہ نے بھیجا ہے۔۔۔ایک مرتبہ خضر سے کہا تھا۔آج تم سے کہہ رہا ہوں۔۔"اُستاد نے لائبریری کی جانب دیکھا۔

"اُس لڑکی کو چھوڑنے کا بھی سوچا تو چوک میں اُلٹا لٹکا دوں گا!!"

خضر کے قہقہے اگلے لمحے اُنہیں سنائی دیئے تھے۔۔اُستاد کے لبوں پر مسکراہٹ اُتر آئی تھی۔اُستاد نے شریم کو دیکھا۔

"دیکھو وہ وقت بھی گزر گیا۔۔گزر گیا نا؟ بُرا وقت گزر جاتا ہے۔۔یاد ہے کتنا تماشہ بنا تھا اِس کا۔کوئی کہہ سکتا تھا کہ دُعا اور خضر یہ پھر کبھی ساتھ رہیں گے؟اور اب دیکھو۔

Soon they are going to celebrate their sixth anniversary..!"

شریم ذرا مسکرایا۔۔

"رومیو جولیٹ اور ہیر رانجھا سے مت سیکھا کرو۔۔جیتی جاگتی مثالوں سے سیکھا کرو۔۔۔اپنے والدین کو دیکھو۔۔۔اِن کو دیکھو یہ کوئی پرفیکٹ میاں بیوی نہیں ہیں۔۔ مگر یہ ساتھ ہیں۔۔۔اور یہ ایک قابلِ تحسین بات ہے۔۔"

اگلے لمحے ٹیلیفون کی گھنٹی بجی۔اُستاد کو کوفت ہوئی۔۔

"اللہ۔۔۔بچوں کی مائیں مجھے فون کرتی ہیں کہ بچہ صرف آپ کی بات مانتا ہے۔۔۔مجھے

نہیں سمجھ آتی میری ہی بات کیوں مانی جاتی ہے۔۔۔حد ہوگئی ہے۔۔"

اور اُستاد رسیور اُٹھانے لگے۔۔

"ہیلو۔۔ہاں؟ہاں کر دو کنیکٹ!"

☆.....☆.....☆

دُعا بالکنی میں کاندھے پہ لپیٹے رنگ شال رکھے کھڑی تھی۔۔عفیفہ بابا میں سرکنڈے کی کرسی پہ بیٹھی تھی۔۔سورج ڈھل رہا تھا۔۔مغرب کا وقت قریب آرہا تھا۔۔

عفیفہ نے سر جھٹکے ایک آہ بھری۔۔۔

"دُعا۔۔"

دُعا نیچے لان میں عبدالرحمٰن اور اُس کے ماموں کے بچوں کو کھیلتے دیکھ رہی تھی۔۔حاملہ قرۃالعین اپنی بھابی ہادیہ کے ساتھ بیٹھے گفتگو کرتی اور چائے کی چسکیاں لیتی۔۔۔

وقت اُس کے دیکھتے دیکھتے تیزی سے گزر رہا تھا۔۔۔کبھی وہ بھی وقت تھا۔۔جب وہ دعا کرتی تھی کہ وقت گزر جائے۔۔آج وقت گزر رہا تھا۔۔ وہ اُسے گزرتے دیکھنا نہیں چاہتی تھی۔۔۔دل میں جیسے ایک خلاء سی تھی۔۔ بے چینی تھا۔۔بس سکون نہیں تھا۔۔۔

عفیفہ بات دبا کر کھولتے ہوئے کہنے لگی۔

"ایک لمحے سوچتی ہوں اپنے career پہ فوکس کروں اور جرمنی نکل جاؤں۔۔۔اگلے لمحے سوچتی ہوں۔۔ہاؤس وائف بن کر گھر کے کام کروں اور اچھے اچھے کھانے بناؤں۔۔ایسا لگ رہا ہے کچھ نہ کچھ چھوٹ رہا ہے۔۔۔کیا کروں یار؟کبھی سوچتی ہوں بس کافی ہے تعلیم۔۔۔اختتام پہ تو مزہ ہی ہے۔۔پھر سوچتی ہوں۔۔۔مرنے سے پہلے جینا بھی تو ہے۔۔۔پھر یہ بھی سوچتی ہوں۔۔شادی بھی ضروری ہے۔ اب اعتبار نہیں ہوتا کہ شادی

کے بعد میرا میری زندگی پر کوئی اختیار ہوگا بھی کہ نہیں؟غلطی کسی کی بھی نہیں ہے۔۔۔در اصل۔میرا تعلق اُس معاشرے سے ہے جہاں لڑکی اگر اپنا career بنانا چاہے تو وہ career اُس کے اور اُس کے خاندان کے لیے curse بن جاتا ہے۔۔"

لان کا شور اوپر تک سنائی دے رہا تھا۔نوازش صاحب اپنے پوتوں کو پکڑنے کے لیے اُن کے پیچھے دوڑ رہے تھے۔۔

عفیفہ چند لمحوں کے لیے خاموش ہوئی۔اُس نے خشک لبوں پر زبان پھیری۔۔

"یقیناً تم یہاں خضر کے کہنے پر آئی ہو گی۔۔سوری دُعا تمہیں میری وجہ سے ... کا سامنا کرنا پڑے گا۔۔ اِس وقت میں خود بہت پریشان ہوں۔۔مجھے لگتا ہے میں کوئی سمجھوتہ نہیں کر پاؤں گی۔۔میں شریم کو چھوڑ نہیں رہی۔۔ ابھی میں اسپیس چاہتی ہوں۔۔۔اور اگر تم پوچھو گی۔۔کیوں؟ تو ایک بار خود کو میری جگہ پر رکھو۔۔"

دُعا نیچے دیکھتے بے اختیار بولی۔

"نہیں رکھ سکتی۔۔"

عفیفہ ذرا چونکی۔۔

دُعا پلٹی نہیں۔۔۔

"آئی ایم سوری میں تمہیں نہیں سمجھ سکتی عفیفہ۔۔کیونکہ تم ایک انسان کے ساتھ غلط تجربے کی وجہ سے باقی انسانوں کو جج کر رہی ہو۔۔۔اور تم جس انسان کو تکلیف پہنچا رہی ہو۔۔ہی اِز مائی فیملی۔۔بعض دوست خاندان ہوتے ہیں۔۔وہ بھی ہمارا خاندان ہے۔۔پتا نہیں تم زندگی سے کیا چاہ رہی ہو۔۔مجھے نہیں پتا جو تم چاہتی ہو تمہیں ملے گا یا نہیں۔پر مجھے تمہیں چند باتیں سمجھانی ہیں۔۔پہلی بات نہ تو تمہاری کامیابی ہمیشہ رہے گی اور نہ ہی تمہاری ناکامی۔۔دوسری

بت۔۔عہدہ کوئی بھی ہو۔۔ہر عہدہ اہم ہے۔۔ہر کوئی بج کو دیکھنا پسند کرتا ہے۔ کوئی بھی اُس کی بیسمنٹ دیکھنا پسند نہیں کرتا۔اِس کا مطلب یہ تو نہیں کہ بیسمنٹ خاص نہیں۔عوام سے ہر کوئی سیاستدان نہیں بن سکتا۔۔ سیاستدان عوام کا محتاج ہوتا ہے۔۔تمہیں اِس ملک میں ایڈمشن ملے یہ ملے۔ بہر بھی ملے یہ ملے۔۔ ایک بات یاد رکھنا۔۔تم اہم ہو۔کوئی تمہاری وقعت سمجھے یہ سمجھے۔ تمہیں خود اپنی وقعت کو سمجھنا ہے۔۔"

بتا کی اب وہ پلٹی۔۔عفیفہ سادہ چہرہ لیے اُسے دیکھ رہی تھی۔دُعا شانے سے شال ٹھیک کرتے آگے بڑھی۔۔

"چاند مجھ سے ناراض نہیں ہے۔۔نہ ہی وہ تم سے ناراض ہے۔بس وہ تھوڑا اپ سیٹ ہے۔۔اب جو بہتر لگے وہی کرنا۔۔میں نیچے جا رہی ہوں۔۔" اُس نے جھک کر عفیفہ کا ماتھا چوما۔عفیفہ گنگ رہی۔اُس نے مسکرا کر اُسے دیکھا اور آگے بڑھ گئی۔۔۔

عفیفہ ہنوز گنگ رہی۔۔ بہر کوئی یہ شاید نہیں آیا تھا۔ اندر۔۔اندر کھلبلی مچ گئی تھی۔۔

☆.....☆.....☆

دُعا کتابیں لے کر پلنگ پہ بیٹھی تھی۔۔۔

"یار اب تو لگتا ہے۔۔ بلکل نہیں پڑھا جائے گا۔"

اس نے جماہی لیتے دا ... دن لڑھکائی۔۔

اُس نے غنودگی سے کتاب پہ لکھی عبارت کو دیکھا۔۔

" کامیابی کا راز ہے۔۔۔نگاہیں اور دھیان دونوں ٹارگٹ پہ۔۔اِٹس جسٹ لائک ہنٹنگ۔۔اور میں تمہیں ہنٹ کر لوں گی۔۔دیر رات تک جاگنا۔سویرے سویرے اُٹھ جانا۔۔تھوڑے سے دوستوں میں زندگی بسر کرنا۔۔غلط سمجھے جانا۔۔۔یہ بہ ضائع نہیں

جائے گا۔۔یہ . . لکل بھی ضائع نہیں جائے گا۔ا ء اللہ ا ء اللہ تم ا یدن
اِس ملک کی . سے .ڑی دل کی ڈاکٹر بنو گی۔۔کرو کرو ہارڈ ورک۔"

یہ کہتے وہ یکدم رُکی۔۔

"ہارڈ ورک کیا واحیات لائن ہے۔جو چیز کرنے کا دل چاہتا ہے اُس پ وقت یوں َ ٘رتا ہے
جیسے لمحے۔۔اور جو نہیں چاہتا وہ ہارڈ ورک۔۔کیا کروں اللہ؟"

اُس نے سر اُٹھا کر چھت کی جا . دیکھا۔تبھی اُس کے مو . پ بیپ ہوئی۔۔اُس نے فوراً
سے سر جھکا کر دیکھا۔۔

نورماہ کا میسیج تھا۔۔

" کتنا پڑھ لیا؟"

دُعا نے .لوں میں ہاتھ پھیرتے سستی سے سر جھکا لیا۔۔

"پتا نہیں۔۔"

مو . پ پھر سے بیپ ہوئی۔اُس نے سر اُٹھا کر دیکھا۔۔

"آج عثما ا پ ت ل میں پھر مریضوں سے ڈاکروں کو مار پڑی ہے۔۔"

دُعا نے سر .لوں سے پکڑ لیا۔۔

اَ ا پ ت ل میں کسی چیز کی کمی ہے تو اِس میں ڈاکٹروں کا نہیں انتظامیہ وز یصحت اور وفاقی
حکومت کا قصور ہے۔۔لا ء اور ا حکومت نکالے اور مار کھا ڈاکٹر۔۔مذاکرات کے
٘م دھمکیاں دی جا ۔۔لوگ سمجھتے کیوں نہیں ہیں۔۔ہمارا احتجاج ہمارے سے ز یدہ
ہمارے مریضوں کے لیے ہے۔۔مریض بیچارا کیا کرے؟ . اُسے مکمل اور مؤ ث علاج نہیں
ملے گا تو اُس کا اور اُس کے خا ان کا غصہ اُسی پ نکلے گا جو اُس کے سامنے ہو گا۔۔ڈاکٹر بھی

پ سکون ت۔ ہو گا۔ ۔ اُس کا مریض خوشی خوشی ا پت ل سے جائے۔۔۔خالی پیسے کما کر مریضوں کی۔ دعا لے کرا یں ڈاکٹر کیسے اپنی زن گی سے مطمئن ہو سکتا ہے؟ یہ۔ ت سمجھتا کیوں نہیں ہے کوئی؟"

وہ سانس ین کے لیے ٹھہری اور پھر کہنے لگی۔۔

" اب میں نے سوچ لیا ہے۔۔جو لوگ آپ کی۔ ت پ یقین نہیں کرتے۔۔۔آپ کی۔ ت نہیں سُنتے اِنہیں وقت کے حوالے کر دیں۔۔وقت اُنہیں ۔ سمجھا دے گا۔۔"

۔ ہر کی بیل بجی۔۔دُعا نے سر اُٹھا کر دیکھا۔۔ ۔ ہر رضیہ آ بلکہ تقریباً ۔ کی آواز سنائی دے رہی تھی۔۔

" نہیں دیکھ ربیعہ مجھے نگہت نے کیا کہا ہے۔۔"

دُعا نے سستی سے سر جھکا لیا۔۔۔

"اللہ!!!"

۔ ہر لاؤنج میں خضر اور ربیعہ بیگم بیٹھے تھے۔۔۔اُن کا لاؤنج بھرا ہوا تھا۔۔خضر کے چاروں دو ے کی والدا بیٹھی ہوئی تھیں۔۔۔

خضر اُٹھا۔

"میں چائے ر ت ہوں۔۔"

خضر راہداری میں آ ی تو وہی سے بولا۔

"دُعا چائے ی کافی؟"

دُعا کتاب سے سر لگائے بولی۔۔

"ا ی پ کافی سارے مسئلے حل کر دے گی میرے۔۔"

خضر رُکا۔اُس نے جھانک کراُس کے کمرے میں دیکھا۔۔

" کیسے پڑھائی کرے گی۔۔۔اتنی ٹف روٹین کے بعد بھی میں بالکل بھی ریسٹ نہیں کر پائی۔۔"

رضیہ آنٹی ٹی۔وی دیکھتے بولیں۔۔

"لو بھئی چاند کی تو موجیں۔۔کوئی بھی مہمان ملک میں آئے۔۔سیلی بریٹی ہوں یا آرمی کا بندہ ہو ملنے کا موقع ملتا ہے۔"خضر کچن میں جاتے مسکرا کر بولا۔۔

" آنٹی یہ موج نہیں یہ فرینڈلی کرنٹ جاب ہے۔۔"

رضیہ آنٹی فوراً سے بولیں۔۔

"ہائے ہائے۔۔تو فرینڈلی کرنٹ سے کیا ہے؟"

خضر نے کیبنٹ کھول کر پتی نکالی۔۔

" آنٹی آرمی والے دھمکی لگاتے ہیں ہلکی گیند کرواؤ۔۔تاکہ ہم چھکا لگائیں۔۔۔"

لاؤنج میں سب بیٹھے مسکرا پڑے۔۔

نازش نے کسی خیال سے ربیعہ بیگم کو دیکھا۔۔

"اچھا ربیعہ ہم نے وقاص اور زین کی تاریخ۔۔"

"ایک منٹ!!"دُعا ہاتھ میں سے کتاب لگائے دوڑتے ہوئے لاؤنج میں چلی آئی۔۔ سب اُس کی آمد پر چونک کر رہ گئے۔۔۔

خضر چائے بناتے اندر سے سارا منظر دیکھ رہا تھا۔۔

دُعا سب کو انگلی دکھاتے کہنے لگی۔۔

"دیکھیں۔ابھی میرے امتحان ہیں۔اِس لیے شادی میرے امتحان کے بعد ہو گی۔۔اور اُس

کے بعد کچھ وقت ہے اُسی وقت میں ہو گی۔ کیو میں بعد میں کوئی چھٹی نہیں لے سکتی۔ اب میں ا ء ﷲ پی۔ جی ۔ جا رہی ہوں۔ اور پی۔ جی کے سر پہ ہاؤس آفیسر کی ذمے داری ہوتی ہے۔" یہ کہتے اُسے عجیب سا مزہ آیا تھا۔۔

(اب لے نکالنے کا وقت ہے۔۔)

" ٹھیک ہے؟" دُعا نے خواتین کو گھور کر دیکھتے پوچھا تھا۔ جواباً رضیہ آ بولیں۔

" آہو پتر ٹھیک ہے۔۔ ٹھیک ہے۔۔"

شریم کی والدہ کہنے لگی۔۔

" چا سے کہنا ذرا بینکوئ بُک کروا دے۔۔ اُس کا ہے واسطہ جلد کام ہو جائے گا۔۔ نہیں تو وقاص کی شادی پہ تو جلدی جلدی میں ہال کا ہی بندوبست ہو پایا تھا۔۔ اور لوگوں نے بھی سارا کھا چھپڑ کر دیا تھا۔ مشکل سے جوا ۔ نی کی دیَ بچی۔ وہ اسکوا میں چوری ہو گئی۔ بھئی مجھے تو آج بھی لگتا ہے میرے ۔ ا۔ والے شمشاد کا کام تھا۔۔"

تھوڑی دیَ ری۔۔ کہ خضر لاؤنج میں چائے لے کر آتے کہنے لگا۔

" میں ابھی کرتا ہوں ۔ ت۔۔" اُس نے ٹ ے میز پہ رکھی اور اُٹھ کر کہنے لگا۔

" اَ کسی کو پ لر کی بکنگ کروانی ہے تو وہ بھی بتا ۔۔ میں ۔ ۔ معیشت کے پ وَ ام کی پ وموشن کے لیے َ یا تھا۔۔ میری قات ا ی پ رلر والے بندے سے ہوئی تھی۔"

۔ ٹ ے سے اپنا اپنا چائے کا پ اُٹھانے لگے۔

دُعا نے خضر کو ہاتھ دکھایا۔

" رہنے دو۔۔ ہمارا دماغ نہیں اب جوا ی دن کے لیے اتنا اتنا پ بہا دیں۔۔ بھئی آ میں منہ ہی دھو ہے۔۔ رہی ۔ ت مہندی کی تو میں مینا ۔ زار سے لگوالوں گی۔۔"

خضر نے تیوری پڑھائی۔۔

"لیکن تم نے تو پچھلی مرتبہ کہا تھا وہ کتوں کی طرح لڑائی ہوتی ہے۔تم وہاں نہیں جاؤ گی۔"دُعا ہاتھ جھلا کر بولی۔

"وہ تو ۔ کہا تھا۔۔"اُس نے جھک کر اپنا کافی کا مگ اُٹھایا۔۔

زش کہنے لگی۔

"اچھا خضر ۔۔۔"

خضر اُن کی جا ۔ متوجہ ہوا۔۔

"تم نے میرا ا کام کر ہے۔۔تم نے دبئ سے اچھی سی ۔ ایڈل میکسی کا ماڈل وہاں سے کھینچ کرلا ہے۔۔"

خضر ذرا سنجیدہ ہو ۔۔

"آ ۔۔یہ ممکن ہے۔۔"

زش جھلائی۔۔

"اب میں بھی کیا کروں ۔۔آمنہ کی عجیب وغر ۔ فرمائشیں ہیں۔کہتی ہے ویسٹرن گاؤن پہنے گی۔۔اب بتاؤ یہاں سے ۔ لکل ویسٹرن جیسا تو نہیں مل سکتا۔اور جس بھی درزی سے ۔ت کرتی ہوں۔پہلے تو وہ کپڑے پہ ہاتھ نہیں ر ۔رکھے تو پیسے بہت مانگتا ہے۔۔ ۔ ۔ پکا ہو جائے تو انٹر کی تصو دیکھ کر کہتا ہے۔۔قر ۔ کی تصو چاہیے۔۔"

دُعا نے بیزار ۔ سے کہا۔

"اُفف۔۔اب کپڑوں پہ مقابلے ۔زیں ہوں گی۔۔"

ربیعہ بیگم ۔ تبدیل کرتے بولیں۔۔

"اچھا . خاموش ہو جاؤ۔۔ میرا ڈرامہ لگنے والا ہے۔۔" دُعا نے پلٹ کر گھورتے اسکرین پہ دیکھا۔

"دل چاہتا ہے اُس ڈرامے کو آگ لگا دوں جو عورت کو مظلوم دکھاتے ہیں۔"

اسکرین پہ صرف کی مشہوری چلنے لگی۔۔

رضیہ آ بولیں۔۔

"دیکھو ذرا۔ خضر تُو نے اِس ادکارہ کے ساتھ پچھلے پی۔ ایس۔ تصو یہ کھنچوائی تھی ۔ اِس سال اِس کو مت دیں۔۔ کہ اِک شرٹ تون وسطے اِس نے پورا صرف دا پیکٹ پہ چھڈ یا اے۔۔ اتنا صرف تو میں پورا مہینہ لوں۔۔"

دُعا کو ہنسی آئی۔۔

"آ مشہوری ہے یہ ر۔۔"

ربیعہ بیگم کہہ پڑیں۔

"پھر بھی بھئی۔۔ اِس د میں لا جک م کی کوئی چیز ہوتی ہے۔۔ یہ تو واقعی اصراف ہے۔"

زش نے ربیعہ بیگم کا ہاتھ پہ ۔

"ربیعہ بند کر دو ابھی۔ ریپیٹ دیکھ یں۔۔"

ربیعہ بیگم ہچکچا ۔

"ارے۔۔" پھر کہہ پڑیں۔۔

"اچھا چلو ٹھیک ہے۔۔" اور ساتھ ہی اُنہوں نے ٹی۔ وی بند کر دی۔ دُعا لاؤنج سے نکل گئی۔ خضر صوفے پہ رضیہ آ کے سامنے یہ لگا۔

"جی آ اب بتا کہ کیا کیا ہے میری ممانی ساس نے؟"

اُس نے محظوظ ہوتے پوچھا تھا۔رضیہ آ چائے پ ت کہنے لگیں۔

"مجھے کہتی ہے پچھلے ہفتے تم نے کہا تھا میرے ٹ میں درد ہے۔۔اگلے دن مجھے بھی ہو ی۔۔اور سے اب ت چل رہا ہے۔۔نہیں دسوپئی۔۔ایسے بھی بیمار ی ں لگتی ہیں؟"

خضر نے ہنسی د ئے افسوس سے سر ہلا ی۔

"حد ہوگئی ہے۔۔کیا جہا ت ہے۔۔ا ایسے بیمار ی ں لگنے لگ گئیں تو پھر تو کوئی بھی مریض کی عیادت کرنے نہیں جائے گا۔اور مریض کی تیمار داری کر تو سنتِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔۔۔ما کچھ بیمار ی ں bacterial ہوتی ہیں۔۔وا ل ہوتی ہیں۔۔ اِس کا قطعاً مطلب یہ نہیں کہ ہم کسی ا ن سے کراہ کریں۔۔اور ا ایسے ہی کہنے سے بیمار ی ں لگتیں تو اِس د میں اب ت ای بھی ڈاکٹر ہو ت ۔۔اب ا کوئی کہے گا ڈاکٹر کا تو کام ہے علاج کر ۔۔ٹھیک ہے ڈاکٹر کا کام ہے علاج کر ۔ ڈاکٹر کیا ا ن نہیں؟ ی پھر اُنہیں من وسلویٰ کی طرح زمین پ اُت ر ا ی ہے۔۔"

ا ر سے دُعا کے نے کی آواز آئی۔

"اوئے!!ڈاکٹروں کو کیا بولا ہے؟"

خضر نے اُسے ا از کرتے سے کہا۔

"اِسے ا از کریں۔۔یہ اِن دنوں شدی اسٹریس کا شکار ہے۔۔"

خضر رضیہ آ کی جا پھر سے متوجہ ہوا۔

"اور آپ کو ڈاکٹر نے کہا بھی تھا۔وزن کم کریں۔۔آپ کے ٹ ں میں درد وزن کی وجہ سے ہے۔لیکن آپ سُنتی نہیں ہیں۔۔آپ کو میں نے اپنے ڈائٹیشن سے ڈائیٹ چارٹ بھی بنا کر د ی تھا۔لیکن مجھے پتا کہ تھا آپ اُس پ عمل نہیں کررہیں۔۔"

ربیعہ بیگم کہنے لگیں۔۔

"بیڈ چاول نہیں چھوڑتی یہ۔۔"رضیہ آ نے یں پ ا ۔

"ہائے چاول نہیں چُھٹتے مجھ سے۔۔میں ڈ کا ہر مشکل کام کرلوں گی۔ چاول نہیں چھوڑوں گی۔اور چاولوں سے کچھ نہیں ہوتا۔۔"

خضر تمل سے اُنہیں دیکھ رہا تھا۔۔

"چینی قوم کتنا چاول کھاتی ہے۔وہ تو نہیں ہوتی موٹی۔۔"

خضر نے ای گہری سانس لیں۔۔

"آ وہ بہت محنتی قوم ہے۔۔وہ چاول کھاتے ہیں تو اُس کو پورا حلال کرتے ہیں۔۔اور وہ صرف چاول نہیں کھاتے بلکہ اُس کے ساتھ اور بہت سی چیزوں کا استعمال کرتے ہیں۔جو چاول کی ۔ دی کو ختم کرتی ہے۔اِس کے علاوہ اُن کے ملک میں طرح طرح کی چائے اور قہوے پیئے جاتے ہیں جو پ بی گلانے میں مفید ۔ ہوتے ہیں۔اب سے یہ ایکسکیوزمت دیجئے گا کہ چینی بھی چاول کھاتے ہیں۔آپ کو جو پلان دیا ہے۔اُس پہ عمل کریں۔زین کی شادی آرہی ہے۔بہت کام ہیں۔اور وہ آپ کو ہی کرنے ہے۔"

جواباً رضیہ آ کہہ پڑیں۔

"اچھا ٹھیک ہے پُتر !!!"

☆.....☆.....☆

"بینکوئٹ کا مسئلہ تو حل ہو یا۔۔"

خضر یہ کہتے ربیعہ بیگم کے ساتھ بیٹھا۔۔

"ہاں یاد آیا امی۔۔اُستاد نے کہا تھا۔ ۔ سے بُرا کھانا ولیمے کا وہ کھانا ہے جس میں مال

داروں کو مدعو کیا جائے اور فقراء کو چھوڑ دیا جائے۔۔یہ چیز دھیان میں رہے کہ کھانا ضائع نہیں کرنا ضرورت مندوں کو دینا ہے۔۔"

وہ سانس لینے کے لیے رُکا پھر بولا۔

"ابھی وقاص سے بھی ملنا ہے۔اُس کی آج جج سے بحث ہوگئی۔۔دیکھیں امی۔۔جج کی ڈیمانڈ دیکھیں۔مجھے مائی لارڈ کہو۔۔کیسی شرکیہ بات ہے۔۔جج کے مطالبے پر وقاص نے سپریم کورٹ کا جاری شدہ آرڈر اُنہیں سنا دیا کہ جج صاحبان کو مائی لارڈ کی بجائے جناب عالی یا یور اونر کہا جائے۔تو جج صاحب برہم ہو گئے۔۔میں آتا ہوں۔۔" وہ اُٹھنے لگا تو ربیعہ بیگم نے اُس کے ہاتھ پر ہاتھ رکھا۔۔

"بیٹھ۔۔" خضر ذرا گھبرا کر بیٹھا۔

"جی امی؟"

ربیعہ نے ایک گہرا سانس لیا۔

خضر کی نظریں ماں کے چہرے پر تھیں۔ربیعہ بیگم نے اُسے دیکھا۔۔

"تُو یہ بتا شادی کب کرے گا؟" خضر نے سر جھکا۔۔چند لمحے وہ خاموش رہا اور پھر کہنے لگا۔

"امی اِس سال میں بہت مصروف ہوں۔"

ربیعہ بیگم نے مسکرا کر پوچھا۔

"کیا بس یہی بات ہے؟"

خضر نے نفی میں سر ہلایا۔۔

"نہیں۔۔وجہ اور بھی ہیں۔۔اُن میں سے ایک بڑی وجہ۔۔دراصل دُعا بہت اسٹریس سے گزری ہے۔۔بلکہ گزر رہی ہے۔۔اُس نے گزشتہ مہینوں میں بہت کچھ برداشت کیا

ہے۔۔اور اُس کے بعد ای اور ذمے داری۔۔اور ا پ ل میں ڈیوٹی۔۔ایسے تو وہ ڈ میں چلی جائے گی امی۔۔۔شادی کا مطلب خوشی ہے۔۔ اِس وقت شادی اُس کے لیے صرف اور صرف بوجھ ہوگی۔۔ہو جائے گی ہماری شادی۔فکر ن کریں۔۔بس تھوڑا کور کر لے دُعا خود کو پھر ا ء اللہ۔۔"

ربیعہ بیگم نے کرتے سر ہلا ی۔۔

"ٹھیک ہے میری ای بت ی د رکھنا۔۔ای دوسرے کے لئے groom ہو۔۔تم کسی کے حق میں کمی کرو گے وہ تمہارے حق میں کمی کر دے گا۔۔یہ رشتہ . ا. ی کا ہے۔۔دونوں کو ای ساتھ قدم بڑھان ہے۔۔۔شادی ای responsibilty (ذمیداری) ہے جو credibility (اعتبار) کے ساتھ آتی ہے۔میاں بیوی دونوں کے رویے ای دوسرے کو متا ثر کرتے ہیں۔۔جو شوہر کرے گا بیوی اُس کے عکس ا ز ہو گی اور جو بیوی کرے گی شوہر اُس کے عکس ا ز ہو گا۔۔تم اُسے وقت نہیں دو گے ی وہ تمہیں وقت نہیں دے گی تو تم دونوں اپنی مصروفیت نکال لو گے اور ای دوسرے سے کٹتے چلے جاؤ گے۔۔میری بت سمجھ رہے ہو؟ یقین اور وقت یہ دونوں چیزیں تم دونوں کو ای دوسرے کو دینی ہے۔۔"

خضر نے مسکرا کر سر ہلا ی۔

"جی۔۔" ربیعہ بیگم نے گفتگو جاری رکھی۔۔

"ز گی میں ایسے بہت سے لوگ ہوتے ہیں۔۔جو بہت اچھے مزاج کے حامل ہوتے ہیں۔ پھر بھی ہمارا اُن سے ہ نہیں ہو پ ۔اور پھر ز گی میں ایسے بھی لوگ آتے ہیں جو کر اور تش مزاج ر ہیں۔ اِس کے وجود ہمارا اُن سے ہ ہو جا ہے۔۔جا ہو اِس کا مطلب کیا ہو ہے۔اِس کا مطلب ہے اللہ بعض لوگوں کو بعض لوگوں کے لیے مخصوص کر دیتا

ہے۔۔ چاہے اُن کے مزاج میں تضاد ہی کیوں نہ ہو۔۔ اور پھر اللہ بعض لوگوں کو بعض لوگوں سے دور کر دیتا ہے چاہے وہ ای جیسے کیوں ہوں۔۔ اِس لیے زن گی میں ا کبھی بھی تمہیں کسی دو یا کسی محبوب کو کھو پڑے۔۔ تو مایوس مت ہو ۔۔ اِسے اللہ کی تقسیم سمجھ کر سر جھکا ی ۔۔"

ربیعہ بیگم ٹھہریں۔۔ خضر اُن کا ہاتھ تھامے سر جھکا کر اُن کی ہدایتیں ذہن نشین کر رہا تھا۔

" کامیابی دوسرے کی کمر توڑ کر حاصل نہیں کی جاتی۔ میں ہمیشہ تم سے یہ کہتی ہوں۔ کہ تم کبھی بھی کسی سے مقابلے زی میں اپنا وقت صرف مت کرو۔۔ مقابلے کو میرے انگریزی کے اُستاد الوژن کہتے تھے۔ اور کہتے تھے۔۔ This is an ILLUSION that success comes from crushing others.۔۔ اپنا مقابلہ خود سے رکھنا۔ اور پھر تمہیں حسد اور طمع سے آزادی مل جائے گی۔۔"

خضر نے تبسم سے سر اُٹھایا۔

" میری اماں کی انگریزی گوروں کی انگریزی کو مات دے سکتی ہے۔" ربیعہ بیگم بے اختیار ہنس پڑیں۔۔ چند لمحے کی مسکراہٹ کے بعد اُنہوں نے ٹو ربط جوڑا۔

" کہنے والے کہتے رہیں۔۔ جانے والے جاتے رہیں۔۔ کیا اُن کے کچھ کہنے سے یا کسی کے جانے سے ہماری ذات میں سے کچھ جا ہے؟ ہم کچھ نہیں کھوتے ہم اِس الوژن میں ہوتے ہیں کہ ہم نے کچھ کھو دیا ہے۔ ہم کچھ نہیں کھوتے۔۔ لحظے بھر کے لئے ڈگمگاتے ہیں۔۔ حقیقت یہی ہے ہمارا کچھ نہیں جا ۔۔ عزت اِس ت میں کہ تمہارا مقابلہ تمہارے ماضی سے ہو۔ اگلی ہدای ۔۔ کبھی بھی اپنے دشمنوں سے مت گھبرا ۔۔ کامیابی دشمنوں کے جھنڈ کے ساتھ آتی ہے۔۔ یہ تمہاری کامیابی کے ذرائع ہیں۔ اِن سے ڈر مت۔۔ کبھی بھی اللہ کے سوا

کسی کے آگے جھکنا مت۔۔اور کبھی اوپ دیکھنا مت چھوڑن۔۔بلندی کی خواہش ین میں رکھنا۔۔ عا ی کے ساتھ۔عزت اُن کو بھی دینا جو اُس کے مستحق نہیں۔کیو عزت ہمارے وقار اور ہمارے کردار کی عکاسی کرتی ہے۔۔"

اُنہوں نے منور خضر چہرہ چھوا۔۔

"خضر کو زمانے نے آب حیات سے منسوب کر دی ہے۔۔خضر آب حیات کی طرح رہے گا۔۔ د کے دلوں میں۔۔۔موت سے مت ڈرن۔۔۔زن ہ رہنے کی خواہش ہے۔تو لوگوں کے دلوں میں رہنا۔۔د میں رہنے کی سے خوبصورت جگہ ا نوں کا دل ہے۔"

وہ ٹھہریں۔

"ہر ستارہ نہیں ٹوٹتا۔۔ جو ٹوٹتا ہے اُس کی خواہش ہر کوئی کرت ہے۔۔آزمائش تمہیں توڑے گی۔۔لیکن مضبوط کرنے کے لیے۔۔۔ٹوٹ ستارہ ن سے کبھی مت ڈرن۔۔"

وہ محسوس کروائے بنا زن گی کی تلخ حقیقتوں سے اُسے آشنا کروا رہی تھیں۔۔ان ازان از کی ت تھی۔۔۔ان از بہتر ہو تو تلخ بھی شیریں بن کر دل میں اُت جات ہے۔۔ان از جہان صا کا سا کرن ت ہو۔تو ای کان سے ہوتے دوسرے کان کے راستے ہر نکل جات ہے۔۔ان ازان از کی ت ہے۔۔

☆.....☆.....☆

دُعا سرخ آنکھوں سے ہاتھ میں کتاب پکڑے بیٹھے ہلتے ہلتے خود سے کہہ رہی تھی۔

"میں نے اللہ سے کہا تھا۔اللہ کبھی میری سپلی ن آئے۔کیو مجھے پڑھی ہوئی چیز پڑھنے سے موت پڑتی ہے۔۔لیکن میں نے اللہ سے یہ نہیں کہا تھا۔۔کہ مجھے پڑھی ہوئی چیز دو رہ پڑھنے کا موقع مت دیں۔۔۔لوگوں کی شادی ں ہو رہی ہیں۔منگنیاں ہو رہی ہیں۔۔بچے ہو رہے

ہیں۔۔اِس وقت ڈاکٹر کی ای قسم ہاؤس جاب کے بعد شادیں کر رہی ہے۔۔ای قسم میری طرح پڑھ رہی ہے۔۔اور۔۔"

مو کی گھنٹی بجی۔دُعا نے چو کر جھکتے ہوئے مو اسکرین پ دیکھا۔۔کالنگ تو لکھا آ رہا تھا نمبر نہیں تھا۔۔

دُعا نے ماتھے پ بل ڈالے۔

"یہ کیسا نمبر ہے۔۔" اُس نے فٹافٹ مو اُٹھایا اور کال اُٹھاتے کان سے مو لگای۔۔

"ہیلو۔۔۔"

اُس پ ر سے کوئی آواز نہیں آئی۔۔

دُعا کا دل دھڑکا۔

"وسیم؟"

خاموشی۔۔۔پیچھے سے کسی مشین کے چلنے کی آواز سنائی دے رہی تھی۔کھڑکھڑتھی۔کوئی چی چی سی آواز۔شای وہ اے۔سی کی آواز تھی۔۔

دُعا نے ڑی ہمت جھٹائی۔۔

"تمہارے پ نے اُستاد سے تمہارا علاج نہیں کروانے دی۔۔تم لا علاج رہے۔۔ فکر کرو اللہ الشافی ہے۔۔تمہیں تمہاری وکا کے لیے مخلص وکیل نہیں ۔۔۔ فکر مت کرو اللہ الوکیل ہے۔۔۔جو کام ا نوں کے اختیار میں نہیں ہو وہ کام اللہ کرت ہے۔۔اللہ تمہیں ا ف دلائے گا۔۔"

اُس پ ر مسلسل خاموشی رہی۔۔

"مجھے نہیں پتا تم اِس وقت کہاں ہو۔۔ وسیم۔۔میں تمہارا درد محسوس کر سکتی ہوں۔۔تم خود کو

قانون کے حوالے کرنا چاہتے تھے۔اِس لیے میں تم سے ہمدردی رکھتی ہوں۔۔گزشتہ سال
میری زندگی میں بہت مریض آئے۔۔"
اُس کی آنکھیں بھیگ گئیں۔۔
"میں نے بہت کیس دیکھے۔۔ مگر یہ اور تم۔۔تم دونوں۔۔۔میں تم دونوں کو کبھی نہیں بھول
سکتی۔۔۔آئی ایم سوری۔۔میں تمہارے لیے کچھ نہیں کرسکتی۔۔بس دُعا ہوں۔۔دُعا کرسکتی
ہوں۔۔۔مجھے افسوس رہے گا۔کہ ایک دُعا تمہارے لیے بد دُعا بن گئی۔۔"
"دُعا۔۔"دُعا نے فوراً سے کال کاٹ دی۔اور آگے پوچھے۔۔وہ پشت کیے پلنگ پر اُلٹی بیٹھی
تھی۔۔دُعا کا دل ٹِک ٹِک تیزی سے دھڑکنے لگا۔۔دھڑکن اوپر گئی۔۔اور فوراً سے نیچے
گئی۔۔
" کس سے بات کررہی ہو؟"
خضر دہلیز پر کھڑا اُسے دیکھ رہا تھا۔
دُعا جھٹ سے بولی۔
"نورماہ سے"جواباًوہ سادگی سے بولا۔
"اچھا کھانا لگ گیا ہے آجاؤ۔۔"وہ پلٹ گیا۔۔
اُس نے پینٹ کی جیب میں ہاتھ پھنسایا۔۔
"دوستی کا اہم ترین اصول۔۔دوست کے جھوٹ پر اُسے شرمندہ نہیں کرتے۔۔"
اُس نے دوسرے ہاتھ کی انگشت شہادت ہلا کر ہوا میں ہلائی۔۔وہ آگے بڑھا۔
"پتا نہیں لوگ کیسے اپنی بیویوں پر شک کرتے ہیں؟میری چھوٹی سی پانچ فٹ کی بیوی ہے اور میں
چھ فٹ سے بھی اونچا۔۔۔ پھر بھی اُسے کوئی بات سمجھاتے ہوئے لفظوں کا چناؤ کرتے میں

خائف رہتا ہوں۔۔کہیں اُس کا دل نہ دکھ جائے۔۔۔میں اُس پر سختی بھی نہیں کرنا چاہتا۔

اب اُسے غلطیاں بھی نہیں کرنے دے سکتا۔پتا نہیں وہ میرے زاویے سے بات سمجھتی ہے کہ

نہیں۔۔لیکن فلحال ابھی وہ مجھ سے ڈر رہی ہے۔"وہ کچن میں داخل ہوا۔۔

"اور جو کہ میرے رشتے کے لیے بالکل بھی ٹھیک نہیں ہے۔"اُس نے چمچ اسٹینڈ سے چمچ نکالے

اور ٹونٹی کھول کر اُنہیں دھویا اور ٹونٹی بند کی۔۔وہ اُنہیں جھٹکاتے ہوئے باہر نکل رہا تھا۔پانی کی

بوندیں فرش پر گر رہی تھیں۔۔

"کچھ کرنا پڑے گا تمہیں خضر۔۔دُعا اور تمہارے درمیان اسپیس آ رہی ہے۔۔دُعا اسٹریس

میں ہے۔پڑھا بھی نہیں جا رہا اُس سے۔۔یہ بالکل ٹھیک نہیں ہے۔۔کچھ کرنا پڑے گا۔۔"

اور وہ لاؤنج میں داخل ہوا۔۔

"چلیں بسم اللہ کریں۔۔"

اور یہ کہتے وہ ربیعہ بیگم کے ساتھ بیٹھ گیا۔۔

☆.....☆.....☆

اپنے کمرے میں لگے بڑے سے ورلڈ میپ کو صاف کر کے اُس نے اُس سے اپنے بازو لگائے

اور اپنا گال اُس پر رکھ دیا۔وہ آنکھیں موندے بڑی دل سے بولی۔۔

"سوری۔۔میں تمہیں بھول چکی تھی۔۔ کیا کروں۔۔یہ پاپی پیٹ کی خاطر کرنا پڑتا

ہے۔۔جانِ من!"

وہ ٹھہری۔۔

"نانی کے گھر جا رہی ہوں۔۔یہاں پڑھائی کرنا بہت مشکل ہو رہا ہے۔۔کچھ دیر انتظار

کرو۔۔۔میں جلد تمہارے پاس واپس آؤں گی۔۔۔"

اُس نے نقشے سے اپنا بازو ہٹایا اور سیدھی کھڑی ہوئی۔۔۔وہ پلٹی۔سامنے خضر جھک کر پلنگ سے اُس کا بیگ اُٹھا رہا تھا۔۔۔

دُعا اُس کی جانب چلی آئی۔۔۔

"جانے سے پہلے نانی کی طرف آجانا۔۔"

خضر نے کاندھے پہ بیگ ٹا یا اور بازو دُعا کے شانے کے گرد پھیلایا۔۔

"ٹھیک ہے۔۔فلحال تو شادی کی تیاریں کرنی ہیں۔۔۔اِس لیے میں تمہیں بہت مصروف ملوں گا۔۔ملنا مشکل ہوگا۔۔جانے سے پہلے آؤں گا تم سے اور نانی سے ملنے۔۔"

دُعا نے سر ہلا دیا۔۔

"ٹھیک۔۔"

وہ گھر سے خضر کے ساتھ نکل رہی تھی۔۔۔

"اِس بات سے کوئی فرق نہیں پڑتا ہم کس زمانے میں جی رہے ہیں۔۔کیو غم اور آزمائشیں ہر زمانے میں موجود ہوتی ہیں۔۔ہر زمانے میں ہر وقت میں ہر ا ن کو کسی نہ کسی آزمائش کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔اور اللہ بہ کی آزمائشیں اُن کے مقصد کے مطابق بناتا ہے۔۔"

وہ سیڑھیاں اُترتے رہی تھیں۔۔

"ضروری نہیں ہم ہمیشہ مثبت رہیں۔۔اِس بات میں کوئی قباحت نہیں اگر ا ن کبھی تھوڑا منفی ہو جائے۔۔یہ احساس بھی زندگی کا حصہ ہے۔ ہاں۔۔ہمیں مستقل طور پہ اُس احساس کے ساتھ نہیں جینا۔تھوڑی دیر بعد اُس احساس سے نکلنا ہے۔۔نہیں تو اُستاد کہتے ہیں۔۔۔"

خضر آخری زینے سے اُترتا اُس نے دُعا کو دیکھا۔۔

"جو ڈ زیادہ دیر رہے وہ dysthmia بن سکتا ہے۔۔وہ ڈ جس کے متعلق

کوئی بات نہیں کرتا۔"

وہ بلڈنگ سے نکل رہے تھے۔۔

"مجھے پتا ہے۔۔تمہیں سانس لینے میں دقت ہو رہی ہے۔ایسا لگ رہا ہے جیسے دنیا کا سارا وزن تمہارے سینے پر ہے۔۔تمہیں اِس وقت خود سے مسلسل لڑنا پڑ رہا ہے۔اور مجھے یقین ہے تم اِن حالات سے لڑ لو گی۔۔۔برے دن ہم سب کی زندگی میں آتے ہیں۔۔اور چلے بھی جاتے ہیں۔۔میں خواہش کرتا ہوں ہمت کی وہ ہمت جو تمہارے ہر چیلنج کے سامنے آ کر کھڑی ہو جائے۔۔یقین کی۔۔وہ یقین جس میں حکمت ہو۔۔تا کہ تم اپنی ہر آزمائش سے لڑ سکو۔میں خواہش کرتا ہوں حوصلے کی۔۔۔اُس حوصلے کی جس کے بل بوتے تم اپنے دل کی سُن سکو۔۔"

وہ گاڑی کے قریب آئے۔۔۔دونوں گاڑی کا دروازہ کھول کر بیٹھے۔۔گاڑی کا دروازہ بند ہوا۔۔

دُعا نے سیٹ بیلٹ لگائی۔۔

"کٹھن وقت سے گزرتے ہوئے آٹھ چیزیں۔۔آٹھ چیزیں یاد رکھنی ہے تم نے دُعا۔۔۔ہر چیز بدل سکتی ہے۔۔اور ہر چیز بدلے گی۔۔تم ہر چیلنج کو مغلوب کر سکتی ہو۔۔یہ آزمائش نہیں ایک سیکھنے کا وقت ہے۔۔جو نہیں مل رہا اُس میں بھی نعمت ہے۔۔زندگی میں کٹھنائیوں کا ہونے کا یہ بالکل مطلب نہیں کہ خود کو تم خوشیوں سے روک لو۔خود پر رحم کرو۔۔اللہ سے امید لگاؤ۔۔اور امید۔۔امید وہ دوا ہے جو مہلک سے مہلک بیماری کو ہم سے دور کر سکتی ہے۔۔منفی پسندانہ لوگوں کی منفیت کی تمہاری زندگی میں کوئی وقعت نہیں ہونی چاہیے۔۔اور آخری بات۔۔زندگی میں ہمیشہ ایسا کچھ نہ کچھ ضرور ہوتا ہے۔۔جسے دیکھ کر تم اللہ کا شکر ادا کر سکتی ہو۔۔"اُس نے گردن موڑ کر گاڑی چلاتے خضر کو دیکھا۔اُس نے گاڑی کا شیشہ نیچے کیا۔۔

"جتنے منفی دن َ ۔ رگئے سوَ ۔ رگئے ۔۔آج سے میں اپنے دن کا آغاز اور اختتام مثبت خیال سے کروں گی۔"

اُس نے فضا میں ۔ زگی کو محسوس کرتے ا ۔ راُ ۔ ز چاہا۔۔

"کس سے بات کر رہی ہو؟" بے اختیار اُسے کچھ یاد آیا تھا۔۔وہ میکا ۔ ا ۔ از میں پلٹ کر خضر کو دیکھنے لگی۔۔چند لمحے اُس نے شش و پنج میں ۔ کاٹے۔۔پھر وہ بولی۔

"چا ۔ ؟"

"ہاں؟"

خضر نے ۔ اُٹھائی۔۔

دُعا سیدھی بیٹھ گئی۔

"کل وسیم کی کال آئی تھی۔۔میں نے تم سے جھوٹ کہا تھا۔۔"

خضر نے ہموار سے ا ۔ از میں کہا۔۔

"مجھے معلوم ہے۔میں تمہاری باتیں سُن چکا تھا۔۔"

دُعا نے کوئی ۔ ۔ نہیں دی۔۔۔

خضر نے ای ۔ اُسے دیکھا پھر سیدھا دیکھنے لگا۔۔

"۔ ۔ آپ کچھ غلط کریں تو اپنی غلطی مان لیں۔۔ ۔ ریخ میں کوئی بھی ا ۔ ن اپنی غلطی ماننے سے شرمندہ نہیں ہوا۔۔"

اس نے ۔ د ۔ ئے۔۔تھوڑی پ جھریں پ ڑیں۔۔

"تمہیں نہیں لگتا دُعا ہمیں بات کرنے کی ضرورت ہے؟"

خضر نے اُسے ای ۔ مرتبہ پھر دیکھا تھا۔۔

"مجھے اُستاد کہتے ہیں تم مجھ سے ڈرتی ہو۔۔اِس لیے تم مجھ سے ۔ تیں چھپاتی ہو؟ کبھی ا پتا ل میں مریضوں سے ہونے والی لڑائی۔۔کبھی کوئی ہراسمنٹ کا مسئلہ۔۔کبھی کوئی ۔ت تو کبھی کوئی ۔ت؟ میں ڈانٹ نہیں رہا تمہیں۔میں غصہ بھی نہیں ہو رہا۔۔میں بس ۔ت کرر ہا ہوں۔۔یہی میرا انداز ہے۔۔۔میں تمہیں ذلیل بھی نہیں کر رہا۔۔میں بس چاہتا ہوں ہم ۔ت کریں۔۔جہاں ہم سے غلطیاں ہوئی ہیں ہم اُس ۔رے میں ۔ت کریں۔۔اور پھر اُن کی اصلاح کرنے کی کوشش کریں۔۔۔ضروری نہیں ہوتا رشتوں میں ہمیشہ توتڑاک ہو۔۔لفاظی لڑائی ہو۔۔کبھی کبھی رشتوں میں بنا کچھ کہے بھی خلاء پیدا ہو جاتا ہے۔اب مجھے بتاؤ۔۔کیا مسئلہ ہے تمہارے ساتھ؟اور سچ کہوں۔۔میں ۔لکل بھی نہیں چاہتا تم ٠٠ کی طرف جاؤ۔۔۔"

دُعا سر جھٹکے بیٹھی تھی۔۔

"نہیں وہاں ہی تیاری کروں گی جا کر۔اسکوائر میں بہت شور ہے۔کبھی کوئی آجاتا ہے تو کبھی کوئی۔وقت بھی کم ہے۔اور کرتے بھی اچھا نہیں لگتا۔۔تمہارے دوستوں کی شادی ہے۔۔"

خضر نے کچھ سوچتے یں گھماتے دُعا کو دیکھا۔۔

"میں نے کیا پوچھا ہے؟ مسئلہ کیا ہے؟ میں کھا نہیں جاؤں گا تمہیں؟ میں بس ۔ت کر رہا ہوں۔۔"

دُعا ہنوز بیٹھی تھی۔

"تم کچھ کہتے ہی نہیں ہو اِسی ۔ت کا ڈر ہے۔۔ ۔ تم کچھ کہہ دیتے تھے ۔ ڈر نہیں لگتا تھا۔۔تم فارمل ہو کر ۔ت کرتے ہو۔۔اور تم غصہ نہیں کرتے تمہارے انداز میں خشکی محسوس کرتی ہوں۔۔"

خضر نے سگنل پہ گاڑی روکی۔۔

"اب تم کیا چاہتی ہو میں تم سے بچپن کی طرح تُو تُو کر کے بات کیا کروں؟ یا تمہیں bully کیا کروں؟ دوستی کی گہرائی گالیوں یا bully کی بنیاد پہ نہیں ناپی جاتی۔۔تم مجھے بچپن کی طرح مار سکتی ہو۔لیکن میں تمہیں نہیں مار سکتا دُعا۔۔وہ ایک وقت تھا۔اور وہ وقت گزر چکا ہے۔۔میں تم سے کسی چیز کا تقاضا نہیں کرتا۔۔لیکن ذاتی طور پہ مجھے اپنے لیے یہ ٹھیک نہیں لگتا۔میں تمہیں کچھ نہیں کہہ رہا۔میں دہرا رہا ہوں۔میں تمہیں کچھ نہیں کہہ رہا۔اور نہ ہی مجھے تمہاری کوئی بات بُری لگتی ہے۔۔اور اگر کبھی لگ بھی جائے تو میں اُس بات کو خود پہ لمبے عرصے کے لیے اثر انداز نہیں ہونے دیتا۔۔"

دُعا نے ایک گہری سانس لی اور سر ہلانے لگی۔

"اچھا۔۔" اُس نے خضر کو دیکھا۔۔

"ایسا لگتا ہے ہماری زندگی سے رونق ختم ہو چکی ہے۔۔نہ ہم لڑتے ہیں۔نہ زیادہ بات کرتے ہیں۔۔اور ظاہر ہے مصروف رہتے ہیں تو یہ بات تو ہو گا۔۔کبھی کبھی۔۔"

وہ پھر سے منفی ہو رہی تھی۔

"نہیں۔۔"

اُس نے فوراً سے ترمیم کی۔

"بچپن بہت یاد آتا ہے۔۔۔بہت زیادہ۔۔"

دُعا نے نم ہوتی آنکھوں سے باہر دیکھنا شروع کر دیا۔۔

خضر جواباً کچھ نہیں بولا۔۔۔سرمئی سڑک پہ گاڑی کے پہیے گھوم رہے تھے۔۔

"سوچتی ہوں۔یہ سب ہی تو چاہیے تھا ہمیں۔۔۔fame پیسہ۔۔پھر بھی سب ادھورا کیوں

لگتا ہے۔۔ایسا لگتا ہے کچھ ایسا ہے جو ہم نے اب تک پورا نہیں کیا؟ لیکن کیا؟" دُعا کی آنکھیں سکڑیں۔۔۔

"محنت کرتے ہیں۔۔ظلم کے خلاف آواز اُٹھاتے ہیں۔۔صدقہ خیرات بھی کرتے ہیں۔صلح رحمی بھی نبھاتے ہیں۔۔ ۔ تو کرتے ہیں۔۔۔"

"اپریل میں ان شاء اللہ ماما چچا سے ملوں گا۔۔"

دُعا نے ایک دم گردن موڑ کر خضر کو دیکھا۔۔

"ماما چچا جان!!"

اِس لفظ نے جیسے خلاء کو پُر کر دیا تھا۔۔

" کچھ ٹھیک ہو گیا ہے۔۔ کچھ ہے۔۔سارا خاندان ہے۔۔لیکن ماما چچا نہیں ہیں۔۔۔"

پھرتیلی دُعا ایک پل میں لوٹ آئی۔۔

"اللہ نے ایک عرصے سے میرے دل میں ایک خلاء پیدا کر دی تھی۔۔مجھے بار بار ایک چیز تنگ کر رہی تھی۔۔دُعا کچھ ادھورا ہے۔کچھ ادھورا ہے۔۔پتا نہیں میں سمجھ کیوں نہیں پا رہی تھی۔۔کبھی تم سے گِلہ کر رہی تھی۔۔کبھی زمانے سے۔اور کبھی خود سے۔۔ہمیں ابو ماما چچا اور اُن کے خاندان کو ملوانا ہے۔۔ہم نے اب تک ایک ساتھ بہت کچھ کیا ہے۔۔لیکن یہ ایک آخری ٹاسک ہے۔۔۔فلحال مجھے یہ ایک آخری ٹاسک لگ رہا ہے۔۔۔اور یہ ہمیں کرنا ہے۔۔"

خضر نے بریک پر پاؤں دبایا۔۔گاڑی رُکی۔دُعا خاموش ہوئی۔۔خضر نے اُسے دیکھا۔۔

"تمہیں اب بھی رہنا ہے یہاں؟"

دُعا نے مجبوراً سر ہلایا۔

"ہاں۔۔"

خضر نے ایک سرد آہ بھرتے گاڑی کی سیٹ سے ٹیک لگائی۔

"اچھا۔۔"

ہرنی دیکھ کے گھومے۔۔وہ خضر سے پوچھنے لگی۔۔

"تم نے مجھ سے گلہ کیوں نہیں کیا۔ جب کہ تمہیں پتا بھی تھا میں نے تم سے جھوٹ بولا؟"

خضر نے کچھ سوچتے سر جھکایا۔۔

"وہ اِس لیے۔۔" اُس نے سر اُٹھا کر سامنے دیکھا۔۔سبز درختوں کا سایہ زمین پر گرتے اُس کی گاڑی پر پڑ رہا تھا۔۔خوشگوار موسم کے بیچ پتوں کی سرسراہٹ تھی۔۔

دُعا خضر پر آنکھیں جمائے بیٹھی تھی۔

" کہیں پڑھا تھا میں نے۔۔جو آدمی عورت کی چھوٹی چھوٹی غلطیاں معاف نہیں کرتے۔وہ پھر عورت کی بڑی بڑی خوبیوں سے استفادہ بھی حاصل نہیں کر سکتے۔۔"

دُعا نے افسوس سے خضر کو دیکھا۔۔

"کتنی۔۔۔Materialistic سوچ ہے تمہاری۔"

خضر سیدھا اُٹھا۔۔

"دُعا اگر میں تمہیں کوئی فسانہ یا قصیدہ سُناتا تو تم اُس پر اعتبار نہیں کرتی۔۔اب مادہ پرستی کے زاویے سے بات کر رہا ہوں تو تم اُسے بھی ناپسند کر رہی ہو۔۔۔چاہتی کیا ہو مجھ سے؟"

خضر نے ہاتھ ہلا کر اُسے دیکھتے پوچھا تھا۔۔خضر آنکھیں چینی ہو رہی تھیں۔۔

"یہی تو تمہیں مجھ سے چیزی باتیں سُننے کا مزہ آتا ہے۔۔"

دُعانے بے تاثر چہرے سے اُسے دیکھا۔۔

"چاہو سچ کہوں۔۔بہت ہی نقلی باتیں لگتیں ہیں مجھے۔۔۔تم اگر دل سے بھی کہتے ہو تو وہ حقیقت پسندی سے مجھے بہت دور لگتی ہے۔۔میں تمہاری قدر دانی کرتی ہوں۔کہ تم رومانی ہونے کی کوشش کرتے ہو۔۔ سچ یہ ہے کہ وہ تم نہیں ہو۔۔۔"

دُعانے ناک چھوٹی کرتے چہرے کے زاویے بر ابر کر لیے۔۔

خضر نے کچھ سوچتے دا ب یں گھما کرا اکتفا کیا۔۔

"Endorsed!"

دُعا بنا مزید وقت ضائع کیے گاڑی کا دروازہ کھولنے لگی۔۔

"چلو اب میں جارہی ہوں۔۔۔"

خضر نے فوراً سے بے بسی سے اُسے دیکھا۔۔۔

"اچھا۔۔۔"

دُعا کو اُس سے محبت تو تھی۔۔ وہ عورت تھی۔جو محبت کی خاطر اپنی ذات کا سودا نہیں کیا کرتی تھی۔۔۔وہ اپنا بیگ کندھے پر ڈ ئیا ن رکی جا ب جارہی تھی۔۔خضر نیو ہیں گاڑی لگا ئیا سیگیٹ عبور کرتے دیکھا۔۔چند لمحے وہ خالی ذہن سے

اُسے دیکھتا رہا۔۔شا ی جیسے وہ لوٹ آئے گی۔۔۔چند لمحوں کے اختتام پ اُس نے خیالات میں ت میم کی اور گاڑی اسٹارٹ کی۔۔

"نہیں وہ ابھی نہیں لوٹیگی۔۔اور اُس کا ابھی لوٹنا منا ب بھی نہیں۔۔"

☆.....☆.....☆

نوازش صا ب کے ہاں وہ ب سے ملی۔۔۔نوازش صا ب نے اُس کی آمد سے پہلے ب

سے کہہ دیا تھا۔

" کوئی بھی بچی کو پ یشان نہیں کرے گا۔۔"

وہاں رہ کر پ ڑھائی کا اُسے ای اور فائ ہ تھا اور وہ تھا عبدالحسیب۔۔کہیں بھی مشکل پ ڑتی تو وہ اُس سے پوچھ لیتی۔۔۔

ماحول . لا تھا۔روٹین . لی تھی۔۔۔ہر روز وہ ای مثبت خیال سے اُٹھتی۔۔

" کل کا دن جو ٘ رَ ی سو ٘ رَ ی ۔میں آج میں جی رہی ہوں اور اِسی لیے اِسے اپنی گنتی میں شمار کررہی ہوں۔۔۔یہ آج ہے جو خوشیاں لے کر آئے گا۔۔"

کتابیں کھولتے خود کو وہ ہمت دیتی۔۔

"ہر دن ای دن ہے۔۔لیکن ہر دن ہمیں چوائس ملتی ہے۔۔مثبت رہنے کی چوائس۔۔ہر روز ز ٘ گی میں احساس تشکر محسوس کرنے کی چوائس۔۔میرے پ س بھی احساسِ تشکر کی وجہ ہے۔۔میرے ہاتھ میں اللہ نے شفاء ٘ دی ہے۔۔یہ شفاء میرا جنون ہے۔۔اور ز ٘ گی میں جنون بہت ضروری ہے۔۔آگے . ڑھنے کے لیے ت قی کرنے کے لیے۔۔"

صبح سے دوپہر ہوتی۔۔وہ ت . لگتی۔۔دن کے کوٹے میں پ ڑھنے کے لیے بہت کچھ تھا۔ لگ رہا تھا جیسے ابھی بھی کچھ نہیں کیا۔۔

"میں اسٹریس نہیں لوں گی۔۔خاص طور پ اُس . ت پ جس پ میرا کوئی اختیار نہیں۔۔کامیاب صرف ت . ہوں گی۔۔ . ز ٘ گی میں اطمینان ہو گا۔د میں اطمینان سے . ڑی کوئی طاقت نہیں۔۔"

. . پ ڑھائی کے علاوہ خیالات پ یشان کرنے لگتے تو سوچتی۔۔

"جو چیز پ یشان کرے اُسے وہیں چھوڑ ٘ نہیں بلکہ۔۔وا ٘ اینڈ فار آل سوچ کر ہمیشہ کے

لیے ذہن سے . ٹ ‏ ہے ۔۔"

امتحان میں ابھی ای آٹھ دن . قی تھے ۔۔ . پ ھا بھی تھا لگتا تھا جیسے کچھ نہیں پ ھا تھا ۔۔ وہ پلنگ پہ بیٹھی ای ای کر کے قطار میں پ ی کتابوں کو دیکھ رہی تھی ۔۔۔

" . دوستیں vacation پہ جا رہی ہیں اور میں ۔۔۔ کتنا پ ھا ہے میں نے ۔۔ لیکن اب بھی لگ رہا ہے ۔۔ جیسے کچھ نہیں پ ھا ۔۔" وہ اِن دنوں معروضی سوالات حل کر رہی تھی ۔۔ حسیب نے اُس سے کہا تھا

"تیاری کے بعد چھوٹے اور معروضی سوالات حل کر ‏ ۔۔ اِس طرح چیزیں . ریکی سے کور ہو جا گی ۔۔"

"سیر سلی میں نے اپنے ساتھ بہت ظلم کیا ہے ۔۔"

وہ کتنا مثبت ہو جاتی ۔۔ منفی ہوتے اُسے ای سیکنڈ نہیں لگتا تھا ۔۔۔

دروازے پہ دستک ہوئی ۔۔

"دُعا!!"

حسیب کی آواز اُسے سنائی دی ۔ دُعا نے دن پہ ادوپٹہ سر پہ لیا ۔۔

" آجا حسیب بھائی ۔۔"

دروازہ کھلا ۔۔

دُعا نے ہرنی آنکھیں . ی کیں ۔۔

حسیب نے دروازے کا ہینڈل تھامے دیوار سے ٹیک لگائی ۔

"دُعا پ ھ پ ھ کر پ گل ہو جاؤ گی ۔۔ بس اب ہر روز دہرائی کرو ۔۔ بہت ہو یہ ہے ۔۔۔ اٹھارہ اٹھارہ گھنٹے کمرہ بند کر کے پ ھنا ۔ ا ہے ۔۔۔ دماغ ‏ اب کر ‏ ہے تم نے اپنا؟ ایسے کرو

گی۔۔panic ہو جاؤ گی۔اور ایک بھی چیز ذہن میں نہیں رکھ پاؤ گی۔۔بس بند کرو کتابیں۔۔"دُعا نے ادب سے سر ہلا دیا۔

"جی بھائی۔"

جواباً حسیب مسکرایا۔

"چلو اب نیچے آجاؤ۔۔چائے کا وقت ہے۔۔"

وہ دروازہ بند کر کے باہر نکل گیا۔

دُعا کتابیں بند کرنے لگی۔۔تبھی اُس کی پشت پر زور سے کچھ لگا۔دُعا کی بے اختیار چیخ نکلی۔

"آئی!!"

اُس کے سامنے رینگتی ہوئی ٹینس گیند آئی۔۔

"جانور!!"دُعا کا خون کھول اُٹھا۔۔

"یا اللہ یہ آدمی کب اپنی یہ حرکتیں ترک کرے گا!"

وہ غیظ سے پلٹی۔خضر کھڑکی سے چھلانگ لگا کر نیچے آیا۔۔

سامنے وہ سنجیدگی سے کھڑا اُسے دیکھ رہا تھا۔۔اُس نے فی الفور کھلی کھڑکی کی جانب دیکھا اور غصیلی ہو کر بے اختیار بولی۔۔

"تم کیا خضر کے زمانے کے ہو؟" کوئی موبائل فون ہوتا ہے۔۔۔کوئی دروازہ ہوتا ہے۔۔کچھ تمیز ہوتی ہے۔۔کچھ آداب ہوتے ہیں۔۔بھلا کس سے زمانے سے تمہارا تعلق ہے عصرِ حجری؟"

خضر نے ذرا مسکرا اُسے دیکھا اور وہ مزید تپ گئی۔۔

"دُعا۔۔"وہ کہنے لگا کہ وہ اُٹھی اور جھلا کر اُس کے سامنے چلی آئی۔۔

"نہیں۔۔تم آج مجھے بتاؤ۔۔۔تمہیں دروازے سے آتے ہوئے کیا دشواری پیش آتی ہے؟ جو تم میری کھڑکی سے آتے ہو؟ ای میسیج کر کے ا رم کرنے میں کتنا وقت لگتا ہے؟ اتنی ساری ٹیکنالوجی ہونے کا فائ ہ اَ تم نے اُن سے استفادہ حاصل نہیں کر ؟" یہ پوچھتے اُس کی اُس کے ہاتھ میں پکڑے پ سپورٹ اور کچھ کاغذات پ گئی۔۔اُس نے اُس کے قری چلے آتے اُس کی جا اُس کا پ سپورٹ ڑھا دی۔۔

وہ پلنگ پ بیٹھا۔۔اُس نے اچنبھے سے اُسے دیکھتے اُس سے پ سپورٹ لیا اور ذرا حیرت سے اُسے دیکھتے وہ پ سپورٹ کھولا۔۔۔کچھ صفحے پلٹے۔۔تو ذرا چو ۔۔سبز صفحے پ ای مہر لگی تھی۔۔غالباً وہ وی ا کی مہر تھی۔۔اُس نے دھڑکتے دل سے دیکھا۔۔وہ مالدی پ کی مہر تھی۔۔اُس نے کر ٹ کھا کر اُسے دیکھا۔۔

وہ سادگی سے پلنگ سے ٹیک لگائے ہاتھ ھ کر بیٹھا تھا۔۔

"یہ تو مالدی پ کا وی ا ہے۔"

خضر نے دھیرے سے سر کو خم دی۔۔

"ہوں۔۔"

"لیکن۔۔"

وہ اَ ٹ ڑ ائی۔۔

خضر نے ای گہری سانس لی اور اُسے دیکھا۔۔

"دیکھو دُعا۔۔میں ای بہت ہی مصروف ا ن ہوں۔۔لگا ر تین چار ماہ کی چھٹی ی میرے لیے ممکن ہے۔۔اور ورلڈ ٹو وَر کوئی چٹکیوں کا کھیل نہیں۔۔تو میں نے سوچا ہے۔۔"

دُعا نے تیوری پ ڑھالی۔

" کیا؟"

" کہ ہم ابھی سے قسطوں قسطوں میں اِس ٹوئر کو شروع کر یتے ہیں۔۔"

دُعا کا دماغ بھک سے اُڑ َ یـ۔۔

" میرے امتحان میرے سر پہ ہیں۔۔۔اور تمہیں مالدیـ پ جانے کی پڑی ہے؟ تم اپنی سینسس میں ہو؟"

خضر نے اُسے چار اَ یں دکھا ۔۔

" چار دن کے لیے جا رہے ہیں بس!!"

" چار دن!!" دُعا کا دماغ گھوم َ یا تھا۔۔

" چا میں فیل ہو جاؤں گی!!"

وہ ہلک کے بل جھک کر نے لگ گئی۔۔

" میرا کیریر تباہ ہو جائے گا۔۔"

خضر نے دل گیری سے د ئے پھر میں سر ہلایا۔۔

" میں پوری گار سے کہتا ہوں۔۔۔ا تم یہاں رہی تو بھی پ س نہیں ہونے والی۔۔"

" چا !!"

دُعا نے مٹّھیاں بھینچ لیں۔

تم مجھے غصہ دلا رہے ہو۔۔"

" میرا دل چاہ رہا ہے۔۔اڑڑ۔" دُعا نے دا کچکچائے۔۔

خضر سنجیدگی سے بیٹھا تھا۔۔اُس نے اُسے ای دیکھا اور پھر کہنے لگا۔

" تمہیں پتا ہے میں ابھی ای بچے کا انٹرویو دیکھ رہا تھا۔پچھلے سال ہی اُس نے سندھ بورڈ میں

کافی اچھا اسکور کیا ہے۔ اُس سے پوچھا گیا کہ بیٹا آپ کیا کرتے تھے؟ آپ نے کیسی تیاری کی۔ پتا ہے اُس نے کیا کہا؟ اُس نے کہا میں سارا سال پڑھتا رہا۔ لیکن امتحان کے دنوں میں میں نے خوب کرکٹ کھیلی۔ کرکٹ کھیلتا تھا۔ دو سے تین گھنٹے دہرائی کرتا تھا۔۔"

دُعا کے ضبط کا پیمانہ لبریز ہوا۔

"کرکٹ کرکٹ۔۔ ٹھیک کہتے ہیں ابو۔ ایک تو ہمیں یہ کرکٹ لے کر بیٹھ گئی ہے۔۔۔"

وہ غصے سے گہری گہری سانسیں لینے لگی۔ خضر سادگی سے بیٹھا رہا۔ کچھ سوچ کر وہ خضر کی طرف آئی۔۔ خضر سر اُٹھا کر اُس کی جانب متوجہ ہوا۔

"یو نو واٹ چاند۔ تمہارا دماغ پوری طرح سے ہل چکا ہے۔"

خضر سنجیدگی سے اثبات میں سر ہلا رہا تھا۔

"تمہیں پانچ دن بعد پی۔ ایس۔ ایل کے لیے نکلنا ہے۔۔ اور یہ بات تمہیں پتا ہے۔ اور اِس کے باوجود تم مالدیپ جانا چاہتے ہو؟"

خضر دونوں ہاتھ پیچھے کی جانب ٹکیے بیٹھا بولا۔

"پیس آف مائنڈ کے لیے!"

یہ سُنتے دُعا کا مزید دماغ خراب ہوا۔

"پیس آف مائنڈ!!"

وہ کمر پہ ہاتھ رکھے گہری گہری سانسیں لینے لگی۔۔ چند لمحے وہ خاموش رہی۔ پھر اُس نے اُسے دیکھا۔

"تم جانتے ہو ہمارا خاندان کیسی دقیانوسی سوچ رکھتا ہے۔۔ رخصتی سے پہلے ہم ایسے گھومنے گئے تو سب بہت عجیب باتیں کریں گے۔۔۔ اور ممانی کی امی تو پہلے ہی اِس بات کے بہت

خلاف ہیں۔۔ پرسوں وہ نانی سے کہہ رہی تھیں۔۔اب دُعا کو رخصتی تک یہی رکھو۔۔"

خضر نے مطمئن چہرے سے سادہ سا جواب دیا۔۔

"میں نے امی سے پوچھ لیا ہے۔۔"

"اور ابو؟"

دُعا نے فوراً سے پوچھا۔

"اُنہوں نے کہا ہے کہ وہ کرلیں گی ابو سے بات۔۔"

دُعا گڈمڈ ہوتے ذہن سے اُس کے ساتھ بیٹھی۔۔

"کتنے پیسے لگے ہیں؟"

خضر نیسوچتیہوئے چہر یکے زاویے بگاڑے۔۔۔

"ساڑھیچار لاکھ!"

خضر آنکھیں چینی ہو ۔۔جیسیوہ مبہم تھا۔۔

حواس باختگی میں دُعا کا ہاتھ سینیپر پڑا۔

"ساڑھیچار لاکھ!!"

خضر نے سادگی سے سر ہلایا۔

"ہاں۔ویزا تو فری لگا ڈائرٹ ٹکٹ اور ریزورٹ ریزرو کی وجہ سے تقریباً اتنا ہی ہوگیا۔چلو خیر ہے کینسل کر دیتا ہوں۔۔آدھی رقم تو مل ہی جائے گی۔۔"دُعا فوراً سے بولی۔

"نہیں۔۔نہیں۔۔۔کینسل مت کرو۔۔"

وہ آلتی پالتی مار کر بیٹھ گئی۔کچھ دیر وہ پریشانی میں خاموش رہی۔۔پھر اُس نے لب کھولے۔

"جانتے یہ بہت ہی بڑا پاگل پن ہے جو ہم کرنے جا رہے ہیں۔۔کیا تم تصور کر سکتے ہو۔تم

مالدیپ سے آؤ گے اور اُسی دن پی۔ایس۔ایل کے لیے نکل جاؤ گے۔اور میں تین چار دن بعد پیپر دینے جاؤں گی۔۔کیا تمہیں اندازہ ہے تم نے کیا کیا ہے چاند؟اتنا پیسہ تم نے لگا دیا ہے اور وہ بھی بس چار دن کے لیے۔۔"

خضر سیدھا بیٹھنے لگا۔۔

"دُعا کم از کم ہمیں چار دن کے لیے اِس بورنگ زندگی سے نجات ملے گی۔اور اِس کے بعد ہمارے کام میں پروڈکٹیوٹی آئے گی۔۔تیاری تو کر ہی لی ہے نا تم نے۔۔"

دُعا جھنجھلائی۔۔

"پھر بھی دہرائی کر رہی ہوں نا۔۔"

خضر ناراض ہوا۔

"ٹھیک ہے کینسل کر دیتا ہوں۔۔"دُعا نے فوراً سے خضر کا بازو پکڑا۔۔

"نہیں!!"

خضر نے بے نیازی سے اُسے دیکھا۔لہجہ کرخت ہوا۔

"پھر یا تو ہاں کرو۔یا پھر نا کرو۔"

دُعا نے رونا ہو کر چہرہ ہاتھ سے چھپا لیا۔۔

"چاند!!"

دھیرے دھیرے اُس کا سر جھک گیا اور پلنگ سے لگ گیا۔۔خضر نے بغور اُسے دیکھا۔۔

"چھوٹے قد والوں کے لیے یہ کتنا آسان ہے۔۔ایک دم سے اکٹھی ہو جاتی ہے۔"

خضر نے سختی سے پوچھا۔

"پھر کیا کروں؟"

دُعا نے سر نہیں اُٹھایا۔۔وہ دبی ہوئی آواز میں بولی۔۔

"مجھ سے پوچھا تھا؟ جواب پوچھ رہے ہو۔اپنی کرنی ہوتی ہے تو اپنی کیا کرو۔۔"

خضر جھٹ سے بولا۔

"پھر تم ہی گِلہ کرتی ہو مجھ سے مشورہ نہیں کیا۔"

دُعا نے دھیرے سے سر اُٹھایا۔ہرنی آنکھیں خضر چہرے پ پڑیں۔۔

"ٹِکٹ . کی ہے؟"

خضر یں اُسی پ تھیں۔۔چہرہ سنجیدہ خشک تھا۔۔بلا کا سنجیدہ۔۔

"بتاؤ !!"دُعا نے ہاتھ اُس کے شانے پ رکھ کر ہلایا۔

خضر نے . کھولے۔۔

". رہ بجے !!"

دُعا کی چیخ نکلی۔۔

"چا !!"

وہ اُچک کر اُس پ پڑ ۔۔

"خضر نے کوئی ش نہیں دیا۔۔

"رات . رہ بجے؟"

وہ خونخوار آنکھوں سے اُسے دیکھ رہی تھی۔۔اُس کی مٹھی میں خضر کی دن تھی۔دوسرا ہاتھ شانے پ تھا۔۔

"خضر نے مسکراہٹ د. تے چہرہ سنجیدہ رکھا۔۔

"ہاں۔۔"

دُعا پڑ پڑائی۔۔

"چاچ !!!!"

اور خضر نے مسکراہٹ ضبط کیے خود کو سپاٹ رکھا۔۔

☆.....☆.....☆

خضر کھڑکی سے نکل کر گھر کا داماد بن کر گھر میں داخل ہوا تھا۔وہ ہر ای سے ۔۔۔اور پھر نوازش صا ب کے ساتھ بیٹھ ی۔نواز ش صا ب سمجھے وہ غالبًا ابوظبی کے لیے جا رہا تھا۔۔خضر نے بڑی ہمت کرتے ای گہری سانس لی۔۔

"چچا جان۔۔"

وہ سر جھکائے دونوں ہاتھ آپس میں دھیرے دھیرے مل رہا تھا۔۔۔نواز ش صا ب اُس کی جا ب متوجہ ہوئے۔۔

"چچا جان۔۔وہ۔۔دُعا کو ی آ ی ہوں۔۔" چہرے پر ز ب دستی مسکراہٹ اُ ی۔۔نواز ش صا ب چند لمحوں کے لیے خاموش ہو گئے۔۔۔پھر کچھ دی بعد سر ہلا کر کہنے لگے۔۔

"اچھا۔۔"

"لے جاؤ۔۔"

خضر اُن کے لہجے میں رنج محسوس کر چکا تھا۔۔

"لے جاؤ۔۔تیاری تو ہو ہی گئی ہے۔۔بتا رہا تھا حسیب دُہرائی کر رہی ہے۔۔"

خضر شرمندگی چھپاتے مسکرا ی۔

"جی اِسی لیے آ ی ہوں چچا۔۔"

نواز ش صا ب نے ب کھولے۔۔ پھر خاموش ہو گئے۔۔

خضر بغور اُن کے چہرے کے بگڑتے زاویے دیکھ رہا تھا۔نوازش صا ۔ کچھ سوچتے سنبھل کر بولے۔

"یٹ رخصتی سے پہلے اِسے یہی رہنے دینا۔کچھ وقت ہم بھی اپنی بچی کے ساتھ ٗ ارلیں۔۔۔"

خضر نے اثبات میں سر ہلا دی۔

"ا ءاللہ۔"

(اللہ ہی چاہیں گے تو ہوگا۔کیو میں تو اُسے کبھی یہاں نہیں رہنے دُوں گا۔۔۔)

او پ دُعا منہ ہاتھ دھو کر کپڑے تبدیل کرنے کے بعد عفیفہ سے کہہ رہی تھی۔۔

"عفیفہ میرے کپڑے یہی رہنے دو۔۔ہم سیدھا یہیں سے ایئرپورٹ نکل رہے ہیں۔۔۔"

عفیفہ نے فوراً سے پوچھا۔

"تم اُدھر کیا پہنو گی؟"

"امی نے پیکنگ کر دی ہے۔۔"

عفیفہ کی حیرت میں کمی ٗ آئی۔۔

"تو تم ایئرپورٹ ایسے جاؤ گی؟"

عفیفہ کو جھرجھری آئی۔۔دُعا نے کندھے پ بیگ ٹ ی۔

"گاڑی میں میرا عبایہ پڑا ہے۔۔چا ٗ لے کر آ ی ہے۔وہی پہنوں گی۔۔۔"

عفیفہ نے جھرجھری سے آنکھیں میچ لیں۔۔

"کتنی عجیب صورتحال ہے۔۔"

دُعا ۔ سے سر پ پیار لے کر خضر کے ساتھ ۔ ہر نکلی۔۔

"ٗٗ نے کچھ پوچھا نہیں؟"

خضر چشمہ لگاتے کہنے لگا۔۔

"نہیں اُنہوں نے کچھ نہیں پوچھا۔"

ایئرپورٹ پہ وہ پہنچے تو خضر دُعا کا ہاتھ پکڑے تیزی سے چل رہا تھا۔سر پہ پی کیپ تھی۔گردن جھکی ہوئی تھی۔

"بس بورڈنگ کھولنے والے ہیں۔۔"

"تو ہم دیر سے کیوں آئے ہیں؟"دُعا فکرمند ہوئی۔۔

"پہلے جا کر بیٹھتے تو بہت لوگ آجاتے۔۔۔پھر ایئوسی کا مسئلہ تھا۔۔اور دوسرا ابھی پچھلے ماہ اتنا بڑا سانحہ ہوا ہے۔اِس لئے پروٹیکشن کے لیے۔۔"

بھیڑ میں وہ تیزی سے چلتے جارہے تھے۔۔

دُعا کو ایک طرف سے دھکا لگا اور اُلٹا اُس میں لڑکی بھڑ کی۔

"دیکھ کر نہیں چل سکتی۔"

دُعا کا خون کھولا۔

"یہ کیا بدتمیزی ہے۔میں نے کیا کیا ہے؟"خضر نے رفتار بڑھا دی۔

"دُعا چلو!"وہ آہستگی سے بولا تھا۔۔

"میں نے کچھ کہا بھی نہیں اور وہ۔۔"

خضر ان سنی کرتے چلتا رہا۔ایئرپورٹ پہ اُسے پھر چند معروف ماڈلز بھی دکھی تھیں۔۔اُنہیں دیکھتے وہ خضر سے کہنے لگی۔

"اتنا تھوپ کر بھی بس ٹھیک لگ رہی ہیں۔۔۔اور میں۔میں تو بس ذرا سا میک اپ کرتی ہوں۔میری اتنی اعلیٰ تصویریں آجاتی ہیں۔۔۔اگر میں بھی اِن کی طرح میک اپ کروں۔میں

تو قیامت لگوں۔۔۔"

خضر سر جھکائے چلتے ہوئے بولا۔

"استغفراللہ۔۔کیا بول رہی ہو دُعا۔۔"

مالدیپ جانے والے وہاں بہت سے رَ نگے نو بیاہتا جوڑے اُس نے دیکھے۔۔

بیویوں نے شوہروں کو زوؤں سے مضبوطی سے تھاما ہوا تھا۔

دُعا کہے بنا رہ نہیں پ ئی۔

"یقیناً نئی نئی شادی ہوئی ہے۔۔۔ویسے چا ۔۔"دُعا نے چہرے کا زاویہ ذرا بگاڑا۔

"یہ جو ایسے بیگمات شوہروں کو کھینچ کر گھومتی رہتی ہیں۔۔ یہ ایسا کیوں کرتی ہیں؟ بھئی تمہارا ہی شوہر ہے۔حوصلہ کرو

بی بی!"

خضر خاموشی سے اُس کی سُنتا رہا۔۔وہ پہلی مرتبہ سفر پہ جا رہی تھی۔۔راستے میں رَ رَ کے لوگ اُسے دیکھنے کو مل رہے تھے۔۔اُس کے لیے یہ تھا۔ خضر کے لئے اِس میں کوئی نئی ت نہیں تھی۔چار سے پنچ سال میں وہ بہت کچھ دیکھ چکا تھا۔۔اب کچھ عجیب اُس کے لیے عجیب نہیں تھا۔ دُعا کے لئے وہ عجیب بہت ہی عجیب تھا۔۔

☆.....☆.....☆

مالدیپ جل پ یوں کی دُ ۔۔ یوں کی کو کہا جا ہے۔۔

د کے پ امن مقامات میں سے ای ملک۔

مالدیپ دُ کا سے چھوٹ مسلمان ملک ہے۔۔مالدیپ ، پ مشتمل ای ری ہے جو بحر ہند میں واقع ہے۔یہ بھارت کے لکادیپ کے جنوب میں، جبکہ سری لنکا سے

تقریباً سات سوکلو ٹ جنوب مغرب میں واقع ہے۔۔سیا ت کے حوالے سے مالد ی پ د
بھر میں ممتاز مقام ر ت ہے۔ وہاں ملکی معیشت سیا ت کے علاوہ ماہی گیری پ انحصار کرتی
ہے۔مالد ی پ کوا ی جلاوطن کردہ بھارتی شہزادے نے آ ب د کیا تھا۔۔بھارتی شہزادے کے
ب پ نے اپنی کسی خفگی کے ب ب اُسے جلاوطن کر کے مالد ی پ بھیج د ی تھا۔۔ا ی وقت تھا وہاں
سورج چا ن ستارے کو دیو ت ما ن جا ت تھا۔۔اور آج ا ی وقت تھا کہ مالد ی پ کا شمار د کے مذہبی
مما لک میں ہو ت تھا۔۔مالد ی پ میں اسلام کی اشا ت ب رھویں صدی میں عرب ت ب وں کی
آمد کے ب ب ہوئی تھی۔عربوں کی آمد سے پہلے وہاں بدھ مت کے پیروکار رہا کرتے
تھے۔۔ عربوں کی آمد کے بعد مالد ی پ کے آ ن ی ب دشاہ نے اسلام قبول کر کے اپنے ن م کے
ساتھ سلطان ن م لکھنا شروع کر د ی تھا۔ مالد ی پ کے مقامی لوگ آج ت اُس دن کا جشن
مناتے ہیں جس دن اُن کے آ ب ء ؒ نے اسلام سے خود کو سرشار کر لیا تھا۔۔مالد ی پ کی ز ب ن
سری ن ملیالم اور ت مل سے ملتی جُلتی ز ب ن ہے۔۔مالد ی پ میں اُن کی عورتوں کے لیے حجاب کو
ضروری سمجھا جا ت ہے۔۔ہاں البتہ سیاحوں کو وہ اپنا مہمان کہتے ہیں اس لیے اُنہیں وہاں
کچھ بھی پہننے کی اجازت ہوتی ہے۔۔۔د کا پہلا پ نی کے تحت کابینہ اجلاس بھی اِسی ملک میں
ہوا تھا۔۔مالد ی پ کو آبِ عالم بھی کہا جا ت ہے۔۔جہاں ب ھر جاؤ ب ھر دیکھو پ نی ہی پ نی
د یکھنے کو ملتا ہے۔۔

دُعا کو پہلی مرتبہ سفر کرنے کی excitement ہی اتنی تھی کہ وہ جیسے ہر چیز بھول گئی تھی۔۔خضر
جہاز کی جا ن ب جاتے سوچ رہا تھا۔

"مجھے نہیں سمجھ آ ت ۔۔۔ہم یہ چھپ چھپانے والی حرکتیں کیوں کر رہے ہیں؟ ی ر۔۔"

وہ دبے دبے غصے سے خود کو کوس رہا تھا۔۔

"ٹھیک کہتا ہے زین۔۔ہم دُ کے پہلے میاں بیوی ہیں۔۔جو چھپ چھپا کر ملتے ہیں۔۔"

جیسے وہ جہاز میں داخل ہوئے۔دُعا کا چہرہ سرخ ہو یـ۔

"او گاڈ!" اُسے یقین نہیں آ رہا تھا وہ پ کستان سے ب ہر جا رہی تھی۔

ایئر ہوسٹس نے اُسے خوش آمد ی کہا۔

خضر دُعا کو پیچھے سےَ دن سے پکڑے آگے بڑھا۔

"چلو!"

بنس کلاس میں دُعا یـ پ بیٹھی۔

"میں ب ہر جا رہی ہوں۔۔"

چہرے پ مسکراہٹ جم گئی تھی۔ ہر دوسرے لمحے بعد بتیسی ب ہر نکل رہی تھی۔ ہرنی آنکھوں میں ستارے تھے۔۔وہ سر گھما گھما کرَ دو پیش کا جا ئزہ لے رہی تھی۔

ٹیک آف کا وقت تھا۔

دُعا او پ اُڑتے جہاز کی کھڑکی سے دیکھتے اپنے میں مشغول آہستگی سے بول رہی تھی۔۔

"اوا او پ جا رہا ہے!!"

"چا بتمہیں تو بڑا مزہ آتا ہو گا سفر کرنے کا ہے؟"

اُفق سے اُسے ب دلوں کے ہالوں میں دُھندلا ہو کر چھپتا ہوا اپنا کراچی آ رہا تھا۔خضر کی پیشانی ناراضی سے شکن آلود تھی۔۔

"واؤ۔۔۔"

خضر ہاتھ میں یـ ین پکڑے اپنی بیزاری کو چھپا رہا تھا۔

"چا ہم واقعی مالدیـ پ جا رہے ہیں؟"

دُعا نے یکدم پوچھا تھا۔خضر نے کنکھیوں سے سامنے بیٹھے ای آدمی کو اپنے خا ان سمیت دیکھا۔

وہ شہر کراچی کا معروف ۔ تھا۔خضر احتجاجاً مسکرائے دھیرے سے بولا۔

"دُعا بس بہت ہو ۔انف ۔"

ساتھ بیٹھے اُن دو لوگوں کے ۔ ت ای دوسرے سے ۔ لکل مختلف تھے۔۔وہ جہاز کے سفر کا عادی تھا۔اُس کے لیے یہ ۔ ذریعہ وحمل تھا۔۔ دُعا کے لیے اڈ وینچر۔۔ای بہترین اڈ وینچر۔۔۔ساڑھے چار گھنٹے کا سفر طے کر کے وہ مالدی پ کے دارالحکومت مالے میں واقع Velana انٹرنیشنل ایئرپورٹ پہنچے تھے۔۔دُعا متحیر وں سے دن گھما کر دا ۔ دیکھ رہی تھی۔۔خضر نے اُس کا سر پکڑ کر روبوٹ کی ما آہستگی سے موڑتے سنگینی سے کہا۔۔

"سیدھا۔۔سیدھا۔"

ایئرپورٹ پ اُنہیں ری ورٹ والے ی آئے تھے۔۔یہاں سے آگے اُنہیں اپنے ۔ شدہ ۔ یے کے لیے روانہ ہو تھا۔وہ اُن کے ساتھ سمندر کی جا ۔ چلے آرہے تھے۔۔جہاں سے اُنہیں سمندری جہاز میں بیٹھنا تھا۔وہ سمندری جہاز د میں ہوائی جہاز کی شکل و صورت کا تھا۔۔

ضرورت پڑنے پ پنی میں بھی چل پڑ تھا۔۔جسے Maldivian air taxi بھی کہتے تھے۔.دُعا خائف ہوتے سرگوشی کرتے خضر کے کان میں بولی۔۔

" کہیں یہ ہمیں فلمز میں جیسے ہوتا ہے۔۔ویسے لے کر جا کر اغواہ تو نہیں کرلیں گے؟"

خضر نے ۔ ہمی سے اُسے دیکھتے کہا۔۔

"Don't be so stupid Dua!"

تو بلا آ وہ اپنی منزل پہنچ گئے تھے۔۔ ریل اور اگھن گھاس کی سوہنی سوہنی مہک نے سارے ۔ یے کو اپنی فت میں جکڑ رکھا تھا۔۔ مالدیپ کی مشہورِ ہونے کی وجہ اُس کے ۔ ریل بھی ہیں۔۔ وہاں جگہ جگہ ریل کے درختوں کا احاطہ تھا۔۔ جہاں جہاں وہ گھماتی چمکتا شفاف اُسے ا ار کا پنی ہی پنی آ ۔۔ پل پ بنے خوبصورت جھونپڑے جنہیں دیکھ کر آنکھیں چندھیا جاتی تھیں۔۔ وہ پل پ سے رتے جا رہے تھے اُس نے کسی خیال سے دن جھکا کر پنی میں دیکھا تو بیتحاشا گولڈ فشز چہرہ ہر نکال نکال کر اُسے رہی تھیں۔۔ وہ چونکیں۔۔ اور ذرا آگے بڑھی تو وہ بھی اُس کے ساتھ بڑھنے لگیں۔۔۔ انتہائی من موہ والا منظر تھا۔۔ اُس نے دن موڑ کر دیکھا تو اُسے ای دم سے پنی سبزی مائل ہوتا محسوس ہوا۔۔ اُس نے بغور پتے یں سکیڑ کر دیکھا۔ تو معلوم ہوا وہ کچھوے تھے۔۔

ننھے ننھے کچھوے تیرتے ہوئے اُن کے پیچھے چلے آ رہے تھے۔ دُعا نے بیاختیار سرخ ہوتے رخساروں سے کہا۔۔

"Aww.. Baby Turtles!"

اُس سے اُن بچوں کو دیکھ کر رہا نہیں یا اور اُس نے فٹافٹ اپنے پس سے اپنا انسٹینٹ کیمرہ نکال کر اُن کی تصویر اتاری۔۔۔ ا ر وہ اپنے جھونپڑے میں ہوئے تو ا رکا منظر ہر کے عکس تھا۔۔ ا رسے وہ ای دو روم اپارٹمنٹ اور لاؤنج تھا۔۔ مدھم روشنی۔۔ اعلیٰ قسم کا ساز و سامان۔۔ اور ای بڑی سی کھڑکی جہاں سے اُ اور ڈوبتا ہوا سورج دکھائی دیتا تھا۔ جھونپڑے کا فرش کرسٹل تھا۔ نیچے سے ا ار پنی صاف اُنہیں دکھائی دے رہا تھا۔

دو پہر کو کچھ دی آرام کیا اور پھر تیار ہو کر تفریح کے لیے کا پو ام بنایا۔ دُعا کو خضر نے جو کچھ

پہننے کے لیے تحائف دیے تھے وہ ہمیشہ اُنہیں سنبھال لیتی تھی وہ ہوتے ہی اس قدر مہنگے اور اعلیٰ تھے کہ اُس کا اُنہیں یوں عام استعمال کرنے کا دل نہیں چاہتا تھا۔۔ اب وقت مل َ یا تھا۔۔وہ کاٹن کی اسکن کلر کی پ‍یِ اور پھولدار میکسی میں ملبوس تھی۔۔سر پ میچنگ اسکارف ت سے لیا ہوا تھا۔۔کندھے پ میچنگ پ س ٹ یِ تھا۔۔پیروں میں ٹ سینڈلز۔اور چہرہ ہمیشہ کی طرح سادہ۔۔خضر لاؤنج میں کھڑا اسفید شرٹ اسکن پینٹ میں ملبوس اُس کا منتظر تھا۔۔وہ کمرے کا دروازہ کھول کر دوڑی چلی آئی اور اُس نے شوخ ہوتے ذرا مسکرا کر دور سے اپنا ہاتھ بڑھا کر ہلا یِ۔۔قریِ آئی تو خضر نے مسکراہٹ د تے اُس کا ہاتھ تھام لیا۔۔پہلے وہ سمندر کنارے آئے تھے۔۔دورت یں گھماتے وہ سمندر کو دیکھتے بولی۔۔

"پیسٹل ٹ ۔۔سی تھیراپی سے بہتر کوئی تھیراپی نہیں۔۔"

آبی رَ پنی میں وہ زور سے اپنے پیر مارتے چہکی۔۔

"Let me be a Mermaid Maldives!"

منچلی فضا نے کانوں میں جیسے سرگوشی کی۔

"You are meant to be a star of sky."

کچھ دِ اُنہوں نے وہیں نِ کا سوچا تھا۔۔دُعا ریل ہاتھ میں پکڑے لبوں سے اسٹرا لگائے سیاحوں کو آت جات دیکھ رہی تھی۔۔خضر آنکھوں پ بھورا چشمہ لگائے ہمیشہ کی طرح خاموش بیٹھا پ سکون اور پ سکوت لگتا تھا۔۔دُعا نے پ س پڑی پلیٹ میں سے نکال کر کھائی اور پھر اُٹھا یِ۔۔ َ دو آئے تھے۔اور پہلا وہ کھا چکی تھی۔۔خضر نے ذرا غصے سے چشمے کے پیچھے سے اُسے دیکھا اور پھر یں موڑ لیں۔اُسے سامنے کافی فاصلے پ بیٹھا ایِ نو بیاہتا جوڑا آ ی جو کھا شئیر کر کے کھا رہا تھا۔حتیٰ کہ ایِ ہی ریل جوس بھی شئیر کر رہے تھے۔۔ہاں۔۔ لکل

ویسے جیسے ہم فلموں میں دیکھتے تھے۔۔۔خضر کے لبوں پہ ایک شریر مسکراہٹ دوڑ گئی۔۔خضر نے اُنہیں دیکھتے دُعا کو مخاطب کیا۔۔

"دُعا وہاں دیکھو جہاں میں دیکھ رہا ہوں۔۔" اُس نے بَ سے بھرے منہ سے اُنہیں دیکھا اور منہ سے پ ُپ لگایا۔۔خضر نے اُسے بڑی ادا سے دیکھتے چھیڑ کر کہا۔۔"ڈیڈ کڈ بی اس۔۔ تمہارا پیٹ نہیں کنواں ہے۔۔"

دُعا نے بَ چبا کر حلق سے اتارتے ہاتھ جھلا کر کہا۔۔

"آغاز میں لوگ اِسی طرح خوش طبعی سے ملتے ہیں۔۔"

خضر نے جھرجھری لیتے اُسے دیکھا۔۔

"تمہیں کوئی اندازہ ہے۔۔کہ تم ابھی تک کتنے بَ اور آلو کھا چکی ہو؟"

دُعا نے ذرا چونک کر پھٹتے دیدوں سے اُسے دیکھا۔۔

"تم میرے نوالے گنتے ہو؟" دُعا کو غصہ پڑھا۔۔

"Why do you always have to be so disgusting.. haan?"

خضر کو ہنسی آئی تو رُخ موڑ لیا۔۔کھانا اُس نے پھر بند کیا۔ بَ تک پلیٹ چمک گئی۔۔خضر کے موبائل پہ پیغام والی گھنٹی بجی تو اُس نے موبائل پکڑا۔دُعا نے ذرا سر آگے بڑھا کر دیکھا تو اُس کے سر کے پیچھے اسکرین چھپ گئی۔۔خضر خفا ہوتے بولا۔۔"لو تم دیکھ لو پہلے!"

دُعا نے پیچھے سر ہٹاتے معذرت خواہانہ انداز میں کہا۔

"سوری۔" اُس نے سر پیچھے ہٹایا تو اُس نے وپ پہ پیغام پڑھا۔

"بوجھو تو جانے گا کے ہاں بیٹا ہوا تو کیا کہلایا؟"

زین کا میسج تھا۔خضر ٹائپ کرنے لگا۔اور تین میسج یکدم آئے۔

"Cow"Boy!"

دُعا نے چہرے کے زاویے بگاڑتے کہا۔۔

" کس قدر cancerous قسم کا humor ہے اِس کا۔"

کچھ سوچتے وہ بولی۔۔

"ویسے میں نے تو سُنا تھا یہاں کافی ننگ دھڑ لوگ آتے ہیں؟"

وہ تجسس سے اِدھر اُدھر دیکھتے کہہ رہی تھی۔۔خضر ریل کے در سے ٹیک لگاتے بولا۔۔

"سیزن آؤٹ ہونے والا ہے۔۔"

دُعا نے کچھ سوچتے سر ہلا۔۔

"اچھا۔"

"اور سستا a ھی ہو ہے۔۔"

دُعا جل گئی۔۔۔دل تو چاہتا تھا ابھی کے ابھی مر جائے ی اُسے مار دے۔۔

تبھی وہ جوابی حملہ کرتے بولی۔۔

"ویسے میں نے سُنا تھا کہ یہاں سارا سال سیاح آتے ہیں۔۔اور یہاں آنے کا بہترین موسم فروری ہے۔جبھی فروری میں یہ ز دہ مہنگا ہو جا ہے۔۔"

خضر چونکا۔

ساتھ ہی وہ محظوظ ہوتے کہنے لگی۔۔

"اور میں نے تو Maldivian language کے کچھ الفاظ بھی سیکھے ہیں۔۔"

خضر نے ٹھٹھک کر اُسے دیکھا۔دُعا نے کھولے۔۔تو خضر نے فوراً اُس کے منہ پہ ہاتھ رکھ کر بولا۔۔

"پ پ !" وہ جا تھا کہ وہ کیا کہنے والی تھی۔۔دُعا نے مسکراتی آنکھوں سے اُسے دیکھتے انگلی دکھائی۔۔

معنیٰ تھا ای شرط۔۔خضر نے ہاتھ ہٹاتے سنجیدگی سے پوچھا۔۔

"ھمم؟"

دُعا نے پس سے رتے غبارے والے کی جا اشارہ کرتے کہا۔۔

"ای لے دو۔"

اُس نے اثبات میں سر ہلا دی۔۔

"او کے۔۔۔" ساتھ ہی اُس نے اُسے تنبیہ کی۔

"اِس کے بعد کوشش بھی مت کر۔۔"

دُعا نے ڑی بعداری سے سر ہلا دی۔۔اُس نے اُس غبارے والے سے ای اسٹار فِش والا غبارہ یہ اور دُعا کی جا آی۔۔تبھی دُعا زور سے ئی۔۔۔

"وراہ لوبی وے چا !!"

(مجھے تم سے محبت ہے چا !!)

جھٹکا کھا کر خضر کے کان سرخ ہو گئے۔۔۔اُسے کانوں سے دھواں محسوس ہوا۔۔

"دُعا!!" وہ قت بول پ تھا۔۔قری بیٹھے سیاح اُن کی جا متوجہ ہوئے۔۔ہ محظوظ ہوتے ئی۔۔

"وراہ لوبی وے چا !!"

یہ کہتے وہ اُٹھی اور وہ شرمندگی سے ننگے پیر دوڑا۔۔

"وراہ لوبی وے!!"

وہ ہاتھ میں غبارہ لہراتے م و ئم دودھیار ے پ دوڑ رہا تھا۔۔

"شٹ اپ دُعا!!"

اور وہ اُس کے پیچھے پھر سے ئی۔

"ورالوبی وے!!"

ری ورٹ کی مینجمنٹ اور سیاحوں نے یہ منظر دیکھ کر فلک شگاف قہقہے لگائے۔۔۔

☆.....☆.....☆

سیاہ سہانی رات نے ستاروں کا دوشالہ اوڑھ رکھا تھا۔۔قری میں ریل کا جھکا ہوا در ت سنہری فیری لائ ٹ سے لِپٹا ہوا تھا۔۔شامینے تلے ای فلیٹ میز پ ڑی تھی۔۔۔۔اردَ در ت پ بیتہاشا کینڈل لیمپ پ ڑے تھے۔۔چاروں کناروں پ کندیلیں اور مشالیں تھیں۔۔خضر ای ہاتھ میں ای ڑی سی البم اور دوسرے ہاتھ میں یف کیس پکڑے اماں اماں شامیانے کی جا جا رہا تھا۔۔۔پیچھے دُعا ہاتھ میں کتاب پکڑے اُس کا تعاقب کر رہی تھی۔۔اُس نے وہ البم اور یف کیس میز پ رکھا اور ٹ ں کے بل بیٹھا۔۔بغور دیکھا تو وہ البم نہیں بلکہ ای ہزار تی پ نل ڈا ی تھی۔۔جس پ قدیم زمانے کی لکھائی میں میری لکھا تھا۔۔خضر نے اُس ڈا ی کو کھولا۔۔

اُس کا ای طرف کا صفحہ سمندری قذافوں کے استعمال ہونے والے خطوط جیسا تھا اور دوسری جا تصو لگانے کی جگہ تھی۔۔

وہ دُعا کے کمرے کی دیوار پ لگی سبھی تصو یں اُ ٹ رلا ی تھا۔۔دُعا اُس کے رو و بیٹھی۔وہ اپنی کتاب کھولتے پوچھنے لگی۔

"یہ تصو یں یہاں کیوں لائے؟"

وہ صفحے اُ ٹ لگی۔

" کیو ہم جلد اسکوا ئ چھوڑ رہے ہیں۔" دُعا کے ہاتھ سے کتاب چُھوٹ کر ی۔۔

خضر نے یکدم اُسے دیکھا۔۔

" کیا ہوَ ی ہے چھوڑ تو تھا ۔"

دُعا بے اختیار ہوئی۔

" تم نے مجھ سے مشورہ بھی نہیں کیا؟"

خضر نے سپاٹ چہرے سے اُسے دیکھتے میز پ کہنیاں جمالیں۔

" کل تم نے کیا کہا تھا؟"

دُعا کو فوراً ی دآ ی۔

" . اپنی کرنی ہوتی ہے تو اپنی کیا کرو۔۔"

دُعا خاموش ہوگئی۔۔وہ یں جھکا کر صفحے اُ ٹ لگی۔ خضر نے . یف کیس کھول کر انگلیوں کی پوروں سے تصو یں آگے پیچھے گھما شروع کر دیں۔۔

"فلیٹ کرائے پ دے رہا ہوں۔۔ا ء اللہ اس سال کے آ میں شفٹ کر لیں گے۔۔ مجھے پتا ہے تم . تی ہورہی ہو۔ یہ تو ہو ہی تھا۔ میں یہ بھی جا ہوں۔ اسکوا ئ میں ہم نے بہت ی دیں بنائی ہیں۔ لیکن کیا کریں۔ یہ بھی ضروری ہے۔۔اب ہمیں پ ائیوسی کی ضرورت ہے۔۔نہیں تو. دیکھو کوئی بھی میڈ ی والا اسکوا ئ میں داخل ہو جا ہے۔"

خضر ڈا ئ ی کے پنے پلٹنے لگا۔۔

" ہم جتنے دن یہاں ہیں۔۔اُتنے وقت میں ہمیں اِن تصاو یوں کو محفوظ کر ہے۔۔"

وہاں بیٹھے بہت سی ی دوں کو اُنھوں نے ی د کیا تھا۔۔ بچھڑی ی دیں جو وقت کے دھاروں میں

کہیں کھو گئی تھیں۔۔وہ اُنہیں یاد آئی تھیں۔۔خضر ایک تصویر پکڑے اُسے دکھا رہا تھا۔۔

"یہ دیکھو۔۔یہ دیکھو امی نے تمہارا ابوائڈ کروا دیا تھا۔۔"

دُعا کتاب سے نظریں ہٹا کر سرا ٹھا کے اُس تصویر کو دیکھتے کہنے لگی۔۔

"ہر انسان کی زندگی میں بعض لمحات ایسے ضرور ہوتے ہیں۔۔جو اُسے کسی بھی مرحلے میں شرمندہ کر دیتے ہیں۔۔میرے لیے یہ ایک وہ لمحہ تھا۔۔"

اُس نے نظریں جھکا لیں۔۔۔

"وہ میڈیکل اسٹوڈنٹ پر جو میمز بنتے ہیں نا۔۔وہ میرے پر فیکٹ بیٹھ رہے ہیں۔۔دیکھو میں یہاں بیٹھ کر بھی پڑھ رہی ہوں۔"

اُس نے نظریں گھما کر ارد گرد پھولوں کی لان کو دیکھا۔۔

وہ ایک دم چہکی۔

"چاند۔۔"خضر ڈائری پر کچھ لکھ رہا تھا۔وہ مصروفیت سے بولا۔

"ہاں؟"

"چاند پرائیویسی پر ہماری پکچر لگاؤنا۔۔۔تاکہ خاص لوگ دیکھ لیں۔۔"

"اچھا۔۔"دُعا نے کچھ سوچتے تنبیہ کی۔۔

"اچھا۔۔بعد میں کچھ مہینے بعد پوسٹ بھی کر دینا۔ صرف ایک ہی۔۔وہ تم کہتے ہو نا۔معیشت کا اصول ہے۔جو چیز عام یا وافر مقدار ہو۔وہ اپنی قدر کھو بیٹھتی ہے۔اِس لیے صرف کبھی کبھی تم میرے ساتھ پکچر لگا سکتے ہو۔۔اور ساتھ میں سوبر سا کیپشن۔کوئی مائی ڈِس مائی ڈیٹ والا سین نہیں۔۔"

خضر مسلسل لکھ رہا تھا۔

"اچھا۔۔"

سمندر کی تلاطم خیز لہروں کا شور ہر طرف سے سنائی دے رہا تھا۔۔

خضر نے تصویر پہ پور رکھی۔۔

"یہ دیکھو ہم نے بلینکٹ فورٹ بنایا تھا۔۔"

دُعا نے سر جھکا کر دیکھا۔۔

"بلینکٹ فورٹ بنانے کا بھی اپنا ہی مزہ تھا۔۔"

تیس طویل۔۔یا دس ہزار۔۔پتا نہیں یہ وقت کہاں گیا تھا۔۔آج اُنہیں سلمبر ا پ پ قدرت کی آوازوں کو سُننے کی ضرورت نہیں تھی۔۔آج وہ خود قدرت کی گود میں تھے۔۔۔

شامیانے تلے مغرب سے آتی ہوا وہاں چند لمحے ٹھہرتی اور پھر لوٹ جاتی۔

"دُعا یہ تصویر دیکھو۔۔"

خضر کوئی تصویر دیکھتے کہہ رہا تھا۔۔

"دیکھو ایک وہ بھی وقت تھا۔ ہمیں سمندر جانے کا کتنا شوق تھا۔۔آہ۔۔زندگی ختم ہو رہی ہے خواہشیں ختم ہو رہی ہیں۔۔ہی ضرورتیں۔۔"

کسی خیال سے اُسے لگا وہ اُس کی سن نہیں رہی تھی۔۔اُس نے سامنے دیکھا۔۔تو چہرہ چادر سے چھپا تھا۔۔سر میز سے لگا تھا۔اُس نے خفگی سے اُسے دیکھتے میں سر ہلایا۔۔

"بن گیا۔ نل ہمارا۔۔"

چاند کی ٹکیہ کہیں کھو رہی تھی۔۔۔

ستارے سحری کی دصبا میں پڑنے لگے تھے۔۔بحری بگلے اُفق پہ جھومتے ہوئے تیز پروازی سے اُڑ رہے تھے۔۔

دُعا نے خمر آلودہ نگاہیں کھولیں۔۔وہ ذرا چونک کر اُٹھی۔سمندر کنارے لال لم ٹنگو جوڑی میں ٹہل رہے تھے۔۔دُعا نے گردن جھکا کر میز سے سر لگانے لگی۔اُس نے ہاتھ دھیرے سے لمبا کرتے انسٹینٹ کیمرہ اُٹھایا اور ہاتھ ذرا اُٹھایا۔سامنے میز پر سر رکھے خضر سو رہا تھا۔

دُعا نے دھیرے سے تصویر اُتاری اور ہاتھ جھکا کر تیزی سے پرنٹ بٹن دبایا۔۔

خضر کو اُس نے سوتے دیکھا تو پاس پڑا قلم اُٹھایا۔۔۔تبھی پکچر باہر نکلی۔۔چہرے پر نیند سے ابھی ابھی بیدار ہونے کے باعث بیتحاشا سُوجن تھی۔۔وہ شریر انداز میں مسکراتے قلم اُس کے پاس لے کر جا رہی تھی۔۔

"ایی!!" وہ آنکھیں موندے سختی سے بولا تو دُعا جھینپ کر ہنس پڑی۔۔

وہ بند آنکھوں سے دیکھنے والا جن تھا۔۔۔اگلے لمحے میز پر دُعا اور خضر کی تصویر نکل کر آئی۔

دُعا نے اب کسی خیال سے آس پاس دیکھا تو مشالیں لیمپ اب بُجھ چکے تھے۔غالباً فجر کا وقت ہو چکا تھا۔تو دن کا آغاز ہو چکا تھا۔۔۔

☆.....☆.....☆

وہ کشتی میں ایک اسٹائل قمیض میں ملبوس سر پر سفید اسکارف اور ساتھ سفید ٹراؤزر پہنے بیٹھی تھی۔اُس کے ساتھ کچھ کم سن لڑکیاں تھیں۔۔۔جنہیں اُس نے کچھ ہی لمحے پہلے اپنی سکھیاں بنایا تھا۔۔۔وہ کشتی کا چپو چلا رہی تھی۔۔۔دور ذرا فاصلے پر پانی پر لگے ہیمک میں خضر بیٹھا گاہے بگاہے اُسے ایک نظر دیکھتا اور پھر کتاب پڑھنے لگ جاتا۔۔

کتاب پر لکھی عبارت اُس نے پڑھی۔۔

"Seasonal affective disorder."

عبارت کی تفصیل پڑھ کر وہ بے دبتے دُعا کو دیکھنے لگا۔

"سردیوں کے . . اِسے seasonal affective disorder ہوَ یَ تھا۔ کچھ بولتی تھی۔ ہنسی تھی۔۔بے تہاشا سستی تھی اور ہر وقت سوتی رہتی تھی۔۔سورج کا بھی ہماری زِ گی میں کتنا اہم کردار ہے۔۔وٹ من ڈی ۔ لو تو ا ن کا کس قدر بیڑا غرق ہو سکتا ہے۔۔اِس لیے جن ممالک میں سورج نہیں ت اُن ممالک میں ڈ کا خطرہ زیَدہ ہوت ہے۔"

کچھ دیَ بعد دُعا ننگے گیلے ریَت سے آلودہ پوَں سے چلتی اُس کی جاَ . چلی آئی۔۔کہا کچھ نہیں بس ساتھ پنی پ بنی پینگ پ بیٹھ گئی۔۔۔اُس نے جتاتی وں سے ذرا اُٹھاتے اُسے دیکھا۔۔

"کیا بَت ہے دُعا؟"

اُس نے بڑی سادگی سے پوچھا تھا۔۔

"تم نے کہا تھا ڈولفن کا رقص دکھانے لے کر چلو گے۔۔"

اُس نے گِلہ کرتے کہا تھا۔خضر نے کتاب بند کرتے کلائی پ وقت دیکھا۔۔

"دوپہر کی فیری ہے۔۔ابھی ٹَم ہے۔"

وہ ہیمک سے چھلاَ لگا کر بَہر نکلا اُس نے اپنی چپل پہنی۔۔

"چلو واک پ چلیں۔"

دُعا جھٹ سے اُٹھ کھڑی ہوئی۔۔۔مالدیَپ کے سمندر کی ایَ بَت بڑی حیرت انگیز تھی۔۔ساحل سمندر کے قریَ . . کوئی ذرا آگے جات تو پنی دو کنارے ہو جات اور جانے والوں کے لیے راہ بن جاتی تھی۔۔۔گویَ کوئی لفٹ۔۔اُن کے پیر کو پنی آ کر چھوت اور یکدم پیچھے ہو جات۔۔دُعا اُس منظر کو دیکھتے یَد کرتے بولی۔۔

"یَد ہے چاَ . . ہم سورہ الکہف پڑھ رہے تھے۔۔ت . اُستاد سے کسی نے پوچھا تھا کہ حضرت

موسیٰ کو حضرت خضر کہیں مالدیپ میں تو نہیں ملے تھے۔۔"

وہ ذرا مسکرا پڑا۔۔اُس نے اثبات میں سر ہلایا۔۔

"ہاں۔۔۔اور اُستاد نے کہا تھا اگر اللہ کو بتانا ہوتا وہ بتا دیتے۔۔نہیں بتایا تو بس نہیں بتایا۔۔

واک کے بعد وہ کچھ لوگوں کو دیکھ رہے تھی جو سمندر میں water-skiing اور diving کر رہے تھے۔۔خضر دُعا کا ہاتھ تھامے بولا۔

"چلو diving کرتے ہیں۔"

دُعا نے ولولہ خیز خضر کو دیکھا۔۔۔تو کہنے لگی۔۔

"جان تمہیں موشن سکنس ہو سکتی ہے۔۔پی۔ایس۔ایل۔۔"

خضر نے ہنوز اُس کا ہاتھ تھامے پلٹ کر اُسے دیکھا۔۔

"موشن سکنس جہاز کے سفر سے بھی ہوتی ہے۔وہ ہوئی؟"

دُعا کچھ کہہ نہیں پائی۔۔۔

Diving کے لیے ریزورٹ کی ٹیم نے اُنہیں تیس منٹ ضرورت کی اشیاہ اور اُن کے کام کرنے کا طریقہ بتایا تھا۔۔

"یہ تو scuba diving ہے۔۔"

دُعا فکرمند ہوئی۔

"جان۔۔دیکھو تم مت کرو۔۔"

خضر نے انکار کر دیا۔

"نہیں۔ہم دونوں کریں گے۔۔"

انسٹرکٹر اُنہیں ایک بورڈ پر بیٹھ کر سمجھا رہا تھا۔

"مسلسل ملتے رہنا ہے۔۔ٹھہرنا نہیں۔۔۔ ۔ لگے سانس بند ہوا و پ کی طرف آ ۔۔"

خضر بڑی توجہ سے اُس کی گفتگو سُن رہا تھا۔۔

چند ہی منٹوں بعد وہ ا نی مچھلی بن گئے تھے۔آنکھوں پر عینک۔ساتھ آکسیجن ماسک لگا یا ہوا تھا۔۔جو کہ پینتالیس منٹ کے لیے کام کر سکتا تھا۔۔

دُعا نے مچھلی کے پیروں کو دیکھا۔۔

"میں مچھلی بن گئی۔۔"

ا کٹر دُعا اور خضر سے کہہ رہا تھا۔

"تو پھر تیار ہو۔۔"

دُعا نے دھڑکتے دل سے خضر کو دیکھا۔

"چا دیکھ لو۔۔"

خضر نے دُعا کو دیکھا۔

"بات سیدھی ہے۔یو جمپ۔آئی جمپ۔۔"

دُعا نے خفگی سے دن موڑ لی۔۔

"چا !"

ا کٹر پیچھے سے گنتی گن کر بجا کر بولا۔

"جمپ!"

اور وہ دونوں ا یک ساتھ کود گئے۔۔۔پانی میں چھلا لگا کر وہ لمحے بھر میں غا ب ہو گئے۔۔۔اُن کے کودنے کے ۔ ۔ پانی میں دا ئرے بننے لگے۔۔

خضر اور دُعا ا یک ساتھ سمندر کی تہہ میں جانے لگے۔۔دونوں کو ا یک دم سے آنکھوں میں پانی

جا۔ محسوس ہوا۔۔دُعا کے پیر زمین پ لگے اور پھر اُٹھے۔دُعا اور خضر ر ی ورٹ کی ٹیم کے ساتھ
رابطے میں تھے۔۔اُنہیں مسلسل مو کیا جا رہا تھا۔۔دُعا کے پ س سے ز ہ پ ٹ مچھلی
ری۔۔

"ز ہ فش۔۔۔" پ نی میں۔ بنا۔۔

بولنے کی کوشش کی۔ بہت مشکل تھا بولنا۔۔

خضر نے آگے ڈھتے دُعا کو ہاتھ سے اشارہ کیا۔۔دُعا نے تیرتے ہوئے جنگلی پتے اور ساحلی
مرجان کو دیکھا۔دُعا اُنہیں چھونے لگی۔خضر نے اُس کا ہاتھ پیچھے کیا۔

"دُعا۔۔" منہ سے بلبلے نکلے۔۔

سمندر کی گہرائی میں۔ وہ سانس ی تو وہ آواز کیف بن کر کانوں میں گونج رہی تھی۔۔اپنی
ہی سا ں کی آواز نے سمندر میں جیسے ا ی آہنگی پیدا کر دی تھی۔۔متحیر کر دینے والی آہنگی تھی
وہ۔۔دھیرے دھیرے وہ تیرتے آگے ڈھی۔۔خضر دھیرے دھیرے سانس لے رہا
تھا۔۔ا کٹر نے اُنہیں سمجھا ی تھا تیز تیز سانس نہیں ی ۔۔۔

دُعا نے نیچے کی جا ۔ جھکتے پوری آنکھیں کھول لیں۔۔سمندر کی تہہ میں اُسے ی پ ڈا
آ ی۔وہ مبہوت سی ی پ کی جا ۔ ہاتھ ڈھا رہی تھی۔۔ ی پ جمی چمکتی ر ی ت پ اُس نے ہاتھ
پھیرا۔خضر اُس کے پیچھے آ ی۔دُعا نے فوراً سے ی پ ہٹا ی۔تو وہ چو کر پیچھے ہوئی۔ ی پ کے
پ س سے تیزی سے سمندری گھوڑا تیر ت ہوا نکلا۔خضر نے دُعا کی پشت تھپکی۔۔

دُعا پلٹی۔۔

سانس ی ن کے ۔ اُن کا گلہ سوکھ رہا تھا۔ ک سے سانس ی ن مشکل تھا اِس لیے منہ سے ہی
سانس ی ن ڈ رہا تھا۔جس ۔ منہ میں سمندر کا نمکین پ نی جا رہا تھا۔۔

بلاشبہ یہ ای قابلِ فراموش تجربہ تھا۔دس سے پندرہ منٹ سمندر میں ارنے کے بعد اُنہیں بلاوا آچکا تھا۔اُن دونوں نے ہاتھ تھامے دھیرے دھیرے او پ اُٹھنا شروع کیا۔ا کٹر اُلٹی گنتی گن رہا تھا۔۔

"دس نو۔۔" دھیرے دھیرے پ نی کا ر اُنہیں ہلکا نیلا ہو محسوس ہو رہا تھا۔او پ جاتے وجود میں عجب سی لہر اُٹھی تھی۔۔۔دھیرے دھیرے وہ سمندر کی سطح پ پہنچے اور دونوں نے یکدم پ نی سے سر نکالا۔پ نی کی بو یں اُڑ کر یں۔۔۔اور کشتی میں کھڑے ا کٹر نے لیاں بجاتے کہا۔۔

"صد آفرین!!"

دُعا نے چشمہ اُ رتے خضر کو دیکھا اور پھر سوچنے لگی۔۔

"میں کتنی غلط تھی۔جو میں یہاں آنے سے انکار کر رہی تھی۔۔۔میں کبھی بھی مالد پ کو نہیں بھولوں گی۔۔یقیناً یہ د nostalgia بن جائے گی۔یقیناً!"

☆.....☆.....☆

وہ آ بلور کی کی ر میکسی میں ملبوس ای دھونی می کشتی میں کونے پ بیٹھی تھی۔جس کے کناروں میں ای آرک سی بنی ہوتی تھی۔۔دھونی عربی طرز کی کشتی تھی۔۔مالدیپوں کی ز ن میں اُسے دھونی کہتے تھے۔۔لوگوں کو اُنہوں نے ماہی گیری کرتے بھی دیکھا۔

خضر دھونی میں کھڑا مچھلی نکالنے کی کوشش کر رہا تھا۔دھونی نے والا شخص وہاں ماہی گیری کروا کر تھا۔دُعا مٹھی ٹھوڑی سے لگائے خضر کو مسکرا کر دیکھ رہی تھی۔درمیانی انگلی پ ہیرا سجا جگمگا رہا تھا۔سورج کی کرن اُس پ تی تو خضر کے چہرے پ روشنی جاتی۔

خضر خفا ہوا۔

"دُعا!!"

دُعا ہنسی۔

"بس کر دو چاچا۔۔نہیں نکلے گی۔۔"

اگلے لمحے خضر کے فشنگ روڈ پہ کھینچ لگی۔۔دُعا چونکی۔

"چاچا مچھلی!!" ماہی گیر خضر سے روڈ لیتے مچھلی نکالنے لگا۔دُعا احتیاط سے اُٹھ کھڑی ہوئی۔

"دکھاؤ۔۔کیا واقعی نکل گئی؟"

چند لمحوں بعد مچھلی باہر نکلی تو دُعا داد دیتے بولی۔

"تم نے واقعی مچھلی پکڑ لی۔۔"

"یہ آپ رکھ لیں۔" ماہی گیر نے اُسے مسکرا کر کہا تھا۔۔۔دُعا جھٹ سے بولی۔۔

"نہیں نہیں اِسے سمندری کھانوں سے الرجی ہے۔۔آپ ہی رکھیں۔"

کشتی سے نکلتے وہ سمندر پہ آئے تو تبھی اُنہیں خضر کو پکارنے کی آواز سنائی دی۔

"خضر!!"

"خضر!" خضر پلٹا اور دُعا یکدم پیچھے ہوگئی۔وہ کنکھیوں سے دیکھ چکی تھی وہ چند کم سن نوجوان لڑکے اور لڑکیاں تھے۔۔یقیناً وہ اُس کے مداح تھے۔۔۔وہ اپنے دائرے سے گھیر چکے تھے۔دُعا اجنبیوں سے اُسے ذرا فاصلے سے دیکھنے کی کوشش کر رہی تھی۔۔ماضی کے جھروکے سے اُس نے کچھ دیکھنا چاہا تھا۔۔وہ شوخ ہوتے اُسے کہہ رہا تھا۔۔

"دیکھنا ایک دن میرے مداحوں کی لائن لگی ہوگی۔۔۔منہ نہیں لگاؤں گا تمہیں۔" یہ کہتے اُس نے اُس کی ناک دبائی۔۔وہ آزردہ ہوتے دل سے پلٹنے لگی۔۔تو کسی نے اُس کا ہاتھ اپنی گرفت میں لیا تھا۔اُس نے چونک کر ذرا گردن موڑ کر دیکھا تو وہ پشت کیے معذرت کرتے

مُڑنے لگا۔۔وہ پلٹا تو اُس کا ہاتھ تھامے چل پڑا۔۔وہ مبہوت جھلملاتی وں سے اُسے ی
لخت دیکھتے چل رہی تھی۔۔۔

(محبت اُسی سی کرو جو کبھی تمہیں ای عام ا ن محسوس ہونے دے۔)

خود کو کمپوز کرتے اُس نے فرماں روانی سے کہا۔۔

"تم سی فوڈ نہیں کھا تو کیا ہوا۔۔میں تو کھاؤں گی۔۔پ ا ن۔۔کر ی۔۔جھینگا مچھلی۔۔اوکٹوپس۔۔کم ی۔۔سیلمون فش اور ۔۔وہ dine underwater restaurant ہیں یہاں۔۔وہاں چلو۔"

اُس ریستوران میں آبی رَ نے ہر سو پ اغا کیا تھا۔۔دا او پ نیچے ا ریم تھا۔۔سیاح کھا تناول فرماتے اور ساتھ ساتھ میں پ کشش مچھلیوں کا رہ کرتے تھے۔۔وہ ہاتھ میں چوپ اِسٹک پکڑے۔۔فرائی کیکڑا چکھتے لطافت سے کہہ رہی تھی۔۔

"ز گی میں کبھی اتنا لذی سی فوڈ نہیں کھای۔" سامنے بیٹھا وہ اپنا تے آور چہرہ چھپا رہا تھا۔۔

"پلیز دُعا اوکٹوپس کی پکچر مت ڈالنا۔ورنہ فتوے لگ جا گے۔۔۔"

دُعا نے اُس کی سُنی ہی نہیں۔۔

"اور یہ اوکٹوپس۔کتنا سوسی ہے۔"

دُعا نے چوپ اسٹک سے جھلملاتے گو ت کو بھورے رَ کی سوس میں ڈبو کر چکھا۔

"ی د ہے اُستاد ۔ ملیشیاء ل سے کھا کر آئے تھے تو اُنہوں نے کتنی تعریف کی تھی۔"

خضر اُچکا۔۔ایسا لگا دل اور کلیجا دونوں منہ میں آ گئے تھے۔۔وہ منہ پ ہاتھ رکھ کر لڑکھڑاتے ہوئے ہر نکل ی۔

دُعا گو ت چباتے بولی۔

"یم چاند ---بہت ہی نم --"

اُس نے سامنے دیکھا۔تو ذرا چو ۔

"چاند کہاں گیا ؟"

اور وہ اچنبھے سے یہاں وہاں دیکھنے لگی -- وہ اُسے کہیں نہیں آیا۔

اگر وہاں اُسے کوئی اور شخص لے کر آتا تو شاید وہ مرنے مرانے آجاتا -- دُعا کی وجہ سے وہ بس کچھ بڑی خاموشی سے سہہ گیا تھا۔

☆.....☆.....☆

خضر ریستوارن کے باہر سر جھٹکے بیٹھا تھا۔ہاتھ میں سوڈا کی بوتل تھی۔دُعا سامنے کندھے پر پرس ڈالے کھڑی کہنے لگی۔

"دیکھو میں نے تم سے پہلے کہا تھا diving مت کرو۔"

خضر نے دُعا کو دیکھا۔

"دُعا میں سوئیمنگ جانتا ہوں --مجھے اندازہ تھا diving کے متعلق --ٹیم کے ساتھ بھی میں بہت بار سوئیمنگ کر چکا ہوں --"

"لیکن یہ diving تھی --"دُعا نے کمر پر ہاتھ رکھ لیا۔

خضر خفا ہوا۔

"دُعا diving سے نہیں ہوا --- بو سے ہوا ہے سی فوڈ کی ۔"

دُعا جھٹ سے بولی --

"استغفراللہ کھانا تھا وہ۔رزق تھا۔حلال تھا۔تمہیں مسئلہ ہے تو کم از کم ایسے تو مت کہو --"

خضر بیزار ہوا۔

"اچھا بس کر دو۔"

دُعا اُس کے ساتھ ن لگی۔

"چلو کچھ کھا لو۔"

دُعا کا ہاتھ پیچھے ریستوران کی جا . دیکھ کر خضر نے پوچھا۔

"یہاں سے؟"

دُعا نے میں سر ہلا ۔

"نہیں۔۔اپنا دلیا اور جو ڈائیٹ چارٹ تھا۔اُسی پ عمل کرو۔"

خضر نے سوڈا کی بوتل منہ سے لگا کر گھو ٹ لیا۔۔

دُعا اُٹھی اور اُس کے شانے پ ہاتھ پ بولی۔۔

"چلو اُٹھو۔۔"

خضر غصہ ضبط کرتے اُٹھا۔۔

دُعا اُس کے ساتھ چلتے ہاتھ . ھنے لگی۔

"ویسے عجیب ہے۔۔کراچی کے لڑکے ہو کر تم سی۔فوڈ نہیں کھاتے۔"

دُعا نے خضر کا چلتے ہوئی سپاٹ چہرہ دیکھا تو .ت . لنے لگی۔۔

"چا کیا واقعی ہم اسکوا چھوڑ دیں گے؟"

خضر نے شانے اچکا کر پوچھا۔

"کیا ہمارے پ س اور کوئی حل ہے؟"

خضر ہرنی آنکھوں پ ڑیں۔دُعا نے کچھ سوچتے سر جھکا لیا۔

"نہیں حل تو نہیں ہے۔۔۔ اسکوا چھوڑنے کا دل نہیں چاہتا۔۔رضیہ آ انکل ہارون

آمنہ۔۔ ۔ ۔ کتنے ی دآ گے۔۔اور اب تو عفیفہ بھی اسکوائ میں آ جائے گی۔۔اور مریم بھی۔۔اور ہم۔۔"

خضر ساتھ چلتے کہنے لگا۔

"دُعا ہر قسم کی صورتحال کے لیے تیار رہتے ہیں۔ ہر قسم کی صورتحال کے لیے خود کو تیار ر ہیں۔۔ یہ کچھ ایسا ہے جس پ میں ایموشنل نہیں ہوسکتا۔ میرے لیے میرے گھر والوں کی سیفٹی پہلے آتی ہے۔۔"

دُعا نے بے بسی سے اُسے دیکھا اور کچھ دی کے لئے چُپ سادھ لی۔۔۔وہ جا تھی۔اِس معاملے کے متعلق وہ اُسے کچھ نہیں سمجھا سکتی تھی۔۔

☆.....☆.....☆

سہ پہر کی زرد دھوپ میں وہ زرد ستارے فیری میں پ ھ رہے تھے۔۔ہاتھ میں خضر نے ڈولفن کو کھلانے کے لیے پکڑی جسے دکھا کر وہ بولا۔

"پلیز دُعا اِس کو مت کھا ۔۔"

کہتے تھے مالدی پ آ کر اَ ڈولفن کا رقص ۔ دیکھا تو مطلب کچھ ۔ دیکھا۔۔

ذرا فیری آگے آئی تو شو کے وقت کے مطابق ڈولفن پ نی سے اپنا چہرہ نکال کر اُچھلی۔فیری سے کسی نے ۔ل پھینکا تو اُس نے اپنی دم سے اُسے مارا اور اُچھل کر ۔ل دوسری جا ۔ جانے لگا تو اُس نے دوسری جا ۔ سے ۔ل کو مارا۔۔اعلیٰ قسم کے کرت ۔ دکھا کر وہ فیری کے قری ۔ آئی۔۔ ۔ نے اُسے کچھ ۔ کچھ کھانے کے لیے ڈالا تھا۔۔دُعا اُسے وی گی سے دیکھتے کہنے لگی۔۔

"۔ ت البحر تم واقعی ۔ ت البحر ہو!!!"

چند لمحوں میں ۔ رانِ رحمت ۔ سننے لگی ۔۔ڈولفن شو اختتام پہنچ َ ی تھا۔۔وہ فیری سے اُ تے تو خضر نے ای اور سفر کی خواہش کی ۔۔

☆.....☆.....☆

وہ سمندر کی تہہ میں glass bottom boat میں بیٹھے تھے ۔۔ Glass bottom boat دراصل وہ کشتی ہوتی ہے ۔۔جو او پ سے بھی بند ہوتی ہے۔اور وہ سمندر کی تہہ میں جاتی ہے ۔۔اُس کا دا ۔ او پ نیچے ٹ انسپر ٹ شیشہ لگا ہوت ہے ۔۔جس سے ہم ا رب بیٹھے ۔ ہر تیرنے والے سمندری جانوروں کو دیکھ تے ہیں ۔۔بعض نو بیاہتا جوڑے تو وہاں پ نی کے ا رجا کر اپنا فوٹو شوٹ بھی کروا ی کرتے تھے ۔۔اور بعض من چلے تو اپنی شادی کی پوری تقر ی ۔ تہہ سمندر میں کیا کرتے تھے ۔۔اپنے قر ی ۔ سے دُعا نے مچھلیوں کو تیزی سے َ رتے دیکھا تو لبوں پ تبسم آ ی ۔۔ننھے ننھے در ئی گھوڑے بھی سے َ ر رہے تھے ۔۔آنکھیں قدرت کے حسین روں سے جگمگا رہی تھیں ۔۔وہ خواب آور ا ازمیں کہتے بولی ۔۔

"چا قدرت کتنی خوبصورت ہے !!"

اُس نے اکتفا کیا تھا ۔۔۔

"ہاں !!"

تبھی رنگی سنہرے ساحلی مرجانی جل پتھر (coral reef) اُسے دکھے ۔۔۔

ستارہ مچھلی دھیرے دھیرے ہوا میں تیرتے پتھر پ بیٹھ رہی تھی ۔۔ ہر میں ای الگ رہ تھا۔جیلی فش تیزی سے اُن کے سامنے سے َ رہی تھیں۔اُن کے جانے کے ۔ ۔ پودے تیزی سے پ نی میں لہرا رہے تھے ۔۔

"ای رپورٹ پ ڑھ رہا تھا۔جس کے مطابق جیلی فش پ نی کو آلودہ کرتی ہے۔یہ پ نی کا درجہ

حرارت بڑھاتی ہے۔اور انسانوں کے لیے انتہائی مہلک ہوتی ہے۔اِسے یہاں نہیں ہونا چاہیے۔یہ سیاحت اور معیشت کے لیے نہیں ٹھیک۔"

دُعا اُسے انداز کرتے گھما کر بغور مچھلیوں کو دیکھنے لگی۔وہ سانس لیتیں تو پانی میں چھوٹے چھوٹے حباب بنتے۔۔۔

اُستاد کہتے تھے۔۔ہم کو زندگی میں کبھی نہ کبھی سیاحت کے لیے ضرور جانا چاہیے۔۔قدرت کو دیکھ کر ہمارا ایمان اُس پر پہلے سے بھی زیادہ مضبوط ہوجاتا ہے تبھی تو اُس نے اپنی کتاب میں پہاڑوں آسمانوں زمینوں بادلوں اور بےتحاشا چیزوں کا ذکر کیا ہے کہ انسان جا کر اُس کی تخلیق کو دیکھے کائنات کے چھپے ہوئے احسان کو تلاشے۔۔تاکہ اُس کی عقل سے گمراہی کے پردے چاک ہوں۔۔وہ خود کو اور اپنی حقیقت کو پہچانے۔

دُعا نے مرجانی جل پتھر دیکھے تو فوراً اُسے بولی۔

"اِن کے کلرز دیکھو جانا۔"

مرجانی جل پتھر قدرت کا بڑا سے دلکش اور زرخیز سمندری جانوروں کا مسکن ہے۔۔اِسی سے مونگے کے پتھر نکلا کرتے ہیں۔۔مونگے کا پتھر مرجان درختوں سے حاصل کیا جاتا ہے جو کہ سمندر کے چھوٹے جانداروں کے ذریعے پانی میں پیدا ہوتا ہے۔۔

خضر بغور اُنہیں دیکھتے دُعا سے مخاطب ہوا۔۔

"جانتی ہو۔۔اسی فیصد آکسیجن ہمیں سمندر سے ملتی ہے۔۔۔اور سائنس دان کے مطابق سمندر ۹۰ فیصد گرین ہاؤس گیس کے نوج کی گرمی کو جذب کرتے ہیں۔۔اور یہ دنیا سیارے کے لیے کسی بم سے کم نہیں ہے۔۔یہ ہیروشیما میں ہونے والے دھماکے کے 1.5 سائنس بم کے برابر ہے۔۔اِس لیے coral reefs مرجھا رہے ہیں۔۔سمندری جانور ہجرت کر رہے

ہیں۔۔اور اب قیمتی پتھر اور موتی نہیں بن پ رہے۔۔۔"

دُعا نے سادگی سے اُسے دیکھا۔

"چا تم اِسے بھی معیشت سے جوڑ رہے ہو؟"

خضر نے بے ث چہرے سے اُسے دیکھتے کہا۔

"ب لکل!"

دُعا نے کچھ سوچتے رُخ موڑ لیا۔۔

"ہر جگہ ا ن معیشت کے متعلق کیسے سوچ سکتا ہے؟"

خضر نے اُسے دیکھا۔

"یہ علم کا مجھ پ حق ہے۔ جو حاصل کیا۔ اُس پ ت ب کروں۔"

دُعا نے کنکھیوں سے اُسے دیکھا۔

"لگتا ہے تمہیں معیشت پسند آ گئی ہے۔"

لبوں پ سنجیدہ مسکراہٹ تھی۔ وہ پینٹ کی جیبوں میں ہاتھ پھنسانے لگا۔

"شروع میں خشک مضمون لگتا تھا۔۔ اتنا ب انہیں ہے جتنا لوگ سمجھتے ہیں۔ میں ب ب ریٹا ئ ہوں گا پھر ایف۔ فِل کروں گا۔"

دُعا نے ہاتھ ب ڈھ کر دی ے گھماتے کہا۔

"کیا کیا کرو گے ریٹا ئ منٹ کے بعد؟"

☆.....☆.....☆

"کیا وقت ہو رہا ہے؟"

دُعا پھول دار پ ٹ کی تیز گلابی شرٹ اور سفید ٹ اؤزر میں ملبوس پلنگ پ بیٹھی تھی۔۔ سر کے ب ل

گیلے تھے۔۔ پ س کتاب پ ڑی تھی۔۔سامنے تکیے کے ساتھ کھڑا کر کے اُس نے مو ب رکھا تھا جس پ نور ماہ کی وڈیو کال چل رہی تھی۔۔۔دُعا نے دوسرا تکیہ گود میں ی ت اُسے دیکھا۔

" پ کستان اور مالد ی پ کے وقت میں کوئی فرق نہیں!"

نور ماہ نے مسکر کر دلچسپی سے پوچھا۔

" کیسا ہے مالد ی پ ؟"

دُعا بتانے لگی۔

"بہت پیارا ہے۔، ۔ یوں کی دُ ہے۔۔99% پ نی ہے۔۔

ابھی تصو یں بھیجتی ہوں۔اور وڈیوز بھی۔ پتا ہے آج ہم نے diving کی۔۔بہت مزہ آ ی۔اُس کی وڈیو بھی بھیجتی ہوں۔۔"

بے تہاشا خیالات ا ی وقت میں اُس کے ذہن پ اُ ت رہے تھے۔۔

" آج ڈولفن شو دیکھا اب کل وھیل شو دیکھیں گے پھر کل مالے کچھ ت ر مقامات دیکھنے جا ۔ ہے۔۔وہاں ت ر میوزیم اور مسجد ہے۔۔اور کہتے ہیں۔ری ورٹ سے زی دہ مزے کا کھا ۔ مالے کے لوکل ریستورانوں کا ہے۔مالے مالد ی پ کا دارالحکومت ہے۔۔۔یہاں کے لوگ چینی جیسے لگتے ہیں۔ پ بس دیکھنے میں۔۔بولنے کا ا ۔ از ساؤتھ ا ٹ ین ہے۔۔اور پکے مسلمان ہیں۔اچھا تمہارے لئے میں مالد ی پ کا Souvenir لاؤں گی۔"

نور ماہ اُسے چہکتے دیکھ کر گال سے چہرہ لگاتے کہنے لگی۔

" کیا ب ت ہے بہت فریش لگ رہی ہو؟"

دُعا تیزی سے بولی۔

"ابھی سپا سے سالوں سے آئی تھی مساج کروا کر۔قسم سے لگ رہا ہے ساری تھکاوٹ چھو ہو

گئی۔۔میں جو ایک مہینہ بیٹھ کر مسلسل جھک کر پڑھ رہی تھی۔ ایسا لگنے لگا تھا۔کمر میں درد نکل آیا ہے۔"

دُعا نے کیم بند کرتے اسپیکر کھولا۔۔

"رُکو تصویریں بھیجتی ہوں۔۔"

اُس نے ایک ساتھ اُسے اور عفیفہ کو تصویریں فارورڈ کیں۔۔نورماہ تصویریں دیکھتے بولی۔۔

"یہ فلورل پرنٹڈ ڈریس کتنا شاندار ہے۔"دُعا کسی خیال سے بولی۔

"فلورل سے یاد آیا۔۔تم اپنی شادی پہ فلورل والز لگوانا۔"

نورماہ ہنس پڑی۔۔

"تھینک یو دُعا۔۔"

وہ چند لمحے ٹھہری۔۔

"اچھا کیا چلے گئی۔۔کتنا اسٹریس میں تھی۔"

اور یہ سُنتے دُعا کا سارا موڈ خراب ہو گیا۔۔

"کہاں یار ٹینشن ہے مجھے اب بھی۔۔کتنے لوگوں نے مجھے سمجھایا تھا۔ہاؤس جاب کے بعد دو ہفتے تک آرام کرنا ضروری ہے۔کم از کم ڈھائی مہینے لگیں گے اچھی تیاری میں۔لیکن میں نے ہی جلد بازی کی۔اور خود تو CPSP نے ایک مہینے کا وقفہ کرنے کے بعد پیپر دینے کی اجازت دی ہوئی ہے۔۔دیکھو ذرا۔۔ایسا کرتے ایک مرتبہ بھی نہیں سوچا۔ باقی لوگوں کے بارے میں تو سوچتے۔پتا نہیں مجھے بھی کیا سوجھی تھی۔۔میں کیوں کود پڑی اِس آگ کے دریا میں۔لیکن میں بھی کیا کرتی۔۔اتنا وقت ضائع ہو جاتا۔مجھے لگا خود کو مصروف رکھوں گی۔تو گزشتہ ماہ جو ہوا بھول جاؤں گی۔۔"

نورماہ چند لمحے اُس کی سُن کر خاموش ہوگئی اور پھر کہنے لگی۔

"دُعا کیوں فکر کر رہی ہو؟ ا ء ﷲ ہو جاؤ گی ۔ڈاکٹر بندہ نے بھی تو ایسی ہی تیاری کی تھی۔"

دُعا ۔ تی ہوئی۔

"یار ہر کوئی genius نہیں ہوتا۔دیکھو مجھے پتا ہے۔پھر بھی کتنے آرام سے بیٹھی ہوں۔۔بس دُعا کرو اللہ میرا شمار اُن خوش قسمت لوگوں میں کر دے جو پہلی attempt میں پاس ہو جاتے ہیں۔۔"

نورماہ نے اُمید سے کہا۔

"ا ءاللہ!"

دروازے پر دستک ہوئی۔دُعا نے بے اختیار گردن موڑ کر دیکھا۔دروازہ کُھلا۔دہلیز پر خضر کان سے مو لگائے کھڑا تھا۔

"دُعا امی سے بات کر لو۔پھر اُنہیں آرام کرنا ہے۔۔"

دُعا نے مو کی جانب دیکھا۔

"اچھا نورماہ پھر بات ہو گی۔۔"

اور اُس نے جھٹ سے کال کاٹ دی۔۔

مالے کی بے آرام حر ت پر ۔ یسڑک پر گاڑیاں تیزی سے گزر رہی تھیں۔۔

دُعا لمبی سی سرسوں رنگ سفید اور سیاہ لائنگ اوپن

شرٹ اور سیاہ پینٹ میں ملبوس تھی۔سر پر سفید اسکارف اور آنکھوں پر سیاہ چشمہ پہنا ہوا تھا۔وہ سیاہ پرس کندھے پر ر ت گھبراہٹ سے کسی دکان کے باہر کھڑی تھی۔خضر سر پر سیاہ

ٹوپی۔۔سادہ سفید ٹ اوُزر شرٹ میں ملبوس پ نی کی بوتل پکڑے ہر آ ی۔۔

دُعا نے اُسے دیکھا تو کہنے لگی۔

"کتنے بے چین لوگ ہیں مالے کے۔ای منٹ صبر نہیں کرتے۔گھسا گھسا کر گاڑ ین لے کر جا رہے ہیں۔اور گلیاں دیکھو کتنی تنگ ہیں۔۔بھئی صبر کرلو۔"

خضر نے چہرے کے زاویے چینی کیے۔گال کے پ س جھری پ ڑی۔۔

"اب جو ہے سو ہے۔"

وہ پ نی کی بوتل کھولتے اُس کی جا ب ڑھانے لگا۔

"جو ی اری کرنی ہے کرلو۔"

وہ ی اری کے لیے کسی ڈ وشن پیس کی دُکان پ آئے تھے۔۔دُعا نے سُنا تھا کہ وہاں گھر سجانے کے لیے بہت خوبصورت چیزیں ملتی ہیں۔۔اُس نے ا ر آتے ہی ای کوکو ٹ لیمپ دیکھا جو کہ مالدی پ کے ریستوران اور ر ی ورٹ میں لگا اُس نے دیکھا تھا۔۔اُس نے اُسے دیکھتے سیلز مین سے کہا تھا۔۔

"پیک دِس ون۔۔"دُعا اُس سے کہنے لگی۔

"نئے گھر کے لیے لے رہی ہوں۔۔"

خضر کو ہنسی آئی۔۔وہ ما کہتی ہیں ب اپنا گھر ہوگا تو ب سمجھ آ جائے گی۔ ب خود بخود کرو گی۔ابھی گھر لیا نہیں تھا اور اُس کی تیار ی عروج پ تھیں۔۔ذرا آگے کچھ اور دیکھنے آئی تو اُس کی ں اور ستارہ مچھلیوں سے بنے خواب پکڑ پ گئی۔۔جس پ دھاگے سے لکھا تھا۔۔ڈریم اِٹ ڈو اِٹ۔۔امریکی ثقافت میں کہتے تھے کہ خواب پکڑ رات کو ہمارے بُرے خواب کو اپنی جالی میں پکڑ یتا ہے اور صبح کی پہلی کرن پ ڑتے ہی بُرے خوابوں کو جلا دیتا ہے اور اچھے خوابوں کو

فلٹر کر دیتا ہے۔۔۔ یہ ساری ۔تیں اُس کی سمجھ میں تو نہیں آتی تھیں البتہ گھر سجانے کے لیے وہ کافی خوبصورت تھا اور قیمت بھی اُس کی منا ۔ تھی تو اُس نے اُسے بھی پیک کروانے کا کہا تھا۔ رات کو بیٹھے وہ آدھی سے زا ٔ اپنی ۔نل ڈا ٔی مکمل کر چکے تھے۔۔ پ سوں صبح اُن کی واپسی تھی۔۔ اُس پ یوں کے ۔ٰ یے سے جانے کا تو اُس کا دل نہیں تھا ز ٰ گی یہی تھی۔ ا ن سکون تلا کے لیے چاہے د کے کتنے ہی خوبصورت خطے میں جائے۔۔ چاہے قدرت کے حسن سے لطف ا ٰ وز بھی ہو جائے۔۔ کچھ وقت کے بعد اُس کا دل اُس مایہ نگری سے اچاٹ ہونے لگتا ہے۔۔ وقتی سکون چاہے اُسے مل جائے مستقل سکون اُسے اپنے گھر میں ہی میسر آ ہے۔۔

☆.....☆.....☆

" کل ہم چلیں جا گے اِدھر سے۔۔"

خضر دُعا کے ساتھ ٹ ت کہہ رہا تھا۔

" پھر ہمیشہ کے لیے تمہیں یہی افسوس رہ جائے گا کہ تم نے ۔قی واٹ اسپورٹ ائے نہیں کیا تھا۔۔"

اُس کے سامنے ہی ای بچہ آ ی۔۔ اُسے x-jet packing hydro flight کی ٹیم ای جیکٹ پہنا رہی تھی۔۔ Hydro flight پ نی کی پ واز تھی۔۔ اُس کی ای ی ٹ کی طرح جیکٹ ہوتی تھی جس کے آگے ہی رائ ٹ ز کی طرح ہینڈل لگا ہو تھا۔۔ ساتھ مشین چلتی تھی اور اس کے پیچھے ای پ ٔپ لگا تھا جو کہ ای ہینڈل سے جڑا تھا۔۔ ۔ وہ اسٹارٹ ہو تو پ نی کے پ سے وہ پ ٔپ او پ جا اور تیزی سے پ نی بہا دو اپنا کو ٹ اوؤں سے کم نہیں لگتا تھا۔۔ اُسے دا ۔ موڑنے کے لیے اُس ہینڈل کے مطابق او پ نیچے جا یا جا

تھا۔۔بلاشبہ وہ ایک دلچسپ قسم کی فلائٹ تھی۔۔۔ اُس بچے کی پرواز شروع ہوئی تو وہ زیادہ اوپر نہیں گیا۔۔ ذرا ذرا پانی اُس پر گر رہا تھا۔۔۔دیکھ کر ایسا لگتا تھا جیسے کوئی رائیڈ ہو۔۔اُسے دیکھتے ہی دُعا نے بھی رضا مندی دے دی۔۔

"اوکے میں یہ ٹرائی کروں گی۔۔"خضر نے ایک مرتبہ تصدیق کرتے پوچھا۔۔

"شیور؟" اُس نے سر ہلا دیا۔۔خضر یہ سب کچھ دیکھ چکا تھا۔۔اُس نے اُن کی ٹیم سے بات کی۔جیکٹ آئی تو اُس نے دُعا کو پہنائی۔۔اُن کی ٹیم نے اور خضر نے مل کر اُسے بتایا تھا۔۔کہ کیسے اُسے دابنا ہے اور حرکت میں لانا ہے۔۔دور کشتی میں اُسے سمندر میں لے کر گئے تھے۔۔خضر اور اُن کی ٹیم کے کچھ لوگ واٹر بائیک پر بیٹھے تھے۔۔جیسے ہی فلائیٹ شروع ہوئی۔۔دُعا نے مسکرا کر ہینڈل پوری قوت سے اوپر نیچے کیا اور برق رفتاری میں فلائٹ مکمل اوپر چلی گئی۔۔دُعا کا تو جیسے سانس ہی اٹک گیا۔۔۔وہ حواس باختگی سے چلائی۔۔"چاند!!" پانی کی پھواڑ اوپر شاور سے تیزی سے گر رہی تھی۔۔۔وہ اُس کے ارد گرد واٹر بائیک پر گھومتے محظوظ ہوتے ہنس کر بولا۔۔

"ہیوہ فن بونی!!"

"چاند خدا کے لیے مجھے نیچے اُتارو!!"وہ دیوانہ وار چلائی تھی۔۔اُس نے ہینڈل نیچے کیا تو زور سے یکدم ذرا نیچے آئی۔۔۔دُعا غصے سے آگ بگولا ہوتے مجنونانہ انداز میں کہہ رہی تھی۔۔

"I'm breaking up with you... I hate you so much.. you jerk!"

پیٹ میں اوپر نیچے جانے کے باعث مروڑ اُٹھ رہے تھے۔

اُس نے اُسے ذرا جھکایا تو وہ ذرا لہرتے ہاتھ کی طرح جھک گئی۔۔۔

"امی!!" اُس کا کلیجا منہ کو آیا۔۔اُس نے خود کو سیدھا کرنا چاہا تو گھوم کر اُلٹی ہوگئی اور فضا میں

لہرانے لگی۔۔

"چا۔ بس مجھے نیچے اُ- رو!!"

وہ اُس کے ارد َ دوا ٹ یئک سے چکر لگاتے سنجیدہ ہو کر بولا۔۔

"دُعا اُسے تھوڑا سا او پ نیچے کرو۔۔بس تھوڑا سا!!"

دُعا کو لگا اُس کا سارا خون دماغ میں آ َ یہ تھا۔

اُس نے گھبراہٹ سے پ تے ہاتھوں سے ایسا ہی کیا تو فلا ٹ نیچے آنے لگی۔۔دل اور دماغ کام کر۔ چھوڑ رہا تھا۔خضر فکرمندی سے کہہ رہا تھا۔

"ہاں آہستہ آہستہ!!"

وہ مکمل طور پ نیچے آئی۔۔اُسے ایسا لگا تھا جیسے کسی نے اُسے پچھاڑ پچھاڑ کر ہوا میں گول گھما یہ تھا۔۔خضر نے اُس کی جیکٹ اُ- ری۔۔تو اُس نے زور سے اُس کے ۔ پ تھپڑ رسید کیا۔

"یہ ایہ انتہائی َ ٹیہ مذاق تھا خضر!!"

غصے میں یہ پہلی مرتبہ اُس نے اُسے اُس کے ۔م سے پکارا تھا۔۔خضر نے مزیہ کچھ کہے اُدھر کھڑی لڑکی کو اشارہ کیا۔۔اُس کے ہاتھ میں تولیہ تھا۔۔۔اُس نے اُسے تولیہ پکڑا یہ تو خضر نے اُس کے اسکارف پ ہی تولیہ رکھ دیہ۔۔۔خضر کے سارے کپڑے بھیگ چکے تھے۔۔البتہ دُعا کے کپڑے بس ذرا سے ۔ َ یہ تھے۔۔پ نی کی بو۔ یں اُس کے نوک دار بلوں سے ٹپ ٹپ کرتے اُس کا چہرہ - کر رہی تھیں۔۔اِس وقت وہ اِس قدر شدیہ غصے میں تھی کہ خضر نے جواز پیش کر۔ بیوقوفی سمجھا تھا۔۔دُعا نے اپنا تولیہ سر سے اُ- ر کر اُس کے شانوں پ رکھ دیہ۔۔وہ چلتے ہوئے بہمی سے اُسے سناتی جا رہی تھی۔۔

"تمہیں خوف نہیں آ یہ میرے ساتھ ایسا کرتے؟ میں مر جاتی تو؟"

"میں وہیں تھا دُعا!" اُس نے بڑی سنجیدگی سے کہا تھا۔۔

"شٹ اپ!" وہ پلٹ کر گرجی تھی۔۔

اور کچھ کہے بغیر وہ آگے چل پڑی۔۔

☆.....☆.....☆

وہ اپنے کمرے میں پلنگ سے ٹیک لگائے بیٹھی تھی۔۔وہ hydro flight اتنی خطرناک نہیں تھی جس قدر وہ اُس سے ڈر گئی تھی۔۔دروازہ کھٹکا۔دُعا نے پلکیں اُٹھا کر غیظ و غضب سے بند دروازے کو دیکھتے کہا۔۔

"اندر مت آنا!" دُعا سخت خفگی سے بولی تھی۔

"اچھا تیار ہو جاؤ۔۔ہمیں مغرب کے بعد نکلنا ہے۔۔" اُس نے یکدم اچنبھے سے پوچھا۔

" کہاں؟"

"واڈو آئی لینڈ۔۔"

یہ اُن کی مالدیپ میں آخری شام تھی۔۔دل تو چاہا تھا منہ پر انکار کر دیتی مزید لڑائی سے حاصل کیا ہوتا؟ لہٰذا وہ اُٹھ پڑی۔۔

☆.....☆.....☆

وہ پیچ رنگ کی ایے لائن قمیض میں ملبوس تھی۔۔سر اور کندھے پر کرپھولدار چادر لی تھی۔۔تیار ہونے کے بعد وہ ایئر ٹیکسی میں بیٹھے اور جہاز اُڑ پڑا۔ایئر ٹیکسی میں اور بھی لوگ تھے۔۔

خضر نے اُسے خاموش اور خفا خفا پایا تو ذرا سر جھکا کر اُسے دیکھا۔۔

"ناراض ہو؟" اُس نے تند خو زہر آلود نگاہیں اُٹھا کر اُسے دیکھا۔۔اور جواب ملا نہیں۔۔کچھ لمحوں بعد اُس نے پھر سے کوشش کی۔اُس نے اُس کے ہاتھ پر ہاتھ رکھا تو اُس نے پچھاڑتے

ا ازمیں اپنا ہاتھ پیچھے کیا تو اُس کا ہاتھ پیچھے ہٹ ۔ اب اُس کا یہ رویہ اُسے خاصا بیزار کر رہا تھا۔۔ وہ اِس طرح تو کبھی اُس سے خفا نہیں ہوتی تھی۔۔ چند لمحوں بعد اُس نے پوچھا۔۔

" کس بات کا غصہ ہے تمہیں۔"

اُس نے ہاتھ باندھ کر سیٹ سے ٹیک لگا لی۔۔ جیسے وہ اڑ گئی تھی کہ وہ اُس سے بات نہیں کرے گی۔۔۔ یہ وادو پہ ایئر ٹیکسی رُکی۔۔ تو سبھی مسافر ٹیکسی سے اُترنے لگے۔۔ اختتام پہ خضر باہر نکلا تو اُس نے بڑے ادب سے دُعا کے لیے ہاتھ آگے بڑھایا۔۔۔ دُعا باہر نکلی تو پیروں پہ چمکتے نیلے ستارے دیکھ کر دم بخود رہ گئی۔۔ ذرا بےیقینی سے دیکھتے آگے بڑھی تو پاؤں پھسلنے لگا۔۔ خضر نے فوراً سے اُس کا ہاتھ پکڑا۔۔ بحرِ وادو۔۔ ستاروں کا یہ۔۔ دُعا مسحور نگاہوں سے اُس مسرور رے کو دیکھ رہی تھی۔۔۔ جس کی ریت میں نیلے رنگ کے ستارے جگمگ جگمگ کرتے جگمگا رہے تھے۔۔ اُس نے یہ کتنی مرتبہ سوشل میڈیا سائٹس پہ دیکھا تھا کبھی سوچا نہ تھا وہ کبھی وہاں آئے گی۔۔ کسی خیال سے دن اُٹھا کر دیکھا۔۔ جامنی اُفق پہ بیتحاشا ستاروں کا جھرمٹ تیر رہا تھا۔۔۔ آسمان پورا ملکی وے تھا۔۔ اِس قدر شفاف اور صاف ستارے اُس نے کبھی نہیں دیکھے تھے۔۔ اُس کی آنکھوں میں اُن ستاروں کا عکس تھا۔۔ ہرنی آنکھیں جھلملا رہی تھیں۔۔ ستارے اِس قدر بش تھے۔۔

وہ کچھ لمحوں کے لیے پلکیں نہیں جھپک سکی۔۔ کیا فائیوہ اسٹار ہوٹل کیا سیون اسٹار۔۔ قدرت کے تخلیق کردہ ای ہزار ستاروں کے نیچے زندگی فائیو اسٹار اور سیون اسٹار سے لاکھ درجے بہتر تھی۔۔ خضر نے اُس کی آنکھوں کے آگے چٹکی بجائی تو وہ ذرا چونک اُٹھی۔

خود کو کمپوز کرتے اُس نے اُسے دیکھا۔۔ پلکیں اِدھر اُدھر دیکھتے ذرا جھپکا ۔۔

وہ من موہ ینے میں ماہر تھا۔ کوئی زیادہ دیر اُس سے خفا نہیں رہ سکتا تھا۔۔۔ دُعا نے اپنی

چپل اُت رکر خضر سے کہا۔۔

"تم بھی اُت رو!!"

وادو کا سمندر الیکٹرک ا ابلو کلر سے یوں جگمگا رہا تھا جیسے ہیروں سے جڑی کوئی چادر اُس سمندر پ بچھا دی ہو۔۔اُن ستاروں کی چمک اِس قدر ب ں تھیں کہ آنکھیں اُنہیں مستقل طور پ دیکھ نہیں پ تی تھی۔۔دُعا اور خضر نے اُس ری ت پ اپنے ای ای پیر کی چھاپ چھوڑی۔۔اُن کے پیروں کا نقش نیلی روشنی میں جگمگا اُٹھا۔۔اب دُعا نے اپنے پ س سے قلم نکالا۔۔اور اُس بند قلم سے اُس نے ڈی لکھا تو نیلی بتی ڈی بن کر چمکی۔۔ساتھ ہی لکھا ہوا کے بھی جگمگا اُٹھا۔۔۔خضر پیچھے کھڑا اُسے بغور دیکھتے متاث ہوتے دل میں بولا۔۔

"یہ لڑکیاں کیسے یہ ب سوچ لیتی ہیں!"

اُس نے ڈی۔کے کے ساتھ ای ستارہ بنا دی۔۔اور پھر خندہ پیش نی سے خود کو ہی داد دیتے آہستگی سے بے آواز ت لی بجائی۔۔۔

اُس خوبصورت منظر کو اُس نے اپنے ا کیمرے میں قید کیا۔۔خضر دُعا سے کہنے لگا۔

"یہ Bioluminescence ہر سال نہیں ہوت۔یہ ہماری قسمت ہے جو اِس ب ر یہ آی ہوا تھا۔ورنہ یہ کبھی کبھی ہی نمودار ہوت ہے۔"

ستاروں کی آمد ہوئی تھی۔بحرِ نجم کو تو جگمگا ہی تھا۔

"جا ہو یہ Bioluminescence ب ہوت ہے؟"

دُعا وہیں بیٹھے بولی۔

"ب ب نی میں مائکرو آرگینزم آکسیجن کے ب ب ڈسٹرب ہو جاتے ہیں ت ب Bioluminescence ہوت ہے۔"

وہ وہیں ساحل کنارے بیٹھے تھے۔۔

خضر نے اپنی کمر پہ پہنا بیگ اُتارا اور زپ کھولی۔۔دُعا رخ موڑے دوسری جانب دیکھ رہی تھی۔سمندر کی لہروں کی سرسراہٹ اور وہ منظر انتہائی سکون بخش تھا۔

خضر نے بیگ سے سرخ مخملی ڈبہ نکالا۔۔۔غالباً وہ کوئی ہار کا ڈبہ تھا۔۔اُس نے وہ ڈبہ اُس کے آگے بڑھایا۔دُعا نے ذرا چونک کر بےیقینی سے اُسے دیکھا۔

"یہ کیا ہے؟"

" کھولو!" اُس نے ذرا مسکرا کر کہا تھا۔۔

اُس نے ذرا حیرانگی سے اُس سے ڈبہ لیا۔۔وہ اُسے کھولنے لگی۔

" کیا ضرورت تھی اِس کی؟"

جیسے ہی ڈبہ کُھلا وہ حرکت نہیں کر پائی۔اُس کے رونگٹے کھڑے ہونے لگے۔۔اُس نے بمشکل لب کھول کر سانس لی۔۔آنکھیں آنسوؤں سے بھرنے لگی۔اُس نے ضبط کرنے کی کوشش کی اور لب دبا لیے۔اُس نے ایک مرتبہ پھر اُس ڈبے کو دیکھا۔۔وہ ایک سادہ سا لاکٹ تھا۔۔وہ وہی لاکٹ تھا جو اُس نے خضر کے لیے چن دیا تھا۔۔

"یہ تمہیں کیسے ملا؟"

آنسو ٹوٹ کر ڈبے میں گرے۔۔

"یہ وہی ہار تھا۔جس کے بعد ہم دونوں کو کیا کیا برداشت کرنا پڑا تھا۔"دُعا کے لب کپکپائے۔۔

"الماس الخام!"دُعا نے نمنماتی آنکھوں سے اُسے دیکھا۔

"You were a rough diamond mistaken by worthless

people. You know? I know you didn't know.. but I knew it!"

خضر خاموش سا   ت رہا۔

آواز بھیگ رہی تھی۔

"   کیسے؟ مجھے یقین نہیں آ رہا۔ میں اِسے دیکھ رہی ہوں تو میری آنکھیں۔ آنکھیں۔ ٹھنڈی ہو رہی ہیں۔ میری امی کا ہار۔۔"

اُس کے سوال سے خضر کو ی د آ ی۔۔ اُسے ا ی   درمیانہ عمر عورت کہہ رہی تھی۔۔

" آپ کو ہمارے گھر دعوت پ آ ٰ ہو گا۔۔"

خضر . قت مسکرا ی۔۔

" نہیں۔۔"

تو وہ فی الفور بولیں۔۔

" ٰ ٰ!!"

" ی ٹ چاہیے تو آ ٰ ہو گا!!"

کتنے سال لگا کر اُس نے اُس خا ٰ ان کو ڈھو ٹ ا تھا۔۔ جو صائمہ بیگم کا وہ ی ٹ   لے گئے تھے۔۔ اور .   وہ لوگ ملے تو اُن کی یہ فرمائش تھی۔۔۔ وہ ا ی   جوائنٹ فیملی خا ٰ ان تھا۔۔ خضر .   دعوت پ اُن کے گھر َ ی تو اُس خا ٰ ان کے ہر فرد نے اُس کا دماغ ہلا کر رکھ د ی تھا۔۔

" یہ کھا   ۔۔"

" اور ڈالیں ٰ !!"

" ارے یہ گلاب جامن لیں ٰ !!"

خان ان کے لڑکے ہی نہیں لڑکیاں بھی اُسے دیوانوں کی طرح دیکھتے کہہ رہی تھیں۔۔ "خضر ہمیں بہت اچھا لگا آپ ہمارے ہاں آئے!" ای کم سن بچی تو اُس کا ہاتھ کھینچ کر بولی۔

"یہ دیکھیں میرا رُوم!!!"

"بیٹ !!!" وہ بمشکل کہہ سکا اُس نے کسی کی بُسنی۔۔ کمرے میں آی تو دم بستہ رہ َ ی۔۔ کمرے میں اُس کی تصاو یں ہی تصاو یں لگی تھیں۔۔۔ دیکھ کر پتا چلتا تھا کہ سارا خان ان کر ٹ اور اُس کے کتنے بڑے جنونی قسم کے مداح تھے۔۔

چاہتے ہوئے اُن کی دعوت کھا کر وہاں ز. دستی

دو گھنٹے بیٹھ کر وہ دُعا کا وہ ی ٹ واپس لا ی تھا۔ دُعا نے اُس کا بازو ہلا ی۔۔

"چان ۔۔" وہ حال میں آ ی۔۔

"ہاں ہاں!!"

"بتاؤ کہاں سے ؟" وہ بڑی بیتابی سے پوچھ رہی تھی۔۔ اُس نے ای گہری سانس لے کر سادگی سے کہہ دی۔۔

"بس مل َ ی۔"

دُعا کے لیے یہی کافی تھا۔۔ فی الحال اُس کی خوشی اُس لا ٹ ی ٹ میں تھی۔۔ جو اُس کی ماں کی آ ی نی تھی۔۔ اور بلا آ اُسے وہ واپس مل گئی تھی۔۔۔ اُس نے آ وں سے مسکرا کر اُس ڈبے کو بند کیا اور کہنے لگی۔۔

"چیزوں کی پ ا ی اُس کا سائ. کبھی اہمیت نہیں ر ت ۔۔ اُن چیزوں سے جڑے لوگ ہماری زن گی میں اہمیت ر ت ہیں۔۔ چیزوں کا کوئی . کوئی متبادل ہو سکتا ہے۔۔ کسی ا ن کا کوئی متبادل نہیں ہو ت ۔۔ مجھے اِسے بیچنا پڑا تو میں پھر اِسے بیچنے سے کتراؤں گی نہیں۔۔ کیو میری

امی یہاں ہیں۔۔"

اُس نے دل پہ ہاتھ رکھتے اُسے دیکھا تھا۔۔

"یہ ایوارڈ میرے لیے اُن کی اہمیت گھٹا نہیں سکتا۔"

وہ سر جھکا کر ذرا بازو پھیلائے اُسے دیکھ رہا تھا۔۔

اُستاد کو... اُس کی اُس لاسٹ پینٹنگ کے پیچھے خواری کا علم ہوا تھا تو وہ اُس سے بہت خفا ہوئے تھے۔۔ وہ کیسے سمجھاتے۔۔جس لڑکی کے لیے وہ یہ سب کر رہا تھا۔۔وہ اِس سے کئی درجے زیادہ کی مستحق تھی۔۔اُس نے اپنے کچھ بھی نہیں سے اُسے بہت کچھ دے دیا تھا۔۔

دُعا نے مسکرا کر اظہارِ تشکر سے کہا۔

"تھینک یو۔" خضر نے تعظیماً سینے پہ ہاتھ رکھ کے سر جھکایا۔متورم ہرنی آنکھیں خضر پہ مرکوز تھیں۔ اُنہوں نے ایک ساتھ بہت کچھ دیکھا تھا۔ایک دوسرے کے لیے بہت سی قربانیاں دی تھیں۔۔کئی مرتبہ ایک دوسرے کو کھویا تھا۔۔غربت کا سراط پار کرتے آگ کے دریا بھی راہ میں آئے تھے۔۔راہ راہ پہ غلط فہمیوں کے انگارے تھے۔۔۔شہرت کا بھنور بار بار اُنہیں اپنی جانب کھینچتا تھا۔۔۔خون رشتے لالچ طمع ہر طوفان اُن کی منزل کی رکاوٹ بنا تھا۔۔سفر منزل کو پہنچ رہا تھا۔دُعا کا ایمان تھا وہ فلاح بنے گا۔۔دُعا کا ایمان تھا وہ الماس بنے گا۔اور آج بڑھتا وقت اور د... کر کہہ رہی تھی۔وہ خام الماس تھا جس کی بے قدروں نے قدر نہیں کی تھی۔

☆.....☆.....☆

چار دن گزر گئے۔صبح دس بجے وہ کراچی ایئرپورٹ پہ تھے۔

ایئرپورٹ پہ کاؤنٹر سے وہ اپنا سامان لے رہے تھے۔دُعا کے سامنے کھڑی لڑکی نے اُسے دیکھا تو ہنس پڑی۔دُعا ذرا چونکی۔ اُسے اُس کی ہنسی کی وجہ سمجھ نہ آئی۔۔۔وہ لڑکی ہنسی دبا کر

دُعاکو ۔ رہا دیکھ رہی تھی۔۔

وہ اُسے ا ازکرتے خود سے کہنے لگی۔

"چھوڑو ڈی۔۔کے ا ازکرو۔۔ پ گل ہے۔۔"

ایئرپورٹ پ خضر کا ڈرائیور اُنہیں ی آ ی تھا۔۔

دُعا گاڑی کی جا جاتے اُس سے کہہ رہی تھی۔

"تم نے تو فضول اِسے رکھا ہوا ہے۔"

جواباً خضر بولا۔

"نہیں دُعا یہ میرے بہت کام کرتا ہے۔خاص طور پ پ وَ ام والے دن۔۔"

ڈرائیور نے اُنہیں اسکوا اُ را۔۔خضر اپنا اور دُعا کا بیگ پکڑے بلڈ کی جا جا رہا تھا۔دُعا اُس کے پیچھے کندھے پ بیگ ر   چل رہی تھی۔بلڈ میں داخل ہونے لگے تو سامنے سے ہارون انکل اُنہیں دکھے۔۔

خضر نے فوراً سے سلام کیا۔

"السلام علیکم انکل!"

دُعا بھی مسکرا کر آگے آئی۔

"السلام علیکم انکل!"

جواباً انکل ہارون سادگی سے بولے۔

"وعلیکم السلام۔۔۔کیسا رہا مالد ی پ کا سفر!"

دُعا چہکی۔

"بہت اچھا انکل!!"

ہارون انکل نے سر ہلایا۔

"اچھا چلو پھر۔ اب اوپر جا کر ... سے مل لو۔"

" ... سے؟" خضر کے ماتھے پر شکنیں اُبھریں۔

اُنہوں نے اثبات میں سر ہلایا۔

"ہاں جی۔"

دُعا سر پر دوپٹہ درست کرنے لگی۔

"کیا مطلب ہے انکل؟"

ہارون انکل نے ایک گہری سانس لی۔

"بیٹا جا کر دیکھو خود ہی۔ مجھے بھی جہانگیر بھائی صاحب نے تم دونوں کی وجہ سے ہی بلایا تھا۔"

خضر ناسمجھی سے کہنے لگا۔

"اچھا چلیں میں دیکھتا ہوں۔"

اُلجھی اُلجھی سی دُعا خضر کے ساتھ آگے بڑھی۔

"چاچو ہارون انکل کو تم نے بتایا تھا؟"

خضر نے نفی میں سر ہلایا۔

"نہیں۔ شاید امی نے بتایا ہو۔"

خود کو کمپوز کیے۔ وہ گھر داخل ہوئے تو سامنے کا منظر دیکھ کر دُعا کا اوپر کا سانس اوپر اور نیچے کا نیچے رہ گیا۔ خضر سپاٹ کھڑا تھا۔

سامنے نانی بیگم غصے سے بھری بیٹھی تھیں۔ جہانگیر صاحب بھی قریب بیٹھے خاصے خفا لگ رہے تھے۔

خضر فوراً سے بولا۔

"٠ نی میں نے امی کو بتا یہ تھا۔"

دُعا کی تبھی ربیعہ بیگم کے افسوس زدہ چہرے پ ڑی تو مارے شرمندگی کے اُس کا سر جھک گَ یہ۔۔۔خضر نے ربیعہ بیگم کو دیکھا۔

"امی آپ نے ا کو نہیں بتا یہ۔"

جہا ٠ یہ صا بھڑک گئے۔

"مجھے کچھ نہیں بتا یہ کسی نے!"

دُعا کا دل منہ میں آ گَ یہ۔

"امی!"

ربیعہ بیگم گَ ڑ ا ۔خضر حیرانی سے کہہ پڑا۔

"امی آپ نے بتا یہ نہیں؟"

ربیعہ بیگم سے یں پ انے لگیں۔

"یہ ڑ میری ہمت ہی نہیں ہوئی۔"

٠ نی بیگم ہم ہوتے اُنہیں سنائی جا رہی تھیں۔۔

"سارے خا ٠ ان میں تھوتھو کروا دی ہماری!!"

"سارا خا ٠ ان تیں کر رہا ہے!!"

"کل سے ہر کوئی کال کر کے مجھ سے اور نوازش صا سے پوچھ رہا ہے۔۔آپ نے دُعا کی رخصتی کر دی؟"

"ارے گئے تھے تو تصو یں کیوں کھچوا ؟"

دُعا نے بے اختیار سر اُٹھایا۔

"ہم نے تصویریں کھینچی ضرور تھیں نشر نہیں کی تھیں۔"

نی سختی سے بولیں۔

"لیکن ہو گئیں نشر!"

خضر خاموش رہا۔۔دُعا کاٹتے متفکر سی سوچنے لگی۔

"ہم نے تو کوئی تصویر نہیں ڈالی۔۔اور میں نے تو سوشل میڈیا بھی نہیں دیکھا۔۔"

وہ کہتی تھی یا تو تفریح کر لو۔یا پھر سوشل میڈیا استعمال کر لو۔کیو یہ دو کام ای ساتھ نہیں ہو ت۔اور اَ ہوتے ہیں۔تو پھر تفریح اپنی ذات کے لیے نہیں لوگوں کو دکھانے کے لیے کی جاتی ہے۔۔

یہ کافی نہیں تھا کہ جہان صا بھی خضر پ س پڑے۔۔۔

"بے غیرت ذلیل۔۔گندے ا ٹ ے۔۔مٹی میں دی تُو نے میری عزت۔۔۔سارا خا ان ہم سے پوچھ رہا ہے کہ دُعا اور جا کہاں گئے تھے؟ صبر نہیں تھا تجھ میں۔۔کچھ تو عزت میری چھوڑ دیتا۔۔۔ہم شریف لوگ ہیں۔۔جو چار لوگوں میں عزت بنی تھی وہ بھی قی نہیں چھوڑی۔۔اور شادی کرنی ہے؟ ہر کوئی آ جا ہم سے پوچھتا ہے کہ شادی ہے۔۔حتیٰ کہ یہ اسکوا کے بچے بھی۔"

"تیری وجہ سے مجھے اتنی نوازش خالو نے سنائی ہے کہ شادی کرنی بھی ہے کہ نہیں۔۔ہماری بچی کی زن گی اب کر رہے ہو تم لوگ۔۔اتنا پڑھا لکھا کر بھی یہ کو مل رہا ہے۔لعنت ہے ایسی زن گی پ۔"

نی بیگم اُٹھیں۔۔دُعا اور خضر خاموش کھڑے تھے۔۔نی نے دُعا کو دیکھا۔

"دُعا میرے ساتھ چلو۔۔تمہارے ۰۰ نے تمہیں بلا یا ہے۔۔"

دُعا نے َ دن پھیر کر خضر کو دیکھا۔ ۰نی بیگم دُعا کی اِس حر ت پ اشتعال میں آ ۔۔

"دُعا میں نے کیا کہا ہے؟"

دُعا نے اُنہیں نہیں دیکھا۔۔ ہرنی آنکھیں ہنوز خضر چہرے پ مر تھیں۔۔

خضر نے صورتحال ۰ رمل ر ۰ کے لیے دُعا کو دیکھا اور دھیرے سے سر لڑھکا یا۔

"جاؤ۔۔"

دُعا نے اثبات میں سر ہلا یا۔

"اچھا۔۔"

۰نی بیگم دُعا کو ساتھ لے گئی تھیں۔ جاتے جاتے دہلیز پ کھڑے یہ بھی کہ گئی تھیں۔

"اب خضر کی واپسی پ اِس مسئلے پ ۔ت ہوگی۔۔"

خضر سر پکڑے لاؤنج میں صوفے پ ۔ٹ ہوا تھا۔۔اتوار کا دن تھا۔۔تھوڑی د ۔ بعد اُس کے دو ت اور رضیہ آ اُس سے ملنے آئے تھے۔ جہا ۰ ۔ ۔ صا ۔ سامنے والے صوفے پ بیٹھے اُس کی عزت افزائی کرتے جا رہے تھے۔۔

"لے گئی ہیں اب اُس کی ۰نی اُسے!! بیچارہ ادھر تو۔"

رضیہ آ درمیان والے صوفے پ ربیعہ بیگم کے ساتھ بیٹھی کہہ رہی تھیں۔۔

"اللہ دے ایسے کام مائی کو۔۔کوئی موقع نہیں چھوڑتی فساد ڈالنے کا۔"

وقاص زمین پ بیٹھا بولا۔

"آ آپ جگہ بھی تو دیکھیں ۰۔۔ یہ اُسے لے کر کہاں َ ۔ تھا۔"

جہا ۰ ۔ ۔ صا ۔ چو ۔۔

شریم نے جہانـ ـیـ ـ صا ـ کے کا ـ ھے د ـ تے پیچھے سے وقاص کو گھورا۔

زین خضر کے سر میں مالش کر رہا تھا۔۔۔

خضر نے کوئی ـ ـ ـ نہیں د ـ ۔۔

" کدھر ـ ـ تھا یہ اُسے لے کر؟"

رضیہ آ بھی پوچھ پڑ یں۔

"ہائے کدھر لے ـ ـ تھا؟"

زین نے پلٹ کر رضیہ آ کو دیکھا۔

"اماں تُو تو ایسے کہہ رہی ہے جیسے کوہ قاف ہی لے ـ ـ ہو۔"

وقاص نے ـ ـ ـ سے مو ـ نکالا اور ا ـ گہری سانس لی۔ اُس نے اپنے مو ـ سے کہا۔

"Siri tell me about the best honeymoon destination?"

ا ـ گھنٹی کی سی آواز آئی اور siri نے جواب د ـ ۔

"Maldives."

جہانـ ـیـ ـ صا ـ کا منہ کھل ـ ـ ۔۔۔

رضیہ آ گلا پھاڑ کر بولیں۔۔

"ہائے نی مے مر گئی!"

وہ اپنی ران ـ ہاتھ مارنے لگی۔

"تیرا بیڑا تیر جائے چندو!"

وقاص بتانے لگا۔۔

"سمجھ لیں بہترین ہنی مون کا مترادف مالد ـ ـ ـ ہے۔"

زین . ہم ہوا۔۔

"اوئے کیوں جلتی تے تیل پ ریئا ایں۔۔"

ربیعہ بیگم شرمندگی سے خاموش بیٹھی رہیں۔۔

وقاص رضیہ آ کو خضر اور دُعا کی تصو یں دکھا رہا تھا۔

"یہ تصو یں ری ورٹ کی مینجمنٹ کے ای بندے نے پو ٹ کی ہیں۔وہ پ کستانی تھا۔۔اِس لیے اُس نے شوخی مار دی۔۔مجھے تو سوچ سوچ کر بھی غصہ آ رہا ہے۔۔خضر کے consent کے بغیر اُنہوں نے تصو یں پو ٹ کیسے کر دیں۔۔"

خضر نے آنکھوں پ . زو رکھ لیا۔

رضیہ آ تصو یوں کو زوم کرتے کرتے دیکھ رہی تھیں۔۔

"ہئے یہ مالد ی پ ہے کہ ننگے شاہ کا در . ر۔۔اتنے ننگے لوگ!"

شریم کی ہنسی ن لگی۔ اُس نے بمشکل ضبط کی۔۔ . کی . تیں سُن سُن کر جہا ن ی . صا . کی حا ت غیر ہو رہی تھی۔۔

وقاص فیس . پ کمنٹس پ ڑھتے کہنے لگا۔۔

"لوگ اِسے پ ی وِیڈ ن ہنی مون کہہ رہے ہیں۔"

جہا ن ی . صا . خضر کو دیکھتے اُس پ چیخ پڑے۔

" کچھ بکے گا؟ کہ میں جوت اُت رنے کی رسم شروع کروں؟"

زین کے ہاتھ رُک گئے۔۔

خضر نے آنکھوں سے . زو ہٹای ۔۔اور اُنہیں دیکھا۔

"میں آپ نہیں ہوں۔۔اِس لئے میرے سر پ کچھ مسلط مت کیجئے گا۔صرف اپنی رائے

میرے سامنے پیش کیجئے گا۔سمجھ لگی ہے؟"

ربیعہ بیگم غصے سے بولیں۔۔

"چا !!"

خضر کے ضبط کی انتہا ہوگئی تھی۔

"مجھے نہیں پتا تھا وہ ہماری تصو یریں اپلوڈ کر دیں گے۔۔میں نے تو پ ائیوسی کی وجہ سے وہاں اپنے مداحوں کے ساتھ بھی تصو یریں نہیں بنوا ۔۔اور اَ مجھے مار ہے تو مار لیں۔آپ کی مار کھا کھا کر میں ڈھیٹ بن چکا ہوں۔اب مجھے آپ کی مار کا بھی فرق نہیں پڑ ت ۔۔اِس لیے کہتے ہیں بچوں کو مت مارا کریں۔۔کیو بچوں کو مار کر آپ بچوں پ سے اپنا ر ختم کر رہے ہوتے ہیں۔۔شیر کی آ اور سونے کا نوالہ یہ داؤ ر ت ہیں۔ اب میرا وقت ر ی ۔اور جہاں ت ت تیں سنانے کی ہے۔تو وہ آپ لوگوں نے بھی کم نہیں کیں۔۔اور خبردار۔خبردار!"

خضر کی انگلی کھڑی ہوئی۔

"خبردار جو مجھے کسی نے کہا جا کر نی سے معافی مانگوں۔میں نہیں مانگوں گا اُن سے معافی۔۔میں نے کچھ غلط نہیں کیا۔۔میں اُس گھر کا داماد ہوں غلام نہیں۔۔۔بلکہ میں کسی کا غلام نہیں۔۔"

ربیعہ بیگم جھٹ سے پوچھ پڑیں۔

"توَ ی ہی کیوں تھا اُسے لے کر؟ سارا فساد ہی تیری وجہ سے پڑا ہے۔ تُو اُسے لے کر جا ت ۔ اِدھر تماشہ لگتا۔۔"

شریم جہان صا کے کندھے د تے ڈ ا۔

"یہاں کہ تو تماشے ہی ختم نہیں ہوتے۔"

خضر سیدھا اُٹھ بیٹھا۔

"ڈ میں جا رہی تھی وہ۔ چھوٹی چھوٹی ۔ت پ پ یشان ہو رہی تھی۔ اٹھارہ اٹھارہ گھنٹے کمرہ بند کر کے پڑھتی رہتی تھی۔۔ ۔ پڑھنے کے بعد بھی ۔ کچھ آنے کے بعد بھی کنفیوز ہو رہی تھی۔۔ اُس کے دماغ کو۔ ی چاہیے تھا۔ اِس لیے لے کرَ یِ تھا۔۔ آپ لوگ تو ایسے مجھے سنا رہے ہیں جیسے مجھے اُس کی فکر ہی نہیں۔۔ مجھے ۔ سے زی دہ فکر ہے اُس کی۔۔۔ میری ذمے داری ہے وہ۔ ۔ دیکھ کر سوچ سمجھ کر ہی لے کرَ یِ تھا۔۔"

جہانٰ یِ ۔ صا ۔ ٰ ۔ت سے پڑے۔۔

"ٹو تو اَ مجھے کچھ َ م تو ے پھی بیٹھ کر کہے گاٰ۔۔ میں ۔ بھی تیرا یقین نہیں کروں گا۔"

خضر نے خفگی سے ش چینی کیے۔۔

"اور آپ کو غلط فہمی ہے جو میں ای سے دوسری مرتبہ آپ کو صفائی دُوں گا۔"

جہانٰ یِ ۔ صا ۔ نے غصیلے پن سے اُسے دیکھا۔

"ٹو میرے منہ ٰ لگا کر۔ بلکہ ٹو میرے گھر میں ہی ٰ آی کر۔"

ربیعہ بیگم کا کلیجا پھڑ پھڑا َ یِ ۔

"چاٰ کے اِ ۔"

خضر دوٹوک بولا۔

"اِس گھر میں میرا بھی حصہ ہے۔"

جہانٰ یِ ۔ صا ۔ محظوظ ہوئے۔

"اللہ ۔ کچھ دے۔ تیرے جیسی خوش فہمی ٰ دے۔۔"

اِس سے پہلے مزی . ت . ڑھتی وقاص کہنے لگا۔

"اچھا بس کریں۔۔ یہ تو اب روز کا ہی ہے یہاں۔۔"

. خاموش ہو گئے۔۔ وقاص نے خضر کو دیکھا۔

"وجو۔۔ آرام کریو!"

(جاؤ۔۔ آرام کرو!)

اور خضر خاموشی سے اُٹھ کھڑا ہوا۔۔

☆.....☆.....☆

نوازش صا . کی طرف نگہت ممانی نے خوب ہنگامہ کیا ہوا تھا۔

"شرم نہیں آ رہی اِس لڑکی کو۔ کیسے بے شرموں کی طرح خاموش بیٹھی ہے۔ اِس لڑکی نے تو ہر حد پ رکر دی ہے۔۔ یہی میری بیٹی کرتی تو . بھی کیا آپ . خاموش رہتے؟"

دُعا ا رکمرے میں عفیفہ کے ساتھ پلنگ پ لیٹی تھی۔

دُعا نگہت ممانی کے شور پ عفیفہ کو دیکھتے کہنے لگی۔

"یہ تو مجھے اچھا سسرال مل ی۔ نہیں تو ا تمہارے والدین جیسے میرے ساس اور سسر ہوتے۔۔۔ تو میں اِن کو تگنی کا چ تی۔۔۔ مجھے نہیں سمجھ آ کوئی ڈاکٹر بہو ر پ . دا ت کیسے کر سکتی ہے؟ شا صرف پ کستانی ڈراموں میں۔ کیو ا میرے سسرال والے ظالم ہوتے تو میں اُن کو ہر روز اُن کے دے نکال کر بیچنے کی دھمکی دیتی۔۔۔ اور وہ لوگ مجھ سے اتنا ڈرتے کہ مجھے کبھی چائے بنانے کا کہتے۔۔ اِس ڈر سے کہ کہیں میں اُن کو کھانے میں HIV infected blood کر دے دوں۔۔۔ اور مجھ پ آواز او کرنے سے پہلے وہ ای ہزار مرتبہ سوچتے۔۔۔ کہ ا ہم نے اِس سے . تمیزی کی۔۔ تو کہیں یہ ہمیں

Hepatitis کے مریض کی جُھوٹی سرنج ہی لگا دے۔۔۔ڈاکٹر لڑکیاں بڑی طاقت ور ہوتی ہیں۔اِن سے لوگوں کو ڈرنا چاہیے۔۔۔اِن سے لوگوں کو بہت ڈرنا چاہیے۔"

عفیفہ نے اُسے دیکھتے کروٹ لی۔۔

"یہ تو ہونا ہی تھا۔۔اب کوئی عام شخصیت ہے نہیں خضر۔۔"

دُعا نے آہ بھری۔۔

"ویسے بہت اچھا ہوا جو میں چلی گئی۔ایک دم مائنڈ فریش ہو گیا ہے۔" وہ ٹھہری۔اور پھر کہنے لگی۔

" مجھے تو فضول کا گھوڑا لگا ہے۔۔" اُس نے اوندھا ہوتے سر پلنگ سے لگا کر بالوں میں چھپا لیا۔۔وہ شانوں تک آتے بال اب پشت پر آتے تھے۔جن کے صورتحال پہلے سے اب بہتر تھی۔۔

عفیفہ اُن کی تصویریں دیکھتے کہہ رہی تھی۔

"ویسے باتیں ایک طرف۔بہت اچھی تصویریں آئی ہیں۔"

دُعا نے اُس سے موبائل لیا۔تصویریں دیکھ کر مسکرائی۔پھر نگاہ کمنٹ پر پڑی۔۔اُس کی شکل و صورت اور قد پر کچھ منفی کمنٹس دکھے۔۔دل بجھ گیا۔

ایسا ہی تو کرتے ہیں ہم لوگ بنا کچھ جانے۔۔بنا کچھ سمجھے کچھ بھی لکھ ڈالتے ہیں۔۔

عفیفہ بات بدلنے کی سعی کرتے گال پر ہاتھ ٹکائے کہنے لگی۔۔

"اگر میں تمہاری جگہ ہوتی نا۔۔تو ابو میرے آنے کا بھی انتظار نہیں کرتے اور پیچھے سے ہی میرا جنازہ پڑھوا دیتے۔۔"

دُعا کو غصہ چڑھا۔۔

"اب یہ تو کوئی بات نہ ہوئی۔۔"

"ویسے دُعا۔۔" عفیفہ کسی خیال سے بولی تھی۔۔

"تم بھی کوئی تصویر شیئر کرو۔"

دُعا نے ابرو اُٹھائی۔

"میں بھی؟ مطلب؟ چاند کی؟"

دُعا سیدھی ہو کر پیٹ کے بل لیٹ گئی۔۔

عفیفہ نے سادگی سے بتایا۔

"ہاں۔۔"

دُعا نے یہ سنتے ہی پُرجوش انداز میں کروٹ لی اور سائیڈ ٹیبل سے موبائل اُٹھایا۔

"میں بھی کرتی ہوں۔۔ ایک ہی کروں گی۔ چُن کر وہ بھی بیسٹ والی۔"

عفیفہ مسکرا کر اُسے دیکھ رہی تھی۔

"اچھی خاصی تفریح کے بعد یہ بے مزہ ماحول۔۔ ساری بنائی یادوں کو کرکرا کر رہا ہے۔"

دُعا نے اپنا ٹوئیٹر اکاؤنٹ کھولا۔۔۔ وہ اُٹھ کر بیٹھی۔ وہ نچلا ہونٹ دانتوں میں دبائے اسکرول کرنے لگی۔۔

عفیفہ شریر نظروں سے اُسے دیکھتے بولی۔

"حوصلہ رکھنا۔۔"

دُعا نے ناسمجھی سے اُسے دیکھا۔

"کیوں؟"

ابھی اُس کی نگاہ واپس اسکرین پر گئی تو دُعا کا منہ کھل گیا۔۔

وہ ا یہ میم بن چکی تھی۔۔۔اُسے ایئرپورٹ پہ لڑکی کی ہنسی یہ د آئی۔۔۔

عفیفہ نے مزے سے اُسے انگلی دکھائی۔۔

" کارما۔۔"

دُعا نے ا نہ از کرتے ہو بہ سائیڈ ٹیبل پہ رکھا اور کمبل یہ تے لیٹ گئی۔

" تھوڑا آرام کروں گی۔۔پھر رات کو پڑھوں گی۔۔"

وہ چہرہ دوسری جانہ کیے لیٹی۔۔۔اور اُسے آدھے گھنٹے قبل نوازش صا بہ کے ساتھ ہوئی گفتگو یہ د آئی۔

"٠٠ جان میں نے کچھ غلط نہیں کیا۔۔"

جواباً وہ تحمل سے بولے۔

" لیکن تم نے کچھ ٹھیک بھی نہیں کیا۔"

دُعا نے چہرہ تکیے سے لگا کر ہلا یہ۔۔

"تماشہ بن َ یہ میرا۔۔۔"

☆.....☆.....☆

ٹی۔وی اسکرین پہ ۔ اہ را تہ میچ چل رہا تھا۔۔دُعا امتحان دے کر گھر میں داخل ہوئی۔۔۔

نوازش صا بہ نے فوراً سے دُعا کو دیکھا۔۔

" کیسا ہوا پیپر ؟"

دُعا ذرا سا مسکرائی۔۔

"ٹھیک ہو َ یہ۔"

نوازش صا بہ ہنس پڑے۔۔

"ٹھیک ہونے سے کیا مراد ہے؟"

اُنہوں نے ٹی۔وی اسکرین پہ توجہ مرکوز کر لی۔۔

دُعا نے ایک گہری سانس لی اور اُن کی طرف چلی آئی۔

"جس لیول کا پرچہ تھا۔۔اُس میں ٹھیک ہونے سے مراد ہے۔۔پاس ہو سکتی ہوں۔۔"

نوازش صاحب نے اثبات میں سر ہلایا۔

"الحمدُاللہ!!"

اُنہوں نے اُسے بیٹھنے کا کہا۔

"بیٹھو بیٹے۔۔چاچا گیند کروا رہا ہے۔۔دیکھو یہ اُسی کا اوور ہے۔" دُعا تبسم سے اسکرین پہ دیکھتے اُن کے ساتھ بیٹھی۔۔۔نوازش صاحب نے گال سے ریموٹ لگایا تھا۔۔توجہ جیسے ساری ٹی۔وی اسکرین میں کھب گئی تھی۔۔۔کسی خیال سے وہ بولے۔

"تمہارے میم کا کیا بنا!"

دُعا جھینپ کر ہنس پڑی۔۔

"اُف ابو!" اُس نے دونوں ہاتھ ماتھے سے لگا لیے۔۔

"ہر کوئی مجھے آتے جاتے ہنس ہنس کر دیکھ رہا تھا۔ کچھ جاننے والے بھی ملے اور اُنہوں نے کہا تمہارا تو پیپر اچھا ہی ہو گا۔۔"

ہاتھ میں میڈیکل کی کتاب اور شامیانے تلے انتہائی رومانوی ماحول میں بیٹھی ہوئی دُعا کی تصویر خوب وائرل ہوئی تھی۔۔سینیئر سے سینیئر ڈاکٹر بھی اُسے دیکھ کر ہنس رہا تھا۔۔

فریش ہو کر آئی تو ماموں عابد سے ملاقات ہوئی۔۔وہ نوازش صاحب کے ساتھ بیٹھے قمر کی بولنگ پہ تبصرہ کر رہے تھے۔۔

"یہ لڑکا آج ٹھیک نہیں کھیل رہا۔۔"

دُعا نے اسکرین کی جانب دیکھا۔۔کپتان قمر کی پشت تھپتھپاتے اُس کی حوصلہ افزائی کر رہے تھے۔۔

سورج کے سائے سمٹ رہے تھے۔۔شام ہو رہی تھی۔۔اور پاکستان کی بولنگ کا اختتام ہو رہا تھا۔۔

☆.....☆.....☆

" کوئی پریشانی ہے قمر؟"

خضر ڈریسنگ روم میں قمر کے ساتھ بیٹھے بولا تھا۔۔

قمر نے سادگی سے نفی میں سر ہلا دیا۔۔

" نہیں۔۔"

خضر نے اُسے دیکھا۔۔

قمر نے دھیرے ایک آہ بھری۔۔۔

"یہ اتنی آہیں کیوں بھر رہے ہو؟"

خضر کافی دیر سے اُس کی حرکات کا مشاہدہ کر رہا تھا؟"

قمر نے نفی میں سر ہلا دیا۔

خضر نے پتلیاں سکیڑ لیں۔۔

"Is this a love sigh?"

قمر سر جھٹک کر بیٹھا رہا۔پہلے سوچا کچھ کہے۔۔پھر رُکا۔

(کیا کہوں؟ یہ کہوں کے اپنی عمر دیکھو؟ نہیں یہ غلط ہے۔اِس دور میں فحاشی اتنی عام ہو چکی

ہے۔۔کہ اب تو بچوں سے کسی بھی چیز کی توقع کی جا سکتی ہے۔۔۔اعتبار وہی حاصل کر سکتا ہے جو کسی دوسرے پہ اعتبار کر سکے۔۔مجھے کوشش کرنی چاہیے۔"

یہ سوچتے خضر نے ہاتھ کھولے۔۔اور ہاتھ آپس میں ئے۔تھپ سی آواز ڈریسنگ روم میں گو ۔

"یہ جتنے لوگ تمہیں اگنور کر رہے ہیں۔۔۔خصوصاً لڑکیاں ای ر ہو جاؤ۔۔پھر دیکھنا یہی لوگ دوڑتے ہوئے آ گے۔۔"

قمر نے یں چھا کر اُسے دیکھا۔۔

" آپ کی مسز تو آپ کے ہونے سے پہلے ہی آپ کے ساتھ تھیں۔؟ کتنا آسان ہے کسی کو وہ سمجھا جس سے کبھی آپ خود رے ہوں۔۔"

خضر کے لبوں پہ مسکراہٹ اُ ی۔۔

"میں تم سے اپنا ای راز شیئر کر رہا ہوں۔۔کسی کو بتاؤ گے نہیں؟"

قمر نے بے چہرے سے اُسے دیکھ کر رُخ موڑ لیا۔

" کسی کو اپنا راز دیتے وقت سے بُری اور غیر اخلاقی ت۔۔اُس سے یہ پوچھنا۔۔کسی کو بتاؤ گے تو نہیں؟"

خضر نے اپنی غلطی تسلیم کی۔

"اچھا سوری۔۔۔"وہ ٹھہرا اور پھر کہنے لگا۔۔

"میں تمہاری عمر کا تھا۔ ۔۔۔"

ماضی کے جھروکوں سے دھیرے دھیرے پہ دے لگے۔۔۔

"خضر!"وہ اُستاد کے سامنے خاموشی سے سر جھکائے کھڑا تھا۔۔اُستاد سختی سے اُسے دیکھ رہے

تھے۔۔

"مجھے کوئی وضا ت دو گے؟"

خضر کے ب پ پڑ ئے۔۔

"مجھے وہ اچھی لگتی ہے۔۔"

اُستاد نے سنجیدگی سے پوچھا۔۔۔

"تمہیں اپنی عمر پتا ہے؟ تمہیں اِس پسند کا نتیجہ پتا ہے؟ ابھی تم کچھ کر ت ہو؟"

خضر نے بے بسی سے میں سر ہلاتے کہا۔

"مجھے کچھ نہیں پتا۔۔"

اُستاد نے کچھ سوچتے ب کھولے۔

"وہ تو تمہاری دو ت تھی؟"

خضر نے پھر سے میں سر ہلا ی۔۔

"دو ت اب بھی ہے صرف دو ت نہیں ہے۔۔۔

لڑکا لڑکی دو ت ہو ت ہیں۔۔۔ صرف دو ت نہیں ہو ت۔۔ کیو ا وہ خود کو صرف دو ت کہتے ہیں تو ی وہ خود ہی کو دھوکا دیتے ہیں ی پھر ا ی فتنے کو دعوت دیتے ہیں۔۔ لڑکا لڑکی کبھی دو ت بن کر نہیں رہ ت۔۔۔"

اُستاد نے افسوس کیا۔

" ۔۔۔ کس طرح تمہارا صرف دوستی کا فلسفہ ختم ہو ی۔۔"

خضر کا چہرہ سپاٹ تھا۔۔۔ سر ہنوز جھکا تھا۔۔

"وہ تمہیں پسند کرتی ہے؟"

خضر نے   میں سر ہلا یا۔

"مجھے نہیں پتا۔۔"

اُستاد نے ساری بات سُن کر   کھولے۔

"میں تمہاری ساری بات سُن چکا ہوں۔۔اور یہ سُننے کے بعد میں اِس نتیجے پر پہنچا ہوں۔۔۔تم فلحال اُسے   انداز کرو گے۔۔"

خضر نے چونک کر اُنہیں دیکھا۔۔۔اُستاد کی بات جاری تھی۔

"جہاں وہ بیٹھے گی۔تم وہاں سے اُٹھ کر کہیں اور بیٹھو گے۔۔اور تم اُسے ہاتھ بھی نہیں لگاؤ گے۔۔"

خضر نے ضبط سے   بھینچ لیے۔۔

اُستاد نے سختی سے پوچھا۔

"سمجھ آ گئی؟"

خضر بے اختیار بول پڑا۔۔

"میں اُسے بھول نہیں سکتا۔۔میں اُسے   انداز بھی نہیں کر سکتا۔۔میں اُس کے بغیر بھی نہیں رہ سکتا۔۔یہ تصور کرتے بھی میرا دل جلتا ہے۔میرے کام میں میرے دھیان میں خلل پڑتا ہے۔۔مجھے کچھ نہیں پتا مجھے بس وہ اچھی لگتی ہے۔۔اور مجھے اُس کے ساتھ رہنا ہے۔۔"

اُستاد نے سادگی اور نرمی کا مظاہرہ کیا۔۔

"اگر میری بات مانو گے تو وہ ساری زندگی تمہارے ساتھ رہے گی۔۔کیا مجھ پر تمہیں اعتبار نہیں ؟"

خضر نے شبے سے اُنہیں دیکھا۔۔۔

"آپ سچ کہہ رہے ہیں؟ کیا آپ وعدہ کرتے ہیں وہ میرے ساتھ رہے گی؟"

اُستاد نے اثبات میں سر ہلایا۔۔

"ہاں۔۔"

خضر نے . د. تے کچھ سوچا اور پھر ای دم پوچھنے لگا۔

"آپ میرا راز کسی کو دیں گے تو نہیں؟"

اُستاد نے مسکرا کر میں سر ہلایا۔

"نہیں۔۔۔"

ماضی کے جھروکوں پہ پ دے رہے تھے۔۔قمر خضر کی طرف مکمل طور پہ گھوم چکا تھا۔خضر نے . کھولے۔

"جا ہو قمر اللہ نے دل کو قلب کہا۔قلب کا ای مطلب . لنا بھی ہوت ہے۔۔نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بے حد ث . ت قدم رہنے والی شخصیت تھے۔ اللہ سے ہمیشہ اپنے دل کو ث . ت ر کی دُعا مانگتے تھے۔۔۔اللہ کو لوگ مقلب القلوب کہہ کر بھی پکارتے ہیں۔یعنی دلوں کو پلٹنے والا۔۔ہم نہیں جا . اِس دل کو بھلی لگنے والی چیز . ی لگ جائے۔ . . ی لگنے والی چیز اچھی لگنے لگ جائے۔۔اللہ سے ہمیشہ دعا کیا کرو کہ وہ تمہارا دل . ل دے۔میرے اُستاد نے میرے دل کو وقت دی۔اُنہوں نے اُسے جا ۔۔۔ پ کھا۔۔اور پھر میری والدہ کے ذہن میں میری بیوی کا خیال ڈالا۔"

قمر کا حیرت سے ذرا منہ کھلا۔۔۔

خضر کی . ت چل رہی تھی۔۔

"وہ میری دو ت بھی نہیں تھی۔وہ میری محبوبہ بھی نہیں تھی۔۔ ز . گی میں ہمیشہ وہ میری پہلی

اولیت رہی ہے۔۔میں یہ طرفہ محبت کروں گا۔میں قربانی دوں گا۔میں اُس کے بغیر محبت کرتا رہوں گا۔۔بے لوث محبت ۔ سے خالص محبت ہوتی ہے۔۔ This is all just nonsense۔۔بے لوث محبت تو والدین نہیں کرتے کسی دوسرے نے کیا کرنی ہے؟ یہ ڈُ گیو اینڈ ٹیک کے اصول سے چلتی ہے۔۔محبوب کی خوشی دیکھ کر ہمیں خوشی ہوتی ہے۔اِس لیے ہمیں اُن کی خوشی چاہیے ہوتی ہے۔۔۔اور دوسرے کو ہماری۔۔" وہ رُکا۔اُس نے قمر کے شانے کےَ دہ ہاتھ پھیلا یہ۔قمر پوری توجہ سے اُسے دیکھ رہا تھا۔"اپنے دل کو وقت دو۔ساتھ اللہ سے اِس کے ۔ لنے کی دُعا کرو۔اور اَ ت ۔ بھی دل ۔ لے اور تم اُس خواہش پہ اٹل رہو۔تو سمجھنا یہ احساس اللہ نے تمہارے دل میں پیدا کیا ہے۔کسی مقصد سے۔۔۔عشق کے بھی درجے ہوتے ہیں۔اور تم مجھے اُن میں سے الھیام کے درجے پہ لگتے ہو۔۔جا ہو بہت شدیہ مرض ہے الھیام۔۔عشق سے بھی ۔ ت۔۔الھیام او ں کو لگنے والی بیماری ہے۔الھیام وہ پیاس ہے جو کبھی نہیں بجھتی۔اِس کا علاج کرو۔نہیں تو محبت سے بھی جاؤ گے۔"

قمر نے سادگی سے اُسے دیکھتے پوچھا۔

"اور آپ کون سے درجے پہ ہیں؟"

خضر بشاشی سے اُسے دیکھتے کہنے لگا۔

"الغرام۔۔تم سے ایہ درجہ پیچھے۔۔الغرام وہ مرض ہے۔۔جس سے مراد ہے۔۔چاہے د میں عاشق کہیں بھی جائے۔۔لوٹ کر وہ اور اُس کا خیال اُسی کے محبوب کے پہس آتا رہے۔۔میرے اور تمہارے مرض میں بس اتنا فرق ہے۔۔میرے مرض کے ۔ اسیم دُعا اور دوا (نکاح) نے deactivate کر دیئے ہیں۔۔۔ قی تم میں اور مجھ میں کوئی فرق نہیں

ہے۔۔۔تم سوچو گے۔ پنچ وقت کا زی۔حافظِ قرآن۔۔تفسیر اور فقہ کا شا دبھی ایسی بیماری میں مبتلا ہو سکتا ہے؟ مت سوچو۔۔کیو میں بھی ا ن ہوں۔۔مجھ سے بھی غلطیاں ہوتی ہیں۔۔۔ہم ب کے دامن پ ای چھینٹ ہیں۔کسی پ بہت تھوڑی۔کسی پ بہت زیدہ۔۔۔ ای بت یدرکھنا۔ہم ب کے دامن پ ای چھینٹ ہے۔۔"

خضر اُس کا شانہ تھپتھاتے اُٹھنے لگا۔۔

"آج کی پ فارمنس پ افسردہ مت ہو۔۔بیٹنگ میں کمال دکھا۔کامیابی کا پیمانہ ہار کے بعد حوصلہ کرنے والے کے حوصلے سے پ جاتا ہے۔۔ کہ اُسے ملنے والی کامیابی سے۔"

قمر چودھویں کا قمر ہوتے اُٹھا۔۔چہرہ وتا زہ اور شاداب لگ رہا تھا۔اُس نے ہمت کی اور ای گہری سانس لی۔۔۔

"اب بتاتا ہوں ب کو۔"اور خضر آگے ب ڑھتے مسکرا کر بولا۔۔

"ا ءاللہ!!"

☆.....☆.....☆

خضر کی پ کستان آج واپسی تھی۔۔۔

ربیعہ بیگم جہا ی ب صا ب اور شریم کا خا ان نوازش صا ب کے گھر شریم اور عفیفہ کی تا ریخ ی آئے تھے۔۔۔۔

دُعا کمرے میں بیٹھی VIVA کی تیاری کر رہی تھی۔۔۔

"پندرہ تا ریخ کو وقاص کی ب رات۔۔سترہ کو زین کی اور اُ کو شریم کی۔۔۔"

عفیفہ کمرے میں آتے کہنے لگی۔۔۔

"اور خبروں کے مطابق اکیس کو خضر کی۔۔۔"

دُعا نے مریل ہوتے کتاب سے چہرہ لگایا۔۔

"یار۔۔۔"

باہر جہانزیب۔ صاب اور ربیعہ بیگم کو نانی بیگم بڑی سختی سے سُنا رہی تھی۔۔

"شادی کب کرنی ہے؟ شادی کا بتاؤ؟ تاکہ میں کچھ کروں پھر۔۔"

اِس ساری صورتحال نے اُنہیں پریشان کر کے رکھ دیا تھا۔۔ربیعہ بیگم دُعا سے رضامندی لینے کمرے میں آئی تھیں۔۔عفیفہ اُن کی آمد پہ باہر نکل گئی۔دُعا سخت غصے میں پھٹ پڑی اکر بولی۔۔

"امی مجھے نہیں کرنی ابھی شادی۔۔ مجھے تیاری کرنی ہے۔۔اور ابھی چاند بھی مصروف ہے کافی۔"

اُنہوں نے بڑی خاکساری سے اُس کے آگے ہاتھ جوڑ لیے۔۔دُعا سانس نہیں لے سکی تھی۔۔

"امی!!"

وہ منت کرتے کہہ پڑیں۔۔

"ماں کے لیے مان جا۔تُو مان گئی۔۔وہ بھی مان جائے گا۔۔دیکھ میں نے کبھی تم دونوں میں فرق نہیں کیا۔۔بلکہ اپنے بچے سے پہلے تیرے منہ میں نوالے توڑ توڑ کر ڈالے ہیں۔۔"

ضمیر نے اندر رہی اندر اُسے ملامت کرنا شروع کر دیا تھا۔۔

"کتنا وقت ہو گیا۔۔ تم دونوں بات بات پہ لڑتی ہو اب نہیں بنتی۔۔تیری نانی بھی میرے بچے کو کسی صورت پسند نہیں کرتیں۔۔ایسے نہیں چلے گا دُعا۔۔"

یہ کہتے اُن کا کلیجا پھٹ گیا تھا۔۔آنکھیں بھیگ چکی تھی۔۔

"شادی ہو جائے گی۔۔فیملی ہو گی۔۔ہم بھی خوشی دیکھ لیں گے۔۔بچے ہوں گے تو دیکھنا سب صحیح ہو جائے گا۔۔"

وہ اُس کے رخساروں پر ہاتھ رکھے بڑی منت سے کہنے لگیں۔۔

"مان جا میری جان!!"

دُعا نے ایک ٹھنڈی آہ بھری اور بڑے بھاری دل سے کہا۔۔

"اچھا۔"

اُس نے اپنی رضامندی دے دی تھی۔۔ربیعہ بیگم اور نانی بیگم شادی کی پلاننگ کرنے میں مصروف ہوگئی تھیں۔۔وہ کمرے میں بیٹھی شش و پنج میں مبتلا تھی۔۔وہ کیسے سب سنبھالے گی۔۔وہ کیسے سب کرے گی۔۔شادی تک تو ٹھیک تھا۔۔ فیملی پلاننگ۔۔کم از کم وہ وہ ماں تو نہیں بننا چاہتی تھی وہ بھی وہ جس کا سینٹر آف لائف صرف اُس کی جاب تھا۔۔

"ابھی شادی ہوئی نہیں اور یہ لوگ مجھ سے کیا کیا امیدیں لگا رہے ہیں۔۔کیا مسئلہ ہے دیسی خاندان کا۔۔"

باہر ربیعہ بیگم اور نانی بیگم دن طے کر رہی تھیں۔۔تب ہی طوفانی رفتار میں باہر کا دروازہ کُھلا۔۔وہاں بیٹھی سبھی عورتیں چونک کر رہ گئیں۔۔خضر سرخ چہرے سے اندر آیا۔۔ربیعہ بیگم گھبرا کر اُٹھ کھڑی ہوئیں۔۔

"چاند!!"

اُس نے اُنہیں نظر انداز کرتے نانی بیگم کی جانب دیکھتے بڑی سنجیدگی سے پوچھا۔۔

"نانی آپ کو مجھ سے مسئلہ کیا ہے؟"

اور وہاں بیٹھی خواتین کے منہ کُھلے کے کُھلے رہ گئے۔۔نانی بیگم کا چہرہ غصے سے لال پیلا ہو رہا تھا۔۔

"مجھے نہیں پتا آپ کو مجھ سے کیا مسئلہ ہے۔۔اگر کوئی خار ہے تو وہ مجھ پر نکالیں نا!!" اب کے

وہ بلند آواز میں بولا تھا۔۔دُعا حواس باختگی سے باہر دوڑی چلی آئی۔۔

"جان !!"

"شٹ اپ!" اُس نے اُسے تنبیہ کرتے سخت خفگی میں کہا تھا۔۔اور وہ لرز کر رہ گئی۔وہ پھر سے اُن کی جانب متوجہ ہوا۔۔

"میری مرضی میں کہیں بھی لے کر جاؤں اِسے۔۔کوئی پہلی مرتبہ نہیں لے کر جا رہا۔۔آج آپ کو فکر کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔۔اَ آپ نے ت فکر نہیں کی تھی۔۔۔ ہمارا کوئی رشتہ بھی نہیں تھا۔۔آپ کو اِس سے کوئی فرق نہیں پڑ چاہیے کہ ہم کیا کرتے ہیں اور کیوں کرتے ہیں۔۔

آپ کو صرف اپنی خوشیوں کی فکر ہے۔۔آپ کو صرف اپنی پڑی ہوئی ہے اور آپ کو بھی۔"
یہ کہتے اُس نے کو دیکھا۔

" آپ کے لیے جو ہے وہ بہت ہو گا۔۔ ہمارے لیے یہ بہت نہیں ہے۔۔دُعا کے لیے زیادہ فکر مند ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔میری بیوی ہے اور میں اُسے سنبھال لوں گا۔"
اُس نے اب دُعا کو دیکھا اور اُس کا ہاتھ اپنی گرفت میں لے کر اُسے کھینچا اور غصے سے بولا۔۔

"چلو تم!"
ربیعہ بیگم بیاختیار بولیں۔۔

"جان !!"

اُس نے ان سُنی اور اُس کا ہاتھ کھینچ کر باہر لے گیا۔۔۔

☆.....☆.....☆

وہ نیچے گاڑی میں بیٹھی ٹانگیں اوپر کیے سر پر چادر میں چھپی بیٹھی تھی۔۔۔ا ب میں وہ غصے سے

د ئے ٹ سے ٹیک لگا کر ہاتھ ھے بیٹھا تھا۔۔اُس نے کھول کر اُسے ذرا دن موڑتے دیکھا۔۔

"میرے لیے اور میری فیملی کے لیے اتنا سوچنے کا شکریہ۔۔"

دُعا ٹھٹھکی ۔۔اُسے زن گی میں پہلی مرتبہ ایسا محسوس ہوا تھا جیسے وہ اُس خان ان کا حصہ نہیں تھی۔۔

" کیا ہوا بُرا لگا؟" وہ طنزاً ذرا مسکرا ی۔۔

دُعا نے کرب سے ای اُسے دیکھا اور یں اُس پ سے ہٹا لیں۔۔

" تمہیں ہاں کرنے سے پہلے ای مرتبہ مجھ سے ت کرنی چاہیے تھی۔۔"

"میں نے اپنی مرضی سے ہاں کی ہے۔" وہ اُسے بنا دیکھے چبا چبا کر بولی تھی۔۔وہ ذرا محظوظ ہوا۔

"ہاں ت ہی کچھ روز پہلے تم مجھے کہہ رہی تھی کہ ابھی آگے تم بہت ی ہو۔۔"

اور اُسے اُس کا بقیہ کہا ہوا جملہ ی د آ ی۔۔

" ی ر بہت مشکل پیپر ہوتے ہیں۔۔بہت ٹینشن ہیں مجھے۔۔۔الل ؟ کرے میں آرام سے نکل جاؤں۔۔"

خضر نے ای گہری سانس لی اور سامنے و ٹ اسکرین پ نگاہیں مر کر لیں۔۔سامنے ای ماں اپنے شیر خوار بچے کو اُٹھائے سڑک پ ر کر رہی تھی۔۔

" ت شادی کرنے کی نہیں ہے ی ر۔۔ ت یہ ہے کہ گھر والے اب ہماری فیملی کو دیکھنا چاہتے ہیں۔۔امی کو لگتا ہے بچہ ہو گا تو ٹھیک ہو جائے گا۔۔ہاں ہو جائے گا۔۔ پھر؟ کیا تم کچھ چھوڑ کر اُس کی پ ورش کرو گی؟ ی کچھ ماہ بعد ہی جاب پ چلی جاؤ گی؟ تمہیں نہیں لگتا یہ

اُس کے ساتھ زیدتی ہو جائے گی؟ شروع کے تین سالوں میں بچہ صرف اپنی ماں کو تلاشتا ہے اور پھر اُسے جس میں ممتا ملتی ہے وہ اُسے اہمیت دیتا ہے۔۔اَ آج ہم اپنے بچے کو اپنا وقت نہیں دیں گے۔۔تو کل کو ہم اُس سے اُس کا وقت مانگنے کا بھی کوئی حق نہیں ر ت ۔۔جا ہو ؛ وہ حدیث ش ۔۔ای عورت کو مرد پ تین درجے فضیلت ۔ ملتی ہے؟ ۔ ملتی ہے۔ ۔ وہ ماں ؛ ہے۔۔اور یہ فضیلت اُسے یوں نہیں ملتی اِسے اُسے earn کرن پ ہے۔۔الل؟ تعالیٰ نے اولاد کو آزمائش کہا ہے اُسے آزمائش ہم بناتے ہیں۔صاحبِ اولاد ہون کوئی معمولی ۔ت نہیں ہے۔۔یہ ای بہت بھاری ذمے داری ہے۔۔۔ای بہت ۔ی نعمت ہے۔۔ورنہ ایسے بھی لوگ ہوتے ہیں جو کبھی اُس کے اِس فضل سے فیض نہیں اُٹھا پ تے۔۔اور جنہیں یہ کر دی جا ہے وہ اُسے پ کر کے بھی پ نہیں پ تے۔۔۔میں نہیں چاہتا کہ مستقبل میں میرا بچہ تمہاری جگہ کسی آی کو دے حتیٰ کہ میری ماں کو بھی۔۔ہم ساری د بھی اَ ی کر اپنے بچے کے پیروں میں ڈھیر کر دیں گے؛ اور اُسے اپنا وقت نہیں دیں گے۔۔تو وہ آپ کو کبھی اہمیت نہیں دے گا۔۔اور آپ کی ذات اُن کے لیے سوائے ای اے۔ٹی۔ایم کے کچھ نہیں رہے گی۔کسی کو اَ تم کوئی بہترین چیز دے سکتی ہو تو وہ ہے تمہارا وقت۔۔"

وہ سانس ی ؛ کے لیے رُکا۔۔

"بہت کم لوگ ہوتے ہیں جو اپنی پ یکٹیکل اور پ سنل ز؛ گی کو بیلنس کر پ تے ہیں۔۔اَ تم یہ کر سکتی ہو تو مجھے اِس شادی سے کوئی اعتراض نہیں ہے۔"

ستاروں سے آنکھیں اور اُس کے رخسار بھر چکے تھے۔وہ ۔ی سنجیدگی سے اپنی ۔ت کہہ رہا تھا۔۔

"ہماری ماؤں کا وہ وقت ؛ ر َ ی ہے۔۔ ۔ وہ ہمارے لیے قر۔ ں دے دی کرتی

تھیں۔۔ اب یہ بات ہم نوجوان کی ہے۔۔جن کے لیے اُن کا life of aim اُن کا سینٹر آف لائف اُن کی جاب اُن کا کیریئر ہوتا ہے۔۔پھر کہا جاتا ہے ہم اور یہ سب کس کے لیے کر رہے ہیں؟ اپنی اولاد کے لیے؟ کیا واقعی اپنی اولاد کے لیے یہ سب کر رہے ہیں؟ پھر یہ بھی ہمارا گلہ ہوتا ہے ہمارے بچے ہماری سنتے نہیں۔۔۔اُن کے اور ہمارے درمیان یہ barrier ہم خود لے کر آتے ہیں۔۔تم جانتی ہو۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم کو ہم سب کا امام بنایا تھا تو اُنہوں نے کیا پوچھا تھا۔۔انہوں نے فوراً پوچھا تھا اور میری اولاد کا کیا؟ ایک انسان کے پاس جو سب سے قیمتی چیز ہوتی ہے وہ اُسے اپنی اولاد کو دینا چاہتا ہے۔ایک ہوتی ہے مجبوری۔۔اور ایک ہوتی ہے اپنا کیریئر بنانے کی اندھی خواہش۔۔زندگی اور رشتہ ہمارے پاس بہت خوبصورت ہے دُعا۔ اِسے شروع درست وقت پر کریں گے۔تب۔۔۔ہم اپنی تمام تر ذمیداریاں سرانجام دے سکیں گے۔"

وہ ٹھہرا۔۔

"جہاں تک بات شادی کی ہے۔۔۔وہ اِس سال ہو ہی جائے گی۔۔۔مجھے تم سے خالی فیملی بنانے کے لیے شادی نہیں کرنی۔۔۔شادی کرنے کے اور بھی بہت سے مقاصد ہوتے ہیں۔۔۔ نکاح ہوتا ہے تو لڑکی کی کفالت اُس کے باپ بھائی سے اُس کے شوہر پر منتقل ہو جاتی ہے۔یعنی اُس کے باپ اور بھائی کی ذمے داریاں اُس کے شوہر پر ہوتی ہیں۔۔۔تمہاری ضروریات پوری کرنا۔تمہیں پڑھانا لکھانا میری ذمے داری ہے۔۔چاہے تم اپنا کماؤ۔۔ میرا یہ فرض ہے۔میں تمہیں نان نفقہ دوں۔اور اِس ملک کے شہری ہونے کی حیثیت سے یہ مجھ پر لاگو ہوتا ہے۔میں تمہاری کفالت کروں۔اب کسی بات کو اپنے سر پر سوار مت کرنا۔۔جو کرنا چاہتی ہو وہ کرو۔یہاں رہنا ہے تو یہاں رہ لو۔۔اسکوائر جانا ہے تو اسکوائر

چلو۔۔لیکن ذاتی طور پہ مجھے اسکوائ اور میرا فلیٹ اب تمہارے لیے محفوظ نہیں لگتا۔۔اِس لیے میری بات مان کر یہیں رہو۔۔۔اور کسی سے لڑنا مت۔۔۔"

چند لمحوں کی خاموشی اُن کے درمیان حائل ہوگئی۔

کچھ دیر بعد دُعا نے خضر کو دیکھا۔

"تم یہ دکھاتے ہو تم میری مانتے ہو۔ سچ یہ ہے تم اپنی ہی منواتے ہو۔ جو کرنا چاہتی ہو وہ کرو۔ یہاں رہنا ہے تو یہاں رہ لو۔۔اسکوائ جانا ہے تو اسکوائ چلو۔۔لیکن ذاتی طور پہ مجھے اسکوائ اور میرا فلیٹ اب تمہارے لیے محفوظ نہیں لگتا۔۔اِس لیے میری بات مان کر یہیں رہو۔"

خضر کو ہنسی آئی۔دُعا برہم ہوئی۔

"جانا میاں بیوقوف نہیں ہوں میں۔تمہاری ساری تدبیریں سمجھتی ہوں۔ان کو سارے اختیار دے کر حقائق سے آگاہ کر دینا۔۔بہترین غلامی میں ڈالنے کا طریقہ ہے تمہارا۔"

خضر نے بات ٹالنے کی سعی کرتے اب مانوس انداز میں مسکرا کر اُسے دیکھا اور اُس کا ہاتھ تھامتے کہا۔۔

"Grow old along with me. The best is yet to be!"

چشمِ تر خشک ہونے لگی۔۔دُعا کا غصہ کچھ کم ہوا تو مصنوعی خفگی سے بولی۔

"ہنٹر بیف کا برگر کھانے کا دل چاہ رہا ہے۔"

یہ سُنتے ہی خضر نے ممتانت سے اُسے ایسے دیکھا۔۔پھر ایک ٹھنڈی آہ بھرتے گاڑی اسٹارٹ کی اور تیزی سے گاڑی اُڑا لے گیا۔۔وہ ہر مسئلے کا حل نکال سکتا تھا۔سوائے اُس کی بھوک کے۔۔

☆.....☆.....☆

"میرے ہاتھ کانپ رہے ہیں!!!!"

دُعا کے مہندی سے بھرے ہاتھ تھرتھرا رہے تھے۔۔ رِیِ ننھی درمیانی انگلی میں کلاسی ڈا انگوٹھی جگمگا رہی تھی۔۔وہ آئس پنک کی سیدھی میکسی میں ملبوس تھی۔ کی آئس پنک آستینیں بازوؤں کے ساتھ چمٹی ہوئی تھیں۔۔۔میکسی کی طرز دیکھ کر ہی لگتا تھا کہ ڈیزائنر میکسی تھی۔۔ایسے لگتا تھا جیسے elsa میکسی کی طرز کو مشرقی طرز میں ڈھال دیا تھا۔۔۔چہرے پر پرٹی میک اپ کیا ہوا تھا۔۔۔بالوں کی elsa braid بنائی تھی۔۔۔ماتھے پر وسط میں ننھا سا گلابی موتی چمک رہا تھا۔۔۔کانوں میں بھی گلابی موتی چمک رہے تھے۔۔۔

"شہزادی!!"نی بیگم آواز لگاتے کمرے میں چلی آ ۔۔دُعا ہنوز پر رہی تھی۔۔۔۔

"شہزادی !!"نی بیگم گلابی رنگ کی شلوار قمیض میں ملبوس سر پر کام دار دوپٹہ لیے کھڑی تھیں۔۔لبوں پر ہلکی گلابی پ اسٹک اور آنکھوں میں سرمہ لگا کر ہی وہ بڑی رُ دار لگ رہی تھیں۔۔۔

"نی میرا رزٹ !!"

نی بیگم خفا ہو ۔۔

"بیٹا تمہاری بہن کی شادی ہے آج!!"

دُعا نے یکدم سے اُنہیں دیکھا۔۔اُسے جیسے ہول پڑے۔۔۔

"نی میرا رزٹ آ ۔۔"

نی آنکھیں میچ کر ضبطی سے کھولیں۔۔

"اوہو۔بیٹا تو دیکھ لو۔۔"

دُعا کے ہاتھ ٹھنڈے پڑ رہے تھے۔۔

"۔۔نی میری ہمت نہیں ہو رہی!!!"

"دادو!!!"

باہر حسیب کے نے کی آواز آ رہی تھی۔۔

"دادو نکلیں۔۔"

کبھی نگہت ممانی اُنہیں بلا رہی تھیں۔کبھی نواز ش صا ۔۔۔سمجھ نہیں آ رہا تھا کس کی سُنیں کس کو دیکھیں۔

دُعا وہیں بیٹھی تھی۔۔قریب میں ہی اُس کا آئس پنگ دوپٹہ سیدھا کر کے رکھا ہوا تھا۔۔پنکھا چلنے کے باعث دُعا کی ما چھپائے ننھا موتی بار ہا ہل رہا تھا۔۔پچھلے دو ہفتے سے شادیوں پہ جا جا کر وہ تھک چکی تھی۔۔

پہلے نور ماہ۔پھر وقاص اور وقاص کے لیے تو اُسے اُس کے گاؤں بھی جانا پڑا تھا۔۔پھر زین کے لیے ملتان اور اب عفیفہ۔۔۔بڑی ہمت کرتے اُس نے ایک گہری سانس لی۔۔

"ابھی تو راستہ روکنا ہے۔۔نیگ وصول کرنا ہے۔۔۔ابھی رزلٹ دیکھ لیا اور اگر فیل ہو گئی تو؟ سارا مزہ تو کرکرا ہو جائے گا۔۔"

دُعا روہانسی ہوئی۔۔۔

" کیا کروں؟" ہرنی دیے دا سے باہر گھومیں۔۔

"دیکھوں کہ نہ دیکھوں؟" باہر سے تیزی سے چلتے کسی کے قدموں کی آواز سنائی دی۔۔ اُس نے اُسے انداز کیا۔۔

"دیکھوں؟"

ایک لمحے اُس نے یہ سوچا اور پھر اگلے۔۔

"کہ نہ دیکھوں!!!"

"مت دیکھو!"

آواز پہ اُس نے چونک کر دیکھا۔۔سامنے کریم رنگ شلوار قمیض پہ کام دار واسکٹ میں خضر ملبوس تھا۔۔۔چمکتے چہرے پہ داڑھی اور بالوں کو ذرا اوپر پیچھے کر کے بنایا ہوا۔۔

دُعا اُسے بغور دیکھتے کہنے لگی۔۔۔

"تم پارلر سے تیار ہوئے ہو؟"

خضر آگے آتے اُس کے قریب جھکتے اُس کا دوپٹہ اُٹھانے لگا۔۔

"کیوں صرف لڑکیاں پارلر سے تیار ہوسکتی ہیں۔۔"دُعا اُٹھی۔۔

"تم تو لڑکے والوں کی طرف سے آرہے ہو نہ؟"

خضر نے پلٹ کر سنگھار میز کی جانب جاتے اُس کا چاندی رنگ ننھا سا کلچ اُٹھایا۔۔۔

خضر نے گردن موڑ کر اُسے دیکھتے تصیح دی کی۔۔

"نہیں۔۔مسٹر اور مسز خضر لڑکے والوں کی طرف سے ہیں۔"

دُعا نے آگے بڑھتے خضر سے دوپٹہ لیا۔۔

"اِسے تو لے لوں۔۔اُدھر جا کر اُتار دُوں گی۔۔تھینک گاڈ نانی segregated شادی کے لیے مان گئیں۔۔اُستاد کتنے خوش ہوں گے۔۔"

دُعا نے دوپٹہ پھیلا کر سر پہ لیا۔۔۔۔

خضر سنگھار میز سے ٹیک لگا کر کھڑا کہنے لگا۔۔

"تم نے رزلٹ دیکھ لیا؟"

دُعا ٹھٹھک کہ رُکی۔۔

"وہ۔۔"

خضر نے افسوس سے سر ہلایا۔۔

"بہت ڈرامہ ہو۔۔بہت بڑا ڈرامہ ہو۔۔۔"

دُعا جواب نہیں دے سکی۔اِس بات پر دُعا کا منہ اتنا سا ہو کر رہ گیا۔۔۔

"دُعا کسی خیال سے بولی۔۔

"ایک منٹ دیتی ہوں۔۔"

خضر خفگی سے بولا۔

" کوئی ضرورت نہیں۔"

دُعا رُکی۔۔۔

"دیکھنا تو ہے نا۔۔"

خضر نے ایک گہری سانس لی۔۔

دُعا تیزی سے پاسورڈ ٹائپ کرتے موبائل کھولنے لگی۔۔

"تم نے ایگزیم کلئیر کرلیا ہے دُعا۔۔"

دُعا نے بنا کوئی جواب دیئے پلکیں اُٹھا کر اُسے دیکھا۔۔

مطمئن سا خضر کہنے لگا۔۔

"ہاں کلئیر کرلیا ہے۔۔تمہیں پتا تھا تم یہ امتحان کلئیر کرلو گی۔۔۔ایمانداری سے بتاؤ۔۔کتنے کتنے گھنٹے پڑھتی رہی ہو۔"

دُعا کی آنکھیں نم ہوگئیں۔۔شاید حواس کچھ لمحوں کے لئے کھو گئے تھے جواب لوٹ رہے تھے۔۔

"کتنی محنت کی ہے تم نے۔۔مالدیپ میں بھی وقت ملتا دہرائی کرتی رہی۔امتحان کے دنوں میں ساری ساری رات نہیں سوئی۔۔کیا اِس کے بعد بھی تمہیں لگتا تھا کہ تم یہ امتحان نہیں کر پاؤ گی؟"

دُعا نے دبتے سانس کھینچا۔۔۔خضر وہیں کھڑا دوٹوک بولا۔

"دُعا رو مت۔۔میرے آٹھ ہزار لگے ہیں تمہارے چہرے پر!"

دُعا نے دبتے سر جھکا لیا۔۔اور بمشکل آ ضبط کیے۔۔۔خضر نے خود کو کمپوز رکھا۔۔۔

"اب چلیں۔۔ہمیں رات کے ساتھ جانا ہے۔۔"

دُعا نے ایک گہری سانس لی اور سنگھار میز کے قریب آئی۔خضر نے بغور اُسے دیکھا۔۔دُعا نے ذرا جھک کر سنگھار میز کا دراز کھولا۔۔اُس نے فٹافٹ اپنا انسٹینٹ کیمرہ نکالا اور خضر کی جانب بڑھایا۔

"یہ میرے کلچ میں نہیں آئے گا۔۔"

خضر نے اُسے لیا اور اپنی جیب میں ڈالنے لگا۔اب دُعا نے فیس پوڈر نکالا۔۔۔

"اِسے بھی رکھو۔۔۔"

خضر نے ماتھے پر بل ڈالے اور دُعا کو دیکھتے پوچھنے لگا

"تم نے یہ ساتھ کلچ لیا ہی کیوں اگر اِس میں کوئی چیز نہیں آتی؟"

دُعا نے دراز بند کیا۔۔خضر نے پوڈر کی ڈبیہ دوسری جیب میں رکھی۔۔۔

"اور اتنا تھوپنے کے بعد بھی یہ کومپیکٹ رکھوا رہی ہو؟"

دُعا نے سر اُٹھا کر اُسے دیکھا۔۔۔

"Titivating ٹچ اپ کے لیے۔۔"

خضر نے سپاٹ چہرہ رکھتے سر ہلایا۔۔

"اچھا چلو اب۔۔"

دُعا نے دہلیز کے قریب جاتے فلیٹ جوتا اُتارا اور سلور ہیل والی بیک اسٹرپ جوتی پہنی۔ وہ اسٹرپ اوپر کرنے کے لیے ذرا جھکی۔۔دائیاں بازو اُس نے خضر کے شانے پر رکھا۔۔

اب دوسرا پیر پہنا۔۔۔

کسی خیال سے وہ بولی۔۔

"مجھے تو راستہ روکنے کے پیسے چاہیئں ہے۔۔میں تو نہیں جا سکتی۔۔"

خضر نے اُس کا ہاتھ سختی سے پکڑا۔۔

"چلو تم۔۔"

"چاہیئں پیسے۔۔۔"

خضر اُسے زبردستی لے کر چلنے لگا۔۔

"نہیں دُعا نہیں چاہیئں۔۔اچھا نہیں لگتا۔۔۔"

دُعا نے منہ بسور کر دیکھا۔

"تم نے مریم کی شادی پر بھی یہ کہہ کر ٹرخایا تھا۔"

خضر خاموش رہا۔

"نہیں۔دُعا نہیں چاہیئں میں نے کہہ دیا۔" وہ کوریڈور میں اُس کے ساتھ احتیاط سے چل رہی تھی۔

"چاہیئں نیگ تو حق ہے۔"

"نہیں دُعا اچھا نہیں لگتا۔"

دُعا غصے سے جتا کر بولی۔

"اَ دوسروں نے لیے تو؟"

خضر نے لا پ واہی سے کہا۔

" ی ۔ دو۔لیکن ہم نہیں لیں گے۔"

اور دُعا نے ۔ دلی سے سر جھکا لیا۔۔

"اچھا!"

☆.....☆.....☆

" کدھر پھر رہا ہے چار سو بیس؟"

جہا ۔ ی ۔ صا ۔ چشمہ لگائے بغور خضر کو اسکرین سے دیکھ رہے تھے۔۔خضر لندن کی سڑکوں پ سفید اوورکوٹ پہنے مٹر گشتی کر رہا تھا۔۔

" کسی سے ملوا ہے آپ کو؟"

آواز پ دُعا نے پیچھے سے سر نکال کر اسکرین پ دیکھا اور چہک کر سر ہلا ی۔۔

"ہیلو!!"

" کس سے ملوا ہے؟"

خضر نے تبھی یکدم کیم موڑا۔۔جہا ۔ ی ۔ صا ۔ نے پ ی ں سکیڑ لیں۔۔۔اگلے لمحے وہ حیرت سے بولے۔۔

"ما ۔ !!"

دُعا نے مسکراتے ہوئے سلام لی۔

"السلام علیکم ما ۔ چچا کیسے ہیں آپ؟"

" آپ کو پتا ہے ہم نے آپ کے لیے شادی ملتوی کر دی ہے۔آپ آ گے تو تبھی شادی کریں گے۔۔"

دُعا ای سانس میں ساری بات بول گئی۔۔۔یہ بات سُن کر جہانزیب صاحب کا سانس لینا محال ہو گیا تھا۔۔

"اور چچا چچی کیسی ہیں؟ رافعہ اور علی بھائی کیسے ہیں؟"

ماموں چچا ہنستے ہوئے بولے۔

"ایک منٹ۔۔۔وعلیکم السلام!"

دُعا گردن موڑ کر بولی۔

"امی جلدی آئیں۔۔ماموں چچا کی کال آئی ہے۔۔"

"ہاں کیا ہوا؟"

باورچی خانے سے آواز آئی۔۔

دُعا صوفے پر بیٹھ کر دیوار کے سہارے ٹیک لگا کر بولی۔

"امی ماموں چچا کی کال آئی ہے!"

دُعا نے جہانزیب صاحب کا شانہ تھپتھپایا۔۔

"ابو بات کریں نا۔۔آپ کے بھائی کی کال آئی ہے۔۔"

جہانزیب صاحب نے بڑے لحاظ سے پوچھا۔۔

" کیسے ہو ماموں؟"

لہجے میں انتہا کی اجنبیت تھی۔۔

وقت اور فاصلہ یہ دونوں چیزیں محبت کی شدت کو کم کر سکتا ہے۔۔وہ بھی بڑے ظالمانہ انداز

میں۔۔۔

ربیعہ بیگم سر پہ دوپٹہ لیتے چلی آئیں۔۔

"بات کرواؤ میری ماہ سے۔۔"

ربیعہ بیگم بڑی خوشی سے اُن سے بات کر رہی تھیں۔۔

"ماہ بھابی سے میری بات کروانا۔۔اور تم نے آنا ضرور ہے شادی پہ!!"

"رافعہ کی سناؤ؟ کیا عمر ہے اُس کی؟ میری دُعا جتنی ہی ہے نا؟ دُعا کی آئی۔ڈی میں ایڈ ہے اکثر تصویریں دکھاتی ہے اُس کی۔"

جہانزیب صاحب وہاں سے اُٹھ کر جانے لگے۔دُعا فوراً سے اُٹھ کر دوڑتے ہوئے جہانزیب صاحب کے پیچھے آئی۔

"ابو!" اُس نے اُن کا ہاتھ تھاما۔۔

جہانزیب صاحب بیزاری سے بولے۔

"ہاں کیا ہے؟"

دُعا نے اُن کے ساتھ آتے اُن کا بازو تھاما۔۔

"ابو آپ کو پتا ہے جاہلیت کے زمانے میں عرب والے بُت پرستی کیا کرتے تھے۔۔وہ خطاکار تھے۔۔ظالم تھے۔۔غریبوں کا مال کھا جاتے تھے۔۔ اِس سب کے باوجود اُن کے مضبوط ہونے کی وجہ یہ تھی کہ اُن میں اتحاد بہت تھا۔۔۔اختلافات کے باوجود وہ اپنے قبیلوں کا ساتھ ضرور دیا کرتے تھے۔۔آپ کو پتا ہے حضرت حمزہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا مسلمان کیسے ہوئے تھے۔۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم پہ ابو جہل نے حملہ کیا تھا۔۔ جب حضرت حمزہ کو اِس بات کا علم ہوا تو وہ ابو جہل سے لڑنے گئے اور اُسے مارا اور جوش سے بولے۔

تم نے میرے بھتیجے کو مارا تو اب میں بھی مسلمان ہوں۔۔میں بھی ایمان لای محمد کے رب پ۔۔۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا عباس۔۔وہ بھی شروع میں ایمان نہیں لائے لیکن اہل یثرب . . آپ سے عقبہ کے مقام پ بیعت کرنے آئے۔۔تو وہ آپ کے ساتھ آئے تھے۔۔۔اختلافات ا ن کو کبھی بھی الگ نہیں کرتے۔۔اختلاف کو ای طرف رکھ کر بھی رشتے داری اور دو تی نبھائی جا سکتی ہیں۔۔۔ہر کسی کا ای opinion ہوتی ہی۔۔ہمارے opinion ہمارے ہیں اور کسی پ لازم نہیں کہ وہ ہماری رائے سے اکتفا کرے۔۔۔جو ہوا . پیچھے چھوڑ دیں ابو۔۔۔"

جہا ۔ . صا . خاموش کھڑے تھے۔

"ا اللہ غر. . دکھا تو آج ہمیں کوئی . پہنچا ۔۔ا میں اور چا منہ میں سونے کا چمچ لے کر پیدا ہوتے تو کبھی بھی ہمارا رجحان معاشرے کے المیوں کی جا . جا ۔۔آج ہم اسٹار ہیں۔۔اپنی محنت سے بنے ہوئے۔۔۔ابو ہر نعمت میں آزمائش ہے اور ہر آزمائش میں نعمت۔اللہ کو معاف کرنے والے بندے پسند ہیں۔دل ب اکریں ابو۔۔چچا کو معاف کر دیں۔۔امی کی شادی میرے ابو سے ہی ہونی تھی۔مجھے دُعا ادریس ہو تھا۔۔میں ادریس کی بیٹی ہو کر خوش ہوں۔۔میری ماں بھی ادریس کی بیوی بن کر خوش تھی۔۔۔جو ہوا اللہ کی مرضی سے ہوا۔۔پلیز ابو۔دل ب اکریں۔۔ہم آپ کے بچے ہیں۔ہم جہان جاتے ہیں آپ کی . ی کی ئندگی کرتے ہیں۔اب ہم آپ سے تقاضا کر رہے ہیں۔آپ بھی ما . چچا کے سامنے ہماری ئندگی کر دیں۔"

جہا ۔ . صا . نے دُعا کا ہاتھ اپنے . ز و سے ہٹایا۔

دُعا کی آنکھوں میں جلتے ستارے مدھم پڑ گئے۔

جہا ۔ ۔ صا ۔ بنا کچھ کہے اپنے کمرے کی جا ۔ جانے لگے۔۔

دُعا نے ای سرد آہ بھرتے ہاتھ ۔ ھ لیے۔۔اُس نے ۔ مکمل طور پ د ۔ تے آنکھیں میچ لیں۔۔۔۔

"کیسے ہوگا یہ ۔ ؟"

وہ سوچ رہی تھی۔۔

"وقت تو لگیگا۔۔لیکن ۔ ہو جائے گا۔۔"

"ہم کوشش کریں گے۔۔"

اُس میدسے آنکھیں کھولیں۔۔

"اور ہم ضرور کامیاب ہوں گے۔"

☆.....☆.....☆

دُعا اور جہا ۔ ۔ صا ۔ ۔ ورچی خانے میں تیزی سے کام کر رہے تھے۔۔جہا ۔ ۔ صا ۔ دُعا سے کہہ رہے تھے۔۔

"لہسن کو اچھی طرح کُوٹ۔۔۔"

جہا ۔ ۔ صا ۔ سعودی طرز سے آج گو ۔ کا سالن بنا رہے تھے۔۔خضر کی رات کی پ کستان واپسی تھی۔۔

جہا ۔ ۔ صا ۔ پتیلے سے اُبلتا گو ۔ دیکھتے پوچھنے لگے۔۔

"تیرا انٹرویو ۔ ہے؟"

دُعا تیزی سے حمام دستے میں لہسن اور مرچی کُوٹ رہی تھی۔۔ٹھک ٹھک کی آواز گونج رہی تھی۔

"اگلے ہفتے۔۔"

ربیعہ بیگم ۔ ہر لاؤنج میں بیٹھی تھیں۔۔۔

جہانزیب صاحب لکڑی کا چمچ ہلاتے بولے۔

"چل اللہ خیر کرے۔۔"

"پھپھو!!!"

اگلے لمحے اُن دونوں کو انی آواز سنائی دی۔۔

دُعا بھوں اچکا کر بولی۔

"مریم؟"

مریم کی چیخ وپکار اُنہیں واضح طور پہ سنائی دے رہی تھی۔۔۔

جہانزیب صحب نے پتیلی ڈھکی۔۔

" گھر ایک رحمت ہے۔اور ہر عورت کو اُس رحمت میں رہنا نصیب نہیں۔۔"

دُعا نے چونک کر جہانزیب صاحب کو دیکھا۔

"ابو۔۔کیا کہہ رہے ہیں؟ اُس کی پھپھو کا گھر ہے۔۔"

جہانزیب صاحب سنک کے پاس جاتے بھگوئے ہوئے چاولوں کو دیکھنے گئے۔۔

"ہاں بھئی تم تو کہو گی ہی۔تمہاری تو ساری دوستیں اس اسکوائر میں آ گئی ہیں۔۔۔عفیفہ مریم اور آمنہ تو پہلے ہی تھی۔قریب میں گلستان جوہر میں نور ماہ!"

دُعا نے ہنسی دبائی۔۔۔

"ابو یہ بات نہیں ہے۔۔"

باہر مریم ربیعہ بیگم کے گلے لگے پھوٹ پھوٹ کر رو رہی تھی۔

" پھپھو مجھے ملتان جا ہے۔ میں رضیہ آ کے ساتھ نہیں رہ سکتی۔۔ وہ مجھے بہت پ یشان کرتی ہیں۔ صبح سے اُنہوں نے مجھ سے دس مرتبہ چائے بنوائی ہے۔۔"

ربیعہ بیگم فوراً سے کہنے لگیں۔

"تو ۔یٹ مہمان آ گے تو چائے تو بنانی پڑے گی۔"

مریم نے اشک آلود چہرے سے اُنہیں دیکھا۔

" نہیں پھپھو چائے کی ۔ت نہیں ہے۔"

ربیعہ بیگم کے چہرے پ سوالیہ ۃ ات اُبھرے۔

"تو پھر کیا ۔ت ہے؟"

مریم نے اُن کے ۔ سے سر ہٹا ۔

" پھپھو۔۔ وہ ۔ کو یہ کہتی ہیں۔۔۔ کہ مجھے وہاں ۔ منحوس کہتے تھے۔۔"

ربیعہ بیگم کے ماتھے پ بل پڑ گئے۔۔

"یعنی وہ احسان جتاتی ہیں۔۔"

جہا ۔ ۔ صا ۔ لاؤنج میں چلے آئے۔۔

" ۔یٹ وہ ایسی عورت نہیں ہے۔۔"

دُعا کچن میں سفید پیاز کاٹتے ۔ ۔ائی۔

"اِن ہی ۔ وجوہات کی وجہ سے میرا دل ہی نہیں کرت کہ شادی کروں۔۔"

جہا ۔ ۔ صا ۔ صوفے پ ۔ ت کہنے لگے۔۔

"وہ بس ز ۔ن کی تھوڑی ڑ وی ہے۔۔ لیکن دل کی بہت اچھی ہے۔ شروع میں دُعا اور اُس کی بھی نہیں ۔ تھیں۔۔ لیکن اب جان وارتی ہے اُس پ ۔۔ اور ۔یٹ وقاص کے نکاح پ حق مہر کا

مسئلہ ہو یہ تھا۔ آمنہ کے ل والے اڑ گئے تھے کہ دو کروڑ لیں گے۔ ت بھی رضیہ نے وقاص کا ڈ اساتھ دی تھا۔ اتنا اُس کی سگھی ماں نہیں بولی جتنا رضیہ بولی تھی۔۔"

رنجیدہ مریم نے ای سُنی۔

"نہیں پ پ ۔۔ مجھے نہیں پتا۔ اب زین آ گے تو میں اُن سے ت کروں گی۔ مجھے آج آ نے بہت سنائی ہیں۔۔ میں نے کہا میں زین کو بتاؤں گی تو کہتی ہیں۔۔

بھیڑ کی لات کیا۔ عورت کی ت کیا؟ جس کو بتا ہے بتاؤ۔۔۔ پھر مجھے سُنا سنا کر کہہ رہی تھیں۔ ہائے میری قسمت اب

ہر سے کیوں لائی۔۔ گھر کی لڑکیوں کو آگ لگ گئی تھی۔۔ چائے کے ر پ مجھے مہمانوں کے سامنے سنا دی اور کہا۔۔ دُودھ دی سو مینگنیوں بھرا۔۔ میں نے بہت دا ت کیا ہے پ پ ۔۔ کل میں سو رہی تھی تو مجھے سُنا کر کہا۔۔ ویہلی رن؟ پ و ں جوگی اور آگے سے کہا آرام کر رہی ہوں تو زین کو کہتی ہیں اِس کا تو بکری کا سا منہ چلتا ہے۔۔"

جہا ی صا بے اختیار بول پڑے۔

"اپنی ماں کی تیں بھی ایسی ہی نوٹ کرتی تھی کیا؟"

مریم جھلا پڑی۔

"میری امی نے مجھے کبھی ایسے تیں نہیں سنا پ پ ۔۔"

ربیعہ بیگم مریم کا سر تھپک رہی تھیں۔۔

"یٹ پ پ ہو جاؤ۔۔"

مریم ک پو پ ت پو پ اُن کو بتا رہی تھی۔۔

"پھپھو زین کو دبئی سے اتنی اچھی آفر آئی۔ آ کے کہنے پ زین نے انکار کر دی۔"

جہانزیب صاحب جھٹ سے بولے۔

"یہاں وہ اتنا اچھا کما رہا ہے تو پھر اُسے باہر جانے کی کیا ضرورت ہے؟ باہر کچھ نہیں رکھا بیٹے۔ میں اتنے سالوں وہاں رہا ہوں۔۔مجھے پتا ہے۔۔"

مریم نے تیکھی نظروں سے ان کی بات کی جواب دی۔

"اُن کی اپنی بیٹی تو امریکہ جا رہی ہے۔۔اُسے تو کچھ نہیں کہا۔۔خود کی بیٹی باہر جائے۔۔دوسرے کی بیٹی نہ جائے۔۔"

ربیعہ بیگم نے ایک گہری سانس لی۔

"بیٹا تم اپنا موازنہ قرۃالعین سے کر رہی ہو؟ اُس کی شادی کو چار سال ہو گئے ہیں۔تمہیں پتا ہے اُس نے کتنی محنت کی ہے اپنے ساس سسر کی۔اتنے بڑے خاندان میں رہی ہے۔اب جا کر اُس کی زندگی میں سکون آنے والا ہے۔۔اور تمہاری۔تمہاری تو ازدواجی ہستی کا ابھی آغاز ہوا ہے۔۔ایک عورت کبھی دوسری عورت کا گھر نہیں توڑتی۔۔اپنی ساس کو غلط نظروں سے مت دیکھو۔ہم اُسے سالوں سے جانتے ہیں۔۔وہ بہت اچھی عورت ہے۔۔اپنی پھپھو پر یقین رکھو بیٹا۔۔اور وہ خود بیٹی والی ہو کر بھلا کیسے کسی کی بیٹی سے زیادتی کر سکتی ہے؟"

باہر کا دروازہ کھلا۔جہانزیب صاحب نے فوراً سے دیکھا۔مریم کے آنسو خشک ہوئے۔۔رضیہ آپا دندناتے ہوئے فلیٹ میں چلی آئیں۔

"لگا لی ہیں میری شکایتیں۔۔اب میں لگاؤں تیری ہیں؟"

مریم اُن کی آواز پر سہم گئی۔

ربیعہ بیگم کہنے لگی۔۔

"رضیہ آرام سے بات کرو۔"

رضیہ آ شدید غصے سے بولیں۔

"سُن لی ہیں میں نے باہر کھڑے ہو کر ساری۔۔آن دے زین نو۔۔بتاواتی ہوں میں تیری
یہ۔۔پیچ پیچ کر پھپھی دے کار آجانی ی اے۔۔مجھے کل باتیں سُنا رہی تھی کہ مجھے کہیں بھیجا
نہیں۔ نران کاغان گئی تو تھی اور کیا وائیٹ ہاؤس بھیجوں اِسے۔میرے بیٹے کے خلاف
میرے کان بھرتی رہتی ہے۔۔میسنی۔۔منحوس۔۔"

مریم رضیہ آ کے غضب پر آزردگی سے بولی۔۔

"جی منحوس ہوں میں۔۔اتنی منحوس ہوں کہ کالی بلی کا راستہ کاٹوں تو وہ بھی مر جائے گی۔"

اور یہ کہہ کر وہ اگلے ہی لمحے پھوٹ پھوٹ کر رونے لگ گئی۔۔بڑی مشکل سے جہانزیب
صاحب نے رضیہ آ کو خاموش کروایا تھا۔دُعا مریم کو اندر کمرے میں لے آئی تھی۔وقاص اور
زین خضر کو ایئر پورٹ لینے گئے تھے۔۔شریم اور عفیفہ اِن دنوں Thailand ہنی مون پر
گئے تھے۔۔خضر کے دوستوں کی والدا لاؤنج میں بیٹھی تھیں۔۔پہلے وہ یہاں وہاں کی باتیں
کیا کرتی تھیں۔ بہوؤں کے آنے کے بعد وہاں اُنہی کی باتیں ہوا کرتی تھیں۔۔

شریم کی والدہ کہنے لگیں۔

"اللہ کا شکر ہے۔۔میری بہو تو ایسی نہیں۔۔"

نازش فوراً سے کہہ پڑی۔۔

"تمہاری بہو کو آئے ابھی دن کتنے ہوئے ہیں؟ رہی ہی کتنا ہے وہ تمہارے ساتھ۔۔۔ویسے
ہم اینوی گٹکو کو برا بھلا کہتے تھے۔ اب اپنی بہوؤں کو دیکھ کر اندازہ ہوا ہے۔دُعا تو بڑی چنگی
اے۔"

ربیعہ بیگم خاموشی سے سب کی سُنا کرتی تھیں۔۔۔

اب رضیہ آ   نے ٠زش کو دیکھا۔۔

"٠زش ویسے تُو نے بھی ہمارے ساتھ اچھی نہیں کی۔۔۔"

٠زش ذرا چو   ۔رضیہ آ   چبا چبا آنکھیں مٹکاتے بولیں۔۔

"اُس دن چا٠َ   ہن کا جو تو نے پوچھا تھا٠۔سمجھ لگ گئی تھی مجھے ساری۔۔ھدیٰ نے بتا دی ہے مجھے۔۔"

شریم کی والدہ نے ٠سمجھی سے ٠زش کو دیکھا۔۔

"کیا مطلب؟"

ربیعہ بیگم نے گلا کھنکارا۔۔

"یہ   ۔ توہمات ہیں۔۔کالی بلّی کا راستہ کاٹنا۔۔چا٠َ   ہن کا حاملہ عورت پ   اثـ   ا٠ از ہو٠۔۔کوے کا بولنا۔ایسا کچھ نہیں ہوت۔۔"

٠زش شرمندگی چھپاتے بولی۔

"مجھے صحیح پتا نہیں تھا کل ہی پتا   ہے۔۔"

ربیعہ بیگم نے اُسے مزی   شرمندہ نہیں ہونے دی۔۔

"اچھا چلو خیر ہے۔۔مبارک ہو۔ا   ءاللہ اللہ خیر کا وقت لائے گا۔"

☆.....☆.....☆

بلڈ٠َ   کے نیچے گاڑی میں وقاص زین اور خضر بیٹھے تھے۔۔

خضر ی   ٹ   پ   ٹ   نگیں پ   ڑھا کر کہنے لگا۔

"کہتے ہیں۔۔آنکھوں کی بجائے کانوں سے بیوی پسند کروں۔کیو

کان کا راستہ دل ت   جا ت   ہے۔۔"

وقاص ٹ َ پ ٹ َ رکھے بیٹھا اُسے دیکھ کر آنکھیں ٹ ی کیے طنزاً بولا۔

"اچھا!"

"ٹھیک ہے!!"

وہ ٹھہرا۔

"جتنا تماشہ تم نے اور تمہاری بونی بیوی نے کیا ہے شا یہ ہی کسی نے کیا ہو۔۔"

زین سر جھٹکے بیٹھا تھا۔

"اب کیا کروں یر۔۔ ماں کی سُنوں کہ بیوی کی؟ کچھ سمجھ نہیں آرہا۔۔ ماں کے ساتھ زی دتی کی تو غلط ہو جائے گا۔۔ کیو ۔۔ اولاد کا والدین پہ کیا ظلم اپنی ت ریخ دہرا ت ہے۔۔"

وقاص نے ای گہری سانس لی اور اُس کی جا ب متوجہ ہوا۔۔

"دیکھو زلفی۔ دونوں کو اگنور کرو۔ لڑتی ہیں لڑیں۔۔ جو کرتی ہیں کریں۔۔ تم بس ای کان سے سُنو۔ اور دوسرے کان سے نکال دو۔۔ میرے گھر بھی ہر دوسرے دن چھوڑ کر لڑائی ہو رہی ہے۔ لیکن میں دونوں کو کچھ نہیں کہتا۔۔ مرد عورتوں کے معا ت میں نہیں بولا کرتے۔۔"

زین نے ت کی۔

"ہاں۔ صحیح کہہ رہے ہو۔۔ اب ایسے ہی کر ن پڑے گا۔"

نئ ز گی کا آغاز ہوا تھا۔۔ خوشیاں تو آئی تھیں۔ خوشیوں کے ساتھ نئ آزمائشیں بھی آئی تھیں۔۔

☆.....☆.....☆

اسکوا ئ پہ رات نے ستاروں بھری چادر اوڑھ رکھی تھی۔۔ چاروں دو ت جوڑی بنائے آمنے سامنے بینچ پہ بیٹھے تھے۔ انکل ہارون درمیان میں ای طرف کھڑے وقاص زین اور شریم کے

اُترے ہوئے چہروں کو دیکھ رہے تھے۔خضر سادگی سے بیٹھا ہارون انکل کو دیکھ رہا تھا۔۔چند لمحے خاموش رہنے کے بعد اُس نے گلا کھنکار کر کہا۔

" لگتا ہے انکل اِنہیں شادی راس نہیں آئی۔۔"

ہارون انکل نے اُسے گھور کر دیکھا۔۔تو اُس نے مسکرا کر ہنسی دبا لی۔۔۔

زین نے کرب سے ایک گہری سانس لی اور بینچ سے ٹیک لگائی۔۔

" کیا دن تھے وہ بھی۔ ہم چاروں دوست ویکنڈ پہ اکٹھے ہو کر گھومنے جایا کرتے تھے۔۔۔ پارٹی پلاننگ کیا کرتے تھے۔۔کرکٹ کھیلتے تھے۔۔کیا رونق ہوتی تھی ہماری۔۔اور آج ایسا لگ رہا ہے جیسے ہم سے زیادہ اُجڑا ہوا کوئی نہیں۔۔شام کو پانچ منٹ بھی نیچے آ جاؤ۔۔پیچھے سے گھر میں جنگ کا محاذ کھل جاتا ہے۔۔پہلے شام کا مترادف سکون لگتا تھا۔اب شام ہوتی ہے تو کوفت ہوتی ہے۔۔گھر جانا ہے۔۔ماں اور بیوی کی چپڑ چپڑ سُننی ہے۔۔"

انکل ہارون اُسے دیکھتے کہنے لگے۔۔

"بیٹا سوچ کے زاویے پہ ہر چیز انحصار کرتی ہے۔کوئی کھڑکی سے باہر دیکھتا ہے تو اُسے صرف کیچڑ نظر آتا ہے۔۔اور کوئی اُس کھڑکی سے ستاروں کو دیکھتا ہے۔اللہ کا شکر کرو۔تمہارے گھر میں عورتیں ہیں رونقیں ہیں۔۔مسئلے ہیں تو کیا ہوا۔لوگ تو ہیں۔۔کبھی دیکھا ہے؟کبھی ملے ہو اُن ویران لوگوں سے جن لوگوں کی زندگی میں ماں اور بیوی نہیں۔۔۔یہ دونوں اللہ کی نعمتیں ہیں۔۔۔اور تم اِنہیں عذاب سے تشبیہ دے رہے ہو۔۔"

انکل ہارون نے اب وقاص کو دیکھا۔

"ہاں وکیل میاں سارا دن میاں بیوی کو کورٹ کرتے ہو۔اور خود ہی تم نے اپنی بیوی کو ڈانٹ

دی۔"

آمنہ شام سے گھر چھوڑ کر اپنی والدہ کے گھر جا چکی تھی۔۔وقاص نے درد بھری آہ لی اور آسمان پر دیکھتے سیدھا ہوا۔۔

"انکل یہ سارا مسئلہ دُعا نے کیا۔"

خضر جھٹ سے سیدھا ہوا۔

"دیکھو وقاص۔۔"

انکل ہارون نے میکانی انداز میں اُسے ہاتھ دکھایا۔

"سُننے دو اُس کی۔"

وقاص نے عاجزی سے مشکورانہ انداز میں کہا۔

"شکریہ انکل۔۔"

زین خضر کے ساتھ بیٹھا بولا۔

"بحث میں اِس سے کون جیت سکتا ہے؟ یہ وکیل لوگ ہوتے ہی بڑے خطری ہیں۔۔"

وہ ٹھہرا اور پھر کہنے لگا۔

"انکل آمنہ کی طبیعت ٹھیک نہیں رہتی۔وہ کہتی ہے کھانا بناتی ہوں تو خوشبو دماغ کو چڑھ جاتی ہے۔۔۔اور پھر اُس سے کھایا نہیں جاتا۔۔اور سارا دن وہ متلی کرتی رہتی ہے۔۔۔امی کو اُس نے صبح منع کر دیا کہ اُس سے کھانا نہیں بنتا تو امی کہنے لگیں۔۔تم واحد عورت ہو جس سے کھانا نہیں بنتا۔۔ہم نے کیا بچے نہیں پیدا کیے۔اور لوگ بچے پیدا نہیں کرتے۔۔آمنہ کی طبیعت زیادہ خراب ہوگئی۔اُس کو چکر آگیا۔دُعا عرف فساد گھر میں تھی۔اُسے اسپتال gynae کے پاس لے گئی۔۔اسپتال سے آئی تو اب عورتوں کو اکٹھا کر کے اُس نے خوب بحث بازی

کی۔۔اور وقاص کو یاد آنے لگا۔۔

دُعا فلیٹ میں کھڑی کر کہہ رہی تھی۔۔

" آمنہ کا وزن بڑھنے کی بجائے گھٹ رہا ہے۔ڈاکٹر نے بتایا اِس نے دو دن سے کچھ نہیں کھا۔اِس کا بچہ اتنا کمزور سا ہے۔۔اِس کے علاوہ اِس کو خون کی بھی کمی ہے۔۔آگے مسئلے ہو تے ہیں۔۔ڈاکٹر نے فولک ا کی گولیاں دی تھیں۔اِس نے تو وہ بھی نہیں کھا ۔۔۔ظاہر ہے کھاتی بھی کیسے کھانا ہی نہیں تو یہ گولیاں کیسے کھانی تھیں۔۔اِس میں ساری غلطی وقاص کی ہے۔صبح کام میں مصروف رہتا ہے اور شام میں مو میں۔یہ تو اُسے احساس ہونا چاہیے کہ بیوی کو دیکھے۔۔۔ نہیں جناب کو بس اپنے کلائنٹ کی پڑی رہتی ہے۔۔اُسے اپنے بچے اور بیوی کا کوئی احساس نہیں ہے۔•

وہ حال میں آیا اور مظلومیت سے خضر کو دیکھنے لگا۔

"اَ مجھے اپنے کلائنٹ کی پڑی رہتی ہے تو کس کے لیے پڑی رہتی ہے یار؟اپنی بیوی بچے کے لیے پڑی رہتی ہے نا۔۔دُعا نے ایسے اتنی بڑی بات کیسے کہہ دی کہ مجھے میری بچے کی فکر نہیں۔دُعا کی بات پر آمنہ پڑ گئی۔مجھ سے لڑ رہی تھی بار بار۔میں کام سے تھکا آیا تھا۔صبح کورٹ میں بھی بحث تھی۔۔پریشان تھا۔سمجھ نہیں آ رہا تھا کچھ۔۔اوپر سے آمنہ بولے جا رہی تھی۔۔"وقاص کو یاد آنے لگا۔

"تمہیں میری فکر نہیں ہے۔"

"تم بدل گئے ہو۔"

"میں مر جاؤں گی نا تب تمہیں احساس ہو گا۔"

"میرا دماغ پھٹ رہا تھا۔ایک پوائنٹ پر آ کر میرے ضبط کی انتہا ہو گئی اور میں پھٹ پڑا اُس

پ۔۔"

خضر نے بینچ پ ٹانگیں او پ کر کے آلتی پ لتی مار لی۔

"تم کل جا کر اُسے لے آ ۔فلحال باقیوں کے مسئلے حل کرو۔۔"

وقاص نے ای گہری سانس لی۔

"اچھا!"

ت ہی اُس کے مو کی گھنٹی بجی۔۔

"ای منٹ!"

اُس نے اُنہیں انگلی دکھا کر پینٹ کی ۔ سے مو نکالا۔اُس نے اسکرین پ دیکھتے کہا۔

"امی کا ہے۔۔"

وقاص نے کال اُٹھائی اور کان سے مو لگای۔

"ہاں جی امی؟"

اُس کی طرف متوجہ ہو گئے۔۔

"اپنی بیوی کی حر دیکھو۔۔کچے آلو چھوڑ گئی ہے۔۔اتنا پ نی سالن میں ڈال دی ہے۔۔گو ی بھی صحیح طرح نہیں بنای۔"

"امی۔۔"وقاص کو غصہ پ ڑھا۔۔زین اُسے ہاتھ دکھا کر بولا۔۔

"او جا پ ئی۔۔اپنے مسئلے حل کر۔ہماری خیر ہے۔۔"

وقاص نے کال کاٹ دی اور مو پ ٹ کر میز پ رکھا۔ہارون انکل نے افسوس سے سر ہلای۔۔

" کوئی حال ہی نہیں۔کوئی حال ہی نہیں ہے۔۔۔شادی کو وقت ہی کتنا ہوا ہے۔اور لڑائی میں

یہاں نے کتے بلی چوہے ہر جانور کو پیچھے چھوڑ دیا ہے۔۔"

خضر نے پڑپڑاہٹ سے ہاتھ اُٹھا کر جھٹکا۔۔

"ایں تو یہاں کے تماشے ہی ختم نہیں ہوتے۔۔۔"

اُس نے اب شریم کو دیکھا۔۔

"ہاں تم بتاؤ۔۔تمہاری بیوی کیوں گھر چھوڑ کر گئی ہے۔۔"

شریم نے مریل سا سر اُٹھایا۔۔

"دُعا نے اُسے بھڑکایا ہے۔۔"

خضر کو غصہ چڑھا۔۔ وہ بولا کچھ نہیں۔۔۔ہارون انکل سنجیدہ ہوتے خضر سے کہنے لگے۔

"چاند میاں تم نہ پہلی فرصت میں اپنی آفت آرا بیگم کو دیکھ لو۔۔۔اسکوائر کی ہر عورت کو اُس نے کوئی نہ کوئی پٹی پڑھائی ہوتی ہے۔۔"

خضر فوراً سے بول پڑا۔۔

"انکل میں کیا دیکھوں؟ میں۔۔میں اُسے کچھ نہیں کہہ سکتا۔۔"

زین غضب سے یا۔۔

"او ڈوب کے مرجا ایسی زندگی سے۔۔بے غیرت بڈی کے نیچے لگا ہے۔"

خضر نے ہارون انکل کی جانب اشارہ کیا۔

"انکل یہ بدتمیزی ہو رہی ہے۔۔۔میری بیوی کے بارے میں غلط باتیں بولیں گے تو لڑائی ہو جائے گی۔۔۔"

وہ اب اُن تینوں کو دیکھنے لگا۔

"خود تم لوگوں سے اپنی عورتیں سنبھالی نہیں جاتیں۔۔آجاتے ہو دوسروں کی عورتوں پہ خار

نکالنے۔۔لکھ لکھ کی لعنت تم تینوں پہ۔تم لوگ خود کو مرد کہتے ہو؟ روتی صورتیں بنا کر بیٹھے ہو۔۔اِس سے اچھی تو تمہارے گھروں کی عورتیں۔۔ بات کرتی ہیں تو بات میں وزن تو ہوتا ہے۔۔بے غیرتوں نامردوں چوڑیاں پہن کر بیٹھ جاؤ گھر میں۔۔۔"

ہارون انکل فوراً سے بولے۔

"خضر ٹھنڈے ہو جاؤ۔۔"

خضر اندر صاف کر کے واپس خاموش ہو گیا۔۔ہارون انکل نے دوبارہ سے ابتدائی شروع کی۔۔

"ہاں شریم کیا ہوا تھا؟"

شریم بتانے لگا۔

"انکل دُعا نے عفیفہ سے کہا۔تمہیں اتنا پڑھنے کا کیا فائدہ ہوا اگر تم نے کچھ کرنا نہیں تھا۔عفیفہ ڈگریاں پکڑ کر پہنچ گئی امی کے پاس۔۔کہ انٹرویو پہ جا رہی ہے۔۔امی برہم ہو گئیں۔۔کہ شادی کو ابھی دن کتنے ہوئے ہیں اور تم جاب پہ جا رہی ہو۔پہلے تم نے کہا تھا تمہیں نہ ہی جاب کرنی ہے نہ پڑھائی۔تبھی ہم نے تاریخ لی تھی۔۔۔مجھے جاب سے کوئی مسئلہ نہیں ہے۔۔لیکن امی کا کیا کروں؟ وہ کہتی ہیں پہلے کچھ کہا اب کچھ کہا۔اب بتائیں آپ دُعا کو کیا ضرورت تھی عفیفہ کو جاب کی چابی لگانے کی؟"

ہارون انکل فوراً سے بولے۔

"تو بیٹے تمہاری بیوی کوئی چھوٹی منی تو نہیں جو پانی کو مم بولتی ہے۔اُسے اپنی خود کی عقل بھی لڑانی چاہیے تھی۔کہ اُسے کیا کرنا چاہیے کیا نہیں۔۔"

خضر ہارون انکل کے جواب پہ مزے سے مسکرایا۔۔انکل ہارون بابا کو دیکھتے کہہ رہے

تھے۔۔

" ا کا تعلق ای یے سے ہے۔۔کسی جنس سے نہیں۔ ڑی عورتیں بھی زن بیزار ہو سکتی ہیں۔اور۔ ڑے۔ ڑے مرد بھی ا کے حامل ہو تے ہیں۔۔۔مجھے تو افسوس ہو رہا ہے تم لوگوں کی ماؤں کی حرکتوں پ ۔۔۔خود عورتیں ہو کر ایسی زن بیزاری کا مظاہرہ۔۔اچھی خاصی عورتیں تھیں۔بہوؤں کے آتے کیا ہو َ ی ؟ پھر صحیح دکھاتے ہیں۔ پ کستانی ڈراموں میں۔ہم ایویں اُنہیں لعن طعن کرتے ہیں۔۔۔۔عجیب حرکتیں شروع کر دی ہیں عورتوں نے تو یہاں۔۔ اِس چا۔ میاں کی بھی تو ماں اور بیوی رہ رہی ہیں سالوں سے۔۔مجال ہے جو کبھی لڑائی ہوئی ہے۔بہو ساس کو ماں سمجھے ساس بہو کو بیٹی تو ایسے کبھی لڑائی ہی۔ ہو۔۔۔اپنی بیٹیوں اور ماؤں کی۔ تیں بہت جلدی یہ عورتیں ا۔ از کر دیتی ہیں۔ ت ساس اور بہو کی ہو۔ای ای۔ ت حرف بہ حرف حفظ ہوتی ہے اِنہیں۔استغفر اللہ۔۔یہ تو المیہ ہے ہمارا۔"

انکل ہارون سانس ی۔ کے لیے رُکے پھر کہنے لگے۔۔

" چھوٹی چھوٹی۔ توں کا بھی ہم لوگوں کو کتنا بُرا لگتا ہے۔۔چھوٹی چھوٹی۔ توں کو ہم لوگ اپنی بے عزتی سمجھ ی تے ہیں۔۔۔اور عزت کی تو ہم لوگوں کو اتنی پ واہ ہوتی ہے۔۔کہ اِس کے لئے ہم مرنے مرانے ت کے لیے راضی ہو جاتے ہیں۔۔عزت ہمیں الل ؟ نے دینی ہے۔۔۔کام اُسی کے لئے کرتے ہیں جس نے صلہ دینا ہو۔۔۔اور اِسے ہی فی سبیل الل ؟ کہتے ہیں اور فرض بھی۔۔"

ہارون انکل نے اب زین کو دیکھا۔۔

" تم بتاؤ۔تمہاری بیوی نے کیا کیا ہے؟"

زین نے ای گہری سانس لی اور اپنا دکھڑا رونے لگا۔۔

"شام کو گھر گھسا بعد میں۔۔امی سے شکا یت پہلے موصول ہوئی۔کہ بیٹ تمہاری بیوی نے آٹ صحیح نہیں گوندھا۔۔"

وقاص کہنے لگا۔

"دیکھو یار۔"

زین اُسے ہاتھ دکھا کر بولا۔

"او پپ کر۔"

وقاص چونکا۔زین نے شیوہ پہ ہاتھ پھیرا۔

"تیری صلاح نہیں لینی میں نے۔۔۔طلاق نہیں کروانی۔۔"

وقاص کا حیرت سے منہ کھل گیا۔۔اور پھر اگلے لمحے وہ بہم ہو کر بولا۔

"لکھ کی لعنت۔۔دیکھتا ہوں تجھے دیتا کون ہے صلاح۔۔"

خضر نے ب کوا یا دیکھا۔

"کیا ہو گیا ہے یار؟ عورتوں کو لے کر لڑ رہے ہو؟"

زین نے اُسے دیکھا۔

"پہلے ہا کون ہوا تھا؟"

خضر فوراً سے خاموش ہو گیا۔۔

زین سر ہلا کر کہنے لگا۔۔

"یار۔۔"اُس نے دن پہ ہاتھ پھیرا۔۔

"سمجھ ہی نہیں آتی انکل۔۔۔چھوٹی چھوٹی بتوں پہ لڑائی ہو رہی ہے۔۔ایسے پڑ پڑ اہٹ ہو رہی ہے۔۔۔کیا ہو گیا ہے۔۔"

ہارون انکل نے اُسے انگلی دکھائی۔۔

"تم . میری . ت غور سے سُن لو۔یہ تم . کی آزمائش ہے۔۔کسی شخص نے کہا ہے۔۔محبت کیا ہے اِس . ت کا ا' ازہ تم لوگوں کو ٹھیک طرح . . ہو . ہے . . تم لوگ شادی کے بعد نصف صدیَ ' ار ۔ . ہو۔۔یعنی گولڈن جُبلی ۔۔وہ تو مصنوعی رشتے تھے۔۔جس میں لڑکی لڑکا بیزار ہوئے . . اپ کر د ۔ بلاک مار د ۔۔محبت کی آزمائش شادی سے پہلے نہیں ہوتی۔کیو شادی سے پہلے ہم آزاد ہوتے ہیں۔ شادی کے بعد اللہ کی حدود ہوتی ہیں۔۔جن میں رہ کر ہمیں ان آزمائشوں کا سامنا کر' ہو . ہے۔۔اور اَ چھوڑنے کا سوچا بھی تو درمیان میں ملنے والی سزا بہت تکلیف دہ ہے۔۔۔"

شریم نے کچھ ۔ د آتے کہا۔۔

"عفیفہ کہتی ہے۔۔"

. نے اُسے دیکھا۔۔

"اِس معاشرے میں ہاؤس وائف کی کوئی عزت نہیں ہوتی۔وہ کتنے کام کرلیں۔۔پھر بھی اُس سے پوچھا جا . ہے۔۔تم کرتی ہی کیا ہو۔۔المیہ یہ ہے آدھے سے ز ۔ دہ عورتیں اِس لیے کما' چاہتی ہیں کیو وہ معاشرے کو اپنی وقعت سمجھا' چاہتی ہیں۔۔"

☆.....☆.....☆

کمرے میں دُعا مریم کے ساتھ بیٹھی تھی۔۔۔

"یہ ہاؤس وائف کیا ٹ م ہوتی ہے؟ میں تو اِس ٹ م میں یقین نہیں ر . . ۔۔بیوی تو بیوی ہوتی ہے۔۔ہمیں ہاؤس وائف کی بجائے میز وائف کی ٹ م کو فروغ دینا چاہیے۔۔بیوی کو شوہر کی زن گی کے ہر مسئلے ہر پ یشانی کو جاننے کا حق ہے۔۔اُمہ المومنین ہمارے لئے بیویوں کی

بہترین مثال ہیں۔ وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو مشورے بھی دیا کرتی تھیں۔۔ گھر بھی دیکھا کرتی تھیں۔۔ وہ ہر میدان میں آگے رہا کرتی تھیں۔۔ عفیفہ بیوقوف کو میں نے اپنی ڈائری استعمال کرنے کے لیے کہا تھا۔۔ اُس نے بات کا بتنگڑ بنا دیا۔۔ بیوقوف لڑکی۔۔۔"

دُعا ٹھہری۔

"اور تم بیوقوف لڑکی۔ تم نے زین سے کیوں لڑائی کی؟ تو کیا ہوا جو وہ نکاح اور رسری بھول گیا۔۔۔ شوہر سے اپنی سالگرہ یا شادی کی سالگرہ بھول جانے پر شکایت نہیں کرتے۔۔ شوہر اگر روزِ معاش کے سلسلے میں شادی کی سالگرہ بھول جائے تو یہ سوچ لیتے ہیں۔۔۔ وہ ہمارے لیے ہی مصروف ہے۔ تحفے تحائف کا دینا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سُنت ہے۔۔ ہر ایونٹ پر شوہر سے تحفے کا تقاضا کرنا۔ ہر چھوٹی بات پر رُوٹھنا۔۔ یہ شدید قسم کی مادہ پرستی ہے۔۔۔ رہی بات آمنہ کی۔۔ تو اُس کے معاملے میں وقاص کی غلطی ہے۔ اُس کی بیوی امید سے ہے۔ خواہ وہ کتنا مصروف ہو۔ اُس کا اپنی بیوی کا حال پوچھنا فرض بنتا ہے۔"

مریم نے دُعا کو دیکھا۔

"وقاص سے ابھی تک تمہاری دشمنی ہے؟"

دُعا نے ہاتھ باندھ لیے اور محظوظ ہو کر بولی۔

"ہے تو!!"

اور مریم ہنس پڑی۔۔

"دُعا!!"

☆.....☆.....☆

"ہاں خضر!"

اُستاد کے دفتر میں خضر اور اُستاد بیٹھے تھے۔۔۔اُستاد کی نگاہیں لیپ ٹ پ کے ا پ مر
تھیں۔۔۔خضر اُن کی ای۔میلز پ ہ کر رہا تھا۔۔
". صحیح اور غلط میں تفریق ، کی جائے۔۔تو کیا کر، چاہیے؟"
اُستاد نے ای آ بند کیے اور دوسری کھولے اُسے دیکھا۔، جانے وہ ایسا کیسے کر لیا کرتے
تھے۔۔۔خضر نے سر اُٹھا کر اُنہیں دیکھا تو ہنس پڑ ا اور پھر کہنے لگا۔
"مطلب کسی چیز کا شک ہو۔۔اور اُس کا قرآن وحدی ث میں کوئی ثبوت ، ملے!"
اُستاد کہنے لگے۔
"مطلب اسلامی ت ر واقعات؟"
خضر نے اثبات میں سر ہلا ی ۔۔اُستاد نے ت کا آغاز کیا۔
"جس چیز میں شک محسوس ہو۔۔دونوں اطراف کی سُن کر اُسے چھوڑ دو۔۔۔اللہ کبھی ، کبھی
اُسے آپ کے سامنے آشکار کر دے گا۔"
خضر نے بقیہ ای۔میل پڑ ھنا شروع کی۔
"اور اُس شک کے تنقید سے بچا جائے۔۔
"ہر کسی کا ما ی ٹ ہوت ہے اور وہ اُسی کی ، ی د پ لوگوں کے متعلق ججمنٹ دیتا ہے۔دراصل یہ
لوگوں کی رائے نہیں ہے بلکہ اُن کا زاویہ ہے۔اور لوگ دوسروں کی سوچ کو دل پ لے ی ت
ہیں۔۔جبکہ فنکاروں کو ز، گی کو دیکھنے کا اِس سے ای اور view مل جات ہے۔۔"
خضر نے اسکرین کی جا، دیکھا۔
"اور اس تفریق کی آزمائش سے کیسے بچا جائے؟"
"آزمائش کسی نیک اور ا ن کے درمیان تفریق نہیں کر سکتی۔۔۔یہ اللہ جسے چاہتا ہے دیتا

ہے۔۔بس اپنے فیصلوں پہ بھروسا کرنا سیکھو۔۔"
خضر نے جواب سے مطمئن ہوتے اگلی ای۔میل دیکھی۔۔
" کیا محبت چاروں بیویوں سے ہو سکتی ہے؟"
خضر نے اُستاد کو دیکھا اور اُستاد نے بے ت ثر چہرے سے خضر کو۔۔۔
"میری چار ہیں؟"
خضر نے مسکراہٹ دبائے رکھی۔۔
" نفسیات کے نقطہ سے بات کرتے ہیں!"
اُستاد کو غصہ آیا تھا۔ ضبط کر گئے۔۔
"ہمارے دل میں ہر ان کے لیے ای محبت کا گوشہ ہوت ہے۔کسی سے تھوڑا۔کسی سے زیادہ۔۔"
خضر نے شریرانداز میں سر اُٹھایا۔
"مطلب چاروں بیویوں سے محبت ہو سکتی ہے؟"
اُستاد نے خود کو سنجیدہ رکھا۔۔
" کی اپنی جگہ ہو سکتی ہے۔اور کی اپنی محبت۔۔"
خضر نے مسکراہٹ لبوں میں دبائے اسکرین کی طرف دیکھا۔۔
" تنقید تکلیف کیوں دیتی ہے؟"
اُستاد نے ای گہری سانس لی۔
"ننانوے لوگ تمہارے حق میں کھڑے ہوں گے۔۔اور ای تم سے اختلاف کرے گا۔۔تو اُس ای کا اختلاف تمہارا divertmind کر دے گا۔۔یہ ا نی فطرت ہے۔۔اِس سے

تکلیف پہنچتی ہے۔۔چاہے آپ کتنے مثبت ہوں۔۔۔"

"اللہ کے راستے پ چلتے زمانہ بہت تکلیف دیتا ہے۔۔"

اُستاد نے کچھ سوچتے کہا۔

" کبھی کبھار بعض تکلیف دہ چیزیں ہمیں وہ سبق سکھا دیتی ہیں۔۔جن کی ضرورت کے متعلق ہم نے کبھی سوچا ہی نہیں ہوتا۔۔اِس سے کہو صبر کریں۔۔اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔۔"

"میں زن گی سے بہت مایوس ہوں۔۔میری زن گی میں کرنے کے لیے کچھ نہیں؟"

خضر کا چہرہ لوگوں کے سوالات پ مایوس ہونے لگا تھا۔۔

اُستاد سادگی سے جواب دے رہے تھے۔۔

"زن گی کی راہوں میں آزمائشیں اُنہیں کو محسوس ہوتی ہیں۔۔جنہوں نے کبھی اپنے لئے کوئی گول ی ٹ نہیں کیا ہوتا۔۔جن لوگوں نے گولز ی ٹ کیے ہوتے ہیں۔۔اُن کے لئے تو آزمائشیں منزلِ مقصود کی جان مراحل ہوتے ہیں۔۔اور وہ اُسے ب ڑی رجائیت پسندی سے عبور کرتے ہیں۔۔"

اُستاد نے اپنا مو دیکھتے خضر کو دیکھا۔۔

"مایوس مت ہو۔۔۔دوسروں کے غم سُنو گے تو کبھی بھی ڈ میں نہیں جا سکو گے۔۔۔کیو اِن کے غم کے آگے تمہیں اپنا غم کبھی محسوس نہیں ہوگا۔۔"

"میں اپنے دین کے لیے کچھ کرن چاہتا ہوں۔ ڈ سے ڈرتا ہوں۔"

اُستاد نے مو بند کرتے رکھا اور خضر کو دیکھنے لگے۔

"جس کام کو کرتے ڈر لگے۔۔وہ ب لکل وہی کام ہے جسے تمہیں کرن ہے۔۔نہیں تو تم ساری زن گی ای ہی جگہ پ کھڑے رہ جاؤ گے۔۔دوسروں کی رائے سُننے میں اپنے دل کی آواز سے

محروم مت ہو جا ۔"

"میں آپ کا بہت ڑا فین ہوں۔۔"

اُستاد کے چہرے کی رنگت سرخ ہو گئی۔

کوئی اور ا ن ہوتا تو خوشی سے مسکرا ۔۔ ۔۔لقمان علی خان کا شمار اُن شخصیات میں نہیں ہوتا۔لقمان علی خان کے د میں ان گنت مداح تھے لیکن وہ ایسی شخصیت نہیں تھے جو اپنے مداحوں کو دیکھ کر فخر محسوس کیا کرتے۔۔

" کسی عام ا ن سے متاثر ہونے کا مطلب یہ نہیں ہے کہ آپ اُس کی ڈ بن جا ۔۔ا ن کو اپنا یہ نہیں بھولنا۔شخصیت پ ستی نہیں کرنی۔۔ا ن کو ا ن سمجھنا ہے۔۔کوئی ا ن saint نہیں ہے۔۔"

خضر نے لیپ ٹاپ کی جا دیکھا۔

"بیوی کی جاب پلیس مجھے لکل نہیں پسند۔لیکن اُسے کہنے سے ڈرتا ہوں۔میں اُس کا دل نہیں دکھا چاہتا کیو میں اُس سے بے حد محبت کرتا ہوں۔۔"

اُستاد نے خضر کو دیکھتے کہا۔

"یہ جواب تم دو۔"

خضر اسکرین سے یں نہیں ہٹا سکا۔

"ا تمھیں کسی سے محبت ہے تو اُن سے اِس ا از میں محبت کرو کہ اُنہیں آزاد چھوڑ دو۔۔مضبوط بناؤ۔۔اور اپنے اون پ کھڑا کرو۔۔"

اُس نے تیزی سے اگلا سوال پوچھا۔

" کیا پ بنا ہ ہے؟"

اُستاد محظوظ ہوئے۔

"اِس کا جواب بھی تم دو؟"

خضر نے بے اختیار اُنہیں دیکھا۔

"اُستاد۔۔"

ضبط سے اُس نے واپس اسکرین کی جانب دیکھا۔۔

"پیہ لوگوں کو لتا نہیں ہے۔۔اُن کو بے ب کرتا ہے۔۔اگر آپ گندے ہیں تو پیہ آپ کو مزید گندا کرے گا۔۔اور اگر آپ اچھے ہیں تو پیہ آپ کو مزید اچھا کرے گا۔پیسے کا ہ اور نیکی دونوں سے ہی تعلق ہے۔"

"پچھلے ماہ میرے ہاں بیٹی کی ولادت ہوئی ہے۔پلیز مجھے بیٹی کے حوالے سے کوئی ہدایت کریں۔۔"

اُستاد ذرا مسکرائے۔

"پہلے سات سال اُسے پھول کی طرح رکھیں۔۔۔اگلے دس سال ایک دوست کی طرح۔۔کبھی بھی اپنے بچوں کو سخت ماحول میں یہ سوچ کر نہ پلیں۔کہ دُنیا بہت ظالم ہے۔۔اپنے بچوں کو ظالم مت بنائیں۔۔بلکہ اپنے بچوں کو ایسے نرم مزاج کا انسان بنائیں کہ وہ دُنیا کو کم ظالم اور کم سنگدل بنانے میں اپنا کوئی کردار ادا کر سکے۔۔گھر کی عورتوں کو اُس پر چیخنے مت دیجیئے گا۔۔ماؤں کو بلاوجہ چیخنا نہیں چاہیے۔۔خوامخواہ وہ چیخ و پکار کر کے اپنی انرجی ضائع کرتی ہیں۔جو چیز پریشان کرتی ہے۔اُس کا حل ڈھونڈیں۔۔نہ کہ بات بات پر ہلکان ہوا کریں۔۔"

خضر نے ایک گہری سانس لی۔

"اوکے سیکنڈ لا ٹ ون۔۔"

اُستاد نے دھیرے سے سر ہلایا۔۔

"میں اِس ظالم د میں survive کر چاہتا ہوں۔۔ کچھ اپنے تجربے سے بتا ۔"

اُستاد نے راکنگ چئیر سے ٹیک لگائی۔۔

"لوگوں کو اپنی ذات سے محبت کے احساسات دیں۔۔ کبھی خود کا استعمال مت ہونے دیں۔۔ محبت کریں۔ کسی سے اپنے آپ کو ذلیل مت ہونے دیں۔ یقین کریں بیوقوف مت بنیں۔۔ سُنیں لیکن اپنی آواز کو مت دبنے دیں۔"

خضر نے فوراً سے اگلا سوال پڑھا۔۔

"السلام علیکم میرا م سمیرا سجاد ہے۔ میری عمر تیس سال ہے۔ میں نے پی۔ ایچ۔ ڈی انگریزی ادب میں کی ہے۔۔"

اُستاد بغور اُس کی سُن رہے تھے۔۔

"میرا ٹ پ تھا اینگلو۔۔"

اُستاد فوراً سے بولے۔

"کام کی بت کرو۔"

خضر رُکا۔ چند لمحوں بعد اُس نے خود کو کمپوز رکھے کہا۔۔

"ا آپ دلچسپی ر ہیں تو مجھے جواب دیجئے گا۔۔"

اُستاد نے کوئی ۔ ش نہیں دیا۔۔۔ آج بھی اُنہیں شادی کی پیش ش ہوا کرتی تھیں۔۔ ا ٹ ام فیس ب ای۔ میل کہیں نہ کہیں اُنہیں پیغامِ شادی ضرور کر تا تھا۔۔

اُستاد نے بنا کسی ردِعمل کے خضر کو دیکھا۔

"ہوا ہے؟"

خضر نے مسکراہٹ ضبط رکھے کہا۔

"جی۔۔۔"

وہ ٹھہرا۔۔

"بُرا مت منا۔ میں کسی کو نہیں بتاؤں گا۔۔۔۔"

اُستاد نے ہنوز کوئی ۔شنہیں دیا۔۔

بلاشبہ لقمان علی خان بے حد پُرکشش شخصیت تھے۔۔اپنے شاگردوں سے زیادہ پُرتت اور فِٹ۔۔صاف رنگت چہرہ۔۔اور اُن کی آنکھیں۔۔اُن کی آنکھیں ایک پہیلی تھیں۔دور سے سرمئی سبز نیلی لگتیں۔۔کوئی ان دور سے اُن کا ایک رنگ نہیں بتا سکتا تھا۔ویسے قریب سے دیکھتے تو وہ mint gray لگتیں۔۔۔اور سیاہ بالوں میں ہلکی ہلکی چاندی اُنہیں مزید پُرکشش بناتی تھی۔۔۔

☆.....☆.....☆

وہ نیوی گرین رنگ کی سادہ لان کی شلوار قمیض میں ملبوس ہاتھ میں فائل پکڑے بینچ پر بیٹھی تھی۔۔۔سر پر دوپٹہ اُس نے آگے کر کے لیا ہوا تھا۔وہ ہسپتال میں انٹرویو کے لیے آئی تھی۔

پروفیسرز ریزیڈنسی کے لیے انٹرویو لے رہے تھے۔۔۔۔ریزیڈنسی کے لیے اُنہیں ہی سلیکٹ کیا جا رہا تھا جن کے پاس کوئی ریفرنس تھا۔۔۔ اُسے دیکھا گیا تو اُسے تو ہنس کر ریزیڈینسی کے لیے سلیکٹ کر لیا گیا تھا۔۔۔انٹرویو کے بجائے اُس کی ذاتی زندگی پر چند سوال پوچھے جا رہے تھے۔۔اُسے سلیکشن کی خوشی نہیں تھی۔۔۔کیونکہ بار بار ایک احساس اُسے ستا رہا تھا۔۔تو تم خضر کے کندھے پر پیر رکھ کر اِس مقام تک پہنچی ہو۔۔یہ ایک خیال اُس کی انا اور

اُس کے ضمیر کو ٖ رہا مجروح کر رہا تھا۔۔ پ وفیسر کے کیبن سے ٖ ہر نکلی تو چند ڈاکٹرز کُڑ ھتے ہوئے اُسے سنا کر کہنے لگے۔۔

"ہماری ذات ہمارا فرقہ پوچھ کر ہمیں ٖ ہر نکال دی۔۔ کیو ہمارے پ س سفارش نہیں تھی۔"

دُعا کا دل زور سے مٹھی میں بھینچا َ ی تھا۔۔

"یہ سفارشی ٹٹو چاہے ہمارا حق کیوں ٔ مار لیں۔۔ یہ کبھی ہمارا فن نہیں مار ت!!"

دُعا کا دل تو چاہ رہا تھا پلٹ کر اُنہیں اتنا سناتی کہ وہ ساری زن گی ی در ت۔۔ دل تو چاہ رہا تھا وہ زور زور سے کر اُنہیں کہتی۔۔ کیا تم لوگوں کو معلوم ہے کہ ہم نے کیسا وقت دیکھا ہے۔۔ کیا تم لوگوں کو علم ہے ہم اِس مقام ت کیسے پہنچے؟ کیا کچھ تم لوگوں کو واقعی معلوم ہو ت بھی ہے کہ بس اپنے سے لمبی لمبی چھینکنی آتی ہیں۔۔۔ وہ طیش سے پلٹنے لگی۔۔ پلٹتے پلٹتے رُکی۔۔ اُسے اُستاد ی د آئے۔

"وصل کے اسباب پیدا ہوں تیری تحری سے
دیکھ کوئی دل نہ دکھ جائے تیری تقری سے"
(ڈاکٹر علامہ اقبال)

ا ٔ رمن سے اُسے پکار کر کہا تھا۔۔

"بلاشبہ دُعا۔۔ بلاشبہ۔۔ وہ تمہاری کیفیت سے ٔ واقف ہیں۔ تم بھی اُن کی کیفیات سے ٔ واقف ہو۔۔ اَ وہ تمہارے احساسات نہیں سمجھ ت تو تم بھی اُن کے احساسات نہیں سمجھ سکتی۔۔"

بمشکل یہ زہر آلود گھون ٹ اُس نے گلے سے اُت را اور تیزی سے ٖ ڑے ٖ ڑے ڈگ بھر کر جانے لگی۔۔

وہ دل کا غم ہلکا کرتے اپتال سے نکل رہی تھی۔۔۔

"میرا تعلق ای ایسے خا ان سے تھا۔۔۔جس کا شمار متوسط طبقے سے بھی نچلے طبقے میں ہوا کرت تھا۔۔۔کہتے ہیں معاشرے کے تین طبقے ہوتے ہیں۔ پہلا طبقہ مسکرات ہے۔دوسرا پہلوں کے بوجھ تلے . داشت کرت ہے اور تیسرا اُن دونوں کو دیکھ کر صرف آ بہات ہے۔۔وقت کے ساتھ میں نے عروج دیکھا ہے۔۔۔میری ماں نے ہر رات ساری ساری رات جاگ کر درجنوں کے حساب سے کپڑے سی کر میری فیس نکالی۔۔میرے والد نے پ دیس میں چھڑوں کے ساتھ رہ کر دن رات کام کرتے اپنی جوانی ماری۔۔۔میں نے بچپن سے لے کر لڑ ت کا عرصہ ای کمرے میں رہ کر ارا۔۔۔میں نے اور میرے گھر والوں نے اپنی خواہشات کو مارا ہے۔۔میں نے وہ وقت بھی دیکھا ہے . میں نے اور میری ماں نے ای ای روپے کا حساب ڈائ ی میں لکھا ہے۔۔میں نے اپنے شوہر کو اپنی بھوک مار کر پیٹ پ پتھر . ھتے دیکھا ہے۔۔۔کسی کو ا ازہ نہیں ہے میں نے اور میرے خا ان نے کیا کیا. داشت کیا ہے۔۔میری محنت میری عبادت کی طرح ہے۔میں اِسے کسی کا کریڈٹ دے کر اِس کا شری نہیں بنا سکتی۔۔۔"

گھر آئی تو موڈ شدی اب تھا۔۔خضر نے انٹرویو کا پوچھنے کے لئے کال کی تھی۔۔

" کیسا رہا انٹرویو؟ ہو گئی سلیکٹ؟" اُس نے .ڑی خوشگواری سے پوچھا تھا۔۔اور وہ از خود اُس پ پھٹ پڑی۔۔

"ہاں مل گئی۔۔ملنی ہی تھی . ۔۔۔تمہاری مہر.نی سے۔۔۔اور کیوں . ملتی؟ کیسے . ملتی؟ ٹیگ بن کر مجھ سے لگ جو چکے ہو تم۔۔تمہاری وجہ سے میری خود کی کوئی پہچان نہیں بن پ رہی۔۔۔"

آواز ر ھ گئی۔۔۔دل بھر آی۔۔۔آنکھوں سے قطار در قطار ستارے ٹوٹنے لگے۔۔۔اُس پ ر

وہ خاموشی سے اُسے سُن رہا تھا۔۔
کل وہ عرب سا تِ بناک تھا۔۔آج وہ عرب سی تِ بناک تھی۔۔کل وہ مغرب کی طرح زمستان تھی۔۔آج وہ مغرب کی طرح زمستان تھا۔۔"میں نے نہیں کہا تھا اُنہیں کہ مجھے تمہاری وجہ سے سلیکٹ کرو۔۔میرا میرٹ بھی ٹھیک تھا۔۔ٹھیک نہیں بہت اچھا تھا۔۔۔پھر مجھے تمہاری وجہ سے کیوں سلیکٹ کیا؟ میری کامیابی کے پیچھے تمہارا کوئی ہاتھ نہیں سمجھے؟ میں سفارشی ٹٹو نہیں ہوں۔۔میں دُعا ادریس ہوں۔۔۔میں جو ہوں اپنی محنت سے ہوں۔۔۔"
" میں تمہارے بغیر کچھ بھی نہیں ہوں۔۔"
سوزاں سوزاں آگ پگل چا نی کی بو یں َ یں۔۔۔
ز ن رُک گئی۔۔اُس پ روہ اطمینان اور پ سکو سے کہہ رہا تھا۔۔
"I'm greatly indebted to you for all you've done for me Mrs. Dua."
ز گی میں پہلی مرتبہ اُس نے اُس سے رسمی ا ازمیں کلام کیا تھا۔۔۔
"So please.. let me clear my debt!"
وہ ٹھہر ٹھہر کر ڑی سنجیدگی اور ز م مزاجی سے اُس سے ت کر رہا تھا۔۔دن بہ دن اُس کی شخصیت نکھر کر اُس کے سامنے آ رہی تھی۔۔اب وہ امیچور بچہ نہیں تھا جو اُس سے ت ت پ لڑ پڑ تا۔۔جواباً اُس پ س پڑ تا۔۔
"تم نے میرے لیے جو کیا ہے وہ میں کبھی نہیں کر سکتا۔۔"
خود کو جھکا کر محبوب کو اُٹھا دینا ہر کسی کے بس کی ت نہیں تھی۔۔
"اپنی پ یکٹیکل کا پیز کے ساتھ میری کا پیز بھی بنا ۔۔۔ رھویں مجھے ز دستی بٹھا کر اپنے

ساتھ پڑھانے۔۔تم نہ ہوتی تو شاید ٹک میں ہی پڑھائی چھوڑ دیتا۔۔"

خنکی بھرا آ لائن کے اُس پر دُعا کے گال سے ٹوٹ کر پھسلتے ہوئے دن پر لڑھک گیا۔۔

"۔ ۔ میں میچ کھیلنے جاتا تھا تو تم اپنی نیند مار کر رات رات میرا انتظار کرتی۔۔اپنے میڈ کے مشکل تین سالوں میں بھی میرے لیے وقت نکالتی۔۔تم نے اپنی ماں کی آ ی نی میرے لیے نہ دی۔۔۔تم لوگوں سے میرے لیے لڑتی تھی۔۔تم نے میرے لیے اپنے یل کو بھی چھوڑ دی۔تم نے میرے لیے چچی سے ملنے والی زمین بھی چھوڑ دی اور نہ جانے تم نے میرے لیے کیا کچھ کیا۔۔فہر ت بہت۔۔۔بہت لمبی ہے۔۔۔اور ہاں۔۔نہ چاہتے ہوئے بھی میری گاڑیوں سے کھیلنا۔۔"

اس پر وہ ذرا چو تھی۔۔۔

"میں ت عمر تمہارا مقروض رہوں گا دُعا ادریس۔۔۔تمہیں اندازہ نہیں ہے کہ تمہارا کتنا بھاری قرض ہے مجھ پر۔۔اگر تمہارا سلیکشن میری وجہ سے ہوا بھی ہے۔۔تو وہ تمہاری ہی وجہ سے ہوا ہے۔۔تم جو ہو اپنے زور بازو پر ہو۔۔اور میں جو ہوں۔ اکے بعد امی اور تمہارے زور بازو پر ہوں۔۔"

ساتھ نہ ماں کو بھولا تھا اور نہ ہی اکو۔۔کھلاڑی تھا۔۔ہار کو جیت میں بدلنے کا فن ر ت تھا۔۔لمحوں میں بازی پلٹ کر رکھ دیتا تھا۔۔

مزید اِس موضوع پر اُنھوں نے کوئی بات نہیں کی تھی۔۔۔گفتگو کے بعد فون ر نے لگا تو اُس نے سادگی سے کہا۔۔

"دُعا تمہیں زُکام ہو رہا ہے۔۔"

جواباً وہ اچنبھے سے بولی۔۔

"مجھے۔۔۔نہیں تو!"

اُس نے بنا زور دیے ہنوز اُسی انداز میں کہا تھا۔

"ہو رہا ہے۔"

زور اِس لیے نہیں دیا تھا کیونکہ وہ جانتا تھا وہ اپنا مرض ابھی خود بھانپ لے گی۔۔

"پروگرام شروع ہونے والا ہے۔۔شام کو بات کرتے ہیں۔۔اللہ حافظ!"

اُس نے فون رکھا تو اُس نے محسوس کیا۔۔اُسے واقعی زکام ہو رہا تھا۔۔۔

پیشے کی طبیب تھی۔۔۔امراض کو بھانپنا اُس کا کام تھا۔۔ آج بھی اُس سے پہلے وہ اُس کا مرض بھانپ گیا تھا۔۔طبیب کا بھی طبیب ہوتا ہے۔اور وہ اُس کا حبیب ہوتا ہے۔۔

☆.....☆.....☆

گول سرخ میز پر چمکتی اسٹیل پر خضر کا عکس دکھائی دے رہا تھا۔۔۔سورج کی روشنی شیشے کی کھڑکی سے خضر آنکھوں میں پڑ رہی تھی۔۔۔خضر کے سامنے اُس کا سیاہ چشمہ پڑا ہوا تھا۔۔آسٹریلیاء میں وہ چند نامور ماہرین معیشت کے ساتھ بیٹھا تھا۔

نہ اُس کے پاس کیمبرج کی ڈگری تھی نہ ہی آکسفورڈ کی۔۔ اُس کے علم اور اُس کی جستجو نے آج اُسے اِس قابل بنا دیا تھا کہ وہ تعلیم یافتہ لوگوں میں بیٹھ سکتا تھا۔۔۔وہ وہاں اُن لوگوں کے ساتھ بیٹھا معیشت کو بڑھانے اور مزید بہتر بنانے کے طریقہ کار جاننے آیا تھا۔۔خضر سے اُس کے روبرو بیٹھے آدمی نے کہا۔۔

"میں نے تمہارے پروگرام کی چند اقساط دیکھیں۔۔اور اُس سے ملنے والا ردِعمل۔۔۔"

اچھا لگتا تھا جب اپنے سے زیادہ قابل لوگ اُس کے کام کو سراہتے تھے۔۔وہ دھیرے سے زیرِ لب بولا۔۔

"The world is becoming your oyster."

(یہ دُ میری صدف بن رہی ہے۔)

اور بلاشبہ وہ اُس کا لوُلوُ (موتی)۔

خضر کے مو   پ بیپ ہوئی۔ اُس نے سامنے اسکرین پ دیکھا۔۔۔

" کل کیا کر رہے ہیں آپ؟ دراصل کل میل بورن میں معیشت اور جی۔ڈی۔پی کے متعلقہ سیمینار ہو رہا ہے۔۔ا فارغ ہیں تو وہاں چلتے ہیں۔۔ پھر ڈ ساتھ کرلیں گے۔"

جُلیا می چیٹ پ سے میسیج پڑھتے اُس نے سر اُٹھا کر سامنے بیٹھے نوجوان کی دا جا بیٹھی لڑکی کو دیکھا۔ وہ اُسے دیکھتے مسکرائی تھی۔ خضر نے سر جھکا کر میسیج ٹ پ کیا۔۔

"Going Home. I've a woman home back."

اُس لڑکی کے لبوں کی مسکراہٹ پھیکی پڑنے لگی۔۔

خضر مسکرا کر اُسے دیکھتے سوچنے لگا۔۔

" سیون اسٹار ہوٹل۔۔ بہترین reservation۔۔۔ اور فینسی ڈ ایسی جگہوں پ میں اُنہی لوگوں کے ساتھ ڈ پلان کرتا ہوں جو میرے ساتھ میرے ہر بحران میں رہے ہوں۔ اور ایسے لوگوں کو میں اپنی آسائش میں نہیں بھولتا۔۔"

☆.....☆.....☆

آزمائشیں بھی آتیں اور پھر نعمتیں بھی ملتیں۔۔ اُن میں سے ا نعمت اُن کا گھر تھا۔

کچھ ہی ماہ بعد اُس نے کراچی کے ا خوبصورت علاقے میں اپنا مکان لیا تھا۔۔ ابھی اُس کا کچھ کام چل رہا تھا۔ وہ سیاہ ر کی انگر ی طرز کی چھت تھی۔۔ لکل ویسے ہی جیسا دُعا نے کبھی خواب دیکھا تھا۔ گھر کے ہر وسیع سا ہرا بھرا لان تھا۔۔ا ر سے وہ گھر لکڑی اور

قدیم زمانے کی اینٹوں کے اسٹائل سے بنا تھا۔۔ زیادہ بڑا نہیں تھا۔۔ خوبصورت تھا۔ اور اُن کے لیے بہت تھا۔۔ دُعا وقت نکال کر گھر دیکھنے آئی تو اُس گھر کے لیے کچھ پودے لائی تھی۔۔ خادم دوسرے پودے پکڑے پیچھے آ رہا تھا۔ وہ ہاتھ میں cactus کا پودا پکڑے بڑی شادمانی سے اُس کی جانب دوڑی چلی آئی۔۔

"Free Hugs!!"

خضر مسکراہٹ دبا تے پیچھے ہوا۔۔

"نہیں دُعا!" جیسے وہ پیچھے ہوتا وہ cactus کا پودا آگے کر دیتی۔۔ اُس پودے پر عین وسط پر ایک بڑا سا پھول کھلا تھا۔۔

"Free Hugs!!"

وہ ہاتھ بڑھے اُسے ایک ہاتھ کی انگشت شہادت دکھا کر کرتے ساتھ مسکراہٹ دباتے۔۔

"نہیں۔۔"

دُعا نے ہنستے ہوئے کہا۔۔

"اچھا۔۔"

اُس نے بڑھے ہاتھ کھولے تو وہ تیزی سے قریب اُس پودے کو لائی۔

"Free Hugs!!"

اور وہ جھٹ سے ذرا پیچھے ہوا۔ ڈر تھا بھی اور نہیں۔۔۔ عجب گدگدا دینے والی صورتحال تھی۔۔ اب وہ گھر کی طرف متوجہ ہوئی تو سبھی ساز و سامان کو بغور دیکھ رہی تھی۔۔ اُن کی عمر رسیدہ خادمہ نے خضر کو بہت دن بعد مسکراتے دیکھا تو دُعا سے کہہ پڑیں۔۔

"دُعا بی بی!" دُعا باورچی خانے میں آتے ہر چیز پر ایک سرسری نگاہ ڈالتے بولی۔۔

"جی غلام جان فرما ؟"

" آپ روز آیا کریں۔۔۔چاچا۔۔خوش ہو جاتے ہیں۔۔"

یہ سُنتے ہی وہ ٹھہری۔۔وہ ایک ٹھنڈی آہ لیتے پلٹی اور اُسے دیکھ کر بیبسی سے کہنے لگی۔۔

" کیا کروں؟ آنا چاہتی ہوں۔۔ ٹائم ہی نہیں ملتا۔۔"

وہ گھر کے کونے کونے میں جا کر ہر چیز کو دیکھتے ہوئے چہکتی۔۔جہاں جہاں وہ جاتی وہ دور سے گھما کر اُسے دیکھتا جاتا۔۔اُس مکان کی مکین آج آئی تھی۔۔اُس کے آنے سے اُس کا گھر کِھلکِھلا اُٹھا تھا۔۔عجب قدرت دی ہے خدا نے عورت کو۔۔اِس کے آنے سے مکان گھر بن جاتا ہے۔۔بیرنگ سی دُنیا رنگی رنگوں سے رنگ گئی تھی۔۔مرد چاہے اپنا گھر کتنی خوبصورتی سے سجاتا جو بات ایک عورت کے گھر سجانے میں تھی وہ کسی مرد میں نہیں تھی۔۔ہر طرف چہل پہل اُس کی چہکتی خوش آئندہ آواز گونج رہی تھی۔۔۔دل چاہا تھا اُسے یہاں روک لے۔۔مکان میں اب سکون میسر نہیں آتا تھا۔۔ خیر۔۔جہاں وہ وقت گزرا تھا۔۔یہ بھی گزر جائے گا۔۔۔

وہ دونوں بالکنی میں کرسیوں پر بیٹھے کافی پیتے چمن کی تازہ ہوا لے رہے تھے۔۔۔خضر کی اچانک اپنے سامنے پڑے cactus کے پودے پر گئی۔۔جس پر گلابی رنگ کا تازہ پھول کِھلا ہوا تھا۔۔اُسے دیکھتے وہ دُعا سے کہنے لگا۔۔

"دُعا دیکھو cactus پر بھی پھول کِھلتا ہے۔"

وہ مگ لبوں سے ہٹاتے اُس کی طرف متوجہ ہوئی اور اُسے دیکھ کر مسکرائی۔۔

"ہاں۔۔جہاں محبت ہو وہاں پھول کِھل جاتے ہیں۔۔۔کتنے خوبصورت ہوتے ہیں نا اِس cactus پر کِھلے ہوئے پھولوں جیسے لوگ۔۔کسی سے کچھ ڈیمانڈ نہیں کرتے۔۔۔جو جیسا ہو

اُسے ویسا ہے قبول کر یتے ہیں۔۔۔اور اپنی محبت سے یہ ثابت کر دیتے ہیں۔۔۔کہ محبت شکل وصورت کی محتاج نہیں۔۔اِسے دیکھ کر مجھے ایک اور چیز سمجھ آتی ہے۔۔کہ محبت۔۔کسی کو بھی موم کر دیتی ہے۔۔۔"

خضر نے کچھ سوچتے سر ہلایا اور پھر اُسے دیکھ کر اکتفا کرتے کہنے لگا۔

"ہاں۔۔میں نے ایسے بہت سے لوگ دیکھے ہیں۔۔جنہیں ہمیشہ خود سے،اپنی ذات سے شکوہ ہوتا ہے۔۔کہ ہم اِس گھر میں پیدا کیوں ہو گئے۔۔میرے والدین ایسے کیوں ہیں۔۔میرے والدین اُس کے والدین جیسے کیوں نہیں۔۔۔حسن قدرت میں ہوتا ہے دُعا۔۔اپنوں سے ہٹ کر کوئی کسی اور میں ضم نہیں ہو پاتا۔۔اپنے کیسے بھی ہوں وہ ہم سے جڑے ہوتے ہیں۔۔اور وہ اپنے ہوتے ہیں۔۔تو میں نے تو اِس cactus کے پودے سے یہ سیکھا ہے۔۔"

وہ سانس لینے کے لیے رُکا۔۔

"Bloom where you're planted!"

چند لمحوں کے لیے وہ خاموش رہا اور پھر اُسے یاد آیا۔۔

"تمہیں وہ کہانی یاد ہے دُعا؟"

"کون سی؟"دُعا ٹھوڑی سے مٹھی لگائے بھوں اُٹھا کر بولی تھی۔۔

وہ اُسے یاد کروانے لگا۔۔

"وہ دراڑ شدہ مٹکے کی۔۔"

دُعا نے یاد کرنے کی کوشش کی لیکن یاد نہیں آیا۔۔چہرے پر لاعلمی کے تاثرات دیکھ کر وہ بتانے لگا۔۔

"ایک دفعہ کا ذکر ہے۔۔"دُعا اُس کی جانب متوجہ ہو گئی۔۔

"ای گاؤں میں ای محنت کش غری . خا ان رہتا تھا۔خا ان کچھ زی دہ ب ا نہیں تھا۔خا ان میں میاں بیوی اور اُن کی دو بیٹیاں تھیں۔۔ . پ ہر روز شہر مزدوری کرنے جای کرت تھا۔شام کو آت تو پکانے کے لیے کچھ لے آت تھا۔گھر میں . ورچی خانہ تھا . غسل خانہ۔۔اِس لیے اُس محنت کش کی لڑکیاں کنو سے پ نی ی جاتی تھیں۔۔ . ت پ نی بھر کر گھر واپس آتیں تو مٹکے میں پ نی آدھا ہو کر رہ جات ۔۔کیو وہ مٹکا استعمال کر کر کے پ ا ہو چکا تھا۔۔اُس میں دراڑ پیدا ہو چکی تھی۔۔اور وہ کافی خستہ بھی ہو چکا تھا۔۔ اُن کے پ س اتنے پیسے نہیں تھے کہ مٹکا لیا جا سکے۔۔لہٰذا پ نی بھرنے کے لیے اُنہیں کنو کے تین تین چار چار چکر لگانے پ تے تھے۔۔ای روز صبح سے شام ہو گئی وہ محنت کش گھر لو ۔۔اُس کی بچیوں اور اُس کی بیوی کا فکرمندی سے حال بحال تھا۔۔اگلے روز اُسے کچھ لوگ گاؤں واپس لے کر آئے تو معلوم پ ا کہ اُس کا شہر میں ا ٹ ہو ی تھا۔۔اب کچھ دنوں کے لیے وہ چار پ ئی پ پ ی ۔۔اور گھر میں فاقے پ گئے۔۔۔پ نی سے گ ارا چل رہا تھا۔۔ای روز اُس محنت کش کی بیٹیاں پ نی بھر کر لوٹ رہی تھیں کہ راہ میں اچا اُنہیں دالوں کی جھاڑ اور . وکولی کا پودا لگا آی ۔۔دونوں اُن پودوں کو دیکھ کر کافی حیران ہو ۔۔کیو وہ پہلے تو وہاں نہیں تھے۔۔کافی د سوچا اور پھر اُنہیں معلوم پ ا کہ کچھ ماہ پہلے ای کسان اُس راستے سے گ ر رہا تھا اور گ رتے ہوئے اُس کے کچھ وہاں مٹی میں گ گئے۔۔اور روز . وہ وہاں سے گ رتی تھیں تو اُنہیں پ نی مل جای کرت تھا۔۔یہ وہی مٹکا تھا جسے وہ ہر روز کوسا کرتی تھیں اور اُسی مٹکے نے اُن کی فاقہ کشی کو توڑا تھا۔بعض لوگ ویسے نہیں ہوتے جیسے ہمیں اچھے لگتے ہیں۔۔ . ہمیں اُن کی موجودگی اپنی ز گی میں اچھی لگتی ہے۔۔اور . ہمیں یہ سمجھ آت ہے کہ اُن سے ہمیں کیا نفع حاصل ہو رہا ہے۔۔اللہ کی جا . سے ہماری ز گی میں بھیجے ہوئے ہر بندے کے پیچھے ای

وجہ ہوتی ہے۔۔خیر ہوتی ہے۔۔جو جیسا ہے۔۔اُسے اُسی طرح اپنانے کی کوشش کریں۔۔۔کیو یہ ہماری ٭پسندیہ ہ، ڈوی کسیلی دوا ہی ہوتی ہیں۔۔جو ہمیں شفاء بخشتی ہیں۔۔"

دُعانے .ڈی سنجیدگی سے سر کو خم دی۔۔

"۔لکل۔۔"

وہ کچھ سوچتے کہنے لگی۔۔

"ویسے مجھے .وکولی سے .وکولی کیسرول۔۔" خضر نے غصے سے .بھینچتے میکا ٭ ازمیں اُسے دیکھا۔۔

"بیکڈ .وکولی چیز .یڈ۔۔اور پتا نہیں کیوں سنگاپوری چاول اور دھلی رَ.ڈی ھاؤس کی ر.ڈی یِ د آ رہی ہے!!"

کہنا بہت کچھ چاہتا تھا . ہمیشہ کی طرح سل گئے۔۔اُس نے ت بعداری سے دھیرے دھیرے سر ہلا یِ۔۔دُعا٭ ڈ مسکراہٹ سے اُسے دیکھ رہی تھی۔۔اُس نے سامنے میز پ ڑا مو. اُٹھایا اور ایِ گہری سانس لے کر نمبر نے لگ َی۔۔

☆.....☆.....☆

"ہم آپ کو سروکرنے کے لیے یہاں کام کر رہے ہیں۔۔ اِس کا یہ مطلب نہیں کہ ہم آپ کے غلام ہیں!!"

سری٭ میں بہار کی رُت ہر سو چھائی تھی۔۔۔ہرے ہرے پتوں پ .رش کی بو٭یں بو٭وں پ َ رہی تھیں۔۔۔۔ت زہ ت زہ کھلے پتے پ پ٭ی کے ڈ٭ی کی رم جھم آواز کانوں میں .ڈی بھلی لگ رہی تھی۔۔خضر پلنگ پ یڈ آنکھوں پ سلیپ ماسک لگائے سو رہا تھا۔۔قمر صوفے پ بیٹھا

ٹی۔وی پہ آواز کم کیے خبریں دیکھ رہا تھا۔۔دُعا اور اُس کے ساتھ باقی ڈاکٹروں نے اسپتال میں ایک ایسا کیس پیش آنے کے نتیجے میں ہڑتال کی تھی۔۔۔دُعا میڈیا والوں سے اپنے بیان میں کہہ رہی تھی۔۔

"ہم چھتیس چھتیس گھنٹے ڈیوٹی کریں۔۔ساری رات سارا دن عوام کی خدمت کریں۔۔۔اگر تھوڑی دیر کے لیے ہم ریسٹ کرنے کے لیے اپنے کمرے میں جائیں یا فریش ہونے کے لیے جائیں۔۔۔تو کہہ دیا جاتا ہے اسپتال اور ڈاکٹروں کی غفلت۔۔۔۔میں ساری رات سے یہاں تھی۔۔۔صبح فجر کے لیے وضوء کرنے گئی اور پیچھے سے مریض کی طبیعت بگڑ گئی تو اِس کے نتیجے میں مجھے شوکاز جاری کیا جا رہا ہے۔۔۔۔اگر شوکاز کی وجہ یہ ہے تو میری نگاہ میں اِس شوکاز کی رتی برابر قدر نہیں۔" یہ کہہ کر اُس نے ہاتھ میں پکڑے کاغذ پھاڑ دیئے۔۔

"ہوہ!!" قمر کا منہ کھل گیا۔۔

دُعا ڈاکٹر کوٹ کی آستینیں چڑھانے لگیں۔۔

"اب دیکھیں ہم ڈاکٹر کرتے کیا ہیں۔۔ہم چھتیس چھتیس گھنٹے کام کریں۔۔۔ویکنڈ پہ بھی ہمیں آن ڈیوٹی کا آرڈر جاری کر دیا جائے۔۔تو پھر آپ ہم سے کیا امید کرتے ہیں کہ ہم خاموشی سے ڈمی بن آپ کی ہر بات قبول کر لیں تو ایسا نہیں ہو گا۔۔۔ہم جواب میں لڑیں گے۔۔ہم ہڑتال کریں گے۔۔۔اور آج سے ہی کریں گے۔۔۔۔ہماری مانگیں سُنی جائیں۔۔۔یا تو ہماری تنخواہ بڑھائی جائے۔۔۔یا ہماری ڈیوٹی کا وقت کم کیا جائے۔۔۔۔کیونکہ ہم انسان ہیں لہذا ہم سے انسانوں والی توقعات ہی رکھی جائیں۔۔۔"

وہ ایشیاء کپ کے لیے سری لنکا میں موجود تھے۔۔سری لنکا میں ہر روز میچ چل رہے تھے۔اور پاکستان میں ہڑتال۔۔۔میچ کھیل کر خضر کمرے میں آیا تو غسل خانے کی جانب

جاتے بولا۔

"قمر ٹی۔وی لگا۔اور بھابی کی خبر بتا!"

قمر نے فٹافٹ ٹی۔وی آن کیا۔۔ای طرف دُعا

وائے۔ڈی۔اے کی ئندگی کرتے صحافیوں سے بت کر رہی تھی۔دوسری جان وزارت صحت کا ئندہ بیٹھا تھا۔۔بقیہ اسکرین پ پولیس کی ڈاکٹروں پ تشدد کی جانے والی وڈیو چل رہی تھی۔۔۔اُتنے میں دُعا اور خواتین ڈاکٹریں انجیکشن پکڑے آ اور کچھ بولیں۔نیوز چینل والوں نے اُس کی آواز میوٹ کی ہوئی تھی۔۔

نیچے ہیڈ لائن پ لکھا آرہا تھا۔

"خواتین ڈاکٹروں نے پولیس کو HIV انجیکشن دکھا کر دھمکای۔۔"

قمر کا منہ کُھل َ ی۔

"ہاہ!" اُسے دورہ سا پڑ رہا تھا۔۔

"خضر بھیا!"

قمر نے ی پ ہاتھ رکھ لیا۔۔

پولیس کی انجیکشن دیکھ کر دوڑتی ہوئی فوٹیج اسکرین پ دکھائی جارہی تھی۔

"ا ا ی کے بعد خبر موصول ہورہی ہے کہ انجیکشن HIV نہیں تھے۔۔"

خضر منہ دھو کر تولیے سے صاف کرتے بہر آی۔

"ہاں کیا ہوا؟"

دُعا صحافیوں سے لڑتے ہوئے کہہ رہی تھی۔

"ای منٹ۔۔ای منٹ۔۔آپ سے کس نے کہا ڈاکٹروں نے تشدد کیا ہے۔۔"

ڈاکٹر دُعا۔۔دُعا!"

"دُعا سنیں!"

دُعا اپنے فیصلے پ اڑی بول رہی تھی۔۔

"نہیں مجھے وہ وڈیو دکھا ۔۔"

"مجھے وہ وڈیو دکھا ۔۔"

صحافیوں نے اُس کا جینا محال کیا ہوا تھا۔وہ اُس کی ب ت میں ب رہا خلل پیدا کر رہے تھے۔خضر ہاتھ میں تولیہ پکڑے خون بھری وں سے ٹی۔وی پ دیکھ رہا تھا۔۔قمر صوفے پ شل بیٹھا دُعا کو دیکھ رہا تھا۔۔۔اُس لڑکی نے گ شتہ دنوں سے میڈ یہ میں تھرتھلی مچادی تھی۔۔

مہینے بعد ب خضر پ کستان میں اُس سے تو دُعا نے اپنے پیشے کے متعلق اُس سے کوئی ب ت نہیں کی۔۔رُکی ہوئی تنخواہ ملی تو اُس کے لیے تحفے میں کلاسک گھڑی پ ٹ ئیز اور کچھ شرٹیں لے کر آئی تھی۔۔

"اب سے پ وَ ام میں ی کسی سے ملنے جاؤ گے تو یہ پہننا۔اب وقاص سے مت مانگا کروں۔۔اچھا نہیں لگتا۔۔اتنا کماتے ہیں تو تھوڑا خود پ بھی خ چ کر ی چاہیے۔"

خضر بغور سرخ ٹ ئی کو پکڑے دیکھ رہا تھا۔۔

دُعا مسکرا کر اُسے دیکھتے اُس کے ساتھ بیٹھی۔۔۔

"بیوی کے کمانے کا یہ مطلب نہیں ہے کہ وہ شوہر پ سبقت لے جا چاہتی ہے۔بلکہ بیوی کے کمانے کا یہ مقصد ہے۔۔کہ وہ شوہر کے ساتھ اُس کے بُرے وقت میں اُس کے ساتھ کھڑی رہنا چاہتی ہے۔۔"

خضر لبوں ہر تبسم در آ ی۔

اُس نے ٹ ئی ای طرف رکھی ۔۔

"جہاں سے اُمید نہیں ہوتی اللہ وہاں کے خواب دِکھا ہے۔۔تم کمانے لگ گئی ہو ہاں!"

یہ کہتے اُس نے ہرنی آنکھوں میں دیکھا۔تو دُعا نے مسکرا کر سر جھٹک لیا۔۔اگلے لمحے اُن دونوں کے درمیان خاموشی چھا گئی۔کسی خیال سے دُعا نے خضر کو دیکھتے پوچھا۔

"اور ٹھیک ہے؟"

خضر نے کُھلے ۔۔

"ہا۔۔"

تبھی ہر دھماکہ خیز ا از میں دروازہ کُھلا۔

خضر چو کر اُٹھا۔

"یہ کون تمیز ہے۔۔"دُعا بھی گھبرا کر اُٹھی ۔۔۔

 ہر ربیعہ بیگم کی متفکر آواز اُنہیں سنائی دی۔

"وقاص بیٹ !"

وقاص کی آنکھیں سرخ سر کے ل بکھرے تھے۔گلے میں ٹ ئی کی ٹ ڈھیلی پڑ ی تھی ۔۔

وہ غصے اور کرب کی شدت میں بوکھلا کر یہاں وہاں دیکھتے بولا۔

"دُعا کہاں ہے؟"

خضر اور دُعا لاؤنج میں آئے۔وقاص کی خونی یں اُس پ گئیں۔۔۔دُعا کے دی ے کُھل گئے۔۔۔لمحے بھر میں اُس کا ر پیلا پڑ ی۔۔وقاص قہر آور ا از میں اُسے دیکھتے آگے آ ی۔۔

"تم۔۔تمہاری۔۔"

خضر درمیان میں آ ی۔

"او۔ اوئے اوئے!!"

ربیعہ بیگم کا خوف سے دل پ ہاتھ پڑا۔

"وقاص بیٹ!"

وہ غصہ بچپن کے جیسا غصہ نہیں تھا۔۔ اُس میں سنجیدگی تھی۔ خوف تھا اور کرب بھی۔۔ وقاص کی آنکھیں بے تحاشا سرخ پڑ گئیں۔۔ آنکھوں میں نمی تھیں۔

"اِس اِس کی وجہ سے میری بیوی مرجائے گی۔۔"

دُعا ہانپنے لگی۔۔ سیاہ ہرنی آنکھیں ی َ لگی تھیں۔۔ خضر نے وقاص کو روکتے ذرا چو کر دُعا کو دیکھا۔۔ دُعا کا سر جھک َ ی۔ ربیعہ بیگم بے اختیار بولیں۔

"وقاص بیٹ ہوا کیا ہے۔۔"

وقاص نے سر کے ل نوچتے چھوڑے۔۔

"اِس لیے اُسے gynae کے پ س لے کر گئی تھی؟"

خضر ہنوز دُعا کے چہرے پ شرمندگی اُبھرتی دیکھ رہی تھی۔ وہ کاٹ کر اُنہیں د نے لگی۔۔ وقاص طیش میں آگے آ ی تو خضر نے اُسے دھکا دی۔

"ای منٹ۔" وقاص رُکا۔ اُس نے وقاص کو دیکھتے اُس کا سر پکڑ کر ہلا ی۔

"ای منٹ!!"

خضر نے پلٹ کر دُعا کو دیکھا۔

"کیا کیا ہے تم نے؟"

ربیعہ بیگم ٹیستے دل سے صوفے پ بیٹھیں۔۔

"ہائے۔۔بچوں نے قسم کھائی ہے۔۔مجھے جینے نہیں دیں گے۔مجھے جینے نہیں دیں گے۔۔"
وقاص صوفے سے ٹیک لگائے بے حال کھڑا تھا۔۔شور کے . . بلڈ . میں سے کسی نے جہا . ی . صا . کو اطلاع کر دی تھی۔۔
خضر نے پیچھے کمر پہ ہاتھ رکھے سختی سے دُعا کو دیکھتے سر جھکا کر پوچھا۔
کیا کیا ہے تم نے؟"
دُعا قطار در قطار آ بہاتے ہچکیاں لے لے کر رو رہی تھی۔۔ یں جھک گئی تھیں۔۔۔
خضر کی آواز ذرا بلند ہوئی۔۔
"میں نے پوچھا کیا کیا ہے تُم نے؟"
جہا . ی . صا . حیرانی پریشانی سے دروازے سے ا . ر داخل ہوئے۔۔
" کیا ہوا ہے؟ اب کو تماشہ لگا ہے۔" بے اختیار اُس کی وقاص پہ گئی۔۔
" تُجھے کیا ہوا ہے؟"
خضر نے بڑے ضبط سے آنکھیں گھما کر دُعا کو دیکھا۔وہ اُسے انگلی دکھانے لگا۔
"دُعا۔۔میں آرام سے پوچھ رہا ہوں۔۔مجھے بتاؤ کیا کیا ہے
دُعا کی سسکیوں کی آواز بلند ہو گئی۔۔جہا . ی . صا . فوراً سے آگے چلے آئے۔۔
"یہ کیا طر ہے کیسے بات کر رہے ہو؟" ربیعہ بیگم نے دھکتے دل سے صوفے پہ بیٹھے دُعا کو دھکا دیتے تھپڑ مارا اور وہ ذرا اہل کر تے تے بچی۔
"بتا . ۔۔دل پھٹا جا رہا ہے!"
ربیعہ بیگم کے دل کی دھڑ تیز ہو گئی تھیں۔۔۔صورتحال دیکھ کر جہا . ی . صا . کا چہرہ ای دم سے سرخ ہو یا تھا۔۔

"دُعا میری بچی مجھے بتا ہوا کیا ہے۔۔میرا بی۔پی تیز ہو رہا ہے۔۔دیکھ ۔پ کو اِس عمر میں
پ یشان مت کر۔۔"

" آہ۔۔"دُعا نے بولنے کی کوشش کی۔۔

" آمنہ کا۔۔"

بولنے اور رونے کے ۔۔ سسکیوں کی آواز آواز سے ضم ہو رہی تھی۔

"وہ اُس کا۔۔..cervix"

خضر درشتی سے کھینچ کھینچ کر بولا۔

"دُعا سیدھی طرح بتاؤ۔۔۔مجھے یہ میڈ ٹم سمجھ میں نہیں آتیں۔۔"

دُعا بلک کر کہہ پ ڑی۔

" مجھے نہیں پتا!"

وقاص فوراً سے اُٹھا اور ۔ ہر جانے لگا۔۔خضر نے بوٹوں کی چاپ پ یکدم مڑ کر دیکھا اور بے
اختیار وقاص کی جا ۔ دوڑ َ ی۔۔۔جہا ٔ ی ۔ صا ۔ نے دُعا کو تھامے ساتھ بٹھا ی۔۔

"بیٹھ بیٹھ!" ربیعہ بیگم کا پ رہ پ ڑھ رہا تھا۔۔

" دیکھ دُعا مجھے شرافت سے بتا دے۔تُو نے کیا کیا ہے۔۔نہیں تو میں تجھے اِس عمر میں اتنا ماروں
گی کہ سالوں کی اگلی پچھلی کسر پوری ہو جائے گی۔۔"

دُعا کی آنکھوں میں آ ؤں سے دھندلاہٹ پیدا ہونے لگی۔۔

وہ حلق کے بل جھک کر بولی۔

"میں نے کچھ نہیں کیا ہے۔"اُس کی آواز چیخ بن گئی تھی۔۔

جہا ٔ ی ۔ صا ۔ اُس کے سر پ ہاتھ رکھے اُسے ٔ می سے کہہ رہے تھے۔۔

"دُعا۔ بتائے گی نہیں تو سمجھ کیسے آئے گا۔۔" دُعا نے ہمت کرتے آ صاف کیے تھے۔۔
"اُس کا رحم کمزور ہے۔۔اُس کی رحم کا نچلا حصہ جسے cervix کہتے ہیں۔۔۔اُس کی cervix کمزور ہے۔جس کی وجہ سےاُس کے بچے کی وتھ نہیں ہو رہی۔۔بچے کے دے اور جسم کے ا ء میں مشکل ہو رہی ہے۔۔"
ربیعہ بیگم نے ضبطی سے صوفے کا زو تھام لیا۔
"ڈاکٹر نے شروع میں ہی کہا تھا۔abort کر دو۔وہ نہیں مانی۔اب اُس کا زچگی سے قبل cerclage treatment ہو گا۔۔یہ علاج ہے۔۔ویسے ہی اُسے anemia ہے۔بچہ ابنارمل بھی ہوسکتا ہے۔ مر بھی سکتا ہے۔۔اور آمنہ کی بھی جان کو خطرہ ہے۔اور پتا نہیں۔پھر اللہ اُسے اولاد دیتا بھی ہے کہ نہیں۔۔اِس لیے میں ا پ ل سے آ کر سے لڑ رہی تھی۔"
دُعا کی آواز بھیگی۔
"Gynae نے کہا تھا۔یہ فو لک ا لے۔۔وزن ھائے۔۔"
دُعا نے ک پونچھی۔آ مسلسل رہے تھے۔۔
" آمنہ نے gynae کو دھمکی دے کر کہا تھا۔مریض کا راز ڈاکٹر افشاں نہیں کرسکتا۔۔اور ا وہ اُس کا راز افشاں کرے گی تو وہ اُس پ چہ کروادے گی۔۔اِس لیے ڈاکٹر مجبور ہو گئی۔"
ربیعہ بیگم بے اختیار بولیں۔
"تو تیرے منہ میں کیا آبلے پڑ گئے تھے؟"
دُعا نے فوراً سے ا اُنہیں دیکھا اور پھر وہ ماضی کے جھروکوں سے آمنہ کو اپنے آگے ہاتھ جوڑتے دیکھ رہی تھی۔۔
" تمہیں اللہ کا واسطہ۔۔اللہ کا واسطہ۔۔پلیز یہ ت کسی سے مت کہنا۔آ بہت مسئلہ کریں

گی۔۔وہ مجھے پہلے ہی پسند نہیں کرتیں۔ڈاکٹر نے کہا تو ہے ۔ ٹھیک ہو جائے گا۔۔وقاص بہت مصروف ہے اِن دنوں۔۔پلیز اُسے کچھ نہیں بتانا۔"

دُعا بے بسی سے اُسے دیکھ رہی تھی۔۔

"شادی کے بہت سال بعد بچہ ہونے والا ہے۔۔اتنے سال کے بعد ایک خوشی ملی ہے ہم کو۔"

دُعا نے کرب سے آنکھیں موند لیں۔۔۔

آمنہ متورم آنکھوں سے اُمید سے اُسے دیکھتے کہہ رہی تھی۔۔

"دُعا تمہیں اللہ کا واسطہ خاموش ہو جاؤ۔میں اپنا بہت خیال رکھوں گی۔ہر ماہ ڈاکٹر کے پاس تم میرے ساتھ چلنا۔لیکن پلیز پلیز دُعا۔۔یہ بات وقاص سے مت کہنا۔۔۔مجھے نہیں پتا اللہ مجھے پھر اولاد دیں گے کہ نہیں۔۔۔مجھے میرے بچے کو پالنے دو پلیز۔۔۔۔پلیز!"

دُعا نے دلگیری سے دیوار سے ٹیک لگائی۔۔چہرہ سپاٹ تھا۔۔

"یہی اولاد کل کو پیدا ہو کر تم سے بد تمیزی کرے گی۔اپنی من مرضیاں کرے گی۔۔موبائل اور دوستوں کے پیچھے تم سے لڑے گی۔۔اور تم۔۔یہ سب جاننے کے باوجود اِسے پیدا کرنا چاہتی ہو۔۔This is really pathetic"

آمنہ اُس کا ہاتھ تھامے سسکیاں لیتے بولی۔

"پلیز مجھے سمجھو۔۔تم بھی ایک لڑکی ہو۔۔کل کو تمہاری بھی تو اولاد ہو گی۔"

دُعا نے کوئی جواب نہیں دیا۔وہ بڑی بے حسی سے کہنے لگی۔۔

"میری اولاد، یعنی میرے بچے۔۔میں تمہیں سمجھنا ہی نہیں چاہتی۔مجھ جیسی self-obsessed لڑکی کچھ نہیں سمجھ سکتی۔۔۔"

وہ سوچنے لگی۔

"بچے ای انتہائی خوفناک ہولناک اور آفت زدہ قسم کی مخلوق ہیں۔۔جن کے آتے ہی آپ کی صفحہ حستی سے سکون کا صفحہ پھٹ جات ہے۔۔۔آہ۔۔آئی ایم سو ایول۔۔ ٹ آئی کڈز۔۔مشکل سے مجھے چھ ماہ سے لے کر ڈھائی سال ت کے بچے اچھے لگتے ہیں۔اور پھر ڈھائی سال کے بعد مجھے وہ بلکل بھی کیوٹ نہیں لگتے۔۔۔کیو ڈھائی سال کے بعد اُنہیں پیروں کے ساتھ زبان بھی لگ جاتی ہے۔۔۔"

وہ ٹھہری۔اُس نے آمنہ کو دیکھا۔۔۔

"ویسے بھی وقاص کی اولاد ہوگی۔۔۔خیر۔۔"

آمنہ سنجیدگی سے اُسے دیکھ رہی تھی۔۔آ خشک پڑ رہے تھے۔دُعا نے چادر میں چھپی آمنہ کی بطن کی جانب اشارہ کیا۔

"وقاص کی اولاد تمہاری بھی تو ہے۔۔کیا کر سکتی ہوں اب۔۔دوستی کے احسان کا چکر کبھی ختم نہیں ہوسکتا۔۔یہ مسلسل احسان کا سلسلہ ہے۔ای اُت ہے۔تو دوسرا پڑھ جات ہے۔۔اور ب سے حیرت انگیز بات۔۔یہ کدورتیں بڑھانے کی بجائے محبت بڑھات ہے۔۔۔"

آمنہ کی آنکھیں ٹھنڈی پڑنے لگیں۔۔اُس نے بشش سے اُس کا ہاتھ تھام کر تشکر سے کہا۔

"تھینک یو دُعا۔۔"

دُعا نے بدلی سے ب دبئے سر ہلای۔اور وہ احتجاجاً مسکرائی۔۔

"کوئی بات نہیں آمنہ!!"

حال میں ہرنی آنکھوں سے آ ٹوٹ ٹوٹ کر رہے تھے۔۔۔ربیعہ بیگم شدی غصے سے اُٹھیں۔۔جہان ی ب صا ب نے ربیعہ بیگم کو دیکھا۔۔

"ربیعہ!" ربیعہ بیگم نے اُس کے قریب آتے زور زور سے اُسے تھپڑ رسید کیے۔۔دُعا

خاموشی سے وہیں بیٹھی رہی۔۔ جہا ن ی ب صا ب نے ربیعہ بیگم کو پیچھے کرن چاہا ربیعہ بیگم کا غضب حاوی رہا۔۔

"اِس لڑکی نے۔۔ اِس لڑکی نے۔۔ ہمارا پہلے دن سے جینا مشکل کیا ہے۔"

ربیعہ بیگم کے ہاتھ تھپڑ رسید کرنے کے . . سرخ پڑ رہے تھے۔۔

دُعا کی آنکھوں سے آ ٹوٹتے جا رہے تھے۔ جہا ن ی ب صا ب ربیعہ بیگم کو چھڑاتے ٹپ کر بولے۔

"بس کر دے ربیعہ!"

ربیعہ بیگم کا غصہ کسی صورت ٹھنڈا نہیں ہو رہا تھا۔۔

"ربیعہ جوان بچی ہے۔۔ ربیعہ بس کر دے!"

ربیعہ بیگم نے اُسے مار مار کر اپنا ہاتھ سوجھا لیا تھا۔ وہ ڈ ب تی آنکھوں سے اُسے دیکھتے تھک ہار کر بیٹھیں۔۔

"کیا ہو َ یہ بیٹھے بٹھائے۔۔۔"

دُعا کا سر ہنوز جھکا تھا۔ جہا ن ی ب صا ب کی آنکھیں بھر رہی تھیں۔

"ابھی ابھی بچوں کی شادی ہوئی تھی۔۔۔ ابھی تو اُنہوں نے کوئی خوشی بھی نہیں دیکھی!"

ربیعہ بیگم نے ماتھے سے ہاتھ لگا لیا۔۔

"دُعا تُو نے ہمیں کیوں کچھ نہیں بتا یہ۔۔۔"

"میں کیا کہوں تُجھے۔۔ ہائے دُعا!!"

ربیعہ بیگم سر پکڑے اش ب ری سے کہتی جا رہی تھیں۔۔ اور دُعا خاموشی سے سُنتی جا رہی تھی۔۔۔

"اب کیا کرے گا بچہ۔۔ یہ اللہ کیا کرے گا۔ اللہ اُس کی مدد کر!"

دُعا نے سانس یہ چاہی تو درد سے اُس میں بھی پہ محسوس ہوئی۔

"یہ ہماری خوشیوں کی مدت اتنی تھوڑی کیوں ہوتی ہے اللہ؟ ہر چھوٹی سی خوشی کے بعد آپ اتنی بڑی آزمائش کیوں دے دیتے ہیں؟ جواب ہزار ہیں۔اور اُن میں سے ایک یہ ہے کہ۔۔آپ ہمیں بہت چاہتے ہیں۔آپ اپنے چاہنے والے بندوں کو آزماتے ہیں۔۔لیکن کبھی کبھی اِن آزمائشوں سے اپنی زندگی سے ت ہونے لگ جاتی ہے۔۔۔ت موت ما ت ہیں۔ حالات سے پیٹھ پھیر ت ہیں۔۔ایسے میں سمجھ نہیں آت۔آگے کیا کریں اللہ!"

☆.....☆.....☆

وقاص کمپاؤنڈ میں بینچ پہ سر جھٹکے بیٹھا تھا۔۔ماضی کی یادیں اُسے یاد آ رہی تھیں۔۔

آمنہ اسٹیج پہ بیٹھی بے دھڑک کہنے لگی۔۔

"مجھے وقاص پسند ہے۔میں اُسی سے شادی کروں گی۔۔"

اُس کے ہر کیس سے پہلے وہ رات کو آتی۔۔آمنہ کا چہرہ اُس کی آنکھوں کے سامنے آیا۔

"بیسٹ آف لک وقاص!"

وہ کوئی ہٹ دھرم یا شکری کرنے والا باغی کردار نہیں تھی۔وہ تو خاموش صابر اور شاکر لڑکی تھی۔۔۔

"کتنی مرتبہ اُس نے اُس کا دل توڑا تھا۔۔"

"آمنہ کل ڈنر پہ جا گے۔۔"

"نہیں آمنہ میں تمہیں اپنا پاسورڈ نہیں دے سکتا!"

"یار۔ر۔ر کال مت کیا کرو!"

قدموں کی آہٹ اُسے سنائی دی۔

وہ ماضی میں کھو یا رہا۔۔۔

دُعا کی شرارت پہ نوازش اُس پہ برہم ہو رہی تھی۔

"تو دیکھ۔تُو دیکھ۔اِس عید پہ نواب شاہ لے کر جاؤں گی تُجھے۔۔اور اِسی عید پہ تیرا نکاح کرواؤں گی۔۔میں تو مر بھی جاؤں تب بھی تیری شادی اُس پٹھانی سے نہیں کروں گی۔۔"وہ جھونجھل بولا۔۔

"مجھے نہیں پتا۔۔مجھے کچھ نہیں پتا۔میں نے نہیں کرنی نواب شاہ میں کسی سے شادی۔۔مجھے آمنہ پسند ہے۔اور اُسی سے شادی کروں گا!"

وہ ہنسا۔۔

"یقین نہیں آ رہا وہ وقت گزر گیا ہے۔۔۔"

خضر دو قدم چل کر آگے آیا۔۔وقاص نے بینچ تھام لیا۔۔

"آج میرا بہت دل چاہ رہا ہے۔۔میں ماضی میں لوٹ جاؤں۔۔"درختوں سے گرے خستہ پتے اُس کے پیروں تلے جمع تھے۔۔کمپاؤنڈ میں بلا کی خاموشی چھائی تھی۔۔ہر سو ویرانی تھی۔۔

"وہ بھی کیا دن تھے۔۔جب ہم کالج سے آتے۔۔اکٹھے ہو کر تمہیں ٹیوشن جاتے۔۔تمہاری بلکنی کے نیچے گپیں مارتے۔۔شام میں اکٹھے ہو کر یہاں وہاں کی باتیں کرتے۔۔اُستاد سے ملنے جاتے۔۔۔"

خضر نے مزید ایک قدم آگے بڑھایا۔

"کوئی فکر نہیں تھی۔۔کوئی مسئلہ بڑا نہیں تھا۔صرف ہنسی مذاق۔۔اور مزے۔۔"وقاص زخمی سا مسکرا رہا تھا۔۔

کبھی کبھی سمجھ نہیں آتی یار!" وقاص نے رُخ پھیر کر سر جھٹکا۔۔۔

"اللہ کیوں یتے ہیں اتنے امتحان!"

"میں مایوس نہیں ہو رہا۔۔بس۔۔" اُس کی مردانہ آواز نی لگی۔۔

"میں نے محبت کی شادی کی۔۔اُس شادی کے لیے اسٹینڈ لیا۔۔اب لگ رہا تھا ٹھیک ہو یا۔۔اللہ نے مجھے فوراً اتنی ڑی خوشی دے دی۔۔۔ مجھے اُس خوشی کی خبر ملی۔۔۔یقین کرو۔۔۔مجھے لگ رہا تھا اب میرے پس مانگنے کے لیے کچھ نہیں ہے۔اب میں بس شکر کروں گا۔۔۔"

آنکھوں تلے ای نھا ستارہ ا۔

اُس کی بھیگتی آواز خضر کا دل کرب کے شکنجے میں کھینچ رہی تھی۔۔دو ی غم میں تھا۔۔وہ بھی غم میں تھا۔۔۔

"پہلے لگتا تھا ا غلط ہیں۔ا سے زیدہ غلط کوئی نہیں۔۔۔لیکن چا۔۔"

وقاص کے پ گئے۔۔

"ا کی قسم یر۔۔۔اب لگ رہا ہے پ بھی غلط نہیں ہوسکتا۔پ سے زیدہ پیار کرنے والا کوئی نہیں ہوسکتا۔اپنے پ کی عزت کیا کرو چا۔۔۔اپنے پ کی سُنا کرو۔۔اِس سے پہلے کے بہت دیہو جائے۔تمہیں ازہ نہیں ہو گا تمہارے لیے اُن کا کہاں اور کتنی مرتبہ دل رویہو گا۔۔تم اِس احساس کو نہیں سمجھ تے جو میں محسوس کر رہا ہوں۔۔آل آئی کین سے۔۔سے سوری ٹو یور ڈیڈ فار ایوری تھنگ۔۔"

وقاص نے سر جھکا لیا۔اُس نے مٹھی سے آنکھوں کا گوشہ صاف کیا۔۔

"اُستاد ٹھیک کہتے تھے۔۔پ سخت نہیں ہوتے۔اُسے سخت پڑتا ہے۔پودے کی دیکھ ل

سے پہلے کو دفن کرنا پڑتا ہے۔محبت کے ساتھ ساتھ سختی بھی ضروری ہوتی ہے۔ پ سنگ دل نہیں ہوتا اُسے سنگ دل بننا پڑتا ہے۔"

وہ سانس لینے کے لیے ٹھہرا۔

"مجھے ڈاکٹر نے آج میرا بچہ دکھایا۔۔بہت چھوٹا ہے وہ۔۔۔وہ بہت کمزور ہے۔۔۔لیکن بہت بہادر ہے۔۔۔وہ لڑ رہا ہے۔۔وہ بڑھنا چاہتا ہے۔۔وہ جینا چاہتا ہے۔۔۔یار۔۔وہ بہت چھوٹا ہے۔" وقاص نے ناک کے قریب ہاتھ رکھ لیا۔آنکھیں چھپ گئیں۔۔۔آنکھوں سے ستارے ٹوٹ پڑے۔۔۔

"وہ بہت چھوٹا ہے۔۔۔اُس کے گردے نہیں بن رہے یار۔۔مجھے مجھے۔۔"ایک دم سے اُس پر بوکھلاہٹ طاری ہوئی۔خضر نے بڑی ہمت سے آگے قدم بڑھایا اور وہ اُس کے ساتھ بیٹھا۔۔

"ڈاکٹر نے کہا ایسا سو میں سے ایک لڑکی کے ساتھ ہوتا ہے۔مجھے سمجھ نہیں آ رہا میں کیا کہوں۔۔۔ اللہ کو میری بیوی کے ساتھ ہی ایسا کیوں کرنا تھا؟"

اُس نے چہرے سے ہاتھ ہٹایا۔۔

"وائے می؟ وائے می؟"

وہ تڑپ گیا۔۔

"وائے مائی چائلڈ؟"

خضر سادگی سے بولا۔

"کیونکہ اللہ کسی اور کو شاید اِس قابل ہی نہیں سمجھتا کہ وہ اُس کی دی آزمائش برداشت کر پائے؟"

وہ ٹھہرا۔۔وقاص نے سر جھٹک دیا۔

"ہر ستارہ نہیں ٹوٹتا وقاص۔۔ خاص وہی ہوتا ہے جو ٹوٹتا ہے۔۔وہی شہاب الثاقب کہلاتا ہے۔۔میرا دوست شیر ہے۔۔"

خضر نے زور سے اُس کی پیٹ تھپکی۔۔۔

"اور اُس کا بچہ شیر کا بچہ۔۔تم دونوں حالات سے لڑلو گے۔۔۔میں جانتا ہوں تم دونوں لڑلو گے!"

وقاص نے دھیرے دھیرے سے سر اُٹھایا۔بڑی ہمت سے اُس نے سر ہلایا۔

"ہاں۔۔۔ہم لڑیں گے۔۔"

وقاص کی آواز اب تک گیلی تھی۔

دھیرے دھیرے وہ پھر سے بھاری ہو رہی تھی۔۔

"اور اِس کے سوا ہمارے پاس چارہ کیا ہے؟ لڑنا تو پڑے گا ہمیں!"

☆.....☆.....☆

اُسے گھر کا کام دیکھنے جانا تھا۔ گھر میں اتنا کچھ ہو چکا کہ اب وہاں جانے کا دل ہی نہیں تھا۔

گھر آیا تو ربیعہ بیگم لاؤنج میں بیٹھی سوئیٹر بن رہی تھیں۔

سر اُٹھا کر اُنہوں نے عینک سے خضر کو دیکھا اور سر جھکا لیا۔

"انشاءاللہ وقاص کا بچہ صحیح و سالم پیدا ہوگا۔اور میرے بنائے سوئیٹر پہنے گا۔"

خضر پر امیدی سے بولا۔

"انشاءاللہ!"

اب اُس نے سامنے صوفے پر جہانزیب صاحب کو خبریں دیکھتے دیکھا تو اُن کی جانب

بڑھا۔۔

"باپ سے زیادہ پیار کرنے والا کوئی نہیں ہو سکتا۔اپنے باپ کی عزت کیا کرو چاہے۔۔۔اپنے باپ کی سُنا کرو۔۔اِس سے پہلے کے بہت دیر ہو جائے۔"

کتنا سمجھاتی تھی ربیعہ بیگم اُسے۔کتنا سمجھاتے تھے اُسے اُستاد۔ اُسے اُن کی سمجھ نہیں آتی تھی۔۔دو دن بہترین اُستاد ہے۔جو سبق اُستاد نہ سکھا سکے وہ سبق دو دن سکھا دیتا ہے۔آج وقاص کو سسکتا دیکھتے اُس نے تہیا کر لیا تھا۔خواہ جہانزیب صاحب غلط ہوں۔خواہ وہ اُسے کتنا غلط کہیں وہ اپنی زبان نہیں کھولے گا۔

"تمہیں اندازہ نہیں ہو گا تمہارے لیے اُن کا کہاں اور کتنی مرتبہ دل رویا ہو گا۔۔تم اِس احساس کو نہیں سمجھ سکتے جو میں محسوس کر رہا ہوں۔۔آل آئی کین سے۔۔سے سوری ٹو یور ڈیڈ فار ایوری تھنگ۔۔"

خضر اُن کے ساتھ بیٹھا۔اُس نے ہمت کر کے بات کھولنا چاہی۔وہ بڑے انہماک سے خبریں سُن رہے تھے۔خضر کو اُن سے کی اپنی بد تمیزیاں یاد آ رہی تھیں۔

"JF-17 Thunder"

"کہیں قارون کا خزانہ تو نہیں مل گیا؟ جو مجھے عاق کرنے کے خواب دیکھے جا رہے ہیں؟"

اُس کی آنکھیں سرخ ہو گئیں۔۔

"یہ ڈرتی ہوں گی آپ سے۔میں نہیں ڈرتا۔۔اپنا کماتا ہوں اپنا کھاتا ہوں۔اور کیا غلط کیا ہے میں نے؟ کھیلوں گا۔کھیلوں گا کرکٹ سب کے سامنے کھیلوں گا۔۔ڈنکے کی چوٹ پر کھیلوں گا۔اب آپ کی یہ ڈکٹیٹر شپ نہیں چلے گی ادھر۔۔"

احساسِ ندامت نے اُس کے ضمیر کو نوچا۔

"میں آپ نہیں ہوں۔۔اِس لئے میرے سر پہ کچھ مسلط نہ کیجئے گا۔صرف اپنی رائے میرے سامنے پیش کیجئے گا۔سمجھ لگی ہے؟"

" سمجھتا کیا ہے خود کو؟ نواب کی اولاد ہے؟"

اُس نے مسکرا کر یخ ٹھنڈے ا ازمیں کہا۔۔

"اوہوں۔۔قصائی کی!!!

"یہ پ نہیں جلاد ہیں جلاد!"

" کیا آدمی ہیں یہ؟"

پ نی آنکھوں میں اُ ت رہا تھا۔۔اُس نے خود کو کمپوز رکھا۔ایسی مز ی ان گنت تمیز یں تھیں جو اُسے ی د آ رہی تھیں۔۔

" ی را خود ہی اُٹھیں اور سیلف سروس کریں۔۔ابھی میرا دماغ نہیں کام کر رہا۔۔"

"ہائے میرا دل پھٹ جائے گا۔۔"وہ پ ٹ پ ڑا ی۔۔

" ی را ا ر دل ہے کہ ٹ ئم بم۔۔منٹوں میں دھڑ دھڑ دھڑ پھٹنے لگتا ہے!"

خضر نے اُنہیں جھٹ سے گلے لگا ی۔

جہا ن ی صا ذرا چو ۔۔

"اے کیا کر رہا ہے؟"

ربیعہ بیگم کو لگا اُنہوں نے کچھ غلط دیکھا ہے۔۔

"Abba I love you, you are the best abba, I am sorry!"

ربیعہ بیگم نے میکا ا ازمیں سر اُٹھا کر دیکھا۔د ی ے دھیرے دھیرے کُھلنے لگے۔

جہا ن ی صا نے بیزاری ظاہر کی۔

"اوانگری ز کی جھوٹی اولاد۔"

خضر نے مسکرا کر اُنہیں گلے لگائے کہا۔

"نہیں میں انگری ز کی نہیں۔۔قصائی کی اولاد ہوں۔اور مجھے اِس بات پر فخر ہے۔۔"

"سوری فار ایوری تھنگ !!"

جہان زیب صاحب نے پڑ پڑاتے اُسے پیچھے کیا۔۔

"ہٹ

"ہٹ پیچھے!"

"مردود!"

خضر نے اُنہیں نہ چھوڑا۔

اُستاد کہتے تھے۔۔اَ ا ن ماں کی ای رات کی خ مت کا بدلہ نہیں چکا سکتا۔۔تو ا ن باپ کی ای دن کی مزدوری کے پسینے کا قرض بھی نہیں چکا سکتا۔۔۔

☆.....☆.....☆

پلنگ پر وہ ی ت چادر لیے لیٹی تھی۔آنکھوں پر اُس نے بازو رکھا تھا۔۔خضر نے کمرے کا کھُلا دروازہ کھٹکھٹای۔۔دُعا کچھ نہ بولی۔۔۔وہ ایسے ہی ا ر آی۔۔۔

دُعا نے آنکھوں سے بازو نہیں ہٹای۔۔

خضر نے گلا کھنکارا۔اُس سے پہلے دُعا بولی۔

"امی کی وکا ت مجھ سے مت کرنا۔۔۔"

خضر دوٹوک بولا۔۔

"نہیں کر رہا۔"

دُعا نے آنکھوں پہ سے بازو ہٹایا اور اُسے دیکھا۔

"اگلے ہفتے ابوظبی جا رہے ہو؟"

خضر نے سر کو خم دیا۔۔

"ہوں۔۔"

دُعا نے ذرا سر اُچکایا۔

"وہاں سینٹر پوائنٹ پہ تو چکر لگے گا تمہارا۔ بے بی شاپ سے وقاص کے بچے کے کپڑوں کے ساتھ نور ماہ کے بچے کے لیے بھی کچھ کپڑے اور چیزیں لے کے آنا۔ پورا پاکستان مت لینا۔ اُس کی کوالٹی اچھی نہیں ہوتی۔"

خضر نے اثبات میں سر ہلایا۔

"اچھا۔۔" رنگ پوچھنے لگا۔ تو یکدم رُکا۔ اُسے اُستاد کی ہدایت یاد آئی۔۔

"کسی کے نوزائیدہ بچے کی جنس پوچھنا غیر اخلاقیت کی سب سے بڑی مثال ہے۔۔"

کچھ سوچ کر وہ بولا۔

"پیچ، سفید، کریم یا لوینڈر ایسے رنگ لے لوں گا۔۔ ٹھیک ہے۔" دُعا نے آنکھیں موند کر کھولیں۔

"ٹھیک ہے۔۔"

خضر کمرے سے جانے کے لیے گھوم گیا۔۔ دُعا نے کروٹ لی۔۔ کچھ لمحے پہلے اُسے نور ماہ کے ساتھ ہونے والی گفتگو یاد آئی۔۔

"میکال تو بیٹی کا سُن کر بہت خوش ہیں دُعا۔ وہ بدل گئے ہیں۔۔ لیکن اُن کی فیملی۔۔"

دُعا نے تکیے سے سر لگایا۔۔۔

"پتا نہیں بیٹے پیدا کرنے والی عورتیں اتنا اتراتی کیوں ہیں جیسے اُنہوں نے بیٹے نہیں بلکہ گھر والوں کو تمغہ دے دیا ہے۔"

اِن دنوں اُس کی نیوز فیڈ میں شادیوں اور بچوں کی ہی خبریں تھیں۔۔

"اللہ نے نہیں بڑھانی۔تو بیٹے دے کر بھی نہیں بڑھائے گا۔سلطنتِ عثمانیہ کتنی بڑھی۔۔کتنی کامیاب ہوئی۔اور آج اُس کا کوئی نام و نشان نہیں۔۔پتا نہیں اِس معاشرے کی وہ عورتیں اور مرد اپنی بہن بیٹیوں کے لیے کس منہ سے اسٹینڈ لیں گے۔جو دوسروں کی بیٹیوں کی کردار کشی کرتے ہیں۔اُنہیں بیٹی پیدا کرنے پر نحوست سے دیکھتے ہیں۔۔کیا ایسے لوگ اتنی ہمت رکھتے ہیں کہ وہ اپنی عورتوں کے لیے آواز اُٹھا سکیں؟"

باہر سے آواز آ رہی تھی۔۔

ربیعہ بیگم نازش سے بات کر رہی تھیں۔۔

"اُستاذہ کہہ رہی تھیں۔۔آخری مہینوں میں اُسے ہر روز کھجور کھلاؤ۔۔"

نورماہ کا خیال اُسے پھر آیا اور وہ تکیے کے نیچے سے موبائل نکال کر واٹس ایپ کھولنے لگی۔۔اُس نے نورماہ کی چیٹ کھولی اور میسیج لکھنا شروع کیا۔۔

"اللہ نے جو تمہاری قسمت میں لکھ دیا ہے اِس پر راضی ہو جاؤ۔۔اِس طرح تم باقی لوگوں سے زیادہ غنی بن جاؤ گی۔۔۔"

میسیج بھیج کر وہ رُکی۔اُس نے موبائل سینے سے لگایا۔۔۔

"اِس معاشرے نے شادی اور اولاد جیسے خوبصورت رشتوں سے ہم لڑکیوں کا دل اچاٹ کر دیا ہے۔۔کوئی لڑکی طلاق کے ڈر سے شادی نہیں کرنا چاہتی۔کسی کو سسرال کا ڈر ہے۔اور کسی کو اولاد کی فکر ہے۔۔شادی بُری نہیں ہے۔۔یہ معاشرہ بہت بُرا ہے۔۔۔میں اِس بات کا

اقرار نہیں کروں گی۔۔ سچ کہوں۔۔ایک مضبوط عورت ہونے کے باوجود بھی میں gametophobic ہوں۔۔"

دُعا دھیرے دھیرے چادر سے چہرہ چھپانے لگی اور دھیرے دھیرے آنکھوں پہ سفید پردہ اُترتا گیا۔

☆.....☆.....☆

گھر کے ساز و سامان کا کچھ کام رہتا تھا۔پینٹ بھی باقی تھا۔کچن میں انٹیریئر ڈیزائنر کام کروا رہے تھے۔

دبئی میں اُس کا ون ڈے میچ تھا۔۔

اچھی خاصی کارکردگی جاری تھی۔۔ فیلڈنگ کے دوران بال کیچ کرتے وہ اُلٹا بازی کھا کر گرگیا۔درد اتنا شدید تھا کہ کھڑا ہونے نہیں پا رہا تھا۔فیزیوتھیراپسٹ کو بلا کر دکھایا تو ankle injury نکل آئی۔۔۔خدا کا کرم تھا کہ minor تھی۔۔تو لہٰذا اب وہ ڈیڑھ ماہ کے لیے ریسٹ پہ تھا۔موڈ شدید قسم کا خراب تھا۔۔۔ باکا پکستان آیا تھا دو دن ہو گئے تھے۔۔ دُعا اُس سے ملنے نہیں آئی تھی۔۔۔نئے مکان میں وہ بیٹھ کر کام کروا رہا تھا۔دو دن سے دُعا کی رات کی ڈیوٹی تھی۔۔۔تیسرے دن اُس کی چھٹی تھی تو وہ دوپہر کے وقت اُس سے ملنے آگئی۔۔۔وہ اپنی بالکنی میں بیٹھا تھا۔۔وہ چہکتے انداز میں ایک ہاتھ میں ٹفن ایک ہاتھ میں فائل اور کندھے پہ بیگ ٹکائے بالکنی میں چلی آئی۔۔

"ہیلو!!!"

خضر نے بڑی بے نیازی سے فائل کی جانب دیکھا۔کونے میں ایک طرف آمنہ وقاص لکھا تھا۔۔

پھر اُس نے مغرور چونچ سی ناک اُٹھا کر ایک نظر اُسے دیکھا اور پھر بےنیازی سے کہتے اُس پہ

سے   یں ہٹالیں۔۔

"ہیلو!" بلکنی میں آنے سے پہلے اُس نے عبایہ اُتـ ـرد یـ تھا۔۔ربیعہ بیگم نے اُسے ز. دستی تیار کر کے بھیجا تھا۔۔

"تھوڑا بن سنور کر جا۔۔ایسی میلی کچیلی منہ اُٹھا کر مت چلی جا۔ ۔۔"

دُعا کرسی کھینچ کر اُس کے ساتھ بیٹھی۔۔

اُس نے میز پـ ٹفن ر   تـ غلام جان کو آواز لگاتے کہا۔۔

"غلام جان۔۔پلیز پلیٹس اور چمچ تو لے آ   ۔۔"

دُعا ذرا مسکرا کر اُس کی دل جوئی کرنے کے غرض سے ٹفن پکڑ کر کھولتے بولی۔۔

"دیکھو آج میں نے   . کچھ تمہاری پسند کا بنا یـ ہے۔۔"

اُس نے بینیازی سے ہاتھ جھلا کر دوٹوک ا۔ ازمیں کہہ دیـ۔۔

"مجھے نہیں کھا۔ ۔۔"

جا تھی وہ خفا تھا۔۔دُعا نے اُس کے پـ ؤں پـ بندھا اُس کا پلاسٹر دیکھتے کہا۔۔

"دکھاؤ سوجھن کم ہوئی!" یہ کہتے اُس نے ٹـ ؔ چھوئی تو اُس نے کرسی گھسیٹ کر پیچھے کھینچ لی۔۔

"تم میری طبیب نہیں۔۔"

غصہ تو اُسے بھی پـ ڑھ رہا تھا۔۔   .ٹـ ے ضبط سے کام لے رہی تھی۔۔۔غلام جان نے پلیٹس لگادی۔۔غلام جان نے پلیٹس لگا   تو دُعا پلیٹ میں چاول نکالتے بولی۔۔

"اچھا چلو کھا۔ کھالو۔۔. یـ نی بنائی ہے۔"

"میں نہیں کھا سکتا یہ۔۔" اُس نے سخت ۔ گواری سے کہا۔۔

یہ سُنتے دُعا دوسرا ڈبہ کھول کر بولی۔۔

"اچھا چلو یہ کھالو۔۔آہا۔۔میں نے رشین سیلڈ بنایا ہے۔۔"

اُس نے اُسے جتاتی ہوئی مسکراہٹ سے دیکھا۔۔اُس نے پلیٹ میں سیلڈ نکال کر اُس میں کا رکھ کر اُس کی جانب بڑھایا تو اُس نے پکڑ لیا۔۔۔وہ بحیثیت کسی food critic کے اُس سیلڈ کو چکھ رہا تھا۔۔دل تو چاہ رہا تھا نکالے پھر دل نے اجازت نہ دی۔۔سوچا تھوڑا سنا ہی دے پھر سوچا کیا حاصل ہوگا؟ اَ وہ وقت نکال کر آ ہی گئی ہے تو اب سنانے کا کیا فائدہ۔۔کھانے کے بعد غلام جان پلیٹس اُٹھا رہی تھی۔۔جیسے وہ پلیٹس اُٹھا کر گئی تو دُعا معذرت خواہانہ انداز میں بولی۔۔

"سوری چاچو۔۔میں نائیٹ شفٹ پر تھی۔۔صبح سات بجے رپورٹنگ کرنی ہوتی ہے۔۔۔شام کو سات چھٹی ہوتی ہے۔۔وین والا گھر چھوڑتے اتنی دیر کر دیتا ہے کہ آٹھ ہو جاتے ہیں۔۔"

"میں تمہیں گاڑی لے دیتا ہوں۔۔"وہ جھٹ سے بولا تھا۔۔

دُعا نے میں سر ہلایا۔

"نہیں۔۔مجھے بس کچھ اُدھار چاہیے۔۔پیسے ہیں میرے پاس۔۔بس کچھ کم پڑ رہے ہیں۔۔دو ماہ میں لوٹا دوں گی۔۔قرض کا لین دین تعلقات کو کاٹ دیتا ہے۔۔"

اُس نے کنکھیوں سے اُسے دیکھا۔۔

"اَ تمہیں کہیں سے بھی لگ رہا ہے کہ میں وہ typical محبّ کی طرح کہوں گا کہ جو میرا ہے وہ تمہارا ہے پلیز واپس نہ کرنا تو پلیز۔۔تمہیں اپنی اصلاح کی ضرورت ہے۔۔میں تمہیں کچھ ایسا نہیں کہنے والا۔۔ابھی پیسے دے رہا ہوں۔۔اور اگلے ماہ کی اِسی تاریخ کو مجھے میرے پیسے ٹیبل پر چاہیں؟ اِز ڈیٹ کلئیر؟" آخری جملے پر اُس نے اُسے متانت سے دیکھا تھا۔۔

"اب تم اپنا کماتی ہو۔۔صرف جیب خرچ اور تحائف کے علاوہ مزید کچھ دے کر میں تمہیں بگاڑنا

افورڈ نہیں کرسکتا۔"

دُعا نے بڑی خندہ پیشانی سے سر ہلا دیا۔۔جانتی تھا وہ احسان نہیں لے گی۔۔۔اور اگر ضد کرتا تو بقیہ پیسے بھی نہ لیتی۔۔اپنی نانی سے اُدھار لے لیتی پھر اُس سے نہ لیتی۔۔لہٰذا فلحال اُسے بہلانے کا یہی حربہ اُس نے اپنایا تھا۔۔

دُعا نے بات بدلنے کی سعی کی۔اور اُسے اسکوائر کی خبریں دینا شروع کی۔

"پتا ہے چاچو۔۔"

خضر نے مسکرا کر سنجیدگی سے اُسے دیکھا۔۔

" آج ابو نے مریم کا خوب تو الگایا۔۔"

"اچھا!" خضر کے گال پر گڑھا پڑا۔۔

دُعا مزے سے اُسے بتانے لگی۔

"مریم دوکان پر آ کر کہتی ہے۔پاپا مجھے تو سبھی گوشت ایک جیسا لگتا ہے۔کیا چاہنیں کیا مچھلی۔۔یہ سُن کر

ابو کو پڑھ گیا غصہ۔۔"

خضر کو ہنسی آئی۔۔

"پھر!"

دُعا جھانیں بٹاتی صاف بالی کی لی کرتے بولی۔۔

"ابو کہنے لگے۔مجھے قصائی کا سنانے آئی ہو۔۔میں نہیں شرماتا اِس بات سے کہ میں قصائی ہوں۔۔الحمدللہ حلال کا کماتا ہوں۔"

خضر نے افسوس سے نفی میں سر ہلایا۔

"چلو۔حد ہوگئی ہے۔۔ابھی۔ خوامخواہ بیچاری کے پیچھے ہاتھ دھو کر پڑے رہتے ہیں۔۔"
دُعا سنجیدگی سے بولی۔
"نہیں جان اُس نے غلط کیا ہے۔کیا اُس کا بھی ی پشتی پیشہ قصائی نہیں۔۔"
وہ ہمیشہ کی طرح بولتی رہی۔خضر ہمیشہ کی طرح سُنتا رہا وقت رتے یے۔۔اور شکایتیں دور ہوتی گئیں۔۔۔

کچھ پیسے خود اُس نے جمع کیے تھے۔۔کچھ جہانی صا نے اُسے دیئے تھے اور پھر قی پیسے خضر نے دیئے۔۔تو بلا آ اُس نے بھی اپنی گاڑی لے لی تھی۔۔۔ اپنی گاڑی ی کر اسکوائ میں لائی تو سبھی چھوٹے چھوٹے بچوں کو اُس نے ای جھولا دلا یا تھا۔۔بلڈ کے نیچے آئی تو خضر کی ئیک نیچے وہیں کھڑی تھی۔۔وہ اُسے پکارتے بولی۔۔"دھنو دیکھو۔تمہاری سہیلی آگئی۔۔اِس سے ملو یہ ہے بسنتی۔۔۔"
اُس ئیک کی اہمیت اور اُس کے لیے جو اُن کے دل میں احساسات تھے وہ آج بھی ویسے ہی پہلے دن جیسے تھے۔۔۔
خضر کا پلاسٹر کُھل چکا تھا۔۔نیوزی لینڈ میں اُس کی سیری تھی۔۔خضر اوپن ایرٔ میں بیٹھا میچ دیکھ رہا تھا۔پکستان کی بیٹنگ چل رہی تھی۔۔۔ ؤلر نے دوڑتے ہوئے گیند پھینکی۔۔۔بیٹس مین نے بلا اُٹھا یہ وہ گھما کر مارنے لگا زور سے گیند اُس کی کہنی پ لگی۔خضر یکدم اُٹھ کھڑا ہوا۔۔
"اُوش!!!"
اُس نے سر پکڑ لیا۔۔۔
کھلاڑی تے ہوا زمین پ ا۔کپتان ا ر بیٹھے فکر مندی سے اُٹھ کھڑے ہوئے۔۔۔

میڈ ٹیم اُسے دیکھنے آئی تھی۔۔۔وہ ہنوز. رہا تھا۔
سبھی کھلاڑی اُسے دیکھنے کے لئے جا رہے تھے۔۔
قمر نے پیچھے سے آتے خضر کے شانے پہ ہاتھ رکھا۔
"خضر بھیا!"
وہ گھبرایہوا لگ رہا تھا۔۔
" آفتاب بھائی کو توا ی ہو گئی۔اب و ٹ کیپنگ کون کرے گا؟"
خضر نے خفگی سے اُسے دیکھا۔
"قمر عورتوں کی طرح panic ہو بند کرو۔۔تمہیں ا ازہ ہے تمہارا یہ ردِعمل ٹیم میں کتنی منفیت پھیلا رہا ہے۔۔"
قمر نے سہمتے ہوئے سر جھکا لیا۔۔
کپتان اُن کے پیچھے کھڑے اُن کی گفتگو سُن رہے تھے۔۔
" تمہیں اُس دن سمجھایا تھا منفیت ہمارے immune system پہ ا ا از ہوتی ہے۔۔"
پیچھے کھڑے کپتان بولے۔۔
" کیا ہو رہا ہے میری ٹیم کو؟"
ای کے بعد ای گیم سے نکل رہا ہے۔۔۔پکستان کر ٹ ٹیم کی پہ فارمنس بے حد اب جا رہی تھی۔۔تنقید کے تیر یہاں وہاں سے . س تھے۔۔۔بے تحاشا تنقید سے رتے وہ پکستان لوٹ رہا تھا۔۔۔
پکستان میں ملتان سے نگہت ممانی کی والدہ آئی تھیں۔۔اُن سے مل کر سوچا ربیعہ بیگم کے ہاں بھی چکر لگا لیں۔۔۔ . سے آئی تھیں ہر .ت پہ نقطہ چینی پہ نقطہ چینی کر رہی تھیں۔۔کبھی وہ

ربیعہ بیگم سے پوچھتیں۔۔

"کھانا بنانا سکھایا ہے اِسے؟"

"عمر کیا ہوگئی ہے اِس کی؟"

وہ اُسے بغور اوپر سے نیچے تنقیدی نگاہوں سے دیکھتے بول رہی تھیں۔۔ربیعہ بیگم ذرا مسکرا کر بولیں۔۔

"ماشاء اللہ؟ پرسوں ہی چوبیس سال کی ہوئی ہے۔۔"

اُنہوں نے تاسف سے نفی میں سر ہلایا۔۔دُعا صوفے سے ٹیک لگائے اندر سے جلی بھنی خفگی سے اُنہیں دیکھ رہی تھی۔۔

"چوبیس سال کی ہوگئی ہے۔۔اور ابھی تک شادی نہیں کی۔۔بُڈھی ہوگئی ہے۔۔"

دُعا زیر لب بڑبڑائی۔۔

"چوبیس سال کی لڑکی بوڑھی نہیں ہوتی۔۔بلکہ اُسے بوڑھی کہنے والوں کی سوچ بوڑھی ہوتی ہے۔"

"میری یُمنہ کو دیکھا ہے۔۔"

وہ اپنی پوتی کا ذکر کر رہی تھیں۔

"اِس سے دو سال چھوٹی ہے۔۔دو بچوں کی ماں ہے۔۔"

"ربیعہ تمہارا ابھی بچوں پر کوئی کنٹرول نہیں۔۔دیکھا میں نے یہ رخصتی کے بنا کیا کیا کرتے پھر رہے تھے۔۔اللہ معاف کرے ویسے۔۔تم نے اولاد کو بہت آزاد چھوڑا ہوا ہے۔۔"

جیسے وہ باتیں سُنا کر اُدھر سے نکلیں۔۔ربیعہ بیگم نے بھاری آزردہ دل سے خضر کو کال دی۔۔بیٹے کی آواز سُنی تو جذبات پر قابو نہ رکھ سکیں اور رو پڑیں۔۔خضر کے ضبط کا پیمانہ

لبریز تھا۔۔نی بیگم کم نہیں تھیں جواب اُن کی سمدھن بھی اُنہیں ایسی ٹوی کسیلی تیں سنا گئی تھیں۔۔۔

رات کے ساڑھے نو کا وقت تھا۔۔اُن کے لاؤنج میں ڈور بیل بجنے کی آواز سنائی دی اور مسلسل سنائی دی۔گویا کسی نے بیل پر انگلی ہی دبا ڈالی ہو۔۔جہانزیب صاحب غصے سے لال ہوتے ہوتے ہوئے لاؤنج میں آئے۔۔

" کون بدتمیز ہے یہ؟"

دُعا اور ربیعہ بیگم باہر نکل آئیں۔۔جہانزیب صاحب نے چابی گھما کر دروازہ کھولا۔۔تو خضر غیظ و غضب میں بنا اجازت لیے بنا کچھ کہے ہاتھ میں بڑا سا ٹرالی بیگ پکڑے اندر داخل ہو گیا۔۔وہ تینوں ایک پل کے لیے سانس نہیں لے پائے تھے۔۔گزرے سالوں میں جتنی منفرد قسم کی گالیاں لعنتیں ملامتیں اُسے جہانزیب صاحب سے ملی تھیں اگر وہ اکٹھی کی جاتیں تو یقیناً اُس کا ذکر دنیا کے سب سے زیادہ ذلیل ہوئے شخص کی فہرست میں ٹاپ پر ہوتا۔۔جہانزیب صاحب کو یقین نہیں آرہا تھا۔۔اُس نے گھر میں اِس انداز میں گھسنے کی یہ کیسے جسارت کی تو کی کیسے تھی۔۔وہ ڈھیٹوں کا سردار نہیں تھا وہ اُن کے سرداروں کا بھی سردار تھا۔۔

وہ تیزی سے ٹرالی بیگ پکڑ کر دُعا کے کمرے میں گیا۔دُعا اور ربیعہ بیگم گھبرا کر اُس کے پیچھے دوڑیں۔۔جہانزیب صاحب دروازہ بند کر کے اُسے لعن طعن کرتے ہوئے لاؤنج سے نکلنے لگے۔۔

"او کس قدر بیغیرت کا بچہ ہے یہ!!"

" کہتا تھا اِسے۔"

یہ کہتے وہ کمرے میں چلے آئے۔۔تو خضر الماری کی جانب جاتے بولا۔۔

"میری تعلیم کے متعلق کچھ نہ بولیئے گا۔میں ڈبل ایم اے پاس ہوں۔۔ایک ایم۔اے معیشت دوسرا ایم۔بی۔ایل۔ایم۔۔"

"یہ کون سی ڈگری ہے؟"

جہانزیب صاحب نے اچنبھے سے اُسے دیکھتے پوچھا تھا۔۔

"ماسٹرز اِن باپ کی لعنت ملامت۔۔"

یہ کہتے اُس نے جارحانہ انداز میں دُعا کی الماری کے پٹ کھولے۔۔۔دُعا گڈمڈ ہوکر اٹھتے بولی۔

"جان یہ کیوں کر رہے ہو؟"

ربیعہ بیگم سمجھ گئی تھیں وہ کیوں آیا ہے۔۔اِس لیے وہ خاموش رہیں۔۔وہ دُعا کے لٹکے کپڑوں سے ہینگر نکال کر اُنہیں ڈالی میں رہا تھا۔۔

"جتنا آج میری ماں کو تمہاری ممانی کی والدہ باتیں سنا کر گئیں ہیں۔۔تو اب تو یہی کروں گا۔۔بس اب۔۔تم وہیں رہو گی۔۔"

"پاگل ہوگیا ہے کیا؟"

جہانزیب صاحب جھڑکتے ہوئے اُس پہ دھاڑے تھے۔۔

الماری تقریباً خالی ہوگئی۔۔۔خضر آنکھی جوری بیگ میں پھینکتے بولا۔۔

"اپنی کتابیں پکڑ لو۔۔"

"اب تو بیٹا اُسی گھر میں رہیں گے چاہے گھر کا کام ہوا ہو یا نہ ہوا ہو۔۔"

ربیعہ بیگم اُس سے کہنے لگیں۔۔

"تو باہر جا کر بیٹھ۔۔میں کرتی ہوں۔۔"

دُعا کو تو سمجھ ہی نہیں آ رہا تھا وہ بولے تو کیا بولے۔۔

خضر. ہر نکل َ یا اور جہا نزیب. صا ب بھی اُس کی خبر ین . ہر نکل گئے۔۔۔دُعا ن. تی ہو کر ربیعہ بیگم کے سامنے آ ۔

"امی مجھے کیوں بھیج رہی ہیں۔۔"

وہ اُس کے تہہ شدہ کپڑے الماری سے نکالتے کہہ رہی تھیں۔۔

"اِسی میں بھلائی ہے تیری۔۔بہت سنبھال لیا میں نے۔۔چان ی آ گئی ہے اب میرے . لوں میں۔۔اب اور کام نہیں ہوتے مجھ سے۔۔جا تُو ابھی۔۔۔میں اور ا. اگلے ہفتے آ جا گے۔۔"

"یر!!"دُعا غصے سے جھنجھلاتے ہوئے جھر جھرا کے بولی تھی۔۔۔

"امی ہم ما ب چچا کا انتظار کر رہے تھے شادی دسمبر میں ہے۔کیا بول رہی ہیں آپ؟"

. ہر جہا نزیب. صا ب اُس پ رہے تھے۔۔سارے فلیٹ میں اُس کی آمد نے طوفان . پ کر دی تھا۔۔

"میری بچی کچی عزت کو مٹی میں نہ ۔۔۔اپنی ہار کا غصہ ہم پ نکال رہا ہے چار سو بیس!"

وہ اُس کی منت کرتے کہنے لگے۔

"نواب صا ب مجھے عزت سے رخصتی کرنے دیں۔۔. اہ کرم میرا جینا دُوبھر ن کریں۔۔میری ذمے داری ہے لوگ . ڑی . تیں کریں گے۔۔"

خضر بضد تھا۔اُس نے اپنے فیصلے پ اڑے ما نگی سے سر پ ہاتھ پھیر کر کمر پ ہاتھ رکھے اور انگشت شہادت سے اشارہ کرتے کہا۔۔

"بڑی معذرت کے ساتھ آپ کی . ت در ی کرتے چلوں۔۔اب وہ آپ کی ذمیداری

نہیں۔۔چھ سال پہلے اُس کا میرا نکاح ہوا تھا۔۔ب سے وہ آپ کی کفا ت سے نکل گئی تھی۔۔جو آپ نے اُس کے لیے کیا میں آپ کا بہت مشکور ہوں۔۔ ابھی مزی میں آپ کو اور آپ کی بیگم کو پ یشان نہیں کر سکتا۔۔۔آج میں ہوں۔۔اور اُس کے قوام ب ی کی ذمیداری اب پوری طرح مجھ پ عائ ہوتی ہے۔۔"

ربیعہ بیگم اُس کا بیگ پکڑ کر ب ہر آ گئیں۔۔

"یہ لو چاں !"

اُنہیں دیکھ کر وہ ممنون ان ازمیں بولا۔۔

" تھینک یو امی۔۔" اُس نے اُن سے بیگ لیا۔۔پیچھے سر پ چادر لیے ب ہر دُعا چلی آئی۔۔خضر نے آگے ب ڑھ کر اُس کا ہاتھ اپنی گ فت میں لیا۔۔۔

" چلو!!!"

دل چاہ رہا تھا پھُوٹ پھُوٹ کر رون شروع کر دیتی۔۔۔کبھی سوچا بھی نہیں تھا کہ اُس کی رخصتی یوں ہو گی۔۔ربیعہ بیگم کو اُس کے جانے کا کوئی دُکھ نہیں تھا۔۔ویسے بھی کچھ دنوں بعد اُنہیں وہیں تو جان تھا۔۔۔وہ دُعا کا ہاتھ پکڑے ب ہر نکل رہا
تھا۔۔پیچھے سے کھینچ لگی۔۔دونوں نے چون کر گ دن موڑ کر دیکھا تو جہان ی ب صا ب نے دُعا کا ہاتھ اپنی گ فت میں لیا تھا۔۔وہ ب ڑی سختی سے کہنے لگے۔۔

"رخصتی ایسے نہیں ہو گی!"

خضر نے اُدھر سے اُس کا ہاتھ کھینچا اور معذرت کرتے بولا۔

"سوری۔۔۔رخصتی ایسے ہی ہو گی۔۔کیو میں مزی انتظار نہیں کر سکتا۔"

اور جہان ی ب صا ب اُس کی ڈھٹائی پ دھاڑے۔۔

"ذا۔لیل!!بغیرت!!بیڈھنگا!!گندا!!!"غصے سے اُن کی سانس پھول گئی تھی۔۔

اُنہوں نے دُعا کا ہاتھ کھینچا۔۔

"میں کہہ رہا ہوں، تجھے رخصتی ایسے نہیں ہوگی۔۔"

"نہیں۔۔۔"

دُعا نے اب خضر کا ہاتھ کھینچا۔۔

"میں کہہ رہا ہوں، تجھے!!!"

کبھی اُس کا ہاتھ یہاں سے کھینچا جاتا تو کبھی وہاں سے۔۔

"ارے۔۔یہ کیا کر رہا ہے۔چھوڑ اُس کا ہاتھ۔"

وہ گھبرا کر دا دیتے تو کبھی ۔۔

"نہیں ا۔رخصتی آج ہی ہوگی۔۔آپ بھی اپنا سارا سامان ڈھ لیں۔"

بلا آ وہ صبر کو خیر ۔د کہہ کر بیقابو ہوتے ئی اور اُس نے اُن دونوں کے ہاتھ جھٹکے۔۔

"بس کر دیں!!!"

لمحے بھر کے لیے وہ دونوں ۔پ ۔ے کوئی ردِعمل نہیں دے پ ئے۔۔

"مجھے آپ دونوں کے ساتھ نہیں رہنا۔۔" غصے اور ۔ ۔ت ۔ت سے اُس کی آنکھیں، لال تھیں۔اُس نے کی ہینگر سے اپنی گاڑی کی چابی پکڑی اور تیزی سے ۔ڑے ۔ڑے ڈگ بھرتے ۔ہر نکل گئی۔۔۔ربیعہ بیگم نے ۔ پ ہاتھ رکھے فکرمندی اور ڑپتے ا ازمیں اُسے پکارا۔۔

"شہزادی!!!" وہ اُن دونوں کی بحث میں اِس قدر رنجیدہ تھی کہ مڑتی تو ر ۔ہ ر ۔ہ ہو جاتی۔۔

اُن دونوں نے طیش بھری وں سے اِ دوسرے کو دیکھا۔۔جہا ۔ صا ۔ تلملا کر اُسے

اشارہ کرتے بولا۔۔

"تیری وجہ سے ہوا ہے یہ ۔ ۔۔"

خضر پ ٹ پ ٹ اکر جانے کے لیے پلٹا۔۔

"یر آپ سے تو ب ت ہی نہیں کرنی چاہیے تھی۔۔"

اور وہ بھی ب ڑے ب ڑے ڈگ بھر کر ب ہر نکل گ ی۔۔۔

وہ سیڑھیاں پھلا ن گ کر اُس کے پیچھے گ ی۔۔ ب ت ب بلڈ ن گ کے نیچے پہنچا وہ گاڑی اُڑا لے گئی تھی۔۔

"دُعا!!" وہ زور سے ی اُس نے گاڑی نہیں روکی۔۔وہ شتابی سے گاڑی کا دروازہ کھول کر پیچھے بیٹھا اور تیزی سے ڈرائیور سے بولا۔۔

"دُعا میڈم کی کار کا پیچھا کرو۔۔" وہ جا تھا وہ غصے میں کیسی ڈرائیو ن گ کرتی تھی۔۔۔وہ دیوانہ وار تیزی سے ڈرائیو کر رہی تھی۔۔۔آنکھوں میں غیظ اور غضب تھا جو اُس کی آنکھوں میں اور اُس کی ڈرائیو ن گ میں خوب عیاں ہو رہا تھا۔۔۔

"جلدی ؤ!!!"

خضر پ یشانی سے ڈرائیور کو ڈان ٹ رہا تھا۔۔

ابھی وہ گاڑی لے کر اُس کے سامنے پہنچتے ت ب ہی دُعا کی گاڑی کے سامنے گاڑی آئی اُس نے فی الفور اسٹیر ن گ موڑا اور اُس کی گاڑی کسی غری ب کے ٹھیلے میں جا لگی۔۔

"دُعا!!" خضر مجنو ن انہ وار ی تھا۔۔۔وہ ہوش و ح دکھو بیٹھا تھا۔۔۔عجیب کیفیت اُس پ طاری تھی۔۔۔شور شرابہ خون کھلبلی ہڑ ب ڑاہٹ ہر سو چھائی تھی۔۔۔کان کچھ سُن نہیں پ رہے تھے۔۔۔آنکھیں کچھ نہیں دیکھ رہی تھیں۔۔۔چلتی ہوا رُک گئی تھی۔۔۔اور شا ی سانس بھی۔۔

☆.....☆.....☆

"ڈاکٹر!!!"

وہ نسوں کے ساتھ اسٹر پ بیہوش دُعا کو ہسپتال میں لے کر داخل ہو رہا تھا۔۔سر پ چوٹ آئی تھی۔۔سر سے خون نکل رہا تھا جس . . وہ غشی میں تھی۔۔۔ا ٹ اتنا سنگین نہیں تھا۔۔۔ خضر نے شور مچا مچا کر خود سمیت اُن . کو ہلکان کر دیا تھا۔۔اُسے وی۔آئی۔پی روم میں لے جایا گیا تھا۔۔ڈاکٹرز نے اُسے کہا تھا۔۔

"ابھی آجاتا ہے ہوش!"

وہ ہر اگلے منٹ متفکر ہوتا اُن سے پوچھ رہا تھا۔۔

"ابھی تک کیوں نہیں آیا اُسے ہوش؟"

"دیکھیں!!"

ڈاکٹر اِس سے پہلے کچھ کہتا وہ . تی ہو کر بولا۔۔

"آپ نے کہا تھا ابھی آجاتا ہے ہوش۔۔مجھے صحیح بتا اُسے ہوا کیا ہے۔۔

ورنہ... I swear

I will sue you all!!"

"آپ لوگ کر کیا رہے ہیں۔۔۔مجھے کوئی کچھ بتاتا کیوں نہیں ہے!!"

"میں توڑ دوں گا یہ . ۔۔میں توڑ دوں گا۔"

وہ دیوانہ وار کر بول رہا تھا۔۔

ڈاکٹرز نسیں . اُس سے عا. آ گئے تھے۔۔۔اُس نے اُنہیں اِس قدر پ یشان کر دیا تھا کہ وہ چھت پ دیکھ دیکھ کر دُعا ما رہے تھے کہ ا اِس خلائی مخلوق کی بیوی کو ہوش

آجائے۔۔نہیں تو وہ اُن کا جینا اجیرن کر کے رکھ دے گا۔۔۔

"ابھی ت اُٹھی نہیں؟"

"چھوٹی سی تو چوٹ تھی؟"

"بلڈ لوس ہوَ ی ہے کیا؟"

"ڈی پ ٹ تو نہیں؟" ڈاکٹر اُسے ا ازکر کے جا رہے تھے۔

خضر کا دماغ کھولا۔

"ہیلو ہیلو!" وہ ہاتھ ہلا ہلا کر رہا تھا۔

"ہالو۔۔۔ہا۔۔لووو!!"

ا رشور کے .. دُعا درد سے پھٹتے سر کے .. کراہی۔۔

س نے جان بخشی کے غرض سے ڈاکٹر سے پہلے خضر کو بلا ی تھا۔۔

"سر آپ کی وائف کو ہوش آ َ ی!!" خضر بولنا بند ہوَ ی اور تبھی . ق رفتاری سے ڈاکٹر کو دھکا مار کر ا رروم میں داخل ہوَ ی ۔۔ڈاکٹر نے اُکتا کر پیش نی اکٹھی کرتے ا ی ٹھنڈی آہ بھری۔۔

"Ohh god.. kudos to his wife's patience!"

پ اپ ہوا تو پتا فریکچر نہیں ہوا تھا۔۔البتہَ دن میں بل پڑا تھا۔۔دو دن کا ریسٹ تھا۔۔ڈاکٹر گئے تو دُعا خفگی سے اُسے دیکھ کر کچھ کہنے لگی توَ دن دُکھی۔۔

"ڈاکٹر!!" وہ ڈاکٹر کو بلانے لگا تو دُعا . ئی۔۔

"جا مت بلاؤ اُنہیں۔۔۔میں خود ا ی ڈاکٹر ہوں۔۔۔اِٹ ہرٹس اِٹ رئیلی ہرٹس۔۔ہر چھوٹی .ت پ ا ی ڈاکٹر ہوتے ڈاکٹر کو بلا ۔۔"

وہ خاموشی سے سامنے سیٹ پ آ کر بیٹھ ی۔۔۔

تھوڑی دیت اُسے ڈسچارج ملنا تھا۔۔

خضر نے ای گہری سانس لی اور اب سخت · راضی سے اُسے دیکھتے بولا۔۔

"تمہیں پتا ہے؟ تم نے اُس بیچار ریغ ی . ۔۔ریڑھی والے کے ساتھ کیا کیا ہے؟"

"تم نے معذرت۔۔" دُعا نے بمشکل پوچھا تھا۔۔ وہ جھڑک کر بولا۔۔

"کرلی!!"

اُس نے جھجھری لے کر پوچھا۔۔

"پیسے۔۔"

"دے دیئے!!"

"کسی نیوز چینل کو پتا تو۔۔"

"نہیں !!!"

اُس کی آواز بلند ہو رہی تھی اور چہرہ انتہا کا سرخ ہو رہا تھا۔۔

"ابو کو۔۔"

"نہیں بتایا۔۔"

وہ رو دینے کو تھی۔۔

"اور میری گاڑی گیراج۔۔"

"بھجوادی!!"

اُس کی آنکھوں سے ستارے ٹوٹ پڑے۔۔۔ خضر ہنوز غصے میں کہہ رہا تھا۔

"اگر میں ای پبلک فِگر ہوت۔۔ تو دُعا۔۔ میں · اکی قسم۔۔ میں خود تمہارے خلاف مقدمہ درج کرواتا۔۔۔"

زندگی میں پہلی بار اُسے اُس سے یوں ڈانٹ پڑ رہی تھی۔۔

"اِس لیے میں اِس حق میں نہیں تھا کہ تمہیں لا بنوا کر دیتا۔۔کہا تھا ڈرائیور رکھ لو۔۔پر تم نے ایک نہیں سُنی۔۔۔"

تیزی سے آنکھوں سے ستارے ٹوٹ رہے تھے۔۔وہ اپنی اِس حرکت پر سخت شرمندہ تھی۔۔۔

"وہاں لوگوں کا منہ بند کرواتے۔۔پولیس کو کال کرتے۔۔مجھے لگ رہا تھا۔۔ڈیڈ یو آر مائی spoiled kid....اور تمہاری کالی کرتوتوں پر میں وائٹ واش کروا رہا ہوں۔"

عمر میں اُن کی فرق نہیں تھا۔۔ ضرورت پڑ جانے پر وہ اُس کا باپ بن جایا کرتا تھا۔۔۔

"اب تم ڈرائیو نہیں کرو گی۔۔۔اب سے تمہیں کہیں بھی جانا ہو گا تو ڈرائیور چھوڑ کر آئے گا۔۔۔سمجھ گئی؟"

اُس نے آنسو صاف کرتے کہا۔۔

"اچھا۔۔"

دُعا کو ڈسچارج کیا تو خضر نے جہانزیب صاحب کے سونے کے بعد ربیعہ بیگم کو کال کی تھی۔

"امی میں اُسے گھر لا رہا ہوں۔۔اُس کا چھوٹا سا ایکسیڈنٹ ہو گیا ہے۔"

گھر آئی تو وہ اپنے کمرے میں پلنگ پر بیڈ کراؤن سے ٹیک لگائے بیٹھی تھی۔۔خضر غصے سے کمرے میں جا کر لیٹ گیا تھا۔۔پاس اُس کے ربیعہ بیگم بیٹھیں اُسے سُوپ پلا رہی تھیں اور ساتھ ساتھ اُس سے بات کر رہی تھیں۔دُعا کا مغموم چہرہ دیکھا تو بے اختیار پوچھ پڑیں۔۔

"کیا بات ہے دُعا؟"

دُعا کو بار بار وہ ہسپتال میں کیا خضر کا ہنگامہ خیز منظر یاد آ رہا تھا۔۔وہ مریضوں کے گھر والوں کی بدتمیزیوں پر اُن سے لڑا کرتی تھی اور آج اُس کے اپنے گھر والے نے اُسے ڈاکٹر برادری کے

سامنے شرمندہ کر کے رکھ دیا تھا۔

ابھی اُس نے اُس کی صرف چند . یں ہی دیکھی تھیں اور وہ دم بستہ رہ گئی تھی۔۔۔اُس نے کچھ سوچتے فکرمندی سے اُنہیں دیکھتے منت کرتے بولی۔۔

"امی آپ دُعا کیجیئے گا۔۔مستقبل میں . . کبھی بھی مجھے ہسپتال جا . پڑے تو خضر پ کستان سے . ہر ہو۔۔"

یہ کہتے اُس کی آنکھوں سے مستقبل میں پیش آنے والے تمام مراحل . رہے تھے۔۔معائنہ حمل۔۔زچگی کا وقت۔۔بچوں کو انجیکشن اور ماہوار . اپ۔۔اور ربیعہ بیگم اُس کی اِس . ت . دم بخود رہ گئیں۔۔بلاشبہ وہ پہلی عورت تھی جو ایسی دُعا کر رہی تھی۔۔

☆.....☆.....☆

صبح اُس کی آ . کھلی تو دیکھا سامے خضر کرسی سے ٹیک لگا کر ہاتھ . . ھے بیٹھا سو رہا تھا۔۔دُعا بلّی کی چال چلتے خاموشی سے اُٹھی اور آہستہ آہستہ لڑکھڑاتے ہوئے قدم اُٹھا کر کمرے سے . کے لیے آگے . ڑھی۔۔

"امم !!" وہ آنکھیں مو . ے سختی سے بولا تھا۔۔اور دُعا نے جھنجھلا کر زور سے آنکھیں میچ لیں۔۔وہ اُلٹے پیر واپس آتے اُس کے سامنے پلنگ . بیٹھ گئی۔۔۔

"تمہیں بند آنکھوں سے کیسے . پتا چلتا ہے؟"

خضر آنکھیں کھلیں اور اُس کے چہرے . خفگی در آئی۔۔

"حقیقت سناؤں کہ کوئی فسانہ؟"

"دونوں ہی بتا دو۔۔"دُعا نے یہ کہتے منہ کا زاویہ بگاڑا۔۔

وہ سادگی سے بولا۔

" آئی کین فیل یو!"

دُعا کے گال شدت سے گلابی پڑے۔۔

" کیا تم یہ سُننا چاہتی تھی۔۔" لبوں پر ایک شریر مسکراہٹ پھیلی۔۔۔

دُعا کے پھیلتے لب سمٹنے لگے۔۔

" تمہاری لنگڑاتی ہوئی چال کی تھرکتی آواز!"

یہ اُس نے حقیقت بتائی تھی۔۔ دُعا کو غصہ چڑھا۔ وہ خفگی سے زور سے لب بھینچ کر رہ گئی۔۔

دُعا نے اب ضبط سے گہری سانس لی اور اُسے انگلی دکھا کر بولنے لگی۔

" دیکھو جان۔۔۔ کل جو ہوا وہ آئیندہ نہیں ہوگا۔۔ ماما بچا آ جائیں گے۔ تو ہی شادی ہوگی۔۔ اپنا غصہ تم گھر والوں پر نہیں نکالو گے۔۔ اب خاموشی سے گھر کا کام کرواؤ۔ اور شادی کی تیاریں کرو۔۔۔ سمجھ آ گئی؟"

خضر نے ہاتھ باندھے میکانکی انداز میں سر ہلایا۔۔

" آ گئی!"

☆.....☆.....☆

ستارے دھندلے آسمان میں چھپے تھے۔۔۔ منڈیر پر رکھے کافی کے کپوں سے دُھواں اُٹھ رہا تھا۔۔ خضر کھانس رہا۔۔

دُعا نے اُسے دیکھا۔۔

" جان میں غور کر رہی ہوں۔۔ تم اِن دنوں احتیاط نہیں کر رہے۔۔۔ تمہیں کھانسی ہو رہی ہے۔۔ بیمار نہ ہو جاؤ اگلے مہینے شادی ہے۔۔"

اُنہوں نے طے کیا تھا۔۔ای   ہی دن ولیمے کا فنکشن ہوگا۔۔۔اگلے مہینے کو وہ نئے گھر منتقل ہونے والے تھے۔ گھر اب ۔لکل تیار تھا۔۔

نوازش صا   ۔ کا خا۔ ان جہا۔ ۔ی۔ صا ۔ اور ربیعہ بیگم عمرے پ گئے تھے۔۔۔مریم رضیہ آ شریم کی والدہ اور عفیفہ اِن دونوں ملتان تھیں۔۔۔وقاص کی خالہ کا انتقال ہو۔ ی تھا۔اِس لیے۔ زش نواب شاہ گئی تھیں۔۔موسمِ سرماں کی آمد تھی۔۔سردیوں کے ۔ ۔ ہر سو خاموشی چھائی تھی۔۔

دُعا نے کچھ ی دآتے کہا۔

" کل نورماہ کے گھر شادی کا کارڈ دے کر آؤں گی۔۔آف ہے۔۔اور اِس بہانے اُس کی بیٹی بھی دیکھ لوں گی۔۔"

خضر نے سر ہلادی۔۔

" ٹھیک ہے جناب۔۔"

دُعا نے خاموش ہوتے سر لڑھکای۔اور ای دم بولی۔

" آمنہ کے دن بھی قری۔ ہیں۔۔بس اُس کی فکر ہے مجھے۔۔"

خضر نے دُعا کا شانہ تھامتے اُسے اپنی جا۔ موڑا۔

"ہوجائے گا ۔ ۔۔مت فکر کرو۔۔"

دُعا۔ قت مسکرائی۔

"ا ءاللہ!"

اگلے لمحے   کی آواز گو ۔خضر نے یکدم آگے۔ڈھ کر دیکھا۔اُس کا ہاتھ پ کو لگا۔

دُعا بے اختیار ئی۔

"چاچی امی کا پیٹ ۔"

تبھی پ ٹوٹنے کی آواز آئی۔۔

زین کی نے کی آواز آئی۔

"اوئے پ گل ہو َ ی ہے۔"

خضر نے جھک کر ہاتھ دکھاتے معذرت خواہانہ انداز میں کہا۔

"سوری یار!!"

زین اور شریم نیچے کھڑے تھے۔۔

دُعا نے دلگرفتی سے اُنہیں دیکھا۔

"یار امی ماردیں گی۔"

شریم اُچھل کر ہاتھ ہلا کر بولا۔

"او ب قی بتیں چھوڑو۔آمنہ کی طبیعت بگڑ گئی ہے۔"

"ہاں؟"

دُعا اور خضر چو ۔دُعا نے جھٹ سے کہا۔

"ارے ابھی شام میں تو دیکھا تھا میں نے اُسے۔۔"

زین نے اگلی بت کہی۔"وقاص کے ہاتھ کا پ رہے ہیں۔۔وہ کہہ رہا ہے اُس سے ڈرائیو نہیں ہوسکتا۔"

"چلو!!!"

خضر نے ہاتھ اُٹھا کر ہوا میں گھمایا اور ب ڑایا۔

"I thought we were having a moment!"

دُعا نے شتابی سے کافی کا مگ اُٹھایا اور خضر کا شانہ ت پ ۔

"چلو چا ۔۔"

دُعا گڈ مڈ ہوتے ہم کلام کر رہی تھی۔

"شھے شھے ۔۔۔ امی آ ۔۔کوئی بھی اساتھ نہیں ہے۔"

خضر اُس کے ساتھ چلتے بولا ۔۔

"تم شاید ڈاکٹر نہیں؟"

دُعا نے گھور کر اُس کو دیکھا۔

"چا پھر بھی ے کا ہو ضروری ہی اور میں gynae نہیں ہوں ۔۔"

افراتفری میں وہ اپتال پہنچے تھے۔۔دُعا وہاں اُن چاروں دوستوں میں اکیلی عورت تھی ۔۔۔آمنہ کو اڈمٹ کروا کر وہ ہر بیٹھے تھے ۔۔۔

خضر فکرمندی سے بولا۔

"مجھے تو یہ اپتال ٹھیک نہیں لگ رہا۔۔شفٹ کر دیتے ہیں!"

شریم نے اکتفا کیا۔

"مجھے بھی ۔۔ابھی ت ڈاکٹر نہیں آئی۔عجیب ہے ER ڈاکٹر کو ER آ گئی ہے!"

دُعا نے وقاص کا چہرہ سرخ ہوتے دیکھا تو بولی۔

" آ رہی ہے بس ۔۔ابھی ت ہوئی ہے میری ۔۔اور ER ڈاکٹر بھی ا ن ہے ر!"

وقاص کو غصہ پڑھ رہا تھا۔

"اماں کو نواب شاہ جا ہی نہیں چاہیے تھا ۔۔"

دُعا فوراً سے بولی۔

"ریلیکس وقاص۔۔خیر ہے۔میں ہوں ۔۔۔"

خضر کہنے لگا۔

"یرا پتل ل دیتے ہیں۔۔شفٹ کروالیں۔"

دُعا نے سادگی سے بتایا۔

"اب کوئی فائہ نہیں مجھے ابھی س نے بتایا ہے اُس کا واٹ بیگ ی ہو چکا ہے۔"

شریم نے سمجھی سے اُسے دیکھا۔

"مطلب؟"

دُعا نے میں سر ہلایا۔۔

"کچھ نہیں۔"

خضر نے ی سے مو نکالا۔

"ای منٹ گوگل کرتا ہوں۔"

دُعا نے آگے ڑھ کر اُس کے مو پہ ہاتھ رکھا۔

"نو!" خضر نے آنکھیں ڑے کیے اُسے دیکھا۔۔

قی تین دو ت اُسے گھور کر دیکھ رہے تھے۔۔

خضر کے ہو ٹ کُھلے۔

"کیوں؟"

"میری میڈ ڈ ی کو گوگل سے مت تلاشو۔۔"

"دیکھنے تو دو۔" زین جھٹ سے بولا تھا۔

دُعا نے کوفت سے آنکھیں میچ کر کھولیں۔

"ی ر۔۔"

اُس نے خضر کو دیکھا۔۔اور پھر سیدھی کھڑی ہوئی۔

"وہ جو بھی ہوتا ہے۔۔بچے کو محفوظ رکھتا ہے۔۔۔۔"

"تو کیا میرا بچہ محفوظ نہیں؟"

وقاص کا دل پھڑ پھڑا گیا۔

دُعا بولی۔

"نہیں نہیں۔۔وہ صحیح ٹائم پہ ہوا ہے۔بس ابھی لیبر روم میں ہے وہ۔۔"

اُن چار مردوں کے بیچ وہ ایک اکیلی عورت پریشان ہو کر رہ گئی تھی۔۔۔چاہے وہ ڈاکٹر تھی اب وہ مرد خانوں کی طرح تھے۔۔اور اُن کا طبی شعبے سے کوئی تعلق نہیں تھا۔اگر وہ کوئی طبی اصطلاح کا نام لیتی تو وہ سوال پوچھتے۔۔اور چھوٹی چھوٹی بات پہ فکر مند ہو جاتے۔۔

دُعا یہاں سے وہاں ٹہل رہی تھی۔۔خضر بار بار گھڑی دیکھ رہا تھا۔۔

"یار دُعا تمہیں لیبر روم میں جانا چاہیے تھا۔۔"

زین بے۔بی بیگ سے کپڑے نکال رہا تھا۔

"یہ پہلے میری اماں والا سوٹ پہنانا ہے۔"

دُعا خضر کی بات نظر انداز کر کے گھومی۔اُسے بے اختیار ایم۔بی۔بی۔ایس کا دوسرا سال یاد آیا تھا۔۔جب اُس کے gynae کے اُستاد اُن کی درخواست پہ اُنہیں لیبر روم پہ لے کر گئے تھے۔حاملہ عورت بھی ایک gynae تھی۔اور یہ اُس کی اجازت کے بعد ہی ہوا تھا۔

جھنڈ میں لڑکیاں لیبر روم میں آ کر بڑی excited تھیں۔۔

دُعا دیوار سے کتاب لگائے حاملہ عورت کو دیکھ رہی تھی۔۔۔

"مجھے ایسا کیوں لگ رہا ہے مجھے tokophobia ہے۔۔"

دوران زچگی لڑکیاں تبصرہ کر رہی تھیں۔

"واؤ میں gynae ہی بنوں گی۔"

دُعا حاملہ عورت کی چیخیں سُن کر کتاب سے منہ چھپا رہی تھی۔

"نو نو۔۔میں نہیں بن سکتی..gynae آئی کڈز!"

تبھی ڈاکٹر بولے۔۔

"Episiotomy کرنی پڑے گی۔۔"

ایک لڑکی بولی۔

"یہ episiotomy کیا ہے۔۔"

دُعا نے یہ سُنتے اُس کی تعریف یاد کرنے کی کوشش کی۔کیا تھی یار۔۔"

ڈاکٹر نے بلیڈ اُٹھایا۔دُعا کو کلاس میں ٹیچر کچھ کہتے یاد آ رہے تھے۔پہلے دن سے اُن کے سمجھانے کے باوجود بھی اُسے لڑکوں کے سامنے یہ سب پڑھتے بلا کی شرم آیا کرتی تھی۔

"بچّے کی پیدائش کے وَقت فرج کی جگہ کافی نہ ہو تو شگاف میں کٹ دیا جاتا ہے تاکہ بچّے کی پیدائش کے لیے آسانی ہو۔"

دُعا کی آنکھیں دھندلانے لگیں۔۔سر جیسے گھوم گیا۔۔۔بلیڈ کی چمک اُس کی آنکھوں میں ستارے کی مانند چمکی۔۔اور دُعا چیخ مار کر گِر گئی۔۔ڈاکٹر چونک کر پلٹے اور اسٹریچر پر حاملہ عورت کو لمحے بھر کے لیے چپکی لگ گئی۔۔

دُعا نے حال میں جھرجھری لی۔

"میں ڈیپ سے ڈیپ زخم پہ ٹانکیں لگا سکتی ہوں۔۔ بڑے سے بڑا زخم دیکھ سکتی ہوں۔۔لیکن میں

Gynaecology نہیں پڑھ سکتی کبھی نہیں کبھی نہیں۔۔"

"دُعا مجھے فکر ہو رہی ہے!"

وقاص شدید قسم کا فکرمند اُٹھ کھڑا ہوا۔۔

" کیا تم ابھی جا سکتی ہو؟"

دُعا نے پلٹ کر اُسے دیکھا۔۔

"میرا وہاں کوئی کام نہیں ہے وقاص!"

زین نے ٹفن کھول کر کھجور نکالی۔۔

"ویسے تم ایمرجنسی میں تو ڈ ری کروا سکتی ہو ؟"

دُعا کے چہرے کا رَ سرخ ہو َ ی۔۔۔

خضر نے زین سے کھجور کا ڈبہ لیا۔

"اوئے۔۔ختم مت کر ۔۔بچے کو گُٹی دینی ہے۔۔اُستاد نے کہا تھا کے مطابق گُٹی دینی ہے۔۔"

دُعا نے ای گہری سانس لی۔۔

"دیکھو ہر ڈاکٹر کا اپنا کام ہو ہے۔۔۔کامرس کا بندہ پڑھتا سبجیکٹ ہے۔۔بیسک کے لئے۔۔لیکن آگے ماسٹرز finance یا مینجمنٹ اور دوسرے مضمون میں سے کسی ای میں ہو ہے ۔بس وہی ت ہے۔۔"

زین نے کھجور منہ میں ڈالی۔

"تم سے اچھی تو پھر گاؤں کی دائیاں ہوتی ہیں۔۔"

دُعا کا دماغ گھوما۔۔۔

"تم میری ڈ ی کا دائیوں سے موازنہ کر رہے ہو؟"

دو گھنٹے ز رچکے تھے۔اور مسلسل دو ٹ ں سے وہاں عجیب وغری. حرکتیں چل رہی تھیں۔۔

خضر گوگل کرتے کچھ دیکھ رہا تھا۔۔وہ وقاص کو دیکھتے کہنے لگا۔

"ی ر میں ڑھ رہا ہوں۔زچگی کے بعد عورتوں کو پو ٹ پر ٹم ڈ ہو جا ہے۔۔"

شریم خضر کو دیکھتے بھڑک ی۔

"اِس کی فرقی تو ڈ اور معیشت کے ارد د ہی گھومتی رہتی ہے۔۔"

دُعا آمنہ کے متعلق معلوم کرنے گئی تھی۔۔

خضر رنج سے سوچ رہا تھا۔

"عورت کتنا کچھ. دا ش ی کرتی ہے۔۔۔کیسے لوگ عورت کو حقارت سے دیکھ ت ہیں۔۔شرم آنی چاہیے زن بیزاروں کو!"

چپل کی پ پ پ اُنہیں سنائی دی۔وہ . خاموش ہو گئے۔۔دُعا دوڑتی ہوئی آ رہی تھی۔وہ چاروں دو ت اُسے دیکھتے اُٹھ کھڑے ہوئے۔دُعا نے سامنے آتے سر جھکائے ای گہری سانس لی اور سر اُٹھا ی۔

"مبارک ہو۔ب ٹ ہوا ہے۔۔۔" یہ خبر خوشی کے لیے کافی نہیں تھی۔چاروں نے کوئی ردعمل نہیں دی۔۔

دُعا ٹھہری۔۔اُس نے پھر سے ای گہری سانس لی۔۔

"اور الحمدللہ آمنہ ٹھیک ہے اور۔۔"

اگلا جملہ وہ شور کے . . سُن نہیں پ ئے تھے۔وہ اُن چاروں کو عجیب وغری. حرکتیں کرتے دیکھ رہی تھی۔۔دُعا کو awkward محسوس ہونے لگا۔۔وہ جنگلیوں کی طرح شانے پ ہاتھ رکھے

اُچھل اُچھل کر گول گھوم رہے تھے۔۔

"ھوھوھوھوھو!"

دُعا کے چہرے کے زاویے . لے۔۔

خضر سرخ چہرے سے وقاص کی پیٹھ پ ت بولا۔

"ی ریقین نہیں آرہا۔۔اپنا سا ا بنَ ی!"

ا ر سے خوشی پھوٹ کر جیسے . ہر آرہی تھی۔۔۔زین . . سے مو . نکال رہا تھا۔

"میں . کو خبر دیتا ہوں۔۔"

شریم ہاتھ . ھتے تیزی سے بولا۔

"چھوٹا سا آ ی ر!"

دُعا نے جھک کر بینچ سے بے بی بیگ اُٹھایا۔۔وہ ہنوز اُنہیں عجیب وں سے دیکھ رہی تھی۔

"چلو چا آذان دینی ہے اور پھر گُٹی۔"

وقاص اور وہ گفتگو کر رہے تھے۔

دُعا خاموشی سے سوچتے جانے لگی۔۔

"چا گُٹی دے گا۔۔چا ؟امیز !"

اُس نے طنزاً دیکھتے دی ے گھمائے۔۔۔

خضر وقاص کے ساتھ شانے پ ہاتھ رکھے آرہا تھا۔۔

"میں نے کہا تھا وہ شیر کا بچہ ہے۔۔یعنی وہ شبل ہے

دُعا اُن کی گفتگو سُن کے آگے . ڈھی اور مسکرا پڑی۔۔

"شبل۔۔۔لوجی م بھی طے ہو ی۔۔۔"

☆.....☆.....☆

ای ہفتے بعد:

ہلکی ہلکی کلکاری گونج رہی تھیں۔۔ دُعا نے ہاتھ میں نومولود بچے کو پکڑا تھا۔نورماہ ا. میں صوفے پ بیٹھی اُس کی گود میں بچی کو دیکھ کر پکار رہی تھی۔۔

"یشفہ!!"

نورماہ نے اب سامنے میز پ پڑ اشادی کا کارڈ دیکھا اور دُعا کو دیکھ کر بولی۔۔

"مبارک ہو دُعا!"

جواباً دُعا خندہ پیش نی سے اُسے دیکھ کر کہنے لگی۔

"خیر مبارک!"

"خضر کے دو ت کا بیٹ کیسا ہے؟" نورماہ نے ای دم سے پوچھا۔

دُعا خوشنودی سے بتانے لگی۔۔

"الحمداللہ ای دم ٹھیک ہے۔۔cerclage treatment کے بعد اُس کی بیوی کی طبیعت بہت بہتر ہو گئی تھی۔۔اور اُس کا بیٹ ماشاءاللہ بہت صحت مند ہے۔۔۔سچ کہوں مجھے بہت ٹینشن تھی اُس کی۔۔اور تمہیں پتا ہے چاند۔۔چاند تو اُس کے سرہانے سے اُٹھتا ہی نہیں۔۔اتنا پیار کرتا ہے اُس سے۔۔ . دو ت اُسے چھوٹ سا کہتے ہیں۔۔"

نورماہ ہنس پڑی۔۔

"اچھا!"

دُعا نے کہا۔

"ہاں۔۔"

نورماہ نے خود کو کمپوز کیا۔

"اچھا کیا جو شادی کا فیصلہ کرلیا۔۔زن گی میں کچھ کچھ تو چھوٹے گا۔۔تو پھر خوشیاں ہی کیوں؟"

دُعا نے ت کی۔۔

"ہاں۔۔"

ای دم سے یشفہ رونے لگی تھی۔۔

"اوہو اوہو۔۔"

دُعا اُسے روت دیکھ کر گھبرا گئی۔۔۔نورماہ نے فٹافٹ اُسے دُعا سے لیا۔۔

"یشفہ۔۔اوہو یشفہ۔۔"

وہ اپنی بیٹی کی ننھی ننھی ا یں پکڑ کر چوم رہی تھی۔۔

"یش۔۔"

اُسے اپنی بیٹی کے ساتھ کھیلتے دُعا نے اُس کے چہرے پ الگ ہی رونق دیکھی تھی۔۔

"پتا ہے دُعا۔۔"

نورماہ اُسے دیکھ کر کہنے لگی۔

"یشفہ کی پیدائش کے بعد میکا بہت ل گئے ہیں۔اب وہ مجھ لکل نہیں ڈا ٹ ۔۔مجھ پ لکل بھی روک ٹوک نہیں لگاتے۔۔۔بیٹی کا پ بن کر۔۔کر ت سے کر ت آدمی جینٹل مین بن جات ہے۔نکاح کے وقت میں بہت پ یشان تھی۔۔اپنے کیریئر کی بھی فکر تھی مجھے۔یشفہ کی خبر سے مجھے میرے کیریئر پہ اسٹاپ لگانے پ دُکھ بھی ہوا تھا۔سمجھ نہیں آ رہا تھا کہاں جاؤں۔کس سے ت کروں۔۔پھر سوچا امی سے ت کروں۔۔امی کو مسئلہ بتای تو پتا

ہے امی نے کیا کہا۔۔" وہ ٹھہری اور پھر بولی۔

"لڑکیاں اِن دونوں کو بی کی اصطلاح کا بہت استعمال کرتی ہیں۔۔ یہ جا نہیں کہ کو بی کس لڑکی کو کہتے ہیں۔۔ اُنہیں لگتا ہے کو بی وہ ہوتی ہے۔ جو معاشرے میں dominating ہوتی ہے۔۔ جسے کسی مرد کی ضرورت نہیں ہوتی۔ یہ تو تم نوجوان کا ماننا ہے۔۔ اب میں تمہیں بتاتی ہوں کو بی کیا کرتی ہے۔۔ کوین بی تو اپنے مہال کی نگران ہوتی ہے۔۔ وہ وہ واحد مادہ ہوتی ہے جسے اللہ اولاد کی نعمت سے نواز ت ہے۔۔ اور وہ اپنے مہال کے ساتھ ساتھ اپنی اولاد کو بھی پ لتی ہے۔۔ وہ گھر کے کام بھی د ت ہے اور ہر کے بھی۔۔ وہ اپنی سلطنت کی نگران اور محافظ ہوتی ہے۔۔ یہ عورت کے حُسن کا عنصر ہے چندا۔ اللہ نے اُسے جوڑ کر رکھنا سکھا یہ ہے۔۔ جیسے کوین بی کو سکھا یہ ہے۔۔ وہ کو لیڈ کرتی ہے اور چھوٹی لڑکیوں کو تیار کرتی ہے۔۔ اب تم سوچوا یہ غافل ہو گئی تو دوسری چھوٹی لڑکیاں کیا کریں گی؟"

دُعا کو لگا جیسے اُس کے دل میں بندھی ا ہ دھیرے سے کھول دی گئی تھی۔۔ دل کے کونے میں بند ممتا م کی صندوقچی جس پ اُس نے ت لا لگا یہ تھا ایسا لگ رہا تھا گو یہ اُس ت روشنی پہنچ گئی تھی۔۔۔ وہ ت لا کھلا نہیں تھا اُس ت روشنی پہنچ چکی تھی۔۔ وہ سے مل کر ہر آئی۔ نورماہ کی مثبت توں کا احساس اُس کے ساتھ اب ت تھا۔

اُس نے مسکرا کر ہاتھ ھتے نورماہ کی کہی ت دہرائی۔

زن گی میں کچھ کچھ تو چھوٹے گا۔ تو پھر خوشیاں ہی کیوں؟"

وہ آگے ڑھی۔۔

عقب سے اُسے ہارن کی آواز سنائی دی۔۔ اُس نے پلٹ کر دیکھا۔ گاڑی میں فرن ٹ یہ ٹ پ

وقاص بیٹھا تھا۔۔وہ کندھے پہ بیگ ڈالے اُس کی گاڑی کی جانب چلی آئی۔

"تم؟"

اُس نے بھوں اچکائی۔

وقاص نے اُسے بیٹھنے کا اشارہ کیا۔

"بیٹھو!"

دُعا اچنبھے سے دروازہ کھول کر بیٹھی۔۔۔

اُس نے دروازہ بند کیا اور فوراً سے اُس پہ سوالوں کی بوچھاڑ کردی۔

"کیا ہوا؟ شبل ٹھیک ہے؟ اُس کا jaundice والا مسئلہ تو۔۔"

وقاص نے گاڑی اسٹارٹ کی۔۔

"وہ ٹھیک ہے۔۔۔شکر ہے اللہ کا۔"

اُس نے سکون کا سانس لیا۔۔

"اچھا!"

وقاص گاڑی ڈرائیو کرنے لگا۔دُعا سیٹ بیلٹ لگا کر ہاتھ باندھے بیٹھی باہر دیکھ رہی تھی۔۔۔

"شکر ہے آج رش نہیں ہے!!"

سگنل سے وقاص نے ٹرن لیا تو دُعا فوراً سے بولی۔

"ارے ٹرن کیوں لیا؟"

وقاص خاموشی سے ڈرائیو کر رہا تھا۔اُس نے گاڑی کی اسپیڈ بڑھا دی۔دُعا بھڑکی۔

"وقاص ہم کہاں جا رہے ہیں؟ وقاص؟"

وقاص اُس کی ان سنی کرتے ڈرائیو کرتے رہا۔دُعا اُس پہ چلائی۔

"وقاص میں کیا کہہ رہی ہوں؟"

"وقاص کیا. تمیزی ہے یہ؟"

پندرہ منٹ ت دُعا اُس پ تی رہی۔وقاص نے لفٹ ی ت گاڑی موڑی۔دُعا نے آنکھیں کھول کر. ہر دیکھا۔۔ت . ہی اُس کی پہلی ا پ ت ل کے بورڈ پ گئی۔

"وقاص کینسرا پ ت ل میں ہم کیا کر رہے ہیں؟"

دُعا نے جھٹ سے یہ پوچھتے اُسے دیکھا تھا۔

وقاص نے . ی لگائی۔۔

"ہم یہاں کیوں آئے ہیں؟"

وقاص کا چہرہ سپاٹ تھا۔۔۔دُعا حر ت نہیں کر پ رہی تھی۔۔

"وقاص یہاں کون ہے؟"

اُس کا دل جیسے بند ہوت اور پھر چلنے لگتا۔۔دل بیٹ مس کر رہا تھا۔۔

کون تھا ا ر؟ وہ کیا کر رہے تھے وہاں؟ یہ کو سا تھا؟ جو اُس کی لاعلمی میں پیش آ چکا تھا۔۔ایسا کیا تھا جو وہ وہاں تھے؟

سوالیہ ن ذہن میں اُبھر رہا تھا۔۔۔

"ہم یہاں کیوں ہیں؟"

اُس نے بے حس بنا حر ت سامنے ا پ ت ل پ نگاہیں مر کیں۔۔۔

"کون ہے یہاں؟"

☆.....☆.....☆

. قی آ ی قسط میں

. ب سیزدہم: . ینبوعا (محبت ای چشمہ)

میں نے جا ہے کہہ
محبت موسم نہیں
اپنی مدت پوری کرے
اور رخصت ہو جائے
محبت ساون نہیں، ٹوٹ کر . سے
محبت آگ نہیں، سلگے بھڑکے
اور بجھ جائے
محبت آفتاب نہیں، ابھرے چمکے اور ڈھل جائے
محبت تو چا کی ما ہے
جو . ڈھتا ہے، ٹتا ہے
تا ہے، چھپتا ہے
فنا نہیں ہوتا

(. معلوم)

"وقاص کون ہے یہاں؟"

وہ سنسنی خیز ا از میں پوچھ رہی تھی۔۔

"وقاص!!!"

دُعا کی کَ دن کی رگیں اُبھرنے لگیں۔۔

"وقاص۔۔"

وقاص نے یٹ بیلٹ کھولی۔۔

"ابھی پتا چل جات ہے۔"

دُعا کا دل دہلا۔۔۔

وہ دروازہ کھول کر ہر نکلا۔۔دُعا بھی دروازہ کھولتے ہر نکلی۔کندھے پ ٹ بیگ پھسل کر زو پ آ ی۔دونوں نے گاڑی کا دروازہ بند کیا۔

وقاص آگے ڑھتے چلنے لگا۔۔دُعا اُس کا تعاقب کرتے چلنے لگی۔۔سرد دھوپ میں اُس کی ک سرخ پڑ رہی تھی۔۔۔زمین پ وقاص اور دُعا کے لمبے ہوتے سائے اُن کے ساتھ چل رہے تھے۔۔۔

دُعا کے ہاتھ پیر لرزنے لگے تھے۔۔۔اُسے گھر میں رکھا اپنے ولیمے کا جوڑا۔۔میز پ بکھرے شادی کے کارڈز۔۔اور گھر میں ہونے والا شورشرابہ ید آرہا تھا۔۔۔

یہ وقت تو خوشیاں منانے کا تھا۔۔تو پھر وہ یہاں کیوں تھی؟

وہ دونوں اپ ل میں داخل ہوئے۔۔۔دُعا نے پ سادھ لی۔وقاص چند لمحے اور پھر لفٹ کے سامنے آرُکا۔۔اُس نے لفٹ کا بٹن د ی۔۔چند لمحوں میں گھنٹی کی آواز کے ساتھ لفٹ کی آمد ہوئی تھی۔۔دُعا ہرنی د ی وں سے ای ای چیز کا مشاہدہ کررہی تھی۔۔۔لفٹ کا دروازہ کُھلا۔وقاص نے ی میں ہاتھ پھنسائے مُڑ کر اُسے دیکھا۔

"صبر اور تحمل سے کام ی ہے۔۔"

اُسے ایسے لگا جیسے دل پہ ایک بھاری بھرکم چٹان آ گئی ہو۔۔وہ ۔۔۔ نہیں دے سکی۔۔لفٹ میں وقاص داخل ہوا۔۔دُعا ہنوز وہاں کھڑی رہی۔۔۔وقاص نے یکدم سر اُٹھا کر اُسے دیکھا۔۔سیاہ آنکھیں حیرت سے ذرا پھیلیں۔

"دُعا!"

آواز پہ وہ فوراً سے اندر آنے لگی۔

"ہاں۔۔آرہی ہوں۔۔"

بیکلی سے دیے دا ۔ ۔ پھرنے لگے۔۔۔لفٹ اوپر جارہی تھی۔وقاص نے گلا کھنکارا اور تمہید باندھی۔۔

"چاند کو کافی دنوں سے کھانسی تھی۔۔کافی cough ہو رہا تھا۔۔"

دُعا کا چہرہ یخدان کی مانند منجمد تھا۔۔۔اُس نے ہاتھ ۔ سے باندھ لیے تھے۔۔۔

"اِس بار شبل کی پیدائش کے بعد وہ ماہوار ۔ اپ بھی نہیں کروا ۔ تھا۔۔کل کھانسی کافی زیادہ تھی۔۔۔انکل اُسے اسپتال لے گئے تھے۔۔۔ اپ ہوا۔۔آج رپورٹ۔۔"

دُعا لفٹ میں لگے اسٹیل سے اپنا دھندلا سا چہرہ دیکھتے سپاٹ انداز میں بولی۔

"کو کینسر ہے اُسے؟ لنگز کا؟"

وقاص اُس کے ضبط پہ ذرا چونکا۔۔۔

چہرے کے زاویے پھیل سے گئے تھے۔ایک لمحہ لگا تھا اُسے خود کو کمپوز کرنے میں۔۔اُس نے پینٹ کی ۔ سے ہاتھ نکالا۔

"ہاں!"

وہ وقاص کو نہیں دیکھ رہی تھی۔وہ ہنوز سامنے اپنے دھندلے چہرے کو دیکھ رہی تھی۔۔۔اُس کا

چہرہ اُس کی زندگی کا حال بتا رہا تھا۔۔خضر کے بغیر وہ بالکل ایسی ہی تھی۔۔۔پوری۔۔۔مکمل لیکن پھر بھی بے حد ادھوری۔۔

اسٹیج پوچھنے کی ہمت اُس میں نہیں تھی۔۔کیو لنگ کینسر کوئی بھی ہو۔۔بچنے کے چانس بہت کم تھے۔۔۔اور اگر وہ بچ بھی جاتا تو مزید وہ زندگی ۵ سال جی سکتا تھا۔۔سرطان کے ڈاکٹروں کے مطابق پانچ سال زندہ رہنے کی ؟؟فیصد اُمید تھی۔۔

"اسٹیج نہیں پوچھو گی؟"

لفٹ منزل پر رُکی تو وقاص نے بڑی ہمت سے پوچھا تھا۔۔لفٹ کا دروازہ کُھلنے لگا۔دُعا آگے بڑھی۔۔

"علامات سے اسٹیج زیادہ تو مجھے نہیں لگ رہا۔۔اسٹیج ون اے یا ون بی ہی ہو گا۔۔اور اگر اسٹیج ون ہے۔تو اُسے جان کر میں کیا کروں؟recurrence کے چانسیز تو اُس میں بھی ہیں۔۔۔"

وہ لفٹ سے باہر نکلے۔۔وقاص نے بے اختیار پوچھا۔

"تو اب تم کیا کرو گی؟تمہارا ری ایکشن مجھے خوف زدہ کر رہا ہے دُعا!"

دُعا ٹھہری۔۔اُس نے پلٹ کر وقاص کو دیکھا اور پھر ایک گہری سانس لی۔۔

"کیا کرنا چاہیے مجھے؟ چھوڑ کر چلی جاؤں اُسے اپنے ۰۰ کے ساتھ؟ابھی تو رخصتی بھی نہیں ہوئی۔۔میری زندگی بچ جائے گی۔۔یہی کہو گے؟ بڑے بھی یہی کہیں گے۔۔۔"

وہ ٹھہری۔۔اُس نے ٹوٹا ربط پھر سے جوڑا۔

"میں اِس بیماری سے نہیں ڈرتی۔۔اللہ نے میرے مقدر میں اِس بیماری سے جا جانا بار بار لکھا ہے۔۔۔پہلے یہ بیماری میری ماں کو کھا گئی۔۔اور اب یہ میرے شوہر کو کھانا چاہتی ہے۔۔"

وقاص بے دھڑک بولا۔۔

"تم کیا کرو گی؟"

دُعا نے کندھے اچکائے۔۔

" کیا کرنا ہے؟"

وقاص نے چہرے کے زاویے تن لیے۔۔دُعا کی بات جاری تھی۔

"ڈاکٹر سے بات کرتی ہوں۔۔کیموتھیراپی یا radiation سے ہی علاج کریں۔۔۔آپریشن والا آپشن ہمیں نہیں چاہیے۔۔۔ہاں مجھے پتا ہے یہ فارمیلیٹی ہے۔۔لیکن پھر بھی کرنا تو ہے۔۔"

وقاص نے ضبط سے اثبات میں سر ہلایا۔۔

"اچھا!"

دُعا سنجیدہ اور شانت رہی۔۔اُس نے لب کھولے۔۔

"وقاص ہم دُعا کرتے ہیں۔۔انسان اپنی دعاؤں سے پہچانا جاتا ہے۔۔ہم بس ابھی دُعا کریں گے۔۔"

بھلا لقمان علی خان کی پرورش سے ہم اور کیا توقع کرتے تھے؟

☆.....☆.....☆

اسپتال کے کوریڈور میں وہ چلتی جا رہی تھی۔۔دل خون کے آنسو رو رہا تھا۔۔۔اُسے ماضی کے جھروکوں سے ننھی دو پونیوں والی دُعا ہاتھ میں ایک زخمی کبوتر پکڑے دکھائی دی تھی۔۔آنکھوں کے گوشوں تلے دو ننھے ستارے جگمگا رہے تھے۔۔اُستاد اُس کے سامنے کھڑے سر جھکا کر اُسے دیکھ رہے تھے۔۔

"اَ یہ بچا۔۔"

دُعا نے سر اُٹھا کر کسکتے دل سے اُنہیں دیکھا اور بولی۔

"الحمدللہ!"

اُستاد نے بغور اُسے دیکھتے میں سر ہلا ی۔۔

"اور اَ یہ ن بچا؟"

دُعا کا دل ٹ پ۔

"تو رضیت باللہ!"

ستاروں کو بھی زوال ہوت ہے۔۔۔شا یہ اُن کا زوال تھا۔۔

"پتا نہیں زن گی کی آزمائشیں اتنی بڑی کیوں ہو جاتی ہیں۔۔کہ زن گی سے ہی دل اُچاٹ ہونے لگ جات ہے!!"

آنکھیں بھیگ رہی تھیں۔۔وہ تنہا تھی۔۔۔اب دل کے غم کو آ بن کر بہنا تھا۔۔

"میں ڈاکٹر۔۔ڈاکٹر ڈی۔کے۔۔وہی ڈاکٹر جو ب سنبھال سکتی ہے کا دعویٰ کرتی تھی۔۔آج۔۔آج کچھ نہیں سنبھال سکتی۔۔میں ڈاکٹر ہوں۔۔لیکن میں اپنے چان کو ٹ ی ٹ نہیں کر سکتی۔۔ آج ڈی۔کے کچھ نہیں سنبھال سکتی۔۔۔آج ڈی۔کے کچھ نہیں دیکھ سکتی۔۔۔اللہ کمال پ بھی زوال کا احساس دلا دیتا ہے۔۔میں کمال پ بھی اپنے زوال پ ہوں۔۔میں مسیحا ہوں لیکن وہ الشافی ہے!"

بے دم ہوئے بیمار دوا کیوں نہیں دیتے

تم اچھے مسیحا ہو شفا کیوں نہیں دیتے

(فیض احمد فیض)

ڈاکٹر سے ملتے خضر کی رپورٹس دیکھتے اُس نے شام کردی تھی۔۔۔ڈاکٹر نے اُسے بتایا تھا کہ اُس کے پھیپھڑے میں ٹیومر ہے۔۔ٹیومر کی شناخت ابتدا میں ہی ہوگئی تھی اِس لئے وہ lymph node تک نہیں پہنچا تھا۔۔۔ اِس کا یہ قطعاً مطلب نہیں تھا وہ خطرے سے باہر تھا۔۔ڈاکٹر نے اُسے ہر صورتحال کے لیے تیار رہنے کے لیے کہا تھا۔اُس نے اُسے ایسے بہت سے کیس دکھائے تھے۔۔جن میں مریض پہلی اسٹیج میں ہی جان سے ہاتھ دھو بیٹھے تھے۔۔اور اُس نے اُسے کتنے ایسے کیس دکھائے تھے۔۔جن میں مریض مکمل طور پر شفایاب ہو گئے تھے۔۔۔ شفایاب ہونے کے لئے چند چیزوں کا ہونا بہت ضروری تھا۔۔مضبوط قوت مدافعت اور بہترین علاج۔۔بہترین علاج تو میسر تھا۔۔ قوت مدافعت؟ قوت مدافعت کا سوچتے اُس کی روح کانپ رہی تھی۔۔کیونکہ وہ جانتی تھی۔۔کیموتھیراپی وقت مدافعت کا کیا حشر کردیتی ہے۔۔اور پھر اُس کے منفی نتائج۔۔۔آپریشن حل تھا۔۔ اُس میں پھیپھڑوں کے اجزاء نکالے جاتے ہیں۔۔۔اور یہ تصور بھی دُعا پر اثر کر رہا تھا۔بھیڑ میں بھی اُسے لگ رہا تھا جیسے وہ تنہا تھی۔۔۔خضر کے بغیر اُس کی زندگی کیا تھی؟ آج اسپتال کی بھیڑ اُسے یہ بات بتا رہی تھی۔۔نیوز چینلز پر خضر کے مرض کی خبریں چل رہی تھیں۔۔ایک مشہور سابق کھلاڑی افسوس سے کہہ رہا تھا۔

"یہ پاکستان کرکٹ ٹیم کے لیے ایک بہت بڑا نقصان ہے۔۔۔خضر جہانگیر اِس وقت اپنے کیریئر کی پیک پر تھا۔"

خضر کی کچھ رپورٹس ابھی آنا باقی تھیں۔۔۔دُعا اسپتال میں بھاگتے دوڑتے وقفے وقفے سے سوچتی۔۔

"اب خاندان والوں کو کیا کہوں گی؟ کچھ لوگوں کی موت تصور نہیں کی جاتی۔۔"

کسی نے ان ر سے کہا تھا۔

" زن گی تصور کروا دیتی ہے۔۔"

زین خضر کو دیکھ کر دُعا کی جان   آ رہا تھا۔۔دُعا کُولر سے پنی لے کر کرسی پ ن
لگی۔۔۔جیسے ہی وہ تکان سے بیٹھی اُس نے اپنی جان کسی کو آتے دیکھا۔۔لبوں سے لگتا گلاس رُک گ ی۔۔۔زین اُسی کی جان آتے رُکا۔۔۔

دُعا   د ئے اُسے دیکھنے لگی۔۔۔اب تو اُسے   کی امید اور دلاسے ہی سُننے تھے۔۔۔وہ اِس   کے لئے تیار تھی۔۔

زین نے خشک لبوں پ ز ن پھیری۔

"ڈاکٹر نے کہا ہے وہ ای سال میں ٹھیک ہو جائے گا۔۔"

دُعا کو ہنسی آئی۔۔وہ کرب سے سر جھٹکے ذرا ہنس پ ی۔۔۔

زین کی آنکھیں حیرت سے ذرا پھیلیں۔۔

"زُلفی!!" اُس نے ہنستے ہوئے اُسے دیکھا۔۔

"ی ر۔۔تم ۔۔۔پلیز۔۔۔مجھے اُن ولز اور ڈراموں کا بتا دو۔۔جن میں ہیرو ی ہیروئن کینسر کی آ ی اسٹیج میں بھی بچ جاتے ہیں۔۔۔کیو مجھے تو ڈاکٹروں نے اسٹیج ون کے متعلق بھی بہت ڈرا ی ہے۔۔۔ایسے ولز اور ڈرامے میرے لیے comic relief ہو جا گے۔۔۔پتا نہیں رائیٹرز کو ایسا کیوں لگتا ہے اسٹیج ون مہلک نہیں ہوتی۔۔۔شا ی ادبی د میں اسٹیج ون کو سنجیدہ لیا جائے۔لیکن ڈاکٹروں کی د میں لیا جا ہے۔۔۔"

اُس نے پ نی کا ای گھون لیا۔زین اُسے خالی خالی وں سے دیکھ رہا تھا۔۔دُعا نے پھر سے زین کو دیکھا۔۔

"پتا ہے زُلفی۔میں نے بچپن سے آج تک چاند ستاروں کی کہانیاں سُنی ہیں۔۔۔میں نے شروع سے ہی ستارے کو چاند کے ساتھ دیکھا ہے۔۔یہاں تک میں نے تو پرچم میں بھی چاند اور ستاروں کو ایک ساتھ دیکھا ہے۔۔پوچھنا یہ تھا۔"

نمناتی آنکھوں میں ستارے تھے۔"چاند نہیں تو پھر ستارہ ہوگا کہ وہ بھی نہیں؟ یہ تصور کرنا ذرا مشکل ہو رہا تھا۔۔"

زین کے ہونٹ پھڑپھڑائے۔۔

سمجھ سے بالاتر تھا کہ اِس کٹھن وقت میں اُسے کیا کہتا۔۔کسی خیال سے دُعا نے اُسے دیکھا۔۔

"زُلفی۔۔ہاں۔۔ماما بچپا آج صبح آرہے ہیں۔۔شریم تم لے آنا اُن کو۔۔چاند ٹھیک ہوتا تو وہ خود جاتا۔۔۔پچھلے ایک ہفتے سے اُن کے آنے کی تیاریاں کر رہا تھا۔۔"

آواز بھیگنے لگی۔

"لیکن اب۔۔"

زین بے اختیار رہوا۔۔

"دُعا چاند تمہارا پوچھ رہا ہے۔تم صبح سے اُس سے نہیں ملی۔۔"

مزید وہ نہیں سُن سکتا تھا۔۔مزید وہ نہیں تصور کر سکتا تھا۔کبھی سوچا نہ تھا زندگی اُنہیں اِس دوراہے پر لاکھڑا کرے گی کہ وہ اسپتال میں ایک دوسرے کی خیر خیریت طلب کرنے آیا کریں گے۔۔دُعا دھیرے دھیرے اثبات میں سر ہلا رہی تھی۔۔

"ہاں۔۔ہاں۔۔۔"

وہ اُٹھنے لگی۔۔۔

"میرا چاند میری رات کھا رہا ہے۔۔۔میرا چاند مجھے کھا رہا ہے۔۔"

زین نے کلفت سے اُسے دیکھ کر آنکھیں میچ لیں۔۔۔یہ تصور کرنا بہت مشکل تھا۔۔یہ تصور کرنا بے حد رقت انگیز تھا۔۔۔

دُعا اٹھ کر جا رہی تھی۔۔۔زین اُسے سرخ ہوتی وں سے دیکھ رہا تھا۔۔۔

"کچھ لوگ یہ ڈیزو نہیں کرتے۔۔۔کچھ لوگ یہ لکل بھی ڈیزو نہیں کرتے۔۔۔۔وہ یہ ڈیزو نہیں کرتے تو پھر اُن کے ساتھ ایسا کیوں ہوتا ہے؟"

جانے اُن کے نصیب کی خوشیاں اُنہیں ملنی تھی۔۔۔جانے ؟

☆.....☆.....☆

دُعا نے دروازے پر دستک دی۔خضر پلنگ پر چت یٹ چھت پر دیکھ رہا تھا۔۔دُعا دروازہ کھول کر اندر آئی۔۔خضر نے کوئی ٹ نہیں دیا۔۔خضر چہرہ ایدم مطمئن لگ رہا تھا۔۔

دُعا اُس کے قریب آتے نیچے لگی۔۔۔اُس نے سامنے نیٹ اُس کا ہاتھ تھاما۔۔اور اُس پر دوسرے ہاتھ سے ہاتھ پھیرا۔۔خضر نے سادگی سے اُسے دیکھا۔۔۔دُعا کی آنکھیں ڈبڈ نے لگیں۔۔خضر کھلے۔۔

"رو مت۔۔تمہارے آ آبِ حیات نہیں جو مجھے نئی زندگی کر دیں گے۔۔۔"

دُعا از خود بولی۔۔

"تم خضر ہو۔۔"

وہ ٹھہری اور پھر تیزی سے بولی۔۔

"Remember Moon even with scar is still the fairest of them all."

خضر نے اپنے ہاتھ سے اُس کا ہاتھ چھپا لیا۔۔

"تم ای خودمختار اور مضبوط عورت ہو۔اور یہ ت تم بہت مرتبہ ث کر چکی ہو۔۔اب سے

میرے والدین تمہاری ذمے داری ہیں!"
ہرنی آنکھیں خضر آنکھوں میں مر تھیں۔۔
"مجھے کچھ ہو ی تو فلیٹ سے کرایہ آ رہے گا۔اُس سے گھر کا چہ آرام سے چل سکتا ہے۔۔بینک اکاؤ ٹ میں بھی کافی پی ہے۔۔کارو رمیں لگائے پیسے سے بھی منافہ آ رہتا ہے۔۔تم بھی کماتی ہو۔۔اِس لئے فکر کی کوئی ت نہیں ہے۔۔میں پ یشان نہیں ہوں۔۔میں سکون سے مر سکتا ہوں۔۔"
چھوٹی عمر میں اُس نے اپنی تمام ذمے دار یں پوری کردی تھی۔۔۔ نچ سال۔۔صرف پ نچ سال میں اُس نے اپنی بیوی اور اپنے خا ان کے لیے اُن کا مستقبل محفوظ کر دی تھا۔۔
"میں ز گی سے مطمئن ہوں دُعا!"
دُعا کا دل دو حصوں میں جیسے ٹ ی۔۔
اور میں؟ میرا کیا؟ میں تو مطمئن نہیں۔۔میں نے ڈاکٹر سے ت کی ہے۔۔تمہاری ریپورٹس دیکھی ہیں۔۔تمہیں کچھ نہیں ہوگا۔۔۔ہو جاؤ گے تم ٹھیک۔۔"
خضر نے ای سنجیدگی سے اُسے دیکھا اور پھر اُس سے یں پھیر لیں۔
"پھر بھی Recurrence کے چانسیز ہیں۔۔اب کیا تم اپنی ساری ز گی اِس میں خوار کرو گی۔تمہاری ر یڈینسی چل رہی ہے۔۔میری فکر مت کرو۔اپنے کام پ دھیان دو۔جو نصیب میں لکھا ہوا ہوگا وہ ہو جائے گا۔"
دُعا کی یں خضر پ جمی تھیں۔۔آنکھوں سے ستارہ ٹوٹ کر اُس کے ہاتھ پ ا۔۔
"ڈاکٹر نے کہا ہے تم بچ جاؤ گے۔۔"
خضر نے دن پھیر کر اُسے دیکھا۔۔

"اورا َ میں ۔ بچا تو؟"

دُعا کی آواز مدھم پڑ گئی۔۔

"تو میں بھی مر جاؤں گی!"

خضر خفا ہوا۔۔

" کوئی کسی کی وجہ سے نہیں مرتا دُعا۔۔ یہ فضول باتیں ہیں۔۔ ہم مسلمان ہیں۔۔ موت پہ ہمارا ایمان ہے۔۔ ہم لقمان علی خان کے شا َ د ہیں۔۔ ہمیں ایسی اول فول باتیں کر ۔ زیب نہیں دیتا۔۔ کسی کے جانے سے ز ۔ گی نہیں رُکتی۔۔"

دُعا نے ٹھوڑی اُٹھائی۔ آ لڑھک کر اُس پہ َ ا۔۔

"ہاں صحیح کہا۔۔ کسی کے جانے سے ز ۔ گی نہیں رُکتی۔۔ پھر فکریں بڑھ جاتی ہیں۔۔"

خضر نے رُخ پھیر لیا۔

"فِضول باتیں کر رہی ہو۔۔"

دُعا نے ای ہاتھ سے آ صاف کیے۔ دوسرا ہاتھ اب بھی خضر کے ہاتھ میں تھا۔۔

"ہم اگلے ہفتے اپنے نئے گھر میں شفٹ ہوں گے۔۔۔ ب تم ٹھیک ہو جاؤ گے ب ہم ولیمے کا فنگشن کریں گے۔۔ لیکن ہم اپنی نئی ز ۔ گی کا آغاز اگلے ہفتے سے کریں گے۔۔۔"

خضر نے سخت غصے سے اُسے دیکھا۔

"دُعا!"

دُعا کر ۔ ی ہوئی۔

"میری بات ختم نہیں ہوئی۔۔" خضر خاموش ہو َ یا۔۔

"ہم نے غر سے امیری کا سفر کیا ہے۔۔ ہم صحت میں ای ساتھ چل رہے تھے تو اب

بیماری میں بھی ہمیں ساتھ چلنا ہے۔۔۔" خضر بولنے لگا۔۔دُعا جھٹ سے بولی۔۔

"A cord of three strands is not going to break so easily!"

خضر ۔ د ۔ تے خاموش رہا۔۔۔دُعا اُس کا ہاتھ چھوڑتے اُٹھی۔۔

" گھر جا رہی ہوں۔۔فریش ہو کر تھوڑی دی آتی ہوں۔۔ت ۔ ت وقاص تمہارے پ س بیٹھتا ہے۔اچھا!"

خضر اب بھی خاموش رہا۔۔دُعا نے اُسے ا' از کیا اور پلٹ کر تیزی سے جانے لگی۔۔۔

☆.....☆.....☆

ز' گی کے امتحانوں سے تھکی ہاری۔۔کٹھن صورتحال سے لڑتی لڑتی ۔ اسکوائ پہنچی تو چلتے ہوئے اُس نے خود پ تس کھاتی وں کو محسوس کیا۔۔بچے اُسے حیرت سے دیکھ رہے تھے۔۔عورتیں اُسے ای ابلہ مظلوم عورت اور آدمی۔۔آدمی اُسے صرف گھور رہے تھے۔۔۔' جانے کیوں؟

اُس نے اُن ۔ وں کو ا' از کیا۔۔۔

وہ اُن عورتوں میں سے نہیں تھی جس کا انتخاب احسان ی تس ی' ہو۔۔وہ آگے ۔ڑھی۔۔اُس نے ای ٹھنڈی آہ لی۔۔۔

"میں نے اب ت ساری ز' گی خود کو self-obsession کے لبادے میں اوڑھ رکھا۔۔اِس بھرم میں کہ عورت تو محبوب ہے۔' ز و ے اُس کی ادا ہے۔۔۔ آج راز آشکار ہو رہا ہے۔۔عورت تو عاشق ہے۔۔اور اُس سے ۔ڑا کوئی عاشق نہیں۔۔"

وہ ٹھہری۔۔اُس نے سر اُٹھا کر اپنی بلڈ' کی جا' ۔ دیکھا اور کندھے سے پ س کی چین تھامے چلنے لگی۔۔

"جو تین اندھیروں میں پوشیدہ مچھلی والے (حضرت یونس) کی سُن سکتا ہے۔۔وہ میری کیوں نہیں سُن سکتا؟ اگر یقین اور اعتماد سے اُسے پکاروں گی تو وہ میری ضرور سُنے گا۔۔مجھے مایوس نہیں ہونا۔۔مایوسی ہماری سب سے بڑی دشمن ہے۔۔انشاءاللہ میرا اچانک کم بیک کرے گا۔اور ایسا کم بیک کرے گا کہ دُنیا دیکھے گی۔"

اسکوائر اپنی بلڈنگ گھر کی دیواریں خضر کے بغیر کاٹ کھانے کو دوڑ رہا تھا۔۔بنا کسی سے بات کیے وہ اوپر فلیٹ میں آئی۔۔۔لاؤنج خالی تھا۔۔وہ سادگی سے دل میں کہتے آگے بڑھی۔۔

"بہت بہتر!"

اِس وقت وہ کسی سے بات نہیں کرنا چاہتی تھی۔۔۔کمرے میں جانے سے قبل اچانک خیال آیا۔

"کل ہم چچا ماموں اور اُن کے خاندان سے ملیں گے۔۔برسوں بعد ہمارا خاندان اِکٹھا ہو گا۔۔اُستاد ہم سے جو ایک عرصے سے شجرہ نصب بنایا کرتے تھے۔۔۔کل اُس شجرہ نصب کو میں حقیقتاً دیکھوں گی۔۔"

اچانک ل جان تھا وقاص نے کہہ دیا تھا۔وہ آرام کرے اُس کی کل ڈیوٹی ہے۔۔۔ویسے بھی وہ بہت تھک چکی تھی۔۔۔فجر میں تھوڑا ہی وقت رہ گیا تھا۔نیند آ رہی تھی۔ اُستاد کی ہدایت ساتھ تھی۔

"فجر میں جب قلیل وقت رہ جائے اور نیند کا پردہ آنکھوں پر آنے لگے۔۔۔تو سونا مت۔۔۔یہ سحرِ ابلیس ہے۔۔۔ایک مرتبہ اگر تم اِس میں جکڑے گئے تو طلوع آفتاب کے بعد ہی ہو گی۔۔"

وہ فوراً سے اُٹھ بیٹھی۔اُس نے پلنگ سے ٹیک لگائی۔۔۔چہرے سے چپکتی سیاہ ٹ کو اُس نے پیچھے کیا تو اُس کی پنچنگ بیگ پ گئی۔۔

"چاں چاں چاں !!!"

دُعا اشتعال سے پنچنگ بیگ پ مُکے رسید کر رہی تھی۔۔

"چاں میرے لیے پیزا رول لے کر آؤ!!!"

"چاں !!!"

سامنے خضر کھڑا کہہ رہا تھا۔۔

"میں ڈائیٹ پ ہوں۔۔میں نہیں کھا رہا۔۔اور گھر میں کچھ آ ی تو میں اُس سے tempt ہو جاؤں گا۔۔"

خضر نے اپنی سنجیدگی میں ٹی ادا سے دن موڑ کر اُسے اشارہ کیا۔۔

"اور تم بھی کچھ ہیلدی کھا لیا کرو۔"

دُعا نے غصے سے پنچنگ بیگ اُس کی جا مارا۔خضر آگے ٹھتے جانے لگا اور گھوم کر پنچنگ بیگ دُعا کے منہ پ لگا۔

"آہ!!"وہ چیخ مار کر زمین پ ی۔۔خضر پلٹا۔۔دُعا زمین پ کراہتے ہوئے ی تھی۔۔

"آہ۔۔۔۔"

خضر مسکراہٹ د تے اُس کی جا آ ی۔۔پنچنگ بیگ دھیرے دھیرے ہوا میں ہل رہا تھا۔خضر احتیاط سے جھکا اور اُس نے پنچنگ بیگ کو تھام کر روکا۔۔۔وہ اب دُعا کی جا متوجہ ہوا۔۔۔

"چلو لے آ ہوں۔۔"

ڈعا منہ بسور کر بولی۔۔

"جاؤ تم اب!!" خضر نے اُس کے ہاتھ تھامے پشت پ رکھے۔۔

"چلو۔ ہر چل کر بیٹھو۔۔"

"اے۔۔" وہ خفا ہوئی۔۔

"تم نے کبھی پگی بیک را لی ہے!"

خضر اُسے پیچھے سے اُٹھاتے اُٹھا اور چلنے لگا۔۔۔

ڈعا کا مزاج کچھ۔ لا۔۔اُس نے چہرہ خضر کے چہرے کے قری۔ کیا اور چہکی۔۔

"رائیڈ اچھی ہے۔۔دس روپے میں دس منٹ دو گے؟"

آ سے آ ٹوٹ کرَ ا۔۔ ۔ پ پڑے۔۔۔

"بچپن َ ٔ ر ی!!"

اور واقعی۔۔۔وہ بیوقوفانہ حرکات سے بھرا بچپن َ ٔ ر ی تھا۔۔

☆.....☆.....☆

فجر پڑھ کر جانے ۔ آ لگی۔۔کچھ پتا ٔ ۔۔۔الارم کی آواز سارے گھر میں گونج رہی تھی۔۔۔نیند اُکھڑ رہی تھی۔۔۔کیا وہ الارم تھا؟نہیں وہ تو شور تھا۔۔۔ہرنی آنکھوں پَ اسیاہ پ دہ جیسے َ کر اُٹھا۔۔۔چہرے پ غنودگی کے ؔ ات تھے۔۔۔وہ الارم نہیں تھا۔۔۔وہ واویلا تھا۔۔۔َ یہ و زاری سے بھرا واویلا۔۔ڈعا فوراً سے اُٹھی۔۔اُس کے پیر ڈگمگائے۔۔۔جہا ٔ ی ۔ صا ۔ کی ٹ پتی ہوئی آواز اُسے ا ٔ ر سے کھا گئی۔۔۔

"اللہ۔۔۔اللہ!"

اُسے لگا تھا وہ ختم ہو گئی۔۔۔

"اللہ!!اللہ!!"

وہ کسک کسک کر بول رہے تھے۔۔

دُعا زمین پہ ہاتھ رکھے اُٹھی۔۔۔۔پیر ٹھنڈے یخ پڑ رہے تھے۔۔۔دل زور زور سے دھڑک رہا تھا۔۔۔وہ دیواروں کا سہارا لیتے چل رہی تھی۔۔۔۔

اندر دل میں گھٹن سی ہونے لگی۔۔۔

"اللہ!!"

☆.....☆.....☆

راہداری میں چھایا اندھیرا آنکھیں تاریک کر رہا تھا۔۔۔جیسے جیسے وہ آگے بڑھی لاؤنج کی روشنی سے اُس کی آنکھیں چندھیانے لگیں۔۔چند لمحوں میں بصر صاف ہوئی۔۔۔۔وہ مزید آگے بڑھی تو اُسے لاؤنج کی عین وسط میں سفید کفن میں لپٹی میت نظر آئی۔۔۔مزید آگے بڑھنے کی ہمت نہ ہوئی۔۔۔۔قدم وہی رُک گئے۔۔۔۔پیر وہیں ڈگمگانے لگے۔۔۔۔

"جسے مرنا ہے وہ مرا نہیں!!"

دُعا نے صدمے سے سر اُٹھا کر دیکھا۔۔اُسے نوازش صاحب کی آواز سنائی دی۔۔۔وں کے سامنے جیسے خلاء ہی خلاء تھی۔۔وہ مخبوط الحواس تھی۔۔۔

"اور کتنے جنازے اُٹھائے گا یہ بوڑھا؟"

دُعا کا ہاتھ زمین پہ پڑ گیا۔۔۔وہ جھک گئی۔۔۔۔وہ مکمل طور پہ جھکنے لگی۔۔۔۔۔

ایک مدھم سی چیخ نکلی۔۔۔

"ڈاکٹر نے کہا تھا وہ ٹھیک نہیں تھا۔۔۔کیا وہ اِس قدر ٹھیک نہیں تھا؟"

جہانزیب صاحب سسک کر گریہ کر رہے تھے۔۔۔دُعا ہنوز زمین پہ جھکی بیٹھی تھی۔۔۔اپنے دل

سے دیر ہو رہی تھی۔۔۔۔لیکن کسے پرواہ تھی؟ یہاں زندگی ختم ہو گئی تھی۔۔۔۔

جہانزیب صاحب کی سسکی پر دُعا کی بھیگی پلکیں اُٹھیں۔۔۔

بعض رازوں کا آشکار بہت تاخیر سے ہوتا ہے۔۔بعض محبتیں بہت تاخیر سے جاگتی ہیں۔۔۔کچھ لوگ ہمارے لیے بہت خاص ہوتے ہیں۔۔۔اِس بات کا احساس ہمیں بہت تاخیر سے ہوتا ہے۔۔ایسے لوگوں کے جانے کے کچھ عرصے بعد ہم نارمل ہو جاتے ہیں۔۔ہنستے ہیں کھیلتے ہیں۔۔۔۔ پھر بھی کہیں دل میں ایک خلاء سا رہ جاتی ہے۔۔جو اُس ہنسنے کھیلنے کے باوجود بھی کبھی پوری نہیں ہوتی۔۔شاید ہم یہ کہہ سکتے ہیں۔۔۔کچھ غم کبھی نہیں بھرتے۔

دل میں ہول اُٹھ رہے تھے۔۔دل گھبرا رہا تھا۔۔۔وہ اُٹھنا چاہ رہی تھی۔۔۔ وہ اُٹھ نہیں پا رہی تھی۔۔۔۔اُس نے رات سے خضر کو نہیں دیکھا تھا۔۔۔

"کتنی دیر ہوئی تھی رات کو گزرے؟" اُس نے خود سے پوچھا تھا۔۔۔

"کچھ۔۔کچھ گھنٹے قبل ہی تو رات تھی؟ کیا رات ختم ہو گئی تھی؟ کیا روایت کے مطابق رات چاند کو کھا گئی؟ رات چاند کو کھا گئی؟ مطلب ستارے کو بھی کھا گئی؟"

دماغ ساتھ نہیں دے رہا تھا۔۔جو منہ میں اول فول شنت آ رہا تھا وہ وہ بول رہی تھی۔۔۔

سر اُٹھائے دُعا کی آنکھوں سے آنسو ٹوٹے۔۔۔

"رو نہ مت۔۔تمہارے آنسو آبِ حیات نہیں جو مجھے نئی زندگی عطا کر دیں گے۔۔۔"

دُعا کا منہ کُھلا۔۔

"ہاہ۔۔۔" سارا وجود انتہا ہل گیا۔۔۔۔

بعض لوگوں کی موت تصور نہیں ہوتی۔۔۔لیکن زندگی بے بس تصور کروا دیتی ہے۔۔۔

دھیرے دھیرے سکتہ ٹوٹ رہا تھا۔۔۔ بساط کی مانند آنکھوں سے بوند ابوندی ہو رہی

تھی۔۔۔

ب ختم ہوَ یہ تھا۔۔ای دن کے ان ر ان ر ب ختم ہوَ یہ تھا۔۔۔

جہان یب صا ب کی بے حال سی آواز اُس کے کانوں سے ٹکرا رہی تھی۔۔۔۔

" کوئی فون کرے۔۔کوئی اطلاع کرے۔۔۔"

"جہان یب صبر کرو صبر کرو۔۔"

ماموں عا ب کی مدھم سی آواز بھی اُسے سنائی دی۔۔۔۔

"دُعا کو جگاؤ۔۔۔" ممانی نگہت بھی وہی تھیں۔۔۔۔۔

دُعا کے ب پ پڑے۔۔

"دُعا موت سے اُٹھ کر جاگی اور مر گئی!"

"ما ب ۔۔"

ای سسک اُسے سُنائی دی۔۔۔

"ما ب چچا بھی آ گئے؟ میرا سارا خان ان آج جمع ہے۔۔۔میرا خان ان؟ میرا خان ان تو؟"

آ سے آ مسلسل ٹوٹنے لگے۔۔۔۔

" کیا پ دیس خون اِس قدر سفید کر دیتا ہے؟"

کوئی ب ہر سے بولا تھا۔۔۔

دُعا نے چہرہ دیوار سے لگا یہ۔۔

" میرا خان ان تو ملَ یہ۔۔"

یہی تو وہ اور خضر چاہتے تھے۔۔

خضر کی کچھ روز قبل کہی ب تیں اُسے سنائی دے رہی تھیں۔۔

"دُعا چچا آ گے تو ہم ماضی کے متعلق کوئی بات نہیں کریں گے۔۔۔کوئی بھی پردیس شوق سے نہیں جاتا۔ بہ مجبوریوں سے باہر جاتے ہیں۔۔۔"

باہر کا دروازہ کھُلا۔۔۔دُعا نے آنکھیں موند لیں۔۔۔تیزی سے دوڑتے قدموں کی آواز اُس کے دل پر بج رہی تھی۔۔وقاص ہڑبڑا ایسا بول رہا تھا۔۔

"سا !" اُس کی ہولناک سی آواز دُعا کے کانوں میں گونج رہی تھی۔۔۔بند آنکھوں سے آ ٹوٹ رہے تھے۔۔۔

"یہ دن بھی زندگی نے ہمیں دکھا دیا۔۔۔یہاں ہم ب دو ت ہنسے کھیلے روئے اور یہاں۔۔"

"سا !!" وقاص کی آوازیں اُسے سنائی دے رہی تھی۔۔آ ٹوٹ کر ک پڑا اتھا۔۔۔

عورتوں کی آوازیں بھی اُسے سنائی دے رہی تھیں۔۔

"دُعا کو اُٹھاؤ۔۔"

"دُعا کو جگاؤ!!"

وہ جیسے بے دم سی بولی۔۔

"دُعا مر گئی!!"

جہانزیب صا ب بھیگی آواز میں کہہ رہے تھے۔۔

"دیکھ چاند ۔۔سارا خاندان اِکٹھا ہے۔دیکھ ہم ب اِکٹھے ہیں!"

درد کی شدت بڑھ رہی تھی۔۔وہ مسلسل آہیں بھر رہی تھی۔۔۔

"میں نے تم دونوں کو معاف کر دیا!" جہانزیب صا ب کی آواز دُعا واضح طور پر سُن رہی

تھی۔۔۔

"تم دونوں کو میں نے معاف کر دی۔۔"

دُعا نے رنج سے دیوار سے سر لگائے ہلا۔۔۔

"ا۔ !!!"

"۔پ سے لڑ سکتا ہے۔۔۔ بیماری سے نہیں لڑ سکتا!!!"

"جو کھیلنا ہے کھیل۔۔۔ پ مرمت۔۔۔کر ٹ کھیل۔۔ ۔ کھیل۔۔۔ مرتو مت۔ !!!"

"جہا۔ ۔ی۔ کال آ رہی ہے۔۔اُس گھر میں فرنیچر والے پہنچ گئے ہیں۔۔۔"

۔نی بیگم جہا۔ ۔ی۔ صا ۔ سے بولی تھیں۔۔

"معاف کر۔۔۔ پ وہ۔ر۔ رکال کر رہے ہیں۔ ۔ٹ !"

دُعا کا دل ٹیس ۔َ ۔ی۔۔وہ اپنی آنکھوں کے سامنے اپنا اور اُس کا گھر لے کر آئی۔اُس کی سجائی اي اي چیز جیسے وہ دیکھ سکتی تھی۔۔

"دُعا میں نے ہر چیز میانہ روی سے ۔ ۔ی ہے۔۔۔کچھ ز۔ی دہ مہنگا نہیں ہے یہاں۔سوائے علاقے کے۔۔کیو میرے لیے سیفٹی پہلے نمبر پ آتی ہے۔۔۔کبھی کبھی میرا بھی دل چاہتا ہے۔۔۔کہ میں انٹیریئر ڈی۔ائنروں سے اعلا اعلا قسم کی ڈی۔ائنگ کرواؤں گا۔۔پھر اصراف اور اُس کی سزا سے ڈر لگتا ہے۔۔سوچتا ہوں۔ ڈ میں یہ اصراف چھوڑ دوں گا تو اللہ۔ ۔۔ میں اِس سے ز۔ی دہ اچھا گھر دے گا۔۔۔مجھے تو لگتا ہے یہ سجاوٹ بھی ز۔ی دہ ہے۔۔۔پتا نہیں رہنا نصیب ہو گا بھی کہ نہیں۔۔۔خبر اگلی گھڑی کی نہیں۔۔اور تیار۔ی ں دیکھو!"

آنکھیں آ ؤں سے دھندلا گئیں۔۔۔

"تم ای خود مختار اور مضبوط عورت ہو۔اور یہ ۔ت تم بہت مرتبہ ش۔ ۔۔ کر چکی ہو۔۔اب سے

میرے والدین تمہاری ذمے داری ہیں!"

ہرنی آنکھیں ہنوز خضر آنکھوں کو دیکھ رہی تھیں۔۔

"مجھے کچھ ہوا تو فلیٹ سے کرایہ آتا رہے گا۔اُس سے گھر کا خرچہ آرام سے چل سکتا ہے۔۔بینک اکاؤنٹ میں بھی کافی پیسہ ہے۔۔کاروبار میں لگائے پیسے سے بھی منافہ آتا رہتا ہے۔۔تم بھی کماتی ہو۔۔اِس لئے فکر کی کوئی بات نہیں ہے۔۔میں پریشان نہیں ہوں۔۔میں سکون سے مر سکتا ہوں۔۔"

"میرے والدین تمہاری ذمے داری ہیں!"

"اب میں نہیں مر سکتی!!"

وہ ہمت کرتے اُٹھی اور اپنے کمرے میں جانے کے لئے بڑھی۔۔۔

سُن پیروں سے اُس نے قدم بڑھائے۔۔دھیرے دھیرے وہ اپنے کمرے میں آئی۔زندگی لگا جیسے ٹھہر سی گئی ہے۔۔وہ آگے بڑھی اور پلنگ کے قریب میز کی جانب جھکی۔۔اُس نے چارجر سے موبائل ہٹایا۔۔رات کے کسی ڈاکٹر کے میسیج اوپر تھے۔۔۔وہ بنا کھولے باہر سے میسیج دیکھ رہی تھی۔۔

"دُعا IV Nutrition تھیراپی قوت مدافعت کے لیے بہت بہترین تھیراپی ہے۔اُسے کیمو تھیراپی کے دوران استعمال کیا جا سکتا ہے۔۔"

جس ڈاکٹر سے بھی اُس کا زندگی میں واسطہ پڑا تھا اُس نے مشورے کے لیے اُسے میسیج کیا تھا۔

"تم اُس کے ساتھ زندگی شروع تو کر رہی ہو۔۔میں تمہیں ایک تلخ حقیقت سے آگاہ کر دوں۔۔کیموتھیراپی کے بعد infertility کے چانسیز ہیں۔۔۔"

"تمہاری پرسنل لائف متاثر ہو سکتی ہے۔ٹریٹمنٹ کے دوران اُسے نظرانداز کرنا۔"

"تم سمجھتی ہو۔۔شروع کا عرصہ تم کوئی ازدواجی تعلق قائم نہیں کرسکتی۔۔"

دُعا نے کرب سے یٗ سے مو ب لگالیا۔۔۔

" کیسے کینسر کو اچھوت سمجھ لیتی ہی یہ د !!"

آواز مرطوب ہونے لگی۔۔

"لوگوں نے کیسے تصور کرلیا کہ میں اُسے چھوڑ دوں گی؟ کیسے؟ ای ٹیومر تینَ ہوں کے رشتے کے درمیان کبھی نہیں آ سکتا۔وہ ہے ی تھا۔۔۔میں اُس کی بیوی تھی۔میں اُس کی بیوی ہوں۔۔اور رہوں گی۔۔"

وہ سسکتے سسکتے آ پوٗ پ لگی۔۔۔ماضی کے پ دے ہٹ رہے تھے۔۔کلاس روم میں بیٹھا خضر اُستاد کو دیکھتے کہہ رہا تھا۔۔

"ہم ہمیشہ جینے کی خواہش ر تے ہیں۔۔ہم امر ہوٗ چاہتے ہیں۔۔۔ہر وقت کو ہر زمانے کو اپنا دور بناٗ چاہتے ہیں۔۔۔ہم کسی کو آگے نہیں دیکھنا چاہتے۔۔"

" وہ تو ب کو ساتھ لے کر چلتا تھا!!"

آنکھوں سے ای اور ستارہ ٹوٹ ۔۔۔

"میں اللہ سے معجزہ مانگوں؟ کیسے؟" حواس کھو رہے تھے۔۔۔

"میرا تعلق جس وقت سے ہے۔۔اُس میں تو معجزے بھی حقیقی طرز سے ہوتے ہیں۔۔۔اُن معجزوں کے لیے تھوڑا صبر کرٗ پڑتا ہے۔تھوڑا یقین رکھنا پڑتا ہے۔اور تھوڑا حقیقت کے قریب رہنا پڑتا ہے۔۔"

دل پٹ ما کی ما ریگزار تھا۔۔۔آ اُسے مرطوب کرٗ چاہتے تھے۔۔ دل کو کسی پہر سکون نہیں تھا۔۔۔

دور سے راہ داری میں اُسے جہانزیب صاحب اور نوازش صاحب آتے دکھائی دیئے۔۔۔

"جہانزیب۔ میری بات سُنو!"

ہرنی آنکھوں نے توجہ اُن کی جانب مرکوز کرلی۔۔۔
وہ مسلسل پلکیں جھپک رہی تھی۔۔

" کل خضر نے مجھ سے کہا تھا۔۔کہ میں دُعا کو اپنے ساتھ گھر لے جاؤں!!"

دُعا دھیرے سے اُٹھ کھڑی ہوئی۔۔۔

" مجھے پتا ہے اِس وقت مجھے ایسی باتیں کرنا زیب نہیں دیتا۔۔ دیکھو۔۔تم نے اُسے اپنی اولاد کی طرح پالا ہے۔کیا تم یہ چاہو گے؟ کہ وہ اپنی زندگی میں کبھی آگے نہ بڑھے؟"
دُعا نمناتی آنکھوں سے اُنہیں غور سے دیکھتے کمرے سے باہر نکلی۔۔
"میں نہیں جاؤں گی!!!"

آواز پہ چونک کر اُنہوں نے سامنے دیکھا۔۔دُعا کی آنکھ سے آنسو ٹوٹے۔۔وہ خود کو شانت کرنے لگی۔۔اُس نے دونوں ہاتھوں کی مُٹھیاں بھینچ لیں۔۔۔وہ اُن کے قریب آکھڑی ہوئی۔۔۔

"میں نہیں جاؤں گی۔۔۔میں اِس گھر سے جاؤں گی تو میں مر کر جاؤں گی۔۔میں ساری زندگی یہی رہوں گی۔۔میں ساری زندگی وہاں رہوں گی جہاں میرے ساس سسر رہیں گے۔۔"

جہانزیب صاحب لب کھولنے لگے۔۔دُعا نے ہاتھ جوڑے۔۔
" پلیز یہاں دیکھیں۔۔۔"

جہانزیب صاحب نے لب دبا لئے۔۔۔دُعا سر جھٹکے دوٹوک کہنے لگی۔۔

"میں اِس وقت بہت تکلیف میں ہوں۔۔پلیز مزید میری تکلیف مت بڑھائیں۔۔یہ میری زندگی ہے۔۔مجھے اِسے جینے دیں۔۔میں چاند کی بیوی ہوں۔۔اور مجھے اُس کے گھر میں

رہنے دیں۔۔" عقب سے قدموں کی آہٹ ہوئی۔۔دُعا نے پیچھے دیکھا۔۔۔خضر چہرہ نمودار ہوا۔۔ہرنی آنکھیں ذرا پھیلیں۔۔۔چہرے کے زاویے تش ہوئے۔۔۔

". . چا. تمہیں رکھنا ہی نہیں چاہتا۔۔۔تو تم یہاں کیوں رہنا چاہتی ہو؟"

جہا. . . صا . . ہم ہوئے۔۔

"چا. !!"

اُس نے اُنہیں ا. ازکرتے دُعا کو دیکھا۔

"اپنا سامان . ھواور یہاں سے جاؤ۔۔"

"چا. !" وقاص کی آواز . ہر سے آئی۔وقاص راہداری میں آ . ۔۔ششدر دُعا نے . لخت اُسے دیکھا۔۔وقاص سختی سے دیکھتے اُسے تنبیہ کرنے لگا۔

"بہت ہو . چا. ۔۔خاموشی سے اب میرے ساتھ ا . ل چلو۔۔تم نے چچا کا چہرہ دیکھ لیا۔۔۔بس اب !!"

دُعا. ر. کا. پ گئی۔۔۔وہ سانس نہیں لے پ ئی۔۔۔۔

خضر اُسے دیکھتے بضد بولا۔۔۔

"میں جنازے کے بعد جاؤں گا!!"

اب اُس نے دُعا کو دیکھا اور چٹکیاں بجا ۔۔

"اور تم!!"

دُعا شل کھڑی تھی۔۔۔

"ا تم یہاں سے جنازے . گئی تو آئیندہ میری شکل . نہیں دیکھ پ ؤ گی۔۔"

غم حیرت میں تبدیل ہوا تھا۔۔اور حیرت اب اشتعال بن رہا تھا۔۔دُعا گہری گہری سانس

ی لگی۔۔۔

"میں بھی دی ہوں۔۔تم ی تمہارا ب پ مجھے کیسے روکتا ہے!"

جہان ی صا کا چہرہ سرخ پڑ ی۔۔اور دُعا فوراً سے پلٹ کر د تے ہوئے اپنے کمرے کی جا جانے لگی۔۔

کمرے میں آ کر وہ غسل خانے کی جا جانے لگی۔۔۔خیالات کی دھاروں میں وہ کھو رہی تھی۔۔۔

"چچا ہماری ز گی میں آنے سے پہلے چل بسے!!"

غسل خانے میں آ کر اُس نے گلاس سے ش نکال کر اُس پ ٹوتھ پیسٹ لگائی۔۔۔اُس نے ش منہ میں د ی اور ٹوتھ پیسٹ کا ڈھکن بند کیا۔۔۔

"چچا تو چلے گئے۔۔۔ اپنے ساتھ ابو کی ت بھی لے گئے۔۔۔

خضر کے کھانسنے کی آواز اُسے ہر سے آئی۔۔۔

"چا خون آ رہا ہے۔۔"

وقاص کے نے کی آواز بھی اُسے سنائی دی۔۔دُعا نے کوئی ش نہیں دی۔۔شای وہ اِس کے لیے تیار تھی۔۔۔

شتہ ٹ ں نے یہ ش کر دی تھا۔۔۔کہ وہ ای مضبوط عورت تھی۔۔وہ اپنے ت پ قابو رکھ سکتی تھی۔۔۔۔

منہ ہاتھ دھو کر وہ تولیے سے چہرہ خشک کرتے غسل خانے سے ہر آئی۔۔

"اپ ل ا رم کرتی ہوں۔۔۔چھٹی تو کرنی پڑے گی۔۔چچی کے میکے والے بھی آئے ہیں۔۔۔گئی تو تیں بنیں گی۔۔۔چچا اور چچا سسر کا انتقال ہو ی اور بھتیجی کو پ واہ بھی نہیں۔۔کیا

کروں؟ اب اِس معاشرے کا حصہ ہوں ۔!"

جہا ن ی ب صا ب تعزیت کرنے والوں سے مل رہے تھے۔۔

" کچھ سمجھ نہیں آ رہا کہ میری ز ن گی میں کیا ہو رہا ہے؟

بھائی میت بنا ہوا ہے۔۔اور بی ٹ بسترِ مرگ پ پ ڑا ہے۔۔"

دُعا کپڑے تبدیل کر کے آ ئی ن کے سامنے کمپوز کھڑی سر پ پن سے دوپٹہ ی ٹ کر رہی تھی۔۔

" کسی کی وں میں فرشتہ ن چاہتے ہو تو بہترین حل ہے مر جاؤ۔۔۔"

ای ای کر کے لوگ تعزیت کرنے آ رہے تھے۔۔۔۔اسکوائ سارا تعزیت کر کے جا چکا تھا۔۔وقفے وقفے سے رشتے دار آ رہے تھے۔۔۔کچھ دی کے لیے وقفہ ہوا تھا۔۔۔رضیہ آ اُن کے لئے ن شتہ لے کر آئی تھیں۔۔جہا ن ی ب صا ب خضر کے ساتھ اُس کے کمرے میں بیٹھے تھے۔۔خضر پلنگ پ آلتی پ لتی مار کر سر جھکائے بیٹھا تھا۔۔۔

جہا ن ی ب صا ب نے ای اُسے دیکھا اور سر جھکا لیا۔۔۔

"میں تیرے پ نچ بچے دیکھنا چاہتا ہوں۔۔"

خضر نے بن دیکھے اثبات میں سر ہلا ی۔

"اچھا!"

اب اُس نے پلکیں اُٹھا کر اُنہیں دیکھا۔۔

"دوسری شادی کروا گے میری؟"

جہا ن ی ب صا ب نے سنجیدگی سے سر اُٹھا ی۔

"یہ موقع محل ہے اِس ب ت کا؟"

خضر نے بھوں اچکا کر کہا۔۔

"اِس بات کا بھی موقع محل نہیں تھا۔۔۔"

جہانزیب صاحب نے رُخ موڑا۔۔

"میں نے تجھے معاف کر دیا ہے۔۔"

خضر کے تاثرات ہوتے زاویے نارمل ہونے لگے۔۔

"تیرا میرا پچھلا سارا حساب معاف۔۔اب پرانی باتوں پر کوئی بحث نہیں کریں گے۔۔"

خضر کا دل رنجیدہ ہوا۔

"آپ کی بددُعا لگ گئی مجھے۔۔۔"

جہانزیب صاحب نے ل سے آنکھیں میچ لیں۔

"تُو مر جا!"

"تُو مر جا!!"

"تُو مر کیوں نہیں جاتا!!"

"اِس لڑکے نے میرا جینا اجیرن کر کے رکھا ہے!!"

خضر نے ایک گہری سانس لی۔۔

"ابا!"

جہانزیب صاحب نے دھیرے دھیرے آنکھیں کھولیں۔۔

"دُعا کو نان جان کے ساتھ بھیج دیں۔۔"

جہانزیب صاحب نے اُس کی آنکھوں میں دیکھا۔۔

"اگر وہ اِس جگہ ہوتی تو تُو اُسے چھوڑتا۔۔"

خضر نے کوئی تاثر نہیں دیا اور بڑے شاہانہ انداز میں کہنے لگا۔

"ا۔ اِس وقت تصورات سے ۔ ہر نکلیں۔۔اِس وقت میری ز ۔ گی میں ا َ کی کوئی جگہ نہیں ہے۔۔۔اِس وقت جو ہے وہ یہ ہے کہ مجھے اپنے پیاروں کو محفوظ دیکھنا ہے۔۔اور میں۔۔"

جہا ۔ یہ ۔ صا ۔ نے پلنگ پر رکھے خضر ہاتھ پر اپنا ہاتھ رکھ دیا۔۔

"چا ۔ یٹے!"

خضر ذرا چو ۔ َ یا۔

جہا ۔ یہ ۔ صا ۔ متا ۔ ت سے اُسے دیکھتے کہنے لگے۔۔

"میں لقمان کی طرح تمہیں وعظ نہیں کر سکتا۔میری تقریر میں قائل کرنے کا بھی ہنر نہیں ہے۔۔۔ میں پھر بھی تمہیں ای نصیحت کر رہا ہوں۔۔اِسے مان کر میرا مان بڑھا دو۔۔"

وہ ٹھہرے اور پھر چند لمحوں بعد اُنہوں نے بات کا آغاز کیا۔

"د میں ہر جا ۔ ار چیز کو اللہ نے پانی سے بنایا ہے۔۔۔اپنے جا ۔ ار ہونے کا ثبوت دو۔۔۔اپنی محبت کو پانی بناؤ۔۔رُکا ہوا نہیں۔۔ز ۔ ہ دل۔۔چلتا ہوا۔۔محبت ای چشمہ ہے۔۔اِسے روکو مت۔۔اِسے بہنے دو۔۔اِس سے لوگوں کو سیراب کرو۔۔اِس سے خود کو سیراب ہونے دو۔۔۔ڈ اِس سے کچھ کم کالی لگے گی۔۔"

منہ سے نکالی بات کانوں سے ہوتے دل پر چھپی تھی۔۔۔

جہا ۔ یہ ۔ صا ۔ اُس کے ہاتھ پر اپنا ہاتھ تھپتھپا کر اُٹھنے لگے۔۔۔

"اِس سے سیراب کرو اِس سے خود کو سیراب ہونے دو۔۔"

خضر کو لگا تھا۔۔۔جس پرانہ محبت سے وہ ساری ز ۔ گی دور رہا تھا۔۔اُسے اللہ نے ای نصیحت میں اُس کی جھولی میں ڈال دیا تھا۔۔۔لاکھ لقمان علی خان اُسے چاہتے۔۔لاکھ اُسے نصیحتیں کرتے۔۔۔ جہا ۔ یہ ۔ جہا ۔ یہ ۔ تھے۔۔اُن کی محبت اور اُن کی نصیحت کا کسی کی محبت اور

نصیحت سے کوئی موازنہ نہیں تھا۔۔وہ ب پ تھے۔۔اور ب پ بے ب ل ہوتے ہے۔۔۔

☆.....☆.....☆

دُعا تیزی سے پلنگ کی چادر در یت کر رہی تھی۔۔

"ابھی تعزیت کے لیے لوگ آجا گے۔۔گھر میں پیر ر کی جگہ نہیں ہوگی۔"

قدموں کی آہٹ اُسے سنائی دی۔۔

اُس نے کنکھیوں سے دیکھا۔۔۔دہلیز پہ خضر کھڑا تھا۔۔دُعا ش ہوئی۔۔

"جا اِس وقت میں تمہاری کوئی بات نہیں سُننا چاہتی۔۔"

وہ گھوم کر پلنگ کی دوسری جا ب گئی۔۔

"تمہیں کیا لگتا ہے۔۔ز گی صرف پیسے سے چلتی ہے؟"

خضر سادگی سے دہلیز پہ کھڑا اُسے دیکھ رہا تھا۔۔دُعا پلنگ سے سلوٹیں در یت کر رہی تھی۔۔

"ز گی میں جو رزق لکھا ہے نہ وہ آجائے گا۔۔کہیں نہ کہیں سے آجائے گا۔۔کہیں نہ کہیں سے دروازہ کھل جائے گا۔۔اور اَ دروازہ نہیں دکھائی دے رہا تو دروازہ بن جائے گا۔۔اصل مسئلہ محبت ہے۔۔مسئلہ احساسات ہیں۔اور تم رزق کو کافی سمجھ کر خود کو مجھ سے دور کر رہے ہو!"

وہ آگے بڑھ کر تکیے در یت کر کے ر لگی۔۔

"د کسی کارہ کو قبول نہیں کرتی۔اور اللہ کچھ کارہ نہیں بنا

یہاں تک ایک گدھ بھی۔۔گدھ جیسا بھی جانور ہے۔۔ وہ مردے کھاتا ہے۔۔زمین سے آلودگی کو دور کرتا ہے۔۔۔"

وہ سیدھی کھڑی ہوئی اور اُسے دیکھتے آگے چلی آئی۔۔

"تمہاری بیماری تمہیں کارہ نہیں بنا رہی۔۔۔اِس بیماری کے پیچھے بھی کوئی مقصد

ہے۔۔۔اللہ تمہیں اِس سے اررہا ہے کہ تم لوگوں کے لئے مثال بنو۔۔"

خضر آگے آیا۔۔

"دُعا!!"

دُعا نے سختی سے اُسے انگلی دکھائی۔۔

"میں تمہاری کوئی بات نہیں سُننے والی۔۔کیو ۔۔"

خضر فوراً سے اُس کی بات کاٹ کر بولا۔۔

"بات سُن لوگی!"

دُعا جھلائی۔۔

"نہیں تم میری سُنو۔۔"

خضر نے کوشش کی۔۔

"میں۔۔۔"

کوشش بے سود رہی۔۔

"سوگ کے بعد ہم شفٹ کی تیاریں شروع کریں گے!"

خضر نے بتی سے کھولے۔۔

"دُعا!"

دُعا تیزی سے بولتی رہی۔۔

"اب تم recurrence کے پچیس فیصد چا کو روگے۔۔۔چا خطرہ ہر چھوٹے سے چھوٹے کیس میں ہوسکتا ہے۔۔بعض دفعہ exceptional کیسز بھی ہوتے ہیں۔۔بعض دفعہ انجیکشن لگانے پہ بھی۔۔تم سمجھ رہے ہو میں کیا کہہ رہی ہوں؟"

خضر سا تا ہوا... دُعا اُس کا خشک چہرہ دیکھتے آگے آئی۔۔

"میں تمہیں نہیں چھوڑوں گی۔۔"

اُس نے اُس کے دا پھیپھڑے پر ہاتھ رکھا۔۔

"یہ ٹیومر!" خضر نے دھیرے سے اُس کے ہاتھ کی جانب دیکھا۔۔

"یہ ٹیومر اتنا بھی مہلک نہیں کہ یہ ہمارے درمیان آسکے۔۔ ہم اِسے ہرا دیں گے!"

دُعا نے اپنا ہاتھ ہٹایا۔۔ اُس نے بغور خضر چہرے کو دیکھا۔۔۔ خضر کی بھوں بکھری ہوئی تھی۔۔ دُعا نے انگلی کی پور سے اُس کے بلوں کو سیدھا کیا۔۔

"یہ تھوڑا مشکل ہے۔۔ لیکن ہم نے تو ہمشہ مشکل کام ہی کیے ہیں!"

دُعا پیچھے ہٹی۔۔۔

خضر یں ہرنی سحر میں جکڑی ہوئی تھیں۔۔

"اب ا پ ل چلے جاؤ۔۔۔ اللہ تمہاری بیماری سمجھتے ہیں۔۔۔ میں پرسوں سے تیاری شروع کر دوں گی۔ ٹھیک ہے؟"

خضر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔۔

"ٹھیک ہے!"

دُعا پلٹ کر سنگھار میز کی جانب جانے لگی۔

"میں وقاص کو کال کر دیتی ہوں۔۔ ابھی تمہیں چھوڑ کر آتا ہے۔۔۔"

☆.....☆.....☆

"ڈرائیور آگیا ہے ابو جلدی کریں!"

دُعا کندھے پر بیگ ڈالے سیڑھیاں اُتر رہی تھی۔۔ فلیٹ سے عورتیں نکل کر آ . یہ ہ وں

سے دُعا کو دیکھ رہی تھیں۔۔۔تو بلا آ وہ دن آ ی تھا۔ اُس کی اسکوائ سے رخصتی ہو رہی تھی۔۔۔نیچے اسکوائ کے سبھی لوگ جمع تھے۔۔۔جہان ی۔ خان ان سیڑھیاں اُت کر نیچے آ رہا تھا۔۔فلیٹ اور دکان اُنہوں نے دی تھی۔۔جو دونوں کو کر رقم بنی تھی جہان ی۔ صا نے سوچا تھا وہ اُس رقم سے گو کا export کا کارو۔ ر شروع کریں گے۔۔

دُعا بلڈ سے ۔ ہر نکلی تو سامنے کھڑے افسردہ سے ہارون انکل اُسے دکھائی دیئے۔۔۔رضیہ آ ای طرف کھڑیں۔ ر۔ ر دوپٹے میں منہ د۔ ئے روئے جا رہی تھیں۔۔دُعا بمشکل خود پ قابو رکھے آگے آئی۔۔

"انکل آپ کی نصیحتوں اور ہدایتوں کو بہت ی د کروں گی۔۔۔اب آپ کو اِس اسکوائ میں آفت آرا بیگم ۔ لکل بھی پ یشان نہیں کرے گی۔۔اب آپ کے پ س میری شکایتیں نہیں آ ی کریں گی۔۔"انکل ہارون نے ضبط سے اُس کے سر پ ہاتھ رکھا۔۔

"خوش رہو۔ یٹ!"

دُعا ڈ۔ ٹ۔ تی آنکھوں سے آگے۔ ڑھتے رضیہ آ کی طرف آ ۔۔جیسے دُعا اُن کے قر۔ ۔ آئی۔۔

وہ پھوٹ پھوٹ کر رونے لگیں۔۔

"جا رہی ہوں آ ۔چا کے لیے دُعا کریئے گا۔"

" ِ گٹلکو!!!"

دُعا نے اُنہیں گلے لگا ی۔۔

"آ ہر شرارت پ معافی۔۔کبھی بھی ا َ میں نے آپ کا دل دکھا ی ہو۔۔ی میری کہی کسی۔ ت پ آپ کی دل آزاری ہوئی ہو تو معاف کر دیجئے گا۔۔"

رضیہ آ   اُس کی پشت تھپکے بولیں۔۔

"نی چل نی شدینے!!"

دُعا آ   وٗں سے ہنستے پیچھے ہٹی۔۔اسکوائ کے بچے بڑے بوڑھے   اُس خاں ان کے جانے پہ افسردہ تھے۔

دُعا نے آمنہ اور عفیفہ کو ای   ساتھ گلے لگایا تھا۔۔

"میں تم   کو بہت یاد کروں گی۔۔"

ربیعہ بیگم اور رضیہ آ   گلے لگے روئے جا رہی تھیں۔۔۔جہانزیب صا   ہارون انکل سے ملے۔۔۔

"ملتا رہوں گا تم سے ہارون!!"

انکل ہارون نے بڑی ہمت سے سر ہلایا۔۔

"جی ان شاء اللہ!"

دُعا   سے مل کر خضر کے تینوں دوستوں کی جانب چلی آئی۔۔

وقاص نے ننھے شبل کو اُٹھایا ہوا تھا۔۔دُعا آگے بڑھ کر سر جھکا کر اُسے دیکھنے لگی۔۔۔اُسے پیار کیا۔۔۔اور پھر سر اُٹھا کر وقاص کو دیکھا۔۔۔

"خوش ہو؟"

وقاص نے کلفت سے اُسے گھورا۔۔۔

"ہوں بھی اور نہیں بھی۔"

دُعا ہنسی۔۔

"خوشی اِس بات کی۔کہ میں جا رہی ہوں۔اور دُکھ اِس بات کا کہ چاند بھی جا رہا ہے۔۔"

وقاص کا دل جل گیا۔وہ مزید کچھ بول نہیں سکا۔اُس نے آگے بڑھ کر شریم اور زین کو دیکھا۔۔۔

"سوری۔۔"دُعا یہ کہتے ذرا مسکرائی۔

"تم دونوں کو میں نے بہت bully کیا ہے۔اُس کے لیے سوری!"

وہ اب سب کو باری باری گھما کر دیکھنے لگی۔۔۔

"سب کو سوری۔۔۔مجھے پتا ہے میں نے سب کو بہت پریشان کیا ہے!!"

دل بھر آیا تھا۔۔۔اُس نے سب کو گھما کر اُنہیں دیکھتے اپنا بچپن یاد کیا تھا۔۔

"میں یہاں کی اچھی رہائشی نہیں تھی۔لیکن۔۔"

"ابو!!"

اُس نے جہانزیب صاحب کی دکان کی جانب جاتے خود کو بھاگتے ہوئے دیکھا۔۔۔

"ابو!!"

اُس نے خضر کے ساتھ شریم سے بچ کر بھاگتے خود کو دیکھا۔۔۔

"چانب بھاگو!"

"میں نے یہاں سب کو بہت پریشان کیا ہے!"

"زُلفی!"اُس نے زین کے منہ پر اُسے مکا مارتے دیکھا۔۔۔

اُس نے وقاص کی آمنہ کے ساتھ تصویریں بناتے خود کو دیکھا۔۔۔

"سب میرے جانے سے خوش بھی ہیں۔۔اور دُکھی بھی۔۔"

ایک کسک سی اُٹھی۔۔۔

اُس نے بینک پر بیٹھی رضیہ آنٹی کو چھیڑتے خود کو دیکھا۔

"اللہ بچائے میری جان۔۔کہ رضیہ گنڈوں میں پھنس گئی!"

"اوئے!" رضیہ آ نے اُس پ ٹماٹ پھینکا۔۔

حال میں وہ مرطوب ہوتی آنکھوں سے کہہ رہی تھی۔۔

" میں یہاں سے جانے پ صرف دُکھی ہوں۔۔"

ک سرخ ہوئی۔۔آ وٗں سے آنکھیں متورم ہو رہی تھیں۔۔

" آتی رہوں گی سے ملنے۔۔۔۔ویسے۔۔"

آ وٗں سے ہچکی آئی۔۔

"اِس قابل تو نہیں۔۔۔کہ ی دکریں۔۔۔ ۔۔۔"

اسکوا کے ہر شندے کی آنکھیں آ ہ تھیں۔۔اُس نے ٹے ضبط سے خود کو سنبھالا۔۔

" ایسا لگتا ہے۔۔کہ۔۔ مجھے بہت ی دکریں گے!"

جہا ی صا دُعا کی جا آئے۔

"شہزادی چلیں!" دُعا نے آ پونچھ لیے اور مسکرائی۔۔۔

"اب الوداع کہنے کا وقت ہے!"

جیسے جیسے وداعی کا وقت قری آ رہا تھا۔۔اپنوں کا دل کسکتا جا رہا تھا۔۔

"میں جا ہوں وداعی ہمیشہ کرب زدہ ہوتی ہے۔۔ اِسے ہمیشہ ش ت کے ساتھ سرا م دینا ہوتا ہے۔۔"

مسکرائے۔۔دُعا اپنے پ س کی زِپ کھولتے اپنا ا کیمرہ نکالنے لگی۔۔

"چلیں ای تصو ی ہو جائے!!!"

دُعا پیچھے پلٹ کر ہاتھ سے اشارہ کرنے لگی۔۔

" . اِکٹھے ہوجا !!"

. اِکٹھے ہونے لگے۔۔رضیہ آ مریم کو کہنی مارنے لگیں۔

"پیچھے ہو!"

دُعاا کیمرہ اُلٹا کیے بولی۔۔

"اچھا بس بس۔۔"

ا منٹ لگا تھا . کو ٹ ہونے میں۔۔ہارون انکل کے ساتھ کھڑی نورین آ یکدم بولیں۔

"ا منٹ میں اینگل . ل لوں۔۔"

اور دُعا نے فوراً سے تصو اُت رلی۔۔پھر جو بنی جیسی بنی وہ تصو وداعی کی د بنی۔۔وداعی کی رسم کے بعد وہ گاڑی میں بیٹھی۔۔۔گاڑی اسکوا کے گیٹ سے نکل رہی تھی۔دُعا مڑ کر بھیگی آنکھوں سے دیکھتے ہاتھ ہلا رہی تھی۔۔رضیہ آ آ پو اُسے الوداع کہہ رہی تھیں۔۔۔زین اُن کو ساتھ لگائے کھڑا ہاتھ ہلا رہا تھا۔اسکوا پیچھے رہتا جا رہا تھا۔خضر اور دعا کا اسکوا کی گلیوں میں شور اُسے سنائی دے رہا تھا۔چھت پھلانگتے وہ اُسے جیسے دیکھ رہی تھی۔۔خود کو چھت پ شور مچا کر بیہوش ہوتے۔۔کمپاؤ میں غصے سے وقاص کے پیچھے دوڑتے۔۔۔زن گی کا ا ب بند ہو رہا تھا۔۔وہ ا ستارہ بن کر اسکوا سے جا رہی تھی۔۔۔زن گی کا ا ب کُھل رہا تھا۔۔اسکوا سے وہ نکل چکی تھی۔۔۔ یں اب بھی پیچھے ہی تھیں۔۔۔زن گی آگے ڈھ رہی تھی۔۔۔ بعض دیں ایسی ہوتی ہیں وہ کبھی آگے نہیں ڈھنے دیتیں۔۔اسکوا بھی اُس کی ا دمیں سے تھا۔۔

چالیس منٹ کا سفر طے کر کے وہ اپنی سوسائٹی میں داخل ہونے والے تھے۔دُعا کھڑکی سے

. ہر ایک طرف سر لڑھکائے . ہر دیکھ رہی تھی ۔۔۔

جہانزیب صاحب اپنا شناختی کارڈ سکیورٹی گارڈز کو دکھا رہے تھے ۔۔۔ چند لمحوں بعد گاڑی اپنی منزل کو چلنے لگی ۔۔۔ دُور سے اُسے اپنا سیاہ سرمئی انگریزی طرز کا گھر نظر آرہا تھا ۔۔۔

"زیادہ بڑا گھر نہیں لیں گے ۔۔۔ کسی پرسکون اور اچھے علاقے میں لیں گے ۔۔ مجھے تو شدت سے انتظار ہے ۔۔ اُس دن کا ۔۔۔۔۔ ہمارا زمین کا مکان ہو گا ۔۔ اپنا مکان ۔۔ جہاں اسکوائر کی طرح کوئی رُولز نہیں ہوں گے ۔۔۔ اور انگریزی فلموں کی طرح ۔۔۔"

آنکھیں ۔۔۔ بے اختیار اُس کی اپنے گھر کی چھت پر گئی ۔۔

"رات کو رُوف پر بیٹھ کر بیٹھ کے کافی پیا کریں گے ۔۔"

گاڑی رُک گئی ۔۔۔ جہانزیب صاحب بولے ۔

"چلو بسم اللہ !" دُعا نے مبہوت نظروں سے اپنے گھر کو دیکھتے گاڑی کا دروازہ کھولا ۔۔۔ ایک پیر گاڑی میں تھا ایک گاڑی سے باہر ۔ دیکھے ہوئے خوابوں کی اُسے تعبیر مل رہی تھی ۔۔۔

"لیکن پھر بھی چاند ۔۔۔ بہت یاد آئے گا ۔۔ کمپاؤنڈ میں بچوں کا شور ۔۔۔ کسی بھی فنکشن پر عورتوں اور بچوں کا اکٹھا ہونا ۔۔۔ بقرہ عید پر سب سے بڑا جانور لینے والی خواہش ۔۔۔ محرم میں سب کے گھروں سے روح افزاء اور دودھ کے مشروبات کا آنا ۔۔۔ اسکوائر میں حلیم کی دیگوں کا بننا ۔ ساری ساری رات جاگ کر گپے لگانا اور دیگ میں گھوٹنا ۔۔۔ وہ چاند رات کو مہندی لگانے کے لیے پارلر میں گھنٹوں بیٹھے رہنا ۔۔۔"

آنکھوں سے آنسو ٹوٹ کر پلک کے اُس پار ہوا ۔۔۔ وہ اُٹھی ۔۔ اُس نے گاڑی کا دروازہ تھامتے بغور اپنے گھر کو دیکھا اور بے خیالی میں گاڑی کا دروازہ بند کیا ۔۔

وہ دھیرے دھیرے اپنے گھر کی جانب بڑھ رہی تھی۔۔دُنیا کی عجیب ترین رخصتیوں میں سے وہ ایک رخصتی تھی۔نہ شوہر ساتھ۔نہ کوئی دھوم دھام۔۔نہ روشنیوں اور پھولوں سے کوئی سجاوٹ۔۔وہ گھر دیکھتے دیکھتے خضر کے روم میں چلی آئی۔پیچھے ملازم اُس کا سامان لے آیا۔۔

دُعا سُونی سُونی نگاہوں سے خضر کے کمرے کو دیکھ رہی تھی۔۔کمرے کا گرد و پیش سے جائزہ لیتے اُس نے پلنگ پر ہاتھ اُٹھا کر مارے۔۔

"تو آج سے یہ میرا بھی کمرہ ہے!"

وہ ٹھہری۔۔اُس نے ایک گہری سانس لی اور نیچے جھک کر اپنے مالدیپ سے لائے خواب پکڑ کو دیکھا۔۔آنکھیں مسکرا دیں۔۔

" کیا ہماری بھی اوقات تھی کہ ہمیں ایسا گھر ملتا؟ کیا کبھی ہم نے سوچا بھی تھا کہ ہم ایسے خوبصورت گھر میں رہیں گے؟"

چند لمحے وہ رُکی اور پھر اُس نے خیالات میں ترمیم کی۔۔

"اس بات سے ہمیں کسی قسم کی کوئی شرمندگی محسوس نہیں ہونی چاہیئے کہ ہم کوئی چیز لینے کی استطاعت نہیں رکھتے۔۔اور یہ گھر تو میرے اللہ کا فضل ہے۔۔"

خضر کا علاج شروع ہو گیا تھا۔۔دُعا کی ریذیڈینسی چل رہی تھی۔۔سمجھ نہیں آتا تھا وہ خضر کے لیے وقت نکالے تو کیسے نکالے۔ چاہ کر بھی اُسے زیادہ وقت نہیں دے پاتی تھیں۔۔۔اسپتال میں وہ کان سے موبائل لگائے چلتے چلتے خضر سے بات کر رہی تھی۔۔

"جان میں کینٹین کی طرف جا رہی ہوں۔۔۔جان کو چوٹ لگی ہے۔ٹھیک ہے۔ چلی جاؤں؟"

ذرا فاصلے پر ایک رفیق کار کھڑی بغور اُسے دیکھ رہی تھی۔۔

"ایک مضبوط اور خود مختار عورت۔۔۔جس کا معاشرے میں ایک مقام ہے۔وہ اپنے شوہر کے حقوق نہیں بھولتی۔۔"

وہ عورت تھی اور وہ عورت ہی بن کر رہنا چاہتی تھی۔۔

وہ نہ ہی androgyna (مرد اور عورت) تھی اور نہ وہ بننا چاہتی تھی۔

☆.....☆.....☆

وہ کپڑے تبدیل کرکے اسپتال سے نکل رہی تھی۔۔

" آج کا دن بہت ہیک ٹیک تھا!"

یہ کہتے وہ گاڑی میں بیٹھی۔۔۔گاڑی کا دروازہ بند ہوا۔۔ڈرائیور نے گاڑی اسٹارٹ کی۔اُس نے تکان سے گاڑی کے شیشے سے سر لگایا اور آنکھیں موند لیں۔۔۔

صبح کا پہلا مسئلہ۔۔

"میڈیسن کے اور سرجری کے ریزیڈنٹس کی لڑائی۔۔"

اُس نے آنکھیں بند کرکے یاد کرنے کی کوشش کی۔۔

ڈاکٹر آپس میں لڑ رہے تھے۔۔

"یہ سرجنز خود کو سمجھتے کیا ہیں؟؟اِن کا آدھے سے زیادہ کام ہم کرتے ہیں۔۔رپورٹس پڑھ کر سارا prescription اپ ٹو ڈیٹ بنا کر انہیں ہم دیتے ہیں۔۔اور یہ ہمارے ساتھ ایسا سلوک کرتے ہیں جیسے ہم اِن کے نوکر ہیں۔۔۔ایک دن انہیں اپنے کام کے ساتھ ہمارا کام کرنا پڑ جائے تو پھر انہیں اندازہ ہو کہ ہم کیا کچھ برداشت کرتے ہیں!"

مخالف سیسرجن بھی بولے۔۔

"ہم ضرورت کے تحت اپنا کام خود بھی کرتے ہیں۔۔۔"

دُعا اُن دونوں کو سمجھانے کی کوشش کر رہی تھی۔

"دیکھیں سُنیں!"

سرجن کی بات پہ ماہرِ تخدّر کو بھی غصہ آگیا۔

" ب کر ت ہو تو آئیندہ Anesthesia بھی خود ہی لگاؤ!"

"دیکھیں دیکھیں ہمیں دونوں کی بہت ضرورت ہے۔"

میڈیسن والوں نے ت کی۔

"صحیح بات ہے۔۔ ہر وقت کے اِن کے ے ہیں۔۔۔ ما بلیڈ پکڑ کر جو یہ کرتے ہیں وہ بہت مشکل کام ہے۔۔ لیکن ہم لوگ ہم لوگ۔ ہر چیز کی جانچ پڑتال کر کے اِنہیں بتاتے ہیں کہ کیا اور کیسے کرنا ہے۔ کو ڈرگ دینا ہے۔ اگر ہم میڈیسن والے نہیں تو یہ سرجن ہیں کیا؟"

"اوہ!!"

سرجن جما ت پہ اُٹھی۔۔۔

"اوہ ریئلی!! ذرا پندرہ پندرہ گھنٹے او۔ٹی میں گزارو!"

اب کی بار دُعا کو غصہ آگیا۔

"سیریسلی؟ کیا آپ او۔ٹی میں اکیلے ہوتے ہیں؟ آپ کے ساتھ میڈیسن کا بندہ نہیں ہوتا؟

اب یہ زیادہ ہو رہا ہے!"

اُس نے غنودگی بھری آنکھیں کھولیں۔۔۔

"دوسرا مسئلہ!!"

اُس نے دوبارہ سے آنکھیں موند لیں۔۔۔

دُعا انٹرن کو دیکھنے کے لئے راؤنڈ لگا رہی تھی۔۔۔

"یہ رمشہ کدھر ہے؟"

وہ او۔پی۔ڈی میں آئی۔۔

"دیکھو یہاں سے جاؤ۔۔یہ میری ڈیوٹی کا وقت ہے۔۔دُعا آواز پر رُکی۔اُس نے پیچھے ہٹ کر بغور دیکھا۔۔ای ہاؤس آفیسر سامنے بیٹھے آدمی سے منت کرتے کہہ رہی تھی۔۔

"پلیز یہ میرے کام کی جگہ ہے!"

اُس نے گھما کر دیکھا۔۔وہاں اُن دونوں کے سوا اور کوئی نہیں تھا۔۔

"پلیز میری عزت کے ساتھ مت کھیلو۔۔تمہارے اپنے گھر میں بھی تو ماں بہن ہیں۔۔۔"

دُعا نے بھوں تن لی۔۔۔

"اِس زمانے کی لڑکی کو ای بت سمجھنے کی اشد ضرورت ہے۔۔۔کہ فیری ٹیل میں خوشی ت ب ہی خوشی ہوگی ب وہ خوشی خالصتن اُس کی ہوگی۔"

سامنے بیٹھا آدمی محظوظ ہوا۔۔

" میری تو کوئی بہن ہی نہیں ہے!!"

دُعا غضب سے آگے چلی آئی۔

" ماں تو ہے!"

انٹرن نے چون کر اُسے دیکھا۔۔اُس آدمی نے بے پ وائی سے گھما کر اُسے دیکھا۔۔

وہ اُسے چبھتی وں سے دیکھتے آگے چلی آئی۔۔

"تمہیں پتا ہے ب میں ہائی اسکول میں تھی۔۔ت ب میں ب لکل تم جیسے ای ا ن کو جا تھی۔۔جو دوسروں کی بہن بیٹوں کی عزت کا تماشہ لگای کرت تھا۔۔۔دوسروں کی عزت سر ب زار انیلام کیا کرت تھا۔۔اُسے لڑکے بہت سمجھاتے تھے کہ دوسروں کی بہن بیٹیوں کی عزت کیا

کرو۔نہیں تو یہ قرض لوٹ کر تم آئے گا۔تو پتا ہے جواباً وہ کیا کہتا تھا۔وہ کہتا تھا۔میری کوئی بہن نہیں۔اور میں بیٹی پیدا کروں گا۔۔۔اُس کے اِس جواب پہ خاموش ہو جایا کرتے تھے۔۔پھر پتا ہے ایک دن کیا ہوا۔اُس کے ماں گھر سے بھاگ ہو گی۔اپنے سے پندرہ سال چھوٹے آدمی کے ساتھ!" سامنے بیٹھے آدمی کا وجود ایسے جیسے کانپ رہا تھا۔دُعا کے زاویے غصے سے بدلنے ہونے لگے۔۔

"یونیورنو۔۔اوپر والا تمہیں کون سا دن دکھا دے!"

اُس آدمی نے ضبط سے بھینچ لیے۔۔دُعا اُسی لمحے ذرا کر بولی۔۔

"گیٹ آؤٹ نکلو یہاں سے!!"

گاڑی کو لگی۔۔دُعا نے آنکھیں کھولیں۔۔آنکھوں میں اب بھی نیند تھی۔۔ ل کو بھی دیکھنا تھا۔۔کیا کرے؟ اب ایک خاندانی اور ایک ڈاکٹر لڑکی کی زندگی بلکل ایسی ہی ہوتی ہے۔۔

☆.....☆.....☆

نوک میں کٹے بل مریل ہوتے دھیرے دھیرے زمین پہ رہے تھے۔۔۔جہانزیب صاحب مرطوب وں سے دور سے اُسے دیکھ رہے تھے۔۔بے اختیار اُنہیں وہ دن یاد آ رہا تھا۔۔

"ابو نہیں ابو نہیں!"

دُعا اور ربیعہ بیگم اُسے اُن کے قہر سے بچا رہی تھیں۔۔۔

"اُسترا لے کر آؤ بڑا گھمنڈ ہے۔۔کرتا ہوں اِس کی جھنڈ!!"

کیموتھیراپی کے بعد اُس کے درد کے نتائج سامنے آ رہے تھے۔۔۔وہ کمزور ہو رہا تھا۔۔وہ

بہت کمزور ہورہا تھا۔ بستر پہ لیٹا ساراد ن پڑا رہتا تھا۔۔ بات کرتا تھا تو لگتا تھا اندر سے پھیپھڑے پھٹنے لگے ہیں۔۔۔۔ زندگی اذیتوں سے بھرے چکر میں پڑ رہی تھی کہ۔۔۔

"چاند!!!" شریم دیوانہ وار دروازہ کھول کر اُس کے کمرے میں آیا تھا۔ عقب سے وقاص زین اور دُعا چلے آئے۔۔۔

دُعا کے ہاتھ میں مٹھائی کا ڈبہ تھا۔۔ وہ سارے اسپتال میں مٹھائی بانٹ رہے تھے۔۔۔

خضر نے مسکرا کر بھووں اُٹھا کر اُسے دیکھا۔۔۔

" کیا ہوا؟"

دُعا شرمندگی سے بولی۔۔

"بیٹی۔۔"

خضر لبوں پہ تبسم پھیلنے لگا۔۔۔

شریم خوشی سے کبھی یہاں جاتا تو کبھی وہاں جاتا۔۔۔ تھوڑی دیر بعد وہ اُس سے مل کر اپنی بیٹی کو دیکھنے اسپتال گیا تھا۔۔۔ دوستیوں میں فاصلہ آرہا تھا۔ دوست اولاد میں مصروف ہو رہے تھے۔۔ وہ مریض بنا بستر مرگ پہ پڑا اُنہیں آگے بڑھتا دیکھ رہا تھا۔ خوشی بھی تھی اور غم بھی تھا۔ سمجھ سے بالاتر ہوتا جارہا تھا۔ زندگی کس جانب اُسے لے کر جارہی تھی۔۔۔ دُعا کا کل آف تھا۔۔ دوست جاچکے تھے۔۔ وہ وہیں اُس کے روبرو بیٹھی تھی۔۔۔

سچ کہا ہے کسی نے۔۔ بیوی سے بڑا دوست کوئی نہیں۔۔۔

خضر پتہ نہیں کیوں خاموش تھا۔ دُعا بغور اُسے دیکھ رہی تھی۔۔۔ چہرے پہ ایک کشمکش سی تھی۔۔۔ خضر آنکھیں بے چین تھیں۔۔۔ دُعا نے اُس کا ہاتھ تھاما۔

"چاند!"

خضر نے ت شنہیں دی۔۔۔وہ ہنوز یٹ بولا۔

"اُستاد مجھ سے ملنے کیوں نہیں آئے؟"سوال پ دُعا کا ذہن َ ٹ بْ ا ی۔۔

"اُستاد؟"

وہ جھٹ سے بولی۔

"وہ روز تمہارا پوچھتے ہیں مجھ سے۔۔"

بے جان سی خضر آنکھیں چھت پ لگی تھیں۔۔

"شای میں اب اُن کا جانشین نہیں رہا۔۔"

دُعا بے اختیار ہوئی۔۔

"چاۃ ایسا نہیں ہے۔۔"

بیماری نے اُسے انتہا کا تلخ بنا دی تھا۔

دُعا اُس کا ہاتھ تھامے خاموشی سے اُسے دیکھ رہی تھی۔۔۔

چند لمحے کی اُن کے درمیان خاموشی رہی۔۔خضر نے اُس خاموشی کو توڑا۔۔۔

" کبھی کبھی سوچتا ہوں۔۔دو ۃ رہ ۃ رمل زۃ گی جی بھی پ ؤں گا کہ نہیں؟"

دُعا ٹ پ گئی۔۔

"ایسا کیوں کہہ رہے ہو؟"

خضر نے خشک ۃ کھولے۔۔

بہت تکلیف میں ہوں دُعا!!"

اُس کا پیلا زرد چہرہ بتا رہا تھا کہ اُس میں کس قدر پ نی کی کمی ہو گئی تھی۔۔۔

خضر نے دُعا کا ہاتھ اُلٹی جاۃ سے تھاما۔۔

"سوچتا ہوں۔۔اللہ مجھے کبھی اولاد دے گا!!"

دُعا نے بڑے ضبط سے ہونٹ دبا لیے۔۔خضر آنکھوں میں آس تھی۔۔آواز میں ایک اُمید تھی۔۔جو کبھی ٹوٹتی تھی تو کبھی بنتی تھی۔۔۔

"کیا میں بھی اپنے دوستوں کی طرح اولاد کی خوشی سے فیض یاب ہو پاؤں گا؟"

خضر آنکھیں بھیگ رہی تھیں۔۔۔۔

"سارا دن یہاں پڑے پڑے میرا دل گھٹتا ہے دُعا۔۔۔مجھے لگتا ہے گھٹتے دن کے ساتھ میری زندگی بھی گھٹ رہی ہے۔۔"

وہ اپنے دل کا حال کہہ کر اپنا دل کھولتا جا رہا تھا۔۔اور دُعا کا دل گھٹتا جا رہا تھا۔۔۔خضر اپنے مرض کے باعث تاریکیوں سے بھر چکا تھا۔۔۔اپنے چاند کو گہن لگتا دیکھ کر ستارہ مایوس ہو رہا تھا۔۔زندگی سے ہزار شکوے تھے۔۔۔ سب سے بڑا شکوہ اُستاد سے ہو رہا تھا۔۔۔۔

☆.....☆.....☆

تاریک رات نے رُلاتے رُلاتے صبح کر دی تھی۔۔۔۔۔دُعا کاندھے پر بیگ ڈالے انجمین کیمپس میں تیزی سے داخل ہو رہی تھی۔۔اُسے تیزی سے گزرتے ہوئے ہر شخص پلٹ پلٹ کر دیکھ رہا تھا۔۔وہ چلتے چلتے اُستاد کے آفس تک آئی۔اُس نے باہر کھڑے دروازہ کھٹکھٹایا۔۔

"کم اِن!" دُھندلے شیشے کے اُس پار اُسے لائبریری میں کھڑی اساتذہ بھی آئی تھیں۔۔دُعا بڑی ادا سے دروازہ کھول کر بولی۔۔

"سلام!!"

اُستاد لیپ ٹاپ پر کام کرتے رُکے۔اُنہوں نے ناک پر رکھا چشمہ آنکھوں پر اُ.

کیا۔۔اُستاذہ نے اُسے لائبریری سے دیکھتے کہا۔

"وعلیکم السلام!"

دُعا نے ای بغور اُستاد کی میز کا جائزہ لیا۔۔لیپ ٹ پ کے پ س خضر کی ت چھا کر رکھی تصو ی پڑی تھی۔دُعا نے ہاتھ ب ھ لئے۔۔۔اُستاد پوری توجہ سے اُسے دیکھنے لگے۔۔

دُعا نے ای گہری سانس لی۔۔

"آپ ہر روز یہاں بیٹھ کر مجھ سے اُس کی خیر ی پوچھ ت ہیں۔۔آپ روز یہاں بیٹھ کر اُس کی تصو ی پ فاتحہ شفاء کے لئے پڑھ ت ہیں۔۔۔لیکن آپ اُسے کال نہیں کر ت۔۔۔آپ کی وجہ سے وہ مایوس ہو رہا ہے!"

اُس کا آ ی جملہ یکدم سے غصے سے غم میں تبدیل ہو ی۔۔اُستاذہ ہاتھ میں کتاب پکڑے ہنوز اُسے دیکھ رہی تھیں۔۔۔

اُستاد نے سر جھکا کر چشمہ اُت ر کر سامنے میز پ رکھا۔

"میں ساری ز گی اُسے اسپون فیڈ ینگ نہیں کروا سکتا دُعا!"

یہ کہتے اُنہوں نے اُس کی آنکھوں میں دیکھا۔دُعا کی آنکھوں میں آ تھے۔۔۔

"میں لقمان علی خان ہوں۔۔ساری ز گی میرے یہ ہاتھ میری ز ن اللہ کا شکر کرتے رہے ہیں۔۔۔اور تم تم کیا چاہتی ہو۔۔ز گی کے اِس آ ی مرحلے میں۔۔میں اُس کے دیئے محبوب کے لیے اُسی سے گلہ کروں؟ میں اُسے کال بھی کر سکتا ہوں۔میں اُس سے ملنے بھی جا سکتا ہوں۔۔ میں شکری کر کے کفر نہیں کر سکتا۔۔" اُستاد کی آواز مدھم ہو گئی۔۔

"بس اِسی لیے رُک جا ہوں۔۔" اُنہوں نے وقفہ کیا۔۔دُعا کی آنکھیں مسلسل بھیگ رہی تھیں۔۔

"اللہ . ڑے مقصد کے لئے استعمال کرت ہے تو آزمات ہے۔۔اور آزمائش کا calibre سخت کر دیتا ہے۔"

اُستاد نے اپنی کرسی کی جا . اشارہ کیا۔

" تمہیں کیا لگتا ہے۔۔یہاں بیٹھنا آسان ہے ؟ نہیں دُعا۔۔یہاں ی ن کے لیے شکر کی ت ری غاریں۔۔صبر کے کھولتے ہوئے دری پ ر کرنے پ ڑتے ہیں۔۔۔اِس کرسی کے درمیان صبر اور شکر کے طویل ت ین پل حائل ہیں۔۔"

دُعا کے . پ پ ئے۔۔

" لیکن۔۔"

. سل رہے تھے۔۔۔اُستاد کی . ت جاری تھی۔۔

" میں ساری ز ن گی اُس کے ساتھ نہیں رہوں گا۔اُسے اپنے پیروں پ خود کھڑا ہو ن ہے۔۔تم فکر مت کرو۔۔اُسے کچھ نہیں ہوگا۔۔" اُستاذہ ی ن سے کتاب لگائے آگے چلیں آ ۔۔

" لقمان آپ کو اتنا یقین ہے!" وہ اپنی حیرت کا اظہار کیے بنا رہ نہیں پ ۔۔اُستاد نے واپس چشمہ لگا ی۔۔دونوں ہاتھوں کو آپس میں ی اور کہنیاں میز سے لگا لیں۔۔۔

" میں ساری ز ن گی پوری دُ میں اللہ کے دین تبلیغ کرنے والا۔۔کیا اللہ پ اتنا اعتماد نہیں کر سکتا؟ کہ وہ اِس کرسی کے جانشین کی حفاظت کرے گا۔۔میں سارا دن یہاں بیٹھ کر اُس کی تصو ی کو دیکھتے اللہ کا کلام پ ڑھتا ہوں۔۔مومن اور کافر کے درمیان اِس کلام پ ایمان تفریق کرت ہے۔۔۔یہ میرا ایمان ہے۔۔میرا اللہ اُسے محفوظ رکھے گا۔۔"

دُعا خاموشی سے مزی کچھ سُنے . ہر ن . لگی۔۔آنکھیں مکمل طور پ مرطوب ہو رہی تھیں۔۔۔سمجھ نہیں آ رہا تھا اب کس سے گلہ کرتی؟ خود سے؟ ی ز ن گی سے؟

۔ جانے اِس آزمائش میں اُس کا ایمان اتنا کمزور کیوں پڑ َ یا تھا۔ وہ اپنے اللہ کے سامنے۔ دم ہو رہی تھی۔۔۔ وہ ٹوٹ رہی تھی۔۔۔ ہر روز ز۔ گی سے لڑ رہی تھی۔۔۔ اب پوچھنا چاہتی تھی کہ مزید اُسے اور کتنا لڑ۔ ہے؟ کیا کبھی یہ آزمائشیں ختم ہوں گی بھی کہ نہیں۔۔

وہ تیزی سے دوڑتی جارہی تھی۔ آ بہتے جارہے تھے۔۔

"۔ بھی۔ شکری کرنے لگتی ہوں تو احساس ہوت ہے۔۔ ہیرا کوئلے سے۔ ت ہے۔۔ کنول کیچڑ سے۔۔ اور ی پ سمندر کی تہہ سے۔۔۔ اچھی اور خوبصورت چیزیں ت ریکی اور مشکلات سے ہی ملتی ہیں۔۔۔ سمجھ نہیں آ ت۔۔ لکل بھی سمجھ نہیں آ ت شکر کروں تو کیسے؟ اور۔ شکری سے بچوں تو کیسے!"

رو رو کر۔ ک سرخ پڑ رہی تھی۔۔ آ ں لڑھک لڑھک کر دن ت پہنچ گئے تھے۔۔ وہ ر ر روتی اور لگتا دل خالی ہو َ یا ہے۔ اب رونے کی طلب نہیں ہو گی۔ چند لمحے۔ رتے اور پھر لگتا کہ دل غم کے غبار سے پھر سے بھر رہا ہے۔۔

خضر کافی د ی سے اُسے کال کر رہا تھا۔۔ ا پ ت ل میں اُس کے بغیر دل نہیں لگتا تھا۔ خصوصاً۔ ۔ اُس کی چھٹی ہوتی۔۔۔

دُعا نے خود کو کمپوز کرتے اُسے واپس کال کی۔۔

"ہیلو جا۔ !"

اُس پ روہ۔ ت ی ت سے بولنے لگا۔

"دُعا تمھیں پتا ہے کپتان کو کپتانی سے ہٹا دی َ یا ہے۔۔ اور تو اور کتنے ٹیم میٹس کپتان کے خلاف پیچھے سے بول رہے ہیں۔۔ ی ر ایسا نہیں کر۔ چاہیے۔۔ جن لوگوں کے ساتھ ہنسے کھیلے ہوں۔۔ اچھی ی دیں بنائی ہوں۔۔ اُنہیں پیچھے سے بُرا نہیں کہنا چاہیے۔۔ تم سوچ نہیں سکتی دُعا

مجھے کتنا بُرا لگ رہا ہے۔۔۔ یہ لوگ کپتان کے خلاف کیسے کمنٹ دے تے ہیں۔۔۔ ی ر اِنہوں نے کپتان کو کیسے تنہا چھوڑ دی ؟"

دُعا نے سادگی سے کہا۔۔

"بُرے ہم نشین سے تنہائی بہتر ہے۔۔ اچھا چا ۔۔ میں آ رہی ہوں۔ پھر مجھے ب تفصیل سے بتا ۔۔"

خضر مطمئن ہو ی۔

" ٹھیک ہے۔۔ جلدی آ جاؤ!"

دُعا ذرا مسکرائی۔

"او کے!" دھوپ میں بھیگی پلک پ آ جگمگا ی۔۔

"خیال رکھو!"

اور یہ کہہ کر اُس نے لبوں پ مسکراہٹ رکھے کال کاٹ دی۔۔

☆.....☆.....☆

سوکھی مہندی رَ کا دوپٹہ پھیلا کر اُس نے سر پ لیا۔۔۔ وہ سوکھی مہندی رَ کی شلوار قمیض میں ملبوس تھی۔ قمیض پ beige رَ کا پھولدار پ ٹ تھا۔۔۔ دوپٹے کے کناروں پ سادہ کریم لیس لگی تھی۔۔۔

ربیعہ بیگم دروازہ کھول کر کمرے میں چلی آ ۔۔

"دُعا کنگن اور ساتھ ی ٹ ضرور پہننا۔۔۔ بیاہتا لڑکی ہو اب تم!!"

وہ دھیرے سے دل میں ہنسی تھی۔۔۔

"بیاہتا؟"

ربیعہ بیگم اور جہانزیب صاحب خضر کو دیکھنے اسپتال جا رہے تھے۔۔۔ دُعا کی خالہ کی بیٹی کی مہندی پہ جا رہی تھی۔۔ اب کسی کو تو جہانزیب خان ان سے شرکت کرنی تھی۔۔۔ اِس لئے مجبوراً اُسے جانا پڑ رہا تھا۔۔۔

وقاص اپنی مصروف ترین زندگی سے اُسے روز ملنے آتا تھا۔۔ دُعا بھی ہفتے میں چار سے پانچ مرتبہ چکر لگاتی۔۔۔ ڈبل شفٹس والے دن جانا مشکل ہوتا تھا۔۔ اِس لیے پھر اُس کی جگہ ربیعہ بیگم اسپتال میں گزارتی تھیں۔۔۔

وہ ہونٹوں پہ لِپ بام لگا رہی تھی۔۔ دھیرے دھیرے ہونٹوں پہ وہ پوریں دباتے خود کو آئینے میں دیکھ رہی تھی۔۔

سب کچھ تھا۔۔ پیسہ شہرت حسن۔۔۔ وہ مکمل تھی۔۔۔ پھر بھی کچھ ادھورا تھا۔۔۔ کچھ نہیں شاید بہت ادھورا۔۔ تیار ہو کر اُس نے سنگھار میز سے سوٹ کے ساتھ ملتے رنگ کا ہینڈ بیگ اُٹھایا۔۔ اُس میں موبائل چارجر اور ضرورت کی اشیاء رکھیں۔۔۔ پھر آگے بڑھی۔۔ اُس نے گھر کا عام جوتا اُتارا اور میچنگ کھسا پہن کر آگے بڑھی۔۔

اُس نے ایک آہ بھرتے ہاتھ بڑھا لئے۔۔ گھر کے خادموں کو دیکھتے وہ مسکرائی اور سہج سہج کر سیڑھیاں اُترنے لگی۔۔۔

" کہاں کھو گئے وہ دن؟ جب چاند اور میں ایک ساتھ تیار ہو کر کسی فنکشن پہ جاتے تھے۔۔ ہم تو محفلوں کی رونق تھے۔۔۔ جہاں جاتے تھے وہاں لوگ ہماری ستائش کے لیے کھڑے ہوتے تھے۔۔ عرصہ ہوا چاند کھلا نہیں میرے آسمان میں۔۔ ستاروں کی آواز ہے تُو کب آؤ گے؟؟ "

وہ گھر سے نکلی۔۔۔ باہر تاریک آسمان پہ مدھم سُونے سُونے ستارے بیٹھے تھے۔۔

اُس نے بڑی اُمید سے سر اُٹھایا۔۔ ہرنی آنکھوں میں بھی ستارے تھے۔۔

"سوتے آسمان کے خوابوں؟ کیا تم مجھے سُن رہے ہو ستاروں؟"

مدھم ستارے مدھم ہی رہے۔۔۔ایک تھکی ہوئی نگاہ واپس لوٹی۔۔اور وہ آگے بڑھی۔۔

"چاند کی جگہ کوئی نہیں لے سکتا۔۔۔میرا چاند بے مثال ہے۔۔۔"

اُس نے گاڑی کا دروازہ کھولا اور اندر بیٹھ کر دروازہ بند کرنے لگی۔۔۔۔گاڑی چلی۔۔۔دُعا سر موڑے خاموشی سے اپنے پُر

امن علاقے کو دیکھ رہی تھی۔۔۔۔

"یہاں کوئی کسی کی زندگی میں مداخلت نہیں کرتا۔یہاں کسی کو کسی کی کوئی پرواہ نہیں ہے۔۔یہاں کے لوگ بے حس ہیں۔۔بے حد بے حس!!"

ایسا کوئی دن نہیں تھا۔۔جب اُسے اسکوائر اور وہاں کے لوگ یاد نہیں آئے تھے۔۔

موبائل پر بیپ ہوئی۔۔۔دُعا نے سر جھکا کر دیکھا۔۔

"جا رہی ہو؟"

خضر کا میسیج تھا۔۔۔دُعا نے فوراً سے لکھا۔۔

"جلد آ جاؤں گی!"

میسیج گیا۔۔۔اگلے ہی لمحے جواب آیا۔۔

"میں انتظار کروں گا!!"

دُعا نے پیغام پڑھ کر مسکراہٹ اور دل کا ایموجی سینڈ کر دیا اور یونہی سے موبائل لگانے لگی۔۔

"کتنا اکیلا ہو گا میرا چاند!"

یہ سوچتے اُس نے گاڑی کی سیٹ سے ٹیک لگائی۔۔۔

گزشتہ روز وہ اسپتال کے ترین کمرے میں خضر کو دیکھ رہی تھی۔۔۔وہ صوفے پر چادر تانے

لیٹی تھی۔۔دُعا اُسے ہنوز چادر کا سوراخ بنائے دیکھ سکتی تھی۔۔

وہ تکیے سے ٹیک لگا کر بیٹھا تھا۔۔۔اُٹھے ہوئے ہاتھ پ رہے تھے۔۔خضر آنکھوں سے آ ٹوٹ کر گال سے پ رہوتے تکیے پ رہے تھے۔۔

"اللہ مجھے زن گی دے دے۔۔اللہ مجھے زن گی دے دے!!"

اللہ مجھے اِس درد سے ت دے دے!"

"اللہ۔۔اللہ!!"

عرضیاں۔۔سسکیاں۔۔۔آ ۔۔اِن تین چیزوں کے سہارے ا پ ل میں وہ اپنی تنہا راتیں َ ن ارت تھا۔

اُس کی کچھ رپورٹس آن ق تھیں۔۔ڈاکٹر نے کہا تھا َ وہ رپورٹس در ت آ گئیں تو وہ گھر جا سکتا تھا۔ پھر مز چار ماہ اُسے ا پ ل دو مرتبہ آن تھا۔۔خضر کی فکر میں عامر خالو کا گھر آ ی اُسے پتا ہی نہیں ۔۔سارا خان ان عامر خالو کی چھت پ جمع تھا۔۔۔

دُعا عفیفہ اور مریم کے ساتھ بیٹھی تھی۔۔ ی خالہ ا ی ا ی کو اپنے ہونے والے داماد کی امیری کے قصے سُنا رہی تھیں۔۔

دُعا نے ا ی اُنہیں دیکھا اور پھر رُخ پھیرتے سوچنے لگی۔۔

"اپنی اولاد کو امیر خان انوں میں بیاہنے کی چاہت ہماری قوم میں اِس قدر گھر کر چکی ہے کہ اب اخلاق ہماری دوسری اولیت

بن چکا ہے۔۔"

ہر کوئی آتے جاتے عفیفہ کی بیٹی کو اُٹھا کر خوب پیار کر رہا تھا

اور آتے جاتے مریم سے پوچھ رہا تھا۔۔

"تم خوش خبری سنا رہی ہو؟"

دُعا کو یہ کافی بُرا لگ رہا تھا۔۔وہ مریم کا اُ ت ہوا چہرہ واضح طور پ دیکھ سکتی تھی۔۔۔

"مریم تو ایسے اپ یٹ ہو رہی ہے جیسے اُس کی اولاد ہو گی تو اُس کا م اُس کے ساتھ سر بن کر لگے گا!"

وہ ٹھہری۔۔

"اللہ تیرے بندے تیرے بندوں کا بہت دل دکھاتے ہیں۔۔"

اُس نے یہ سوچتے مسکرا کر کو دیکھا۔۔سوچ کی دھاروں میں وہ اب بھی ڈوب رہی تھی۔۔

" کبھی بھی کسی عورت سے یہ نہیں پوچھنا چاہیے کہ وہ expect کرے گی۔۔۔کسی کی Fallopian Tubes بلاک ہو سکتی ہیں۔۔کسی کو Endometriosis (ورم درون رحم) ہو سکتا ہے۔۔کسی کو PCOS (Polycystic Ovary Syndrome) کسی کو fertility کے مسائل ہو تے ہیں۔۔کسی کی ذہنی صحت کا مسئلہ ہو سکتا ہے۔۔کسی کے شتہ miscarriage کے پیچیدَ یں ہو سکتی ہیں۔۔۔کسی کو congenital heart defects (پیدا دل کے ئص) ہو تے ہیں۔۔کاش ہمارا معاشرہ یہ تمام مسائل سمجھ سکتا۔۔"

ابھی وہ معاشرے کے ای المیے پ افسوس کر رہی تھی کہ نو کرنے کے لیے دوسرا المیہ تیار تھا۔۔

"تم نے اُس کے کپڑے دیکھے تھے!!"

اپنے عقب سے اُسے عورتوں کی . تیں سنائی دے رہی تھیں ۔۔

"اور اُس کی بیٹیوں کو دیکھا ۔۔ کتنی سانولی لگ رہی تھیں ۔۔"

دُعا نے ہاتھ . ھتے بھووں کھڑی کی ۔۔

"اس . صغیر میں گورے ر والوں نے سانولوں کے لیے زمین تنگ کی ہوئی ہے ۔۔"

وہ رُکی ۔۔ اُس نے کنکھیوں سے دیکھا ۔۔

" ے لوگ ہوتے ہیں وہ ۔۔ جو دوسروں کے کپڑوں کو جج کرتے ہیں ۔۔"

مزی وہاں بیٹھنا اُس کے لیے محال تھا ۔۔ یہ کہہ کر وہ اُٹھی ۔۔ اور کندھے پ بیگ تے آگے . ھی ۔۔

"اِن کی جاہلیت اِنہی کو مبارک!"

اور وہ بلند آواز میں بولی ۔

"السلام علیکم!"

☆.....☆.....☆

"خیر مبارک!"

دُعا ش سے کہتے سیڑھیاں اُ رہی تھی ۔۔

"تھینک یو ڈاکٹر ارحم ۔۔ تھینک یو ۔۔۔ آپ ہوتے تو مجھے ڈیوٹی پ آ پڑ !"

نیچے کاؤچ پ خضر ی تھا ۔۔ جہا ی . صا . اُس کے پ س بیٹھے اُس کی نگوں کو ہاتھ لگانے لگے تو وہ بولا ۔۔

"نہیں نہیں ا. !" دُعا مسکراتے ہوئے اُنہیں دیکھ رہی تھی ۔۔ ربیعہ بیگم میز پ کھا لگا رہی

تھیں۔۔ویسے ڈائننگ روم اُنہوں نے مہمانوں کے لیے رکھا تھا۔۔ورنہ وہ کچن میں کھانا کھایا کرتے تھے۔۔۔ چونکہ خضر لاؤنج میں بیٹھا تھا تو وہیں کھانا لگا رہی تھیں۔۔خضر کی آؤ بھگت میں سارا دن گزر گیا تھا۔۔دُعا نے بھی اُسے کال کر کے کہا تھا۔

"اگلے ہفتے سے میں اُس سے ملنے آؤں گی۔۔اور ایک بار پھر ایڈجسٹ کر کے آئیں گی۔۔خضر کو خاندان کا رش بلکل بھی پسند نہیں ہے۔۔۔"

شام سے رات کب ہوئی پتا ہی نہیں چلا۔۔۔سردیوں کی آمد ہو رہی تھی۔ہر سو سناٹا چھایا تھا۔۔کمرے میں تاریکی تھی۔۔ایک دم سے اے۔سی چلنے کی آواز آئی۔خضر نے مکمل طور پر منہ پر کمبل لے لیا۔کچھ دیر گزری اے۔سی بند ہوا اور پنکھا چلا۔خضر کو گرمی لگنے لگی۔۔اُس نے کمبل نیچے کر دیا۔۔اُس نے سونے کی پھر سے کوشش کی۔۔۔اُس کی آنکھ لگتے آدھا گھنٹہ گزرا۔۔پھر سے اے۔سی چلا۔۔بار بار پلنگ ہل رہا تھا۔۔خضر کے ضبط کا پیمانہ لبریز تھا۔۔۔چند گھنٹے گزرے۔دُعا کو اُٹھنے کی کچھ آواز آئی۔۔اُس نے آنکھوں سے کہنی ہٹائی۔۔اور آنکھیں سکیڑ کر دیکھتے اُٹھی۔۔واش روم کا دروازہ کھلا تھا۔دُعا اُٹھی۔اُس نے دوسری جانب دیکھا۔خضر آنکھوں پر سلیپنگ پیڈ چڑھائے سو رہا تھا۔دُعا دروازہ بند کر کے واپس آ کر لیٹی۔۔آنکھ لگی۔۔خضر نے کروٹ لی۔۔۔اُسے خراٹوں کی آواز محسوس ہوئی۔وہ چونک کر ذرا اُٹھا۔

"سیریسلی؟"

اُسے جیسے یقین نہیں آیا۔

"لڑکیاں بھی خراٹے لیتی ہیں؟"

بحثیت شادی شدہ مرد اور عورت اُن کی پہلی رات ایک دوسرے کو برداشت کرتے گزری

تھی۔۔

☆.....☆.....☆

صبح کا وقت تھا۔۔دُعا غسل خانے سے نکلی۔۔اُس کا ہاتھ بے تہاشا سرخ تھا۔خضر ز پڑھ کر پلنگ پہ بیٹھا ٹی۔وی آن کر رہا تھا۔۔وہ خضر کو دیکھتے آگے چلی آئی۔

"چا گیزر تم نے یا تھا؟"

وہ ریموٹ سے چینل تبدیل کرتے بولا۔

"ہاں!"

دُعا ہم ہوئی۔۔

"تو چا بند تو کر دینا تھا۔میرا ہاتھ جلتے جلتے بچا ہے۔"

خضر نے اُسے دیکھا۔۔۔سر پہ دھیرے دھیرے ل لوٹ رہے تھے۔۔۔بھوؤں پہ بھی ہلکے ہلکے ل تھے۔۔

"میں نے تم سے رات کو کہا ر راے۔سی رہی ہو بند کر رہی ہو؟"

دُعا ذرا چو ۔

"چا میں نے بھی تم سے نہیں کہا کہ تم ر رواش روم کیوں جاتے ہو!"

خضر نے اسکرین سے یں پھیر کر اُسے دیکھا۔

"مجھے کیموتھیراپی کے بعد پنی کی شدی کمی ہو گئی ہے۔ڈاکٹر نے کہا ہے پنی پینا ہے۔۔ظاہر سی بت ہے زیدہ liquid لوں گا تو یت الخلاء جاؤں گا۔ای ڈاکٹر ہو کر تم کیسی فضول بتیں کر رہی ہو!"

دُعا سنجیدہ ہوئی۔

"چا میرا مطلب ہے واش روم گئے ہوتو واپسی پ دروازہ تو بند کرو۔روشنی آتی ہے ی ر۔اوراچھا نہیں ہوت دروازہ کھولنا۔۔اُستاد نے ہی بتا ی تھا۔"

خضر نے ٹی۔وی بند کیا۔۔

"اُستاد یہ بھی کہتے ہیں اُلٹا ہو کر نہیں سوتے۔تم نے کبھی خود کو سوتے ہوئے دیکھا۔تمہیں سونے کی ب لکل تمیز نہیں ہے۔"

دُعا کا چہرہ سرخ پڑ ی ۔

"اتنا خیال نہیں ہے تمہیں ساتھ میں مریض سو رہا ہے۔۔
اور میں کیسے جنگلیوں کی طرح سو رہی ہو۔۔ایسے لگ رہا تھا جیسے میرا پلنگ پلنگ نہیں۔۔محاذ ہے اور اُس پ سرجیکل اسٹرائکس ہو رہی ہیں۔"

دُعا بے اختیار ہوئی۔

"چا میں تھک جاتی ہوں۔۔ ٹ شفٹس کرتی ہوں۔۔راتوں کو مریض کے خا ان والے رائی کا پہاڑ بنا کر ب ر پ یشان کرتے ہیں۔اسٹریس ہوتی ہے ی ر نہیں پتا چلتا۔نیند میں ہوتی ہوں۔"

خضر کو غصہ پ ھنے لگا۔

"تو میں بھی نیند میں ہی ہوت ہوں۔۔اِس لیے دروازہ بند کر بھول جات ہوں۔۔تمہیں ز دہ مسئلہ ہے تو خود دروازہ بند کر لیا کرو۔۔ا دن ہوا نہیں تمہیں اور شکایتیں کرنے لگ گئی۔میں نے تم سے کچھ نہیں کہا۔تم خود ہی شروع ہو ہی ہو۔۔ا تو ساری رات مجھے سکون سے نیند نہیں آئی۔"خضر نے یہ کہتے ریموٹ اُٹھا کر واپس ٹی۔وی ی۔

"مجھے تو ابھی ی یقین نہیں آ رہا تم اٹے لیتی ہو!"

"ہوہ!"

دُعا کا حیرانی سے منہ کُھل گیا۔۔

"مجھے لگتا تھا میں تمہیں بہت سے زیادہ جانتا ہوں۔۔ یہاں تو مجھ پر بھی نئے نئے انکشافات ہو رہے ہیں!"

دُعا نے ضبط سے ایک گہری سانس لی۔

"چاند مسئلے مجھے بھی ہیں۔۔اب تم مبالغہ آرائی سے کام لے رہے ہو۔۔۔میری بھی رات کو بہت مرتبہ نیند خراب ہوئی ہے۔۔ میں نے تو اوورری ایکٹ نہیں کیا۔۔"

خضر نے ہاتھ بڑھا لیے۔دائیں شانے پر ریموٹ لگ رہا تھا۔۔

خضر ٹی۔وی اسکرین پر نظریں جمائے کہنے لگا۔

"دو سال پہلے دبئی میں میری ایک شیخ کے اسسٹنٹ سے ملاقات ہوئی تھی۔۔ باتوں باتوں میں اُس نے مجھے شیخ کے گھر کا ماحول بتانا شروع کیا۔۔۔"

دُعا خاموشی سے اُس کی سُن رہی تھی۔۔

"کہ موجودہ شیخ کی صرف ایک ہی بیوی ہے۔ پھر بھی وہ ایک کمرے میں ایک ساتھ نہیں رہتے۔۔اِسی طرح میں گزشتہ پانچ سالوں میں بہت سے ایسے لوگوں سے ملا۔جو اپنے spouse کے ساتھ بہت اچھی زندگی گزار رہے ہیں۔۔ ایک ساتھ روم شیئر نہیں کرتے۔۔۔"

صم بکم دُعا آگے چلی آئی۔۔

"تم ابوظبی کھیلنے جاتے تھے کہ لوگوں کی پرسنل لائف جاننے؟"

خضر نے اُسے سادگی سے دیکھا۔۔

"مجھے کسی کی ذاتی زندگی۔۔خصوصاً بیڈ لائف جاننے کا کوئی شوق نہیں ہے۔۔یہ تو مجھے کسی نے بتا دیا تو مجھے پتا چل گیا۔۔۔اور ویسے میں یہ بات تم سے کبھی نہ کرتا۔۔ چونکہ ہمارا مسئلہ اُن کے مسئلے سے ملتا جھلتا ہے اِسی لئے تم سے شیئر کر رہا ہوں۔۔خیر ساری بات کا مقصد یہ ہے۔۔ہم دونوں ایک ساتھ روم شیئر نہیں کر سکتے۔۔بہتر ہو گا کہ یہ ساتھ والا کمرہ جو ہمارے کمرے سے ملحق ہے اِس میں تم یہیں شفٹ ہو جاؤ۔۔۔ویسے یہ میں نے ہمارے بچوں کے لیے بنایا تھا۔ ڈاکٹر کی ہدایت کے مطابق ہم دو سے چار سال بچہ پلان نہیں کر سکتے۔۔"

کمرے میں خاموشی چھا گئی۔۔دُعا نے کوئی جواب نہیں دیا۔دروازے پر دستک ہوئی۔

"دُعا بی بی!" غلام جان کی آواز اُنہیں سنائی دی۔خضر نے دروازے کی جانب دیکھا۔

"جی جان..!"

"ناشتہ لگ گیا ہے!"

خضر فوراً سے بولا۔

"اچھا غلام جان۔۔آ رہے ہیں۔آ رہے ہیں!"

خضر نے اب دُعا کو دیکھ کر گردن لڑھکا کر اشارہ کیا۔

"چلیں۔۔"

دُعا نے سادگی سے پلٹتے کہا۔

"چلو!"

دونوں کچن میں آئے تھے۔دُعا اور خضر کچن کاؤنٹر کے قریب چلے آئے۔۔جہانزیب صاحب اور ربیعہ بیگم وہیں اُن کے منتظر تھے۔۔

"صبح بخیر امی!"

خضر ربیعہ بیگم کا ماتھا چومتے جہا ی صا کے ساتھ بیٹھا۔اُس نے اُن کا شانہ تھامتے چوما۔

"صبح بخیر ا !"

جہا ی صا مسکرائے۔

"صبح بخیر چا میاں!"

دُعا بھی اُن دونوں سے مل کر ربیعہ بیگم کے ساتھ بیٹھی۔۔۔ربیعہ بیگم نے رنگی کے جوس سے بھرا جگ اُٹھایا۔خضر خاموشی سے بیٹھا دُعا کو دیکھ رہا تھا۔۔ربیعہ بیگم گلاس دُعا کی جا لے کر آ ۔تبھی بے چین سی دُعا بولی۔

"امی ابو۔۔"

دونوں نے بے کل دُعا کو دیکھا۔۔

"مجھے کچھ کہنا ہے!"

جہا ی صا بولے۔

"ہاں بیٹ !"

خضر خاموش رہا۔

دُعا نے تمہید ھی۔

"امم۔۔وہ۔۔بحیثیت میاں بیوی میں اور چا ای ساتھ بہت خوش ہیں!"

ربیعہ بیگم خندہ پیشانی سے بولیں۔۔

"اللہ میرے بچوں کو ہمیشہ خوش رکھے!"

دُعا ہچکچائی۔۔

"لیکن امی۔۔"

جہانزیب صاحب کے ماتھے پر بل پڑے۔۔

ربیعہ بیگم سنجیدہ ہوگئیں۔

"لیکن کیا بیٹا؟"

دُعا نے ایک گہری سانس لی اور خضر کو دیکھا۔

"لیکن بحثیت روم میٹس میرے اور چاند کے کچھ اختلافات ہیں۔۔۔اور اُن اختلافات کے بعد ہم اِس نتیجے پر پہنچے ہیں کہ ہم ایک ساتھ روم شیئر نہیں کر سکتے۔۔روم اور واش روم بہت پرسنل ہوتا ہے۔۔تو اِس لیے ہم ایک ساتھ ایک کمرے میں نہیں رہ سکتے!"

جہانزیب صاحب کا شاک کے مارے منہ کھل گیا۔۔

"یہ کیا بیہودہ بات ہو رہی ہے!"

ربیعہ بیگم تو منجمد ہوگئیں۔۔۔

خضر جھٹ سے بولا۔۔

"امی ابو۔۔ویسا کوئی مسئلہ نہیں ہے۔۔ہم ٹھیک ہیں۔۔"

ربیعہ بیگم نے پریشان ہوتے انسنی کرتے سر پکڑ لیا۔۔

"چوبیس گھنٹے نہیں ہوئے تم دونوں کو ایک ساتھ رہتے اور تم دونوں نے چونچیں لڑانا شروع کر دیں!"

دُعا چلائی۔۔

"امی چونچیں نہیں لڑا رہے۔۔ہم بس کمفرٹیبل نہیں ہیں!"

خضر نے میز بجا کر توجہ حاصل کی۔

"جی۔ لکل!"

جہانزیب صاحب کا دماغ گھومنے لگا۔

"یہ کیا بکواس بات کر رہے ہو!"

خضر نے جوس کا گھونٹ لیتے جہانزیب صاحب کو دیکھا۔

"ابو کچھ بکواس نہیں ہے۔۔ضروری نہیں ہوتا میاں بیوی کمرا شیئر کریں۔ یہ صرف asian کلچر میں ہوتا ہے۔۔۔۔میاں بیوی ایک ساتھ ایسے بھی رہ سکتے ہیں۔۔اور اِس کے باوجود اُن کے بچے ہو سکتے ہیں۔۔"

"استغفراللہ!"

جہانزیب صاحب چنگھاڑ پڑے۔۔۔

خضر ڈر کر خاموش ہوگیا۔۔

"یہ کیا بے غیرتی ہے۔۔۔یہ کیا بول رہے ہو تم دونوں اپنے والدین کے سامنے؟"

جہانزیب صاحب کو شدید قسم کا غصہ آگیا تھا۔۔۔

خضر نے ٹوٹا ربط پھر سے جوڑا۔

"ابو آپ بات کو غلط رخ لے کر جا رہے ہیں۔بچوں کے کہنے کا مطلب آپ کو مطمئن کرنا تھا۔۔کہ ویسا کوئی مسئلہ نہیں ہے۔"

ربیعہ بیگم نے شرم سے سر جھکا لیا۔ دُعا ایک دم ٹھیک بیٹھی تھی۔ جہانزیب صاحب نے ایک دُعا کو دیکھا۔۔دُعا نے اُنہیں دیکھا۔۔

"کیا؟" ہرنی آنکھیں باہر نکل آئیں۔۔

"میں ڈاکٹر ہوں ابو؟اب آپ کیا چاہتے ہیں میں پیلے رنگوں کا چہرہ بناؤں!"

جہانزیب صاحب کو شرم آنے لگ گئی تھی وہ دونوں ویسے کے ویسے بیٹھے تھے۔۔

دُعا اُن دونوں کو دیکھ کر کہنے لگی۔۔

"اِس میں کچھ غلط نہیں ہے۔۔ یہ بات کہنے کا مقصد ہے کہ میں ہمارے دیسی خاندان کو یہ بات سمجھا دوں کہ میاں بیوی کا ساتھ روم شیئر کرنا ضروری نہیں ہوتا۔ رہی بات بچے کی تو ڈاکٹر کے مطابق ہم دو سے چار سال بچہ پلان نہیں کر سکتے۔ کیونکہ abnormalities کے چانسیز ہو سکتے ہیں۔۔"

"بچہ پلان کرنا!!" ربیعہ بیگم کا اُن کی بےباکی پر دماغ کھول اُٹھا تھا۔

"کیسے الفاظ استعمال کر رہے ہو تم دونوں!"

خضر فی الفور کہنے لگا۔

"تو بچہ پلان ہی کرتے ہیں۔۔ جانوروں کی طرح کبھی بھی ایک کے بعد دوسرے نہیں پیدا کرتے۔۔۔"

جہانزیب صاحب کرسی کھینچ کر اُٹھنے لگے۔۔۔ دُعا اور خضر نے اُنہیں دیکھا۔

"شاید ٹھیک ہو گیا۔۔ زیادہ تعلیم بھی انسان کو جاہل بنا دیتی ہے۔۔"

دُعا از خود بولی۔۔

"تو کیا کریں پھر ابو؟"

جہانزیب صاحب بنا کچھ کہے مُڑ کر جانے لگے۔ خضر نے پلٹ کر دیکھا۔

"ابو بچہ پلان کرنا بات الگ ہے۔ اور روم شیئر نہ کرنا الگ۔ پلیز اِن دونوں کو ضم مت کریں!"

جہانزیب صاحب کا پیر جو تھم گیا۔

"بند کر بکواس اپنی!"

خضر فوراً اُسے مُڑ کر ۔ شتہ کرنے لگ َ یہ ۔۔ جہا ۔ یہ ۔ صا ۔ نے غیظ سے ۔ کو گھور کر دیکھا اور پھر پلٹ کر جانے لگے۔

"غلام جان ۔ ہر لاؤنج میں میرا ۔ شتہ لگاؤ۔۔ یہاں تو ۔ شتہ کر ۔ حرام ہو َ یہ ہے۔۔"

☆.....☆.....☆

وہ شام کو ا پتہ ل سے تھک کر گھر لوٹی تھی۔ اُس نے پلنگ پہ بیگ رکھا اور خضر کے ساتھ بیٹھی۔۔

" کل تمہارا آف ہے ۔ کل میرے پہ وَ ام کی ٹیم گھر آئے گی۔۔ اسٹیڈی میں شوٹ ہے۔۔ پلیز تم اچھا سا کھا ۔ بنا دینا۔" دُعا نے میکا ا ۔ از میں اُسے دیکھا۔۔۔

" چا ۔ کل ۔ ۔ جان اور ۔ نی نے آ ۔ ہے تم سے ملنے۔۔ اُنہیں دو پہر تین تہ فارغ کر دینا۔ اور میں کچھ نہیں بنا سکتی۔۔"

خضر نے طنزاً اُسے دیکھتے بھوؤں اچکائی۔

" کیا؟ مجھ سے ملنے؟"

دُعا اُس کی جا ۔ یہ گھوم گئی۔

"ہاں تو اور کیا!"

خضر نے بیزاری سے ہوا میں ہاتھ جھلا یہ۔

" جانے دو دُعا۔۔ ا پتہ ل میں تو ا یہ ۔ ر مجھ سے ملنے وہ آئے نہیں۔ اور وہ اب آ رہے ہیں مجھ سے ملنے۔ تہ میم کروا پنے جملے میں۔۔ وہ مجھ سے نہیں تم سے ملنے آ رہے ہیں۔"

دُعا کو غصہ آ یہ۔

" چا ۔ ۔ ۔ سیڑھیوں سے َ ے تھے اِس لیے نہیں آ سکے ورنہ۔۔"

خضر نے تہ کی بہ تہ کی جواب دیا۔۔۔

"وہ تو دو ماہ پہلے َ ے تھے۔ میں اُس سے پہلے کی بات کر رہا ہوں۔۔۔میں شام ت فارغ ہوں گا۔۔۔تمہیں ۔۔۔نی کو دیکھنا ہے تو دیکھ لو۔۔اور جہاں اُن کی خاطر مدارت میں کچھ کر رہی ہو تو میری ٹیم کے لیے بھی کر دینا۔"

دُعا جھلا کر اُٹھی۔۔

"جا مجھ سے نہیں ہوتے کام۔۔۔اور تم اپنا شوٹ کسی اور دن کروا لو۔۔مجھے ۔۔۔نی کو تمہارے ساتھ اٹینڈ کر ہے۔۔"

خضر سائیڈ ٹیبل پ پڑا موب اُٹھانے لگا۔۔

"تمہارا صحیح ہے دُعا۔۔لومی لو مائی ڈاگ!"

یہ سُنتے دُعا کا صدمے سے منہ کُھل َ ی۔۔۔

"جا !!!"

خضر نے سادگی سے سر اُٹھا کر اُسے دیکھا۔

"کیا؟"

دُعا پلنگ پ اچھلی۔۔

"تم نے میرے ل کو کتا کہا!!"

خضر نے سمجھی سے دی ے بڑے کیے۔۔

"مطلب؟"

"جا !!" دُعا نے زور زور سے پنجے پلنگ پ مارے۔۔

"جا تم میرے ل والوں کے متعلق ایسا کیسے کہہ ت ہو۔۔میں جا رہی ہوں!"

وہ فوراً سے پلنگ سے اُٹھی اور گھوم کر الماری کی جا جانے لگی۔۔

"یہ بہت زیـ دہ. تمیزی تھی۔"

خضر واپس مو.   کی جا. . متوجہ ہوا۔

"فائن ۔۔ چلی جاؤ۔۔" دُعا چو. کر پلٹی ۔۔

" کیا کہا؟"

اُسے اپنے کانوں پ یقین نہیں آ یـ تھا۔ خضر مو.   پ سارا دھیان مر کیے بولا ۔۔

"او سُنتی ہو؟ میں نے کہا جاؤ!"

"جا. یہ تم کہہ رہے ہو؟"

دُعا کا دماغ ماؤف ہو رہا تھا ۔۔

"جا. تم کتنا . ل گئے ہو!" دُعا اُس کے اِس قدر سرد رویے پ رنجیدہ ہو گئی تھی ۔۔

"یہ . کیا تم رخصتی سے پہلے بولتے مجھے جواب کہہ رہے ہو؟"

خضر نے مو.   چھوڑ کر اُسے دیکھا۔

"دُعا کیا ہے یـ ر؟ کیوں مبالغہ آرائی سے کام لے رہی ہو!"

دُعا نے غصے سے کمر پ ہاتھ رکھ لیا ۔۔

"مبالغہ آرائی؟ اور تم؟ تم نے جو میرے . یل کے لیے کتے کا استعارہ اشا ہے؟ اُس کا کیا؟"

خضر اُس کے شور پ . . ہوا۔

"بس کرو دُعا آرام کرنے دو ۔۔"

دُعا نے ضبطی سے مٹھیاں بھینچ لیں ۔۔ خضر پلنگ پ یـ . لگا۔

"فرنیچر یـ ٹ کر دیـ ہے ساتھ والے کمرے میں ۔۔ وہاں چلی جاؤ!"

دُعا نے ایـ لمحہ . لگایـ اور د . کر ساتھ والے ملحقہ کمرے کی جا. . ڈھی ۔۔ وہ دروازے کی

جانب آئی۔اُس نے ڈور ناب کی طرف ہاتھ بڑھایا۔اور ڈور ناب فٹافٹ تھامتے اُس نے گھمایا۔۔تو دروازہ نہیں کھلا۔۔وہ چونکی۔۔

"ہاں!"

اُس نے دوبارہ سے ڈور ناب گھمایا۔۔

اب کی بار اُس نے خضر کو دیکھا۔۔۔

"چابی دروازہ بند ہے۔۔"

خضر آنکھیں موندے بولا۔

"یہ تمہاری طرف کی سائیڈ ٹیبل پہ چابی پڑی ہے۔۔"

دُعا فوراََ سے پلنگ کی اپنی جانب آئی اور سر جھکا کر دیکھنے لگی۔۔ چابی آئی۔دُعا مشتعل ہوئی۔

"چابی مجھے یہ رومانس کے یہ پیترے طریقے نہیں پسند!"

خضر نے آنکھیں کھول کر کروٹ لی اور کہنی گدے سے لگائے بھووئیں تان لیں۔۔

"کیا مطلب؟ تمہیں کیا میں ایسا انسان لگتا ہوں؟ بیمار ہوں میں۔۔ریسٹ پہ ہوں۔۔۔کتنی گندی سوچ ہے تمہاری چھی!"

دُعا نے ضبط سے منہ پہ ہاتھ پھیرا اور خود پہ قابو کرتے بولی۔

"اچھا چابی نہیں ہے یہاں!"

خضر پہ تپ کے۔۔

"یہیں ہوگی!"

دُعا نے جھک کر سائیڈ ٹیبل دراز کھولا۔۔دراز خالی تھا۔۔

"چاچا نہیں ہے یار!"

خضر اُٹھنے لگا۔

"یہ رہیں ہوگی کہاں جائے گی!"

خضر اور دُعا دونوں مل کر چابی ڈھونڈ رہے تھے۔۔ اُنہیں چابی مل نہیں رہی تھی۔۔۔

"میں یہاں دیکھتا ہوں!"

نیچے لاؤنج میں جہانزیب صاحب اور ربیعہ بیگم بیٹھے خبریں سُن رہے تھے۔۔۔

ربیعہ بیگم پان دان سے پان پتا اُٹھائے اپنے لیے میٹھا پان بنا رہی تھیں۔۔خضر اور دُعا کے شور کی آوازیں نیچے آ رہی تھیں۔۔

"چاچا صحیح طرح بتا دو چابی کہاں ہے؟"

خضر چیخا۔

"مجھے نہیں پتا یار!!"

"چاچا چیخو مت!!"

ربیعہ بیگم نے پان کا پتا لپیٹ کر منہ میں رکھا۔۔اور بھرے منہ سے بولیں۔۔

"اب تو یہ کمرہ دو سال بعد یا چار سال بعد ہی کھلے گا۔ میرے پوتے پوتی کا کمرہ سجایا جائے گا۔"

جہانزیب صاحب میٹھی سپاری ہتھیلی میں رکھے چکھ رہے تھے۔۔

"غلام جان سے باقی کمروں پہ بھی تالے لگوا دیئے تھے۔"

ربیعہ بیگم پان چباتے بولیں۔۔

"ارے صبح پہلی فرصت میں ہی لگوا دیئے تھے۔۔اُن دونوں کے کمرے کا دروازہ کُھلا۔خضر غضب سے ۔ ہر آیا اور ریلنگ پہ ہاتھ رکھے جھک کر بولا۔

"یہ آپ دونوں کا کارنامہ ہے!"

دُعا اُس کے پیچھے چلی آئی اور کہنے لگی۔۔

"آپ کو اپنا مسئلہ اس لیے بتایا تھا کہ آپ ہمیں سمجھ سکیں آپ ہمیں کیوں سمجھیں گے؟"

ربیعہ بیگم اور جہانزیب صاحب نے چپ سادھ لی۔خضر کو اشتعال آیا۔

"خود تو مجھے پیدا کر کے سعودیہ چلے گئے۔۔۔آپ کو کیا پتا کیا مشکلات ہوتی ہیں روم شیئر کرنے پہ!"

جہانزیب صاحب نے پلٹ کر اوپر دیکھا اور درشتی سے اُسے انگلی دکھائی۔۔

"تو اپنی زبان روک لے۔۔۔بہت مہینوں سے بچا ہوا ہے میرے سے۔۔اب لگتا ہے پٹنے کا وقت آ رہا ہے تیرا۔۔۔ایسے فضول کے ٹیبو ہمارے گھروں میں نہیں ٹوٹتے۔۔۔بڑا آیا ہمیں بتانے دوسری ثقافتوں میں کیا ہوتا ہے۔" یہ کہتے اُنہوں نے بقیہ سپاری منہ میں ڈالی اور گردن موڑ لی۔۔۔دُعا نے خضر کا بازو کھینچا۔

"چلو چانی ریسٹ کرو۔" خضر غضب میں دانت کچکچائے جہانزیب صاحب کو دیکھ رہا تھا۔۔

دُعا اُسے کھینچتے ہوئے لے کر جا رہی تھی۔۔

"بہت چیخ لیا تم نے آج۔۔اتنا نہیں چیخنا چاہیے تھا یار۔۔"

خضر خاموشی سے اُس کے ساتھ اندر کمرے میں ہولیا۔۔۔

"اب مت چیخنا اچھا!"

اگلے لمحے کمرے کا دروازہ بند ہوا۔۔اور اگلے ہی لمحے جہانزیب صاحب اور ربیعہ بیگم ایک

دوسرے کو دیکھتے ہنس پڑے۔۔

☆.....☆.....☆

"بی بی جی!"

غلام جان ربیعہ بیگم کے رو. و صوفے پ بیٹھی تھی۔۔ربیعہ بیگم بھنڈی کاٹتے ٹی۔وی دیکھ رہی تھیں۔۔

"ہاں غلام جان!"

غلام جان احتجاجاً مسکرائی۔۔

"دیکھیں . بی بی۔۔چاچ . . اب دواؤں پ آ َ ی ہے۔۔ . کچھ ٹھیک ہو رہا ہے۔۔۔۔"

ربیعہ بیگم مسکرا پڑیں۔۔

"ہاں!"

غلام جان نے . ت جاری رکھی۔

"دُعا بی بی اور چاچ . . ای ساتھ بہت اچھے لگتے ہیں۔۔"

اگلی . ت کہتے اُس کے دل کی دھڑکن تیزی ہوئی۔۔

" !"

ربیعہ بیگم کے ماتھے پ بل پڑے۔۔

" ؟"

ربیعہ بیگم نے فوراً سے اُسے دیکھا۔۔۔

غلام جان پ پ ئی۔۔

" ۔۔۔"

ربیعہ بیگم کی آنکھیں پھیلیں۔۔۔

غلام جان کَ ٹ بڑائی سی بولی۔۔

" بت بت پ دونوں لڑ پڑتے ہیں۔۔"

اُس نے اُنہیں بتا شروع کیا۔۔کل شام خضر اور دُعا شانوں پ کمفرٹ لیے بہر لاؤنج میں ٹی۔وی دیکھ رہے تھے۔۔غلام جان بورچی خانے سے اُنہیں دیکھ کر شرما رہی تھی۔۔۔

حسبِ عادت وہ پکستانی ڈراموں کا رو ٹ لگا رہے تھے۔۔۔

" یہ خودداری کے م پ بے غیرتی ہے۔۔۔ ب ہیرو کہہ رہا ہے تمہارا ساتھ دُوں گا ت ب اتنا اوور کیوں ہو رہی ہے؟ شادی کر رہا ہے شوہر بن رہا ہے۔۔اور شادی کے بعد شوہر ساتھ دے تو کیا مسئلہ ہے!"

دُعا نے ت کی بلکل۔۔۔

خضر کو ڈرامہ کی ہیرو پ شدی غصہ پڑھ رہا تھا۔۔

"پتا ہے دُعا۔۔اللہ نے اپنی کتاب میں مرد کو رجل کہا اور اپنی ہی کتاب میں پیر کو رجل بھی کہا۔اِن دونوں لفظوں کا روٹ ورڈ سیم ہے۔ر۔ج۔ل۔۔پیر اسٹینڈ ی کی علامت ہوت ہے۔پیر ث ب ت قدمی کی علامت ہوت ہے۔۔اور جو مرد اپنی عورت کے لیے اسٹینڈ نہیں لے سکتا وہ مرد کہلانے کے قابل نہیں ہو سکتا۔۔اِس میں احسان جتانے والی کوئی بت نہیں تھی۔۔"

کسی خیال سے دُعا نے کہا۔

" تم نے کھا نہیں کھا۔۔میں لے کر آتی ہوں۔پھر دوا بھی لینی ہے۔۔"

دُعا اُٹھی۔۔اِس سے پہلے وہ بورچی خانے میں آتی غلام جان پہلے ہی ٹ ے لیے آ گئی۔دُعا ذرا چون کر رکی۔۔اور پھر مسکرا کر اُس سے ٹ ے ی لگی۔

" تھینک یو غلام جان!"

حال میں بیٹھی ربیعہ بیگم اُس کی سُن رہی تھیں۔۔

"بی بی جی دونوں ای ساتھ اتنے پیارے لگ رہے تھے میں نے کہا ساتھ ہی رہیں۔اِس لئے خود ہی چلی گئی۔۔ مجھے کیا پتا تھا۔اُنہیں میری ہی لگ جائے گی۔۔"

دُعا سامنے میز پ ٹے رکھ کر صوفے پ بیٹھی۔۔اُس نے چاول پلیٹ میں نکالے۔۔سائیڈ پ سالن نکالا اور چمچ پلیٹ میں ر ت اُس کی جان ب ڑھایا۔۔خضر نے پلیٹ لے کر ای سرسری نگاہ چاول پ ڈالی تو بے اختیار کہہ اُٹھا۔۔

"چاول تو ڈھیلے لگ رہے ہیں۔۔"

دُعا کو یہ سُنتے ہی غصہ آ ی تھا۔۔

خضر نے ٹنگیں او پ صوفے پ کرلیں اور چمچ بھرنے لگا۔

" تم بس کہتی ہو۔۔جاتی تو ہو نہیں۔۔۔"

دُعا کی آنکھیں سرخ پ ٹ گئیں۔۔

"چا میں چلی جاؤں گی!"

خضر نے اُسے ا از کرتے پ س پڑا ریموٹ اُٹھا کر چ تبدیل کیا۔۔ٹی۔وی اسکرین پ اُس کا پچھلے ہفتے شوٹ ہوا پ و ام چل رہا تھا۔۔۔

"دیکھیں investment تو ہو رہی ہے۔۔لیکن manufacturing کیوں نہیں ہو رہی؟ investment کا ہم کیا کریں اَ یے ہم نے پھر کسی اور کو دینا ہے۔"

دُعا نے غصے سے اُس سے ریموٹ چھینا۔۔خضر کی غضب سے آنکھیں پھیلیں۔

"یہ کیا ب تمیزی ہے!"

ڈعا نے چینل تبدیل کیا۔۔

"میرا بھی انٹرویو لگا ہے۔۔"

ڈعا نے اپنا انٹرویو لگا دیا۔۔ٹی۔وی اسکرین پر ڈعا پروگرام کے ہوسٹ سے کہہ رہی تھی۔۔

"ہمیں USMLE جیسے کسی سسٹم سے مسئلہ نہیں ہے۔۔ہمارا مسئلہ ہے آنے والے بحران کا۔۔کیا پاکستانی میڈیکل اسٹوڈنٹس کو اِس سے USMLE جیسی سہولتیں ملیں گی؟ کیا اُن کا اِن امتحانات سے مستقبل محفوظ ہوگا؟ یا وہ ہماری طرح آئے دن دھرنے دیں کر اپنا گھر نہ چلا سکیں گے؟ اگر تو اُن کا مستقبل محفوظ ہے۔تو پھر کسی کو اِن امتحانات سے کوئی مسئلہ نہیں ہے۔۔لیکن اگر یہ صرف خوامخواہ کا اضافی امتحان ہے تو یہ بچوں کا وقت اور اُن کے والدین کا پیسہ ضائع کیا جا رہا ہے۔۔اور دوسری بات یہ امتحانات USMLE کی بدترین نقل ہیں!"

خضر نے ڈعا سے ریموٹ کھینچا۔۔

ڈعا چلائی۔

"چاچو!"

خضر نے چینل بدل کر کرکٹ میچ لگایا۔

"اوپر جا کر دیکھ لو!"

ڈعا غیظ سے اُسے دیکھتے چبا چبا کر بولی۔

"تم خود کیوں نہیں چلے جاتے؟"

خضر نے سادگی سے کندھے اچکائے۔

"میں بیمار ہوں!"

ڈعا غصے سے اُٹھی اور تیزی سے جاتے اُسے مڑ کر دیکھتے بولی۔

"ایسا بیمار تو اللہ ہر ایک کو دے!!"

حال میں ربیعہ بیگم نے افسوس سے سر پکڑ لیا۔۔

" کیا کروں میں اِن بچوں کا؟ سوچا تھا شادی کے بعد سدھر جائیں گے۔۔ یہاں تو کچھ بھی نہیں بدلا!"

فکر سے اُن کی جان جا رہی تھی۔۔۔

ربیعہ بیگم نے ناراضی سے غلام جان کو دیکھا۔

" تم نے مجھے کل کیوں نہیں بتایا؟ پتا نہیں کل کی رات اُنہوں نے کیسے گزاری ہو گی؟ جنگ کا محاذ بنا ہو گا اُن کا کمرا۔۔۔"

وہ تو لڑائی میں ایک دوسرے کی شکل دیکھنا پسند نہیں کرتے تھے۔۔ واقعی۔۔ اللہ عالم اُنہوں نے کل کی رات گزاری تھی؟

☆.....☆.....☆

وہ دونوں ہاتھ میں کافی کے مگ پکڑے سائبان پر بیٹھی تھی۔۔ شانوں پر شال لپیٹی ہوئی۔۔ سر پر ڈھیلی سی اُونی ٹوپی جو مڑ کر پیچھے گر رہی تھی۔۔۔ آج وہ خواب حقیقت بن چکا تھا۔۔ سائبان پر کھڑ کھڑ کی آواز سُنائی دی۔ روشن دان سے خضر نکلا۔۔ مُڑ کر اُس نے جھکتے ہوئے روشن دان سے کافی کا مگ پکڑا اور تشکر بولا۔

" تھینک یو غلام جان!"

وہ اب سیدھا کھڑا ہوا اور احتیاط سے دُعا کی جانب آیا۔۔

" تم نے کہا تھا تم نانی کی طرف جا رہی ہو۔۔ گئی نہیں؟"

دُعا نے غضب سے مگ پر گرفت مضبوط کر لی۔۔

"اور تم اکیلے کافی بنا کر لے آگئی؟ تم نے میری کافی نہیں بنائی؟"

وہ اُس کے ساتھ بیٹھنے لگا۔۔۔

دُعا پیچھے ہٹی۔۔

"مجھے ہاتھ مت لگاؤ!"

خضر نے اُس کے شانے پہ انگلی لگائی۔۔

"چلو انگلی لگا دیتا ہوں!"

دُعا نے گھور کر اُسے دیکھا اور اُس پہ پھٹ پڑی۔۔

"چاند تم میرے ساتھ بہت غلط کر رہے ہو اِن دنوں۔۔ بہت زیادہ غلط۔۔ میں کہہ رہی ہوں میں چلی جاؤں گی!"

خضر سیدھا بیٹھ گیا۔ اُس نے مگ لبوں سے لگایا۔

"اچھا جاؤ۔۔" اُس کے اِس جملے پہ دُعا کا دل دکھا تھا۔۔ وہ اُسے کبھی بھی جانے سے روکتا نہیں تھا۔۔۔

"میں کیوں جاؤں؟"

وہ ایک دم سے بولی۔۔ پچاس فیصد یہ گھر میرا ہے۔۔ اور تمہیں شرم نہیں آتی کیسے مجھے کہتے ہو چلی جاؤ۔۔ روکتے کیوں نہیں ہو مجھے؟"

خضر نے دھیرے سے مگ لبوں سے ہٹایا اور اُسے دیکھا۔۔

"روکوں گا تو اپنی کمزوری تمہیں دوں گا۔ ایک بار روکا تو ہر بار کرو گی۔۔ اِس گھر میں ایک ربیعہ بہت ہے۔۔ میں دوسری ربیعہ افورڈ نہیں کر سکتا۔ سوری!"

دُعا نے خفگی سے ناک منہ بسورتے کندھے جھکا لیے۔ اور خاموشی سے سر جھٹک کر کافی پینے

لگی۔۔۔خضر نے کنکھیوں سے اُسے دیکھا۔۔

وہ دونوں ای ساتھ تھے۔۔چاں چکور تھا۔ستارے آسمان پ اکٹھے اُن زرد ستاروں پ دی ے جمائے کھڑے تھے۔۔خضر نے گلا کھنکارا۔۔دُعا اُس کی جاں متوجہ ہوئی۔۔

"کوئی بت کر ی ہیں!"

دُعا نے پٹاخ سے پوچھا۔

"مثلاً؟

خضر نے شانے اچکاتے کہا۔

"کوئی اپ ل کی!"

دُعا دونوں ہاتھ سےگ تھامے سوچنے لگی۔۔

"اپ ل کی!!"

چند لمحے وہ خاموش رہی اور پھر اُس نے ای گہری سانس لی اور اُسے دیکھتے کہنے لگی۔۔

"چاں تمہیں وہ آی ی دہے سور؟ ال؟عراف کی۔۔جس میں الل؟ تعالیٰ کہتے ہیں ہم نے مہر کردی ہے اِن کے دلوں پ سو وہ نہیں سُنتے۔"

اُس نےگ سے کافی کا ای گھوں ی سر ہلا ی۔۔

"ہوں۔۔"

یہ اُن کا دہرائی کرنے کا ں از تھا۔اُستاد کہتے تھے مذاکرہ کیا کرو۔۔کیو یہ علم کی زں گی ہے۔

"یہ آی مجھے روحانی طور پ تو تصور کرنے پ سمجھ آ گئی تھی اسے پ یکٹکلی نہیں سمجھ پ تی تھی۔۔لیکن اب ں قلبیات میں رےڈینسی شروع ہوئی تو پتا کہ۔۔جو ہارٹ پیشنٹ ہوتے ہیں چاں۔۔اِن کا hearing system کمزور ہو جاتا ہے۔۔اللہ کی ہر بت میں

لاچک ہوتی ہے۔۔بس اُسے ہم ہی نہیں ڈھونڈ پاتے۔۔۔اور دل اور کان کا روحانی اور ذہنی طور پر بھی تعلق ہے۔۔لوگ کان سے کوئی بات سُنتے ہیں اور اُسے دل پر لے لیتے ہیں۔۔۔بظاہر کان دل سے بہت دور ہیں۔لیکن اصل میں وہ دل کے عین اوپر ہیں۔۔"

وہ ٹھہری۔۔خضر اُس کی بات بغور سُن رہا تھا۔۔دُعا نے وقفے کے بعد پھر سے بات کا آغاز کیا۔۔

"اور چاند تم نے نوٹس کیا ہے کبھی۔۔اللہ ہمیشہ یہ کہتے ہیں دل پر مہر کی۔دماغ پر نہیں۔۔ویسے سائنس دماغ کو انسانی جسم کا سینٹر کہتی ہے۔۔لیکن بائیو ریسرچ سے یہ معلوم پڑا ہے۔۔کہ دل کے پاس بھی نیورونز ہوتے ہیں۔۔۔۴۰،۰۰۰ نیورونز۔اور دل دماغ کو میسیج سینڈ کرتا ہے اور دماغ بھی دل کو میسیج سینڈ کرتا ہے۔۔لیکن دل دماغ کی کمانڈ پر فوراً بات نہیں مانتا۔کبھی وہ جلدی بات مان لیتا ہے کبھی دیر سے۔اِس کا مطلب یہ ہے کہ دل کا دماغ ہے۔دل اپنی سوچ رکھتا ہے۔۔دل کا جو دل چاہتا ہے وہ اپنی مرضی سے اپنی سوچ رکھتا ہے۔۔اور اللہ جو کہتے ہیں وہ سچ کہتے ہیں۔۔یہ آج مجھے میرے پروفیسر بتا رہے تھے۔۔یہی ہوا ابھی پیٹل میں۔۔"

وہ سانس لینے کے لیے رُکی اور پھر کہنے لگی۔

"پتا ہے چاند میں سوچتی تھی۔۔میں ڈاکٹر بن کر اللہ سے اُس کی کتاب سے دور آ جاؤں گی۔۔اور اکثر میں اُستاد سے بھی کہتی تھی۔۔اُستاد مجھے ڈر لگتا ہے میں اللہ کو بھول جاؤں گی۔۔اور اُستاد کہتے تھے۔۔۔تبلیغ کرنے کا ہرگز یہ مطلب نہیں ہے کہ انسان ہر چیز کا تیاگ کر دے اور ایک گوشہ اپنا کر ہاتھ میں تسبیح پکڑ لے۔۔مومن وہ ہوتا ہے جو ایک ہاتھ میں دنیا اور دوسرے ہاتھ میں دین کو رکھے بیلنس کر کے چلتا ہے۔۔ہر انسان اپنی فیلڈ میں رہ کر دین کی تبلیغ کر سکتا ہے۔۔"

خضر نے اکتفا کرتے اثبات میں سر ہلایا۔۔

"بلکل!"

دُعا نے کافی کا آخری گھونٹ لیا اور پھر اُسے دیکھ کر کہا۔۔

"اب تم کچھ بتاؤ۔۔۔کل کتاب پڑھ رہے تھے کوئی؟ کیا سیکھا؟ کیا جانا کچھ شیئر کرو!"

اب خضر کی باری تھی۔۔اُس نے کنکھیوں سے اُسے دیکھتے پوچھا۔۔

"تتلی کا لفظ قرآن میں کہاں آتا ہے؟"

وہ ذرا چونکی۔۔۔

"تتلی!"

اُس نے اچنبھے سے اُسے دیکھا۔۔وہ ہنوز اُسے کنکھیوں سے دیکھ رہا تھا۔۔

وہ سوچتے ہوئے بڑبڑانے لگی۔۔

"تتلی یعنی عربی میں فراش۔۔"

وہ چند آیتیں دہرانے لگیں۔۔۔دہراتے دہراتے وہ ایک آیت پر رُکی۔

"جس دن ہوں لوگ جیسے تتلی کی طرح بکھرے ہوئے۔" سور? القارعة

وہ جھٹ سے بولی۔۔

"سورہ القارعة۔۔"

خضر نے اثبات میں سر ہلایا۔۔

"صحیح جواب۔۔" یہ کہتے اُس نے اُسے دیکھا۔۔

"تمہیں تتلی کا نام سُن کر کیسا لگتا ہے دُعا؟"

تتلی کا نام سُن کر اُس کے چہرے کی جوت جھلملائی۔۔

"بہت خوبصورت ۔۔ بہت اچھا ۔۔ پھولوں کی مہک ۔۔ ٹھنڈی ہوا ۔ تتلی کا ۔ م سُن کر ۔ کچھ بہت اچھا لگتا ہے ۔"

وہ ذرا مسکرا کر اُس کے قری ۔ ذرا جھکتے بولا ۔۔

" الل ? نے اِس لفظ کو قیامت کا منظر بیان کرنے کے لیے استعمال کیا ہے ۔۔"

لبوں سے مسکراہٹ سمٹ گئی ۔۔ اُس نے ذرا چو چو ا ۔ از میں اُسے دیکھا ۔ اتنی گہرائی میں تو وہ گئی ہی نہیں تھی ۔۔ وہ اُستاد کا Arabic Linguistics کا بہترین اسٹوڈ ۔ ٹ تھا ۔ اور یہ ۔ ت وہ ہر مرتبہ ۔ ۔ کرت آ ۔ تھا ۔ اُس نے ا ۔ گہری سانس لی ۔۔

"بعض چیزیں کتنی خو لگتی ہیں ۔ ہمیں ۔۔ ہم اُس کے شر سے ۔ واقف ہوتے ہیں ۔۔ کتنی لڑکیاں کتنے لڑکے اپنی ٹوٹی منگنیوں اپنے ٹوٹے رشتوں کا ۔ عمر سوگ مناتے ہیں ۔۔ کسی ا ۔ چاہنے والے کو کھو دیتے ہیں تو لمحے بھر میں وہ خوش ز ۔ گی اُنہیں ۔ لگنے لگتی ہے ۔۔ تتلی کتنی خوبصورت ہوتی ہے ۔۔ پھول اُس کا آنگن ہوتے ہیں ۔۔ بہار اُس کی سکھیاں ۔۔۔ ہم اکثر چھوٹی لڑکیوں کو بھی تتلی سے تشبیہ دیتے ہیں ۔۔ کون سوچ سکتا تھا کہ الل ? ا نوں کی روزِ قیامت کی حا ۔ کو تتلی سے تشبیہ دے گا ۔۔ اِسی طرح بظاہر پ ۔ ھا جائے تو سور ? الکو ۔ کتنی خوبصورت مسرت بخش اور چھوٹی سی سور ? ہے ۔۔ الل ? اُس سور ? میں نبی کریم صلی الل ? علیہ وسلم کو آب کو ۔ کی ۔ رت دیتے ہیں ۔۔ کسے پتا ۔۔ یہ سور ? کِن حالات میں ۔ زل ہوئی تھی ۔۔ ہمیں ۔ ۔ کبھی عجلت ہوتی ہے تو ہم کیسے فٹافٹ اُس سور ? کو پ ۔ ھ کر اپنی ز ختم کرتے ہیں ۔۔ کسے ا ۔ ازہ ہے وہ تین آیتیں نبی کریم صلی الل ? علیہ وسلم کو کتنا ۔ پنے کے بعد ملی تھیں ۔۔ ۔ نبی کریم صلی الل ? علیہ وسلم کے صا ادے کا وصال ہوا تھا ۔ ۔ ۔ وہ اپنے حجرے میں غمزدہ بیٹھے تھے ۔۔ اور ۔ ا ۔ والے حجرے سے ابولہب نکل کر سیٹیاں ۔ لیاں بجاتے

جھوم جھوم کر کہہ رہا تھا۔۔بترہ محمد بترہ محمد۔۔محمد کا کوئی والی وارث نہیں محمد کا کوئی والی وارث نہیں۔کتنی تکلیف ہوتی ہوگی دُعا. اپنا ہی خون خون کے چھوڑ جانے پ جشن منائے۔۔اُس جگہ کوئی اور ہوت تو دل کبھی ڈُ ت وہ اُن کا سگھا چچا تھا وہ چچا جو کبھی اُن پ جان چھڑ کتا تھا۔۔یہ وہی سورۃ ہے جسے . مکہ کے مشرکین کے شاعروں کو سنایَ ی تو اُنہوں نے کہا تھا۔۔ماھذا قول ا (یہ کسی بشر کا قول نہیں۔) چیزیں جتنی سہل لگتی ہیں وہ اُتنی ہوتی نہیں۔۔ہر کامیابی کے پیچھے انگاروں پ چلے آبلہ پیروں کا سفر ہوت ہے۔۔قسمت . لنے کے لیے بہت جلنا پڑ ت ہے۔۔پھر جا کر یہ فلاح ملتی ہے۔۔"

دور سے کوئی اُنہیں دیکھتا تو اُن کی قسمت پ رشک کرت تھا۔۔اور کرت بھی کیوں۔۔ اکا کیا . کچھ تھا اُن کے پ س۔۔ کاش کوئی اُن کی فلاح کو دیکھنے سے پہلے اُن کا زوال بھی دیکھتا کہ وہ کیسے اِس سفر پ چلے تھے۔۔ . کے چلے تھے جواب منزل کے قری . پہنچے تھے۔۔۔

. ت کا رُخ . لتے دُعا نے ہرنی آنکھوں سے اُسے دیکھا۔۔پلکیں جھپکیں۔۔

"تم نے کل میرے ساتھ بہت غلط کیا تھا۔۔"

خضر نے کافی کا گھون ٹ لیا۔۔

"تم نے بھی کل میرا پ وَ ام نہیں دیکھا تھا!"

دُعا جھٹ سے بولی۔۔

"دیکھ لیا تھا بعد میں۔۔"

خضر بے ا از میں بولا۔

"تم جھوٹ بولتی ہو۔۔"

دُعا نے ایک گہری سانس لی۔۔۔

" کہہ رہی ہوں۔ دیکھا تھا۔۔گلابی نمک کی بات کی تھی تم نے۔۔اور کہا تھا یورپ میں بھارت اِس نمک کو تین گنا مہنگا کر کے بیچ رہا ہے اور بات کی بھی۔۔۔بات کی بے شک ہمارا۔ادراں ملک ہے لیکن ہمیں پیکیجنگ کے لیے بھی نمک کو خود تیار کرنا چاہیے بجائے کسی سے تیار کروانے کے۔۔اور یہ بات کی کی پیکیجنگ تم نے saveco میں دیکھی تھی۔۔اور۔ تم نے پروڈکٹ پائی پاکستان پڑھا تو تمہیں بہت افسوس ہوا تھا۔۔"

خضر نے چہرہ سپاٹ رکھے اُسے دیکھا اور بھوں کھڑا کیا۔۔

" تم نے دیکھا تھا؟ تم تو دیکھنا نہیں چاہتی تھی۔۔پھر کیسے دیکھ لیا؟ لاجک میں بات نہیں آئی۔۔دُعا نے آنکھوں میں مسکراہٹ سموئے چہرہ اُس کے قریب کیا۔۔

خضر پیچیدگی بھری نگاہوں سے اُسے دیکھ رہا تھا۔۔

" دل کی ڈاکٹر ہوں۔۔دل میں ہی آتی ہوں۔۔لاجکس میں نہیں۔۔"

خضر کو ہنسی آئی اُس نے خود کو ضبط رکھا۔۔۔

" رات کو تم نے مجھے بہت غلط باتیں کہی تھیں۔۔"

دُعا کو یاد آنے لگا۔۔پلنگ پر وہ دوسری جانب رخ کیے لیٹی او بول رہی تھی۔۔

" روز تمہاری شکل دیکھنا پڑتی ہے۔۔بس نہیں چل رہا میرا ورنہ تمہارا چہرہ نہ دیکھوں۔۔"

دُعا شرمندہ ہوئی۔۔

" یار غصہ آگیا تھا۔"

خضر نے رُخ پھیر لیا۔۔

" تم نے صبح مجھے ناشتہ بھی بنا کر نہیں دیا۔۔اور ابھی بھی تم نے مجھے کافی نہیں پوچھی۔۔اور تم بنا

بتائے چھت پ آ گئی!"

خضر کے شکووں کی لسٹ کھلتی جا رہی تھی۔ اور دُعا خاموشی سے اُنہیں سُنتی جا رہی تھی۔۔ غلطی دونوں کرتے تھے دُعا غصے میں کچھ ایسا کہہ دیتی تھی کہ پھر سارا ملبہ اُسی پ جا ی کرت تھا۔۔

☆.....☆.....☆

ہری لی بھرے سرسبز لان میں جھاڑیوں پ غنچے کی ما کھلے شوخ گلابی ر Fuchsia کے plant چمچما رہے تھے۔۔ خضر ہر کرسی پ بیٹھا مالی کو دور سے اُنہیں پ نی دیتے دیکھ رہا تھا۔ ا کرسی پ قمر بیٹھا دن گھما گھما کر خضر کے گھر کا جا ہ لے رہا تھا۔ خضر نے دن موڑ کر وقاص کو دیکھا۔ عقب سے غلام جان چائے اور کی ٹ ے پکڑے چلی آئی۔۔

اُس نے جھک کر ٹ ے میز پ رکھی۔۔ خضر نے اُسے دیکھتے تشکرا از میں کہا۔

"شکریہ غلام جان!"

جواباً وہ خضر کو دیکھ کر مسکرا پ ی اور جانے کے لئے پلٹی۔۔ خضر اب قمر کی جا متوجہ ہوا۔۔

"جی قمر میاں۔۔۔ پنجاب سے سندھ کا سفر کیسا را اور یہاں کیسے آ ہوا؟"

قمر نے تبسم سے اُسے دیکھا۔۔

"وہ بھائی!!" وہ اب بھی ب ت کرتے کم سن بچوں کی طرح شرما ی کرت تھا۔۔

اُس نے ب ل کھجائے۔۔

"وہ آپ کو بہت مس کر رہا تھا!"

خضر چائے دان سے پ میں چائے نکالنے لگا۔۔

"چینی نہیں پوچھوں گا۔۔۔"

قمر کے لبوں پ پھیلی مسکراہٹ سمٹنے لگی۔۔

"نہ آپ کو کبھی بھی ہمارا کیپٹن یا کوچ نہ بنائے۔۔"

خضر کرب سے ہنسا۔۔

"ہاہا۔۔اب یہ ویسے بھی ممکن نہیں!" قمر کو برا لگا تھا۔۔

"ایسے تو مت کہیں۔اگلے مہینے آپ واپسی کر رہے ہیں نہ!"

خضر نے چائے کا کپ اُس کے سامنے رکھا اور اُسے دیکھ کر سادگی سے بولا۔۔

"بلکل کر رہا ہوں!"

قمر نے جھٹ سے پوچھا۔۔

"تو پھر ایسا کیوں کہا؟"

خضر نے بات بدل لی۔۔

"ارے چھوڑو نہ۔۔چائے سے لطف اُٹھاؤ!" یہ کہتے وہ اپنے کپ میں چائے نکالنے لگا۔۔چائے کی شاد کر دینے والی خوشبو سیدھی اُسے اندر تک محسوس ہو رہی تھی۔ کپ میں جھاگ جمع ہونے لگی۔۔ کپ بھر کر خضر نے چائے دان رکھا۔قمر نے چائے کی چسکی لی۔۔خضر نے کپ اُٹھایا اور اُس نے ایک گہری سانس لی۔۔

"تمہیں اِس چیز سے کوئی فرق نہیں پڑنا چاہیے تم کل کیا تھے۔۔"

قمر ٹھہر گیا۔۔

"فرق پڑنا چاہیے تو صرف اِس بات سے کہ تم آج کیا ہو۔۔تمہیں کسی سے اپنا مقابلہ نہیں کرنا۔۔کیونکہ تم کسی سے کم نہیں ہو۔۔"

قمر نے لب کھولے۔۔

"بھائی!"

خضر نے اُسے انگلی دکھائی۔۔

"مجھے پتا ہے۔۔مجھے . پتا ہے۔۔" قمر نے . بند کیے۔۔

"جا ہوں پیچھے سے کیا ہوا۔۔"

اُس نے چائے کی چسکی لی اور پھر اُسے دیکھتے کہنے لگا۔۔

" کوئی بھی زیدہ دیت مکھوٹ نہیں پہن سکتا۔۔ ہرا ن یہی سوچتا ہے۔۔کیا میں اُس سے بہتر کرسکتا ہوں؟ کیا میں کسی سے بہتر کرسکتا ہوں۔۔کسی کو ہرا دینے کی آڑ میں کامیابی نہیں ملتی۔۔کامیابی اپنے ٹیلنٹ کو پلش کر کے ملتی ہے۔۔. تم کسی کی کر تہو۔۔۔. تمہیں کسی کی کرنی چاہیے۔۔. تمہیں دوسروں کی طرح گمان کرنہ چاہیے. دوسروں کی میں خواب دیکھنے چاہیں۔۔جسٹ بی یور سیلف۔۔د اَ ای رَ میں کھوگئ تو ہر کوئی اپنی پہچان کھودے گا اور جا ہو . سیز یدہ اذیت رساں کیا ہوتا ہے؟ اپنی پہچان کھودینا۔۔۔"

قمر نے اثبات میں سر ہلایا۔۔

"جی!"

اور وہ چائے پینے لگا۔۔خضر نے پ لبوں سے لگا کر قمر کو دیکھتے گھونٹ لیا۔۔اور پھر پ ہٹانے لگا۔

"میرے لیے پریشان مت ہو۔۔۔"

قمر نے فی الفور اُسے دیکھا۔۔

اللہ کےنزانے بہت وسیع ہیں۔۔"

قمر کی اُس کی . توں پ فوری توجہ اُسے بتاتی تھی کہ وہ اُس کی کتنی عزت کیا کرتا تھا۔۔

"جس اللہ نے مجھے اتنا دیا ہے آگے بھی وہی دے گا۔۔یہ جو آج میں . انٹ ڈ اشیاہ یت ہوں

اور اُنہیں دیکھتا ہوں تو سوچتا ہوں۔۔وہ بھی ای دن تھا۔ اِن۔ینڈز کے م میری ز گی میں صرف ٹی۔وی اسکرین کی حدت محدود رہا کرتے تھے۔۔"

خضر نے پلیٹ سے بسکٹ چھڑ کا کر اُٹھای۔۔

"تم نے کائی زن فلسفے کے متعلق سُنا ہے؟"

قمر سامنے پ ر ت جھکا۔

"نہیں بھائی میں نے نہیں سُنا!"

وہ سیدھا بیٹھا۔۔

خضر نے ای گہری سانس لی اور کہنے لگا۔۔

"کائی زن جاپ نی ز ن کا لفظ ہے۔۔کائی یعنی تبد اور زن یعنی اچھی۔۔کائی زن یعنی اچھی تبد ۔اور کائی زن فلسفہ جاپ نی فلسفہ ہے۔۔یہ فلسفہ ہمیں ہماری ز گی میں اچھی تبد لا سکھا ہے۔۔اِس فلسفے کا پہلا پوائنٹ ہے۔۔معلوم کر کہ تمہارا وقت اور تمہاری طاقت کہاں ضائع ہوتی ہے۔۔دوسرا پوائنٹ۔۔کیا کام کر کے تمہیں مثبتیت احساس ہو ہے۔۔"

وہ رُکا اب اُس نے قمر کو پوری توجہ سے دیکھا۔۔۔

"اِس فلسفے کو اپنے پلے سے ھ لو۔۔کبھی ز گی میں پچھتانے کا موقع نہیں ملے گا!!"

☆.....☆.....☆

دبئ کے معروف ہوٹل ر میں گیت کی آواز گونج رہی تھیں۔۔وہ ای طرف بیٹھا تھا۔۔چہرے پ داڑھی۔۔ماتھے پ تے نوک دار ل۔۔خضر آنکھوں میں سنگینی اور سنجیدگی۔۔۔ بھی متا سے پلکوں کو جنبش دیتا تو مزی پ کشش لگتا۔۔سفید شرٹ اور جینز میں ملبوس۔۔شرٹ کی آستینیں کلائیوں سے اوپ کہنیوں سے ذرا آگے مُڑی تھیں جس زوؤں سے نسیں

واضح طور پ دکھ رہی تھیں۔۔وہاں تنہا بیٹھا وہ بلا کا مخدوش لگ رہا تھا۔۔یوں وہ ایسی جگہوں پ آ نہیں تھا۔۔ ٹیم کے پ زور اصرار پ آ یا تھا۔۔کوئی پ رٹی چل رہی تھی۔۔بہت سی ۔ مور ہستیاں اور جانی مانی اداکارا بھی وہاں موجود تھیں۔۔ایسی جگہوں پ آ کر کسی چیز کو پ ۔ سے وہ یز کرتا تھا۔۔کپتان نے احتیاط ۔ تنے کا آرڈر دیا تھا۔۔

وقعتاً فو وقعتاً کچھ ساتھی اُس کے پ س آتے اور اُسے دیکھ جاتے۔۔اور وہ مسکرا کر بس یہ کہہ دیتا۔۔

"میں ٹھیک ہوں۔۔"

سامنے کھڑے کھلاڑیوں کے ہجوم سے ای اداکارہ نے مُڑ کر اُسے دیکھا۔۔خضر کو خود پ کسی کی یں محسوس ہو تو اُس نے سامنے دیکھا۔سامنے کھڑے کھلاڑی مسکرا کر اُسے دیکھتے کچھ کہہ رہے تھے۔خضر نے رُخ پھیرتے مسکراہٹ د ئی۔۔

"یہ لوگ ۔!!"

یقیناً وہ کوئی پ ا ۔ کرنے والے تھے۔۔۔

تھوڑی دی ری تو وہ اداکارہ اُس کی جا ۔ چلی آئی۔۔ہوتے ہیں کچھ لوگ جو اِس ۔ ت کو اپنی بخت آوری سمجھا کرتے تھے ۔ ۔ وہ کسی مایہ نگری سے تعلق ر ۔ والی اپسراؤں سے کرتے تھے۔۔اور ۔ وہ اُسے سراہتیں۔۔۔تو وہ ایسی ۔ توں پ فخر نہیں کیا کرتا تھا۔۔۔

" کیسے ہیں آپ؟" اُس نے اُس کے قری ۔ آ کر ۔ ی خوش گواری سے پوچھا تھا۔۔

جواباً اُس نے دن موڑ کر اپنے ساتھیوں کو دیکھتے ہموار سے لہجے میں کہہ دی۔۔

"میں ٹھیک ہوں۔"

پھر اُس نے یں موڑ کر اُسے دیکھا۔

"آپ بتا ؟"

کوشش تھی مختصر بت کر کے ٰ احافظ کہہ دے۔۔ طوا ت بڑھ رہی تھی۔۔

" کسی دن پلان بناتے ہیں۔۔ ہینگ آؤٹ کرتے ہیں؟ آئی رئیلی لائ یو خضر!"

بس اب یہاں فُل اسٹاپ لگانے کا وقت آ یا تھا۔۔اُس نے سر جھٹکے اي گہری سانس لی اور بڑی سنجیدگی سے اُسے دیکھتے اپنی ازلی سادگی بھرے اٰ از میں کہا۔۔

"Madam I'm a one woman man!"

"ہاں؟"وہ بھونچکا گئی۔۔

گٰ رتے وقت کے ساتھ اُس کی شخصیت نکھرتی جارہی تھی۔۔۔خضر آنکھوں اورا ٰ ازِ گفتگو میں کشش بڑھتی جارہی تھی۔۔۔شادی شدہ ہونے کے ب وجود ڈھیروں مداح لڑکیاں اُس کے پیچھے تھیں۔۔۔اوراُستاد کی ہدا یت اُس کے ساتھ تھی۔۔

"اللہ اپنی کتاب میں بتاتے ہیں۔۔حضرت یوسف نے مصری عورتوں سے ت کی دُعا کی تھی۔۔'میرے رب! قید خانہ مجھے اس سے زیدہ پسند ہے جو وہ مجھے دعوت دے رہی ہیں اور اگَ تو نے ان کا فریب مجھ سے نہ ہٹا یا تو میں ان کی جاٰ ب مائل ہو جاؤں گا۔۔۔'نیک سے نیک ا ن بھی شہوت کے جال میں پھنس سکتا ہے۔۔کیو اللہ نے مرد کی نفسیات میں اِس چیز کو کمزور بنا یا ہے۔اور یہی اي مرد کی آزمائش ہے۔۔۔کہ اُسے حرام شہوت سے کیسے بچنا ہے۔۔حضرت یوسف علیہ السلام کنوارے تھے۔۔جس عورت نے اُنہیں زٰ کی دعوت دی تھی وہ عورت امیر تھی طاقت میں تھی اور حسن والی تھی۔۔آپ وہاں پ ا ن تھے۔۔۔سات دروازوں کے پیچھے محفوظ تھے۔۔۔ہر چیز حرام فعل کے حق میں تھی۔ اي جملہ اور اي احساس ہر ب ی سے ا ن کو روک سکتا ہے۔اور وہ ہے میرا اللہ البصیر ہے اور وہ ب کچھ دیکھ رہا

ہے۔۔۔۔"

اُس نے ذرا مسکرا کرتے ۔ کا اب جا کر اپنی مائل کرتی پ کشش یں اُس پ ڈالیں۔۔

"میں اُن محبتوں کا قائل نہیں جنہیں کوئی ۔م نہ دی جا سکے۔میں نے اپنی ز۔ گی میں صرف ای ہی لڑکی کے ساتھ ہینگ آؤٹ کیا ہے۔۔اور اب بھی اُسی کے ساتھ کر۔ پسند کرتا ہوں۔۔"

مختصر ۔ت کی۔۔۔کوشش تھی تلخ جملوں کا مبادلہ۔ ہو۔۔اِس لیے بلا واسطہ ا۔ از میں انکار کر دی۔۔اُس کے ساتھی قہقہے لگا کر ہنس پڑے۔۔اُس اداکارہ نیمسکراتے ہوئے معذرت کی۔

" آئی ایم ریئلی سوری!"

کانوں میں مسلسل گیت کی آواز سنائی دے رہی تھی۔۔

خضر نے سادگی سے میں سر ہلای۔۔

" کوئی ۔ت نہیں!"

اداکارہ نے اُس کے ساتھیوں کو اُس کی جا۔ انگوٹھے سے اشارہ کیا۔۔

"لڑکا پکا ہے!"

وہ اداکارہ جا چکی تھی۔

اب اُس نے کلائی پ بندھی گھڑی پ وقت دیکھا۔۔

"خضر!" اُس کی ۔ا۔ والی ۔ری ٹ پ اُس کا ای ساتھی بیٹھا۔

" تم تو خاصے بور ہو گئے؟"

اُس نے ذرا محظوظ ہوتے پوچھا تھا۔۔

اُس نے ذرا مسکرا کر دھیرے سے سر ہلای۔۔

"ہاں۔۔"

پھر اُس نے سر اُٹھا کر بےبسی سے اُسے دیکھا۔۔

"بس تم لوگوں کا دل ر ٠ آ یہ ہوں۔۔"

"بڑا شکریہ!!" وہ خفگی سے بولا تھا۔۔وہ اُٹھ کر گیا تو پھر ایک اور ساتھی آبیٹھا۔۔وہ چوکنا ہوئے دا . دیکھ رہا تھا۔۔خضر کو اُس کے چہرے کے اُڑے اُڑے تاثرات دیکھ کر کچھ گڑبڑ لگی۔۔ . کا وہ وہاں بیٹھا تھا اُسے دھڑکا لگا ہوا تھا۔۔

"عمیر؟" اُس نے ذرا سنجیدگی سے اُسے دیکھتے پکارا۔۔وہ ذرا چونکا۔۔

"کچھ پرابلم ہے؟"

چہرے کے رنگ مزید اُڑ گئے۔۔اُس نے بمشکل خود کو کمپوز کرتے آہستگی سے کہا۔۔

"ایک ڈیل ہے۔۔تم سے بات کرنی تھی۔۔"

خضر کا دماغ بھک سے اُڑا تھا۔۔اُس نے زور سے مُٹھیاں بھینچ لیں۔۔آج کل وہ اُس کے ساتھ اپنی خوب بنانے میں لگا تھا۔۔اُسے سمجھ نہیں آ رہا تھا کہ کیوں۔ پھر اُسے لگا کہ شاید وہ زیادہ سوچ رہا ہے۔۔ دُعا کہتی تھی اپنی چھٹی حس کو کبھی ا٠ از نہیں کرتے۔۔ وہ اُسے ا٠ از کر رہا تھا۔۔

وہ اپنی بات کہتا جا رہا تھا۔۔غصے کے مارے خضر کے اعصاب شل ہو رہے تھے۔۔

اختتام پر اُس نے کہا۔۔

"تو تم کام کرو گے ہمارے ساتھ؟ دیکھو یہ پارٹی بات کرنے کا بہترین موقع ہے کسی کو شک نہیں ہوگا۔۔بتاؤ کرو گے تم کام ہمارے ساتھ؟"

تبھی ڈانس فلور پر قمر کھڑا مائیک میں اعلان کرنے لگا۔۔

"ہیلو ہیلو لیڈیز اینڈ جینٹل مین!"

وہ محتاط نگاہوں سے اُسے دیکھتے تیزی سے پوچھ رہا تھا۔۔۔

"ابھی ایڈوانس مل سکتا ہے۔۔"

قمر کو . دیکھتے ہنس رہے تھے۔فضا میں شادمانی تھی۔

"میں آج بہت خوش ہوں کیو میرے خضر بھیا ٹیم میں واپس آ چکے ہیں!"

خضر نے اپنے احساسات اور . ت کو ضبط کرتے ہو ٹ گول کر کے سانس . ہر خارج کی۔۔

"دیکھو کسی کو شک بھی نہیں ہوگا۔"

قمر اُسے دیکھتے کہہ رہا تھا۔۔

"میری دُعا ہے آپ یونہی ت قی کرتے رہیں اور پھلتے پھولتے رہیں۔۔"

"تم ریسٹ سے واپس آئے ہو۔۔"

خضر اپنا دھیان دونوں جا . مر کیے ہوئے تھا۔۔

"میری ویل وشیز ہمیشہ آپ کے ساتھ ہیں۔"

خضر کی آنکھوں میں سرخی پھیلنے لگی۔

"پھر تم کرو گے کام!"

خضر بے دھڑک میکا ا ازمیں اُس کی جا . مُڑا اور بولا۔۔

"شاہین کوؤں کے ساتھ نہیں اُڑتے۔۔"

اور اِس جملے پ اُس کی ٹ نگیں لرز کر رہ گئیں۔۔۔

وہ ا ادا سے مسکرا یا اور اُس نے گال پ ھا پ ھا کر . افسوس اُسے دیکھا۔۔۔

"میرے پ س ثبوت نہیں تمہارے خلاف۔۔نہیں تو میں تمہارا وہ حال کروں کہ ساری د دیکھے۔۔شور مچا کر یہاں لوگوں کو بتانے کا کوئی فا ہ نہیں۔۔کیو تم . ت سے پلٹ جاؤ

گے۔۔یہ تمہاری غلط فہمی ہے کہ ای   سال کا نقصان مجھے ۔ دل بنا چکا ہے۔۔۔میری بیماری نے مجھے بہت مضبوط کیا ہے۔اور یہ میری ایما اری ہے جس نے مجھے ای   سال کے وقفے کے بعد بھی عوام کی   میں محبوب رکھا ہے۔۔یہ میری ایما اری ہے جس سے میرا اللہ محبت کرتا ہے۔یہ وہ ایما اری ہے جس سے میں اللہ کے سامنے پہچا جاؤں گا۔۔۔اور تم گمان کرتے ہو میں اپنی پہچان   ڈوں؟اَ مجھ میں سے میری ایما اری نکال دو تو یہ کھیل میری   وں میں محض جوئے کے سوا کچھ نہیں۔۔یہ میرا ایمان ہے یہ میرا ضمیر ہے۔۔۔کیا تمہارا کوئی ضمیر ہے؟"

وہ حواس ختگی سے ی   اُسے دیکھ رہا تھا۔۔خضر سانس ی   کے لیے رُکا۔۔

"مجھ سے مت ڈرو۔۔اللہ سے ڈرو۔۔اور چھوڑ دو یہ کام۔۔کیو   ۔۔جو اللہ سے ڈرتا ہے وہ اُس کے لیے روزی کی راہ نکال دیتا ہے جہاں سے اُسے خیال بھی نہیں ہوتا۔۔"

اب مزی وہاں ٹھہر و ل جان تھا۔۔وہ مزی کچھ کہے ر چیئر سے اُٹھا اور تیزی سے ڑے ڑے ڈگ بھر کر ہر   لگا۔۔ ہر   اُسے ماضی کی ای   ت ی د آرہی تھی۔۔۔وہ اُستاد کے ساتھ کلاس روم میں تنہا بیٹھا تھا۔۔۔اُستاد اُسے ہدای کر رہے تھے۔۔

"ہر دور میں سامری ہوتی ہے۔۔ہاں وہی سامری کی سامری جس نے بنی اسرا   کے رہ قبیلوں کو ورغلا دی تھا۔۔"اُس نے اچنبھے سے اُنہیں دیکھتے کہا۔۔

"کیا مطلب اُستاد؟"

وہ سر جھٹک کر ذرا مسکراتے بولے۔۔

"   وقت آئے گا سمجھ جاؤ گے۔۔"

"اور میں آج سمجھ ی اُستاد!"وہ کرب سے یہ کہتا ر سے ہر نکل آی ۔۔۔

"َ رہ میں سے سامری نے ای کو ورغلا دی اُستاد!"

☆.....☆.....☆

ڈاکٹر زووں پہ کالی پٹیاں باندھے اسپتال کے باہر گشت کر رہے تھے۔۔۔

دُعا تھک ہار کر کرسی پہ ای طرف بیٹھی تھی۔۔ ہر روز ای مسئلہ ہر روز نئے مسائل اُن کے لئے تیار رہتے تھے۔۔۔کوئی دور دراز سے مریض آتے تو وہ وہیں بٹھا کر اُس کا پی اپ کر دیتے۔۔ایمرجنسی کو اُنہوں نے بند نہیں کیا تھا۔۔ایمرجنسی کیس آتے تو کچھ ڈاکٹر فوراً مریض کو وہاں لے جاتے۔۔۔پچھلے سات مہینے سے ہاؤس آفیسروں اور پی۔جیز کو اُن کی تنخوا نہیں ملی تھیں۔۔۔اِس کے علاوہ میڈ کے طلباء کو چند سفارشی ٹٹوؤں کی وجہ سے ہوسٹل سے نکال دی َ ی تھا۔۔۔صحافی صحافت کے نام پہ باہر کھڑے ڈاکٹروں پہ کیچڑ اُچھال رہے تھے۔۔

دُعا افسوس سے صحافیوں کو دیکھ رہی تھی۔۔۔دل میں ای کسک اُٹھی۔۔

"ہم کتنے خاص ہو جا ۔۔کسی بھی کسی کے لیے عام ہی رہتے ہیں!"

وقفے وقفے سے خضر کا خیال اُس کے ذہن میں آ رہا تھا۔

" کیسا ہو گا؟ اتنے ٹ ئم بعد َ ی ہے۔۔"

دماغ میں قلبیات۔۔دل میں خضر۔۔اور وہ دل کی ڈاکٹر تھی۔۔

صحافیوں سے پرے وہ زمین پہ َ تے اپنے سائے کو سیاہ چشمے سے دیکھ رہی تھی۔۔۔

کبھی کبھی دل چاہتا تھا سب چھوڑ کر یہاں سے چلی جائے اور اپنی پریکٹس کسی بیرون ملک میں شروع کرے۔۔ وہ بزدل نہیں تھی۔جو پیٹھ دکھا کر بھاگ جاتی۔۔۔وہ لڑ رہی تھی۔وہ ہر روز ٹوٹ رہی تھی۔۔خضر کو اپنے مسئلے بتانے سے ڈرتی تھی۔۔۔خضر بات کو سمجھتا تھا۔ سمجھ کر بھی نہیں سمجھتا تھا۔بعض مسئلے ہمارے خود کے ہوتے ہیں۔صرف ہمارے۔۔اسپتال کے مسائل

بھی دُعا کے تھے۔۔صرف دُعا کے۔۔۔

☆.....☆.....☆

سڈنی ہار. ج پ ڈرتی ڈرتی سورج کی کر داخل ہو رہی تھیں۔۔خضر پینٹ کی جیبوں میں ہاتھ پھنسائے اپنے ساتھ ا معروف آسٹریلین کھلاڑی کے ساتھ مٹر گشتی کر رہا تھا۔۔۔وہ جینز پ سفید ٹی۔شرٹ میں ملبوس تھا جس پ سیاہ سرخ حروفوں میں لکھا تھا۔۔

"My Wife can fix my heart, Cause she's a Cardiologist!"

َ رتا ہوا ہر شخص اُسے دیکھ کر ہنس رہا تھا۔۔۔دُعا نے خصوصاً اُس کی سالگرہ پ اُسے یہ customize ٹی۔شرٹ بنوا کر دی تھی۔۔

"جورڈن !" خضر نے دھوپ میں آنکھیں سکیڑتے اُسے دیکھا اور شرٹ کے گلے سے چشمہ نکالا۔۔

"تم یہ بتاؤ۔۔۔تم آنے والی تنقید کو کیسے سنبھالتے ہو؟"

وہ چشمہ لگاتے آگے ڑھا۔۔ساتھ چلتا آدمی سوچنے کے لئے رُکا۔۔آنکھوں کے قر جھریں پڑیں۔۔

"امم۔۔میں خاضر۔۔"

آج ت بیرون ممالک کے کھلاڑی اُس کا م صحیح طرح نہیں لے پ تے تھے۔۔وہ اُنہیں بتا بتا کر تھک چکا تھا۔۔۔اِس لیے اب وہ اُن کی اصلاح بھی نہیں کر تا تھا۔۔

"میں تنقید کو ا از نہیں کر ۔۔میں اُس کو قابض کر ہوں۔۔میں اُس کو قابو میں رکھنا جا ہوں۔۔اِس لیے مجھے تنقید تکلیف نہیں دیتی۔۔"

جورڈن ا دہریہ تھا۔۔ وہ اِ پسند تھا۔۔اور خضر کو اُس کی یہ ا نیکی بہت پسند

تھی۔۔۔خضر اُس سے دین کی گفتگو نہیں کرت تھا۔۔۔کیو جورڈن اُس کی ہر ۔ت کو سائنس سے جوڑت تھا۔۔۔پچھلے دنوں ۔ اُس کی جورڈن سے اِس موضوع پ بحث ہوئی تھی وہ تیاری میں نہیں تھا۔۔ آج گمان ہوت تھا وہ تیاری کے ساتھ آ ی تھا۔۔

"جورڈن!!!" خضر نے کچھ سوچتے کہا تھا۔۔جورڈن اُس کی جا ۔ متوجہ ہوا۔

"تم نے کہا تھا ڈ کی ہر چیز میں منطق ہے۔سائنس والی منطق۔ ۔۔جورڈن۔" خضر نے اُسے چہرے کے زاویے چینج کرتے دیکھا۔۔

"سائنس صرف یہ ث ۔ ت کرتی ہے کہ چیزیں کیوں ہو رہی ہے۔۔کیسے ہوئی ہیں۔۔سائنس یہ ث ۔ ت کرتی ہے کہ کسی قانون ی کسی جا ا ر چیز کے ساتھ کوئی معاملہ ہے۔۔تو وہ ایسا کیوں ہے؟ اور ہو رہا ہے۔۔ سائنس اس کا یہ مطلب تو نہیں دیتی کہ ایسا کوئی کر نہیں رہا!"

جورڈن اُس کی جا ۔ دلچسپی سے گھوما تھا۔

"تمہارا مطلب ہے۔۔کہ ہر م کے پیچھے نے والا کوئی ۔ کوئی شخص ہے۔۔اور سائنس یہ ۔ت ث ۔ ت کرتی ہے۔۔"

خضر نے اثبات میں سر ہلا ی۔۔

"سائنس صرف کیا اور کیوں کا جواب دیتی ہے۔۔۔اب تم ہی کہتے ہو ڈ کی ہر چیز میں کوئی منطق ہے۔۔تو کیا ۔ خود بخود ہو رہا ہے اِس میں کوئی منطق ہے؟"

جورڈن چند لمحوں کے لیے خاموش ہو ی۔۔ ر تے وقت کے ساتھ خضر کے شخصیت غیر مسلمان کھلاڑیوں پ ا ث ا ز ہو رہی تھی۔وہ اُس کی ا ما ت داری اور بالخصوص اُس کے دین کو ساتھ لے کر چلنے والے ا ا ز سے متا ث ہوا کرتے تھے۔۔۔

"تم ایڈم اور ایو کے تصور پ یقین نہیں ر ت۔تم خون اور رشتوں کی اہمیت نہیں سمجھتے۔۔تمہیں

لگتا ہے جانور ا ن . ا. ہیں۔اور تمہارا ماننا ہے اَ جانور ہم جنسیت ر ت ہیں۔۔تو ا ن کیوں نہیں رکھ ت ؟"

وہ ٹھہرا۔۔اور پھر کہنے لگا۔۔

"اَ دیکھا جائے تو تمہاری .ت میں کچھ منطق ملتی ہے۔ اَ ا کے پہلو سے دیکھا جائے تو جوڑدن یہ ا کا طرز ز. گی نہیں۔۔ا ن کے پ س رشتے ہوتے ہیں۔۔جانوروں کے پ س رشتے نہیں ہوتے۔۔۔تم خود ہی کہتے ہو ہر چیز کی منطق ہے۔۔تو کیا تمہیں اِس .ت میں منطق نہیں لگتی۔۔۔کہ ا ی ا ن . . د میں آ ت ہے تو اُس سے ڈھیر سارے رشتے منسلک کیوں ہو جاتے ہیں۔۔"

جہا . . صا . اُس سے کہا کرتے تھے دہریوں سے دور رہا کرو۔۔ اُستاد کہتے تھے۔۔اللہ جیسے میٹھے اور کھارے پ نی کو ملنے نہیں دیتا۔۔ویسے ہی اللہ مومنین کو کفار سے ملنے نہیں دیتا۔۔جورڈن سے مباحثہ کرتے وہ اکثر سوچا کرت تھا۔۔وہ ایسا کیوں کر رہا ہے پھر وہ اُسے دیکھتا تھا۔۔اور سوچتا تھا۔۔

"اللہ کو کون لوگ پسند ہیں؟ وہ جو صا. ہوتے ہیں۔۔وہ جو نیک کام کرتے ہیں۔۔وہ جو ا ف پسند ہوتے ہیں۔۔ایسے لوگ اللہ کو محبوب ہوتے ہیں۔۔اور یہ . عادتیں تو جورڈن میں بھی ہیں۔۔کیا پتا اُس کی یہ نیکی اُسے دین پ لے آئے۔۔"

اُستاد ٹھیک کہتے تھے۔ا ن اپنی فیلڈ میں رہ کر دین کی تبلیغ کر سکتا ہے۔ا ن کسی . کسی طرح اپنے دین کی تبلیغ ضرور کر سکتا ہے۔

☆.....☆.....☆

"اوئے یہ ادرک . !!!"

رضیہ آ غصے سے ئی تھیں۔۔اُن کی گود میں ای نومولود بچہ سو رہا تھا۔قری میں ای چلتے پیر کا ننھا بچہ دوڑ رہا تھا۔۔اور اُن کے عقب میں ای اور بچی کر اُٹھتی اور پھر چلنے لگتی۔۔۔دُعا سامنے صوفے پہ بیٹھی اُن بچوں کو دیکھ کر ہنس پ ڑی تھی۔۔۔

"دیکھتے دیکھتے بچے کتنے . ڑے ہو گئے ہیں!!"

زین اور مریم کو اللہ نے . ٹے کی نعمت سے نوازا تھا۔۔ا پ ت ل کی مصروف روٹین کی وجہ سے وہ اُسے ا پ ت ل دیکھنے نہیں آ سکی تھی اِسی . . اب اُسے الگ سے اُن سے گھر ملنے آ پ ڑا تھا۔۔آنکھوں کے نیچے بے تحاشا حلقے تھے۔۔نیند پوری تو جیسے ہوتی ہی نہیں تھی۔۔۔ٹینشن اسٹریس بلا کی تھی۔۔صبح اُٹھتی تو جسم دُ ت تھا۔۔۔سوتے وقت ہاتھ پیر جلتے تھے۔۔جس . . ٹھیک سے سو نہیں پ تی تھی۔۔۔سر کا درد تو جان نہیں چھوڑ ت تھا۔۔اور اُلٹی اُلٹی بھی ہوا کرتی تھی۔۔۔

. عورتیں اب . ت . ت پ اُس سے پوچھا کرتی تھیں کہ وہ خوش خبری . سنائے گی تو وہ بس مسکرا کر کہتی . اللہ کی مرضی ہو گی۔۔۔ . سے مل کر وہ واپس گھر کے لیے روانہ ہو رہی تھی۔۔گاڑی ٹ یفک میں پھنسی تھی۔۔اُسے گاڑی میں بیٹھے بیٹھے گھٹن ہونے لگی تو اُس نے کھڑکی کھولی۔۔بے اختیار نگاہ سامنے . ئیک پ بیٹھے تین افراد پ مشتمل خا ان پ گئی۔۔دُعا نے کسک سے چہرہ موڑ لیا۔بطن کے نچلے حصے میں اُسے شدی تکلیف محسوس ہوئی تھی۔۔۔ . ڑے ضبط سے اُس نے آنکھیں میچ کر شکم تھام لیا۔۔۔

"تم اُمید سے ہو؟"

از خود خضر کا چہرہ اُسے ید آ ی۔۔۔

دو ماہ قبل . اُس کے ساتھ یہ . ہو شروع ہوا تو پہلا سوال اُس نے اُس سے پوچھا

تھا۔۔ اُس نے مسکرا کر اُس سے کہا۔۔

"یہ Fibromyalgia ہے۔۔ایک ڈس آرڈر ہے۔۔اسٹریس اور نیند پوری نہ ہونے کی وجہ سے!"

خضر چہرہ جیسے یہ سُنتے بُجھ گیا تھا۔۔

"اچھا!" وہ پلنگ پر پڑا تولیہ اُٹھانے لگا۔۔دُعا نے اُس کا اُترا ہوا چہرہ واضح طور پر دیکھا تو بے اختیار بولی۔۔

"میں پھر بھی gyna کے پاس جاؤں گی۔۔"

وہ فوراً سے پلٹا۔۔

" کیوں؟"

اُس نے ایک گہری سانس لی۔۔

"یہ ٹھیک نہیں میرے لیے۔۔"

خضر کچھ سوچتے مُڑ کر آگے بڑھا۔۔

" صحیح صحیح!!"

گاڑی میں بیٹھے دُعا نے ایک لمبی سی سرد آہ بھری آہ لی۔۔۔

"انتہائی کربناک ہوتا ہے۔۔کچھ چاہنا اور اُسے لبوں پر نہ لے کر آنا۔۔۔یہ ایک ایسی اذیت ہے۔۔جو اندر ہی اندر انسان کو کھانے لگتی ہے۔۔۔خصوصاً مجھ جیسی self-obsessed لڑکی کے لیے۔۔"

گھر آئی تو ربیعہ بیگم اُسے ملیں۔۔۔بچوں کا ذکر سُنتیں یا تصویریں دیکھتیں تو کہتیں۔۔

"اللہ میرے چاند کو بھی دے۔۔"

جہاں جاتی وہیں یہ سُننے کو ملتا تھا۔۔اب اُس کا دل دُکھ رہا تھا۔۔وہ اپنی جا سے اِس کو ازکرنے کی کوشش کررہی تھی۔۔۔

غلام جان چائے کی ٹ ے لاتے بولی۔۔

"دُعابی بی آپ نے جیسے کرمپٹ کہے تھے ویسے ہی بنے ہیں۔۔"

(کرمپٹ :کُلچے سے مِلتا جُلتا کیک)

دُعا بیزاری سے اُٹھی۔۔۔

"غلام جان دل نہیں کررہا!"

اور وہ تیزی سے سیڑھیوں کی جا جانے لگی۔۔غلام جان کا حیرت سے منہ کُھلا۔۔ربیعہ بیگم کا سارا دھیان ٹی۔وی اسکرین پ مرکوز تھا۔۔یہ وقت اُن کے من پسند ڈرامے کا تھا۔۔

غلام جان فکرمند ہوتے ورچی خانے کی جا جانے لگی۔۔

"دُعابی بی اور کھانے کو انکار!"

وہ آ وں سے بھری آنکھوں سے او اپنے کمرے میں آئی۔۔اُس نے زور سے کمرے کا دروازہ بند کیا۔۔۔گھر میں تو جیسے دم گھٹ رہا تھا۔۔۔وہ سانس ی کی کوشش کرتے لکنی میں آئی۔۔اُس نے منڈ ی پ ہاتھ رکھے سر جھکا لیا اور دھیرے دھیرے سانس ی کی کوشش کی۔۔۔اُس نے خود کو رمل کر چاہا پر پ ئی۔۔آنکھیں ی لگیں۔۔

"میں کتنی مشکل ز گی ار رہی ہوں!"

وہ منفی ہورہی تھی۔۔

"بتیس بتیس گھنٹے کی ڈیوٹی۔۔۔ رات کو سو ٹھیک سے کھا ۔۔ چا کو وقت دینا گھر کو وقت دینا۔۔او سے خوش خبری سُنانے کی فرمائشیں۔۔۔میں تھک رہی ہوں!" سسکیاں

ہچکیاں بن رہی تھیں۔۔

"میں تھک چکی ہوں۔۔"

ز گی سے تھک چکی تھی وہ۔۔نفسیاتی مسائل اُسے ا ر سے کھا رہے تھے اور وہ اُن سے لڑ رہی تھی۔۔تھکن زمانے اور معاشرے سے اتنی تھی کہ اب تو وہ مزی رونے سے بھی ت لگی تھی۔۔۔شروع شروع میں رو لیتی۔۔تو قرار آ جات۔۔ اب تو رونے سے بھی قرار نہیں آت تھا۔اُس نے اُلٹا ہاتھ پھیر کر گال صاف کیا۔۔بھیگی پلکیں اُٹھیں۔۔۔لان کی سرسبز ہری لی دیکھتے اُس کی آنکھیں چمکیں۔۔

" کتنی خوبصورت ہوتی ہیں وہ کہا ں۔۔جہاں دو چاہنے والے ای دوسرے کو پ ی ت ہیں۔اور ز گی بس یونہی ہنستے کھیلتے رتی ہے۔۔۔ کوئی جاب کا مسئلہ ہوت ہے۔ معاشرے کا زمانے کا!"

وہ ٹھہری۔۔۔اُس نے ای گہری سانس لی اور د کر کھولے۔۔۔

"اللہ لطیف ہے۔۔۔اللہ ا ر ی بین ہے۔۔میرے مسئلے تو وہ جا ہے۔۔وہی کچھ کچھ تو کرے گا میرے لیے۔۔۔"

وہ پلٹی۔۔اُس نے عقب سے دونوں ہاتھوں سے منڈ ی تھام لی۔۔۔

"میرا اللہ وہ ہے جس نے یعقوب علیہ السلام کو اُس کی اولاد سے ا کیا۔۔اور پھر اُسی اولاد کے لاکھوں مصری عوام دورانِ قحط اپنی اولاد کو بچانے میں محفوظ رہی۔۔اللہ سے امد کوئی نہیں۔۔۔پتا نہیں ایسا کیا شر ہے جو وہ مجھ سے اور چا سے دور رکھ رہا ہے۔۔اور میں وہ اور وہ اُسی کی طلب میں لگے ہیں۔۔"

وہ آگے ھی۔۔

تبھی اُسے نیچے سے آواز آئی۔۔

"خاک بچہ ہوگا۔ ہر وقت تو لڑتے رہتے ہیں!"

"ہوہ!!"

دُعا کا حیرت زدگی سے منہ کُھلا۔۔وہ فوراً سے پیچھے ہٹی۔۔وہ اِس آواز کو واضح طور پر پہچان سکتی تھی۔۔خضر کا ڈرائیور اور اُن کا مالی نیچے کھڑے اُن کی غیبت کر رہے تھے۔۔

دُعا کو طیش آیا۔۔

"اور پھر مرد کہتے ہیں عورتیں غیبت کرتی ہیں!!"

خضر کا ڈرائیور بولا۔۔

"ارے نہیں یار مسئلہ پتا ہے آدمی میں ہے!"

دُعا کا شاک کے عالم میں مکمل منہ کھل گیا۔۔۔

"اتنا سخت قسم کا علاج ہوتا ہے کینسر کا۔۔بانجھ بنا دیتا ہے۔۔"

یہ سُنتے مالی کی کوئی انتہا نہ رہی۔

"اچھا؟"

"ہاں غلام جان بتا رہی تھی۔۔بڑی بیگم نے اُسے بتایا تھا۔۔"

دُعا نے ضبط سے مُٹھیاں بھینچ لیں۔۔۔

"تمہیں کس نے بتایا دونوں لڑتے رہتے ہیں؟"

"ارے ہر روز لڑتے ہیں۔۔بات بات پر چونچیں لڑاتے ہیں۔۔"

دُعا کا غصے سے سانس لینا محال تھا۔۔

"ایک دوسرے سے بہت بدتمیزی کرتے ہیں۔۔۔خضر صاحب تو چھوٹی بیگم کے نازیل والوں

کی ذرا عزت نہیں کرتے۔اور چھوٹی بیگم بھی کم نہیں۔۔آئے دن اپنے یل والوں کو شاپ بھر بھر کر خضر صا ب کا لایا ہوا سامان چوری چوری بھیجتی ہیں۔۔"

دُعا نے پیچھے ہو کر کھڑے دیوار تھام لی۔۔۔اب ضبط کرن مشکل ہو رہا تھا۔۔

"اور تمہیں پتا ہے۔۔"دُعا نے پوری توجہ سے بھو اچکا لیں اور کان اُن کی گفتگو پ مر کر لیے۔۔۔

"یہ جو دُعا بی بی ہیں۔۔ اِن کو بھی ہے۔۔"

دُعا کا ہاتھ ی پ پڑ ی۔۔۔

"اللہ اللہ کر کے رشتے داروں سے جان چھڑائی اور اب نوکر ڈ مارنے لگ گئے۔۔"

جہا ی ب صا ب کی آواز گھر میں گو ۔۔

"غلام جان؟ غلام جان؟"

دُعا پلٹ کر کمرے میں آئی۔۔

"اُف ابو بولنے کی بجائے تے کیوں ہیں؟"

"تمہیں اپنا جوڑا پسند آ ی ؟"

دُعا ٹھٹکی۔۔

" ی اللہ!"اُس کا ہاتھ ہوا میں اُٹھا۔۔۔

"جوڑا ابھی تو ی جا ہے۔"

اُس نے ای گہری سانس لی اور غسل خانے کی جا ب جانے لگی۔۔

"اِس ہفتے ولیمہ ہے۔۔اور میں نے کوئی تیاری نہیں کی۔۔۔تیسری مرتبہ جوڑا ی جا رہی ہوں۔۔اب تو ڈ ی ائنرز بھی دیکھ دیکھ کر ہنستی ہیں۔۔اللہ اِس مرتبہ ب خیر سے کر دے!!"

غسل خانے میں داخل ہوئی تو دروازہ بند ہوا۔۔۔

جہانزیب صاحب ولیمے کا ہر کام اپنی نگہداشت میں کروا رہے تھے۔۔ ملازموں کی ذرا ذرا سی غفلت پر اُن کا بس نہیں چلتا تھا نہیں تو وہ اُن کو سرمہ بنا کر رکھ دیتے۔۔ ربیعہ بیگم ڈرامہ دیکھ کر فارغ ہوئیں تو بولیں۔۔

"میرے سلائی اسکول کی زمین دیکھی تھی آپ نے؟"

جہانزیب صاحب ہاتھ میں پکڑی لسٹ پڑھتے مصروفیت سے بولے۔۔

"ولیمے کے بعد دیکھوں گا!"

ربیعہ بیگم نے افسوس سے سر ہلایا۔۔

"میرے کام ہی خیر سے کیا کریں۔۔۔"

دُعا منہ ہاتھ دھو کر اپنا جوڑا استری کرنے جا رہی تھی۔۔ نیچے آئی تو اُس نے جہانزیب صاحب کو دیکھا تو رُکی۔۔

"ابو باہر لان میں ہی ڈنر کریں گے۔۔ میں بس قریبی لوگوں کے ساتھ ہی یہ فنکشن کرنا چاہتی ہوں۔۔۔"

جہانزیب صاحب نے اُسے ہاتھ دکھاتے مطمئن کیا۔

"ہاں ہاں بیٹا ٹھیک ہے میں سمجھتا ہوں۔۔"

اور یہ کہہ کر وہ نمبر ڈائل کرنے لگے۔۔

"کیٹرر کو فون کر دوں!"

دُعا نے ایک نظر اُنہیں دیکھا اور پھر مسکراتے ہوئے باہر کو بڑھی۔۔

"ابو نے تو سارا گھر سنبھال لیا ہے۔۔ اور امی۔۔ امی ہر وقت کرتی ہیں آرام۔۔ اِسے کہتے ہیں

صحیح معنوں میں ریٹائرمنٹ!"

یہ کہتے اُس نے دبا دبا قہقہہ لگایا اور چلتی رہی۔۔

☆.....☆.....☆

وہ گھر میں داخل ہو رہی تھی۔۔ پیچھے ڈرائیور ہاتھ میں شاپر پکڑے آرہا تھا۔۔ خضر بھی آدھا گھنٹہ قبل واپس آیا تھا۔۔ لندن سے آج اُس کی واپسی کی فلائیٹ تھی۔۔۔ خضر صوفے پر ربیعہ بیگم کے ساتھ اُن کے شانے پر سر ٹکائے بیٹھا تھا۔۔۔ اُس نے دُعا کو دیکھا تو انگلی اُٹھا کر بولا۔۔

"تم کہاں تھی؟"

دُعا اُدھر والے سنگل صوفے پر آ بیٹھی۔۔

"ولیمے کا جوڑا اور ساتھ میچنگ چیزیں لینے گئی تھی۔۔" اُس نے گردن موڑ کر باورچی خانے کی جانب دیکھا۔

"غلام جان سادہ پانی!!"

خضر فریش ہونے گیا تو دُعا پیچھے کمرے میں آئی۔۔۔ تو پہلی نظر پلنگ پر پڑے بیگ پر گئی۔۔ وہ کمر پر ہاتھ رکھے آگے چلی آئی۔۔ اُس نے جھک کر بیگ کی زپ کھولی۔۔۔ عقب سے مرطوب چہرہ لیے خضر آیا۔ اُس نے تولیے سے چہرہ پونچھ کر دُعا کے منہ پر پھینکا اور دُعا چیخی۔

"جانور!"

خضر چھلانگ لگا کر پلنگ پر لیٹا۔۔ دُعا نے خفگی سے چہرے سے تولیہ ہٹایا اور بیگ کی جانب متوجہ ہوتے پلنگ پر بیٹھی۔۔۔ خضر آنکھیں موندے لیٹا تھا۔۔۔ زپ کھول کر اُس نے بیگ کا کور ہٹایا تو اندر تحائف ہی تحائف تھے۔۔ دُعا نے مسکراہٹ دباتے اُسے دیکھا۔۔

" ۔ میرے؟"

خضر نے سادگی سے کہا۔

" ۔ تمہارے!"دُعا کھسک کر آگے آئی۔

"تھینک یو!!"

خضر نے آنکھیں کھول کر اُسے دیکھا۔۔۔تو ماتھے پ بل پڑے۔۔

"تھینک یو؟ کوئی ا بی نقصان تو نہیں ہوَ ی؟"دُعا نے خفا ہوتے اُس کے شانے پ ہاتھ مارا۔۔

"اللہ معاف کرے۔"

وہ ٹھہری۔

"اتنا سنگین مرض ہے ا بی نقصان۔۔۔پوچھو کسی نیورولوجسٹ سے بتائے وہ تمہیں۔۔"

خضر بغور اُس کے چہرے کے زاویے دیکھ رہا تھا۔دُعا بیگ کی جا ۔ متوجہ ہوئی تو خضر نے اُس کا ہاتھ تھپک کر تھاما۔۔

"بونی!"

دُعا نے ہرنی دی ے ۔ڈے کیے اُسے گھورا۔۔

"مجھے اِس م سے مت بلا ی کرو۔۔"

خضر نے کروٹ لی اور سنگینی سے اُسے دیکھتے بولا۔۔

" کمزور لگ رہی ہو۔۔۔"

دُعا نے ک پڑھا کر سامان نکالنا شروع کیا۔۔

"وہ تو ہمیشہ لگتی ہوں۔۔"

خضر نے ب ت پ زور دی ۔

" نہیں دُعا۔۔اِس مرتبہ سیریس میں بہت ز ی دہ لگ رہی ہو۔۔"

دُعا نے غیر سنجیدہ ا ز میں ب ت ٹ لنے کی کوشش کی۔

" بس کام کا اسٹریس ہے ہمیشہ کی طرح۔۔" وہ یکدم رُکی اور پھر اُسے دیکھ کر بولی۔۔

" ب میری ریذیڈینسی اور پ رٹ ٹو کے امتحان ختم ہو جا گے ت ب میں ب ی لوں گی۔۔اور پھر ہم یورپ ٹوئر پ جا گے۔۔۔ٹھیک ہے؟"

خضر ہنوز سنجیدگی سے اُسے دیکھ رہا تھا۔

" ٹھیک ہے۔۔"

دروازے پ دستک ہوئی۔۔دُعا نے پلٹ کر دیکھا۔۔

" دُعا بی بی!"

خضر نے بیزاری سے دی ے گھمائے۔۔

" ب ت ن کرنے دینا مجھے۔۔"

غلام جان کی آواز اُسے سنائی دے رہی تھی۔۔۔

" دُعا بی بی آپ کے کرمپیٹس لے آؤں؟ آپ نے صبح سے کچھ نہیں کھا ی !"

خضر نے چو ن کر دُعا کو دیکھا اور دُعا کی کلائی تھپکی۔۔

" یہ کام تم نے ب سے شروع کر دیئے؟"

دُعا نے منہ بسورا۔۔

" دل نہیں کر رہا تھا۔۔" خضر نے کہنی ٹکا کر ہاتھ سے سر تھاما۔

" کیوں نہیں دل کر رہا تھا؟"

دُعا نے سر جھکا کر مکمل ب د لیے۔۔

"پتا نہیں!!"

خضر نے کچھ سوچتے دُعا کا ہاتھ تھاما۔۔

"یہاں دیکھو!" دروازے پ دستک ہوئی۔۔

"دُعا بی بی!"

ربط ٹو ٹ تو خضر جھلا ی۔۔

"ی ر بت کرنے دینا۔۔۔"

دُعا سر جھٹکے اب ت خاموش بیٹھی تھی۔۔ دروازے کے اُس پ ر خاموشی چھا گئی۔۔ خضر نے اب دُعا کو دیکھا۔۔

"کیا بت ہے؟"

اگلے ہی لمحے دُعا کی آ وں سے ہچکی نکلی۔۔

خضر اب سنجیدہ ہو کر ی لگا۔۔

"دیکھو اب تم ڈرا رہی ہو۔۔"

"میں تھک گئی ہوں!!" وہ بھیگی آواز میں بولی تھی۔۔۔

"دُعا۔۔" خضر نے دونوں ہاتھ اُس کی جا ب ڑھائے ر ُک َ ی۔۔۔ وہ ہچکیاں لے لے کر رو رہی تھی۔۔۔

"تم میرے لیے سامان لائے لیکن میری نی کے لیے کیوں نہیں لائے!!"

خضر کو اب بُرا لگا تھا۔۔۔ وہ شکری کر رہی تھی۔۔۔

ستاروں سے بھرتی آنکھوں سے اُس نے خضر کو دیکھا۔۔

"پچھلے مہینے بھی تم نے ایسے ہی کیا۔شبل کے کپڑے لائے۔۔شانزے کے کپڑے لائے۔۔عبداللہ کے کپڑے لائے۔وقاص زین شریم کے لیے . لائے۔۔بس کچھ نہیں لائے تو میرے نئے یل والوں کے لئے ہی نہیں لے کر آئے!"

اور یہ یاد کرتے وہ پچھلے مہینے اُن کی ہونے والی لڑائی یاد کر رہی تھی۔۔۔جس میں جہانزیب . صاحب . اور رضیہ بیگم نے بڑھ چڑھ کر حصہ لیا تھا۔۔جہانزیب صاحب . خضر کو جھڑک رہے تھے۔۔

" کیوں بے کلموہے کیوں نہیں لیا اِس کے نئے یل کے لیے کچھ!"

دُعا خضر کو کاٹ کھانے کو دوڑتے بولی۔۔

"انھا . ریوڑیاں مڑ مڑ کر اپنوں کو دے!"

خضر خاموش بیٹھا تھا۔۔ربیعہ بیگم اُس کی ترجمان بنے بولیں۔۔

" کیوں بھئی۔۔۔ساری زندگی ہم نے یہی کام کرنے ہیں!"

دُعا کا دماغ گھوما۔۔

"امی صلح رحمی بھی نبھانے ہوتی ہیں۔۔"

خضر ترنت کا اب جھٹ سے بولا۔۔

"ہاں تمہاری صلح رحمی میں سارے ایکسٹڈ کے ایکسٹڈ پہ اپنا پیسہ لٹاؤں!"

(ایکسٹڈ: خاندان)

جہانزیب صاحب . نے متاسفانہ انداز میں دُعا اور خضر کو لڑتے دیکھا۔۔

"رضیہ نے میرے بچوں کی اردو خراب کر دی ہے!!"

حال میں دُعا کی آنکھیں بھیگ رہی تھیں۔۔۔اُس کا سارا چہرہ مرطوب تھا۔خضر نے آگے بڑھ

کر اُس کا گال صاف کیا۔۔۔تو اُس نے سخت غصے سے اُس کا ہاتھ پیچھے کیا۔

"ہاتھ مت لگاؤ مجھے!" وہ منجمد ہوَ ی۔۔

"ہر وقت لڑتے ہو تم مجھ سے۔۔ ہر وقت!!"

وہ شدی غصے میں اُسے کہہ رہی تھی۔۔

خضر آلتی پلتی مار کر سر جھٹکے ہوئے بیٹھا تھا اور انگلی سے چادر کے پ ٹ کو بغور دیکھ رہا تھا۔۔گوی جیسے اُسے ذہن میں نقش کر رہا تھا۔۔

". . دیکھو جہاں دیکھو۔۔جس بت پ دیکھو۔۔اُس بت پ لڑائی!!" آ لڑھک کرَ دن سے رینگتا ہوا گلے پ آ ی۔۔دُعا کا آدھا دوپٹہ زمین پ تھا اور آدھا دا شانے پ۔۔

"ہر وقت لڑتے ہیں۔ ہم اِس لیے ہمیں اللہ اولاد نہیں دے رہا!"

اِس جملے پ جیسے. قی شعا خضر کے آر پ رہو ۔۔

"کیا کہا تم نے؟"

دُعا سر جھٹکے مسلسل روئے جا رہی تھی۔۔۔خضر کے ا رجیسے سنسنی مچ گئی تھی۔۔۔

"یہ بت تم سے کسی نے کہی ہے کیا؟"

وہ اُسے اِس قدر جا تھا کہ وہ اُس کے منہ سے نکلی بت سُن کر اُسے یہ بتا سکتا تھا کہ وہ بت اُس کی سوچ ہے ی کسی اور شخص کی۔۔۔

"تم یہ بت نہیں کر سکتی۔۔۔ یہ بت کس نے کہی ہے تم سے؟" وہ غصے سے اُٹھ کھڑا ہوا۔۔۔

دُعا نے اپنی آنکھیں اور دل صاف کر کے پ پ سادھ لی تھی۔۔ خضر کو بے کلی پ چکی تھی۔۔۔

"دُعا مجھے بتاؤ تم سے یہ . کس نے کہا ہے؟"

مجال ہے جو اُس عورت نے زبن سے ای لفظ بھی نکالا تھا۔۔۔

خضر پیشانی اور غصے کے عالم میں اُس سے پوچھتا رہا دُعا نے پ پ کا روزہ کھولا۔۔ ربیعہ بیگم جہاں یہ صا بھی اُنہیں او پ ی آئے دونوں میں سے کوئی نیچے ی۔۔ رات ہو گئی۔۔ خضر نے تیں بجھا دی تھیں۔۔ دونوں ای دوسرے سے منہ موڑے یٹ تھے۔۔ خضر نے گلا کھنکارا۔

"دُعا دیکھو۔ تمہیں نیند نہیں آئے گی۔۔ ہی مجھے۔۔ ہم ای دوسرے سے راض ہو کر سو نہیں ت۔۔ بتا دو مجھے اگ کسی نے کچھ کہا ہے؟ صحیح بتاؤ رضیہ آ نے کچھ بولا ہے؟"

دُعا کمبل میں منہ چھپائے واٹس ای پ میسج لکھ رہی تھی۔۔۔

"اُستاذہ میں بہت اپ یٹ ہوں!!"

اُستاذہ اور اُستاد اِن دنوں تبلیغ کے سلسلے میں کینیڈا گئے ہوئے تھے۔۔۔

خضر نے دُعا کے تلوے پ اپنا پیر مارا۔۔

"دُعا تم سُن رہی ہو؟"

دُعا کا سارا دھیان اُستاذہ کی چیٹ پ تھا۔۔۔ یکدم ٹکس نیلے ہو گئے۔۔۔ خضر بول بول کر اب تھک چکا تھا۔۔۔ چند لمحے رے چیٹ پ ٹائپنگ لکھا آنے لگا۔۔ دُعا بے آواز چیخی۔

"یس یس!!"

جا تھی اُستاذہ بہت ڈا پیرا اف لکھنے والی تھیں۔۔ اور جواب آنے میں کم از کم پ نچ منٹ تو لگیں گے تو وہ مڑی۔۔

"جا !"

آواز پ خضر فوراً سے پلٹا۔۔۔

"ہاں؟"

دُعا نے ایک گہری سانس لی اور پلنگ پر سیدھا چت لیٹی۔۔۔

"مجھے وہ بات کسی نے نہیں کہی۔۔۔بس وہ جو مجھے ڈس آرڈر ہوا تھا تب تمہیں تھوڑا اپ سیٹ دیکھا تھا تو پریشان تھیں۔۔۔"

خضر نے ابرو چڑھالیا۔

"تم اتنے ماہ پرانی بات پر اب مجھے سنا رہی ہو؟" خضر کو اُس کی بات پر اچنبھا ہوا۔۔

"اور میں نے تمہیں ایسا کچھ کہا بھی نہیں تھا۔۔دیکھو دُعا تمہیں پہلےبھی سمجھایا ہے۔جو بات بُری لگتی ہے تب ہی بولا کرو۔۔اُس کا دسواں چوتھا یا چالیسواں مت کیا کرو۔۔مجھے نہیں یاد رہتا۔۔"

دُعا بے اختیار بولی۔۔

"کیوں نہ بولوں۔۔تم نے کیسے مجھ سے پوچھ لیا تھا کہ کہیں میں ایکسپکٹ تو نہیں کر رہی؟"

خضر نے ناسمجھی سے اُسے دیکھا۔

"تو اِس میں کیا غلط تھا؟"

وہ سنجیدہ نظر آتے میں بولی۔۔

"بہت غلط تھا!"

خضر نے چہرے کے زاویے بگاڑے اور ہاتھ ہوا میں اُٹھایا اور توڑ توڑ کر بولا۔۔

"عاجی بیب۔"

دُعا نے پر ہاتھ بڑھے کہنے لگی۔

"تم نے مجھے یہ محسوس کروایا کہ میں ایکسپیکٹ نہیں کر پا رہی۔۔اوپر سے مجھے تمہیں اُس ڈس آرڈر کا بھی بتانا پڑا۔۔اور تمہارے سامنے اُس کے بعد میری تصویر کتنی نامکمل اور ادھوری بن گئی

ہو گی۔۔" خضر نے تکیے سے سر لگا لیا۔۔
"دُعا ایسا نہیں ہے یار۔۔میں تمہیں کیوں محسوس کرواؤں گا۔۔ ڈ رے عرصے میں میں بھی تو اِس سے ڈ راہوں۔اور میں تمہاری اور اپنی صورتحال سمجھتا ہوں۔۔"
دُعا نے میں سر ہلا یا۔
"نہیں بس چھوڑو جاں۔۔۔دوسرا تم نے میرے ڈیل کے لیے بھی تحائف نہیں لائے۔۔اور ماشاء اللہ سے تمہارے میرے ڈیل کے متعلق بدتمیزی کے قصے تو ہمارے نوکروں مشہور ہیں۔۔"
خضر کو تپ چڑھ گئی۔۔
"دُعا میں صرف اُن لوگوں سے ملتا ہوں جن کے لیے میرا دل صاف ہوتا ہے۔۔اور وقت گواہ رہا ہے میں نے . . . . تمہارے ڈیل کے لیے دل صاف کیا ہے اُنہوں نے . .
میرے دل میں اپنی لیے کدورتیں پیدا کرنے کی کوششیں کی ہیں۔۔پھر بھی میں تمہارے لیے اُن سے ملتا ہوں۔۔اور تم مجھ سے کیا اُمید کرتی ہو کہ میں اُنہیں معاف کر کے گلے سے لگا لوں۔۔نہیں دُعا میں وہ آئیڈیل ہیرو نہیں بن سکتا۔زندگی میں کچھ آئیڈل نہیں ہوتا مزاج مزاج کی بات ہوتی ہے۔جو کسی کو کسی میں اچھی لگ جاتی ہے اور کسی کو بُری۔۔۔اب اگر تمہیں مثالی رشتے دیکھنے کا زیادہ شوق ہو رہا ہے۔۔تو جا کر ہم ساتھ ساتھ ہیں موویٔ لگا لو۔۔۔کیو اِس زمانے کی تو تمہیں مثالی رشتوں پر موویٔ ملنے سے رہی۔رہی بات ڈیل ڈیل کا شور مچانے کی۔۔تو میں نے عفیفہ کو تحفہ دیا ہے۔۔اور قر?العین باجی کو بھی دیا ہے۔"
دُعا بات کی ما بولی۔
"وہ تم نے اپنے دوستوں کے خاندان کو دیا ہے جاں!"

خضر نے بھی ت کی بہ ت کی جواب دی۔

"پھر بھی وہ تمہارے رشتے دار تو ہیں ۔۔۔اب تم کہو گی ۔۔۔نی کو دیتے تو ت ہوتی۔۔۔نی کو تم رہنے ہی دو۔۔ پ ۔۔جان۔۔یر۔۔" خضر کا لہجہ کلفت سے بھرنے لگا۔۔

"ای ۔۔جان ہی تھے جن سے مجھے اچھی اُمیدیں تھیں۔۔ اُنہوں نے بھی مجھے بہت مایوس کیا۔۔"

دُعا کا مو وائبری ٹ ہوا۔۔۔

دُعا نے راضی سے منہ موڑ لیا۔

"دیکھو تم پھر سے شروع ہو گئے۔۔اِس لئے میں تم سے ت نہیں کر رہی تھی۔۔" خضر نے جھٹ سے کروٹ لی۔۔

"ارے۔۔"

دُعا نے کمبل سے منہ چھپا لیا۔خضر نے اُس کے شانے پ ہاتھ رکھا۔۔

"دُعا!"دُعا نے ا رسے اُس پ مکا رسید کیا۔۔

"ہاتھ مت لگاؤ مجھے!" خضر نے ہاتھ پیچھے کھینچ لیا۔۔وہ میسیج کھولنے لگی۔۔۔جیسے ہی میسیج کُھلا۔۔اُس نے اپنا سارا دھیان چیٹ پ مر کر لیا۔۔۔

"بہت غلط کرتی ہو تم دُعا!"

خضر ٹ ھ رہا تھا۔۔۔

دُعا میسیج پ ڑھنے لگی۔۔

"ازدواجی زن گی میں مرد اور عورت کو چار زمانوں سے ر ہو ت ہے۔۔دو بہت عام ہیں پ دو

exceptional cases کیسز ہیں۔۔۔پہلا کیس ہے ارینج میرج۔۔۔ارینج میرج میں شروعات میں مرد غالب ہوتا ہے اور عورت زیر ہوتی ہے۔ پھر چند سالوں بعد عورت غالب ہوتی ہے اور مرد زیر ہو جاتا ہے۔۔exceptional کیس اِس میں یہ ہوسکتا ہے کہ۔۔مرد زیر نہ ہو پر عورت بھی غالب آجائے یعنی پچاس پچاس فیصد اختیار دونوں کے پاس ہو۔۔۔"

دُعا رُکی۔۔اور سوچنے لگی۔۔

"جیسے امی ابو کا کیس۔۔۔یہ میرا کیس نہیں سمجھ گئی۔۔"وہ آگے پڑھنے لگی۔۔

"دوسرا کیس لو میرج۔۔۔جس میں عورت غالب ہوتی ہے۔اور مرد زیر ہوتا ہے۔۔ چند سالوں بعد مرد غالب آجاتا ہے اور عورت زیر ہو جاتی ہے۔exceptional کیس یہ ہے کہ یہاں بھی دونوں پچاس پچاس فیصد حکومت کرتے ہیں۔۔یہ تمہارا کیس ہے۔۔پہلے کیس کا تم پر اطلاق نہیں ہوتا۔ یہ دوسرا کیس تمہارا ہے۔۔۔اب یہ تم پر منحصر کرتا ہے تم زیر آتی ہو یا پچاس پچاس فیصد کی حکومت رکھتی ہو۔تمہاری شادی کو دس سال ہو چکے ہیں۔۔اب تم بچی نہیں ہو دُعا۔۔اپنے شوہر کی عزت کیا کرو۔اور اپنے والدین اور نوکروں کے سامنے اُس سے مت لڑا کرو۔تم دونوں بعد میں نارمل ہو جاتے ہو۔ پھر لوگوں کو بات کرنے کا موقع مل جاتا ہے۔۔اُس عورت کی پندرہ سولہا سال کی تعلیم کا کوئی فائدہ نہیں جو شادی کے
بعد اپنے چھوٹے سے چھوٹے مسائل بھی والدین کو بتاتی
ہے۔۔عموماً عورتیں ہر بات پر مردوں سے کہتی ہے عورت مرد کی ٹیڑھی پسلی سے پیدا ہوئی ہے۔اِس سے احترام سے پیش آیا
جائے جو کہ بلا شبہ سچ ہے۔۔۔پر اِس ا کے دور میں عورت کو بھی ایسی ہی ایک بات پر عمل کرنے کی کوشش کرنی چاہیے۔۔تم اگر مرد کی ٹیڑھی پسلی سے بنی ہو۔تو وہ پسلی مرد کی ہی

ہے۔۔ہر ب ت پ اپنی منوانے والا ساری زن گی پچھتات ہے۔۔اِس لیے کچھ اُس کی سُنو کچھ اپنی منواؤ۔۔مجھے اُمید ہے تم مغربی ا کی ب ت مجھ سے نہیں کرو گی۔۔خصوصاً Adrienne Rich کے فلسفے کی۔۔۔میں جا ہوں تم بہت خاص ہو۔ اِس خاص ہونے پ کبھی تکبر مت کرن ۔۔اور میرا مقصد ہرَ بتمہیں مایوس کرن نہیں ہے۔۔تم ای عورت ہو۔اور یہی تمہاری طاقت ہے۔۔۔اللہ نے اِس عورت سے قدم قدم پ کام لیا ہے۔۔۔ ا اہیم علیہ السلام کے ساتھ چلنے والی ای عورت تھی۔۔حضرت موسیٰ کو در ی میں ڈالنے والی اُم موسیٰ تھی۔۔پھر اُ ن ی موسیٰ کا کردار۔۔زوجہ فرعون۔۔موسیٰ علیہ السلام کو مدینے میں ملنے والی عورتیں۔۔۔۔ملکہ بلقیس۔۔اُم عیسیٰ مریم علیہ السلام۔۔اللہ حضرت عیسیٰ کو اور دوسرے ذرائع سے پیدا کر ت تھے۔۔اللہ تو ہر چیز پ غا ب ہیں۔ اُنہوں نے اپنے نبی کو د میں لانے کے لیے عورت کو ذریعہ بنای ۔۔ہمارے نبی پ ب سے پہلے یقین کرنے والی اور اُن پ اپنا مال متاع قرب ن کر دینے والی بھی ای عورت تھی۔۔اِس لیے عورت ہو کر self pity کا شکار مت ہون ۔۔کیو تم ای عورت ہو۔۔"

دُعا نے میسج پ ڑھ کر دھیرے سے کمبل سے سر نکالا اور کروٹ لی۔۔خضر پلنگ پ پ ی ٹ جاگ رہا تھا اور وقفے وقفے سے جان بوجھ کر پیر ہلا رہا تھا۔۔دُعا نے ای گہری سانس لی اور ذرا آگے آئی۔۔

"چان ؟"

خضر نے آنکھیں کھول کر اُسے دیکھا۔

"کیا ہے؟"

دُعا سادگی سے کہنے لگی۔

"میں نے سوچا ہے ناراض ہونے کا اب تو کوئی فائدہ نہیں۔ جو ہو گیا وہ واپس تو نہیں آنے والا۔۔"

خضر نے کروٹ لے لی۔

"سو جاؤ دُعا!"

نیند میں ہوتے اُس نے بات کاٹے۔۔

"چاند۔۔ بات کو چھوڑ دو۔"

خضر غنودہ ہوتی آواز میں بولا۔

"دُعا کل۔کل بات ہوگی۔"

اور دُعا خفگی سے منہ بناتے واپس لیٹنے لگی۔۔

"اب نہیں بلانے والی میں اِس کو۔ ہونہہ!"

☆.....☆.....☆

ماہِ تمام کی رات۔۔ موسمِ بہار۔۔ ستاروں کا اُن کے محور گھومنا۔۔ ہوا کا رقص کرنا۔۔ وہ اُس کے دونوں ہاتھ تھامے اُس کے روبرو کھڑا تھا۔۔

"دُعا!"

اُس نے پلکیں اُٹھا کر اُسے دیکھا۔۔

" تمہاری یہ ہرنی جیسی متوالی آنکھیں۔۔ مورنی جیسی چال۔۔ ریشم جیسے بال۔ کوئل جیسی میٹھی آواز۔۔"

تبھی اُسے لگا اُس کے منہ پر بوند اباندی ہونے لگی تھی۔۔

ہرنی آنکھیں دھیرے دھیرے کُھلیں۔۔

افسوس ٹوٹ گیا۔۔۔۔اُس نے بمشکل گہری گہری سانسیں لیتے سامنے دیکھا تو خضر گیلے ہاتھ سے اُس پہ پانی کا چھڑکاؤ کر رہا تھا۔۔

"فجر چھوٹ رہی ہے۔۔" یہ کہتے وہ کمرے سے جانے کے لیے پلٹا۔۔یہ آدمی۔۔کبھی بھی اُس کی نیند کو اُس کی نماز کے درمیان نہیں آنے دیتا تھا۔۔۔اُسے اب اُس کی اِن حرکتوں پہ غصہ نہیں آیا کرتا تھا۔۔وہ اُسے جاتے دیکھ کر اونچا سا بولی۔۔

"یہ جو کیا ہے اِس کا خمیازہ تمہیں بھگتنا پڑے گا۔۔"

"اچھا!" وہ بن پلٹے ذرا مسکرا کر بولا۔۔

اور وہ اُٹھ کر بیٹھی۔۔

"شکر ہے کم از کم اتنا لحاظ تو اس میں آگیا ہے کہ پوری بالٹی اُٹھا کر نہیں پھینکتا۔۔"

☆.....☆.....☆

دن کا آغاز ہوا تھا۔۔خضر مہینوں بعد نجمین کیمپس میں داخل ہوا تو ہر کوئی اُسے بشاشت سے خوش آمدید کہہ رہا تھا۔۔۔

اُستاد تو کینیڈا تھے۔۔۔ وہ اُن کے کچھ کام کے لئے اُن کی جگہ پہ آیا تھا۔۔۔چند ای میلز تھیں جو اُسے پرنٹ میں دی گئی تھیں اور اُس سے کہا گیا تھا کہ اُن کے جوابات وہ پیپر پہ تیار کر کے رکھے تاکہ اُس کی وڈیو کا کام شروع کیا جائے۔اِس کے علاوہ اُسے کچھ مترجم سے ملنا تھا جو لقمان علی کے کام کو مختلف زبانوں میں ترجمہ کرنا چاہتے تھے۔۔۔ابھی اُسے اپنا ناول تو پڑھا۔اُسے تھری ڈی گرافک ڈیزائنر اور illustrator سے ملنا تھا۔۔بچوں کی قرآن سیرز میں ڈیزائنرز کو animation کے کام کے لیے بلایا گیا تھا اور illustrator کو نجمین کی میگزین پہ کام کرنا تھا۔۔

"یہ . کام میں کروں گا؟" خضر . ول کے صفحات پلٹ پلٹ کر دیکھ رہا تھا۔۔تبھی خضر کے مو. پ بپ ہوئی۔اُس نے پینٹ کی. . . سے مو. نکالا اور اُسے گھما کر دیکھا۔۔

"میں تمہارے ولیمے پ اِس شرط پ آؤں گا . تم یہ تمام کام کر دو گے۔۔۔نہیں تو اِن کی وجہ سے میں بہت . ی ہو جاؤں گا۔۔کینیڈا میں رات ہو رہی ہے۔۔گڈ ٰ ئیٹ۔۔"

خضر نے بے ث چہرہ رکھے گال ا ی طرف سے پھلا ی اور یکدم منہ کھولا۔۔ساری ہوا . ہر نکلی۔۔اور اگلے لمحے وہ بولا

شروع ہو جاؤ خضر!"

ٹیلیفون کی گھنٹی بجنے لگی۔خضر نے فٹافٹ پلٹ کر رسیور اُٹھا ی۔۔

"ہاں۔۔"

اُس پ رمردانہ آواز سنائی دی۔خضر پوری توجہ سے یں زمین پ مر کیے ٰ لگا۔

"خضر سر اگلے پندرہ منٹ میں آپ کو پبلشر کو فا کر ٰ ہے۔۔۔میں ٹیبل پ فائل چھوڑ َ ی ہوں۔"

خضر جھٹ سے بولا۔

"پچھلے پبلشرز کو کیا ہوا تھا؟"

"سر اُنہیں صرف کتاب سے کمانے کا غرض تھا۔۔اور وہ کافی مہنگا ری ٹ لگا رہے تھے۔۔۔تو اِسی لیے اُستاد کا اُن سے تضاد ہو َ ی۔۔"

خضر گڈ مڈ ہوتے دماغ سے بولا۔

"اچھا!"

دل میں ا ی خیال تیرا۔۔

"کتنی محنت کرتے ہیں اُستاد یہ ادارہ نے کے لیے۔۔ ہر کام وہ خود کرتے ہیں۔۔۔"

وہ کرسی پ بیٹھا اور اُس نے میز کی جا ۔ ہاتھ ۔ ڈھا کر فائل اُٹھائی۔۔ ابھی وہ پ ڑھنے لگا تو یہاں سے گھنٹی بجی اور اگلے لمحے وہاں سے۔۔ اِسی مصروفیت کے ساتھ اُس نے فائل پ ڑھنے کا آغاز کیا تھا۔ کیو ا وہ فون بند ہونے کا انتظار کرت تو ہو جاتے سارے کام۔۔

"سر آپ کو تیمور غازی کو لیکچر کے لیے مدعو کر ہے۔۔"

"سر آپ کو اُن کی ٹیم کو میل کرنی ہوگی۔ اُن کا ۔ ول بہت مصروف ین ہو ہے۔۔۔"

ابھی اُس نے کال ر صفحہ پلٹا۔۔۔ کہ پھر سے گھنٹی بجی۔ خضر جھنجھلا اُٹھا۔۔

"یا ر!"

☆.....☆.....☆

اُس نے رسیور اُٹھا یا۔

"سر تجو ی کی پہلی کلاس کی سلائیڈز بن چکی ہیں۔۔ آپ کو میل کر رہا ہوں۔۔" خضر نے بمشکل ضبط کیا۔۔

"اچھا بھیج دو!!"

آدھا گھنٹہ لگا کر اُس نے پبلشر کے ساتھ ڈیل فا کی اور فائل پ سائن کیا۔۔ جیسے ہی فائل بھجوائی۔۔ اُس کے مو ۔ پ واٹس ای پ میسیج آنے لگے۔۔۔ اُس نے دن موڑ کر دیکھا۔

"سر کل cancer awareness ایو ٹ ہے۔۔ آپ کو ی د ہے؟"

خضر نے او پ سے ہی میسیج پ ڑھ کر اگلا دیکھا۔

"۔۔ راض ہو؟" ساتھ معصوم سے ایموجی کی آنکھوں سے آ پھوٹ رہے تھے۔۔

دل نے سرگوشی کی۔۔

"She knows how to make your heart flutter!"

خضر نے خود پہ قابو رکھتے آگے اسکرول کیا۔۔ ایسے لگا انگلیوں میں جیسے منقاطیس لگ گیا ہو۔ وہ پیچھے آیا۔۔اُس نے خود پہ قابو رکھنا چاہا۔منقاطیست سے بھری تھی۔۔۔ ہر کسی کو اپنی جانب کھینچ لیتی تھی۔۔خضر نے ایک گہری سانس لے کر میسیج کھولا اور اُسے آڈیو میسیج کرنے لگا۔

"میں کافی مصروف ہوں آج۔"

میسیج کرتے ایسا لگ رہا تھا دل پھٹ جائے گا۔۔۔

"ڈنر پہ ملتے ہیں!"

اور اُسے میسیج بھیج کر اُس نے ایک گہری سانس لی۔۔

چیٹ بند کر کے اسکرول کیا۔۔

ڈیزائنر کا میسیج تھا۔

"تمہارا آؤٹ فِٹ ریڈی ہے۔"

واٹس ایپ نمبر پہ ایک ہزار ان کھلے میسیج تھے۔۔اگر بیٹھ کر دیکھنے لگتا تو کام کون کرتا؟ اِس لیے اُس نے واٹس ایپ بند کیا اور باقی کام سرانجام دینا شروع کیے۔۔

گرافیک ڈیزائنر سے لے کر ایڈمنسٹریشن والوں نے اکاؤنٹس کے مسئلے کے سلسلے کے بابت کال کی تھی۔۔

انجینیرز اُساتذہ کامرس کے اسٹوڈنٹ وکلاء ایڈوائزر جانے کن کن کی مدد کے ساتھ وہ ادارہ چلتا تھا۔۔وہ آج اِن کاموں میں الجھا دعا کر رہا تھا کہ کہیں نجمین لیٹ سے اُسے کوئی نہ بلا لے۔۔۔

مو.   پ بپ ہوئی۔۔وہ ایڈمنسٹریٹر سے .ت کر رہا تھا۔

"سر مجھے یہ بلز میں مسئلہ لگ رہا ہے۔۔"

خضر نے اُسے انگلی دکھاتے کہا۔

"ای منٹ!"

اُس نے مو.   اسکرین پ دیکھا۔

"میرا کریڈٹ کارڈ بلاک ہو َ یہ ہے۔۔میں نیکورل پنک سے جو َ ز آرڈر کرنے ہیں۔۔در اصل مجھے ولیمے والے دن اُنہیں پہننا ہیں۔۔۔یہ لنک ہے پلیز آرڈر کر دو!"

"تُف۔۔۔"یہ کہتے کہتے وہ رُکا۔۔

اُس نے سامنے کھڑے آدمی کو دیکھتے خود پ قابو رکھا۔۔ابھی وہ اُسے یہ نہیں سمجھا سکتا تھا کہ اُسے جوڑے کے نیچے جو َ ز نہیں بلکہ ہیلز پہننی چاہیے تھی۔۔اور نہ ہی وہ ابھی اُس کے کارڈ کے سلسلے میں بینک کال کر سکتا تھا۔۔شام ت   جو وہ فارغ ہونے کے خواب دیکھ رہا تھا .ڑھتے ہوئے مسئلے اُسے بتا رہے تھے کہ وہ آج شام ت   فارغ نہیں ہو سکتا تھا۔کس کے لیے کر رہا تھا وہ؟کس کے کام کر رہا تھا۔۔اُستاد کے۔۔جس جس لمحے وہ ت ٗ لگا تو پھر یہ سوچتا۔۔۔

"میری کیا اوقات تھی میں یہ کام کرت ۔۔یہ اللہ ہے جو مجھے اِس قابل سمجھتا ہے اور مجھ سے کام ی ت ہے۔"

اللہ کے بعد لقمان علی خان بھی عزی تھے۔۔وہ ا   ن اُس کی ز ن گی میں ای   خاص اہمیت ر ت تھے۔اور وہ اپنے خاص دن میں اُنہیں اپنے ساتھ دیکھنا چاہتا تھا۔۔۔

" کچھ بھی ہو جائے مجھے یہ . کم نمٹانے ہیں۔۔میرا ولیمہ صرف ولیمہ نہیں ہے۔یہ لقمان علی خان کی ت بیر کی تعبیر ہے۔۔جس سے دس سال بعد ہر کوئی روشناس ہونے والا ہے۔"

☆.....☆.....☆

پیراڈائس پوائنٹ کی طوفانی تلاطم خیز موجیں چٹانوں سے ٹکرا رہی تھی۔۔۔خضر اور دُعا ساحل کنارے ٹہل رہے تھے۔۔

ولیمے کوا یہ روز ۔قی تھا۔۔

دُعا نے شوخ ہوتے اُسے کہنی مارتے گلہ کیا۔

"تم نے تو مجھے منہ دکھائی میں کچھ بھی نہیں دیا۔۔"

اُس نے ۔ڑی سادگی سے اُسے دیکھا۔

"سو ۔رکا دیکھا ہے۔۔کیا دیتا؟" دُعا کے لبوں پہ ۔راضی در آئی۔۔اُس نے غصے سے منہ کا زاویہ بگاڑا۔۔جیسے جیسے وقت قریب آ رہا تھا۔۔تیاریں اُتنی زوروں شوروں سے ہو رہی تھیں۔۔اور وہ دونوں اُن تیاریوں سے جان چھڑا کر یہاں چلے آئے تھے۔۔

یکدم سے دُعا کا مو۔ بج پڑا۔۔اُس نے ہاتھ میں پکڑا مو۔ سامنے کیا تو ۔نی کا لنگ بتاتے مو۔ بج رہا تھا۔۔

"۔نی اِس وقت؟"

وہ ذرا فکرمند ہوئی۔۔اُس نے کال اُٹھا کر کان سے مو۔ لگایہ۔۔اِس سے پہلے وہ کچھ کہتی اُس پر ۔نی بیگم تڑپ کر بولیں۔۔

"ہائے دُعا!!"

"۔نی!" اُس کی روح پہ اُٹھی تھی۔۔خضر نے ذرا چو۔ کر اُسے دیکھا۔۔

"۔ڑا دل گھبرا رہا ہے۔۔بچے۔۔۔ ۔ مجھے چھوڑ کر شادی پہ گئے ہوئے ہیں!"

"میں۔۔میں آتی ہوں ۔نی!!" اُس کی آواز پ رہی تھی۔۔فون ر وہ ہڑ ۔ڑی میں بولی۔۔

"چا ۔۔ نی۔۔ نی کی طبیعت۔۔"

وہ اُسے پ سکون کرتے اُس کا ہاتھ تھامتے بولا۔۔

"ریلیکس ریلیکس چل رہے ہیں۔۔" ا ر سے غصہ اُسے شدی قسم کا آ رہا تھا۔۔۔سوچا تھا اُس کے ساتھ کچھ وقت ا رے گا۔ نی بیگم کو ہر دفعہ کوئی کوئی مصیبت کھڑی کرنی ہوتی تھی۔۔۔

گاڑی میں پہنچے تو اُس نے چابی اگنیشن میں گھما کر اسٹارٹ کی اسٹارٹ ہوئی۔۔دُعا پ یشانی کے مارے پ ڑ اکر بولی۔۔

"یہ اسٹارٹ کیوں نہیں ہو رہی؟"

"دُعا ای منٹ!!" وہ ۔ڑی می سے بولا تھا۔ وہ کہاں سُن رہی تھی۔۔وہ بیصبری سے دروازہ کھول کر ہر لگی۔۔

"میں نہیں کرسکتی صبر۔۔۔میری نی کی حا اب ہے۔۔"

مجبوراً وہ ہر نکلا اور اُنہیں رِکشا پ ڑا۔۔رِکشے کا ڈرائیور خضر کو مسلسل گاہے بگاہے سے دیکھ رہا تھا۔۔۔کبھی کبھی اُسے لگتا یہ اُس کی کا دھوکا ہے۔۔اِس مرتبہ وہ دیکھنے کے لیے پلٹا تو دُعا اُس پ س پ ڑی۔۔

" کیا مسئلہ ہے تمہارے ساتھ؟"

خضر نے خفگی سے اُس کا زو ہلا ی۔۔

"دُعا!!" اب وہ اُس پ س پ ڑی۔۔

"ای تو جہاں جاؤں لوگوں کا مجمع تمہارے پیچھے لگ جا ہے۔۔"

اتنی عزت وہ بھی ایک رکشے والے کے سامنے۔۔۔خضر کا دل تو چاہ رہا تھا رکشے سے باہر چھلانگ لگا دیتا۔۔۔

"میں نے نہیں جانا تمہارے ساتھ کہیں آج کے بعد۔۔اور اوپر سے اتنی بکواس گاڑی لے کر دی ہے تم نے مجھے۔"

خضر: بولتی ہو گیا۔۔۔

"میں نے تمہیں جو گاڑی لے کر دی ہے۔۔اِس سے اوپر اور کوئی گاڑی نہیں ہے۔۔پھر بھی تم مجھے باہر آ کر یہ باتیں سنا رہی ہو؟"

رِکشے والے نے پھر سے گردن موڑی اور حیران کن نظروں سے اُسے دیکھا۔۔۔

"بھائی صاحب کیا دیکھ رہے ہو؟"۔۔۔ وہ پلٹتا دُعا کو مزید غصہ چڑھتا۔۔

"جلدی جلدی چلاؤ!!!"

اُس نے تاسف سے گردن موڑ کر نفی میں سر ہلایا۔۔

"بیوی غریب آدمی کی ہو یا امیر کی وہ بیوی ہی ہوتی ہے۔۔"

نانی کی طرف بھاگتے دوڑتے پہنچے تو اُس نے سب سے پہلے اُن کا بی۔پی چیک کیا۔۔خاصا لو تھا۔۔۔جبھی اُن کی طبیعت خراب تھی۔۔۔دُعا نے چیک اپ کے بعد اُنہیں لٹاتے کہا۔۔

"دیکھ لیں نانی۔۔آپ کا عبدالحسیب نہیں۔۔۔میرا چاند آیا ہے۔۔"اُس نے مسکرا کر جتاتے ہوئے کہا تھا۔۔۔تب ہی وہ کمرے کی دہلیز پر آتے دروازہ کھٹکٹانے لگا۔۔

دُعا نے گردن موڑ کر اُسے دیکھا تو وہ بے دلی سے بولا۔۔

"میں چلتا ہوں۔۔تم رہ لو۔کل آ جانا!"

وہ جانے کے لیے مڑا تو نانی بیگم نے محبت بھری آواز میں اُسے پکارا۔۔"چاند۔۔"

وہ چو کر پلٹا۔۔دُعا نے بےیقینی سے نی بیگم کو دیکھا۔۔

"یہیں ٹھہر جا!!!"

یہ تو کرشمہ تھا۔۔۔

اب اُنہوں نے اُسے اپنے پ س آنے کا اشارہ کیا۔۔"اِدھر آ!"

"میں؟"اُس کا حیرت سے ذرا منہ کُھلا۔۔

جواباً وہ خفگی سے بولیں۔۔

"نہیں تو تیرا ب پ؟"

وہ فوراً سے اُن کی قر ی ب آ ی ۔۔اُنہوں نے ی کا اشارہ کیا۔۔دُعا ی ٹ اُنہیں دیکھ رہی تھی۔۔

وہ اُن کے سامنے بیٹھا۔۔اُنہوں نے اُس کا کندھا تھپتھا ی ۔۔

"جیتا رہ!"

چند لمحوں بعد وہ دو یں ملیں تو دونوں خوشگوار حیرت سے مسکرا پڑے۔۔۔تو ا ی اور امتحان وہ پ س کر چکے تھے۔۔اب بچا تھا آ ی امتحان۔۔۔دیکھتے ہیں۔۔۔اب یہ آ ی امتحان اِن کی ز گی میں کیا موڑ لے کر آ ہے۔۔۔

☆.....☆.....☆

"ارے نہیں کیا بندر ی بنا رہی ہو!!!"

دُعا نے پ رلر والی کو اور اپنی سبھی کو پ یشان کر کے رکھا ہوا تھا۔۔وہ سنگھار میز کے سامنے بیٹھی رہی تھی۔۔کرنے وہ ا ٹ ل میک اپ آئی تھی۔۔ دُعا پ رٹی میک اپ پ بمشکل راضی ہوئی تھی۔۔وہ اُس کے چہرے پ بلش لگانے لگتی تو وہ بس بس کہنے لگ جاتی۔۔۔پنجرے میں

بندطوطے کی ما پھڑپھڑاتی۔۔اُس نے لیش کرلراُس کی آنکھوں کے قری. ب ڑھا یتو وہ کرسی پ پ ڑھتے ہوئے بیٹھی۔۔

"۔۔۔۔آنکھوں سے ب ڑا پیار ہے مجھے اپنی۔۔"

.لوں کو. ب شروع میں کرل کرن چاہاتو . بھی وہ ڑ ب ڑا کر بولی۔۔

"۔۔۔۔پہلے ہی میرے بہت ب ل جھڑتے ہیں۔۔۔۔"

خیر رودھو کر کیسے بھی اُسے ذرا تیار کر دی یا تھا۔۔وہ کورل پنک اور سنڈر یلا بلُو فراک میکسی میں ملبوس تھی۔۔وہ پیروں ت آتی فراک میکسی تھی۔۔جس کا فرن ٹ کام سے بھرا تھا۔۔اور فراک والا حصہ خالی۔۔

اُس کے ب زو چون ٹ دار تھے۔۔گلے میں سِلور اور تیز جامنی رن کا ب ری ی ٹ ۔۔کانوں میں ٹ پس۔۔انگلیوں میں خالی ای سنگل ڈائمند انگوٹھی۔۔پیروں میں میچنگ شوز پہنے وہ جوڑے سے اُنہیں ب ہر نکال نکال کر لوگوں کو دکھا رہی تھی۔۔

"دیکھو Nike کے ہیں!"

اور ربیعہ بیگم افسوس سے سر پیٹ رہی تھیں۔

"ہائے کیا کروں میں اِس لڑکی کا!"

لان بہت خوب سجا تھا۔۔۔ ب کچھ ویسا ہی ہو رہا تھا جیسا پلان کیا تھا۔۔وہ ان رعورتوں کے ساتھ بیٹھی تھی۔۔اور خضر ب ہر سفید شیروانی میں ملبوس مردوں سے مل رہا تھا۔۔

ہر کوئی پہلے خضر سے گلے ملتا اور پھر ساتھ کھڑے اُستاد کو دیکھتا اور اُن کے دس سال قبل کیے فیصلے کو سراہتا۔۔

اُستاد اُس کے ساتھ کھڑے اُس کی سادگی کا جائزہ ی تے گھر کی مختصر سی سجاوٹ کو دیکھ رہے

تھے۔۔

اُس فنکشن کو دیکھ کر وہ کہہ تے تھے کہ یہ اُن کے ہی شاَ دکا فنکشن تھا۔۔۔

مہمان چلے گئے تو وہ اپنے دوستوں اور گھر کے کچھ مردوں کے ساتھ اٗ رآنے لگا تو لڑکیوں نے راستہ روک لیا۔۔عفیفہ سامنے آ کر ہاتھ بٗڑھاتے جتاتے اٗ ازمیں بولی۔۔

"پیسے!" نوازش صا ٖ نے ذرا ٗ راضی سے اُسے دیکھا۔۔

"یہ کیا بٗ ت ہوئی؟"

نگہت ممانی بھی بٗ ہم ہو ۔۔

"شرم کرو شادی ہوگئی ہے اب تمہاری۔یہ حرکتیں تمہیں زیبا نہیں دیتیں۔۔"

ساتھ کھڑی مریم بھی بولی۔

"اب کچھ تو شغل لگانے دیں!"

اور عفیفہ نے ای ٗسنی۔۔

"۰۰۰۔۔۔میری ای ہی بہن ہے۔۔مجھے پیسے چاہیں۔۔"

زین محظوظ ہوا۔۔

"ت ریخ گواہ رہے گی۔۔ای دولہا تھا۔۔۔جس کا اُس کے اپنے ہی گھر میں راستہ روکاَ ی تھا۔"

اُس نے ای گھری سانس لی اور ساتھ کھڑے جہاٗ ی بٗ صا ٖ کو دیکھا۔۔اُس کا بٹوہ اُن کے پ س تھا۔

"پچاس ہزار لوں گی۔۔" عفیفہ محظوظ ہوتے بولی تھی۔۔رقم بٗڑھانے والی تھی والد صا ٖ نے گھور دی تھا۔۔

خضر نے بٹوے سے پیسے نکال کر اُس کی جا ڑھائے۔۔اُس نے جھکتے ہوئے جھٹ سے اُس سے پیسے پکڑے۔۔

"تھینک یو!"

وہ ا ر آنے لگا تو عفیفہ نے اُسے ذرا گھور کر روکا۔

"ای منٹ ای منٹ!"

اُس کے ماتھے پ بل پڑے۔۔

"گن تو لوں۔۔" وہ شوخ ہو کر مسکرائی۔۔

وہ ہزار ہزار کا نوٹ اُٹھا کر گن کر دوسری لڑکیوں کو پکڑانے لگی۔۔

اُس کے ساتھ قی لڑکیاں بھی بولیں۔۔

"تین!!"

"چار!!"

"پ نچ!"

خضر خفگی ضبط کیے بوری ت سے اُنہیں دیکھ رہا تھا۔

گنتی زوروں شوروں سے جاری تھی۔۔

" ر ہ!!"

" رہ!!"

"تیرہ!!"

"چودہ!!"

ا ر سے عورتیں محظوظ ہو کر ہر کے منظر کو دیکھ رہی تھیں۔۔۔

"چوبیس!"

" پچیس!"

" چھبیس!"

رضیہ آ اب تھک چکی تھیں۔۔۔

" آئے بس بھی کر پیڑ یئے!"

وہ کہاں رُکنے والی تھیں۔

"اکتیس!"

"بتیس!!"

تو بلا آ گنتی ختم ہونے کو آئی تھی۔۔

"سینتالیس!!"

"اڑتالیس!!"

"ا لیس!!"

"اور۔۔۔ پچاس!!" یہ کہتے اُس نے راستہ کھول دی۔۔۔اور مرد حضرات تیزی سے ا ر داخل ہوئے۔۔۔خضرا ر آ ی۔اُس کی صوفے پ بیٹھی دُعا پ گئی۔۔کچھ الگ لگ رہی تھی۔۔وہ خاموشی سے اُس کے ساتھ آ بیٹھا۔۔دُعا نے فوراً اُس سے سرگوشی کرتے پوچھا۔۔

" کیسی لگ رہی ہوں؟"

جواباً اُس نے ڑی سادگی سے بنا ہلائے کہا۔

" جیسی روز لگتی ہو۔۔"

اور وہ کلس کر رہ گئی۔۔

"یہ چا نہ۔۔۔"

وہ مفہوم سمجھنے میں کامیاب رہی۔۔۔جیسی روز لگتی تھی۔۔۔ کیا؟۔۔پیاری۔۔۔

☆.....☆.....☆

وہ دُولہا دُلہن کے حلیے میں اپنی وسیع بلکونی میں ل تھامے کھڑے تھے۔۔تیز ہوا کے جھو میں ہر لان میں شمعیں جل بُجھ رہی تھیں۔۔اُس کے کندھے پ پڑے کرل کیئے ہوئے بل ذرا ذرا جھوم رہے تھے۔۔اُس کے کام دار دوپٹے کے ڈامو ٹیذ کا عکس فرش پ رہا تھا۔۔وہ دو سائے ای دوسرے کے ساتھ اپنی منزل پ کھڑے تھے۔۔وہ دل آوی تصوی مکمل تھی۔۔کمرے میں کھڑی عفیفہ نے چھپکے سے اُس کے ا کیمرہ سے اُن کی تصوی اُ ری اور تصوی کو پ ٹ کیا۔۔جیسے آہستہ آہستہ تصوی بہر آئی۔اُس نے اُسے پکڑ کر پھو مار کر جھلای۔۔اور پھر بغور اُس تصوی کو دیکھا تو لبوں پ تبسم در آی۔۔ پھر ماتھے پ بل پڑے۔۔

"تصوی مکمل ہے۔۔ کچھ کمی ہے!!" کچھ دی سوچا اور پھر مسکرا کر شانے اُچکا کر کہا۔۔

"وہ کمی بھی کبھی نہ کبھی ضرور پوری ہو جائے گی!!"

ما ب چچا کے گھر والے بھی ولیمے پ آئے تھے۔۔دی آئے در آئے۔۔جو ہو تھا سو ہوا ب ان بھلا تو ب بھلا۔۔دی سے صحیح اُن دو خان انوں کو اپنی غلطی کا احساس ہو ی تھا۔۔صرف اپنی جڑیں اور اپنی رگیں کاٹ کر کوئی ا ان اپنے ب سے ٹ نہیں سکتا۔۔خون کے رشتے کبھی چھوڑے نہیں جاتے۔۔اُنہیں تو ملنا ہو ہے۔۔ویسے۔۔جیسے دری کو ساحل میں ہو ہے۔

اُفق جامنی گلابی ہونے لگا تھا۔۔۔گو ی مصور آج رنگوں سے کھیلنے کا ارادہ ر تھا۔اُن کے لان کے کنارے میں سوکھے در ت پ لپٹی بڑے بڑے ستاروں کی لائٹس جگمگ جگمگ

جگمگانے لگی تھیں۔۔۔شام قری. آ رہی تھی۔۔ چا ستارے اُن کے دی ار کو یت ب تھے۔۔دن ڈھل رہا تھا۔۔ ز گی کی صبح تو اب ہوئی تھی۔۔۔۔

☆.....☆.....☆

ت ریخ رات میں انتہا کی خاموشی چھائی تھی۔۔جہا ی. صا . اور ربیعہ بیگم اپنے کمرے میں ای دوسرے کے رو. و بیٹھے تھے۔۔جہا ی. صا . ای ٹ کھڑا کیے اُس پ اپنا ہاتھ ر لگے۔۔۔

"بچوں کا ولیمہ ہو ی ربیعہ!"

ربیعہ بیگم نے پلکیں اُٹھا کر اُنہیں دیکھا۔۔

"ہاں!"

جہا ی. صا . کچھ سوچتے کہنے لگے۔۔

"دوپہر کو ولیمہ ہوا۔شام ت مہمان چلے گئے۔۔ز گی معمول پ آ گئی۔۔۔اب کل سے پھر سے روزمرہ کے کام۔۔۔خوشی کی خوشی بھی ہو گئی اور کام کا کوئی حرج بھی نہیں ہوا۔۔۔"

ربیعہ بیگم نے اکتفا کیا۔۔

" صحیح کہہ رہے ہیں۔۔ا اِس ملک میں یہی رواج چلنے لگ جائے۔۔تو ہر. پ رات کو سکون کی نیند سو سکتا ہے۔۔"

وہ ٹھہریں اور پھر اُنہیں دیکھتے کہنے لگیں۔۔

"جا کے ا. ۔۔آپ کو پتا ہے۔۔"

جہا ب صا . اُن کی جا . متوجہ ہوئے۔۔

". . خضر کو کینسر ہوا تھا۔۔ت. میں نے ای آ نہیں بہای۔۔۔آپ. پ ہو کر روتے رہے

تڑپتے رہے۔۔۔ پتا نہیں مجھے اُس وقت ہو َ یہ تھا۔۔٘ روتی تھی٘ کچھ بولتی تھی۔ ا یہ دن دُعا کی ڈیوٹی تھی ا پتے ل میں۔۔ تو رات مجھے اُس کے پ س رہنا تھا۔۔ سارا دن وہ مجھے خاموشی سے دیکھتا رہا۔۔ اور میں بھی اُسے دیتی رہی۔۔ وقت َ٘ رر ہا تھا کہ اچا٘ وہ ا یہ دم سے بولا۔۔ مجھے آپ کے غم سے بیمار ہونے سے ڈر لگتا ہے۔۔"

ربیعہ بیگم اُس اذ یت کو یہ د کرتے تڑپنے لگیں۔

"بہت ہی کربناک ہوتا ہے وہ لمحہ. ۔ والدین اپنے بچے کو اذ یت سے َ٘ رتے ہوا دیکھتے ہیں اور اُس کے لیے کچھ کر
نہیں پ تے!"

جہا٘ یہ ۔ صا ۔ نے ربیعہ بیگم کا ہاتھ تھامتے اُنہیں ڈھارس دی۔۔

"ٹھیک تو ہو َ یہ ہے وہ۔۔۔ کیا پ انی ۔ تیں یہ د کر رہی ہو۔۔۔ بس چھوڑو تم اب۔۔ اب صرف اچھا اچھا سوچو۔ ا ء اللہ ۔ اچھا ہو گا!"

ربیعہ بیگم احتجاجاً مسکرا ۔۔

"ہاں۔۔۔ ا ءاللہ!"

لبوں پ بے اختیار ا یہ خواہش آئی۔۔

"بس اللہ میرے بچے کو اولاد سے نواز دے۔۔ بیٹی دے یہ ٹ۔۔ کچھ دے دے صحیح!"

جہا٘ یہ ۔ صا ۔ نے سادگی سے سر ہلاتے کہا۔۔

"دے گا۔ ا ءاللہ ضرور دے گا!"

ربیعہ بیگم مطمئن ہونے لگیں۔۔

"ا ءاللہ ا ءاللہ!"

☆.....☆.....☆

ا پتـ ل میں افراتفری مچی ہوئی تھی۔۔ڈعا کے ساتھ انٹرن مریض کو اسٹر پ لٹائے تیزی سے لے کر جا رہے تھے۔۔پیچھے سے ا عمر دراز عورت تیز تیز چلتے کہہ رہی تھی۔۔

"اوئے اِس کو گیس ہوئی ہے۔۔دل کا مسئلہ نہیں ہے میری بـ ت سُنو۔۔یہ کہاں لے کر جا رہے ہو۔۔اوئے!"

ڈعا نے خفگی سے دن موڑ کر اُنہیں دیکھا۔۔

"آپ پلیز خاموش ہوں گی؟ یہ ہمارا کام ہے۔۔ہمیں مت بتا کہ مریض کو کیا ہے۔۔"

وہ عورت چیختے تے کہہ رہی تھی۔۔

"اوئے اِس کو گم ہیضہ ہوَ ہے۔۔اور کچھ نہیں ہے۔۔"

اُن کا لہجہ سُن کر ڈعا کو رضیہ آ کی د آئی تھی۔

ڈعا سنی ا کر کے مریض کو لے گئی۔۔وہ عورت چیخت تی رہی اُس کی کسی نے نہ سُنی۔پندرہ منٹ معا کے بعد ڈعا اُس عورت کی جانـ گھومی۔۔چہرے پـ شرمندگی کے آ ر صاف واضح تھے۔۔۔وہ عورت گھور گھور کر ڈعا کو ہی دیکھ رہی تھی۔۔ڈعا نے ا گہری سانس لی اور کہنی لگی۔

"آپ ٹھیک کہہ رہی تھیں۔۔اِن کو گیسٹرک ایشو ہے۔۔ ہضمی کی وجہ سے ہارٹ نـ ن ہو رہا تھا۔اور انٹرن اِسے دل کا مسئلہ سمجھ رہے تھے۔۔"

اور یہ سُنتے وہ عورت اُس پـ پھٹ پڑی۔

"میں نے کیا کہا تھا؟ او تم ڈاکٹر ماؤں کو کیا سمجھتے ہو؟ ماں ڈاکٹر کی بھی ڈاکٹر ہوتی ہے۔سارا کچھ سمجھتی ہے۔۔بس بیچاری کچھ کر نہیں سکتی۔۔"

دُعا خاموشی سے اُس کی سُنتی رہی۔ غلطی انٹرن کی ہوتی اور سُننا سینیئر ڈاکٹر کو پڑتا تھا۔ اِس میں اُن کی بھی غلطی نہیں تھی کیو ا یک تحقیق کے مطابق ایمرجنسی میں دُ بھر میں سو سے زائد ہارٹ ۔ ن کے کیسز کو ہارٹ اٹیک سمجھ لیا جاتا ہے۔

۔ ۔ وہ بول بول کر خاموش ہوئی تو دُعا نے مریض کو gastrologist کی سپرد کیا اور فارغ ہو کر ۔ ہر نکلی۔ اُس نے ڈاکٹر کوٹ کی ۔ ۔ ۔ سے اپنا مو ۔ نکالا اور نمبر ڈائل کرنے لگی۔ اُس نے نمبر کر مو ۔ کان سے لگا ی۔۔ گھنٹی جا رہی تھی۔۔ وہ مسکرا کر چلتی جا رہی تھی۔۔۔

"ہیلو!!"

رضیہ آ کی آواز فون سے ۔ ہر آئی۔ دُعا مسکراتی رہی۔۔

"اوئے ۔ معاشوں بیٹھ جاؤ۔۔ بیٹھ جاؤ!!"

اُس پ روہ بچوں کو ڈا ٹ ڈپ ٹ کر بٹھا رہی تھیں۔ گود میں عبداللہ ٹ فیڈر پی رہا تھا۔۔

دُعا چہک کر بولی۔

"السلام علیکم آ !!"

اُس پ ر سے وہ تکان سے بولیں۔

"ہائے وعلیکم السلام!"

آواز سے گمان ہوتا تھا بچوں نے اُن کا جینا دوبھر کر رکھا تھا۔۔

ولیمے کو بہت دن ر گئے تھے اور ۔ سے اسکوا والوں کی اُس نے کوئی خیر خیر ۔ طلب نہیں کی تھی۔۔ خضر ہر دو دن بعد چکر لگا تا تھا دُعا کام کی وجہ سے کال کرتے کرتے رہ جاتی تھی۔۔ ۔ کا حال احوال جان کر وہ بچوں کے شور پ اب پوچھ ہی پ ی۔

"آ شبل اور شا ے ادھر ہیں؟"

رضیہ آ کلس کر بولیں۔۔

"ہائے ہاں پتر۔۔۔آمنہ ماں کی بیکری گئی ہے۔۔عفیفہ کالج پ ڑھانے۔۔مریم نے ہان ٹ ی رکھی ہوئی ہے۔۔اور اِن کی دادیاں درزن کے پ س گئی ہیں۔۔۔قسمیں پتر بڑا ہی تنگ کر دے۔۔میں نے اللہ اللہ کر کے عبداللہ کو سلایا تھا۔۔۔ اس چام پ ٹخی شان ے نے اُٹھا دی۔۔ذرا سکون نئی کر دے۔پجدے ے ریندے ۔تے پتر۔۔بڑا ای گند پ ے ۔۔"

دُعا اُن کی باتیں سُن کر ہنسنے لگی۔۔۔

"ارے آ کیا ہوَ یہ ہے بچے ہیں!!"

رضیہ آ کلستی رہیں۔۔اور دُعا اُن کی سُن سُن کر ہنستی رہی۔۔۔

شام کو ب وہ اپ ت ل سے گھر آئی تو خضر کو اُس نے صوفے پ خاموش ٹ پ ی۔اُسے دیکھتے وہ دھیرے دھیرے اُس کی جان ب چلتی آ رہی تھی۔۔

"چا ن ٹھیک ہوَ ی ہے۔۔بظاہر وہ ٹھیک لگتا ہے۔۔ اپنی بیماری کے ب ب وہ ای شدی تناؤ کا شکار ہوَ ی ہے۔ایسے جیسے بیماری کے ب ب وہ دل چھوڑ چکا ہے۔۔بہت جلدی مایوس ہو جا ت ہے۔بہت جلدی غصہ کرنے لگتا ہے۔۔۔"

دُعا اُس کے قری ب آتے ی ب لگی۔۔

"السلام علیکم!"

خضر پ ت ی ٹ بے ت ش لہجے میں بولا۔

"وعلیکم السلام!!"

دُعا نے ای گہری سانس لی اور کہنے لگی۔

"گاڑی میں نیوز سُن رہی تھی۔۔پتا موجودہ کپتان کی ٘ اب کارکردگی کے . . اُنہیں نکالنے کا فیصلہ کیا َ یہ ہے۔۔سلیکشن کمیٹی میں دو ٘م دیئے گئے ہیں۔۔"

خضر نے کروٹ لے لی۔دُعا بولتے بولتے رُکی۔

"چا ٘ !"

"کوئی فائ ہ نہیں یہ . بتانے کا۔"

وہ منہ پھیرے مایوسی سے بولا تھا۔دُعا کھسک کر آگے آئی۔اُس نے اُس کا شانہ تھام کر ذرا ہلا یہ۔

"کیوں فائ ہ نہیں؟ . تمہارا ٘م دیَ یہ ہے تو ایسے کیوں کہہ رہے ہو؟ کوچ تمہارے حق میں ہے ٹیم میمبرز تمہارے حق میں ہے۔۔تمہاری رپورٹس الحمدللہ اچھی آئی ہیں۔۔تو پھر یہ مایوسی کیوں؟ یہی تو تم چاہتے تھے۔۔اور آج یہ ہو رہا ہے تو اب تم مایوس کیوں ہو؟"

خضر ہنوز کروٹ لیے ٹ خاموش رہا۔۔دُعا سانس ی ٘ کے لیے ٹھہری اور پھر کر ٘ ت ہوتے کہنے لگی۔

"یہ تم اپنے ساتھ ٘ ا فی نہیں کر رہے ہو۔۔یہ تم اِس ملک کے ساتھ ٘ ا فی کر رہے ہو۔۔تم اپنی قابلیت چھپا رہے ہو۔۔اور دیکھنا۔۔یہاں تو تم بچ جاؤ گے۔۔۔ آگے نہیں بچو گے۔خضر جہا ٘ ی . ڈرو اُس دن سے۔۔۔ . اللہ تم سے تمہاری طاقت اور اسطا ت کے متعلق سوال کرے گا۔۔کیو تم یہ جا ہو تمہارا اِس د میں بحیثیت ا ی کھلاڑی ہی نہیں بلکہ ا ی اخلاق پ ت اور ا ی مسلمان ہونے کا رسوخ ہے۔اور . تم کپتان بن جاؤ گے۔تو مواقع .ڑھ جا گے۔۔"اب کے وہ مز ی سخت ہوئی۔

"تم میری .ت سُن رہے ہو؟"

خضر دھیرے سے پلٹنے لگا۔۔دُعا آنکھوں میں غضب لیے اُسے ہی دیکھ رہی تھی۔وہ دوبارہ سے چت لیٹ گیا۔۔چہرہ ہنوز بے تاثر تھا۔۔دُعا اُسے درشتی سے انگشت شہادت دکھانے لگی۔۔

"میرے سامنے اِس ڈھٹائی پن کا مظاہرہ کرنے کی کوشش بھی مت کرنا۔۔تم آج ارن کرو گے تو کل ہمارا مستقبل محفوظ ہوگا۔ابھی ہمیں امی کے لیے سلائی اسکول بنوانا ہے۔ہمارا اپنا ہسپتال بنانا ہے۔۔۔ہمیں ابھی اِس ملک کے لیے اپنے لیے اور اپنی اولاد کے لیے بہت کام کرنا ہے۔۔ابھی ہمیں بہت پیسہ چاہیے۔۔آئی نو میں مطلبی ہو رہی ہوں۔۔۔ مگر یہ وقت ہی ایسا ہے۔۔یہ دُنیا اُسی کی ہے۔جس کے پاس پیسہ ہے۔۔۔"

وہ رُکی اور پھر کہنے لگی۔۔

"تم یہ موقع اپنے ہاتھ سے نہیں جانے دو گے۔سمجھ گئے؟سمجھ گئے؟"

وہ اب اُٹھنے لگی اور واپس جانے کے لیے آگے بڑھی۔ڈمی بنے خضر نے دھیرے دھیرے خضر آنکھیں موڑیں۔۔

چہرہ بلا کا سنجیدہ تھا۔۔۔ پھر ذرا کُھل کر ہلے۔۔

"بیوی سے بڑی اِس دنیا میں کوئی motivation نہیں!"

شام سے رات کب ہوتی پتا ہی نہ چلتا۔اسپتال سے آکر وہ ابھی مغرب پڑھتی تھی تھوڑی دیر آرام کرتی تھی کہ عشاء کا وقت ہو جاتی تھی۔۔۔۔پلنگ پر بیٹھے اُس نے سائیڈ ٹیبل پر پڑا ٹی۔وی کا ریموٹ کنٹرول اُٹھایا اور بٹن دبا کر آن کرنے لگی۔۔ٹی۔وی کھلا۔۔۔اُس نے چینل تبدیل کیا۔۔سرفنگ کرتے کرتے وہ خبر کے چینل پر رُکی۔

"ٹی ٹوئنٹی پاکستان کرکٹ ٹیم کے کپتان خضر جہانگیر مقرر۔۔"

دُعا یکدم سے اُٹھنے لگی۔۔

وہ دوپٹہ سنبھالتے کمرے سے ہر لگی۔۔پیر جیسے سو گئے تھے۔۔پیروں میں ہمت نہیں ہو رہی تھی پھر بھی وہ اپنی جا سے تیز تیز قدم اُٹھانے کی کوشش کر رہی تھی۔۔وہ دروازہ کھول کر ہر آئی۔۔۔پیروں میں جیسے کر دوڑ رہا تھا۔۔۔وہ ریلنگ کے قری چلی آئی۔۔نیچے خضر صوفے پ بیٹھا تھا۔۔دُعا ریلنگ تھامتے ذرا جھکی۔۔

"کپتان!!!"

اُلٹا بیٹھا خضر اُس جا ذرا مسکرای۔۔دُعا منہ کے قری ہاتھ ر او سا بولی۔۔

"ہیلو ہیلو اِز ڈی یو کیپٹن؟"

خضر اب بھی نہیں پلٹا۔۔دُعا سیڑھیاں اُ کر تیزی سے آنے لگی۔۔

"کپتان کیا تم مجھے سُن ہو؟"

وہ پشت کیے بیٹھا مسکرا رہا۔۔

شور پ ربیعہ بیگم اور جہا ی صا اپنے کمرے سے لگے۔۔غلام جان بھی ورچی خانے سے چلی آئی۔۔

دُعا شور وغوغا کرنے لگی۔۔

"کیا کسی کو پتا ہے۔۔پکستان ٹی ٹوئنٹی ٹیم کا کیپٹن اِس گھر میں رہتا ہے؟"

ربیعہ بیگم اور جہا ی صا نے چو کر ای دوسرے کو دیکھا۔۔۔

"کیپٹن ابھی سے غرور کرنے لگ گئے؟"

وہ خضر کی جا ڑھی۔۔جہا ی صا اور ربیعہ بیگم سیڑھیاں اُ کر نیچے آنے لگے۔۔

"کیپٹن تم صرف ٹیم کے کیپٹن ہو۔لیکن گھر کی کیپٹن میں ہی ہوں۔۔" اور غلام جان مسکرا

پڑیں۔۔

"میں مٹھائی منگواتی ہوں!"

دُعا خضر کو عقب سے شانوں سے تھامتے بولی۔

"صرف ہمارے لئے۔۔ کپتان کے لیے نہیں!"

اور خضر سر جھٹک کر بے دبے ہنس پڑا۔۔

اِس خوشی اور کامیابی کے ساتھ ایک بھاری بھرکم ذمیداری اُس کے کاندھوں پر آپڑی تھی۔۔۔ ٹیم کا کوچ سختی کرنے میں کم نہیں تھا۔۔ کہ اب خضر کی کپتانی بھی آ گئی تھی۔۔ دُعا اسپتال میں چائے پینے کے لیے کنٹین میں آئی تھی۔۔۔ ڈاکٹر موبائل پر خبریں سُن رہے تھے۔۔

" کپتان نے کھلاڑیوں کو دو دو کلو وزن کم کرنے کا فرمان جاری کر دیا۔۔"

" کپتان خضر جہانزیب اور کوچ ہیری ڈکنسن نے پاکستان ٹی۔ٹوئنٹی ٹیم سے کھلاڑی چھانٹنا شروع کر دیئے!"

"شارجاہ کی وِکٹوں پر کھیلیں گے تو بس شارجاہ کے ہی رہیں گے، خضر جہانزیب۔"

وہ پہلے بھی سرخیوں میں رہتا تھا اب وہ مزید سرخیوں میں رہنے لگ گیا تھا۔۔ ہر روز اُس کی کہی کوئی بات سرخی بن کر پیش ہوتی تھی۔۔۔ دُعا اپنے رفیق کاروں سے اکثر سُنا کرتی تھی۔۔۔

"لو بھئی نئی بات سُن لو۔۔ پنگا کیا ہے کپتان نے!"

"ٹیم میں کسی نے اگر مجھ سے میری کپتانی کے متعلق غیر ضروری بحث کی تو وہ گھر جا کر بیٹھے گا!"

آسٹریلیاء میں پاکستان کرکٹ ٹیم کی پریکٹس چل رہی تھی۔۔ اپنے سے جونیئر کھلاڑیوں کو دیکھتے اُسے اپنا ماضی یاد آیا کرتا تھا۔

ای وہ بھی وقت تھا۔ ب وہ ڈرا ہوا سہما ہوا رہتا تھا اور آج۔آج وہ ٹیم کا کپتان تھا!

وہ اپنے سے جونیئر کھلاڑی کو بیٹنگ کی پ یکٹس کرت دیکھ کر آ گے آی ۔۔

"معین!"

وہ فوراً سے رُکا اور اُس کی جا ب متوجہ ہوا۔

"جی بھائی؟"

خضر نے اُسے بیٹ کی جا ب اشارہ کرتے کہا۔

" کمزور ہاتھ نیچے رکھو۔اور dominating والا او پ ۔۔ایسے کر کے ٹ ائ کرو!"

پ یکٹس کے بعد اُس نے ٹیم مینجر کی اجازت ی ت ساری ٹیم کو اکٹھا کیا تھا۔۔وہ درمیان میں کھڑا کمر پ دونوں ہاتھ ر ت ب کو ای دیکھ رہا تھا۔۔

"میرے خلاف کوئی بھی سازش کرنے سے پہلے یہ سوچ ی کہ میرے اِس ٹیم میں بہت جاسوس ہیں!"

بعض کھلاڑیوں کے چہرے کے ر اُڑے تھے۔۔۔خضر کی نگاہ قمر پ گئی تو دونوں نے چ ائی سے آ د ئی۔

بہت ہی تھوڑے عرصے میں اُس کی شد ی سختی کی وجہ سے ٹیم میں اُس کے بہت دشمن پیدا ہو چکے تھے۔جو ہر وقت ہر جگہ اُس کے خلاف سازشوں میں لگے رہتے تھے۔۔

"یہ وقت ذاتی عناد نکالنے کا نہیں ہے۔۔ہم یہاں ای ٹیم ہیں۔اور ہمارا مقصد ہے ی ت ۔۔ ی درکھنا team work makes dream word۔۔ہم یہاں کسی کو کسی سے کم نہیں سمجھیں گے۔۔"

وہ ٹھہرا اور پھر کہنے لگا۔۔

"اپنی اپنی کمر کس لو۔۔کیو   مقابلہ سخت ہے۔۔۔ یت   اُسی کی ہے۔جس کا عزم مضبوط ہے۔۔۔اور مایوس ہونے والے کی اِس ٹیم میں کوئی جگہ نہیں ہے۔۔۔فلحال کے لیے اتنا ہی۔۔۔ابھی سے لے کر رات نو   تم جہاں جا چاہو جا   ہو۔۔۔میرے لیے تم   کی اور اپنی مینٹل ہیلتھ بہت ضروری ہے۔۔۔کیو کر   صرف جسمانی نہیں۔۔۔بلکہ دماغی کھیل بھی ہے۔۔دماغی صحت ٹھیک نہیں ہو گی تو strategy planning ٹھیک نہیں ہو گی۔۔۔اِس لئے خود کو جسمانی اور دماغی طور پ سکون رکھیں۔۔"

وہ سانس ی کے لیے رُکا اور میٹنگ کا اختتام کرتے بولا۔۔

"ڈیٹس آل فار ٹوڈے!"

☆.....☆.....☆

خضر کو ٹی۔ٹوئنٹی انٹرنیشنل کی کپتانی مل گئی تھی۔۔کتنے سالوں سے اُنھوں نے اِس دن کا انتظار کیا تھا۔۔ منزل اب بھی   قی تھی۔۔خواہ تھوڑی ہی سہی۔۔حقیقی منزل کا آغاز تو منزل کے قری پہنچ کر ہوت ہے۔   ضبط ہاتھوں سے چھوٹنے لگتا ہے۔۔۔خضر کا کپتان کی حیثیت سے پہلا میچ تھا۔۔۔دُعا مریضوں کا پ   اپ کر رہی تھی۔۔وارڈ میں ای   رگ نے   کو پ یشان کر رکھا تھا۔۔

"مجھے کر   میچ لگا کر دو!!"

دُعا نے اُکتا کر پلٹتے ہوئے اُنہیں دیکھا۔۔ماتھے پ تیوری پ ھ گئی۔۔وہ ای   گھنٹے سے مسلسل بولے جا رہے تھے۔۔۔اب وہ اُنہیں جھڑک بھی نہیں سکتی تھی۔۔وہ وہاں کے chief-resident کے والد تھے۔۔۔پہلے اُنہیں وی۔آئی۔پی روم میں شفٹ کیا   ی تھا وہاں تنہائی میں اُن کا دل اضطراب کا شکار رہا کرت تھا اور وہ ہر آتے جاتے شخص کو خوب پ یشان

کیا کرتے تھے۔

" مجھے کر ٹ میچ لگا کر دو۔۔۔خضر کی کپتانی کا پہلا میچ ہے۔۔"

دل تو دُعا کا بھی تھا کام پہ تھی۔۔اور کام میں اَ لغویت ہو تو وہ حلال کمائی کے ساتھ ٠ا فی ہوتی۔۔دُعا اُن کی جا ب چلی آئی اور ذرا خفگی سے کہنے لگی۔۔

" کیا مسئلہ ہے۔۔کیوں شور مچا رہے ہیں آپ؟"

اُنہوں نے دُعا کو دیکھا تو پتہ یں سکیٹر کر اُسے دیکھتے بولے۔۔

" تم غالباً کپتان کی بیوی ہو۔۔"دُعا نے دوٹوک ا٠ از میں کہا۔۔۔

"جی نہیں۔۔فی الوقت میں آپ کی ڈاکٹر ہوں۔۔اور آپ کے پیہ اپ کا وقت ہو رہا ہے۔۔"

" مجھے پہلے میچ لگوا کر دو۔۔"

وہ بضد تھے۔۔ ٠س نے تبھی اُسے بتا یا۔۔

" ڈاکٹر اِنہوں نے کھا بھی نہیں کھا یا اور ٠ دوا لی ہے۔۔"

دُعا چو٠ کر رہ گئی۔۔

"وہاٹ!"

دُعا نے اُنہیں دیکھا تو وہ دوٹوک بولے۔۔

" مجھے میچ لگا کر دو۔"

دُعا اُنہیں سختی سے کہنے لگی۔

" دیکھیں یہ بہت غلط ب ت ہے۔۔"

" مجھے کچھ نہیں پتا مجھے بس میچ لگا کر دو۔۔خضر کی کپتانی کا پہلا میچ ہے۔"

یقیناً وہ اُس کے بہت بڑے مداح تھے۔۔

"جس کے لیے آپ یہ ب کر رہے ہیں۔۔۔اُسے ایسے لوگ بلکل ن پسند ہیں۔جو اپنے کام چھوڑ کر اُس کا میچ دیکھیں۔کر ٹ بس ای گیم ہے۔۔پہلے آپ کی صحت آتی ہے اور پھر کچھ اور۔"

اُنہوں نے بینیازی سے ہاتھ جھلای۔۔۔

"جاؤ۔۔جاؤ۔۔" وہ کسی کی سُننے کو تیار ہی نہیں تھے۔

دُعا نے بیبسی سے ای ٹھنڈی آہ بھری اور کوئی اور چارہ ن آتے اُس نے اپنے ڈاکٹر کوٹ کی ب سے مو ب نکالا اور ب اہ را ت میچ لگا کر مو ب اُن کی جا ن ب ڑھا دی۔۔

"اب اَ چیف نے مجھے کچھ کہا ن۔۔" وہ اُس سے مو ب جھپٹ کر پکڑتے لا پ واہی سے بولے۔۔

"ارے۔۔اُس الو کے پھٹے کی اتنی ہمت۔۔میرے سامنے ز ب ن ئے گا؟"

مریضوں کو دیکھنے میں سارا وقت نکل گَ ی تھا۔

ب ی کا کچھ وقت تو وہ واپس وارڈ میں چیف کے والد کو دیکھنے آئی۔۔۔

وہ ا ن ر آئی تو دیکھا اُنہوں نے سبھی مریضوں کو اپنے آس پ س کھڑا کر لیا تھا۔۔

"او او ئے!!"

"او چھکا!!"

یہ منظر دیکھ کر دُعا سانس نہیں لے سکی تھی۔۔۔مریضوں کو یوں شور مچا ت دیکھ کر کہیں سے نہیں لگتا تھا کہ وہ ا پ ت ل کا ای کمرہ تھا۔۔وہ تو فلحال ای پ ڑ ی گھر تھا۔۔

"یہ ب کیا ہو رہا ہے؟"

دُعا غصے سے کہتی اُن کی طرف چلی آئی۔۔ سیں گھبرا کر پیچھے ہٹیں۔۔دُعا نے گلے سے stethoscope نکال کر مروڑتے سوں کو سخت خفگی سے دیکھا۔۔

"یہ . کیا ہے؟"

چیف کے والد مو. اسکرین میں دیکھتے اُسے اشارہ کر کے بولے۔۔

"دُعا۔۔آجاؤ۔۔آجاؤ۔۔ پوَر پلے شروع ہونے والا ہے۔۔خضر بیٹنگ کر رہا ہے۔۔"

اُس نے اُنہیں ا ازکرتے س سے پوچھا۔۔

"اِنہوں نے دوا لی؟"

اُس نے فوراً سے کہا۔۔

"جی ڈاکٹر۔۔لے لی۔۔بی۔پی بھی ٹھیک ہے۔۔ . کا آپ نے اِنہیں مو. دی ہے بہت خوش ہیں۔۔"

"اوچھکا!!"

وہ ہوا میں ہاتھ لہرا کر بلند آواز میں بولے تو دُعا کو جھرجھری آئی۔۔

"دھو رہا ہے خضر!!"

"گو کپتان گو گوَ ین مین گو!!"

مریض شور مچا مچا کر کہہ رہے تھے۔۔

"دیکھیں آپ . اپنے بیڈ پہ جا ۔۔"

دُعا اُنہیں سمجھا رہی تھی وہ اُس کی ای نہیں سُن رہے تھے۔۔۔

"دیکھیں۔۔یہ کمنٹری کرتے ہیں۔۔آپ پلنگ پہ بیٹھیں اپنے۔۔"

"چوکا!!"

منٹ منٹ بعد چیف کے والد ہاتھ اُٹھا کرا یے بھاری سی آواز نکال کر بولتے تھے۔۔اور دُعا کا دل ڈول ڈول جات تھا۔۔۔کہ کہیں چیف آجا ۔۔۔

"اودھواو۔۔اودھو۔۔اِن کانگروؤں کے بچوں کودھو!"

آ ی گیند تھی۔۔دُعا دل میں مسلسل دُعا کررہی تھی۔۔

"الل؟ کسی طرح بھی یہ میچ ختم ہو۔۔۔"

اِس دن کے لیے اُس نے کتنی دعا کی تھیں اور آج وہ پناہ ما رہی تھی کہ کسی طرح کسی طرح یہ دن اپنے اختتام کو پہنچے۔

"او۔ یت ی !!"

چیف کے والد نے سر اُٹھا کر دن گھماتے دھمال ڈالا۔۔

سارے وارڈ کا ماحول کسی پ ی گھر کی ما تھا۔۔دُعا کو لگا تھا میچ کے اختتام پ رمل ہوگا وہاں تو اُ ٹ ہوچکا تھا۔۔اُس کا سر شدی درد سے پھٹ رہا تھا۔۔وہ ا طرف کرسی پ سر پکڑے بیٹھی تھی۔ہرنی آنکھیں ہت سے بھری تھیں۔۔

"یہ کیا ہے؟"

ا مردانہ آواز گو ۔۔دُعا نے ما گی سے پلکیں اُٹھا کر سامنے چیف کو دیکھا۔۔اُنہوں نے دُعا کو دیکھا تو اُس نے میکا از میں انگشت شہادت اُن کے والد کے جا موڑ دی۔۔اُس کا تکان بھرا چہرہ دیکھ کر وہ از ہ لگا تھے کہ اُنہوں نے اُس کا کیا حال کیا تھا۔۔

☆.....☆.....☆

وہ غلام جان کے ساتھ ڈائننگ ٹیبل پ پلیٹس لگا رہی تھی۔۔ ہر لاؤنج میں ہارون انکل اور نورین آ اُن سے ملنے آئے تھے۔خضر کی کپتانی کی خوشی اتنی ی تھی کہ ہر کوئی اُنہیں کال کرت

اور مبارک . د دیتا تھا۔۔

کھانے کے بعد جہا ۔ ۔ . صا . اور ہارون انکل . ہر لان میں چلے گئے تھے۔۔نورین آ اور ربیعہ بیگم لاؤنج میں بیٹھی تھیں۔۔دُعا نے شام کے لیے بیکری سے سامان منگوایا تھا۔۔جسے وہ کچن میں کھڑے دیکھ رہی تھی۔۔۔تبھی . ہر سے اُسے نورین آ کی آواز سنائی دی۔۔

"بس اللہ کی مرضی ہے۔ ربیعہ . جی!"

دُعا نے فوراً سے سر اُٹھا کر دیکھا۔۔

"جسے اللہ چاہے اولاد دے جسے چاہے ۔ دے۔۔فکر ۔ کیا کرو!"

یہ سُنتے دُعا کا دل جیسے پ پ َ ی تھا۔۔

"اِس اولاد کی خواہش میں لوگ کیا کیا کرتے ہیں۔۔ان نیچرل طر اپناتے ہیں۔بس کیا کہوں سمجھتے نہیں لوگ۔۔۔اولاد اللہ نصیب سے دیتا ہے۔۔"

ای لمحے کے لیے اُسے غصہ آ ی۔۔۔ اگلے لمحے وہ سرد پ ڑنے لگی۔۔۔

"کیا میں اولاد کی خواہش ر ت ہوں؟ بظاہر نہیں۔۔"

ای ا ن کے بہت سے چہرے ہوتے ہیں۔۔ای چہرہ وہ جو وہ معاشرے کے سامنے پیش کرتا ہے۔ای وہ جو خا ۔ ان کے سامنے پیش کرتا ہے۔ای چہرہ وہ جس سے کوئی واقف نہیں ہوتا۔۔اور ای چہرہ وہ بھی۔جس سے ا ن خود بھی واقف نہیں ہوتا۔۔۔دُعا کے چہرے پ بھی ای چہرہ تھا۔۔۔وہ چہرہ جس میں خواہشات غم اور ای کمزور لڑکی چھپی ہوئی تھی۔۔۔اور وہ اس چہرے کو کبھی کسی کو نہیں دکھا ۔ چاہتی تھی۔۔

عجیب کشمکش کا شکار تھی۔۔۔اپنا مسئلہ وہ کس سے کہتی۔۔کس کو بتاتی؟ کس کو سمجھاتی؟

کچھ سوچتے اُس نے مو . اُٹھا کر کچھ ٹ ئپ کر ۔ شروع کیا۔۔ پھر رُک گئی۔۔

" کسی سے کچھ کہنے کا کوئی فائ ہ نہیں!"

وہ ٹھہری اُس نے ای گہری سانس لی۔۔

"امی کو تسلی دینے کے لیے gyna سے اپ ئنٹمنٹ لوں؟" ضمیر نے اُسے جھنجھوڑا۔۔

"یہ غلط ہے۔۔صرف تم ہی پ اپ کیوں کرواؤ۔۔ہمیشہ عورت ہی کیوں. دا ش ی کرے؟"

بہت دی وہ خود سے لڑتی رہی۔اور پھر لڑتے لڑتے لگی۔۔۔

"چا کے آنے کا انتظار کرتی ہوں!"

"ہاں؟ ایسا ہی کروں؟"

دن کاٹے نہیں کٹتے تھے۔۔وہ کیلینڈر پ دن کاٹ رہی تھی۔۔ا پ ل میں اکثر اُس کا gynaecologist سے سامنا ہوت ۔وہ اُس کے میڈ کالج کی سینیئر تھی۔بس اِسے لیے واقفیت تھی۔۔کبھی وقت ملتا تو ساتھ کافی پی لیتی۔۔دل تو بہت چاہتا اپنا مسئلہ اُس کے سامنے ر ۔۔ پھر خاموش ہو جای کرتی تھی۔۔۔خضر کے آنے میں اب بھی وقت تھا۔۔۔ اب صبر نہیں ہوت تھا۔۔۔معمول کے مطابق وہ کینٹین میں بیٹھی تھی۔۔سامنے وہی ڈاکٹر بیٹھی تھی۔۔۔وہ سر جھکائے چہرے پ بلا کی اضطرابی لیے کافی کے گھو لے رہی تھی۔دُعا نے اُسے دیکھتے پوچھا۔

" کوئی مسئلہ ہے؟"

اُس نے یکدم اُسے دیکھا اور ای ٹھنڈی آہ بھرنے لگی۔

"ہاں۔۔ہاں۔۔بس ای پیشنٹ کا مسئلہ ہے۔۔"

وہ ٹھہری۔۔دُعا اُس کی جا متوجہ ہوگئی۔

" کیسا مسئلہ؟"

ایک پروفیشنل ڈاکٹر کی حیثیت سے اُنہیں اِس طرح بات تو نہیں کرنی چاہیے تھی۔۔ موضوع کا افتتاح ہو چکا تھا۔۔

"یہ را ایک عورت ہے تین ماہ امید سے ہے۔۔اُسے خیر سے پتا ہے۔۔اور کیس بہت کمزور ہے۔۔"

دُعا نے پھٹتے کلیجے سے کرسی تھام لی۔۔۔

"میڈیسن اور ٹوٹکے جانے اُس نے کیا کیا کر لیا ہے۔۔لیکن اُس کا بچہ ٹھیک ہے۔۔۔کین یو امیجن؟ ایسا لگتا ہے جیسے اُس کا بچہ لڑ رہا ہے۔وہ جینا چاہتا ہے۔۔اور۔۔اور اب۔۔ہمیں اب سرجری کرنی پڑے گی۔اور دُعا وہ سرجری۔۔اِٹس۔۔۔اِٹس۔۔horrible یار۔۔ایک انسانی جان کا۔۔ایک چھوٹے بچے کے جسم کے ایک ایک اعضا کو کاٹنا۔۔بحیثیت ایک gyna یہ میرا کام ہے۔لیکن پھر بھی یار۔۔میں انسان ہوں۔۔"

اُس کی آنکھیں بھیگنے لگیں۔۔

"ایک انسانی جان جو زندہ رہنے کے لیے لڑ رہی ہے۔مجھے اُسے مارنا پڑ رہا ہے!"

ہرنی آنکھوں میں ستارے اُمڈنے لگے۔۔۔اُس نے ہونٹ دبا لیے۔۔دل کسک کسک کر رو رہا تھا۔۔

"پتا نہیں اللہ ایسے کیوں کرتے ہیں؟ جسے چاہیے ہے اُسے دیتے نہیں ہیں۔۔جسے دیتے ہیں وہ رکھ نہیں سکتا۔۔پتا نہیں اللہ ایسا کیوں کرتے ہیں؟"

بڑے دن اُس کے ذہن میں اُس gyna کی وہ باتیں رہیں۔۔پھر وہ مزید کچھ سوچ نہیں پائی۔۔خضر آیا وہ اُس سے بات نہیں کر سکی۔۔۔۔وہ باہر لاؤنج میں اُس کے ساتھ بیٹھی تھی۔وہ سامان کھول کر اپنے دوستوں کا سامان نکال رہا تھا۔اُسے اُن سے ملنے اسکوائر جانا

تھا۔اُس نے اپنے بیگ سے ای ٹفن بکس نکالا اور دُعا کو دکھاتے مسکرای۔

"یہ دیکھو میں شبل کے لئے بیگ واٹ بوٹل سارا یٹ لے کر آیہوں!"

دُعا کی آنکھیں مسکرا پڑیں۔۔۔وہ ڈزنی بٹ کا اسکول بیگ اور ٹفن یٹ تھا۔۔

"یقین ہی نہیں آت۔۔شبل اب اسکول جای کرے گا!"

خضر کی زنگی میں وقاص کی جگہ اب شبل نے لے لی تھی۔۔وہ بھول جات تھا پر شبل کو نہیں بھولا کرت تھا۔۔

کچھ سوچتے خضر کہنے لگا۔

"دُعا پتا ہے ہماری ٹیم میں کھلاڑی ہے۔ اورنگزیب ۔۔اُس کی بیٹی۔۔اُس سے اتنا پیار کرتی ہے یر۔۔مطلب بچے بب سے پیار کرتے ہیں۔۔ وہ بچی۔۔یروہ بپ کی دیوانی ہے۔۔"

دُعا کے لبوں کی مسکراہٹ پھیکی پڑنے لگی۔۔

"اور بھی وہ شاپنگ کرت ہے تو اپنی بیٹی کو وڈیو کال کرت ہے۔اور اُس چھوٹی بچی کی فرمائشیں سُننے والی ہوتی ہیں۔۔"

وہ مسکراتے مسکراتے ہنس پڑا۔۔

"دُعا۔۔وہ بچی بہت پیاری ہے ماشاء اللہ۔۔اور تمہیں پتا ہے سفر کے دوران میں اُس بچی کی بتی سُن سُن کر ای خیالی دُ میں ی تھا۔۔میں شبل کا ٹفن یت سوچ رہا تھا۔۔کہ وہ بھی ای وقت آئے گا۔ میری بھی بیٹی یبڈ ہو گا۔۔اور میں اتنا پگل ہوں۔۔سوچ رہا تھا کہ کبھی اَ میری اولاد کا ٹفن َی تو؟"

دُعا کا دل تڑپنے لگا۔۔

" کوئی سوچ سکتا ہے مجھ جیسا سخت کپتان ایسی باتیں کر سکتا ہے؟" وہ خود میں کھویا اپنی دل کی باتیں کہتا جا رہا تھا۔۔

خضر چہرہ خضر تھا۔

"دُعا مجھے تم سے بہت محبت ہے۔۔ میں بچوں کا تصور کرتا ہوں۔۔تو یہ سوچتا ہوں۔۔شاید میں اُن سے تم سے زیادہ محبت کروں گا۔۔"

دُعا بے ساختہ مسکرائی۔

"اچھا!"

خضر نے اُسے دیکھتے سر ہلایا اور کہنے لگا۔

"ہاں۔۔کتنا خوبصورت ہے قدرت کا نظام۔۔ایک دن ہم سے بنا انسان ہمارے احساسات پر dominate ہونے لگ جاتا ہے۔۔"

کسی خیال سے خضر اچانک بولا۔۔

"او ہاں!!"

دُعا نے آنکھیں پھیلائے اُسے دیکھا۔

"میں تو بھول ہی گیا۔۔اگلے ہفتے ٹیڈ ٹاک پر اسپیچ ہے میری!"

دُعا نے حیرانی سے اُسے دیکھا۔

"اچھا؟"

وہ خضر کو ستائشی نگاہوں سے دیکھ رہی تھی۔۔

"میرا چاند ایک بڑا آدمی بن گیا ہے۔۔دُنیا اُسے سُننا چاہتی ہے۔۔۔دُنیا اُس کے تجربات سے کچھ سیکھنا چاہتی ہے۔۔ یہ وہی چاند ہے۔۔جس کی باتیں میں کو کبھی اول فول لگا کرتی

تھیں۔۔۔یہ میرا چاند ہے۔۔۔جس کی دُنیا بھر میں ایک پہچان ہے۔۔۔یہ میرا چاند ہے!"

خوشی اور مسکراہٹ سے اُس نے اپنا سینہ فخر سے پھیلتا ہوا محسوس ہوا۔۔

موبائل کی گھنٹی کی آواز گونجنے لگی۔۔خضر نے میز پر پڑے دُعا کے موبائل کو دیکھا۔۔دُعا نے ہاتھ بڑھا کر موبائل پکڑا اور اسکرین کی جانب دیکھتے اُسے اُٹھانے لگی۔۔اُس نے کال اُٹھا کر کان سے موبائل لگایا۔۔

"ہاں عفیفہ!"

وہ اُٹھی۔۔۔

"ہیئر ڈائی؟" ابرو اُٹھا۔خضر بغور اُسے دیکھ رہا تھا۔۔

"دیکھ لو کوئی ایسا شیڈ کرواؤ۔۔جو تمہارے کمپلیکشن اور بھوؤں سے ملے۔۔نہیں تو بلونڈ کلر کروا کر تو ایسا ن لنڈے کا انگریز لگتا ہے۔۔"

وہ بات کرتے کرتے اوپر جانے لگی اور خضر خالی خالی نگاہوں سے ہاتھ میں پکڑے ٹفن کو دیکھنے لگا۔۔۔

"بچے۔۔ھمم!!!"

ابھی وہ ٹی۔ٹوئنٹی کپتانی کی مبارکباد وصول کر رہا تھا۔۔کہ ون ڈے انٹرنیشنل کی کپتانی نے اُس کی زندگی میں دستک دی تھی۔۔۔اب کپتانی ملی تھی تو مانگیں بھی بڑھنے لگی تھیں۔۔

اور پہلی مانگ تھی ٹیم میں تبدیلیاں۔۔

خضر کی سلیکشن کمیٹی کے ساتھ میٹنگ چل رہی تھی۔۔۔وہ اُن سب کو دیکھتے سنجیدگی سے کہہ رہا تھا۔۔

"اگر میری مرضی کے کھلاڑی مجھے نہیں ملیں گے۔۔تو ٹھیک ہے ہٹا دیں مجھے کپتانی

سے۔ جائیے لے آئیے میری جگہ کوئی اور کپتان۔۔ اَ لا ہیں!"

اُس کی ہٹ دھرمی میں سلیکشن کمیٹی کے ممبران اُس پ خا صے ہم تھے۔۔۔

اِس ردِعمل پ ا ی ممبر خضر کو دیکھتے بولا۔۔

"اب یہ تکبر ہو رہا ہے خضر!"

خضر نے پورے یقین سے اُس کی آنکھوں میں دیکھا۔۔

"یہ یقین ہے میرا میری پوٹینشل پ ۔۔ میرے ہنر پ ۔۔ میں یہاں کسی قسم کی nepotism داش ی نہیں کروں گا۔۔ اور اپ مہربانی سفارشیں کرنے سے ی کریں۔۔۔"

سلیکشن ٹیم کے ممبران خضر کے رویے پ بلا کے خفا تھے۔۔ اُن میں سے چند لوگ اُس کی ت سُن کر اُٹھ کر ہر جا بھی چکے تھے۔۔۔ خضر کی اپنی مرضی کی کھلاڑیوں کی ما پ بعض ممبران نے اپنے استعفے پیش کر دیئے تھے۔۔۔

جنہیں دیکھتے ہی خضر نے کہا تھا۔۔

"یہ اِن کا ذاتی فیصلہ ہے!!"

اُسے اب سمجھ آ رہا تھا اللہ نے اُسے اس سے کیوں اُرا تھا؟ اللہ نے اُسے بے تحاشا مشکلات میں سے اُرا تھا کہ وہ کسی اور کا اُنہیں حق مارنے دے۔۔۔ اُس نے میٹنگ میں لڑ لڑ کر اپنی ٹیم تیار کی تھی۔۔۔ اور اِس ت کا دعویٰ کیا تھا۔۔

" آنے والے چند سالوں میں یہ ٹیم دُ کی بہترین کر ٹ ٹیم ہو گی۔۔ میرا مقصد صرف یہاں شہرت اور پی کما نہیں ہے۔۔۔ میرا مقصد شہرت اور پیسے سے پہلے پ کستان ہے۔۔۔ اور پ کستان ہمیشہ پہلے آ ت ہے۔۔۔۔"

☆.....☆.....☆

"Aggressive Captain!"

دُعا نے انگریزی اخبار کی سرخی پڑھی۔۔۔۔اُسے ہنسی آئی۔۔اُس نے کنکھیوں سے چائے پیتے خضر کو دیکھا۔۔

"چُن چُن کر ۔ لے لے رہا ہے یہ آدمی!"

ٹیم میں اُس نے ای دہشت بنا کر رکھی تھی۔کسی کو بے وقت ۔َ کھاتے ۔ ینی کھاتے دیکھتا تو اُسے خوب جھڑکتا اور پھر خوب ورزش کرواتا۔۔۔شہرت پیسہ اور عزت ۔ ۔ ا ن کے پاس آتا ہے تو ہر جا ۔ اُسی کا بول ۔ لا ہوتا ہے۔۔اخبار پڑھتے دُعا نے اُسے دیکھ کر ۔ کھولے۔

"تم بہت سخت ہو رہے ہو؟"

خضر نے لبوں سے پ ہٹایا اور اُسے دیکھا۔۔

"تمہارے ساتھ تو نہیں ہو رہا۔۔یہ میری جاب ہے۔۔سختی نہیں کروں گا تو کام نہیں چلے گا۔۔آنے والے بچے بہت سست ہیں۔۔۔ہر وقت مو ۔ میں گھسے رہتے ہیں۔۔شہرت پیسہ چاہیے محنت نہیں کرنی۔۔ورزش کرتے موت پڑتی ہے۔۔ایسے تو نہیں چلے گا۔"

دُعا نے اثبات میں سر ہلایا۔

"ٹھیک کہہ رہے ہو۔۔"

وہ ٹھہری اور پھر کہنے لگی۔۔

"۔یوَ افی بنانے کے لیے کیوں انکار کیا؟"

خضر نے شانے اچکائے۔۔

"کتاب کافی ہے۔۔۔"

وہ رُکا اور پھر کہنے لگا۔

"فلم بنانے کی ضرورت نہیں۔۔اب خود ہی سوچو۔۔" خضر کے زاویے چینی ہوئے۔۔

"جس ا ن نے سخت مشکل ین حالات میں ماڈلنگ کو پسند نہیں کیا اُس کی ز گی پ فلم بنائی جائے۔۔"

دُعا نے اخبار کو دیکھتے اُسے دیکھ کر پوچھا۔۔

"تم نے آئی۔جی پ وڈکشن ہاؤس کے ساتھ تلخ کلامی کی؟"

خضر نے ای گہری سانس لی اور چائے کا پ جھک کر میز پ رکھا۔

"پہلے اُنہوں نے ب تمیزی کی تھی۔۔میری ب ئیو افی اور نجمین کی کتابوں کو پی کمانے کا مواد کہہ کر۔۔"

(اُس کی ب ئیو افی نجمین کے ذریعے پ تھی۔)

"اَ مذہبی کتابی کہا ں دین بیچنے کا طر ہیں۔۔تو کم از کم وہ فلموں ڈراموں کی طرح حرام لو اسٹوری کو خوبصورت بنا کر نہیں دکھاتیں۔۔عورتوں کو ئش کے طور پ پیش نہیں کرتیں۔۔۔اَ کتابی کہانیوں میں دین استعمال ہوتا ہے تو وہ دین کی روح کو مجروع نہیں کرتے۔۔۔خیر یہ میرا خیال ہے۔۔میں کسی پ اِس کو تھوپتا نہیں۔۔ پ اَ کوئی میرے خیالات یا میرے یے پ انگلی اُٹھائے گا تو اُسے ننگا کرنے میں مجھے کسی قسم کی کوئی عار محسوس نہیں ہو گی۔۔"

یہ سُنتے دُعا نے پ سادھ لی کیو وہ جا تھی ایسے موضوعات پ وہ خضر کے ساتھ بحث نہیں کر سکتی تھی۔۔

☆.....☆.....☆

وہ میز پر رکھی فائل کے تیزی سے صفحات پلٹ رہا تھا۔۔منہمک سے اُستاد اُس کے قریب بیٹھے دیکھ رہے تھے۔۔۔خضر نے دن موڑ کر اُنہیں دیکھا۔۔

"یہ کیا سارے کے سارے matrimonial مسائل ہیں؟"

اُستاد نے سادگی سے شانے اچکائے۔۔

"تو؟"

خضر نے میں سر ہلایا۔۔

" کیا کہوں میں اب؟ کسی کو اپنی ساس کے پرانے کیے ظلم نہیں بھول رہے۔۔۔کسی کو شادی کے بعد قع نہیں پہننا۔۔کسی کی شادی کے بعد چھوٹی چھوٹی باتوں پر لڑائی ہو رہی ہے۔۔"

اُستاد ٹھہرے۔۔اُنہوں نے ایک گہری سانس لی اور کہنے لگے۔۔

"اِن کو مختصر سے جواب دو۔۔اور پر اُثر جواب دو۔۔"

خضر نے ایک گہری سانس لی اور بولا۔۔

"جنٹل لوگوں کو ایک بات سمجھنے کی ضرورت ہے۔۔کہ وقت کے ساتھ صرف ہم نہیں لوگ بھی بدلتے ہیں۔۔۔"اُس نے صفحہ اُٹھا کر دیکھا اور پڑھا۔۔

"حیا کیا لاتی ہے؟"وہ رُکا اور کہنے لگا۔۔

"حیا صرف خیر لاتی ہے۔۔سمجھ نہیں آتی۔آج کل ہماری قوم کو کیا ہو گیا ہے؟" وہ اُن کے سوالات پر افسوس کر رہا تھا۔۔

اب وہ اگلا سوال پڑھنے لگا۔۔

"مجھے میری غلطیوں پر شرمندگی نہیں ہوتی ہے۔۔"

خضر نے قلم سے ٹِک کیا۔۔

"جس کا ضمیر ز ہ ہوتا ہے شرمندگی بھی اُسے ہی ہوتی ہے!"

" کیا کسی ا ن سے شادی کرنے کے لیے یہ ا یہ وجہ کافی ہے کہ وہ ا ن حافظِ قرآن ہے؟"

خضر نے فائل میز پر رکھی۔ اُستاد اُس پ ے جمائے مٹھی کو منہ پر رکھے بیٹھے تھے۔۔

"ہمیں حافظِ قرآن کے ساتھ ساتھ فہمِ قرآن کی بھی ضرورت ہے۔ رٹنا نہیں ہے۔۔۔ سمجھنا ہے۔۔"

شادی کے بعد چھوٹے چھوٹے موضوعات پر لڑائی ہو جاتی ہے۔"

خضر ٹھہرا اُس نے اُستاد کو دیکھا۔

"اِس پر میں کیا کہوں؟ میری تو خود ہوتی ہے۔"

اُنہوں نے مٹھی میز پر رکھی اور تمہید ب ھی۔

" حال ہی میں میں ت کی ی تھا۔۔ وہاں ا ی شادی میں شر ت کی۔۔ اور پتا ہے اُن کی شادیوں سے میں نے کیا سیکھا؟ ت کی میں ا ی ادارہ ہے۔ جو شادی سے قبل دولہا دلہن دونوں کو ساتھ بٹھا کر کو کرتا ہے۔ نفسیاتی اور معاشرتی دونوں لحاظ سے۔۔ تو میں سوچ رہا ہوں۔۔ اَ ایسا ہی کوئی ادارہ ہمارے ملک میں بھی بن جائے تو طلاق کی شرح میں کچھ بہتری ہو سکتی ہے۔۔ اور تمہاری معیشت میں بھی!"

آ ی جملہ سُنتے خضر ہنس پڑا۔۔

"ب لکل صحیح!!!"

☆.....☆.....☆

خضر اور قمر دونوں تھری پیس پینٹ کوٹ میں ملبوس تیزی سے چل رہے تھے۔۔۔ وہ ہال کی جان ب جا رہے تھے۔ نوک میں کٹے ب ل ماتھے پ َ رہے تھے۔۔۔ وہ اپنے دھج میں سنجیدہ

سو. لگ رہا تھا۔۔

پی۔سی۔بی ایوارڈ کی ہر طرف دھوم چھائی تھی۔۔ پروگرام ہوسٹ پکستانی میڈیا کے معزز و معروف اداکار اسٹیج پر موجود تھے۔۔ قمر اُس کے ساتھ ہال میں آتے بولا۔

"بھائی. آپ کو ایوارڈ ملے گا. میں انکل کو کال کروں گا!"

خضر نے اُسے سنجیدگی سے دیکھا۔۔

"پہلے مل تو جائے!!"

یہ سوچتے اُس نے گردن سیدھی کی اور کرسیوں کی جانب بڑھا۔۔ کیمروں اور لائم لائٹ کی وں سے گزرنے کے بعد اب جا کر اُسے اُس ہال میں کچھ سکون ملا تھا۔۔ وہاں بیٹھے اُسے اپنی قسمت پر رشک آ رہا تھا۔۔ ماضی میں اُس کے ساتھ ہوئے دُعا کے ذلیل کے ظلم یاد آ رہے تھے۔ کبھی کبھی تو اُس کا دل چاہتا تھا کہ اُن لوگوں سے چُن چُن کر بدلے لے۔۔ پھر اللہ کے ڈر سے ڈر جایا کرتا تھا۔۔ کسی نے اُس کے خوابوں کو گونگے کا خواب کہا۔۔ تو کسی نے دیوانے کا۔۔ وہ سالوں سے چپ کر کے سُنتا رہا۔۔ صبر کے بیج جو اُس نے سالوں قبل بوئے تھے۔۔ آج وہ اُس سے بنی فصل کو کاٹنے جا رہا تھا۔

ہر ایک ایوارڈ کے بعد اسٹیج پر ناچ گانا شروع ہو جاتا۔۔

جسے دیکھ کر وہ شدید قسم کا اکتا جایا کرتا تھا۔

بیزاری سے وہ کلائی پر وقت دیکھ رہا تھا۔۔

" کتنا کھینچ دیا ہے اِنہوں نے پروگرام کو!"

قمر خضر کے قریب چہرہ کیے بولا۔۔

"جو ایوارڈ سب سے پہلے دینا تھا اُسے ہی لیٹ کر رہے ہیں۔۔ بھلا بیسٹ کرکٹر آف دی ایئر کا

ایوارڈ کوئی آ ٰ میں دیتا ہے کیا؟"

خضر نے َ دن موڑ کر اُسے دیکھا۔ اُس کے ہاتھ میں ایوارڈ تھا۔

اُسے Best Emerging Cricketer کا ایوارڈ مل چکا تھا۔۔

خضر ذرا خفا ہوا۔

"خاموش بیٹھو۔۔ تمہیں تو مل َ یٰ ۔۔"

قمر نے َ دن سیدھی کر لی۔

"لیکن مجھے تو آپ کے ایوارڈ کا انتظار ہے۔۔ اور میں تو اُس کے ساتھ بھی سیلفی بناؤں گا۔۔"

خضر کو ہنسی آئی سنجیدہ رہا۔۔

"ویسے ۔ ؤلر کا ایوارڈ رضا ڈیٰ رو نہیں کرتا تھا۔۔"

قمر کے تبصرے پ اُس نے اُسے دیکھا۔۔ قمر نے منہ کا زاویہ بگاڑا۔۔

" کیا کریں ۔ کوا ای کینڈی تو تھمائی ہے اِنہوں نے!"

اب کے خضر کو ۔ٹے زور سے ہنسی آئی۔۔ قمر نے اب ایوارڈ کا جا ٔ ٰہ یٰ شروع کیا۔۔

"ویسے یقین کریں انتہائی گندا میٹریئل ہے۔۔ یقین کریں۔۔ اِنہوں نے اپنے پلے سے کچھ زیدہ ٰ چہ نہیں کیا ہوا گا۔۔ یہ ۔ اسپانسروں کی غنیمت ہے۔۔۔ بھئی کوئی ای دو چیز اسپانسر والی ہوتی ہے۔۔ یہاں تو جو چیز دیکھو اسپانسرڈ ہے۔۔"

قمر کی لعنتوں نے اُس کی بوریٰ کو کچھ کم کر دیٰ تھا۔۔۔ اُس کی ۔ تیں سُنتے سُنتے وقت َ ٰ رَ یٰ تھا۔۔ اسٹیج پ سال کے بہترین کھلاڑی کے متعلق ۔ت کی جا رہی تھی۔۔۔

قمر نے اسٹیج پ آنکھیں رکھے منہ پ ہاتھ رکھ لیا اور ۔ ٹ ای۔

اینی گیسز؟ پوچھنے والی ۔ت ہے؟ اینویں فضول کا شوخ پن!"

پروگرام کامیل ہوتے ہی سامعین میں بیٹھے فرد کو دیکھتے خضر کی جانب آیا اور مسکرا کر بولا۔۔

"آجاؤ!!!"

خضر مسکرا کر شان سے اُٹھا۔۔قمر نے ہاتھ میں پکڑے موبائل سے کال کی ۔۔۔

"میں چاہتا ہوں انکل یہ بھی لائیو دیکھیں!!!"

خضر اسٹیج کی جانب اپنے مستحکم قدم اُٹھا رہا تھا۔۔

"اسٹار بنے گا۔۔وہ اسٹار جس کا مقدر ہے بلیک ہول!:"

لبوں پر مسکراہٹ گہری ہوئی۔۔

ماضی میں جیل میں چیختے ہوئے تڑپتے ہوئے اُس نے خود کو دیکھا۔۔حوالدار سے اُس نے خود کو پیٹتا دیکھا۔۔

"کرکٹ کوئی مستقبل نہیں ہے!"

خان ان کی لعنتیں ملامتیں اُسے یاد آرہی تھیں۔۔

اپنی ماں اور بیوی کو اُس نے روتے تڑپتے دیکھا تھا۔۔اپنی ماں کو اُس نے رات رات جاگ کر سلائی کرتے دیکھا تھا۔۔اپنی بیوی کو اُس کے لیے قربانی دیتے دیکھا تھا۔۔اُس نے اپنے باپ کو اُس کی فکر سے اپنا دل جلاتے دیکھا تھا۔۔اپنے دوستوں کو اُس نے اپنے لیے سیسہ پلائی دیوار بنتے دیکھا تھا۔۔اُستاد کو اُس نے اُس کی پیٹھ تھپتھپاتے دیکھا تھا۔۔وہ اسٹیج پر آیا۔۔اُس نے مبارکباد وصول کی۔۔مرد ہونے کے باوجود سے گلے ملے۔۔اب وہ ایوارڈ لینے کے لیے آگے بڑھا۔۔ایوارڈ پکڑے وہ سب کو تشکرانہ انداز میں دیکھتے کچھ کہنے کے لیے پوڈیم کے قریب آیا۔۔وہ ذرا جھکا۔۔سامعین کی نگاہیں اُسی پر مرکوز تھیں۔۔

"آپ سب کو مجھے تھوڑا سا برداشت کرنا ہوگا!"

ہال میں اگلے لمحے قہقہے گونجے۔
"کیو یہ تقریر اِس ایوارڈ کی طرح سال کی بہترین تقریر ہوگی!"
سامعین کے لبوں پہ مسکراہٹیں دوڑ گئیں۔۔
وہ ٹھہرا۔۔
"بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔۔میری اِس تقریر میں وہ روایتی انداز آپ کو نہیں ملے گا۔جس میں میں کا شکرادا کروں گا۔۔میری تقریر میں ایک سبق ہوگا۔جو میں چاہتا ہوں ہر انسان خصوصاً نوجوان آج یہاں سے لے کر جائے۔۔۔"
وہ پھر سے ٹھہرا۔قمر مو او کیے جہانزیب صا کو وڈیو کال کر کے دکھا رہا تھا۔کراچی میں جہانزیب صا بُت بنے بیٹھے خضر کو دیکھ رہے تھے۔اسٹیج پہ کھڑے اُس نے گلا کھنکار کے تقریر کا آغاز کیا۔۔
"انسان اپنے ارادوں اور اپنی سوچ سے پہچانا جاتا ہے۔۔جو انسان جتنے بڑے چیلنجز قبول کرتا ہے وہ اتنا ہی کامیاب آدمی بنتا ہے۔۔ہر آزمائش انسان کو بڑی کامیابی کے لئے تیار کرتی ہے، انسان جتنا محنت کرتا رہتا ہے وہ اتنا ہی بڑا انسان بنتا جاتا ہے، انسان ہارتا اس وقت ہے جب وہ ہار تسلیم کرتا ہے۔۔اچھا اور برا وقت زندگی کا حصہ ہوتے ہیں۔اور ہر قسم کا وقت انسان کو ہر قسم کے سبق سکھانے آتا ہے۔۔چاہے جو بھی ہو جائے۔آپ نے میدان نہیں چھوڑنا۔۔آپ نے آخری گیند تک بیٹنگ کرنی ہے۔۔ہوسکتا ہے آپ ہار جا ۔۔ وہ آخری لمحے آپ کو آپ کی میں معزز کر دیں گے۔کامیابی کسی چیز کو حاصل کرنا نہیں ہے۔کسی چیز کا حصول کامیابی نہیں ہے۔۔کامیابی کسی چیز کو حاصل کرنے کے لیے مستقل struggle ہے۔آپ کے ہنر کا معیار سامعین کی گنتی پہ انحصار نہیں کرتا۔نہ ہی یہ ایوارڈ۔۔اپنے ذہن کو

صاف کرلیں اور یہ سمجھ لیں کہ ایـ ا ن کی کامیابی صبر کے بغیر کچھ نہیں۔۔امیدٖ کرٖ بیوقوفی ہے۔۔بلکہ میرے خیال میں یہ ایـ ٰ ٖ ہ ہے۔۔صرف سوچنے سے کچھ نہیں ہوتـ۔۔عمل ضروری ہے۔۔۔ ۔ قسمت داؤڈالتی ہےتوا ن کوتیاررہنا چاہیے۔۔آج ہاریں گےتواگلے دن کاانتظارکریں۔۔ہرایـ دن دن ہوتـ ہے۔۔ا ن ہارنے کے لئےنہیں بنا۔۔ا ن کوتباہ کیا جاسکتا ہےلیکن اُسے ہرایـنہیں جا سکتا۔۔چلتے رہیں۔۔زٖ گی کی آزمائشوں سے لڑتے رہیں۔۔دیوانوں کی طرح لڑتے رہیں۔۔کامیابی آئے گی۔۔ضرور آئے گی۔۔کیو کامیابی اورڈ دیوانوں کے ہی عشق میں مبتلا ہوتی ہے۔۔المیہ یہ ہے کہ یوتھ صبر کی اہمیت سیکھنے کی بجائے۔۔ راتوں رات کامیاب ہونے کے خواب دیکھ رہی ہے۔۔۔کامیابی ایسے نہیں ملے گی۔محنت کرنی پڑے گی۔۔لڑٖ پڑے گاـ ۔ جا کر کامیابی ہاتھ آئے گی۔۔آزمائش سے مت ڈریں۔کیو ۔ الل؟ آزماـ ہے،توا ن جاٰ ٖہ ـ ہے کہ کیا غلطی ہوئی،ازالہ کرـ ہے،کھڑا ہوـ ہے،اپنی مٹی جھاڑـ ہے،اور پھراپنی راہ کی جاٖ ۔ چل پڑـ ہے۔۔میں اپنے نوجوانوں کو کہنا چاہتا ہوں کےاٰ اُنہیں اپنا مقصد حاصل کرٖ ہے تو اپنے خوف پ قابو پ ۔۔خوداعتمادی سے کام لیں۔۔اورصرف اللہ سے ڈریں۔۔۔کیو جواللہ سے ڈرـ ہے الل؟ اُس کے ۔قی سارے خوف دورکردیتا ہے۔۔اور پھر وہ ا ن ہارنے سے نہیں ڈرـ۔۔ٰ نے سے نہیں ڈرـ۔۔ میں ہارا بھی ہوں۔۔جیتا بھی ہوں۔۔۔قلا۔زیں کھا کر بلندیوں سے بھیٰ ا ہوں۔۔سینچری بھی بنائی ہے۔۔ڈبل سینچری بھی بنائی ہے۔اورکبھی صفر پ بھی و ٹ اُڑا کرلوٹ ہوں۔۔زٖ گی کے نشیب وفراز سےٰ ٖ را ہوں۔اورٰ ٖ رر ہا ہوں۔۔۔وہ وقت بھی دیکھ رہا ہوں۔۔۔ ۔ ہار کے بعدرات کیـ ریکی میں بھی انٖ ے ٹماٹ کھانے کو ملتے ہیں۔۔اوروہ وقت بھی دیکھ رہا ہوں۔۔۔ ۔ لوگ کندھوں پ

بٹھا کر اِس طرح استقبال کرتے ہیں کہ اپنا آپ کسی شہزادے سے کم نہیں لگتا۔۔ہار۔ یہ زندگی کا حصہ ہے۔ یہ چلتا ہے اور یہ چلتا رہے گا۔اِس کا آپ کی کامیابی سے کوئی لینا دینا نہیں۔۔۔ لینا دینا ہے تو وہ ہے ہمت سے۔۔"

یہ کہتے اُس نے ایوارڈ اُٹھا کر سب کو دیکھا۔

"تھینک یو!!"

اور اگلے ہی لمحے سارا ہال تالیوں سے گونج اُٹھا۔خضر ایوارڈ تھامے اپنے وقار میں اسٹیج سے اُترنے لگا۔

اُسے ماضی میں کہے اپنے الفاظ یاد آ رہے تھے۔۔

"I will fight.. until I win.. I'm not going to give up on my goals... I won't quit.. not now, not ever!"

وہ سیڑھیاں اُتر رہا تھا۔

"دنیا میں کسی انسان میں اتنی طاقت نہیں جو آپ کو منزلِ مقصود سے غافل کر دے۔۔۔ سوائے خود کے۔۔ یہ جو سنگ پھینکتے ہیں نا لوگ میری جان۔۔۔ اِنہی سے سنگِ میل بناؤں گا۔۔۔"

اُس نے سر اُٹھا کر ہال میں سب کو دیکھا۔

"خضر جہانزیب وہ ہے۔۔ جو ٹھان لیتا ہے۔۔۔تو کر دِکھاتا ہے۔۔اور جو نہ کر دکھائے وہ خضر نہیں۔۔میری commitment ہے خود سے۔۔میرا ہدف ہے۔یہ۔۔اِس سے مزید کم اور کچھ نہیں۔۔۔میں تھوڑے پہ فُل اسٹاپ نہیں لگاؤں گا۔۔۔میں اپنی پوٹینشل کی حدود تک جاؤں گا۔۔میں ستارہ بنوں گا۔۔زرد ستارہ۔۔وہ ستارہ جو میری پہچان بن کر میرے یونیفارم

پہ چمکے گا۔۔"

وہ آگے بڑھتا رہا۔۔

" کوچ کہتے ہیں میں کرکٹر نہیں بن سکتا۔۔۔ٹیم سے نکال دیا مجھے۔۔دیکھنا تم۔۔ایسی گوگلی کرواؤں گا اِن لوگوں کو یہ درھیں گے۔۔۔کہتے ہیں مجھ میں skills نہیں۔۔"

کراچی کا سفر اُسے ماضی کی یاد دلاتا رہا۔۔

"دیکھنا وہ دن آئے گا۔۔۔ میں ٹاپ پہ ہوں گا۔۔اور یہ میرے نیچے۔۔۔کون صحیح ہوگا کون غلط ہوگا اِس کی کوئی پرواہ نہیں کی جائے گی۔۔۔مجھے یہ پسند کریں گے یا نہیں کریں گے اِس سے دولت اور کامیابی کو کوئی پرواہ نہیں ہوگی۔۔۔۔ بس میں ہوں گا۔۔۔میری کامیابی ہو گی۔۔۔میرا زمانہ ہوگا اور میرا پرچا ہوگا۔۔"

سگنل پہ گاڑی رُکی۔۔

دُعا کی آواز اُس کے کانوں میں گونجی۔

"دیکھنا۔۔ایک دن آئے گا۔۔۔ سامنے اسٹیڈیم میں چاروں اطراف سے تمہارا ہی نام گونجے گا۔۔اور تمہارا عوام کی جانب سے دیا ایک لقب ہوگا۔۔"

اُس نے مزید excited ہوتے آسمان کو دیکھا۔۔

"قطار در قطار تمہارے مداح آٹوگراف کے لئے کھڑے ہوں گے۔ہاتھ تھک جائیں گے مداح کم نہیں ہوں گے۔۔یہی آسمان ہوگا۔۔یہی شہر ہوگا۔۔گواہ رہنا اِس بات کے۔۔دُعا صدا لگاتے دعا کر رہی ہے!!!"

خضر سر جھٹک کر مسکرایا۔۔

وہ سانس لینے کے لیے رُکی اور پھر بولی۔۔

" گواہ رہنا ستاروں !" ۔ دلوں میں چھپے ستارے مدھم مدھم سے جگمگائے۔۔خضر سر جھکائے بیٹھا بغور اُس کی سن رہا تھا۔۔

"تم مانو' مانو مجھے چا پ یقین ہے۔۔'پورا یقین'!!!" آ ی فقرہ کہتے اُس نے زور دی تو خضر کے لبوں پ تبسم در آ ی۔۔

"میرے والے ستارے کی چمک وہاں سے ز دہ ہے۔۔اچھا!! پتا نہیں۔۔ پھر یہ چا ہو کر ستاروں پہ کیوں رشک کرتے ہے؟"

ا طویل سفر کے بعد وہ اپنی منزل کے بے حد قری تھا۔۔۔گاڑی سوسائٹی میں داخل ہوئی۔۔۔لان میں دُعا کرسی پ بیٹھی اُسی کی منتظر تھی۔۔سحری کا وقت قری تھا۔۔انتظار نے آج اُس کی آنکھوں سے نیند پ الی تھی۔۔ یکدم سے اُسے ہارن کی آواز سنائی دی اور وہ اُٹھی۔۔۔دور سے گاڑی کا دروازہ کُھلا۔۔خضر چہرہ نمودار ہونے لگا۔۔دُعا مسکرائی۔۔۔ماضی سے اُنہوں نے ا دوسرے کو دیکھا۔

اُس نے دا ہاتھ کی تین اُ یں اُسے دکھا تو دُعا نے آ وں سے ہچکی ی اُس سے اپنی تین اُ یں اور دونوں ا ساتھ بولے۔۔

"A cord of three strands is not going to break so easily."

حال میں قدم ا دوسرے کی جا ڑھ رہے تھے۔۔

وہ ہاتھ گھما کر اُن دونوں نے ئے۔۔

دُعا بمشکل مسکرائی اور گہری سانس بھر کر بولی۔۔

"I'll always be your back bone!"

جواباً اُس نے د ئے ڑی سنجیدگی سے سر ہلا ی۔۔۔

"I'll always be your shield!"

دُعا کی آنکھیں نمنما ---

"یہ دُعا کی دُعا ہے جو خضر کو خضر کرتی ہے"

دُعا اُسے دیکھ کر آگے بڑھتی رہی---

سر پر لیا دوپٹہ ساتھ ساتھ وہ سنبھال رہی تھی---

"یہ دُعا ہے جو مجھے خضر کرتی ہے"

حال نے جیسے ماضی کا لبادہ اوڑھ لیا تھا--

لمحے بھر کے لئے وہ اُس پر سے یں نہیں ہٹا سکا تھا--

بہار کی رُت چھائی تھی--

"یہ دُعا ہے تو خضر ہے-"

چاندنی نے اُس پورے رقبے پر احاطہ کیا---

"خضر کو تو خضر ہونا تھا--

یہ دُعا کی دُعا ہے-"

وہ مسکراتی ہوئی اُس کے روبرو آ کھڑی ہوئی--

"جو یہ بنجر خضر ہے--"

وہ دونوں ایک دوسرے کے سامنے آتے رُکے---دُعا مسکرا رہی تھی--اُس کے پ پ رہے تھے---وہ ہنس رہی تھی یا رو رہی تھی--سمجھ نہیں آ رہا تھا--- وہ اُسے دیکھ کر اتنا کہہ سکتا تھا وہ خوش تھی--وہ آگے بڑھا تو دُعا اُس کے ساتھ چلنے لگی---خضر نے ای اُسے دیکھا اور پھر سیدھا دیکھنے لگا--دُعا خاموشی سے اُس کے ساتھ چلتی رہی---

خضر نے ایک گہری سانس لی۔۔۔بولنے کی کوشش کی۔ ۔ کھول ۔ پ۔۔۔

"عجیب ہے عورت۔۔خوشی پہ بھی روتی ہے۔۔اور غم میں بھی؟ پتا نہیں عورت ایسا کیوں کرتی ہے؟"

☆.....☆.....☆

وہ سرمئی پینٹ اور سفید ٹی شرٹ پر سرمئی کوٹ میں ملبوس صوفے پر ٹانگ پر ٹانگ رکھے بیٹھا تھا۔۔ٹی۔وی اسکرین پر خضر کا انٹرویو چل رہا تھا۔۔پروگرام کا میزبان اُس سے سوال پوچھ رہا تھا۔۔

"بہت ساری آفرز آنے کے بعد بھی مختلف برانڈز کی مشہوری کرنے کے لیے مستقل انکار کی کوئی خاص وجہ؟"

اُس پار وہ اسکرین کے اپنے گھر میں بیٹھے تھے۔وہ زمین پر بیٹھا تھا اور دُعا صوفے پر بیٹھی اُس کے سر میں آہستہ آہستہ سیدھے ہاتھ مار رہی تھی۔۔غالباً تیل ڈال کر مالش کر رہی تھی۔۔اُس کی نگاہیں اسکرین پر مرکوز تھیں۔۔۔

"دیکھیں۔۔"اُس نے کچھ سوچتے سر جھٹکا اور پھر سر اُٹھا کر اُسے دیکھتے کہنے لگا۔۔

"جب میں چھوٹا تھا۔۔تب میں بھی بہت سارے کرکٹرز کا مداح تھا۔۔اور آج بھی ہوں۔۔ اکثر اوقات ایسا ہوتا تھا۔۔کہ راہ چلتے مجھے پیروں میں بینرز پڑے ملتے تھے۔۔سوفٹ ڈرنکس کے پوسٹرز اور اِس قسم کی کافی چیزیں۔۔جن پر اُن لوگوں کی تصویریں ہوا کرتی تھیں جنہیں میں اپنا آئیڈیل مانا کرتا تھا۔۔بحیثیت ایک مداح میرے لیے یہ ایک خاصی تکلیف دہ بات تھی اپنے mentors کو یوں زمین پر پڑا دیکھنا۔۔پتا نہیں کون کون آتے جاتے اُن زردستاروں کی صورتوں کو اپنے پیروں تلے روند جایا کرتا تھا۔۔جو ہر روز اپنے فن کے جوہر دکھاتے

ہمارے ملک کا نام روشن کررہے تھے۔۔تو بس اِسی لیے۔۔تب سے یہ بات دل میں پیوست کرگئی تھی کہ میں یہ کام نہیں کروں گا۔۔میرا کام کرکٹ کھیلنا ہے۔۔۔اللہ نے اِسی کے ذریعے بہت عزت بخشی ہے۔۔۔اور یہ بھی کام کرنے کے لیے ہمارے ملک میں اور بہت ساری نامور ہستیاں ہیں۔۔"

دُعا نے ذرا اُس کے بال کھینچتے شوخ ہوتے پوچھا۔۔

"اے۔۔تمہیں ہنسی نہیں آئی!" خضر نے ذرا خفگی سے دیدے گھما کر اُلٹا ئے اور اُسے دیکھا۔۔

"تم پاگل ہو۔"

سوال پوچھے جارہے تھے۔۔۔

"اچھا خضر والد کے زیادہ قریب ہیں کہ والدہ کے؟"

دُعا ٹھٹھکی۔۔ہاتھ خضر کے بالوں میں رُک گئے۔۔

تبھی اُس نے اسکرین کے پار مسکرا کر کہا۔۔

"اب کے!!"

☆.....☆.....☆

"ہاہ!!" دُعا کے منہ سے دم بخود نکلا۔۔خضر بے آواز ہنسا۔۔

"امی کیسا محسوس کرتی ہیں؟ شروع میں career کے بارے میں گھر والوں کے کیا احساسات تھے؟"

"لو۔۔وہی بونگا سوال!"

دُعا نے منہ بگاڑ کر کہا تھا۔۔

"Obviously اچھا لگتا تھا۔۔"

دُعا نے ہولے سے خضر کے سر پ پیچھے ہاتھ مارا۔۔

"وہی بونگا جواب۔۔"

نے . زکی . ت ابھی جاری تھی۔۔

اُس نے . ڈی ادا سے کان کی لو مسلتے کہا۔۔

"ویسے . ڈی عجیب . ت ہے۔۔ہم سے ہمیشہ یہ پوچھا جا ت ہے۔۔کہ ہمارے گھر والے کیسا محسوس کرتے ہیں۔۔خیر۔ . بلاشبہ گھر والے بہت فخر کرتے ہیں۔۔لیکن اِس . میں گھر کی عورتوں کا کوئی کردار نہیں دیکھتا۔۔۔"

"واہ!"""

دُعا نے متا ث ہوتے روغنی ہاتھ سے اُس کے کان کی لو گھمائی۔

"دُعا!!" اُس نے ذرا خفگی سے اُسے جھڑکا تو اُس نے ہاتھ ہٹا لیا۔۔۔

غلام جان شرما کر . ورچی خانے سے اُنہیں دیکھ رہی تھی۔۔ . ہر اسکرین پ خضر چہرہ آ ی۔۔وہ کہنے لگا۔۔

"ما اور گھر کی عورتیں ہماری وہ unsung heroines ہیں۔۔جن کی ہمارے لیے کاوشیں کبھی سامنے نہیں آتیں۔۔ہمیں ا ی چمکتا ستارہ بنانے کے لیے وہ خود کہیں چھپ جاتی ہیں۔۔عورت اقبال نہیں بن سکی۔۔ اُس نے اقبال کی ت . ی کی تھی۔۔۔ما تو اپنے بچوں پ فخر کرتی ہیں۔۔ میری خواہش ہے بچے بھی اُسی فخر سے اِس . ت کا اقرار کریں کہ اُنہیں اپنی عورتوں پ فخر ہے!"

پ وَ ام کا اختتام ہوا تو خضر نے دُعا کو دیکھا۔۔

"دُعا۔۔"

دُعا نے فوراً سے اُسے دیکھا۔۔
"ھمم؟"
خضر نے ایک گہری سانس لی۔۔
"کل صبح اپائنٹمنٹ ہے ہماری ڈاکٹر کے پاس!"
یہ سُنتے دُعا کا چہرہ سرخ ہو گیا۔۔۔۔
"تم نے مجھ سے پوچھا بھی نہیں اور اپائنٹمنٹ لے لی؟ کیا کیا ہو کیا گیا ہے تمہیں چاہتے؟ کیا چاہتے کیا ہو تم؟"
دُعا غصے سے آگ بگولا ہوتے اُس سے الگ ہونے لگی۔۔غلام جان کا ٹوٹا اکر منہ کُھلنے لگا۔۔
"ہائے بس ہو غلام جان۔۔پھر لگا دی !"
خضر خاموشی سے بیٹھا اُسے دیکھنے لگا۔۔
"پتا نہیں تمہارا مسئلہ کیا ہے؟"
دُعا کے غصے سے ہاتھ تھرتھرانے لگے۔۔
"دیکھو جسے دیکھو مجھے اولاد کا طعنہ دیتا ہے۔۔"
وہ صوفے سے اُٹھنے لگی۔۔
"پچھلے ماہ مجھے ی خالہ نے بھی کہا۔اُنہیں اپنی اولاد نہیں آتی۔۔اور امی آئے دن میرے پیچھے پڑی رہتی ہیں۔۔اور تم تم!"
غصے سے اُس کا سانس لینا مشکل ہو رہا تھا۔۔خضر اُٹھنے لگا۔۔
"تم نے تو کہا تھا تم مجھے یورپ ٹوور پہ لے کر جاؤ۔۔ابھی وقت کتنے ہوا میرے امتحانات کو ختم ہوئے۔۔۔جو مجھ پہ پہ ڈال دیا ہاں؟"

خضر نے بڑی سنجیدگی سے اُسے انگلی دکھائی۔۔

"دیکھو دُعا میں نے تمہیں کچھ نہیں کہا۔۔"

دُعا اُس پر چڑی۔۔۔

"پتا ہے مجھے۔۔"

"کہ تم نے مجھے کیا کہا ہے۔تھک گئی ہوں میں ... کی باتیں سُن سُن کر۔۔بچہ بچہ بچہ۔۔۔کیا د... میں بچے کے علاوہ اور کوئی ... نہیں رہا؟" شور پر جہانزیب صاحب ... باہر لان سے اندر آنے لگے۔۔۔ربیعہ بیگم بھی کمرے سے باہر نکلیں۔۔۔

"یہ کیا ہو رہا ہے؟"

خضر کو اب غصہ آ رہا تھا۔۔

"تمہاری ہر چیز تمہارے کیریئر سے کیوں شروع ہوتی ہے دُعا؟ تمہیں بس یورپ ٹوئر کی فکر ہے؟ اور تم اِسی لیے یہ ... نہیں چاہتی ... کہ آگے تمہاری فیلوشپ ... میں تمہارا وقت ضائع ... ہو۔۔"

ربیعہ بیگم کو دیکھ کر غلام جان دوڑی آئی۔۔

"ابھی ٹھیک تھے۔اور ابھی ای... دم سے لڑنے لگ گئے!"

دُعا کی غضب سے آنکھیں پھیل گئیں اور خضر غصے سے باہر نکل کر جانے لگا۔۔۔اِس سے پہلے جہانزیب صاحب ... اور ربیعہ بیگم کی سمجھ میں کوئی بات آتی خضر وہاں سے جا چکا تھا۔۔۔دُعا کی آنکھوں سے آ... ٹوٹ...۔۔۔وہ بھی سسکتے ہوئے گھر سے باہر جانے لگی۔۔۔

ربیعہ بیگم اِس ساری صورتحال پر ... پر ہاتھ مارتے صوفے پر بیٹھیں۔۔

"یا اللہ۔میں کیا کروں۔۔بچوں کی طرح لڑتے ہیں۔۔ ... لڑیں گے۔۔اللہ اِنہیں اولاد

دے دے کہ یہ اپنا بچپنہ چھوڑ دیں!"

آ . یہ غلام جان جھٹ سے بولی۔

"بس کر دیں بی بی جی!"

جہاں . صا . ٹ ۔۔

"آپ ہی کی وجہ سے یہ . ہوا ہے۔۔آپ کا سارا غصہ دُعا بی بی نے چا .. پ نکالا ہے۔۔۔بس بھی کر دیں کریں۔۔ ہر وقت آپ نے اولاد اولاد کی رٹ لگائی ہوتی ہے۔۔"

جہاں . صا . . ہم ہو گئے۔۔

"اولاد اولاد تو یہ ایسے کرتی ہے جیسے خود اِس نے مجھے درجن بچے پیدا کر کے دیئے تھے۔۔"

ربیعہ بیگم تلملا پڑیں۔۔

"حالات تھے تمہارے کہ تمہیں درجن بچے دیتی؟ اب میرا منہ مت کھلواؤ۔۔بُرا وقت نہیں یاد کرنا چاہتی میں!"

"زبان دیکھو تم اپنی!!"

جہاں . صا . اور ربیعہ بیگم پرانی ٹوی کسیلی یادوں کے . . ایک دوسرے سے جھگڑنے لگے اور اولاد کی فکر سے بالکل ہی غافل ہو گئے۔۔۔

☆.....☆.....☆

بہر سڑک پر دُعا چلتی جا رہی تھی۔۔۔آنکھوں سے آ ٹوٹتے جا رہے تھے اور اُسے سمجھ نہیں آ رہا تھا اُس نے خضر سے لڑائی کیوں کی تھی؟

"ابھی پچھلے دنوں تو . ٹھیک تھا!"

وہ او۔ڈی۔آئی سیریز میں وہ وائٹ واش کر کے پاکستان لوٹا تھا۔۔اگلے دن دُعا کو وہ اُسے

گھر چھوڑنے جا رہا تھا۔۔وہ ایف۔سی۔پی۔ایس دوم کا پرچہ دے کر آئی تھی۔۔۔کتنے وقت سے پڑھنے کے باوجود بھی وہ ساری رات جاگی تھی۔۔۔اور اب بھی کہہ رہی تھی کہ پیپر دینے کا مزہ نہیں آیا۔۔وہ ریٹ پڑ ٹانگیں اوپر کیے بیٹھی اُسے بتا رہی تھی۔۔

"پہلا ہی سوال اتنا بکواس تھا۔جس کی کوئی حد نہیں۔۔ایک اسی سال کے بڈھے بابے کو دو جہان کی بیماریاں لگا دیں۔۔اور وہ تھی minor بیماریاں۔۔میجر مسئلہ جو تھا وہ تھا کہ دل کی ایک شریان یعنی coronary artery بند تھی۔۔بی۔پی کنٹرول نہیں ہو رہا تھا۔۔اور پھٹو شوگر کا بھی مریض تھا۔۔اور ٹرک سے جو نس نکال کر ڈالنی تھی۔۔۔وہ پیپر کی تو تھی نہیں۔۔۔ایسا کبھی کبھی ہوتا ہے۔۔اب stent ڈالنا تھا۔۔ایک تو مجھے پہلے سمجھ نہیں آ رہا تھا کون ڈرگ دوں۔۔ ہر ڈرگ کا اُس کی ہر دوسری بیماری پر ایک شدید قسم کا reaction ہونے کے چانسیس تھے۔۔"

"دُعا بس۔۔"خضر کا دماغ تھرمامیٹر کی مرکری کی مانند اوپر اُٹھا تھا۔۔وہ خاموش ہو گئی۔۔

کچھ دیر بعد گھر کے باہر اُس نے گاڑی روکی۔۔دُعا دروازہ کھول کر باہر نکلی تو خضر کچھ کہنے ہی لگا۔۔تبھی وہ گردن موڑ کر جلدی سے بولی۔۔

"نہیں لوں گی گاڑی!"

اور یہ سُن کر اُس نے مطمئن ہوتے ذرا مسکرا کر اُس کے سر پر ہاتھ رکھ کر زور سے ہلایا۔۔

دل کی ڈاکٹر تھی۔۔دل کی ذہین تھی۔دلوں کو سمجھنے کا فن رکھتی تھی۔۔

"بیسٹ آف لک۔۔انتظار کروں گی تمہارا!"

اُسے لاہور کسی کام سے جانا تھا۔۔اور پھر آ کر خضر نے اُس سے یورپ ٹرپ پر ساتھ چلنے کا وعدہ کیا تھا۔جس کا انتظار اُسے برسوں سے تھا۔۔

وہ سڑک پہ چہرے پہ ہاتھ رکھے پُھوٹ پُھوٹ کر روتے چلی جا رہی تھی۔۔۔چاند نی لال تھی۔۔چاند پہ مردہ سیاہ پڑ رہا تھا۔۔ستاروں کی جوت بُجھ رہی تھی۔۔فضا میں خزاں کی مہک تھی۔۔۔پیچھے سے ہارن بجنے کی آواز آ رہی تھی۔۔۔ سماعتیں ماضی میں تھی۔۔۔

"تمہارے ہاتھ کا کھانے سے بہتر ہے میں غسل خانے میں جا کر فنائل پھانک لوں اور اوپر سے ہارپک پی لوں۔"

"اور تمہارے ہاتھ کا کھانا کھاتے ہوئے یوں لگتا ہے۔۔جیسے مرچی انتقال کر گئی ہے اور بقیہ مرچ مصالحوں نے بڑے سے دن کا سوگ رکھا ہوا ہے۔۔"

"چلو پھر کروں میک اپ!!"

"دُعا!!!"

"چاند تھوڑا سا!!"

وہ آنسوؤں سے ہنس پڑی۔۔وہ اُس کم عمری کی وادی کی یادوں میں پھر لوٹنا چاہ رہی تھی۔۔
خضر نے اُسے دیکھ کر اُس سے محظوظ ہوتے اُس کے چہرے پہ اُلٹے ہاتھ کی چار اُنگلیاں ماریں۔۔۔

"Hello Little Lady!"

دُعا نے غصے سے زور سے بند بھینچ لیے۔۔۔

" کیسا ہے چھوٹا سا فتنا؟"

اب اُس نے ایسے دوسرے گال پہ کیا۔۔ایک گال سے دوسرے گال پہ وہی تیزی چل رہی تھی۔۔

"پستی۔۔موٹی پھلی۔۔۔شورٹ لائٹ۔۔۔۔چھوٹی د۔۔۔"

"Fire cracker..pumpkin..munchkin..shrimpy...smurfy..dwarfy.."

اب اُس نے اُس کے بالوں میں ہاتھ پھیر کر اُس کے بال بگاڑے۔۔اور اُس کی پیشانی پہ انگوٹھا دباتے کہا۔۔

"اچھی لگ رہی ہیں مسز تھمب۔۔"

"میرے لیے دبئی سے ایک عبایہ لاؤ ٹھیک ہے؟"

"ٹھیک ہے۔۔"

"اپ سیٹ ہو؟" اُس نے شوخ ہوتے اُس کا شانہ تھپتھپایا اور ذرا اُچھلی۔۔وہ خفا ہوا۔۔

"دُعا صحیح سے بیٹھو۔۔گر جاؤ گی۔۔"

"کچھ جل رہا ہے شام سے!!" وہ باز نہیں آئی۔۔۔

جواباً خضر نے بڑی سرد مہری سے کہا۔۔۔

"تو بند ل لگا دو۔۔"

وہ قہقہہ لگا کر ہنسی تو اُس نے پھر سیذرا ناراضی سے کہا۔۔

"دُعا سڑک پہ ایسے نہیں ہنستے۔۔"

اُس نے ناک سکوڑی۔۔۔

"تمہارے ساتھ تو بیٹھنا ہی نہیں چاہیے۔۔"

زندگی میں کبھی کسی اور کے ساتھ بیٹھی ہو جو یوں کہہ رہی ہو؟"

ترکی بہ ترکی جواب آیا تھا۔۔

"کچھ جل رہا ہے!!" دُعا نے پھر سے کہتے اُس کا کان کھینچا۔۔۔

اِس مرتبہ اُسے ہنسی آئی جو ضبط کر گیا۔۔

"A cord of three strands is not going to break so soon."

تبھی. ق رفتاری میں اُسے پیچھے سے گاڑی لگی۔۔۔اور پ اغ بُجھ َ ی۔۔۔۔

☆.....☆.....☆

گاڑی میں بیٹھے اُس کا دل مسلسل بیچینی کا شکار تھا۔۔آج کیفیات کچھ عجیب تھیں۔۔۔۔اُس سے لڑنے کے بعد آج اُسے ایسا لگ رہا تھا۔۔۔جیسے ٹ آوٹ قرار دے جانے کے بعد بھی وہ Pavillon لوٹ رہا تھا۔۔اُس نے پینٹ کی . ی. سے مو. نکالا اور دُعا کے نمبر پ کال ئی اور فوراً کان سے مو. لگا ی۔۔۔بیل گئی تو دل کی دھڑکن ذرا بیتر ی. سی ہو گئی۔۔کال اُٹھالی گئی۔۔خضر آنکھوں میں ای سکون اُ ا۔۔ربیعہ بیگم کی ای سسکی سنائی دی تھی۔۔۔

"چا !!"

آنکھیں کُھل گئیں۔۔آنکھوں سے قرار کسی نے سات سمندر پ رکھینچ پھینکا تھا۔۔۔واویلہ مچ َ ی تھا۔۔۔وہ بھا دوڑ خبطی وار َ رہا تھا۔۔ہاتھ سُن پ ڑ گئے تھے۔۔۔کانوں میں مسلسل ا لینس کے سا ئ ن کی آوازیں سنائی دے رہی تھیں جو اُس نے کال کے دوران سُنی تھیں۔۔اُستاد کہتے تھے سفر کے دوران کی جانے والی دُعا ضرور قبول ہوتی تھی۔۔الفاظ ز. ن سے نہیں نکل رہے تھے۔۔ز. ن لرزہ تھی۔۔

"اُس نے بھیگی پلک سے گاڑی کی کھڑکی سے . ہر دیکھا۔۔

"اِس مقام پ آ کر مجھے اُس عورت سے الگ کر یوں ہے جیسے میں . ی ت کے ہار َ ی۔۔اُس عورت نے میرا ساتھ . دی. . آپ کے بعد میرے پ س کوئی نہیں تھا۔۔اُس عورت نے مجھ پ . یقین کیا۔۔. . کوئی میرا یقین کرنے والا نہیں تھا۔۔۔اُس نے مجھ پ . یقین کیا

مجھے خود پہ بھی اعتبار نہیں تھا۔۔اور۔۔ ساری دنیا مجھ پہ اعتبار کرتی ہے اور اگر وہ مجھ پہ اعتبار کرنے کے لیے نہیں رہتی ۔۔۔تو یہ کامیابی نہیں ہے۔۔۔" آواز لرزی۔۔۔

"جس نے میرا آزمائش میں ساتھ دیا ہے۔۔۔وہ اب ساتھ نہیں چھوڑ سکتی۔۔۔میں اُس کے بنا کچھ نہیں ہوں۔۔اگر کامیابی اُس کے بنا میری زندگی کا مقدر ہے۔۔تو یہ کامیابی نہیں۔۔۔"

اسپتال پہنچا تو اُستاد اُس کے دوست خاندان ہر کوئی وہاں موجود تھا۔۔۔وہ کھلبلایا ہوا اُن کی جانب دوڑا آیا۔۔۔جس اسپتال آئے تھے وہاں اُستاد کے بیٹے کام کرتے تھے۔۔وہ تیزی سے پاس سے گزر رہے تھے تو اُستاد نے اُن کا بازو اپنی گرفت میں لیا۔۔

" کیا ہوا ہے؟"

اُنہوں نے اُس کا ہاتھ شانے سے ہٹایا۔۔

"ڈیڈ میں کچھ نہیں کہہ سکتا!" وہ گھبرایا ہوا سا اندر آئی۔سی۔یو میں جانے لگا۔۔خضر نے حواس باختگی سے اُن کا ہاتھ پکڑا۔۔

"پلیز بھائی مجھے بھی۔۔۔مجھے بھی ساتھ لے جائیں۔۔"

اُنہوں نے ایک نظر اُس کے خبطی مجنونانہ چہرے کو دیکھا اور پھر ایک نظر اُستاد کے چہرے پہ گئی۔۔اُنہوں نے گزارش کرتے پلکیں جھپکیں۔۔۔تو وہ بے بسی سے بولے۔۔

" کم!" اور وہ دوڑا اُن کے ساتھ اندر گیا۔۔

ربیعہ بیگم سینے پہ ہاتھ رکھے کرب والم سے کہہ رہی تھیں۔۔

"ابھی تو میرے بچوں نے کچھ نہیں دیکھا۔۔۔اللہ!!

دل تڑپ گیا تھا۔۔

"ابھی تو میرے بچوں نے کچھ نہیں دیکھا۔۔"

اُس ماں کو ایسے ہی غم دیمک کی طرح اندر سے کھا رہا تھا۔۔
نی بیگم کو دُعا کے ایکسیڈنٹ کے متعلق کچھ نہیں بتایا گیا تھا۔۔کیونکہ اب تو اُن کا بہانے بہانے سے بی۔پی لو رہا کرتا تھا۔۔

☆.....☆.....☆

اندر وہ چہرے پر ماسک لگائے ہاتھوں میں دستانے پہنے آیا۔۔
بس اُسے دُعا مل جائے۔۔۔وہ اب اولاد کی بات کبھی نہیں کرے گا۔۔کبھی نہیں کرے گا۔۔وہ خود سے دیوانوں کی طرح کہتا جا رہا تھا۔۔
"اللہ مجھے بس دُعا صحیح سلامت دے دے۔۔مجھے اولاد نہیں چاہیے۔۔مجھے بس دُعا دے دے!"
خود سے ایسے اُلٹے سیدھے عہد و پیمان باندھتے وہ یہ بھی بھول گیا تھا۔اللہ سے ایسی سودے بازیاں نہیں کیا کرتے۔۔بلکہ اللہ سے ہاتھ پھیلا کر کھلے دل سے مانگا کرتے ہیں۔۔
بالوں میں ویسے کا ویسے تیل لگا تھا۔اندر شرٹ پرانی پہنی تھی۔۔حال بے حال تھا۔خضر کو آج پہچاننا مشکل ہو رہا تھا۔۔۔
پلنگ پر وہ دنیا سے بیخبر پڑی تھی۔۔۔بظاہر اُسے کوئی چوٹ نہیں آئی تھی۔۔۔ٹھوڑی چھلی تھی۔۔۔ناک پر کھرونچ تھی۔۔بتایا گیا تھا بازو فریکچر ہو گیا تھا۔۔۔سانسیں مدھم چل رہی تھیں۔۔۔خضر آنکھوں سے ستارہ ٹوٹ کر ماسک میں جذب ہوا۔۔۔
"دُعا!!" اُس نے اُسے پکارا۔۔
"دُعا!!" اُستاد کے بیٹے نے اُس کا بازو کھینچا۔۔
"وہ نہیں سُن رہی چاچو!"

وہ اِس مرتبہ ذرا زور سے بول رہا تھا۔۔

"دُعا اگلے و یورپ چلیں گے۔۔" وہ بھی نہیں سُن رہا تھا۔۔آ سے آ رہے تھے۔۔ آواز. قرارر کی بیسود کوشش کرر ہا تھا۔۔ س نے monitor کو دیکھا۔اور ٹ اکر بولی تھی۔۔۔

"ڈاکٹر pulse رہی ہیں!!" سانسیں پہلے بھی مدھم تھیں۔۔۔۔

ڈاکٹر نے تیزی سے آگے ھ کر کہا۔۔

"Start CPR!"

آئی۔سی۔یو میں افراتفری مچ گئی۔۔ س دونوں ہاتھ اُس کے پ رکھے زور زور سے د نے لگی تھی. قی سیں defibrillator پکڑ رہی تھیں۔۔ پ اُس کے مشین لگائی جا رہی تھی۔۔۔وہ مخبوط الحواس گہرے گہرے سانس یہ منظر دیکھ رہا تھا۔۔۔وہ بغور اُس defibrillator کو دیکھ رہا تھا۔۔وہ آلہ اِس قدر شد کر چھوڑ رہا تھا۔۔

"یہ کیسے اُسے لگا گے؟"

وہ سما کھو رہا تھا۔۔وہ بصر کھو رہا تھا۔۔وہ حواس کھو چکا تھا۔۔۔دل مٹھی میں بھینچ لیا تھا۔۔۔روح کھنچ رہی تھی۔۔۔اُنہوں نے زور سے اُسے defibrillator لگا۔۔۔تو وہ نحیف وجود ذرا اُچکا تھا۔۔وہ سُدھ بُدھ کھوئے اُلٹے اُلٹے قدم پیچھے ۔۔۔آ ی مرتبہ اُس نے اُسے مز اُچکتا دیکھا تھا اُنہوں نے voltage ھا دیا تھا۔اُس نے چہرے سے ماسک نوچ دیا۔۔

وہ سرد دیوار سے ٹھک لگا تھا۔۔۔پھر یں جھک گئی تھیں۔۔۔پیر پھسل گئے۔۔وہ لڑکھڑا کر کے عالم میں زمین پ ۔۔۔اب کیا ہو رہا تھا کچھ خبر نہیں۔۔ذہنی توازن. قرار نہیں رہا

تھا۔۔اور رہتا بھی کیسے۔کیا بیتتی ہے اُس ا ن پ ؟۔ . منزل پ پہنچنے پ اُس سے اُس کی منزل کی وجہ ہی چھین لی جاتی ہے۔۔کیا بیتتی ہے اُس ا ن پ ؟

جس کو دیکھا ہم نے اس و ش ت کدے میں دہر کے
ی سڑی ی خبطی ی مجنوں ی دیوانہ تھا

اُس نے اُسے چا ن کہا تھا۔۔تو اُس نے اُسے آفتاب ما ن تھا۔۔وہی آفتاب جس سے وہ ہر روز ز ن گی ما ن لا ت تھا۔۔وہ آفتاب جس میں وہ کہیں گم ہو جا ی کر ت تھا۔۔. جوڑا اچھا تھا۔۔ جوڑ جوڑنے سے پہلے شا ی یہ خیال ن آ ی تھا کہ چا ن کی خواہش میں ت ت سورج ڈوب جا ی کر ت تھا۔۔اُسے منور کرنے کے غرض سے اپنی حدت بھری ٹکیہ کو بُجھا جا ی کر ت تھا۔۔جانے کتنی د ی ن ری۔۔شا ی اُس کے قری ب کوئی بیٹھا تھا۔۔۔سما ت ابھی بھی کھوئی تھی۔۔کسی نے اُس کا شانہ ہلا ی تو اُس نے خلاء ل میں دیکھا۔۔ا پ ت ل کی دیواروں کی سردی اور سفیدی اُس کے چہرے اور اُس کی آنکھوں میں اُ ت آئی تھی۔۔

"چا ن !!" اُستاد کے ب ڈ نے اُس کے ساتھ بیٹھے اُسے پکارا تھا۔اُنہوں نے چشمہ ا ت ر کر آ کا کنارہ پونچھا۔۔ایسے واقعات وہ ہر روز دیکھا کرتے تھے۔۔ آج کسی خبطی کے حال نے رُلا ڈالا تھا۔

"چا ن !!"

اب کی مرتبہ اُنہوں نے ذرا زور سے ہلا ی۔۔"ہاں !!" کسی و ی انے سے آواز آئی تھی۔۔اُس نے د دن موڑ کر ن سمجھی اور بیخبری سے اُنہیں دیکھتے د ی ے گھمائے۔۔۔

حقیقت میں وہ آہستہ آہستہ لوٹ رہا تھا۔۔دوسری طرف سے کسی نے سر پ شفقت کا ہاتھ پھیرا۔۔وہ لمس وہ پہچا ت تھا۔۔وہ اُستاد تھے۔۔اُس نے آ ؤں سے بھرتی آنکھوں سے

اُنہیں دیکھا اور ہذیانی انداز میں ٹھہر ٹھہر کر بولا۔۔

"I... lost.. her!"

"I... lost.. her!"

ڈاکٹر بڑی سنجیدگی سے اُسے دیکھ کر چشمہ صاف کرتے کہنے لگے۔۔۔

"مجھے لگتا تھا کہ ہمارا کپتان صرف بیٹنگ میں جلد باز ہے۔۔"

اُستاد مرطوب آنکھوں سے ذرا مسکرا پڑے۔۔اُس نے بڑی سادہ لوحی سے گردن موڑ کر اُنہیں دیکھا۔۔۔

"کیا مطلب؟"

اُنہوں نے ایک گہرا سانس لے کر چشمہ واپس لگایا۔۔

"ایک کرکٹر ہو کر آپ بازی کا مطلب کیسے بھول گئے ہیں کپتان صاحب؟ یہ تو آخری لمحے میں بھی پلٹی جا سکتی ہے۔۔"

ساتھ ہی اُستاد نے افسوس سے نفی میں سر ہلاتے کہا۔۔

"تمہاری بیوی ایک ڈاکٹر ہے۔۔"

خضر نے گردن موڑ کر اُنہیں دیکھا۔۔

"کم از کم تمہیں میڈیکل کے متعلق تھوڑا بہت تو معلوم ہونا چاہیے۔۔۔کہ CPR سے بندہ نہیں مرتا۔۔بلکہ بچ سکتا ہے۔۔This is very disappointing!"

اور وہ صمٌ بکمٌ وہاں بیٹھا اپنا لطیفہ بنوا کر اُنہیں دیکھتا رہ گیا۔۔۔

☆.....☆.....☆

ہسپتال کا کمرہ پھولوں سے مہکا تھا۔۔۔ جہاں جہاں جاتی وہاں بیتحاشا پھولوں کے گلدستے آتے تھے۔۔۔ دھیرے دھیرے سیاہ پلکوں کا۔ دل اُٹھا اور ہرنی آنکھیں نرگس کے پھول کی ما کھلیں۔۔ ی پ سی۔پی۔آر کے ۔۔ بیتحاشا درد بھوج اور درد محسوس ہوا تھا۔۔ ذرا ہلی تو۔ ۔ زو پ فریکچر کا درد محسوس ہوا۔۔۔ نچلا۔ نے کے ۔۔ پھولا ہوا تھا۔۔ ٹنگیں گھٹنے اور۔ زو چھل گئے تھے۔۔۔ چہرے پ کھرونچیں آئی تھیں۔۔۔ اُس نے کسی احساس سے بمشکل نگاہیں موڑیں۔۔ خضر پلنگ سے سر لگائے کرسی پ بیٹھا شای سو رہا تھا۔۔ شای وہ آج واقعی سو رہا تھا۔۔ رات کا جاگا تھا۔۔۔ ۔ کا وہ وہیں تھا۔۔ پ اغِ سحری کا وقت ختم ہو رہا تھا۔۔ خضر چہرہ آج کملای مرجھای ہوا سا لگتا تھا۔ وہ اُس صورت کو دیکھ کر ا ازہ لگا سکتی تھی کہ اُس نے اُسے کتنا پ یشان کیا تھا۔۔۔ آنکھوں سے ای ستارہ ٹوٹ۔۔ اُس نے اپنا ہاتھ اُس کے ماتھے کی جا ۔ ڑھای کہ ماتھے پ ے ۔ل ہٹا سکے۔۔

"امم!" وہی خفگی اور آواز سنائی دی۔ تو اُسے ہنسی آئی۔ ہلی نہیں۔۔

اُس نے دھیرے سے آنکھیں کھول کر کہنی پلنگ پ ٹکائے ہاتھ آدھ چہرے سے ڈھا ۔۔ جھلملاتی خضر آنکھوں میں متا ی تھی۔۔۔

"تمہیں کیا تھا میں نے۔۔"

"میں نے تو ڈرائیو نہیں کی۔۔" آواز ۔ ھ گئی۔۔۔

"ہاں کوئی اور راہ ڈھو ڈ لی!" اُس کی آواز کافی عرصہ ی کے ۔۔ مرطوب اور بھاری سی محسوس ہو رہی تھی۔۔

"تم نے اب ی کی ساری ز گی مجھے بہت پ یشان کیا ہے دُعا!!" لہجہ اذی بھرا تھا۔۔ دُعا

کے . پ‌پڑے اور پلکوں سے دو آ ٹوٹے۔۔۔اُس نے واقعی اُسے بہت پ یشان کیا تھا۔۔

"تم نے کبھی میری کوئی . ت نہیں مانی۔میرا دل نہیں چاہتا تمہیں معاف کروں۔۔" وہ . ڑے کرب سے اُس سے گِلہ کر رہا تھا۔۔اُس نے ای ٹھنڈی آہ بھرتے کہا۔۔

" کیا ہو سکتا ہے۔۔۔"

وہ . د . کر کھولتے . . تی سے اُسے انگشت شہادت سے اشارہ کرتے بولا۔۔

"میں بس اتنا کہوں گا۔۔جو آج کیا ہے۔۔وہ آئندہ کبھی مت کر ۔۔میں وہ فلمی . تیں نہیں کر سکتا۔۔اِس لیے بس اتنا کہوں گا۔۔تم میرے لیے بہت خاص ہو۔۔ . وَلنگ بیٹنگ کے بنا چل سکتی ہے۔۔ بیٹنگ . وَلنگ کی طرح نہیں چل سکتی۔۔بیٹنگ صرف . وَلنگ کے ساتھ تصور کی جاتی ہے۔"

دُعا نے ہنستے ہوئے آ صاف کرتے چہرے پ اُلٹا ہاتھ پھیرا۔۔وہ بمشکل ہمت جٹا کر اُسے توڑ توڑ کر کہہ رہا تھا۔

"ویسے۔۔۔میں بھی۔۔۔اپنے ساتھ۔۔تمہیں تصور کرتا ہوں۔۔"

"چا ؟"

اُس نے ہنسی ضبط کرتے سنجیدگی سے اُسے دیکھا۔۔

" کیوں اُس چیز کی کوشش کر رہے ہو جو تمہیں نہیں آتی۔۔"

جواباً وہ ذرا خفا ہوا۔۔

"Atleast I tried!"

دُعا محظوظ ہوئی۔۔

"Yeah.. Yeah.. Whatever!"

جہاں اِس حادثے کے نقصانات تھے۔۔۔وہاں اُس لڑائی کے چند فوائ بھی تھے۔۔اور وہ تھے کہ شای اب وہ دونوں لڑا نہیں کریں گے۔۔اور نہ ہی اولاد کے ذکر پ دل جلای کریں گے۔۔اُستاد بالکل ٹھیک کہتے تھے۔مصیبت میں بھی نعمت چھپی ہوتی ہے۔۔۔اور نعمت میں بھی مصیبت چھپی ہوتی ہے۔۔

خضر نے ناک سکوڑ کر کچھ محسوس کیا گوی کچھ سو رہا ہو۔۔دُعا نے اچنبھے سے اُسے دیکھا۔۔

"کیا ہوا؟"

وہ ای گہری سانس لے کر بولا۔۔

"ا ا ر آجا ۔۔آپ کی عطر کی خوشبو یہاں ت آرہی ہے۔۔"

دُعا کا حیرت سے ذرا منہ کُھل گ ی ۔۔اور وہ خضر کو دیکھتے ب ڑ ائی۔۔

"اِس آدمی کے حواسِ خمسہ ن!!!"

وہ ان ر چلے آئے۔۔۔دُعا کی اُن کے ڈھال چہرے پ ڑ ی۔۔

"گلے لگیں میرے شوہر کے۔۔کچھ مت کہیے گا۔غلطی میری تھی۔"

اُنہوں نے جواباً سر ہلا دی۔۔

"اچھا چندا!" خضر مسکرا کر اُٹھا۔۔اور بڑی خوشگواری ت سے اُن کی جان ب ہاتھ بڑھا کر آگے جھکا آی۔اُنہوں نے اُسے بڑی اپنائیت اور محبت سے گلے لگاتے اُس کی پشت تھپکی۔۔ساتھ کان میں سرگوشی کی۔۔

"تو گندا ا ٹ ا تھا۔گندا ا ٹ ا ہے۔۔اور گندا ا ٹ ا ہی رہے گا!!" خضر نے گلے سے ن ت قہقہہ

بمشکل روکا۔۔اب وہ اُن سے الگ ہوئے۔۔اور دُعا کی جانب متوجہ ہوئے۔۔

"تم ٹھیک ہو؟"

اُس نے پلکیں جھپک کر کہا۔۔

"ہوں۔"

وہ سانس لینے کے لیے رُکی اور فرمان جاری کرتے اُن سے کہنے لگی۔۔

"اب جا ۔۔آرام کریں۔"وہ ٹھہر ٹھہر کر کہہ رہی تھی۔۔

"بہت تھک گئے ہیں آپ!"

تبھی ڈاکٹر صاحب دروازہ کھٹکھٹا کر کمرے میں چلے آئے۔۔اُن دونوں نے گردن موڑ کر اُسے دیکھا۔۔وہ خندہ پیشانی سے خضر کو دیکھتے اُس کی جانب چلے آئے۔۔

"مبارک ہو۔۔تمہاری دُلہن ٹھیک ہے۔ ۔۔شادی کے بعد۔۔"

اُنہوں نے پتہ یں سکیٹر کرتے سف سے اُسے دیکھا۔۔

"تمہارا ہنی مون بھی ملتوی ہو گیا۔۔"

خضر نے بڑی سادگی سے ذرا مسکرا کر میں سر ہلایا۔۔

"کوئی نئی بات بتا !!!"ڈاکٹر صاحب نے متعجب وں سے اُسے دیکھا۔۔کم از کم وہ کسی نارمل ان سے اِس بات کی توقع نہیں ر تھے۔۔

دُعا ہنس پڑی۔۔دو دو مرتبہ شادی اور پھر ہنی مون ملتوی ہونے پر کیسا لگتا تھا یہ صرف وہ دونوں ہی جا تھے۔۔

اب وہ دُعا کو دیکھتے بولے۔۔

"تمہاری وجہ سے ایک بیچارا شریف آدمی رات کا پھنسا ہوا ہے۔۔"

وہ اُس شخص کی بات کر رہے تھے جس کی گاڑی سے اُسے ٹھوکر لگی تھی۔۔اُس کے بقول اُس نے کتنی مرتبہ ہارن دیا وہ اُس کے راستے سے نہیں ہٹ رہی تھی اُس نے بچانے کی کوشش کی تھی اور حادثے کے بعد

وہ خود بھی اُس کے ساتھ ہسپتال آیا تھا۔۔ پولیس نے اُسے پکڑ لیا تھا۔۔

"ابھی پولیس آتی ہے تو اپنا بیان دے دو۔۔"

"جی!!"

جب ہر دونوں باہر نکلے تو جہانزیب صاحب نے متجسس ہوتے خضر سے پوچھا۔۔

"تُو نے اتنی دیر اُس کا الزام اپنے سر کیوں لیے رکھا؟"

خضر نے سادگی سے اُنہیں دیکھ کر اچنبھے سے کہا۔۔" کیا وہ اور میں الگ ہیں؟"

وہ ٹھہرا اور پھر کہنے لگا۔

"اُسے تو مجھ سے بنایا گیا ہے۔۔وہ میری روح کا حصہ ہے۔وہ روح جو وجود کے خاک ہو جانے کے بعد بھی قائم رہے گی۔"

جہانزیب صاحب کے ہونٹ مسکرانے کی کوشش کرتے ہوئے۔۔

"یہ بات اُس کے سامنے بولتا۔۔میرے نہیں!"

اور خضر نے بھوویں اُچکا کر پھیلا دیں۔۔۔

" آہ۔۔۔کوشش کی تھی۔۔ پر بہت چیزی لگ رہا تھا!!!"

☆.....☆.....☆

(گیارہ ماہ بعد)

"یہ کیا ہے؟"

خضر ہاتھ میں پاسپورٹ پکڑے تھا۔دُعا پلنگ پہ خاموشی سے بیٹھی تھی۔۔۔اب اُس گھر میں بچے کی کوئی بات نہیں ہوا کرتی تھی۔۔۔کیو ربیعہ بیگم کو سمجھ آ چکا تھا۔۔کہ اُن دونوں کے ہوتے اُنہیں فلحال کسی بچے کی ضرورت نہیں تھی۔۔

"تمہارا امریکہ کا ویزا؟ یہ یہ کیا ہے؟"

بوکھلایا ہوا خضر کہہ رہا تھا۔۔

"ہم ہم تو اگلے ہفتے یورپ جانے کا پلان کر رہے تھے!"

دُعا نے سادگی سے کہا۔۔

"نہیں۔۔ہم نہیں جا رہے۔۔"

"کیوں؟"

خضر کی یہ سُنتے ہوائیں اُڑ گئی تھیں۔۔۔

"کیو میں فیلوشپ کے لیے جا رہی ہوں۔۔"

خضر کا دماغ گھومنے لگا۔۔

"دُعا تم نے مجھ سے پوچھا بھی نہیں؟" اور یہ بکیا

وہ پلنگ پہ ٹنگی۔۔۔

خضر کا اُس کی بے زی پہ بُرا حال ہو رہا تھا۔۔

دُعا کبھی تو self-obsession چھوڑ دیا کرو!"

"یر دُعا!" وہ کمبل اوپر اوڑھ کر سونے لگی۔۔۔اور خضر غصے میں کھلبلایا ہوا کمرے سے باہر نکل گیا۔۔۔

"یہ ہنی مون کبھی نہیں ہو گا!!!"

یہ رررر یہاں کے تو تماشے ہی ختم نہیں ہوتے!"

اور اُس کی ایک دھاڑ سنائی دی۔۔

"امی!!!ابو!!!"

☆.....☆.....☆

وہ مانچیسٹر کی سڑکوں پہ کھڑی پاکستانی پرچم ہلاتے زور زور سے چلا رہی تھی۔۔

" کہاں ہو فرہنگیوں باہر نکلو!!!"

" کیڑے پڑیں تم لوگوں کو۔ہم مشرقیوں پہ تم لوگوں نے پیچھے سے وار کیے۔۔ہم سے لیٹرین صاف کروائے!!!"

خضر ہاتھ میں دو آئسکریم کونز پکڑے اُس کی جانب آیا تو اُسے دیکھ کر ٹھٹھکا۔۔سردی سے اُس کی ناک گلابی پڑ رہی تھی۔۔ٹھیک سے بولنا محال تھا مگر وہ اپنی دُھن میں مست مگن تھی۔۔

"خود پسندی کے مجسموں۔۔"

"ہمارے مسلمانوں کو موسلے کہتے تھے۔۔پڑھائی کی بجائے اسکولوں میں جھاڑو لگواتے تھے۔۔"

ہر کوئی اُسے گزرتے ہوا دیکھ کر رُک جاتا اور یک لخت اُسے دیکھتا رہتا۔۔

" دیکھو تم لوگوں کا کیا حال ہوا۔۔دیکھا ہمارے قائد نے کیا کیا؟ تمہارے ہی ملک سے پڑھ کر تمہیں کو چھٹی کا دودھ یاد دلا دیا!!!"

اگر اُسے معلوم ہوتا وہ یورپ آ کر یہ سب کرے گی تو وہ اُسے کبھی یہاں نہ لاتا۔۔اور یہ سب کافی نہیں تھا۔۔

کیونکہ جو اُس نے اسپین کی تنگ گلیوں میں گھومتے گھومتے کہا تھا۔۔وہ اِس سے زیادہ حیران کن

تھا۔

"او ھسپانیوں !! بہت اچھا ہوا جو تم لوگوں سے امریکیوں نے سان فرانسسکو چھین لیا تھا۔۔ایسے پھٹیچر قسم کے تم لوگ ہو۔۔تم لوگوں نے ہماری مسجدیں رکھ لیں۔۔ہماری عمارات پہ قبضہ کرلیا۔۔اور مسلمانوں کا یہ حال کیا!!"

وہ سانس لینے کے لیے رُکی۔خضر پیچھے ہاتھ باندھے خفگی سے اُسے دیکھتا آرہا تھا۔۔

تھوڑا سا دم لے کر بیٹری پھر چارج ہوئی تو بولی۔۔

"اور تم لوگ ہمیں moor بُلاتے ہو۔۔یعنی دلدل۔۔کافر کیچڑ۔۔دلدل ہو گے تم لوگ۔۔کیچڑ ہو گے تم لوگ!"

لوگ یورپ قدرت کی رنگینوں میں کھونے آیا کرتے تھے دُعا ادریس یورپ مشرقیوں اور مسلمانوں کے ساتھ کیے جانے والے ظلم وستم کی خار نکالنے آئی تھی۔۔

اور پھر باری آئی تھی شہر پیرس کی خوشبوؤں کا شہر۔۔وہ سائیکل پہ آگے لگی ٹوکری سے پھول پکڑتے زور زور سے بول رہی تھی۔۔

"فرانسیوں ڈوب کر مرجاؤ!!"

خضر بیزاریت سے سائیکل چلاتے اُسے دیکھ رہا تھا۔۔سائیکل ایفل ٹاور کے اردگرد پھیرے کھا رہی تھی۔۔

"بتاؤ مجھے ذرا؟ کیوں تم لوگوں نے ایک مسلمان لڑکی کو یہاں رسوا کیا تھا؟"

برقی ستارے آسمان پہ تیزی سے اُن کے گرد گھوم رہے تھے۔۔

"سیر سلی۔۔۔یہ پیرس صرف خوابی دنیا میں اچھا لگتا ہے۔۔کتنے refugees بھرے ہیں یہاں۔۔رات کے ٹائم تو بندہ ہر بندے سے بھی ڈر لگتا ہے۔۔بس ایک چیری بلازم ٹری ہی ٹھیک

ہے۔۔لیکن اُس کا بھی کیا کریں؟ ہمارے پاکستان میں تو گلگت میں plum اور apricot بلا زم بھی ہوتا ہے۔۔بہتر تھا پاکستانی northern ایریاز میں چلے جاتے۔۔۔"

فرانس اور فرانسیسیوں کو بُرا بھلا بولنے سے اُسے فرصت ملی تو اُسے یاد آیا کہ اُسے لولاک پل پر محبت کا قفل باندھنا تھا۔۔سیاح پیرس جا کر محبت کے پل پر محبت کا تالا باندھا کرتے تھے جس پر اپنا اور اُن کے جیون ساتھی کا نام لکھا ہوا کرتا تھا۔۔ویسے اب تو قفل باندھنا وہاں پر بین کر دیا گیا تھا کیونکہ ہر روز بڑھتے تالوں کے وزن کے باعث پُل ٹوٹنے کا وہاں خدشہ ہو رہا تھا۔اِسی لیے اب وہاں محبت کے قفل کو باندھا نہیں جاتا تھا۔۔ دُعا ادریس کی لغت میں شاید رُولز اور لاز کا معنیٰ نہیں تھا۔خضر اُسے باز رہنا کر رہا تھا۔۔

"نہیں دُعا!!!"

"دُعا!" وہ بھاگ کر بڑی معصومیت سے پل کے ساتھ ٹیک لگا کر کھڑی ہو گئی۔۔اُس نے فٹافٹ وہاں اپنی اور اُس کی محبت کا قفل باندھا۔۔اور بلند آواز میں کہتے تیزی سے دوڑتے بولی۔۔

"She believed.. she could.. so she did!"

ابھی تو یورپ کے چند ممالک دیکھے تھے۔۔۔ہاں ایک مرتبہ میں خواہش پوری کرنا ممکن تھا۔۔ اُستاد کہتے تھے زندگی ہو اور صحت ہو تو سب کچھ مل جاتا ہے۔۔۔کچھ بھی بہ آسانی حاصل کر لیا جاتا ہے۔۔

دھیرے دھیرے آنکھ کُھلی۔۔۔خضر آنکھیں غنودہ تھیں۔۔۔دھیرے دھیرے حواس لوٹنے لگے۔۔اُس نے پریشانی سے منہ پر ہاتھ پھیرا اور ایک گہری سانس لی۔۔

"شاید ہمیں واقعی یورپ نہیں جانا چاہیے۔۔دُعا ادریس سو فیصد ایک پاکستانی پروڈکٹ ہے۔"

اور یہ کہتے وہ اُٹھا۔

"تو پھر وہ امریکہ کیوں جا رہی ہے؟"

کسی خیال سے اُس نے ۔ جا۔ دیکھا۔۔

دُعا ہاتھ میں کچھ پکڑے بیٹھی تھی جسے اُس نے اُسے دیکھتے چھپایا۔

"یہ کیا ہے!"

خضر بھپر کر اُٹھا۔۔اُس کی آنکھیں پھیلیں۔۔

"یہ pregnancy test kit ہے!"

دُعا اُٹھی۔۔

خضر نے اُس کی جا۔ ہاتھ ۔ڑھایا۔

"نہیں وہ۔۔"

خضر پلنگ سے اُ ا۔اور دُعا فی الفور اُٹھ کر غسل خانے کی جا۔ دوڑی۔۔۔خضر اُس کے پیچھے آیا اور دُعا جھٹ سے غسل خانے کا دروازہ بند کر کے ئی۔

"مجھے اِس کے ٹیسٹ پ یقین نہیں۔اِس نے کئی ہزار مرتبہ مایوس کیا ہے۔۔"

خضر دیوانہ وار کر کہنے لگا۔۔

"دیکھو میں تمہیں ایسے اپنے بچے کو لے کر جانے نہیں دُوں گا۔۔میں سارے خا۔ ان اور ساتھ ۔ دوستوں کو اکٹھا کروں گا!"

ا۔ ر غسل خانے میں دُعا دروازے کے سامنے کھڑی ئی۔۔

"ڈو۔ ٹ بی سو ڈرامیٹک چا۔ ۔۔۔ابھی کنفرم نہیں ہے۔۔اور میں ڈاکٹر ہوں مجھے پتا ہے!"

اب کے خضر کا دماغ شدی قسم کا کھول رہا تھا۔۔

"تم دیکھو۔۔۔تم دیکھو بس میں کیا کرتا ہوں!"

اور وہ غصے سے چنگھاڑتا پھر سے کمرے سے باہر نکل گیا۔۔۔

"امی!!!! ابا!!!!"

گھر میں بلا کا ہنگامہ مچا ہوا تھا۔۔خضر نے اپنے کہے کے مطابق سارے خاندان اور دوستوں کو کال کر دی تھی۔۔۔دُعا تیار ہو کر کندھے پہ پرس ٹانگے نیچے چلی آ رہی تھی۔۔کان سے موبائل لگائے خضر پلٹ کر بولا۔۔

"آہستہ آہستہ آؤ!!!"

دُعا نے خفگی سے گھور کر اُسے دیکھا اور نیچے چلی آئی۔۔۔

ربیعہ بیگم اُسے دیکھتے ہی بولیں۔۔

"شہزادی یہ کیا بچکانہ حرکت ہے؟"

دُعا نے ایک گہری سانس لی۔

"پیاری امی!"

جہانزیب صاحب بھی اُس پہ برسے۔۔۔

"تمہیں اگر آگے پڑھنا بھی ہے تو یہیں پڑھو۔۔آغا خان میں ہو تو رہا ہے ایڈمشن!"

دُعا ہاتھ باندھنے لگی۔۔

"نہیں ابو مجھے باہر جانا ہے!"

خضر چیخا۔۔

"جا کر دکھائے یہ۔۔میں اپنے بچے کو کہیں نہیں جانے دوں گا!"

دُعا نے عتاب سے اُسے دیکھا۔۔

"جان میں نے کہا، کنفرم نہیں ہے۔"

ربیعہ بیگم جھٹ سے بولیں۔۔

"اچھا یہ بعد میں دیکھیں گے۔۔تم لوگ پہلے اسپتال جاؤ۔"

خضر فوراً سے شرٹ درست کرتے اُٹھا۔۔

"ٹھیک ہے۔"

اور دُعا اور خضر ایک دوسرے کو شدید ناراضی سے دیکھتے آگے بڑھنے کے لیے مُڑے۔۔

☆.....☆.....☆

"بوٹوں کی تھپک اسپتال کے سفید فرش پر سنائی دے رہی تھی۔۔خضر اور دُعا کرسی پر ایک ساتھ بیٹھے رپورٹس کا انتظار کر رہے تھے۔۔خضر وقفے وقفے سے اُسے دیکھتے اُسے جھڑک رہا تھا۔۔

"یہ تو میں نے دیکھ لیا نہیں تو تم تو مجھے بہت بڑا دھوکا دینے والی تھی۔۔"

دُعا کے گال سرخ ہونے لگے۔۔۔

"تم مجھ سے میری پہلی اولاد کی خوشیاں چھیننے والی تھی۔۔۔"

ہرنی دیدے شاک اور غصے کی کیفیت سے پھیلنے لگے۔۔۔

"جان ایسا بہت بار ہوا ہے۔۔اور میں تمہیں مایوس نہیں کرنا چاہتی تھی!!"

خضر نے افسوس سے اُس سے رُخ پھیر لیا۔۔

"رہنے دو اب!"

تبھی نرس تیزی سے دوڑتے اُن کے قریب چلی آئی۔

"مسز خضر!"

دُعا اُٹھی۔۔خضر بھی اُٹھا۔دُعا ہاتھ بڑھا کر نرس سے لفافہ تھامنے لگی۔۔۔کہ خضر نے جھپٹ کر

لفافہ لیا اور نرس چونک گئی۔۔ ہنگامے کے خوف سے دُعا بمشکل ضبط کیے کھڑی رہی۔۔ خضر نے لفافہ بے رحمی سے پھاڑ کر رپورٹس نکالی۔ سہمی سہمی سی نرس گھور گھور کر اُسے دیکھتے پلٹ کر جانے لگی۔۔

خضر نے رپورٹس نکالی اور صفحے کو ہوا میں پیچھے کو جھٹک کر کھولا۔۔ صفحے پر پہلی جس پر گئی وہ لفظ تھا۔۔negative۔۔ اور خضر کا دل بُجھ گیا۔۔ دُعا نے خضر کے چہرے کو بجھتا ہوا دیکھا تو بڑے گھمنڈ سے بولی۔

"کیا کہا تھا میں نے؟"

خضر نے کرب سے رپورٹ وہی پھاڑ کر پھینک دی اور تیزی سے بڑے بڑے ڈگ بھر کر باہر جانے لگا۔ دُعا نے ایک گہری سانس لی اور اُس کا تعاقب کرتے جانے لگی۔

"بہت خوب۔۔ اب شام کو میری فلائیٹ ہے اُس کی تیاریں کرو!"

وہ چل کر تیزی سے جا رہے تھے۔ عقب میں کاغذوں کے دو ٹکرے کراس میں گرے پڑے تھے اور نشیبی کاغذ میں سیاہ سیاہی پر فوزیہ بتول کا نام جگمگا رہا تھا۔

☆.....☆.....☆

دل شکستہ وہ گھر لوٹے۔۔ دُعا بڑے ٹھاٹھ سے گاڑی کا دروازہ کھول کر باہر نکلی۔۔ سامنے سے ننھا سا لڑکا اُس کی جانب دوڑا چلا آیا۔۔

"چچی مت جاؤ!!!"

اُسے دیکھ کر دُعا خوشگوار یت سے مسکرائی۔۔

"شبل!!!"

دُعا نے جھک کر اُسے اُٹھایا۔۔

"کیسے ہو آپ شبل؟"

اندر گھر میں خضر کے تینوں دوست اور رضیہ آپا موجود تھیں۔۔۔

دُعا شبل کو اُٹھائے اندر کی جانب جانے لگی۔۔

"میں ٹھیک ہوں!"

اُس ننھے لڑکے نے معصومیت سے دُعا کو دیکھتے پوچھا۔۔

"آپ جارہی ہو؟"

دُعا نے سادگی سے اُسے بتایا۔

"جی میں جارہی ہوں۔۔لیکن میں آپ سے ملنے آتی رہا کروں گی!"

"تو پھر چچا کا کیا ہوگا؟"

اُس کے بے اختیار پوچھے سوال پر دُعا نے بھووں تان لی۔۔

"یہ بے غیرت وقاص بچے کو کیا کیا سکھا رہا ہے؟"

اندر خضر کرب سے جہانزیب صاحب کے گلے لگے تڑپ رہا تھا۔۔

"ابا وہ جارہی ہے۔۔۔ابا میں نہیں رہ سکتا!!"

جہانزیب صاحب اُس کی پیٹھ تھپک رہے تھے۔۔

"اچھا تو یہ بات پیار سے اُس کو سمجھاؤ!!"

تبھی دُعا اندر چلی آئی تو مریل سا خضر اٹھ کر بیٹھ گیا اور سب چونک کر اُسے دیکھنے لگ گئے۔۔دُعا نے سب کو مسکرا کر دیکھا اور پھر جھک کر شبل کو نیچے اُتارا۔۔۔وہ پھر سے سیدھی کھڑی ہوئی۔۔

"بہت اچھا ہوا جو سب آ گئے۔۔شام کو میری فلائیٹ ہے۔"

رضیہ آ نے راضی سے اُسے دیکھا۔۔

"کِتکو۔۔ماں پیو کا ہی بندہ خیال کرتے ہے!"

دُعا بے دھڑک بولی۔۔

"میں آتی جاتی رہوں گی!"

ربیعہ بیگم نے گواری سے منہ موڑ لیا۔

"جو کرتی ہے کرے۔۔ہم نہیں روکتے اِس کو۔۔ ہم سے پوچھا کچھ بتایا۔۔یہ ہمیں کچھ سمجھتی ہی نہیں ہے۔تو پھر ہم درمیان میں بولنے والے کون ہوتے ہیں؟"

جہا ی صا بھی بول پڑے۔۔

"میں بھی بس اِس لئے کچھ نہیں کہہ رہا کہ کہے گی۔۔ ب ڑ سے صلح ہو گئی تو بیٹی بہو بن گئی!"

دُعا کا اُن کی توں سے دل جلنے لگا تھا۔۔

"دیکھیں اب آپ زی دتی کر رہے ہیں!"

جواباً کوئی کچھ نہیں بولا اور دُعا ن سے کو دیکھ کر اوپ جانے کے لیے آگے ب ڑھ گئی۔

دُعا تیزی سے سیڑھیاں پ ڑھ کر اوپ جا رہی تھی۔۔جیسے ہی وہ اوپ گئی خضر نے ڈھال ہوتے جہا ی صا کے ی سے سر لگا لیا۔

"ا میں مر جاؤں گا!!!"

جہا ی صا نے اُس کے سر پ ہاتھ رکھا۔۔اور دھیرے دھیرے اُس کا سر پ ت کہنے لگے۔۔

"محبت ای چشمہ ہے۔۔اِسے بہنے دو۔۔اِسے روکو مت۔۔روکو گے تو یہ بوسیدہ ہو جائے گا۔۔اِسے بہنے دو۔۔۔یہ پ نی کی طرح بہہ کر جائے گا۔۔اور لوٹ کر پ نی کی طرح بہتے

ہوئے تمہارے پس آئے گا۔۔کیو محبت ای چشمہ ہے اِسے بہنے دو!"

شام کا وقت تیزی سے قری آ رہا تھا۔دُعا کی پیکنگ مکمل ہو چکی تھی۔۔ڈرائیور اُس کا سامان اُٹھا کر گاڑی میں رکھ رہا تھا۔۔۔وہ گھر سے نکل رہی تھی۔۔۔اور پیچھے پیچھے اُس کی منتیں کرتے نکل رہے تھے۔۔

"دُعا رُک جاؤ!"

خضر خاموشی سے کھڑا اُسے دور جات دیکھ رہا تھا۔۔

"دُعا!!"

ننھا شبل بھی پیچھے دوڑ رہا تھا۔۔

"چچی رُک جاؤ!"

"چچی!!"

خضر گھر کے دروازے سے ٹیک لگا کر کھڑا ہونے لگا۔۔جیسے جیسے وہ دور جا رہی تھی۔۔وہ ٹھنڈی آہیں بھر رہا تھا۔۔

"یہ میرا قصور ہے۔۔ای اچھے آدمی کے ساتھ ہمیشہ یہی ہوت ہے۔۔میں نے اِس عورت کو ہر طر کی liberty دی اور آج یہ۔۔ اپنے پیروں پ کھڑی ہو گئی تو مجھے چھوڑ کر جا رہی ہے۔۔" دل سا سا کر رہا تھا۔۔۔شریم دُعا کی گاڑی کے بوٹ پ پڑھ کر بیٹھ ی تھا۔۔

"میں تمہیں نہیں جانے دُوں گا!!"

دُعا پڑ کر بولی۔۔

"اے ہٹ!"

شریم کے غضب سے دیے پھیلے۔۔اُس نے پس کھڑی اپنی بیوی اور اُس کی گود میں اُٹھائی بیٹی کو دیکھا تو جھلایا۔۔

"دُعا میری بچی کے سامنے!"

دُعا جھنجھلاتے گاڑی کا دروازہ کھولنے لگی۔۔

"ہٹو یہاں سے۔۔تماشہ بنایا ہوا ہے۔۔"

خضر کا مو بجنے لگا۔۔وہ دور سے اُس منظر کو دیکھ رہا تھا۔۔۔نگاہیں مسلسل دُعا پ تھیں۔۔وہ بے دھیانی سے کال اُٹھا رہا تھا۔۔رضیہ آ نے اُلٹا کر کے سامنے سے عبداللہ کو اُٹھایا تھا اور وہ اُسے سختی سے کہہ رہی تھیں۔۔

"دیکھ دُعا جو تُو کر رہی ہے۔۔اِس کی وجہ سے تو بہت پچھتائے گی۔۔"

زین یہ سُنتے جھٹ سے بولا۔۔

"دیکھنا تم خضر کا دل توڑ رہی ہو۔وہاں جا کر رجیکٹ ہو جاؤ گی۔۔"

جہا صا غم سے سینہ پ لگے۔۔

"دُعا کیوں میدان خالی کر رہی ہے؟"

دُعا یکدم کر کھا کر پلٹی۔

"کیا کہا؟ میدان خالی؟"

اُس نے غضب سے آستینیں پ ھالیں۔۔

"لے کر آئے تو کوئی میری جگہ۔۔"

خضر فون اُٹھا کر ت سُن رہا تھا۔۔

"میرے احسان بھولنے کی کوشش کرے گا تو اُس کی اگلے پچھلی نسلیں ہلا کر رکھ دُوں گی۔"

اُس کے چہرے کے رن تبدیل ہو رہے تھے۔۔۔

وقاص سنجیدگی سے بولا۔

"میرا خیال ہے تم دونوں کا تعلق ای ہی سے ہے!"

دُعا نے دونوں ہاتھ اُٹھا کر ای طویل گہری سانس لی۔۔

"دیکھو!!!"

آمنہ بھی کہہ پڑی۔۔

"دُعا میری جان رُک جاؤ!"

ماں کی درخوا ت پ شبل نے سر اُٹھا کر دُعا کو دیکھا۔۔

"پچی مت جا !!"

خضر مو پ کچھ دیکھتے اُن کی جا آنے لگا۔۔

دُعا کی انسنی کر کے گاڑی میں ی کے لئے مُڑی۔۔

"میں جا رہی ہوں اللہ حافظ!!!"

اُستاد اور اُستاذہ نے بھی اُسے میسیج کر کے سمجھا یا تھا۔۔ آج جانے اُس عورت پ کو ضدی پن کا بھوت سوار تھا جو وہ کسی کی نہیں سُن رہی تھی۔۔۔دُعا نے پلٹ کر کو دیکھتے ہاتھ ہلا یا۔۔۔

"او کے پھر!"

اُسے جا ت دیکھ کر کے چہرے پ مردہ پڑنے لگے۔۔

دُعا گاڑی میں بیٹھ گئی۔۔ڈرائیور نے دروازہ بند کیا۔۔

"ای منٹ!"

خضر کی آواز سن کر . چو . ۔خضر تیزی سے آگے آ ی۔دُعا نے حیرت اور خفگی سے آنکھیں پھیلا ۔۔

"چا !"

خضر بڑی سنجیدگی سے گاڑی کے سامنے آتے کہنے لگا۔

"یہ عورت میرے بچے کو لے کر کہیں نہیں جاسکتی!"

"وہاٹ نسیس!"

دُعا کو شدید قسم کا غصہ آ ی۔

"تمہارا دماغ تو نہیں اب ہو ی!"

سبھی خضر کے اِس جملے پ چو کر رہ گئے تھے۔۔

خضر . کو دیکھتے بتانے لگا۔"س سے غلطی ہوگئی تھی۔۔"

دُعا کھڑکی پ ہاتھ ر ذرا اُٹھی۔۔

"پلیز سم . ڈی ٹیل می میں کوئی بھارتی ڈرامہ دیکھ رہی ہوں!"

خضر مو . پ ا پ ل کی جا . سے آنے والی رپورٹس کی تصو ی . کو دکھانے لگا۔وقاص اپنا چشمہ نکال کر لگاتے بغور اُس تصو ی کو دیکھ رہا تھا۔۔دُعا کا دل . کے چہروں کے . لتے ر دیکھ کر تیزی سے دھڑکنے لگا۔۔

ربیعہ بیگم نے اب دُعا کو دیکھا۔

"چل نکل۔۔ . ہر آ جا آرام سے۔اب تو تیرا سفر ہے!"

دُعا تیزی سے بولی۔

"شروع میں سفر کر تے ہیں۔۔ڈی۔کے ہے۔۔ڈی۔کے کے ہوتے ہوئے فکر نہیں!!"

ربیعہ بیگم بولیں۔

" نہیں دُعا ہم رسک نہیں لے سکتے!!"

دُعا بضد انداز میں رکو رُخ کرنے لگی۔

" نہیں میں تو جاؤں گی!"

وقاص اُس کی جانب متوجہ ہوا۔۔۔

" کیا تم جانتی ہو تمہاری اِس لاپرواہی کو عدالت میں میں feticide کیس بنا کر پیش کر سکتا ہوں۔"

دُعا کا حیرت کے مارے سانس نہیں لے سکی۔

"وقاص۔۔تم۔۔۔"

"اور تمہیں پتا ہے اِس ملک کے پینل کوڈ میں اِس کی سزا کیا ہے؟"

دُعا سے رہا نہ گیا اور وہ کہنے لگی۔

"یہ تم وکلاء کو ہم ڈاکٹروں سے مسئلہ کیا ہے؟ ہر بات پہ ہر صورتحال پہ لوگوں کو دھمکانے کیوں لگ جاتے ہو؟ یہ ہر جگہ تم لوگ اپنے اثر ورسوخ کے نام پہ لوگوں کو دھمکاتے کیوں رہتے ہو؟ یہ تو قانون کے نام پہ سیدھی سیدھی بدمعاشی ہے!"

شریم ہنوز گاڑی پہ چڑھ کر بیٹھا بونٹ بجا کر بولا۔۔۔

". ہرنکلو۔فضول کا پیٹرول ضائع کروگی۔۔کوئی ا ازہ ہے تمہیں کہ یہ پیٹرول کن مراحل سے َ رکرلوگوں ت آت ہے؟ارے تمہیں کیسے پتا ہوگا؟تم کوئی پیٹرولیم انجینیر تھوڑی ہو!"

دُعا کے ضبط کا پیمانہ لبریز تھا۔اب زین کی . ری تھی۔۔

"اور مار ٹ میں قیمت پتا ہے پیٹرول کی؟اوہو۔۔بھلا تمہیں کیوں چیزوں کی مار ٹ پ ائ پتا ہوگی؟تمہارا تعلق کامرس کی فیلڈ سے تھوڑی ہے؟"

جہا ی . صا . نے گلا کھنکارا اور سارے تماشے کو ختم کرتے بولے۔۔

"دُعا . ہرنکل آ ؤ . ٹ!!"

لہجے میں سختی اور سنجیدگی اِس قدر تھی کہ دُعا خاموشی سے دروازہ کھول کر . ہر آنے لگی۔۔جیسے وہ . ہر آرہی تھی۔۔خضر کی َ دن ا ٹ نے لگی۔۔۔آمنہ نے مسکرا کر دُعا کا شانہ تھاما۔۔"چلو ا ر چلیں دُعا!!"

اور دُعا غیظ سے مٹّھیاں بھینچ کر پ ٹ پ ائی۔۔

"اڑڑڑڑ!!!"

وہ ا ر گھر میں جانے کے لئے . ڑھے۔۔دُعا نے خضر کو دیکھا اور بے چینی سے بولی۔۔

"پھر اگلے ہفتے جارہے ہیں یورپ!"

خضر نے ا ن وں سے َ دن موڑ کر اُسے دیکھا۔۔

".جی آپ کون؟"

اور دُعا کی چیخ ت ر رُکی۔۔

"جا میں۔۔۔ماں تمہاری اولاد کی۔۔"

خضر سنجیدہ سختی سے تیزی سے آگے . ڑھتے بولا۔

"میں کہاں سنبھالوں گا تمہیں اِس حا ت میں؟"

دُعا غصے سے اُس پ نے لگی۔۔

"چا ز!"

تبھی ربیعہ بیگم بولیں۔۔

"دُعا اب یہ ۔ نہیں۔۔۔بی۔پی تیز ہو جائے گا!"

دُعا کو مزی غصہ آ ی۔

"امی میں ڈاکٹر ہوں!"

کون سن رہا تھا؟"

چاروں دو ت ای ساتھ چلتے ا ر جا رہے تھے۔۔دُعا پیچھے کھڑی شادمان خضر کو دیکھ رہی تھی۔۔۔ز گی ۔ ل رہی تھی۔۔نہیں نہیں بلکہ ز گی ۔ ل گئی تھی۔۔۔

اُس نے ہاتھ میں پکڑا ای اپنا پاسپورٹ دیکھا اور پھر سر ذرا جھکائے چادر میں چھپے اپنے بطن کو۔۔اُس نے سر اُٹھا کر ای گہری سانس لی۔۔اُسے مکمل طور پ نیلے ہوتے آسمان پ دو ستارے جگمگاتے دکھائی دیئے اور وہ سادگی سے بولی۔۔

"Stars wait.. I've a star in me!!"

☆.....☆.....☆

ٹی۔وی اسکرین پ مختلف شعبات سے تعلق ر والے ہستیوں کو بہترین مات سرا م دینے پ ستارہِ امتیاز کے اعزاز سے نوازا جا رہا تھا۔۔۔زمین کے ستاروں پ آج فلک بوس ستارے رشک کر رہے تھے۔۔۔اُن ستاروں میں ای خضر ستارہ بھی دکھائی دے رہا تھا۔۔۔ ہرنی آنکھیں اسکرین میں محو تھیں۔۔۔ربیعہ بیگم جہا ۔ اِن دنوں عمرے پ گئے تھے۔۔کچھ

ہی ماہ قبل وہ مشرقِ وسطیٰ کی سیر کے لیے گئے تو وہ عمرہ کر کے آئے تھے۔اسکرین پ خضر چہرے کو فوکس کیا َ ی۔

تبھی ای زوردار چیخ سارے گھر میں گو ---

دُعا نے چونٔ کر سر جھکائے اپنی گود میں دیکھا--

"ضوفشاں!!

گود میں ای ننھی مومی َ ٹ ی بیٹھی تھی--جو مشکل سے آٹھ ماہ کی لگتی تھی---ہرنی ساختہ آنکھوں میں خضر لینس فِٹ تھے--پلکیں َ ٔ اور لمبی تھیں--چہرہ ئی تھا--چھوٹے چھوٹے شدی سیاہ چمکتے نوک میں کٹے ب ل---وہ ننھا وجود چہکا تھا--

". . .!"

لڑکیوں کو َ ٹ ی کہا جاتا ہے---وہ بھی َ ٹ ی تھی--- ب ربی نہیں---اینا بیلی----

اُس کا قد بس تھوڑا چھوٹ تھا--دُعا اُس کے قد کی فکر کرتے اُسے چھوٹ کہا کرتی تو خضر ہم ہو کر کہتا تھا--

"اِس کا قد کیوٹ ہے!!"

اور دُعا سوچتی تھی---

". ب اتنا خضر پ چلی گئی تھی--تو قد بھی تھوڑا سا لے لیتی!!"

ب کہتے ہیں پہلی اولاد ب پ جیسی ہوتی ہے--ٹھیک کہتے تھے--اُن کی بیٹی اپنے ب پ جیسی تھی---

اُس بچی کی گلا پھاڑ چیخ سے سارا گھر عا ٔ تھا--جانے یہ عادت اُسے کہاں سے پ ٹ گئی تھی---رات ہوتے اُس کی یہ عادت مزی شدت اختیار کرتی تھی---اور وہ ب قا ئ ہ طور پ

کے کانوں میں جا جا کر چینخا کرتی تھی۔۔۔۔۔

ضوفشاں کے بعد خضر اور دُعا لڑا نہیں کرتے تھے۔۔۔بلکہ ضوفشاں کے بہت لڑا کرتے تھے۔۔۔۔

خضر کے بقول۔۔اُس نے ہر ی عادت اپنی ماں سے لی تھی۔۔۔وہ اُن دونوں جیسی تھی۔۔اور وہ دونوں بھی شکل وصورت میں ای دوسرے سے کافی ملتے تھے۔۔پہلا لفظ عموماً جو بچے کہتے تھے وہ تھا ماما۔۔لیکن ضوفشاں کو بولنا سکھا یا جا رہا تھا تو وہ گھر میدان لگ رہا تھا۔۔۔

ضوفشاں بیبی پ بیٹھی رو بیٹھی دُعا کو سمجھی سے دیکھ رہی تھی۔۔اُس نے لی بجا کر چہکتے ا ازمیں کہا۔۔

"ماما سے ماما!"

جہا صا نے پ س صوفے پ بیٹھے خفگی سے کہا۔۔

" کم ازکم اِسے تو میری عزت کر سکھا دو!"

دُعا نے ہنستے ہوئے کہا۔۔

"اچھا۔۔۔ بولو دادا۔۔دادا!"

ربیعہ بیگم بھی چلی آ ۔۔

" کوئی نہیں۔۔۔دادی سکھاؤ!!"

خضر اُس وقت پ کستان میں موجود نہیں تھا۔۔

وہ ہر روز کچھ د اُسے بولنا سکھا یا کرتے تھے۔۔تبھی وہ ی سادگی سے بولی۔

" !"

دُعا کا مارے حیرت کے کھل گئے۔۔اور جہان صا حسبِ عادت تلملا کر بولے۔۔

" گندا انڈ !!!"

اُس کا پ اُس کا ہیرو تھا۔۔اُس کا پ اُس کی پہلی محبت تھا۔۔

خضر ہمیشہ خائف رہتا تھا۔ بھی پکستان سے ہر جا تو دن میں سو سو ر پوچھتا۔۔

"ضوفشاں مجھے بھول تو نہیں گئی ؟"

چاہنے والے آج بھی ہزار تھے۔۔دو احباب بیوی اُستاد کے ساتھ ساتھ بیٹی نے بھی اپنے پ سے محبت کی تھی۔۔دُعا کے مقابلے وہ اُس کے ساتھ بہت کم وقت ارا کرتا تھا۔۔ جتنا ارتا تھا بہترین ارتا تھا۔۔اُس کی ولادت سے قبل ڈاکٹر نے بتایا تھا کہ اُن کے ہاں ٹ ہوگا۔۔دُعا نے بہت دُعا کی تھیں کہ خضر زچگی کے وقت پکستان نہ ہو۔۔۔

ایسا کچھ نہیں ہوا۔۔ولادت کے وقت اُسے پتا تھا کہ اُس کے ہاں بیٹی ہوئی ہے تو وہ اپنی بیٹی کو پہلی مرتبہ پکڑ کر ز گی میں پہلی مرتبہ کے سامنے رو تھا۔۔۔وقاص نے پوچھا تو وہ اُس مومی ٹ کو بغور دیکھتے بولا۔۔

"ا تمہیں ٹوئنٹی ٹوئنٹی ٹ افی ورلڈ پ مل جائے تو تمہیں کیسا لگے گا؟"

سمجھ میں تو وہ آج اپنی ماں کی بھی نہیں آ تھا۔۔اُس کے دوستوں کو پھر کہاں سے آ ۔۔جس دن ضوفشاں کی ولادت ہوئی اُس روز اُسے ٹیسٹ میچ کر ٹ کی کپتانی ملی تھی۔۔۔ٹیسٹ میچ کی کپتانی ملنے پ جو اُس نے اپنے ت و احساسات کا اظہار کیا تھا۔۔۔وہ تھا۔

" حلال کو الل ؟ نے ڑی وسعت دی ہے۔۔اور حرام کو اُتنی ہی سکڑائی۔۔۔جو حلال کو اپنا ہے

اللہ اُس حلال کو اپنی رحمتوں اور برکتوں سے مزید کشادہ کر دیتا ہے اور جو کوئی حرام کو اپناتا ہے اللہ اُس کے راستے مزید سکیڑ دیتا ہے۔۔۔حلال کی سمجھ مجھے بہت پہلے سے تھی۔۔ اُسے پریکٹیکلی ۔ اپلائی کیا۔ ۔ میرا نکاح ہوا۔۔اور کچھ ہی روز بعد مجھے پاکستان انٹرنیشنل ٹیم میں لے لیا گیا۔۔اللہ نے نوازا بہت نوازا۔۔آج میری بیٹی کی ولادت کا دن ہے اور آج ہی مجھے ٹیسٹ کرکٹ کی کپتانی سے نواز دیا گیا۔۔وہی ٹیسٹ کرکٹ جو میرا debut میچ تھا۔۔ایک ڈرا سہما سا بچہ۔۔جس کا پہلا میچ ہی ٹیسٹ میچ تھا۔۔"

ہمارے معاشرے میں مرد کون ہوتا ہے۔۔وہ جو اکھڑ ہو ذرا رُوڈ ہو اور بات تو لکل نہ ہو۔۔اور reserve بھی ہو۔۔ مرد کی صحیح وضاحت تو یہ تھی۔۔کہ۔ بھری محفل میں پوچھا گیا۔۔مومنین میں کون آپ کو سب سے زیادہ محبوب ہے۔تو جواب آیا عائشہ۔۔ذرا گھبرا کر۔ سوال بدلا گیا اور پوچھا گیا مردوں میں؟ تو پھر سے جواب آیا۔عائشہ کے ابو۔۔اِسی طرح ہمارے معاشرے میں ایک عورت کو عموماً کن ناموں سے پکارا جاتا ہے۔۔صنفِ نازک۔۔کمزور ناتواں۔ عورت کی وضاحت تو وہ ہوتی ہے۔۔۔ ۔ انے رسالت کی بھاری بھرکم ذمے داری ایک مرد کو دی تو اُس پر سب سے پہلے ایمان لانے والی اُس پر اعتبار کرنے والی اور اُسے سہارا دینے والی جو شخصیت تھی وہ ایک عورت تھی۔۔

ضوفشاں کو ولادت کے بعد۔ پہلا انجیکشن لگا تو اُس نے تو جو شور مچایا تھا اُس کے باپ نے بھی کم طوفان برپا نہیں کیا تھا۔۔

"پلیز ہلکے ہاتھ کا لگائیں!!"

دُعا نے اُسے روکتے خفگی سے سرگوشی کی۔۔

"جانو یہ ایسے ہی ہوتا ہے۔۔"

جیسے ہی سوئی . زو میں . تو ضوفشاں کے چہرے کا رَ . ل َ ی ۔۔وہ گوری چٹی بچی یکدم سرخ سیاہ لگنے لگی اور وہ جو گلا پھاڑ کر ئی تھی وہ خضر کے لیے خاصا اذ ی ت خیز تھا۔۔

"سمجھا ی تھا میں نے آپ لوگوں کو آرام سے انجیکشن لگا ۔۔۔ا ی ب ت آرام سے آپ کو سمجھ نہیں آتی کیا۔۔۔کتنی چھوٹی ہے یہ۔۔اور آپ نے ایسے ہی سوئی کھبا دی۔۔کیسے ظالم لوگ ہیں آپ!"

"چا ! !!"

"چا ب ت سُنو!"

دُعا نے سمجھانے کی کوشش کی۔۔ یہ ا ی واحد چیز تھی جس پ وہ قابو نہیں کر پ تی تھی۔ضوفشاں اور دُعا کا ڈاکٹر کے پ س . . میڈ پ اپ ہو ت تو ڈاکٹر کی بس ا ی ہی دُعا ہوتی تھی کہ کاش خضر اُن کے ساتھ آئے۔۔

نی نے ضوفشاں کی ولادت پ . منہ بنا کر کہا۔

"ب ڈ نہیں ہوا۔۔"

قسمت اب تھی۔۔اُستاد دادا ضوفشاں سے ملنے آئے تھے۔۔ضوفشاں کے دو دادا تھے ا ی دادا اور ا ی اُستاد دادا۔اُستاد نے جواباً وہاں کھڑے کھڑے ا ی لمبا چوڑا درس د ی تھا۔۔جس کے چند الفاظ جو تھے وہ یہ تھے۔۔

"آ کم از کم آپ سے مجھے اِس ب ت کی اُمید نہیں تھی۔۔آپ میں اور اُن قریش والوں میں کوئی فرق نہیں رہ َ ی جن کے چہرے بیٹی کی ولادت پ مایوسی سے سیاہ ہو جاتے تھے۔۔افسوس ہمارے معاشرے میں آج بھی جہالیت کے بہت سے عناصر دیکھنے کو ملتے ہیں۔۔"

ضوفشاں ا ی سیلی ب یٹی بیبی نہیں تھی۔۔۔ ہی کسی نے ابھی ت اُسے دیکھا تھا۔۔

زن گی ویسی ہی ہونے کے . وجود بھی بہت . ل گئی تھی۔۔

وہ اپنی بیٹی کو بہت چاہتے تھے۔۔۔خضر اپنی عورتوں کی طرح اپنی بیٹی کو بھی بہت چاہتا تھا۔۔۔لیکن وہ ای سخت . پ تھا۔۔۔اور اُس کی سنگدلی کا احساس دُعا کو ای ماہ قبل ہوا تھا۔۔۔ضوفشاں بھی اور دوسرے بچوں کی طرح مو . کی جان . کھنچتی تھی۔۔ بجائے اُسے چھپانے کے یہانے لگانے کے اُس نے اُس موی َ ٹ ی کو وہ مو . دکھاتے کہا تھا۔

"ضوفشاں یہ آپ کو نہیں ملے گا!"

اور پھر اگلے ہی لمحے وہ لاؤنج پ بچھائے rug پ ٹھک سے َ تی لیٹ گئی اور حسبِ عادت گلا پھاڑ پھاڑ کر رونے لگی۔۔۔رو رو کر خضر ہرنی آنکھیں سرخ ہوگئیں۔۔۔چہرہ لال اور گلا ی ٔ لگا۔۔۔جہان ی . صا . اور ربیعہ بیگم کا اُسے دیکھ کر کلیجا پھٹا جا رہا تھا۔۔

"بس کردے چان ۔۔دے دے فون اِس کو!"

ربیعہ بیگم سے رہا نہیں َ ی تھا۔۔۔

"نہیں۔۔نہیں دوں گا۔۔آج دے دی ساری زن گی دینا پ ڑے گا۔۔"

جہان ی . صا . اُسے اُٹھانے لگتے تو وہ بس چیختے ہوئے خضر کے مو . کی جان . اشارہ کرتی۔۔۔وہ منت کرتے کہنے لگے۔۔

"چان دے دے ن ی ٹ !"

خضر ٹی۔وی دیکھتے خفگی سے بولا۔۔۔

"بس کردیں۔۔کیوں اِس کو اتنی اہمیت دے رہے ہیں؟"

وہ ضوفشاں کی جان . دیکھ بھی نہیں رہا تھا۔۔خضر آنکھیں اسکرین پ مرکوز تھیں۔۔

"اِگنور کریں اِس کو!"

پندرہ منٹ سے رورو کر اُس بچی نے زموں کی توجہ بھی اپنی جاں مبذول کروالی تھی۔۔دُعا سے اب رہا نہیں جا رہا تھا۔۔اپنی بیٹی کو چیختا دیکھ کر وہ بے اختیار پڑی۔۔

"چاں دے دو یرمو۔۔کیا ہو جائے گا۔۔مجھ سے دیکھا نہیں جا رہا!"

خضر نے ہمی سے اُسے دیکھا۔۔

"تو مت دیکھو۔۔ار چلی جاؤ!!!"

دُعا اُس کے جواب پر بھونچک کر رہ گئی۔۔۔

"آپ اِسے اگنور کیوں نہیں کرتے؟ اگنور کریں!"

تکلیف سے خاموش بیٹھے اُسے دیکھ رہے تھے۔۔ار سے بچی کو روتے دیکھ کر اُن کا دل پھٹا جا رہا تھا۔۔rug پر لیٹی ضوفشاں کو یہ محسوس ہوا کہ کوئی اُسے توجہ نہیں دے رہا تو وہ خاموش ہو گئی۔۔۔اور وہ دن تھا اور آج کا دن پھر اُس نے مو کی شکایت نہیں کی تھی۔۔۔

اِس کے علاوہ کھلونوں کی شاپنگ کروانے جاتے تو وہ ہر کھلونے کو دیکھتے اُسے پکڑنے کی خواہش کرتی۔۔۔

"چاں دلا دو!!!"

دُعا اُسے ای کھلوں دلانے کے بعد دوسرے کی خواہش کر رہی تھی۔۔

"بہت چھوٹی ہے۔۔اُسے نہیں پتا۔۔دلا دو!"

جواباً خضر نے کہا۔

"میں اِسے زنگی کی تمام صہولتیں دینے کے لیے ہی کماتا ہوں۔۔۔لیکن میں اِسے ڈھیل دے کر مستقبل میں عیاش نہیں دیکھ سکتا۔۔ای رمیں ای کھلوں۔۔"

اولاد کے معاملے میں دُعا کی بالکل نہیں چلتی تھی۔۔۔

محبت اپنی جگہ۔۔۔لیکن ت ۔یت ۔۔ت ۔یت پ کوئی سوال نہیں تھا۔۔خضر کو ۔ سے ز ید ہ بُرا ت ۔ لگتا تھا۔ ۔ وہ کسی دوسرے کی چیز پکڑتی تھی۔۔۔وہ عمر کے اُس حصے میں تھی جہاں اُسے ہر چیز کو پکڑ کر منہ میں ڈالنا تھا۔۔اور چاہے اُسے کسی چیز کی سمجھ ہو ی ہو اُسے اُس چیز کو پکڑ ہوت تھا۔۔۔گھر میں ۔ کو جائے ز پ ز پ ڑھتا دت تو اُسی پ بیٹھ جاتی۔۔۔جس ۔ ۔ اُسے اُس کا ننھا جائے ز دی ی تھا۔۔۔ماں کو پ ڑھتا دت تو کتاب کے صفحات پھاڑ چاہتی۔۔اور اِس ۔ ۔ اُسے ای ننھی کتاب بھی دی گئی تھی۔۔۔

والدین کا کام صرف بچوں کو پیدا کر کے اُنہیں لاڈ پیار کر نہیں ہوت ۔۔۔یہ ۔ والدین سمجھتے ہیں۔لیکن اِس ۔ت کو عملی طور پ کوئی استعمال نہیں کرت ۔وہ اپنی بیٹی پ سختی نہیں کر رہا تھا۔۔وہ آنے والی اپنی سات نسلیں سنوار رہا تھا۔۔وہ اکثر اُس پ سختی کرتے کہتا تھا۔۔

"آپ لوگ جا ہیں۔۔ ۔ ا ن کوئی عادت اپنات ہے ی سیکھتا ہے تو وہ عادت اُس کی کئی کئی نسلوں ت رہتی ہے۔۔اِس لئے پلیز میری اور میری بیٹی کے درمیان مت بولا کریں۔۔"

خیر حال کے منظر کا جائ ہ ی ت ہیں۔۔

دُعا ضوفشاں کو کمرے میں ٹہلا رہی تھی۔۔۔دروازے پ دستک ہوئی۔۔اُس نے دہلیز پ غلام جان کو کھڑا دیکھا۔

اُس نے فوراً سے پوچھا۔۔

"دُعا بی بی آج کیا بناؤں؟"

۔ خضر پ کستان ہوت یہ سوال اُس سے ہی پوچھا جات تھا۔۔اُس نے ضوفشاں کو نیچے اُت را۔اور اِدھر اُدھر دیکھنے لگی تو پیروں میں کاغذ میں لِپٹی گیند آئی۔۔۔وہ اُسے دیکھ کر ذرا مسکرائی۔ذرا ماں مصروف ہوئی تو ضوفشاں نے ای اُسے دیکھا اور پھر رینگنے کی رفتار ۔ ڑھ گئی۔۔وہ تیزی

سے رینگ کر باہر نکل آئی تھی۔۔ یہ کوئی پہلی مرتبہ نہیں ہو رہا تھا۔۔ وہ اکثر رینگ کر لان تک چل جاتی تھی اور ہمیشہ اپنے سارے کپڑے کھاد اور مٹی سے بھر لیتی تھی۔۔ رینگنے والا مِشن کامیاب ہونے ہی والا تھا۔۔ وہ گھر کے بیرونی دروازے پہ پہنچ گئی تھی ذرا آگے بڑھی تو ہاتھ سیاہ چمکتے بوٹ پہ آیا۔۔ اُس نے ذرا گردن اُٹھا کر دیکھا تو سامنے باپ کو کھڑا پا کر معصومانہ انداز میں مسکرائی۔۔ وہ اُسے اُٹھاتے خفگی سے بڑبڑایا۔۔

"اتنی عمر ہوگئی ہے اِس عورت کی اور اِس سے ایک بچی نہیں سنبھالی جاتی!"

"ضوفشاں!!" تبھی دُعا گھبرائی ہوئی بھاگی آئی تو خضر کو دیکھ کر چونک اُٹھی۔۔

اُسے فوراً وہ اُس سے لے کر اُس کا منہ چومتے لے کر جانے لگی۔۔ اور تھوڑی ہی دیر بعد گھر میں ضوفشاں کے چیخنے کی آوازیں سنائی دے رہی تھیں۔۔ خادماؤں کو پتا چل گیا تھا ضوفشاں کو نہلایا جا رہا تھا۔۔ خضر کو جب غصہ آتا تو وہ اکثر دُعا کو کہہ دیتا۔۔

"یہ میلی کچیلی رہنے والی عادت اِس میں تم سے آئی ہے!"

کھانے میں بھی وہی حساب تھا۔ اپنا فیڈر اور سیریلیک کھانے میں اُسے کوئی دلچسپی نہیں تھی۔۔ ہاں البتہ جو بڑے کھایا کرتے تھے اُس میں اُسے ہاتھ ضرور مارنا ہوتا تھا۔۔۔

نہلا دُھلا کر جب وہ اُسے لائی تو خضر نے اُسے اُس سے پکڑتے اپنا ستارے والا تمغہ اُس ننھے ستارے کو پہنایا اور میز پہ پڑی پلیٹ میں سے کھجور اُٹھائی ذرا سی دانت سے چبا کر اُس کے منہ میں ڈالنے لگا تو غلام جان فوراً سے بولی۔۔

"چاچا.. یہ کیا کر رہے ہیں؟"

دُعا نے اُسے دیکھتے ذرا مسکرا کر کہا۔۔

"یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے۔۔"

اُس کی ولادت سے قبل اُنہوں نے سیرۃ کی کتابوں کی دہرائی کی تھی۔۔۔ظاہر ہے ای بہت بھاری ذمیداری اُن کے سر پڑنے والی تھی۔۔اور بیٹی کی پ ورش پ ۔ . کی بشا رت تو تھی۔۔ صرف ایسی ہی تھوڑی۔۔اُس نے اُسے پیر جوڑ کر کھڑا کیا اور آہستہ آہستہ اُسے جھولا جُھلانے لگا۔۔دُعا اُس اُس خوبصورت منظر کو دیکھ کر پ س کھڑی غلام جان سے کہنے لگی۔۔

"غلام جان۔صحابہ اکرام آپ صلی الل ? علیہ وسلم کو ditto کاپی کیا کرتے تھے۔ہم ہو بہو اُن جیسے نہیں ہو ت ہم کوشش تو کر تے ہیں۔۔اَ ہم نے آپ صلی الل ? علیہ وسلم کی سیرۃ سے کوئی ای بھی ب ت سیکھ لی۔ تو آپ دیکھنا ز۔ گی حسین بن جائے گی۔۔"

ب ہر گھر کے چوکیدار کے ساتھ اُنہوں نے ای کتا رکھا تھا۔۔جو گھر میں داخل نہیں ہو۔ تھا البتہ خضر ضوفشاں کو اُس کے پ س ضرور لے کر جا۔ تھا۔۔اور ابھی پھر لے کر جا رہا تھا۔۔دُعا گھر کے بیرونی دروازے میں کھڑی اُنہیں دیکھ رہی تھی۔۔ذرا فاصلے پ وہ اُسے لے کر اُس کے پاس بیٹھا اُسے پنجا دکھا کر ڈرا۔ اور ساتھ آواز نکالتا۔

"خاؤ!!"

اور ضوفشاں بھی ننھا سا پنجہ دکھا کر ہو بہو ہی کرتی جو وہ کر۔ ۔۔

"خا!!" آواز نکالنے میں بھی پوری اُس کی ۔۔

دُعا نے۔ سف سے اُن دونوں کو دیکھا۔۔۔

وہ جو کبھی اُس کا بہترین دو ت تھا۔۔آج اپنی بیٹی کا بہترین دو ت تھا۔۔خضر کہتا تھا والدین کو اپنے چھوٹے بچوں کو جن بھوت بلاّ اور کتے بلی سے نہیں ڈرا۔ چاہیے۔۔ایسے ڈر ب ڑھتی عمر کے ساتھ اُن میں پختہ ہوتے چلے جاتے ہیں اور فوبیا کی صورت اختیار کر ۔ یتے ہیں۔۔۔اولاد کو مضبوطی کے سانچے میں ڈھالنا آسان ہے بجائے لڑ میں اُسے خود شکستی کی کیفیت سے

نکالنے کے۔۔

وہ ایـ گہری سانس لے کر ہاتھ بـ ھتے لان میں ٹـ لگی۔۔

"میں دُعا۔ دُعا اِدریس کرپٹ میڈ سسٹم کے خلاف ہر روز ایـ بـ لڑ رہی ہوں۔۔۔ میں دُعا ادریس۔۔ ماہر قلبیات۔۔۔ ایـ سینیئر ڈاکٹر ہوں۔۔۔ میں ایـ تعلیم یـ فتہ عورت ہوں۔۔ اِس معاشرے میں اپنا ایـ الگ مقام ر ـ والی عورت ہوں۔۔ میں وہ عورت ہوں جو اپنے شوہر کے ساتھ قدم سے قدم ـ کر چل رہی ہے۔۔۔ کتنا تکبر ہے ـ اِس جملے میں؟ اِس بـ ت کا احساس کرتے مجھے کتنا فخر ہو رہا ہے ـ ؟ پـ یقین کریں گے؟ مجھے وہ سکون تـ بھی نہیں بـ بـ میں cardiologist بنی۔۔ جو سکون مجھے تـ بـ بـ میں نے اپنی بیٹی کو پہلی بـ ر اپنے حصار میں لیا تھا۔۔ اُس کی پیدائش کے ایـ ماہ تـ میں نے اُسے سنبھالا اور پھر بـ میری maternity leave ختم ہو گئی۔۔ تـ بـ مجھے اُسے چھوڑ کر ا پـ ـل جا ـ تھا۔۔ وہ لمحہ میرے لیے بے حد تکلیف دہ تھا۔۔ اور اُس روز ضوفشاں کو بہت تیز بخار تھا۔۔ خود کو میں نے بہت مرتبہ مضبوط کرنے کی کوشش کی۔ بہت کوشش کی کہ میں وہی خود پـ تـ دُعا بن جاؤ۔۔ جو میں اُس کی پیدائش سے قبل تھی۔۔۔ ایسا پھر ہو ـ سکا۔۔۔ میں اُسے چھوڑ کر جا نہیں سکی۔۔۔ جا تھی کام کا بہت ہرج ہو رہا تھا۔ پھر سوچا۔ ز ـ گی میں کچھ ـ کچھ تو چھوٹے گا تو پھر خوشیاں ہی کیوں؟ بـ سے ضوفشاں دُ میں آئی ہے۔ مجھے لگتا ہے میری ز ـ گی کا محور ہی تبدیل ہو چکا ہے۔ میرا دن میری رات میری بچی کے مطابق ہو تـ ہے۔۔ وہ صحتیاب ہے تو میں صحتیاب ہوں۔۔ وہ بیمار ہے تو میں بیمار ہوں۔ وہ مسکراتی ہے تو میں مسکراتی ہوں۔ وہ روتی ہے تو میں بھی آ بہاتی ہوں۔

جا ـ اُس کا بـ پ ہے۔ بہت چاہتا ہے اُسے۔۔ کبھی کبھی مجھے غصہ آ تـ ہے۔۔ کہ آ ـ میں

کیوں؟ میں ہی کیوں ضوفشاں کو سنبھالوں۔۔ یہ تو وہی dominating Male سوسائٹی والی حرکتیں ہے۔۔ پھر اللہ کی میں اپنا مرتبہ دیتی ہوں۔۔اور سوچتی ہوں۔۔ماں کا بچے کی پرورش کرنا dominating male سوسائٹی کی علامت نہیں ہے۔۔ماں بننا عورت کی عزت کی معراج ہے۔۔اور یہ بات بہت کم عورتیں سمجھتی ہیں۔۔کبھی کبھی یہ بھی سوچتی ہوں کہ اگر ضوفشاں کو وقت سے پہلے ہم دنیا میں لے کر آتے تو بھی کیا ہم اُس کی ویسی ہی پرورش کرتے جو آج کر رہے ہیں؟ فیملی پلاننگ بہت ضروری ہے۔۔کیونکہ ہمیں انسان کے بچے کو پالنا ہے۔۔جانور کے بچے کو نہیں۔۔امی ابو کی توقعات ہم سے اب بھی بہت ہیں۔۔لیکن فلحال ہمارے لیے ضوفشاں اہم ہے۔۔۔"

وہ ٹھہری اور خضر اور ضوفشاں کے قریب بڑھنے لگی۔

"بظاہر میری کہانی مکمل ہے۔۔ہے نا؟ بالکل مکمل۔۔۔جو چاہا وہ مل گیا۔۔ بہت مل گیا۔۔ سکون؟ سچ کہوں۔۔اسکوائر والے گھر میں ہی تھا۔ابو کا بھی وہی حساب ہے۔۔چاہے اُنہیں مہنگے سے مہنگا فون دلا دیں وہ 3310 کو استعمال کرنا نہیں چھوڑتے۔۔۔ایک وہ وقت تھا۔۔۔ جب ہماری حیثیت موٹر سائیکل لینے کی بھی نہیں تھی۔اور آج۔۔آج ہمارے گھر کے گیراج میں تین گاڑیاں پارک ہیں۔۔گاڑیاں تو ہیں۔۔ دھنو والی خوشی کسی ایک میں بھی بیٹھ کر محسوس نہیں ہوتی۔۔۔ہم عام تھے۔۔اور بہت عام ہیں۔۔بس ہماری کہانی خاص تھی۔۔۔نا ہی خضر نے کبھی کسی حسینہ عالم کی خواہش کی۔نا ہی میں نے کسی عربی شہزادے کے خواب دیکھے۔۔ہم اللہ کی تقسیم پر راضی رہے۔۔ہم نے بنا کسی چوں چرا کے بہتر کو اپنایا اور اُسی بہتر کو بہترین بنایا۔۔۔"

وہ ٹھہری۔۔اور پھر سے کہنے لگی۔

"اِن دنوں خضر اپنی بیئو افی پہ کام کروا رہا ہے۔۔۔جو کہ بیئو افی کم۔۔-اور ہماری کہانی زیدہ ہے۔۔اور کیا کوئی تصور کر سکتا ہے بیئو افی کا نام؟ نجمین؟ نجمین ہے اُس کی بیئو افی کا نام۔۔یہ بھی کوئی نام ہے؟ چانہ کبھی کبھی بہت impractical سی حرکتیں کرتا ہے۔۔مطلب۔۔یار۔۔۔کوئی کیسے۔کیسے اپنی بیوی کو ہر جگہ شامل کر سکتا ہے۔۔تصور کرنا تھوڑا مشکل ہے۔۔شاید میں ایسی ہی رہوں گی؟ اکثر چانہ سے پوچھتی ہوں۔۔تم مجھ سے محبت کا تقاضا کیوں نہیں کرتے؟ اور پتا ہے وہ کیا کہتا ہے؟ جو میرا ہے اُس سے کیا تقاضا کرنا؟ مطلب کوئی تُک ہے اِس بات میں؟ ہم اوور ریٹیڈ نہیں تھے۔۔ہم سے غلطیاں بھی ہوئی تھیں۔۔اور ہوتی رہیں گی۔۔یہ ہم ہیں جو اِن غلطیوں سمیت خود کو لوگوں کی نگاہ میں معزز بناتے ہیں۔اور ہم یہ کرتے ہیں۔۔"

وہ خضر کے عقب میں آ کھڑی ہوئی۔۔ہرنی آنکھیں جھلملا رہی تھیں۔۔

اُنہوں نے ہر سُکھ دُکھ میں ایک دوسرے کا ساتھ دیا تھا۔۔بہت سے امتحانات بہت سی آزمائشوں کے بعد وہ آگ کا دریا پار کر کے ساحل کی دودھیاں ریت پہ کھڑے اب بہار کو اپنے روبرو دیکھتے تھے۔۔اُنہوں نے ایک دوسرے کو دوست بن کر دیکھا تھا۔۔دوست سے وہ معشوق بنے تھے۔۔معشوق سے میاں بیوی۔۔۔اور اب والدین۔۔۔

زندگی بہت لمبی تھی۔۔۔ابھی تو اُن کی زندگی کا آغاز تھا۔۔ابھی تو آگے اُنہیں بہت سی آزمائشوں کا سامنا کرنا تھا۔۔

لان میں وہ اپنی بیٹی کو ٹہلا رہا تھا۔۔اور نہ جانے وہ کون سی زبان میں گفتگو کر رہے تھے۔۔وہ بہترین بیٹا اور شوہر بننے کے بعد ایک بہترین باپ بننے کی کوشش کر رہا تھا۔۔

وہیں کھڑے دُعا نے پلٹ کر دوپٹے سے اپنا کیمرہ نکالا اور ہاتھ لمبا کر کے دور سے خود کو

اُن دونوں میں فِٹ کیا۔۔۔اور پھر تصو یُ ت ری۔۔

وہ پلٹی۔۔اور خندہ پیش نی سے تصو ی ہر آتی دیکھ کر بولی۔۔

"اب ہوئی تصو یکمل!!!"

ہم نہیں جا کہ کامیابی کے متعلق بِل گیٹس نے کیا فرمایا ہے۔۔ہاں البتہ ہم یہ ضرور جا ہیں کہ اقبال نے کیا فرمایا ہے۔۔۔

خودی کو کر بلند اتنا کہ ہر تقدی سے پہلے

ابندے سے خود پوچھے بتا تیری رضا کیا ہے؟

☆.....☆.....☆

ختم شد